www.ahlehaq.org

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

جلد سوم

اسلامی کتب خانہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

ہست قرآں در زبانِ پہلوی

جلد سوم

(دفتر پنجم - ششم)

مصنف

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

قاضی سجاد حسین

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اردو بازار لاہور

فون: ۷۲۲۳۵۰۶

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: ——— مثنوی مولوی معنوی رحمۃ اللہ علیہ

مؤلف: ——— مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: ——— قاضی سجاد حسین

ناشر: ——— اسلامی کتب خانہ

طابع: ——— ممتاز احمد

مطبع ——— رضا پرنٹرز لاہور

کمپوزنگ ——— قرآن محل

سرورق: سب ٹائٹل ایم۔اے۔حافظ

www.ahlehaq.org

نوٹ

ہماری قارئین سے درخواست ہے کہ ہماری تمام تر کوشش (اچھی پروف ریڈنگ، معیاری پرنٹنگ) کے باوجود اس بات کا امکان ہے کہ کہیں کوئی لفظی غلطی یا کوئی اور خامی رہ گئی ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اس غلطی یا خامی کو دور کیا جائے۔

شکریہ!

(ادارہ)

فہرست عنوانات مثنوی مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ دفتر پنجم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	مقدمہ	۷	۲۶	در بیان آنکہ ہیچ چشم بد آدمی را چناں مہلک نیست	۶۰
۲	شروع دفتر پنجم	۱۵	۲۷	تفسیر آیت وان یکاد الذین کفروا	۶۱
۳	تفسیر آیت فخذ اربعۃ من الطیر	۱۸	۲۸	قصہ آں حکیم کہ طاؤس را دید کہ پرہائے خود را بر میکند	۶۳
۴	در سبب ورود حدیث المؤمن یاکل فی سبعۃ امعاء	۲۰	۲۹	در بیان آنکہ صفا و سادگی نفس مطمئنہ از فکر تہا مشوش شود	۶۶
۵	در حجرہ کشادن صلی اللہ علیہ وسلم پر مہمان خود	۲۳	۳۰	در بیان قول علیہ السلام لا رھبانیۃ فی الاسلام	۶۸
۶	سبب رجوع کردن آں مہمان بخانہ مصطفیٰ	۲۵	۳۱	در بیان آنکہ ثواب عمل عاشق از حق ہم حق است	۶۹
۷	نواختن مصطفیٰ آں عرب مہمان را	۲۹	۳۲	در بیان حدیث ما مات من یموت	۷۰
۸	بیان آنکہ نماز و روزہ و حج بیرونی گواہہا ست	۳۱	۳۳	در بیان آنکہ عقل و روح در آب و گل جسد محبوس اند	۷۲
۹	پاک کردن آب ہمہ پلید بہا را	۳۳	۳۴	جواب دادن طاؤس آں حکیم سائل را	۷۳
۱۰	استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ	۳۴	۳۵	در بیان آنکہ ہنر ہا پنجگانہ پر طاؤس عدد جان اند	۷۵
۱۱	گواہی دادن فعل و قول بیرونی بر نور اندرونی	۳۵	۳۶	صفت آں بیخودان کہ از شیر خود ایمن شدہ اند	۷۷
۱۲	در بیان آنکہ آں نور خدا را اندرون ستر عذف ظاہر کند	۳۶	۳۷	در بیان آنکہ سوی اللہ ہر چیز آکل ما کول ست	۸۱
۱۳	عرضہ کردن مصطفیٰ شہادت را بر مہمان	۳۶	۳۸	سبب شکستن ابراہیم علیہ السلام زاغ را	۸۵
۱۴	در بیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست	۴۰	۳۹	مناجات	۸۷
۱۵	انکار کردن اہل تن غذائے روح را	۴۲	۴۰	قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارحموا ثلاثا	۹۱
۱۶	مناجات	۴۲	۴۱	قصہ محبوس شدن آہو بچہ در آخر خراں	۹۲
۱۷	تشبیہ عقل بجبرئیل علیہ السلام	۴۳	۴۲	حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ	۹۳
۱۸	تمثیل روشہائے مختلف	۴۴	۴۳	بقیہ قصہ آہو	۹۸
۱۹	تفسیر آیت یا حسرۃ علی العباد	۴۶	۴۴	تفسیر آیت انی اری سبع بقرات	۱۰۰
۲۰	بیان فرجی	۴۷	۴۵	در بیان آنکہ کشتن خلیل علیہ السلام خروس را	۱۰۱
۲۱	مناجات	۴۸	۴۶	تفسیر لقد خلقنا الانسان	۱۰۴
۲۲	صفت طاؤس و طبع او را	۵۰	۴۷	تفسیر الا الذین آمنوا الخ	۱۰۵
۲۳	در بیان آنکہ لطف حق را ہمہ کس دانند	۵۲	۴۸	مثال عالم ہست نیست نما	۱۰۹
۲۴	تفاوت عقول در اصل فطرت	۵۶	۴۹	تفسیر قولہ علیہ السلام لا بد من قرین یدفن معک	۱۱۱
۲۵	حکایت آں اعرابی کہ سگ او از گرسنگی میمرد	۵۸	۵۰	تفسیر قولہ عزوجل وھو معکم الخ	۱۱۳

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۱	تفسیر قول نبی من جعل الهموم همًا واحدًا	۱۱۵
۵۲	در معنی رباعی گررا ہروی	۱۱۷
۵۳	قصہ آں شخصے کہ دعوی پیغمبری میکرد	۱۱۸
۵۴	سبب عداوت عام با اولیائے خدا	۱۲۱
۵۵	در بیان آنکہ مرد بدکار چوں متمکن شود	۱۲۳
۵۶	در مناجات	۱۲۵
۵۷	پرسیدن شاہ ازاں مدعی نبوت	۱۲۸
۵۸	داستاں آں عاشق کہ با معشوق خود بری شمرد	۱۲۹
۵۹	یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید	۱۳۳
۶۰	قصہ آمدن مرید بخدمت شیخ و شیخ را گریاں دیدن	۱۳۵
۶۱	بقیہ حال مرید مقلد	۱۳۸
۶۲	داستان آں کنیزک کہ باخر خاتون خود شہوت میراند	۱۴۱
۶۳	تمثیل تلقین شیخ مریداں را کہ ایشاں طاقت تلقین حق ندارند	۱۴۹
۶۴	صاحبدلے در چلہ بخواب دید	۱۵۱
۶۵	قصہ اہل ضرواں و حسد ایشاں	۱۵۴
۶۶	در بیان آنکہ عطائے حق موقوف بر قابلیت نیست	۱۶۰
۶۷	در ابتدائے خلقت جسم آدم علیہ السلام	۱۶۲
۶۸	فرستادن میکائیل علیہ السلام را	۱۶۵
۶۹	قصہ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام	۱۶۷
۷۰	فرستادن اسرافیل علیہ السلام	۱۶۸
۷۱	فرستادن عزرائیل علیہ السلام	۱۷۱
۷۲	در بیان آنکہ مخلوقیکہ تر از وظلے رسد	۱۷۴
۷۳	جواب آمدن از حضرت عزت عتاب عزرائیل را	۱۷۷
۷۴	بیان وخامت چرب وشیریں دنیا	۱۸۰
۷۵	در جواب آں مغفل کہ گفتہ است	۱۸۲
۷۶	فیما یرجی من رحمۃ اللہ	۱۸۳
۷۷	قصہ ایاز و حجرہ داشتن از جہت چارق و پوستین	۱۹۰
۷۸	در بیان آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورت قصہ است	۱۹۳
۷۹	حکمت نظر کردن در چارق و پوستین	۱۹۶
۸۰	در بیان آیہ کریمہ خلق الجان	۱۹۷
۸۱	در معنی آنکہ ارنا الاشیاء کما ھی	۲۰۱
۸۲	در بیان اتحاد عاشق و معشوق از روئے حقیقت	۲۰۳
۸۳	معشوقے از عاشق پرسید	۲۰۶
۸۴	آمدن آں امیر نماماں باسر ہنگان	۲۰۹
۸۵	باز گشتن نماماں از حجرہ ایاز تہی و خجل	۲۱۲
۸۶	حوالہ کردن بادشاہ قبول توبہ نماماں با ایاز	۲۱۴
۸۷	فرمودن شاہ ایاز را	۲۱۵
۸۸	تعجیل فرمودن بادشاہ ایاز را	۲۱۸
۸۹	حکایت در تقریر ایں سخن کہ	۲۲۰
۹۰	قصہ زاہد و زن غیور و جفت شدن زاہد با کنیزک	۲۲۱
۹۱	رسیدن زن بخانہ و جدا شدن زاہد از کنیزک	۲۲۴
۹۲	حکایت در بیان توبہ نصوح کہ دلا کی میکرد	۲۲۷
۹۳	در بیان دعائے عارف	۲۲۹
۹۴	نوبت بستن رسیدن بنصوح	۲۳۱
۹۵	یافت شدن گوہر	۲۳۳
۹۶	باز خواندن شہزادی نصوح را	۲۳۶
۹۷	حکایت در بیان آنکہ توبہ کند و پشیمان شود	۲۳۶
۹۸	تشبیہ کردن قطب کہ عارف واصل است	۲۳۸
۹۹	جواب گفتن روباہ شیر را	۲۳۹
۱۰۰	حکایت دیدن خرسقائے	۲۴۱

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۰۱	جواب گفتن روباہ خررا	۲۴۳
۱۰۲	جواب گفتن آں خرروباہ را	۲۴۴
۱۰۳	جواب گفتن روباہ خررا کہ من راضیم	۲۴۴
۱۰۴	باز جواب گفتن خرروباہ را	۲۴۵
۱۰۵	درتقریر معنی توکل	۲۴۵
۱۰۶	باز جواب گفتن روباہ خررا	۲۴۷
۱۰۷	جواب گفتن خرروباہ راکہ توکل بہترین کسبہاست	۲۴۸
۱۰۸	جواب گفتن روباہ خررا	۲۴۸
۱۰۹	مثل آوردن اشتر	۲۴۹
۱۱۰	فرق میان دعوت شیخ کامل ومیان سخن ناقصاں	۲۵۱
۱۱۱	زبوں شدن خردردست روباہ	۲۵۴
۱۱۲	حکایت مخنث ولوطی	۲۵۴
۱۱۳	غالب شدن حیلہ روباہ برخر	۲۵۷
۱۱۴	حکایت آں شخص کہ ازترس خویش رادرخاندنانداخت	۲۵۹
۱۱۵	بردن روباہ خررا پیش شیر	۲۶۲
۱۱۶	دربیان آنکہ نقض عہد وتوبہ موجب بلابود	۲۶۴
۱۱۷	دوم بارآمدن روباہ برآں خر	۲۶۵
۱۱۸	جواب گفتن خرروباہ را	۲۶۷
۱۱۹	جواب گفتن روبارہ خررا	۲۶۹
۱۲۰	حکایت شیخ محمد سرزی قدس سرہ	۲۷۲
۱۲۱	آمدن شیخ بعداز چندیں سال از بیابان شہرغزنین	۲۷۳
۱۲۲	درمعنی لولاک لما خلقت الافلاک	۲۷۷
۱۲۳	رفتن شیخ درخانہ میرے بہرگدیہ	۲۷۹
۱۲۴	گریاں شدن امیراز نصیحت شیخ	۲۸۱
۱۲۵	اشارت آمدن ازغیب	۲۸۲
۱۲۶	دانستن شیخ ضمیر سائل رابے گفتن	۲۸۳
۱۲۷	سبب دانستن ضمیر ہائے خلق	۲۸۶
۱۲۸	غالب شدن مکرروباہ برخر	۲۸۶
۱۲۹	دربیان فضیلت جوع	۲۸۷
۱۳۰	حکایت مریدے کہ شیخ ازضمیراو واقف شد	۲۸۸
۱۳۱	حکایت آں گاؤ	۲۹۰
۱۳۲	صید کردن شیرآں خررا	۲۹۱
۱۳۳	حکایت راہب	۲۹۳
۱۳۴	دعوت کردن مسلمان مرمغے راباسلام	۲۹۶
۱۳۵	مثل شیطان بردررحمن	۲۹۸
۱۳۶	جواب گفتن مومن کافرجبری را	۳۰۰
۱۳۷	درک وجدانی بجائے حس است	۳۰۶
۱۳۸	حکایت زرگر باشحنہ گفت کہ آنچہ کردم بتقدیر خدابود	۳۱۰
۱۳۹	حکایت ہم دربارجبری	۳۱۲
۱۴۰	معنی ما شاء اللہ کان	۳۱۵
۱۴۱	بجنیں قد جف القلم	۳۱۷
۱۴۲	حکایت آں درویش کہ درہرات	۳۲۰
۱۴۳	باز جواب گفتن آں کافرجبری	۳۲۴
۱۴۴	پرسیدن بادشاہ قاصد ایازرا	۳۲۸
۱۴۵	گفتن خویشاوندان مجنوں را	۳۳۸
۱۴۶	حکایت جوحی کہ چادر پوشیدہ درمجلس میان دزدان نشست	۳۳۴
۱۴۷	فرمودن شاہ بایاز باردیگر	۳۳۷
۱۴۸	حکایت گبرے درعہد شیخ بایزید قدس سرہ	۳۳۷
۱۴۹	حکایت مؤذن زشت آواز	۳۳۸
۱۵۰	رجوع بحکایت گبرباسلماں درایمان	۳۴۱

www.ahlehaq.org

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۵۱	حکایت آں زن کہ گفت	۳۴۳
۱۵۲	حکایت آں امیر کہ غلام را گفت	۳۴۶
۱۵۳	حکایت ضیائے بلخ کہ راز بالا بود	۳۴۹
۱۵۴	رجوع حکایت زاہد با غلام امیر	۳۵۰
۱۵۵	رفتن امیر خشم آلودہ برائے گوشمال زاہد	۳۵۱
۱۵۶	حکایت مات کردن دلقک سید شاہ ترمذ را	۳۵۲
۱۵۷	آمدن امیر بدر خانۂ زاہد و گفتن در	۳۵۳
۱۵۸	انداختن مصطفی خود را از کوہ حرا	۳۵۵
۱۵۹	جواب گفتن امیر مر آں شفیعان زاہد را	۳۵۷
۱۶۰	دوم بار دست ہائے امیر بوسہ دادن	۳۵۸
۱۶۱	باز جواب گفتن امیر شفیعاں را	۳۶۰
۱۶۲	تفسیر آیۃ وان الدار الآخرۃ لھی الحیوان	۳۶۱
۱۶۳	دیگر بار استدعائے شاہ از ایاز	۳۶۵
۱۶۴	تمثیل تن آدمی بمہمان خانہ	۳۶۶
۱۶۵	حکایت آں مہمان و زن خداوند خانہ	۳۶۷
۱۶۶	تمثیل فکر ہا و زینہ	۳۶۹
۱۶۷	داختن سلطان محمود ایاز را	۳۷۲
۱۶۸	وصیت پدر دختر را کہ خود را نگاہ دار	۳۷۳
۱۶۹	وصف ضعف دلی و سستی صوفی سایہ پرورد	۳۷۴
۱۷۰	نصیحت کردن مبارزاں آں صوفی را	۳۷۸
۱۷۱	حکایت عیاض رحمۃ اللہ	۳۷۹
۱۷۲	حکایت مجاہد دیگر	۳۸۲
۱۷۳	حکایت آں مجاہد کہ از ہمیان سیم	۳۸۲
۱۷۴	صفت کردن ہر دو غماز نمودن صورت کنیزک مصور	۳۸۴
۱۷۵	ایثار کردن صاحب موصل آں کنیزک خود را	۳۸۶
۱۷۶	مراجعت کردن پہلوان	۳۸۹
۱۷۷	پشیمان شدن آں سر لشکر از خیانت	۳۹۱
۱۷۸	حکایت	۳۹۲
۱۷۹	حجت منکران آخرت	۳۹۴
۱۸۰	آمدن آں خلیفہ نزد آں خوبرو	۳۹۵
۱۸۱	خندہ گرفتن کنیزک را	۳۹۶
۱۸۲	فاش کردن آں کنیزک آں راز را با خلیفہ	۳۹۷
۱۸۳	عزم کردن شاہ چوں واقف شد	۴۰۰
۱۸۴	کنیزک بخسیدن شاہ	۴۰۲
۱۸۵	بیان آنکہ تحن قسمنا	۴۰۳
۱۸۶	دیگر بار خطاب پادشاہ با ایاز	۴۰۴
۱۸۷	دادن شاہ گوہر را در میان دیوان	۴۰۴
۱۸۸	رسیدن گوہر از دست بدست	۴۰۶
۱۸۹	تشفیع زدن امرا مر ایاز	۴۰۹
۱۹۰	قصد کردن شاہ بقتل امرا	۴۱۰
۱۹۱	تفسیر گفتن ساحراں لا ضیر	۴۱۳
۱۹۲	محرم داشتن ایاز خود را	۴۱۶

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

عرضِ حال:

آج جبکہ میں دفتر پنجم کا یہ پیش لفظ لکھ رہا ہوں، بفضلہٖ تعالیٰ دفتر چہارم کی کتابت وطباعت کے جملہ مراحل سے فارغ ہو چکا ہوں اور وہ دفتری کے یہاں جلد بندی میں ہے، انشاء اللہ ہفتہ عشرے میں بازار میں آجائے گا۔ نیز دفتر پنجم کی کتابت بفضلہٖ تعالیٰ مکمل ہو چکی ہے اور وہ بھی عنقریب طباعت کے لئے پریس کے سپرد کر دیا جائے گا، دفتر سوم مارچ ۷۶ء میں شائع ہوا تھا۔ انشاء اللہ مارچ ۷۸ء تک دفتر پنجم بھی بازار میں آجائے گا اور اس طرح میں ایک سال کی مدت میں دفتر چہارم و پنجم ناظرین کی خدمت میں پیش کرنے کا فخر حاصل کرلوں گا۔ دفتر پنجم کے مسودے سے فارغ ہو کر میں نے دفتر ششم پر کام شروع کر دیا تھا۔ اور اس کی رحمت بے پایاں کے سہارے میں اس کا بھی تقریباً نصف حصہ لکھ چکا ہوں، اور انشاء اللہ ۷۸ء کے اواخر میں وہ بھی شائقین کی خدمت میں پیش کر سکوں گا۔

دفتر پنجم سے متعلق بعض مباحث:

نفس: اس کی چار قسمیں ہیں۔ نفس امارہ، نفس لوامہ، نفس مطمئنہ، نفس ملہمہ۔ نفس امارہ وہ ہے جو شہوتوں اور لذتوں کا طالب ہو۔ ان النفس لامارۃ بالسوء میں اسی کا بیان ہے۔

نفس لوامہ وہ ہے جس میں کسی قدر صفائی پیدا ہو چکی ہو اور شہوتوں اور لذتوں سے پرہیز کرنے لگے اور اگر کبھی کسی لذت وشہوت میں مبتلا ہو جائے تو پچھتائے۔ لا اقسم بیوم القیامۃ و لا اقسم بالنفس اللوامۃ میں اس کا ذکر ہے۔ نفس مطمئنہ وہ ہے جو کسی حالت میں لذت وشہوت میں مبتلا نہ ہو اور شیطانی اثرات سے بالکل محفوظ ہو چکا ہو۔ یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ میں یہی نفس مراد ہے۔

نفس ملہمہ وہ ہے جو صفائی کے اعلیٰ مراتب حاصل کر چکا ہو اور انسانوں کو امور خیر کی جانب

توجہ دلائے۔ ہر شخص میں ان قسموں میں سے ایک قسم کا نفس ہوتا ہے۔

انسان کی تین طاقتیں: قدرت نے انسان میں تین طاقتیں ودیعت فرمائی ہیں۔ ملکی، سبعی، بہیمی،

ملکی طاقت: خداوندی اطاعت اور اعمالِ خیر کی متقاضی ہے۔ یہ طاقت روح کے ساتھ خاص ہے۔

سبعی طاقت: انسان کے غصہ وغضب کا سبب ہے اور مخالف چیز کا دفعیہ کرتی ہے۔

بہیمی طاقت: انسان میں شہوت اور ہوس کا سبب ہے اور یہ طاقت مرغوب اور مناسب چیز کے حصول کے درپے رہتی ہے۔ یہ دونوں طاقتیں جسم انسانی کے ساتھ خاص ہیں۔

وقوف قلبی: نقشبندی سلوک میں ایک ریاضت کا نام ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ سالک قلب کی طرف توجہ کر کے بیٹھے اور قلب کی نگرانی کرے۔ قلب پر ماسوی اللہ کسی خطرے اور خیال کے وارد نہ ہونے دے۔ یہ ریاضت انتہائی مشکل ہے۔ بہت سی ریاضت کے بعد سالک اس پر قابو پاتا ہے۔

کرامت کی قسمیں: بزرگوں سے جو کرامتیں صادر ہوتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔ کرامت حسی، کرامت معنوی

حسی کرامت: یہ ہے کہ کسی حسی اور ظاہری امر میں بزرگ سے کوئی بات دستور کے خلاف ظاہر ہو، مثلاً بزرگ کو کسی کے دل کی بات کا معلوم ہو جانا، آنے والی بات کا معلوم ہو جانا، توجہ ڈال کر بیتاب بنا دینا، پانی کی سطح پر چلنا، ان کرامات سے عوام زیادہ متاثر ہوتے ہیں لیکن یہ کرامتیں حیض الاولیاء کہلاتی ہیں اور یہ ہمیشہ قائم نہیں رہتی ہیں۔

معنوی کرامت: دین پر استقامت، بری عادتوں سے پاکی، خیر کی طرف سبقت، فرائض و واجبات کی بروقت ادائیگی، یہ معنوی کرامتیں ہیں اور اصل فضیلت یہی ہیں۔ یہی اہل اللہ اور فرشتوں کی صفات ہیں۔

فیضِ اقدس، فیض مقدس: حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے مخلوق کو جو فیض پہنچتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔

فیضِ اقدس: وہ فیض ہے جو حق تعالیٰ کی جانب سے اعیانِ ثابتہ کو پہنچتا ہے، یہ فیض تعدد اور کثرت سے پاک ہے۔

فیضِ مقدس: وہ فیض ہے جو اعیان ثابتہ سے ارواح کو روح کی قابلیت اور استعداد کے مطابق پہنچتا ہے، اس میں تنوع اور تکثر ہے۔ ان دونوں کی مثال اس طرح سمجھ لی جائے کہ سورج کا نور مختلف رنگ کے آئینوں پر پڑتا ہے اور پھر آئینوں کے ذریعہ مختلف قسم کا نور انسانوں پر پڑے، سورج کا جو نور آئینوں پر پڑا وہ فیضِ اقدس کی مثال ہے، اور جو آئینوں کے ذریعہ انسانوں پر پڑا وہ فیضِ مقدس کی مثال ہے۔

معیتِ حق: مولانا بحر العلومؒ نے فرمایا ہے کہ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معیت دو طرح کی ہے۔

معیت عامہ: حق تعالیٰ کی یہ معیت تمام مخلوق کے ساتھ ہے خواہ وہ مومن ہو یا کافر وھو معکم اینما کنتم ''وہ خدا تمہارے ساتھ ہے تم جہاں کہیں بھی ہو'' اس معیت کا مطلب یہ ہے کہ تمام مخلوق محض وجودِ باری تعالیٰ کی شئون ہیں اور یہ موجوداتِ حق تعالیٰ کے وجود کے ذریعہ موجود ہیں۔

معیت خاصہ: یہ معیت صالحین اور عارفین کو حاصل ہوتی ہے اور یہ معیت ایسی ہے جیسے محبوب کی معیت محبّ کے ساتھ ہوتی ہے اور حدیث المرء مع من احب ''انسان اس کے ساتھ ہے جس سے اس کو محبت ہو'' میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

علم باری تعالیٰ:

مولانا بحر العلومؒ نے فرمایا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ کے علم کی دو قسمیں ہیں۔ ایک علم تو وہ ہے جو کائنات کے وجود سے قبل حضرتِ حق تعالیٰ کو حاصل ہے۔ یہ علم جزا اور سزا کا مدار نہیں ہے دوسرا علم وہ ہے جو موجودات کے وجود کے بعد ان سے متعلق ہوتا ہے۔ یہ جزا اور سزا کا مدار ہے۔ اس علم کے اعتبار سے نیک لوگ جزا کے اور برے لوگ سزا کے مستحق قرار دیئے جاتے ہیں۔ الذی خلق الموت والحیوۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا ''خدا وہ ہے جس نے موت اور زندگی پیدا کی تاکہ تمہیں آزمائے کون عمل کے اعتبار سے بہتر ہے۔'' انسانی موت وحیات کی پیدائش اس کی آزمائش کیلئے ہے۔ اب جیسے اس کے افعال ہوں گے، ان سے جو علم خداوندی متعلق ہوگا وہ جزا اور سزا کا مدار ہوگا۔

معجزہ ردالشمس: روایت ہے کہ آنحضورؐ کا سر مبارک حضرت علیؓ کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی۔ حضرت علیؓ نے عصر کی نماز پڑھی تھی اور سورج غروب ہونے لگا۔ وحی کے ختم ہو جانے کے بعد حضرت علیؓ نے آنحضورؐ سے صورت حال عرض کی تو آنحضورؐ نے دعا فرمائی کہ ''اے خدا اگر علیؓ تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا تو سورج کو واپس لوٹا دے'' اس پر سورج واپس لوٹ آیا اور پہاڑ اور زمین پر دھوپ چمکنے لگی۔ اس حدیث کو محدثین نے سند کی کمزوری اور عقل کے خلاف ہونے کی وجہ سے ناقابل قبول قرار دیا ہے۔

عشرہ مبشرہ: وہ دس صحابہ جن کو آنحضورؐ نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت دیدی تھی یہ ہیں۔

ابوبکر، عمر، عثمان، علی، زبیر، طلحہ، عبدالرحمٰن، ابوعبیدہ، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید رضی اللہ عنہم

ان کے علاوہ بعض دوسرے صحابہ بھی ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت کی بشارت ملی ہے لیکن عشرہ مشرہ۔ یہی دس کہلاتے ہیں۔

حدیث لولاک:

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل آئے اور کہا کہ آپ کے لئے فرمایا گیا ہے۔ یا محمد لولاک لما خلقت الجنۃ ولولاک لما خلقت النار۔ ''اے محمدؐ اگر تم نہ ہوتے تو میں جنت کو پیدا نہ کرتا اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دوزخ کو پیدا نہ کرتا'' ایک دوسری روایت میں ہے لولاک ما خلقت الدنیا ''''اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا'' ان روایتوں کا مضمون اگرچہ صحیح ہے لیکن ملا علی قاریؒ نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔

عباس دبس: یہ ایک بھکاری تھا جو بھیک مانگنے کے ستر طریقے جانتا تھا۔ فرضی طور پر ایسے دردناک انداز سے روتا تھا کہ لوگوں کو رلا دیتا تھا۔ پھر بھیک مانگتا تھا تو جھولی بھر لیتا تھا اسی عباس کو بعض اہل لغت نے عباد دوس لکھا ہے اور بتایا ہے کہ چونکہ یہ دوس قبیلہ کا تھا اس لئے اس کو عباس دوس کہا جاتا ہے۔

اصحاب فیل: ابرھۃ الاشرم یمن کے علاقے کا ایک عیسائی گورنر تھا۔ خانہ کعبہ ڈھانے کے

لئے اس نے ہاتھیوں کا لشکر لے کر مکہ معظمہ پر چڑھائی کی لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ قدرت نے اس پر پرندوں کے ایک جھلڑ کو مسلط کر دیا۔ ان پرندوں کی چونچوں اور پنجوں میں کنکریاں تھیں جو ان پرندوں نے ہاتھیوں کے لشکر پر برسا دیں۔ اور پورا لشکر تباہ ہو گیا۔ سورہ ''الفیل'' میں اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

قوم لوطؑ: اس قوم میں لڑکوں سے بدفعلی کی عادت تھی، اسی لئے اس بدفعلی کرنیوالے کو لوطی کہا جاتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی فہمائش پر جب یہ نہ مانے تو ان کی بستیاں الٹ دی گئیں اور ان پر پتھر برسے جس سے وہ سب تباہ ہو گئے۔

اہل انطاکیہ: حضرت مسیحؑ نے اپنے دو حواری انطاکیہ کے باشندوں کے پاس بھیجے یہ لوگ بت پرست تھے۔ ان دونوں حواریوں نے بت پرستی کے خلاف لوگوں کو دعوت دی تو حبیب نجار ان کے ہاتھ پر ایمان لے آئے۔ انطاکیہ کے بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ دونوں حواری بت پرستی کے خلاف لوگوں کو ابھارتے ہیں تو اس نے ان دونوں کو قید کر دیا حضرت مسیحؑ کو جب ان کی حالت کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے بڑے حواری شمعون کو روانہ کیا۔ شمعون نے مختلف تدبیروں سے بادشاہ کا تقرب حاصل کیا اور اس کو آمادہ کیا کہ وہ دربار میں اس مسئلہ پر گفتگو کرائے۔ چنانچہ دربار میں ان حواریوں اور انطاکیہ والوں کی گفتگو شروع ہوئی۔ حبیب نجار کو جب پتہ چلا تو وہ دوڑ کر آئے اور اپنے ہم وطنوں سے کہنے لگے کہ تم لوگ ان بزرگوں کے ہاتھ پر ایمان لاؤ اس پر مجمع بھڑک اٹھا اور اس نے حبیب نجار کو قتل کر دیا۔ سورۂ یٰسین میں اس واقعہ کو ذکر کیا گیا ہے۔

اصحاب سبت: یہود کا حکم دیا گیا ہے شنبہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کیا کریں۔ اس حکم میں ان کی آزمائش شروع ہوئی اور شنبہ کے روز دریا میں مچھلیاں زیادہ نظر آنے لگیں۔ تو ان میں لالچ پیدا ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم عدولی شروع کر دی، تب ان پر مسخ کا عذاب نازل ہوا اور ان کو بندر بنا دیا گیا۔ سورۂ الاعراف میں اس کا ذکر ہے۔

عمر بن عبدالعزیزؒ: ۶۱ھ میں اموی خاندان میں پیدا ہوئے۔ ۹۹ھ میں آپ کو خلیفہ مقرر کیا گیا۔ اس قدر نیک اور دیندار پابند شرع تھے کہ ان کو علماء نے خلفاء راشدین میں شمار کیا

گیا۔ چنانچہ سفیان ثوریؒ، خلفاء راشدین کی تعداد پانچ مانتے ہیں۔ آغاز خلافت سے پہلے ان کی ذاتی آمدنی چالیس ہزار دینار سالانہ تھی۔ لیکن خلافت کے دور میں آپ نے اس کو بہت کم کر دیا تھا اور انتقال کے وقت کل آمدنی چار سو دینار رہ گئی تھی۔ مرض الموت کی حالت میں کسی شخص نے آپ کو میلی قمیص پہنے ہوئے دیکھا تو آپ کے گھر والوں سے کہا کہ آپ کو نئی قمیص پہنا دیں۔ جواب ملا کہ آپ کے پاس صرف یہی ایک قمیص ہے جو پہنے ہوئے ہیں۔ ایک شب کا واقعہ ہے کہ آپ چراغ جلائے ہوئے بیت المال کا حساب کتاب کر رہے تھے اسی اثناء میں آپ کا غلام آیا اور کچھ گھریلو باتیں کرنے لگا۔ آپ نے فوراً بیت المال کا چراغ بجھا دیا اور یہ گوارہ نہ کیا کہ بیت المال کا چراغ ذاتی معاملہ میں کام آئے۔ ۱۰۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے۔

حجاج بن یوسف: یہ ثقفی خاندان کا تھا۔ اور عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق کا گورنر تھا۔ اس نے ۷۳ھ میں حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ حاکم مکہ پر چڑھائی کی تھی اور مکہ پر منجنیقوں سے اس قدر پتھر برسائے تھے کہ خانہ کعبہ کی دیواروں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔ اس نے سینکڑوں صحابہ کو قتل کرایا ہے۔ تابعین اور تبع تابعین جو اس کے ہاتھوں قتل ہوئے ان کی تعداد تو لاکھوں تک پہنچ گئی ہے۔ اسی لئے اس کو امت محمدیہ کا سب سے بڑا ظالم قرار دیا جاتا ہے۔ اور ظلم وستم میں ضرب المثل بن گیا ہے۔

ابو ہریرہؓ: آنحضورؐ کے مخصوص صحابی ہیں۔ یہ ان کی کنیت ہے۔ نام غیر مشہور ہے جس میں کافی اختلاف ہے۔ غزوہ خیبر کے موقع پر آ کر مسلمان ہوئے اور پھر شب و روز آنحضرتؐ کی صحبت میں رہے۔ صفہ میں مقیم ہو گئے تھے اور قوت لایموت پر اکتفا کرتے تھے اور آنحضورؐ کے افعال و اقوال کو یاد کرنا اپنا مقصد بنا لیا تھا اسی لئے صحابہ میں سب سے زیادہ روایتیں انہی سے منقول ہیں۔

محمد خوارزم شاہ: جلال الدین کے لقب سے مشہور ہے۔ خراسان سے عراق تک اس کی سلطنت پھیلی ہوئی تھی۔ یہ مولانا رومؒ کے والد خواجہ بہاؤ الدین کا ماموں تھا۔ اس نے چنگیز خانی فتنے کا مقابلہ کیا۔ ابتدائی جنگ میں اس نے ایک ہزار تاتاری سپاہیوں کو تہ تیغ کر ڈالا، تاتاری

فوج شکست کھا گئی پھر چنگیز خاں نے تیس ہزار فوج اس کے مقابلہ کے لئے بھیجی اس کو بھی اس نے شکست دی۔ تب چنگیز خاں خود ایک بھاری فوج لے کر حملہ آور ہوا۔ اس وقت اس کی فوج کا ایک بڑا حصہ ہرات کی مہم پر تھا، مجبوراً اس کو غزنین کی طرف پسپا ہونا پڑا وہاں سے وہ ہندوستان آنا چاہتا تھا کہ ۶۱۸ھ میں دریائے سندھ کے کنارے پر پھر تاتاری فوج سے مقابلہ کرنا پڑا اور اس قدر بہادری اور بے جگری سے اس سے لڑا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں۔ اس جنگ میں اس کے بہت سے ساتھی شہید ہو گئے اور اس نے تنہائی محسوس کی تو ہندوستان پہنچنے کے ارادے سے اس نے اپنا گھوڑا دریائے سندھ میں ڈال دیا اور اس قدر صفائی سے اس کو پار کیا کہ چنگیز خاں انگشت بدنداں ہو گیا اور اس کی بہادری کے اعتراف میں کہا کہ بچو او جوانمرد در دنیا پیدا نشد و نخواہد شد۔ ''اس جیسا بہادر دنیا میں نہ پیدا ہوا نہ پیدا ہوگا۔'' ہندوستان پہنچ کر اس نے پھر اپنی حالت کو سنبھالا اور آذربائیجان کی طرف چلا گیا وہاں رات کو سوتے ہوئے کسی مغل کے ہاتھ سے شہید ہو گیا۔

روح: روح کی حقیقت شریعت نے واضح نہیں کی ہے اور اس کی صحیح حقیقت کا علم صرف خدا ہی کو ہے۔ پھر بھی جمہور علماء نے اس کی جو حقیقت بیان کی ہے وہ یہ ہے کہ روح ایک نورانی لطیف جسم ہے جو انسان کے جسم میں اسی طرح جاری اور ساری ہے جیسا کہ پانی گلاب میں اور تیل تلوں میں اور آگ کوئلہ میں۔ جب تک وہ لطیف جسم انسان کے جسم میں ساری اور جاری ہے انسان کا جسم زندہ ہے اور جس وقت یہ لطیف جسم اس کثیف جسم سے جدا ہو جاتا ہے تو یہ کثیف جسم مردہ ہو جاتا ہے۔ روح کی شکل بالکل وہی ہے جو اس جسم کثیف کی شکل ہے جس طرح اس کثیف جسم کے آنکھ، ناک ہاتھ پاؤں ہیں اسی طرح روح کے بھی یہ اعضاء ہیں اصل انسان روح ہے اور یہ کثیف جسم اس کیلئے بمنزلہ لباس کے ہے جسمانی ہاتھ روح کے ہاتھ کے لئے بمنزلہ آستین کے ہے اور کثیف جسم کی ٹانگیں روح کی ٹانگوں کے لئے بمنزلہ پاجامہ کے ہیں۔ اور چہرہ اس کے چہرے کے لئے بمنزلہ نقاب کے ہے۔

استدراج: سنت اللہ اور عام طریقہ کے خلاف کسی واقعہ کا ظاہر ہونا مثلاً ہوا میں اڑنا، پانی پر چلنا۔ یہ نبی سے بھی صادر ہوتا ہے۔ اور ولی سے بھی اور کافر سے بھی۔ اس طرح کا واقعہ اگر نبی

سے صادر ہوتو اس کو معجزہ کہا جاتا ہے جیسا کہ آنحضورؐ کا جسمانی طریقہ پر آسمانوں کی سیر کرنا، وغیرہ اور اگر ولی سے صادر ہوتو اس کو کرامت کہا جاتا ہے۔ اور اگر کسی کافر سے ایسی چیز کا صدور ہوتو اس کو استدراج کہتے ہیں۔

نحس اکبر وسعد اکبر: نحس اکبر زحل ستارے کو اور سعد اکبر مشتری ستارے کو کہا جاتا ہے۔ منجمین کے خیال میں یہ دونوں ستارے نحوست اور سعادت میں بہت بڑھے ہوئے ہیں اور زمین کی خیر و شر میں ان کے اثرات سب سے زیادہ پڑتے ہیں۔ مولانا رومؒ اپنے کلام میں ستاروں کے موثر ہونے کا ذکر کرتے ہیں لیکن اسلامی عقیدے کے اعتبار سے ان ستاروں میں کوئی ذاتی تاثیر نہیں ہے۔ ہر چیز میں حقیقتاً خدا ہی موثر ہے۔

سجاد حسین۔ دہلی

۲۳ محرم الحرام ۱۳۹۷ھ ..... م ..... ۳ جنوری ۱۹۷۸ء

☆ ..... ☆ ..... ☆

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شہ حسام الدّیں کہ نورِ انجم ست
شاہ حسام الدین جو ستاروں کا نور ہیں

طلب آغازِ سفرِ پنجم است
پانچویں کتاب کے شروع (کرنے) طالب ہیں

اے ضیاء الحق حُسام لدّینِ راد
اے یعنی ضیاء الحق حسام الدین!

اُو ستادانِ صَفارا اُو ستاد
(آپ) اہل باطن کے استادوں کے استاد ہیں

گر نبودے خلق محجوب و کثیف
اگر مخلوق محجوب اور کثیف نہ ہوتی

وَر نبودے حلقہا تنگ و ضعیف
اگر گلے تنگ اور کمزور نہ ہوتے

دَر مَدیحت دادِ معنی دادمے
تو میں آپ کی تعریف کا حق ادا کر دیتا

غیرِ ایں[۲] منطق لبے نکشادمے
اس گفتگو کے علاوہ لب کشائی نہ کرتا

لیک لقمہ بازآنِ صَعوہ نیست
لیکن باز کا لقمہ مولے کی ملکیت نہیں ہے

چارہ اکنوں آب و[۳] روغن کردنیست
اب تدبیر، پانی اور تیل کرنا ہے

مَدحِ تو حیف است باز ندانیاں
قیدیوں سے تیری تعریف کرنا ظلم ہے

گویم اندر مجمعِ رُوحانیاں
روحانیوں کے مجمع میں کہوں گا

شرحِ تو غبن است با اہلِ جہاں
دنیا داروں سے آپ کی تشریح کرنا، ٹوٹا ہے

ہمچو رازِ عشق دارم دَر نہاں
عشق کے راز کی طرح دل میں رکھتا ہوں

۱ ش۔ یعنی ضیاء الحق حسام الدین کا مطالبہ ہے کہ مثنوی کا پانچواں دفتر شروع کیا جائے سفر۔ کتاب یعنی مثنوی کا دفتر۔ گر نبودے۔ یہ شرط ہے دوسرا شعر جزا ہے۔ محجوب۔ یعنی عوام میں تمہاری تعریف سننے کی اہلیت نہیں ہے۔ ورنہ میں تمہاری بہت تعریف کرتا اور اس کے علاوہ کوئی بات نہ کہتا۔

۲ ایں منطق۔ یعنی حسام الدین کی تعریف۔ لیک۔ عوام کے سامنے حسام الدین کی تعریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ باز کی خوراک مولے کو کھلائی جائے۔

۳ آب و روغن۔ اگر واؤ عطف نہ ہو تو معنی یہ ہیں کہ پانی کو تیل کہنا پڑ رہا ہے۔ یعنی عوام کے سامنے غیر حقیقی تعریف کرنی پڑ رہی ہے۔ اگر نسخہ آب و روغن ہے تو اب معنی یہ ہونگے کہ تعریف میں تکلف کرنا پڑ رہا ہے۔ زندانیاں۔ یعنی دنیا کے قیدی۔ غبن۔ ٹوٹا۔ عشق۔ عشق مخفی رکھا جاتا ہے۔

مدحِ التعریف است و تخریقِ حجاب — فارغ است از مدح و تعریفِ آفتاب

تعریف کرنا، پہنچوانا اور (جہالت کے) پردے کو چاک کرنا ہے — سورج، تعریف اور پہنچوانے سے بے نیاز ہے

مادحِ خورشید مدّاحِ خود است — کہ دو چشمم روشن و نامُرمدست

سورج کی تعریف کرنیوالا، اپنی تعریف کرنیوالا ہے — کہ میری دونوں آنکھیں روشن اور تندرست ہیں

ذمِّ خورشید جہاں ذمِّ خودست — کہ دو چشمم کور و تاریک و بدست

دنیا کے سورج کی مذمت کرنا، اپنی مذمت ہے — کہ میری دونوں آنکھیں اندھی اور بے نور اور بری ہیں

تو بخشا بر کسے کاندر جہاں — شُد حسودِ آفتابِ کامراں

آپ اس کو معاف کر دیجئے جو دنیا میں — کامیاب سورج کا حاسد ہے

تاندش پوشید ہیچ از دیدہا — وز طراوت دادنِ بو سیدہا

اس کو کوئی آنکھوں سے چھپا سکتا ہے؟ — اور بوسیدہ چیزوں کے تازگی بخشنے کو

یا ز نورِ[۲] بیحدش تانند کاست — یا بدفعِ جاہِ اُوتا نند خاست

یا اس کے لا محدود نور کو وہ گھٹا سکتے ہیں — یا اس کے رتبہ کو ہٹانے کے لئے وہ کھڑے ہو سکتے ہیں

ہر کسے کُو حاسدِ گیہاں بُود — آں حسد خود مرگِ جاویداں بُود

جو شخص عالم کا حاسد ہو — وہ حسد خود ہمیشہ کی موت ہے

قدرِ تو بگذشت از دَرکِ عقول — عقل اندر شرحِ تو شد بُوالفضول

آپ کا مرتبہ عقلوں کے ادراک سے بالا ہے — آپ کی شرح کرنے میں عقل، بکواسی ہے

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیاں — عاجزانہ جُنبشے باید دراں

اگرچہ عقل بیان سے عاجز ہے — اس میں عاجزانہ (ہی) حرکت کرنی چاہیے

ان شیاء کلہ لا یدرک — اعلموا ان کلہ لا یترک

وہ چیز جو پوری حاصل نہیں کی جا سکتی — جان لو، وہ سب نہیں چھوڑی جاتی

گرچہ[۳] نتواں خورد طوفانِ سحاب — کے تواں کردن بترکِ خور دآب

اگرچہ ابر کا طوفان پیا نہیں جا سکتا — (لیکن) پانی پینا کب چھوڑا جا سکتا ہے؟

آبِ دریارا اگر نتواں کشید — ہم بقدرِ تشنگی باید چشید

دریا کا (پورا) پانی اگرچہ نہیں کھینچا جا سکتا — پیاس کی بقدر ہی چکھ لینا چاہیے

۱ مدح۔ جس طرح سورج مدح اور تعریف سے بے نیاز ہے اسی طرح حسام الدین ہیں۔ مرمد۔ دکھتی ہوئی آنکھ ذمّ۔ اگر کوئی شخص سورج کو تاریک کہے تو لوگ خود اس کو اندھا کہیں گے..... تو بخشا یعنی اے حسام الدین آپ اس کو معاف کریں جو آپ پر حسد کرتا ہے اس لئے کہ اس کے حسد سے آپ کا نقصان نہیں ہے خود اس کا نقصان نہیں ہے آپ آفتاب کے فیوض کی طرح ہیں اگر کوئی چاہے کہ آفتاب کو اور اس کی فیض رسانی کو لوگوں کی آنکھوں سے چھپا دے تو وہ خود حماقت میں مبتلا ہے۔ وز طراوت۔ سورج کی شعاعیں۔ پھلوں کو تازگی عطا کرتی ہیں۔

۲ یا۔ سورج کے حاسد نہ اس کا نور گھٹا سکتے ہیں۔ نہ اس کا رتبہ کم کر سکتے ہیں۔ گیہاں۔ جہان، یعنی حسام الدینؒ جو کہ عالم اکبر ہیں۔ قدر۔ آپ کا رتبہ عام عقول سے بالاتر ہے اب جو بھی اس کی تعریف کی جائے کم ہے۔ گرچہ۔ حسام الدین کی پوری تعریف اگرچہ ناممکن ہے، لیکن پھر بھی عاجزانہ اس کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ جو چیز پوری حاصل نہ ہو سکے اس کو پورے طور پر ترک نہ کرنا چاہیے کچھ نہ کچھ اس میں سے حاصل کر لینا چاہیے۔

۳ گرچہ۔ انسان بارش کا تمام پانی نہیں پی سکتا لیکن تھوڑا سا تو ضرور پی لیتا ہے۔ آب دریا۔ سارا دریا نہیں پیا جا سکتا تو بقدر امکان سیرابی حاصل کر لی جاتی ہے۔

راز [۱] راگرمی نیاری درمیاں
اگر تو راز کو درمیان میں نہیں لا سکتا ہے

دَر کہا را تازہ کُن از قِشرِ آں
اس کے چھلکے سے یادوں کو تازہ کر لے

نُطقہا نسبت بتو قِشرست لیک
آپ کے اعتبار سے (ہماری) باتیں اگرچہ چھلکا ہیں لیکن

پیشِ دیگر فہمہا مغرست نیک
دوسروں کی سمجھ کے لئے اچھا گودا ہے

آسمان نسبت بعرش آمد فرود
آسمان ، عرش کے اعتبار سے نیچا ہے

وَرنہ بس عالیست پیشِ خاکِ تود
ورنہ خاک کے تودے کے اعتبار سے بہت بلند ہے

من بگویم و صفِ تو تارہ برند
میں آپ کی تعریف کرتا ہوں تاکہ وہ رہنمائی حاصل کرلیں

پیش ازاں کزفوتِ آں حسرت خورند
اس سے پہلے کہ وہ اس کے فوت ہونے سے حسرت کریں

نورِ حقی و بحق جذابِ جاں
آپ اللہ کا نور ہیں اور جان کو خدا کیطرف کھینچنے والے ہیں

خلق دَر ظلماتِ وہم اندو گماں
لوگ وہم اور گمان کی اندھیروں میں ہیں

شرط [۲] تعظیم اَست تا آں نورِ خوش
تعظیم شرط ہے ، تاکہ وہ عمدہ نور

گرد ایں بیدیدگاں راسُرمہ کش
ان اندھوں کے لئے سرمہ لگانے والا بنجائے

نوریابد مُستعدِ تیز کوش
سخت کوشش کرنیوالا، مستعد نور حاصل کرتا ہے

گو نباشد عاشقِ ظُلمت چو مُوش
جو چوہے کی اندھیرے کا عاشق نہ ہو

نورِ میکش اے حریفِ تیز کوش
اے سخت کوشش کرنیوالے دوست! نور حاصل کر لے

گرنہ چوں مُوش دُر ظلمت مکوش
اگر تو چوہے کی طرح نہیں ہے اندھیرے کی کوشش نہ کر

سُست چشمانے کہ شب جولاں کُنند
کمزور آنکھوں والے جو رات کو گھومتے ہیں

کے طوافِ مشعل ایماں کُنند
وہ ایمان کی مشعل کا طواف کب کرتے ہیں؟

نُکتہائے [۳] مُشکلِ باریک شدُ
مشکل باریک نکتے بن گئے

بندِ طبعے کوز دیں تاز ریک شدُ
طبیعت کا بند، کیونکہ وہ دین سے تاریک ہے

تا بر آ راید ہُنر راتارد پُود
جب تک کہ وہ ہنر کا تانا بانا نہ سنوار لے

چشم دَر خورشید نتواند کشُود
سورج میں آنکھ نہیں کھول سکتا

ہمچو نخلے بَر نیارد شاخہا
وہ کھجور کے درخت کی طرح شاخیں نہیں نکال سکتا

کردہ مُو شانہ زمیں سُوراخہا
جس نے چوہے کی طرح زمین کو سوراخ سوراخ کر رکھا ہے

۱ راز۔ یعنی حسام الدین کی پوری تعریف عوام کے سامنے ناممکن ہے تب بھی اس کا کچھ حصہ بیان کر دینا چاہیے۔ نطقہا۔ اگرچہ حسام الدینؓ کی تعریف ان کی تعریف کا مغز نہیں ہے بلکہ چھلکا ہے لیکن عوام کے لئے اس میں بھی فوائد ہیں۔ آسمان۔ بلندی اور پستی فائدہ اور نقصان سب اضافی باتیں ہیں ایک چیز ایک کے لئے مفید دوسرے کے لئے غیر مفید ہے آپ کی تعریف عوام کے لئے مفید ہے اگرچہ وہ حقیقی نہیں ہے۔ من بگویم۔ معمولی تعریف اس لئے کر رہا ہوں تاکہ وہ حقیقی تعریف تک رہنمائی حاصل کرلیں۔ نورِ حقی۔ تیری ذات کے ذریعہ مخلوق وہم و گمان سے گزر کر مرتبہ یقین حاصل کرسکتی ہے۔

۲ شرط۔ مرید اس وقت فیض حاصل کرسکتا ہے جبکہ اس کے دل میں شیخ کی عظمت ہو۔ نور یابد۔ فیض حاصل کرنے کے لئے استعداد اور کوشش ضروری ہے۔ گرنہ۔ چوہا اندھیرے کو پسند کرتا ہے۔ سست۔ چشمانے۔ چوہا اور چمگادڑ کبھی روشنی کا طواف نہیں کرتے ہیں۔

۳ نکتہائے جن کے دلوں میں دین کی جانب سے تاریکی ہے ان کے لئے علمی موشگافیاں حقیقت تک پہنچنے سے مانع بنتی ہیں۔ تا برآراید یہ لوگ جب تک حقیقت بینی کے ہنر سے آراستہ نہ ہونگے وہ شیخ حسام الدینؓ کی تعریف نہ سمجھیں گے۔ ہمچو۔ جو لوگ چوہے کی طرح زمین دوز سوراخوں میں رہنے کے عادی ہیں وہ کھجور کی طرح بار آور نہ ہوں گے۔

تفسیر ۱ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ (الآیۃ)

پس "پکڑے چار پرندے پھر ان کو اپنی طرف بلا" کر آخر آیت تک تفسیر

چار وصف ست ایں بشر را دل فشار — چار میخِ عقل گشتہ ایں چہار

یہ چار وصف انسان سے دل کو نچوڑنے والے ہیں — یہ چاروں ، عقل کی چار میخ ہیں

تو خلیلِ وقتی اے خورشیدِ ہُش — ایں چہار اطیار رہزن را بکُش

اے ہوش کے سورج ! تو خلیل دوران ہے — ان چار ڈاکو پرندوں کو مار ڈال

زانکہ ہر مُرغے از ینہا زاغ وش — ہست عقلِ عاقلاں را دیدہ کش

اس لئے کہ ان میں سے ہر زاغ صفت پرند — عقلمندوں کی عقل کی آنکھ نکال لینے والا ہے

چار وصف تن چو مُرغانِ خلیل — بسملِ ایشاں دہد جاں را سبیل

جسم کے چار اوصاف (حضرت) خلیل کے پرندوں کی طرح ہیں — ان کا قربان کرنا جان کو راستہ عطا کرتا ہے

اے ۲ خلیل اندر خلاصِ نیک و بد — سر بُر شاں تا رہد پا ہا ز سد

اے خلیل ! اچھے اور برے کو نجات دلانے کیلئے — ان کا سر قلم کر دے تاکہ پاؤں بندش سے نجات پا جائیں

کُل توئی و جملہ گاں اجزائے تُو — بر کشا کہ ہست پاشاں پائے تُو

تو مجموعہ ہے اور سب تیرے اجزا ہیں — کھولدے کہ ان کا پاؤں تیرا پاؤں ہے

از تو عالم روخ زارے میزد — پُشتِ صد لشکر سوارے میشود

آپ کی وجہ سے دنیا روح زار بنتی ہے — ایک سوار سو لشکروں کی مدد بن جاتا ہے

زانکہ ۳ ایں تن شُد مقام چار خُو — نام شاں شُد چار مُرغِ فتنہ جُو

کیونکہ یہ جسم چار عادتوں کا مقام ہے — ان کا نام فتنہ کے جویاں چار پرند پڑ گیا ہے

خلق را گر زندگی خواہی اَبد — سر بُر ایں چار مُرغِ شوم و بد

اگر آپ لوگوں کی ابدی زندگی چاہتے ہیں — ان بد بخت اور بد چار پرندوں کا سر قلم کر دیجئے

باز شاں زندہ کُن از نوعِ دگر — کہ نباشد بعد ازاں زیشاں ضرر

پھر ان کو دوسری طرح سے زندہ کر دیجئے — کیونکہ اس کے بعد انکے نقصان نہ پہنچے گا

چار مُرغِ معنوی راہزن — کردہ اندر اندر دلِ خلقاں وطن

باطنی چار ڈاکو پرندوں نے — لوگوں کے دل کے اندر وطن بنا لیا ہے

---

۱ تفسیر۔ حضرت ابراہیم سے فرمایا گیا کہ اگر تجھے ہماری صفت زندہ کرنے اور مارنے میں شک ہے تو چار پرندوں کو ذبح کر ڈال یہ چار پرند بقیہ مور کوا مرغ تھے مولانا نے فرمایا ہے کہ ان چار پرندوں سے انسان کی چار بری صفات مراد ہیں جو کہ انسان کے لئے حقیقت بینی سے مانع ہیں انسان ان صفات کا ازالہ کر دے تو حقیقت بین بنجاتا ہے ذبح سے مراد حرص امور سے مراد حب جاہ کوے سے مراد تمنا اور مرغ سے مراد شہوت ہے۔ چار میخ۔ سزا کا ایک طریقہ تھا۔ تو خلیل۔ اگر انسان ابراہیم خلیل اللہ کی طرح حقیقت بیں بننا چاہتا ہے تو اس کو اپنی ان چار صفتوں کو مٹا دینا چاہیئے زانکہ۔ یہ چاروں صفتیں کوے کی خاصیت رکھتی ہیں کوا سب سے پہلے مردے کی آنکھ نکالتا ہے۔ یہ بھی انسان کو اندھا کر دیتی ہیں۔ بسمل۔ جو شخص ان چاروں صفتوں کو مٹا دیگا اس کی جان حقیقت تک رہ یاب ہو جائے گی۔

۲ اے خلیل۔ یعنی اے حسام الدین لوگوں میں سے صفات ذمیمہ کو دور کر دیجئے تاکہ ان کو سلوک میں سیر حاصل ہو جائے کل توئی۔ مرید شیخ کے اجزا کی طرح ہوتے ہیں۔ از تو تیرے وجود سے یہ عالم عالم روح بنا ہوا ہے۔ پشت ایک سوار کی ہمت اور بہادری بہت سے لشکروں کی پناہ ہوتی ہے۔

۳ زانکہ۔ انسان کے جسم میں یہ چار خصلتیں ہیں جنکو چار پرندوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ خلق۔ ان خصائل کے ازالہ سے ابدی زندگی نصیب ہوگی۔ باز شاں۔ ان چاروں خصلتوں کو اس طرح قابو میں رکھو کہ آئندہ مضرت سے بچ سکے۔

چوں [1] امیرِ جملہ دلہا شوی — اندریں دوراں خلیفہ حق توئی
جب آپ تمام دلوں کے حاکم بن جائیں گے — (پھر) اس زمانہ میں اللہ کے خلیفہ آپ ہی ہیں

سر ببر ایں چار مُرغِ زندہ را — سر مدی کن خلقِ نا پائندہ را
ان چار زندہ پرندوں کا سر قلم کر دیجئے — فانی لوگوں کا داگی بنا دیجئے

بطّ و طاؤس ست زاغست و خروس — ایں مثالِ چار مُرغ اندر نفوس
بطّ اور مور ہے کوا ہے اور مرغا ہے — نفسوں میں یہ چار پرندوں کی طرح ہیں

بطّ [2] حرص است و خروس آں شہوتست — جاہ چوں طاؤس و زاغ آں مُنیت ست
حرص بطّ ہے اور شہوت مرغا ہے — رتبہ مور کی طرح ہے آرزو نفس کا کوا ہے

مُنیتش آنکہ بُود اُمید ساز — طامعِ تابید یا عُمرِ دراز
اس کی آرزو یہ امید بندھاتی ہے — ہمیشگی کا لالچی دراز عمر (کا لالچی)

بطِ حرص آمد کہ نُوش در زمیں — در ترو در خشک میجوید دفیں
حرص بطّ ہے کہ اس کی چونچ زمین میں ہے — تر اور خشک میں دفینہ ڈھونڈتی ہے

یک زماں نبُود مُعطّل آں گلُو — نشنود از حُکم جُز ہَر گُلُوا
اس کا حلق تھوڑی دیر کیلئے بھی معطل نہیں ہوتا — وہ "کھاؤ" کے سوا کوئی حکم نہیں سنتی ہے

ہمچو یغماچی کہ خانہ میکند — زُود زُود انبانِ خود پر میکند
اس لٹیرے کی طرح جو گھر کو کھودتا ہے — جلد جلد اپنا تھیلا بھرتا ہے

اندر انباں می فشار دینک و بد — دانہائے دُرّ و حَبّاتِ نخُود
اچھا ، برا تھیلے میں ٹھونستا ہے — موتی کے دانے اور چنے کے دانے

تا مبادا [3] باغیٔ آید دگر — میفشارد در جُوال اُو خُشک و تر
ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسرا لٹیرا آجائے — وہ بورے میں خشک ، تر ٹھونستا ہے

وقت تنگ فرصت اندک اُو مخوف — در بغل زد ہر چہ زو تر بیوقوف
وقت تنگ ہے فرصت تھوڑی ہے وہ ڈرا ہوا ہے — بے تامل جو کچھ سے اس نے بغیر سمجھے بوجھے بغل میں دبالیا

اِعتمادش نیست بر سلطانِ خویش — کہ مُبادا باغے آید بہ پیش
اس کو اپنے شاہ پر بھروسہ نہیں ہے — (اس بارے میں) ایسا نہو کہ کوئی لٹیرا آجائے

لیک مومن ز اِعتمادِ آں حیات — میکُند غارت بمہل و با اناۃ
لیکن مومن اس (اخروی) زندگی کے بھروسہ پر — لوٹتا ہے تامل اور توقف سے

[1] چوں۔ جب آپ دلوں پر حکومت کرنے لگیں گے تو خلافتِ الٰہی کے مستحق ہونگے۔ سر ببر۔ ان ر ذالل کے ذبح سے حیات سرمدی حاصل ہو جائیگی۔ بط۔ ان چار پرندوں جیسی انسان میں چار خصلتیں ہیں۔

[2] بط۔ بطّ سے مراد انسانی حرص ہے اور مرغ سے مراد انسانی شہوت ہے مور سے مراد انسان کی جاہ طلبی ہے اور کوے سے مراد انسان کی تمنا ہے۔ منیتش۔ ایک آرزومند کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ اس کو دنیوی زندگی ہمیشہ کے لئے حاصل ہو جائے یا کم از کم عمر دراز ہو جائے بط۔ انسان کی حرص بطّ کی طرح ہے جو ہر جگہ اپنی چونچ خوراک کی جستجو میں گاڑتی پھرتی ہے۔ کلوا۔ اللہ کے احکام میں سے اس نے صرف "تم کھاؤ" کا حکم سنا ہے۔ یغماچی۔ لٹیرا جلد جلد ہر چیز کو تھیلے میں بھرتا ہے۔

[3] تا مبادا۔ اس کی جلد بازی اس لئے ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا لٹیرا آکر شریک نہ بن جائے۔ اعتماد۔ اس کو اپنے خدا پر بھروسہ نہیں ہوتا ہے۔ لیک مومن۔ مرد مومن چونکہ اخروی زندگی کا بھی عقیدہ رکھتا ہے اس لئے اسمیں یہ جلد بازی نہیں ہوتی۔

ایمن[1] است از فوت و از باغی کہ اُو — می شناسد قہرِ شہ را بر عدُو
وہ محرومی اور لغیرے سے مطمئن ہے کیونکہ وہ — دشمن پر شاہ کے قہر کو جانتا ہے

وایمن ست از خواجہ تاشانِ دگر — کہ نیایندش مُزاحم صرفہ بر
اور دوسرے ساتھیوں سے مطمئن ہے — کہ اس سے مزاحمت کرنیوالے فائدہ مند نہونگے

عدلِ شہ رادید در ضبطِ خشم — کہ نیارد کرد کس بر کس ستم
خلاموں کے معاملہ میں اس نے بادشاہ کے انصاف کو دیکھا ہے — کہ کوئی کسی پر ظلم نہیں کر سکتا ہے

لا جرم نشتا بدو ساکن بُود — از فواتِ حظِّ خود ایمن بُود
لا محالہ وہ جلدی نہیں کرتا اور سکون سے ہوتا ہے — اپنے حصہ کے فوت ہونے سے مطمئن ہوتا ہے

پس[2] تانی دارد و صبرو شکیب — چشم سیر و مُوثر ست و پاک جیب
پس وہ آہستہ روی اور صبر شکیب اختیار کرتا ہے — سیر چشم ہے (دوسروں کو ترجیح دینے والا ہے) پاکدل ہے

کیں تانی پرتو رحماں بُود — واں شتاب از بزۂ شیطان بُود
کیونکہ یہ آہستہ روی اللہ (تعالیٰ) کا سایہ ہے — اور وہ جلد بازی شیطانی حرکت ہے

زانکہ شیطانش بتر ساند زفقر — بار گیرِ صبررا بکشد بعقر
کیونکہ شیطان اس کو افلاس سے ڈراتا ہے — صبر کا بوجھ اٹھانیوالے کا پاؤں کاٹ ڈالتا ہے

از نبی بشنو کہ شیطاں در وعید — میکند تہدیدت از فقرِ شدید
قرآن سے سن کہ شیطان دھمکانے میں — تجھے سخت افلاس سے ڈراتا ہے

تا خوری[3] زشت و بری زشت از شتاب — نے مُروّت نے تانی نے ثواب
تاکہ تو جلدی میں برا کھائے ، برا کمائے — نہ انسانیت نہ آہستہ روی نہ ثواب

لا جرم کافر خورد در ہفت بطن — دین و دل باریک و لاغر زفت بطن
لا محالہ کافر سات پیٹ کا کھاتا ہے — دین اور دل کمزور اور لاغر ہے پیٹ بھاری ہے

در سبب وُرود ایں حدیث مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کہ
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب کہ

الکافر یا کل فی سبعۃ امعاء والمومن یا کل فی معی واحد
کافر سات آنتوں میں کھاتا ہے اور مومن ایک آنتڑی میں کھاتا ہے

کافراں مہمانِ پیغمبر شُدند — وقتِ شام ایشاں بہ مسجد آمدند
کافر ، پیغمبرؐ کے مہمان ہوئے — شام کے وقت وہ مسجد نبوی میں آگئے

---

[1] ایمن۔ اس کا اطمینان ہوتا ہے کہ اس کا خدا اس کے دشمن پر غالب ہے۔ خواجہ۔ اس کو دوسرے مومنوں کی طرف سے بھی اطمینان حاصل ہوتا ہے عدلِ شہ۔ وہ خدائی انصاف پر یقین رکھتا ہے۔ لا جرم۔ مومن ان عقائد کی وجہ سے مطمئن رہتا ہے۔ کہ اس کا مقدر کوئی نہیں چھین سکتا۔

[2] تانی۔ بردباری۔ مؤثر۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کو ترجیح دینے والا۔ کیں۔ حدیث شریف ہے التانی من الرحمان والعجیل من الشیطن۔ علم اور بردباری اللہ کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے ہے۔ بادگیر۔ بوجھ اٹھانے والا۔ عقر۔ ہاتھ یا پاؤں کاٹ دینا۔ فقر۔ قرآن پاک میں ہے۔ الشیطن یعدکم الفقر "شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے۔

[3] تا خوری۔ شیطان فقر سے اس لئے ڈراتا ہے کہ انسان کھانے کمانے میں حرام سے پرہیز نہ کرے۔ کافر میں نہ مروت ہوتی ہے نہ بردباری اور نہ وہ ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ہفت بطن۔ سات آنتڑیاں۔ کافراں۔ اس قصہ سے کافروں کی بسیار خوری کو سمجھاتا ہے۔

کآمدیم اے شاہِ ما اینجا فُنق [1]
کہ اے شاہ! ہم اس جگہ مہمان بنکر آئے ہیں

اے تو مہماں دارِ سُکّانِ اُفُق
اے وہ کہ آپ جہان کے رہنے والوں کے مہمان ہیں

بینوائیم ورسیدہ ماز دُور
ہم بے سرو سامان ہیں اور دور سے آئے ہیں

ہیں بیفشاں برسرِ ما فضل و نُور
ہاں ہمارے سروں پر مہربانی اور نور چھڑک دیجئے

رُو بیاراں کرد آں سُلطانِ راد
اس سخی شاہ نے دوستوں کی طرف رخ کیا

دستگیرِ جُملہ شاہان و عباد
جو تمام بادشاہوں اور غلاموں کا دستگیر ہے

گفت اے یارانِ من قسمت کُنید
فرمایا، اے میرے دوستو! تقسیم کر لو

کہ شما پُر ازمن و خوئے مَنید
کیونکہ تم میری (محبت) اور عادت سے بھرے ہوئے ہو

پُر بُود اَجسام ہر لشکر زشاہ
ہر لشکر کے جسم بادشاہ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں

زاں زنندے تیغ بَر اعدائے جاہ
اسی لئے مرتبہ کے دشمنوں پر تلوار چلاتے ہیں

تو بخشم [2] شہ زنی آں تیغ را
تو بادشاہ کے غصہ کی وجہ سے تلوار چلاتا ہے

ورنہ بر اِخواں چہ خشم آید ترا
ورنہ بھائیوں پر تجھے کیا غصہ آئے؟

بر برا در بے گناہ ہے میزنی
بلا قصور بھائی پر تو مارتا ہے

عکسِ خشمِ شاہ گرزِ دہ منی
بادشاہ کے غصہ کے زیر اثر دس سیر کا گرز

شہ یکے جانست لشکر پُرا زو
بادشاہ ایک جان ہے لشکر اس سے بھرا ہوا ہے

روح چوں آبست ویں اجسام جُو
روح پانی کی طرح ہے اور یہ جسم نہر (کیطرح) ہیں

آب رُوحِ شاہ گر شیریں بُود
اگر بادشاہ کی روح کا پانی میٹھا ہوتا ہے

جملہ جُوہا پُرز آبِ خوش شوَد
ساری نہریں میٹھے پانی سے بھری ہوئی ہوتی ہیں

کہ رعیّت دینِ شہ دارند و بس
کیونکہ رعایا فقط بادشاہ کا دین رکھتی ہے

آنچنیں فرمُود سُلطان [3] عبس
(سورۂ) عبس کے شاہ نے ایسا ہی فرمایا ہے

ہر یکے یارے یکے مہماں گزید
ہر دوست نے ایک مہمان منتخب کر لیا

درمیاں بُد یک شکم زفت و عَنید
ان میں ایک پیٹو اور سرکش تھا

جسم ضخمے داشت کس اُورا نبُرد
بھاری جسم رکھتا تھا اس کو کوئی نہ لے گیا

ماندور مسجد چواندر جام دُرد
وہ مسجد میں رہ گیا جس طرح جام تلچھٹ

مُصطفےٰ بُردش چو والما نداز ہمہ
جب وہ سب سے رہ گیا مصطفےٰ اس کو لے گئے

ہفت بُزبُد شیردہ اندر رمہ
گلے میں سات بکریاں دودھ والی تھیں

[1] فُنق۔ مہمان۔ افق۔ اطراف عالم۔ یاراں۔ صحابہ کرام۔ سلطاں۔ آنحضور عباد۔ عبد کی جمع ہے بندہ قسمت۔ یعنی مہمانوں کو آپس میں بانٹ لو۔ پر یہ بادشاہ کی سیرت لشکریوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔

[2] بخشم۔ دشمنوں پر بادشاہ کو غصہ ہوتا ہے اسی بنیاد پر لشکری تلوار چلاتے ہیں۔ شہ۔ بادشاہ لشکر کے لئے بمنزلہ روح کے ہے۔ آب۔ اگر بادشاہ خوب سیرت تو لشکر بھی خوب سیرت ہوتا ہے۔

[3] سلطان عبس۔ سورۂ عبس آنحضور پر نازل ہوئی ہے۔ آنحضور نے فرمایا ہے النّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِھِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں یعنی جیسا رجحان بادشاہ پر جلد دیں۔ ان مہمانوں میں ایک بہت پیٹو تھا۔ جسم تھا۔ چونکہ وہ بہت موٹا تھا اس کو کوئی اپنے گھر نہ لے گیا۔ یعنی۔ آنحضور کے گلے میں ساتھ بکریاں دودھ دینے والی تھیں۔

بہر دوشیدن برائے وقت خواں
دسترخوان کے وقت دینے کے لئے

لہ تیم[1] خانہ بود ندے بزاں
جو بکریاں گھر پر رکی ہوئی تھیں

نان و آش و شیرِ آں ہر ہفت بز
روٹی اور سالن اور ان ساتوں بکریوں کا دودھ

خورد آں بو قحط عوجِ ابن عُز
وہ قحط زدہ ، عوج، عز کا بیٹا کھا گیا

جملہ اہلِ بیت خشم آلو شدند
تمام گھر والے غصہ میں بھر گئے

کہ ہمہ در شیرِ بز طامع بدند
کہ سب بکریوں کے دودھ کے امیدوار تھے

معدہ طبلے[2] خوار ہمچو طبل کرد
پیٹو نے معدہ ڈھول کی طرح کر لیا

قسمِ ہژدہ آدمی تنہا نخورد
اٹھارہ آدمیوں کا حصہ تنہا کھا گیا

وقتِ خفتن رفت و در حجرہ نشست
سوتے وقت گیا اور حجرے میں بیٹھ گیا

پس کنیزک از غضب در را ببست
لونڈی نے غصہ سے دروازہ بند کر دیا

از بروں زنجیرِ در را در فگند
باہر سے دروازے کی زنجیر لگا دی

کہ از و بد خشمگین و دردمند
کیونکہ وہ اس سے غصہ میں اور رنجیدہ تھی

گبرا را از نیم شب تا صبحدم
کافر کو آدھی رات سے صبح تک

پس تقاضا آمد و دردِ شکم
بہت تقاضا اور پیٹ میں درد ہوا

از فراشِ خویش سوئے در شتافت
اپنے بستر سے دروازے کی جانب دوڑا

دست بر در چوں نہاد او بستہ یافت
جب دروازہ پر ہاتھ رکھا اس کو بند پایا

در[3] کشادن حیلہ کرد آں حیلہ ساز
اس مکار نے دروازہ کھولنے کی تدبیر کی

نوع نوع و خود نشد آں بند باز
طرح طرح لیکن وہ دروازہ نہ کھلا

شد تقاضا بر تقاضا خانہ تنگ
تقاضے پر تقاضے کی وجہ سے گھر تنگ ہو گیا

ماند او حیران و بیدل مانده و تنگ
وہ حیران ہو اور پریشان اور لاچار ہو گیا

حیلہ کرد و بخواب اندر خزید
اس نے تدبیر کی اور نیند میں مبتلا ہو گیا

زانکہ ویرانہ بد اندر شاطرش
کیونکہ اس کے بطن میں دانہ تھا

خویش در ویرانہ خالی چو دید
جب اس نے اپنے آپ کو خالی دیکھا

---

[1] تیم۔ مقیم۔ یہ دودھ والی بکریاں جنگل نہ جاتی تھیں تاکہ کھانے کے وقت ان کا دودھ دوہ لیا جائے۔ بو قحط قحط میں مبتلا انسان بسیار خور ہو جاتا ہے۔ عز۔ ترکوں میں سے ایک قوم تھی جو ڈاکو تھی عوج کے باپ کا نام عنق تھا مولانا نے اس کی بڑی عاقبتوں کی وجہ سے اس کو عز کا بیٹا کہا ہے۔ خشم آلود۔ خشم آلودہ۔ طامع امیدوار۔

[2] طبلے خوار۔ بسیار خور۔ ہژدہ۔ اٹھارہ۔ پس۔ چونکہ لونڈی کو اس پر غصہ آرہا تھا۔ در فگند۔ یعنی زنجیر کو کنڈے میں ڈال دیا۔ تقاضا۔ یعنی اس کو بدہضمی کی وجہ سے قضاء حاجت کا تقاضا ہوا اور پیٹ میں درد ہوا۔

[3] در کشادن۔ اس نے دروازہ کھولنے کی بہت تدبیریں کیں لیکن دروازہ نہ کھلا۔ حیلہ کرد۔ اس نے قضاء حاجت کو ٹالنے کی یہ تدبیر کی کہ سو گیا۔ ویرانہ۔ اس نے پاخانہ کیا۔

گشت بیدار و بدید آن جامہ خواب — پُر از حدث[1] دیوانہ شد از اضطراب
بیدار ہوا اور اس نے سونے کا بستر دیکھا — نجاست سے بھرا ہوا پریشانی سے دیوانہ ہو گیا

زاندرون او برآمد صد خروش — زیں چنیں رسوائی بے خاک پوش
اس کے دل سے سینکڑوں آہیں نکلیں — مٹی میں نہ چھپنے والی ایسی رسوائی سے

گفت خوابم بد تراز بیداریم — کار نیکم بد تراز بد کاریم
بولا میرا سونا میری بیداری سے بدتر ہے — میری نیکی، میری بدکاری سے (بھی) بری ہے

بانگ[2] می زد وا ثبور را وا ثبور — آنچناں کہ کافراں روز نشور
ہائے ہلاکت، ہائے ہلاکت کا شور کرتا تھا — جس طرح کافر حشر کے دن (کریں گے)

منتظر کہ کے شود ایں شب بسر — تا بر آید از گشادن بانگ در
اس کا منتظر کہ رات کب ختم ہو گی — تاکہ دروازہ کھلنے کی آواز آئے

تا گریزد او چو تیرے از کماں — تا نہ بیند ہیچکس اورا چناں
تاکہ وہ گمان سے تیر کی طرح بھاگ جائے — تاکہ اس کو کوئی اس حالت میں نہ دیکھے

قصہ بسیار است کوتہ میکنم — باز شد آں در رہید از درد و غم
قصہ بہت ہے میں مختصر کرتا ہوں — دروازہ کھلا اس کو درد و غم سے نجات ملی

در حجرہ گشادن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بر مہمانِ خود و خود
آنحضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مہمان کے لئے حجرے کا دروازہ کھولنا اور اپنے آپ کو

راپنہاں کردن تا او خیالِ در کشایندہ رانہ بیند و خجل
چھپا لینا تاکہ وہ دروازہ کھولنے والے کی پر چھائیں کو نہ دیکھے اور شرمندہ نہ

نشود و گستاخ بیروں رود
ہو اور بے دھڑک باہر چلا جائے

مصطفےٰ[3] صبح آمد و در را کشاد — صبح آں گمراہ را او راہ داد
صبح کو مصطفےٰ آئے اور دروازہ کھولا — صبح کو اس گمراہ کو انہوں نے راستہ دیدیا

در کشاد و گشت پنہاں مصطفےٰ — تا نگردد شرمسار آں مبتلا
دروازہ کھولا اور مصطفےٰ چھپ گئے — تاکہ وہ مصیبت کا مارا شرمندہ نہ ہو

تا بروں آید رود گستاخِ او — تا نہ بیند در گشا را پشت و رو
تاکہ وہ باہر آجائے اور بے دھڑک چلا جائے — تاکہ دروازہ کھولنے والے کی پشت اور چہرے کو نہ دیکھے

[1] پُر حدث یعنی پاخانہ میں سنا ہوا زاندروں۔ اس کے دل میں اس نازیبا حرکت سے بہت ہی پریشانیاں پیدا ہو گئیں۔ گفت۔ جاگنے میں زیادہ کھا لیا سوتے میں بستر پر پاخانہ پھر دیا۔

[2] بانگ۔ کفار حشر کے دن واویلا وثبورا ہائے تباہی ہائے ہلاکت کہیں گے۔ نشور۔ حشر۔ بسر۔ یعنی رات کب ختم ہو گی۔ چناں۔ یعنی پاخانہ میں سنا ہوا۔

[3] مصطفےٰ۔ آنحضورؐ کو مہمان کی یہ حرکت کسی طرح معلوم ہو گئی تھی دروازہ اس لئے نہ کھولا کہ اس کو خوب شرمندگی ہو جو اس کے ایمان لانے کا سبب بن جائے۔ تا نگردد۔ آنحضورؐ دروازہ کھول کر خود چھپ گئے تاکہ اس کو مزید شرمندگی نہ ہو۔

یا نہاں[1] اِ شد در پس دیوار یا
از وَیش پوشید دامانِ خدا

یا تو دیوار کے پیچھے چھپ گئے یا
ان کو اس سے خدا کے دامن نے چھپا لیا

صبغۃ اللہ گاہ پوشیدہ کند
پردۂ بیچوں بُراں ناظر تند

اللہ (تعالیٰ) کا رنگ کبھی چھپاتا ہے
بے کیفیت کا پردہ دیکھنے والے پر پڑ جاتا ہے

تا نہ بیند خصم را پہلوئے خویش
قدرتِ یزداں ازیں بیش ست بیش

تاکہ وہ دشمن کو اپنے پہلو میں نہ دیکھے
اللہ (تعالیٰ) کی قدرت بیش از بیش ہے

مُصطفےٰ می دید احوالِ شبش
لیک مانع بود فرمانِ رَبش

مصطفےٰ اس کی رات کے احوال دیکھ رہے تھے
لیکن ان کیلئے اللہ (تعالیٰ) کا حکم مانع تھا

تا کہ پیش از خیط[2] بکشاید رَہے
تا نیفتد زاں فضیحت در چہے

تاکہ (صبح کے) دھاگے سے پہلے وہ راستہ کھولدیں
تاکہ وہ اس رسوائی سے کنویں میں نہ گرے

لیک حکمت بود و اَمرِ آسماں
تا بہ بیند خویشتن را اُو چناں

لیکن مصلحت تھی اور آسمان کا حکم
کہ وہ اپنے آپ کو اس حالت میں دیکھ لے

بَس عداوتہا کہ آں یاری بُود
بس خرابیہا کہ معماری بُود

بہت سی عداوتیں ہوتی ہیں کہ وہ دوستی ہوتی ہیں
بہت سی بربادیاں ہوتی ہیں کہ وہ آبادی ہوتی ہیں

چونکہ کافر باب را بکشادہ دید
نرم نرمک از کمیں بیروں دوید

جب کافر نے دروازہ کھلا دیکھا
گھات سے آہستہ آہستہ باہر بھاگ گیا

جامہ خوابِ پُر حَدَث را یک فضول
قاصدا آور دور پیشِ رسولؐ

سنے ہوئے کپڑے کو ایک سادہ لوح
جان بوجھ کر آنحضورؐ کے سامنے لے آیا

کہ چنیں[3] کرد ست مہمانت ببیں
خندۂ ز رحمۃ للعالمیں

کہ دیکھئے آپ کے مہمان نے ایسا کیا ہے
جہانوں کی رحمت مسکرا دیئے

کہ بیار آں مطہرہ اینجا بہ پیش
تا بشویم جُملہ را بادستِ خویش

کہ وہ لوٹا سامنے لے آ
تاکہ سب کو اپنے ہاتھ سے دھو دوں

ہر کسے می جست کز بہرِ خدا
جانِ ما و جسم ما قُرباں تُرا

ہر شخص دوڑا کہ خدا کے لئے
ہماری جان اور ہمارا جسم آپ پر قربان ہے

ما بشوئیم ایں حَدَث راتو بہل
کارِ دستت ایں نمط نہ کارِ دل

اس گندگی کو ہم دھو دینگے آپ رہنے دیں
یہ ہاتھ کا کام ہے نہ کہ دل کا

[1] یا نہاں۔ حضورؐ یا خود چھپے تھے یا خدا نے آپ کو اس کی نگاہوں سے چھپا دیا تھا۔ صبغۃ اللہ۔ اللہ تعالیٰ کبھی آنکھوں پر ایسا پردہ ڈال دیتا ہے کہ انسان اپنے پہلو کے دشمن کو نہیں دیکھ سکتا۔ مصطفےٰ آنحضور کو اس کے احوال کا علم ہو گیا تھا۔ لیکن خدائی حکم تھا کہ رات کو دروازہ نہ کھولیں۔ خیط۔ دھاگا۔ یعنی صبح صادق لیک شب میں دروازہ نہ کھولنا یہ ظاہر اس کے ساتھ دشمنی تھی لیکن اس میں ہی اس کی بھلائی مضمر تھی چونکہ جب کافر نے صبح کو دروازہ کھلا دیکھا چپکے سے نکل بھاگا فضول ان صاحب کیلئے مناسب تاکہ وہ اس پاخانہ کو خود دھو دیتے۔

[2] کہ چنیں۔ ان صاحب نے آنحضورؐ کو بستر دکھا کر کہا مطہرہ۔ لوٹا۔ ہر کسے ہر صحابی نے کوشش کی کہ پاخانہ خود دھو دے۔ نہ کار دل۔ آنحضورؐ صحابہ کے لئے دل و جگر تھے۔

اے لَعَمرُک مر تُرا حق عُمر خواند — پس خلیفہ کر دو بر کُرسی نشاند
اے تیری جان کی قسم (والے) تجھے اللہ نے عمر کہا — پھر قائم مقام بنایا اور کرسی پر بٹھایا

ما بروئ خدمتِ تو میزیم — چوں تو خدمت می کُنی پس ما کُنیم
ہم آپ کی خدمت کے لئے زندہ ہیں — جب آپ خدمت کریں تو پھر ہم کیا ہیں؟

گفت آں دانم ولیک ایں ساعت ست — کہ دریں[۲] اشستن بخویشم حکمت ست
فرمایا میں یہ جانتا ہوں لیکن یہ وقت ہے — کہ اس میں میرے خود دھونے میں حکمت ہے

مُنتظر بودند کیں قولِ نبیؐ ست — تا پدید آید کہ ایں اسرار چیست
وہ منتظر ہو گئے کہ یہ نبیؐ کا فرمان ہے — یہاں تک کہ معلوم ہو کہ یہ کیا راز ہے؟

اُو بجدی شُست آں اَحداث را — خاص زمرِ حق نہ تقلید و ریا
وہ ان نجاستوں کو کوشش سے دھوتے تھے — خاص اللہ (تعالیٰ) کے حکم سے نہ کہ تقلید اور ریا سے

کہ دلش میگفت کیں را تو بشو — کاندر اینجا ہست حکمت تو بتو
ان کا دل کہہ رہا تھا کہ اس کو آپ خود دھوئیں — کہ اس جگہ اس میں تم پر حکمتیں ہیں

سبب رجوع کر دنِ آں مہمان بخانہ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم دراں ساعت کہ نہالینِ مُلوّثِ اُورا بدست مبارکِ خودمی شُست و خجل شدنِ اُو و جامہ چاک کر دن و نوحہ کردنِ اُو بر خود و بر حالِ خود و مُسلمان شدن

اس مہمان کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر اس وقت آنے کا سبب جس وقت کہ وہ سنے ہوئے نہالچوں کو اپنے دست مبارک سے دھو رہے تھے اور اس کا اپنے اوپر اور اپنی حالت پر شرمندہ ہونا اور کپڑے پھاڑنا اور رونا اور مسلمان ہو جانا

کافرک[۳] را ہیکلے بُد یادگار — یا وہ دید آنرا اُو گشت اُو بیقرار
اس حقیر کافر کے پاس ایک یادگار مورتی تھی — اس نے اس کو گم شدہ پایا وہ بے قرار ہو گیا

گفت آں حُجرہ کہ شب حاداشتم — ہیکل آنجا بے خبر بگذاشتم
کہا کہ وہ حجرہ جہاں میں نے رات قیام کیا تھا — لاعلمی میں مورتی اس جگہ چھوڑ آیا ہوں

گرچہ شرمیں بُود شرمش حرص بُرد — حرص اژدرہاست نے چیزیست خرد
اگرچہ شرمندہ تھا لیکن لالچ نے اس کی شرمندگی ختم کر دی — حرص اژدہا ہے، چھوٹی چیز نہیں ہے

۱ اے۔ قرآن پاک میں ہے۔ لَعَمرُکَ اِنَّھُم لَفِی سَکرَتِھِم یَعمَھُونَ۔ "تیری عمر کی قسم وہ اپنی مستی میں اندھے ہو رہے ہیں۔" خدا نے آنحضورؐ کی عمر کی قسم کھائی اور قسم ذلت وصفات خداوندی کی کھائی جاتی ہے تو گویا آنحضورؐ کی عمر کو اپنی صفت قرار دیا ہے۔ ما۔ ہماری زندگی کا مقصد آپ کی خدمت ہے۔ اگر ہم خدمت نہ کریں تو زندگی بیکار ہے۔

۲ کہ دریں۔ آنحضورؐ نے فرمایا ان سب باتوں کا مجھے یقین ہے لیکن پاخانہ خود میں اپنے ہاتھوں سے دھو رہا ہوں اس میں حکمت پوشیدہ ہے ایں اسرار۔ یعنی خود دھونے کی حکمت کو دیکھ سکیں۔ اور آنحضورؐ اپنے ہاتھوں نجاست کو خدائی حکم سے دھو رہے تھے۔ اسمیں کسی ریا اور تقلید کو دخل نہ تھا۔ مُلوث۔ سنا ہوا۔

۳ کافرک۔ وہ مہمان اپنی مورتی بھول کر چلا گیا تھا گرچہ اگرچہ وہ شرمندہ تھا لیکن مورتی کی حرص نے اس کو لوٹنے پر مجبور کر دیا۔

از پئے[1] ہیکل شتاب اندر دوید — در وثاقِ مصطفٰے آں را بدید
مورتی کی خاطر جلدی سے اندر گھس گیا — مصطفٰے کے حجرے میں اس کو دیکھا

کاں یدُ اللہ آں حدث را ہم بخود — خوش ہمی شوید کہ دورش چشمِ بد
کہ وہ اللہ کے ہاتھ اس نجاست کو خود — بہت اچھی طرح دھو رہے ہیں خدا انکو نظر بد سے بچائے

ہیکلش از یاد رفت و شُد پدید — اندر و شورے گریباں را درید
مورتی اس کے حافظہ سے نکل گئی اور پیدا ہو گیا — اس کے اندر ایک شور تھا جس نے اس کے گریبان کو پھاڑ ڈالا

میزد اُو دو دست رابر رُو و سَر — کآں را میکوفت بر دیوارو در
وہ اپنے منہ اور سر پر مارتا تھا — سر کو در و دیوار سے ٹکراتا تھا

آنچناں کہ خوں زبینی و سَرش — شُد رواں و رحم کرد آں مہترش
اس طرح کہ اس کی ناک اور سر سے خون — بہہ پڑا اور ان بزرگوار نے اس پر رحم کیا

نعرہا[2] زد خلق جمع آمد بَرُد — گبر گویاں ایھا الناس احذرو
اس نے نعرے مارے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے — کافر کہتا تھا اے لوگو! ڈرو

میزد اُو بر سَر کہ اے بے عقل سر — میزد اُو بر سینہ کاے بے نورُ بر
وہ سر پیٹتا تھا کہ اے بے عقل سر! — وہ سینہ کوٹتا تھا کہ اے بے نور جسم!

سجدہ میکرد اُو کہ اے کُلِّ زمیں — شرمسارست از تو ایں جزوِ مہیں
وہ سجدہ کرتا تھا کہ اے عالم کے مجموعے! — یہ ذلیل جزو آپ سے شرمندہ ہے

تو کہ کُلّی خاضعِ ہر ولی — من کہ جزوم ظالم و لَدّ و غوی
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اس کے تم پر جھکے ہوئے ہیں — میں جو کہ جزو ہوں ظالم اور سرکش اور گمراہ ہوں

تو کہ کُلّی خوارو لرزانی زحق — من کہ جزوم در خلاف و در سبق
آپ جو کہ مجموعہ ہیں اللہ تعالیٰ سے خوار اور اللہ سے لرزاں ہیں — میں جو کہ جزو ہوں خلاف اور سرکشی میں ہوں

ہر زماں[3] میکرد رُو بر آسماں — کہ ندارم رُوی ایں قبلہ جہاں
ہر آن آسمان کی طرف منہ کرتا — کہ اس قبلہ عالم کے سامنے میرا منہ نہیں ہے

چوں زحد بیروں بلرزید و طپید — مُصطفٰے اش در کنارِ خود کشید
جب وہ حد سے زیادہ لرزا اور تڑپا — مصطفٰے نے اس کو اپنی بغل میں لے لیا

ساکنش کرد و بسے بنواختش — دیدہ اش بکشاد و داد اشناختش
اس کو سکون دلایا اور اس کو بہت نوازا — اس کی آنکھیں کھولیں اور انہوں نے اس کو پہچان عطا کی

[1] از پئے۔ دو مورتی کیلئے واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ آنحضورؐ اپنے دست مبارک سے اس کی نجاست دھو رہے ہیں۔ یدُ اللہ۔ بیعت رضوان کے سلسلہ میں قرآن میں فرمایا گیا ہے۔ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے" تو گویا اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کو اپنا ہاتھ بیکلش۔ وہ آنحضورؐ کے ان کریمانہ اخلاق کو دیکھ کر اسقدر متاثر ہوا کہ مورتی کو بھول گیا اور دیوانہ وار اپنا سر دیواروں سے ٹکرانے لگا۔ خون بہا تو آنحضورؐ کو اس پر ترس آنے لگا۔

[2] نعرہا۔ وہ نعرے مارتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ آنحضورؐ کی مخالفت سے ڈرو۔ بے عقل سر سر بے عقل۔ بے نور بر۔ بر بے نور کل زمیں۔ آنحضورؐ جو مجموعہ عالم ہیں وہ خدای حکم کے تابع ہیں اور میں جزو ہو کر ظالم اور سرکش بنا ہوا ہوں۔

[3] ہر زماں۔ وہ کافر ہر لمحہ آسمان کی طرف منہ کر کے کہتا تھا کہ میرا منہ اس قابل نہیں کہ آنحضورؐ کے رو برو ہوں۔ چوں۔ آنحضورؐ نے اس کی بیقراری کو دیکھ کر اس کو سینہ سے لگا لیا۔ ساکنش۔ آنحضورؐ نے اس کو اطمینان دلایا اور اس کو نور ایمان عطا فرما دیا۔

تا نگرید ابر کے خندد چمن
جب تک ابر نہیں روتا ہے چمن کب مسکراتا ہے؟

تا نگرید طفل کے جوشد لبن
جب تک بچہ روتا نہیں ہے دودھ کب جوش مارتا ہے؟

طفلِ یک روزہ ہمید اند طریق
ایک روز کا بچہ بھی یہ راستہ جانتا ہے

کہ بگریم تا رسد دایہ شفیق
کہ میں رو پڑوں، تاکہ مہربان دایہ آجائے

تو نمی دانی کہ دایہ دایگاں
تو نہیں جانتا کہ دایوں کی دایہ

کم دہد بے گریہ شیر اُو رایگاں
خواہ مخواہ بے روئے دودھ نہیں دیتی ہے

گفتِ ولیبلوا کثیرا گوش دار
"اور چاہیے وہ بہت روئیں" کے قول کو یاد رکھ

تا بر یزد شیر فضل کردگار
تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی رحمت دودھ بہا دے

گریہ ابرست و سوزِ آفتاب
ابر کا رونا ہے اور سورج کی جلن

استنِ دنیا ہمیں دو رشتہ تاب
دنیا کے ستون یہی دو رشتے چمکانے والے ہیں

گر نبودے[2] سوزِ مہر و اشکِ ابر
اگر سورج کی جلن اور ابر کے آنسو نہ ہوتے

کے شدے اجسام ما زفت و سطبر
ہمارے جسم موٹے اور بھاری کب ہوتے

کے بُدے معمور ایں ہر چار فصل
یہ چاروں فصلیں کب آباد ہوتیں؟

گر نبودے ایں تف و ایں گریہ اصل
اگر یہ جلن اور رونا بنیاد نہ بنتا

سوزِ مہر و گریۂ ابرِ جہاں
دنیا کے ابر کا گریہ اور سورج کا سوز

چوں ہمیدارد جہاں را خوش دواں
جبکہ دنیا کو خوش عیش بناتا ہے

آفتابِ عقل را در سوز دار
عقل کے سورج کو شورش میں رکھ

چشم را چوں ابر اشک افروز دار
آنکھوں کو ابر کی طرح آنسو بہانے والی رکھ

چشمِ گریاں بایدت چوں طفلِ خورد
تجھے چھوٹے بچہ کی طرح رونے والی آنکھیں درکار ہیں

کم خور آں نانرا کہ نانِ آبِ تو ببرد
وہ روٹی نہ کھا جو تیری عزت کو برباد کر دے

تن چو با برگست روز و شب ازاں
جسم چونکہ سرسبز ہے اس کی وجہ سے ہمیشہ

شاخِ جاں در برگ و بر نست و فزاں
جان کی شاخ پتے، پھل اور ترقی میں ہے

برگِ تن[3] بے برگی جانست زود
جسم کی سبزی جان کا پتہ پھل ہے جلد

اقرضوا اللہ قرض دہ زیں برگِ تن
اللہ (تعالیٰ) کو قرض دو اس جسم کی تونائی میں سے قرض دے

ایں بباید کاستن آں را فزود
اس کو گھٹنا، اس کو بڑھانا چاہیے

تا بُرد وید و وجد در دلِ چمن
تاکہ بدلے میں ہمیں چمن

---

[1] تا نگرید۔ مقصد یہ ہے کہ آہ و زاری سے ہی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ طفل۔ بچہ بھی جانتا ہے کہ جب تک نہ روؤں گا دایہ دودھ کر نہ آئیگی۔ تو نمی دانی۔ لیکن عاقل بالغ انسان یہ نہیں سمجھ رہا ہے کہ رحمت خداوندی بغیر آہ زاری کے متوجہ نہیں ہوتی ہے۔ گفت۔ قرآن میں ہے فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا۔ تھوڑا ہنسو زیادہ رو" کریہ۔ ابر کے رونے اور سورج کی سوزش ہی سے دنیا کی تر و تازگی ہے۔

[2] گر نبودے۔ اگر عالم میں سورج کی گرمی اور ابر کا پانی نہ ہوتا تو اجسام میں نشو و نما نہ ہوتا۔ چار فصل۔ سال کے چاروں فصلوں کا مدار سورج کی گرمی اور ابر کی بارش پر ہے۔ آفتاب۔ انسان کو بھی اپنے کمال کے لئے نفس میں سوزش ہو آنکھ میں آنسو ہونا چاہئیں۔ تن۔ جسم کی ہر روز کمی ہوتی رہتی ہے۔

[3] برگ تن۔ جسم کی شادابی روح کے پرمردگی ہے۔ جسم کو گھٹانا اور روح کو بڑھانا چاہیے۔ فرضوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ فرضوا اللہ قرضا حسنا۔ اور اللہ کو قرض حسنہ دو۔ مولانا نے قرض سے نفی اللہ کے راستہ میں خدا کو خوش کرنے کے لئے ہیں۔

قرض[1] ادہ کم کن ازیں لقمہ تنت — تا نماید وجہ لا عین رأت

قرض دے اپنے جسم کے لقمے کو کم کر — تاکہ جس کو آنکھ نے نہیں دیکھا وہ منہ دکھائے

تن ز سرگیں خویش چوں خالی کند — پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کند

جب تو جسم کو اپنے پاخانے سے خال کریگا — اجلال کے موتی اور مشک سے بھر لے گا

زیں پلیدی بر ہدو پاکی بَرد — از یُطَہِّرکم تنِ اُو بر خورد

اس ناپاکی سے نجات پا جائیگا اور پاکی حاصل کریگا — "وہ تمہیں پاک کرتا ہے" سے اس کا جسم پھل کھائیگا

دیو میترسانَدت کیں ہیں وہیں — زیں پشیماں گردی و گردی حزیں

شیطان تجھے ڈراتا ہے کہ ہائیں ہائیں — اس سے تو شرمندہ ہو گا اور غمگین بنے گا

گر گدازی زیں ہو سہا تو بدن — پس پشیمان و غمیں خواہی شدن

اگر تو ان ہوسوں سے بدن کو کھلائے گا — تو شرمندہ اور غمگین ہو گا

ایں[2] بخور گرم ست و داروی مزاج — واں بیاشام از پئے نفع و علاج

یہ کھا لے گرم ہے اور مزاج کی دوا ہے — اور نفع و علاج کے لئے وہ پی لے

ہم بدیں نیت کہ ایں تن مرکبست — آنچہ خوو کرد ست آنش اصولیست

نیز اس نیت سے کہ یہ جسم سواری ہے — جس کی اس کو عادت ہے وہ اس کیلئے بہتر ہے

ہیں مگر داں خو کہ پیش آید خلل — در دماغ و دل بزاید صد علل

خبردار! عادت نہ بدل نقصان ہو گا — دل اور دماغ میں سینکڑوں بیماریاں پیدا ہونگی

ایں چنینں تہدید ہا آں دیو دوں — آرد و بر خلق خواند صد فسوں

اس طرح کی دھمکیاں وہ کمینہ شیطان — دیتا ہے اور لوگوں پر سینکڑوں منتر پڑھتا ہے

خویش جالینوس سازد در دوا — تا فریبد نفس بیمارِ ترا

اپنے آپ کو دوا میں جالینوس بناتا ہے — تاکہ تیرے بیمار نفس کو فریب دے

کیں[3] ترا سُود ست از درد و غمی — گفت آدم را ہمی در گندمی

کہ یہ درد اور غم تیرے لئے مفید ہے — گیہوں کے بارے میں آدم سے یہی کہا

پیش آرد ہی ہے ہیہات را — در لو یشہ پیچد اُو لبہات را

بائے ہائے اور افسوس کو پیش کرتا ہے — تیرے ہونٹوں کو ڈوری سے باندھ دیتا ہے

---

[1] قرض ادہ۔ جسمانی خوراک کو کم کر پھر جنت کی سیر حاصل ہو گی۔ تن۔ جسم جب جسمانی فضلوں سے خالی ہوگا تو اسرار انوار سے پر ہو جائیگا۔ زیں۔ پلیدی۔ جسمانی ناپاکی دور ہو گی تو پاکیزگی حاصل ہو گی۔ یطہر کم قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا بیشک خدا چاہتا ہے کہ اے اہل بیت تم سے پلیدی زائل ہو جائے اور وہ تمہیں بالکل پاک کر دے۔ دیو۔ جسمانی لذتیں ترک کرنے سے شیطان ڈراتا ہے اور طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے۔

[2] ایں بخور۔ شیطان مختلف چیزوں کے فوائد سمجھا کر ان کے کھانے کی ترغیب دیتا ہے۔ ہم۔ شیطان کہتا ہے کہ جسم روح کی سواری ہے اس کو کمزور نہ کرنا چاہیے۔ ہیں۔ جس چیز کی عادت ہے وہ نہ چھوڑ ورنہ بیماریاں اٹھ کھڑی ہونگی۔ خویش۔ شیطان اپنے آپ کو حکیم جالینوس بنا کر مختلف مشورے دیتا ہے۔

[3] کیں۔ شیطان کہتا ہے کہ اگر فلاں چیز کھائے گا تو درد و غم سے نجات ہو جائیگی۔ حضرت آدم سے شیطان نے اسی طرح کی باتیں کی تھیں۔ لو یشہ وہ رسی جو نعل بندی کے وقت گھوڑے کے اوپر کے ہونٹ میں باندھ دیجاتی ہے تاکہ وہ مجبور ہو جائے۔

همچو لبهائے فرس در وقتِ نعل — تا نماید[1] سنگِ کمتر را چو لعل
جیسا کہ نعل (بندی) کے وقت گھوڑے کے ہونٹ — تاکہ کمتر پتھر کو لعل (بنا کر) دکھا دے

گوشهایت گیرد و چوں گوشِ اسپ — میکشاند سوئے حرص و سوئے کسب
تیرے کان پکڑتا ہے اور گھوڑے کے کان کی طرح — حرص اور کمائی کی جانب کھینچتا ہے

بر زند بر پات نعلے ز اشتباه — که بمانی تو ز دردآں ز راه
تیرے پاؤں میں شبہ کا نال جڑ دیتا ہے — کہ تو اس کی تکلیف سے راستہ سے رک جاتا ہے

نعلِ او هست آں تردد درد و کار — ایں کنم یا آں کنم ہیں ہوشدار
اس کا نعل، دو کاموں میں تردد ہے — یہ کروں یا وہ کروں خبردار! ہوشیار رہ

آں مکن که هست مختارِ نبیؐ — آں مکن که کرد مجنون و صبی
وہ نہ کر جو پاگل اور بچہ نے کیا — وہ کر جو نبیؐ کا پسندیدہ ہے

خُفَّتِ لُجَّة بچه محفوف گشت — با لمکاره که ازو افزود گشت
"جنت کو ڈھانپ دیا گیا ہے" کا ہے سے ڈھانپا گیا ہے؟ — ناپسندیدہ چیزوں سے جن کو اس نے بڑھا رکھا ہے

صد فسوں[2] دارد زحیلت وزدها — کاں کند در سلّه گر هست اژدها
مکر اور حیلے کے سینکڑوں منتر رکھتا ہے — کہ ٹوکری میں ڈال دیتا ہے خواہ اژدہا ہو

گر بود آبِ رواں بر بندش — ور بود حبرِ زماں بر خندش
اگر بہت پانی ہو اس کو روک دیتا ہے — اگر عالم زمانہ ہو اس کا مذاق اڑاتا ہے

گر بود کوہے چو که بر بایدش — دست بردِ خویشتن بنمایدش
اگر پہاڑ ہو اس کو تنکے کی طرح اڑا دیتا ہے — اپنے غلبہ کی اس پر نمائش کرتا ہے

عقل[3] را با عقل یارے یار کن — اَمرُهُم شُوریٰ بخوان و کار کن
عقل کو کسی دوست کی عقل کا دوست بنا — "ان کا معاملہ باہمی مشورہ ہے" کو پڑھ اور کام کر

نواختن مصطفیٰ صلی الله علیه وسلم آں عرب مهمان راو
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس عرب مہمان کو نوازنا اور اس کو اضطراب اور

تسکین دادنِ اورا از اضطراب و گریه و نوحه که بر خود میکرد
رونے اور اس نوحہ سے تسکین دینا جو وہ شرمندگی اور ندامت اور

از خجالت وندامت وآتشِ نومیدی
ناامیدی کی آگ کی وجہ سے اپنے اوپر کر رہا تھا

[1] تا نماید۔ شیطان کی یہ تمام باتیں اس لئے ہیں کہ وہ حقیر چیز کو بڑھیا بنا کر دکھا دے گو شہایت۔ شیطان انسان کے کان پکڑ کر حرص اور مضر کمائی کی جانب لے جاتا ہے بر زند۔ شیطان شبہات اور وساوس کے ذریعہ صحیح راستہ سے روک دیتا ہے۔ نعل۔ وہ شیطان جو نعل بندی کرتا ہے وہ تردد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ آں مکن۔ جب تردد ہو تو وہ کام کر جو نبیؐ نے کیا ہے۔ طفلاں۔ نادان مجنوناں۔ کام نہ کر حقت۔ حدیث شریف ہے حُفَّت الجنۃ بالمکارہ جنت دل کی ناپسندیدہ چیزوں سے ڈھانپ دی گئی ہے۔

[2] صد فسوں۔ شیطان کو ایسے منتر آتے ہیں کہ اژدہے کو بھی ٹوکری میں بند کر لیتا ہے۔ گر بود۔ شیطان اپنے منتر کے ذریعہ چلتا دریا روک دیتا ہے اور بڑے بڑے عالموں کو مذاق اڑا دیتا ہے پہاڑ کو تنکا بنا دیتا ہے اور اپنی چالاکی کی نمائش کرتا ہے۔

[3] عقل۔ شیطان سے بچنے کیلئے اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے اور اس سے مشورہ کر لے۔ نواختن۔ وہ مہمان عرب جس نے بستر خراب کر دیا تھا اس کی گریہ زاری پر آنحضورؐ نے اس کو بہت نوازا۔

ایں سخن پایاں ندارد آں عرب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے وہ عرب

ما نداز الطافِ آں شہ در عجب
ان شاہ کی مہربانیوں سے تعجب میں رہ گیا

خواست[1] دیوانہ شدن عقلش رمید
اس نے دیوانہ بننا چاہا، اس کی عقل بھاگ گئی

دستِ عقلِ مصطفےٰ بازش کشید
(حضرت) مصطفیٰ کی عقل کے ہاتھ نے اس کو پھر کھینچا

گفت ایں سو آ بیا مدآں چناں
فرمایا ادھر آ، وہ اس طرح آیا

کہ کسے بر خیزد از خوابِ گراں
کہ جیسے کوئی بھاری نیند سے اٹھے

گفتش ایں سودا مکن ہیں باخود آ
اس سے فرمایا یہ دیوانگی نہ کر خبردار! ہوش میں آجا

کہ ازیں سُو ہست باتو کارہا
کیونکہ اس طرف تجھ سے بہت کام ہیں

آب بر رُوز د دَر آمد در سخن
اس کے منہ پر پانی چھڑکا وہ بولا

کاے شہید حق شہادت عرضہ کن
کہ اے اللہ تعالیٰ کے گواہ کلمہ شہادت پیش کیجئے

تا گواہی بدہم و بیروں شوم
تاکہ میں کلمہ شہادت پڑھ لوں اور باہر نکل جاؤں

سیرم از ہستی دراں ہاموں شوم
میں ہستی سے سیر ہو گیا ہوں، اس جنگل میں چلا جاؤں

مادریں[2] دہلیزِ قاضی قضا
ہم قضا کے قاضی کی چوکھٹ پر

بہرِ دعویِ اَلَستیم و بلےٰ
الست اور بلیٰ کے دعوے کی وجہ سے ہیں

کہ بلیٰ گفتیم وآں راز امتحاں
کہ ہم نے بلیٰ کہا ہے اور اس کی آزمائش کیلئے

فعل و قولِ ما شہودست و بیاں
ہمارا قول و فعل گواہ اور بیان ہیں

ازچہ دَر دہلیزِ قاضی تن زدیم
ہم قاضی کی چوکھٹ پر خاموش کیوں ہوں؟

نے کہ ما بہرِ گواہی آمدیم
کیا ہم گواہی کے لئے نہیں آتے ہیں

چند[3] در دہلیز قاضی اے گواہ
اے گواہ! قاضی کی چوکھٹ پر کب تک

حبس باشی دہ شہادت از پگاہ
قید رہے گا، صبح سے گواہی دے دے

زاں بخواند ندت بد ینجا تا کہ تُو
انہوں نے تجھے یہاں اس لئے بلایا ہے کہ تو

آں گواہی بد ہی و ناری عَتُو
وہ گواہی دیدے اور سرکشی نہ کرے

از لَجاجِ خویشتن بنشستہ
تو اپنے جھگڑالو پن سے بیٹھا ہوا ہے

اندریں تنگی لَب و کف بستۂ
اس تنگی میں تو نے ہونٹ اور ہاتھ باندھ لئے ہیں

تا نہ بدہی آں گواہی اے شہید
اے گواہ! جب تک تو وہ گواہی نہ ادا کرے گا

تو ازیں دہلیز کے خواہی رہید
تو اس چوکھٹ سے کب چھٹے گا؟

[1] خواست۔ وہ دیوانہ ہو جانے کے قریب تھا۔ آنحضور نے اس کی عقل کو تھاما۔ کشش۔ آنحضورؐ نے اس سے فرمایا دیوانگی ختم کردے کیونکہ قدرت کو تجھ سے بہت کام لینا ہے۔ آب بر۔ رواں۔ آنحضورؐ نے اس کے منہ پر پانی چھڑکا تو وہ ہوش میں آیا اور کہنے لگا کہ مجھے شہادت کا کلمہ پڑھا دیجئے تا گواہی حقیقی معنیٰ میں کلمۂ شہادت پڑھ لینے پر انسان دنیا سے نجات پا کر آخرت کا آدمی بن جاتا ہے۔ ہاموں۔ جنگل۔

[2] مادریں۔ ازل میں خدا نے دریافت کیا تھا کہ کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں" تو ہم نے جواب دیا کہ "ہاں" اب ہم دنیا میں اس جواب کے ثبوت کے لئے بھیجے گئے ہیں تاکہ قول و فعل دو گواہوں کے ذریعہ اپنے "ہاں" کے دعوے کو ثابت کریں۔ کہ بلیٰ ازل میں ہم نے "بلیٰ" کہا ہے ہمارا قول و فعل اس پر گواہ ہے۔

[3] چند۔ گواہوں کو قاضی کی عدالت میں خاموش نہ رہنا چاہیئے۔ زاں۔ دنیاوی زندگی قولی اور فعلی گواہی کے لئے ہے۔ از لجاج۔ اگر گواہ عدالت میں پہنچ کر خاموشی اختیار کرے تو یہ اس کا جھگڑالو پن ہے تنگی بدی۔ جب تک گواہی نہ دے گا قاضی کی عدالت میں مقید رہے گا۔

یک[1] زماں کاریست بگذارو بتاز — کار کوتہ را مکن بر خود دراز
تھوڑی دیر کا کام ہے کر دے اور بھاگ جا — مختصر کام کو اپنے لئے لمبا نہ کر

خواہ در صد سال و خواہی یکزماں — ایں امانت را گذارو وارہاں
خواہ سو سال میں اور خواہ تھوڑی دیر میں — یہ امانت ادا کر دے اور چھوٹ جا

بیان آنکہ نماز و روزہ و حج و ہمہ چیز ہای بیرونی گواہیہاست
اس کا بیان کہ نماز اور روزہ اور حج اور ظاہری تمام چیزیں باطنی

برنورِ اندرونی
نوری گواہ ہیں

ایں نماز و روزہ و حج و جہاد — ہم گواہی داد نست از اعتقاد
یہ نماز اور روزہ اور حج اور جہاد — بھی عقیدہ پر گواہی دینا ہے

ایں زکوٰۃ و ہدیہ و ترکِ حسد — ہم گواہی دادنست از سرِّ خود
یہ زکوٰۃ اور ہدیہ اور حسد نہ کرنا — (بھی) اپنے باطن پر گواہی دینا ہے

خوان و مہمانی پئے اظہار راست — کاے مُہاں ما با شما ہستیم راست
دستر خوان اور مہمانی اس کے اظہار کیلئے ہے — کہ اے بزرگو! ہم تمہارے مخلص ہیں

ہدیہ[2] ہا وَار مُغان و پیشکش — شد گواہِ آنکہ ہستم با تو خوش
ہدیئے اور تحفہ اور نذرانہ — اس کے گواہ ہیں کہ ہم آپ سے خوش ہیں

ہر کسے کو شُد بمالے یا فسوں — چیست ؟ دارم گوہر در اندروں
جو شخص مال (دینے) یا دعا کی کوشش کرتا ہے — کیا ہے ؟ میں باطن میں جوہر رکھتا ہوں

گوہرے دارم زتقویٰ یا سخا — ایں زکوٰۃ و روزہ بر ہر دو گوا
میں جو ہر رکھتا ہوں تقوے کا یا سخاوت کا — یہ زکوٰۃ اور روزہ دونوں کے گواہ ہیں

روزہ[3] گوید کرد تقویٰ از حلال — با حرامش داں کہ نبود اتصال
روزہ کہتا ہے کہ اس نے حلال سے پرہیز کیا — سمجھ لے کہ حرام سے اس کا اتصال نہ ہو گا

واں زکوٰتش گفت کو از مالِ خویش — میدہد پس چوں بدزدد زاہلِ کیش
اس کی زکوٰۃ نے کہا کہ وہ اپنے مال میں سے — دیتا ہے پس تو دینداروں کا کیسے چرائے گا ؟

گر بطراری کُند پس دو گواہ — جرح شُد در محکمہ عدلِ الٰہ
اگر (کوئی گواہ) زبان درازی کرے گا تو دونوں گواہ — خدا کے انصاف کے محکمہ میں مجروح ہو گئے

[1] یک زماں۔ گواہی دینا تھوڑی دیر کا کام ہے۔ اس معاملہ کو دراز کرنا بے کار ہے۔ ایں نماز۔ ارکان اسلام پر عمل اعتقاد پر عملی گواہی ہے۔ سرخود۔ یعنی اعتقاد۔ خوان۔ اگر میزبان مہمان کی خاطر تواضع کرتا ہے۔ تو یہ اس بات کی گواہی ہے کہ وہ مہمان سے خوش ہے۔

[2] ہدیہ ہا۔ کسی کو تحفہ دینا یہ بھی اس کی گواہی ہے کہ تو اس سے خوش ہے ہدیہ کے۔ اگر کوئی شخص مال صرف کرتا ہے یا دعا دیتا ہے تو یہ اس بات پر گواہ ہے کہ اس شخص میں تقویٰ کا جوہر موجود ہے یا وہ سخی ہے۔

[3] روزہ۔ روزہ اس بات کا گواہ ہے کہ اس نے خدا کے حکم کے مطابق حلال کھانے کو بھی ترک کر دیا ہے۔ تو پھر وہ حرام کب کھا سکتا ہے۔ زکوٰۃ ہے۔ زکوٰۃ اس بات کی گواہ ہے کہ جب وہ اپنا مال صرف کر رہا ہے تو کسی دیندار کا مال کیسے چرا سکتا ہے۔ گر بقراری۔ اگر زکوٰۃ روزے میں زیادہ وغیرہ کا دخل کریگا تو یہ دونوں گواہ اللہ کے دربار میں عدالت سے گر کر مجروح ہو جائیں گے۔

هست صیاد[1] ار کند دانه نثار — نے ز رحم و جود بل بهرِ شکار
شکاری ہے ، اگر دانہ بکھیرتا ہے — رحم اور سخاوت کی وجہ سے نہیں بلکہ شکار کرنے کیلئے

هست گر به روزه دار اندر صیام — خفته کرده خویش بهرِ صید خام
بلی روزہ دار ہے ، روزوں میں — نا تجربہ کار شکار کیلئے اپنے آپ کو سلائے ہوئے ہے

کرده بدظن زیں کژی صد قوم را — کرده بد نام اهلِ جود و صوم را
اس کجی سے اس نے سینکڑوں قوموں کو بدظن کر دیا — اس نے سخیوں اور روزہ داروں کو بدنام کیا

فضلِ حق با ایں که او کژمی تند — عاقبت زیں جمله پاکش می کند
باوجود یہ کہ وہ کجی کر رہا ہے اللہ کا کرم — انجام کار ان سب سے اس کو پاک کر دیتا ہے

سبق[2] بُرده رحمتش داں غدر را — داده نورے که نباشد بدر را
اس کی رحمت سبقت لے گئی اور اس غدار کو — وہ نور عطا کیا جو چودھویں کے چاند میں نہیں ہوتا ہے

کوششش راشسته حق زیں اختلاط — غسل داده رحمت اورا ازیں خُباط
اس غلط ملط سے اللہ (تعالیٰ) نے اس کی کوشش کو دھو دیا — رحمت نے اس کو اس خبطی پن سے غسل دیدیا

تا که غفاریِ او ظاہر شود — سیئاتِ جمله را غافر شود
تاکہ اس کی غفاری ظاہر ہو جائے — تمام گناہوں کو بخشنے والی بن جائے

پاک کردن آب همه پلیدی ہارا و باز پاک کردن خدائے تعالیٰ آب را از پلیدی لا جرم حق تعالیٰ قدوس آمد

پانی کا تمام ناپاکیوں کو پاک کرنا اور پھر اللہ تعالیٰ کا پانی کو ناپاکی سے پاک کرنا لا محالہ اللہ تعالیٰ بہت پاک ثابت ہوا

آب بهرِ ایں بباریداز سماک[3] — تا پلیداں راکند از خُبث پاک
پانی ابر سے اس لئے برسایا — تاکہ ناپاکوں کو نجاست سے پاک کر دے

آب چوں بیکار گردد شُد نجس — تا چناں شد کاب را رد کرد حسِ
پانی جب بیکار ہو گیا ناپاک ہو گیا — ایسا ہو گیا کہ پانی کو حس نے رد کر دیا

حق ببردش باز در بحرِ صواب — تا بشستش از کرم آں آب آب
اللہ (تعالیٰ) اس کو دوبارہ درستگی کے سمندر میں لے گیا — یہاں تک کہ اس کے کرم نے پانی کو پانی سے دھو دیا

[1] صیاد۔ شکاری پرندوں کو دانہ ڈالتا ہے لیکن یہ سخاوت نہیں ہے گربہ۔ بلی بھی روزہ دار معلوم ہوتی ہے لیکن اس نے یہ صورت محض شکار کو پھانسنے کے لئے بنا رکھی ہے۔ کردہ بدظن۔ ریاکاری کے ساتھ روزہ رکھنے والا اور مال خرچ کرنے والا روزہ دار اور سخی کا بدنام کنندہ ہے۔ فضل حق عبادت شروع میں رہا پھر عادت بنتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس کو عبادت بنا دیتا ہے۔

[2] سبق بُردہ چونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سابق ہے اسلئے اللہ تعالیٰ ریا کار غدار کو بھی انجام میں نور بخش دیتا ہے کوشش۔ اللہ تعالیٰ اس عبادت کو جس میں ریا ہوتا ہے پاک صاف کر دیتا ہے تاکہ اس کی غفاری کا مظاہرہ ہو سکے۔ پاک اللہ تعالیٰ پانی کے ذریعہ نجس کو پاک کر دیتا ہے۔ پھر اس ناپاک پانی کو از سر نو برسا کر پاک کر دیتا ہے تاکہ اس کی صفت قدوسیت ظاہر ہو سکے۔

[3] سماک۔ ابر یا آسمان۔ خُبث نجاست۔ آب جب پانی ناپاک ہو جاتا ہے تو انسان اس کو استعمال نہیں کرتا ہے حضرت حق تعالیٰ اس کو پھر واپس بلا لیتا ہے اور اس کو پاک صاف کر کے پھر دنیا میں بھیج دیتا ہے۔

www.ahlehaq.org

سالِ[1] دیگر آمد اُو دامن کشاں
وہ دوسرے سال تازہ انداز سے آیا

ہی کُجا بودی ؟ بدریای خوشاں
ہائیں ! تو کہاں تھا ؟ اچھوں کے دریا میں

من نجس زیں جا شدم پاک آمدم
میں اس جگہ سے ناپاک گیا، پاک آیا ہوں

بستدم خلعت سُوئے خاک آمدم
میں نے شاہی لباس حاصل کیا زمین کی جانب آ گیا ہوں

ہیں بیا ئید اے پلیداں سُوئے من
خبردار ! اے نا پاکو ! میرے پاس آؤ

کہ گرفت از خوئے یزداں خوئے من
کیونکہ میری عادت نے اللہ تعالیٰ کی عادت حاصل کرلی ہے

وَر پذیرم جُملہ زشتیت را
میں تیری جملہ برائیوں کو قبول کر لیتا ہوں

چوں ملک پاکی دہم عفریت را
میں بھوت کو فرشتہ کی سی پاکی عطا کر دیتا ہوں

چوں[2] شوم آلودہ باز آنجا رَوَم
جب گندہ ہو جاتا ہوں پھر اس جگہ چلا جاتا ہوں

سُوئے اصلِ اصل پا کیہا رَوَم
اصل پاکیوں کی اصل کی طرف چلا جاتا ہوں

دلقِ چرکیں بَر کنم آنجا زسَر
وہاں میلی گدڑی سر سے اتار دیتا ہوں

خلعتِ پاکم دہد بارِ دگر
وہ مجھے دوبارہ پاک لباس عنایت کر دیتا ہے

کارِ اُو این ست و کارِ من ہمیں
اس کا یہ کام ہے اور میرا یہ کام ہے

عالم آرایست ربّ العالمیں
جہانوں کا پالنے والا ، عالم کو سنوارنے والا ہے

گر نبودے ایں پلید یہائے ما
اگر یہ ہماری نا پاکیاں نہ ہوتیں

کے بُدے ایں بار نامہ آب را
پانی کا یہ کارنامہ کب ہوتا ؟

کیسہائے زَربد زدید از کسے
کسی سے سونے کی تھیلیاں چرائے ہوئے

میرو دہر سُو کہ ہیں کو مُفلسے
ہر جانب جاتا ہے کہ ہاں مفلس کہاں ہے ؟

تا بریزد[3] بَر گیاہِ رُستۂ
تاکہ اگی ہوئی گھاس پر بہا دے

تا بشوید رُوی ہَر نا شُستۂ
تاکہ ہر نہ دُھلے ہوئے کا منہ دھو دے

تا بگیرو بر سَر اُو حمّال وَار
تاکہ بوجھ اٹھانے والے کی طرح سر پر لے لے

کشتیِ بے دَست و پارا در بحار
سمندروں میں بے دست و پا کشتی کو

صَد ہزاراں دارو اندروے نہاں
اس میں لاکھوں دوائیں پوشیدہ ہیں

زانکہ دارُو زوبر وید دَر جہاں
کیونکہ دوا دنیا میں اسی سے اُگتی ہے

جانِ ہَر دردے دلِ ہَر دانۂ
وہ (پانی) ہر درد کی جان اور ہر دانہ کا دل ہے

میرود دَر جُو چو دا رُو خانۂ
وہ اس نہر میں چلا جاتا ہے جو دوا خانہ کیطرح ہے

[1] سالِ دیگر۔ برسات کے موسم میں پھر وہ پانی پاک صاف ہو کر برس پڑتا ہے۔ اس پانی سے کوئی دریافت کرتا ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ میں جنتیوں کے دریا میں تھا من نجس۔ میں اس دنیا میں ناپاک ہو گیا تھا۔ اسلئے چلا گیا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے پھر پاکی کی خلعت عطا فرما دی تو میں دوبارہ دنیا میں آ گیا ہوں۔ ہیں۔ وہ پانی کہتا ہے کہ اے ناپاکو میری جانب آجاؤ میں تمہیں پاک کردونگا کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کی صفت قدوسیت حاصل کرلی ہے۔ وَر پذیرم۔ میں سب برائیوں کو دھو دیتا ہوں۔ اگر انسان شیطان بھی ہے تو اس کو فرشتہ کی طرح پاک صاف بنا دیتا ہوں۔

[2] چوں شوم۔ جب ناپاک ہو جاؤں گا پھر اس دربار میں پہنچ جاؤں گا اور از سر نو پاکی حاصل کرلوں گا۔ کارِ او۔ اللہ تعالیٰ کا کام پاک کرنا ہے اور میرا کام دوسروں کو پاک کر کے آلودہ ہو جاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر دنیا میں ناپاکی نہ ہوتی تو پانی کی صفت ظاہر نہ ہوتی۔ کیسہائے۔ پانی ہر ضرورتمند کو سیراب کرتا ہے۔

[3] تا بریزد۔ پانی گھاسوں کو سیراب کرتا ہے ہر ناپاک کو پاک بناتا ہے دریا میں اپنے سر پر کشتی کو لئے پھرتا ہے۔ صد ہزاراں۔ بر بسو۔ میں شفا کی خاصیت پانی سے پیدا ہوتی ہے۔ جان۔ پانی کی بیماری کی دوا عطا کرتا ہے اور نہروں میں شفاخانہ بن کر بہتا ہے۔

زو یتیمانِ [1] زمیں را پرورش — تشنگانِ خشک را ازوے روش
زمین کے یتیموں کی اس سے پرورش ہے — خشک پیاسوں کی اس سے رفتار ہے

استعانت خواستن آب از حق تعالیٰ بعد از تیرہ شدن

پانی کا گدلا ہونے کے بعد حضرت حق تعالیٰ سے مدد چاہنا اور

وقبول کردن حق تعالیٰ دعائے آبرا

اللہ تعالیٰ کا پانی کی دعا کو قبول کرنا

چوں نماند مایہ اش تیرہ شود — ہمچو ما اندر زمیں خیرہ شود
جب اس کا سرمایہ نہیں رہتا وہ مکدر ہو جاتا ہے — ہماری طرح زمین میں حیران ہو جاتا ہے

نالہ از باطن بر آرد کاے خدا — آنچہ دادی دادم و ماندم گدا
اندر سے فریاد کرتا ہے کہ اے خدا! — جو کچھ تو نے دیا تھا میں نے دیدیا اور میں فقیر ہو گیا

رخشم سرمایہ بر پاک و پلید — اے شہ سرمایہ دہ ھل من مزید
میں نے سرمایہ پاک اور ناپاک پر بہا دیا — اے سرمایہ عطا کرنیوالے شاہ! اور زیادہ عطا کر

ابر را [2] گوید ببر جائے خوش — ہم تو خورشید آ بلا بر کش
ابر کو حکم فرماتا ہے کہ اس کو اچھی جگہ لے جا — سورج تو بھی آ، اس کو اوپر کھینچ لے

راہہائے مختلف میراندش — تا رساند سوئے بحرِ بیحدش
وہ اس کو مختلف راستوں پر چلاتا ہے — یہاتک کہ اس کو لا محدود دریا تک پہنچا دیتا ہے

خود [3] غرض زیں آب جانِ اولیاست — گو غسولِ تیرگی ہائے شماست
اس پانی سے مقصود اولیاء کی جان ہے — کیونکہ وہ تمہاری تاریکیوں کو دھونیوالی ہے

چوں شود تیرہ ز غسلِ اہلِ فرش — باز گردد سوئے پاکی بخشِ عرش
جب وہ زمین والوں کو دھونے سے میلی ہو جاتی ہے — عرش کو پاکی بخشنے والے کی طرف واپس ہو جاتی ہے

باز آرد زاں طرف دامن کشاں — از طہاراتِ محیط اُو دُر فشاں
اس جانب سے پھر لاتی ہے دامن پھیلائے ہوئے — وہ موتی برسانے والی محیط کی پاکیزگیوں کو

وز تیمم وارہاند جملہ را — وز تحری طالبانِ قبلہ را
سب کو یتیم سے نجات دلاتی ہے — اور قبلہ کے طلبگاروں کو اٹکل کرنے سے

زاختلاطِ خلق یابد اعتلال — آں سفر جوید کہ رخنا یا بلال
لوگوں میں گھلنے ملنے سے وہ بیماری محسوس کرتی ہے — وہ سفر تلاش کرتی ہے جیسا کہ اے بلال ہمیں آرام پہنچا

---

[1] زو۔ زمین کے بے سہارا اس سے سہارا پکڑتے ہیں اور خشک اس سے تری حاصل کرتے ہیں۔ استعانت۔ پانی نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ مکدر ہو جانے کے بعد وہ پھر صاف ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی خیرہ۔ حیران۔ نالہ۔ پانی فریاد کرتا ہے۔ کہ جو پاکی تو نے مجھے عنایت کی تھی وہ میں نے دوسروں کو دیدی۔ ھل من مزید۔ کیا کچھ اور ہے۔

[2] ابر۔ اس فریاد پر اللہ تعالیٰ ابر کو حکم دیتا ہے کہ اس پانی کو تو دوسری جگہ لے جا اور سورج کو حکم دیتا ہے کہ تو پانی کو اوپر کھینچ لے چنانچہ سورج اپنی گرمی سے اس کو بھاپ بنا کر اوپر کھینچ لیتا ہے۔

[3] خود غرض۔ اس پانی کے احوال کے ذریعہ سے مقصد اولیاء کرام کے حالات کو سمجھانا تھا اولیاء بھی تمہاری نجاستوں کو پاک کرتے ہیں۔ چوں۔ جب عوام کے اختلاط سے اُنمیں کدورت پیدا ہو جاتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور تبتل الیہ تبتیلا اس اللہ کی طرف رجوع کر۔ پر عمل کرتے ہیں۔ بازارو جب یہ تبتل اختیار کرتا ہے تو پھر اس میں منجانب اللہ تطہیر کی طاقت آجاتی ہے۔ وز تیمم۔ اب وہ مریدوں کو طہارت کاملہ عطا کرتا ہے۔ اور عین کے وجہ پر پہنچا دیتا ہے۔ اعتلال بیمار ہونا۔ ارحنا۔ آنحضورؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا ہمیں اذان کے کلمات سنا کر راحت پہنچا۔

اے بلالِ خوش نوائے خوش صہیل — میز نہ بر رو بزن طبلِ رَحیل[1]
اے خوش نوا، خوش آواز بلال! میز نہ پر جا، کوچ کو نقارہ بجا دے

جاں سفر رفت و بدن اندر قیام — وقتِ رجعت زیں سبب گوید سلام
جان سفر میں چلی گئی اور بدن قیام میں ہے واپسی کے وقت اسی لئے سلام کرتی ہے

ایں مثل چوں واسطہ ست اندر کلام — واسطہ شرط ست بہرِ فہمِ عام
یہ مثال گفتگو میں واسطہ کی طرح ہے عوام کے سمجھنے کے لئے واسطہ ضروری ہے

اندر آتش کے رَوَد بے واسطہ — جُز سمندر کو رہید از رابطہ
بغیر واسطہ کے آگ میں کب جاتا ہے؟ سوائے سمندر (کیڑے) کے جو واسطہ سے آزاد ہو گیا ہے

واسطہ حمام[2] باید مر تُرا — تاز آتش خوش کُنی تو طبع را
تیرے لئے حمام کا واسطہ چاہیے تاکہ تو گرمی سے طبیعت کو خوش کر لے

چوں نتانی شد دَر آتش چوں خلیل — گشت حمامت رسول آبت دلیل
جبکہ تو خلیل (اللہ) کی طرح آگ میں نہیں جاسکتا ہے رسول تیرا حمام (اور) پانی تیرا راہنما بنا

سیری از حق ست لیک اہلِ طبع — کے رسد بے واسطہ ناں دَر شبع
پیٹ بھرنا اللہ کی جانب سے ہے لیکن طبیعت والا پیٹ بھرنے کو روٹی کے واسطہ کے بغیر کب پہنچتا ہے؟

لُطف از حق ست لیکن اہلِ تن — در نیابد لُطف بے پردہ چمن
لطف اللہ کی جانب سے ہے لیکن جسم والا چمن کے پردے کے بغیر لطف حاصل نہیں کرتا ہے

چوں[3] نماند واسطہ تن بے جیب — ہمچو موسیٰ نورِ مہ تابد ز جیب
جب واسطہ نہیں رہتا جسم بغیر پردے کے حضرت موسیٰ کیطرح چاند کا نور گریبان میں سے چمکتا ہے

گواہی دادن فعل و قولِ بیرونی بَر ضمیر و نورِ اندرونی
بیرونی قول و فعل کا دل اور اندرونی نور پر گواہی دینا

ایں ہُنر ہا آب راہم شاہد ست — کاندرونش پُر زنورِ ایزد ست
یہ ہنر پانی کے بھی گواہ ہیں کہ اس کا باطن خدائی نور سے پر ہے

فعل و قول آمد گواہانِ ضمیر — زیں دو بر باطن تو استدلال گیر
فعل اور قول دل کے گواہ ہیں ان دونوں سے تو باطن پر دلیل حاصل کر لے

[1] طبل رَحیل۔ سفر کا نقارہ یعنی رجوع الی اللہ کا اعلان۔ جاں سفر۔ نماز کی حالت میں روح قرب الٰہی کا سفر اختیار کر لیتی ہے اور جسم رکوع نہ سجود ادا کرتا ہے نماز کے ختم پر جو سلام ہے وہ گویا روح واپس آ کر سلام کرتی ہے۔ ایں مثل۔ رجوع الی اللہ کے سلسلہ میں آنحضورؐ کی یہ مثال مطلب سمجھانے کیلئے ایک واسطہ اور ذریعہ ہے۔ عوام بغیر مثال اور واسطہ کے مقصد تک نہیں پہنچے ہیں۔ اندر آتش۔ سمندر کیڑا بغیر کسی واسطہ کے آگ سے مستفید ہوتا ہے کہ دوسرے کسی واسطہ کے ذریعہ آگ سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

[2] حمام۔ حمام آگ سے گرم کیا جاتا ہے عوام اس کے واسطہ سے آگ کی گرمی سے مستفید ہوتے ہیں۔ چوں نتانی۔ حضرت ابراہیمؑ کو واسطہ کی ضرورت نہ تھی عوام کے لئے رسول بمنزلہ حمام اور ان کی شریعت بمنزلہ پانی کے ہے سیری۔ پیٹ کا بھرنا منجانب اللہ ہے لیکن اس کے لئے روٹی واسطہ ہے لطف اللہ کی جانب سے ہے۔ چمن اس کا واسطہ ہے۔

[3] چوں نماند۔ جب واسطہ ختم ہو جاتے ہیں تو پھر براہ راست استفادہ ہونے لگتا ہے۔ ایں ہنر۔ یعنی پانی کا دوسری چیزوں کو پاک کرنا اور پھر خود پاک ہو جانا۔ فعل و قول۔ انسان کے افعال اور اقوال سے اس کے باطن کا حال معلوم ہوتا ہے۔

چوں[1] ندارد سیر سِرّت دروں
جب تیرا باطن اندر کی سیر نہیں کر سکتا ہے

بنگر اندر بولِ رنجور از بُروں
تو بیمار کے پیشاب پر باہر سے غور کر لے

فعل و قول آں بولِ رنجوراں بُوَد
بیماروں کا قول و فعل وہ پیشاب ہے

کہ طبیبِ جسم را بُرہاں بُوَد
جو جسمانی طبیب کے لئے دلیل ہے

واں طبیبِ رُوح دَر جانش رَوَد
روحانی طبیب اس کی روح میں گھستا ہے

وز رہِ جاں اندرا یمانش رَوَد
اور روح کے راستہ سے اس کے ایمان میں چلا جاتا ہے

حاجتش نبُوَد بقول و فعلِ خوب
اس کو اچھے فعل و قول کی ضرورت نہیں ہے

اُحْذُرُوْهُمْ هُمْ جَوَاسِيْسُ الْقُلُوْب
ان سے ڈرو وہ دلوں کے جاسوس ہیں

ایں[2] گواہِ فعل وقول اے زوے بجوی
یہ فعل و قول کی گواہی اس میں تلاش کر

کو بدر یائیست واصل ہمچو جُوی
جو دریا سے نہر کی طرح ملا ہوا ہے

قول و فعلِ اُو گواہِ اُو بُوَد
اس کا قول و فعل اس کا گواہ ہوتا ہے

کو بدریا متصل چوں جُو بُوَد
جو نہر کی طرح دریا سے ملا ہوا ہوتا ہے

بنگر اندر فعلِ اُو و قولِ اُو
اس کے فعل اور اس کے قول کو دیکھ

تاچہ دارد در ضمیر آں راز جُو
کہ وہ راز کو تلاش کرنے والا دل میں کیا رکھتا ہے

نورش اندر مرتبت چندست وچیست
اس کے مرتبہ میں نور کتنا اور کیسا ہے

بہرِ صید اُو دانہ پاشد یا سخیست
وہ شکار کے لئے دانہ ڈال رہا ہے یا سخی ہے

گر بُوَد[3] صیّاد از وے دُور شو
اگر وہ شکاری ہے اس سے دور ہو جا

واں فسون و فعل و قولش کم شنو
اس کا منتر اور فعل و قول نہ سن

وَر بُوَد صدیق دست ازوے مدار
اگر وہ صدیق ہے تو اس سے دستبردار نہ ہو

تارساند مر تُرا سُوئے بحار
تاکہ وہ تجھے سمندروں تک پہنچا دے

دَر بیانِ آنکہ آں نور خدا خود را ازاندرون سِرِّ عارف ظاہر

اس کا بیان کہ وہ خدائی نور جو خود کو عارف کے باطن سے بغیر عارف کے

کند بر خلقان بے فعلِ عارف و بے قولِ عارف افزوں باشد

فعل کے اور بغیر عارف کے قول کے لوگوں پر ظاہر کرے وہ اس نور سے

ازاں کہ بفعل و قولِ اُو ظاہر گردد چنانکہ چوں آفتاب بُلند

بڑھا ہوا ہے جو اس کے فعل اور قول سے ظاہر ہو جیسا کہ جب سورج نکلتا ہے تو

---

[1] چوں ندارد۔ طبیب مریض کے اندر کی حالت نہیں دیکھ سکتا تو وہ قارورہ کے ذریعہ حالت معلوم کرتا ہے۔ واں طبیب۔ شیخ جو روحانی طبیب ہے وہ مرید کے باطن کی سیر کر لیتا ہے لہٰذا اس کو مرید کے قول و فعل سے استدلال کی ضرورت نہیں ہے۔ شیوخ دلوں کے جاسوس ہوتے ہیں۔

[2] ایں گواہ۔ عوام کو شیخ کے انتخاب میں شیخ کے قول و فعل سے اس کے باطن پر استدلال کرنا چاہیے اور پتہ لگانا چاہیے کہ اس کا اتصال بحر حقیقت سے ہے یا نہیں۔ تاچہ دارد۔ اس کا قول و فعل اس کے ضمیر کو بتائے گا۔ بہر صید۔ یہ معلوم کر لینا ضروری ہے کہ اس کا ظاہر محض لوگوں کو پھنسانے کے لئے ہے یا اس میں کوئی ..... حقیقت پوشیدہ ہے۔

[3] گر بُوَد۔ اگر وہ محض بناوٹی شیخ ہے تو اس کے قول و فعل کی طرف دھیان نہ کر۔ وَر بُوَد۔ اور اگر وہ شیخ صادق ہے تو اس سے وابستہ ہو جا تاکہ وہ حقیقت کے سمندروں تک پہنچا دے۔ دربیان۔ اگر شیخ میں خدائی نور ہوتا ہے تو وہ لامحالہ ظاہر ہو کر رہتا ہے اور اس کے اظہار کیلئے شیخ کے کسی قول و فعل کی ضرورت نہیں ہے۔

شود بانگ خروس و اعلام مؤذن و علامات دیگر حاجت نیاید
اس کو مرغے کی اذان اور مؤذن کے بتانے اور دوسری علامتوں کی ضرورت نہیں ہوتی

لیک[1] انورِ سالکے کز حد گذشت — نورِ اُو پُر شد بیا با نہاو دَشت
لیکن سالک کا وہ نور جو حد سے بڑھ گیا ہے — اس کے نور سے جنگل اور بیابان پر ہو جاتے ہیں

شاہدیش فارغ آمداز شہود — وز تکلّفہای و جانبازی وجود
اس کی گواہی گواہیوں سے بے نیاز ہے — اور جسم کے تکلفات اور جانبازی سے

نورِآں گوہر چو بیروں تافتہ است — زیں تسلّسہا فراغت یافتہ است
جبکہ اس کے نور کا جوہر باہر چمک گیا ہے — اس کو ان مکاریوں سے نجات مل گئی ہے

پس[2] مجواز وے گواہِ فعل و گفت — کہ از و ہر دو جہاں چوں گل شگفت
تو اس سے فعل و قول کا گواہ نہ چاہ — کیونکہ یوں جہان اس کی وجہ سے پھول کی طرح کھلتے ہیں

ایں گواہی چیست؟ اظہارِ نہاں — خواہ قول و خواہ فعل و غیرِ آں
یہ گواہی کیا ہے؟ پوشیدہ کو ظاہر کرنا ہے — خواہ وہ گواہی قول ہو اور خواہ فعل اور اس کے علاوہ ہے

کہ عرض اظہارِ سرِّ جو ہرست — وَصف باقی ویں عرض بر معبرست
کیونکہ جوہر کے راز کا ظاہر کرنا عرض ہے — صفت باقی ہے اور یہ عرض گذر گاہ پر ہے

ایں نشانِ زر نماند بَر محک — زر بماند نیک نام و بے زشک
کسوٹی پر سونے کا یہ نشان باقی نہیں رہتا — سونا نیک نام اور بے شک باقی رہتا ہے

ایں[3] صلوٰۃ وایں جہاد وایں صیام — ہم نماند جاں بماند نیک نام
یہ نماز اور جہاد اور یہ روزے — بھی نہ رہیں گے جان نیک نام رہیگی

جاں چنیں افعال و اقوالے نمود — بَر محکِ امر جوہر را بسُود
جان نے ایسے افعال اور اقوال ظاہر کیے — جوہر کو امر کی کسوٹی پر گھسا

کا عتقادم راست ست اینک گواہ — لیک ہست اندر گواہاں اشتباہ
کہ میرا عقیدہ درست ہے یہ گواہ ہے — لیکن گواہوں میں شبہ ہوتا ہے

تزکیہ باید گواہاں را بداں — تزکیہ اش اخلاص و موقوفی بداں
سمجھ لے گواہوں میں عدالت ہونی چاہیے — اس کی عدالت اخلاص اور تیرا اسپر مطلع ہوتا ہے

حفظ لفظ اندر گواہِ قولی ست — حفظِ عہد اندر گواہِ فعلی ست
قولی گواہ میں لفظوں کی نگہداشت ہے — فعلی گواہ میں عہد کی حفاظت ہے

---

[1] لیک۔ عارف باللہ میں وہ نور ہوتا ہے کہ اس سے عالم پر ہو جاتا ہے شاہدش۔ اس کے لئے گواہوں کی گواہی کی ضرورت نہیں ہے نورآں۔ اس کے جوہر کا نور ایسا روشن ہوتا ہے کہ اس کے اظہار کے لئے کسی تکلف کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

[2] پس مجو۔ ایسے شیخ کی صداقت پر اس کے قول و فعل سے گواہی چاہنا مناسب نہیں ہے۔ کہ عرض۔ عرض فنا ہو جاتا ہے جوہر باقی رہتا ہے قول و فعل عرض ہے اور نور باطن جوہر ہے برمعبرست۔ یعنی فانی ہے۔ وصف یعنی نور باطن ایں نشان۔ سونے کو پہچاننے کے لئے کسوٹی پر کیا جاتا ہے وہ گھس فنا ہو جاتا ہے اور سونا باقی رہتا ہے۔

[3] ایں صلوٰۃ۔ عبادات کے ذریعہ روح کو نیک نامی حاصل ہوتی ہے یہ عبادات فانی ہیں نیکنامی باقی رہتی ہے۔ جاں۔ روح اپنی نیکنامی کیلئے خدائی حکم کے مطابق افعال و اقوال ظاہر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ میرا اعتقاد درست ہے اور یہ افعال و اقوال اس کے گواہ ہیں لیکن ہر گواہ قابل قبول نہیں ہوتا بلکہ عادل گواہ قابل اعتبار ہوتا ہے اسلئے گواہ کا تزکیہ یعنی اس کی عدالت ثابت کرنا ضروری ہے افعال و اقوال کا تزکیہ یہ ہے کہ اس میں اخلاص ہو ریا وغیرہ نہ ہو۔ حفظ لفظ۔ تیرا ایمان جو گواہ قولی ہے اسمیں اس کی ضرورت ہے کہ تیری زبان سے کوئی غیر مناسب لفظ۔ نکلے فعلی گواہ میں اس کی ضرورت ہو کر تو اپنے افعال میں عہد الست کی برابر نگہداشت رکھے۔

گر گواہِ[1] قول کژ گوید رد ست — ور گواہِ فعل کژ پوید بدست
اگر قولی گواہ ٹیڑھی بات کہے تو رد ہے — اگر فعلی گواہ ٹیڑھا چلے تو بد ہے

قول و فعلِ بے تناقض بایدت — تا قبول اندر زماں پیش آیدت
بغیر اختلاف کا قول و فعل تیرے لئے ضروری ہے — تاکہ زمانہ میں قبولیت تیرے سامنے آئے

سَعْیُکُمْ شَتّٰی تناقض اندرید — روز میدو زید و شب بر میدرید
تمہاری کوششیں مختلف ہیں تم تناقض میں ہو — دن کو سیتے ہو اور رات کو پھاڑتے ہو

پس گواہی با تناقض کہ شنود — یا مگر حُکمے کند از لُطفِ خود
تو تناقض کے ساتھ گواہی کون سنتا ہے؟ — ہاں اگر اپنی مہربانی سے فیصلہ کر دے

فعل[2] و قول اظہارِ سِرّ ست و ضمیر — ہر دو پیدا میکند سِرِّ ستیر
فعل اور قول راز اور دل کا اظہار ہے — دونوں چھپے ہوئے راز کو ظاہر کر دیتے ہیں

چوں گواہت تزکیہ شد شد قبول — ورنہ محبوس ست اندر مُول مُول
جب تیرے گواہ کی عدالت ثابت ہوگئی وہ مقبول ہو گیا — ورنہ وہ ٹھہرا رہ ٹھہرا رہ میں پھنسا ہوا ہے

تا تو بستیزی ستیز ندائے حروں — فَانْتَظِرْهُمْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ
اے سرکش جب تک تو جھگڑا کریگا وہ جھگڑینگے — پس تو ان کا انتظار کر وہ بھی منتظر ہیں

عَرضہ[3] کردن مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم شہادت را بر مہمانِ خویش
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے مہمان پر کلمۂ شہادت پیش کرنا

ایں سخن پایاں ندارد مصطفٰے — عَرضہ کرد ایمان و پذرفت آں فتےٰ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے مصطفٰے نے — ایمان پیش کر دیا اور اس نوجوان نے قبول کر لیا

آں شہادت را کہ فرخ بودہ ست — بندہائے بستہ را بکشودہ ست
وہ (کلمہ) شہادت جو با برکت ہے — جس نے بندھی ہوئی بندشوں کو کھولا ہے

گشت مومن گفت اورا مصطفٰے — کامشباں ہم باش تو مہمانِ ما
وہ مومن بن گیا اس کو مصطفٰے نے فرمایا — تو آج کی رات بھی ہمارا مہمان رہ

گفت واللہ تا ابد ضیفِ توام — ہر کجا باشم بہر جا کہ روم
اس نے کہا خدا کی قسم ہمیشہ کیلئے آپ کا مہمان ہوں — جہاں کہیں بھی رہوں، جہاں بھی جاؤں

[1] گر گواہِ قول۔ قولی گواہ سے اگر کوئی لفظ غلط نکلے گا تو گواہ مردود ہو جائیگا فعلی گواہ میں اگر کوئی عمل عہد الست کے خلاف ہوگا تو وہ مردود ہو جائیگا۔ قول و فعل۔ ان دونوں گواہوں میں موافقت ضروری ہے ورنہ مردود ہو جائیں گے۔ سَعْیُکُمْ لَشَتّٰی۔ تمہاری کوششیں مختلف ہیں قرآن پاک میں ہے ان سعیکم لشتی روز۔ دن میں کچھ رات میں کچھ اور کرتے ہیں۔ یا مگر۔ یہ گواہی مردود ہے۔ ہاں خدا اپنے فضل سے قبول کر سکتا ہے۔

[2] فعل و قول۔ انسان کا قول و فعل اس کے دل میں چھپی ہوئی کیفیت ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ۔ اگر گواہوں کی نیکی ثابت ہو جاتی ہے تو گواہی مقبول ہو جاتی ہے ورنہ گواہ خود پھنس جاتا ہے۔ مول مول۔ یعنی اس کو حکم ہوگا کہ ٹھہرا رہ۔ فَانْتَظِرْهُمْ۔ قرآن پاک میں آنحضور کو حکم ہے فاعرض عنھم فانتظرھم انھم منتظرون۔ اے نبی آپ ان سے روگردانی کر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی انتظار میں ہیں۔

[3] عرضہ کردن۔ پیش کرنا۔ شہادت۔ کلمۂ شہادت۔ فرخ مبارک گشت۔ وہ کافر مہمان کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ امشباں۔ آج کی رات گفت۔ اس نے کہا اب تو میں جہاں کہیں بھی رہوں آپ کے دسترخوان کا خوشہ چین ہوں۔

زندہ ۱ کردہ مُعتَق و دربانِ تُو
آپ کا زندہ کیا ہوا اور آزاد کیا ہوا اور دربان ہوں

ایں جہان و آں بر خوانِ تُو
اس جہان میں اور اس جہان میں آپ کے دسترخوان پر ہوں

ہر کہ بگزیند جُز ایں بگزید خوان
جو اس منتخب دسترخوان کے علاوہ منتخب کریگا

عاقبت دَرّد گلویش اُستخواں
انجام کار ہڈی اس کا گلا پھاڑ دے گی

ہر کہ سُوئے غیرِ خوانِ تو رَوَد
جو آپ کے دسترخوان کے غیر کے پاس جائے گا

دیو با اُوداں کہ ہم کاسہ بُوَد
سمجھ لیجئے، شیطان اس کا ہم پیالہ ہو گا

ہر کہ از ہمسائگیِ تو رَوَد
جو آپ کے پڑوس سے جائے

دیو بے شکّے کہ ہمسایہ اش بُوَد
بیشک شیطان اس کا پڑوسی ہو گا

وَر رَوَد بے تو سفر اُو دُور دست
اگر وہ دور و دراز آپ کے بغیر سفر کرے

دیو بد ہمراہ و ہم سفرہ وَیست
شیطان اس کا ہمراہی اور شریک دسترخوان ہے

ورنشیند بے تو بر اسپ شریف
اگر آپ کے بغیر وہ عمدہ گھوڑے پر بیٹھے

حاسدِ ماہست دیو اُورا رَدیف
وہ ہمارا حاسد ہے، شیطان اس کے پیچھے سوار ہے

وَر بچہ ۲ گیرد از و شہنازِ اُو
اگر اس کی ہنرمند (بیوی) اس سے بچہ جنے

دیو در نسلش بُوَد اَنبازِ اُو
شیطان اس کی نسل میں اس کا شریک ہو گا

دَر نُبے شارِ کُہم گفت ست حق
اللہ (تعالیٰ) نے قرآن میں "ان کا شریک ہو جا" فرمایا

ہم دَر اموال و دَر اولاد از سَبق
ماؤں میں بھی اور اولاد میں بھی پہلے سے

گفت پیغمبرؐ زغیب ایں را جلی
پیغمبرؐ نے واضح طور پر یہ "غیب" سے فرمایا

در مقاماتِ نوا در با علیؓ
نادر مقامات میں (حضرت) علیؓ سے

یا رسولَ اللہ ۳ رسالت را تمام
اے اللہ کے رسولؐ پوری رسالت کو

تو نمودی ہمچو شمسِ بے غمام
آپ نے دکھا دیا بغیر ابر کے سورج کی طرح

ایں کہ تو کردی دو صد مادر نکرد
جو کچھ آپ نے کیا دو سو ماؤں نے نہ کیا

عیسیٰ وافسونش با عاذر نکرد
(حضرت) عیسیٰ اور انکی دعا نے عاذر کیساتھ نہ کیا

از تو جانم ازاجل نک جان بُرد
اب میری جان آپ کی وجہ سے موت سے جان بچائیگی

عاذر ارشد زندہ آندم باز مُرد
عاذر اگر اس وقت زندہ ہوا پھر مر گیا

گشت مہمانِ رسول آنشبِ عرب
عرب اس رات رسولؐ کا مہمان ہو گیا

شیر یک بُز نیمہ خوردو بَست لب
ایک بکری کا آدھا دودھ پیا اور ہونٹ بند کر لئے

۱ زندہ کردہ۔ آپ نے مجھے حیات ابدی عنایت کی ہے۔ معتق۔ غلامی سے آزاد شدہ۔ آں جہاں عالم آخرت۔ ہر کہ جو آپ کے دسترخوان سے بھاگے گا وہ ہلاک ہوگا اور شیطان اس کا ہم نوالہ اور ہم پیالہ بنیگا۔ ہمسائگی۔ جو آپ کا پڑوس چھوڑے گا شیطان اس کا پڑوسی بنے گا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔

۲ وربچہ اگر اس کی بیوی کے بچہ پیدا ہوگا اسپر شیطانی اثر ہوگا۔ شہناز۔ شاہ باز یعنی ہنرمند بیوی۔ انباز۔ شریک و سہیم۔ قرآن پاک میں شیطان کو خطاب کیا گیا ہے۔ وَشَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ اور تو ان کاموں اور اولاد میں شریک بن جا۔"

۳ یارسول اللہ۔ اس نومسلم مہمان نے کہا۔ عمام۔ ابر۔ دو صلبی مادر۔ ماں کی محبت مشہور ہے۔ از روئے تخصیص جس کو حضرت عیسیٰ نے مرنے کے چالیس سال بعد زندہ کر دیا تھا لیکن پھر وہ طبعی موت مر گیا تو اس کی حیات عارضی تھی آپ نے مجھے ابدی زندگی عطا کر دی ہے۔ گشت۔ وہی بسیار خوراب مسلمان ہونے کے بعد ایک بکری کے آدھے دودھ سے سیر ہو گیا۔

کرد ۱ الحاحش نجور شیر ورقاق — گفت گشتم سیر و اللہ بے نفاق
آنحضورؐ نے اس سے اصرار کیا کہ دودھ اور روٹی کھالے — اس نے کہا میرا پیٹ بھر گیا خدا کی قسم ایمانداری سے

ایں تکلف نیست نے ناموس وفن — سیر تر گشتم ازاں کہ دوش من
یہ تکلف نہیں ہے نہ شرم اور مکر — میں اس سے زیادہ پیٹ بھرا ہوں جتنا کہ کل (تھا)

در عجب ماندند جملہ اہلِ بیت — پُر شد ایں قندیل از یک قطرہ زیت
سب گھر والے تعجب میں پڑ گئے — کہ یہ قندیل زیت کے ایک قطرے سے بھر گیا

اُنچہ قُوتِ مُرغِ بابیلے بُود — سیریِ معدہ چنیں پیلے بُود
جواباً بیل پرند کی خوراک ہو — ایسے ہاتھی کا اس سے پیٹ بھر جائے

فجفجے افتاد اندر مرد وزن — قدرِ پشہ می خوردآں پلیتن
مرد و زن میں کھس پھس ہونے لگی — یہ ہاتھی جیسے جسم والا مچھر کی بقدر کھاتا ہے

حرص و وہم کافری سر زیر شد — اژدھا از قُوتِ مورے سیر شد
کفر کی حرص اور وہم اوندھا ہو گیا — اژدھا چیونٹی کی خوراک سے سیر ہو گیا

آں گدا ۲ چشمی و کفر از وے برفت — لُوتِ ایمانش لُمتر کرد و زفت
وہ بھکاری پن اور کفر اس سے رخصت ہوا — اس کو ایمان کو عمدہ غذا نے موٹا تازہ کر دیا

آنکہ از جوعُ البقر اُومی طپید — ہمچو مریم میوۂ جنت بدید
وہ شخص جو جوع البقر سے تڑپتا تھا — اس نے (حضرت) مریم کی طرح جنت کے پھل دیکھ لئے

میوۂ جنت سوئے چشمش شتافت — معدۂ چوں دوزخش آرام یافت
جنت کے پھل اس کی آنکھوں کی جانب دوڑ آئے — اس کے دوزخ جیسے معدہ نے آرام پا لیا

ذاتِ ایماں نعمت و لُوتے ست ہول — اے ۳ قناعت کردہ از ایماں بقول
ایمان کی حقیقت نعمت اور عظیم لذیذ غذا ہے — اے وہ کہ جس نے ایمان کے بارے میں قول پر اکتفا کر لیا ہے

دربیان آنکہ نورے کہ غذائے جان ست غذائے جسم اولیاء
اس کا بیان کہ وہ نور جو روح کی غذا ہے اولیاء کے جسم کی بھی غذا ہوتا

میشود تا او ہم یارمی شود رُوح راکہ اَسْلَمَ شَیْطَانِیْ عَلٰی یَدِیْ
ہے یہاں تک کہ وہ بھی روح کا دست نجاتا ہے کیونکہ آنحضورؐ نے فرمایا ہے میرا شیطان میرے ہاتھ پر اسلام لے آیا ہے

گرچہ آں مطعومِ جان ست و نظر — جسم را ہم زاں نصیب ست اے پسر
اگرچہ وہ جان اور نظر کی خوراک ہے — اے بیٹا! اس میں جسم کا بھی حصہ ہے

۱ کرد۔ آنحضورؐ نے مزید کھانے پر اصرار کیا۔ الحاح۔ اصرار۔ رقاق۔ چپاتی۔ روئی دوش۔ شب گذشتہ۔ پُر شد۔ یعنی آج یہ تھوڑی غذا سے سیر ہو گیا۔ انچہ۔ ہاتھی کا پیٹ یا بیل کی خوراک سے بھر گیا۔ پلیتن ہاتھی جیسے جسم والا۔ حرص۔ کفر کی حالت کی حرص جاتی رہی۔

۲ گدا چشمی۔ لالچ۔ حرص لوت۔ اب چونکہ وہ مومن ہو گیا ایمانی غذا نے اور موٹا تازہ کر دیا۔ جوع البقر۔ بیماری ہے جس میں کبھی پیٹ نہیں بھرتا ہے مریم۔ حضرت مریم حاملہ ہونے کی صورت میں جنتی پھل کھاتی رہیں اور دنیاوی غذا سے بے نیاز رہیں۔ ذات ایمان۔ ایمان کی حقیقت عجب نعمت اور غذا ہے اگر وہ کسی کو حاصل ہو جائے تو پھر جسمانی غذا کی زیادہ ضرورت نہیں رہتی ہے۔

۳ اے قناعت کردہ۔ جو لوگ صرف زبانی مومن ہیں وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتے۔ دربیان۔ نور ایمان روح کی غذا ہے جب روح اور جسم کا اتحاد ہو جاتا ہے تو وہ نور جسم کی غذا بھی بن جاتا ہے۔ اَسْلَمَ۔ حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ نفس امارہ میرا تابع ہو گیا ہے۔ مولانا نے یہاں شیطان سے مراد جسم انسانی لیا ہے یعنی وہ بھی روح کا ساتھی بن گیا ہے۔ گرچہ آں۔ یعنی نور ایمانی۔

گر نگشتے[1] دیو جسم آں را اکول
اگر شیطان کا جسم اس کا کھانیوالا نہ بنتا

اسلم الشیطاں نہ فرمودے رسول
(تو) رسول "شیطان اسلام لے آیا" نہ فرماتے

دیو زاں لوتے کہ مُردہ حَی شُود
شیطان اس غذا کو جس سے مردہ زندہ ہوتا ہے

تا نیا شامد مُسلماں کے شُود
جب تک نہ پی لیتا، مسلمان کب ہوتا

دیو بر دنیاست عاشق کوروکر
شیطان دنیا کا اندھا اور بہرا عاشق ہے

عشق را عشق دگر برّد کمر
عشق کی کمر دوسرا عشق (ہی) توڑتا ہے

از نہا نخانہ یقیں چوں مے چشد
یقین کے دفینہ میں سے جب وہ شراب چکھتا ہے

اندک اندک عشق رَخت آنجا کشد
آہستہ آہستہ عشق اس جگہ پڑاؤ ڈالتا ہے

یَا حَرِیْصَ الْبَطْنِ عَرِّجْ ھٰکَذَا
اے پیٹ کے لالچی! اس طرح مائل ہو

اِنَّمَا الْمِنْھَاجُ تَبْدِیْلُ الْغِذَا
غذا کی تبدیل ہی راستہ ہے

یَا مَرِیْضَ[2] الْقَلْبِ عَرِّجْ لِلْعِلَاجِ
اے دل کے مریض! علاج کی طرف مائل ہو

جُمْلَۃُ التَّدْبِیْرِ تَبْدِیْلُ الْمِزَاجِ
مکمل تدبیر مزاج کا بدلنا ہے

اَیُّھَا الْمَحْبُوْسُ فِیْ رَھْنِ الطَّعَامِ
اے کھانے کی رہن کے قیدی

سَوْفَ تَنْجُوْ اِنْ تَحَمَّلْتَ الْعِظَامِ
عنقریب تو نجات پاجائیگا اگر تو بڑے مصائب برداشت کرلے

اِنَّ فِی الْجُوْعِ طَعَاماً وَّافِرًا
بھوکا رہنے میں بہت غذا ہے

اِفْتَقِدْہُ وَارْتَجِ یَا نَافِرًا
اس کو تلاش کر لے اور امید لگا اے بھاگنے والے

اِغْتَذِ بِالنُّوْرِ کُنْ مِثْلَ الْبَصَرْ
نور کی غذا حاصل کر، آنکھ جیسا بن جا

وَافِقِ الْاَمْلَاکَ یَا خَیْرَ الْبَشَرْ
اے انسانوں میں سے بہتر! فرشتوں کی موافقت کر

چوں[3] ملک تسبیح حق را کُن غذا
فرشتہ کی طرح اللہ کی تسبیح کو غذا بنا لے

تا رہی ہمچوں ملائک از اذا
تاکہ تو فرشتوں کی طرح سے نجات پا جائے

جبرئیل ار سُوئے جیفہ کم تند
اگرچہ جبرئیل مردار کا رخ نہیں کرتے ہیں

اُو بقوت کے زکرگس کم زند
وہ قوت میں گدھ سے کم پرواز کب کرتے ہیں؟

پیل اگرچہ در زمیں آہستہ است
ہاتھی زمین میں اگرچہ آہستہ چلتا ہے

اوز پشہ باز گو چوں رستہ است
بتا وہ مچھر سے کب بچا ہے؟

---

[1] گر نگشتے۔ اگر جسم روح کا ہم پیالہ اور ہم نوالہ نہ بنتا تو حضور شیطان مسلمان ہو گیا" نہ فرماتے۔ دیو۔ شیطان اگر نور سے غذا حاصل نہ کرتا تو وہ مسلمان کب بن سکتا تھا۔ دیو۔ جسم انسانی دنیا کا عاشق ہے جب تک آخرت کا عشق نہ پیدا ہوگا۔ اس عشق کی کمر نہ ٹوٹے گی۔ از نہا نخانہ۔ جب اللہ تعالیٰ کی جانب دل میں یقین کی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے تو عشق نمودار ہو جاتا ہے۔ یا حریص۔ غذا کی تبدیل سے مزاج بدلتا ہے اور اس سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ انسان کو غذا، جسمانی چھوڑ کر غذا روحانی کا عادی بننا چاہیے۔

[2] یا مریض۔ مزاج کے تغیر سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں جب مزاج کی تبدیل کر کے اس کو اصل حالت میں لے آیا جائے تو مرض زائل ہو جاتا ہے۔ عظام۔ صبر کے مصائب برداشت کرنے سے راحت حاصل ہوتی ہے۔ ان فی الجوع۔ (شعر)

اندرون از طعام خالی دار
تا درآں نور معرفت بینی

وافق۔ ملائکہ کی غذا نور ہے۔

[3] چوں ملک۔ فرشتوں کو تسبیح کے ذریعہ غذا نور حاصل ہوتی ہے۔ جبرئیل جبرئیل کی طاقت نورانی ہے ان کی پرواز مردار خور گدھ سے بہت زیادہ ہے۔ پیل۔ ہاتھی کا جسم بھاری بھرکم ہے لیکن مچھر اس کو ہلاک کر سکتا ہے تو جسم کی طاقت پر مدار نہیں ہے۔

خُبزا خوانے نہادہ در جہاں — لیک از چشمِ خسیساں بس نہاں
دنیا میں عمدہ خوان رکھا ہوا ہے — لیکن کمینوں کی نگاہ سے بہت چھپا ہوا ہے

انکار کردنِ اہلِ تن غذائے رُوح را و لرزیدنِ ایشان بر غذائے جسیسِ جسمانی

تن پروروں کا روحانی غذا سے انکار کرنا اور ان کا جسمانی تھوڑی غذا سے لرزنا

گر جہاں باغے پُر از نعمت شود — قسمِ موش و مار ہم خاکے بُود
اگر دنیا نعمت سے بھرا ہوا باغ بن جائے — چوہے اور سانپ کا حصہ پھر بھی مٹی ہے

قسمِ شاں خاکست گر دَے گر بہار — میر کونی خاک چوں نوشی چو مار
ان کا حصہ مٹی ہے خواہ خزاں ہو خواہ بہار ہو — تو جہان کا سردار ہے سانپ کی طرح مٹی کیوں کھاتا ہے

درمیانِ چوب گوید کرم چوب — مر کرا بشاد چند حلوائے خوب
لکڑی کا کیڑا لکڑی میں کہتا ہے — ایسا عمدہ حلوا کس کو نصیب ہے ؟

درمیانِ ۲ خاک گوید کرم خورد — ایں چنیں حلوا بعالم کس نخورد
چھوٹا سا کیڑا مٹی میں کہتا ہے — دنیا میں ایسا حلوہ کسی نے نہیں کھایا

کرمِ سرگیں درمیانِ آں حدث — در جہاں نُقلے نداند جُز خُبث
گوبر کا کیڑا اس نجاست میں — دنیا میں سوائے نجاست کے کوئی خوراک نہیں جانتا ہے

جُز نجاست ہیچ نشناسد کلاغ — شد نجاست مر وُرا چشم و چراغ
کوا نجاست کے علاوہ کچھ نہیں پہچانتا ہے — نجاست ہی اس کا چشم و چراغ ہے

مناجات

دعا

اے خدائے ۱ بے نظیر ایثار کن — گوش را چوں حلقہ دادی زیں سخن
اے بے نظیر خدا ! عنایت کر دے — جبکہ تو نے اس کام کا کان میں حلقہ پہنا دیا ہے

گوش ما گیرو بداں مجلس کشاں — کز رحیقت مینخورند ایں سرخوشاں
ہمارا کان پکڑ اور اس مجلس میں کھینچ — کیونکہ یہ مست تیری شراب پی رہے ہیں

چوں بما بوئے رسانیدی ازیں — سر مبند آں مُشک را اے ربِّ دیں
جبکہ تو نے ہم تک اس کی خوشبو پہنچا دی ہے — اے دین کے رب ! اس مشک کو بند نہ کر

۱ خُبزا۔ نورانی خوان دنیا میں موجود ہے۔ لیکن وہ کمینوں کی نگاہ سے پوشیدہ ہے وہ صرف ظاہری غذا پر بھروسہ کرتے ہیں۔ انکار کردن۔ دنیا دار غذا روح کے منکر ہیں اور جسم کی جسمانی غذا کی طرف مائل ہیں۔ گر جہاں۔ اگر پورا عالم باغ بن جائے تب بھی چوہے اور سانپ کی غذا مٹی ہوتی ہے۔ یہی حال ان دنیا داروں کا ہے۔ درمیان۔ لکڑی کا کیڑا لکڑی ہی کو بہترین حلوا سمجھتا ہے۔

۲ درمیان۔ زمین کا کیڑا زمین ہی کو اپنا حلوا سمجھتا ہے کرم سرگیں۔ گوبر کے کیڑے کو گوبر ہی بہتر غذا معلوم ہوتی ہے کلاغ کوا نجاست ہی کو بہترین غذا سمجھتا ہے۔ مناجات دعا۔

۳ اے خدا۔ جب تو نے ہمیں توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم اسرار حکم سن رہے ہیں تو پھر ہمیں اہل حال مجلس میں پہنچا دے۔ زیں سخن یعنی اسرار و حکم۔ رحیق۔ شراب سرخوشاں۔ مستاں چلے۔ جب تو نے ہمیں اہل دل کی باتیں سنا دی ہیں تو ان کو ہم سے مخفی نہ رکھ۔

از تو نوشند از ذکورو از اناث — لے دریغی در عطایا مُستغاث

مذکر اور مونث تجھ ہی سے پی رہے ہیں — اے فریادرس! تو عطیات میں بے روک ٹوک ہے

اے دُعا ناگفتہ از تو مستجاب — واہ وہ دل راہردمی صد فتح باب

اے وہ کہنا نگی ہوئی دعا بھی تیری جانب سے قبول ہے — تونے ہر لحظہ سینکڑوں صدیوں کی کشادگیاں عطا کی ہیں

چند حرفے نقش کردی از رقوم — سنگہا از عشقِ اُو شُد ہمچو موم

تو نے حروف میں سے چند حرف تحریر کیے — اس کے عشق سے بہت سے پتھر موم جیسے ہو گئے

نونِ ابرو صادِ چشم و جیم گوش — بر نوشتی فتنۂ صد عقل و ہوش

ابرو کا نون ، آنکھ کا صاد ، کان کا جیم — تونے لکھے ہیں جو سینکڑوں عقل وہوش کیلئے فتنہ ہیں

زاں حروفت شد خرد باریک ریس — نسخ میکن اے ادیب خوشنویس

تیرے ان حروف سے عقل دقیق انظر ہو گئی — اے خوشنویس ادیب ! خوب لکھ

در خورِ ۲ ہر فکر بستہ بر عدم — دمبدم نقشِ خیالِ خوش رقم

عدم پر ہر فکر کے مناسب قائم کر دیا ہے — ہر لمحہ حسین خیالی نقش

حرفہائے طرفہ بر لوحِ خیال — بر نوشتہ چشم و ابرو خط و خال

خیال کی تختی پر عجیب حروف — آنکھ اور ابرو اور خط و خال کے لکھ دیئے ہیں

بر عدم باشم نہ بر موجود مست — زانکہ معشوقِ عدم وافی ترست

میں عدم کا عاشق ہوں نہ کہ موجود کا — کیونکہ عدم والا معشوق زیادہ وفا دار ہے

عقل را خط خوانِ آں اشکال کرد — تا دہد تدبیرہا را زاں نورد

عقل کو ان شکلوں کا پڑھنے والا بنا دیا — تاکہ ان کے بارے میں تدبیروں کو لپیٹ دے

تشبیہ ۳ عقل بجبرئیلؑ و نظرِ او در غیب مانند نظر جبرئیل در لوحِ محفوظ

عقل کی حضرت جبرئیل سے مشابہت اور اس کی نظر کا غیب پر حضرت جبرئیل کی طرح رہنا

چوں مَلک از لوحِ محفوظ آں خرد — ہر صباحے درس ہر روزہ برد

عقل ، فرشتہ کی طرح لوح محفوظ سے — ہر صبح کو ہر دن کا سبق حاصل کر لیتی ہے

بر عدم تحریر ہا بیں با بیاں — واں سوادش حیرتِ سودائیاں

عدم میں وہ تحریر ہیں دیکھ باوجود بیان کے — ان کی سیاہی دیوانوں کے لئے باعث حیرت ہے

ہر کسے شد بر خیالے ریش گاؤ — گشتہ در سودائے گنج گاؤ

ہر شخص کسی خیال میں احمق بنا ہوا ہے — خزانے کے خیال میں گنج گاؤ بنا ہوا ہے

۱ از تو۔ ہری عطا عام ہے تو ہمیں بھی محروم نہ کر اے دعا تیری وہ ذات ہے کہ تو نہ مانگی ہوئی دعائیں بھی قبول فرما لیتا ہے اور دل کو سینکڑوں اسرار سے مانوس کر دیتا ہے۔ چند حرفے۔ معشوقوں کے اعضاء چند حرفوں کے مشابہ ہیں نون ابرو کے اور صاد آنکھ کے حلقہ کے اور جیم کان کے یہ حضرت حق کی کاریگری ہے کہ چند حرف اس نے تحریر فرما دیئے جن کی تاثیر سے سنگدل عاشقوں کے دل موم ہو گئے ہیں۔ زاں۔ ان حروف کے ذریعہ عقل مصنوع سے صانع پر استدلال کرنے کے قابل ہو گئی۔ ریس۔ دقیق۔ فکر۔

۲ در خور۔ انسان جس طرح حی حروف سے مقاصد اور مطالب اخذ کرتا ہے اسی طرح خیالی حروف بھی ہیں جن سے انسان مطالب اخذ کرتا ہے اس کے لوح خیال پر چشم و ابرو کے نقش قائم ہیں۔ بر عدم۔ مولانا فرماتے ہیں کہ صورت خیالی سے عاشق کا اتحاد نام ہوتا ہے اور وہ ناقابل فنا ہے اس لئے میں صورت حسی پر صورت خیالی کو ترجیح دیتا ہوں۔ اشکال۔ یعنی خیالی صورتیں۔

۳ تشبیہ۔ جس طرح حضرت جبرئیلؑ لوح محفوظ سے پڑھتے ہیں اسیطرح عقل بھی غیب سے پڑھتی ہے اور روزانہ کا درس حاصل کرتی ہے۔ بحریہا۔ پردہ غیب میں جو تحریریں ہیں عشاق نے مطالب اخذ کرتے ہیں۔ اور انکی سیاہی میں حیران رہتے ہیں۔ ریش گاؤ۔ احمق۔ گنج گاؤ۔ ایک خزانہ کا نام ہے جو بہرا شام کوہ زمین میں مدفون ملا تھا۔

از خیالے[1] گشتہ شخصے پُر شکوہ — روئے آوردہ بمعدنہائے کوہ
ایک شخص خیال کی وجہ سے پر شکوہ ہے — پہاڑ کی کانوں کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

وز خیالے آں دگر با جہدِ مُر — رُو نہادہ سُوئے دریا بہرِ دُر
دوسرا ایک خیال کی وجہ سے تلخ کوشش کیساتھ — موتیوں کے لئے دریا کی جانب رخ کئے ہوئے ہے

واں دگر بہرِ ترہّب در کنشت — واں یکے اندر حریصی سُوئے کِشت
دوسرا رہبانیت کے لئے گرجا گھر میں ہے — دوسرا حرص میں کھیتی (باڑی) کی جانب ہے

از خیال آں رہزنِ رستہ شدُہ — وز خیال ایں مرہمِ خستہ شدُہ
وہ خیال کی وجہ سے بازار کا ڈاکو بنا — اور یہ خیال کی وجہ سے زخمی کا مرہم بنا ہوا ہے

در پری خوانی یکے دل کردہ گم — بر نجوم آں دیگرے بنہادہ سم
ایک نے حاضرات میں دل کو گم کر دیا ہے — دوسرے نے ستاروں پر قدم رکھا ہے

آں یکے در کشتی از بہرِ رباح[2] — آں یکے بافسق و دیگر باصلاح
ایک نفع کے لئے کشتی میں ہے — ایک فسق میں ہے اور دوسرا نیکی میں

ایں رَوشہا مختلف بینند بُروں — زاں خیالاتِ مُلوّن زاندروں
باہر یہ مختلف روشیں نظر آتی ہیں — اندر کے رنگا رنگ خیالات کی وجہ سے

ایں دراں حیراں شدہ کاں برچہ ست — ہر چشندہ آں دگر را نافی ست
یہ اس میں حیران ہے کہ یہ (خیالات) کس بنا پر ہیں — ہر چکھنے والا دوسرے کا منکر ہے

آں خیالات ار نیند ناموتلف — چوں زبیروں شدرو شہا مختلف
اگر یہ خیالات مختلف نہیں ہیں — تو بیرونی روشیں کیوں مختلف ہیں

قبلۂ جاں راچو پنہاں کردہ اند — ہر کسے رُو جانبے آوردہ اند
چونکہ انہوں نے جان کے قبلہ کو چھپا دیا ہے — ہر شخص ایک جانب کو منہ کئے ہوئے ہیں

تمثیل[3] روشہائے مختلف وہمہائے گوناگوں باختلاف

مختلف روشوں اور مختلف قسم کے وہموں کی اندھیرے میں نماز کے وقت

تحرّی متحریاں در وقت نماز قبلہ را بوقتِ تاریکی و

قبلہ کی اٹکل کرنے والوں کی اٹکل کے اختلاف سے اور غوطہ زنوں کی سمندر

تحرّی غوّاصاں رقعرِ بحر

کی تہ میں اٹکل سے شناں

[1] از خیالے۔ مختلف خیالات کی بنا پر جو کوششیں ہیں ان کا ذکر ہے۔ وز خیالے کوئی شخص موتی کی صورت خیال کی بنا پر دریا سے اس کا جویاں ہے۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا یعنی دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے گرجا گھر میں بیٹھ جانا۔ کنشت۔ یعنی نصاریٰ کا عبادتخانہ۔ رستہ۔ بازار۔ پری خوانی ایسے عمل کرنا جس سے بھوت اور پریاں حاضر ہو جاتی ہیں اس کو حاضرات کہا جاتا ہے۔

[2] رُباح۔ نفع۔ مُلوّن۔ رنگین۔ حیران یعنی ہر شخص دوسرے کے خیالات پر تعجب کا اظہار کرتا ہے۔ آں۔ چونکہ ہر انسان کا خیال جداگانہ ہے۔ اس لئے ہر شخص کا عمل بھی مختلف ہے۔ ناموتلف۔ مختلف۔ قبلہ جان۔ انسانوں نے عقل سے صحیح کام نہیں لیا اس لئے مقصود حقیقی مخفی ہو گیا اور ہر شخص نے اپنی خواہش کے مطابق قبلہ کا ایک رخ تجویز کر کے اس کی طرف منہ کر لیا ہے۔

[3] تمثیل۔ حقیقی مقصود مخفی ہو جانے کی صورت میں لوگوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ کی حقیقی سمت معلوم نہ ہونے کی صورت میں ہر شخص ایک ایک جانب کو نماز پڑھتا ہے۔ یا مختلف غوطہ موتی کے لئے مختلف سمتوں میں غوطہ لگاتے ہیں۔

ہمچو قومے کہ تحری میکنند
جس طرح لوگ اٹکل کرتے ہیں

بر خیالِ قبلہ ہر سُو می تنند
قبلہ کے خیال سے ہر جانب کو رخ کرتے ہیں

چونکہ[1] کعبہ رُو نماید صبح گاہ
جب صبح کو قبلہ روشنا ہوتا ہے

کشف گردد کہ کہ گم کردہ ست راہ
واضح ہو جاتا ہے کہ کس نے غلطی کی ہے

یا چو غوّاصاں بزیرِ قعرِ آب
یا جس طرح غوطہ زن پانی کی گہرائی کے نیچے

ہر کسے چیزے ہمی گیرد شتاب
ہر شخص جلدی سے ایک چیز پکڑ لیتا ہے

بر اُمیدِ گوہر و دُرِّ ثمیں
جوہر اور قیمتی موتی کی امید پر

تو برہ پُر میکنند از آن وایں
اس اور اس سے تھیلی بھر لیتے ہیں

چوں برآیند از تگِ دریائے ژرف
جب گہرے دریا کی تہہ سے باہر آتے ہیں

کشف گردد صاحب دُرِّ شگرف
عجیب موتی والا واضح ہو جاتا ہے

واں دگر کہ بُرد رواریدِ خُرد
اور وہ جس نے چھوٹا موتی حاصل کیا ہے

واں دگر کہ سنگریز و شہ بُرد
اور وہ جس نے پتھری اور پوتھ حاصل کیا ہے

ہٰکَذَا نَبْلُوْهُمْ بِالسَّاهِرَةْ[2]
اسی طرح ہم ان کو میدان میں آزمائیں گے

فِتْنَةً ذَاتَ افْتِضَاحٍ قَاهِرَةْ
آزمائش میں جو زبردست رسوائی والی ہو گی

ہمچنیں ہر قوم چوں پروانگاں
اسی طرح ہر قوم پروانوں کی طرح

گردِ شمعے پُر زناں اندر جہاں
دنیا میں ایک شمع کے چاروں طرف پرواز کر رہی ہے

خویشتن بر آتشے بر میزنند
اپنے آپ کو ایک آگ پر پھینک رہی ہے

گرد شمعِ خود طوافے می کنند
اپنی شمع کے گرد طواف کر رہی ہے

بر اُمیدِ آتشِ موسیٰ بخت
نصیب کے موسیٰ کی آگ کی امید پر

کز لہیبش سبزو تر گردد درخت
جس کی لپٹ سے درخت زیادہ سرسبز ہو جاتا ہے

فضلِ آں آتش شنیدہ ہر رمہ[3]
ہر جماعت نے اس آگ کی فضیلت سن لی ہے

ہر شرر را آں گماں بُردہ ہمہ
سب نے اس چنگاری کو وہ سمجھا ہے

چوں بر آید صبحدم نورِ خلود
جب صبح کو ہمیشگی کا نور طلوع کرے گا

وانماید ہر یکے چہ شمع بود
ہر شخص دیکھ لے گا کہ کیا شمع تھی

ہر کرا پر سوخت زاں شمعِ ظفر
جس کے اس کامیابی کی شمع سے پر جلے ہیں

بد ہدش آں شمع خوش ہفتاد پر
اس کو وہ شمع ستر اچھے پر دیدے گی

[1] چونکہ۔ جب صبح کو قبلہ روشنا ہوتا ہے تو ہر شخص کو غلطی کا احساس ہوتا ہے۔ اسی طرح لوح محفوظ کا مکتوب جب واضح ہوگا تو غلط اندیشوں کو غلطی کا احساس ہوگا۔ دُرِّ ثمین۔ قیمتی موتی۔ توبرہ تھیلا۔ ژرف۔ گہرا۔ شگرف۔ عجیب۔

[2] ساہرہ۔ روئے زمین میدان۔ افتضاح۔ رسوا ہو جانا۔ شمعے۔ یعنی مقصود۔ موسیٰ حضرت موسیٰ کو خدا کی تجلی ایک درخت پر آگ کی صورت میں نظر آئی تھی۔ لہیب۔ لپٹ۔

[3] رمہ۔ جماعت۔ آں یعنی نور مہوی۔ تو خود ابدی۔ نور۔ شمع ظفر یعنی عشق خداوندی۔

جُوقِ[1] پروانہ دو دیدہ دوختہ — ماند زیرِ شمعِ بد پر سوختہ
دونوں آنکھیں بند کئے ہوئے پروانوں کی جماعت — بری شمع کے نیچے پر جلی ہوئی رہ جائے گی

می طپد اندر پشیمانی و سُوز — میکند آہ از ہوائے چشم دوز
وہ سوزش اور شرمندگی میں تڑپے گی — آنکھیں سی دینے والی خواہش نفسانی سے آہ کریگی

شمع اُو گوید کہ چوں من سوختم — کے ترا برہانم از سوز و ستم
اس کو شمع کہے گی جبکہ میں جل گئی — میں تجھے سوزش اور ستم سے کیسے رہائی دوں

شمع اُو گریاں کہ من سر سوختہ — چوں[2] کنم میں غیر را افروختہ
اس کی شمع روئے گی کہ میں سر جلی — دوسرے کو کیا روشن کروں ؟

در تفسیر آیۃ یَا حَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادْ

"بندوں پر حسرت ہے" آیت کی تفسیر

اُو ہمی گوید کہ ازم اشکالِ تو — غرہ گشتم دیر دیدم حالِ تو
وہ کہے گا کہ تیری صورت سے — میں دھوکا کھا گیا میں نے تیری حالت دیر میں دیکھی

شمع مردہ باوہ رفتہ ، دلربا — غوطہ خورد از ننگ کژ بینی ما
شمع مر کر چلی گئی ، دل ربا نے — غوطہ مار لیا ، ہماری کج بینی کی ذلت سے

ظَلَّتِ الْاَرْبَاحُ خُسْرًا مُغْرَمًا — تَشْتَکِیْ شَکْوٰی اِلَی اللّٰہِ الْعَمٰی
منافع ڈنڈ والا نقصان بن گئے — اندھے پن کا اللہ سے شکوہ کرتا ہے

حَبَّذَا[3] اَرْوَاحِ اِخْوَانِ ثِقَات — مُسْلِمَاتٌ مُّؤْمِنَاتٌ قَانِتَات
ثقہ بھائیوں کی روحیں قابل مبارکباد ہیں — مسلمان ہیں ، مومن ہیں ، دعا کرنے والی ہیں

ہر کسے روئے بسُوئے بردہ اند — واں عزیزاں رُو بہ بے سُو کردہ اند
ہر شخص نے ایک جانب رخ کیا ہے — وہ باعزت ہیں جنہوں نے بے رخ کی جانب رخ کیا ہے

ہر کبوتر می پرد در مذہبے — ویں کبوتر جانب بے جانبے
ہر کبوتر ایک راستہ پر پرواز کرتا ہے — یہ کبوتر بے جانب کی جانب پرواز کرتا ہے

ہر عقابے می پرد از جا بجا — ویں عقاباں راست بیجائی سَرا
ہر باز ایک جگہ سے دوسری جگہ پرواز کرتا ہے — ان بازوں کی سرا لا مکانی ہے

مانہ مر غانِ ہوا نے خانگی — دانۂ ما دانۂ بے دانگی
ہم نہ ہوائی پرند ہیں ، نہ پالتو — ہمارا دانہ ، بے دانگی کا دانہ ہے

---

[1] جُوق۔ جو لوگ عقل سلیم سے کام نہ لیں گے اور شیطان کے فریب خوردہ ہونگے وہ گم گشتہ راہ ہونگے۔ میکند۔ جو آنکھیں بند کر کے شہوات میں مبتلا ہو گئے ہیں وہ آہیں بھریں گے شمع اُو گوید۔ یعنی باطل معبودان سے برات کرینگے

[2] چوں کنم۔ باطل معبود خود عذاب میں ہونگے وہ دوسروں کو کیا بچا سکیں گے۔ او۔ باطل پرست۔ شمع۔ یعنی باطل معبود منہ چھپائیں گے۔ ظلمت۔ متوقع نفع ٹوٹا ثابت ہوگا اور یہ لوگ اپنے اندھے پن کا شکوہ کرینگے

[3] حَبَّذَا۔ مومنین کی روحیں مسلمات ہوں گی۔ واں۔ عزیزاں جو لوگ حق پرست ہیں۔ اور انہوں نے اپنا رخ ذاتِ منزہ کی طرف کیا ہے وہ با عزت ہونگے۔ دیں۔ کبوتر۔ یہ وہ روحیں ہیں جو مومنات ہیں۔ بے جانبے۔ یعنی ذاتِ حق جو جہت سے منزہ ہے۔ ہر عقابے۔ ہر انسان کا ایک جانب کو رخ ہے لیکن اخوانف صفا کا مکان لامکان ہے۔ مانہ۔ وہ یہ کہتے ہیں۔

زاں [1] فراخ آمد چنیں روزیِ ما — کہ دریدن شدُ قبا دوزیِ ما
اسی لئے ہماری روزی اس قدر فراخ ہے — کہ ہمارا پھاڑنا قبا کو سینا ہے

دَربیان آنکہ فرجی راچرا فرجی نام نہادند اوّل
اس کا بیان کہ شروع میں فرجی کو فرجی کیوں کہا گیا

صوفے بدرید جُبّہ دَر حَرَج — پیشش آمد بعد بدریدن فرَج
ایک صوفی نے تنگی میں جبہ پھاڑ ڈالا — پھاڑنے کے بعد اس کو فراخی میسر آ گئی

کردہ نام آں دَریدہ فرّجی [2] — ایں لقب شد فاش ازاں مردنجی
اس نے اس پھٹے ہوئے (جبہ) کا نام کشادگی والا رکھدیا — اس برگزیدہ کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا

ایں لقب شد فاش وصافش شیخ بُرد — ماند اندر طبع خلقاں حرف دُرد
یہ لقب مشہور ہو گیا اور اس کی حقیقت شیخ لے گیا — لوگوں کی طبیعت میں حرف تلچھٹ باقی رہ گئی

ہمچنیں ہر نام صافی داشتہ است — اسم اِچوں دُروی بگذاشتہ است
اسی طرح ہر وہ نام جو صفائی رکھتا تھا — تلچھٹ کی طرح چھوڑا

ہر کہ گلخوار [3] ست دردی را گرفت — رفت صوفی سوئے صافی ناشگفت
جو مٹی کھانے والا ہے اس نے تلچھٹ لے لی ہے — صوفی صاف کی جانب تعجب کے بغیر چلا گیا

گفت لا بد دُرد را صافی بُوَد — زیں دلالت دل بصفوت میرَوَد
صوفی نے کہا تلچھٹ کے لئے صفائی لازمی ہے — اس رہنمائی سے دل صفائی کی جانب جاتا ہے

دُرد عُسر افتاد صافش یُسر اُو — صاف چوں خرماو دُردی بُسرِ اُو
تنگی تلچھٹ ہے اس کا صاف اس کی کشادگی ہے — صاف خرما کی طرح ہے اور تلچھٹ اس کا کچا ہے

عُسر بایُسر ست ہیں آیِس مباش — راہ داری زیں ممات اندر معاش
تنگی کشادگی کے ساتھ ہے خبردار! مایوس نہ ہو — اس موت سے تو زندگی میں راستہ پاتا ہے

صاف خواہی جُبّہ بشگاف اے پسر — تا ازاں صفوت بر آری زود سَر
اے بیٹا! اگر تو صاف چاہتا ہے جبہ کو پھاڑ دے — تاکہ اس میں سے جلد صفائی ظاہر ہو جائے

[1] زاں۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر کھودنے سے ایندھن فراواں ہو جاتا ہے۔ اور قبا چاک کر دینے سے روزی فراواں ہو جاتی ہے اس کے استرا ابرے وغیرہ کو فروخت کر کے گذارا کیا جا سکتا ہے یعنی اسباب ظاہری کو ختم کر دینے سے اللہ پر توکل ہو جاتا ہے وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ۔

دربیان۔ جبہ کو شروع میں فرجی اسلئے کہا گیا کہ ایک فقیر نے اپنا جبہ پھاڑ کر فروخت کر دیا ہے اور اس سے اس کو فراخدستی حاصل ہو گئی یعنی اس نے وجودِ ظاہری کو فنا کیا تو اس کو جاودانی بقا حاصل ہو گئی اس لئے اس نے پھٹے ہوئے جبہ کا نام فرجی یعنی کشادگی والا رکھدیا۔ حرج۔ تنگی۔ فرج کشادگی۔

[2] فرجی۔ یعنی اس جبہ کا نام کشادگی والا پڑ گیا کیوں کہ اس کے پھٹنے سے اس فقیر کو کشادگی حاصل ہوئی تھی۔

فاش۔ مشہور۔ حد۔ تلچھٹ چھنیں۔ دنیا کا قاعدہ ہے کہ ابتداء کوئی نام کسی حقیقت کی بنیاد پر رکھا جاتا ہے، لیکن پھر اس نام میں سے حقیقت گم ہو جاتی ہے اور صرف لفظ رہ جاتے ہیں۔

[3] گلخوار۔ یعنی دنیا پرستوں نے مجاز کو اختیار کر لیا اور حقیقت تک نہ پہنچے۔ حقیقت پرست صوفی حقیقت تک پہنچ گیا۔ گفت۔ مجاز پرست سمجھتا ہے کہ مجاز میں حقیقت پنہاں ہے۔ صفوت۔ نیز صاف۔ عُسر۔ مجاز کی مثال تنگی اور کچی کھجور کی سی ہے اور حقیقت کی مثال یُسر اور پکی کھجور کی ہے۔ ہر عُسر تنگی کے بعد یُسر اور سہولت میسر آتی ہے۔ راہ۔ فنا کے بعد ہی بقا حاصل ہوتی ہے۔ صاف۔ اگر تو چاہتا ہے کہ حقیقت تک پہنچے تو ظاہری پرستی اور تن پروری چھوڑ دے بہت جلد حقیقت تک پہنچ جائے گا۔

هست صوفی آنکه شد صفوت طلب — نه لباسِ صوف و خیاطی و دَبَب

صوفی وہ ہے جو صفائی کا طالب ہو — نہ کہ اون کا لباس اور سینا اور نقش

صوفیی گشته به پیشِ این لِئام — اَلْخِیَاطَةُ وَاللَّوَاطَةُ وَالسَّلام

ان کمینوں کے لئے صوفی ہونا بن گیا ہے — سینا اور اغلام والسلام

بر خیالِ آں صفا و نامِ نیک — رنگ پوشیدن نکو باشد و لیک

صفا کے خیال اور بھلے نام کی وجہ سے — رنگین پہننا اچھا ہو گا لیکن

بر خیالش گوروی تا اصلِ اُو — همچناں که گر به بُوئے ناں بُوَد

اگر اس کے خیال سے تو حقیقت کی طرف جائے — جس طرح کہ بلی خوشبو کے ذریعہ روٹی کی جانب

بُوَد قلاوُوزست اے جویائے عشق — نے زبُو یعقوبؑ شد بینائے عشق

اے عشق کے تلاش کرنے والے! بو رہنما ہے — کیا بو کی وجہ سے (حضرت) یعقوب عشق کے بینا نہیں بنے؟

دور باشِ غیرتت آمد خیال — گردبر گردِ سَرا پَردہ جَلال

(فاسد) خیال تیرے لئے دو شاخہ نیزہ ہے — جلال کے پردے کے اردگرد ہے

بستہ هر جوینده راکه راه نیست — هر خیالش پیش می آید که بیست

جس نے ہر تلاش کرنے والے کو باندھا ہے کہ رات نہیں ہے — ہر خیال اس کے سامنے آجاتا ہے کہ ٹھہر جا

جُز مگر آں تیز گوش و تیز هوش — لشکرش بُوَد از جیش نصر تهاش جوش

سوائے اس تیز کان والے اور تیز ہوش والے کے — جس کو مددوں کے لشکر سے جوش حاصل ہے

بجهد از تخییلها بے شه شود — تیرِ شه بنماید و بیروں رَوَد

وہ تخیلات سے نکل جاتا ہے بغیر مات کے بچ جاتا ہے — شاہی تیر دکھاتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

هر که را در دست تیرِ شه بُوَد — راه یابد تا بمنزل می رَوَد

جس کے ہاتھ میں بادشاہ کا تیر ہو — راستہ پا لیتا ہے، منزل تک چلا جاتا ہے

فی المناجات

دعا

اے قدیم راز دانِ ذُوالمنن — در رهِ تو عاجزیم و ممتحن

اے احسانوں والے راز کو جاننے والے قدیم! — تیری راہ میں ہم عاجز ہیں اور مشقت میں ہیں

ایں دلِ سَرگشته راتدبیر بخش — ویں کمانہائے دو تو راتیر بخش

اس حیران دل کو تدبیر عنایت کر دے — ان خمیدہ کمانوں کو تیر عنایت کر دے

۱ ہست۔ تصوف محض کمبل پوشی اور پیوند در پیوند گدڑی اور اس کو منقش کرنے کا نام نہیں ہے۔ لئام۔ کمینے لواطت۔ اغلام۔ ہر خیال۔ بننے تک پہنچنے کے لئے نیکوں کا لباس اختیار کرنا مفید ہے لیکن محض کا لباس اختیار کر لینا اور بدوں کے سے کام کرنا برا ہے۔ نشانات سے منزل مقصود تک پہنچنا چاہیے محض نشان حاصل کرنا کافی نہیں ہے۔

۲ بو۔ کسی چیز کی خوشبو سے اس چیز تک پہنچا جا سکتا ہے حضرت یعقوب حضرت یوسف کی خوشبو سے عشق کے بینا بنے اور ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔ دور باش۔ وہ دو شاخہ نیزہ جو چوجدار بادشاہوں کے آگے لیکر لوگوں کو ہٹاتا ہوا چلتا ہے یعنی مجاز میں پھنسنا اور مجاز کا خیال خدا کی غیرت کا دور باش ہے جو انسان کو اس کے دربار سے ہٹا دیتا ہے۔ بستہ۔ یہ خیال حقیقت تک نہیں پہنچنے دیتا ہے۔ جُز۔ توفیق خداوندی جن کا ساتھ دیتی ہے وہ مجاز سے حقیقت تک پہنچتے ہیں۔

۳ بجہد۔ توفیق۔ جن کا ساتھ دیتی ہے وہ ان خیالا سے شاہی تیر کی علامت دکھا کر آگے بڑھ جاتے ہیں۔ تیر شہ۔ شاہی تیر پر علامت ہوتی تھی۔ جس کو دکھا کر کارکن ہر جگہ جا سکتا تھا۔ ذوالمنن۔ احسانوں والا اللہ تعالیٰ ممتحن مصیبت زدہ۔ تیر۔ یعنی شاہی علامت والا تیر

جُرعہ[1] بر ریختی زاں خُفیہ جام
تو نے اس پوشیدہ جام سے گھونٹ گرا دیا ہے

بر زمینِ خاکِ مِنْ کَاسِ الْکِرام
خاک کی زمیں پر کریموں کے پیالے سے

جُست بر زُلف و رُخ از جُرعہ نشاں
گھونٹ کا نشان زلف اور رخ پر تلاش کیا ہے

خاک راشاہاں ہمی لیسند ازاں
اسی وجہ سے شاہ خاک کو چاٹتے ہیں

جُرعہ حُسن ست کایں خاکست کش
حسن کا گھونٹ ہے کہ یہ خاک بھلی ہے

کہ بصد دل روز و شب می بوسیش
کہ تو دل و جان سے دن رات اس کو چومتا ہے

جُرعہ خاک آمیز چوں مجنوں کُند
مٹی میں ملا ہوا گھونٹ جبکہ مجنون بنا دیتا ہے

مر ترا صَافِ اُو خود چوں کُند
تو تجھے اس کا صاف کیا بنا دے گا ؟

ہر کسے[2] پیشِ کلوخے جامہ چاک
ہر شخص ایک مٹی کے ڈھیلے کے سامنے کپڑے پھاڑے ہوئے ہیں

کاں کلوخ از حُسن آمد جُرعہ ناک
کیونکہ وہ ڈھیلا حسن سے گھونٹ حاصل کئے ہوئے ہے

جُرعہ بَر ماہ و خورشید و حمل
ایک گھونٹ ہے چاند اور سورج اور برج حمل پر

جرعۂ بر عرش و کرسی و زُحَل
ایک گھونٹ ہے عرش اور کرسی اور زحل پر

جُرعہ گویَش اے عجب یا کیمیا
تعجب ہے تو اس کو گھونٹ کہہ لے یا کیمیا

کہ زآسیبش فنا گردد بقا
کہ اس کے اثر سے فنا بقا بن جاتی ہے

جد طلب آسیبِ اُو اے ذوفنوں
اے ہنر مند ! اس کا اثر کوشش کا خواہاں ہے

لَا یَمَسُّ ذَاکَ اِلَّا الطَّاهِرُوْن
اس کو نہیں چھو سکتے ہیں مگر پاک لوگ

جُرعہ بَر لعل و بر زرّو دُرَر
ایک گھونٹ ہے لعل اور سونے اور موتیوں پر

جرعہ بر خمرو بر نقل و ثمر
ایک گھونٹ ہے شراب اور چینے اور پھلوں پر

جُرعہ بَر رُوئے خوبانِ لطاف
ایک گھونٹ ہے نازک اندام حسینوں کے رخ پر

تا چگونہ باشد آں رَوّاقِ صاحب
تو اس چھنے ہوئے اور صاف کا کیا حال ہو گا ؟

چوں[3] ہمی مالی زباں را اندریں
جبکہ تو اس پر زبان کو ملتا ہے

چوں شوی چوں بینی آنرا بے زطیں
تو تیرا کیا حال ہو گا جبکہ اس کو بغیر مٹی کے دیکھے گا

چونکہ وقتِ مرگ آں جُرعہ صَفا
چونکہ موت کے وقت وہ مصفی گھونٹ

زیں کلوخِ تن بمردن شد جُدا
جسم کے اس ڈھیلے سے مرنے پر جدا ہو گیا

آنچہ ماند میکنی زودش دفیں
جو رہ گیا اس کو تو جلدی سے دفن کر دیتا ہے

کیں چنیں زشتے دوں چوں بُد قریں
کہ یہ ایسا بد نما اور کم رتبہ کیوں ساتھ تھا ؟

[1] جرعہ۔ وَلِلْاَرْضِ مِنَ کَاسِ الْکِرَامِ نصیب۔ کریموں کے پیالے سے زمین کو بھی حصہ ملتا ہے۔ جست۔ مظاہر پر قدرت میں جان ازلی کی تجلی نمودار ہو گئی ہے جس کی وجہ سے لوگ ان کے شیدائی ہیں کشش۔ خوش، مظاہر پرستی اس کے حسن ازلی کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ خاک آمیز۔ وہ تجلی جو مادیات میں ظہور پذیر ہے جب اس نے دیوانہ بنا رکھا ہے تو جو تجلی اس سے منزہ ہے اس کا کیا حال ہو گا۔

[2] ہر کسے۔ جس قدر مظاہر ہیں وہ تجلی حقیقی سے سیراب ہیں خواہ وہ چاند اور سورج ہے یا عرش و کرسی وہ گھونٹ جو حقیقی تجلی سے حاصل ہوتا ہے اس سے فانی بھی بقا حاصل کر لیتا ہے۔ جد۔ اس گھونٹ کے حاصل کرنے کے لئے بہت سے مجاہدوں کی ضرورت ہے تاکہ باطنی طہارت حاصل ہو سکے۔ جرعہ۔ دنیا کی ہر مرغوب چیز نے اسی حسن ازلی سے گھونٹ حاصل کر لیا ہے۔ حسین معشوق اسی کے جرعہ نوش ہیں۔

[3] چوں۔ جبکہ اس مکدر جرعہ کو دیکھ کر تیرا یہ حال ہوا ہے اگر صاف جرعہ کو دیکھے گا تو کیا حال ہو گا چونکہ حسین معشوق سے موت کے وقت وہ جرعہ واپس لے جاتا ہے تو تو اس کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا ہے۔ اور بہت کو دفن کر دیتا ہے اور اس سے اپنی رفاقت پر تعجب کرتا ہے۔

جاں اچو بے ایں جیفہ بنماید جمال — کے تو انم گفت لُطف آں وصال
جان، جب اس مردار کے بغیر حسن دکھائیگی — اس وصال کا لطف میں کیا کہہ سکتا ہوں

مہ چو بے ایں ابر بنماید ضیا — شرح نتواں کرد ازاں کا رد کیا
چاند جب اس ابر کے بغیر روشنی دکھائے گا — اس معاملہ اور پاکیزگی کی شرح نہیں کی جا سکتی

حَبذا آں مطبخِ پُر نوش وقند — کیں سلاطیں کا سہ لیسانِ وند
سبحان اللہ، وہ کیسا شہد و شکر سے پر مطبخ ہے — کہ یہ شہنشاہ اس کا پیالہ چاٹنے والے ہیں

حَبذا آں خرمنِ صحرائے دیں — کہ بُود ہر خرمن آں را خوشہ چیں
وہ دین کے صحراء کا خرمن کیا ہی عمدہ ہے — کہ ہر خرمن اس کا خوشہ چین ہوتا ہے

حَبذا دریائے عُمرِ بے غمے — کہ بُود زو مفت دریا شبنمے
بے غم عمر کے دریا کے کیا کہنے ہیں — کہ اس کے مقابل ساتوں دریا شبنم ہیں

جرعۂ چوں ریخت ساقی الست — بر سرِ ایں شورہ خاکِ زیردست
الست کے ساقی نے جب ایک گھونٹ بہایا — اس نچلی بنجر زمین پر

جوش۲ کرد آں خاک و ما زاں جوششیم — چُرعہ دیگر کہ بس بے کوششیم
اس خاک نے جوش مارا اور ہم اس سے جوش میں ہیں — اے خدا دوسرا گھونٹ کہ ہم بے طاقت ہیں

گر روا بُد نالہ کردم از عدم — ور نبود ایں گفتنی تک تن زدم
اگر جائز ہو تو معدوم (گھونٹ) کا نالہ کروں — اور اگر یہ ان کہنی ہے تو میں چپ ہوا

ایں۳ بیانِ بطِّ حرصِ منثنی ست — از خلیل آموز کاں بط کشتنی ست
یہ حرص کی اوندھی بط کا بیان ہے — خلیل اللہ سے سیکھ لے یہ بط مار ڈالنے کے قابل ہے

ہست در بط غیر ایں بس خیر و شر — ترسم از فوتِ سخنہائے دگر
بط میں اس کے علاوہ اور بہت سے خیر و شر ہیں — میں دوسری باتوں کے چھوٹ جانیکے خوف سے ڈرتا ہوں

صفتِ طاؤس و طبع اُو و سببِ کشتنِ ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام اُورا
مور کی صفت اور اس کا مزاج اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے اس کو مار ڈالنے کا سبب

آمدیم اکنوں بطاؤس دو رنگ — کو کند جلوہ برائے نام و ننگ
اب ہم دوغلے مور کے ذکر پر آگئے — کہ وہ فخر و مباہات کے ذریعہ نمائش کر رہا ہے

۱ جاں۔ صاف تجلی سے وصل کی لذت کا بیان ناممکن ہے۔ مہ۔ دیدار حق کا لطف اور شرح ناقابل بیان ہے حبذا۔ شاہان حقیقی اس کے دربار سے جو لذتیں حاصل کر رہے ہیں وہ عجیب وغریب ہیں۔ کہ بود۔ مظاہر جس خرمن کے خوشہ چین ہیں وہ خرمن قابل صد مبارکباد ہے۔ حبذا دریا معنوی لذات کا دریا اس قدر وسیع ہے کہ ساتوں سمندر اس کے سامنے شبنم کا قطرہ ہیں۔ زیردست۔ عاجز۔

۲ جوش کرد۔ مظاہر قدرت والے جرعہ سے ہم جوش میں ہیں ہم عاجزوں کو دوسرا جرعہ بھی عطا کر دے۔ گر روا۔ اگر دوسرے گھونٹ کے لئے ہماری فریاد جائز ہو تو ہم فریاد کریں ورنہ خاموشی اختیار کریں۔

۳ ایں۔ صوفیا کی اصطلاح میں بطّ سے مراد انسان کی صفت حرص ہے مولانا اس کا بیان کر رہے تھے درمیان میں دوسری باتیں آ گئیں اب اس کا بیان ختم کر کے دوسری مذموم صفات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ طاؤس۔ صوفیاء کی اصطلاح میں مور سے مرد حب جاہ ہے۔ دو رنگ۔ حب جاہ میں انسان نفاق سے کام لیتا ہے۔

همتِ [1] اُو صید خلق از خیر و شر
اس کا ارادہ اچھے برے طریقوں پر مخلوق کا شکار کرنا ہے

وز نتیجہ و فائدہ آں بے خبر
اور وہ نتیجہ اور فائدے سے بے خبر ہے

بیخبر چوں دام میگیرد شکار
ایسا ہی لاعلم ہے جس طرح جال شکار پھانستا ہے

دام راچہ علم از مقصودِ کار ؟
جال کو کام کے مقصد کا کیا علم ؟

دام راچہ ضرو چہ نفع از گرفت
گرفتار کرنے میں جال کا کیا نفع و نقصان ؟

زیں گرفتِ بیہودہ اش دارم شگفت
اس کی اس بیہودہ گرفت سے مجھے تعجب ہے

اے برادر دوستاں افراشتی
اے بھائی ! تو نے دوستوں کو بلند کیا

بادو صد دلداری و بگذاشتی
سینکڑوں دلداریوں سے اور چھوڑ دیا

کارت ایں بودہ ست از وقتِ وِلاد
پیدائش کے وقت سے تیرا یہی کام رہا ہے

صید مردم کردنِ از دام و داد
جال اور بخشش کے ذریعہ لوگوں کا شکار کرنا

زاں [2] شکارو انبیِ باد و بود
اس شکار اور تگ و دو کی کثرت سے

دست در کُن ہیچ یابی تارو پود
(جال) میں ہاتھ ڈال کچھ تانا بانا تیرے ہاتھ نہ آئیگا

بیشتر رفت ست و بیگاہ است روز
دن بیشتر چلا گیا اور نا وقت ہو گیا

تو بجد در صید خلقانے ہنوز
تو ابھی تک لوگوں کو شکار کرنے کی کوشش میں ہے

آں یکے می گیرد ایں می ہل زدام
اس ایک کو پکڑ اور اس کو جال میں سے چھوڑ دے

ویں دگر را صید می کن چوں لئام
کمینوں کی طرح دوسرے کا شکار کر

بازایں رامی ہل و می جُو دگر
پھر اس کو چھوڑ دوسرے کی تلاش کر

اینت لَعب کود کانِ بے خبر
عجب بے خبر بچوں کا کھیل ہے

شب [3] شود در دام تو یک صید نے
رات ہو جائیگی تیرے جال میں کوئی شکار نہیں ہے

دام بر تو جُز صداع و قید نے
تیرے لئے جال سوائے دردسر اور قید کے کچھ نہیں ہے

پس تو خود را صید میکردی بدام
تو نے جال سے خود اپنا شکار کر لیا

کہ شدی محبوس و محرومی زکام
کیونکہ تو قیدی ہو گیا اور کام سے محروم رہا

در زمانہ صاحبِ دامے بُود ؟
کیا دنیا میں کوئی ایسا شکاری ہو گا

ہمچو ما احمق کہ صیدِ خود کند
ہم جیسا احمق ! کہ خود اپنا شکار کر لے ؟

چوں شکارِ خوک آمد صیدِ عام
عوام کو پھانسنا سور کے شکار کی طرح ہے

رنجِ بیحد لقمہ خوردن زُو حرام
مشقت بیحد، اور اس میں سے لقمہ کھانا حرام ہے

[1] ہمت اور۔ حب جاہ میں انسان لوگوں کو پھانسنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس کے لئے جائز و ناجائز ذرائع اختیار کرتا ہے۔ بیخبر۔ یہ طاؤس اسی طرح لوگوں کو پھنساتا ہے جس طرح انجام سے بے خبر جال پھنساتا ہے۔ اے برادر۔ حب جاہ میں مبتلا کی دوستی ناپائیدار ہوتی ہے۔ وہ حصول مقصد کیلئے دوست بناتا ہے اور اپنا فائدہ پورا کر کے دوستوں کو فراموش کر دیتا ہے۔

[2] زاں۔ حب جاہ میں مبتلا کو سوچنا چاہیے کہ ان حرکات سے اس کو کیا حاصل ہوا۔ بیشتر۔ یہ شخص انہیں لغو باتوں میں عمر کو برباد کرتا ہے آں یکے۔ کبھی کسی کو پھنساتا ہے پھر اس کو چھوڑتا ہے دوسروں کو پھنساتا ہے اس کی یہی طفلانہ حرکات جاری رہتی ہیں۔

[3] شب شود۔ روز عمر ختم ہو جاتا ہے کہ شب کو موت آ جاتی ہے وہ دوسروں کا شکار کرتا ہے لیکن خود محرومی کا شکار بن جاتا ہے۔ در زمانہ۔ وہ شکاری بڑا احمق ہے۔ جو شکار کی بجائے خود شکار بن جائے۔ چوں۔ عوام کو پھانسنا سور کا شکار کرنا ہے کہ بڑی مصیبت سے جال میں پھنستا ہے اور اس کا کھانا حرام ہے۔

آنکہ ارزد صید را عشق ست و بس — لیک اُو کے گنجد اندر دام کس
جو شکار کرنے کے قابل ہے وہ صرف عشق ہے — لیکن وہ کب کسی کے جال میں پھنستا ہے؟

تو مگر آئی صیدِ اُو شوی — دام بگذاری بدام اُو روی
ہاں تو آ اور اس کا شکار بن جا — (اپنا) جال چھوڑ اس کے جال میں گرفتار ہو جا

عشق میگوید بگوشم پست پست — صید بودن خوشتر از صیادیست
میرے کان میں عشق آہستہ آہستہ کہتا ہے — شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے

گول میکن خویش را و غرّہ شو — آفتابی رارہا کن ذرّہ شو
اپنے آپ کو بیوقوف بنالے اور فریفتہ بنجا — سورج بننے کو چھوڑ ذرہ بن جا

بر دَرم ساکن شوو بیخانہ باش — دعویِ شمعی مکن پروانہ باش
میرے دروازے پر پڑ جا، اور بے گھر بن جا — شمع بننے کا دعویٰ نہ کر پروانہ بن جا

تا بہ ۲ بینی چاشنی زندگی — سلطنت بینی نہاں در بندگی
تاکہ تو زندگی کا لطف دیکھے — بادشاہی کو غلامی میں چھپا ہوا دیکھے

نعل بینی باژ گونہ در جہاں — تختہ بند انرا لقب گشتہ شہاں
دنیا میں ائی نعل بندی دیکھ لے — پھانسی پر چڑھنے والوں کا لقب بادشاہ ہو گیا ہے

بس طناب اندر گلوو تاج دار — بروے انبوہے کہ اینک تاجدار
گلے میں سولی کا پھندا اور تاج ہے — اس پر مجمع ہے کہ یہ بادشاہ ہے

ہمچو گورِ کافراں بیروں حُلل — واندروں قہرِ خدائے عزوجل
جس طرح کافروں کی قبر کہ باہر قیمتی کپڑے ہیں — اور اندر خدائے عزوجل کا قہر ہے

چوں قبور آں را مجصص ۳ کردہ اند — پردۂ پندار پیش آوردہ اند
قبروں کی طرح اس پر چونا کر دیا ہے — غمنڈ کا پردہ سامنے لٹکا دیا ہے

طبع مسکینت مجصص از ہُنر — ہمچو نخلِ موم بے برگ و ثمر
تیری بیچاری طبیعت ہنر سے آراستہ — موم کی کھجور کی طرح ہے برگ و ثمر ہے

دَربیان آنکہ لُطفِ حق راہمہ کس دانند و قہر رانیز ہمہ کس
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی مہر کو سب جانتے ہیں اور قہر کو بھی

دانندو ہمہ از قہرِ حق گریزانند و بلطفِ اُو آویزانند لما
سب جانتے ہیں اور سب اس کے قہر سے گریز کرتے ہیں اور اس کی مہر سے وابستہ ہیں

۱ آنکہ۔ اگر شکار کھیلنا ہے تو عشق کا شکار کر لیکن یہ وہ شکار ہے جو ہر کس و ناکس کے جال میں نہیں پھنستا ہے تو عشق کا شکار جب کر سکو گے کہ تم خود اس کا شکار بنجاؤ گے عشق۔ عشق کی صدا یہ ہے کہ شکاری بننے سے شکار بن جانا بہتر ہے۔ گول۔ عشق کے معاملے میں اپنے آپ کو بے عقل بنالو اور سورج بننے کی بجائے ذرہ بن جاؤ بردم۔ یہ عشق کا مقولہ ہے، خانماں برباد بن کر میرے در پر آ پڑ شمع ہونے کے دعوے کو چھوڑ کر پروانہ بن جا۔

۲ تا بہ بینی۔ جب یہ کیفیت ہو جائیگی تو حقیقی لذت حاصل ہوگی ہو۔ پھر انسان غلامی میں شاہی کرے گا۔ (شعر)
ہیں حقیر گدایان عشق را کاں قوم شہان بے کمر خسروان بے کام ند
نعل بنی۔ یعنی دنیا کے کام آتے ہیں جو دنیا کے قیدی ہیں لوگ انکو شاہ کہتے ہیں اور جو لوگ شاہ ہیں انکو فقیر اور گدا کہتے ہیں۔ تاج دار۔ سولی دینے کے وقت سر اور آنکھوں پر ایک ٹوپی ازھا دی جاتی ہے تاجدار۔ بادشاہ۔ حلل۔ حلہ کی جمع ہے۔ لباس کا جوڑا۔

۳ مجصص۔ چونے اور کھجی سے پسا ہوا۔ نخل موم۔ کھجور کا موی درخت۔ دربیان۔ حضرت حق تعالیٰ کے مہر و قہر کو۔ ہر شخص جانتا ہے اور ہر شخص مہر کا طالب اور قہر سے گریزاں ہے لیکن اللہ نے اپنے مہر کو قہر سے اور قہر کو مہر سے ڈھانپ دیا ہے۔ تاکہ انسانوں کی آزمائش کرے۔

حق تعالیٰ قہر ہا اور لُطف پنہاں کردہ و لُطفہا را در قہر
لیکن اللہ تعالیٰ نے قہر کو مہر میں پوشیدہ کر دیا ہے اور مہر کو قہر میں
پنہاں کردہ نعل باژ گونہ و تلبیس و مکر اللہ بودتا اہلِ تمیز
پوشیدہ کر دیا ہے الٹی چال اور بناوٹ اور اللہ کا داؤ تھا تاکہ اہل تمیز
وَیَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہِ از بے تمیزاں و حالے بیناں و ظاہر بیناں
اور اللہ کے نور سے دیکھنے والے بے تمیزوں اور حال کو دیکھنے والوں اور ظاہر بینوں
جُدا شوند کہ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا
سے جدا ہو جائیں کیونکہ (فرمایا ہے) تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ کون عمل کے اعتبار سے اچھا ہے

گفت درویشے بدرویشے کہ تو — چوں بدیدی حضرتِ حق را بگو
ایک درویش نے دوسرے درویش سے کہا کہ تو نے — حضرت حق کو کیسا دیکھا ہے بتا
گفت بیچوں دیدم اما بہرِ[1] قال — باز گویم مختصر آں را مثال
اس نے کہا میں نے بے مثال دیکھا لیکن کہنے کیلئے — اس کی ایک مختصر مثال بتاتا ہوں
دیدمش سُوئے چپ اُو آذرے[2] — سُوئے دستِ راست حوضِ کوثرے
میں نے اس کی بائیں جانب آگ دیکھی — اور دائیں جانب حوض کوثر دیکھی
سُوئے چپش بس جہاں سوز آتشے — سُوئے دستِ راستش جوئے خوشے
اس کی بائیں سمت جہاں سوز آگ ہے — اس کے دائیں ہاتھ کی جانب عمدہ نہر ہے
سوئے آں آتش گروہے بردہ دست — بہرِ آں کوثر گروہے شاد و مست
ایک گروہ نے اس آگ کی جانب ہاتھ بڑھایا ہے — ایک گروہ اس نہر کے لئے شاد اور مست ہے
لیک نعلِ باژ گونہ بود سخت — پیش پائے ہر شقی و نیک بخت
لیکن الٹی چال سخت ہوتی ہے — ہر شقی اور نیک بخت کے لئے
ہر کہ در آتش ہمی رفت و شرر — از میانِ آب بر میکرد سَر
جو آگ اور چنگاریوں میں گیا — اس نے پانی میں سے سر ابھارا
ہر کہ سُوئے آب میرفت از میاں — اُو در آتش یافت میشد در زماں
جو آگ کی طرف گیا — وہ فوراً آگ میں پایا گیا
ہر کہ سُوئے راست شد و آبِ زلال — سُر ز آتش بر زد از سُوئے شمال
جو داہنی جانب اور نہر پانی کی طرف گیا — اس نے بائیں جانب آگ میں سے سر ابھارا

[1] بہرِ قال۔ یعنی ذات حق کی چگونگی ناقابل بیان ہے لیکن سمجھانے کے لئے کچھ بیان کیا جاتا ہے۔
[2] آذرے۔ فوائد۔ نفسانی آخرت میں بصورت مار و کژدم نمایاں ہوں گے اور مجاہدات و عبادت کی مشقتیں بصورت حور و غلمان آخرت میں نمودار ہوں گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے آزمائش کے لئے ایک تدبیر فرمائی ہے انسان اگر دنیا میں نفسانی لذائذ میں لگے گا۔ جو بظاہر حوض کوثر ہیں تو وہ آگ کو حاصل کر رہا ہے اور اگر عبادت کی مشقتوں میں لگے گا جو بظاہر آگ ہیں وہ حوض کوثر حاصل کر لے گا۔ زلال۔ نیر پانی۔

وانکہ شد سُوئے شمالِ آتشیں
جو آگ والی بائیں جانب گیا

سر بروں میکرد از سُوئے یمیں[1]
وہ دائیں جانب سے سر ابھارتا ہے

کم کسے بر سِرِّ ایں مضمر زدے
اس پوشیدہ راز سے بہت کم لوگ واقف ہوئے

لا جرم کم کس دراں آذر شدے
لا محالہ بہت تھوڑے لوگ اس آگ میں گئے

جُز کسے کہ بر سَرش اقبال ریخت
سوائے اس شخص کے جس کے سر پر اقبالمندی نازل ہوگئی

کورہا کرد آب و در آتش گریخت
کہ اس نے پانی کو چھوڑ دیا اور آگ میں گھس گیا

کردہ ذوقِ نقد را معبود خلق
لوگوں نے نقد فائدے کو معبود بنا لیا ہے

لا جرم زیں لعب مغبوں بود خلق
لا محالہ اس کھیل سے لوگ ٹوٹے میں ہیں

جُوق جُوق و صف صف از حرص و شتاب
گروہ در گروہ اور صف در صف حرص اور عجلت کیوجہ سے

محترز ز آتش گریزاں سُوئے آب
آگ سے بچنے والے ہیں پانی کیطرف دوڑنیوالے ہیں

لا جرم ز آتش بر آور دند سَر
لا محالہ انہوں نے آگ میں سے سر ابھارا

اعتبار الا اعتبار اے بے خبر
اے بے خبر! عبرت حاصل کر، عبرت

بانگ میزد آتش اے گیجانِ گول
آگ پکارتی ہے اے بے وقوف احمقو!

من نیم آتش منم چشمہ قبول
میں آگ نہیں ہوں میں پسندیدہ چشمہ ہوں

چشم[2] بندی کردہ اند اے بے نظر
اے اندھے! انہوں نے نظر بندی کر دی ہے

دَر من آو ہیچ مندیش از شَرر
مجھ میں آجا اور چنگاریوں کی فکر نہ کر

اے خلیل اینجا شرار و دود نیست
اے خلیل! یہاں چنگاری اور دھواں نہیں ہے

جُز کہ سحر و خدعۂ نمرود نیست
سوائے نمرود کے دھوکے اور جادو کے کچھ نہیں ہے

چوں خلیلِ حق اگر فرزانۂ
اگر تو اللہ کے خلیل کی طرح عقلمند ہے

آتش آبِ تُست و تو پروانۂ
آگ تیرا پانی ہے اور تو پروانہ ہے

جانِ پروانہ ہمی دارد ندے
پروانہ کی جان پکارتی ہے

کاے دَریغا صد ہزارم پَر بُدے
کہ کاش میرے ہزاروں پر ہوتے

تا ہمی سوزید ز آتش بے اَماں
تاکہ وہ بے اماں آگ سے جل جائے

کورِ چشم و دلِ نا محرماں
نامحرموں کی آنکھ دل کے اندھے پن کے ہوتے ہوئے

بر من آرد رحم جاہل از خَری
نادان کو گدھے پن سے مجھ پر ترس آتا ہے

من برو رحم آرم از دانشوری
میں عقلمندی کیوجہ سے اس پر ترس کھاتا ہوں

---

[1] یمین۔ داہنا۔ مُضمر۔ پوشیدہ۔ ذوقِ نقد یعنی دنیاوی لذتوں کا ذوق مغبون۔ ٹوٹے میں مبتلا۔

[2] چشم۔ بندی۔ نظر بندی آتش نمرود کی آگ حضرت خلیل اللہ کے لئے بظاہر آگ اور حقیقتاً گلزار تھی۔ او لے۔ آواز۔ خری گدھا پن۔

خاصہ ایں آتش کہ جانِ آبہاست
خصوصاً وہ آگ جو پانی کی جان ہے

کارِ پروانہ[1] بعکسِ کارماست
پروانہ کا معاملہ ہمارے معاملہ کے برعکس ہے

اُو بہ بیند نُور و در نارے رَوَد
وہ نور دیکھتا ہے اور آگ میں گر جاتا ہے

دل بہ بیند نار و در نورے شوَد
دل آگ دیکھتا ہے اور نور میں پہنچ جاتا ہے

اینچنیں لَعب آمد از رَبِّ جلیل
رب جلیل کی جانب سے یہی تخیل ہے

تا بہ بینی کیست از آلِ خلیل
تاکہ تو دیکھ لے کہ خلیل کی اولاد میں سے کون ہے

آتشے را شکلِ آبی دادہ اند
آگ کو پانی کی شکل دے دی ہے

واندر آتش چشمہ بکشادہ اند
اور آگ کے اندر چشمہ جاری کر دیا ہے

ساحرے صحنِ بر نجی را بہ فن
جادو گر چادلوں کے طبقا کو فن کے ذریعہ

می کند کرمش میانِ انجمن
انجمن میں اس کو کیڑے بنا دیتا ہے

خانہ را اُو پُر زکژدُم مہا نمُود
گھر کو بچھوؤں سے بھرا ہوا دکھا دیتا ہے

از دمِ سحرو خود آں کژدم نبُود
جادو کے اثر سے ، حالانکہ وہ بچھو نہیں ہے

چونکہ جادومی نماید صد چنیں
جبکہ جادو اس جیسی سینکڑوں باتیں دکھا دیتا ہے

چوں بود دستانِ جادو آفریں
تو جادو پیدا کرنے والے کی تدبیر کیسی ہو گی ؟

لا جرم از سحرِ یزداں قرن قرن
لا محالہ خدا کے جادو سے گروہ در گروہ

اندر افتادند چوں زن ریر پہن[2]
عورتوں کی طرح نیچے چت گرے ہیں

لا جرم از سحرِ یزداں مَردوزن
لامحالہ خدا کے جادو سے مرد و زن

رفتہ اندر چاہِ جاہِ بے رَسَن
پہنچ گئے ہیں جاہ کے بے رسی کے کنویں میں

ساحراں شاں بندہ بودندو غلام
جادوگر ان کے بندے اور غلام تھے

اَندر اُفتادند چوں صَعوہ بدام
ملمولے کی طرح جال میں پھنس گئے

ہیں بخواں قرآں ببیں سحرِ حلال
آگاہ ! قرآن پڑھ لے حلال جادو کو دیکھ

سَر نگونی مکر ہائے[3] کا لجبال
(اور) پہاڑوں جیسے جیسے مکروں کے اوندھا ہونے کو

من نیم فرعون کایم سوئے نیل
میں فرعون نہیں ہوں کہ نیل (دریا) کیجانب آؤں

سوئے آتش میروم ہمچوں خلیلؑ
میں خلیلؑ (اللہ) کی طرح آگ کیطرف جاتا ہوں

نیست آتش ہست آں مائے معین
آگ نہیں ہے ، وہ بہتا پانی ہے

واں دگر از مکر آبِ آتشیں
اور دوسرا مکر کی وجہ سے آتشیں پانی ہے

[1] کارِ پروانہ۔ پروانہ نار کو نور سمجھ کر اس میں گرتا ہے مومن نار کو نار سمجھ کر اس میں داخل ہوتا ہے اور نور حاصل کر لیتا ہے۔ ساحر ہے کسی چیز کا حقیقت کے خلاف نظر آنا مستبعد نہیں ہے جادو گر چادلوں کو کیڑوں کی شکل میں دکھا دیتا ہے۔ صحن۔ طباق۔ جادو آفریں۔ اللہ تعالیٰ۔ قرن۔ گروہ

[2] پہن۔ چت۔ چاہ جاہ۔ یعنی جاہ پسندی کا کنواں بے رسن۔ یعنی گہرا کنواں۔ ساحراں شاں۔ ان گروہوں کے جادو گر بھی جادو آفریں کے جادو میں ممولے کی طرح پھنس کر رہ گئے۔

[3] مکر ہائے۔ قرآن پاک میں ہے وان کان مکرھم لتزول منہ الجبال یعنی خدا نے انکے مکر کو برباد کر دیا اگر چہ ان کا مکر ایسا تھا کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں من نیم۔ یہ فقیر کا مقولہ ہے یا مولانا کا فرعون۔ فرعون۔ نیل کو خشکی سمجھ کر پانی میں ڈوبا حضرت خلیل اللہ آگ کو آگ سمجھ کر گلزار میں پہنچے۔

پس[1] ائمو گفت آں رسولِ خوش جواز
اس خوش رفتار رسولؐ نے خوب کہا ہے

ذرّۂ عقلت بہ از صوم و نماز
تیرے لئے عقل کا ایک ذرہ روزے اور نماز سے بہتر ہے

زانکہ عقلت جوہرست ایں دو عرض
کیونکہ تیری عقل جوہر ہے یہ دونوں عرض ہیں

ایں دو در تکمیلِ آں شد مُفترض
یہ دونوں اس کی تکمیل کے لئے فرض کئے گئے ہیں

تا جلا باشد مرآں آئینہ را
تاکہ اس آئینہ پر جلا ہو جائے

کہ صفا آید ز طاعت سینہ را
کیونکہ عبادت سے سینہ میں صفائی آتی ہے

لیک گر آئینہ از بُن فاسدست
لیکن اگر آئینہ اصل سے خراب ہے

صیقل آں را دیر باز آرد بدست
اس پر صیقل دیر سے چڑھتی ہے

واگزیں[2] آئینہ کو اکیس است
وہ آئینہ لے جو زیادہ ذہین ہے

اندکے صیقل گری اُورا بس است
اس کے لئے تھوڑی صیقل گری کافی ہے

تفاوتِ عقول در اصل فطرت بر خلاف معتزلہ کہ می گویند کہ
عقلوں کا فرق اصل فطرت سے ہے معتزلہ کے برخلاف کہ وہ کہتے

در اصل عقول جُزوی برابر اند ایں افزونی و تفاوت از
ہیں کہ در اصل تمام عقلیں برابر ہیں ان میں بڑھوتری اور فرق تعلیم اور

تعلیم ست و ریاضت و تجربہ
ریاضت اور تجربہ کی وجہ سے ہے

ایں تفاوت عقلہا را نیک داں
عقلوں کے اس فرق کو خوب سمجھ لے

در مراتب از زمیں تا آسماں
مرتبوں میں زمین سے آسمان تک

ہست عقلے ہمچو قرصِ[3] آفتاب
ایک عقل سورج کی ٹکیہ کی طرح ہے

ہست عقلے کمتر از زہرہ و شہاب
ایک عقل زہرہ اور ٹوٹنے والے ستارے سے کم ہے

ہست عقلے چوں چراغِ سرخوشے
ایک عقل مست چراغ کی طرح ہے

ہست عقلے چوں ستارہ آتشے
ایک عقل آگ کے شعلہ کی طرح ہے

زانکہ ابراز پیشِ اُو چوں واجہد
کیونکہ جب ابر اس کے سامنے سے ہٹ جاتا ہے

نورِ یزداں بیں خرد ہا بر دہد
وہ عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کرتی ہے

عقلہائے خلق عکسِ عقلِ اُو
مخلوق کی عقلیں اس کی عقل کا عکس ہیں

عقلِ اُو مشک ست و عقلِ خلق بُو
اس کی عقل مشک ہے اور مخلوق کی عقل اس کی خوشبو ہے

[1] پس۔ یہ مولانا کا مقولہ ہے۔ جواز۔ رفتار۔ زانکہ۔ عبادات عقل شرعی کی تکمیل کے لئے عرض ہوئی ہیں۔ کہ صفا۔ شرعی اعتبار سے عقل دل میں ہے۔

[2] واگزیں۔ مولانا۔ مرشد کے لئے فرماتے ہیں کہ ایسے مریدوں کو چن لے جن کے دل تھوڑی سی صیقل سے چمک اٹھیں۔ این تفاوت۔ عقلوں میں فطری تفاوت ہے اور ان کے مختلف مراتب ہیں۔

[3] قرص۔ ایک عقل کا نور سورج جیسا ہے اور دوسری عقل کا نور زہرہ وغیرہ ستاروں سے بھی کم ہے۔ زانکہ۔ عقل کل یعنی ولی اللہ کی عقل کے سامنے سے جب ماسوی اللہ کا ابر ہٹ جاتا ہے تو وہ دوسری عقلوں کو خدا کو دیکھنے والا نور عطا کر دیتی ہے عقلہائے۔ مخلوق کی عقلیں اس کی عقل سے فیضیاب ہیں۔

عقلِ کُل و نفسِ کُل مردِ خداست — عرش و کرسی را دلِ اں کز و جُداست

مرد خدا ، عقل کل اور نفس کل ہے — یہ نہ سمجھ کر عرش اور کرسی اس سے جدا ہے

مَظہرِ حق ست ذاتِ پاکِ اُو — زُو بجو حق را واز دیگر مجُو

اس کی پاک ذات خدا کا مظہر ہے — اس سے اللہ کا طالب بن اور دوسرے سے نہ چا

عقلِ جُزوی عقل را بد نام کرد — کامِ دُنیا مَرد را بے کام کرد

جزوی عقل نے عقل کو بد نام کر دیا ہے — دنیاوی مقصد نے انسان کو ناکام کر دیا ہے

آں زصیدی حُسن صیّادے بدید — ویں زصیّادی غمِ صیدی کشید

اس نے شکار پن سے شکاری کا حسن سیکھا — اس نے شکاری پن سے شکار بن جانیکا غم حاصل کیا

آں زخدمت نازِ مخدومی بیافت — ویں زمخدومی ز راہِ عز بتافت

اس نے خدمت کے ذریعہ مخدوم ہونیکا ناز حاصل کرلیا — اس نے مخدوم بنکر عزت کے راستہ سے منہ موڑ لیا

آں ز فرعونی اسیرِ آب شُد — وز اَسیری سبط از ارباب شُد

وہ فرعونیت کی وجہ سے پانی کا قیدی بن گیا — اور سبطی قیدی ہونے کی وجہ سے آقاؤں میں سے ہوگیا

لعب[۲] معکوس ست فرزیں بند سخت — حیلہ کم کن کارِ اقبال ست و بخت

الٹا کھیل اور سخت فرزین بند (چال) ہے — تدبیر نہ کر اقبال اور نصیب کا معاملہ ہے

بر خیال وحیلہ کم تَن تار را — کہ غنی رہ کم دہد مکار را

خیال اور مکر کی بناء پر تانا نہ تن — (اللہ) بے نیاز مکار کو راستہ نہیں دیتا ہے

مکر کُن[۳] در راہ نیکو خدمتے — تانبوت یابی اندر اُمتے

اچھی خدمت کی راہ ہی تدبیر کر — تاکہ تو امت میں (رہ کر) نبوت (کا رتبہ) پالے

مکر کُن تا وارہی از مکر خود — مکر کُن تا فرد گردی از حسد

تدبیر کر تاکہ تو اپنے مکر سے نجات پالے — تدبیر کر تاکہ تو حسد سے علیحدہ ہو جائے

مکر کُن تا کمتریں بندہ شوی — در کمی اُفتی خداوندہ شوی

تدبیر کر تاکہ تو ناچیز بندہ بنے — کمی اختیار کرے گا ، آقا بن جائے گا

رُوبہی و خدمت اے گرگ کہن — ہیچ بر قصدِ خداوندی مکُن

اے پرانے بھیڑیے ! مکاری اور خدمت — آقائی کے خیال سے کبھی نہ کر

۱ عقلِ کُل۔ عقل کل حقیقت ملکی روحی ہے جس کا مظہر انسان ہے۔ زو بجو۔ انسان کامل جو مظہر عقل کل و نفس کل ہے اس سے حق کی جستجو کر۔ عقل جزوی۔ عام انسان کی عقل بھی اگرچہ عقل کل سے مستفاد ہے لیکن دنیوی مشاغل نے اس کو بے مقصد بنا دیا ہے۔ ان۔ یعنی عقل کامل نے اپنے آپ کو عشق حق کے جال کا شکار بنا کر صیاد کا حسن سیکھ لیا یعنی وہ اخلاق خداوندی سے متصف ہوگئی اور عقل ناقص نے دوسروں کو جال میں پھانسنا چاہا خود جال میں پھنس گئی۔ آں۔ عقل کامل خادم بنکر مخدوم بنی عقل ناقص نے مخدوم بننا چاہا تو عزت کے راستہ سے بھٹک گئی۔ ز فرعون نے مخدومیت پسند کی تو دریا میں غرق ہوگیا۔ سبطی خادم اور قیدی بنا تو آقاؤں میں شمار ہوا۔

۲ لعب معکوس۔ یعنی خلاصیت سے مخدومیت حاصل ہونا انسانی تدبیر سے ممکن نہیں ہے بلکہ فضل خداوندی پر موقوف ہے انسانی مکاری اور تدبیر فضل خداوندی کے منافی ہے۔

۳ مکر کن۔ انسان خدمتگذاری کی تدبیر اختیار کرے تو انبیاء کے اخلاق سے متصف ہو جائیگا اور امتی ہوتے ہوئے اس میں انبیاء کے اوصاف پیدا ہو جائیں گے۔ مکر کن انسان کو اپنی تدابیر ترک کرنے کی تدبیر کرنی چاہیے اور اپنے آپ کو اوصاف ذمیمہ سے پاک کرنا چاہیے کمترین بندہ بننے کی تدبیر کرے گا تو آقائی میسر آئیگی۔ روبہی۔ چالاکی اور خدمت مخدوم بننے کی نیت سے نہ کی جائے۔

لیک چوں پروانہ در آتش بتاز — کیسۂ زر بر مدوزو پاک باز
لیکن پروانہ کی طرح آگ میں دوڑ جا — سونے کی تھیلی نہ سی اور پاک بن جا

زور[1] را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوئے زاری آید اے فقیر
زور کو چھوڑ ، زاری اختیار کر — اے فقیر! رحم خداوندی عاجزی کیجانب آتا ہے

گر کُنی زاری بیابی رحمِ اُو — رحمِ اُو در زاریِ خود باز جُو
اگر تو عاجزی کرے گا اس کا رحم حاصل کریگا — اس کا رحم اپنی عاجزی میں تلاش کر

زاریِ مُضطر کہ تشنہ معنوی ست — زاریِ سَرد و دروغ آنِ غوی ست
مجبور پیاسے کی عاجزی حقیقی ہے — جھوٹی ، ٹھنڈی عاجزی ، گمراہ کی ہے

گریہ[2] اخوانِ یوسفؑ حیلتست — کاندروں شاں پُر ز رشک و علتست
یوسف کے بھائیوں کی عاجزی مکاری ہے — ان کا باطن رشک و بیماری سے پر ہے

حکایت آں اعرابی کہ سگِ اُواز گرُ سنگی می مرد و انبانِ
اس بدو کا قصہ جس کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور اس کا تھیلا روٹیوں
اُو پُرنان بودو بر سگ نوحہ میکرد و شعر میگفت و میگریست
سے بھرا ہوا تھا اور کتے پر نوحہ کر رہا تھا اور شعر پڑھتا تھا اور روتا
وطپانچہ بر سَر و رُو میزد و دریغش می آمد کہ لقمۂ نانِ ازاں انبان
تھا اور سر اور منہ پر طمانچے مارتا تھا اور اس کو اس میں تامل تھا کہ روٹی کا ٹکڑا
بسگ دہد و سُوال کردنِ شخص ازوو جواب شنیدن ازو
تھیلے میں سے کتے کو دے اور ایک شخص کا اس سے سوال کرنا اور اس سے جواب سننا

آں سگے می مُرد و گریاں آں عرب — اشک می بارید و میگفت اے کرب[3]
کتا مر رہا تھا اور وہ عرب روتا تھا — آنسو بہاتا تھا اور کہتا تھا ، ہائے مصیبت

ہیں چہ سازم مر مرا تد بیر چیست — زیں پسِ من چوں توانم بے تو زیست
ہائیں کیا کروں میرے لئے کیا چارہ ہے ؟ — اس کے بعد میں تیرے بغیر کیسے زندہ رہوں گا ؟

سائلے بگذشت و گفت ایں گریہ چیست — نوحۂ و زاریِ تو از بہرِ کیست
ایک سائل گذرا اور بولا یہ کیسا رونا ہے ؟ — تیرا رونا اور گڑگڑانا کس چیز کے لئے ہے

گفت در ملکم سگے بُد نیک خُو — نیک ہمی میرد میانِ راہ اُو
اس نے کہا میری ملکیت میں ایک اچھی عادت کا کتا تھا — وہ ابھی سڑک پر مر رہا ہے

[1] زور اپنی تدابیر سے دھوکا نہ کر عاجزی اختیار کر اللہ تعالیٰ عاجزوں پر رحم فرماتا ہے۔ زاری۔ حقیقی عاجزی ہو بناوٹی عاجزی سے مقصد پورا نہ ہوگا۔

[2] گریہ۔ برادرانِ یوسف بھی مصنوعی رونا روئے تھے ایسی گریہ و زاری بیکار ہے حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ اس بدو کی طرح رونا بیکار ہے۔

[3] کرب۔ مصائب۔ بے تو۔ یعنی کتے سے کہتا تھا۔ گفت۔ بدو نے رونے کی وجہ بتائی۔

روز[1] صیّادم بُدو شب پاسباں
وہ دن میں میرا شکاری اور رات کو محافظ تھا

شیرِ نَر بود اُو نہ سگ اے پہلواں
اے نوجوان ! وہ کتا نہ تھا نر شیر تھا

تیز چشم و دُزد ران و صَیدؔ گیر
تیز نگاہ والا چور کو بھگانیوالا، شکار کو پکڑنیوالا تھا

می دویدے درپئے صید اُو چو تیر
وہ شکار کے پیچھے تیر کی طرح دوڑتا تھا

صَید میکردے و پاسم داشتے
وہ شکار کرتا اور میری حفاظت کرتا تھا

دُزد را نزدیکِ من نگذاشتے
چور کو میرے پاس نہ آنے دیتا تھا

قانع و آزاد تُندو خصم راں
صابر اور آزاد، تیز مزاج اور دشمن کو بھگانیوالا تھا

نیک خوو با وفا و مہرباں
نیک طبیعت اور با وفا اور مہربان تھا

گفت رنجش چیست زخمے خوردہ است
اس نے کہا اس کو کیا مرض ہوا ہے، زخم لگا ہے؟

گفت جوع الکلب زارش کردہ است
اس نے کہا "جوع الکلب" نے اس کو بدحال کردیا ہے

گفت[2] صبرے کُن بریں رنج وحرض
اس نے کہا اس رنج اور غم پر صبر کر

صابراں را فضلِ حق بخشد عوض
اللہ کی مہربانی صبر کرنیوالوں کو عوض عطا کرتی ہے

بعد ازاں گفتش کہ اے سالارِ حُر
اس کے بعد اس نے کہا اے آزاد سردار !

چیست اندر پشت ایں انبانِ پر
کمر پر یہ بھرا ہوا تھیلا کیسا ہے ؟

گفت نان و زاد و لوتِ دوشِ من
اس نے کہا کل کی روٹی اور توشہ اور عمدہ کھانا ہے

می کشم از بہر قُوتِ ایں بدن
اس جسم کی خوراک کے لئے اٹھائے ہوئے ہوں

گفت چوں ندہی بداں سگ نان وزاد
اس نے کہا اس کتے کو روٹی اور توشہ کیوں نہیں دیتا ہے

گفت تا ایں حَد ندارم مہر و داد
بولا اس حد تک مجھ میں محبت اور بخشش نہیں ہے

دست[3] ناید بے درم در راہ ناں
راستہ میں روٹی بغیر پیسہ کے نہیں ملتی ہے

لیک ہست آبِ دو دیدہ رائیگاں
لیکن دونوں آنکھوں کے آنسو مفت کے ہیں

گفت خاکت بر سَر اے پُر بادِ مشک
اس نے کہا اے ہوا سے بھری ہوئی مشک! تیرے سر پر خاک ہو

کہ لبِ ناں پیش تو بہتر ز اشک
کہ روٹی کا ٹکڑا تیرے نزدیک آنسو سے بہتر ہے

اَشک خون است ونعم آبے شدہ
آنسو خون ہے، جو غم سے پانی بن گیا ہے

می نیرزد خوں بخاک اے بیہدہ
اے بیہودہ ! خون خاک کی قیمت کا نہیں ہے

کُلِ خود را اخوار کرد اُو چوں بلیس
اس نے اپنے آپ کو شیطان کی طرح ذلیل کردیا

پارۂ ایں کُل نباشد جُز خسیس
اس کل کا جزو ذلیل کے علاوہ کیا ہو گا ؟

[1] روز۔ یعنی دن میں میرے لئے شکار کر کے لاتا تھا رات کو میری حفاظت کرتا تھا۔ پاس۔ حفاظت۔

[2] قانع۔ یعنی تھوڑی خوراک پر گذارا کر لیتا تھا۔ جوع الکلب ۔ کتے کی بھوک۔

[2] گفت۔ اس شخص نے بدو سے کہا کہ کتے کے مرنے پر صبر کر اللہ صابروں کو اچھا بدلہ دے دیتا ہے۔ حُر۔ آزاد۔ انبان۔ تھیلا۔ لوت۔ عمدہ غذا۔

[3] دست ناید۔ یعنی روٹی قیمت سے ملے گی آنسو مفت کے ہیں ان کو کتے کے لئے خرچ کیا جاسکتا ہے۔ اشک۔ رنج میں خون آنسو بن جاتا ہے۔ بخاک۔ یعنی روٹی جو زمین کی پیداوار سے بنی ہے۔ کُل خود اس بدو نے اپنے کو ذلیل کیا لہٰذا اس کے آنسو بھی اسی جیسے ذلیل ہیں۔

من غلام آنکہ[1] انفرو شد وجود **جز بداں سُلطان با افضال وجُود**

میں اس کا غلام ہوں جو وجود کو نہ فروخت کرے کسی کو مہربانیوں اور سخاوت کے شاہ کے سوا

چوں بگرید آسماں گریاں شود **چوں نبالد چرخ یا رب خواں شود**

جب وہ رو پڑے تو آسمان رونے لگے جب وہ فریاد کرے تو آسمان فریادی بن جائے

من غلامِ آں مسِ ہمت پرست **کہ بغیرِ کیمیا نارد شکست**

میں اس صاحب ہمت تانبے کا غلام ہوں جو علاوہ کیمیا کے (کسی کے سامنے) عاجزی نہ دکھائے

دست اشکستہ بر آور در دُعا **سُوئے اشکستہ پَرد فضلِ خدا**

دعا میں عاجز ہاتھ اٹھا اللہ (تعالیٰ) کا فضل عاجز کی جانب اڑ کر آتا ہے

گر[2] رہائی بایدت زیں چاہ تنگ **اے برادر رو بر آذر بے درنگ**

اگر تجھے اس تنگ کنویں سے رہائی درکار ہے اے بھائی! بلا تاخیر آگ پر چل پڑ

مکرِ حق رابین و مکرِ خود بہل **اے زمکرش مکرِ مکاراں خجل**

اللہ تعالیٰ کی تدبیر پر نظر رکھ اپنی تدبیر چھوڑ دے اس کی تدبیر سے مکاروں کا مکر شرمندہ ہے

چونکہ مکرت شد فنائے مکرِ رَبّ **بر کشائی یک کمینے بو العجب**

جبکہ تیری تدبیر اللہ (تعالیٰ) کی تدبیر میں فنا ہو گئی تو ایک عجیب گھات (کی راہ) کشادہ کرے گا

کہ کمینہ ایں کمیں باشد بقا **تا ابد اندر عروج و ارتقاء**

کہ اس گھات کا ادنیٰ (وجہ) بقا ہوتا ہے ہمیشہ عروج اور ترقی میں

از برائے ایں کمیں سعیئے بکُن **تا بری بُوئے ز علمِ مِن لَّدُنْ**

اس گھات کے لئے کوشش کر تاکہ تجھے علم لدنی کی خوشبو حاصل ہو جائے

گر تو[3] احوالِ عروجِ خویش را **نیک دانی نیک باشد مر ترا**

اگر تو اپنے عروج کے احوال کو اچھی طرح سمجھ لے تو تیرے لئے اچھا ہو گا

دَربیانِ آنکہ ہیچ چشمِ بَد آدمی راچناں مہلک نیست کہ چشمِ پسند

اس کا بیان کہ آدمی کے لئے کوئی نظر بد ایسی مہلک نہیں ہے جیسے کہ

خویشتن مگر کہ چشم او مبدل شدہ باشد بنور حق کہ .....

خود پسندی کی نظر ہاں اگر اس کی آنکھ اللہ کے نور سے تبدیل ہو گئی ہو، کیونکہ فرمایا گیا ہے

بی یَسْمَعُ وَبی یُبْصِرُ وَ از خویشتن اُو بیخویش شدہ باشد

وہ میرے ذریعہ سنتا ہے اور میرے ذریعہ سے دیکھتا ہے اور وہ خود سے بیخود ہو گیا ہو

---

[1] آنکہ۔ یعنی مرشد کامل من غلام۔ میں اس مرشد کامل کا غلام ہوں جو ایسا باہمت کیمیا پرست ہے کہ وہ عاجزی کیمیا یعنی ذات باری تعالیٰ کے سامنے ہی کرتا ہے دست اشکست۔ عجز و شکستگی کے ساتھ دعا کی جاتی ہے تو فضل خداوڑ کر آتا ہے۔

[2] گر رہائی۔ سابق مسنون کی طرف رجوع فرما کر کہتے ہیں کہ مجاہدات کی آتش کی طرف چل پڑ تب دنیا سے نجات ملے گی۔ خجل۔ شرمندہ چونکہ جب انسان اپنی تدبیر کو خدائی تدبیر میں فنا کر دیتا ہے تو عجیب راہیں کھل جاتی ہیں کہ کمینہ ان راہوں کا ادنیٰ وجہ یہ ہے کہ انسان کو ابدی عروج اور بقا حاصل ہو جاتا ہے اور اس عروج کے بعد اس کو علم لدنی حاصل ہو جاتا ہے۔

[3] گر تو۔ انسان جب اس مقام کو خوب سمجھ لیتا ہے تو اس کے حصول کیلئے پوری کوشش کرتا ہے اور مغرور نہیں بنتا ہے۔ دربیان۔ انسان کی خود بینی انسان کیلئے سب سے زیادہ مہلک ہے ہاں اگر وہ صفات خداوندی سے متصف ہو گیا ہے تو پھر اس کی خود بینی اپنی خود بینی نہیں رہتی ہے۔

پرِ طاوست[1] اہبین و پائے بیں — تا کہ سوءُ العین نکشاید کمیں
اپنے طاؤسی پر کو نہ دیکھ پاؤں کو دیکھ — تاکہ نظر بد گھات نہ کھولے

کہ بلغزد کوہ از چشمِ بداں — یزلقونک از نبے برخواں عیاں
کیونکہ بد نظروں سے پہاڑ ہل جاتا ہے — وہ تجھے پھسلا دینگے قرآن میں صاف پڑھ لے

احمدِ چوں کوہ لغزید از نظر — درمیانِ راہِ بے گل بے مطر
پہاڑ جیسے احمدؐ نظر سے پھسل گئے — ایسے راستہ میں جو بغیر کیچڑ اور بارش کے تھا

در عجب درماند کایں لغزش زچیست — من نہ پندام کہ ایں حالت تہیست
وہ تعجب میں رہگئے کہ یہ پھسلن کس چیز سے تھی — میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کسی خاص حال سے خالی ہے

تا بیامد[2] آیت و آگاہ کرد — کاں زچشمِ بد رسیدت وز نبرد
یہانتک کہ آیت نازل ہوئی اور خبردار کر دیا — کہ وہ نظر بد اور خصومت سے ہوئی

گر بُدے غیرِ تو دردم لاشدے — صید چشم و سحرۂ افنا شدے
اگر تیرے سوا کوئی ہوتا فوراً ہلاک ہو جاتا — نظر کا شکار اور فنا کے تابع ہو جاتا

معنیِ چشمِ بد آخر بازداں — اِن یکادُ از چشمِ بدنیکو بخواں
بلآخر نظر بد کے معنی سمجھ لے — نظر بد کے سلسلہ میں ان یکاد پڑھ لے

لیک آمد عصمتے دامن کشاں — ویں کہ لغزیدی بُداز بہرِ نشاں
لیکن دامن کھینچتی ہوئی حفاظت آپہنچی — یہ جو آپ پھسلے پہچان کے لئے تھا

عبرتے[3] گیر اندراں کہ کُن نگاہ — برگ خود عرضہ مکن اے زکاہ
عبرت حاصل کر لے اس پہاڑ کو دیکھ — اے تنکے سے کم! اپنی شان نہ دکھا

تفسیر آیت وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ
اور قریب ہیں کافر کہ تمہیں اپنی نظروں سے پھسلا دیں جبکہ انہوں نے ذکر سنا اور
وَیَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ
کہتے ہیں بے شک وہ مجنون ہے اور نہیں وہ مگر جہانوں کا ذکر آیت کی تفسیر

یا رسول اللہ دراں وادی کساں — میز نند از چشم بدبر گرگساں
اے اللہ کے رسولؐ! اس وادی میں ایسے لوگ ہیں — جو گدھوں پر نظر بد لگا دیتے ہیں

از نظرِ شاں کلہ شیرِ عریں — واشگا فدتا کُند آں شیرانیں
ان کی نظر سے جھاڑ کے شیر کی کھوپڑی — چھٹ جاتی ہے یہانتک کہ وہ شیر رہتا ہے

[1] پرِ طاوست۔ انسان کو اپنے عیوب پر نظر رکھنی چاہیے ورنہ اس کی نیکیوں کو نظر بد لگ جائے گی۔ کہ بلغزد ہو نظر بد کی بہت بری اور بڑی تاثیر ہے۔ یزلقونک۔ قرآن پاک میں ہے وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم اور قریب ہے کہ وہ تمہیں اپنی نگاہوں سے پھسلا دیں گے۔ بے گل۔ راستہ میں کیچڑ تھی نہ بارش۔ در عجب۔ اس حالت میں پھسلنے سے آنحضورؐ کو تعجب ہوا۔

[2] تا بیامد۔ آنحضورؐ کو پھسلنے کی وجہ وحی خداوندی سے معلوم ہوئی۔ گر بدے۔ آنحضورؐ سے کہا گیا کہ یہ نظر بد اس قدر سخت تھی کہ تم تو صرف پھسلے اگر کوئی اور ہوتا تو ہلاک ہی ہو جاتا معنی چشم بد۔ اس آیت کو پڑھ کر نظر بد کی حقیقت سمجھ لو۔ آنحضورؐ چونکہ معصوم تھے لہٰذا ان پر اس کا اثر محض اس کی تاثیر دکھانے کیلئے ہوا تھا۔

[3] عبرتے۔ آنحضورؐ کے اس واقعہ سے عبرت حاصل کر لو جبکہ آنحضورؐ جیسے کو پر اس کا یہ اثر ہوا تو اپنی گھاس جیسی حیثیت پر اس کی تاثیر کو سمجھ کر۔ یارسول۔ لوگوں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ اس وادی کے لوگ بلند پرواز گدھ کو بھی اپنی بدنظر سے متاثر کر دیتے ہیں۔ از نظر۔ ان کی نگاہوں میں یہ اثر ہے کہ شیر کی کھوپڑی شق ہو جاتی ہے اور وہ بھی رہ پڑتا ہے۔

بَر شُتر[1] چشم اَفگند ہمچوں حمام — وانگہاں بفرستد اندرپے غلام
اونٹ پر حمام جیسی نظر ڈالتا ہے — اور بعد میں غلام کو بھیج دیتا ہے

کہ برو از پیہ ایں اُشتر بخر — بیند اُشتر را سقط اُو راہ در
(کہتا ہے) کہ جا اس اونٹ کی چربی خرید لا — وہ راستہ میں اونٹ کو مردہ دیکھتا ہے

سَر بُریدہ از مرضِ آں اُشترے — کو بتگ با اسپ میکردے مرے
مرض کی وجہ سے اس اونٹ کی گردن کٹی ہوئی ہے — جو دوڑ میں گھوڑے کا مقابلہ کرتا تھا

کز حسد وز چشمِ بد بے ہیچ شک — سیرو گردش را بگر داند فلک
بے شبہ حسد اور نظر بد سے — آسمان رفتار اور گردش کو الٹا کر دیتا ہے

آب پنہان ست و دولاب آشکار — لیک در گردش بُود آب اصلِ کار
پانی پوشیدہ ہے اور رہٹ ظاہر ہے — لیکن گردش میں پانی کام کی جڑ ہے

چشم[2] نیکو شد دوائے چشمِ بد — چشمِ بد را لا کُند زیر لگد
نظر بد کی دوا اچھی نظر ہے — جو نظر بد کو پاؤں کے نیچے معدوم کر دیتی ہے

سبق رحمت داست وایں از رحمت است — چشمِ بد محصولِ قہر ولعنت است
رحمت کو سبقت حاصل ہے اور یہ خدا کی رحمت ہے — نظر بد قہر اور لعنت کا نتیجہ ہے

رحمتش بر قہرتش غالب شود — چیرہ زان شُد ہر نبی بر خصمِ خود
اس کی رحمت اس کے غضب پر غالب آجاتی ہے — اسی لئے ہر نبی اپنے مخالف پر غالب ہو گیا

کو نتیجہ رحمت ست و ضدِ اُو — از نتیجہ قہر بود آں زشت رُو
کیونکہ وہ رحمت کا نتیجہ ہے اور اس کی ضد — بد صورت قہر کا نتیجہ ہے

حرصِ بط یکتاست وایں پنجاہ تاست — حرصِ شہوت مار ومنصب اژدہاست
بطخ کی حرص اکہری اور یہ پچاس گنا ہے — شہوت کی حرص سانپ ہے اور جاہ کی حرص اژدہا ہے

حرصِ بط از شہوتِ حلق ست وفرج — در یاست بیست چندانست درج
بطخ کی حرص حلق اور شرمگاہ کی شہوت کی وجہ سے ہے — (حب) جاہ میں اس کا بیس گنا داخل ہے

از الوہیت زند در جاہ لاف — طامعِ شرکت کجا با شد معاف
خدائی کی وجہ سے مرتبہ کی ڈینگیں مارتا ہے — شرک کا لالچی کہاں معاف ہوتا ہے؟

زلّتِ آدم زِ اشکم بُود و باہ — وآنِ ابلیس از تکبّر بُود و جاہ
(حضرت) آدم کی لغزش پیٹ اور باہ کی وجہ سے تھی — اور شیطان کی آن تکبر اور جاہ کی وجہ سے تھی

[1] برشتر۔ اگر کسی اونٹ کا گوشت ان کو پسند آجاتا ہے تو اس پر اپنی نگاہ ڈال کر فوراً غلام کو اس کا گوشت خریدنے کے لئے روانہ کر دیتے ہیں۔ کز حسد۔ حسد اور نظر بد کے اثر سے آسمان کی گردش الٹی ہو جاتی ہے۔ آب پنہاں۔ چشم بد کی تاثیر اگرچہ بظاہر چشم بد سے متعلق ہے لیکن اصلی سبب تقدیر الٰہی ہے جو مخفی ہے۔ جس طرح دولاب بظاہر متحرک نظر آتا ہے لیکن حرکت کا اصل سبب پانی ہے۔

[2] چشم نیکو۔ چشم بد کی اس تاثیر کو عارف کی نظر فنا کر دیتی ہے۔ سبق رحمت نظر بد کی تاثیر قہر الٰہی ہے اور نیک نظر کی تاثیر رحمت الٰہی ہے اور رحمت قہر پر غالب ہے۔

[3] کو نتیجہ۔ نبی رحمت ہے اور کافر قہر کا مظہر ہے۔ حرص بط۔ حب جاہ کی بیماری شہوت بطن سے بہت بڑھی ہوئی ہے از الوہیت۔ حب جاہ میں الوہیت میں شرکت کا دعویٰ ہے اور شرک نا قابل معافی گناہ ہے۔ زلت۔ حضرت آدم کی لغزش شہوت بطن و باہ کی وجہ سے تھی شیطان کی معصیت حب جاہ کی وجہ سے تھی۔

لا جرم[1] او زود استغفار کرد — وآں لعیں از توبہ استکبار کرد
لا محالہ انہوں نے جلد توبہ کر لی — اور اس ملعون نے تو ہے تکبر کیا

حرصِ حلق و فرج ہم خود بدر کیست — لیک منصب نیست آں انشکستگی ست
حلق اور شرمگاہ کی حرص بھی بد ذاتی ہے — لیکن وہ جاہ نہیں ہے وہ تواضع ہے

بیخ و شاخِ ایں ریاست را اگر — باز گویم دفترے باید دگر
جاہ کی جڑ اور شاخ کو اگر — میں بیان کروں (تو) ایک دوسرا دفتر چاہیے

اسپ سرکش را عرب شیطانش خواند — نے ستورے را کہ در مرعیٰ بماند
عرب نے سرکش گھوڑے کو شیطان کہا ہے — نہ کہ اس گھوڑے کو جو چراگاہ میں رہا

شیطنت[2] گردن کشی بُر در لغت — مستحقِ لعنت آمد ایں صفت
شیطنت لغت میں سرکشی ہے — یہ صفت لعنت کی مستحق ہے

صد خورندہ گنجد اندر گردِ خواں — دو ریاست جو نگنجد در جہاں
ایک خوان کے گرد سو کھانیوالے سما جاتے ہیں — دو سلطنت کے طالب دنیا میں نہیں سماتے ہیں

آں نخواہد کیں بود بر پشتِ خاک — تا مَلِک بکشد پدر راز اشتراک
وہ نہیں چاہتا ہے کہ یہ روئے زمین پر رہے — شرکت (کے ڈر) سے بادشاہ باپ کو قتل کر دیتا ہے

آں[3] شنیدستی کہ الملک عقیم — قطعِ خویشی کرد ملکت جو زبیم
تو نے یہ سنا ہے کہ سلطنت بانجھ ہے — سلطنت کے طلبگار نے خوف سے اپنائیت کو ختم کر دیا ہے

کہ عقیم است و وُرا فرزند نیست — ہمچو آتش با کسش پیوند نیست
کیونکہ وہ بانجھ ہے اور اس کے اولاد نہیں ہے — آگ کی طرح اس کا کسی سے رشتہ نہیں ہے

ہر چہ یابد او بسوزد بر درد — چوں نیابد ہیچ خود را میخورد
وہ جس کو پاتی ہے جلا دیتی ہے پھاڑ دیتی ہے — جب کسی کو نہیں پاتی ہے خود کو کھا لیتی ہے

ہیچ شو وارہ تو از دندانِ او — رحم کم جو از دلِ سندانِ او
ناچیز بن جا اس کے دانتوں سے نجات پا جا — اس کے اہرن (جیسے) دل سے رحم نہ تلاش کر

چونکہ گشتی ہیچ از سنداں مترس — ہر صباح از فقرِ مطلق گیر درس
جب تو ناچیز بن گیا اہرن سے نہ ڈر — ہر صبح کو فقر مطلق سے سبق حاصل کر لے

[1] لا جرم۔ حضرت آدمؑ کی غلطی کا اثر زائل ہو گیا شیطان معصیت میں مبتلا رہا حرص حلق۔ کھانے اور شرمگاہ کی شہوت میں عموماً انکساری سے کام لینا پڑتا ہے۔ بیخ حب جاہ کی مذمت کے لئے دفتر درکار ہے اسپ سرکش۔ سرکش گھوڑے میں تکبر اور جاہ ہے اس کو شیطان کہا جاتا ہے گدھے خچر میں شہوت بطن ہے اس کو شیطان نہیں کہا جاتا ہے۔

[2] شیطنت۔ لغت میں شیطنت سرکشی اور تکبر کو کہا جاتا ہے اسی لئے یہ صفت لعنت کی مستحق ہے۔ صد۔ کھانے والے ایک دستر خوان پر دس جمع ہو جاتے ہیں۔ لیکن دو بادشاہ دنیا میں بھی جمع نہیں ہو سکتے ہیں۔ آں نخواہد۔ ہر بادشاہ کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تنہا ساری دنیا پر سلطنت کرے۔

[3] آں شنیدی۔ بادشاہت کو بانجھ کہا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بادشاہ شرکت کے ڈر سے سب رشتے کاٹ دیتا ہے۔ ہمچو آتش..... بادشاہوں کے تکبر اور حب جاہ کی مثال آگ کی سی ہے ہر چہ۔ آگ ہر چیز کو جلا کر فنا کر دیتی ہے اور کچھ نہ ملے تو خود اپنے آپ کو جلا کر خاکستر بنا دیتی ہے۔ ہیچ۔ اپنے آپ کو ہیچ بنا کر حب جاہ کے مرض سے نجات حاصل کر لو۔ چونکہ گشتی۔ سخت چیز کو اہرن سے کوٹا جاتا ہے نرم چیز محفوظ رہتی ہے۔

www.shibbaq.org

هست[1] الوهیت ردائے ذوالجلال — هر که در پوشد بر او گردد وَبال

الوہیت اللہ (تعالیٰ) کی چادر ہے — جو اوڑھتا ہے وہ اس کے لئے وبال بنجاتی ہے

تاج از آنِ اوست و آنِ ما کمر — وائے او کز حدِّ خود دارد گذر

تاج اس کی ملکیت ہے اور ہماری ملکیت پٹی ہے — اس کے لئے تباہی جو اپنی حد سے بڑھے

فتنۂ تست ایں پرِ طاؤسیت — کاشتراکت باید و قُدّوسیت

تیرا یہ طاؤسی پر تیرے لئے فتنہ ہے — کیونکہ تجھے شرکت اور قدوسیت درکار ہے

قصّہ آں حکیمے کہ طاؤس رادید کہ پرِ زیبائے خود را بَرمی کند

اس دانا کا قصہ جس نے مور کو دیکھا کہ وہ اپنے حسین پروں کو چونچ سے

بمنقار ومی انداخت و تنِ خود را گل[2] و زِشت میکرد از تعجب

اکھاڑ رہا ہے اور پھینک رہا ہے اور اپنے بدن کو گنجا اور بد نما بنا رہا ہے اس نے

طاؤس راپرسید کہ در یغت نمی آید گفت می آید اما پیشِ ما

تعجب سے مور سے دریافت کیا کہ تجھے افسوس نہیں ہو رہا ہے ۔ اس نے کہا ہو رہا ہے

جان از پرِ عزیز تراست وایں پر عَدوِّ جانِ من ست ازیں

لیکن مجھے جان پروں سے زیادہ پیاری ہے اور یہ پر میری جان کے دشمن ہیں اس وجہ

جہت برمی کنم

سے میں اکھاڑ رہا ہوں

پرِّ خودمی کند طاؤ سے بدشت — یک حکیمے رفتہ بُود آنجا بگشت

ایک مور جنگل میں اپنے پر اکھاڑ رہا تھا — نہلتا ہوا ایک عقلمند وہاں پہنچ گیا

گفت طاؤسا چنیں پرِّ سنی — بید ریغ از شیخ چوں بر میکنی

اس نے کہا او مور ! ایسے بڑھیا پر — تو بلا تامل ، جڑ سے کیوں اکھاڑ رہا ہے ؟

خود دلت چوں میدہد تا ایں حُلل — بر کنی واندازیش اندر وَحَل

خود تیرا دل کیسے (اجازت) دیتا ہے؟ کہ یہ لباس — تو اکھاڑتا ہے اور اس کو کیچڑ میں پھینک دیتا ہے

ہر پرت[3] را از عزیزی و پسند — حافظاں در طیِ مُصحف می نہند

گرانقدری اور پسند کی وجہ سے تیرے ہر پر کو — حفاظ قرآن کے موڑ میں رکھتے ہیں

بہر تحریکِ ہوائے سُود مند — از پرِ تو باد بیزن می کنند

مفید ہوا کو چلانے کے لئے — تیرے پروں کا پنکھا بناتے ہیں

---

[1] ہست کبریائی اور الوہیت اللہ تعالیٰ کی چادر ہے جو اس کو اوڑھے گا اس کے لئے وہ وبال بنے گی۔ تاج۔ تاج خدا کی ملکیت ہے ہمارے لئے خدمتگذاری کی پٹی ہے۔ فتنہ۔ کبر و غرور جو پر طاؤس ہے یہ خدائی میں شرکت کا دعویٰ ہے۔

[2] گل۔ گنجا۔ دریغ ۔ افسوس۔ دشت۔ جنگل۔ گشت۔ سیر و سیاحت سنی۔ بیش قیمت حُلل۔ لباس کا جوڑا حل کیچڑ۔

[3] ہر پرت۔ اس نے مور سے کہا تیرے پر تو ایسے پیارے ہیں کہ ہر شخص ان کو قرآن میں رکھتا ہے۔ بہر تحریک ہوا جھلنے کے لئے تیرے پروں سے پنکھے بنائے جاتے ہیں۔

اینچہ ناشکری وچہ بیباکی ست — تو نمی دانی کہ نقاشش کیست
یہ کیا ناشکری اور لاپروائی ہے — تو نہیں جانتا کہ اس کا نقاش کون ہے ؟

یا ہمی دانی و نازے میکنی — قاصداً قطعِ طرازی میکنی
یا تو جانتا ہے اور ناز دکھا رہا ہے — جان بوجھ کر نقش و نگار کو قطع کر رہا ہے

اے بسا نازا کہ گردد آں گناہ — افگند مر بندہ را از چشمِ شاہ
بہت سے ناز ہیں جو گناہ بن جاتے ہیں — غلام کو بادشاہ کی نظر سے گرا دیتے ہیں

ناز ۲ کردن خوشتر آید از شکر — لیک کم خایش کہ دارد صد خطر
ناز کرنا قند سے زیادہ بھلا لگتا ہے — لیکن اس کو نہ چبا کیونکہ سینکڑوں خطرے رکھتا ہے

ایمن آبادست آں راہِ نیاز — ترک نازش گیرو با آں رہ بساز
عاجزی کا راستہ ، اطمینان کی جگہ ہے — ناز کرنا چھوڑ دے اور اس راہ سے مانوس ہو جا

اے بسا ناز آوری زد پر و بال — آخر الامر آں براں کس شد وبال
بہت سی نازو آوریوں نے پر و بال نکالے — بالآخر وہ اس شخص پر وبال بنیں

خوبی ناز اردمے بفرازدت — بیم و ترسِ مضمرش بگدازدت
ناز کی خوبی ، اگر فوراً تجھے اونچا کر دیتی ہے — اس کا چھپا ہوا خوف اور ڈر تجھے پگھلاتا ہے

ویں نیاز ارچہ کہ لاغر میکند — صدر راچوں بدرِ انور میکند
یہ نیاز اگرچہ تجھے دبلا کرتا ہے — سینہ کو روشن چاند کی طرح بنا دیتا ہے

چوں زمُردہ زندہ بیروں میکشد — ہر کہ مُردہ گشت او دار دَرشد
چونکہ وہ اللہ تعالیٰ مردے سے زندہ پیدا کرتا ہے — جو مردہ بن گیا وہ ہدایت یافتہ ہے

چوں ۳ زززندہ مُردہ بیروں میکند — نفس زندہ سوئے مرگے می تند
جبکہ وہ زندہ سے مردہ پیدا کرتا ہے — زندہ نفس موت کی جانب چلا جاتا ہے

مُردہ شوتا مُخرِجُ الحیِّ الصَّمَدْ — زندۂ زیں مُردہ بیروں آورد
مردہ بن جا تاکہ اللہ زندہ کو پیدا کرنیوالا بے نیاز — زندہ کو ، اس مردے سے پیدا کر دے

دے شوی بینی تو اخراجِ بہار — لیل گردی بینی ایلاجِ نہار
تو خزاں بن جا ، تو بہار کا پیدا کرنا دیکھے گا — رات بن جا ، تو دن کا داخل کرنا دیکھے گا

۱ اینچہ۔ مور سے کہا تیرا پر اکھاڑنا تیری بے باکی ہے تجھے معلوم نہیں کہ تیرے پروں پر نقاشی کس ذات نے کی ہے۔ یا ہمی دانی۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ قدرت نے یہ نقاشی کی ہے تو پھر جان بوجھ کر ایسی کاریگری کو برباد کر رہا ہے اور ناز و انداز دکھا رہا ہے۔ اے بسا۔ اس طرح کا ناز بربادی کا سبب ہوتا ہے اور یہ ناز بے جا غلام کو شاہ کی نظروں سے گرا دیتا ہے۔

۲ ناز کردن۔ انسان کو ناز کرنا پسند آتا ہے لیکن اس میں خطرات بہت ہیں بے خطر راستہ نیازمندی کا ہے لہٰذا انسان کو یہی راستہ اختیار کرنا چاہیے۔ اے بسا۔ ناز و انداز جب بڑھتا ہے تو وبال بن جاتا ہے۔ خوبی۔ ناز و انداز کی خوبی اگر کچھ بڑھائی ہے تو اس میں چھپا ہوا خوف انسان کو پگھلاتا ہے۔ ویں۔ نیاز۔ نیازمندی اگرچہ لاغر کرتی ہے۔ لیکن قلب کو روشن چاند بنا دیتی ہے۔ چوں۔ حضرت حق کی صفت ہے کہ وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے تو جو مردہ بنے گا اس کو وہ زندگی عطا کر دے گا۔

۳ چوں زززندہ۔ چونکہ وہ زندہ سے مردہ بھی پیدا کرتا ہے۔ لہٰذا اگر تو نفس کو نہ مارے گا تو وہ مردہ ہو جائیگا۔ مردہ شو۔ تو فانی بن جا پھر وہ تجھے حیاتِ ابدی عنایت کر دے گا۔ دے شوی۔ تو اپنے اوپر خزاں طاری کرے گا تو بہار کا لطف دیکھے گا۔ رات بنے گا تو دن کا پیدا ہونا دیکھ لے گا۔

بر مکن[1] آں پر کہ نہ پذیرد رفو — رُوئے مخراش از عزا اے خوبرو

پروں کو نہ اکھاڑ کیونکہ ان پر رفو نہ ہو سکیگا — اے حسین! ماتم میں چہرے کو نہ چھیل

آنچناں رُوئی کہ چون شمسِ ضحیٰ ست — آنچناں رُخ را خراشیدن خطاست

وہ چہرہ جو چاشت کے سورج کی طرح ہے — ایسے چہرے کو چھیلنا غلطی ہے

زخمِ ناخن بر چُناں رُخ کافریست — کہ رُخ مہ در فراقِ اُو گریست

ایسے چہرے پر ناخن کا زخم کافری ہے — جس کے فراق میں چاند کا چہرہ رویا ہے

یا نمی بینی تو رُوئے خویش را — ترک کن خوئے لجاج اندیش را

یا تو اپنا چہرہ نہیں دیکھتا ہے — جھگڑا کرنے والی عادت کو چھوڑ دے

دَر بیان آنکہ صفا و سادگیِ نفسِ مُطمئنّہ از فکر تہا مشوّش میشود چنانچہ بر رُوئے آئنہ چیزے نویسی اگرچہ پاک کنی داغے و نقصانے بماند

اس کا بیان کہ افکار سے نفس مطمئنہ کی صفائی اور سادگی پریشان ہو جاتی ہے جیسا کہ تو آئینہ پر کوئی چیز لکھے اگرچہ تو دھو ڈالے، داغ اور نقصان باقی رہ جاتا ہے

رُوئے[2] نفسِ مطمئنّہ دَر جسد — زخمِ ناخنہائے فکرت می کشد

جسم میں نفس مطمئنہ کا چہرہ — فکر کے ناخنوں سے زخمی ہو جاتا ہے

فکرتِ بد ناخنِ پُر زہر داں — میخراشد دَر تعمق رُوئے جاں

بُرے خیال کو زہریلا ناخن سمجھ — غور کرنیوالی (صورت) میں وہ جان کا چہرہ زخمی کر دیتا ہے

تا کشاید عقدۂ اشکال را — دَر حدث کردہ ست زرّیں بال را

جب تک کہ وہ کسی اشکال کی گرہ کھولتا ہے — اس نے سنہرے بالوں کو ناپاک کر لیا ہے

عقدہ را بکشادہ گیر اے مُنتہی — عُقدۂ سخت ست بر کیسہ تہی

اے انتہا کو پہنچنے والے! فرض کر لے گرہ کھل گئی — (یہ تیری) خالی تھیلی پر سخت گرہ ہے

در کشادِ[3] عُقد ہا گشتی تو پیر — عُقدۂ چندے دگر بکشادہ گیر

تو گرہوں کو کھولنے میں بوڑھا ہو گیا — فرض کر لے تو نے اور چند گرہیں کھول لیں

عُقدۂ کاں بر گلوئے ماست سخت — کہ ندانی کہ خسی یا نیک بخت

وہ پھندا جو ہمارے گلے میں ہے، سخت ہے — کیونکہ تو نہیں جانتا کہ تو بد بخت ہے یا نیک بخت

[1] بر مکن۔ بظاہر یہ حکیم کا مقولہ ہے جو اس نے طاؤس سے کہا۔ عزا۔ ماتم۔ آنچناں۔ حسین چہرے کو بگاڑنا بہت بڑی غلطی ہے۔ خیاں۔ جھگڑا۔ دربیان۔ افکار کی وجہ سے نفس مطمئنہ کی صفائی میں خلل پڑتا ہے جیسا کہ آئینہ پر اگر کچھ لکھو پھر خواہ اس کو صاف بھی کر دو لامحالہ اس پر نشان باقی رہ جاتا ہے۔

[2] رُوئے نفس نفس مطمئنہ کا چہرہ فکروں کے ناخن سے زخمی ہو جاتا ہے خصوصاً برے افکار تو زہریلے ناخن ہیں جو روح تک کے چہرے کو بدنما بنا دیتے ہیں۔ تا کشاید۔ جب انسان افکار کی کسی گرہ کو کھولتا ہے تو روح کے زریں پر ناپاک ہو جاتے ہیں جس سے اس کی پرواز میں کمی آ جاتی ہے۔ عقدہ۔ ان دنیاوی افکار کی عقدہ کشائی ایسی ہے جیسے کسی خالی تھیلی کے منہ کی سخت گرہ کو کوئی شخص کھولے جو لاحاصل ہے۔

[3] در کشاد۔ چند گرہوں کے کھولنے میں تو بوڑھا ہو گیا، فرض کرنے کہ چند گرہیں تو نے اور کھول لیں لیکن حاصل کیا ہوا۔ عقدہ کاں۔ تیرے گلے یا سعید ہونے کی گرہ جو تیرے گلے میں لگی ہوئی ہے اگر تو اس کو کھول لے تو یہ سب سے بہتر ہے

گر بدانی کہ شقی یا سعید — آں بود بہتر ز فکرِ ہر عنید
اگر تو یہ جان لے کہ تو نیک بخت ہے یا بد بخت — ہر سرکش کے فکر سے بہتر ہے

حلِ ۱ ایں اشکال کن گر آدمی — خرج کن ایں دم اگر صاحب دمی
اگر تو آدمی ہے اس اشکال کو حل کر لے — اگر تجھ میں دم ہے تو اس دم کو خرچ کر

حدِّ اعیان و عرض دانستہ گیر — حدِّ خود را داں کہ نبود زیں گزیر
فرض کر لے اعیان اور عرض کی تعریف معلوم ہو گئی — اپنی حقیقت جان لے کہ اس کے سوا چارہ نہیں ہے

چوں بدانی حدِّ خود زیں حد گریز — تا بہ بیحد در رسی اے خاک پیز
جب تجھے اپنی حقیقت معلوم ہو گئی اس تعریف سے گریز کر — اے خاک چاٹنے والے تاکہ تو اس بات تک پہنچ جائے جس کی حقیقت معلوم ہے

عمر ۲ در محمول و در موضوع رفت — بے بصیرت عمر در مسموع رفت
محمول اور موضوع کی تعریف میں عمر گزر گئی — سنی سنائی باتوں میں بلا بصیرت کے عمر ختم ہو گئی

ہر دلیلے بے نتیجہ و بے اثر — باطل آمد در نتیجہ خود نگر
جو دلیل بے نتیجہ اور بے اثر ہو — باطل ہے تو خود نتیجہ پر غور کر لے

جز بمصنوعے ندیدی صانعی — بر قیاس اقترانی قانعی
تو نے مصنوع کے علاوہ صانع کو نہ دیکھا — تو اقترانی قیاس پر صابر ہو گیا

می فزاید در و سائط فلسفی — از دلائل باز بر عکسش صفی
فلسفی واسطوں میں اضافہ کرتا رہتا ہے — دلائل سے، پھر برگزیدہ شخص اس کے برعکس ہے

ایں گریزد از دلیل و از حجیب — ماز پئے مدلول سر بردہ بجیب
یہ دلیل اور پردے سے گریز کرتا ہے — مدلول کے لئے گریبان میں منہ ڈالے ہوئے

گردِ خاں ۳ اورا دلیلِ آتشست — بے دخاں مارا دراں آتش خوشست
اگر اس کے لئے دھواں آگ کی دلیل ہے — اس معاملہ میں بغیر دھوئیں کے ہمارے لئے آگ بھلی ہے

خاصہ ایں آتش کہ از قرب و ولا — از دخاں نزدیک تر آمد بما
خصوصاً یہ آگ کہ قرب اور دوستی کی وجہ سے — ہم سے دھوئیں سے زیادہ قریب آگئی ہے

پس سیہ کاری بود رفتن زخواں — بہر تخییلات جاں سوئے دخاں
دسترخوان سے چل دینا، بدکاری ہے — دھوئیں کی جانب جان کے خیالات کی خاطر

۱ حل۔ اگر تو آدمی ہے تو اس اشکال کو حل کر۔ حد اعیان۔ فلاسفہ عرض اور جوہر کی تعریف کرنے میں لگے رہتے ہیں اور خود اپنی حقیقت و ماہیت سے بے خبر رہتے ہیں۔ چوں بدانی مَن عَرَفَ نَفسَہٗ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو جان لیا اس نے خدا کو جان لیا نفس کی حقیقت کا علم خدا کی معرفت تک پہنچاتا ہے۔

۲ عمر۔ حکما کی عمر موضوع و محمول کی تعریفوں میں گذر جاتی ہے اور کوئی فائدہ ہاتھ نہیں آتا۔ ہر دلیلے جس دلیل کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہو وہ بیکار ہے تو اپنے انجام پر غور کر لے۔ جز۔ تو نے مشاہدہ نہیں کیا ہے محض مخلوق کے ذریعہ خالق کو سمجھا ہے۔ قیاس اقترانی۔ مثلاً عالم مصنوع ہے اور ہر مصنوع کا کوئی صانع ہے می فزاید۔ فلسفی بیچی امور کو سمجھنے کے لئے واسائط میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور برگزیدہ شخص اس کے برعکس مشاہدہ کرتا ہے وہ دلائل سے ہٹ کر مراقبہ میں مشاہدہ کرتا ہے۔

۳ گردِ خاں۔ فلسفی اثر سے موثر کو سمجھتا ہے۔ یعنی دھوئیں کے ذریعہ آگ تک پہنچتا ہے۔ خاصہ۔ عارفوں کے لئے قرب اور عشق کی آگ دھوئیں سے نزدیک تر ہے۔ پس۔ مشاہدہ سے ہٹ کر دلائل سے اس ذات تک پہنچنا سیاہ کاری اور غلطی ہے۔

دربیانِ قول رسول علیہ الصلوٰۃ و السلام کہ لَا رُھْبَانِیَۃَ فِی الْاِسْلَام

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول کے بیان میں کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

بر مکن پَر را و دل بر کن ازُو — زانکہ شرطِ ایں جہاد آمد عدُو

پروں کو نہ اکھاڑ ان سے دل ہٹا لے — کیونکہ اس جہاد کے لئے دشمن ضروری ہے

چوں عدُو نبُود جہاد آمد محال — شہوت ار نبُود نبا شد امتثال

جب دشمن نہیں ہے تو جہاد ناممکن ہے — اگر شہوت نہ ہو تو حکم ماننا نہ ہوا

صبر۲ نبُود چوں نباشد مَیلِ تُو — خصم چوں نبُود چہ حاجت خیلِ تُو

جب تیرا میلان نہیں ہے تو صبر نہ ہو گا — جب دشمن ہی نہیں ہے تیرے لشکر کی کیا ضرورت ہے؟

ہیں مکن خود را خصی رہباں مشو — زانکہ عفت ہست شہوت را گرو

خبردار! اپنے آپ کو خصی نہ کر راہب نہ بن — کیونکہ عفت شہوت سے وابستہ ہے

بے ہوا نہی از ہوا ممکن نبُود — غازیی بر مُردگاں نتواں نمُود

بغیر نفسانی خواہش کے اس سے روکنا ممکن نہیں ہے — اپنا مجاہد ہونا مردوں پر نہیں دکھلایا جا سکتا

اَنْفِقُوا گفتست پس کسبے بکن — زانکہ نبُود خرج بے دخلِ کہن

خرچ کرو فرمایا ہے تو تو کمائی کر — کیونکہ پہلی آمدنی کے بغیر خرچ نہیں ہو سکتا ہے

گرچہ آورد اَنْفِقُوا را مطلق اُو — تو بخواں کہ اُکْسِبُوا ثُمَّ اَنْفِقُوا

اگرچہ اس نے صرف "خرچ کرو" فرمایا ہے — تو پڑھ کماؤ پھر خرچ کرو

ہمچناں۳ چوں شاہ فرمود اِصْبِرُوا — رغبتے باید کزاں تابی تو اُو

اسی طرح جب شاہ نے حکم دیا کہ "تم صبر کرو" — تو رغبت درکار ہے تاکہ تو اس سے منہ موڑے

پس کُلُوا از بہر دام شہوتست — بعدازاں لَا تُسْرِفُوا آں عفت ست

تو "تم کھاؤ" شہوت کے جال کے لئے ہے — اس کے بعد "تم فضول خرچی نہ کرو" پاکدامنی کیلئے ہے

چونکہ محمولؔ بہ نبُود لدَیہ — نیست ممکن بود محمولؔ علَیہ

جبکہ خبر نہیں ہے اس کے پاس — مبتداء کا ہونا ناممکن ہے

چونکہ رنجِ صبر نبُود مر تُرا — شرط نبُود پس فرونا ید جزا

جبکہ تجھے صبر کی تکلیف حاصل نہیں ہے — تو شرط نہ پائی گئی لہٰذا اجزاء موجود نہ ہو گی

۱ دربیان۔ معصیت کے اسباب اور قدرت کے ہوتے ہوئے اس سے بچنا کمال ہے۔ نہ کہ معصیت کی طاقت کو ختم کر کے معصیت سے بچنا اسی لئے آنحضورؐ نے فرمایا اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ راہب معصیت کے اسباب اور اس کی قدرت کو فنا کر ڈالتے تھے۔ برمکن۔ مور کو نصیحت ہے کہ پر نہ اکھاڑ یعنی شہوت اور جہاد کے اسباب اور ذرائع کو ختم نہ کر کیونکہ یہ دشمن ہیں اور دشمن نہ ہوتے ہوئے جہاد کی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی ہے۔ شہوت اگر انسان میں شہوت کا مادہ ہی نہیں ہے تو زنا نہ کرنے کے حکم فرمانبرداری کے کوئی معنی نہیں ہیں۔

۲ صبر نبود۔ اگر انسان میں کسی چیز کی جانب میلان نہیں ہے تو اس سے صبر کرنے کے کوئی معنی نہیں ہیں دشمن نہ ہو تو لشکر کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مشو۔ راہب اپنے خصیے نکلوا دیتے تھے تاکہ زنا نہ کر سکیں۔ غازیی۔ میرے ہوں کے ساتھ جہاد کوئی معنی نہیں رکھتا ہے۔ انفقوا۔ خرچ کرو اس حکم کی تعمیل جب ہی ہو سکتی ہے جبکہ انسان کمائے۔ گرچہ۔ اگرچہ قرآن میں صرف خرچ کروایا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہے کہ کماؤ اور خرچ کرو

۳ ہمچناں۔ اسطرح صبر کرو کے حکم کی تعمیل جب ہی ہے کہ رغبت موجود ہو۔ کلوا۔ تم کھاؤ کا حکم شہوت کا جال ہے۔ لا تسرفوا۔ فضول خرچی نہ کرو عفت ہے۔ اب اگر کلوا ممکن نہ ہو تو لا تسرفوا کے کوئی معنی نہیں ہیں چونکہ جب خبر کا وجود ہی نہ ہو تو مبتداء کا اس سے اتصال اور تعلق ناممکن ہے۔ رنج صبر کرنے میں اگر کوئی کلف ہی نہیں ہے تو اس کی جزا حاصل نہیں ہو سکتی ہے فوفات الشرط فات المشروط جب شرط نہ ہو جزا بھی مشروط منفقود ہوتا ہے۔

حبذا[1] آں شرط و شاداں آں جزا آں جزائے دلنواز جانفزا

وہ شرط اور جزا کیا ہی خوب ہے وہ دل نواز ، جانفزا ، جزا

دَر بیان آنکہ ثوابِ عملِ عاشق از حق ہم حَقست و بَس جَلَّ جلالہ

اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے عاشق کے عمل کا ثواب صرف اللہ جل جلالہ ہے

عاشقاں را شادمانی و غم اُوست دستِ مزدو اُجرتِ خدمت ہم اوست

عاشقوں کی خوشی اور غم وہی ہے مزدوری اور خدمت کی اجرت وہی ہے

غیرِ معشوق ار تماشائی بود عشق نبُوَد ہر زہ سودائی بَود

وہ اگر معشوق کے غیر کا تماشائی ہے عشق نہیں ہے وہ بیہودہ اور دیوانہ ہے

عشق[2] آں شعلہ است کو چوں برفروخت ہر چہ جُز معشوق باقی جملہ سوخت

عشق وہ شعلہ ہے جب وہ روشن ہو گیا جو کچھ معشوق کے علاوہ ہے سب جل گیا

تیغ لَا در قتلِ غیرِ حق براند در نگر زاں پس کہ بعد لَا چہ ماند

اس نے "لا" کی تلوار اللہ کے سوا پر چلا دی غور کر لے "لا" کے بعد کیا رہ گیا ؟

ماند اِلَّا اللہ باقی جُملہ رَفت شاباش اے عشق شرکت سوز زَفت

"الا اللہ" رہ گیا باقی سب فنا ہو گیا اے عشق شرکت کو جلانے والے زبردست! تو خوش رہے

خود ہم اُو بود اوّلین و آخریں شرک جُزا زدیدۂ اَحول مبیں

صرف وہی اولین اور آخرین ہو گا تو بھینگی آنکھ کے سوائے شرک کو نہ دیکھ

اے[3] عجب حُسنے بُود جز عکسِ آں نیست تَن را جُنبش از غیرِ جاں

تعجب ہے کوئی حسن اس کے عکس کے سوا ہو جان کے غیر سے جسم میں حرکت نہیں ہوتی ہے

آں تنے را کہ بُود در جاں خلل خوش نباشد گر بگیری دَر عسل

جس جسم کی روح میں نقصان ہو وہ اچھا نہ ہو گا ، خواہ تو اس کو شہد میں ڈالدے

ایں کسے داند کہ روزے زندہ بُود از کفِ ایں جانِ جاں جامے رَبُود

یہ وہ شخص سمجھ سکتا ہے جو کسی دن زندہ رہا ہو اس جان جاناں کے ہاتھ سے اس نے جام حاصل کیا ہو

وانکہ چشمِ اُو ندیدست آں رُخاں پیشِ اُو جانست ایں تفِ دخاں

جس کی آنکھ نے وہ رخسار نہیں دیکھے اسکے نزدیک یہ دھوئیں کی سوزش جان ہے

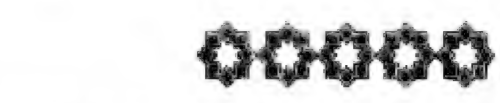

[1] حبذا۔ صبر کی تکلیف ہو تو اس کا بدلہ بھی ہو گا تو دونوں قابل مبارکباد ہیں۔ دربیان۔ چونکہ پہلے مضمون میں جزا کا بیان تھا اب بتاتے ہیں کہ خدا کے عاشق کا بدلہ کیا ہے اور فرماتے ہیں کہ عاشق کے عمل کا بدلہ ذات خداوندی ہے۔ عاشقاں۔ عاشقوں کا رنج اور خوشی، مزدوری اور اس کی اجرت صرف ذاتِ خدا ہے۔ غیر معشوق۔ اگر وہ معشوق کی ذات کے علاوہ کسی چیز کا طالب ہے تو پھر اس کا عشق عشق نہیں ہے۔ بلکہ وہ دیوانہ ہے۔

[2] عشق۔ جب عشق الٰہی نمودار ہوتا ہے تو ماسوائی اللہ اس کی آگ سے جل جاتا ہے۔ تیغ لا۔ کلمہ میں لا الہ کہنے کے معنی یہی ہیں کہ اس نے غیر کی نفی کر دی ہے۔ اِلّا اللہ۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اب اس کے لئے سب کچھ صرف ذات خداوندی ہے عشق غیر کو بالکل جلا ڈالتا ہے۔ خود۔ صحیح آنکھ ایک دکھائی ہے۔ بھینگے کو ایک کے دو نظر آتے ہیں۔

[3] اے عجب۔ جہاں کہیں بھی حسن کی جھلک ہے وہ اسی خدا کا پرتو ہے جسم میں روح کی وجہ سے حرکت ہوتی ہے۔ آں تنے۔ جو فطرات بد ہیں ان کی اصلاح ناممکن ہے۔ ایں کسے۔ ہر چیز کے حسن کو عکس خداوندی وہی سمجھے گا جس کی روح انسانی زندہ ہو گی۔ وانکہ۔ جو روح انسانی سے نا واقف ہو گا وہ روح حیوانی کو ہی سب کچھ سمجھے گا۔

چوں ندید اُو عُمر[1] عبدالعزیزؒ — پیشِ اُو عادل بود حجاج نیز
جس نے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کو نہ دیکھا ہو — اس کے نزدیک حجاج ابن یوسف بھی عادل ہو گا

چوں ندید اُو مارِ موسیٰ راثبات — در خیالِ السحر پندارد حیات
جب اس نے حضرت موسیٰ کے سانپ کا ثبوت نہیں دیکھا — وہ جادو کی رسیوں میں زندگی سمجھے گا

مُرغ[2] کو ناخوردہ است آبِ زُلال — اندر آبِ شور دارد پَرّ و بال
جس پرندے نے میٹھا پانی نہ پیا ہو — وہ کھاری پانی میں اپنے بال و پر (تر) رکھتا ہے

جُز بضد ضد را ہمی نتواں شناخت — چوں نہ بند زخم نشناسد نواخت
ضد کو ضد کے سوا کسی ذریعہ سے شناخت نہیں کیا جا سکتا — جب ظلم کو نہیں دیکھا ہے نوازش کو نہیں پہچان سکتا

لا جرم دنیا مقدم آمدہ است — تا بدانی قدرِ اقلیمِ الست
لا محالہ دنیا پہلے آئی ہے — تاکہ تو الست کے جہان کی قدر جان لے

چوں از اینجا وارہی آنجا روی — در شکر خانہ ابد شاکر شوی
جب تو اس جگہ سے نجات پا جائیگا وہاں چلا جائیگا — تو ہمیشگی کے شکر خانہ میں شکر گذار ہو گا

گوئی آنجا خاک رامی بیختم — زیں جہانِ پاک می بگریختم
تو کہے گا وہاں میں نے خاک چھانی — میں اس پاک عالم سے بھاگتا تھا

گشتہ بودم قانع از گنجے بمار — شادماں بودم ز گلزارے بخار
میں نے خزانہ کے بدلے سانپ پر بس کی — میں چمن کی بجائے کانٹوں پر خوش تھا

اے دریغا[3] پیش ازیں بودے اجل — تا غذایم کم بُدے اندر وَحَل
ہائے افسوس ! اس سے پہلے موت آجاتی — تاکہ میری خوراک کیچڑ کی نہ ہوتی

در بیانِ حدیث مَا مَاتَ مَنْ یَّمُوْتُ اِلَّا وَ تَمَنّٰی اَنْ یَّمُوْتَ قَبْلَ
(اس) حدیث کا بیان کہ ہر مرنے والا یہ ضرور تمنا کرے گا کہ وہ پہلے

مَامَاتَ اِنْ کَانَ بَرًّا لِیَکُوْنَ اِلٰی وُصُوْلِ الْبِرِّ اَعْجَلَ وَاِنْ کَانَ
مر جاتا اگر وہ نیک ہے تو اس لئے کہ جلد بھلائی تک پہنچ جاتا اور اگر بد ہے

فَاجِرًا لِیَقِلَّ فُجُوْرُہٗ
تو اس لئے کہ اس کی بدکاری کم ہوتی

زیں بفرمودست آں آگہ رسولؐ — کہ ہر آنکہ مُردو کرد از تن نزول
اسی لئے با خبر رسولؐ نے فرمایا ہے — کہ جو شخص مرا اور جسم سے جدا ہوا

---

[1] عمر۔ ابن عبدالعزیزؒ اموی خلیفہ تھے جن کا خلفاء راشدین میں شمار ہے یعنی روح انسانی۔ حجاج۔ ابن یوسف ثقفی، عبدالملک ابن مروان عراق کا گورنر تھا جس کا ظلم و ستم مشہور ہے جس نے بہتر ہزار بے قصور انسانوں کو قتل کرایا۔ یعنی روح حیوانی۔ چوں۔ اگر کسی نے اصل کو نہ دیکھا ہو گا تو وہ نقل سے ہی کھرا کھا جائے گا۔

[2] مرغ۔ جو شخص حقیقت سے ناواقف ہوتا ہے وہ مجاز کو حقیقت سمجھ لیتا ہے جو مشہور مقولہ ہے تعرف الاشیاء باضدادھا۔ چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں لاجرم۔ دنیا کو بھگت کر آخرت کی قدر معلوم ہو گی۔ اقلیم الست۔ عالم آخرت چوں۔ انسان جب دنیا کی زندگی ختم کرے عالم آخرت میں پہنچے گا تو بہت شکر گذار ہو گا۔ کوئی۔ پھر کہے گا کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں خاک اور مٹی تھی دنیا خارستان تھا اور آخرت گلستان ہے۔

[3] اے دریغا۔ دنیا میں جس قدر وقت گذرا اس پر افسوس کرے گا۔

در بیان۔ مرنے کے بعد ہر نیک و بد جلد مر جانے کی خواہش کا اظہار کرے گا اگر نیک ہو گا تو کہیگا کاش میں جلد اس بھلائی تک پہنچ جاتا ہے اگر بد ہے تو کہیگا کہ کاش پہلے مر جاتا تو برائیاں کم کرتا۔

نبود اورا حسرتِ نقلان و موت
اس کو منتقل ہونے اور مرنے پر افسوس نہ ہو گا

لیک باشد حسرتِ تقصیر و فوت
لیکن کوتاہی اور فوت ہونے کی حسرت ہو گی

ہر کہ[1] میرد خود تمنا باشدش
جو شخص مرتا ہے خود اس کو تمنا ہوتی ہے

کہ بُدے زیں پیش نقلِ مقصدش
کہ اس کا مقصود کی طرف منتقل ہونا اس سے پہلے ہو جاتا

گر بُدے بد تا بدی کمتر بُدے
اگر وہ بد تھا تو اس لئے کہ بدی کم ہوتی

ور تقی تا خانہ زُودتر آمدے
اور متقی تھا تو گھر جلدی آجاتا

گوید آں بد بیخبر می بودہ ام
وہ بد کہے گا ۔ میں بے خبر تھا

دمبدم من پردہ می افزودہ ام
میں نے ہر وقت حجاب بڑھایا

گر ازیں زُودتر مرا معبر بُدے
اگر اس سے پہلے ہی میرے لئے راستہ ہوتا

ایں حجاب و پردہ ام کمتر بُدے
میرا یہ حجاب اور پردہ بہت کم ہوتا

از حریصی[2] کم دراں رُوئے قنوع
حرص کی وجہ سے قناعت کے چہرے کو زخمی نہ کر

وز تکبر کم دراں چہرہ خشوع
اور تکبر سے عاجزی کے چہرے کو زخمی نہ کر

ہمچنیں از بخل کم در رُوئے جود
اسی طرح بخل کے ذریعہ سخاوت کا چہرہ زخمی نہ کر

وز بلیسی چہرہ خوب سجود
اور شیطنت سے سجدہ کے حسین چہرے کو

بر مکن آں پرِّ خُلد آرائے را
جنت کو آراستہ کرنے والے پر نہ اکھاڑ

بر مکن آں پرِّ رہ پیمائے را
راستہ طے کرنے والے پر نہ اکھاڑ

چوں شنید[3] ایں پند رو ئے بنگریست
جب اس نے یہ نصیحت سنی اور (ناصح کا) چہرہ دیکھا

بعد ازاں در نوحہ آمد می گریست
اس کے بعد نوحہ شروع کر دیا ۔ رو پڑا

نوحہ و گریہ دراز و درد مند
نوحہ اور گریہ دراز اور درد مند تھا

ہر کہ آنجا بُود در گریہ اش فگند
وہاں جو بھی تھا اس کو رلا دیا

وآنکہ میپرسید پر گندن زچیست
اور جس نے پوچھا تھا کہ پر کیوں نوچتا ہے؟

بیجواب شُد پشیماں می گریست
بغیر جواب (سنے) شرمندہ ہو گیا رونے لگا

کز فضولی من چرا پُر سیدمش
کہ بیہودہ پن سے میں نے اس سے کیوں پوچھا؟

او زغم پُر بود شور انیدمش
وہ غم سے بھرا ہوا تھا میں نے اس کو جوش دلا دیا

می چکید از چشمِ تر بر خاک آب
تر آنکھوں سے زمین پر آنسو ٹپک رہے تھے

اندراں ہر قطرہ مُدرَج صد جواب
ہر قطرے میں سینکڑوں جواب درج تھے

[1] ہر کہ۔ موت کے بعد ہر مردے کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ پہلے مر جاتا اگر نیک ہے تو اس لئے یہ خواہش ہو گی کہ اب سے پہلے ہی جنت میں پہنچ جاتا اگر بد ہے تو اس لئے کہ یہ سوچے گا اگر جلد مر جاتا تو برائیاں کم کرتا۔ دمبدم۔ برا انسان کہے گا کہ میں جس قدر زندہ رہا اسی قدر گمراہی کے پردے زیادہ بڑھتے گئے۔ کاش اگر اس سے پہلے مر جاتا تو یہ پردے کم ہوتے۔

[2] از حریصی۔ یہ بھی حکیم کا مقولہ ہے۔ جو اس نے پرنوچنے پر مور سے کہا۔ قنوع۔ قناعت۔ خشوع۔ عاجزی دراں۔ در یدن۔ بمعنی پھاڑنا سے بنا ہے۔ کچنیں۔ مور کی تمثیل کے سلسلہ میں مولانا نے انسان ان صفات کو ذکر کیا ہے جو قدرت نے اس میں ودیعت رکھی ہیں اور انسان اپنی بداعمالی سے ان کو برباد کرتا ہے۔ خلد آرا ی۔ جنت کو آراستہ کرنیوالا۔

[3] شنید۔ اس مور نے سنا۔ رُوی۔ یعنی ناصح کا چہرہ۔ نوحہ۔ اس کے رونے نے دوسروں کو رلا دیا۔ وآنکہ۔ وہ ناصح حکیم بھی رو پڑا کز فضولی۔ اس سوال پر کہ پر کیوں اکھاڑتا ہے وہ سوال کرنیوالا شرمندہ ہو گیا۔ ہر قطرہ۔ آنسو کے ہر قطرے میں اس سوال کا جواب تھا۔ مدرج۔ داخل

ٹپ ٹپ چکید از چشمِ اُو گریہ بخاک — خاک گل می شد زاشک سہمناک
اس کی آنکھ سے مٹی پر آنسو ٹپک رہے تھے — خوفناک آنسوؤں سے مٹی کیچڑ بن گئی

گریہ[1] با صدق بر جانہا زند — تا کہ چرخ و عرش را گریاں کند
سچائی کے ساتھ رونا، روحوں کو متاثر کرتا ہے — حتیٰ کہ آسمان اور عرش کو رلا دیتا ہے

گریہ بے صدق بے سوزش بود — دیودوں بر گریہ اُش خنداں شود
بناوٹی رونا بغیر سوزش کا ہوتا ہے — کمینہ شیطان اس کے رونے پر ہنستا ہے

گریہ بے صدق باشد بیفروغ — آں ندارد چربی مانندِ دوغ
بناوٹی رونا بے فروغ ہوتا ہے — اس میں چھاچھ کی طرح مکھن نہیں ہوتا ہے

عقل و دلہا بے گمانے عرشیند — در حجاب از نورِ عرشی میزیند
عقل اور دل بلا شبہ عرشی ہیں — وہ پردہ عرشی نور کے ذریعہ جیتے ہیں

دَر بیان آنکہ عقل و روح دَر آب و گِل جسد محبوس اند ہمچوں ہاروت و ماروت دَر چاہ بابل
اس کا بیان کہ عقل اور روح جسم کی مٹی پانی میں اس طرح قیدی ہیں جس طرح کہ ہاروت اور ماروت بابل کے کنویں میں

ہمچو[2] ہاروت و چو ماروت آں دو پاک — بستہ اند ایں جا بچاہِ سہمناک
وہ دونوں پاک، ہاروت اور ماروت کی طرح — اس جگہ خوفناک کنویں میں بند ہیں

عالمِ سفلی و شہوانی درند — اندریں چہ گشتہ انداز جُرم بند
وہ عالم سفلی اور شہوانی میں ہیں — جرم کی وجہ سے اس کنویں میں بند ہو گئے ہیں

سحر و ضدِّ سحر را بے اختیار — زیں دو آموزند نیکان و شرار
جادو اور اس کا توڑ بغیر اختیار کے — نیک اور بد ان دونوں سے سیکھتے ہیں

لیک اوّل پند بد ہندش کہ ہیں — سحر را از مامیا موزو مچیں
لیکن وہ شروع میں نصیحت کر دیتے ہیں کہ خبردار! — جادو ہم سے نہ سیکھ، نہ حاصل کر

ما بیا[3] موزیم ایں سحر اے فلاں — از برائے ابتلا و اِمتحاں
اے فلاں! ہم یہ جادو سکھاتے ہیں — ابتلاء اور آزمائش کے لئے

کامتحاں را شرط باشد اختیار — اختیارے نبودت بے اقتدار
آزمائش کے لئے اختیار شرط ہے — بغیر قدرت کے تیرے لئے اختیار نہ ہو گا

میلہا ہمچوں سگانِ خفتہ اند — اندر ایشاں خیر و شر بنہفتہ اند
خواہشات سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں — انکے اندر خیر اور شر پوشیدہ ہیں

---

[1] گریہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو سچائی کا رونا ہے اس کی تاثیر محض دنیا تک نہیں بلکہ عرش تک پہنچتی ہے۔ گریہ بے صدق۔ بناوٹی رونے پر شیطان مذاق اڑاتا ہے۔ عقل و دلہائے "اَلْقَلْبُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ" "دل خدا کا عرش ہے" تو چونکہ سچے رونے سے عرش متاثر ہوتا ہے لہٰذا عقل و دل جو عرشی ہیں وہ بھی متاثر ہوتے ہیں۔

[2] ہمچو۔ جس طرح ہاروت و ماروت کا تعلق عالم بالا سے تھا لیکن چاہ بابل میں قیدی ہیں اسی طرح عقل اور روح بھی عالم بالا کی چیز ہوتے ہوئے انسانی بدن کے کنویں میں قیدی ہیں۔ عالم سفلی۔ ان دونوں نے چونکہ عالم سفلی اور شہوانی سے تعلق پیدا کیا لہٰذا جسم کے کنویں میں بند کر دیئے گئے ہیں۔ سحر و ضد سحر۔ اب نیک لوگ انسے اچھی تعلیمات حاصل کرتے ہیں اور برے لوگ بری تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔ بے اختیار۔ یعنی شوق سے مجبور ہو کر۔

[3] مامیا موزیم۔ عقل روح سمجھاتی ہے۔ کہ ہمارے سحر سکھانے میں ایک امتحان اور آزمائش ہے کہ سیکھنے والا اس کو غلط استعمال کرتا ہے یا صحیح امتحان۔ اس جادو کا سیکھنا نہ سیکھنا سیکھنے والا کا اختیاری۔ فعل ہے اسی لئے اس کو دونوں باتوں پر قدرت ہے۔ میلہا۔ انسان کے اندر کی خواہش سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہیں اور انسان کے دل میں خیر و شر دونوں موجود ہیں۔

چونکہ اقدرت نیست خفتند ایں رَدہ
چونکہ (تجھ میں) قدرت نہیں ہے یہ گروہ سویا ہوا ہے

ہمچو ہیزم پارہا و تن زدہ
لکڑی کے ٹکڑوں کی طرح اور چپ ہے

تا کہ مُردارے دَر آید درمیاں
یہاں تک کہ کوئی مردار بیچ میں آجاتا ہے

نفخ صورِ حرص کو بد بَر سگاں
حرص کے صور کی آواز کتوں کو جھنجھوڑ دیتی ہے

چوں دَراں کوچہ خرے مُردار شد
جب اس گلی میں کوئی گدھا مر جاتا ہے

صَد سگِ خفتہ بداں بیدار شد
اس سے سینکڑوں سوئے ہوئے کتے جاگ جاتے ہیں

حرصہائے رفتہ اندر کتمِ غیب
غیب کے پردے میں گئی ہوئی حرصیں

تا ختن آورد سَر بر زد زجیب
حملہ آور ہو گئیں گریبان سے سر نکال

مُو بموئے ۲ ہر سگے دنداں شدہ
ہر کتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن گیا

وز برائے حیلہ دُم جُنباں شدہ
اور تدبیر کے لئے دم ہلانے لگا

نیم زیرش حیلہ و بالا غَضَب
اس کا آدھا نچلا حصہ حیلہ اور اوپر کا غصہ ہے

چوں ضعیف آتش کہ اُو یابد حَطَب
جس طرح کمزور آگ جو ایندھن پا لے

شعلہ شُعلہ میرَ سداز لا مکاں
لا مکان سے شعلے ہی شعلے آجاتے ہیں

میرود دُود و لَہَبْ تا آسماں
دھواں اور لپٹ آسمان تک جاتی ہے

صَد چنیں سگ اندریں تن خفتہ اند
ایسے سینکڑوں کتے اس جسم میں سوئے ہوئے ہیں

چوں شکارے نیست شاں نہفتہ اند
چونکہ کوئی شکار نہیں ہے وہ چھپے ہوئے ہیں

یا چو بازا نند دیدہ دو ختہ
یا آنکھیں سلے ہوئے بازوں کی طرح ہیں

در حجاب از عشق صیدے سوختہ
شکار کے عشق میں در پردہ جلے ہوئے ہیں

تا کُلہ برداری و بیند شکار
یہاں تک کہ تو ٹوپا ہٹا دے اور وہ شکار دیکھ لے

انگہاں سازد طوافِ کو ہسار
اس وقت پہاڑ کے چکر کاٹتا ہے

شہوت ۳ رنجور ساکن می بُوَد
بیمار کی خواہش جب تک سکون میں ہوتی ہے

خاطرِ اُو سُوئے صحت میرَوَد
اس کا مزاج صحت کی طرف چلتا ہے

چوں بہ بیند نان و سیب و خربزہ
جب وہ روٹی اور سیب اور خربوزہ دیکھتا ہے

در مُصاف آید مزہ و خوفِ بزہ
مزا اور بدپرہیزی کا خوف جنگ میں مبتلا ہو جاتے ہیں

۱ چونکہ۔ انسان کا یہ سمجھنا کہ اس میں برائی کی تاقت نہیں ہے۔ بہت بری غلطی ہے چونکہ برائی کا موقع حاصل نہیں اس لئے وہ قوت سوئی ہوئی ہے جب موقع ہوگا وہ فوراً بیدار ہو جائیگی۔ چوں۔ داں۔ انسانی خواہشوں کا حال سوئے ہوئے کتوں کی طرح ہے ان کے سامنے جب کوئی مردار آجاتا ہے پھر ان کو حال دیکھو۔

۲ مو بموی۔ اب کتے کا رونگٹا رونگٹا دانت بن جاتا ہے اور وہ حیلہ اور غصہ سے پر ہو جاتا ہے۔ چوں ضعیف۔ آگ کو اگر ایندھن نہ ملے تو کس قدر پر سکون ہوتی ہے اور ایندھن ملتے ہی کس قدر شعلہ زن بن جاتی ہے۔ چنیں۔ انسان کے اندر بری صفتیں ان کتوں کی طرح سوئی ہوئی ہیں جب موقع ملتا ہے تو وہ پھر اپنی تیزی دکھاتی ہیں۔ یا چو۔ ان بری صفتوں کی مثال کتوں سے نہ لے اور یا اس باز سے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں لیکن شکار کے عشق میں وہ دل سوختہ ہے۔ تا کلہ۔ شکار کے وقت باز کے سر پر سے ٹوپی ہٹا دی جاتی ہے تو پھر وہ شکار کو دیکھ کر پہاڑوں کا چکر کاٹتا ہے۔

۳ شہوت۔ رنجو۔ بیماری کے دوران مختلف غذاؤں کی شہوت و رغبت سکون پذیر ہوتی ہے لیکن جب وہ مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو وہ شہوت بیدار ہو جاتی ہے۔ چوں۔ بہ بیند۔ جب مریض مختلف غذائیں دیکھتا ہے تو خواہش بیدار ہو جاتی ہے۔ اور اب وہ کشمکش میں مبتلا ہو جاتا ہے کھانے کو جی چاہتا ہے پھر ڈرتا ہے کہ اگر کھاؤں گا تو بدپرہیزی ہوگی۔

گر بود اِصبار دیدن سود اُوست — آں قبیح طبع سستش رانکوست
اگر وہ صابر ہے تو دیکھنا اس کے لئے مفید ہے — وہ برانگیختگی اس کی سست طبیعت کے لئے بہتر ہے

وَر نباشد صبر پس نادیدہ بہ — تیر دور اولےٰ زمردِ بے زرہ
اگر صبر نہ ہو تو نہ دیکھنا بہتر ہے — بغیر زرہ کے آدمی سے تیر کا دور ہونا بہتر ہے

باز گردو کُن حکایت را تمام — تاچہ گفت اندر جوابش والسّلام
واپس ہو اور حکایت کو پورا کر دے — کہ اس (مور) نے اس کے جواب میں کیا کہا، والسلام

بشنو۲ اکنوں تو زطاؤس آں جواب — تا بدانی ہر نکوئی را خطاب
اب تو مور سے وہ جواب سن — تاکہ تو ہر بھلائی کا خطاب جان لے

جواب دادنِ طاؤس آں حکیمِ سائل را
مور کا اس سوال کرنے والے دانا کو جواب دینا

چوں زگریہ فارغ آمد گفت رو — کہ تو رنگ و بُوئے راہستی گرو
جب وہ مور رونے سے فارغ ہو گیا اسنے کہا — کہ تو رنگ و بو کا غلام ہے

آں نمی بینی کہ ہر سُو صد بلا — سُوئے من آید پئے ایں بالہا
کیا تو یہ نہیں دیکھتا کہ ہر جانب سے سینکڑوں بلائیں — ان پروں کی وجہ سے میری جانب آتی ہیں

اے بسا صیادِ بے رحمت مُدام — بہرِ ایں پرہا نہد ہر سوم دام
ہمیشہ بہت سے نا ترس شکاری — ان پروں کے لئے میری ہر جانب جال بچھاتے ہیں

چند تیر انداز بہرِ بالہا — تیر سُوئے من گشد اندر ہوا
بہت سے تیر انداز پروں کے لئے — ہوا میں میری جانب تیر چلاتے ہیں

چوں۳ ندارم زور و ضبطِ خویشتن — زیں قضا و زیں بلا و زیں فتن
جبکہ میں طاقت اور اپنا بچاؤ نہیں رکھتا ہوں — اس قضا اور اس بلا اور ان فتنوں سے

آں بہ آید کہ شوم زشت و کریہ — تابوم ایمن دریں کہسا روتیہ
یہ مناسب ہے کہ میں بھدا اور ناپسند بنجاؤں — تاکہ میں اس پہاڑ اور جنگل میں محفوظ ہو جاؤں

برکنم پرہائے خودرا یک بہ یک — تا نیند ازد بدامم ہر کلک
میں ایک ایک کر کے اپنے پر نوچتا ہوں — تاکہ کوئی منحوس مجھے جال میں نہ پھانسے

نزدِ من جاں بہتر از بال و پرست — جاں بماند باقی و تن ابترست
میرے نزدیک جان بال اور پر سے بہتر ہے — جان باقی رہے گی اور جسم ناقص ہے

---

۱ گر بود۔ اب اگر اس مریض میں صبر کا مادہ ہے تو ان غذاؤں کا دیکھنا اس کے لئے مفید ہے تاکہ اس کی خواہشیں بیدار ہو جائیں اور اگر وہ صابر نہیں ہے تو اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ان غذاؤں کو ہی نہ دیکھ پائے۔

۲ بشنو۔ اب ناصح حکیم کو مور نے جو جواب دیا وہ سنو اس نے کہا اے ناصح تو محض رنگ و روپ کا عاشق ہے یہ نہیں دیکھتا کہ یہ پر میرے لئے کس قدر مصائب کا سبب ہیں۔ اے بسا۔ شکاری میرا شکار محض ان پروں کی خاطر کرتے ہیں کوئی جال سے پکڑتا ہے کوئی مجھے تیر سے مارتا ہے۔

۳ چوں۔ جبکہ مجھ میں ان مصائب کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں ہے تو بہتر یہی ہے کہ میں بدصورت بن جاؤں۔ کہسار۔ پہاڑ۔ تیہ۔ جنگل۔ کلک۔ منحوس۔ نزدِ من۔ پروں کے بچانے سے جان کا بچانا بہتر ہے۔ ابتر۔ ناقص۔

ایں اصلاحِ عُجبِ مَن شُد اے فتیٰ — عُجب آرد مُعجباں را صد بلا

اے نوجوان! یہ میری خود پسندی کا ہتھیار ہے — خود پسندی خود پسندوں کو سینکڑوں مصیبتوں میں مبتلا کر دیتی ہے

دَر بیان آنکہ ہُنر ہا وزیر کیہا و مالِ دنیا ہمچو پرِ طاؤس عدوِّ جان اند

اس کا بیان کہ دنیا کا ہنر اور ذہانتیں اور مالِ مور کے پروں کی طرح جان کے دشمن ہیں

پس ہنر آمد ہلاکت خام را — کز پئے دانہ نہ بیند دام را

ہنر، ناقص کے لئے ہلاکت ہے — کیونکہ وہ دانہ کی وجہ سے جال کو نہ دیکھے گا

اختیار ۲ آں رانکو باشد کہ اُو — مالک خود باشد اندر اتَّقُوْا

اختیار، اس کے لئے بھلا ہوتا ہے جو — "تم تقویٰ اختیار کرو" کے معاملہ میں اپنے آپ پر قابو رکھے

چوں نباشد حفظ و تقویٰ زینہار — دور کُن آلت بینداز اختیار

جب نگہداشت اور تقویٰ نہ ہو، خبردار! — آلہ کو پھینک دے، اختیار کو چھوڑ دے

جلوہ گاہ و اختیارم ایں پرست — بر کنم پر را کہ در قصد سر ست

میری خود نمائی اور اختیار یہ پر ہیں — میں پر نوچ رہا ہوں کیونکہ وہ سر کے درپے ہیں

نیست انگارد پرِ خود را صبور — تا پرش در نفگند در شر و شور

صابر اپنے (بال و) پر کو نیست سمجھتا ہے — حتیٰ کہ اس کے پر شور و شر میں مبتلا نہیں کرتے ہیں

پس زیانش نیست پر گو بر مکن — گر رسد تیرے بہ پیش آرد مجن

تو اس کو کوئی نقصان نہیں ہے کہ وہ پر نہ نوچے — اگر کوئی تیر آئے گا وہ ڈھال سامنے کر دیگا

لیک ۳ بر من پرِ زیبا دشمنے ست — چونکہ از جلوہ گری صبریم نیست

لیکن میرے لئے حسین پر دشمن ہیں — چونکہ خودنمائی سے مجھ میں صبر نہیں ہے

گر بُدے صبر و حِفاظم رہبرَ — بر فزودے ز اختیارم کرّ و فر

اگر صبر اور حفاظت میرے رہبر ہوتے — تو اختیار سے میری کر و فر بڑھا دیتے

ہمچو طفلِم یا چو مست اندر فتن — نیست لائق تیغ اندر دستِ مَن

میں فتنوں کے سلسلہ میں بچے یا مست کیطرح ہوں — میرے ہاتھ میں تلوار ہونا مناسب نہیں ہے

گر مرا عقلے بُدستے مُنزجر — تیغ اندر دستِ من بُودے ظفر

اگر میرے پاس رک جانے والی عقل ہوتی — تو میرے ہاتھ میں تلوار، کامیابی ہوتی

عقل باید نور دہ چوں آفتاب — تازند تیغے کہ نبُود جُز صواب

عقل سورج کی طرح نور عطا کرنیوالی چاہیے — تاکہ ایسی تلوار چلائے جو ٹھیک ہی ہو

۱ ایں۔ میرے یہ پر میرے غرور و تکبر کا باعث ہیں اور تکبر سینکڑوں بلاؤں کا سبب بنتا ہے۔ دربیان۔ جس طرح مور کے پر اس کے مصائب کا سبب ہیں اسی طرح دنیا کے ہنر اور دنیا کی عقل بھی انسان کے لئے وبالِ جان ہے۔

۲ اختیار۔ گناہ کے کر سکنے یا نہ کر سکنے کا اختیار اس شخص کے لئے مناسب ہے جس میں تقویٰ ہو اور اگر تقویٰ نہیں ہے تو پھر اس کے لئے اختیار باقی رکھنا مناسب نہیں ہے۔ آلت۔ یعنی وہ اسباب و ذرائع جن سے برائی پر قدرت حاصل ہو سکے۔ جلوہ گاہ۔ مور نے کہا کہ میرے تکبر و غرور کے اسباب میرے پر ہیں لہٰذا میں انکو ابھی ختم کے دیتا ہوں چونکہ یہ ہلاکت کا ذریعہ اور سبب ہیں۔ صبور۔ جو صابر اور متقی ہو وہ ان اسباب کو کالعدم سمجھ سکتا ہے۔ پس۔ صابر اپنے صبر کی ڈھال سے اپنا بچاؤ کر لیگا۔

۳ لیک۔ لیکن میں چونکہ اپنے اور نمائش سے صابر نہیں ہوں۔ لہٰذا میرے پر میرے دشمن ہیں۔ گر بدے۔ اگر انسان صابر ہو تو برائی پر قدرت ہوتے ہوئے برائی نہ کرنا بہت افضل ہے۔ ہمچو۔ میری مثال بچہ کی سی ہے جس کے ہاتھ میں تلوار دینا مناسب نہیں ہے وہ اس کو غلط استعمال کریگا۔ عقل باید۔ تلوار عقلمند کے ہاتھ میں دینی چاہیے تاکہ وہ تلوار کا صحیح استعمال کرے۔

چوں[1] ندارم عقل تابان و صلاح
جبکہ میرے پاس روشن عقل اور نیکی نہیں ہے

پس چرا در چاہ نندازم سلاح
تو میں ہتھیار کنوئیں میں کیوں نہ پھینک دوں ؟

درچہ اندازم کنوں تیغ و مجن
اب میں تلوار اور ڈھال کنوئیں میں ڈال رہا ہوں

کایں سلاحِ خصمِ من خواہد شدن
کیونکہ یہ میرے دشمن کے ہتھیار بن جائینگے

چوں ندارم زور و یاری و سند
جبکہ میں زور اور مدد اور سہارا نہیں رکھتا ہوں

تیغ او بستاند و بر من زند
وہ (دشمن) تلوار چھین لے گا اور مجھ پر چلائے گا

رَغمِ ایں نفسِ وَ قیحہ خوئی را
اس بد خصلت نفس کی ذلت کے لئے

کو نبوشد رُو خراشم رُوئی را
جو منہ نہیں چھپاتا ہے میں اپنا منہ نوچ رہا ہوں

تا شود کم ایں جمال و ایں کمال
تاکہ یہ حسن اور یہ کمال کم ہو جائے

چوں نماند زو کم افتم در وبال
جب وہ نہ رہیگا تو میں اس کی وجہ سے وبال میں نہ پھنسونگا

چوں بدیں نیت خراشم بزہ نیست
جبکہ میں اس نیت سے نوچ رہا ہوں کوئی گناہ نہیں ہے

کہ بزخم ایں روئی را پوشیدنیست
کیونکہ نوچنے سے اس چہرے کی پردہ پوشی ہے

گر دلم[2] خوئی ستیری داشتے
اگر میرا دل پردہ پوشی کی عادت رکھتا

روئی خوبم جز صفا نفراشتے
تو میرا حسین چہرہ صفائی کو ہی ظاہر کرتا

چوں ندیدم زو روفرہنگ و صلاح
جبکہ میں نے (اپنے اندر) زور اور سمجھ اور نیکی نہ دیکھی

خصم دیدم زود بشکستم سلاح
میں نے دشمن کو دیکھا فوراً ہی اپنے ہتھیار توڑ ڈالے

تانگردد تیغِ من اورا کمال
تاکہ میری تلوار اس کا کمال نہ بنے

تا نہ گردد خنجرم بر من وبال
تاکہ میرا خنجر مجھ پر وبال نہ بنے

میگریزم تار گم جنباں بُود
جبتک میری نبض حرکت کرتی رہیگی میں بھاگتا رہونگا

کے فرار از خویشتن آساں بُود
لیکن اپنے آپ سے بھاگنا کب آسان ہے ؟

آنکہ[3] از غیرے بُود اورا فرار
جس شخص کو غیر سے بھاگنا ہو

چوں ازو ببرید گیرد او قرار
وہ جب اس سے جدا ہو گیا تو اس کو سکون ہو گیا

منکہ خصم ہم منم اندر گریز
میں کہ اپنا دشمن خود ہوں، بھاگنے میں

تا ابد کارِ من آمد خیز خیز
ہمیشہ کے لئے میرا کام ہو گا اٹھ اٹھ

نے بہندست ایمن و نے در ختن
اسکو نہ ہندوستان میں امن ہے اور نہ ختن میں

آنکہ خصم اوست سایہ خویشتن
جس کا دشمن خود اس کا سایہ ہو

[1] چوں۔ جبکہ مجھ میں عقل نہیں ہے تو مجھے اپنا ہتھیار یعنی پر کنوئیں میں پھینک دینے چاہئیں۔ چوں ندارم۔ اگر انسان میں تلوار سنبھالنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو دشمن اس کی تلوار چھین کر اس کا خاتمہ کر دے گا۔ رغم۔ میں اپنے نفس کو ذلیل کرنے کیلئے اپنے پر اکھاڑ رہا ہوں۔ تا شود۔ تاکہ اس جمال اور کمال کے اسباب ہی باقی نہ رہیں۔ چوں۔ جبکہ پر اکھاڑنے میں میری یہ مصلحت ہے تو پر نوچنا گناہ نہیں ہے۔

[2] گر دلم۔ اگر مجھ میں پردہ پوشی کی طاقت ہوتی تو پھر میں پر نا اکھاڑتا۔ چوں مدیدم۔ جب مجھ میں گناہ کے اسباب اختیار کر کے گناہ سے بچنے کی طاقت نہیں ہے تو ان اسباب ہی کو ختم کر رہا ہوں۔ تا نگردد۔ جب مجھ میں طاقت نہیں ہے تو یہ ہتھیار میرے خلاف استعمال ہو جائیگا۔ میگریزم۔ اب جبکہ اپنا دشمن میں خود ہوں۔ تو جب تک بھی جان میں جان ہے میں بھاگتا رہوں گا۔ لیکن اپنے آپ سے گریز بہت مشکل ہے۔

[3] آنکہ۔ دوسرے سے بھاگنے میں قرار ممکن ہے جب وہ دور ہو جائے تو ٹھہر سکتا ہے۔ منکہ۔ لیکن چونکہ میں خود اپنا دشمن ہوں تو میرا کام ہر وقت دشمن سے بھاگتے رہنا ہے۔ نے بہند۔ نہ میرے لئے ہندوستان میں قرار ممکن ہے۔ نہ ختن میں کیونکہ میرا دشمن سایہ کی طرح میرے ساتھ ہے۔

دَر صفتِ [1] آں بیخوداں کہ از شرِ خود و ہُنرِ خود ایمن شدہ اند

ان بیخودوں کا بیان جو اپنے شر اور ہنر سے محفوظ ہو گئے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ

کہ فانی اندَر بقائے حق سُبحانہ ہمچوں ستارگاں کہ فانی

کی بقا میں فانی ہو گئے جس طرح کہ ستارے دن میں سورج کی روشنی

اند بروز در نورِ آفتاب و فانی را خوفِ آفت و خطر نباشد

میں فانی ہیں اور فانی کے لئے آفت کا خوف اور خطر نہیں ہوتا ہے

چوں فناش از فقر پیرایہ شوَد — اُو محمدؐ وار بے سَایہ شوَد

جب کہ اس کی فنا، فقر سے آراستہ ہو جائے — وہ محمدؐ کی طرح بغیر سایہ کا ہو جاتا ہے

فقر [2] فخری را فنا پیرایہ شدُ — چوں زبانہ شمع اُو بے سَایہ شُد

فقر میرا فخر ہے کے لئے فنا زینت بنی — شمع کے شعلے کی طرح وہ بے سایہ ہو گیا

شمع چوں گردد زبانہ پاو سَر — سَایہ رانبود بگردِ اُو گذر

شمع جبکہ سر سے پاؤں تک شعلہ بن گئی — اس کے گرد سایہ کا گذر نہ ہو گا

موم از خویش و ز سایہ درگریخت — دَر شعاع از بہرِ اُو کہ شمع ریخت

موم ہستی اور سایہ سے چلا گیا — شعاعوں میں اس کیلئے جس نے شمع بنائی تھی

گفت [3] از بہرِ فنایت رختم — گفت من ہم دَر فنا بگریختم

اس نے کہا میں نے تجھے فنا کیلئے بنایا ہے — اس نے کہا میں بھی فنا میں دوڑ گیا

ایں شعاعِ باقی آمد مفترض — نے شعاعِ شمعِ فانی عَرض

یہ باقی (باللہ) شعاع واقعی ہے — نہ کہ فانی نا پائیدار شمع کی شعاع

شمع چوں دَر نارشد کلّی فنا — نے اثر بینی ز شمع و نے ضیاء

شمع جب آگ میں بالکل فنا ہو گئی — تو نہ شمع کا نشان دیکھے گا نہ روشنی

ہست اندر دفعِ ظلمت آشکار — آتشِ صُورت بمومے پائدار

تاریکی کو رفع کرنے میں واضح ہے — کہ یہ آگ موم کی صورت سے پائیدار ہے

بر خلافِ موم شمعِ جسم کاں — تا شود کم گردد افزوں نورِ جاں

جسم کی شمع کے موم کے بر خلاف کیونکہ وہ — جس قدر گھٹے گا، جان کا نور بڑھے گا

ایں شعاعِ باقی وآں فانیست — شمعِ جاں را شعلہ ربّانیست

یہ شعاع باقی رہنے والی ہے اور وہ فانی ہے — جان کی شمع کا شعلہ خدائی ہے

[1] در صفت۔ وہ بیخود اپنے ہنر اور شر سے مطمئن ہیں جنہوں نے بوجود، وجود حق میں اس طرح فنا کر دیا ہے جس طرح ستارے دن کے وقت سورج کے نور میں فنا ہو جاتے ہیں۔ چوں فنا کا۔ جب فنا فی الحق حاصل ہو جاتی ہے تو وہ اسی طرح بے سایہ ہو جاتا ہے جس طرح آنحضورؐ تھے۔

[2] فقر فخری چونکہ آنحضورؐ اپنی صفات صفات حق میں فنا کر چکے تھے لہٰذا اپنی صفات کے اعتبار سے آنحضورؐ کو فقر حاصل تھا۔ جو حضورؐ کے لئے باعث فخر تھا تو پھر آنحضورؐ کی شمع وجود شعلہ شمع کی طرح بے سایہ تھی۔

شمع۔ جب شمع مجسم شعلہ بن جائے تو اس کا سایہ نہیں رہتا ہے۔ موم۔ شمع کا موم اور سایہ اس ذات کی شعاعوں میں گم ہو گیا جس نے شمع بنائی تھی۔

[3] گفت۔ شمع ساز نے شمع سے کہا کہ میں نے تجھے فنا کے لئے بنایا تھا اس نے کہا کہ اسی لئے میں فنا ہو گئی ہوں۔ ایں شعاع۔ یہ خدائی شعاع حقیقی شعاع ہے عارضی اور فانی شعاع حقیقی نہیں ہے۔ شمع چوں۔ شمع جب اپنے آپ کو آگ میں فنا کر دیتی ہے تو اس کا کوئی نشان باقی نہیں رہتا یہی حال فانی فی اللہ کا ہے۔ ہست۔ نور جان اور نور شمع سے یہ فرق ہے شمع کا نور شمع کے وجود سے وابستہ ہے۔ اور نور جان اسیقدر بڑھیگا جس قدر اس کی شمع یعنی جسم گھٹے گا ایں، شعاع۔ نور جان کی شعاع باقی اور نور شمع فانی ہے نور جان ربانی شعلہ سے منور ہے جو قائم و دائم ہے۔

ایں [1] زبانہ آتشے چوں نور بُود
کیونکہ یہ آگ کا شعلہ نور ہے

سایہ فانی شدن زو دُور بُود
فانی ہونے کا سایہ اس سے دور ہے

اَبر را سایہ بیفتد بر زمیں
زمین پر ابر کا سایہ پڑتا ہے

ماہ را سایہ نباشد ہمنشیں
سایہ چاند کا ہمنشین نہیں ہوتا ہے

بیخودی بے اَبر یست اے نیک خواہ
اے نیک خواہ! بیخودی بے ابر کے ہو جاتا ہے

باشی اندر بیخودی چوں قرصِ ماہ
تو بے خودی میں چاند کی طرح ہو گا

باز چوں اَبرے بیاید راندۂ
پھر جب کوئی چلتا پھرتا ابر آجاتا ہے

رفت نور از مہ خیالے ماندۂ
چاند کا نور چلا جاتا ہے (اسکا) ایک خیال رہ جاتا ہے

از [2] حجابِ ابر نورش شد ضعیف
اس (چاند) کا نور ابر کے پردے کیوجہ سے کمزور ہو گیا

چوں ہلالے گشت آں بدرِ شریف
وہ چودھویں کا بزرگ چاند پہلی رات کے چاند کیطرح ہو گیا

مہ خیالے می نماید ز اَبر و گرد
ابر اور گرد کی وجہ سے چاند ایک خیال معلوم نے لگتا ہے

اَبرِ تن مارا خیال اندیش کرد
جسم کے ابر نے ہمیں خیال کرنے والا بنا

لُطف مہ بنگر کہ منعم لطف اوست
چاند کی مہربانی دیکھ، یہ بھی اس کی مہربانی ہے

کہ بگفت اُو اَبرہا مارا عدُوست
کہ اس نے کہہ دیا کہ ابر ہمارے دشمن ہیں

مہ فراغت دارد از اَبرو غبار
چاند ابر اور غبار سے پاک ہے

بر فرازِ چرخ دارو مہ مدار
چاند کا محور آسمان کی بلندی پر ہے

اَبر [3] ما راشد عدّو و خصمِ جاں
ابر، ہماری جان کا دشمن اور مخالف ہے

کہ کُند مہ راز چشمِ ماتہاں
کیونکہ وہ چاند کو ہماری نظر سے چھپا دیتا ہے

حُور را ایں پردہ زالے میکُند
یہ پردہ حور کو بوڑھی عورت بنا دیتا ہے

بدر را کم از ہلالے می کُند
چودھویں کے چاند کو پہلی رات کے چاند سے کمتر کر دیتا ہے

ماہ مارا در کنارِ عز نشاند
چاند نے ہمیں عزت کے پہلو میں بٹھا دیا

دشمنِ مارا عدوّے خویش خواند
ہمارے دشمن کا اپنا دشمن کہہ دیا

اَبر را تا بے اگر ہست از مہ است
ابر میں اگر کوئی روشنی ہے تو وہ چاند کیوجہ سے ہے

ہر کہ مہ خواند اَبر را اُو گمرہ است
جو ابر کو چاند کہے وہ گمراہ ہے

---

[1] ایں زبانہ۔ جس طرح نور ہونے کے وقت آگ کے مشعلہ سے فنا کا سایہ دور ہو جاتا ہے اسی طرح جب جان عین نور حق ہو جاتی ہے تو فنا کا سایہ اس سے دور ہو جاتا ہے۔ ابر میں چونکہ کثافت ہے اس کا سایہ ہوتا ہے چاند نور خالص ہے اس کے ساتھ سایہ نہیں ہوتا ہے۔ بیخودی جب جان مقام فنا حاصل کر لیتی ہے تو اس کی کثافت دور ہو جاتی ہے اور وہ چاند کی طرح ہو جاتی ہے۔ باز۔ اگر روح میں کسی وقت خودی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے تو اس میں ابر جیسی کثافت پیدا ہو جاتی ہے نور جاتا رہتا ہے اور اس نور کا محض ایک خیالی ہو جو رہ جاتا ہے۔

[2] از حجاب ابر۔ جس طرح چاند کا نور ابر کی وجہ سے کمزور پڑ جاتا ہے اور چودھویں کا چاند پہلی رات کا سا چاند نظر آنے لگتا ہے۔ یہی خودی کی صورت میں نور جان کی کیفیت ہو جاتی ہے۔ ابر اور گرد کے حجاب کی وجہ سے چاند کی ایک خیالی صورت رہ جاتی ہے۔ یہی حال جسم کے ابر کیوجہ سے نور جان کا ہے۔ لطف۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ تن پروروں کو اس نے اپنا دشمن قرار دیا حالانکہ ان کے خدا کے دشمن ہونے کے کوئی معنی نہیں ہے کیوں کہ انکی خدا سے دشمنی متصور نہیں ہو سکتی وہ تو مومنین کے دشمن ہیں۔ مہ۔ چاند پر گرد و غبار کا کوئی اثر نہیں ہے۔ وہ تو دیکھنے والوں کی آڑ ہے۔

[3] ابر۔ ابر دیکھنے والے کا دشمن ہے کیونکہ اسکی نگاہ سے چاند کو چھپا دیتا ہے۔ حور را۔ یہ ابر ہماری نظر میں ایک خوبصورت چیز کو بدنما بناتا ہے اس چاند کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے زال۔ بوڑھی۔ ماہ۔ خدا نے ہمارے دشمن کو اپنا دشمن قرار دیکر ہماری عزت افزائی کی ہے۔ ابرا۔ تعینات میں جو کچھ دقیق ہے اور وجود واحد کی وجہ سے ہے جو تعینات کو اصل سمجھے وہ گمراہ ہے۔

نورِ مہ بر ابر چوں منزل شدست
چاند کا نور چونکہ ابر پر پڑ گیا ہے

رُوئے تاریکش زمہ مُبدَل شدست
اس کا تاریک چہرہ چاند کی وجہ سے تبدیل ہو گیا ہے

گرچہ ہمرنگِ مہ است او دولتی ست
(ابر) اگرچہ چاند کا ہمرنگ ہے اور صاحب دولت ہے

اندرا ابر آں نورِ مہ عاریتی ست
(لیکن) ابر میں چاند کا نور عارضی ہے

دَر قیامت مہر و مہ معزُول شُد
قیامت میں چاند اور سورج معزول ہو گئے

چشم دَر اصلِ ضیا مشغول شدُ
آنکھ اصل روشنی میں مشغول ہو گئی

تا بداند مِلک را از مُستعار
تاکہ ملکیت کی چیز کو مانگی ہوئی سے ممتاز کر لے

ویں رُباطِ فانی از دارُالقرار
اور اس فانی سرائے کو ہمیشگی کے گھر سے

دلیہ ۲ عاریت بُود روزے سہ چار
دلیہ تین چار روز کے لئے عاریتی ہوتی ہے

مادرا مارا تو گیر اندر کنار
اے امان ! تو ہمیں گود میں لے لے

پرّ من ابرست و پردست و کثیف
میرے پر ابر ہیں اور پردہ اور غلیظ ہیں

ز انعکاسِ لُطفِ حق شُد اُو لطیف
اللہ کے لطف کے منعکس ہونے سے وہ لطیف بنگئے ہیں

بر گنم پر را و لطفش راز راہ
میں پروں اور اس کے لطف کو راستہ سے ہٹاتا ہوں

تا بہ بینم حُسنِ مہ اہم زماہ
تاکہ میں چاند کا حسن چاند سے دیکھوں

من نخواہم دایہ مادر خوشترست
میں دایہ نہیں چاہتا ماں بہتر ہے

موسیم من دایہ من مادرست
میں موسیٰ ہوں میری دایہ ماں ہے

من نخواہم لُطفِ مہ از واسطہ
میں چاند کا لطف بالواسطہ نہیں چاہتا ہوں

کہ بلاکِ خلق شُد ایں رابطہ
کیونکہ یہ واسطہ لوگوں کیلئے ہلاکت کا سبب بنا ہے

یا مگر ۳ ابرے بگیر و خُوئے ماہ
یا ابر چاند کی خصلت حاصل کر لے

تانگرد د اُو حجابِ رُوئے ماہ
تاکہ وہ چاند کے چہرے کا پردہ نہ بنے

صورتش بنماید اُو دَر وصفِ لا
وہ اپنی صورت "لا" کی صفت میں دکھائے

ہمچو جسمِ انبیاؤ اولیا
جس طرح کہ انبیاء اور اولیاء کا جسم ہے

آں چناں ابرے نباشد پردہ بند
ایسا برا حجاب نہیں بنتا ہے

پردہ دَر باشد بمعنیٰ سُود مند
حقیقتاً پردے کو چاک کرنیوالا اور مفید ہوتا ہے

۱ نُور مہ۔ تعینات کا وجود وجودِ مطلق کا سایہ اور عکس ہے۔ گرچہ۔ ابر کو اگرچہ چاند کی ہمرنگی حاصل ہوگئی ہے لیکن یہ عارضی ہے۔ دولت۔ جب صرف ذاتِ حق باقی رہ جائے گی تب سب کو یقین آجائے گا کہ دوسری چیزوں کا وجود محض عارضی تھا۔ رباط۔ سرائے یعنی دنیا دلا القرار۔ عالم آخرت۔

۲ دایہ۔ وہ چیزیں جن سے دنیا میں انسان فائدہ اٹھاتا ہے۔ ماورا۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ جس کی ہر حالت میں معیت حاصل ہے۔ پر من۔ یہ مور کا مقولہ ہے یعنی دنیاوی ہنر اور صوری صفات میرے لئے بمنزلہ ابر کے بنگئی ہیں ان کو دور کر کے میں چاند کے حسن کا براہ راست مشاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔ من نخواہم۔ یہ عارضی صورتیں مجھے درکار نہیں ہیں میں موسیٰ صفت ہوں میں دایہ کا خواستگار نہیں ہوں براہ راست ان سے مستفید ہونا چاہتا ہوں من نخواہم میں مظاہر کے ذریعہ ظاہر کا جلوہ نہیں چاہتا ہوں براہ راست اس کو جلوہ چاہتا ہوں مظاہر میں پھنس کر لوگ تباہ ہوئے ہیں۔

۳ یا مگر۔ اگر ذاتِ حق سے بواسطہ استفادہ ہو تو ایسے شیخ کے ذریعہ ہو جو باقی باللہ ہو تاکہ وہ حجاب نہ بن سکے۔ صورتش۔ اس کا وجود باقی باللہ ہو اور اپنی ذات کے اعتبار سے فانی ہو جیسے انبیاء اور اولیاء ہوتے ہیں۔ آں چناں۔ ایسی شخصیت پردہ نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ پردے کو چاک کرنے والی ہوتی ہے۔

آں چناں[1] کاندر صباحِ روشنی — قطرہ می بارید و بالا ابرنی
جس طرح کہ روشنی کی صبح میں — بارش ہوا اور اوپر ابر نہ ہو

مُعجزِ پیغمبری بُود آں سِقا — گشتہ اَبراز محو ہمرنگِ سَما
وہ سیرابی پیغمبرؐ کا معجزہ تھی — فنا کی وجہ سے ابر آسمان کا ہمرنگ ہو گیا تھا

گشتہ ریزاں قطرہ قطرہ از سَما — گفتہ آمد شرحِ آں در ماجرا
بوندیں آسمان سے ٹپکیں — اس کی تشریح پہلے گذر چکی ہے

بود اَبر و رفتہ از وے خوئے اَبر — ایں چنیں گردد تنِ عاشق بصبر
ابر تھا لیکن اس سے ابر کی صفت جاتی رہی — عاشق کا جسم صبر کے ذریعہ ایسا ہی ہو جاتا ہے

تن بُود لیکن گم گشت ازُو — گشتہ مُبدَل رفتہ ازوے رنگ وبُو
جسم ہوتا ہے لیکن جسمیت اس سے غائب ہو جاتی ہے — وہ تبدیل ہو گیا اس کا رنگ و بو جاتا رہا

پرِ پئے[2] غیرست سَر از بہرِ مَن — خانۂ سمع و بصر اُستونِ تن
پر غیر کے لئے ہیں، سر میرے لئے ہے — (وہ سر) سمع اور بصر کا خانہ ہے اور جسم کا ستون ہے

جاں فدا کردن برائے صیدِ غیر — کُفرِ مُطلَق داں و نومیدی زخیر
دوسرے کے شکار کے لئے جان قربان کرنا — پورا کفر سمجھ اور خیر سے نا امیدی

ہیں مشو چوں قندپیشِ طوطیاں — بلکہ زہرے شو شوا یمن از زیاں
خبردار! ایسا نہ بن جیسے کہ طوطیوں کے سامنے شکر — بلکہ زہر بنجا، نقصان سے محفوظ ہو جا

پئے اَحسنت و شاباش وخطاب — خویشتن مُردار کُن پیشِ کلاب
واحسنت اور شاباش اور خطاب کے لئے — اپنے آپکو کتوں کے سامنے مردار بنا دے

پس[3] خضر کشتی برائے آں شکست — تا کہ آں کشتی زغاصب باز رست
خضرؑ نے کشتی اس لئے توڑی — کہ وہ غاصب (بادشاہ) سے بچ گئی

فقر فخری بہر آں آمد سَنی — تاز طمّاعاں گریزم در غنی
"فقر میرا فخر ہے" اسی لئے بہتر بنا — تاکہ لالچیوں سے (اللہ) غنی کی جانب گریز کروں

گنجہا را در خرابی زاں نہند — تاز حرصِ اہلِ عمراں وارہند
خزانوں کو ویرانے میں اسی لئے رکھتے ہیں — تاکہ آبادی والوں کی حرص سے نجات پا جائیں

[1] آں چناں۔ شیخ کامل ابر ہے۔ لیکن ایسا ابر ہے جو آسمان کے ہمرنگ ہو چکا تھا بارش برستی نظر آ رہی تھی اور ابر نظروں سے غائب تھا جیسا کہ آنحضورؐ کے اس معجزہ میں مذکور ہو چکا ہے جو پہلے ذکر کر دیا گیا ہے۔ بود۔ اس معجزہ میں ابر تھا لیکن اس میں ابر کی صفات باقی نہیں جب عاشق صبر کر لیتا ہے تو اس کے جسم کی بھی یہی حالت ہو جاتی ہے کہ بظاہر جسم ہے لیکن اس میں جسمانیت نہیں ہے۔

[2] پر۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ میرے لئے پر عزیز نہیں ہیں سر عزیز ہے کیونکہ پروں سے غیر لطف اندوز ہوتے ہیں اور سر سے میری بینائی اور سماعت اور وجود کا تعلق ہے۔ جاں فدا کردن۔ دوسروں کے لطف کی خاطر جان قربان کرنا بیوقوفی ہے۔ میں دنیا داروں کیلئے شکر نہ بن بلکہ زہر بن۔ پاپے۔ اگر لوگوں کی تحسین و آفرین چاہتا ہے تو ان دنیا داروں کی خاطر اپنے آپ کو مردار بنا لے جو کسی طرح مناسب نہیں ہے۔

[3] پس۔ حضرت خضرؑ نے سالم کشتی کو اسی لئے عیب دار بنا دیا تھا کہ وہ دنیادار ظالموں کی دست برد سے محفوظ رہ سکے۔ فقر فخری۔ آنحضورؐ نے فقر کو اپنا فخر اس لئے قرار دیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے انسان لالچی چوروں سے محفوظ رہتا ہے۔ گنجہا۔ خزانہ ویرانہ میں اسی لئے مدفون کرتے ہیں تاکہ حریص وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

پَر نتانی[1] کند رو خلوت گزین — تانگردی جملہ خرجِ آن و ایں
تو پر نہیں اکھاڑ سکتا ہے جا خلوت اختیار کر لے — تاکہ تو اس اور اس کا خرچہ نہ بنے
زانکہ تو ہم لقمہ ہم لقمہ خوار — آکل و ماکولی اے جاں ہوشدار
کیونکہ تو لقمہ بھی ہے اور لقمہ کھانیوالا بھی ہے — اے پیارے ہوش کر! تو کھانے والا اور غذا ہے

دَر بیان[2] آنکہ ما سوائے اللہ تعالیٰ ہر چیزے آکل و ماکول ست
اس کا بیان کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر چیز کھانے والی اور غذا ہے اس
ہمچوآں مرغے کہ قصدِ صیدِ ملخ میکرد و بصیدِ ملخ مشغول بود
پرند کی طرح جو ٹڈی کے شکار کرنے کا ارادہ کرتا ہے اور ٹڈی کے شکار میں مشغول
و غافل بود از باز گرسنہ کہ از پسِ قفایِ اُو قصد صَیدِ او
ہوتا ہے اور اس بھوکے باز سے غافل ہوتا ہے جو اس کے پس پشت اس کے شکار کر لینے کا
داشت اکنوں اے آدمی صیّادِ آکل از صیّاد و آکلِ خود
ارادہ رکھتا ہے، اب اے کھانیوالے شکاری انسان اپنے شکاری اور کھانیوالے سے مطمئن نہ
ایمن مباش کہ اگرچہ نمی بینی اَش بنظرِ چشم بنظرِ دلیل و
بن کیونکہ اگرچہ اس کو آنکھ کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ہے دلیل اور عبرت کی
عبرتش می بین تا چشم تیرہ باز شود انشاء اللہ تعالیٰ
نظر سے دیکھ لے تاکہ تیری بے نور آنکھ کھل جائے اگر خدا چاہے

مُرغکے اندر شکارِ کرم بُود — گربہ فرصت یافت اُورا دَر رُبُود
ایک چھوٹا سا پرند، کیڑے کے شکار میں مصروف تھا — بلی کو موقع ملا وہ اس کو اچک لے گئی
آکل[3] و ماکول بود اُو بے خبر — در شکارِ خود، زصیّادِ دگر
وہ کھانے والا اور لقمہ تھا اور بے خبر تھا — اپنے شکار میں دوسرے شکاری سے
دُزد گرچہ درشکارِ کالہ است — شحنہ با خصمانش دردُ نبالہ است
چور اگرچہ سامان کے شکار میں مصروف ہے — کوتوال مع اس کے دشمنوں کے اس کے درپے ہے
عقلِ اُو مشغولِ رَخت وقفلِ در، غافل از شحنہ است و از آہِ سحر
اس کی عقل سامان اور دروازے کے قفل میں مشغول — وہ کوتوال اور صبح کی آہ سے بے خبر ہے
اُوچناں غرق در سَودائے خود — غافل ست از طالب و جویائے خود
وہ اپنی دھن میں ایسا غرق ہے — کہ اپنے طالب اور جویا سے غافل ہے

[1] پر نتانی کند۔ اگر مور اپنے پر نہ اکھاڑ سکے تو پھر خلوت اختیار کر لے تاکہ جلوہ نمائی کا موقع ہی نہ رہے اور دوسرے ہضم نہ کر جائیں۔ زانکہ۔ جو انسان دوسروں کو پھنساتا ہے وہ خود بھی پھنس جاتا ہے دنیا کی ہر چیز دوسرے کا لقمہ اور دوسرے کو لقمہ بنانے والی ہے۔

[2] دربیان۔ تمام کائنات میں تنازع للبقاء ہے ہر چیز دوسری چیز کو کھاتی ہے اور پھر کھانے والی چیز دوسری چیز کی غذا بن جاتی ہے ایک چڑیا کیڑے کا شکار کرتی ہے اور اس سے غافل ہے کہ باز اس کا شکار کرنے کی فکر میں ہے جو انسان شکاری دوسرے کو کھانے والا ہے اس کو اپنے کھانے والے سے بے فکر نہ ہونا چاہیے خود اس کو کھانے والا اگرچہ نظر نہیں آتا ہے لیکن اس کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا چاہیے۔ کرم۔ کیڑا۔

[3] آکل۔ پرند کیڑے کو خوراک بنا رہا تھا۔ لیکن وہ خود بلی کی خوراک تھا جس سے وہ غافل تھا۔ دزد۔ چور سامان کے درپے ہے اور کوتوال چور کے درپے ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ آہ سحر۔ یعنی مظلوم کی صبح کی بددعا۔ اُو چناں۔ چور اپنی دھن میں اس قدر منہمک ہے کہ اپنے دشمن سے بالکل غافل ہے۔

گر حشیش آبِ زلالے میخورد
اگر گھاس نیر پانی پیتی ہے

معدۂ حیوانش درپے میچرد
بعد میں اس کو حیواں کا معدہ چر لیتا ہے

آکل و ماکول آمداں گیاہ
وہ گھاس کھانے والی اور غذا بن گئی

ہمچنیں ہر ہستیِ غیرِ آلہ
خدا کے سوا ہر موجود ایسا ہی ہے

وَھُوَ یُطعِمُکُم وَلَا یُطعَمُ چواُست
چونکہ وہ تمہیں کھلاتا ہے اور کھایا نہیں جاتا ہے

نیست حق ماکول وآکل لحم وپوست
تو اللہ تعالیٰ غذا اور گوشت وپوست کا کھانیوالا نہیں ہے

آکل و ماکول کے ایمن بُود
کھانیوالا اور غذا بنجانے والا کب مطمئن ہوسکتا ہے؟

زآکلے کاندر کمیں ساکن بُود
اس کھانیوالے سے جو گھات میں بیٹھا ہوا ہے

اَمنِ ماکولاں جذوبِ ماتم ست
کھائے جانیوالوں کا اطمینان رنج کا سبب ہے

رَوبداں درگاہ کُو لا یُطعَم ست
اس درگاہ میں جا جو کھلایا نہیں جاتا" ہے

ہر خیالے را خیالے میخورد
ہر خیال کو ایک خیال کھا جاتا ہے

فکرِ آں فکرِ دگر رامی چرد
اس کا فکر دوسرے فکر کو چرتا ہے

تو نتانی کز خیالے وارہی
تو نہیں کر سکتا کہ خیال سے نجات پا جائے

یا بخسپی تا ازاں بیروں جہی
یا سو جائے، تاکہ اس سے باہر نکل جائے

فکر زنبور ست وآں خوابِ تو آب
تیرا خیال شہد کی مکھی ہے اور نیند، پانی ہے

چوں شوی بیدار باز آید ذباب
جب تو جاگے گا پھر مکھی آجائے گی

چند زنبورِ خیالی دَر پَرد
خیال کی بہت سی مکھیاں اڑتی ہیں

میکشد ایں سود آنسومی بَرد
ادھر کھینچتی ہیں اور ادھر لے جاتی ہیں

کمترین۳ آکلا نست ایں خیال
یہ خیال کھا جانے والوں میں سب سے چھوٹا ہے

واں دگر ہاراشناسد ذُوالجلال
دوسرے (کھانے والوں) کو خدا جانتا ہے

ہیں گریز از جوقِ اکالِ غلیظ
خبردار! بھاری زیادہ کھانیوالوں کی جماعت سے بھاگ

سُوئے اُو کہ گفت ہستیمت حفیظ
اس کی جانب جس نے فرمایا ہم تیری حفاظت کرنیوالے ہیں

یا بسُوئے آنکہ اُو ایں حفظ یافت
یا اس کی جانب جس نے یہ حفاظت حاصل کرلی ہے

گر نتانی سُوئے آں حافظ شتافت
اگر تو اس حفاظت کرنیوالے کی جانب نہیں دوڑ سکتا ہے

۱ گر حشیش۔ اگر گھاس پانی کو ہضم کرتی ہے تو حیوان کا معدہ اس کو ہضم کرڈالتا ہے غیر آلہ۔ خدا کے علاوہ ہر چیز دوسرے کو فنا کرتی ہے اور اس کو دوسری چیز فنا کرڈالتی ہے۔ وَھُوَ یُطعِمُکُم۔ اللہ کی شان ہے کہ وہ دوسروں کو غذا عطا کرتا ہے خود غذا سے بے نیاز ہے۔ آکل و ماکول۔ دنیا کی کوئی چیز اپنے نگل جانے والے سے مطمئن نہیں ہوسکتی ہے۔ امن۔ ان فانی چیزوں کا اپنی فنا سے مطمئن رہنا بڑی مصیبت ناک چیز ہے اس معاملہ میں اللہ کی جانب رجوع ضروری ہے۔ ہر خیالے۔ یہ بات صرف مادیات میں ہی نہیں ہے بلکہ ایک خیال دوسرے خیال کو کھاجاتا ہے

۲ تو نتانی۔ انسان وساوس اور خیالات سے کسی طرح نجات نہیں پاتا ہے اگر انسان خیالات کو ختم کرنے کے لئے سو بھی جاتا ہے تو وہ خیالات ان شہد کی مکھیوں کی طرح جاتی رہتے ہیں جو کسی غوطہ خور کی فکر میں باہر اڑ رہی ہیں تاکہ اس کے پانی سے باہر نکلنے پر اس کو چمٹ جائیں۔ چند زنبور۔ انسانی خیالات کی خلش میں مبتلا رہتا ہے ایک خیال اس کو ایک جانب کھینچتا ہے تو دوسرا خیال اس کو دوسری جانب کھینچتا ہے۔

۳ کمترین۔ انسان کو کھانے والی چیزوں میں سے خیالات کمتر درجہ کی چیز ہیں جب ان کا یہ حال ہے تو بڑی چیزوں کی حالت خدا ہی کو معلوم ہے۔ ہیں۔ انسان کو ان تباہ کن چیزوں سے بچنے کے لئے خدا کی پناہ حاصل کرنا ضروری ہے۔ یا بسوئے۔ اگر تم اپنا رابطہ براہ راست خدا سے نہیں قائم کرسکتے ہو تو کسی برگزیدہ شیخ کو واسطہ بنالو۔

دَست ۱ رامسپار جُود ردستِ پیر
شیخ کے ہاتھ کے سوا کسی کا ہاتھ نہ پکڑا

حق شُد ست آں دستِ اُورا دستگیر
اس کے ہاتھ کا اللہ تعالیٰ ہاتھ پکڑنے والا بنگیا ہے

پیر عقلت کود کے خو کردہ است
تیری عقل کے پیر نے بچکانہ عادت ڈال لی ہے

از جوارِ نفس کاندر پردہ است
اس نفس کے پڑوس کی وجہ سے جو پردے میں ہے

عقلِ کامل را قرین کُن باخرد
عقل کامل کو عقل کا ساتھی بنا لے

تا کہ باز آید خرد زاں خُوئے بد
تاکہ عقل ، اس بری عادت سے باز آجائے

چونکہ دستِ خود بدستِ او نہی
جبکہ تو اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھ دے گا

پس زدستِ آکلاں بیروں جہی
تو کھانے والوں کے ہاتھ سے باہر نکل جائے گا

دَستِ تو از اہلِ آں بیعت شود
تیرا ہاتھ ان بیعت کرنیوالوں میں سے ہو جائیگا

کہ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ بُوَد
کہ جن کے ہاتھوں پر خدا کا ہاتھ ہوتا ہے

چوں ۲ ایدادی دست خود دَر دستِ پیر
جب تو نے اپنا ہاتھ شیخ کے ہاتھ میں پکڑا دیا

پیرِ حکمت گو علیم ست و خبیر
وہ پیر حکمت ہے کیونکہ وہ دانا ، اور باخبر ہے

کونہیِ وقتِ خویش ست اے مُرید
اے مرید ! وہ اپنے وقت کا نبی ہے

زانکہ زو نورِ نبی آید پدید
کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے

دَر حُدیبیہ شُدی حاضر بدیں
تو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا

واں صحابہ بعیتی راہم قریں
اور ان بیعت کرنے والے صحابہ کا ساتھی بھی بنگیا

پس زدہ ۳ یارِ مُبشّر آمدی
تو تو "عشرہ مبشرہ" صحابہ میں سے ہو گیا

ہمچو زرِّ دہ دہی خالص شدی
خالص سونے کی طرح تو خالص بن گیا

تا مَعیّت راست آید زانکہ مَرد
تاکہ (خدا کی) معیت حاصل ہو جائے کیونکہ انسان

با کسے جُفت ست کورا دوست کرد
اس کا ساتھی ہے جس کو اس نے دوست بنایا ہے

ایں جہان وآں جہاں با اُو بود
یہ جہان اور وہ جہان اس کے ساتھ ہو گا

دیں حدیثِ احمدؐ خوش خُو بود
یہ خوش خلق ، احمدؐ کی حدیث ہے

گفت اَلْمَرْءُ مَعَ مَحْبُوْبِہٖ
فرمایا ، انسان اپنے محبوب کے ساتھ ہے"

لَا یَفُکُّ الْقَلْبُ مِنْ مَطْلُوْبِہٖ
قلب اپنے مطلوب سے جدا نہیں ہوتا ہے

۱ دست مسپار۔ لیکن اپنا ہاتھ حقیقی شیخ کے ہاتھ میں پکڑ لو کیونکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کی دستگیری حاصل ہے پیر عقلت۔ تیری عقل بچکانہ عادت رکھتی ہے کیونکہ وہ پوشیدہ نفس کے پڑوس میں ہے۔ عقل کامل تو اپنی عقل کو شیخ کی عقل سے وابستہ کر دے وہ بچکانہ عادت چھڑا دے گا چونکہ جب تو شیخ کے ہاتھ میں ہاتھ دیدگا وہ تجھے برباد کرنے والی چیزوں سے بچا لے گا۔

۲ چوں بدادی۔ جب تو شیخ کی ہدایت کا پابند بنے گا تب تجھے تجربہ ہوگا وہ تجربہ کار ہے۔ کہ شیخ وقت کا نبی کا پرتو حاصل ہوتا ہے۔ در حدیبیہ حدیبیہ کے مقام پر آنحضور نے بیعت الرضوان لی تو اللہ تعالیٰ نے آنحضورؐ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا شیخ سے بیعت کرنے کے بعد تجھے بھی ویسی ہی نسبت حاصل ہو جائے گی جیسی بیعت الرضوان کرنے والوں کو حاصل ہوئی تھی۔ دہ یار مبشرہ عشرہ مبشرہ دس صحابہ جن کو آنحضور نے انکی زندگی میں جنت کی بشارت دیدی تھی۔ چار خلیفہ حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت عبدالرحمن بن عوف حضرت ابو عبیدہ حضرت سعد بن وقاص حضرت سعید بن زید دہ دہی۔ وہ خالص سونا ہوتا ہے جو تانے سے اسی وزن کا ہے جس وزن کا وہ تھا۔ گفت۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّہٗ انسان اس کے ساتھ ہے جس سے وہ محبت کرتا ہے۔ یہ حکم دنیا اور آخرت دونوں کے لئے ہے۔

هَر کجا دام ست و دانه کم نشیں
جہاں کہیں دانہ اور جال ہے نہ بیٹھ

رَو ازبوں گیر از زبوں گیراں بہ بیں
جا عاجزوں کو پھنسانے والوں میں سے کسی عاجز کو پھنسا ہوا کو دیکھ لے

اے زبوں گیر زبوناں ایں بداں
اے عاجزوں پر ظلم کرنے والے یہ سمجھ لے

دَست ہم بالائے دست ست اے جواں
کہ تیرے ہاتھ کے اوپر بھی ہاتھ ہے اے جوان!

بگسل آں حبلے کہ حرص و ست حسد
اس رسی کو توڑ دے جو حرص اور حسد ہے

یاد کن فِی جِیدِهَا حَبْلٌ مَّسَد
"اسکے گلے میں مونج کی رسی ہے" کو یاد کر لے

دل فراز از دام واجب دیدہ است
دل نے جال سے علیحدگی ضروری سمجھی ہے

دامِ تو خود بَر پَرت چفسیدہ است
تیرا جال خود تیرے پروں پر چسپاں ہے

تو ۲ زبونی یا زبوں گیر اے عجب
تعجب ہے تو عاجز ہے یا عاجز پر ظلم کرنیوالا

باش تو ترساں ولرزاں در طلب
تو طلب میں ترساں اور لرزاں رہا کر

آکِلِ و ما کولی اے مُرغِ عجب
اے عجیب پرند تو کھانے والا اور کھیا ہوا ہے

ہم توصیدو صید گیر اندر طلب
تو طلب میں شکار بھی ہے شکاری بھی

حرصِ صیادی زصیدے مُغفِل ست
شکاری پن کی حرص شکار بن جانے سے غافل کرنیوالی ہے

دلبری میکند کو بیدل ست
وہ دلبری کر رہا ہے جو خود بیدل ہے

بَیْنَ اَیْدِیْ خَلْفَهُ سُدًّا مباش
تو ان میں سے نہ بن جن کے آگے اور پیچھے دیوار ہے

کہ نہ بینی خصم راواں خصم فاش
کیونکہ تو دشمن کو نہیں دیکھتا ہے اور وہ دشمن ظاہر ہے

تو کم ۳ از مرغے مباش اندر نشید
تو وہ سیٹی سننے میں پرندے سے کم نہ بن

بین ایدی خلف عصفورے بدید
چڑیا آگے اور پیچھے دیکھتی ہے

کم زعصفورے نہ بنگر کہ آں
تو چڑیا سے کم نہیں ہے دیکھ وہ

بین ایدی خلف چوں بیند عیاں
آگے اور پیچھے کھلا دیکھ لیتی ہے

چوں نبزدِ دانہ آید پیش و پس
جب دانہ کے پاس آتی ہے اور پیچھے

چند گرداند سر و رُوآں نفس
اس وقت سر اور چہرے کو کس قدر گھماتی ہے

کاے عجب پیش و پسم صیاد ہست
کہ کہیں میری آگے اور پیچھے شکاری تو نہیں ہے؟

تا کشم از بیمِ اُوزیں لقمہ دست
تاکہ اس کے ڈر سے اس لقمہ سے ہاتھ کھینچ لوں

توبہ بین پس قصہ فجار را
توبہ کاروں کے قصہ کو پیچھے دیکھ لے

پیش بنگر مرگِ یارو جار را
آگے یار اور پڑوسی کے مرنے کو دیکھ لے

۱ رو۔ دنیا میں کمزوروں پر ظلم کرنیوالوں کا حال دیکھ لے۔ اے زبوں۔ کمزوروں پر ظلم کرنے والوں کو یہ جان لینا چاہیے کہ کوئی نہ کوئی اس سے بھی زیادہ طاقتور ہوگا۔ بلکل۔ مولانا نے ابولہب کی بیوی کے گلے کی رسی کو حرص اور حسد کی رسی قرار دیا ہے۔ دل فراز۔ جبکہ عقلاً جال سے جدائی ضروری ہے تو تیرا جال خود تیرے پروں سے چپکا ہوا ہے۔

۲ تو زبونی۔ ہر انسان کو احتیاط کے ساتھ غور کرنا چاہیے کہ وہ مظلوم ہے یا ظالم۔ آکل و ماکول ہر انسان کھانے والا اور دوسرے کی خوراک ہے لہٰذا وہ خود شکار بھی ہے اور شکاری بھی ہے۔ حرص۔ انسان کی شکاری پن کی عادت اس کو خود شکار بن جانے سے غافل بنائے ہوئے ہے وہ دوسروں کا دل چڑاتا ہے اور خود اس کا دل چوری ہو چکا ہے۔ بین ایدی۔ انسان کو ایسا غافل نہ ہونا چاہیے کہ اس کے سامنے غفلت کی ایسی دیوار ہو جو کھلے ہوئے دشمن کو بھی نہ دیکھنے دے۔

۳ تو کم۔ چڑیا اپنے پھنسنے کے خوف سے ادھر ادھر کو دیکھتی ہے۔ کم زعصفورے چڑیا آگاہ پیچھا دیکھ لیتی ہے تو چڑیا سے کم نہ بن کائے عجب۔ وہ چڑیا اسلئے ادھر ادھر دیکھتی ہو کہ کوئی شکاری تو نہیں ہے تاکہ دانہ سے قطع نظر کرلوں۔ توبہ بین انسان کو پچھلے بد کاروں کے انجام اور سامنے سے دوستوں کی موت دیکھ لینا چاہیے۔

کہ ہلاکت[1] دادشاں بے آلتے — اُو قرینِ تُست دَر ہر حالتے
کہ انکو (اللہ تعالیٰ) نے بلا آلہ کے ہلاک کر دیا — وہ ہر حالت میں تیرے ساتھ ہے

حق شکنجہ کردو گرز و دست نیست — پس بدن بے دست حق داور کنیست
اللہ تعالیٰ نے شکنجہ میں کس دیا اور گرز اور ہاتھ نہیں ہے — تو سمجھ لے اللہ تعالیٰ بغیر ہاتھ کے سزا دینے والا ہے

آنکہ میگفتے اگر حق ہست کو — در شکنجہ اُو مُقرِّی شُد کہ ہُو
وہ جو کہتا تھا کہ اگر اللہ ہے تو کہاں ہے؟ — شکنجہ میں وہ مقر ہو گیا کہ وہ ہے

وآنکہ میگفت ایں بعید ست و عجیب — اَشک میراند و ہمیگفت اے قریب
وہ جو کہتا تھا کہ یہ بعید اور عجیب ہے — وہ آنسو بہاتا ہے اور کہتا ہے اے نزدیک!

آنکہ جُز اِنکارِ حق کارش نبود — بُرد حسرت عاقبت بے ہیچ سُود
وہ جس کا کام سوائے اللہ تعالیٰ کے انکار کے کچھ نہ تھا — انجام کار بلا فائدہ اس نے حسرت کی

در نگر[2] احوالِ فرعون و ثمود — قومِ لوطؑ قومِ صالحؑ قومِ ہُودؑ
فرعون اور ثمود کے احوال دیکھ لے — قومِ لوط اور قومِ صالح اور قومِ ہود کے

حالِ نمرودِ ستمگر دَر نگر — دَر آلِ قومِ نوحؑ افگن نظر
ظالم نمرود کی حالت دیکھ لے — قومِ نوحؑ کے انجام پر نگاہ ڈال لے

تابدانی حق سمیع ست و علیم — فارغ ست از ترس و پاک از باک و بیم
تاکہ تو جان لے کہ اللہ تعالیٰ سمیع اور علیم ہے — وہ خوف سے بے نیاز ہے اور ڈر اور پروا سے پاک ہے

بر گنم من میخ ایں منحوس دَام — از پئے کامے نباشم تلخ کام
میں اس منحوس جال کی کھونٹی اکھاڑ رہا ہوں — مقصد کے لئے تاکہ میں ناکام نہ بنوں

دَرخورِ[3] عقل تو گفتم ایں جواب — فہم کُن و ز جستجو رُو بر متاب
تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دیدیا — سمجھ لے اور جستجو سے منہ نہ موڑ

سببِ کُشتنِ ابراہیم علیہ السلام زاغ را کہ آں اشارہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کوے کو مارنے کا سبب کہ وہ مہلک صفات

بقمعِ کدام صفت بُود از صفاتِ مذمُومہ مُہلکہ
میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے کی طرف اشارہ تھا

ایں سخن را نیست پایان و فراغ — اے خلیلِ حق چرا کُشتی تو زاغ
اس بات کا خاتمہ اور فراغ نہیں ہے — اے اللہ کے خلیلؑ! آپ نے کوے کو کیوں مارا؟

[1] کہ ہلاکت۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے بدکاروں کو بغیر کسی ظاہری آلہ کے ہلاک کر دیا۔ حق اللہ تعالیٰ نے اس کو بغیر گرز اور ہاتھ کے سزا دیدی تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ بغیر ظاہری ہاتھ کے سزا دیدیتا ہے۔ آنکہ۔ منکر خدا بھی سزا کے وقت خدا کا اقرار کر لیتا ہے۔ وآنکہ۔ جو منکر خدا کا وجود عقل سے دور سمجھتا تھا عذاب کے وقت اس کو یا قریب کہہ کر پکارتا ہے کارش نبود۔ خدا کے منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانا پڑے گی۔

[2] در نگر۔ جن منکروں کو انجام کار حسرت اٹھانی پڑی ان کو شمار کیا گیا ہے۔ تابدانی۔ ان لوگوں اور قوموں کے انجام سے تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ حق تعالیٰ مظلوموں کی فریاد سنتا ہے اور وہ سب کچھ جانتا ہے اور ظالموں کو تباہ کرنے میں اس کو کوئی باک نہیں ہے۔ بر گنم۔ یہ بھی مور کا مقولہ ہے کہ یہ پر بمنزلہ جال کے ہیں لہٰذا میں انکو مقصد برآری کے لئے اکھاڑ رہا ہوں۔

[3] درخور۔ مور نے ناصح حکیم سے کہا کہ تیری عقل کے مناسب میں نے یہ جواب دے دیا ہے اب تو اس کو خوب سمجھ لے۔ سبب کشتن۔ حضرت ابراہیمؑ نے جو کوے کو ہلاک کیا تو وہ کوئی انسانی بری صفت کے ازالہ کی طرف اشارہ تھا۔ اے خلیلؑ حضرت ابراہیم آپ فرمائیں کہ کوے کو ہلاک کرنے میں کیا حکمت پنہاں ہے۔

بہرِ فرماں حکمتِ فرماں چہ بود؟
حکم کی وجہ سے حکم کی حکمت کیس تھی ؟

اَندکے زاسرار آں باید نمود
اس کے رازوں میں سے تھوڑا سا ظہر کر دیجئے

کاغ[1] کاغ و نعرۂ زاغِ سیاہ
کالے کوے کی کائیں کائیں اور شور

دائما باشد بدن را عُمر خواہ
ہمیشہ جسم کی عمر کا خواہاں ہے

ہمچو ابلیس از خدائے پاک و فرد
جس طرح شیطان نے خدائے قدوس واحد سے

تا قیامت عُمرِ تن درخواست کرد
قیامت تک کے لئے جسم کی عمر کی درخواست کی

گفت اَنظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ الْجَزَا
اس نے کہا مجھے قیامت تک کی مہلت دیدے

کاکشے گفتے کہ تُبْنَا رَبَّنَا
کاش وہ کہتا کہ اے ہمارے رب ہماری توبہ قبول کرلے

زندگی بے دوست جاں فرسودنست
بغیر دوست کے زندگی جان کی تباہی ہے

مرگِ حاضر غائب از حق بودنست
اللہ تعالیٰ سے غائب ہونا فوری موت ہے

عُمر و[2] مرگ ایں ہر دو با حق خوش بود
زندگی اور موت دونوں خدا کیساتھ اچھی ہیں

بے خدا آبِ حیات آتش بود
بغیر خدا کے آب حیات آگ ہے

آں ہم از تاثیرِ لعنت بود کُو
یہ بھی لعنت کی تاثیر تھی کہ وہ

در چناں حضرت ہمی شد عُمر جُو
ایسے حضور میں عمر کا خواہاں بنا

از خدا غیرِ خدارا خواستن
خدا سے غیر خدا کو مانگنا

ظنِ افزونی. ست کلّی کاستن
بہتری کا گمان اور بالکلیہ گھٹاؤ ہے

خاصہ عُمرے غرق در بیگانگی
خصوصاً وہ عمر جو غیریت میں غرق ہو

در حضورِ شیر روبہ شانگی
شیر کے سامنے لومڑی بن ہے

عُمر[3] بیشم دہ کہ تا پس تر روم
مجھے زیادہ عمر دے تاکہ زیادہ پیچھے کو جاؤں

مہلم افزوں دہ کہ تا کمتر شوم
مجھے زیادہ مہلت دے تاکہ کمتر ہو جاؤں

تا کہ لعنت رانشانہ اُو بُود
تاکہ وہ لعنت کا نشانہ بنے

بد کسے باشد کہ لعنت جُو بُود
بدکار وہ ہے جو کہ لعنت کا جویاں ہو

عُمرِ خوش در قربِ جاں پروردنست
اچھی عمر قرب (خداوندی) میں جان کی پرورش ہے

عُمرِ زاغ از بہرِ سرگیں خوردنست
کوے کی عمر گوبر کھانے کے لئے ہے

عُمر بیشم دہ کہ تا گہ می خورم
مجھے زیادہ عمر دے تاکہ گو کھاؤں

دائم ایشم دہ کہ بس بد گوہرم
مجھے ہمیشہ یہ دے کیونکہ میں بہت بد اصل ہوں

---

[1] کاغ۔ حضرت ابراہیم نے جواب دیا روے کی کائیں کائیں کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی عمر کی درازی کا خواہاں ہے۔ ہمچو۔ ابلیس۔ قرآن پاک میں مذکور ہے اَنظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ۔ یعنی شیطان نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی مجھے قیامت تک کی عمر دیدے۔ شبہ۔ حضرت آدم نے توبہ کی دعا کی تھی۔ زندگی شیطان نے زندگی کی دعا مانگی لیکن وہ زندگی جو بغیر دوست کے ہو محض جان کو گھسنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے غفلت خوری موت ہے۔

[2] عُمر و مرگ۔ موت ہو یا زندگی جو اللہ کے ساتھ ہے وہی بہتر ہے خدا کو چھوڑ کر آبحیات بھی آگ کا کام کرتا ہے۔ آن ہم شیطان کی درازی عمر کی دعا بھی اس کے ملعون ہونے کا اثر تھی۔ از خدا۔ خدا سے غیر خدا کو مانگنا تباہی ہے۔ خاصہ۔ خصوصاً وہ عمر جس میں خدا کی رضا حاصل نہ ہو محض مکاری ہے۔

[3] عُمر بیشم دہ۔ شیطان کی دعا تو یہ تھی کہ خدا اسکو یا اسکی عمر اسلئے دیدے تاکہ وہ اور قعر مذلت میں گرے اور خدا کی لعنت کا نشانہ بنے تو ایسے شخص سے زیادہ برا اور کون ہوگا جو لعنت خداوندی کا جویاں ہو۔ عمرِ خوش۔ اچھی زندگی تو وہ ہے جس میں قرب الٰہی میں جان کی پرورش ہو سکے کوے کی درازِ عمر گوبر کھانے کے لئے ہے۔ عمر بیشم۔ کوے کی عمر دی زیادہ تو گوبر کھانے کیلئے ہے۔

گر نہ[1] گہ خوارست آں گندہ دہاں — گوید ے کز زا غیم تو وارہاں
اگر وہ گندہ دہن گہ کھانے والا نہ ہوتا — تو کہتا مجھے کوے پن سے نجات دیدے

مناجات

دعا

اے مُبدّل کردہ خاکے را بزر — خاکِ دیگر را بکردہ بُو البشر
اے وہ جس نے مٹی کو سونا بنالیا — دوسری مٹی کو ابو البشر بنالیا

کارِ تو تبدیلِ اَعیان و عطا — کارِ من سہوست و نسیان و خطا
تیرا کام موجودات کو تبدیل کرنا اور عطا ہے — میرا کام سہو اور بھول اور خطا ہے

سہو و نسیاں را مُبدّل کُن بعلم — من ہمہ خلمم مرا کُن صبر و حلم
میرے سہو اور بھول کو علم سے تبدیل کر دے — میں مجسم غصہ ہوں، مجھے صبر اور علم بنا دے

اے کہ خاکِ شورہ راتو ناں کُنی — وے کہ نانِ مُردہ راتو جاں کُنی
اے وہ کہ تو شوریلی زمین کو روٹی بنا دیتا ہے — اے وہ! کہ تو مردہ روٹی کو جان بنا دیتا ہے

اے[2] کہ جانِ خیرہ را رہبر کُنی — وے کے بے راہ راتو پیغمبر کُنی
اے وہ کہ تو پراگندہ کو رہبر بنا دیتا ہے — اے وہ! کہ تو راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے

اے کہ خاکِ تیرہ راتو جاں دہی — عقل و حسِ و روزی و ایماں دہی
اے وہ کہ تاریک مٹی کو جان عطا کر دیتا ہے — عقل اور حس اور روزی اور ایمان دیدیتا ہے

شکّر از نے میوہ از چوب آوری — از منی مُردہ بتِ خوب آوری
نے سے شکر اور لکڑی سے پھل پیدا کر دیتا ہے — مردہ منی سے حسین معشوق پیدا کر دیتا ہے

گُل[3] ز گِل صفوت زدل پیدا کنی — پیہ را بخشی ضیاؤ روشنی
مٹی سے پھول دل میں اخلاص پیدا کر دیتا ہے — چربی کو نور اور روشنی بخش دیتا ہے

میکُنی جُزوِ زمیں را آسماں — میفزائی در زمیں از اختراں
تو زمین کے جزو کو آسمان بنا دیتا ہے — ستاروں سے زمین کی افزائش کر دیتا ہے

ہر کہ سازد زیں جہاں آبِ حیات — زُو ترش از دیگراں آید ممات
جو اس دنیا کو آبِ حیات بناتا ہے — اس کو دوسروں سے پہلے موت آجاتی ہے

[1] گر نہ۔ اگر وہ گوہ کھانے والا نہ ہوتا تو یہ دعا کرتا کہ مجھے کوے پن سے نجات دیدے دے۔ حضرت حق تعالیٰ کی قدرت ہے کہ اس نے مٹی سے سونا بنا دیا اور مٹی سے حضرت آدم ابوالبشر کو پیدا کر دیا۔ گاہ تو۔ اللہ تعالیٰ کا کام تبدیل کرنا اور انسان کا کام بھول اور غلطی ہے۔ سہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ میں قدرت ہے کہ وہ ہماری بھول کو علم سے تبدیل کر دے اور ہمارے غصہ کو بردباری سے بدل دے اے خاک شورہ۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ شور زمین سے بھی وہ غلہ اگا دیتا ہے جس سے روٹی تیار ہوتی ہے اور مردہ روٹی کو انسان کی جان میں تبدیل کر دیتا ہے۔

[2] اے کہ۔ خدا کو وہ قدرت ہے کہ گمراہ کو راہبر بنا دیتا ہے اور راستہ نہ دیکھے ہوئے کو پیغمبر بنا دیتا ہے۔ خاک تیرہ۔ انسان مٹی سے بنا ہے اور قدرت نے پھر اس کو دولت ایمان سے بہرہ ور بنا دیا ہے۔ از نے۔ نے میں سے شکر پیدا کر دینا اور شاخ میں سے پھل پیدا کر دینا لطف سے حسین معشوق پیدا کر دینا قدرتِ خداوندی ہی کا کام ہے

[3] گل ز گل۔ خدا کی قدرت ہے کہ وہ مٹی سے حسین پھول اور دل سے خلوص پیدا کر دیتا ہے اور آنکھ کی چربی میں روشنی اور چمک پیدا کر دیتا ہے۔ جزو میں اس سے مراد یا وہ انبیاء ہیں جو زمین سے پیدا ہوئے اور پھر انکو آسمان پر اٹھا لیا گیا یا انکو معراج کرا دی گئی یا یہ مقصد کہ وہ بخارات جو زمین سے اٹھے انسے آسمان پیدا فرمایا میفزائی۔ ستاروں کی تاثیر سے زمین میں پیداوار آتی ہے ہر کہ جو شخص دنیاوی زندگی کو منتہائے کمال سمجھتا ہے اس کی موت سب سے پہلے آجاتی ہے۔

دیدۂ دل کو بگردوں بنگریست — دیدہ کانجا ہر دمے مینا گریست
جس دل کی آنکھ نے آسمانوں کو دیکھا — اس نے دیکھا ہے کہ وہاں ہر وقت صفائی ہے

قلبِ اعیان ست و اکسیرِ محیط — ائتلافِ خرقۂ تن بے مخیط
موجودات کی تبدیلی ہے اور عالمگیر اکسیر ہے — جسم کے چیتھڑوں کو بغیر دھاگے کے سینا ہے

تو ازاں روزے کہ در ہست آمدی — آتشے یا خاک یا بادے بُدی
تو جس دن سے وجود میں آیا ہے — آگ یا خاک یا ہوا تھا

گر بداں حالت ترا بُودے بقا — کہ رسیدے مر ترا ایں ارتقا
اگر اسی حالت پر تیرا بقا ہوتا — تجھے یہ ترقی کب حاصل ہوتی ؟

از مُبدّلِ ہستیِ اوّل نماند — ہستیِ دیگر بجائے اُو نشاند
تبدیل کرنے والے کی وجہ سے پہلا وجود نہ رہا — اس نے دوسرا وجود اس کی بجائے قائم کر دیا

ہمچنیں ۲ تا صد ہزاراں ہستہا — بعدِ یک دیگر دوم بہ ز ابتدا
اسی طرح لاکھوں وجود تک — ایک دوسرے کے بعد دوسرا پہلے سے بہتر

آں مُبدّل بیں وسائط رابماں — کز وسائط دور گردی ز اصل آں
اس تبدیل کرنیوالے کو دیکھ ، واسطوں کو چھوڑ — کیونکہ واسطوں سے تو اصل سے دور جائے گا

واسطہ ہر جافزوں شد وصل جست — واسطہ کم ذوقِ وصل افزوں ترست
جہاں واسطے زیادہ ہوئے وصل جاتا رہا — واسطے کم ہوں تو وصل کا ذوق زیادہ ہوتا ہے

از سبب دانی شود کم حیرتت — حیرتے کہ رہ دہد در حضرتت
اسباب کے جاننے سے تیری حیرت کم ہو جائیگی — وہ حیرت جو دربار تک تیری رہنما ہے

ایں ۳ بقا ہا از فناہا یافتی — از فنایش رُو چرا بر تافتی
تو نے یہ بقائیں فناؤں سے حاصل کی ہیں — اس کی فنا سے تو نے کیوں منہ موڑا ہے

زاں فناہا چہ زیاں بُودت کہ تا — بر بقا چفسیدۂ اے بینوا
ان فناؤں سے تجھے کیا نقصان پہنچا کہ — تو اے بینوا ! بقا سے چمٹا ہوا ہے

چوں دوم از اوّلینت بہترست — پس فنا جُوی و مُبدّل را پرست
جبکہ دوسرا وجود تیرے لئے پہلے سے بہتر ہے — تو فنا کی جستجو کر اور تبدیل کرنیوالے کی عبادت کر

۱ دیدۂ دل۔ جو شخص قلبی بصیرت سے آسمان کو دیکھے گا اس کو نظر آئے گا کہ وہاں ہر وقت قدرت کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ قلب اعیانِ عالم بالا کے تصرفات میں اجسام کی تبدیلی ہے اور ایک عالمگیر کیمیاگری ہے۔ تو ازاں۔ اس تبدیلی کی تکمیل یہ ہے کہ انسان ابتدا میں عناصر اربعہ میں سے کوئی عنصر تھا اگر وہ اسی حالت میں رہتا تو اس کو احسن تقویم کا ارتقائی رتبہ کیسے ملتا۔ از مُبدّل۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پہلے وجود کو بدل کر دوسرا وجود عنایت کر دیا۔

۲ چنیں۔ وجود کی تبدیلی کے لاکھوں مرتبے ہیں۔ آں مبدّل۔ انسان کی توحید کا تقاضہ ہے کہ وہ تبدیل کرنے والی ذات پر نظر رکھے تبدیلی کے درمیانی واسطوں پر نظر رکھنا انسان کو اس ذات سے دور کر دیتا ہے۔ واسطہ۔ محبوب سے ملاقات میں جس قدر وسائل کا اضافہ ہوتا ہے ذوقِ وصل میں کمی آجاتی ہے۔ از سبب۔ اسباب اور علل معلوم کرنے سے وہ حیرت کم ہو جاتی ہے جو انسان کو بارگاہِ خداوندی میں پہنچاتی ہے۔

۳ ایں بقاہا۔ جبکہ ان مراتب میں فنا کے بعد ارتقائی وجود حاصل ہوا ہے تو انسان کو فنا سے نہ گھبرانا چاہیے زاں۔ پہلے مراتب کے فنا سے اور ارتقاء حاصل ہوا لہٰذا بقا سے چمٹا رہنا عقلمندی نہیں ہے۔ چوں دوم۔ جبکہ تبدیلی کے بعد دوسرا وجود پہلے وجود سے بہتر ملا ہے تو انسان کو فنا کی جستجو کرنی چاہیے اور تبدیل کرنے والے کا شکر گزار بننا چاہیے۔

صد ہزاراں[1] حشر دیدی اے عنود
اے سرکش! تو نے لاکھوں حشر دیکھے ہیں

تا کنوں ہر لحظہ از بدو وجود
ہر لمحہ وجود کی ابتداء سے اب تک

از جمادی بے خبر سوئے نما
بے خبری میں جمادیت سے نشوونما کی جانب

وز نما سوئے حیات و ابتلا
اور نما سے زندگی اور آزمائش کی جانب

باز سوئے عقل و تمیزاتِ خوش
پھر اچھی عقل اور تمیز کی جانب

باز سوئے خارجِ ایں پنج و شش
پھر ان (حواس) خمسہ اور شش جہات سے باہر کی جانب

تالب[2] بحر ایں نشانِ پایہاست
یہ پاؤں کے نشان سمندر کے کنارے تک ہیں

پس نشانِ پا درونِ بحر لاست
پھر سمندر کے اندر پاؤں کے نشان معدوم ہیں

زانکہ منزلہائے خشکی ز احتیاط
کیونکہ خشکی کے مقامات احاطہ بندی کی وجہ سے

ہست دہ ہاؤ و طنہاؤ رباط
دیہات اور باطن سرائے ہیں

باز منزلہائے دریا در وقوف
پھر دریائی مقامات، ٹھکانوں میں

وقت موجش نے جدانے روسقوف
اس کے تموج کے وقت نہ دیوار ہے نہ چھتیں

نیست پیدا اندراں رہ پاؤ گام
اس راستہ میں نہ پاؤں اور نہ قدم نظر آتے ہیں

نے نشانست آں منازل رانہ نام
ان گھروں کا نہ نشان ہے، نہ نام ہے

ہست[3] صد چنداں میانِ منزلین
دونوں منزلوں کے درمیان سو گنا فاصلہ ہے

آں طرف کز ایں تا بالائے ایں
اس جانب مکان سے لا مکان کے اوپر تک

در فنا ہا ہائے بقا ہا دیدۂ
فناؤں میں تو نے یہ بقائیں دیکھی ہیں

بر بقائے جسم چوں چفسیدۂ
جسم کے بقا پر تو کیوں چپک گیا ہے؟

ہیں بدہ اے زاغ ایں جان باز باش
ہاں! اور کوے یہ جان دیدے، باز بن جا

پیشِ تبدیلِ خدا جانباز باش
خدائی تبدیل کے سامنے جانباز بن جا

تازہ میگیر و کہ کہن رامی سپار
تازہ بن جا، پرانے کو دے دے

کہ ہر امسالت فزونست از سہ پار
کیونکہ تیرا یہ سال گزشتہ تین سالوں سے بڑھا ہوا ہے

گر نباشی نخل وار ایثار کن
اگر تو کھجور کی طرح ایثار کرنیوالا نہیں ہے

کہنہ بر کہنہ نہ و انبار کن
پرانے پر پرانا رکھتا رہ اور جمع کر لے

---

[1] صد ہزاراں۔ انسان کے لاکھوں مراتب ایسے ہیں جو فنا ہو چکے ہیں۔ از جمادی انسان اپنے جمادی وجود سے نباتی وجود کی طرف منتقل ہو گیا اور اس سے وہ لاعلم ہے پھر نباتی وجود سے اس کو حیوانی وجود اور پھر عقل کی بنیاد پر اس کو وہ وجود مل گیا جس میں وہ احکام کا مکلف بنا۔ خارج۔ یعنی پھر اس کا ارتقاء عالم ارواح کی جانب ہوا جو حواس خمسہ اور جہات ستہ سے بالاتر ہے۔

[2] تالب بحر۔ ان مراتب وجود کے نشانات اس وقت تک ہیں جب تک کہ اس کا وجود وجودِ مطلق سے وابستہ نہیں ہوا اور جب اس سمندر میں پہنچ گیا تو پھر ان وجودات کے نشانات غائب ہو جاتے ہیں۔ زانکہ۔ اس مسئلہ کو اس طرح سمجھو کہ خشکی کے منازل کے نشانات ہوتے ہیں۔ انہیں نشانات کے ذریعہ گاؤں اور سرائے اور وطن بنتے ہے۔ لیکن دریا کے منازل کا کوئی نشان نہیں ہوتا ہے۔ دریا کی منزل کی نہ چھت ہوتی ہے نہ دیوار نہ وہاں چلنے کے نشانات پیدا ہوتے ہیں۔

[3] ہست۔ عالم مکان اور عالم لامکان دونوں منزلوں کے درمیان بہت زیادہ فاصلہ ہے۔ این۔ مکان۔ بالائے این لامکان۔ در فنا ہا جبکہ پہلے مراتب کے فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے تو اس جسم کی بقا سے انسان کو نہ چمٹنا چاہیے۔ میں جو شخص عمر کی درازی کا متمنی ہے اس کو اس تبدیلی میں جان کی بازی لگانی چاہیے تازہ تو انسان کو تازہ وجود حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اس کو ہر مرتبہ پہلے مرتبہ سے افضل حاصل ہوا ہے۔ کرنباشی۔ کھجور اپنا پھل دوسروں کو دے دیتی ہے۔ تو اس کو قدرت نیا پھل عطا کر دیتی ہے۔

کُہنہ[1] و گندیدہ وبُو سیدہ را
پرانے اور گندہ اور سڑے ہوئے کا

تحفہ مبر بہرِ ہر نا دیدہ را
ہر ندیدے کے لئے تحفہ لے جا

آنکہ نو دید اُو خریدارِ تو نیست
جس نے نہ دیکھا ہے وہ تیرا خریدار نہیں ہے

صیدِ حق ست اُو گرفتارِ تو نیست
وہ اللہ تعالیٰ کا شکار ہے وہ تجھ میں پھنسا ہوا نہیں ہے

ہر کجا باشند جوقِ مُرغِ کُور
جہاں ہیں اندھے پرندوں کا جھرمٹ ہو

بر تو جمع آیند اے سیلابِ شُور
اے کھاری پانی ! تجھ پر جمع ہو جائے گا

تا فزاید کوری از شوار آبہا
تاکہ کھاری پانیوں سے اندھا پن بڑھے

زانکہ آبِ شور افزاید عمیٰ
کیونکہ کھارا پانی اندھا پن بڑھاتا ہے

اہلِ[2] دنیا زاں سبب اعمیٰ دل اند
دنیا دار اسی وجہ سے اندھے دل والے ہیں

شارب شور آبہ آب و گل اند
(کیونکہ) وہ آب وگل کا کھاری پانی پینے والے ہیں

شور میخور کورمی چر در جہاں
دنیا میں کھاری پانی پیتا رہ ، اندھے پن سے چرتا رہ

چوں نداری آبِ حیواں در بہاں
جبکہ تو اندر آب حیات نہیں رکھتا ہے

با چُنیں حالت بقا خواہی و زیاد
اس حالت میں تو بقا اور زیادہ چاہتا ہے

ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد
تو حبشی کی طرح کالا منہ ہونے پر خوش ہے

در سیاہی رنگ ازاں آسودہ است
وہ رنگ کے کالے پن پر اس لئے مطمئن ہے

کوز زا دو اصل زنگی بودہ است
کیونکہ وہ پیدائش اور اصل سے حبشی ہے

آنکہ ز اوّل شاہد و خوشرُ و بُود
وہ جو شروع سے معشوق اور خوبصورت ہو

گر سیہ گردد تدارک جُو بُود
اگر وہ کالا بن جائے تو تدارک کا طالب ہو گا

مُرغِ[3] پرّندہ چو ماندہ بر زمیں
اڑنے والا پرند جب زمین پر رہ جائے

باشد اندر غصہ و در دو حنیں
وہ رنج اور درد اور فغاں میں ہو گا

مُرغِ خانہ بر زمیں خوش میرود
پالتو پرند زمین پر خوشی سے چلتا ہے

دانہ چیند و شاد و شاطر میدود
دانہ چگتا ہوا ، اور خوش اور چالاکی سے دوڑتا ہے

زانکہ اواز اصل بے پرواز بود
کیونکہ وہ اصل سے بغیر اڑان کے تھا

واں دگر پرّندہ و پربازبود
وہ دوسرا اڑانے والا اور کھلے پروں کا تھا

[1] کُہنہ۔ اگر پرانا پھل نہ جھڑے تو وہ بوسیدہ اور گندہ ہو جائے گا۔ آنکہ جس نے نیا وجود حاصل کر لیا ہے وہ پرانے وجود کا خریدار نہ بنے گا۔ صید حق۔ وہ ذات حق میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہے۔ ہر کجا۔ تیرے خریدار اندھے ہیں اندھے پرند کھارے پانی پر جمع ہوتے ہیں جو ان کو اور اندھا بنا دیتا ہے۔

[2] اہلِ دنیا۔ اہل دنیا چونکہ پرانے وجود سے چمٹے ہوئے ہیں۔ تو وہ بھی شور کھاری پانی کے پرندوں کی طرح اندھے دلوں والے ہیں۔ شور۔ اگر انسان کے دل میں آبحیات جاری نہیں ہے تو وہ کھاری پانی پینے والا اور اندھا دھند کھانے والا ہے۔ باچنیں۔ اگر اس بری حالت میں تو عمر کی زیادتی کا خواہاں ہے تو تیری مثال اس حبشی کی سی ہے جو اپنی سیاہ روئی پر مطمئن اور خوش ہو۔ آنکہ۔ اگر کوئی شروع میں خوشرنگ ہو اور پھر وہ سیاہ رو بنجائے تو وہ اس حالت میں مطمئن نہیں ہو سکتا ہے۔

[3] مُرغ۔ اگر اڑنے والا پرند پنجرے میں پھنس جائے تو وہ غم وغصہ میں رہتا ہے۔ مُرغ خانہ۔ پالتو پرند پنجرے میں بھی خوش رہتا ہے کیونکہ اس کو کبھی آزادی نصیب نہیں ہوئی تھی اور اڑنے والا پرند آزاد تھا۔

قَالَ النَّبِیُّ[1] صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ اِرْحَمُوْا ثَلَاثًا عَزِیْزَ قَوْمٍ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے تین شخصوں پہ رحم کرو کسی قوم کو با عزت

ذُلَّ وَغَنِیَّ قَوْمٍ اِفْتَقَرَ ، وَعَالِمًا یُّلْعَبُ بِہِ الْجُھَّالُ

جو ذلیل ہو گیا ہو ، کسی قوم کا مالدار جو محتاج ہو گیا ہو ، وہ عالم جس کا جاہل مذاق اڑائیں

گفت پیغمبرؐ کہ رحم آرید بر — حالِ مَنْ کَانَ غَنِیًّا فَافْتَقَرْ

پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ رحم کرو اوپر — اس شخص کے جو مالدار تھا پھر فقیر ہو گیا

وَالَّذِی کَانَ عَزِیْزًا فَاحْتُقِرَ — اَوْ صَفِیًّا عَالِمًا بَیْنَ الْمُضَرْ

اور اس پر جو با عزت تھا پھر حقیر ہو گیا ہو — یا منتخب عالم تو شروئی کے درمیان

گفت پیغمبر کہ بر ایں سہ گروہ — رحم آرید ارز سنگیدہ ز کوہ

پیغمبرؐ نے فرمایا کہ ان تین قسموں پر — رحم کرو خواہ تم پتھر کے ہو یا پہاڑ کے

آنکہ[2] اُو بعد از عزیزی خوار شد — واں تو نگر ہم کہ بے دینار شد

وہ جو عزت کے بعد ذلیل ہو گیا ہو — وہ مالدار بھی جو بے زر ہو گیا ہو

واں سوم آں عالمے کاندر جہاں — مُبتلا گردد میانِ ابلہاں

تیسرے وہ عالم جو دنیا میں — بے وقوفوں میں مبتلا ہو جائے

زانکہ از عزت بخواری آمدن — ہمچو قطعِ عضو باشد از بدن

کیونکہ عزت کے ذلت میں آجانا — جسم سے عضو کٹ جانے کی طرح ہے

عضو گردد مُردہ کز تن وا بُرید — نو بُریدہ جُنبد اما نے مَدید

جو عضو بدن سے کٹ گیا وہ مردہ ہو جاتا ہے — نیا کٹا ہوا تڑپتا ہے لیکن زیادہ دیر نہیں

ہر کہ[3] از جامِ الست اُو خورد پار — ہستش امسال آفت رنج و خمار

جس نے گذشتہ سال جام الست سے پیا ہو — اس کو اس سال رنج اور اعضاء شکنی کی مصیبت ہو گی

وانکہ چوں سگ زاصل گہدانی بُودِ — کے مر اُورا حرصِ سلطانی بُود

وہ جو کتے کی طرح اصل سناس کا ہو — اس کو بادشاہت کا لالچ کب ہوتا ہے ؟

توبہ اُو جوید کہ کردہ ست اُو گناہ — آہ اُو گوید کہ گم کردہ است راہ

توبہ کرتا ہے جس نے گناہ کیا ہو — آہ وہ کرتا ہے جس نے راستہ گم کر دیا ہو

[1] قال النبیؐ۔ مولانا کا مقصد یہ ہے کہ اچھی حالت کے بعد جب بری حالت ہوتی ہے تو وہ انتہائی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ من کان۔ جو شروع سے مفلس ہو وہ اس قدر قابل رحم نہیں ہے جیسا کہ وہ شخص جو مالداری کے بعد مفلس ہو گیا ہو۔ عزیزا۔ جو شخص پہلے با عزت تھا پھر ذلیل ہو گیا وہ بہت زیادہ قابل رحم ہے۔ عالما۔ وہ عالم جو جاہلوں میں پھنس گیا ہو بہت زیادہ قابل رحم ہے ارز سنگید۔ خواہ تم پتھر کے بنے ہوئے ہو۔

[2] آنکہ۔ یہ تینوں شخص بہت زیادہ قابل رحم ہے کیونکہ عزت کے بعد ذلت میں مبتلا ہو جانے سے وہی تکلیف پہنچتی ہے۔ جو بدن کا کوئی عضو کٹنے سے بعد مردہ ہو جاتا ہے تھوڑی دیر وہ تڑپتا ہے اور پھر اس پر مردنی چھا جاتی ہے۔

[3] ہر کہ۔ جو شخص ایک بار کسی چیز کی لذت حاصل کر چکتا ہے اس کی یاد اس کو ستاتی ہے۔ وانکہ۔ جس شخص نے کبھی سلطنت کا مزا نہ چکھا ہو وہ سلطانی کی حرص سے محروم ہوتا ہے توبہ وہ شخص توبہ کرتا ہے۔ جس کو اپنے گناہ کا احساس ہوتا ہے اور راستہ سے بھٹکا ہوا ہی آہ کرتا ہے۔

www.ahlehaq.org

قصہ[1] محبوس شدن آں آہو بچہ در آخُرِ خراں و طعنہ آں خراں بَراں

ہرن کے بچہ کا گدھوں کے اصطبل میں قیدی ہونے کا قصہ اور اس پر بدی پر ان

غریب گاہ بجنگ گاہ بہ تسخر و مبتلا شدن اُو بکاہِ خشک کہ غذائے

گدھوں کی طعنہ زنی کبھی لڑائی سے کبھی مذاق سے اور اس کا خشک گھاس میں

اُو نیست وایں صفت بندۂ خاصِ خدای ست عَزَّ وجَلَّ میانِ

مبتلا ہونا کیونکہ وہ اس کی غذا نہیں ہے اور یہی حالت خدائے عزوجل کے خاص بندے کی دنیا داروں

اہلِ دنیا و اہل شہوت کہ اَلْاِسْلَامُ بَدَأَ غَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ غَرِیْبًا

اور شہوت پرستوں میں ہے کیونکہ اسلام اجنبی بن کر شروع ہوا اور عنقریب اجنبی

کَمَا بَدَأَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

بنجائیگا جیسا کہ شروع ہوا تو اجنبیوں کیلئے خوشخبری ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے

آہوئے را کرد صیادے شکار — اندر آخر کردش آں بے زینہار

ایک ہرن کا ایک شکاری نے شکار کر لیا — اس بے امان کو اصطبل میں کر دیا

آخرے را پُر ز گاوان و خراں — حبس آہو کرد چوں اِستمگراں

اس اصطبل کو جو بیلوں اور گدھوں سے بھرا ہوا تھا — ظالموں کی طرح ہرن کا قید خانہ بنا دیا

آہواز وحشت بہر سو میگریخت — او بپیش آں خراں شب کاہ ریخت

ہرن ، وحشت سے ہر جانب کو بھاگتا تھا — اس (شکاری) نے رات کو گدھوں کے سامنے گھاس ڈالدی

از مجاعت و اِشتہا ہر گاؤ و خر — کاہ را میخورد خوشتر از شکر

بھوک اور خواہش سے ہر بیل اور گدھا — گھاس کا شکر سے بھی زیادہ خوشی سے کھاتا تھا

گاہ آہوئی و میداز سُو بسُو — گہ زدودو گرد کہ میتافت رُو

ہرن کبھی ادھر ادھر دوڑتا تھا — کبھی دھویں اور گھاس کی گرد سے منہ موڑتا تھا

ہر کرا با ضدِّ خود بگذاشتند — آں عقوبت راچو مرگ انگاشتند

جس کو اس کی ضد کے ساتھ چھوڑ دیا ہے — اس سزا کو اس نے موت خیال کیا ہے

تا سلیمانؑ[3] گفت کاں بُد بُد اگر — ہجر را عذرے نگوید معتبر

یہانتک کہ حضرت سلیمان نے کہا اگر وہ ہدہد — جدائی کا معتبر عذر نہ بیان کرے

بکشمش یا خود دہم اُورا عذاب — یک عذابِ سخت بیروں از حساب

میں اس کو مار ڈالوں گا یا خود اس کو سزا دونگا — ایک سخت سزا جو ان گنت ہے

---

[1] قصہ۔ اس قصہ سے یہ بتلایا گیا ہے کہ ہرن کا بچہ چونکہ آزادی کے لطف اٹھائے ہوئے تھا اس لئے اس کے نہ ہونے کا اس کو افسوس تھا گدھے اس سے محروم تھے۔ وایں صفت جس طرح پہ ہرن کا بچہ گدھوں میں آکر پریشان ہوا یہی حال عالم کا جاہلوں میں ہوتا ہے..... الاسلام۔ جس وقت اسلام کی ابتداء ہوئی تب بھی وہ لوگوں کے لئے اجنبی تھا اور عنقریب پھر اجنبی بن جائیگا ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو مسلمان ہونے کی وجہ سے اجنبی ہیں۔ آخُر۔ اصطبل۔ زہار۔ پناہ۔ استمگراں۔ ستمگراں۔

[2] لُو۔ یعنی شکاری مجاعت بھوک۔ ہر کرا۔ سزا میں اگر کسی چیز کو اس کے مخالف سے وابستہ کر دیا جائے تو یہ سزا موت ہے۔

[3] تا سلیمان۔ حضرت سلیمان نے ہدہد کو جو سخت عذاب دینے کو کہا تھا وہ یہی تھا کہ اس کو اجنس کے ساتھ پنجرے میں بند کر دیتے۔

ہاں کدامست آں عذاب اے مُعتمد — در قفس بودن بغیرِ جنسِ خود
اے معتمد ! ہاں وہ سزا کون سی ہے ؟ — پنجرے میں غیر جنس کے ساتھ ہونا

زیں ابدن اندر عذابی اے پسر — مُرغ رُوحت بستہ یا جنسِ دگر
اے بیٹا ! اس جسم سے تو بھی عذاب میں ہے — تیری روح کا پرند، دوسری جنس سے وابستہ ہے

روح بازست و طبائع زاغہا — دارد از زاغانِ تن بس داغہا
روح باز ہے اور مزاج کوے ہیں — وہ جسم کے کوؤں کی وجہ سے بہت زخمی ہے

اُو بماندہ درمیان شاں زار زار — ہمچو بُو بکرے بشہرِ سبز دار
وہ ان کے درمیان تباہ حال ہے — جس طرح کوئی ابو بکر سبز دار شہر میں

۱ زیں بدن۔ انسان کے لئے یہی عذاب ہے کہ اس کی روح کو غیر جنس یعنی جسم کے ساتھ مقید کر دیا گیا ہے۔ روح۔ روح باز ہے اور بدن کی طبیعت کوا ہے۔ بوبکرے۔ یعنی ابوبکر نامی شخص۔ سبز دار۔ ایران کا مشہور شہر ہے جس کے باشندے سخت رافضی ہے

۲ الپ۔ بہادر۔ اُلغ بزرگ۔ خوارزم شاہ۔ یہ ایران کا بادشاہ تھا خراسان سے عراق تک اس کی خلافت تھی یہ مولانائے روم کے والد خواجہ بہاؤالدین محمد کا ماموں تھا۔

۳ سجدہ آوردند۔ سبز وار کو باندے مطیع ہو گئے اور انہوں نے جان و مال کی امان چاہی ہر خراج۔ سبز واریوں نے کہا کہ جو ٹیکس ہم پر لگایا جائیگا ہم ہر فصل میں بڑھا کر ادا کریں گے۔

حکایت سلطان محمد خوارزم شاہ کہ شہرِ سبز وار را کہ ہمہ اہلِ اُو
سلطان محمد خوارزم شاہ کی حکایت جس نے سبز وار شہر کو جس کے تمام باشندے

رافضی باشند بجنگ بگرفت ایشاں از کشتن امان
رافضی تھے جنگ کر کے لے لیا ان لوگوں نے قتل سے امان چاہی اس

خواستند گفت آنگہ امان دہم کہ پیشِ من ازیں شہر یک
نے کہا میں امان جب دوں گا جبکہ اس شہر میں سے ایک ابو بکر

ابوبکر نامی بیاورید
نامی شخص لے آؤ

شدُ محمد الپ ۲ اُلغ خوارزم شاہ — در قتالِ سبز وارِ پر تباہ
بہادر محمد خوارزم شاہ لگا — تباہی بھرے سبز وار (شہر) کے قتال میں

تنگ شاں آورد لشکر ہائے اُو — اسپہش افتاد در قتلِ عدُو
اس کے لشکروں نے اس کا محاصرہ کر لیا — اس کے سپاہی دشمن کے قتل میں لگ گئے

سجدہ ۳ آوردند پیشش کلّا ماں — حلقہ ماں در گوش کُن وانجشِ جاں
انہوں نے اس کے سامنے سجدہ کیا کہ امن دے — ہمیں حلقہ بگوش بنا لے، جان بخش دے

ہر خراج و ہر صلہ کہ بایدت — آں زماہر موسمے افزایدت
جو خراج اور جو بلہ تجھے چاہیے — وہ ہر موسم میں ہماری جانب سے تیرے لئے بڑھ کر ہوگا

جانِ ما آنِ تو است اے شیر خو — پیشِ ما چندے امانت باش گو
اے شیر دل ! ہماری جاں تیری ملکیت ہے — کہہ دے ہمارے پاس کچھ دن امانت میں رہے

گفت نرہانیداز من جانِ خویش
اس نے کہا تم اپنی جان مجھ سے نہیں چھڑا سکتے ہو

تانیا ریدم ابو بکرے بہ پیش
جب تک کہ ایک ابوبکر میرے سامنے حاضر نہ کردو

تا مر ابو بکرا[1] نام از شہرتاں
جب تک کہ ابوبکر نام کا اپنے شہر سے میرے پاس

ہدیہ نا رید اے رمیدہ اُمتاں
ہدیہ نہ لاؤ گے ، اے بگڑی ہوئی قوم !

بدرم تاں ہمچو کشت اے قومِ دوں
اے کمینہ قوم ! میں کھیتی کی طرح تمہیں کاٹ دونگا

نے خراج استانم و نے ہم فسوں
نہ خراج لوں گا اور نہ ہی چکنی چپڑی باتیں میں (سنونگا)

پس جوالِ زر کشید ندش براہ
تو انہوں نے اشرفیوں کا بورا اس کے سامنے لا ڈالا

کز چنیں شہرے ابو بکرے مخواہ
کہ ایسے شہر سے ابو بکر نہ مانگ

کے[2] بُود بو بکر اندر سبز دار
ابو بکر، سبز دار میں کہاں ہو سکتا ہے ؟

یا کلوخِ خشک اندر جوئبار
یا خشک ڈھیلا نہر میں

رُو بتابیداز زو گفت اے مغاں
اشرفیوں سے منہ پھیر لیا اور کہا اے کافرو !

تا نیا ریدم ابوبکر ار مُغاں
جب تک کہ تم ابوبکر کا تحفہ میرے پاس نہ لاؤ گے

ہیچ سودے نیست کودک نیستم
کوئی فائدہ نہیں ہے ، میں بچہ نہیں ہوں

تا بزرّ وسیم حیراں نیستم
کہ سونے اور چاندی سے حیران رہ جاؤں

تا نیاری سجدہ نہ رہی اے زبُوں
اے حقیر! جب تک تو سجدہ نہ کریگا (فرض سے) نہ چھٹکا

گر بہ پیائی تو مسجد را بکُوں
خواہ تو مقعد سے (ساری) مسجد کو ناپ ڈالے

مُنہیاں[3] انگیختند از چپ وراست
انہوں نے دائیں بائیں جانب جاسوس دوڑائے

کاندریں ویرانہ بو بکرے کجاست
کہ اس ویرانہ میں کوئی ابو بکر کہاں ہے ؟

بعد سہ روز و سہ شب کا شتافتند
تین دن اور تین رات کے بعد جبکہ وہ دوڑے پھرے

یک ابو بکرے نزارے یا فتند
انہوں نے ایک لاغر ابو بکر پا لیا

رہگذر بُودو بماندہ از مَرض
مسافر تھا اور مرض کی وجہ سے پڑا رہ گیا تھا

دَر یکے گوشہ خرابے پُر حَرض
مریض ہو کر بارہ ویرانے کے ایک گوشہ میں

گوہرے اندر خرابہ بے عَرض
ویرانہ میں موتی ، بے سرو سامان

خونِ دل بر رخ فشاندہ از مرض
مرض کی وجہ سے دل کا خون چہرے پر چھڑکے ہوئے

خُفتہ بود اُو دریکے کنجے خراب
وہ ایک اجڑے ہوئے گوشہ میں سو رہا تھا

چوں بدید ندش بگفتندش شتاب
جب انہوں نے اس کو دیکھا ، فوراً اس سے کہا

---

[1] ابو بکر۔ خوارزم شاہ نے کہا ان کی شرط یہ ہے کہ اپنی آبادی میں سے ابو بکر نام کا کوئی شخص لا کر پیش کرو۔ بدرم اگر یہ شرط پوری نہ کروگے تو میں سب کو قتل کرادونگا۔ پس جوالِ۔ ان لوگوں نے اشرفیوں کا بورا سامنے لا کر ڈال دیا کہ یہ قبول کر لیجئے اور ابو بکر نامی شخص کے لانے کی شرط ختم کر دیجئے۔

[2] کے بود۔ سبز دار میں کسی ابو بکر کی تلاش ایسی ہی ہے جیسے کوئی دریا میں خشک ڈھیلا تلاش کرے۔ مُغاں۔ ان لوگوں کو رفض کی وجہ سے کفار سے تعبیر کیا ہے۔ تانیاری۔ ان لوگوں کا اشرفیاں دے کر نجات حاصل کرنے کی تمنا ایسی ہی۔ تی جیسا۔ کی کوئی شخص نماز سے اس طرح پر چھٹکارا حاصل کرنا چاہے کہ پوری مسجد کو سرینوں سے ناپ ڈالے اور سجدہ نہ کرے۔

[3] مُنہیاں۔ ابو بکر نامی شخص کی تلاش میں سبز دار والوں نے جاسوس چھوڑ دیئے۔ نزار۔ لاغر۔ رہگذر۔ رہگذاں۔ مسافر۔ حریص۔ بیماری۔ گوہر وہ شخص ایک قیمتی جوہر تھا لیکن ان بے قدروں میں پڑا ہوا تھا۔ خفتہ بود۔ وہ ابو بکر نامی مسافر ایک ویرانہ میں پڑا سو رہا تھا۔

خیز کہ سلطاں ترا طالب شدہ است — کز[1] تو خواہد شہرِ ما از قتل رست
اٹھ ، کہ بادشاہ تیرا طالب ہوا ہے — کیونکہ تیری وجہ سے ہمارا شہر قتل سے بچ جائیگا

گفت اگر پایم بُدے یا مَقدمے — خود برا ہے خود بمعقصد رفتمے
اس نے کہا اگر میرے پاؤں یا چلنا ہوتا — اپنے راستہ پر ، اپنی منزل کو چل دیتا

اندریں دشمن کدہ کے ماندمے — سُوئے شہرِ دوستاں میر اندمے
میں اس دشمنستان میں کب ٹھہرتا ؟ — دوستوں کے شہر کی جانب سواری ہانک دیتا

تختۂ مُردہ کشاں بفراشتند — بر کتف بو بکر را بَرد اشتند
انہوں نے ایک تابوت اٹھایا — کاندھے پر ابو بکر کو سوار کر لیا

جانبِ خوارزم شہ جملہ دواں — می کشید ندش کہ تابیند نشاں
سب خوارزم شاہ کی جانب دوڑے — وہ اس کو لے جا رہے تھے تاکہ وہ نشانی دیکھ لے

سبز وارست ایں جہان و مردِ حق — اندریں جا ضائع ست و ممتحق
یہ دنیا سبز وار ہے اور مردِ خدا — اس میں رائیگاں اور نیست ہے

ہست آں خوارزم شہ یزداں جلیل — دل ہمی خواہد ازیں قومِ ذلیل
وہ خدائے بزرگ (بمنزلہ) خوارزم شاہ کے ہے — اس ذلیل قوم سے دل کا طالب ہے

گفت[2] لا ینظُرُ اِلیٰ تصویرِ کُم — فابتغُوا ذا القلب فی تدبیرِ کُم
(رسولؐ نے) فرمایا ہے خدا تمہاری صورت نہیں دیکھتا ہے — پس اپنی تدبیر میں صاحب دل کو تلاش کرو

من زصا حبدل کنم در تو نظر — نے بنقش و سجدہ و ایثارِ زر
میں صاحب دل کے ذریعہ تجھ میں نظر کرتا ہوں — نہ کہ صورت اور سجدہ اور عطائے زر کے ذریعہ

تو دلِ خود را چو دل پنداشتی — جُستجوئے اہلِ دل بگذاشتی
چونکہ تو نے اپنے دل کو دل سمجھ لیا ہے — (اسلئے) تو نے صاحب دل کی جستجو ترک کر دی ہے

دل کہ گر ہفصد چو ایں ہفت آسماں — اندر اُو آید شود یا وہ و نہاں
(وہ) دل کہ اگر سات آسمان جیسے سات سو — اس میں آئیں تو وہ گم اور پوشیدہ ہو جائیں

ایں[3] چنیں دل ریزہا را دل مگو — سبزو ار اندر ابو بکرے مجو
دل کے اس طرح کے ریزوں کو دل نہ کہہ — سبز وار کے اندر ابو بکر کو تلاش نہ کر

صاحب دل آئنہ شش رُو بُود — حق درو از ششجہت ناظر شود
صاحب دل چھ رخا آئینہ ہے — اللہ تعالیٰ چھ جانب سے اسمیں دیکھتا ہے

[1] کز تو۔ بادشاہ شرط کے مطابق ہمیں معاف کر دیگا۔ بمقصد۔ یعنی مگر چلنے کی طاقت ہوگی تو ہمیں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو جاتا تم لوگوں میں نہ ٹھہرتا۔ اندریں۔ راقضی حضرت ابو بکر کے نام کے بھی دشمن ہوتے ہیں۔ تختہ مردہ کشاں۔ مردے کے لے جانے کا تختہ۔ سبز وار۔ مولانا فرماتے ہیں کہ یہ دنیا بھی سبز وار ہے اور یہاں بھی مردِ حق اسی طرح بے یار و مددگار رہتا ہے جس طرح ابو بکر نامی شخص سبز وار میں تھا۔ یزداں۔ اللہ تعالیٰ کی مثال خوارزم شاہ سمجھو اللہ تعالیٰ بھی دنیا داروں سے دل کا مطالبہ کرتا ہے۔

[2] گفت۔ حدیث شریف ہے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور مالوں کو نہیں دیکھتا ہے۔ وہ تمہارے دلوں اور کاموں کو دیکھتا ہے۔ من۔ اللہ تعالیٰ خلق اللہ کی طرف کسی صاحب دل کی وجہ سے توجہ فرماتا ہے تو دل۔ ہر شخص ایسا صاحب دل نہیں ہے جس کی وجہ سے مخلوق خدا کا نظر بنے۔ دل۔ اللہ تعالیٰ اس دل کو پسند کرتا ہے جس دل میں اسقدر وسعت ہو سات آسمانوں جیسے سات سو میں کا جائیں۔

[3] ایں چنیں۔ دلوں میں اس دل کی تلاش میں ہی ہے جیسا کہ سبز وار میں ابو بکر نامی کہ تلاش صاحب۔ صاحب دل شش جہت سے منصف رہتا ہے اس کی مثال شش رخا آئینہ کی سی ہے اور خدا ہر طرف سے اس کو دیکھتا ہے۔

ہر کہ اندر شش جہت دارد مقر
جو شش جہت میں ٹھکانا رکھتا ہو

کے کُند در غیرِ حق یک دم نظر
وہ تھوڑی دیر کیلئے بھی ماسوئی اللہ کو کب دیکھتا ہے؟

گر کُند اُو از برائے اُو کند
اگر وہ صاحب دل نظر کرتا ہے اس اللہ کیلئے کرتا ہے

در قبول آرد ہمو باشد سَند
اگر قبول کرتا ہے تو وہی سہارا ہوتا ہے

چونکہ اُو حق را بُوَد در کلِّ حال
کیونکہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کیلئے ہوتا ہے

بر گزیدہ باشد اُورا ذُوالجلال
اللہ تعالیٰ نے اس کو منتخب کر لیا ہے

ہیچ بے اُو حق بکس ندہد نوال
اللہ تعالیٰ اس کے بغیر بھی کسی کو عطا نہیں کرتا ہے

شمّہ گفتم من از صاحب وصال
میں نے واصل بحق کے بارے میں تھوڑا سا بتا دیا

موہبت ۲؎ را بر کف دستش نہد
وہ اللہ تعالیٰ عطیہ اس کے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیتا ہے

وز کفش آں را بمر حومال دہد
اس کی ہتھیلی کے ذریعہ اس کو قابل رحم لوگوں کو دیتا ہے

با کفش دریائے کُل را اتصال
اس کی ہتھیلی کا دریائے کل سے اتصال ہے

ہست بے چون و چگونہ پُر کمال
وہ نا قابل بیان کمالات سے پر ہے

اتصالے کہ نہ گنجد در کلام
گفتنش تکلیف باشد والسلام
وہ اتصال جو بیان نہیں ہو سکتا ہے
اس کا بیان کرنا تکلف ہے والسلام

صَد جُوالِ زر بیاری اے غنی
حق بگوید دل بیار اے منحنی
اے مالدار! اگر تو سونے کے سو بورے لائیگا
اللہ (تعالیٰ) فرما دیگا اے کبڑے! دل لا

گر ز ۳؎ تو راضی ست دل من راضیم
ور ز تو مُعرض بُوَد اعراضیم
اگر وہ دل تجھ سے راضی ہے میں بھی راضی ہوں
اگر وہ تجھ سے منہ پھیرنے والا ہے میں بھی منہ پھیرنے والا ہوں

ننگرم در تو دراں دل بنگرم
تحفہ اُورا آر اے جان بردرم
میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں اس کو دیکھتا ہوں
اے جان! میرے در پر اس کا تحفہ لا

با تو او چونست ہستم من چناں
زیر پائے مادراں باشد جناں
تیرے ساتھ وہ جیسا ہے میں ویسا ہی ہوں
جنت ماؤں کے پاؤں کے نیچے ہے

مادروبا با واصلِ خلق اوست
اے خُنک آنکس کہ دل داند پوست
مخلوق کی ماں اور باپ اور اصل وہ ہے
وہ قابل مبارکباد ہے جس نے دل اور چھلکے میں امتیاز کر لیا ہے

تو بگوئی نِک دل آوردم بتُو
گویدت ایں دل نیرزد یک طسُو
تو کہے گا میں تیرے پاس یہ دل لایا ہوں
وہ تجھ سے کہدیگا کہ یہ دل ایک مٹری کا بھی نہیں ہے

۱؎ ہر کہ۔ جو شخص لامکانی بن چکا ہو وہ غیر اللہ کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا ہے گر کند۔ اگر صاحب دل کسی کی طرف نظر کرتا ہے تو خدا کیلئے کرتا ہے اور اس رد و قبول سب خدا کے لئے ہوتا ہے۔ چونکہ۔ چونکہ اس صاحب دل کے جملہ احوال خدا کیلئے ہوتے ہیں لہٰذا وہ خدا کا برگزیدہ ہوتا ہے۔ ہیچ۔ یہ صاحب دل خلیفۃ اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی جملہ عطا اس کے واسطے سے ہوتی ہے۔

۲؎ موہبت۔ اللہ تعالیٰ اپنے جملہ عطیات اس کے ہاتھوں مخلوق کو پہنچاتا ہے۔ دریائے کل۔ حضرت حق تعالیٰ و اتصال اس کے ہاتھ کا خدا سے جو اتصال ہے اس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ صد جوال۔ اللہ تعالیٰ سونے چاندی سے بے نیاز ہے وہ صرف دل کا اخلاص قبول کرتا ہے۔

۳؎ گر ز تو۔ جس سے وہ صاحب دل راضی ہوتا ہے جس سے وہ خدا ناراض ہوتا ہے جس سے خدا راضی ہوتا ہے جس سے وہ ناراض ہوتا ہے۔ مادراں۔ وہ صاحب دل ایسا ہی مرتبی ہے جس طرح ماں مرتبی ہوتی ہے۔ مادر۔ وہ صاحب دل مخلوق کیلئے بمنزلہ ماں باپ کے ہوتا ہے۔ تو بگوئی۔ تو خدا کے سامنے پیش کرتا ہے جو ایک مٹری کا بھی نہیں ہے۔

آں دلے آور کہ قطبِ عالم ست
وہ دل لا جو عالم کا قطب ہے

جانِ جانِ جانِ جانِ آدم ست
وہ دل آدم کی جان کی جان کی جان کا محبوب ہے

از برائے آں دلِ پُر نور و بر
اس نیکی اور نور سے بھرے ہوئے دل کا

ہست آں سُلطانِ دلہا منتظر
دلوں کا بادشاہ منتظر ہے

تو بگردی روزہا در سبز وار
تو ایک عرصہ تک سبز وار میں گھومیگا

آنچناں دل را نیابی ز اِعتبار
از روئے اعتبار تو ایسے دل کو نہ پائے گا

پس دلِ پژمُردۂ بوسیدہ جاں
تو ایک مرجھایا ہوا اور بوسیدہ روح والا دل

بر سرِ تختہ نہی آنسو کشاں
تابوت میں رکھ کر ، وہاں لے جا

کہ دل آوردم ۔تُترا اے شہر یار
کہ اے شاہ ! میں تیرے لئے دل لایا ہوں

بہ ازیں دل نبُود اندر سبز وار
سبز وار میں اس سے بہتر دل نہیں ہے

گویدت۲ ایں گورخانہ است اے جری
وہ تجھ سے کہدیگا اے بیباک ! یہ قبرستان ہے

کہ دلِ مُردہ بدیں جا آوری
کہ تو ایک مردہ دل یہاں لایا ہے

رَو بیاو آں دلے کو شاہ خوست
جا ، وہ دل لا جو شاہانہ مزاج رکھے

کہ امانِ سبز وارِ کون از وست
کیونکہ دنیا کے سبز وار کو اسی کی وجہ سے امن حاصل ہے

گوئی آں دل زیں جہاں پنہاں بُود
تو کہے گا کہ وہ دل اس دنیا میں مفقود ہے

زانکہ ظلمت با ضیاء ضداں بُود
کیونکہ تاریکی اور نور دو ضد ہیں

دشمنیِ آں دل از روزِ اَلَست
ازل سے اس دل کے ساتھ دشمنی

سبز وارِ طبع را میراثی است
(دنیاوی) طبعت کی موروثی ہے

زانکہ۳ او باز ست دنیا شہر زاغ
کیونکہ وہ باز ہے ، دنیا کوّوں کا شہر ہے

دیدنِ نا جنس بر نا جنس داغ
غیر جنس کو غیر جنس کا دیکھنا داغ ہے

وَر کُند نرمی نِفاقے می کُند
اگر وہ نرمی کرتا ہے تو نفاق برت رہا ہے

زا ستمالت ار تفاقے می کُند
مائل کر کے ، فائدہ حاصل کر رہا ہے

می کُند آرے نہ از بہرِ نیاز
ہاں ہاں کہتا ہے نہ کہ نیاز مندی سے

تا کہ ناصح کم کُند نصحِ دراز
(بلکہ) اسلئے کہ ناصح دراز نصیحت نہ کرے

زانکہ ایں زاغِ خسِ مُردار جُو
کیونکہ یہ کمینہ کوّا مردار کا جویاں

صد ہزاراں مکر دارد تو بتو
تہ بہ تہ لاکھوں مکر رکھتا ہے

۱ قطب عالم۔ اس صاحب دل پر عالم کی بقاء مدار ہوتا ہے اور یہی دل آدم کے جان کی جان کا محبوب ہے۔ آزبرائے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دل کا منتظر ہے جو نور اور نیکی سے بھرا ہوا ہے۔ تو بگردی۔ دنیا میں ایسے دل کا ملنا ایسا ہی دشوار ہے جس طرح سبز وار میں ابو بکر نامی شخص کو ملنا پس اگر وہ دل تیرے پاس نہیں ہے تو اپنا مردہ دل ہی بارگاہ میں پیش کردے۔ جس طرح سبز وار والوں نے بیمار اور اغرا بوبکر نامی شخص کو پیش کر دیا تھا۔

۲ گویدت۔ وہ شاہ تجھ سے کہیگا کہ یہاں کوئی قبرستان ہے کہ تو مردہ دل کو یہاں لایا ہے۔ رو۔ جا اور وہ دل لا جس کی وجہ سے عالم کا بقا ہے۔ گوئی۔ تو اس کے جواب میں کہنا کہ دنیا تاریکی ہے اور وہ دل نور ہے تاریکی میں نور کہاں ہے۔ دشمنی ایسے دل سے دنیا کو روز ازل سے دشمنی ہے۔

۳ زانکہ۔ وہ دل باز ہے اور دنیا جہان زاغ ہے کوئی اپنے ناجنس کو دیکھنا نہیں کرتا ہے۔ ورنہ اگر کوئی دنیا دار ایسے صاحب دل کے ساتھ نرمی برتتا ہے تو وہ منافقت پر مبنی ہوتی ہے یا اس سے کسی فائدہ کا امیدوار ہوتا ہے می کند۔ اگر دنیا دار ایسے صاحب دل کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے تو محض اس لئے کہ وہ اس کو زیادہ نصیحت نہ کرے۔ زانکہ۔ اسلئے کہ ایک دنیا دار میں لاکھوں مکاریاں ہوتی ہیں۔

گر پذیرند آں نفاقش وارہید — شد نفاقش عینِ صدقِ مُستفید
اگر وہ اس کے نفاق کو قبول کر لیں تو اس نے نجات حاصل کر لی — اس کا فائدہ مند نفاق عین سچائی بن گیا

زانکہ آں صاحبدلِ باکرّ و فر — ہست در بازارِ ما معیوب خر
کیونکہ وہ شان و شوکت والا صاحب دل — ہمارے بازار میں عیب دار کو بھی خرید لینے والا ہے

صاحب دل جو اگر بیجاں نہ — جنسِ دل شوگر ضدِ سُلطاں نہ
صاحب دل کی تلاش کر اگر تو مردہ نہیں ہے — دل کا ہم جنس بنجا اگر تو شاہ کا مخالف نہیں ہے

آنکہ زرقِ اُو خوش آید مر ترا — اُو ولیِ تست نہ خاصہ خدا
جس کا مکر تجھے اچھا لگتا ہے — وہ تیرا ولی ہے ، نہ کہ مردِ خدا

ہر کہ ۲ اُو بر خُوی و بر طبع تو زیست — پیشِ طبع تو ولی ست و نبی ست
ہر وہ جو تیری عادت اور مزاج کے مطابق زندگی گذارتا ہے — تیرے نزدیک وہ ولی ہے اور نبی ہے

رَو ہوا بگذار تا بُوئِ خدا — در مُشامت میرسد اے کد خدا
جانفسا نیت کو چھوڑ ، تاکہ خدائی خوشبو — تیری ناک میں پہنچے اے صاحب خانہ !

رَو ہوا بگذارتا خوبت شود — واں مَشامِ عنبریں بُویت شود
جا ، نفسانیت کو چھوڑ ، تاکہ تیری بھلائی ہو — اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھنے والا بن جائے

از ہوا رانی دماغت فاسد ست — مُشک و عنبر پیشِ مغزت کاسِد ست
نفسانیت سے تیرا دماغ خراب ہے — تیرے دماغ کیلئے مشک اور عنبر بے قدر ہے

عاشقی ۳ تو بر نجاست ہمچو زاغ — بُوئے مُشکت می نگیرد در دماغ
تو کوے کی طرح نجاست پر عاشق ہے — تیرے دماغ میں مشک کی خوشبو نہیں آتی ہے

حد ندارد ایں سخن و آہوئِ ما — میگریزد اندر آخُر جا بجا
اس بات کی حد نہیں ہے اور ہمارا ہرن — اصطبل میں ، جا بجا بھاگ رہا ہے

بقیہ قصہ آہو در آخورِ خراں
گدھوں کے اصطبل میں ہرن کا بقیہ قصہ

روزہا آں آہوئِ خوش ناف نر — در شکنجہ بُود در اصطبلِ خر
وہ نر ، عمدہ ناف والا ، ہرن بہت دن تک — گدھوں کے اصطبل میں قید میں تھا

مُضطرب در نزع چوں ماہی بخشک — در یکے حُقہ مُعذّب پشک و مشک
جاں کنی میں بے چین تھا جس طرح مچھلی خشکی پر — ایک ڈبیہ میں مینگنی اور مشک عذاب میں ہوتے ہیں

۱ گر پذیرند۔ بہت سے لوگ منافقانہ حاضر ہوئے ہیں اور مومن کامل بنگئے ہیں۔ معیوب خر صاحب دل اپنی شان و شوکت کی وجہ سے عیدار کا بھی خریدار بن جاتا ہے۔ صاحب دل۔ جب تجھے یہ معلوم ہو گیا کہ صاحب دل معیوب کو بھی خرید لیتا ہے تو اب کسی صاحب دل کی تلاش کر لے اگر تو خدا کا دشمن نہیں ہے۔ مر ترا۔ جس کی مکاری تجھے پسند آئے وہ تیرا دوست ہے خدا کا دوست نہیں ہے۔

۲ ہر کہ۔ تو اس اپنے جیسے نبی کی ولایت اور نبوت کے قائل ہوتا ہے۔ رو۔ خواہش نفسانی کو ترک کر، جب تو خدائی خوشبو سونگھ سکے گا اور تیرا دماغ عنبر کو سونگھ سکے گا۔ از ہوا رانی۔ اگر تو نفس کی ..... خواہشات کو پورا کرتا رہے گا۔ تو مشک و عنبر کو نہ پہچان سکے گا۔

۳ عاشقی۔ چونکہ تو نفسانی خواہش میں مبتلا ہے تو تیرا دماغ خدائی خوشبو سے نا آشنا ہے۔ خوش ناف۔ ہرن کی ناف میں سے مشک نکلتا ہے۔ شکنجہ سزا، قید۔ حقہ۔ ڈبیہ۔ پشک۔ مینگنی۔

یک اخرش[1] گفتے کہ ہاں اے بُو الوحوش
ایک گدھا اس سے کہتا ہاں وحشیوں کے با

طبعِ شاہاں داری و میراں خموش
تو شاہوں اور سرداروں کا مزاج رکھتا ہے اور خاموش ہے

آں دگر تسخر زدے کز جَو زرو مَد
دوسرا مذاق اڑاتا کہ دیا کے اندر چڑھاؤ سے

گوہر آور دست کے ارزاں دہد
موتی لے آیا ہے سستا کب دے سکتا ہے ؟

واں خرے گفتے کہ با آں نازکی
ایک گدھا کہتا کہ اس نزاکت کے ہوتے ہوئے

بر سریر شاہ شو تو متکی
تو شاہی تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ

واں خرے شد تخمہ وز خوردن بماند
ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی اور نہ کھا سکا

پس برسمِ دعوت آہو را بخواند
تو دعوت کے طریقہ پر ہرن کو بلایا

سر چنیں[2] کرد او کہ نے رَوائے فلاں
اس نے سر ہلایا کہ نہیں جا ، اے فلاں !

اشتہایم نیست ہستم نا تواں
مجھے بھوک نہیں ہے میں کمزور ہو گیا ہوں

گفت میدانم کہ نازے می کنی
اس نے کہا ہاں میں جانتا ہوں تو نخرے کر رہا ہے

یا زنا موس احترازے می کنی
یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے

گفت با اُو خور کہ ایں طعمہ تو ہست
اس نے اس سے کہا کہ تو کھا یہ تیری خوراک ہے

کہ ازاں اجزائے تو زندہ نوست
کیونکہ اس سے تیرے اعضاء زندہ اور تازہ ہیں

من الیفِ مرغزارے بُودہ ام
میں جنگل سے مانوس تھا

در ظِلال ورو ضہا آسُودہ ام
میں نے سایوں اور باغوں میں آرام کیا ہے

گر قضا افگند مارا در عذاب
اگر تقدیر نے ہمیں عذاب میں مبتلا کر دیا ہے

کے رَود آں خود طبعِ مُستطاب
وہ عمدہ عادت اور مزاج کہاں جاتا ہے ؟

گر[3] گدا گشتم گدا رُو کے شوم
اگر میں فقیر ہو گیا ہوں بے آبرو کب بن سکتا ہوں؟

ور لباسم کہنہ گردد من نوم
اگر میرا لباس پرانا ہو جائے میں نیا ہوں

سُنبل ولالہ و سپر غم نیز ہم
سنبل اور لالہ اور ناز بو بھی

با ہزاراں نازو نخوت خوردہ ام
میں نے ہزاروں ناز و نخوت سے کھائے ہیں

گفت آرے لاف میزن لاف لاف
اس نے کہا ہاں گپیں مار ، گپیں گپیں

در غریبی بس تواں گفتن گزاف
پردیس میں بہت سی بکواس بکی جا سکتی ہے

گفت نافم خود گواہی میدہد
اس نے کہا میرا نافہ خود گواہی دے رہا ہے

منّتے بر عُود و عنبر می نہد
جو عود اور عنبر پر احسان جتاتا ہے

---

[1] یک اخرش۔ ایک گدھے نے ہرن کے بچے سے کہا کہ تیرا مزاج تو شاہانہ اور امیرانہ ہے اور تو بالکل خاموش ہے۔ آں دگر۔ دوسرا گدھا بولا اس کی بات تو موتی ہے یہ اس کو سستا کب فروخت کر سکتا ہے۔ واں خرے۔ ایک گدھا بولا اگر اس قدر نازک مزاجی ہے تو شاہانہ تخت پر تکیہ لگا کر بیٹھ جا۔ واں۔ خرے۔ ایک گدھے کو بدہضمی ہو گئی تھی اور اس کی گھاس بچ گئی تھی اس نے ہرن کے بچہ کو گھاس کھانے کی دعوت دی۔

[2] سر چنیں۔ اس نے سر سے انکار کا اشارہ کیا۔ گفت۔ اس گدھے نے کہا کہ تو نخرے کر رہا ہے۔ یا غرور کی وجہ سے پرہیز کر رہا ہے۔ طعمہ۔ خوراک۔ الیف۔ مانوس۔ مرغزار۔ جنگل ظلال۔ ظِل کی جمع، سایہ۔ گر قضا۔ اگرچہ میں تقدیر خداوندی سے اس عذاب میں پھنس گیا ہوں لیکن وہ مزاج کہاں بدلتا ہے۔

[3] گر گدا۔ اگر میں اس وقت فقیر ہوں تو آبرو نہیں بیچ سکتا ہوں شریف انسان پرانے لباس میں بھی نیا رہتا ہے۔ سپر غم۔ ضمیران۔ نخوت۔ تکبر۔ گفت۔ پردیس میں چونکہ ناواقف لوگ ہوتے ہیں لہٰذا خوب گھمارنے کا بہت موقع ہوتا ہے۔ گفت۔ ہرن۔ بچے نے کہا کہ میرا نافہ میری بڑائی پر گواہ ہے جو عود و عنبر سے بھی بڑھا ہوا ہے۔

لیک آں را کہ شنود؟ صاحب مشام
لیکن اس کو کون سونگھتا ہے ؟ صاحب دماغ

برخرِ سرگیں پرست آں شد حرام
گوبر کے پجاری گدھے کے لئے وہ حرام ہے

خر گمیزِ خر ببوید در طریق
گدھا ، راستہ میں گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے

مُشک چوں عرضہ کنم با ایں فریق
اس جماعت پر میں مشک کیسے پیش کر دوں ؟

بہر ایں گفت آں نبیٔ مستجیب
اسی لئے اس حق کو قبول کرنیوالے نبیؐ نے فرمایا ہے

رمزِ اَلْاِسْلَامُ فِی الدُّنْیَا غَرِیْب
اشارہ اسلام دنیا میں پردیسی ہے

زانکہ ۲ خویشانش ہم ازوے میرمند
کیونکہ اس کے اپنے بھی اس سے بھاگتے ہیں

گرچہ با ذاتش ملائک ہمدم اند
اگرچہ ملائک اس کی ذات کے ساتھی ہیں

صورتش را جنس می بیندا نام
لوگ اس کی صورت کو ہم جنس سمجھتے ہیں

لیک ازوے می نیا بند آں مشام
لیکن اس سے وہ خوشبو حاصل نہیں کرتے ہیں

ہمچو شیرے درمیانِ نقشِ گاؤ
بیل صورت لوگوں میں شیر جیسا ہے

دوری بینش ولے اورا مکاؤ
اس کو دور سے دیکھ لے اس کی کھود کرید نہ کر

در ۳ بکاوی ترک گاوِ تن بگوُ
اگر تو کریدتا ہے تو جسم کے بیل سے ہاتھ دھو لے

کہ بدرد گاو را آں شیر خُو
کیونکہ وہ شیر طبیعت بیل کو پھاڑ ڈالے گا

طبعِ گاوی از سرت بیروں کُند
وہ تیرے سر میں سے بیل پن نکالدے گا

خُوئے حیوانی زحیواں بر کُند
حیوان سے حیوانی خصلت دور کر دے گا

گاؤ باشی شیر گردی نزدِ اُو
تو بیل تھا اس کی صحبت میں شیر بنجائے گا

گر تو با گاوے خوشی شیری مجو
اگر تو بیل پن پر خوش ہے تو شیر پن نہ چاہ

تفسیر اِنِّیْ اَرٰی سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ یَّاْکُلُھُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ آں
"بیشک میں سات موٹی گائیں دیکھتا ہوں جن کو سات لاغر کھا رہی ہیں تفسیر ان لاغر

گاوانِ لاغررا خدا بصفتِ شیرانِ گرسنہ آرفدہ بُود تا آں ہفت
گایوں کو خدا نے بھوکے شیروں کی صفت پر پیدا فرمایا تھا یہانتک کہ انہوں نے

گاوِ فربہ رابا شتہامی خوردند اگرچہ آں خیالات صورتِ گاواں
سات موٹی گایوں کو بھوک سے کھا لیا اگرچہ خواب کے آئینہ میں وہ خیالات

در آئینہ خواب بنمودند تو بمعنےٰ شیر بنگر
گایوں کی صورت میں نمودار ہوئے تو حقیقتاً شیر سمجھ

۱ لیک۔ لیکن اس ناقد کی خوشبو کون سونگھتا ہے؟ وہی سونگھتا ہے جو صاحب دماغ ہو، گوبر سونگھنے والا گدھا اس کو نہیں سونگھ سکتا ہے۔ خر۔ گدھا گدھے کا پیشاب سونگھتا ہے۔ گدھوں کو مشک کیسے سنگھایا جا سکتا ہے۔ بہر ایں۔ چوں کہ صحیح خوشبو صاحب دماغ ہی سونگھ سکتا ہے اسی لیے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ اسلام نا اہلوں کے لئے اجنبی ہے۔

۲ زانکہ۔ مسلمان سے اس کے رشتہ دار بھی بھاگتے ہیں۔ اگرچہ ملائکہ اس سے مانوس ہیں..... صورتش۔ عوام خواص کو اپنا جیسا ہی سمجھتے ہیں لیکن انکی خوشبو سے ناواقف ہیں۔ ہمچو شیرے مرد خدا عوام میں ایسا ہی ہے جیسا کہ بیلوں میں شیر ہے اس کو دور سے دیکھ لے زیادہ چھیڑ چھاڑ نہ کر۔

۳ در بکاوی۔ اگر تو اس کے احوال کو زیادہ جستجو کرتا ہے تو اپنے جسم سے ہاتھ دھو لے۔ طبع گاوی۔ وہ تیرا بیل پن اور حیوانی خصلت کو مٹا دے گا۔ گاؤ۔ تو پہلے بیل تھا اب شیر بن جائے گا اگر تجھے اپنا بیل پن پسند ہے تو اس شیر کی جستجو نہ کر۔ سبع بقرات۔ یہ اس خواب کا قصہ ہے جس کی حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی تھی اور فرمایا تھا کہ سات موٹی گایوں سے سات سال اچھی پیداوار کے اور سات دبلی گایوں سے سات سال قحط کے مراد ہیں۔ مولانا نے اپنے سابق بیان کے مطابق سات دبلی گایوں سے وہ اہل اللہ مراد لئے ہیں جو شیر صفت ہوتے ہیں۔

آں عزیزے[1] مصر میدید بخواب ۔ چونکہ چشمِ غیب را شد فتح یاب
اس شاہ مصر نے خواب میں دیکھا چونکہ غیب کی نظر کا دروازہ کھل گیا

ہفت گاوِ فربہ بس پروردے ۔ خورد شاں آں ہفت گاوِ لاغرے
سات موٹی بہت پروردہ گائیں ان کو سات کمزور گایوں نے کھا لیا

دَردروں شیراں بُد ندآں لاغراں ۔ ورنہ گاواں را نبُود ندے خوراں
وہ کمزور حقیقتاً شیر تھیں ورنہ گایوں کو کھانے والی نہ ہوتیں

بس بشر آمد بصُورت مردِ کار ۔ لیک دروے شیر پنہاں مَردخوار
بہت سے بشر ہیں جو کام کرتے انسان کی صورت میں ہیں لیکن انمیں انسان کو فنا کرنے والا شیر پوشیدہ ہے

مَردرا خوش وا خورد فروش کُند ۔ صاف گردد دُردش ار دَردش کُند
انسان کو کھا جاتا ہے ، اس کو یکتا بنا دیتا ہے اس کی تیرگی مصفی ہوجاتی ہے خواہ اس کو تکلیف پہنچائے

زاں[2] یکے دَرد اُوز جملہ دَرد ہا ۔ وارہد پا بر نہد اُو بر سَما
اس ایک درد سے وہ تمام دردوں سے نجات پا جاتا ہے ، وہ آسمان پر قدم رکھ دیتا ہے

شاہ گردد ا گذارد بَندگی ۔ یا بد اُو در مُردگی دل زندگی
بادشاہ بن جاتا ہے ، غلامی چھوڑ دیتا ہے وہ فنا میں دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے

گاوِ تن قربانیِ شیر خداست ۔ گر تُرا با اُو سرِ صدق و صفاست
جسم کی گائے شیر خدا کی قربانی ہے اگر تجھے اس سے صدق و خلوص ہے

ور کشی[3] ہُماں ہُماں کونِ خری ۔ گاوِ تن راخو لبہ تا کے پروری
اگر تو مہمان کشی کرے تو تو گدھے کی مقعد ہے اے خواجہ ! تو جسم کی گائے کی کبتک پرورش کریگا ؟

گاوِ تن مُردار گردد عاقبت ۔ پس پشیمانی بَری اے بَد نیت
انجام کار جسم کی گائے مردار ہو جائیگی اے بد نیت ! تو پھر شرمندہ ہو گا

دَربیان آنکہ کشتن خلیل اللہ علیہ السّلام خروس را اشارت
اس کا بیان کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا مرغے کو مارنا

بقمع و قہر کدام صفت بُود از صفاتِ مذمومات مُہلکات
مرید کے باطن کی مہلک اور بری صفات میں سے کونسی صفت کو زائل کرنے

دَرباطن مُرید
اور مغلوب کرنے کا اشارہ تھا

[1] عزیز۔ مصر کے بادشاہ کا لقب ہے۔ ہفت گاؤ اس نے خواب دیکھا کہ سات دبلی گائیں سات موٹی گایوں کو کھا گئیں۔ آں لاغراں۔ وہ سات دبلی گائیں دراصل سات شیر تھے۔ بس بشر بہت سے اولیاء اللہ ایسے ہی دبلے نظر آتے ہیں لیکن وہ مرید کی حیوانی صفات کو پھاڑ ڈالتے ہیں۔ صاف گردد۔ وہ حیوانی صفات اس میں دور ہو جاتی ہے خواہ ان کے ازالہ سے اس کو تکلیف پہنچے۔

[2] زاں یکے درد۔ وہ ایک درد ہے لیکن بہت سے دردوں سے نجات دلا دیتا ہے اور سفلی انسان کو علوی بنا دیتا ہے۔ شاہ گردد۔ اب یہ معمولی انسان شیخ کے تصرف سے شاہ بن جاتا ہے اور بدن کی مردگی سے دل کی زندگی حاصل کر لیتا ہے۔ گاؤ تن۔ اگر تجھے شیخ سے عقیدت ہے تو مجاہدے کر کے جسم کی قربانی اس کی خدمت میں پیش کردے۔

[3] ور کشی۔ اگر تو جسم کی قربانی پیش نہیں کرتا ہے تو گویا تو شیخ کی مہمانی ادا نہیں کرتا ہے۔ گاؤ تن۔ لا محالہ جسم فنا ہوگا تو پھر تو شرمندہ ہوگا۔ دربیان۔ حضرت ابراہیم کا مرغ کو ذبح کرنا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ انسان کو شہوت پرست نہ ہونا چاہیے۔

www.ahlehaq.org

چند گوئی ہمچو زاغِ پُر فسوس ۱ — اے خلیلؑ از بہرِ چہ کشتی خروس
مکر بھرے کوے کی طرح کب تک بولے گا ؟ — اے خلیلؑ اللہ آپ نے مرغے کو کیوں مارا ؟

حکمتِ کشتن چہ بود آخر بگو — تا مسبح گردم آں را مُو بمُو
آخر بتائے مارنے کی کیا حکمت تھی ؟ — تاکہ میں رونگٹے رونگٹے سے سبحان اللہ کہوں

گفت فرماں حکمت فرماں بخواں — تا مہلّل گردم آں رامن بجاں
انہوں نے فرمایا اللہ کا حکم حکم کی حکمت بتا دیجئے — تاکہ میں اس پر دل و جان سے لا الہ الا اللہ پڑھوں

شہوتی ہست اُو وبس شہوت پرست — زاں شرابِ زہرناکِ ژاژ مست
وہ شہوت والا اور شہوت پرست ہے — اس زہریلی بیہودہ شراب سے مست ہے

گر نہ بہرِ نسل بُودے اے وصی — آدمؑ از ننگش بکردے خود خصی
اے وصی ! اگر وہ نسل کے لئے ضروری نہوتی — حضرت آدمؑ اس کے عیب کیوجہ سے اپنے آپ کو خصی کر لے

گفت ابلیسِ لعیں دادار را — دام زفتے خواہم ایں اشکار را
ملعون شیطان نے اللہ تعالیٰ سے کہا — میں اس شکار کے لئے مضبوط جال چاہتا ہوں

زرّ و سیم ۲ و گلّہ اسپش نمود — کہ بدیں تانی خلائق رار بُود
سونا اور چاندی اور گھوڑوں کا گلہ دکھایا — کہ تو انسے لوگوں کو اچک سکے گا

گفت شاباش و ترش آویخت لنج — شد ترنجیدہ و ترش ہمچوں ترنج
بولا ، آفرین ہے اور تر شروئی سے تھوڑی نکالی — رنجیدہ اور لیموں کی طرح ترش ہو گیا

پس زرو گوہر زمعدنہائے خوش — کرد آں پس ماندہ راحق پیشکش
تو سونا اور جواہر عمدہ کانوں سے — اللہ تعالیٰ نے اس مردود کے آگے کر دیئے

گیر ایں دامِ دگر را اے لعیں — گفت ازیں افزوں دہ اے نعم المعیں
اے ملعون ! یہ دوسرا جال لے لے — بولا ، اے عمدہ مدد گار ! اس سے بڑھ کر دے

چرب ۳ و شیریں و شربات ثمیں — دادش و بس جامۂ ابریشمیں
چکنے میٹھے (کھانے) اور قیمتی مشروبات — اور بہت سے ریشمین کپڑے ، اس کو دیئے

گفت یارب بیش ازیں خواہم مدد — تا بہ بندم شاں بحبلِ مَنْ مَسَدْ
بولا ، اے خدا ! میں اس سے زیادہ مدد چاہتا ہوں — تاکہ میں ان کو سونج کی رسی میں باندھ لوں

تا کہ مستانت کہ نرّو پُر دلند — مردوارآں بند ہارا بگسلند
تاکہ تیرے وہ مست جو نر اور بہادر ہیں — ان بندشوں کو مردانہ وار توڑ دیں

۱ فسوس۔ مگر۔ مسبح۔ سبحان اللہ کہنے والا۔ گفت۔ حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا میں نے خدائی حکم سے مرغ کو ذبح کیا۔ حکمت۔ سوال کرنے والے نے کہا کہ اس خداوندی حکم کی کیا حکمت تھی۔ مہلل۔ لا الہ الا اللہ پڑھنے والا۔ شہوتی۔ مرغ ایک شہوت پرست پرند ہے۔ گر۔ چونکہ نسل انسانی کی بقا کے لئے شہوت ضروری ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ اپنے آپ کو خصی بنا لیتے ہیں۔ دادار۔ منصف، اللہ تعالیٰ۔ دام۔ انسان کو پھانسنے کے لئے مضبوط جال عنایت کر دے۔

۲ زرو سیم۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو چاندی سونا دکھایا کہ یہ جال موجود ہے اس سے انسان کو تو پھانس سکتا ہے گفت۔ شیطان اس جال کو ناکافی سمجھ کر رنجیدہ ہو گیا پس۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کو عمدہ قسم کا سونا اور جواہر دکھائے کہ یہ جال کافی ہے۔ ازیں۔ افزوں شیطان نے کہا میں اس سے بڑھیا جال چاہتا ہوں۔

۳ چرب۔ حضرت حق تعالیٰ نے اس کو عمدہ غذائیں اور فاخرہ لباس دیئے کہ ان سے انسان کو پھانس لے۔ گفت یارب۔ اس شیطان نے پھر یہی کہا کہ اس سے زیادہ مضبوط جال چاہتا ہوں تاکہ ہر کس و ناکس اس کو نہ توڑ سکے اور مردان خدا غیروں سے ممتاز ہو جائیں۔

تا بدیں دام ور سنہائے ہوا
تاکہ نفسانیت کے اس جال اور رسیوں کی وجہ سے

مردِ تو گردد زنا مرداں جُدا
تیرے مرد نا مردوں سے جدا ہو جائیں

دامِ دیگر خواہم اے سلطانِ بخت
اے شاہ تقدیر! میں دوسرا جال چاہتا ہوں

دام [1] مَرد انداز حیلت ساز سخت
جو جال، انسان کو پھانسنے والا سخت حیلہ ساز ہو

خمرو چنگ آورد در پیش و نہاد
اللہ تعالیٰ شراب اور ستار سامنے لایا اور رکھدیا

نیم خندہ زد بداں شُد نیم شاد
وہ تھوڑا سا ہنسا اور ان پر آدھا راضی ہو گیا

سُوئے اضلالِ ازل پیغام کرد
اس نے ازلی (صفت) اضلال کو پیغام دیا

کہ بر آر از قعرِ بحرِ فتنہ گرد
کہ فتنہ کے سمندر کی گہرائی سے گرد نکال لا

نے یکے از بندگانت موسیٰ ست
کیا تیرے بندوں میں موسیٰ نہیں ہیں؟

پرد ہادر بحر اُو از گرد بَست
انہوں نے سمندر میں گرد کے پردے باندھ دیئے

آب از ہر سُوعناں را واکشید
پانی نے ہر جانب سے اپنی باگ کھینچ لی

از تگِ دریا غبارے بر جہید
دریا کی گہرائی سے غبار اٹھا

چونکہ [2] خوبیِ زناں با اُو نمود
جب عورتوں کا حسن اس کو دکھایا

کہ قرار و صبرِ مرداں می ربود
جو مردوں کا صبر و قرار لے اڑتا ہے

پس زد انگشتک برقص اندرفتاد
تو اس نے چٹکی بجائی اور ناچنے لگا

کہ بدہ زُو تر رسیدم بر مراد
کہ بہت جلد دیدیجئے میں مقصد کو پہنچ گیا

چوں بدید آں چشمہائے پرخمار
جب اس نے وہ نشیلی آنکھیں دیکھیں

کہ کُند عقل و خرد را بیقرار
جو عقل اور سمجھ کو بے قرار رہنا دیتی ہیں

واں صفائے عارضِ آں دلبراں
ان معشوقوں کے رخسار کی وہ صفائی

کہ بسوزد چوں سپنداں دل براں
کہ جس پر یہ دل کالے دانے کی طرح جلتا ہے

روئے وخال وابرو لب چوں عقیق
چہرہ اور تل اور ابرو اور عقیق جیسے ہونٹ

گویا [3] خور تافت از پردہ رقیق
گویا باریک پردے سے سورج چمک رہا ہے

قد چوں سَروِ خراماں دَر چمن
ایسا قد جیسا کہ چمن میں سرو خراماں

خد ہمچوں یاسمین و نسترن
رخسارہ چنبیلی اور گل سیوتی جیسا

دید اُو آں غنج بر جست اُو سبک
اس نے وہ ناز و ادا دیکھی تو فوراً اچھلا

چوں تجلّی حق از پردہ تنک
جو باریک پردے میں سے اللہ تعالیٰ کی تجلی کی طرح تھی

---

[1] دام۔ مرد انداز شیطان نے کہا ایسا سخت جال دے جس میں بڑے سے بڑا بہادر پھنس جائے۔ خمرو چنگ۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پھنسانے کیلئے شراب اور ستار شیطان کے سامنے رکھا۔ تو اسپر نیم راضی ہو کر مسکرایا۔ سوئے اضلال۔ اس شیطان نے اللہ تعالیٰ کی صفت مضل کو پکارا کہ فتنہ کے سمندر سے گرد اڑا دے۔ نے یکے۔ جبکہ موسیٰ اللہ تعالیٰ کی صفت ہادی کے مظہر اتم تھے۔ اور انہوں نے کمال دکھایا کہ دریائے نیل میں گرد کے پردے آویزاں کر دیئے تو مجھے بھی صفتِ معلل کا مظہر اتم ہونا چاہیے۔

[2] چونکہ۔ اب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے حسن کا فتنہ شیطان کو دکھایا۔ تو وہ چٹکیاں بجانے لگا اور خوشی سے ناچنے لگا کہ اب میرا منشا پورا ہو گیا ہے۔ چوں بدید۔ اس شعر سے چوتھے شعر تک شرط ہے پانچویں شعر میں برجست۔ اس کی جزا ہے۔ یعنی ان عورتوں کی ان چیزوں کو دیکھ کر وہ خوشی سے اچھل پڑا۔ چشمہائے۔ حسین عورتوں کی مست آنکھیں خرد۔ عقل۔ عارضی۔ رخسار۔ سپند۔ کالا دانہ جو نظر بد کے دفع کرنے کیلئے آگ پر ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ چٹختا ہے عقیق عقیق سے پتھر جس سے ہونٹوں کو تشبیہ دی جاتی ہے۔

[3] گویا چہرے کا منظر یہ تھا جیسا کہ باریک پردے سے سورج نظر آئے سرو خراماں سرو کی ایک قسم ہے خد۔ رخسار۔ یاسمین چنبیلی۔ نسترن۔ جوئی غنج۔ ناز و ادا برجست۔ یہ شرط کی جزا ہے یعنی شیطان ان چیزوں کو دیکھ کر اچھل پڑا چوں تجلی۔ سین غنج کی تشبیہ ہے۔

عالمے اِشد ولہ و حیران و دَنگ — زاں کرشمہ وزاں دلال نیک شنگ
ایک جہان سرگشتہ اور حیران اور دنگ ہو گیا — اس کرشمہ اور اس شوخ اچھے ناز سے

تفسیر لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ وَ مَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ

"بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا پھر ہم نے اس کو کمتروں سے کمتر کی طرف لوٹا دیا اور جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں اس کو بناوٹ میں اوندھا کر دیتے ہیں کیا وہ نہیں سمجھتے کی تفسیر

آدم و جن و مَلَک ساجد شدہ — ہمچو آدم باز معزول آمدہ
(حسینوں کے سامنے) آدمی اور جن اور فرشتے سجدہ کرنے والے بنے — پھر وہ حسین آدم کی طرح معزول ہو گیا

گفت آوخ بعدِ ہستی نیستی — گفت جُرمت اینکہ افزوں زیستی
اس (حسین) نے کہا آہ وجود کے بعد فنا — اس نے کہا، تیرا قصور یہ ہے کہ تو زیادہ زندہ رہا

جبرئیلش می کشاند مُوکشاں — کہ بروزیں خُلد وزجوقِ خوشاں
جبرئیل اس (حسین) کو بال پکڑ کر کھینچ رہے ہیں — کہ اس جنت اور حسینوں کے جھرمٹ سے نکل جا

گفت بعدازِ عزایں اذلال چیست — گفت آں داد است واینت داد ریست
اس نے کہا عزت کے بعد یہ ذلیل کرنا کیوں ہے؟ — (جبرئیل نے) کہا وہ عطا تھی اور یہ تیرے لئے انصاف ہے

جبرئیلا سجدہ میکردی بجاں — چوں کنوں میرانیم تو از جناں
اے جبرئیل! تو (دل و) جان سے سجدہ کرتا تھا — تو اب مجھے جنت سے کیوں نکالتا ہے

حُلّہ می پرّد زمن در امتحاں — ہمچو برگ از نخل در فصلِ خزاں
اس آزمائش میں میری پوشاک ختم ہوتی جارہی ہے — جیسا کہ خزاں کے موسم میں کھجور سے پتے

آں رُخے کہ تابِ اُو بُد ماہ وار — شُد بہ پیری ہمچو پُشتِ سُو سمار
وہ رخ جو چمک میں چاند جیسا تھا — بڑھاپے میں وہ گوہ کی پشت کی طرح ہو گیا

واں سَر وآں فرقِ گش شعشع شُدہ — وقتِ پیری ناخوش و اَصلع شُدہ
وہ سر اور وہ حسین مانگ چمکتی ہوئی — بڑھاپے کے وقت بدصورت اور گنجی ہو گئی

واں قدِ رقصان و نازاں چوں سِناں — گشت در پیری دوتا ہمچوں کماں
وہ نیزے جیسا رقص اور ناز کرتا ہوا قد — بڑھاپے میں کمان کی طرح دہرا ہو گیا

برف گشتہ مُوی ہمچوں پرِ زاغ — ز تشنج رُوی گشتہ داغ داغ
کوے کے پروں کی طرح کے بال برف بنگئے — اور جھریوں سے چہرہ داغ داغ ہو گیا

۱ عالمے۔ اب حسینوں کی تمام چیزوں نے دنیا کو دیوانہ بنا رکھا ہے۔ دلال۔ نازو انداز۔ شنگ۔ شوخ آدم حسینوں کے زوال پذیر حسن کی یہ کیفیت ہے کہ اس کے شباب کے وقت تمام مخلوق اس کو سجدہ کرتی ہے اور حسن ڈھل جانے کے بعد اس کی حالت حضرت آدمؑ کی سی ہوتی ہے جو جنت سے محروم کر دیئے گئے تھے۔ گفت۔ وہ حسین آہیں بھرتا ہے کہ ہائے کمال کے بعد زوال۔ جرمت۔ اس کو جواب ملتا ہے کہ زیادہ جینے کی سزا ہے۔ جبرئیلش۔ جس طرح حضرت آدمؑ جنت سے نکلے تھے اسی طرح اس حسین کو جبرئیل حسینوں کے زمرے اور حسن کی دولت سے باہر نکال دیتے ہیں۔

۲ بعدازِ عز۔ وہ حسین جبرئیل سے کہتا ہے کہ اس عزت کے بعد یہ ذلت کیوں ہوئی۔ آں داد است۔ جبرئیل جواب دیتے ہیں وہ حسن محض عطا تھی۔ اب یہ ذلت انصاف کا تقاضا ہے۔ جبرئیلا۔ وہ حسین کہتا ہے کہ اے جبرائیل پہلے تو مجھے سجدے کرتا تھا اب تو حسن کی جنت سے مجھے کیوں نکالتا ہے۔

۳ حُلّہ۔ میں بچپن کے لباس سے ایسا ہی محروم ہوا جارہا ہوں جیسا کہ درخت خزاں میں پتوں سے۔ نخل۔ عام درخت مراد ہے۔ سُوسمار۔ گوہ جس کی کھال کھردری ہوتی ہے۔ فرق۔ سر کی مانگ۔ گش۔ خوش۔ شعشع شدہ چمکیلی۔ اصلع۔ گنجا۔ سنان۔ بھالا معشوق کے قد کو بھالے کی لکڑی سے تشبیہ۔ لیجاتی ہے پرزاغ کوے کے پر بہت کالے ہوتے ہیں۔ تشنج سکڑاؤ۔ جھریاں۔

رنگِ لالہ[1] گشتہ رنگِ زعفراں — زورِ شیرش گشتہ چوں زہرہ زناں
لالہ کا رنگ زعفران بن گیا — اس کی شیر جیسی طاقت عورتوں کے پتے کیطرح ہوگئی

چشم چوں نرگس شدہ پژمردۂ — گرمیِ اعضا شدہ افسردۂ
نرگس جیسی آنکھ مرجھا گئی — اعضا کی گرمی ٹھٹھر گئی

آنکہ مردے در بغل کردے بفن — می بگیرندش بغل وقتِ شدن
جو فن کے ذریعہ بہادر کو بغل میں دبا لیتا تھا — چلنے کے وقت لوگ اس کی بغلیں تھامتے ہیں

ایں خود آثارِ غم و پژمردگیست — ہر یکے زینہا رسولِ مُردگیست
یہ خود غم اور پژمردگی کے آثار ہیں — ان میں سے ہر ایک موت کا پیغامبر ہے

تفسیر اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَھُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ
"مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے نہ ختم ہونیوالا اجر ہے" کی تفسیر

لیک[2] اگر باشد قرینش نورِ حق — نیست از پیری وُرا نقصان وِدق
لیکن اگر اللہ تعالیٰ کا نور اس کا ساتھی ہو — بڑھاپے سے اس کو کوئی نقصان اور پریشانی نہیں ہے

سستیِ اُوہست چوں سستیِ مست — کاندراں سستیش رشکِ رُستم ست
اس کی سستی مست کی سستی ہے — کیونکہ اس کی سستی پر رستم کو رشک ہے

گر بمیرد استخوانش غرقِ ذوق — ذرّہ ذرّہ اش در شعاعِ نورِ شوق
اگر وہ مرجائے تو اس کی ہڈیاں ذوق میں غرق ہیں — اس کا ذرہ ذرہ شوق کے نور کی شعاعوں میں ہے

وانکہ[3] نورش نیست باغِ بے ثمر — کہ خزانش می کند زیر و زبر
جس کو نور حاصل نہیں ہے وہ بے پھل کا باغ ہے — اس کو موسم خزاں تہ و بالا کر دیتا ہے

گُل نماند خارہا ماند سیاہ — زرد و بے مغز آمدہ چوں تلِّ کاہ
پھول ختم ہو جاتے ہیں کانٹے کالے پڑ جاتے ہیں — پیلا اور بغیر پھل کے ہو جاتا ہے جس طرح گھاس کا ڈھیر

تا چہ زلّت کرد ایں باغ اے خدا — کہ ازو ایں حُلّہا گردد جُدا
اے اللہ ! اس باغ سے کیا غلطی ہوئی — کہ اس کا یہ لباس جدا ہو گیا ؟

خویشتن را دید و دیدِ خویشتن — زہرِ قتال است ہیں اے ممتحن
اس نے اپنے آپ کو دیکھا اور خود بینی — اے مصیبت کے مارے ! قاتل زہر ہے

شاہدے کز عشقِ اُو عالم گریست — عالمش می راند از خود جُرم چیست ؟
وہ معشوق جس کے عشق میں دنیا روتی تھی — اس کو دنیا اپنے پاس سے بھگاتی ہے کیا خطا ہے ؟

[1] لالہ۔ سرخ پھول ہے۔ زعفران زعفران کا رنگ زرد ہوتا ہے۔ زہرہ زناں۔ عورت نازک ہوتی ہے۔ گرمی۔ بوڑھاپے میں حرارت عزیزی گھٹ جاتی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص بڑے بڑے پہلوانوں کو بغل میں دبا لیتا تھا۔ اب اس کی یہ حالت ہے کہ لوگ اس کی بغل میں ہاتھ دے کر سہارا نہ دیں تو وہ چل بھی نہیں سکتا ہے۔ اس بڑھاپے کے آثار موت کا پیغام دیتے ہیں۔

[2] لیک۔ جس شخص کو نور حق حاصل ہو گیا ہو بڑھاپا اس کے لئے نقصان دہ نہیں ہے سستی۔ ایسے انسان کے اعضاء کی سستی ایسے انسان کے اعضاء کی سستی مست کی سستی کی طرح ہے جو رستم جیسے پہلوان کے لئے بھی باعث رشک ہے۔ گر بمیرد۔ ایسا انسان مرتا ہے تو اس کی رگ و پے میں خدا سے ملنے کا شوق بھرا ہوا ہوتا ہے۔

[3] وانکہ۔ جو شخص اس نور خداوندی سے محروم ہے اس کی مثال بے پھل کے باغ کی سی ہے۔ جس کو خزاں تہ و بالا کر دیتی ہے۔ گل۔ ایسے باغ کا خزاں میں یہ حال ہوتا ہے کہ پھولوں کی جگہ سیاہ کانٹے لے لیتے ہیں اور ٹیلے کی گھاس کی طرح بے جان ہو جاتا ہے تا چہ۔ اس باغ کا کیا جرم ہے ؟ خویشتن۔ اس باغ میں خود بینی تھی جو بہت بڑا جرم ہے۔ شاہدے۔ جس معشوق کے عشق میں عالم روتا تھا۔ اب وہی عالم اس کو اپنے پاس سے بھگاتا ہے۔ اس کا کیا جرم ہے؟

جرم[1] آنکہ زیورِ عاریہ بست
غلطی یہ ہے کہ اس نے مانگا ہوا زیور پہنا

کرد دعویٰ کایں حُلل ملکِ من ست
دعویٰ یہ کیا کہ یہ میرا لباس ہے

واستانیم آنکہ تا داند یقیں
میں واپس لے لیتا ہوں، تاکہ یقین آجائے

خرمن آنِ ماست خوباں خوشہ چیں
کھلیان ہماری ملکیت ہے حسین اس کے خوشہ چین ہیں

تابداند کآں حُلَل عاریہ بُود
تاکہ وہ جان جائے کہ وہ لباس مانگا ہوا تھا

پرتوے بُود آں زخورشید وجود
وہ وجود کے سورج کا عکس تھا

آں جمال وقدرت وفضل وہُنر
اس حسن اور طاقت اور فضل و ہنر نے

ز افتاب حُسن کرد ایں سو سفر
اس جانب حسن کے سورج سے سفر کیا تھا

بازمی گردند چوں اِستارہا
نورِ آں خورشید ازیں دیوارہا
ستاروں کی طرح واپس ہو جاتے ہیں
ان دیواروں سے سورج کے نور

پرتوِ خورشید شُد تا جایگاہ
ماند ہر دیوار تاریک و سیاہ
سورج کا عکس (اپنی) جگہ چلا گیا
ہر دیوار، کالی اور سیاہ رہ گئی

آنکہ کرد اُو دَر رُخِ خوباں تو رنگ
نورِ خورشید ست از شیشہ سہ رنگ
وہ حسن جس نے معشوقوں کے چہرے پر تجھے حیران کر دیا ہے
وہ سہ رنگے شیشہ سے سورج کا نور ہے

شیشہائے[2] رنگ رنگ آں نور را
می نماید ایں چنیں رنگیں بما
رنگ برنگ کے شیشے اس نور کو
ہمیں ایسا رنگین دکھاتے ہیں

چوں نماند شیشہائے رنگ رنگ
نورِ بیرنگت کُند آں گاہ دنگ
جب رنگ برنگ کے شیشے نہ رہیں گے
اس وقت وہ بے رنگ نور تجھے حیران کر دیگا

خُوی کُن بے شیشہ دیدن نُور را
تاچو شیشہ بشکند نبُود عمیٰ
نور کو بغیر شیشہ کے دیکھنے کی عادت ڈال
تاکہ جب شیشہ ٹوٹ جائے تو اندھا پن نہ ہو

قانعی بادانشِ آموختہ
وز چراغِ غیر چشم افروختہ
تو نے سیکھی ہوئی سمجھ پر اکتفا کر لیا ہے
اور دوسرے کے چراغ سے تو نے آنکھیں روشن کی ہیں

او چراغ[3] خویش بُرباید کہ تا
تو بدانی مُستعیری نے فتیٰ
وہ اپنا چراغ لے جائے گا تاکہ
تو جان لے کہ تو مانگا ہوا لینے والا ہے نہ کہ جوانمرد

گر تو کردی شُکر وسعیِ مجتہد
غم مخور کہ صد چناں بازت دہد
اگر تو نے شکر کیا اور پوری کوشش
تو غم نہ کر وہ اس جیسے سینکڑوں (حسن) پھر دے دیگا

[1] جرم۔ اس کا جرم یہ ہے کہ یہ اس حسن کو اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ واستانیم۔ ہم اس حسن کو اس لئے واپس لے لیتے ہیں تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حسن دراصل ہماری ملکیت ہے اور دنیا کے حسین ہمارے خوشہ چین ہیں۔ تابداند۔ تاکہ وہ حسین یہ سمجھ جائے کہ یہ حسن کا لباس مانگا ہوا اور باری تعالیٰ کی ایک تجلی تھی۔ آں۔ جمال۔ تمام خوبیاں اللہ کی ہیں کائنات اس کا مظہر ہے۔ بازمی۔ گردند۔ یہ تمام خوبیاں کائنات میں عارضی ہیں۔ یہ پھر اپنے مرکز کی طرف واپس ہو جاتی ہیں۔ آنکہ کرد۔ کائنات میں ان کا ظہور ایسا ہی ہے جیسے سہ رنگے آئینہ میں سے سورج کی روشنی نظر آئے۔

[2] شیشہائے۔ جس طرح وہ نور ایک رنگ کا ہے اور مختلف شیشوں میں سے مختلف نظر آتا ہے اسی طرح اس کی صفات ہیں۔ چوں نماند۔ جب وہ مظاہر باقی نہیں رہتے تو صرف بیرنگا نور باقی رہ جاتا ہے خوئے کن۔ انسان کو صفات خداوندی کا بغیر مظاہر کے مشاہدہ کرنا چاہیے۔ تاکہ کائنات کی فنا ہو جانے کے بعد بھی وہ اس نور کا مشاہدہ کر سکے۔ قانعی۔ تو نے مظاہر کے ذریعہ اس کی صفات کے مشاہدہ کی عادت ڈال رکھی ہے۔

[3] او چراغ۔ حضرت حق تعالیٰ اسی صفت حسن کو واپس لے لیتے ہیں تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ یہ حسن تیرے پاس عارضی میسر۔ مانگنے والا گرتو کردی۔ اگر تو اس نعمت کے زوال پر بھی اللہ کا شکر یہ ادا کریگا۔ تو وہ تجھے اس سے سینکڑوں گنا زیادہ حسن عطا کر دیگا۔

ورنکردی[1] شکرا کنوں خوں گری
اگر تو نے شکر ادا نہ کیا تو اب خون (کے آنسو) روئیگا

کہ شد ست آں حُسن از کافر بَری
کیونکہ وہ حسن ایک نا شکرے سے چلا گیا ہے

اُمَّةُ الْکُفْرَان اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ
(اللہ تعالیٰ نے) کافروں کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے

اُمَّةُ الْاِیْمَان اَصْلَحَ بَالَهُمْ
(اور) مومنوں کی جماعت کے اعمال کی اصلاح کر دی ہے

گم شُد از بے شکر خوبی و ہُنر
نا شکرے سے اچھائی اور ہنر اس طرح گم ہوا

کہ دگر ہرگز نہ بیند زاں اثر
کہ وہ دوبارہ کبھی اس کا نشان نہ دیکھے گا

خویشی و بے خویشی و شُکرو دِاد
اپنایت اور غیریت اور شکر اور عطا

رفت ز انساں کہ نیارد شاں بیاد
اسطرح سے گئیں کہ وہ انکو یاد (بھی) نہ کرے گا

اَضَلَّ اَعْمَالَهُمْ اے کافراں
اے کافرو! ان کے اعمال کو رائگاں کر دیا ہے

جُستنِ کام ست از ہر کامراں
جستجو کرنا ہر (دنیا دار) بامراد کا مقصد ہے

جزز اہل[2] شکرو اَصحابِ وفا
سوائے شکر گذاروں اور با وفا لوگوں کے

کہ مر ایشاں راست دولت دَر قفا
کیونکہ دولت ان کے پیچھے ہے

دولتِ رفتہ کجا قوّت دہد
گذری ہوئی دولت کب طاقت دیتی ہے؟

دولت آیندہ خاصیّت دہد
آنیوالی دولت خاصیت دکھاتی ہے

قرض دہ زیں دولت اندر اِقْرِضُوْا
تم قرض دو کے سلسلہ میں تو اس دولت سے قرض دے

تا کہ صَدِ دولت بہ بینی پیش رُو
تاکہ تو (اپنے) سامنے سینکڑوں دولتیں دیکھے

اندکے زیں شَرْب کم کُن بہرِ خویش
اپنے لئے اس پینے میں سے کچھ کم کر دے

تا کہ حوضِ کوثرے یابی بہ پیش
تاکہ تو آئندہ حوض کوثر پا لے

جُرعہ بر خاک وفا آنکس کہ ریخت
جس شخص نے وفا کی زمین پر ای گھونٹ بہایا

کے تواند صیدِ دولت زو گریخت
دولت کا شکار اس سے کہاں بھاگ سکتا ہے؟

خوش گند دل شاں کہ اَصْلَحَ بَالَهُمْ
اللہ تعالیٰ انکا دل خوش کر دیگا کیونکہ انکے دل کی اصلاح کر دی ہے

رَدَّ مِنْ[3] بَعْدِ التَّوٰی اَنْزَالَهُمْ
انکی مہمانی کے کھانے کو ختم ہو جانیکے بعد لوٹا دیا ہے

اے[3] اجل وے تُرکِ غارت سازدہ
اے موت اے دیہات کو لوٹنے والے ترک!

ہر چہ بُردی زیں شکوراں بازدہ
ان شکر گذاروں کا جو کچھ تو نے چھینا ہے واپس دیدے

وادہد ایشاں نہ بپذیر ندہاں
وہ انکو واپس دیگی وہ اس کو ہرگز قبول نہ کرینگے

زانکہ منعم گشتہ انداز زخمتِ جاں
کیونکہ روح کے سامان سے وہ مالدار بنگئے ہیں

[1] ورنکردی۔ اگر حسن کے زوال پر تو کفر شروع کر دیگا تو پھر خون کے آنسو بہاتا رہ عوض شکر گذار کو ملتا ہے کافر کو نہیں ملتا۔ ائمۃ الکفر ان۔ کافروں کے اعمال رائیگاں ہیں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے دل کی اصلاح کر دی ہے۔ گم شُد۔ نا شکرے سے ہنر اور خوبی اس طرح زائل ہوتی ہے کہ پھر اس کا نشان نہیں ملتا ہے۔ خویشی۔ کافر میں سے اوصاف حسنہ اس طرح ندارد ہو جاتے ہیں کہ اس کو یاد بھی نہیں آتے ہیں۔

[2] جزز اہل شکر۔ دولت رفتہ اور دولت آئندہ صرف شکر گذاروں اور وفا داروں کا حصہ ہے۔ قرض دہ۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِقْرِضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا "اللہ تعالیٰ کو قرض حسنہ دو" کے حکم پر عمل کر اللہ تجھے بڑا بدلہ دیگا۔ اشکے۔ انسان اپنی ضروریات کو کم کر کے دوسروں پر خرچ کرتا ہے تب آخرت میں اس کو بدلہ ملتا ہے۔ جرعہ۔ جو کچھ دوسروں پر خرچ کرے گا دولت آخرت اس کے ہاتھ آئیگی۔ خوش کند۔ اللہ تعالیٰ بدلہ دیکر انکو خوش کر دیگا اور جو کچھ انہوں نے خرچ کیا ہے اس کو بڑھا کر واپس کر دیگا۔

[3] اے اجل۔ اللہ تعالیٰ موت کو حکم دیگا کہ ان شکر گذاروں سے تو نے جو چھینا ہے انکو واپس دیدے۔ وادہد۔ موت انکو دنیاوی مال و زندگی دینا چاہیگی۔ وہ اس کو قبول نہ کرینگے کیونکہ اب انکو اخروی روحانی مالداری میسر آگئی ہے۔

صوفیم [1] و خرقہا انداختیم
ہم صوفی ہیں اور ہم نے چیتھڑے اتار دیئے ہیں

باز نستانیم چوں در باختیم
جبکہ ہم نے ان کو ہار دیا ہے ہم دوبارہ نہ لیں گے

ماعوض دیدیم وانگہ چوں عوض
ہم نے بدلہ پا لیا ہے اور پھر بدلہ بھی کیسا ؟

رفت از ما حاجت و حرص و غرض
ہم سے ضرورت اور حرص اور غرض روانہ ہو گئی ہے

زآبِ شور مہلکے بیروں شدیم
ہم مہلک کھاری پانی سے باہر آگئے ہیں

بر رحیق و چشمۂ کوثر زدیم
شراب اور حوض کوثر پر مقیم ہو گئے ہیں

آنچہ کردی اے جہان با دیگراں
اے دنیا ! تو نے جو کچھ دوسروں کیساتھ برتی

بیوفائی و فن و نازِ گراں
بے وفائی اور چالاکی اور بھاری ناز

بر سَرت ریزیم ما بہرِ خدا
ہم خدا کے لئے تیرے سر پر مارتے ہیں

کہ شہیدیم آمدہ اندر غزا
کیونکہ ہم تو جہاد کے شہید ہیں

تا بدانی کہ خدائے پاک را
تاکہ تو جان لے کہ خدائے پاک کے

بندگاں ہستند پُر حملہ و مِرا
حملہ اور جنگ سے پر (بھی) بندے ہیں

سبلت [2] تزویر دنیا بَر کنند
دنیا کی مکاری کی مونچھیں اکھاڑ دیتے ہیں

خیمہ را بَر بارۂ نصرت زنند
مدد (خداوندی) کے قلعہ پر جھنڈا گاڑ دیتے ہیں

ایں شہیداں باز نو غازی شدند
یہ شہید از سر نو غازی بن گئے ہیں

ویں اسیراں باز بر نُصرت زدند
یہ قیدی پھر مدد پر آمادہ ہیں

قفلِ مُشکلہا ز لُطفش حَل شُدہ
اس کی مہربانی سے مشکلوں کا قفل کھل گیا ہے

نفس کافر ناگہاں بسمِل شُدہ
کافر کا نفس اچانک تڑپنے لگا

نا اُمیدی [3] رفتہ اُمید آمدہ
مایوسی ختم ہوئی امید پیدا ہو گئی

گشت مسجد ناگہاں ایں بتکدہ
یہ بت خانہ اچانک مسجد بن گیا

سَر برآوردند بازاز نیستی
وہ عدم سے پھر موجود ہو گئے

کہ بہ بیں مارا کہ اکمہ نیستی
ہمیں دیکھ لے تو اندھا تو نہیں ہے

تابدانی دَر عدم خورشید ہاست
تاکہ تو سمجھ لے کہ عدم میں بہت سے سورج ہیں

وانچہ اینجا آفتاب آنجا سُہاست
جو یہاں سورج ہے وہاں کا ستارہ ہے

[1] صوفیم۔ وہ کہیں گے ہم صوفی ہیں ہم گدڑی لٹا چکے ہیں اب اس کو واپس نہ لیں گے۔ ماعوض۔ اب اللہ تعالیٰ نے ہمیں وہ بدلہ عنایت کر دیا ہے جس کے بعد ہمیں دنیا کی حرص و حاجت نہیں رہی ہے۔ زآب شور۔ دنیاوی چیزیں بمنزلہ شور پانی کے ہیں اور آخرت کی نعمتیں چشمہ کوثر ہیں۔ آنچہ کردی۔ یہ انسان دنیا کو کہہ دیتا ہے کہ ہم شہیدانِ راہ خدا میں سے ہیں تیری جملہ عنایتوں کو تیرے منہ پر مارتے ہیں۔ تا بدانی۔ تاکہ یہ دنیا یہ سمجھ لے کہ خدا کے وہ بندے بھی ہیں جو دنیا کو پر کاہ سمجھتے ہیں۔

[2] سبلت۔ یہ مردان خدا دنیا کی مونچھیں اکھاڑ پھینکتے ہیں اور اللہ کی مدد کے قلعہ پر جھنڈا لہرا دیتے ہیں۔ ایں شہیداں۔ جو لوگ فنا کے بعد بقا کا درجہ حاصل کر لیتے ہیں وہ از سر نو زندہ ہو جاتے ہیں قفلِ مشکلہا۔ ان کی جملہ مشکلات فضل خداوندی سے حل جاتی ہیں اور ان کا کافر نفس بسمل ہو جاتا ہے۔

[3] نا امیدی۔ فنا سے جو نا امیدی پیدا ہوئی تھی وہ سب امید سے بدل گئی ان کے لئے یہ دنیا پاک جگہ ہو گئی۔ سر برآوردند۔ فنا کے بعد پھر ان کو ابدی زندگی نصیب ہو گئی۔ آنکہ۔ مادر زاد اندھا۔ تابدانی۔ عالم غیب میں ایسے سورج ہیں کہ دنیا کا سورج ان کے مقابلہ میں ستارہ ہے۔

دَر عدم[1] ہستی برادر چوں بُوَد
اے بھائی! عدم میں وجود کس طرح ہوتا ہے؟

ضداند رضد چوں مکنوں بُوَد
ضد، ضد میں کیسے پوشیدہ ہوتی ہے؟

یُخرِجُ الحَیَّ مِنَ المَیِّت بداں
سمجھ لے، وہ مردے سے زندہ پیدا کر دیتا ہے

کہ عدم آمد اُمید عابداں
عدم میں عبادت گذاروں کی امید ہے

مَردِ کارندہ کہ اَنبارش تہی ست
وہ کاشتکار جس کا کھلیان خالی ہے

شادوخوش نے بر اُمید نیستی ست؟
کیا وہ عدم کی امید پر خوش و خرم نہیں ہے؟

کہ بروید آں ز سُوئے نیستی
کہ وہ عدم میں سے اُگ آئے گی

فہم کُن گر واقفِ معنیستی
سمجھ لے، اگر تو حقیقت کا جان کار ہے

دمبدم[2] از نیستی تو مُنتظر
تو ہر وقت عدم کا منتظر رہ

کہ بیابی فہم و ذوق آرام و بر
تاکہ تو آرام و نیکی کا ذوق اور فہم حاصل کر لے

نیست دستوری گشاد ایں راز را
اس راز کو کھولنے کی اجازت نہیں

وَرنہ بغدادے کُنم انجاز را
ورنہ میں انجاز کو بغداد بنا دیتا

پس خزانہ صنعِ حق باشد عدم
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کا خزانہ عدم ہے؟

کہ برآرد زُو عطاہا دَمبدم
کیونکہ وہ اس سے پے در پے عطا برآمد کرتا ہے

مُبدِع[3] آمد حق ومُبدِع آن بُوَد
اللہ تعالیٰ ایجاد کرنیوالے اور ایجاد کرنیوالا وہ ہوتا ہے

کہ برآرد فرع بے اصل وسَند
جو بغیر جڑ اور اصل کے شاخ پیدا کر دے

مثالِ عالمِ ہست نیست نما و عالمِ نیست ہست نمائے

موجود عالم جو بظاہر معدوم ہے اور معدوم عالم جو بظاہر موجود ہے کی مثال

نیست را نمود ہست آں محتشم
اس عزت وجلال والے نے معدوم کو موجود دکھایا ہے

ہست را بنمود بر شکلِ عدم
موجود کو معدوم کی شکل میں پیدا کیا ہے

بحر را پوشید و کف کرد آشکار
سمندر کو پوشیدہ کر دیا ہے جھاگ کو رونما کر دیا ہے

باد را پوشیدو بنمودت غُبار
ہوا کو چھپا دیا ہے، غبار کو ظاہر کر دیا ہے

[1] دَر عدم۔ نیستی میں ہستی مضمر کیسے ہو سکتی ہے؟ ضد۔ نیستی اور ہستی دو متضاد چیزیں ہیں ایک دوسرے میں چھپی ہوئی کیسے ہو سکتی ہے؟ مکنون۔ پوشیدہ۔ یُخرِجُ سوال کا جواب ہے یہ ایسے ہی ممکن ہے جیسا کہ نطفہ سے زندہ بچہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ عدم۔ تمام عابدوں کی امیدیں غیب اور عدم سے وابستہ ہیں۔ مرد کارندہ کاشتکار جس نے بیج خرچ کر کے اپنی کوٹھی خالی کر لی وہ اسی پیداوار پر خوش ہے جو..... فی الحال معدوم ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آجائے گی۔

[2] دمبدم۔ لہٰذا انسان کو چاہیے کہ جو کچھ اس کے لئے پردہ غیب میں ہے وہ اس کا منتظر رہے تاکہ وہ سمجھ لے کہ نیکی سے لامحالہ آرام میسر آئے گا۔ نیست۔ پردہ غیب کی چیزوں کو ظاہر کرنے کی اجازت نہیں ورنہ میں موجود پرستوں کو غیب یعنی آخرت پرست بنا دیتا۔ بغداد۔ یعنی پردہ غیب کی نعمتوں کو ماننے والوں کا شہر۔ انجار ترکستان کا ایک شہر تھا جس کا بادشاہ اور لوگ آتش پرست تھے۔ پس خزانہ حضرت حق تعالیٰ کی کارگاہ عدم ہے جس سے وہ عطایا عنایت کرتا رہتا ہے۔

[3] مُبدِع۔ مبدع۔ ایجاد کرنے والا یعنی معدوم کو موجود بنانیوالا مثال۔ دنیا در حقیقت غیر موجود ہے اور موجود نظر آتی ہے۔ اور آخرت حقیقتاً موجود ہے لیکن معدوم نظر آتی ہے مولانا نے اس بات کو چند مثالوں سے سمجھایا ہے۔ مُحتشم۔ معزز نیست یعنی عالم شہود ہست یعنی عالم غیب۔ بحر۔ اس شعر میں دو مثالیں ہیں سمندر اور ہوا جو حقیقتاً موجود ہیں ان کو جھاگ اور غبار سے پوشیدہ کر دیا جو غیر واقعی چیزیں ہیں تو جو معدوم ہے وہ نظر آرہا ہے اور جو موجود ہے وہ مخفی ہے۔

www.ahlehaq.org

چوں [1] منارہ خاک پیچاں در ہوا
ہوا میں چکراتی ہوئی خاک منارہ کی طرح ہے

خاک از خود چوں برآید بر علا
خاک بلندی پر خود کیسے چڑھ جاتی ہے ؟

خاکِ را بینی ببالا اے علیل
اے بیمار ! تو خاک کو اوپر دیکھتا ہے

بادرانہ جُز بتعریف و دلیل
ہوا کو بتانے اور دلیل کے سوا نہیں دیکھتا ہے

کف ہمی بینی روانہ ہر طرف
تو جھاگ کو ہر طرف جاری دیکھتا ہے

کف بے دریا ندارد منصرف
بغیر دریا کے جھاگ نہیں چل سکتا ہے

کف بحس بینی و دریا از دلیل
تو جھاگ کو حواس سے دیکھ لیتا ہے اور دریا کو دلیل سے سمجھتا ہے

فکر پنہاں آشکارا قال و قیل
خیال پوشیدہ ہے اور گفتگو واضح ہے

نفی [2] را اثبات می پنداشتیم
ہم نے معدوم کو موجود سمجھ لیا

دیدۂ معدوم بینی داشتیم
ہم معدوم کو دیکھنے والی آنکھ رکھتے ہیں

دیدہ کاندر وے نعاسے شُد پدید
وہ آنکھ جس کو نیند آرہی ہو

کے تواند جُز خیال و نیست دید؟
وہ خیال اور معدوم کے سوا کیا دیکھ سکتی ہے ؟

لا جرم سَر گشتہ گشتیم از ضلال
لا محالہ ہم گمراہی سے حیران ہو گئے ہیں

چوں حقیقت شُد نہاں پیدا خیال
چونکہ حقیقت چھپ گئی ہے اور خیال واضح ہے

ایں عدم را چوں نشاند اندر نظر
اس معدوم کو نظر میں کیسے جما دیا ؟

چوں نہاں کرد آں حقیقت از بصر
اس حقیقت کو نظر سے کیسے چھپا دیا ؟

آفریں [3] اے اُستاد سحر باف
اے جادو کرنے والے استاد ! آفریں ہے

کہ نمودی مُعرضاں را در دصاف
تو نے منہ موڑنے والوں کو تلچھٹ دکھائی

ساحراں مہتاب پیمایند زود
جادو گر فوراً چاندنی ناپ دیتے ہیں

پیشِ باز رگان وز رگیر ندود سُود
سوداگر کے سامنے اور سونا اور نفع حاصل کر لیتے ہیں

سیم بُر بایند زیں گوں پیچ پیچ
اس پیچ در پیچ معاملہ سے چاندی اڑا لیتے ہیں

سیم از کف رفتۂ و کر پاس ہیچ
چاندی ہاتھ سے گئی اور کپڑا کچھ نہیں

ایں جہاں جادوست ما آں تاجریم
یہ دنیا جادو ہے ہم وہ سوداگر ہیں

کہ ازو مہتاب پیمودہ خریم
کہ اس کی ناپی ہوئی چاندنی خریدتے ہیں

[1] چوں منارہ۔ گرد کا بگولا اٹھتا ہے خاک نظر آتی ہے اور ہوا نظر نہیں آتی۔ باد ہوا نظر نہیں آتی اس کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ خاک میں از خود اڑنے کی طاقت نہیں ہے۔
کف۔ سطح آب پر جھاگ بہہ رہے ہیں۔ جھاگ نظر آتے ہیں پانی کا وجود اس لئے سمجھ میں آجاتا ہے کہ جھاگ از خود نہیں بہہ سکتے۔ فکر پنہاں۔ انسان کے افکار پوشیدہ ہیں۔ اور اس کی گفتگو جس کا وجود افکار کے وجود کا پرتو ہے وہ ظاہر ہے یہی حال شؤنات اور وجود مطلق کا ہے اور وجود مطلق جو کہ حقیقت ہے وہ بظاہر غیر موجود ہے اور شؤنات جو کہ حقیقتاً غیر موجود ہیں وہ موجود نظر آتی ہیں۔

[2] نفی را۔ ہم نے معدوم کو موجود اور موجود کو معدوم سمجھ رکھا ہے۔ یہ ہماری آنکھ کا قصور ہے کہ وہ غیر موجود کو موجود دکھا رہی ہے۔ دیدہ جس آنکھ میں نیند ہو وہ محض خیالی اور غیر واقعی چیزوں کو موجود دکھا دیتی ہے۔ پیدا خیال۔ یعنی غیر واقعی چیز نظر آرہی ہے۔ ایں عدم۔ عالم شہود جو کہ معدوم ہے وہ نظر آتا ہے آں حقیقت۔ عالم غیب نگاہوں سے پوشیدہ ہو گیا ہے۔

[3] آفریں۔ یہ حضرت حق تعالیٰ کی سحر آفرینی ہے کہ منکر غیر حقیقی چیز کو حقیقی سمجھنے لگتے ہیں۔ درد۔ تلچھٹ۔ ساحراں۔ دنیا میں بھی ایسے جادو گر ہیں جو چاندی کو کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ کرپاس۔ سوتی کپڑا۔ ایں جہاں۔ دنیا کے بارے میں ہماری بھی یہی حالت ہے کہ ہم چاندنی کا کپڑا سمجھ رہے ہیں۔

گز کند کرپاس پانصد گز شتاب
وہ جلدی سے پانچسو گز کپڑا ناپ دے

ساحرانہ او نورِ ماہتاب
جادو گری کے ذریعہ چاند کی چاندنی سے

چوں[1] ایستد اُو سیم عمرت اے رہی
اے غلام! جب اس نے تیری عمر کی چاندی لے لی

سیم شُد کرپاس نے کیسہ تہی
چاندی گئی، کپڑا ندارد تھیلی خالی ہو گئی

قُلْ اَعُوْذ خواند باید کائے احد
تجھے قل اعوذ پڑھنی چاہیے کہ اے خدا!

ہیں زنفّاثات افغاں وز عُقَد
جادو گرنیوں اور گرہوں سے فریاد ہے

میدمند اندر گرہ آں ساحرات
وہ جادو گرنیاں گرہ میں پھونک مارتی ہیں

اَلْغَیاث اے مُستغاث از بردومات
اے فریاد رس! اس شطرنجی چال سے فریاد ہے

لیک برخواں از زبانِ فعل نیز
لیکن عمل کی زبان سے بھی پڑھ

کہ زبانِ قول سُست ستاے عزیز
اے پیارے! کیونکہ قول کی زبان کمزور ہے

دَر[2] زمانہ مر ترا ہمرہ سہ اند
دنیا میں تیرے تین ساتھی ہیں

آں یکے وافی وآں دو غدر مند
ایک وفا دار اور دو حیلہ جو ہیں

آں یکے یاران ودیگر رخت و مال
ایک دوست ہیں اور دوسرا مال و اسباب ہیں

واں سوم وافی ست آں حُسن الفعال
تیسرا وفا دار نیک عمل ہے

مال ناید با تو بیروں از قصور
مال تو محلوں سے باہر ہی نہ نکلے گا

یار آید لیک تا بالینِ گور
دوست آئے گا لیکن قبر کے سرہانے تک

چوں[3] تُرا روزِ اجل آید بہ پیش
جب تجھے موت کا دن در پیش ہو گا

یار گوید از زبانِ حالِ خویش
دوست اپنی زبان حال سے کہے گا

تا بدیں جا بیش ہمرہ نیستم
اس جگہ سے آگے کا ساتھی نہیں ہوں

بر سر گورت زمانے بیستم
تھوڑی دیر تیری قبر پر ٹھہرتا ہوں

فعلِ تو وافی ست زاں کُن ملتحَد
تیرا عمل وفا دار ہے، اس میں اپنی پناہ گاہ بنا لے

کاندر آید با تو دَر قعرِ لحَد
کیونکہ تیرے ساتھ قبر کی گہرائی میں آئے گا

در تفسیر قولہ علیہ السلام لَا بُدَّ مِنْ قَرِیْنٍ یُّدْفَنُ مَعَکَ وَھُوَ حَیٌّ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر کہ ایک ساتھی ضروری ہے جو میرے ساتھ زندہ

وَتُدْفَنُ مَعَہٗ وَاَنْتَ مَیِّتٌ وَاِنْ کَانَ کَرِیْمًا اَکْرَمَکَ

دفن ہو گا اور تو مردہ اس کے ساتھ دفن ہو گا تو اگر وہ شریف ہے تو تیری عزت کریگا اور اگر

[1] چوں شد۔ دنیا دار کی عمر اسی دھوکے میں برباد ہو جاتی ہے۔ عمر ختم ہو جاتی ہے اور وہ کچھ حاصل نہیں کر پاتا ہے قل اعوذ۔ آنحضور پر یہ سورت جادو کے ازالہ کے لئے نازل ہوئی تھی نفاثات۔ وہ جادو گرنیاں جو گرہیں باندھ کر ان پر جادو پڑھ کر دم کرتی ہیں۔ لیک یہ اعوذ صرف زبانی نہ ہو بلکہ عمل بھی ہو۔

[2] در زمانہ۔ دنیا میں انسان کے تین ساتھی ہیں دوست مال نیک عمل ان میں سے دو مرتے وقت ساتھ چھوڑ دینگے نیک عمل وفاداری کریگا اور ساتھ دے گا۔ قصور قصر کی جمع ہے محل بالیں سرہانا۔

[3] چون ترا۔ موت کے وقت دوست محض قبر تک ساتھ دیتے ہیں اور واپس ہو جاتے ہیں فعل انسان کے اعمال اس کا قبر میں بھی ساتھ دیتے ہیں۔ ملتحد۔ جائے پناہ۔ قرین۔ ساتھی۔

وَاِنْ كَانَ لَئِيْمًا اَسْلَمَكَ وَذٰلِكَ الْقَرِيْنُ عَمَلُكَ فَاَصْلِحْهُ مَا اسْتَطَعْتَ

کمینہ ہے تو تجھے چھوڑ بھاگے گا اور یہ ساتھی تیرا عمل ہے پس جس قدر ممکن ہو تو اس کی اصلاح کر لے

پس پیمبر گفت بہر ایں طریق
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے اس راستہ کے لئے

با وفا تر از عمل نبود رفیق
کوئی ساتھی عمل سے زیادہ با وفا نہیں ہے

گر بود نیکو ابد یارت شود
اگر وہ نیک ہو گا ، ابدتک تیرا دوست ہو گا

ور بود بد در لحد مارت شود
اگر بد ہو گا تیرے لئے قبر میں سانپ ہو گا

ایں عمل ویں کسب در راہِ سداد
یہ عمل اور یہ کمائی ، سچائی کے راستہ میں

کے تواں کرد اے پدرے بے اوستاد
اے بابا ! بغیر استاد کے کب کی جا سکتی ہے ؟

دُوں تریں کسبے کہ در عالم رَوَد
کم درجہ کا پیشہ جو دنیا میں چالو ہے

ہیچ بے ارشادِ استادے بُوَد ؟
کبھی استاد کی راہنمائی کے بغیر ہوا ہے

اوّلش ۲ علم ست و انگاہے عمل
اس پیشہ کی ابتداء جاننا پھر عمل کرنا ہے

تا دہد بر بعدِ مُہلت تا اجل
تاکہ تھوڑی دیر بعد موت تک پھل دے

اِسْتَعِيْنُوْا فِي الْحِرَفْ يَا ذَا النُّهٰى
اے عقلمند ! پیشوں میں مدد حاصل کرو

مِنْ كَرِيْمٍ صَالِحٍ مِّنْ اَهْلِهَا
کسی شریف نیک سے جو ان کا اہل ہو

اُطْلُبِ الدُّرَّ اَخِيْ وَسْطَ الصَّدَفْ
اے بھائی ! موتی سیپ کے اندر تلاش کر

وَاطْلُبِ الْفَنَّ مِنْ اَرْبَابِ الْحِرَفْ
اور فن کو پیشہ وروں سے طلب کر

اِنْ رَاَيْتُمْ نَا صِحِيْنَ اَنْصِتُوْا
اگر تم نصیحت کرنیوالوں کو دیکھو خاموشی سے سنو

بَادِرُوْا التَّعْلِيْمَ لَا تَسْتَنْكِفُوْا
تعلیم کی طرف بڑھو ، تکبر نہ کرو

دَرد باغی گر خَلَق پوشید مرد
اگر دباغی میں انسان نے پھٹا پرانا پہنا

خواجگیِ خواجہ را آں کم نہ کرد
اس نے شریف کی شرافت کو نہ گھٹایا

وقتِ ۳ دم آہنگر ار پوشید دَلَق
اگر (بھٹی) پھونکنے کے وقت لوہار نے گدڑی پہن لی

احتشامِ اُو نشد کم پیشِ خَلق
تو لوگوں کے سامنے اس کی عزت نہیں گھٹی

پس لباسِ کبر نخیروں کن زتن
تو تکبر کا لباس جسم سے اتار دے

مَلبَسِ ذُل پوش در آموختن
سیکھنے میں ذلت کا لباس پہن لے

علم آموزی طریقش قولی ست
تو علم سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ زبانی ہے

حرف آموزی طریقش فعلی ست
دستکاری سیکھتا ہے تو اس کا طریقہ عملی ہے

۱ باوفا۔ انسان کے نیک اعمال سے زیادہ بہتر کوئی سفر کا ساتھی نہیں ہے۔ گر بود۔ نیک عمل انسان کا یار بنے گا اور بد عمل اس کے لئے سانپ اور بچھو بنے گا۔ ایں عمل۔ یہ عمل اور ہنر بغیر استاد کے حاصل نہیں ہوتا ہے لہٰذا کسی کو شیخ بنا لے۔ ارشاد راہنمائی۔

۲ اولش۔ ہر چیز کا پہلے علم حاصل کیا جاتا ہے۔ پھر اس پر عمل کیا جاتا ہے۔ حرف۔ حرفہ کی جمع ہے پیشہ ذا النُّهٰی ۔ عقلمند۔ صدف سیپی۔ دردِ باغی۔ انسان کی ظاہری حیثیت اس کے باطنی جوہر کو کم نہیں کرتی ہے۔ خلق۔ پرانا کپڑا۔

۳ وقتِ دم۔ پھونکنے کے وقت ۔ آہنگر۔ لوہار۔ دلق۔ گدڑی۔ پس۔ جبکہ لباس پر برائی کا مدار نہیں ہے تو تعلیم حاصل کرنے میں ذلت اور مسکنت کا لباس اختیار کرنا چاہیے۔ علم علم کتابی زبانی سکھایا جاتا ہے ہنر عملی طور پر سکھایا جاتا ہے۔

فقر اخواہی آں بصحبت قائم ست — نے زبانت کارمی آید نہ دست

فقر چاہتا ہے وہ صحبت سے متعلق ہے — نہ تیری زبان کام آتی ہے نہ ہاتھ

دانش انوارست درجانِ رجال — نے زراہِ دفتر ونے قیل وقال

انوار کا علم سلوک اولیاء لوگوں کے دل میں ہے — وہ حاصل نہیں ہوتا ہے نہ کتاب کے راستہ سے نہ گفتگو سے

دانشِ آنراستاند جاں زجاں — نے زراہِ دفتر ونے از زباں

اس کا علم روح، روح سے حاصل کرتی ہے — نہ کتاب کے راستہ سے اور نہ زبان سے

دردلِ سالک اگر ہست آں رموز — رمزدانی نیست سالک را ہنوز

اگر سالک کے دل میں وہ رموز بھی ہیں — لیکن سالک کو ابھی ان کی سمجھ نہیں ہے

تادلش ۲ راشرح آں سازد ضیا — پس اَلَمْ نَشْرَحْ بفرماید خدا

جب تک کہ اس کے دل کیلئے نور اس کی تشریح نہ کردے — پھر خدا فرماتا ہے، کیا ہم نے تیرا سینہ نہیں کھولدیا؟

کہ درونِ سینہ شرحت دادہ ایم — شرح اندر سینہ ات بنہادہ ایم

یعنی ہم نے تیرے سینہ میں اس کی شرح عنایت کردی ہے — ہم نے تیرے سینہ میں شرح رکھ دی ہے

تو ہنوز ۳ از خارج آں را طالبی — محلبی از دیگراں چوں حالبی

تو ابھی تک باہر سے اس کا طالب ہے — تو (خود) دودھ کی جگہ ہے تو دوسروں سے دودھ کیوں دوہتا ہے؟

چشمۂ شیرست در تو بے کنار — تو چرامی شیر جوئی از تغار

تیرے اندر دودھ کا لا محدود چشمہ ہے — تو گڑھے سے دودھ کا جویا کیوں ہے ؟

منفذے داری بہ بحر اے آبگیر — ننگ دار از آب جستن از غدیر

اے پانی حاصل کرنیوالے! تیرا سمندر تک راستہ ہے — حوض سے پانی لینے میں شرم کر

کہ اَلَمْ نَشْرَحْ نہ شرحت مست باز — چوں شدی تو شرح جوی وگدیہ ساز

کیا "ہم نے نہیں کھولا" تیری شرح نہیں ہے پھر — تو شرح کا طالب اور بھکاری کیوں بنا ہے؟

در نگر در شرحِ دل در اندروں — تانہ یابد طعنہ لَا یُبْصِرُوْنَ

دل کی شرح کو باطن میں دیکھ لے — تاکہ "وہ نہیں دیکھتے ہیں" کا طعنہ نہ دیا جائے

تفسیر قولہ عَزَّوَجَلَّ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ

اللہ تعالیٰ کے قول "اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں بھی تم ہو" کی تفسیر

۱ فقر۔ فقر محض شیخ کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے نہ زبان سے نہ عمل سے..... دانش انوار۔ انوار الٰہی کا علم وہ اولیاء کے دلوں میں ہے وہ دل دل سے حاصل کرسکتا ہے زبان اور کتاب سے حاصل نہیں کرسکتا۔ ۲ دل۔ سالک کے دل میں اگر کچھ اشارے بھی ہیں تو وہ ان اشاروں کے سمجھنے سے بھی محروم ہے۔

۲ تادلش۔ جب سالک کے لئے نورِ خداوندی ان ..... اشاروں کی تشریح کردیتا ہے تو اللہ کی جانب سے اَلَمْ نَشْرَحْ والی بشارت ملتی ہے اَلَمْ نَشْرَحْ۔ قرآن میں آنحضورؐ کے لئے فرمایا گیا ہے کیا ہم نے تمہارا شرح صدر نہیں کردیا۔ یعنی ہم نے وہ نور عنایت کردیا ہے جس سے تم رموز اور اشاروں کو سمجھ سکتے ہو۔ کہ الم نشرح میں آنحضورؐ سے فرمایا گیا ہے کہ ہم نے تمہارے سینہ میں وہ استعداد کردی ہے۔

۳ تو ہنوز۔ ایک عام انسان یہ سمجھتا ہے کہ علوم واسرار کہیں باہر سے حاصل کئے جاتے ہیں یہ غلط ہے وہ علوم خود انسان کے دل اور روح میں موجود ہیں۔ محلب۔ دودھ کی جگہ۔ حالب۔ دودھ دوہنے والا۔ تغار۔ گڑھا۔ غدیر۔ حوض۔ کہاں لَمْ نَشْرَحْ خطاب اگرچہ آنحضورؐ کو ہے لیکن ہر طالب حق اس میں داخل ہے۔ دل۔ انسان کا دل ایک جامع حقیقت ہے اس میں ذات وصفات باری تعالیٰ کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اگر اس میں مشاہدہ نہیں کرتا ہے تو ایسے شخص پر لَا یُبْصِرُوْنَ وہ نہیں دیکھتے ہیں کا طعنہ لگیگا جو کفار کے بارے میں ہے۔

شک [۱] سبد پُر ناں تُرا بر فرقِ سر
روٹیوں کی ایک بھری ٹوکری تیرے سر کی مانگ پر ہے

تو ہمی خواہی لبِ ناں در بدر
تو روٹی کا ٹکڑا در بدر مانگتا ہے

در سرِ خود پیچ و ہل خیرہ سری
اپنے سر میں لگ اور بیہودہ پن چھوڑ

رَو درِ دل زن چرا بر ہر دری
جا دل کا دروازہ کھٹکھٹا ہر دروازہ پر کیوں بجاتا ہے

تا بزا نوئی میانِ آبِ جُو
تو ران تک نہر کے پانی میں ہے

غافل از خود زیں و آں تو آبجُو
تو خود سے غافل ہے اس اور اس سے پانی کا جویاں ہے

بر سرت نانست پایت اندر آب
تیرے سر پر روٹی ہے اور تیرا پاؤں پانی میں ہے

وز عطش وز جوع کشتستی خراب
اور تو پیاس اور بھوک سے تباہ ہے

پیش آب و پس ہم آبِ با مدد
آگے بھی جاری پانی ہے اور پیچھے بھی

چشمہا را پیش سدّ و خلف سَد
چشموں کے آگے بھی دیوار ہے اور پیچھے بھی دیوار ہے

اسپ [۲] زیر راں وفارس اسپ جُو
گھوڑا ران کے نیچے ہے اور سوار گھوڑے کا جویاں ہے

چیست ایں گفت اسپ ولیکن اسپ کُو
یہ کیا ہے؟ گھوڑا ہے لیکن گھوڑا کہاں ہے؟

ہیں نہ اسپ ست ایں بزیر تو پدید
ہاں میں، تیرے نیچے کھلا ہوا یہ گھوڑا ہے

گفت آرے لیک اسپ خود کہ دید
وہ کہتا ہے ہاں لیکن اپنا گھوڑا کس نے دیکھا ہے؟

مَستِ آن و پیش رُوئے اُوست آں
وہ اسپر عاشق ہے اور وہ اس کے منہ کے سامنے ہے

اندر آب و بیخبر زآبِ رواں
وہ پانی میں ہے اور جاری پانی سے بے خبر ہے

مَستِ چیز و پیش رُوئے اُوست چیز
وہ ایک چیز پر عاشق ہے اور چیز اس کے منہ کے سامنے ہے

بیخبر زاں چیز و شرحِ خویش نیز
وہ اس چیز اور اپنی تفصیل سے بھی بے خبر ہے

چون [۳] گوہر در بحر گوید بحر کُو
جیسا کہ موتی سمندر میں کہے سمندر کہاں ہے؟

واں خیالِ چوں صدف دیوار اُو
وہ خیال سیپ کی طرح اس کی دیوار ہے

گفتنِ آں کُو حجابش میشود
اس کا کہنا وہ کہاں ہے؟ اس کا پردہ بنتا ہے

ابر تابِ آفتابش میشود
اور سورج کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے

بندِ چشمِ اُوست ہم چشمِ بَدش
اس کی بری آنکھ بھی اس کی آنکھ کا پردہ ہے

عینِ رفع سدِّ اُو گشتہ سدش
بعینہ دیوار کا ہٹانا اس کے لئے دیوار بنگیا

---

[۱] ایک سبد۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ذات حق ہر انسان کے ساتھ ہے لیکن آڑ حائل ہے تو اب بس اس کے مشاہدہ کی طلب ہونی چاہیے سبد۔ ٹوکری۔ در۔ دل میں مشاہدہ کی کوشش کر در بدر اس کو ڈھونڈتا نہ پھر۔ تا برانو۔ حضرت حق کو باہر تلاش کرنے والے کی ایک مثال تو یہ تھی کہ روٹیوں کا طبق سر پر ہو اور وہ در بدر روٹی مانگتا پھرے دوسری مثال یہ ہے کہ انسان خود پانی میں کھڑا ہو اور دوسروں سے پانی مانگے۔

[۲] اسپ۔ تیسری مثال یہ ہے کہ انسان گھوڑے پر سوار ہو اور اسی گھوڑے کو تلاش کرے لوگ اس سے پوچھیں کہ تو کس چیز پر سوار ہے تو اس کو کہنا پڑے کہ گھوڑے پر لیکن پھر بھی گھوڑے کو تلاش کرے۔ ہیں۔ اس گھوڑے سوار سے لوگ کہتے ہیں کہ گھوڑا تو تیرے نیچے موجود ہے وہ کہتا ہے ہاں لیکن مجھے گھوڑا نظر نہیں آرہا ہے۔ مست۔ وہ گھوڑے کی تلاش میں مدہوش بنا ہوا ہے۔ اور گھوڑا اس کے سامنے موجود ہے اس کی مثال تو یہی ہے کہ انسان جاری پانی میں کھڑا ہو اور اس سے بیخبر بھی ہو۔

[۳] چوں گوہر۔ چوتھی مثال یہ ہے کہ موتی سمندر میں ہو اور پھر سمندر کو تلاش کرے جس طرح موتی کیلئے سیپ سمندر کو دیکھنے سے مانع ہے اسی طرح انسان کے اوہام اور خیالات مانع بنتے ہیں۔ گفتنِ او مطلوب کے قریب ہوتے ہوئے اس کا مطلوب کو پوچھنا اس مطلوب کا پردہ اور اس مطلوب کے آفتاب کی چمک اس کیلئے ابر بنجاتی ہے۔ بند چشم اس کی غلط نظر خود اس کی آنکھ کا پردہ ہے آنکھ کہ آڑ کو ہٹانے والی چیز تھی وہ خود آڑ بن گئی۔

بندِ گوشِ اُو شدہ ہم گوشِ اُو
اس کا کان بھی اس کے کان کی رکاوٹ ہو گیا

ہوش با حق دار اے مدہوشِ اُو
اللہ کا ہوش کر ، اے اس کے دیوانے !

ہوش رانو زیع کر دی بر جہات
تو نے ہوش کو (مختلف) جانبوں میں تقسیم کر دیا ہے

می نیرزد ترہ آن ترہات
وہ فضول (خیالات) ساگ کی قیمت کے نہیں ہیں

در تفسیر قول نبی علیہ السلام مَنْ جَعَلَ الْهُمُوْمَ [۲] هَمًّا وَّاحِدًا كَفَاهُ اللّٰهُ سَائِرَ

آنحضورؐ کے اس قول کی تفسیر کہ جس ... غموں کو ایک غم بنا لیا اللہ تعالیٰ اس کے سارے غموں کیلئے

هُمُوْمِهٖ وَمَنْ تَفَرَّقَتْ بِهِ الْهُمُوْمُ لَا يُبَالِي اللّٰهُ فِيْ اَيِّ وَادٍ مِّنْهَا هَلَكَ

کافی ہو گیا اور جس کے متفرق غم ہیں تو اللہ اس سے بے نیاز ہے کہ وہ کونسی وادی میں تباہ ہوا

آبِ ہُش رامی گشد ہر بیخ و خار
ہر جڑ اور کانٹا ہوش کے پانی کو چوس رہا ہے

آبِ ہوشت چوں رسد سُوئے شمار
پھلوں تک تیرے ہوش کا پانی کیسے پہنچے ؟

آبہارا میکشد آں خس گیاہ
پانی کو معمولی گھاس پی رہی ہے

آبِ ہوشت چوں رسد سُوئے آلہ
تیرے ہوش کا پانی خدا تک کیسے پہنچے ؟

ہیں بزن آں شاخ بد را خو کُنش
خبردار! اس بری شاخ کو کاٹ دے اور اس کو دور کر دے

آب دہ ایں شاخ خوش را نو کُنش
اس اچھی شاخ کو پانی دے ، اس کو تازہ کر

ہر دو [۳] سبز ند ایں زماں آخر نگر
اب دونوں سبز ہیں ، انجام کو دیکھ

کیں شود باطل ازاں روید ثمر
یہ خراب ہو جائے گی ، اس سے پھل پیدا ہونگے

آبِ باغ ایں را حلال آں را حرام
باغ کا پانی اس کیلئے حلال اس کے لئے حرام ہے

فرق را آخر بہ بینی والسلام
تو اخیر میں فرق کو سمجھے گا ، والسلام

عدل چہ بُود ؟ آب دہ اشجار را
عدل کیا ہے ؟ درختوں کو پانی دے

ظلم چہ بُود ؟ آبِ دادن خار را
ظلم کیا ہے ؟ کانٹے کو پانی دینا

عدل وضعِ نعمتے در موضعش
عدل ، جگہ پر نعمت صرف کرنا ہے

نے بہر بیخے کہ باشد آب کش
نہ کہ ہر جڑ کو پانی دینا جو پانی چوستی ہے

ظُلم چہ بُود ؟ وضع در نا موضعے
ظلم کیا ہے ؟ بے محل صرف کرنا

کہ نباشد جُز بلا را منبعے
جو صرف مصیبت کا چشمہ ہے

نعمتِ حق را بجان و عقل دہ
اللہ تعالیٰ کی نعمت جان اور عقل کو دے

نے بہ طبعِ پُر زخیرو پُر گرہ
نہ کہ پیچش اور گرہوں والی طبیعت کو

[۱] بندِ گوش۔ ایسے طلبگار۔ کا کان خود اس کو بہرا بنا دیتا ہے۔ مدہوش۔ بوزن۔ مبہوت وہشت زدہ۔ ہوش۔ انسان کی پراگندہ خیالی کی کوئی قیمت نہیں ہے۔ تفسیر۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو گندہ خیال نہ رہنا چاہیے۔

[۲] ہموم۔ ہم کی جمع ہے، آنیوالے کام کا غم وفکر۔ آب بیش۔ اگر انسان دنیاوی معاملوں کے سوچ بچار میں لگا رہے گا تو آخرت سے غافل ہو جائیگا ہیں۔ انسان دنیاوی فکروں سے بچیگا تو آخرت کی فکر میں لگیگا۔

[۳] ہر دو۔ دنیا اور آخرت کی فکر میں سے آخرت کی فکر اچھے پھل لائے گی۔ آب۔ دنیا کے باغ کو فکر کا پانی دینا درست نہیں ہے۔ عدل۔ انصاف تو یہ ہے کہ انسان پھل دار درختوں کو پانی دے کاموں کی جھاڑی کو پانی نہ دے در موضعش۔ بھلائی کی جگہ بھلائی کرنا عدل ہے۔ ظلم کوئی کام بے موقع کرنا ظلم ہے۔ نعمتِ حق۔ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے روح انسانی کی تربیت کرنی چاہیے نہ کہ روح حیوانی کی۔

بار کُن [1] بیگارِ غم را بر تنت
غم کی بیگار کو اپنے جسم پر سوار کر

بر دل و جاں کم نہ آنجاں کُندنت
دل اور جاں پر نہیں کیونکہ وہ جان کی تباہی ہے

بر سرِ عیسیٰ نہادہ تنگِ بار
بوجھ کا گٹھر عیسیٰ کے سر پر رکھے ہوئے ہے

خر سکیزہ میزند در مرغزار
گدھا، چراگاہ میں دلتیاں مار رہا ہے

سُرمہ را در گوش کردن شرط نیست
سرمہ کو کان میں لگانا مناسب نہیں ہے

کارِ دل را جستن از تن شرط نیست
دل کا کام جسم سے لینا مناسب نہیں ہے

گر دلی [2] رو ناز کُن خواری مکش
اگر تو (مجسم) دل ہے جا فخر کر ذلت نہ اٹھا

ورتنی شکر مَنوش وزہر چَش
اگر تو مجسم جسم ہے، شکر نہ کھا اور زہر چکھ

زہر تن را نافع ست و قند بد
جسم کے لئے زہر مفید اور شکر مضر ہے

تن ہُماں بہتر کہ باشد بے مَدد
جسم وہی بہتر ہے جو بے سہارا ہو

ہیزمِ دوزخ تنست و کم کُنش
جسم، دوزخ کا ایندھن ہے اس کو گھٹا

وَر بروید ہیں تو از بُن بر کُنش
اگر وہ اگے خبردار! تو اس کو جڑ سے اکھاڑ دے

ورنہ حمّالِ حطب باشی حطب
ورنہ تو ایندھن ہی ایندھن کا بار بردار ہو گا

دَردو عالم ہمچو جُفتِ بُو لہب
دونوں جہان میں ابو لہب کی بیوی کی طرح

از حطب [3] شناش شاخِ سدرہ را
سدرۃ (المنتہیٰ) کی شاخ کو ایندھن کی لکڑی سے پہچان لے

گرچہ ہر دو سبز باشد اے فتیٰ
اے نوجوان! اگرچہ دونوں سبز ہوں

اصلِ ایں شاخ ست از نارو دُخاں
اس شاخ کی جڑ آگ اور دھواں ہے

اصلِ آں شاخ ست ہفتم آسماں
اس شاخ کی جڑ، ساتویں آسمان پر ہے

ہست مانند ایں بصورت پیشِ حس
یہ جس کے سامنے (آپس میں) مشابہ ہیں

کہ غلط بیں ست چشم و کیشِ حس
کیونکہ حس کی آنکھ اور طریقہ غلط بین ہیں ہے

ہست پیدا آں بہ پیشِ چشمِ دل
دل کی آنکھ کے لئے وہ واضح ہے

جہد کُن پیشِ دل آجہدُ العقل
کوشش کرنا دار کی سی کوشش دل کے سامنے آ

وَرنداری پا بجُنباں خویش را
تو اگر پاؤں نہیں رکھتا ہے خود کو حرکت دے

تا بہ بینی ہر کم و ہر بیش را
تاکہ تو ہر کم و بیش کو دیکھ لے

---

[1] بار کُن۔ دنیاوی مخصوص کو قالب تک محدود رکھو قلب تک نہ پہنچنے دو۔ بر سرِ عیسیٰ۔ روح حضرت عیسیٰ جیسی چیز ہے اور جسم خر عیسیٰ ہے، بوجھ گدھے پر لادھنا چاہیے نہ کہ عیسیٰ پر، یہ حماقت ہے کہ عیسیٰ پر بوجھ لدھا ہوا ہو اور گدھا چمن میں مزے اڑائے۔ سُرمہ۔ ہر عمل کا ایک محل ہے۔ سرمہ کان میں لگانا حماقت ہے۔

[2] گر دلی۔ اگر تو مجسم روح و قلب بن گیا ہے تو اب مجاہدوں کی تکلیف اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر تو مجسم جسم ہے تو راحت طلبی چھوڑ کر مجاہدوں کا زہر کھا۔ زہر۔ یہ محنت اور مشقت جسم کے لئے مفید ہے اور راحت طلبی مضر ہے۔ ہیزم۔ انسان کا جسم دوزخ کا ایندھن ہے اس کو ختم کرنا چاہیے ورنہ تیرا لقب بھی وہی ہے جو ابولہب کی بیوی کا ہے قرآن نے اس کو حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ کہا ہے۔ یعنی دوزخ کا ایندھن اٹھانیوالی۔

[3] از حطب۔ جسم دوزخ کا ایندھن اور روح سدرۃ المنتہیٰ کی شاخ ہے دونوں میں فرق کر لے۔ اصل ایں۔ جسم کی شاخ دھوئیں اور آگ کی جڑ ہے اور روح کی شاخ عالم بالا کی چیز ہے۔ ہست مانند یہ دونوں شاخیں یکساں نظر آتی ہیں جس کی وجہ آنکھ کی غلط بینی ہے۔ چشم دل۔ دل کی آنکھ سے دیکھ دونوں میں فرق نظر آئیگا۔ ورنداری۔ انسان کو غلط بینی سے نکلنے کی بہر صورت کوشش کرنی چاہیے اگر پاؤں نہیں ہیں تو جسم کو ہی سرکانا چاہیے۔

کایں تحرک شد تبرک را کلید
کیونکہ یہ حرکت کرنا برکت حاصل کرنے کی کنجی ہے

وز تحرک[1] اگردی اے دل مُستفید
اے دل ! تو حرکت سے فائدہ مند ہو گا

در معنیٔ ایں رباعی
اس رباعی کے معنی (کے بیان) میں

گر راہروی راہ بَرت بگُشایند
اگر تو راہِ طریقت پر چلیگا تیرے لئے راستہ کھلدینگے

ورنیست شوی ہستیت بگرایند
اگر تو فنا ہو جائیگا تجھے بقا کی طرف مائل کر دینگے

وَرپست شوی نگنجی اندر عالم
اگر تو پست ہو جائے تو تو عالم میں نہ سمائے گا

وانگاہ تُرابے تو بتو بنمایند
اس وقت تجھے بغیر تیرے (وجود کے) دکھائینگے

گرز[2] لیخابست در ہا ہر طرف
اگرچہ زلیخا نے ہر طرف دروازے بند کر دیئے

یافت یوسفؑ ہم زُجنبش منصرف
یوسف نے بھی حرکت سے واپسی کی جگہ پا لی

چوں توکل کرد یوسفؑ بر جہید
جب یوسف نے توکل کیا اور کودے

بازشد قفلِ دَر و رہ شُد پدید
دروازے کا تالا کھل گیا اور راستہ ظاہر ہو گیا

گرچہ رخنہ نیست عالم را پدید
اگرچہ دنیا کا کوئی شگاف نظر نہیں آتا ہے

خیرہ یوسفؑ وارمی باید دَوید
یوسف کی طرح اندھا دھند بھاگنا چاہیے

تا کشاید قفل ورَہ پَیدا شوَد
تاکہ تالا کھلے اور راستہ ظاہر ہو جائے

سُوئَ بیجائی شمارا جا شود
لا مکان کی جانب تمہارے لئے جگہ ہو جائے

آمدی[3] اندر جہاں اے ممتحن
اے آزمائش میں پڑے ہوئے ! تو دنیا میں آیا

ہیچ می بینی طریقِ آمدَن
کچھ تجھے آنے کا راستہ نظر آیا ؟

توز جائے آمدی وز موطنے
تو ایک جگہ اور ایک وطن سے آیا

آمدن را راہ دانی ہیچ نے
تو آنے کا راستہ جانتا ہے ، کچھ بھی نہیں

گر ندانی تا نگوئی راہ نیست
اگر تو نہیں جانتا ہے ، ہرگز نہ کہہ کہ راہ نہیں ہے

زیں رہِ بے راہ مارا رفتنی ست
ہمیں اسی بغیر راستہ کے راستہ سے جانا ہے

میروی دَرخواب شاداں چَپ وراست
تو خواب میں خوشی خوشی دائیں بائیں جاتا ہے

ہیچ دانی راہِ آں میداں کجاست
تو کچھ جانتا ہے کہ اس میدان کا راستہ کدھر ہے؟

توبہ بندآں چشم و خود تسلیم کُن
تو اس آنکھ کو بند کر لے اور خود کو سپرد کر دے

خویش را بینی دراں شہرِ کہن
تو اپنے آپ کو اس قدیم شہر میں دیکھے گا

[1] وز تحرک۔ برائی سے حتی المقدور بچنا مفید ہے مگر راہ۔ جب انسان راہ طریقت میں کوشاں ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ راستہ دکھاتے ہیں اگر فنا اختیار کرتا ہے تو اس کو بقا نصیب ہوتی ہے ور پست۔ انسان جس قدر کسر نفسی اختیار کرتا ہے اسی قدر اس کو بلندی نصیب ہوتی ہے۔

[2] گرز لیخا۔ حضرت یوسفؑ نے زنا سے بچنے کی کوشش کی تو زلیخا کے بند کئے ہوئے دروازے کھل گئے اور حضرت یوسفؑ زلیخا کے پھندے سے بچ نکلے۔ گرچہ رخنہ۔ دنیا سے بھاگ نکلنے کے لئے اگرچہ دروازہ نظر نہیں آرہا ہے لیکن جب انسان کوشش کرتا ہے تو راہ پیدا ہو جاتی ہے اور لامکان کا راستہ پالیتا ہے۔

[3] آمدی۔ انسان عالم بالا سے جس راستہ سے آیا ہے وہ بھی اس کی نظروں سے غائب ہے اسی طرح وہ غائب راستہ سے عالم بالا تک جا بھی سکتا ہے۔ تو جائے۔ انسان عالم بالا سے آیا ہے اور اس کو آنے کا راستہ معلوم نہیں ہے۔ گر ندانی۔ راستہ نظر نہ آنے کی وجہ سے اس راستہ کا انکار نہ کر اسی راستہ سے واپس جاتا ہے۔ میروی۔ انسان خواب میں راستہ کو بغیر جانے ہوئے چلتا ہے۔ توبہ بند۔ انسان کو حسی آنکھ کو بند کر کے خود کو خدا کے حوالہ کر دینا چاہیے تب وہ عالم آخرت کا مشاہدہ کر سکے گا۔

چشم چوں بندی کہ صد چشم و خمار — بندِ چشمِ تست ایں سُو از غرار
تو آنکھ کیسے بند کریگا؟ کیونکہ سینکڑوں آنکھیں اور نشہ — غفلت کی وجہ سے اس جانب کیلئے تیری آنکھ کا پردہ ہیں

چار چشمی توز عشقِ مُشتری — بر امیدِ مہتری و سروری
تو (اپنے) خریدار کے عشق میں چار آنکھوں والا ہے — بڑائی اور سرداری کی امید پر

گر بخسپی مُشتری بینی بخواب — چغدِ بد کے خواب بیند جُز خراب
اگر تو سوتا بھی ہے تو خواب میں خریدار کو دیکھتا ہے — منحوس چغد ویرانہ کے سوا کب دیکھتا ہے ؟

مُشتری ۲ خواہی بہر دم پیچ پیچ — توچہ داری کہ فروشی ؟ ہیچ ہیچ
تو ہر وقت پیچ و تاب میں خریدار کا خواہشمند ہے — تو رکھتا کیا ہے ؟ کہ بیچے گا ؟ کچھ بھی نہیں

گر تُرا نانے بُدے یا چاشتے — از خریداراں فراغت داشتے
اگر تجھے روٹی یا ناشتہ حاصل ہوتا — تو خریداروں سے بے نیاز ہوتا

گر درونِ انباں مر ترانا نے بُدے — از خریداراں دلت فارغ شدُے
اگر تھیلے میں تیری روٹی ہوتی — تو تیرا دل خریداروں سے بے نیاز ہوتا

قصہ آں شخصے کہ دعوی پیغمبری میکرد گفتندش کہ چہ خوردۂ کہ

اس آدمی کا قصہ جو پیغمبری کا دعوی کرتا تھا ، لوگوں نے اس سے کہا تو نے کیا کھا لیا ہے

گیج شدۂ و یا وہ میگوئی گفت اگر چیزے یافتمے کہ خوردمے نہ گیج شُد
کہ احمق بنا اور بکواس کرتا ہے اس نے کہا کہ اگر میں کوئی چیز پا لیتا جو کہ میں کھا لیتا تو نہ احمق ہوتا

مے و نہ یا وہ گفتمے کہ ہر سخنِ نیک کہ باغیرِ اہلش گویند یا وہ گفتہ
اور نہ بکواس کرتا کیونکہ ہر بھلی بات جو نا اہلوں سے کہتے ہیں ، بکواس بکتے ہیں اگرچہ

باشند اگر چہ دراں گفتن ماموز باشند
وہ اس کہنے میں خدا کی جانب سے مقرر ہوں

آں یکے ۱ می گفت من پیغمبرم — وز ہمہ پیغمبراں فاضل ۳ ترم
ایک شخص کہتا تھا ، کہ میں پیغمبر ہوں — اور میں تمام پیغمبروں سے بڑھ کر ہوں

گر دنش بستند و بُردندش بشاہ — کایں ہمی گوید رسولم از آلہ
لوگوں نے اسکی گردن باندھی اور اس کو بادشاہ کے سامنے لیگئے — کہ یہ کہتا ہے کہ میں خدا کی جانب سے رسول ہوں

۱ چشم چوں بندی۔ دنیا سے تو آنکھیں بند نہ کر سکے گا کیونکہ تیری سینکڑوں لالچ سے مست نظروں نے تیری نظر بندی کر دی۔ ہے اور تو دنیا کی مزخرف چیزوں کو دیکھ رہا ہے چار چشمی۔ تو ہر وقت اپنی سرداری اور بڑائی کے خیال سے اپنے معتقدوں کا منتظر بنا ہوا ہے۔ گر بخسپی۔ تجھے سونے میں بھی یہی خواب اسی طرح نظر آتے ہیں جیسے الو کو خواب میں ویرانہ نظر آتا ہے

۲ مُشتری۔ تو اپنے خریداروں کا تو منتظر رہتا ہے لیکن تیرے پاس انکے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ گر ترا۔ اگر تیرے پلے میں کچھ ہوتا تو پھر تو خریداروں کا منتظر ہی نہ ہوتا عوام میں مقبولیت اور عوام کو گرویدہ کرنے کی وہی شخص کوشش کرتا ہے جو تہی دست ہوتا ہے آنے والے قصہ سے بھی ::: مقصود ہے۔

۳ آں یکے۔ ایک مسخرا تھا جس نے افلاس سے مجبور ہو کر نبوت کا دعوی کیا تا کہ اس کے ذریعہ ہی کچھ کمائے وہ اپنی گفتگو میں ایسے جملے استعمال کرتا تھا جن کے دو معنی ہو سکتے تھے ایک معنی نبوت کے دعوے پر محمول ہو سکتے تھے دوسرے معنی کا نبوت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ پیغمبروں۔ دنیا کی ہر چیز کوئی پیغام دیتی ہے یہ انسان تھا لہٰذا تمام مخلوقات سے افضل تھا نیز یہ معنی بھی ہیں کہ میں پیغمبر ہوں اور دنیا کے سب پیغمبروں سے افضل ہوں۔

خلق بروے جمع چوں مورو ملخ
لوگ اس پر چیونٹیوں اور ٹڈیوں کی طرح جمع تھے

کہ چہ مکرست و چہ تزویر و چہ فخ[1]!
کہ کیا مکر ہے اور کیا مکاری اور کیا جال ہے؟

گر رسول آنست کا یداز عدم
اور اگر رسول وہ ہوتا ہے جو عدم سے آئے

ما ہمہ پیغمبریم و محتشم
تو ہم سب پیغمبر اور معزز ہیں

ما از آنجا آمدیم اینجا غریب
ہم اس جگہ سے آئے ہیں، یہاں مسافر ہیں

تو چرا مخصوص باشی اے ادیب
اے استاد! تو کیوں مخصوص ہو گا؟

داد ایشاں را جواب آں خوش رسول
اس بھلے رسول نے ان کو جواب دیا

کاے گروہِ کورو نا دان و فضول
کہ اے اندھو اور بیہودہ اور نا دانوں کے گروہ!

ایں ندانستید اے قوم از قضا
اے قوم! تم یہ نہیں سمجھتے کہ تقدیر سے

بیخبر اینجا رسید ید از عمیٰ
تم اندھے پن سے بے خبری میں یہاں آگئے ہو

ہمچو[2] طفل خُفتہ ایں جا آمدید
تم سوئے ہوئے بچہ کی طرح یہاں آگئے ہو

بیخبر از راہ واز منزل بُدید
تم رہ و منزل سے بے خبر تھے

از منازل خُفتہ بگذشتید و مَست
تم سوتے ہوئے اور بیہوشی میں منازل سے گذر گئے

بیخبر از راہ و از بالا و پَست
راستہ اور نشیب و فراز سے بے خبر

مابہ بیداری رواں گشتیم و خوش
ہم بیداری میں اور خوشی سے چلے

از ورائے پنج و شش تا پنج و شش
بغیر پانچ اور چھ کی جگہ سے پانچ اور چھ والی جگہ تک

دیدہ منزل باز اصل واز اساس
جڑ اور بنیاد سے منزل کو دیکھا

چوں قلا و وزاں خبیر درہ شناس
راہبروں کی طرح با خبر اور روشناس بنکر

شاہ[3] را گفتند اے شکنجش بکن
لوگوں نے بادشاہ سے کہا اس کو شکنجہ میں ڈالدیجئے

تا نگوید جنسِ اُو ہیچ ایں سخن
تاکہ اس جیسا کبھی کوئی ایسی بات نہ کہے

شاہ دیدش بس نزار و بس ضعیف
شاہ نے اس کو بہت لاغر اور کمزور دیکھا

کہ بیک سیلی بمیرد آں نحیف
کہ وہ کمزور ایک طمانچہ سے مر جائیگا

کے تواں اُورا فشردن یا زدن
اس کو کب بھینچا یا مارا جا سکتا ہے

کہ چو شیشہ گشتہ است اُو را بدن
کیونکہ اس کا بدن شیشہ کی طرح ہو گیا ہے

لیک با اُو گویم از راہِ خوشی
لیکن میں اس کو خوشی سے کہوں گا

کہ چرا داری تو لاف سرکشی
کہ تو بکواس کی سرکشی کیوں کرتا ہے؟

---

۱ فخ۔ جال۔ گر رسول اس مسخرے نے اپنے رسول ہونے کا مطلب یہ بتایا تھا کہ وہ اللہ کے پاس سے دنیا میں آیا ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ نے ملک عدم سے دنیا میں بھیجا ہے ما از انجا۔ لوگوں نے کہا اگر رسول کا مطلب یہ ہے تو ہم سب بھی ملک عدم سے دنیا میں آئے ہیں لہٰذا ہم سب رسول ہیں تیری کیا خصوصیت ہوئی ایں ندانستید۔ اس مسخرے نے ان کو جواب دیا بیشک تم بھی ملک عدم سے آئے ہو لیکن ایسے اندھے پن سے آئے ہو کہ تمہیں راستہ کا پتہ چلا نہ منزل کا۔

۲ ہمچو۔ مسخرے نے کہا تم لوگ سوتے ہوئے بچہ کی طرح ملک عدم سے راستہ طے کر کے دنیا میں آئے ہو۔ مابہ بیداری۔ میں ملک عدم سے بیداری کی حالت میں دنیا میں آیا ہوں۔ پنج۔ یعنی پانچوں حواس شش۔ یعنی چھ جانبیں۔ قلا و وزاں۔ راہبر۔

۳ شاہ را۔ لوگوں نے شاہ سے اس کو سزا دینے کا مطالبہ کیا شاہ نے اس کو بہت کمزور دیکھا۔ سیلی۔ طمانچہ نحیف۔ لاغر۔ کے تواں۔ چونکہ وہ بہت کمزور ہے سزا کو برداشت نہ کر سکے گا۔ لیک۔ شاہ نے سوچا کہ بجائے سزا کے اس کو سمجھاؤں۔

که درشتی ناید اینجا هیچ کار
کیونکہ اس جگہ سختی کار آمد نہ ہو گی

که بنرمی[1] سر کند از غار مار
کیونکہ سانپ نرمی سے غار سے باہر آتا ہے

مردماں را دور کرد از گردِ وے
لوگوں کو اس کے چاروں طرف سے ہٹا دیا

شه لطیفے بود و نرمی وردِ وے
بادشاہ خوش مزاج تھا اور نرمی اس کی عادت تھی

پس نشاندش باز پرسیدش زجا
تو اس کو بٹھایا پھر اس سے وطن پوچھا

که کجا داری معاش و مُلتجا
کہ تو روزگار اور ٹھکانا کہاں رکھتا ہے ؟

گفت اے شه هستم از دارالسّلام
اس نے کہا ، اے بادشاہ ! میں دارالسلام کا ہوں

آمده ز انجا بدیں دارالملام
اس جگہ سے اس ملامت کے گھر آ گیا ہوں

نے مرا خانه ست و نے یک همنشیں
نہ میرا گھر ہے اور نہ کوئی ساتھی ہے

خانه کے کرد ست ماہے در زمیں
چاند نے زمین پر کب گھر بنایا ہے ؟

پادشاه[2] از روئے لاغش گفت باز
بادشاہ نے مذاق میں پھر اس سے کہا

که چه خوردی و چه داری چاشت ساز
کہ تو نے کیا کھایا ہے ؟ کہ تیرے پاس ناشتہ کیلئے کیا ہے ؟

اشتہا داری چه خوردی با مداد
تجھے بھوک ہے ؟ تو نے صبح کیا کھایا ہے ؟

که چُنیں سرمستی و پر لاف و باد
کہ تو اس قدر نشہ میں اور شیخی اور تکبر سے بھرا ہوا ہے

گفت گر نانم بُدے خُشک و تری
اس نے کہا اگر میرے پاس باسی یا تازہ روٹی ہوتی

کے کُنم من دعوئ پیغمبری
میں پیغمبری کا دعویٰ کب کرتا ؟

دعوئ پیغمبری با ایں گروہ
یہ اس جماعت کے سامنے پیغمبری کا دعویٰ کرنا

همچناں باشد که دل جُستن زکوہ
ایسا ہے جیسا کہ پہاڑ میں سے دل تلاش کرنا

کس زکوہ سنگ عقل و دل نجُست
پہاڑ اور پتھر سے کسی شخص نے عقل اور دل کی جستجو نہیں کی ہے

فہم و ضبطِ نکتۂ مُشکل نجُست
مشکل نکتہ کی سمجھ بوجھ کو نہیں تلاش کیا ہے

هرچه گوئی باز گوید که هماں
تو جو کچھ کہتا ہے وہ اس کو دہرا دیتا ہے کہ وہی

میکند افسوس چوں مُستہزیاں
مذاق کرتا ہے جس طرح مذاق اڑانیوالے

از کجا ایں قوم و پیغام از کجا
کہاں یہ قوم ، کہاں پیغام (خداوندی)

از جمادے جاں کرا باشد رجا
پتھر سے کس کو جان کی امید ہوتی ہے ؟

گر تو پیغام زنے آری و زر
اگر تو عورت کا پیغام لائے اور سونا

پیشِ تو بنہند جُملہ سیم و سر
تیرے سامنے سب چاندی اور سر رکھ دیں گے

---

[1] که بزنرمی۔ بین بجانے سے سانپ سوراخ سے باہر نکل آتا ہے۔ مردماں۔ شاہ نے تنہائی میں اس سے پوچھا کہ کہاں کا رہنے والا ہے اور کیا کام کرتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا دارالسلام سے دارالملام میں آیا ہوں..... دارالسلام۔ سلامتی کا گھر عالم بالا۔ دارالملام۔ ملامت کا گھر، دنیا۔ ماہے۔ میں چاند کی طرح ہوں لہٰذا نہ میرا کوئی گھر معین ہے نہ کوئی ہمنشین ہے

[2] بادشاہ۔ بادشاہ نے تفریحاً اس سے کہا کہ تو نے کیا کھایا تھا اور ناشتہ کے لئے تیرے پاس کیا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر کچھ ہوتا تو میں پیغمبری کا دعویٰ کیوں کرتا دعویٰ..... ان لوگوں میں پیغمبری کا دعویٰ ایسا ہی مشکل کام ہے جیسا کہ کوئی پہاڑ میں دل کی تلاش کرے۔

[3] کس۔ پہاڑ اور پتھر کا دل کوئی تلاش نہیں کرتا ہے نہ ان سے یہ توقع کرتا ہے کہ وہ باریک اور مشکل نکتے سمجھینگے ہرچہ۔ پہاڑ سے تم جو کچھ کہو گے وہ بازگشت آواز سے تمہارا مذاق ہی اڑائے گا۔ از کجا۔ یہی حال اس قوم کا ہے کہ خدا کے پیغام سے ان کو کوئی مناسبت نہیں ہے۔ گر تو۔ ہاں اگر ان کے پاس کسی حسین عورت کا پیغام لاؤ تو سب کچھ قربان کردیں گے۔

کہ فلاں! جا شاہدے می خواندت — عاشق آمد بر تو وَمی دانندت
کہ فلاں جگہ ایک معشوق تجھے بلاتا ہے — وہ تجھ پر عاشق ہو گیا ہے اور تجھے جانتا ہے

وَر تو پیغامِ خدا آری چو شہد — کہ بیا سُوئے خدا اے نیک عہد
اور اگر تو شہد جیسا خدا کا پیغام لائے — کہ اے قول و قرار کے سچے! اللہ کی جانب آجا

از جہانِ مرگ سُوئے بَرگ رَو — چوں بقا ممکن بُوَد فانی مشو
موت کی دنیا سے ساز و سامان (کے عالم) کیجانب چل — جب بقا ممکن ہو تو ہلاک نہ ہو

قصد خونِ تو کنند و جان و سَر — نز[۲] برائے حمیتِ دین و ہُنر
تیرے خون اور جان اور سر کا قصد کریں گے — ہنر مندی اور دین کی حمایت کی وجہ سے نہیں

بلکہ از چفسیدگی بر خانماں — تلخ شاں آید شنیدن ایں بیاں
بلکہ گھر بار کی وابستگی کی وجہ سے — ان کو یہ بات سننا کڑوا معلوم ہوتا ہے

سَبب عَداوت عام و بیگانہ زیستن ایشان با ولیائے خدا کہ بحق
عوام کی عداوت اور ان کے خدا کے اولیاء سے بیگانہ ہو کر زندگی کا یہ سبب ہوئے کہ وہ
شان میخوانند و بآبِ حیات ابدی ار شادی نمایند
ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں اور ہمیشگی کے آب حیات کیطرف راہنمائی کرتے ہیں

خرقۂ بر ریشِ خَر چفسیدہ سخت — چونکہ خواہی بر کنی زو لخت لخت
پٹی گدھے کے زخم پر سخت چپکی ہوئی ہے — جب تو اس سے ٹکڑے ٹکڑے اکھاڑے گا

جُفتہ اندازد یقیں آں خر زدرد — حبّذا آں کس کزو پرہیز کرد
وہ گدھا یقیناً تکلیف کی وجہ سے دولتی ماریگا — خوش نصیب ہے وہ شخص جو اس سے بچ گیا

خلصہ[۳] پنجہ ریش و ہر جا خرقۂ — بر سَرش چفسیدہ دَر نم غرقۂ
خصوصاً جبکہ پچاس زخم ہوں اور ہر جگہ پٹی — (پیپ کی) نمی میں اس پر چپکی ہوئی ہو

خانماں چوں خرقۂ وایں حرصِ ریش — حرص ہر کہ بیش باشد ریش بیش
گھر اور پٹی ہے اور یہ حرص زخم ہے — جس کو زیادہ حرص ہو گی اس کے زخم زیادہ ہونگے

خانمانِ چغد ویران ست و بَس — نشنود اوصافِ بغداد و طَبَس
چغد کا گھر بار صرف ویرانہ ہے — وہ بغداد اور طبلس کی خوبیاں نہیں سنتا ہے

گر بیاید باز سُلطانی زراہ — صَد خبر آرد بدیں چغداں زشاہ
اگر شاہی باز راستہ طے کر کے آئے — ان چغدوں کو بادشاہ کی سینکڑوں خبریں سنائے

۱ کہ فلاں۔ اگر ان کو یہ پیغام دو کہ فلاں جگہ ایک معشوق ہے۔ وہ تم پر عاشق ہے اور تمہیں خوب جانتا ہے۔ وَر تو۔ یعنی اگر انہیں خدا کی طرف بلاؤ تو ناگوارا ہوتا ہے۔ از جہاں یہ پیغام دو کہ فانی دنیا سے آخرت کی طرف رجوع کرو۔ قصد تو یہ لوگ اس پیغام پر پیغامبر کی جان کے دشمن بن جاتے ہیں۔

۲ نز۔ یہ لوگ اللہ کے پیغام کو جو رد کرتے ہیں تو کسی دین کی حمایت میں نہیں کرتے ہیں بلکہ چونکہ ان کو اس فانی دنیا سے دلچسپی ہے اس لئے رد کرتے ہیں اور ان کو میٹھا پیغام تلخ لگتا ہے اور ان کی مثال اس گدھے کی سی ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ خرقہ۔ زخمی گدھے کے زخم دھونے کے لئے اگر کوئی شخص اس کے پھائے اکھاڑتا ہے تو وہ گدھا لاتیں مارتا ہے۔

۳ خاصہ۔ خصوصاً جب زیادہ اور خراب زخم ہوں اور پھائے اوپر چپک گئے ہوں تو گدھا زیادہ لاتیں مارتا ہیں۔ خانماں۔ ان دنیاداروں کی حرص انکے زخم ہیں اور گھر بار ان زخموں کے پھائے ہیں۔ چغد۔ الو کا مسکن ویرانہ ہے اگر اس کو کوئی بغداد اور طبس شہروں کو خوبی سنائیگا تو وہ کبھی سننے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ گر بیاید۔ اگر کوئی اللہ کا پیغمبر انکو اللہ کی باتیں سناتا ہے تو یہ دنیا دار چغد اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔

شرح دارُالمُلک و باغستان و جُو
دارالسلطنت اور باغ اور نہر کی تفصیل

پس برو افسوس دارد ہر عدُو
تو ہر دشمن اس کا مذاق اڑائے گا

کہ چہ[1] باز آورد افسانہ کُہن
کہ باز پرانا قصہ کیوں لایا

کز گزاف ولاف میبا فد سخن
کہ بیہودہ اور شیخی کی باتیں کر رہا ہے

کُہنہ ایشانند و بو سیدہ اَبد
پرانے اور ہمیشہ کے لئے سڑے ہوئے وہ ہیں

وَرنہ آں دم کُہنہ رانو میکند
ورنہ وہ بات پرانے کو نیا کر دیتی ہے

مُردگانِ کہنہ راجاں میدہد
پرانے مردوں کو جان عطا کر دیتی ہے

تاجِ عقل و نُورِ ایماں میدہد
عقل کا تاج اور ایمان کا نور دے دیتی ہے

دل مَدز دازدلرُبائے روح بخش
روح بخشنے والے معشوق سے دل نہ چرا

کہ سَوارت میکُند بر پشتِ رَخش
کیونکہ وہ تجھے عمدہ گھوڑے پر سوار کر دیگا

سرَ[2] مدُز د از سر فرازِ تاج دہ
سر بلند کرنیوالے تاج بخشنے والے سے سر نہ چھپا

گُوز پائے دل کشاید صَد گرہ
کیونکہ وہ دل کے پاؤں سے سینکڑوں گرہ کھولدیگا

باکہ گویم ؛ ہمہ دہ ؛ زندہ کُو
کس سے کہوں، پورے گاؤں میں زندہ کون ہے؟

سُوئے آبِ زندگی پوینده کُو
آب حیات کی جانب دوڑنیوالا کون ہے؟

تو بیک خواری گریزانی زعشق
تو ایک ذلت کیوجہ سے عشق سے بھاگ جانیوالا ہے

تو بجُز نامے چہ میدانی زعشق
تو عشق کے نام کے سوا کیا جانتا ہے؟

عشق را صَد نازو اِستکبار ہست
عشق کے سینکڑوں ناز اور غرور ہیں

عشق با صَد نازمی آید بدست
عشق سینکڑوں نازوں سے ہاتھ لگتا ہے

عشق[3] چوں وافی ست وافی میخرد
عشق چونکہ وفا دار ہے، وفا دار کا خریدار ہے

دَر حریفِ بیوفامی ننگرد
بیوفا دوست کی طرف نظر نہیں کرتا ہے

چوں درخت ست آدمی و بیخ عہد
انسان درخت کی طرح ہے اور (وفا) عہد جڑ ہے

بیخ راتیمار می باید بجہد
جڑ کی کوشش سے حفاظت کرنی چاہیے

عَہدِ فاسد بیخ بو سیدہ بُوَد
خراب عہد، سڑی ہوئی جڑ ہوتا ہے

وز ثمارِ لُطف ببریدہ بُوَد
اور مہربانی کے پھلوں سے کٹا ہوا ہوتا ہے

[1] کہ چہ۔ دنیادار پیغمبر کی باتوں پر کہتے ہیں کہ یہ پرانی کہانیاں ہیں۔ کہنہ۔ یہ خود پرانے اور بوسیدہ ہیں ورنہ یہ باتیں تو پرانے کو بھی نیا بنا دیتی ہیں۔ مُردگاں۔ جن لوگوں کے دل مردہ ہو چکے ہیں یہ باتیں انکو نئی زندگی بخشدیتی ہیں عقل کا تاج اور ایمان کا نور عطا کر دیتی ہیں۔ دل مَدُزد۔ اس دلربا کی ان باتوں سے دل نہ چرا وہ تیرے سرکش نفس پر تجھے قابو دیدیگا۔

[2] سر مدُزد۔ یہ پیغمبر وقت تجھے تاج پہنا دیگا تیرے دل کی گرہیں کھول دے گا۔ باکہ گویم۔ لیکن ان باتوں کے سننے والے کہاں ہیں۔ آب حیات کے طالب مفقود ہیں۔ تو بیک خواری عشق میں اگر ایک ذلت اٹھانی پڑ جائے تو تو عشق کو چھوڑ بھاگتا ہے تو نے صرف عشق کا نام سنا ہے اس کی حقیقت سے آگاہ نہیں ہے عشق بہت متکبر اور نازوں بھرا ہے بہت مصیبتوں سے ہاتھ لگتا ہے۔

[3] عشق۔ عشق وفادار ہے وہ وفا داری کو حاصل ہوتا ہے وہ بے وفا کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھتا ہے۔ بیخ عہد۔ انسانیت کی اصل اور جڑ وفا داری ہے اور درخت کی جڑ کی حفاظت ضروری ہے۔ عہد فاسد۔ جس شخص میں وفا داری نہ ہو وہ اس درخت کی طرح ہے جو جڑ گل جانے سے پھلوں سے محروم ہو گیا ہو۔

شاخ[1] و برگِ نخل اگرچہ سبز بُود
کھجور کی شاخ اور پتے اگرچہ سبز ہوں

با فسادِ بیخ سبزی نیست سُود
جڑ کی خرابی کے ہوتے ہوئے سبزی مفید نہیں ہے

وَرندارد برگِ سبز و بیخ ہست
اور اگر سبز پتے نہ ہوں اور جڑ (صحیح) ہے

عاقبت بیروں کُند صد برگ دست
انجام کار سینکڑوں پتے ہاتھ نکالیں گے

تو مشو غرّہ بعلمش عہد جُو
تو اس کے علم سے دھوکا نہ کھا، عہد کی جستجو کر

علم چوں قشرست عہدش مغز اُو
علم چھلکا جیسا ہے اس کا عہد اس کا مغز ہے

دَربیان[2] آنکہ مَردِ بَد کار چوں مُمکن شود دَر بَد کاری و اثرِ دولتِ
اس کا بیان کہ بدکار انسان جب بدکاری میں لگ جاتا ہے اور نیکوں کی دولت

نیکو کاراں بہ بیند شیطان صفت شود و مانعِ خیر گردد از حَسَد
کا اثر دیکھتا ہے شیطان جیسا بن جاتا ہے اور حسد سے شیطان کی طرح بھلائی کیلئے مانع

ہمچوں شیطاں کہ خرمن سوختہ ہمہ را خرمن سوختہ خواہد
بنجاتا ہے کیونکہ جس کا کھلیان جل گیا ہو سب کو جلے ہوئے کھلیان والا چاہتا ہے

اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یَنْھٰی عَبْدًا اِذَا صَلّٰی
کیا تو نے نہیں دیکھا اس کو جو بندے کو منع کرتا ہے جبکہ وہ نماز پڑھے

وافیاں راچوں بہ بینی کردہ سُود
جب تو وفا داروں کو سود مند دیکھتا ہے

تو چو شیطانے شوی آنجا حَسُود
تو تو شیطان کی طرح اس وقت حاسد بنجاتا ہے

ہر کہ راباشد مزاج و طبع سُست
جس شخص کا مزاج اور طبیعت مریض ہو

او نخواہد ہیچکس راتندرست
وہ کسی کو تندرست دیکھنا پسند نہیں کرتا

گر نخواہی رشکِ ابلیسی بیا
اگر تو شیطان کا سا حسد نہیں کرنا چاہتا ہے، آ جا

از درِ دعوے بدر گاہِ وفا
دعوے کے دروازے سے ہٹ کر وفا کی درگاہ میں

چوں[3] وفایت نیست بارے دم مزن
جبکہ تجھ میں وفا نہیں ہے اس کا نام نہ لے

کایں سخن دعویست اَغلب ما و مَن
کیونکہ یہ بات اکثر تکبر کا دعوی ہے

ایں سخن دَر سینہ دخلِ مغزہاست
یہ بات سینے میں مغزوں کی آمدنی ہے

دَر خموشی مغزِ جاں راصد نماست
چپ رہنے میں جان کے مغز کا بہت اضافہ ہے

چوں بیامد دَر زباں شدُ خرج مغز
جب وہ بات زبان پر آئی مغز خرچ ہو گیا

خرج کم کُن تا بماند مغز نغز
خرچ نہ کرتا کہ عمدہ مغز باقی رہے

[1] شاخ۔ جس درخت کی جڑ گل گئی ہو اس کے پتوں کی سبزی کچھ مفید نہیں ہے۔ ورند اردو۔ اگر جڑ درست ہے پتوں کے جھڑ جانے سے کوئی نقصان نہیں ہے پتے پھر آجائیں گے۔ تو مشو۔ کسی انسان کے علم سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے۔ یہ دیکھنا چاہیے کہ اسمیں وفاداری کا مادہ ہے یا نہیں وفاداری انسان کا جوہر ہے۔

[2] دربیان۔ انسان جب خود بھلائیوں سے محروم ہوتا ہے تو دوسروں کی بھلائیوں سے شیطان کی طرح جلنے لگتا ہے اور چاہتا ہے وہ بھی بھلائی سے محروم ہو جائیں یہی حال ابوجہل کا تھا آنحضور کو نماز پڑھتے نہ دیکھ سکتا تھا۔ وافیان۔ کامیاب انسان با مراد انسانوں پر شیطان کی طرح حسد کرتا ہے۔ ہر کہ شک کنا سب کو تنگ کنا دیکھنا چاہتا ہے۔ گر نخواہی اگر انسان اس ابلیسی صفت سے بچنا چاہے تو خود کو کامیاب بنائے۔

[3] چوں۔ جب انسان وفاداری سے خالی ہے تو اس کو خاموش رہنا چاہیے اسلئے کہ اس صورت میں اس کے دعوے میں دو برائیاں ہونگی ایک بیوفائی دوسرے دروغگوئی۔ کایں سخن۔ انسان کی زیادہ باتیں عموماً تکبر پر مبنی ہوتی ہیں۔ دخل۔ آمدنی۔ جب تک بات سینے میں ہے وہ روح کا جوہر ہے اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے چون بیامد۔ بات کرنے سے روح کا جوہر صرف ہوتا ہے تو اس کو خرچ نہ کرنا چاہیے۔

مَرد اکم گوینده را فکریست زَفت
کم گو انسان کا خیال وزنی ہوتا ہے

قشرِ گفتن چوں فزوں شد مغز رفت
باتیں کرنے کا چھلکا جب بڑھا عمدہ مغز ختم ہو گیا

پوست افزوں گشت و کمتر گشت مغز
چھلکا بڑھا ، اور مغز گھٹا

پوست کمتر شد فزوں شد مغز نغز
چھلکا گھٹا ، تو عمدہ مغز بڑھا

بنگر ایں ہر سہ زخامی رَستہ را
ان تین پکے ہوؤں کو دیکھ لے

جوز راوَ لوز راوَ پستہ را
اخروٹ کو اور بادام کو اور پستہ کو

ہر کہ اُو عصیاں کند شیطاں شوَد
جو نا فرمانی کرتا ہے ، شیطان بن جاتا ہے .

کہ حسودِ دولتِ نیکاں شود
کیونکہ وہ نیکوں کی دولت کا حاسد ہو جاتا ہے

چونکہ در عہدِ خدا کردی وفا
جب تو نے خدا کے عہد کی وفا کی

از کرم عہدت نگہدارد خدا
عنایت کر کے ، خدا تیرے عہد کی حفاظت کرتا ہے

از وفائے حق تو بَستہ دیدۂ
اللہ (تعالیٰ) کی وفاداری سے تو نے آنکھ بند کر لی ہے

اُذکُرُوا اذکُرکُم نشنیدۂ
"تم یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا" تو نے نہیں سنا ہے

گوش نہ اَوفُوا بعَھدِی گوش دار
کان لگا ، "تم میرے عہد کی وفا داری کرو میں

تا کہ اُوفِ عَھدَکُم آید زیار
تاکید ہے کہ جانب سے میں تمہارا عہد پورا کرونگا کی بشارت ہے

عَہد و قرضِ ماچہ باشد اے حزیں
اے غمگین ! ہمارا عہد اور قرض کیا ہوتا ہے ؟

ہمچو دانہ خشک کِشتن در زمیں
(ایسا ہی ہے) جیسا کہ زمین میں خشک دانہ بونا

نے زمیں رازاں فروغ و کمتری ۳
اس سے زمین کو کوئی اضافہ یا بہتری نہیں ہے

نے خداوندِ زمیں راتا نگری
نہ زمین کے مالک کے لئے مالداری ہے

جز اشارت کہ ازیں می بایدم
سوائے اس اشارے کے کہ مجھے اس میں سے درکار ہے

کہ تو دادی اصل این را از عدم
کیونکہ تو نے ہی اس کی اصل کو عدم سے عنایت کیا تھا

خوردم و دانہ بیاور دم نشاں
میں نے کھالیا اور ایک دانہ نشانی کیلئے لے آیا ہوں

کہ ازیں نعمت بسُوئے ما کشاں
کہ اس نعمت کو ہمارے لئے بھیجدے

پس دُعائے خشک ہل اے نیکبخت
اے نیک بخت ! خشک دعا کو چھوڑ دے

کہ فشاند دانہ می خواہد درخت
جو کہ دانہ بکھیرتا ہے درخت چاہتا ہے

گر نہ داری دانہ ایزد زاں دُعا
اگر تیرے پاس دانہ نہیں ہے ، اللہ تعالیٰ اس دعا سے

بخشدت نخلے کہ نِعمَ مَا سَعٰی
تجھے بھی عنایت کرے گا کیونکہ اسنے جو کوشش کی ہے وہ اچھی ہے

۱ مرد۔ اصل خیال مغز ہے اور اس کی تعبیر کے الفاظ چھلکا ہیں۔ جس قدر چھلکا کم ہوگا گودا بڑھے گا۔ بنگر۔ اخروٹ اور بادام اور پستہ کو دیکھ لے ان کا اگر چھلکا موٹا ہے گری کم نکلے گی۔ ہر کہ گنہگار شیطان صفت حاسد بن جاتا ہے۔ چونکہ۔ جب انسان عہد الست یا فرائض کے عہد میں وفاداری دکھاتا ہے تو پھر خدا اس کے عہد کی نگہبانی فرماتا ہے اور عہد شکنی سے بچاتا ہے۔

۲ اُذکُرُوا ۔ قرآن پاک میں ہے اُذکُرُونِی اَذکُرکُم وَاشکُرُوا لِی وَلَا تَکفُرُونِ "تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکریہ ادا کرو اور کفر نہ کرو" اَوفُوا قرآن پاک میں ہے اَوفُوا بِعَھدِی اُوفِ بِعَھدِکُم "تم میرے عہد کی وفا کرو میں تمہارے عہد کی وفا کروں گا۔ عہد و قرض ۔ ہم جو اللہ تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں یا اس کو قرض دیتے ہیں۔ اس میں ہمارا ہی فائدہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ ہم زمین میں ایک دانہ بوتے ہیں اس سے زمین کو فائدہ نہیں ہے ہمارا فائدہ ہے۔

۳ نِہ مَتری ۔ مثلاً تا نگری۔ تو انگری، مالداری جز۔ دانہ بونے میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جس طرح تو نے اس دانہ کو عدم سے موجود فرما دیا مجھے اسی قسم کا غلہ عطا فرما دے۔ خوردم۔ دانہ بونے والا یہ کہتا ہے کہ میں نے جو تیری نعمت کھائی وہ اسی قسم کی تھی یہ نعمت مجھے اور دیدے۔ دعائے خشک۔ یعنی عمل سے خالی دعا۔ خراب بیج ہے اس سے درخت نہ اگے گا۔ گر نداری ۔ یعنی عمل کے ساتھ دعا کرنا تجھے میسر نہیں تو ویسے دعا کر اس دعا سے مقصود حاصل ہو جائیگا۔

همچو مریم[1] درد بودش دانه نے — سبز کرد آں نخل را صاحب فنے
جس طرح کہ حضرت مریم انکے پاس دانہ تھا دانہ نہ تھا — صاحب تدبیر نے اس کھجور کو سر سبز کر دیا

زانکہ وافی بود آں خاتونِ راد — بے مرادش داد یزداں صد مراد
کیونکہ وہ دانا خاتون وفا دار تھیں — اللہ نے ان کے مانگے بغیر سینکڑوں مرادیں دیدیں

آں جماعت را کہ وافی بُودہ اند — بر ہمہ اَصناف شاں افزو دہ اند
جو لوگ وفا دار ہوتے ہیں — تمام طبقوں پر ان کو فضیلت دیدی گئی ہے

گشت دریا ہا شکم پرد ازِ شاں — صحن میدانہا نتا ند رازِ شاں
دریا ان کی پرورش کرنے والے بنے ہیں — میدانوں کی وسعت ان کے راز نہ (سما) سکی

گشت دریا ہا مسخر شان و کوہ — چار عنصر نیز بندہ آں گروہ
دریا اور پہاڑ ان کے تابع فرمان بنے — اس جماعت کے چاروں عناصر بھی غلام بنے

ایں[2] خود اِکرامیست از بہرِ نشاں — تا بہ بینند اہلِ اِنکاراں عیاں
یہ دکھانے کے لئے اکرام ہے — تاکہ منکرین واضح طور پر دیکھ لیں

آں کرامتہائے پنہاں شاں کہ آں — دَر نیاید دَر حواس و دَر بَیاں
ان کے وہ پوشیدہ کرامتیں ہیں کہ وہ — حواس اور بیان میں نہیں آسکتیں

کارآں دارد خود آں باشد ابد — دائماً نے منقطع نے مُسترد
وہ ایسے کام رکھتی ہیں کہ وہ ابدی ہوتے ہیں — مسلسل ، نہ منقطع ہوتے ہیں ، نہ مسترد

بلکہ باشد دَر ترقی دمبدم — ہست آں بخشندۂ صاحب کرم
بلکہ وہ ہر لحظہ ترقی میں ہوتے ہیں — وہ عطا کرنے والا کریم ہے

درمناجات

دعا

اے[3] دہندہ قوت و تمکین و ثُبات — خلق رازیں بے ثباتی دہ نجات
اے روزی اور استقلال اور پائیداری عنایت کرنیوالے — مخلوق کو اس نا پائیداری سے نجات دیدے

اندراں کاریکہ ثابت بودنی ست — قائمی دہ نفس راکہ مُنثنی ست
اس کام میں جو پائیداری کے قابل ہے — نفس کو ٹکاؤ عنایت کر دے وہ پلٹ جانیوالا ہے

اندراں کاریکہ دارد آں ثُبات — قائمی دہ نفس را بخشش حیات
وہ کام جو پائیدار ہو — نفس کو ٹکاؤ دے اس کو زندگی بخش

[1] ہمچو مریم۔ حضرت مریمؑ نے کھجور کی گٹھلی نہیں بوئی تھی البتہ ان کو درد تھا اس سے درخت اگ آیا۔ آں جماعت۔ اللہ کے عہد کو پورا کرنے والے سب سے افضل ہیں۔ گشت۔ حضرت موسیٰ نے تابوت میں دریا میں رہتے ہوئے اور حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں دریا میں رہتے ہوئے۔ پرورش پائی۔ چار عنصر۔ مختلف جگہ بتا دیا گیا ہے کہ آگ، پانی، ہوا، مٹی نے انبیاء کی مدد کی۔

[2] ایں خود۔ معجزے محض لوگوں کو دکھانے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ آں کرامتہائے۔ لیکن باطنی کرامتیں جو عوام کی نگاہوں سے مخفی ہیں۔ وہ اصل ہیں اور وہ دمبدم بڑھتی رہتی ہیں جیسی کہ استقامت فی الدین اور اتباع سنت وغیرہ۔

[3] اے دہندہ چونکہ پہلے وفاداری اور عہد کی پابندی کا ذکر آیا تھا تو مولانا نے اس کے لئے دعا شروع کر دی ہے..... بے ثباتی۔ یعنی عہد پر قائم نہ رہنا اندر جن کاموں میں استقلال اور پائیداری ضروری ہے ان میں اس متحرف ہو جانیوالے نفس کو پائیداری عطا کردے۔

صبر شاں بخش و کفۂ امیزاں گراں
ان کو صبر عطا کر اور ترازو کا بھاری پلڑا

وارہاں شاں از وم صور تگراں
بہروپیوں سے ان کو نجات دے

وز حسودی بازشاں خر اے کریم
اے کریم! ان کو حسد سے بچا لے

تانبا شد از حسد دیو رجیم
تاکہ وہ حسد کی وجہ سے مردہ شیطان نہ بنیں

در نعیم فانی و مال و جسد
فانی نعمتوں اور مال اور جسم میں

چوں ہمی سوزند عامہ از حسد
عوام حسد سے کیسے جلتے ہیں؟

بادشاہاں بیں کہ لشکرہا کشند
بادشاہوں کو دیکھ کہ لشکر کشی کرتے ہیں

از حسد خویشانِ خود را میکشند
حسد کی وجہ سے اپنوں کو مار ڈالتے ہیں

عاشقانِ لعبتانِ پر قذر
گندی گڑیوں کے عاشق

کردہ قصدِ خون و جانِ یک دگر
ایک دوسرے کا خون اور جان لیتے ہیں

ویس و رامیں خسرو شیریں بخواں
ویس اور رامیں، خسرو اور شیریں (کا قصہ) پڑھ لے

تا چہ کردند از حسد آں ابلہاں
ان احمقوں نے حسد سے کیا کیا ہے

تا فنا شد[۲] عاشق و معشوق نیز
یہاں تک کہ عاشق اور معشوق بھی فنا ہو گیا

کہ نہ چیز ندو ہوا شاں ہم نچیز
کیونکہ وہ ناچیز تھے اور ان کی محبت بھی ناچیز تھی

پاک الٰہی کہ عدم برہم زند
خدا (فنا سے) پاک ہے کیونکہ وہ عدم کو بھڑا دیتا ہے

مر عدم را بر عدم عاشق کند
عدم کو عدم پر عاشق بنا دیتا ہے

در دلِ نہ دل حسدہا سر کند
بے دل کے دل میں حسد پیدا ہو جاتے ہیں

نیست را وہست را مضطر کند
معدوم اور موجود کو بے چین کر دیتا ہے

ایں زنانے کز ہمہ مشفق تراند
یہ عورتیں جو سب سے زیادہ شفقت کرنیوالی ہیں

از حسد و ضرہ خود را می خورند
حسد کی وجہ سے دو سوکنیں اپنے آپ کو کھا جاتی ہیں؟

تا کہ[۳] مردانے کہ خود سنگیں دل اند
یہاں تک کہ مرد جو خود سنگدل ہیں

از حسد اندر کدا میں منزل اند
حسد کی وجہ سے کونسی منزل میں ہیں؟

گر نکردے شرع افسونِ لطیف
اگر شریعت پاکیزہ منتر (تدبیر) مقرر نہ کرتی

بر دریدے ہر کسے جسمِ حریف
ہر شخص مخالف کا جسم پھاڑ ڈالتا

شرع بہر دفعِ شر رائی زند
شریعت شر کو رفع کرنے کیلئے ایک تدبیر کرتی ہے

دیو را در شیشہ حجت کند
بھوت کو دلیل کی بوتل میں بند کر دیتی ہے

---

۱ کفہ۔ ترازو کا پلڑا، یعنی اس ترازو کا پلڑا جو قیامت میں اعمال کو تولنے کے لئے قائم کی جائے گی۔ صور تگراں۔ بہروپے یعنی چھوٹے پیر۔ وز حسودی۔ حسد کی وجہ سے انسان شیطانی صفت سے متصف ہو جاتا ہے۔ در نعیم حسد عموماً۔ ایسی چیزوں پر ہوتا ہے جو خود فانی ہیں۔ بادشاہاں۔ بادشاہ رشتہ داروں کو محض حسد کی وجہ سے قتل کرا دیتے ہیں عاشقاں۔ فانی اور بشریت کے لوازم سے پر معشوقوں کے عشق میں عاشق ایک دوسرے کو قتل کر ڈالتے ہیں۔ ویس۔ ویس معشوقہ کے عاشق رامیں نے رقیبوں کو قتل کیا۔ خسرو شیریں کے عاشق نے فرہاد کو مروا دیا۔

۲ تا فنا شد۔ اس حسد کے نتیجہ میں عاشق بھی فنا ہوا اور معشوق بھی ہمیشہ زندہ نہ رہا ہ پاک۔ عشق ہو تو ذات الٰہی سے ہو جو ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ کہ عدم۔ فانی معشوق کو فنا کر دیتا ہے۔ فانی کو فانی پر عاشق بنا دیتا ہے۔ در دل۔ وہ عاشق جو اپنے آپ کو بے دل کہتا ہے اس کے دل میں حسد سر ابھارتا ہے۔ ایں زنانے۔ عورتوں میں شفقت کا مادہ زیادہ ہے۔ لیکن وہ بھی حسد میں مبتلا ہیں۔ ایک سوکن دوسری سوکن کو کھائے جاتی ہے۔

۳ تا کہ مردانے۔ جب عورت کا یہ حال ہے تو سنگدل مردوں کے احوال کا اندازہ لگا لو۔ افسون منتر۔ یعنی قصاص اور بدلے کا حکم شرع مشہور ہے کہ جن کو منتر کے ذریعہ بوتل میں قید کر دیا جاتا ہے شریعت بھی قاتل پر گواہوں وغیرہ کی حجت قائم کر کے اس کو قابو میں کر لیتی ہے۔

از گواہ[1] و از یمین و از نکول
گواہ اور قسم اور قسم کے انکار کے ذریعہ

تا بہ شیشہ در رود دیوِ فضول
تاکہ بیہودہ بھوت بوتل میں آجائے

مثل میزانے کہ خوش دروے دو ضد
ترازو کی طرح کہ اس میں دونوں مخالف خوش ہوجاتے ہیں

جمع می آید یقیں در ہزل و جد
یقیناً متفق ہو جاتے ہیں مذاق میں اور سنجیدگی میں

شرع چوں کیل و ترازو داں یقیں
شریعت کو یقیناً پیمانہ اور ترازو کی طرح سمجھ

کہ بدو خصماں رہند از جنگ و کیں
کیونکہ دو جھگڑنے والے اس کے ذریعہ سے لڑائی اور کینہ سے نجات پاجاتے ہیں

گر ترازو نبود آں خصم از جدال
اگر ترازو نہ ہو تو مخالف جھگڑے کی وجہ سے

کے رہد از وہم حیف و احتیال
ظلم اور حیلہ گری کے وہم سے کب چھوٹ سکتا ہے؟

پس دریں مردارِ زشتِ بے وفا
تو اس مردار، بری بے وفا دنیا، میں

ایں ہمہ رشک ست خصمی و جفا
پورا رشک اور جھگڑا اور ظلم ہے

پس[2] دراں اقبال و دولت چوں بود
تو اس آخرت کے اقبال اور دولت میں کیسا ہوگا

چوں شود جنّی و انسی در حسد
جن اور انسان کیسے حسد میں ہوں گے؟

آں شیاطین خود حسودِ کہنہ اند
وہ شیطان خود پرانے حاسد ہیں

یک زماں از رہزنی خالی نیند
تھوڑی دیر کے لئے بھی رہزنی سے خالی نہیں ہیں

واں بنی آدمؑ کہ عصیاں کشتہ اند
وہ بنی آدم جنہوں نے گناہ بوئے ہیں

از حسودی نیز شیطاں گشتہ اند
وہ بھی حسد کی وجہ سے شیطان بن گئے ہیں

از نبے برخواں کہ شیطانانِ انس
قرآن میں پڑھ لے کہ انسانی شیطان

گشتہ انداز مسخ حق با دیو جنس
اللہ (تعالیٰ) کے مسخ کرنے سے شیطان کے ہم جنس بنگئے ہیں

دیو چوں عاجز شود از افتناں
شیطان جب انسان کے فتنہ میں پڑنے سے عاجز آجاتا ہے

استعانت جوید او از انسیاں
وہ انسانوں سے مدد مانگتا ہے

کہ شما[3] یارید بامایا ریئے
کہ تم ہمارے دوست ہو، مدد کرو

جانب مانید، جانب داریئے
ہمارے جانب دار بنو، جانبداری کرو

گر کسے را رہ زنند اندر جہاں
اگر وہ دنیا میں کسی کی رہزنی کرتے ہیں

ہر دو گوں شیطان بر آید شادماں
تو دونوں قسم کے شیطان خوش ہوتے ہیں

ور کسے جاں بُرد و شد در دیں بلند
اگر کسی نے جان بچالی اور دین میں بلند ہوگیا

نوحہ میدارند آں دو رشک مند
دونوں رشک کرنے والے روتے ہیں

[1] از گواہ۔ اگر مدعی کے پاس گواہ نہ ہوں تو ثبوت کیلئے اس سے گواہ طلب کئے جاتے ہیں ورنہ مدعی علیہ سے قسم لی جاتی ہے اور اس کی قسم اور اس قسم سے انکار پر فیصلہ کیا جاتا ہے۔ نکول۔ قسم سے انکار کرنا۔ مثل میزانے۔ فریقین کا مطمئن کرنے کا یہ طریقہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ترازو فریقین کو مطمئن کردیتی ہے۔ شرع۔ یہ شرعی فیصلہ فریقین کیلئے اسی طرح باعث اطمینان ہوتا ہے۔ جس طرح چیز کو ناپ کر یا تول کر فیصلہ کرنا باعث اطمینان ہوتا ہے۔ حیف۔ ظلم۔ احتیال۔ حیلہ گری۔

[2] پس۔ جب دنیا کی ناپائیدار چیزوں میں حسد اور رشک کا یہ حال ہے تو اخروی نعمتوں میں حسد اور رشک کا اندازہ خود لگا لو۔ آں شیاطین۔ شیطان تو حاسد ہوتا ہی ہے۔ انسان بھی حسد کر کے شیطان بن جاتا ہے۔ از نبے۔ قرآن میں شیطانوں کی دو قسمیں بتائی گئی ہیں ایک جنی ایک انسی۔ دیو۔ جنی شیطان جب کسی معاملہ میں خود عاجز آجاتا ہے تو پھر انسانوں میں سے شیاطین کو اپنی مدد کیلئے بلاتا ہے۔ افتناں۔ فتنہ میں مبتلا ہونا۔

[3] کہ شما۔ شیطان مایوس ہو کر انسانی شیطانوں کو پکارتا ہے یاریئے۔ یعنی تم تھوڑی سی مدد کرو گر کرسکے۔ اگر کوئی کسی کو گمراہ کرتا ہے تو جنی اور انسانی شیطان اسپر خوشی مناتے ہیں۔ ور کسے۔ اگر کسی سے نیکی صادر ہوتی ہے تو دونوں رنجیدہ ہوتے ہیں۔

هر دو می [1] خایند دندانِ حسد — هر کسے که داد ادیب اورا خرد
دونوں حسد سے دانت پیستے ہیں — اس شخص پر جس کو استاد نے عقل سکھا دی ہو

پرسیدنِ شاہ ازاں مُدّعیِ نبوت کہ آنکہ رسولِ راستیں باشد و ثابت شود با اوچہ باشد کہ کسے را بخشد و یا بصحبت و خدمتِ اُوچہ بخشش یا بند غیرِ نصیحت کہ بزبان میگوید

بادشاہ کا نبوت کے مدعی سے دریافت کرنا کہ جو سچا رسول ہو اور ثابت ہو جائے تو اس کے پاس کیا ہوتا ہے کہ وہ کسی کو بخشے اور اس کی صحبت و خدمت سے وہ کیا بخشش پائیں گے سوائے اس نصیحت کے جو وہ زبانی کرتا ہے

شاہ پرسیدش کہ بارے وحی چیست — یا چہ حاصل دارد آنکس کو نبی ست
بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ اب تیری وحی سے فائدہ کیا ہے — یا جو نبی ہے اس کو کیا ملتا ہے ؟

یا چہ بخشد ہر کسے را در سخن — غیرِ ایں نصح زباں کن یا مکن
یا وہ بات کرنے میں کسی کو کیا دیتا ہے ؟ — سوائے اس زبانی نصیحت کے کر یا نہ کر

چیست نفع از خدمتش در صحبتش — وانکہ تابع گشت چہ بودر فعتش
اس کی صحبت میں اس کی خدمت سے کیا نفع ہے؟ — اور جو اس کے تابع ہو جائے اس کو کیا بلندی حاصل ہے؟

گفت خود آں چیست کش حاصل نشد — یا چہ دولت ماند کو واصل نشد
اس نے کہا وہ کیا چیز ہے جو اس کو حاصل نہ ہوئی ؟ — یا وہ کونسی دولت رہ گئی جو اس کو نہ ملی ؟

گیرم [2] ایں وحیِ نبی گنجور نیست — ہم کم از وحیِ دلِ زنبور نیست
میں نے مانا کہ یہ خزانہ کے مالک کی وحی نہیں ہے — پھر بھی شہد کی مکھی کے دل کی وحی سے کم نہیں ہے

چونکہ اَوحیٰ رَبُّکَ اِلَی النَّحل آمداست — خانہ وحیش پُر از حلوا شداست
"چونکہ اللہ نے شہد کی مکھی کو وحی کی" نازل ہوا ہے — اس کی وحی کا گھر شہد سے بھر گیا ہے

اُو [3] بنورِ وحیِ حق عزوجل — کرد عالم را پُر از شمع و عسل
اس نے اللہ عزوجل کی وحی کے نور سے — دنیا کو موم اور شہد سے بھر دیا

ایں کہ کَرَّمْنَاست بالا می رَوَد — وحیش از زنبور کے کمتر بود
یہ جو کہ "ہم نے عزت بخشی" ہے اونچا جاتا ہے — اس کی وحی شہد کی مکھی سے کب کم ہو گی ؟

[1] ہر دو۔ دونوں قسم کے شیطان نیکی کرنے والے پر غضبناک ہوتے ہیں۔ پرسیدن۔ بادشاہ نے اس مسخرے سے پوچھا کہ وحی سے صاحب وحی اور دوسروں کو کیا فائدہ ہے؟۔ بارے بمعنی اب یا بار بمعنی پھل اور یا اضافت کے کسرے کے عوض میں ہے۔ حاصل۔ پیداوار، آمدنی کن یا مکن۔ یعنی امر اور نہی۔ وانکہ۔ ماننے والوں کو کیا بلندی حاصل ہوتی ہے۔ گفت۔ مسخرہ نے کہا آپ یہ بتایئے کہ وہ کونسا فائدہ ہے جو صاحب وحی کو حاصل نہیں ہوتا ہے۔

[2] گیرم۔ اس مسخرے نے کہا میں نے مانا کہ میری وحی وہ وحی نہیں ہے جو کسی بڑے نبی کے پاس آئی ہو لیکن شہد کی مکھی کو جو وحی آئی تھی اس سے تو کم درجہ کی نہیں ہے۔ وحی کے دو معنی ہیں۔ ایک تو وہ کلام خداوندی جو کسی فرشتہ کے ذریعہ کسی نبی پر نازل ہو۔ دوسرے معنی اشارے اور دل میں کسی بات کے آنے کے ہیں۔ مسخرے نے دوسرے معنی مراد لئے ہیں۔ اوحی۔ قرآن پاک میں ہے وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ۔ اور تیرے رب نے شہد کی مکھیوں کو الہام کیا کہ پہاڑوں میں سے اور درختوں سے اور ان سب چیزوں سے جن سے وہ چھپریاں بناتے ہیں۔ گھر بنا میں۔

[3] او۔ شہد کی مکھیوں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے ذریعہ ہی دنیا کو شہد اور موم عطا کیا ہے۔ کَرَّمْنَا۔ قرآن پاک ہے۔ وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْ آدَمَ بے شک ہم نے بنی آدم کو بڑائی بخشی ہے۔

نے تو اَعْطَیْنَاکَ کَوْثَرْ[1] خواندہٗ
کیا تو نے ہم نے تجھے کوثر دیدی ہے نہیں پڑھا ہے؟

پس چرا خشکے و تشنہ ماندہٗ
پس تو کیوں خشک اور پیاسا ہے ؟

یا مگر فرعونی و کوثر چو نیل
یا شاید تو فرعون اور کوثر نیل کی طرح ہے

بر تو خوں گشت ست ناخوش اے علیل
اے بیمار ! جو تجھ پر خون اور ناگوار بن گئی ہے

توبہ کن بیزار شو از ہر عدو
توبہ کر لے ، خدا کے ہر دشمن سے بیزار بن جا

کو ندارد آب کوثر در کدو
جس کے کدو میں آب کوثر نہیں ہے

ہر کہ را دیدی ز کوثر سُرخ رو
تو جس کو کوثر سے سرخ رو دیکھے

او محمدؐ خوست با او گیر خو
وہ محمدؐ کے مزاج والا ہے اس کی عادت اختیار کر

تا اَحَبَّ اللّٰہَ آئی در حسیب
تا کہ تو "اس نے خدا سے محبت کی" کی شمار میں آجائے

کز درخت احمدی با اوست سیب
کیونکہ اس کے پاس احمدیؐ درخت کے سیب ہیں

ہر کرا دیدی ز کوثر خشک لب
تو جس کو کوثر سے خشک لب دیکھے

دشمنش میدار ہمچوں مرگ و تب
اس کو موت اور بخار کی طرح دشمن سمجھ

زانکہ[2] او بوجہل شد یا بولہب
کیونکہ وہ ابو جہل یا ابو لہب ہے

دور شو زو تا نیفتی در کرب
تو اس سے بھاگ جا ، تاکہ مصیبت میں نہ پھنسے

گرچہ بابائے تو ہست و مام تو
خواہ وہ تیرا باپ یا ماں ہو

کو حقیقت ہست خوں آشام تو
کیونکہ وہ دراصل تیرا خون پینے والا ہے

از خلیلِ حق بیا موز اے پسر
اے بیٹا ! حضرت ابراہیم سے سیکھ لے

کہ شد او بیزار اوّل از پدر
کہ وہ پہلے باپ ہی سے بیزار ہوئے

تا کہ اَبْغَضَ لِلّٰہ آئی پیش حق
تاکہ تو اللہ کے سامنے اس نے خدا کیلئے بغض کیا ہے

تا نگیرد بر تو شک عشق دق
تاکہ تیرے اوپر عشق کا رشک مصیبت نہ ڈالے

تا نخوانی[3] لا وَالّا اللّٰہ را
جب تک تو "لا اور الا اللہ" نہ پڑھ لے گا

در نیابی منہج ایں راہ را
اس طریقہ کا راستہ نہ پائے گا

داستانِ آں عاشق کہ با معشوقِ خود بر می شمرد خدمتہائے
اس عاشق کی داستان جو اپنے معشوق کے سامنے اپنی خدمتیں اور

---

[1] کوثر۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کو خطاب کرکے فرمایا گیا ہے فَاِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ "بے شک ہم نے تجھے کوثر عطا کی ہے" کوثر حقیقتاً جنت میں ایک حوض ہے یہاں اس سے آنحضورؐ کے ظاہری اور باطنی فیوض مراد ہیں۔ یا مگر۔ شاید تو فرعون صفت ہے کہ تیرے لئے کوثر کوثر نہیں رہی جیسا کہ فرعون کے لئے دریائے نیل کا پانی، پانی نہ رہا تھا بلکہ خون بن گیا تھا۔ توبہ کن۔ جو انسان آنحضورؐ کی اس کوثر سے سیراب نہیں ہوا ہے۔ اس سے ہر شخص کو بیزار رہنا چاہیے۔ ہر کہ جس شخص نے حضورؐ کی کوثر سے سیرابی حاصل کی ہے تم اس کی عادت اختیار کرو۔ احب حدیث شریف میں ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَاَبْغَضَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ " جس شخص نے اللہ کیلئے محبت کی اس نے ایمان مکمل کرلیا۔

[2] زانکہ۔ جو شخص کوثر نبوی سے مستفید نہیں ہے وہ ابوجہل اور ابولہب صفت ہے اس سے دور رہنا چاہیے خواہ وہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار ہو۔ از خلیلؑ حضرت ابراہیمؑ کا فر باپ آزر سے بیزار ہو گئے تھے۔ تاکہ جب تو اللہ کے لئے کسی سے ناراض ہوگا تب عشق میں سچا ثابت ہوگا۔

شعر:۔

تو سمجھتا ہے کہ خدا معشوق میں بند ہے یہ نہ وہ عالم ہے نہ تصاویر سے ہے

[3] تا نخوانی۔ "لا" سے غیر اللہ کی نفی اور "الا اللہ" سے اللہ کا اقرار مراد ہے۔ مومن میں جب دونوں باتیں پیدا ہو جاتی ہیں جب ہی وہ سیدھے راستہ پر سمجھا جاتا ہے داستان۔ اس قصہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ عاشق کو معشوق کے سوا ہر چیز سے دست کش ہو جانا چاہیے۔

و وفائے خود را و شبہائے دراز تتجافی جنوبھم عن المضاجع

اپنی وفا داریاں اور اپنی دراز راتیں شمار کر رہا تھا کہ ان کے پہلو بستروں سے دور رہتے ہیں

را و بینوائی خود را و جگر تشنگی روز ہائے دراز و می گفت کہ

کو اور اپنی بے سرو سامانی اور عرصہ دراز کی جگر کی پیاس کو اور کہتا تھا کہ مجھے

من جزایں خدمت ندانم اگر خدمتے دیگرست مرا ارشاد کن

اس خدمت کے سوا کچھ نہیں آتا ہے اگر کوئی اور خدمت ہے تو مجھے بتا دیجئے

کہ ہرچہ فرمائی منقادم اگر در آتش رفتن ست چوں خلیل[1] علیہ

کیونکہ جو آپ کہیں میں تابعدار ہوں ، خواہ حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں کھسنا ہو

السلام و اگر درد بانِ نہنگ دریا افتادنست چوں یونس علیہ

خواہ حضرت یونس کی طرح نا کے کے منہ میں جانا ہو خواہ

السلام و اگر ہفتا دبار کشتہ شدن ست چوں جرجیس علیہ السلام و اگر از

حضرت جرجیس کی طرح ستر بار قتل ہونا ہو خواہ حضرت

گریہ نا بینا شدن ست چوں شعیب علیہ السلام و وفا و جانبازی

شعیب کی طرح اندھا بننا ہو اور انبیاء کی جاں بازی اور وفا کی تو

انبیارا شمار نیست و جواب گفتن معشوق اورا

گنتی ہی نہیں ہے اور معشوق کا اس کو جواب دینا

آں یکے عاشق بہ پیشِ یارِ خود می شمرد از خدمت و از کارِ خود

ایک عاشق اپنے معشوق کے سامنے اپنا کام ، اور خدمت گنا رہا تھا

کز برائے تو چنیں کردم چناں تیر ہا خوردم دریں رزم[2] و سناں

کہ میں نے تیری خاطر ایسا ایسا کیا اس جنگ میں تیر اور بھالا کھایا

مال رفت و زور رفت و نام رفت بر من از عشقت بسے ناکام رفت

مال گیا اور طاقت گئی اور نام گیا مجھے تیرے عشق میں بہت سی محرومیاں ہوئیں

ہیچ صبحم خفتہ یا خنداں نیافت ہیچ شام بامَرو ساماں نیافت

کسی صبح نے مجھے سوتے یا ہنستے نہ پایا کسی شام نے مجھے با سرو سامان نہ پایا

آنچہ او نوشیدہ بود از تلخ و درد او بتفصیلش یکایک می شمرد

اس نے جو بھی تلخی اور تکلیف پی تھی وہ اس کو ایک ایک کر کے گن رہا تھا

[1] خلیل اللہ حضرت ابراہیم عشق خداوندی کی وجہ سے نمرود کی آگ میں کھسے ۔ یونس۔ حضرت یونس عشق کی وجہ سے مچھلی کے پیٹ میں رہے جرجیس۔ جرجیس کو بار بار قوم نے شہید کیا۔ شعیب ۔ حضرت شعیب عشق خداوندی میں روتے روتے اندھے ہو گئے تھے۔

[2] رزم ۔ جنگ۔ سناں۔ بھالا۔ بیچ ۔ میں کسی صبح کو نہ سو۔ کا نہ ہنس سکا اور نہ شام کو بے سرو سامان رہا۔

نز برائے[1] منتے بَل می نمود
احسان جتانے کے لئے نہیں بلکہ ظاہر کر رہا تھا

بر درستیِ محبت صد شُہود
محبت کی سچائی پر سینکڑوں گواہ

عاقلاں را یک اشارت بس بُود
عقلمندوں کے لئے ایک اشارہ کافی ہے

عاشقاں را تشنگی زاں کے رود
اس سے عاشقوں کی پیاس کب بجھتی ہے؟

میکُند تکرار گفتن بے ملال
وہ بلا تکلف بات کو دہرا رہا تھا

کے ز اشارت بس گند حوت از زُلال
مچھلی نیر پانی کے بدلے اشارہ پر کب بس کرتی ہے؟

صد سخن[2] میگفت زاں دردِ کہن
پرانے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں کہہ رہا تھا

در شکایت کہ نگفتم یک سخن
شکایت میں میں نے (اُمیں سے پوری) ایک بھی نہیں کہی ہے

آتشے بودش نمید انست چیست
اس کے اندر اک آگ تھی وہ نہ جانے تھا کہ کیا ہے؟

لیک چوں شمع از تفِ آں میگریست
لیکن شمع کی طرح اس کی سوزش سے رو رہا تھا

بعدِ گریہ گفت لیکن ہا رفت لیک
رونے کے بعد اس نے کہا یہ سب کچھ ہوا لیکن

ایں زماں ارشاد کُن تو یار نیک
اب بتا تو اچھا دوست ہے

ہرچہ فرمائی بجاں اِستادہ اَم
تو جو کچھ کہے ۔ میں جان سے حاضر ہوں

بر خطِ تو پاؤ سَر بنہادہ اَم
تیرے حکم پر میں نے سر اور پاؤں رکھ دیا ہے

گر دَر[3] آتش رفت باید چوں خلیل
اگر حضرت ابراہیم کی آگ میں کودنا ہو

ور چو یحییٰ میکُنی خونم سبیل
اگر حضرت یحییٰ کی طرح میرا خون بہانا ہو

وَرز گریہ چوں شعیب اُمّی شوم
اگر میں روتے روتے حضرت شعیب کیطرح اندھا ہوجاؤں

ور چو یونس در فمِ ماہی رَوم
اگر حضرت یونس کی طرح مچھلی کے منہ میں چلا جاؤں

وَر چو یوسف چاہ وزندانم کُنی
اگر حضرت یوسف کی طرح تو مجھے کنویں اور قید خانہ میں ڈالے

ور تو فقرم عیسیٰیِ مریم کُنی
اگر تو حضرت مریم کے عیسیٰ کی طرح مجھے فقیر بنائے

رُخ نگر دانم نگر دم از تو مَن
میں منہ موڑوں گا میں تجھ سے روگردانی نہ کروں گا

بہرِ فرمانِ تو دارم جان و تَن
میری جان اور جسم تیرے حکم کے لئے ہے

گفت معشوق ایں ہمہ کردی ولیک
معشوق نے کہا یہ سب کچھ تو نے کیا لیکن

گوش بگُشا پہن دا اندر یاب نیک
کان کھول لے اور خوب سمجھ لے

کانچہ اصلِ اصلِ عشق ست و لاست
کہ جو دوستی اور عشق کی جڑ کی جڑ ہے

آں نکردی آنچہ کردی فرعہاست
تو نے وہ نہیں کیا جو کچھ کیا وہ شاخیں ہیں

[1] نز برائے۔ اپنی تکالیف احسان جتانے کیلئے نہیں گنا رہا تھا بلکہ اپنی محبت کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔ عاقلاں۔ عقلمندوں کے لئے اشارہ کافی ہوتا ہے۔ لیکن عاشق کا مزاج تفصیل کو چاہتا ہے۔ میکند۔ عاشق اپنے شکوے مکرر بیان کرتا ہے، مچھلی پانی میں غوطہ لگا کر مطمئن ہوتی ہے۔

[2] صد سخن۔ اس عاشق نے اپنے درد سے متعلق سینکڑوں باتیں عاشق کو سنا میں جن میں سے میں نے ایک بھی پوری نہیں بیان کی ہے۔ آتشے۔ آگ عاشق میں ایک آگ لگی ہوئی تھی جس کی حقیقت کو وہ نہ سمجھ سکتا تھا ہاں اس کی گرمی سے شمع کی طرح آنسو بہا رہا تھا۔ ہرچہ۔ عاشق نے کہا میں یہ مصائب تو برداشت کر ہی رہا ہوں اب جو حکم ہو اس کے لئے میں آمادہ ہوں۔

[3] گر در آتش۔ اگر حکم ہو تو حضرت ابراہیم کی طرح آگ میں کود جاؤں تو چاہے تو حضرت یحییٰ کی طرح مجھے قتل کر دے۔ ور ز خضرم۔ حضرت عیسیٰ کا فقر مشہور ہے۔ رخ۔ میں تیرے کسی حکم سے منہ نہ موڑونگا۔ گفت۔ معشوق نے عاشق کی تمام تکالیف سنکر کہا کہ تو نے یہ سب کچھ کیا لیکن جو عشق کا اصل تقاضا ہے وہ نہ کیا عاشق نے کہا وہ کیا ہے۔ معشوق نے جواب دیا کہ وہ اپنے آپ کو فنا کر دینا ہے۔ والا۔ دوستی۔

گفتش آں عاشق بگو کاں اصل چیست
اس سے عاشق نے کہا، فرمایئے وہ جز کیا ہے؟

گفت اصلش مُردنست و نیستی ست
اس نے کہا، اس کی جز مرنا اور فنا ہوتا ہے

تو ہمہ کردی نمُردی زندۂ
تو نے سب کچھ کیا، تو مرا نہیں، زندہ ہے

ہیں بمیرار یارِ جاں با زندۂ
ہاں مر جا اگر تو جان کو فنا کرنے والا دوست ہے

گر بمیری زندگی یابی تمام
اگر تو مر جائے گا مکمل زندگی حاصل کر لے گا

نام نیکوئے تو ماندتا قیام [1]
حشر تک تیرا نیک نام زندہ رہے گا

چوں شنود اں عاشقِ بیخویشتن
جب مدہوش عاشق نے یہ سنا

آہ سردے برکشید از جان و تن
جان اور جسم سے ایک ٹھنڈی آہ بھری

ہمدراں دم شُد دراز و جاں بداد
اسی وقت لیٹ گیا اور جان دے دی

ہمچو گل درباخت سر خندان وشاد
ہنسی خوشی پھول کی طرح سر دے دیا

ماندآں خندہ برو وقف ابدْ
وہ مسکراہٹ ہمیشہ کیلئے اسی پر وقف رہیگی

ہمچو جان و عقلِ عارف بے کبد
جس طرح بلا تکلف عارف کی عقل اور جان

نورِ مہ آلودہ کے گردد ابد
چاند کی چاندنی آخر کب آلودہ ہوتی ہے

گر زندآں نور بر ہر نیک وبد
خواہ وہ چاندنی ہر نیک اور بد پر پڑے

اُوز [2] جملہ پاک وا گردد بماہ
وہ سب سے پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے

ہمچو نورِ عقل و جاں سُوئے الٰہ
جس طرح اللہ تعالیٰ کی جانب عقل اور جان کا نور

وصفِ پاکی وقف برنورِ مہ است
پاکی کی صفت چاند کی روشنی پر وقف ہے

تابشش گر برنجاسات رہ است
اگرچہ اس کی چمک راستہ کی نجاستوں سے ہے

زاں نجاساتِ رہ و آلودگی
ان راستہ کی نجاستوں اور گندگی سے

نور را حاصل نگردد بدرگی
نور کو برائی حاصل نہیں ہوتی ہے

اِرْجِعِی بشنید نور آفتاب
"تو لوٹ چل" سورج کی روشنی نے سنا

سُوئے اصل خویش باز آمد شتاب
وہ فوراً اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی

نے [3] زگلخنہا برو رنگے بماند
نہ اس پر بھٹیوں کا عیب رہا

نے زگلشنہا برو رنگے بماند
نہ اس پر باغوں کا رنگ رہا

نورِ دیدہ سُوئے دیدہ باز گشت
آنکھ کی روشنی آنکھ کی طرف لوٹ آئی

ماند در سودائے اُو صحرا و دشت
جنگل اور میدان اس کے تصور میں رہ گئے

[1] تا قیام۔ یعنی قیامت قائم ہونے تک (شعر)
ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما
چوں شود۔ عاشق نے معشوق کی جب یہ باتیں سنیں ایک ٹھنڈی آہ کی اور جان دیدی۔ ماند۔ اس عاشق کی موت کے وقت کی مسکراہٹ ابدی ہے۔ نورِ مہ۔ عارف کی روح کی مثال چاند کی طرح ہے جس طرح چاندنی خواہ وہ گندگیوں پر گذرے تو پاک صاف رہتی ہے۔ یہی حال عارف کی روح کا ہے۔

[2] اُوز جملہ۔ چاندنی بہرصورت پاک رہ کر چاند کیطرف لوٹ جاتی ہے اسی طرح عارف کی روح پاک و صاف رہ کر خدا کی طرف واپس ہو جاتی ہے۔ زاں۔ جن نجاستوں پر سے چاندنی گذرتی ہے ان کا وہ اثر قبول نہیں کرتی ہے۔ ارجعی۔ عارف کی روح نفس مطمئنہ ہے جس کے بارے میں قرآن پاک میں آیا ہے۔ یا أیتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربک راضیة مرضیة اے نفس مطمئنہ تو راضی اور پسندیدہ ہو کر اپنے رب کی طرف لوٹ جا۔

[3] نے۔ اس روح عارف پر دنیا کے اچھے برے کا کوئی اثر نہیں رہتا ہے۔ نور دیدہ۔ عارف کی روح کی واپسی کی دوسری نظیر ہے کہ آنکھ کی روشنی آنکھ میں واپس آ جاتی ہے تو اب دیکھنے والی نگاہ میں وہ جنگل نہیں رہتا بلکہ محض دماغ میں اس کا تصور رہ جاتا ہے ماند۔ اب آنکھوں میں اس چیز کا صرف انتظار رہ جاتا ہے اور وہ ویرانہ نظروں سے غائب ہو جاتا ہے۔

چونکہ زیں ویرانہ نورش باز گشت[1] ماند در صحرائے دیدہ باز گشت

جبکہ اس ویرانے سے اس کا نور واپس ہو گیا آنکھ کے جنگل میں انتظار رہ گیا

یکے پرسید از عالمے عارفے کہ اگر در نماز کسے بگرید بآواز و آہ و نوحہ

کسی شخص نے ایک عارف عالم سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص نماز میں آواز اور آہ سے روئے

کند نمازش باطل شود یا نہ جواب داد کہ نام آں آب[2] دیدہ ست تا کہ آں

اور نوحہ کرے اس کی نماز باطل ہو گی یا نہیں ؟ اس نے جواب دیا کہ اس کا نام دیکھے ہوئے

گرنیدہ چہ دیدہ است اگر شوقِ خدا دیدہ است اُو میگرید یا از

کا پانی ہے تو یہ کہ رونے والے نے کیا دیکھا ہے ؟ اگر اس نے اللہ تعالیٰ کا شوق دیکھا ہے ، وہ

پشیمانی گناہ نمازش تباہ نشود بلکہ کمال گیرد کہ لاصلوٰۃ الّا بحضُورِ

رویا ہے یا گناہ کی پشیمانی سے ، نماز تباہ نہ ہو گی بلکہ کمال حاصل کر لیگی کیونکہ نماز نہیں ہوتی مگر

القلب واگر رنجوری تن یا فراقِ فرزند دیدہ است نمازش تباہ شود

حضور قلب سے اور اگر اس نے جسمانی تکلیف یا اولاد کی جدائی دیکھی ہے اس کی نماز خراب ہو جائیگی

کہ اصل نماز ترکِ تن است و ترک فرزند ابراہیم علیہ السلام وار

کیونکہ اصل نماز حضرت ابراہیم کی طرح جسم اور اولاد کا ترک کرنا ہے کیونکہ وہ نماز کی

کہ فرزند را قربان میکرد از بہرِ تکمیل نماز و تن را بآتشِ نمرودی

تکمیل کے لئے لڑکے کو قربان کر رہے تھے اور جسم کو نمرود کی آگ کے سپرد کر رہے

سپرد و امر آمد پیغمبرِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم رابدیں خصال کہ

تھے اور آنحضور کو انہی خصلتوں کا حکم ہے کیونکہ تم اتباع کرو اور اتباع

فَاتَّبِعُوْا وَاتَّبِعْ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ

کر ابراہیم کی ملت کا جو کہ حنیفیہ ہے بے شک تمہارے لئے

حَسَنَةٌ فِیْ اِبْرٰهِيْمَ

ابراہیم میں اچھا نمونہ ہے

آں یکے پرسید از مفتی براز گر کسے گوید نبوحہ در نماز

ایک شخص نے چپکے سے مفتی سے دریافت کیا اگر کوئی نماز میں آواز سے روئے

آں نمازِ اُو عجب باطل شود یا نمازش جائز و کامل بُود

وہ اس کی عمدہ نماز باطل ہو جائے گی یا اس کی نماز جائز اور مکمل ہو گی

[1] باز گشت۔ پہلے۔ مصرع میں واپس شدہ کے معنی میں ہے اور دوسرے مصرع میں بمعنی انتظار ہے۔ یکے چونکہ مولانا نے پہلے شعر میں آنکھ کی روشنی کا بیان کیا تھا اب آنکھ سے متعلق ایک اور نکتہ سمجھاتے ہیں۔

[2] آب دیدہ۔ یہ مسئلہ پوچھا کہ کیا اگر کوئی نماز میں روئے اور آہ و نوحہ کرے تو نماز فاسد ہو گی یا نہیں جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ رویہ کو آب دیدہ کہتے ہیں یعنی دیکھے ہوئے کا پانی تو اب یہ تحقیق کی جائے کہ اس نے کیا دیکھا ہے جس کی وجہ سے یہ آنکھ کا پانی بہا ہے اگر اس نے خدا کا خوف اور شوق دیکھا ہے اور گریہ اور نوحہ ہے تو یہ تو نماز کا کمال ہے اور اگر اس نے مرض یا بیٹے کی جدائی دیکھی ہے اور اس سے یہ پانی آنکھ سے بہا ہے تو نماز خراب ہو جائیگی۔ براز۔ یعنی آہستگی سے۔ نوحہ۔ آواز سے رونا۔

گفت آبِ دیدہ نامش بہرِ چیست
فرمایا "اس کا نام دیکھے ہوئے کا پانی" کیوں ہے؟

بنگری[1] تا کہ چہ دیدست و گریست
غور کر اس نے کیا دیکھا ہے؟ اور رویا ہے

آبِ دیدہ تا چہ دیدہ است از نہاں
آنکھ کے پانی نے پوشیدہ طور پر کیا دیکھا ہے

تابداں شُد اُوز چشمہ خود رواں
جس سے وہ اپنے چشمے سے رواں ہوا ہے

گر ز شوقِ حق کند گریہ دراز
اگر دراز گریہ اللہ تعالیٰ کے شوق سے کرتا ہے

یا ندامت از گناہے وَر نیاز
یا عاجزی میں کسی گناہ کی شرمندگی سے

خوفِ حق گر باشد آں گریہ جوشت
اگر اللہ کا خوف ہے تو رونا بہتر ہے

زانکہ آں آب تو دفعِ آتش ست
کیونکہ وہ تیرا پانی آگ کو بجھانا ہے

بیشکے گیرد نمازِ اُو کمال
اس کی نماز یقیناً کمال حاصل کر لے گی

قُرب یا بد در رہِ حق لا محال
وہ لا محالہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے گا

آں جہاں گر دیدہ است آں پُر نیاز
اگر اس نیاز مند نے اس عالم کو دیکھا ہے

رونقے یا بد زنوحہ آں نماز
تو رونے سے اس کی نماز رونق حاصل کر لیگی

ور ز رنجِ تن بُود و زد رد و سوگ
اور اگر جسم کی بیماری اور درد اور رنج سے ہو

ریسماں[2] بگسست و ہم بشکست دوک
تو دھاگا ٹوٹا اور چکا بھی

وَر فغاں از ماتمِ فرزند کرد
اگر اس نے اولاد کے رنج میں فریاد کی ہے

کہ دل و جانش زماتم کرد دَرد
کہ رنج سے اس کا دل اور جان دردمند ہوئے تھے

می نیرزوآں نمازِ اُو دو جو
تو اس کی نماز دو جو کی قیمت کی نہیں ہے

زانکہ با اَغیار دارد دل گرو
کیونکہ اس کا دل غیروں میں پھنسا ہے

پس نمازش بیشکے باطل بود
تو اس کی نماز بلاشبہ فاسد ہو جائے گی

گریہ اُو نیز بے حاصل بود
اس کا رونا بھی بے نتیجہ ہو گا

زانکہ ترکِ تن بُود اصلِ نماز
کیونکہ نماز کی اصل جسم کو ترک کرنا ہے

ترکِ خویش و ترکِ فرزند از نیاز
نیازمندی کی وجہ سے اپنے آپ کو اور اولاد کو ترک کرنا ہے

از خلیلؑ آموز قرباں کُن ولد
حضرت ابراہیمؑ سے سیکھ لے اولاد کو قربان کر دے

تن بنہ بر آتشِ نمرود رَد
نمرود کی آگ پر جسم کو رکھ دے

حاصل آنکہ تابدانی اے کیا
خلاصہ یہ ہے کہ اے بزرگ تو سمجھ لے

کز بُکا فرق ست بیحد تا بُکا
کہ رونے اور رونے میں بیحد فرق ہے

---

[1] بنگری۔ یہ غور کر کہ وہ کیوں رویا ہے۔ ندامت شرمندگی۔ نیاز۔ عاجزی۔ آں جہاں۔ یعنی شوق و خوفِ خداوندی کا عالم۔ وز رنج۔ اگر رونے کا سبب کوئی بدنی تکلیف یا رنج ہے تو سب بیفضائع ہو گیا۔

[2] ریسماں۔ دھاگا بھی ٹوٹا اور چکا بھی ٹوٹا یعنی سب کچھ تباہ ہو گیا۔ اتم۔ سوگ کی مجلس زانکہ۔ کیونکہ اس حالت میں اس کا دل اللہ کے غیر سے وابستہ ہے۔ پس۔ اس آہ و بکا سے نماز بھی فوتی اور اس سے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ زانکہ۔ اس لئے کہ اصل نماز تو یہ ہے کہ انسان اس میں غیر اللہ سے بالکل غافل ہو جائے۔

[3] از خلیلؑ۔ حضرت ابراہیمؑ نے اللہ کے معاملہ میں اپنی اولاد اور جان کی پروا نہ کی۔ حاصل۔ خلاصہ یہ سمجھ لو کہ رونے اور رونے میں بہت فرق ہے۔ ایک رونا نماز کی روح ہے دوسرا رونا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

مُریدے[1] در آمد بخدمتِ شیخ و ازیں شیخ پیرِ مسن نمیخواہم بلکہ پیر

ایک مرید ایک شیخ کی خدمت میں پہنچا اور اس شیخ سے میری مراد دراز عمر بوڑھا نہیں ہے

عقل و معرفت اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام است در گہوارہ و یحییٰ

بلکہ عقل و معرفت کا بوڑھا اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام گہوارہ میں اور یحییٰ علیہ السلام

علیہ السلام ست در مکتب کودکان مرید شیخ را گریاں دید اُو نیز

بچوں کے مکتب میں ہوں مرید نے شیخ کو روتے دیکھا اس نے بھی

موافقت کرد و بگریست چوں فارغ شُد و بدر آ مُرید دیگر کہ

موافقت کی اور رو پڑا جب وہ فارغ ہوا اور باہر آیا دوسرا مرید جو

از حالِ شیخ واقف تر بود از سرِ غیرت در عقبِ اُو نیز بیروں

شیخ کے حال سے زیادہ واقف تھا غیرت کی وجہ سے وہ بھی پیچھے پیچھے باہر آیا

آمد گفتش کہ اے[2] برادرِ من ترا گفتہ باشم اللہ اللہ تانیندیشی

اس نے کہا اے میرے بھائی ! میں تجھ سے کہتا ہوں خدا کے لئے نہ سوچنا

دگوئی کہ شیخ میگریست من نیز میگریستم کہ ی سال ریاضت

اور نہ کہنا کہ شیخ روئے میں بھی رویا کیونکہ تیس سال بغیر ریا کی محنت کرنے

بے ریا باید کرد و از عقبات و دریا ہائے پُر نہنگ و کوہہائے

چاہیے اور گھاٹیوں اور نالوں سے بھرے دریاؤں سے اور شیر اور

بلند پُر شیرو پلنگ می باید گذشت تابداں گریہ شیخ برسی

چیتوں سے بھرے پہاڑوں سے گذرنا چاہیے پھر شیخ کے اس رونے کو تو پہنچ سکے

یا نہ رسی اگر برسی شکر زُویت[3] لی الارض بسیار گوئی کہ

یا نہ پہنچ سکے اگر پہنچ جائے "تو میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے" کا بہت شکر ادا کر

آنجائے شکرست کہ آں گریہ حضورِ قلب باشد

کیونکہ وہ شکریہ کا موقع ہے کیونکہ وہ رونا حضورِ قلب سے ہوگا

یک مُریدے اندر آمد پیشِ پیر — پیر اندر گریہ بود و در نفیر

ایک مرید پیر کے پاس اندر آیا — پیر رونے میں اور فغاں میں تھا

شیخ را چوں دید گریاں آں مُرید — گشت گریاں آب از چشمش دوید

جب اس مرید نے شیخ کو روتے دیکھا — رونے لگا آنسو اس کی آنکھوں سے نکل پڑے

[1] مرید سے اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ شیخ کا رونا اور اس مرید کا رونا یکساں نہ تھا۔ شیخ شیخ سے مراد بوڑھا نہیں ہے بلکہ وہ شخص ہے جس کی عقل اور معرفت بڑھی ہوئی ہو خواہ وہ عمر کے اعتبار سے بچہ ہو، جیسے کہ حضرت عیسیٰ گہوارہ میں یا حضرت یحییٰ بچوں کے مکتب میں تھے۔

[2] اے برادر۔ اس باکمال مرید نے اس کو سمجھایا کہ تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے جیسا نہ سمجھنا تیرا رونا تو محض تقلیدی تھا اور شیخ کا رونا ایسا رونا ہے کہ تیس سال مجاہدوں کے بعد بھی یہ میسر آجائے تو غنیمت سمجھنا۔

[3] زویت۔ آنحضورؐ نے فرمایا زویت لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا میرے لئے زمین لپیٹ دی گئی تو میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو دیکھ لیا یعنی برسوں کا کام منٹوں میں ہوگیا۔ شیخ راہ مرید شیخ کی تقلید میں شیخ کو روتے ہوئے دیکھ کر رونے لگا۔

گوشور یکبار خندد گر دو بار
سننے والا ایک بار اور بہرا دو بار ہنستا ہے

چونکہ لاغ املا کند یارے بیار
جب کوئی یار، یار سے مذاق کرتا ہے

بارِ اوّل از رہ تقلید و سوم
پہلی بار دیکھا دیکھی اور تکلف سے

کہ همی بیند کہ می خندند قوم
کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ لوگ ہنس رہے ہیں

کر بخندد ہمچو ایشاں آں زماں
اس وقت بہرا ان کی طرح ہنستا ہے

بیخبر از حالتِ خندید گاں
(اور) ہنسنے والوں کی حالت سے بے خبر ہے

باز اُو پرسد کہ خندہ بر چہ بُود
پھر وہ پوچھتا ہے، کہ ہنسی کس بات پر تھی؟

پس دوم کرّت بخندد چوں شنُود
پھر جب سنتا ہے دوبارہ ہنستا ہے

پس ۲ مقلّد نیز مانندِ کرست
تو مقلد بھی بہرے کی طرح ہے

اندراں شادی کہ اُورا در سرست
اس خوشی میں جو اس کے ذہن میں ہے

پرتوِ شیخ آمد و منہل ز شیخ
شیخ کا عکس اور شیخ کا چشمہ ہے

فیض و شادی نز مریداں بل ز شیخ
فیض خوشی، نہ کہ مریدوں کا بلکہ شیخ کا ہے

پرتوِ شیخ ست آں تقلیدِ شیخ
شیخ کی تقلید، شیخ کا عکس ہے

چوں بہ بیند شادی و تائیدِ شیخ
جبکہ وہ شیخ کی خوشی اور تائید دیکھ رہا ہے

چوں سبد در آب و نورے بر زجاج
جیسا کہ ٹوکری پانی میں اور چمک شیشہ پر ہے

گر ز خود دانند آں باشد خداج
اگر وہ اس (خوشی) کو اپنی جانب سے سمجھیں تو ناقص پن ہے

چوں جدا گردد ز جُو داند عنود
جب وہ نہر سے علیحدہ ہو جائیگی تو جھگڑالو جان لیگی

کاندر و آں آبِ خوش از جُوی بُود
کہ اس کے اندر وہ اچھا پانی نہر کا تھا

آبگینہ ہم بدانداز غروب
چاند کے غروب سے شیشہ بھی جان لے گا

کاں لمع بُود از مہِ تابانِ خوب
کہ وہ چمک عمدہ روشن چاند کی تھی

چونکہ چشمش را کشاید امرِ قم
جب "اٹھ جزا ہو" کا حکم اس کی آنکھ کھلدے گا

پس بخندد چوں سحر بارِ دوم
تو وہ صبح کے دوسری بار مسکرانے کی طرح مسکرائے گا

خندہ آید ہم براں خندہ خودش
اس کو اپنی اس ہنسی پر بھی ہنسی آئے گی

کہ دراں تقلید بر می آمدش
جو اس کو تقلید میں آئی تھی

۱ گوشور۔ سننے والا۔ کر۔ بہرا بہرا ایک بار تو دوسروں کو ہنستا دیکھ کر ہنستا ہے پھر لوگوں کو ہنسنے کا سبب معلوم کر دوبارہ ہنستا ہے۔ سوم۔ تکلف۔ بیخبر۔ پہلی بار ہنسنے میں بہرے کو ہنسی کے سبب کا علم نہیں ہوتا ہے۔ باز۔ پھر جب وہ لوگوں سے ہنسی کا سبب معلوم کر لیتا ہے تو دوبارہ ہنستا ہے۔

۲ پس مقلد۔ جو شخص کسی کی دیکھا دیکھی کام کرتا ہے اسکی مثال بہرے کی سی ہے۔ پرتو۔ اس پر شیخ کے باطن کا اثر پڑنا ہے اور اس سے اس کو خوشی یا فیض حاصل ہوتا ہے تو مرید کا تقلیدی فعل بھی شیخ کا اثر ہوتا ہے۔ چوں سبد۔ اگر ٹوکری نہر میں پڑی ہوئی ہو اور اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا آئینہ میں سورج کی چمک پڑ رہی ہو تو اس پانی یا چمک کو ٹوکری یا آئینہ اپنا سمجھنا لغو ہے۔ خداج۔ ناقص۔ عنود۔ سرکش۔

۳ آبگینہ۔ جب ٹوکری نہر سے باہر نکل جائے گی اور چاند ڈوب جائے گا تو ٹوکری اور آئینہ کو معلوم ہو جائیگا کہ وہ پانی اور چمک ان کی نہ تھی۔ تم آنحضور کو حکم ہوا تھا **قم اللیل الا قلیلا** "تھوڑی رات چھوڑ کر رات میں عبادت کیا کرو۔ سحر بار دوم۔ پہلے صبح کاذب آتی ہے پھر دوبارہ صبح صادق نمودار ہوتی ہے۔ خندہ آمد۔ اب جب حقائق منکشف ہو جاتے ہیں تو مرید کو اپنی پہلی ہنسی پر ہنسی آتی ہے۔

گوید از چندیں رہِ دو رو دراز
وہ کہے گا ۔ اتنی دور ، دراز مسافت سے

کایں حقیقت بود و ایں اسرار و راز
جبکہ یہ حقیقت اور یہ اسرار اور راز تھے

من دراں وادی چگونہ خود ز دُور
میں اس میدان میں خود فاصلہ سے کس طرح

شادے میکردم از عمیاو سُور
اندھے پن سے شادمانی اور خوشی کر رہا تھا ؟

من چہ می بستم خیال و آں چہ بُود
میں نے کیا خیال کیا اور وہ کیا تھا

درکِ سستم سُست نقشے می نمُود
میرے سست احساس نے واہی نقش دکھا دیا

طفلِ رہ را فکرت مَرداں کجاست
راہ سلوک کے بچہ میں مردوں کی سمجھ کہاں ہے؟

گو خیالِ اُو و کو تحقیق راست
کجا اس کا خیال ، اور کجا صحیح تحقیق

طفل راچہ فکر آید در ضمیر
بچے کے دل میں کیا خیال آسکتا ہے ؟

یا چہ اندیشہ کُند ہمچوں کہ پیر
یا وہ بوڑھے کی طرح کیا سوچ سکتا ہے ؟

فکرِ ۲ طفلاں دایہ باشد یا کہ شیر
بچوں کا فکر دایہ یا دودھ ہوتا ہے

یا مویز وجوز یا گریہ و نفیر
یا منقی اور اخروٹ یا رونا اور چلانا

آں مقلّد ہست چوں طفلِ علیل
مقلد ، بیمار بچہ کی طرح ہے

گرچہ دارد بحث باریک و دلیل
اگرچہ باریک بحث اور دلیل رکھتا ہو

آں تعمّق در دلیل و در شکال
اشکال اور دلیل میں غور

از بصیرت می کُند اُورا گسال
اس کو بصیرت سے رخصت دیدیتا ہے

مایہ کاں سُرمۂ سِرّ ویست
وہ سرمایہ جو اس کے باطن کا سرمہ ہے

بُردو در اشکال گفتن کار بست
سلب کر لیا اور اشکال بیان کرنے میں لگا دیا

اے ۳ مقلّد از بخارا باز گرد
اے مقلد ! بخارا سے واپس آجا

رَو بخواری تا شوی تو شیر مَرد
ذلت کی جانب جا ، تاکہ تو شیر مرد بنے

تا بخا رائے دگر بینی دروں
تاکہ تو باطن میں دوسرا بخارا دیکھ لے

صفدراں در محفلش لَا یَفْقَهُوْنَ
اس کی محفل میں بہادر "وہ نہیں سمجھتے ہیں" نہیں

پیک اگرچہ دَرزمیں چابک تکست
قاصد اگرچہ خشکی میں تیز رفتار ہے

چوں بدریا رفت بکسستہ رگست
جب دریا میں پہنچا، رگ ٹوٹ گئی

۱ گوید۔ اب مرید اپنے سابق احوال کے بارے میں سمجھا ہے کہ وہ جو کچھ حاصل تھا وہ تو محض شیخ کا عکس تھا اب وہ اور میں اصل سے کس قدر دور تھے۔ من دراں۔ میں حقیقت تک نہ پہنچا تھا۔ اور خوشی منا رہا تھا۔ من چہ می بستم۔ میرے ناقص علم و ادراک میں ایک خیالی چیز تھی۔ طفل رہ ۔ جو سالک ابھی راہ سلوک کا بچہ ہے وہ حقیقت تک کہاں پہنچ سکتا ہے۔

۲ فکر طفلاں۔ طفل کا فکر تو صرف دایہ اور دودھ اور کھانے پینے کی معمولی چیزوں تک ہوتا ہے۔ آں مقلد۔ مقلد کی مثال بچہ کی سی ہے۔ آں تعمق۔ یہ مقلد اگر خود ان اسرار تک پہنچنے کی کوشش کرے گا یا دلائل ڈھونڈے گا تو اس کو بصیرت سے اور دور کر دینگے۔ مایہ جو غور و فکر کا اس کے پاس سرمایہ تھا وہ بھی اس نے بیجا صرف کر ڈالا۔

۳ اے مقلد۔ یہ اسرار و رموز عقلی دلائل سے واضح نہ ہوں گے بخارا ظاہری علوم کا مرکز ہے اس کو چھوڑ کر خواری اور مجاہدوں کی ذلت اختیار کر جب تو مرد میدان بنے گا تا بخارا۔ جب انسان مجاہدے کرے گا تو پھر اس کو ایک بخارا اپنے دل میں نظر آئیگا اور اس بخارا میں ظاہری سے بحث کرنے والے یہ کامل نا سمجھ ثابت ہوں گے۔ صفدراں۔ یعنی بخارا میں ظاہری علماء میں جو اسرار کو نہیں سمجھتے ہیں پیک۔ مشہور ہے ہر مرد و ہر کارے جو خشکی کا چلنے والا ہے وہ دریا میں نہیں چل سکتا ہے وہاں تیراک کی ضرورت ہے۔

اُو حَمَلْنَا هُمْ بُوَد فِي الْبَر وَبَس	آنکہ محمول ست در بحر اُوست کس
وہ صرف ان کو ہم نے خشکی میں چلایا" ہے	جو سمندر میں چلایا ہوا ہے وہ بہادر ہے
بخشش بسیار دارد شہ بدُو	اے شدہ در وہم و تصویرے دو تو
شاہ اس پر بہت بخشش کرتا ہے	اے وہ! جو وہم اور تصویر میں خدا بنا ہوا ہے

بقیہ حال مُرید مُقلّد

مرید مقلد کے حال کا بقیہ

آں مُرید سادہ از تقلید نیز	گریہ میکرد و فقِ آں عزیز
وہ بھولا مرید بھی، تقلید میں	اس معزز کی طرح رونے لگا
او مقلّد وار ہمچو مَردِ کر	گریہ می دید و ز مُوجِب بے خبر
اس نے تقلید میں بہرے شخص کی طرح	رونا دیکھا اور سبب سے بے خبر تھا
چوں بسے بگریست خدمت کرد و رفت	از پیش آمد مرید خاص تفت
جب بہت رو دیا اس نے سلام کیا اور روانہ ہو گیا	اس کے پیچھے ایک خاص مرید تیزی سے چلا
گفت ۲ اے گریاں چو ابر بیخبر	بر و فاق گریہ شیخ از نظر
اس نے کہا اے بے خبر ابر کی طرح رونے والے!	دیکھا کہ شیخ نے رونے پر
اللہ اللہ اللہ اے وافی مُرید	گرچہ در تقلید ہستی مُستفید
اے وفا دار مرید! خدا کے لئے	اگرچہ تو تقلید میں فائدہ اٹھانے والا ہے
تا نگوئی دیدم آں شہ می گریست	من چو اُو بگریستم کایں منکریست
یہ نہ کہنا میں نے دیکھا کہ وہ شاہ رو رہا تھا	میں اس کی طرح رویا کیونکہ یہ (شیخ کی فضیلت کا) انکار کرنا ہے
گریہ کز جہل و تقلید ست و ظن	نیست ہمچوں گریہ آں مؤتمن
وہ رونا جو لاعلمی اور تقلید اور گمان کی وجہ سے ہے	وہ اس امانتدار کے رونے کی طرح نہیں ہے
تو قیاس ۳ گریہ بر گریہ مساز	ہست زیں گریہ بداں راہِ دراز
تو رونے کو رونے پر قیاس نہ کر	اس رونے سے اس رونے تک بہت فاصلہ ہے
ہست آں از بعدِ سی سالہ جہاد	عقل اینجا ہیچ نتواند فتاد
وہ (رونا) تیس سالہ مجاہدہ کے بعد ہے	عقل اس جگہ کبھی نہیں پہنچ سکتی
ہست زاں سُوی خرد صد مرحلہ	عقل را واقف مدال زاں قافلہ
وہاں عقل سے آگے سو مرحلے ہیں	اس قافلہ سے عقل کو واقف نہ سمجھ

۱ حملنا ھم۔ قرآن پاک میں ہے۔ ولقد کرمنا بنی آدم وحملنا ھم فی البر والبحر " ہم نے بنی آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا" حملنا ھم فی البر سے علوم ظاہری کے علماء اور حملنا ھم فی البحر سے علوم باطنی کے علماء مراد ہیں۔ بخشش یعنی دریا کے جواہر۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ بخشش کرتا ہے۔ اے شدہ۔ اے وہ انسان جو وہم اور خیالی تصویر پر جھکا ہوا ہے۔ آں عزیز۔ یعنی شیخ زمو جب۔ یعنی شیخ کے رونے کے سبب سے ناواقف تھا۔

۲ گفت۔ اس خاص مرید نے رونے والے مرید سے کہا تو بے خبری میں شیخ کی دیکھا دیکھی رویا ہے۔ اللہ خدا کے لئے تو اپنے رونے کو شیخ کے رونے کی طرح نہ سمجھنا طرح گریہ تیرا رونا تو محض تقلید میں تھا اور تو شیخ کے رونے سے بے خبر تھا۔ ایں منکر یست۔ تیرا یہ کہنا شیخ کی فضیلت کا انکار ہوگا۔ مؤتمن۔ امانتدار

۳ تو قیاس۔ اپنے رونے کو شیخ کے رونے پر قیاس نہ کر لینا دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ شیخ کا رونا مشاہدہ کی بنیاد پر ہے جو تیس سالہ مجاہدہ کے بعد حاصل ہوا ہے۔ محض عقلی بنیاد پر یہ مقام حاصل نہیں ہو سکتا۔

گریۂ او نز غم ست و نز فرح
اس شیخ کا رونا نہ غم سے ہے نہ خوشی سے

روح داند گریۂ عین المِلح
یہ نور آنکھ کا رونا، روح جانتی ہے

گریۂ او خندۂ اوزاں سَریست
اس کا رونا، اس کا ہنسنا اس جانب کا ہے

زانچہ وہم و عقل باشد آں بریست
جو وہم اور عقل کی وجہ سے ہو، وہ اس سے بری ہے

آبِ دیدہ او چو دیدہ او بُوَد
اس کا آنسو اس کی آنکھ کی طرح ہوتا ہے

دیدۂ نا دیدہ دیدہ کے شوَد
اندھے کی آنکھ آنکھ کب ہو سکتی ہے ؟

آنچہ او بیند نتاں کردن مساس
جو وہ دیکھتا ہے، اس کو چھوا نہیں جا سکتا ہے

نز قیاسِ عقل و نز راہِ حواس
نہ عقل کے قیاس سے نہ حواس کی راہ سے

شب۲ گریز د چونکہ نُور آید ز دُور
جب روشنی آتی ہے رات دور سے بھاگ جاتی ہے

پس چہ داند ظُلمت از اَحوالِ نور
تو تاریکی روشنی کے احوال کیا جانے ؟

پشہ بگریز د زبادِ بادِہا
پر فریب ہوا سے مچھر بھاگ جاتا ہے

پس چہ داند پشہ ذوقِ بادہا
تو ہواؤں کا ذوق مچھر کیا جانے ؟

چوں قدیم آید حَدَث گردد عَبَث
جب قدیم آتا ہے حادث بیکار ہو جاتا ہے

پس کجا داند قدیمے را حَدَث
تو حادث قدیم کو کیا جانے ؟

بَر حَدَث چوں زد قدم۳ دَنگش کُند
جب قدیم حادث پر چھا جاتا ہے اس کو حیران کر دیتا ہے

چونکہ کردش نیست ہمرنگش کُند
جب اس کو معدوم کر دیا اس کو ہم رنگ کر لیتا ہے

گر بخواہی تو بیابی صَد نظیر
اگر تو چاہے تو سو مثالیں حاصل کر لے

لیک من پَرو اندارم اے فقیر
لیکن اے فقیر ! مجھے فرصت نہیں ہے

ایں آلم و حٰمٓ ایں حروف
یہ آلم و حٰمٓ یہ حروف

چوں عَصائے موسیٰ آمد در وقوف
جانتے ہیں حضرت موسیٰ کے عصا کی طرح ہیں

حرفہا مانند بدیں حرف از بروں
بظاہر حروف ان حروف سے مشابہ ہیں

لیک باشند در صفاتِ ایں زبوں
لیکن ان کی صفات سے عاجز ہیں

ہر کہ گیرد او عصائے ز امتحاں
وہ شخص جو آزمائش کے لئے لاٹھی ہاتھ میں لے لے

کے بُوَد چوں آں عَصا وقتِ بیاں
بیان کیوقت وہ اس (موسیٰ کی لاٹھی کیطرح سب ہے؟

---

۱ گریۂ او۔ شیخ کا رونا نہ غم و دوزخ سے ہے نہ فرحت جنت سے بلکہ اس کا رونا محض شوق خداوندی سے ہے۔ گریۂ او۔ شیخ کا رونا اور ہنسنا منجانب اللہ ہے عقلی اور وہمی بنیاد پر رونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ آب دیدہ شیخ کی جیسی آنکھیں ہیں کہ وہ عالم غیب کا مشاہدہ کرتی ہیں ایسا ہی اسکا رونا ہے اندھے کی آنکھیں آنکھیں نہیں ہیں۔ انچہ شیخ جن چیزوں کا مشاہدہ کرتا ہے وہ عقلی نہیں ہے۔

۲ شب۔ جسطرح رات، ان کے احوال نہیں جان سکتی ہے اسی طرح عقل اور وہم شیخ کے مشاہدات کو نہیں جان سکتے ہیں۔ پشہ۔ مچھر جبکہ ہوا کے پہلے جھونکے سے بھاگ جاتا ہے تو وہ ہوا خوری کے ذوق سے کیسے واقف ہو سکتا ہے یہی حال شیخ کے مشاہدات اور عقل کا ہے چوں قدیم۔ قدیم کے سامنے حادث کا وجود معدوم ہو جاتا ہے تو حادث قدیم کی حقیقت کیسے سمجھ سکتا ہے۔

۳ دَنگش حیران۔ چونکہ قدیم حادث کو مٹا کر اپنا ہم رنگ بنا لیتا ہے انسان صفات خداوندی سے متصف ہو کر بشریت کو گم کر دیتا ہے صد نظیر۔ اس کی بہت مثالیں ہیں کہ حادث اور قدیم میں فرق ہے۔ ایں۔ حروف مقطعات یا قرآن کے عام حروف قدیم ہیں اور اسی طرح کے حروف انسانی کلام میں بھی ہیں لیکن دونوں میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور عام لاٹھی میں۔ حرفہا۔ قدیم اور حادث حروف بظاہر یکساں ہیں لیکن انکے اوصاف میں بہت بڑا فرق ہے۔ عام لاٹھی اور موسیٰ کے عصا میں بہت فرق ہے۔

عیسویست این دم[1] نه هر بادو دمے
یہ سانس عیسوی ہے ہر ہوا اور سانس نہیں ہے
کہ بر آید از فرح یا از غمے
جو کہ خوشی یا رنج سے آئے

این الم و حم اے پدر
اے بابا یہ الم و حم
آمدست از حضرتِ مولیٰ البشر
انسانوں کے مولیٰ کے دربار سے آئے ہیں

ہر الف لامے چہ می ماند بدیں
ہر الف لام اس سے کیا مشابہ ہو سکتا ہے؟
گر تو جاں داری بدیں چشمش مبیں
اگر تو روح رکھتا ہے، ان آنکھوں سے نہ دیکھ

گرچہ ترکیبش حروف ستاے تمام
اے سردار! اگرچہ اس کی بناوٹ حروف سے ہے
می نماند ہم بترکیبِ عوام
(لیکن) وہ عوام کی ترکیب کی طرح نہیں ہے

ہست ترکیب محمدؐ لحم و پوست
محمدؐ کی بناوٹ گوشت اور پوست ہے
گرچہ در ترکیب ہر تن جنسِ اوست
اگرچہ بناوٹ میں ہر جسم اس جیسا ہے

گوشت[2] دارد پوست دارد استخواں
(ہر جسم) گوشت رکھتا ہے کھال رکھتا ہے ہڈی رکھتا ہے
ہیچ ایں ترکیب را باشد ہماں
بھی اس بناوٹ میں وہ (آثار) ہوں گے

کاندریں ترکیب آمد معجزات
اس بناوٹ میں ایسے معجزے آئے
کہ ہمہ ترکیب ہا گشتند مات
کہ تمام بناوٹیں مات ہو گئیں

ہمچناں ترکیب حم از کتیب
اسی طرح قرآن کے حم کی بناوٹ
ہست بس بالا و دیگر ہا نشیب
بہت بلند ہے اور دوسری نیچی ہیں

زانکہ زیں ترکیب آید زندگی
کیوں کہ اس بناوٹ سے زندگی آتی ہے
ہمچو نفخ صور در در ماندگی
جیسا کہ عاجزی (قیامت) میں صور کا پھکنا

اژدھا[3] گردد شگافد بحر را
اژدھا بنجاتے ہیں سمندر کو پھاڑ دیتے ہیں
چوں عصا حم از داوِ خدا
حم عصا کی طرح خدا کی عنایت سے

ظاہرش ماند بظاہر ہا و لیک
انکا ظاہر بیر سے ظاہری شکل سے مشابہ ہے لیکن
قرصِ ناں از قرصِ مہ دورست نیک
روٹی کی ٹکیا چاند کی ٹکیا سے بہت دور ہے

گریہ او خندۂ او نطقِ او
اسکا رونا، اس کا ہنسنا، اس کا بولنا
فہم او خلق او و خلقِ او
اس کی فہم اس کی ساخت اور اس کے اخلاق

عقل او وہم او و حس او
اس کی عقل، اور اس کا وہم اور اس کا احساس
نیست از وے ہست محضِ صنعِ ہو
اسکا اپنا نہیں ہے وہ محض اللہ کی کاریگری سے ہے؟

---

[1] این دم۔ حضرت عیسیٰ کے مریض پر پھونک مارنے اور عام پھونک میں بہت بڑا فرق ہے۔ ہر الف قرآن پاک کے حروف خدائی دربار سے نازل ہوئے ہیں ان کو عام حروف کی طرح نہ سمجھنا چاہیے ان سے جو کلمات مرکب ہوں وہ عام کلمات کی طرح نہ انسانوں کے ہیں۔ ظاہری بناوٹ تو آنحضور کی بھی ایسی ہی تھی جیسی عام انسانوں کی ہوتی ہے۔

[2] گوشت۔ ہر جسم اپنی اجزا سے بنا ہے جس سے آنحضور کا جسم بنا ہے لیکن ہر جسم کے بناوٹ میں وہ آثار کہاں ہیں۔ جو آنحضور کی بناوٹ میں ہیں کاندریں۔ آنحضور کے جسم کی بناوٹ سے وہ معجزے ظاہر ہوئے کہ تمام بناوٹیں ہار مان گئیں۔ ہمچناں۔ اسی طرح الٰہی حروف سے جب قرآنی کلمات مرکب ہوئے تو وہ فصاحت و بلاغت کے اعلیٰ مقام پر پہنچ گئے۔ زانکہ۔ اب ان کلمات سے دلوں میں ایسی ہی زندگی پیدا ہوتی ہے جس طرح نفخ صور سے قیامت میں مسموں کی زندگی ہوگی۔

[3] اژدہا۔ خدا نے اس کلام میں ایسی ہی تاثیر رکھی ہے جیسی حضرت موسیٰ کے عصا میں تھی قرص۔ سورج اور روٹی کی ٹکیا ظاہر میں یکساں ہیں لیکن معنوی بہت فرق ہے۔ گریہ او۔ یعنی اللہ کے افعال کو عام انسانوں کے افعال کیطرح نہ سمجھنا چاہیے اب اس کے افعال ایسے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اللہ کے اخلاق سے مخلوق ہو چکا ہے۔

چونکہ[1] ظاہر ہا گرفتند احمقاں — واں دقائق شُد از ایشاں بس نہاں

احمقوں نے چوں کہ ظاہری احوال کو پسند کیا — وہ باریکیاں ان سے بہت پوشیدہ ہو گئیں

لا جرم محجوب گشتند از غرض — کہ دقیقہ فوت شد در معترض

وہ یقیناً مقصد سے محجوب ہو گئے — عارض میں نکتہ فوت ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد — کاں کنیزک باخرِ خاتوں چہ کرد؟

اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل — اس باندی نے بی بی کے گدھے سے کیا کیا؟

داستانِ آں کنیزک کہ باخرِ خاتون خود شہوت میراندو اُو را

اس باندی کی داستان جو بی بی کے گدھے سے شہوت رانی کرتی تھی اور اس نے اس کو

شہوت راندن، چوں آدمیاں آموختہ بُود و کدُوے در قضیب خر

انسانوں کی طرح شہوت پورا کرنا سکھا دیا تھا اور گدھے کی قضیب میں کدو

میکردتا از اندازہ نگذرد و خاتون براں وقوف یافت لیکن دقیقہ

پہنا دیتی تھی تاکہ اندازہ سے آگے نہ جائے اور بی بی کو اس کا پتہ لگ گیا لیکن کدو کا نکتہ

کدُو را ندید کنیزک رابہ بہانہ براہ کرد جائے دور دور و بآں خر جمع

نہ سمجھی ، باندی کو ایک بہانہ سے بہت دور روانہ کر دیا اور وہ بغیر کدو کے

شدُ بے کدُو و ہلاک شد بفضیحت کنیزک بیگاہ باز آمد و نوحہ

اس گدھے سے لگ گئی اور رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی باندی اچانک واپس آئی اور رونے

کرد کہ اے جانم واے چشم روشنم کیر دیدی و کدُوندیدی ذکر

لگی کہ میری جان اور اے میری روشن آنکھ تو نے کیر دیکھا اور کدو نہ دیکھا ذکر

دیدی وآں دگر ندیدی کُلُّ نَاقِص[2] مَلْعُوْنٌ یعنی کُلُّ نَظَر

دیکھا وہ دوسرا نہ دیکھا ہر ناقص ملعون ہے یعنی ہر گناہ نظر

وَفَهُمِ نَاقِص مَلْعُوْنٌ وگرنہ ناقصانِ ظاہرِ جسم مرحوم اند نہ ملعون

اور کوتاہ سمجھ ملعون ہے ورنہ ظاہری جسم کے ناقص قابل رحم ہیں نہ کہ ملعون

قولہ تعالےٰ لَیْسَ[3] عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ وَّلَا عَلَی الْاَعْرَجِ حَرَجٌ وَّلَا

اللہ تعالیٰ کے قول نے "نہیں ہے اندھے پر گناہ اور نہ لنگڑے پر گناہ" اور

عَلَی الْمَرِیْضِ حَرَجٌ ط نفی حرج کردو نہ نفیِ لعنت ونفی عتاب وغضب

نہ مریض پر گناہ" گناہ کی نفی کر دی نہ کہ لعنت اور عتاب اور غضب کی

[1] چونکہ۔ظاہر بینوں سے حقائق پوشیدہ رہتے ہیں۔ اور اصلی مقصد ان کی نگاہوں سے چھپ گیا اور اصلی مقصد اس عارض میں فوت ہو گیا۔ جو آگے پیش آیا۔

[2] کل ناقص ملعون ہے۔ ہر ناقص ملعون نہیں ہے ناقص وہ شخص ہے جس کی عقل اور فہم ناقص ہو کیوں کہ جس کا جسم ناقص ہوتا ہے وہ تو قابل رحم ہیں۔

[3] لیس علی الاعمیٰ حرج۔ لنگڑے پر کوئی گناہ نہیں ہے ناقص جسم والے کے لئے گناہ کی نفی کر دی۔ لیکن اگر وہ ناقص عقل والا ہے لعنت تو اور غضب اور عتاب کی اس سے نفی نہیں ہے۔

یک کنیزک نر خرے[1] بر خود فگند
از وفورِ شہوت و فرطِ گزند
ایک باندی نے ایک گدھا اپنے اوپر ڈال لیا
شہوت کی کثرت اور شہوت کی زیادتی کی تکلیف سے

آں خرِ نر رابگاں خو کردہ بود
خر جماعِ آدمی پے بُردہ بود
اس نر گدھے کو جماع کی عادت ڈالدی تھی
گدھے نے آدمی کا جماع سیکھ لیا تھا

یک کدوی بُود حیلت سازہ را
در برش کردہ پئے اندازہ را
(اس حیلہ ساز باندی) کے پاس ایک کدو تھا
جس کو اس نے اندازہ کے مطابق اس کے نر میں پہنایا تھا

در قضیبش آں کدو کر دے عجز
تا رَوَد نیمِ ذکر وقتِ سپوز
بڑھیا اس کے نر میں کدو پہنا دیتی
تاکہ گھسانے کے وقت آدھا ذکر جائے

گر ہمہ کیرِ خر اندر وے رَوَد
آں رحم وآں رود ہاں ویراں شوَد
اگر گدھے کا پورا ذکر اس میں جائے
تو رحم اور انتڑیاں تباہ ہو جائیں

خرہمی شُد لا غرو خاتونِ اُو
ماندہ عاجز کز چہ شدُ ایں خَر چومُو
گدھا ڈبلا ہو رہا تھا اور اس کی مالکہ
حیران تھی کہ یہ گدھا بال جیسا کس وجہ سے ہو گیا

نعلبنداں رانمود آں خرکہ چیست
علّت اُو کہ نتیجہ اش لا غریست
اس نے اس گدھے کو نعلبندوں کو دکھایا کہ کیا ہے؟
اس کی بیماری جس کا نتیجہ ڈبلا پن ہے

ہیچ علّت اندر و ظاہر نشُد
ہیچ کس از سرِّ آں مخبر نشُد
اس میں کوئی بیماری ظاہر نہ ہوئی
اس کے راز سے کوئی شخص باخبر نہ ہوا

در تفحص[2] اندر افتاد اُو بجد
شد تفحص راد مادم مُستعد
وہ جستجو سے جستجو میں لگ گئی
اور جستجو کے لئے پے در پے مستعد ہو گئی

جد رابایدکہ جاں بندہ بُود
زانکہ جد جوئندہ یا بندہ بُود
جان کو کوشش کا غلام ہو جانا چاہیے
کیونکہ جستجو کرنیوالے کی کوشش پانیوالی بنجاتی ہے

چوں تفحص کرد از حالِ اشک
دید خُفتہ زیرآں خر نرگسک
جب اس نے گدھے کے حال کی جستجو کی
اس کے نیچے نرگس کو پڑا ہوا دیکھا

چوں تفحص کرد از احوالِ خر
آں کنیزک بُود زیرو خر زبر
جب اس نے گدھے کے احوال کی جستجو کی
تو وہ باندی نیچے تھی اور گدھا اوپر

از شگافِ در بدید آں حال را
پس عجب آمد ازاں آں زال را
اس نے دروازے کی درز سے وہ حال دیکھا
تو وہ اس بوڑھی کو پسند آ گیا

[1] نر خر۔ خرنر۔ فرط گزند۔ شہوت کی تکلیف کی زیادتی۔ گاں۔ جماع کرنا۔ نرده۔ ذکر قصیب۔ شاخ، ذکر۔ کیر۔ ذکر۔
[2] تفحص۔ جستجو۔ اشک یہ ترکی لفظ ہے، گدھا نرگسک۔ کاف تصغیر کا ہے نرگس اس لونڈی کا نام ہے۔ شگاف در۔ کواڑوں کی درز۔

خرہمی گاید[1] کنیزک راچناں
گدھا باندی سے اس طرح جماع کر رہا ہے

کہ بعقل ورسم۔ مرداں بازناں
جو مردوں کی عورتوں کے ساتھ رسم و عقل کے مطابق ہے

درحسد شد گفت چوں ایں ممکن ست
وہ حسد میں مبتلا ہو گئی بولی جب یہ ممکن ہے

پس من اولیٰ ترکہ خر ملک من ست
تو میں زیادہ مستحق ہوں کیونکہ گدھا میرا ہے

خر مُہذب گشتہ و آموختہ
گدھا مہذب اور سدھا ہوا

خواں نہاد است و چراغ افروختہ
دستر خوان بچھا ہے اور چراغ روشن ہے

کردنا دیدہ درِ خانہ بکوفت
اس نے انجان بن کر دروازہ کھٹکھٹایا

کاے کنزیک چند خواہی خانہ روفت
کہ اے باندی ! گھر میں کتنی جھاڑو دیگی

ازپئے رُوپوش میگفت ایں سخن
انجان پن کے لئے یہ بات کہہ رہی تھی

کاے کنیزک آمدم دربازکن
اے باندی ! دروازہ کھول میں آرہی ہوں

کرد خاموش و کنیزک را بنگفت
چپ رہی اور باندی سے نہ کہا

راز را از بہرِ طمعِ خود نہفت
راز ، اپنی چھپی ہوئی خواہش کی وجہ سے

پس کنیزک جملہ آلاتِ فساد
باندی نے خرابی کے سب سامان

کرد پنہاں پیش شد در را کُشاد
چھپا دیئے ۔ آگے بڑھی دروازہ کھول دیا

رُو ترش کردو دو دیدہ پُر زنم
اس نے منہ بنالیا اور دو آنکھیں آنسوؤں سے پُر

لب فروا فگندہ یعنی صائمم
ہونٹ لٹکائے ہوئے یعنی میں روزہ دار ہوں

در کفِ اُو نرمہ جارو بے کہ من
اس کے ہاتھ میں نرم جھاڑو کہ میں

خانہ رامی رو فتم بہرِ عطن
اصطبل کی کوٹھری میں جھاڑو دے رہی تھی

چونکہ با جا روب در را اُو کُشاد
جب اس نے جھاڑو لئے ہوئے دروازہ کھولا

گفت خاتوں زیرِ[2] لب کاے اُستاد
بی بی نے منہ ہی منہ میں کہا اے استاد !

رُو ترش کردی و جارو بے بکف
تو نے منہ بنالیا اور جھاڑو ہاتھ میں

چیست ایں خر برگسستہ از علف
یہ گدھا چارے سے ہٹا ہوا کیوں ہے ؟

نیم کارہ و خشمگیں جُبباں ذکر
آدھا کام کئے ہوئے اور غصہ میں ڈکر کو ہلانیوالا

ز انتظار تو دو چشمش سُوئے در
تیرے انتظار میں اس کی دونوں آنکھیں دروازہ کیجانب ہیں

زیرِ لب گفت ایں نہاں کرواز کنیز
منہ ہی منہ میں کہا، اس کو باندی سے چھپایا

داشتش آں دم چو بیجر مان عزیز
اس وقت اس کو بے قصور کی طرح پیارا رکھا

[1] گاییدن۔ جماع کرنا۔ کہ چنانکہ۔ خرمہذب۔ یعنی پیش و عشرت نے سب اسباب مہیا کیں۔ روفتن۔ جھاڑو دینا۔ روترش۔ باندی نے اپنے آپ کو روزہ دار ظاہر کیا۔ عطن۔ اونٹوں کا باڑا یہاں گدھے کا اصطبل مراد ہے۔

[2] زیرلب۔ یعنی بڑا بڑا کر بات کی۔ چیست۔ اگر تو صرف جھاڑو ہی دے رہی تھی تو یہ گدھا اس حالت میں کیوں ہے۔ داشتش۔ اس بی بی نے اس باندی سے ایسا برتاؤ کیا جیسا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔

بعد ازاں گفتش کہ چادر نہ بسر
اس کے بعد اس سے کہا سر پر چادر ڈال

رو فلاں خانہ زمن پیغام بر
فلاں کے گھر جا۔ میرا پیغام لے جا

آنچنیں اگووآں چنیں گووآں چناں
ایسا کہہ اور ویسا کہہ

مختصر کردم من افسانہ زناں
میں نے عورتوں کا افسانہ مختصر کر دیا

آں چہ مقصودست مغز آں بگیر
جو مقصد ہے اس کا خلاصہ لے لے

چوں براہش کرد آں زالے ستیر
جب اس پردہ نشین بوڑھی نے اس کو روانہ کر دیا

چوں بدر کردش زحیلت زاں مکاں
جب اس کو تدبیر سے مکان سے باہر نکالدیا

در فرو بست و بخلوت شادماں
دروازہ بند کر لیا اور تنہائی میں خوش تھی

بود از مستیِ شہوت شادماں
وہ شہوت کی مستی سے خوش تھی

درفروبست وہمی گفت آں زماں
دروازہ بند کر دیا اور اس وقت کہہ رہی تھی

یافتم خلوت زنم از شکر بانگ
میں نے تنہائی پا لی شکر کا نعرہ لگاتی ہوں

رستہ ام از چاردانگ وازدو دانگ
چار دھڑی اور دو دھڑی سے مجھے نجات ملگئی ہے

از طرب گشتہ بزانِ زن ہزار
مستی سے عورت کی شہوت ہزار (گنا) ہو گئی

در شرارِ شہوتِ خربیقرار
وہ گدھے کی شہوت کی چنگاری سے بیقرار تھی

چہ بزاں کاں شہوت اورا بز گرفت ۲
جیسی شہوت اس شہوت نے اس کو الو بنا دیا

بز گرفتن گیج را نبود شگفت
احمق کو الو بنا دینا تعجب خیز نہیں ہے

میل و شہوت کر کند دل را وکور
خواہش اور شہوت، دل کو بہرا اور اندھا بنا دیتی ہے

تا نماید گرگ یوسف نار نور
یہانتک کے بھیڑیا یوسف اور آگ نور نظر آتے ہیں

اے بسا سر مست نارو نار جو
بہت سے آگ کے سرمست اور آگ کے جویاں

خویشتن را نورِ مطلق داند او
وہ اپنے آپ کو نور مطلق سمجھ لیتے ہیں

جز ۳ مگر بندہ خدا کز جذب حق
سوائے اس مرد خدا کے جذبہ کے ذریعہ اللہ تعالی

وارہش آرد بگر داند ورق
اس کو راستہ پر لے آئے، ورق پلٹ دے

تابداند کاں خیالِ ناریہ
تاکہ وہ سمجھ لے کہ وہ آتشیں خیال

در طریقت نیست الا عاریہ
طریقت میں عارضی ہی ہیں

زشتہا را خوب بنماید شرہ
حرص برائیوں کو بھلا دکھا دیتی ہے

نیست از شہوت بتر زآفات رہ
راہ طریقت کی آفتوں میں شہوت سے زیادہ بدتر کوئی نہیں ہے

۱ آنچنیں۔ بی بی نے پیغام میں بہت سی باتیں بھلوا میں جن کی تفصیل میں نے چھوڑ دی ہے۔
ستیر۔ پردہ نشین۔ چار۔ دانگ یعنی تھوڑا بہت بزآں۔ عورت کی شہوت۔

۲ بز گرفت۔ مذاق کیا۔ گرگ۔ یعنی بری چیز کو بھلا کر کے دکھا دیتی ہے۔ اے بسا جس طرح اس بی بی نے باندی سے پوری بات نہ سیکھی اسی طرح بہت سے ناقص لوگ ہیں جو اپنے آپ کو مکمل شیخ سمجھ بیٹھے ہیں۔

۳ جز۔ اس علمی سے وہ پختا ہے جس کی جذب رہنمائی کر دے وہ یہ سمجھ لیتا ہے کہ اس کو نور مطلق حاصل نہیں ہوا بلکہ یہ ناری خیال تھا جو ایک عارضی چیز ہے۔ زشتہا۔ انسان کی حرص برائی و بھلا کر کے دکھا دیتی ہے شہوت انسان کے لئے سب سے بری آفت ہے۔

صد ہزاراں نام خوش را کردہ ننگ
لاکھوں نیک ناموں کو اس نے بدنام کر دیا

صد ہزاراں زیرکا نرا کردہ دَنگ
لاکھوں عقلمندوں کو بے عقل کر دیا

چوں خرے را یوسفِ مصری نمود
جبکہ اس نے گدھے و مصری یوسف کر کے دکھا دیا

یوسفے راچوں نماید آں جہود [1]
وہ یہودی ، یوسف کو کیسا دکھائے گا ؟

بر تو سرگیں رافسونش شہد کرد
اس کے منتر نے تیرے لئے گوبر کو شہد کر دیا

شہد را خود چوں کند وقتِ نبرد
معرکہ میں وہ شہد کو خود کیسا دکھائے گا ؟

شہوت از خوردن بُود کم کُن رخور
شہوت کھانے سے پیدا ہوتی ہے کھانے کو کم کر دے

یا نکاحے کُن گریزاں شوز شر
یا نکاح کرے ، شر سے بچ جا

چوں بخوردی میکشد سُوئے حرم
جب تو نے کھایا وہ تجھے زنا خانہ کی جانب کھینچے گا

دَخل راخرجے بباید لا جرم
لا محالہ آمد کے لئے خرچ ضروری ہے

پس [2] نکاح آمد چو لاحَول و ولا
تو نکاح لا حول ولا قوۃ کی طرح ہے

تا کہ دیوت نفگند اندر بلا
تا کہ شیطان تجھے مصیبت میں نہ پھنسائے

چوں حریصِ خوردنی زن خواہ زود
جبکہ تو کھانے کا حریص ہے جلد نکاح کر لے

ورنہ آمد گربہ و دُنبہ رُبود
ورنہ بلی آئی اور چکدی لے گئی

بارِ سنگیں بر خرے کاں میجہد
جو گدھا کود رہا ہے ، بھاری بوجھ

زود بر نہ پیش ازاں کو بر نہد
جلد رکھ دے ، اس سے پہلے کہ وہ پھینکے

فعلِ آتش رانمی دانی تو سَرد
آگ کے کام کو نہ ٹھنڈا نہ سمجھے

گردِ آتش با چُنیں دانش مگرد
ایسی عقل کے ہوتے ہوئے آگ کے گرد چکر نہ کاٹ

علمِ دیگ و آتش ار نبُود ترا
اگر تجھے ریگ اور آگ کا ہنر حاصل نہیں ہے

از شرر نے دیگ ماند نے اَبا
چنگاریوں سے نہ دیگ رہے گی نہ شوربا

آب حاضر باید و فرہنگ نیز
پانی موجود رہے اور عقل بھی

تا پزد آں دیگ سالم در اَز نیز
تاکہ ابال میں ، دیگ سالم پک جائے

چوں [3] ندانی دانش آہنگری
جب کہ تو لوہار پن کا ہنر نہیں جانتا ہے

ریش و مُوسوز وچو آنجا بگذری
جب تو وہاں سے گذرے گا داڑھی اور بال جل جائینگے

دَر فروبَست آں زن وخَر را کشید
اس نے دروازہ بند کیا اور گدھے کو کھینچا

شاد مانہ لَا جَرم کیفر چشید
خوشی سے ، لا محالہ بد انجام چکھا

[1] جہود۔ یعنی شہوت بر تو۔ انسان کی شہوت بری چیز کو جب بھلا دکھا دیتی ہے تو بھلی چیز کو کیا کچھ کر کے نہ دکھائیگی۔ شہوت۔ انسان کی شہوت کھانے پینے سے بڑھتی ہے تو شہوت کو دبانے کے لئے یا کم خوری چاہیے یا نکاح کر لینا چاہیے۔ چوں۔ جب انسان قیمتی چیزیں کھائے گا تو اس کو عورتوں کی طرف زیادہ شہوت ہو گی اس لئے کہ جب پیٹ میں اچھی غذا داخل کر رہا ہے تو اس کا نکالنا بھی لازمی ہے۔

[2] پس نکاح۔ شیطان کے پھندے سے بچنے کیلئے نکاح لاحول کا کام کرتا ہے۔ ورنہ۔ یعنی تیری ساری نیکی۔ اور تقویٰ تباہ ہو جائیگا۔ باز سنگیں۔ جس گدھے میں اچھل کود کی عادت ہے اس کو بوجھ سے دبائے رکھنا چاہیے۔ یہی نفس کی حالت ہے علم دیگ۔ نفس کو قابو میں رکھنے کا ہنر نہیں ہے تو اس سے بچنا ہی چاہیے۔ آب حاضر۔ اگر دیگ پکانی ہے تو ہنر ہونا چاہیے اور اس کے ابال کیلئے پانی موجود رہنا چاہیے۔ کہ پانی چھڑک کر ابال کو روکا جا سکے۔

[3] چوں ندانی۔ جب لوہار کا پیشہ نہ جانتا ہو تو بھٹی کے قریب بھی نہ جاؤں ورنہ داڑھی مونچھ جلا دے گا۔ در فروبست۔ اس بی بی نے دروازہ بند کر لیا۔ کیفر انجام بد۔

درمیانِ خانہ آوردش کشاں — خُفت[1] اندر زیرِ آں خر خرستاں
گھر کے بیچ میں لائی — اس گدھے کے نیچے چت لیٹ گئی

ہم برآں کرسی کہ دید اُواز کنیز — تا رسد در کامِ خود آں قحبہ نیز
اسی چوکی پر جو اس نے باندی کی دیکھی تھی — تاکہ وہ رنڈی بھی اپنا مقصد حاصل کر لے

پا بر آورد و خر اندر وے سپوخت — آتشے از کیرِ خر در روے فروخت
گدھے نے ذکر نکالا اور اس کے اندر گھسا دیا — اس میں گدھے کے ذکر سے، آگ لگ گئی

خر مؤدّب گشتہ در خاتوں فشرُد — تا بخایہ در زماں خاتوں بمُرد
سکھائے ہوئے گدھے نے بی بی کے اندر دبا دیا — غصے تک بی بی فوراً مر گئی

بر دریداز زخم کیرِ خر جگر — رود[2] ہا بگسستہ شُد از ہمدگر
گدھے کے ذکر کے زخمی کرنے سے جگر پھٹ گیا — انتڑیاں ایک دوسرے جدا ہو گئیں

کرسی از یکسُو زن از یکسُو فتاد — دم نزد در حال و آں زن جان بداد
تخت ایک طرف عورت ایک طرف گر گئی — اس حالت میں سانس نہ لیا اور اس عورت نے جان دیدی

صحن خانہ پُر زخوں شُد زن نگوں — مُرد اُو و بُرد جاں ریبُ المنوں
گھر کا صحن خون سے بھر گیا، عورت اوندھی ہو گئی — وہ مر گئی، حوادث زمانہ اس کی جان لے گئے

مرگِ بد باصد فضیحت اے پدر — تو شہیدے دیدۂ از کیرِ خر
اے باوا! سو رسوائیوں کے ساتھ بری موت — تو نے گدھے کے ذکر کا کوئی شہید دیکھا ہے؟

تو عذابُ الخِزیِ بشنوا زنبُے — در چنیں ننگے مکُن جاں رافِدے
تو قرآن ہے رسوائی کا عذاب سن لے — ایسی رسوائی میں جان قربان نہ کر

دانکہ ایں نفسِ بہیمی خر خرست — زیرِ اُو بودن ازاں ننگیں ترست
جان لے یہ حیوانی نفس گدھا ہے — اس کے نیچے ہونا اس سے بھی زیادہ عیبدار ہے

در رہ[3] نفس از بمردی در منی — تو حقیقت داں کہ مثلِ آں زنی
اگر تو خودی میں نفس کی راہ میں مر گیا — تو سمجھ لے کہ تو اس عورت کی طرح ہے

نفسِ مارا صورتِ خر بد ہد اُو — زانکہ صورتہا کُند برُوفقِ خُو
وہ (اللہ تعالیٰ) ہمارے نفس کو گدھے کی صورت عطا کر دیگا — کیونکہ وہ خصلت کے مطابق صورتیں بنا دیگا

ایں بُود اظہار سر در رستخیز — اللہ اللہ از تن چوں خر گریز
قیامت میں راز کا یہ اظہار ہو گا — خدا کے لئے گدھے جیسے جسم سے بھاگ

[1] خُفت۔ یعنی لیٹ گئی ستاں۔ چت۔ قحبہ۔ یعنی زانیہ بی بی۔ پا برآورد۔ پا ذکر سے کنایہ ہے۔ مؤدب۔ سکھایا ہوا۔ خایہ۔ خصیہ۔

[2] رود ہا۔ انتڑیاں۔ زیست فسوں۔ حوادث زمانہ۔ فضیحت۔ رسوائی۔ عذاب قرآن پاک میں ہے لنذیقھم عذاب الخزی تاکہ ہم ان کو ذلت کے عذاب کا مزہ چکھائیں ہے۔ قرآن پاک وانکہ۔ نفس کے نیچے ہونا گدھے کے نیچے ہونے سے بھی زیادہ برا اور ذلیل کام ہے۔

[3] در رہ۔ انسان اگر نفس پروری کی حالت میں مر گیا تو اس کی موت اس بی بی کی موت سے بھی زیادہ رسوا کن ہے نفس۔ جیسا انسان کا باطن ہو گا قیامت میں اللہ تعالیٰ اسی صورت پر حشر کرے گا۔

کافراں رابیم کرد ایزد زنار — کافراں گفتند نار اولیٰ زعار[1]
اللہ (تعالیٰ) نے کافروں کو آگ سے ڈرایا — کافروں نے کہا، ذلت سے آگ بہتر ہے

گفت نے آں نار اصلِ عار ہاست — ہمچوں آں نارے کہ آں زن را بکاست
(اس نے) کہا نہیں آگ ذلتوں کی جڑ ہے — اس آگ کی طرح جس نے اس عورت کو جلا دیا

لُقمہ اندازہ نخورد از حرصِ خود — در گلو بگرفت لُقمہ مرگِ بد
اس نے اپنی حرص کی وجہ سے اندازہ سے لقمہ نہ کھایا — بری موت کا لقمہ گلے میں پھنس گیا

لُقمہ اندازہ خور اے مردِ حریص — گرچہ باشد لُقمہ حلوا و خبیص
اے لالچی انسان! لقمہ اندازے سے کھا — اگرچہ حلوا اور کھجور کے حلوے کا لقمہ ہو

حق تعالیٰ داد میزاں راز باں — ہیں ز قرآں سُورۂ رحمٰن بخواں
اللہ تعالیٰ نے ترازو کو زبان عطا کی ہے — آگاہ، قرآن میں سے سورۂ رحمٰن پڑھ لے

ہیں ز حرصِ خویش میزاں را مہل — آزو حرص آمد ترا خصم و مُضِل
خبردار! اپنے لالچ میں ترازو کو نہ چھوڑ — تمنا اور حرص تیرے دشمن اور گمراہ کرنیوالے ہیں

حرص جوید کل برآد اوز کُل — حرص میرست اے فجل ابن الفجل
حرص کل چاہتی ہے، کل سے محروم رہتی ہے — حرص حاکم ہے، اے نامرد، نامرد کے بیٹے

آں کنیزک میشدو میگفت آہ — کردی اے خاتوں تو اُستارا براہ
وہ باندی روانہ ہوئی اور کہتی تھی، ہائے — اے بی بی! تو نے استاد کو روانہ کر دیا

کار بے اُستاد خواہی ساختن — جا ہلانہ جاں بخواہی باختن
تو نے بغیر استاد کے کام بنانا چاہا — جاہلوں کی طرح جان دینا چاہا

اے زمن دُز دیدہ علمِ نا تمام — ننگت آمد کہ پُرسی حالِ دام
اے! تو نے میرا ناقص علم چرایا — تجھے اس سے شرم آئی کہ جال کا حال معلوم کرے

تا نچیدے دانہ مرغ از خرمنش — ہم نیفتادے رسن در گردنش
جبکہ اس کے کھلیان سے پرند دانہ نہ چگتا — اس کی گردن میں رسی بھی نہ پڑی

دانہ کمتر خور مکن چندیں رفو — چوں کُلوا[3] خواندی بخواں لا تُسرِفُوا
دانہ بہت کم کھا، اس قدر رفو نہ کر — جبکہ تو نے "کھاؤ" پڑھ لیا "زیادتی نہ کرو" پڑھ لے

تا خوری دانہ نیفتی تو بدام — ایں کُند علم و قناعت والسلام
تاکہ تو دانہ چگ لے (اور) جال میں نہ پھنسے — یہ علم اور قناعت کرتا ہے، والسلام

---

[1] عار۔ یعنی مسلمان ہونے کی ذلت بہتر۔ جس طرح نفس کی آگ نے اس بی بی کو ذلتوں میں مبتلا کیا تمہارے نفس کی آگ جو اسلام کو عار کا سبب بنا رہی ہے سینکڑوں ذلتوں میں مبتلا کر دیگی۔ لقمہ۔ اس بی بی نے اپنے اندازہ کے مطابق کام نہ کیا حرص کی اور وہ ماری گئی۔ خبیص۔ چھوارے کا حلوہ زباں۔ ترازو کا کانٹا جو کمی بیشی کو بتا دیتا ہے۔ سورۃ۔ سورہ رحمٰن میں ہے والسماء رفعها ووضع الميزان الا تطغوا في الميزان "اس اللہ تعالیٰ نے آسمان کو بلند کیا اور ترازو قایم کی تاکہ تم تجاوز نہ کرو"

[2] زکل۔ مشہور مقولہ۔ طَلَبُ الکُلِّ فَوْتُ الکُلِّ کل کا طلب کرنا کل کو ہاتھ سے دینا ہے "فجل"۔ ڈھیلا، سست، کردی۔ وہ باندی کہہ رہی تھی کہ میں اس فن کی استاد تھی تو نے مجھے تو روانہ کر دیا اور بغیر استاد کے کام چلانا چاہا۔ اے زمن۔ تو نے مجھ سے آدھی بات سیکھی۔ تا نچیدے سے۔ اگر پرند جال کا دانہ نہ چگے تو جال میں نہ پھنسے۔

[3] کُلوا۔ قرآن پاک میں ہے کُلوا و لا تُسرِفُوا "کھاؤ اور اسراف نہ کرو"۔ تا خوری۔ علم اور قناعت حاصل کر لو تو دنیا سے فائدہ بھی اٹھا لو گے اور مصائب میں بھی گرفتار نہ ہو گے۔

نعمت[1] از دنیا خورد عاقل نہ غم
عقلمند ، دنیا میں نعمت کھاتا ہے نہ کہ غم

جاہلاں محروم ماندہ در ندم
جاہل ندامت سے محروم رہتے ہیں

چوں در اُفتد در گلو شاں حبلِ دام
جب ان کے گلے میں جال کی رسی پھنستی ہے

دانہ خوردن گشت بر جُملہ حرام
سب پر دانہ چگنا حرام ہو جاتا ہے

مُرغِ اندر دام دانہ کے خورد
پرند ، جال میں سے دانہ چگتا ہے

دانہ چوں زہرست در دام ار چرد
جس طرح عوام دنیا کے جال میں سے

مُرغِ[2] غافل میخورد دانہ زدام
غافل پرند ، جال میں سے دانہ کب چگتا ہے

ہمچو اندر دام دنیا ایں عوام
جال میں اگر دانہ چگھے وہ زہر جیسا ہے

باز مُرغانِ خبیرِ ہوش مَند
پھر با خبر ، ہوشمند پرندوں نے

کردہ انداز دانہ خودرا خُشک بَند
اپنے آپ کو دانہ سے روک دیا ہے

کاندرونِ دام و دانہ زہر ہاست
کیوں کہ جال اور دانے میں زہر ہیں

کورآں مرغے کہ در فخ دانہ خواست
وہ پرند اندھا ہے جس نے جال میں سے دانہ چاہا

صاحبِ دام ابلہاں را سر برید
جال والے نے ، بیوقوفوں کا سر قلم کر دیا

واں ظریفاں رابہ مجلسہا کشید
اور خوش گلو پرندوں کو مجلسوں میں لے گیا

کہ از انہا گوشت می آید بکار
کیونکہ ان کا گوشت کار آمد ہے

وز ظریفاں بانگ و نالہ زیرو زار
اور خوش گلو پرندوں کی آواز اور رونا ترنم اور گریہ

پس[3] کنیزک آمد از اشکاف در
تو باندی نے دروازے کی در سے

دید خاتوں را بمُردہ زیرِ خر
بی بی کو گدھے کے نیچے مردہ دیکھا

گفت اے خاتونِ احمق اینچہ بُود
اس نے کہا اے بیوقوف بی بی ! یہ کیا تھا ؟

گر ترا اُستاد خود نقشے نمود
اگر استاد نے تجھے خود ایک نقش دکھا دیا

ظاہرش دیدی سرش از تو نہاں
تو نے اس کا ظاہر دیکھ لیا اس کا راز تجھ سے پوشیدہ رہا

اُستا ناگشتہ بگشادی دُکاں
استاد بنے بغیر تو نے دکان کھول دی

کیر دیدی ہمچو شہد وچوں خبیص
تو نے ذکر کو شہد اور حلوہ جیسا دیکھا

آں کدُو راچوں ندیدی اے حریص
اے حریص ! تو نے وہ کدو کیوں نہ دیکھا ؟

یا چو مُستغرق شدی در عشقِ خر
یا جب تو گدھے کے عشق میں مدہوش ہو گئی

آں کدُو پنہاں بماندت از نظر
وہ کدو تیری نظروں سے چھپا رہا

[1] نعمت۔ عقلمند آدمی دنیا کو آخرت کیلئے استعمال کر کے فائدہ اٹھا لیتا ہے اور تاوان ندامت اور محرومی میں مبتلا ہوتا ہے۔ چون در افتد۔ جب دنیا دار دنیا کے غم میں مبتلا ہو جاتا ہے تو اس پر خواب و خور حرام ہو جاتا ہے۔ مرغ۔ جو ہوشیار پرند ہوگا وہ جال کا دانہ کبھی نہ چگے گا۔

[2] مرغِ غافل۔ بیوقوف انسان دنیا میں مبتلا ہو جاتا ہے جو کہ جال کے دانہ کی طرح ہے۔ باز مرغاں۔ جو ہوشیار پرند ہوتے ہیں۔ وہ جال کے دانے سے اپنے آپکو علیحدہ رکھتے ہیں۔ فخ۔ جال۔ صاحب شکاری بیوقوف پرندوں کو ذبح کر ڈالتا ہے۔ اور خوش گلو پرندوں کو فروخت کر دیتا ہے۔ جو لوگوں کی محفلوں میں پہنچ جاتے ہیں یہی صورت دنیا کے جال میں پھنسنے کے بعد دنیا داروں اور اہل اللہ ذاکر و شاغل لوگوں کی ہوتی ہے۔

[3] پس۔ کنیزک۔ بی بی کے مرنے کے بعد باندی نے کہا بی بی کسقدر احمق تھی مجھ سے تھوڑی سی بات سیکھ کر اپنے آپ کو استاد سمجھ بیٹھی اور ہلاک ہوئی۔ ظاہرش۔ فن کا ظاہر دیکھا اور اس کے رازوں سے ناواقف ہوتے ہوئے دکان کھول بیٹھی خبیص۔ چھوارے کا حلوہ۔

ظاہرِ صنعت بدیدی ز اُستاد — اُستادی بَر گرفتی شاد شاد
تو نے استاد کی ظاہری کاریگری دیکھی — تو نے خوشی خوشی ، استادی اختیار کر لی

اے[1] بسا زرّاق گولِ بیوقوف — از رہِ مرداں ندیدہ غیرِ صوف
بہت سے احمق بیوقوف مکاروں نے — سوائے اون کے مردوں کے راستہ میں کچھ نہ دیکھا

اے[2] بسا شوخاں زاندک اِحتراف — از شہاں ناموختہ جُز گفت و لاف
بہت سے بے حیا ہیں تھوڑے سے ہنر سے — انہوں نے شاہوں سے سوائے باتوں اور شیخی کے کچھ حاصل نہ کیا

ہر یکے در کف عصا کہ موسیم — می دَمد بر ابلہاں کہ عیسیم
ہر ایک کے ہاتھ میں لاٹھی ہے کہ میں موسیٰ ہوں — بیوقوفوں پر دم کرتا ہے کہ میں عیسیٰ ہوں

آہ ازاں روزے کہ صدقِ صادقاں — باز خواہد از تو سنگِ اِمتحاں
ہائے وہ دن کہ سچوں کی سچائی — امتحان کا پتھر تجھ سے طلب کرے گی

آخر از اُستاد باقی را بپرس — کہ حریصاں جملہ کور انند و خرس
آخر باقی و ہنر ! استاد سے پوچھ لے — کیوں کہ لالچی سب اندھے اور گونگے ہیں

جُملہ جستی باز ماندی از ہمہ — صید گرگاں اند ایں ابلہ رمہ
تو نے سب کو ٹٹولا سب سے محروم رہا — یہ بیوقوف گلہ ، بھیڑیوں کا شکار ہے

صورتے بشنیدی گشتی ترجماں — بیخبر از گفت خود چوں طوطیاں
تو نے تھوڑی سی بات سنی ترجمان بن گیا — طوطیوں کی طرح اپنی گفتگو سے بے خبر ہے

تمثیلِ ۳ تلقینِ شیخ مُریداں مداو پیغمبر اُمت را کہ ایشاں طاقت
شیخ کی مریدوں کو اور پیغمبر کی امت کو تلقین کرنے کی مثال کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے

تلقین حق تعالیٰ ندارند و با حق اُلفت ندارند چنا نکہ طوطی
تلقین کی طاقت نہیں رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے انہیں مناسبت نہیں ہے جیسا کہ طوطی

با صورتِ آدمی اُلفت ندارد کہ از و تلقین تواند گرفت حق
آدمی کی صورت سے مناسبت نہیں رکھتی ہے کہ اس سے تلقین حاصل کر سکے اللہ

تعالیٰ شیخ راچوں آئینہ پیشِ مُرید ہمچو طوطی دارد و از پسِ
تعالیٰ شیخ کو آئینہ کی طرح طوطی جیسے مرید کے سامنے رکھ دیتا ہے اور آئینہ کے پیچھے سے

آئینہ تلقین میکُند قولہ عزّوجلّ لَا تُحَرِّکْ بِہٖ لِسَانَکَ لِتَعْجَلَ بِہٖ
تلقین کرتا ہے اللہ عزوجل کا قول ہے آپ اپنی زبان نہ ہلایئے تاکہ اس (وحی) پر جلد کریں

[1] اے بسا۔ یہی حال ان لوگوں کا ہوتا ہے جو کسی شیخ کامل سے تھوڑی سی بات سنکر کان جما لیتے ہیں زرّاق۔ مکار شیوخ صوف۔ یعنی اون کی کملی

[2] اے بسا یہ مزدور شیخ سوائے شیخی بگھارنے کے شیوخ سے کچھ حاصل نہ کر سکے اور اپنے آپ کو موسیٰ و عیسیٰ ظاہر کرتے ہیں۔ جُملہ جستی۔ یہ یا تو حریص مریدوں کو خطاب ہے یا عام مزدور شیخ کو جو مریدوں کو پھانسنے کے حریص ہیں۔ طوطیاں۔ طوطی انسان کی بولی بولتی ہے لیکن اس کو سمجھتی نہیں ہے

[3] تمثیل۔ طوطی کو جب سکھایا جاتا ہے تو اس کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ طوطی کو آئینہ کے بالمقابل کر دیا جاتا ہے اور استاد آئینہ کے پیچھے چھپ کر بولنا شروع کرتا ہے، آئینہ کے سامنے کی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ یہ وہ طوطی بول رہی ہے جو آئینہ میں اس کو نظر آ رہی ہے جو خود اس کا عکس ہی ہے لہٰذا وہ اس کو اپنی ہم جنس سمجھ کر اس سے بولنا سیکھ لیتی ہے یہی حال اللہ تعالیٰ اور نبی اور نبی کے مخاطبوں کا ہے نبی بمنزلہ آئینہ والے عکس کے ہے اور حضرت حق تعالیٰ بمنزلہ استاد کے ہے اسطرح وحی جو کلام الٰہی ہے بندوں تک پہنچ جاتا ہے لیکن اس مثال اور وحی کے معاملہ میں فرق اسقدر ہے کہ آئینہ والی طوطی کی چونچ کی جنبش تو با۔ والی طوطی کی جنبش کے تابع ہے اور نبی کی زبان کی حرکت اللہ تعالیٰ کے تابع ہے اس لئے اس تشبیہ کو مثل نہ کہا جائے گا مثال کہا جائے گا۔

اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی این ست ابتدائے مسئلہ

نہیں ہے وہ مگر وحی جو بھیجی جاتی ہے یہ اس مسئلہ کی ابتداء ہے

بے مُنتہا چنانکہ منقار جُنبا نیدن [1] طوطی اندرون آئینہ خیالش

جسکی کوئی انتہا نہیں ہے چنانچہ آئینہ کے اندر کی طوطی کا چونچ ہلانا جس کو تو عکس

میخوانی بے اختیار و تصرّفِ اُوست عکسِ خواندنِ طوطیِ

کہتا ہے اس کے اختیار اور تصرف کے بغیر ہے وہ باہر والی طوطی کے پڑھنے کا

بیرونی کہ مُعلّم است نہ عکسِ آں مُعلّم کہ پسِ آئینہ ست

عکس ہے جو سیکھنے والی ہے نہ کہ اس سکھانیوالے کا عکس ہے جو آئینہ کے پیچھے ہے

ولیکن خواندنِ طوطیِ بیرونی تصرّف آں مُعلّم ست پس

لیکن باہر والی طوطی کا پڑھنا سکھانے والے کا تصرف ہے تو

ایں مثال آمد نہ مثل

یہ ایک مثال ہے نہ کہ مثل

طوطی در آئینہ می بیند اُو — عکسِ خود را پیشِ اُو آوردہ رُو

ایک طوطی آئینہ میں دیکھتی ہے — اپنے عکس کو کہ وہ اس کے سامنے منہ کئے ہوئے ہے

در پسِ آئینہ آں اُستانہاں — حرف میگوید ادیبِ خوش زباں

آئینہ کے پیچھے وہ استاد چھپا ہوا ہے — وہ خوش بیان ادیب بات کر رہا ہے

طوطیک پنداشتہ کیں گفتِ پست — گفتِ آں طوطیست کاندر آئینہ است

طوطی سمجھتی ہے کہ یہ دھیمی آواز — اس طوطی کی گفتگو ہے جو آئینہ کے اندر ہے

پس زجنسِ خویش آموزد سخن — بیخبر از مکر آں گرگ [2] کہن

تو وہ اپنی ہم جنس سے بات کرنا سیکھتی ہے — اس بھیڑیے کی قدیم سے بے خبر ہے

از پسِ آئینہ می آموزدش — ورنہ ناموزد جز از جنسِ خودش

وہ آئینہ کے پیچھے اس کو سکھا دیتا ہے — ورنہ وہ اپنی ہم جنس کے سوائے نہ سیکھے

گفت را آموخت زاں مردِ ہنر — لیک از معنی و سرّش بے خبر

اس ہنر مند انسان سے اس نے بات سیکھ لی — لیکن اس کے معنی اور راز سے بے خبر ہے

از بشر بگرفت منطق یک بیک — از بشر جز ایں چہ داند طوطیک

اس نے ایک ایک بات انسان سے سیکھ لی — انسان سے ، اس کے سوا طوطی کیا جانے

[1] طوطی۔ اس طوطی کے بالمقابل اس کا عکس ہوتا ہے۔ اُستاد۔ طوطیک آئینہ کے باہر والی طوطی یہ سمجھتی ہے کہ آئینہ کے اندر کی طوطی بول رہی ہے لہٰذا وہ اس کی نقل شروع کر دیتی ہے۔

[2] گرگ کہن۔ تجربہ کار استاد۔ گفت را بہ طوطی اس استاد کے الفاظ نقل کر دیتی ہے۔ ان کے معانی سے بے خبر ہوتی ہے۔

همچناں[1] در آئینہ جسمِ ولی — خویش رابیند مُریدِ ممتلی
اسی طرح ولی کے جسم کے آئینہ میں — (خامی سے) پر مرید اپنے آپ کو دیکھتا ہے

از پسِ آئینہ عقلِ کُل را — کے بہ بیند وقت گفت و ماجرا
آئینہ کے پیچھے سے عقلِ کل کو — کب دیکھ سکتا ہے؟ گفتگو اور قصہ کے وقت

اُو گماں[2] دارد کہ میگوید بَشَر — واں دگر سِرّست و اُوزاں بیخبر
وہ خیال کرتا ہے، کہ انسان کہہ رہا ہے — وہ دوسرا پوشیدہ ہے اور وہ اس سے بے خبر ہے

حرف آموزد ولے سِرِ قدیم — می نداند طوطیست اُو یا ندیم
وہ حروف سیکھ جاتا ہے لیکن قدیم راز — نہیں جانتا ہے کہ وہ (سکھانیوالا) طوطی ہے یا ساتھی ہے

ہم صَفیر[3] مُرغ آموزند خلق — کایں سخن اندر دہاں اُفتاد وحلق
لوگ پرندوں کی بولی سیکھ لیتے ہیں — کیونکہ یہ بولی ان کے منہ اور حلق میں آجاتی ہے

لیک از معنیِ مُرغاں بیخبر — جُز سلیمانِ نبی خوش نظر
لیکن پرندوں کے معانی سے بے خبر ہوتے ہیں — سوائے (حضرت) سلیمان نبی کے جن کی سمجھ خوب تھی

حرفِ درویشاں بسے آموختند — مِنبر و محفل بداں افروختند
بہت سے لوگوں نے درویشوں کے الفاظ سیکھ لئے ہیں — ان سے منبر اور مجلس کی رونق بڑھا لی ہے

یا بجُز آں حرف شاں روزی نبُود — یا در آخر رحمت آمدہ رہ نمُود
یا تو ان کا مقدر حروف کے سوا کچھ نہیں ہے — یا انجام کار اللہ کی رحمت آ کر رہنمائی کر دیتی ہے

صاحبدلے[4] در چلّہ بخواب دید کہ سگے حاملہ در شکمِ آں بچگاں
ایک صاحب دل نے چلہ میں خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اس کے پیٹ

بانگ میکردند در تعجب ماند کہ حکمت بانگ سگ پاسبانی
میں بچے بھونک رہے ہیں وہ تعجب میں رہ گیا کہ کتے کے بھونکنے کا فائدہ نگہبانی ہے

ست و بانگ در اندرونِ شکمِ مادر بے پاسبانی ست و نیز
اور ماں کے پیٹ میں بھونکنا نگہبانی کے لئے نہیں ہے اور آواز مدد چاہنے اور

بانگ جہت یاری خواستن و شیر خواستن باشد وغیرہ و در شکم
دودھ مانگنے کے لئے بھی ہوتی ہے اور ماں کے پیٹ میں ان میں سے کوئی

تو اس کی حکمت کو واضح فرمادے خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی اور بتایا کہ پیٹ کے اندر ان کتے کے بچوں کا بھونکنا بناوٹی پیروں کی لاف زنی کی مثال ہے جس سے نہ خود ان کو فائدہ حاصل ہوتا ہے نہ دوسروں کو

[1] همچناں۔ اسی طرح مرید اور امتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی اس کی ہم جنس ہے اور اس سے سیکھتا ہے اور استاد عقل کل اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھ پاتا ہے جو اصل میں معلم ہے۔

[2] او گماں۔ مرید اور امتی سمجھتا ہے کہ شیخ اور نبی کہہ رہا ہے اس راز سے وہ بے خبر ہوتا ہے۔ دراصل اس سے اللہ تعالیٰ کہلوا رہا ہے۔ حرف نبی کی بات سن لیتا ہے لیکن اس کو معلوم نہیں ہوتا ہے کہ اصل رہنے والا نبی ہے جو بمنزلہ طوطی سکھانے کے ہے یا اللہ تعالیٰ ہے جو بمنزلہ اس ساتھی کے ہے جو آئینہ کے پیچھے سے بولتا ہے۔

[3] ہم صفیر۔ انسان پرندوں کی بولی سیکھ جاتا ہے لیکن اس بولی کے معنی جو نام لیتے ہیں ان سے وہ لاعلم ہوتا ہے۔ حرف درویشاں۔ اسی طرح بہت سے انسان کاملین کی نقل اتارنے لگتے ہیں۔ یا بہ جز۔ یہ نقالی کبھی نقالی ہی رہتی ہے اور کبھی حقیقت تک رہنمائی بھی کر دیتی ہے۔

[4] صاحبدلے۔ ایک بزرگ تنہائی میں چلہ کشی کر رہے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک حاملہ کتیا ہے اور اس کے پیٹ میں بچے بھونک رہے ہیں جس سے ان کو تعجب ہوا اور سوچنے لگے کہ پیٹ میں بچوں کے بھونکنے میں کیا حکمت خداوندی ہے کتے حفاظت اور پاسبانی کے لئے بھونکتے ہیں ماں کے پیٹ میں بھونکنے سے یہ فائدہ نہیں ہے نیز بچہ کے رونے میں مدد کے لئے یا دودھ کے لئے فریاد ہوتی ہے وہ بھی یہاں نہیں ہے انہوں نے دعا کی کیونکہ اس حکمت کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جان سکتا ہے کہ اے خدا

مادر ہیچکدام از ینہا نیست چوں بخویش آمد بحضرت حق مناجات
بھی (مقصود) نہیں ہے وہ جب بیدار ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا کی

کرد وَمَا یَعْلَمُ تَاوِیْلَهٗ اِلَّا اللّٰه جواب آمد کہ آں صورتِ
"اور بجز اللہ کے اس کی تاویل کوئی نہیں جانتا ہے۔" جواب آیا کہ یہی صورت حال

حال قومی ست کہ از حجاب بیروں نیامدہ و چشم دل باز نشدہ
اس قوم کی ہے جو پردے سے نہیں نکلی ہے اور دل کی آنکھ نہیں کھلی ہے

ودعوائ بصیرت کنند و مقالات گویندازاں نہ ایشاں را
اور وہ بصیرت کا دعویٰ کرتی ہے اور تقریریں کرتی ہے جن سے نہ اس کو

قوّت و یاری ونہ مستمعاں را ہدایتے و رُشدے میر سد
کوئی قوت اور مدد حاصل ہوتی ہے اور نہ سننے والوں کو کوئی ہدایت اور رہنمائی ملتی ہے

آں یکے می دید خواب اندرِ چلہ[1] در رہے مادہ سگے بُد حاملہ
ایک شخص نے چلہ میں خواب میں دیکھا راستہ میں ایک حاملہ کتیا تھی

ناگہاں آوازِ سگ بچگاں شنید سگ بچہ اندر شکم بُدنا پدید
اس نے اچانک کتے کے پلوں کا بھونکنا سنا کتے کے پلے پیٹ میں چھپے ہوئے تھے

پس عجب آمدو را زاں بانگہا سگ بچہ اندر شکم چوں زدندا
اس کو ان آوازوں سے تعجب ہوا کتے کے پلے پیٹ میں کیوں بھونکے ؟

سگ بچہ اندر شکم نالہ[2] کناں ہیچ کس دیدست ایں اندر جہاں
کتے کے پلوں کو (ماں کے) پیٹ کے اندر روتے ہوئے کسی نے دنیا میں یہ دیکھا ہے ؟

چوں بجست از واقعہ آمد بخویش حیرتِ اُو دَمبدم میگشت بیش
جب وہ خواب سے بیدار ہوا ، ہوش میں آیا اس کی حیرت لحہ بہ لحہ بڑھ رہی تھی

در چلہ کس نے کہ گردد عُقدہ حل جُز کہ در گاہِ خُدائے عزّ وجل
چلہ میں کوئی نہیں تھا ، کہ عقدہ حل ہو سوائے خدائے عزوجل کی درگاہ کے

گفت یارب زیں شکال و گفتگو دَرِ چلہ و ماندہ ام از ذکر تو
اس نے کہا اے اللہ ! اس اشکال اور گفتگو کی وجہ سے چلے میں تیرے ذکر سے قاصر ہو رہا ہوں

پرّ من بکشای تا پرّاں شوم دَر حدیقہ ذکر و سیستاں شوم
میرے پر کھول دے تاکہ پرواز کروں ذکر کے باغیچہ میں اور سیب کے باغ میں پہنچوں

[1] چلہ۔ چلہ کشی جو تنہائی میں ہوتی ہے۔ بانگہا۔ یعنی کتے کے پلوں کی ماں کے پیٹ میں سے بھونکنے کی آواز

[2] نالہ کناں۔ روتے ہوئے واقعہ یعنی خواب۔ عُقدہ حل۔ یعنی گرہ کھل جائے، معاملہ حل ہو جائے۔ گفت۔ اس صاحب دل نے خدا سے عرض کیا میں اس فکر میں تیری یاد سے غافل ہو رہا ہوں۔

آمدش آوازِ ہاتف[1] در زماں
اس کو فوراً غیبی فرشتہ کی آواز آئی

کاں مثالے داں ز لافِ جاہلاں
کہ اس کو جاہلوں کے شیخی بگھارنے کی مثال سمجھ

کز حجاب و پردہ بیروں نامدہ
جو حجاب اور پردے سے باہر نہیں نکلے ہیں

چشم بستہ بیہدہ گویاں شدہ
آنکھیں بند کئے ہوئے بکواس کرتے ہیں

بانگِ سگ اندر شکم باشد زیاں
کتے کا پیٹ میں بھونکنا بیکار ہے

نے شکار انگیز و نے شب پاسباں
نہ شکار نکالنے والا ہے اور نہ رات کا محافظ ہے

گرگ نا دیدہ کہ دفع او بود
اس نے بھیڑیے کو نہیں دیکھا کہ اس کا دافع ہو

دزد نادیدہ کہ منع او شود
اس نے چور کو نہیں دیکھا کہ اس کی روک ہو

از حریصی[2] وز ہوائے سروری
حرص اور سرداری کی خواہش کی وجہ سے

در نظر کند و بلا فیدن جری
نظر میں کند ہے اور بکواس کرنے میں جری ہے

از ہوائے مشتری و گرم دار
خریدار اور دوست کی خواہش کی وجہ سے

بے بصیرت پا نہا دہ در فشار
بغیر بصیرت کے بکواس میں قدم رکھے ہوئے ہے

ماہ نا دیدہ نشا نہا مید ہد
چاند کو دیکھے بغیر، نشانیاں بتاتا ہے

روشنائی را بداں کژمی نہد
اس کے لئے روشنائی کو ٹیڑھا رکھتا ہے

از برائے مشتری در وصف ماہ
چاند کی صفت بیان کرنے میں، خریدار کے لئے

صد نشاں نا دیدہ گوید بہرِ جاہ
مرتبہ کی خاطر بغیر دیکھے ہوئے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے

مشتری نا دیدہ گوید صد نشاں
خریدار کو بغیر دیکھے سینکڑوں نشانیاں بتاتا ہے

ژاژ خاید دوغ نوشد کف زناں
بکواس کرتا ہے تالیاں بجاتے ہوئے چھاچ پیتا ہے

مشتری[3] کو سود دارد خود یکیست
جس خریدار میں فائدہ ہے وہ صرف ایک ہے

لیک ایشاں را دراں ریب و شکیست
لیکن ان کو اس میں شک و شبہ ہے

از ہوائے مشتری بے شکوہ
بے حقیقت خریدار کی خواہش میں

مشتری راباد دادند ایں گروہ
اس جماعت نے خریدار کو کھو دیا ہے

مشتری ماست اللہ اشتری
ہمارا خریدار اللہ ہے جس نے خرید لیا ہے

از غم ہر مشتری ہیں بر ترآ
ہر خریدار کے غم سے آگے بڑھ

مشتری جو کہ جویانِ تو است
اس خریدار کو تلاش کر جو تیرا جویاں ہے

عالمِ آغاز و پایانِ تو است
تیرے آغاز اور انجام کا جاننے والا ہے

---

[1] ہاتف۔ غیبی آواز کاں۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا جاہلوں کی لاف زنی کی مثال ہے۔ بانگ۔ کتے کے پلوں کا پیٹ میں بھونکنا بیکار بات ہے نہ تو اس سے یہی فائدہ ہے کہ کوئی شکار جھاڑی میں سے نکل کر بھاگے اور شکاری اس کا شکار کرے نہ چور کو بھگانے کے لئے ہے۔

[2] از حریصی۔ جاہل شیخ کی لالچ اور سرداری کی خواہش میں یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی نظر تو کند ہو جاتی ہے اور وہ شیخی بگھارنے میں جری ہو جاتا ہے۔ گرم دار۔ دوست، فشار۔ بکواس۔ ماہ۔ یعنی ذات حق کے مشاہدہ کے بغیر اس کی سینکڑوں نشانیاں بیان کرتا ہے اور اپنے خریدار کی غلط رہنمائی کرتا ہے۔ مشتری۔ وہ مرید بھی بغیر مشاہدہ کے بکواس شروع کر دیتے ہے اور فرضی مستی ظاہر کرنے لگتا ہے۔ دوغ نوشد۔ یعنی چھوچ پی کر فرضی مستی ظاہر کرتا ہے۔

[3] مشتری۔ ایک مومن کا خریدار اللہ تعالیٰ ہے قرآن پاک میں ہے ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی جانیں خرید لی ہیں۔ لہٰذا ایک مومن کو کسی اور خریدار کی فکر میں پڑنا چاہئے۔ جویاں۔ اللہ تعالیٰ تیرا جویاں ہے اور وہ تیرے انجام و آغاز کو جانتا ہے

هیں مکش ہر مُشتری راتو بدست[1] | عشقبازی با دو معشوقہ بدست
خبردار ! ہر خریدار کو تو ہاتھ سے نہ کھینچ | دو معشوقوں سے عشقبازی بری ہے
زونیابی سُود مایہ گر خرد | نبُودش خود قیمت عقل و خرد
اگر تو اس کو خرید لے گا تو اس سے فائدہ حاصل نہ کر سکیگا | اس کے پاس (تیری) عقل اور سمجھ کی قیمت ہی نہ ہوگی
نیست اُورا خود بہائے نیم نعل | تو برو عَرضہ کنی یا قوت و لعل
خود اس کی قیمت آدھے نعل کی نہیں ہے | تو اس کو یا قوت اور لعل دکھا رہا ہے
حرص[2] کورت کرد و محرومت کُند | دیو ہمچوں خویش مَرجُومت کُند
لالچ نے تجھے اندھا کر دیا اور محروم کرے گا | شیطان تجھے اپنی طرح سنگسار بنا دے گا
ہمچناں کا صحابِ فیل و قومِ لُوط | کردشاں مَرجُوم چوں خود آں سخوط
جس طرح اصحاب فیل اور لوط کی قوم کو | اس مغضوب نے اپنی طرح سنگسار بنا دیا
مُشتری راصابراں دریا فتند | چوں سُوی ہر مُشتری نشتا فتند
صابر لوگوں نے خریدار پا لیا ہے | کیونکہ وہ ہر خریدار کی طرف نہیں دوڑے ہیں
واں کہ گرد انید رُوزاں مُشتری | بخت و اقبال و بقازو شدُ بری
جس شخص نے اس خریدار سے منہ موڑا | نصیب اور اقبال اور بقا اس سے کنارہ کش ہو گئے
ماند حسرت بر حَریصاں تا اَبد | ہمچوں حالِ اہلِ ضروراں[3] در حَسد
لالچیوں کو ہمیشہ حسرت رہی | جس طرح حسد میں ضروان والوں کا حال

قصہ اہلِ ضرواں و حَسدِ ایشاں بَردرویشاں کہ پدرِ ما از سلیمی
ضروان کے باشندوں کا قصہ اور ان کا فقیروں پر حسد کرنا کہ ہمارا باپ سادہ پن
اُغلب دَخل باغ را بمسکیناں میداد، چوں انگور بُودے عُشر
سے باغ کی زیادہ پیداوار مسکینوں کو دیتا تھا جب انگور ہوتے دسواں حصہ
دادے وچوں مویزو ووشاب شدُے عُشرد ادے وچوں حَلوا
دیدیتا اور جب کشمش اور انگور کا شیرہ ہوتا دسواں دے دیتا اور جب حلوا یا
و پالُودہ کردے عُشرد ادے واز قصیل عُشردا دے وچوں
فالودہ بناتا دسواں دے دیتا کچی کھیتی میں سے دسواں دے دیتا اور جب
خرمن میکوفتے از کفہ آمیختہ عُشردا دے وچوں گندم از
کھلیان گہاتا آدھے گہائے ہوئے میں سے دسواں دیدیتا اور جب گیہوں

[1] بدست۔(شعر)
ہم خدا خواہی وہم دنیای دوں
ایں خیالست و محالست و جنوں
زود۔ اگر خدا کے علاوہ کوئی خریدار بنے گا تو اس سے تجھے کوئی فائدہ نہ ہوگا اس خریدار کے پاس تجھے خریدنے کی قیمت کہاں ہے۔ نیست۔ وہ خود دو کوڑی کا ہے اس پر اپنی عقل وخرد کے لعل ویاقوت کو پیش کرنا نادانی ہے۔

[2] حرص۔ لالچ انسان کو اندھا کر دیتا ہے۔ مرجوم۔ سنگسار۔ اصحاب فیل۔ ابرہہ کا لشکر جس نے خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چڑھائی کی تھی سخوط۔ مغضوب یعنی شیطان۔ وانکہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے روگردانی کرتا ہے وہ بڑا بدنصیب ہے اور تباہ ہو جاتا ہے۔

[3] ضروان۔ یمن میں ایک گاؤں تھا۔ سلیمی۔ بیوقوفی بھولا پن۔ و وشاب۔ انگور کا شیرہ قصیل۔ کچی کھیتی۔ کفہ۔ کاف کے زبر اور وفا کی خفت کے ساتھ نیم کوفتہ۔

کہ جُدا شدُے عُشر دادے وچوں آرد کردے عُشر دادے وچوں
بھوسے سے جدا ہوتے دہواں دے دیتا اور جب آٹا کرتا دہواں دیدیتا اور
خمیر کردے عُشر دادے وچوں نان بختے عُشر دادے لا جرم
جب گوندھتا دہواں دیدیتا اور جب روٹی پکاتا دہواں دے دیتا لا محالہ
حق تعالیٰ در باغ و کشت برکتے نہادہ بُود کہ ہمہ اصحابِ
اللہ تعالیٰ نے باغ اور کھیتی میں برکت عطا کی تھی کہ سب باغ والے
باغہا محتاجِ اُو بُودندے ہم بمیوہ وہم بسیم و اُو محتاجِ
اس کے محتاج ہوتے پھل میں بھی اور چاندی میں بھی اور وہ ان میں سے
ہیچ کس نے از ایشاں فرزندانِ اُو خرجِ عشر میدید ند مکرر
کسی کا محتاج نہ ہوتا اس کی اولاد نے بار بار دہویں کا خرچ دیکھا
وآں برکت نمی دیدند ہمچوں آں زنِ بدبخت کہ کیرِ خر دید و
اور وہ برکت نہ دیکھی اس بد بخت عورت کی طرح جس نے گدھے کا ذکر دیکھا

کدُو راندید

اور کدو نہ دیکھا

بُود مَردے صالحے رَبّانیے [1] عقلِ کامل داشت و پایاں دانیے
ایک نیک خدا پرست شخص تھا کامل عقل رکھتا تھا اور انجام سے باخبر تھا
در دہِ ضرواں بنزدیک یمن شہرہ اندر صدقہ و خلق حسن
یمن کے نزدیک ضرور ان گاؤں میں خیرات کرنے اور اچھے اخلاق میں مشہور تھا
کعبہ درویش بُودے کوئے اُو آمدندے مُستمنداں [2] سُوئے اُو
اس کی گلی فقیر کا کعبہ ہوتی ضرورتمند اس کی جانب آتے
ہم زخوشہ عُشر دادے بے ریا ہم زگندم چوں شدُے از کہ جُدا
بغیر ریا کاری کے بالوں میں سے دہواں دیتا گیہوں میں سے بھی جب وہ بھوسے سے جدا ہو جائے
آرد گشتے عُشر دادے ہم ازاں نان شدُے عُشرِ دگر دادے زناں
آٹا بنتا تو اس میں سے بھی دہواں دیتا روٹی بنتی روٹی میں سے دوسرا دہواں دیتا
عُشر ہر دَخلے فرونگذاشتے چار بارہ دادے زانچہ کاشتے
کسی آمدنی کے دہویں میں فروگذاشت نہ کرتا جو بوتا اس میں سے چار بار ادا کرتا

[1] ربانی۔ اللہ والا کعب۔ یعنی فقراء اس کے گھر کا چکر کاٹتے رہتے تھے۔
[2] مستمنداں۔ حاجتمنداں عشر شرعی اعتبار سے زمین کی پیداوار کا دہواں حصہ خیرات کرنا ہوتا ہے۔

از عِنَب عُشرے بداد و وز مویز
انگور میں سے دسواں دیتا اور کشمش میں سے

عُشر ہم داد و ز دوشاب انیز
وہ انگور کے شیرے میں سے بھی دسواں دیتا

ہم ز حلوا عُشر و از پالودہ ہم
حلوے میں سے بھی دسواں اور فالودے میں سے بھی

می فرونگذاشتے از بیش و کم
اور کم اور زیادہ میں سے نہ چھوڑتا

بس وصیتہا بگفتے ہر زماں
ہر وقت بہت سی وصیتیں کرتا

جمعِ فرزندانِ خود را آنجواں
وہ جو ان اپنی سب اولاد کو

اللہ اللہ قسمِ مسکیں بعدِ من
خدا کے لئے میرے بعد مسکین کے حصہ کو

وامگیر یدش زحرصِ خویشتن
اپنی حرص سے بند نہ کرنا

تا بماند بر شما کشت و ثمار
تاکہ تم پر کھیتی اور پھل رہیں

در پناہِ طاعتِ حق پائدار
مستقل خدا کی اطاعت کی حفاظت میں

دخلہا و میوہا جملہ زغیب
آمدنیاں اور میوے سب غیب سے

حق فرستادست بے تخمین وریب
بے اندازہ اور بے شک اللہ (تعالیٰ) نے بھیجے ہیں

در محلِ ۲ دخل اگر خرجے کنی
وہ فائدے کا دربار ہے تو فائدہ اٹھا لے گا

در گہِ سودست بر سودے زنی
آمدنی کے وقت اگر تو خرچ کرے گا

ترک اغلب دخل رادر کشت زار
کاشتکار پیداوار کا اکثر حصہ کھیت میں

باز کارد کہ ویست اصلِ ثمار
پھر بو دیتا ہے کیونکہ وہ فائدوں کی جڑ ہے

بیشتر کارد خورد زاں اند کے
زیادہ بو دیتا ہے اس میں سے تھوڑا سا کھاتا ہے

کہ ندارد در برو بیدن شکے
کیونکہ اس کو اگنے میں کوئی شبہ نہیں ہے

زاں بیفشاند بکشتن ترک دست
کاشتکار بونے میں ہاتھ اسی لئے جھاڑ لیتا ہے

کاں غلہ ہم زاں زمیں حاصل شدست
کیونکہ وہ غلہ اسی زمین سے حاصل ہوا ہے

کفشگر ہم آنچہ افزاید زناں
موچی بھی

میخرو چرم و ادیم و سختیاں
چمڑا اور نرمی اور ہمیشہ خرید لیتا ہے

کہ اصولِ دخلم اینہا بودہ اند
کہ میری آمدنی کی بنیادیں یہ بنی ہیں

ہم ازینہا می کشاید رزقِ بند
انہی سے بند رزق کھاتا ہے

دخل از آنجا آمدستش لا جرم
لا محالہ اس کی آمدنی اس جگہ سے ہی ہوئی ہے

ہم در آنجا میکندوا دو کرم
اسی جگہ وہ عطا اور کرم کرتا ہے

---

۱ دوشاب۔ انگور کا شیرہ اللہ اللہ۔ وہ خدا رسیدہ مرد اپنی اولاد کو وصیتیں کرتا کہ دسواں حصہ ضرور خیرات کرتے رہنا۔ دخلہا۔ جملہ پیداوار حقیقتاً اللہ کی جانب سے ہے۔

۲ در محل پیداوار کے وقت اگر خرچ کرو گے فائدے میں رہو گے۔ ترک۔ یعنی کاشتکار پیداوار کا زیادہ حصہ پھر زمین میں بو دیتا ہے۔ در برو بیدن۔ اس میں بازیادہ ہے۔ دست افشاندن۔ یعنی بونا۔

۳ کفشگر۔ موچی۔ جفت ساز ادیم۔ تری یعنی وہ کھال جو رخ رنگی جاتی ہے سختیان۔ بھیڑ کی دباغت شدہ کھال میشہ۔ کہ اصول۔ ان چیزوں میں وہ آمدنی کو صرف کرتا ہے کیونکہ آمدنی کی اصل دنیا دیہی چیزیں ہیں۔

ایں از زمین و سختیاں پردہ ست او بس
یہ زمین اور کھال بس پردہ ہے

اصلِ روزی از خداداں ہر نفس
اصل روزی ہر وقت خدا کی جانب سے سمجھ

چوں بکاری در زمینِ اصل کار
تو جب بوئے دے اصلی زمین میں بو

تا بروید ہر یکے را صد ہزار
تاکہ ہر ایک کے لاکھ اگیں

گیرم اکنوں تخم راگر کاشتی
میں نے مانا، اب اگر تو نے بیج بویا ہے

در زمینے کش سبب پنداشتی
اس زمین میں جس کو تو نے سبب سمجھا ہے

چوں[۲] دو سہ سال آں نروید چوں کنی
اگر وہ دو تین سال نہ اگے تو کیا کرنے گا ؟

جز کہ در لابہ و دعا کف بر زنی
بجز اس کے کہ خوشامد اور دعا میں ہاتھ اٹھائیگا

دست بر سر میزنی پیشِ الٰہ
خدا کے آگے سر پر ہاتھ مارے گا

دست و سر بر دادنِ رزقش گواہ
ہاتھ اور سر اس کے رزق دینے پر گواہ ہیں

تا بدانی اصلِ اصلِ رزق اوست
تاکہ تو سمجھ لے کہ رزق کی اصل جڑ وہی ہے

تاہم اورا جوید آں کو رزق جوست
جو رزق تلاش کرتا ہے اسی سے ڈھونڈتا ہے

رزق ازوے جو مجو از زید و عمر
رزق اس سے مانگ، زید اور عمر سے نہ مانگ

مستی ازوے جو مجو از بنگ و خمر
مستی اس سے چاہ بھنگ اور شراب سے نہ چاہ

منعمی زو خواہ نے از گنج و مال
خوشحالی اس سے چاہ نہ کہ خزانے اور مال سے

نصرت ازوے خواہ نے از عم و خال
مدد اس سے چاہ نہ کہ چچا اور ماموں سے

عاقبت[۳] زینہا بخواہی ماندن
انجام کار تو ان سے (الگ) رہ جائے گا

ہیں کرا خواہی دراں دم خواندن
ہاں اس وقت تو کسے پکارے گا ؟

ایں دم اورا خوان و باقی رابماں
اس وقت اس کو پکار اور باقی کو چھوڑ

تا تو باشی وارثِ مُلکِ جہاں
تاکہ تو دنیا کی سلطنت کا مالک بن جائے

چوں یَفِرُّ الْمَرْءُ آید مِنْ اَخِیْہ
جب وہ دن آجائے گا کہ انسان اپنے بھائی سے بھاگے گا

یَھْرَبُ الْمَوْلُوْدِ یَوْمًا مِّنْ اَبِیْہِ
وہ دن کہ اولاد اپنے باپ سے بھاگے گی

۱ اس زمین۔ پیداوار کے ظاہری اسباب محض ایک پردہ ہیں ورنہ اصل روزی رساں خدا ہے..... صد ہزار۔ قرآن پاک میں ہے۔ مَثَلُ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کَمَثَلِ حَبَّۃٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِیْ کُلِّ سُنْبُلَۃٍ مِّائَۃُ حَبَّۃٍ وَاللّٰہُ یُضَاعِفُ لِمَنْ یَّشَاءُ "ان لوگوں کی مثال جو اللہ کے راستہ میں صرف کرتے ہیں ایک دانہ کی سی ہے جس نے سات بالیں اگائیں ہر بال میں سو دانے اور خدا جس کے لئے چاہتا ہے دوگنا کر دیتا ہے۔

۲ چوں۔ جب انسان اسباب سے مایوس ہو جاتا ہے تو پھر خدا ہی سے مانگتا ہے۔ دست۔ کھیتی کی تباہی کے وقت سر پیٹ کر خدا سے دعا کر اس بات کی دلیل ہے کہ انسان اصل رزق دینے والا خدا ہی کو سمجھتا ہے۔ رزق۔ جب حقیقی رزاق خدا ہے تو اس سے رزق مانگنا چاہیے مستی۔ اصل مستی بھی خدا کے عشق سے ہی حاصل ہوتی ہے انسان کو اس کی جستجو چاہیے بھنگ اور شراب کی مستی وقتی ہوتی ہے۔ منعمی۔ انسان کی اصل مال داری نفس کی مالداری ہے جو عطا، خداوندی ہے

۳ عاقبت۔ انسان اپنے خزانے اور مال کو دنیا میں ہی چھوڑ جاتا ہے، تعلق اس چیز سے پیدا کرنا چاہیے جو ساتھ دے سکے۔ چوں۔ قرآن پاک میں ہے یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْہِ وَاُمِّہٖ وَاَبِیْہِ وَصَاحِبَتِہٖ وَبَنِیْہِ لِکُلِّ امْرِءٍ مِّنْھُمْ یَوْمَئِذٍ شَاْنٌ یُّغْنِیْہِ یعنی قیامت کے دن ہر شخص اپنے بھائی، اپنی ماں اپنے باپ اپنی بیوی اپنی اولاد سے بھاگے گا ہر شخص کی اس دن وہ حالت ہوگی جو دوسروں سے اس کو لاپروا کر دے گی۔

زاں اشود ہر دوست آں ساعت عدُو — گہ بُتِ تو بُود واز رہ مانع اُو
اس لئے ہر دوست اس وقت دشمن بن جائے گا — کیونکہ وہ تیرا بت تھا راستہ سے مانع تھا

روئے از نقاش بَرمی تافتی — چوں زنقشش اُنسِ دل می یافتی
تو نے نقاش سے منہ پھیر لیا — جبکہ اس کے (بنائے ہوئے) نقش سے دل کا اُنس محسوس کیا

ایں دم اَر یارانت با تو ضد شوند — وز تو بر گردند و دَر خصمی رَوند
اگر تیرے دوست اس وقت تیرے مخالف ہو جائیں — تجھ سے برگشتہ ہو جائیں اور مخالفت میں چلے جائیں

ہیں بگو نک روزِ من پیرو زشدُ — آنچہ فردا خواست شُدا مروز شُد
ہاں، کہہ دے کہ اب میرا دن نصیب در ہے — جو کچھ کل کو ہوتا، وہ آج ہو گیا

ضدِّ من گشتند اہلِ ایں سَرا — تا قیامت عین شد پیشیں مَرا
اس جہان والے میرے مخالف ہو گئے — یہاں تک کہ قیامت میرے لئے پیشگی نقد بنگئی

پیش ۲ ازاں کہ روز گارِ خود بَرم — عُمر با ایشاں بپایاں آورم
اس سے قبل کہ میں اپنی عمر پوری کروں — ان کے ساتھ زندگی بسر کروں

کالہء معیوب بخریدہ بُدم — شکر کز عیبش بگہ واقفِ شُدم
میں نے ایک عیب دار سامان خرید لیا تھا — شکر ہے کہ اس کے عیب سے صبح سویرے واقف ہو گیا

پیش ازاں کز دست سَرمایہ شدے — عاقبت معیُوب بیروں آمدے
اس سے پہلے ہی کہ ہاتھ سے سرمایہ چلا جاتا — آخیر میں معیوب ظاہر ہوتا

مال رفتہ عُمر رفتہ اے نسیب — مال و جاں دادہ پئے کالہ معیب
اے شریف! مال گیا، عمر گئی — عیب دار سرمایہ کے لئے مال اور جان دیدی

نقد ۳ دادم بزرِ قلبے بستدم — شاد شاداں سُوئے خانہ می شدم
میں نے نقد دے دیا اور کھوٹا سونا لے لیا — خوشی خوشی گھر کی جانب چل دیا

شُکر کایں زر قلب پیدا شد کنوں — پیش ازاں کہ عُمر بگذشتے فزوں
شکر ہے، کہ یہ کھوٹا سونا ابھی واضح ہو گیا — اس سے پہلے کہ زیادہ عمر گذر جاتی

قلب ماندے تا اَبد در گردنم — حَیف بُودے عُمر ضائع کر دنم
کھوٹا سونا ہمیشہ کے لئے میری گردن میں بسجاتا — مجھے عمر ضائع کرنے پر افسوس ہوتا

چوں بگہ تر قلبی اُو رُو نمُود — پائے خود را واکشم من زُود زُود
چونکہ صبح سویرے اس کا کھوٹ پن ظاہر ہو گیا — میں بہت جلد واپس ہو جاؤں گا

۱ زاں۔ اس حالت کی وجہ سے انسان کے لئے اس کا ہر دوست اس کا دشمن ثابت ہوگا کیونکہ وہ دوست بھی اس کو ایک بت کی طرح خدا سے غافل بنا رہا تھا۔ رومی۔ مصنوع سے دل لگانا صانع سے دل ہٹاتا ہے۔ ایں دم۔ اگر دنیاوی دوست اس دنیا ہی میں تیرے مخالف ہو جائیں تو یہ تیری خوش قسمتی ہوگی۔ ضدِّ من۔ آخرت میں جو تیرے لئے مصیبت تھی وہ تو نے دنیا میں بھگت لی۔

۲ پیش ازاں۔ ان دوستوں کا نقصان دنیا میں برداشت کر لینا آسان ہے پیش ازاں۔ اس کی یہ مثال ہے کہ خراب سودا خریدنے پر فوراً اس کے عیب سے واقفیت ہو جائے تو کچھ تدارک ممکن ہے ورنہ پھر افسوس ہی افسوس کرنا پڑتا ہے۔

۳ نقد دادم۔ انسان یہی کہتا ہے کہ ہائے افسوس میں کھوٹا سونا خرید کر کیسا خوش خوش گھر آیا تھا۔ شکر۔ اگر فوراً کھوٹ ظاہر ہو جائے اور انسان اس کا تدارک کر لے تو شکر ادا کرتا ہے۔

یارِ تو [1] چوں دشمنی پیدا کند — کرد حقدو رشک او بیروں زند
تیرا دوست جب دشمنی ظاہر کرے — وہ حملہ اور کینہ اور رشک ظاہر کرے

تو ازاں اعراضِ او افغاں مکن — خویشتن را ابلہ و ناداں مکن
تو اس کے منہ موڑنے سے فریاد نہ کر — اپنے آپ کو بے وقوف اور نادان نہ بنا

بلکہ شکرِ حق کن و ناں بخش کن — کہ نکاشتی در جوالِ او کہن
بلکہ اللہ کا شکر کر اور روٹی خیرات کر — کہ تو اس کے بورے میں پرانا نہ بنا

از جوالش زود بیروں آمدی — تا بجوئی یار صدق و سرمدی
تو اس کے بورے سے جلد باہر آ گیا — تاکہ سچے اور دائمی یار کو تلاش کر لے

نازنیں یارے کہ بعد از مرگ تو — رشتۂ یاریِ او گردد نہ تو
وہ نازوں بھرا یار کہ تیرے مرنے کے بعد — اس کی یاری کا رشتہ ٹکنا ہو جائے

آں [2] مگر سلطاں بود شاہِ رفیع — یا بود مقبولِ سلطان و شفیع
وہ یا تو شہنشاہ فرما نروائے برتر ہے — یا شہنشاہ کا محبوب اور شفیع ہے

رستی از قلّابِ سالوس و دغل — غرّ او دیدی عیاں پیش از اجل
تو مکر اور فریب کے آنکڑے سے بچ گیا — تو نے موت سے پہلے اس کی غفلت دیکھ لی

ایں جفائے خلق با تو در جہاں — گر بدانی گنجِ زر آمد نہاں
دنیا میں تیرے ساتھ لوگوں کا ظلم — اگر تو سمجھے سونے کا چھپا ہوا خزانہ بنا

خلق را با تو چنیں بد خو کنند — تا ترا نا چار رو آنسو کنند
لوگوں کو تیرے ساتھ اس طرح بد عادت کر دیتے ہیں — تاکہ تجھے مجبور اور اس جانب کو کر دیں

ایں یقیں داں کاندر آخر جملہ شاں — خصم گردند و عدوّ و سر کشاں
تو اس کو یقینی سمجھ کر آخیر میں سب — مخالف اور دشمن اور سرکش بن جائیں گے

تو [3] بمانی با فغاں اندر لحد — لا تذرنی فرد خواناں از احد
تو لحد میں فریاد کرتا ہوا رہ جائے گا — خدا سے "مجھے اکیلا نہ چھوڑ" کہتے ہوئے

ایں جفایت بہ ز عہدِ وافیاں — ہم زدا دستست عہدِ باقیاں
یہ ظلم وفا داروں کے عہد سے اچھا ہے — باقی لوگوں کا عہد بھی تیری عطا ہے

بشنو از عقلِ خود اے انبار دار — گندم خود را بارض اللہ سپار
اے کھلیان والے! اپنی عقل سے سن لے — اپنے گیہوں کو اللہ تعالیٰ کی زمین کے سپرد کر دے

[1] یار تو۔ اسی طرح اگر دنیا ہی میں تیرا دوست تجھ سے بگڑے تو اس پر شکوہ نہ کر بلکہ شکر ادا کر۔ بلکہ دنیاوی علائق دنیا میں ہی ٹوٹ جانے پر شکریہ ادا کرنا چاہیے اور صدقہ و خیرات کرنا چاہیے۔ از جوالش۔ تجھے اس بات پر شکر ادا کرنا چاہیے کہ تو اس کے پھندے سے نکل آیا اور اب سچے دوست کی تلاش میں لگ جائے گا۔

[2] آں۔ وہ دوست جو آخرت میں کام آئے وہ خدا یا خدا کا مقبول بندہ ہے۔ ایں جفا۔ دنیاوی دوستوں کی جفا کاری تیرے لئے رحمت خداوندی ہے۔ خلق۔ راجب اللہ تعالیٰ کا کسی پر کرم ہوتا ہے تو وہ ایسا سباب پیدا کر دیتا ہے کہ انسان دنیوی علائق توڑ دیتا ہے۔

[3] تو بمانی۔ اگر یہی دنیاوی دوستیاں باقی رہیں تو قبر میں تو تنہا ہوگا اور پھر پکارے گا کہ اے خدا مجھے تنہا نہ چھوڑ ایں۔ جفایت۔ دنیاوی تعلقات کے ٹوٹنے کو تو کہے گا کہ یہ جفا ان کی دوستی سے بھلی تھی۔ بشنو۔ مولانا پہلے اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کی خوبیاں بیان کر رہے تھے پھر اسی مضمون کو شروع کیا ہے۔

تا شود[1] ایمن زدُزد دواز سُپش — دیورا با دیوچہ زُو تر بگُلش
تاکہ وہ چور اور سرکلی سے محفوظ ہو جائے — شیطان کو دیمک کے ذریعہ مار ڈال

کو ہمی تر ساندت ہر دم زفقر — ہمچو کبکش صید کُن اے نَرہ صقر
جو تجھے فقر سے ہر وقت ڈراتا ہے — اے نر شکرے! چکور کی طرح اس کا شکار کر۔

بازِ سُلطانی عزیزو کامیار — ننگ باشد کہ کُند کبکش شکار
تو بادشاہ کا پیارا یہ کامیاب باز ہے — ذلت ہے کہ تجھے چکور شکار کرے

بس وصیت کردو تخمِ وعظ کاشت — چوں زمیں شاں شورہ بُد سودے نداشت
اس نے بہت وصیت کی اور وعظ کا بیج بویا — چونکہ ان کی زمین شوریلی تھی کوئی فائدہ نہ ہوا

گرچہ ناصح را بُود صد داعیہ — پندرا اُذنے بباید واعیہ
اگرچہ نصیحت کرنیوالے کے سو داعیے ہوں — نصیحت کے لئے حفاظت کرنیوالا کان چاہیے

تو بصد[2] تلطیف پندش میدہی — اوز پندت میکُند پہلو تہی
تو سینکڑوں نرمیوں کے ساتھ اس کو نصیحت کرتا ہے — وہ تیری نصیحت سے پہلو تہی کرتا ہے

یک کسِ نا مستمع زاستیز و رد — صد کسِ گوینده را عاجز کُند
ایک نہ سننے والا شخص جھگڑنے اور انکار سے — سو کہنے والوں کو عاجز کر دیتا ہے

ز انبیا ناصح تر و خوش لہجہ تر — کے بُود کہ رفت دم شاں در حجر
انبیاء سے زیادہ ناصح اور شیریں زبان — کب ہوا ہے؟ کیونکہ ان کی بات پتھر میں گھس گئی ہے

زانچہ کوہ وسنگ در کار آمدند — می نشُد بدبخت را بکشادہ بند
جن باتوں سے پہاڑ اور پتھر کار آمد بن گئے — بد بخت کی گرہ نہ کھلی

آنچناں دلہا کہ بُد شاں ما ومَن — نعت شاں شد بل اَشَدُّ قَسوَۃً
وہ دل جو متکبر تھے — انکی صفت بلکہ (پتھروں سے بھی) زیادہ سخت) بنی

دَر بیان[3] آنکہ عطائے حق سبحانہ تعالیٰ و قدرتِ او موقوفِ قابلیت

اس بات کے بیان میں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور قدرت بندوں کی عطا کی طرح قابلیت پر

نیست ہمچوں دادِ خلقاں کہ آنرا قابلیت باید زیرا کہ عطائے حق تعالیٰ
موقوف نہیں ہے اس (مخلوق کی عطا) کے لئے قابلیت چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ

قدیم است و قابلیت حادث عطا صفتِ حَقّست جَلَّ جَلالُہٗ و
قدیم ہے اور قابلیت حادث ہے عطا اللہ جل جلالہ کی صفت ہے اور

---

[1] تا شود۔ اس دانہ کو اللہ کی سر زمین میں بو دے تاکہ نہ اس کو چور چرا سکے نہ اس کو نہ بھیجن لگے۔ دیورا۔ شیطان جو فقر کے وسوسے پیدا کرے اس کو لاحول کی دیمک لگا دے ہمچو۔ شیطان کو اس طرح شکار کر لے جس طرح شکرا چکور کو شکار کر لیتا ہے۔ باز سلطانی۔ اگر شاہی باز کو چکور مار ڈالے تو بڑے شرم کی بات ہے۔ بس وصیت۔ باپ نے بہت سمجھایا تھا لیکن ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پندرا۔ نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے۔ جس کے کان اس کو قبول کر لیں۔

[2] تو بصد۔ جس شخص کا ارادہ سننے کا نہ ہو اس کو کیسی ہی نرمی سے سمجھاؤ وہ اعراض ہی کرے گا انبیاء اس قدر محبت اور پیار سے سمجھاتے تھے کہ ان کی نصیحت پتھر تک قبول کر لیتے تھے لیکن کفار قبول نہ کرتے تھے۔ اَشَدُّ قَسوَۃً قرآن نے کافروں کے دلوں کو پتھر سے زیادہ سخت اور متاثر نہ ہونے والا قرار دیا ہے۔

[3] دربیان۔ حضرت حق کی عطا کے لئے قابلیت ضروری نہیں ہے جب عطا ہوتی ہے تو قابلیت خود پیدا ہو جاتی ہے عطا اللہ کی صفت ہے جو قدیم ہے قابلیت بندہ کی صفت ہے جو حادث ہے قدیم کے لئے حادث کیسے شرط بن سکتا ہے۔ بلکہ شرط پہلے ہوتی ہے۔

قابلیت صفتِ مخلوق و قدیم موقوفِ حادث نباشد

قابلیت مخلوق کی صفت ہے اور قدیم حادث پر موقوف نہیں ہوتا ہے

چارہ[1] آں دل عطائے مُبدلیست — **دادِ اُورا قابلیت شرط نیست**

اس دل کا علاج، بدل دینے والے کی مہربانی ہے — اس کی عطا کے لئے قابلیت شرط نہیں ہے

بلکہ شرطِ قابلیت دادِ اُوست — **داد لُب و قابلیت ہَست پوست**

بلکہ قابلیت کی شرط اس کی عطا ہے — عطا مغز ہے اور قابلیت چھلکا ہے

اینکہ موسیٰؑ راعصا ثعباں شود — **ہمچوں خورشیدے کفش رخشاں شود**

یہ کہ (حضرت) موسیٰ کی لاٹھی اژدھا بنے — ان کی ہتھیلی سورج کی طرف چمک دار بنے

صَد ہزاراں مُعجزاتِ انبیا — **کاں نگنجد دَر ضمیرِ عقلِ ما**

انبیاء کے لاکھوں معجزے — جو ہماری عقل میں نہیں سماتے ہیں

نیست[2] از اَسباب تصریفِ خداست — **نیستہا را قابلیت از کجاست**

وہ اسباب کے ذریعہ نہیں ہیں، خدا کا تصرف ہے — فنا ہونے والوں کے لئے قابلیت کہاں ہے؟

قابلی گر شرطِ فعلِ حق بُدے — **ہیچ معدُومے بہ ہستی نامدے**

اللہ (تعالیٰ) کے کام کیلئے اگر قابل ہونا شرط ہوتا — تو کوئی معدوم موجود نہ ہوتا

سُنّتے بنہادہ و اَسباب و طُرُق — **طالباں را زیرِ ایں ازرق تُتُق**

(اللہ نے) دستور اور اسباب اور راستے رکھدیئے ہیں — اس نیلے سرا پردہ کے نیچے طلبگاروں کے لئے

بیشتر اَحوال بر سُنّت رَوَد — **گاہ قدرت خارقِ سُنّت شود**

زیادہ باتیں دستور کے مطابق ہوتی ہیں — کبھی قدرت (الٰہی) دستور کو توڑنے والی بنجاتی ہے

سُنّت و عادت نہادہ با مَزہ — **باز کردہ خرقِ عادت معجزہ[3]**

پر لطف دستور اور عادت مقرر کی ہے — پھر دستور کے توڑنے کو معجزہ بنا دیا

بے سبب گر عزّ بما موصول نیست — **قدرت از عزلِ سبب معزول نیست**

اگر بغیر سبب کے عزت ہمیں نہیں ملتی — قدرت (الٰہی) سبب کو معزول کردینے سے معزول نہیں ہے

اے گرفتارِ سبب بیروں مپر — **لیک عزلِ آں مُسبّب ظن مبر**

اے سبب کے پابند (سب سے) باہر پرواز نہ کر — لیکن اس سبب پیدا کرنیوالے کی معزولی کا گمان نہ کر

---

[1] چارہ۔ یہ دل جو پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے اس کی اصلاح کی تدبیر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں تبدیلی کر دے۔ داد اور اللہ جب چاہتا ہے تو ایسے دل میں تبدیل پیدا کر کے اس میں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا فرما دیتا ہے۔ قابلیت۔ حضرت حق تعالیٰ کی طرف سے جو فیض اور عطا ہے اس کی دو قسمیں ہیں۔ فیض۔ اقدس اور فیض مقدس فیض اقدس وہ ہے جو ذاتِ باری تعالیٰ سے اعیانِ ثابتہ میں پہنچتا ہے اس کے لئے استعداد و شرط نہیں ہے اور فیضِ مقدس وہ ہے جو اعیانِ ثابتہ سے ارواح کی طرف آتا ہے یہ بقدر استعداد اور قابلیت پہنچتا ہے۔ اینکہ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی اور حضرت موسیٰ کا ید بیضا فیض اقدس کی مثالیں ہیں اور اسی طرح دیگر انبیاء کے معجزے ان چیزوں میں سے ہیں جن میں قابلیت شرط نہیں ہے۔

[2] نیست۔ ان معجزات کا اسباب سے مہیا شدہ قابلیت سے تعلق نہیں ہے بلکہ یہ براہ بطور فیض اقدس کے ہے قابلی۔ اگر ہر چیز میں قابلیت شرط ہوتو پھر کوئی معدوم وجود میں نہ آئے اسلئے کہ معدوم میں اسباب سے مہیا شدہ قابلیت کہاں ہے وہ خود ہی معدوم ہے۔ سنتے۔ عام حالات میں سنت الٰہی یہی ہے کہ اسباب مہیا ہوں اور قابلیت ہوتو عطا ہوتی ہے۔ خارق۔ جب فیض اقدس کا معاملہ ہوتا ہے تو سنت الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔

[3] معجزہ۔ یہ مشیت الٰہی کے خلاف ظہور پذیر ہوتا ہے۔ بے سبب۔ عزت اسباب سے حاصل ہوتی ہے لیکن اللہ کی قدرت میں ہے کہ بلا سبب عزت عطا فرما دے۔ اے گرفتار۔ عوام کو اسباب اختیار کرنے چاہیں لیکن مسبب الاسباب سے غفلت نہ برتنی چاہیے۔

هر چه خواهد آں مُسبِّب آورد — قدرتِ [1] مُطلق سَبَبہا بردرد
وہ سبب پیدا کرنے والا جو چاہتا ہے کرتا ہے — مطلق قدرت اسباب کو پھاڑ ڈالتی ہے

لیک اغلب بر سَبب راند نفاد — تا بداند طالبے جُستن مُراد
لیکن وہ عموماً سبب پر مدار رکھتا ہے — تاکہ طلبگار مراد کو تلاش کرنا جان جائے

چوں سَبب نبود چہ رہ جوید مُرید — پس سَبب در راہ می آید پدید
جب سبب ہی نہ ہو تو ارادہ کرنیوالا کونسا راستہ ڈھونڈے — تو سبب راستہ کے بارے میں نمودار ہوتا ہے

ایں سَبہا بر نظر ہا پَردہ ہاست — کہ نہ ہر دیدار صنعَش رامز است
یہ اسباب نظروں پر پردے ہیں — کیونکہ ہر شخص اس کی کارگری کے دیکھنے کے لائق نہیں ہے

دیدۂ باید سَبب سُوراخ کُن — تا حُجب را برکند از بیخ وبُن
سبب میں سوراخ کر دینے والی نگاہ چاہیے — تاکہ وہ جڑ اور بنیاد سے پردوں کو اکھاڑ پھینکے

تا مُسبِّب بیند اندر لا مکاں — ہر زہ بیند جہد و اسباب و دکاں
تاکہ لامکان میں سبب پیدا کرنے والے کو دیکھے — کوشش اور اسباب اور دکان کو بیکار سمجھے

از [2] مُسبِّب میرسد ہر خیر و شر — نیست اَسباب و وسائط اے پدر
ہر بھلائی اور برائی سبب پیدا کرنیوالے کیطرف سے آتی ہے — اے باوا ! اسباب اور واسطے نہیں ہیں

جُز خیالِ مُنعَقد بر شاہراہ — تا بماند دورِ غفلت چندگاہ
سوائے خیال کے جو راستہ پر جما ہوا ہے — تاکہ تھوڑی دیر غفلت کا زمانہ رہے

دَر ابتدائے [3] خِلقتِ جسمِ آدم علیہ السلام کہ جبرئیل علیہ السلام
حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کی ابتداء میں حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اشارہ

را اشارت کرد کہ برواز زمین مُشتِ خاک بر گیرو بَرولتیے از
کیا کہ جا ، زمین کی مٹی سے ایک مٹھی لے لے اور ایک روایت کے مطابق ہے

ہر نواحی مُشتِ خاک برگیر
کہ ہر جانب سے مٹی کی مٹھی اٹھالے

چونکہ صانع خواست ایجادِ بشر — از برائے اِبتلائے خیر و شر
جب بنانے والے نے انسان کی پیدائش چاہی — خیر اور شر میں آزمانے کے لئے

جبرئیلِ "صدق را فرمود رُو — مُشتِ خاکے از زمیں بستاں گرو
جبرئیل " امین سے فرمایا ، جا — ایک مٹھی مٹی زمین سے قبضہ میں لے لے

[1] قدرت مطلق۔ اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ الاطلاق قدرت اسباب کی محتاج نہیں ہے۔ تا بداند۔ عوام کی مقصد کی تلاش میں اسباب رہنمائی کرتے ہیں۔ ایں سببہا۔ مقاصد کے اسباب اللہ کی قدرت کے لئے حجاب بنادیئے گئے ہیں اس لئے کہ ہر شخص بلا واسطہ قدرت کے مشاہدہ کا اہل نہیں ہے۔ دیدہ۔ لیکن انسان کو وہ نظر رکھنی چاہیے جو اسباب کو چاہیے جو اسباب کو چاک کر کے اصل قدرت کو دیکھ سکے۔ تا مسبب۔ جب مسبب الاسباب کو دیکھ لیگا تو اس کی نگاہ میں اسباب بے حقیقت بن جائینگے۔

[2] از مُسبِّب۔ ہر خیر و شر سبب الاسباب کی جانب سے ہے اسباب اور وسائل محض خیالی چیزیں ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت کا گذرے اور غیب پر ایمان کے فضائل حاصل ہوسکیں۔

[3] دابتداء۔ جس وقت حضرت آدمؑ کا پتلا بنایا جانے لگا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم دیا کہ زمین سے ایک مٹھی مٹی لے آؤ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ زمین کے ہر گوشہ سے ایک ایک مٹھی مٹی لانے کا حکم دیا تھا۔ از برائی۔ انسان کی تخلیق میں آزمائش کی حکمت مضمر ہے اور یہ اسی وقت ہوسکتی ہے جبکہ انسان پر کچھ زمانہ غفلت طاری ہے۔ جبرئیل صدق یعنی صادق جبرئیل۔

اُو میاں بَست و بیامد بَر زمیں
وہ کمر بستہ ہوئے اور زمین پر آئے

تا گذارد اَمرِ ربّ العالمیں
تاکہ رب العالمین کے حکم کو انجام دیں

دَست سُوئے خاک بُردآں مُوتمر[1]
اس فرمانبردار نے زمین کی جانب ہاتھ بڑھایا

خاک خود را در کشید و شدُ حَذِر
زمین نے اپنے آپ کو ہٹایا اور ڈری

پَس زباں بگشاد خاک و لابہ کرد
پھر زمین نے زبان کھولی اور خوشامد کی

کز بَرائے حُرمتِ خَلّاقِ فرد
کہ یکتا خلاق کی عزت کے طفیل

تَرکِ من گوبر و جانم بہ بخش
مجھے چھوڑ دو اور چلے جاؤ میری جاں بخشی کر دو

رُو بتاب ازمن عِناں خنگ ورخش
گھوڑے اور سواری کی باگ میری جانب سے موڑ دو

دَر کشا[2] کشہائے تکلیف وخَطر
خطروں اور تکلیف کی کشمکش میں

بہرِ اللہ ہِل مرا اندر مبَر
خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو، اندر نہ لے جاؤ

بہرِ آں لُطفے کہ حَقّت بر گزید
اس کرم کے طفیل کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو برگزید بنایا

کر دبر تو عِلمِ لوحِ کُل پدید
لوح محفوظ کا علم آپ پر ظاہر کر دیا

تا ملائک رَا مُعلّم آمدی
یہاں تک کہ آپ فرشتوں کے استاد بنے

دائما با حق مُکلّم آمدی
ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے گفتگو کرنیوالے بنے

ہم[3] سَفیرِ انبیاء خواہی بُدن
آپ انبیاء کے سفیر بھی بنیں گے

تو حیاتِ جانِ وحیی نے بدن
آپ وحی کی جان کی زندگی ہیں نہ کہ بدن کی

بر سَرافیلیؑ فضیلت بُود ازاں
(حضرت) اسرافیلؑ پر آپ کو اسی لئے فضیلت ہے

کُو حیاتِ تن بُود تُو آنِ جاں
کہ وہ بدن کی زندگی ہیں آپ جان کی ملکیت ہیں

بانگِ صُورش نشاۃِ تنہا بُود
ان کے صور کی آواز جسموں کا زندہ ہونا ہے

نفخِ تو نشوِ دِلِ یکتا بُود
آپ کا دم کرنا یکتا دل کا نشوونما ہو گا

مَغزِ جانِ تَن حیاتِ دل بُود
جسم کی جان کا مغز دل کی زندگی ہے

پَس ز دادش دادِ تو فاضل بُود
ان کی عطا سے آپ کی عطا بڑھی ہوئی ہے

باز میکائیلؑ[4] رزقِ تَن دہد
پھر (حضرت) میکائیلؑ جسم کا رزق دیتے ہیں

سعی تو رزقِ دلِ روشن دہد
آپ کی کوشش، روشن دل کو رزق دیتی ہے

اُو بدا دِکیل پُر کرد دست ذیل
انہوں نے پیمانہ کی عطا سے دامن بھر دیا ہے

دادِ رزقِ تو نمی گنجد بہ کیل
آپ کے رزق کی عطا پیمانہ میں نہیں سماتی ہے

---

[1] مُوتمر۔ فرمانبردار۔ خنگ۔ اگر گھوڑے کا سفید رنگ مائل بہ سیاہی یا سبزی ہو تو اس کو سبزہ خنگ کہا جاتا ہے اگر وہ خالص سفید ہے تو نقرہ خنگ کہتے ہیں زخش۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے، ہر وہ گھوڑا جس کا رنگ سفید اور سرخ ہو۔

[2] در کشا کشہائے۔ چونکہ زمین کو معلوم تھا کہ اس سے حضرت آدمؑ کا پتلا بنے گا اور امتحان اور آزمائش کی کشمکش میں مبتلا ہو گا لہٰذا وہ گھبرا رہی تھی۔ لوحِ کل لوح محفوظ مسلم۔ حضرت جبرئیلؑ وحی لے کر آتے ہیں۔ تو ان کا خدا سے کلام ہوتا ہے۔

[3] ہم سفیر۔ حضرت جبرئیلؑ اللہ کا پیغام اور وحی انبیاء کے پاس لے کر آتے ہیں اور وحی روح کی حیات ہے۔ برسرافیلیت۔ حضرت اسرافیلؑ حشر میں صور پھونکیں گے تو سب مردہ جسم زندہ ہو جائیں گے۔ نشاۃ۔ پیدائش تنہا۔ اجسام۔ پس۔ حضرت جبرئیلؑ۔ کی عطا حضرت اسرافیلؑ کی عطا سے بڑھی ہوئی ہے۔ میکائیلؑ حضرت میکائیلؑ کا کام رزق کی تقسیم ہے۔

هم ز عزرائیلؑ[1] با قهر و عطب
(حضرت) عزرائیلؑ قہر اور ہلاکت والے سے بھی

تو بهی چوں سبقِ رحمت بر غضب
آپ بہتر ہیں جیسے کہ رحمت کو غضب پر سبقت ہے

حاملِ عرش ایں چہار اند و تو شاہ
یہ چاروں عرش کے حامل ہیں اور آپ شاہ ہیں

بہترینِ ہر چہارے ز انتباہ
از روئے آگاہی چاروں سے بہتر ہیں

روزِ محشر ہشت بنی حاملانش
حشر کے دن آپ اس کے اٹھانے والے آٹھ دیکھینگے

ہم تو باشی افضلِ ہشت آنزمانش
اس وقت آپ آٹھوں سے افضل ہونگے

ہمچنیں بر می شمرزومی گریست
وہ اس طرح گناتی تھی اور روتی تھی

بوئے میبرد او کزاں مقصود چیست
اس نے بھانپ لیا تھا کہ اس سے مقصد کیا ہے

معدنِ[2] شرم و حیا بُد جبرئیلؑ
(حضرت) جبرئیلؑ شرم اور حیا کی کان تھے

بست آں سوگند ہا بر وے سبیل
ان قسموں نے ان کا راستہ روک دیا

بسکہ لابہ کردش و سوگند داد
(زمین نے) ان کی بہت خوشامدیں کیں اور قسم دی

باز گشت و گفت یا ربُّ العباد
وہ واپس ہو گئے اور عرض کیا یا رب العباد

کہ نبودم من بکارت سرسری
میں تیرے کام میں سست نہ تھا

لیک ازانچہ رفت تو دانا تری
لیکن جو ہوا تو اس کو خوب جانتا ہے

گفت[3] نامے کہ ز ہولش اے بصیر
اے بصیر! اس نے آپ کا وہ نام لیا جس کے رعب سے

ہفت گردوں باز ماند از مسیر
ساتوں آسمان گردش سے رک جائیں

چوں بنامِ تو مرا سوگند داد
جب اس نے مجھے تیرے نام کی قسم دی

رحمت عام ست و احسان و وداد
تیری رحمت اور احسان اور محبت عام ہے

شرم آمد گشتم از نامت خجل
مجھے شرم آ گئی ہیں تیرے نام کی وجہ سے شرمندہ ہو گیا

ورنہ آسان ست نقلِ مشتِ گل
ورنہ ایک مٹھی مٹی کا منتقل کرنا آسان ہے

کہ تو زورے دادۂ املاک را
کیونکہ تو نے فرشتوں کو وہ طاقت عطا کی ہے

کہ بدرّانند ایں افلاک را
کہ وہ ان آسمانوں کو چاک کر دیں

مشت خاکے را چہ قدر و قوت ست
ایک مٹھی مٹی کا کیا رتبہ اور طاقت ہے

برگرفتن لیک غالب رحمت ست
اٹھا لینے میں، لیکن رحمت غالب ہے

[1] عزرائیلؑ۔ ان کا کام روح کو قبض کرنا ہے۔ لہٰذا صفت قہر کے مظہر ہیں۔ ان چہار۔ جبرئیلؑ۔ میکائیلؑ اسرافیلؑ۔ عزرائیلؑ۔ روز محشر قرآن پاک میں ہے وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ "اور اس وقت تیرے رب کے عرش کو اٹھائینگے" بوئے۔ وہ مٹی سمجھ گئی تھی کہ اس کو لے جانے کا مقصد کیا ہے۔

[2] معدن۔ چونکہ حضرت جبرئیلؑ شرم و حیا کی کان ہیں وہ قسموں کی وجہ سے مٹی اٹھانے سے رک گئے۔ بسکہ۔ جب زمین نے بہت خوشامد کی وہ دربار حق میں حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے تعمیل حکم میں سستی نہیں برتی لیکن جو کچھ واقعہ ہے وہ تیرے علم میں ہے۔

[3] گفت۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا کہ اس زمین نے آپ کے اس نام کا واسطہ دے دیا جس کی ہول سے آسمان کی گردش رک جائے تو مجھے شرم آ گئی اور زمین سے مٹی نہ لے سکا ورنہ تو نے مجھے وہ قوت عطا کی ہے کہ زمین تو کیا چیز ہے آسمانوں کو چاک کر ڈالوں۔

فرستادن میکائیل علیہ السّلام را بقبض قبضۂ خاک از زمین

حضرت میکائیل کو بھیجنا زمین کی مٹی کی ایک مٹھی لینے کے لئے انسانوں

جہتِ ترکیب و ترتیب جسمِ مبارکِ اُو البشر خلیفۃُ الحق

کے باپ کے مبارک جسم کی ترتیب اور ترکیب کے لئے جو اللہ تعالیٰ

مسجود الملائکۃ و مُعلّمہم حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

کے خلیفہ اور فرشتوں کے مسجود اور ان کے استاد حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ

الصّلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام ہیں

گفت[1] میکائیل رار و تو بزیر — مُشتِ خاکے در رُبا ازوے دلیر

حضرت میکائیل سے فرمایا تو نیچے جا — اے بہادر! اس سے ایک مٹھی مٹی اڑا لا

چونکہ میکائیلؑ شُد تا خاکداں — دست کرد اُو تا کہ بَر باید ازاں

جب حضرت میکائیل زمین پر پہنچے — ہاتھ بڑھایا، تاکہ اس میں سے لے لیں

خاک لرزید و در آمد در گریز — گشت اُولا بہ گنان و اشک ریز

زمین کانپی اور اس نے گریز کیا — وہ خوشامد کرنے لگی اور اس نے آنسو بہائے

سینہ سُوزاں لابہ کرد و اجتہاد — با سَرِ شکِ خونیش سو گند داد

جلے دل سے اس نے خوشامد اور کوشش کی — خون کے آنسوؤں کے ساتھ ان کو قسم دی

کہ[2] بہ یزدانِ لَطیفِ بے ندید — کہ بکردت حاملِ عرشِ مجید

کے بے مثال، مہربان خدا کے واسطے — جس نے آپ کو عرش مجید کا اٹھانے والا بنایا ہے

کیلِ اَرزاقِ جہاں را مُشرِفی — تشنگانِ فضل را تو مُغرِفی

آپ جہان کے رزقوں کے پیمانہ کے نگراں ہیں — (اللہ کے) فضل کے پیاسوں کو آپ چلو بھر کر دینے والے ہیں

زانکہ میکائیلؑ از کیل اشتقاق — دارد و کیّال شُدد رار تزاق

کیونکہ میکائیل کیل سے مشتق — ہے اور وہ رزق حاصل کرنے میں پیمانہ سے ناپ کر دینے والا ہے

کہ امانم دہ مرا آزاد کُن — بیں کہ خوں آلودہ میگویم سخن

مجھے امن دیدیجئے، مجھے آزاد کر دیجئے — دیکھ لیجئے کہ خون سے آلودہ ہو کر میں بات کر رہی ہوں

مَعدنِ[3] رحمِ اللہ آمد مَلَک — گفت چوں ریزم براں ریش ایں نمک

فرشتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کی کان ہوتا ہے — (اسلئے میکائیل نے) کہا کہ میں اس زخم پر یہ نمک کیسے چھڑکوں؟

---

[1] گفت۔ حضرت جبرائیلؑ کے بعد حضرت میکائیلؑ کو حکم ہوا کہ تم جا کر زمین کی مٹی لے آؤ جب میکائیلؑ زمین کے پاس پہنچے تو وہ لرزنے لگی اور انکی خوشامد کرنے لگی اور رو رو کر قسمیں دینے لگی۔

[2] کہ بہ یزداں۔ حضرت میکائیلؑ رزقوں کی تقسیم کرتے ہیں۔ مشرف۔ نگراں۔ مُغرِف۔ چلو بھرنے والا۔ زانکہ۔ مولانا نے میکائیل کو کیل سے مشتق قرار دیا ہے حقیقتاً یہ عربی لفظ نہیں ہے لیکہ عبرانی لفظ ہے کیل عربی لفظ ہے اس سے یہ نہیں بنا ہے

[3] مَعدن۔ فرشتوں کی فطرت رحم کرنا اور شیطان کی فطرت ظلم کرنا ہے۔ خدا کی صفت رحمت صفت غضب پر غالب ہے۔

ہم چناں کہ مَعدنِ قہرست دیو — کہ بر آرورد از بنی آدم غریو
جس طرح شیطان قہر کی کان ہے — جس نے بنی آدم میں شور برپا کر دیا ہے

سَبقِ رحمت بر غضب ہست اے فتا — لُطف غالب بُود در وَصف خدا
اے نوجوان! رحمت غضب سے آگے ہے — خدا کی صفات میں مہر پانی غالب تھی

بندگاں[1] دارند لابد خُوی اُو — مَشکہا شاں پرز آبِ جُوی اُو
بندے لا محالہ اس کی عادت رکھتے ہیں — ان کی مشکیں اس کی نہر سے پر ہیں

آں رسولِ حق قلاوذِ سلوک — گفت اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ الْمُلُوْک
اللہ کے رسولؐ سلوک کے راہنما — نے فرمایا لوگ بادشاہوں کے دین پر ہیں

رَفت[2] میکائیل سُوی ربِّ دیں — خالی از مقصود دست و آستیں
(حضرت) میکائیل دین کے رب کی جانب چلے گئے — ہاتھ اور آستیں مقصود سے خالی تھا

گفت اے دانائے سِرِّ وشاہِ دیں — کرد خاکِ ما بہ سر نوحہ وأنیں
عرض کیا اے راز جاننے والے اور دین کے شاہ — ہماری زمین نے سر پر نوحہ و زاری کی

خاکم از آہ و فغانی و وحہ پست کرد — گریہ بسیار کرد آں رُوی زرد
میں نے عاجزی اور رونے کے ذریعہ مجھے زیر کر دیا — بہت سے رونے نے اس زرد رو کو

آب دیدہ پیشِ تو باقدر بُود — من نتانستم کہ آرم تا شنود
تیرے سامنے آنسو با عزت تھے — میں ان کی بے قدری نہ بتا سکا

آہ[3] و زاری پیشِ تو بس قدر داشت — من نتانستم حقوقِ آں گذاشت
آہ و زاری تیرے سامنے بڑی قدر رکھتی ہے — میں اس کے حقوق کو نظر انداز نہ کر سکا

پیشِ تو بس قدر دارد چشمِ تر — من چگونہ گشتمے استیزہ گر
پرنم آنکھ تیرے سامنے بہت قدر رکھتی ہے — میں کیسے جھگڑالو بنتا؟

دعوتِ زاریست روزے پنج بار — بندہ را کہ در نماز آ و بزار
ایک دن میں پانچ مرتبہ رونے کی دعوت ہے — بندے کو کہ نماز میں آ اور رو

نعرۂ موذّن کہ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح — آں فلاح ایں زاریست و اِقتراح
موذن کا نعرہ کہ "فلاح کی جانب آ" — وہ فلاح عاجزی اور گڑگڑانا ہے

آنکہ خواہی کز غمش خستہ کُنی — راہِ زاری بر دلش بَستہ کُنی
جس کو تو غم سے نڈھال کرنا چاہتا ہے — اسکے دل پر (آہ و) زاری کا راستہ بند کر دیتا ہے

[1] بندگاں۔ جو اللہ کے خاص بندے ہیں ان میں اپنے مولیٰ کے صفات ہوتے ہیں حدیث شریف میں ہے لوگ بادشاہوں کا دین اختیار کرتے ہیں۔ لہٰذا خدا کے نیک بندے خدائی اخلاق اختیار کرتے ہیں۔

[2] رفت۔ زمین کے رونے دھونے پر میکائیل بھی خالی ہاتھ واپس ہو گئے اور عرض کیا کہ اے اللہ تیرے دربار میں آنسوؤں کی بڑی قدر و منزلت ہے میں اس رونے کو ان سنا نہ کر سکا۔

[3] آہ و زاری۔ اللہ تعالیٰ سے دوری ایک آتش شوق ہے جو خون کے قطروں کو جلا لیتا ہے۔ موقعہ بموقعہ اذان گویا اللہ کے دربار میں گریہ و زاری کی دعوت ہے۔ اللہ تعالیٰ بندے کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اس سے آہ و زاری کی کیفیت سلب کر لیتا ہے آہ و زاری انسان کی سفارش ہے جب سفارش نہ ہوگا تو گرفتار بلا ہو جائے گا۔

تا فرود آید بلا بے دافعے — چوں نباشد از تضرع شافعے
تاکہ بغیر روک، بلا نازل ہو جائے — جبکہ (آہ و) زاری کا سفارشی نہ ہو گا

وانکہ خواہی کز بلایش وا خری — جانِ اُورا در تضرع آوری
اور جس کو تو بلا سے نجات دلانا چاہتا ہے — اس کی جان کی (آہ و) زاری میں مبتلا کر دیتا ہے

گفتہ[1] اندر قُبے کاں اُمتاں — کہ بر ایشاں آمد آں قہرِ گراں
تو نے قرآن میں کہا ہے کہ وہ امتیں — جن پر بھاری قہر آیا

چوں تضرُّع می نہ کردند آں نفس — تا بلاز ایشاں بگشتے باز پس
انہوں نے اسی وقت (آہ و) زاری کیوں نہ کی؟ — تاکہ ان سے بلا واپس ہو جاتی

لیک دلہا شاں چو قاسی گشتہ بُود — آں گنہ ہا شاں عبادت می نمود
لیکن چونکہ ان کے دل سخت ہو گئے تھے — وہ گناہ ان کو عبادت معلوم ہوتے تھے

تاند اند خویش را مُجرم عَنید — آب از چشمش کہ داند دوید
جب تک سرکش اپنے آپ کو مجرم نہ سمجھے — [illegible] کی آنکھ سے کیوں [illegible] ہے؟

قصۂ یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام دربیان آنکہ تضرع و زاری
(حضرت) یونس علیہ السلام کا قصہ اس [illegible] کہ عاجزی اور زاری [illegible]

دافع بلائے آسمانی ست و حق تعالیٰ فاعل مختار ست پس
لئے دافع ہے اور اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے تو عاجزی اور

تضرع و زاری[2] و تعظیم پیش اُو مُفید باشد و فلاسفہ گویند فاعل
زاری اور تعظیم اس کے سامنے مفید ہو گی اور فلاسفہ کہتے ہیں

بطبع ست و بعلّت نہ مختار پس تضرع طبع رانگر داند
کہ وہ طبعاً اور علت کے طور پر فاعل ہے نہ کہ مختار تو عاجزی طبیعت کو نہیں بدل سکتی

قومِ[3] یونسؑ راچو پیدا شدُ بلا — ابر پُر آتش جُدا شُد از سما
جب (حضرت) یونس کی قوم کیلئے بلا ظاہر ہوئی — آگ بھرا بادل آسمان سے جدا ہوا

بَرق می انداخت میسوزید سنگ — ابر می غرّید رُخ میریخت رنگ
بجلی گراتا تھا پتھر کو جلاتا تھا — بادل گرج رہا تھا چہرے کا رنگ اڑ رہا تھا

جُملہ گاں بر بامہا بُودند شب — کہ پدید آمدز بالا آں عَرَب
رات کو سب بالا خانوں پر تھے — کہ اوپر سے وہ مصیبتیں رونما ہو گئیں

[1] گفتہ۔ قرآن پاک میں ہے "فَلَوْلَا إِذْ جَاءَهُمْ بَأْسُنَا تَضَرَّعُوا وَلَٰكِنْ قَسَتْ قُلُوبُهُمْ" "جبکہ ہمارا عذاب ان کو پہنچا تھا انہوں نے گریہ و زاری کیوں نہ کی اور لیکن ان کے دل سخت ہو گئے تھے۔" آں گنہ۔ دل سخت ہو جانے کی وجہ سے وہ گناہ کو گناہ نہیں بلکہ عبادت سمجھتے تھے۔

[2] زاری۔ اہل سنت کا عقیدہ ہے [illegible] اپنے کاموں میں [illegible] سے وہ مصیبت کو ٹال دیتا ہے فا[illegible] اس سے اس کے افعال طبعی طور [illegible] بغیر [illegible] صادر ہوتے ہیں جس طرح کہ آگ سے جلانے کا فعل طبعی طور پر صادر ہوتا ہے لہٰذا آہ و زاری سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[3] قوم یونس۔ حضرت یونسؑ کی قوم پر [illegible] کی ان پر ایسا ابر آیا جو آگ برسا رہا تھا جس سے ان کا رنگ فق ہو گیا۔ بامہا۔ بالا خانے۔ گرب۔ مصائب یعنی آگ برسانے والا بادل۔

جُملگاں از بامہا زیر آمدند — سَر برہنہ جانبِ صحرا شُدند
بالا خانوں سے سب نیچے اتر آئے — ننگے سر جنگل کی طرف بھاگے

مادراں بچگاں بُروں[1] انداختند — تاہمہ نالہ و نفیر افراختند
ماؤں نے بچوں کو باہر نکال ڈالا — حتیٰ کہ سب نے گریہ و زاری بلند کی

از نمازِ شام تا وقتِ سحر — خاک می کردند بر سَر آں نفر
شام کی نماز سے صبح کے وقت تک — وہ لوگ سر پر خاک ڈالتے رہے

جملگی آواز ہا بگرفتہ شُد — رحم آمد بر سَرآں قومِ لُد
سب کی آوازیں بیٹھ گئیں — اس بھگڑالو قوم پر رحم آگیا

بعدِ نومیدی و آہِ نا شگفت — اَندک اَندک ابرو اگشتن گرفت
ناامیدی اور بے صبری کی آہوں کے بعد — ابر تھوڑا تھوڑا بننے لگا

قصہ یونسؑ دراز ست و عَریض — وقتِ خاکست وحدیثِ مُستفیض
(حضرت) یونس کا قصہ لمبا اور چوڑا ہے — مٹی اور مشہور قصہ کا وقت ہے

چوں تضرُّع رابرِ حق قدر ہاست — آں[2] بہا کانجاست زار ایں کجاست
چونکہ آہ و زاری کی خدا کے یہاں بہت قدر ہے — آہ و زاری کی جو قیمت وہاں ہے اور کہاں ہے؟

ہیں اُمیدا کنوں میا نرا چُست بند — خیزاے گرینده و دائم بخند
خبردار! امید رکھ اب کمر خوب کس لے — اے رونے والے! اٹھ اور ہمیشہ کیلئے مسکرا

با تضرُّع باش تا شاداں شوی — گریہ کن تا بید ہاں خنداں شوی
آہ و زاری کر، تاکہ تو خوش رہے — رو تاکہ بغیر منہ کے ہنسے

کہ[3] برابری نہد شاہِ مجید — اشک رادر فضل با خونِ شہید
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے برابر رکھا ہے — فضیلت میں آنسو کو شہید کے خون کے ساتھ

لابہ کردو اشک چشم خویش راند — رحمت آمد واں غضب را وانشاند
اس قوم نے خوشامد کی اور اپنی آنکھ کے آنسو بہائے — رحمت آگئی اور غضب کو فرد کر دیا

فرستادنِ اسرافیل را علیہ السلام بخاک کہ برو قُبضہ
حضرت اسرافیل علیہ السلام کو زمین کی جانب بھیجنا، کہ جاؤ اور حضرت آدمؑ
خاک بہرِ ترکیبِ جسمِ آدمؑ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام
"ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو" کے جسم کے بنانے کے لئے ایک مٹھی مٹی لے آؤ

[1] بروں۔ یعنی گھروں سے باہر۔ از نمازِ شام۔ یعنی مغرب کے وقت سے۔ لد۔ الد کی جمع ہے سرکش۔ بعد نومیدی وہ اپنی نجات سے مایوس ہو چکے تھے لیکن ان کی آہ وزاری سے وہ آتش نشاں ابر ہٹ گیا۔ وقت خاک یعنی زمین کی مٹی لینے کے قصہ کے بیان کا وقت ہے۔ حدیث مستفیض۔ مشہور بات طویل بات۔

[2] آں بہا۔ آہ وزاری کی جو قیمت خدا کے دربار میں لگتی ہے وہ کہیں نہیں لگتی ہے۔ دائم بخند۔ جو خدا کے دربار میں آہ وزاری کرے اس کو دائمی مسرت میسر آجاتی ہے۔ یا تضرع۔ خدا کے دربار میں رونے سے قلب کو ایک دائمی مسرت حاصل ہوتی ہے۔

[3] کہ برابر۔ حدیث شریف ہے۔ لَیْسَ شَیْءٌ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ قَطْرَتَیْنِ قَطْرَۃِ دَمُوْعٍ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ وَقَطْرَۃِ دَمٍ یُھْرَاقُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وقطروں سے زیادہ اللہ کو کوئی چیز محبوب نہیں ہے ایک تو آنسوؤں کا قطرہ جو اللہ کے خوف سے بہا ہو اور ایک خون کا قطرہ جو اللہ کے راستہ میں بہایا جائے۔

گفت[1] اسرافیلؑ رایزدانِ ما — کہ بروزاں خاک پُر کن کف بیا
ہمارے خدا نے (حضرت) اسرافیلؑ سے فرمایا — کہ جاؤ، اس مٹی سے مٹھی بھرو، آجاؤ

آمد اسرافیلؑ ہم سُوئے زمیں — باز آغازید خاکستاں حنیں
(حضرت) اسرافیلؑ بھی زمین کی جانب آئے — زمین نے پھر رونا شروع کر دیا

کاے فرشتہ صُور و اے بحرِ حیات — کہ زدَمہائے تو جاں یابد مَوات
کہ اے صور کے فرشتے! اور اے زندگی کے سمندر! — کہ آپ کے سانسوں سے مردے زندہ ہو جاتے ہیں

دَردمی دَر صُور یک بانگ عظیم — پُر شود محشر خلائق از رمیم
آپ صور میں ایک بڑی آواز پھونکیں گے — محشر بوسیدہ ہڈیوں کی (زندہ) مخلوق سے پر ہو جائیگا

دردمی[2] دَر صُور و گوئی الصّلا — بر جہید اے کُشتگانِ کربلا
آپ صور میں پھونکیں گے اور کہیں گے بلاوا ہے — اے کربلا کے شہیدہ! اٹھ کھڑے ہو

اے ہلاکت دیدگاں از تیغِ مرگ — برزنید از خاک سَر چوں شاخ و برگ
اے موت کی تلوار سے ہلاک ہونے والو! — شاخ اور پتوں کی طرح زمین سے سر ابھارو

رحمت تو ولدَمِ گیریِ تو — پُر شود ایں عالم از اِحیایِ تو
آپ کی رحمت اور آپ کا وہ ہمہ گیر دم کرنا — یہ عالم آپ کے زندہ کرنے سے بھر جائے گا

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما — حاملِ عرشی و قبلہ داد ہا
آپ فرشتہ رحمت ہیں رحمت کو ظاہر کرنیوالے ہیں — آپ عرش کے حامل اور انصاف کے قبلہ ہیں

عرش[3] مَعدِ نگاہِ داد و مَعدلت — چار جُو دَر زیرِ اُو پُر مَغفرت
عرش انصاف اور عدل کی کان ہے — مغفرت سے پر چار نہریں اس کے نیچے ہیں

جُوئِ شیرو جُوئِ شہدِ جاوداں — جُوئِ خمرو دجلۂ آبِ رَواں
دودھ کی نہر اور نہ ختم ہونیوالے شہد کی نہر — شراب کی نہر اور بہتے پانی کا دجلہ

پس زعرش اندر بہشتستاں رَود — دَر جہاں ہم چیز کے ظاہر شود
پھر وہ عرش سے جنت کے اندر پہنچتی ہیں — دنیا میں بھی کچھ ظاہر ہو جاتی ہے

گرچہ آلودست اینجا آں چہار — ازچہ از زہرِ فنائے ناگوار
اگرچہ وہ چاروں یہاں گدلی ہیں — کس چیز سے؟ ناگوار فنا کے زہر سے

جُرعۂ بر خاکِ تیرہ ریختند — زاں چہار وفتنہ انگیختند
انہوں نے تاریک مٹی پر ایک گھونٹ بہایا — ان چاروں سے اور فتنہ بپا کر دیا۔

[1] گفت۔ جبرئیلؑ اور میکائیل علیہما السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسرافیلؑ سے کہا تم زمین کی ایک مٹھی مٹی لے آؤ۔ حنین۔ رونے کی آواز۔ فرشتہ صور۔ حضرت اسرافیلؑ محشر میں صور پھونکیں گے۔ جس سے سب مردے زندہ ہو جائیں گے۔ بحر حیات۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور سب کو زندگی بخش دے گا۔ رمیم۔ بوسیدہ ہڈی۔

[2] دردمی۔ حضرت اسرافیلؑ کا صور پھونکنا مردوں کو زندگی کی دعوت ہے۔ کربلا۔ موضع کربلا مراد ہے جو عراق میں ہے۔ یا دنیا جو مصائب کی جگہ ہے رحمت۔ اے اسرافیلؑ تمہارے کرم سے پورا عالم زندہ ہو جائیگا۔ حامل عرشی۔ حضرت اسرافیل بھی عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں۔

[3] عرش۔ عرش کے نیچے سے دودھ، شہد، شراب، پانی کی چار نہریں بہتی ہیں۔ پر مغفرت۔ ان نہروں سے وہ سیراب ہونگے جن کی مغفرت ہو جائیگی۔ در جہاں۔ ان نہروں کے آثار دنیا میں بھی ہیں۔ فنا۔ دنیا میں ان نہروں کے آثار فانی ہیں۔ جُرعہ۔ ان چاروں کے ایک ایک چلو سے آدم کی مٹی کا خمیر بنایا۔

تا بجویند اصلِ آنرا ایں حُسّاں
تاکہ یہ کمینے ان کی اصل کو تلاش کریں

خود بدیں قانع شدُ ندایں ناکساں
نالائق خود اس پر قناعت کر بیٹھے

شیر دا داہ پرورش اَطفال را
بچوں کی پرورش کے لئے دودھ دیا

چشمہ کردہ سینۂ ہر زال را
ہر عورت کے سینہ کو چشمہ بنا دیا

خمر دفعِ غُصّہ و اندیشہ را
شراب ، غصہ اور فکر کو دور کرنے کے لئے

چشمہ کردہ از عِنب دَر باغہا
باغوں میں انگور سے (اس کا) چشمہ جاری کر دیا

اَنگبیں دارو تنِ رنجور رَا
شہد مریض کے جسم کے لئے دوا ہے

چشمہ کردہ باطنِ زنبور را
شہد کی مکھی کے باطن کو (اس کا) چشمہ بنا دیا

آب[۲] بہرِ عام اصل و فرع رَا
پانی عوام کی جڑ اور شاخ کے لئے

از برائے طُہر و بہرِ گرع را
پاکی اور پینے کے لئے

تا از ینہا پے بَری سُوی اصول
تاکہ تو ان سے اصل کا پتہ لگائے

توبدیں قانع شدُی اے بُوالفضول
اے فضو ! تو نے اس پر قناعت کر لی

بشنوا کنوں ماجرائے خاک رَا
اب مٹی کا قصہ سن

کہ چہ میگوید فسوں محراک رَا
کہ حرکت دینے والے (اسرافیل) کو کیا منتر سنا رہی ہے؟

پیشِ اسرافیل گشتہ اُو عبوس
وہ (حضرت) اسرافیل کے سامنے تر شرو بنی

میکند صد گونہ شکلِ چاپلوس
خوشامد کی سینکڑوں قسم کی صورتیں بناتی تھی

کہ[۳] بحقِ ذات پاکِ ذُوالجلال
کہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کا واسطہ

کہ مَدار ایں قہر رابر من حَلال
یہ ظلم مجھ پر جائز نہ رکھئے

من ازیں تقلید بُوی میبرم
میں اس گلے میں پھندا ڈالنے سے تاڑ رہی ہوں

بَد گمانی میرود اندر سَرم
میرے دماغ میں بد گمانی پیدا ہو رہی ہے

تو فرشتہ رحمتی رحمت نُما
آپ رحمت کے فرشتے ، رحمت کو ظاہر کرنیوالے ہیں

زانکہ مُرغے رانیاز ارد ہُما
کیونکہ ہما ، پرند کو نہیں ستاتا ہے

اے شِفاء وَ رحمتِ اَصحاب دَرد
اے دردمندوں کی شفا اور رحمت !

تو ہماں کن کاں دو نیکو کار کرد
آپ وہی کیجئے ، جو ان دو پہلوں نے کیا

زود اسرافیلؑ باز آمد بشاہ
(حضرت) اسرافیلؑ فوراً شاہ کے پاس واپس آگئے

گفت عُذر و ماجرا نزدِ الٰہ
اللہ (تعالیٰ) سے عذر اور قصہ بیان کیا

۱ تا بجویند۔ یہ اس لئے کیا گیا تاکہ بنی آدم ان اصل نہروں کی تلاش میں لگیں۔ شیر۔ دودھ کی نہر کا اثر ماں کے پستان میں ظاہر ہوا ہے۔ از عِنب۔ انگور میں خمر کی نہر کا اثر آیا۔ زنبور۔ شہد کی مکھی شہد کی نہر کا اثر ہے۔

۲ آب۔ دنیاوی پانی میں پانی کی نہر کی اصل ہے۔ محرک۔ حرکت کا آلہ یعنی اسرافیلؑ مامور۔ تر شرو۔

۳ کہ بحق۔ زمین نے چاپلوسی کی یہ صورت اختیار کی کہ حضرت اسرافیلؑ کو اللہ کی قسمیں دینے لگی۔ تقلید۔ گلے میں قلادہ ڈالنا۔ ہما۔ شریف پرندے کسی جاندار پرند کا شکار نہیں کرتا بلکہ سوکھی ہڈیوں پر گذارہ کرتا ہے۔ ماجرا۔ یعنی زمین سے ان کی جو بات چیت ہوئی۔

کز بروں[1] فرماں بدادی کہ بگیر
کہ بظاہر آپ نے حکم فرمایا کہ لے لے

عکسِ آں الہام دادی در ضمیر
دل میں اس کے برعکس الہام کر دیا

اَمر کردب در گرفتن سُوئے گوش
تو نے کان کو، لے لینے کا حکم دیا

نہی کردی از قساوت سُوئے ہوش
عقل کو سختی کرنے سے منع کر دیا

رحمتِ اُو بیحدست و بیکراں
اس کی رحمت لا انتہا اور لا محدود ہے

اُو حکیم ست و کریم و مہرباں
وہ دانا اور سخی اور مہربان ہے

سَبق رحمت گشت غالب بر غضب
رحمت کی سبقت غضب پر غالب ہے

اے بدیع افعالِ نیکو کار رَب
اے عجیب افعال اور اچھے کام والے خدا!

فرستادن[2] عزرائیل علیہ السّلام مَلِک العزم وَالحزم را بگرفتن
ارادہ کی پختگی اور سخت کاری کے فرشتے (حضرت) عزرائیل علیہ السلام کو مٹھی بھر

قُبضہء خاک تا سَاختہ شود جسمِ آدم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ
مٹی لینے کے لئے بھیجنا تاکہ حضرت آدم (ان پر اور ہمارے نبی پر درود اور سلام ہو)

والسّلام چالاک و راست کارو التفات نا کردنِ عزرائیل
کا چالاک اور درست کام کرنے والا بنایا جائے اور حضرت عزرائیل کا زمین

علیہ السّلام برتضرُّعِ خاک
کی آہ وزاری کی طرف دھیان نہ دینا

گفت یزداں زود عزرائیل را
اللہ (تعالیٰ) نے فوراً عزرائیل[3] سے فرمایا

کہ ببیں آں خاکِ پُر تخییل را
کہ اس خیالات سے بھری زمین کو دیکھ

آں ضعیف زاں وظالم را بیاب
کمزور، ظالم، بوڑھیا کے پاس پہنچ

مُشت خاکے زو بیاور ہیں شتاب
خبردار! جلد اس میں سے ایک مٹھی مٹی لے آ

رَفت عزرائیل سَر ہنگِ قضا
موت کے سپاہی (حضرت) عزرائیلؑ روانہ ہو گئے

سُوئے کُرہ خاک بہرِ اقتضا
تقاضہ کرنے کے لئے زمین کے کرہ کی جانب

خاک بَر قانوں نفیر آغاز کرد
خاک نے دستور کے مطابق چلانا شروع کر دیا

داد سو گندش بسے سو گند خورد
ان کو قسم دی، بہت سی قسمیں کھائیں

کاے غلامِ خاص وے حمّالِ عَرش
کہ اے خاص بندے اور اے عرش کے اٹھانے والے!

اے مُطاع الامر اندر عرش وفرش
اے فرش اور عرش کے اندر مخدوم و سردار!

[1] کز بروں۔ حضرت اسرافیلؑ نے خدا سے عرض کیا بظاہر آپ کا یہ حکم ہوا کہ میں مٹی لے آؤں اور میرے دل میں آپ نے ہی یہ بات پیدا کر دی کہ میں اس کی خوشامد پر رحم کروں قساوت۔ سخت دلی۔ رحمتِ اُو۔ مولانا فرماتے ہیں۔ باطنی الہام رحمت کا غلبہ ہے۔

[2] فرستادن۔ حضرت اسرافیل کے ناکام ہو جانے پر اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو مٹی لینے کیلئے بھیجا۔ عزم۔ پختہ ارادہ حزم پختہ کاری چالاک وراست کار۔ یہ جسم کی صفت ہے۔

[3] گفت۔ اللہ تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو حکم دیا کہ زمین کی مٹی لاؤ۔ پرتخییل۔ چونکہ زمین طرح طرح کے عذر کر رہی تھی۔ سرہنگ۔ سپاہی۔ اقتضاء وصول کرنا۔ بر قانون۔ یعنی جس طرح اس نے جبرئیلؑ وغیرہ کی خوشامد کی تھی مطاع الامر۔ وہ شخص جس کا حکم مانا جائے۔

رو[1] بحق رحمتِ رحمنِ فرد — رو بحق آنکہ با تو لطف کرد

یکتا رحمان کی رحمت کے طفیل چلے جایئے — اس ذات کے طفیل چلے جایئے جس نے آپ پر مہربانی کی

حقِ شاہے کہ جز اُو معبود نیست — پیشِ اُو زاریِ کس مردود نیست

اس شاہ کے طفیل جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے — اس کے دربار میں کسی کی (آہ و) زاری مردود نہیں ہے

حقِ حقِ حق کہ دست از من بدار — اے تُرا از حق فضیلت بے شمار

اللہ (تعالیٰ) کے حق کے طفیل مجھ سے دستبردار ہو جایئے — اے وہ کہ آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے بیشمار فضیلتیں ہیں

گفت[2] نتوانم بدیں افسوں کہ من — رُو بتابم ز امرِ اُو سِرّ و علن

ان (عزرائیل) نے کہا میں اس منتر سے نہیں کر سکتا ہوں کہ میں — اس کے حکم سے ظاہر و باطن میں منہ موڑوں

گفت آخر امر فرمود اُو بحلم — ہر دو امر اندایں بگیر از راہِ علم

اس نے کہا آخر اس اللہ تعالیٰ نے نرمی کا بھی حکم دیا ہے — دونوں حکم ہیں از روئے علم اس حکم کو اختیار کر لیجئے

گفت آں تاویل باشد یا قیاس — در صریحِ امر کم جُو التباس

انہوں نے کہا وہ تاویل یا قیاس ہو گا — صاف حکم میں شبہ نہ نکال

فکر خود راگر کنی تاویل بہ — کہ کنی تاویل آں نا مُشتبہ

اگر تو اپنے خیال کی تاویل کر لے بہتر ہے — بہ نسبت اس کے کہ تو غیر مشتبہ میں تاویل کرے

دل ہمی سوزد مرا بر لابہ اَت — سینہ اَم پر خُون شد از شورابہ اَت

تیری خوشامد سے میرا دل جل رہا ہے — تیرے آنسوؤں سے میرا سینہ پر خون ہو رہا ہے

نیستم[3] بے رحم بل زاں ہر سہ پاک — رحم بیشستم بتو اے دَرد ناک

میں بے رحم نہیں ہوں بلکہ ان تین پاکوں سے — اے درد مند تجھ پر مجھے زیادہ رحم آرہا ہے

گر طپانچہ میزنم من بر یتیم — وردہد حلوا بدستش آں حلیم

اگر میں یتیم کے طمانچہ ماروں — اور اگر وہ حلیم، اس کے ہاتھ میں حلوا دے

ایں طپانچہ خوشتر از حلوائے اُو — وَر شود غرّہ بحلوا وائے اُو

اسکے حلوے سے یہ طمانچہ بہتر ہے — اگر وہ حلوے سے دھوکا کھا جائے اسپر افسوس ہے

بَر نفیرِ تو جگرمی سوزدم — لیک حق قہرے ہمی آموزدم

تیری فریاد پر میرا جگر جل رہا ہے — لیکن اللہ تعالیٰ مجھے جبر کی تعلیم دے رہا ہے

لُطفِ مخفی درمیانِ قہرہا — در خذف پنہاں عقیقِ بے بہا

قہروں کے درمیان مہربانی چھپی ہوئی ہے — کنکریوں میں بے بہا عقیق چھپا ہوا ہے

---

[1] رو بحق۔ زمین نے ان کو خدا اور اس کی صفات کی قسمیں دینی شروع کر دیں۔ پیش اُو۔ اللہ تعالیٰ آہ و زاری پر ضرور رحم فرماتا ہے۔ حق پہلا حق قسم کے معنی میں ہے یعنی بقسم حق حق تعالیٰ۔ افسوں۔ یعنی زمین کی باتیں۔

[2] گفت۔ زمین۔ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں میری مٹی لے جانے کا بھی حکم دیا ہے اور بردباری برتنے کا بھی حکم ہے لہٰذا ان میں سے بردباری کو اختیار کر لیجئے اور مجھے معاف کر دیجئے۔ گفت۔ حضرت عزرائیل نے کہا کہ مامور بہ حکم کے مقابلہ میں علم اختیار کرنا بالکل غلط تاویل اور غلط قیاس ہے۔ نا مشتبہ۔ یعنی صریح حکم۔ شورا۔ یعنی آنسو۔

[3] نیستم۔ عزرائیل نے کہا میں پہلے تینوں فرشتوں سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہوں رحمانچہ۔ اللہ کی جانب سے وہ مصیبت اور ابتلا جو آخرت کی بہبودی کا سبب بنے اس نعمت سے بدرجہا بہتر ہے۔ جو گمراہی کا سبب بن جائے۔ لطف۔ اللہ تعالیٰ مصائب کو اخروی عروج کا سبب بناتا ہے تو اس قہر میں مہر مخفی ہوتی ہے۔

قہرِ حق بہتر زصد لُطفِ من ست
اللہ (تعالیٰ) کا قہر میری سینکڑوں مہربانیوں سے بہتر ہے

منع کردن جاں ز حق جاں کندن ست
اللہ (تعالیٰ) سے جان بچانا جاں کنی ہے

بَد ترین قہرش بہ از لُطفِ دو کون
اس کا بدترین قہر دونوں جہان کی مہربانی سے بہتر ہے

نِعم رَبُّ العالمین و نِعم عَون
پروردگار دو عالم بہتر ہے اور مدد بہتر ہے

لُطفہائے مُضمر اندر قہرِ اُو
اس کے قہر میں مہربانیاں پوشیدہ ہیں

جاں سپُردن جاں فزاید بہرِ اُو
اس کے لئے جان دینا جان کو بڑھاتا ہے

ہیں رہا کُن بَد گمانی و ضَلال
خبردار ، بد گمانی اور گمراہی چھوڑ دے

سَر قدم کُن چونکہ فرمودت تعال
سر کو پاؤں بنا لے جبکہ اس نے تجھے حکم دیا ہے کہ آجا

آں ۲ تعالِ اُو تعالیہا دہد
اس کا ، آجا کہنا تجھے بلندیاں عطا کرے گا

مَستی و جُفت و نہا لیہا دہد
مستی اور جوڑا اور تو شکیں عطا کرے گا

بارے آں امرِ سَبی را ہیچ ہیچ
اب اس بلند حکم کو تھوڑا سا بھی

مَن نیارم کرد وہن و پیچ پیچ
میں سست ڈھیلا اور مشکل نہیں بنا سکتا ہوں

ایں ہمہ نشنید آں خاکِ نَژَند
اس پست زمین نے یہ کچھ نہ سنا

زاں گمانِ بَد بُدش دَر گوش بَند
اس بدگمانی کی وجہ سے اس کے کان میں رکاوٹ تھی

باز از نوعِ دگر آں خاکِ پَست
پھر وہ پست زمین دوسری طرح سے

لابَہ و سجدہ ہمی کرد اُو چو مست
مدہوش کی طرح خوشامد اور سجدہ کرتی تھی

گفت ۳ نے برخیز نَبوَد زیں زیاں
انہوں نے کہا اٹھ کھڑی ہو کوئی نقصان نہ ہو گا

مَن سَر و جاں می نہم رہن و ضَمان
میں سر اور جان گروی اور ضمانت میں دیتا ہوں

گو میندیش و مکن لابَہ دگر
الٹا نہ سوچ اور پھر خوشامد نہ کر

جُز بداں شاہِ رحیمِ دادگر
سوائے اس منصف ، رحیم شاہ کے

بندہ فرمانم نیارم ترک کرد
میں حکم کا بندہ ہوں میں ترک نہیں کر سکتا ہوں

امرِ اُو کز بحر انگیزید گرد
اس کا حکم جس نے سمندر سے گرد اڑا دی

جُز ازاں خلّاقِ گوش و چشم و سَر
اس کان اور آنکھ اور سر کے پیدا کرنیوالے کے علاوہ

نشنوَم از جان خود ہم خیر و شر
میں اپنی جان سے بھی بھلی اور بری بات نہ سنوں گا

گوشِ من از گفت غیرِ اُو کرست
اس کے غیر کی گفتگو سے میرا کان بہرا ہے

امرِ اُو از جانِ شیریں خوشترست
اس کا حکم میٹھی جان سے زیادہ بہتر ہے

۱ قہرِ حق۔ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم قہر بھی ہے تو میرے اس رحم سے بدرجہ افضل ہے جو میں تجھ پر کروں اور تجھ میں سے مٹی لوں۔ اللہ کے حکم پر اگر جان سے بھی دریغ کی جائے تو وہ ہلاکت ہے۔ جاں سپردن۔ اللہ کے حکم کے مطابق جان سونپ دینا جان کی افزائش کا سبب ہے سر قدم کن۔ یعنی سر کے بل چل پڑ۔

۲ آں تعال۔ اللہ کا یہ حکم کہ آجا جنت کی نعمتوں سے مالا مال کر دے گا۔ بارے عزرائیلؑ نے کہا میں اللہ کے حکم کے جاری کرنے میں کوئی تامل نہ کروں گا۔ ایں ہمہ۔ حضرت عزرائیل کی ساری نصیحتیں بیکار ہوئیں جس کی بدگمانی نے اس کو بہرا بنا دیا تھا۔ باز اس زمین نے حضرت عزرائیلؑ کی خوشامدیں پھر شروع کر دیں۔

۳ گفت۔ حضرت۔ عزرائیل نے زمین سے کہا کہ حکم خداوندی کی تعمیل تیرے لئے مفید ہے میری ذمہ داری ہے تجھے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ بندہ میں اللہ کے حکم ہر ناممکن کو ممکن بنا دیتا ہے۔ جُز میں اللہ کی بات کے سوا اپنی جان کی بھی کوئی بات نہیں سنتا ہوں۔ امرِ اُو۔ اس کا حکم مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارا ہے۔

جاں[1] ازو آمد نیامد اُو ز جاں — صد ہزاراں جاں دہد اُو رائگاں
جان اس سے آئی ہے وہ جان سے نہیں آیا ہے — وہ لاکھوں جانیں مفت دے دیتا ہے

جاں چہ باشد کش کز نیم بر کریم — کیک چہ بود کہ بسوزم زو گلیم
جان کیا ہوتی ہے کہ میں اس کو کریم پر ترجیح دوں؟ — کھٹمل کیا ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے میں کملی جلاؤں؟

من ندانم خیر اِلّا خیر اُو — صُمّ و بکم و عمی من از غیرِ اُو
میں اس کی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں جانتا ہوں — میں اس کے غیر سے بہرا اور گونگا اور اندھا ہوں

گوشِ من کرّست از زاری کناں — کہ منم در کفِ اُو ہمچو سناں
رونے والوں سے میرا کان بہرا ہے — کیونکہ میں اس کے ہاتھ میں بھالے کی طرح ہوں

دَر بیان[2] آنکہ مخلوقیکہ تُرا از وُ ظلمے رَسد بحقیقت اُو ہمچوں آلتے
اس کا بیان کہ جس مخلوق سے تجھے تکلیف پہنچے وہ در حقیقت ایک آلہ کی طرح
است ، عارف آں بُود کہ بحق رجوع کُند نہ بآلت و اگر بالت
ہے عارف وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے نہ کہ آلہ کی جانب
رجوع کُند ظاہرَکہ از جہل کُند بلکہ بَرائے مصلحتے چنانکہ بَا یزید
اور اگر بظاہر آلہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو نادانی کی وجہ سے نہیں بلکہ مصلحت کی
قُدِّسَ سِرُّہٗ گفت کہ چندیں سال ست کہ[3] من با مخلوق سخن
وجہ سے چنانچہ حضرت بایزید قدس سرہ نے فرمایا کہ بہت سے سال ہو گئے ہیں کہ میں نے
نگفتہ اَم و از مخلوق سخن نشنیدہ اَم و لیکن خلق چنیں پندارند
مخلوق سے بات نہیں کی ہے اور نہ میں نے مخلوق سے بات سنی ہے لیکن لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ میں
کہ با ایشان میگویم و از ایشاں می شنوم زیرا کہ ایشاں مخاطب اکبر
ان سے کہتا ہوں اور ان سے سنتا ہوں کیونکہ وہ بڑے مخاطب کو نہیں دیکھتے ہیں
رائی بینند کہ ایشاں چوں صَدا اَند نسبت بحالِ من و التفات
کیونکہ میرے اعتبار سے صدائے بازگشت کی طرح ہیں اور عقلمند سننے والے کی توجہ
مستمعِ عاقل بصَدا نَباشد چنانکہ مثل ست مَعروف قَالَ
صدائے بازگشت کی طرف نہیں ہوتی ہے چنانچہ مشہور مثل ہے کہ دیوار نے کیل
اَلْجِدَارُ لِلْوَتِدِ لِمَ تُشَقُّنِیْ قَالَ الْوَتِدُ انْظُرْ اِلٰی مَنْ یَدُقُّنِیْ
سے کہا کہ تو مجھے کیوں پھاڑ رہی ہے کیل نے کہا اسے دیکھ جو مجھے ٹھونک رہا ہے

[1] جاں۔ جان تو اللہ کی دی ہوئی ہے اگر اس کے حکم پر جان جائے تو وہ سینکڑوں جانیں عطا کر سکتا ہے۔
جان چہ باشد۔ اللہ کے مقابلہ میں جان حقیر ہے۔ کیک۔ میں تھوڑے فائدہ کی خاطر بڑا نقصان نہیں برداشت کر سکتا۔ گوش۔ اس کے حکم کو کسی کی آہ وزاری سے نہیں ٹالا جا سکتا میں اس کے حکم کے سامنے مجبور محض ہوں۔

[2] در بیان۔ جو اہل اللہ ہیں وہ ہر معاملہ میں مسبب الاسباب پر نظر رکھتے ہیں۔ اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں۔ اسباب کو کاریگر کا آلہ سمجھتے ہیں۔ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا تھا کہ میں نے عرصہ دراز سے نہ کسی انسان کی بات سنی اور نہ کسی انسان سے گفتگو کی تو اس کا مطلب یہی تھا کہ وہ ہر معاملہ کا متصرف خدا ہی کو سمجھتے تھے۔

[3] کہ من۔ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔ گر گزندت رسد ز خلق مرنج کہ ندارد حقیر رسد ز خلق نہ رنج از خدا داں خلاف دشمن دوست کہ دل ہر دو در تصرف اوست قال اللہ اور۔ دیوار نے کیل سے شکایت کی تو کیل نے جواب دیا کہ اصل سبب کو دھیان میں رکھ۔

احمقانہ از سناں رحمت مجو
بیوقوفی سے بھالے سے رحم کا خواہاں نہ بن

ازدم شمشیر تو رحمت مجو
تو تلوار کی دھار سے رحم نہ تلاش کر

بالسنانِ و تیغ لابہ چوں کنی
تو بھالے اور تلوار کی خوشامد کیوں کرتی ہے؟

او بصنعت آذرست و من صنم
وہ کاریگری میں آذر ہے اور میں بت ہوں

گر مرا ساغر کند شاغر شوم
اگر وہ مجھے ساغر بنائے میں ساغر بن جاؤں

گر مرا چشمہ کند آبے دہم
اگر وہ مجھے چشمہ بنا دے ، میں پانی دوں

گر مرا باراں [1] کند خرمن دہم
اگر وہ مجھے بارش بنا دے میں کھلیانوں دوں

گر مرا مارے کند زہرا فشم
اگر وہ مجھے سانپ بنا دے ، تو زہر اگلوں

گر مرا شکّر کند شیریں شوم
اگر وہ مجھے شکر بنا دے میں شیرینی بخشاؤں

گر مرا شیطاں کند سرکش شوم
اگر وہ مجھے شیطان بنا دے میں سرکش ہو جاؤں

من چو کلکم درمیانِ اصبعین [3]
میں دو انگلیوں کے درمیان قلم کی طرح ہوں

خاک را مشغول کرد او در سخن
انہوں نے مٹی کو باتوں میں لگایا

ساحرانہ در ربود از خاکداں
وہ زمین سے شعبدہ بازوں کی طرح لے اڑے

اژدہا [1] اژدھا رو بہرِ او
اس (اللہ تعالیٰ) کی خاطر اژدھے کے منہ میں چل جا

زاں شہے جو کاں بود در دستِ او
اس شاہ سے مانگ وہ جس کے ہاتھ میں ہو

کو اسیر آمد بدستِ آں سنی
وہ اس بلند (اللہ تعالیٰ) کے ہاتھ کے پابند ہیں

آلتے کو سازدم من آں شوم
وہ آلہ جو بھی بناتا ہے میں بن جاتا ہوں

ور مرا خنجر کند خنجر شوم
وہ اگر مجھے خنجر بنائے خنجر بن جاؤں

ور مرا آتش کند تابے دہم
اگر وہ مجھے آگ بنا دے ، گرمی پہنچاؤں

ور مرا ناوک کند در تن جہم
اگر وہ مجھے تیر بنا دے میں جسم میں گھس جاؤں

ور مرا یارے کند مہر آگنم
اور اگر وہ مجھے دوست بنا دے تو محبت بھر دوں

ور مرا خذلے کند پُر کیں شوم
اور اگر وہ مجھے ایلوا بنا دے تو میں کینہ ور بنجاؤں

ور مرا سوزاں کند آتش شوم
اور اگر وہ مجھے جلانے والا بنا دے تو میں آگ بنجاؤں

نیستم در وصفِ طاعت بین بین
میں صفتِ طاعت میں مذبذب نہیں ہوں

یک کفے بر بود زاں خاکِ کہن
(اور) اس پرانی مٹی سے ایک مٹھی بھر لی

خاک مشغولِ سخن چوں بیخوداں
زمین مدہوشوں کی طرح بات میں مشغول تھی

---

[1] اژدہا۔ اللہ کے کسی حکم میں بھی چون و چرا نہ ہونی چاہیے۔ اگر وہ سانپ کے منہ میں جانے کا حکم دے تو اس کو ہی بہتر سمجھنا چاہیے۔ او بصنعت۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا فاعل حقیقی اللہ تعالیٰ ہے میں بمنزلہ اس کے آلے کے ہوں۔ ساغر۔ کسی پر رحمت کا حکم ہوگا تو میں رحم کروں گا۔ مرا خنجر کسی پر قہر کا حکم ہوگا تو میں قہر کروں گا۔

[2] گر مرا باراں۔ جس طرح کا وہ حکم دے گا میں وہی کروں گا خواہ اس میں کسی کا فائدہ ہو یا بظاہر نقصان ہو۔ گر مرا مارے۔ حضرت عزرائیل نے فرمایا اللہ تعالیٰ جو کام بھی مجھ سے لے گا۔ میں وہی کروں گا۔

[3] اصبعین۔ حدیث شریف ہے اِنَّ قُلُوْبَ بَنِی آدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا کَیْفَ یَشَاءُ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں ان کو پلٹتا رہتا ہے کہ جیسا چاہتا ہے۔

بُرد تا حق تُربتِ[1] بے رائے را
بے وقوف مٹی کو اللہ تعالیٰ کے پاس لیگئے

تا بمکتب آں گریزاں پائے را
(جیسا کہ) مکتب میں بھگوڑے (بچے) کو

گفت یزداں کہ بعلم روشنم
اللہ (تعالیٰ) نے فرمایا اپنے روشن علم کی قسم

کہ تُرا جلادِ ایں خلقاں کنم
کہ تجھے مخلوق کا جلاد بناؤں گا

گفت یا رب دشمنم گیرند خلق
انہوں نے عرض کیا اے خدا! مخلوق مجھے دشمن سمجھے گی

چوں فشارم خلق را در مرگ حلق
جبکہ موت کے لئے میں مخلوق کا گلا دباؤں گا

تو رَوا داری[2] خُداوندِ سنی
اے بزرگ خدا! تو مناسب سمجھتا ہے

کہ مرا مبغوض و دُشمن رُو کنی
کہ مجھے مبغوض اور دشمن کے چہرے والا بنایئے

گفت اَسبابے پدید آرم عیاں
اس (اللہ تعالیٰ) نے فرمایا میں اسباب ظاہر کر دونگا

از تپ و قولنج و سَرسام و سناں
(یعنی) بخار اور (درد) قولنج اور سرسام اور بھاگا

از صُداع و ماشر اواز خُناق
دردِ سر اور خون کے جوش سے اور گلے کے ورم سے

وز زکام و از جُذام از فُواق
اور زکام سے اور کوڑھ اور ہچکی سے

سُدّہ و اسہال و استسقا وسل
سدہ اور دست اور استقاء اور سل

کسر وذاتُ الصّدر ولدغ ودردِ دل
ہڈی ٹوٹنے اور نمونیا اور سانپ کے ڈسنے اور درد دل سے

تا بگردانم نظر شاں راز تو
تاکہ ان کی نگاہ تجھ سے پھیر دوں

در مرضہا و سببہائے سہ تو
مرضوں اور تیرے سببوں میں

گفت[3] یارب بندگاں ہستند نیز
ان عزرائیلؑ نے عرض کیا اے خدا! ایسے بندے بھی ہیں

کہ سببہا را بدّرند اے عزیز
کہ اسباب کو چاک کر دیتے ہیں اے عزیز!

چشم شاں باشد گذارہ از سَبَب
ان کی نظر سبب سے گذری ہوئی ہوتی ہے

در گذشتہ از مُجب از فضلِ رَب
وہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے پردوں سے آگے بڑھے ہوئے ہیں

سُرمۂ توحید از کحّالِ حال
حالت کے سرمہ کش کی جانب سے توحید کا سرمہ

یافتہ رَستہ زعلّت و اعتلال
پائے ہوئے ہیں سبب اور سبب بتانے سے نجات پائے ہوئے ہیں

بنگرند اندر تپ و قولنج وسل
وہ بخار اور قولنج اور سل کو نہیں دیکھتے ہیں

راہ ند ہند ایں سببہا را بدل
دل میں ان اسباب کو راستہ نہیں دیتے ہیں

زانکہ ہر یک زیں مرضہا را دواست
کیونکہ ان مرضوں میں سے ہر ایک کی دوا ہے

چوں دوا پذیرد آں فعلِ قضاست
جب وہ دوا کو نہ قبول کرے وہ قضا خداوند کا کام ہے

---

[1] تربت۔ بے رائے۔ زمین کی رائے بے وقوفی تھی۔ تا بمکتب زمین کی مٹی کو اسی طرح حضرت عزرائیل لے گئے جس طرح بھگوڑے بچے کو مکتب میں لے جایا جاتا ہے۔ گفت۔ حضرت عزرائیلؑ چونکہ زمین کی خوشامد سے متاثر نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جلادی کا عہدہ پسند فرمایا۔

[2] تو رواداری۔ حضرت عزرائیلؑ کو ملک الموت بنایا تو انہوں نے عرض کیا کہ جن جانداروں کی روح قبض کروں گا وہ مجھ سے بغض کرینگے اور مجھے اپنا دشمن سمجھیں گے تو یہ بات آپ میرے لئے کیوں پسند کرتے ہیں۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کے جواب میں فرمایا کہ میں موت کے اسباب پیدا کر دوں گا تو لوگ ان کو دیکھیں گے تیری طرف سے لوگوں کی نگاہیں ہٹ جائیں گی۔

[3] گفت۔ حضرت عزرائیلؑ نے عرض کیا یہ تو درست ہے کہ عوام کی نگاہ اسباب پر ہوتی ہے لیکن خاصان خدا بھی تو ہیں جو اسباب سے قطع نظر کرتے ہیں اور اصل کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ اعتدال۔ علت میں پڑنا۔ زانکہ۔ وہ لوگ یہ جانتے ہیں کہ دوا میں تاثیر ہے لیکن جب وہ اثر نہ کرے تو پھر یہ فعلِ خداوندی ہی ہے۔

هر مرض[1] را دارد دوا میداں یقیں — چوں دوائے رنج سر ماپوستیں

یقین کے ساتھ جان لے کہ ہر مرض کی دوا ہے — جس طرح جاڑے کی تکلیف کی دوا پوستین ہے

چوں خدا خواہد کہ مردے بفسرد — سردی از صد پوستن ہم بگذرد

جب خدا چاہتا ہے کہ انسان ٹھٹھرے — تو سردی سیکڑوں پوستینوں میں سے گذر جاتی ہے

درد جودش لرزۂ بنہد کہ آں — نے زآتش کم شود نے از دُخاں

اس کے جسم میں وہ ایسی کپکپی پیدا کر دیتی ہے — جو نہ آگ سے کم ہوتی ہے نہ دھویں سے

برتنِ او سردیِ بنہد چناں — کاں بجامہ ہم نگردد و آتش آں

اس کے جسم میں ایسی سردی پیدا کر دیتی ہے — کہ وہ کپڑوں سے بھی نہیں ٹلتی اور آگ سے بھی

چوں[2] قضا آید طبیب ابلہ شود — واں دوا در نفع ہم گمرہ شود

جب قضا آتی ہے طبیب بیوقوف ہو جاتا ہے — وہ دوا نفع پہنچانے میں بے راہ ہو جاتی ہے

کے شود محجوب ادراکِ بصیر — زیں سببہائے حجاب گول گیر

بینا کا احساس کب چھپ سکتا ہے — احمق کو مبتلا کرنے والے ان اسباب سے

اصل بیند دیدہ چوں اکمل بُود — فرع بیند چونکہ مردا احول بُود

جب آنکھ مکمل ہوتی ہے وہ اصل کو دیکھتی ہے — جب انسان بھینگا ہو تو وہ فرع کو دیکھتی ہے

جواب[3] آمدن از حضرتِ عزت عزرائیلؑ را کہ آں کہ نظر او بر

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت عزرائیلؑ کو جواب آنا کہ جو نظر اسباب اور

اسباب و مرض و زخم تیغ نیاید بر کارِ تو عزرائیلؑ ہم نیاید کہ تو

مرض اور تلوار ایذا ، رسانی پر نہیں پڑتی ہے اے عزرائیلؑ وہ تیرے کام پر بھی نہ پڑیگی

ہم سببی اگرچہ مخفی تری ازاں سببہا و بُود کہ براں رنجور مخفی

کیونکہ تو بھی ایک سبب ہے اگرچہ ان سببوں سے زیادہ مخفی ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بیمار

نباشد ونحنُ اقربُ الیہ منکُم ولکن لّا تبصرُونَ

سے یہ مخفی نہو کی ہم اس مردے سے تم سے بھی زیادہ قریب ہیں لیکن تم نہیں دیکھتے ہو

گفت یزداں ہر کہ باشد اصل داں — پس ترا کے بیند او اندر میاں

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو شخص اصل کو جاننے والا ہوگا — وہ تجھے درمیان میں کب دیکھے گا ؟

گرچہ خویش از عامہ پنہاں کردۂ — پیشِ روشن دیدگاں ہم پردۂ

اگرچہ تو نے عوام سے اپنے آپ کو چھپا لیا ہے — روشن آنکھ والوں کے سامنے تو بھی ایک پردہ ہے

[1] ہر مرض۔ حدیث شریف ہے "لکل داء دواء" ہر بیماری کی دوا ہے" پوستین۔ سردی سے پوستین کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے لیکن اگر خدا چاہے تو سردی پوستینوں سے گذر کر بدن کو ستا دیتی ہے۔ درد جوش۔ جسم میں ایسی سردی گھستی ہے کہ نہ کپڑوں سے چین پڑتا ہے۔ نہ آگ اور دھویں سے۔

[2] چوں قضا۔ قضاء خداوندی کے خلاف ہر دوا بیکار ثابت ہو جاتی ہے اور طبیب اپنی حماقت سے الٹی دوا تجویز کرتا ہے۔ بصیر۔ جن لوگوں کو بصیرت حاصل ہے وہ اسباب سے دھوکے میں نہیں پڑتے ہیں اور نگاہ صحیح کام کرتی ہے جو بھینگا ہوتا ہے وہ اسباب کو دیکھتا ہے۔

[3] جواب۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عزرائیلؑ کو جواب دیا کہ تم بھی ایک سبب کے ہو اگرچہ عوام کی نگاہ سے مخفی ہو لیکن اصحاب بصیرت تم کو بھی سبب سمجھیں گے اور حقیقی متصرف مجھے ہی خیال کریں گے۔ گفت۔ اللہ نے فرمایا کہ تم بھی محض ایک پردہ ہو اصحاب بصیرت کی نگاہ پردہ چاک کر کے اصل تک پہنچ جاتی ہے۔

وانکہ[1] ایشاں را شکر باشد اجل
اور یہ کہ موت ان کے لئے شکر ہوتی ہے

چوں نظر شاں مست باشد در دوَل
کیونکہ انکی نگاہ آخرت کی دولتوں میں مست ہوتی ہے

تلخ نبُود پیشِ ایشاں مرگِ تن
جسم کی موت ان کے لئے کڑوی نہیں ہوتی ہے

چوں روند از چاہ وزنداں در چمن
کیونکہ وہ کنویں اور قید خانہ سے چمن میں جاتے ہیں

آنکہ وارَست از جہانِ ہیچ ہیچ
جو شخص ہیچ در ہیچ دنیا سے چھوٹ گیا

می نگرید بر فواتِ ہیچ ہیچ
وہ ناچیز کے فوت ہو جانے پر نہیں روتا ہے

بُرجِ[2] زنداں را شکست ار کائے
کسی اہلکار نے قید خانہ کی عمارت توڑی

ہیچ ازُو رنجد دلِ زندانیئے
کیا اس سے کوئی قیدی رنجیدہ ہو گا

کاے دریغا ایں سنگِ مرمر را شکست
کہ ہائے افسوس اس نے سنگ مرمر توڑ دیا

تا روان و جان ما از حبس رَست
حتیٰ کہ ہماری روح اور جان قید سے چھوٹ گئی

آں رُخامِ خوب و آں سنگ لطیف
وہ عمدہ پتھر اور وہ نازک پتھر

بُرج زنداں را بہی بُود و الیف
قید خانہ کی عمارت کے لئے اچھا اور مناسب تھا

چوں شکستش تا کہ زندانی بَرست
جب اس کو اس لئے توڑا کہ قیدی چھوٹ گیا

دست اُو در جرمِ ایں باید شکست
اسکے جرم میں اس کا ہاتھ توڑنا چاہیے

ہیچ زندانی نگوید ایں فُشار
لغو بات کوئی قیدی نہ کہے گا

جُز کسے کز حبس آرندش بدار
سوائے اس کے جس کو قید خانہ سے سولی پر لیجائیں

تلخ[3] کے باشد کسے را کش برند
اس شخص کو ناگوار کب ہو گا جس کو لیجائیں

از میانِ زہرِ ماراں سُوئے قند
سانپوں کے زہر میں سے شکر کی جانب ؟

جاں مجرد گشتہ از غوغائے تن
جسم کے شور و غل سے جان چھوٹ کر

می پرد با پرِ دل بے پائے تن
دل کے پر سے پرواز کرتی ہے نہ کہ جسم کے پاؤں سے

ہمچو زندانی چہ کاندر شباں
کنویں کے اس قیدی کی طرح جو راتوں کو

خُسپدو بیند بخواب اُو گلستاں
سوئے اور وہ خواب میں باغ کو دیکھے

گوید اے یزداں مرا در تن مبر
وہ کہے گا اے خدا ! مجھے جسم کے اندر نہ کر

تا دریں گلشن کُنم من کرّ و فر
تاکہ میں اس باغ میں مزے اڑاؤں

گویدش یزداں دُعا شد مستجاب
اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ دعا قبول ہو گی

وَامرو وَ اللّٰہُ اَعلَم بالصّواب
واپس نہ جا ، اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

[1] وانکہ ۔ جو اصحاب بصیرت ہیں۔ چونکہ ان کی نگاہیں اخروی دولتوں پر ہیں لہٰذا وہ موت اور مارنے والے کو برا نہیں سمجھ سکتے وہ اپنی موت کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ کوئی کنویں کی قید سے نکل کر چمن میں پہنچ جائے۔ ہیچ ہیچ۔ دنیاوی دولت۔

[2] بُرج۔ مومن کی موت ایسی ہے جیسے کسی قیدی کا قید خانہ ٹوٹنا اگر کوئی کارکن اس کو توڑے گا تو کسی قیدی کو تکلیف نہ ہو گی۔ کاے۔ یہ بات۔ کوئی قیدی نہ کہے گا وہ خام۔ سنگ مرمر۔ برج یعنی عمارت جز کسے۔ ہاں وہ قیدی یہ باتیں کہے گا جو جیلخانہ سے پھانسی پر جائے۔

[3] تلخ۔ مومن کی موت تو ایسی ہے کہ کسی کو سانپوں کے زہر سے بچا کر قند میں پہنچا دیا جائے۔ جان۔ جب روح جسم کی قید سے آزاد ہو جاتی ہے تو اس کی پرواز بڑھ جاتی ہے۔ ہمچو۔ مومن کی دنیاوی زندگی کی یہ مثال ہے۔ گوید۔ اس قید کی تمنا ہوتی ہے کہ وہ بیدار نہ ہو اور روح جسم میں لوٹ کر نہ آئے۔ گویدش۔ اگر اللہ تعالیٰ اس قیدی کی دعا قبول کرلے وہ کس قدر خوش نصیب ہو گا۔

اِ اَیں چنیں اخواب بہ بیں چوں خوش بُوَد
دیکھ ، ایسا خواب کیسا اچھا ہوتا ہے

مَرگ تا دیدہ بجنت دَر رَوَد
موت کو دیکھے بغیر جنت میں چلا جاتا ہے

ہیچ اُو حسرت خورد بر اِنتباہ
کیا اس کو بیداری پر کوئی حسرت ہوتی ہے

برتنِ با سلسلہ در قعرِ چاہ
کنویں میں بندھے ہوئے جسم پر

مومنی آخرور آور صفِ رزم
تو مومن ہے ، بالآخر معرکہ کی صف میں آجا

کہ تُرا بر آسماں بُودست بزم
کیونکہ آسمان پر تیری محفل موجود ہے

بر اُمید راہِ بالا کُن قیام
(عالم) بالا کی راہ کی امید پر کھڑا رہ

ہمچو شمعے پیشِ محراب اے غُلام
محراب کے سامنے اے نوجوان ! شمع کی طرح

اَشک ۲ می بار دہمی سوز از طلب
طلب میں آنسو بہا اور جلتا رہ

ہمچو شمعِ سَر بُریدہ جُملہ شب
تمام رات سر کٹی شمع کی طرح

لَب فرو بند از طعام واز شراب
کھانے اور پینے سے ہونٹ بند کر لے

سُوئے خوانے آسمانی کُن شتاب
آسمانی خوان کی جانب جلدی قدم بڑھا

دَمبدم بر آسماں میدار اُمید
ہر وقت آسمان سے امیدوار بن

دَر ہوائے آسماں رقصاں چو بید
بید کی طرح آسمانی ہوا میں رقص کرتے ہوئے

دَمبدم از آسماں می آیدت
آسمان سے ہر وقت تجھے پہنچتا ہے

آب و آتش رِزق می افزایدت
پانی اور گرمی جو زیادہ رزق بڑھاتا ہے

گر ترا ۳ آنجا برد نبُوَد عجب
اگر وہ تجھے اس طرف کھینچ لے ، عجب نہ ہوگا

مُنگر اندر عجز و بنگر دَر طلب
کمزوری پر نظر نہ کر ، طلب کو دیکھ

کایں طلب در تو گروگانِ خداست
تیرے اندر یہ طلب خدا کی مرہون ہے

زانکہ ہر طالب بمطلوبے سزاست
کیونکہ ہر طالب ایک مطلوب کے لائق ہے

جَہد کُن تا ایں طلب افزوں شوَد
کوشش کر ، تاکہ یہ طلب بڑھے

تا دلت زیں چاہِ تن بیروں شوَد
تاکہ تیرا دل جسم کے اس کنویں سے باہر آئے

خَلق گویند مُرد مسکیں آں فلاں
مخلوق کہے گی وہ فلاں بے چارا مر گیا

تو بگوئی زندہ ام اے غافلاں
تو کہے گا ، اے غافلو ! میں زندہ ہوں

۱ ایں چنیں۔ اس قیدی کی یہ نیند کیسی پیاری ہے۔ ہیچ۔ بیداری اور روح کے جسم میں آجانے پر اس کو کوئی خوشی نہیں ہوتی ہے۔ مومنی۔ جبکہ مومن کے لئے دنیا قید خانہ ہے تو اس کو اس سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اس کے لئے آخرت میں محفلیں آراستہ ہیں۔ بر اُمید۔ آخرت کی طرف راہیاب ہونے کے لئے رات کو محراب میں کھڑا رہنا چاہیے اور سر بریدہ شمع کی طرح آنسو بہانے چاہیں۔

۲ اشک۔ ایک مومن کو شب بیداری۔ میں عبادت کے اندر شمع کی طرح پرسوز اور پر اشک رہنا چاہیے لب۔ دنیاوی لذتوں کو ترک کر کے اخروی نعمتوں کا منتظر رہنا چاہیے۔ بید۔ بید کے درخت کی نازک شاخیں ہر وقت لرزتی رہتی ہیں۔ دمبدم۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس طرح دنیوی نعمتوں کا اہتمام ہے اخروی نعمتوں کا بھی اہتمام ہو رہا ہے۔

۳ گر ترا۔ اخروی نعمتوں تک پہنچنے کا ذریعہ انسان کی طلب و جستجو ہے نہ کہ انسان کی جسمانی طاقت کا یں۔ طلب۔ یہ طلب اور جستجو بھی خدا ہی عنایت فرماتا ہے کیونکہ ہر طالب کے لئے ایک مناسب مطلوب ہونا چاہیے۔ جہد کن۔ فطری طلب میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ خلق۔ جب تو مرے تو اس حالت میں مرکھپ لوگ تجھے مردہ سمجھیں اور تو اپنے آپ کو ابدی زندگی کے ساتھ زندہ سمجھے۔

گر تنِ من ہمچو تنہا خفتہ است
اگرچہ میرا جسم جسموں کی طرح سویا پڑا ہے

ہشت جنت در دلم بشگفتہ است
آٹھ جنتیں میرے دل میں کھلی ہوئی ہیں

جاں چو خفتہ در گل و نسریں بود
جب روح گل اور نسرین میں سوئی ہوئی ہو

چہ غم ست ار تن دراں سرگیں بود
اگر جسم اس گوبر میں ہو تو کیا غم ہے ؟

جان خفتہ چہ خبر دارد ز تن
سوئی ہوئی روح کو جسم کی کیا خبر ؟

کو بگلشن خفتہ یا در گولخن
کہ وہ چمن میں سویا ہوا ہے یا بھٹی میں

میزند جاں در جہانِ آبگوں
روح پانی جیسے عالم میں لگا رہی ہے

نعرۂ یا لَیْتَ قَوْمِی یَعْلَمُوْنَ
"کاش میری قوم جان لیتی" کا نعرہ

گر نخواہد زیست جاں بے ایں بدن
اگر روح اس جسم کے بغیر نہیں جی سکتی

پس فلک ایوانِ کہ خواہد بُدن
تو پھر آسمان کس کا محل ہو گا ؟

گر نخواہد بے بدن جانِ تو زیست
اگر تیری جان جسم کے بغیر زندہ نہ رہیگی

فی السَّمَاءِ رِزْقُکُمْ روزیَ کیست
"آسمانوں میں ہے تمہارا رزق" کس کی روزی ہے؟

دربیانِ و خاصیتِ چرب و شیرینِ دنیا و مانع شدنِ او
اس بیان میں کہ دنیا کی چکنی اور میٹھی چیز نا ساز گار ہے اور وہ اللہ کے طعام سے

از طعام اللہ چنانچہ فرمود "اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یَحْیٰی بِہٖ اَبْدَانَ
مانع ہے چنانچہ فرمایا ہے بھوک اللہ کا کھانا ہے جس سے وہ صدیقین کے جسموں

الصِّدِّیْقِیْنَ اَیْ فِی الْجُوْعِ یَصِلُ طَعَامُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ
کو زندہ رکھتا ہے یعنی بھوک میں اللہ عزوجل کا کھانا پہنچتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ
نے فرمایا اور میں اپنے خدا کے پاس رات گذارتا ہوں وہ مجھے کھلاتا اور پلاتا

وَقَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی یُرْزَقُوْنَ فَرِحِیْنَ
ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ان کو رزق دیا جاتا ہے وہ خوش ہیں

دارہی ۳ زیں روزیِ ریزہ کثیف
اس گندی اور معمولی روزی سے چھٹکارا حاصل کرلے

در رفتی در لوت و در قوتِ شریف
تو لذیذ غذا اور شریف روزی میں پہنچ جائے گا

گر ہزاراں رطل تُوشش می خوری
اگر تو اس لذیذ غذا کے ہزاروں رطل کھائیگا

میروی پاک و سُبک ہمچوں پری
تب بھی پاک اور ہلکا رہ کر پری کی طرح پرواز کرے گا

۱ گر تنِ من۔ مردہ سمجھنے والوں سے تو یہ کہے کہ اگرچہ میرا جسم عام جسموں کی طرح مردہ نظر آرہا ہے لیکن دل میں آٹھوں جنتیں بہار دکھا رہی ہیں۔ جانِ خفتہ۔ اگر روح گل و نسرین کی سیر کر رہی ہے تو جسم کے کسی خراب جگہ پڑے ہونے پر کوئی صدمہ نہیں ہوتا ہے۔ جانِ خفتہ۔ جو روح عالم برزخ میں آرام سے سو رہی ہے اس کو جسم کی کوئی پروا نہیں ہوتی ہے یا لیت۔ جنتی جنت میں داخل ہوتے وقت تمنا کرے گا کہ کاش میری قوم میرے اس عیش و عشرت سے آگاہ ہوتی۔

۲ گر نخواہد۔ جنت میں یہ مادی بدن نہ ہوگا اور روح زندہ رہے گی اور اس کو زندہ رکھنے کے لئے خدا اس کو روزی عنایت کرے گا یہ معنوی روزی اور رزق ہوگا۔ دربیان۔ اب مولانا نے معنوی روزی کا بیان شروع کیا ہے۔ الجوع۔ یہ حدیث ان الفاظ سے کتابوں میں مذکور نہیں ہے وا ہیئ۔ یہ روایت صوم وصال کے سلسلہ میں کتابوں میں مذکور ہے۔

۳ دارہی۔ انسان جس قدر رزق ظاہری سے دور رہیگا اسی قدر اس کو رزق باطنی حاصل ہوگا۔ گر ہزاراں۔ معنوی رزق ان تمام عیوب سے پاک ہے جو رزق ظاہری میں ہیں۔

کہ نہ احبسِ باد قولنجت کُند
کیونکہ نہ ریح کا رکنا تیرے قولنج کرے گا

چار میخِ معدہ آہنجت کُند
(نہ) معدہ کی تکلیف تجھے ستائے گی

گر خوری کم گرسنہ مانی چو زاغ
اگر تو کم کھائے گا کوے کی طرح بھوکا رہیگا

ور خوری پُر گیرد آروغت دماغ
اگر پیٹ بھر کر کھائے گا تیری ڈکار دماغ پر اثر کریگی

کم خوری خوئے بَدو خشکی و دِق
تو کم کھائے بد مزاجی اور خشکی اور دق (ہو گی)

پُر خوری شُد تخمہ را تَن مستحق
پیٹ بھر کر کھائے تو جسم ہیضہ کا مستحق ہو گیا

از طعامُ اللہ قُوتِ خوشگوار
اللہ کے کھانے اور خوشگوار خوراک کے ذریعہ

بَر چناں دریا چو کشتی شو سوار
ایسے دریا پر کشتی کی طرح سوار ہو جا

باش دَر روزہ شکیبا و مُصِر
روزے میں صابر اور مصر بن کر

دَمبدم قُوتِ خُدارا منتظر
ہر وقت اللہ (تعالیٰ) کی روزی کا منتظر رہ

کاں خدائے خوب کارو بُرد بار
کیونکہ وہ خدا جو اچھے کام کرنے والا اور برد بار ہے

بد یہارا مید ہد در انتظار
انتظار میں تحفے دیتا ہے

انتظارِ ناں ندارد مَردِ سیر
پیٹ بھرا انسان روٹی کا انتظار نہیں کرتا ہے

کہ سُبک آید وظیفہ یا کہ دیر
کہ خوراک جلدی آئے گی ، یا دیر میں

بینوا ۲ ہر دم ہمی گوید کہ کو
بے سرو سامان کہتا رہتا ہے کہ کہاں ہے ؟

وز مجاعت مُنتظر دَر ماند اُو
بھوک کی وجہ سے وہ منتظر رہتا ہے

چوں نباشی مُنتظرِ ناید بتُو
جب تو منتظر نہ ہو گا تیرے پاس نہیں آئیگا

آں نوالہ دولتِ ہفتاد تُو
ستر گنا دولت کا لقمہ

اے پدر لاُنتظار لاُ نتظار
اے باوا ! انتظار کر، انتظار کر

از بَرائے خوانِ بالا مَرد وار
مردوں کی طرح آسمانی خوان کا

ہر گرُ سنہ ۳ عاقبت قُوتے بیافت
انجام کار ہر بھوکے نے روزی حاصل کر لی

آفتابِ دولتے بروے بتافت
دولت کا آفتاب اس پر چمکا

ضیفِ باہمت چو آشے کم خورَد
باہمت مہمان جب کھانا کم کھاتا ہے

صاحب خواں بش بہتر آورد
میزبان حمدہ کھانا لاتا ہے

جُو کہ صاحب خوانِ درویشِ لئیم
بجز مفلس کمینہ میزبان کے

ظَنِ بَد کم بَر بہ رزّاقِ کریم
سخی رزق دینے والے کے بارے میں بدگمانی نہ کر

۱ کہ نہ۔ رزق ظاہری اور قولنج اور معدہ کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔ گر خوری۔ آں۔ رزق ظاہری کی کمی اور زیادتی دونوں مضر ہیں۔ دماغ۔ ڈکار۔ سستی کی علامت ہے جس سے دماغ ذلیل ہو جاتا ہے۔ باش۔ انسان ظاہری روزی کو چھوڑتا ہے اور معنوی روزی کا منتظر رہتا ہے تب اس کو معنوی روزی حاصل ہوتی ہے۔ انتظار۔ پیٹ بھرا روزی کا منتظر نہیں رہتا ہے۔

۲ بینوا۔ جب ظاہری روزی نہ ہو گی اور بھوک لگے گی تو انسان معنوی روزی کا منتظر رہے گا، اور حضرت حق تعالیٰ ستر گونہ معنوی روزی عطا فرما دینگے۔ الا انتظار۔ حدیث شریف ہے۔ "اَفضَلُ العِبَادَۃِ اِنتِظَارُ الفَرَجِ" کشادگی کا منتظر رہنا بہترین عبادت ہے۔"

۳ ہر گرُ۔ ظاہری روزی سے احتراز کر کے جب بھوک پیدا کر لو گے تو معنوی زندگی کا آفتاب طلوع کرے گا۔ ضیف۔ اگر مہمان کھانا کم کھاتا ہے تو سخی مہربان اس کے لئے اور اچھا کھانا تیار کر کے لاتا ہے جز کہ کمینے میزبان کا یہ طریقہ ہے کہ وہ مہمان کی پروا نہیں کرتا ہے اور اس کے کم کھانے سے اور اعلیٰ کھانا نہیں کھلاتا ہے تو خدا کے ساتھ اس طرح کی بدگمانی نہ کر وہ سخی مہربان ہے۔

سر بر آور ا ہمچو کوہے اے سَنَد — تا نخستیں نورِ خور بر تو زند
اے معتمد ! پہاڑ کی طرح سر ابھار — تاکہ پہلے ہی سورج کی روشنی تجھ پر پڑے
کاں سرِ کوہِ بُلندِ مُستقر — ہست خورشیدِ سحر را منتظر
مستقر ، بلند پہاڑ کی چوٹی — صبح کے سورج کی منتظر ہے

دَر جوابِ آں مغفّل کہ گفتہ است کہ خوش بُودے ایں جہاں اگر

اس بیوقوف کا جواب جس نے کہا ہے کہ یہ جہان کیا ہی اچھا ہوتا اگر

مرگ نبُودے و خوش بُودے مُلکِ دنیا اگر زوالش نبُودے

موت نہ ہوتی اور دنیا کی سلطنت اچھی ہوتی اگر اس کا زوال نہ ہوتا

وَعَلٰی ھٰذِہِ الْوَتِیْرَۃِ مِنَ الْفَشَارَاتِ

اور اسی طرح کی بکواسیں

آں ۲ یکے میگفت خوش بودے جہاں — گر نبُودے پائے مرگ اندر میاں
ایک شخص کہتا تھا دنیا اچھی ہوتی — اگر موت کا پاؤں درمیان میں نہ ہوتا
آں دگر گفت ار نبُودے مرگ ہیچ — کہ نیرزیدے جہانِ ہیچ ہیچ
دوسرے شخص نے کہا اگر موت بالکل نہ ہوتی — تو پر ہیچ دنیا ایک تنکے کی نہ ہوتی
خرمنے بُودے بدشت افراشتہ — مُہمل و ناکوفتہ بگذاشتہ
جنگل میں ابھرا ہوا ایک کھلیان ہوتا — بیکار بغیر گہائے ہوئے چھوڑا ہوا
مرگ ۳ راتو زندگی پنداشتی — تخم رادر شورہ خاکے کاشتی
تو نے موت کو زندگی سمجھا — بیج کو شور زمین میں بو دیا
عقلِ کاذب ہست خود معکوس بیں — زندگی را مرگ بیند آں غبیں
جھوٹی عقل خود الٹا دیکھنے والی ہے — وہ پاگل زندگی کو موت سمجھتی ہے
اے خدا بنمای تو ہر چیز را — آنچنانکہ ہست در خدعہ سَرا
اے خدا ! تو ہر چیز کو دکھا دے — جس طرح کہ وہ دھوکے کے گھر میں ہے
ہیچ مُردہ نیست پُر حسرت زمرگ — حسرتش آنست کشتِ کم بُود برگ
کوئی مرنے والا موت پر حسرت سے پر نہیں ہے — اس کی یہ حسرت ہے کہ اس کا توشہ کم ہے

۱ سر بر آور۔ ظاہری گھٹیا روزی پر اکتفا نہ کرو بلند ہمت رکھو بلند سر پر بلند کا نور جلد پہنچتا ہے۔ آفتاب کی روشنی سب سے پہلے پہاڑ کی چوٹی پر پڑتی ہے۔ در جواب۔ اس سے یہ سمجھانا مقصود ہے کہ معنوی روزی عالم بالا سے متعلق ہے اور اس دنیا کی روزی بہت گھٹیا چیز ہے عالم بالا اور معنوی روزی کو چھوڑ کر دنیا کی زندگی اور یہاں کی روزی کو پسند کرنا حماقت کی بات ہے۔ فشارہا۔ بکواس۔

۲ آں یکے۔ یہ بیوقوف دنیا کی ابدی زندگی کا متمنی تھا۔ آں دگر۔ دوسرا شخص جو عقلمند تھا اس نے کہا کہ دنیا کی زندگی تو محض اس لئے ہے کہ یہاں آدمی کچھ اچھے کام کرے تو آخرت کی ہمیشہ کی زندگی میں کام آئیں اگر موت نہ ہو اور آخرت تک نہ پہنچا جائے تو پھر دنیا کے اعمال کی مثال تو اس کھلیان کی سی ہے جو بغیر قابل نفع بنائے جنگل میں چھوڑ دیا جائے۔

۳ مرگ۔ اخروی زندگی کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بمنزلہ موت ہے اس کو زندگی سمجھنا بے وقوفی ہے۔ غبین۔ وہ شخص جس کے حواس برابر نہ ہوں۔ اے خدا انسانی عقل ناقص دنیا کی چیزوں کو بالعکس دکھا دیتی ہے اے خدا تو ان کو صحیح حالت میں دکھا دے۔ ہیچ۔ جب مردے پر دنیا اور عقبیٰ کی حقیقت کھل جاتی ہے تو وہ مرنے پر افسوس نہیں کرتا بلکہ اپنے اعمال حسنہ کی کمی پر افسوس کرتا ہے۔

وَرنہ از چاہے بصحرا اُو فتاد — درمیانِ دولت و عیش دگشاد
ورنہ وہ کنویں سے جنگل میں آ گیا — دولت اور عیش اور خوشی میں

زیں مقامِ ماتم[1] و تنگیں مناخ — نقل اُفتادش بصحرائے فراخ
اس غم کی جگہ اور تنگ بازے سے — وہ وسیع جنگل میں منتقل ہو گیا

مَقعَدِ صدقے نہ ایوانِ دروغ — بادۂ خاصی نہ مستیِ ز دُوغ
سچائی کا ٹھکانا نہ جھوٹ کا قلعہ — خصوصی شراب نہ کہ چھاچ کی مستی

مَقعَدِ صدق و جلیسِ حق شدہ — رُستہ زیں ذب و گل آتشکدہ
سچائی کی مجلس اور اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن گیا — آتشکدہ کے اس آب و گل سے چھوٹا ہوا

وَرنہ کردی زندگانی منیر — یکدو دم ماندست مردانہ بمیر
اگر تو نے منور زندگی بسر نہیں کی ہے — ایک دو سانس باقی رہے ہیں مردانہ موت اختیار کر

فِیمَا یُرجٰی مِن رَّحمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی مُعطِی النِّعَمِ قَبلَ اِستِحقَاقِھَا
اس اللہ تعالیٰ کی رحمت کی امید کے بیان میں جو استحقاق سے پہلے ہی نعمتیں عطا کرتا ہے

وَھُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ رُبَّ [2] بُعْدِ
وہ وہی ہے جو بارش برساتا ہے لوگوں کی مایوسی کے بعد اور بہت سی دوریاں ہیں

یُوْرِثُ قُرْبًا وَّ رُبَّ مَعْصِیَۃٍ مَیْمُوْنَۃٍ وَرُبَّ سَعَادَۃٍ تَاْتِیْ
جو قرب پیدا کر دیتی ہیں اور بہت سے گناہ ہیں جو مبارک ہیں اور بہت سی سعادتیں ہیں

مِنْ حَیْثُ یُرْجٰی النِّقَمُ لِیَعْلَمَ اِنَّ اللّٰہَ یُبَدِّلُ سَیِّئَاتِھِمْ حَسَنَاتٍ
وہ اس جگہ سے حاصل ہو جاتی ہیں جہاں سے عتاب کی توقع ہوتی ہے تاکہ وہ جان لے بیشک اللہ تعالیٰ انکی برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیتا ہے

دَر حدیث آمد کہ روزِ رُستخیز — اَمر آید ہر یکے تن راکہ خیز
حدیث (شریف) میں آیا ہے کہ قیامت کے دن — ہر جسم کو حکم ہو گا کہ اٹھ

نفخِ صُور امرست از یزدانِ پاک — کہ برآرید اے ذرائر سَر ز خاک
صور کا پھونکنا خدائے پاک کا حکم ہے — کہ اے چیونٹیو! مٹی سے سر ابھارو

باز آید جانِ ہریک دَر بدن — ہمچو[3] وقتِ صبح ہوش آید بتن
ہر ایک جان بدن میں واپس آجائے گی — جس طرح صبح کے وقت جسم کو ہوش آجاتا ہے

جانِ تَن خود را شناسد وقتِ روز — دَر لباسِ خود در آید با فروز
دن کے وقت روح اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے — رونق کے ساتھ اپنے لباس میں آجائے گی

[1] ماتم۔ دنیا ماتم کدہ ہے نقل۔ مرنے کے بعد انسان آخرت کے وسیع مقام پر منتقل ہو جاتا ہے۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ الْمُتَّقِیْنَ فِیْ جَنّٰتٍ وَّنَھَرٍ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ "جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ باغوں اور نہروں میں سچی جگہ میں قادر بادشاہ کے مقرب ہونگے۔" ورنہ کردی۔ اگر تو اب تک آخرت کی تیاری نہیں کر سکا اب کر لے اور موت سے پہلے مردانہ موت اختیار کر لے۔ فیمایُرجی۔ اب بتانا مقصود ہے کہ حضرت حق کے قرب میں کیا کیا نعمتیں حاصل ہونگی۔

[2] ورُبَّ بعد۔ یعنی بسا اوقات فراق وصال کا سبب بن جاتا ہے۔ رُبَّ معصیۃ۔ بہت سے گناہ بابرکت ثابت ہو جاتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہ۔ اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کی برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل کر دیگا۔ رستخیز۔ یعنی روئیدن و برخاستن۔ نفخ شور۔ نفخ صور سے مردے زندہ ہو جائیں گے ذرائر۔ ذرہ کی جمع ہے چھوٹی چیونٹی۔

[3] ہمچو۔ جس طرح نیند سے انسان بیدار ہوتا ہے سب زندہ ہو جائیں گے۔ جان۔ صبح ہوتے ہی روح جسم میں آجاتی ہے اور جسم کا لباس پہن لیتی اور اپنے جسم کو خوب پہچان لیتی ہے کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی کی روح کسی دوسرے کے جسم میں آجائے۔

جسم خود بشناسد و روے رود
اپنے جسم کو پہچان لیتی ہے اور اسمیں چلی جاتی ہے

جانِ زرگر سوئے درزی کے رود
سونار کی روح، درزی کی جانب کب جاتی ہے

جانِ ۱ عالم سوئے عالم میرود
عالم کی روح عالم کی جانب جاتی ہے

روحِ ظالم سوئے ظالم میرود
ظالم کی روح ظالم کی جانب جاتی ہے

کہ شناسا کرد شاں علمِ الٰہ
کیونکہ ان کو علم خداوندی نے شناسا بنا دیا ہے

چونکہ برّہ و میش وقتِ صبح گاہ
جس طرح کہ بھیڑ کا بچہ اور بھیڑ صبح کے وقت

پائے کفشِ خود شناسد در ظلم
اندھیریوں میں پاؤں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے

چوں نداند جانِ تن خود اے صنم
اے صنم! روح اپنے جسم کو کیوں نہ پہچانے گی؟

صبحِ حشر کوچک است اے مستجیر
اے پناہ کے طالب! صبح چھوٹی قیامت ہے

حشرِ اکبر را قیاس از وے بگیر
بڑی قیامت کو اس پر قیاس کر لے

آنچناں ۲ کہ جاں پرّ دسوئے طیں
جس طرح روح جسم کی منی کی طرف پرواز کرتی ہے

نامہ پرّواز یسارو از یمیں
اعمالنامہ بائیں اور دائیں جانب سے پرواز کریگا

در کفش بنہند نامہ بخل وجود
اس کے ہاتھ میں دیدیں گے بخل اور سخاوت کا اعمالنامہ

فسق وتقویٰ آنچہ وے خوکردہ بود
بدکاری اور تقویٰ جس کی اس کو عادت تھی

چوں شود بیدار از خواب اُو سحر
جب وہ صبح کے وقت بیدار ہو گا

باز آید سوئے اُو آں خیر و شر
وہ بھلا اور برا اس کی جانب واپس آجائے گا

گر ریاضت ۳ دادہ باشد خوے خویش
اگر اس نے اپنی عادت کی اصلاح کر لی ہو گی

وقتِ بیداری ہماں آید بہ پیش
بیداری کے وقت وہی سامنے آئے گی

ور بُد اُو دی خام وزشت وَ در ضلال
اگر وہ کل کچا اور بھدا اور گمراہی میں تھا

چوں عزا نامہ سیہ یابد شمال
تو اس کا بایاں ہاتھ تعزیت نامہ جیسا (سیاہ اعمالنامہ پائیگا)

ور بُد اُو دی پاک و با تقویٰ ودیں
اور اگر وہ کل پاک اور متقی اور دیندار تھا

چوں شود بیدار یا بد در یمیں
جب بیدار ہو گا دائیں ہاتھ میں پائے گا

ہست مارا خواب و بیداریِ ما
ہمارا سونا اور جاگنا ہمارے لئے

بر نشانِ مرگ و محشر دو گوا
دو گواہ ہیں موت اور محشر کی علامت پر

---

۱ جانِ عالم۔ عالم کی روح عالم میں، ظالم کی روح ظالم میں پہنچ جاتی ہے۔ کہ شناسا۔ ہر روح اپنے جسم کو اس علم کے ذریعہ پہچان لے گی۔ جو خدا نے اس کو عطا کیا ہے۔ جس طرح کہ بھیڑ اور اس کا بچہ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ پائے۔ پاؤں اندھیرے میں اپنے جوتے کو پہچان لیتا ہے۔ صبح۔ انسان کا نیند سے بیدار ہو کر اٹھنا چھوٹا حشر ہے۔ اسی سے بڑے حشر کو سمجھ لو۔

۲ آنچناں۔ قیامت میں جس طرح روح جسم کی جانب پرواز کر کے آئے گی۔ اسی طرح اعمالنامے دائیں اور بائیں جانب سے پرواز کر کے انسانوں کے پاس آجائینگے۔ در کفش۔ فرشتے ہر انسان کے ہاتھ میں اس کی نیکیوں اور گناہوں کے اعمالنامے پکڑا دیں گے۔ چوں شود۔ جب صبح محشر کو انسان موت کی نیند سے بیدار ہو گا اس کی ہر خیر و شر اس کے پاس پہنچ جائے گی۔

۳ گر ریاضت۔ اگر اس نے مجاہدہ کر کے نیک عادت بنالی ہو گی۔ تو صبح محشر میں وہ اس کے سامنے آئے گی اور اگر وہ کل یعنی دنیا میں خام اور زشت اور گمراہ تھا۔ تو اس کا سیاہ اعمالنامہ اس کے بائیں ہاتھ میں آجائے گا۔ وَ ربد۔ اگر انسان نیک تھا تو اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ ہست۔ ہمارا سونا اور پھر بیدار ہونا ہمارے مرنے اور پھر قیامت میں زندہ ہو جانے کے گواہ ہیں۔

حشرِ[1] اصغر حشرِ اکبر را نمود — مرگِ اصغر مرگِ اکبر را ز دُود
چھوٹی قیامت نے بڑی قیامت دکھا دی — چھوٹی موت نے بڑی موت کو مانجھ دیا

لیک ایں نامہ خیالست و نہاں — واں شود در حشرِ اکبر بس عیاں
لیکن یہ اعمالنامہ خیالی اور پوشیدہ ہے — اور وہ بڑی قیامت میں واضح ہو گا

ایں خیال اینجا نہاں پیدا اثر — زیں خیال آنجا برویاند صُور
یہ خیال یہاں چھپا ہوا ہے ، اثر پیدا ہو گا — اس خیال سے اس جگہ صورتیں اگیں گی

در مُہندس بیں خیالِ خانہ — دَردلش چوں دَر زمینے دانہ
انجیر میں کسی گھر کا تصور دیکھ — اس کے دل میں اس طرح ہے جیسے زمین میں دانہ

آں[2] خیال ازا ندروں آید بُروں — چوں زمیں کہ زاید از تخمِ دُروں
وہ خیال اندر سے باہر آجائے گا — جس طرح زمین اندر کے بیج اگا دیتی ہے

ہر خیالے کو کُند در دل وَطن — روزِ محشر صُورتے خواہد شُدن
جو خیال دل میں وطن بناتا ہے — قیامت کے دن ایک صورت بنے گا

چوں خیالے آں مُہندِس در ضمیر — چوں نَبات اندر زمینِ دانہ گیر
جیسا کہ اس انجیر کے دل کا خیال — جس طرح کہ دانہ قبول کرنے والی زمین میں پودا

مخلصم زیں ہر دو محشر قصہ ایست — مُومناں رادر بیانش حصّہ ایست
ان دونوں محشروں (کے بیان) میں میرا مقصد قصہ گوئی ہے — مومنوں کے لئے اس کے بیان میں ایک حصہ ہے

چوں بر آید آفتابِ رُستخیز — بر جہَند از خاک خوب و زشت نیز
جب قیامت کے دن سورج طلوع کرے گا — اچھے اور برے بھی مٹی سے اٹھ کھڑے ہونگے

سُوئے[3] دیوانِ قضا پویاں شوند — نقدِ نیک و بد بکُورہ دَر رَوند
فیصلہ کی کچہری کی طرف دوڑیں گے — نیک اور بد کی نقدی بھٹی میں چلی جائے گی

نقدِ نیکو شادمان و ناز ناز — نقدِ قُلب اندر زجیرو در گداز
نیک کی نقدی خوش اور پر ناز ہو گی — کھوٹی نقدی پیچ و تاب اور پگھلنے میں ہو گی

لحظہ لحظہ امتحانہا می رَسَد — سرِّ دلہامی نماید در جَسَد
دم بدم امتحانات ہوں گے — دلوں کا راز جسم میں نمایاں ہو جائے گا

چوں زقندیل آب روغن گشتہ فاش — یا چو خاکے کہ بُروید سبز ہاش
جس طرح لالٹین سے تیل اور پانی واضح ہو جاتا ہے — یا وہ زمین جو سبزے اگا دیتی ہے

---

[1] حشرِ اصغر۔ یعنی سو کر بیدار ہونا۔ حشرِ اکبر یعنی قیامت میں زندہ ہونا۔ مرگِ اصغر۔ یعنی سونا مرگِ اکبر یعنی مرنا لیک۔ دنیا میں جو اعمالنامہ فرشتے تیار کر رہے ہیں وہ ہم سے پوشیدہ ہے قیامت میں وہ ظاہر ہو جائے گا۔ ایں خیال۔ یہ اعمال نامہ یہاں پوشیدہ ہے۔ لیکن اس کا اثر ظاہر ہو کر رہیگا در مُہندس۔ اس کی یہ مثال ہے کہ انجیر کے دل کے خیالات آخر میں صورتیں اختیار کر لیتے ہیں۔

[2] آں خیال۔ انسان کے اندرونی خیالات ظاہری صورت اختیار کر لیں گے۔ جس طرح زمین کے اندر کا بیج درخت کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ہر خیالے۔ انسان کے خیالات اور اعراض قیامت میں صورتیں اختیار کر لیں گے۔ اور جوہر بن جائیں گے۔ مخلصم یہ دونوں محشروں کا محض قصہ بیان نہیں کیا جا رہا ہے۔ بلکہ مومنوں کے لئے بطور عبرت ان کو ذکر کیا گیا ہے۔

[3] سُوئے۔ ہر نیک و بد زندہ ہو کر عدالت میں بھاگ کر پہنچ جائے گا۔ کُورہ۔ بھٹی۔ زجیر۔ پیچش۔ لحظہ عدالت میں پہنچنے کے بعد امتحانات شروع ہو جائیں گے اور چھپے ہوئے راز ظاہر ہو جائینگے چوں۔ دل کے راز اسی طرح ظاہر ہو جائینگے جس طرح لالٹین کے اندر کے تیل یا پانی کا پتہ چل جاتا ہے اگر تیل ہوتا ہے تو بتی آگ پکڑ لیتی ہے یا سبزہ اگنے سے پتہ چلتا ہے کہ زمین کے اندر کونسا بیج ہے۔

از پیاز و زعفران و کو کنار — سبزی پیدا کند دشت بہار
پیاز اور زعفران اور خشخاش — موسم بہار کا جنگل سبزی اگا دیتا ہے

آں ۱ یکے سرسبز نحن المتقون — واں دگر ہم چوں بنفشہ سرنگوں
ایک سرسبز ہوگا کیونکہ وہ ہم پرہیزگار ہیں میں ہی — دوسرا بھی بنفشہ کی طرح سر جھکائے ہوگا

چشمہا بیروں جہیدہ از خطر — گشتہ وہ چشمہ زیم مستقر
خطرے سے آنکھیں باہر نکلی ہوئی ہونگی — ٹھوکانے کے ڈر سے آنکھیں بنی ہوئی ہوگی

باز ماندہ دیدہا در انتظار — تا کہ نامہ ناید از سوئے یسار
انتظار میں آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی — تاکہ اعمالنامہ بائیں جانب سے نہ آجائے

چشم گرداں سوئے چپ و سوئے راست — زانکہ نبود بخت نامہ راست کاست
آنکھیں بائیں جانب اور دائیں جانب گھومتی ہونگی — اس لئے کہ دائیں اعمالنامہ کا نصیبہ گھٹا ہوا نہ ہو

چشم گرداں سوئے راست و سوئے چپ — زانکہ نبود بخت نامہ راست زپ
آنکھیں دائیں جانب اور بائیں جانب گھومتی ہونگی — تاکہ دائیں اعمالنامہ کا نصیب رائیگاں نہ ہو

نامۂ آید بدستِ بندۂ — سرسیہ از جرم و فسق آگندۂ
ایک بندہ کے ہاتھ میں اعمالنامہ آئے گا — جو جرموں سے کالا اور فسق سے پر ہوگا

اندرو یک خیر و یک توفیق نے — جز کہ آزارِ دلِ صدیق نے
اس میں ایک بھلائی اور ایک توفیق نہ ہوگی — سوائے سچے بندے کی دل آزاری کے کچھ نہ ہوگا

پر ز سر تا پائے زشتی و گناہ — تسکر و خُنبک زدن بر اہلِ راہ
شروع سے آخر تک برائی اور گناہ سے بھرا ہوا — راہ طریقت کے اہل کا مذاق اڑانے اور تالیاں پیٹنے سے

آں ۲ دغل کاری و دُزدیہائے او — واں چو فرعوناں انا و انائے او
اس کی مکاری اور چوریوں سے — اس کی فرعونوں کی سی انانیت اور تکبر سے

چوں بخواند نامۂ خود آں ثقیل — داند او کہ سوئے زنداں شد رحیل
جب وہ بوجھل اپنے اعمالنامہ کو پڑھے گا — وہ جان جائے گا کہ قید خانہ کی جانب کوچ ہوا

پس رواں گردد چو دزداں سوئے دار — جرم پیدا بستہ راہِ اعتذار
تو وہ ڈاکوؤں کی طرح سولی کی جانب روانہ ہو جائیگا — قصور کھلا ہوا اور معذرت کی راہ مسدود ہوگی

آں ۳ ہزاراں حجت و گفتارِ بد — بر دہانش گشتہ چوں مسمارِ بد
وہ ہزاروں دلیلیں اور برے بول — بری کیل کی طرح اس کے منہ پر بن گئے

۱ آں یکے۔ اگر انسان میں تقویٰ ہے تو اس پر سرسبزی نمودار ہو جائے گی اور اگر بدکار ہے تو بنفشہ کی طرح سرنگوں ہو جائے گا۔ چشمہا۔ خوف سے آنکھیں دس چشمے بن جائینگی۔ سوئے یسار۔ برا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں دے دیا جائے گا چشم گرداں ہر شخص دائیں بائیں نظریں گھمائیگا کہ کہیں اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ والا نہ ہو جو مجرموں کا ہوگا۔ نامہ۔ کسی شخص کے ہاتھ ایسا اعمالنامہ آئے گا تو پورا سیاہ ہوگا جس میں برائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہ ہوگی خُنبک زدن تالی بجانا۔

۲ آں دغل۔ اس گنہگار نے جو چوریاں اور مکاریاں کی ہیں وہ سب اس اعمالنامے میں درج ہوں گی اور اس کا تکبر وغرور بھی لکھا ہوا ہوگا۔ ثقیل۔ یعنی گناہوں سے بھاری رحیل۔ کوچ۔ جرم۔ اس کے تمام گناہ کھلے ہوئے ہوں گے اور معذرت کا راستہ بند ہوگا۔

۳ آں ہزاراں۔ گنہگاروں کے بارے میں قرآن میں ہے الیوم نختم علی افواھھم وتکلمنا ایدیھم وتشھد ارجلھم بما کانوا یکسبون "آج ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے ان کے ہاتھ گفتگو کریں گے اور ان کے کارناموں پر ان کے پاؤں گواہی دیں گے۔

رَختِ اُو دُزدی دَر تَن و در خانہ اَش
چوری کا سامان ، بدن پر اس کے گھر میں

گشتہ پیدا گم شُدہ افسانہ اَش
کھل گیا ، اس کا قصہ ختم ہو گیا

پس رَواں گردد بزندانِ سَعیر
تو وہ دوزخ کے قید خانہ کی جانب روانہ ہو گا

کہ نباشد خار راز آتش گزیر
کیونکہ کانٹے کے لئے آگ کے سوا چارہ نہیں

چوں مُوکّل آں ملائک پیش و پس
فرشتے سپاہی کی طرح آگے اور پیچھے

بُودہ پنہاں گشتہ پیدا چوں عَسس
چھپے ہوئے تھے ، کوتوال کی طرح ظاہر ہو گئے

میبرندش میسپارندش بہ نیش
اس کو لے جائیں گے اس کو عذاب کے سپرد کر دینگے

کہ برو اے سگ بگہدانہائے خویش
کہ اے کتے ! اپنے پاخانوں میں جا

میکشد پابر سرِ ہر راہ اُو
وہ ہر راستہ پر پاؤں کھینچتا ہے

تا بُود کہ بر جہد زاں چاہ اُو
شاید کہ وہ اس کنویں سے کود بھاگے

مُنتظِر می ایستد تَن میزند
انتظار میں کھڑا ہو جاتا ہے ، چپ سادھ لیتا ہے

بَر اُمیدے رُوئے واپس می کُند
کسی امید پر مڑ کر دیکھتا ہے

اَشک میبارد چو بارانِ خزاں
موسم خزاں کی بارش جیسے آنسو بہاتا ہے

خُشک اُمیدے چہ دارد اُو جُز آں
وہ سوائے اس کے اور کیا خشک امید رکھتا ہے ؟

ہر زمانے رُوئے واپس میکُند
وہ ہر وقت مڑ کر دیکھتا ہے

رُو بدر گاہِ مُقدّس میکُند
درگاہ مقدس کی طرف رجوع کرتا ہے

پس زحق اَمر آید از اقلیم نُور
نور کے عالم سے اللہ کی جانب سے حکم آئیگا

کہ بگوئیدش کہ اے بطّالِ عُور
اس سے کہدو کہ اے جھوٹے ، ننگے !

اِنتظارِ چیستی اے کانِ شر
اے شر کی کان ! کاہے کا انتظار ہے ؟

رُوچہ واپس میکُنی اے خیرہ سَر
اے بیہودہ ! مڑ کر کیوں دیکھتا ہے ؟

نامہ ات آنست کِت آمد بدست
تیرا وہی اعمالنامہ ہے جو تیرے ہاتھ میں آ گیا

اے خدا آزار و اے شیطاں پرست
اے خدا دشمن ! اور اے شیطان کے پجاری !

چوں بدیدی نامۂ کردار خویش
جبکہ تو نے اپنے عمل کا اعمالنامہ دیکھ لیا

چہ نگری پس بیں جزای کار خویش
پیچھے کیا دیکھتا ہے ؟ اپنے کام کی جزا دیکھ

بیہُدہ چہ مول مولے میزنی
کیوں بیہودہ ٹال مٹول کرتا ہے

دَر چُنیں چہ کُو اُمیدِ رَوشنی
ایسے کنویں میں روشنی کی کیا امید ہے ؟

۱ رَختِ دُزدی۔ جب چور کے گھر میں سے چوری کا سامان برآمد ہو جائے تو ثبوت مکمل ہو جاتا ہے۔ سعیر۔ جہنم۔ کہ نباشد۔ خاردار جھاڑی جلانے ہی کے کام آتی ہے چوں مُوکّل۔ جو فرشتے پہلے اس سے پوشیدہ تھے اب کوتوال کی طرح اس پر مسلط ہوں گے۔

۲ می برندش۔ دو فرشتے اس کو جہنم کی طرف لیجائیں گے نیش۔ یعنی عذاب۔ گہدانہا ہی۔ یعنی جہنم میں جو اس کا مقام ہے۔ می کشد۔ وہ جہنم کی طرف جانے سے رکے گا اور کسی امید پر مڑ مڑ کر دیکھے گا۔ باران خزاں موسم خزاں کی بارش بے کار ہوتی ہے۔ رو بدرگاہ۔ وہ مڑ مڑ کر اللہ تعالیٰ کے دربار کو دیکھے گا۔

۳ پس۔ اس گنہگار کے لئے عالم قدس سے خطاب ہو گا کہ اے جھوٹے، اعمال صالحہ سے ننگے مڑ مڑ کر کیوں دیکھتا ہے کس جزا کا انتظار ہے تیرا اعمالنامہ تیرے ہاتھ میں آ چکا ہے اب بیکار ٹال مٹول سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب تجھے عذاب کے گڑھے میں جانا ہے وہاں روشنی کی کوئی امید نہیں ہے۔

نے تُرا از رُوئے ظاہر طاعتے
نہ تیرے پاس ظاہر کے اعتبار سے کوئی عبادت ہے

نے تُرا در سِرّ و باطن نیّتے
نہ تیرے پاس پوشیدہ اور چھپی ہوئی کوئی نیت ہے

نے تُرا در شب مُناجات و قیام
نہ تیرے پاس رات کی سرگوشی اور کھڑا رہنا ہے

نے تُرا در روز پرہیز و صیام
نہ تیرے پاس دن کی پرہیز گاری اور روزہ رکھنا ہے

نے تُرا حفظِ زباں زآزارِ کس
نہ تیرے پاس کسی کو ستانے سے زبان کو محفوظ رکھنا ہے

نے نظر کردن بعبرت پیش و پس
نہ عبرت کے لئے آگے اور پیچھے دیکھنا ہے

پیش چہ بُود یادِ مرگ و نزعِ خویش
"آگے" کیا ہوتا ہے؟ موت اور اپنی جان کنی

پس چہ باشد مُردنِ یاراں زپیش
"پیچھے" کیا ہوتا ہے؟ پہلے سے دوستوں کا مرنا

نے تُرا بر ظلم توبہ[۲] پُر خروش
نہ تیرے پاس ظلم سے آہ بھری توبہ ہے

اے دغا گندم نمائے و جَو فروش
اے دغا (باز) گیہوں کھانیوالے اور جو بیچنے والے

چوں ترازوئے تو کژ بُود و دغا
جبکہ تیری ترازو، کج اور پر (دغا) تھی

راست چوں جوئی ترا زوئے جَزا
تو جزاء کی صحیح ترازو کو تو کیوں تلاش کرتا ہے؟

چونکہ پائے چپ بُدی در غدر و کاست
جبکہ تو غداری اور گھٹانے میں بایاں پاؤں بنا ہوا ہے

نامہ چوں آید تُرا در دستِ راست
تو اعمالنامہ تیرے دائیں ہاتھ میں کیسے آئیگا؟

چوں جزا سایہ است اے قدِّ تو خم
اے ٹیڑھے قد والے! جبکہ جزا تیرا سایہ ہے

سایہ تو کج فتد در پیش ہم
سامنے تیرا سایہ بھی ٹیڑھا پڑے گا

زیں[۳] قبل آید خطاباتِ دُرشت
اس طرح کے سخت خطابات آئیں گے

کہ شود کہ را ازاں ہم کوہ پشت
کہ اس سے پہاڑ بھی کبڑا ہو جائے گا

بندہ گوید آنچہ فرمودی بیاں
بندہ کہے گا جو کچھ آپ نے بیان فرمایا

صد چنانم صد چنانم صد چناں
میں اس سے سو گناہوں، سو گناہوں سو گناہوں

خود تو پوشیدی بتر ہا را بحلم
تو نے خود بردباری سے اس سے بدتر کو پوشیدہ رکھا

ورنہ میدانی فضیحتہا بعلم
ورنہ تو رسوائیوں کو علم کے ذریعہ جانتا ہے

لیک بیروں از جہاد و فعلِ خویش
لیکن کوشش اور اپنے فعل کے علاوہ

از ورائے خیر و شرّ و کفر و کیش
بھلائی اور برائی اور کفر و مذہب کے علاوہ

وز نیازِ عاجزانہ خویشتن
اپنی عاجزانہ نیاز مندی کے علاوہ

وز خیال و وہمِ من یا صد چومن
اپنے یا اپنے جیسے سیکڑوں کے خیال اور وہم کے علاوہ

---

۱ نے تُرا۔ اللہ تعالیٰ اس گنہگار سے فرمائیگا کہ تیرے پاس کوئی عملِ خیر ہے نیت خیر نہ رات کی نماز ہے نہ دن کا روزہ تو نے لوگوں کو زبان سے بھی ستایا اور ظالموں کے انجام سے عبرت حاصل نہ کی۔ پیش۔ آگے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ تو اپنے مرنے اور نزع کی کیفیت کا تصور کر کے عبرت حاصل کرتا اور پیچھے سے عبرت کا مطلب یہ ہے کہ جو تجھ سے پہلے مرے ہیں ان سے عبرت حاصل کرتا۔

۲ توبہ۔ اگر گناہوں کا صدور بھی ہوا تھا تو ان سے توبہ کر لیتا۔ چوں۔ جب تیرے عمل کی ترازو غلط تھی تو اب بدلے کی ترازو کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔ چونکہ۔ برائی بائیں جانب منسوب ہوتی ہے۔ چوں جزا۔ جزا کی مثال سایہ کی سی ہے جب قد ٹیڑھا ہے تو سایہ ضرور ٹیڑھا ہوگا

۳ زیں قبل۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس گنہگار کو ایسے سخت جواب ملیں گے کہ ان سے پہاڑ بھی جھک جائے۔ بندہ گوید۔ اب یہ گنہگار جناب باری میں عرض کریگا کہ جو میری خطائیں گنائی گئی ہیں میں ان سے بھی سو گنا خطاوار ہوں۔ لیکن تیری رحمت ان گناہوں سے بھی بدتر گناہوں کی پردہ پوشی کر دیتی ہے مجھے نہ اپنے اعمال پر بھروسہ ہے نہ اپنی عاجزی پر بلکہ محض تیرے کرم پر

بھروسہ ہے

بُودم اُمیدے محضِ لُطفِ تُو
مجھے تیری مہربانی سے امید تھی
ازورائے راست باشی یا عتُو
صحیح زندگی یا سرکشی کے علاوہ

بخشش محضے زلُطفِ بے عِوَض
بغیر بدلے کی مہربانی سے خالص بخشش
بُودم اُمید اے کریمِ بے غَرَض
اے بے غرض سخی ! مجھے امید تھی

رُوسپس کردم بداں محضِ کرم
میں اس خالص کرم کی طرف مڑا
سُوئے فعلِ خویشتن می ننگرم
میں اپنے عمل کو نہیں دیکھ رہا ہوں

سُوئے آں اُمید کردم رُوئے خویش
اس کرم کی جانب میں نے اپنا چہرہ کیا ہے
کہ وجودم دادۂ از پیش بیش
کہ تو نے مجھے پہلے وجود سے زیادہ وجود عنایت کیا

خلعتے ہستی بدادی رائگاں
تو نے مفت وجود کا لباس عطا کیا
من ہمیشہ مُعتمَد بُودم براں
میں ہمیشہ اس پر بھروسہ رکھتا تھا

چوں [۲] شمارد جُرمِ خود راؤ خطا
جب وہ اپنے جرم اور خطا گنائے گا
محض بخشایش دَر آید در عَطا
خالص بخشش ، عطا میں لگ جائیگی

کاے ملائک باز آریدش بما
کہ اے فرشتو ! اس کو ہمارے پاس واپس لے آؤ
کہ بُدستش چشم و دل سُوئے رجا
کیونکہ اس کی آنکھ اور دل امید وار عطا ہیں

لا اُبالی وار آزادش کُنیم
بے پروائی سے ہم اس کو آزاد کر دینگے
واں خطا ہارا ہمہ خط بر زنیم
اور ان سب خطاؤں پر قلم پھیر دیں گے

لا اُبالی مَر کسے باشد مُباح
بے پروائی اس کے لئے مناسب ہے
کِش زیاں نبُود ز جُرم واز صلاح
جس کو نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچے

آتشِ [۳] خوش برفروزیم از کَرم
ہم کرم سے ایک اچھی آگ روشن کرینگے
تا نماند جُرم و زَلّت بیش و کم
تاکہ جرم اور لغزش نہ تھوڑی رہے نہ زیادہ

آتشے کز شُعلہ اَش کمتر شرار
وہ آگ جس کے شعلے کی چھوٹی سی چنگاری
می بسوزد جُرم و جَبر و اِختیار
خطا اور جبر اور اختیار کو جلا ڈالے

شُعلہ در بُنگاہِ انسانی زنیم
ہم انسانی خیمہ گاہ میں آگ لگا دیں گے
خار را گلزارِ رُوحانی کُنیم
کانٹے ، کو روحانی چمن بنا دیں گے

ما فرستادیم از چرخِ نہم
ہم نے نویں آسمان سے بھیجی ہے
کیمیا یُصلِحُ لَکُم اَعمالَکُم
وہ تمہارے لئے تمہارے اعمال کی اصلاح کردیتا ہے" کی کیمیا

۱ بُودم۔ میری امید تیرے اس کرم سے وابستہ ہے جو کسی بھی بدلے اور عوض سے بے نیاز ہے میں مڑ مڑ کر تیرے اس کرم کو دیکھتا ہوں اپنے اعمال اور افعال کو نہیں دیکھ رہا ہوں خلعتے۔ تو نے ہمیں وجود عنایت کیا تھا وہ تیرا محض کرم تھا ورنہ اس سے پہلے نیک اعمال کہاں تھے۔

۲ چوں شمارد۔ جب یہ گنہگار اپنی خطا میں گنائیگا تو خالص بخشش عطا شروع کردے گی۔ کاے۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرمائے گا کہ چونکہ اس گنہگار نے ہماری بخشش سے امید وابستہ کی ہے لہٰذا اس کو جہنم کی جانب سے واپس لے آؤ۔ لا اُبالی۔ ہم اس کی تمام خطائیں معاف کرتے ہیں اور ہمیں کوئی پرواہ نہیں ہے کیونکہ ہم بے پرواہیں بے پرواہ وہ ہوتا ہے جس کو کسی کی نیکی اور بدی سے کوئی نقصان نہ پہنچ سکے۔

۳ آتش خوش۔ ہم اپنے کرم کی وہ آگ جلا دینگے جو تمام جرموں اور خطاؤں کو جلا کر خاکستر بنا دیگی۔ بُنگاہ۔ خیمہ گاہ۔ یصلح۔ قرآن پاک میں ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ۔ اے مومنو اللہ سے پرہیزگاری حاصل کرو اور ٹھیک بات کہو وہ تمہارے اعمال کو سدھار دیگا اور تمہارے لئے تمہارے گناہوں کو بخش دیگا۔

خود چہ باشد پیشِ نورِ مُستقر — کرّ و فرِّ اختیارِ بُوالبشر

مستقل نور کے سامنے خود کیا ہے؟ — ابو البشر کے اختیار کی شان و شوکت

گوشت پارہ آلتِ گویائے اُو — پیہ پارہ منظرِ بینائے اُو

گوشت کا ایک ٹکڑا اس کے بولنے کا آلہ ہے — چربی کا ٹکڑا اس کے دیکھنے کا آلہ ہے

مِسمَعِ اُو آں دوپارہ استخواں — مُدرِکش دو قطرہ خوں یعنی جِناں

ہڈی کے دو ٹکڑے اس کے سننے کا آلہ ہیں — خوں کے دو قطرے یعنی دل اس کے علم کا آلہ ہیں

کِرمَکی ۲ و از قذر آگندۂ — طُمطراقے در جہاں افگندۂ

تو گندگی سے بھرا ہوا ایک کیڑا ہے — تو نے دنیا میں دم مچا رکھی ہے

از منی بُودی منی را وا گذار — اے ایاز آں پوستیں را یاد دار

تو منی سے پیدا ہوا تھا خودی کو چھوڑ — اے ایاز! اس پوستین کو یاد رکھ

قصّہ ایاز و حُجرہ داشتنِ اُو جہتِ چارق و پوستین و

ایاز اور اس کے چپل اور پوستین کے لئے حجرہ رکھنے کا قصہ اور اس کے

گُماں بُردن خواجہ تاشاں کہ اُو را دراں حجرہ دفینہ است

ساتھیوں کا گمان کرنا کہ اس حجرے میں اس کا خزانہ ہے دروازہ

بسبَب محکمی دَرو گرفنِ قفل و رفتنِ اُو بداں جا

کی مضبوطی اور تالے کے بھاری پن اور اس کے وہاں جانے کی وجہ سے

آں ایاز از زیرکی انگیختہ — پُوستین و چارقش آو یختہ

ایاز ذہانت سے بھرا ہوا تھا — اس نے اپنی پوستین اور چپل لٹکا رکھی تھی

میرَود ۳ ہر روز دَر حُجرہ خلا — چارقت اینست منگر دَر علا

علیحدہ حجرے میں وہ روزانہ جاتا تھا — تیری یہ چپل ہے بلندی پر نظر نہ کر

شاہ را گفتند اُورا حجرہ ایست — اندر آنجاز زرّوسیم وخُمرہ ایست

انہوں نے بادشاہ سے کہا اس کا ایک حجرہ ہے — وہاں سونا چاندی اور مٹکا ہے

---

۱ خود چہ باشد جس قدر افعال انسانی ہیں وہ مظہر صفات و اسماء باری تعالیٰ ہیں اور اس اعتبار سے ان میں ایک نور ہے لیکن چونکہ ان کا حدود بندہ کے اختیار سے ہوا ہے اس عارض کی وجہ سے ان میں جرم و خطا کی صفت پیدا ہو گئی ہے جب حضرت حق تعالیٰ اپنے کرم سے اس اختیار کی نسبت کو کو فرما دیگا تو ان کا نور واضح ہو جائیگا اور ان افعال میں جرم و خطا کی صفت باقی نہ رہے گی۔ گوشت۔ مولانا بندہ کے اس اختیار کی حقارت اور صفت کا ظاہر فرماتے ہیں اقوال میں بندہ کا اختیار محض ایک زبان کی وجہ سے ہے۔ پیہ نظر کے گناہوں میں اختیار کا تعلق آنکھوں کی معمولی چربی سے ہے۔ مسمع۔ مسموعات میں اختیار محض کان کی دو ہڈیوں کی وجہ سے ہے۔ مُدرکش۔ معلومات میں اختیار کا تعلق دل کے خون کے دو قطروں سے ہے یہ ہے بندہ کے اختیار کی حقیقت

۲ کرمکی۔ انسان منی جیسی نجس چیز سے بنا ہے جس نے دنیا میں اپنی غلط شان و شوکت بنا رکھی ہے۔ از منی۔ جبکہ انسان اس قدر ناچیز ہے تو غرور و تکبر اس کے مناسب نہیں اس کو ایاز کی طرح اپنی اس پر نگاہ رکھنی چاہیے۔ قصہ ایاز۔ ایک انسان کو اپنی اصل و حقیقت کو اسی طرح پیش نظر رکھنا چاہیے۔ جس طرح ایاز اپنے عروج کے زمانہ میں اپنی اصل حقیقت کو فراموش نہ کرتا تھا۔ آں ایاز۔ ایاز جو سلطان محمود کا ایک ادنیٰ غلام تھا اور پھر ترقی کر کے اس کا محبوب ترین وزیر بنگیا تھا چونکہ عقل کا پتلا تھا اس نے اپنی غلامی کی حالت کی پوستین اور چپلیں ایک حجرے میں لٹکا رکھی تھیں۔ چارق۔ ایک قسم کی چپل تھی جو جنگلی لوگ پہنتے تھے۔

۳ میرود۔ ایاز کا معمول تھا کہ روزانہ اس حجرہ میں جا کر اپنے آپ کو بتاتا کہ موجودہ عروج سے غرور نہ کر تیری اصل یہ ہے۔ شاہ را۔ دوسرے وزراء نے سلطان محمود سے کہا کہ ایاز کا ایک خاص حجرہ ہے جس میں وہ کسی کو نہیں جانے دیتا اور اس کو مضبوطی سے بند کر رکھا ہے اس میں اس نے زر و جواہر جمع کر رکھے ہیں۔ خمرہ۔ مٹکا۔

راہ می ندہد کسے را اندرُو
وہ اس کے اندر جانے کی کسی کو اجازت نہیں دیتا ہے

بستہ میدارد ہمیشہ آں دَر اُو
وہ ہمیشہ اس دروازے کو بند رکھتا ہے

شاہ[1] فرمود اے عجب آں بندہ را
شاہ نے کہا تعجب ہے اس غلام کا

چہ بُود پنہان و پوشیدہ زما
ہم سے چھپا اور ڈھکا کیا ہو گا ؟

پس اشارت کرد میرے را کہ رَو
پھر اس نے ایک سردار کو اشارہ کیا کہ جا

نیم شب بکشائے دَردَر حُجرہ شو
آدھی رات کو دروازہ کھول حجرے میں چلا جا

ہرچہ یابی مر تُرا یغماش کُن
تو جو کچھ پائے تیرا ہے اس کو لوٹ لے

سِرِّ اُو را برنَدیماں فاش کُن
اس کے راز کو ساتھیوں پر فاش کر دے

باچُنیں اِکرام ولُطفِ بے عَدد
ایسے اعزاز اور بے شمار مہربانیوں کے باوجود

از لئیمی سیم و زر پنہاں کُند
کمینہ پن سے چاندی اور سونا چھپاتا ہے

مینماید اُو وفا و عِشق وجوش
وہ وفا اور عشق اور جوش دکھاتا ہے

وانگہ اُو گندم نمائے وجَو فروش
پھر وہ گیہوں دکھانے والا اور جو بیچنے والا ہے

ہرَ کہ[2] اندر عِشق یابد زندگی
جو شخص عشق میں زندگی حاصل کر لے

گُفر باشد پیشِ اُو جُز بندگی
اس کے نزدیک غلامی کے علاوہ کفر ہے

نیم شب آں میر باای معتمَد
اس امیر نے آدھی رات کو تیس معتمد آدمیوں کیساتھ

دَر گُشادِ حجرہ او رائے زَد
اس کے حجرے کو کھولنا طے کیا

مَشعلہ بَرکَر دہ چندیں پہلواں
چند بہادر، مشعلیں لئے ہوئے

جانبِ حُجرہ رَوانہ شادماں
خوشی خوشی حجرے کی جانب روانہ ہو گئے

کاہرِ سلطانست بر حُجرہ زنیم
کہ بادشاہ کا حکم ہے کہ ہم حجرہ لوٹ لیں

ہرَ یکے ہمیانِ زر دَر کَش کُنیم
ہم میں سے ہر ایک سونے کی تھیلی بغل میں دبا لے

آں یکے میگفت ہے چہ جائے زر
ایک کہتا تھا، سونا کیا ہوتا ہے

از عقیق و لعل گوی و از گہر
عقیق اور لعل اور موتی کی بات کر

خاص[3] خاصِ مخزنِ سلطان ویست
وہ شاہی خزانہ کا خاص الخاص ہے

بلکہ اکنوں شاہ را خود جان ویست
بلکہ اب تو وہ خود شاہ کی جان ہے

چہ محل دارد بہ پیشِ آں عشیق
اس معشوق کے آگے کیا وقعت رکھتا ہے ؟

لعل و یاقوت و زمرّد یا عقیق
لعل اور یاقوت اور زمرد یا عقیق

[1] شاہ۔ بادشاہ نے کہا تعجب ہے اس نے ہم سے چھپا کر یہ دولت کیوں جمع کی ہے۔ پس۔ بادشاہ نے ایک وزیر کو اشارہ کیا کہ رات میں جا کر اس حجرے کا دروازہ توڑ کر اندر گھس جاؤ۔ مرتُرا۔ اس حجرہ میں جو کچھ ملے وہ تیرا ہے یغما۔ لوٹ۔ شرِّ اُو۔ ایاز کے اس راز کو لوگوں سے کہہ دینا۔ باچنیں۔ ہمارے اس کرم کے ہوتے ہوئے اس نے ہم سے چھپا کر مال کیوں جمع کیا ہے۔ می نماید۔ ہم سے وفاداری اور عشق کا دم بھرتا ہے اور پھر گیہوں دکھا کر جو فروخت کرتا ہے یعنی دھوکہ بازی کرتا ہے۔

[2] ہر کہ۔ جو عشق کا دعوے کرے پھر محبوب کی غلامی کے علاوہ اس کے لئے ہر چیز کفر ہوتی ہے۔ نیم شب۔ اس وزیر نے طے کیا کہ آدھی رات کو تیس بھروسہ کے آدمی لیکر اس حجرہ پر دھاوا بول دیگا۔ پہلوان یعنی وہی تیس معتمد کش۔ گوشۂ بغل۔ جیب جائے۔ زرد یعنی اس لوٹ میں سونا اور کنار عقیق اور لعل اور موتی ملیں گے۔

[3] خاص۔ چونکہ ایاز شاہ کا خاص خزانچی ہے اور شاہ کی جان بنا ہوا ہے اور شاہ کا معشوق ہے تو اس کے خزانہ میں تو عقیق اور جواہر کی بھی کیا قدر ہے۔ عشیق۔ معشوق یعنی ایاز۔

شاہ[1] را بر وے نبودے بد گماں — تسخرے میکرد بہر امتحاں
بادشاہ کو اس پر بد گمانی نہ تھی — وہ آزمائش کے لئے مذاق کر رہا تھا

پاک میدانستش از ہر غش و غل — باز ازو ہمش می لرزید دل
وہ اس کو ہر کھوٹ اور فریب سے پاک سمجھتا تھا — پھر وہم سے اس کا دل لرزتا تھا

کہ مباد اکایں بود خستہ شود — من نخواہم کہ برو خجلت رود
کہ وہ خدا نخواستہ رنجیدہ ہو — میں خواہاں نہیں ہوں کہ اس کو شرمندگی ہو

ایں[2] نہ کرداست او وگر کرد او ورا است — ہر چہ خواہد گو بکن محبوبِ ماست
اس نے یہ نہ کیا ہوگا اور اگر کیا ہے تو جائز ہے — کہہ دے وہ جو چاہے کرے، ہمارا پیارا ہے

ہر چہ محبوبم کند من کردہ ام — او منم من او چہ گرد ر پردہ ام
میرا پیارا جو کرے وہ میں نے کیا ہے — وہ میں ہوں میں وہ اگرچہ میں پردے میں ہوں

باز گفتے دور ازاں خوئے و خصال — آنچنیں تخلیط ژاژ ست و خیال
پھر کہتا اس خصلت اور عادت سے بعید ہے — اس طرح کی گڑ بڑ بکواس اور وہم ہے

از ایاز ایں خود محال ست و بعید — کو یکے دریاست قعرش نا پدید
ایاز سے یہ خود نا ممکن اور بعید ہے — کیونکہ وہ ایک ایسا دریا ہے جس کی تھاہ نہیں ہے

ہفت[3] دریا اندرو یک قطرہ — جملہ ہستیہاز مہرش ذرہ
ساتوں سمندر اس کے اندر ایک قطرہ ہیں — تمام ہستیاں اس کی محبت کا ایک ذرہ ہیں

جملہ پاکیہا ازاں دریا برند — قطر ہایش یک بیک مینا گرند
سب اس دریا سے پاکی حاصل کرتے ہیں — اس کا ایک ایک قطرہ مینا بنانے والا ہے

شاہِ شاہانست و بلکہ شاہ ساز — وز برائے چشمِ بد نامش ایاز
وہ شاہنشاہ بلکہ شاہ گر ہے — نظر بد کی وجہ سے اس کا نام ایاز ہے

چشمہائے نیک ہم بروے بدست — از ردِ غیرت کہ حسنش بیحدست
بھلی نگاہیں بھی اس پر بری ہیں — غیرت کی وجہ سے کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے

یک دہاں خواہم پنہائے فلک — تا بگویم وصفِ آں رشک ملک
آسمان کی چوڑائی والا ایک منہ چاہتا ہوں — تاکہ اس رشک ملائکہ کی تعریف کر سکوں

[1] شاہ۔ شاہ نے ایاز کا حجرہ توڑنے کے بارے میں جو حکم دیا تھا وہ اس بنا پر نہ دیا کہ ان لوگوں کی باتوں کی وجہ سے شاہ ایاز سے بدگمان ہو گیا تھا بلکہ اس نے اس حکم کے ذریعہ ان لوگوں کو آزمانے کے لئے مذاق کیا تھا۔ پاک بادشاہ ایاز کو اس تہمت سے پاک سمجھتا تھا۔ لیکن پھر بھی شاہ کا دل لرز رہا تھا۔ کہ اگر خدانخواستہ ان لوگوں کی یہ تہمت صحیح نکلی تو ایاز کو بہت دکھ ہوگا۔

[2] ایں۔ نہ کرداست۔ شاہ یہی سمجھتا تھا کہ ایاز نے حجرہ میں خزانہ جمع نہیں کیا ہے اور اگر کیا بھی ہے تو چونکہ وہ میرا محبوب ہے اس کا جو جی چاہے کرے۔ ہر چہ۔ اگر اس نے خزانہ بھی جمع کیا ہے تو گویا میں نے ہی جمع کیا ہے جبکہ اس میں اور مجھ میں دوئی نہیں ہے۔ تخلیط۔ گڑبڑ جو یہ لوگ کہہ رہے ہیں۔ از ایاز ایاز اخلاص و محبت کا دریائے ناپیدا کنار ہے۔

[3] ہفت۔ دریا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ اشعار آخر تک شاہ کی زبانی ایاز کی تعریف ہوں یا مولانا نے ایاز کی محبوبیت سے آنحضورؐ کی محبوبیت کی طرف منتقل ہو کر آنحضورؐ کی مدح شروع کر دی ہو۔ جملہ ہستیہا۔ یعنی تمام موجودات۔ ایاز۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز غلام مراد ہے۔ اگر آنحضورؐ کی تعریف ہے تو ایاز سے آنحضورؐ کی عبدیت مراد ہے۔ از رہ غیرت۔ شعر غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم یک دہاں۔ میرا یہ چھوٹا سا منہ تعریف سے قاصر ہے۔

دردہاں[1] ایامِ چنیں و صد چنیں — تنگ آید دربیانِ آں امیں
اور اگر میں ایسا اور اس جیسے سینکڑوں منہ پالوں — اس لعنت دار کے بیان میں تنگ ہو جائیں

ایقدر ہم گر نگویم اے سَنَد — شیشۂ دل از ضعیفی بشکند
اے معتمد! اگر میں اتنا بھی نہ کہوں — کمزوری سے دل کا شیشہ ٹوٹ جائے

شیشۂ دل را چو نازک دیدہ اَم — بہرِ تسکیں بس قبا بدریدہ اَم
چونکہ میں نے دل کے شیشہ کو نازک سمجھا — تسکین کے لئے میں نے بہت سی قبائیں چاک کی ہیں

من[2] سَرِ ہر ماہ سہ روز اے صنم — بے گماں باید کہ دیوانہ شوم
اے محبوب! میں ہر مہینہ کے شروع میں تین دن — یقیناً دیوانہ بن جاتا ہوں

ہیں کہ امروز اوّلِ سہ روزہ است — روزِ پیروزیست نے پیروزہ است
خبردار! آج تین دن کا پہلا دن ہے — کامیابی کا دن ہے نہیں فیروزہ ہے

ہر دلے کاندر غمِ شاہے بُوَد — دَمبدَم اُورا سَرایں مَہ بُوَد
جو دلی شاہ کے عشق میں مبتلا ہو — اس کا ہر وقت اس مہینہ کا شروع ہوتا ہے

دَربیانِ[3] آنکہ آنچہ بیان کردہ میشود صورتِ قصہ اَست و آنکہ
اس بیان میں کہ جو کچھ بیان کیا جائے گا وہ قصہ کا ظاہر ہے اور

آں صورتیست در خوردِ ایں صورت گراں است و دَر خوردِ
یہ کہ وہ ظاہر، ظاہر پرستوں کے لائق اور ان کی تصویر کے آئینہ کے لائق ہے

آئینۂ تصویرِ ایشانست و از قدوسی کہ حقیقتِ ایں قصہ راست
اور وہ لطافت جو اس قصہ کی حقیقت ہے میری گویائی کو

نُطقِ مرا ازیں تنزیل شرم می آید و از خجالت سَر وریش
اس کے بیان کرنے سے شرم آتی ہے اور شرمندگی سے سر اور داڑھی اور

وقلم گم میکند وَ الْعاقِلُ تکفیہِ الْاِشارَۃُ
قلم گم کئے دیتی ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

قصۂ محمود و اوصافِ ایاز. چوں شدم دیوانہ رفت اکنوں زساز
محمود کا قصہ اور ایاز کے اوصاف — اب ترتیب سے باہر ہو گئے چونکہ میں دیوانہ بنگیا ہوں

[1] دردہاں۔ اس طرح کی سینکڑوں تعریفیں بھی اس امین کی خوبیوں کا پورا بیان نہیں کر سکتی ہیں۔ امین۔ اگر شاہ کا مقولہ ہے تو ایاز مراد ہے اگر مولانا کا مقولہ ہے تو آنحضور مراد ہیں۔ اعتقاد۔ معشوق کی تعریف کرنے سے عاشق کو تسلی ہوتی ہے۔ شیشۂ دل۔ قبا چاک کرنے سے جنوں کو تسلی ہو جاتی ہے۔

[2] من۔ مجنوں کا جنون مہینہ کے ابتدائی تین دن میں جوش پر ہوتا ہے، یہ بھی مشہور ہے کہ حجاج ظالم نے اجنبی حالت میں ایک چرواہے سے دریافت کیا کہ حجاج کے بارے میں تیری کیا رائے ہے تو اس نے حجاج کو بددعائیں دیں اور ظالم بتایا اس پر حجاج نے کہا تو نہیں جانتا کہ میں حجاج ہوں تو اس چرواہے نے گھبرا کر کہا تو نہیں جانتا کہ میں ایک دیوانہ ہوں اور مجھے ہر مہینہ میں تین دن جنون کا دورہ پڑتا ہے اور آج ان دنوں کا پہلا دن ہے اس پر حجاج ہنس پڑا اور اس کو انعام دیا ممکن ہے کہ اس لطیفہ کے تین دن کی طرف اشارہ ہو۔ جیسا کہ مولانا فرماتے ہیں محبت میں دیوانگی کا میرا بھی پہلا روز ہے۔ ہر دلے۔ جس کے دل میں معشوق حقیقی کا عشق ہو اس کے لئے تو ہر لحظہ مہینہ کے اول کے تین دن ہیں

[3] دربیان۔ محمود ایاز کا عنوان تو قصہ کی ظاہری صورت ہے اصل مقصد اپنے عشق خداوندی کو بیان کرنا ہے۔ قصہ محمود چونکہ اب مجھ میں عشق حقیقی کی دیوانگی پیدا ہو گئی ہے لہٰذا یہ قصہ بھی اب بے ربط ہو کر رہ گیا ہے۔

زانکہ پیلم دید ہندستاں بخواب
کیونکہ میرے ہاتھی نے ہندوستان کو خواب میں دیکھ لیا

از خراج اُمید بُردہ شد خراب
آمدنی سے امید منقطع کر لے گاؤں تباہ ہو گیا ہے

کَیْفَ یَاْتِی النَّظْمُ لِیْ وَالْقَافِیَهْ
مجھے نظم اور قافیہ کیسے دستیاب ہو

بَعْدَ مَا ضَاعَتْ اُصُوْلُ الْعَافِیَهْ
جبکہ عافیت کی جڑیں برباد ہو گئی ہیں

مَا جُنُوْنٌ وَّاحِدٌ لِّیْ فِی الشُّجُوْن
غموں کی وجہ سے مجھے ایک ہی جنون نہیں ہے

بَلْ جُنُوْنٌ فِیْ جُنُوْنٌ فِیْ جُنُوْنٌ
بلکہ جنون در جنون در جنون ہے

ذَابَ جِسْمِیْ مِنْ اِشَارَاتِ الْکِلَا
کتوں کے اشاروں سے میرا بدن گھل گیا

مُنْذُ عَانَیْتُ الْبَقَاءَ فِی الْفَنَا
جب سے میں نے فنا میں بقا کی تکلیف اٹھائی ہے

اے[۲] ایاز از عشق تو گشتم چو موئے
ماندم از قصہ تو قصہ من بگوئے
اے ایاز! میں تیرے عشق میں بال جیسا ہو گیا ہوں
میں تیرے قصہ سے تھک گیا تو میرا قصہ بیان کر

بس فسانہ عشق تو خواندم بجاں
تو مرا کا فسانہ گشتستم بخواں
میں نے تیرے عشق کا افسانہ دل و جان سے پڑھا
میں جو افسانہ بن گیا ہوں تو مجھے پڑھ

خود تو میخوانی یقیں اے مُقتدا
من کہ طورم تو موسیٰ ویں صدا
اے مقتدا! یقیناً تو خود پڑھ رہا ہے
میں (کوہ) طور ہوں تو موسیٰ ہے اور یہ صدا بازگشت ہے

کوہ بیچارہ چہ داند گفت چیست
زانکہ بیچارہ زگفتنہا تہی ست
بیچارہ پہاڑ کیا جانے گفتگو کیا ہوتی ہے؟
کیونکہ وہ بے چارہ گفتگوؤں سے خالی ہے؟

لیک موسیٰ فہم گفتنہا کند
کوہ عاجز خود چہ داند اے سَنَد
لیکن موسیٰ گفتگو میں سمجھتے ہیں
اے معتمد! عاجز پہاڑ کیا جانے

کوہ[۳] میداند بقدرِ خویشتن
اَندکے دارد ز لُطفِ روح تن
اپنی بقدر پہاڑ بھی جانتا ہے
جسم روح کا تھوڑا سا لطف رکھتا ہے

تن چو اُصطرلاب باشد زاحتساب
آیتے از رُوح ہمچوں آفتاب
جسم حساب لینے میں اصطراب کی طرح ہے
روح کی تابش سورج کی طرح ہے

اصطراب ایک آلہ ہے۔ جس سے سورج چاند وغیرہ کے فاصلوں کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔

---

۱ زانکہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے غیر ملک میں جا کر جب کبھی وہ خواب میں ہندوستان کو دیکھتا ہے تو اس پر مستی طاری ہو جاتی ہے۔

کیف۔ ایک مجنون نظم اور قافیہ پر قادر نہیں رہتا۔ ما جنون۔ میرا صرف ایک جنون نہیں ہے جنون در جنون در جنون ہے ذاب جسمی۔ چونکہ عشق کی داستان بیان نہیں کر سکا رہا ہوں لہٰذا اس کا اثر میرے جسم کو گھلا رہا ہے۔

مند۔ جب سے میں اپنے آپ کو فنا کر کے مقام مشاہدہ میں پہنچ گیا ہوں۔

۲ اے ایاز۔ اے محبوب اب مجھ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تیرے عشق کا قصہ بیان کر سکوں اب میرا وجود خود قصہ بن کر رہ گیا ہے تو اس قصہ کو بیان کر۔ بس فسانہ۔ میں تیرے عشق میں فنا ہو کر خود افسانہ بن گیا ہوں۔

خود۔ طور میں کی صدا خود طور کی نہ تھی وہ تو حضرت موسیٰ کی صدا بازگشت تھی اب میں طور ہوں تو موسیٰ ہے لہٰذا میری آواز دراصل تیری آواز ہے۔ کوہ پہاڑ خود اس آواز کو کچھ نہیں سمجھتا موسیٰ نے سمجھا۔

۳ کوہ میداند۔ پہلے شعر سے یہ نہ سمجھنا کہ پہاڑ بالکل بے شعور ہے پہاڑ میں بھی شعور ہے لیکن حضرت موسیٰ جیسا شعور نہیں ہے۔ اندکے۔ اصل لذت روح کو حاصل ہوتی ہے جسم بھی اس سے بہرہ اندوز ہو جاتا ہے۔ یہی حال حضرت موسیٰ اور پہاڑ کا ہے۔ تن۔ اب مولانا نے جسم اور روح کا مستقل بیان شروع کر دیا ہے فرماتے ہیں۔ جسم سے روح کے منازل اور مراتب کا اسی طرح پتہ لگتا ہے۔ جس طرح اصطرلاب سے سورج کے احوال کا پتہ چلتا ہے۔

آں اَ۱ منجم چوں نباشد چشم تیز
جب وہ نجومی تیز نگاہ نہ ہو

شرط باشد مرد اُصطرلاب ریز
اصطرلاب بنانے والے انسان کی ضرورت ہوتی ہے

تا صُطرلابے کُند از بہرِ او
تاکہ وہ اس کے لئے اصطرلاب بنا دے

تا بَرد از حالتِ خورشید بُو
تاکہ وہ سورج کی حالت معلوم کر سکے

جاں کز اُصطرلاب جُوید اُو صواب
جو جان اصطرلاب کے ذریعہ ٹھیک بات معلوم کرے

چہ قدر داند ز چرخ و آفتاب
وہ آسمانوں اور سورج کی کیا قدر جان سکتی ہے؟

تو کز اُصطرلاب دیدہ بنگری
تو جو کہ آنکھ کے اصطرلاب سے دیکھتا ہے

در جہاں دیدن یقیں بس قاصری
عالم (باطن) کو دیکھنے سے یقیناً بہت عاجز ہے

تو جہاں را قدرِ دیدہ دیدۂ
تو نے جہان کو آنکھ کی بقدر دیکھا ہے

گو جہاں سُبلت چرا مالیدۂ
جہاں کہاں ہے؟ مونچھوں کو تاؤ کیوں دیا ہے؟

عارفاں را سُرمہ ہست آں بجوئے
عارفوں کے پاس سرمہ ہے وہ طلب کر

تا کہ دریا گردد ایں چشمِ چو جوئے
تاکہ یہ نہر جیسی آنکھ سمندر بن جائے

ذرہ۲ از عقل و ہوش ار با من ست
اگر عقل اور ہوش کا ایک ذرہ بھی میرے پاس ہے

ایں چہ سودا و پریشاں گفتن ست
تو یہ دیوانگی اور بے ترتیب باتیں کرنا کیوں ہے؟

چونکہ مغزِ من ز عقل و ہُش تہی ست
چونکہ میرا دماغ عقل اور ہوش سے خالی ہے

پس گناہِ من دریں تخلیط چیست
تو اس خلط ملط میں میرا کیا قصور ہے؟

نے گناہ اُو را ست گو عقلم بُرد
نہ اس کا گناہ ہے جو میری عقل لے گیا

عقلِ جملہ عاقلاں پیشش بمُرد
تمام عقلمندوں کی عقلیں اس کے آگے مردہ ہیں

یَا مُحِیرَ الْعَقْلِ فَتَّانَ الْحِجٰی
اے عقل کو حیران کرنے والے محبوبہ فتنہ میں مبتلا کرنے والے!

مَا سِوَاکَ لِلْعُقُوْلِ مُرْتَجٰی
تیرے سوا عقلوں کی امید گاہ نہیں ہے

مَا ۳ اشْتَهَيْتُ الْعَقْلَ مُذْ جَنَّتْنِیْ
تو نے جب سے مجھے جنون عطا کیا ہے میں نے عقل کی خواہش نہیں کی ہے

مَا حَسَدْتُّ الْحُسْنَ مُذْ زَيَّنْتِنِیْ
جب سے تو نے مجھے زینت بخشی ہے میں نے حسن پر حسد نہیں کیا ہے

بَل جُنُوْنِیْ فِیْ هَوَاکَ مُسْتَطَابْ
بلکہ تیرے عشق میں میرا جنون بھلا ہے

قُلْ بَلٰی وَاللّٰهُ بَرِیْکَ الصَّوَابْ
کہدے "ہاں" اللہ تجھے ٹھیک بدلہ دے

گر بتازی گوید او ور پارسی
اگر وہ عربی میں بولے یا فارسی میں

گوش و ہوشت کو کہ در فہمش رسی
تیرا کان اور ہوش کہاں ہے کہ تو اس کو سمجھے

۱ آں منجم۔ جو نجومی براہ راست ستاروں کے احوال نہیں دیکھ سکتا اس کے لئے اصطرلاب ذریعہ بنتا ہے۔ جاں۔ جو منجم براہ راست چاند اور سورج کے ذاصلوں کو نہ سمجھ سکے محض اصطرلاب کے ذریعہ حقیقت تک پہنچ سکیگا۔ تو کز۔ اگر انسان محض آنکھ کے اصطرلاب کے ذریعہ عالم کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کریگا تو وہ حقیقت تک نہ پہنچ پائیگا۔ تو جہاں۔ آنکھ کے ذریعہ سمجھنے والا اپنی آنکھ کے بقدر سمجھ سکیگا۔ عارفاں۔ عارفوں سے سرمہ حاصل کرنا چاہیے پھر حقائق واضح ہوں گے۔

۲ ذرہ۔ اگر مجھ میں تھوڑی بھی عقل ہو تو میں زولیدہ بیانی نہ کروں لیکن چونکہ میری عقل اور حواس گم ہوتے ہیں لہٰذا یہ بے ترتیب بیان کر رہا ہوں۔ نے گناہ۔ وہ معشوق جس کی وجہ سے ہوش و حواس گم ہوئے ہیں۔ اس کا کوئی قصور نہیں ہے اس کی شان یہی ہے کہ اس کے سامنے عاقلوں کی عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ مُحیّر۔ حیران کرنے والے۔ فتان۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والا حِجی، عقل مرتجی۔ امید گاہ

۳ مَا اشْتَهَيْتُ۔ یعنی تیرے عشق کے جنون کے بعد مجھے عقل کی تمنا نہیں ہے جَنَّتْنِیْ تو نے مجھے جنون میں مبتلا کیا ہے۔ زَیَّنْتِنِیْ۔ تو نے مجھے زینت دی ہے۔ مُسْتَطَاب پسندیدہ۔ قُلْ بَلٰی۔ یعنی تو میری ان باتوں کی تصدیق کر دے۔ سرتاپا معشوق کا بولنا دراصل عاشق کا بولنا ہے اور اس کے سمجھنے کیلئے حواس نہیں ہیں۔

بادۂ اُو در خورِ ہر ہوش نیست
حلقۂ اُو حَرّۂ ہر گوش نیست
اس کی شراب ہر ہوش کے مناسب نہیں ہے
اس کا حلقہ ہر کان کے لائق نہیں ہے

بارِ دیگر آمدم دیوانہ وار
زود زنجیرے بیار اے جاں ز زود
میں دیوانہ وار دوبارہ آگیا
اے جان! جا جا، جلد زنجیر لا

غیرِ آں زنجیرِ زُلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر آری بر درم
میرے معشوق کی زنجیر کے علاوہ
اگر دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

ہست بر پائے دلم از عشق بند
سُود کے دارد مرا ایں وعظ و پند
میرے دل کے پاؤں میں عشق کی بیڑی ہے
مجھے یہ وعظ اور نصیحت کہاں مفید ہو سکتی ہے؟

قصہ ۲ عشقش ندارد مطلعہ
ہم ندارد ہمچو مطلع مقطعہ
اس کے عشق کا قصہ کوئی مطلع نہیں رکھتا
مطلع کی طرح مقطع بھی نہیں رکھتا

حکمتِ نظر کردن در چاق و پوستین کہ فَلْیَنْظُرْ
چپل اور پوستین کو دیکھنے کی حکمت کیونکہ پس انسان دیکھے
الْاِنْسَانُ مِمَّا خُلِقَ
کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے

باز گرداں قصہ عشقِ ایاز
کاں یکے گنجے ست مالا مالِ راز
ایاز کے عشق کا قصہ لوٹا
کیونکہ وہ راز سے بھرا ہوا ایک خزانہ ہے

میرود ہر روزہ در حجرہ بدیں
تا بہ بیند چارقے با پوستیں
وہ ہر روز حجرہ میں اس لئے جاتا تھا
تاکہ چپل مع پوستین کے دیکھے

زانکہ ہستی سخت مستی آورد
عقل از سر، شرم از دل میبرد
کیونکہ وحدت بہت مستی لاتی ہے
سر سے عقل کو اور دل سے شرم کو نکالدیتی ہے

صد ۳ ہزاراں قرن پیشیں راہمیں
مستیِ ہستی بزد رہ زیں کمیں
اس لئے کہ لاکھوں سال پہلے اسی
وحدت کی مستی نے اسی گھات سے ڈاکہ زنی کی ہے

شُد عزازیلے ازیں مستی بلیس
کہ چرا آدم شود بر من رئیس
اس مستی کی وجہ سے عزازیل ابلیس بنا
کہ آدم میرے سردار کیوں ہوں؟

خواجہ ام من نیز و خواجہ زادہ ام
صد ہنر را قابل و آمادہ ام
میں سردار ہوں اور سردار زادہ بھی ہوں
لاکھوں ہنروں کے قابل اور آمادہ ہوں

۱ بادہ۔ اس کی شراب کو صاحب ہمت ہی برداشت کر سکتا ہے اس کی غلامی کے حلقہ کا ہر کان اہل نہیں ہے۔
بار دیگر۔ اب مجھے جنون کا پھر دورہ پڑنے لگا جلد زنجیر لا لیکن وہ زنجیر اپنی زلف کی لا ہو سے کی زنجیر میری دیوانگی کی تاب نہ لا سکے گی۔ ہست۔ جس شخص کے پاؤں میں عشق کی بیڑی پڑی ہوئی ہو اس پر نصیحت اثر نہیں کرتی۔

۲ قصہ۔ عشق کے قصہ کی نہ ابتدا ہوتی ہے۔ نہ انتہا مطلع۔ غزل کا پہلا شعر۔ مقطع۔ غزل کا آخری شعر۔ باز گرداں ایاز کا قصہ پھر شروع کر کیونکہ اس میں بہت سی حکمتیں پوشیدہ ہیں۔ ہستی۔ یعنی عیش و عشرت کے سامان کے ہوتے ہوئے انسان میں نہ عقل رہتی ہے نہ شرم۔

۳ صد ہزاراں۔ قدیم زمانہ سے یہ فراوانی قوموں اور لوگوں کی تباہی کا سبب بنی ہے شد عزازیل۔ شیطان کو ہر طرح کا عیش و عشرت اور مرتبہ کی بڑائی حاصل تھی وہی اس کی گمراہی کا سبب ہوئی۔ خواجہ شیطان ملائکہ کا معلم تھا اور آگ سے پیدا ہوا تھا جو کہ مٹی سے اعلیٰ ہے اس لئے اس نے آپ کو سردار اور سردار زادہ کہا۔

در ہنر من از کسے کم نیستم
میں ہنر میں کسی سے کم نہیں ہوں

تا بخدمت پیشِ دشمن[1] نیستم
پھر کیوں دشمن کے سامنے دربار میں کھڑا ہوں؟

مَن ز آتش زادہ ام او از وحل
میں آگ سے پیدا ہوا ہوں وہ کیچڑ سے

پیشِ آتش مر وحل را چہ محل
آگ کے سامنے کیچڑ کا کیا رتبہ؟

او کجا بود اندراں دورے کہ من
اس زمانہ میں وہ کہاں تھا؟ جبکہ میں

صدرِ عالم بودم و فخرِ زمن
عالم کا صدر اور زمانہ کا فخر تھا

در بیانِ آیہ کریمہ خَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ وَقَوْلُهٗ تَعَالٰی

آیۂ کریمہ کے بیان میں جنوں کو آگ کی لپٹ سے پیدا کیا اور اللہ تعالیٰ کا

فِیْ حَقِّ اِبْلِیْسَ عَلَیْهِ اللَّعْنَةُ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

ابلیس (اس پر لعنت ہو) کے بارے میں بیشک وہ جنوں میں سے تھا پھر بھاگ نکلا

عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ

اپنے رب کے حکم سے

شعلہ میزد آتشِ جانِ سفیہ
نالائق کی جان شعلہ مارتی تھی

کاتشی بود الولد سرّ ابیہ
کیونکہ وہ آگ کا (بنا ہوا) تھا لڑکا باپ کا راز ہے

نے[2] غلط گفتم کہ بد قہرِ خدا
نہیں میں نے غلط کہا بلکہ وہ خدا کا قہر تھا

علتے را پیش آوردن چرا
کوئی علت پیش کرنا کیسا؟

کارِ بے علت مبرّا از علل
(خدا کا) کام بے علت علتوں سے پاک ہے

مستمرّ و مستقرست از ازل
ازل سے دائم اور قائم ہے

در کمالِ صُنعِ پاکِ مستحث
قابل توجہ، پاک کام کے کمال میں

علت حادث چہ گنجد با حدث
حدوث کے ہوتے ہوئے حادث کی علت کی کیا گنجائش؟

سرِ اب[3] چہ بود اب ما صُنع اوست
باپ کا راز کیا ہوتا ہے؟ ہمارا باپ اس کی صنعت ہے

صُنع مغز ست و اب صورت چو پوست
صنعت مغز ہے اور باپ چھلکے کی طرح صورت ہے

عشق داں اے فُندقِ تن دوستت
اے فندق جیسے جسم والے عشق کو اپنا دوست سمجھ

جانت جوید مغز کو بد پوستت
جو تیری جان کو مغز بنانا چاہتا ہے تیرے چھلکے کو کوٹتا ہے

[1] دشمن۔ یعنی حضرت آدم۔ وحل۔ کیچڑ۔ پیش۔ مٹی رتبہ میں آگ سے گھٹی ہوئی ہے۔ او کجا۔ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے شیطان کی بہت عزت تھی۔ خلق۔ دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ شیطان جنوں میں سے تھا اور جنوں کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے۔ شعلہ۔ چونکہ شیطان آتشی ہے تو اس کا مزاج بھی آتشی ثابت ہو۔ الولد۔ جیسا باپ ویسا بیٹا۔

[2] نے۔ میں نے اس کی نافرمانی کی علت آگ کو قرار دیا اصل علت قہر خدا ہے کار۔ اللہ تعالیٰ کا کام علت پر مبنی نہیں ہوتا ہے۔ در کمال۔ اللہ تعالیٰ کے کمالات اور صفات ازلی ہیں کوئی امر حادث اس کی علت کیسے بن سکتا ہے۔ تو شیطان کی نافرمانی کی علت اس کے آتشی ہونے کو قرار دینا صحیح نہیں ہے جبکہ قدر ازلی میں اس کو نافرمان قرار دیا گیا تھا اس وقت نہ آگ تھی نہ شیطان کا آتشی ہونا تھا۔

[3] سرِ اب چہ بود۔ کہا تھا۔ الولد سر لابیہ۔ یعنی بیٹے کے اوصاف کے لئے باپ کے اوصاف علت ہیں۔ اب فرماتے ہیں کہ باپ خود اللہ کا بنایا ہوا ہے وہ کیا علت بن سکے گا۔ اصل اللہ کی صفت ہے باپ اس کا ظاہری چھلکا ہے تو اصل علت اور سبب خدا کی کاریگری ہے۔ عشق داں۔ عشق دل میں بالیدگی پیدا کرتا ہے اور جسم کو گھٹاتا ہے۔ فُندق۔ عناب کی طرح کا ایک پھل ہے۔

دوزخی کہ پوست باشد دوستش — داد بَدَّلْنَا جُلُودًا پوستش
وہ دوزخی کھال جس کی دوست ہو — "ہم نے کھالوں کو بدل دیا" کی کھال انکو دیدی ہے

معنی و مغزت بر آتش حاکم ست — لیک آتش را قشورت ہیزم ست
تیرا جوہر اور مغز آگ پر حکمراں ہے — لیکن تیرے چھلکے ، آگ کا ایندھن ہیں

کوزۂ چوبیں کہ در وے آبِ جُوست — قدرتِ آتش ہمہ بر ظرفِ اُوست
لکڑی کا پیالہ جس میں نہر کا پانی ہے — آگ کا پورا قابو اس کے برتن پر ہے

معنیِ ۲ انسان بر آتش مالک ست — مالکِ دوزخ درو کے ہالکست
انسان کا جوہر ، آگ کا مالک ہے — دوزخ کا مالک اس میں کب ہلاک ہونے والا ہے

معنیِ ہیزم بر آتش حاکم ست — لیک آتش راتنِ اُو ہیزم ست
ایندھن کا جوہر آگ پر حاکم ہے — لیکن اس کا جسم آگ کا ایندھن ہے

پس میفزا تو بدن معنیٔ فزا — تا چو مالک باشی آتش زا کیا
پس تو جسم کو نہ بڑھا روح کو بڑھا — تاکہ تو مالک کی طرح آگ کا حاکم بنے

پوستہا بر پوست می افزودۂ — لا جرم چوں پوست اندرو دُودۂ
تو نے چھلکے پر چھلکا بڑھایا ہے — لا محالہ تو چھلکے کی طرح دھویں میں ہے

زانکہ آتش را علف جُز پوست نیست — قہرِ حق آں کبر را گردن زنیست
آگ کی خوراک چھلکے کے علاوہ نہیں ہے — اللہ تعالیٰ کا قہر اس تکبر کی گردن کاٹنے والا ہے

ایں ۳ تکبّر از نتیجہ پوست ست — جاہ و مال آں کبر رازاں دوست ست
یہ تکبر پوست کا نتیجہ ہے — اس لئے تکبر کو رتبہ اور مال محبوب ہے

ایں تکبّر چیست غفلت از لُباب — منجمدِ چوں غفلتِ یخ ز آفتاب
یہ تکبر کیا ہے ؟ جوہر سے غفلت — جمی ہوئی جیسا کہ برف کی سورج سے غفلت

چوں خبر شد ز آفتابش یخ نماند — نرم گشت و گرم گشت و تیز راند
جب اس کو سورج کا پتہ چلا برف نہ رہا — نرم ہو گیا اور گرم ہو گیا اور تیزی سے بہہ گیا

شد ز دید لُب جملہ تن طمع — خوارو عاشق شد کہ ذل من طمع
جوہر کے دیکھ لینے سے پورا جسم لالچ بن گیا — ذلیل اور عاشق بنگیا کیونکہ جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا

---

۱ دوزخی ۔ جو جسم و پوست کی بالیدگی کرتا ہے وہ دوزخی ہے اور اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں نئی نئی کھالیں دیگا قرآن پاک میں ہے کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ "ان دوزخیوں کی جب جب کھالیں پک جائیں گی ہم ان کی کھالیں تبدیل کردیں گے تاکہ وہ عذاب کا مزہ چکھیں۔ معنی و مغفرت انسان کی روح، روح کامل کا پرتو ہے لہٰذا وہ آگ پر حاکم ہے آگ کا ایندھن انسان کا جسم ہے۔ کوزہ۔ جس لکڑی کے پیالے میں پانی ہو اگر اس کو آگ پر رکھو تو پیالہ پر آگ کا اثر آئے گا۔

۲ معنی انسان۔ روح انسانی آگ کی مالک ہے تو مالک فرشتہ جہنم کا داروغہ اور حاکم ہے وہ آگ سے کیسے تباہ ہوسکتا ہے مالک۔ اس فرشتہ کا نام ہے جو آگ کا حاکم اور داروغہ ہے۔ پوستہا۔ جبکہ تو جسم پوست بن گیا ہے اور پوست جہنمی چیز ہے تو تو بھی جہنم کے ایندھن میں ہے۔ زانکہ۔ جسم پروری سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور اللہ کا قہر اس کا قاتل ہے۔

۳ ایں تکبر۔ جسم پروری کا نتیجہ تکبر و غرور ہوتا ہے اسی لئے تکبر مال اور رتبہ کو بہت پسند کرتا ہے چونکہ یہ چیزیں تن پروری کا سبب ہیں۔ ایں تکبر انسان کا تکبر اس کی ذات و صفات باری سے غفلت کا نتیجہ ہے اور اس کا جماؤ ایسا ہے جیسا کہ برف کا جماؤ سورج سے غفلت کی بنا پر ہے لباب۔ خلاصہ۔ جوہر یعنی ذات باری اور اس کی صفات۔ شد ز دید لب۔ جب اس کو ذات و صفات کا مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے تو انسان میں اس کے حصول کا لالچ پیدا ہوتا ہے۔

اور لالچی ہمیشہ ذلت اختیار کرتا ہے ذل من طمع۔ مولانا نے اس محاورہ کے عام معنی سے ہٹ کر دوسرے معنی مراد لئے ہیں عام معنی تو یہ ہیں کہ دنیا کا لالچ انسان کو ذلیل کرتا ہے۔

چوں[1] نہ بیند مغز قانع شد بپوست
جب جوہر کو نہیں دیکھتا ہے، چھلکے پر قانع ہو جاتا ہے

بندِ عزِّ من قنع زندانِ اُوست
جس نے قناعت کی اس نے تکبر کیا کی بیڑی اس کا قید خانہ ہے

عزت اینجا کبریست و ذلِّ دیں
اس جگہ عزت کافری ہے اور ذلت دیں

سنگ تا فانی نشدُ کے شد نگیں
پتھر جب تک فانی نہ ہوا، نگینہ کب بنا ؟

در مقامِ سنگی و انگاہ انا
تو پتھر کی جگہ ہے اور پھر تکبر

وقتِ مسکیں گشتنِ تست و فنا
حالانکہ تیرے مسکین بننے اور فنا کا وقت (قریب) ہے

کبر زاں جوید ہمیشہ جاہ و مال
تکبر ہمیشہ رتبہ اور مال کا جویاں اسلئے ہے

کہ ز سرگینست کرمن را کمال
کہ جنتی کو گوبر سے کمال (حاصل) ہے

کایں دو دایہ پوست را افزوں کنند
کیونکہ یہ دونوں دودھ پلانیوالی کھال کو بڑھاتی ہیں

شحم و لحم و کبر نخوت آگنند
چربی اور گوشت اور تکبر اور غرور بھرتی ہیں

دیدہ[2] را بر لُبِّ لُب نفراشتند
لوگوں نے مغز کے مغز پر نظر نہ اٹھائی

پوست را ازاں روئے لُبّ پنداشتند
اس سبب سے چھلکے کو مغز سمجھ گئے

پیشوا ابلیس بُود ایں راہ را
اس راستہ کا پیشوا ابلیس تھا

کو شکار آمد شبیکہ جاہ را
جو رتبہ کے جال کا شکار بنا

مال چوں مارست و آں جاہ اژدہا
مال سانپ جیسا ہے اور رتبہ اژدہا ہے

سایۂ مرداں زمرّد ایں دو را
ان دونوں کا زمرد مردوں کا سایہ ہے

زاں زمرّد مار را دیدہ جہد
اس زمرد سے سانپ کی آنکھیں نکل جاتی ہیں

کوُر گردد مارو رہرو وا رہد
سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور سالک نجات پا جاتا ہے

چوں[3] بدیں رہ خار بنہاد آں رئیس
جبکہ اس پیشوا نے اس راستہ پر کانٹے بچھائے

ہر کہ خست اُو گفت لعنت بر بلیس
جو بھی زخمی ہوا اس نے کہا شیطان پر لعنت

یعنی ایں غم بر من از غدرِ ویست
یعنی مجھے یہ تکلیف اس کی غداری سے پہنچی

غدر را آں مُقتدا سابق پے ست
غداری کا وہ مقتدا اور پیشوا ہے

بعد ازاں خود قرن بر قرن آمدند
اس کے بعد صدیوں پر صدیاں آئیں

جملگاں بر سُنّتِ اُو پا زدند
سب اس کے طریقہ پر چل پڑے

[1] چوں نہ بیند۔ جب تک انسان کو ایک حقیقت کا مشاہدہ نہیں ہوتا وہ ظاہر پر قناعت کرتا ہے اور قناعت کی بیڑی اس کو تکبر اور غرور میں مبتلا کر دیتی ہے۔ عزّ من قنع۔ اس محاورے کے عام معنی تو یہ ہیں کہ جو شخص دنیاوی معاملات میں قناعت اختیار کرتا ہے وہ باعزت رہتا ہے۔ مولانا نے اس محاورے کے بھی یہ معنی مراد نہیں لئے ہیں۔ عزت۔ مولانا فرماتے ہیں تن پروری کفر ہے اور دین ذلت کا اختیار کرنا ہے۔ سنگ۔ جسم کے پتھر کو جب تک مجاہدوں کے ذریعہ فنا نہ کیا جائیگا وہ نگینہ نہ بن سکیگا۔

[2] دیدہ را۔ چونکہ ان لوگوں نے اصل جوہر کو نہ دیکھا۔ اس لئے وہ چھلکے کو مغز سمجھ بیٹھے پیشوا۔ ان گمراہوں کا پیشوا شیطان ہے جو خود جاہ اور مرتبہ کے جال کا شکار بن گیا مال۔ مال اور رتبہ کی محبت انسان کیلئے سانپ اور اژدھا ہے بزرگوں کی محبت ان دونوں کے لئے زمرد ہے۔ زاں۔ زمرد۔ مشہور ہے کہ زمرد کی تاثیر سے سانپ اندھا ہو جاتا ہے اور وہ انسان پر حملہ کرنے کے قابل نہیں رہتا

[3] چوں۔ راہ ہدایت پر چونکہ شیطان نے کانٹے بچھائے ہیں اب جس کسی کو بھی اس راہ میں ان سے تکلیف پہنچتی ہے وہ شیطان پر لعنت کرتا ہے۔ آں مقتدا۔ یعنی شیطان۔ بعد ازاں۔ اب جس قدر گمراہ ہیں اسی شیطان کی پیروی کرتے ہیں۔

ہر کرا بنہد سُنّتِ بد اے فتیٰ
اے نوجوان ! جس نے برا راستہ قائم کیا

تادر اُفتد بعد ازو خلق از عمیٰ
اسکے بعد جبلک بھی مخلوق اندھے پن سے اسپر چلتی ہے

جمع گردد بروے آں جملہ بزہ
وہ سب گناہ اس پر جمع ہو جاتا ہے

گوسرے بُود ست وایشاں دُم غزہ
کیونکہ وہ سر تھا اور وہ دم کی جز تھے

لیک آدمؑ چارق وآں پوستیں
لیکن آدم چپل اور وہ پوستین

پیش مُی آرد کہ ہستم من زطیں
سامنے لاتا ہے ، کہ میں مٹی کا ہوں

چوں لایزآں چارقش مورو بُود
جیسا کہ لایز ، چپل اس کا ورد تھی

لا جرم اُو عاقبت محمود بُود
لا محالہ اس کا انجام قابل ستائش تھا

ہست ۲ مُطلق کار سازِ نیستی ست
مطلق وجود ، نیستی کا کارنامہ ہے

کارگاہِ ہست کُن جُز نیست چیست
موجود ہونے کا کارخانہ نیستی کے سوا کیا ہے ؟

بر نوشتہ ہیچ بنو یسد کسے
کبھی کوئی لکھے ہوئے پر لکھتا ہے ؟

یا نہالے کار داندر مغز سے
یا ایک پودے کے تھانولے میں کوئی دوسرا پودا اگاتا ہے

کاغذے جوید کہ آں بنوشتہ نیست
وہ کاغذ تلاش کرتا ہے جو لکھا ہوا نہیں ہے

تخم کارد موضعے کہ کشتہ نیست
اس جگہ بیج بوتا ہے ، جو بوئی ہوئی نہیں ہے

تو برادر موضع نا کشتہ باش
اے بھائی ! تو نہ بوئی ہوئی جگہ بن جا

کاغذ اسپید نا بنو شتہ باش
تو نہ لکھا ہوا سفید کاغذ بن جا

تا مشرف ۳ گردی ازنوں والقلم
تاکہ تو نون اور قلم سے مشرف ہو جائے

تابکارد در تو تخم آں ذوالکرم
تاکہ وہ صاحب کرم تجھ میں بیج بوئے

خود ازیں پالودہ نا بیدہ گیر
خود اس فالودے کو نہ چکھا ہوا بنا لے

مطبخے کہ دیدۂ نادیدہ گیر
جو مطبخ تو نے دیکھا ہے اس کو بن دیکھا بنا لے

زانکہ زیں پالودہ مستیہا بُود
کیونکہ اس فالودے سے مستیاں پیدا ہوتی ہیں

پوستین و چارق از یادت رَوَد
پوستین اور چپل تیری یاد سے نکل جاتے ہیں

چوں درآید نزع ومرگ آہے کُنی
جب نزع اور موت آتی ہے تو آہ کرتا ہے

ذِکرِ دلق و چارق آنگاہے کُنی
تب پرانی گدڑی اور چپل کو یاد کرتا ہے

---

۱ ہر کہ۔ حدیث شریف ہے مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ "جس شخص نے کوئی بری راہ قائم کی اس پر اس کا اور ان لوگوں کا گناہ ہے جو قیامت تک اس پر عمل کریں گے۔ بزہ۔ گناہ۔ دم غزہ۔ دم کی جز لیک آدم ۔ آدم علیہ السلام نے اپنی اصل کو دیکھا اور رَبَّنَا ظَلَمْنَا نَفْسَنَا کہدیا۔ چوں۔ لایز۔ لایز کا بھی اسی طرح سے اپنی غربت کی پوستین اور چپل کو دیکھنے کا معمول تھا اسی لئے اس کی عاقبت بھی پسندیدہ ہوئی۔

۲ ہست مُطلق۔ انسان اپنے آپ کو نیست کرے گا تب ہی اس میں صنعت خداوندی کارساز بنے گی۔ برنوشتہ۔ لکھے ہوئے کاغذ پر کوئی نہیں لکھتا ہے جس تھانولے میں درخت پہلے سے لگا ہوا ہو اس میں نیا پودہ نہیں بویا جاتا ہے لہٰذا اپنے آپ کو فنا کر تب بقا حاصل ہوگا۔ کاغذے خوشنویس سادہ کاغذ تلاش کرتا ہے باغ بنجر زمین میں لگایا جاتا ہے۔ تو برادر۔ انسان کو اپنے آپ کو نہ لکھے ہوئے کاغذ اور بنجر زمین کی طرح بنالینا چاہیے۔

۳ تا مشرف۔ پھر قدرت قلم قدرت سے اس پر نقش ونگار کرے گی اور اس میں معرفت نئے پودے لگا دے گی۔ خود اپنے آپ کو دنیاوی لذتوں سے خالی کرے پھر غیب کی لذتیں حاصل ہوں گی۔ زانکہ۔ انسان دنیاوی لذتوں میں پھنس کر منکر بن جاتا ہے اور اپنی اصل حقیقت کو فراموش کر دیتا ہے۔ چوں درآید۔ پھر ایسے وقت میں ندامت کا اظہار کرتا ہے کہ اس کو اس کا اظہار مفید نہیں ہوتا۔

تا نگردی غرقِ موجِ زشتیے — کہ نباشد از پناہت کشتیے
جب تک تو کسی برائی کی موج میں غرق نہ ہوگا — جس میں تیری پناہ کے لئے کوئی کشتی نہ ہوگی

یاد ناری از سفینہ راستیں — ننگری در چارق و در پوستیں
تو سچائی کی کشتی کو یاد نہ کرے گا — چپل اور پوستین کو نہ دیکھے گا

چونکہ در مانی بغرقابِ بلا — پس ظلمنا ورد سازی برولا
جب تو مصیبت کے بھنور میں پھنس جائیگا — پھر پے در پے "میں نے ظلم کیا" کو ورد بنائے گا

دیو گوید بنگرید ایں خام را — سر برید ایں مرغِ بے ہنگام را
شیطان کہتا ہے اس بے وقوف کو دیکھو — اس بے وقت کے اذان دینے والے مرغے کو ذبح کردو

دورایں خصلت ز فرہنگِ ایاز — کہ پدید آید نمازش بے نیاز
یہ خصلت ایاز کی ذہانت سے بعید ہے — کہ اس کی نماز بغیر عاجزی کے ہو

اُو خروسِ آسماں بُودہ ز پیش — نعرہائے اُو ہمہ در وقتِ خویش
وہ پہلے سے آسمانی مرغ تھا — اس کے سب نعرے اپنے وقت پر تھے

در معنیٔ آنکہ ۲ اَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ وَ معنیٔ آنکہ لَوْ کُشِفَ الْغِطَآءُ

اس معنی کے بیان میں کہ ہمیں چیزوں کو ایسا دکھا جیسی وہ ہیں اور اس کے معنی کہ اگر

الْغِطَآءُ مَا ازْدَدْتُّ یَقِیْنًا — و معنیٔ ایں بیت
پردہ ہٹا دیا جائے تو میرے یقین میں — اضافہ نہ ہو اور اس بیت کے معنی

در ہر کہ تو از دیدۂ بدی نگری — از چنبرۂ وجودِ خودی نگری
جس شخص کو تو بری نظر سے دیکھتا ہے — اپنے وجود کے حلقہ سے دیکھتا ہے

و در بیانِ ایں مصرع — پایۂ ۳ کژ کژ فگند سایۂ
اور اس مصرع کے بیان میں — ٹیڑھا قد ٹیڑھا سایہ ڈالتا ہے

اے خروساں ازوے آموزید بانگ — بانگ بہرِ حق کُند نے بہرِ دانگ
اے مرغو! اس سے اذان دینا سیکھو — وہ اللہ کے لئے اذان دیتا ہے نہ کہ پیسے کے لئے

صبحِ کاذب آید و نفر یبدش — صبحِ کاذب عالمِ نیک و بدش
صبح کاذب آتی ہے اور اس کو فریب نہیں دیتی — صبح کاذب اپنے نیک و بد کے جاننے والے کو

۱ تا نگردی۔ تیری یہ حالت ہے کہ جب تک تو بالکل تباہ نہ ہو جائیگا اپنی اصل حقیقت کو نہ دیکھے گا۔ چونکہ جب مصیبت کے بھنور میں پھنسے گا تب توبہ کرے گا۔ دیو۔ پھر شیطان تجھ پر ہنسے گا اور کہے گا کہ اب بے وقت کی توبہ اور ندامت سے کیا فائدہ ہے اس کو ذبح کر ڈالو جو مرغ بے وقت اذان دیتا ہے اس کو ذبح کر دیا جاتا ہے۔ دو۔ ایاز کی یہ عادت نہ تھی کہ اس کو وقت گذر جانے پر تنبیہ ہو اس کی ہر نماز عجز و انکساری سے تھی اور وہ آسمانی مرغ تھا اس کی تمام عاجزی بروقت تھی۔

۲ لَوْ اَنَّا۔ یہ عالم ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب ہے مولانا نے اس مناسبت سے اس کو یہاں ذکر کیا ہے کہ ایاز کے مخالفوں کو اس کے حجرہ میں جانے کی حقیقت معلوم نہ تھی اسی لئے انہوں نے اس کو متہم کیا۔ لَوْ کُشِفَ الْغِطَآءُ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ ہے کہ میرا ایمان بالغیب اس درجہ کا ہے کہ اگر غیب سے پردے بھی ہٹ جائیں تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہوگا پردوں کے ہوتے ہوئے میں ایمان اور یقین کے آخری مرتبہ پر ہوں۔ در ہر کہ۔ اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ انسان دوسروں کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے جیسا خود ہوتا ہے ویسا ہی دوسرے کو سمجھتا ہے۔

۳ پایہ کژ۔ اگر انسان کا خود ٹیڑھا قد ہے تو اس کا سایہ یقیناً ٹیڑھا پڑیگا۔ اے خروساں۔ جو لوگ اپنی اصلاح کرنا چاہیں انکو اسی طرح بروقت اصلاح کرنے چاہیے۔ جس طرح ایاز نے بروقت اپنی اصلاح کر لی تھی اسمیں اخلاص تھا اور کوئی ریا کاری نہ تھی۔ صبح کاذب۔ وہ وقت کو صحیح پہچانتا تھا وقت اس کو دھوکا نہ دے سکتا تھا۔

اہلِ دُنیا[1] عقلِ ناقص داشتند — تا کہ صبحِ صادقش پنداشتند
دنیا والے ناقص عقل رکھتے تھے — حتیٰ کہ اس کو صبح صادق سمجھ بیٹھے

صبحِ کاذب کاروانہا از دست — کہ بُوئے روز بیروں آمدست
صبح کاذب نے ان قافلوں کو تباہ کیا ہے — جو دن کی امید پر باہر آگئے ہیں

صبحِ کاذب خلق را رہبر مباد — کُو دہد بس کاروانہا را بباد
خدا کرے صبح کاذب مخلوق کی راہنما نہ بنے — جو قافلوں کو برباد کر دیتی ہے

اے شدہ[2] تو صبحِ کاذب را رہیں — صبحِ صادق را تو کاذب ہم مبیں
اے وہ شخص! کہ تو صبح کاذب کا پابند ہے — صبح صادق کو بھی تو کاذب نہ سمجھ

گر نداری از نفاقِ بد اماں — از چہ داری بر برادر ظنِ ہماں
اگر تجھے برے نفاق سے امن نہیں ہے — تو تو بھائی پر اس کا گمان کیوں کرتا ہے؟

بدگماں باشد ہمیشہ زشت کار — نامۂ خود خواند اندر حقِ یار
بدگمان ہمیشہ بد کار ہوتا ہے — دوست کے بارے میں اپنا خط پڑھتا ہے

آں خساں کاندر کژیہا ماندہ اند — انبیاء را ساحر و کژ خواندہ اند
وہ کمینے جو کجی میں پھنسے ہوئے ہیں — انہوں نے انبیاء کو جادوگر اور ٹیڑھا کہا ہے

واں[3] امیرانِ خسیسِ قلب ساز — ایں گماں بُردند بر حُجرہ لیاز
ان کمینے دھوکے باز سرداروں نے — ایاز کے حجرے پر یہی گمان کیا

کُو دفینہ دارد و گنج اندراں — زانکہ خود منگر اندر دیگراں
کہ وہ دفینہ رکھتا ہے اور اس میں خزانہ ہے — اپنے آئینہ میں دوسروں کو نہ دیکھ

شاہ میدانست خود پاکیِ اُو — بہرِ ایشاں کرد اُو آں جُست وجُو
شاہ خود اس کی پاکی کو جانتا ہے — اس نے وہ جستجو ان کے لئے کی تھی

کاے امیراں حجرہ بکشائید در — نیم شب کہ باشد اُوزاں بیخبر
کہ اے سردارو! حجرے کا دروازہ کھول دو — آدھی رات کو کیونکہ وہ اس سے لاعلم ہوگا

تا پدید آید سگالشہائے اُو — بعد ازاں بر ماست مالشہائے اُو
تاکہ اس کی تدبیریں ظاہر ہو جائیں — پھر اس کی سزا ہمارے ذمہ ہے

[1] اہلِ دنیا۔ دنیا دار، توبہ کا صحیح وقت نہیں پہچانتے ہیں ایسے وقت توبہ کرتے ہیں جبکہ توبہ مفید نہیں رہتی صبح کاذب۔ صحیح وقت کو نہ پہچاننے سے بہت سی قومیں تباہ ہوئی ہیں، قافلہ اگر کاذب صبح میں نکل پڑتا ہے۔ تو لوٹ لیا جاتا ہے۔ صبح کاذب خدا کرے کاذب صبح کسی کی رہبر نہ بنے ورنہ وہ تباہ ہو جائے گا۔

[2] اے شدہ۔ جو شخص خود غلطی میں مبتلا ہے وہ دوسرے کو غلطی پر نہ سمجھے۔ گر نداری۔ اگر انسان خود منافق ہے تو اس کو دوسروں کو منافق نہ سمجھنا چاہیے۔ بدگماں۔ بدگمان بہت بدکار ہے وہ اپنے اعمالنامہ کو دوسروں کا اعمالنامہ سمجھ کر پڑھتا ہے۔ آں خساں۔ کفار میں چونکہ خود کجی تھی وہ انبیاء کو جادوگر وغیرہ سمجھتے تھے۔

[3] واں امیراں۔ سلطان محمود کے دربار کے دوسرے امراء جنہوں نے ایاز کی شکایت کی تھی خود بدکار تھے انہوں نے حجرے کے بارے میں ایاز پر بھی مکاری کا خیال کیا۔ شاہ۔ سلطان محمود کو ایاز کی پاکی کا یقین تھا اور حجرے کی تلاشی کا حکم ان امیروں کو اس کی پاکی کا یقین دلانے کے لئے دیا تھا۔ کاے امیراں سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ تم شب میں ایاز کی لاعلمی میں حجرے کا دروازہ کھول لو تاکہ اس کے پوشیدہ حالات ظاہر ہو جائیں۔ پھر اس کو اس کی سزا دوں گا۔ سگالشہا۔ یعنی ایاز کے خیالات اور مال جمع کرنے کی تدبیریں۔

مر شمارا[1] دادم آں زرّ و گہر
میں نے وہ زرد جواہر تمہیں دیا

من ازاں زرہا نخواہم جز خبر
میں اس زر کے بارے میں سوائے خبر کے کچھ نہیں چاہتا ہوں

ایں ہمی گفت و دلِ اُو می طپید
وہ یہ کہہ رہا تھا اور اس کا دل تڑپ رہا تھا

از برائے آں ایازِ بے ندید
اس بے نظیر ایاز کی وجہ سے

کہ منم کایں برزبانم میرود
کہ میں ہوں کہ میری زبان سے جاری ہو رہا ہے

ایں جفا گر بشنود اُو چوں شود
یہ ظلم اگر وہ سنے گا اس کا کیا حال ہو گا ؟

باز میگوید بحقِ دینِ اُو
پھر کہتا ہے اس کے دین کی قسم

کہ ازیں افزوں بُود تمکینِ اُو
اس کا رتبہ اس سے بڑھ کر ہے

کہ بقذفِ زشتِ من طیرہ شوَد
کہ وہ میرے بری تہمت لگانے سے ناراض ہو

وز غرض وز سرِّ من غافل بُوَد
اور میری غرض اور راز سے غافل ہو

مُبتلا[2] چوں دیدتا ویلاتِ رنج
برُد بیند کے شود اُو ماتِ رنج

مبتلا (انسان) جب رنج کی توجیہہ سمجھ لیتا ہے
کامیابی دیکھتا ہے، وہ رنج سے ہار نہیں دیکھتا ہے

صاحبِ تاویل ایازِ صابرست
کہ بجرِ عاقبتہا ناظرست

توجیہہ کرنے والا، صابر، ایاز ہے
کیونکہ وہ نتائج کے سمندر کو دیکھنے والا ہے

ہمچو یوسفؑ خوابِ ایں زندانیاں
ہست تعبیرش بہ پیشِ اُو عیاں

حضرت یوسفؑ کی طرح ان قیدیوں کا خواب
اس کی تعبیر ان کے سامنے ظاہر ہے

خواب خود راچوں نداند مردِ خیر
کے بُود واقف ز سرِّ خوابِ غیر

جب بھلا آدمی اپنے خواب کو نہیں جانتا
وہ دوسرے کے خواب کے راز سے کب واقف ہوگا ؟

گر زنم[3] صد تیغ اُو را از امتحاں
کم نگردد وَ صلتِ آں مہرباں

میں اگر آزمائش کی سو تلواریں اس کے ماروں
اس مہربان کا تعلق کم نہ ہو گا

داند اُو کاں تیغ بر خودمی زنم
من وَیم اندر حقیقت اُو منم

وہ جانتا ہے کہ وہ تلواریں اپنے مار رہا ہوں
حقیقت میں میں وہ ہوں ، وہ میں ہے

دَر بیانِ اتحادِ عاشق و معشوق از رُوئے حقیقت اگرچہ

حقیقت کے اعتبار سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کے بیان میں اگرچہ

---

[1] مر شما۔ بادشاہ نے یہ بھی کہہ دیا تھا کہ جو جواہر وہاں ملیں وہ تمہارے ہیں مجھے آ کر صرف بتا دینا۔ ایں ہمی گفت۔ بادشاہ نے یہ علم تو دیدیا تھا لیکن وہ اس سے بے چین تھا کہ اگر اس کے مخلص ایاز کو اس کا علم ہوگا کہ میں نے بدگمانی کی بنیاد پر اس کے حجرہ کی تلاشی کا حکم دیا ہے تو اس کو کس قدر رنج ہوگا۔ باز میگوید۔ پھر بادشاہ دل میں کہتا تھا کہ ایاز کے خلوص پر یقین ہے کہ وہ اس حکم کے بارے میں مجھ سے بدگمان نہ ہوگا بلکہ یہی سمجھے گا کہ دشمنوں پر حقیقت حال واضح کرنے کیلئے میں نے یہ حکم دیا ہے۔

[2] مبتلا۔ مصیبت۔ زدہ جب اپنی مصیبت کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیتا ہے تو وہ رنج اور غم میں شکست خوردہ نہیں رہتا ہے۔ صاحب تاویل۔ بادشاہ نے خیال کیا کہ ایاز اس کام کی کوئی بہتر توجیہہ کر لیگا۔ ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے ساتھی قیدیوں کے خواب کی صحیح تعبیر دیدی تھی جس نے یہ دیکھا تھا کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے اس کو کہدیا تھا کہ تعبیر یہ ہے کہ تو پھر بادشاہ کا ساقی بنے گا اور جس نے دیکھا تھا کہ پرند اس کے سر پر کی روٹیاں کھا رہے ہیں۔ اس سے کہا تھا کہ تو سولی چڑھایا جائیگا۔ ایں زندانیاں۔ یعنی خور اور اس کے ساتھی۔

[3] گر زنم۔ سلطان محمود نے سوچا کہ اگر میں ایاز کے تلوار بھی ماروں تو اس کا تعلق کمزور نہ پڑے گا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا اس کے تلوار مارنا اپنے تلوار مارنا ہے۔ دربیان۔ اب مولانا نے اسی مناسبت سے عاشق اور معشوق کے اتحاد کو بیان کیا ہے۔

او متضاد[1] اَند از رُوئے آنکہ نیاز ضدِ بے نیازی ست چنانکہ آئینہ
وہ اس اعتبار سے متضاد ہیں کہ نیاز ، بے نیازی کی ضد ہے جیسا کہ آئینہ
بے صورت و سادہ است و بیصُورتی ضدِ صورت ست لیکن
بغیر صورت کا ہونا اور سادہ ہے اور صورت کا ہونا صورت کی ضد ہے لیکن
میانِ ایشان اِتّحادے ست دَر حقیقت کہ شرح آں دراز ست
حقیقت ان میں ایسا اتحاد ہے جس کی شرح دراز ہے
وَالعَاقِلُ تَکفِیہِ الاِشَارَۃُ
اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

جسم مجنوں راز رنجِ دورئے — اندر آمد نا گہاں رنجورئے
فراق کی تکلیف سے مجنون کے جسم — میں اچانک بیماری پیدا ہو گئی
خوں بجوش آمدز شعلہ اشتیاق — تا پدید آمد بداں مجنوں خناق
شوق کی چنگاری سے خون جوش میں آ گیا — حتی کہ اس سے مجنون کے (گلے میں) خناق پیدا ہو گیا
پس[2] طبیب آمد بدارو کردنش — گفت چارہ نیست ہیچ از رگ زدنش
اس کا علاج کرنے کے لئے طبیب آیا — اس نے کہا فصد کرنے کے علاوہ کوئی علاج نہیں ہے
رگ زدَن باید برائے دفع خوں — رگ زنے آمد بدانجا ذوفنوں
خون کے دفع کرنے کیلئے فصد کرنی چاہیے — (چنانچہ) وہاں ایک ہنر مند فصاد آیا
بازوش بَست و گرفت آں پیشِ او — بانگ برزد درزماں آں عشق خُو
اس نے اس کا بازو باندھا اور اس کو اس کے سامنے پکڑا — فوراً وہ عشق مزاج چیخا
مُزدِ خود بستان و ترکِ فصد کُن — گر بمیرم گو برو جسمِ کہن
اپنی فیس لے لے ، اور فصد نہ کر — اگر میں مر جاؤں، کہدے پرانا جسم چلا جائے
گفت[3] آخر از چہ می ترسی ازیں — چوں نمی ترسی تواز شیرِ عَریں
اس نے کہا آخر تو اس سے کیوں ڈرتا ہے؟ — جبکہ تو کچھار کے شیر سے نہیں ڈرتا ہے
شیر و گرگ و خرس و ہر یوزو دَدَہ — گرد بر گردِ تو شب گَرد آمدہ
شیر اور بھیڑیا اور بجھو اور ہر چیتا اور درندہ — تیرے چاروں طرف رات کو چکر لگاتا ہے
می نیاید شاں زتُو بُوئے بشر — زانکہ عشق و وَجد اندر جگر
تجھ میں سے انہیں انسان کی بو نہیں آتی ہے — تیرے جگر کے اندر عشق اور غم کی کثرت سے

[1] متضاد۔ بظاہر عاشق ومعشوق میں تضاد ہے ایک طرف نیاز ہے دوسری طرف بے نیازی ہے جیسا کہ آئینہ بے صورت ہے اور جو صورت اس کے اندر آتی ہے۔ بظاہر ان دونوں میں تضاد ہے لیکن حقیقۃً دونوں میں اتحاد ہے اس کی مجنوں کے قصہ سے تشریح کرتے ہیں، مجنوں ایک مجنون بیمار ہو گیا عشق کی شدت سے اس کے خون میں جوش پیدا کر دیا جس سے اس کے گلے میں خناق (گلے کا ورم) پیدا ہو گیا۔

[2] پس طبیب۔ طبیب نے کہا خون کو کم کرنے کیلئے فصد کرنا ضروری ہے لہٰذا فصد کرنے والے کو بلایا جائے۔ بازوش۔ فصد کرنے کیلئے جب اس کا بازو باندھا تو مجنوں شور مچانے لگا اور کہا کہ خواہ میں مر جاؤں فصد نہ کر۔

[3] گفت۔ فصاد نے کہا تو جنگلوں میں مارا مارا پھرتا ہے اور درندوں سے بھی نہیں ڈرتا ایک نشتر سے کیوں ڈر رہا ہے۔ عریں۔ شیر کی کچھار۔ یوز۔ چیتا۔ ددہ۔ درندہ۔ می نیاید۔ چونکہ عشق اور غم نے تیرا جگر جلا دیا ہے ان درندوں کو تجھ میں سے انسان کی بو نہیں آتی ہے اور وہ تجھے اپنا دشمن سمجھ کر تجھ پر حملہ نہیں کرتے ہیں۔

گرگِ[1] خرس و شیر داند عشق چیست
کم ز سگ باشد کہ از عشق او تہی ست

بھیڑیا اور ریچھ اور شیر جانتا ہے کہ عشق کیا ہے
جو شخص عشق سے خالی ہے وہ کتے سے کم ہے

گر رَگے عشقے نبودے کلب را
کے بجستے کلب کہف قلب را

اگر کتے میں عشق کی رگ نہ ہوتی
تو کتا (اہل) دل کے غار کو کب ڈھونڈتا

ہم ز جنسِ اُو بصورت چوں سگاں
گر نشد مشہور ہست لدر جہاں

اس کے ہم جنس بھی کتوں کی صورت میں
دنیا میں ہیں اگرچہ مشہور نہیں ہوئے ہیں

تو نبردی بُوئے دل از گرگ و میش
کے بری تو بُوئے دل از گرگ و میش

تو نے اپنی ہم جنس کے دل کی خوشبو نہ پائی
تو بھیڑیے اور بھیڑ کے دل کی خوشبو کب حاصل کر سکتا ہے؟

گر نبودے[2] عشق ہستی کے بُدے
کے زدے ناں بر تُو وتُو کے شدُے

اگر عشق نہ ہوتا، تو وجود لب ہوتا ؟
روٹی تجھ سے کب ملتی اور تو کب ہوتا ؟

نانِ تو شدُ از چہ ز عشق و اشتہے
ورنہ ناں را کے بُدے تا جاں رہے

تیری روٹی کس چیز سے بنی؟ عشق اور خواہش سے
ورنہ روٹی کا راستہ جان تک کب ہوتا ؟

عشق نانِ مُردہ را جاں می کُند
جاں کہ فانی بُود جاوِیداں کُند

عشق ہی مردہ روٹی کو جان (دار) بناتا ہے
جو جان فانی تھی اس کو جاودانی بنا دیتا ہے

گفت مجنوں من نمترسم ز نیش
صبرِ من از کوہِ سنگیں ہست بیش

مجنوں نے کہا میں نشتر سے نہیں ڈرتا ہوں
میرا صبر پتھریلے پہاڑ سے بڑھا ہوا ہے

مُتبلم بے زخم نا سَاید تنم
عاشقم بر زخمہا بَرمی تنم

میں مصیبت کا مارا ہوں بغیر زخم کے میرے جسم کو آرام نہیں ملتا ہے
میں عاشق ہوں زخموں کا چکر لگاتا ہوں

لیک[2] از لیلیٰ وجودِ من پُرست
ایں صدف پُر از صفاتِ آں دُرست

لیکن میرا وجود لیلیٰ سے بھرا ہوا ہے
یہ سیپ اس موتی کی صفات سے پر ہے

ترسم اے فصّاد اگر فصدم کُنی
نیش رانا گاہ بر لیلیٰ زنی

اے فصاد اگر تو میرے فصد لگائیگا، میں ڈرتا ہوں
اچانک تو نیلے کے نشتر مارے گا

داند آں عقلے کہ اُو دل روشنے ست
درمیانِ لیلیٰ و من فرق نیست

وہ عقل جس کا دل روشن ہے سمجھتی ہے
(کہ) مجھ میں اور لیلیٰ میں فرق نہیں ہے

مَن کیم لیلیٰ و لیلیٰ کیست مَن
ما دو رُوحیم آمدہ دَر یک بَدن

میں کون ہوں ؟ لیلیٰ اور لیلیٰ کون ہے ؟ میں
ہم دو روحیں ہیں جو ایک جسم میں آگئی ہیں

---

[1] گرگ۔ مولانا فرماتے ہیں جبکہ حیوانات بھی عشق سے آشنا ہیں تو اگر انسان میں یہ جذبہ نہ ہو تو وہ کتے سے بھی بدتر ہے گرگ۔ اصحاب کہف کے کتے قطمیر کو عشق ہی غار میں لے گیا تھا۔ قلب۔ یعنی اہل دل اصحاب کہف ہم زجنس۔ اور کتے بھی قطمیر کی طرح ہیں۔ مشہور نہیں ہوئے ہیں۔ تو نبردی۔ تو نے انسان کے دل کے عشق کو نہ پہچانا تو درندوں کے دل کی حالت کیا جان سکتا ہے۔

[2] گر نبودے۔ مولانا کے نزدیک عالم کے وجود کی بنیاد عشق ہے اور پوری کائنات میں باہمی عشق اور جذب و انجذاب ہے۔ نان۔ اگر روٹی اور انسان میں باہمی تعلق ہوتا تو روٹی زندہ انسان کا جزو کیسے بنتی۔ عشق۔ عشق ہی نے اس مردہ روٹی کو زندہ انسان کا جزو بنا دیا۔ گفت۔ مجنوں مجنوں نے فصاد سے کہا میں نشتر لگنے سے نہیں ڈر رہا ہوں میرا صبر پہاڑ سے بھی زیادہ ہے اور زخم کھانا میری عادت ہے۔ اسی سے میرے جسم کو آرام ملتا ہے۔

[3] لیک۔ چونکہ اب میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہوں اور میرے اس جسم میں صرف لیلیٰ ہے تو یہ نشتر میرے نہ لگے گا بلکہ لیلیٰ کے لگے گا۔ دانندۂ تمند سمجھ سکتا ہے کہ اب لیلیٰ میں اور مجھ میں کوئی فرق نہیں ہے میں لیلیٰ ہوں اور لیلیٰ میں ہوں دو روحیں ایک بدن میں ہیں۔

معشوقے ۱ از عاشق پُرسید کہ خود را دوست تر میداری یا مَرا

ایک معشوق نے عاشق سے دریافت کیا تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے یا مجھے

گفت من از خود مُردہ اَم و بتو زندہ اَم از خودو از صفاتِ خود

اس نے کہا میں اپنے اعتبار سے مردہ ہوں اور تیرے ذریعہ سے زندہ ہوں اپنے آپ سے اور اپنی

نیست شدہ اَم و بتو ہست شدہ اَم علمِ خود را فراموش کردہ اَم و

صفات کے اعتبار سے معدوم ہو گیا ہوں اور تیرے ذریعہ سے موجود ہوا ہوں میں نے اپنا علم بھلا دیا ہے اور

از عِلم تو عالِم شدہ اَم قدرتِ خود رابباد دادہ اَم واز قدرتِ

تیرے علم کے ذریعہ عالم بن گیا ہوں میں نے اپنی قدرت کو برباد کر دیا ہے اور تیری قدرت

تو قادر شدہ اَم اگر خودرا دوست دارم ترا دوست داشتہ

کے ذریعہ صاحب قدرت ہو گیا ہوں اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھے دوست

باشم و اگر ترا دوست داشتہ باشم خود را دوست داشتہ باشم

رکھتا ہوں اور اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں

ہر کہ ۲ را آئینہ یقیں باشد

جس کو یقین کا آئینہ حاصل ہو

گر چہ خود بیں خدائے بیں باشد

اگر چہ وہ خود بین ہے وہ خدا بین ہوگا

اُخرُج بصفاتی الی خلقی مَن رَّاٰکَ فقد رَاٰنی وَمَن

میری مخلوق کی طرف میری صفات میں سے نکل، جس نے تجھے دیکھا تو بیشک اسنے مجھے دیکھا اور جس نے

قصدک قصدنی وَمَن اَحبَّکَ اَحبَّنی وَقِس علٰی ھٰذا

تیرا قصد کیا اسنے میرا قصد کیا اور جس نے تجھ سے محبت کی اسنے مجھ سے محبت کی اور اسی پر قیاس کر لے

گفت معشوقے بعاشق ز امتحاں — در صبوحی ۳ کاے فلاں ابنِ فلاں

امتحاناً ایک معشوق نے عاشق سے کہا — صبح کی شراب کے وقت کہ اے فلاں فلاں کے بیٹے

مر مرا تو دوست تر داری عجب — یا کہ خود را راست گویا ذالکرب

تو مجھے عجیب زیادہ دوست رکھتا ہے — یا اپنے آپ کو سچ بتا اے غمزدہ!

گفت من در تُو چناں فانی شدم — کہ پُرم من از تو از سَر تا قدم

اس نے کہا میں تجھ میں ایسا فنا ہو گیا ہوں — کہ سر سے پاؤں تک تجھ سے پر ہوں

۱ معشوقے۔ اب مولانا عاشق و معشوق کے اتحاد کی مزید وضاحت کرتے ہیں۔ کسی معشوق نے عاشق سے دریافت کیا کہ تو مجھ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ یا اپنے آپ سے اس نے کہا میں اپنی تمام صفات گم کر چکا ہوں اب تیرے علم سے عالم تیری قدرت سے قادر ہوں۔ لہٰذا اگر تجھے دوست رکھتا ہوں تو اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور اپنے آپ کو دوست رکھتا ہوں تو تجھ دوست رکھتا ہوں اب دوئی ختم ہو گئی ہے۔ لہٰذا یہ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

۲ ہر کہ۔ جس کو ذات و صفات باری پر یقین کامل حاصل ہو گیا چونکہ وہ خودی کو ختم کر چکا ہے لہٰذا اس کی خود بینی بھی خدا بینی ہے۔ الخ۔ جب ایک انسان فرائض و نوافل کے ذریعہ خدا کا قرب حاصل کرتا ہے اور خدائی اخلاق سے متخلق ہو جاتا ہے تو اس انسان کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے۔

۳ صبوحی۔ صبح کے وقت کی شراب۔ گفت۔ عاشق نے کہا کہ میں تجھ میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہوں تو اور میں دو شخص نہیں ہیں کہ ان کے بارے میں محبت کی کمی اور زیادتی کا سوال ہو سکے۔

برمَن[1] از ہستیِ من جُز نام نیست
مجھ میں میرے وجود کا سوائے نام کے (کچھ) نہیں ہے

دَر رو جودم جُز تو اے خوش کام نیست
اے خوش نصیب امیر ے وجود میں تیرے سوا (کچھ) نہیں ہے

زاں سبَب فانی شدم من آنچنیں
اس لئے میں ایسا فانی ہو گیا ہوں

ہمچو سرکہ دَر تو بحرِ انگبیں
جیسا کہ سرکہ اے شہد کے سمندر ! تجھ میں

ہمچو سنگے کوشود کل لعل ناب
اس پتھر کی طرح جو مجسم خالص لعل بن گیا ہو

پُر شود اُواز صفاتِ آفتاب
وہ سورج کی صفات سے پر ہو جاتا ہے

وصفِ آں سنگی نماندا ندرو
اس میں پتھر پن کی صفت نہیں رہتی ہے

پُر شود از وصفِ خور اُو پشت و رُو
وہ آگے اور پیچھے سے سورج کے صف سے پر ہو جاتا ہے

بعد ازاں[2] گر دوست دارد خویش را
اس کے بعد اگر وہ اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے

دوستیِ خُور بُود آں اے فتیٰ
اے نوجوان ! وہ سورج سے دوستی ہوتی ہے

ورکہ خُور را دوست دارد اُو بجاں
اگر وہ (دل و) جان سے سورج کو دوست رکھتا ہے

دوستیِ خویش باشد بیگماں
بے شک اپنے سے دوستی ہوتی ہے

خواہ خود را دوست دارد لعلِ ناب
خالص لعل ، خواہ اپنے آپ کو دوست رکھے

خواہ یا اُو دوست دارد آفتاب
یا خواہ وہ سورج کو دوست رکھے

اندریں دو دوستی خود فرق نیست
ان دونوں دوستیوں میں فرق نہیں ہے

ہر دو جانب جُز ضیائے شرق نیست
دونوں جانب سورج کی روشنی کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تانشد[3] اُو لعل خور را دشمن ست
جب تک وہ لعل نہیں بنا، سورج کا دشمن ہے

زانکہ یک من نیست اینجا دو من ست
کیونکہ ایک وجود نہیں ہے یہاں دو وجود ہیں

زانکہ ظُلمانی ست سنگ اے باحضور
اس لئے کہ اے با شعور ! پتھر تاریک ہے

ہست ظلمانی حقیقت ضدِ نُور
تاریک حقیقتاً نور کی ضد ہے

خویش را گر دوست دارد کافرست
اگر اپنے آپ کو دوست رکھتا ہے تو کافر ہے

زانکہ اُو منّاعِ شمسِ اکبرست
کیوں کہ وہ شمس اکبر کا منکر ہے

پس نشاید کہ بگوید سنگ اَنا
پس مناسب نہیں ہے کہ پتھر "انا" کہے

اُو ہمہ تاریکی ست و دَر فنا
وہ مجسم تاریکی اور فنا میں ہے

---

[1] برمن۔ میرے وجود کا نام ہی نام ہے ورنہ اس وجود میں دراصل تو ہے۔ سرکہ۔ سرکہ کو اگر شہد کے سمندر میں ڈال دیا جائے تو سرکہ کا محض نام ہی نام رہیجائیگا ورنہ وہ سب شہد میں ملکر شہد بن گیا ہے۔ ہمچو۔ جس جسم میں کسی دوسرے جسم کی پوری صفات آجائیں تو اب اس پہلے جسم کا نام ہی نام باقی رہیگا۔ پتھر نے جب سورج کی صفات کو اس وجہ قبول کرلیا کہ اس میں پتھر پن نہ رہا اور وہ سورج کی صفات کو قبول کرکے لعل بن گیا تو اب وہ صرف نام کا پتھر ہے اس میں پتھر کی صفت باقی نہیں ہے۔

[2] بعد ازاں۔ لعل اگر اپنے آپ سے محبت کرے تو وہ سورج ہی سے محبت کہلائیگی۔ ور۔ اگر وہ لعل سورج سے محبت کرے گا تو اس کی وہ محبت خود اس کی اپنی ذات سے محبت کہلائے گی۔ اب اس کی اپنی ذات سے دوستی اور سورج سے دوستی میں کوئی فرق نہیں ہے اسلئے کہ اس میں اور سورج میں صفات کی یکسانیت ہے۔

[3] تانشد۔ ہاں اگر وہ پتھر ابھی لعل نہیں بنا ہے تو اسمیں اور سورج میں تضاد ہے پتھر میں تاریکی ہے اور سورج میں صفائی اور روشنی ہے۔ خوش را۔ اگر اس حالت میں وہ پتھر اپنے آپ سے محبت کریگا تو وہ سورج کا کافر ہے۔ اس کا اپنے وجود کا اقرار سورج کے غیر کے وجود کا اقرار ہے۔

www.ahlehaq.org

گفت فرعونے اَنَا الحق گشت پست
کسی فرعون نے انا الحق کہا وہ پست ہوا

گفت منصورے اَنَا الحق و برست
کسی منصور نے انا الحق کہا وہ بالا ہے

آں اَنَا را لعنۃُ اللہ در عقب
اس انا کے لئے (اللہ تعالیٰ) کی لعنت درپے ہے

ویں اَنَا را رحمۃ اللہ اے محب
اور یہ انا اے دوست اللہ (تعالیٰ) کی رحمت ہے

زانکہ اُو سنگِ سیہ بُد ایں عقیق
کیونکہ وہ سیاہ پتھر تھا، یہ عقیق ہے

آں عدُوئے نور بُود وایں عشیق
وہ نور کا دشمن تھا اور یہ عاشق ہے

ایں اَنَا ہُو بُود در سرِّ اے فُضول
اے بیہودہ! یہ "انا" در حقیقت "ہو" تھی

ز اتحادِ نُور نے راہِ حُلول
نور کے اتحاد کی وجہ سے نہ کہ حلول کے طور پر

جہد ۲ کُن تا سنگیت کمتر شود
تو کوشش کرتا کہ تیرا پتھر پن کم ہو جائے

تا بلُعلی سنگِ تو انور شود
تاکہ تیرا پتھر لعل پن سے روشن ہو جائے

صبر کُن اندر جہاد و در عنا
مجاہدہ اور مشقت میں صبر کر

دَمبدم می بیں بقا اندر فنا
لحہ بہ لحہ فنا میں بقا دیکھ

وصفِ سنگی ہر زماں کم میشود
پتھر پن کی صفت ہر لحہ کم ہو گی

وصفِ لعلی در تو محکم میشود
تجھ میں لعل پن کی صفت مضبوط ہو جائے گی

وصفِ ہستی میرود از پیکرت
تیرے جسم میں سے وجود کی صفت نکل جائیگی

وصفِ مستی میفزاید در سرت
تیرے باطن میں مستی کی صفت بڑھ جائے گی

سمع شو یکبارگی تو گوشوار
تاکہ تجھے لعل کے حلقہ کا گوشوارہ مل جائے

تاز حلقہ لعل یابی گوشوار
تو کان کی طرح فوراً سماعت بن جا

ہمچو چہ ۳ کُن خاک می کن گر کسی
اگر تو مرد ہے تو کنواں کھودنے والے کی طرح مٹی کھود

زیں تنِ خاکی کہ در آبے رسی
اس مٹی کے جسم کی، تاکہ تو پانی تک پہنچ جائے

گر رسد جذبِ خدا آبِ معیں
اگر خدا کا جذب آ گیا، تو جاری پانی

چاہ نا کندہ بجُو شد از زمیں
کنواں کھودے بغیر زمین سے جوش مارے گا

کار کے میکُن تو و کاہل مباش
کچھ کام کر اور کاہل نہ بن

اندک اندک خاکِ چہ رامیتر اش
تھوڑی تھوڑی کنویں کی مٹی کھود

---

۱ گفت۔ کسی فرعونی کا "انا الحق" کہنا اسی وجہ سے کفر ہے اور منصوری کا یہ کلمہ کہنا عین ایمان ہے۔ آں انا۔ اگر کوئی فرعونی صفت والا شخص انا الحق کہے تو وہ ملعون ہے اور کوئی منصور حلاج کی صفات والا انسان یہی کلمہ کہے تو اس پر خدا کی رحمت ہے۔ زانکہ۔ جبکہ انسان اللہ کی صفات سے متصف نہیں ہے تو اس میں اور اللہ تعالیٰ میں تضاد ہے۔ ایں انا۔ متصف بصفات خداوندی کا انا الحق کہنا در اصل ہو الحق کہنا ہے اس انا اور "ہو" میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ نور اور صفات کے اعتبار سے دونوں میں اتحاد ہے۔ حلول۔ ذاتِ باری کو کسی انسانی شکل میں ماننا حلول ہے جو کفر ہے۔

۲ جہد کُن۔ مجاہدوں کے ذریعہ اپنے پتھر پن کو دور کر کے لعل بننے کی کوشش کر پھر تجھے رفتہ رفتہ اپنی صفات کو فنا کر کے اللہ کی صفات کے ذریعہ بقا حاصل ہو گا۔ وصف۔ تیرے وجود کے اوصاف رفتہ رفتہ فنا ہو جائینگے صفات خداوندی کا تیرے اندر جماؤ ہو جائے گا۔ سمع۔ تو کان کی طرح مجسم سماعت بن جا اور ان نصیحتوں کو قبول کر کے صفات خداوندی کو حلقہ گوش بنا لے

۳ ہمچو چہ۔ اگر انسان میں انسانیت ہے تو اس کو کنواں کھودنے والے کی طرح مجاہدے کے ذریعہ اپنے جسم کی کھدائی کرنی چاہیے۔ تاکہ وہ آب حیات تک پہنچ سکے۔ گر رسد۔ مجاہدے کے ساتھ اگر حضرت حق کی جانب سے جذب شروع ہو جاتا ہے تو پھر مقصد تک پہنچنے کے لئے زیادہ مجاہدوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

کار میکن[1] گوش ماں از بہرِ آب — اندک اندک دور کن خاک و تُراب
پانی کے لئے کام کر کان بن جا — تھوڑی تھوڑی خاک اور مٹی ہٹا

ہر کہ رنجے دید گنجے شد پدید — ہر کہ جدّے کرد در جدّے رسید
جس نے تکلیف اٹھائی خزانہ ظاہر ہوا — جس نے کوشش کی، نصیبہ کو پہنچ گیا

گفت پیغمبرؐ رکوع ست و سجود — بر درِ حق کوفتن حلقہ وجود
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے رکوع اور سجدہ — اللہ (تعالیٰ) کے در پر مراد کی کنڈی کھٹکھٹانا ہے

حلقہ[2] آں در ہر آنکو میزند — بہرِ اُو دولت سَرے بیروں کُند
جو شخص اس دروازہ کی کنڈی کھٹکھٹاتا ہے — اس کے لئے دولت باہر آتی ہے

آمدن آں امیرانِ تمام با سَرہنگاں نیم شب و گشادن
ان چغل خور امیروں مع سپاہیوں کے آدھی رات کو آنا اور ایاز کا حجرہ

حجرۂ ایاز و دیدن چارق و پوستین را آویختہ و گمان
کھولنا اور چپل اور پوستین کو لٹکا ہوا دیکھنا اور خیال کرنا کہ یہ

بُردن کہ آں مَگرست و رُوپوش و خانہ را خُفرہ کردن بہر
مکاری و آڑ ہے اور گھر کے ہر اس گوشہ کو کھودنا جس کا

گوشہ کہ گمان آمد چاہ کناں آوردن و دیوارہا را سُوراخ
انہیں خیال آیا اور کنواں کھودنے والوں کو لانا اور دیواروں میں سوراخ

کردن و چیزے نا یافتن و خجل و نومید شدن چنانکہ[3]
کرنا اور کسی چیز کو نہ پانا اور شرمندہ اور نا امید ہونا جیسا کہ انبیاء

بد گماناں و خیال اندیشاں درکارِ انبیا و اولیا کہ میگفتند کہ
اور اولیاء کے معاملہ میں بد گمانوں اور سوچنے والوں جو کہتے تھے کہ

سا حِرا ندو خویشتن ساختہ اَندو تصدّر میجویند بعد از
جادو گر ہیں، اور اپنے آپ کو بنائے ہوئے ہیں، اور بڑائی چاہتے ہیں جستجو کے

تفحص خجل شدنِ ایشاں سُودندارد
بعد ان کا شرمندہ ہونا مفید نہیں ہے

آں امیراں بر درِ حجرہ شدند — طالبِ گنج و زر و خُمرہ شدند
وہ امیر حجرے کے دروازہ پر آئے — خزانہ اور سونے اور مٹکی کے طلبگار بنے

[1] کار میکن۔ انسان کو مجاہدہ شروع کرنا چاہیے اور مقصد کے حصول کا منتظر رہنا چاہیے۔ ہر کہ خدا محنت کو رائیگاں نہیں کرتا ہے جو کوشش کرتا ہے وہ پا لیتا ہے۔ گفت۔ عبادتیں اس لئے کی جاتی ہیں تا کہ درِ حق کھلے اور انسان کو تقرب حاصل ہو زنجیر ہلا کر دروازہ کھلوایا جاتا ہے۔ عبادت بھی زنجیر ہلاتا ہے۔

[2] حلقہ۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ دَقَّ بَابَ الْکَرِیْمِ اَلْفَتْحَ جو شخص سخی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو دروازہ کھل جاتا ہے رو پوش۔ یعنی ایاز نے چپل اور پوستین اس لئے لٹکا دی ہے کہ مخفی خزانہ کی جانب لوگوں کا دھیان نہ جائے۔

[3] چنانکہ۔ یہ لوگ ایاز کے معاملہ میں ایسے ہی شرمندہ ہوئے جس طرح انبیاء اور اولیاء کے منکر آخر میں ایسے وقت شرمندہ ہوئے ہیں جبکہ ان کی شرمندگی ان کے لئے مفید نہیں ہوتی ہے۔ تصدّر۔ صدر کا مقام حاصل کرنا۔ خُمرہ۔ مٹکی۔

قُفل را بر میکُشادند از ہوس
ہوس سے انہوں نے تالا کھولا

بادو صد فرہنگ و دانش چند کس
چند اشخاص کی سینکڑوں عقلوں اور سمجھ کے ساتھ

زانکہ[1] اقفل صعب بر پیچیدہ بُود
کیونکہ اس نے مضبوط تالا لگا رکھا تھا

از میانِ قفلہا بگزیدہ بُود
تالوں میں سے منتخب کیا تھا

نے زبخلِ سیم و مال و زرِ خام
چاندی اور مال اور خالص سونے کے بخل کی وجہ سے نہیں

از برائے کتمِ آں سرِ عوام
(بلکہ) اس راز کو عوام سے چھپانے کے لئے

کہ گروہے بر خیالِ بد تنند
کہ ایک جماعت برے خیال پر قائم ہو جائیگی

قومِ دیگر نام سالوسم کُنند
دوسری قوم میرا نام مکار رکھے گی

پیشِ با ہمت بُود اَسرارِ جاں
جان کے راز، با ہمت کے سامنے

از خَساں محفوظ تر از لَعلِ کاں
کمینوں سے، کان کے لعل سے زیادہ محفوظ ہوتے ہیں

زَر بہ از جان ست پیشِ ابلہاں
بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے

زر نثارِ جاں بُود پیشِ شہاں
شاہوں کے نزدیک سونا جان کی خیرات ہے

می[2] شتابیدند تف از حرصِ زر
وہ سونے کے لالچ میں تیز دوڑتے تھے

عقلِ شاں میگفت نے آہستہ تر
ان کی عقل کہتی تھی "نہیں" بہت آہستہ

حرص تازد بیہدہ سُوئے سَراب
سراب کی جانب ، لالچ بیکار دوڑتا ہے

عَقل گوید نیک بیں کاں نیست آب
عقل کہتی ہے اچھی طرح دیکھ، وہ پانی نہیں ہے

حرص غالب بُود وزر چوں جاں شُدہ
لالچ غالب تھا اور سونا جان کی طرح بن گیا تھا

نَعرۂ عقل آں زماں پنہاں شدہ
اس وقت عقل کی آواز دب گئی تھی

حرص غالب بُود برزر چوں جاں
جان جیسے سونے پر حرص غالب تھی

گفت این ست ایں متاعِ رائگاں
اس نے کہا یہی ہے یہ بیہودہ چیز

گشتہ صد تو حرص وغوغا ہائے اُو
حرص اور اس کا شور سو گنا بن گیا

گشتہ پنہاں حِکمت و ایمائے اُو
دانائی اور اس کا اشارہ چھپ گیا

تا کہ[3] در چاہِ غرور اندر فتد
تاکہ دھوکے کے کنویں کے اندر گرے

آنکہ از حِکمت ملامت نشنود
وہ جو دانائی کی ملامت نہیں سنتا

چوں زبندِ دام بادِ اُو شکست
جب جال کے پھندے کی وجہ سے اس کا غرور ٹوٹا

نفسِ لوّامہ برو یابید دست
لوامہ نفس نے اس پر قابو پا لیا

---

[1] زانکہ۔ لیاز نے حجرہ پر ایسا سخت قفل لگایا تھا جس کا کھلنا آسان نہ تھا۔ نے زبخل۔ مضبوط قفل کسی بخل کی وجہ سے نہ لگایا تھا بلکہ اپنا یہ راز چھپانے کیلئے لگایا تھا۔ قوم دیگر۔ اگر لوگوں کو چپل اور پوستین کا حال معلوم ہوگا تو اس کو مکاری پر محمول کرینگے۔ پیش۔ باہمت ۔ لوگ اپنے باطنی احوال کی لعل و جواہر سے بھی زیادہ حفاظت کرتے ہیں۔ زر۔ بیوقوفوں کے نزدیک سونا جان سے بہتر ہے عقلمند روپے پیسے کو جان کی خیرات سمجھتے ہیں۔

[2] می شتابید۔ لالچ ان کو دوڑا رہا تھا اور عقل آہستہ روی کی تعلیم دے رہی تھی۔ حرص تازد۔ حرص انسان کو غیر واقعی نفع کی طرف دوڑاتی ہے عقل اس کو سمجھاتی ہے۔ سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آئے۔ حرص۔ اسپر حرص کا غلبہ تھا اور عقل کی آواز دب گئی تھی۔ غالب بود۔ سونا جو ان کیلئے جان کی طرح تھا اسپر حرص غالب تھی اسنے عقل کی آواز کو بیکار بتایا۔ حکمت ۔ عقل کی دانائی اور اس کے اشارے ان لوگوں سے مخفی ہو گئے تھے۔

[3] تا کہ۔ حکمت کے اشارے اسلئے پوشیدہ ہو جاتے ہیں کہ یہ شخص دھوکے میں مبتلا ہو۔ چوں۔ یہ لالچی شخص جب پھنس جاتا ہے تو اس کا غرور ٹوٹتا ہے اور پھر اس کا نفس اس کو ملامت کرتا ہے نفس لوامہ نور دل کی روشنی میں گناہوں کا دکھانے والا نفس۔

تا بدیوارِ [1] بلا ناید سَرش
جب تک اس کا سر مصیبت کی دیوار تک نہیں آتا ہے

نشنود پندِ دلِ آں گوشِ کَرش
اس کا بہرا کان دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے

کودکاں را حرصِ لوزینہ و شکر
بادام کے حلوے اور شکر کا لالچ بچوں کے

از نصیحتہا کُند دو گوش کر
دونوں کان کو نصیحتوں سے بہرا بنا دیتا ہے

چونکہ دردِ دُنبلش آغاز شد
جب اس کے پھوڑے کا درد شروع ہوا

در نصیحت ہر دو گوشش باز شُد
اس کے دونوں کان نصیحت کے لئے کھلے

حُجرہ رابا حرص و صد گونہ ہوس
حجرہ کو سینکڑوں ہوس اور حرص سے

باز کردندآں زماں آں چند کس
ان چند شخصوں نے اس وقت کھولا

اندر افتادند برہم ز ازدحام
از دحام سے اکٹھے اندر گھسے

ہمچو [2] اندر دوغ گندیدہ ہوام
جس طرح بھنگے سڑی ہوئی چھاچھ میں

عاشقانہ دَر فتدبا کرّ و فر
شان و شوکت سے عاشقانہ گرتا ہے

خوردن اِمکاں نے وَستہ ہر دو پر
کھانے کا امکان نہیں اور دونوں پر بندے ہوئے ہیں

بنگرید نداز یسارو از یمیں
انہوں نے بائیں اور دائیں جانب دیکھا

چارقے بدریدہ بُودو پوستیں
پھٹی ہوئی چپل اور پوستین تھی

باز [3] ایں گفتند مکان بینوش نیست
انہوں نے پھر کہا یہ جگہ بغیر شہد کے نہیں ہے

چارق اینجا جُز پے رُوپوش نیست
اس جگہ چپل اڑ کے سوا نہیں ہے

ہیں بیاور سیخہائے تیز رَا
خبردار ! تیز سلاخیں لا

اِمتحاں کُن حُفرہ و کاریز را
گڑھے اور نالی کا امتحان لے

ہر طرف کند ندو جُستند آں فریق
ان لوگوں نے ہر طرف کھودا اور تلاشی لی

حُفرہا کردندو گوہائے عمیق
گڑھے اور گہرے غار ڈال دیئے

حفرہاشاں بانگ میداد آنزماں
ان کو اس وقت گڑھوں نے پکارا

کند ہائے خالیم اے کندگاں
اے کندو ! ہم خالی خندقیں ہیں

زاں سگالش شرم ہم میداشتند
اس بدگمانی سے ان کو شرم بھی آرہی تھی

کند ہارا بازمی انپا شتند
انہوں نے خندقوں کو دوبارہ بھر دیا

باز دَر دیوارہا سُوراخہا
پھر دیواروں میں سوراخ

ہمچنیں کردند از جہل و عمیٰ
نادانی اور اندھے پن سے اسی طرح کئے

[1] تا بدیوار۔ جب تک مصائب کی دیوار سے اس کا سر نہیں ٹکراتا ہے۔ اس وقت تک یہ دل کی نصیحت نہیں سنتا ہے۔ کودکاں۔ اس شخص کی مثال بچوں کی سی ہے جو مٹھائی کے لالچ میں کوئی نصیحت نہیں سنتے ہیں۔ چونکہ جب مٹھائی کھانے سے پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں۔ تب بچے کے کان کھلتے ہیں۔ حجرہ۔ اب پھر ایاز کے حجرے کے کھولنے کا ذکر شروع کیا ہے۔

[2] ہمچو۔ وہ لوگ ازدحام کر کے ایاز کے حجرہ میں اسطرح گھسے جس طرح بھنگے گھٹی چھاچھ میں گرتے ہیں کہ وہ نہ اس میں سے کچھ کھا سکتے ہیں اور نہ صحیح سالم باہر نکل سکتے ہیں۔ یہی حال ان لوگوں کا تھا کہ انکو وہاں مال بھی ہاتھ نہ آیا اور رسوا ہو گئے۔

[3] باز گفتند۔ حجرے میں مال نہ پانے کے باوجود انہوں نے کہا کہ یہ جگہ مال سے خالی نہیں ہو سکتی چپل اور پوستین تو ملا کو چھپانے کے لئے ایک آڑ ہی سہی۔ یعنی کھودنے کے لئے کدالیں۔ کاریز۔ نالی۔ گوہای۔ گڑھے۔ حفرہا۔ گڑھے ان سے کہہ رہے تھے کہ اے ناپاک خیالات والو ہم خالی گڑھے ہیں۔ زاں۔ اب وہ اپنے خیالات پر شرمندہ تھے۔ انہوں نے گڑھوں کا پاٹنا شروع کر دیا۔

بے عدد[1] لاحول دَر ہر سینہ
ہر سینہ میں بے شمار "لا حول" تھی

ماند مُرغِ حرصِ شاں بے چینہ
ان کی حرص کا پرند بغیر کنگنی کے رہ گیا

زاں ضلالتہائے یا وہ تازِ شاں
اِن کی بیہودہ روز کی گمراہیاں

حُفرہ و دیوار و در غمّازِ شاں
گڑھا اور دیوار اور دروازہ انکے چغلخور تھے

مُمکنِ اندائے آں دیوار نے
اس دیوار کی لپائی ممکن نہ تھی

با ایاز امکانِ ہیچ اِنکار نے
ایاز کے سامنے انکار کا کوئی امکان نہ تھا

گر خداعِ بیگناہی میدہند
اگر وہ اپنی بے گناہی کا دھوکا دیں

حائط و عَرصہ گواہی میدہند
دیوار اور صحن گواہی دے رہے ہیں

جُملہ دَر حیرت کہ چہ عُذر آورند
سب حیرت میں تھے کہ کیا عذر کریں

تا ازیں گرداب جاں بیروں برند
تاکہ اس بھنورے جان کو باہر نکالیں

عاقبت[2] نومید دست ولب گزاں
انجام کار نا امید اور ہاتھ اور ہونٹ کاٹتے ہوئے

چوں زناں دو دست برسَر ہا زناں
عورتوں کی طرح دو ہتر سر پر مارتے ہوئے

باز گردیدند سُوئے شہر یار
شاہ کی طرف واپس ہو گئے

پُرز گرد و رُوئے زرد و شرمسار
گرد کے بھرے ہوئے چہرے زرد اور شرمندہ

باز گشتنِ تمامان از حُجرۂ ایاز بسُوئے شاہ توبرہ تہی و خجل ہمچو
چغلخوروں کا ایاز کے حجرے سے بادشاہ کی طرف خالی توبرہ اور شرمندہ ہو کر واپس جانا جیسا

بدگماناں در حقِ انبیا علیہم السلام دَر وقفِ ظہور برأت و
کہ انبیاء علیہم السلام سے بد گمانی کرنے والے ان کی برأت اور پاکی کے ظاہر

پاکیِ ایشاں کہ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ وَ
ہو جانے کے وقت کہ اس دن جبکہ کچھ چہرے سفید اور کچھ چہرے کالے ہو جائیں گے اور

قَوْلُہٗ تَعَالٰی یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ تَرَی الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلَی اللّٰہِ وُجُوْھُھُمْ مُّسْوَدَّۃٌ
اللہ تعالیٰ کا قول قیامت کے روز تو دیکھیگا ان لوگوں کو جنہوں نے خدا پر جھوٹ بولا تھا انکے چہرے کالے ہونگے

شاہ[3] قاصد گفت ہیں اَحوال چیست
بادشاہ نے قصداً کہا ہاں کیا احوال ہیں ؟

کہ بغلتاں از زرو ہمیاں تہیست
کہ تمہاری بغلیں ہمیانی اور سونے سے خالی ہیں

وَر نہاں کر دید دینار و تسُو
اگر تم نے اشرفیاں اور ہمیاں چھپا رکھی ہیں

فَرّ و شادی دَر رُخ و رُخسار گو
تو منہ اور رخسار پر شان اور خوشی کہاں ہے ؟

[1] لاحول۔ وہ اپنے کام پر لاحول پڑھ رہے تھے۔ غمّاز۔ ان کو اپنے کاموں کو چھپانا ممکن نہ تھا دیواروں کے سوراخ اور زمین کے گڑھے ان کی چغلی کھا رہے تھے۔ ممکن۔ ان گڑھوں اور سوراخوں کو اس طرح اب بند بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ایاز کے سامنے ان حرکتوں کا انکار ممکن ہو لہٰذا وہ سب حیران تھے اور در و دیوار کی گواہی سن رہے تھے۔

[2] عاقبت۔ انجام کار وہ محروم واپس ہوئے اور عورتوں کی طرح سروں پر دو ہتر مار رہے تھے۔ باز گشتن۔ وہ لوگ خالی ہاتھ اور شرمندہ اسی طرح تھے جس طرح کفار ہونگے۔ جبکہ انبیاء اور رسولوں کی برأت ظاہر ہو گی اور بد اعمالوں کے چہرے سیاہ اور نیکوکاروں کے سفید ہو جائیں گے۔

[3] شاہ۔ شاہ نے قصداً ان سے دریافت کیا کہ تمہاری بغلیں۔ ہمیانی زر و جواہر سے کیوں خالی ہیں اگر تم یہ بھی کہو کہ وہ ہم نے چھپا لئے ہیں تو بھی ان کے آثار چہروں پر ضرور ہونے چاہیں تھے۔

گرچہ پنہاں شیخِ ہر بیخ آورست
اگرچہ ہر جڑ والا درخت کی جڑ پوشیدہ ہے

برگ سِیمَاهُمْ وُجُوهُهُمْ اَخضرست
سبز پتے ان کے چہروں پر نشان ہے کا مصداق ہیں

آنچہ خورد آں بیخ از زہر و زقند
جو کچھ زہر اور شکر اس جڑ نے کھایا ہے

تک منادی میکُند شاخِ بُلند
اس بلند شاخ پکار رہی ہے

بیخ ۲ اگر بے برگ واز مایہ تہیست
جڑ اگر بغیر پتے کے اور سرمائے سے خالی ہے

بر گہائے سبز پر اشجار چیست
درختوں پر سبز پتے کیسے ہیں ؟

بر زبانِ بیخ گِل مُہرے نہد
جڑ کی زبان پر مٹی مہر لگا دیتی ہے

شاخ دَست و پا گواہی میدہد
شاخ ، ہاتھ پاؤں ہیں جو گواہی دیتے ہیں

آں امیراں جُملہ در عُذر آمدند
ان سب سرداروں نے معذرت کی

ہمچو سایہ پیشِ مہ ساجد شدند
سایہ کی طرح چاند کے سامنے سجدہ کرنیوالے بنگئے

عذرِ آں گرمی و لاف و ما و من
اس جوش اور شیخی اور انانیت سے عذر کے لئے

پیشِ شہ رفتند با تیغ و کفن
تلوار اور کفن لے کر شاہ کے سامنے گئے

از ۳ خجالت جملہ انگشتاں گزاں
شرمندگی سے انگلیاں کاٹتے ہوئے

ہر یکے میگفت کے شاہِ جہاں
ہر ایک کہہ رہا تھا کہ اے شاہ جہاں !

گر بریزی خوں حلالستت حلال
اگر تو خون بہائے تیرے لئے حلال ہی حلال ہے

ور بہ بخشی ہست انعام و نواں
اگر تو معاف کر دے انعام اور عطا ہے

کردہ ایم آنہا کہ از ما می سَزید
ہم نے وہ کیا جو ہمارے لائق تھا

تاچہ فرمائی تو اے شاہِ مجید
اے بزرگ بادشاہ ! اب آپ کیا فرماتے ہیں ؟

گر بہ بخشی جُرمِ ما اے دلفروز
اے دل کو روشن کرنیوالے ! اگر تو ہمارا جرم بخشدے

شب شبیھا کردہ باشد روز روز
(تو ایسا ہوگا) کہ رات نے رات پن کیا دن نے دن پن

گر بہ بخشی یافت نومیدی گشاد
اگر تو بخش دیگا تو مایوسی نے کشادگی حاصل کی

ورنہ صد چوں ما فدائے شاہ باد
ورنہ ہم جیسے سینکڑوں بادشاہ پر قربان ہیں

گفت شہ نے ایں نواز و ایں گداز
بادشاہ نے کہا نہیں یہ نوازش اور یہ سزا

من نخواہم کرد ہست آنِ ایاز
میں نہ کروں گا یہ ایاز کی ملکیت ہے

---

۱ گرچہ۔ جڑ زمین میں چھپی ہوئی ہوتی ہے لیکن اس کے آثار پتوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔ برگ۔ چھپے ہوئے اعمال کے اثرات نیکوں کے چہروں پر ظاہر ہوں گے قرآن پاک میں ہے۔ سِیمَاهُمْ فِی وُجُوهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُودِ یعنی سجدوں کے آثار انکے چہروں سے نمایاں ہیں۔ آنچہ۔ پتوں سے جڑ کی حقیقت واضح ہوجاتی ہے۔

۲ بیخ۔ جڑ میں اگر زندگی نہ ہوتو درخت پر سبز پتے نہیں آسکتے ہیں۔ بر زبان۔ مٹی نے جڑ کے منہ پر مہر لگا دی ہے لیکن اس کی شاخیں جو اس کے ہاتھ پاؤں ہیں گواہی دے رہے ہیں۔ عذر۔ مجرم کے لئے قاعدہ تھا کہ تیغ و کفن لے کر بادشاہ کے سامنے جاتا تھا۔ اور اس طور پر سزا پر اپنی آمادگی ظاہر کرتا تھا۔

۳ از خجالت۔ ہر شخص شرمندگی سے انگلیاں کاٹ رہا تھا۔ اور بادشاہ سے کہہ رہا تھا کہ اگر ہمیں قتل کر دیا جائے تو ہم اسی کے قابل ہیں اگر آپ معاف کر دیں تو آپ کا کرم ہے۔ شب شبیھا۔ رات اپنا کام کرتی ہے اور دن اپنا ہمارے تاریک کارنامے ہیں اور آپ کی معافی پرنور ہے گر بہ بخشی۔ اگر آپ معاف کر دیں گے تو ہماری مایوسی امید سے بدل جائے گی۔ ورنہ ہماری جان آپ پر قربان ہے۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا اس معاملہ میں سزا عطا میرا کام نہیں ہے۔ ایاز کا کام ہے۔

حوالہ ۱ کردنِ بادشاہ قبولِ توبہ نمّاماں و مُجرہ گشایاں و سزا دادن و ادب کردنِ ایشاں با ایاز کہ یعنی ایں جنایت بر

بادشاہ کا چغلخوروں اور مجرہ کھولنے والوں کی توبہ کو قبول کرنا اور سزا دینا اور ان کو تنبیہ کرنا ' ایاز کے سپرد کرنا کیوں کہ یہ زیادتی

عرضِ اُو رفتہ است عُذر او پذیرد

اس کی آبرو پر ہوئی تو اس کا عذر و قبول کرلے

ایں جنایت بر تَن و عِرض ویست — زخم بر رگہائے آں نیکو پے ست

یہ ظلم اس پر اور اس کی آبرو پر ہوا ہے — زخم اس نیک خصلت کی رگوں پر لگا ہے

گرچہ نفسِ واحدیم از رُوئے جاں — ظاہراً دوریم ازیں سُود و زیاں

اگرچہ جان کے اعتبار سے ہم ایک ذات ہیں — اس نفع اور نقصان کے اعتبار سے بظاہر ہم دور ہیں

تہمتے بر بندہ شہ را عار نیست — جُز ۲ مزید حِلم و اِستظہار نیست

غلام پر تہمت شاہ کی ذلت نہیں ہے — مزید حلم اور بھروسہ کے سوا کچھ نہیں ہے

متہم را شاہ چوں قاروں کند — بیگنہ را تو نظر کن چوں کند

جبکہ شاہ تہمت کردہ کو قارون بنا دیتا ہے — تو غور کر بے قصور کو وہ کیا بنائے گا؟

شاہ را غافل مَداں از کارِ کس — مانع اِظہار آں حِلم ست و بَس

شاہ کو کسی کے کام سے غافل نہ سمجھ — اس کے ظاہر کرنے کے لئے فقط حلم مانع ہے

مَن ہُنَا یَشفَع بہ پیشِ عِلمِ اُو — لا اُبالی وار اِلّا حِلمِ اُو

اسکے علم کے آگے وہاں کون ہے جو سفارش کر سکے؟ — لاپروائی کے ساتھ سوائے اس کے حلم کے

آں گنہ اوّل زحِلمش میجہد — وَرنہ ہیبت آں مجالش کے دہد

خطا پہلے پہل اس کے حلم کی بنیاد پر صادر ہوئی ہے — ورنہ خوف اس کو کب گنجائش دیتا؟

خونبہائے ۳ جُرمِ نفسِ قاتلہ — ہست بر حِلمش دیت بر عاقلہ

قاتل نفس کے جرم کا خونبہا — اسکی بردباری پر ہے (جیسا کہ) عاقلہ پر دیت

مست و بیخود نفسِ مازاں حلم بُود — دیو در مستی کلاہ ازوے رُبود

ہمارا نفس اس حلم سے مست اور بیخود تھا — مستی میں شیطان اس کی ٹوپی لے بھاگا

گر نہ ساقی حِلم بُودے بادہ ریز — دیو با آدم کجا کردے ستیز

اگر حلم کا ساقی شراب چھلکانے والا نہ ہوتا — شیطان آدم سے کب جھگڑتا کرتا؟

---

۱ حوالہ۔ بادشاہ نے ایاز کو بلا کر ان امیروں کو اس کے حوالہ کر دیا۔ این جنایت۔ بادشاہ نے کہا تمہارا ظلم و زیادتی ایاز کے جسم اور آبرو پر ہوئی ہے۔ گرچہ۔ اگرچہ ایاز اور میں دو نہیں ہیں لیکن اس معاملہ میں یگانگت نہیں ہے۔ تہمتے۔ اگر بادشاہ کے غلام پر کوئی تہمت لگائے تو بادشاہ ذلیل نہیں ہوتا ہے' لہٰذا اس معاملہ کا تعلق باوجود یگانگت کے ایاز ہی سے ہے۔

۲ جُز۔ اگر کوئی شاہ کا جرم بھی کرتا ہے تو وہ اُس کے حلم کے بھروسہ پر کرتا ہے۔ شاہ کو جرم کا علم بھی ہوتا ہے تو اپنے حلم کی وجہ سے اُس کا اظہار نہیں کرتا ہے۔ من ہُنا۔ چونکہ بادشاہ کو مجرم کا پورا علم ہوتا ہے تو سفارش صرف اس کے حلم کی چلتی ہے۔ آں گنہ۔ شاہ کے حلم کی وجہ سے خطا کار کو ہمت ہو جاتی ہے ورنہ ہیبت اس کو خطا کرنے کا موقع نہ دے۔

۳ خونبہائے۔ اگر کوئی قتل میں خطا کرتا ہے تو اس کے رشتہ داروں کو دیت دینی پڑتی ہے چونکہ قاتل اپنے رشتہ داروں کے سہارے کی امید پر قتل کرتا ہے۔ اسی طرح خطا کار شاہ کے حلم کے سہارے خطا کرتا ہے تو اس کی خطا کی ذمہ دار بھی شاہ کے حلم پر آتی ہے۔ مست۔ شاہ کے حلم کی مستی خطاکار پر واجب ہو جاتی ہے اس حالت میں شیطان اس کو بے آبرو کر دیتا ہے۔ گر نہ۔ اگر حضرت آدمؑ کو حلم خداوندی پھر بھروسہ نہ ہوتا تو شیطان ان کا کچھ بگاڑ سکتا تھا۔

گاہ[1] علمِ آدمؑ ملائک را کہ بُود — اُو ستادِ علم و نقادِ نقُود
ملائک کے اعتبار سے آدم کے علم کا جو مرتبہ تھا — علم کے استاد اور نقدوں کو پرکھنے والے تھے

چونکہ دَر جنت شرابِ حِلم خورد — شُد زِ یک بازیِ شیطاں رُویِ زرد
چونکہ انہوں نے جنت میں حلم کی شراب پی — شیطان کے ایک داؤں سے شرمندہ ہو گئے

آں بلا ذُرہائے تعلیم و دُود — زیرک و دانا و چستش کردہ بُود
اللہ تعالیٰ کی تعلیم کی بھلائیوں نے — ان کو ذہین اور عقلمند اور چست کر دیا تھا

بازآں افیونِ حلم سختِ اُو — دُزد راآ آورد سُوئے رَختِ اُو
پھر اس کے انتہائی حلم کی افیون نے — اس کے سامان کی جانب چور کو روانہ کر دیا

عَقل آمد سُوئے حِلمش مستجیر — ساقیم تو بُودۂ دستم بگیر
عقل اس کے حلم کی جانب پناہ پکڑتی ہوئی آئی — میرا ساقی تو تھا میری دستگیری کر

فرمودن[2] شاہ ایاز راکہ اِختیار کُن از عفو و مکافات کہ از عدل
بادشاہ کا ایاز سے فرمانا کہ بدلے اور معاف کرنے میں سے جو بھی پسند کرے اختیار کر کیونکہ انصاف

و لُطف ہرچہ کُنی اینجا صوا بَست و در ہریکے را مصلحتہاست
اور مہربانی میں سے جو بھی تو کریگا اس مقام پر درست ہے اور ہر ایک میں مصلحتیں ہیں

کہ دَر ہر عَدل ہزار لُطف دَر جست وَلَکُم فی القِصَاصِ حَیَات
اسلئے کہ ہر انصاف میں ہزاروں مہربانیاں درج ہیں اور تمہارے لئے بدلہ لینے میں زندگی ہے

آنکس کہ کراہت میدارد قصاص را دریں یک حیاتِ
جو شخص بدلہ لینے کو ناپسند کرتا ہے اس میں قاتل کی ایک زندگی

قاتل نظر میکُند و دَر صَد ہزار حیات کہ معصوم و محفوف
پر نظر کرتا ہے اور وہ ان لاکھوں زندگیوں کو جو سزا کے خوف کے

خواہد شدُن در حصنِ بیم سیاست نمی نگرد
قلعے میں محفوظ اور مامون ہو گی نہیں دیکھتا ہے

کُن میانِ مجرماں حکم اے ایاز — اے ایازِ پاک با صَد احتراز
اے ایاز! مجرموں کا فیصلہ کر — سیکڑوں پرہیزگاروں کے ذریعہ پاک، اے ایاز!

گرد[3] وصَد بارت بجوشم دَر عمل — در کفِ جوشت نیابم یک دغل
اگر میں تجھے دو سو بار بھی کام میں جوش دلاؤں — تیرے جوش کے جھاگ میں ایک خرابی بھی نہ پاؤں

[1] گاہ۔ آدم کو ملائکہ سے زیادہ علم حاصل تھا لہٰذا شیطان ان کو دھوکہ نہ دے سکتا تھا لیکن چوں کہ آدم نے جنت میں اللہ کے علم کا جام پی لیا تھا تو ان سے خطا سرزد ہو گئی۔ بلاذر۔ بھلائیوں اس کو مدبر کر کے کھانا ذہن کے لئے بہت مفید ہے۔ باز آں۔ حضرت آدم نے اللہ تعالیٰ کے حلم کی افیون کھالی جس سے ان پر غفلت طاری ہوگئی۔ عقل۔ پھر اس غلطی سے ان کی عقل نے اللہ کی بردباری سے پناہ پکڑی۔

[2] فرمودن۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا اب تو جو چاہے کر۔ معاف کر دے یا بدلہ لے لے عدل کر یعنی بدلہ لے لے یا مہربانی کر اور یہ بھی سمجھ لے کہ عدل یعنی بدلہ لینے میں سیکڑوں مہربانیاں پوشیدہ ہیں اس لئے کہ قصاص کے ڈر سے جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں اسی لئے قرآن نے قصاص کو حیات قرار دیا ہے جو شخص معاف کرتا ہے وہ قاتل کی ایک جان کی طرف تو دھیان دیتا ہے لیکن ان جانوں کی طرف نظر نہیں کرتا ہے جو قصاص کے ڈر سے محفوظ رہتی ہیں۔

[3] گرد صد۔ انسان جوش میں رہ اعتدال چھوڑ بیٹھتا ہے لیکن ایاز سے یہ ممکن نہیں ہے۔

ز امتحاں[1] شرمندہ خلقے بے شمار
آزمائش سے بے شمار مخلوق شرمندہ ہوئی ہے

ز امتحانہا جملہ از تو شرمسار
آزمائشوں کی وجہ سے سب تجھ سے شرمندہ ہیں

بحرِ بے قعرست تنہا علم نیست
صرف علم ہی نہیں ہے ، بلکہ اتھاہ سمندر ہے

کوہ وصد کوہ است ایں خود حلم نیست
یہ حلم ہی نہیں ہے پہاڑ اور سینکڑوں پہاڑ ہے

گفت من دانم عطائے تُست ایں
اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ آپکی دین ہے

ورنہ من آں چارقم واں پوستیں
ورنہ میں تو وہی چپل اور وہی پوستین ہوں

بہر ایں[2] پیغمبر ایں راشرح ساخت
اسی لئے پیغمبرؐ نے اس کی شرح کی ہے

ہر کہ خود شناخت یزداں را شناخت
جس نے اپنے آپ کو پہچانا اس نے خدا کو پہچان لیا

چارقت نطفہ است وخونت پوستیں
تیرا چپل نطفہ ہے اور تیرا خون پوستین ہے

باقی اے خواجہ عطائے اُوست ایں
اے جناب ! باقی یہ اس کی دین ہے

بہر آں دادست تا جوئی دگر
تجھے اسلئے دیا ہے تاکہ تو اور طلب کرے

تو مگو کہ نیستش جزایں قدر
تو نہ کہہ کہ اس کے پاس اس کے سوا نہیں ہے

زاں نماید چند سیب آں باغباں
باغباں چند سیب اس لئے دکھاتا ہے

تا بدانی دخل و نخلِ بُوستاں
تاکہ تو باغ کی آمدنی اور درختوں کو سمجھ سکے

کف[3] گندم زاں دہد خریار را
ایک مٹھی گیہوں خریدار کو اس لئے دیتا ہے

تا بداند گندمِ انبار را
تاکہ وہ ڈھیر کے گیہوں کو سمجھ جائے

نکتہ زاں شرح گوید اُوستاد
استاد اس شرح میں سے ایک نکتہ بیان کر دیتا ہے

تا شناسی علمِ اُورا مُستزاد
تاکہ تو اس کے علم کو مزید سمجھ جائے

وَر بگوئی خود ہمینش بُود و بس
اگر تو کہے کہ اس کے پاس بس یہی تھا

دورت اندازد چناں کز ریش خس
تجھے اس طرح دور پھینک دیگا جسطرح داڑھی سے تنکا

اے ایاز اکنوں بیاؤ داد دہ
اے ایاز ! اب آ اور انصاف کر

دادِ نادر در جہاں بنیاد نہ
دنیا میں عجیب انصاف کی بنیاد رکھدے

مجرمانت مستحقِ کشتند
تیرے مجرم گردن زدنی ہیں

وز طمع بر عفو و حلمت می تنند
اور تیری معافی اور حلم کے لالچ پر قائم ہیں

---

[1] ز امتحاں۔ غلط بات کا امتحان کر کے بہت سے لوگ شرمندہ ہوئے ہیں اب یہ لوگ بھی اسی طور پر شرمندہ ہیں۔ عمر ایاز صرف دریائے علم ہی نہیں ہے بلکہ وہ علم کا بے تھاہ دریا ہے وہ صرف بردبار ہی نہیں ہے بلکہ بردباری کا پہاڑ در پہاڑ ہے۔ گفت۔ ایاز نے شاہ کی باتوں پر کہا کہ میرا ہر رتبہ آپکی عطا اور دین ہے ورنہ میری حقیقت تو وہی چپل اور پوستین ہے۔

[2] بہر ایں۔ حدیث شریف ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے اپنے خدا کو پہچان لیا چارقت۔ جس طرح ایاز کی چپل اور پوستین اس کی ابتداء تھی اور بقیہ عروج شاہی عطیہ تھا اسی طرح انسان کی اصل مرد کا نطفہ اور عورت کے رحم کا خون ہے۔ بہر آں۔ یہ دنیاوی عطا اس لئے کی ہے تاکہ تو انکو دیکھ کر اخروی عطا کا طلبگار بنے۔ زاں۔ دنیاوی عطا آخرت کا نمونہ ہے جس طرح چند سیب باغ کے نمونے کے طور پر دکھائے جاتے ہیں۔

[3] کف۔ گیہوں۔ کے ڈھیر کی بانگی دکھا دی جاتی ہے۔ نکتہ۔ استاد ایک معمولی نکتہ بیان کرتا ہے تاکہ شاگرد اس کے علوم کو جان کر ان کا طالب بنے ور۔ اگر شاگرد استاد کے نکتہ کو سن کر یہ کہدے کہ بس استاد کے پاس اس نکتہ کے علاوہ اور کوئی علم نہیں ہے تو استاد اس کو درس سے نکال دیتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے ایاز سے کہا مجرمانت۔ یہ چغلخور قتل کے مستحق ہیں لیکن تیری بردباری اور عفو کے طالب ہیں۔

تا کہ[1] رحمت غالب آید یا غضب — آبِ کوثر غالب آید یا لَہب
تا کہ (دیکھیں) کہ رحمت غالب آتی ہے یا غصہ — آب کوثر غالب آتا ہے یا لپٹ

از پئے مردم رُبائی ہر دو ہست — شاخِ حلم و خشم از عہدِ اَلَست
انسانوں کی کشش کے لئے دونوں ہیں — حلم اور غصہ کی شاخ عہد الست (کے وقت) سے

بہرِ ایں لفظ اَلَست مستبین — نفی و اثباتست در لفظے قریں
اسی لئے واضح لفظ الست میں — نفی اور اثبات ایک لفظ میں ملا ہوا ہے

زانکہ اِستفہام اِثباتست ایں — لیک دروے لفظِ لَیس شد دفیں
کیونکہ استفہام یہ اثبات ہے — لیکن اس میں لیس کا لفظ چھپا ہوا ہے

تَرک کُن تا ما نداییں تقریرِ خام — کاسۂ[2] خاصاں منہ بر خوانِ عام
رہنے دے تاکہ یہ تقریر ناقص رہے — خواص کا پیالہ عوام کے دستر خوان پر نہ رکھ

قہر و لُطفے چوں صَبا و چوں وبا — آں یکے آہن رُبا ویں کہربا[3]
قہر اور مہر صبا اور وبا کی طرح ہے — ایک مقناطیس اور یہ کہربا ہے

میکشد حق راستاں راتا رشد — قسمِ باطل با طِلاں را میکشد
اللہ (تعالی) سچوں کو ہدایت کیجانب کھینچتا ہے — باطل فریق برے لوگوں کو کھینچتا ہے

معدہ حلوائی بُود حلوا کشد — معدہ صفرائی بُود سرکا کشد
حلوے والا معدہ ہو تو حلوے کو کھینچتا ہے — صفرے والا معدہ ہو تو سرکہ کو کھینچتا ہے

فرشِ سُوزاں سَردی از جاں بَرد — فرشِ افسردہ حرارت را خورد
گرم فرش بیٹھنے والے کی ٹھنڈک دور کر دیتا ہے — ٹھنڈا فرش گرمی کو کھا جاتا ہے

دوست بینی از تو رحمت می جہد — خصم بینی از تو سطوت می جہد
تو دوست کو دیکھتا ہے تو تجھ سے رحمت ٹپکتی ہے — تو دشمن کو دیکھتا ہے تو تجھ میں سے دبدبہ ٹپکتا ہے

نور بینی روشنی بیروں جہد — تار بینی یا دُخاں ظلمت دہد
تو نور دیکھتا ہے، تو روشنی باہر آتی ہے — تو آگ یا دھواں دیکھتا ہے تو تاریکی پیدا ہوتی ہے

اعیان ثابت میں جیسی جبلی استعداد ہے اس کے مطابق اس کا میلان ہے۔ معدہ دنیا میں ہر چیز کی کشش اپنی ہم جنس کیطرف ہے۔ معدہ کا یہی حال ہے فرش کا یہی حال ہے دوست اور دشمن کا یہی حال ہے نور و نار کا یہی حال ہے۔

---

[1] تا کہ۔ اب یہ دیکھنا ہے تو ان پر رحم کرتا ہے یا عتاب نازل کرتا ہے۔ رحم آب کوثر اور عتاب لپٹ ہے۔ از پئے۔ روز ازل سے حلم و غصہ دونوں صفتیں لوگوں کو اللہ تعالی کی جانب متوجہ کرتی ہیں۔ بہر این۔ حلم اور خشم کی صفت کی طرف اشارے کے لئے اَلَستُ بِرَبِّکُم میں نفی بھی ہے اور اثبات بھی ہے۔ زانکہ۔ الستُ میں ہمزہ استفہام انکار کے لئے جو الستُ بِرَبِّکُم میں داخل ہے۔ جو خود انکار کے معنی میں ہے اور انکار کا انکار اثبات ہوتا ہے لہذا اس سے اللہ کی ربوبیت ثابت ہو گئی جس کا مقتضی حلم ہے اور اَلَستُ بِرَبِّکُم کے معنی ہیں "میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو ربوبیت کے انکار کا مقتضی غضب لہذا یہ الستُ بِرَبِّکُم کا جملہ دونوں صفتوں کیطرف اشارہ ہے۔

[2] کاسۂ خاصاں۔ اب یہ بات کہ [illegible] کا پیالہ عوام کے دستر خوان پر نہ رکھ [illegible] بات ہے تو یہ خواص سمجھانے کی ہے عوام [illegible]

[illegible] ہے قہر، لطفے اللہ تعالی کی [illegible] یہ صبا اور وبا کی طرح ہیں صبا پرورش کرتی ہے، وبا فنا کرتا [illegible] ایک مقناطیس ہے جو لوہے کو کھینچتا ہے۔ یہی صفت قہر سنگ دلوں کے لئے ہے اور دوسری صفت حلم اور لطف یہ کہربا کیطرح ہے جو زر مقلوب کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ آہن رُبا۔ مقناطیس پتھر کو کھینچتا ہے۔

[3] کہربا۔ وہ پتھر جو تنکے کو اپنی طرف کھینچتا ہے۔ میکشد۔ دنیا میں حضرت حق دونوں صفتوں کا ظہور ہے اس کا ہادی ہونا راست بازوں کی کشش کرتا ہے۔ اور اس کا مضل ہونا غلط کاروں کی کشش کرتا ہے غرض کر

خصم[1] او یار و نور و نار و فخر و عار — تخت و دار و بر دوحا رو وَدو خار
دشمن اور دوست ، نور اور ناز ، فخر اور ذلت — تخت اور سولی ، ٹھنڈا اور گرم ، پھول اور کانٹا

مورو مار و پود و تا روزیر و زار — ہر یکے با جنسِ خود بَرمی شمار
چیونٹی اور سانپ ، تانا اور بانا ، گانا اور رونا — ہر ایک کو اپنی جنس کے ساتھ گن لے

تعجیل فرمودنِ بادشاہ اَیاز را کہ زود ایں حُکم را بہ فیصل رَساں
بادشاہ کا ایاز کو جلدی کرنے کا حکم دینا کہ جلد اس حکم کا فیصلہ کر دے

و مُنتظِر مدار وَالْاَیَّامُ بَیْنَنَا مگو کہ اَلْاِنْتِظَارُ مَوْتٌ اَحْمَرُ و جواب
اور منتظر نہ رکھ اور "ہمارے پاس بہت وقت ہے" نہ کہہ کیونکہ انتظار سرخ موت ہے اور ایاز

گفتنِ ایاز بادشاہ را و عجز آوردنِ اُو
کا بادشاہ کو جواب دینا اور اس کا معذوری ظاہر کرنا

اے ایاز ایں کار را زُود تر گذار — زانکہ نوعِ انتقام ست انتظار
اے ایاز ! یہ کام جلد کر لے — کیونکہ انتظار (بھی) ایک قسم کا بدلہ ہے

گفت[2] اے شہ جملگی فرماں تُراست — باوجودِ آفتاب اختر فناست
اس نے کہا اے بادشاہ ! سب حکم آپکا ہی ہے — سورج کے ہوتے ہوئے، ستارہ معدوم ہے

زُہرہ کہ بُود یا عُطارُد یا شِہاب — کہ بروں آید بہ پیشِ آفتاب
زہرہ یا عطارد یا شہاب کون ہوتا ہے ؟ — کہ سورج کے سامنے باہر آئے

گرز دلق و پوستیں بگذشتمے — کہ چُنیں نخمِ ملامت کِشتمے
اگر میں گدڑی اور پوستین سے (آگے) بڑھتا — تو ملامت کا ایسا بیج کب بوتا ؟

قُفل کردن بر درِ حجرہ چہ بُود — درمیانِ صَد خیالاتِ حُسُود
حجرہ کے دروازے پر قفل لگانا کیا تھا ؟ — حاسد کے سینکڑوں خیالات کے درمیان

دَست[3] در کردہ درونِ آبجُو — ہر یکے زیشاں کلوخِ خشک جُو
نہر کے پانی میں ہاتھ ڈبوئے ہوئے — ان میں سے ہر ایک خشک ڈھیلا تلاش کرتا ہے

پس کلوخِ خشک در جُو کے بُود — ماہی با آب عاصی کے شَوَد
تو نہر میں خشک ڈھیلا کہاں ہوتا ہے ؟ — مچھلی ، پانی کی نافرمان کب ہوتی ہے ؟

بر منِ مسکیں جَفا دارند ظن — کہ وفا را شرم می آیدز من
مجھ ایسے عاجز پر ناحق بدگمانی کرتے ہیں — کہ وفا کو مجھ سے شرم آتی ہے

[1] خصم ۔ غرض کہ کائنات میں سے ہر ایک چیز اپنی جنس کی کشش کر رہی ہے۔ تعجیل فرمودن۔ شاہ نے ایاز سے کہا کہ مجرموں کا جلد فیصلہ کر انتظار کی تکلیف موت سے زیادہ ہے مشہور مقولہ ہے اَلْاِنْتِظَارُ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ وَالْاَیَّامِ ۔ معاملہ کو ٹالنے کا داعیہ یہی ہوتا ہے کہ انسان سوچتا ہے کہ اس کام کے کرنے کا بہت وقت ہے۔ زانکہ۔ مجرم کو انتظار میں رکھنا بھی ایک قسم کی سزا ہے۔

[2] گفت۔ ایاز نے عذر کیا کہ مجرموں کا فیصلہ کرنا شاہ کا کام ہے شاہ کے سامنے میری مثال ایسی ہی ہے جیسی زہرہ اور عطارد اور شہاب ثاقب کی سورج کے سامنے کوئی حقیقت نہیں ہے۔ گرز دلق۔ اگر میں اپنی حقیقت چپل اور گدڑی سے زیادہ سمجھتا تو اس چپل اور گدڑی کی حفاظت کر کے اس حالت میں کیوں مبتلا ہوتا کہ دشمن مجھے ملامت کریں اور حاسد طرح طرح خیالات قائم کریں۔

[3] دست در کردہ۔ ان حاسدوں کی حالت تو اس شخص کی سی ہے جو نہر میں ہاتھ اسلئے ڈالے کہ اسمیں سے خشک ڈھیلا نکال لے۔ پس۔ نہر میں خشک ڈھیلا تلاش کرنا اور مچھلی کو خشک زمین میں تلاش کرنا یکساں ہے۔ بر من۔ ان حاسدوں نے مجھے صاحب جفا سمجھا اور ایسا بے وفا سمجھا جس سے وفا کو شرم آئے۔

گر نبودے[1] رحمتِ نامحرمے — چند حرفے از وفا واگفتمے
اگر نامحرم کی پریشانی نہ ہوتی — تو میں وفا کے بارے میں چند باتیں کہتا

چوں جہانے شبہت و اشکال دوست — حرف میرانیم ما بیروں زپوست
چوں کہ دنیا شبہ اور اشکال کی طلبگار ہے — ہم چھلکے سے باہر کی گفتگو کرتے ہیں

گر تو خود را بشکنی مغزے شوی — داستانِ مغزِ نغزے بشنوی
اگر تو اپنے آپ کو شکستہ کریگا، مغز بنجائیگا — تو عمدہ مغز کی باتیں سنے گا

جوز[2] را در پوستہا آواز ہاست — مغز و روغن را خود آوازے کجاست
اخروٹوں کے چھلکوں میں (رہتے ہوئے) آوازیں ہیں — مغز اور روغن کی خود آواز کہاں ہے

دارد آوازے نہ اندر خوردِ گوش — ہست آوازش نہاں در گوشِ ہوش
وہ آواز رکھتا ہے لیکن کان کے لائق نہیں ہے — اس کی آواز ہوش کے کان میں پوشیدہ ہے

گر نہ خوش آوازیِ مغزے بود — زغوغِ آوازِ قشری کہ شنود
اگر مغز کی خوش آوازی نہ ہوتی — چھلکے کا کھڑکا کون سنتا ؟

زغوغِ آں زاں تحمل میکنی — تا کہ خاموشانہ بر مغزے زنی
اس کی کھٹ کھٹ کو تو اسلئے برداشت کرتا ہے — تاکہ چپکے سے مغز تک پہنچ جائے

چند گاہے[3] بے لب و بے گوش شو — وانگہاں چوں لب حریفِ نوش شو
کچھ مدت تک بغیر ہونٹ اور کان کے بن جا — پھر ہونٹ کی طرح شہد کا ساتھی بن

چند گفتی نظم و نثرو راز فاش — خولبہ یک روزِ امتحاں کُن گنگ باش
تو نے نظم اور نثر اور راز کھل کر بہت کہے — صاحب ! ایک روز آزمالے، گونگا بن جا

چند پختی تلخ و تیز و شور و کز — ہم یکے بارِ امتحاں شیریں پز
تو نے کڑوی اور تیز اور کھاری اور کسیلی بہت پکائی — ایک دن امتحان کے لئے میٹھی (بھی) پکا لے

چند خوردی چرب و شیریں از طعام — امتحاں کُن چند روزے در صیام
تو نے میٹھا اور روغنی بہت کھانا کھایا — چند دن روزے میں آزمالے

چند شبہا خواب را گشتی اسیر — یک شبے بیدار شو دولت بگیر
تو بہت سی راتوں میں نیند کا قیدی بنا — ایک رات بیدار رہ، دولت حاصل کر لے

[1] گر نبودے۔ مولانا فرماتے ہیں سننے والے اہل نہیں ہیں ورنہ میں وفا کے مضمون کو واضح کر کے بیان کرتا۔ چون جہانے۔ چونکہ عوام حقائق کے بیان میں شبہے اور اشکالات پیش کرنے لگے ہیں۔ اس لئے ان کو وہ سمجھانا مشکل ہے لہٰذا ہم معمولی باتیں ان کو سنا دیتے ہیں۔ گر تو۔ اگر تم مجاہدوں کے ذریعہ اپنے جسم کے چھلکے کو توڑ دو گے تو مغز بن جاؤ گے پھر مغز کی بات سمجھ لو گے۔

[2] جوز۔ جب تک اخروٹ کی گری چھلکے میں ہے تو وہ بجتا ہے جب چھلکا ٹوٹ جائے تو پھر وہ کھڑ کھڑاہٹ ختم ہو جاتی ہے۔ دارد۔ مغز میں بھی آواز ہے لیکن جسم کے کان سے سننے کی نہیں ہے وہ عقل کے کان سے سننے کی ہے گر نہ۔ اگر مغز میں آواز نہ ہو تو چھلکے کی آواز کو سننا کون پسند کرے۔ زغوغ۔ چھلکے کی آواز اس لئے برداشت کی جاتی ہے کہ مغز تک رسائی ہو جائے۔

[3] چند گاہے۔ انسان مجاہدوں سے لب و گوش بن جائے تب اس کا لب اسرار کا شہد چکھتا ہے۔ چند گفتی۔ انسان ہر وقت بولتا ہے کبھی نظم کہتا ہے کبھی نثر، کسی دن آزمائشی طور پر وہ خاموش بھی ہو کر دیکھے تو خاموشی کے فوائد سامنے آئیں گے چند پختی۔ روز مرہ کی عادت کے خلاف کچھ مجاہدہ کر لذیذ کھانے بہت کھائے ہیں کچھ دن روزے رکھ کر دیکھ لو تو خوب سویا ہے کبھی بیداری کی دولت بھی حاصل کر

روزہا[1] بُردی بسَر در ہَزل وجد — روز کے دو جہد راشو مُستَعِد
تو نے بہت سے دن سنجیدہ بات اور مذاق میں بسر کئے — دو روز کوشش کے لئے مستعد بن جا

حکایت دَر تقریر ایں سخن کہ چندیں گاہ گفتگو را آزمودیم مُدّتے
اس بات کو واضح کرنے کے لئے ایک حکایت کہ اتنے وقت ہم نے گفتگو کو آزمایا، کچھ مدت

صبرِ خاموشی نیز بیازمائیم
تک خاموشی کے صبر کو بھی ہم آزماتے ہیں

آں یکے را دَر قیامت ز اِنتباہ — دَر کف آمد نامۂ عصیاں سیاہ
تنبیہ حاصل کرنے کیلئے قیامت میں ایک شخص کے — ہاتھ میں گناہوں کا سیاہ اعمالنامہ آ گیا

سَر سیہ چوں نا مہائے تعزیہ — پُر معاصی متنِ نامہ و حاشیہ
تعزیت کے خطوں کی طرح اس کی پیشانی کالی تھی — اعمالنامہ کا متن اور حاشیہ گناہوں سے پر تھا

جُملہ فِسق و مَعصیت آں یکسری — ہمچو دارُالحَرب پُر از کافری
وہ پورا کا پورا فسق اور گناہ تھا — دارالحرب کی طرح کفر سے پر تھا

آنچناں نامہ پلید و پُر وبال — دَر یمیں ناید دَر آید دَر شمال
ایسا اعمالنامہ ناپاک اور وبال سے بھرا ہوا — دائیں ہاتھ میں نہیں آتا، بائیں ہاتھ میں آتا ہے

خود[2] ہم اینجا نامۂ خُود را بہ بیں — دَستِ چپ را شاید آں یا دَر یمیں
اس جگہ خود اپنے اعمالنامہ کو دیکھ لے — وہ بائیں ہاتھ کے لائق ہے یا دائیں کے

موزۂ چپ کفشِ چپ ہم دَر دکاں — آں چپ دانیش پیش از امتحاں
بائیں موزے، بائیں جوتے کو بھی دکان میں — تو آزمانے سے پہلے ہی اس کو بایاں سمجھ لیتا ہے

چوں نباشی راست میداں کہ چپی — ہَست پیدا نعرۂ شیر و کپی
جب تو دایاں نہیں ہے سمجھ لے بایاں ہے — شیر اور بندر کا نعرہ واضح ہے

آنکہ گل را شاہد و خوشبُو کُند — ہر چپے را راست فضلِ اُو کُند
وہ جو پھول کو محبوب اور خوشبو دار بنا دیتا ہے — اس کی مہربانی بائیں کو دایاں کر دیتی ہے

ہر شمالے[3] را یمینی اُو دہد — بحر را ماء مَعینے اُو دہد
ہر بائیں کو دایاں پن دے دیتا ہے — سمندر کو بہتا پانی وہ عنایت کرتا ہے

گر چپی با حضرتِ اُو راست باش — تا بہ بینی دَست بُردِ لُطفہاش
اگر تو بایاں ہے اس کے دربار میں دایاں بنجا — تاکہ تو اس کی مہربانیوں کا غلبہ دیکھے

[1] روزہا۔ عمر کا زیادہ حصہ جدو ہزل میں گذارا ہے اب کچھ مجاہدہ کر کے دیکھ حکایت۔ پہلے اشعار میں خاموشی اور صبر اختیار کرنے کی تلقین تھی۔ اس حکایت میں بھی خاموشی اور صبر کے ساتھ اعمالنامہ پر غور کرنے کی ہدایت ہے تعزیت۔ کسی کے مرنے پر تعزیت کا جو خط لکھا جاتا تھا اس کے اطراف کو سیاہ کر دیا جاتا تھا۔ اب بھی اخبارات میں موت کی خبر کو سیاہ بوڈر کے اندر شائع کیا جاتا ہے دارالحرب۔ وہ ملک جہاں کفر کے احکام جاری ہوں۔ دریمیں۔ دایاں ہاتھ بابرکت ہے اچھا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں دیا آئے گا۔

[2] خود ہم۔ انسان کو صبر و خاموشی سے اپنی اعمالنامہ پر اس دنیا میں غور کر لینا چاہیے۔ موزۂ چپ۔ دکان میں موزہ اور جوتہ دیکھ کر پہننے سے پہلے ہی پہچان لیتے ہو اسی طرح اعمالنامہ کو قبل از وقت پہچان لو۔ ہست۔ جسطرح بندر اور شیر کی آواز جداگانہ میں اسی طرح اچھے برے اعمالناموں کے آثار بھی جداگانہ ہیں۔ گل۔ اللہ کی قدرت میں ماہیت کو بدل دینا ہے وہ بڑے کو بھلا بنا سکتا ہے۔

[3] ہر شمالے۔ وہ ہر برائی کو بھلائی میں تبدیل کر دیتا ہے گر چپی۔ اگر انسان اس کے لائق ہے کہ اس کا اعمالنامہ بائیں ہاتھ میں پکڑا جائے اگر وہ اللہ کے دربار سے وابستہ ہو جاتا ہے تو اللہ کی مہربانیاں اس کو اس قابل بنا دیتی ہیں کہ اس کا اعمالنامہ دائیں ہاتھ میں آئے۔

تو روا داری کہ ایں نامہ مُہیں [1] بگذرد از چپ در آید در یمین
کیا تو مناسب سمجھتا ہے کہ یہ ذلیل اعمالنامہ بائیں ہاتھ سے گزر کر دائیں میں آئے
ایں چُنیں نامہ کہ پُر ظلم و جفاست کے بُود خود در خوراند دستِ راست
ایسا اعمالنامہ جو ظلم اور زیادتی سے پر ہے دائیں ہاتھ کے مناسب کب ہو گا ؟

قصہ زاہد وزنِ غیّور و جُفت شُدنِ زاہد با کنیزک با کسے ماند
زاہد اور غیرتمند بیوی اور زاہد کا لونڈی سے ہمبستری کرنا ایسا ہی ہے
کہ سخن [2] گوید کہ حالِ اُو مناسبِ آں سخن وآں سخن مناسبِ
کہ کوئی شخص ایسی بات کہے کہ اس کی حالت اس بات کے مناسب اور وہ بات اس کے
دعویٰ اُو نباشد چنانکہ کفرہ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ
دعوے کے مناسب نہ ہو جیسا کہ کفار، اور اگر تو ان سے دریافت کرے کہ آسمانوں
وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰه خدمت بُت سنگیں کردن و جان و
اور زمین کو کس نے پیدا کیا وہ ضرور کہیں گے اللہ نے ، پتھر کے بت کی خدمت کرنا اور جان
زَر فدائے اُو نمُودن چہ مناسب باشد با جاہلیکہ داند کہ خالقِ
و مال کو اس پر قربان کرنا کیا مناسب ہو گا اس جاہل کیلئے جو جانتی ہے کہ
سموات و ارضین آلٰہیست سمیع و بصیرے حاضرے
آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا سمیع اور بصیر ، حاضر
مُراقبے مستولئے وغیورے الخ
اور نگہبان غالب اور غیرتمند خدا ہے

زاہدے [3] را بد یکے زن ہمچو حور رشکناک اندر حقِ اُو بس غیُور
ایک زاہد کی بیوی حور جیسی تھی اس کے بارے میں رشک کرنیوالی اور بہت غیرتمند تھی
زانکہ بُد زَن را کنیزے مہوشے در دلِ زاہد بُد ازوے آتشے
کیونکہ بیوی کی ایک چاند جیسی لونڈی تھی زاہد کے دل میں اس (کے عشق) کی آگ تھی
زَن زغیرت پاسِ شوہر داشتے با کنیزک خلوتش نگذاشتے
بیوی غیرت کی وجہ سے شوہر کی نگرانی کرتی اس کو تنہائی میں لونڈی کے پاس نہ چھوڑتی
مُدّتے زَن شد مُراقب ہر دورا تا کہ شاں فرصت نیفتد در خلا
ایک مدت تک بیوی دونوں کی نگران رہی تاکہ انہیں تنہائی میں موقع نہ ملے

[1] مُہیں۔ ذلیل۔ قصہ پہلے بتلایا تھا کہ ظلم و جفا سے پر اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے قابل نہیں اب بتلایا ہے کہ نجاست سے ملوث اعضا نماز کے لائق نہیں ہیں۔

[2] سخن۔ انسان وہ بات کہے جس کی تائید اس کا عمل کر سکے کفار زبان سے خدا کے وجود کا اقرار کرتے ہیں عمل یہ ہے کہ بتوں کے سامنے سجدے کرتے ہیں۔

[3] زاہد۔ زاہد سے مراد وہ مدعی ہے جس میں زہد نہ ہو۔ زانکہ۔ یہ پہلے شعر کے دوسرے مصرع کی علت ہے۔ آتشے۔ یعنی وہ زاہد اس لونڈی پر عاشق تھا۔ مراقب۔ نگراں۔ خلا۔ خلوت تنہائی۔

تا در آمد[1] حُکم و تقدیرِ آلہ
یہانتک کہ اللہ کا حکم اور تقدیر آپہنچی

عقلِ حارس خیرہ سَر گشت و تباہ
نگہبان (بیوی) کی عقل ناکارہ اور تباہ ہو گئی

حُکم و تقدیرش چو آید بیوقوف
اطلاع کے بغیر جب اس کا حکم اور تقدیر آتی ہے

عقل کہ بود در قمر افتد خسوف
عقل کیا چیز ہے؟ چاند میں گرہن آجاتا ہے

بُود در حمام آں زن نا گہاں
وہ بیوی حمام میں تھی ، اچانک

یادش آمد طشت و در خانہ بُد آں
اس کو طشت یاد آیا اور وہ گھر میں تھا

با کنیزک گفت روہیں مُرغ وار
لونڈی سے کہا ، خبردار ! پرند کی طرح جا

طشتِ سیمیں راز خانہ ما بیار
ہمارے گھر سے چاندی کا طشت لے آ

آں[2] کنیزک زندہ شد چوں ایں شنید
جب اس لونڈی نے یہ سنا اسمیں جان پڑ گئی

کُو بخولبہ ایں زماں خواہد رسید
کہ وہ اسوقت آقا کے پاس پہنچ جائیگی

خولبہ در خانہ ست و خلوت ایں زماں
آقا گھر میں ہے اور اس وقت تنہائی ہے

پس دواں شد سُوئے خانہ شادماں
تو خوشی خوشی گھر کی طرف دوڑی

عشقِ شش سالہ کنیزک رائبد ایں
لونڈی کی چھ سال سے یہ خواہش تھی

کہ بیابد خولبہ را خلوت چُنیں
کہ وہ آقا کو ایسی تنہائی میں پا لے

گشت[3] پرّاں جانبِ خانہ شتافت
گھر کی جانب جلد دوڑ پڑی

خولبہ را در خانہ خوش خلوت بیافت
آقا کو گھر میں اچھی تنہائی میں پایا

ہر دو عاشق را چناں شہوت ربُود
دونوں عاشقوں کو شہوت نے ایسا غافل کیا

کا حتیاط و یادِ در بستن نبُود
کہ دروازہ کی کنڈی لگانا اور احتیاط یاد نہ رہی

ہر دو باہم در خزید نداز نشاطِ
خوشی سے دونوں ایک دوسرے میں گھس گئے

جاں بجاں پیوست آندم ز اختلاط
اس وقت وصل سے جان جان سے پیوستہ ہو گئی

یاد آمد در زماں زن را کہ مَن
اس وقت بیوی کو یاد آیا کہ میں نے

چوں فرستادم ؤ را سوئے وَطن
اس کو وطن کی جانب کیوں بھیجا ؟

پنبہ در آتش نہادم من بخویش
میں نے خود روئی کو آگ میں رکھ دیا

اندر افگندم قحِ نر را بہ میش
میں نے نر مینڈھے کو بھیڑ پر ڈالدیا

گِل فروشست از سَر و بیجاں دوید
سر سے مٹی دھوئی اور بد حال ہو کر دوڑی

در پے اُو رفت و چادر می کشید
اس کے پیچھے روانہ ہوئی اور چادر گھسیٹتی تھی

---

[1] تا در آمد۔ تقدیر اور حکم خداوندی کے بالمقابل عقل ناکارہ ہو جاتی ہے۔ حارس۔ نگراں۔ خیرہ سر۔ بیہودہ۔ بیوقوف۔ بغیر اطلاع۔ مرغ وار۔ پرندکی طرح۔

[2] آں کنیزک۔ اس لونڈی کو بھی اپنے آقا سے چھ سال سے عشق تھا اور تنہائی کی جو یاں تھی اس موقع کو غنیمت سمجھ کر اس میں جان پڑ گئی اور اس خیال سے کہ آقا سے تنہائی میں مل لے گی گھر کی جانب دوڑ پڑی۔

[3] گشت۔ وہ لونڈی گھر پہنچی تو آقا کو خلوت میں پایا۔ در بستن۔ یعنی دروازے کی کنڈی لگانا۔ نشاط۔ خوشی۔ اختلاط۔ میل جول۔ وطن یعنی گھر پنہیہ۔ لونڈی اور آقا کا تنہائی میں ملنا ایسا ہی ہے جیسا کہ روئی میں چنگاری ڈال دینا۔ قچ۔ مینڈھا۔ میش۔ بھیڑ گل۔ یعنی وہ ملتانی مٹی جو بالوں کو صاف کرنے کے لئے اس نے سر پر لگا رکھی تھی۔

آں از عشقِ جاں دوید و ایں ز بیم
وہ دل کے عشق سے دوڑی اور یہ خوف سے

عشق کُو و بیم کُو فرقِ عظیم
کہاں عشق اور کہاں خوف بڑا فرق ہے

سیرِ عارف ہر دمے تا تختِ شاہ
عارف کی سیر، ہر منٹ شاہ کے تخت تک ہے

سیرِ زاہد ہر مہے یکرو زہ راہ
زاہد کی سیر ہر مہینہ ایک دن کے راستہ پر ہے

گرچہ زاہد را بُود روزے شگرف
اگرچہ زاہد کا ایک دن بھی غنیمت ہے

کے بُود یک روز اُو خمسین الف
اس کا ایک روز پچاس ہزار سال کا کہاں ہوسکتا ہے

قدر۲ ہر روزے ز عمرِ مردِ کار
کام کے انسان (عارف) کے ہر دن کی مقدار

باشد از سالِ جہاں پنجہ ہزار
زمانہ کے سال سے پچاس ہزار (سال) کی ہے

عقلہا زیں سُر بُود بیرونِ در
عقلیں اس جانب سے دروازہ کے باہر ہیں

زہرۂ وہم ار بدرّد گو بدر
وہم کا پتہ اگر پھٹے تو کہدے پھٹ جا

ترس موئے نیست اندر پیشِ عشق
عشق میں بال برابر (بھی) ڈر نہیں ہے

جملہ قربانند اندر کیشِ عشق
عشق کے مذہب میں سب قرباں ہیں

عشق وصفِ ایزد ست لیک کہ خوف
عشق اللہ کی صفت ہے لیکن خوف

وصفِ بندہ مُبتلائے فرج و جوف
شرمگاہ اور پیٹ میں مبتلا بندے کی صفت ہے

چوں یُحِبُّونَہٗ بخواندی از نبے
جب تو نے قرآن میں یحبونہ پڑھا

با یُحِبُّھُم شو قریں در مطلبے
مطلب کے بارے میں یحبھم کا ساتھی بن

پس۳ محبت وصفِ حق داں عشق نیز
پس محبت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ عشق کو بھی

خوف نبود وصفِ یزداں اے عزیز
اے پیارے خوف اللہ (تعالیٰ) کی صفت نہیں ہوتی ہے

وصفِ حق کُو وصفِ مُشتِ خاک کُو
کجا اللہ (تعالیٰ) کی صفت کجا خاک کی مٹھی کی صفت

وصفِ حادث کُو وصفِ پاک کُو
کہاں حادث کا وصف کہاں پاک کا وصف

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام
میں اگر مسلسل عشق کی شرح کروں

صد قیامت بگذرد وآں تمام
سو قیامتیں گذر جائیں اور نا تمام رہے

بہت فرق ہے۔ شرح۔ عشق۔ اللہ کی صفت عشق غیر محدود ہے اور قیامت تک کا زمانہ محدود ہے غیر محدود، محدود میں نہیں سما سکتا۔ لہٰذا عشق خداوندی کا بیان قیامت تک بھی ممکن نہیں ہے۔

۱ آں۔ بی بی اور لونڈی کی روش میں بہت فرق تھا، بی بی ڈر سے بھاگ رہی تھی اور لونڈی عشق کی وجہ سے۔ سیر عارف یہی حال عارف اور زاہد کی سیر الی اللہ کا ہے عارف کی سیر عاشقانہ ہے اور زاہد کی سیر جہنم کے ڈر سے۔ گرچہ۔ زمان و مکان کا قبض اور بسط اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہے عارف کے لئے تھوڑا سا وقت پھیل کر اگر تو روسیع ہوجاتا ہے۔ کہ وہ بڑے سے بڑا کام اس تھوڑے وقت میں کر گزرتا ہے عارف کا ایک روز پچاس ہزار سال کی برابر بن جاتا ہے اور وہ قرب کے ان ماقیات کو جو زاہد پچاس ہزار سال میں طے کرے ایک دن میں طے کرلیتا ہے۔

۲ قدر۔ عارف اپنے ہر دن میں وہ کام کرتا ہے جو زاہد پچاس ہزار سال میں کر پاتا ہے۔ عقلہا۔ یہ زمانہ کے بسط اور قبض کا معاملہ عقل اور وہم نہیں سمجھ سکتے ہیں۔ ترس۔ عشق اور خوف کا فرق پھر بیان کیا ہے۔ مبتلائی۔ انسان شہوت اور بھوک کا غلام ہے لہٰذا اس کی صفت خوف ہے اللہ کی صفت عشق ہے۔ چوں۔ یُحِبُّونَہٗ۔ قرآن پاک میں ہے یُحِبُّھُم یُحِبُّونَہٗ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

۳ پس محبت۔ جب محبت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہر صفت کمال سے متصف ہے اور محبت کے کمال کو ہی عشق کہا جاتا ہے لہٰذا عشق اللہ تعالیٰ کی صفت ہوا انسان میں اگر عشق ہے تو وہ اسی صفت خداوندی کا پرتو ہے اصل نہیں ہے۔ وصفِ حق۔ عشق اور خوف میں

زانکہ تاریخِ قیامت را حدست — حد کجا آنجا کہ وصفِ ایزدست
کیوں کہ قیامت کی تاریخ محدود ہے — اس کی انتہا کہاں، جو خدا کی صفت ہے

عشق[1] اپاپانصد پرست وہر پرے — از فرازِ عرش تا تحت الثرے
عشق کے پانچسو پر ہیں اور ہر پر — عرش کی بلندی سے زمین کے نیچے تک ہے

زاھد با ترس می تا زد پیا — عاشقاں پرّاں تر از برق و ہوا
خوف زدہ زاہد پاؤں سے دوڑتا ہے — عاشق بجلی اور ہوا سے زیادہ تیز اڑنے والے ہیں

چہ مجالِ بادیا برق اے پسر — چونکہ او در راہِ حق بگشاد پر
اے بیٹا! ہوا یا بجلی کی کیا مجال — جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں پر کھولے

کے رسند ایں خائفاں در گردِ عشق — کاسمانرا فرش سازد دردِ عشق
یہ ڈرنے والے عشق کی گرد تک کہاں پہنچ سکتے ہیں — کیونکہ عشق کا درد آسمان کو فرش بنا دیتا ہے

جُز مگر[2] آید عنایتہائے ضو — کز جہان و زیں روش آزاد شو
اس کے سوا کہ نور کی عنایتیں آجائیں — کہ دنیا اور اس روش سے آزاد ہو جا

از قشِ خود و زدشِ خود باز رہ — کہ سُوی شہ یافت آں شہباز رہ
اپنے مٹاپے اور اپنی آرائش سے باز رہ — کیونکہ اسی شہباز نے شاہ کی جانب راستہ پایا ہے

ایں قشؔ ودشِ ہست جبر و اختیار — از و رو ایں دو آمد جذبِ یار
یہ مٹاپا اور خود آرائی جبر اور اختیار ہے — دوست کی کشش ان دونوں سے بالا ہے

رسیدن زن بخانہ وجدا شدنِ زاہد از کنیزک و رُسوا شدن
بیوی کا گھر میں پہنچ جانا اور زاہد کا لونڈی سے علیحدہ ہو جانا اور رسوا ہونا

چوں[3] رسید آں زن بخانہ در گشاد — بانگِ در در گوشِ ایشاں در فتاد
جب بیوی پہنچی اس نے گھر کا دروازہ کھولا — دروازے کی آواز ان کے کان میں پڑی

آں کنیزک جست آشفتہ زساز — مرد برجست و در آمد در نماز
وہ لونڈی پریشان حال ساز (و سامان) سے بھاگی — مرد کھڑا ہو گیا اور نماز میں لگ گیا

زن کنیزک راپژولیدہ بدید — درہم و آشفتہ و دنگ و مرید
بیوی نے، لونڈی کو پریشان حال دیکھا — گڑبڑ اور برہم اور حیران اور سرکش

شوئ خود را دید قائم در نماز — در گماں افتاد زن زاں اہتزاز
اس نے اپنے شوہر کو نماز میں کھڑے دیکھا — اس حرکت سے بیوی شبہ میں پڑ گئی

[1] عشق را۔ جس قدر زیادہ پر ہوں گے اسی قدر پرواز زیادہ ہوگی۔ زاہد۔ زاہد کے خوف کی سیر پاؤں کے ذریعہ ہے عارف کی پرواز پانچسو پروں والے عشق کے ذریعہ ہے۔ چہ مجال۔ ہوا اور بجلی کی پرواز راہِ خدا میں ممکن نہیں ہے۔ کے رسد۔ زاہد جو خائف ہے عشق کی گرد تک بھی نہیں پہنچ سکتا ہے۔

[2] جُز مگر۔ اگر اللہ کا نور زاہد کی دستگیری کرے تو پھر اس کو بھی عاشقانہ سیر حاصل ہو سکتی ہے۔ قش۔ لاغری کے بعد کا مٹاپا۔ دش۔ آرائش قش و دش سے جبر و اختیار مذموم مراد ہے، عشق سے جذب پیدا ہوتا ہے اور جذب جبر و اختیار سے بالا ہے۔

[3] چوں رسید۔ بی بی نے گھر پہنچ کر دروازہ کھولا جس کی آواز آقا اور لونڈی تک پہنچی۔ مرد۔ آقا اپنی حالت چھپانے کے لئے نماز کی نیت باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ شوی۔ بی بی نے لونڈی کو پریشان حال دیکھا ادھر آقا کو نماز میں دیکھا تو بی بی کشمکش میں پڑ گئی اور صحیح صورت حال نہ جان سکی۔

شُوئی را برداشت دامن [1] بیخطر
اس نے بے کھٹکے شوہر کا دامن ہٹایا

دیدہ آلودہ منی خُصیہ و ذَکَر
خصیہ اور شرمگاہ کو منی سے سنا ہوا دیکھا

از ذَکَر باقیِ نُطفہ می چکید
شرمگاہ سے باقی نطفہ ٹپک رہا تھا

ران و زانو گشتہ آلودہ و پلید
ران اور زانو آلودہ اور ناپاک ہو گئے تھے

برسَرش زد سیلی و گفت اے مہین
اس نے اس کے سر پر دھر مارا اور بول اے ذلیل!

خُصیۂ مردِ نمازی باشد ایں
نمازی انسان کے خصیے ایسے ہوتے ہیں

لائقِ ذِکر و نمازست ایں ذَکَر
یہ شرمگاہ ذکر (خداوندی) اور نماز کے لائق ہے

وایں چنیں ران وزہارِ پر قذَر
اور ایسی گندی، ران اور شرمگاہ

نامۂ پُر ظلم و فِسق و کفر و کیں
ظلم اور فسق اور کفر اور کینہ سے بھرا ہوا اعمالنامہ

لائق است انصاف دہ اندر یمیں
انصاف کرہ دائیں ہاتھ کے لائق ہے

گر بپُرسی [2] گبر را کایں آسماں
اگر تو کافر سے دریافت کرے، کہ یہ آسمان

آفریدہ کیست ویں خلقِ جہاں
اور یہ جہان کی مخلوق کس کی پیدا کی ہوئی ہے؟

گوید اُو کیں آفریدہ آں خداست
وہ کہے گا کہ یہ اس خدا کا پیدا کیا ہوا ہے

کافر نیش بر خدائیش گواست
جس کی خدائی پر اس کی خلاقی گواہ ہے

کفر و فِسق و اِستم بسیارِ اُو
اس کا کفر اور فسق تھا بھاری ظلم

ہست لائق با چنیں اقرارِ اُو
اس کے ایسے اقرار کے مناسب ہے؟

ہست لائق با چنیں اقرارِ راست
ایسے سچے اقرار کے ساتھ کیا مناسب ہے؟

آں فضیحتا وآں کردارِ کاست
وہ رسوائیاں اور گھٹیا کام

فِعلِ [3] اُو کردہ دروغ آں قول را
اس کے عمل نے اس کی بات کو جھٹلا دیا

تا شدُ اُو لائق عذاب و ہَول را
یہاں تک کہ وہ عذاب اور ڈر کا مستحق ہو گیا

پَس دروغ آمد زسَر تا پائے اُو
وہ سر سے پاؤں تک ایسا جھوٹا ثابت ہوا

کہ اگر شرحش دہم اے وائے اُو
کہ میں اس کی شرح کروں تو اس پر افسوس ہے

روزِ محشر ہر نہاں پیدا شوَد
محشر کے دن ہر چھپی ہوئی چیز ظاہر ہو جائیگی

ہم زخود ہر مجرمے رُسوا شود
ہر خطا کار، خود رسوا ہو جائے گا

دَست و پا بدہد گواہی بابیاں
اسکے ہاتھ اور پاؤں وضاحت کیساتھ گواہی دینگے

بَر فسادِ اُو بہ پیشِ مُستعاں
خدا کے سامنے اس کی خرابی پر

[1] دامن۔ یعنی لنگی کا دامن۔ برسرش۔ بی بی نے آقا کے سر پر دھر مارا۔ مہین۔ ذلیل۔ نامۂ پر ظلم۔ جس طرح انسان کا نجاستوں سے آلودہ بدن نماز کے لائق نہیں ہے اسی طرح برا اعمالنامہ دائیں ہاتھ کے لائق نہیں ہے۔

[2] گر بپرسی۔ کافر سے اگر دریافت کیا جائے کہ آسمان اور زمین کو کس نے پیدا تو زبان سے یہی کہے گا کہ اللہ نے لیکن کام شرکیہ کرے گا تو یہ اس کے کام اس کے اقرار سے مناسبت نہیں رکھتے ہیں۔

[3] فعلِ اُو۔ وہ کافر جس کا عمل اس کے قول کو جھٹلا رہا ہے وہ یقیناً عذاب کے لائق ہے۔ روزِ محشر۔ محشر کے دن ہر ڈھکی چھپی بات ظاہر ہو جائے گی خود مجرم کے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف تمام باتیں ظاہر کر دیں گے۔

دَست گوید من چُنیں دُز دیدہ اَم
ہاتھ کہے گا، میں نے اس طرح چوری کی ہے

لَب بگوید من چُنیں بوسیدہ اَم
ہونٹ کہے گا، میں نے اس طرح بوسہ لیا ہے

پائ گوید من شدستم تا مُنیٰ [1]
پاؤں کہے گا میں مقاصد کی جانب گیا ہوں

فَرج گوید من بکردستم زِنا
شرمگاہ کہے گی میں نے زنا کیا ہے

چشم گوید کردہ اَم غمزہ حرام
آنکھ کہے گی میں نے حرام اشارہ کیا ہے

گوش گوید چیدہ اَم سُو الکلام
کان کہے گا میں نے بری بات چنی ہے

پس دروغ آمدز سَر تاپائِ خویش
تو وہ سر سے پاؤں تک جھوٹا نکلے گا

کہ دروغش کرد ہم اعضائے خویش
کیونکہ اس کے اعضا نے اس کو جھٹلا دیا

آنچناں کہ در نمازِ با فروغ
جس طرح پُر نور نماز میں

از گواہی خُصیہ شد زرقش دروغ
خصیہ کی گواہی سے اس کا مکر جھوٹ ثابت ہو گیا

پَس چُناں کُن فعل کاں خود بیزباں
تو ایسا عمل کر کہ خود بغیر زبان کے

باشد اَشہد گفتن و عینِ بیاں
اشہد کہنا اور بعینہ بیان ہے

تا ہمہ تَن عضو عضوت اے پسر
اے بیٹا! تاکہ تیرا عضو عضو

گفتہ باشد اَشہد اندر نفع و ضَر
نفع اور نقصان میں اشہد کہدے

رفتنِ [2] بندہ پے خواجہ گواست
غلام کا آقا کے پیچھے چلنا گواہ ہے

کہ منم محکوم و ایں مُولائے ماست
کہ میں محکوم ہوں اور یہ میرا آقا ہے

گر سیہ کردی تو نامہ عُمرِ خویش
اگر تو نے اپنی زندگی کا اعمالنامہ کالا کر دیا ہے

توبہ کُن ز آنہا کہ کردستی تُو پیش
جو تو نے پہلے کیا ہے اس سے توبہ کر لے

عُمر [3] گر بگذشت بخش اِیندم است
اگر عمر گزر گئی ہے اس کی جڑ ابھی ہے

آبِ توبہ اش دِہ اگر اُو بے نم ست
اگر وہ خشک ہے اس کو توبہ کا پانی دیدے

بیخ عُمرت رابدہ آبِ حیات
اپنی عمر کی جڑ میں آب حیات ڈالدے

تا درخت عُمر گردد با ثُبات
تاکہ تیری عمر کا درخت جم جائے

جُملہ ماضیہا ازیں نیکو شوند
سب گزشتہ اس سے بھلا ہو جائے گا

زہرِ پارینہ ازیں گردد چو قند
گزشتہ زہر اس سے شکر بن جائے گا

سیأتت را مُبدّل کرد حق
اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو تبدیل کر دیا

تا ہمہ طاعت شود آں ما سَبق
تاکہ وہ پہلا سب عبادت بن جائے

[1] مُنیٰ۔ آرزوئیں۔ غمزہ۔ اشارہ۔ سُوء الکلام۔ بری بات۔ آنچناں۔ جس طرح زاہد آقا کے اعضاء نے اس کے نماز پڑھنے کو جھٹلا دیا اسی طرح قیامت میں ہر گنہگار کے اعضاء اس کو جھٹلا دیں گے۔ پس ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا فعل خود اس کا اقرار بن جائے۔

[2] رفتن۔ غلام آقا کے پیچھے چلنا غلامی کا اقرار ہے کہ میں آقا کا غلام ہوں۔ اگر انسان گنہگار ہے تو اس کو پچھتاوی توبہ کر لینی چاہیے۔

[3] عُمر۔ انسان کو یہ خیال نہ کرنا چاہیے کہ آخری عمر میں توبہ بیکار ہے درخت کے پتے اگر جھڑ جائیں اور اس درخت کی جڑ کو پانی دیا جائے تو مفید ہوتا ہے۔ جملہ ماضیہا۔ اگر نوکار بن جاتا ہے تو اس کی پہلی خطائیں صرف معاف نہیں بلکہ نیکیوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔

خواجہ[1] بر توبہ نصوحی خوش بتن — کوششے کن ہم بجان وہم بتن
اے خواجہ! نصوح والی توبہ پر عمل کر — جان اور جسم سے بھی کوشش کر

شرح ایں توبہ نصوح از من شنو — بگرویدستی ولے از نو گرو
اس نصوح کی توبہ کی شرح مجھ سے سن لے — تو (اس کا) گرویدہ ہے لیکن از سر نو گرویدہ بنجا

حکایت در بیانِ توبہ نصوح کہ چنانکہ شیراز پستان بیرون آید
نصوح کی توبہ کے بیان میں حکایت کہ جس دودھ پستان سے باہر آجاتا ہے تو پھر

باز در پستان نرود آنکہ توبۂ نصوحی کرد ہرگز ازاں گناہ یاد
پستان میں نہیں جاتا جس شخص نے نصوح والی توبہ کر لی وہ ہرگز گناہ کو رغبت

نکند بطریق رغبت بلکہ ہر دم نفرتش افزوں باشد وآں
کے طور پر یاد نہیں کرتا ہے بلکہ ہر لمحہ اس کی نفرت بڑھتی ہے اور وہ نفرت

نفرت دلیلِ آں باشد کہ لذتِ قبول یافت آں شہوات
اس کی دلیل ہوتی ہے کہ اس نے (توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل کر لی

اوّل بےلذت وایں بجائے آں نشست
وہ شہوت اوّل بےلذت بنی اور یہ اس کی جگہ بیٹھ گئی

نبرّد عشق را جز عشقِ دیگر چرا یارے نگیری زو نکوتر
عشق کو دوسرے عشق کے سوا کوئی چیز نہیں کاٹتی ہے تو اس سے بہتر معشوق کیوں نہیں بنا لیتا

وآنکہ دلش باز بداں گناہ رغبت میکند علامت آنست
اور جس کا دل پھر اس گناہ کی طرف رغبت کرتا ہے یہ اس کی علامت ہے کہ اس کو

کہ لذتِ قبول نیافتہ است و قبول بجائے آں لذتِ گناہ
(توبہ کی) قبولیت کی لذت حاصل نہیں ہوئی ہے اور قبولیت اس گناہ کی لذت کی جگہ

نہ نشستہ است ۳ فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی نشدہ است لذت
نہیں بیٹھی ہے اور وہ اس کو "ہم عنقریب سہولت کیلئے آسانی دیدینگے" (کا مصداق) نہیں بنا ہے

فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی باقیست بروے پس مہیا گردانیم مر اُو
"پس ہم اس کو تنگی کی سہولت دیدینگے" کی لذت اس کے لئے باقی تو ہم اس کیلئے وہ صفتیں

رابرائے صفتے کہ اُو را بدوزخ برد
مہیا کریں گے جو اس کو دوزخ میں لے جائینگی

[1] خواجہ۔ قرآن پاک میں ہے تُوبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا یعنی اللہ تعالیٰ سے مخلصانہ توبہ کرو۔ مولانا نے نصوح کو ایک شخص قرار دیا ہے اس نے جو توبہ کی اس کو توبہ نصوح فرماتے ہیں۔ توبہ نصوح۔ جو شخص نصوح والی توبہ کر لیتا ہے اس سے اس گناہ کا دوبارہ صادر ہونا ایسا ہی محال ہے جیسا کہ دودھ کا پستان سے باہر آجانے کے بعد پستان میں لوٹنا۔

۲ نبرد۔ یعنی عشق کو عشق ہی کاٹ سکتا ہے اگر کوئی کسی معشوق کا عشق فنا کرنا چاہے تو دوسرے معشوق سے عشق پیدا کر لے۔ آں نفرت۔ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد گر اس گناہ سے نفرت ہوگئی ہے تو یہ توبہ کے قبول ہوجانے کی علامت ہے۔

۳ فَسَنُیَسِّرُہٗ۔ انسان جب نیکی کرتا ہے تو اس کے لئے نیکی کی راہیں کھولدی جاتی ہیں اور جب بدی کرتا ہے تو اس کے لئے بدی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔

بُود مَردے پیش ازیں نامش نصوح
اب سے پہلے ایک مرد تھا جس کا نام نصوح تھا

بُدز دلّالی [1] زناں اُورا فتوح
عورتوں کو (حمام میں) ملنے سے اس کی آمدنی تھی

بود رُوئی اُو چو رخسارِ زناں
اس کا چہرہ عورتوں کے چہرے کی طرح تھا

مردیِ خود را ہمیکرد اُو نہاں
اس نے اپنا مردانہ پن چھپا رکھا تھا

اُو بحمامِ زناں دلّاک بُود
وہ عورتوں کے حمام میں مالش کرنے والا تھا

دَر دَغا وحیلہ بس چالاک بُود
دغا بازی اور مکاری میں چالاک تھا

سالہا میکرد دلّاکی و کس
اس نے سالوں ملنے کا پیشہ کیا اور کوئی

بُو نبرُد از حالتِ آں بُو الہوس
اس بو الہوس کی حالت سے باخبر نہ ہوا

زانکہ آواز و رُخش زن وار بُود
کیونکہ اس کی آواز اور چہرہ زنانہ تھا

لیک شہوت کامل و بیدار بُود
لیکن شہوت پوری اور بیدار تھی

چادرو سَر بَند پوشید و نِقاب
اس نے چادر اور دوپٹہ اور نقاب پہن لیا تھا

مَرد شہوانی و در غرّہ شباب
شہوت والا مرد اور جوانی کے غرور میں تھا

دختران [2] خسرواں رازیں طریق
اس طریقہ پر بادشاہوں کی لڑکیوں کو

خوش ہمی مالیدی شست آں عشیق
وہ عاشق عمدہ طریقہ پر ملتا اور نہلاتا

تو بہامی کرد و پادرمی کشید
وہ بہت توبہ کرتا اور پیچھے ہٹتا

نفس کافر توبہ اش رامی دَرید
کافر نفس اس کی توبہ کو توڑ دیتا

رفت پیشِ عارفے آں زشت کار
وہ بدکار ایک عارف کے پاس گیا

گفت مارا دَر دُعائے یاد دار
کہا ہمیں دعا میں یاد رکھئے

سرِّ اُو دانست آں آزاد مَرد
وہ آزاد مرد اس کا راز جان گیا

لیک چوں حلمِ خدا پیدا نکرد
لیکن اس نے خدائی حلم کی طرح ظاہر نہ کیا

بَر لبش [3] قفل ست و دَر دل رازہا
اس کے ہونٹ پر تالا ہے اور دل میں راز ہیں

لَب خموش و دل پُراز آوازہا
ہونٹ خاموش اور دل آوازوں سے پر ہے

عارفاں کہ جامِ حق نوشیدہ اَند
وہ عارف جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا جام پی لیا ہے

رازہا دانستۂ و پوشیدہ اَند
انہوں نے رازوں کو جانا اور چھپایا ہے

ہَر کرا اسرارِ حق آموختند
جن کو اللہ تعالیٰ کے راز بتائے گئے ہیں

مُہر کردند و دہانش دوختند
ان کے منہ پر مہر لگا دی ہے اور لب سی دیئے ہیں

[1] دلاکی۔ یعنی وہ نصوح شخص عورتوں کو نہلا کر روزی کماتا ہے۔ بود۔ اس نصوح کا چہرہ زنانہ تھا اور اس نے اپنی مردانہ قوت کو چھپا رکھا تھا۔ اُو۔ اس نصوح نے اپنے آپ کو عورت ظاہر کر کے زنانہ حمام میں نوکری کر لی تھی۔ بُو الہوس۔ وہ عورتوں کے بدن مل کر مردانہ لذات حاصل کرتا تھا۔ چادر۔ لباس زنانہ پہنتا تھا۔ لیکن اس کی مردانہ شہوت مکمل تھی۔

[2] دختران۔ ان حمام میں شہزادیاں نہانے آتی تھیں۔ تو بہا۔ نصوح نے اس کام سے کئی بار توبہ کی لیکن وہ توبہ پر قائم نہ رہا۔ رفت۔ نصوح نے اس عارف سے دعا کی فرمائش کی وہ عارف اس کے گناہ سے واقف تھا۔ لیکن اس نے ظاہر نہ کیا۔

[3] بر لبش۔ اولیاء لوگوں کی قلبی کیفیات سے واقف ہو جاتے ہیں لیکن ظاہر نہیں کرتے ہیں۔ ہر کرا۔ جو شخص اسرار سے واقف ہو جاتا ہے۔ اس کے منہ پر قفل لگ جاتا ہے۔

سُست خندید و بگفت اے بَدنہاد — زانکہ[1] دانی ایزدت توبہ دہاد
وہ تھوڑا مسکرایا اور کہا اے بد اصل — جو کچھ تجھے معلوم ہے خدا اس سے تجھے توبہ کی توفیق دے

دَر بیان آنکہ دُعائے عارفِ واصل و درخواستِ اُو از حق

اس کا بیان کہ عارف و اصل (بحق) کی اللہ تعالیٰ سے دعا اور درخواست ایسی ہی ہے

ہمچو درخواستِ حقّست از خویشتن کہ کُنتُ لَہٗ سَمعًا وَّ

جیسی کہ اللہ تعالیٰ کی خود اپنے آپ سے درخواست ، کیونکہ "میں اس کے لئے کان اور

بَصَرًا وَ لِسَاناً وَّیَدًا وقولہ تعالیٰ وَمَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ

آنکھ اور زبان اور ہاتھ ہو جاتا ہوں" (فرمایا ہے) اور اللہ تعالیٰ کا قول " تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو

وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی وآیات واخبار وآثار دریں بسیار ست وشرح

نے پھینکا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکا " اور آیتیں اور حدیثیں اور صحابہ کے اقوال اس بارے میں

سبب سازیِ حق تا نصوح راگوش گرفتہ بتوبہ آورد

بہت ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سبب سازی کی شرح یہانتک کہ نصوح کے اس نے کان پکڑ کر توبہ کرا دی

آں[2] دعا از ہفت گردوں دَر گذشت — کارآں مسکیں بآخر خُوب گشت
وہ دعا ساتوں آسمانوں کو پار کر گئی — بالآخر اس مسکین کا کام بھلا ہو گیا

کاں دعائے شیخ نے چوں ہر دعاست — فانی ست و گفتِ اُو گفتِ خداست
کیونکہ وہ شیخ کی دعا ہر دعا کی طرح نہیں ہے — وہ فانی ہے اور اس کی بات خدا کی بات ہے

چوں خدا از خود سوال و گد کند — پس دُعائے خویش راچوں رَد کند
جب خدا اپنے آپ سے سوال کرے اور مانگے — تو وہ اپنی دعا کو کیسے رد کرے گا ؟

یک سَبب انگیخت صُنعِ ذُوالجلال — کہ رہانیدش زنفرین و وَبال
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ایک سبب پیدا کر دیا — جس نے اس کو نفرت اور وبال سے رہائی دیدی

اندراں[3] حمام پُر میکرد طشت — گوہرے از دُخترِ شہ یا وہ گشت
وہ اس حمام میں طشت بھر رہا تھا — بادشاہ کی لڑکی کا ایک موتی گم ہو گیا

گوہرے از حلقہائے گوشِ اُو — یا وہ گشت و ہر زنے در جُستجو
اس کے کان کے بالے کا موتی — گم ہو گیا اور ہر عورت تلاش کرنے لگی

پس دَرِ حمام را بَستند سخت — تا بجویند اوّلش دَر بیخ رخت
پھر انہوں نے مضبوطی سے حمام کا دروازہ بند کیا — تا کہ پہلے اس کو سامان رکھنے کی جگہ میں تلاش کریں

[1] زانکہ۔ اس عارف نے کہا نصوح جس گناہ سے تو خود واقف ہے خدا تجھے اس سے توبہ کرنے کی توفیق دے۔ دربیان۔ اولیا باللہ کو اللہ تعالیٰ سے پورا قرب حاصل ہوتا ہے تو ان کا اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ایسا ہی ہے جیسے خود خدا اپنے آپ سے دعا کرے تو اس کے مقبول نہ ہونے کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ کنت۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ جب ایک انسان نوافل کے ذریعہ مجھ سے قربت حاصل کر لیتا ہے۔ تو میں اس انسان کے اعضاء بن جاتا ہوں۔ وما رمیت۔ حضورؐ کے مٹی پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا۔

[2] آں دعا۔ نصوح کے لئے اس عارف کی دعا نے اپنا کام کر دیا۔ فانی ست۔ شیخ اگرچہ فانی ہے۔ لیکن اس کی بات خدا کی بات ہے۔ گد کردن۔ سوال کرنا۔ یک سبب۔ یعنی موتی کا گم ہونا اس کی توبہ کا سبب بنا۔

[3] اندراں۔ نصوح حمام میں کام کر رہا تھا۔ اس دوران میں شہزادی کا ایک موتی گم ہو گیا۔ گوہرے۔ وہ موتی کان کے بالے کا تھا۔ بیخ رخت یعنی حمام میں جس جگہ کپڑے اتار کر رکھتے ہیں۔

رَختہا جستند وآں پیدا نشُد
سامانوں میں ڈھونڈا وہ نظر نہ آیا

دُرِدِ گوہر نیز ہم رُسوا نشُد
موتی کا چھ بھی رسوا نہ ہوا

پَس بجد جستن گرفتند از گزاف
انہوں نے حد سے زیادہ کوشش سے ڈھونڈنا شروع کیا

دَردہان و گوش واندر ہر شگاف[1]
منہ میں اور کان میں اور ہر شگاف میں

در شِگافِ تحت وفوق و ہَر طرف
نیچے اور اوپر کے شگاف میں اور ہر جانب

جُستجو کردند دُراز ہر صَدف
ہر صدف سے موتی کی انہوں نے جستجو کی

مَردوزن جویاں شدند از ہر طرف
مرد اور عورت ہر جانب جویاں ہوئے

جُملگاں از بہرِ دُرِّ خوش صَدف
سب ، اچھے سیپ کے موتی کے لئے

بانگ آمد کہ ہمہ عُریاں شوید
اعلان ہوا کہ سب ننگے ہو جائیں

ہرکہ ہستید از عجوز و از نوید
جو بھی بوڑھی اور جوان ہیں

یک بیک راحا جبہ جُستن گرفت
ایک ایک کرکے دربان عورت نے تلاش کرنا شروع کیا

تا بدید آید گہرُ دانہ شگفت
تاکہ عجیب موتی کا دانہ نظر آجائے

آں[2] نصوح از ترس شدُ در خلوتے
وہ نصوح خوف سے تنہائی میں چلا گیا

رُوی زرد و لب کبُود از خشیتے
خوف سے چہرہ زرد اور ہونٹ نیلے تھے

پیشِ چشمِ خویشتن میدید مرگ
وہ اپنے سامنے موت کو دیکھ رہا تھا

سخت می لرزید اُو مانندِ بَرگ
وہ پتے کی طرح بہت لرز رہا تھا

گفت یا رب بارہا برگشتہ اَم
اس نے کہا اے خدا! میں نے بہت انحراف کیا ہے

تو بہاؤ عہد ہا بشکستہ اَم
توبہ اور عہد توڑے ہیں

کردہ اَم آنہا کہ از مَن می سَزید
میں نے وہ کیا جو میرے لائق تھا

تا چُنیں سیلِ سیاہی دَر رسید
یہاں تک کہ سیاہی کا ایسا بہاؤ آگیا

نوبت[3] جُستن اگر دَر من رَسد
وہ کہ جانِ من چہ سختیہا کشد
تلاشی کی نوبت اگر مجھ تک پہنچی
ہائے میری جان کیسی سختیاں برداشت کریگی ؟

دَر جگر اُفتاد استم صد شرر
در مُنا جاتم ببیں بُوئی جگر
میرے جگر میں سینکڑوں چنگاریاں لگی ہیں
میری دعا میں میرے جگر کی بو سونگھ لے

ایں چُنیں اَند وہ کافر را مباد
دامنِ رحمت گرفتم داد داد
اس طرح کا غم کافر کو بھی نہ ہو
میں نے رحمت کا دامن تھاما ہے فریاد ہے فریاد ہے

[1] ہر شگاف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں تلاشی شروع کردی۔ ہر صَدف۔ یعنی بدن کے ہر سوراخ میں موتی ڈھونڈنا شروع کردیا۔ صَدف۔ سیپ۔ حاجب۔ وہ عورت جو حمام کی دربان تھی۔

[2] آں نصوح۔ نصوح کو یہ ڈر تھا کہ اگر اس کو ننگا کیا گیا تو اس کا راز کھل جائیگا جس کے نتیجہ میں اس کی موت آجائیگی۔ گفت۔ اب اس نے خدا سے گریہ وزاری شروع کردی۔

[3] نوبت۔ نصوح کہہ رہا تھا کہ اگر میری جامہ تلاشی لی گئی تو سخت مصیبت آجائیگی۔ دہ جگر۔ اس غم کی آگ جگر میں لگی ہے اس کے جلنے کی خوشبو آرہی ہے۔ دامن۔ وہ خدا سے کہہ رہا تھا کہ میں نے تیری رحمت کا دامن تھاما ہے۔

کاشکے مادر نزادے مَر مَرا
یا مرا شیرے بخورد دے دَر چَرا
کاش مجھے ماں نہ جنتی
یا جنگل میں مجھے شیر کھا جاتا

اے خدا آں کُن کہ از تو می سزد
کہ زہر سُوراخ مارم میگزد
اے خدا! وہ کر جو تیرے لائق ہے
کیونکہ ہر سوراخ سے مجھے سانپ ڈس رہا ہے

جانِ[۲] سنگیں دارم و دل آہنیں
ورنہ خوں گشتے دریں رنج و حنیں
میں پتھر کی جان اور لوہے کا دل رکھتا ہوں
ورنہ اس رنج اور گریہ میں خون بن جاتے

وقت تنگ آمد مرا و یک نفس
بادشاہی کُن مَرا فریاد رس
میرا وقت تنگ ہو گیا، تھوڑی دیر کیلئے
شاہی بہت، میری فریاد رسی کر

گر مَرا ایں بار ستاری کُنی
توبہ کردم من زہر نا کردنی
اگر اب کی دفعہ تو میری پردہ پوشی کر لے
میں نے ہر نہ کرنے کے کام سے توبہ کی

توبہ اَم بپذیر ایں بارِ دگر
تا بہ بندم بہر توبہ صد کمر
اس بار پھر میری توبہ قبول کر لے
تاکہ میں توبہ کے لئے سو کمر کس لوں

مَن اگر ایں بار تقصیرے کُنم
پس دگر مشنو دُعا و گفتنم
میں اگر اس دفعہ کوتاہی کروں
پھر کبھی میری دعا اور بات نہ سننا

ایں ہمی زارید صد قطرہ رواں
کاندر افتادم بجلّاد و عَوان
وہ یہ زاری کر رہا تھا اور سینکڑوں آنسو جاری تھے
کہ میں جلاد اور سپاہی کے (ہاتھوں) پھنسا ہوں

تا نمیرد ہیچ افرنگی چُنیں
ہیچ مُلحِد را[۳] مبادا ایں چُنیں
کوئی فرنگی بھی اس طرح نہ مرے
کسی بد دین کا بھی ایسا نہ ہو

نو حہا میکرد اُو بر جانِ خویش
رُوئے عزرائیل دیدہ پیش پیش
وہ اپنی جان پر نوحے کرتا تھا
سامنے ملک الموت کا چہرہ دیکھ کر

اے خدا وائے خدا چنداں بگفت
کاں دَرو دیوار با اُو گشت جُفت
اے خدا، اے خدا! اتنا کہا
کہ وہ دیوار اس کے ساتھی ہو گئے

نوبتِ جُستن رسیدن بنصُوح و آواز آمدن کہ ہمہ را جستیم
نصوح کی تلاشی کی نوبت آنا اور آواز آنا کہ ہم نے سب کی تلاشی لے لی

نصوح را بجُوئید و بیہوش شدنِ نصُوح ازاں ہیبت
نصوح کی تلاشی لو اور اس خوف سے نصوح کا بیہوش ہو جانا اور انتہائی

[۱] کاشکے۔ وہ نصوح تلاشی کے دوران کہہ رہا تھا کاش میں پیدا نہ ہوتا اور اگر پیدا ہو گیا تھا تو جنگل میں کوئی شیر کھا جاتا۔ چرا۔ چراگاہ۔ کہ۔ یعنی میں چاروں طرف سے مصیبت میں ہوں۔

[۲] جانِ سنگیں۔ میں پتھر کا ہوں ورنہ اس پریشانی سے مجھے مر جانا چاہیے تھا۔ ستاری۔ پردہ پوشی۔ تا کردنی۔ یعنی گناہ۔ تقصیر۔ کوتاہی، قصور جلاد۔ کوڑے مارنے والا سزا دینے والا۔ فرنگی۔ نصرانی۔

[۳] مُلحِد۔ بددین۔ عزرائیل مَلَکُ الموت۔ اے خدا اس نے خدا کو اس قدر پکارا کہ در و دیوار گونج اٹھے۔

وگشادہ شدنِ کار بعد از نہایتِ بستگی کَمَا کَانَ یَقُوْلُ

بندش کے بعد معاملہ کا حل ہو جانا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت فرمایا کرتے

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَہٗ مَرَضٌ اَوْ ھَمٌّ اِشْتَدِّیْ

تھے جب ان کو کوئی مرض یا غم ہوتا تھا "مصیبت تو سخت ہو جا

اَزِمَّتُہٗ تَنْفَرِجِیْ .

کھل جائے گی"

درمیانِ یا رب و یا رب بُد اُو — بانگ آمد زمیانِ جستجو

وہ یا رب ، یا رب میں لگا تھا — تلاشی کے درمیان آواز آئی

جُملہ را جستیم پیشِ آ اے نصوح — گشت بیہوش آنزماں پرّید[۲] رُوح

ہم نے سب کی تلاشی لے لی، اے نصوح! آگے آ — اس وقت وہ بے ہوش ہو گیا ، روح پرواز کر گئی

ہمچو دیوارِ شکستہ دَر فتاد — ہوش و عقلش رَفت و شد اُو چوں جماد

وہ شکستہ دیوار کی طرح ڈھے گیا — اسکے ہوش وحواس چلے گئے اور وہ پتھر کی طرح ہو گیا

چونکہ ہوشش رفت از تن آنزماں — سِرّ اُو با حق بہ پیوست از نہاں

جب جسم سے اس کا ہوش روانہ ہو گیا اس وقت — آہستگی سے اس کا باطن حق (تعالیٰ) سے وابستہ ہو گیا

چوں تہی گشت و وجودِ اُو نماند — باز جانش را خدا در پیش خواند

جب وہ خالی ہو گیا اور اس کا وجود نہ رہا — اس کی جان کے باز کو خدا نے سامنے بلا لیا

چوں شکست آں کشتیِ او بیمراد — دَر کنارِ رحمتِ دریا ، فتاد

جب بے مرادی میں اس کی کشتی ٹوٹ گئی — دریائے رحمت کے ساحل سے جا لگی

جاں[۳] بحق پیوست چوں بیہوش شد — بحرِ رحمت آں زماں دَر جوش شد

جب وہ بیہوش ہوا، جان اللہ سے وابستہ ہو گئی — رحمت کا سمندر اس وقت جوش میں آ گیا

چونکہ جانش وارہید از ننگِ تن — رفت شاداں پیشِ اصلِ خویشتن

جب اس کی روح جسم کے عیب سے نجات پا گئی — اپنی اصل کی جانب خوش خوش روانہ ہو گئی

جاں چوں بازو تن مر اُورا کندۂ — پائے بستہ پَر شکستہ بندۂ

روح باز کی طرح ہے جسم اس کیلئے کاٹھ ہے — پاؤں بندھا ہوا، پر ٹوٹے ہوئے ایک غلام ہے

چونکہ ہوشش رَفت پایش بر گشاد — می پرد آں باز سُوئے کیقباد

جب اس کے ہوش چلے گئے پاؤں کھل گیا — وہ باز شاہ کی جانب اڑ رہا ہے

---

۱ کَمَا کَانَ یَقُوْلُ ۔ یعنی آنحضورؐ نے فرمایا جب مصیبت انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمت خداوندی متوجہ ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث سنداً کمزور ہے۔ اَزِمَّۃ ۔ شدت، گرہ، خط

۲ پرید روح۔ روح جسم سے پرواز کر گئی۔ چونکہ اس بیہوشی میں اس کو قربت حق میسر آ گئی۔ چوں شکست۔ اس کی انتہائی مایوسی نے اس کو دریائے رحمت کے ساحل پر پہنچا دیا۔ چونکہ روح جسم سے پاک ہو کر دربارِ خداوندی میں پہنچ گئی۔

۳ جان۔ روح جسم میں اسی طرح مقید ہے جس طرح انسان کاٹھ میں مقید کر دیا جاتا ہے۔ چونکہ جب جسم بے ہوش ہو جاتا ہے روح پرواز کر کے شاہ کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

چونکہ[1] دریا ہائے رحمت جوش کرد — سنگہا ہم آبِ حیواں نوش کرد
جب رحمت کے سمندروں نے جوش مارا — پتھروں نے بھی آبِ حیات پی لیا

ذرّہ لاغر شنگرف و زَرفت شدُ — فرشِ خاکی اطلس و زربفت شدُ
کمزور ذرہ عجیب اور مونا ہو گیا — خاکی فرش ، اطلس اور زربفت بن گیا

مُردۂ صد سالہ بیروں شدُ ز گور — دیوِ ملعوں شُد بخوبی رشکِ حُور
سو سال کا مردہ قبر سے باہر آگیا — ملعون شیطان ، حسن میں حور بن گیا

ایں[2] ہمہ رُوئے زمیں سَرسبز شُد — شاخِ خشک اشگوفہ کرد و نغز شُد
یہ سب روئے زمین سرسبز ہو گئی — خشک شاخ نے کلی کھلائی ، عمدہ ہو گئی

گرگ بابرّہ حریفِ مے شدُہ — نا اُمید آں خوش رگِ وخوش پے شدہ
بھیڑیا بکری کے بچہ کے ساتھ شراب نوش بنا — مایوس ، اچھے رگ پٹھوں کے بن گئے

یافت شدُنِ گوہر و حلالی خواستنِ حاجباں کنیز کانِ شاہزادہ
موتی کا مل جانا اور شہزادی کے دربانوں اور لونڈیوں کا نصوح سے معافی چاہنا

از نصُوح و بر سَر و دستِ اُو بوسہ دادن و عذر خواستن
اور اس کے سر اور ہاتھ کو چومنا اور عذر خواہی کرنا

بانگ آمد ناگہاں کہ رفت بیم — شدُ پدید آں گم شُدہ دُرِّ یتیم
اچانک آواز آئی خوف ختم ہو گیا — وہ نایاب گم شدہ موتی ، مل گیا

بعد آں[3] خوف و ہلاکِ جاں بُدہ — مُژدہا آمد کہ اینک گم شدُہ
اس کے بعد کہ جان کا ڈر اور ہلاکت تھی — خوشخبری آئی کہ یہ گم شدہ (موتی) ہے

حُزن شدُ و اندر فَرَح دَرتا فتیم — مُژدگانی دہ کہ گوہر یا فتیم
غم ختم ہوا اور ہم خوشی میں چمک اٹھے — انعام دے ، کیونکہ ہم نے موتی پا لیا ہے

از غریو و نعرہ و دَستک زدن — پُر شدُہ حمّام قد زَالَ الحَزَن
شور اور نعرے اور ہتھیلیاں بجانے سے — حمام گونج گیا ، رنج زائل ہو گیا

آں نصُوحِ رفتہ باز آمد بخویش — دیدہ چشمش تابشِ صد روزہ بیش
بیہوش نصوح پھر ہوش میں آگیا — اس کی آنکھ نے سو دنوں (کے نور) سے زیادہ نور محسوس کیا

می حلالی خواست ازوے ہر کسے — بوسہ می دادند بردستش بسے
ہر شخص اس سے معافی چاہ رہا تھا — اس کے ہاتھ بہت چومتے تھے

[1] چونکہ۔ جب دریائے رحمت جوش میں آتا ہے تو جس پر بھی چھینٹا پڑ جاتا ہے اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ذرّہ۔ ابر رحمت سے ذرہ مولی بن جاتا ہے، وہ بے رونق مٹی سے پھول اور پتیاں اگا دیتا ہے پرانے مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔ برا بھلا بن جاتا ہے۔

[2] ایں ہمہ۔ خشک زمین سرسبز بن جاتی ہے۔ گرگ۔ بغض و کینہ ختم ہو جاتا ہے۔ بھیڑ اور بھیڑیا ملکر پانی پینے لگتے ہیں۔ حلالی۔ معافی۔ بانگ آمد۔ اب یہ اعلان ہو گیا کہ ڈر اور خوف کا وقت ختم ہو گیا موتی مل گیا ہے۔

[3] بعد آں۔ جب موتی مل گیا تو اس کے مل جانے کی خوشخبری دے دیگئی۔ مژدگانی۔ تمام متعلقین نے شہزادی سے انعام کی درخواست کی۔ از غریو۔ حمام۔ میں خوشی کے نعرے بلند ہو رہے تھے کہ غم دور ہو چکا ہے۔ آں نصوح۔ اب وہ نصوح بیہوشی سے ہوش میں آیا تو اسپر نور کی وہ کیفیت تھی جو سو روزوں کے چلہ کے بعد ہوتی ہے۔ می حلالی خواست یعنی حلالی می خواست۔

بَد گماں[1] بودیم مارا کُن حَلال — کَم تو خوردیم اندر قیل و قال

ہم بدظن ہو گئے تھے، ہمیں معاف کر دیجئے — بات چیت میں ہم نے آپ کا گوشت کھایا

زانکہ ظنِ جُملہ بَروے بیش بُود — زانکہ دَر قُربت ز جُملہ پیش بُود

کیونکہ سب کا اس پر زیادہ گمان تھا — کیونکہ وہ قرب میں سب سے آگے تھا

خاص دلّاکش بُدو محرَم نصُوح — بلکہ ہمچوں دو تن و یک گشتہ رُوح

نصوح اس کا خاص حمامی اور محرم تھا — بلکہ دو جسم اور ایک روح بنا ہوا تھا

گوہرا بر دُست اُو بُردست و بس — زُو ملازِم تر بخا توں نیست کس

اگر موتی چرایا ہے، تو بس اس نے چرایا ہے — بیگم سے اس سے زیادہ کوئی قریب نہیں ہے

اوّل اُورا خواست جستن دَر نبَرد — بہرِ حُرمت داشتش تا خیر کرد

معرکہ میں پہلے اس کی تلاشی لینی چاہی — (لیکن) اس کی عزت رکھنے کے لئے تاخیر کی

تا بُود کاں را بینداز د بجا — اندریں مہلت رہاند خویش را

تاکہ ہو سکے کہ وہ اس کو کہیں ڈالدے — اس فرصت میں وہ اپنے آپ کو بچا لے

بس[2] حَلا لیہا از و میخواستند — وز برائی عذر بر میخا ستند

وہ اس سے بہت معافیاں چاہ رہے تھے — عذر خواہی کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے

گفت بُد فضلِ خدائے داد گر — وَرنہ زانچہ گفتہ شُد ہستم بتَر

اس نے کہا منصف خدا کا کرم تھا — ورنہ جو کچھ کہا گیا میں اس سے بھی برا ہوں

چہ حَلالی خواست میباید زَمن — کہ منم مجرم تَراز اہلِ زَمن

مجھ سے کیا معافی چاہی جائے؟ — میں زمانہ کے لوگوں سے زیادہ مجرم ہوں

آنچہ گفتندم زبَد از صَد یکیست — بر منم ایں کشف ست اگر کس راشکیست

جو کچھ انہوں نے میری برائی میں کہا ہے ایک فیصد ہے — ہزاروں جرم اور بد کاریوں میں سے ایک

کس چہ میداند ز من جُزاند کے — وز ہزاراں جُرم و بَد فعلی یکے

تھوڑے سے کے علاوہ کوئی میرے بارے میں کیا جانتا ہے؟ — اگر کسی کو شک ہے تو مجھ پر واضح ہے

مَن[3] ہمی آں دانم وستارِ مَن — جُرمہا و زشتی کردارِ مَن

وہ میں جانتا ہوں اور میرا ستار — اپنی خطاؤں اور بد کاری کو

اوّل ابلیسے مَرا اُستاد بُود — بعدازاں اِبلیس پیشیم باد بود

شروع میں شیطان میرا استاد تھا — اس کے بعد شیطان میرے آگے ہوا تھا

[1] بدگماں۔ سب نے نصوح سے کہا ہم نے آپ پر بدگمانی کی تھی ہمیں معاف کر دیجئے۔ لحم۔ غیبت کو گوشت خوری سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ زانکہ نصوح پر زیادہ بدگمانی اسلئے تھی کہ اسی کو شہزادی سے زیادہ قرب رہتا تھا۔ خاص۔ شہزادی کا جسم ملنے دلنے کیلئے نصوح مخصوص تھا دونوں ایک روح دو جسم بنے ہوئے تھے۔ اول۔ اس بدگمانی کا تقاضا تو یہ تھا کہ سب سے پہلے نصوح کی جامہ تلاشی لیں لیکن اس کی عزت بچانے کیلئے اس کو موقع دے رہے تھے کہ اگر موتی اس کے پاس ہے تو اس کو کسی جگہ رکھدے اور الزام سے بچ جائے

[2] بس حلا لیہا۔ حمام کے متعلقین کھڑے ہوئے نصوح سے معافیاں مانگ رہے تھے اور نصوح کہہ رہا تھا کہ یہ اللہ کا کرم تھا ورنہ جو کچھ تم لوگوں نے کہا میں اس سے بدتر ہوں میں دنیا میں سب سے زیادہ گنہگار ہوں تم نے جو کچھ کہا وہ تو ایک فیصد ہے اس بارے میں خواہ کسی کو شک ہو لیکن مجھے اپنی برائی کا یقین ہے میری بد اعمالیوں کو میرے سوا اور کون جا سکتا ہے

[3] من ہمی۔ نصوح نے کہا اپنی برائیوں کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا جانتا ہے ابتداء شیطان میرا استاد تھا لیکن پھر میں برائی کرنے میں شیطان کا بھی استاد بنگیا، یہ اللہ کا کرم ہے کہ وہ میری پردہ پوشی کر دیتا ہے۔ اور میرے پھٹے ہوئے کو سی دیتا ہے۔

حق بدید آں جملہء و نادیدہ کرد
اللہ تعالیٰ نے وہ سب کچھ دیکھا اور بن دیکھا بنا دیا

تا نگردم در فضیحت روئے زرد
تاکہ میں رسوائی میں زرد رو نہ بنوں

تاز رحمت پوستیں دوزیم کرد
یہاں تک کہ اس نے رحمت سے میری پردہ پوشی کی

توبۂ شیریں چوجاں روزیم کرد
جان جیسی شیریں توبہ ، مجھے عطا کر دی

ہر چہ[1] کردم جملہ نا کردہ گرفت
میں نے جو کچھ کیا اس کو نہ کیا ہوا ٹھہرایا

طاعت نا کردہ را کردہ گرفت
خدا کی ہوئی عبادت کو ، کیا ہوا ٹھہرایا

ہمچو سرو و سوسنم آزاد کرد
اس نے مجھے سرو اور سوسن کی طرح آزاد کر دیا

ہمچو بخت و دولتم دل شاد کرد
مجھے نصیبہ اور دولت کی طرح خوش دل کر دیا

نامِ من درنامۂ پاکاں نوشت
میرا نام ، پاک لوگوں کی فہرست میں لکھ دیا

دوزخی بودم بہشتم بہشت
میں دوزخی تھا ، مجھے بہشت بخش دی

عفو کرد آں جملگی جرم و گناہ
اس نے وہ سارے جرم اور گناہ معاف کر دیئے

شد سپید آں نامہء و روئے سیاہ
وہ کالا اعمالنامہ اور چہرہ سفید ہو گیا

آہ کردم[2] چوں رسن شد آہِ من
میں نے آہ کی ، میری آہ رسی کی طرح ہو گئی

گشت آویزاں رسن در چاہِ من
رسی میرے کنویں میں لٹک گئی

آں رسن بگرفتم و بیروں شدم
میں نے وہ رسی پکڑ لی اور باہر نکل آیا

شاد و زفت و فربہ و گلگوں شدم
خوش اور موٹا تازہ اور سرخ ہو گیا

در بنِ چاہے ہمی بودم اسیر
میں کنویں کی تلی میں قیدی تھا

روز و شب اندر فغان و در نفیر
دن رات فریاد اور رونے میں تھا

از ہوس در تنگنا بودم زبوں
ہوس کی وجہ سے میں تنگ کوچہ میں عاجز تھا

در ہمہ عالم نمی گنجم کنوں
اب میں پورے عالم میں نہیں سماتا ہوں

آفریں ہا بر تو بادا اے خدا
اے خدا ! تجھے آفریں بر آفریں ہے

نا کہاں کردی مرا از غم جدا
تو نے مجھے اچانک غم سے جدا کر دیا

گر سرِ[3] ہر موئے من گردد زباں
اگر میرے ہر بال کا میرا زبان بن جائے

شکر ہائے تو نیاید در بیاں
تیرے شکریئے بیان نہیں ہو سکتے ہیں

میزنم نعرہ دریں روضہ و عیون
اس باغیچہ اور چشموں میں میں صدائیں دے رہا ہوں

خلق را یالیت قومی یعلمون
لوگوں کو ، کاش میری قوم جان لے

[1] ہر چہ۔ یہی نہیں کہ اس نے میرے گناہوں سے قطع نظر کی بلکہ میری برائیوں کو بھلائیوں سے بدل دیا اب میں تمام دنیاوی علائق سے سرو اور سوسن کی طرح آزاد ہوں۔ نامِ من۔ اب اس نے میرا نام نیکوں میں لکھ لیا ہے اور مجھ دوزخی کو بہشتی بنا دیا ہے۔

[2] آہ کردم۔ میں نے اپنی خطا کاری پر آہ کی اس آہ نے رسی کا کام دیا اور گناہوں کے کنویں سے باہر نکل آیا۔ از ہوس۔ دنیا کی حرص و ہوس کی تنگی میں تھا اب میں پورے عالم میں نہیں سما رہا ہوں۔

[3] گر۔ اگر میرا رواں رواں اللہ کا شکر ادا کرنا چاہے تو ممکن نہیں ہے۔ یا لیت۔ مغفرت کے بعد جنتی کہے گا یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُکْرَمِیْنَ ۔ یعنی کاش میری قوم اس بات کو جان لے کہ میرے خدا نے میری بخشش کر دی ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں سے بنا دیا ہے۔

باز خواندن ۱ شاہزادی نصوح را از بہرِ دلّا کی بعد از استحکام
شہزادی کا نصوح کو توبہ کے مستحکم ہو جانے کے بعد ماش کے لئے دوبارہ بلانا

توبہ و بہانہ کردنِ او و دَفع گفتنِ او و عذر آوردنِ او
اور اس کا بہانہ کرنا اور دفع کرنا اور عذر کرنا

بعد ازاں آمد کسے کز مَرحمت — دخترِ سلطانِ ما میخولدت
اس کے بعد کوئی آیا، کہ مہربانی سے — ہمارے بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے

دخترِ شاہت ہمی خواند بیا — تا سَرش شوئی کنوں اے پارسا
بادشاہ کی لڑکی تجھے بلا رہی ہے، آجا — تاکہ اے نیک! تو اس کا سر دھو دے

جُز تو دلّا کے نمی خواہد دلش — کہ بمالد یا بشوید با گلش
اس کی دل خواہش تیرے علاوہ کسی ماش کرنوانے کے بارے میں نہیں ہے — کہ جو ماش کرے یا مٹی سے اس کو نہلائے

گفت رَو رَو دستِ من بیکار شُد — وین نَصوحِ تو کنوں بیمار شُد
اس نے کہا جا جا میرا ہاتھ بیکار ہو گیا ہے — تیری یہ نصوح اب بیمار ہو گئی ہے

رَو کسے دیگر بجُو اِشتاب و تفت — کہ مرا واللہ دست از کار رَفت
جلد جلد تیزی سے دوسری کو ڈھونڈ لے — کیونکہ خدا کی قسم ہاتھ بیکار ہے

بادلِ ۲ خود گفت کز حد رفت جُرم — از دلِ من کے رَود آں تَرس و گرم
وہ اپنے دل میں کہتا تھا کہ جرم حد سے گزر گیا — میرے دل سے وہ ڈر اور گرمی کہاں جا سکتی ہے؟

من بمُردم یکرہ و باز آمدم — من چشیدم تلخیِ مَرگ و عَدم
میں ایک بار مر چکا ہوں اور پھر واپس آیا ہوں — میں نے موت اور عدم کی تلخی چکھ لی ہے

توبۂ کردم حقیقت با خُدا — نشکنم تا جاں شود از تن جُدا
میں نے اللہ سے حقیقی توبہ کی ہے — جب تک جان جسم سے جدا ہو میں نہ توڑوں گا

بعد ازیں محنت کرا بارِ دگر — پا رَود سُوئے خطر اِلّا کہ خَر
اس مصیبت کے بعد کس کا دوبارہ — گدھے کے علاوہ خطرے کی جانب پاؤں چلیگا؟

حکایت ۳ دَربیان آں کسے کہ توبہ کُند و پشیمان شوَد و باز
اس بیان میں حکایت کہ کوئی شخص توبہ کرے اور شرمندہ ہو اور پھر ان

آں پشیمانیہا را فراموش کُند و آزمُودہ را باز آزماید دَر
شرمندگیوں کو بھلا دے اور آزمائے ہوئے کو دوبارہ آزمائے اور مستقل

۱ باز خواندن۔ اس توبہ کے بعد شہزادی نے پھر نصوح کو بلایا لیکن اس نے معذرت کر دی۔ بعد ازاں۔ ان تمام واقعات کے بعد نصوح کے گھر پیغام آیا کہ شہزادی بلاتی ہے اس کا دل بھی سے بدن ملوانے کو چاہتا ہے۔ گلش۔ یعنی تو ہی ملتانی مٹی سے سر دھلائے۔ گفت۔ نصوح نے کہا اب میرے ہاتھ بیکار ہیں اور میں بیمار ہوں۔

۲ بادلِ خود۔ نصوح دل میں کہہ رہا تھا کہ تلاشی کا ڈر میرے دل سے کب نکل سکتا ہے۔ توبہ۔ اب میں نے اس کام سے ایسی توبہ کر لی ہے جو مرتے دم تک نہ ٹوٹیگی۔ بعد۔ ایک دفعہ کسی مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد احمق ہی اس مصیبت میں پھنسنے کو تیار ہوتا ہے۔

۳ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ ایک بار مصیبت سے نجات پا جانے کے بعد دوبارہ مصیبت میں پھنسنے کا بہت برا انجام ہوتا ہے۔

خسارتِ اَبد در افتد کہ مَنْ جَرَّبَ الْمُجَرَّبْ حَلَّتْ بِهِ النَّدَامَةُ

ٹوٹے میں مبتلا ہو جائے کیونکہ جس شخص نے آزمائے ہوئے کو آزمایا اس کو ندامت ہوئی

وچوں [1] توبہ اُو را ثُباتے و قوّتے و حَلاوتے وقبولے و

اور جب اس کی توبہ کا ٹکاؤ اور قوت شیرینی اور قبولیت اور مدد اس کو

مَدد دے بدو نر سَد چوں دَرخت بے بیخ ہر روز زوردتر

حاصل نہ ہو تو وہ بغیر جڑ کے درخت کی طرح ہے جو روزانہ زیادہ زرد اور خشک ہو رہا ہے

وخشک تر نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِکَ

ہم اس بات سے خدا کی پناہ چاہتے ہیں

گاز رے [2] بُود و مر اُورا یَک خرے — پُشت ریش اِشکم تہی تن لاغرے

ایک دھوبی تھا جس کا ایک گدھا تھا — زخمی کمر، خالی پیٹ، کمزور جسم

درمیانِ سَنگلاخِ بے گیاہ — روز تا شب بینوا و بے پَناہ

بغیر گھاس کی پتھریلی زمین میں — شب و روز بے سرو سامان اور بے پناہ

بہرِ خور دن غیرِ آب آنجا نبُود — روز و شب بُد خَرد راں کو رو کبود

وہاں کھانے کیلئے پانی کے سوا نہ تھا — گدھا وہاں دن رات اندھا اور تاریک چشم تھا

آں حوالی نیستان و بیشہ بُود — شیرے بُود آنجا کہ صیدش پیشہ بُود

اطراف میں نیستاں اور جنگل تھا — وہاں ایک شیر تھا جس کا پیشہ شکار کرنا تھا

شیر را با پیلِ نر جنگ اُو فتاد — خستہ شد آں شیر و ماند از اصطیاد

شیر کی نر ہاتھی سے لڑائی ہوئی — وہ شیر زخمی ہو گیا اور شکار کرنے سے عاجز ہو گیا

مُدّتے [3] واماند زاں ضُعف از شکار — بینوا ماند ند داز چاشت خوار

ایک عرصہ تک کمزوری کی وجہ سے شکار سے عاجز رہا — درندے ناشتہ سے محروم ہو گئے

زانکہ باقی خوارِ شیر ایشاں بُدند — شیر چوں رنجور شُد تنگ آمدند

کیونکہ وہ شیر کا بچا ہوا کھانے والے تھے — جب شیر بیمار ہو گیا، وہ پریشان ہو گئے

شیر یک روباہ را فرمود رَو — مَر خرے را بہرِ من صیّاد شَو

شیر نے ایک لومڑی سے کہا جا — میرے لئے گدھے کی شکاری بن

گر خَرے یابی بگردِ مرغزار — رَو فسونش خواں فریبانش بیار

اگر تو جنگل کے اطراف میں گدھا پائے — جا اس پر منتر پڑھ اس کو قریب لے آ

[1] چوں۔ اگر توبہ میں ٹکاؤ نہ ہو اور اس کی خوبی اس پر واضح نہ ہو تو توبہ کرنے والے شخص کی مثال یہی جڑ کے درخت کی سی ہے جو روز بروز خشک ہوتا جاتا ہے اور اس کے پتے جھڑتے رہتے ہیں۔

[2] گازرے۔ ایک دھوبی کا ایک گدھا تھا جس کی کمر زخمی تھی اور پیٹ خالی رہتا تھا جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گیا تھا۔ سنگلاخ۔ پتھریلی زمین۔ کورد۔ کبود۔ یعنی تباہ اور بد حال۔ حوالی۔ اطراف۔ نیستاں۔ بنسیلی کا جنگل۔ بیشہ۔ جھاڑی۔ شیر وہ شیر کسی ہاتھی سے لڑ کر زخمی اور لاغر ہو گیا اور جنگلی جانوروں کا شکار کرنے کے قابل نہ رہا۔

[3] مدتے۔ ایک عرصہ سے وہ شکار کرنے کے قابل نہ تھا اور دوسرے درندے جو اس کا بچا کھچا کھاتے تھے وہ بھی بھوکے تھے۔ چاشتخوار۔ ناشتہ شیر۔ شیر نے لومڑی سے کہا کسی گدھے کو پھسلا کر میرے پاس لے آنا۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ فسون۔ منتر۔

یا خَرے یا گاؤ بہر من بجُو — زاں فسونہائے[1] کہ میدانی بگُو
یا گدھا یا بیل میرے لئے تلاش کر — جو منتر تو جانتی ہے وہ پڑھ

چوں بیا بم قُوتے از لحمِ خَر — پس بگیرم بعد ازاں صَیدِ دگر
جب میں گدھے کے گوشت سے طاقت پکڑ لونگا — اس کے بعد میں دوسرا شکار کرونگا

اندکے من میخورم باقی شُما — من سبب باشم شمارا در نوا
میں تھوڑا سا کھاؤں گا ، باقی تم — میں توشہ میں تمہارے لئے سبب بنجاؤنگا

از فسون و از سخنہائے خوش — نَرم گرداں زُود تَر اینجا کشش
اس کو منتر اور اچھی باتوں سے — نرم کر ، جلد یہاں لے آ

تشبیہ کردنِ قُطب کہ عارِف و اصل ست دَر اجرائے
قطب ، عارف و اصل (بحق) کی مخلوق کو رحمت اور مغفرت کی ان مراتب کے اعتبار
دادنِ خَلق از قُوتِ رحمت و مَغفرت بَر مراتبے کہ حَقش
سے روزی دینے کی تشبیہ بیان کرنا جو اللہ نے اس کو الہام کیا ہے اور شیر سے
اِلہام داد و تمثیل بَشیر کہ اَجرے خوارو باقی خوارِ وے اَند
مثال دینا کیونکہ وہ اس کے روزی خوار اور بچا کھچا کھانے والے ہیں شیر
بر مراتبِ قربِ ایشاں بَشیر نہ قُربِ مکانی بلکہ از قُربِ
سے نزدیکی کے اعتبار سے مکانی قرب کے اعتبار سے نہیں بلکہ صفاتی قرب کے اعتبار
صفتی وتفاصیلِ ایں بسیار ست وَاللہُ الہادی
سے اور اس کی بہت تفاصیل ہیں اور خدا ہدایت کرنے والا ہے

قُطب[2] شیر و صَید کردن کارِ اُو — باقیاں ایں خَلق باقی خوارِ اُو
قطب شیر ہے اور شکار کرنا اس کا کام ہے — باقی یہ مخلوق اس کا بچا ہوا کھانے والی ہے

تا توانی دَر رضائے قطب کوش — تا قوی گردد کُند صید و حُوش
تجھ سے جب تک ہو سکے قطب کو راضی رکھنے کی کوشش کر — تاکہ وہ قوی ہو جائے اور وحشی جانوروں کا شکار کر سکے

چوں[3] بر نجد بینوا مانند خَلق — کز کفِ عقلست جملہ رزقِ خَلق
جب وہ رنجیدہ ہو جائیگا مخلوق بے سروسامان رہجائیگی — کیونکہ تمام لوگوں کی روزی عقل کے ہاتھوں سے ہے

زانکہ وجد خلق باقی خوردِ اوست — ایں نگہدار ار دلِ توصَید جوست
کیونکہ مخلوق کی روزی اس کا پس خوردہ ہے — اگر تیرا دل شکاری ہے تو اس کا خیال رکھ

[1] فسونہا۔ لکڑی کی چالاکیاں مشہور ہیں۔ لحم۔ گوشت۔ نوا۔ روزی۔ از فسوں۔ یعنی گدھے کو بہکا کر میرے پاس لے آنا۔ تشبیہ۔ جس طرح شیر شکار کرتا ہے اور باقی درندے اس کا بچا ہوا کھا کر پیٹ بھرتے ہیں اسی طرح قطب زمانہ اسرار و معارف الٰہی کا شکار کرتا ہے اور بقیہ اولیاء اس کے ذریعہ اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں۔

[2] قُطب۔ جو شخص اپنے دور کا قطب ہوتا ہے وہ اسرار و معارف کا براہِ راست استفادہ کرتا ہے اور دوسرے اولیاء علاتاً و نجباء اور نقباء اس کے واسطے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ تانوانی۔ ہر ولی کا فرض ہے کہ وہ قطب زمانہ کی خوشنودی حاصل کرے اور اس کو خوش رکھے۔

[3] چوں۔ بر نجد اگر قطب رنجیدہ ہو جاتا ہے تو بقیہ لوگ بے سروسامان رہ جاتے ہیں۔ وجد خَلق۔ بقیہ لوگوں کی روزی اس کا پس خوردہ ہے۔

اُو چو اِعقل و خلق چوں اعضائے تن
وہ عقل کی طرح اور مخلوق جسم کے اعضاء کیطرح ہے

بستۂ عقل ست تدبیرِ بدن
جسم کی تدبیر عقل سے وابستہ ہے

ضعفِ قطب از تن بُوَد داز روحِ نے
قطب کی کمزوری جسم کی ہوتی ہے نہ کہ روح کی

ضعف در کشتی بُوَد در نوحؑ نے
کمزوری کشتی میں ہوتی ہے نہ کہ نوحؑ میں

قطب آں باشد کہ گردِ خود تنَد
قطب وہ ہوتا ہے جو اپنے گرد گھومتا ہے

گردشِ افلاک گردِ اُو بُوَد
آسمانوں کی گردش اس کے گرد ہوتی ہے

یاریے دہ در مرمّت کشتیش
اس کی کشتی کی مرمت میں مدد کر

گر غلامِ خاص و بندہ گشتیش
اگر تو اس کا خاص غلام اور بندہ ہو گیا ہے

یاریت ۲ دَر تو فزاید نے دَرُو
تیری مدد تجھ میں اضافہ کرے گی نہ کہ اسمیں

گفت حق اِنْ تنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرُ
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اگر تم اللہ کی مدد کرو گے وہ مدد کریگا

ہمچو رُوبہ صَید گیرو کن فدیش
لومڑی کی طرح شکار کر اور اس پر قربان ہو جا

تا عِوض گیری ہزاراں صَید بیش
تا کہ تو ہزاروں سے زیادہ شکار بدلے میں حاصل کرلے

روبہانہ باشد آں صَید مُرید
مرید کا شکار لومڑی کی طرح کا ہوتا ہے

مَردہ گیرد صَید کفتارِ مَرید
سرکش بجو مردے کا شکار کرتا ہے

مُردہ پیشِ اُو کشی زندہ شوَد
تو اس کے سامنے مردہ لیجائے گا وہ زندہ ہو جائے گا

چرک دَر پالیز رویندہ شوَد
کھاد، فالیز میں اگانے والا بن جاتا ہے

جواب گفتنِ رُوباہ شیر را
لومڑی کا شیر کو جواب دینا

گفت ۳ رُوبہ شیر را خدمت کنم
لومڑی نے شیر سے کہا میں خدمت بجا لاؤنگی

حیلہا سازم ز عقلش بر کنم
تدبیریں کروں گی اس کو عقل سے بیگانہ کر دونگی

حیلہ و افسوں گری کارِ من ست
حیلہ اور منتر پڑھنا میرا پیشہ ہے

کارِ من دَستاں و از رَہ بُردنست
میرا پیشہ مکر اور دھوکا دینا ہے

از سَرِ کہ جانبِ جُو میشتافت
پہاڑ پر سے نہر کی جانب دوڑ رہی تھی

یک خرِ مسکینِ لاغر را بیافت
ایک کمزور مسکین گدھے کو پا لیا

۱ نُہ چو عقل۔ قطب اور بقیہ مخلوق کی وہی نسبت ہے جو عقل اور بقیہ اعضاء کی اعضاء عقل کے ذریعہ خوراک حاصل کرتے ہیں۔ ضعف۔ قطب پر روحانی ضعف طاری نہیں ہو سکتا۔ گزشتہ اشعار میں اس کے جس ضعف کا ذکر ہے وہ محض جسمانی ضعف ہے اس کی روح اور جسم کی وہی نسبت ہے جو حضرت نوحؑ اور کشتی کی تھی۔ یاریے۔ قطب کو جس مدد کی ضرورت ہے وہ اس کی جسمانی مدد ہے۔

۲ یاریت۔ تو جو کچھ قطب کی بدنی خدمت کریگا وہ تیرے لئے ہی مفید ہے۔ گفت۔ آنحضورؐ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد قرار دیا ہے۔ اور فرمایا کہ اس مدد کا فائدہ تمہیں بصورت مدد خداوندی حاصل ہوگا۔ ہمچو گربہ۔ جس طرح لومڑی شیر کے لئے شکار کرتی ہے اور اس سے خود فائدہ اٹھاتی ہے اسی طرح تم جو بھی قطب کی بدنی خدمت کرو گے خود فائدہ اٹھاؤ گے۔ مرید۔ قطب کا ارادتمند جو کچھ قطب کو دے گا وہ لومڑی کے شکار کی طرح ہوگا کہ خود اس کو مفید پڑیگا۔ مُرید۔ قطب کا منکر بجو ہے جس کی کمائی مردار ہوتی ہے لیکن قطب کے پاس پہنچ کر اس کا مردار پن ہو جاتا ہے جس طرح گوبر کا کھاد فائدہ میں جا پڑتا ہے۔ تو اس کی خاصیت بدل جاتی ہے

۳ گفت رو۔ لومڑی نے شیر سے کہا میں حکم کی تعمیل کروں گی اور اپنی تدبیر سے شکار کو بے قوف بنا دوں گی۔ دستاں۔ مکر۔ خرِ مسکیں۔ یعنی وہی دھوبی کا گدھا لومڑی اس کے پاس پہنچی اور اس کو گرم جوشی سے سلام کیا۔

پس سلامے گرم کرد و پیش رفت
گرم جوشی سے سلام کیا اور سامنے آگئی

پیشِ آں سادہ دِلے درویش رفت
اس سیدھے اور غریب کے سامنے آگئی

گفت اچونی اندریں صحرائے خُشک
بولی ، اس خشک میدان میں آپ کیسے ہیں ؟

درمیانِ سنگلاخ و جائے خُشک
پتھریلی زمین اور خشک جگہ میں

گفت خَر گر دَر غمم وَر دَر اِرم
گدھے نے کہا میں خواہ غم میں ہوں یا جنت میں

قِسمتم حق کرد و من زاں شاکرم
اللہ نے میرا حصہ بنایا ہے میں اسپر شکر گزار ہوں

شُکر گویم دوست را دَر خیر و شَر
اچھائی اور برائی میں دوست کا شکر ادا کرتا ہوں

زانکہ ہَست اَندر قضا از بَد بتَر
کیونکہ حکم خداوندی میں برے سے بھی زیادہ برا ہے

چونکہ قَسّام اوست کُفر آمد گِلہ
جبکہ وہ تقسیم کرنے والا ہے تو شکوہ کفر ہے

صَبر باید صَبر مفتاحُ الصِّلہ
صبر کرنا چاہیے ، صبر عطیہ کی کنجی ہے

باز گفت الصَّبر مِفتاحُ الفَرَج
صابراں راکے رَسد جَور و حَرَج
پھر اس نے کہا صبر کشادگی کی کنجی ہے
صبر کرنے والوں کو سختی اور تنگی کب آئی ہے ؟

راضیم ۲ مَن قِسمتِ قَسّام را
کہ خداوندست خاص و عام را
میں تقسیم کرنے والے کی تقسیم پر راضی ہوں
کیونکہ وہ خاص و عام کا آقا ہے

بہرہ وَر از نعمتِ اُو خاص و عام
میر ساند روزیِ وَحش و ہَوام
اس کی نعمت سے ، خاص و عام فائدہ اٹھاتے ہیں
وہ وحشی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کو روزی پہنچاتا ہے

مُرغ و ماہی قِسمتِ خود میخورَند
مورو مار از نعمتِ اُو می چَرند
پرند اور مچھلیاں اپنا حصہ کھاتے ہیں
چیونٹیاں اور سانپ اس کی نعمت کھاتے ہیں

خوانِ اُو سَر تاسَرِ عالَم گرفت
برسَرِ خوانش خلائق در شگفت
اس کے دستر خوان نے پورے عالم کو گھیر لیا ہے
مخلوق اس کے دستر خوان پر تعجب میں ہے

می خورند ۳ ہیچ کم ناید ازاں
کیست بے روزی بگو اَندر جہاں
وہ کھا رہے ہیں اور اس میں کوئی کمی نہیں آتی ہے
بتا ، دنیا میں بے روزی کون ہے ؟

باش راضی گر توئی دل زندہ
کُور سَاند روزیِ ہر بَندہ
اگر تو زندہ دل ہے راضی رہ
وہ ہر بندہ کو روزی پہنچاتا ہے

غیرِ حق جملہ عدُوّند اُوست دوست
با عدو از دوست شکوہ کے نکوست
اللہ تعالیٰ کے علاوہ سب دشمن ہیں وہ دوست ہے
دشمن سے دوست کا شکوہ کب بھلا ہے ؟

۱ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا آپ اس خشک پتھریلے جنگل میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ گفت۔ خَر۔ گدھے نے کہا یہ خدائی تقسیم ہے جو میرا حصہ ہے میں اس پر راضی ہوں۔ زانکہ۔ انسان کو ہر حالت میں شکر ادا کرنا چاہیے۔ اور سوچنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اس سے بدتر حالت میں نہیں کیا۔ چونکہ۔ اللہ کی تقسیم پر شکوہ کفر ہے۔ الصبر۔ صبر کرنے سے کشادگی پیدا ہو جاتی ہے۔

۲ راضیم۔ رزق خدا کا تقسیم کردہ ہے جبکہ وہ سب کا مالک ہے تو اس کی تقسیم پر راضی رہنا ضروری ہے۔ ہوام۔ کیڑے مکوڑے۔ مرغ۔ جس قدر جاندار ہیں سب اس کی ہی نعمتوں سے رزق حاصل کر رہے ہیں دنیا کی ساری مخلوق اس کے ہی خوان نعمت سے روزی حاصل کر رہی ہے۔

۳ می خورند۔ ساری مخلوق کو وہ روزی پہنچا رہا ہے کوئی جاندار روزی سے محروم نہیں ہے۔ غیر حق۔ اللہ کے علاوہ سب دشمن ہیں۔ اللہ سب کا دوست ہے تو دوست کا شکوہ دشمن سے کرنا بیوقوفی ہے۔

شکر کن [1] تا نایدت از بدتر — ورنہ مانی نا گہاں در گل چو خر
شکر ادا کرتا رہ تاکہ تجھے بد سے بدتر نہ ملے — ورنہ تو کیچڑ کے گدھے کی طرح رہ جائے گا

تا دہد دو غم نخواہم انگبیں — زانکہ ہر نعمت غمے دارد قریں
جب تک وہ مجھے چھاج پلائیگا میں شہد نہ مانگونگا — کیونکہ ہر نعمت اپنے ساتھ کوئی غم رکھتی ہے

گنج بے مار و گلِ بے خار نیست — شادی بے غم دریں بازار نیست
خزانہ بغیر سانپ کے اور پھول بغیر کانٹے کے نہیں ہے — بغیر غم کی خوشی اس بازار میں نہیں ہے

یک حکایت یاد دارم از پدر — در نصیحت گفت روزے کاے پسر
مجھے باوا کی ایک کہانی یاد ہے — اس نے ایک روز نصیحت میں کہا اے بیٹا!

حکایت [2] دیدن خر سقائے بانوائے اسپانِ تازی را در
سقے کے گدھے کا ، خاص اصطبل میں ساز و سامان کے ساتھ عربی گھوڑوں کو دیکھنے کی
آخرِ خاص و تمنا بردن آں دولت را در موعظہ آنکہ تمنا
حکایت اور اس دولت کی تمنا کرنا اس نصیحت کے بارے ، میں کہ
نباید بردن الّا بمغفرت و عنایت کہ اگرچہ صد گوں رنجے
سوائے مغفرت اور مہربانی کے تمنا نہ کرنی چاہیے خواہ سینکڑوں تکالیف ہوں
بود چوں لذتِ مغفرت بود ہمہ شیریں شود باقی ہر دولتے
جب مغفرت کی لذت حاصل ہو جائیگی وہ (تکالیف) سب شیریں ہو جائینگی بقیہ ہر
کہ آں را نا آزمودہ تمنا میبری بآں رنجے قرین ست
دولت کی بغیر آزمائے تو تمنا کرے تو اس کے ساتھ کوئی تکلیف ہو گی جس کو تو
کہ آں را نمی بینی چنانکہ [3] از ہر دامے دانہ پیدا شود و
نہیں دیکھ رہا ہے ، جیسا کہ ہر جال کا دانہ کھلا ہوا ہوتا ہے اور جال پنہاں ہوتا ہے
فخ پنہاں تو دریں یک دام ماندہ و تمنا میبری
تو اس جال میں رہتے ہوئے تمنا کرتا ہے کاش کہ اس دانے
کہ کاشکے با آں دانہا رفتمے پنداری کہ آں دانہا
تک پہنچ جاتا ، تو خیال کرتا ہے کہ وہ دانے

بیدام است
بغیر جال کے ہیں

[1] شکر کن۔ جس حالت میں بھی جو ہے اس کو شکر گزار ہونا چاہیے۔ کہ اس سے بدتر حالت میں نہیں ہے۔ تا دہد۔ جب تک مجھے معمولی روزی حاصل ہے میں بڑھیا روزی کی خواہش نہ کرونگا۔ کیونکہ۔ ہر بڑھیا نعمت کے ساتھ کوئی نہ کوئی تکلیف دہ بات ضرور لگی ہوئی ہے خزانہ کے ساتھ سانپ ہے پھول کے ساتھ کانٹا ہے۔

[2] حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھانا ہے کہ شاہی اصطبل کے گھوڑوں کو اچھی خوراک ملتی تھی تو اس کے ساتھ انہیں جنگ میں تیر بھی کھانے پڑے۔ را موعظہ۔ انسان کو چاہیے کہ وہ مغفرت اور اللہ کی عنایت کا طالب بنے اگر اس کو یہ چیز حاصل ہو جائیگی تو مصائب کی گئی شیرینی سے بدل جائے گی اگر انسان نہ آزمائی ہوئی نعمت کی تمنا کرے گا تو اس کے ساتھ کی مصیبت سے پریشان ہو جائے گا۔

[3] چنانکہ۔ دنیا کی ہر لذت کے ساتھ کوئی مصیبت وابستہ ہے دانہ ہے تو اس کے ساتھ جال بھی ہے انسان دانہ کی تمنا کرتا ہے لیکن وہ جال سے غافل ہوتا ہے۔

بُود سقّائے مرا اُورا یک خرے
ایک سقہ کا ایک گدھا تھا

گشتہ از محنت دوتا چوں چنبرے
مشقت کی وجہ سے حلقہ کی طرح دہرا ہو گیا تھا

پشتش از بارِ گراں دہ جائے ریش
بھاری بوجھ کی وجہ سے اس کی کمر دس جگہ سے زخمی تھی

عاشقِ او جویائے روزِ مرگ خویش
وہ اپنی موت کے دن کا جویاں اور عاشق تھا

جو کجا از کاہِ خشک اُو سیرنے
جو کہاں؟ وہ خشک گھاس سے بھی پیٹ بھرا نہ تھا

در عقب زخمے و سیخِ آہنے
پیچھے زخم اور لوہے کی سیخ

میرِ آخر دید اُورا رحم کرد
اصطبل کے داروغہ نے اس کو دیکھا، رحم کیا

کاشنائے صاحبِ خر بُود مرد
کیونکہ وہ گدھے کے مالک کا شناسا تھا

پس سلامش کرد و پُرسیدش زحال
اس کو سلام کیا اور اس سے حال پوچھا

کز چہ ایں خر گشت دوتا ہمچو دال
کہ یہ گدھا دال کی طرح کیوں دہرا ہو گیا؟

گفت از درویشی و تقصیرِ مَن
اس نے کہا میری مفلسی اور کوتاہی سے

کہ نمی یابد جو ایں بستہ دہن
کیونکہ اس بے زبان کو جو نہیں ملتے ہیں

گفت بسپارش بمن تو روزِ چند
اس نے کہا اس کو چند دن کیلئے میرے سپرد کر دے

تا شود در آخرِ شہ زور مند
تاکہ شاہی اصطبل میں طاقتور بن جائے

خر بدو بسپرد و از زحمت برست
اس نے گدھا اس کے سپرد کر دیا اور زحمت سے چھوٹ گیا

درمیانِ آخرِ سلطانش بست
اس نے اس کو شاہی اصطبل میں باندھ دیا

خرز۲ زہر سُو مرکبِ تازی بدید
گدھے نے ہر جانب عربی گھوڑے دیکھے

بانواو فرّبہ و خوب و جدید
با سرو سامان اور موٹے اور عمدہ اور نئے

زیرِ پاشاں رُوفتہ و آبے زدہ
گھاس اور جو بر وقت حاضر

کہ بوقت و جو بہنگام آمدہ
اس نے اپنے پاؤں کی زمین جھاڑو دی ہوئی اور پانی چھڑکی ہوئی

خارش و مالش مراسپاں رابدید
گھوڑوں کی مالش اور کھریرا دیکھا

پوز بالا کرد کاے ربِّ مجید
اس نے منہ اوپر اٹھایا کہ اے بزرگ پروردگار!

نہ کہ مخلوقِ تو ام گیرم خرم
کیا میں تیری مخلوق نہیں ہوں مانا کہ میں گدھا ہوں

از چہ زارو پُشت ریش ولا غرم
میں کس وجہ سے عاجز اور زخمی کمر اور لاغر ہوں

شب۳ ز دردِ پُشت واز جوعِ شکم
رات کو کمر کے درد اور پیٹ کی بھوک سے

آرزو مندم بمردن دمبدم
لحہ بہ لحہ میں مرنے کا آرزو مند ہوں

---

۱ عاشق۔ اس گدھے کو مصیبتوں کی وجہ سے موت کی تمنا تھی۔ جو کہ اس گدھے کو جو تو در کنار خشک گھاس بھی پیٹ بھر نہ ملتی تھی اور ہر وقت لوہے کی سیخ سے پٹتا تھا جس سے اس کی پشت زخمی تھی۔ میر آخر۔ داروغہ اصطبل۔ دال۔ حرف دال مڑی ہوئی شکل کا ہوتا ہے۔ بستہ دہن۔ بے زبان۔ آخرشہ۔ شاہی اصطبل۔

۲ خر۔ دھوبی کے گدھے نے شاہی اصطبل میں عربی گھوڑے دیکھے جو بہت عمدہ حالت میں تھے۔ زیرپا۔ اصطبل کی زمین پر چھڑکاؤ ہوتا اور گھاس اور دانہ بروقت سب گھوڑوں کو ملتا۔ خارش۔ ان کے بدن پر کھریرا پھرتا اور مالش ہوتی۔ پوز۔ اس گدھے نے آسمان کی طرف منہ کر کے دعا شروع کر دی کہ اللہ میں میں بھی تیری مخلوق ہوں میں اس قدر مصیبت میں کیوں ہوں۔

۳ شب۔ دن کی پنڈی سے رات بھر درد میں اور بھوک میں گذارتا ہوں اور ہر وقت موت کی تمنا کرتا ہوں یہ عربی گھوڑے کس قدر عیش و عشرت میں ہیں تو نے مجھے مصائب کیلئے کیوں مخصوص کر دیا ہے۔

حالِ ایں اَسپاں چُنیں خوش بانوا
ان گھوڑوں کی ایسے ساز و سامان کے ساتھ عمدہ حالت

من چہ مخصوصم بتعذیب و بلا
میں عذاب اور مصیبت کے ساتھ مخصوص کیوں ہوں؟

نا گہاں [1] آوازۂ پیکار شُد
اچانک جنگ کا اعلان ہو گیا

تازیاں را وقتِ زین و کار شُد
عربی گھوڑوں کی زین اور کام کا وقت آ گیا

زخمہائے تیر خوردنداز عدُو
انہوں نے دشمنوں کے تیروں کے زخم کھائے

رَفت پیکا نہا در ایشاں سُو بسُو
جگہ جگہ ان میں تیر گھس گئے

از غَزا باز آمد ند آں تازیاں
وہ عربی گھوڑے جنگ سے لوٹے

اَندر آخُر جملہ اُفتادہ سِتاں
اصطبل ہیں، سب چت پڑے ہوئے تھے

پایہا شان بَستہ مُحکم بانوار
نوار سے ان کے پاؤں مضبوط بندھے ہوئے تھے

نعلبنداں ایستادہ دَر قطار
نعلبند لائن میں کھڑے تھے

می شگافیدند تنہا شاں بہ نیش
انہوں نے نشتر سے ان کے بدنوں میں چیرا دیا

تابروں آرند پیکا نہاز ریش
تاکہ زخم سے تیر باہر نکالیں

چوں [2] خرآں رادید میگفت اے خدا
جب گدھے نے انہیں دیکھا کہہ رہا تھا اے خدا!

من بفقر و عافیت دادم رَضا
میں نے مفلسی اور آرام پر رضا مندی دی

زاں نوا بیزارم و زیں زخم زشت
میں اس سروسامان سے اور اس برے زخم سے بیزار ہوں

ہر کہ خواہد عافیت دنیا بہشت
جس نے عافیت چاہی اس نے دنیا چھوڑ دی

جواب گفتن رُوباہ خَر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت رُوبہ جُستنِ رزقِ حلال
لومڑی نے کہا، حلال رزق کا تلاش کرنا

فرض باشد از برائے اِمتثال
حکم بجا لانے کے لئے فرض ہوتا ہے

عالم [3] اسباب و رزقے بے سَبَب
یہ عالم اسباب ہے اور بغیر سبب کے رزق

می نیاید پس مہم باشد طَلَب
حاصل نہیں ہوتا ہے تو طلب کرنا ضروری ہے

وَابتَغُوا مِن فَضلِ اللّٰہِ است اَمر
"اور اللہ کا فضل طلب کرو" حکم ہے

تانیاید غَصب کردن ہمچو نَمر
تاکہ چیتے کی طرح چھیننا نہ پڑے

گفت پیغمبر کہ بَر رزق اے فتیٰ
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ اے نوجوان! رزق کا

دَر فروبَست ست و بَردر قفلہا
دروازہ بند ہے اور دروازے پر تالے ہیں

[1] ناگہاں۔ کچھ ہی دن بعد جنگ کا اعلان ہو گیا اور ان عربی گھوڑوں پر زین کسے جانے کا موقع آ گیا۔
زخم۔ یہ گھوڑے فوج کے ساتھ میدانِ جنگ میں گئے اور وہاں دشمنوں کے نیزوں اور تیروں سے زخمی ہوئے۔ از غزا۔ جنگ سے واپس آ کر۔ یہ گھوڑے اصطبل میں چت کر گئے پایہای۔ نعلبندوں نے ان کے پاؤں نوار سے کسے اور تیر نکالنے کے لئے ان کے بدنوں میں شگاف کرنے شروع کر دیئے۔

[2] چوں خر۔ دھوبی کے گدھے نے جب عربی گھوڑوں کی یہ حالت دیکھی تو دعا کرنے لگا کہ میں فقر اور عافیت پر راضی ہوں ساز و سامان کے ساتھ یہ زخم خوری مجھے منظور نہیں ہے۔ گفت۔ گدھے کی تقریر سن کر لومڑی نے کہا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ رزق تلاش کرو لہٰذا حلال رزق کی طلب فرض ہے۔

[3] عالم اسباب۔ دنیا عالم اسباب ہے۔ یہاں بلا تدبیر اور سبب اختیار کئے کوئی مقصد پورا نہیں ہوتا ہے۔
وَابتَغُوا۔ قرآن میں حکم ہے کہ جمعہ کی نماز سے فارغ ہو کر اللہ کا فضل یعنی رزق طلب کرو۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے بند کر دیئے ہیں اور دروازوں کو مقفل کر دیا ہے انسان کی کوشش اور کمانا ان تالوں کی کنجی ہے۔

جُنبش و آمد شدِ ماوا اِکتساب — ہست مفتاحے براں قُفل و حجاب
ہماری حرکت اور آنا جانا اور کمانا — اس تالے اور پردے کی کنجی ہے

بے اِکلید ایں دَر کشادن راہ نیست — بے طَلَب ناں سُنّتِ اللہ نیست
بغیر کنجی کے اس دروازے کے کھلنے کی راہ نہیں ہے — بغیر جستجو کے روٹی اللہ کی سنت نہیں ہے

گر تو بنشینی بچا ہے اندروں — رزق کے آید بَرت اے ذُوفنوں
اگر تو کنویں میں جا بیٹھے — تیرے پاس رزق کب آئیگا؟ اے صاحب تدابیر!

جواب گفتنِ آں خَر روباہ را
اس گدھے کا لومڑی کا کو جواب دینا

گفت از ضعفِ توکّل باشد آں — ورنہ بد ہد ناں کسے کو داد جاں
اس نے کہا توکل کی کمزوری سے یہ ہوتا ہے — ورنہ وہ روٹی (بھی) دیتا ہے جس نے جان دی ہے

ہر کہ جوید بادشاہی و ظَفَر — کم نیاید لقمۂ ناں اے پسر
جو شخص شاہی اور کامیابی چاہتا ہے — اے بیٹا! (پہلے بھی) اس کے لئے روٹی کا لقمہ کم نہیں ہوا ہے

دام[۲] و دَد جملہ شدہ اکّالِ رزق — نے پئے کسب اندونے حمّالِ رزق
چرندے اور درندے سب رزق کھانیوالے ہیں — نہ وہ کمائی کے درپے ہیں نہ رزق کو لانے والے ہیں

جُملہ را رزّاق روزی می دہد — قِسمت ہر یک بہ پیشش می نہد
سب کو رزق دینے والا روزی دیتا ہے — ہر ایک کا حصہ اس کے سامنے رکھدیتا ہے

رِزق آید پیشِ ہر کہ صَبر جُست — رنج و کوششہا ز بے صبری تست
جس نے صبر اختیار کیا رزق اس کے سامنے آجاتا ہے — محنت اور کوششیں تیری بے صبری کیوجہ سے ہیں

جواب گفتن روباہ خررا کہ من راضیم بہ قسمتِ خود
لومڑی کا گدھے کی اس بات کا جواب دینا کہ میں اپنے حصہ پر راضی ہوں

گفت[۳] رُو بہ آں توکل نادرست — کم کسے اندر توکل ماہرست
لومڑی نے کہا یہ توکل نایاب ہے — بہت کم ہیں جو توکل میں ماہر ہیں

گردِ نادر گشتن از نادانی ست — ہر کسے را کے رہِ سُلطانی ست
نایاب کا چکر لگانا نادانی ہے — ہر شخص کو شاہی کرنے کا راستہ کب میسر ہے؟

چوں قناعت را پیمبر گنج[۴] گفت — ہر کسے را کے رسد گنجِ نہفت
جب کہ قناعت کو پیغمبرؐ نے خزانہ کہا ہے — ہر شخص کو چھپا ہوا خزانہ کب ملتا ہے؟

---

۱ بے اکلید۔ چابی کے بغیر کوئی تالا نہیں کھلتا ہے لہٰذا رزق حاصل کرنے کے لئے کمانا ضروری ہے۔ گر تو۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اگر تو کنویں کے اندر جا کر بیٹھ جائے تو تیرے پاس رزق خود چل کر نہ آئے گا۔ گفت۔ گدھے نے کہا کہ سب کے بغیر رزق کا نہ آنا توکل نہ ہونے کی وجہ سے ہے ورنہ اگر خدا پر پورا توکل کیا جائے تو رزق خود آتا ہے۔ ہر کہ۔ دنیا طلبی کے لئے جستجو کرنی پڑتی ہے ورنہ رزق تو خود پہنچتا ہے۔

۲ دام۔ چرنے والے جانور اکال۔ زیادہ کھانے والا رنج۔ چونکہ انسان بے صبر ہے اس لئے رزق کی تلاش میں مارا مارا پھرتا ہے۔

۳ گفت روبہ۔ لومڑی نے گدھے سے کہا اس قدر توکل کہ رزق خود آئے بہت کمیاب ہے۔ ہر کسے۔ توکل کا یہ مرتبہ صرف شاہوں کو حاصل ہے۔ قناعت۔ آنحضورؐ نے قناعت اور صبر کو خزانہ سے تعبیر کیا ہے۔ خزانہ ہر شخص کے ہاتھ نہیں آیا۔

حَدِّ خود را بشناس و بر بالا مپر — تا نیفتی در نشیب شور و شر
اپنا رتبہ پہچان اور اونچا نہ اڑ — تاکہ تو شور شر کے گڑھے میں نہ گرے

جَہد کن واندر طلب سَعیے نُما — چوں نداری در توکل صَبر ہا
محنت کر اور طلب میں کوشش کر — جبکہ تو توکل میں صبر نہیں کر سکتا ہے

باز جواب گفتنِ خَر روباہ را

گدھے کا دوبارہ لومڑی کا جواب دینا

گفت خَر معکوس میگوئی بداں — شور و شر از طمع آید سوئے جاں
گدھے نے کہا، سمجھ لے تو نے الٹی بات کہہ دی ہے — جان کی جانب شور شر لالچ سے آتا ہے

از قناعت ہیچ کس بے جاں نشد — از حَریصی ہیچکس سُلطاں نشد
قناعت سے کوئی شخص نہیں مرا ہے — لالچ کرنے سے کوئی شخص بادشاہ نہیں بنا ہے

ناں زخوکان وَسگاں نبود دریغ — کسبِ مَردم نیست ایں باران و میغ
رزق سوروں اور کتوں سے (بھی) کا ہوا نہیں ہے — بارش اور ابر انسانوں کی کمائی نہیں ہے

آنچنانکہ عاشقی بَر رزق زار — ہست عاشق رزق ہم بر رزق خوار
جس طرح تو رزق کا عاشق زار ہے — رزق بھی ، رزق کھانے والے کا عاشق ہے

گر تو نشتابی بیاید بَر درت — وَر تو بشتابی دہد دردِ سَرت
اگر تو دوڑے گا وہ تیرے در پر آئے گا — اگر تو دوڑے گا وہ تیرے سر میں درد کر دے گا

در تقریر معنیِ توکل و حکایتِ آں زاہد کہ توکل را امتحان میکرد

توکل کے معنی کی تقریر اور اس زاہد کا قصہ جو توکل کا امتحان کرتا تھا اور

واز اَسباب منقطع شُدو از شہر بیرون آمد واز شوارع و
اسباب سے جدا ہو گیا تھا اور شہر سے باہر آگیا تھا اور راستوں اور

رہگذرِ خلق دُور شد و پَس بُنِ کوہے مہجور در غایت گرسنگی
لوگوں کی رہگذر سے دور ہو گیا تھا اور بے آباد پہاڑ کی جڑ کے نیچے انتہائی بھوک کی

سَر برسنگے نہادو با خود گفت توکل کردم بر سَبب سازی و
حالت میں ایک پتھر پر سر رکھے ہوئے تھا اور اپنے آپ سے کہتا تھا کہ (اے خدا) میں نے

رزّاقی تو واز اَسباب منقطع شدم تا بہ بینم سَبیّت توکل را
تیری سبب سازی اور رزاقی پر توکل کیا ہے اور اسباب سے علیحدہ ہو گیا ہوں تاکہ میں توکل کے سبب بچ جانے کو دیکھوں

۱ خدِ خود۔ انسانوں کو اپنے رتبہ پر رہنا چاہیے ورنہ مصیبت میں مبتلا ہو جائے گا جبکہ توکل کا مرتبہ حاصل نہیں ہے تو انسان کو رزق کی تلاش کرنی چاہیے۔ گفت خر۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو الٹی بات کرتی ہے توکل سے نہیں بلکہ لالچ سے روح شور شر میں مبتلا ہوتی ہے۔

۲ از قناعت۔ قناعت مضر نہیں ہے اور حرص مفید نہیں ہے۔ نان۔ رزق سوروں اور کتوں کو بغیر کمائے ملتا ہے بارش اور ابر انسانوں کی محنت کے بغیر ہوتی ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انسان رزق پر عاشق ہے رزق بھی انسان پر عاشق ہے انسان صبر کرے تو وہ خود دوڑ کے پاس آجاتا ہے۔

۳ در تقریر۔ اس زاہد نے توکل کے سبب رزق ہونے کو آزمایا وہ شہر سے بہت دور ایک پہاڑ کے پیچھے جا بیٹھا شعارع۔ شارع کی جمع ہے راستہ۔ مہجور۔ یکتنہا۔

آں یکے زاہد شنید از مُصطفیٰؐ — کہ یقیں[1] آید بجاں رزق از خدا

ایک زاہد نے مصطفیٰؐ (کی جانب) سے سنا — کہ جان کو رزق یقیناً پہنچتا ہے

گر بخواہی دَر نخواہی رزقِ تُو — پیشِ تو آید دَواں از عشقِ تُو

خواہ تو چاہے، یا نہ چاہے، تیرا رزق — تیرے عشق میں دوڑتا ہوا تیرے سامنے آجاتا ہے

از برائے امتحاں آں مَرد رَفت — دَر بیاباں نزد کوہے خفت تفت

امتحان کے لئے وہ شخص روانہ ہوا — جنگل میں پہاڑ کے پاس جلد جا سویا

کہ بہ بینم رزق مے آید بمَن — تاقوی گردد مرا دَر رَزق ظَن

کہ میں دیکھتا ہوں رزق میرے پاس آتا ہے؟ — تاکہ رزق کے بارے میں میرا خیال مضبوط ہو جائے

کار وانے راہ گم کردو کشید — سُوئے کوہ آں مُمتحِن[2] را خفتہ دید

ایک قافلہ نے راستہ گم کر دیا اور آ گیا — پہاڑ کی جانب اس آزمائش کرنیوالے کو سوتا دیکھا

گفت ایں مَرد ایں طرف چونست عَور — دَر بیاباں از رَہ و از شہر دُور

بولا یہ شخص اس طرف اکیلا کیوں ہے؟ — جنگل میں راستہ اور شہر سے دور

اے عجب مُردہ است یا زندہ کہ اُو — می نترسد ہیچ از گرگ وعدُو

تعجب ہے، یہ مردہ ہے یا زندہ کہ وہ — بھیڑیئے اور دشمن سے بالکل نہیں ڈرتا ہے

آمدند[3] دوست بروے میزدند — قاصداً چیزے نگفت آں ارجمند

وہ آئے اور ہاتھ اس پر دھرا — اس نیک بخت نے جان کر کچھ نہ کہا

ہم نجنبید و نجنبانید سَر — وانکرد از امتحاں ہیچ اُو بَصَر

ہلا بھی نہیں اور نہ سر ہلایا — آزمانے کیلئے اس نے بالکل آنکھ نہ کھولی

پَس بگفتند ایں ضعیفِ بے مُراد — از مجاعت سکتہ اندر اُو فتاد

پھر انہوں نے کہا، یہ بے مراد کمزور — بھوک کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے

ناں بیا وردند و دردیگے طعام — تا بریزندش بحلقوم و بکام

وہ روٹی اور دیگچی میں کھانا لائے — تاکہ اس کے حلق اور تالوے میں ڈالدیں

پس بقاصد مَرد دنداں سخت کرد — تا ببیند صدقِ آں میعاد مَرد

تو (اس) شخص نے جان بوجھ کر دانت بند کر لئے — تاکہ وہ شخص وعدہ کی سچائی دیکھ لے

رحم شاں آمد کہ ایں بَس بینواست — وز مجاعت ہالکِ مَرگ و فناست

ان کو رحم آیا کہ بہت بے سرو سامان ہے — اور بھوک سے موت اور فنا میں تباہ ہے

---

[1] کہ۔ اس نے آنحضور کی یہ بات سنی تھی کہ رزق لامحالہ پہنچتا ہے رزق بھی انسان کا عاشق ہے۔ از برائے۔ آزمائش کے لئے یہ زاہد جنگل میں ایک پہاڑ کے پاس جا لیٹا۔

[2] مُمتحِن۔ یعنی وہ زاہد جو توکل کی آزمائش کر رہا تھا عور۔ ننگا، اکیلا۔

[3] آمدند۔ وہ قافلہ والے اس کے پاس آئے اور اس کو ہلایا لیکن اس نے جان بوجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔ از مجاعۃ یعنی فاقہ کشی کی وجہ سے بیہوش ہو گیا ہے۔ قاصداً۔ قصداً

کارد[1] آوردند و قوم اِشتافتند — بَستہ دند انہاش را بشگافتند
وہ چھری لائے اور لوگ دوڑ پڑے — انہوں نے اس کے بند دانتوں کو کھولا

ریختند اندر دہانش شوربا — می فشردند اندرو نان پارہا
انہوں نے اس کے منہ میں ڈالا — اس کے اندر انہوں نے روٹی کے ٹکڑے ملے تھے

گفت اے دل گرچہ خود تن میزنی — راز میدانی و نازے می کُنی
اس نے کہا اے دل ! اگرچہ تو خاموش ہے — تو راز جان گیا ہے اور ناز کر رہا ہے

گفت دل دانم بقاصد می کُنم — رازق اللہ ست بر جان و تنم
دل نے کہا میں جانتا ہوں اور قصداً کر رہا ہوں — میری جان اور جسم کا رزق دینے والا اللہ ہے

اِمتحاں زیں بیشتر خود چوں بُود — رزق سوئے صابراں خوش میرود
اس سے زیادہ کیا آزمائش ہو گی ؟ — صابروں کی جانب رزق اچھی طرح آتا ہے

تابدانی وز توکّل نگذری — حرص آوردن چہ باشد از خری
تاکہ تو سمجھ لے اور توکل سے در گذر نہ کرے — حرص کرنا کیا ہوتا ہے ؟ گدھے پن سے ہے

بَعد ازاں[2] بگشاد آں مسکیں دہن — گفت کردم امتحانِ رزق مَن
اس کے بعد اس مسکین نے منہ کھول دیا — کہا میں نے رزق کا امتحان کر لیا

ہر چہ گفتست آں رسولِ پاک جیب — ہست حق و نیست در وے ہیچ رَیب
جو کچھ اس پاک دل رسولؐ نے فرمایا — برحق ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں ہے

باز جواب گفتنِ روباہ خر را و تحریض کردنِ اُو خر را بکسب

لومڑی کا پھر گدھے کو جواب دینا اور اس کو کمائی کی رغبت دلانا

گفت روبہ ایں حکایت رہ بہل — دستہا در کسب زن جہدِ المقِل
لومڑی نے کہا اس قصہ کو چھوڑ — غریبانہ کوشش سے کمائی کے لئے ہاتھ چلا

دست دادستت خدا کارے بکُن — مکسبے کُن یاریِ یارے بکُن
خدا نے ہاتھ دیئے ہیں ، کچھ کام کر — کما ، کسی دوست کی مدد کر

ہر کسے[3] در مکسبے پا می نہد — یاریِ یارانِ دیگر میکُند
جو شخص کمائی میں قدم دھرتا ہے — دوسرے دوستوں کی مدد کرتا ہے

زانکہ جُملہ کسب ناید از یکے — ہم درو گر ہم سقا ہم حایکے
اسلئے کہ سارے پیشے ایک شخص سے نہیں ہوتے ہیں — بڑھئی بھی ہو، سقا بھی ، بننے والا بھی

[1] کارد۔ چونکہ زاہد نے دانت بھینچ لئے تھے انہوں نے چھری کے ذریعہ اس کا منہ کھولا اور شوربے میں روٹی کے ٹکڑے بھگو کر اس کو کھلائے گفت۔ اس زاہد نے اپنے دل سے کہا کہ تو راز کو جانتا ہے اور یہ آزمائش بطور ناز کے کر رہا ہے۔ گفت دل۔ دل نے جواب دیا کہ ہاں مجھے اس کا علم ہے کہ جان و جسم کا رازق اللہ ہی ہے۔ امتحاں۔ مولانا فرماتے ہیں اس سے بہتر امتحان اور کیا ہوگا اس سے معلوم ہو گیا کہ صابروں کے پاس رزق خود چل کر آتا ہے تابدانی۔ یقیناً توکل اختیار کرنا چاہیے۔ حرص کرنا گدھا پن ہے۔

[2] بعد ازاں۔ جب قافلہ والے جبراً اس زاہد کو کھانا کھلا چکے تو اس زاہد نے منہ کھولا اور کہا میں نے رزق کے معاملہ میں آنحضورؐ کے فرمان کو آزمایا وہ بالکل سچ ہے۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ جہد المقل۔ نادار کی کوشش۔ دست۔ خدا نے تجھے ہاتھ اسی لئے دیئے ہیں کہ ہاتھوں سے کام کر اپنا بھی بھلا کر اور کما کر دوسروں کی بھی مدد کر۔

[3] ہر کسے۔ معاشرے میں ہر شخص دوسرے کی کمائی کا محتاج ہے ہر پیشہ ہر شخص نہیں کر سکتا ہر پیشہ ور کما کر دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ حد۔ بڑھئی اپنے پیشہ سے ان لوگوں کی مدد کرتا ہے جن سے یہ کام نہیں آتا ہے حایک۔ کپڑا بننے والا۔

چوں ابا نبا زیست عالم بر قرار
دنیا شرکت سے قائم ہے

ہر کسے کارے گزیندز اِفتقار
ضرورت کی وجہ سے ہر شخص ایک پیشہ کرتا ہے

طمطمبلخواری درمیانہ شرط نیست
لوگوں میں پیٹو پن مناسب نہیں ہے

راہِ سنت کارو مکسب کردنیست
سنت کا راستہ کام اور کمائی کرنا ہے

جواب گفتنِ خر روباہ را کہ توکل بہترین کسبہاست کہ ہر کسے محتاج ست
گدھے کا لومڑی کو جواب دینا کہ توکل بہترین کمائی ہے کیونکہ ہر شخص توکل کا محتاج ہے

بتوکل کہ اے خدا ایں کار مرا راست دار و دُعا متضمنِ توکل ست و
کہ اے خدا میرے اس کام کو سیدھا رکھ اور دعا توکل پر مشتمل ہے اور

توکل کسبے ست کہ ہیچ کسبے دیگر محتاج نیست
توکل وہ کمائی ہے جو کسی دوسری کمائی کی محتاج نہیں ہے

گفت من بہ از توکل بر ربے
اس نے کہا میں خدا پر توکل سے بہتر

می ندانم در دو عالم مکسبے ۲
دونوں جہان میں کوئی کمائی بہتر نہیں جانتا ہوں

کسبِ شکرش رانمی دانم ندید
اس کا شکر ادا کرنے کی کمائی کی میں کوئی نظیر نہیں جانتا ہوں

تا کشد شکرِ خدا رزقِ مزید
حتیٰ کہ اللہ کا شکر مزید رزق کو کھینچ لاتا ہے

خود توکل بہترینِ کسبہاست
خود توکل بہترین کمائیوں میں سے ہے

زانکہ در ہر کسب دستت بر خداست
کیونکہ ہر کمائی میں تو خدا کی جانب ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے

کاے خدا کارِ مرا تو راست آر
کہ اے خدا! تو میرے کام کو درست کر دے

ویں دُعا ہست از توکل در سرار
دراصل یہ دعا توکل ہی ہے سمجھ لے

در توکل ہیچ نبود احتیاج
توکل میں کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی ہے

فارغی از نقص ربح و از خراج
تو پیداوار اور آمدنی کے گھٹاؤ سے فارغ ہے

بحثِ شاں بسیار شد اندز خطاب
بات چیت میں ان کی بہت بحث ہوئی

ماندہ گشتند از سوال و از جواب
وہ سوال اور جواب سے تھک گئے

جواب گفتنِ روباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

بعد ازاں گفتش کہ اندر مہلکہ
اس کے بعد اس نے اس سے کہا کہ ہلاکت میں ڈالنے کے بارے میں

نہی لا تلقوا بایدی تہلکہ
اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو کی نہی (وارد ہوئی) ہے

۱ چوں۔ دنیا کا معاشرہ باہمی امداد سے قائم ہے۔ طمطمبلخواری۔ پیٹو پن۔ شکم پروری۔ راہ سنت طریقہ۔ یہی ہے کہ انسانوں کو کسب کرنا چاہیے۔ جواب گفتن۔ گدھے نے کہا توکل بھی ایک پیشہ ہے اور ایسا پیشہ ہے کہ دوسرے پیشے اس کے محتاج ہیں اس لئے کہ ہر پیشہ ور اپنے اسباب اختیار کر کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے اور یہ دعا توکل پر مبنی ہے اور توکل خود ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی دوسری چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

۲ مکسب۔ پیشہ۔ ندید۔ نظیر، مثال۔ تا کشد۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے "اگر تم شکر کرو گے تو ہم اور زیادہ دیں گے"۔ خود توکل۔ توکل بھی کمائی کا ایک طریقہ ہے اور ایسا طریقہ ہے کہ دوسرے طریقوں میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اور اس میں کسی دوسرے پیشہ کی ضرورت نہیں انسان جو بھی طریقہ اختیار کرتا ہے اس میں دعا کرتا ہے اور خدا پر بھروسہ کا اظہار کرتا ہے۔

۳ ربح۔ پیداوار۔ خراج۔ آمدنی۔ بعد ازاں۔ لومڑی نے کہا ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کی ممانعت ہے۔

صَبر در صحرائے خُشک و سنگلاخ
خشک اور پتھریلے جنگل میں صبر کرنا

احمقی باشد جہانِ حق فراخ
حماقت ہے، اللہ کی دنیا وسیع ہے

نقل کُن زیں جا بسُوئے مَرغزار
اس جگہ سے سبزہ زار میں منتقل ہو جا

می چر آنجا سبزہ گِرد جوئبار[1]
وہاں چشمے کے کنارے پر سبزہ چر

مَرغزارِ سَبز مانندِ جناں
جنتیوں کی طرح کا سبزہ زار

سَبزہ رُستہ اندر آنجا تا میاں
وہاں کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے

خُرّم آں حیواں کہ اُو آنجا رَود
وہ جانور خوش نصیب ہے، جو وہاں چلا جائے

اُشتر اندر سَبزہ نا پیدا شَود
(اس) سبزہ میں اونٹ چھپ جاتا ہے

ہر طرف دروے یکے چشمہ رواں
اس میں ہر جانب ایک چشمہ جاری ہے

اندرو حیواں مُرفّہ دَر اَماں
وہاں حیوان امن میں خوش عیش ہے

از خَری اُورا نمیگفت اے لَعیں
گدھے پن سے اس کو نہیں کہتا تھا کہ اے ملعون!

چوں از آنجائی چَرا زاری چنیں
جبکہ تو اس جگہ کی ہے، ایسی کمزور کیوں ہے؟

کُو نشاطِ فربہی و فرِّ تو
تیری شان و شوکت اور موٹاپے کی خوشی کہاں ہے؟

چیست ایں لاغر تنِ مُضطرِّ تو
تیرا پریشان اور کمزور جسم کیوں ہے؟

شرح روضہ گرد روغ و زور نیست
اگر باغیچہ کی تفصیل جھوٹ اور فریب نہیں ہے

پس چَرا چشمت ازاں مخمور نیست
تو تیری آنکھیں اس سے مست کیوں نہیں ہیں؟

ایں گدا چشمی و ایں نا دیدگی
یہ بھکاری پن اور ندیدہ پن

از گدائی تُست نز بَگلر بگی
بھکاری ہونے کی وجہ سے ہے، نہ کہ سرداری سے

چوں ز چشمہ آمدی چونی تو خُشک
جبکہ تو چشمہ پر سے آئی ہے تو خشک کیوں ہے؟

گر تو ناف آہوئی کُو بُوئے مُشک
اگر تو ہرن کا ناف ہے تو مشک کی خوشبو کہاں ہے؟

گر تو می[3] آئی ز گلزارِ جناں
اگر تو جنتوں کے باغیچہ سے آرہی ہے

دستۂ گل کُو بَرائے اَر مغاں
تحفہ کے لئے گلدستہ کہاں ہے؟

زانچہ میگوئی و شرحش میکُنی
تو جو کچھ کہہ رہی ہے اور اس کی تفصیل کر رہی ہے

چوں نشانے دَر تو نامدائے سَنی
اے بھلی! تجھ میں اس کی کوئی نشانی کیوں نہیں ہے؟

مثل آوردنِ اُشتر دَربیانِ آنکہ دَر مُخبر دولتے فرّ و اثرِ آں چوں
اونٹ کی مثال لانا، اس بارے میں کہ اقبالمندی کی بات کرنیوالے میں اس کی شان و شوکت

---

[1] جوئبار۔ چشمہ۔ مرغزار۔ وہاں ایسا سبزہ زار ہے جیسا جنت میں ہوگا، کمر کمر تک سبزہ اگا ہوا ہے۔ اُشتر۔ اتنا اونچا سبزہ ہے۔ جس میں اونٹ غائب ہو جاتا ہے۔ مرفہ۔ خوش عیش۔ لاغری۔ گدھا بہر حال گدھا تھا مولانا فرماتے ہیں اس سے یہ نہ ہوا کہ لاغری سے کہتا کہ اگر تیرا بیان صحیح ہے تو کیوں بدحال ہے۔

[2] تو۔ گدھا لاغری سے کہتا کہ اگر وہ جنگل ان خوبیوں کا ہے جو تو بیان کر رہی ہے تو اس جنگل کے اچھے آثار تجھ پر کیوں نہیں ہیں اور تو کیوں لاغر اور کمزور ہے۔ پس چرا۔ اس جنگل کی نعمتوں سے تیری نگاہیں مست ہونی چاہئیں۔ ایں۔ تیرا ندیدہ پن تو گداگری کی وجہ سے ہے سرداری کی وجہ سے نہیں ہے۔ بگلر بگی۔ امیر الامرائی۔

[3] گر تو۔ گدھا لاغری سے کہتا کہ اگر تو جنت کے باغیچہ سے آرہی ہے تو تیرے ہاتھ میں تحفہ کے لئے گلدستہ ہونا چاہیے تھا۔ زانچہ۔ تو نے جو باتیں بتائیں ان سے تیرے اندر نشاط کیوں نہیں ہے۔ مثل۔ اس مثال کا خلاصہ یہ ہے کہ بسا اوقات انسان کی حالت اس کے قول کی تردید کر دیتی ہے۔

نہ بنی جائے متہم داشتن باشد کہ او مقلد ست دراں
اور اثر اگر تو نہ دیکھے تو تہمت لگانے کا موقع ہو گا کہ وہ اس بارے میں مقلد ہے

آں یکے میگفت اُشتر را کہ ہے
ایک نے اونٹ سے کہا کہ ہاں

از کجامی آئی اے اقبال پے
اے مبارک قدم ! تو کہاں سے آرہا ہے ؟

گفت از حمام گرمِ کوئے تو
اس نے کہا ، کہ تیری گلی کے گرم حمام میں سے

گفت خود پیداست از زانوئے تو
اس نے کہا ، کہ تیری ران سے خود ظاہر ہے

مارِ موسیٰ دید فرعونِ عنود
سرکش فرعون نے (حضرت) موسیٰ کا سانپ دیکھا

مہلتے میخواست نرمی می نمود
مہلت چاہنے لگا اور نرمی برتتا تھا

زیرکاں گفتند بایستے کہ ایں
عقلمندوں نے کہا ، چاہیے تھا کہ یہ

تُند تر گشتی چو ہست اُو رَبِّ دیں
زیادہ برہم ہو جاتا اگر مذہب کا خدا ہے

مُعجزہ گر اژدہا گر مار بُد
معجزہ خواہ اژدھا یا سانپ تھا

نخوت و خشمِ خدائیش چہ شُد
اس کا خدائی غصہ اور تکبر کہاں گیا ؟

ربِّ اعلیٰ گرویست اندر جلوس
اگر وہ تخت پر بلند خدا ہے

بہرِ یک کرمے چہ ست ایں چاپلوس
تو ایک کیڑے کی وجہ سے یہ خوشامد کیسی ہے ؟

نفس[۲] تو تا ہست نقلست و نبید
تیرا نفس جب تک چبینے اور شراب کا مست ہے

دانکہ رُوحت خوشہ غیبی ندید
سمجھ لے کہ تیری روح نے غیبی خوشی نہیں دیکھا ہے

کہ علامات ست زاں دیدارِ نُور
کیونکہ اس نور کے دیدار کی علامتیں ہیں

اَلتَّجَا فِی مِنکَ عَنْ دارِ الْغُرُور
دھوکے کے جہان سے تیرا بچاؤ

مُرغ چوں بر آب شورے می تند
پرند جب کھاری پانی کا چکر لگائے

آب شیریں راندیدست اُو مدد
اس نے میٹھے پانی کی مدد نہیں دیکھی ہے

بلکہ[۳] تقلیدست آں ایمانِ اُو
بلکہ اس کا وہ ایمان نقلی ہے

رُوئے ایماں راندیدہ جانِ اُو
اس کی جان نے ایمان کا چہرہ نہیں دیکھا ہے

پس خطر باشد مُقلِد را عظیم
لہٰذا مقلد کے لئے بڑا خطرہ ہے

از رہ و رہزن ز شیطانِ رجیم
راستہ اور ڈاکو کا ملعون شیطان کی جانب سے

چوں بہ بیند نُورِ حق ایمن شود
جب وہ اللہ تعالیٰ کا نور دیکھ لیتا ہے مطمئن ہو جاتا ہے

ز اضطراباتِ شک اُو ساکن شود
وہ شک کی پریشانیوں سے سکون پا لیتا ہے

۱ نفت۔ ایک شخص نے اونٹ سے دریافت کیا آپ کہاں سے آرہے ہیں اس نے کہا تیرے محلہ کے حمام میں سے غسل کر کے آرہا ہوں اس اونٹ کی رانیں سنی ہوئی تھیں وہ طنزاً بولا ہاں تمہاری رانیں تمہاری بات کی تصدیق کر رہی ہیں۔ مارِ موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی لاٹھی کے اژدھے کو دیکھ کر فرعون کی جو حالت ہوئی اس نے خود اس کے خدائی کے دعوے کی تردید کر دی۔ جلوس۔ یعنی تختِ شاہی پر جلوس کے وقت۔

۲ نفس تو۔ جب تک انسان دنیاوی لذتوں کی طرف مائل ہے تو اس نے اخروی نعمتوں کی لذت نہیں چکھی ہے اب اگر وہ اس حالت میں کمال کا مدعی ہو تو خود اس کا عمل اس کی تکذیب کر دیگا اور اس کا دعویٰ فرعونی دعویٰ ہو گا۔ کہ آخرت کے نور کے دیدار کی علامت یہی ہے کہ انسان دنیا سے بیزار ہو جاتا ہے۔ مرغ۔ جو پرند کھاری پانی کا چکر کاٹتا ہے۔ یقیناً اس نے میٹھا پانی نہیں دیکھا ہے۔

۳ بلکہ۔ دنیا دار کا ایمان محض تقلیدی ہے مشاہدہ پر مبنی نہیں ہے۔ پس خطر۔ تقلیدی ایمان والا بہت جلد شیطان کے بہکانے میں آجاتا ہے۔ چوں۔ بہ بیند۔ تحقیقی ایمان کے بعد شکوک و شبہات زائل ہو جاتے ہیں۔

تا کفِ[1] دریا نیاید سوئے خاک
جب تک دریا کا جھاگ زمین پر نہیں آجاتا

کاصلِ اُو آمد بُود در اضطکاک
جو اس کی اصل ہے وہ اضطراب میں رہتا ہے

خاکی ست آں کف غریب ست اندر آب
وہ جھاگ خاکی ہے۔ پانی میں بے وطن ہے

در غریبی چارہ نبود ز اضطراب
بے وطنی میں اضطراب سے چھٹکارا نہیں ہے

چونکہ چشمش باز شد آں نقش خواند
جب اس کی آنکھ کھلی اس نے وہ نقش پڑھ لیا

دیورا بروے دگر دستے نماند
شیطان کا پھر اس پر قابو نہ رہا

گرچہ بارو باہ خر اسرار گفت
اگرچہ گدھے نے لومڑی کو اسرار سنائے

سر سری گفت و مقلد وار گفت
سر سری (طور پر) کہے اور مقلدانہ کہے

آب[2] را بستود اُو تائق نبُود
اس نے پانی کی تعریف کی مشتاق نہ تھا

رُخ دریدو جامہ اُو عاشق نبُود
منہ نوچا اور کپڑے پھاڑے عاشق نہ تھا

از منافق عذر رد آمد نہ خوب
منافق کا عذر مردود ہے بھلا نہیں ہے

زانکہ در لب بود آں نے در قلوب
کیونکہ وہ لبوں پر ہے دلوں میں نہیں ہے

بُوئے سیبش ہست وجزوے سیب نے
اس میں سیب کی خوشبو ہے اور سیب کا جزو نہیں ہے

بُودر اُو جز از پئے آسیب نے
اس میں خوشبو ستانے کے سوا نہیں ہے

حملۂ زن[3] درمیانِ کار زار
میدانِ جنگ میں عورت کا حملہ

نشکند صف بلکہ گردد کار زار
صف شکن نہیں ہے بلکہ کام بگڑ جاتا ہے

گرچہ می بینی چو شیر اندر صفش
اگر تو اس کو صف میں شیر کی طرح دیکھے

تیغ بگرفتہ ہمی لرزد کفش
اس نے تلوار پکڑ لی ہے (لیکن) اس کا ہاتھ لرز رہا ہے

وئے آنکہ عقلِ اُو مادہ بُود
اس پر افسوس ہے جس کی عقل ، مادہ ہو

نفس زِشتش نَر و آمادہ بُود
اس کا برا نفس نر اور آمادہ ہو

لا جرم مغلُوب باشد عقلِ اُو
لا محالہ اس کی عقل مغلوب ہو گی

جُز سُوئے خُسراں نباشد نقلِ اُو
نوٹنے کے سوا اس کی منتقلی نہ ہو گی

حملۂ مادہ بصُورت ہم جَریست
... حملہ دیکھنے میں ہی بہادرانہ ہے

آفتِ اُو ہم چو آں خراز خریست
اس کی مصیبت بھی اس گدھے کی طرح گدھے پن سے ہے

---

۱ کف دریا۔ دریا کی سطح پر جو جھاگ کی چیزیں ہوتی ہیں جب تک وہ دریا میں رہتی ہیں پھر اضطراب طاری رہتا ہے جب وہ ساحل سے لگ جاتی ہیں جو ان کی اصل ہے تو ساکن ہو جاتی ہیں۔ چونکہ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی سمجھ سے دیکھ لیتا ہے تو پھر اس پر شیطان قابو نہیں پاتا ہے۔ گرچہ گدھے نے لومڑی سے حقائق پر مبنی تقریریں کیں لیکن اس کی ساری باتیں تقلیدی تھیں لہٰذا لومڑی کے جھانسے میں آ گیا۔

۲ آب۔ گدھے کی باتیں ایسی ہی تھیں جیسے کوئی شخص پانی کی تعریفیں کرے لیکن خود پیاسا نہ ہو عاشق کا حلیہ بنائے اور حقیقتاً عاشق نہ ہو از منافق۔ منافقین عذر پیش کرتے تھے۔ لیکن وہ عذر حقیقت پر مبنی نہ ہوتے تھے لہٰذا مردود تھے۔ بُوئی۔ منافقین مومنین کی خوبو پیدا کر لیتے تھے لیکن ان میں ایمان نہ ہوتا تھا۔ اور خوبو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اختیار کر لیتے تھے۔

۳ حملۂ زن۔ لومڑی اور گدھے کے معرکہ میں گدھے کے حملے ایسے ہی تھے جس طرح میدانِ جنگ میں عورت کا حملہ تیغ بگرفتہ۔ عورت ہاتھ میں تلوار تو لے لیتی ہے لیکن اس کا دل لرزتا ہے۔ والی۔ جس شخص کی عقل مادہ ہو اور نفس نر ہو اس کی تباہی لازمی ہے۔ لا جرم۔ زنانہ عقل لامحالہ مردانہ نفس سے مغلوب ہو جائے گی۔ حملہ مادہ عورت کے حملہ کا انجام وہی ہوتا ہے جو گدھے کے حملوں کا تھا کہ آخر میں لومڑی نے اس کو پھنسا لیا۔

وصفِ[1] حیوانی بُود برزن فزوں
عورت پر حیوانی وصف غالب ہوتا ہے

زانکہ سُوئے رنگ و بُود ارد رگُوں
کیونکہ اس کا میلان رنگ اور بو کی طرف ہوتا ہے

اے خنک آنکس کہ عقلش نربُود
وہ شخص قابل مبارکباد ہے جس کی عقل نر ہو

نفسِ زشتش مادہ و مُضطر بُود
اس کا برا نفس مادہ اور بے چین ہو

عقلِ جزویش نَرو غالب بُود
اس کی جزوی عقل نر اور غالب

نفسِ اُنثیٰ را خرد سالب بُود
مادہ نفس کو عقل سلب کرنیوالی ہوتی ہے

رنگ و بُوی[2] سبزہ زار آں خرشنید
اس گدھے نے سبزہ زار کے رنگ و بو کو سونگھا

جُملہ جتہاز طبعِ اُو رمید
اس کی طبیعت میں سے ساری دلیلیں بھاگ گئیں

تشنہ محتاجِ مطر شد و ابر نے
پیاسا بارش کا محتاج ہو گیا اور ابر نہیں ہے

نفس راجوع البقر بُد صبر نے
نفس کو انتہائی بھوک تھی صبر نہ تھا

اسپرِ آہن بُود صبر اے پدر
اے باوا ! صبر لوہے کی ڈھال ہوتی ہے

حق نوشتہ برسپر جاء الظفر
اللہ (تعالیٰ) نے ڈھال پر لکھ دیا ہے فتح ہوتی

صد دلیل آرد مقلد در بیاں
مقلد سو دلیلیں بیان کرتا ہے

از قیاسے گوید آں راز عیاں
وہ قیاس سے بتاتا ہے نہ کہ مشاہدہ سے

مُشک آلودست لیک مُشک نیست
مشک آلودہ ہے ، لیکن مشک نہیں ہے

بوئے مشکستش ولے جز پُشک نیست
اس میں مشک کی بو ہے لیکن مینگنی کے سوا کچھ نہیں ہے

تا کہ[3] پُشکے مُشک گردد اے مُرید
اے مرید ! تاکہ مینگنی مشک بنے

سالہا باید دراں روضہ چرید
سالوں اس باغیچہ میں چرنا چاہیے

کہ نباید خورد جو ہمچو خراں
گدھوں کی طرح جو نہ کھانے چاہئیں

آہوانہ در ختن چر اَر غواں
ہرنوں کی طرح ختن میں گل بابو نہ چر

جُز قرنفل یا سمن یا گل مچر
لونگ یا چنبیلی یا گلاب کے سوا نہ چر

رو بصحرائے ختن با آں نفر
ان لوگوں کے ساتھ ختن کے جنگل میں چلا جا

معدہ راخو کن بداں ریحان و گل
اس ریحان اور گلاب کا معدہ کو عادی بنا لے

تا بیابی حکمت و قوتِ رُسُل
تاکہ تو رسولوں کی روزی اور حکمت حاصل کر لے

خوئے معدہ زیں کہ وجو باز کن
اس گھاس اور جو سے معدے کی عادت چھڑا

خورد نِ ریحان و گل آغاز کن
ریحان اور گلاب ، کھانا شروع کر دے

---

[1] وصف حیوانی۔ عام حیوانات رنگ و بو کا تو احساس کر لیتے ہیں لیکن ان میں عقل کا مادہ نہیں ہے کہ حقیقت تک پہنچ سکیں عورت بھی ظاہر پر ریجھ جاتی ہے عقل سے کام لیکر حقیقت تک نہیں آ پہنچتی ہے۔ عقل۔ اگر انسان میں نر عقل ہوتی ہے تو وہ نفس پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے۔

[2] رنگ و بوئی۔ اس گدھے نے رنگ و بو کو دیکھا عقل سے کام نہ لیا۔ تشنہ۔ وہ گدھا اس راحت و آرام کا محتاج تھا جس کے اسباب وہاں مہیا نہ تھے یہ ایسا ہی ہوا جیسا کہ کوئی پیاسا بارش کا منتظر بن بیٹھے اور ابر موجود نہ ہو۔ جوع البقر۔ ایک بیماری ہے جس میں انسان کھاتا رہتا ہے لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا۔ اسپر۔ مشہور ہے المصر مفتاح الفرج "صبر کشادگی کی کنجی ہے۔" مقلد۔ مقلد کے دلائل سب نے سنائے ہوتے ہیں۔ مشک۔ مقلد کے دلائل کا یہی حال ہوتا ہے جیسا کہ مینگنی پر مشک مل دیا جائے۔

[3] تا کہ۔ مشاہدہ کیلئے سالوں مجاہدے کی ضرورت ہے۔ کہ نباید۔ اس کے حاصل کرنے کے لئے روحانی خوراک کی ضرورت ہے۔ جز قرنفل۔ عمدہ قسم کی روحانی غذائیں کھانے کے بعد مشاہدہ کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔ معدہ۔ رسولوں کی روزی اور حکمت جب حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ انسان مجاہدوں کے ریحان و گل کا عادی بنے۔ خوی معدہ دنیاری آلائشوں سے پاکی حاصل کی جائے اور روحانی غذائیں حاصل کی جائیں۔

مِعدۂ تن سُوئے کہداں میکشد
جسم کا معدہ چر کی طرف لے جاتا ہے

مِعدۂ دل سُوئے ریحاں میکشد
دل کا معدہ ریحان کی طرف کھینچتا ہے

ہر کہ کاہ وجَو خورد قُرباں شود
جو گھاس اور جو کھاتا ہے ذبح ہو جاتا ہے

ہر کہ نورِ حق خورد قرآں شود
جو اللہ کا نور کھاتا ہے، قرآن بن جاتا ہے

نیمِ تو مُشک ست نیمی پُشک ہیں
خبردار! تیرا آدھا مشک (اور) آدھا مینگنی ہے

ہیں مبیغزا پُشک افزا مُشکِ چیں
خبردار! مینگنی نہ بڑھا چین کا مشک بڑھا

آں مقلِّد صد دلیل و صد بیاں
وہ مقلد سو دلیلیں اور سو بیان

دَر زباں آرد ندارد ہیچ جاں
زبان پر لاتا ہے کوئی جان نہیں رکھتا ہے

جانِ اُو خالی ازاں گفتارِ اُو
اس کی جان اس کی گفتگو سے خالی ہے

کلّہ اَش بے مغز زاں اَسرارِ اُو
اس کے اسرار سے اس کا دماغ بے مغز ہے

چونکہ[۲] گوینده ندارد جان و فر
چونکہ کہنے والا جان اور شان و شوکت نہیں رکھتا ہے

گفت اُورا کے بُود برگ و ثمر
اس کی گفتگو میں پھل اور پتے کب ہونگے؟

میکُند گستاخ مردم را براہ
وہ انسانوں کو راستہ (چلنے) میں دلیر بناتا ہے

اُو بجاں لرزاں تَرست از برگِ کاہ
وہ گھاس کے پتے سے زیادہ جان سے لرزنیوالا ہے

پس حدیثش گرچہ بَس بافر بُود
اس کی بات اگرچہ بہت شان و شوکت والی ہو

دَر حدیثش لرزہ ہم مُضمر بُود
لیکن اس کی بات میں کپکپاہٹ پوشیدہ ہو گی

فرق میانِ دعوتِ شیخِ کامل و اصل و میانِ سخنِ
کامل شیخ و اصل (بحق) کی دعوت اور ان قصوں کی بات کے درمیان فرق جو فضل

ناقصانِ فاضل کہ فضلِ تحصیلی بر خود بَستہ اند
کے مدعی ہیں اور جنہوں نے دوسروں سے فضل لیکر اپنے آپ سے وابستہ کر لیا ہے

شیخِ نُورانی زرہ آگہ کُند
نورانی شیخ راہ (حق) سے آگاہ کرتا ہے

با سخن ہم نور را ہمرہ کُند
بات کے ساتھ نور ہمراہ کرتا ہے

جہد[۳] کُن تا مست و نورانی شوی
تو کوشش کرتا کہ مست اور صاحب نور بنجائے

تا حدیثت را شود نورش رَوی
تاکہ اس کا نور تیری بات کے ساتھ ہو

ہر چہ در دوشاب جوشیدہ شود
جو چیز انگور کے شیرے میں جوش دیدی جائے

دَر عقیدہ طعم دو شابش شود
عقیدہ میں اس کا مزہ انگور کے شیرے کا ہو جاتا ہے

---

۱ معدہ۔ جسمانی معدہ حیوانی غذاؤں کی طرف رغبت کرتا ہے، روحانی معدہ اسرار کی غذا چاہتا ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص حیوانی غذاؤں کا عادی ہوتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ نورانی غذا سے انسان قرآن کی طرح متبرک بن جاتا ہے۔ نیم تو۔ انسان میں دونوں قوتیں ہیں حیوانی بھی اور ملکوتی بھی آں مقلد۔ وہ شخص جو سنی سنائی باتیں بیان کرتا ہے اس کی صرف زبانی تقریر ہوتی ہے اس میں کوئی جان نہیں ہوتی ہے نہ اس کے دماغ میں اس کے اسرار ہوتے ہیں۔

۲ چونکہ۔ جب کہنے والے میں کوئی جان نہ ہو تو اس کی بات بے نتیجہ ہوتی ہے۔ می گند۔ دوسروں کو تو وہ بہادر بناتا ہے۔ لیکن خود لرزتا ہے۔ پس۔ اس مقلد کی تقریر اگرچہ پر شوکت ہوتی ہے لیکن اس میں خوف بھی پوشیدہ ہوتا ہے۔ فرق۔ شیخ کامل اور ناقص انسان کی رہنمائی میں بڑا فرق ہے۔ شیخ نورانی۔ صاحب نور شیخ صحیح رہنمائی کرتا ہے اور اس کی بات پر تاثیر ہوتی ہے۔

۳ جہد کن۔ انسان کو خود صاحب نور بننا چاہیے۔ تاکہ بات میں تاثیر ہو اور نور اس کی بات کے لئے بمنزلہ حرف ردی کے ہو جو شعر کے آخر میں لازمی ہے اور اسی حرف پر قافیہ کا مدار ہوتا ہے۔ ہر چہ۔ بات میں نور ہی طرح پیوست ہو جاتا ہے جس طرح انگور کے شیرے میں جس چیز کو ڈال کر جوش دیدیا جائے تو اس میں انگور کے شیرے کا ذائقہ پیدا ہوتا ہے۔

از جَز روز سیب و بہ وز گردگاں — لذّتِ دو شاب یابی تو اَزاں
گاجر اور سیب اور بہی اور اخروٹ — تو ان میں انگور کے شیرے کا مزہ پائیگا

عِلم[1] اندر نور چوں فرغودہ شدُ — پس ز عِلمت نُور یا بد قومِ لُد
علم جب نور سے گھل مل گیا — تو تیرے علم سے سرکش قوم نور حاصل کرتی ہے

ہر چہ گوئی باشد آں ہم نورِ ناک — کاسماں ہرگز نبارد غیرِ پاک
تو جو کچھ کہے وہ بھی نورانی ہو گا — کیونکہ آسمان پاک کے علاوہ نہیں برساتا ہے

آسماں شو اَبر شوُ باراں ببار — ناوداں بارش کُند نبُوَد بکار
آسمان بن جا ، ابر بن جا بارش برسا — پر نالہ بارش برساتا ہے ، وہ کار آمد نہیں

آب اندر ناوداں عاریت ست — آب اندر اَبرو دریا فطرت ست
پر نالہ میں پانی مانگا ہوا ہے — ابر اور دریا میں اصلی پانی ہے

فکر[2] و اندیش ست مثلِ ناوداں — وحی مکشوف ست اَبرو آسماں
فکر اور خیال ، پر نالہ جیسا ہے — کھلی ہوئی وحی ابر اور آسمان ہے

آبِ باراں باغ صد رنگ آورد — ناوداں ہمسایہ دَر جنگ آورد
بارش کا پانی ، باغ کو سو رنگ کا بنا دیتا ہے — پر نالہ پڑوسی کو جنگ پر آمادہ کر دیتا ہے

باز[3] گردم سُوئے آں روباہ و خَر — تا چساں از راہ بُرد آں خَر نگر
میں لومڑی اور گدھے کی طرف لوٹتا ہوں — دیکھ اس گدھے کو کس طرح راستہ سے بھٹکا دیا

زبوں شدُنِ خرو َر دَست رو باہ از حرصِ علف
گھاس کی حرص کی وجہ سے گدھے کا لومڑی کے ہاتھوں مغلوب ہو جانا

خَرد دسہ حملہ بروبہ سخت کرَد — چوں مقلِّد بُد فریبِ اُو بخورد
گدھے نے لومڑی پر دو تین سخت حملے کئے — چونکہ مقلد تھا اس کا فریب کھا گیا

طَنطَنہ اِدراک و بینائی نداشت — دَمدمہ روبہ برُو سَکتہ گماشت
وہ علم اور بصیرت کا کرو فر نہ رکھتا تھا — لومڑی کے مکر نے اس پر سکتہ طاری کر دیا

حرصِ خوردن آنچناں کردش ذلیل — کہ زبونش کرد با پا نصد دلیل
کھانے کی حرص نے اس کو ایسا ذلیل کیا — کہ پانچ سو دلیلیں ہوتے ہوئے اس کو مغلوب کر دیا

حکایت آں مُخنّث و پرسیدنِ لُوطی ازُو دَر حالت لواطت
ہیجڑ کا قصہ اور لوطی اور لواطت کی حالت میں اس سے دریافت کرنا

[1] علم اندر نور۔ جب علم کا نور میں مربی بن جاتا ہے تو پھر اس علم کی تاثیر سرکش قوم پر ہوتی ہے۔ فرغودہ۔ آمیختہ و پیچیدہ۔ ہر چہ۔ اب نورانی شخص جو بات بھی کہیگا اس میں نور اور پاکیزگی ہوگی۔ آسماں۔ آسمان اور ابر کا اپنا ذاتی پانی ہے پر نالہ کا پانی اپنا نہیں ہے آسمان کا ہے۔

[2] فکر و اندیش۔ فکر اور خیال کی مثال پرنالہ کے پانی کی سی ہے اور وحی کی مثال ابر کی سی ہے۔ آب باراں۔ بارش کا پانی سینکڑوں فائدوں کا سبب ہے پر نالہ کا پانی عموماً پڑوسی سے جھگڑے کا سبب بنتا ہے۔

[3] باز گردم۔ اب گدھے کا قصہ سن لومڑی نے اس کو کس طرح گمراہ کر دیا۔ خر۔ گدھے نے لومڑی پر جوابی حملے کئے لیکن چونکہ مقلد تھا آخر میں خود پسپا ہو گیا۔ طنطنہ چونکہ گدھے کو نور باطنی حاصل نہ تھا۔ لومڑی کا مکر اس پر غالب آ گیا اور گدھے کی حرص نے دلیلوں کے ہوتے ہوئے اس کو ذلیل کر دیا۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتلایا ہے کہ مقلد کی دلیل ایسی ہی ہے جیسے ہیجڑے کی تلوار۔

کہ ایں خنجر از بہرِ چیست گفت از بہرِ آنکہ ہر کہ با من بد اندیشد

کہ یہ خنجر کس کام کے لئے ہے اس نے کہا اس لئے کہ جو میرے ساتھ بری بات

اشکمش بشگافم لوطی بر سرِ او آمدو شد میکردو میگفت

سوچے گا میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گا لوطی اس پر چڑھتا اور اترتا تھا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ[1] اکہ من با تو بد نمی اندیشم

اور کہہ رہا تھا خدا کا شکر ہے کہ میں تجھ سے برے کام کی نیت نہیں رکھتا ہوں

بیت من بیت نیست اقلیم ست ہزل من ہزل نیست تعلیم ست

میرا شعر، کوٹھری نہیں ہے ایک خط ہے میرا مذاق، مذاق نہیں ہے، تعلیم ہے

قولہ تعالیٰ ان اللہ[2] لَا یَسْتَحْیِیْ اَنْ یَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَۃً فَمَا فَوْقَھَا

اللہ تعالیٰ کا قول ہے بیشک اللہ حیا نہیں کرتا اس بارے میں کہ وہ مچھر کی مثال بیان کرے

اے فَمَا فَوْقَھَا فِیْ تَغْیِیْرِ النُّفُوْسِ بِالْاِنْکَارَاتِ مَا ذَا اَرَادَ اللّٰہُ

پس اس سے بھی زیادہ (چھوٹی چیز کی) جو انکار کی وجہ سے نفوس میں تغیر پیدا کرنے کیلئے اس سے

بِھٰذَا مَثَلًا وآنکہ جواب میفرماید کہ ایں خواستم یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا

بھی بڑھی ہوئی ہوں (انہوں نے کہا) اس مثال سے اللہ کا کیا ارادہ ہے اور یہ کہ جواب فرماتا ہے کہ میں نے یہ چاہا

وَیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کہ فتنہ ہمچو میزانست کہ بسیار از و سُرخ رُو

اس سے بہت سے گمراہ ہوں اور بہت سے ہدیت پائیں کیونکہ ہر آزمائش ایک ترازو ہے کہ بہت سے اس سے

شوند و بسیاراں بے مُراد شوند وَلَوْ تَاَمَّلْتَ فِیْہِ قَلِیْلًا

سرخرو ہو جاتے ہیں اور بہت سے بے مراد ہو جاتے ہیں اور اگر تو اس میں تھوڑا سا بھی غور

لَوَجَدْتَّ فِیْ نَتَائِجِہِ الشَّرِیْفَۃِ کَثِیْرًا

کرلے تو اس میں بہت سے عمدہ فوائد پائے گا

کوں[3] دہے رالُو طیے در خانہ بُرد سرنگوں افگندش و در وے فشرد

ایک اغلام کرنیوالے کو ایک اغلام کرنیوالا گھر لے گیا اس کو اوندھا کرلیا اور اس میں گھسیڑ دیا

برمیانش خنجرے دید آں لعیں پس بگفتش در میانت چیست ایں

اس معون نے اس کی کمر پر خنجر دیکھا تو اس سے کہا تیری کمر میں یہ کیا ہے؟

گفت آنکہ با من اریک بد منش بد بیندیشد بدرّم اشکمش

اس نے کہا یہ کہ اگر کوئی بد طینت میرے ساتھ برے کام کا ارادہ کرے تو میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں

---

[1] اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔ اس لوطی نے طنزاً کہا۔ بہت پہلا بیت شعر کی معنی میں اور دوسرا بیت کوٹھری کے معنی میں ہے یعنی میرے اشعار میں بہت سے معانی ہیں۔ ہزل من۔ چونکہ مولانا نے یہاں بہت گنجائش قصہ نقل کیا ہے اس کی توجیہ کرتے ہیں۔

[2] اِنَّ اللّٰہَ۔ قرآن نے سمجھانے کیلئے جب مچھر اور اس کے پر کی مثالیں دیں تو کفار نے اعتراض کیا کہ قرآن میں ایسی چھوٹی چھوٹی مثالیں کیوں دی جاتی ہیں تو قرآن نے اس کے جواب میں کہا کہ فہمائش کیلئے اس طرح کی مثالیں دنیا کوئی بری بات نہیں ہے اور ایک آزمائش بھی ہے کہ اس قسم کی مثالوں پر کچھ اعتراض کر کے گمراہ ہوں اور کچھ صحیح مقصد سمجھ کر ہدایت یاب ہوں۔

[3] کون دہے۔ اغلام کرانے والا اسی سے کندہ اور گندہ بنا ہے۔ میان۔ کمر بد منش بدطینت۔

گف لُوطی حمدُ لِلّٰہ راکہ مَن
اغلام کرنے والے نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میں نے

بَد نیندیشیدہ اَم باتو بفَن
کسی فریب سے تیرے ساتھ برا ارادہ نہیں ہے

چونکہ[1] اَمردی نیست خنجر ہاچہ سُود
جبکہ بہادری نہیں ہے، خنجروں سے کیا فائدہ؟

چوں نباشد دل ندارد سُود خود
جب دل نہ ہو، خود فائدہ نہیں دیتی

از علیؓ میراث داری ذُوالفقار
حضرت علیؓ سے تجھے ذوالفقار میراث میں ملنگی

بازوی شیرِ خدا ستت بیار
تیرے پاس شیر خدا کا بازو ہے تو لا

گر فسونے[2] یاد داری از مسیحؑ
اگر تو (حضرت) عیسیٰ کی دعا یاد رکھتا ہے

کُو لَب و دندانِ عیسیٰ اے وقیح
اے بے شرم! (حضرت) عیسیٰ کا ہونٹ اور دانت کہاں ہیں؟

کشتی سازی زتو زیع و فتوح
تو چندے اور نذرانوں سے کشتی بناتا ہے

کُو یکے ملاحِ کشتی ہمچو نوحؑ
حضرت نوحؑ جیسا کوئی ایک ملاح کہاں ہے؟

بُت شکستی گیرم ابراہیمؑ وار
میں نے مانا تو نے حضرت ابراہیمؑ کیطرح بت توڑ ڈالا

کُو بُتِ تن رافدا کردن بنار
جسم کے بت کو آگ میں فنا کرنا کہاں ہے؟

گر دلیلت ہست اندر فعل آر
اگر کام میں تیرے پاس دلیل ہے، لا

تیغ چوبیں رابداں کُن ذوالفقار
اس کے ذریعہ لکڑی کی تلوار کو ذوالفقار بنا دے

آں دلیلے کُو ترا مانع شوَد
وہ دلیل جو تیرے لئے مانع ہے

از عمل آں نقمتِ صانع شوَد
عمل سے، وہ خدا کا عذاب ہے

خائفانِ[3] راہ راکردی دلیر
تو نے راستہ میں ڈرنے والوں کو بہادر بنا دیا

از ہمہ لرزاں تری تُو زیر زیر
چپکے چپکے تو سب سے زیادہ لرزنے والا ہے

بَر ہمہ درسِ توکّل می کُنی
تو سب کو توکل کا درس دیتا ہے

دَر ہوا تو پشّہ را رگ میزنی
تو ہوا میں مچھر کا رگ پر (نشتر) مارتا ہے

اے مخنّث پیش رفتہ از سپاہ
اے ہیجڑے تو لشکر سے آگے ہوا

بَر دروغ و ریشِ تو کیرت گواہ
تیرے جھوٹ اور داڑھی پر تیرا خایہ گواہ ہے

چوں زنا مَردی دل آگندہ بُوَد
ریش و سُبلت موجب خندہ بُوَد
جب نا مردی سے دل پر ہو
داڑھی اور مونچھیں ہنسی کا سبب ہوتی ہیں

توبہ کُن اشکباراں چوں مَطر
ریش و سُبلت راز خندہ باز خَر
توبہ کر بارش کی طرح آنسو بہا
داڑھی اور مونچھ کو مذاق سے بچا

[1] چونکہ۔ جب انسان میں بہادری نہ ہو تو اس کے لئے خنجر اور سر کی لوہے کی جنگی ٹوپی بیکار ہے ذوالفقار۔ آنحضور کی مشہور تلوار جو حضرت علیؓ کے پاس تھی۔ شیر خدا۔ حضرت علیؓ کا لقب اسد اللہ ہے۔

[2] گر فسونے۔ اگر کوئی حضرت مسیحؑ کی طرح دم کرنا سیکھ لے جس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے، تو وہ حضرت مسیحؑ کے ہونٹ اور دانت کہاں سے لائے گا۔ تو زیع۔ چندہ۔ فتوح۔ نذرانہ۔ کو۔ حضرت ابراہیمؑ نے اپنے جسم کو آگ میں ڈال دیا تھا۔ گر دلیل، دلیل حاصل عمل ہے۔ مانع۔ جو دلیل عمل سے مانع بنے وہ عذاب الٰہی ہے۔

[3] خائفاں۔ بے عمل انسان دوسروں کو وعظ کہہ کر بہادر بناتا ہے خود بزدلی دکھاتا ہے۔ دہ ہول۔ ایسا لالچی ہے کہ ہوا میں مچھر کے نشتر مار کر اس کا خون پینا چاہتا ہے۔ کیر۔ آلہ تناسل جس سے ہیجڑا محروم ہوتا ہے۔ ریش۔ ہیجڑے کی داڑھی ایک مذاق ہے توبہ کُن۔ راہ سلوک کے ہیجڑا کا یہ علاج ہے کہ وہ اللہ کے دربار میں گریہ وزاری کرے۔

داروئے مردی نجور اندر عمل — تا شوی خورشید گرم اندر حمل [1]
عمل میں مردانگی کی دوا کھا — تاکہ تو (برج) حمل میں گرم سورج بن جائے

داروئے مردی کُن و عنّیں مشوی — تا بروں آیند صد گوں خوبروی
مردانگی کی دوا کر اور نامرد نہ بن — تاکہ سینکڑوں قسم کے خوبصورت پیدا ہوں

معدہ را بگذار و سوئے دل خرام — تا کہ بے پردہ زحق آید سلام
معدہ کو چھوڑ اور دل کی جانب چل — تاکہ اللہ (تعالیٰ) کی جانب سے بغیر حجاب کے سلام آئے

رستمی [2] گر بایدت خنجر بگیر — ور بحیزی مائلی چادر بگیر
اگر تجھے رستم پن چاہیے خنجر پکڑ — اگر تو بیجوپن کی جانب مائل ہے چادر اوڑھ لے

رستمی گر بایدت جوشن بپوش — ور بحیزی مائلی رو کوں فروش
اگر تجھے رستم پن چاہیے زرہ پہن لے — اگر تو بیجوے پن کی جانب مائل ہے جا مقصد بیچ

یکدو گامے رو تکلّف ساز خوش — تا ترا عشقش کشد اندر ربرش
ایک دو قدم چل خوب تکلف کر — تاکہ تجھے عشق ، اپنی آغوش میں کھینچ لے

بر سرِ میداں چو مرداں پائیدار — تا نگردی مُبتلا در پائے دار
میدان میں مردوں کی طرح جم — تاکہ تو سولی کے نیچے مبتلا نہ ہو

تا کے از جامہ زناں ہمچو زناں — در صف مَرداں در آ ہمچوں سِناں
عورتوں کی طرح زنانہ لباس سے کب تک تعلق رکھیگا — نیزے کی طرح مردوں کی صف میں آجا

غالب شدن حیلۂ روباہ بر استعصام و تعفف و خرو کشیدنِ روباہ خر را سوئے بیشۂ شیر

گدھے کے بچاؤ اور حفاظت پر لومڑی کے حیلہ کا غالب آجانا اور لومڑی کا گدھے کو شیر کی کچھار کی جانب کھینچ لے جانا

روبہ اندر حیلہ پائے [3] خود فشرد — ریش خر بگرفت وآں خر را بہ بُرد
لومڑی نے مکاری میں قدم رکھا — گدھے کی داڑھی پکڑی اور اس گدھے کو لے گئی

مُطربِ آں خانہ قاہ کو تا کہ تفت — دَف زند کہ خر برفت وخر برفت
اس خانقاہ کا قوال کہاں ہے ؟ کہ جلد — دف بجائے کہ گدھا گیا ، گدھا گیا

چونکہ خر گوشے بُرد شیرے بچاہ — چوں نیارد روبہے خر تا گیاہ
جب خرگوش شیر کو کنویں میں پہنچا دے — تو لومڑی گدھے کو گھاس کے پاس کیوں نہ لے آئیگی ؟

[1] حمل ۔ سورج جب برج حمل میں ہوتا ہے اس کی شعاعیں زمین پر بہت تیز گرم پڑتی ہیں۔ عنّین ۔ نامرد۔ تابروں۔ مرد کے حسین اولاد پیدا ہوتی ہے۔ معدہ مجاہدے کرے روزہ رکھے تو قرب خداوندی میسر آجائے گا۔

[2] رستمی ۔ اگر تو راہ سلوک کا رستم بننا چاہتا ہے تو مجاہدے کے خنجر سے نفس کشی کر ورنہ عورتوں کی طرح چادر اوڑھ کر خانہ نشین بن جا۔ یکدو۔ راہ سلوک میں تکلیف سے ہی آگے قدم رکھ پھر جذب شروع ہوگا۔ دار۔ سولی۔ سنان۔ بھالا۔ استعصام حفاظت چاہنا۔ تعفف۔ پاکدامنی پیشہ جھاڑی۔

[3] پای خود فشرد۔ یعنی کھڑی ہو گئی۔ ریش خر گرفت۔ یعنی غالب آگئی ۔ مطرب پہلے قصہ گذر چکا ہے۔ کہ خر برفت کی دھن میں دوسرے صوفیوں نے ایک صوفی کا گدھا بیچ کھایا تھا۔ چونکہ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ خرگوش نے دھوکے سے شیر کو کنویں میں گرادیا تھا۔

گوش [1] را بر بند و افسونہا مخر — جز فسونِ آں ولیِ داد گر

کان بند کر لے اور منتر نہ سن — اس فریاد رس ولی کے منتر کے سوا

آں فسونہا خوشتر از حلوائے او — آنکہ صد حلواست خاکِ پائے او

اس (غیر ولی) کے حلوے سے یہ منتر بہتر ہیں — کیونکہ سینکڑوں حلوے اس کے پاؤں کی خاک ہیں

خمہائے خسروانی پُر زمے — مایہ بردہ از مے لبہائے وے

شراب سے پر شاہی منکوں نے — اس کے ہونٹوں سے سرمایہ حاصل کیا ہے

عاشقِ مے باشد آں جانِ بعید — کو مئے لبہائے لعلش را ندید

وہ (اس سے) دور جان شراب کی عاشق ہو گئی — جس نے اس کے لعل جیسے ہونٹوں کی شراب نہ دیکھی

آب [2] شیریں چوں نہ بیند مرغِ کور — چوں نگردد گردِ چشمہ آبِ شور

اندھا پرند جب میٹھا پانی نہیں دیکھے گا — وہ کھاری پانی کا چکر کیوں نہ کاٹے گا ؟

موسیِ جاں سینہ را سینا کند — طوطیانِ کور را بینا کند

روحانی موسیٰ سینہ کو سینا بنا دیتا ہے — اندھی طوطیوں کو بینا بنا دیتا ہے

خسروِ شیریںِ جاں نوبت زدست — لا جرم در شہر قند ارزاں شدست

روح کے شیریں شاہ نے انکا پیٹ دیا ہے — لا محالہ شہر میں شکر سستی ہو گئی ہے

یوسفانِ غیب لشکر میکشند — تنگہائے قند مصری میرسند

غیبی یوسف لشکر کشی کر رہے ہیں — مصری شکر کے بورے پہنچ رہے ہیں

اُشترانِ [3] مصر را رُو سوئے ما — بشنوید اے طوطیاں بانگ درا

مصری اونٹوں کا رخ ہماری جانب ہے — اے طوطیو ! گھنٹے کی آواز سنو

شہرِ ما فردا پُر از شکر شود — شکر ارزان ست ارزاں تر شود

کل کو ہمارا شہر شکر سے بھر جائے گا — شکر سستی ہے (اور) زیادہ سستی ہو جائیگی

در شکر غلطید اے حلوائیاں — ہمچو طوطی کوریِ صفرائیاں

اے حلوائیو ! شکر میں لوٹو — طوطی کی طرح صفرائی لوگوں کے اندھے پن کیساتھ

نیشکر کوبید کا رانیست و بس — جاں بر افشانید یارا نیست و بس

گنڈ کھوندو ، بس کام یہی ہے — جان چھڑک دو بس دوست یہی ہے

یک ترش در شہرِ ما اکنوں نماند — چونکہ شیریں خسرواں را بر نشاند

ہمارے شہر میں اب کوئی کھٹا نہیں رہا — چونکہ شیریں نے بہت سے خسرو بٹھا دیئے ہیں

---

[1] گوش۔ مولانا سالک کو نصیحت کرتے ہیں کہ صرف شیخ کے قول پر عمل کر۔ آں فسونہا دوسرے لوگوں کی چکنی چپڑی باتوں سے شیخ کی بات بدرجہا بہتر ہے۔ خمہای۔ شاہی شراب میں مستی شیخ کی باتوں کی مستی سے آتی ہے۔ عاشق۔ جو شخص شیخ سے دور ہوگا اور اس نے شیخ کی باتوں کی مستی نہ حاصل کی ہوگی وہ شراب کی مستی سے محبت کر سکیگا۔

[2] آب شیریں۔ چونکہ یہ شیخ کی باتوں کی مستی سے محروم ہے اس لئے دوسروں کی باتوں پر حیران رہتا ہے۔ موسیٰ جاں۔ شیخ کا فیض سینہ کو کوہ طور بنا دیتا ہے۔ خسرو۔ شیخ نے صلاء عام دے دی ہے اسی لئے اس وقت شہر میں قندارزاں ہے۔ یوسفان غیب۔ اس سے مراد روحانی شیوخ ہیں حضرت یوسف کی مناسبت سے قند مصری کا ذکر کیا ہے جس سے روحانی اسرار مراد ہیں۔

[3] اشتران۔ سر یعنی روحانی شیوخ۔ درا۔ جرس۔ گھنٹہ حلوائیاں۔ وہ سالک جو اسرار کے طالب ہیں۔ صفرائیاں۔ جس شخص میں غلط صفرا کا غلبہ ہوتا ہے اس کو شکر اچھی نہیں لگتی ہے اس سے مراد منکرین ہیں۔ نیشکر۔ اس سے مراد روحانی اسرار ہیں۔ یار۔ یعنی شیخ کامل۔ یک ترش۔ اس سے مراد منکر ہے شیریں شیخ یعنی خسرواں۔ یعنی شیخ کے خلفاء۔

نُقل بر نُقل ست و مے بر مے بَلا — بر منارہ[1] رو بزن بانگِ صَلا
آگاہ نقل پر نقل شراب پر مشراب ہے — منارہ پر چڑھ جا، بلاوے کا اعلان کر دے

سرکہ نہ سالہ شیریں میشوَد — سنگِ مرمر لعل و زرّیں میشوَد
نو سال کا سرکہ میٹھا ہو جائے گا — سنگ مرمر لعل اور سنہرا ہو جائے گا

آفتاب اندر فلک دستک زناں — ذرّہ با چوں عاشقاں بازی کناں
سورج آسمان میں دستک دے رہا ہے — ذرے عاشقوں کی طرح رقص کر رہے ہیں

چشمہا محمُو رشدُ از سبزہ زار — گُل شگوفہ میکُند بر شا خسار
سبزہ زار سے آنکھیں نشیلی ہو گئی ہیں — شاخوں پر پھول کھل رہے ہیں

چشمِ دولت سحرِ مُطلق میکُند — رُوح شُد منصور انا الحق میزند
دولت کی آنکھ پورا جادو کر رہی ہے — روح منصور بن گئی ہے انا الحق کا نعرہ لگا رہی ہے

شدُ ز یوسف آں زلیخا نو جواں[2] — عشرت از سر گیر خوش خوش شادماں
یوسف کی وجہ سے زلیخا جوان ہو گئی — خوشی خوشی مسرت سے از سر نو عیش منا

آتشے اندر دلِ خود بر فروز — دفعِ چشم بد سپندانے بسوز
اپنے دل میں آگ روشن کر لے — نظر بد کے دفع کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

تو بحالِ خویشتن میباش شاد — تا بیابی در جہانِ جاں مُراد
تو اپنے حال پر خوش رہ — تاکہ تو جان کے جہان میں مراد حاصل کر لے

گر خرے رامی بُرد رُوبہ ز سر — گو بیر تو خر مباش و غم مخور
اگر لومڑی گدھے کا سر کاٹ دیتی ہے — کہدے کاٹ دے تو گدھا نہ بن اور غم نہ کھا

[1] منارہ۔ بلند جگہ پر چڑھ کر اعلان کیا جاتا ہے۔ سرکہ۔ یعنی پرانے بدکار۔ آفتاب۔ یعنی شیخ کامل۔ ذرہا۔ یعنی معتقدین چشمہا۔ اب سالکوں کی نگاہیں مخمور ہیں۔ منصور حلاجؒ نے فنا کے بعد بقا باللہ حاصل کر کے انا الحق کا نعرہ لگا دیا تھا۔

[2] نو جوان۔ مشہور ہے کہ زلیخا حضرت یوسف کی دعا سے نوجوان بن گئی تھی مراد یہ ہے کہ روح کی کمزوری کے بعد اس کو نو جوانی حاصل ہو گئی۔ پند مشہور ہے کہ کالا دانہ کی دھونی سے نظر بد زائل ہو جاتی ہے۔ تو بحال۔ یہ احوال جو ذکر کئے گئے ہیں۔ خود تیرے ہیں تو ان سے خوش رہ تاکہ دنیا اصل مراد حاصل کر لے۔ گر خرے۔ اگر لومڑی گدھے کو ہلاک کر رہی ہے کرنے دے تو گدھا نہ بن اور پھر بے فکر زندہ رہ۔

[3] حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا ہے۔ کہ اگر انسان انسان بن جائے تو پھر گدھا پکڑنے والے سے اسے کوئی خطرہ نہیں جب تک انسان گدھا ہے وہ فریب کھا جاتا ہے۔

حکایت [3] آں شخص کہ از ترس خویشتن را در خانہ انداخت

اس شخص کی حکایت جس نے خوف سے اپنے آپ کو گھر میں جا ڈالا۔ رخسارہا

رخہا زرد کردہ چوں زعفران و لبہا کبود چوں نیل و دست

کہ زعفران کی طرح زرد کئے ہوئے اور ہونٹوں کو نیل کی طرح نیلا کئے ہوئے ہاتھ درخت

لرزاں چوں برگِ درخت خداوند خانہ پُرسید کہ خیرست

کے پتوں کی طرح کپکپاتے ہوئے گھر کے مالک نے دریافت کیا خیر ہے

وچہ واقعہ است گفت از بیرون خرمی گیرند بسُخرہ گفت

اور کیا واقعہ ہے؟ اس نے کہا باہر بیگار میں پکڑتے جا رہے ہیں اس نے کہا

تو خر نیستی چہ میتری گفت بجدّی گیرند و تمیز بر خاستہ است
تو تو گدھا نہیں ہے کیوں ڈرتا ہے؟ اس نے کہا کوشش کر کے پکڑ رہے ہیں اور تمیز اٹھ گئی ہے

امروز ترسم کہ مرا خر گیرند
اب میں ڈرتا ہوں کہ مجھے گدھا سمجھ لیں

آں یکے از ترس در خانہ گریخت — **زرد رو و لب کبود و رنگ ریخت**
ایک شخص خوف سے گھر میں بھاگ آیا — چہرہ زرد، ہونٹ نیلے، رنگ فق

صاحب خانہ بگفتش خیر ہست — **کہ ہمی لرزد تراچوں بید دست**
گھر کے مالک نے اس سے کہا خیر ہے؟ — کہ تیرا ہاتھ بید کی طرح لرز رہا ہے

واقعہ چونست چوں بگریختی — **رنگِ رخسارہ چنیں چوں ریختی**
کیا واقعہ ہے تو کیوں بھاگا؟ — رخسار کا رنگ کیوں فق ہو گیا؟

گفت بہر سخرۂ شاہِ خروں — **خرہمی گیرند امروز از بروں**
اس نے کہا ظالم بادشاہ کی بیگار کے لئے — آج باہر سے گدھے پکڑ رہے ہیں

گفت ۲ میگیرند خرا ے جانِ عم — **چوں نہ خر روتراازیں چیست غم**
اس نے کہا اے چچا کی جان! وہ گدھے پکڑ رہے ہیں — جبکہ تو گدھا نہیں ہے جا تجھے اس سے کیا غم ہے؟

گفت بس جدّ ندو گرم اندر گرفت — **گر خرم گیرند ہم نبود شگفت**
اس نے کہا وہ پکڑنے میں بہت سخت اور سرگرم ہیں — اگر مجھے بھی گدھا سمجھ لیں تو تعجب نہیں ہے

بہر خر گیری بر آور دند دست — **جدّ جد تمیز ہم بر خاستہ است**
گدھے پکڑنے میں انہوں نے ہاتھ نکالے ہیں — بہت کوشش میں تمیز بھی اٹھ گئی ہے

چونکہ بے تمیزیاں ماں سر ورند — **صاحب خر را بجائے خر برند**
چونکہ بے تمیز لوگ ہمارے سردار ہیں — گدھے کی بجائے گدھے والے کو پکڑ لے جائینگے

نیست ۳ شاہِ شہرِ ما بیہودہ گیر — **ہست تمیزش سمیع ست و بصیر**
ہمارے شہر کا بادشاہ خواہ مخواہ پکڑنیوالا نہیں ہے — اس کو تمیز ہے وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے

آدمی باش و زخر گیراں مترس — **خر نۂ اے عیسیِ دوراں مترس**
تو آدمی بن جا، اور گدھا پکڑنیوالوں سے نہ ڈر — تو گدھا نہیں ہے اے اپنے دور کے عیسیٰ تو نہ ڈر

چرخِ چارم ہم ز نورِ تو پُرست — **حاش للّٰہ کہ مقامت آخرست**
چوتھا آسمان بھی تیرے نور سے پر ہے — خدا بچائے کہ تیرا مقام اسفل ہو

۱ آں یکے۔ شہر میں گدھے بیگار میں پکڑے جا رہے تھے ایک شخص ڈر کر ایک گھر میں گھس گیا۔ بید۔ بید کے درخت کی نرم شاخوں کی لچک مشہور ہے۔ سخرہ بیگار۔ خروں۔ سرکش۔ ظالم۔

۲ گفت۔ صاحب خانہ نے کہا تو گدھا نہیں ہے۔ تو کیوں ڈرتا ہے۔ جدّ جد کوشش کی انتہا نے ان کے لئے گدھے اور غیر گدھے کی تمیز ختم کر دی ہے۔ چونکہ جب بے تمیز سردار بنجائیں تو گدھے کی بجائے یہ لوگ گدھے والے کو بھی پکڑ سکتے ہیں۔

۳ نیست۔ اس شعر کا تعلق اس حکایت کی سرخی کے پہلے شعر یعنی چوں نہ خر سے ہے۔ آدمی۔ انسان بن جا۔ عیسیٰ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے۔ خر عیسیٰ نہ ہونا چاہیے چرخ چارم۔ جبکہ انسان کو عیسیٰ صفت ہونا چاہیے تو جیسا کہ حضرت عیسیٰ چوتھے آسمان پر ہیں اسی طرح انسان کامل کا مقام بھی چوتھا آسمان ہے۔

تو ز چرخ و اختراں ہم برتری
تو آسمان اور ستاروں سے بھی بالا تر ہے

گرچہ! بہرِ مصلحت در آخری
اگرچہ مصلحتاً تو اصطبل میں ہے

میرِ آخر گرچہ در آخر بود
اصطبل کا داروغہ اگرچہ اصطبل میں ہوتا ہے

ہر کہ اورا خر بگوید خر بود
جو اس کو گدھا کہے وہ گدھا ہے

میرِ آخر دیگرو خر دیگرست
داروغہ اصطبل دوسری چیز ہے اور گدھا دوسری چیز ہے

نے ہر آنکو اندر آخر شد خرست
یہ نہیں ہے کہ جو اصطبل میں ہے وہ گدھا ہے

چہ در افتادیم دردُ نبالِ خر
ہم گدھے کے پیچھے کیا پڑ گئے

از گلستاں گوئی وز گلہائے تر
چمن اور تر پھولوں کی بات کر

از انا رو از ترنج و شاخِ سیب
انار کی اور لیموں کی اور سیب کی ٹہنی کی

وز شراب و شاہدانِ بے حسیب
اور شراب کی اور بے حساب معشوقوں کی

یا ازاں دریا کہ موجش گوہرست
یا اس دریا کی جس کی موج موتی ہے

گوہرش گویندۂ و بینا و رست
اس کا موتی گویا اور بینا ہے

یا ازاں مرغاں کہ گلچیں میکنند
یا ان پرندوں کی جو پھول چنتے ہیں

بیضہا زرّیں و سیمیں می کنند
سونے اور چاندی کے انڈے دیتے ہیں

یا ازاں بازاں کہ گبکاں پرورند
یا ان بازوں کی جو چکوریں پالتے ہیں

ہم نگوں اشکم ہم استاں میپرند
پیٹ کے بل بھی اور چت بھی اڑتے ہیں

فرد با نہائیست پنہاں در جہاں
دنیا میں مخفی سیڑھیاں ہیں

پایہ پایہ تا عنانِ آسماں
درجہ بدرجہ آسمان کی بلندی تک

ہر گرہ را فرد بانے دیگرست
ہر گروہ کی ایک دوسری سیڑھی ہے

ہر روش را آسمانے دیگرست
ہر رفتار کے لئے ایک دوسرا آسمان ہے

ہر یکے ۳ از حالِ دیگر بے خبر
ہر ایک دوسرے کی حالت سے بے خبر ہے

ملک با پہنا و بے پایان و سر
ملک وسیع ہے اور بے ابتداء اور بے انتہاء ہے

ایں دراں حیراں کہ اُو از چیست خوش
یہ اس کے بارے میں حیران کہ وہ کس چیز سے خوش ہے؟

واں دریں خیرہ کہ حیرت چیستش
وہ اس سے بارے میں حیران ہے کہ اس کی حیرت کس وجہ سے ہے؟

صحنِ ارض اللہ واسع آمدہ
اللہ کی زمین کا صحن وسیع ہے

ہر درختے از زمینے سر زدہ
ہر درخت ایک زمین سے اگا ہے

۱ گرچہ۔ ہدایت دینے اور پانے کے لئے انسان کو دنیا میں بھیج دیا گیا ہے۔ میر اخر اصطبل میں ہونے سے گدھا ہونا ضروری نہیں ہے داروغہ اصطبل، اصطبل میں ہے لیکن گدھا نہیں ہے اسی طرح اہل اللہ دنیا میں رہتے ہوئے دنیا دار نہیں ہیں۔ چہ۔ مولانا کا اپنے آپ کو خطاب ہے کہ گدھے کے قصہ کو چھوڑ کر عالم آخرت کی بات کر۔

۲ از گلستاں۔ یہ سب جنت کی چیزیں ہیں۔ دریا۔ اس سے مراد ذات حق ہے۔ مرغان۔ یعنی اولیاء اللہ بازاں۔ یعنی ملائکہ۔ گبکاں۔ یعنی نفوس قدسیہ۔ نردبانہا۔ یعنی عروج کے مختلف راستہ ہیں مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب جانیوالے راستے انسانوں کے سانسوں کی تعداد کی بقدر ہیں۔ عنان۔ فضا جو نظر آتی ہے۔ روش یعنی سلوک

۳ ہر یکے۔ ہر سالک پر جو تجلی ہے دوسرا اس سے بے خبر ہے حتیٰ کہ بسا اوقات مرید پر جو تجلی ہوتی ہے شیخ اس سے بے خبر ہوتا ہے۔ ایں۔ ہر سالک چونکہ دوسرے سالک کی تجلی سے بے خبر ہے اسلئے وہ دوسرے پر حیران ہوتا ہے۔ صحن۔ قرب الٰہی اسقدر وسیع ہے کہ اسمیں طرح طرح کے معارف اگے ہوئے ہیں۔

بر درختاں ا شکر گویاں برگ و شاخ — کہ زہے مُلک و زہے عرصہ فراخ
درختوں پر پتے اور شاخیں شکر ادا کرتی ہیں — کہ عجب ملک ہے اور عجب وسیع میدان ہے

بُلبلاں گردِ شگوفہ پُر گرہ — کہ ازاں چہ میخوری مارا بدہ
بلبلیں تہ بہ تہ شگوفے کے چاروں طرف (کہتی ہیں) — کہ اس میں سے کیا کھا رہا ہے؟ ہمیں دے

ایں سخن پایاں ندارد کُن رجُوع — سُوئے رُوباہ و شیرِ دستگم و جُوع
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے۔ واپسی کر — اس لومڑی اور شیر اور بیماری اور بھوک کی جانب

بُردنِ ۲ روباہ آں خر را پیشِ شیر و جستن خر از شیر و عتاب کردنِ
لومڑی کا اس گدھے کو شیر کے سامنے لے جانا اور گدھے کا شیر سے کود بھاگنا اور لومڑی

روباہ با شیر کہ ہنوز خرد ور بُود کہ تعجیل کردی و عُذر گفتنِ شیرِ و
کا شیر پر غصہ کرنا کہ گدھا ابھی دور تھا کہ تو نے جلدی کر دی اور شیر کا معذرت کرنا

بہ کردنِ شیر رو باہ راکہ برو بارِ دیگرش بفریب
اور شیر کا لومڑی کی خوشامد کرنا کہ جا دوبارہ اس کو فریب دے

چونکہ روباہش بسُوئے مرج بُرد — تا کُند شیرش بحملہ خُرد مُرد
لومڑی جب اس کو چراگاہ کی جانب لے گئی — تاکہ شیر حملے سے اس کو خرد برد کر دے

دور بُود از شیر و آں شیراز نبرد — تا بہ نزدیک آمدن صبرے نکرد
وہ شیر سے دور تھا اور شیر نے جنگ کی وجہ سے — اس کے نزدیک آجانے تک صبر نہ کیا

گنبدی ۳ کرداز بُلندی شیر ہول — خود نبُودش قُوت و اِمکان حُول
ہولناک شیر نے اونچائی سے چھلانگ لگائی — اس میں خود قوت اور طاقت کا امکان نہ تھا

خرز دورش دید و برگشت و گریخت — تا بزیرِ کوہ تازاں لعل ریخت
گدھے نے اس کو دور سے دیکھا اور پلٹ گیا اور بھاگ گیا — پہاڑ کے نیچے تک بھاگا چلا گیا

گفت روبہ شیر را اے شاہِ ما — چوں نکردی صبر در وقتِ وغا
لومڑی نے شیر سے کہا اے ہمارے بادشاہ! — تو نے معرکہ کے وقت صبر کیوں نہ کیا؟

تا بہ نزدیکِ تو آید آں غوی — تا بہ اندک حملہ غالب شوی
تاکہ وہ گمراہ تیرے قریب آجاتا — تاکہ تو تھوڑے سے حملہ سے غالب ہو جاتا

مکرِ شیطان ست تعجیل و شتاب — لُطفِ رحمانست صبر و اِحتساب
عجلت اور جلد بازی شیطان کا مکر ہے — صبر اور اپنے آپ کو قابو میں رکھنا خدا کی مہربانی ہے

---

۱ برزدختاں ہر درخت کی شاخ و برگ خدا کی تسبیح میں مصروف ہے۔ بلبلاں۔ یعنی سچے عاشق۔ ایں سخن۔ یہ عالم غیب کا بیان نہ ختم ہونے والا ہے۔

۲ بُردن۔ لومڑی، گدھے کو بہکا کر شیر کے پاس لیگئی گدھا قریب نہ پہنچا تھا کہ شیر نے ناکام حملہ کر دیا اور گدھا بھاگ گیا، شیر نے لومڑی کی خوشامد کی کہ دوبارہ گدھے کو لا۔ مرج۔ چراگاہ۔ دور۔ گدھا ابھی شیر سے دور تھا شیر نے حملہ کر دیا۔

۳ گنبدی کردن۔ چوکڑی بھرنا۔ حول۔ طاقت نعل ریختن۔ تیز دوڑنا۔ دعاء جنگ۔ غوی۔ گمراہ یعنی گدھا۔ مکر شیطان۔ حدیث شریف ہے جلد بازی شیطانی ہے اور آہستگی خدا کی جانب سے ہے۔

دُور بُود و حملہ را دیدو گریخت — ضُعف تو ظاہر شدُ و آبِ تو ریخت ۱

وہ دور تھا اور حملہ دیکھا اور بھاگ گیا — تیری کمزوری ظاہر ہو گئی اور تیری آبرو ریزی ہو گئی

گفت من پنداشتم بَر جاست زور — خود بُدم زیں ضُعفِ خود نادان وکور

اس نے کہا میں سمجھا طاقت بحال ہے — اپنی اس کمزوری سے میں خود نادان اور اندھا تھا

لیک گفتم زورِ من بَر جا بُود — نے کہ دَر من ضُعفِ دَست و پا بُود

لیکن میں نے کہا میری طاقت بحال ہو گئی — نہ کہ مجھ میں ہاتھ اور پاؤں کی کمزوری ہو گی

نیز جوع و حاجتم از حَد گذشت — صَبر و عقلم از تجوع یا وَہ گشت

لیکن میری بھوک اور ضرورت حد سے گذر گئی — بھوک کی وجہ سے میرا صبر اور عقل بیکار ہو گئی

گر توانی بارِ دیگر از خِرد — باز آوردن مراورامی سَزد

اگر تو عقلمندی سے دوبارہ — اس کو پھر لا سکے تو مناسب ہے

مِنتِ بسیار دارم از تو مَن — جَہد کُن باشد بیاریش بفَن

مجھ پر تیرا بہت احسان ہے — کوشش کر شاید مگر سے تو اس کو دوبارہ لے آئے

گر خدا ۲ روزی کُند آں خَر مَرا — بعد ازاں بس صَید ہا بخشم تُرا

اگر اللہ تعالیٰ اس گدھے کو میری روزی بنا دیگا — اس کے بعد تجھے بہت شکار بخشوں گا

گفت آرے گر خدایاری دہَد — بَر دلِ اُو از عمی مُہرے نہَد

اس نے کہا ہا اگر خدا مدد کرے گا — اس کے دل پر اندھے پن کی مہر لگا دے گا

پس ۳ فراموشش شود ہولے کہ دید — از خَرِی اُو نباشد ایں بعید

تو وہ اس خوف کو بھول جائیگا جو اس نے دیکھا — اس کے گدھے پن سے یہ بعید نہیں ہے

لیک چوں آرم من اُورا بَر متاز — تا بباوش ندہی از تعجیل باز

لیکن جب میں اس کو لے آؤں دوڑ نہ پڑتا — تاکہ تو پھر جلدی کی وجہ سے اس کو برباد نہ کر دے

گفت آرے تجربہ کردم کہ مَن — سخت رنجورم مخلخل گشتہ تن

اس نے کہا ہاں میں نے تجربہ کر لیا ہے کہ میں — سخت بیمار ہوں جسم ڈھیلا ہو گیا ہے

تا بہ نزدیکم نیاید خَر تمام — مَن نہ جُنبم خُفتہ باشم بَر قوام

جب تک گدھا بالکل میرے پاس نہ آجائیگا — میں حرکت نہ کرونگا سوتا رہونگا طریقہ کے مطابق

رَفت رُوبہ گفت اے شہ ہمتے — تا بپُوشد عَقلِ اُورا غفلتے

لومڑی روانہ ہوئی بولی اے شاہ! — تاکہ غفلت اس کی عقل کو چھپا دے

۱ آب ریختن۔ بے آبرو ہونا۔ گفت۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ میری قوت بحال ہے اور میں اپنی کمزوری سے ناواقف تھا۔ لیک۔ شیر نے کہا میں سمجھا تھا کہ مجھ میں طاقت ہے اور میرے ہاتھ پاؤں کمزور نہیں ہیں۔ نیز۔ دوسری وجہ جلد حملہ کی یہ بھی ہوئی کہ بھوک بہت لگ رہی تھی اور بھوک میں عقل گم ہو گئی تھی۔ گر توانی۔ تیری عقلمندی کا تقاضہ ہے کہ تو اس کو دوبارہ لے آ۔ منت۔ تیرا مجھ پر بہت احسان ہے، مزید کرم ہوگا کہ دوبارہ لے آئے

۲ گر خدا۔ اگر خدا نے مجھے گدھے کی روزی دے دی تو میں کھا کر توی ہو جاؤں گا پھر بہت شکار کر کے تجھے ادا کروں گا۔ گفت۔ لومڑی نے کہا اگر خدا کی مدد شامل حال رہی تو پھر گدھے کے دل پر اندھے پن کی مہر لگ جائے گی۔

۳ پس۔ پہلے حملہ کا خوف وہ بھول جائیگا۔ لیک۔ لیکن اگر اس بار میں اس کو لے آؤں تو جلدی کر کے اس کو برباد نہ کر دینا۔ مُخلخل۔ ڈھیلا۔ تا بہ نزدیکم شیر نے کہا اس بار جب وہ قریب آجائیگا تو حملہ کرونگا ورنہ قاعدہ کے مطابق سوتا رہوں گا۔ ہمت۔ باطنی قوت۔

تو بہا کر دست خربا کرد گار — کہ نگردم غرّہ ہر نابکار [1]
تو نے خدا سے بہت توبہ کر لی رہو گی — کہ میں ہر نالائق کے دھوکے میں نہ آؤں

عقلِ خر بازیچۂ دستانِ ماست — فکرتش کبّادۂ طفلانِ ماست
گدھے کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے — اس کی سمجھ ہمارے بچوں کی نرم کمان ہے

تو بہایش را بفن برہم زنیم — ما عدوّے عقل و عہد روشنیم
ہم مکر سے اس کی توبہ کو توڑ دیں گے — ہم عقل اور روشن عہد کے دشمن ہیں

گلّۂ خر گوئے فرزندانِ ماست — فکرتش بازیچۂ دستانِ ماست
گدھوں کا گلہ ہماری اولاد کی گیند ہے — اس کی سمجھ ہمارے مکر کا کھلونا ہے

عقل کاں باشد زدورانِ زُحل — پیشِ عقلِ کُل ندارد آں محل
وہ عقل جو زحل کی رفتار سے پیدا ہو — عقل کل کے سامنے وہ مرتبہ نہیں رکھتی ہے

از عُطارُد و از زُحل دانا شدُ اُو — ماز دادِ کردگارِ لُطفِ خُو
وہ عطارد اور زحل سے عقلمند بنا ہے — ہم مہربان خدا کی عنایت سے

عَلَّمَ [2] الْاِنْسان خم طُغرائے ماست — علم عند اللہ مقصد ہائے ماست
"علم الانسان" ہمارے طغرا کا دائرہ ہے — اللہ کا علم ، ہمارے مقاصد ہیں

تربیہ آں آفتاب روشنیم — ربّی الاعلےٰ ازاں رو میزنیم
ہم اس روشن سورج کی تربیت ہیں — اسی لئے ہم ربی الاعلیٰ کا نعرہ لگاتے ہیں

تجربہ گردارد اُوبا ایں ہمہ — بشکند صد تجربہ زیں دمدمہ
اگر وہ تجربہ رکھتا ہے تو اس سب سے ہوتے ہوئے — سینکڑوں تجربے اس مکر سے ٹوٹ جائیں گے

ہُو کہ توبہ بشکند آں سُست خُو — در رسد شومیِ اشکستن درُو
ہو سکتا ہے کہ وہ کاہل توبہ توڑ دے — (توبہ) توڑنے کی بدبختی اس میں اثر کرے

دربیانِ [3] آنکہ نقض عہد و توبہ موجب بلا بُود بلکہ موجب مسخ

اس کا بیان کہ توبہ اور عہد کو توڑنا مصیبت کا سبب ہوتے بلکہ مسخ کا

ست چنانکہ در حقِ اصحابِ سبت و اصحاب مائدہ عیسیٰ
سبب ہے ، چنانچہ بت والوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دسترخوان والوں کے

---

[1] نابکار۔ نالائق۔ بازیچہ۔ کھلونا۔ دستاں۔ مکر۔ کبادہ۔ بچوں کے کھیلنے کی نرم کمان۔ تو بہایش۔ لومڑی نے کہا ہم اس کی توبہ کو توڑ دیں گے۔ گلہ خر۔ گدھے ہمارے بچوں کا کھلونا ہیں اور ان کی عقل ہمارے مکر کا کھلونا ہے۔ یہی حال شیطان اور عوام کا ہے۔ زحل۔ زحل ستارے کی تاخیر سے بچہ کی عقل میں ذہانت پیدا ہوتی ہے لیکن زحل کی عطا کردہ عقل، عقل کل کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ از عطارد۔ عوام کی عقول عطارد اور زحل ستاروں کی تاثیر سے ہیں۔ شیطان کی عقل خداداد ہے۔

[2] عَلَّمَ الْاِنْسان۔ ان اشعار میں مولانا نے لومڑی کی زبان سے عقل کامل کے صفات بیان فرمائے ہیں قرآن پاک میں ہے عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ انسان کو وہ سکھایا جو وہ جانتا تھا۔ دوسری جگہ قرآن پاک میں مذکور ہے قُلْ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰہِ آپ کہہ دیجئے علم اللہ ہی کے پاس ہے۔ تربیہ۔ عقل کامل کو اللہ کی تربیت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ خداوند قدوس کی ربوبیت کا اقرار کرتا ہے۔ تجربہ۔ لومڑی نے کہا۔ ہو کہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ گدھا اپنی توبہ توڑ ڈالے اور توبہ شکنی کی بدبختی میں مبتلا ہو جائے۔

[3] دربیان۔ اب مولانا سمجھاتے ہیں کہ اللہ کے عہد اور توبہ کو توڑنے سے بدبختی آتی ہے۔ پہلی قومیں تو عہد شکنی کی وجہ سے سور اور بندر بنائی گئیں آنحضور کی امت میں یہ صورتی مسخ تو نہیں ہے لیکن باطنی مسخ ہوتا ہے یعنی دل سور اور بندر بن جاتا ہے اور قیامت میں یہ انسان اس دل کی صورت اختیار کرے گا۔

علیہ السّلام کہ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ و اندریں
بارے میں ہے اور کر دیا ان میں سے بندر اور سور اور اس امت میں
اُمّت مسخ دل باشد نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِک و روزِ قیامت
دل مسخ ہو گا ہم اس سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اور قیامت کے
تن را صورتِ دل دہند
دن بدن کو دل کی صورت دے دینگے

نَقضِ[1] میثاق و شکستِ توبہا — مُوجبِ لعنت شود در انتہا
عہد کا توڑنا اور توبہ کا توڑنا — انجام کار لعنت کا سبب ہوتا ہے
نَقضِ عہد و توبہ اصحابِ سبت — مُوجبِ مسخ آمد و اہلاک و مقت
سبت والوں کا توبہ اور عہد کو توڑنا — مسخ اور ہلاکت اور عتاب کا سبب بنا
پس خدا آں قوم را بوزینہ کرد — چونکہ عہدِ حق شکستند از نبرد
تو خدا نے اس قوم کو بندر بنا دیا — چونکہ انہوں نے ضد سے اللہ کا عہد توڑا
اندریں[2] اُمّت نہ بُد مسخِ بدن — لیک مسخ دل بُود اے ذُوالفطن
اس امت میں جسمانی مسخ نہ تھا — لیکن اے سمجھدار! دل کا مسخ ہوتا ہے
چوں دلِ بوزینہ گرد دآں دلش — از دلِ بوزینہ شد خواراں گلش
جب اس کا دل بندر کا دل ہو گیا — اس کی مٹی بندر کے دل سے زیادہ ذلیل ہو گئی
گر ہنر بودے دلش راز اختیار — خوار کے بُودے بصورت آں حمار
اگر اس کے دل میں کوئی اختیاری ہنر ہوتا — تو صورت کے اعتبار سے وہ گدھا ذلیل کیوں ہوتا؟
آں سگِ اصحاب خوش بُد سیرتش — ہیچ بودش منقصت زاں صورتش
اصحاب کہف کے کتے کی سیرت اچھی تھی — اس صورت سے اس کو کوئی نقصان تھا؟
مسخِ[3] ظاہر بُود اہلِ سبت را — تا بہ بیند خلق ظاہر کبت را
سبت والوں کا مسخ ظاہر تھا — تاکہ کھلے ہوئے اندھے منہ ہونے کو مخلوق دیکھ لے
از رہِ سر صد ہزاران دگر — گشتہ از توبہ شکستن خوک و خر
باطنی طور پر دوسرے لاکھوں — توبہ توڑنے کی وجہ سے سور اور گدھے بنے ہیں

دوم بار آمدنِ روباہ براں خرِ گریختہ تا با زبفریبدش
بھاگے ہوئے گدھے کے پاس لومڑی کا دوبارہ آنا کہ تاکہ اس کو پھر فریب دے

[1] نقض ۔ یہود نے عہد کیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار نہ کھیلا نہ کریں گے۔ لیکن انہوں نے اس عہد کو توڑا اور اس کے نتیجہ میں ان کو مسخ کر کے بندر اور سور بنایا گیا۔ سبت ۔ ہفتہ کا دن۔ مقت۔ غصہ عتاب۔ بوزینہ۔ بندر۔ شکستند۔ عتاب۔ عہد توڑنے باوجود ہفتہ کے روز مچھلی کا شکار کھیلنے لگے۔

[2] اندریں ۔ امت محمدیہ میں صوری مسخ نہ ہوگا باطنی مسخ ہوگا۔ چوں دل بوزینہ۔ جب انسان کا دل، بندر کا دل بن جائے تو اس کا جسم بندر کے دل سے بھی بدتر ہے۔ گرہنر۔ حسن و خوبی میں صورت سے زیادہ دل معتبر ہے۔ اصحاب ۔ اصحاب کہف کے کتے کا دل بھلا تھا صورت کی برائی سے اس پر کوئی عیب نہ آیا۔

[3] مسخ ظاہر۔ جسمانی مسخ میں یہ حکمت ہے۔ کہ لوگ عبرت حاصل کریں۔ آزرہ سر۔ باطنی طور پر لاکھوں مسوخ ہیں جو عہد شکنی کی وجہ سے گدھے اور سور بنے ہوئے ہیں۔

پس [1] بیامد زود روبہ سوئے خر
پھر بہت جلد لومڑی گدھے کی جانب آئی

گفت خراز چوں تو یارے الحذر
گدھے نے کہا، تجھ جیسے دوست سے پناہ ہے

نا جواں مرداچہ کردم باتو من
اے بزدل! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

کہ مرا باشیر کردی پنجہ زن
کہ تو نے مجھے شیر سے بھڑا دیا

نا جواں مرداچہ کردم من ترا
اے نامرد! میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

کہ بہ پیشِ اژدھا بردی مرا
کہ تو مجھے اژدھے کے سامنے لے گئی

موجب [2] کینِ تو با جانم چہ بود
میری جان سے تیرے کینہ کی کیا وجہ تھی؟

غیر خُبثِ جوہرِ تو اے عنود
اے سرکش! سوائے تیری طبیعت کی خباثت کے

ہمچو کژدم کو گزد پائے فتے
بچھو کی طرح جو جوان کے پاؤں کاٹتا ہے

نارسیدہ ازوے اورا آفتے
بغیر اس کے کہ کوئی تکلیف اس کو اس سے پہنچے

یا چو دیوے کو عدوئی جانِ ماست
یا شیطان کی طرح جو ہماری جان کا دشمن ہے

نا رسیدہ زحمتش از ما و کاست
ہماری جانب سے اس کو زحمت اور نقصان پہنچے بغیر

بلکہ طبعاً خصمِ جانِ آدمی ست
بلکہ وہ فطرت سے آدمی کی جان کا دشمن ہے

از ہلاکِ آدمی در خُرمی ست
آدمی کی تباہی سے خوشی میں ہے

از پئے ہر آدمی او نکسلد
وہ ہر آدمی کا پیچھا کرنے سے باز نہیں آتا ہے

خو و طبعِ زشتِ خود را کے ہلد
وہ اپنی بری عادت کب چھوڑتا ہے؟

زانکہ [3] خُبثِ ذاتِ اُو بے موجبے
کیونکہ اس کی ذاتی خباثت بغیر کسی سبب کے

ہست سوئے ظلم وعدُ وال جاذبے
ظلم اور زیادتی کی جانب کھینچنے والی ہے

ہر زماں خواند ترا تا پا خر گہے
وہ تجھے ہر وقت خوشی کی جگہ بلاتا ہے

کہ در اندازد ترا اندر چہے
کہ تجھے کسی کنویں میں ڈال دے

کہ فلاں جا حوضِ آبست و عُیوں
کہ فلاں جگہ پانی کی حوض اور چشمے ہیں

تا در اندازت بحوضت سر نگوں
تاکہ تجھے حوض میں اوندھا گرا دے

آدمی رابا ہزاراں کر و فر
آدمی کو باوجود ہزاروں شان و شوکت کے

اندر افگند آں لعیں در شورِ شر
اس ملعون نے شورِ شر میں ڈال دیا ہے

آدمی رابا ہمہ وتی و نذیر
باوجود ہر طرح کی بچی اور ڈرا دے کے آدمی کو

اندر افگند آں لعیں بردش بہ بیر
وہ ملعون کنویں پر لے گیا (اور) اندر گرا دیا

[1] پس بیامد۔ جب لومڑی دوبارہ گدھے کے پاس آئی تو اس نے اس سے پناہ مانگی۔ ناجواں۔ گدھے نے لومڑی سے کہا اے بزدل میں نے تیرا کیا بگاڑا تھا کہ تو نے مجھے شیر کے بالمقابل جا کھڑا کیا۔ اژدہا۔ یعنی شیر۔

[2] موجب۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو میری جان کی دشمن محض باطنی خباثت کی وجہ سے بنی۔ کژدم۔ بچھو بغیر کسی وجہ کے محض بدطینتی کی وجہ سے ڈنک مارتا ہے۔ یا چو دیوے۔ شیطان بھی انسان کو بغیر کسی وجہ کے ہلاک کرتا ہے۔ بلکہ۔ شیطان کو انسان سے طبعی خصومت ہے اسی لئے وہ ہر آدمی کے درپے ہے۔

[3] زانکہ۔ شیطان کی ذاتی عداوت بغیر کسی وجہ کے اس کو انسان پر ظلم کرنے کو آمادہ کرتی ہے۔ ہر زماں۔ انسان کو خوش کن جگہ کی طرف لا کر کنویں میں دھکا دیدیتا ہے۔ کہ فلاں۔ لالچ دلا کر تباہ کر دیتا ہے۔ آدمی۔ شاندار آدمی کو بھی شورِ شر میں مبتلا کر دیتا ہے۔

بیگناہے[1] بیگنہ سابقے — کے رسید اورا زآدم ناحقے
بغیر کسی پہلی خطا اور تکلیف کے — کب اس پر آدم سے ظلم ہوا ہے ؟

کے رسید اورا زمرم زشتے — کو دمادم آر داز غم پشتے
انسان سے اس کو برائی کب پہنچی ہے — کہ وہ ہر وقت غم کے پشتے لگا رہا ہے

گفت رو بہ آں طلسم بحر بود — کہ ترا در چشم چوں شیرے نمود
لومڑی نے کہا ۔ وہ جادو کا طلسم تھا — جو تجھے شیر جیسا دکھائی دیا

ورنہ[2] من از تو بتن مسکیں ترم — کہ شب و روز اندر آنجا میچرم
ورنہ میں تو جسم میں تجھ سے زیادہ کمزور ہوں — لیکن میں رات دن اس جگہ چرتی ہوں

گرنہ زاں گونہ طلسمے ساختے — ہر شش خوارے بد انجا تاختے
اگر اس جگہ ایسا طلسم نہ بنایا — ہر چیز وہاں دوڑ جاتا

یک جہانِ بینوا چوں پیل و اوشتر — بے طلسمے کے بماند سبز مرج
ہاتھی اور گینڈے جیسے بھوکوں کا ایک عالم ہے — بغیر طلسم کے چراگاہ سبز کہاں رہ سکتی ہے ؟

من ترا خود خواستم گفتن بدرں — کہ چناں ہولے اگر بینی مترس
میں تجھے سکھانے میں خود کہنا چاہتی تھی — کہ اگر تو اس طرح ڈر دیکھے تو نہ ڈرنا

لیک رفت از یاد علم آموزیت — کہ بدم مستغرقِ دل سوزیت
لیکن تجھے علم سکھانا بھول گئی — کیونکہ میں تیرے فکر میں ڈوبی ہوئی تھی

دیدمت در جوعِ[3] کلب و بینوا — می شتابیدم کہ آئی تا دوا
میں نے تجھے جوع الکلب میں اور بے سروسامان دیکھا — میں دوڑ پڑی کہ تو دوا تک آجائے

ورنہ با تو گفتمے شرحِ طلسم — کاں خیالے می نماید نیست جسم
ورنہ میں تجھ سے طلسم کی شرح کر دیتی — کہ وہ ایک خیال نظر آتا ہے جسم نہیں ہے

شد فراموش آنکہ گویم مر ترا — حلِ آں مشکل مہیب لرزہ را
میں بھول گئی کہ تجھ سے کہوں — اس خوفناک دل کو لرزانے والی مشکل کا حل

جواب گفتنِ خر روباہ را

گدھے کا لومڑی کا جواب دینا

گفت رو رو ہیں ز پیشم اے عدو — تا نہ بینم روئے تو اے زشت رو
اس نے کہا اے دشمن ! میرے سامنے سے دور ہو — اے بدصورت ! تاکہ میں تیرا منہ نہ دیکھوں

[1] بیگنا ہے۔ انسان کی کوئی خطا نہیں نہ انسان نے شیطان کا کچھ بگاڑا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے گدھے سے کہا تجھے جو شیر نظر آیا وہ کوئی حقیقی شیر نہ تھا بلکہ ایک طلسم تھا۔ طلسم، وہ موہوم خیال جو عجیب شکل میں نظر آنے لگے، وہ بھیانک تصویر جو کسی دفینہ وغیرہ پر بنا دی جاتی ہے۔

[2] ورنہ۔ اگر حقیقی شیر ہوتا تو میں جو تجھ سے بھی کمزور جسم کی ہوں وہاں کیسے بچ سکتی تھی۔ گرنہ طلسم بنانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر چیز وہاں نہ پہنچ سکے۔ یک جہاں۔ فیل اور گینڈے بھوکے پھرتے ہیں اگر طلسم نہ ہوتا تو وہ چراگاہ کو کھا جاتے۔ لرزن۔ گینڈوں من ترا۔ میں تجھے پہلے ہی اس طلسم کی حقیقت بتانا چاہتی تھی لیکن [illegible] میں بھول گئی۔ [illegible] میں بھی اس لئے طلسم کی حقیقت بتانا بھول گئی۔

[3] جوع الکلب۔ جوع البقر وہ بیماری جس میں ہر وقت بھوک لگی رہتی ہے۔ دوا۔ یعنی غذا کا ملنا۔ میں بتا دیتی کہ وہ طلسم خیالی چیز ہے کوئی حقیقی شیر نہیں ہے۔ مشکل۔ یعنی وہی شیر۔ گفت۔ گدھے نے لومڑی سے کہا میں تیری بری صورت دیکھنا نہیں چاہتا میرے سامنے سے چلی جا تجھے خدا نے بدبخت بنایا ہے اور تیرے چہرے کو بھی بے شرم اور سخت بنایا ہے۔

آں خدائے کہ تُرا بَد بخت کرد
جس خدا نے تجھے بد بخت بنایا ہے

رُوئے زشتت راو قبح و سخت کرد
تیری بھدی صورت کو بے شرم اور سخت بنایا ہے

با کدامیں رُوی می آئی بمَن
تو کس منہ سے میرے سامنے آرہی ہے

ایں چنیں سغری ۱ ندارد کرگدَن
ایسی بے حیائی گینڈا (بھی) نہیں رکھتا ہے

رَفتۂ دَر خون و جانم آشکار
تو کھلم کھلا میرے خون اور جان کے درپے ہوئی

کہ تُرا من رہبرم تا مَرغزار
کہ میں تیری جنگل کے لئے رہبر ہوں

تا بدیدم رُوئے عزرائیل را
یہاں تک کہ میں نے ملک الموت کا منہ دیکھ لیا

باز آوردی فن و تسویل را
تو پھر مکاری اور حیلہ لائی ہے

گرچہ من ننگِ خرانم یا خَرم
اگرچہ میں گدھوں کے لئے موجب شرم یا گدھا ہوں

جانورم جاندارم ایں را کے خَرم
میں جانور ہوں میں جاندار ہوں اس کو میں کب پسند کرتا ہوں

آنچہ من دیدم زہولے بے اَماں
جو میں نے بے پناہ ڈر دیکھا ہے

طِفل دیدے پیر گشتے دَر زماں
اگر بچہ دیکھ لے تو فوراً بوڑھا ہو جائے

بیدل ۲ و جاں از نہیبِ آں شکوہ
اس خوف کے ڈر سے بے دل اور بے جان ہو کر

سَرنگوں خود را در افگندم زکوہ
میں نے اپنے آپ کو پہاڑ سے اوندھا گرا لیا

بَستہ شدُ پایم دَر اندم از نہیب
اس وقت ڈر سے میرے پاؤں بندھ گئے

چوں بدیدم آں عذابِ بے مجیب
جب میں نے کھلم کھلا وہ عذاب دیکھا

عُہد کردم با خدا کاے ذُوالمنن
میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا کہ اے احسانوں والے!

بر گشازیں بستگی تو پایِ مَن
اس قید سے میرے پاؤں کھولدے

تا ننوشم وسوسہ کس بعد ازیں
اس کے بعد میں کسی کے بہکانے میں نہ آؤں گا

عُہد کردم نذر کردم اے مُعیں
اے مددگار! میں نے عہد کرلیا میں نے منت مان لی

حق ۳ گشادہ کرد آندم پایِ مَن
اللہ تعالیٰ نے اس وقت میرے پاؤں کھولدیئے

زاں دعاء و زاری و ہیہائے من
میری دعا اور عاجزی اور ہائے ہائے سے

وَرنہ اندر من رسیدے شیرِ نر
ورنہ وہ نر شیر مجھ پر آپڑا تھا

چوں بُدے دَر زیرِ پنجہ شیر خَر؟
گدھے کا شیر کے پنجہ میں کیا حال ہوتا؟

باز بفرستادت آں شیرِ عَریں
اس چھاڑ کے شیر نے پھر تجھے بھیجا ہے

سُوئے من از مکر اے بئس القرین
مکر سے میری جانب اے برے ساتھی!

۱ سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی ۔ کرگدن۔ گینڈا۔ رفتہ۔ تو میرے خون اور جان کے درپے تھی۔ تا بدیدم۔ گدھے نے لومڑی سے کہا تو نے ملک الموت کے سامنے لے جا کھڑا کیا۔ تسویل۔ حیلہ سازی۔ کے خرم۔ اگرچہ میں جانور اور گدھا ہوں لیکن ہلاک ہونا کیسے پسند کرسکتا ہوں طفل۔ مصائب سے بچہ بوڑھا بن جاتا ہے۔

۲ بیدل۔ اس شیر کے خوف سے میں نے اپنے آپ کو پہاڑ پر سے اوندھا گرلیا۔ بستہ۔ اس خوف سے میرے پاؤں کام نہ دیتے تھے۔ عہد کردم۔ اس وقت میں نے خدا سے عہد کیا تھا کہ اگر میرے پاؤں کھولدے تو میں پھر کسی کے بہکائے میں نہ آؤنگا۔

۳ حق گشادہ۔ اس عہد اور دعا کی برکت سے میرے پاؤں کھل گئے اور میں بچ بھاگا ورنہ شیر دبوچ لیتا اور پھر ظاہر ہے شیر کے پنجہ میں میرا کیا حال ہوتا۔ باز۔ اب مکر کرنے کے لئے شیر نے تجھے دوبارہ بھیجا ہے۔ عریں۔ شیر کی جھاڑی۔ بئس القرین ۔ برا ساتھی۔

حَقِ ذاتِ پاک للّٰہُ الصَّمَد — کہ اَبُوَد بہ مارِ بَد از یارِ بَد
اللہ پاک بے نیاز کی قسم — کہ برے ساتھی سے برا سانپ بہتر ہوتا ہے

مارِ بَد جانے ستاند اے سلیم — یارِ بَد آرد سُوئے نارِ جحیم
اے بیوقوف! برا سانپ جان لے لیتا ہے — برا ساتھی دوزخ کی جانب لاتا ہے

از قریں بیقول و گفت و گوئے اُو — خُو بدزدد دل نہاں از خُوئے اُو
ساتھی سے اس کی گفتگو اور بات کے بغیر — دل خفیہ طور پر عادت اس کی عادت سے چرا لیتا ہے

چونکہ اُو افگند بَرتو سایہ را — دُزدد آں بے مایہ از تو مایہ را
جب وہ تجھ پر سایہ ڈالتا ہے — وہ بے مایہ تیرا سرمایہ چرا لیتا ہے

عقلِ تو گر اژدہائے گشت مست — یارِ بَد اُو راز مرّ دداں کہ ہست
تیری عقل اگر مست اژدھا ہے — برے دوست کو اس کا زمرد سمجھ

دیدۂ عقلت بدُو بیروں جہد — طعنِ اُو اندر کفِ طاعوں نہد
اس سے تیری عقل کی آنکھیں باہر نکل پڑینگی — اس کا نیزہ مارنا، تجھے طاعون کے ہاتھ میں دھر دیگا

دَر جہاں ۲ نبُوَد بتر از یارِ بَد — ویں مرا عینُ الیقیں گشتست خود
دنیا میں برے دوست سے بدتر کوئی نہیں ہے — یہ میرے لئے خود آنکھوں دیکھی یقینی بات ہوگئی ہے

جواب گفتن رُوباہ خر را

لومڑی کا گدھے کو جواب دینا

گفت روبہ صافِ مارا دُرد نیست — لیک تخییلاتِ وہمی خُرد نیست
لومڑی نے کہا ہمارے نیر میں کوئی تچھٹ نہیں ہے — لیکن وہمی تخیلات (بھی) چھوٹی چیز نہیں ہیں

ایں ہمہ وہمِ تواست اے سادہ دل — وَرنہ بر تو نے غشی دارم نہ غل
اے بھولے! یہ سب تیرا وہم ہے — ورنہ میں تجھ سے نہ کھوٹ رکھتی ہوں نہ کینہ

از خیال ۳ زِشتِ خود منگر بمَن — بَر مُحبّاں از چہ داری سُوئے ظَن
اپنے برے خیال سے مجھے نہ دیکھ — دوستوں پر تو کیوں بد ظنی کرتا ہے؟

ظنِ نیکو بَر بَرا خوانِ صَفا — گرچہ آید ظاہراً زیشاں جَفا
مخلصوں پر نیک گمان کر — اگرچہ بظاہر ان سے ظلم سرزد ہو

ایں خیال و وہمِ بَد چوں شُد پدید — صَد ہزاراں یار را از ہم بُرید
جب یہ برے خیال اور وہم ظاہر ہوئے ہیں — لاکھوں دوستوں کو ایک دوسرے سے کاٹ دیا ہے

۱ کہ بُوَد۔ شریر ساتھی سے شریر سانپ بھلا، سانپ تو محض مار ڈالتا ہے۔ لیکن برا ساتھی تو جہنم میں پہنچا دیتا ہے۔ ازقریں۔ ساتھی کی خوبو انسان میں مخفی طور پر اثر کر جاتی ہے۔ چونکہ اُو۔ جب سے ساتھی کا سایہ پڑتا ہے تیرا سارے سرمایہ چرا لیتا ہے۔ عقل۔ خواہ انسان کتنا ہی عقلمند ہو لیکن برے دوست کی صحبت اس کو اندھا کر دیتی ہے۔

۲ در جہاں۔ دنیا میں برے یار سے بری کوئی چیز نہیں ہے اب تو تیرے مقابلہ کی وجہ سے اس بارے میں مجھے عین الیقین کا مرتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ گفت۔ لومڑی نے کہا میری شراب میں کوئی تچھٹ نہیں۔ یعنی میں صاف اور خطا سے بری ہوں۔ لیکن وہم بھی کوئی معمولی چیز نہیں صحیح بات کو غلط دکھا دیتا ہے ورنہ مجھ میں کوئی کھوٹ نہیں ہے۔

۳ از خیال۔ وہم کی بنیاد پر دوستوں سے بدظنی مناسب نہیں ہے مخلصوں کے بارے میں بہتر خیال رکھنا چاہیے خواہ انسے بظاہر کوئی غلطی بھی سرزد ہو جائے۔ ایں خیال۔ بد گمانی سے بہت سے دوستیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔

مُشفقے [1] کو کرد جور و امتحاں
جس مہربان نے زیادتی اور امتحان کیا ہو

عقل باید کہ نباشد بد گماں
عقل کو چاہیے کہ بد گمان نہ ہو

خاصہ من بدرگ نبودم زشت قسم
خصوصاً میں بری قسم کی بد فطرت نہیں ہوں

آنکہ دیدی بد نہ بد بود آں طلسم
جو تو نے دیکھا ؟ وہ برا نہ تھا وہ طلسم تھا

ور بدے بد آں سگالش قد را
اگر (بالفرض) والمقدر ، وہ خیال برا تھا

عفو فرمایند از زیاراں خطا
(تو) دوستوں کی غلطی معاف کر دیتے ہیں

عالم [2] وہم و خیال و بیم و بیم
وہم اور خیال اور مزاج اور خوف کی دنیا

ہست رہرو رابکے سدِ عظیم
سالک کے لئے ایک بڑی رکاوٹ ہے

نقشہائے ایں خیالِ نقشبند
اس نقش بنانے والے خیال کے نقوش

چوں خلیلے راکہ کہ بد شد گزند
حضرت ابراہیم خلیل اللہ جیسے کیلئے جو پہاڑ تھے نقصان نہ

گفت ہذا ربی ابراہیم [3] راد
عقلمند (حضرت) ابراہیم نے کہا یہ میرا رب ہے

چونکہ اندر عالم وہم او فتاد
چونکہ وہ وہم کے عالم میں مبتلا ہو گئے

ذکرِ کوکب راچنیں تاویل گفت
ستارے کے بارے میں ایسی تاویل کی

آنکسے کو گوہرِ تاویل سُفت
اس ذات نے جس نے تفسیر کے موتی پروئے

عالمِ وہم و خیالِ چشم بند
وہم کی دنیا اور آنکھوں کو بند کر دینے والے خیال نے

آنچناں کہ راز جائے خویش کند
ایسے پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہلا دیا

تا کہ [3] ہذا ربی آمد قالِ او
یہاں تک " یہ میرا خدا ہے " ان کا قول ہوا

خربط و خر راچہ باشد حالِ او
احمق اور گدھے کا کیا حال ہو گا ؟

غرق گشتہ عقلہائے چوں جبال
پہاڑوں جیسی عقلیں ڈوب گئیں

در بحارِ وہم وگردابِ خیال
وہم کے سمندروں اور خیال کے بھنور میں

عقلِ ثابت تر زکہ را وہم بیں
کہ پختہ فرمودست گفتن اے امیں
دیکھ وہم نے بہت جمی ہوئی عقل ، کہ پختہ دینے کو کہا ، اے امین !

کوہہا رابست زیں طوفاں فضوح
اس طوفان سے پہاڑوں کی رسوائیاں ہیں

او امانے جز کہ در کشتی نوح
نوح کی کشتی کے سوا امن کہاں ہے ؟

---

[1] مشفقے ۔ دوست آزمائش کیلئے کچھ زیادتی بھی کرتا ہے تو عقلمندی یہی ہے کہ اس سے بدگمانی نہ کی جائے ۔ فقرا ۔ ہم نے اس کا تعلق پہلے مصرع سے قرار دے کر بالفرض و التقدیر کے معنی کئے ہیں بعض نسخوں میں "مقدر را" ہے تو اس کا تعلق دوسرے مصرع سے کیا جائے اور یہ معنی کئے جائیں کہ میرے مقدر کی اس غلطی کو معاف کر دیا جائے ۔

[2] عالم ۔ وہم اور خیال رہرو کے لئے مانع بنتے ہیں ان وہمی خیالات سے حضرت ابراہیم کو بھی تکلیف پہنچی اور انہوں نے وہم کی بنیاد پر ستارے کو کہہ دیا کہ یہ میرا خدا ہے اور پھر اس غلطی کا احساس کر کے اس سے رجوع کیا ۔ ہذا ربی ۔ "یہ میرا خدا ہے" مولانا نے حضرت ابراہیم کے اس قول کی بنیاد ان کا وہم قرار دیا دوسرے مفسرین کے نزدیک ان کا یہ قول قوم کو ان کی غلطی کا احساس دلانے کے لئے تھا ۔ وہم کی بنیاد پر عقیدہ کا اظہار نہ تھا ۔ تاویل ۔ دوسرے مصرع میں تاویل سے صحیفوں کی تفسیر مراد ہے ۔

[3] تا کہ ۔ حضرت ابراہیم حالانکہ نبی تھے وہم میں مبتلا ہو گئے اور چاند کو اپنا خدا کہہ دیا تو بیوقوف اور گدھا وہم کی بنیاد پر کیا کچھ نہ کہہ دیگا ۔ خربط ۔ احمق ۔ عقل ثابت ۔ حضرت ابراہیم کی عقل اپنی جگہ قائم تھی لیکن وہم نے غلطی میں مبتلا کر دیا ۔ کشتی نوح ۔ یعنی مرشد کامل ۔ حدیث شریف میں حضورؐ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال حضرت نوح کی کشتی کی سی ہے جو اس میں بیٹھا وہ نجات پا جائیگا اور ایک حدیث میں اہل بیت کی بجائے لفظ سنت ہے ۔

زیں خیالِ رہزنِ راہِ یقیں — گشت ہفتاد و دو ملت اہلِ دیں

یقین کے راستہ کو ڈاکو کے اس خیال کی وجہ سے — دیندار بہتر فرقے بن گئے

مَردِ ایقاں رَست از وہم و خیال — مُوئے ابرو رامی گوید ہلال

صاحب یقین وہم اور خیال سے نجات پاتا ہے — وہ ابرو کے بال کو چاند نہیں کہتا ہے

واں کہ را نُورِ عُمر نبود سَند — مُوئے ابروئے کجے راہش زند

جس کا سہارا عمر کا نور نہ ہو — ابرو کا ٹیڑھا بال اس کو بھٹکا دیتا ہے

صَد ہزاراں کشتی باہول و سہم — تختہ تختہ گشتہ دَر دریائے وَہم

لاکھوں کشتیاں خوف اور ڈر سے — وہم کے دریا میں تختہ تختہ ہو گئی ہیں

کمتریں فرعون چُستِ فیلسوف — ماہِ اُو در برجِ وہمی دَر خسوف

کم از کم فرعون ، چالاک اور فلسفی — اس کا چاند وہم کے برج میں گرہن میں ہے

کس نداند رُوپسی[۲] زان کیست آں — وانکہ داند نیستش بر خود گماں

کوئی نہیں جانتا وہ رنڈی عورت کون ہے ؟ — اور جو جانتا ہے اس کو اپنے بارے میں گمان نہیں ہوتا

چوں تُرا وہم تو دار دخیرہ سَر — از چہ گردی گردِ وہم آں دِگر

جبکہ تیرا وہم تجھے حیران بنا دیتا ہے — تو دوسرے کے وہم کے کیوں چکر کاٹتا ہے ؟

عاجزم من از منیِ خویشتن — چہ نشینی پُر منی تو پیشِ مَن

میں اپنی خودی سے عاجز ہوں — تو خودی سے بھرا ہوا میرے سامنے کیوں بیٹھتا ہے؟

از مَن[۳] و مائی ہمی جُویم بجاں — عاشقِ خویش ست بَر لامی تَنَد

جو خودی اور انانیت کیساتھ اس دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے — وہ اپنا عاشق ہے ، فنا کا چکر کاٹتا ہے

بے مَن و مائی ہمی جُویم بجاں — تا شوم من گوئیِ آں خوش صولجاں

میں (دل و) جان سے بے خودی اور بے انانیت والے کو ڈھونڈتا ہوں — تاکہ میں اس اچھے بلے کی گیند بن جاؤں

ہر کہ بے مَن شد ہمہ مَنہا خود اوست — یارِ جُملہ شُد چو خود را نیست دوست

جو بے خود ہو گیا ، تمام خودیاں وہ خود ہے — وہ سب کا دوست بن گیا جبکہ اپنا دوست نہیں ہے

آئینہ بے نقش شُد یا بد بہا — زانکہ شُد حاکیِ جُملہ نقشہا

وہ بے نقش کا آئینہ بن گیا ، قیمت پائے گا — کیونکہ وہ تمام نقشوں کا مظہر بن گیا

خدا کی خودی ہے اور وہ جملہ خلق اللہ کا دوست ہے۔ آئینہ۔ جب انسان کے دل میں خود اپنا نقش نہیں ہے تو اس دل کی قدر و قیمت ہے اس میں دوسروں کی تصویریں نمایاں ہو سکتی ہیں۔

---

[۱] ہفتاد و دو۔ امت کے بہتر فرقے اسی وہم کی بنیاد پر بنا جائینگے حدیث شریف ہے کہ میری امت بہتر فرقوں میں بٹ جائیگی جن میں سے ایک نجات پائیگا اور وہ وہ فرقہ ہوگا جو میری اور اصحاب کی سنت پر عمل کریگا۔ بقیہ اکہتر فرقے جہنمی ہونگے۔ مرد ایقاں۔ پہلے ایک قصہ گزرا ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ ایک صاحب کی ابرو کا بال مڑا ہوا تھا اور وہ ان کی آنکھ کے سامنے آ گیا تھا وہ چاند دیکھنے کی کوشش کر رہے تھے تو انہوں نے اس ابرو کے بال کو چاند سمجھ لیا اور کہنے لگے کہ چاند نظر آ رہا ہے جس کی تصحیح حضرت عمرؓ نے کی ، اور جب وہ مڑا ہوا بال ہٹا دیا گیا تو وہ چاند غائب ہو گیا۔ کمترین۔ دنیا کے اور واقعات سے قطع نظر فرعون ہی کو دیکھو اسنے وہم کی بنیاد پر کیا دعویٰ کر دیا۔

[۲] رُوپسی زَن۔ یعنی وہ دیوث جسکی بیوی زانیہ ہے وہ بیوی کو زانیہ نہیں سمجھتا ہے اور اگر سمجھتا بھی ہے تو اپنے آپ کو دیوث نہیں سمجھتا یہ بھی سب وہم کی کارفرمائی ہے چوں انسان کیلئے اپنے وہم کا علاج بھی مشکل ہے تو دوسرے کے وہم کا کیا علاج کر سکتا ہے۔ عاجزم۔ جبکہ انسان خود خودی میں مبتلا ہو تو دوسرے کی خودی کا علاج نہیں کر سکتا۔

[۳] از مَن۔ جو انسان خودی میں مبتلا ہے وہ تو خود اپنا عاشق ہے اس کو مقام فنا حاصل نہیں ہو سکتا۔ بے مَن۔ ایسے شیخ کی تلاش کرنی ضروری ہے جو انانیت اور خودی کو فنا کر چکا ہو پھر اس کی اطاعت ضروری ہے۔ ہر کہ۔ جو شخص خودی فنا کر دے اب اس میں اپنی خودی نہیں ہے اس میں مخلوق

حکایتِ ۱ شیخ محمد سَر رَزی غزنوی قَدَّسَ اللّٰہُ رُوحَہُ العَزِیز

شیخ محمد سر رزی غزنوی کی حکایت خدا ان کی معزز روح کو پاک کرے

زاہدے دَر غزنی از دانش مَزی
غزنی میں ایک زاہد عقل سے پروردہ

بُد محمد نام و کنیت سَر رَزی
نام محمد اور کنیت سر زری تھی

بُود اَفطارش سَرِ رَز ہر شبے
ہر شام کو ان کا افطار انگور کی کونپل تھی

ہفت سال اُو دائم اندر مَطلبے
سات سال وہ ہمیشہ (حصول) مقصد میں تھے

بس عجائب دید از شاہِ وُجود
موجودات کے شاہ کے انہوں نے بہت سے عجائب دیکھے

لیک مقصودش جمال شاہ بُود
لیکن ان کا مقصد شاہ کا جمال تھا

بر سَرِ کُہ رفت آں از خویش ۲ سیر
وہ اپنے آپ سے بیزار ہو کر پہاڑ کی چوٹی پر گئے

گفت بنمایا فتادم من بزیر
عرض کیا دکھا دے، ورنہ میں نیچے کو دوں گا

گفت نامد نوبتِ آں مکرُمَت
فرمایا اس اعزاز کا موقع نہیں آیا ہے

وَر فرو اُفتی نمیری نکشمت
اگر تم نیچے گرو گے، نہ مرو گے میں تمہیں نہ ماروں گا

اُو فروا فگند خود را ازدِ داد
انہوں نے عشق میں اپنے آپ کو نیچے پھینک دیا

درمیانِ عُمقِ آبے اُو فتاد
ایک پانی کی گہرائی میں جا پڑے

چوں نمُرد از نکس آنجاں سیر مَرد
جب اوندھا گرنے سے نہ مرے وہ جان سے بیزار آدمی

از فراقِ مرگ بر خود نوحہ کرد
اپنی موت کے فراق پر رونے لگے

کایں ۳ حیات اُو را چو مرگے مینمُود
کیونکہ یہ زندگی ان کو موت کی طرح نظر آتی تھی

کار پیشش باز گونہ گشتہ بُود
معاملہ ان کے لئے الٹا ہو گیا تھا

موت را از غیب می کرد اُو گدے
موت کی وہ غیب سے بھیک مانگتے تھے

اِنَّ فِیْ مَوْتِی حَیَاتِیْ میزدے
"بیشک میری موت میں میری زندگی ہے" کا نعرہ لگاتے تھے

موت را چوں زندگی قابل شُدہ
موت کو زندگی کی طرح قبول کرنیوالے بن گئے تھے

با ہلاکِ جانِ خود یک دل شُدہ
اپنی جان کی ہلاکت پر مطمئن ہو گئے تھے

سَیف و خنجر چوں علیؓ ریحانِ اُو
(حضرت) علیؓ کی طرح تلوار اور خنجر ان کا ریحان تھا

نرگس و نسریں عدوِ جانِ اُو
نرگس اور نسرین ان کے جان کے دشمن تھے

---

۱ حکایت۔ چونکہ پہلے ایسے شیخ کی ضرورت کا اظہار کیا تھا جس میں خودی از انانیت نہ ہو اس کے مناسب محمد سر رزی غزنویؒ کا ذکر کیا ہے جو اس صفت کے ساتھ موصوف تھے۔ سر رزی۔ سر رز انگور کی بیل کی کونپل چونکہ یہ روزہ اسی سے افطار کرتے تھے اسلئے ان کا لقب سر رزی پڑ گیا تھا۔ غزنوی غزنی کا رہنے والا غزنی اور غزنین وہی شہر ہے جس میں سلطان محمود غزنوی پیدا ہوئے تھے۔ مطلبے۔ یعنی وصل الی اللہ۔ شاہ وجود۔ اللہ تعالیٰ جمال یعنی ان کا مقصد عجائب دیکھنا نہ تھا بلکہ دیدار خداوندی تھا۔

۲ خویش سیر۔ یعنی ان کا بغیر دیدار خداوندی کے زندگی سے دل بھر گیا تھا۔ اور زندہ رہنا نہ چاہتے تھے۔ گفت۔ دیدار جمال کی درخواست پر ان کو جواب ملا ابھی تمہیں وہ مقام حاصل نہیں ہے جس میں دیدار ہو سکے۔ ور۔ اگر تم پہاڑ سے گرا کر بھی اپنے آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کرو گے تو تمہیں مرنے نہ دیا جائے گا اور گرنے سے تمہارا بدن شکستہ نہ ہو گا۔ درمیان۔ وہ پہاڑ سے کودے تو پانی میں جا گرے۔ نکس۔ اوندھا از فراق۔ چونکہ ان کا زندگی سے دل بھر چکا تھا۔ اور اوندھا گرنے سے بھی نہ مرے تو رونے لگے

۳ کایں۔ لوگوں کو زندگی عزیز ہے ان کے لئے الٹی بات ہو گئی ان کو اپنی موت پیاری تھی۔ موت۔ وہ موت کی تمنا کرتے تھے اسلئے کہ ان کو یقین تھا کہ موت کے بعد دیدار جمال ہو جائے گا۔ یک دل شدہ۔ یعنی وہ مطمئن تھے۔ چوں علیؓ پہلے مولانا بیان کر چکے ہیں۔ کہ حضرت علیؓ کے لئے اسباب موت دنیا کی لذتوں سے زیادہ پیارے تھے۔

بانگِ[1] آمد روز صحرا سوئے شہر — بانگ طرفہ از وَ رائے سِر و جہر

آواز آئی جنگل سے شہر کی جانب جلّ — عجیب آواز آہستہ اور زور کی آواز کے علاوہ

گفت اے دانائے رازم مُو بمُو — چہ کنم در شہر از خدمت بگُو

عرض کیا، اے میرے تمام رازوں کے جاننے والے! — شہر میں کیا خدمت کروں؟ فرمایئے

گفت خدمت آنکہ بہرِ ذُلِّ نفس — خویشتن سازی تو چوں عَباسِ دَبّس

فرمایا خدمت یہ ہے کہ نفس کو ذلیل کرنے کے لئے — تو اپنے آپ کو عباس دبس کی طرح بنا لے

مُدّتے از اغنیا زرمی ستاں — پس بدرویشانِ مسکیں می رساں

ایک مدت تک، مالداروں سے روپے کے — پھر مسکین درویشوں کو پہنچا

خدمت اینست تا یکچند گاہ — گفت[2] سمعاً طاعۃً اے جاں پناہ

ایک وقت تک تیری یہی خدمت ہے — عرض کیا اے جاں پناہ! میں نے سنا قبول کیا

بس سوال و بس جواب و ماجرا — بُد میان زاہد و ربُّ الوریٰ

بہت سے سوال، بہت سے جواب اور قصہ — زاہد اور مخلوق کے رب کے درمیان ہوا

کہ زمین و آسماں پُر نور شُد — در مقالات آں ہمہ مذکور شُد

کہ زمین اور آسمان نور سے بھر گئے — "مقالات" میں وہ سب مذکور ہیں

لیک کوتہ کردم آں گفتار را — تا ننوشد ہر خسے اسرار را

لیکن میں نے وہ گفتگو مختصر کر دی — تاکہ ہر کمینہ اسرار کو نہ سنے

آمدنِ شیخ بعد از چندیں سال از بیاباں بشہرِ غزنین و زنبیل[3] گرد ایندن باشارتِ غیبی و تفرقہ کردن آنچہ جمع آمدہ بر فقراء

شیخ کا بہت سے سالوں کے بعد جنگل سے غزنی میں آنا اور غیبی اشارے سے جھولی گھمانا اور جو کچھ جمع ہوتا اس کو فقراء میں تقسیم کر دینا

ہر کرا جاں زعزِّ لبیک ست — نامہ بر نامہ پیک بر پیک ست

جس شخص کی جان لبیک کی عزت سے (وابستہ) ہے — (اس کیلئے) خط پر خط اور قاصد پر قاصد ہے

---

[1] بانگ۔ چونکہ خدا نے انکو اس مرتبہ پر پہنچایا تھا جس میں دیدار جمال ہو تو غیبی آواز نے ان کو ہدایت کی کہ وہ شہر میں جائیں زنبیل گردانی کریں اور بھیک مانگیں۔ گفت۔ ان بزرگ نے سوال کیا کہ شہر میں جا کر کیا کروں تو جواب ملا اپنے آپ کو عباس و دبس بنالو..... عباس و دبس۔ یہ ایک بھکاری تھا جو طرح طرح کے حیلوں سے گداگری کرتا تھا کبھی مجمع کو رلا دیتا تھا کبھی ہنسا دیتا تھا اور مختلف طریقوں سے بھیک مانگتا تھا "جامع الحکایات" میں اس کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس گداگر کا نام عباس و دس لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ دوس قبیلہ کا تھا۔

[2] گفت۔ ان بزرگ نے عرض کیا کہ اس حکم کو بجالاؤنگا کہ زمین۔ ان بزرگ اور اللہ تعالیٰ کی وہ باتیں ہوئیں جن سے آسمان اور زمین منور ہو گئے۔ مقالات۔ یہ کتاب کا نام ہے جس میں شیخ محمد سرزی کے قصے مذکور ہیں بعض لوگوں نے اس کو مولانا روم کی تصنیف قرار دیا ہے۔

[3] زنبیل گردانیدن۔ مجھے قونیہ میں معلوم ہوا تھا کہ مولویہ فرقہ میں یہ ریاضت اب بھی باقی ہے ان کا شیخ کسی کو اپنی حلقہ میں جب داخل کرتا ہے تو مختلف ریاضتیں کرا لیتا ہے اور اس میں یہ ریاضت بھی داخل ہے کہ اس مرید کو چالیس روز گداگری کرنی پڑتی ہے۔ تفرقہ۔ تقسیم ہر کرا۔ یہ شعر الٰہی نامکا ہے۔

رُو بشہر آور دآں فرماں پذیر
اس حکم ماننے والے نے شہر کا رخ کیا

شہر غزنیں گشت از رُویش مُنیر
غزنی شہر اُن کے چہرے سے منور ہو گیا

از فَرَح خلقے باستقبال رَفت
مخلوق خوشی سے استقبال کیلئے روانہ ہوئی

اُو دَر آمد از رہِ دُز دیدہ تَفت
وہ جلد چور راستہ سے اندر آگئے

جُملہ اَعیان و مُہاں بر خاستند
سب بڑے اور سردار کھڑے ہو گئے

قصرہا از بہرِ اُو آراستند
اُن کی وجہ سے مکانات کو آراستہ کیا

گفت ۲ من از خود نُمائی نامدم
انہوں نے کہا میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں

جُز بخواری وگدائی نا مدم
ذلت اور بھکاری پن کے سوا کے لئے نہیں آیا ہوں

نیستم دَرِ عزم قال و قیل مَن
میں بات چیت کے ارادہ میں نہیں ہوں

دَر بدر گردم بکف زنبیل مَن
میں ہاتھ میں جھولی لے کر دربدر گھوموں گا

بَندہ فرمانم کہ اَمرست از خدا
میں حکم کا غلام ہوں، کیونکہ خدا کا حکم ہے

کہ گدا باشم گدا باشم گدا
میں بھکاری ہوں، میں بھکاری ہوں، بھکاری

دَر گدائی لفظ نادر نادرم
میں بھکاری پن میں نیا لفظ نہ لاؤں گا

جُز طریقِ خس گدایاں نسپرم
کمینہ فقیروں کے سوا طریقہ نہ اختیار کروں گا

تا شوم غرقِ مَذلّت من تمام
تاکہ میں پوری طرح ذلت میں ڈوب جاؤں

تا سَقطہا بشنوم از خاص و عام
تاکہ خاص و عام سے برا بھلا سنوں

اَمرِ ۳ حق جانست من آں راتبَع
خدا کا حکم جان ہے، میں اس کے تابع ہوں

اُو طمعَ فرمود و ذلّ مَن قنَع
اس نے لالچ کا حکم دیا اور جس نے قناعت کی وہ ذلیل ہوا

چوں طَمَع خواہد زمن سُلطانِ دیں
جبکہ دین کا شہ مجھ سے طمع چاہتا ہے

خاک بَر فرقِ قناعت بعد ازیں
اس کے بعد قناعت کے سر پر دھول

اُو مذلّت خواست کے عزّت تنم
اس نے ذلت چاہی میں کب عزت کے درپے ہونگا؟

اُو گدائی خواست کے میری کُنم
اس نے بھکاری پن چاہا میں کب امیری کروں گا؟

بَعد ازیں گدیہ و مَذلّت جانِ مَن
اس کے بعد بھیک اور ذلت میری جان ہے

بیست عَبّاس اندو را نبانِ من
میری جھولی میں بیس عباس ہیں

شیخ بر میگشت وز نبیلے بَدست
شیخ گھومتے تھے اور جھولی ہاتھ میں

شیٔ لِلّٰہ خواجہ تو فیقیت ہست
اے خواجہ! اگر تجھے کچھ توفیق ہے تو کوئی چیز خدا کے لئے دے

---

۱ رو بشہر۔ اس غیبی اشارے کے بعد محمد سرزی غزنی میں پہنچے لوگوں نے انکے استقبال کے لئے شہر کو سجایا لیکن وہ بغیر اطلاع خفیہ راستہ سے شہر میں داخل ہو گئے اور اپنے لئے اس اعزاز کو پسند نہ کیا۔

۲ گفت۔ خفیہ طور پر غزنی میں پہنچے کے بعد انہوں نے لوگوں سے کہا میں غزنی میں خودنمائی کے لئے نہیں آیا ہوں میں تو اپنے آپ کو ذلیل کرنے اور بھیک مانگنے کے لئے آیا ہوں۔ زنبیل۔ کاسۂ گدائی، کشکول۔ دَر گدائی۔ بھیک بھی عام فقیروں کی طرح مانگوں گا تاکہ اچھی طرح ذلیل ہوں اور لوگوں سے برا بھلا سنوں۔

۳ امرِ حق۔ خدا جب لالچ اور طمع کا حکم دے تو پھر قناعت ذلت ہے اور ذلت میں عزت ہے۔ اور ذلت جب خدا کسی سے ذلت کا طالب ہو تو طالب خدا عزت کو پسند نہیں کرتا ہے۔ بیست۔ یعنی میں عباس دیس سے بھی بیس گنا بھکاری ہوں گا۔ شیٔ للہ۔ فقیروں کی صدا ہوتی ہے اگر توفیق ہے تو کچھ خدا کے لئے دے۔

برتر[1] از کرسی و عرش اسرارِ او
ان کے باطنی احوال کرسی و عرش سے برتر تھے

شَیْئًا لِلّٰہ شَیْئًا لِلّٰہ کارِ او
"کچھ خدا کے لئے" کچھ خدا کیلئے ان کا کام تھا

انبیا ہر یک ہمیں فن میزنند
ہر ایک نبی اس طرح نعرہ لگاتا ہے

خَلق مُفلِس گدیہ ایشاں میکنند
مخلوق مفلس ہے، ان سے بھیک مانگتے ہیں

اَقرِضُوا اللّٰہ اَقرِضُوا اللّٰہ میزنند
اللہ کو قرض دو، اللہ کو قرض دو، کہتے ہیں

باژگوں بر اُنصُرُوا اللّٰہ می تنند
الٹا "اللہ کی مدد کرو" پر عمل کرتے ہیں

دَر بدر ایں شیخ می آرد نیاز
یہ شیخ در بدر عاجزی کرتے ہیں

بر فلک صد در برائے شیخ باز
شیخ کیلئے آسمان پر سینکڑوں دروازے کھلے ہوئے ہیں

آں[2] گدائی کہ بجد میکرد او
وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے

بہرِ یزداں بود نے بہرِ گلو
خدا کے لئے تھا نہ کہ حلق کے لئے

وَر بکردے نیز از بہرِ گلو
اگر وہ حلق کے لئے بھی کرتے

آں گلواز نورِ حق دارد غلو
وہ حلق خدا کے لئے نور سے پر تھا

دَر حقِ او خورد نان و شہد و شیر
ان کیلئے روٹی اور شہد اور دودھ کی خوراک

بہ زچلہ و زسہ روزہ صد فقیر
سینکڑوں فقیروں کے چلہ اور سہ روزہ سے بہتر تھی

نُورمینو شد مگو ناں می خورد
نور پی رہے ہیں حلق روٹی کھا رہا ہے

لالہ میکارد بصُورت می چرد
لالہ بوٹے ہیں بظاہر چر رہے ہیں

چوں[3] شرارے کو خورد روغن ز شمع
جیسا کہ وہ آگ جو شمع کا روغن کھا رہی ہے

نُور افزاید ز خوردش بہرِ جمع
اس کے کھانے سے لوگوں کیلئے نور بڑھتا ہے

نان خوے راگفت حق لَاتُسرِفُوا
اللہ (تعالیٰ) نے روٹی کھانیوالے کیلئے فرمایا اسراف نہ کر

نُور خوردن رانگفت ست اِکتُفُوا
نور کھانے کے لئے "بس کرو" نہیں فرمایا

ایں گلوئے اِبتلا بُدویں گلُو
یہ حلق آزمائش تھا اور یہ حلق

فارِغ از اِسراف و اَیمن از غلو
اسراف سے بے نیاز ہے اور غلو سے محفوظ ہے

اَمر و فرماں بُود نے حرص و طَمَع
حکم اور فرمان تھا نہ کہ لالچ اور طمع

آنچناں جان حرص را نبود تبع
ایسی جان حرص کے تابع نہیں ہوتی ہے

[1] برتر۔ شیخ کا مقام عرش و کرسی سے بلند تھا لیکن انہوں نے بھکاری اختیار کرلیا۔ انبیاء انبیاء کا بھی طریق کار یہی ہے کہ باوجود ہر قسم کے غنی کے مفلس مخلوق سے بھیک مانگتے ہیں۔ اقرضوا۔ انبیاء کہتے ہیں کہ خدا کو قرض دو اور اللہ کی مدد کرو حالانکہ مخلوق خود قرض اور مدد کی محتاج ہے۔ در بدر۔ شیخ در بدر مارے پھرتے تھے حالانکہ آسمان کے سینکڑوں دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے تھے۔

[2] آں گدائی۔ شیخ کا یہ بھکاری پن اپنے لئے نہ تھا خدا کے حکم کے مطابق تھا اور اگر وہ اپنے کے لئے بھی کرتے تو وہ اس مقام پر پہنچ چکے تھے کہ ان کا کھانا پینا ان کے لئے نور پینا تھا اور ان کے لئے دنیا کی لذتیں دوسرے سالکوں کے مجاہدوں سے بہتر تھیں۔ سہ روزہ۔ تین دن کا صوم وصال۔ نور۔ ایسے بزرگ کھانا کھاتے ہیں تو وہ نور بن جاتا ہے۔

[3] چوں۔ بزرگ کے لئے دنیا کی لذتیں بھی دوسروں کے لئے باعث افادہ بنتی ہیں جس طرح آگ موم بتی کو کھاتی ہے تو دوسروں کو نور حاصل ہوتا ہے۔ نان خورے۔ جن کی غذا میں محض بدنی ہیں ان کے لئے قرآن کا حکم ہے کلوا واشربو ولا تسرفوا کھاؤ اور پیو لیکن حد سے تجاوز نہ کرو لیکن جن کی غذا نور بنتی ہے انکو اکتفوا۔ یعنی کفایت کرو کا حکم نہیں ہے وہ جو چاہیں اور جس قدر چاہیں کھائیں۔ ایں گلو۔ عام انسان کا خلق اس کے لئے ابتلا کا سبب ہے۔ آمد۔ شیخ کا کھانا پینا امر خداوندی ہے حرص اور لالچ پر مبنی نہیں ہے۔

گر بگوید[1] کیمیا مس را بده
اگر کیمیا تانبے سے کہے کہ دے

تو بمن خود را طمع نبود فره
تو اپنے آپ کو مجھے (تو یہ) زیادتی اور لالچ نہوگا

آں گدائی کہ بجد میکرد او
وہ بھکاری پن جو وہ کوشش سے کر رہے تھے

بود از آثار حکمتہائے ہو
وہ اللہ کی حکمتوں کا نتیجہ تھا

گنجہائے خاک تا ہفتم طبق
زمین کے خزانے ساتویں طبقہ تک

عرضہ کردہ بود پیش شیخ حق
اللہ (تعالیٰ) نے شیخ کے سامنے پیش کر دیتے تھے

شیخ گفتا خالقا من عاشقم
شیخ نے کہا، اے خالق! میں تو عاشق ہوں

ور بجویم غیر تو من فاسقم
اگر میں تیرے غیر کی تجسجو کروں تو میں فاسق ہوں

ہشت جنت گر ر آرم در نظر
اگر میں آٹھوں جنتوں کو نظر میں لاؤں

ور کنم خدمت من از خوف سقر
اگر میں دوزخ کے ڈر سے عبادت کروں

مومنے باشم سلامت جوئے من
میں سلامتی کا طالب ہوں، ایک مومن بنوں گا

زانکہ ایں ہر دو بود حظ بدن
کیونکہ یہ دونوں چیزیں بدن کا حصہ ہیں

عاشقے[2] کز عشق یزداں خورد قوت
وہ عاشق جس نے خدا کے عشق کی روزی کھالی

صد بدن پیشش نیرزد ترہ توت
اس کے آگے سینکڑوں بدن شہتوت کے پتے کی قیمت نہیں رکھتے ہیں

ویں بدن کہ دارد آں شیخ فطن
وہ سمجھدار شیخ جو یہ بدن رکھتے ہیں

چیز دیگر گشت کم خوانش بدن
وہ دوسری چیز بن گیا اس کو بدن نہ کہہ

عاشق عشق خدا وانگاہ مزد
عشق خدا کا عاشق اور پھر مزدوری

جبرئیل مومن آنگاہ دزد
امانتدار جبرئیلؑ اور پھر چور

عاشق[3] آں لیلی کورو کبود
اندھی، نیلی، لیلیٰ کا عاشق

ملک عالم پیش او یک ترہ بود
دنیا کی سلطنت اس کے سامنے ایک پتہ تھی

پیش او یکساں شدہ بد خاک وزر
اس کے لئے مٹی اور سونا یکساں ہو گیا تھا

زرچہ باشد کہ نہ بد جاں را خطر
سونا کیا ہوتا ہے اس کو جان کا خطرہ نہ تھا

شیر و گرگ و دداز و واقف شدہ
شیر اور بھیڑیا اور درندہ اس سے واقف ہو گیا تھا

ہمچو خویشاں گرد او گرد آمدہ
اپنوں کی طرح اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے تھے

---

[1] گر بگوید۔ اگر کیمیا تانبے کو کھائے تو اس میں تانبے ہی کا فائدہ ہے۔ آں گدائی۔ شیخ جو بھیک مانگ رہے تھے اس میں خدائی حکمتیں پنہاں تھیں۔ گنجہای۔ خدا نے شیخ کے سامنے زمین کے سارے خزانے پیش کر دیئے تھے لیکن شیخ نے عرض کر دیا تھا کہ اگر میں زر کا طالب بنوں تو عاشق نہیں بلکہ فاسق ہوں۔ ہشت۔ اگر کوئی جنت کے شوق یا دوزخ کے ڈر سے عبادت کرتا ہے تو وہ مومن ہے عاشق نہیں ہے کیونکہ دوزخ اور جنت کا تعلق بدن سے ہے۔

[2] عاشقے۔ جس عاشق نے خدا کے عشق کی روزی کھالی اس کے لئے بدن ہیچ ہو جاتا ہے۔ اور جنت دوزخ کا تعلق بدن سے ہے لہٰذا وہ نہ جنت کی تمنا کرتا ہے اور اس سے دوزخ کا خوف عبادت کراتا ہے ویں۔ بدن۔ شیخ کا بدن بدن تو تھا لیکن اس میں جسمانی صفات نہ تھے۔ عاشق۔ عشق مزدوری نہیں چاہتا ہے۔ جنت اور دوزخ عبادت کی مزدوری ہے۔ جس طرح جبرئیلؑ امین سے چوری کا تصور نہیں ہو سکتا اسی طرح عاشق سے مزدوری کی خواہش کا تصور غلط ہے۔

[3] عاشق۔ عاشق خدا تو بڑی چیز ہے لیلیٰ کے عاشق کے لئے بھی دنیا کی سلطنت ہیچ تھی مجنوں کے نزدیک سونے اور مٹی میں فرق نہ تھا۔ نہ اس کو جان کا خطرہ تھا۔ شیر۔ مجنوں جنگلوں میں پھرتا تھا اور اس سے چاروں طرف ہر قسم کے درندے ہوتے تھے۔

کایں[1] اشدست از خوئ حیواں پاک پاک
کہ یہ حیوان کی خصلت سے بہت پاک ہو گیا ہے

پُرز عشق و لحم و خمش زہر ناک
عشق اور زہریلے گوشت اور چربی سے پر ہے

زہر دَو باشد شکر ریزِ خرد
عقل کا شکر کا نچھاور ، درندہ کا زہر ہوتا ہے

زانکہ نیک نیک باشد ضدِّ بد
کیونکہ اچھا نیک ، بد کی ضد ہوتا ہے

لحمِ عاشق را نیارد خورد دد
درندہ ، عاشق کا گوشت نہیں کھا سکتا

عشق معرفست پیشِ نیک و بد
ہر نیک و بد کے لئے عشق پہچانی ہوئی چیز ہے

وَر خورد فی المثل دام و دَدش
بالفرض اگر اس کو جانور اور درندہ کھا لے

لحم عاشق زہر گردد بکُشدش
عاشق کا گوشت زہر بن جائے ، اس کو ہلاک کر دے

ہر چہ جُز عشق ست شد ماکولِ عشق
جو عشق کے سوا ہے ، وہ عشق کی غذا ہے

دو جہاں یکدانہ پیشِ نولِ عشق
عشق کی چونچ کے لئے دونوں جہاں ایک دانہ ہیں

دانۂ مَر مُرغ راہر گز خورد
دانہ مرغ کو کبھی کھاتا ہے !

کاہداں[2] مر اسپ راہر گز چرد
آخور کبھی گھوڑے کو کھاتا ہے !

بندگی کُن تا شوی عاشق لعل
عبادت کر ، تاکہ تو شاید عاشق بن جائے

بندگی کسب ست آید در عمل
عبادت کسب ہے ، عمل میں آجاتی ہے

بندہ آزادی طمع دارد زجدّ
بندہ قسمت سے آزادی کا لالچ رکھتا ہے

عاشق آزادی نخواہد تا ابد
عاشق کبھی آزادی نہیں چاہتا

بندہ دائم خلعت و اِدرار جُوست
بندہ ہمیشہ خلعت اور انعام کا جویاں ہے

خلعت عاشق ہمہ دیدارِ اوست
عاشق کی سب خلعت اس کا دیدار ہے

در نگنجد[3] عشق در گفت و شنید
عشق کہنے اور سننے میں نہیں سماتا

عشق دریائیست قعرش ناپدید
عشق وہ دریا ہے جس کی گہرائی معلوم نہیں ہے

قطرہ ہائے بحر را نتواں شمرد
سمندر کے قطروں کو شمار نہیں کیا جا سکتا

ہفت دریا پیش آں بحرست خُرد
اس سمندر کے سامنے ساتوں دریا چھوٹے ہیں

ایں سخن پایاں ندارد اے فلاں
اے فلاں ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

باز رَو در قصہ شیخِ زماں
شیخ زمانہ کے قصہ کی طرف واپس چل

در معنیٔ لَوْلاکَ لَما خَلَقْتُ الْاَفْلاکَ

اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا ۔ معنی

---

[1] کایں۔ مجنوں میں حیوانی صفات ختم ہو گئی تھیں اور ملکوتیت پیدا ہو گئی تھی اس کا گوشت و پوست عشق سے زہرناک ہو گیا تھا۔ زہر۔ عشق عقل کے لئے شکر کا نچھاور ہے اور درندوں کے لئے زہر۔ شکر ریز۔ وہ شکر جو دلہن پر نچھاور کی جاتی تھی۔ لحم عاشق۔ عاشق کا گوشت عشق سے زہریلا ہو جاتا ہے اگر درندہ اس کو کھا لے تو مر جاتا ہے۔ ہر چہ۔ ہر چیز عشق کی خوراک ہے وہ جہان اس کے لئے ایک دانہ ہے دانہ پرند کو نہیں کھاتا پرند دانہ کو کھاتا ہے۔

[2] کاہداں۔ گھوڑا آخور کی گھاس کھاتا ہے آخور گھوڑے کو نہیں کھاتا۔ بندگی۔ عبادت کیسی چیز ہے عمل میں آسکتی ہے عشق محض عطا خداوندی ہے۔ بندہ۔ عبادت گزاری آزادی چاہتا ہے عاشق گرفتاری چاہتا ہے، عبادت گذار انعام کا خواہاں ہے عاشق صرف دیدار کا طالب ہے۔

[3] در نگنجد۔ عشق کی حقیقت نا قابل بیان ہے وہ دریائے ناپیدا کنار ہے۔ قطر ہے۔ سمندر کے قطرے شمار کرنا ناممکن ہے دریائے عشق تو وہ دریا ہے کہ اس کے بالمقابل دنیا کے ساتوں سمندر ایک چھوٹا سمندر ہیں تو اس کی باتیں کس طرح بیان ہو سکتی ہیں۔ شیخ زماں۔ شیخ محمد سرزی۔

شد چنیں[1] شیخے گدائے کو بکو — عشق آمد لا اُبالی اِتَّقُوْا

ایسے شیخ گلی گلی کے بھکاری بن گئے — عشق ، لا پرواہ ہے ، بچو

عشق جوشد بحر را ما نندِ دیگ — عشق ساید کوہ را ما نندِ ریگ

عشق سمندر کو دیگ کی طرح کھولا دیتا ہے — عشق ، پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے

عشق بشگافد فلک را صد شگاف — عشق لرزاند زمیں را از گزاف

عشق ، آسمان میں سو شگاف ڈال دیتا ہے — عشق زمین کو آسانی سے لرزا دیتا ہے

با[2] محمدؐ بُود عشقِ پاک جُفت — بہرِ عشق اُو را خدا لولاک گفت

پاک عشق ، محمدؐ کا ساتھی تھا — عشق کی وجہ سے خدا نے آپ کے بارے میں لولاک فرمایا

مُنتہی در عشق چوں اُو بُود فرد — پس مر اُور از انبیاء تخصیص کرد

عشق میں چونکہ وہ منتہی اور یکتا تھے — تو انبیاء میں سے ان کو مخصوص کر لیا

گر نبودے بہرِ عشق پاک را — کے وجودے دادمے افلاک را

اگر آپ پاک عشق کے لئے نہ ہوتے — تو میں آسمانوں کو وجود کب عطا کرتا ؟

مَن بداں افراشتم چرخِ سَنی — تا عُلُوِّ عشق را فہمی کُنی

میں نے اونچے آسمان کو اسی لئے بلند کیا — تاکہ آپ عشق کی بلندیوں کو سمجھ لیں

منفعتہائے دگر آید ز چرخ — آں چو بیضہ تابع آید ایں چو فرخ

آسمان کے دوسرے فوائد (بھی) ہیں — وہ انڈے کی طرح تابع ہیں یہ مرغی کے بچے کی طرح ہے

خاک[3] را مَن خار کردم یکسری — تاز ذُلِّ عاشقاں بوئی بَری

میں نے مٹی کو بالکل مٹی بنایا — تاکہ آپ عاشقوں کی ذلت کا پتہ لگا لیں

خاک را دادیم سبزی و نوی — تاز تبدیلِ فقیر آگہ شوی

مٹی کو ہم نے تازگی اور سبزی بخشی — تاکہ آپ فقیر کی تبدیلی سے آگاہ ہو جائیں ؟

باتو گویند ایں جبالِ راسیات — وصفِ حالِ عاشقاں اندر ثبات

یہ جمے ہوئے پہاڑ آپ کو بتاتے ہیں — عاشقوں کی حالت جماؤ میں ہیں

گرچہ آں معنیست دیں نقش اے پسر — تا بفہم تو کُند نزدیک تر

اے بیٹا ! اگرچہ وہ معنی ہیں اور یہ صورت ہے — تاکہ (یہ تشبیہ) تیری سمجھ کے زیادہ قریب کر دے

[1] شد چنیں۔ اس قدر بزرگ شیخ اور عشق اس سے گداگری کرا رہا ہے عشق لا ابالی جو چاہے کراتا ہے اس سے ڈرتے رہو۔ عشق۔ عشق کے کارنامے یہ ہیں کہ وہ سمندر کو دیگ کی طرح ابال دیتا ہے۔ پہاڑ کو ریت کی طرح پیس دیتا ہے عشق آسمان میں شگاف کر دیتا ہے زمین کو لرزا دیتا ہے۔

[2] با محمدؐ۔ عشق کی عظمت یہ بھی ہے کہ وہ آنحضور کا ساتھی تھا تو خدا نے اسکے بارے میں فرمایا کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ منتہی۔ اور انبیاء میں بھی عشق تھا لیکن آنحضورؐ میں بدرجہ اتم تھا۔ من بداں۔ آسمان کی بلندی عشق کی بلندی سمجھانے کے لئے ہے۔ منفعتہای۔ آسمان کی بلندی میں اصل منفعت کی مثال چوزے کی سی ہے چوزہ اصل ہے۔

[3] خاک۔ زمین اور مٹی پیدا کرنے کی منفعت یہ ہے کہ عاشقوں کی ذلت کو اس سے سمجھ لو۔ خاک نمدمین خشک ہوتی ہے پھر اس میں سبزہ زار اگ جاتا ہے اس سے عاشقوں کی تبدیلی کو سمجھ لو۔ باتو۔ پہاڑوں کا جماؤ عاشقوں کا جماؤ سمجھانے کیلئے ہے۔ گرچہ۔ عشق ایک معنوی چیز ہے۔ اور اس کی صفات کی ان چیزوں سے تشبیہ محض سمجھانے کے لئے ہے۔

غُصّہ ۱ را رَبا خار تشبیہے کُنند — آں نباشد لیک تنبیہے کُنند
غصہ کو کانٹے سے تشبیہ دیتے ہیں — وہ وہ نہیں ہوتا لیکن تنبیہ کرتے ہیں

آں دلِ قاسی کہ سنگیں خواندند — نا مناسب بُد مثالے راندند
وہ سخت دل جس کو پتھر کا کہتے ہیں — مناسب نہیں ہے ، ایک مثال دیتے ہیں

دَر تصوُّر در نیاید عینِ آں — عیب بَر تصویر نہ نَقّاش مَداں
اگر وہ بعینہ تصور میں نہ آئے — (تو) مثال پر عیب لگا ، اس کا انکار نہ کر

رفتنِ ۲ شیخ در خانۂ امیرے بہرِ گدیہ روزے چہار بار بازنبیل
شیخ کا ایک امیر کے گھر پر غیبی اشارے سے چار مرتبہ مع زنبیل کے ، بھیک

باشارتِ غیب و عِتاب کردنِ امیر اُو را بداں و قاحت
مانگنے جانا اور امیر کا ان پر اس بے شرمی کے لئے ناراض ہونا اور

وعُذر گفتنِ اُو امیر را
ان کا امیر سے معذرت کرنا

شیخ روزے چار کرّت چوں فقیر — بہرِ گدیہ رَفت دَر قصرِ اَمیر
شیخ ایک دن میں فقیر کی طرح چار مرتبہ — بھیک کے لئے امیر کے محل میں گئے

دَر کفش زنبیل و شئی لِلّٰہ زناں — خالقِ جاں می بجوید تائے ناں
انکے ہاتھ میں زنبیل اور کچھ اللہ کیلئے کا نعرہ لگاتے ہوئے — جان کا پیدا کرنے والا ، ایک روٹی مانگتا ہے

نَعلہائے ۳ پاژ گونہ اَست اے پسر — عقلِ کُلّی را کُند ہم خیرہ سَر
اے بیٹا ! انکی نعل بندیاں ہیں — جو مکمل عقل کو بھی حیران کر دیتی ہیں

چوں اَمیرش دید گفتش اے وَقیح — گویمت چیزے مَنِہ نامم شحیح
جب امیر نے انکو دیکھا "انسے کہا ، اے بے شرم — میں تجھ سے ایک بات کہتا ہوں میرا نام بخیل نہ رکھ

اے خَسِ بے شرم چندیں دُست وجوئے — تا کے و تا چند با رزقِ دو توئے
اے کمینہ بے شرم ! اتنی بھاگ دوڑ — کب تک اور کتنی دو گز رزق کے لئے ؟

ایں چہ سَغری وچہ رُویست وچہ کار — کہ بروزے اندر آئی چاربار
یہ کیا ڈھٹائی اور کیا منہ اور کیا کام ہے ؟ — کہ تو ایک دن میں چار بار آتا ہے

کیست اینجا شیخ اندر بندِ تو — مَن ندیدم ہَم گدا مانندِ تو
بڈھے ! یہاں تیری قید میں کون ہے ؟ — میں نے تجھ جیسا برا فقیر نہیں دیکھا

۱ غصہ۔ انسان کا غصہ ایک معنوی چیز ہے لیکن اس کو کانٹے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ دل قاسی۔ سخت دل کو پتھر سے تشبیہ دی جاتی ہے، اگر مشبہ بہ سے مشبہ پورا سمجھ میں نہ آئے تو یہ تشبیہ کا نقصان ہے اس سے مشبہ کا انکار نہ کرنا چاہیے۔

۲ رفتن۔ شیخ اشارہ غیبی سے ایک امیر کے گھر پر ایک دن میں چار مرتبہ بھیک مانگنے گئے جس پر اس امیر نے ان کو برا بھلا کہا۔ کرت۔ مرتبہ۔ قصر۔ محل۔ ۔ کفش۔ ان کے ہاتھ میں زنبیل تھی اور وہ شئی للہ کی صدا لگا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ ایک عدد روٹی مانگتا ہے۔

۳ نعلہای۔ یہ عجب الٹے معاملے ہیں خدا خود غنی اور شیخ مستغنی اور مخلوق محتاج لیکن اللہ کا حکم ہوا کہ شیخ ان محتاجوں سے روٹی مانگیں۔ وقیح بے شرم۔ منہ۔ امیر نے کہا کہ مجھے بخیل نہ کہنا۔ مجبوراً مجھے یہ باتیں کہنی پڑ رہی ہیں۔ اے خس۔ اس امیر نے شیخ کو کہا کمینے روٹی کیلئے بار بار اس قدر تگ و دو کیوں ہے سغری۔ سخت روئی۔ بے حیائی۔ بند تو۔ یہاں کوئی تیرا قدری اور غلام ہے۔ جو بار بار تیری خدمت کرے۔ نرگدا۔ برا بھکاری۔

حرمت و آبِ گدایاں بردۂ
تو نے فقیروں کی عزت اور آبرو برباد کر دی

ایں چہ عَبّاسیِ[1] زشت آوردۂ
یہ کیا بری عباسیت تو نے اختیار کی

غاشیہ بردوشِ تو عَبّاس و بس
عباس و بس تو تیرا غلام ہے

ہیچ مُلحد را مبادِ ایں نفسِ نحس
یہ منحوس نفس کسی بے دین کا نہ ہو

گفت امیرا بندہ فرمانم خموش
انہوں نے کہا اے امیر! میں حکم کا غلام ہوں چپ رہ

ز آتشم آگہ نہ چندیں مجوش
تو میری آگ سے آگاہ نہیں ہے اس قدر جوش میں نہ آ

بہرِ ناں در خویش حرص ار دیدمے
اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھتا

اشکمِ نا نخوارہ را بدریدمے
روٹی کھانے والے پیٹ کو پھاڑ ڈالتا

ہفت سال از سوزِ عشق جسمِ پز
جسم کو پکا دینے والی عشق کی گرمی سے سات سال

در بیاباں خوردہ ام من برگِ رز
میں نے جنگل میں انگور کے پتے کھائے ہیں

تازہ[2] برگِ خشک و تازہ خوردنم
یہاں تک کہ خشک اور تر پتے کھانے سے

سبز گشتہ بود ایں رنگِ تنم
میرے جسم کا یہ رنگ سبز ہو گیا

تا تو باشی در حجابِ بُو البشر
جب تک تو آدمیت کے پردے میں ہے

سَر سَری در عاشقاں کمتر نگر
عاشقوں کو سرسری نظر سے نہ دیکھ

زیرکاں کہ مویہا بشگافتند
ذہین لوگ جنہوں نے موشگافیاں کی ہیں

علمِ ہئیت را بجاں دریا فتند
انہوں نے علم ہیئت کو (دل و) جان سے دریافت کر لیا

علمِ نیرنگ[3] نجات و سحر و فلسفہ
شعبدوں اور جادو اور فلسفہ کا علم

گرچہ نشناسند حق المعرفہ
اگرچہ پورے طور پر وہ نہ جان سکے

لیک کوشیدند تا امکانِ خود
لیکن اپنے مقدور بھر انہوں نے کوشش کی

بر گذشتند از ہمہ اقرانِ خود
اپنے تمام ساتھیوں سے آگے بڑھ گئے

عشق غیرت کرد و ز ایشاں در کشید
عشق نے غیرت کی اور ان سے جدا رہا

شد چُنیں خورشید ز ایشاں ناپدید
ایسا سورج ان سے پوشیدہ ہو گیا

نورِ چشمے کہ بروز استارہ دید
آنکھ کی وہ روشنی جس نے دن میں ستارہ دیکھ لیا

آفتابے چوں ازو رُو در کشید
ایسا سورج اس سے کیوں چھپ گیا؟

زیں گذر کن پندِ من بپذیر ہیں
اس کو چھوڑ، ہاں میری نصیحت مان لے

عاشقاں را تو بچشمِ عشق بیں
تو عاشقوں کو عشق کی نظر سے دیکھ

---

[1] عباسی۔ عباس و بس مشہور بھکاری تھے اسلئے عباسی کے معنی بھکاری پن ہو گئے۔ غاشیہ گھوڑے کی زین کا نمدہ غاشیہ بردوش بمعنی غلام۔ ملحد۔ بددین۔ گفت۔ شیخ نے فرمایا میں یہ بھیک اللہ کے حکم سے مانگتا ہوں میرے دل میں عشق کی آگ لگی ہے۔ بہر ناں۔ اگر میں اپنے اندر روٹی کی حرص دیکھوں تو اپنا پیٹ پھاڑ دوں۔ ہفت۔ میں نے سات سال تک جنگل میں انگور کے پتوں پر گذارہ کیا ہے۔

[2] تازہ برگ۔ یعنی سبز پتے کھانے سے بدن کا رنگ سبز ہو گیا یا بدن میں خوشحالی ہو گئی۔ ابو البشر۔ حضرت آدم یہاں مطلقاً انسان مراد ہے۔ زیرکاں۔ ذہین لوگ جو بال کی کھال نکالتے ہیں انہوں نے بہت سے دنیوی علم حاصل کئے لیکن انکو عشق کا علم حاصل نہ ہو سکا۔

[3] نیرنگ نجات۔ شعبدے۔ آقران۔ ساتھی۔ عشق۔ عشق کی غیرت کا تقاضہ ہوا اور ان کی آنکھوں سے پوشیدہ رہا۔ نور چشمے۔ حیرت یہ ہے کہ یہ لوگ بڑے باریک بین تھے لیکن انکو عشق نظر نہ آیا۔ زیں۔ یعنی ملامت۔

وقتِ[1] ما نازک گشتہ و جاں در رصد — با تو نتواں گفت ایں دم عذرِ خود

وقت نازک ہو گیا اور جان انتظار میں ہے — اس وقت تجھ سے اپنا عذر نہیں بیان کیا جا سکتا

فہم کُن موقوف آں گفتن مباش — سینہہائے عاشقاں را کم خراش

سمجھ لے ، کہنے پر موقوف نہ رہ — عاشقوں کے سینے کو زخمی نہ کر

نے گمانے بُردۂ تو زیں نشاط — حزم را مگذار و میکن احتیاط

نہیں تو نے عیش و عشرت میں بدگمانی کی ہے — پختہ کاری کو نہ چھوڑ اور احتیاط کر

واجب[2] ست و جائز ست و مستحیل — ایں وسط را گیر در حزم اے دخیل

فرض ہے اور جائز ہے اور حرام ہے — اے دوست! احتیاط میں تو اس درمیانہ کو اختیار کر لے

گریاں شدنِ امیر از نصیحتِ شیخ و عکسِ صدق اُو و ایثار

شیخ کی نصیحت اور ان کی سچائی کے پرتو سے امیر کا رو پڑنا اور جرأت

کردنِ مخزن بعد ازاں جرأت و گستاخی و استعصامِ شیخ

اور گستاخی کے بعد خزانہ پیش کر دینا اور شیخ کا بچنا اور شیخ کا

و قبول نا کردنِ شیخ و گفتن کہ من بے اشارت نیارم

قبول نہ کرنا اور فرمانا کہ میں بغیر اشارے خرچ نہیں کر سکتا ہوں

تصرّف کردن کہ بے امرِ غیب نستانم

کیونکہ میں بغیر غیبی حکم کے نہیں لے سکتا ہوں

ایں[3] بگفت و گریہ در رشد ہائے ہائے — اشک غلطان بر رُخ اُو جائے جائے

یہ فرمایا اور ہائے ہائے کر کے رونے لگے — جگہ جگہ ان کے چہرے پر آنسو بہہ رہے تھے

صدقِ اُو ہم بر ضمیرِ میر زد — عشق ہر دم طُرفہ دیگے میپزد

ان کی سچائی نے امیر کے دل پر بھی اثر کیا — عشق ہر وقت ایک عجیب دیگ پکاتا ہے

صدقِ عاشق بر جمادے می تند — چہ عجب گر بر دلِ دانا زند

عاشق کی سچائی پتھر پر اثر کرتی ہے — کیا تعجب ہے اگر عقلمند کے دل پر اثر کرے

صدقِ موسیٰ بر عصا و کوہ زد — بلکہ بر دریائے پُر اشکوہ زد

حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ پر اثر کیا — بلکہ ہیبت دریا پر اثر کیا

صدقِ احمدؐ بر جمالِ ماہ زد — بلکہ بر خورشید رخشاں راہ زد

حضرت محمدؐ کی سچائی نے چاند کے حسن کو متاثر کیا — بلکہ روشن سورج کا راستہ روک دیا

[1] وقت نازک۔ شیخ نے امیر سے کہا میں اپنے عشق کی پوری کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ فہم کن۔ سمجھ لے یہ بھکاری پن مجھ سے عشق کرا رہا ہے۔ نے گمانے۔ تو نے اپنی عیش و عشرت کی زندگی کی وجہ سے مجھ پر بدگمانی کی ہے تجھے اس میں احتیاط برتنی چاہیے۔

[2] واجب۔ حزم احتیاط کے مختلف مرتبے ہیں۔ ایک فرض ہے مثلاً اگر کوئی فاسق اور کاذب خبر دے تو احتیاط فرض ہے، اگر کوئی نیک آدمی خبر دے تو احتیاط جائز ہے اگر خدا اور رسول کوئی خبر دیں تو اس میں احتیاط برتنا حرام ہے۔ مستحیل۔ ناممکن۔ یعنی حرام۔ دخیل۔ یعنی دوست۔ مخزن۔ خزانہ۔ تصرف۔ خرچ کرنا۔

[3] ایں بگفت۔ شیخ نے امیر کو نصیحت کی اور پھر زار زار رونے لگے۔ صدق او ان کی سچائی نے امیر پر اثر کیا۔ صدق عاشق۔ عاشق کی سچائی غیر جاندار کو بھی متاثر کر دیتی ہے امیر تو پھر جاندار تھا۔ صدق موسیٰ۔ حضرت موسیٰ کی سچائی نے لاٹھی اور پہاڑ کو متاثر کر دیا لاٹھی اژدھا بنی کوہ طور میں زلزلہ آ گیا۔ بلکہ بر دریا۔ نیل نے راستہ دے دیا۔ صدق احمدؐ حضور کی سچائی سے شق القمر ہوا اور سورج واپس ہو گیا۔

رُو برُو آوردہ ہر دو در نفیر
آمنے سامنے دونوں روئے (اور) فریاد کرنے لگے

گشتہ گریاں ہم امیر و ہم فقیر
امیر اور فقیر بھی رو پڑا

ساعتے بسیار چوں بگریستند
جب بہت دیر تک روئے

گفت میر اُورا کہ خیز اے ارجمند
امیر نے ان سے کہا اے اقبالمند! اٹھو

ہر چہ خواہی از خزانہ برگزیں
جو چاہو خزانے سے لے لو

گرچہ استحقاق داری صد چنیں
اگرچہ ایسے سو گنے کے مستحق ہو

خانہ آنِ تست ہر چت میل ہست
آپ کا گھر ہے، جو آپ کی خواہش ہے

برگزیں خود ہر دو عالم اندکست
خود پسند کر لیجئے دونوں جہان تھوڑے ہیں

گفت دستوری نداد ندم چنیں
فرمایا، انہوں نے ایسی اجازت نہیں دی ہے

کہ بدستِ خویش چیزے برگزیں
کہ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لے لینا

من زخود نتوانم ایں کردن فضول
میں یہ بیہودہ بات اپنی جانب سے نہیں کر سکتا

کہ کُنم من ایں دخیلا نہ دخول
کہ میں دوستانہ دخل دوں

ایں ۲ بہانہ کردو مُہرہ در ربود
یہ بہانہ کیا اور وہ بازی جیت گئے

مانع آں بد کاں عطا صادق نبود
مانع یہ تھا کہ وہ بخشش پر خلوص نہ تھی

گرچہ صادق بُود بے غل بُود و خشم
اگرچہ وہ سچا، بے کھوٹ اور بغیر غصہ کے تھا

شیخ راہر صدق می ناید بچشم
لیکن ہر سچ شیخ کی نظر میں نہیں آتا

گفت فرمانم چُنیں دا دَست آلہ
فرمایا، مجھے خدا نے یہی حکم دیا ہے

کہ گدایا نہ برو نانے بخواہ
کہ فقیرانہ جا، روٹی مانگ

ما گدایانہ ازاں در خواستیم
ہم نے اسی وجہ سے فقیروں کی طرح درخواست کی

ورنہ از اَموال بے پروا ستیم
ورنہ ہم مالوں سے بے پروا ہیں

اِشارت آمدن از غیب بشیخ کہ ایں دو سال بفرمانِ
شیخ کو غیب سے اشارہ ہوا کہ ہمارے حکم کے مطابق ان دو سال میں تم

ما ستدی و بدادی ۳ بعد ازیں بدہ و مستاں دست در
نے لیا اور دیا اس کے بعد دو اور لو نہیں بوریے کے نیچے ہاتھ

زیر حصیر میکن کہ آنرا چوں انبانِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
ڈالو کیونکہ ہم نے اس کو تمہارے لئے (حضرت) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے

---

۱ رو برو۔ اب شیخ بھی رو رہے تھے اور امیر بھی رو رہا تھا۔ ساعتے۔ جب بہت دیر تک دونوں رو چکے تو امیر نے شیخ سے کہا کہ اگرچہ آپ میرے خزانہ سے بھی سو گنے کے مستحق ہیں لیکن بہر حال میرا خزانہ حاضر ہے اسمیں سے جو چاہیں لے لیں۔ خانہ۔ امیر نے کہا میرے گھر کو اپنا گھر سمجھیں جو چاہے لیں آپ کیلئے تو دونوں جہان حقیر ہیں گفت۔ شیخ نے فرمایا مجھے خدا کا یہ حکم نہیں ہے کہ میں اپنے ہاتھ سے خود دخیلانہ۔ دوستانہ۔

۲ ایں بہانہ۔ شیخ نے یہ بہانہ کیا شیخ کو در اصل لینا ہی منظور نہ تھا اسلئے کہ اب امیر کی عطا اللہ کے لئے نہ تھی بلکہ شیخ کی عظمت کی وجہ سے شیخ کیلئے تھی۔ مہرہ در ربود۔ یعنی وہ شطرنجی چال چلے جس سے مخالف مات کھا جائے۔ گرچہ۔ امیر اگرچہ اپنے قول میں سچا تھا لیکن شیخ نے اس سچائی کو پسند نہ کیا اسلئے کہ اسمیں غیر اللہ کی بو تھی۔ ما گدایانہ۔ شیخ نے کہا ہم تو خدائی حکم سے صرف بھیک مانگتے ہیں۔ ورنہ ہم مالوں سے بے نیاز ہیں۔

۳ وبدادی۔ دو سال بھیک منگوانے کے بعد شیخ کو حکم ہوا کہ ابتک تو تم نے مانگا اور فقیروں کو دیا اب بغیر مانگے فقیروں کو دو بوریے کے نیچے ہاتھ ڈال کر نکال لیا کرو اور بانٹ دیا کرو۔ انبان۔ تھیلا۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضورؐ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو کھجوروں کا ایک تھیلا عنایت فرمادی تھا وہ اسمیں سے بے حساب کھاتے اور خرچ کرتے رہتے تھے وہ تھیلا نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے حادثہ میں گم ہوا تھا۔

کردیم در حقِ تو ہرچہ خواہی بیابی تا یقین شود عالمیاں را کہ
تھیلے کی طرح کر دیا ہے، تم جو چاہو گے لے لو گے تاکہ دنیا والوں کو یقین آجائے کہ اس

ورائے ایں عالم عالمے[1] ست کہ خاک بکف گیری زر شود و
عالم کے علاوہ کوئی عالم ہے جس میں تم مٹی ہاتھ میں لو تو سونا ہوجائے اور

مُردہ درو آید زندہ شود و نحس اکبر دُرو آید سعدِ اکبر شود و کفر
مردہ اس میں آجائے تو زندہ ہو جائے نحس اکبر اس میں آئے تو سعد اکبر بن جائے کفر

دُرو آید ایمان شود و زہر دُرو آید تریاق شود نہ داخلِ ایں
اس میں آئے تو ایمان بن جائے زہر اس میں آئے تو تریاق بن جائے وہ نہ اس عالم میں

عالم است نہ خارج ایں عالم نہ فوق نہ تحت نہ مُتصل
داخل ہے نہ اس عالم سے خارج نہ اوپر نہ نیچے نہ ملا ہوا نہ جدا

نہ منفصل بیچوں و بیچگونہ ..... ہر دم ازو ہزار اثر و نمونہ
بے مثال اور بے کیف ہے۔ ہر وقت اس سے ہزاروں اثر اور نمونے

ظاہر میشود چنانکہ صنعتِ دست با صورتِ دَست و غمزۂ
ظاہر ہوتے رہتے ہیں جیسی کہ ہاتھ کی دستکاری ہاتھ کی صورت کے ساتھ اور آنکھ

چشم با صورتِ چشم و فصاحتِ زبان با صورتِ زبان نہ
کی آواز آنکھ کی صورت کے ساتھ اور زبان کی فصاحت، زبان کی صورت کے ساتھ نہ

داخل ست نہ خارج نہ متصل منفصل وَالْعَاقِلُ تَكْفِيهِ الْاِشَارَةُ
داخل ہے نہ خارج ہے نہ متصل ہے نہ جدا ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

تا دو سال ایں کار کرد آں مَردِ کار بعد ازاں امر آمدش از کردگار
ان کار گذار نے دو سال تک یہ کام کیا اس کے بعد ان کو خدا کا حکم پہنچا

بعد ازیں می دہ و لے از کس مخواہ ما بدادیمت ز غیب ایں دستگاہ
اس کے بعد دے، لیکن کسی سے نہ مانگ ہم نے تجھے غیب سے یہ قدرت دیدی ہے

ہر کہ[3] خواہد از تو از یک تا ہزار دست در زیرِ حصیرے کن برآر
جو تجھ سے ایک سے ہزار تک مانگے بوریے کے نیچے ہاتھ ڈال، نکال لے

ہیں زنجِ رحمتِ بے مَربدہ دَر کفِ تو خاک گردد زر بدہ
رحمت کے بے حساب خزانہ سے دے تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائیگی دے

[1] عالمے ست۔ عالم اسباب کے علاوہ ایک دوسرا عالم ہے جہاں اشیاء کا وجود بغیر کسی سبب عادی کے ہو جاتا ہے۔ اور اس کا ظہور اس عالم میں ہو جاتا ہے۔ معجزوں کا تعلق اسی عالم سے ہے اور اس عالم میں بھی اس کا ظہور ہو جاتا ہے۔ نحس اکبر۔ زحل ستارہ اس کے اثرات منحوس مانے گئے ہیں۔ سعد اکبر۔ مشتری ستارہ اس کے اثرات اچھے مانے گئے ہیں۔

[2] تا دو سال۔ دو سال تک شیخ محمد سمرزی کا یہ طریقہ کار رہا کہ وہ بھیک مانگتے تھے۔ اور اس کو غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ بعد ازیں۔ دو سال بعد ان کو حکم ہوا کہ اب تم لوگوں سے نہ مانگو ہم تمہیں خود دیں گے تم ضرورتمندوں میں وہ تقسیم کر دیا کرو۔

[3] ہر کہ۔ اللہ تعالیٰ نے شیخ سے فرمایا کہ تم اپنے بوریے کے نیچے سے جتنا چاہو اور جس قدر چاہو نکال کر تقسیم کر دیا کرو۔ ہر کف۔ تو۔ تم مٹی ہاتھ میں لو گے تو سونا بن جائیگی۔

هر چه خواهندت بده مندیش ازاں — دادِ یزداں را تو بیش از بیش داں
جو تجھ سے مانگیں دے اس کی فکر نہ کر — تو خدا کی عطا کو بیش از بیش سمجھ

در عطائے مانہ تخسیر[1] و نہ کم — نے پشیمانی نہ حسرت زیں کرم
ہماری عطا میں نہ ٹوٹا ہے اور نہ کمی — اس عطا میں نہ شرمندگی ہے، نہ حسرت

دست زیرِ بوریا کن اے سَنَد — از برائے روئے پوشِ چشمِ بد
اے معتمد! بوریے کے نیچے ہاتھ کر — بری نظر سے پردے کے لئے

پس ز زیرِ بوریا پُر کن تو مُشت — دہ بدستِ سائلِ بشکستہ پشت
پھر تو بوریے کے نیچے سے مٹھی بھر لے — کمر ٹوٹے ہوئے مانگنے والے کے ہاتھ میں دیدے

بعد ازیں از اجرِ نا ممنون بدہ — ہر کہ خواہد گوہرِ مکنوں بدہ
اس کے بعد ختم نہ ہونے والا اجر دے — جو چاہے اس کو اچھوتا موتی دے

رو، یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیدِیهِم تو باش — ہمچو دستِ حق گزافہ رزق پاش
جا تو ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ بن — اللہ کے ہاتھ کی طرح مفت رزق بانٹ

وام[2] داراں راز عُہدہ وار ہاں — ہمچو باراں سبز کن فرشِ جہاں
قرض داروں کو ذمہ داری سے چھڑا — دنیا کی زمین کو بارش کی طرح سبز کر دے

بُود یک سالِ دگر کارش ہمیں — کہ بدادے زر ز کیسہ ربِّ دیں
ایک سال اور ان کا یہی کام رہا — دین کے رب کی تھیلی میں سے سونا بانٹنے

زر شدے خاکِ سیہ اندر کفش — حاتم طائی گدائے در صفش
کالی مٹی ان کے ہاتھ میں سونا بن جاتی — حاتم طائی انسے (بھیک مانگنے والوں کی) صف میں تھا

داستنِ [3] شیخ ضمیرِ سائل را بے گفتن و دانستن قدرِ وام و اداراں

بغیر کہے شیخ کا سائل کے دل کی بات جان لینا اور انکے کہے بغیر قرض داروں اور قرض کی مقدار

بے گفتنِ ایشان و گفتن کہ نشان ایں باشد کہ اخرج

و جان لینا اور انہ کہ علامت یہ ہوتی ہے کہ میری مخلوق کی جانب میری

بصفاتی الی خلقی فمن راک فقد رانی

صفات کے ساتھ نکل جس نے تجھے دیکھا اس نے مجھے دیکھا

حاجت خود گر نگفتے آں فقیر — او بدادے و بدانستے ضمیر
اگر فقیر اپنی ضرورت نہ بتاتا — وہ دے دیتے اور دل جان جاتا

[1] تخسیر۔ ٹوٹنا۔ دست۔ بوریے کے نیچے ہاتھ ڈالنے کا حکم محض نظر بد سے بچانے کے لئے ہے تاکہ ممنون جو منقطع نہ ہو۔ ممنوں۔ چھپا ہوا۔ رد۔ اب تیرا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے جو مفت عطایا کرتا ہے۔

[2] وام داراں۔ مقروضوں کا قرض ادا کر۔ بود۔ ایک سال تک شیخ کا یہی کام تھا کہ بوریے کے نیچے سے نکال کر ضرورتمندوں کو دیتے رہتے تھے۔ حاتم۔ حاتم طائی جیسا سخی بھی ان کے بھکاریوں کی صف میں ہوتا تھا۔

[3] داستن۔ شیخ فقیہ کی ضرورت خود بخود جان جاتے تھے اور حسب ضرورت اس کو دیدیتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات سے متصف ہو چکے تھے۔ حاجت خود سائل اپنی حاجت نہ بیان کرتا وہ اس کے دل کی بات جان جاتے تھے جس قدر قرض ہوتا وہ ادا کر دیتے جتنی رقم میں کوئی قید ہوتا اس کو دیدیتے۔

پیشِ اُو روشن ضمیرِ ہر کسے
ان کے لئے ہر شخص کے دل کی بات روشن تھی

از فقیر و وام دارو محبسے [1]
فقیر اور قرض خواہ اور قیدی کی

آنچہ دردل داشتے آں پشت خم
وہ بھری کمر والا جو دل میں رکھتا

قدرِ آں دادے بدونے بیش و کم
اس کی بقدر اس کو دیدیتے نہ زیادہ نہ کم

پس بگفتندے چہ دانستی کہ اُو
تو لوگوں نے ان سے کہا آپ کیسے جان لیتے ہیں

ایں قدر اندیشہ دارد اے عمو
اے چچا ! کہ وہ اس قدر سوچتا ہے ؟

اُو بگفتے خانۂ دل خلوت ست
وہ فرماتے ، کہ دل کا گھر خالی ہے

خالی از گدیہ مثال جنت ست
جو سوال سے خالی ہو وہ جنت کی طرح ہے

اَندرو جُز عشقِ یزداں کار نیست
اس میں خدا کے عشق کے سوا معاملہ نہیں ہے

جُز خیالِ وصلِ اُو دیّار نیست
وصل کے خیال کے سوا اس میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

خانہ رامن روفتم از نیک وبد
میں نے اچھے برے سے دل کو صاف کرلیا ہے

خانہ ام پُرست از عشقِ اَحد
میرا گھر خدا کے عشق سے پُر ہے

ہرچہ [2] بینم اندر وغیر خدا
میں اس میں خدا کے علاوہ جو کچھ دیکھتا ہوں

آنِ من نبُود بُود عکسِ گدا
وہ میرا نہیں ہوتا ، فقیر کا عکس ہوتا ہے

گردَر آبے نخل یا عرجوں نمود
اگر پانی میں کھجور کا درخت یا شاخ نظر آئی

جُز ز عکسِ نخلۂ بیروں نبُود
باہر کے کھجور کے درخت کے عکس کے سوا نہ تھا

درتگِ آب اربہ بینی صورتے
پانی کی تہہ میں اگر تو کوئی صورت دیکھے

عکسِ بیروں باشد آں نقش اے فتے
اے نوجوان ! وہ نقش باہر کا عکس ہوگا

لیک تا آب از قذیٰ خالی شدن
لیکن پانی کے کوڑے کرکٹ سے خالی ہونے تک

تنقیہ شرط ست در جُوئے بدن
بدن کی نہر کی صفائی ضروری ہے

تانماند [3] تیرگی و خس درُو
تاکہ اس میں کدورت اور گھاس (پھونس) نہ رہے

تا امیں گردد نماید عکسِ رُو
حتیٰ کہ وہ امین بن جائے اور چہرے کا عکس دکھادے

جز گلابہ در تنت کو اے مُقل
اے مفلس ! کیچڑ کے سوا تیرے بدن میں کیا ہے ؟

آبِ صافی کن ز گل اے خصمِ دل
اے دل کے دشمن ! پانی کو مٹی سے صاف کرلے

تو برآنی ہر دمی کز خواب وخور
تیرا یہ حال ہے کہ سونے اور کھانے سے

خاک ریزی اندریں جو بیشتر
اس نہر میں اور زیادہ مٹی ڈالتا ہے

[1] محبس۔ مصدر بمعنی مفعول قرار دے کر ہم نے قیدی ترجمہ کیا ہے۔ پشت خم۔ یعنی بوجھ سے دبا ہوا۔ پس بگفتند۔ لوگوں نے ان سے معلوم کیا کہ آپ دل کی بات کیسے جان لیتے ہیں۔ آو بگفتے۔ وہ صحیح جواب میں کہتے کہ ہم لوگوں کا دل جنت کی طرح احتیاج سے خالی ہے اس میں سوائے عشقِ خداوندی کے کوئی چیز نہیں ہے ہم نے اپنے دل کو عشقِ خداوندی کے سوا سے بالکل خالی کرلیا ہے۔

[2] ہرچہ۔ اب ہمارے دل میں جو کچھ ہوتا ہے وہ فقیر کا عکس ہوتا ہے اس وجہ سے ہم اس کی سب ضرورت جان جاتے ہیں۔ گردَ آب۔ پانی صاف چیز ہے اس میں اگر کھجور کا درخت نظر آئے گا تو وہ باہر کا عکس ہوگا اور پانی میں جو تصویر بھی دیکھو گے وہ باہر کا عکس ہوگی لیکن دل کو صاف کرنے کیلئے مجاہدات کے ذریعہ اس کا تنقیہ ضروری ہے۔

[3] تانماند۔ جب اس میں خود گدلا پن نہ رہے گا۔ تب اس میں بیرونی عکس نظر آسکے گا۔ خوگلابہ۔ انسان کا بدن کیچڑ سے بنا ہے اس کی صفائی کے لئے بہت محنت درکار ہے۔ تو برآئی۔ تو ہر وقت خواب وخور میں لگا ہوا ہے جس سے اس کی کدورت میں اور اضافہ ہوتا ہے۔

سبب دانستنِ ضمیرہائے خلق

لوگوں کے دل کی بات جاننے کا سبب

چوں دلِ آں آب از نہا خالیست
جب اس پانی کا دل ان سے خالی ہے

عکسِ رُوہا از بروں در آب جست
تو باہر سے چہروں کا عکس پانی میں جا پڑا

پس مُصفّا کُن درونِ خویش را
تو اپنے باطن کو صاف کر لے

تا بدانی سِرِّ ہر درویش را
تاکہ تو ہر فقیر کے دل کی بات جان لے

پس تبرا باطن مصفا ناشدہ
تیرا باطن مصفی نہیں ہوا

خانہ پُراز دیو و نَسناس و ددہ
بھوت اور بن مانس اور درندوں سے بھرا گھر ہے

اے خَرے۲ زاستیزہ ماندہ در خَری
او گدھے! تو جھگڑے کی وجہ سے گدھے پن میں رہا

کے زارواحِ مسیحاؑ بُو بَری
حضرت مسیح کی روحوں سے تو کب واقف ہوگا؟

کے شناسی گر خیالے سَر کُند
اگر کوئی خیال نمودار ہوا، تو کب پہچانے گا

کز کدامیں مَکمنے سَر بَر کُند
کہ کس نہاں خانہ سے وہ ابھرا

چوں خیالے میشود در زہد تن
زہد میں جسم خیال کی طرح ہو جاتا ہے

تا خیالات از درونہ روفتن
باطن سے خیالات کو صاف کرنے میں

ایں خیالِ کژ بروب از اندروں
باطن میں سے یہ ٹیڑھا خیال نکال دے

تا نگر داند ترا زاہلِ بروں
تاکہ وہ تجھے باہر والوں میں سے نہ بنا دے

غالب شدنِ مکرِ روباہ بر استعصامِ خَر

لومڑی کے مکر کا گدھے کے بچاؤ پر غالب آجانا

خَر بسے کوشید و اُورا دفع گفت
گدھے نے بہت کوشش کی اور اس کی مدافعت کی

لیک جوعُ الکلب با خَر بُود جفت
لیکن گدھے میں جوع الکلب تھی

غالب۳ آمد حرص و صبرش شد ضعیف
حرص غالب آگئی اور صبر کمزور ہو گیا

پس گلوبا کہ بُرد عشقِ رغیف
روٹی کے عشق نے بہت سے گلے کاٹے ہیں

زاں رسُولے کش حقائق داد دست
اس رسول سے جن کو حقائق حاصل تھے

کَادَ فَقْراً اَنْ یَّکُوْنَ کُفراً آمدست
"فقر قریب ہے کہ کفر بنجائے" منقول ہے

گشتہ بُود آں خَر مجاعت را اسیر
وہ گدھا، بھوک کا قیدی بن گیا تھا

گفت اگر مکرست یکرہ مُردہ گیر
سوچا اگر مکر ہے ایکدم سے مردہ سمجھ لے

---

۱ چوں۔ جب آب دل میں صفائی پیدا ہو جائیگی ہر خارجی چیز کا عکس اس میں نظر آنے لگے گا۔ تابدانی۔ جب تو اس کو مصفی کر لے گا پھر ہر سائل کا عکس تیرے دل میں نمودار ہو جائے گا۔

۲ اے خرے۔ جب انسان گدھے پن میں مبتلا رہے گا تو وہ خر عیسیٰ ہوگا عیسیٰ نہ ہوگا کمسن۔ چھینکی جگہ۔ چوں۔ جب انسان زہد اختیار کرتا ہے۔ اور خیالات سے دل کو پاک کرتا ہے تو اس کا جسم خیال کی طرح لطیف ہو جاتا ہے۔ زاں بُروں۔ یعنی از اہل بروں۔ استعصام۔ بچاؤ۔ جوع الکلب۔ یعنی جوع البقر۔

۳ غالب۔ گدھے کی حرص صبر پر غالب آگئی روٹی کے عشق نے بہت سوں کو ہلاک کیا ہے۔ کاد۔ حدیث شریف ہے کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا "فقر قریب ہے کہ کفر بن جائے۔ یعنی انسان کا فقر اس کو کافر بنا دیتا ہے۔ مجاعت۔ بھوک۔ گفت۔ گدھے نے سوچا اگر یہ لومڑی کا مکر ہی ہے اور میرے مارنے کی ترکیب ہے تو بھوک کے ذریعہ بار بار کی موت سے ایک بار موت اچھی ہے۔

زیں عذابِ جُوع بارے وارہم
بھوک کے عذاب سے تو نجات پا جاؤں گا

گر حیات ایں ست مَن مُردہ بہم
اگر زندگی یہ ہے تو میں مردہ بہتر ہوں

گر خَر اوّل توبۂ وسو گند خورد
گدھے نے اگرچہ پہلے توبہ کی اور قسم کھائی

عاقبت ہم از خَری خبطے[1] بکرد
انجام کار گدھے پن سے، گڑبڑ بھی کر دی

حرص کورو احمق و ناداں کُند
لالچ اندھا اور احمق اور بیوقوف بنا دیتا ہے

مرگ را بَر احمقاں آساں کُند
احمقوں پر موت کو آسان کر دیتا ہے

ہست آساں مرگ برجانِ خَراں
گدھوں کی جان پر مرنا آسان ہے

کہ ندارند آبِ جانِ جاوداں
کیونکہ وہ ابدی جان کی رونق نہیں رکھتے ہیں

چوں ندارد جانِ جاوید آں شقیست
چونکہ وہ ابدی جان نہیں رکھتا بد بخت ہے

جرأتِ اُو بَر اجَل از احمقی ست
موت پر اس کی جرأت حماقت سے ہے

جہد کُن تا جاں مُخلّد گرددت
کوشش کر تاکہ تیری جان ابدی بن جائے

تا بروزِ مرگ برَگے باشدت
تاکہ موت کے دن تیرا توشہ ہو

اعتماش[2] نیز بَر رازق نبُود
اس کو رزق دینے والے پر بھروسہ نہ تھا

کہ بر افشاند برُو از غیب جُود
جو اس پر غیب سے سخاوت کرتا تھا

تا کنوں فضل بیروزی نداشت
اس کو اللہ کے فضل نے اب تک بے رزق کے نہیں رکھا

گرچہ گہہ گہہ برتنش جُوعے گماشت
اگرچہ کبھی کبھی اس پر بھوک کو مسلط کر دیا

دَر بیانِ فضیلت جُوع و اِحتماء

پرہیز اور بھوک کی فضیلت کے بیان میں

گرنباشد[3] جُوع صد رنجِ دگر
اگر بھوک نہ ہو، دوسری سینکڑوں بیماریاں

اَز پئے ہیضہ بر آرد از تو سَر
ہیضہ کے بعد تجھ میں پیدا ہو جائیں گی

رنجِ جُوع اولیٰ بُوَد خود زاں عِلَل
ان بیماریوں سے بھوک کی تکلیف زیادہ بہتر ہے

ہم بلُطف وہم بخفت ہم عمل
پاکیزگی کے اعتبار سے بھی ہلکے پن کے اعتبار سے بھی اور عمل کے اعتبار سے بھی

رنجِ جُوع از رنجہا پاکیزہ تر
بھوک کی تکلیف بیماریوں سے زیادہ پاکیزہ ہے

خلصہ دَر جُوع ست صد نفع و ہُنر
خصوصاً بھوک میں سینکڑوں فائدے اور ہنر ہیں

جوع خود سُلطاں دارست وہا ہیں
آگاہ! بھوک خود داؤں کی بادشاہ ہے

جُوع دَر جاں نہ چنیں خوارش مبیں
بھوک کو جان میں جگہ دے اس کو ذلیل نہ سمجھ

---

[1] خبط۔ گڑبڑ۔ حرص لالچ انسان کو اندھا بہرا بنا دیتا ہے اور موت کو آسان کر دیتا ہے۔ جس طرح گدھے نے اپنی موت کو پسند کر لیا۔ کہ ندارد۔ احمقوں اور گدھوں کی زندگی ابدی نہیں ہے اور انسان شقاوت اور حماقت کی وجہ سے مرنا پسند کر لیتا ہے۔ جہد کُن۔ انسان کو ابدی زندگی حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

[2] اعتماش۔ اس گدھے کو اللہ کی رزاقی کا یقین نہ تھا تا کنوں۔ جتنے دن زندہ رہا بغیر رزق کے زندہ نہیں رہا لیکن پھر بھی اس کو خدا کی رزاقی پر بھروسہ نہ تھا۔ جُوع۔ بھوک۔ درمیان۔ خدا بھوک میں مبتلا کرتا ہے تو اس میں بھی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

[3] گرنباشد۔ بغیر بھوک کے اگر آدمی کھانا کھاتا ہے تو ہیضہ ہو جاتا ہے پھر اس کے بعد اور بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ رنج۔ بھوک کی تکلیف اور بیماریوں کی تکلیف سے بہت بہتر ہے اس میں جسم میں پاکیزگی اور ہلکا پن اور کارکردگی رہتی ہے اور کم خوری بھی بہت منافع ہیں۔ جوع۔ فاقہ سے بہت سی بیماریاں خود دور ہو جاتی ہیں۔

جُملہ ناخوش از مجاعت خوش شدست
سب بے مزا، بھوک کیوجہ سے خوشذائقہ ہو گئے ہیں

جُملہ خوشہا بے مجا عتبار دست
تمام خوش مزہ ، بغیر بھوک کے مردود ہیں

آں یکے میخورد نانِ فخفرہ
ایک شخص جو کی روٹی کھا رہا تھا

گفت سائل چوں بدین سنت شرہ
سوال کرنیوالے نے پوچھا تجھے اس کا شوق کیوں ہے؟

گفت جُوع از صبر چُوں دوتا شود
اس نے کہا جب بھوک صبر سے دھری ہو جاتی ہے

نانِ جَو در پیشِ مَن حلوا شوَد
میرے لئے جو کی روٹی حلوا بن جاتی ہے

پس توانم کہ ہمہ حلوا خورم
تو میں کر سکتا ہوں کہ سب حلوا کھاؤں

چوں کُنم صبرِ ضروری لا جرم
جب لا محالہ ضروری صبر کر لوں

خود نباشد جوع ہر کس راز بوں
بھوک ہر شخص کے قابو میں نہیں آتی ہے

کایں علَف زار یست زاندازہ بروں
کیونکہ گھاس کی یہ چراگاہ اندازے سے زیادہ ہے

جُوع مر خاصانِ حق را دادہ اند
بھوک خاصان خدا کو دی ہے

تا شوند از جُوع شیرو زورمند
تاکہ وہ بھوک سے شیر اور طاقتور بنیں

جُوع ہر جلفِ ۲ گدا را کے دہند
بھوک ہر کمینہ بھکاری کو کب دیتے ہیں ؟

چوں علَف کم نیست پیشِ اُو نہند
چونکہ چارہ کم نہیں ہے اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں

کہ بخُور تو ہم بدیں ار زانیے
کہ تو کھا تو اسی کے لائق ہے

تو نہ مُرغِ آب مُرغ نانیے
تو پانی کا پرند نہیں ہے تو روٹی کا پرند ہے

نبُود اندر دل تُرا جُز فکر ناں
تیرے دل میں روٹی کے فکر کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا

ناید اندر خاطرت جُز ذکرِ ناں
تیرے دل میں روٹی کے ذکر کے سوا کچھ نہیں آتا ہے

بعد چندیں سال حاصل چیستت
اتنے سال کے بعد تجھے کیا ملا ؟

جُوع مُردن بہ بود زیں زیستت
مرنے کی بھوک تیرے اس جینے سے بہتر ہے

حکایت ۳ مُریدے کہ شیخ از حرص ضمیر اُو واقف شدُ و اُورا
اس مرید کی حکایت جس کے دل کی حرص سے شیخ واقف ہو گیا اور اس کو

نصیحت کرد بزبان و در ضمنِ نصیحت قُوتِ توکل
زبان سے نصیحت کی اور نصیحت کے دوران اللہ تعالیٰ کے حکم سے

بخشیدش بامرِ حق عزّ وجل
اس کو توکل کی قوت بخش دی

۱ جملہ۔ بھوک میں جو کی روٹی بھی پلاؤ قورمے کا مزہ دیتی ہے بغیر بھوک کے لذیذ کھانے بھی بدمزہ معلوم ہوتے ہیں۔ فخفرہ۔ بوزن مسخرہ جو ، شرہ۔ حرص۔ گفت۔ اس نے جواب دیا جب انسان کو بھوک لگتی ہے اور وہ صبر سے کام لیتا ہے تو جو کی روٹی بھی حلوے کا مزہ دیتی ہے۔ پس۔ میں بھوک لگا کر اور صبر سے کام لے کر جو کی روٹی کا حلوا بنا لیتا ہوں۔ خود نباشد۔ یہ بھوک وہ نعمت ہے جو ہر شخص کو میسر نہیں آتی کیونکہ یہ دنیا وسیع چراگاہ ہے اس میں انسان کچھ نہ کچھ کھا لیتا ہے۔ جوع۔ بھوک صرف خاصان خدا کا حصہ ہے جس سے وہ روحانی شیر بن جاتے ہیں۔

۲ ہر جلف۔ ہر کمینہ گدا کو بھوک کی نعمت عطا نہیں ہوتی اس کے لئے عام خوراک مہیا کر دی جاتی ہے۔ اور اس کو کہہ دیا جاتا ہے تو دنیائے معرفت کا پرند نہیں ہے روٹی کھانے والا پرند ہے۔ بعد چندیں۔ حریص پیٹو کھا پی کر مر جاتا ہے اور اس کی لاحاصل زندگی ختم ہو جاتی ہے اس زندگی سے بھوک کیموت بدرجہا بہتر ہے۔

۳ حکایت۔ ایک شیخ ایک مرید کے ساتھ اس شہر کی طرف جا رہے تھے۔ جہاں قحط تھا۔ مرید روٹی کی حرص کی وجہ سے پریشان تھا۔ شیخ کی کیفیت منکشف ہوئی تو شیخ نے اس کو نصیحت کی اور اس میں اپنے تصرف سے توکل کی طاقت پیدا کر دی

شیخ میشد با مُریدے بید رنگ
شیخ ایک مرید کے ساتھ بغیر توقف کے روانہ ہوئے

سُوئے شہرے ناں در انجا بود تنگ ۱
شہر کی جانب وہاں روٹی کمیاب تھی

تَرسِ جُوع و قحط دَر فکرِ مُرید
مرید کے فکر میں قحط اور بھوک کا خوف تھا

ہَر دمے میکشت از غفلت مَزید
جو غفلت کی وجہ سے ، ہر لحہ بڑھ رہا تھا

شیخ آگہہ بُود و واقِف از ضمیر
شیخ با خبر تھے اور دل سے واقف تھے

گفت اُورا چند باشی دَر زَحیر
انہوں نے اس سے کہا کب تک پریشانی میں رہیگا؟

از بَرائے غُصّہ ناں سُوختی
تو روٹی کی فکر میں جلا جاتا ہے

دیدۂ صَبر و توکل دوختی
تو نے صبر اور توکل کی آنکھ بند کر لی ہے

تو نۂ زاں نا زنیانِ عزیز
تو ان پیارے ناز پروردوں میں سے نہیں ہے

کہ تُرا دارند بے جَوز و مویز
کہ تجھے بغیر اخروٹ اور منقی کے رکھیں

جوع رزقِ جانِ خاصانِ خداست
بھوک خاصانِ خدا کا رزق ہے

کے زبونِ ہمچو تو گیجِ گداست
وہ تجھ جیسے احمق فقیر کے قابو میں کہاں ہے ؟

باش فارغ تو از انہا نیستی
تو مطمئن رہ ، تو ان میں سے نہیں ہے

مطبخ تو بے ناں بایستی
کہ تو اس مطبخ میں بغیر روٹی کے ٹہرے

کاسہ۲ بر کاسہ ست ناں برناں مُدام
ہمیشہ پیالہ پر پیالہ روٹی پر روٹی ہے

از برائے ایں شکم خوارانِ عام
ان عام پیٹوؤں کے لئے

چوں بمیرد میرود ناں پیش پیش
جب مرتا ہے روٹی آگے آگے جاتی ہے

کہ زبیمِ بے نوائی کُشتہ خویش
کہ بے سروسامانی کے ڈر سے اپنے آپ کو مارا ہے

تو برفتی ماند ناں بر خیز و گیر
تو چلا ، روٹی رہ گئی کھڑا ہو لے لے

اے بکُشتہ خویش را اندر زَحیر
اے وہ کہ جس نے اپنے آپ کو پریشانی میں مار ڈالا

ہیں۳ توکل کُن ملرزاں پا دوست
خبردار ! توکل کر ہاتھ پاؤں نہ لرزا

رزقِ تُو بر تُو ز تُو عاشق ترست
تیرا رزق تجھ پر تجھ سے زیادہ عاشق ہے

عاشق ست و میزند اُو مول مول
وہ عاشق ہے اور آواز دے رہا ہے ، ٹہر ٹہر

کہ ز بے صبریت دانداے فضول
کیونکہ اے بیہودہ ! وہ تیری بے صبری کو جانتا ہے

گر تُرا صَبرے بُدے رزق آمدے
اگر تجھے صبر ہوتا تو رزق آجاتا

خویشتن چوں عاشقاں بَر تو زدے
عاشقوں کی طرح اپنے آپ کو تجھ پر لا ڈالتا

۱ تنگ۔ یعنی وہ شہر قحط زدہ تھا روٹی گراں اور کمیاب تھی۔ از غفلت۔ یعنی خدا کی رزاقی کی غفلت سے۔ زحیر۔ پیچش، پیچ وتاب۔ از برائے۔ تو روٹی کی فکر میں جل رہا ہے۔ تجھے خدا پر بھروسہ نہیں ہے۔ تو نہ۔ تو ان خاصانِ خدا میں سے نہیں ہے جن کا جوع کا تحفہ دیا جاتا ہے تجھے لامحالہ دنیاوی غذا میسر آجائے گی۔ گیج۔ احمق۔

۲ کاسہ۔ دنیا داروں کے لئے بکثرت کھانا پینا موجود ہے۔ چوں بمیرد۔ جب مر جاتا ہے تو بھی روٹی آگے آگے جاتی ہے۔ جو قبرستان میں غریبوں کو تقسیم کردی جاتی ہے اور وہ روٹی مردے سے کہتی ہے کہ تو روٹی کی فکر میں مرا ہے اٹھ اب روٹی لے لے۔

۳ ہیں۔ شیخ نے مرید سے کہا انسان رزق کا اتنا عاشق نہیں ہے جتنا رزق انسان کا عاشق ہے اللہ کا وعدہ ہے لہٰذا لامحالہ رزق انسان کو تلاش کر کے اس کے پاس پہنچتا ہے۔ عاشق ست۔ رزق انسان پر عاشق ہے اور وہ اس کو کہتا ہے ٹہر جا میں تیرے پاس پہنچتا ہوں۔ کیونکہ وہ انسان کی بے صبری کو جانتا ہے۔

ایں تپ و لرزہ خوفِ جوع چیست — در توکل سیری تانید زیست
بھوک کے ڈر سے یہ جاڑا اور بخار کیوں ہے؟ — توکل میں پیٹ بھرا ہو کر زندہ رہ سکتے ہو

حکایت ۱ آں گاؤ کہ تنہا در جزیرہ ایست بزرگ حق تعالیٰ
اس بیل کی حکایت جو ایک بڑے جزیرہ میں اکیلا ہے اللہ تعالیٰ اس بڑے جزیرے

آں جزیرۂ بزرگ را ہر روز پُر کند از نبات و ریاحین ۲ کہ
کو روز گھاس اور خوشبو دار پودوں سے بھر دیتا ہے تاکہ رات تک

تا علفِ آں گاؤ باشد تا بشب آں گاؤ ہمہ را بچرد و فربہ
اس بیل کے لئے چارا رہے وہ بیل سب کو چر لیتا ہے اور پہاڑ کی

شود چوں کوہ پارہ چوں شب شود خوابش نبرد از غصہ و
طرح موٹا ہو جاتا ہے جب رات ہو جاتی ہے اس کو رنج اور ڈر سے نیند

خوف کہ ہمہ صحرا را چریدم فرداچہ خورم تا ازیں غصہ لاغر
نہیں آتی ہے کہ میں نے تمام جنگل چر لیا کل کو کیا چروں گا یہانتک کہ وہ اس

شود ہمچوں خلال روز بر خیزد ہمہ صحرا را سبز تر و انبوہ تر بیند
رنج سے تنکے کی طرح لاغر ہو جاتا ہے ہر روز اٹھتا ہے تمام جنگل کو زیادہ سبز اور

ازوے باز بخور دو فربہ شود باز شبش ہماں غم بگیرد سالہاست
زیادہ گھنا دیکھا ہے اس میں سے پھر کھاتا ہے اور موٹا ہو جاتا ہے پھر رات کو اسے وہی غم

کہ اُو چنیں مے بیند و اعتماد نمی کند
آ پکڑتا ہے سالوں گذر گئے ہیں کہ وہ یہی دیکھ رہا ہے اور بھروسہ نہیں کرتا ہے

یک جزیرہ سبز ہست اندر جہاں — اندرو گاویست تنہا خوش دہاں
دنیا میں ایک سبز جزیرہ ہے — اس میں ایک اکیلا بیل عمدہ گھاس چرنے والا ہے

جملہ ۳ صحرا را چرد اُوتا بشب — تاشود زفت و عظیم و منتجب
وہ رات تک تمام جنگل کو چر لیتا ہے — حتیٰ کہ موٹا اور بڑا اور بزرگ بن جاتا ہے

شب زاندیشہ کہ فرد اچہ خورم — گردد اُو چوں تارِ مو لاغر زغم
رات میں اس ڈر سے کہ کل کو کیا کھاؤں گا؟ — وہ غم سے بال کی طرح کمزور ہو جاتا ہے

چوں برآید صبح گردد سبز دشت — تامیاں رستہ قصیلِ سبز و کشت
جب صبح ہوتی ہے جنگل سبز ہو جاتا ہے — سبز چارا اور کھیتی کمر تک ہوتی

۱ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتانا مقصود ہے کہ جس طرح اس بیل کی بے صبری تھی اور رزق کے فکر میں گھلا جاتا تھا یہی حال انسان کا ہے۔
۲ ریاحین۔ خوشبو دار نباتات خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا خوش دہاں۔ عمدہ خوراک کھانے والا۔
۳ جملہ صحرا۔ ہرا سبزہ زار ہے بیل اکیلا ہے، دن بھر خوب کھاتا اور موٹا تازہ بن جاتا۔ منتجب۔ نجیب، بزرگ، شب۔ رات بھر اس غم میں رہتا کہ میں نے سب چراگاہ کھالی اب کل کو کیا کھاؤں گا۔ قصیل۔ سبز جو، خوید۔

اندر اُفتد گاؤ با جُوعِ ۱ البقر
بیل جوع البقر کے ساتھ اس میں گھس جاتا ہے

تا بشب آں را چَرد اُو سَر بسَر
رات تک وہ اس کو چر جاتا ہے

باز زَفت و فربہ و لمتر شود
پھر موٹا اور تازہ اور بھاری بن جاتا ہے

آں تنش از پیہ قُوت پُر شود
اس کا بدن چربی اور طاقت سے بھر جاتا ہے

بازشب اندر تب افتداز فزع
وہ پھر رات کو گھبراہٹ کے بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے

تا شود لاغر ز خوفِ منتجع
چراگاہ کے ڈر سے لاغر ہو جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد فرد اوقتِ خور
کہ کھانے کے وقت میں کل کو کیا کھاؤں گا ؟

سالہا این ست کارِ آں بقر
اس بیل کی سالوں یہی حالت رہی

ہیچ نیندیشد کہ چندیں سال مَن
وہ کبھی نہ سوچتا کہ اتنے سال سے میں

میخورم زیں سبزہ زاروزیں چمن
اس سبزہ زار اور اس چمن کو چر رہا ہوں

ہیچ ۲ روزے کم نیاید روزیم
کسی دن بھی میرا رزق کم نہیں ہوتا ہے

چیست ایں ترس وغم و دلسوزیم
(پھر) میرا یہ خوف اور غم اور دل سوزی کیوں ہے؟

باز چوں شب میشود آں گاؤ زفت
پھر جب رات ہوتی وہ موٹا بیل

میشود لاغر کہ آوہ رزق رَفت
لاغر ہو جاتا کہ ہائے رزق ختم ہو گیا

نفس آں گاؤست وآں دشت ایں جہاں
نفس وہ بیل ہے اور یہ دنیا وہ جنگل ہے

کوہمی لاغر شود از خوفِ ناں
جو روٹی کے ڈر سے لاغر ہوا ہے جاتا ہے

کہ چہ خواہم خورد مستقبل عجب
کہ حیرت ہے میں آئندہ کیا کھاؤں گا ؟

لوتِ فردا از کجا سازم طلب
کل کی خوراک کہاں سے طلب کروں ؟

سالہا خوردی و کم نامد زخور
تو نے سالوں کھایا اور وہ کھانے سے کم نہ ہوا

ترکِ مستقبل کُن و ماضی نگر
آئندہ کو چھوڑ اور ماضی پر غور کر

لوت ۳ پُوتِ خوردہ راہم یادآر
کھائے ہوئے مرغن کھانوں کو یاد کر

منگر اندر غابرو کم باش زار
مستقبل کو نہ دیکھ اور بد حال نہ بن

قصہ آں گاؤ را یکسوئے نہ
اس بیل کا قصہ ایک طرف رکھ

زاں خروزاں شیرِ نر پیغام دہ
اس گدھے اور نر شیر کا پیغام دے

صَید کردنِ شیرآں خَرر او تشنہ شدنِ شیراز کوشش و رفتن
شیر کا اس گدھے کو شکار کر لینا اور محنت کی وجہ سے شیر کا پیاسا ہو جانا اور چشمہ پر جانا

۱ جوع البقر۔ وہ مرض ہے جس میں انسان کا کسی حالت میں پیٹ نہیں بھرتا ہے۔ لمتر۔ موٹا فربہ۔ گھبراہٹ جمع۔ چراگاہ۔ سالہا۔ ایک عرصہ دراز تک اس بیل کی یہی حالت رہی کہ دن کو کھا کر موٹا ہو جاتا اور رات کو کل کی فکر میں دبلا ہو جاتا اور کبھی یہ نہ سوچا یہ خوف بیجا ہے اتنے سال گذر گئے اور مجھے بہر حال روز خوراک حاصل ہو رہی ہے۔

۲ ہیچ۔ وہ کبھی یہ نہیں سوچتا کہ کسی روز بھی روزی کم نہیں مل رہی ہے تو میں غم کیوں کروں۔ نفس۔ انسان کے نفس کو یہ بیل سمجھو اور دنیا کو یہ جنگل۔ کہ جب انسان اسی فکر میں گھستا ہے کہ کل کو کیا کھاؤں گا۔ ترک۔ انسان کو چاہیے کہ ماضی پر نظر رکھ کر مستقبل کی فکر چھوڑ دے۔

۳ لوت۔ یہ یاد رکھ کہ کس قدر غذا میں کھاتا رہا ہے۔ خدا اسی طرح دے گا۔ آئندہ کی فکر میں صید کردن۔ شیر نے گدھے کو شکار کر لیا اس محنت میں شیر کو پیاس لگی تو وہ پانی پینے چلا گیا لومڑی نے اس وقفہ میں گدھے کا دل، جگر، گردہ کھا لیا شیر نے آ کر دریافت کیا کہ دل گردہ کہاں ہے تو لومڑی نے جواب دیا اگر گدھے کے دل گردہ ہوتا ہے تو وہ تیرے پہلے حملہ کے بعد دوبارہ بھاگنے سے تیرے پاس کیسے آ جاتا۔

به چشمه تا آب خورد تا باز آمدنِ شیر روباه جگر بَندو دل و گردهٔ

تاکہ پانی پیے ، شیر کے واپس آنے تک لومڑی گدھے کا جگر اور دل اور گردہ کھا چکی

خَر را خورده بُود که لطیف ترست شیر طلب کرد دل و

تھی کیونکہ عمدہ تھا شیر نے تلاش کیا تو دل و جگر نہ پایا

جگر نیافت از روبه پرسید که دل و جگر و گرده کجاست

لومڑی سے دریافت کیا کہ دل اور جگر اور گردہ کہاں ہے ؟

روبه گفت اگر اُورا دل و جگر بُودے آنچنان سَیاستے که

لومڑی نے کہا ، اگر اس کے دل و جگر ہوتا تو وہ سختی جو اس نے اس دن دیکھی تھی

دیده بُود آں روز بهزار حیله جان بُرده بُود که بر تو باز آمدے

جس سے ہزار حیلہ سے جان بچائی تھی تو تیرے پاس کب آتا ؟

لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي اَصْحَابِ السَّعِيْر

اگر ہم سنتے اور سمجھتے تو دوزخ والوں میں سے نہ ہوتے

بُرد خَر را روبهک تا پیشِ شیر پاره پاره کردش آں شیرِ دلیر

لومڑی گدھے کو شیر کے سامنے لے گئی اس بہادر شیر نے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے

تِشنه شد از کوشش آں سُلطانِ دو رَفت سُوئے چشمه تا آبے خورد

محنت کی وجہ سے وہ درندوں کا بادشاہ پیاسا ہو گیا چشمہ کی جانب گیا تاکہ پانی پی لے

روبهک خورد آں جگر بندو دلش آں زماں چوں فرصتے شد حاصلش

لومڑی اس کا جگر اور دل کھا گئی اس وقت چونکہ اس کو موقع ملا

شیر چوں واگشت از چشمه بخور جُست دَر خر دل نه دل بُد نے جگر

شیر جب چشمہ سے خوراک کی جانب واپس آیا گدھے میں دل ڈھونڈا نہ دل تھا نہ جگر

گفت روبه را جگر کو دل چه شُد که نباشد جانور رازیں دوبُد

لومڑی سے کہا جگر کہاں ہے ، دل کیا ہوا جانور میں یہ دونوں لازمی ہوتے ہیں

گفت اگر بودے ورا دل یا جگر کے بدیں جا آمدے بارِ دگر

اس نے کہا اگر اس کے دل یا جگر ہوتا وہ دوبارہ اس جگہ کب آتا ؟

آں قیامت دیده بود وُرستخیز واں زکوه افتادن و هَول و گریز

اس نے قیامت اور حشر دیکھا تھا وہ پہاڑ سے گرنا اور خوف اور بھاگ دوڑ

۱ لو کنا۔ دوزخی دوزخ میں کہیں گے اگر ہم صحیح بات سن لیتے اور سمجھ جاتے تو آج دوزخ میں نہ ہوتے۔ روبہک۔ ذلیل لومڑی ۔ سلطان دو۔ درندوں کا بادشاہ، شیر۔

۲ روبہک۔ جب شیر پانی پینے چلا گیا۔ تو لومڑی کو موقع مل گیا وہ گدھے کا دل اور جگر کھا گئی۔ شیر۔ شیر نے واپس آ کر دیکھا تو گدھے کا دل و جگر موجود نہ تھا۔

۳ گفت۔ شیر نے لومڑی سے کہا دل اور جگر تو ہر جانور میں ضرور ہوتے ہیں وہ اس گدھے کے کہاں ہیں۔ اگر دوبے لومڑی نے کہا اگر اس گدھے کے دل و جگر ہوتا تو یہ دوبارہ تیرے پاس کیسے آتا۔ آں قیامت اس گدھے نے تیرا قیامت خیز حملہ دیکھا تھا اور پہاڑ پر سے سر کے گرا تھا۔

گر جگر بُودے اُورا یا دل بُدے — بارِ دیگر کے بر تو آمدے

اگر اس کے جگر ہوتا یا دل ہوتا — دوبارہ تیرے پاس کب آتا ؟

چوں نباشد نورِ دل دل نیست آں — چوں نباشد روح جُز گِل نیست آں

جب دل میں نور نہ ہو تو وہ دل نہیں ہے — جب روح نہ ہو تو مٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

آں زجاجے کو ندارد نورِ جاں — بولِ قارورہ است قندیلش مخواں

وہ شیشہ جو جان کا نور نہیں رکھتا — اس کو قندیل نہ کہہ وہ پیشاب کی شیشی ہے

نورِ مصباح ست دادِ ذُوالجلال — صنعتِ خلقست آں شیشہ سفال

چراغ کا نور خدا کی عطا ہے — شیشہ اور دیو لا مخلوق کی کاریگری ہے

لا جَرم ۲ در ظرف باشد اِعتداد — دَر لَہب ہا نبُود اِلّا اتّحاد

لا محالہ ظرف میں تعدد ہے — روشنیوں میں اتحاد کے سوا کچھ نہیں ہے

نورِ شش قندیل چوں آمیختند — نیست اندر نورِ شاں اَعداد و چند

جب چھ قندیلوں کا نور ملا دیا — ان کے نور میں تعدد اور شمار نہیں ہے

آں جہود از ظرفہا مُشرِک شدُست — نور دید آں مومن و مُدرِک شدست

یہودی ظرفوں کی وجہ سے مشرک بن گیا — مومن نے نور دیکھا وہ شناسا بن گیا

چوں نظر بَر رُوح اُفتد مرد را — پس یکے بیند خلیلؑ و مُصطفیٰؐ

چونکہ اس کی نگاہ روح پر پڑتی ہے — اس لئے خلیلؑ اور مصطفیٰؐ کو ایک دیکھتا ہے

چوں نظر بر ظرف اُفتد روح را — پس دو بیند شیثؑ را و نوحؑ را

جب روح کی نظر ظرف پر پڑتی ہے — وہ شیثؑ اور نوحؑ کو دو دیکھتا ہے

جُو کہ آبش ہست جُو خود آں بُود — آدمی آنست کو را جاں بُود

جس نہر میں پانی ہے ، نہر وہی ہے — آدمی وہی ہے جس میں جان ہو

ایں نہ مرد انند لیکن صُورت اند — مُردہ نانند و کُشتہ شہوتند

یہ مرد نہیں ہیں ، یہ صورتیں ہیں — روٹی پر جان دینے والے ہیں اور شہوت پر قربان ہیں

حکایتِ آں راہب کہ روزہا چراغ میگشت درمیان

اس درویش کی حکایت جو دن میں چراغ لئے ہوئے بازار میں چکر لگاتا تھا اس

بازار از سرِّ حالتے کہ اُورا بُود

باطنی حالت کی وجہ سے جو اس کو حاصل تھی

---

۱ گر جگر بودے۔ اگر دل و جگر ہوتا تو یہ دوبارہ نہ آتا۔ چوں نباشد۔ جس عضو کا جو حاصل ہے۔ اگر وہ عضو اپنا کام نہیں کرتا تو گویا وہ عضو ہی نہیں ہے دل میں جب نور نہ ہو تو وہ دل نہیں۔ انسان میں روح نہ ہو تو وہ محض مٹی کا پتلا ہے آں زجاج۔ جس شیشہ میں روشنی نہیں وہ قندیل نہیں بلکہ پیشاب کی شیشی ہے۔ شیشہ۔ یعنی قندیل کا شیشہ۔ سِفال۔ یعنی مٹی کا چراغ۔

۲ لا جرم۔ چراغوں اور قندیلوں میں تعدد اور دوئی ہے ان کی روشنی جو پھیلتی ہے اس میں وحدت ہے۔ آں جہود۔ یہود نے انبیاء کے اجسام پر نظر کی تو ان میں تعدد سمجھا بعض پر ایمان لائے اور بعض کا کفر کر دیا، مومن نے اجسام اور ظروف پر نظر نہ کی بلکہ روح اور نور کو دیکھا جس میں وحدت ہے تو اس کا عقیدہ ہوا کہ لَانُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِہٖ "ہم اس کے رسولوں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے ہیں"

۳ جُو۔ نہر تو وہی ہے جس میں پانی ہو آدمی وہی ہے جس میں روح ہو۔ ایں۔ عوام انسان نہیں ہیں صورتیں ہیں۔ اس کو زندہ بھی نہ سمجھو یہ شہوت اور روٹی کے مقتول ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہی ہے کہ بظاہر انسان بہت ہیں لیکن وہ انسان جن میں انسانیت ہو کمیاب ہیں۔

آں یکے[1] با شمع بر میگشت روز
ایک شخص دن میں چراغ لئے ہوئے گھومتا تھا

گردِ بازار و دلش پُر عشق و سوز
بازار میں اور اس کا دل عشق سوزش سے پر تھا

بُوالفضولے گفت اُورا کاے فلاں
ایک بیہودہ نے اس سے کہا کہ اے فلاں!

ہیں چہ میجوئی بسوئے ہر دُکاں
ہر دُکان کے پاس تو کیا ڈھونڈتا ہے؟

ہیں چہ میگردی تو جُویاں با چراغ
ہائیں، تو چراغ لئے ہوئے کیوں گھومتا ہے؟

درمیانِ روزِ روشن چیست لاغ
روشن دن میں (یہ) کیا مذاق ہے؟

گفت میجُویم بہر سُو آدمے
اس نے کہا میں ہر جانب انسان تلاش کرتا ہوں

کہ بُودے از حیاتِ آں دمے
جو اس سانس کی زندگی سے زندہ ہو

گفت من جُویائے انساں گشتہ اَم
اس نے کہا میں انسان کا جویاں بنا ہوں

می نیابم ہیچ و حیراں گشتہ اَم
میں کسی کو نہیں پاتا ہوں اور حیران ہو گیا ہوں

گفت مردے ہست ایں بازار پُر
(فضولی) مرد نے کہا، یہ بازار بھرا ہوا ہے

مَرد مانند آخر اے دانائے حُر
اے عقلمند آزاد! بالآخر انسان ہی ہیں

گفت خواہم[2] مَرد بر جادہ دورہ
اس نے کہا میں دو راہے راستہ پر انسان چاہتا ہوں

در رہِ خشم و بہنگامِ شرہ
غصہ کے راستہ میں اور حرص کے وقت

وقتِ خشم و وقتِ شہوت مَرد کو
غصہ کے وقت اور شہوت کے وقت انسان کہاں ہے؟

طالبِ مردے دَوانم کو بکو
میں ایسے انسان کی طلب میں کوچہ بکوچہ دوڑتا ہوں

گو دریں دو حال مردے دَر جہاں
دنیا میں ان دو حالتوں میں انسان کہاں ہے؟

تا فدائے اُو کنم امروز جاں
تاکہ آج میں اس پر جان قربان کر دوں

گفت[3] نادر چیز میجوئی و لیک
اس نے کہا تو کمیاب چیز تلاش کرتا ہے لیکن

غافل از حکمِ قضائی نیک نیک
تو (اللہ کی) قضا کے حکم سے بالکل غافل ہے

ناظرِ فرعی ز اصلے بے خبر
تو شاخ کو دیکھنے والا ہے اصل سے بے خبر ہے

فرع مائیم اصلِ اُحکامِ قدَر
ہم شاخ ہیں تقدیر کے احکام اصل ہیں

چرخِ گرداں راقضا گمرہ کُند
قضا گھومنے والے آسمان کو گمراہ کر دیتی ہے

صَد عطارد را قضا اَبلہ کُند
قضا سینکڑوں عطارد کو بے وقوف بنا دیتی ہے

[1] آں یکے۔ ایک خدا کا عاشق دن میں چراغ جلائے ہوئے کچھ ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ ہیں۔ دن میں چراغ کی روشنی سے تلاش کرنا مذاق اور دل لگی کی بات ہے تو چراغ لئے کیا تلاش کر رہا ہے۔ گفت۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ہر جانب ایسے آدمی کی تلاش میں ہوں۔ جو اللہ کی عطا کردہ روح سے زندہ ہو اور مجھے کوئی انسان نہیں ملتا ہے۔ مرد مانند۔ اس بیہودہ شخص نے کہا کہ یہ سارا بازار انسانوں سے پٹا پڑا ہے اور تجھے کوئی انسان نظر نہیں آتا۔

[2] خواہم مرد۔ اس عاشق خدا نے کہا میں ایسے انسان کی تلاش میں ہوں جو دو حالتوں یعنی غصہ اور حرص کے وقت سیدھے راستہ پر چلتا ہو۔ وقت خشم۔ شعر ظفر آدمی اس کو نہ جانیئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا۔ جسے عیش میں یادِ خدا نہ رہی جسے طیش میں خوفِ خدا نہ رہا۔ کو۔ اگر ایسا آدمی مجھے مل جائے تو میں اس پر جان قربان کر دوں۔

[3] گفت۔ اس شخص نے کہا ایسا انسان نادر اور کمیاب ہے اس کا ملنا دشوار ہے تو قضا خداوندی کے حکم سے غافل ہے اور انسان کے افعال کو اس کا اختیاری فعل سمجھتا ہے۔ ناظر۔ انسان کا اپنا اختیار کہاں ہے اصل تو تقدیر خداوندی ہے۔ چرخ۔ تقدیر خداوندی آسمان کو بھی راستہ سے بھٹکا دیتی ہے۔ عطارد ستارہ جو آسمان کا منشی ہے اس کو تقدیر احمق بنا دیتی ہے۔

تنگ[1] گرداند جہانِ چارہ را — آب گرداند حدید و خارہ را
وہ تدبیر کی دنیا کو تنگ کر دیتی ہے — وہ لوہے اور (سنگ) خارہ کو پانی بنا دیتی ہے

اے قرارے دادہ رہ را گام گام — خام خامی خام خامی خام خام
اے (وہ کہ تو نے) قدم بقدم راستہ (طے کرنا) قرار دیا ہے — تو کچا ہی کچا ہے، کچا ہی کچا ہے، کچا، کچا

چوں بدیدی گردشِ سنگ آسیا — آبِ جُورا ہم ببیں آخر بیا
جبکہ تو نے پن چکی کے پتھر کے چکر کو دیکھا ہے — آ بالآخر نہر کے پانی کو بھی دیکھ لے

خاک رادیدی بَر آمد بَر ہوا — درمیانِ خاک بنگر با دَرا
تو نے ہوا پر گرد کو دیکھا ہے — گرد کے درمیان ہوا کو دیکھ لے

دیگ‌ہائے[2] فکر می بینی بجوش — اندر آتش ہم نظرمی کن بہوش
تو نے فکر کی دیگوں کو جوش میں دیکھا ہے — ہوش سے آگ کو بھی دیکھ لے

گفت حق ایوبؑ را در مُکرمت — من بہر موئیت صَبرے دادمت
اعزاز میں اللہ (تعالیٰ) نے (حضرت) ایوب سے فرمایا — میں نے تجھے ہر ہر بال کی برابر صبر دیدیا ہے

ہیں بصَبر خود مُکن چندیں نظر — صَبر دیدی صَبر دادن رانگر
خبردار! اپنے صبر پر زیادہ نظر نہ کر — تو نے صبر دیکھا ہے، صبر دینے کو دیکھ لے

چند بینی گردشِ دولاب را — سَر بروں کن ہم ببیں میراب را
رہٹ کی گردش کو کب تک دیکھے گا؟ — سر باہر کو نکال، پانی والے کو بھی دیکھ لے

تو ہمی گوئی کہ می بینم و لیک — دیدِ آنرا بس علامتہا ست نیک
تو کہتا ہے میں دیکھ رہا ہوں، لیکن — اس کے دیکھنے کی بہت سی علامتیں ہیں

گردشِ[3] کف را چو دیدی مختصر — حیرتت باید بدریا دَر نگر
جب تو نے دریا کے مختصر جھاگ دیکھے — تجھے حیرت درکار ہے، دریا کو دیکھ

آنکہ کف را دید سَر کو باں بُود — وآنکہ دَریا دید اُو حیراں بُود
جس نے جھاگ کو دیکھا اس نے سر پیٹا — جس نے دریا دیکھا وہ حیران ہے

آنکہ کف را دید نیتہا کُند — وآنکہ دَریا دید دل دَریا کُند
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ نیتیں کرتا ہے — اور جس نے دریا دیکھا وہ دل کو دریا بنا لیتا ہے

[1] تنگ۔ تقدیر کے سامنے تدبیر ہیچ ہے لوہے اور سنگ خارہ کو تقدیر پانی کر دیتی ہے۔ اے تو نے یہ سمجھ کھا ہے کہ راستہ تیرے قدم طے کرآئے ہیں یہ تیری خام کاری ہے سب کچھ تقدیر کرتی ہے۔ چون بدیدی۔ تو ظاہر اسباب پر نگاہ رکھتا ہے اور حقیقی سبب سے غافل ہے۔ خاک۔ تو ظاہر پر نظر رکھتا ہے حقیقت اور باطن تجھ سے پوشیدہ ہے۔

[2] دیگہائے۔ جس طرح دیگ بغیر آگ کے جوش نہیں کھاتی اسی طرح اسباب ظاہری بغیر مؤثر حقیقی کے کچھ اثرات نہیں رکھتے ہیں۔ گفت۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے خدا نے انکو بھی یہ حکم دیا تھا کہ اپنے صبر کو نہ دیکھ صبر دینے والے کو دیکھ۔ چند بینی۔ رہٹ کو نہ دیکھ رہٹ چلانے والے کو دیکھ۔ تو ہمی۔ تیرا دعویٰ تو یہ ہے کہ تو حقیقی سبب کو دیکھتا ہے لیکن حقیقی سبب کو دیکھنے والوں کی ایک علامت بھی تیرے اندر نہیں ہے۔

[3] گردش۔ یعنی ان تعینات کی جو بہت تھوڑے ہیں تو نے یہ چہل پہل دیکھی ہے اگر مقام حیرت میں پہنچتا تو دریائے حقیقت ذات باری تعالیٰ پر نظر کرتا۔ آنکہ۔ جو صرف تعینات پر نظر رکھتا ہے اور انکو دریا سے جدا چیز سمجھتا ہے وہ لاحاصل بحثے کرتا ہے۔ جو محض دریائے وحدت پر نظر رکھتا ہے اس کو محمود حیرانی حاصل ہوتی ہے۔ آنکہ۔ جو محض تعینات کو دیکھتا ہے اور اپنے آپ کو بالکل دریائے حقیقت سے جدا سمجھتا ہے اپنے عمل کو اپنی طرف منسوب سمجھ کر مختلف نیتیں اچھی بری کرتا ہے۔ وآنکہ دریا۔ جس نے بحر حقیقت کو دیکھ لیا ہے اس کا دل اس قدر وسیع ہے کہ وہ سب کچھ منجانب اللہ سمجھتا ہے۔

آنکہ اندر جھا دیدہ باشد در شمار
جس نے جھاگوں کو دیکھا وہ گنتی میں ہے

وآنکہ دریا دیدۂ شد بے اختیار
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے اختیار ہو گیا

آنکہ کف رادید در گردش بود
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ چکر میں ہے

وآنکہ دریا دید او بیغش بود
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بے کھوٹ ہے

آنکہ کف رادید بیگارش کند
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس سے بیگار لیتا ہے

وآنکہ دریا دید بردارش کند
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ اس کو سولی پر چڑھا دیتا ہے

آنکہ کف رادید گردد مست ۲ او
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ اس کا مست بنجاتا ہے

وآنکہ دریا دید باشد غرقِ ہو
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ خدا میں غرق ہو جاتا ہے

آنکہ کف را دید آید در سخن
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ باتیں بناتا ہے

وآنکہ دریا دید شد بے ماومن
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ بےخود اور بےانانیت کے ہو جاتا ہے

آنکہ کف رادید پالودہ شود
جس نے جھاگ کو دیکھا وہ صاف کیا جاتا ہے

وآنکہ دریا دید آسودہ شود
اور جس نے دریا کو دیکھا وہ آرام سے ہو جاتا ہے

دعوت کردنِ مسلمان مرمُغے رابا سلام و جوابِ او

مسلمان کا ایک آتش پرست کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا جواب

مرمُغے راگفت مردے کاے فلاں
ایک شخص نے ایک آتش پرست سے کہا اے فلاں!

ہیں مسلماں شوبباش از مومناں
خبردار! مسلمان ہو جا، مومنوں میں سے بنجا

گفت ۳ اگر خواہد خدا مومن شوم
اس نے کہا اگر خدا چاہے گا میں مومن بنجاؤنگا

ور فزاید فضل ہم مُوقِن شوم
اگر زیادہ مہربانی کرے گا صاحب یقین بنجاؤں گا

گفت میخواہد خدا ایمانِ تو
مسلمان نے کہا خدا تجھے مومن بنانا چاہتا ہے

تا رہداز دست دوزخ جانِ تو
تاکہ تیری جان دوزخ کے ہاتھ سے نجات پا جائے

لیک نفسِ نحس وآں شیطانِ زشت
لیکن منحوس نفس اور بد شیطان

می کشندت سُوئے کفران وکُنشت
تجھے کفر اور بت خانہ کی طرف کھینچتے

گفت اے مُنصف چوایشاں غالبند
اس نے کہا اے منصف! جب وہ غالب ہیں

یارِ او باشم کہ باشد زور مند
میں اس کا دوست بنوں گا جو طاقت ور ہو

۱ آنکہ کفہا۔ جو شخص دریائے حقیقت سے غافل ہے اور محض بلبلوں اور جھاگوں کو دیکھ رہا ہے وہ اپنے افعال کو شمار کرتا ہے کہ کچھ اختیاری اور کچھ اضطراری ہیں اور وہ شخص جس کی دریا پر نظر ہے اپنے اختیاری افعال کو نہیں سمجھتا ہے کہ یہ اختیار بھی خدا کا عطا کردہ ہے۔ گردش بود۔ یعنی ایسے شخص کو سکون حاصل نہیں ہوتا۔ بے غش بود۔ یعنی اس کو اطمینان حاصل ہو جاتا ہے۔ بیگارش۔ یعنی دنیا کے دھندوں سے لگتا ہے اور اخروی اجر سے محروم رہتا ہے۔ بردارش کند۔ وہ مخلوق کو فنا کر کے خالق کی خدمت میں لگ جاتا ہے۔

۲ مست او۔ مخلوق میں مست ہو کر خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ غرق ہو۔ یعنی فنا فی اللہ۔ در سخن۔ مصرع۔ آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

۳ گفت۔ اس آتش پرست نے کہا اگر خدا چاہے گا تو میں مومن بن جاؤں گا اور اگر مزید مہربانی ہوئی تو پھر موقن یعنی وہ مومن جس کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہو بن جاؤنگا میخواہد۔ مسلمان نے کہا خدا تجھے مومن بنانا چاہتا ہے۔ تاکہ تجھے دوزخ سے نجات مل جائے لیکن تیرا نفس اور شیطان تجھے کفر اور بت خانے کی جانب کھینچ لیتے ہیں۔

یارِ آں [1] اتانم بُدن کو غالب ست
میں اس کا یار ہوں گا جو غالب ہے

آں طرف افتم کہ غالب جاذب ست
میں اس طرف جھکوں گا جو زیادہ کھینچنے والا ہے

چوں خدا میخواست از من صدقِ ذفت
جب خدا مجھ سے پختہ سچائی چاہتا ہے

خواستش چہ سُود چوں پیشش نرفت
اس کے چاہنے کا کیا فائدہ جبکہ اس کی نہیں چلتی ہے؟

نَفس وشیطاں خواہشِ خود پیش بُرد
نفس اور شیطان کی اپنی خواہش چلی

واں عنایت قہر گشت و خُردو مُرد
وہ مہربانی مغلوب اور ریزہ ریزہ ہو گئی

تو یکے قصرو سَرائے ساختی
تو نے ایک محل اور سرائے بنائی

اندر وصد نقشِ خوش افراختی
اس میں تو نے اچھے نقش بنائے

خواستی مسجد شود آں جائے خیر
تو نے چاہا وہ اچھی جگہ مسجد بنے

دیگرے آمد مَر آنرا ساخت دَیر
دوسرا آیا اس نے اس کو بت خانہ بنا لیا

یا تو [2] با فیدی یکے کرباس تا
یا تو نے سوت بنا تاکہ

خوش بسازی بہرِ پوشیدن قبا
پہننے کے لئے اچھی قبا بنائے

توقبا میخواستی خصم از نَبرد
تو نے قبا (بنانی) چاہی دشمن نے مخالفت سے

رَغمِ تو کرباس را شلوار کرد
تیرے بر خلاف کپڑا کو شلوار کر دیا

چارۂ کرباس چہ بُود جانِ من
اے میری جان! کپڑے کے لئے کیا چارہ ہوگا؟

جُز زبونِ رائے آں غالب شدن
غالب آنے والے کے تابع بن جانے کے سوا

اُوزبوں شُد جُرم ایں کرباس چیست
وہ مغلوب ہو گیا اس کپڑے کی کیا خطا ہے؟

آنکہ اُو مغلوبِ غالب نیست کیست
جو غالب سے مغلوب نہیں ہے وہ کون ہے؟

چوں کسے نا خواہِ اُو بروے براند
جب کسی نے اس کے خلاف اس پر حملہ کیا

خار بُن در ملک و خانہ اُو نشاند
اس کی ملکیت اور گھر میں کانٹوں کی جھاڑی لگا دی

صاحبِ [3] خانہ بدیں خواری بُود
گھر والا اس ذلت میں ہو

کایں چنیں بَروے خلافت میرود
کہ اس طرح کی اس پر حکومت ہو

ہم خَلَق گردم من ار تازہ و نَو م
میں بھی بوسیدہ بن جاؤں گا خولہ تازہ اور نیا ہوں

چونکہ یارے ایں چنیں خوارے شوم
جبکہ میں ایسے کمزور کا دوست بن جاؤں

چونکہ خواہِ نفس آمد مُستعاں
جبکہ نفس کی خواہش مدد گار ہے

تسخر آمد ایں شاء اللہ کاں
تو جو اللہ نے چاہا ہو مذاق ہے

[1] یار۔ آتش پرست نے کہا جبکہ نفس اور شیطان کا چاہا ہو رہا ہے۔ تو وہ ٹکڑے ہے اور مجھے قوی کا ساتھ دینا چاہیے جیسے خدا۔ اگر خدا مجھ سے سچائی چاہتا ہے اور نفس وشیطان کے مقابلہ میں اس کی کچھ نہیں چلتی ہے تو اس کے چاہنے کا کیا فائدہ ہے۔ خُرد و خُرد۔ ریزہ ریزہ تو یکے۔ اگر کوئی ایک اچھا مکان بنا کر اس کو مسجد بنانا چاہے اور کوئی دوسرا اس پر غالب آ کر اس کو بت خانہ بنا دے تو مسجد بنانے والے کی خواہش کا کیا فائدہ ہوا۔

[2] یا تو۔ اگر تو نے کپڑا اس لئے بنا کہ تو اس کی قبا بنائے اور تیرا مخالف آ کر اس کو شلوار بنا دے تو کپڑے کیلئے اس کے سوا اور کیا چارہ ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے چارہ کپڑے کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ غالب کے سامنے مغلوب ہو جائے اور وہ جو کچھ اس کا بنانا چاہے، بنا جائے۔ چوں کے جب کوئی شخص کسی پر غالب ہو جاتا ہے تو اس کا سب کچھ بگاڑ بنتا ہے۔

[3] صاحب خانہ۔ غاصب کے مقابلہ میں گھر کا مالک عاجز ہو جاتا ہے اور اس پر دوسرا حکمرانی کرتا ہے ہم خلق۔ کمزور لاساتھی بھی ذلیل ہوتا ہے۔ چونکہ۔ جب نفس اور شیطان غالب ہو تو یہ کہنا کہ جو اللہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے ایک مذاق کی بات ہے۔

من اگر ننگِ مُغاں یا کافرم
میں اگر آتش پرستوں کے لئے ننگ یا کافر ہوں

آں نیم کہ بر خدا ایں ظن برم
میں وہ نہیں کہ خدا پر اس طرح کا گمان کروں

گر کسے ناخواہِ او ورغمِ او
اگر کوئی اس کی خواہش کے بغیر اور اس کی ذلت کے ساتھ

گردد اندر مُلکتِ او حُکم جُو
اس کی ملک میں حاکم ہو

مُلکتِ اُورا فرو گیرد چنیں
اس کی مملکت پر اس طرح قبضہ جما لے

کہ نیارد دم زدن دم آفریں
کہ دم کو پیدا کرنے والا دم نہ مار سکے

دفعِ او میخواہد و می بایدش
وہ اس کو دفع کرنا چاہے اور اس کو کرنا چاہیے

دیو ہر دم غصّہ می افزایدش
شیطان ہر وقت اس کا غصہ بڑھائے

بندۂ ایں دیو میباید شدن
اس شیطان کا بندہ ہونا چاہیے

چونکہ غالب اُوست در ہر انجمن
جبکہ ہر مجلس میں وہ غالب ہے

تا مبادا[2] ایں گشد شیطان زمن
تاکہ ایسا نہ ہو کہ شیطان مجھ سے کینہ وری کرے

پس چہ دستم گیرد آنجا ذوالمنن
تو اس جگہ خدا میری دستگیری کرے گا؟

آنکہ او خواہد مُرادِ او شود
جو وہ (شیطان) چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے

ازکہ کارِ من دگر نیکو شود
پھر کس دوسرے سے میرا کام اچھا ہو گا

مثلِ شیطان بر درِ رحمٰن

رحمٰن کے در پر شیطان کی مثال

حاش لِلّٰہ ایں شاء اللہ کاں
اللہ پاک ہے جو اس نے چاہا

حاکم آمد در مکان ولا مکاں
وہ مکان اور لا مکان میں حاکم ہے

ہیچکس در ملکِ او بے امرِ او
کوئی شخص اس کے حکم کے بغیر اسکی ملک میں

در نیفزاید سرِ یک تارِ مُو
ایک بال برابر زیادتی نہیں کر سکتا ہے

مُلک[3] مُلک اُوست فرماں آنِ او
سلطنت اسی کی سلطنت ہے، حکم اس کا ہے

کمتریں سگ بر درآں شیطانِ او
اس کا شیطان اس کے دروازہ پر ادنیٰ کتا ہے

تُرکماں راگر سگے باشد بدر
اگر تو کمان کے دروازے پر کتا ہو

بر درش بنہادہ باشد رُوے و سَر
اس کے دروازے پر منہ اور سر رکھے ہوتا ہے

---

۱ من اگر۔ میں خواہ کافر یا آتش پرست ہوں تو میں یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اللہ کا چاہا ہوا نہ ہوا اور شیطان اور نفس کی خواہش پوری ہو۔ گر کسے۔ آتش پرست کہتا ہے کہ میں عقیدہ نہیں رکھ سکتا کہ کوئی شخص خدا کی ملکیت میں اس کے برخلاف حکمرانی کر سکے اور خدا اس کے سامنے دم بھی نہ مار سکے اور خدا دشمن کو دفع کرنا چاہے اور دشمن دفع نہ ہو اور خدا کا غصہ اور بڑھتا رہے۔ بندہ اگر خدا اور شیطان کی یہی حالت ہے تو پھر خدا کی بجائے شیطان کا بندہ بن جانا چاہیے کیونکہ خدا مغلوب اور شیطان غالب ہے۔

۲ تا مبادا۔ اس حالت میں اگر شیطان کی بجائے خدا کی بندگی کی جائے گی تو شیطان دشمن بن جائے گا اور خدا کوئی مدد نہ کر سکے گا۔ آنکہ۔ جب شیطان کا منشاء پورا ہوتا ہے تو پھر شیطان کے علاوہ میرا بھلا اور کون کر سکتا ہے۔ حاش۔ للہ۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کا ارادہ پورا نہ ہو۔ ہیچکس۔ اس کی خدائی میں ایک ذرہ اس کے حکم کے خلاف نہیں ہو سکتا۔

۳ ملک۔ دنیا اور آخرت اس کا ملک ہے شیطان اس کے در کا معمولی کتا ہے۔ ترکمان۔ یہ خانہ بدوش قوم تھی غارتگری اس کا پیشہ تھا حفاظت کے لئے یہ عموماً کتے بھی پالتے تھے گھر کے بچے ان کتوں کی دمیں کھینچتے تھے لیکن اجنبی انسان پر وحشی کتے نر شیر کی طرح حملہ کر دیتے تھے۔

کود کانِ خانہ دُمش میکشند
گھر کے بچے اس کی دم کھینچتے ہیں

باشد اندر دستِ طفلاں خوار مَند
وہ بچوں کے ہاتھوں ذلیل ہوتا ہے

بازا گر بیگانہ مَعبرَ کُند
پھر اگر کوئی اجنبی گذرتا ہے

حملہ بروے ہمچو شیرِ نر کُند
نر شیر کی طرح اس پر حملہ کرتا ہے

کہ[1] اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ شد
کیونکہ "وہ کفار پر سخت ہیں" بن گیا

باولی گُل با عدُو چوں خار شُد
دوست کیساتھ پھول اور دشمن کیساتھ کانٹا جیسا بنگیا

زآب تتماجے کہ دادش تر کماں
پتلے حریرے کی وجہ سے جو تر کمان نے اسے دیا

آنچناں وافی شدست و پاسباں
ایسا وفا دار اور محافظ بنگیا

پس سَگِ شیطاں کہ حق ہستش کُند
تو شیطان کتا جس کو اللہ (تعالیٰ) پیدا کرتا ہے

اندرو صد فکرت و حیلت تند
اس میں سینکڑوں خیال اور حیلے ڈالتا ہے

آبروُہا را غذائے اُو کُند
آبروؤں کو اس کی غذا بناتا ہے

تا بُرد اُو آبروئے نیک و بَد
تاکہ وہ بھلے اور برے کی آبرو اڑا لے جائے

آبِ تتماج ست آبِ رُوئے عام
عوام کی آبرو پتلا حریرہ ہے

کہ سَگِ شیطاں ازاں یابد طعام
کہ شیطان کتا اس سے غذا حاصل کرتا ہے

بَر درِ[2] خر گاہِ قُدرت جانِ اُو
اس کی جان قدرت کے خیمہ کے دروازے پر

چوں نباشد حکم را قُرباں بگو
حکم پر قربان کیسے نہ ہو گی ؟ بتا

گلہ گلّہ از مُرید و از مَرید
مرید اور سرکش جماعت در جماعت

چوں سَگِ باسط ذراعے بالوَصِید
کتے کی طرح چوکھٹ پر بازو پھیلائے ہوئے ہے

بَر درِ کہف الوہیّت چو سَگ
الوہیت کے غار کے دروازے پر کتے کی طرح

ذرّہ ذرّہ امر جُو بر جستہ رگ
ذرہ ذرہ پھڑکتی ہوئی رگ کیساتھ حکم کا طالب ہے

اے[3] سگِ دیو امتحاں میکُن کہ تا
اے شیطان کتے ! امتحان کر کہ کب تک

چوں دریں رہ می نہند ایں خلق پا
اس راستہ میں کس طرح یہ مخلوق پاؤں رکھتی ہے

حملہ میکُن منع میکُن می نگر
حملہ کر ، روک دیکھ

تا کہ باشد مادہ اندر صدق و نَر
کہ سچائی میں کون مادہ اور کون نر ہے ؟

---

[1] کہ اے نبی تو کی یہ حالت تھی کہ مخالفوں اور دشمنوں کے لئے سخت تھے دوستوں کے لئے پھول اور دشمنوں کے لئے کانٹا تھے۔ نرآب۔ تر کمان اس کتے کو پتلا ولیا پلاتا تھا تو وہ اس کا اس قدر وفادار اور محافظ بن گیا۔ پس۔ جب معمولی غذا پانے پر کتا تر کمان کا ایسا فرمانبردار ہے تو شیطان جس کو خدا نے پیدا کی اور طرح طرح کی غذائیں اس کو عطا کرتا ہے۔ وہ شیطان لوگوں کی آبرو سے غذا حاصل کرتا ہے۔

[2] بر در خر گاہ۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں شیطان اس کے حکم پر کیوں قربان نہ ہوگا۔ گلہ گلہ۔ خدا کے دربار میں ہر اراد تمند اور ہر سرکش کتے کی طرح گلے ہاتھ بچھائے ہوئے بیٹھا ہے۔ وصید۔ چوکھٹ صحن۔ مرید۔ سرکش۔ بر در کہف۔ اللہ کے دربار کے غار کے سامنے شیطان کتے کی طرح بیٹھا ہے جس کا ذرہ ذرہ اللہ کے حکم کا منتظر ہے۔

[3] اے سگ۔ اللہ نے شیطان کو اس لئے بٹھا رکھا ہے تا کہ وہ دربار میں پہنچنے والوں کا امتحان کرے اور سچائی کے نر و مادہ کو پہچان لے اور جو سچائی میں مکمل نہیں ہیں ان کو دربار تک نہ پہنچنے دے۔ لہٰذا شیطان کا وجود انسان کے اختیار کے منافی نہ ہوا۔

پس اَعُوذ از بہر چہ باشد چو سگ
گشتہ باشد از ترفع تیز تگ

تو اعوذ کس لئے ہوتی ہے ؟ جب کتا
بڑائی کی وجہ سے تیز دوڑتا ہے

ایں اَعُوذ آنست اے تُرکِ خطا
بانگ بر زن بر سگ و رہ بر کُشا

یہ اعوذ اس لئے ہے کہ اے خطا کے ترک !
کتے کو دھمکا اور راستہ کھولدے

تا بیایم بر درِ خرگاہِ تو
حاجتے خواہم ز جُود و جاہِ تو

تاکہ میں تیرے خیمہ کے در پر آجاؤں
تیری سخاوت اور رتبہ سے حاجت کا سوال کروں

چونکہ تُرک از سطوتِ سگ عاجز ست
ایں اَعُوذ و ایں فغاں ناجائز ست

جبکہ ترک (بھی) کتے کے حملہ سے عاجز ہے
یہ اعوذ اور یہ فریاد بیکار ہے

تُرک ہم گوید اَعُوذ از سگ کہ مَن
ہم ز سگ در ماندہ ام اندر وطن

ترک بھی کہے کہ میں کتے سے پناہ چاہتا ہوں کیونکہ میں
بھی گھر میں کتے سے عاجز ہوں

تو نمی ۲ یاری بدیں در آمدن
من نمی یارم ز در بیروں شُدن

تو اس دروازے تک نہیں آسکتا
میں دروازے سے باہر نہیں نکل سکتا

خاک اکنوں بر سرِ تُرک و قنق
کہ یکے سگ ہر دو را بند و عنق

اب ترک اور مہمان کے سر پر خاک
کہ ایک کتا دونوں کی گردنیں جکڑ دے

حاش لِلّٰہ تُرک بانگے بر زند
سگ چہ باشد شیرِ نرخوں قے کند

خدا پاک ہے ، ترک ایسی ڈانٹ پلائے گا
کتا کیا ہوتا ہے ؟ نر شیر خون کی قے کردے

اے کہ خود را شیرِ یزداں خواندۂ
سالہا شُد با سگے در ماندۂ

اے وہ ! کہ تو اپنے آپ کو خدا کا شیر کہتا ہے
سالوں گذر گئے تو کتے سے عاجز ہے

چوں ۳ کُند ایں سگ برائے تو شکار
چوں شکارِ سگ شُدستی آشکار

یہ کتا تیرے لئے شکار کب کرے گا ؟
جبکہ تو کھلے بندوں کتے کا شکار بن گیا

جواب گفتنِ مومن سنی مر کافرِ جبری را در اثباتِ اختیارِ بندہ

بندہ کا اختیار کے ثابت کرنے میں سنی مومن کا جبری کافر کو جواب دینا

و دلیل گفتن کہ سُنّت راہے باشد کہ کوفتۂ اقدام انبیاء علیہم السلام

اور دلیل بیان کرنا کہ سنت وہی راستہ ہے ، جو انبیاء علیہم السلام کے پاؤں کا روندا

۱ پس اعوذ ۔ تو اعوذ باللہ کی تعلیم اسی لئے دی گئی ہے کہ دربار میں پہنچنے والوں پر اگر شیطان کتا بھونکے تو وہ اعوذ کے مالک کو پکار کر کہیں کہ وہ اپنے کتے کو راستہ سے ہٹادے تاکہ وہ دربار تک پہنچ سکیں ۔ چونکہ ترک خود کتے سے عاجز ہو تو پھر اعوذ پڑھنا بالکل بیکار ہے ۔ ترک ۔ وہ ترک خود کتے سے پناہ مانگتا ہے ۔

۲ تو نمی ۔ ترک یہ کہے کہ کتے کے ڈر سے تو اندر نہیں آسکتا اور میں باہر نہیں نکل سکتا ۔ خاک ۔ ایسے ترک اور مہمان کے سر پر خاک ہو حاش للہ ۔ ترک سے یہ بات بہت بعید ہے کہ وہ کتے سے ڈرے کتا تو درکنار اس کی ڈانٹ سے شیر خون کی قے کردے ۔ ایک انسان جو خلیفۃ اللہ ہے وہ شیطان کے ڈر سے اور مغلوب ہو جائے یہ بری بات ہے ۔

۳ چوں کُند ۔ جب مالک خود کتے سے ڈرے تو کتا اس کے لئے کیا شکار کریگا ۔ سُنّت ۔ جبر و قدر کے معاملہ میں جو صحیح مسلک ہے وہ بین ہے اس کی ایک جانب جبر ہے اس عقیدہ کی رو سے انسان کا کوئی اختیار نہیں ہے جب انسان کو اختیار نہ ہو تو پھر اس کو اللہ کا حکم دینا اور منع کرنا درست نہ ہوگا لہٰذا اس عقیدہ کے مطابق ہمیں تاویل کرنی ہوگی ۔ اور پھر ان تاویلات کے نتیجہ میں جنت اور دوزخ کا انکار لازم آئیگا اسلئے جنت تو اختیاری طور پر حکم بجالانے کا انعام ہے اور دوزخ زمانے والوں کی سزا ہے ۔ اور اس مسلک کی بائیں جانب قدر کا عقیدہ جس کی بنیاد پر انسان کو اپنے افعال کا خالق مانا جاتا ہے اور اللہ کی قدرت کو انسان کی قدرت سے مغلوب ماننا پڑتا ہے ۔ اس کے نتائج جبر کے عقیدے کے نتائج سے بھی بدتر ہیں ۔

وبر یمینِ آں راہ بیابانِ جبرست کہ خود را اختیار نہ بیندو

ہوا ہے اس کے دائیں جانب جبر کے جنگل کا راستہ ہے جو کہ اپنا اختیار نہیں

امرو نہی را مُنکر شود و تاویل کُند و از مُنکر شدُنِ اَمرو نہی

سمجھتا ہے اور امرو نہی کا منکر ہو جاتا ہے اور تاویل کرتا ہے اور امرو نہی کے منکر ہونیسے بہشت

لازم آید انکار بہشت و دوزخ کہ بہشت جَزائے مُطیعانِ

اور دوزخ کا انکار لازم آتا ہے کیونکہ بہشت فرمانبرداروں کی جزاء ہے

اَمرست و دوزخ جَزائے مخالفانِ اَمرو دیگر نگویم کہ بچہ انجامد

اور دوزخ حکم کے مخالفوں کی جزاء ہے میں اور مزید نہیں کہتا کہ کیا نتیجہ

کہ اَلْعَاقِلُ تکْفِیْہُ الْاِشَارَۃُ وبَر یَسارِآں راہ بیابانِ قدرست

نکلتا ہے، عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے اور اس کے بائیں جانب قدر کا جنگل ہے

کہ قدرتِ خالق را مغلوب قدرتِ خلق داند و ازاں فسادہا

جو اللہ کی قدرت کو مخلوق کی قدرت سے مغلوب سمجھتے ہیں اور اس سے وہ

زاید کہ آں مُغِ جبری بَر شمرد

خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جنکو وہ جبری آتش پرست گنا تا ہے

گفتِ[1] مُومن بشنوے جبری خطاب — آنِ خود گفتی نِک آوردم جواب

مومن نے کہا اے جبری! بات سن — تو نے اپنی بات کہہ لی اب میں جواب دیتا ہوں

بازیِ خود دیدی اے شطرنج باز — بازیِ خصمت بہ بیں پہن و دَراز

اے شطرنجی! تو نے اپنی چال دیکھ لی — مخالف کی لمبی چوڑی چال بھی دیکھ لے

نامہء عذرِ خودت بَر خواندی — نامہء سُنّی بخواں چہ ماندی

تو نے اپنے عذر کی کتاب پڑھ دی — سنی کی کتاب بھی پڑھ (کر) تیرا کیا حال ہے؟

نُکتہ گفتی جبر یانہ دَر قضا — سِرِّ آں بشنوز من دَرما جرا

قضا کے بارے میں تو نے جبریوں کا نکتہ بیان کر دیا — معاملہ میں مجھ سے اس کا راز سن لے

اِختیارے[2] ہست مارا بے گماں — حِس را منکر نتانی شدُ عَیاں

یقیناً ہمارے لئے (بھی) اختیار ہے — تو آنکھوں دیکھی حس کا انکار نہیں کر سکتا

اِختیارِ خود ببیں جَبری مشو — رہ رہا کردی براہ آ کج مَرَو

اپنے اختیار کو دیکھ جبری نہ بن — تو نے راستہ چھوڑ دیا راستہ پر آجا، ٹیڑھا نہ چل

[1] گفت۔ سنی مسلمان نے جبر کے عقیدے والے کو جواب دیا۔ جبری۔ وہ شخص جو جبر کا عقیدہ رکھتا ہو۔

[2] اختیارے۔ جبر کے عقیدے میں انسان کے اختیار کا بالکل انکار ہے مولانا انسان کے اختیار کو ثابت کرتے ہیں۔

سنگ ۱ راہر گز نگوید کس بیا — از کلوخے کس کجا جوید وفا
پتھر سے کوئی نہیں کہتا تو آجا — ڈھیلے سے وفا داری کون چاہتا ہے ؟

آدمی راکس نگوید ہیں بپر — یا بیا اے کور خوش در من نگر
انسان سے کوئی نہیں کہتا ، ہاں اڑ — یا اے اندھے ، آ مجھے غور سے دیکھ

گفت یزداں ما علی الاعمیٰ حرج — کے نہد بر کس حرج ربُّ الفرج
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اندھے پر تنگی نہیں ہے — کشادگی کا پروردگار کسی پر تنگی نہیں ڈالتا ہے

کس نگوید سنگ را دیر آمدی — یا کہ چوبا تو چرا بر من زدی
پتھر سے کوئی نہیں کہتا کہ تو تاخیر سے آیا — یا اے لکڑی ! تو نے مجھے کیوں مارا ؟

ایں ۲ چنیں و استہا مجبور را — کس نگوید یا زند معذور را
مجبور سے ایسی جواب طلبیاں — کوئی نہیں کرتا ہے ؟ یا مجبور کو مارے

امر ونہی و خشم وتشریف وعتیب — نیست جز مختار را اے پاک جیب
حکم دینا اور روکنا اور غصہ اور اعزاز اور عتاب — اے پاک دل ! مختار کے سوا کے لئے نہیں ہے

اختیارے ہست در ظلم وستم — من ازیں شیطان ونفس ایں خواستم
ظلم اور ستم میں اختیار ہے — میری مراد نفس اور شیطان سے یہی تھی

اختیار اندر درونت ساکن ست — تا ندید او یوسفے کف را نخست
تیرے اندر اختیار باقی ہے — جبتک اس نے یوسف کو نہیں دیکھا ہاتھ کو زخمی نہیں کیا

اختیارو داعیہ در نفس بود — روش دید انگہ پروبالے گشود
اختیار اور داعیہ نفس میں تھا — ان کا چہرہ دیکھا پھر بال اور پر کھولے

سگ ۳ بخفتہ اختیارش گشتہ گم — چوں شکنبہ دید جنبا نید دم
سوئے ہوئے کتے کا اختیار گم ہو گیا ہے — جب معدہ دیکھا اس نے دم ہلائی

اسپ ہم جو جو کند چوں دید جو — چوں بجنبد گوشت گرز بہ گفت مو
گھوڑا بھی جو جو کرنے لگتا ہے جب جو دیکھتا ہے — جب گوشت ہلتا ہے بلی میاؤں کہتی ہے

دیدن آمد جنبش آں اختیار — ہمچو نفخے ز آتش انگیزد شرار
دیکھنا اس اختیار کی حرکت بنا — اس پھونکنے کی طرح جو آگ سے چنگاریاں اڑاتا ہے

۱ سنگ ۔ انسان کو حکم دیا جاتا ہے پتھر کو کوئی حکم نہیں دیتا ہے معلوم ہوا کہ انسان میں قدرت اور اختیار ہے۔ آدمی را ۔ جس چیز کی انسان میں قدرت اور اختیار نہیں ہے اس کے بارے میں کوئی اس کو حکم نہیں دیتا ہے انسان سے کوئی نہیں کہتا کہ تو آ۔ کس نگوید۔ پتھر سے کوئی کسی طرح مطالبہ نہیں کرتا ہے اس لئے کہ جانتا ہے اس میں کوئی قدرت اور اختیار نہیں ہے۔

۲ ایں چنیں ۔ جس قدر مطالبات ہیں وہ صاحب اختیار وقدرت سے ہیں ، غصہ وغضب حکم اور ممانعت وغیرہ صاحب اختیار سے متعلق ہے۔ اختیار۔ انسان ظلم اور ستم کرنے اور کرتے ۔ جب حکم کرتا ہے تو خود اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے نفس اور شیطان خود انسان کا اپنا ارادہ ہے۔ ساکن ۔ جب تک کسی طرح کا داعیہ پیدا نہیں ہوتا ہے تو انسان کا اختیار خوابیدہ رہتا ہے۔ تا ندید۔ اس سے حضرت یوسف اور مصری عورتوں کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

۳ سگ خفتہ ۔ جب تک کتا ہڈی نہیں دیکھتا تو سوتا رہتا ہے ہڈی دیکھ کر دم ہلانا شروع کر دیتا ہے یہی حال انسان کے اختیار اور قدرت کا ہے جب تک کوئی داعیہ نہیں ہے وہ خوابیدہ ہے جب کوئی داعیہ ہوگا تو بیدار ہو جائے گا۔ جو جو کند۔ یعنی گھوڑا ہنہناتا ہے۔ مو۔ یعنی بلی میاؤں میاؤں کرتی ہے۔ دیدن۔ اس داعیہ کو دیکھنا اختیار کو بیدار اور متحرک بنا دیتا ہے۔

پس بجُنبد اختیارت چوں بلیس
شد دلالہ آردت پیغام و لیس

تو تیرا اختیار حرکت میں آجاتا ہے، جب شیطان دلالہ بنتا ہے، تیرے پاس دیس کا پیغام لاتا ہے

چونکہ مطلوبے بریں کس عرضہ کرد
اختیار خُفتہ بکُشاید نبرد

جب اس شخص پر مطلوب پیش کیا سویا ہوا اختیار جنگ شروع کر دیتا ہے

واں فرشتہ خیرہا بر رغمِ دیو
عرضہ دارد میکُند در دل غریو

فرشتہ، شیطان کے بر خلاف بھلائیاں پیش کرتا ہے، دل میں شور برپا کر دیتا ہے

تا بجُنبد اختیارِ خیرِ تو
زانکہ پیش از عرضہ خُفتہ استایں دو خُو

تاکہ تیرا بھلائی کا اختیار حرکت میں آئے کیونکہ پیش کرنے سے پہلے یہ دونوں خصلتیں سوئی ہوتی ہیں

پس فرشتہ و دیو گشتہ عرضہ دار
بہر تحریکِ عُروقِ اختیار

تو فرشتہ اور شیطان دونوں [illegible] والے بنے اختیار کی رگوں کو حرکت میں لانے کے لئے

می ۲ شوود الہا مہا وَ وسوسہ
اختیارِ خیر و شرّت دہ کسہ

وسوسہ یعنی الہاموں کی وجہ سے بچاتا ہے تیرا خیر اور شر کا اختیار دس مردوں والا

وقتِ تحلیلِ نماز اے با نمک
زاں سلام آور دباید بر ملک

اے ملیح! نماز ختم کرنے کے وقت اسی لئے فرشتوں کو سلام کرنا چاہیے

کہ ز الہام و دُعائے خوبِ تاں
اختیارِ ایں نمازم شُد رواں

کہ تمہاری اچھی دعا اور الہام سے اس نماز کا برا اختیار ختم ہو گیا

بازاز ۳ بعدِ گنہ لعنت کُنی
بر بلیس ایرا کہ ازوے منحنی

پھر گناہ کے بعد تو لعنت کرتا ہے شیطان پر کیونکہ تو اسی وجہ سے کبڑا بنا

ایں دو ضد عرضہ کنندہ در سرار
در حجابِ غیب آمد عرضہ دار

در پردہ یہ دو متضاد پیش کرنے والے ہیں غیب کے پردے میں پیش کرنیوالے ہیں

چونکہ پردہ غیب بر خیزد ز پیش
توبہ بینی رُوی دلّالانِ خویش

جب غیب کا پردہ سامنے سے اٹھ جائیگا تو اپنے دلالوں کا چہرہ دیکھ لے گا

وز سخن شاں واشناسی بے گزند
کاں سخن گو در حجاب لنہا بُدند

اور تو بلا تکلف ان کی گفتگو کو پہچان لے گا کہ پردے میں گفتگو کرنے والے یہی تھے

۱ پس بجُنبد۔ شیطان تیرے معشوق کا پیغام لاتا ہے تو دلالہ کا کام کرتا ہے اور تیرا خوابیدہ اختیار حرکت میں آجاتا ہے اور جنگ شروع کر دیتا ہے۔ واں۔ فرشتہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ شیطان کے برخلاف خبریں پیش کر کے دل میں خلجان پیدا کرتا ہے تاکہ شر کی بجائے خیر والا اختیار بیدار ہو جائے پس۔ غرضکہ فرشتہ اور شیطان تو تیرے اندرونی اختیار کو متحرک کرتے ہیں اختیار تیرے اندر موجود ہوتا ہے۔

۲ می شود۔ جو اختیار خود انسان میں موجود ہوتا ہے وہ فرشتوں کے الہام اور شیطانوں کے وسوسوں کے ذریعہ قوی ہو جاتا ہے۔ وقت تحلیل۔ جس وقت نمازی سلام پھیرتا ہے تو فرشتوں کی بھی نیت کرتا ہے اس لئے کہ انہی کی ترغیب اور الہام سے اس نے نماز ادا کی ہے۔

۳ باز۔ گناہ کے بعد انسان شیطان پر اسی وجہ سے لعنت بھیجتا ہے کہ اس کے وسوسہ کی وجہ سے وہ گناہوں میں مبتلا ہوا اور اس نے کجروی اختیار کی۔ ایں دو۔ یعنی فرشتہ اور شیطان۔ چونکہ۔ حشر میں جبکہ دنیوی زندگی کا یہ حجاب ختم ہو جائے گا تو فرشتہ اور شیطان کو خود دیکھ لے گا اور جو پس پردہ ان کی باتیں تھیں ان کے ذریعہ تو ان کی شخصیتوں کو پہچان لے گا۔

دیو[1] گوید اے اسیرِ طبع و تن
شیطان کہے گا اے طبیعت اور جسم کے قیدی!
عرضہ میکردم نہ کردم زور مَن
میں نے پیش کیا تھا، میں نے مجبور نہ کیا تھا

واں فرشتہ گویدت من گفتمت
اور وہ فرشتہ تجھ سے کہے گا میں نے تجھ سے کہہ دیا تھا
کہ ازیں شادی فزوں گردد غمت
کہ اس خوشی سے تیرے رنج میں اضافہ ہو گا

آں فلاں روزت نگفتم من چناں
کیا میں نے فلاں روز تجھ سے ایسا نہ کہا تھا؟
کہ ازاں سُو یست رہ سُوئے جناں
کہ جنتوں کا راستہ اس جانب ہے

ما مُحِبِّ جان و روح افزائے تو
ہم جان کو پیارا لگنے والے تیری روح کو بڑھانے والے ہیں
ساجدان و مخلصِ بابائے تو
تیرے باوا کے مخلص اور سجدہ کرنے والے ہیں

ایں زمانت خدمتے ہم میکنم
میں اس وقت بھی تیری خدمت کر رہا ہوں
سُوئے مخدومی صلایت میزنم
مخدوم بننے کی جانب تجھے بلاتا ہوں

آں گرہ بابات را بُودہ عدیٰ
وہ گروہ تیرے باوا کا دشمن تھا
وز خطابِ اُسجُدُ وا کردہ اِبا
اور "سجدہ کرو" کے حکم سے اس نے انکار کیا تھا

آں[2] گرفتی وانِ ما انداختی
تو نے وہ لے لیا اور ہماری بات کو نظر انداز کر دیا
حقِ خدمت ہائے ما نشناختی
تو ہماری خدمتوں کے حق کو نہ پہچانا

ایں زماں مارا وایشاں راعیاں
اب ہمیں اور ان کو آنکھ سے
درنگر بشناس از لحن و بیاں
دیکھ لے، لہجے اور گفتگو سے پہچان لے

نیم شب چوں بشنوی زاریِ دوست
جب تو آدھی رات کو دوست کی آہ و زاری سنتا ہے
چوں سخن گوید سحر دانی کہ اوست
جب وہ صبح کو بات کرتا ہے تو جان لیتا ہے کہ وہ وہی ہے

وَر دو کس[3] در شب خبر آرد ترا
اگر رات میں دو شخص تیرے پاس خبر لائیں
روز از گفتن شناسی ہر دورا
دن میں بات کرنے سے تو دونوں پہچان لیتا ہے

بانگِ شیر و بانگِ سگ شب در رسید
رات کو شیر کی آواز اور کتے کی آواز آئی
صورتِ ہر دو ز تاریکی ندید
تو نے اندھیرے کی وجہ سے دونوں کی صورت نہ دیکھی

روز شد چوں باز در بانگ آمدند
دن نکلا، پھر جب وہ بولے
پس شناسد شاں ز بانگ آں ہوشمند
تو وہ ہوشمند آواز سے ان کو پہچان لیتا ہے

[1] دیو۔ وہاں شیطان تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے دل میں وسوسہ ہی تو ڈالا تھا تجھے مجبور تو نہ کیا تھا۔ فرشتہ۔ فرشتہ تجھ سے کہہ دے گا کہ میں نے تیرے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس گناہ کی لذت اور خوشی بہت سے غموں کا سبب بنے گی۔ آں فلاں۔ فرشتہ یہ بھی کہے گا کہ فلاں روز میں نے تجھے جنت کا راستہ بتایا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ ہم تمہارے خیر خواہ ہیں اور تمہارے باپ حضرت آدم کو سجدہ کرنے والے ہیں۔ ایں زمانت۔ فرشتہ یہ بھی کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے تمہارے باپ کی خدمت کی تمہاری خدمت کرتے ہیں اور نیک راستہ بتا کر تجھے مخدوم بنانا چاہتے ہیں۔ آں گرہ۔ فرشتہ نے یہ بھی کہا کہ یہ شیاطین کی جماعت تمہارے باپ کی بھی دشمن تھی اور ان کو سجدہ کرنے سے اس نے انکار کیا تھا۔

[2] آں گر۔ فرشتہ کہہ دے گا کہ تو نے ہمارا کہنا نہ مانا اور شیطان کا کہنا مانا۔ ایں زماں۔ پہلے تو نے ہمیں دیکھا۔ نہ تھا آواز سنی تھی۔ اب آواز سے آواز ملا کر ہمیں پہچان لے ہم وہی ہیں یا نہیں ہیں۔ نیم شب۔ اندھیرے میں اگر کوئی تم سے بات کرتا ہے تو دن میں اس کی آواز سے پہچان جاتے ہو کہ رات میں بات کرنے والا شخص یہی تھا۔

[3] وردو کس۔ رات میں جو شخص باتیں کرتے ہیں دن میں انکی آواز پہچان کر تم متعین کر لیتے ہو کہ ان دونوں میں سے فلاں بات فلاں شخص نے کہی اور فلاں بات فلاں شخص نے کہی تھی رات میں اگر کتے اور شیر کی آواز سنی تھی تو دن میں جب دونوں کی آوازوں کو سنتا ہے تو جان جاتا ہے کہ رات کی فلاں آواز شیر کی تھی اور فلاں کتے کی تھی۔

مخلص[1] اینکہ دیو و روح عرضہ دار
خلاصہ یہ ہے کہ شیطان اور فرشتہ پیش کرنیوالے

ہر دو ہستند از تتمۂ اختیار
دونوں اختیار کا تکملہ ہیں

اختیارے ہست در ما ناپدید
ہم میں چھپا ہوا اختیار ہے

چوں دو مطلب دید آید در مزید
جب دو مطلب دیکھتا ہے جوش میں آتا ہے

اُو ستاداں کود کاں را میزند
استاد بچوں کو پیٹتے ہیں

آں ادب سنگ سیہ را کے کنند
یہ سزا کالے پتھر کو کب دیتے ہیں ؟

ہیچ گوئی سنگ را فردا بیا
تو کبھی پتھر کو کہتا ہے ، کل آنا

ور نیائی من دہم بدرا سزا
اگر تو نہ آئے گا تو میں برے کو سزا دوں گا

ہیچ عاقل مر کلوخے را زند
عقلمند انسان کبھی ڈھیلے کو مارتا ہے

ہیچ با سنگے عتابے کس کند
کوئی کبھی پتھر پر غصہ کرتا ہے

در خرد جبر از قدر رسوا ترست
عقلاً ، جبر قدر سے زیادہ برا ہے

زانکہ جبری حسِ خود را منکر ست
کیونکہ جبری اپنے حس کا منکر ہے

منکرِ حس نیست آں مرد[2] قدر
قدری انسان حس کا منکر نہیں ہے

فعلِ حق حسی نباشد اے پسر
اے بیٹا ! اللہ (تعالیٰ) کا کام حس میں نہیں آتا

منکرِ فعلِ خداوندِ جلیل
خداوند جلیل کے فعل کا منکر

ہست در انکار مدلولِ دلیل
دلیل کے نتیجہ کے انکار میں (مبتلا) ہے

آں بگوید دُود ہست و نار نے
وہ کہتا ہے ، دھواں ہے اور آگ نہیں ہے

نورِ شمعے بے ز شمع روشنے
شمع کی روشنی بغیر شمع کے روشن ہے

ویں[3] ہمیں بیند معین نار را
اور یہ جبری آگ کو موجود دیکھتا ہے

نیست میگوید پئے انکار را
انکار کے لئے "نہیں ہے" کہتا ہے

جامۂ اش سوزد بگوید نار نیست
اس کا کپڑا جلتا ہے ، کہتا ہے آگ نہیں ہے

جامہ اش دوزد بگوید تار نیست
اس کا کپڑا سیتا ہے ، کہتا ہے دھاگا نہیں ہے

پس تسفسط آمد ایں دعوئ جبر
یہ جبر کا دعویٰ سو فسطائیت ہے

لا جرم بدتر بود زیں رُوز گبر
اس اعتبار سے وہ لا محالہ دہریہ سے بدتر ہے

[1] مخلص ۔ بات کا خلاصہ یہ نکلا کہ انسان نیکی اور بدی کرنے میں با اختیار ہے، مجبور نہیں ہے وہ اختیار پوشیدہ ہوتا ہے۔ مقصد کے سامنے آجانے پر اس اختیار میں مزید طاقت آجاتی ہے۔ اوستاداں۔ استاد بچہ کو مختار سمجھ کر غلطی پر مارتا ہے، پتھر چونکہ مجبور محض ہے اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ ہیچ۔ پتھر کو مجبور مان کر نہ کوئی شخص اس کو حکم دیتا ہے نہ اس کو سزا کا مستحق سمجھتا ہے۔ در خرد۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جبر کا عقیدہ تو قدر کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے کیونکہ جبر کے عقیدہ کی بنیاد پر انسانی فعل کا انکار لازم آتا ہے جو محسوس چیز ہی ہے تو گویا جبری اپنے ایک محسوس کا منکر ہے۔

[2] مرد قدر۔ قدری شخص جو اپنے آپ کو خود مختار مانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ اللہ کے ایک فعل کا منکر ہے جو حسی چیز نہیں ہے۔ منکر۔ قدری شخص جو اللہ تعالیٰ کے بندے کو اختیار عطا کرنے کا منکر ہے وہ صرف ایک نظری دلیل کے نتیجہ کا منکر ہے۔ آں بگوید۔ جبری عقیدے کا نتیجہ تو یہ ہے کہ وہ کہتا ہے دھواں موجود ہے مگر آگ کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے۔ اور موم بتی کا نور ہے لیکن موم بتی کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ خود بہ خود موجود ہو گیا ہے

[3] ویں۔ جبری محسوس کا انکار کرتا ہے تو گویا آگ کو دیکھتے ہوئے آگ کے وجود کا انکار کرتا ہے کپڑا آگ سے جل رہا ہے اور آگ کا انکار کرتا ہے دھاگے سے کپڑا سل رہا ہے اور دھاگے کا انکار کرتا ہے۔ پس تسفسط۔ جبر کا عقیدہ تو سوفسطائی عقیدہ پر مبنی ہے جو اشیاء کو موجود نہیں مانتا بلکہ اشیاء کے وجود کو وہم اور خیال کہتا ہے اور یہ سوفسطائی عقیدہ دہریہ کے عقیدہ سے بھی بدتر ہے۔

گبر گوید ہست عالم نیست ربّ — یار بے گوید کہ نبود مستجب
دہر یہ کہتا ہے عالم موجود ہے خدا نہیں ہے — یا رب کہتا ہے جو قبول نہیں ہوتا ہے

ایں ہمی گوید جہاں خود نیست ہیچ — ہست سو فسطائی اندر پیچ پیچ
یہ کہتا ہے کہ دنیا خود کچھ نہیں ہے — سو فسطائی ، پیچ و تاب میں ہے

جملۂ عالم مُقرّر اختیار — امر و نہی ایں بیارو آں میار
اختیار کا سارا جہاں مقر ہے — حکم دینا اور منع کرنا یہ لا اور وہ نہ لا

اُو ہمی ۲ گوید کہ امر و نہی لاست — اختیارے نیست ایں جملہ خطاست
وہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور منع کچھ نہیں ہے — کوئی اختیار نہیں ہے یہ سب غلط ہے

حِس را حیواں مُقرست اے رفیق — لیک ۳ ادراکِ دلیل آمد دقیق
اے دوست ! حس کا حیوان مقر ہے — لیکن دلیل کا ادراک دقت طلب ہے

زانکہ محسوس ست مارا اختیار — خوب می آید برو تکلیفِ کار
کیونکہ ہمارا اختیار محسوس ہے — اس کی بنیاد پر کام کا مکلف بنانا مناسب ہے

درکِ وجدانی چوں اختیارد اضطرار و خشم و اصطبارو
باطنی احساس جیسے کہ اختیار اور اضطرار اور غصہ اور صبر کرنا اور

سیری و نا ہار بجائے حِس ست کہ زرد از سرخ بداں فرق
پیٹ بھرنا اور بھوک ، حس کے قائم مقام ہے جو کہ زرد کو سرخ سے

کُند و خُرد از بزرگ و تلخ از شیریں و مُشک از سرگیں و درشت
اور چھوٹے کو بڑے سے اور کڑوے کو میٹھے سے اور مشک کو گوبر سے اور سخت

از نرم و سَرد از گرم وسوزاں از شیر گرم وتَر از خشک و لمس
کو نرم سے سرد کو گرم سے اور جلانے والے کو ٹھنڈے سے اور تر کو خشک سے اور دیوار

دیوار از لمس درخت پس مُنکر وجدانی منکر حِس باشد و زیادہ
کے چھونے کو درخت کے چھونے سے فرق کرتی ہے تو باطنی احساس کا منکر حس کا منکر ہوگا

کہ وجدان از حِس ظاہر ترست زیرا کہ حِس راتواں بستن و
اور اس سے بھی بڑھ کر کیونکہ باطنی احساس حس سے بڑھ کر ہے کیونکہ حس کو احساس کرسکے باندھا

منع کردن از احساس و بستنِ راہ و مَدخَلِ و جدانیات
اور روکا جا سکتا ہے اور باطنی احساسات کے راستہ اور مدخل کو بند کرنا ممکن نہیں ہے

۱ گبر گوید۔ دہریہ اختیاری حالت میں عالم کو موجود مانتا ہے خدا کا منکر ہے لیکن اضطراری حالت میں خدا کو بھی پکارنے لگتا ہے۔ اور سوفسطائی عالم کے وجود ہی کا منکر ہے۔ جملۂ عالم دنیا کے سب انسان انسان کے اختیار کے قائل ہیں اسی لیے ایک دوسرے کو حکم دیتا ہے اور منع کرتا ہے اگر مخاطب کو مختار نہ سمجھتے تو نہ حکم دیتے نہ منع کرتے۔

۲ او۔ جبری یہ کہتا ہے کہ حکم دینا اور روکنا سب غلط ہے انسان کو کرنے نہ کرنے میں کوئی اختیار حاصل نہیں ہے۔ حس۔ حیوانات تک حس کے قائل ہیں لیکن جبری اس کا انکار کرتا ہے۔

۳ لیک۔ قدری جو بندہ کو مختار مطلق قرار دیتا ہے وہ دلیل جیسی دقیق چیز کا منکر ہے لہٰذا جبری قدری سے بے عقلی میں بڑھا ہوا ہے۔ زانکہ انسان کا مختار ہونا بالکل حسی چیز ہے اسی بنا پر وہ مکلف قرار دیا گیا ہے۔

را ممکن نیست وَ الْعَاقِلُ تَکْفِیْہِ الْاَشَارَۃُ

ممکن نہیں ہے اور عقلمند کے لئے اشارہ کافی ہے

دَرکِ[1] وجدانی بجائے حِسِ بُود
باطنی احساس حس کی جگہ ہے

ہر دو در یک جدول اے عم میرود
اے چچا! دونوں ایک گول میں جاتے ہیں

نغزمی آید بر و کن یا مکن
اسی پر بھلا بنتا ہے کر یا نہ کر

امر و نہی و ماجرا ہا در سخن
حکم دینا اور منع کرنا اور بات میں واقعات

ایں کہ فردا ایں کنم یا آں کنم
یہ کہ کل یہ کروں گا، یا وہ کروں گا

ایں دلیلِ اختیارست اے صنم
اے پیارے! یہ اختیار کی دلیل ہے

واں پشیمانی کہ خوردی زاں بدی
اور وہ شرمندگی جو تو نے بدی سے اٹھائی

ز اختیارِ خویش گشتی مُہتدی
اپنے اختیار سے تو ہدایت یاب بنا

جُملہ[2] قرآں امر و نہی ست و وعید
سارا قرآن امر اور نہی اور ڈر ادا ہے

امر کردن سنگِ مر مر را کہ دید
سنگ مرمر کو حکم کرنا، کس نے دیکھا ہے؟

ہیچ دانا ہیچ عاقل ایں کند
کوئی بھی سمجھدار کوئی عقلمند یہ کرتا ہے

با کلوخ و سنگ خشم و کیں کند
ڈھیلے اور پتھر سے غصہ اور کینہ کرتا ہے؟

کہ بگفتم کہ چنیں کن یا چناں
کہ میں نے کہا تھا ایسا کر یا ویسا

چوں نکر دید اے موات و عاجزاں
اے مردود اور عاجزو! تم نے کیوں نہ کیا؟

عقل[3] کے حکمے کند بر چوب سنگ
لکڑی اور پتھر کو عقل کب حکم دیتی ہے؟

مردِ چنگی کے زند بر نقش چنگ
چنگ بجانیوالا چنگ کی تصویر کو کب بجاتا ہے؟

کاے غلام بستہ دست اشکستہ پا
کہ اے ہاتھ بندھے، پاؤں ٹوٹے ہوئے غلام!

نیزہ بر گیر و بیا سوئے وغا
نیزہ تھام اور جنگ کی جانب آ

خالقے کو اختر و گردوں کند
وہ خالق جس نے ستارے اور آسمان بنایا

امر و نہی جاہلانہ چوں کند
جاہلوں کا سا حکم دینا اور منع کرنا کب کرتا ہے؟

[1] درک۔ علم۔ وجدانی وہ علم جو وجدان کے ذریعہ حاصل ہو وجدان نفس اور اس کی باطنی قوتوں کو کہا جاتا ہے۔ مولانا کے فرمانے کا خلاصہ یہ ہے کہ کچھ معلومات تو وہ ہیں جو بذریعہ وجدان، انسان کو حاصل ہوتی ہیں۔ جیسا کہ مجبور ہونا مضطر ہونا یا غصہ اور صبر کرنا اور کچھ معلومات وہ ہیں جو بذریعہ حواس حاصل ہوتی ہیں جیسا کہ کسی چیز کا چھوٹا بڑا ہونا یا کڑوا میٹھا ہونا وغیرہ تو وجدانی معلومات ایسی ہی ہیں جیسا کہ وہ معلومات جو حواس کے ذریعہ ہوتی ہیں بلکہ وجدانیات، محسوسات سے زیادہ بڑھی ہوئی ہیں کیونکہ محسوسات کا ذریعہ حواس ہیں اور حواس انسان معطل کر سکتا ہے لیکن وجدان کو معطل کرنا ممکن نہیں ہے تو جو شخص کسی وجدانی معلوم کا انکار کرے تو وہ محسوس کے منکر کی طرح ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ احمق ہے تو اس لحاظ سے جبریہ فرقہ جو انسان کے اختیار کا منکر ہے جو کہ ایک وجدانی چیز ہے قدریہ فرقہ سے زیادہ احمق ہے۔ جدول۔ گول۔ ایں کہ۔ انسان کا یہ کہنا کہ کل یہ کروں گا اختیار کی دلیل ہے۔

[2] جملہ قرآں۔ قرآن میں جس قدر اوامر اور نواہی ہیں وہ سب انسان کے اختیار کی بنیاد پر ہیں پتھر، ڈھیلا جن میں کوئی اختیار نہیں ہے ان کو نہ کوئی حکم دیتا ہے نہ ان کو کسی کام سے منع کرتا ہے۔

[3] عقل۔ جن چیزوں میں اختیار نہیں ہے ان کو کوئی حکم نہیں دیا جاتا اے چنگ کی تصویر میں جبکہ بجنے کا اختیار نہیں ہے اس کو کوئی نہیں بجاتا ہے۔ کاے۔ جس غلام کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہیں اس کو جنگ میں جا کر نیزہ بازی کا کوئی حکم نہیں دیتا ہے۔ خالقے۔ اللہ تعالیٰ جس کی حکمت سے ستارے اور آسمان بنا اس سے یہ بھلا فعل کیسے صادر ہو سکتا ہے کہ وہ غیر مختار کو حکم دے یا منع کرے۔

اِحتمالِ [1] عجز از حق راندی
تو نے اللہ تعالیٰ سے عاجزی کا احتمال رفع کیا

جاہل و گیج و سفیہش خواند
اور اس کو جاہل اور احمق اور بیوقوف کہہ دیا

عجز نبود در قدر و رخود شود
قدر (کے عقیدہ) میں عجز (لازم) نہیں آتا ہے اور اگر آئے

جاہلی از عاجزی بد تر بود
جہالت ، عجز سے بدتر ہے

ترک [2] میگوید قنق را از کرم
مہربانی سے ترک مہمان سے کہتا ہے

بے سگ و بے دلق آسوئی درم
میرے دروازے کی جانب بغیر کتے اور گدڑی کے آجا

وز فلاں سُو اندر آہیں با اَدب
خبردار! فلانے دروازے سے ادب کیساتھ اندر آجا

تا سگم بند دز تو دندان و لب
تاکہ میرا کتا تجھ سے ہونٹ اور دانت بند رکھے

تو بعکسِ آں کُنی بر در روی
تو اس کا الٹا کرتا ہے دروازے پر جاتا ہے

لا جرم از زخم سگ خستہ شوی
لا محالہ کتے کے زخم سے خستہ ہو جاتا ہے

آنچناں [3] رو کہ غلاماں رفتہ اند
وہ روش اختیار کر جو غلام اختیار کرتے ہیں

تا سگش گردد حلیم و مہر مند
تاکہ اس کا کتا بردبار اور مہربان بن جائے

تو سگے با خود بری یا روبہے
تو اپنے ساتھ کتا یا لومڑی لے جاتا ہے

سگ بشور داز بنِ ہر خر گہے
ہر خیمہ میں سے کتا بھڑک جاتا ہے

غیرِ حق گر نباشد اختیار
(اگر) خدا کے علاوہ (کسی کو) اختیار نہ ہو

خشم چوں می آیدت بر جرم دار
تو تجھے مجرم پر غصہ کیوں آتا ہے ؟

چوں ہمی خائی تو دنداں بر عدو
تو دشمن پر دانت کیوں پیستا ہے ؟

چوں ہمی بینی گناہ و جرم ازو
تو اس کی خطا کیوں سمجھتا ہے ؟

گر ز سقفِ خانہ چوبے بشکند
اگر گھر کی چھت کی کوئی لکڑی ٹوٹ جائے

بر تو اُفتد سخت مجروحت کند
تجھ پر گرے تجھے بہت زخمی کر دے

ہیچ خشمے آیدت بر چوبِ سقف
تجھے چھت کی لکڑی پر کوئی غصہ آتا ہے ؟

ہیچ اندر کینِ اُو باشی تو وقف
تو کبھی اس سے کینہ کرنے میں مبتلا ہو گا ؟

---

[1] احتمال۔ جبری کا یہ خیال ہے کہ اگر نفس و شیطان کو مشیت خداوندی کے تابع نہ مانا جائے تو پھر اللہ تعالیٰ کا عجز اور مغلوبیت تسلیم کرنی پڑے گی۔ لیکن انسان کو مجبور قرار دیکر اس نے اللہ تعالیٰ کو جاہل اور احمق ٹھہرایا کہ اختیار کے نہ ہوتے ہوئے وہ امر و نہی کرتا ہے۔ عجز نبود۔ اگر انسان کو مختار مانا جائے تو اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا اس لئے کہ بندہ کا اختیار مشیت کے تابع ہے اگر بالفرض لازم بھی آئے تو بندہ کے غیر مختار ہونے کی صورت میں خدائی امر و نہی سے جو خدا کا جہل اور سفاہت لازم آتی ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔

[2] ترک۔ مولانا نے ترک اور کتے اور آنے والے مہمان کی تشبیہ دے کر سمجھایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ نے بندہ کو ایسے راستے بتا دیئے ہیں کہ شیطان کا ان میں کوئی دخل نہیں ہے بندہ ان راستوں کو اپنے اختیار سے چھوڑتا ہے تو شیطان کی مداخلت شروع ہو جاتی ہے اس صورت میں انسان پر نہ اللہ کی جانب سے جبر ہے نہ شیطان کی جانب سے اور نہ شیطان پر جبر ہے شیطان اللہ کا ایک کتا ہے اور وہ انکو ستاتا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر نہیں چلتے ہیں۔

[3] آنچناں۔ انسان اللہ کے بتائے ہوئے راستہ پر چلے گا تو شیطان اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا مہمان، غلاموں کی طرح ترک کے خیمہ میں آئے گا۔ تو کتا اس کو نکالے گا۔ تو سگے۔ انسان غلط روی اختیار کر کے شیطان سے تکلیف اٹھاتا ہے۔ غیر حق۔ جبریہ کے عقیدہ کے مطابق اگر انسان مجبور محض ہے تو پھر خطا اور پر غصہ کیوں کرتا ہے۔ گر ز سقف۔ اگر چھت کی لکڑی سے تکلیف پہنچتی ہے تو انسان اس کو غیر مختار سمجھ کر کبھی اس پر غصہ نہیں کرتا ہے۔ ہیچ۔ جس چیز میں اختیار نہیں ہے اگر اس سے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو انسان کو کبھی غصہ نہیں آتا ہے۔

که چرا بَر من زدو دستم شکست
کہ وہ میرے کیوں لگی اور میرا ہاتھ توڑ دیا ؟

یا چرا بَر من فتادو کرد پست
یا وہ مجھ پر کیوں گری اور گرا دیا ؟

اُو عدُو و خصم جانِ من بُدست
وہ میری جان کی دشمن اور مخالف تھی

قاصداً در بندِ خونِ من شُدست
قصداً میرے خون کی درپے ہوئی ہے

کو دکانِ [1] خُرد راچوں میزنی
تو چھوٹے بچوں کو کیوں پیٹتا ہے ؟

چوں بزرگاں رامنزہ میکنی
جبکہ تو بڑوں کو (اختیار سے) مبرا سمجھتا ہے

آنکہ دُزد دو مالِ تو گوئی بگیر
جو شخص تیرا مال چراتا ہے تو کہتا ہے پکڑ لے

دَست و پایش راببر سازش اسیر
اسکے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈال اس کو قید کر لے

وانکہ قصدِ عورتِ تومی کُند
جو تیری بیوی کا قصد کرتا ہے

صَد ہزاراں خشم از تو میدَمد
(اسپر) تیرے لاکھوں غصے پھوٹ پڑتے ہیں

گر بیاید [2] سیل وَرَختِ تو بُرد
اگر سیلاب آئے اور تیرا سامان (بہا) لے جائے

ہیچ باسیل آورد کینے خرد
کوئی عقل سیلاب سے کینہ وری کرتی ہے

دَر بیاید بادو دستارت رَبود
اگر ہوا آئے اور تیری پگڑی (اڑا) لیجائے

کے تُرابا باد دل خشمے نمُود
تیرا دل ، ہوا پر کب غصہ کرتا ہے

خشم دَر تو شدُ بیانِ اِختیار
تیرا غصہ کرنا اختیار کا بیان بنا

تا نگوئی جبریانہ اِعتذار
تاکہ تو جبریوں کی طرح بہانہ نہ کر سکے

گر شُتر باں [3] اُشترے رامیزَند
اگر اونٹ والا اونٹ کو مارتا ہے

آں شتر قصدِ زننده میکُند
تو وہ اونٹ مارنے والے کا قصد کرتا ہے

خشمِ اُشترنیست باں چوبِ اُو
اونٹ کا غصہ اس کی لاٹھی پر نہیں ہے

پس ز مختاری شتر بُردست بُو
تو اونٹ نے بھی مختار ہونے کا پتہ لگا لیا ہے

ہمچنیں سَگ گر برونگے زَنی
اسی طرح کتا اگر تو اس کے پتھر مارے

بر تو آرد حَمله گردد منثی
تیرے اوپر حملہ کرتا ہے پلٹتا ہے

سَنگ راگر گیرد از خشمِ تواَست
وہ اگر پتھر کو پکڑتا ہے تو تیرے اوپر غصہ کیوجہ سے ہے

کہ تو دوری و ندارد بر تو دَست
کیونکہ تو دور ہے اور وہ تجھ پر قابو نہیں پاتا ہے

عقلِ حیوانی چودانست اختیار
حیوانی عقل نے جب اختیار کو سمجھ لیا

ایں مگو اے عقلِ انساں شرمدار
اے انسانی عقل! شرم کر تو اس (جبر) کی قائل نہ ہو

[1] کودکاں۔ جبری انسان بچوں کو تعلیم وتربیت کے لئے پیٹتا ہے۔ بزرگاں۔ وہی جبری انسان بڑوں کو اختیار سے منزہ سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جبری انسان کا جب مال چوری ہوتا ہے تو وہ چور کو پکڑواتا ہے۔ وانکہ۔ جبری انسان کی بیوی پر اگر کوئی بدنظر ڈالتا ہے تو اس کو غصہ آتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ وہ چور کو اور اس بدنظر کو مختار سمجھتا ہے۔

[2] گر بیاید۔ پانی کے سیلاب اور ہوا پر اس جبری کو غصہ نہیں آتا ہے۔ چونکہ سمجھتا ہے کہ یہ چیزیں اختیار سے خالی ہیں۔ خشم۔ جبری کا دوسروں پر غصہ کرنا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس کو مختار سمجھتا ہے۔

[3] گر شتر باں۔ اونٹ تک یہ سمجھتا ہے کہ لاٹھی میں اختیار اور ارادہ نہیں ہے مارنے والے میں ہے لہٰذا اس پر حملہ کرتا ہے۔ سگ۔ کتا بھی ڈھیلے پر غصہ نہیں کرتا ڈھیلا مارنے والے پر غصہ کرتا ہے اگر ڈھیلے پر اس کا غصہ ہے تو دراصل وہ مارنے والے پر غصہ ہے جو اس کی دوری کی وجہ سے ڈھیلے پر اتارتا ہے۔ عقل حیوانی جبکہ اونٹ اور کتا بھی انسان کو مختار سمجھتا ہے تو جبری کو اس عقیدے سے شرم کرنی چاہیے۔

روشن[1] است ایں لیک از طمعِ سُحُور — آں خورندہ چشم می بندد ز نُور
یہ (بات) واضح ہے لیکن سحری کے لالچ میں — وہ کھانے والا روشنی سے آنکھ بند کر لیتا ہے

چونکہ کُلّی میلِ اُوناں خورد نیست — رُو بتاریکی کُند کہ روز نیست
چونکہ اس کی پوری خواہش روٹی کھانے کی ہے — اندھیرے کی طرف منہ کر لیتا ہے کہ دن نہیں ہے

حرص چوں خورشید را پنہاں کُند — چہ عجب گر پشت بر بُرہاں کُند
لالچ جب سورج کو چھپا دیتا ہے — کیا تعجب ہے اگر دلیل کی طرف پشت کر لے

ایں مَثَل بشنو مشو مُنکر بداں — اختیارِ خویش را در امتحاں
یہ مثل سن لے اس کے باوجود منکر نہ بن — امتحان کے وقت اپنے اختیار کا

حکایت[2] دزد کہ با شحنہ گفت کہ آنچہ کردم تقدیر خدا بود و
حکایت اس چور کی جس نے کوتوال سے کہا کہ جو کچھ میں نے کیا خدائی تقدیر تھی اور

جوابِ شحنہ و ہم دَر بیانِ تقریرِ اختیارِ خلق و ہم بیانِ آنکہ
کوتوال کا جواب نیز مخلوق کے اختیار کو ثابت کرنے کے بیان میں نیز اس کا بیان کہ

تقدیر و قضا سبب کُنندہ اختیارست و سَلب کُنندہ اختیار نیست
تقدیر اور قضا اختیار کو سبب بنانیوالے ہیں اور اختیار کو سلب کرنیوالے نہیں ہیں

گفت دُزدے شحنہ را کاے پادشاہ — آنچہ کردم بُود آں حُکم آلہ
ایک چور نے کوتوال سے کہا اے حاکم! — جو کچھ میں نے کیا، وہ خدا کا حکم تھا

گفت شحنہ آنچہ من ہم میکنم — حکمِ حق ست اے دو چشم روشنم
کوتوال نے کہا میں بھی جو کر رہا ہوں — اے میرے پیارے! خدا حکم ہے

از دُکانے گر کسے تُربے بُرَد — کایں ز حکمِ ایزدست اے با خرد
کسی دکان سے اگر کوئی شخص مولی لے جائے — کہ اے عقلمند! یہ خدا کے حکم سے ہے

برسَرش[3] کوبی دو سہ مُشت اے کرہ — حکمِ حق ست ایں کہ اینجا باز نہ
دو تین گھونسے اس کے سر پر مار کہ اے نالائق! — خدا کا حکم ہے کہ اس جگہ واپس رکھ

دَر یکے ترہ چوں ایں عذرائے فضول — می نیاید پیش بقّالے قبول
اے بیوقوف! ایک ترکاری کے بارے میں جبکہ یہ عذر — سبزی فروش کے لئے قابل قبول نہیں

تو بدیں عذر اعتمادے می کُنی — گردِ مارو اژدھائے میتنی
تو اس عذر پر بھروسہ کرتا ہے — سانپ اور اژدھے کے گرد چکر لگاتا ہے

[1] روشن۔ جبری کی مثال اس شخص کی سی ہے جو سحری کھانے کے لالچ میں صبح صادق اور سورج سے منہ موڑ لے۔ حرص۔ انسان کی حرص سورج کو مخفی کر دیتی ہے تو دلیل کو مخفی کر دینا تو سہل ہے۔

[2] حکایت۔ اس حکایت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو اپنے افعال کا اختیار حاصل ہے۔ شحنہ۔ کوتوال۔ تقدیر۔ تقدیر خداوندی انسانی اختیار کو فعل کا سبب بنانی ہے۔ اختیار کو سبب نہیں کرتی ہے۔ پادشاہ۔ یعنی کوتوال۔ حکم آلہ۔ یعنی تقدیر خداوندی میکنم۔ یعنی میں تجھے جو سزا دے رہا ہوں۔ ترب۔ مولی۔

[3] برسرش۔ اس چور کو مار اور کہہ دے کہ یہ بھی خدا کی تقدیر ہے مولی اسی جگہ لا کر رکھ دے۔ ترہ۔ ترکاری۔ دو سہ مشت۔ جب سبزی فروش کے یہاں بھی عذر مقبول نہیں ہے تو اس بھروسہ پر نہ ہوں کہ ارتکاب کس قدر حماقت ہے۔ بقال۔ سبزی فروش۔ مار۔ یعنی گناہ جس کے نتیجہ میں سانپ اور بچھو ڈسیں گے۔

از چُتیں عُذرائے سلیم[1] نانبیل — خون و مال و زَن ہمیکردی سَبیل
اے بیوقوف ، کمینے ! ایسے عذر سے — تو نے جان اور مال اور بیوی کو قربان کر دیا

ہر کسے پس سبلت توبر کند — عذر آرد خویش را مضطر کند
پھر تو ہر شخص تیری مونچھیں نوچے گا — عذر کرے گا اپنے آپ کو مجبور ٹھہرائے گا

حکم حق گر عآرمی شاید ترا — پس بیاموزدبدہ فتویٰ مرا
اگر اللہ تعالیٰ کے حکم کا عذر تیرے لئے مناسب ہے — تو مجھے سکھا دے اور فتویٰ دیدے

کہ مرا صَد آرزو و شہوت ست — دستِ من بستہ زبیم و ہَیبت ست
کیونکہ میری بھی سینکڑوں آرزوئیں اور خواہشیں ہیں — خوف اور ہیبت سے میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں

پس[2] کرم کُن عُذر را تعلیم دہ — بر کُشا از دَست و پائے من گرہ
تو مہربانی سے مجھے عذر کرنا سکھا دے — مجھ مجبور کے ہاتھ اور پاؤں کھول دے

اِختیارے کردۂ تو پیشۂ — کاختیارے دارم و اندیشۂ
تو نے ایک پیشہ اختیار کیا ہے — (اور تو سمجھتا ہے) کہ میں اختیار اور سمجھ رکھتا ہوں

ورنہ چوں بگزیدۂ آں پیشہ را — از میانِ پیشہا اے کدَ خدا
ورنہ تو نے وہ پیشہ کیوں اختیار کیا ؟ — اے صاحب ! سب پیشوں میں سے

چونکہ آید نوبتِ نفس و ہَوا — بیست مَردہ اختیار آید ترا
جب نفس اور خواہش کی نوبت آتی ہے — تجھ میں بیس مردوں کا اختیار آجاتا ہے

چوں بَرَد یک حَبہ از تو یار سُود — اِختیارِ جنگ دَر جانت کشُود
جب دوست تجھ سے ایک رتی کا فائدہ اٹھا لیجاتا ہے — تو تیری جان میں لڑائی کا اختیار کشادہ ہو جاتا ہے

چوں[3] بیاید نوبت شکرو نعم — اختیارت نیست از سنگے تو کم
جب شکر اور نعمتوں کی باری آتی ہے — تجھے اختیار نہیں ہے تو پتھر سے کم ہے

دوزخت را عذر ایں باشد یقیں — کاندریں سوزش مرا معذور بیں
تیرے لئے دوزخ کا بھی یہ عذر یقینی ہے — کہ اس جلانے میں مجھے معذور سمجھ

کس بدیں حجت چو معذورت نداشت — وز کف جلاد ایں دورت نداشت
اس دلیل سے تجھے کسی نے معذور نہ رکھا — اور جلاد کے ہاتھ سے تجھے اس نے دور نہ رکھا

[1] سلیم۔ احمق۔ نانبیل۔ کمینہ خون۔ یعنی جبر کے عقیدہ کے مطابق تیرا سب کچھ لیکر عذر کیا جا سکتا ہے۔ اور لینے والا اپنے آپ کو مجبور ظاہر کر کے بری ہو سکتا ہے۔ حکم حق۔ یعنی گناہ کے سلسلہ میں اگر حکم کہہ کر عذر کیا جا سکتا ہے تو مجھے بھی یہ عذر سکھا دے میرے دل میں بھی بہت سے گناہوں کی تمنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ڈر اور خوف سے میں نہیں کر سک رہا ہوں۔

[2] پس۔ تیری بڑی مہربانی ہوگی اور مجھ مجبور کو آزادی حاصل ہو جائے گی۔ اختیار۔ انسان اپنے لئے کوئی پیشہ اختیار کرتا ہے۔ یہ اس کے اختیار کی دلیل ہے چونکہ۔ جبری انسان خواہش نفسانی کا ارادہ کرتا ہے۔ تو ہیں۔ انسانوں کا اختیار اس میں آجاتا ہے اگر اس کا ایک رتی کا کوئی نقصان کر دیتا ہے تو لڑائی کا اختیار پورے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

[3] چوں بیاید۔ جس وقت خدا کی اطاعت و عبادت کا معاملہ آتا ہے پھر جبری کہتا ہے کہ میں مجبور ہوں اور اپنے آپ کو پتھر سے بھی زیادہ غیر مختار ظاہر کرتا ہے۔ دوزخت۔ جب جہنم کی آگ میں جلے گا تو وہ بھی یہی کہے گی کہ میں جلانے میں مجبور ہوں۔ کس۔ جبری کے اس عذر کو دنیا میں کسی نے تسلیم نہیں کیا اور وہ سزا کے وقت جلاد کے ہاتھ سے اس عذر کی بنا پر نہ چھوٹ سکا اور دنیا کا نظم اسی انصاف سے قائم ہے کہ جبری کا عذر قبول نہ کیا جائے تو آخرت کو بھی اسی پر قیاس کر لینا چاہیے۔

پس بدیں دادور جہاں منظوم شد — حالِ آں عالم ہمت معلوم شد
تو اس مصنف (حاکم) سے دنیا کا کا منظم ہو گیا — اس عالم کا حال بھی تجھے معلوم ہو گیا

حکایت ہم دَر جوابِ جبری و اثباتِ اختیار و صحتِ اَمرو
نیز حکایت جبری کے جواب میں اور اختیار ثابت کرنے اور حکم دینے اور روکنے کی
نہی و دربیانِ آنکہ عُذرِ جَبری دَر ہیچ ملتے و دینے مقبول
صحت کے بارے میں اور اس بیان میں کہ جبری کا عذر کسی ملت اور دین میں مقبول
نیست و مُوجبِ خلاص نیست از سَزائے آں کارکہ
نہیں ہے اور اس کام کی سزا سے جو اس نے کیا ہے ، چھٹکارے کا سبب
کردہ است چنانکہ خلاص نیافت ابلیس [1] بداں کہ گفت
نہیں ہے چنانچہ شیطان اس قول کی وجہ سے کہ
رب بِمَا اَغْوَیْتَنِیْ وَالْقَلِیْلُ یَدُلُّ عَلَی الْکَثِیْر
"خدا تو نے مجھے گمراہ کیا" چھٹکارا نہ پا سکا اور تھوڑا بہت پر دلالت کرتا ہے

آں یکے میرفت بالائے درخت — می فشاند اُو میوہ را دُز دانہ سخت
ایک شخص درخت پر چڑھا — چوروں کی طرح بہت پھل جھاڑنے لگا
صاحبِ باغ آمد و گفت اے دَنی — از خدا شرمیت کُو چہ میکُنی
باغ والا آیا اور اس نے کہا اے کمینے ! — خدا سے تیری شرم کہاں گئی ، تو کیا کر رہا ہے ؟
گفت [2] از باغِ خدا بُندہ خدا — گر خورد خُرما کہ حق کردش عطا
اس نے کہا اللہ تعالیٰ کے باغ سے خدا کا بندہ — اگر کھجوریں کھا رہا ہے جو کہ اس کو خدا نے دی ہیں
عالمیانہ چہ ملامت میکُنی — بخل بَر خوانِ خُداوندِ غنی
جاہلوں کی طرح تو کیا ملامت کر رہا ہے — بے نیاز خدا کے دستر خوان پر بخل کر رہا ہے
گفت [3] اے ایبک بیاور آں رَسَن — تا بگویم من جوابِ بو الحسن
اس نے کہا اے غلام ! رسی لے آ — تاکہ میں (اس) بھلے کا جواب دوں
پس بستبش سخت آندم بر درخت — میزد اُو بر پشت وساقش چوب سخت
پھر اسوقت اس نے اس کو درخت سے کس کر باندھ دیا — اس کی کمر اور پنڈلی پر سخت لاٹھی مارنے لگا
گفت آخر از خدا شرمے بدار — می کشی ایں بیگنہ را زار زار
اس نے کہا ، آخر خدا سے شرم کر — تو اس بے قصور کو بری طرح سے مار رہا ہے

[1] ابلیس۔ شیطان نے بھی اپنی گمراہی پر اپنے جبر کا عذر پیش کیا تھا اور کہا تھا کہ میری گمراہی میری اختیاری نہیں ہے لیکن اس کا عذر مقبول نہ ہوا۔ دز دانہ چوروں کی طرح ۔ دنی۔ کمینہ۔

[2] گفت۔ پھل جھاڑنے والے نے کہا کہ باغ خدا کا ہے اور میں خدا کا بندہ ہوں اللہ نے مجھے چھوارے عطا کیے ہیں تو جاہلوں کی طرح مجھے کیوں ملامت کرتا ہے تو خدائی دستر خوان پر بخل کرتا ہے۔

[3] گفت۔ باغ والے نے اپنے نوکر کو بلایا کہ رسی لے آ ، میں اس کا جواب اس کو دے دوں گا اور رسی سے اس نے اس کو درخت سے باندھ کر مارنا شروع کر دیا۔ گفت۔ پھل چرانے والے نے کہا کہ تو خدا سے شرم کر مجھ بے گناہ کو کیوں مارے ڈالتا ہے۔

گفت[1] آکز چوبِ خدا ایں بندہ اش — میزند بر پشت دیگر بندہ خوش
اس نے کہا خدا کی لاٹھی سے یہ اس کا بندہ — دوسرے بندے کی کمر پر خوب مار رہا ہے

چوبِ حق و پشت و پہلوآنِ اُو — من غلامِ آلت و فرمانِ اُو
لاٹھی اللہ تعالیٰ کی ، کمر اور پہلو اللہ تعالیٰ کا — میں اس کے آلے اور حکم کا غلام ہوں

گفت توبہ کردم از جبر اے عیار — اختیارست اختیارست اختیار
اس نے کہا اے خالص ! میں نے جبر سے توبہ کی — اختیار ہے ، اختیار ہے ، اختیار

اختیارت اختیارش ہست کرد — اختیارش چوں سوارے زیر گرد
تیرے اختیار کو اس کے اختیار نے پیدا کیا — اس کا اختیار گرد کے نیچے کے سوار کی طرح ہے

اختیارش اختیارِ ما کند — امر شُد[2] بر اختیارے مُستند
اس کا اختیار ہمارے اختیار کو پیدا کرتا ہے — حکم کا مدار اختیار پر ہے

حاکمی بر صورتِ بے اختیار — ہست ہر مخلوق را در اقتدار
بے اختیار صورت پر حکومت کرنا — قادر ہونے میں ہر مخلوق کو (حاصل) ہے

تا کشد بے اختیارے صید را — تا بَرد بگرفتہ گوش اُو زید را
حتیٰ کہ وہ بے اختیار شکار کو کھینچ لیجاتا ہے — حتیٰ کہ زید کا کان پکڑ کر لے جاتا ہے

لیک بے ہیچ آلتے صُنعِ صَمَد — اختیارش را کمندِ او کند
لیکن اللہ (تعالیٰ) کی کاریگری بغیر کسی آلہ کے — اسکے اختیار کو اس کا پھانسہ بنا دیتی ہے

اختیارش[3] زید را قیدش کند — بے سگ و بے دام چوں صیدش بُوَد
زید کا اختیار اس کو قید کر دیتا ہے — وہ بغیر کتے اور جال کے شکار جیسا بنجاتا ہے

آں دروگر حاکمِ چوبے بُوَد — واں مُصوِّر حاکمِ خوبے بُوَد
بڑھئی ، لکڑی پر حاکم بن جاتا ہے — مصور ، حسین کا حاکم بن جاتا ہے

ہست آہنگر بر آہن قیمے — ہست بنّا ہم بر آلت حاکمے
لوہار ، لوہے پر حاکم ہے — معمار بھی اوزار پر حاکم ہے

نادرا باشد کہ چندیں اختیار — ساجد آیدز اختیارش بندہ وار
عجب بات ہے کہ اس قدر اختیار — اس (اللہ تعالیٰ) کے اختیار سے غلام کیطرح سجدہ کرنے والے ہیں

[1] گفت۔ باغ والے نے کہا کہ لاٹھی بھی خدا کی ہے میں بھی خدا کا بندہ ہوں تیری کمر اور پہلو بھی خدا کا ہے میں تجھے اللہ کے حکم سے مار رہا ہوں تو اس میں کیا برائی ہے۔ گفت۔ اس پر وہ جبری چور توبہ کرنے لگا اور بندے کے اختیار کا قائل ہو گیا۔ اختیارت۔ قدریہ کے عقیدہ کے خلاف مولا فرماتے ہیں کہ بندہ کا اختیار بھی اختیار خداوندی کا عطا کردہ ہے۔ بندہ کا اختیار ظاہر ہے اور حضرت حق تعالیٰ کا اختیار پوشیدہ ہے۔

[2] امر شد۔ جبریہ کے عقیدے کے خلاف مولانا فرماتے ہیں کہ تمام احکام اور نواہی کا مدار اختیار پر ہے جو بندہ کو حاصل ہے اسی لئے امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے۔ "لا جبر ولا قدر ولکن امر بین امرین" یعنی نہ تو انسان مجبور ہے۔ نہ مختار محض بلکہ معاملہ بین بین ہے۔ حاکمی۔ بے اختیار پر تو ہر مخلوق حکمرانی کرتی ہے لہٰذا اللہ کی صفت خاصہ نہیں ہے۔ لیک۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے کہ وہ مختار پر بغیر کسی آلہ کے خود اس کے اختیار کو اس کی کمند بنا دیتا ہے اور اس کو پھانس دیتا ہے۔

[3] اختیارش۔ اللہ تعالیٰ کی صفت خاصہ ہے۔ کہ وہ انسان کو خود اس کے اختیار سے بغیر کسی آلہ کے شکار کر لیتا ہے۔ دروگر۔ بڑھئی۔ خوبے۔ یعنی کسی حسین کی تصویر۔ بنا معمار۔ نادرا۔ اگر غیر مختار بندوں پر اللہ کی حکومت ہوتا اس میں کوئی ندرت نہیں ہے ندرت تو یہی ہے کہ بندہ مختار ہوتے ہوئے اس کے اختیار کا غلام ہے۔

قدرتِ [1] تو بر جمادات از نبرد
خصومت کی وجہ سے بے جان چیزوں پر تیری قدرت

کے جمادی را از آنہاں نفی کرد
ان کے بے جان ہونے کی کب نفی کرتی ہے؟

قُدرتش بر اختیارات آنچناں
اس اللہ تعالیٰ کی قدرت اختیارات پر اسی طرح

نفی نکند اختیار اے را ازآں
اس سے اختیار کی نفی نہیں کرتی ہے

خواستش میگوئی برجہ کمال
اس (اللہ تعالیٰ) کے ارادہ کا اہل کمال کے طریقہ پر قائل بن

کہ نباشد نسبتِ جبر و ضلال
تا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب جبر اور گمراہی کی نسبت نہو

چونکہ گفتی کفرِ من خواہِ ویست
جب تو نے یہ کہا کہ میرا کفر اس کی منشاء ہے

خواہِ خود را نیز ہم میدانکہ ہست
تو اپنی منشاء کو بھی سمجھ لے کہ وہ ہے

زانکہ [2] بیخواہِ تو خود کفرِ تو نیست
کیونکہ تیری منشاء کے بغیر خود تیرا کفر ہی نہیں ہے

کفر بیخواہش تناقض گفتنی ست
"بغیر منشاء کے کفر کرنا" متضاد بات کہنا ہے

امر عاجز را قبیح ست و ذمیم
عاجز کو حکم دینا برا اور نا پسند ہے

خشم بد تر خاصہ از ربِّ رحیم
غصہ کرنا زیادہ برا ہے خصوصاً رحیم پروردگار کی جانب سے

گاو گر یوغے نگیرد میزنند
بیل اگر جوا نہیں لیتا ہے مارتے ہیں

ہیچ گاوے کو نپرّد شُد نزنند
بیل نہ اڑے تو وہ یاجز ہے

گاوَ چوں معذور نبود در فضول
بیکار (معاملہ) میں جب بیل معذور نہ ہوا

صاحبِ گاواز چہ معذوردوست وَوَل
(تو) بیل والا کس وجہ سے معذور اور احمق ہے؟

چوں [3] نہ رنجور سَر رابر مَبند
جبکہ تو بیمار نہیں ہے سر کو نہ کس

اختیارت ہست بر سَبلت مخند
تجھے اختیار ہے مذاق نہ اڑا

جہد کُن کز جام حق یابی نوی
کوشش کرتا کہ خدائی جام سے تو تازگی حاصل کرلے

بیخود وبے اِختیار آنگہ شوی
پھر تو بے خود اور بے اختیار ہو جائیگا

آنگہ آں مے را بُود کُل اختیار
تب اس شراب کو پورا اختیار ہو گا

تو شوی معذورِ مُطلَق مَست وار
تو مدہوش کی طرح بالکل معذور ہو جائے گا

---

[1] قُدرت۔ جو چیز ماہیت کے لوازم میں سے ہے وہ ماہیت سے جدا نہیں ہوتی ہے۔ جماد کے بے اختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے اسی طرح انسان کا بااختیار ہونا اس کی ماہیت کے لئے لازم ہے انسان کی جمادات پر قدرت جمادات کے بے اختیار ہونے کو سلب نہیں کرتی ہے اسی طرح اللہ کا اختیار اور قدرت انسان کے اختیار کو فنا نہیں کرتا ہے۔ خواستش۔ انسانی افعال میں انسان کی مشیت اور ارادہ کو بھی دخل ہے جو مشیت خداوندی کے تابع ہے وَمَا تَشَاؤُنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ اور تم نہیں چاہتے مگر وہ جو اللہ چاہے اگر تم ایسا نہ ہو گے تو اللہ تعالیٰ کی طرف جبر اور گمراہ کرنے کی نسبت ہو جائے گی۔

چونکہ۔ جب جبری انسان یہ کہتا ہے کہ میرا کفر کرنا اللہ کی مشیت سے ہے تو کفر کرنے کا اس نے اقرار کیا اور کفر وہ ہے جو انسان اپنے ارادہ اور اختیار سے کرے تو گویا اس جبری نے اپنے اختیار کا اقرار کرلیا۔

[2] زانکہ۔ اپنے ارادہ سے اللہ کا انکار کرنا کفر ہے بلا اختیار کے انکار کرنا کفر نہیں ہے تو انسان اپنے کفر کا اقرار کرے اور پھر اپنا اختیار نہ مانے یہ دو متضاد باتیں ہیں۔ امر۔ عاجز کو حکم دینا بری بات ہے خدا اس سے منزہ ہے۔ گاؤ۔ بیل کو جوا کھینچنے کا اختیار حاصل ہے جو نہ کھینچنے پر پیٹتا ہے۔ نہ اڑنے پر اس کو کوئی نہیں مارتا ہے۔ گاؤ۔ لغو کام میں جب بیل کو معذور نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے مالک کو کیسے معذور سمجھا جاسکتا ہے۔

[3] چوں ب۔ جبری معذور ہے وہ غلط طریقہ پر عذر کرتا ہے۔ جہد کن۔ ہاں انسان [illegible] کے ذریعہ

فنا فی اللہ کا مقام حاصل کرلیتا ہے۔ تو پھر بیشک وہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔ مے۔ جب وہ وحدت کی شراب پی کر مست ہو جاتا ہے۔ تو معذور سمجھا جاتا ہے۔

هر چه گوئی گفته مے باشد آں
ہر چہ روئی رُفتہ وے باشد آں
تو جو کچھ کہے گا وہ شراب کا کہا ہوا ہو گا
تو جو کچھ جھاڑے گا اس کا جھاڑا ہوا ہو گا

کے کُند آں مست جز عدل و صواب
کہ ز جامِ حق کشیدست اُو شراب
وہ مست بالانصاف اور صواب کے علاوہ کب کچھ کرتا ہے؟
کیونکہ اس نے خدائی جام سے شراب پی لی ہے

جادواں فرعون را گفتند بیست
مست را پروائے دست و پائے نیست
جادو گروں نے فرعون سے کہہ دیا، ٹھہر جا
مست کو ہاتھ اور پاؤں کی پروا نہیں ہے

دست پاوئے ما مئے آں واجدست
دستِ ظاہر سایہ اَست و کاسدست
ہمارے ہاتھ اور پاؤں اس خدا کی شراب (محبت) ہے
ظاہری ہاتھ سایہ ہے اور کھوٹا ہے

چوں بسر پُر شد ز جام اُو مُدام
خانۂ دل رافرو گیرد تمام
جب اس کے جام کی شراب سر میں بھر جاتی ہے
دل کے گھر کو پوری طرح گھیر لیتی ہے

معنی ۲ ما شاء اللہ کان یعنی خواست خواست اُوست و رضا
جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضا مندی
رضائے اُو واز خشم و ردِّ دیگراں دل تنگ نباشید کان
اسی کی رضا مندی ہے تم دوسروں کے غصہ اور رد سے رنجیدہ نہ ہو (لفظ) کان
اگرچہ لفظِ ماضی ست لیکن در فعلِ خدا ماضی و مستقبل
اگرچہ ماضی کا صیغہ ہے لیکن اللہ کے فعل میں ماضی اور مستقبل نہیں ہوتا ہے
نباشد کہ لَیْسَ عِنْدَ رَبِّنَا صَبَاحٌ وَّلَا مَسَاء
جو اللہ تعالیٰ نے چاہا ہوا کے معنی مشیت اس ہی کی مشیت ہے اور رضامندی اس ہی کی رضامندی ہے

قول ۳ بندہ ایش شاء اللہ کاں
بہر آں نبُود کہ مُنبل شود راں
بندہ کا یہ کہنا، جو خدا نے چاہا وہ ہوا
اس لئے نہیں ہے کہ تو اس میں کاہل بنے

بلکہ تحریض ست بر اخلاص وجد
کاندراں خدمت فزوں شو مُستعِد
بلکہ اخلاص اور کوشش پر برانگیختہ کرتا ہے
کہ تو اس دربار میں زیادہ مستعد بنے

گر بگویند آنچہ میخواہی تو راد
کار کارِ تُست بر حسب مُراد
اگر وہ کہہ دیں اے جوانمرد! تو جو چاہے
کام تیرا ہی کام ہے منشاء کے مطابق

۱ کے کُند۔ لیکن شراب معرفت کا مست غلط کام نہیں کرتا ہے جادوگر۔ فرعون کے جادوگر شراب معرفت کے مست ہو گئے تھے اور کہنے لگے تھے کہ ہمیں ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی کوئی فکر نہیں ہے۔ دست۔ جادو گروں نے کہہ دیا تھا کہ ہمارے اصل ہاتھ پاؤں شراب معرفت ہے یہ جسمانی ہاتھ پاؤں بے حقیقت ہیں۔ چوں۔ جب شراب معرفت دماغ کو چڑھتی ہے تو دل میں اتر جاتی ہے۔

۲ معنی۔ جو اللہ نے چاہا ہوا کے معنی یہ ہیں کہ اصل مشیت خداوندی اور رضا در اصل رضائے خداوندی ہے اور رضا در اصل رضائے خداوندی ہے دوسروں کی ناراضی سے انسان کو رنجیدہ نہ ہونا چاہیے۔ کان۔ ہوا یہ ماضی کا صیغہ ہے جس میں گزرا ہوا زمانہ پایا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لفظ بولا جائے تو اس میں پھر ماضی مضارع کی بحث نہیں ہے اس لئے کہ اللہ کی نسبت سے نہ کوئی زمانہ گذرا ہوا ہے نہ آنے والا ہے۔

۳ قول بندہ پہلے یہ بتایا تھا کہ بندہ کے فعل میں آقا کی مشیت کا دخل ہے بظاہر ماشاء اللہ کان جو اللہ نے چاہا ہوا اس کے مخالف ہوتا ہے لہٰذا مولانا اس کے معنی سمجھاتے ہیں۔ ایش۔ ای شی جو چیز منبل۔ کاہل۔ تحریض۔ برانگیختہ کرنا۔ خدمت یعنی بارگاہ خداوندی گر گویند اگر انسان سے یہ کہہ دیا جاتا کہ تو ہر کام تیری منشاء کے مطابق ہو جائے گا تو اس وقت انسان خدا کی اطاعت اور بندگی میں سستی کرتا۔

آنگہاں تنبل کُنی جائز بُود — کانچہ خواہی وانچہ گوئی آں شوَد
اس وقت تو کاہلی برتے ، جائز ہو گا — کیونکہ جو تو چاہے گا اور جو تو کہے گا وہ ہو گا

چوں بگویند ایش شاء اللہ کان — حکم حکمِ اُوست مُطلَق جاودان
جب وہ کہیں ، جو اللہ نے چاہا ہوا — ہمیشہ اور مطلقاً اس کا حکم ، حکم ہے

پس ۱؎ چرا صد مَردہ اندرورِ دِاُو — بر نگردی بند گانہ گِردِ اُو
تو پھر کیوں سو انسانوں کی برابر اس کے گھاٹ میں — غلاموں کی طرح اس کے گرد چکر نہ کاٹے گا

گر بگویند آنہ می خواہد وزیر — خواست آنِ اُوست اندر دارد گیر
اگر کہہ دیں کہ وزیر جو چاہے — پکڑ دھکڑ میں وہ منشاء کا مالک ہے

گِردِ اُو گرداں شوی صَد مَردہ زوُد — تابریزد بر سَرت احسان وجُود
تو سو انسانوں کی طاقت سے اس کے گرد چکر کاٹے گا — تاکہ وہ تیرے سر پر احسان اور سخاوت بہا دے

یا گریزی از وزیر و قصرِ اُو — ایں نباشد جستجوی و نصرِ اُو
یا تو وزیر اور اس کے محل سے بھاگے گا — تو اس کی مدد اور جستجو نہ ہو گی

باژ ۲؎ گونہ زیں سخن کاہل شُدی — منعکِس اِدراک و خاطر آمدی
تو اس بات سے الٹا کاہل بنا — تو الٹی سمجھ اور رائے والا ثابت ہوا

اَمر اَمرِ آں فلاں خواجہ است ہیں — چیست یعنی با جُز اُو کمتر نشیں
خبردار ! حکم فلاں خواجہ کا حکم ہے — کیا ہے ؟ یعنی اس کے سوا کے ساتھ نہ بیٹھ

گِردِ خواجہ گرد چوں اَمر آنِ اُوست — کو کُشد دشمن رہاند جانِ دُوست
خواجہ کے گرد چکر کاٹ جبکہ حکم اس کی ملکیت ہے — کیونکہ وہ دشمن کو مارے گا دوست کی جان چھڑا دیگا

ہر چہ اُو خواہد ہُماں یابی یقیں — یا وہ کم رَو خدمتِ اُو بر گزیں
جو وہ چاہے گا وہ یقیناً تو حاصل کر لے گا — بیہودہ روی نہ کر اس کا دربار منتخب کر لے

نے ۳؎ چو حاکم اُوست گرد اُو مگرد — تاشوی نامہ سیاہ و رُوی زرد
نہ کہ چونکہ وہ حاکم ہے اس کے گرد چکر نہ کاٹ — تاکہ تو سیاہ اعمال نامہ والا زرد چہرے والا بنے

چونکہ حاکم اُوست او را گیر و بس — غیرِ اُورا نیست حکم و دسترس
چونکہ حاکم وہی ہے اس کو پکڑ اور بس — اس کے غیر کے لئے حکم اور قدرت نہیں ہے

حق بُود تاویل کاں گرمت کُند — پُر اُمید و چُست و باشرمت کُند
وہ تاویل صحیح ہے جو تجھے سرگرم کر دے — تجھے پر امید اور چست اور باحیا بنا دے

۱؎ پس۔ جب۔ یہ کہا گیا کہ جو خدا چاہتا ہے وہ ہوتا ہے تو انسان اس کے دربار کے چکر کاٹتا ہے۔ صد۔ گھاٹ گر بگویند اگر شاہی یہ اعلان ہو جائے کہ ہر معاملہ میں خود مختار ہے تو تمام انسان اس کے گھر کا چکر کاٹیں گے اس کے محل سے گریز کرنا اس کی مدد کی طلب نہ ہوگی۔

۲؎ باژ گونہ۔ جبری نے اس کا الٹا مطلب سمجھا اور عبادات میں سستی پڑ گیا۔ امر امرِ آں۔ اگر یہ اعلان ہو کہ فلاں سردار کا حکم چلے گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس کی صحبت اختیار کر اس کا چکر کاٹ کہ وہ تجھے دشمن سے بچالے گا جو وہ چاہیگا تجھے ملے گا۔

۳؎ نے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ چونکہ وہ حاکم ہے لہٰذا اس کے قریب نہ جا حق بود۔ قرآن و حدیث کے وہ معنی معتبر ہیں جو بندہ کو سرگرم عمل بنائیں اگر وہ معنی سستی اور کاہل بناتے ہیں تو وہ تحریف ہے۔

وَرکُند سُستت حقیقت ایں بداں
اور اگر تجھے سُست بنائے یہ حقیقت سمجھ لے

ہست تبدیل ونہ تاویلست آں
وہ تحریف ہے تاویل نہیں ہے

ایں اِبرائے گرم کردن آمدست
یہ سر گرم کرنے کے لئے آیا ہے

تا بگیرد نا امیداں رادو دست
تاکہ وہ مایوسوں کی دستگیری کرے

معنیِ قرآن ز قرآں پُرس وبس
قرآن کے معانی قرآن سے دریافت کر اور بس

وز کسے کآتش زدست اندر ہوس
اور اس شخص سے جس نے ہوس کو پھونک دیا ہے

پیشِ قرآں گشت قربانے وپست
جو قرآن کے سامنے قربان اور فرمانبردار بن گیا ہو

تا کہ عینِ روحِ اُو قرآں شدہ است
حتیٰ کہ اس کی روح بعینہ قرآن بن گئی ہو

روغنے کُوشد فدائے گل بگل
جو تیل پھول پر بالکل فدا ہو گیا ہے

خواہ روغن بُوئے گُن خواہی توگل
(اب) تو خواہ تیل کو سونگھ لے یا پھول کو

گرنمیدانی بجو تاویلِ آں
اگر تو نہیں سمجھتا ہے تو اس کا مصداق تلاش کر لے

تابتابد بردلت آں را عیاں
تاکہ تیرے دل پر اس کا ظاہر چمک اٹھے

وچنیں ۲ قَدْ جَفَّ الْقَلَمُ وَ کَتَبَ اَنْ لَّا یَسْتَوِی
اور اسی طرح اس کی تاویل ہے کہ قلم (تقدیر) خشک ہو چکا ہے اور اس نے لکھ دیا ہے کہ
الطَّاعَۃَ وَالْمَعْصِیَۃُ وَلَا یَسْتَوِی الْاَمَانَۃُ وَالسَّرِقَۃُ جَفَّ الْقَلَمُ اَنْ لَّا
اطاعت اور نافرمانی برابر نہیں ہے اور نہ امانت اور چوری یکساں ہے قلم خشک ہو گیا ہے کہ شکر
یَسْتَوِی الشُّکْرُ وَالْکُفْرَانُ جَفَّ الْقَلَمُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ
اور کفر برابر نہیں ہے قلم خشک ہو گیا ہے بیشک اللہ نیکوں کا اجر ضائع نہیں کرتا ہے

وچنیں تاویلِ قد جَفَّ القلم
اسی طرح بیشک قلم خشک ہو گیا ہے کی تاویل

بہرِ تحریض ست بر شغلِ اہم
اہم کام کی مشغولیت پر برانگیختہ کرنے کیلئے ہے

پس ۳ قلم بنوشت کہ ہر کار را
قلم نے لکھ دیا، کہ ہر کام کی

لائقِ آں ہست تاثیر و جزا
تاثر اور جزاء اس کے مناسب ہے

کژروی جَفَّ القلم کژ آیدت
تو ٹیڑھا چلے گا تجھ میں کجی آئیگی (لکھ کر قلم خشک ہو گیا ہے

راستی آری سعادت زایدت
تو سیدھا پن اختیار کریگا تیرے لئے نیک بختی پیدا ہوگی

۱ اس۔ یعنی ماشاءاللہ کان سرگرم عمل کرنے کیلئے ہے معنی قرآں۔ قرآن کا بعض بعض کی تفسیر کرتا ہے تو آیت کی تفسیر دوسری آیت کی روشنی میں ہونی چاہیے یا اس عالم سے کرالیجائے جس نے ہولو ہوس کو جلا ڈالا ہو۔ پیش۔ قرآں۔ وہ عالم قرآن پر قربان ہو گیا ہو اور اس کی روح مجسم قرآن بن گئی ہو۔ روغنے۔ اب اس عالم اور قرآن میں وہی نسبت ہوگی جو پھول کے روغن اور پھول میں ہے کہ دونوں کو سونگھنا یکساں ہے۔ گرنمیدانی۔ اگر سرگرم عمل کرنے والے معنی تجھ پر ظاہر نہیں ہوئے ہیں تو انکی تلاش کر۔

۲ وچنیں۔ یہ حدیث شریف ہے اور حدیث میں ہے جف القلم بما ہو کائن قلم (لکھا) خشک ہو گیا ہے ہر اس چیز کو جو ہونے والی ہے" اس پر صحابہؓ نے سوال کیا پھر عمل کس بات کے لئے آنحضور نے فرمایا ہر انسان کو اس چیز کی سہولت دے دی گئی ہے۔ جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے اگر وہ سعادت اور جنت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے سعادت اور جنت کے اعمال سرزد ہونگے اور اگر وہ شقاوت کیلئے پیدا کیا گیا ہے تو اس سے شقاوت اور جہنم کے اعمال سرزد ہونگے خلاصہ یہ ہے کہ قلم نے سعید کی سعادت اور شقی کی شقاوت لکھدی ہے اس طریقہ پر کہ یہ اعمال ہیں اور یہ اعمال شقاوت کے اعمال ہیں۔

۳ پس۔ قلم کے لکھنے کے معنی یہ ہیں کہ ہر کام کی تاثیر اس کی مناسبت سے تحریر کردی ہے کژروی۔ قلم نے یہ لکھ دیا ہے کہ اگر تو کجی اختیار کرے گا تو نتیجہ کجی ہوگا اور سچائی اختیار کرے گا تو اس سے سعادت پیدا ہوگی قلم نے لکھدیا ہے ظلم کا نتیجہ بدبختی ہے۔ عدل کا نتیجہ راحت ہے چوری کا نتیجہ ہاتھ کٹنا ہے شراب پینے کا اثر مستی ہے۔

ظلم آری ، مُدبری جَفَ القلم
(ظلم کرے گا تو بدبخت سے (لکھ کر) قلم خشک ہو گیا ہے

عدل آری ، بَر خوری جَفَ القلم
تو انصاف کریگا پھل کھائیگا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

چوں بدزدد دست شد جَفَ القلم
جب چوری کرے گا ہاتھ کٹا قلم (لکھکر) خشک ہو گیا ہے

خوردہ بادہ مست شُد جَفَ القلم
شراب پی کر مست ہو گیا قلم (لکھکر) خشک ہو گیا ہے

تو رواداری ۱ رَوا باشد کہ حق
تو جائز سمجھتا ہے ، مناسب ہو گا اللہ تعالیٰ

ہمچو معزول آید از حُکمِ سبق
ازلی حکم کی وجہ سے معزول کی طرح ہو جائے

کہ زدستِ من بروں رفت ست کار
کہ معاملہ میرے قابو سے باہر ہو گیا

پیشِ من چندیں میا چندیں مَزار
میرے سامنے اتنا نہ آ ، اتنی عاجزی نہ کر

بلکہ ۲ معنیٔ آں بُود جَفَ القلم
بلکہ معنی یہ ہیں کہ قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

نیست یکساں پیشِ من عدل و ستم
میرے سامنے انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں

فرق بنہادم میانِ خیر و شر
میں نے خیر و شر میں فرق رکھا ہے

فرق بنہادم زبدہم از بتر
میں نے برے اور بدتر میں فرق رکھا ہے

ذرہ گر در تو فزاید ادب
اگر تجھ میں ادب کی ایک ذرہ برھوتری

باشدا زیارت بداند فضل رب
ہو ، دوست سے خدا کا فضل جانتا ہے

قدرِ آں ذرّہ ترا افزوں دہد
اس ذرے کی بقدر تجھے زیادہ دے گا

ذرّہ چوں کوہے قدم بیروں نہد
(وہ) ذرہ پہاڑ کی طرح رونما ہو گا

پادشاہے ۳ کہ بہ پیشِ تختِ اُو
وہ بادشاہ کہ اس کے تخت کے رُوبرو

فرق نبُود ازامین و ظلم جُو
امانت دار اور ظالم میں فرق نہ ہو

آنکہ می لرزد زبیمِ ردِّ اُو
وہ شخص جو اس کے جواب سے لرز رہا ہو

وانکہ طعنہ میزند بر جدّ اُو
اور وہ شخص جو اس کی برائی پر طعنہ زن ہو

فرق نبُود ہر دو یک باشد برش
دونوں میں فرق نہ کرے اس کے نزدیک دونوں یکساں ہوں

شاہ نبود خاکِ تیرہ بر سرش
وہ بادشاہ نہ ہو گا اس کے سر پر کالی مٹی ہو

ذرہ گر جُہدِ تو افزوں شود
اگر تیری کوشش میں ایک ذرہ بڑھے

در ترا زوئے خدا موزوں شود
وہ خدا کی ترازو میں تولا جائے گا

پیشِ ایں شاہاں ہمارہ جانکنی
ان بادشاہوں کے سامنے تو ہمیشہ مصیبت بھرتا ہے

بیخبر ایشاں زغدر و روشنی
وہ غداری اور نور (قلب) سے غافل ہیں

۱ تو رواداری۔ اَرَ جَفَ القلم کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ ازل میں لکھ دیا ہے اور اب اس کی قدرت کے تحت کچھ نہیں ہے تو گویا اب خدا ، خدائی سے معزول ہو گیا ہے۔ کہ زدست۔ تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ اے بندے اب تو میرے پاس نہ آ اب کام میرے قابو سے باہر ہے۔

۲ بلکہ۔ جف القلم کے صحیح معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ لکھ چکا ہے کہ انصاف اور ظلم یکساں نہیں ہیں۔ فرق۔ اور یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے خیر اور شر میں بد اور بدتر میں فرق کر دیا ہے۔ ذرہ۔ اگر تجھ میں تیرے دوست کے اعتبار سے ایک ذرہ بھی نیکی زیادہ ہے تو اس کو خدا جانتا ہے اور وہ اس ذرے کا بدلہ دے گا جو پہاڑ جیسا ہو گا۔

۳ بادشاہ ہے۔ جس بادشاہ کے دربار میں امین اور ظالم میں فرق نہ ہو یا وہ شخص جو اس کے خوف سے لرزتا ہے اور وہ شخص جو اس کی برائی پر طعنہ زنی کرتا ہے اس کے دربار میں یکساں ہوں تو ایسے بادشاہ کے سر پر خاک۔ ذرہ۔ حقیقی خدا تو وہی ہے جس کی ترازو میں ایک ایک ذرہ تولا جائے۔ پیش۔ یہ تو دنیاوی بادشاہوں کا طور طریقہ ہے کہ تو تمام عمر اطاعت کرتا ہے اور ایک چغلخوری ساری بھلائی برباد کرا دیتا ہے۔

گفت غمازے کہ بد گوید ترا
اس چغلخور کی بات جو تجھے برا کہتا ہے

ضائع آرد خدمت را سالہا
وہ تیری سالوں کی خدمت کو ضائع کرا دیتا ہے

پیشِ[1] شاہے کو سمیع ست و بصیر
اس بادشاہ کے سامنے جو کہ سمیع و بصیر ہے

گفتِ غمازاں نباشد جائے گیر
چغلخوروں کی بات نہیں ٹھہرتی ہے

جملہ غمازاں ازو آلیس شوند
سب چغلخور اس سے مایوس ہو جاتے ہیں

سوئے ما آیندو افزایند بند
ہمارے پاس آتے ہیں اور رکاوٹ میں اضافہ کرتے ہیں

بس جفا گویندشہ را پیشِ ما
اللہ (تعالیٰ) کا ہم سے بہت ظلم بیان کرتے ہیں

کہ برو جَفَّ القلم کم کن وَفا
کہ جا قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے وفا داری نہ کر

معنیِ[2] جَفَّ القلم کے آں بُود
قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا کے یہ معنی کب ہو سکتے ہیں؟

کہ جفاہا باوَفا یکساں بُود
کہ ظلم ، وفا داری کے برابر ہوتا ہے

بل جفا راہم جفا جَفَّ القلم
بلکہ ظلم کے لئے (بدلہ) ظلم ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

واں وفا راہم وفا جَفَّ القلم
اور وفا کیلئے (بدلہ) وفا ہے قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا ہے

عَفو باشد لیک گوفرِ اُمید
معافی ہو گی لیکن امید کی وہ شان و شوکت کہاں؟

کہ بُود بندہ زتقویٰ رُو سپید
کہ بندہ پرہیز گاری کی وجہ سے سرخرو ہو

دُز در اگر عَفو باشد جاں بَرد
چور کو اگر معاف کیا جاتا ہے تو جان بچا لیتا ہے

کے وزیر خازنِ مخزن شوَد
وزیر اور خزانہ کا خزانچی کب بنتا ہے ؟

اے[3] امین الدین ربانی بیا
اے امین الدین ، اللہ والے ! آجا

کز امانت رست ہر تاج و لوا
کیونکہ امانت کی وجہ سے تاج اور جھنڈا رونما ہوا ہے

پُورِ سُلطاں گر برُو خائن شوَد
شہزادہ اگر بادشاہ کا خائن بن جائے

آں سَرش از تَن بداں بائن شوَد
اس کی وجہ سے اس کا سر تن سے جدا ہو جائے

در غلامے ہندوے آرد وفا
اگر ہندوستانی غلام وفا برتے

دولت اُورا میزند طال بقا
نصیبہ اس کیلئے زندہ باد کا اعلان کر دے

چہ غلام اَر بَر درے سَگ باوفاست
غلام کیا ، اگر دروازہ پر کتا وفادار ہے

در دلِ سالار اُورا صَد رضاست
آقا کے دل میں اس کی جانب سے سینکڑوں رضامندیاں ہیں

[1] پیشِ شاہے۔ دانا بینا خدا کے دربار میں یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی چغلخور چغلخوری کر سکے، وہاں سے چغلخور شیطان وغیرہ مایوس ہو کر ہمارے پاس آ کر ہمیں بہکاتے اور شاہ کا ظلم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس نے سب کچھ پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ اب اس کے ساتھ وفا داری کیوں کرتے ہو۔

[2] معنیِ۔ یہ چغلخور شیطان کا جواب ہے۔ کہ جف القلم کے یہ معنی نہیں ہیں کہ جفا اور وفا یکساں ہے وفا داری سے کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ جفا کا بدلہ جفا ہے اور وفا کا بدلہ وفا ہے۔ عفو۔ باشد۔ شبہ ہوتا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ گنہگاروں کو بھی معاف کر دے گا تو پھر اطاعت اور نافرمانی یکساں ہو گئی مولانا نے جواب دیا ہے کہ معافی تو ہو جائے گی لیکن وہ انعامات حاصل نہ ہوں گے۔ جو نیکوکاروں کو ملیں گے۔ دزد۔ چور کی معافی کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس کی جان بچ گئی لیکن اس کو وزیر اور خزانچی کا رتبہ تو حاصل نہیں ہوتا۔

[3] اے۔ امین الدین یعنی شیخ حسام الدین یا ہر وہ مجتہد جو شریعت کا امین ہے یا مولانا کے دور کا ایک وزیر۔

پور۔ اگر بادشاہ کا بیٹا بادشاہ کا خائن ہو تو وہ گردن زدنی ہے اور اگر معمولی غلام وفا داری کرتا ہے تو اس کا نصیبہ اس کو مبارکباد دیتا ہے غلام تو در کنار کتا بھی وفا داری کرتا ہے تو آقا کے دل میں اس کے لئے سینکڑوں خوشنودیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زیں اِچو سگ را بوسہ بر پوزش دہد
اس (وفا) کی وجہ سے جب کتے کی تھوڑی چومتا ہے

گر بُود شیرے چہ پیروزش کُند
اگر وہ شیر ہو تو اس کو کسقدر کامیابی عنایت کریگا ؟

چہ مگر دُزدے کہ خدمتہا کُند
سوائے اس چور کے جو خدمتیں کرے

صدقِ اُو بیخ جَفا را بر کُند
اس کی سچائی ظلم کی جڑ اکھاڑ دے

چوں فضیلِ رہزنے کو راست باخت
جیسا کہ ڈاکو حضرت فضیلؒ جنہوں نے سچائی کی بازی لگائی

زاں کہ دَہ مَردہ بسُوئے تو بتاخت
کیونکہ دس انسانوں کی طاقت سے تیری جانب دوڑے

وانچناں ۲ کہ ساحراں فرعون را
اور جس طرح کے جادوگروں نے فرعون کا

رُوسیہ کرد نداز صَبر و وفا
منہ کالا کر دیا صبر اور وفا داری سے

دست و پا دادند در جرم وقود
قصور اور بدلے میں ہاتھ پاؤں دے دیئے

آں بصد سالہ عبادت کے شود
وہ سو سال کی عبادت سے کب ہوتا ہے ؟

تو کہ پنجہ سال خدمت کردۂ
تو جس نے پچاس سال عبادت کی ہے

کے چنیں صِدقے بدست آوردۂ
ایسی سچائی کب حاصل کی ہے ؟

حکایت ۳ آں دَرویش کہ در ہرات غلامانِ عَمید خراسانی را
اس فقیر کی حکایت جس نے عمید خراسانی کے غلاموں کو ہرات میں دیکھا

آراستہ دید براسپانِ تازی با قباہائے زَر بفت و کلاہ ہائے
بنا ٹھنا ، عربی گھوڑوں پر زربفت کی قبائیں پہنے ہوئے اور اکڑھائی سے ٹوپی

مغرّق وغیرہ آں پُرسید کہ اینہا کدام امیر انندوچہ
ہوئی نوجواں لڑکے ہوئے اس نے پوچھا یہ کونسے سردار ہیں ؟ اور کیسے بادشاہ

شاہانند گفتند اُورا کہ اینہا امیراں نیستند اینہا غلامانِ
ہیں ؟ لوگوں نے اس سے کہا کہ یہ سردار نہیں ہیں ، یہ عمید خراسانی کے غلام

عَمید خُراسان اندرُو بآسمان کرد کہ اے خداوند غلام
ہیں اس نے آسمان کی طرف منہ کیا کہ اے اللہ تعالیٰ غلاموں کو پرورش

پَروردن از عَمید بیا موز آنجا مُستوفی را عمید گویند
کرنا عمید سے سیکھ لے وہاں وزیر اعظم کو عمید کہتے ہیں

آں یکے گستاخ رُو اندر ہرَے
ایک منہ پھٹ نے ہرات میں

چوں بدیدے اُو غلامِ مہترے
جب اس نے ایک سردار کے غلام کو دیکھا

۱ زیں۔ وفاداری اگر کرتا بھی کرتا ہے تو آقا اس کا منہ چومتا ہے اور اگر شیر وفاداری کرے تو پھر اس کی کامیابی کا کیا ٹھکانا ہے چہ مگر پہلے فرمایا تھا کہ چور کو معاف تو کر دیا جائے گا لیکن اس کو اونچے مقامات حاصل نہ ہونگے اب اس سے استثناء کرتے ہیں اس لئے کہ بعض ڈاکو لوگوں کو بڑے مقامات حاصل ہو گئے ہیں۔ چوں فضیل حضرت فضیل بن عیاض ڈاکو تھے پھر تائب ہوئے اور اولیا اللہ میں ان کا شمار ہوا۔

۲ وانچناں۔ اسی طرح فرعون کے جادوگر تو ۔ کے بعد کامل بنے۔ روسیہ کردند۔ یعنی فرعون کو روسیاہ کیا۔ دست و پا۔ اللہ کی محبت میں ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے یہ مقام سو سالہ عبادت سے بھی بمشکل حاصل ہوتا ہے۔ تو کہ عام انسان پچاس سال عبادت کرتا ہے لیکن ان ساحروں کی سی سچائی اس کو حاصل نہیں ہوتی ہے۔

۳ حکایت۔ اس سے یہ بتایا ہے کہ جس طرح بادشاہوں کے سب غلام یکساں نہیں ہیں اسی طرح اللہ کے سب غلام یکساں نہیں اخلاص کے اعتبار سے بہت فرق ہے عمید کے غلام پورے مخلص تھے۔ عمید۔ مستوفی خراسان ایک ملک ہے جس کا پایہ تخت ایک زمانہ میں ہرات تھا۔ گستاخ۔ بے منہ پھٹ۔ ہرے شہر ہرات

جلۂ اطلس کمرزرّیں[1] رواں
اطلس کا لباس سونے کی پیٹی (پہنے ہوئے) جارہا ہے

رُوئے کردے سُوئے قبلہ آسماں
اس نے آسمان کی جانب منہ کیا

کاے خدا! زیں خواجۂ صاحب منن
کہ اے خدا! اس احسانوں والے آقا سے

چوں نیا موزی تو بندہ داشتن
تو غلام رکھنا کیوں نہیں سیکھ لیتا

بندہ پروردن بیا موز اے خدا
اے خدا! بندہ پروری سیکھ لے

زیں رئیس و اختیار شہرِ ما
ہمارے شہر کے اس رئیس اور برگزیدہ سے

بُود محتاج و برہنہ بینوا
وہ محتاج اور ننگا بے سروسامان تھا

در زمستاں لرز لرزاں از ہوا
جاڑے میں ہوا سے کانپ رہا تھا

اِنبساطے کرد آں از خود بَری
اس بے خود نے بے تکلفی برتی

جُرأتے بنمود اُواز کمترے
اور پھکڑپن سے اس نے جرأت کی

اِعتمادش[2] بَر ہزاراں موہبت
ہزاروں بخششوں پر اس کو بھروسہ (تھا)

کہ ندیمِ حق شُد اہلِ معرفت
کیونکہ معرفت والا اللہ تعالیٰ کا مصاحب ہوتا ہے

گر ندیمے شاہ گستاخی کُند
اگر بادشاہ کا مصاحب گستاخی کرے

تو مکُن چوں تو نداری آں سَند
تو نہ کرنا، کیونکہ تو وہ سہارا نہیں رکھتا ہے

حق میاں دادو میاں بہ از کمر
اللہ (تعالیٰ) نے کمر عطا کی اور کمر پیٹی سے بہتر ہے

گر کسے تاجے دہد اُو داد سَر
اگر کوئی تاج دیتا ہے تو اس نے سر دیا ہے

تا یکے[3] روزے کہ شاہ آں خواجہ را
یہاں تک کہ ایک دن بادشاہ نے اس سردار پر

متہم کردو بہ بستش دَست و پا
تہمت لگا دی اور اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے

آں غلاماں راشکنجہ می نمود
ان غلاموں کو سزا دی

کہ دفینہ خواجہ بنمائید زُود
کہ آقا کا خزانہ جلد دکھاؤ

سِرِّ اُو بامن بگوئید اے خَساں
اے کمینو! اس کا راز مجھے بتا دو

ورنہ برّم از شما حلق و لِساں
ورنہ میں تمہارا حلق اور زبان کاٹ ڈالوں گا

مُدّت یک ماہ شاں تعذیب کرد
ایک مہینہ تک ان کو ستایا

روز و شب اِشکنجۂ و اِفشارو دَرد
دن، رات شکنجہ اور دباؤ اور تکلیف تھی

پارہ پارہ کرد شاں و یک غلام
انکے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے اور ایک غلام نے (بھی)

رازِ خواجہ وَانگفت از اہتمام
ہمت کر کے، آقا کا راز نہ کھولا

[1] کمرزریں۔ سونے کا پٹکا۔ خواجہ۔ یعنی عمید خراسانی۔ منن۔ احسانات۔ اختیار یعنی مختار برگزیدہ۔ بود۔ یعنی وہ درویش اگرچہ اہل اللہ میں سے تھا لیکن اس کی حالت نے اس کو مجبور کیا کہ وہ اللہ کے تقرب کے بھروسہ پر یہ کہہ گذرا۔ متر۔ قوی ہر دو اس درویش کی حالت ہے۔

[2] اعتمادش۔ بعض مقربین بارگاہ، خصوصی رحم و کرم کی بنیاد پر ایسی گستاخی کر بیٹھتے ہیں عوام کے لئے اس طرح کی بات مناسب نہیں ہے۔ ندیم۔ مصاحب حق۔ مولانا عمید کی عطا سے اللہ تعالیٰ کی فضیلت بتاتے ہیں۔

[3] تا یکے۔ اللہ تعالیٰ نے اس درویش کو اس وقت جواب نہ دیا۔ جب وہ عمید بادشاہ کا معتوب بنا تو ہاتف غیبی نے جواب دیا۔ آں غلاماں۔ عمید کے غلام عمید کے اس قدر وفادار ثابت ہوئے کہ سزائیں برداشت کیں لیکن عمید کا راز نہ کھولا۔

گفتش ایندر خواب ہاتف کے کیا
غیبی آواز نے اس سے خواب میں کہا کہ اے سردار!

بندہ بودن ہم بیا موزو بیا
غلام بننا بھی سیکھ لے اور آجا

اے دریدہ پوستینِ یوسفاں
اے یوسفوں کی پوستین پھاڑنے والے!

گر بدر دگر گت آں از خویش داں
اگر تجھے بھیڑیا پھاڑے تو دعا اپنے سبب سے سمجھ

زانکہ می بافی ہمہ سالہ بپوش
کیونکہ جو تو سارے سال بنتا ہے وہ پہن

زانکہ می کاری ہمہ سالہ بنوش
تو جو سارے سال بوتا ہے وہ کھا

فعلِ تُست ایں غُصہ ہائے دمبدم
یہ ہر وقت کے رنج، تیرا کارنامہ ہے

ایں بُود معنیِ قد جف القلم
قلم (لکھ کر) خشک ہو گیا کے یہ معنی ہیں

کہ نگردد سُنّتِ ما از رَشد
کیونکہ ہماری سنت بھلائی سے منحرف نہیں ہوتی ہے

نیک را نیکی بُود بد راست بد
نیک کے لئے نیکی ہوتی ہے برے کیلئے برائی ہے

کارکُن[۲] ہیں کہ سلیماں زندہ است
کام میں لگا رہ، کیوں کہ سلیمان زندہ ہے

تا تُو دیوی تیغ اُو بُرندہ است
جب تک تو دیو ہے اس کی تلوار کاٹ کرنیوالی ہے

چوں فرشتہ گشت از تیغ ایمن ست
جب فرشتہ بن گیا، تلوار سے محفوظ ہے

از سُلیماں فارغ و از خوف رَست
سلیمان سے فارغ اور ڈر سے نجات پا گیا ہے

از سُلیماں ہیچ اُو را خوف نیست
سلیمان سے اسے کوئی ڈر نہیں ہے

دشمنے دیوست واز وے ایمنے ست
کیونکہ وہ دیو کا دشمن ہے اس لئے فرشتہ کو امن حاصل ہے

حکمِ اُو بر دیو با باشد نے مَلک
(سزا کا) حکم دیو پر لگتا ہے، نہ کہ فرشتہ پر

رَنج در خاکست نے فوق فلک
تکلیف زمین پر ہے، نہ کہ آسمان پر

تَرک[۳] کُن ایں جبر را کہ بَس تہیست
اس جبر (کے عقیدے) کو چھوڑ کیونکہ خالی (ڈھول) ہے

تا بدانی سِرِّ سِرِّ جبر چیست
تاکہ تو سمجھ جائے کہ جبر کے راز کا راز کیا ہے؟

تَرک کُن ایں جبرِ جمعِ مبتلاں
کاہلوں کی جماعت کے جبر کو چھوڑ دے

تا خبر یابی ازاں جبرہ چو جاں
تاکہ تجھے اس جبر کا پتہ لگ جائے جو جان جیسا ہے

تَرکِ معشوقی کُن و کُن عاشقی
معشوقی چھوڑ اور عاشقی کر

اے گماں بُردہ کہ خوب و فائقی
اے وہ شخص جس نے گمان کر لیا ہے کہ تو حسین اور برتر ہو گیا ہے

---

۱ گفتش۔ اب اللہ کی جانب سے اس درویش کو جواب ملا کہ اللہ تعالیٰ تو عمید سے غلام پروری کیا سیکھے گا تو عمید کے غلاموں سے بندگی سیکھ لے۔ اے دریدہ۔ انسان جیسا کریگا ویسا بھرے گا۔ زانکہ۔ انسان کے جیسے اعمال ہوتے ہیں ویسے ہی نتائج سامنے آتے ہیں۔ فعل تُست۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَمَا اَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ یعنی جو مصیبت تم پر آتی ہے وہ تمہاری لائی ہوئی ہے۔ کہ نگردد۔ سنت الٰہی میں تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے۔ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا۔ نیک۔ قرآن پاک میں ہے هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ

۲ کارکن۔ سلیمان سے مراد شاہِ حقیقی ہے اور دیو سے مراد نفس امارہ ہے۔ چوں فرشتہ۔ قرآن پاک میں ہے اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ جو اللہ کے دوست ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہونگے۔ از سلیماں۔ نیکوں کو عذاب سے امن حاصل ہے۔ حکم او۔ سزا کا حکم شیطان صفت کے لئے ہے۔ رنج۔ جب انسان ملکوتی بن جائے تو پھر راحت ہی راحت ہے۔

۳ ترک کن۔ یہ جبر مذموم کا عقیدہ جو ترک اطاعت پیدا کرتا ہے اس کو چھوڑ کر خدا کا دیدہ اختیار کر جب تجھے جبر محمود کا پتہ چلے گا اور معلوم ہوگا کہ تجھے اختیار خداوندی حاصل ہے اور تیرا ہر عمل اختیار خداوندی سے صادر ہوتا ہے۔ مبتلاں۔ کاہل لوگ چو جان۔ جبر محمود بڑی قیمتی چیز ہے۔ ترک کن۔ معشوقوں کا سا ناز چھوڑ کر عاشقوں کا سا ناز پیدا کر۔

اے کہ اندر معنی ز شب خامش تری
اے وہ کہ معانی میں رات سے بھی زیادہ خاموش ہے

گفت خود را چند جوئی مشتری
اپنی گفتگو کا خریدار کب تک تلاش کرے گا ؟

سر بجنبا نند پیشت بہر تو
تیرے سامنے تیری خاطر سے وہ جھومتے ہیں

رفت در سودائے ایشاں دہر تو
ان کے شوق میں تیری عمر برباد ہو گئی

تو مرا گوئی حسد اندر مپیچ
تو مجھ سے کہتا ہے کہ حسد کرنے میں نہ لگ

چہ حسد آرد کسے بر فوت ہیچ
ناچیز کے فوت ہو جانے پر کوئی کیا حسد کرے ؟

ہست تعلیم خساں اے بارسوخ
اے بارسوخ ! کمینوں کو تعلیم دینا

ہمچو نقش خوب کردن بر کلوخ
ڈھیلے پر اچھے نقش بنانا ہے

خویش را تعلیم کن عشق و نظر
اپنے آپ کو عشق اور نظر کی تعلیم دے

کاں بود کالنقش فی حجر الحجر
کیونکہ وہ پتھر کی لکیر کی طرح ہے

نفس تو باشست شاکر در وفا
تیرا نفس وفا داری میں تیرا شکر گذار ہے

غیر فانی شد کجا جوئی کجا
غیر ، فنا ہو گیا کہاں ڈھونڈتا ہے کہاں ؟

تا کنی ۲ مر غیر را حبر و سنی
جب تک تو دوسرے کو بڑا عالم اور اونچا بناتا رہیگا

خویش را بد خود خالی میکنی
اپنے آپ کو بد عادت اور خالی کرتا رہے گا

متصل چوں شد دلت با آں عدن
جب تیرا دل عدن سے وابستہ ہو گیا

ہیں بگو مہراست از خالی شدن
ہاں کہتا رہ ، خالی ہونے سے ہراساں نہ ہو

امر قل زیں آمدش کاے راستیں
قل کا حکم ان کو اسی لئے آیا کہ اے راست رو !

کم نخواہد شد بگو دریاست ایں
کہیے ، کم نہ ہو گا ، یہ دریا ہے

انصتوا ۳ یعنی کہ آبت را بلاغ
"تم خاموشی سے سنو" یعنی کہ اپنے پانی کو لغو باتوں سے

ہیں تلف کم کن کہ لب خشک ست باغ
خبردار ! تباہ نہ کر ، کیونکہ باغ پیاسا ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے پدر
اے باوا ! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

ایں سخن را ترک کن پایاں نگر
اس بات کو چھوڑ ، انجام پر نظر کر

---

۱ اے کہ۔ تو اپنی لچھے دار تقریروں پر نازاں ہے۔ جو معانی سے بالکل خالی ہیں اور تو اپنی ان تقریروں سے خریدار ڈھونڈتا ہے۔ سر بجنبانند۔ یہ تیری تقریریں سننے والے محض تیرے لحاظ میں جھوم رہے ہیں اور تو ان کے عشق میں عمر برباد کر رہا ہے۔ تو مرا۔ جب میں تجھے ان لچھے دار تقریروں سے روکتا ہوں تو تو مجھ پر حسد کا الزام لگاتا ہے۔ حالانکہ ان لچھے دار تقریروں کے حاصل نہ ہونے پر کوئی کیا حسد کرے گا۔ یہ خود بیکار ہیں۔ ہست۔ عوام میں تقریریں کر کے واہ واہ کرانا مٹی کے ڈھیلے پر باریک نقش و نگار کرنا ہے۔ جو قائم نہیں رہ سکتا۔ خویش۔ اپنی اصلاح کر اور اپنے آپ کو عشق کی تعلیم دے یہ باقی رہنے والی چیز ہے۔

۲ تا کنی۔ دوسروں کو وعظ و تلقین سے اپنی اصلاح بہتر ہے۔ حبر۔ بڑا عالم۔ سنی۔ بلند۔ متصل۔ یہ شب ہوا کہ بہت سے حقیقی بزرگ مریدوں کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں تو اس سے کیوں روکا جا رہا ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ جو بزرگ ایسے ہیں کہ ان کا اتصال دریائے وحدت سے ہو گیا ہے وہ تعلیم دیں تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ عدن۔ دال کے سکون سے ، اقامۃ۔ اسی سے جنات عدن ہے۔ یعنی اقامت کی جنتیں اور دال کے زبر سے شہر کا نام ہے جہاں سے عقیق آتا ہے یہاں مراد دریائے وحدت ہے۔ امر قل۔ قرآن پاک میں ہے قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي آپ کہہ دیجئے کہ خدا کے کلمات کے لئے اگر سمندر روشنائی

بنیں تو وہ اس سے پہلے ختم ہو جائیگی کہ خدا کے کلمات ختم ہوں۔

۳ انصتوا۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنصِتُوا ۔ اور جب قرآن پڑھا جائے تو کان دھرو اور خاموش رہو۔ بلاغ۔ یہاں وہ گفتگو۔ ایں سخن۔ یعنی لچھے دار تقریروں کی برائی۔ پایاں۔ یعنی اپنے انجام کی فکر کر۔

غیر تم[1] آید کہ پیشت بیستند — بر تو می خندند و عاشق نیستند
مجھے شرم آتی ہے کہ تیرے سامنے کھڑے ہوتے ہیں — تیری ہنسی اڑاتے ہیں اور وہ عاشق نہیں ہیں

عاشقانت در پسِ پردہ کرم — بہرِ تو نعرہ زناں بیں دمبدم
تیرے عاشق کرم کے پس پردہ — ان کو تو لمحہ بلحہ اپنے لئے نعرے لگاتے ہوئے دیکھ لے

عاشقِ آں عاشقانِ غیب باش — عاشقانِ پنج روزہ کم تراش
تو ان غیب کے عاشقوں کا عاشق بن — چند روزہ عاشق نہ بنا

کہ بخوردند[2] زخدعہ و جذبۂ — سالہا زیشاں ندیدی حبۂ
دھوکے اور کشش سے انہوں نے تجھے کھلایا — سالوں، تو نے انکی جانب سے ایک رتی نہ دیکھی

چند ہنگامۂ نہی بر راہِ عام — کام جستی بر نیامد ہیچ کام
عام راستہ پر تو کب تک مجمع لگائے گا؟ — تو نے مقصد کی تلاش کی کوئی مقصد پورا نہ ہوا

وقتِ صحت جملہ یارند و حریف — وقتِ دردو غم بجز حق کو الیف
تندرستی میں سب دوست اور ساتھی ہیں — دردِ غم کے وقت سوائے خدا کے کون دوست ہے؟

وقتِ دردِ چشم و دنداں ہیچکس — دست تو گیرد بجز فریاد رس[3]
دانتوں اور آنکھ کے درد کے وقت کوئی شخص — تیری دستگیری کرتا ہے؟ سوائے خدا کے

پس ہماں دردو مرض رایاد دار — چوں ایاز از پوستیں گیر اعتبار
تو اسی درد اور مرض کو یاد رکھ — ایاز کی طرح پوستین سے عبرت حاصل کر

پوستیں آں حالت دردِ تواست — کہ گرفتہ ست آں ایاز آنرا بدست
پوستین تیرے درد کی حالت ہے — جو اس ایاز نے ہاتھ سے پکڑی ہے

باز جواب گفتنِ آں کافرِ جبری آں مومنِ سنی را کہ با سلام و
اس جبری کافر کا دوبارہ اس سنی مومن کو جواب دینا جو اس کو اسلام اور جبر

ترکِ اعتقادِ جبرش دعوت میکردود دراز شدنِ مناظرہ از طرفین
ترک کرنے کی دعوت دے رہا تھا اور دونوں طرف سے مناظرے کا دراز ہونا

کہ مادۂ اشکال و جواب را نبرد الّا عشقِ حقیقی کہ اورا پروائے
کیونکہ اعتراض اور جواب کے مادے کو سوائے حقیقی عشق کے کوئی چیز ختم نہیں کرتی ہے کیونکہ

آں نماند و ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
اس کو اس کی پروا نہیں رہتی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے وہ جس کو چاہے عطا کر دیتا ہے

---

[1] غیر تم۔ اے مجھے تقریر کرنے والے یہ سامعین تیرے حقیقی عاشق نہیں ہیں یہ تو تیرا مذاق اڑاتے ہیں۔ عاشقانت۔ تیرے عاشق تو وہ ہیں جو تیری اصلاح کی دعائیں کرتے ہیں تو ان عاشقوں کا عاشق بن اور چند دنوں کی داد و واہ کرنے والوں سے گریز کر۔

[2] کہ بخوردند۔ ان چند روزہ عاشقوں نے تجھے ضائع کر رکھا ہے ان سے تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ چند ہنگامہ۔ عوام کا مجمع لگانے سے تیرا کوئی صحیح مقصد پورا نہ ہوا۔ وقت صحت۔ یہ تیرے عاشق راحت کے ساتھی ہیں مصیبت کے وقت کا ساتھی صرف خدا ہے۔ الیف۔ دوست۔

[3] فریادرس۔ اللہ تعالیٰ۔ درد۔ یعنی اس درد کے وقت کو اسی طرح پیش نظر رکھ جس طرح ایاز اپنی پرانی پوستین کو پیش نظر رکھتا اور اس سے عبرت حاصل کرتا رہتا تھا۔ پوستیں۔ ایاز پوستین سے عبرت حاصل کرتا تھا تو مصیبت کے وقت سے عبرت حاصل کرنے کہ جب تک عشق خداوندی حاصل نہیں ہوتا، انسان کی زبان بہت چلتی ہے اور اشکال و جواب میں زبان درازی کرتا رہتا ہے۔

کافرِ جبری جواب آغاز کرد — کہ ازاں حیراں شد آں منطیق ۱ مرد
جبری کافر نے جواب دینا شروع کیا — جس سے وہ زیادہ بولنے والا شخص حیران ہو گیا

لیک گر من آں جوابات و سوال — جملہ وا گویم بمانم زیں مقال
لیکن اگر میں وہ جوابات اور سوال — سب بیان کروں، اس بات سے رہ جاؤں گا

زاں مہم تر گفتنیہا ہست ماں — کہ بداں فہم تو بہ یابد نشاں
ہمیں ان سے زیادہ اہم باتیں کہنی ہیں — جن سے تیری سمجھ، بہتر نشانی حاصل کر لے گی

اندکے گفتیم زاں بحث اے عُتُل — زاند کے پیدا بُود قانونِ کُل
اے سنگدل! اس بحث میں سے میں نے تھوڑا سا کہہ دیا — تھوڑے سے سب قاعدہ کھل جاتا ہے

درمیانِ جبری و اہلِ قدر — ہمچنیں بحث ست تا حشر و نشر
جبری اور قدریوں کے درمیان — حشر و نشر تک ایسی ہی بحثیں ہیں

گر فرو ماندے زدفعِ خصم خویش — مذہب ایشاں بَر اُفتادے ز پیش
اگر اپنے مخالف کی مدافعت سے عاجز آجاتے — تو ان کا مذہب باطل ہو جاتا

چوں بروں شوشاں نبودے در جواب — پس رمیدندے ازاں راہِ تباب
اگر جواب میں ان کا مخلص نہ ہوتا — تو اس ہلاکت کے راستہ سے بھاگ جاتے

چونکہ مقضی بُد دوامِ آں رَوِش — میدہد شاں از دلائل پرورش
چونکہ اس روش کی ہمیشگی کا فیصلہ ہو چکا تھا — تو ان کی دلائل سے (خدا) پرورش کرتا ہے

تا نگردد ۲ ملزم از اشکالِ خصم — تا بُود محجوب از اقبالِ خصم
تاکہ مخالف کے اعتراض سے ملزم نہ بنے — تاکہ مخالف کے اقبال سے محفوظ رہے

تا کہ ایں ہفتادو دو ملّتِ مُدام — در جہاں ماندے الیٰ یوم القیام
تاکہ یہ بہتر ملتیں ہمیشہ — قیامت کے دن تک دنیا میں باقی رہیں

چوں جہانِ ظلمت ست و غیب ایں — از برائے سایہ می باید زمیں
چونکہ یہ تاریکی اور غیب کی دنیا ہے — سایہ کے لئے زمیں درکار ہے

تا قیامت ماند ایں ہفتا دو دو — کم نیاید مُبتدع ۳ را گفتگو
تاکہ یہ بہتر فرقے قیامت تک رہیں — بدعتی کی گفتگو کم نہ پڑے

عزتِ مخزن بُود اندر بہا — کہ بر و بسیار باشد قُفلہا
قیمت کے اعتبار سے اس خزانہ کی عزت ہوتی ہے — جس پر بہت سے قفل ہوں

۱ منطیق۔ بہت بولنے والا۔ زیں مقال۔ یعنی نصیحت کی باتیں۔ کہ بداں۔ ان نصیحت کی باتوں سے فہم میں روشنی پیدا ہو گی۔ عُتُل۔ سنگدل۔ زاند کے۔ مثلے نمونہ از خروارے کافی ہوتا ہے۔ درمیاں۔ مختلف فرقوں کی یہ بحثیں قیامت تک ختم نہ ہوں گی کیونکہ دنیا میں بہتر فرقے باقی رہتے ہیں۔ بروں شو۔ نکلنے کا راستہ مخرج۔ تباب۔ ہلاکت تباہی۔ مقضی۔ یعنی قضاوقدر کا فیصلہ۔

۲ تانگردد۔ ہر فرقہ والے کو ایسے دلائل عطا کر دیئے گئے ہیں کہ مخالف سے عاجز نہ آجائے ملزم۔ یعنی لاجواب۔ از اقبال۔ یعنی مخالف اس پر غلبہ حاصل نہ کر سکے۔ زمین۔ جب سورج غروب کر جاتا ہے تو زمین کے جس رخ سے اس نے غروب کیا ہے اس کا سایہ فضائے آسمانی تک پھیل جاتا ہے، دنیا میں ظلمت اور تاریکی ہے یہاں حق اس قدر واضح نہیں ہے باطل دلائل سے حق پوشیدہ ہو جاتا ہے

۳ مُبتدع۔ یعنی باطل فرقہ۔ عزت مخزن۔ جس قدر قیمتی خزانہ ہوتا ہے اتنے ہی اس پر قفل زیادہ ہوتے ہیں اسی لئے حق مذہب جو قیمتی چیز ہے اس پر باطل ملتوں کے قفل لگے ہوئے ہیں۔

عزتِ ۱ مقصد بُود اے مُمتحن — پیچ پیچ راہ عقبہ و راہزن
اے مصیبت زدہ! مقصد کی عزت سے — گھاٹی کا خمار راستہ اور ڈاکو

عزتِ کعبہ بُود آں ناحیہ — دزدیِ اعراب و طولِ بادیہ
وہ گوشہ کعبہ کی عزت ہے — اور بدوؤں کی چوری اور صحرا کا طول

ہر رَوِش ہر رہ کہ آں محمود نیست — عَقبہ و مانعے و رہزنے ست
جو روش اور راہ قابل ستائش نہیں ہے — وہ گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے

ایں ۲ رَوِش خصم و حقودِ آں شدہ — تا مُقلِّد در دورہ حیراں شدہ
یہ روش اس کی مخالف اور کینہ ور بنی — یہاں تک کہ مقلد دونوں راستوں میں حیراں ہو گیا

صدق ہر دو ضد بہ بیند در رَوِش — ہر فریقے در رہِ خود خوش منش
روش میں ہر دو ضدوں کی سچائی خیال کرتا ہے — ہر فریق اپنی راہ پر خوش طبع ہے

گر جوابش نیست می بند دستیز — بر ہماندم تا بروزِ رستخیز
اگر اس کے پاس جواب نہ ہو تو جھگڑا ختم ہو جائے — اسی وقت سے قیامت کے دن تک کیلئے

کہ مہانِ ما بدانند ایں جواب — گرچہ از ما شد نہاں وجہِ صواب
کہ ہمارے بڑے اس جواب کو جانتے ہیں — اگرچہ درست بات ہم سے مخفی ہو گئی ہے

پوز بند وسوسہ عشق ست و بس — ورنہ کے وسواس رابست ست کس
وسوسہ کے لئے پکا عشق ہی ہے اور بس — ورنہ وسوسہ کو کس نے بند کیا ہے؟

عاشقے ۳ شو شلہ خوبے بجُو — صیدِ مرغابی ہمی کُن جُو بجُو
عاشق بن حسین معشوق تلاش کر — نہر در نہر مرغابی کا شکار کرتا رہ

کے بَری زاں آب کاں آبت بَرد — کے کُنی زاں فہم کہ فہمت خورد
تو اس پانی سے کیا فائدہ اٹھائیگا جو تیری آبرو برباد کرے؟ — تو اس سے کیا سمجھ سکتا ہے جو تیری سمجھ کو کھا لے؟

غیر ایں معقولہا معقولہا — یابی اندر عشق با فر و بہا
ان عقلی باتوں کے علاوہ معقول باتیں — تو عشق میں شوکت والی اور قیمتی پائے گا

غیرِ ایں عقلِ تو حق را عقلہا ست — کہ بداں تدبیرِ اسبابِ سماست
اس تیری عقل کے سوا اللہ کے پاس عقلیں ہیں — جن سے آسمان کے اسباب کی تدبیر ہوتی ہے

تا بدیں عَقل آوری ارزاق را — زاں دگر مفرش کُنی اطباق را
تو اس عقل کے ذریعہ رزقوں کو حاصل کرے گا — تو اس دوسری (آسمانی) طبقوں کو بستر بنا لیگا

۱ عزت مقصد۔ مقصد جسقدر عزیز ہوگا اسی قدر اوتک پہنچنے کا راستہ پیچ در پیچ ہوگا اور راہزن کا خوف ہوگا۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ عزت کعبہ۔ کعبہ کا دور دراز گوشہ میں ہونا اور پھر وہاں بدوؤں کی ڈاکہ زنی اور صحرا کا طول کعبہ کے با عزت ہونے کی دلیل ہے۔ ناحیہ۔ گوشہ۔ اعراب۔ بدو۔ بادیہ۔ صحرا۔ ہر روش۔ باطل فرقوں نے جو روش اور راہ اختیار کر رکھی ہے۔ وہ سیدھے راستہ کے لئے گھاٹی اور مانع اور ڈاکو ہے۔

۲ ایں روش۔ باطل فرقوں کی روش صحیح راستہ کی روش کے مخالف ہے اس کی وجہ سے تقلید کرنیوالا حیران ہو جاتا ہے کہ کس راستہ کو اختیار کرے۔ صدق۔ وہ سمجھتا ہے کہ دونوں راستے درست ہیں۔ گر جوابش۔ اگر باطل فرقہ والا لاجواب ہو جائے تو جھگڑا ختم ہو جائے۔ کہ وہ یہ کہدے کہ اس سوال کا جواب مجھے نہیں آتا میرے بڑے جانتے ہوں گے۔ پوز بند۔ اس طرح کے وساوس صرف عشق خداوندی سے مٹ سکتے ہیں۔

۳ عاشقے۔ وساوس اسی طریقہ پر مٹیں گے کہ راہ عشق اختیار کر اور اس کا راہبر تلاش کر لے کے بری۔ جن دلائل عقلیہ سے تو وساوس کو دور کرنا چاہتا ہے وہ بیکار ہیں۔ معقولہا۔ دلائل عقلیہ سے جو باتیں سمجھ میں آتی ہیں ایسے وہ معقولات بہتر ہیں جو علوم کشفیہ سے حاصل ہوتی ہے۔ ایں عقل۔ یعنی عقل معاش۔ عقلہا۔ یعنی معاد کی عقلیں۔ تا بدیں۔ عقل معاش سے صرف دنیوی روزی حاصل ہوتی ہے عقل معاد آسمانوں کو اپنا فرش بنا لیتی ہے۔

عُشر[1] امثالت دہد تا ہفت صد
تجھے دس گنے سے سات سو گنے تک عطا کر دے

چوں بَبازی عَقل در عشقِ صَمد
جب تو اللہ (تعالیٰ) کے عشق میں عقل کی بازی لگا دے

آں زناں چوں عَقلہا دَر باختند
ان عورتوں نے جب عقلیں ہار دیں

بر رُواقِ عشقِ یوسف تاختند
وہ یوسفؑ کے عشق کے چھجے پر چڑھ گئیں

عَقلِ شاں یکدم ستد ساقیِ عُمر
عمر کے ساقی نے ایک دم ان کی عقل لے لی

سیر گشتند از خرد باقیِ عُمر
باقی عمر کے لئے ان کا عقل سے پیٹ بھر گیا

اصلِ صد یوسفؑ جمالِ ذوالجلال
سینکڑوں یوسفوں کی اصل اللہ (تعالیٰ) کا حسن ہے

اے کم از زن شو فدیِ آں جمال
اے عورت سے کم! اس حسن پر قربان ہو جا

عشق بُرّد بحث را اے جان وبس
اے جان! عشق بحث کو کاٹ دیتا ہے اور بس

کوز گفت و گو شود فریاد رس
کیونکہ وہ گفتگو کے معاملہ میں فریاد رس بنجاتا ہے

حیرتے آیدز عشق آں نُطق را
عشق سے گویائی پر حیرت طاری ہو جاتی ہے

زہرہ نبود کہ گند او ماجرا
اس کا پتہ نہیں رہتا کہ وہ گفتگو کرے

کہ بترسد[2] گر جوابے وا دہد
کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر جواب دے

گوہرے از لفج[2] او بیروں جہد
موتی اس کے ہونٹ سے باہر نکل پڑے گا

لَب بہ بندد سخت او از خیر و شر
بھلے اور برے سے ہونٹ خوب بالکل بند کر لیتی ہے

تا نیاید کز دہاں اُفتد گُہر
تاکہ ایسا نہ ہو کہ منہ میں سے موتی گر جائے

ہمچناں کہ گفت آں یارِ رسولؐ
جیسا کہ ان صحابی نے فرمایا تھا

چوں نبیؐ برخواندے برما فضول[3]
جب نبی ہم ناکاروں کو سناتے

آں رسولِ مجتبیٰ وقتِ نثار
نچھاور کرنے کے وقت وہ برگزیدہ رسول

خواستے از ما حضور و صد وقار
ہم سے سینکڑوں وقار اور حضور (قلب) چاہتے

آنچنانکہ بر سرت مُرغے بُود
جس طرح کہ تیرے سر پر پرندہ ہو

کز فواتش جانِ تو لرزاں شود
جس کے اڑ جانے سے تیری جان لرزتی ہو

پَس نیاری ہیچ جُنبیدن زجا
تو جگہ سے ہل نہ سکے گا

تا نگیرد مُرغِ خوبِ تو ہوا
تاکہ تیرا حسین پرند، ہوا نہ پکڑ لے

دَم نیاری زد بہ بندی سُرفہ را
تو سانس نہ لے سکے گا کھانسی کو روک لیگا

تا نیاید کہ بپرّد آں ہما
تاکہ وہ ہما نہ اڑ سکے

---

[1] عشر۔ عقل عطا، نیکی کرائی ہے جس کا ثواب دس گنے سے سات سو گنے تک ملتا ہے۔ صمد۔ اللہ تعالیٰ آں زناں۔ یعنی مصری عورتیں۔ رواق۔ محل، چھجہ۔ ساقی عمر۔ یعنی عشق۔ اصل۔ حضرت یوسفؑ کا جمال اللہ تعالیٰ کے جمال کا پرتو تھا۔ عشق برد۔ مشہور مقولہ ہے۔ من عرف ربہ کل لسانہ جس شخص نے اپنے خدا کو پہچان لیا اس کی زبان کند ہو گئی۔ حیرتے۔ عشق ایسی حیرت پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے گویائی عاجز آ جاتی ہے۔

[2] کہ بترسد۔ عاشق ڈرتا ہے کہ اگر وہ زبان کھولے گا عشق کا راز ظاہر ہو جائے گا۔ لفج۔ لام کے زبر کے ساتھ گوشت کا ٹکڑا جس میں ہڈی نہ ہو، ہونٹ بعض نسخوں میں "لفج" لام کے پیش کے ساتھ ہے اس کے معنی بھی ہونٹ ہیں بعض نسخوں میں "کام" ہے جس کے معنی تالو کے ہیں۔ ہمچناں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت کچھ بیان فرماتے تھے صحابہؓ کو ہدایت تھی کہ وہ خاموشی سے سنیں اور صحابہؓ خاموشی اور سکون سے اس طرح بیٹھے سنتے رہتے تھے کہ گویا انکے سروں پر کوئی پرندہ ہے اور انکو ڈر ہے کہ اگر وہ ہلے یا ہلتے تو وہ پرندہ اڑ جائے گا۔

[3] فضول۔ بعض لوگوں نے اس کو ما بیان قرار دیا ہے اس اعتبار سے ہم نے ناکارہ کا ترجمہ کیا ہے بعض لوگوں نے اس کے معنی فضائل کے کئے ہیں یعنی فضائل قرآنی بعض نسخوں میں بغیر نقطہ کے فضول ہے اس صورت میں قرآن کی صورتیں مراد ہونگی۔ حضور یعنی قلبی توجہ۔ سرمہ۔ کھانسی۔ ہما۔ یعنی وہ پرند جو سر پر بیٹھا ہوا ہے۔

در لست شیریں بگوید یا تُرش	بر لب ! انگشتے نہی یعنی خموش
اگر تجھے کوئی شخص میٹھی بات کہے یا کڑوی	تو ہونٹ پر انگلی رکھے گا یعنی چپ رہ
حیرتِ آں مُرغست خاموشت کند	بر نہد سر دیگ و پُر جوشت کند
حیرت وہ پرندہ ہے جو تجھے خاموش کر دیتا ہے	دیگ کا ڈھکنا ڈھک دیتا ہے اور تجھے جوشیلا بنا دیتا ہے

پرسیدنِ بادشاہ قاصداً ایاز را کہ چندیں غم و شادی با چارق

بادشاہ کا ایاز سے قصداً دریافت کرنا کہ رنج اور خوشی کی اس قدر باتیں تو چپل

و پوستین کہ جمادست بچہ میگوئی تا ایاز را در سخن در آرد و

اور پوستین سے جو کہ بے روح ہیں کیوں کرتا ہے ؟ تاکہ ایاز سے بات کہلائے

سوالِ سلطان از و

اور بادشاہ کا اس سے دریافت کرنا

اے ایاز ۲ ایں مہر با بر چارقے	چیست آخر ہمچو بربت عاشقے
اے ایاز ! چپل سے اس قدر محبتیں	آخر کیوں ہیں ؟ جیسا کہ بت پر عاشق
ہمچو مجنوں از رخِ لیلیٰ خویش	کردۂ تو چارقے را دین و کیش
مجنوں کی طرح اپنی لیلیٰ کے رخ کو	تو نے چپل کو دین اور مذہب بنا لیا ہے
با دو کہنہ مہرِ جاں آمیختہ	ہر دو را در حجرۂ آویختہ
دو پرانی چیزوں سے جان کی محبت وابستہ کر دی ہے	دونوں کو حجرے میں لٹکا لیا ہے
چند گوئی بادو کہنہ تو سخن	در جمادے می دمی سرِ کہن
تو دو پرانی چیزوں سے کتنی باتیں کرے گا ؟	تو پرانا راز پتھر میں پھونکتا ہے
چوں ۳ عرب بارَبع و اَطلال اے ایاز	میکنی از عشق گفت خود دراز
اے ایاز ! عربوں کی طرح منزل اور نیلوں سے	عشق کی وجہ سے تو بات کو لمبا کرتا ہے
چارقت رَبع کدامیں آصف ست	پوستیں گویا قمیصِ یوسف ست
تیری چپل کونسے آصف کی منزل ہے ؟	پوستین گویا یوسف کی قمیص ہے
ہمچو ترسا کو شمارد با کشش	جرم یکسالہ زنا و غل و غش
عیسائی کی طرح جو پادری کے سامنے گنتا ہے	ایک سال کے زنا اور کھوٹ اور دھوکے کے جرم

۱ بر لب۔ اپنے ہونٹ پر انگلی رکھنا دوسرے کو چپ رہنے کا اشارہ ہے۔ حیرت۔ جس طرح سر پر کا پرندہ بات کرنے سے روکتا ہے مقام حیرت بھی روکتا ہے سالک جب اس مقام پر پہنچ جاتا ہے تو اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور دل میں جوش و خروش ہوتا ہے۔ پرسید۔ یہاں سے مولانا نے محمود و ایاز کا تمام قصہ دوبارہ شروع کیا ہے۔ ایاز۔ ایاز کوٹھری میں جا کر اپنے پرانے چپلوں اور پوستین سے باتیں کرتا تھا۔

۲ اے ایاز۔ محمود نے ایاز سے کہا کہ تو اپنی چپل کا عاشق کیوں ہے؟ ہمچو۔ جس طرح مجنوں نے لیلیٰ کو اپنا دین و مذہب بنا لیا تھا تو نے چپل کو بنا لیا ہے۔ دو کہنہ۔ یعنی پرانی چپل اور پوستین۔ چند گوئی۔ ایاز اپنی چپل اور پوستین سے اپنی غربت اور بے کسی کے سابق واقعات دہراتا تھا۔

۳ چوں عرب۔ عربی شعرا اپنے اشعار میں محبوبہ کی منزل اور اس کے پڑاؤ کے نیلوں کا بہت ذکر کرتے ہیں۔ ربع۔ موسم ربیع گذارنے کا مکان، مطلقاً مکان۔ اطلال۔ طلل کی جمع ہے، نیلے۔ آصف۔ ابن برخیا حضرت سلیمان کے وزیر تھے یہاں مطلقاً سردار مراد ہے۔ قمیص۔ حضرت یوسف کی قمیص سے حضرت یعقوب بینا ہو گئے تھے۔ ہمچو ترسا۔ نصاریٰ اپنے پیشواؤں کے سامنے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں اور ان کے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کر دینا سمجھتے ہیں۔ کشش۔ کشیش۔

تا بیا مرزد کشیشش[1] آں گناہ
تاکہ پادری اس کا وہ گناہ بخش دے

عفو اورا عفو داند از آلہ
اسکے معاف کر دینے کو خدا کا معاف کرنا سمجھتا ہے

نیست آگہ آں کشیش از جرم داد
وہ پادری جرم اور انصاف سے واقف نہیں

لیک بس جادوست عشق و اعتقاد
لیکن عشق اور اعتقاد بہت بڑا جادو ہے

دوستی دَرو ہم صد یوسفؑ تند
عشق وہم میں سینکڑوں یوسف بنا لیتا ہے

اسحر از ہاروت و ماروتست خود
وہ خود ہاروت اور ماروت سے زیادہ جادو گر ہے

صورتے پیدا کند بر یادِ او
وہ (عشق) اس کی یاد پر ایک صورت پیدا کر دیتا ہے

جذبِ صورت آردت در گفتگو
صورت کی کشش تجھے گفتگو پر آمادہ کر دیتی ہے

رازہا[2] گوئی پیشِ صورت صد ہزار
تو صورت کے سامنے ہزاروں راز بیان کرتا ہے

آنچناں کہ یار گوید پیشِ یار
جس طرح دوست، دوست کے سامنے بیان کرتا ہے

نے بد انجا صورتے نے ہیکلے
نہ وہاں کوئی تصویر ہے، نہ بت

زادہ از وے صد اَلست و صد بلے
اس (عشق) سے سینکڑوں سوال و جواب پیدا ہو جاتے ہیں

آں چناں کہ مادرِ دل بردۂ
جیسا کہ غمگین ماں

پیشِ گورِ بچۂ نو مردۂ
نئے مرے ہوئے بچہ کی قبر کے سامنے

رازہا گوید بجدّ و اجتہاد
کوشش اور محنت سے راز کہتی ہے

می نماید زندہ اورا آں جماد
وہ بے روح اس کو زندہ نظر آتا ہے

حی و قایم داند اُو آں خاک را
وہ اس مٹی کو زندہ اور قائم سمجھتی ہے

خوش نگر ایں عشقِ ساحر ناک را
اس جادو نُما عشق پر غور کر لے

پیشِ[3] او ہر ذرّۂ آں خاکِ گور
اس کے نزدیک قبر کی مٹی کا ہر ذرہ

گوش دارد ہوش دارد وقتِ شور
شور کے وقت کان رکھتا ہے، ہوش رکھتا ہے

مستمع داند بجد آں خاک را
وہ واقعی طور پر اس مٹی کو سننے والا سمجھتی ہے

چشم و گوشے داند او خاشاک را
وہ مٹی کے کان اور آنکھ سمجھتی ہے

آں چناں بر خاکِ گورِ تازہ او
وہ نئی قبر کی مٹی پر اس طرح

دمبدم خوش می نہد با اشک رُو
لمحہ بہ لمحہ اشک آلود چہرہ مستعدی سے رکھتی ہے

کہ بوقتِ زندگی ہرگز چناں
کہ زندگی کے وقت اس طرح کبھی تھی

رُوئے نہادہ است بر پُورِ چو جاں
جان جیسے بیٹے پر چہرا نہیں رکھا

---

[1] کشش۔ کشیش قسیس۔ نصرانی عالم۔ نیست نصرانی عالم سے نہ گناہ کا تعلق نہ معاف کرنے کا لیکن نصرانی کا عشق اور اعتقاد یہ سب کچھ اس سے کراتا ہے دوستی۔ عشق، قوتِ واہمہ کے ذریعہ معشوق میں حضرت یوسفؑ سے سوگنا حسن دکھا دیتا ہے۔ اسحر۔ زیادہ جادو گر۔ صورتے۔ عشق معشوق کی فرضی تصویر سامنے کر دیتا ہے اور اس سے باتیں کراتا ہے۔

[2] راز۔ عاشق اپنے درد کے سینکڑوں راز اس فرضی تصویر سے اس طرح بیان کرتا ہے جیسا کہ کوئی دوست دوست سے بیان کرے۔ نے۔ نفس الامر میں کچھ بھی نہیں ہے اور یہ عاشق میں فرضی تصویر سے سینکڑوں سوال و جواب کرتا ہے۔ الست۔ یعنی عہد۔ بلیٰ۔ یعنی اقرار۔ آنچناں۔ اگر کسی عورت کا بچہ مر جائے تو وہ اس کی قبر سے باتیں کرتی ہے۔ حق۔ ماں کا عشق اس بچہ کو زندہ اور تندرست دکھاتا ہے۔ یہ بھی عشق کی جادو گری ہے۔

[3] پیش او۔ ماں جب بچہ کی قبر پر جا کر نالہ و شیون کرتی ہے تو وہ سمجھتی ہے کہ قبر کا ذرہ ذرہ سن رہا ہے۔ مستمع۔ یہ بھی سمجھتی ہے کہ قبر کی مٹی کے آنکھ اور کان بھی ہیں اور قبر سے اس طرح چمٹتی ہے کہ بچہ سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹی ہے کہ بچہ سے زندگی میں بھی کبھی نہ چمٹی ہوگی۔

از اِ عزا چوں چند روزے بگذرد
جب سوگ کے چند روز گذر جائیں

آتشِ آں عشقِ اُو ساکن شود
اس کی محبت کی آگ ٹھنڈی پڑ جاتی ہے

عشق بَر مُردہ نباشد پائدار
مردے سے عشق پائدار نہیں ہوتا ہے

عشق را برحیِ جاں افزی دار
زندہ جان بڑھانے والے سے عشق کر

بعدازاں زاں گور خود خواب آیدش
اس کے بعد خود اس کو اس قبر سے نیند آنے لگتی ہے

از جمادے ہم جمادی زایدش
اس میں بے روح سے بے حسی پیدا ہو جاتی ہے

زانکہ عشق افسونِ خود بَر بود و رفت
کیونکہ عشق اپنا منتر لے گیا اور چل دیا

ماند خاکستر چو آتش رَفت تفت
جب آگ تیزی سے چلی گئی راکھ رہ گئی

آنچہ بیند آں جواں دَر آئنہ
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے

پیر اندر خشت بیند آں ہمہ
پیر اینٹ میں وہ سب کچھ دیکھتا ہے

پیرِ۲ عشقِ تُست نے ریشِ سپید
عشق تیرا پیر ہے نہ سفید داڑھی

دستگیرِ صد ہزاراں نا اُمید
جو لاکھوں مایوسوں کا دستگیر ہے

عشق صُورتہا بسازد دَر فراق
عشق جدائی میں تصویریں بناتا ہے

تا مُصوّر سَر کُند وقتِ تلاق
یہاںتک کہ ملاقات کے تصویر رونما ہو جاتی ہے

کہ منم آں اصل اصل ہوش و مست
کہ ہوش اور مست کا اصل اصول میں ہوں

بر صُورہا عکسِ حُسنِ ما بُدست
صورتوں پر ہمارے ہی حسن کا عکس تھا

پردہا را ایں زماں بَرداشتم
اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں

حُسن را بے واسطہ بفراشتم
میں نے حسن کو بے واسطہ جلوہ گر کر دیا ہے

زانکہ۳ بس با عکسِ من دریافتی
کیونکہ تو نے مجھے عکس کے ساتھ بہت پایا ہے

قُوّتِ تجرید ذاتم یافتی
اب تو نے میری ذات کو مجرد کرنے کی قوت حاصل کر لی ہے

چوں ازیں سُو جذبہ نَش شُد رَواں
جب اس جانب سے میرا جذبہ روانہ ہوا

اُو کشش را می نہ بیند درمیاں
وہ کشش کو درمیان میں نہیں دیکھتا ہے

---

۱ از عزا۔ سوگ مصیبت صبر یعنی چند دن کے اندر وہ جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے عشق۔ مولانا فرماتے ہیں یہ اس عشق کی کیفیت ہے جو مردے سے ہو خدا کے عشق کی آگ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی ہے۔ بعدازاں۔ کچھ دن بعد یہ حالت ہوتی ہے وہ ماں اپنی قبر کے پاس آ کر آرام سے سو جاتی ہے۔ زانکہ۔ وہ اس کی حالت عشق کی جادو گری تھی عشق ختم ہوا تو آگ ختم ہو کر راکھ رہ گئی۔ آنچہ۔ جوان سے مراد وہ شخص ہے جو حقائق تک نہ پہنچا ہو اور پیر سے مراد وہ شخص ہے جس کو حقائق کا کشف حاصل ہو گیا ہو پہلے فرمایا تھا کہ عشق نبی و قیوم سے گرداب فرماتے ہیں کہ جس کو یہ عشق حاصل ہو جاتا ہے اسکو کشفی علوم ہو جاتے ہیں اس کے کشف کی حالت یہ ہوتی ہے کہ لوہے سے آئینہ بننے کے بعد عوام کو جو کچھ اس میں نظر آتا ہے اس کو لوہے کی اینٹ میں ہی نظر آ جاتا ہے۔

۲ پیر۔ پہلے شعر میں پیر کا لفظ آیا تھا اس کی تشریح کرتے ہیں کہ پیر سے مراد عشق ہے سفید داڑھی والا مراد نہیں ہے۔ عشق سے یہ عشق کی کارفرمائیاں ہیں کہ وہ فراق کی حالت میں معشوق کی صورتیں دکھاتا ہے پھر ملاقات کے وقت صاحب تصویر سامنے آتا ہے ابتداً سالک صورتوں سے وہ چار ہوتا ہے پھر ذات کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے کہ منم۔ جب ذات کا مشاہدہ ہوتا ہے تو وہ کہتی ہے کہ میں سب کی اصل ہوں اور صورتوں پر میرا عکس پڑ گیا تھا اب میں نے پردے اٹھا دیئے ہیں اور بغیر کسی واسطے کے حسن کا مشاہدہ کرا دیا ہے۔

۳ زانکہ۔ مکوس میں مشاہدہ کے بعد پھر وجہ فنا میں یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ مجرد ذات کا مشاہدہ کر سکے حدیث شریف میں ہیں اَلاحسان اَن تعبد اللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک صوفیاء کے نزدیک اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ احسان یہ ہے کہ تو عبادت اس طریقہ پر کر کہ گویا تو ذات کا مشاہدہ کر رہا ہے اگر تو باقی در ہا بلکہ فانی بن گیا تو اس ذات کو دیکھے گا وہ بیشک تجھے دیکھتی ہے پردہ اگر ہے تو تیری ذات کا ہے۔ چوں ریں سو۔ عبادت کے ابتدائی مراتب بھی جذب و کشش خداوندی سے ہیں لیکن یہ جذب و کشش اس عابد کی نگاہوں سے اوجھل ہے۔

مَغفرت [1] میخواہد از جُرم وخطا — از پسِ آں پَردہ از لُطفِ خدا
وہ جرم اور خطا کی معافی چاہتا ہے — خدا کی مہربانی سے اس پردے کے بعد

چوں زسنگے چشمہ جاری شود — سنگ اندر چشمہ مُتواری شود
جب کسی پتھر سے چشمہ بہہ پڑتا ہے — پتھر چشمہ میں چھپ جاتا ہے

کس نخواند بعدازاں آں را حجر — زانکہ جاری شد ازاں سنگ آں گہر
اس کے بعد اس کو کوئی پتھر نہیں کہتا — کیونکہ اس پتھر سے وہ موتی بہہ پڑا ہے

کاسہاداں [2] ایں صُوَرا و اندرُو — آنچہ حق ریز دبداں گیر عُلو
اس عکسوں کو پیالے سمجھ اور ان میں — حق تعالیٰ جو فیاض ہے اس سے وہ بلندی حاصل کر لیتے ہیں

گفتنِ خویشا وندانِ مجنوں را کہ حُسنِ لیلیٰ باندازہ ایست
رشتہ داروں کا مجنوں سے کہنا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے زیادہ نہیں ہے ہمارے

چنداں نیست از و نغز تر در شہرما بسیارست یکے و دو و دہ
شہر میں اس سے بہتر بہت ہیں ہم ایک اور دو اور دس

بَر تو عرضہ کُنیم اختیار کُن و مارا و خودرا وَارہاں و جواب
تیرے سامنے پیش کر دیتے ہیں تو ان میں سے پسند کر لے اور ہمیں اور اپنے آپ کو نجات دے

گفتنِ مجنوں ایشاں را
اور ان کا مجنوں کو جواب دینا

اَبلہاں گفتند مجنوں را زجہل — حُسنِ لیلیٰ نیست چنداں ہست سہل
بیوقوفوں نے نادانی سے مجنوں سے کہا — لیلیٰ کا حسن زیادہ نہیں ہے معمولی ہے

بہتر از وے صد ہزاراں دلرُبا — ہست ہمچوں ماہ اندر شہرما
اس سے زیادہ حسن لاکھوں معشوق — ہمارے شہر میں چاند جیسے ہیں

نازنیں [3] تر زو ہزاراں حوروش — ہست بگزیں زاں ہمہ یکبارِ خوش
ہزاروں حوروں جیسے اس سے زیادہ ناز و انداز والے — موجود ہیں ان سب میں سے ایک حسین ہار منتخب کر لے

وَارہاں خودرا و مارا نیز ہم — از چنیں سودائے زشتِ متہم
اپنے آپ کو اور ہمیں بھی نجات دے — ایسے برے متہم عشق سے

گفت صورت کوزہ ست و حسن مے — مے خدایم میدہد از ظرفِ وے
اس نے کہا صورت پیالہ ہے اور حسن شراب ہے — مجھے اس کے پیالے سے خدا شراب پلاتا ہے

[1] مغفرت۔ حسنات الابرار سیئات المقربین۔ نیک لوگوں کے حسنات۔ مقربین بارگاہ کے اعتبار سے سیات ہیں پہلے چونکہ عبادت میں احسان کا اعلیٰ درجہ نہ تھا اس لئے مشاہدہ کے بعد اس عبادت پر معافی کا خواستگار ہوتا ہے۔ چوں زسنگے۔ جذب وکشش کے تجلی ہونے کی یہ مثال ہے کہ جس پتھر سے چشمہ جاری ہوتا ہے اور وہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے اور اب لوگ اس کو پتھر نہیں کہتے بلکہ پانی کا چشمہ کہتے ہیں۔

[2] کاسہا۔ عبادت میں ابتدائی صور کے مشاہدہ کو بمنزلہ پیالوں کے سمجھو ان میں حضرت حق تعالیٰ کی جانب سے جذبہ کی ریزش ہے۔ گفتن۔ مجنوں کی اس گفتگو سے بھی یہی سمجھایا ہے کہ مظاہر ظاہر کے حسن کے اعتبار سے نام اور رنگ اختیار کرتے ہیں۔ ابلہاں۔ کچھ بیوقوفوں نے مجنوں کو ملامت کرنی شروع کر دی اور کہا کہ لیلیٰ کا معمولی حسن ہے تو اس پر اس قدر فریفتہ کیوں ہے۔ سہل۔ معمولی۔

[3] نازنیں۔ دوسرے معشوق نازو انداز اور حسن میں لیلےٰ سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ وارہاں۔ تو دوسرے شہر اور قبیلہ کی لڑکی پر عاشق ہے جس کی وجہ سے تو اور سارا خاندان بدنام ہو رہا ہے۔ گفت۔ مجنوں نے کہا کہ لیلیٰ کی صورت تو ایک پیالہ ہے اور اس سے خدا اپنی شراب مجھے پلا رہا ہے۔

مر شما[1] را سر کہ دادا زکوزہ اش
اس کے پیالے سے تمہیں سرکہ دیا ہے

تا نباشد عشق اُو تاں گوش کش
تاکہ اس کا عشق تمہارے کان نہ کھینچے

ازیکے کوزہ دہد زہرو عسل
ایک ہی پیالے سے زہر اور شہد

ہر یکے رادستِ حق عزّ وجل
اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہر ایک کو عطا کرتا ہے

کوزہ می بینی ولیکن آں شراب
تو پیالہ دیکھتا ہے لیکن وہ شراب

بچشمِ نا صواب روی ننماید
غلط آنکھ کو چہرہ نہیں دکھاتی ہے

قاصراتُ الطّرف باشد ذوقِ جاں
طبیعت کا ذوق نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے

جز بخصمِ خویش ننماید نشاں
اپنے اہل کے سوا چہرہ نہیں دکھاتا ہے

قاصراتُ الطّرف باشد آں مُدام[2]
وہ شراب، نظر کو روکنے والیوں میں سے ہے

ویں حجابِ ظرفہا ہمچوں خیام
اور یہ پیالوں کا پردہ خیموں کی طرح ہے

ہست دریا خیمۂ دروئے حیات
دریا ایک خیمہ ہے اس میں زندگی ہے

بط را لیکن کُلا غاں را ممات
بطخ کی لیکن کوؤں کی موت ہے

زہر باشد مار راہم قُوت و برگ
زہر سانپ کی روزی بھی ہے اور سازو سامان بھی

غیر اُورا زہر اُو ورد ست و مرگ
اس کے غیر کے لئے اس کا زہر درد اور موت ہے

صورتِ ہر نعمتے و خُفتے
ہر نعمت اور محنت کی صورت

ہست ایں را دوزخ آنرا جنّتے
اس کے لئے دوزخ ہے اس کے لئے جنت ہے

پس[3] ہمہ اجسام اشیا تُبصِرُوں
پس تم تمام چیزوں کے جسم دیکھتے ہو

اندروقُوت ست وسم لا تُبصِرُوں
ان کے اندر روزی ہے اور زہر تم نہیں دیکھتے ہو

ہست ہر جسمے چو کاسۂ و کوزۂ
ہر جسم پیالے اور کٹورے کی طرح ہے

اندر و ہم قُوت و ہم دل سوزۂ
اس میں روزی بھی ہے اور دل کا جلادا بھی

کاسہ پیدا اندر و پنہاں رَغَد
پیالہ، ظاہر ہے اسمیں خوش عیشی پوشیدہ ہے

طاعمش داند کزاں چہ می خورد
اس کا کھانے والا جانتا ہے کہ اسمیں سے کیا کھا رہا ہے

صورتِ یوسف چو جامے بُود خوب
(حضرت) یوسفؑ کی صورت ایک عمدہ جام تھی

زاں پدرمی خورد صد بادہ طروب
باپ اس سے سینکڑوں مست کرنیوالی شرابیں پیتے تھے

---

[1] مرشما۔ اسی پیالہ سے تمہیں سرکہ میسر آرہا ہے تاکہ تمہیں اس کے عشق کی فضیلت حاصل نہ ہو۔ ازیکے۔ یہ عجائب قدرت میں سے ہے کہ قدرت ایک ہی پیالہ سے کسی کو زہر اور کسی کو شہد پلاتی ہے۔ کوزہ۔ تم لوگوں کو صرف صورت اور کوزہ نظر آرہا ہے چونکہ تمہاری نظریں صحیح نہیں ہیں۔ تمہیں وہ شراب نظر نہیں آرہی ہے فیھنّ قاصرات الطرف۔ جنتی حوروں کے بارے میں مذکر ہے فیھنّ قاصراتُ الطّرف اور مذکر ہے حور مقصورات فی الخیام یعنی وہ حوریں بجز شوہروں کے کسی دوسرے کی طرف نگاہ بھر کر بھی نہیں دیکھتی ہیں یہی حال عشق کا ہے وہ اہل کیطرف متوجہ ہوتا ہے۔ خصم۔ یعنی صاحب اہل۔

[2] مُدام۔ یعنی شراب عشق حوریں خیموں کے اندر رہتی ہیں باہر نہیں نکلتی ہیں۔ اس شراب عشق کے لئے برتن بمنزلہ حوروں کے خیموں کے ہیں۔ ہست دریا۔ ان اشعار کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک ہی چیز کسی شخص کے اعتبار سے مفید ہے کسی کے اعتبار سے مضر ہے اور بطخ کے لئے ذریعہ حیات ہے اور کوے کی موت کا سبب ہے۔ زہر۔ سانپ کا زہر سانپ کے لئے زندگی کا اور دوسروں کی موت کا سبب ہے صورتِ ہر نعمتے۔ ہر نعمت اور محنت کا صحیح استعمال جنت کا سبب اور غلط استعمال دوزخ کا سبب ہے۔

[3] پس۔ دنیا کا ہر جسم جس کو تم دیکھتے ہو اسمیں۔ روزی اور زہر چھپا ہوا ہے۔ جس کو تم نہیں دیکھ پاتے ہو۔ ہر جسم کو اسی طرح سمجھ لو۔ کاسہ۔ ظاہر کھلا ہوا ہے اس کے باطن میں نعمت ہے جس کا نتیجہ استعمال کرنیوالا سمجھے گا۔ رغد۔ وسعت عیش۔ صورت۔ حضرت یوسفؑ کی صورت ایک جام تھی اسمیں سے حضرت یعقوبؑ مست کرنیوالی شراب پیتے تھے اور بھائی زہر کا گھونٹ پیتے تھے۔

بازِ اخواں را ازاں زہر اب بود
پھر بھائیوں کے لئے اس میں زہریلا پانی تھا

کاندر ایشاں زہر کینہ میفزود
جو ان کے اندر کینے کا زہر بڑھا رہا تھا

بازِ[1] از وے مر زلیخا را شکر
پھر اس میں سے زلیخا کے لئے شکر

می کشید از عشق افیونِ دگر
عشق کے ذریعہ دوسری افیون نکالتی تھی

غیرآں چہ بُود مر یعقوبؑ را
اس کے سوا جو (حضرت) یعقوبؑ کے لئے تھی

بُود از یوسفؑ غذا آں خوب را
اس حسینہ کے لئے یوسف میں سے غذا تھی

گونہ گونہ شربت و کوزہ یکے
طرح طرح کی شرابیں ہیں اور پیالہ ایک ہے

تا نماند درے غیبت شکے
تاکہ تجھے غیب کی شراب میں شک نہ رہے

بادہ از غیب ست وکوزہ زیں جہاں
شراب غیب کی ہے اور پیالہ اس جہان کا ہے

کوزہ پیدا بادہ دروے بس نہاں
پیالہ ظاہر ہے اس میں شراب بہت مخفی ہے

بس[2] نہاں از دیدۂ نامحرماں
نامحرموں کی آنکھ سے بہت پوشیدہ ہے

لیک بر محرم ہویدا و عیاں
لیکن محرم پر ظاہر اور جلی ہوتی ہے

یَا اِلٰھِی سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا
اے میرے خدا ہماری بینائیاں مدہوش کر دیگئی ہیں

فَاعْفُ عَنَّا اِنْ ثَقُلَتْ اَوْزَارُنَا
ہمیں معاف کر ہمارے گناہوں کے بوجھ بھاری ہو گئے ہیں

یَا خَفِیًّا قَدْ مَلَاتَ الْخَافِقَیْنَ
اے پوشیدہ! تو نے مشرق و مغرب کو پر کر دیا ہے

قَدْ عَلَوْتَ فَوْقَ نُوْرِ الْمُشْرِقَیْن
تو دونوں مشرقوں کے نور سے بڑھ گیا ہے

اَنْتَ[3] سِرٌّ کَاشِفٌ اَسْرَارَنَا
تو راز ہے ہمارے بھیدوں کو کھولنے والا ہے

اَنْتَ فَجْرٌ مُّفْجِرٌ اَنْھَارَنَا
تو صبح کا سفیدہ ہے ہماری نہروں کو جاری کرنیوالا ہے

یَا خَفِیَ الذَّاتِ مَحْسُوْسَ الْعَطَا
اے مخفی ذات والے، محسوس عطا والے

اَنْتَ کَالْمَاءِ وَ نَحْنُ کَالرُّحَا
تو پانی کی طرح اور ہم پن چکی کی طرح ہیں

اَنْتَ کَالرِّیْحِ وَنَحْنُ کَالْغُبَار
تو ہوا کی طرح اور ہم غبار کی طرح ہیں

یَخْتَفِی الرِّیْحُ وَغُبْرَاہُ جِھَار
ہوا پوشیدہ رہتی ہے اور اس کا غبار ظاہر ہے

تو بہاری ماچو باغِ سبز و خوش
تو (موسم) بہار ہے ہم سبز اور خوش باغ کی طرح ہیں

اُو نہان و آشکار بخششش
وہ پوشیدہ اور اس کی عطا جلی ہوتی ہے

تو چو جانے ما مثالِ دست و پا
تو جان کی طرح ہے ہم ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہیں

قبض و بسط دست از جاں شدؔ روا
ہاتھ کا بند ہونا اور کھلنا جان سے ممکن ہوا

---

[1] باز۔ پھر زلیخا کو جو یوسفؑ سے شراب ملی وہ اس شراب کے علاوہ تھی۔ جو حضرت یعقوبؑ نے پی۔ خوب۔ یعنی زلیخا۔ گونہ۔ ایک پیالے سے مختلف قسم کی شرابیں حاصل ہوتی ہیں تاکہ پینے والے شراب کے بارے میں کوئی شبہ نہ رہے۔

[2] بس نہاں۔ پیالہ کی شراب نامحرموں سے پوشیدہ ہے۔ سکرت۔ مست کر دیتی ہیں۔ یعنی ہماری نگاہیں صحیح کام نہیں کر رہی ہیں۔ ابصار۔ بصر کی جمع ہے بینائی۔ اوزار۔ وزر کی جمع ہے بوجھ، گناہ یا حفیًا۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات مخفی ہے لیکن کائنات کو محیط ہے۔ نحقین۔ مشرق و مغرب۔ المشرقین۔ یعنی چاروں کے زمانے کی مشرق اور لڑکیوں کے زمانے کی مشرق۔

[3] فجر۔ اے خدا تو مخفی اور راز ہے لیکن ہمارے راز تجھ سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ فجر۔ فجر صبح کا سفیدہ، پانی کو جاری کرنا۔ رحا۔ پن چکی۔ غبر کی۔ غبار۔ تو بہاری۔ باغ کی بہار و بقا موسم بہار کی وجہ سے ہے۔ لونہاں۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے تفکروا فی الاء اللہ ولا تفکروا فی ذات اللہ "اللہ کی نعمتوں میں غور کیا کرو اس کی ذات میں غور نہ کیا کرو تو چوجائے جس طرح جان اور روح مخفی ہے لیکن ہاتھ پاؤں کے لئے وہ محرک ہے یہی صورت حضرت حق تعالیٰ اور کائنات کی ہے۔

تو چو عقلی[1] ما مثالِ ایں زباں — ایں زباں از عقل دارد ایں بیاں
تو عقل کی طرح ہے، ہم اس زبان جیسے ہیں — اس زبان کو عقل سے بیان حاصل ہوا ہے

تو مثالِ شادی و ما خندہ ایم — کہ نتیجہ شادیِ فرخندہ ایم
تو خوشی کی طرح ہے اور ہم ہنسی ہیں — کیونکہ ہم مبارک خوشی کا نتیجہ ہیں

جُنبشِ ما بہرِ دمے خود اشہدست — کُو گواہِ ذوالجلالِ سرمدست
ہماری حرکت ہر وقت خود بڑا گواہ ہے — کیونکہ وہ ہمیشہ رہنے والے ذوالجلال کی گواہ ہے

گردشِ سنگِ آسیا در اضطراب — اشہد آمد بر وجودِ جُوئِ آب
پن چکی کے پتھر کی گردش بے قراری میں — نہر کے پانی پر بڑا گواہ ہے

اے[2] بُروں از وہم و قال و قیلِ من — خاک بر فرقِ من و تمثیلِ من
اے وہ! جو کہ میرے وہم اور بات چیت سے باہر ہے — میری سر کی مانگ اور مثال دینے پر خاک

بندہ نشکیبد ز تصویرِ خوشت — ہر دمے گوید کہ جانم مفرشت
تیرے حسین تصور پر بندہ صبر نہیں کر سکتا ہے — ہر لمحہ کہتا ہے کہ میری جان تیرا فرش ہو

ہمچو آں چوپاں کہ میگفت اے خدا — پیشِ چوپانِ محبِ خود بیا
اس گڈریے کی طرح جو کہہ رہا تھا اے خدا! — اپنے عاشق گڈریے کے سامنے آجا

تا شپش جویم من از پیراہنت — چارقت دوزم ببوسم دامنت
تاکہ میں تیرے کپڑوں میں سے جوئیں پاؤں — تیرا چپل سی دوں، تیرا دامن چوموں

کس[3] نبودش در ہوا و عشق جُفت — لیک قاصر بُود از تسبیح و گفت
محبت اور عشق میں کوئی اس جیسا نہ تھا — لیکن تسبیح اور گفتگو میں کوتاہ تھا

عشقِ اُو خرگاہ بر گردوں زدہ — جاں سگِ خرگاہِ آں چوپاں شدہ
اس کے عشق نے آسمان پر خیمہ گاڑ دیا تھا — جان اس گڈریے کے خیمہ کا کتا بن گئی تھی

چونکہ بحرِ عشقِ یزداں جوش زد — بر دلِ اُو زد تُرا بر گوش زد
جب اللہ تعالیٰ کے عشق کے سمندر نے جوش مارا — اس کے دل سے ٹکرایا، تیرے کان سے ٹکرایا

حکایت جوحیِ کہ چادر پوشیدہ در وعظ میانِ زناں نشست و حرکتے کرد زنے اُورا بشناخت کہ مَردست و نعرہ بزد

اس نے ایسی حرکت کی کہ ایک عورت نے اس کو پہچان لیا کہ مرد ہے اور اس نے نعرہ مارا

[1] تو چو عقلی۔ زبان کو عقل گویا بناتی ہے۔ تو مثال۔ جس طرح مسکراہٹ خوشی کا نتیجہ ہے اس طرح ہم سب حضرت حق تعالیٰ کی شئوں کے مظاہر ہیں۔ جنبش۔ ہماری حرکات حضرت حق تعالیٰ کے وجود کی گواہ ہیں۔ گردش۔ پن چکی کے پاٹ کی حرکت نہر کے پانی کے وجود کی گواہ ہے۔ اشہد۔ زیادہ گواہ۔

[2] اے بروں۔ حضرت حق تعالیٰ کی ذات وہم قیاس سے بالاتر ہے لہٰذا اس کی کوئی مثال اس کے مطابق نہیں ہے۔ بندہ۔ مثالیں دینے کی مجبوری یہ ہے کہ بندہ محض تصور پر صبر نہیں کرتا ہے مزید وضاحت چاہتا ہے۔ ہمچو حق تعالیٰ کے لئے مثالوں کی یہی حقیقت ہے جس طرح گڈریے نے اس کی ذات کی تعبیر کی تھی۔ شپش۔ جوں۔ چارق۔ چپل۔

[3] کس نبودش۔ اس گڈریے کی تعبیرات اگرچہ غلط تھیں لیکن اللہ تعالیٰ سے اس کا عشق بے مثال تھا۔ عشق۔ اس کے عشق کا مقام عالم بالا تھا اور جان جیسی معزز چیز اس کے خیمہ کا کتا بنی ہوئی تھی چونکہ عشق کا اثر اس کے دل پر تھا تیرے صرف کان پر ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ سمجھایا ہے کہ دل پر اور کسی دوسرے عضو پر اثر میں بہت بڑا فرق ہے۔ جوحی۔ ایک شخصیت ہے جس کی طرف بہت سے پر مذاق قصے منسوب ہیں جیسی کہ اردو ادب میں ملا دوپیازہ یا شیخ چلی۔

واعظے بُد بَس گزیدہ[1] در بیاں
ایک واعظ تقریر میں بہت منتخب تھا

زیرِ منبر جمع مَردان و زناں
(اسکے) منبر کے پاس مرد اور عورتیں جمع تھیں

رَفت جوحی چادر و رُوبند ساخت
جوحی چلا ، چادر اور نقاب پہنا

درمیانِ آں زناں شدنا شناخت
ان عورتوں میں ان جان ہو گیا

سائلے پُرسید واعظ را براز
ایک سوال کرنیوالے نے آہستہ سے واعظ سے دریافت کیا

مُوئے عانہ ہست نقصانِ نماز
زیرناف کے بال نماز کے نقصان (کا باعث) ہیں؟

گفت[2] واعظ چوں شود عانہ دراز
واعظ نے کہا جب زیر ناف کے بال بڑھ جائیں

پس کراہت باشد ازوے در نماز
تو اس سے نماز میں کراہت پیدا ہو جاتی ہے

یا بنورہ یا بستہ[1] بسترش
چونے سے یا استرے سے ان کو مونڈ دے

تا نمازت کامل آید خوب و خوش
تاکہ تیری نماز بھلی اچھی مکمل ہو

گفت سائل آں درازی تاچہ حد
سوال کرنے والے نے کہا لمبائی کس حد تک

شرط باشد تا نماز اَکمل بُود
مناسب ہے ، تاکہ نماز مکمل ہو جائے ؟

گفت چوں قدرِ جوئے گردد بطول
اس نے کہا ، اگر جو کی بقدر لمبے ہو جائیں

پس ستُر دن فرض باشد اے سئول[2]
اے سمجھ کر ! مونڈنا فرض ہو جائے گا

پیشِ جوحی یک زنے بنشستہ بود
جوحی کے آگے ایک عورت بیٹھی تھی

ہوش را بَر وعظِ واعظ بَستہ بُود
جس نے ہوش کو واعظ کے وعظ سے وابستہ کر دیا تھا

گفت جوحی زُودا ے خواہر ببین
جوحی نے کہا اے بہن ! جلد دیکھ لے

عانۂ من گشتہ باشد ایں چُنیں
میرے زیر ناف بال ایسے ہو گئے ہونگے

بہرِ خوشنودیِ حق پیش آردست
اللہ (تعالیٰ) کی خوشنودی کیلئے ہاتھ بڑھا

کاں بمقدارِ کراہت آمدست
کہ وہ کراہت کی بقدر ہو گئے ہیں ؟

دَست زن در کرد در شلوارِ مَرد
عورت نے مرد کے شلوار کے اندر ہاتھ ڈالدیا

کیر اُو بردستِ زن آسیب[3] کرد
اس کے خایہ نے عورت کے ہاتھ پر اثر کیا

نعرۂ زد سخت اندر حال زن
عورت نے فوراً ایک نعرہ مارا

گفت واعظ بَر دلش زد گفتِ من
واعظ نے کہا میری بات نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

صدق ازیں زن بیاموزید ہیں
ہاں ، تم سچائی اس عورت سے سیکھ لو

چونکہ بَر دل زد وُرا گفتِ چنیں
جبکہ ایسی گفتگو نے اس کے دل پر اثر کیا ہے

[1] گزیدہ۔ منتخب۔ رُوبند۔ نقاب۔ موئے عانہ۔ زیرناف کے بال۔ عانہ۔ یعنی جب زیرناف بدل بڑھ جائیں تو نماز میں کراہت آجاتی ہے۔ نُورہ۔ چونا۔ سترہ۔ استرہ۔ تاچہ حد۔ درازی کر متعین کردیجئے کہ بال کس قدر بڑھ جانے سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔

[2] گفت۔ واعظ نے کہا۔ سئول۔ بہت زیادہ سوال کرنے والا۔ ہوش۔ یعنی واعظ کے وعظ کی جانب پوری متوجہ تھی۔ مرد۔ یا شلوار کا مضاف الیہ یا کرد کا فاعل ہے دونوں صورتوں میں ترجمہ جداگانہ ہے۔

[3] آسیب۔ اثر۔ گفت۔ واعظ نے کہا کہ میرے وعظ کا اس کے دل پر اثر ہوا ہے اسی لئے اس نے نعرہ مارا ہے صدق۔ واعظ نے مردوں سے کہا تم لوگ اس عورت سے نصیحت حاصل کرلو۔

گفت اُو نے بر دلِ تو زد بر دست زد
اس (جوی نے) کہا دل پر نہیں ہاتھ پر اثر کیا ہے

وائے گر بر دل زدے اے پُر خرد
اے عقلمند! کیا کہنا تھا اگر دل پر اثر کرتا

بر دلِ آں ساحراں زد اند کے
ان جادوگروں کے دل پر تھوڑا سا اثر کیا

شد عصاو دست ایشانرا یکے
ان کے لئے لکڑی اور ہاتھ یکساں بن گیا

گر ز پیرے در رُبائی تو عصا
اگر تو کسی بڈھے کی لاٹھی اڑا لے

بیش رنجد کاں گروہ از دست و پا
وہ اس سے زیادہ رنجیدہ ہوگا جتنا وہ گروہ ہاتھ پاؤں سے

نعرۂ ۲ لَا ضَیر بر گردوں رسید
"کوئی حرج نہیں" کا نعرہ آسمان پر پہنچا

ہیں بُبر کہ جاں ز جان کندن رہید
ہاں کاٹ لے، جان جان کنی سے نجات پا گئی

چوں بدانستیم ما کیں تن نہ ایم
چونکہ ہم جان گئے کہ ہم یہ جسم نہیں ہیں

از ورای تن بیزداں میزیم
جسم کے سوا ہم خدا کے ذریعہ جی رہے ہیں

اے خنک آں را کہ ذات خود شناخت
قابل مبارکباد ہے وہ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا

اندر امنِ سرمدی قصرے بساخت
ہمیشگی کے امن میں اس نے محل بنا لیا

کود کے گرید پئے جوز و مویز
بچہ جس اخروٹ اور منقی کے لئے روتا ہے

پیشِ عاقل باشد آں بس سہل چیز
عقلمند کے لئے وہ آسان چیز ہے

پیشِ دل جزو مویز آمد جسد
دل کے لئے جسم، اخروٹ اور منقی ہے

طفل کے دَرد انشِ مرداں رسد
بچہ مردوں کی عقل کو کب پہنچتا ہے؟

ہر کہ ۳ محجوبست اُو خود کود کیست
جو پردے میں ہے، وہ بچہ ہے

مرد آں باشد کہ بیروں از شکیست
مرد وہ ہے جو شک سے باہر ہے

گر بریش و حایہ مردستے کسے
اگر کوئی داڑھی اور خایہ کی وجہ سے مرد ہے

ہر بزِ یرا ریش و خصیہ استے بسے
تو ہر بکرے کے داڑھی اور خصیہ ہے

پیشوا بد بُود آں بز شتاب
وہ بکرا برا پیشرو ہے، جلد

میبرد اغنام را پیشِ قصاب
بکریوں کو قصاب کے آگے لیجاتا ہے

ریش شانہ کردہ کہ من سا قم
داڑھی کو کنگھی کئے ہوئے کہ میں راہنما ہوں

سائقی لیکن بسوئے درد و غم
تو راہنما ہے لیکن درد اور غم کی جانب

ہیں روِش بگزیں و ترکِ ریش گن
خبردار! روش اختیار کر اور داڑھی کو چھوڑ

ترکِ ایں ما و من و تشویش گن
اس تکبر غرور اور پریشانی کو ترک کر

---

۱ گفت۔ جوی نے کہا دل پر نہیں محض ہاتھ پر اثر ہوا سامنے کہ اس کا ہاتھ جوی کی شرمگاہ پر لگا تھا۔ بر دل۔ فرعون کے جادوگروں کے دل پر اثر ہوا تھا تو عشق الٰہی میں ان کے لئے ہاتھ پاؤں کا کٹنا ایسا ہی تھا جیسا کہ کسی لکڑی کا کٹنا۔ ریز۔ اگر تو بوڑھے کی لاٹھی چھین لے تو اس کو اس سے زیادہ رنج ہوگا جیسا کہ ان کو ہاتھ پاؤں کٹنے پر ہوا تھا۔

۲ نعرۂ۔ جس وقت فرعون نے جادوگروں سے کہا تھا کہ تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالوں گا تو انہوں نے جواب میں کہا تھا لا ضیر "کوئی نقصان نہیں۔ چوں۔ جادوگروں نے کہا کہ ہمیں معلوم ہو چکا ہے کہ اصل زندگی جسم کی نہیں ہے بلکہ روح کی ہے۔ اے خنک۔ حدیث شریف ہے جس نے اپنی حقیقت سمجھ لی اس نے خدا کو پہچان لیا کود کے بچے کے لئے اخروٹ اور منقی عزیز ہیں عقلمند کے لئے وہ حقیر ہیں۔ پیش دل۔ بل دل کے لئے ہاتھ پاؤں اخروٹ اور منقی کی جگہ ہیں۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص اپنی حقیقت نہیں سمجھا وہ بچہ ہے۔ گر ریش۔ اگر مرد ہونا داڑھی اور خصیہ کی وجہ سے ہوتو یہ چیزیں بکرے کے بھی ہوتی ہیں۔ پیشوا۔ بکرے میں عقل خام ہے اسی لئے مذبح جاتے وقت وہ بکریوں کا پیشوا بن جاتا ہے۔ ریش۔ جہلا دنی پیر بھی داڑھی میں کنگھا کر کے کہتا ہے کہ میں پیشوا ہوں ہاں تو پیشوا ہے لیکن بکرے کی طرح پیشوا ہے۔ ہیں۔ انسان کو سیدھے راستہ کی روش اختیار کرنی چاہیے داڑھی پر گھمنڈ نہ کرنا چاہیے۔

ریشِ[1] خود را خندہ زارے کردۂ — نازکم کُن چونکہ ریش آوردۂ
تو نے اپنی داڑھی کو مضحکہ بنا لیا ہے — جبکہ تیرے داڑھی نکل آئی ہے نخرے نہ دکھا

تا شوی چوں بوئے گل بر عاشقاں — پیشواؤ رہنمای گلستاں
تاکہ تو پھول کی خوشبو کی طرح عاشقوں کیلئے بنجائے — باغ کا رہنما اور پیشوا

چیست بُوی گل دمِ عقل و خرد — خوش قلاؤزِ رہ باغ لبد
پھول کی خوشبو کیا ہے؟ عقل اور سمجھ کی بات — جو ابدی باغ کے لئے بہترین راہنما ہے

فرمودن شاہ با ایاز بارِ دیگر کہ شرحِ چارق و پوستین را
بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ حکم دینا کہ چپل اور پوستین کی تشریح کو واضح طور پر بتا

آشکارا بگوتا خواجہ تا شانت ازاں اشارت پند
تاکہ تیرے آقا شریک اس اشارے سے نصیحت حاصل کر لیں

گیرند کہ الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
چونکہ "دین نصیحت ہے"

سِرِّ چارق رابیاں کُن اے ایاز — پیشِ چارق چیستت چندیں نیاز
اے ایاز! چپل کا راز بتا — چپل کے سامنے تیری اسقدر نیازمندی کیوں ہے؟

تانیوشد سُنقرو[2] بگیا رقت — سِرِّ سِرِّ پوستین د چارقت
تاکہ سنقر اور تیرے ساتھی سن لیں — تیرے پوستین اور چپل کے راز کا راز

اے ایاز از تو غلامی نور یافت — نورت از پستی سوی گردوں شتافت
اے ایاز! تجھ سے غلامی نے نور حاصل کیا — تیرا نور پستی سے آسمان کی جانب دوڑ گیا

حسرتِ آزاد گاں شُد بندگی — بندگی راچوں تو دادی زندگی
غلامی آزادوں کے لئے (باعث) حسرت بنگئی — جبکہ تو نے غلامی کو زندگی بخشی

مومن[3] آں باشد کہ اندر جُورو مدّ — کافر از ایمانِ اُو حسرت خورد
مومن وہ ہوتا ہے، کہ جوار بھاتے میں — کافر اس کے ایمان پر حسرت کرے

حکایت گبرے کہ در عہدِ شیخ با یزید قُدِّس سِرّہ گفتندش
اس کافر کا قصہ کہ با یزید قدس سرہ کے زمانے میں لوگوں نے اس سے کہا

کہ مسلمان شو جوابِ اُو ایشان را
کہ مسلمان ہو جا اور اس کان کو جواب دینا

[1] ریش۔ تو نے تو اپنی داڑھی کا بھی مذاق اڑا دیا ہے، تیرے داڑھی نکل آئی ہے اب ناز و انداز مناسب نہیں ہے راہ سلوک اختیار کر ورنہ داڑھی کی مذاق اڑے گی۔ تا شوی۔ پھر تو خوشبو کی طرح عاشقوں کے لئے باغ کا رہنما بن جائیگا چیست۔ خوشبو سے مراد عقلمندی کی باتیں کرنا ہے۔ قلاؤز۔ رہنما۔ النَّصِیْحَۃ۔ دین اخلاص ہی ہے۔ سر چارق۔ محمود نے ایاز سے کہا جوتی کا راز بیان کر اس کے ساتھ تیری نیازمندی کیوں ہے۔

[2] سنقر۔ غلام کا نام ہے۔ بگیارق۔ خواجہ تاش۔ اے ایاز۔ تیرے غلام ہونے نے غلامی کو منور کر دیا ہے۔ حسرت۔ تیرے وجود سے آزاد لوگ غلامی کی حسرت کرنے لگے ہیں چونکہ غلامی کو تو نے ایک زندگی عنایت کردی ہے۔

[3] مومن۔ جس طرح ایاز کی غلامی آزادوں کے لئے باعث حسرت تھی اسی طرح مومن وہ ہے جس کے ایمان کو دیکھ کر کافر حسرت کرے جیسا کہ حضرت بایزیدؒ کا ایمان تھا نہ یہ کہ اس کا ایسا ایمان ہو جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکے جیسا کہ موذن تھا۔

بُود گبرے[1] دَر زمانِ با یزیدؒ
حضرت بایزیدؒ کے زمانے میں ایک کافر تھا

گفت اُورا یک مسلمانِ سعید
اس نے ایک نیک بخت مسلمان نے کہا

کہ چہ باشد گر تو اسلام آوری
اگر تو اسلام لے آئے تو کیا اچھا ہو

تا بیابی صد نجات و مَروری
تاکہ تو سینکڑوں نجاتیں اور سرداریاں حاصل کر لے

گفت ایں ایماں اگر ہستے مُرید
اس نے کہا اے مرید! اگر ایمان وہ ہے

آنکہ دارد شیخ عالم با یزیدؒ
جو کہ دنیا بھر کے شیخ بایزیدؒ رکھتے ہیں

من ندارم طاقتِ آں تاب آں
میں اس کی طاقت اس کی قوت نہیں رکھتا ہوں

کاں فزوں آمد ز کوششہائے جاں
کیونکہ وہ جان کی کوشش سے بالا تر ہے

گرچہ در ایماں و دیں نا مُوقنم
اگرچہ میں (مسلمانوں کے) ایمان اور دین میں اعتقاد نہیں رکھتا ہوں

لیک دَر ایمانِ اُو بَس مُومنم
لیکن ان کے ایمان کے بارے میں میرا ایمان ہے

دارم[2] ایماں کاں ز جملہ بَرتر ست
میرا ایمان ہے کہ وہ سب سے بڑھ کر ہیں

بَس لطیف و با فروغ و با فرست
بہت پاکیزہ اور بارونق اور شان و شوکت والے ہیں

مُومنِ ایمانِ اُویم درنہاں
میں پوشیدہ طور پر، ان کے ایمان کا مومن ہوں

گرچہ مُہرم ہست محکم بر دہاں
اگرچہ میرے منہ پر سخت مہر ہے

باز ایماں، خود گر ایمانِ شماست
پھر اگر ایمان، تمہارا ایمان ہے

نے بداں میلستم و نے اشتہاست
نہ اس کی طرف میرا جھکاؤ ہے نہ خواہش ہے

آنکہ صد میلش سُوی ایماں بُود
جس کو ایمان کی جانب سینکڑوں میلان ہوں

چوں شمارا دید آں فاتر شود
جب اس نے تمہیں دیکھا وہ سست پڑ گیا

زانکہ[3] نامے بیند و معنیش نے
کیونکہ وہ (صرف) نام دیکھے گا اور اس کی حقیقت پر نہیں ہے

چوں بیاباں را مفازہ گفتنے
جس طرح بیابان کو مفازہ کہہ دینا ہے

چوں بایمانِ شما اُو بنگرد
جب وہ تمہارے ایمان کو دیکھے گا

عشقِ اُو زآوردِ ایماں بفسرد
اس کا عشق ایمان لانے میں ٹھٹھر جائے گا

ایں حکایت یاد گیر اے تیز ہوش
اے تیز ہوش! اس حکایت کو یاد کر لے

صورتش بگذار و معنیٰ را نیوش
اس کی صورت کو چھوڑ اور معنی کو سن لے

حکایت آں مُوذنِ زشت آواز کہ دَر کافرستان بانگ زد
اس بھدی آواز والے موذن کی حکایت جس نے نماز کے لئے کفرستان میں اذان

[1] گبر۔ کافر۔ کہ چہ باشد۔ مسلمان نے اس کافر سے کہا اگر تو مسلمان ہو جائے تو تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔ گفت۔ اس کافر نے کہا کہ اگر ایمان وہ ہوتا ہے جو بایزیدؒ رکھتے ہیں تو مجھ میں اس کی طاقت نہیں ہے کیوں کہ وہ انسان کی طاقت سے بالاتر ہے۔ گرچہ اگرچہ میں اسلام کے ایمان اور دین کا قائل نہیں ہوں لیکن ان کے ایمان پر میرا ایمان ہے۔

[2] دارم۔ اس کافر نے مسلمان سے کہا کہ میرا یقین ہے کہ وہ بایزیدؒ سب سے بڑھ کر ہیں اور میرا ان کے ایمان پر ایمان ہے لیکن زبان سے ظاہر نہیں کر سکتا ہوں۔ باز۔ اور اگر ایمان سے مراد تمہارا وہ ایمان ہے تو مجھے ایسے ایمان کی نہ خواہش ہے نہ اس کی طرف میرا میلان ہے۔ آنکہ۔ تم تو ایسے مومن ہو کہ اگر کسی کو ایمان کی خواہش بھی ہو تو تمہیں دیکھ کر وہ سست پڑ جائے گا۔

[3] زانکہ۔ اسلئے کہ تمہارا ایمان تو برائے نام ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور تم ہر عکس نام نہند زنگی کافور کا مصداق ہو۔ بیاباں۔ جنگل جو اصل ہلاکت کی جگہ ہے لیکن اس کو لوگ مفازہ یعنی کامیابی کی جگہ کہتے ہیں۔ حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ بہت سے مومن ایسے ہیں کہ کافران کو دیکھ کر ایمان لانے کا ارادہ چھوڑ دیتا ہے۔

بر ای نماز و مر دِ کافر اُو را ہدیہ ہا داد

دی اور ایک کافر شخص نے اس کو بہت سے تحفے دیئے

یک مُوذّن داشت بس آوازِ بد
ایک موذن کی بری آواز تھی

شب ہمہ شب میدرید ے حلقِ خود
وہ پوری پوری رات اپنا حلق پھاڑتا تھا

خوابِ خوش بر مَرد ماں کردہ حرام
اس نے انسانوں پر میٹھی نیند حرام کر دی تھی

دَر صُداع افتادہ از وے خاص و عام
اس کی وجہ سے عوام و خواص دردِ سر میں مبتلا تھے

کودکاں ترساں اُزو در جامہ خواب
بچے بستروں میں اس سے ڈرتے تھے

مَردوزن ز آوازِ اُو اندر عذاب
مرد عورت اس کی آواز سے عذاب میں تھے

مجتمع گشتند مر تو زیع را
وہ لوگ چندہ جمع کرنے کیلئے اکٹھے ہو گئے

بہر دفعِ رحمت و تصدیع را
درد سر اور تکلیف کو رفع کرنے کیلئے

پس طلب کردند اُو را دَر زماں
انہوں نے اس کو فوراً طلب کیا

اُقجہا دادند و گفتند اے فلاں
نقد یاں دیں، اور انہوں نے کہا اے فلاں!

ازا ذانت جُملہ آسودیم ۲ ما
ہم سب نے تیری اذان سے راحت پائی

بس کرم کردی شب و روز اے کیا
اے جناب! آپ نے دن اور رات بڑا کرم کیا

چوں رسید از تو بہر یک دَولتے
چونکہ آپ کی وجہ سے ہر ایک کو دولت میسر آ گئی ہے

خواب رَفت از ما کنوں ہم مُدّتے
اب کچھ مدت کے لئے ہماری نیند اڑ گئی ہے

بہرِ آسائش زباں کو تاہ کُن
آرام کی خاطر آپ زبان بند کر لیجئے

دَر عوض ما ہمتے ہمراہ کُن
اس کے بدلے میں باطنی توجہ فرمایئے

قافلہ می شد بکعبہ از وَلَہ ۳
شدت شوق کی وجہ سے ایک قافلہ کعبہ کو روانہ ہوا

اُقجہ بستد شد رَواں با قافلہ
اس نے نقدی لے لی، قافلہ کیساتھ روانہ ہو گیا

شبگہے کردند اہلِ کارواں
قافلہ والوں نے رات کے وقت کیا

منزل اندز موضعِ کافر ستاں
کفرستان کے مقام پر پڑاؤ

واں مُوذّن عاشقِ آوازِ خود
اس اپنی آواز کے عاشق موذن نے

درمیانِ کافرستان بانگ زد
کفرستان میں اذان دی

چند گفتندش مگو بانگِ نماز
بہت سے لوگوں نے اس سے کہا نماز کی اذان نہ دے

کہ شود جنگ وعداو تہا دَراز
ورنہ جنگ اور لمبی دشمنیاں ہو جائینگی

۱ خلق۔ خود چونکہ اس کا اپنی خوش الحانی پر عقیدہ تھا رات میں مناجات اور ذکر با آواز بلند کرتا ہوگا۔ صداع۔ دردِ سر۔ جامہ خواب۔ سونے کا بستر۔ تو زیع۔ چندہ۔ تصدیع۔ دردِ سر میں مبتلا کرنا۔ اُقجہ۔ سکہ۔

۲ آسودیم۔ ان لوگوں نے طنزاً کہا دولت۔ یعنی شب بیداری کی دولت۔ خواب۔ اب اس دولت کی خوشی میں ہم رات بھر نہیں ہو سکتے ہیں۔ دَعوض۔ جو نقدی ہم تجھے دے رہے ہیں اس کے بدلے میں ہمارے لئے دل سے دعائیں کر دینا۔

۳ وَلَہ۔ شدت عشق۔ قافلہ۔ یعنی حاجیوں کا قافلہ۔ کافرستان۔ وہاں کے باشندے سب کافر تھے۔ بانگ زد۔ اذان دی۔ چند گفتندش۔ ساتھیوں نے اس کو کافرستان میں اذان دینے سے روکا اور کہا کہ یہ کافر لڑائی دنگا کرینگے ایسا نہ کر لیکن وہ نہ مانا اور اس نے اذان دیدی۔

اُو ستیزہ کردو بس بے احتراز
اس نے جھگڑا کیا اور بہت لا پروائی سے

گفت در کافرستاں بانگِ نماز
کفرستان میں اذان دے دی

خَلق ۱ خائف شُدز فتنہ علمۂ
عام فتنے سے لوگ ڈر گئے

خود بیامد کافرے با جَامۂ
ایک کافر کپڑے لئے ہوئے خود آیا

شمع و حلواؤ یکے جامہ لطیف
شمع اور حلوا اور ایک عمدہ لباس

ہدیہ آوردو بیامد چوں اَلیف
تحفہ لایا اور دوست کی طرح آیا

پُرس وپُرساں کایں موذّن کو کجاست
پوچھتے ہوئے کہ یہ موذن کہاں ہے ؟

کہ صَلای و بانگِ اُو راحت فزاست
جس کی اذان کی آواز راحت بڑھانے والی ہے

ہیں چہ راحت بُودزاں آوازِ زشت
ہائیں اس بھدی آواز سے کیا راحت ملی ؟

کُو فتاد ازوَئے بناگہ دَر کنُشت
جو اچانک اس سے مسجد میں پہنچی

دخترے دارم لطیف و بس سَنی
میرے ایک لڑکی ہے ، پاکیزہ اور بہت خوبصورت

آرزومی بُود اُو را مُومنی
اس کو مومن بننے کی آرزو تھی

ہیچ ۲ ایں سودا نمیرفت از سَرش
یہ جنون اس کے سر سے کبھی زائل نہیں ہوتا تھا

پَند ہامی داد چندیں کا فرش
بہت سے کافر اس کو نصیحتیں کرتے تھے

دَر دلِ اُو مہرِ ایماں رُستہ بُود
اس کے دل میں ایمان کی محبت پیدا ہو گئی تھی

ہمچو مجمر بُود ایں غم من چو عُود
یہ فکر انگیٹھی کی طرح اور میں اگر کی لکڑی کیطرح تھا

دَر عذاب و در دو اشکنجہ بُدم
میں مصیبت اور شکنجہ اور درد میں تھا

کہ بجنبد سلسلہ اُو دَمبَدم
کیونکہ اس کا (یہ) سلسلہ ہر وقت حرکت میں تھا

ہیچ ۳ چارہ می ندانستم دَراں
میں اس کا کوئی علاج نہ سمجھ پا رہا تھا

تا فرو خواند ایں موذّن آں اذاں
یہاں تک کہ اس موذن نے وہ اذان دی

گفت دختر چیست ایں مکروہ بانگ
لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ ڈراؤنی آواز کیسی ہے ؟

کہ بگوشم آمد ایں دو چار دانگ
جس کے دو چار ٹکڑے میرے کان میں آئے ہیں

من ہمہ عمر ایں چنیں آوازِ زشت
میں نے تمام عمر اس طرح کی بھدی آواز

ہیچ نشنیدم دریں دَیر و کنُشت
اس مسجد اور بت خانہ میں کبھی نہیں سنی

خواہرش گفتہ کہ ایں بانگِ اذاں
اس کی بہن نے کہا ، کہ یہ اذان کی آواز

ہست اِعلام و شِعارِ مُومناں
مومنوں کا اعلان اور علامت ہے

۱ خلق ۔ یہ لوگ تو کافروں کے حملہ سے خائف تھے لیکن کیا دیکھتے ہیں کہ ایک کافر تحفہ میں کپڑے اور حلوہ وغیرہ لئے آرہا ہے۔ الیف۔ دوست۔ پرس۔ اس موذن کو پوچھ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ موذن کی اذان نے بہت راحت پہنچائی ہے۔ ہیں چہ۔ اس کافر سے کسی نے کہا کہ اس بھدی آواز سے جو مسجد میں پہنچی کیا راحت ملی ہے۔ دختر سے۔ اس کافر نے کہا کہ میرے ایک بہت خوبصورت لڑکی ہے وہ اسلام لانے پر آمادہ ہو رہی تھی۔

۲ ہیچ۔ ہم لوگوں نے اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادہ سے باز نہ آرہی تھی۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ عود۔ اگر کی لکڑی جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ در عذاب۔ اس لڑکی کے ارادہ سے میں مصیبت میں تھا اور وہ اس ارادہ میں پختہ ہوتی جارہی تھی۔

۳ ہیچ۔ اس کو اس ارادہ سے روکنے کی کوئی تدبیر نہ تھی حتیٰ کہ اس موذن نے اذان دی تو لڑکی نے دریافت کیا کہ یہ بھیانک آواز کیسی ہے۔ میں نے ایسی بھدی اور خوفناک آواز کبھی نہیں سنی۔ خواہرش۔ اس لڑکی کی بہن نے اس کو بتایا کہ یہ مسلمانوں کی اذان کی آواز تھی۔ اعلام۔ اعلان۔ شعار۔ وہ علامت جس سے کوئی چیز پہچانی جائے اس کو بہن کی بات کا اعتبار نہ ہوا تو اس نے کسی دوسرے سے پوچھا اس نے بھی اس کی تصدیق کردی۔

باورش نامد پرسید از دگر
اس کو یقین نہیں آیا، اس نے دوسرے سے پوچھا

آں دگر ہم گفت آرے اے قمر
دوسرے نے بھی کہا ، ہاں اے چاند !

چوں یقیں[1] اُو را گشتش رخ اُو زرد شد
جب اس کو یقین ہو گیا تو اس کا چہرہ زرد پڑ گیا

از مُسلمانی دلِ اُو سرد شد
مسلمانی سے اس کا دل افسردہ ہو گیا

باز رَستم من ز تشویش و عذاب
میں پریشانی اور عذاب سے چھوٹ گیا

دوش خُوش خفتم دَراں بیخوف خواب
گذشتہ رات بغیر ڈر کی نیند خوب سویا

راحتم ایں بُود از آوازِ اُو
مجھے اس کی آواز سے یہ راحت پہنچی

ہدیہ آوردم بشکرآں مَرد کُو
میں شکرانہ میں تحفہ لایا ہوں وہ شخص کہاں ہے ؟

چوں[2] بدیدش گفت ایں ہدیہ پذیر
جب اس نے اس کو دیکھا کہا یہ ہدیہ قبول کر لیجئے

کہ مَرا گشتی مجیر و دستگیر
کیونکہ آپ میرے پناہ دینے والے اور دستگیر ہیں

آنچہ کردی با من از احسان و بر
آپ نے جو احسان اور بھلائی مجھ سے کی

بندۂ تو گشتہ ام من مُستمر
میں ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام ہو گیا ہوں

گر بمال و مُلک و ثروت فردے
اگر میں مال اور سلطنت اور مالداری میں منفرد ہوتا

من دہانت را پراز زر کردے
میں سونے سے آپ کا منہ بھر دیتا

ہست ایمانِ شما زرق و مجاز
تمہارا ایمان مکر اور مجاز ہے

راہزن ہمچوں کہ آں بانگِ نماز
اسی طرح کا ڈاکو ہے جس طرح کہ وہ اذان

رجوع بحکایت گبر با مسلمان در ایمان

ایمان کے بارے میں کافر کی مسلمان سے حکایت کی جانب رجوع

لیک[3] از ایمان و صدقِ بایزیدؒ
لیکن بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی سے

چند حسرت در دل و جانم رسید
میرے دل اور جان میں بہت سی حسرتیں آئی ہیں

ہمچو آں زن کو جماع خر بدید
اس عورت کی طرح جس نے گدھے کی جفتی دیکھی

گفت آوہ چیست ایں فعلِ فرید
بولی ، آہ کیسا یکتا نر ہے

گر جماع ایں ست کایداز خراں
اگر جفتی یہ ہے جو گدھے کرتے ہیں

بر کُس ما میرِ یَند ایں شوہراں
تو یہ شوہر ہماری شرمگاہ پر جمتے ہیں

داد جُملہ دادِ ایماں بایزیدؒ
بایزیدؒ نے ایمان کا پورا حق ادا کر دیا

آفریں ہا بر چنیں شیرِ فرید
ایسے یکتا شیر کو آفرین ہے

[1] چُوں یقین۔ جب اس کو یقین آ گیا تو مایوسی سے اس کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اسلام لانے کا ارادہ ٹھنڈا ہو گیا۔ باز رستم جب اس کا دل اسلام سے برگشتہ ہو گیا تو میری مصیبت ختم ہوئی اور رات کو آرام سے سوسکا موذن کی آواز سے مجھے اس طرح راحت ملی لہٰذا میں اس کے لئے تحفے لایا ہوں۔

[2] چُوں بدیدش۔ جب اس کافر نے اس موذن کو دیکھا تو کہا کہ یہ تحفے لے لے تو میرا پناہ دہندہ اور دستگیر ہے۔ بر۔ نیکی۔ مستمر۔ ہمیشہ۔ گر بمال۔ میں زیادہ مالدار نہیں ہوں اور نہ تیرا منہ سونے سے بھر دیتا۔ ہست۔ اس کافر نے اسلام کی دعوت دینے والے مسلمان سے کہا تمہارا ایمان بھی موذن کی طرح انسانوں کو ایمان سے روکنے والا ہے۔

[3] لیک۔ اس کافر نے یہ بھی کہا کہ بایزیدؒ کے ایمان اور سچائی کو دیکھ کر مجھے بھی حسرت ہوتی ہے کہ ایسا ایمان مجھے کیوں میسر نہ آیا۔ ہمچو۔ اس کافر کو بایزیدؒ کے ایمان پر ایسی ہی حسرت تھی جیسی کہ ایک عورت نے گدھے کو جفتی کرتے دیکھ کر حسرت کی تھی اور کہنے لگی تھی کہ اگر جفتی یہ ہے تو مرد ہمارے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ ہیچ ہے۔ داد۔ حضرت بایزیدؒ نے ایمان کا حق ادا کر دیا۔ فرید۔ بے مثال۔

قطرۂ [1] زایمانش در بحر ار رود — بحر اندر قطرہ اش غرقہ شود
ان کے ایمان کا ایک قطرہ اگر سمندر میں چلا جائے — اس کے قطرے میں سمندر ڈوب جائے

ہمچو آتش ذرّۂ در بیشہا — کاندراں ذرّہ شود بیشہ فنا
جیسا کہ آگ کا ایک ذرہ جنگلوں میں — کہ اس ذرہ میں جنگل فنا ہو جائیں

چوں خیالے در دلِ شہ با سپاہ — میکند در جنگ خصماں را تباہ
جیسا کہ ایک خیال لشکر والے بادشاہ کے دل میں — جنگ میں دشمنوں کو تباہ کر دیتا ہے

یک [2] ستارہ در محمدؐ رو نمود — تا فنا شد کفرِ ہر گبرو جہود
ایک ستارہ محمدؐ میں رونما ہوا — یہاں تک کہ ہر کافر اور منکر کا کفر فنا ہو گیا

یک ستارہ در محمدؐ شد سطرب — تا فنا شد کفرِ جملہ شرق و غرب
ایک ستارہ محمدؐ میں چمکا — یہاں تک کہ مشرق و مغرب کا سارا کفر فنا ہو گیا

آنکہ ایماں یافت رفت اندر اماں — کفر ہائے باقیاں شد در گماں
جس نے ایمان حاصل کر لیا وہ امن میں آ گیا — بقیہ کا کفر مشکوک ہو گیا

کفرِ صرفِ اوّلیں بارے نماند — یا مُسلمانی و یا بیمے نشاند
اب پہلوں کا سا خالص کفر نہ رہا — یا مسلمانی اور یا خوف بٹھا دیا

ایں بحیلہ آب و روغن کردنیست — ایں مثلہا گفتو ذرّہ نور نیست
یہ تدبیر سے پانی اور تیل ملانا ہے — یہ مثالیں نور کے ذرے کی ہمسر نہیں ہیں

ذرّہ [3] نبود جز ز چیز منجسم — ذرّہ نبود شارق لا ینقسم
ذرہ جسم بن جانے والی چیز کے علاوہ کچھ نہیں ہے — ذرہ، روشن، تقسیم نہ ہونے والا نہیں ہوتا ہے

گفتنِ ذرّہ مرادے داں خفی — محرم دریا نہ ایں دم کفی
ذرہ کہنے کا مقصد پوشیدہ سمجھ — تو اس وقت دریا کا رازداں نہیں ہے تو جھاگ ہے

آفتاب نیرِ ایمانِ شیخ — گر نماید رُخ ز شرقِ جانِ شیخ
شیخ کے ایمان کا روشن سورج — اگر شیخ کی جان کی مشرق سے رونما ہو جائے

جملہ پستی گنج گیرد تا ثرے — جملہ بالا خلد گردد اخضرے
تمام پست حصہ تاثیر میں تحت الثری خزانہ بنجائے — تمام بالائی حصہ سرسبز جنت بن جائے

اُو یکے جاں دارد از نورِ منیر — اُو یکے تن دارد از خاکِ حقیر
وہ روشن کرنے والے نور کی ایک جان رکھتا ہے — وہ حقیر مٹی کا ایک جسم رکھتا ہے

[1] قطرہ۔ انکے ایمان کی یہ وسعت تھی کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کو ڈبو دے۔ ہمچو۔ ان کے ایمان کا قطرہ سمندر پر اسی طور پر حاوی ہو جائے جس طرح آگ کا ایک ذرہ جنگلوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور اس کو جلا کر راکھ بنا دیتا ہے۔ چوں۔ یا جس طرح شاہ کا ایک معمولی خیال دشمن میں تباہی مچا دیتا ہے۔

[2] یک ستارہ۔ آنحضور کی تائید کے لئے خدائی تائید کا ایک ستارہ نمودار ہوا جس سے سب کافروں کا کفر فنا ہو گیا۔ تا۔ تک۔ سب کافروں کا کفر اس طور پر فنا ہوا کہ کچھ تو مسلمان ہی ہو گئے باقی کفر کے معاملہ میں مشکوک ہو گئے اور خالص کفر بالکل مٹ گیا اگر مسلمان بھی نہ ہوئے تو ذمی بن کر مسلمان نما دفن رہ گئے۔

ایں بحیلہ۔ ہم نے بایزیدؒ کے ایمان کے ذرے کی مثالیں دی ہیں یہ محض تکلف ہے اور یہ اس ذرے کی صحیح مثالیں نہیں ہیں۔ آب و روغن کردن۔ بیکار کوشش کرنا۔

[3] ذرہ۔ شیخ کے نور کو ذرہ سے تشبیہ دی تھی اب فرماتے ہیں کہ یہ تشبیہ مناسب نہیں ہے جسم جسم اختیار کرنیوالا۔ شارق۔ روشن۔ لا ینقسم۔ وہ چیز جو تقسیم نہ ہو سکے۔ خفی۔ تو جھاگ ہے۔ تیر۔ روشن۔ پستی۔ زمین کا پست حصہ خزانہ بنجائے اور بالائی حصہ جنت بنجائے۔ یعنی شیخ میں دو چیزیں ہیں جان نورانی ہے اور جسم مٹی کا ہے۔

اے عجب اینست اُویا آں بگُو
تعجب ہے ! وہ یہ ہے یا وہ ہے ، بتا

کہ بماندم در شکال و جستجو
کیونکہ میں اشکال اور جستجو میں پڑ گیا ہوں

گر دے اینست اے برادر چیست آں
اور اگر وہ ہے تو یہ ہے اے بھائی وہ کیا ہے

پُر شدہ از نُورِ اُو ہفت آسمان
کہ جس کے نور سے ساتوں آسمان لبریز ہوئیں

در دے آنست ایں بدن اے دوست چیست
اور اگر وہ وہ ہے ، تو اے دوست ! یہ بدن کیا ہے؟

اے عجب زیں ہر دو کدام ست و کیست
ہائے تعجب ان دونوں میں سے وہ کون ہے اور کیا ہے؟

حکایت ۲ آں زن کہ گفت شوہر راکہ گوشت را گربہ خورد
اس بیوی کا قصہ جس نے شوہر سے کہا کہ گوشت بلی کھا گئی شوہر

شوہر گربہ را بترزو بر کشید گربہ نیم من بر آمد گفت اے
نے بلی کو ترازو میں رکھا بلی آدھا من نکلی شوہر نے اس سے

زن گوشت نیم من بُود دو افزوں اگر ایں گوشت ست
کہا اے بیوی ! گوشت آدھا من تھا اور کچھ زیادہ اگر یہ گوشت ہے تو

گربہ بگو واگر ایں گربہ ست گوشت کو
بلی کہاں ہے اور اگر یہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے؟

بُود مردے کد ۳ خدا اُورا زنے
ایک گھر والے مرد کی ایک بیوی تھی

سخت طنّاز و پلید و ور ہزنے
سخت نخرے باز اور ناپاک اور لٹیری

ہر چہ آوردے تلف کردیش زن
وہ جو کچھ لاتا بیوی اس کو برباد کر دیتی

مرد مضطر بُود اندر تن زدن
شوہر چپ رہنے سے عاجز آ گیا تھا

بہر مہماں گوشت آورد آں مُعیل
وہ بال بچوں والا مہمان کے لئے گوشت لایا

سُوی خانہ با دو صد جہد طویل
گھر ، دو سو طویل مشقتوں کے ساتھ

زن بخوردش با شراب و با کباب
بیوی نے اس کو شراب و کباب کیساتھ کھایا

مرد آمد گفت دفع نا صواب
شوہر آیا ، اس نے اس کو غلط جواب دیا

مرد گفتش گوشت کو مہماں رسید
شوہر نے اس سے کہا گوشت ہے؟ مہمان آ گیا

پیش مہماں لوت می باید کشید
مہمان کے سامنے لذیذ کھانا رکھنا چاہیے

گفت زن کیں گربہ خورد آں گوشت را
بیوی نے کہا یہ بلی وہ گوشت کھا گئی

گوشت دیگر خر کرت باید ترا
اگر تجھے چاہیے اور گوشت خرید لا

۱ اے عجب۔ اب ہم حیران ہیں کہ شیخ جسم کو کہیں یا روح کو۔ اینست۔ یعنی شیخ اگر جسم ہے۔ چیست آں۔ تو روح کیا ہے آنست۔ یعنی اگر شیخ روح ہے۔

۲ حکایت۔ جس طرح شیخ کے بارے میں حیرانی ہے کہ اگر وہ جسم ہے تو روح کو کیا کہیں اگر روح ہے تو جسم کو کیا کہیں اسی طرح اس شوہر کو حیرانی تھی کہ ترازو میں جو تولا ہے اگر وہ بلی ہے تو گوشت کہاں ہے اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی۔

۳ کد خدا۔ صاحب خانہ۔ مرد۔ یعنی شوہر چپ رہتے رہتے عاجز آ گیا تھا۔ معیل۔ بال بچوں دار۔ دفع نا صواب۔ غلط جواب۔ لوت۔ عمدہ کھانا۔ گفت زن۔ بیوی نے شوہر کو جواب دیا۔

گفت اے اُبیک[1] ترازو را بیار
اس نے کہا ، او نوکر ! ترازو لا

گر بہ رامن بر کشم اندر عیار
میں بلی کا وزن کروں گا

بر کشیدش بُود گر بہ نیم من
اس نے اس کو تولا ، بلی آدھا من تھی

پس بگفت آں مرد کاے محتال زن
تو اس شوہر نے کہا اے حیلہ گر عورت !

گوشت بُد شش اُوقیہ افزوں ازاں
گوشت چھ اوقیہ سے بڑھا ہوا تھا

گر بہ ہم شش اُوقیہ ست اے حیلہ داں
اے حیلہ باز بلی بھی چھ اوقیہ ہے

گوشت نیمن بُود افزوں یک ستیر
گوشت نصف من سے ایک استار بڑھا ہوا تھا

ہست گر بہ نیم من ہم اے ستیر
اے پردہ نشین ! بلی بھی نصف من ہے

ایں[2] گر گر بہ است پس آں گوشت کو
اگر یہ بلی ہے تو پھر گوشت کہاں ہے ؟

ور بُود ایں گوشت بنما گر بہ تُو
اور اگر یہ گوشت ہے تو تو بلی دکھا

بایزید ایں رُوح اگر ایں بود آں روح چیست
ورِ وے آں دست ایں تصویر کیست
با یزید اگر یہ ہے ، وہ روح کیا ہے ؟
اگر وہ روح ہیں ، یہ صورت کس کی ہے؟

حیرت اندر حیرتست اے یارِ من
ایں نہ کارِ تُست نے ہم کارِ من
اے میرے دوست ! حیرت در حیرت ہے
یہ نہ تیرا کام ہے ، نہ میرا کام ہے

ہر دو اُو باشد و لیک از ریع وزرع
دانہ باشد اصل واں کہ ہست فرع
دو دونوں ہیں ، لیکن پیداوار اور کھیتی میں
دانہ اصل ہے ، اور بھوسا فرع ہے

حکمت[3] ایں اضداد را باہم بہ بست
اے قصاب ایں گرد راں با گردنست
حکمت (خداوندی) نے ان دو ضدوں کو باہمی باندھ دیا ہے
اے قصائی ! یہ ران کا گردہ گردن سے وابستہ ہے

روح بے قالب نتاند کار کرد
قالبِ بیجاں فسُردہ بُود و سرد
روح بغیر جسم کے کوئی کام نہیں کر سکتی ہے
بے روح جسم ٹھٹھرا ہوا اور ٹھنڈا ہوتا ہے

قالبِ بے جاں کم از خاکست دوست
روح چوں مغزست و قالب ہمچو پوست
اے دوست ! بے روح جسم مٹی سے بھی کم ہے
روح گری کی طرح ہے اور جسم چھلکے کیطرح ہے

قلبِ بے جاں نمی آید بکار
سعی کُن جانے بدست آرا ے عیار
بے روح جسم کسی کام نہیں آتا ہے
اے کھرے ! کوشش سے جان حاصل کر لے

قالبت پیدا و آنجاں بس نہاں
راست شد زیں ہر دو اسبابِ جہاں
تیرا جسم ظاہر ہے اور وہ روح بہت پوشیدہ ہے
دنیا کے کام ان دونوں سے درست ہوئے ہیں

[1] اُبیک۔ غلام۔ من۔ دو رطل کا ہوتا ہے۔ رطل آدھ سیر کا ہوتا ہے تو من ایک سیر ہوا اور نیم من آدھ سیر ہوا۔ محتال۔ حیلہ گر۔ اوقیہ۔ چالیس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم ساڑھے تین ماشے کا ہوتا ہے ۔ اوقیہ۔ نیمن۔ آدھا من۔ ستیر۔ پہلے مصرع کے قافیہ میں استار کے معنی میں ہے استار ایک درہم وزن کو کہتے ہیں دوسرے مصرع میں پردہ نشین کے معنی میں ہے۔

[2] ایں۔ یہ۔ جو کچھ تولا ہے اگر بلی ہے تو گوشت کہاں گیا اور اگر گوشت ہے تو بلی کہاں گئی اس لئے کہ یہ تو ایک چیز کا وزن ہے۔ بایزیدؒ۔ اگر ہم بایزید جسم کو قرار دیں تو روح کو کیا کہیں اور اگر روح کو بایزید کہیں تو جسم کو کیا کہیں ہر دو جسم اور روح کے مجمع کو بایزید کہیں گے۔ ریع۔ پیداوار۔ دانہ روح بمنزلہ دانہ کے اور جسم بمنزلہ بھوسے کے ہے۔

[3] حکمت۔ اللہ تعالیٰ نے روح اور جسم کو باہمی حکمت کیلئے ملا دیا ہے۔ روح۔ نہ روح جسم کے بغیر بیکار ہے جسم روح کے بغیر مردہ ہے۔ قالب۔ جسم روح کا قالب ہے روح مغز ہے اور جسم اس کا چھلکا ہے۔ سعی کن۔ انسان کو روح حاصل کرنی چاہیے۔ قالبت۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے دونوں ہی سے دنیا کا نظام چل رہا ہے۔

خاک[1] را بر سَر زنی سر نشکند
خاک کو سر پر مارے گا وہ سر کو نہ توڑے گی

آب را بر برزنی بَر نشکند
تو پانی کو جسم پر مارے گا وہ جسم کو نہ توڑے گا

گر تو میخواہی کہ سَر را بشکنی
اگر تو چاہتا ہے سر کو پھوڑ دے

آب راو خاک را برہم زنی
پانی اور مٹی کو آپس میں ملا لے

چوں شکستی سَر رود آبش باصل
جب تو نے سر پھوڑ دیا اس کا پانی اصل کیطرف چلا جاتا ہے

خاک سُوی خاک آید روزِ فصل
جدائی کے دن مٹی مٹی کی جانب آجاتی ہے

حِکمتے کہ بُود حق راز اِزدواج
جاہی ملنے میں اللہ تعالیٰ کی جو حکمت تھی

گشت حاصل از نیازو از لجاج
وہ عاجزی اور سرکشی سے حاصل ہو گئی

باشد[2] آنگہ از دواجاتِ دِگر
وہاں دوسرے ملاوٹ ہوں گے

لَا سَمِعُ اُذُنٌ وَّلَا عَیْنٌ بَصَرْ
جن کو نہ کان سے سنا نہ آنکھ نے دیکھا

گر شُنیدے اُون کے ماندے اُون
اگر کان سنتا ، کان کب رہتا ؟

یا کُجا کردے دگر ضبطِ سخن
یا پھر دوسری بات کہاں محفوظ رکھتا ؟

گر بدیدے برف و یخ خورشید را
اگر برف اور یخ سورج کو دیکھ لیتا

از یخی برداشتے اُمید را
یخ پن سے امید ہٹا لیتا

آب گشتے بے عروق و بیگرہ
بغیر رگوں اور بغیر گرہ کا پانی بن جاتا

کہ ز لُطف از باد میگشتے زرہ
جو ہوا کی لطافت سے ذرہ (کی طرح) ہو جاتا ہے

پس[3] شُدے درمانِ جانِ ہر درخت
پھر وہ ہر درخت کی جان کا علاج بن جاتا

ہر درختے از قدومش نیکبخت
اس کی آمد سے ہر درخت نیک بخت ہو جاتا

واں یخے بفسُردہ در خود ماندۂ
ٹھٹھرے ہوئے عاجز یخ نے

لا مَساسے بادرختاں خواندۂ
" نہ چھو " درختوں پر پڑھ دیا ہے

لَیْسَ یَالِفْ لَیْسَ یُوْلَفْ جِسْمُہٗ
اس کا جسم نہ محبت کرتا ہے نہ محبت کیا جاتا ہے

لَیْسَ اِلَّا شُحَّ نَفْسی قِسْمُہٗ
اس کا حصہ سوائے نفس کے بخل کے کچھ نہیں ہے

نیست ضائع زُو شود تازہ جگر
وہ بیکار نہیں ہے اس سے جگر تازہ ہوتا ہے

لیک نبُود پیکِ سلطانِ خضر
لیکن وہ سبزی کے شہنشاہ کا قاصد نہیں ہے

---

[1] خاک۔ آمیزش سے مقصد یہ ہے کہ اگر صرف خاک ہو تو نہ پھوٹے گی اس میں پانی کی آمیزش کر کے ڈھیلا بنا لو تو پھوٹ جائے گی۔ ر۔ ہ۔ ملو ہمینہ بغل۔

روزِ فصل۔ یعنی جب روح جسم سے جدا ہوگی قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ کَانَ مِیْقَاتًا ۔ بیشک جدائی کا دن مقرر ہے۔ "ازدواج۔ یعنی روح اور جسم کا باہمی جوڑ جو دنیا میں لگا ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ نیازمندوں اور سرکشوں کا امتیاز ہو جائے۔

[2] باشد آنگہ۔ عالم آخرت میں روح کا جو جوڑ ہوگا وہ نہ کان نے سنا ہے نہ آنکھ نے دیکھا ہے۔ گر شنیدے۔ اگر کان اس کی حقیقت سن لے تو فنا ہو جائے یا اس کی قوت سماعت جاتی رہے گر بدیدے۔ کان اسی طرح فنا ہو جائے جس طرح برف اور یخ سورج سے فنا ہو جاتا ہے۔ برف۔ برفانی ممالک میں جاڑے میں وہ چیزیں آسمان سے گرتی ہیں ایک روئی کے گالوں کی طرح کی چیز ہے اس کو برف کہتے ہیں اور ایک گاڑھی چیز شیشے کی طرح کی ہے اس کو یخ کہتے ہیں بے عروق۔ یخ کی لڑیاں جمتی ہیں۔ زِ لطف باد۔ ہوا کی لہریں پانی کی سطح کو موجوں کے ذریعہ ذرہ کی طرح بنا لیتی ہیں۔

[3] پس شدے۔ برف اور یخ سے درخت جل جاتے ہیں پانی سے پرورش پاتے ہیں۔ یخ۔ یخ سامری کی طرح درخت کو کہتا ہے مجھے نہ چھونا۔ لیس۔ نہ وہ نباتات کا جزو بنتا ہے۔ نہ نباتات کو وہ خوشگوار لگتا ہے۔ شحّ ظل یعنی برف اور یخ درختوں کا فائدہ نہیں پہنچاتا ہے۔ نیست ضائع۔ لیکن کوئی شخص برف اور یخ کو بیکار نہ سمجھے اس سے ٹھنڈا کر کے پانی پیا جائے تو جگر میں تازگی پیدا ہوتی ہے۔ خضر سبزی۔

اے ایازؔ استارۂ تو بس بلند — نیست ہر بُرجے عبورش را پسند
اے ایاز ! تیرا ستارہ بہت بلند ہے — ہر برج اس کے عبور کا پسندیدہ نہیں ہے

ہر وفا راکے پسندد ہمّتت — ہر صفا راکے گزیند صفوتت
تیری ہمت ہر وفا کو کب پسند کرتی ہے ؟ — تیری صفائی ہر صفائی کو کب منتخب کرتی ہے ؟

حکایتِ آں امیر کہ غلام را گفت مے بیار غلام رفت و سبوئے
اس امیر کی حکایت جس نے غلام سے کہا شراب لے آ غلام گیا اور شراب

مے آورد در راہ زاہدے بُود اہرِ معروف کرد سنگے بزد و سبو
کی ٹھلیا لا رہا تھا راستہ میں ایک زاہد تھا جس نے بھلائی کا حکم کیا پتھر مارا

را بشکست امیر بشنید قصدِ ہلاک و گو شمالِ زاہد کرد زاہد
اور ٹھلیا کو توڑ دیا ، امیر نے سنا زاہد کو ہلاک کرنے اور سزا دینے کا ارادہ کیا

گریخت ایں قضیہ در عہدِ عیسیٰ علیہ السلام بُود کہ ہنوز
زاہد بھاگ گیا ، یہ معاملہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا تھا کہ اس وقت تک

مے حرام نشدہ بُود لیکن زاہد تقذرے [۲] میکرد واز لذّت
شراب حرام نہ ہوئی تھی لیکن زاہد کھٹ کتا تھا اور مزے اڑانے اور

وتنعّم منع می کرد
عیش پرستی سے روکتا تھا

بُود امیرے خوشدلے مے بارۂ — کہف ہر مخمور و ہر بیچارۂ
ایک امیر خوش دل ، شراب دوست تھا ، ہر شرابی اور ہر بے کس کا سہارا تھا

مُشفقے مسکیں نوازے عادلے — مُکرمے زر بخشے و دریا دلے
مہربان ، غریب پرور ، منصف تھا — سخی ، سونا عطا کرنے والا اور دریا دل تھا

شاہِ مردان و امیرُ المؤمنین — راہ [۳] بان و راز دان و دُوربیں
بہادروں کا شاہ ، مومنوں کا امیر تھا — راستہ کا محافظ اور راز سے واقف اور دور بین تھا

دورِ عیسیٰ بود و ایّام مسیح — خلق دلدارو کم آزار و ملیح
حضرت عیسیٰ کا دور تھا اور حضرت مسیح کا زمانہ تھا ، لوگ دلدار اور نہ ستانے والے اور خوش مزاج تھے

آمدش مہماں بناگاہاں شبے — ہم امیرِ جنسِ اُو خوش مذہبے
ایک رات اچانک اس کے پاس مہمان آیا — جو اسی جیسا حاکم اور دیندار تھا

[۱] اے ایاز۔ یہاں سے پھر ایاز کے قصہ کی جانب رجوع کیا ہے۔ بُرج۔ ستارے کا منزل۔ ہر وفا۔ ایاز میں خاص وفاداری اور خاص قسم کا خلوص تھا۔ حکایت۔ جس طرح ایاز کا خلوص اور وفا عام خلوص اور وفا سے برتر تھا اس حکایت سے یہ بتانا ہے کہ مختلف پرہیز گاروں کی پرہیز گاری میں بھی بڑا فرق ہے۔

[۲] تقذر۔ گھناؤنا سمجھنا۔ تنعم۔ عیش پرستی۔ مے بارہ۔ شراب کو محبوب رکھنے والا۔ کہف۔ غار، ملجا، ماوا۔ مکرم۔ سخی۔ شاہ مردان۔ بہادر۔

[۳] راہ بان۔ راستہ کا محافظ دور عیسیٰ۔ حضرت عیسیٰ مسیح کا زمانہ پیار و محبت کا زمانہ تھا۔ ہم۔ یعنی وہ بھی اسی طرح کا امیر اور مذہبی تھا جیسا کہ میزبان تھا۔

بادہ از ایشاں شاں در نظمِ حال
ان کو حالت کی باقاعدگی کے لئے شراب درکار تھی

بادہ بُود آنوقت ماذون و حلال
اس وقت شراب جائز اور حلال تھی

بادہ شاں کم بودو گفتا اے غلام
ان کی شراب کم تھی اور اس نے کہا اے غلام!

رو سبو پر کن بما آور مدام
جا ٹھلیا بھر، ہمارے پاس شراب لے آ

از فلاں راہب کہ دارد خمر خاص
فلاں راہب کے پاس سے کیونکہ وہ مخصوص شراب رکھتا ہے

تاز خاص و عام یابد جاں خلاص
تاکہ عوام و خواص سے جان کو چھٹکارا حاصل ہو

جُرعہ زاں جامِ راہب آں کُند
اس راہب کے جام کا ایک گھونٹ وہ کرتا ہے

کہ ہزاراں جُرّہ و خمداں کُند
جو ہزاروں ٹھلیاں اور مٹکے کرتے ہیں

اندراں مے مایۂ پنہانی ست
اس شراب میں ایک سرمایہ پوشیدہ ہے

آنچناں کاندر عبا سلطانی ست
جس طرح چوغہ میں شہنشاہی ہے

تو بدلق ۲ پارہ پارہ کم نگر
تو پھٹی پرانی گدڑی کو نہ دیکھ

کہ سیہ کردنداز بیرونِ زر
کیونکہ اوپر سے سونے کو کالا کر دیا ہے

از برائے چشمِ بد مردود شُد
بد نظری کی وجہ سے وہ نا پسند بنا ہے

وز بروں آں لعل دوُد آلود شُد
اور باہر سے وہ لعل دھوئیں سے آلودہ ہے

گنج و گوہر کے میانِ خانہاست
خزانہ اور گوہر گھروں میں کہاں ہے؟

گنجہا پیوستہ در ویرانہاست
خزانے ویرانوں سے وابستہ ہیں

گنج آدم چوں بویراں بددفیں
حضرت آدمؑ کا خزانہ چونکہ ویرانہ میں دفن تھا

گشت طینش چشم بند آں لعیں
اس کی مٹی اس لعین کی آنکھ کا پردہ بن گئی

اُونظر ۳ میکرد در طین سُست سُست
وہ مٹی کو حقارت سے دیکھتا تھا

جاں ہمی گفتش کہ طینم سَدِّ تُست
روح اس سے کہتی تھی کہ میری مٹی تیری روک ہے

دو سبو بستد غلام و خوش دوید
غلام نے دو ٹھلیاں لیں اور تیز دوڑا

دَر زماں در دَیرِ رُہباناں رسید
فوراً راہبوں کے گرجا گھر میں پہنچ گیا

زَر بدادو بادۂ چوں زَر خرید
سونا دیا اور سونے جیسی شراب خرید لی

سنگ دادو دَر عوض گوہر خرید
پتھر دیا اور بدلے میں گوہر خرید لیا

بادۂ کاں برسرِ شاہاں جہد
وہ شراب جو بادشاہوں کے سر میں اثر کرتی ہے

تاجِ زَر بر تارکِ ساقی نہد
ساقی کے سر پر سونے کا تاج رکھ دیتی ہے

۱ بادہ۔ وہ لوگ دیندار تھے اور شراب استعمال کر لیتے تھے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ کے دور میں شراب حلال تھی۔ ماذون۔ جس کو اجازت حاصل ہو۔ مُدام۔ شراب۔ راہب۔ نصرانی عبادتگذار جس نے دنیا ترک کر کے گرجا گھر میں اقامت کر لی ہو رہبان اسی کی جمع ہے خلاص۔ یعنی اوروں سے خریدنے کی ضرورت نہ پڑے۔ جُرعہ۔ ایک گھونٹ۔ جُرّہ۔ ٹھلیا۔ اندراں۔ اس زاہد کی شراب میں ایک مخفی سرمایہ ہے۔ جس طرح عباس میں سلطانی مخفی ہوتی ہے۔

۲ تو بدلق۔ فقراء کی گدڑی کو حقارت سے نہ دیکھنا چاہیے فقراء کی گدڑی میں وہ سلطانی ہوتی ہے جو شاہوں کو بھی نصیب نہیں ہے۔ کہ سیہ۔ سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو کوئی نہ چرائے مردود۔ نظر بد سے بچانے کے لئے سونے کو اوپر سے کالا کر دیا جاتا ہے۔ لعل۔ لعل کو بھی دھوئیں سے آلودہ کر دیا جاتا ہے۔ گنج۔ حضرت آدمؑ کی روح چونکہ جسم کی مٹی میں تھی وہ مٹی شیطان کی آنکھ کا پردہ بن گئی۔

۳ اُونظر۔ شیطان کی نظر صرف مٹی پر تھی۔ سد۔ روک۔ دیر۔ یعنی گرجا گھر۔ زر بداد۔ اشرفیوں سے عمدہ قسم کی شراب خرید لی تنگ داد۔ سونا پتھر میں سے نکلتا ہے۔ بادہ شاہو جب اس قسم کی شراب سے مست ہو جاتے ہیں تو ساقی کو بہت انعام ملتا ہے۔

فتنہا و[1] شورہا انگیختہ — بندگان و خسرواں آمیختہ
فتنے اور شور برانگیختہ کر دیتی ہے — غلاموں اور شاہوں کو ملا دیتی ہے

استخوانہا رفتہ جملہ جاں شدہ — تخت و تختہ آں زماں یکساں شدہ
ہڈیاں ختم ہو جاتی ہیں سب کچھ جان بنجاتا ہے — اس وقت تخت اور تختہ یکساں ہو جاتا ہے

وقتِ ہُشیاری چو آب و روغن اند — وقتِ مستی ہمچو جاں اندر تن اند
انسان ہوش کے وقت پانی اور تیل کی طرح ہیں — مستی کے وقت جسم میں جان کی طرح ہیں

چوں ہَریسہ لحم و گندم غرق ہم — ہیچ سبقے نے در ایشاں فرق ہم
جیسا کہ ہریسہ، گوشت اور گیہوں باہمی غرق ہیں — انمیں کوئی دوڑ نہیں، نہ انمیں باہمی فرق ہے

چوں ہَریسہ گشت آنجا فرق نیست — نیست فرقے کاندآنجا غرق نیست
جب ہریسہ بن گیا وہاں کوئی فرق نہیں ہے — کوئی ایسا فرق نہیں ہے جو وہاں غرق نہ ہو گیا ہو

ایں[2] چنیں بادہ ہمی بُرد آں غلام — سُوئے قصرِ آں امیرِ نیک نام
وہ غلام اس طرح کی شراب لے جارہا تھا — نیک نام امیر کے محل کی جانب

پیش آمد زاہدے غم دیدہ — خُشک مغزے در بلا پیچیدہ
ایک غموں کا مارا زاہد سامنے آگیا — جس کا دماغ خشک ہو گیا تھا مصیبت میں پھنسا ہوا تھا

تن ز آتشہائے دل بگداختہ — خانہ از غیرِ خدا پَر داختہ
جسم دل کی آگوں سے پگھل گیا تھا — اس نے دل کو خدا کے سوا سے خالی کر لیا تھا

گوشمالِ[3] محنتِ بے زینہار — داغہا برداغہا چندیں ہزار
بے پناہ مشقت کی گوشمالی کی وجہ سے — داغوں پر داغ کئی ہزار تھے

دیدہ ہر ساعت خلشش در اجتہاد — روز و شب چفسید اُو بر اجتہاد
وہ ہر وقت مجاہدے میں تکلیف اٹھاتا تھا — وہ دن رات مجاہدے سے چمٹا ہوا تھا

سال و مہ در خاک و خوں آمیختہ — صبر و حلمش نیم شب بگریختہ
سالوں اور مہینوں خاک اور خون میں لتھڑا تھا — اس کا صبر اور بردباری آدھی رات کو بھاگ چکی تھی

دید در شب یک غلامِ نیک پے — در شتابش اُوز میں میکرد طے
اس نے ایک نیک خصلت غلام کو رات میں دیکھا — وہ اپنی جلدی میں زمین طے کر رہا تھا

گفت زاہد در سبوہا چیست آں — گفت بادہ گفتِ آنِ کیست آں
زاہد نے کہا ٹھلیوں میں کیا ہے؟ — اس نے کہا شراب اس نے کہا کس کی ہے؟

[1] فتنہا۔ شراب شور و شر پیدا کرتی ہے اور آقا اور غلام کا امتیاز مٹا دیتی ہے۔ استخوانہا۔ شراب پی کر انسان جسم و جان بن جاتا ہے۔ تخت۔ یعنی شاہی تخت۔ تختہ۔ یعنی پھانسی کا تختہ۔ وقت ہشیاری۔ ہوش کے وقت آدمیوں میں ایسا بیر ہوتا ہے جیسا کہ تیل اور پانی میں اور مستی کے وقت سب ایک جان ہو جاتے ہیں۔ ہریسہ حلیم کی طرح کا کھانا ہے جس میں گوشت اور گیہوں کا دلیہ ہوتا ہے جب ہریسہ تیار ہو جاتا ہے تو گوشت اور دلیہ میں امتیاز نہیں رہتا۔ فرق۔ اب دونوں کا فرق غائب ہو جاتا ہے

[2] ایں چنیں۔ وہ غلام ان اوصاف کی شراب امیر کے محل کی طرف لے کر چلا۔ غم دیدہ۔ یعنی جس پر قبض کی کیفیت طاری تھی۔ خشک مغز۔ مجاہدوں کی کثرت سے اس کا دماغ خشک ہو گیا تھا۔ تن۔ اس زاہد کا جسم عشق کی آگ سے پگھل گیا تھا۔ اور اس کے دل میں صرف حق تعالیٰ کا خیال تھا۔

[3] گوشمال۔ مجاہدوں کی بے پناہ مشقت نے اس کے دل پر ہزاروں داغ لگا دیئے تھے۔ کہ دیدہ۔ اس کا شغل شب و روز مجاہدہ تھا۔ نیم شب یعنی اس کو پتہ نہ چلا اور اسمیں صبر اور حلم کی طاقت نہ رہی تھی۔ دید۔ اس نے دیکھا غلام بھاگا رہا ہے۔ گفت زاہد۔ زاہد نے غلام سے پوچھا ٹھلیا میں کیا ہے اس نے کہا شراب ہے۔

گفت ایں آنِ فلاں میرِ اجل — گفت طالب را چنیں باشد عمل
اس نے کہا یہ فلاں بڑے سردار کی ملکیت ہے — اس نے کہا طلبگار کا یہ کام ہوتا ہے ؟

طالبِ یزداں وآنگہ عیش ونوش — بادۂ شیطان وآنگہ تیز ہوش
خدا کا طلبگار ، اور پھر عیش اور پینا — شیطانی شراب اور پھر ہوش کی تیزی ؟

ہوشِ تو بے مے چنیں پژمردہ است — ہوشہا باید براں ہوشِ تو سست
تیرا ہوش بغیر شراب کے ایسا مرجھایا ہوا ہے — تیرے ہوش سے بہت سے ہوش وابستہ کرنے چاہئیں

تا چہ باشد ہوشِ تو ہنگامِ سُکر — اے چو مُرغے گشتہ صیدِ دامِ سُکر
پھر نشہ کے وقت تیرا ہوش کہاں ہو گا ؟ — اے وہ ! جو پرندہ کی طرف نشہ کے جال میں ہے

حکایت ۲ ضیائے بلخ کہ دراز بالا بُود و برادرش شیخ الاسلام
ضیاء بلخ کا قصہ جو دراز قد تھے اور ان کے بھائی شیخ الاسلام

تاجِ بلخ بغایت کو تاہ بالا بُود و ایں شیخ الاسلام از
تاج بلخ بہت چھوٹے قد کے تھے اور یہ شیخ الاسلام اپنے

برادرش ننگ داشت روزے ضیا در آمد بدرسِ اُو وہمہ
بھائی سے ذلت محسوس کرتے تھے ایک روز ضیا ان کے درس میں پہنچ گئے

صدورِ بلخ حاضر بُودند بدرسِ اُو ضیا خدمتے کردو بگذشت
اور بلخ کے تمام صدر ان کے درس میں حاضر تھے ، ضیا نے حاضری دی اور چلدیئے

شیخ الاسلام نیم قیام کرد سَر سَری ضیا گفت آرے
شیخ الاسلام معمولی طور پر آدھے کھڑے ہو گئے ضیا نے کہا بیشک آپ

سخت درازی پارۂ دَردُزد از خود
بہت لمبے ہیں کہ اپنے میں سے ایک حصہ چرا لیا

آں ضیائے بلخ خوش ۳ الہام بُود — دادرِ آں تاجِ شیخ الاسلام بُود
ضیا بلخی خوش طبع تھے — تاج شیخ الاسلام کے بھائی تھے

از برائے عِلم خلقے پیشِ اُو — گشتہ دائم در ملازم دَرس جُو
علم کی وجہ سے لوگ ان کے سامنے — ہمیشہ رہتے تھے صحبت میں درس کے طالب

تاجِ شیخ اسلام دارالملک بلخ — بُود کوتہ قدو کوچک ہمچو فرخ
دارالخلافہ بلخ کے شیخ الاسلام تاج — پست قد اور چوزے کی طرح چھوٹے تھے

۱ گفت ایں۔ غلام نے زاہد کے جواب میں کہا کہ یہ شراب امیر اعظم کی ہے زاہد نے کہا کہ طالب حق کے یہ کام ہوتے ہیں اس کو تو ناؤ نوش سے بچنا چاہیے شیطانی شراب پی کر ہوش کہاں رہتا ہے۔ ہوش۔ انسان بغیر شراب کے بھی غافل ہے جس کے لئے سینکڑوں ہوش درکار ہیں تو پھر نشہ میں کیا ہوش رہ سکتا ہے۔ نشہ میں تو ایسا ہی پھنستا ہے جس طرح پرند جال میں

۲ حکایت۔ یہ بتلایا تھا کہ انسان خودی بے ہوش ہے شراب پی کر تو اور بد حال ہوگا اس حکایت سے بھی یہی بتلایا ہے کہ شیخ الاسلام کا خود قد چھوٹا تھا نیم قد کھڑے ہونے پر اور چھوٹا ہو گیا۔

۳ خوش الہام۔ ظرافت مزاج۔
ملازم۔ برابر ملازم۔ ملازمت۔ دارالملک دارالخلافہ فرخ۔ پرند کا بچہ۔

گرچہ[1] فاضل بُود و محتشل و ذُو فنُون
اگرچہ فاضل تھے اور یکتا اور فنون والے

ایں ضیا اندر ظرافت بُد فزوں
یہ ضیاء مذاق میں بڑھے ہوئے تھے

اُو بسے کوتہ ضیا بے حد دراز
وہ بہت ٹھنگنے ، ضیاء بہت لمبے

بُود شیخ اسلام را صد کبر و ناز
شیخ الاسلام میں سینکڑوں تکبر اور ناز تھے

زیں برادر عار و ننگش آمدے
ان بھائی سے ، ان کو عار اور ذلت آتی

آں ضیا ہم واعظے بُد با ہُدے
وہ ضیاء بھی با ہدایت واعظ تھے

روزِ محفل اندر آمد آں ضیا
مجلس کے دن ضیاء اندر آئے

بارگہ پُر قاضیان و اَصفیا
دربار قاضیوں اور منتخب لوگوں سے بھرا ہوا تھا

کرد شیخ اسلام از کبرِ تمام
شیخ الاسلام نے پورے غرور سے کیا

ایں برادر را چنیں نصف[2] القیام
اس بھائی کے لئے ایسے ہی آدھا قیام

پس ضیا چوں دید کبر اندر سَرش
پس ضیا نے جب ان کے سر میں غرور دیکھا

اِنفعالے داد حالے در خورش
ان کے مناسب فوراً ان کو شرمندہ کیا

گفت آرے بَس درازی بہرِ مُزد
انہوں نے کہا جی ہاں آپ بہت لمبے ہیں مزدوری کیلئے

اند کے زاں قدِ سَروت ہم بدزد
اپنے سرو جیسے قد سے بھی تھوڑا سا چرا لیا

رجوع بحکایتِ زاہد با غلام امیر
امیر کے غلام کے ساتھ زاہد کی حکایت کی طرف واپسی

پس[3] تُرا خود ہوش کُو عقل کُو
پھر تجھے خود ہوش کہاں اور عقل کہاں ہے ؟

تا خوری مَے اے تُو دانش را عدُو
تاکہ تو شراب پیئے اے عقل کے دشمن !

رُوت بَس زیباست نیلی ہم بکش
تیرا چہرہ بہت حسین ہے ، نیل بھی لگا لے

ضحکہ باشد نیل بر رُوئے حبَش
حبشی کے چہرے پر نیل مذاق ہوتا ہے

دَر تو نورے کے دَر آمد اے غوی
اے گمراہ ! تیرے اندر نور ہی کب آیا ہے ؟

تا تو مَے نوشی و ظلمت جُو شوی
کہ تو شراب پیئے اور ظلمت کا طالب بن جائے

سایہ دَر روز ست جُستن قاعدہ
سایہ تلاش کرنے کا قاعدہ دن میں ہے

در شبِ اَبرے تو سایہ جُو شدہ
تو ابر والی رات میں سایہ کا طالب بنا ہے

گر حلال آمد پئے قوتِ عوام
اگر وہ شراب عوام کی خوراک کیلئے حلال ہے

طالبانِ دوست را آمد حرام
دوس کے طلبگاروں کے لئے حرام ہے

[1] گرچہ۔ تاج شیخ الاسلام اگرچہ بڑے صاحب علم تھے لیکن ضیاء خوش طبعی میں ان سے بڑھے ہوئے تھے۔ ان ضیاء ہدایت یافتہ واعظ تھے، شیخ الاسلام کا ان کی بھائی بندی سے ذلت محسوس کرنا غیر مناسب تھا۔ اَصفیاء برگزیدہ۔

[2] نصف القیام۔ یعنی تعظیم کے لئے آدھے کھڑے ہوئے پس ضیاء۔ چونکہ ضیا کو محسوس ہوا کہ دماغ میں تکبر ہے اس لئے فوراً ان کو شرمندہ کرنا چاہا۔ بہر مزد۔ یعنی لوگوں کو معتقد بنا کر نذرانہ وصول کرنے کے لئے قد و سَروت۔ طنزاً کہا۔

[3] پس تُرا۔ زاہد کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ روت۔ حسین چہرے پر نظر بد سے بچانے کے لئے ماتھے پر نیل لگا دیا جاتا ہے اب اگر کوئی بدصورت نیل لگائے تو اس کا مزید مذاق بنے گا۔ ضحکہ۔ ہنسی کی چیز۔ گر حلال۔ شراب اگرچہ عوام کی تقویت کیلئے حلال ہے لیکن نفس کی لذت کے لئے حلال چیز بھی پرہیزگاروں کے لئے ممنوع ہوتی ہے۔

عاشقاں [1] را بادہ خونِ دل بُود — چشم شاں بر راہ و بر منزل بُود
عاشقوں کی شراب خونِ دل ہوتا ہے — ان کی نگاہ راہ اور منزل پر رہتی ہے

در چنیں راہ و بیابانِ مخوف — اے قلاوزِ خرد بالصد کسوف
ایسے راستے اور خوفناک جنگل میں — (اور) اے عقل کے رہنما سینکڑوں گہن میں

خاک در چشمِ قلاوز اں زنی — کارواں را ہالک و گمرہ کنی
تو راہنماؤں کی آنکھ میں دھول جھونکتا ہے — قافلہ کو تباہ اور گمراہ کرتا ہے

نانِ جَو حقا حرام ست و فسوس — نفس را در پیش نہ نانِ سبوس
جَو کی روٹی بھی حرام اور باعث افسوس ہے — نفس کے سامنے بھوسی کی روٹی رکھ

دشمنِ [2] راہِ خدارا خوار دار — دُزد را منبر منہ بردار دار
اللہ (تعالیٰ) کے راستہ کے دشمن کو ذلیل کر — چور کے لئے منبر نہ بچھا، سولی پر چڑھا

دز دراتو دست ببریدن پسند — از بُریدن عاجزی دستش بہ بند
تو چور کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کو پسند کر — (اگر) تو کاٹنے سے عاجز ہے اس کے ہاتھ باندھ دے

گر نہ بندی دستِ اُو دستِ تو بست — گر تو پایش نشکنی پایت شکست
اگر تو اس کے ہاتھ نہ باندھے گا وہ تیرے ہاتھ باندھ دیگا — اگر تو اس کا پاؤں نہ توڑے گا وہ تیرا پاؤں توڑ دیگا

تو عدُو رامے دہی و نیشکر — بہر چہ گو زہر نوش و خاک خور
تو دشمن کو شراب اور گنا دیتا ہے — اس لئے؟ کہہ دے زہر پئے اور خاک پھانکے

زد [3] غیرت بر سبو سنگ و شکست — اُو بسو انداخت از زاہد بجست
اس نے غیرت سے ٹھلیا پر پتھر مارا اور توڑ دیا — اس (غلام) نے دوسری ٹھلیا پھینکدی اور زاہد سے بھاگ گیا

رفتن امیر خشم آلودہ برائے گوشمالِ زاہد

امیر کا غصہ میں بھر کر، زاہد کو سزا دینے کے لئے جانا

رفت پیشِ میرو گفتش بادہ کو — ماجرا را گفت یک یک پیشِ اُو
وہ غلام امیر کے سامنے پہنچا امیر نے اس سے کہا شراب کہاں ہے؟ — اس نے ایک ایک کر کے اس کے سامنے قصہ کہہ دیا

میر چوں آتش شد و برجست راست — گفت بنما خانۂ زاہد کجاست
امیر آگ جیسا ہو گیا اور سیدھا اٹھا — بولا دکھا زاہد کا گھر کہاں ہے؟

تا بدیں گرزِ گراں کو بم سرش — آں سرِ بے دانشِ مادر غرش
تاکہ میں اس بھاری گرز سے اس کا سر توڑ دوں — وہ سر جو بے عقل مادر بخطا کا ہے

[1] عاشقاں۔ عاشق شراب کی بجائے خونِ دل پیتے ہیں اور وہ راہ و منزل کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ ان کو عیش پرستی کی فرصت کہاں ہے۔ در چنیں۔ راہِ طریقت، خوفناک راستہ ہے اس میں تو بہت سے حواس کی ضرورت ہے عقل جب شراب کے گہن میں ہو تو کیا راہنمائی کر سکتی ہے۔ خاک۔ مدہوش کی عقل کیا راہنمائی کریگی وہ تو قافلہ کو گمراہ کر دے گی۔ نانِ جو۔ اگر جو کی روٹی سے بھی حظِ نفس حاصل ہو تو بھوسی کی روٹی کھانی چاہیے۔

[2] دشمن۔ نفس راہِ خدا کا دشمن ہے اس کو ہر وقت ذلیل رکھ اس کی عزت نہ کر پھانسی پر چڑھا دے۔ دُزد۔ چور کا ہاتھ کاٹنا چاہیے یہ ممکن نہ ہو تو ہاتھ باندھ دیئے جائیں گر نہ بندی۔ اگر تو نے چور کو آزاد چھوڑا تو وہ تجھے تباہ کر دے گا۔ بہر چہ۔ اس کو راحت سے کیوں رکھتا ہے؟

[3] زد۔ زاہد کو غیرت آئی اور اس نے شراب کی ٹھلیاں پر پتھر مارا۔ رفت۔ غلام بھاگا بھاگا امیر کے پاس پہنچا اور اس نے اس کو سارا قصہ سنادیا۔ مادرِ غر۔ زانیہ مال۔

اوچپ[1] داند امرِ معروف از سگی — طالب معروفی ست و شہرگی
وہ بھلائی کا حکم کرنا کیا جانے؟ کتے پن سے — نام آوری اور شہرت کا طالب ہے

تا بدیں سالوس خود راجا کند — تا بچیزے خویشتن پیدا کند
تاکہ اس مکر سے اپنی جگہ بنائے — تاکہ کسی ڈھب سے اپنے آپ کو نمایاں کرے

کو ندارد خود ہنر اِلّا ہُماں — کہ تسلّس میکند با این وآں
وہ خود ہنر نہیں رکھتا ہے۔ بجز اس کے — کہ ہما شما سے مکاری کرتا ہے

اُو اگر دیوانہ است و فتنہ کاؤ — دارُوئے دیوانہ باشد کیر گاؤ
وہ اگر دیوانہ ہے اور فتنہ انگیز — دیوانہ کی دوا، بیل کا آلہ تناسل ہے

تا کہ شیطان از سَرش بیروں رود — بے لتِ خر بندگاں خر چوں رود
تاکہ اس کے سر سے شیطان باہر نکل جائے — گدھا کمہاروں کی مار کے بغیر کب چلتا ہے؟

میر[2] پیروں جست و دیو سے بدست — نیم شب آمد بزاہد نیم مست
امیر باہر نکلا اور گرز ہاتھ میں تھا — زاہد کے پاس آدھی رات کو ادھری مستی میں پہنچا

خواست کشتن مَردِ زاہد راز خشم — مردِ زاہد گشتہ پنہاں زیرِ پشم
غصہ سے زاہد کو مار ڈالنا چاہا — زاہد انسان اون کے نیچے چھپ گیا

مَردِ زاہدی شنود از میر آں — زیرِ پشمِ آں رسن تاباں نہاں
زاہد انسان، امیر سے وہ سن رہا تھا — رسی بٹنے والوں کی اون کے نیچے چھپا ہوا

گفت در رُو گفتنِ زشتیِ مَرد — آئینہ تاند کہ رُو را سخت کرد
بولا، انسان کی برائی منہ در منہ — آئینہ کر سکتا ہے جس نے منہ کو سخت کر دیا ہے

رُوئے باید آئینہ وار آہنیں — تات گوید رُوئے زشت خود ببیں
آئینہ جیسا لوہے کا منہ چاہیے — تاکہ تجھ سے کہے کہ اپنا بھدا چہرہ دیکھ

حکایت ۳ مات کردن دلقک سیّد شاہِ ترمذرا

ایک مسخرے کی سید شاہِ ترمذ کو مات دینے کی حکایت

شاہ با دلقک ہمی شطرنج باخت — مات کردش زُود خشمِ شہ بتاخت
بادشاہ نے مسخرے کیساتھ شطرنج کی بازی لگائی — اسنے اس (شاہ) کو مات دیدی بادشاہ کا غصہ جلد دوڑ پڑا

گفت شُہ شُہ واں شہِ کبر آورش — یک یک آں شطرنج میزد برسَرش
اس نے شہ شہ کہا اور وہ متکبر بادشاہ — شطرنج کا ایک ایک مہرہ اس کے سر پر مارتا تھا

[1] اوچپ۔ امیر نے غصہ سے کہا وہ زاہد خود کہتا ہے اس کو امر بالمعروف سے کیا واسطہ وہ محض شہرت کا طالب ہے۔ جا کند۔ مرتبہ بنائے کو۔ اس کا ہنر صرف لوگوں سے مکر کرنا ہے۔ فتنہ کاؤ۔ فتنہ برپا کرنے والا۔ کیر گاؤ۔ بیل کا قضیب سکھا کر اس کا دوا بنالیا جاتا تھا۔ بے لت۔ گدھا لاتوں کے بغیر کب چلتا ہے۔

[2] میر۔ امیر غصہ میں پاگل ہو رہا تھا۔ دیوں۔ تا زیانہ۔ زیرِ پشم۔ زاہد بھاگ کر اون کی رسی بانٹنے والوں کی اون میں چھپ گیا۔ اور وہاں امیر کی بری بھلی باتیں سنتا رہا۔ گفت۔ زاہد نے اپنے دل میں کہا کہ کسی کے منہ پر برائی کرنے کے لئے آئینہ کا سا لوہے کا چہرہ ہونا چاہیے تاکہ مار کھا سکے۔ آئینہ لوہے سے بنتا تھا۔

[3] حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتلایا ہے کہ مسخرے نے نمدوں میں لپٹ کر بادشاہ کو شہ کہا تاکہ چوٹ سے بچ سکے۔ دلقک۔ مسخرہ مات کردش۔ مسخرے نے بادشاہ کو ہرا دیا۔ گفت۔ شہ شہ۔ مارنے والے کی تحقیر کے لئے لفظ شہ شہ کہہ دیا جاتا ہے۔ آں شطرنج۔ یعنی شطرنج کے مہرے۔

کہ بگیر[1] اینک شہت اے قلتباں
کہ لے یہ دیوث ! لے یہ تیری شہ ہے

صبر کرد آں دلقک و گفت لَا ماں
اس مسخرے نے صبر کیا اور پناہ چاہی

دستِ دیگر با ختن فرمود میر
امیر نے دوسری بازی لگانے کو کہا

اُو چناں لرزاں کہ عُور از زَہر یر
وہ اس طرح کانپا جیسے کہ ننگا جاڑے ہے

باخت دستِ دیگر و شہ مات شد
اس نے دوسری بازی کھیلی اور بادشاہ کو مات ہوگئی

وقتِ شہ شہ گفتن و میقات شد
شہ شہ کہنے کا وقت اور جگہ آگئی

بر جَہید آں دلقک و در کنج رَفت
وہ مسخرا کودا اور گوشہ میں چلا گیا

شش نمد بر خود فگند از بیم تفت
فوراً خوف سے چھ نمدے اپنے اوپر ڈال لئے

زیر با لشہا وزیرِ شش نمد
تکیوں کے نیچے اور چھ نمدوں کے نیچے

خُفت پنہاں تاز زخمِ شہ رہد
چھپ کر لیٹ گیا تاکہ بادشاہ کی مار سے نجات پائے

گفت شہ ہے ہے چہ کردی چیست ایں
بادشاہ نے کہا ہائیں ہائیں تو نے کیا کیا یہ کیا ہے؟

گفت شہ شہ شہ اے شاہِ گزیں
بولا اے منتخب شاہ ! شہ شہ شہ شہ

کے تواں حق گفت جُز زیر لحاف
حق (بات) لحاف کے نیچے کے علاوہ کب کہی جاسکتی ہے؟

باچو تو خشم آورِ آتش سجاف
آپ جیسے غصیلے آگ کے استرداے کے سامنے

اے تو مات و من ز زخمِ شاہ مات
آپ بارے اور میں شاہ کی مار سے ہلا

میزنم شہ شہ ز زیر رختہات
میں کپڑوں کے نیچے سے آپ کو شہ شہ کہتا ہوں

آمدنِ امیر بدر خانہ زاہد و بہ لگد کوفتنِ در

امیر کا زاہد کے دروازے پر آنا اور لاتوں سے دروازے کو پیٹنا

چوں[3] محلّہ پُر شد از ہیہاہیِ میر
جب امیر کی ہا ہو سے محلّہ بھر گیا

وز لگد بر در زدن وز دارو گیر
دروازے پر لاتیں مارنے سے اور پکڑ دھکڑ سے

خلق بیروں جَست زو از چپ و راست
دائیں اور بائیں سے لوگ باہر نکل آئے

کاے مقدم وقت عفو ست و رضاست
کہ اے پیشرو ! معافی اور راضی ہو جانے کا وقت ہے

مغزِ اُو خشک ست و عقلش ایں زماں
اس کا دماغ خشک ہو گیا ہے اور اب اس کی عقل

کمتر ست از عقل و فہم کودکاں
بچوں کی عقل اور سمجھ سے کم تر ہے

زُہد و پیری ضعف بر ضعف آمدہ
زہد اور بڑھاپا ، کمزوری پر کمزوری آگئی

واندراں زُہدش کشادے ناشدہ
اور اس زہد میں اس کو بسط حاصل نہ ہوا

[1] کہ بگیر۔ بادشاہ مسخرے کے سر پر شطرنج کے مہرے مارتا تھا اور کہتا تھا کہ لے یہ تیری شہ ہے۔ قلتبان۔ دیوث۔ دست دیگر۔ دوسری بازی۔ عور۔ ننگا۔ وقت شہ۔ اب مسخرے کے لئے شہ کہنے کا وقت آگیا۔ بر جہید۔ مسخرہ بھاگ کر ایک گوشہ میں چھ نمدے اپنے اوپر ڈال کر لیٹ گیا۔

[2] گفت شہ۔ بادشاہ نے دریافت کیا یہ کیا حرکت ہے۔ گفت۔ مسخرے نے کہا شہ کہنے کے لئے نمدوں میں چھپ گیا ہوں۔ کے تواں۔ غصہ ور آدمی سے حق بات لحافوں میں گھس کر ہی کہی جاسکتی ہے۔ ورنہ زخم برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

[3] چوں محلّہ۔ امیر کے شور وغوغا اور زاہد کے کواڑوں پر لاتیں مارنے سے محلّہ کے آدمی جمع ہو گئے۔ مُقدّم۔ پیشرو۔ مغز او۔ زاہد کا دماغ خشک ہو گیا ہے ایک تو بڑھاپا پھر زہد جس نے اس کو مزید کمزور کر دیا۔ اور پھر اس پر کشادگی یعنی بسط کی کیفیت طاری نہیں ہوئی ہے۔

رنج [1] دیدہ گنج نادیدہ زیار — کارہا کردہ ندیدہ مزدِ کار
اس نے تکلیف برداشت کی یار کا خزانہ نہ دیکھا — کام کئے کام کی مزدوری نہ دیکھی

یا نبُود آں کارِ اُورا خود گہر — یا نیامد وقتِ پاداش از قدر
یا تو اس کے کام میں خود جوہر نہ تھا — یا تقدیر (خداوندی) سے بدلے کا وقت نہیں آیا ہے

یا کہ بُود آں سعی چوں سعی جہود — یا جزا واستہ میقات بُود
یا اس کی کوشش ، یہود کی کوشش کیطرح تھی — یا بدلہ وقت مقرر سے وابستہ تھا

مر ورا درد و مصیبت ایں بس ست — کاندریں وادیِ پُرخوں بیکس ست
اس کے لئے یہ درد اور مصیبت کافی ہے — کہ وہ اس خوفناک وادی میں بیکس ہے

چشم [2] پُر دَرد و نشستہ اُو بہ کنج — رُو ترش کردہ فرو افگندہ لنج
آنکھ درد سے پر ہے اور وہ گوشہ نشین ہے — منہ بنائے ہوئے ہے ہونٹ لٹکائے ہوئے ہے

نے یکے کحّال گورا غم خورد — نیش عقلے کو بلکلے پے برد
نہ کوئی آنکھوں کا معالج ہے کہ اس کی فکر کرے — نہ اس کو عقل ہے کہ وہ سرمہ کی تلاش کرے

اجتہادے میکُند با وہم و ظن — کار در بُوک ست تا نیکو شدن
وہم اور گمان کے ساتھ کوشش کر رہا ہے — معاملہ ٹھیک ہونے تک وہ وہم میں ہے

زاں رہش دور ست تا دیدارِ دوست — کہ نماندش مغز سر از عشقِ پوست
اسی لئے دوست کے دیدار تک کا راستہ اس کے لئے دور ہے — کیونکہ چھلکے کے عشق سے اس کے سر میں گودا نہیں رہا

ساعتے اُو با خدا اندر عتاب — کہ نصیبم رنج آمد زیں جناب
کسی وقت وہ خدا سے غصہ میں ہے — کہ اس درگاہ سے مجھے غم کا حصہ ملا ہے

ساعتے [3] با بختِ خود اندر جدال — کہ ہمہ پرّاں و ما ببریدہ بال
کسی وقت اپنے مقدر سے لڑائی میں ہے — کہ سب پرواز میں ہیں اور ہم بال کٹے ہیں

ہر کہ محبوس ست اندر بُو و رنگ — گرچہ در زہد ست باشد خوش بہ تنگ
جو شخص بو اور رنگ میں مقید ہے — اگرچہ وہ زہد میں ہے بہت تنگ ہو گا

تا بروں ناید ازیں تنگیں مناخ — کے شود خویش خوش و صدرش فراخ
جب تک وہ اس تنگ پڑاؤ سے باہر نکلے — اس کی عادت بھلی اور اس کا سینہ فراخ کب ہو گا ؟

زاہد اں را در خلا پیش از گشاد — تیغ و اُسترہ نشاید ہیچ داد
اسی لئے زاہدوں کو بسط سے پہلے تنہائی میں — تلوار اور استرہ کبھی نہ دینا چاہیے

[1] رنج۔ زاہد نے تکلیفیں اٹھائیں اور ابھی تک کچھ فیض نہ پایا ہے محنت کی ہے اور ابھی تک کوئی مزدوری نہیں ملی ہے خود گہر یعنی اس کی عبادت میں اخلاص نہ تھا۔ یا نیامد۔ یا عبادت تو مقبول ہوئی ہے اور اجر کا وقت نہیں آیا ہے۔ سعی۔ جہود۔ یہود کی عبادت بیکار ہے۔ مرورا۔ اس زاہد کو تو اپنی ہی مصیبتیں کافی ہیں آپ اور کیوں مصیبت میں ڈالتے ہیں۔ وادی پر خون۔ راہ عشق۔

[2] چشم۔ وہ مایوسی کی حالت میں گوشہ نشین ہے۔ لنج بھونٹ کجال۔ معالج چشم۔ بوک۔ بُود کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کسی معاملہ میں شک کی صورت میں کہا جاتا ہے زیاں۔ چونکہ ابھی اس کا اپنی ہستی سے تعلق ہے اسی لئے مشاہدے کی منزل اس سے دور ہے ساعتے۔ وہ کسی وقت تو خدا سے بھی لڑنے لگتا ہے۔

[3] ساعتے۔ کسی وقت خود اپنے آپ کو برا بھلا کہنے لگتا ہے ہر کہ۔ جسمیں خودی باقی ہے خواہ وہ زاہد ہی کیوں نہ ہو وہ تنگی میں رہتا ہے۔ تا بروں۔ جب تک خودی کے تنگ راستہ کو فنا نہ کریگا اس کو بسط کی کیفیت حاصل نہ ہو گی۔ زاہداں۔ بسط کی کیفیت طاری ہونے سے پہلے قبض کی حالت میں بسا اوقات سالک خود کو ہلاک کر ڈالتا ہے۔ لہٰذا اس کو تنہائی میں کبھی تلوار اور استرہ نہ دینا چاہیے۔

کز اِ ضجر خود رابد راند شکم
کیونکہ تنگدلی کی وجہ سے وہ اپنا پیٹ پھاڑ لیگا

غصہ آں بے مرادیہا و غم
ان ناکامیوں کے غصہ اور غم (سے)

بے مُرادی ہای ایں دنیا خوش ست
اس دنیا کی نامرادیاں بھلی ہیں

با مُرادی تُند خُوی و سرکش ست
مراد مندی، بد مزاج اور سرکش ہے

انداختنِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام خود را از کوہِ حرا از وحشت و دیر نمودنِ دیدار و نمودنِ جبرئیل علیہ السلام خود را بوے کہ میننداز کہ ترا دولتہا و سعادتہا در پیش ست

آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار میں تاخیر ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو حرا پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کرنا اور جبرئیل علیہ السلام کا اپنے آپ کو ان پر ظاہر کرنا کہ نہ گرایئے کیونکہ آپ کو دولتیں اور سعادتیں درپیش ہیں

مُصطفیٰ را ہجر ۲ چوں بفراختے
حضرت مصطفیٰ پر جب فراق غلبہ پاتا

خویش را از کوہ می انداختے
اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے کا ارادہ کرتے

تا بگفتے جبرئیلش ہیں مکن
حتیٰ کہ ان کو جبرئیل کہتے خبردار! یہ نہ کیجئے

کہ ترا بس دولت ست از ہر کن
کیونکہ ہر کن کی وجہ سے آپ کے لئے بہت دولتیں ہیں

مُصطفیٰ ساکن شدے زانداختن
حضرت مصطفیٰ گرانے سے رک جاتے

باز ہجراں آوریدے تا ختن
پھر فراق حملہ کرتا

باز خود را سرنگوں از کوہ او
پھر خود کو وہ پہاڑ سے اوندھا

میفکندے از غم و اندوہ او
غم اور رنج کی وجہ سے گرانے کا ارادہ کرتے

باز خود پیدا شدے آں جبرئیلؑ
پھر وہ جبرئیل خود روشنا ہوتے

کہ مکن ایں اے تو شاہے بے بدیل
کہ اے بے مثال شاہ! یہ نہ کیجئے

ہمچنیں ۳ می بود تا کشفِ جیب
پر وہ کھلنے تک یہی ہوتا رہتا

تا بیا بید آں گہر را او ز جیب
یہانتک کہ انہوں نے جیب میں سے وہ موتی پالیا

بہرِ ہر محنت چو خود را می کشند
جبکہ ہر مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو مارڈالتے ہیں

اصلِ محنتہاست ایں چونش کشند
یہ مصیبتوں کی جڑ ہے اس کو کیسے برداشت کریں؟

از فدائی مردماں راحیرتیست
قربان ہونے پر لوگوں کو حیرت ہے

ہر یکے از ما فدائے سیرتیست
(حالانکہ) ہم میں سے ہر ایک ایک خصلت پر قربان ہے

۱ ضجر۔ قبض کی حالت میں اس قدر دل تنگ ہوتا ہے کہ اپنی نامرادی کے رنج میں سالک اپنے آپ کو ہلاک کر دیتا ہے۔ نامرادی۔ دنیا کی ناکامی انسان کے لئے بہتر ہے۔ بامراد۔ بدمزاج اور سرکش ہوجاتا ہے۔ انداختن۔ آنحضور سے جب وحی کا انقطاع ہوا تو قبض کی ایک کیفیت ہوئی آنحضورؐ نے کئی بار اپنے آپ کو پہاڑ پر سے گرا دینے کا ارادہ کیا حضرت جبرئیلؑ آکر تسلی دیتے تھے تب آپ کو سکون ہوتا تھا۔

۲ ہجر۔ یعنی قبض کی کیفیت جو مزید مشاہدہ نہ ہونے سے پیدا ہوئی تھی ورنہ ذات القدس کو ایک گونہ مشاہدہ ہر وقت حاصل تھا۔ ہر کن۔ یعنی اللہ کے حکم سے۔ بے بدیل۔ بےنظیر۔

۳ ہمچنیں۔ آنحضورؐ پر جب تک مزید مشاہدہ کا پردہ نہ ہٹ جاتا اور گوہر مقصود جیب میں سے نہ پالیتے۔ یہی کیفیت رہتی۔ بہر ہر محنت۔ انسان دنیا کی مصیبت کی وجہ سے اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالتا ہے قبض کی یہ کیفیت تو تمام مصائب کی جڑ ہے۔ از خدائی۔ انبیاء اور بزرگ جو راہ حق میں فدا ہوتے ہیں اس پر لوگوں کو تعجب آتا ہے حالانکہ ہر انسان اس سیرت پر جان دیتا ہے جو اس کی ہے۔

اے خُنک[1] آنکو فدا کرد ست تن
وہ قابل مبارکباد ہے جس نے جسم کو قربان کر دیا

بہر آں کار زد فدای آں شدن
اس کام پر جو قربان ہو جانے کے لائق ہے

مَردِ حق بارے فدایِ ایں فن ست
بہر حال مردِ خدا اس فن پر قربان ہے

کاندرو صد زندگی در کشتن ست
جس میں فنا ہو جانے میں سینکڑوں زندگیاں ہیں

عاشق و معشوق و عشقش بَر دوام
عاشق اور معشوق اور اس کا عشق ہمیشہ

در دو عالم بہرہ مند و نیک نام
دونوں جہان میں نصیبہ ور اور نیکنام ہیں

در جہاں ہر کس فدایِ آں فنے ست
دنیا میں ہر شخص اس فن پر قربان ہے

کاندراں رہ صرفِ عمر و کشتنے ست
کہ اس راہ میں عمر کا خرچ ہونا اور مر جانا ہے

کشتنی اندر غروبی یا شروق
غروبی یا شروق میں مر جانا (بجا ہے)

کہ نہ شائق ماند آنجا نے مشوق
کیونکہ وہاں نہ عاشق رہتا ہے، نہ معشوق

یا کِرامی اِرحَموا اَھل[2] الھَوی
اے میرے مہربانو! اہل عشق پر رحم کرو

شانُھُم وِردُ التَّوی بَعدَ التَّوی
انکی حالت ہلاکت کے بعد ہلاکت کے گھاٹ پر اترنا ہے

عَفو کُن اے میر بر سختیِ اُو
اے امیر! اس کی سختی کو معاف کر دے

در نگر در دَرد و بَدبختیِ اُو
اس کے درد اور بدبختی پر نظر کر

تا ز جُرمت ہم خدا عَفوے کُند
تاکہ خدا تیری خطا بھی معاف کر دے

زَلّت را مغفرت در آکُند
تیری لغزش کو معافی سے بھر دے

تو ز غفلت[3] بس سبُو بشکستۂ
تو نے غفلت سے بہت سی صراحیں توڑی ہیں

بر امید عَفو دل در بستۂ
معافی کی امید سے دل وابستہ کیا ہے

عَفو کُن تا عَفو یابی در جزا
معاف کرتا کہ بدلے میں تو معافی حاصل کر لے

می شگافد مُو قدَر اندر سزا
تقدیر (خداوندی) سزا میں موشگافی کرتی ہے

مُوشگافانِ قدَر را ہوش دار
قدر (خداوندی) کے نکتہ چینوں کیلئے ہوش کر

قصّہ مارا تو نیکو گوش دار
تو ہمارے قصہ کو اچھی طرح سن لے

باز بشنو قصّہ میراں دِگر
پھر دوسرے امیروں کا قصہ سن لے

تا بیابی زیں حکایت صَد خبر
تاکہ تجھے اس قصہ سے سینکڑوں خبریں حاصل ہوں

---

[1] اے خُنک۔ راہ حق میں فدا ہو جانا قابل مبارکباد ہے یہ راہ حق اس کے سزاوار ہے کہ اس پر قربان ہو جانا چاہیے مردِ حق۔ اس راستہ پر قربان ہونے سے سینکڑوں زندگیاں حاصل ہوتی ہیں۔ معشوق یعنی حق تعالیٰ۔ در جہاں۔ دنیا میں ہر شخص کسی نہ کسی مشغلہ پر ایسا فریفتہ ہوتا ہے جس میں عمر صرف کر دیتا ہے اور اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے سب سے بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو غروبی یعنی ہجر حق میں فنا کر دے یا وصل میں فنا کر دے وصل میں فنا کر دیگا تو نہ پھر عاشقی باقی ہے نہ معشوق یعنی ذاتِ باری معشوق کی حیثیت سے باقی نہ رہیگی مجرد ذات حق باقی رہیگی۔ غروبی یعنی ہجر۔ شروق۔ یعنی حالت مشاہدہ۔

[2] اہل الہوی۔ محبت کرنے والے یا عاشق۔ شانہم۔ عاشق پر محویت طاری رہتی ہے۔ اور وہ ہر آن فنا ہوتا رہتا ہے۔ عفو کن۔ محلہ والوں نے زلہ پر غضبناک امیر سے کہا۔ در نگر۔ وہ خود بدبختی میں مبتلا ہے تو اس کو اور کیا سزا دیتا ہے۔ تاز جرمت۔ حدیث شریف ہے اِرحَموا مَن فِی الاَرضِ یَرحَمکُم مَن فِی السَّماء "تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کریگا۔

[3] تو ز غفلت۔ یعنی تو نے بھی غفلت سے بہت سے قصور کئے ہیں۔ می شگافد۔ فَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ خَیرًا یَرَہٗ وَمَن یَعمَل مِثقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَرَہٗ یعنی جو ایک ذرہ خیر کریگا اس کو دیکھے گا اور جو ایک ذرہ شر کریگا اس کو دیکھے گا۔ باز بشنو۔ دوسرے ظالم امیروں کے انجام کے قصے سن کر عبرت حاصل کر لے۔

جواب گفتنِ امیر مرآں شفیعانِ زاہد راکہ گستاخی چرا کردو

امیر کا ان زاہد کے سفارشیوں کو جواب دینا کہ اس نے گستاخی کیوں کی ؟

سُبوئِ مارا چرا بشکست من دَریں باب شفاعت قبول

اور ہماری ٹھلیا کیوں توڑی ؟ میں اس سلسلے میں سفارش قبول

نخواہم کرد کہ سوگند خوردہ ام کہ سَزایِ اُو بدہم

نہ کروں گا کیوں کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ اس کو سزا دوں گا

میر گفت[1] آں کیست تا سنگے زَند بر سُبوئِ ما سبُورا بشکند

امیر نے کہا وہ کون ہوتا ہے ، کہ پتھر مارے ہماری ٹھلیا پر ، ٹھلیا کو پھوڑ دے ؟

چوں گذر سازد ز کویم شیرِ نَر تَرس ترساں بگذرد باصَد حَذر

جب میرے کوچہ سے نر شیر گزرتا ہے سینکڑوں بچاؤ کے ساتھ ڈرتا ڈرتا گذرتا ہے

بلکہ بگذارَد زہیبت پنجہ را مور گردد پیشِ قہرم اژدہا

بلکہ خوف سے پنجہ کو چھوڑ بھاگتا ہے اژدھا میرے غصہ کے سامنے چیونٹی بنجاتا ہے

بندۂ ما را چرا آزُرد دِل کرد مارا پیشِ مہماناں خجل

اس نے ہمارے غلام کا دل کیوں دکھایا ؟ اس نے ہمیں مہمانوں کے سامنے شرمندہ کیا

شربت[2] کاں بہ زخونِ اُوست ریخت ایں زماں ہمچوں زناں از ما گریخت

وہ شراب جو اس کے خون سے بہتر تھی اس نے بہادی اب عورتوں کی طرح ہم سے بھاگ گیا

لیک جاں از دستِ من اُو کے بَرد گرچہ ہمچوں مُرغ بَر بالا پَرد

لیکن وہ میرے ہاتھ سے جان کہاں بچا سکے گا ؟ اگرچہ پرندے کی طرح اوپر کو اڑ جائے

تیرِ قہرِ خویش بَر پَرش زنم پَرّ و بال مُردہ ریکش بَر کنم

میں اپنے قہر کا تیر اس کے پروں پر ماروں گا اس کے مردہ کے بال اور پر نوچ دوں گا

ور شوَد چوں ماہی اندر آب دَر از نہیبِ من شوَد زیر و زَبر

اگر وہ مچھلی کی طرح پانی میں گھس جائے میرے خوف سے تہ و بالا ہو جائے گا

جاں[3] نخواہد بُرد از شمشیرِ من ور کُند صد حیلہ و تدبیر و فن

وہ میری تلوار سے جان نہ بچا سکے گا خواہ سینکڑوں حیلے اور تدبیر اور فن کرلے

گر رَود در سنگِ سخت از کوششم از دلِ سنگش کُنوں بیروں کشم

اگر وہ میری کوشش سے بچ کر سخت پتھر میں گھس جائے گا اس کو پتھر کے اندر سے باہر نکال لوں گا

---

[1] میر گفت۔ سفارشیوں کے جواب میں امیر نے کہا کہ اس زاہد کی کیسے ہمت ہوئی کہ میرے مٹکی پھوڑی میری گلی سے نر شیر بھی گذرتا ہے تو ڈرتا ہوا گذرتا ہے بلکہ خوف سے اپنے پنجے چھوڑ بھاگتا ہے، میرے سامنے اژدھا بھی چیونٹی بن جاتا ہے۔ بندہ اس نے میرے غلام کو ستایا مجھے مہمان کے سامنے شرمندہ کیا۔

[2] شربت۔ ایسی قیمتی شراب بہادی جو اس کے خون سے بھی زیادہ قیمت کی تھی اور اب ڈر کر عورتوں کی طرح گھر میں گھس گیا۔ لیک۔ لیکن یہ میرے ہاتھ سے بچ نہ سکیگا۔ اگر یہ پرند بن کر اڑے گا تو بھی تیر چلا کر ہلاک کردونگا۔ ور شود۔ اگر مچھلی بن کر پانی میں گھسے گا میرا قہر وہاں بھی اس کو تہ و بالا کردے گا۔

[3] جاں نخواہد۔ وہ خواہ کوئی تدبیر کرے مجھ سے جان نہ بچا سکے گا۔ گر رود۔ اگر وہ پتھر کے دل میں گھسے گا میں اس کو وہاں سے بھی نکال لاؤں گا۔

مَن بِرانم بَر تَنِ اُو ضَربتے [1] — کہ بُوَد مَر دیگراں را عبرتے
میں اس کے جسم پر ایسی ضرب لگاؤں گا — جو دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو گی

کارِ اُو سالوس و زَرق و حیلت ست — لیک مقصودش بیانِ شہرت ست
اس کا کام مکر اور فریب اور حیلہ ہے — لیکن اس کا مقصد شہرت ظاہر کرنا ہے

با ہمہ سالوس و با ما نیز ہم — دادِ اُو صد چو اُو ایں دَم دہم
سب کے ساتھ مکر اور ہمارے ساتھ بھی — میں اس کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بھی انصاف کرونگا

بر سَرش چنداں زنم گُرزِ گراں — کز تنش بیروں رَود جان در رَواں
بھاری گُرز اس کے سر پر اتنے ماروں گا — کہ اس کے جسم سے روح اور جان باہر نکل پڑے

خشم خوانخوارش شُدہ بُد سَر کشے — از دہانش می بَرآمد آتشے
اس (امیر) کا خونخوار غصہ بے قابو ہو گیا تھا — اس کے منہ سے آگ نکل رہی تھی

دوم بار دست و پائے امیر را بوسہ دادن و لابہ کردنِ شفیعان و ہمسایگانِ زاہد

اس زاہد کے پڑوسیوں اور سفارشیوں کا امیر کے ہاتھ پاؤں کو دوبارہ بوسہ دینا اور خوشامد کرنا

آں [2] شفیعاں از دَم و ہیہاہیِ اُو — چند بُوسید ند دست و پایِ اُو
ان سفارشیوں نے اس کے شور و غوغا اور دھمکی کی وجہ سے — اس کے ہاتھ پاؤں بہت چومے

کاے امیر از تو نشاید کیں کشی — گر بُشد بادہ تو بے بادہ خوشی
کہ اے امیر بدلہ لینا آپ کے مناسب نہیں ہے — اگر شراب جاتی رہی تو آپ بغیر شراب کے اچھے ہیں

بادہ سَرمایہ ز لُطفِ تو بَرَد — لُطفِ آب از لُطفِ تو حسرت خورَد
شراب آپ کے لطف سے سرمایہ حاصل کرتی ہے — پانی کا لطف آپ کے لطف پر حسرت کرتا ہے

بادشاہی کُن بہ بخشش اے رحیم — اے کریم ابن الکریم ابن الکریم
اے رحم کرنیوالے! بادشاہی کر اس کو بخش دے — اے داتا! داتا کے بیٹے، داتا کے پوتے

ہر شرابے [3] بندۂ ایں قد و خد — جملہ مستاں را بُوَد بر تو حسد
ہر شراب اس قد اور رخسار کی غلام ہے — تمام مستوں کو آپ پر حسد ہے

ہیچ محتاجِ مے گلگوں نۂ — ترک کُن گلگونہ تو گلگونہ
تو کسی گلابی شراب کا محتاج نہیں ہے — تو گلال کو چھوڑ تو خود گلال ہے

[1] ضربت۔ مار۔ کہ بود۔ اس کا پٹنا دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کریں گے اور ان کو ایسی گستاخی کی جرأت نہ ہوگی۔ کارِ او۔ اس زاہد کا کام مکاری اور حیلہ بازی ہے اور یہ طریقہ اس نے اپنی شہرت کا تلاش کیا ہے، سب سے تو مکر کرتا تھا مجھ سے بھی اس نے مکاری برتی اب اس کو اور اس جیسے سینکڑوں کو سزا دونگا۔ خشم۔ اس امیر کو اس قدر غصہ آرہا تھا کہ اس کے منہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے

[2] آں شفیعاں۔ سفارشیوں نے دوبارہ اس امیر کے ہاتھ پاؤں خوب چومے۔ کیں کشی۔ بدلہ لینا۔ گر بُشد۔ میر سے کہا اگر آپ کی شراب ضائع ہوگئی ہے تو کیا مضائقہ ہے آپ بغیر شراب کے بھی خوب بھلے ہیں۔ بادہ۔ شراب تو آپ کے لبِ لعلیں سے فیضیاب ہے، اس پانی کی کیا قدر آپ کی پاکیزگی کے سامنے ہیچ ہے

[3] ہر شرابے۔ آپ کا قد اور رخسار بغیر شراب کے حسین اور خوبصورت ہے اور آپ میں بغیر شراب کے وہ مستی ہے کہ مست اس پر رشک کرتے ہیں۔ ہیچ محتاج آپ کا رنگ خود گلگوں ہے آپ کو کسی شراب کی اور گلال کی کیا ضرورت ہے

اے رُخِ اچوں زُہرہ ات شمس الضحا
تیرا زہرہ جیسا رخ دن چڑھے کا سورج ہے

اے گدائی رنگِ تو گلگو نہا
گلال تیرے رنگ کے بھکاری ہیں

بادہ کاندر خم ہمی جوشد نہاں
چھپی ہوئی شراب جو مٹکے میں جوش مار رہی ہے

ز اشتیاقِ رُوی تو جو شد چُناں
تیرے چہرے کے شوق میں اس طرح جوش مار رہی ہے

اے ہمہ دریا چہ خواہی کرد نم
اے مجسم دریا! تو شبنم کا کیا کرے گا ؟

وَے ہمہ ہستی چہ می جوئی عدم
اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

اے مہِ تاباں چہ خواہی گرد کرد
اے چمکدار چاند ! تو گرد کا کیا کرے گا ؟

اے کہ خور در پیشِ رُویت رُوی زرد
اے وہ کہ تیرے چہرے کے سامنے سورج کا چہرہ زرد ہے

تو خوشی و خوب و کانِ ہر خوشی
تو بھلا ہے اور خوبصورت اور تو ہر بھلائی کی کان ہے

تو چرا خود منتِ بادہ کشی
تو کیوں شراب کا احسان لیتا ہے ؟

تاجِ ۲ کرّمنا سَت بر فرقِ سرت
تیرے سر پر "ہم نے مکرم بنایا" کا تاج ہے

طوقِ اعطیناک آویز برت
"ہم نے آپ کو دیا" کا ہار تیرے سینے کا آویزہ ہے

جوہرست انساں و چرخ اُو را عرض
انسان جوہر ہے اور آسمان اس کا عرض ہے

جملہ فرع و سایہ اَندو اُو غرض
سب سایہ اور فرع ہیں اور وہ مقصود ہے

اے غلامت عقل و تدبیرات و ہوش
اے وہ کہ عقل اور تدبیریں اور ہوش تیرے غلام ہیں

چوں چنینی خویش را اَرزاں فروش
تو اپنے آپ کو اتنا سستا بیچنے والا کیوں ہے ؟

خدمت ۳ بر جملہ ہستی مُفترض
تمام موجودات پر تیری خدمت فرض ہے

جوہرے چوں مُزد خواہد از عَرض
جوہر ، عرض سے کیسے مزدوری چاہے گا ؟

علم جوئی از کُتبہا اے فسوس
ہائے افسوس تو کتابوں سے علم حاصل کرتا ہے

ذوق جوئی تو ز حلوائے سبوس
تو بھوسی کے حلوے سے لطف حاصل کرتا ہے

بحرِ علمی در نمے پنہاں شدہ
تو قطرے میں چھپا ہوا علم کا سمندر ہے

در سہ گز تن عالمے حیراں شدہ
تین گز کے جسم میں عالم حیران ہو گیا ہے

مے چہ باشد یا جماع و یا سماع
شراب ، یا جماع ، یا سماع کیا ہوتا ہے ؟

تا بجوئی زُو نشاط و انتفاع
کہ تو اس سے نشاط اور نفع اندوزی چاہتا ہے

۱ اے۔ جبکہ آپ کا رخ خود منور ہے اور گلاب آپ کے رنگ کا محتاج ہے تو آپ کو شراب درکار ہے۔ نہ گلاب بادہ۔ شراب میں جو جوش ہے وہ آپ کے چہرے کے شوق کی وجہ سے ہے۔ اے ہمہ۔ سمندر کو قطرے کی کیا ضرورت ہے۔ وے۔ آپ مجسم وجود ہیں زاہد کو معدوم کر کے کیا کرینگے۔ تو خوشی۔ آپ خود مجسم خوشی ہیں شراب سے خوشی حاصل کر کے کیا کرینگے۔

۲ تاج کرّمنا۔ کائنات پر انسانی فضیلت کے بیان میں قرآن پاک میں ہے "ولقد کرّمنا بنی آدم" اور البتہ ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے۔" قرآن پاک میں ہے فسا اعطیناک الکوثر "بیشک ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے"؟ اگرچہ یہ آنحضور کی خصوصیت ہے لیکن یہ فضیلت آنحضور کو انسان کامل ہونے کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔ بر۔ سینہ۔ نعل۔ جوہر ست۔ انسان بمنزلہ عرض کے ہے قرآن پاک میں ہے خلق لکم ما فی الارض جمیعا "جو کچھ زمین میں ہے وہ تمہارے لئے پیدا کیا گیا ہے" چوں چنینی جبکہ انسان کے یہ فضائل ہیں تو اس کو اپنے آپ کو ارزاں نہ بیچنا چاہیے۔

۳ خدمت۔ کائنات انسان کی خدمتگار ہے۔ علم انسان کو علم لدنی حاصل کرنا چاہیے۔ حلوائے سبوس۔ یعنی گھٹیا چیز۔ بحر علمی۔ انسان علم کا سمندر ہے اس کو معمولی علوم میں منہمک نہ ہونا چاہیے۔ نہ۔ قطرہ۔ در سہ۔ صوفیاء کے نزدیک انسان عالم اکبر ہے۔ مے چہ باشد۔ دنیاوی لذتیں فانی ہیں۔ انتفاع۔ نفع حاصل ہو۔

آفتاب[1] از ذرہ کے شُد دَام خواہ — زُہرہ از جمرہ کے شُد کام خواہ
سورج ذرے سے قرض مانگنے والا کب بنا ہے؟ — زہرہ انگارے سے کب مقصد کا خواہاں ہوا ہے؟

جان بے کیفے شُدہ محبوسِ کیف — آفتابے حبسِ عُقدہ اِینت حیف
بے کیف جان، کیف میں مقید ہو گئی — سورج عقدہ میں پھنس گیا یہ افسوس ہے

باز جواب گفتنِ امیر مَر شفیعاں رَا

امیر کا سفارشیوں کو پھر جواب دینا

گفت نے نے من حریفِ آں میم — من بذوقِ ایں خوشی قانع نیم
اس نے کہا نہیں نہیں میں اس شراب کا دوست ہوں — میں اس خوشی کے ذوق پر قانع نہیں ہوں

وارہیدہ از ہمہ خوف و اُمید — کژ ہمی گردم بہر سُو ہمچو بید
میں سب خوفوں اور امیدوں سے نجات پائے ہوئے ہوں — بید کی طرح ہر جانب کو جھومتا ہوں

من[2] چُناں خواہم کہ ہمچوں یاسمیں — کژ شوم گاہے چُناں گاہے چُنیں
میں ایسا چاہتا ہوں کہ یاسمین کی طرح — جھوموں، کبھی یوں کبھی یوں

ہمچو شاخِ بید گرداں چپ و راست — کہ زبادش گونہ گونہ رَقصہاست
بائیں اور میں جانب کی بید کی شاخ کیطرح جھومتا ہوں — جس کے ہوا کی وجہ سے طرح طرح کے رقص ہیں

آنکہ خو کردست باشادیِ مے — ایں خوشی را کے پسند د خواجہ کے
جس نے شراب معرفت کی خوشی کی عادت ڈال لی ہے — اس خوشی کو کب پسند کرتا ہے اے صاحب کب

انبیا زاں زیں خوشی بیروں شدند — کہ سرشتہ در خوشیِ حق بُدند
انبیاء اس خوشی سے اسی لئے علیحدہ ہو گئے — کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوشی میں گندھے ہوئے تھے

زانکہ جاں شاں آں[3] خوشی را دیدہ بُود — ایں خوشیہا پیشِ شاں بازی نمُود
کیونکہ ان کی جان نے اس خوشی کو دیکھا ہے — یہ خوشیاں ان کے لئے کھیل نظر آتی ہیں

ہر کہ را نورِ حقیقی رُو نمُود — کے شود قانع بتاریکی و دُود
جس کے لئے حقیقی نور نمودار ہو گیا ہو — وہ اندھیرے اور دھوئیں پر کب قناعت کرتا ہے؟

وانکہ در جوع اُو طعام اللہ خورد — کے زنان و شوربا حسرت برد
اور جو شخص بھوک میں خدا کا کھانا کھائے — وہ روٹی اور شوربے کی تمنا کب کرتا ہے؟

وانکہ باشد خفتہ اندر گلستاں — میلِ گلخن کے کند چوں ابلہاں
اور جو شخص گلستاں میں سویا ہوا ہو — وہ بیوقوفوں کی طرح بھٹی کی خواہش کب کرتا ہے؟

[1] آفتاب۔ انسان آفتاب ہے اور کائنات ذرات ہے ذرہ۔ یہ ستارہ خود چمک دار ہے۔ جاں۔ روح مجردہ کم اور کیف سے منزہ ہے۔ عقدہ۔ وہ برج جس میں پہنچ کر سورج گہن میں آجاتا ہے۔ گفت۔ امیر نے کہا میں اس شراب کا دوست نہیں ہوں بلکہ میں شراب معرفت کا دوست ہوں۔ بید۔ بید کا درخت پابند نہیں ہے ہر طرف کو جھومتا ہے۔

[2] من چناں۔ میں ہر طرح سے آزاد ہوں۔ آنکہ۔ جس کو معنوی شراب حاصل ہو گئی وہ اس شراب سے مستی کیوں حاصل کریگا۔ انبیاء۔ انبیاء کو معنوی شراب حاب حاصل ہے ان کی فطرت میں اللہ سے محبت کرنا ہے۔

[3] آں خوشی۔ اللہ کی خوشی ایں خوشیہا۔ ظاہری خوشیاں۔ ہر کہ۔ حقیقی نور کے بالمقابل ہر چیز تاریک ہے۔ وانکہ۔ حدیث شریف ہے۔ اَلْجُوْعُ طَعَامُ اللّٰہِ یَرْزُقُ بِہَا الصَّابِرِیْنَ "بھوک اللہ کا کھانا ہے جس کے ذریعہ بچوں کو رزق ملتا ہے" گلستان۔ اللہ کی خوشی۔ گلخن۔ بھٹی یعنی ظاہری خوشی۔

چوں اُکند مُستسقی از آب اجتناب — چوں کُند مخمُور دُوری از شراب
استسقا کا مریض پانی سے کیسے پرہیز کرے؟ — شرابی ، شراب سے کیسے دور ہو؟

سیر نبُود ہیچ عاشق از حبیب — صبر نکُند ہیچ رنجور از طبیب
عاشق ، معشوق سے کبھی سیر نہیں ہوتا ہے — کوئی بیمار طبیب سے صبر نہیں کرتا ہے

بابُت[۲] زندہ کسے چوں گشت یار — مُردہ راچوں در کشد اندر کنار
جو شخص زندہ معشوق کا دوست ہو گیا ہو — وہ مردے سے بغل گیر کب ہو گا؟

مُردہ راکس در کنار آرد مگر — کو ندارد در جہاں از دل خبر
ہاں مرے کو وہ بغل میں لے گا — جس کو دنیا میں دل کا پتہ نہ چلے

تفسیرِ ایں آیہ کہ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَۃَ لَھِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ
اس آیت کی تفسیر کہ اور بیشک آخرت کا گھر وہی زندہ ہے کاش وہ جان لیتے

کہ در و دیوار و عرصۂ آں عالم و آب و کوزہ و میوہ و درخت
کیونکہ اس عالم کے در اور دیوار اور صحن اور پانی اور پیالہ اور پھل اور درخت

ہمہ زندہ اندو سخن گو و سخن شنو جہت آں فرمودہ مصطفی
سب زندہ ہیں اور بات کرنے والے اور بات سننے والے ، اسی لئے حضرت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کہ اَلدُّنْیَا جِیْفَۃٌ وَطَالِبُھَا کِلَابٌ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا مردار ہے اور اس کے طلبگار کتے ہیں

اگر آخرت راحیات نبُودے آخرت ہم جیفہ بُودے جیفہ
اگر آخرت کے لئے زندگی نہ ہوتی آخرت بھی مردار ہوتی مردار کو

رااز برائے مُردگیش جیفہ[۳] گویند نہ برائے بُوی زشت
اس کے مردہ ہونے کی وجہ سے مردار کہتے ہیں نہ کہ بدبو کی وجہ سے

آں جہاں چوں ذرّہ ذرّہ زندہ اند — نُکتہ دانندو سخن گوینده اند
جبکہ اس جہان کا ذرہ ذرہ زندہ ہے — وہ نکتہ کو سمجھنے والے اور بات کرنیوالے ہیں

در جہانِ مُردہ شاں آرام نیست — کایں علف جُز لائقِ انعام نیست
مردہ جہان میں ان کو راحت نہیں ہے — کیونکہ یہ چارہ چوپاؤں ہی کے لائق ہے

ہر کرا گلشن بُود بزم و وطن — کے خورد اُو بادہ اندر گورکن
جس شخص کی مجلس اور وطن چمن ہو — وہ بھی میں شراب کب پیے گا؟

۱ چوں کُند۔ جس طرح استسقاء کا مریض پانی سے پرہیز نہیں ہوتا اور شرابی شراب سے کنارہ کش نہیں ہوتا یہی حال نورِ حقیقی کے عاشق کا ہے۔

۲ بابت زندہ۔ یعنی عالم آخرت کا عاشق۔ مردہ۔ یعنی یہ دنیا۔ کنار۔ بغل۔ تفسیر۔ اس آیت میں عالم آخرت کی زندگی اور دنیا کی مردگی بتائی ہے

۳ جیفہ۔ مردار۔ شاں۔ یعنی اہل آخرت ۔ علف حیوانات چارہ انعام۔ چوپائے۔ گورکن۔ بھٹی۔

جایِ رُوحِ پاک علیین[1] بُوَد
جایِ رُوحِ ہر نجس سجّین بُوَد

پاک روح کا مقام علیین ہے
ہر ناپاک روح کا مقام سجین ہے

جایِ بُلبل گلبن و نسرین بُوَد
کرم باشد کِش وطن سرگین بُوَد

بلبل کا مقام بوٹا اور نسرین ہے
کیڑا ہوتا ہے ، جس کا وطن گوبر ہوتا ہے

بہرِ خمورِ خدا جامِ طہور
بہرِ ایں مُرغانِ کور ایں آبِ شور

خدا کے مست کے لئے شراب طہور کا جام ہے
ان اندھے پرندوں کے لئے کھاری پانی ہے

ہر کِرا عدلِ عمرؓ ننمود دست
پیشِ اُو حجاجِ خونی عادل ست

جس کے لئے عمرؓ کا انصاف نمودار نہ ہوا
اس کے لئے خونی حجاج منصف ہے

دُختراں را لُعبتِ مُردہ دہند
کہ زلعبِ زندگاں بے آگہند

لڑکیوں کو مردہ گڑیاں دیتے ہیں
کیونکہ وہ زندوں کے کھیل سے واقف نہیں ہیں

چوں ندارند از قُوّت زور دست
کودکاں را تیغ چوبیں بہتر ست

جبکہ جوانی کی قوت بازو نہیں رکھتے ہیں
بچوں کے لئے لکڑی کی تلوار بہتر ہے

کافراں قانع بہ نقشِ انبیا
کہ نگاریدہ ست اندر دیرہا

کافر ، انبیاء کی تصویروں پر قانع ہیں
جو کہ انہوں نے گرجا گھروں میں بنا رکھی ہیں

واں[2] جہاں مارا چو روزِ روشنے ست
ہیچ ماں پروایِ نقش و سایہ نیست

وہ جہاں ہمارے لئے روشن دن کی طرح ہے
ہمیں تصویر اور سایہ کی کچھ پروا نہیں ہے

واں یکے نقشش نشستہ در جہاں
واں دگر نقشش چو مہ بر آسماں

ان کا ایک نقش دنیا میں بیٹھا ہوا ہے
اور ان کا دوسرا نقش چاند کی طرح آسمان پر ہے

ایں دہانش نکتہ گویاں با جلیس
واں دگر با حق بگفتار و انیس

ان کا یہ منہ ہم نشین سے نکتے کہتا ہے
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کا ہمکلام اور دوست ہے

گوشِ[3] ظاہر ضبطِ ایں افسانہ کن
گوشِ جانش جاذبِ اسرارِ کن

ظاہری کان اس افسانے کو سننے والا ہے
اس کی جان کا کان کن کے رازوں کو جذب کرنیوالا ہے

چشمِ ظاہر ضابطِ حلیہ بشر
چشمِ سرِ حیرانِ ما زاغ البصر

ظاہری آنکھ انسان کے حلیے کو محفوظ رکھنے والی ہے
باطنی آنکھ "مازاغ البصر" میں حیران ہے

دستِ ظاہر میکند داد و ستد
دستِ باطن بردرِ فردِ صمد

ظاہری ہاتھ لین دین کرتا رہتا ہے
باطنی ہاتھ یکتا بے نیاز کے در پر ہے

[1] علیین۔ جنت کا اعلیٰ مقام ہے سجین۔ جہنم کا بڑا مقام ہے۔ کرم۔ کیڑا۔ سرگیں۔ گوبر۔ بہر۔ جو خاصانِ خدا ہیں وہ شراب طہور پیتے ہیں۔ مرغانِ کور۔ دنیادار۔ حجاج۔ یوسف ثقفی کا بیٹا۔ لعبۃ۔ کھلنا، گڑیا۔ لعب زنگاں۔ یعنی شادی بیاہ۔ فتوت۔ جوانی۔ نقش۔ یعنی بت تصویر۔

[2] واں۔ جہاں۔ چوں کہ ہمارے لئے عالم آخرت روزِ روشن کی طرح ہے لہٰذا ہمیں تصاویر کی کوئی پروا نہیں ہے۔ نقش و سایہ تصویر نقوش سے اور عکس سے بنتی ہے۔ یکے نقشش۔ انبیا کا ایک نقش دنیا میں ہوتا ہے اور ایک نقش عالم بالا پر ہوتا ہے۔ ایں وہاں۔ ظاہری نقش کے اعضا دنیا کے کاموں میں ہوتے ہیں اور دوسرے اعضا حضرت حق کے ساتھ مصروف رہتے ہیں۔

[3] گوش ظاہر۔ ظاہری کان انسانوں کی باتیں سنتا ہے باطنی کان اللہ تعالیٰ کے اسرار سنتا ہے۔ چشم ظاہر۔ وہ ظاہری آنکھوں سے انسانوں کے حلیے دیکھتے ہیں۔ ما زاغ البصر۔ آنحضور کے بارے میں ہے کہ انکی آنکھ نے نہ کجی برتی اور نہ بہ کشی کی بلکہ صحیح دیکھا یعنی اولیاء مشاہدہ حق میں حیران رہتے ہیں۔

پایِ ظاہر در صفِ مسجد صواف[1]
ظاہری پاؤں مسجد کی صف میں صف باندھنے والوں میں ہے

پایِ معنی فوقِ گردوں در طواف
باطنی پاؤں آسمان پر طواف میں ہے

جزو چُزوش راتو بشمر ہمچنیں
تو اس کے جزو جزو کو اسی طرح گن لے

ایں درونِ وقت و آں بیرونِ حیں
یہ زمانہ کے اندر ہے اور وہ وقت سے باہر ہے

اینکہ در وقتست باشد تا اجل
یہ جو وقت میں سے موت تک ہے

واں دگر یارِ لبد قرنِ ازل
اور وہ دوسرا ابد کا یار ازل کا ساتھی ہے

ہست[2] یک نامش ولیُ لدّ ثقلین
اس کا ایک نام "دونوں دلتوں کا والی" ہے

واں دِگر نامش امامُ القبلتین
اور اس کا دوسرا نام "دونوں قبلوں کا امام" ہے

خلوت و چلّہ برو لازم نماند
تنہائی اور چلہ کشی اس کے لئے ضروری نہ رہی

ہیچ غیمے مرورا غائم نماند
کوئی ابر اس پر چھانے والا نہ رہا

قُرصِ خورشیدست خلوت خانہ اش
اس کا تنہائی کا گھر ، سورج کی ٹکیا ہے

کے حجاب آرد شبِ بیگانہ اش
اجنبی رات اس کے لئے کب پردہ ڈال سکتی ہے؟

علّت[3] و پرہیز شُد بحراں نماند
بیماری اور پرہیز ختم ہو گیا ، بحران نہ رہا

کفرِ اُو ایماں شُد و کُفراں نماند
اس کا کفر ایمان بن گیا نا شکری نہ رہی

چوں اِلف از استقامت شدُ بہ پیش
الف کی طرح راستی سے وہ پیشی میں پہنچ گیا

اُو ندارد ہیچ از اوصافِ خویش
اس کا اب کوئی اپنا وصف نہ رہا

گشت فرواز کسوتِ خوہائے خویش
وہ اپنی عادتوں کے لباس سے برہنہ ہو گیا

شدُ برہنہ جاں بجاں افزائے خویش
ننگی جان کیساتھ اپنی جان بڑھانے والے کیجانب روان ہوگیا

چوں برہنہ رفت پیشِ شاہ فرد
جب یکتا شاہ کے پاس وہ ننگا پہنچا

شاہش از اوصافِ قُدسی جامہ کرد
شاہ نے اس کو قدسی اوصاف کا لباس پہنا دیا

خلعتے پوشید از اوصافِ شاہ
اس نے شاہ کے اوصاف کا لباس پہن لیا

بر پرید از چاہ تا ایوانِ جاہ
کنویں سے رتبہ کے محل پر اڑ کر چلا گیا

آنچنیں باشد چو ورد صاف گشت
یہی ہوتا ہے جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے

از بنِ طشت آمد اُو بالائے طشت
طشت کی تلی سے طشت کے اوپر آجاتی ہے

[1] صواف۔ صف بندی کرنیوالے ۔ایں۔ یعنی جسم ظاہری زمان و مکان کا پابند ہے۔ واں۔ یعنی جسم علوی وقت اور مکان سے پاک ہے۔ اینک۔ یعنی جسم عنصری۔ اجل۔ موت۔ قرن۔ قرین۔ ساتھی یعنی جسم علوی ابدی اور ازلی ہے۔

[2] ہست۔ جس طرح اس کے دو جسم ہیں اسی طرح نام بھی دو ہیں۔ ولی الدّ ثقلین۔ دنیا اور آخرت کے سلطنت کا والی۔ امام القبلتین۔ یعنی بیت اللہ اور بیت المقدس کا امام۔ خلوت۔ اب اس کو نہ تنہائی کی ضرورت ہے۔ نہ چلہ کشی کی وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ دنیا اس کے لئے حجاب نہیں بن سکتی۔ شب بیگانہ۔ یعنی اس کے لئے ہر وقت دن ہے رات کی تاریکی اس کے لئے حجاب نہیں ہے۔

[3] علّت۔ یعنی نہ اس میں مرض ہے نہ پرہیز کی ضرورت ہے۔ بحران۔ مرض کی شدت۔ پیش۔ درگاہ الوہیت۔ گشت۔ وہ اپنے اوصاف بشری سے برہنہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں پہنچا تو حضرت حق تعالیٰ نے اپنے اوصاف کا جامہ اس کو پہنا دیا اب وہ خدائی اخلاق والا ہے خلعتے۔ اب چونکہ وہ اوصاف خداوندی سے متصف ہے لہٰذا اس کے مراتب بہت بلند ہو گئے۔ ایں چنیں۔ جب تلچھٹ صاف ہو جاتی ہے۔ طشت سے بالائی حصہ میں آجاتی ہے۔

در بنِ طشت ار چہ بُود او دردناک
طشت کی تلی میں وہ درد مند کیوں تھی ؟

شومیِ آمیزشِ اجزائے خاک
خاک کے اجزاء کی آمیزش کی بدبختی کی وجہ ہے

یارِ ناخوش پَرو باش بستہ بُود
برے دوست نے اس کے پر باندھ دیئے تھے

وَرنہ اُو در اصل بس برجستہ بُود
ورنہ وہ اصل میں بہت تیز تھی

چوں عتابِ اہبطُوا انگیختند
جب انہوں نے "نیچے اترو" کا عتاب برپا کیا

ہمچو ہاروتش نگوں آویختند
اس کو ہاروت کی طرح الٹا لٹکا دیا

بُود ۲ ہاروت از ملائک بیگماں
ہاروت یقیناً فرشتوں میں سے تھا

از عتابے شُد مُعلّق ہمچناں
وہ عتاب کی وجہ سے اس طرح لٹکا دیا گیا

سرنگوں زاں شُد کہ از سر دور ماند
وہ اوندھا اس لئے ہوا کیونکہ وہ اصل سے دور ہو گیا

خویش را سر ساخت تنہا پیش راند
اس نے اپنے آپ کو سر بنایا تنہا آگے چلدیا

آں سبد خود را چو پُر از آب دید
توکری نے جب اپنے آپ کو پانی سے بھرا دیکھا

کرد اِستغناو از دریا بُرید
اس نے بے نیازی اور برتی اور دریا سے جدا ہو گئی

در جگر چوں قطرۂ آبش نماند
جب اس کے جگر میں پانی کا ایک قطرہ نہ رہا

بحرِ رحمت کرد اُورا باز خواند
سمندر نے رحم کیا اس کو واپس بلا لیا

رحمتِ بے علّتے بے خدمتے
بغیر سبب بغیر تکلیف کے رحمت

آید از دریا مبارک ساعتے
دریا سے مبارک وقت میں آتی ہے

اللہ اللہ ۳ گردِ دریا باز گرد
خدا کے لئے دریا کی جانب واپس ہو

گرچہ باشند اہلِ دریا باز زرد
اگرچہ دریا والے زرد ہوں

تا کہ آید لُطفِ بخشایش گری
حتیٰ کہ بخشش کی مہربانی آ پہنچے

سُرخ گردد رُوی زرداز گوہری
جوہر پن سے زرد چہرہ سرخ ہو جائے

زردیِ رُو بہترینِ رنگہاست
چہرے کی زردی رنگوں میں سب سے بہتر ہے

زانکہ اندر انتظار آں لقاست
کیونکہ وہ اس ملاقات کے انتظار میں ہے

لیک سُرخی بر رُخے کاں لامعست
لیکن اس چہرے پر سرخی جو چمکدار ہے

بہر آں آمد کہ جانش قانع ست
اس لئے آئی ہے کہ اس کی جان قانع ہے

۱ در بنِ۔ طشت کی تلی میں اس وقت تک ہے جب تک کی اس میں خاک کی آمیزش ہے۔ روح جب جسمانی عوارض سے پاک ہو جاتی ہے عالم بالا میں پہنچ جاتی ہے۔ یا زنا خوش۔ جسمانی علائق نے اس روح کو روک رکھا تھا ورنہ وہ پرواز میں چالاک ہے۔ چوں۔ عتاب۔ حضرت آدمؑ کو نیچے اترنے کا حکم گندم کھا لینے کی وجہ سے ملا اسی لئے روح کو جسم کے کنویں میں آویزاں کر دیا گیا۔

۲ بود ہاروت۔ ہاروت ملائکہ میں سے تھا اللہ تعالیٰ کی ناراضی کی وجہ سے وہ کنویں میں لٹکا دیا گیا۔ سرنگوں وہ اس لئے سرنگوں ہوا کہ اس نے سرکشی کی اور اصل سے دور ہوا۔ ان سبد۔ توکری جو دریا میں ہے اپنے پانی پر گھمنڈ کر کے دریا سے دور ہوئی تو پانی سے خالی ہو گئی اس پر سمندر نے رحم کیا اور اس کو دوبارہ بلا لیا۔ روح کو جب ذلت افتقار بدرجہ اتم مسوس ہوئی اور شائبہ کو ختم ہوا تو بغیر سبب اور بغیر محنت کے دریائے وحدت کی رحمت آ پہنچی اور اس کو واپس بلا لیا۔

۳ اللہ اللہ۔ انسان کو قرب الٰہی کی جستجو کرنی چاہیے مل رہیا۔ یعنی اہل اللہ۔ بار۔ کثرت کے لئے ہے جس سرخ تکبار دوبار۔ سرخ۔ وہ چہرہ جو غم واندوہ سے زرد ہے اس میں جوہر پیدا ہو جائے گا۔ اور وہ سرخرو ہو جائے گا۔ زردی۔ اہل اللہ کا چہرہ زرد اللہ کی ملاقات کے انتظار کی وجہ سے ہوتا ہے۔ لیک سُرخی۔ جو ایک مقام پر جا کر ٹھہر جاتا ہے اس کا چہرہ سرخ رہتا ہے۔

که طمع[1] لاغر کند زرد و ذلیل — نے زرد و علت آید آں علیل

کیونکہ لالچ کمزور ، زرد اور ذلیل کرتا ہے — وہ درد اور بیماری کا مریض نہیں ہوتا ہے

چوں بہ بیند رُوئے زردِ بے سقم — خیرہ گردد عقل جالینوس ہم

جب بغیر بیماری کا زرد چہرہ دیکھتی ہے — جالینوس کی عقل بھی حیران ہو جاتی ہے

چوں طمع بستی تو در انوار ہُو — مُصطفٰے گوید کہ ذلّت نفسُہٗ

جب تو نے اللہ تعالیٰ کے انوار سے طمع وابستہ کر دی — مصطفٰے فرماتے ہیں کہ اس کا نفس ذلیل ہو گیا

نُورِ بے سایہ لطیف و عالیست — آں مُشبّک سایۂ غربالیست

بے سایہ نور ، پاکیزہ اور بلند ہے — جالیدار سایہ ، چھلنی والا ہے

عاشقاں[2] عُریاں تنی خواہند تن — پیشِ عنّیناں چہ جامہ چہ بدن

عاشق ننگے بدن کے خواہاں ہیں — نا مردوں کے لئے کیا کپڑا کیا بدن ؟

روزہ داراں را بُود آں نان و خواں — خر مگس راچہ اباچہ دیگ داں

وہ روٹی اور خوان ، روزہ دار کے لئے ہے — بڑی مکھی کے لئے کیا شوربا کیا چولھا ؟

دیگر بار استدعائے شاہ از ایاز کہ تاویلِ کار خود بگوو مشکلِ مُنکراں وطاعِناں راحَلُ کُن کہ ایشاں رادر التباس رہا کردن مروّت نیست

شاہ کا ایاز سے دوبارہ کہنا کہ اپنے کام کا مطلب بتا اور منکروں اور معترضوں کی مشکل کو حل کر دے کیوں کہ ان کو شبہ میں مبتلا چھوڑ دینا مروت نہیں ہے

ایں سخن از حدّ و اندازست بیش — اے ایاز اکنوں بگو احوالِ خویش

یہ بات حد اور اندازہ سے زیادہ ہے — اے ایاز ! اب تو اپنے احوال بتا

ہیں بگو احوالِ[3] خود را اے ایاز — گرچہ تصویرِ حکایت شُد دراز

ہاں اے ایاز ! اپنے احوال بتا — اگرچہ حکایت کا نقشہ دراز ہو گیا ہے

ہست احوالِ تو از کانِ نوی — تو بدیں احوال کے راضی شوی

تیرے احوال نئی کان کے ہیں — تو ان احوال پر کب راضی ہوتا ہے ؟

ہیں حکایت کُن ازاں احوالِ خوش — خاک بر احوالِ درسِ پنج و شش

ہاں اپنے اچھے احوال بیان کر — پانچ چھ کے سبق کے احوال پر خاک پڑے

[1] کہ طمع۔ جو مزید درجات کے لالچ میں رہتے ہیں وہ لاغر اور زرد رہتے ہیں۔ نے زرد۔ اہل اللہ کے چہرے کی زردی ، درد اور بیماری کیوجہ سے نہیں ہوتی ہے چوں بہ بیند۔ اہل اللہ کے چہروں کی زردی جبکہ کسی بیماری کیوجہ سے نہیں ہے تو اطباء ظاہری اس سے حیران ہوتے ہیں۔ چوں طمع۔ جب سالک اللہ تعالیٰ کے انوار سے اپنی طمع وابستہ کر دیتا ہے تو اس کے نفس کو ذلت حاصل ہوتی ہے۔ نور بے سایہ۔ جب بشری صفات بالکل فنا ہو جاتی ہیں تو سالک کو نور بے سایہ حاصل ہو جاتا ہے اور اگر صفات بشری کچھ باقی رہتی ہیں تو نور بے سایہ حاصل نہیں ہوتا ہے بلکہ ایسا نور حاصل ہوتا ہے جیسے کہ چھلنی میں سے گذر کر نور آئے اس میں کچھ نور ہو گا کچھ سایہ ہوگا۔

[2] عاشقاں۔ جو عاشق ہیں وہ بالکل بشری صفات سے عاری ہونا چاہتے ہیں نامرد کو اس کی کوئی پروا نہیں ہوتی روزہ دار۔ جو مجاہدے کرتے ہیں وہ بشری صفات سے خالی ہو جاتے ہیں تو یہ خوان نعمت ان روزہ داروں کیلئے ہے دنیادار جو بڑی مکھی جیسے ہیں انکے لئے شوربا اور چولہا یکساں ہے وہ انہی کو چاہتے ہیں۔ تاویل۔ مصداق۔ ایں سخن۔ یعنی محبوب کی باتیں۔

[3] احوال۔ وہ کیفیات جو سالک پر طاری ہوتی ہیں۔ کان نوی۔ تیرے اوپر نئے نئے احوال طاری ہوتے ہیں۔ بدیں احوال۔ یعنی جو کیفیات سے حاصل ہو چکی ہیں۔ ہیں۔ اپنی اچھی کیفیات کی بات سنا شش جہات اور پنج حواس کی باتوں پر خاک ڈال۔

حالِ [1] باطن گرمی آید بگفت — حالِ ظاہر گویمت در طاق و جُفت

باطن کا حال اگر کہنے میں نہیں آسکتا — میں تجھ سے طاق اور جفت میں ظاہر کا حال بیان کرتا ہوں

کہ ز لُطفِ یار تلخیہائے مات — گشت بر جاں خوشتر از قند و نبات

کیونکہ شکست کی تلخیاں یار کی مہربانی سے — جان کیلئے قند و شکر سے زیادہ اچھی ہو گئی ہے

زاں نبات ار گرد در دریا رود — تلخیِ دریا ہمہ شیریں شود

اگر اس شکر کی گرد بھی سمندر میں پہنچ جائے — سمندر کا کھارا پن سب میٹھا ہو جائے

صد ہزار احوالِ عالم ایں چنیں — باز سُوئے غیب رفتند اے امیں

اسی طرح عالم کے لاکھوں احوال — اے امانتدار! پھر غیب کی جانب چلے گئے

حالِ [2] ہر روزے بہ دی مانند نے — ہمچو جُو اندر روش کش بند نے

ہر روز کا حال کل کی مانند نہیں ہے — جیسے کہ جاری ہونے میں وہ نہر جسپر کوئی بند نہیں ہے

شادی ہر روز از نوع دگر — فکرتِ ہر روز را دیگر اثر

ہر روز کی خوشی ایک دوسری قسم کی ہے — ہر روز کے فکر کا اثر دوسرا ہے

تمثیلِ تنِ آدمی بمہا نخانہ واند یشہائے مختلف ہمچوں

آدمی کے جسم کی مثال مہمان خانہ سے ہے اور مختلف فکریں مہمانوں کی طرح

مہماناں و عارفِ صابر دراں اندیشہا چوں مردِ مہمان

ہیں اور عارف، صابر ان فکروں کے معاملہ میں مہمان

دوست، غریب نواز خلیل وار

دوست غریب نواز ابراہیم خلیل اللہ کی طرح ہے

ہست مہماں خانہ ایں تن ایجواں — ہر صباحے [3] ضیفِ نو آید دواں

اے جوان! یہ جسم مہمان خانہ ہے — ہر صبح کو نیا مہمان دوڑتا آتا ہے

نے غلط گفتم کہ آید دمبدم — ضیفِ تازہ فکرتِ شادی و غم

نہیں میں نے غلط کہا لمحہ بہ لمحہ آتا ہے — خوشی اور رنج کے فکر کا نیا مہمان

میزبانِ تازہ رُو شو اے خلیل — در مبند و منتظر شو در سبیل

اے خلیل! خندہ پیشانی والا میزبان بن — دروازہ بند نہ کر اور راستہ میں منتظر رہ

ہر چہ آید از جہانِ غیب وش — در دلت ضیفست اُورا دار خوش

جیسے جہاں سے جو آئے — وہ تیرے دل میں مہمان ہے اس کو خوش رکھ

[1] حالِ باطن۔ ایاز نے کہا اگر باطنی احوال ناقابل بیان ہیں تو ظاہری احوال خالص اور تشبیہات کیساتھ سنائے دیتا ہوں۔ طاق۔ یعنی خالص حال۔ جفت۔ یعنی تشبیہات کے ساتھ حال سنانا۔ کہ ز لطف۔ اگر یار کی مہربانی ہو تو امتحان کی تلخیاں خوشگوار ہو جاتی ہیں زاں۔ ان تلخیوں میں اسقدر شیرینی ہوتی ہے کہ اگر اس کا ایک قطرہ سمندر میں گر جائے تو سمندر کا کھارا پن ختم ہو جائے۔ صد ہزاراں۔ احوال کا بقا نہیں ہے وہ طاری ہوتے ہیں اور پھر عالم غیب کیطرف چلے جاتے ہیں۔

[2] حال۔ ہر روز کا حال کل کو معدوم ہو جاتا ہے اور دوسرا حال آجاتا ہے جس طرح نہر کا پانی گذرتا رہتا ہے اور اس کی جگہ نیا پانی لیتا رہتا ہے۔ شادی۔ ہر روز ایک نئی خوشی حاصل ہوتی ہے اور ہر روز کے فکر کا نیا اثر ہوتا ہے تمثیل۔ جو عارف صابر ہیں وہ اپنے احوال کو اسی طرح نوازتے ہیں جس طرح کوئی معزز مہمان کو نوازتا ہے

[3] ہر صباحے۔ جب انسان صبح کو سو کر اٹھتا ہے تو اس کے ذہن میں ایک نیا خیال آتا ہے نے غلط میں نے یہ غلط کہا کہ صبح کو خیال مہمان بنکر آتا ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ صبح ہی کو نہیں بلکہ ہر وقت خوشی اور غم کا خیال انسان کے ذہن میں آتا رہتا ہے۔ اے خلیل۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی مہمان نوازی مشہور ہے۔ ہر چہ۔ جو خیال بھی دل میں آئے اس کو مہمان تصور کر کے اس کی خاطر تواضع کرنی چاہیے۔

هیں ۱ مگو کیں ماند اندر گردنم — کو ہم اکنوں باز پرّد در عدم
خبردار ! نہ کہہ کہ یہ میرے گلے کا ہار بن گیا — کیونکہ وہ بھی اب عدم کیجانب پرواز کر جائیگا

حکایت آں مہمان وزنِ خداوند خانہ کہ آہ باراں گرفت

مہمان اور گھر کے مالک کی بیوی کی حکایت ، کہ بائے بارش جم گئی

ومہمان در گردنِ ما ماند

اور مہمان ہماری گردن میں پڑ گیا

آں یکے را بیگہاں آمد قنق — ساخت اورا ہمچو طوق اندر عُنُق
ایک میزبان کے یہاں بے وقت مہمان آ گیا — اس نے اس کو گلے کے طوق کی طرح بنا لیا

خواں کشید او را کرامتہا نمود — آں شب اندر کوی ایشاں سور بود
اس کے لئے دستر خوان بچھایا، تواضع کی — اس رات میں ان کی گلی میں شادی تھی

مرد زن ۲ را گفت پنہانی سخن — کامشب اے خاتون دو جامہ خواب کن
شوہر نے بیوی سے آہستہ سے کہا — اے خاتون ! آج رات کو دو بستر بچھانا

بسترِ مارا بگستر سوی در — بہر مہماں گستراں سوی دگر
ہمارا بستر دروازے کی جانب بچھا — مہمان کے لئے دوسری جانب بچھا

گفت زن خدمت کنم شادی کنم — سمع و طاعت اے دو چشمِ روشنم
بیوی نے کہا خدمت بجا لاؤنگی خوش ہونگی — اے میری دو روشن آنکھیں ! سنا اور مانا

ہر دو بستر گستریدو رفت زن — سوی خانہ ۳ سور کرد آنجا وطن
بیوی نے دونوں بستر بچھائے اور چلی گئی — شادی کے گھر کی جانب وہاں ٹھہر گئی

ماند مہمانِ عزیز و شوہرش — نُقل بنہاد نداز خشک و تُرش
مہمان عزیز اور اس کا شوہر رہ گئے — خشک اور کھٹا چبینا انہوں نے (سامنے) رکھا

در سمر گفتند ہر دو مُنتخب — سر گذشت نیک و بد تا نیمشب
دونوں شریفوں نے کہانی میں ذکر کیا — آدھی رات تک نیک اور بد کا قصہ

بعد ازاں مہماں زخواب و از سمر — شد دراں بستر کہ بد آنسوی در
اسکے بعد نیند اور کہانی کی وجہ سے مہمان — اس بستر میں چلا گیا جو دروازے کی جانب تھا

شوہر از خجلست بدو چیزے نگفت — کہ ترا ایں ہوست اے جانِ جانِ خفت
شوہر نے شرمندگی کیوجہ سے اس سے کچھ نہ کہا — کہ اے جان! تیرے سونے کی جگہ اس جانب ہے

۱ ہیں۔ کسی مہمان خیال کو یہ نہ کہہ کہ یہ میری گردن کا ہار بن گیا۔ حکایت۔ بیوی نے مہمان کو گلے کا ہار سمجھا۔ خداوند خانہ۔ گھر والا۔ بیگہاں۔ بے وقت قنق۔ مہمان۔ عنق۔ گردن۔ سور۔ شادی بیاہ۔

۲ مرد۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ آج چونکہ مہمان بھی ہے دو بستر بچھانا۔ جامہ خواب سونے کا بستر۔ بستر مارا۔ میرا بستر دروازہ کے قریب بچھانا اور مہمان کا بستر اندر کو بچھانا۔ سمع و طاعت۔ سننا اور کرنا۔

۳ خانہ سور۔ شادی والا گھر۔ نقل۔ چبینا۔ سمر۔ رات کی کہانی۔ منتخب۔ میزبان اور مہمان دونوں برگزیدہ شخص تھے۔ بعد ازاں۔ کھانے اور کہانیوں کے بعد مہمان میزبان کے بستر پر لیٹ گیا۔ شوہر شوہر نے مہمان سے یہ نہ کہا کہ آپ کے سونے کے لئے دوسرا بستر ہے۔

که برای خواب تو اے بُو الکرم [1]
کہ اے بزرگ! تیرے سونے کے لئے

بستر آں سوی دگر افگندہ ام
میں نے بستر دوسری طرف بچھوایا ہے

آں قرارے کہ بزن اُو دادہ بُود
وہ بات جو اس نے بیوی سے طے کی تھی

گشت مُبدَل واں طرف مہماں غنود
بدل گئی اور اس جانب مہمان سو گیا

آنشب آنجا سخت باراں درگرفت
اس رات کو وہاں سخت بارش ہونے لگی

کز شکوہِ ابر شاں آمد شگفت
کہ ابر کی ہیبت سے وہ حیران ہو گئے

زن بیامد بر گمانِ آنکہ شو
بیوی آئی اس گمان سے کہ شوہر

سُوی دَرخفتہ است و آنسو آں عَمو
دروازے کی جانب سویا ہوا ہے اور اس جانب وہ چچا

رفت عُریاں دَر لحاف آندم عروس
دلہن ننگی ہو کر فوراً لحاف میں گھس گئی

داد مہماں راغبت چند بوس
اور رغبت سے مہمان کے چند بوسے لئے

گفت می ترسیدم اے مردِ کلاں
اس نے کہا اے بزرگ میاں! میں ڈرتی ہوں

خود ہُماں آمد ہُماں آمد ہُماں
وہی ہوا، وہی ہوا، وہی

مردِ [2] مہماں را گل و باراں نشاند
مہمان شخص کو کیچڑ اور بارش نے بٹھا دیا

بَر تو چوں صابونِ سُلطانی بماند
تم پر شاہی ٹیکس کی طرح ہو گیا

اندریں باران و گل او کے رود
اس بارش اور کیچڑ میں وہ کب جائے گا

بر سَرد جانِ تو اُو تاواں شوَد
آپ کے سر اور جان پر وہ تاوان بنے گا

زود مہماں جَست و گفت اے زن بہل
جلدی سے مہمان اٹھا اور بولا اے عورت! جانے دے

موزہ دارم من ندارم غم ز گِل
میرے پاس موزہ ہے مجھے کیچڑ کا فکر نہیں ہے

من [3] رَواں گشتم شمارا خیر باد
میں چل دیا، تم سلامت رہو

در سفر یکدم مَبادا رُوح شاد
خدا کرے سفر میں تھوڑی دیر کیلئے بھی روح خوش نہ ہو

تا کہ زُوتر جانبِ مَعدن رَود
تاکہ بہت جلد کان کی جانب چلی جائے

کایں خوشی اندر سفر رہزن شوَد
کیونکہ یہ خوشی سفر میں رہزن بنجاتی ہے

زن پشیماں شُد ازاں گفتارِ سَرد
عورت اس سرد (مہری کی) بات سے شرمندہ ہو گئی

چوں رمیدہ رفت آں مہمان فرد
جبکہ وہ یکتا مہمان بھڑک گیا اور چلا گیا

زن بسے گفتش کہ آخر اے امیر
عورت نے اس سے بہت کہا کہ اے سردار! آخر

کہ مزاحے کردم از طیبت مگیر
میں نے مذاق کیا ہے مذاق سے رنجیدہ نہ ہو

[1] بُو الکرم۔ مہربان۔ آں۔ قرارے۔ جو بات بیوی سے طے ہوئی تھی وہ الٹی ہو گئی۔ آنشب۔ اس رات ایسی بارش ہوئی کہ اس کے ابر کو دیکھ کر ڈر لگتا تھا۔ عُریاں۔ ننگا۔ مہماں۔ مہمان کو شوہر سمجھ کر اسکے بوسے لینے لگی۔ گفت۔ پھر مہمان کو شوہر سمجھ کر کہنے لگی۔ جس چیز کا مجھے ڈر تھا۔ وہی ہوئی۔

[2] مردِ مہماں۔ اب کیچڑ اور بارش کیوجہ سے مہمان روانہ نہ ہو گا۔ صابون سلطانی کسی شخص کے لئے ایک جمع پر کوئی چیز بادشاہ کیجانب سے مقرر ہونا۔ گل۔ کیچڑ۔ موزہ دارم۔ میرے پاس چمڑے کے موزے ہیں مجھے کیچڑ کی فکر نہیں ہے۔

[3] من رواں گشتم۔ چلتے وقت مہمان نے میزبانوں کو دعا دی۔ در سفر۔ دنیا کی زندگی سفر کی حالت ہے اور منزل آخرت ہے سفر میں خوشی اور آرام رہزن بنتا ہے۔ گفتا پسرد۔ یعنی مہمان کا شکوہ۔ فرد۔ وہ بے مثال بزرگ تھا مزاج۔ مذاق۔ طیبت۔ خوش طبعی کی بات۔

سجدہ و زاریِ زن سُودے نداشت — رفت و ایشاں را بحسرت گذاشت
عورت کے سجدے اور عاجزی نے فائدہ نہ دیا — وہ چلا گیا اور ان کو اس حسرت میں چھوڑ گیا

جامہ ازرق کردزاں پس مرد و زن — صورتش دیدند شمع بے لگن
میاں اور بیوی نے اس کے بعد کپڑے نیلے کر لئے — انہوں نے اس کی صورت بے شمعدان کی شمع دیکھی

میشد و صحرا ز نُورِ شمع مرد — چوں بہشت از ظلمتِ شب گشت فرد
وہ جا رہا تھا اور جنگل مرد کی شمع کے نور سے — بہشت کی طرح رات کی تاریکی سے جدا ہو گیا

کرد مہمانخانہ خانہ خویش را — از غم و از خجلت ایں ماجرا
اس نے اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا — اس قصہ کے رنج اور شرمندگی کی وجہ سے

در درونِ ہر دو از راہِ نہاں — ہر زماں گفتے خیالِ میہماں
مخفی راہ سے دونوں کے باطن میں — ہر وقت مہمان کا خیال کہتا

کہ بدم[۲] یارِ خضر صد گنج جُود — می فشاندم لیک روزی تاں نبُود
کہ میں خضر یار تھا بخشش کے سینکڑوں خزانے — میں نے بکھیرے لیکن تمہارا حصہ نہ تھے

تمثیلِ فکرِ ہر روز ینہ کہ اندر دل آید بمہمانِ نو کہ از اوّل روز
ہر روز جو خیال دل میں آتا ہے اس کی مثال دنیا اس نئے مہمان کیساتھ جو پہلے ہی دن

در خانہ فرود آید و تحکم و بد خوی کند و فضیلتِ مہمانداری
گھر میں آیا ہے اور حکم چلاتا ہے اور بد مزاجی کرتا ہے اور مہمانداری کی فضیلت

و نازِ مہمان کشیدن
اور مہمان کی برداری کرنا

ہر دمے فکرے چو مہمانِ عزیز — آید اندر سینۂ ہر روز نیز
ہر وقت عزیز مہمان کی طرح ایک فکر — ہر روز سینہ میں بھی آتا ہے

فکر را اے جاں بجایِ شخص داں — زانکہ[۳] شخص از فکرد ارد قدرِ جاں
اے جان! فکر کو انسان کی طرح سمجھ — کیونکہ انسان فکر ہی سے جان کی قدر کرتا ہے

فکرِ غم گر راہِ شادی میزند — کار ساز یہائے شادی میکند
غم کا فکر اگر خوشی کی رہزنی کرتا ہے — وہ خوشی کے سامان مہیا کرتا ہے

خانہ می روبد بہ تُندی اُو زغیر — تا در آید شادیِ نو ز اصلِ خیر
وہ سختی سے غیر سے گھر کو صاف کر دیتا ہے — تاکہ اصل خیر سے نئی خوشی آئے

۱ جامہ ازرق۔ رنج میں نیلے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ صورت۔ اس مہمان سے جنگل روشن ہو رہا تھا اور جنت کا نمونہ بن گیا۔ کرد۔ اس میزبان نے اس شرمندگی میں اپنے گھر کو مہمان خانہ بنا دیا۔

۲ کہ بدم۔ دونوں میاں بیوی کے دل میں مہمان کا تصور یہ کہتا تھا کہ میں تمہیں فائدہ پہنچانے آیا تھا لیکن تمہارے مقدر میں نہ تھا۔ یار خضر۔ ہم نے ترجمہ خضر یار کیا ہے یعنی وہ خیال کہتا تھا کہ میں تمہارا دوست خضر تھا۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ میں خضر کا ایک دوست تھا اور اگر خضر خاء کے زیر اور ضاد کے زبر سے پڑھا جائے تو سبزی و شادابی کے معنی میں ہے۔ تمثیل۔ فکر خواہ تا خوشگوار ہو اس کو بدمزاج مہمان سمجھو جس کی لامحالہ خدمت کرنی ہے۔ تحکم۔ حکم چلانا۔

۳ زانکہ۔ جان کی قدر اسی لئے ہے کہ اس میں قوت فکر یہ ہے۔ فکر غم۔ غم کا فکر سینکڑوں خوشیوں کا پیش خیمہ ہے۔ خانہ۔ مغموم فکر میں انسان دوسرے افکار بھول جاتا ہے۔ اصل خیر۔ اللہ تعالیٰ۔

میفشاند برگِ زرد از شاخِ دل — تا بروید برگِ سبز متصل
دل کی شاخ سے زرد پتے جھاڑ دیتا ہے — تاکہ مسلسل سبز پتے اگیں

می کند اُو بیخ سروِ کہنہ را — تا خراند سروِ نو از ما وَرا
وہ پرانے سرو کی جڑ اکھاڑ دیتا ہے — تاکہ عالم غیب سے نیا سرو جھولے

غم کند بیخِ کہ بوسیدہ را — تا نماید بیخ رُد پوشیدہ را
غم ، ٹیڑھی سڑی ہوئی جڑ کو اکھاڑتا ہے — تاکہ جڑ چھپے رخ کو رونما کر دے

غم زدل ہرچہ بریزد یا بَرد — دَر عوض حقا کہ بہتر آورد
غم ، دل سے نکالتا یا ڈالتا ہے — یقیناً بدلے میں بہتر لاتا ہے

خاصہ آں را کہ یقینش باشد ایں — کہ بُود غم بندۂ اہلِ یقیں
خصوصاً اس کے لئے جس کو یہ یقین ہو — کہ غم اہل یقین کا غلام ہوتا ہے

گر تُرُش ۲ رُوئی نیارد ابر و برق — رَز بسوزد از تبسمہائے شرق
اگر ابر اور بجلی بد مزاجی نہ کرے — مشرق کی مسکراہٹوں سے انگور کی بیل جل جائے

سعد و نحس اندر دلت مہماں شوَد — چوں سترہ خانہ خانہ میروَد
تیرے دل میں اچھا اور برا مہمان ہوتا ہے — ستارے کی طرح خانہ بخانہ چلتا ہے

آں زماں کہ اُو مقیمِ برجِ تُست — باش ہمچوں طالعش شیریں و چُست
جس زمانے میں وہ تیرے برج میں مقیم ہے، — تو اس کے عروج کی طرح شیریں اور چست بن

تا کہ بامہ چوں شود اُو متصل — شُکر گوید از تو با سُلطانِ دل
تاکہ جب وہ سورج سے ملے — دل کے شاہ خدا سے تیرا شکریہ ادا کرے

ہفت سال ایوب ۳ با صبر و رضا — در بلا خوش بُود با ضیفِ خدا
حضرت ایوب صبر اور خوشی کیساتھ سات سال — خدا کے مہمان کے ساتھ مصیبت میں خوش تھے

تا چو واگردد بلائے سخت رو — پیشِ حق گوید بصد گوں شکرِ او
تاکہ جب سخت مصیبت واپس ہو — اللہ تعالیٰ کے سامنے سینکڑوں طرح اس کا شکریہ ادا کرے

کز محبت با منِ محبوب کُش — رُو نکرد ایوبؑ یک لحظہ تُرُش
کہ مجھ دوست کش کے ساتھ محبت سے — حضرت ایوبؑ نے ایک لمحہ کیلئے بھی منہ نہ بنایا

از وفا و خجلتِ حکمِ خُدا — بُود چوں شیر و عسل اُو با بلا
وفا داری اور اللہ تعالیٰ کے حکم لحاظ سے — وہ مصیبت میں دودھ اور شہد کی طرح تھے

۱ می فشاند۔ غم انگیز فکر تمام افکار کو ختم کر دیتا ہے۔ تاکہ دل میں خوشی اگے۔ ماورا۔ عالم غیب۔ غم۔ غم پرانے افکار کی بوسیدہ جڑیں اکھاڑ پھینکتا ہے۔ تاکہ چھپی ہوئی نئی جڑ برگ و بار لائے۔ بہتر آورد۔ یعنی روح کی صفائی عقبیٰ کا خیال۔ اہل یقین۔ غم ان کی رضامندی سے ان کے پاس آتا ہے۔

۲ گر ترشروئی۔ بجلی اور ابر کی ترشروئی انگور کی بیل کی حیات ہے محض سورج کی مسکراہٹیں اس کو جلا ڈالتی ہیں۔ شرق۔ مشرق۔ سعد نحس۔ رنج و خوشی اسی طرح دل خانوں کو طے کرتے ہیں جس طرح سعد و نحس ستارے آسمان میں اپنے منازل کو طے کرتے ہیں۔ تو۔ یعنی خیال۔ برج۔ یعنی دل۔ تاکہ۔ وہ فکر بارگاہ خداوندی میں تمہاری شکر گذاری کا ذکر کرے۔

۳ ایوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ ضیف۔ خدائی مہمان۔ یعنی مصیبت محبوب کش۔ فکر و غم جس سے تعلق پیدا کرتے ہیں اس کو مار ڈالتے ہیں۔ خجلت۔ یعنی حضرت ایوب اس کا لحاظ رکھتے تھے کہ یہ مصیبت اللہ کے حکم سے آئی ہے۔

فِکر[1] در سینہ در آید نو بنو
فکر سینہ میں تازہ بتازہ آتا ہے

خند خنداں پیش اُو تو باز رو
تو ہنستا ہنساتا پھر اس کے سامنے جا

کہ اَعِذنِی خَالِقِی مِن شَرِّہٖ
کہ اے میرے پیدا کرنے والے مجھے اس کے شر سے بچالے

لَا تُحَرِّمنِی اَنِل مِن بِرِّہٖ
مجھے محروم نہ کر، مجھے اس کی بھلائی عطا کر

رَبِّ اَوزِعنِی اَن اَشکُرُ مَا اَرٰی
اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ میں جو کچھ تو مجھ پر انعام کیا ہے اس کا شکریہ ادا کروں

لَا تُعَقِّبْ حَسرَۃً لِّی اِن مَّضٰی
اور وہ چلا جائے اس کے بعد تو حسرت پیدا نہ فرما

آں ضَمِیر رُو تُرش را پاسدار
تو ترشروئی خیال کا تو لحاظ کر

آں تُرش راچوں شُکر شیریں شُمار
تو اس ترش کو شکر شمار کر

اَبر را گر ہست ظاہر رُو تُرش
ابر اگرچہ بظاہر ترش رو ہے

گلشن آرندہ ست ابرو شورہ کش
وہ چمن پیدا کرنے والا ہے اور شور کو مٹانے والا ہے

فکرتِ[2] غم را مثالِ اَبر داں
تو غم کے فکر کو ابر کی طرح سمجھ

با تُرش تو رو تُرش کم کن چناں
اس طرح تو ترشیرو کے ساتھ ترشروئی نہ کر

بُو کہ آں گوہر بدستِ اُو بُوَد
ہو سکتا ہے کہ کوئی گوہر اس کے ہاتھ میں ہو

جہد کُن تا از تو اُو راضی رَود
کوشش کر تاکہ وہ تجھ سے خوش جائے

وَر نباشد گوہر و نبُوَد غنی
اگر گوہر (بھی) نہ ہو اور وہ مال دار بھی نہ ہو

عادتِ شیرینِ خود اَفزوں کُنی
تو تو اپنی شیریں عادت بڑھالے گا

جایِ دیگر سُود دارد عادتت
تیری عادت دوسری جگہ مفید ہو گی

نا گہاں روزے بَر آید حاجتت
اچانک کسی روز تیری مراد بر آئے گی

فِکر تے[3] کز شادیت مانع شوَد
وہ فکر جو تیرے لئے خوشی سے مانع ہو

آں با مَر و حِکمتِ صانع شوَد
وہ خدا کے حکم اور حکمت کی بنا پر ہوتا ہے

تو مخواں دو چار دانگش اے جواں
اے جوان! تو اس کو حقیر نہ سمجھ

بُو کہ نجمے باشد و صاحبقراں
ہو سکتا ہے کہ وہ ستارہ اور سعادت مند ہو

تو مگو فرعے ست اُورا اصل گیر
تو اس کو شاخ نہ کہہ اس کو جڑ سمجھ

تا شوی پیوستہ بر مقصود چیر
تاکہ ہمیشہ مقصود پر غالب رہے

وَر تو آں را فرع گیری و مُضر
اگر تو اس کو شاخ اور مضر سمجھے گا

چشمِ تو دَر اصل باشد مُنتظِر
تیری آنکھ جڑ کے لئے منتظر رہے گی

[1] فکر۔ جو نئے نئے افکار دل میں آتے ہیں انکو بھی خوشی قبول کر۔ کہ خوشی سے قبول کرنا یہ ہے کہ تو دعا کر کہ اللہ تعالیٰ اس فکر کے شر سے مجھے محفوظ رکھ اور مجھے اس کی بھلائی سے محروم نہ کر جو میں تیری جانب سے دیکھوں اس پر شکر کروں اور اس کے چلے جانے کے بعد مجھے یہ حسرت نہ ہو کہ میں نے اسپر صبر یوں نہ کیا۔ ابر۔ زمین کے لئے ابر ترشرو ہے لیکن وہی چمن پیدا کر دیتا ہے اور اس کے شور پن کو زائل کر دیتا ہے۔

[2] فکرت۔ اپنے غم کو ابر کی طرح سمجھ اور اس کے فوائد پر غور کر۔ ہو سکتا ہے کہ اس فکر میں تیری خیر مضمر ہو۔ ورنہ باشد۔ اگر خیر بھی مضمر نہیں ہے تو تیرے صبر میں لامحالہ اضافہ کا سبب ہے۔ جای دیگر۔ یہ صبر کی عادت دوسری جگہ بھی مفید ہوگی۔

[3] فکر تے۔ جو غم شادی سے مانع ہوتا ہے وہ بھی اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ اور اس میں کوئی حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ دو چار دانگ۔ دو چار رتی یعنی حقیر۔ صاحبقراں۔ وہ خوش نصیب ہے جس کی ولادت یا نطفہ کے استقرار کے وقت زحل اور مشتری ایک برج میں ہوں۔ تو مگو۔ اس فکر کو اصل سمجھ اور اسی کو مقصود بنا تاکہ مقصد تری ہو ورنہ تو مقصود سے محروم اور اس کا منتظر رہیگا۔

زہر[1] آمد انتظار اندر چشش — دائما در مرگ باشی زاں رَوِش
انتظار ، ذائقہ میں زہر ہے — اس روش سے تو ہمیشہ موت میں رہیگا
اصل داں آنرا بگیرش در کنار — باز رہ دائم زمرگِ انتظار
اس کو جڑ سمجھ اس کو بغل میں لے لے — موت کے انتظار سے ہمیشہ نجات حاصل کر

نواختنِ سُلطان محمود ایازرا

سلطان محمود کا ایاز کو نوازنا

اے ایازِ پُر نیازِ صدق کیش — صدقِ تواز بحروز کوہ ست پیش
اے نیاز مند سچائی کے طریقہ والے ایاز ! — تیری سچائی سمندر اور پہاڑ سے زیادہ ہے
نے بوقتِ شہوتت باشد عِثار — کہ رَود عقلِ چو کوہت کاہ وار
نہ شہوت کے وقت تیرے لئے لغزش ہے — کہ تیری پہاڑ جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے
نے[2] بوقتِ خشم و کینہ صبر ہات — سُست گردد دَر قرار و دَر ثبات
نہ غصے اور کینے کے وقت تیرے صبر — ٹکاؤ اور جماؤ میں سست ہوتے ہیں
ہست مَردی ایں نہ آں ریش وذکر — ورنہ بُودے میرِ میراں کیرِ خر
مردانگی یہی ہے نہ وہ داڑھی اور شرمگاہ — ورنہ گدھے کی شرمگاہ سرداروں کی سردار ہوتی
حق کِرا خواندست دَر قرآں رجال — کے بُود ایں جسم را آں جا مجال
جن کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مرد کہا ہے — وہاں اس جسم کی کہاں گنجائش ہے ؟
رُوحِ حیواں راچہ قدرست اے پسر — آخر از بازارِ قصّابان گذر
اے بیٹا ! حیوانی روح کی کیا قدر ہے ؟ — آخر قصائیوں کے بازار سے گذر
صد ہزاراں[3] سَر نہادہ بر شکم — اَر زِشاں از دُنبہ و از دُم کم
لاکھوں سر یاں پیٹ پر رکھی ہوئی ہیں — جن کی قیمت چکدی اور دنبی سے سستی ہے
تا توانی بندۂ شہوت مشو — دَرپئے شہوت مکن دل را گرو
جب تک تجھ سے ہو سکے شہوت کا غلام نہ بن — شہوت کے پیچھے دل کو گروی نہ کر
ورنہ شہوت خان و مانت بر کند — زندہ اَت در گورِ تاریک افگند
ورنہ شہوت تیرا گھر بار اکھاڑ دے گی — تجھے زندہ اندھیری قبر میں پھینک دے گی
روپسی باشد کہ از جولانِ کیر — عقلِ اُو موشے شود شہوت چو شیر
رنڈی ہو گی کہ (مرد کی) شرمگاہ کی حرکت سے — اس کی عقل چوہے جیسی اور شہوت شیر جیسی ہو جاتی ہے

[1] زہر آمد۔ صوفی اس وقت ہوتا ہے جو کچھ وقت سے آتا ہے اس کو خدا کے اسماء میں سے کسی اسم کا مظہر سمجھتا ہے۔ یہی اسماء صفات کے عشق کا اثر ہے۔ صدق کیش۔ وہ جس نے سچائی کو مذہب بنا لیا ہو۔ عثار۔ لغزش۔ کہ رود۔ یعنی پہاڑی جیسی عقل تنکے کی طرح ہو جائے۔

[2] نے۔ عام طور پر انسان غصہ میں صبر و ثبات کو چھوڑ دیتا ہے۔ سست۔ اصل مردانگی یہی ہے کہ غصہ کے وقت انسان اپنے آپ پر قابو پا لے۔ داڑھی اور آلہ تناسل پر مردانگی کا اطلاق نہیں ہے۔ ورنہ گدھا سب سے بڑا مرد ہوتا ہے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے رجال ان لوگوں کو کہا ہے جن کی روح مصفّٰی ہو چکی ہے اور روح سے مراد روح حیوانی نہیں ہے۔

[3] صد ہزاراں۔ روح حیوانی کو ذلت کا منظر دیکھنا ہو تو قصائیوں کے بازار میں جا کر دیکھ لے۔ ارز۔ قیمت شہوت۔ شہوت پرستی انسان کی بربادی کا باعث ہے اور انسان کو زندہ در گور کر دیتی ہے۔ روپسی۔ فاحشہ عورت شہوت میں اندھی ہو جاتی ہے

وصیت ۱ پدر دختر را کہ خود را نگاہ دارتا حاملہ نشوی ازیں شوہر

باپ کی بیٹی کو نصیحت کہ اپنی حفاظت کر ۔ تاکہ تو اس شوہر سے حاملہ نہ ہو جائے

خواجۂ بُودست اُورا دُخترے — زُہرہ خدّے مہ رُخے سیمیں برے
ایک صاحب کے ایک لڑکی تھی — زہرہ جیسے خد و خال چاند جیسے چہرے چاندی کے جسم والی

گشت بالغ دادو ختر را بشو — شو نبُود اندر کفایت گفوِ اُو
وہ بالغ ہو گئی اس نے وہ شوہر کو دے دی — شوہر حیثیت میں اس کا ہمسر نہ تھا

خربزہ چوں در رسد شد آبناک — گر نہ بشگافی تبہ گشت و ہلاک
خربوزہ جب پک جاتا ہے رسیلا ہو جاتا ہے — اگر تو اس کو نہ چیرے گا تباہ اور برباد ہو جائیگا

چوں ضرورت بود دختر را بداد — او بنا گفوے ز تخویفِ فساد
چونکہ مجبوری تھی ، لڑکی دے دی — اس نے فساد کے ڈر سے غیر ہمسر کو

گفت ۲ دُختر را کزیں داماد تو — خویشتن پرہیز کن حامل مشو
اس نے لڑکی سے کہا کہ تو اس داماد سے — اپنے آپ کو بچا ، حاملہ نہ ہو

کز ضرورت بُود عَقد ایں گدا — ایں غریب خوار را نبُود وَفا
اس لئے کہ اس فقیر سے شادی مجبوری سے تھی — اس ذلیل ، فقیر میں وفاداری نہ ہو گی

نا گہاں بجہد کند ترکِ ہمہ — بر تو طفل اُو بماند مظلمہ
اچانک بھاگ جائیگا ، سب کو چھوڑ دے گا — اس کا بچہ تیرے ذمہ پاداش بن جائے گا

گفت دُختر اے پدر خدمت کنم — ہست پندت دلپذیرو مغتنم
لڑکی نے کہا اے ابا ! تعمیل کروں گی — آپ کی نصیحت دل کو لگنے والی اور غنیمت ہے

ہر دو روزے ہر سہ روزے آں پدر — دخترِ خود را بفرمودے حذر
ہر دوسرے اور تیسرے دن ، وہ باپ — لڑکی کو بچنے کا حکم دیتا

ایں ۳ چنیں قومے بعالم ہم بُدند — کز چنیں نوعے نصیحت گر شدُ ند
دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے — کہ اس طرح کی نصیحت کرنیوالے ہوئے ہیں

حاملہ شُد نا گہاں دُختر ازو — چونکہ بُد ہر دو جواں خاتون و شو
اچانک لڑکی اس سے حاملہ ہو گئی — چونکہ شوہر اور بیوی دونوں جوان تھے

از پدر آں را نہاں میداشتش — پنج ماہہ گشت کودک یا کہ شش
اس نے اس کو باپ سے چھپائے رکھا — بچہ پانچ یا چھ مہینے کا ہو گیا

۱ وصیت پدر۔ اس قصہ کا خلاصہ یہ ہے کہ لڑکی شہوت سے مغلوب ہو گئی تھی۔ سیمیں بر۔ چاندی جیسے جسم والی۔ گفو۔ ہمسر۔ آبناک۔ پاری والا۔ تخویف فساد۔ یعنی جوان لڑکی ہے کوئی خرابی نہ کر بیٹھے۔

۲ گفت۔ باپ نے اس لڑکی کو حاملہ نہ بننے کی ہدایت کی۔ عقد۔ یعنی نکاح۔ بجہد۔ یعنی چھوڑ کر بھاگ جائیگا۔ مظلمہ۔ ظلم کی پاداشت۔ حذر۔ بچاؤ۔

۳ ایں چنیں۔ مولانا کہتے ہیں کہ ایسے بیوقوف بھی دنیا میں ہیں جو اس طرح کی لغو نصیحتیں کرتے ہیں۔ کودک۔ یعنی پیٹ کا بچہ۔

سخت پیدا گشت بابا چیست ایں — من نہ گفتم کہ اُزو دوری گزیں
وہ ظاہر ہو گیا باوا نے کہا یہ کیا ہے ؟ — میں نے تجھے نہیں کہا تھا اس سے دوری اختیار کر

آں وصیتہائے من خود باد بُود — کہ نکردت پند و وَعظم ہیچ سُود
وہ میری نصیحتیں خود باد ہوائی ہوئیں — کیونکہ میرے وعظ اور نصیحت نے کوئی فائدہ نہ دیا

گفت بابا چوں کنم پرہیز من — آتش و پُنبہ است بیشک مَردوزن
اس نے کہا بابا ! میں کیسے بچتی ؟ — مرد عورت آگ اور روئی ہیں

پُنبہ را پرہیز از آتش کجاست — یا در آتش کے حفاظ ست و نُقاست
روئی کا آگ سے کہا بچاؤ ہے ؟ — یا آگ میں نگہداشت اور بچاؤ کہاں ہے ؟

گفت کے گفتم کے سُوئے اُو مَرو — تو پذیرای منیِ اُو مشو
اس نے کہا میں نے کب کہا تھا کہ تو اس کے پاس نہ جا — یہ کہا تھا تو اس کی منی کو قبول کرنے والی نہ بن

در زمانِ حال و انزال و خوشی — خویشتن باید کہ ازوے در کشی
کیفیت اور انزال اور لذت کے وقت — چاہیے (تھا) کہ اس سے اپنے آپ کو کھینچتی

گفت ۲ کے دانم کہ انزالش کیست — ایں نہان ست و بغایت دُور دست
اس نے کہا مجھے کب معلوم تھا کہ اس کو انزال کب ہوگا ؟ — یہ پوشیدہ اور انتہائی بعید ہے

گفت چوں چشمش کلا پیسہ شود — فہم کُن کاں وقتِ انزالش بُود
اس نے کہا جب اس کی آنکھیں چڑھیں — سمجھ لیتی کہ اس کے انزال کا وقت ہے

گفت تا چشمش کلا پیسہ شدن — کور میگردوز شہوت چشمِ من
اس نے کہا اس کی آنکھیں چڑھنے تک — شہوت سے میری آنکھیں اندھی ہو جاتی ہیں

نیست ہر عقل حقیرے پائدار — وقتِ حرص و وقتِ جنگ و کارزار
ہر حقیر عقل ، مضبوط نہیں ہے — حرص کے وقت اور جنگ و کار زار کے وقت

وصف ۳ ضعفِ دلی و سستیِ صوفیِ سایہ پرور در مجاہدہ
اس صوفی کے دل کی کمزوری اور سستی کا بیان جو سایے میں پلا تھا مجاہدے نہ کئے

ناکردہ دردو داغِ عشق نا چشیدہ بسجدہ دوست بوس
ہوئے تھا عشق کا درد اور داغ نہ چکھے ہوئے تھا سجدے اور عوام کی دست بوسی

عام و بحرمت نظر کردن و با انگشت نمودن ایشاں کہ
اور احترام سے دیکھنے اور ان کی انگلی اٹھانے سے

۱ باد۔ یعنی میری نصیحت ہوا تھی جو رائگاں گئی۔ گفت۔ لڑکی نے باپ سے کہا ۔ پنبہ۔ اگر آگ اور روئی ایک جگہ ہو تو روئی کب بچاؤ کر سکتی ہے۔ حفاظ۔ نگہداشت۔ نقا۔ بچاؤ۔ گفت۔ باوا نے کہا کہ میں نے شوہر کے پاس جانے کو منع نہیں کیا تھا۔ منی۔ یعنی انزال کے وقت اپنے آپ کو علیحدہ کر لینے کو کہا تھا۔

۲ گفت۔ لڑکی نے کہا مجھے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کو انزال کس وقت ہو رہا ہے۔ دور دست۔ وہ مقام جہاں پہنچنا مشکل ہے۔ کلا پیسہ۔ آنکھوں کو چڑھ جانا کہ پتلی نظر نہ آئے۔ گفت۔ لڑکی نے کہا اس وقت تو میں خود شہوت سے اندھی ہوتی تھی۔ وقت حرص۔ لالچ اور جنگ میں بہت کم عقلیں قائم رہتی ہیں۔

۳ وصف۔ ان صوفی صاحب کے قصے سے بتایا ہے کہ جنگ کے وقت ان کی عقل بیکار ہو گئی تھی یہ صوفی صاحب خانقاہ کے سایہ میں پلے تھے مجاہدے کی مشقتیں نہ اٹھائی تھیں عوام کی دست بوسی سے اپنے آپ کو کامل انسان سمجھ بیٹھے تھے۔ انگشت۔ شہر آدمی کی طرف لوگ انگلیوں سے اشارے کرتے ہیں۔

امروز در زمانہ صوفی اُوست غرہ شدہ ویؤ ہم بیمار شدہ چوں [1]
کہ آجکل دنیا میں وہی صوفی ہے وہ دھوکے میں میں آ گیا تھا اور وہم کی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا

آں معلم کہ کود کاں گفتند کہ رنجوری و بایں وہم کہ من مجاہدم
اس استاد کی طرح جس کو بچوں نے کہا تھا کہ آپ بیمار ہیں اور اس وہم سے کہ میں مجاہد ہوں

مرادریں راہ پہلوان میدانند با غازیاں بغزا رفتہ کہ بظاہر
لوگ مجھے اس راہ کا پہلوان سمجھتے ہیں ،غازیوں کے ساتھ جہاد میں چلا گیا ، کہ میں ظاہری

نیز بنمایم جہاد کہ در جہادِ اکبر مستثنیٰ ام جہادِ اصغر خود پیشِ
جہاد بھی کروں گا ، کیونکہ میں بڑے جہاد میں ممتاز ہوں ، چھوٹا جہاد میرے سامنے کیا

من چہ محل دارد و خیالِ شیر در دیدہ و دلیریہا کردہ مست
وقعت رکھتا ہے ؟ اور شیر ہونے اور بہادریوں کا نقشہ آنکھ میں جما کر اور ان

ایں دلیریہا شدہ و روی بہ بیشہ نہادہ بقصد شیرو
بہادریوں میں مست ہو کر اور شیر کے ارادے سے جنگل کا رخ کیا اور

شیر بزبانِ حال گفتہ کہ کَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ثُمَّ
شیر نے زبان حال سے کہا کہ ہرگز نہیں تم عنقریب جان لو گے پھر

كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ
ہرگز نہیں تم عنقریب جان لوگے

رفت یک صوفی بہ لشکر در غزا نا گہاں آمد قطاریق و دغا
ایک صوفی جہاد میں لشکر کے ساتھ چلا گیا اچانک جنگ کا شور وغوغا اٹھا اور جنگ شروع ہو گئی

ماند صوفی با بُنہ و خیمہ و ضعاف فارساں راندند تا صف مصاف
صوفی سامان اور خیمہ اور کمزوروں کیساتھ رہ گیا شہسواروں نے میدان جنگ کی صف کیطرف گھوڑے دوڑا دیئے

مثقلانِ خاک برجا ماندند سابقُوْنَ السَّابِقُوْن دُر راندند
مٹی کے بوجھل ، اپنی جگہ پر رہ گئے سبقت کرنیوالے پیش قدم آگے دوڑ گئے

جنگہا [3] کردہ مظفر آمدند باز گشتہ با غنائم سُود مند
جنگ کر کے کامیاب واپس آگئے مالدار ہو کر غنیموں کے ساتھ لوٹ آئے

ارمُغاں دادندے کاے صوفی تو نیز اُو بروں انداخت نستد ہیچ چیز
انہوں نے تحفہ دیا کہ اے صوفی ! تو بھی لے اس نے باہر پھینک دیا کوئی چیز نہ لی

[1] چوں معلم۔ پہلے مولانا نے قصہ سنایا تھا کہ مکتب کے بچوں نے استاد کو بلاوجہ بیمار بنا دیا تھا۔ جہاد اکبر۔ یعنی نفس کے ساتھ جہاد۔ مستثنیٰ ممتاز۔ جہاد اصغر کافروں سے جہاد کرنا۔

[2] کلاسوف۔ قرآن نے کافروں کے غلط خیالات کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ عنقریب حقیقت حال سامنے آجائے گی۔ غزا۔ جہاد قطاریق۔ جنگ کا شور واغل دغا۔ جنگ بنہ۔ سامان۔ مصاف۔ صفوں کی جگہ میدان جنگ مثقال۔ سست ، بوجھل۔

[3] جنگہا۔ مجاہد۔ جہاد میں کامیاب ہو کر مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے۔ ارمغان۔ یعنی مال غنیمت میں سے تحفہ۔

پس بگفتندش کہ خشمینی [1] چرا — گفت من محروم ماندم از غزا

پھر انہوں نے کہا کہ تو غصہ میں کیوں ہے؟ — اس نے کہا، میں جہاد سے محروم رہ گیا

زاں تلطف ہیچ صوفی خوش نشد — کو میانِ غزو خنجر کش نشد

اس مہربانی سے صوفی کچھ بھی خوش نہ ہوا — کیونکہ وہ جہاد میں خنجر چلانے والا نہ بنا

پس بگفتندش کہ آوردیم اسیر — آں یکے را بہرِ کشتن تو بگیر

تو انہوں نے اس سے کہا ہم قیدی لائے ہیں — اس ایک کو تو قتل کرنے کے لئے لے لے

سر ببرش تا تو ہم غازی شوی — اندکے خوش گشت صوفی دل قوی

اس کا سر قلم کر دے تاکہ تو بھی غازی بن جائے — صوفی تھوڑا خوش ہوا اور مضبوط دل بن گیا

کاب را گر در وضو صد روشنی ست — چونکہ آں نبود تیمم کرد نیست

کہ اگرچہ وضو میں پانی کے سینکڑوں نور ہیں — جب وہ نہ ہو تو تیمم کر لینا ہی ہے

برد صوفی آں اسیرِ بستہ را — در پسِ خرگہ کہ آرد او غزا

اس بندھے ہوئے قیدی کو صوفی لے گیا — خیمہ کے پیچھے، کہ وہ جہاد کرے

دیر [2] ماند آں صوفی آنجا با اسیر — قوم گفتند اے عجب چوں شد فقیر

صوفی قیدی کے ساتھ وہاں بہت دیر رہا — لوگوں نے کہا تعجب ہے صوفی کو کیا ہوا؟

کافرِ بستہ دو دست او کشتنی ست — بسملش را موجبِ تاخیر چیست

دونوں ہاتھ بندھا کافر قتل ہو جانے والا ہے — اس کے ذبح کرنے میں تاخیر کا کیا سبب ہے؟

رفت آں یک در تفحص در پیش — دید کافر را ببالای و لیش

جستجو میں ایک اس کے پیچھے چلا — اس نے کافر کو اس کے اوپر دیکھا

ہمچو نر بالای مادہ آں اسیر — ہمچو شیرے خفتہ بالای فقیر

وہ قیدی مادہ پر نر کی طرح تھا — وہ فقیر پر شیر کی طرح پڑا تھا

دستہا [3] بستہ ہمی خائید او — از سرِ استیزہ صوفی را گلو

ہاتھ بندھے ہوئے وہ چبا رہا تھا — صوفی کا گلا کینہ ورزی کی وجہ سے

گبر میخائید باد نداں گلوش — صوفی افتادہ بزیر و رفتہ ہوش

کافر دانتوں سے اس کا گلا چبا رہا تھا — صوفی نیچے پڑا تھا اور ہوش اڑ گئے تھے

دست بستہ گبر ہمچوں گربہ — خستہ کردہ حلق او بے حربہ

ہاتھ بندھے ہوئے کافر نے بلی کی طرح — بغیر نیزے کے اس کے گلے کو زخمی کر دیا

---

[1] خشمینی۔ تو غصہ میں کیوں ہے۔ تلطف۔ مہربانی۔ اسیر۔ قیدی۔ غازی۔ یعنی اس قیدی کا سر قلم کر کے غازی بن جا۔ کاب۔ صوفی نے کہا وضو ممکن نہ ہو تو تیمم سے کام چل جاتا ہے اصل جہاد تو میدانِ جنگ میں تھا یہ بھی مجبوری کا جہاد ہے۔ خرگہ۔ خیمہ۔

[2] دیر ماند۔ صوفی کی واپسی میں دیر ہوئی تو لوگ حیران ہوئے۔ کافر۔ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کو قتل کرنے میں اس قدر دیر کا کیا کام ہے۔ تفحص۔ جستجو۔

[3] دستہا بستہ۔ وہ دونوں ہاتھ بندھا ہوا کافر صوفی کے گلے کو دانتوں سے چبا رہا ہے۔ گبر۔ اس کافر نے اس صوفی کا گلا اس قدر چبایا کہ صوفی بیہوش ہو گیا۔ حربہ۔ نیزہ۔

نیم[1] کشتش کرد با دنداں اسیر
قیدی نے دانتوں سے اس کو ادھ موا کر دیا

ریشِ اُو پُر خوں ز حلقِ آں فقیر
اس فقیر کے حلق کے خون سے اس کی داڑھی بھری ہوئی تھی

ہمچو تو کز دستِ نفسِ بستہ دست
تیری طرح کہ ہاتھ بندھے نفس سے

ہمچو آں صُوفی فتادستی بہ پست
اس صوفی کی طرح نیچے گرا پڑا ہے

اے شُدہ عاجز ز تلِ کیشِ تُو
اے وہ کہ تو اپنے مذہب کے ٹیلے سے عاجز ہے

صد ہزاراں کوہ ہیا در پیشِ تُو
تیرے سامنے لاکھوں پہاڑ ہیں

زنیقدر خرپُشتہ مُردی از شکوہ
تو ڈر سے اس قدر ڈھلوان ٹیلے سے مر گیا

چوں روی بر عقبہائے ہمچو کوہ
تو پہاڑ جیسی گھاٹیوں پر کیسے گذرے گا ؟

غازیاں کُشتند کافر رابہ تیغ
غازیوں نے کافر کو تلوار سے مار ڈالا

ہمدراں ساعت ز حمیت بیدریغ
بے دریغ اسی وقت غصہ سے

بر رُخِ صُوفی زدند آب و گلاب
صوفی کے چہرے پر پانی اور گلاب چھڑکا

تا بہوش آیدز بیہوشی و خواب
تاکہ وہ بیہوشی اور غفلت سے ہوش میں آجائے

چوں[2] بخویش آمد بدید آں قوم را
وہ جب ہوش میں آیا اس نے قوم کو دیکھا

پس پرسیدند چوں بُد ماجرا
تو انہوں نے پوچھا کیا قصہ ہوا ؟

اللہ اللہ اے پسر چہ حال ست اے عزیز
اللہ اللہ اے پیارے ! یہ کیا حال ہے ؟

آنچنیں بیہوش گشتی از چہ چیز
تو کس چیز سے ایسا بے ہوش ہو گیا ؟

از اسیرِ نیم کُشتہ بستہ دست
ادھ موئے ہاتھ بندھے قیدی سے

آنچنیں بیہوش اُفتادی و پست
اس طرح بے ہوش اور پست ہو کر گر پڑا

گفت چوں قصد سرش کردم بخشم
اس نے کہا جب میں نے غصہ سے اس کے سر کا ارادہ کیا

طُرفہ در من بنگرید آں شوخ چشم
اس بے حیا نے مجھے عجیب طرح پر گھورا

چشم را وا کرد پہن او سوئے من
اس نے میری جانب آنکھیں پھاڑیں

چشم کرد ایند و شد ہوشم ز تن
آنکھوں نے گھمایا اور میرے ہوش بدن سے اڑ گئے

گردشِ[3] چشمش مرا لشکر نمود
اس کی آنکھوں کا گھومنا ، مجھے لشکر نظر آیا

می ندانم گفت چوں پر ہول بُود
میں بتا نہیں سکتا کہ کس قدر خوفناک تھیں

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم آنچنیں
قصہ مختصر کر کہ ان آنکھوں سے میں ایسا

رفتم از خود اُو فتادم بر زمیں
بے ہوش ہوا زمین پر گر پڑا

[1] نیم کشتش۔ اس کافر نے صوفی کو نیم مردہ بنا دیا اور اس کی داڑھی اس صوفی کے خون میں لتھڑ گئی۔ ہمچو تو۔ اس صوفی کا ہاتھ بندھے کافر سے جو حال ہوا وہی نفس کے ہاتھوں تیرا حال ہے۔ تل ٹیلہ خرپشتہ۔ وہ ٹیلہ جس کے کنارے ڈھلوان ہوں۔ عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ حمیت۔ غارکی وجہ سے غصہ کرنا۔

[2] چوں۔ جب صوفی کو ہوش آیا تو اس سے بیہوش ہونے کا قصہ پوچھا کہ ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کے نیچے پڑے ہوئے قیدی کے نیچے پڑے ہوئے بے ہوش کیوں ہوئے۔ طرفہ۔ اس کافر نے عجب طرح پر گھور کر دیکھا بڑی بڑی آنکھیں نکالیں اور ان کو گھمایا تو میں بے ہوش ہو گیا۔

[3] گردش۔ اس کے آنکھیں چمکانے سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ فوجی لشکر آ گیا ہے میں اس کی خوفناکی کا بیان بھی نہیں کر سکتا ہوں۔

فتنہ کوتہ کن کزاں غمزہ ا گراں رفتم از خود اوفتادم من دراں
فتنہ کو مختصر کر کہ اس کی تیکھی نظروں سے میں بے ہوش ہو گیا میں اس میں گر پڑا

نصیحت کردنِ مبار زاں اُورا کہ بایں دل و زہرہ کہ تو داری
اس کو جنگ جویوں کا نصیحت کرنا کہ اس دل اور پتے کے ساتھ جو کہ تو رکھتا ہے

از کلا پیسہ شدنِ چشم کافرِ اسیر دست بستہ بیہوش ودشنہ
ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کافر کی پتلیاں چڑھنے سے بے ہوش ہو گیا اور تیشہ

از دست بیفکندی زینہار ہزار زینہار کہ ملازم مطبخِ خانقاہ
ہاتھ سے گرا دیا ، خبردار ، خبردار ، کہ خانقاہ کے مطبخ میں بیٹھا رہ

باش وسُوی پیکار مرو تا رُسوا نشوی
اور جنگ کی طرف نہ جا تا کہ رسوا نہو

قوم گفتندش بہ پیکار و نبرد با چنیں زہرہ کہ تو داری مگرد
لوگوں نے اس سے کہا لڑائی اور جنگ میں اس پتے سے جو تو رکھتا ہے ، نہ جا

گردِ مطبخ گردو اندر خانقاہ تادِ گر رُسوا نگردی در سپاہ
مطبخ اور خانقاہ کے اندر پھر کاٹ تاکہ لشکر میں دوبارہ رسوا نہ ہو

چوں زچشمِ آں اسیر بستہ دست غرقہ گشی کشتیِ تو در شکست
جب اس ہاتھ بندھے ہوئے قیدی کی آنکھوں سے تو ڈوب گیا ، تیری کشتی ٹوٹ گئی

پس میانِ حملۂ شیرانِ نر کہ بُود تیغِ شاں چوں گوی سر
تو نر شیروں کے حملہ کے دوران جن کی تلواروں کے سامنے سر گیند کی طرح ہیں

کہ زطا قا ۲ طاقِ گردنہا زدن طاق طاقِ جامہ کو باں ممتہن
کہ ان کے گردن کاٹنے کی تراخ پتراخ ہے دھوبیوں کی چھوا چھو کمتر ہے

کہ زفشا فاشِ تیرِ جانستاں اَبر آزاری خجل در امتحاں
کہ ہر ڈالنے والے تیروں کے زناٹے سے موسم بہار کا ابر آزمائش میں شرمندہ ہے

کے توانی کرد در خوں آشنا چوں نہ با جنگ مرداں آشنا ۳
تو خون میں کیسے تیراکی کر سکے گا ؟ جبکہ تو بہادروں کی جنگ سے آشنا نہیں ہے

بس تنِ بے سر کہ دارد اضطراب بس سرِ بے تن بخوں بر چوں حُباب
بہت سے بے سر کے دھڑ تڑپتے ہیں بہت سے بے دھڑ کے سر خون پر بلبلوں کی طرح ہیں

ا غمزہ۔ آنکھ کا اشارہ۔ زہرہ۔ پتہ۔ کلا پیسہ شدنِ چشم۔ آنکھوں کی پتلیاں چڑھنا۔ گرد مطبخ۔ خانقاہ۔ کے مطبخ کے چکر لگایا کرتا کہ پھر شرمندہ نہ ہو۔ کہ بود۔ جو ایسے بہادر ہیں کہ ان کی تلوار کے سامنے بہادروں کے سر بلے کی گیند کی طرح ہیں۔

۲ طاقا طاق۔ تلواروں کی آواز۔ طاق طاق۔ دھوبی کے کپڑوں کو پٹرے پر پٹخنے کی آواز۔ فشا فاش۔ تیروں کے چلنے کی آواز۔ خجل۔ شرمندہ۔

۳ آشنا۔ پہلے مصرع کے آخر میں بمعنی تیرنا اور دوسرے مصرع میں بمعنی واقف ہے۔ بس۔ کچھ دھڑ بغیر جسم کے ہیں اور کچھ سر بغیر دھڑ کے ہیں۔ حباب۔ بلبلے۔

زیرِ دست و پایِ اَسپاں در غزا[1] صد فنا کُن غرقہ گشتہ در فنا
جہاد میں گھوڑوں کے ہاتھ پاؤں کے نیچے سینکڑوں قاتل فنا میں غرق ہیں

آنچنیں ہوشے کہ از موشے پرید لشکراں صف تیغ چوں خواہد کشید
ایسا ہوش، جو چوہے سے اڑا اس صف میں تو تلوار کیسے سونت سکے گا؟

چاشت ستایں خمر خوردن نیست ایں تا تو بر مالی بخوردن آستیں
یہ جنگلی نمک دودھ ہے، یہ شراب نوشی نہیں ہے تاکہ تو پینے کے لئے آستین چڑھائے

نیست حمزہ خوردن اینجا تیغ بیں حمزۂ باید دریں صف آہنیں
یہ جگہ ترہ و تیزک کھانا نہیں ہے تلوار دیکھ اس صف میں لوہے جیسا (حضرت) حمزہؓ درکار ہے

نیست لوتِ چرب تیغ و خنجرست جاں بباید باخت چہ جایِ سَرست
لذیذ کھانا نہیں ہے، تلوار اور خنجر ہے سر کا کیا ہے؟ جان کی بازی لگانی چاہیے

کارِ[2] ہر نازک دلے نبود قتال کہ گریزد از خیالے چوں خیال
ہر نازک دل کا کام، جنگ کرنا نہیں ہے جو ایک وہم سے خیال کی طرح بھاگ جائے

کارِ تُرکان ست نے تَرکاں برو جایِ تَرکاں ہست خانہ خانہ شو
بہادروں کا کام ہے بوبو کا نہیں ہے، جا بوبو کی جگہ گھر ہے، گھر میں جا بیٹھ

قصہ کوتہ کُن کزاں چشم آنچنیں رفتی از دست و فتادی بر زمیں
قصہ مختصر کر، کہ ان آنکھوں سے اس طرح تو بے قابو ہو گیا، اور زمین پر گر پڑا

حکایت عیاضی[3] رحمۃ اللہ علیہ کہ نوبار بغزوہ رفتہ بود سینہ

حضرت عیاضی رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت کہ وہ نوے بار جہاد میں گئے تھے کھلے

بر ہنہ و غزاہا کردہ با میدِ شہید شدن و چوں نومید شد از

سینے، اور شہید ہو جانے کی امید پر جہاد میں گئے اور جب جہاد اصغر

جہادِ اصغر روی بجہادِ اکبر آورد و خلوت گزید نا گہاں آواز

سے مایوس ہو گئے، تو جہاد اکبر کا رخ کیا اور خلوت اختیار کر لی، انہوں نے

طبلِ غازیاں شنید نفس از اندروں رنجہ می داشت سوئے غزا

اچانک غازیوں کے نقارے کی آواز سنی نفس اندر سے جہاد کی جانب مجبور کرنے لگا

و متہم داشتنِ او نفسِ خود را دریں رغبت کہ کرد

اور ان کا نفس کو اس رغبت کے بارے میں متہم بنانا جو اس نے کی

[1] غزا۔ جہاد۔ فنا کُن۔ فنا کر دینے والا۔ چاشں۔ رفتار یعنی جنگلی رفتار۔ برمالی آستین۔ تو آستین چڑھائے۔ حمزہ۔ مصرع اول معنی تا یا میرا کا پتہ دوسری مصرع میں آنحضور کے چچا کا نام ہے جن کی بہادری مشہور ہے۔

[2] کار۔ جنگجوئی، نازک دل کا کام نہیں ہے جو محض دشمن کے وہم پر خیال کی طرح بھاگ جائے۔ ترکان۔ ترک کی جمع ہے، بہادر۔ ترکان۔ عورت۔

[3] عیاضی۔ مشہور بزرگ صوفی ہیں ان کا نام ابو بکر محمد بن احمد ہے اپنے کسی دادا عیاض کی طرف منسوب ہیں۔ مولانا نے ان کا قصہ سنا کر سمجھایا ہے کہ ہر صوفی کو ان صوفی صاحب کی طرح نہ سمجھنا جو ہاتھ بندھے قیدی کی آنکھیں دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ جہاد اصغر۔ کافروں سے جہاد۔ جہاد اکبر نفس سے جہاد۔

گفت عیاضی نوَد بار آمدم — تَن برہنہ بُو کہ زخمے آیدم
حضرت عیاضی نے فرمایا کہ میں نوے بار پہنچا — ننگے بدن ، شاید میرے جسم پر کوئی زخم لگے

تَن برہنہ می شدم در پیشِ تیر — تا یکے تیرے خورم من جا گیر
میں تیر کے سامنے ننگے بدن گیا — تاکہ کوئی گھس جانے والا تیر کھاؤں

تیر خوردن بر گلو یا مقتلے — در نیابد جز شہیدے مُقبلے
گلے یا مقتل پر تیر کھانا — سوائے نصیبہ در شہید کے کوئی نہیں پاتا ہے

بر تنم یک جاگہ بے زخم نیست — ایں تنم از تیر چوں پرویز نیست
میرے جسم پر کوئی جگہ بغیر زخم کے نہیں ہے — میرا یہ جسم تیروں کی بوچھ سے چھلنی کی طرح ہے

لیک بر مقتل نیامد تیرہا — کارِ بختست ایں نہ جلدی ودہا
لیکن تیر ، مقتل پر نہ پہونچے — یہ مقدر کی بات ہے نہ کہ بہادری اور ہوشیاری کی

چوں ۲ شہیدی روزیِ جانم نبُود — رفتم اندر خلوت و در چلّہ زُود
چونکہ شہادت ، میری جان کی روزی نہ تھی — میں جلد خلوت اور چلہ میں چلا گیا

در جہادِ اکبر افگندم بدن — در ریاضت کردن ولاغر شدن
میں نے جہاد اکبر میں جسم ڈال دیا — محنت کرنے اور لاغر ہونے میں

بانگِ طبل غازیاں آمد بگوش — کہ خرا میدند جیشِ غزو کوش
غازیوں کے نقارے کی آواز کان میں آئی — کہ جہاد کا کوشاں لشکر روانہ ہو گیا

نفسم از باطن مرا آواز داد — کہ بگوشِ حس شنیدم با مداد
میرے نفس نے مجھے اندر سے آواز دی — جو میں نے حس کے کان سے صبح کو سنی

خیز ہنگام غزا آمد برو — خویش رادر غزو کردن کُن گرو
اٹھ جہاد کا وقت آگیا جا — اپنے آپ کو جہاد میں مصروف کر دے

گفتم ۳ اے نفسِ خبیثِ بے وفا — از کجا میلِ غزا تو از کجا
میں نے کہا اے بے وفا خبیث نفس — تجھے جہاد کی خواہش کہاں سے کہاں سے

راست گو اے نفس کایں حیلت گریست — ورنہ نفسِ شہوتا ز طاعت بریست
اے نفس ! سچ بتا یہ تیری حیلہ بازی ہے — ورنہ شہوانی نفس عبادت سے بیگانہ ہے

گر نگوئی راست حملہ آرمت — در ریاضت سخت ترا فشارمت
اگر تو سچ نہ بتائے گا میں تجھ پر حملہ آوروں کا — میں تجھے ریاضت میں سخت دباؤں گا

۱ جا گیر۔ گھس جانے والا۔ مقتل۔ بدن کا وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے انسان مر جائے۔ مقبلے۔ با نصیب۔ پرویزن۔ چھلنی۔ جادی۔ بہادری۔ دہا۔ تدبیر۔

۲ چوں شہیدی۔ حضرت عیاضی فرماتے ہیں۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ شہادت میرے مقدر میں نہیں ہے تو میں نے خلوت میں چلہ کشی شروع کر دی۔ جیش۔ لشکر۔ کرد۔ کردی۔

۳ گفتم۔ میں نے نفس سے کہا خبیث تجھے جہاد کی رغبت کیوں پیدا ہوئی ہے سچ بتا دے ورنہ تجھے بہت کچلوں گا۔

نفس[1] بانگ آورد آندم از دروں
نفس نے اندر سے آواز دی

با فصاحت بے دہاں اندر فسوں
بغیر منہ کے فصاحت کے ساتھ جادو (گری) میں

کہ مرا ہر روز ایں جامی کشی
کہ تو مجھے ہر روز اس جگہ کھینچ لاتا ہے

جانِ من چوں جانِ گبراں میکشی
میری جان کو کافروں کی جان کیطرح قتل کرتا ہے

ہیچ کس را نیست از حالم خبر
کسی کو میری حالت کی خبر نہیں

کہ مرا تو میکشی بے خواب و خور
کہ تو مجھے بغیر سوئے اور کھائے قتل کر رہا ہے

در غزا بجہم بیک زخم از بدن
جہاد میں ایک زخم سے بدن سے بھاگ نکلونگا

خلق بیند مردی و ایثارِ من
لوگ میری بہادری اور قربانی دیکھ لینگے

گفتم[2] اے نفسک منافق زیستی
میں نے کہا اے ذلیل نفس! تو منافق جیا

ہم منافق میمری تو چیستی
منافق ہی مر رہا ہے تو کیا ہے؟

خوارو خودرای و مُرائی بودۂ
تو ذلیل، خود سر اور ریا کار رہا ہے

دردو عالم تو چنیں بیہودہء
دونوں جہاں میں تو اس قدر بیہودہ ہے

نذر کردم کہ زخلوت ہیچ من
میں نے منت مان لی ہے کہ میں خلوت سے کبھی

سر بروں نارم چو زندہ است ایں بدن
باہر نہیں نکلونگا جب تک یہ بدن زندہ ہے

زانکہ در خلوت ہر آنچہ تن کند
اسلئے کہ خلوت میں بدن جو کچھ کرتا ہے

نز برائے روئے مردوزن کند
وہ مرد و عورت کے دکھاوے کیلئے نہیں کرتا ہے

جُنبش و آرامش اندر خلوتش
خلوت میں اس کی حرکت اور سکون

جز برائے حق نباشد نیتش
اللہ تعالیٰ کے سوا کیلئے اس کی نیت نہیں ہوتی ہے

ایں جہادِ اکبرست آں[3] اصغرست
یہ بڑا جہاد ہے، وہ چھوٹا جہاد ہے

ہر دو کارِ رستم ست و حیدرست
دونوں کام رستم اور حیدرؓ کے ہیں

کارِ آنکس نیست کورا عقل و ہوش
اس شخص کا کام نہیں ہے کہ جس کی عقل اور ہوش

پرّ داز تن چوں بجُنبد دُمِ موش
بدن سے پرواز کر جائے جب چوہے کی دم ہلے

کارِ آنکس نیست ایں سودا و جوش
یہ جنون اور جوش اس کا کام نہیں ہے

کوز مُوش و جُنبشش گم کرد ہوش
جو چوہے اور اس کے ہلنے سے ہوش گنوا دے

آنچناں کس را بباید چوں زناں
ایسے شخص کو عورتوں کی طرح چاہیے

دُور بودن از مَصاف و از سناں
میدان جنگ اور نیزے سے دور رہنا

[1] نفس۔ نفس نے جواب دیا تو مجھے یہاں چلہ کشی میں روز کافروں کی طرح قتل کرتا ہے۔ یعنی کس۔ یہاں تنہائی میں میرے قتل سے کوئی واقف نہیں ہوتا ہے۔ در غزا۔ جہاد میں مروں گا تو یکبارگی مر جاؤنگا اور لوگ بھی میری جان نثاری کو دیکھ لیں گے۔

[2] گفتم۔ میں نے نفس سے کہا تو نفاق کے ساتھ جیا اور اب لوگوں کے دکھاوے کے لئے جہاد کر کے منافق کی موت مرنا چاہتا ہے۔ خوار۔ تو دونوں جہانوں میں ذلیل ہوگا۔ مرائی۔ ریا کار۔ خلوت۔ تنہائی کی عبادت ریا کاری سے خالی ہوتی ہے۔

[3] جہاد اصغر۔ دشمن سے لڑنا یہ بہادر اور رستم کا کام ہے۔ کارِ آنکس۔ جہاد اکبر اور جہاد اصغر اس بزدل کا کام نہیں ہے جو چوہے کی دم سے ڈرے۔ آنچناں۔ اس شخص کو عورتوں کی طرح خانہ نشین ہو جانا چاہیے۔ ایں جہاد اکبر۔ خلوت میں چلہ کشی جہاد اکبر ہے جو حیدر کرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کام ہے۔

صوفیے آں اصوفی ایں اینت حیف
ایک صوفی وہ ہے ایک صوفی یہ ہے عجب افسوس ہے

آں زسوزن کشتہ ایں را طعمہ سیف
وہ سوئی کا مقتول اس کی خوراک تلوار ہے

نقشِ صوفی باشد اورا نیست جاں
وہ صوفی کی تصویر ہے اسمیں جان نہیں ہے

صوفیاں بد نام ہم زیں صوفیاں
ان صوفیوں سے صوفی بھی بد نام ہیں

بر در و دیوار جسمِ گل سرشت
مٹی کے بنے ہوئے جسم کے در و دیوار پر

حق زغیرت نقشِ صد صوفی نوشت
اللہ تعالیٰ نے غیرت سے سینکڑوں صوفیوں کی تصویریں بنادیں

تا زر۲ سحر آں نقشہا جنباں شود
تاکہ وہ تصویریں جادو سے متحرک رہیں

تا عصائے موسوی پنہاں شود
جب تک موسوی عصا مخفی رہے

نقشہا رامی خورد صدقِ عصا
ان تصویروں کو لاٹھی کی سچائی نگل جاتی ہے

چشمِ فرعونی ست پُر گردو حصا
فرعونی آنکھ ہے جو گرد اور کنکریوں سے پر ہے

حکایتِ مجاہدِ دیگر و جانبازی اُو در غزا

دوسرے مجاہد اور جہاد میں اس کی جان بازی کی حکایت

صوفی دیگر میانِ صفِ حرب
جنگ کی صف میں ایک دوسرا صوفی

اندر آمد بست باراز بہرِ ضرب
تلوار بازی کے لئے ہیں بار آیا

با مسلماناں بکا فر وقتِ کرّ
مسلمانوں کیساتھ (ہوتا تھا) کافر پر حملہ کیوقت

وانگشت اُو با مسلماناں بفرّ
فرار کے وقت وہ مسلمانوں کیساتھ نہ پلٹنا تھا

زخم۳ خوردو بست زخمے را کہ خورد
زخم کھاتا اور جو زخم کھاتا اس کی بندش کرتا

بارِ دیگر حملہ آورد و نبرد
دوسری بار حملہ اور جنگ شروع کرتا

تا نمیرد تن بیک زخم از گزاف
تاکہ جسم ایک زخم سے خواہ مخواہ نہ مر جائے

تا خورد اُو بیست زخم اندر مصاف
یہانتک کہ وہ جنگ میں بیس زخم کھائے

حیفش آمد کہ بزخمے جاں دہد
اسکو افسوس ہوتا کہ وہ ایک زخم سے جان دیدے

جاں زدستِ صدق اُو آساں رہد
جان اس کی سچائی کے ہاتھ سے آسانی سے چھوٹ جائے

حکایتِ آں مجاہد کہ از ہمیانِ سیم ہر روز یکدرم در خندق

اس مجاہد کی حکایت جو چاندی کی تھیلی سے ہر روز ایک درہم خرچ بنا کر خندق میں

انداختے بتفاریق از بہرِ ستیزۂ حرص و آرزوی نفس
پھینک دیتا نفس کی آرزو اور لالچ سے جنگ کے لئے

---

۱ آں۔ یعنی وہ صوفی جو دست بستہ کافر سے مغلوب ہوگیا۔ ایں۔ یعنی حضرت عیاشی۔ نقش۔ وہ بزدل صوفی صوفیوں کو بد نام کرنے والا ہے۔ بر در۔ انسانی جسم کی دیوار پر اللہ تعالیٰ نے غیرت کیوجہ سے بہت سے صوفیوں کی تصویریں بنادی ہیں تاکہ اس کے محبوب صوفی ان تصویروں میں مخفی رہیں۔

۲ تا زر۔ یہ تصویریں محض جادو گری سے متحرک ہیں اور صوفیانہ حرکات کر رہی ہیں یہ اسی وقت تک ہے جب تک حقیقی صوفی جلوہ گر نہیں ہوتا ہے اس کی جلوہ گری ان سب کو ہضم کر جائے گی۔ حکایت۔ اس اس میں بھی ایک صوفی کی بہادری کے کارنامے ذکر کئے ہیں۔ ضرب۔ تلوار باری کر۔ اقدامی حملہ۔ فر۔ پسپائی۔

۳ زخم۔ اس کے ایک زخم لگتا تو فوراً مرہم پٹی کر کے حملہ آور ہو جاتا تاکہ ایک ہی زخم سے موت نہ آجائے حکایت۔ جس طرح پہلے مجاہد یکبارگی مرنا نہ چاہتے تھے بلکہ بار بار زخم کھا کر جان دینا چاہتے تھے اسی طرح یہ مجاہد یکبارگی سرمایہ تلف نہ کرتے تھے بلکہ نفس کو بار بار تکلیف پہنچانے کے لئے روز مرہ ایک درہم تلف کرتے تھے

وسوسہ نفس کہ چوں می اندازی بخندق بارے یک بار
اور نفس کی تمنا یہ کہ تو جب کہ خندق میں پھینکتا ہے ، اب ایک بار

بیند از تا خلاص یابم کہ [1] الیاس احدی الراحتین واہ
پھینکدے تاکہ میں چھٹکارا پا جاؤں ، کیونکہ مایوسی بھی دو راحتوں میں سے ایک راحت ہے اور وہ

میگفت مر نفس راکہ ترا ایں راحت ہم ندہم
نفس سے کہتا تھا کہ میں تجھے یہ راحت بھی نہ دوں گا

آں یکے بودش بکف در چل درم
ایک صوفی کے ہاتھ میں چالیس درہم تھے

ہر شب افگندے یکے در آب یم
وہ ہر رات کو ایک دریا کے پانی میں پھینکدیتا

تا کہ گردد سخت بر نفسِ مجاز
تاکہ جھوٹے نفس پر سخت بن جائے

در تانی دردِ جاں کندن دراز
جان کنی کا دراز درد سست روی میں

نفسِ او فریاد کر دے ہر شبے
اس کا نفس ہر رات کو فریاد کرتا

در فتادے زار در تاب و تبے
تکلیف اور مصیبت میں لاغر ہوتا

کیں [2] چرامی نفگنی یک بارگی
کہ تو ایک بار کیوں نہیں پھینک دیتا ہے ؟

کشتیم در غصہ و بیچارگی
تو نے مجھے رنج اور مجبوری میں مار ڈالا

بہر حق یکبارگی بگذار دین
خدا کے لئے ایک مرتبہ میں قرض اتار دے

نفس راکا لیاس احدی الراحتین
نفس کا کیونکہ مایوسی دو راحتوں میں سے ایک ہے

او نکشتے ملتفت مر نفس را
وہ نفس کی جانب متوجہ نہ ہوتا

ہمچنیں کشتے مر او را در عنا
اس کو اسی طرح مصیبت میں مارتا

ہمچنیں آں صوفی اندر صف جنگ
اسی طرح اس صوفی نے جنگ کی صف میں

بہر حق بگرفتہ بد بر نفس تنگ
اللہ (تعالیٰ) کیلئے نفس پر سخت گرفت کر رکھی تھی

با مسلماناں [3] بکر او پیش رفت
حملہ کے وقت مسلمانوں کے ساتھ وہ آگے بڑھتا

وقت فر او واگشت از خصم تفت
پسپائی کے وقت دشمن سے جلد پیچھے نہ ہٹتا

زخم دیگر خورد آں راہم بہ بست
دوسرا زخم کھایا اس کو بھی باندھا

بیست کرت مح و تیر از وے شکست
بیس مرتبہ نیزے اور تیر اس پر ٹوٹے

بعد ازاں قوت نماند افتاد پیش
مقعد صدق او ز صدق عشق خویش
اسکے بعد طاقت نہ رہی ، سامنے گر گیا
اپنی سچائی کی جگہ میں اپنے عشق کی سچائی کیوجہ سے

[1] الیاس۔ مقصد پورا ہونے سے بھی راحت ملتی ہے۔ اور مقصد سے بالکل مایوس ہونے سے بھی نفس کو راحت ملتی ہے۔ یم۔ دریا مجاز۔ یعنی حقیقت سے غافل تالی۔ آہستہ روی۔ نفس۔ اس صوفی کا نفس درہم کو دریا میں پھینکنے کی وجہ سے ہر شب فریاد کرتا۔

[2] کیں۔ اور یہ کہتا کہ درہموں کو پھینکنا ہے تو ایک دفعہ پھینک دے۔ کشتیم۔ تو مرا کشتی۔ کالیاس۔ اگر یکبارگی مایوسی ہو جائے تو سکون مل جاتا ہے۔ ملتفت متوجہ۔ عنا۔ مشقت۔ بچنیں۔ اسی طرح اس صوفی نے نفس کی گرفت کر رکھی تھی ایک زخم کھا کر شہید نہ ہونا چاہتا تھا۔

[3] با مسلماناں۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت آگے بڑھتا لیکن پسپائی کے وقت جلد پسپا نہ ہوتا دشمن کے مقابلہ میں جما رہتا۔ کرت۔ مرتبہ۔ رمح۔ نیزہ۔ مقعد صدق۔ قرآن پاک میں نیکوں کی روحوں کے بارے میں ہے وہ سچائی کی جگہ ہوں گی صاحب قدرت خدا کے پاس۔

صدقِ ۱ جاں دادن بود ہیں سابقوا
سچائی ، جان دیدینا ہوتی ہے ، خبردار ! آگے بڑھو

از نبے بر خواں رجال صدقوا
قرآن میں سے رجال صدقوا پڑھ لے

ایں ہمہ مُردن نہ مرگِ صورتست
یہ کامل موت نہ صرف جسم کی موت ہے

ایں بدن مر روح راچوں آلتست
یہ بدن ، روح کے لئے آلہ کی طرح ہے

اے بسا خامے کہ ظاہر خویش ریخت
بہت سے ناقص ہیں کہ انہوں نے اپنا ظاہر (جسم) بہادیا

لیک نفسِ زندہ آں جانب گریخت
لیکن زندہ نفس اس جانب بھاگ گیا

آلتش ۲ بشکست و رہزن زندہ ماند
اس کا آلہ ٹوٹا اور ڈاکو زندہ رہا

نفس زندہ است اگرچہ مرکب خوں فشاند
نفس زندہ ہے اگرچہ سواری نے خون چھڑک دیا

اسپ گشت و رہ نرفت آں خیرہ سر
گھوڑا مارڈالا اور اس بیوقوف نے راستہ طے نہ کیا

ماند خام و زشت از حق بے خبر
اللہ تعالیٰ سے بے خبر کچا اور بھدا رہ گیا

گر بہر خونریزی گشتے شہید
اگر ہر خون بہانے سے شہید بنجایا کرتا

کافرِ کشتہ بُدے ہم بو سعید
مقتول کافر بھی بو سعید ہوتا

اے ۳ بسا نفسِ شہید معتمد
بہت سے بھروسے کے شہید نفس ہیں

مُردہ در دنیا چو زندہ میرود
مرے ہوئے دنیا میں زندہ کیطرح چلتے پھرتے ہیں

رُوحِ رہزن مُردو تن کہ تیغ اوست
ڈاکو نفس مرگیا اور جسم جو کہ اس کی تلوار ہے

ہست باقی در کفِ آں غزو دوست
جہاد کے شائق کے ہاتھ میں باقی ہے

تیغ آں تیغست مرد آں مرد نیست
تلوار وہی تلوار ہے ، مرد وہ مرد نہیں ہے

لیک ایں صورت ترا حیراں کنیست
لیکن یہ صورت تجھے حیران کرنیوالی ہے

نفس چوں مبدل شود ایں تیغِ تن
نفس جب بدل جاتا ہے یہ جسم کی تلوار

باشد اندر دستِ صنع ذوالمنن
اللہ تعالیٰ کی کاریگری کے ہاتھ میں ہوتی ہے

آں یکے مرد یست قوتش جملہ درد
ایک وہ مرد ہے جس کی ساری خوراک درد ہے

ایں دگر مردے میاں تی ہمچو گرد
اور یہ دوسرا مرد ہے جس کی کمر گرد کیطرح خالی ہے

صفت کردنِ مرد غمازو نمودنِ صورتِ کنیزک مصوّر
ایک چغلخور کا خوبی بیان کرنا اور کاغذ پر بنی ہوئی ایک لونڈی کی تصویر دکھانا

۱ صدق۔ پہلی آیت میں جو صدق آیا ہے اس کا مطلب اللہ کے راستہ میں جان دیدینا ہے۔ صدقوا۔ قرآن پاک میں ہے من المومنین رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ۔ یعنی بعض مومن وہ ہیں جنہوں نے اس معاہدہ کو سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا یعنی راہ خدا میں شہید ہو گئے۔ ایں ہمہ۔ راہ خدا میں مرنا جسم کا مرنا نہیں ہے کیونکہ یہ تو روح کا ایک آلہ ہے بلکہ اوصاف ذمیمہ کا ازالہ اور نفس کو مارنا ہے۔ اے بسا۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جو جہاد میں مرتے ہیں لیکن ان کا نفس زندہ رہتا ہے تو وہ راہ خدا میں نہیں مرے۔

۲ آلتش۔ نفس کا زندہ رہنا اور جسم کا مرجانا تو ایسا ہی ہے جیسے ڈاکو زندہ رہے اور اس کا ہتھیار یا گھوڑا فنا ہو جائے۔ اسپ۔ اس شخص کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو منزل پر پہنچنے سے پہلے گھوڑے کو مار ڈالے۔ گر بہر خونریزی۔ اگر شخص خون بہادینا شہادت ہوتو ہر کافر جو جنگ میں مرے اس کو شہید کہو۔ بوسعید نیک بخت یا حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ۔

۳ اے بسا۔ جن لوگوں نے نفس کشی کرلی ہے انکا نفس مردہ ہو چکا ہے لیکن وہ دنیا میں زندہ چلتے پھرتے ہیں آنحضور نے ارشاد فرمایا۔ جو کسی مردہ کو چلتا پھرتا دیکھنا چاہے وہ ابوبکر کو دیکھ لے۔ رہزن۔ جو کہ رہزن تھا وہ مرگیا ہے اس کی جو تلوار تھی یعنی جسم وہ اس مجاہد کے ہاتھ میں باقی ہے۔ تیغ۔ یعنی جسم تو وہی ہے لیکن اب وہ شخص نہیں ہے وہ اپنے آپ کو فنا کر کے بقا باللہ حاصل کر چکا ہے۔ نفس۔ اگرچہ وہ شخص نہیں رہا۔ لیکن اب یہ ہوا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت سے کام کرتی ہے۔ تی۔ تہی خالی

در کاغذ و عاشق شدن خلیفۂ مصر بر نقش آں کاغذ و فرستادن

تصویر دکھانا اور اس کاغذ کی تصویر پر مصر کے خلیفہ کا عاشق ہو جانا اور خلیفہ کا ایک

خلیفہ امیرے باسپاہ گراں بدرِ موصل و قتل و ویرانی

سردار کو بھاری لشکر کے ساتھ موصل کے دروازے پر بھیجدینا اور اس مقصد کیلئے بہت

بسیار کردن بہر ایں غرض

قتل اور تباہی کرنا

مر خلیفہ مصر را غمّاز[1] گفت — کہ شہ موصل بحورے گشت جفت

چغلخور نے مصر کے خلیفہ سے کہا — کہ موصل کے بادشاہ کو ایک حور مل گئی ہے

یک کنیزک دارد اُو اندر کنار — کہ بعالم نیست مانندش نگار

وہ آغوش میں ایک کنیز رکھتا ہے — اس جیسی حسینہ دنیا میں نہیں ہے

دَر بیاں ناید کہ حُسنش بیحدست — نقشِ اُو اینست کاندر کاغذست

بیان نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کا حسن بیحد ہے — اس کی تصویر یہ ہے جو کاغذ پر ہے

نقش دَر کاغذ چو دید آں کیقباد — خیرہ گشت و جام از دستش فتاد

اس بادشاہ نے کاغذ پر اس کی تصویر دیکھی — حیران ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے جام گر گیا

پہلوانے[2] را فرستاد آں زماں — سُوئے موصل با سپاہِ بس گراں

فوراً ایک بہادر کو بھیج دیا — بہت بھاری لشکر کے ساتھ موصل کی جانب

گفت اگر ند ہد بتو آں ماہ را — بر کن از بُن آں درو درگاہ را

کہا اگر وہ اس چاند کو تیرے حوالے نہ کرے — اس در اور درگاہ کو جڑ سے اکھاڑ ڈال

وردہد ترکش کُن و مہ را بیار — تا کشم[3] من بَر زمیں مہ در کنار

اور اگر دیدے اس کو چھوڑ اور چاند کو لے آ — تاکہ میں چاند کو زمین پر بغل میں لوں

پہلواں شد سُوئے موصل باحشم — با ہزاراں رستم و طبل و علم

بہادر خادموں کے ساتھ موصل کیجانب روانہ ہوا — ہزاروں بہادروں اور نقارے اور جھنڈے کیساتھ

چوں مَلخہا بے عدد بر گرد کشت — قاصدِ اہلاکِ اہلِ شہر گشت

کھیتی کے چاروں طرف کی ان گنت مذیوں کی طرح — شہریوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کرنیوالا بنگیا

ہر نواحے مَنجنیقے از نبرد — ہمچو کوہِ قاف اُو بر کار کرد

جنگ کے لئے ہر جانب ایک گوپھن — کوہ قاف جیسی اس نے کام پر لگا دی

[1] غمّاز۔ چغلخور۔ بحورے۔ یعنی موصل کے بادشاہ کے پاس ایک حور صفت لونڈی ہے۔ کنار۔ پہلو۔ نگار حسین۔ کیقباد کے معنی عادل قباد معنی برحق شاہ ایران کا نام ہے جو بڑا عیاش تھا اور سو سال اس نے حکومت کی اب مطلقاً منصف بادشاہ کے معنی میں بولا جاتا ہے۔

[2] پہلوانے۔ شاہ مصر نے بہادر سردار کو بھاری لشکر دے کر موصل روانہ کر دیا۔ موصول صاد کے زیر کے ساتھ عراق اور جزیرہ کے درمیان ایک شہر ہے۔ آں ماہ۔ حسین لونڈی

[3] تا کشم۔ وہ آسمان کا چاند ہے لیکن میں اس سے زمین پر بغلگیر ہوں گا۔ رستم مطلقاً پہلوان۔ ہر نواحے۔ اس سردار نے موصل کے چاروں طرف گوپھنیں قائم کر دیں جو کوہ قاف کی طرح بلند تھیں۔

زخم تیرو سنگہای منجنیق — تیغہا در گرد چوں برق از بریق[1]
تیروں کے زخم اور گوپھن کے پتھر — غبار میں تلواریں چمک بجلی کی طرح

ہفتہ کرد ایں چنیں خونریز گرم — برج سنگیں سست شد چوں موم نرم
ایک ہفتہ اس نے اسی طرح خونریزی گرم رکھی — پتھریلا برج نرم موم کی طرح کمزور پڑ گیا

شاہِ موصل دید پیکارِ مہول — پس فرستاد از دروں پیشش رسول
موصل کے بادشاہ نے خوفناک جنگ دیکھی — تو اندر سے اس کے پاس قاصد بھیجا

کہ چہ[2] میخواہی زخونِ مومناں — کشتہ میگردند زیں حرب گراں
کہ مومنوں کی خونریزی سے تو کیا چاہتا ہے؟ — جو اس بھاری جنگ سے مر رہے ہیں

گر مرادت مُلک و شہرِ موصل ست — بے چنیں خونریز اینت حاصل ست
اگر تیرا مقصود ملک اور موصل شہر ہے — بغیر خونریزی کے یہ تجھے حاصل ہے

من روم بیرونِ شہر اینک در آ — تا نگیرد خونِ مظلوماں ترا
میں شہر سے باہر چلا جاتا ہوں لے تو اندر آجا — تاکہ مظلوموں کا خون تجھے نہ پکڑے

ور مرادت مال و زر و گوہرست — ایں زمُلک و شہر خود آساں ترست
اگر تیرا مقصد مال اور سونا اور جواہر ہیں — یہ سلطنت اور شہر سے خود آسان ہیں

ہرچہ می باید ترا از سیم و زر — میفرستم چیست ایں آشوب[3] و شر
تجھے جو چاندی اور سونا چاہیے — میں بھیجتا ہوں یہ فتنہ اور شر کیا ہے؟

ایثار کردنِ صاحبِ موصل آں کنیزکِ خود را بخلیفہ مصر
موصل کے حاکم کا اپنی لونڈی کو خلیفہ مصر کو دے دینا تاکہ مسلمانوں
تا خوں ریزیِ مسلماناں زیادہ نہ شود
کی خونریزی زیادہ نہ ہو

چوں رسول آمد بہ پیش پہلواں — گفت پیغامِ مَلِک اندر زماں
جب قاصد پہلوان کے سامنے آیا — اس نے فوراً بادشاہ کا پیغام پہنچا دیا

گفت من نے مُلک میخواہم نہ مال — لیک میجویم یکے صاحب جمال
اس نے کہا نہ میں ملک چاہتا ہوں، نہ مال — لیکن ایک حسین کا جویاں ہوں

داد کاغذ اندرو نقش و نشاں — گفت پیشش بر بگو اورا عیاں
اس نے کاغذ دیا جس میں تصویر اور علامت تھی — کہا اس کے سامنے اس کو صاف بتا دے

[1] بریق۔ چمک۔ برج سنگیں۔ یعنی اس موصل کے بادشاہ کا قلعہ موم کی طرح نرم ہو گیا۔ مہول۔ خوفناک۔ رسول۔ قاصد

[2] کہ چہ۔ موصل کے بادشاہ نے قاصد کے ذریعہ پہلوان سے کہلایا کہ حملہ سے تیرا کیا مقصد ہے۔ اینت۔ ایں ترا۔ ایں زمُلک۔ جب میں سلطنت چھوڑنے کو تیار ہوں تو روپیہ پیسہ دینا تو بہت آسان ہے۔

[3] آشوب۔ فتنہ۔ ملک یعنی موصل کا بادشاہ۔ گفت۔ پہلوان نے کہا۔ صاحب جمال یعنی لونڈی

کاندریں[1] کاغذ نگر چہ صورتست
کہ اس کاغذ میں دیکھ کیا تصویر ہے

زود بفرستش کہ مُلک و جانت درست
اس کو جلد بھیج دے کہ تیری سلطنت اور جان نجات پائے

بنگر اندر کاغذایں راطالبم
کاغذ میں دیکھ لے میں اس کا طلبگار ہوں

ہیں بدہ ورنہ کنوں من غالبم
خبردار ! دیدے ورنہ اب میں غالب ہوں

چوں رسولش بازگشت و گفت حال
جب اس کا قاصد واپس ہو اور حالت بتائی

داد کاغذ راو بنمود آں مثال
اس نے کاغذ دیا اور وہ تصویر دکھائی

گشت معلومش چہ گفت آں شاہِ نر
اس کو معلوم ہو گیا تو اس بہادر شاہ نے کیا کہا ؟

صورتے کم گیرو زود ایں رابَبر
مان لے ایک (حسین) صورت نہ رہ اور جلد اس کو بھیجا

من[2] نیم در عہدِ ایماں بُت پرست
میں ایمان کے عہد میں ، بت پرست نہیں ہوں

بُت برآں بُت پرست اولیٰ ترست
بت اس بت پرست کی بغل میں زیادہ بہتر ہے

با تبرّک داد دختر راو بُرد
اس نے لونڈی مع تحفہ کے دی اور وہ لیگیا

سُوی لشکر گاہ و در ساعت سپُرد
لشکر گاہ کی جانب اور فوراً سپرد کر دی

چونکہ آوردش رسول آں پہلواں
جب قاصد اس کو لایا، وہ سردار

گشت عاشق بر جمالش آں زماں
فوراً اس کے حسن پر عاشق ہو گیا

عشق بحرے آسماں بروے کفے
عشق ایک سمندر ہے آسمان اسپر ایک جھاگ ہے

چوں زلیخا در ہویٰ یوسفے
جیسے کہ زلیخا یوسف کے عشق میں تھی

دورِ گردو نہاز موجِ عشق داں
آسمانوں کی گردش عشق کی موج سے سمجھ

گر نبودے عشق بفسردے جہاں
اگر عشق نہ ہوتا تو جہان ٹھہر جاتا

کے جمادے[3] محو گشتے در نبات
جماد ، نبات میں کب فنا ہوتا ؟

کے فدیِ رُوح گشتے نامیات
نمو پانے والیاں روح پر کب فدا ہوتیں؟

رُوح کے گشتے فدای آں دمے
روح اس دم پر کب فدا ہوتی ؟

کز نسیمش حاملہ شُد مریمے
جس کی نسیم سے مریم حاملہ ہوئیں

ہر یکے بر جا تر نجیدے چو مخ
ہر ایک اپنی جگہ برف کی طرح سکڑ جاتا

کے بُدے پرّاں وجویاں چوں ملخ
ٹڈی کی طرح کب پرواز اور جستجو میں ہوتا ؟

ذرّہ ذرّہ عاشقانِ آں جمال
ذرہ ذرہ اس حسن کا عاشق ہے

می شتابد در عُلو ہمچوں نہال
پودے کی طرح بلندی کی جانب دوڑتا ہے

[1] کاندریں۔ یعنی اپنے بادشاہ سے کہدے کہ اس کاغذ پر جس کی تصویر ہے اس کو ہمیں دیدے تب تیری نجات ہوگی۔ آں مثال۔ یعنی لونڈی کی تصویر۔ گشت مطلوبش۔ جب شاہ موصل کو بہادر کی خواہش کا علم ہو گیا تو اس نے کہا۔ شاہ نر۔ یعنی شاہ موصل۔ صورت۔ یعنی اگر ایک لونڈی نہ ہی تو کیا ہوا۔

[2] من نیم۔ شاہ موصل نے کہا میں بت پرست نہیں ہوں لہٰذا یہ بت لونڈی شاہ مصر بت پرست کے لئے مناسب ہے۔ چونکہ جب قاصد لونڈی کو لے کر آیا تو یہ پہلوان اس پر عاشق ہو گیا۔ عشق عشق۔ الٰہی صوفیاء ذات الٰہی مراد لیتے ہیں۔ زلیخا۔ آسمان کی تشبیہ ہے۔ یوسف حضرت حق کی تشبیہ ہے۔ ذور گردوں تمام کائنات کی حرکت کا سبب عشق ہے جو اس میں پنہاں ہے۔ ورنہ کائنات بے جان ہو کر رہ جاتی۔

[3] جماد۔ جماد اپنے آپ کو نبات میں فنا کرتا ہے۔ مٹی پانی سے نباتات غذا حاصل کر کے بڑھتی ہیں۔ روح۔ اس نغمہ پر قربان ہوئی جس سے حضرت مسیح کی پیدائش ہوئی۔ ہر یکے۔ اگر عشق کی تحریک نہ ہو تو ہر چیز ٹھہر کے رہ جائے۔ ذرہ۔ کائنات کا ہر ذرہ کمال کا خواہاں ہے

سبح اللہ ہست آں اشتاب شاں
ان ذروں کی تیز روی اللہ کی تسبیح ہے

تتقیہ تن می کنند از بہرِ جاں
جو جان کے لئے جسم کو صاف کرتے ہیں

پہلواں چہ را چورہ پنداشتہ
سردار نے جب کنویں کو راستہ سمجھ لیا

شورہ اش خوش آمد و حب کاشتہ
شوریلی زمین اس کو بھلی معلوم ہوئی اور دانہ بو دیا

چوں خیالے[2] دید آں خفتہ بخواب
جیسا کہ سونے والے نے نیند میں ایک خیال دیکھا

جمع شد با آں واز وے رفت آب
اس کے ساتھ جماع کیا اور اس کی منی بہہ نکلی

چوں بجست از خواب و شد بیدار زود
وہ جب نیند سے اٹھا اور جلد بیدار ہو گیا

دید کاں لعبت بہ بیداری نبود
دیکھا کہ وہ گڑیا بیداری میں (موجود) نہ تھی

گفت بر ہیچ آب خود بُردم دریغ
اس نے کہا افسوس ہے میں نے معدوم پر اپنی منی بہائی

عشوۂ آں عشوہ دہ خوردم دریغ
افسوس ہے اس فریب دینے والے کا میں نے فریب کھالیا

پہلوانِ تن بُد آں مردی نداشت
جسم کا پہلوان تھا انسانیت نہ رکھتا تھا

تخم مردی در چناں ریگے بکاشت
اس نے انسانیت کا بیج ایسے ریت میں بو دیا

مرکبِ عشقش دریدہ صد لگام
اس کے عشق کی سواری نے سو لگام توڑ دیئے

نعرہ میزد لا اُبالے کا لتحمام
وہ نعرہ مارتا تھا میں موت کی پروا نہیں کرتا ہوں

ایش[3] اُبالی با لخلیفۃ فی الھوی
میں محبت کے معاملہ میں خلیفہ کی کیا پروا کرتا ہوں

استوی عندی وجودی و التوی
میرے نزدیک میرا وجود اور ہلاکت یکساں ہے

ایں چنیں سوزاں و گرم آخر مکار
ایسی سوزش اور گرمی سے بچ نہ ہو

مشورت کن با یکے دانستہ کار
کسی جانکار سے مشورہ کر لے

مشورت کو عقل کو سیلابِ آز
مشورہ کہاں عقل کہاں حرص کے سیلاب نے

در خرابی کردناخہا دراز
تباہی کے لئے ناخون دراز کر لئے ہیں

بین ایدی سدّ و سوئے خلف سدّ
سامنے دیوار ہے اور پیچھے کی جانب دیوار ہے

پیش و پس کے بیند آں مفتونِ خد
وہ رخسار کا عاشق آگے پیچھے کب دیکھتا ہے؟

آمدہ در قصدِ جاں سیلِ سیاہ
کالا سیلاب، جان کے ارادہ سے آچکا ہے

تا کہ روبہ افگند شیرے بچاہ
تاکہ لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دے

از چہے بنمود معدومے خیال
ایک معدوم خیال کنویں سے نمودار ہوا

تا در انداز دا سوداً کالجبال
تاکہ پہاڑ جیسے شیروں کو اندر گرا دے

---

[1] سبح اللہ۔ قرآن پاک میں ہے یسبح للہ ما فی السموت والارض یعنی آسمان اور زمین کا ذرہ ذرہ اللہ کا تسبیح خواں ہے یہ اس کی تسبیح ان کے عشق کی دلیل ہے اور اس کے ذریعہ وہ جان کے لئے جسم کو فنا کرتے ہیں۔ پہلوان۔ پہلوان حقیقی عشق کو نہ سمجھا اور لونڈی پر عاشق ہو گیا اس نے کنویں کو صاف راستہ سمجھ لیا۔

[2] چوں خیالے۔ وہ پہلوان غیر حقیقت کو حقیقت سمجھ بیٹھا جس طرح انسان خواب میں بے حقیقت حسینہ سے جماع کر ڈالتا ہے اور اپنا مادہ ضائع کرتا ہے اور بیدار ہو کر پھر افسوس کرتا ہے۔ تجم۔ مردی۔ یعنی عشق۔ ریگے۔ یعنی لونڈی۔ نعرہ۔ یعنی اگرچہ لونڈی سے عشق کرنے میں اندیشہ ہے کہ شاہ مصر قتل کرا دیگا لیکن مجھے موت کی پروا نہیں ہے۔

[3] ایش۔ ای شئ الھوی۔ عشق۔ التوی۔ ہلاکت۔ مکار۔ کشت کاری نہ کر۔ مشورت کو۔ پہلوان پر تو لالچ سوار تھا وہ کہاں مشورہ کر سکتا تھا۔ مفتونِ خد۔ رخسار کے عاشق کو آگاہ پیچھا نظر نہیں آتا۔ آمدہ۔ جب تباہی آتی ہے تو لومڑی شیر کو کنویں میں گرا دیتی ہے جیسا کہ پہلے دفتر میں بیان ہو چکا ہے از چہے۔ پہلے دفتر میں لومڑی اور شیر کے قصہ میں گذرا ہے۔ کہ شیر کو اپنا عکس کنویں میں شیر نظر آیا اور وہ اس سے لڑنے کیلئے کنویں کود گیا۔ اسود۔ اسد کی جمع شیر ہے الجبال۔ جبل کی جمع ہے۔ پہاڑ

هیچ[1] کس رابا زناں محرم مدار — کہ مثال ایں دوپنبہ است و شرار
کسی کو عورتوں کا محرم نہ بنا — کہ ان دونوں کی مثال روئی اور چنگاری کی ہے

آتشے باید نشستہ زاب حق — ہمچو یوسف معتصم اندر رہق
خدا کے پانی سے آگ بجھی ہوئی ہونی چاہیے — جیسے کہ معصوم یوسف جوانی میں

کز زلیخائے لطیفِ سَر و قد — ہمچو شیراں خویشتن را وا کشد
کہ حسین سرو قد زلیخا سے — شیروں کی طرح اپنے آپ کو کھینچ لیا

نفس[2] خود را کے تواں کردن زبوں — جز با مدادِ عقولِ ذوفنوں
اپنے نفس کو مغلوب کب کیا جا سکتا ہے — اہل کمال کی عقلوں کی امداد کے بغیر

جانبِ اتمامِ قصہ بازراں — کایں سخن پایاں ندارد پہلواں
قصہ کو پورا کرنے کی جانب چل — اے پہلوان اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

مُراجعت کردنِ پہلوان از مُوصِل بجانبِ مصر و صحبتِ اُودَر راہ با کنیزک

پہلوان کا موصل سے مصر کی جانب واپس ہونا اور راستہ میں اس کا لونڈی سے ہمبستر ہونا

بازگشت از مُوصِل و میشد بَراہ — تا فرود آمد بہ بیشہ و مر جگاہ
وہ موصل سے لوٹا اور راستہ پر روانہ ہوا — یہاں تک کہ اس نے جنگل اور چراگاہ میں پڑاؤ کیا

آتشِ عشقش فروزاں آں چناں — کہ ندانست اُو زمیں از آسماں
اس کے عشق کی آگ اس طرح بھڑک رہی تھی — کہ وہ زمین اور آسمان میں فرق نہ کر سکتا تھا

قصدِ آں مہ کرد اندر خیمہ اُو — عقل کو و از خلیفہ خوف کو
اس نے خیمہ میں چاند کا قصد کیا — عقل کہاں تھی (اور) خلیفہ کا ڈر کہاں ؟

چوں[3] زند شہوت دریں وادی شرار — عقل راسوزد دراں شعلہ چو خار
جب شہوت اس میدان میں آگ لگا دیتی ہے — عقل کو کانٹے کی طرح اس شعلے میں جلا دیتی ہے

چوں زند شہوت دریں وادی دہل — چیست عقلِ تو فجل ابن الفجل
جب شہوت اس میدان میں ڈھول بجا دیتی ہے — تو اے ذلیل، ذلیل کے بیٹے! تیری عقل کیا ہے؟

صد خلیفہ گشتہ کمتر از مگس — پیش چشمِ آتشینش آں نفس
سینکڑوں خلیفہ مکھی سے کم بن گئے — اس وقت اس کی شعلہ بار آنکھوں کے سامنے

[1] ہیچ کس۔ یہ خرابی اس لئے آئی کہ شاہ مصر نے پہلوان کو اونڈی کا محرم بنایا۔ آتشے۔ یہ آگ صرف اللہ تعالیٰ کا آب رحمت بجھا سکتا ہے۔ یوسف۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف کو بچا لیا۔ معتصم۔ معصوم۔ راہق۔ بلوغ کا زمانہ شیر آں۔ حضرت یوسف شیر مردوں کی طرح زلیخا سے بچ نکلے۔

[2] نفس۔ نفس کو کسی شیخ کے مشورے سے مغلوب کیا جا سکتا ہے۔ بازگشت۔ پہلوان اونڈی کو لے کر موصل سے چلا تو ایک جنگل اور چراگاہ تو ایک جنگل اور چراگاہ میں اس کا پڑاؤ ہوا۔ آتش۔ اس کے عشق کی آگ اس قدر بھڑکی ہوئی تھی کہ وہ اندھا ہو رہا تھا۔ قصدِ آں۔ وہ عشق سے مجبور ہو کر لونڈی کے خیمہ میں گھس گیا۔ اب نہ اس میں عقل تھی۔ نہ خلیفہ کا ڈر۔

[3] چوں زند۔ جب شہوت آگ لگاتی ہے تو عقل خس و خاشاک کی طرح جل جاتی ہے۔ خجل۔ ذلیل۔ ضد خلیفہ۔ شاہ مصر کیا سینکڑوں شاہ اس کی نظر میں مکھی سے کم تھے۔

چوں بروں انداخت شلوار و نشست — درمیانِ پائے زن آں زن پرست

جب پاجامہ اتار دیا اور بیٹھ گیا — اور عورت پرست عورت کی ٹانگوں کے درمیان

چوں ذکر سوئے مقر میرفت راست — رُستخیز و غلغل از لشکر بخواست

جب ذکر سیدھا ٹیکاؤ کی طرف گیا — قیامت اور شور و غل لشکر سے اٹھا

بر جہید اُو کون برہنہ سوئے صف — ذوالفقارِ ہمچو آتش اُو بکف

وہ ننگا صف کی جانب دوڑا — آگ جیسی تلوار ہاتھ میں لئے

دید شیرِ نرسیہ از نیستاں — برزدہ بر قلبِ لشکر ناگہاں

اس نے دیکھا، کالے نر شیر نے جنگل سے — اچانک وسط لشکر پر حملہ کر دیا ہے

تا زیاں چوں دیو در جوش آمدہ — صد طویلہ و خیمہ اندر ہمزدہ

عربی گھوڑے دیو کی طرح جوش میں آ گئے ہیں — سینکڑوں پچھاڑیاں اور خیمے درہم برہم ہو رہے

شیرِ نر گنبد ہمیکرد از لغز — در ہوا چوں موجِ دریا بیست گز

نر شیر گھسنے کے لئے جست لگا رہا تھا — فضا میں بیس گز دریا کی موج کی طرح

پہلواں مردانہ بود و بے حذر — پیشِ شیر آمد چو شیرِ مست نر

پہلوان بہادر تھا اور بغیر خوف — مست نر شیر کی طرح شیر کے سامنے آ گیا

زد[2] بشمشیر و سرش را بر شگافت — زود سوئے خیمۂ مہر و شتافت

تلوار ماری اور اس کا سر پھاڑ دیا — حسینہ کے خیمہ کی طرف جلد دوڑ گیا

چونکہ خود را او بداں حورا نمود — مردی او ہمچناں بر پائے بود

جب اس نے اپنے آپ کو اس حور کو دکھایا — اس کی مردی اسی طرح قائم تھی

باچناں شیرے پچاش[3] گشت جفت — مردی او ماند بر پائی و نخفت

ایسے شیر سے ہاتھ مقابلہ میں شریک ہوا — اس کی مردی قائم رہی اور نہ سوئی

آں بت شیریں لقائے ماہرو — در عجب در ماند از مردی او

وہ بت شیریں دیدار چاند سے مکھڑے والی — اس کی مردی سے تعجب میں پڑ گئی

جفت شد با او بشہوت آں زماں — متحد گشتند حالی آں دو جاں

وہ فوراً شہوت سے اس سے جفت ہو گئی — فوراً وہ دو جانیں ایک ہو گئیں

ز اتصالِ ایں دو جاں یا ہمدگر — میرسد از غیب شاں جانِ دگر

ان دونوں جانوں سے باہمی پیوست ہونے سے — غیب سے ایک نئی جان ان کو ملتی ہے

---

[1] زن پرست۔ یعنی پہلوان۔ مقر۔ یعنی لونڈی کی شرمگاہ۔ کون برہنہ۔ یعنی اسی حالت میں جس میں وہ لونڈی سے مصروف تھا۔ ذوالفقار۔ عمدہ تلوار۔ دید۔ اس پہلوان نے دیکھا کہ ایک کالا شیر لشکر کے درمیانی حصہ پر حملہ آور ہے۔ تازیاں۔ عربی گھوڑے۔ طویلہ۔ پچھاڑی اصطبل گنبد ہمی کرد۔ چھلانگ لگا رہا تھا۔ لغز۔ لغزیدن بمعنی خریدن۔

[2] زد۔ پہلوان نے شیر پر تلوار کا وار کیا اور اس کا سر پھاڑ دیا اور بہت جلد اس لونڈی کے خیمہ میں چلا گیا چونکہ جب اس لونڈی کے پاس پہنچا تو اس کی ہیبت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

[3] پچاش۔ پنجہ زنی۔ اس کی شہوت سرد نہ پڑی تھی وہ لونڈی اس کی مردانگی کی اس طاقت سے حیرت میں پڑ گئی۔ خفت شد۔ ہم نے اس کا فاعل پہلوان کو قرار دیکر ترجمہ کیا ہے اور فاعل لونڈی کو قرار دیا جائے تو ترجمہ دوسرا ہو گا۔ جان دگر۔ یعنی ہونے والا بچہ۔

رُو نماید از طریقِ زاد نے — گر نباشد از[1] علوقش رہزنے
جننے کے طریق پر رونما ہوتی ہے — اگر حمل کے لئے کوئی رہزن نہ ہو

ہر کجا دو کس بمہرے یا بکیں — جمع آید ثالثے زاید یقیں
جب دو انسان محبت یا کینہ سے — جماع کرتے ہیں، یقیناً تیسرا پیدا ہوتا ہے

لیک اندر غیب زاید آں صُوَر — چوں رَوی آں سُو بہ بینی در نظر
لیکن عالم غیب میں وہ صورتیں جنتی ہیں — جب تو اس جانب جائیگا، آنکھ سے دیکھ لیگا

آں نتائج کز قراناتِ تو زاد — ہیں مگر داز ہر قرینے زود شاد
ان نتیجوں کو جو تیرے ملاپ سے پیدا ہوئے ہیں — خبردار! ہر ساتھی سے جلد خوش نہ ہو

مُنتظر میباش آں میقات[2] را — صدقِ واں الحاقِ ذُرّیات را
تو اس وعدہ گاہ کا منتظر رہ — ذریات کے ملا دینے کو سچا سمجھ

کز عمل زاینده اند و از عِلل — ہر یکے را صورتِ نطق و کلل
کہ وہ عمل اور علتوں سے پیدا ہوئے ہیں — ہر ایک کو گویائی اور گونگے پن کی صورت حاصل ہے

بانگِ شاں در میر سد زاں خوشجمال — کاے زما غافل بلا زُوتر تعال
ان حسینوں سے انہیں آواز آرہی ہے — کہ اے ہم سے غافل! خبردار، جلد آجا

مُنتظر[3] در غیب جانِ مَرد و زن — مُول مُولت چیست زُوتر گام زن
مرد عورت کی جان عالم غیب میں منتظر ہے — تیرا آہستہ آہستہ چلنا کیوں ہے، جلد قدم اٹھا

راہ گم کرد او ازاں صبح دروغ — چوں مگس افتاد اندر دیگ دوغ
اس نے صبح کاذب کی وجہ سے راستہ گم کر دیا — مکھی کی طرح چھاچھ کی دیگ میں گر گیا

پشیماں شدن آں سر لشکر از خیانتے کہ کردہ بود و سوگند دادن اُو آں کنیزک را کہ بخلیفہ باز نگوید آنچہ رفت

اس لشکر کے سردار کا اس خیانت سے شرمندہ ہونا جو اس نے کی تھی اور اس کا اس لونڈی کو قسم دینا کہ جو کچھ ہوا ہے وہ خلیفہ سے نہ کہے

چند روزے ہم براں بُد بعد ازاں — شد پشیماں اُو ازاں جُرمِ گراں
وہ چند روز اسی حالت پر رہا اس کے بعد — وہ اس بھاری جرم سے شرمندہ ہوا

داد سوگندش کہ اے بدر منیر — کس حذر تا شہ نگردد زیں خبیر
اس نے اس کو قسم دی کہ اے روشن چہرہ سے چہ — خبردار نہ ہو بادشاہ اس سے

[1] گر نباشد۔ اگر نطفہ کے استقرار سے کوئی مرض وغیرہ مانع نہ ہو۔ ہر کجا۔ جب مرد و عورت جفتی کرتے ہیں خواہ محبت سے خواہ کینہ سے تو حمل ٹھہر جاتا ہے اسی طرح دو شخص کوئی اور معاملہ کرتے ہیں یا کوئی شخص کسی عمل کے ساتھ جفت بنتا ہے تو اس کے نتائج صور معنویہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ لیک۔ موالید صوری تو نظر آجاتے ہیں۔ لیکن یہ موالید معنوی عالم آخرت میں نظر آئیں گے۔ ہیں۔ تو اب انسان کا فرق ہے کہ اپنے اس قرین کو خوب دیکھ لے جس کے ملاپ سے نتیجہ برآمد ہوگا۔ کہو کس قسم کا ہے۔

[2] میقات۔ عالم آخرت۔ الحاق ذریات۔ قرآن پاک میں ہے ہم قیامت میں مومنین کی مومن ذریت یعنی اولاد کو اس کے ساتھ کر دینگے۔ مولانا نے یہاں ذریت سے اعمال کے نتائج مراد لئے ہیں۔ عمل۔ یعنی نیک عمل۔ علل۔ یعنی برے کاموں کے اسباب۔ ہر یکے۔ آخرت میں ہر عمل گویا بنے گا۔ شاں۔ یعنی عمل کرنیوالے۔ خوشجمال۔ یعنی اعمال کے نتائج۔

[3] منتظر۔ عالم غیب میں ہر شخص کے اعمال اس کے منتظر ہیں۔ جان۔ یعنی نتیجہ عمل۔ راہ گم کرد۔ یہ شعر پہلوان سے متعلق ہے کہ اس نے غلطی کی اور نقصان اٹھایا۔ صبح دروغ۔ صبح کاذب جس سے دھوکہ کھا کر مسافر چل پڑتا ہے اور مارا جاتا ہے خیانتے۔ لونڈی کے ساتھ ہمبستری جرم جو اس نے لونڈی سے ساتھ کیا۔ ۱۲۔ پہلوان نے لونڈی کو قسم دی کہ یہ واقعہ شاہ مصر سے نہ کہنا حذر۔ بچاؤ۔ خبیر باخبر۔

داد سوگندش کہ اے خورشید رُو
اس نے اس کو قسم دی کہ اے سورج جیسے چہرے والی

با خلیفہ زانچہ شد رمزے[1] مگو
جو کچھ ہوا خلیفہ سے اس کا اشارہ نہ کرنا

مختصر گویم ببرد آں پہلواں
میں مختصراً بتاتا ہوں وہ پہلوان لے گیا

مر کنیزک را سوئے شاہِ جہاں
شاہ جہاں کی جانب لونڈی کو

چوں بدید اُورا خلیفہ مست گشت
جب خلیفہ نے اس کو دیکھا مست ہو گیا

پس زبام افتاد اُورا نیز طشت
تو اس کا طشت بھی بالا خانے سے گر گیا

دید صد چندانکہ وصف اِشنیدہ بُود
جو تعریف اس نے سنی تھی اس کو سو گنا دیکھا

کے بُود خود دیدہ مانندِ شنُود
دیکھا ہوا سنے ہوئے کی برابر کب ہوتا ہے

وصف تصویرست بہرِ چشمِ ہوش
تعریف ہوش کی آنکھ کے لئے تصویر کھینچتا ہے

صورت آنِ چشم داں نے آنِ گوش
صورت آنکھ کی ملکیت سمجھ نہ کہ کان کی

یک[2] مثالے گویم اکنوں گوش دار
میں ایک مثال کہتا ہوں ، اب سن

فہم کُن امثالِ معنیٰ ہوش دار
مثالوں کا مطلب سمجھ ، ہوش کر

حکایت

حکایت

کرد مردے از سخندانے سوال
ایک شخص نے ایک سخندان سے دریافت کیا

حق و باطل چیست اے نیکو مقال
اے خوش بیان ! حق اور باطل کیا ہے ؟

گوش را بگرفت و گفت ایں باطل ست
اس نے (اپنا) کان پکڑا اور کہا یہ باطل ہے

چشمِ حقست و یقینش حاصل ست
آنکھ حق ہے اور اس کو یقین حاصل ہے

آں[3] بہ نسبت باطل آمد پیشِ ایں
لیکن (یہ) آنکھ کے مقابلہ میں نسبت کے مقابلے باطل ہے

نسبت ست اَغلب سخنہا اے امیں
اے امین ! اکثر باتوں میں نسبت ہے

ز آفتاب ار کرد خفاش احتجاب
اگر چمگادڑ نے سورج سے پردہ کر لیا ہے

نیست محجوب از خیالے آفتاب
سورج خیال سے پردے میں نہیں ہے

خوف اُورا خود خیالش میدہد
روشنی کا ڈر اس کو خود اس سورج کا خیال دے رہا ہے

آں خیالش سُوئے ظُلمت میکشد
وہ خیال اس کو تاریکی کی جانب کھینچ رہا ہے

آں خیالِ نُوری ترسانندش
روشنی کا خیال اس کو ڈرا رہا ہے

بر شبِ ظلمات می چفسانندش
تاریکیوں کی رات سے اس کو چمٹا رہا ہے

[1] رمزے۔ کوئی اشارہ۔ پس زبام۔ یعنی لڑکی کے عشق میں بدنام ہو گیا۔ کے بود۔ شنیدہ کے بُود مانند دیدہ۔ وصف۔ کسی چیز کے اوصاف سننے سے اس کی تصویر ذہن میں پیدا ہوتی ہے اور اس کی صورت آنکھ سے نظر آتی ہے۔

[2] یک مثالے۔ اس مثال اور حکایت سے یہی سمجھایا ہے کہ اہل شنید کا رتبہ اہل دید سے کمتر ہے۔ کرد۔ ایک صاحب نے ایک صاحب سے حق اور باطل کی حقیقت کے بارے میں سوال کیا۔ گوش۔ اس نے اپنا کان پکڑ کر بتایا کہ اس کے ذریعہ جو علم حاصل ہو وہ باطل ہے آنکھ کے ذریعہ جو علم ہوتا ہے وہ صحیح اور یقینی ہوتا ہے۔

[3] آں بہ نسبت۔ ہم نے سنی ہوئی بات کو دیکھی ہوئی کے مقابلہ میں جو باطل کہا ہے وہ کثرت کے اعتبار سے ہے یعنی اکثر یہی صورت ہوتی ہے ز آفتاب۔ ورنہ چمگادڑ کو سورج کا علم مشاہدہ سے اگرچہ حاصل نہیں ہے لیکن وہ پھر بھی درست اور صحیح ہے۔ خوف۔ روشنی کا خوف اس کو سورج کا خیال دلاتا ہے اور وہ خیال اس کو تاریکی میں لے جاتا ہے۔

از خیالِ[1] دشمن و تصویرِ اُوست
دشمن کے خیال اور اس کی تصویر کی وجہ سے ہے

کہ تو بر چفسیدۂ بر یارو دوست
کہ تو یار اور دوست سے چمٹا ہوا ہے

موسیاً کشف لمع بر کہ فراشت
اے موسیٰ ! تجلی کا کشف پہاڑ پر پڑا

آں مخیل تاب تحقیقت نداشت
وہ خیال کرنے والا آپکی تحقیق کی طاقت نہیں رکھتا ہے

ہیں مشو غرّہ بداں کہ قابلی
خبردار ! تو اس میں دھوکا نہ کھا کہ تو قبول کرنیوالا ہے

مر خیالش راوزیں رہ و اصلی
اس کے خیال کو اور تو اس راہ سے واصل بحق ہے

از خیالِ[2] حرب نہر اسید کس
جنگ کے خیال سے کوئی خوفزدہ نہیں ہوتا

لاشجاعۃ قبل حرب ایں دس
جنگ سے پہلے شجاعت نہیں ہے اس کو سمجھ لے اور بس

بر خیالِ حرب خیز اندر فکر
نامرد ، لڑائی کے خیال سے فکر میں

میکند چوں رستماں صد کرّ و فرّ
رستموں کی طرح سینکڑوں کرّ و فر کرتا ہے

نقشِ رُستم کاں بحمامے بُود
رستم کی تصویر جو کسی حمام میں ہوتی ہے

قرن حملہ فکر ہر خامے بُود
ہر ناقص کے فکر کے حملہ کی حریف ہو سکتی ہے

ایں خیالِ سمع چوں مُبصر شوَد
جب کان کا یہ خیال دیکھنے کی طرح ہو جائے

چیزچہ بوَد رُستمے مُضطر شوَد
نامرد کیا ہوتا ہے ، ایک رستم بھی مجبور ہو جاتا ہے

جہد[3] کُن کز گوش در چشمت رَود
تو کوشش کر کہ وہ کان تیری آنکھ میں آجائے

آنچہ آں باطل بُدست آں حق شود
جو باطل نظر آتا تھا وہ حق ہو جائے

زاں سپس گوشت شود ہم طبعِ چشم
اسکے بعد تیرا کان بھی آنکھ کا ہم مزاج بن جائیگا

گوہرے گردو دو گوشت ہمچو نیشم
تیرے نیشم جیسے دونوں کان گوہر بن جائیں گے

بلکہ جُملہ تن چو آئینہ شوَد
بلکہ پورا جسم آئینہ کی طرح ہو جائے گا

جُملہ چم و گوہرِ سینہ شوَد
سب آنکھ اور سینہ کا جوہر ہو جائے گا

گوش انگیزو خیال وآں خیال
کان ایک خیال پیدا کرتا ہے اور وہ خیال

ہست دلّالہ وصالِ آں جمال
اس حسن کے وصال کی مشاطہ بن جاتا ہے

جہد کُن تا ایں خیال افزوں شوَد
کوشش کر تاکہ یہ خیال بڑھے

تا دلالہ رہبرِ مجنوں شوَد
تاکہ مجنوں کے لئے مشاطہ رہبر بنجائے

[1] از خیال۔ دشمن کا خیال اور تصور انسان کو دوست پیدا کرنے اور ان سے ملنے پر مجبور کرتا ہے۔ موسیا۔ حضرت موسیٰ کو مشاہدہ کے وجہ کا علم تھا کوہ طور کو اس وجہ کا علم نہ تھا لیکن پھر بھی وہ پہاڑ پر موثر ہوا۔ لمع۔ چمک تجلی۔ کہ۔ کوہ۔ مخیل۔ یعنی پہاڑ جس کو مشاہدہ حاصل نہ تھا صرف خیال حاصل تھا۔ ہیں۔ لیکن انسان کو حق تعالیٰ خیال پر اکتفا نہ کرنا چاہیے وہ محض خیال سے واصل بحق نہ ہوگا۔

[2] از خیال۔ لڑائی کا محض خیال اور تصور کوئی چیز نہیں ہے بلکہ مشاہدہ اصل ہے۔ فغیر۔ بحث اور بزدل بھی خیالی لڑائی میں بہت کر و فر دکھاتا ہے۔ نقش۔ رستم کی خیالی تصویر سے تو بیچارا حریف بنتا ہے۔ ایں۔ خیال۔ خیال بیکار ہے لیکن اگر خیال، مشاہدہ کے درجے میں آجائے تو پھر مفید ہو جاتا ہے۔

[3] جہد کن۔ انسان کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس کا مسموع مشہور بن جائے اور اس میں کسی باطل کا احتمال نہ رہے۔ زاں۔ پس۔ اس کے بعد کان آنکھ کا رتبہ حاصل کریگا۔ نیشم۔ معمولی پتھر ہے یعنی کان جو کم قیمت چیز ہے اب وہ گوہر بیش قیمت بن جائیگا۔ بلکہ۔ کوشش سے صرف کان ہی نہیں تمام جسم آنکھ کا رتبہ حاصل کر لے گا۔ گوہر سینہ۔ یعنی دل۔ گوش۔ حسن کی بات سن کر انسان وصال محبوب تک پہنچ جاتا ہے۔ ایں خیال۔ سننے سے جو خیال پیدا ہوا ہے اس کو وصال کا راہبر بنالے۔

آں خلیفہ[1] گول ہم یک چند نیز
اس احمق خلیفہ نے بھی کچھ دن

ریش گاوی کرد خوش با آں کنیز
اس لڑکی کے ساتھ صحبت برتی

مُلک را تو مُلکِ غرب و شرق گیر
تو سلطنت کو مغرب اور مشرق کی سلطنت فرض کر لے

چوں نمی ماند تو آں را برق گیر
جبکہ وہ باقی نہیں رہتی تو اس کو بجلی کی کوند سمجھ

مملکت کاں می نماند جاوداں
وہ سلطنت جو ہمیشہ نہ رہے

اے دلت خُفتہ تو آں را خواب داں
اے کہ تیرا دل سویا ہوا ہے تو اس کو خواب سمجھ

تاچہ خواہی کرد آں بادِ بروت
تو اس غرور کا کیا کرے گا ؟

کہ بگیرد ہم چو جلادے گلوت
جو جلاد کی طرح تیرا گلا پکڑ لے

ہم دریں[2] عالم بداں کے مامنے ست
اسی دنیا میں جان لے کہ امن کی جگہ ہے

از منافق کم شنو کہ گفت نیست
منافق سے نہ سن جس نے کہا کہ نہیں ہے

حُجت منکرانِ آخرت و بیانِ ضُعف آں حُجت

آخرت کے منکروں کی دلیل اور اس دلیل کی کمزوری کا بیان

حُجتش این ست و گوید ہر دمے
اس کی یہ دلیل ہے اور ہر وقت کہتا ہے

گر بُدے چیزے دگر من دیدمے
اگر کوئی اور چیز ہوتی تو مجھے نظر آتی

گر نہ بیند کود کے اَحوالِ عقل
اگر کوئی بچہ عقل کے احوال نہیں دیکھتا ہے

عاقلے ہرگز کُند از عقل نقل
تو عقلمند کبھی عقل کو ترک کرے گا

ورنہ[3] بیند عاقلے اَحوالِ عشق
اگر کوئی عقلمند عشق کے احوال نہیں دیکھتا ہے

کم نگردد ماہِ نیکو فالِ عشق
تو عشق کا نیک فال چاند نہیں گھٹتا ہے

حُسنِ یوسفؑ دیدۂ اخواں ندید
یوسفؑ کے حسن کو بھائیوں کی آنکھ نے نہ دیکھا

از دلِ یعقوبؑ کے شُد نا پدید
حضرت یعقوبؑ کے دل سے کب مٹا ؟

مر عصا را چشمِ موسیٰ چوب دید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے عصا کو لکڑی دیکھا

چشمِ قبطی اَفعی و آشوب دید
قبطی کی آنکھ نے اس کو اژدھا اور مصیبت دیکھا

چشمِ سِرّ با چشمِ سَر در جنگ بُود
باطن کی آنکھ سر کی آنکھ سے جنگ میں تھی

غالب آمد چشمِ سِر حُجت نمُود
باطن کی آنکھ غالب ہو گئی، ثبوت پیش کر دیا

[1] آں خلیفہ۔ شاہ مصر بھی اس لڑکی سے احمقانہ عشق کرنے لگا۔ ملک۔ یہ اس کی خرمستی سلطنت کی وجہ سے تھی سلطنت خواہ مشرق و مغرب کی ہو وہ بجلی کی کوند سے زیادہ نہیں ہے۔ مملکت۔ انسان جس کو سلطنت سمجھتا ہے اس کی حقیقت خواب سے زیادہ نہیں ہے۔ تاچہ۔ یہ سلطنت کا گھمنڈ انسان کے لئے جلاد کا کام کرتا ہے۔

[2] ہم دریں۔ عالم۔ اس دنیا کو اور اس کی سلطنت کو امن کی جگہ نہ سمجھ، امن کی جگہ عالم آخرت ہے۔ حجتش۔ عالم آخرت کے منکر کی دلیل یہ ہے کہ اگر عالم آخرت ہوتا تو میں اس کو دیکھ سکتا۔ گر نہ بیند۔ لیکن کسی کے نہ دیکھ سکنے سے اس چیز کا انکار کیسے ہو سکتا ہے۔ بچہ عقل کے احوال کو نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن عقلمند تو اس کا انکار نہ کرے گا۔

[3] ورنہ بیند۔ اگر کوئی صاحب عقل عشق کے احوال نہیں دیکھ سکتا ہے تو اس کے نہ دیکھنے سے عشق میں کوئی زوال نہیں آتا ہے حسن یوسفؑ کا حسن بھائیوں کو نظر نہ آیا تو اس سے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ مر عصا۔ حضرت موسیٰ ابتداء عصا کی حقیقت نہ دیکھ سکے لیکن اس کا وجود تھا تب ہی قبطی نے اس کو دیکھ لیا۔ چشم۔ سر۔ باطنی آنکھ اور ظاہری آنکھ میں اختلاف تھا باطنی آنکھ نے دلیل پیش کر دی اور حقیقت واضح ہو گئی۔

چشمِ[1] اموسیٰ دستِ خود را دست دید
حضرت موسیٰ کی آنکھ نے اپنے ہاتھ کو ہاتھ دیکھا

پیشِ چشمِ غیب نورے بُد پدید
غیب کی آنکھ کے سامنے ایک نور ظاہر تھا

ایں سخن پایاں ندارد ہر کمال
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ، ہر کمال

پیشِ ہر محروم باشد چوں خیال
ہر محروم کے سامنے خیال کی طرح ہوتا ہے

چوں حقیقت پیشِ اُو فرج و گلوست
جبکہ اس کے سامنے حقیقت شرمگاہ اور حلق ہے

کم بیاں کُن پیشِ اُو اسرارِ دوست
دوست کے راز اس کے سامنے بیان نہ کر

پیشِ ما فرج و گلو باشد خیال
ہمارے سامنے شرمگاہ اور حلق خیال ہے

لا جرم ہر دم نماید جاں جمال
لا محالہ جان ہر وقت جمال دکھاتی ہے

ہر کرا فرج و گلو آئین و خُوست
جس شخص کا طریقہ اور عادت شرمگاہ اور خلق ہے

آں لکُم دِینُکُم[2] و لی دِین بہرِ اُوست
تمہارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین اس کے لئے ہے

با چُناں اِنکار کوتہ کُن سخن
ایسے انکار کے ہوتے ہوئے بات مختصر کر

احمد اکم گوے با گبرِ کہن
اے احمد ! پرانے کافر سے بات نہ کر

آمدن آں خلیفہ نزد آں خو برُو از برائے جماع

ہمبستری کے لئے خلیفہ کا اس حسینہ کے پاس آنا

آں خلیفہ کرد رائے اجتماع
خلیفہ نے اکٹھا ہونے کی سوچی

سُوی آں زن رفت از بہرِ جماع
ہمبستری کے لئے اس لونڈی کے پاس گیا

ذِکر اُو کرد و ذکر بر پا کرد
اس کی یاد کی اور عضو تناسل کو کھڑا کیا

قصدِ خُفت و خیز مہر افزا کرد
اس محبت بڑھانیوالی کیساتھ سونے اور جاگنے کا ارادہ کیا

چوں[3] میانِ پائے آں خاتوں نشست
جب اس خاتون کے پیروں کے بیچ میں بیٹھا

پس قضا آمد رہِ عیشش بہ بَست
تو تقدیر آ پہنچی اس کے عیش کا دروازہ بند کر دیا

خشت خشت مُوش در گوشش رسید
اس کے کان میں چوہے کی کھٹ کھٹ آئی

خُفت کیرش شہوتش کُلی رمید
اکا آلہ تناسل سو گیا ، اس کی شہوت بالکلیہ بھاگ گئی

وہم آں کز مار باشد ایں صریر
یہ وہم ہوا کہ یہ آواز سانپ کی ہو گی

کہ ہمی جُنبد بہ تُندی از حصیر
جو تیزی سے چٹائی میں سے حرکت کر رہا ہے

خندہ گرفتنِ آں کنیزک را از ضُعف شہوت خلیفہ و قوت

اس سردار کی شہوت کی طاقت اور خلیفہ کی شہوت کی کمزوری پر لونڈی کا ہنس پڑنا

[1] چشمِ موسیٰ۔ ایک ہی چیز ایک کے لئے خیال ہے دوسرے کے لئے یقینی ایں۔ سخن۔ ایک ہی چیز کی مختلف نگاہوں میں مختلف حیثیت کا بیان۔ فرج وگلو۔ جو شخص پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت کو ہی حقیقت سمجھے اس کو اسرار کی باتیں سنانا بیکار ہے۔ پیش ما۔ جو لوگ پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت سے بری ہیں ان کو نور باطن حاصل ہوتا ہے۔

[2] لکم دینکم۔ سورۃ الکافرون میں آنحضور کو خطاب ہے کہ ان کافروں سے کہدیجئے تمہارے لئے تمہارا دین ہے میرے لئے میرا دین ہے۔ با چناں۔ آنحضور سے کہہ دیا گیا کہ ان سے بات نہ کیجئے۔

[3] چوں۔ جب بالکل تیار ہو گیا تو قضا نے راہ روک دی اور ایک چوہے کی کھٹ کھٹ کی آواز آئی جس سے وہ خوفزدہ ہو گیا اور اس کی شہوت ختم ہو گئی۔ وہم۔ اس چوہے کی کھٹ کھٹ کے بارے میں اس کو یہ خیال آیا کہ یہ سانپ کے چلنے کی آواز ہے جو بستر کے نیچے ہے۔ خندہ۔ شاہ مصر کی نامردی اور پہلوان کی مردانگی کو یاد کر کے لونڈی ہنسنے لگی۔

شہوتِ آں امیرو فہم کردن آں خلیفہ خندۂ کنیزک را

اور لونڈی کے ہنسنے کو خلیفہ کا سمجھ جانا

زن بدید آں سستیِ اُواز شگفت — آمدا اندر قہقہہ خندش گرفت

عورت نے حیرانی سے اس کی سستی کو دیکھا — وہ قہقہہ مارنے لگی اس پر ہنسی طاری ہو گئی

یادش آمد مردیِ آں پہلواں — کہ بکُشت اُو شیر و اندامش چناں

اس کو اس پہلوان کی مردانگی یاد آگئی — کہ اس نے شیر کو مار ڈالا اور اس کا عضو اسی طرح رہا

غالب آمد خندۂ زن شُد دراز — جہد میکرد و نمی شُد لب فراز

عورت کی ہنسی غالب آگئی ، لمبی ہو گئی — وہ کوشش کرتی تھی اور ہونٹ بند نہ ہوتا تھا

سخت[1] می خندید ہمچوں بنکیاں — غالب آمد خندہ بر سُود و زیاں

وہ بھنگڑوں کی طرح بہت ہنسی — نفع اور نقصان پر ہنسی غالب آگئی

ہر چہ اندیشید خندہ می فزود — ہمچو بندِ سیلِ نا گاہاں کشود

جتنا بھی سوچتی ہنسی بڑھتی تھی — بہاؤ کے بند کی طرح جو اچانک کھل گیا ہو

گریہ و خندہ غم و شادیِ دل — ہر یکے را مَعد نے داں مستقِل

رونا اور ہنسنا ، دل کی خوشی اور غم — ہر ایک کو مستقل کان سمجھ

ہر یکے را مخزن و مفتاحِ آں — اے برادر در کفِ فتّاح داں

ہر ایک کا خزانہ ہے اور اس کی کنجی — اے بھائی ! کھولنے والے خدا کے ہاتھ میں سمجھ

ہیچ ساکن می نشُد آں خندہ زُو — پس خلیفہ تیرہ گشت و تُند خُو

اس کی ہنسی کسی طرح نہ تھمتی تھی — تو خلیفہ ناراض اور غضبناک ہو گیا

زود[2] شمشیر از غلاف بَر کشید — گفت سِرِّ خندہ واگو اے پلید

اس نے فوراً غلاف میں سے تلوار سونت لی — کہنے لگا اے ناپاک ! ہنسی کا راز بتا

درد لم زیں خندہ ظنّی او فتاد — راستی گو عشوہ نتوانیم داد

اس ہنسی سے میرے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی ہے — سچ بتا دے تو مجھے فریب نہیں دے سکتی ہے

ور خلافِ راستی بفریبیم — یا بہانہ چرب آری تو بَرم

اگر تو سچائی کے خلاف مجھے فریب دے گی — یا میرے سامنے چکنا چپڑا بہانہ لائیگی

من بَدانم دردلِ من روشنی ست — بایدت گفتن ہر انچہ گفتنی ست

میں سمجھ جاؤں گا میرے دل میں روشنی ہے — تجھے کہنے کے لائق بات کہہ دینی چاہیے

[1] سخت۔ اس کو ایسی ہنسی چھوٹی جیسی بھنگڑوں کو چھوتی ہے اور اس ہنسی میں اس کو یہ خیال بھی نہ رہا کہ بادشاہ کی ناگواری اس کو نقصان پہنچا دیگی۔ گریہ وخندہ۔ ہنسی اور رونے کے خزانے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں۔ ھوا اضحک وابکا وہی ہنساتا ہے وہی رلاتا ہے

[2] زود۔ لونڈی کی بے تحاشا ہنسی پر شاہ کو غصہ آ گیا اور تلوار سونت لی اور کہنے لگا ہنسی کا راز صحیح بتا دے غلط بات سے تو مجھے مطمئن نہ کر سکیگی میرے دل میں عقل کی روشنی ہے۔

در دلِ شاہاں تو ماہے واں سطبر
تو بادشاہوں کے دل میں ایک بڑا چاند سمجھ

گرچہ گہہ گہہ شد ز غفلت زیر ابر
اگرچہ وہ کبھی کبھی غفلت کی وجہ سے ابر کے نیچے آجاتا ہے

یک چراغے ہست در دل وقتِ گشت
چلنے پھرنے کے وقت دل میں ایک چراغ ہے

وقتِ خشم و حرص آید زیرِ طشت
جو غصہ اور حرص کے وقت طشت کے نیچے ہو جاتا ہے

آں فراست[1] ایں زماں یارِ من ست
اس وقت وہ شناخت میری دوست ہے

گر نگوئی آنچہ حق گفتن ست
اگر تو وہ نہ کہے گی جو بتانے کا حق ہے

من بدیں شمشیر بُرّم گردنت
میں اس تلوار سے تیری گردن اڑا دوں گا

سُود نبُود خود بہانہ کردنت
تیرا بہانہ کرنا کچھ مفید نہ ہو گا

ایں زماں بکشم ترا بے ہیچ شک
اب میں تجھے یقیناً قتل کر دوں گا

تیغ را کرد او حوالہ گفت نک
اس نے تلوار اس کے سامنے کی کہا تجھے ہے

ور بگوئی راست آزادت کنم
اگر تو سچ کہہ دیگی میں تجھے آزاد کر دوں گا

حق یزداں نشکنم شادت کنم
خدا کی قسم نہ توڑوں گا، تجھے خوش کر دوں گا

ہفت مُصحف آں زماں بر ہم نہاد
اس نے سات قرآن اوپر نیچے رکھے

خورد سو گند و چنیں تقریر داد
قسم کھائی پھر یوں عہد کیا

فاش کردنِ آں کنیزک آں راز را با خلیفہ از بیمِ زخمِ شمشیرو
تلوار کے زخم سے ڈر کر اس لونڈی کا خلیفہ سے راز فاش کر دینا

اکراہ خلیفہ کہ راست بگو سبب ایں خندہ راو گرنہ بکشمت
اور خلیفہ کا مجبور کرنا کہ اس ہنسی کا سبب سچ بتا ورنہ میں تجھے مار ڈالوں گا

زن[2] چو عاجز شد بگفت احوال را
عورت جب عاجز آ گئی اس نے حالات بتا دیئے

مردیِ آں رستمِ صد زال را
سینکڑوں زال والے رستم کی مردانگی کے

شرح آں گردک کہ اندر راہ بود
اس خیمہ کی تفصیل جو راستہ میں تھا

یک بیک با آں خلیفہ و انمود
وہ اس نے ایک ایک کر کے خلیفہ پر کھولدی

شیر کشتن سوئے خیمہ آمدن
شیر کا قتل کرنا خیمہ میں آنا

واں ذکر قائم چو شاخِ کرگدن
اور اس کے ذکر کا گینڈے کے سینگ کی طرح کھڑا ہونا

او بداں قوّت کہ از شیر شکار
اور اس طاقت کے ساتھ کہ شکاری شیر سے

ہیچ تغییرش نشد بد بر قرار
اس میں کوئی تغیر نہ ہوا بر قرار تھا

[1] آں فراست۔ وہ نور اور روشنی اس وقت میرے ساتھ ہے اگر تو صحیح بات نہ کہے گی میں فوراً سمجھ جاؤں گا اور تجھے مار ڈالوں گا اور یہ کہہ کر تلوار اس کے سامنے کر دی اور سات قرآن اوپر نیچے رکھ کر قسم کھائی کہ اگر تو سچ بتا دیگی تو تجھے آزاد کر دوں گا۔

[2] زن۔ لونڈی جب عاجز آ گئی تو اس نے پہلوان کا سارا قصہ سنا دیا اور کہا کہ اس نے شیر کو بھی قتل کیا اور پھر خیمہ میں واپس آیا اور اس کی شہوت میں کوئی کمی نہ آئی تھی۔

تو بدیں[1] سستی کہ چوں کردی بگوش
تو اس سستی میں کہ جب تو نے سنی

نخشت نخشت موشکے رفتی زہوش
چھپکلی کی کھٹ کھٹ سے ہوش ہو گیا

من چو دیدم از تو ایں واز وے آں
میں نے جب تجھ سے یہ دیکھا اور اس سے وہ

زاں سبب خندیدم اے شاہ جہاں
اے شاہ جہاں! میں اس سبب سے ہنسی

راز ہا را میکند حق آشکار
اللہ تعالیٰ بھیدوں کو ظاہر کر دیتا ہے

چوں بخواہد رست خم بد مکار
جبکہ اگ کر رہے گا، برا بیج نہ ہو

آب و ابر و آتش و ایں آفتاب
پانی اور ابر اور گرمی اور یہ سورج

رازہا رامی برارند از تراب
مٹی سے بھیدوں کو برآمد کر دیتے ہیں

ایں بہارِ نوز بعدِ برگ ریز
یہ نئی بہار، پت جھڑ کے بعد

ہست بُرہانِ وجودِ رستخیز
قیامت کے وجود پر دلیل ہے

در[2] بہاراں سرّ ہا پیدا شود
بہاروں میں راز ظاہر ہو جاتے ہیں

ہر چہ خوردست ایں زمیں رُسوا شود
اس زمین نے جو کھایا ہے ظاہر ہو جاتا ہے

برّد مد آں از دہان و از لبش
اس کے ہونٹ اور منہ سے وہ اگ پڑتا ہے

تا پدید آید ضمیر و مذہبش
یہاں تک کہ اس کا مذہب اور ضمیر معلوم ہو جاتا ہے

سرِّ تخمِ ہر درختے و خورش
ہر درخت کی جڑ کا راز اور اس کی خوراک

جملگی پیدا شود آں بر سرش
سب اس کے سر پر پیدا ہو جاتا ہے

ہر غمے کزوے تو دل آزردۂ
ہر وہ غم جس سے تو دل آزردہ ہے

از خمارِ مے بُود کاں خوردۂ
اس شراب کا خمار ہوتا ہے جو تو نے پی ہے

لیک[2] کے داند کہ آں رنجِ خمار
لیکن تو کب جان سکتا ہے کہ خمار کی تکلیف

از کدامیں مے برآمد آشکار
کونسی شراب سے ظاہر ہوتی ہے؟

ایں خمارِ شکوفۂ آں دانہ ست
یہ خمار اس دانہ کا شگوفہ ہے

آں شناسد کا گہ و فرزانہ است
وہ جانتا ہے جو آگاہ اور ذہین ہے

شاخ و شگوفہ نماند دانہ را
شاخ اور شگوفہ دانہ کے مشابہ نہیں ہوتے

نطفہ کے ماند تنِ مردانہ را
نطفہ انسانی جسم کے مشابہ کب ہے؟

نیست مانندِ ہیولا با اثر
مادہ نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے

دانہ کے مانند آید با شجر
دانہ، درخت کے مشابہ کب ہوا ہے؟

[1] تو بدیں۔ سستی۔ لونڈی نے کہا لیکن تیری یہ حالت ہے کہ چوہے کی کھٹ کھٹ سے شہوت کا فور ہو گئی میرے ہنسنے کا یہ سبب ہے۔

راز ہا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ ہر راز ظاہر ہو کر رہتا ہے۔ لہٰذا بدی کا بیج نہ بونا چاہیے اس لئے کہ وہ اُگے گا۔ آب۔ پانی گرمی اور سورج زمین میں چھپے راز ظاہر کر دیتے ہیں۔ اور زمین کی ہر پوشیدہ چیز اگ آتی ہے۔ ایں بہار۔ موسم بہار میں اجڑے ہوئے چمن پھر زندگی حاصل کر لیتے ہیں جو حشر و نشر کے لئے ایک دلیل ہے۔

[2] در بہاراں۔ موسم۔ بہار میں زمین سے ہر وہ بیج اگ پڑتا ہے جو زمین میں چھپا ہوا تھا اور اس سے اس بیج کی حقیقت کھل جاتی ہے بر سرش۔ یعنی پھلوں کی صورت میں۔ ہر غمے۔ انسان پر جو مصیبت آتی ہے وہ اس کے کسی عمل کا اثر ہوتی ہے۔

[3] لیک۔ لیکن انسان یہ نہیں سمجھ سکتا ہے کہ یہ تکلیف اور رنج کس گناہ کا نتیجہ ہے ایں خمار۔ اہل باطن یہ سمجھ لیتے ہیں۔ شاخ گناہ اور اس کے ثمرہ میں کوئی ظاہری مشابہت نہیں ہوتی ہے۔ جس طرح بیج اور پھل ہیں۔ نطفہ۔ مٹی سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ لیکن بچہ اور مٹی میں مشابہت نہیں ہے۔ ہیولا۔ مادہ۔ اثر جو چیز مادہ سے بنی ہے۔

نُطفہ[1] از نانست کے ماند بناں
نطفہ روٹی سے بنا ہے روٹی کے مشابہ کب ہے؟

مردم از نُطفہ است کے باشد چُناں
انسان نطفہ سے ہے ویسا کب ہوتا ہے؟

جنّی از نارست کے ماند بنار
جن آگ سے ہے آگ سے مشابہ کب ہے

از بخارست ابرو نبود چوں بخار
ابر بخار ہے اور بخار جیسا نہیں ہوتا ہے

از دَمِ جبریل عیسیٰ شُد پدید
حضرت عیسیٰ جبرئیلؑ کی پھونک سے پیدا ہوئے

بصورت ہمچو اُو بُد نا پدید
صورت کے اعتبار سے انکی طرح مخفی کب ہوئے؟

آدمؑ[2] از خاکست کے ماند بخاک
حضرت آدمؑ مٹی سے ہیں مٹی کے مشابہ کب ہیں؟

ہیچ انگورے نمی ماند بتاک
کوئی انگور، انگور کے درخت کے مشابہ نہیں ہے

کے بُود طاعت چو خُلد پائیدار
عابدت مستقل جنت کی طرح کب ہے؟

کے بُود دُزدی بشکل پائیدار
چوری سولی کے ستون کی شکل کی کب ہے؟

ہیچ اصلے نیست ماند اثر
کوئی اصل نتیجہ کے مشابہ نہیں ہے

پس ندانی اصلِ رنج و دردِ سر
تو تو رنج اور درد سر کی اصل نہیں جان سکتا

لیک بے اصلے نباشد ایں جزا
لیکن یہ جزا بغیر اصل کے نہیں ہوتی ہے

بیگنا ہے کے بر نجاند خُدا
خدا بے گناہ کو کب رنج دیتا ہے؟

آنچہ اصلست دگشندہ آں شئی ست
وہ جو اصل ہے اور اس چیز کا سبب ہے

گر نمی ماند بوے ہم ازوے ست
اگرچہ اس کے مشابہ نہیں ہوتا مگر اسی کے سبب سے ہے

پس بداں رنجت نتیجہ زلّتے ست
پس سمجھ لے کہ تیری تکلیف کسی لغزش کا نتیجہ ہے

آفتِ ایں ضربتت از شہوتیست
تیری اس چوٹ کی آفت کسی شہوت کی وجہ سے ہے

گر ندانی[3] آں گنہ را ز اعتبار
اگر عبرت کے لئے تو اس گناہ کو نہ پہچان سکے

زو وزاری کُن طلب کُن اغتفار
بہت جلد عاجزی کر اور معافی چاہ

سجدہ کُن صد بار میگو اے خدا
سو بار سجدہ کر اور کہہ اے خدا!

نیست ایں غم غیر در خوردِ سزا
یہ غم سزا کی پاداش کے سوا نہیں ہے

اے تو سُبحاں پاک از ظلم و ستم
اے سبحان تو ظلم و ستم سے پاک ہے

کے دہی بے جرم جانرا دَرد و غم
تو جان کو درد و غم بغیر جرم کے کب دیتا ہے؟

من معیّن می ندانم جُرم را
میں جرم کو معین کر کے نہیں جانتا ہوں

لیک ہم جُرمے بباید کرم را
لیکن بخشش کے لئے جرم بھی چاہیے

---

[1] نطفہ۔ منی روٹی سے ہی لیکن آپس میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ جن۔ جن آگ سے پیدا ہو، ابر۔ بخارات سے پیدا ہوا بخارات سے پیدا ہوا لیکن آپس میں مشابہت نہیں ہے۔ دم جبرئیل حضرت مسیحؑ، حضرت جبرئیلؑ کے دم سے پیدا ہوئے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔

[2] آدمؑ۔ آدم مٹی سے پیدا ہوئے انگور بیل سے پیدا ہوا، ان میں بھی کوئی مشابہت نہیں ہے۔ کے بود۔ جنت، عبادت کا ثمرہ ہے چوری کا نتیجہ سولی ہے لیکن باہمی مشابہت نہیں ہے۔ آنچہ۔ اصل اور نتیجہ میں اگرچہ کوئی مشابہت نہیں ہوتی لیکن نتیجہ کو اصل سے ہی سمجھو۔ پس بداں۔ لہٰذا مصیبت کو گناہ کا ثمرہ سمجھنا چاہیے۔

[3] گر ندانی۔ خواہ انسان عبرت حاصل کرنے کے لئے اس گناہ کو نہ سمجھ سکے جس کے نتیجہ میں مصیبت میں گرفتار ہوا ہے لیکن اس کو گناہ کی معافی کی درخواست کرنی چاہیے سجدہ کن۔ سجدہ کر کے کہنا چاہیے کہ یہ میرے گناہ کی سزا ہے۔ اے سبحان اللہ تعالیٰ سے عرض کرنا چاہیے کہ تیری ذات ظلم و ستم سے پاک ہے بغیر خطا کے تو سزا نہیں دیتا ہے کرم۔ بخشش۔ گناہ کی متقاضی ہے۔

چوں[1] بپوشیدی سبب راز اعتبار — دانما آں جرم را پوشیدہ دار
جبکہ تو نے سبب کو عبرت حاصل کرنے سے چھپا دیا ہے — اس خطا کو بھی ہمیشہ پوشیدہ رکھ

کہ جزا اظہارِ جرمِ من بود — کز سیاست دُز دیم ظاہر شود
کیونکہ بدلہ میری خطا کا اظہار بن جائے گا — کیونکہ سزا سے میری چوری کھل جائے گی

باز گردم سوئے توبہ شاہ باز — تا شود معلوم اسرارِ نیاز
میں بادشاہ کی توبہ کی طرف پھر لوٹتا ہوں — تاکہ عاجزی کے اسرار معلوم ہو جائیں

عزم[2] کردن شاہ چوں واقف شد بر اں خیانت کر
جب بادشاہ اس خیانت سے واقف ہوا تو اس کا ارادہ کرنا کہ وہ چشم پوشی کر لے

بپوشاند و عفو کند و اورا با او دہد و دانست کہ آں فتنہ
اور معاف کر دے اور اس کو اس کی کو دیدے اور سمجھ گیا کہ یہ فتنہ

جزائے قصد او بود و ظلم او بر صاحب موصل کہ من
موصل کے بادشاہ پر اس کے ظلم اور ارادہ کی سزا ہے کیونکہ جس شخص نے

اَسَاءَ فَعَلَيْهَا وَاِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ و ترسید کہ اگر
برائی کی تو وہ اس پر ہے اور بیشک تیرا رب گھات کی جگہ میں ہے اور وہ ڈرا کہ اگر

ایں انتقام کشد آں انتقام باز ہم بر سرِ اوید چنانکہ ایں
یہ بدلہ لے گا تو یہ بدلہ بھی اسی کے سر پر آئے گا جیسا کہ یہ ظلم اور حرص

ظلم و طمع بر سرش آمد
اس کے سر پر آیا

شاہ با خود آمد استغفار کرد — یادِ جرم و زلت و اصرار کرد
شاہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — جرم اور لغزش اور اصرار کی یاد کی

گفت[3] با خود آنچہ کردم با کساں — شد جزائے آں بجائے من رساں
اپنے آپ سے بولا میں نے جو کچھ لوگوں کے ساتھ کیا — اس کی سزا مجھ پر پہنچنے والی بن گئی

قصدِ جفتِ دیگراں کردم ز جاہ — بر من آمد آن و افتادم بچاہ
میں نے رتبہ کی وجہ سے دوسروں کی بیویوں کا قصد کیا — وہی مجھے پیش آیا اور میں کنویں میں گر گیا

من درِ خانہ کس دیگر زدم — او درِ خانہ مرا زد لا جرم
میں نے کسی دوسرے کے گھر کا دروازہ پیٹا — اس نے لا محالہ میرا دروازہ پیٹا

[1] چوں۔ اے خدا جب تو نے میری خطا کو اس بارے میں پوشیدہ کر دیا ہے کہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ مصیبت کس خطا کی وجہ سے آئی ہے تو اب ہمیشہ کے لئے میری اس خطا کو چھپا دے۔ کہ جزا۔ سزا جرم کے اظہار کا سبب بن جائی ہے جب چور کی پٹائی ہوتی ہے۔ تو لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ اس نے چوری کی ہے۔ تا شود۔ عاجزی اور نیاز مندی بہت سے اسرار پر مشتمل ہے۔

[2] عزم کردن۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ پہلوان کی خیانت میرے ظلم کی سزا ہے لہٰذا اس نے طے کیا کہ اب پہلوان پر ظلم نہ کرے ورنہ اور سزا ملے گی بلکہ یہ لونڈی اسی کو دیدے۔ زلت۔ لغزش۔ اصرار یعنی گناہ پر جماؤ۔

[3] گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ سب کچھ میرے ظلم کی سزا ہے۔ قصد جفت میں نے شاہ موصل کی لونڈی پر نظر بد ڈالی تو اس کے بدلے میں میری لونڈی پر نظر بد پڑی۔ من در خانہ میں نے دوسرے کی پردہ دری کی تو میری پردہ دری ہوئی۔

هر که با اهلِ کسان شد فسق جُو
جو شخص لوگوں کے اہل کے ساتھ فسق کا طلبگار بنا

اهلِ خود را داں که قوّاد ست اُو
سمجھ لے کہ وہ اپنے اہل کا دیوث ہے

زانکه مثلِ آں جزای آں شود
کیونکہ اس کی جزا اس کی مثل ہوتی ہے

چوں جزای سیّئه مثلش بُود
جبکہ برائی کا بدلہ اس جیسا ہوتا ہے

چون سبب گردی کشیدی سُوی خویش
جب تو سبب بنا، تو نے اپنی جانب کھینچا

مثلِ آں راپس تو دیوثی ز پیش
اس جیسا پس تو پہلے سے دیوث ہے

غصَب کردم از شهِ موصل کنیز
میں نے شاہ موصل کی لونڈی غصب کی

غصَب کرد نداز من اُورا زُود نیز
انہوں نے اس کو میرے پاس سے بھی فوراً غصب کرلیا

اُوا مینِ من بُدو لا لائے من
وہ میرا امین تھا اور میرا غلام

خائنش کرد آں خیانتہائے مَن
اس کو میری خیانتوں نے خیانت کرنیوالا بنا دیا

نیست[۲] وقتِ کیس گذاری وانتقام
کینہ دری اور بدلہ کا وقت نہیں ہے

من بدستِ خویش کردم کارِ خام
میں نے برا کام اپنے ہاتھ سے کیا

گر کشم کینه ازاں میرو حَرم
اگر میں اس لونڈی اور سردار سے بدلہ لوں

آں تعدّی ہم بیاید بر سَرم
وہ ظلم بھی میرے سر پر آئے گا

ہمچناں کیں یک بیامد دَر جزا
جیسا کہ یہ ایک، بدلے میں آیا

اُز مودم باز نز مائم وُرا
میں نے آزما لیا پھر میں اس کو نا آزماؤں گا

دَردِ صاحب موصلم گردن شکست
موصل کے بادشاہ کے درد نے میری گردن توڑ دی

من نیارم ایں دگر را نیز خست
میں اس کو دوبارہ نہیں توڑ سکتا ہوں

دادحق ماں از مکافات آگہی
بدلے سے خدا نے ہمیں خبردار کر دیا

گفت اِنْ عُدْتُمْ به عُدْنَا به
فرمایا اگر تم دوبارہ (یہ عمل) کروگے ہم دوبارہ یہ سزا دینگے

چوں[۳] فزونی کردن اینجا سود نیست
چونکہ اس جگہ زیادتی کرنا مفید نہیں ہے

غیر صَبر و مرحمت محمود نیست
سوائے صبر اور رحم کے کچھ اچھا نہیں ہے

رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا سہو رَفت
اے ہمارے رب بیشک ہم نے ظلم کیا بھول ہوئی

رحمتے کُن اے رحیمیہات زَفت
رحمت کر اے وہ کہ تیری رحمتیں بڑی ہیں؟

عفو کردم تو ہم از من عفو کُن
میں نے معاف کیا تو بھی مجھے معاف کر دے

از گناہانِ نو و جُرمِ کُہن
نئے گناہوں اور پرانی خطاؤں کو

۱ ہرکہ۔ جو شخص دوسروں کی بیویوں سے فسق کرتا ہے وہ دیوث ہے دراصل وہ اپنی بیوی کے بارے میں چاہتا ہے کہ لوگ اس سے فسق و فجور کریں۔ زانکہ۔ اسلئے کہ برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہوتی ہے۔ چوں سبب۔ جب تیرا فسق و فجور اپنی بیوی کے فسق و فجور کا سبب بنا تو معلوم ہوا کہ تو دیوث تھا۔ غصب۔ میں نے شاہ موصل کی لونڈی غصب کی میرے سردار نے میری لونڈی غصب کرلی۔ لالائی۔ غلام۔

۲ نیست۔ تو میں دوسرے سے کیا بدلہ لوں۔ یہ تو میرا خود کردہ ہے۔ گر کشم۔ اب اگر میں پہلوان کو سزا دوں گا تو اس کا خمیازہ بھی مجھے بھگتنا پڑے گا۔ ہمچناں۔ ایک دفعہ میں آزما چکا کہ برائی کا بدلہ برائی سے ملا ہے اب میں ایسا نہ کروں گا۔ ان عُدتم۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ اگر تم پھر وہی (شرارتیں) کروگے تو ہم بھی پھر وہی کریں گے۔

۳ چوں۔ اب اس پہلوان پر کوئی ظلم و زیادتی مناسب نہیں ہے صبر اور رحم سے کام لینا ہی مناسب ہے۔ ربّنا۔ اب تو بارگاہ خداوندی میں یہی دعا کرنی چاہیے کہ ہم سے ظلم ہوا غلطی ہوئی تو معاف کردے۔ عفو کردم۔ شاہ مصر نے دعا میں کہا اے خدا میں نے معاف کردیا ہے تو بھی مجھے معاف کر دے۔

گفت[1] اکنوں اے کنیزک وَ امگو — ایں سخن راکہ شنیدم من زتو
کہا اے لونڈی ! اب نہ کہنا — یہ بات جو میں نے تجھ سے سُنی

پاس دارو با کسے عرضہ مکُن — آنچہ گفتی اے کنیزک زیں سخُن
محفوظ رکھ اور کسی نہ کہہ — اے لونڈی ! تو نے جو یہ بات کہی

با امیرت جُفت خواہم کرد مَن — اللہ اللہ زیں حکایت دم مزَن
میں امیر سے تیرا نکاح کر دوں گا — خدا کے لئے اس قصہ کو نہ کہہ

تانگردد اُوز رویم شرمسار — کویکے بَد کردو نیکی صَد ہزار
تاکہ وہ میرے سامنے شرمندہ نہ ہو — کیونکہ اس نے ایک برائی اور لاکھوں بھلائیاں کی ہیں

بارہا من امتحانش کردہ ام — خُوب[2] تراز تو بدو بسپردہ اَم
میں نے اس کو بارہا آزمایا ہے — تجھ سے زیادہ حسین اس کے سپرد کئے ہیں

دَر امانت یا فتم اُورا تمام — ایں قضائے بُود ہم از گرد بام
میں نے اس کو امانت میں مکمل پایا ہے — یہ بھی میرے کاموں کی سزا تھی

کنیزک بخشیدن شاہ بحیلت بہ پہلوان

بادشاہ کا پہلوان کو ایک تدبیر سے لونڈی بخش دینا

پس بخود خواند آں امیرِ خویش را — گشت دَر خود خشمِ قہر اندیش را
پھر اس نے اس اپنے امیر کو بلایا — قہر ڈھانے والے غصہ کو اپنے اندر دبا دیا

کردبا اُو یک بہانہ دلپذیر — کہ شُد ستم زیں کنیزک بَس نفیر
اس نے دل کو لگنے والا ایک بہانہ کیا — کہ میں اس لونڈی سے بہت متنفر ہو گیا ہوں

زاں[3] سبب کز غیرت ورشک کنیز — مادرِ فرزند داردد صَد اَزیز
اس لئے کہ لونڈی کی غیرت اور رشک سے — لڑکے کی ماں بہت فریاد کر رہی ہے

زاں سبب کز غیرتِ اُو دائما — مادرِ فرزند ہست اندر عَنا
اس لئے کہ اس کی غیرت سے مستقلا — لڑکے کی ماں مصیبت میں ہے

مادرِ فرزند را بس حقہاست — اُونہ دَر خوردِ چنیں جور وَ جفاست
لڑکے کی ماں کے بہت حقوق ہیں — وہ اس طرح کی ظلم و زیادتی کے لائق نہیں ہے

رشک وغیرت می بردخوں میخورَد — زیں کنیزک سخت تلخی می بَرد
رشک اور غیرت کرتی ہے خون پیتی ہے — اس لونڈی سے سخت کڑواہٹ محسوس کرتی ہے

[1] گفت۔ شاہِ مصر نے لونڈی کو ہدایت دی کہ پہلوان کا قصہ اب کسی سے نہ کہنا۔ بامیرت۔ میں نے طے کرلیا ہے کہ پہلوان سے تیری شادی کردوں گا تو اب پہلوان کا راستہ کا قصہ کسی سے نہ کہنا۔ تانگردد۔ اس نے اگر ایک برائی کی ہے تو سینکڑوں بھلائیاں بھی کی ہیں میں اس کو شرمندہ کرنا نہیں چاہتا۔

[2] خوب تر۔ میں نے تجھ سے بھی زیادہ حسین لونڈیاں اس کے سپرد کی ہیں لیکن اس نے خیانت نہیں کی۔ ایں قضائے۔ یہ میری برائیوں کی سزا مجھے ملی ہے۔ پس۔ اس کے بعد شاہ نے اس امیر پہلوان کو بلایا اور اس سے یہ بہانہ کیا کہ میں اس لونڈی سے متنفر ہوں۔

[3] زاں۔ اور میری نفرت کا سبب یہ ہے کہ میری بیوی بہت نالاں ہے۔ ازیز۔ ہانڈی کے پکنے کی آواز۔ زاں سبب۔ میرا لونڈی سے متنفر ہونے کا سبب یہ ہے کہ میرے بچہ کی ماں کو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔ عنا۔ مشقت۔ دَر خورد۔ لائق۔

چوں[1] کسے راداد خواہم ایں کنیز
چونکہ یہ لونڈی میں کسی کو دوں گا

پس ترا اولیٰ ترست ایں اے عزیز
اے پیارے! تجھے دینا زیادہ بہتر ہے

کہ تو جانبازی نمودی بہرِ او
کیونکہ تو نے اس کے لئے جانبازی دکھائی ہے

خوش نباشد دادنِ آں جز بتو
تیرے سوا کسی کو اس کا دینا اچھا نہ ہو گا

عقد کردش با امیر اورا و داد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اور اس کو دیدی

خشم راو حرص رایکسو نہاد
غصہ اور لالچ کو ایک طرف رکھ دیا

عقد کردش با امیر اورا سپرد
اس کا نکاح امیر سے کر دیا اس کو سپرد کر دی

کرد خشم و حرص را او خورد مرد
اس نے غصہ اور لالچ کو ریزہ ریزہ کر دیا

بیان آنکہ ہمچنیں قسمتنا کہ یکے را قوت و شہوتِ خراں دہد
اس کا بیان کہ ہم نے تقسیم کیا ہے کہ وہ (تو) کسی کو گدھوں کی سی قوت اور شہوت

ویکے را کیاست و قوتِ انبیاو فرشتگاں دہد
دیدیتا ہے اور کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی سی قوت اور ذہانت دیدیتا ہے

سَرز ہوا تافتن از سَرد ریست
خواہش نفسانی سے سرتابی کرنا سرداری سے ہے

ترکِ ہوا قوتِ پیغمبری ست
خواہش نفسانی کو چھوڑ دینا پیغمبری طاقت ہے

تخمہائے کہ شہوتی نبود
وہ بیج کہ شہوت والے نہ ہوں

بر او جز قیامتی نبود
ان کا پھل قیامت کے سوا ظاہر نہ ہو گا

گربدش سستی زنرئ خراں
اگر اس میں گدھوں کی سی شہوت سے سستی تھی

بود اورا مردیِ پیغمبراں
تو اس میں پیغمبروں کی سی مردانگی تھی

ترک[2] خشم و شہوت و حرص آوری
غصہ اور شہوت اور لالچ کرنے کو چھوڑنا

ہست مردی ورگِ پیغمبری
مردانگی اور پیغمبری رگ ہے

نرئ خرگو مباش اندر رگش
گو اس کی رگ میں گدھے کا سا نر پنا نہ ہو

حق ہمی خواند الغ بگلبر بگش
اللہ تعالیٰ اس کی امیر الامرائی کو چاہتا ہے

مردہ باشم بمن حق بنگرد
اگر میں مردہ ہوں اور حق تعالیٰ کی نظر ہو

بہ ازاں زندہ کہ باشم دور و رد
اس سے بہتر ہے کہ میں زندہ ہوں اور دور اور مردود ہوں

مغزِ مردی ایں شناس و پوست آں
اس کو مردانگی کا مغز سمجھ اور ہو چھلکا ہے

آں بر دور دوزخ و ایں در جناں
وہ دوزخ میں لے جائیگی اور یہ جنتوں میں

[1] چوں کسے۔ اب جبکہ یہ لونڈی مجھے کسی کو دینی ہے تو تو زیادہ مستحق ہے۔ کہ تو۔ کیونکہ تو نے اس کے لانے میں جانبازی کی ہے۔ عقد۔ شاہ مصر نے اس لونڈی کا اس پہلوان سے نکاح کر دیا۔ اور اپنے غصہ کو ختم کر دیا۔ بیان۔ حضرت حق تعالیٰ نے حیوانی طاقتوں کی تقسیم ہر ایک کے مناسب حال کی ہے کسی کو تو گدھوں کی سی قوت شہوانی دی ہے کسی کو فرشتوں اور نبیوں کی ذہانت اور ذکاوت عطا کی ہے۔

[2] سرز ہوا۔ خواہشات پر قابو پالینا سرداری کی دلیل ہے۔ اور یہ پیغمبری صفت ہے۔ یہ شعر مولانا کا نہیں ہے بلکہ حکیم سنائی کا ہے فرماتے۔ جو تخم شہوت کی تخم ریزی نہ کرے گا وہ قیامت میں اپنی تخم ریزی کا پھل پائیگا یہ شعر بھی مولانا کا نہیں ہے حکیم سنائی کا ہے۔ گربدش۔ شاہ مصر میں گدھوں کی سی شہوت نہ تھی اس میں معنوی مردی تھی۔

[3] ترک خشم۔ نفسانی رذائل کو ترک کرنا پیغمبری مردی ہے الغ، بزرگ۔ بگلبر بگ۔ امیر الامراء۔ مردہ باشم۔ وہ مردگی جو خدا کی منظور نظر ہو اس زندگی سے بہتر ہے جو مردود بارگاہ ہو۔ مغز۔ مردی اصل وہ ہے جو پیغمبروں میں ہے جنت میں لے جائیگی۔ شہوت پرست کی مردی چھلکا اور دوزخ کی رہنما ہے۔

حُفَّتِ الْجَنَّه مکارہ را رسید [1] حُفَّتِ النَّار از ہوا آمد پدید

جنت گھیر دی گئی ہے نا پسندیدہ چیزوں کو ملا دوزخ گھیر دیکھی ہے خواہش نفسانی سے ظاہر ہوا

دیگر بار خطابِ پادشاہ با ایاز و امتحان کردنِ ارکانِ

بادشاہ کا ایاز کو دوبارہ خطاب کرنا اور ارکان دولت کا امتحان لینا

دولت راونمودنِ فرمانبرداریِ ایاز بایشاں

اور ایاز کی فرمانبرداری ان کو دکھانا

اے ایازِ شیر نرِ دیو کش مَردیِ خر کم فزوں مَردیِ ہُش

اے ایاز! نر شیر دیو کو مار ڈالنے والے گدھے کی مردانگی کم ہے ہوش کی مردانگی بڑھی ہوئی ہے

آنچہ چندیں صد را در اکش نکرد لَعبِ کودک بُد پیشت اینت مَرد

جس چیز کو اتنے صدروں نے نہ سمجھا تیرے سامنے بچوں کا کھیل تھا، زہے مردانگی

اے [2] بدیدہ لذّتِ امرِ مرا جاں سپردہ بہرِ امرم در وفا

اے وہ! جس نے میرے حکم کا مزا چکھا ہے وفا داری میں میرے حکم پر جان فدا کر دی

اے کہ از تعظیمِ امرش آگہی ایں حکایت گوش کن تا وارہی

اے وہ کہ تو اس شاہ کے حکم کی تعظیم سے واقف ہے یہ حکایت سن لے، تاکہ تو نجات پا جائے

داستانِ ذوقِ امرو چاشنیش بشنو اکنوں دَربیانِ معنویش

حکم کے ذوق اور اس کی چاشنی کی داستان اب اس حکایت معنوی بیان کو سن لے

دادنِ شاہ گوہر را درمیانِ دیوان [3] و مجمع بدستِ وزیر

کچہری اور مجمع میں بادشاہ کا ایک وزیر کو موتی دینا کہ یہ کس

ایں بچندار زدو مبالغہ کردنِ وزیر در قیمت و فرمودن

قیمت کا ہے؟ اور قیمت میں وزیر کا مبالغہ کرنا اور بادشاہ

شاہ کہ اکنوں ایں را بشکن و گفتنِ وزیر کہ ایں گوہرِ

کا حکم دینا کہ اب اس کو توڑ دے اور وزیر کا کہنا کہ اس عمدہ

نفیس را چگونہ بشکنم

موتی کو کیسے توڑوں؟

گفت روزے شاہ محمودِ غنی آں شہِ غزنی و سُلطانِ سَنی

کہا ہے کہ ہے نیاز شاہ محمود نے ایک دن جو غزنی کا بادشاہ و بزرگ شاہ تھا

---

[1] رسید۔ اس کا ترجمہ بعض شارحین نے یہ کیا ہے کہ "یہ بات پہنچی ہے کہ جنت مکروہات سے گھیر دی گئی ہے" اور دوسرے مصرع کا ترجمہ بھی یہ کیا ہے کہ آگ خواہش نفس سے گھیر دی گئی ہے ظاہر ہوا ہے یعنی یہ بات حدیث کی ہمیں پہنچی ہے اور یہ بات حدیث سے ظاہر ہوئی ہے۔ دیگر بار۔ سلطان محمود نے ایاز کو دوبارہ خطاب کیا اور ان کو ایاز کی فرمانبرداری دکھائی۔ مردیِ ہش۔ یعنی پیغمبروں کی مردی۔ آنچہ۔ یہ دوسرے سردار وہ نہ سمجھے جو قوتِ آسمانی سمجھ گیا۔

[2] اے بدیدہ۔ اے ایاز تو میرے حکم کی لذت سے واقف ہے اسی لئے تو میرے حکم پر جان چھڑکتا ہے۔ اے۔ یہ مولانا کا کلام ہے امرش میں شین کی ضمیر شاہ کی جانب ہے چاشنیش کی ضمیر امر کی جانب اور معنویش کی ضمیر حکایت کی جانب لوٹتی ہے۔

[3] دیوان۔ دفتر، دربار۔ چندروز کس قیمت کا ہے۔ گفت۔ یعنی بیان کرنیوالے نے کہا ہے۔ سنی۔ بلند۔

شاہ روزے جانبِ دیواں شتافت
ایک دن بادشاہ کچہری کی جانب گیا

جملہ ارکاں رادراں دیواں بیافت
اس کچہری میں سب ارکان کو (موجود) پایا

گوہرے بیروں کشید اُو مستنیر[1]
اس نے ایک روشن موتی باہر نکالا

پس نہادش زود در کفِ وزیر
پھر اس کو جلد وزیر کی ہتھیلی پر رکھا

گفت چون ست و چہ ارزد ایں گہر
کہا کیسا ہے؟ اور یہ موتی کس قیمت کا ہے؟

گفت بیش ارز دز صد خروارِ زر
اس نے کہا سونے کے سینکڑوں بوروں سے زیادہ قیمت کا ہے

گفت بشکن گفت چونش بشکنم
کہا، توڑ دے اس نے کہا اس کو کیسے توڑوں؟

نیک خواہِ مخزن و مالت منم
میں آپ کے مال اور خزانہ کا خیر خواہ ہوں

چوں روا دارم کہ مثلِ ایں گہر
میں کیسے روا رکھوں کہ اس جیسا موتی

کہ نیاید در بہا گردد ہدر
جس کی قیمت کا اندازہ نہیں ہوسکتا رائگاں ہو جائے

گفت شاباش و بدادش خلعتے
کہا شاباش ہے اور خلعت عطا کی

گوہرا زوے بستد آں شاہِ فتے
اس جوانمرد شاہ نے موتی اس سے لے لیا

کرد ایثارِ وزیر آں شاہِ جود
اس شاہ سخی نے وزیر کو عطا کر دیا

ہر لباس و حلہ[2] کو پوشیدہ بود
جو لباس اور جوڑا وہ پہنے ہوئے تھا

ساعتے شاں کرد مشغولِ سخن
ان کو تھوڑی دیر باتوں میں لگایا

از قضیہ تازہ و رازِ کہن
نئے معاملہ اور پرانے راز میں

بعد ازاں دادش بدستِ حاجبے
اسکے بعد اس کو حاجب کے ہاتھ میں دیا

کہ چہ ارزد ایں بہ پیشِ طالبے
کہ خریدار کے لئے یہ کس قیمت کا ہے؟

گفت[3] ارزد ایں بہ نیمہ مملکت
اس نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے

کش نگہدارد خدا از مہلکت
خدا اس کو بربادی سے بچائے

گفت بشکن گفت اے خورشیدِ تیغ
یہ کہا تو اس کو توڑ دے اس نے کہا اے سورج کی تلوار والے!

بس دریغ ست ایں شکستن بس دریغ
اس کا توڑنا بہت قابل افسوس ہے بہت قابل افسوس

قیمتش بگذار بیں تاب و لمع
اس کی قیمت کو رہنے دیجئے چمک اور روشنی کو دیکھئے

کہ شدست ایں نورِ روز اُو را تبع
کہ دن کی یہ روشنی اس کے تابع بن گئی ہے

دست کے جُنبد مرا در کسرِ اُو
اسکے توڑنے میں میرا ہاتھ کب ہلے گا؟

کہ خزینہ شاہ را باشم عدُو
میں بادشاہ کے خزانہ کا دشمن کب ہوں؟

[1] مستنیر۔ روشن۔ خروار۔ گدھے پر لادنے کا بوجھ۔ مخزن۔ خزانہ۔ نیاید در بہا۔ جس کی قیمت کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ ہدر۔ رائیگاں۔ خلعتے۔ شاہی لباس۔ فتے۔ فتی کا مالہ ہے نوجوان۔

[2] حلہ۔ کپڑوں کا جوڑا۔ مشغولِ سخن۔ چونکہ بادشاہ کو سب کا امتحان لینا تھا تو بات کاٹ دی تاکہ از سرِ نو دوسروں سے سوال و جواب کرے۔ حاجب۔ چوبدار چوپشی کا وزیر ہوتا تھا۔

[3] گفت۔ حاجب نے کہا یہ آدھی سلطنت کی قیمت کا ہے۔ خورشید تیغ۔ یعنی وہ جس کی تلوار سورج جیسی چمکدار ہے۔ لمع۔ چمک۔ کہ شدست۔ دن کی روشنی اس کے سامنے ماند ہے۔

شاہ خلعت دادو ادرارش[1] افزود — پس دہاں در مدحِ عقلِ او کشود
شاہ نے اس کو خلعت دی اس کی تنخواہ بڑھا دی — پھر اس کی عقل کی تعریف میں منہ کھولا

بعد یک ساعت بدست میر داد — دُرّ را آں امتحاں کن باز داد
تھوڑی دیر کے بعد ایک امیر کے ہاتھ میں دیا — اس امتحان کرنے والے نے موتی پھر دیا

اُو ہمی گفت و ہمہ میراں ہمیں — ہر یکے را خلعتے داد او ثمیں
اس نے وہی کہا اور سب امیروں نے وہی — اس نے ہر ایک کو قیمتی خلعت عطا کی

جا مگیہا شاں ہمی افزود شاہ — آں خسیساں را ببرد از رہ بچاہ
بادشاہ انکے (کپڑوں کے) جوڑے بڑھا رہا تھا — ان کمینوں کو راستہ سے کھوئیں میں لے گیا

آنچنیں[2] گفتند پنجہ شصت امیر — جملہ یک یک ہم بتقلیدِ وزیر
پچاس ساٹھ امیروں نے یہی کہا — وزیر کی تقلید میں ایک ایک کر کے سب نے

گرچہ تقلیدست اُستونِ جہاں — ہست رُسوا ہر مقلِّدز امتحاں
اگرچہ تقلید دنیا کا ستون ہے — آزمائش سے ہر مقلد رسوا ہوتا ہے

شاہ چون کرد امتحانِ جملہ گان — مال وخلعت بُرد ہر یک بیکران
شاہ نے جب سب کا امتحان لیا — ہر ایک نے لا تعداد مال اور خلعت حاصل کی

ہمچنیں در دور گرداں شد گہر — تا بدستِ آں ایازِ دیدہ در
موتی اسی طرح گردش کے چکر میں رہا — یہانتک دیدہ ور ایاز کے ہاتھ میں آیا

آخریں بنہاد در کفِ ایاز — گفت اُورا کاے حریف دیدہ باز
بالآخر اس کو ایاز کی ہتھیلی پر رکھا — اس سے کہا اے صاحب نظر دوست!

یک بیک[3] دیدندیں گوہر توہم — در شعاعش در نگر اے محترم
انہوں نے ایک ایک کر کے اس موتی کو دیکھا تو بھی — اے محترم! اس کی چمک کو دیکھ لے

رسیدنِ گوہرا زدست بدست آخر دور با یاز و کیاستِ
موتی کا دست بدست آخری دور میں ایاز کے ہاتھ میں پہنچنا اور ایاز کی

ایاز و مقلِّد نا شدنِ اُو ایشاں راو مغرور نا شدنِ اُو
ذہانت اور اس کا ان کا مقلد نہ ہونا اور اس کا دھوکے میں نہ پڑنا

بمال دادنِ شاہ و خلعتہا و جا مگیہا افزوں کردن و
بادشاہ کے مال اور خلعت دینے سے اور کپڑے بڑھانے سے اور

[1] ادرار۔ ماہواری تنخواہ۔ کشود۔ اس کی تعریف اسلئے کی تاکہ دوسروں کا امتحان کر سکے بعد۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہ نے وہ موتی ایک دوسرے امیر کے ہاتھ میں دیا۔ ثمیں۔ یعنی۔ جا مگیہا۔ وہ لباس جو ملازمین کو سالانہ ملتے ہیں۔ آں خسیساں۔ یہ داد و دہش ان سب کیلئے گمراہی کا سبب تھی چونکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ شاہ کو جواب پسند آرہا ہے۔ اسلئے وہ انعام دے رہا ہے۔

[2] آنچنیں۔ جو جواب پہلے امیر نے دیا اس کی تقلید میں سب امیروں نے وہی جواب دیا۔ گرچہ۔ دنیا کا کام تقلید سے ہی چل رہا ہے۔ در دور۔ وہ موتی یکے بعد دیگرے اسی طرح امیروں کے ہاتھ میں جاتا رہا آخیر میں شاہ نے ایاز کے ہاتھ میں دیدیا۔

[3] یک بیک۔ شاہ نے ایاز سے کہا اس موتی کو سب سردار دیکھ چکے اب تو بھی دیکھ لے۔ رسیدن۔ موتی ایاز کے ہاتھ میں پہنچا تو اس نے پہلے سرداروں کی تقلید میں جواب نہ دیا اور بادشاہ کے اکو خلعت وغیرہ دینے سے دھوکے میں نہ آیا۔

مدحِ عقلِ ایشاں کردن یمکن[1] کہ نشاید مقلّد را مسلمان دانستن

ان کی عقل کی تعریف کرنے سے بقدر امکان مقلد کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیے

مسلمان باشد امّا نادر باشد کہ مُقلّد ثبات کُند برِ اِعتقادو

مسلمان ہوتا ہے لیکن بہت کم ہوتا ہے کہ اس اعتقاد پر وہ جماؤ کرے اور

مُقلّد از یں امتحانہا بسلامت بیروں آید کہ ثُبات بینایاں ندارد

مقلد ان امتحانات سے سلامتی کیساتھ عہدہ برآ ہو کیونکہ وہ دور اندیشوں کی سی ثابت قدمی نہیں رکھتا ہے

اے ایاز اکنوں بگوئی کایں گہر — چندمی ارزد بدیں تاب و ہُنر

اے ایاز ! اب تو بتا کہ یہ موتی — اس چمک اور خوبی کے ساتھ کس قیمت کا ہے؟

گفت افزوں زانچہ تانم گفت من — گفت اکنوں زود خردش در شکن

اس نے کہا جتنا میں کہہ سکتا ہوں اس سے بڑھا ہوا ہے — اس نے کہا اب اس کو فوراً ریزہ ریزہ کر دے

سنگہا در آستیں بُودش شتاب — خُرد کردش پیشِ اُوآں بُد صواب

پتھر اس کی آستین میں تھے ، جلد — اس کو توڑ دیا اس کے نزدیک یہ درست تھا

ز اتفاقِ طالعِ با دولتش — دست دادآں لحظہ نادر حکمتش

اس کے با اقبال نصیبہ کے اتفاق سے — اس وقت نادر حکمت اسکے ہاتھ آگئی

یا بخواب ایں دیدہ بُود آں پر صفا — کردہ بُود اندر بغل دو سنگ را

یا اس روشن دل نے خواب میں یہ دیکھا تھا — اس نے دو پتھر بغل میں دبا لئے تھے

ہمچو[2] یوسفؑ کاندرونِ قعرِ چاہ — کشف شدُ پایانِ کارش از آلہ

یوسف کی طرح کہ کنویں کی گہرائی میں — اسکے لئے انجام کار اللہ تعالیٰ کیجانب سے کھل گیا تھا

ہر کرا فتح و ظفر پیغام داد — پیشِ اُو یک شُد مراد و بے مُراد

جس کو فتح اور کامیابی نے پیغام دیا — اسکے لئے مراد اور نامراد یکسان ہے

ہر کہ پابندانِ[3] وے شدُ وصلِ یار — اُوچہ ترسد از شکستِ کار زار

یار کا وصل جس کا ضامن ہو گیا — وہ جنگ کی شکست سے کیا ڈرے گا ؟

چوں یقیں گشتش کہ خواہد کرد مات — فوتِ اسپ و فیل پیشش تُرہات

جب اس کو یقین ہو گیا کہ وہ مات دے گا — اسپ اور فیل کا مارا جانا اس کے لئے بکواس ہے

گر بُرد اسپش ہر آنکہ اسپ جُوست — اسپ اُو گوئی کہ پیش آہنگِ اُوست

جو شخص اسپ کا طالب ہے اگر اس کا اسپ مار لیجائے — تو گویا اسپ اس کا پیشرو ہے

[1] یمکن۔ تقلیدی ایمان معتبر نہیں ہے ایمان کا تعلق یقین سے ہے اور مقلد کو عموماً یقین حاصل نہیں ہوتا ہے معمولی شکوک سے اس کا علم زائل ہو جاتا ہے۔ بینایاں۔ وہ لوگ جن کو عین الیقین کا درجہ حاصل ہوتا ہے۔ اے ایاز۔ بادشاہ نے موتی کی قیمت ایاز سے لگوائی اس نے جواب دیا کہ یہ اسقدر بیش قیمت ہے کہ اس کی قیمت کا بیان کرنا ممکن نہیں ہے ، بادشاہ نے کہا اس کو توڑ ڈال اس کی آستین میں پتھر تھا اس نے اس کے ذریعہ فوراً اس کو توڑ ڈالا اس کا قصہ تھا کہ دانائی نے اس کا ساتھ دیا۔ ممکن ہے کہ اس نے خواب میں یہ قصہ دیکھا ہو اور اسی لئے وہ آستین میں پتھر لیکر مجلس میں آیا ہو۔

[2] ہمچو۔ حضرت یوسفؑ نے قید ہی میں خواب میں آنے والے واقعات دیکھ لئے تھے۔ ہر کرا۔ جس شخص کو فتح اور کامیابی کی خوشخبری مل چکی ہو اس کے۔ لئے فتح و شکست کے اسباب یکساں ہو جاتے ہیں۔

[3] پابنداں۔ ضامن۔ چون۔ جب بازی کی کامیابی پر یقین ہو جاتا ہے تو اس کو اپنے اسپ اور فیل کے پٹ جانے کی کوئی پروا نہیں ہوتی زبرا۔ اس کا حریف اگر اس کے اسپ کو مارے تو اسپ کا پٹنا اس کی کامیابی کا پیش خیمہ ہوگا۔

مردرا[1] با اسپ کے خویشی بُود
انسان کی گھوڑے سے رشتہ داری کب ہوتی ہے؟

عشقِ اسپش ازپئے پیشی بُود
گھوڑے سے اس کا عشق آگے بڑھنے یکلئے ہوتا ہے

بہرِ صُورتہا مکش چندیں زحیر
صورتوں کے لئے اسقدر پیچ و تاب نہ اٹھا

بے صُداعِ صُورتے معنیٰ بگیر
صورت کا دردِ سر اٹھائے بغیر معنی حاصل کر

ہست زاہد را غمِ پایانِ کار
زاہد کا انجام کا غم ہے

تاچہ باشد حالِ اورا وزِ شمار
کہ قیامت کے دن اس کا کیا حال ہوگا؟

عارفاں ز آغاز گشتہ ہوشمند
عارف شروع ہی سے ہوشمند ہیں

از غم و احوالِ آخر فارغ اند
آخرت کے احوال اور غم سے بے نیاز ہیں

بُود عارف راہمیں خوف و رَجا
عارف کو یہی خوف اور امید تھی

سابقہ دانیش خورد آں ہر دورا
اس کی پیشگی دانش نے اس دونوں کو ختم کر دیا ہے

دید[2] کو سابق زراعت کرد ماش
وہ جانتا ہے جس نے پہلے سے اڑد کی کاشت کی ہے

اُو ہمی داند چہ خواہد بُود چاش
وہ جانتا ہے کہ اس کی پیداوار کیا ہوگی

عارف ست اُو باز رَست از خوف و بیم
وہ عارف ہے وہ خوف اور ڈر سے چھوٹ گیا ہے

ہائے و ہُورا کرد تیغ حق دو نیم
اللہ تعالیٰ کی تلوار نے شور وفغاں کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں

بُود اُورا بیم و اُمید از خدا
اس کو خدا سے خوف اور امید تھی

خوف فانی شد عیاں گشت آں رجا
خوف فنا ہو گیا وہ امید ظاہر ہو گئی

خوف[3] طے شد جملگی اُمید شد
خوف لپٹ گیا ، وہ مجسم امید ہو گیا

نور گشت و تابعِ خورشید شد
نور بنگیا اور سورج کے تابع ہو گیا

ز امتحانِ شاہ بُود آگہ ایاز
ایاز ، بادشاہ کے امتحان سے آگاہ تھا

وز فریبِ شہ نشد گمرہ ایاز
شاہ کے فریب سے ایاز گمراہ نہ ہوا

خلعت و اِورا راز راہش نبرد
خلعت اور وظیفہ نے اس کو گمراہ نہ کیا

کرد اُو گوہر زمرِ شاہ خرد
اس نے بادشاہ کے حکم سے موتی توڑ ڈالا

چوں شکست اُو گوہرِ خاص آنزماں
جب اس نے خاص موتی توڑا اس وقت

زاں امیراں خاست صد بانگ وفغاں
امیروں سے بہت شور اور فریاد بلند ہوئی

کانچہ بیباکیست واللہ کافرست
کہ یہ کیا بے باکی ہے خدا کی قسم کافر ہے

ہر کہ ایں پُر نور گوہر را شکست
جس نے اس منور موتی کو توڑا

[1] مردرا۔ شطرنجی کوئی اسپ سے کوئی محبت نہیں ہوتی وہ تو جیتنے کا خواہاں ہوتا ہے۔ زحیر۔ پیچش ، پیچ و تاب۔ صداع۔ دردِ سر۔ صحت۔ یعنی اسپ معنی یعنی کامیابی ہست معنی کے ادراک کے بھی مراتب مختلف ہیں زاہد کو انجام کا غم رہتا ہے کہ دیکھئے کیا ہوتا ہے۔ عارفاں۔ جو لوگ مکمل ہیں ان کو ابتداء سے ہی انجام کا علم ہو جاتا ہے اور انکا علم خوف اور امید کو ختم کر دیتا ہے۔

[2] دید۔ عارف جان لیتا ہے جو بویا ہے اس کی پیداوار کیا ہوگی چونکہ اس کو پیشگی ہی علم حاصل ہو گیا ہے لہٰذا انجام کے فکر کا شور وغل ختم ہو گیا ہے۔ بود۔ اس کو بھی انجام کے بارے میں خوف اور امید کی کشمکش تھی لیکن اس پر حقیقت واضح ہو جانے کی وجہ سے اب خوف ختم ہو گیا ہے اور امید باقی رہ گئی ہے۔

[3] خوف۔ اس کے لئے اب خوف ختم ہو گیا اور وہ نور بنکر نورِ مطلق کے تابع ہو گیا۔ ز امتحان۔ ایاز بھی انہی میں سے تھا جن کو انجام کی خبر ہو جاتی ہے لہٰذا وہ بادشاہ کے احکام وغیرہ سے دھوکے میں نہ پڑا۔ گوہر۔ اس نے موتی کو شاہ کے حکم کے مطابق فوراً توڑ ڈالا۔ کانچہ۔ امیروں نے شور کیا اور ایاز سے کہا کہ یہ کیا بے باکی ہے کہ ایسے عمدہ موتی کو تو نے توڑ ڈالا۔

واں جماعت[1] جملہ از جہل و عمیٰ — در شکستہ دُرِّ امرِ شاہ را
اور اس جماعت نے نادانی اور اندھے پن سے — بادشاہ کے حکم کے موتی کو توڑا تھا

قیمتِ گوہر نتیجہ مہر و دُو — بر چناں خاطر چرا پوشیدہ شُد
دوستی اور محبت کے نتیجہ کے موتی کی قیمت — ایسی طبیعت پر کیوں پوشیدہ ہوئی ؟

تشنیع زدن اُمرا بر ایاز کہ چرا شکستی و جواب دادنِ ایاز ایشاں را
امیروں کا ایاز کو ملامت کرنا کہ تو نے کیوں توڑا اور ان کو ایاز کا جواب دینا

گفت ایاز اے مہترانِ نامور — امرِ شہ بہتر بقیمت یا گہر
ایاز نے کہا اے نامور سردارو ! — قیمت میں بادشاہ کا حکم بہتر ہے یا موتی

امرِ سُلطاں بہ بُود پیشِ شما — یا کہ ایں نیکو گہر بہرِ خدا
تمہارے نزدیک بادشاہ کا حکم بہتر ہے — یا یہ اچھا موتی ! خدا کے لئے بتاؤ

اے[2] نظرتاں بر گہر بر شاہ نے — قبلہ تاں غولست جادہ راہ نے
ارے تمہاری نظر موتی پر ہے شاہ پر نہیں ہے — تمہارا قبلہ چھلاوا ہے سیدھا راستہ نہیں ہے

من زشہ برمی نگردانم بَصَر — من چو مشرک روئے نارم در حجر
میں شاہ سے نظر نہیں پھیرتا ہوں — میں مشرک کیطرح پتھر کیجانب رخ نہیں کرتا ہوں

بے گہر جانے کہ رنگیں سنگ راہ — بر گزیند پس نہد او امرِ شاہ
وہ بے گوہر جان جو راستہ کے رنگین پتھر — پسند کرے ، وہ شاہ کا حکم پیچھے ڈال دے گی

پُشت[3] سُوئے لُعبتِ گلرنگ کُن — عقل در رنگ آورندہ دَنگ کُن
پھول جیسے رنگ کی گڑیا کی جانب پشت کرے — عقل ، رنگ دینے والے میں حیران کر دے

اندر آور جو سبو بر سنگ زَن — آتش اندر بُو و اندر رنگ زَن
نہر میں آجا ، ٹھلیا کو پتھر پر مار دے — بو اور رنگ میں آگ لگا دے

گرنہ در راہِ دیں از رہزنان — رنگ و بُو مپرست مانند زناں
اگر تو دین کی راہ میں راہزنوں میں سے نہیں ہے — عورتوں کی طرح رنگ و بو کی پرستش نہ کر

گوہر امرِ شہ بُود اے ناکساں — جملہ بشکستید گوہر را عیاں
اے نالائقو ! موتی بادشاہ کا حکم ہوتا ہے — تم سب نے علانیہ موتی کو توڑا

چوں ایاز ایں راز بر صحرا فگند — جملہ ارکاں خوار گشتند و نژند
جب ایاز نے اس راز کو میدان میں ڈال دیا — سب ارکان خوار اور ذلیل ہو گئے

[1] واں جماعت۔ سرداروں کی جماعت اپنے جہل سے یہ نہ سمجھی کہ ایاز نے تو موتی توڑا اور ان لوگوں نے بادشاہ کا حکم توڑا۔ قیمت۔ محبت اور دوستی کے موتی کو انہوں نے اس موتی سے زیادہ قیمتی نہ سمجھا۔ امر شہ ایاز نے ان امیروں سے کہا یہ بتاؤ کہ موتی زیادہ قیمتی تھا یا بادشاہ کا حکم!

[2] اے نظر۔ تم لوگوں کا منظور نظر موتی تھا بادشاہ کا حکم نہ تھا۔ تم نے اپنا قبلہ سیدھا راستہ چھوڑ کر چھلاوے کو بنا لیا۔ من زشہ۔ بادشاہ کو چھوڑ کر موتی کی طرف توجہ کرنا محبت کا شرک ہے۔ بے گہر۔ جو شخص راستہ کے رنگین پتھر کو بہتر سمجھے اور شاہ کے حکم کو پس پشت ڈال دے وہ خود بے جوہر ہے۔

[3] پشت۔ مصنوعات سے روگردانی کر کے صانع کی جانب توجہ کرنی چاہیے۔ اندر ظاہر کی طرف رخ کر مظاہر پر اکتفا نہ کر۔ رنگ و بو۔ دنیا کی خوشنمائی راہ کی رکاوٹ ہے۔ گوہر۔ اصل موتی شاہ کا حکم تھا نافرمانی کر کے تم نے اس کو توڑ ڈالا۔ چوں۔ ایاز کی یہ تقریر سن کر سب امیر شرمندہ اور حیران ہو گئے۔

سَر فرو انداختند آں سَرواراں — عُذرا گویاں۔ گشتہ زاں نسیاں بجاں
ان سرداروں نے سر نیچے جھکا لئے — (دل و) جان سے اس بھول پر عذر خواہاں بن گئے

از دلِ ہر یک دو صد آہ آں زماں — ہمچو دُودے میشدُ ے تا آسماں
اس وقت سینکڑوں آہیں ہر ایک کے دل سے — دھوئیں کی طرح آسمان تک جاتی تھیں

قصد کردن شاہ بقتلِ اُمرا و شفاعت کردنِ ایاز پیشِ تخت کہ اَلْعَفْوُ اَوْلٰی

بادشاہ کا امیروں کو قتل کرنے کا ارادہ کرنا اور تخت کے سامنے ایاز کا سفارش کرنا کہ معاف کردینا زیادہ بہتر ہے

کرد ۲ اشارت شہ بجلادِ کہن — کہ زصدرم ایں خساں راپاک کن
شاہ نے پرانے جلاد کو اشارہ کیا — کہ ان کمینوں کو میرے دربار سے صاف کردے

ایں خساں چہ لائقِ صدرِ منند — کز پئے سنگ امرِ مارا بشکنند
یہ کمینے کیا میرے دربار کے لائق ہیں ؟ — جو پتھر کی خاطر ہمارے حکم کو توڑتے ہیں

امرِ ما پیشِ چنیں اہلِ فساد — بہرِ رنگیں سنگ شُد خوارو کساد
ایسے مفسدوں کے نزدیک ہمارا حکم — رنگین پتھر کی وجہ سے ذلیل اور کھوٹا ہو گیا

پس ایازِ مہر افزا بر جہید — پیشِ تختِ آں اُلغ سُلطاں دوید
پھر عزت بڑھانے والا ، ایاز اٹھا — سلطان اعظم کے تخت کے سامنے دوڑ کر گیا

سجدۂ کردو گلوئے خود گرفت — کاے قبادے کز تو چرخ آرد شگفت
سجدہ کیا اور اپنا گلا پکڑا — کہ اے شاہ ! کہ تجھ سے آسمان تعجب میں ہے

اے ۳ ہُمای کہ ہمایاں فرُخی — از تو دارند و سخاوت ہر سخی
اے ہما ! کہ سب ہما برکت — اور تمام سخی سخاوت تجھ سے حاصل کرتے ہیں

اے کریمے کہ کرمہائے جہاں — محو گردو پیشِ ایثارت نہاں
اے وہ کریم ! کہ جہاں کے کرم — تیرے مخفی ایثار کے آگے محو ہو جاتے ہیں

اے لطیفے کہ گُلِ سُرخت چو دید — از خجالت پیرہن رابر درید
اے وہ صاحب لطف کہ جب گل سرخ نے تجھے دیکھا — شرمندگی سے لباس چاک کر ڈالا

از غفوریِ تو غُفراں چشم سیر — رُوبہاں بر شیراز عَفوِ تو چیر
تیری مغفرت سے ، مغفرت سیر چشم ہے — تیری معافی سے لومڑیاں شیر پر غالب ہیں

۱ عذر۔ معذرت کرنے لگے کہ ہم سے بھول ہوگئی اور ہر ایک آہیں بھرنے لگا۔

۲ کرد۔ شاہ نے ان سرداروں کی نافرمانی پر ان کے قتل کا حکم دیدیا اور کہا کہ یہ کمینے میری مجلس کے لائق نہیں ہیں ان سے مجلس کو پاک کردینا چاہیے انہوں نے ایک پتھر کی خاطر حکم عدولی کی اس پر ایاز شاہی تخت کی طرف دوڑا اور اس کے سامنے سجدہ کر کے سفارش کرنے لگا۔ قباد۔ نوشیرواں کے باپ کا نام ہے پھر ہر بڑے بادشاہ کو کہدیا جاتا ہے۔

۳ اے ہمای۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا آپ ہما ہیں دنیا کے جس قدر ہما ہیں ان میں آپ کی وجہ سے برکت آئی ہے۔ آپ ایسے کریم ہیں کہ دنیا کے کریموں نے آپ سے کرم حاصل کیا ہے آپ اس قدر حسین ہیں کہ گلاب نے شرمندگی سے اپنا لباس چاک کرلیا ہے آپ کا عفو اسقدر بڑھا ہوا ہے مغفرت آپ سے سیر چشم ہو رہی ہے اور لومڑیاں آپ کے عفو کی بنیاد پر شیروں پر غالب ہیں۔

جُز کہ اِ عفو تو کرا دارد سَند
تیری معافی کے سوا کس پر سہارا رکھتا ہے ؟

ہر کہ با اَمرِ تو بیباکی کُنَد
جو شخص تیرے حکم پر بیباکی کرے

غفلت و گستاخیِ ایں مجرماں
ان خطا کاروں کی غفلت اور گستاخی

ازو فورِ عَفوِ تُست اے عَفوراں
اے معافی دینے والے تیری معافی کی کثرت کی وجہ سے ہے

دائماً غفلت ز گستاخی دَمد
غفلت ، ہمیشہ گستاخی سے پیدا ہوتی ہے

کہ بَرد تعظیم از دیدہ رَمد
کیونکہ آنکھیں دکھنا آنکھوں سے تعظیم کو ختم کر دیتا ہے

غفلت و نسیانِ بَد آموختہ
سیکھی ہوئی بری غفلت اور بھول

ز آتشِ تعظیم گردو سُوختہ
تعظیم کی آگ سے جل جاتی ہے

ہیبتش بیداری و فِطنت دہَد
اس کی ہیبت بیداری اور سمجھ عطا کرتی ہے

سہو و نسیاں از دلش بیروں جہَد
بھول اور نسیان اس کے دل سے نکل جاتا ہے

وقتِ ۲ غارت خواب ناید خلق را
لوٹ کے وقت لوگوں کو نیند نہیں آتی ہے

تا نبرباید کسے زُو دلق را
تاکہ کوئی اس کی گدڑی نہ لے اڑے

خواب چوں در میر مداز بیمِ دلق
جب گدڑی کے ڈر سے نیند بھاگ جاتی ہے

خواب و نسیاں کے بود با بیمِ حلق
گلے کے ڈر سے نیند اور بھول کب ہوتی ہے ؟

لَا تُؤاخِذْ اِنْ نَّسِینَا شُد گواہ
اگر ہم بھول گئے تو تو پکڑ نہ کر" گواہ ہے

کہ بُود نسیاں بوَجہے ہم گناہ
کہ بھول بھی ایک طرح سے گناہ ہے

زانکہ اِستکماں تعظیم اُو نہ کرد
کیونکہ اس نے تعظیم کی تکمیل نہ کی

ورنہ نسیاں درنیا وردے نبرد
ورنہ بھول مصیبت نہ لاتی

گرچہ نسیاں لا بُدونا چار بُود
اگرچہ بھول ضروری اور لا علاج ہے

در سَبب ور زیدن اُو مختار بُود
لیکن سبب اختیار کرنے میں وہ صاحب اختیار ہے

چوں ۳ تہاون کرد در تعظیمہا
جب اس نے عظمتوں میں سستی برتی

تا کہ نسیاں زاد با سہود خطا
یہانتک کہ سہو اور غلطی سے نسیان پیدا ہوا

ہمچو مَستے کو جنا یتہا کُند
اس مست کی طرح جو ظلم کرے

گوید اُو معذور بُودم من زخود
اور کہے میں اپنے بارے میں معذور تھا

۱ جز۔ جو شخص آپ کی حکم عدولی کرتا ہے وہ آپ کے عفو کا سہارا لے کر کرتا ہے۔ غفلت۔ آقا کی رحمدلی اور عفو کی صفت غلاموں کو گستاخ اور غافل بنا دیتی ہے۔ جب انسان کی آنکھیں دکھ رہی ہوں تو وہ تعظیم سے غافل ہو جاتا ہے۔ ہیبتش۔ آقا کی ہیبت اور خوف غلاموں میں بیداری پیدا کر دیتا ہے اور بھول کو ختم کر دیتا ہے۔

۲ وقت۔ غارت۔ جب غنیم لوٹ رہا ہو تو کوئی نہیں سو سکتا اس لئے ہر شخص اپنی گدڑی بچانے کی فکر کرنے لگتا ہے یہ تو گدڑی کا ڈر تھا اب اگر جان کا ڈر ہو تو پھر نیند کیسے آ سکتی ہے۔ لاتواخذ۔ قرآن پاک میں ہے" اللہ ہماری بھول پر ہماری گرفت نہ کر" اس سے معلوم ہوا کہ بھول بھی گناہ ہے ورنہ گرفت نہ کرنے کی دعا کیوں سکھائی جاتی۔ زانکہ۔ وہ بھول جو بے پروائی سے ہو مواخذہ کے قابل ہے البتہ اگر یاد کرنے کی ساری تدبیریں کر لی ہوں اور پھر بھول ہو جائے تو اس پر گرفت نہیں ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں اس نے وہ اسباب نہ اختیار کئے جو وہ کر سکتا تھا۔

۳ چوں تہاون۔ جب یاد رکھنے کے ذرائع اور اسباب کو ترک کرتا ہے اور اس سے بھول سرزد ہوتی ہے تو مواخذہ ہوتا ہے ہمچو۔ جو شخص بھول کے اسباب اختیار کرے اور پھر بھول کو عذر بنائے اس کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جو شراب میں مست ہو کر جرم کرے اور پھر کہے کہ میں بیخود تھا لہٰذا معذور ہوں حالانکہ اس سے کہنے سے کہ بدبخت بیخودی کا سبب تو نے خود اختیار کیا تھا تو نے خود اپنا اختیار ختم کیا تھا لہٰذا تو معذور نہیں ہے۔

گویدش لیکن سبب اے زشت کار
اس کو (حاکم) کہے گا اے بد کار لیکن سبب

از تو بُد در رفتنِ آں اختیار
تیری جانب سے ساتھ اس اختیار کے چلے جانے میں

بیخودی نامد بخود تُش خواندی
" خودی خود نہیں آئی تو نے خود اس کو بلایا

اختیارت خود نشد قش راندی
تیرا اختیار خود ختم نہ ہوا تو نے اس کو بھگایا

گر رسیدے[1] مستی بے جہد تو
اگر تیری کوشش کے بغیر مستی پیدا ہو جاتی

حفظ کردے ساقی جاں عہد تو
تو روح کا ساقی تیرے عہد کی حفاظت کرتا

پشت دارت او بدے عذر خواہ
وہ تیرا عذر خواہ ہوتا (اور) مدد گار ہوتا

من غلام زلت مست آلہ
میں خدائی مست کی لغزش کا غلام ہوتا

عفوہائے جملہ عالم ذرّہ
تمام جہان کی معافیاں ایک ذرہ ہیں

عکسِ عفوت اے زتو ہر بہرہ
اے وہ ذات! کہ ہر حصہ تیری معافی کا عکس ہے

عفوہا گفتہ ثنائے عفو تو
تمام معافیوں نے تیری معافی کی تعریف کی ہے

نیست کفوش ایھا الناس اتقوا
اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اے لوگو! ڈرو

جانِ شاں بخش وز خود شاں ہم مراں
اس کی جان بخشدے اور اپنے آپ سے انکو علیحدہ نہ کر

کام شیرینِ تو اند اے کامراں
اے مراد منیم! وہ تیرے شیریں مقاصد ہیں

رحم[2] کن بر روے کہ روئے تو بدید
اس پر رحم کر جس نے تیرا دیدار کر لیا ہے

تلخ فرقتِ تو چوں واہد چشید
وہ تیری جدائی کی تلخی کیسے چکھے گا؟

از فراق و ہجر میگوئی سخن
تو فراق اور جدائی کی بات کرتا ہے

ہر چہ خواہی کن ولیکن ایں مکن
جو چاہے کر، لیکن یہ نہ کر

در جہاں نبود بتر از ہجرِ یار
دنیا میں دوست کی جدائی سے بدتر کوئی چیز نہیں ہے

ایں سخن از عاشقِ خود گوشدار
اپنے عاشق کی یہ بات یاد رکھ

صد ہزاراں مرگِ تلخ شصت[3] تو
پانچ درجے کی لاکھوں کڑوی موتیں

نیست مانندِ فراقِ شست تو
تیرے حلقہ (زلف) سے فراق کے مانند نہیں ہیں

تلخیِ ہجر از ذکورو از اناث
مردوں اور عورتوں سے جدائی کی تلخی کو

دور دار اے مجرماں را مستغاث
اے خطا کاروں کے فریاد رس! دور رکھ

بر امید وصلِ تو مُردن خوش ست
تیرے وصل کی امید پر مرنا بھلا ہے

تلخیِ ہجرِ تو فوقِ آتش ست
تیری جدائی کی تلخی آگ سے زیادہ ہے

[1] گر رسیدے۔ اگر تو اپنے طور پر مست نہ ہوا ہوتا تو اللہ تعالیٰ تیری پشت پناہی کرتا اور تیرا عذر خواہ ہوتا ایسے خدائی مست کی لغزش کے تو ہم غلام ہیں۔ عفو ہائی۔ ایاز نے کہا اے شاہ آپ کے عفو کے مقابلہ میں تمام جہان کی معافیاں ذرہ ہیں اور دنیا کی سب معافیاں تیرے عفو کی ثنا گو ہیں؟ اے انسانوں اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے اس کا ہمسر قرار دینے سے بچتے رہو۔ جان شاں۔ ایاز نے بادشاہ سے کہا ان کی جان بخشی کر دیجئے اور ان کو اپنے سے جدا نہ کیجئے آپ کے مقاصد بڑے شیریں ہیں۔

[2] رحم کن۔ جس نے ایکبار بھی تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے وہ جدائی کی تلخی کیسے برداشت کرے گا اس پر رحم کر دیجئے آپ ہجر و فراق کی بات کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ نہ کیجئے اور جو چاہے کر دیجئے عاشق کے لئے یار کی جدائی سے بدتر کوئی سزا نہیں ہے۔

[3] شصت۔ ہم نے عدد کے معنی میں لیا ہے اس صورت میں اس کا املا شصت ہونا چاہیے مصرع اول میں تو بمعنی حلقہ ہے دوسرے مصرع میں شصت سے مراد الف کا حلقہ لیا جائے۔ تلخی۔ آپ خطا کاروں کے فریاد رس ہیں کس شخص کو بھی فراق کی سزا نہ دیں یہ ایاز کا شاہ کیلئے مقولہ ہے کہ امید وصل۔ کی امید میں جان دیدینا فراق کی زندگی سے بہتر ہے۔

گبر میگوید میانِ سقر — چہ غم بُودے گرم کر دے نظر
دوزخ کے درمیان کافر کہہ رہا ہے — اگر وہ مجھ پر نظر کر لیتا ، مجھے کیا غم ہوتا

کاں نظر شرمیں کُنندہ رنجہاست — ساحراں را خوبہائے دست و پاست
کیونکہ وہ نظر غموں کو شیریں بنا دینے والی ہے — جادو گروں کے ہاتھ پاؤں کا خونبہا ہے

تفسیر گفتنِ ساحراں فرعون را در وقت سیاست کہ
سزا کے وقت فرعون سے ساحروں کے "کوئی نقصان نہیں بیشک ہم اپنے

لَا ضَیْرَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ
رب کی طرف لوٹنے والے ہیں" کہنے کی تفسیر

نعرۂ لَا ضَیْرَ بشنید آسماں — چرخ گوئے شد پئے آں صولجاں
آسمان نے "کوئی ضرر نہیں" کا نعرہ سنا — اس بلے کے لئے آسمان گیند بن گیا

ضربت ۲ فرعون مارا نیست ضیر — لطفِ حق غالب بود بر قہر غیر
فرعون کی سزا ہمارے لئے نقصان نہیں ہے — دوسرے کے قہر پر اللہ (تعالیٰ) کا کرم غالب ہے

گر بدانی سر مارا اے مضل — میرہانی ماں زرنج اے کور دل
اے گمراہ کرنے والے ! اگر تو ہمارا راز جان لے — اے دل کے اندھے ! ہمیں تکلیف سے نجات دیدیتا

ہیں بیا ایں سو ببیں کایں ارغنوں — میزند یا لیت قومی یعلمون
خبردار ! ادھر آ دیکھ یہ باجا — "کاش میری قوم جان لیتی" بجا رہا ہے

داد مارا فضلِ حق فرعونیے ۳ — نے چنیں فرعونیے بے عونیے
اللہ تعالیٰ کے فضل نے ہمیں فرعونی عطا کر دی ہے — وہ فرعونی نہیں جو بغیر مدد (خداوندی) کے ہو

سَر بر آور مُلک بیں زندہ و جلیل — اے شدہ غرّہ بمصر و رودِ نیل
سر اٹھا زندہ اور عالیشان سلطنت کو دیکھ — اے ، مصر اور دریائے نیل پر مغرور

گر تو تَرکِ ایں نجس خرقہ کُنی — نیل را در نیلِ جاں غرقہ کُنی
اگر تو اس ناپاک چیتھڑے کو چھوڑ دے — تو نیل کو ، جان کے نیل میں ڈبو دے

ہیں بدا راز مصر اے فرعون دست — درمیانِ مصرِ جاں صد مصر ہست
خبردار اے فرعون ! مصر سے ہاتھ اٹھا لے — جان کے مصر میں سینکڑوں مصر ہیں

۱ گبر۔ کافر بھی جہنم میں یہ کہے گا۔ کہ آپ کی نظر کرم ہو تو جہنم بھی گوارا ہے ..... ساحراں۔ آپ کی نظر کرم نے فرعون کے جادوگروں کے لئے ہاتھ پاؤں کٹوا دینا آسان کر دیا اور انہوں نے آپ کی شیریں نظر کو اپنے ہاتھ پاؤں کے خون کا بدلہ سمجھا۔

تفسیر۔ جب فرعون نے ساحروں کو قتل کرنے کی دھمکی دی تو انہوں نے کہا ہاتھ پاؤں کٹنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہم اپنے رب کی طرف لوٹ رہے ہیں۔ چرخ۔ اس نعرہ سے آسمان بھی رقص کرنے لگا۔

۲ ضربت۔ مار۔ گر بدانی۔ اگر تو ہمارے اس جذبہ کو سمجھ جاتا تو ہمیں تکلیف نہ دیتا ہیں۔ اطا کیہ والوں نے جب حبیب نجار۔ حضرت عیسیٰ کے حواری کو شہید کیا تو انہوں نے فرمایا کاش میری قوم اس بات کو جان لیتی کہ میرے رب نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے معزز بنا دیا۔ ارغنوں۔ مشہور باجا ہے جس کو افلاطون نے ایجاد کیا تھا۔

۳ فرعونیے۔ یعنی شہنشاہی۔ نے چنیں۔ وہ شہنشاہی فرعون کی سی شاہی نہیں ہے۔ سر برآور ..... ان جادوگروں نے کہا تھا کہ خواب غفلت سے سر ابھار اور ہماری پائیدہ اور عظیم سلطنت کو دیکھ کے اے مصر اور نیل کی سلطنت پر غرور نہ کر۔ گر تو۔ اگر تو اس حقیر سلطنت کو ٹھکرا دے گا تو تیری روح میں اتنی قدر وسعت پیدا ہو جائے گی کہ یہ دریائے نیل اس میں غرق ہو جائے گا۔ ہیں بدا۔ ساحروں نے فرعون سے کہا کہ اس مصر کی حکومت سے دست کش ہو جا پھر روحانی دنیا کے سینکڑوں مصر ہاتھ آ جائینگے۔

تو اَنَا[1] رَبّ راہمی گوئی بعام
تو عوام سے "میں خدا ہوں" کہتا ہے

غافل از ماہیّتِ ایں ہر دو نام
حالانکہ تو ان دونوں ناموں کی ماہیت سے غافل ہیں

رَبّ بر مَربوب کے لرزاں بوَد
پروردگار زیر و پرورش سے کب لرزتا ہے ؟

کے اَنَا داں بندِ جسم و جاں بُوَد
"انا" کو جاننے والا جسم اور جان کا پابند کب ہوتا ہے؟

نِک انا مائم رَستہ از اَنا
دیکھ ! "انا" ہم ہیں "انا" سے چھوٹے ہوئے

از اَنائے پُر بَلائے پُر عَنا
اس "انا" سے جو مصیبت اور مشقت سے پر ہے

آں[2] اَنائے برتو اے سگ شُوم بُود
اے کتے ! وہ "انا" تیرے لئے منحوس تھی

دَر حقِ ما دَولتِ محتوم بُود
ہمارے حق میں یقینی دولت تھی

گر نبودَت ایں انائے کینہ کش
اگر یہ کینہ نکالنے والا "انا" تیرے اندر نہ ہوتا

کے زدے بَر ما چنیں اقبال نوش
تو ایسا اچھا نصیبہ ہمیں کب حاصل ہوتا ؟

شُکر آں کز دارِ فانی میرہیم
اس کا شکر ہے کہ ہم دار فانی سے چھوٹ رہے ہیں

بَر سَرِ ایں دار پندت میدہیم
اس سولی پر ہم تجھے نصیحت کر رہے ہیں

دارِ قتلِ ما براقِ رحلت ست
ہمارے قتل کی سولی سفر کا براق ہے

دارِ مُلکِ تو غرُور و غفلت ست
تیرا دار السلطنت ، غرور اور غفلت ہے

ایں[3] حیاتِ خفیہ در نقشِ ممات
یہ خفیہ زندگی ہے جو موت کی صورت میں ہے

واں ممات خفیہ دَر قشرِ حیات
وہ خفیہ موت ہے زندگی کے چھلکے میں ہے

می نماید نور نار و نار نُور
نور ، آگ اور آگ نور نظر آتی ہے

وَرنہ دنیا کے بُدے دار الغرُور
ورنہ دنیا دار الغرور کب ہوتی ؟

ہیں مکُن تعجیل اوّل نیست شو
خبردار ! جلدی نہ کر پہلے نیست بن

چوں غروب آری برار از شرق ضوَ
جب تو غروب کر گیا مشرق سے روشنی لا

آں اَنائے دَر ازل دل تنگ شُد
وہ "انا" ازل میں دل تنگ ہے

زیں اَنا جاں بیخود و دل دنگ شُد
اس "انا" سے جان بیخود اور دل حیران ہو گیا

آں اَنائے سرد گشت و تنگ شد
وہ "انا" سرد اور تنگ ہے

ایں اَنا خم دادہ ہمچو چنگ شد
یہ مست "انا" چنگ کی طرح ہے

---

[1] تو انا۔ فرعون قوم سے کہتا تھا کہ میں تمہارا رب ہوں ساحروں نے کہا تو انا اور رب دونوں کی حقیقت سے بے بہرہ ہے انا وہ ہے جو فنا کے بعد حاصل ہو تو اس سے ناواقف ہے۔ رب۔ تو رب کی حقیقت سے بھی ناواقف ہے جو اپنی رعایا کے بگڑ جانے سے خوفزدہ ہو وہ رب کیسے ہو سکتا ہے۔ انا مائیم۔ اصل انانیت تو جب حاصل ہوتی ہے جب انسان اپنی انانیت اور خودیکو چھوڑ چکے جو مصیبت اور مشقت سے پر ہے۔

[2] آں انا۔ تیری انانیت خودی لئے ہوئے ہے۔ تو منحوس ہے ہم فنا کا درجہ حاصل کر چکے ہیں لہٰذا ہماری انانیت ایک دولت ہے۔ گر نبودت۔ تیری انانیت ہماری خوش بختی کا سبب بن گئی ہے۔ شکر۔ تیری انانیت نے ہمیں اس فانی دنیا سے نجات دیدی ہے اب ہم سولی پر چڑھ کر تجھے نصیحت کر رہے ہیں۔ دار۔ یہ سولی ہمارے لئے قرب خداوندی کا براق بن گئی ہے۔

[3] ایں۔ یعنی براق رحلت حیات بصورت ممات ہے۔ واں۔ تیرا دارالملک موت بصورت حیات ہے۔ دارالغرور دھوکے کا گھر دنیا کو اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ حقائق بالعکس نظر آتے ہیں۔ ہیں۔ پہلے فنا حاصل کر پھر غروب کے بعد منور طلوع ہو گا۔ آں انائے اوصاف بشری فنا ہونے سے پہلے انا کہنا ازل سے مردود ہے۔ زیں انا۔ فنا کے بعد انا کہنا محمود ہے۔ چنگ ایک باجا ہے۔ جس کی آواز خوش کن ہے۔

زاں اَنائے بے اَنا خوش گشت جاں — شد جہان اُواز انائے ایں جہاں

اس بے "انا" کے "انا" کہنے سے جان خوش ہو گئی — وہ اس جہاں سے کود جانے والی ہو گئی

از اَنا چوں رَست اکنوں شد اَنا — آفرینہا بَر اَنائے بے عَنا

جب "انا" سے چھوٹ گئی اب "انا" ہو گئی — بے مشقت کی "انا" کو شاباش ہے

اُو گریزان دانائے در پَیش — می دَوَد چوں دید وے را بے وَیش

وہ بھاگ رہا ہے اور "انا" اس کے درپے ہے — وہ "انا" دوڑتی ہے جب وہ اس کے اپنے بغیر دیکھتی ہے

طالب اُوئی نگردد طالبت — چوں بمُردی طالب شُد مَطلبت

تو اس کا طلبگار ہے وہ تیری طلبگار نہ بنے گی — جب تو مر گیا تیرا مطلوب تیرا طالب بن گیا

زندۂ [۲] کے مُردہ شو شوید تُرا — طالبی کے مَطلبت جوید تُرا

تو زندہ ہے مردے کو نہلانے تجھ کب نہلائیگا ؟ — تو طلبگار ہے، مطلوب تجھے کب ڈھونڈے گا ؟

اندریں بحث اَرخرِ درّہ بیں بُدے — فخرِ رازی راز دارِ دیں بُدے

اس بحث میں اگر عقل راستہ دیکھنے والی ہوتی — تو فخر الدین رازی دین کے راز دار ہوتے

لیک چوں مَنْ لَمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ بود — عقل و تخئیلاتِ اُو حیرت فزود

لیکن چونکہ "جس نے نہ چکھا اس نے نہ جانا" ہے — انکی عقل اور تخیلات نے حیرت میں اضافہ کر دیا

کے شود کشف از تفکّر ایں اَنا — ایں اَنا مکشوف شُد بَعدَ الفَنا

غور کرنے سے یہ "انا" کب کھلتی ہے — یہ "انا" فنا کے بعد کھلی ہے

می فتد ایں عقلہا در [۳] اِفتقاد — دَر مغاکے و حلول و اتحاد

جستجو میں یہ عقلیں گر جاتی ہیں — گڑھے اور حلول و اتحاد میں

اے ایازِ گشتہ فانی ز اقتراب — ہمچو اختر دَر شعاعِ آفتاب

اے ایاز ! تو قرب میں فانی بنگیا ہے — جیسا کہ ستارہ سورج کی شعاع میں

بلکہ چوں نُطفہ مبدّل تو بتَن — نے حلول و اتحادِ مُفتتن

بلکہ جیسا کہ تیرا نطفہ جسم میں تبدیل ہوا — نہ کہ حلول اور پر فتنہ اتحاد سے

عبد کے بغیر صفاتِ رب کیساتھ متصف ہوتا ہے حلول کی صورت میں ہے یعنی حضرت حق تعالیٰ وجودِ عبد کو اپنا محل بنا لیتے ہیں یا عبد اور رب میں اتحاد ہو جانے کی صورت سے ہے۔ اے ایاز۔ بقا اور فنا کی صحیح مثال اگر ہے تو یہ ہے کہ جسطرح ستارہ شعاع شمس میں گم ہو جاتا ہے اسی طرح عبد حادث اپنے آپ کو رب قدیم میں گم کر دیتا ہے۔ تو صفات کی تبدیلی کی مثال ہے یا یہ کہ۔ نطفہ یعنی جسم انسانی میں تبدیل ہو جاتا ہے یہ تبدیل ذاتی کی مثال ہے۔

[۱] زاں۔ جس انا میں بشری انانیت نہ ہو اس سے روح خوش ہوتی ہے اور انسان اس انا کے ذریعہ اس دنیا کی انا سے نجات پا جاتا ہے۔ پہلے مصرع کے شروع میں جہاں جہندہ کے معنی میں ہے دوسرا جہاں دنیا کے معنی میں ہے۔ جب انسان بشری انانیت سے چھوٹ جاتا ہے تو حقیقی انا اس کو حاصل ہو جاتی ہے۔ او گریزاں۔ فانی حقیقت کیلئے گریزاں ہے اور بقا اس کے درپے ہے اور اس مظہر میں صفاتِ الٰہی اپنا ظہور چاہتے ہیں۔ اور جب تک انسان اپنی انا کا طالب ہے فنائے حقیقی اس کو حاصل نہ ہوگی جب اپنی صفات بشری سے مردہ ہو جائیگا تو فنا خود اس کی طالب بنجائے گی۔

[۲] زندہ جب تک انسان اپنی انا سے زندہ ہے تو اس مردے کو نہلانے والا یعنی فنا اس کیساتھ مصروف عمل نہ ہوگی۔ اندریں۔ اس بحث میں کہ فنا اپنی انا ختم کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے عقل رہنمائی نہیں کرتی ہے ورنہ امام فخر الدین رازی جو دلائل عقلی پر ہر چیز کا مدار رکھتے ہیں۔ دین کے اسرار کے سب سے بڑے عالم ہوتے۔ لیک۔ یہ مسائل ذوقی ہیں جس نے انکا مزا نہ چکھا وہ انکی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا ان مسائل میں دلائل عقلیہ حیرت میں اور اضافہ کر دیتے ہیں۔ ایں انا۔ حقیقی انا کا علم فنا کے بعد واضح ہوتا ہے۔

[۳] در افتقاد۔ اگر محض عقل کے ذریعے ان مسائل کو حل کیا جائیگا تو انسان حلول اور اتحاد جیسے عقیدوں میں مبتلا ہو جائیگا یعنی یہ سمجھ جائیگا کہ بقا بعد فنا جس میں ایک انسان وجود

عَفو کُن اے عَفو در صندوقِ تُو — سابقِ لُطفی ہمہ مسبُوقِ تُو
معاف کردے اے وہ کہ معافی تیرے صندوق میں ہے — تو مہربانی میں سابق ہے سب تیرے پیچھے ہیں

مجرم داشتنِ اَیاز خود را دریں شفاعت گری و عُذرِ ایں جُرم
اس سفارش کرنے میں ایاز کا اپنے آپ کو مجرم سمجھنا اور اس خطا کی معافی
خواستن [1] و دراں عذر گوئی ہم خود را مجرم داشتن و ایں شکستگی
چاہنا اور اس عذر گوئی میں بھی اپنے آپ کو مجرم قرار دینا اور یہ کسر نفسی
از شناخت و عظمت شاہ خیزد و اَنَا اَعْلَمُکُمْ بِاللّٰہِ
شاہ کی عظمت اور پہچان سے پیدا ہوتی ہے "اور میں تم سے زیادہ اللہ کو جاننے والا ہوں اور
وَاَخْشَاکُمْ وَ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓءُ
تم سے زیادہ اللہ ڈرانے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ سے اس کو جاننے والا ڈراتے ہے

مَن کہ باشم کہ بگویم عفو کُن — اے تو سلطان و خلاصہ امر کُن
میں کون ہوتا ہوں جو کہوں کہ معاف کر دیجئے ؟ — اے وہ کہ آپ بادشاہ اور "کن" کے امر کے خلاصہ ہیں
مَن کہ باشم کہ بُوم من با مَنت — اے گرفتہ جملہ مَنہا دامنت
میں کون ہوتا ہوں کہ میں تیری ہستی کے سامنے موجود ہوں؟ — اے وہ کہ تمام ہستیوں نے تیرا دامن تھاما ہے
مَن [2] کے آرم رحمِ خلمِ آلود را — رَہ نمایم. علم حلم اندود را
میں غضب آلود رحم کب کر سکتا ہوں ؟ — میں تو حلم سے بھرے ہوئے علم کی رہنمائی کرتا ہوں
صَد ہزاراں صفع را اَر زانیم — گر زبونِ صَفعہا گر دانیم
میں لاکھوں طمانچوں کے لائق ہوں — اگر آپ مجھے طمانچوں کا مغلوب بنا لیں
مَن کیم تا پیشت اعلامے کُنم — یا کہ وا یادت دہم شرطِ کرم
میں کون ہوں کہ آپ کے سامنے اعلان کروں ؟ — یا کہ آپ کو کرم کی شرط یاد دلاؤں
آنچہ معلوم تُو نبُود چیست آں — وآنچہ یادت نیست گو اندر جہاں
جو تجھے معلوم نہیں وہ کیا ہے ؟ — جو تجھے یاد نہیں وہ جہاں میں کہاں ہے ؟
اے [3] تو پاک از جہل و علمت پاکزاں — کہ فراموشی کُند ویرا نہاں
اے وہ کہ تو جہالت سے پاک ہے اور تیرا علم اس سے پاک ہے — کہ بھول اس کو چھپا دے
ہیچکس راتو کسے اَنگاشتی — ہمچو خورشیدش بنُور اَفراشتی
تو نے نا چیز کو چیز ٹھہرایا — تو نے اس کو سورج کیطرح نور سے بلند کر دیا

[1] خواستن۔ ایاز نے اس سفارش کے بارے میں بھی اپنے آپ کو قصور وار سمجھا اور عذر خواہی کرنے لگا اور یہ صورت جب پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان شاہ کی عظمت کو سمجھ چکا ہو چنانچہ آنحضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں خدا کو تم سے زیادہ جانتا ہوں اور خدا سے تم سے زیادہ ڈرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ کے جاننے والے ہی اللہ سے ڈرتے ہیں۔ مَن کہ باشم۔ میرا تیرے سامنے سفارش کرنا اپنی ہستی کا اقرار کرنا ہے جو غیر مناسب ہے۔

[2] مَن۔ میرے رحم میں تو خلوص نہیں ہے میں تو صرف آپ کے علم کی راہنمائی کر رہا ہوں صد ہزاراں۔ اگر تو مجھے سزا دینا پسند کرے تو میں لاکھوں طمانچوں کا مستحق ہوں، سفارش کرنا میری گستاخی ہے۔ مَن کیم ہیں کون ہوتا ہوں کہ آپ کو بتاؤں اور کرم کی شرط یاد دلاؤں جب کہ آپ کو ہر چیز معلوم ہے اور ہر بات یاد ہے

[3] اے تو پاک۔ آپ خود جہل سے پاک ہیں اور کوئی بھول کسی چیز کو آپ سے پوشیدہ نہیں کر سکتی ہے۔ ہیچکس۔ آپ نے معافی کا اختیار مجھے دیکر مجھے کسی قابل بنا دیا۔ اب جب کہ آپ نے مجھے کسی قابل بنا دیا ہے تو کرم کر کے میری خوشامد کو بھی سن لیجئے۔

چوں کسم کردی اگر لابہ کنم
جب تو نے مجھے کچھ بنا دیا، اگر میں عاجزی کروں

مستمع شو لابہ اَم را از کرم
تو کرم کر کے میری خوشامد کو سن لے

زانکہ[1] از نقشم چو بیروں بُردۂ
اسلئے کہ جب تو نے مجھے ہستی سے باہر نکال دیا ہے

آں شفاعت ہم تو خود را کردۂ
تو وہ سفارش بھی تو نے خود ہی سے کی ہے

چوں ز رختِ من تہی گشت ایں وطن
جب یہ وطن میرے سامان سے خالی ہو گیا

تَر و خشکِ خانہ نبُود آنِ من
تو گھر کا تر اور خشک میرا نہیں ہے

ہم دُعا از من رواں کردی چو آب
تو نے ہی دعا مجھ میں سے پانی کی طرح جاری کردی

ہم ثباتش بخش و گرداں مُستجاب
تو ہی اس کو جماؤ عطا کر اور قبول فرما

ہم تو بُودی اوّل آرندہ دُعا
تو ہی ابتداء مجھ سے دعا کرانے والا ہے

ہم تو باش آخرا جابت را رَجا
تو ہی اخیر میں قبولیت کی امید بن

تا زنم من لاف کاں شاہِ جہاں
تاکہ میں شیخی بگھار سکوں کہ اس شاہجہاں نے

بہرِ بندہ عفو کرد از مُجرماں
ان خطا کاروں کو غلام کی خاطر معاف کر دیا

دَرد[2] بُودم سَر بسَر من خود پُسَند
میں متکبر سراسر درد تھا

کرد شاہم داروئے ہر دَرد مند
شاہ نے مجھے ہر درد مند کی دوا بنا دیا

دوزخے بُودم پُراز شورو شرے
میں شورو شر سے پر ایک دوزخ تھا

کرد دستِ فضلِ اُو یم کوثرے
اس کی مہربانی کے ہاتھ نے مجھے کوثر بنا دیا

ہر کہ را سوزید دوزخ دَر قُود
جس شخص کو دوزخ نے سزا میں جلا دیا ہے

من بُرُویانم دگر بار از جَسَد
میں اس کے جسم کو دوبارہ اگا دیتا ہوں

کارِ کوثر چیست کہ ہر سوختہ
کوثر کا کام کیا ہے؟ یعنی ہر جلا ہوا

گرد داز وے تابت و اندوختہ
اس سے آگ جانے والا اور مجتمع ہو جائے

قطرہ[3] قطرہ اُو منادی کرم
اس کا قطرہ قطرہ کرم کا منادی ہے

کانچہ دوزخ سوخت من باز آورم
کہ جو دوزخ نے جلایا ہے میں لوٹا دوں گا

ہمچو مرہم بر سرِ زخمِ عفن
جس طرح سڑے ہوئے زخم پر مرہم

یُنبِتُ لَحمًا جَدِیدًا خَالِصاً
خالص نیا گوشت اگا دیتا ہے

ہست دوزخ ہمچو سرمائے خزاں
دوزخ جاڑوں کی خزاں کی طرح ہے

ہست کوثر چوں بہارو گلستاں
کوثر بہار اور چمن کی طرح ہے

[1] زانکہ۔ اب میں میں نہیں ہوں لہٰذا میری یہ سفارش میری نہیں ہے آپ کی ہے۔ چوں۔ جبکہ میرے پاس اپنا کچھ نہیں ہے تو گھر میں جو کچھ ہے میری ملکیت نہیں ہے تو نے ہی مجھے سفارش کی توفیق دی ہے اب تو ہی اس کو قبول فرما لے ہم تو۔ دعا کرنے والا تو ہی ہے تو مجھی سے قبول کر لینے کی امید وابستہ ہے۔ تازنم جبکہ میرا کوئی حصہ نہیں تو مجھے تو خواہ مخواہ کا فخر ہوگا کہ بادشاہ نے میری سفارش پر خطا کاروں کو معاف کیا ہے۔

[2] درد۔ میں تو خود مرض تھا شاہ نے مجھے دوا بنا دیا۔ میں دوزخ تھا جو دوسروں کو جلاتی ہے اس شاہ کے فضل نے مجھے کوثر بنا دیا جو جلے ہوؤں کو زندگی بخش دیتی ہے۔ ہر کہ۔ اب چونکہ میں کوثر ہوں دوزخ نے سزا میں جنکا جسم جلا کر خاکستر کر دیا ہے ان کو دوبارہ جسم دے دیتا ہوں۔ تابت۔ اگنے والا۔ اندوختہ۔ جمع شدہ۔

[3] قطرہ۔ کوثر کا ایک ایک قطرہ پکار کر کہتا ہے کہ میرے قریب آجاؤ میں جلے ہوئے کو دوبارہ جسم عطا کر دونگا میری مثال مرہم کی سی ہے جو سڑے ہوئے زخم پر دوبارہ عمدہ گوشت پیدا کر دیتا ہے۔ دوزخ دوزخ موسم خزاں کے طرح اور کوثر موسم بہار کیطرح ہے۔ دوزخ موت ہے کوثر نفخ صور ہے جس سے مردے زندہ ہو جائیں گے۔

هَست دوزخ همچو مرگ و چوں فنا
دوزخ ، موت اور فنا کی طرح ہے

هَست کوثر نفخِ صُور از کبریا
کوثر اللہ تعالیٰ کی جانب سے صور کا پھونکنا ہے

هَست دوزخ همچو مرگ و خاکِ گور
دوزخ موت اور قبر کی مٹی کی طرح ہے

هَست کوثر بر مثالِ نفخِ صُور
کوثر ، صور پھونکنے کی طرح ہے

اے از دوزخ سوختہ اجسام تاں
اے وہ کہ تمہارے جسم دوزخ سے جل چکے ہیں

سُوئے کوثر میکشد اکرام تاں
اللہ کا کرم تمہیں کوثر کی جانب کھینچتا ہے

چوں خَلَقْتُ الْخَلْقَ کَیْ یُرْبَحَ عَلَیَّ
جبکہ میں نے مخلوق پیدا کی تاکہ مجھ سے نفع اٹھائے

لُطف تو فرمود اے قَیُّومُ وَحَیّ
اے حی قیوم تو نے مہربانی فرمائی ہے

لَا لِاَنْ اَرْبَحْ عَلَیْهِمْ جُودِ تُست
"نہ یہ کہ میں ان سے نفع کماؤں" تیری عطا ہے

کہ شود ز وِجملہ ناقصہا دُرست
تاکہ اس سے سب ناقص مکمل بن جائیں

عَفو کُن زیں ناقصانِ تَن پرست
ان ناقص تن پرستوں کو معاف فرما دے

عَفو از دریائے عَفو اولیٰ ترست
معافی کے سمندر کیجانب سے معاف کرنا ہی بہتر ہے

عَفوِ۲ خلقاں همچو جُوی و همچو سیل
مخلوق کی معافی نہر کی طرح اور بہاؤ یکطرح

هم بَداں دَریائے خود تا زند خیل
اس ہی اپنے دریا کی جانب گھوڑا دوڑاتی ہے

عَفوہا هر شب ازیں دل پارہا
معافیاں ، ہر شب کو ان دل کے ٹکڑوں سے

چوں کبوتر سُوئے تو آید شہا
اے شاہ! آپ کی جانب کبوتر کی طرح آتی ہیں

بازشاں وقتِ سحر پَرّاں کُنی
تو ان کو پھر صبح کے وقت اڑا دیتا ہے

تا بشب محبوسِ ایں اَبداں کُنی
رات تک کیلئے ان جسموں میں قید کر دیتا ہے

پَر زناں بارِ دگر دَر وقتِ شام
دوبارہ شام کے وقت پر پھپھناتے ہوئے

می پَرند از عشق آں ایوان و بام
عشق کیوجہ سے اس محل اور بالاخانے سے پرواز کرتی ہیں

تا کہ۳ از تَن تارِ وصلت بگسلند
یہانتک کہ وہ جسم سے جوڑ کا تار توڑ دیتی ہے

پیشِ تو آیند کز تو مُقبلند
آپ کے پاس آجاتی ہیں کیونکہ آپ کے پاس آنیوالی ہیں

پَر زناں ایمن زَرَجع سرنگوں
سرنگوں (جماعت کی) واپسی سے مطمئن ہوکر اڑتی ہیں

دَر هوا کُنّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْن
ہوا میں کہ ہم اسی طرف لوٹنے والی ہیں

بانگِ می آید تعالُوْا زاں کرم
اس کرم کیجانب سے "آجاؤ" کی آواز آتی ہے

بَعد ازاں رَجعت نماند دَر دو غم
اس واپسی کے بعد رنج اور غم باقی نہیں رہے گا

۱ اے۔ جو لوگ دوزخ کی آگ سے جل گئے ہیں ان کو اللہ کا کرم کوثر کی جانب بلاتا ہے۔ چنانچہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے مخلوق اس لئے پیدا کی ہے تاکہ وہ مجھ سے فائدہ اٹھائے نہ کہ اس لئے کہ میں اس سے فائدہ اٹھاؤں کہ شود۔ یہ فرمانِ خداوندی اسی لئے ہے کہ اس کی ذات سے ناقص درست ہوجائیں۔

۲ عفوِ خلقاں۔ مخلوق کا معاف کرنا بھی اسی دریائے عفو کا ایک حصہ ہے۔ عفوہا۔ مخلوق کی معافیاں اپنی اصل کیطرف پرواز کرتی ہیں۔ مثل شَیءٍ یَرْجِعُ اِلیٰ اَصْلِہٖ ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔ بازشاں۔ پھر اللہ تعالیٰ انکو دن بھر کے لئے انسانی بدنوں میں محبوس کر دیتا ہے۔ اور پھر شام کے وقت اسی محل کیطرف پرواز کر جاتی ہیں۔

۳ تاکہ۔ یہ ان کی آمد وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ زندگی مقدر ہے۔ پرزناں۔ انکی پرواز فساق اور کفار کی پرواز کی طرح اوندھے منہ نہیں ہے۔ ہانگ۔ ان کی واپسی پر اللہ کا کرم آواز دیتا ہے کہ آجاؤ اب اس واپسی کے بعد دنیا کا درد اور رنج ختم ہو جائے گا۔

بس [1] غریبیہا کشیدیداز جہاں
تم نے دنیا میں بہت سے پردیسی پن برداشت کئے

قدرِ من دانستہ باشید اے مہاں
اے شریفو ! تم نے میری قدر جان لی ہے

زیرِ سایہ ایں درختم مستِ ناز
میرے اس درخت کے سایہ میں ناز سے مست ہو کر

ہیں بیندازید پاہا را دراز
آگاہ ! پاؤں کو لمبا پھیلا دو

پایہائے پُر عناں از راہِ دیں
وہ پاؤں جو دین کے راستہ میں تھکے ہوئے ہیں

بر کنارو دستِ حوراں خالدیں
ہمیشہ رہنے والی حوروں کی گود اور ہاتھوں میں

حُوریاں گشتہ مغمز مہرباں
غمزہ کرنے والی حوریں مہربان ہو گئیں

کز سفر باز آمدند ایں صوفیاں
کہ یہ صوفی سفر سے واپس آئے ہیں

صوفیانِ صافیاں چوں نورِ خور
ایسے صاف صوفی جیسا کہ سورج کا نور

مُدتے اُفتادہ بر خاک و قذر
جو ایک مدت تک مٹی اور پلیدی میں پڑے رہے

بے اثر پاک از قذر باز آمدند
بغیر کسی نشان کے پلیدی سے پاک واپس آئے ہیں

ہمچو نورِ خور سُوئے قُرصِ بلند
جس طرح کہ سورج کا نور بلند تکیہ کی جانب

ایں [2] گروہِ مجرماں ہم اے مجید
اے بزرگ ! خطاکاروں کا یہ گروہ بھی

جملہ سر ہاشاں بدیوارے رسید
ان سب کا منہ دیوار کی جانب میں پہنچ گیا

بر خطا و جُرمِ خود واقف شدند
اپنے جرم اور خطا سے واقف ہو گئے ہیں

گرچہ ماتِ کعبتینِ شہ بُدند
اگرچہ وہ شاہ کی کعبتین سے مات کھائے ہوئے تھے

رُو بتُو کردند کنوں آہ گناں
اب آہیں بھرتے ہوئے انہوں نے تیری جانب رخ کیا ہے

اے کہ لُطفت مجرماں را رہ کناں
اے وہ کہ تیری مہربانی خطاکاروں کا راستہ دکھانے والی ہے

راہ دہ آلودگاں را العجل
آلودہ ہو جانے والوں کو بہت جلد راستہ عطا کر

در فُراتِ عفو و عینِ [3] مُغتسل
معافی کی نہر اور نہانے کے چشمہ کا

تا کہ غسل آرند زاں جُرمِ دراز
تاکہ اس لمبی خطا سے غسل کر لیں

در صفِ پاکاں روند اندر نماز
نماز میں پاکوں کی صف میں شامل ہو جائیں

اندراں صفہا زاندازہ بروں
ان صفوں میں اندازے سے زیادہ

غرقہ گانِ نور نَحنُ الصَّافُّون
"ہم صف باندھنے والے ہیں" کے نور میں غرق ہیں

---

[1] بس غریبیہا۔ ان سے کرم خداوندی کہتا ہے تم نے مسافرت کی تکلیفیں اٹھائی ہیں اب کرم کے سایہ میں پاؤں پھیلا کر سو جاؤ۔ پایہائی۔ اب ان پاؤں کو جنہوں نے اللہ کی عبادتوں میں بڑی مشقتیں اٹھائی ہیں حوروں کے ہاتھوں اور پہلوؤں میں پھیلا دو۔ مغمز۔ غمزہ کرنے والا۔ صوفیاں۔ ان لوگوں کی حالت سورج کی روشنی کی سی ہے جو مٹی اور نجاستوں پر سے بھی گذرتی ہے لیکن پاک و صاف سورج کی طرف لوٹ آتی ہے یہ صوفی بھی دنیا کی نجاستوں پر سے پاک و صاف گذر کر واپس آتے ہیں۔

[2] این گروہ۔ خطا اور ابھی اب شرمندہ ہیں۔ سر۔ بدیوار شدن شرمندہ ہونا۔ بر خطا۔ اگرچہ وہ قدرت سے مغلوب تھے لیکن اپنے جرم و خطا سے واقف ہیں۔ شعر

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش و گو گناہ من ست

کعبتین۔ دو نردیں ہوتی ہیں جسمیں سے ہر ایک کی چھ سطحیں ہوتی ہیں اور ہر سطح پر عدد کندہ ہوتا ہے ان سے بازی کھیلی جاتی ہے۔

[3] عین مُغتسل۔ وہ چشمہ جس میں حضرت ایوبؑ کو غسل کرایا گیا تھا۔ تاکہ پاک ہو کر نماز میں شریک ہو سکیں۔ اندراں۔ ان صفوں میں اندازے سے زیادہ نمازی ہیں۔ وَاِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ فرشتوں کا مقولہ ہے اور بیشک ہم صفیں باندھنے والے ہیں۔

چوں سخن اندر وصفِ ایں حالت رسید
جب بات اس حالت کے بیان میں پہنچی

ہم قلم بشکست و ہم کاغذ درید
قلم بھی ٹوٹ گیا اور کاغذ بھی پھٹ گیا

بحر را پیمودہ ہیچ اسکرّہ
کسی سکورے نے سمندر کو ناپا ہے ؟

شیر را برداشت ہرگز برّہ
کسی بکری کے بچہ نے شیر کو اٹھایا ہے ؟

گر حجابستت بروں روز احتجاب
اگر تیرے لئے پردہ ہے پردہ پوشی سے باہر نکل

تا بہ بینی بادشاہی عجاب
تاکہ تو عجب بادشاہی دیکھے

گرچہ بشکستند جامت قوم مست
اگرچہ مست قوم نے تیرے جام کو توڑا ہے

آنکہ مست از تو بود عذرش ہست
جو تیرا مست ہو اس کے لئے ایک عذر ہے

مستیِ [۲] ایشاں باقبال و بمال
ان کی اقبال اور مال کی مستی

نے زبادہ تست اے شیریں فعال
کیا اے شیریں کاموں والے تیری شراب سے نہیں ہے؟

اے شہنشہ مستِ تخصیص تواند
اے شہنشاہ وہ تیرے خاص کردینے کیوجہ سے مست ہیں

عفو کن از مستِ خود اے عفو مند
اے معافی دینے والے! اپنے مست کو معاف کردے

لذّتِ تخصیص تو وقتِ خطاب
خطاب کے وقت تیرے خاص کرنے کی لذت

آں کند کہ ناید از صد خمِ شراب
وہ کرتی ہے جو شراب کے سینکڑوں مٹکوں سے نہیں ہوتا

چونکہ مستم کردۂ حدّم مزن
جب تو نے مجھے مست کردیا، مجھ پر حد جاری نہ کر

شرع مستاں را نیارد حد زدن
شریعت مستوں پر حد جاری نہیں کرتی ہے

چوں شوم ہشیار آنگا ہم بزن
جب میں ہوشیار ہو جاؤں اس وقت مارنا

کہ نخواہم [۳] گشت خود ہشیار من
کیونکہ میں ہوشیار ہی نہ ہوں گا

ہر کہ از جامِ تو خورد اے ذوالمنن
اے احسانوں والے! جس نے تیرے جام سے پی لی

تا ابد رست از ہش و از حد زدن
وہ ہمیشہ کیلئے ہوش سے اور حد جاری کرنے سے نجات پا گیا

خالدین فی فناء سکرھم
وہ اپنے نشہ کی فنا میں ہمیشہ رہنے والے ہیں

من یفانی فی ھواکم لم یقم
جو تمہاری محبت میں فنا ہوا وہ کھڑا نہیں ہوا

فضلِ تو گوید دلِ مارا کہ رو
تیری مہربانی، ہمارے دل سے کہتی ہے، کہ جا

اے شدہ در دروغ عشقِ ما گرو
اے وہ کہ ہمارے عشق کی چھاچھ میں گروی ہو گیا ہے

[۱] سخن۔ یعنی اسرار۔ شفاعت کا بیان۔ بحر۔ اسرار کا ایک بے پایاں سمندر ہے اور ہماری مثال اس پر تیرنے والے سکورے کی سی ہے سکورے یہ سمندر کو نہیں ناپ سکتا نہ بکری کا بچہ شیر کو اٹھا سکتا ہے۔ گر حجابستت۔ اگر اسرار تجھے نظر نہیں آتے تو حجاب سے باہر نکلنے کی کوشش کر پھر عجیب بادشاہی دیکھے گا۔ گرچہ۔ ایاز کا مقولہ ہے کہ اگرچہ اس مست قوم نے آپ کے حکم کا جام توڑا ہے لیکن چونکہ یہ آپ کے مست ہیں کہ معذور ہیں۔

[۲] مستی۔ ان کی مستی اس رتبہ اور مال کی وجہ سے ہے جو آپ نے ان کو دیا ہے۔ تخصیص۔ یعنی چونکہ تو اس سے خصوصیت برتتا ہے اس لئے یہ مست ہو گئے ہیں ..... وقتِ خطاب۔ جب تو ان سے خاص طور پر خطاب کرتا ہے تو ان پر شراب کے سیکڑوں خموں کی مستی طاری ہو جاتی ہے۔ چونکہ۔ شرعی حکم ہے کہ مست پر نشہ کی حالت میں شراب پینے کی حد یعنی کوڑے نہیں لگائے جاتے ہیں۔ چوں۔ جب مست کا نشہ دور ہو جاتا ہے تب اس کے کوڑے مارے جاتے ہیں۔

[۳] کہ نخواہم۔ لیکن میں ایسا مست ہوں کہ اس کی مستی تیرے جام کی مستی ہے جو قیامت تک زائل نہیں ہو سکتی۔ خالدین۔ جو تیرے عشق میں فنا ہو گیا وہ پھر کبھی نہیں سنبھلتا۔ فضل تو۔ تیری مہربانی ہماری مستی کے عذر پر کہتی ہے کہ تو اگرچہ ہمارے جام کا مست نہیں ہے بلکہ چھاچھ پی کر مستی کا اظہار کر رہا ہے لیکن پھر بھی تیرا عذر قبول کرتے ہیں۔

چوں مگس در دوغ ما افتادۂ
تو نہ مست اے مگس تو بادۂ [1]

تو مگھی کی طرح ہماری چھاچھ میں پڑا ہے
اے مگھی! تو مست نہیں ہے تو ایسی شراب ہے

کرگسان مست از تو گردند اے مگس
چونکہ بر بحرِ عسل رانی فرس

اے مگھی! گدھ تجھ سے مست ہو جائیں گے
جب تو شہد کے سمندر پر گھوڑا دوڑائے گی

کوہہا چوں ذرّہا سر مستِ تو
نقطہ و پرکار و خط در دستِ تو

ذروں کی طرح پہاڑ تیرے مست ہیں
نقطہ اور پرکار اور خط تیرے ہاتھ میں ہیں

فتنہ کہ لرزند زو لرزانِ تست
ہر گراں قیمت گہرا رزانِ تست

وہ فتنہ جس سے لرزتے ہیں تجھ سے لرزتا ہے
ہر گراں قیمت موتی تیرے لئے سستا ہے

گر [2] خدا دادے مرا پانصد دہاں
گفتمے شرحِ تو اے جانِ جہاں

اگر خدا مجھے پانچ سو منہ دیتا
تو اے جانِ جہاں! میں تیری شرح کرتا

یک زباں دارم من آنہم منکسر
در خجالت از تو اے دانائے سر

میں ایک زبان رکھتا ہوں وہ بھی ٹوٹی ہوئی
اے راز کو جاننے والے! تجھ سے شرمندگی میں

منکسر تر خود نباشم از عدم
کز دہانش آمد ستند ایں اُمم

میں خود عدم سے زیادہ ٹوٹا ہوا نہیں ہوں
جس کے منہ سے یہ امتیں آئی ہیں

صد ہزار آثارِ غیبی منتظر
کز عدم بیروں جہد بالطف و بر

لاکھوں غیبی آثار منتظر ہیں
کہ پاکیزگی اور بھلائی کیساتھ عدم سے باہر نکل آئیں

از تقاضائے [3] تو میگردد سرم
اے بمردہ من بہ پیشِ آں کرم

تیرے ہی تقاضے سے میرا سر گردش کرتا ہے
اے وہ کہ میں اس کرم کے سامنے جان دے چکا ہوں

رغبتِ ما از تقاضائے تواست
جذبۂ حق ست ہر جا ہر دوست

ہمارا راغب ہونا تیرے تقاضے سے ہے
جہاں کہیں رہ رو اللہ تعالیٰ کا جذبہ ہے

خاک بے بادے ببالا کے جہد
کشتیِ بے بحر پا در رہ نہد

غبار بغیر ہوا کے اوپر کب جاتا ہے؟
بغیر دریا کی کشتی راہ میں پاؤں رکھتی ہے؟

پیشِ آبِ زندگانی کس نمرد
پیشِ آبت آبِ حیوانست دُرد

آبِ حیات کے سامنے کوئی نہیں مرا
تیرے پانی کے سامنے آبِ حیات تلچھٹ ہے

[1] تو بادۂ۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی باایں ہمہ تو ایسی شراب ہے کہ گرگس یعنی کامل دل تجھ سے مستی حاصل کرتے ہیں۔ بحرِ عسل۔ یعنی اسرارِ حقیقت۔ کوہہا۔ اب تیری مستی کا یہ حال ہے کہ جملہ کائنات تیرے تصرف میں ہے۔ فتنہ۔ دنیا کے مصائب تجھ سے لرزہ براندام ہیں اور دنیا کی ہر قیمتی چیز تیرے لئے بے قیمت ہے۔

[2] گر خدا۔ یہ بھی ایاز کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے مراد سلطان ہے یا یہ مولا کا مقولہ ہے اور جانِ جہاں سے سلطانِ حقیقی مراد ہے۔ یک۔ ایک زبان ہے اور وہ بھی شرمندگی سے شکستہ ہے تو میں کیسے تیری تعریف کا حق ادا کر سکتا ہوں۔ از عدم۔ لیکن باایں ہمہ کچھ نہ کچھ مجھے تعریف کرنی ہے اس لئے کہ میں عدم سے تو گیا گذرا نہیں ہوں اس سے بھی غیبی آثار ظاہر ہو رہے ہیں جو تجھ سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

[3] از تقاضائے۔ تیری ہی ذات کا تقاضہ ہے کہ میں اس کے اوصاف بیان کروں اس کرم پر میں قربان ہوں۔ رغبت۔ تعریف کی طرف ہماری رغبت تیرے تقاضے اور جذبے کی وجہ سے ہے۔ خاک۔ غبار ہوا کے سہارے اڑتا ہے۔ کشتی دریا کے سہارے چلتی ہے۔ اسی طرح ہمارا ہر کام تیرے جذبہ سے ہے۔ پیش۔ آبِ حیات ہر چیز کی زندگی کا سبب ہے۔ لیکن تیرے آبِ رحمت کے مقابلہ میں وہ مکدر پانی ہے۔

آبِ حیواں اِ قبلۂ جاں دُوستاں — زاب باشد سبزو خنداں بُوستاں
آب حیات جان سے دوستی رکھنے والوں کا قبلہ ہے — پانی سے باغ سبزہ خنداں ہوتا ہے

مرگ آشاماں ز عشقش زندہ اَند — دل زجان وآب جاں برکندہ اَند
موت کو اپنی جان سمجھنے والے اس کے عشق سے زندہ ہوتے ہیں — جان اور آب حیات سے دل برداشتہ ہیں

آبِ عشقِ تو چو مارا دست داد — آبِ حیواں شد بہ پیشِ ما کساد
جب تیرے عشق کا پانی ہمارے ہاتھ آگیا — ہمارے سامنے آب حیات بیکار ہو گیا

زابِ حیواں ہَست ہر جاں رانوی — لیک آبِ آبِ حیوانی توئی
آب حیات سے ہر جان کو تازگی ہے — لیکن آب حیات کی زندگی تو ہے

ہر دمے مرگے وحشرے دادیم — تابدیدم دستبردِ آن کرم
تو نے مجھے ہر لحہ موت اور زندہ ہو جانا عطا کیا ہے — یہاں تک کہ میں نے اس کرم کا غلبہ دیکھ لیا ہے

ہمچو۲ خفتن گشت ایں مُردن مَرا — ز اعتمادِ بعث کردن اے خدا
یہ میرے لئے سونے کی طرح بن گیا ہے — اے خدا ! حشر کے بھروسہ پر

ہفت دَریا ہر دم ارگردد سَراب — گوش گیری آوریش اے آبِ آب
ساتوں سمندر ، اگر ہر وقت ریت بنیں — تو ان کا کان پکڑ کر لے آئیگا اے پانی کی جان !

عَقل لرزاں از اَجل واں عشق شوخ — سَنگ کے ترسد زباراں چوں کلوخ
عقل موت سے لرزتی ہے اور وہ عشق بیباک ہے — پتھر ڈھیلے کی طرح بارش سے کب ڈرتا ہے ؟

از صحافِ ۳ مثنوی ایں پنجم ست — دَر بروجِ چرخِ جاں چوں انجم ست
مثنوی کے دفتروں میں سے یہ پانچواں ہے — جان کے آسمان کے برجوں میں ستاروں کی طرح ہے

رَہ نیابداز ستارہ ہر حواس — جُز کہ کشتیبانِ اَستارہ شناس
ہر حواس ستارے سے راستہ نہیں پا سکتا ہے — ملاح ستارے کو پہچاننے والے کے سوا

جُز نظارہ نیست قِسمِ دیگراں — از سعودش غافل اَندواز قِراں
دوسروں کا حصہ سوائے نظارہ کے نہیں ہے — وہ اس کی نیک بختی ، اور میل سے غافل ہیں

آشنائی گیر شبہا تا بروز — با چنیں استار ہائے دیو سُوز
راتوں اور دنوں سے دوستی رکھ — اس طرح کے شیطان کو جلانے والے ستاروں سے

۱ آب حیواں۔ آب حیات کا تلخیص ہونے کی یہ دلیل ہے کہ اس کو وہ پسند کرتے ہیں جو اپنی جان کو بچانا چاہتے ہیں مرگ۔ لیکن جو لوگ فنا کو پسند کرتے ہیں وہ تیرے آب عشق سے زندہ ہیں ان کیلئے آب حیات ہیچ ہے۔ ز آب حیواں آب حیات سے ہر جان کو تازگی حاصل ہوتی ہے لیکن اس آب حیات کی زندگی تو ہے۔ ہر دمے۔ شعر

کشتگان خنجر تسلیم را
ہر زماں زغیب جانے دیگر ست

۲ ہمچو خفتن۔ چونکہ مجھے موت کے بعد کی زندگی کا یقین ہے لہٰذا میرے لئے موت کی حقیقت نیند سے زیادہ نہیں ہے ہفت۔ تیرے دو بارہ زندگی عطا کرنے کا یہ حال ہے کہ اگر ساتوں سمندر خشک ہو کر ریت بنجائیں تو ان کا کان پکڑ کر کہدیگا پانی بنجاؤ تو وہ پانی بن جائیں گے۔ عقل۔ عقل موت سے ڈرتی ہے اور عشق اس کے معاملہ میں لاپرواہ ہے کچا ڈھیلا بارش سے ڈرتا ہے پتھر کبھی نہیں ڈرتا۔

۳ صحاف۔ صحف کی جمع ہے بمعنی پیالہ بعض نسخوں میں صحائف ہے جو صحیفہ بمعنی کتاب کی جمع ہے۔ مراد مثنوی کے دفاتر ہیں۔ رہ نیابد۔ جس طرح ستاروں سے ہر شخص رہنمائی حاصل نہیں کر سکتا اسی طرح مثنوی سے ہر شخص مستفید نہیں ہو سکتا سعودش۔ یعنی ستاروں کے نیک اثرات۔ اقتراں۔ دو ستاروں کا باہم ملنا۔ آشنائی مثنوی سے شغل رکھو شیطان سے نجات حاصل کر لوگے۔

هر یکے ۱ در دفعِ دیو بد گماں
ہر ایک بدگمان شیطان کے دفع کرنے میں

هست نفط انداز قلعہ آسماں
آسمان کے قلعہ سے نفط پھینکنے والا ہے

اختر ار با دیو ہمچوں عقرب ست
ستارہ اگرچہ شیطان کے لئے بچھو کی طرح ہے

مُشتری را او ولیِّ لاُقرب ست
خریدار کے لئے وہ قریبی دوست ہے

قوس اگر از تیر دوزد دیو را
کمان اگر شیطان کے تیر چھید دینے والی ہے

دَلو پُر آب ست زرع و میوہ را
ڈول، کھیتی اور میوے کے لئے پانی سے لبریز ہے

حوت اگرچہ کشتیِ غی بشکند
مچھلی اگرچہ گمراہی کی کشتی کو شکستہ کرتی ہے

دوست راچوں ثور کشتے میکُند
دوست کے لئے بیل کی طرح کھیتی بوتا ہے

شمس اگر شب رابدرد چوں اَسَد
سورج اگر رات کو شیر کی طرح پھاڑ دیتا ہے

لعل رازُو خلعت اطلس رَسد
لعل کو اس سے اطلسی خلعت ملتی ہے

صورتِ خَرچنگ اگرچہ کجرو ست
کیکڑے کی صورت اگرچہ ٹیڑھی چال کی ہے

ہیئتِ میزاں ازو بیروں شوست
ترازو کی ہیئت اس سے الگ ہے

پیشۂ مریخ ۲ اگر خونریزی ست
مریخ کا پیشہ اگرچہ خونریزی ہے

اُو زبونِ شمسیِ تبریزی ست
وہ تبریزی سورج سے مغلوب ہے

گرچہ در تاثیر نحس آمد زُحَل
زحل اگرچہ تاثیر میں منحوس ثابت ہوا ہے

وقتِ فکر آید ازوے در عمل
عمل میں اس سے فکر کی باریکی پیدا ہوتی ہے

ماہم از مہرار دو کف برہم زَنَد
میرا چاند سورج کیچہ سے اگر دونوں ہتھیلیاں بجا رہا ہے

زہرہ نبود زُہرہ راتا دَم زَنَد
زہرہ کا پتہ نہیں ہے کہ دم مارے

بل عُطارد ۳ خانہ، خود گم کُند
بلکہ عطارد اپنا گھر گم کر دیتا ہے

وز جنوں اُو جوزِ جوزا بشکند
اور دیوانہ پن سے جوزا کا اخروٹ توڑ دیتا ہے

مُشتری راداست لرزہ دل طپد
مشتری کا ہاتھ لرزتا ہے دل تڑپتا ہے

بر سرِ آب اُو فتدمہ چوں سَبَد
چاند ٹوکری کی طرح پانی پر پڑ ہے

نسرِ طائر رابر یزد پر زشرم
نسر طائر کے شرم سے پر جھڑتے ہیں

وز طمع تنیں شود چوں موم نرم
اژدھا لالچ سے موم کی طرح نرم ہو جاتا ہے

جوزا۔ ایک برج کا نام ہے۔ مشتری ستارے کا نام ہے۔ نسر طائر۔ اڑنے والا گدھ ستاروں کا ایک مجموعہ ہے جو اڑنے والے گدھ کی طرح نظر آتا ہے۔ تنیں۔ اژدھا۔ عقدۂ الراس اور عقرب کا درمیانی حصہ کہکشاں۔

۱ ہر یکے۔ ستارے۔ شیطانوں کو جلا دیتے ہیں۔ نفط۔ ایک آتشگیر مادہ ہے۔ اختر۔ مولانا نے مثنوی کے دفتر کو منزل سمدوں نے قرار دیا ہے اور جان کیلئے وہ بروج ثابت کئے ہیں جو آسمان میں برج ہیں۔ لہٰذا ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جنکے لفظی معنی بھی مراد لئے ہیں۔ اور وہ ستاروں اور برجوں کے نام بھی ہیں جو شیطان کے لئے بچھو کا کام کرتے ہیں۔ اور ستارہ شناس ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں یہی حال مثنوی کا ہے۔ عقرب۔ بچھو، ایک برج کا نام بھی ہے۔ مشتری۔ خریدار ایک ستارہ کا نام بھی ہے۔ قوس کمان، ایک برج کا نام بھی ہی دلو۔ ڈول، ایک برج کا نام بھی ہے۔ حوت۔ مچھلی ایک برج کا نام بھی ہے۔ ایک برج کا نام بھی ہے۔ صد شیر ایک برج کا نام بھی ہے۔ اطلس۔ غیر منقش۔ ریشمین کپڑا نویں آسمان پر بھی اطلاق کرتے ہیں۔ خرچنگ۔ کیکڑ برج سرطان کو بھ یکہتے ہیں میزان۔ ترازو ایک برج کا نام بھی ہے۔

۲ مریخ۔ مشہور ستارہ ہے اس کو آسمان کا جلاد بھی کہا جاتا ہے مولانا نے منکراسہ مراد لیا ہے۔ شمس تبریزی۔ سورج کو تبریزی اس لئے کہا ہے کہ تبریز آذربائیجان کا ایک شہر ہے جو جانب مشرق واقع ہے اور اس سے شمس تبریزی ہی مراد ہیں جو مولانا کے پیر ہیں۔ زحل۔ مشہور ستارہ ہے جس شخص کا ستارہ زحل ہوتا ہے۔ اسمیں قوت فکر یہ بہت ہوتی ہیں۔ باہم۔ یعنی اگر میری مثنوی سرور کشی کرے تو زہرہ قاضۂ فلک ہے وہ دم بخود رہ جائے۔ ۳ عطارد۔ ستارہ جس کو دبیر فلک بھی کہا جاتا ہے۔

دختران[1] نعش آبستن شوند — مجتمع گردند و دستک زن شوند

بنات النعش حاملہ ہو جاتی ہیں — اکٹھی ہو جاتی ہیں اور تالیاں بجاتی ہیں

در گذر زیں رمزہا بے گاہ شد — کہکشاں از سنبلہ پُر کاہ شد

ان اشاروں سے در گذر کر بے وقت ہو گیا — کہکشاں سنبلہ کی وجہ سے تنکوں بھری ہو گئی

آفتاب[2] از کوہ سر زد اتقوا — لیک تلخ آمد ترا ایں گفتگو

سورج پہاڑ سے طلوع ہو گیا ، بچو — لیکن تجھے یہ گفتگو کڑوی لگی

تو عدوی وز عدو شہد و لبن — بے تکلف زہر گردد در بدن

تو دشمن ہے اور مخالف سے شہد اور دودھ — بے تکلف بدن میں زہر بن جاتا ہے

ہر وجودے کز عدم بنمود سر — بریکے زہرست و بر دیگر شکر

جس وجود نے عدم سے سر ابھارا — ایک پر وہ زہر ہے اور دوسرے پر شکر ہے

دوست شو وز خوی ناخوش شو بری — تا ز خمرہ زہر ہم شکر خوری

دوست بنجا اور بری عادت سے خالی ہو جا — تاکہ زہر کے مٹکے سے بھی تو شکر کھائے

زاں نشد فاروق راز ہرے گزند — کہ بدآں تریاق فاروقیش قند

اسی لئے عمر فاروق کے لئے زہر مضر نہ ہوا — کیونکہ ان کا فاروقی تریاق شکر تھا

ہیں بجو تریاق فاروق اے غلام — تا شوی فاروق دوراں و السلام

اے لڑکے ! فاروقی تریاق تلاش کر لے — تاکہ تو فاروق دوراں بن جائے والسلام

[1] دختران نعش۔ بنات تین ستارے ہیں اور نعش چار ستاروں کا مجموعہ ہے بنات النعش ان سات ستاروں کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جو چارپائی کی صورت میں نظر آتے ہیں۔ کہکشاں۔ ایک لمبی سفیدی ہے جو راستہ کی صورت میں نظر آتی ہے موسم برسات میں سرشام نظر آنے لگتی ہے اس کا ایک سرا جنوب کی جانب اور دوسرا شمال کی جانب ہوتا ہے سنبلہ گیہوں کی بال، ایک برج کا نام بھی ہے۔ پُر کاہ شد۔ اب اس مثنوی کے رموز کے بیان کو ختم کرد بیان کے طول کی وجہ سے اس کے صاف مضامین بھی سمجھنا مشکل ہو رہے ہیں۔

[2] آفتاب۔ مثنوی کا سورج طلوع کر آیا ہے۔ جس کی روشنی پھیل گئی ہے لیکن منکر کو یہ بھی ناگوار ہے۔ تو عدوی ۔ عداوت کی وجہ سے دشمن شہد اور دودھ کو بھی زہر سمجھتا ہے۔ ہر وجودے۔ یہ شہد اور زہر ہونا مثنوی کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر چیز کا یہی حال ہے۔ خمرہ۔ مٹکی زاں۔ نشد۔ حضرت عمرؓ کے لئے ان کے فاروقی تریاق کی وجہ سے مخالفین کا زہر قند بن گیا تھا اسلئے ان کیلئے وہ زہر مضر نہ رہا۔ ہیں۔ بجو۔ وہی تریاق فاروقی اگر تو حاصل کر لے گا تو بھی اپنے زمانہ کا فاروق بن جائے گا۔

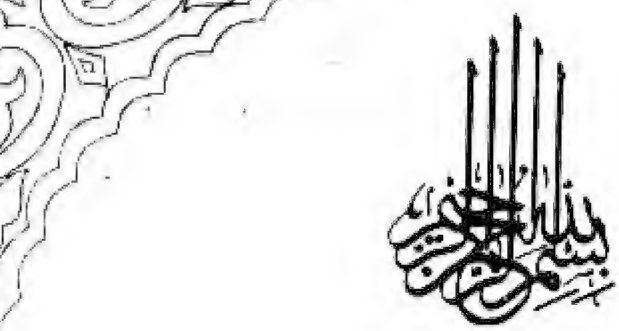

دفتر ششم

اسلامی کتب خانہ

فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور

فون: ۷۲۳۵۰۶

فہرست عنوانات مثنوی مولانا رومؒ دفترِ ششم

نمبر	عنوان	صفحہ	نمبر	عنوان	صفحہ
۱۔	مُقدمہ	۷	۱۹۔	استدعاي امیر ترک مخمور مطرب را	۸۰
۲۔	آغاز مثنوی	۱۹	۲۰۔	آمدن ضریر در خانہ مصطفیٰ	۸۳
۳۔	سوال آں سائل واعظ را کہ مرغ بر سر ربض نشستہ بود	۳۰	۲۱۔	امتحان کردن مصطفیٰ عائشہؓ را	۸۵
۴۔	نکوہیدن ناموس حاسی پوشیدہ را	۳۵	۲۲۔	حکایت آں مطرب کہ در بزم امیر ترک ایں غزل آغاز کرد	۸۶
۵۔	مناجات و پناہ جستن بحق سبحانہ وتعالیٰ از فتنۂ اختیار	۳۸	۲۳۔	تفسیر قول صلی اللہ علیہ وسلم مُوتُوا قبل ان تموتوا	۸۸
۶۔	حکایت آں غلام ہندو کہ بخداوندزادہ خود پنہاں ہوا آوردہ بود	۴۲	۲۴۔	تشبیہ مغفلے کہ عمر ضائع کند	۹۳
۷۔	صبر فرمودن خواجہ مادر دختر را	۴۵	۲۵۔	نکتہ گفتن آں شاعر جہت طعن شیعۂ حلب	۹۵
۸۔	در بیان آنکہ ایں غرور نہ تنہا آں ہندو را بود	۴۹	۲۶۔	تمثیل مرد حریص نابیندہ رزاقی حق را	۹۶
۹۔	در عموم تاویل ایں آیہ کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا الایہ	۵۱	۲۷۔	داستان آں شخص کہ بر در سرای نیم شب حلقہ می زد	۱۰۰
۱۰۔	قصہ ہم در تفسیر ایں معنی	۵۲	۲۸۔	قصہ اَحد اَحد گفتن بلالؓ	۱۰۰
۱۱۔	دانمودن پادشاہ با اُمرا	۵۵	۲۹۔	باز گردانیدن صدیقؓ واقعہ بلال	۰
۱۲۔	مرافعہ آں اُمرا آں مجتہد را	۵۶	۳۰۔	وصیت کردن مصطفیٰ صدیقؓ را	۰
۱۳۔	حکایت ایں صیاد ے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بود	۵۹	۳۱۔	خندیدن خود و پنداشتن کہ صدیق مغفل ست	۱۱۰
۱۴۔	حکایت آں شخص کہ زواں عقل او بدزدیدند	۶۳	۳۲۔	معاتبہ کردن حضرت رسولؐ با صدیق اکبرؓ	۱۱۹
۱۵۔	مناظرہ مرغ با صیاد در ترہب	۶۴	۳۳۔	قصہ بلالؓ کہ بندۂ مخلص خدا ئی را	۱۲۳
۱۔	حکایت پاسبانے کہ خاموش کرد	۷۱	۳۴۔	در تقریر ہمیں معنی	۱۲۵
۱۔	حوالہ کردن مرغ گرفتاری خود را	۷۲	۳۵۔	حکایت در تقریر ہمیں سخن	۱۲۵
۱۸۔	حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر امید وعدۂ معشوق	۷۶	۳۶۔	حکایت ہم در تقریر ایں معنی	۱۲۷

۳۷۔	رجوع بقصہ بلالؓ	۱۲۷	۵۸۔	جواب قاضی سوال صوفی را و قصہ ترک و درزی	۱۷۳
۳۸۔	رنجور شدن ھلالؓ و بیخبری خواجہ او از رنجوری او	۱۲۸	۵۹۔ ۵۹۔	تفسیر قولہ علیہ السلام انّ اللّٰہ یُلقِنُ الحکمۃَ الحدیث دعوی کردن و گرد بستن ترک	۱۷۴ ۱۷۵
۳۹۔	درآمدن مصطفےٰ از بہر عیادت بلالؓ	۱۳۰	۶۰۔	نشان جستن ترک خانہ درزی را	۱۷۵
۴۰۔	در بیان آنکہ مصطفےٰ شنید کہ عیسیٰ بر زوی آب رفت	۱۳۲	۶۱۔	مضاحک گفتن درزی ترک را	۱۷۷
۴۱۔	داستان آں عجوزہ کہ زوی زشت خود را اگلونہ ساخت	۱۳۵	۶۲۔	خطاب با ہر نفسے کہ بمثلایں بلا مبتلا است	۱۷۸
۴۲۔	داستان آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد	۱۳۷	۶۳۔	گفتن درزی ترک را کہ ہی خموش کن	۱۷۹
۴۳۔	صفت آں عجوز و رجوع بحکایت آں	۱۳۸	۶۴۔	بیان آنکہ بیکاران وافسانہ جویان مثل آں ترک اند	۱۸۰
۴۴۔	قصہ درویشے کہ از خانہ ہر چہ میخواست می گفتند کہ نیست	۱۳۸	۶۵۔	باز مکرر کردن صوفی آں سوال را	۱۸۲
۴۵۔	رجوع بداستان آں کمپیر	۱۴۰	۶۶۔	جواب گفتن قاضی صوفی را	۱۸۳
۴۶۔	حکایت آں رنجور کہ طبیب در دا مید صحت ندید	۱۴۲	۶۷۔	حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنج کار سہل تر	۱۸۴
۴۷۔	رجوع بقصہ آں رنجور	۱۴۴	۶۸۔	مثل پرسیدن عارف از کشش	۱۸۶
۴۸۔	قصہ سلطان محمود و غلام ہندو	۱۵۰	۶۹۔	قصہ فقیر روزی طلب بے واسطہ کسب و رنج	۱۹۰
۴۹۔	قال النبی لیس للماضین ھمّ الموت الخ	۱۵۵	۷۰۔	قصہ آں گنج نامہ کہ گفتند	۱۹۷
۵۰۔	بار دیگر رجوع کردن بقصہ آں صوفی و قاضی	۱۵۸	۷۱۔	تمامی قصہ آں فقیر و نشان جائے آں گنج	۲۰۰
۵۱۔	رفتن صوفی سوی سیلی رئیس	۱۶۰	۷۲۔	فاش شدن خبر آں گنج	۲۰۰
۵۲۔	ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی	۱۶۳	۷۳۔	نومید شدن آں پادشاہ از نایافتن از گنج	۲۰۱
۵۳۔	تیرہ شدن قاضی از سیلی آں درویش رنجور	۱۶۶	۷۴۔	نومید شدن و باز دادن پادشاہ آں گنج نامہ	۲۰۳
۵۴۔	جواب دادن قاضی صوفی را	۱۶۶	۷۵۔	حکایت آں مرید شیخ ابوالحسن خرقانی	۲۰۹
۵۵۔	سوال کردن صوفی از قاضی	۱۶۹	۷۶۔	پرسیدن آں وارد از حرم شیخ	۲۱۰
۵۶۔	جواب گفتن آں قاضی صوفی را	۱۶۹	۷۷۔	جواب گفتن مرید و زجر کردن او	۲۱۱
۵۷۔	باز سوال کردن آں صوفی از آں قاضی	۱۷۳	۷۸۔	باز گشتن مرید از وثاق شیخ	۲۱۵

۷۹۔	یافتن آں مرید مراورا	۲۱۶	۱۰۱۔	آمدن جعفر طیارہ بگرفتن قلعہ تنہا	۲۹۶
۸۰۔	حکمت در انی جاعلٌ فی الارض خلیفه	۲۱۸	۱۰۲۔	رجوع بحکایت آں شخص وام کردن و آمدن او	۳۰۳
۸۱۔	معجزہ ہود پیغمبر	۲۲۲	۱۰۳۔	باخبر شدن آں غریب از وفات آں محتسب	۳۰۵
۸۲۔	رجوع کردن بقصہ قبد گنج	۲۲۸	۱۰۴۔	مثل دو بین بجوآں غریب شہر کاش عمر تام	۳۱۳
۸۳۔	انابت آں طالب گنج بحق تعالیٰ	۲۳۲	۱۰۵۔	توزیع کردن پائمرد در جملہ شہر تبریز	۳۱۶
۸۴۔	آواز دادن ہاتف مر طالب گنج را	۲۳۶	۱۰۶۔	گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السلام	۳۱۹
۸۵۔	داستان آں سہ مسافر مسلمان وترسا و جہود	۲۳۸	۱۰۷۔	دیدن خوارزم شاہ در سپہر ان در موکب خود	۳۲۵
۸۶۔	حکایت شتہ وگاؤ وخر کہ در راہ بند گیاہ یافتند	۲۴۵	۱۰۸۔	مواخذہ یوسف صدیق علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام	۳۳۰
۸۷۔	حکایت در بیان حال خود پرستاں	۲۴۶	۱۰۹۔	رجوع بحکایت سلطان و اسپ	۳۳۵
۸۸۔	بازگشتن بحکایت شتہ وگاؤ وخر	۲۴۶	۱۱۰۔	رجوع کردن بقصہ آں پائمرد و آں غریب وام دار	۳۴۰
۸۹۔	جواب گفتن مسلمان آنچہ دید و ترسا	۲۴۷	۱۱۱۔	گفتن خواجہ در خواب بآں پائمرد وجود وام آں دوست را	۳۴۲
۹۰۔	منادی کردن سید ملک ترمذ	۲۵۰	۱۱۲۔	حکایت آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسر خویش را	۳۴۶
۹۱۔	حکایت تعلق موش با چغز	۲۶۱	۱۱۳۔	بیان استمداد عارف از سر چشمہ حیات ابدی	۳۴۸
۹۲۔	تدبیر کردن موش با چغز کہ من نمی توانم	۲۶۳	۱۱۴۔	رواں شدن ہر سہ شہزادہ در ممالک پدر	۳۵۱
۹۳۔	مبالغہ کردن موش در لابہ وزاری کردن	۲۶۶	۱۱۵۔	رفتن پسران سلطان سوئے قلعہ	۳۵۷
۹۴۔	لابہ کردن موش مر چغز را کہ بہانہ میندیش	۲۶۸	۱۱۶۔	دیدن ایشان در قصر آں قلعہ ذات الصور نقش دختر شاہ چین	۳۶۳
۹۵۔	رجوع بحکایت موش و چغز آبی	۲۷۰	۱۱۷۔	حکایت صدر جہاں بخاری	۳۶۷
۹۶۔	حکایت شب دوزدان کہ شاہ محمود	۲۷۸	۱۱۸۔	حکایت آں دو برادر یکے کوسہ	۳۷۱
۹۷۔	قصہ آں کہ گاؤ بحری گوہر گاؤ یابی از قعر دریا برآورد	۲۸۷	۱۱۹۔	در تفسیر ایں خبر کہ مصطفیٰ فرمود علیکم بالاثمد فانہ یجلو البصر	۳۷۶
۹۸۔	رجوع کردن بقصہ طلب کردن آں موش آں چغز را	۲۸۸	۱۲۰۔	بحث کردن آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ	۳۷۶
۹۹۔	قصہ عبدالغوث در بردن پیاں اورا	۲۹۱	۱۲۱۔	مقالت بردر بزرگ ترین	۳۷۷
۱۰۰	داستان آں مرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب	۲۹۵	۱۲۲۔	در آخر پادشاہے کہ دانشمندے را با برادر محبس در آورد	۳۷۹

۱۲۳۔	رواں شدن شہزادگان بعد از تمام بحث	۳۸۵	۱۴۵۔	وسوسہ کہ پادشاہ شہزادہ را پیدا شد از سبب استفناء	۴۶۰
۱۲۴۔	حکایت امرؤالقیس کہ پادشاہ عرب بود	۳۸۶	۱۴۶۔	خطاب حق تعالیٰ بہ عزرائیل کہ ترا رحم بر کہ بیشتر آمد	۴۶۴
۱۲۵۔	بے طاقت شدن بعد از ملک و متوازی شدن	۳۹۳	۱۴۷۔	کرامات شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز	۴۶۶
۱۲۶۔	بیان مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد	۴۰۳	۱۴۸۔	قصہ پروردن حق تعالیٰ تمرود را بے واسطہ مادر و دایہ در طفلی	۴۶۷
۱۲۷۔	حکایت آں شخص کہ در خواب دید کہ آنچہ میطلبی از یسار	۴۰۷	۱۴۹۔	رجوع بداں قصہ شاہزادہ کہ بہ نقصان آمد	۴۷۰
۱۲۸۔	سبب تاخیر اجابت دعای مومن	۴۰۸	۱۵۰۔	مثل وصیت کردن آں شخص کہ سہ پسر داشت	۴۷۲
۱۲۹۔	رجوع بقصہ آں شخص کہ با دنشاں گنج دادند	۴۱۰	۱۵۱۔	مثل	۴۷۵
۱۳۰۔	رسیدن آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوذ	۴۱۲	۱۵۲۔	خاتمہ لِوَلَدِہِ الْعَارِفِ الْکَامِلِ الْمُحِقِّ مَوْلَانَا بَهَاؤُ الْمِلَّةِ وَالدِّیْنِ قُدِّسَ سِرُّہٗ	۴۷۶
۱۳۱۔	در بیان ایں حدیث شریف کہ الصدق طمانیۃ الخ	۴۱۴	۱۵۳۔	اختتام مثنوی	۴۸۱
۱۳۲۔	گفتن عسس خواب خود را با غریب مسکین	۴۱۸	۱۵۴۔	آغاز داستان بیان کردن آں سہ پسر	۴۸۲
۱۳۳۔	باز گشتن آں مرد شاد ماں مراد یافتہ	۴۲۰	۱۵۵۔	داستان بر سبیل تمثیل	۴۸۴
۱۳۴۔	مکرر کردن برادراں پند دادن برادر بزرگ تر را	۴۲۵	۱۵۶۔	حکایت در بیان حال آں درویش	۴۸۵
۱۳۵۔	مفتون شدن قاضی بر زن جوحی	۴۳۰	۱۵۷۔	پیش آمدن دنیا بصورت زن	۴۸۷
۱۳۶۔	رفتن قاضی بخانہ زن جوحی	۴۳۳	۱۵۸۔	قصہ دوشیدن گاؤ ناز او از راہ امتحان	۴۸۹
۱۳۷۔	آمدن نائب قاضی میان بازار و خریداری کردن	۴۳۸	۱۵۹۔	در بیان معنی آں حدیث	۴۹۴
۱۳۸۔	در بیان خبر مصطفےٰ کہ فرمود مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ الحدیث	۴۴۰	۱۶۰۔	رجوع بداستان درویش و وداع شدن	۴۹۵
۱۳۹۔	باز آمدن جوحی بحکمہ قاضی	۴۴۱	۱۶۱۔	بیان نمودن آں پسر دوم حال کاہلی خود	۴۹۷
۱۴۰۔	باز آمدن بقصہ شہزادہ و ملازمت او	۴۴۴	۱۶۲۔	حکایت نمودن آں پسر سوم کاہلی خود	۵۰۰
۱۴۱۔	در بیان نوازش و احترام شاہ چین شاہزادہ را	۴۴۵	۱۶۳۔	در معنی ایں حدیث انّ لِکُلِّ مَلِکٍ	۵۰۱
۱۴۲۔	در بیان آنکہ دوزخ گوید کہ قطرۂ صراط بر سر اوست	۴۴۶	۱۶۴۔	رجوع کلام بہ حکایت آں پسر سوم	۵۰۱
۱۴۳۔	وفات یافتن برادر بزرگ از شہزادگان	۴۴۷	۱۶۵۔	در بیان آنکہ دنیا طالب یار خود	۵۰۲
۱۴۴۔	آمدن برادر میانگین بجنازۂ برادر کہ ایں کوچک صاحب فراش بود از رنجوری	۴۴۹	۱۶۶۔	جواب گفتن آں صوفی برائے تسکین خاطر مریداں	۵۰۴

۱۶۷۔	عرض نمودن آں سہ پسر	۵۰۵	۱۷۶۔	چند نالہ زار کہ از نے بیقرار ورد آثار غم گسار	۵۱۷
۱۶۸۔	در بیان معنی ایں حدیث کہ اَلدُّنیا سِجنُ المُؤمِن	۵۰۶	۱۷۷۔	در تاویل بر تصوف سورہ اَلقارعۃ وما اَلقارعۃ	۵۲۱
۱۶۹۔	حکایت بر سبیل تمثیل	۵۰۶	۱۷۸۔	وتَکُونُ الجِبَالُ کَالعِهنِ المَنفُوشِ	۵۲۲
۱۷۰۔	رجوع بحکایت شہزادۂ سوم	۵۰۸	۱۷۹۔	فَاَمَّا مَن ثَقُلَت مَوَازِینُهُ فَهُوَ عِیشَۃ رَاضِیَۃ	۵۲۳
۱۷۱۔	بیان حال شہزادۂ سوم	۵۰۹	۱۸۰۔	باز رجوع نمودن بتفصیل وتاویل قصہ شہزادگاں	۵۲۴
۱۷۲۔	داستان آں مطمحی کہ بدون استعداد	۵۱۰	۱۸۱۔	رجوع آوردن بحکایت آں بادشاہ	۵۲۷
۱۷۳۔	بیان حال شہزادۂ سوم	۵۱۲	۱۸۲۔	ارجاع کلام باستمداد ربانی	۵۳۰
۱۷۴۔	تمثیلات چند در بیان آنکہ کار دنیا	۵۱۵	۱۸۳۔	مناجات بجناب قاضی الحاجات	۵۳۱
۱۷۵۔	در بیان مغلوبیت حال خود	۵۱۶	۱۸۴۔	در ختم وسال تاریخ اختتام مثنوی	۵۳۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

آج جبکہ میں مثنوی شریف دفترِ ششم کے لئے یہ چند سطور قلم بند کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ دفتر ششم کتابت کے آخری مراحل طے کر رہا ہے۔ اور اب انشاء اللہ طباعت کے بعد وہ عنقریب منظرِ عام پر آ جائے گا۔ جس وقت میں نے اس کا کام کا آغاز کیا تھا وسائل اور ذرائع کی کمی کے باعث انجام بالکل نظروں سے اوجھل تھا، میری زبان وقلم اس مسبب الاسباب، خدائے وہاب کا شکریہ ادا کرنے سے یکسر نہ عاجز اور قاصر ہے۔ جس نے اپنے عالم غیب سے ہر قدم پر میری بے پایاں مدد فرمائی اور میں چند ہی سال میں اس کام کو پایہ تکمیل کو پہنچا سکا۔ پہلا دفتر ۹ ستمبر ۱۹۷۴ء میں شائع ہوا تھا اور آج جبکہ جون ۱۹۷۸ء ہے دفتر ششم پایہ تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ غیب سے میرے اندر توانائی آئی اور تکمیل کے شوق نے مجھ سے دیگر مصروفیتوں کے علاوہ یومیہ پانچ چھ گھنٹے کام لے لیا، صحت نے بھی اس قدر ساتھ دیا کہ کوئی دن مجھے ایسا یاد نہیں کہ صحت کی خرابی کام میں خلل انداز ہوئی ہو اور میں سفر وحضر میں مسلسل اپنے کام کو جاری رکھ سکا، غیر متوقع مالی امداد اور دیگر ذرائع کے علاوہ میری نور چشم عارفہ رضیہ سلمہا (بی اے پرشین) بھی میرے اس کام میں میری قوت بازو ثابت ہوئی۔ مسودے، پروف اور کاپی کی تصحیح میں اس نے میری ہر طرح کی مدد کی ہے۔ دعا ہے کہ خدا اس کو دونوں جہان میں خوش وخرم رکھے۔ اور وہ دنیوی واخروی نعمتوں سے مالا مال ہو، آخر میں اگر میں اپنے کاتب منشی منظور الدین صاحب خوشنویس کا شکریہ ادا نہ کروں تو میری ناسپاسی ہوگی۔ انہوں نے عام کاتبوں کی روش کے خلاف نہایت پابندی اور جانفشانی سے میری تمناؤں کو پورا کیا میں ان کے لئے بھی دست بدعا ہوں اور اب میں ان صاحبان سے جو میری محنت سے فائدہ اٹھائیں ملتجی ہوں کہ وہ بارگاہ رب العزت میں میرے لئے صمیم قلب سے دعا کریں کہ حضرت حق تعالیٰ جل مجدہ میری اس کاوش کو قبولِ عام کا شرف عطا فرمائے اور میرے لئے ذخیرہ آخرت کر دے اور اس کتاب میں جن روحانی مراتب کا ذکر ہے مجھے بھی اس کا اہل بنا دے۔ وما ذلک علی اللہ بعزیز

خاتمہ: مولانائے رومؒ نے چھٹا دفتر ایسی حالت میں ختم کر دیا کہ قلعہ ذات الصور میں جو تین شہزادے داخل ہوئے تھے ان میں سے دو کا ذکر مکمل ہوا اور تیسرے کا ذکر ناقص رہ گیا۔ نیز مولانا نے کاہلوں کا قصہ

شروع فرمایا وہ قصہ بھی ناتمام رہ گیا۔ مولاناؒ کے صاحبزادے حضرت سلطان بہاؤالدین ولدؒ نے مثنوی کا خاتمہ تحریر فرمایا ہے اس میں یہ ذکر کیا ہے کہ میں نے اپنے والد مکرم سے ان دونوں قصوں کو ناقص چھوڑ دینے کی وجہ معلوم کی تو فرمایا۔

ہست باقی شرح ایں لیکن دردوں　　بستہ شد دیگر نمی آید بروں
اس کی شرح باقی ہے لیکن باطن　　بستہ ہو گیا اب باہر نہیں آتا ہے

اور فرمایا۔

باقی ایں گفتہ آید بے زباں　　در دل آنکس کہ دارد نورِ جاں
اس کا باقی بغیر زبان سے کہتے ہوئے آجائیگا　　اس شخص کے دل میں جو جان کا نور رکھتا ہوگا

مولانا کے اس فرمان کی بنیاد پر کچھ اہلِ دل نے ان مضامین کی تکمیل کی ہے۔ اس سلسلہ میں دو بزرگوں کا کلام ہمارے پیش نظر ہے ایک مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے چھٹے دفتر کی تکمیل کیلئے خاتمہ تحریر فرمایا اور دوسرا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جنہوں نے تکمیل کے لئے ساتواں دفتر تحریر فرمایا۔ حضرت مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ میانجی نور محمد صاحب جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مجاز اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی تھ۔ اپنے دور کے علماء فحول میں ان کا شمار ہے اور حضرت حق تعالیٰ نے ان کو شریعت وطریقت میں بہت بلند مقام عنایت فرمایا تھا۔ سن پیدائش ۱۲۳۱ھ اور سن وفات ۱۲۹۶ھ ہے۔ مولانا عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ الخواطر میں ان کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا ہے۔ کان مفرط الذکاء سریع الادراک قوی الحفظ حلوب الکلام بہت ذہین جلد سمجھ جانے والے قوی الحافظ اور شریں کی کلام تھے حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے غذا، روح میں اپنے شیخ کے خلفاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

ہیں خلیفہ ان کے گرچہ بیشمار　　لیک انمیں سے ہے دو اعلیٰ و قار
انمیں سے دو شخص ہیں اہل ہدیٰ　　ماہِ برج معرفت شمس الضحیٰ

یعنی ہیں حافظ محمد ضامن اب　　فیض کے طالب ہیں جنکے لوگ سب
دوسرے شیخ محمد مولوی　　علم و زہد ان کا ہے عالم پر جلی

مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرثیہ لکھا تو فرمایا:۔

اے کجا رفت آں تقی وآں نقی مولوی شیخ محمد تھانوی
بود دریائے بعلم ظاہری بحر مواجے بعلم باطنی
در کلامش آنچناں تاثیر بود مردماں راہوش وصبرے می ربود
قطب کامل بود مقبولِ خدا یا الٰہی پوش در رحمت ورا

مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مثنوی کا پورا ایک دفتر ہفتم تحریر فرمایا ہے۔ جی چاہتا تھا کہ اس کو بھی ہم شریک اشاعت کریں لیکن بعض مجبوریوں کی بناء پر سردست ایسا نہیں ہوسک رہا ہے، خدا کی توفیق شامل حال ہوئی تو انشاء اللہ اس کو کسی اور موقع پر مستقل شائع کرنے کی سعادت حاصل کریں گے۔ سردست تبرکا اس کے کچھ ابتدائی اور آخری اشعار ذکر کئے جاتے ہیں۔ ابتداء اس طور پر فرمائی ہے۔

اے محمد دیر شد جذب حسام ہمچو صمصام تو ہست اندر نیام
خوش بیاو از میانش کش چو نور تا شود تاریکی احوال دور
یا الٰہی بخش الٰہی بخش را کز جلالش بود ذکرے در ورا
دفتر سادس مکمل کردو رفت عقدہ کاں بود ہم حل کرد ورفت

آخری چند اشعار حسب ذیل ہیں

محو گرداں در جمالِ با کمال چشم بے چشمک نما اے ذوالجلال
دلدہی فرماو تسکینم بہ بخش دیں پناہم حاصلِ دینم بہ بخش
آخرش تا چند ایں ہجران وفصل بادۂ بحرِ محمدؐ دہ ز وصل

حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انہوں نے مثنوی کا ایک دفتر ہفتم مکہ معظمہ میں بھی دیکھا اور ہندوستان میں بھی جس کو مولانا رومؒ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ لیکن مولانا کی رائے میں یہ انتساب بالکل غلط ہے۔ مولانا نے اس دفتر کے آغاز کے یہ اشعار نقل کئے ہیں۔

اے ضیاء الحق حسام الدیں سعید
دولتت پایندہ فقرت بر مزید
چونکہ از چرخ ششم کردی گذر
بر فرازِ چرخ ہفتم کن مقر

اور آخری شعر یہ نقل کیا ہے۔

حسبی اللہ ما عنانِ اختیار

با تو وادیم اے قدیم کردگار

اور پھر مثنوی کے انداز میں ہی اپنی رائے تحریر فرمائی ہے۔

مفتی الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ پیدائش ۱۱۶۴ھ ،تاریخ وفات ۱۲۴۵ھ آپ ضلع مظفر نگر کے مردم خیز قصبہ کاندھلہ میں پیدا ہوئے والد صاحب کا اسم گرامی الشیخ الطیب شیخ الاسلام ہے اور سلسلہ نسب امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتا ہے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی اور چودہ سال کی عمر میں تمام علوم نقلیہ اور عقیہ سے فارغ ہو گئے۔ اس کے بعد آپ کو سعادت ازلی نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچا دیا انکی صحبت نے آپ کو کندن بنا دیا اور انکے فیض سے آپ باطنی علوم میں بھی اعلیٰ مقام پر فائز ہو گئے اور شاہ صاحبؒ کی نگرانی میں آپ نے درس دینا شروع کر دیا۔ شاہ صاحب اپنے شاگردوں میں سے آپ پر بہت زیادہ اعتماد کرتے تھے۔ چنانچہ اس حقیقت کا اس سند سے اظہار ہوتا ہے جو شاہ صاحب نے اپنے دست مبارک سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ نواب ضابط خاں نے آپ کے علم و فضل کی بدولت آپ کو حضرت شاہ صاحب سے اپنے لئے مانگ لیا اور مفتی صاحب کچھ عرصہ ان سے متعلق رہے لیکن نواب صاحب کے وصال کے بعد آپ نے وطن کو خیر باد کہہ دیا اور آپ بھوپال تشریف لے گئے وہاں عہدہ افتاء پر فائز رہے پھر بھوپال کا قیام ترک کر کے اپنے وطن کاندھلہ تشریف لے آئے اور تادم واپسیں کاندھلہ ہی میں رونق افروز رہے۔ حواشی اور تعلیقات کے علاوہ آپ کی تصانیف ۳۴ گنائی جاتی ہیں لیکن آج ہمارے ہاتھوں میں ان میں سے چند ہی ہیں۔ جملہ ان کے خاتمہ مثنوی کو قبول عام کا درجہ حاصل ہے۔ مثنوی شریف کے چند ایڈیشن ایسے ہیں جن میں آپ کے تحریف رمودہ خاتمہ کو جز بنایا گیا ہے ہم نے بھی ضروری سمجھا اس ایڈیشن میں اس کو شامل کریں۔

دفتر ششم سے متعلق اصطلاحات

ہمت: مولانا بحر العلوم نے فرمایا ہے کہ ہمت صوفیاء کی اصطلاح میں مکمل توجہ یا جمعیت کو کہتے ہیں۔ اور ایسی جمعیت کہ اس چیز کے سوا کسی اور چیز کی طرف بالکل توجہ نہ رہے۔ عارف اسی ہمت سے تصرفات کرتا ہے اور اسی سے خرق عادت کا ظہور ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہمت کاملین کے شایان شان نہیں ہے بلکہ ان کی ہمت میں تصرف کی یہ تاثیری نہیں ہوتی ان کی ہمت صرف علوم و معارف کی طلب میں کام کرتی ہے۔

توحید فی الذات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں ذات خدا کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہے۔ اس کو اصطلاح میں معائنہ بھی کہتے ہیں۔

توحید فی الصفات: یہ ہے کہ سالک کی نظر میں صرف صفات خداوندی رہ جائیں اور غیر اللہ کی صفات نظر میں نہ رہیں اس کو اصطلاح میں مشاہدہ بھی کہا جاتا ہے۔

توحید فی الافعال: یہ ہے کہ سالک کے اپنے افعال نظر و التفات سے غائب ہو جائیں اور صرف افعال حق پر نظر رہ جائے۔

مراقبہ موت: یہ ہے کہ سالک کسی وقت قلب کی طرح متوجہ ہو کر یہ خیال جمائے کہ اسوقت سب انسان عالم نزع میں ہیں اور ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اور جو باتیں کوئی ایک دوسرے سے کر رہا ہے وہ گویا مرنے کے وقت کی وصیتیں ہیں۔ مولانا نے اس مراقبہ کا ذکر حسب ذیل اشعار میں کیا ہے۔

در ہمہ عالم اگر مردود زنند　　دمبدم در نزع و اندر مردن اند

ایں سخن شاں راو۔جہا شمر　　کہ پدر گوید دراں دم باپسر

اس مراقبہ سے سالک کے دل میں عبرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض اور شک اور کینہ زائل ہوتا ہے۔

عروج و نزول: عروج سالک کی وہ حالت ہے جس میں اس کی توجہ صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ مخلوق کی طرف بالکل التفات نہیں ہوتا۔ اس کے مقابل نزول ہے۔ اس حالت میں مخلوق کی طرف بھی توجہ ہوتی ہے۔ اور یہ توجہ مخلوق کا خالق سے تعلق استوار کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

عمل خطائین: یہ مجہول عدد کو معلوم کرنے کا ایک طریقہ ہے۔ مثال اگر ہم یہ معلوم کرنا چاہیں کہ وہ کونسا

عدد ہے جس کا دو تہائی اور ایک اگر اس پر بڑھا دیں تو مجموعہ دس عدد ہو جائے۔ ہم اس عدد کو معلوم کرنے کیلئے کوئی ایک عدد فرض کریں گے۔ مثلاً ہم نے نو کا عدد فرض کیا۔ ہم اس کو مفروض اول کہیں گے۔ ہم نے اس پر اس کا دو ثلث یعنی چھ اور ایک کا اضافہ کیا تو مجموعہ سولہ ہو گیا۔ یہ مقصود عدد کے مطابق نہ نکلا تو ہم مقصود عدد یعنی دس اور اس عدد میں جو فرق ہے اس کو نکالیں گے وہ چھ کا عدد ہے ہم اس کو خطا اول کہیں گے پھر صحیح جواب معلوم کرنے کیلئے ایک اور عدد فرض کرینگے اور اس عدد و مفروض ثانی کہیں گے مثلاً ہم نے چھ کا عدد فرض کیا اب اس میں وہی عمل کریں گے یعنی اس کا دو ثلث چار اور ایک کا اضافہ کرینگے تو مجموعہ گیارہ ہو جائے گا۔ اب بھی عدد مقصود حاصل ن ہوا عدد مقصود اور اس مجموعہ میں ایک کا فرق ہوا یہ ایک کا عدد خطاء انی کہلائیگا۔ پھر مفروض اول یعنی نو کو خطاء ثانی یعنی ایک میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب نو ہوگا اس کو محفوظ اول کہیں گے اور مفروض ثانی عین چھ کو خطاء اول یعنی چھ میں ضرب دینگے تو حاصل ضرب چھتیس ہوگا اس کو محفوظ ثانی کہیں گے پھر یہ دیکھیں گے کہ خطاء اول یعنی چھ اور خطاء ثانی یعنی ایک عدد مقصود یعنی دس سے زائد ہیں یا کم یا ایک زائد ہے اور ایک کم۔ اگر دونوں زائد ہوں یا دونوں ناقص ہوں جیسا کہ یہاں ہے تب دیکھو خطاء اول اور خطاء ثانی میں کیا فرق ہے۔ مثلاً یہاں چھ اور ایک میں پانچ کا فرق ہے اور یہ دیکھو کہ محفوظ اول اور محفوظ ثانی میں کیا فرق ہے تو یہاں نو اور چھتیس میں ستائیس کا فرق ہے تو اس فرق کو جو دونوں محفوظوں میں سے یعنی ستائیس کو اس فرق پر جو دونوں خطاؤں میں تھا یعنی پانچ پر تقسیم کر دو تو حاصل تقسیم عدد مطلوب ہوگا یعنی ہم نے ستائیس کو پانچ پر تقسیم کیا تو حاصل تقسیم پانچ صحیح اور دو خمس بناء یہی عدد مطلوب ہے چنانچہ ہم اگر اس پر دو ثلث اور ایک بڑھا دینگے تو دس بن جائیگا۔ بڑھانے اور جمع کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ عدد صحیح کو کسر کی جنس بنالو تو پانچ کے پچیس خمس ہوئے اس کو تجنیس کہیں گے اور دو خمس پہلے تھے اب یہ ستائید خمس ہو گئے اب اس پر اس کا دو تہائی یعنی اٹھارہ خمس بڑھا دو مجموعہ پینتالیس خمس ہو گئے اب اس کو عدد صحیح بنائیں گے یعنی اس پینتالیس کو پانچ پر تقسیم کر دینگے تو عدد صحیح نو بن جائیگا اس کو رفع کہیں گے۔ اس پر ایک کا اضافہ کر دینگیے تو مجموعہ دس بن جائیگا۔ یہ طریقہ تو جب اختیار کیا جاتا ہے جبکہ دونوں خطائیں مطلوب سے زیادہ یا ناقص ہوں لیکن اگر ایک زائد اور ایک ناقص ہو تو پھر مجموعہ محفوظین کو مجموعہ خطائین پر تقسیم کیا جائے گا اور حاصل تقسیم عدد مطلوب ہوگا۔

جبر وقدر: جز کہ تسلیم رضا کو چارہ در کف شیر نر خونخوارہ کے ماتحت مفتاح العلوم شرح مثنوی میں مولانا محمد نذیر صاحب عرشی نے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک تقریر مسئلہ جبر وقدر پر نقل کی ہے جو بے حد مفید ہے اس کو نقل کیا جاتا ہے۔ مولانا نانوتویؒ نے فرمایا:۔

انسان کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک اختیار مستعار ملا ہے اور بندہ کے اس اختیار کو خدا کے اختیار سے وہی نسبت ہے جو قلم کو کاتب کے ساتھ ہے اگر یہ نسبت نہ مانی جائے تو بندہ کے اختیار کو منجانب اللہ کہنا غلط ہوگا اور ارادۂ انسانی خدا کا مخلوق نہ ہوگا۔ انسان کا ارادہ خدا کے ارادہ کا پرتو اور عکس ہے اور انسانی ارادہ کی حرکت خداوندی ارادہ کی حرکت کا نتیجہ ہے۔ قرآن نے فرمایا ہے۔ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔

عبادتِ تسخیری وتشریعی

جملہ کائنات اور مخلوقات خدا کی عبادت گذار ہے، کچھ مخلوق کی عبادت تسخیری ہے اور وہ اپنی عادت میں نہ مختار ہے۔ نہ اس کو اپنی عبادتگذاری کا احساس وشعور ہے۔ بل لہ ما فی السموات والارض کل لہ قانتون ''بلکہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے اسی کے لئے ہے ہر چیز اس کی عبادتگذار ہے۔'' اس آیت میں اسی تسخیری عبادت کا ذکر ہے، عبادت تشریعی بالاختیار ہوتی ہے اور اس عبادت میں عبادت گذاروں کے مختلف مراتب ہیں بعض وہ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اللہ تعالیٰ کے افعال کے واسطے سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ صفات کے واسطہ سے ہوتی ہے اور بعض وہ ہیں جن کی توجہ ذات باری تعالیٰ کی جانب بغیر کسی واسطہ کے ہے۔ پہلا درجہ عوام عبادت گذاروں کا ہے دوسرا درجہ خواص کا ہے اور تیسرا درجہ اخص الخواص کا ہے۔ افعال وصفات توجہ ذات اور ادراک کا ذریعہ ہیں لیکن اخص الخواص کا ان کی طرف التفات نہیں ہوتا ہے۔ مولانا رومؒ نے عبادت کے ان مراتب کا مختلف اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔

عالم خلق وامر: صوفیاء کے نزدیک آسمان اور زمین اور انکے درمیان کی مخلوق عالم خلق ہے اور اس سے اوپر کا عالم حس میں عالم ارواح بھی عالم امر ہے۔

قلہ: پانی کا مٹکا جس میں تین سو سیر پانی آجائے۔ اگر اس طرح کے دو مٹکوں کی بقدر پانی ہو تو امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں نجاست گر جانے سے وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔

بیت المعمور: یہ ساتویں آسمان پر کعبہ کے بالمقابل کعبہ جیسی ایک چیز ہے جس طرح انسان کعبہ کا طواف کرتے ہیں فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے ہیں۔ مسلم شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے معراج میں بیت المعمور کو ساتویں آسمان پر دیکھا اور فرمایا کہ اسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا ہے۔

قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم: علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی وہ مٹی جس سے آنحضورؐ کا جسم اطہر متصل ہے، عرش سے بھی افضل ہے۔

ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری

۳۷۶ھ میں پیدا ہوئے اور نیشاپور میں ۴۶۵ھ میں وفات پائی۔ ان کی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' تصوف کی مشہور کتاب اور تصوف کی کتابوں کا اہم ماخذ ہے۔

ابو طالب مکی: مشہور بزرگ ہیں ان کی کتاب قوت القلوب تصوف کی بلند مرتبہ کتاب ہے۔ امام غزالیؒ نے اپنی مشہور کتاب احیاء العلوم میں اس کے اقتباسات درج کئے ہیں

اصحاب ایکہ: قرآن پاک میں ہے فکذبوہ فاخذھم عذاب یوم الظلۃ انہ کان کے عذاب یوم عظیم انہوں نے اس کی تکذیب کی تو ان کو سائبان دن عذارب نے آ پکڑا بیشک وہ بڑے دن کا عذاب ہے ایکہ والوں نے حضرت شعیبؑ کی تکذیب کی تو ایک روز سخت گرمی پڑنے لگی جس سے وہ گھبرا کر اپنے تہہ خانوں میں گھس گئے تہہ خانے خود تنور کا کام دے رہے تھے وہ وہاں سے نکلے تو ان پر ایک بادل آ گیا جس کو وہ سمجھے کہ اس کے سائے میں آرام حاصل کرسکیں گے لیکن اس بادل سے آگ برسنے لگی جس سے وہ جل کر راکھ ہو گئے۔

زرتشت: یہ لقب ہے، اصل نام ابراہیم ہے۔ یہ منہ چہر کی نسل سے تھے اور فیثا غورث حکیم کے شاگرد تھے۔ گشتاشپ شاہ ایران کے دور میں انہوں نے نبوت کا اعلان کیا اور آتش پرستی کا مذہب ایجاد کیا۔ مجوس انکو پیغمبر جانتے ہیں اور ان کی کتاب ژند کو الہامی کتاب قرار دیتے ہیں بعض علمائے اسلام نے بھی ان کو نبی اور حکیم قرار دیا ہے۔ حضرت عمرؓ نے بھی مجوس کو اہل کتاب قرار دیا ہے۔

امرؤالقیس: یہ عرب کا مشہور شاعر ہے اور مشہور معلقہ

قفانبک من ذکری حبیب و منزل

بسقط اللوی بین الدخول فحو مل

اسی امرؤالقیس کا ہے۔ یہ جاہلیت کے دور کا شعر ہے اور یہ جس طرح اپنی فصاحت و بلاغت میں ضرب المثل ہے اسی طرح اپنے فسق و فجور میں بھی ضرب المثل ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا ہے۔ یقدم الشعراء الی النار۔ لیکن مولانا رومؒ امرؤالقیس کو ایک تارک الدنیا اور باخدا انسان ظاہر کر رہے

ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ مشہور امرؤالقیس کے علاوہ کوئی اور شخصیت ہو اور سوان میں قفانبک الخ الحاقی عبارت ہے۔

کیخسرو: ایران کا عظیم شہنشاہ گذرا ہے۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر کیکاؤس کے حریف افراسیاب شاہ توران کے یہاں چلا گیا تھا۔ افراسیاب نے ابتداء اس کی بہت خاطر تواضع کی اور اپنی بیٹی کا نکاح بھی اس سے کر دیا لیکن کچھ دن بعد سیاوش سازشوں کا شکار ہو گیا اور افراسیاب نے اس کو نہایت بے رحمی سے قتل کر دیا۔ سیاؤش کی بیوی حاملہ ہو چکی تھی۔ کچھ دن بعد اس کے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو افراسیاب کے خوف سے چھپا دیا گیا اور اس کی پرورش دیہات میں ہوئی۔ یہی لڑکا کیخسرو ہے۔ کیخسرو جب بڑا ہو گیا اور اس کو اپنے احوال کا علم ہوا تو وہ اپنے دادا کیکاؤس کے پاس ایران چلا گیا اور کیکاؤس کے مر جانے کے بعد ایران کا بادشاہ قرار دیا گیا۔ تخت نشین ہونے کے بعد اس نے اپنے باپ کے انتقام میں افراسیاب پر حملہ کیا اور باپ کے دشمنوں سے پورا انتقام لیا اور پھر اپنی آخری عمر میں یہ تارک الدنیا ہو گیا اور اپنے بیٹے لہراسپ کے حق میں سلطنت سے دستبردار ہو کر ایسا غائب ہوا کہ کسی کو پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں گیا۔ الوداع کے وقت اس نے دنیا کی ناپائیداری پر اس قدر عبرت انگیز تقریر کی کہ آج بھی سننے والوں کے لئے موجب عبرت ہے فردوسی نے شاہنامہ میں اس واقعہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

صفورا: یہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی ہیں جن کا نکاح حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا جس کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔

حبک الشیٔ یعمی ویصم: ''تیری کسی چیز سے محبت اندھا اور بہرا بنا دیتی ہے'' اس حدیث کو ابوداؤدؒ نے ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت سے مرفوعاً نقل کیا ہے۔ بعض ائمہ حدیث نے اس کو موضوع قرار دیا ہے۔ لیکن دوسرے بعض ائمہ اس کو حسن کے درجہ میں رکھتے ہیں اور حضرت ابوداؤدؒ کے سکوت سے اس کے حسن ہونے پر استدلال کرتے ہیں۔

موتوا قبل ان تموتوا: ''مر جاؤ اس سے پہلے کہ تم مرو اکثر صوفیاء اس مقولہ کو حدیث کے طور پر بیان کرتے ہیں اور اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ انسان کو زندگی میں فنا کا مرتبہ حاصل کر لینا چاہیے لیکن حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس کو حدیث قرار نہیں دیا۔

نوم العالم عبادۃ: ''عالم کا سونا عبادت ہے'' ملا علی قاریؒ نے تصریح کی ہے کہ یہ روایت مرفوعاً ثابت نہیں

ہے ہاں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ علم کی تھوڑی دیر کی مشغولیت ساری رات کی عبادت سے بہتر ہے۔

ان السیف محاء للخطایا: ''تلوار خطاؤں کو مٹا دینے والی ہے'' یہ روایت مجاہد کی فضیلتوں کے سلسلہ کی ہے۔ مولانا نے خطایا کی بجائے قافیہ کی رعایت سے ''الذنوب'' ذکر کیا ہے۔

ماوسعنی ارضی ولاسمائی ولکن وسعنی قلب عبدی المومن

''مجھے اپنے اندر نہ میری زمین نے سمایا نہ میرے آسمان نے ہاں میرے بندے مومن کے دل نے مجھے سمایا'' یہ قدسی حدیث احیاء العلوم میں بھی ہے اور مولانا نے رومؒ نے مثنوی میں کئی جگہ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس میں حسب ذیل آیت کی طرف اشارہ ہے۔ انا عرضنا الامانۃ علی السموت والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان ''بیشک ہم نے امانت کو آسمانوں اور زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا انہوں نے اس سے انکار کیا کہ وہ اس کو اٹھائیں اور اس سے ڈرے اور اس کو انسان نے اٹھالیا'' صوفیاء کے نزدیک مرد کامل حضرت حق تعالیٰ کا مظہر اتم ہے اس لئے صوفیاء انسان کو عالم اکبر قرار دیتے ہیں۔

وحدۃ الوجود اور وحدۃ الشہود اور عینیت:

ایک مقام پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔

حقیقتاً تمام کمالات حضرت حق تعالیٰ کے لئے ہے ثابت ہیں اور مخلوق کے کمالات عارضی اور اللہ تعالیٰ کی عطا و حفاظت کے سبب اس میں موجود ہیں۔ ایسے وجود کو اصطلاح میں ظلی وجود کہا جاتا ہے۔ ظل کے معنیٰ اگرچہ سایہ کے ہیں۔ لیکن یہاں سایہ سے مراد حفاظت اور پناہ ہے۔ جس طرح بولا جاتا ہے۔ کہ: ہم آپ کے زیر سایہ ہیں یعنی ہم آپ کی حمایت اور حفاظت میں ہیں۔ اور ہمارا امن و عافیت آپ کی توجہ کی بدولت ہے۔ اسی طرح چونکہ ہمارا وجود عنایت خداوندی کی بدولت ہے اس لئے ہمارا وجود ظلی ہے یہ بات یقیناً ثابت ہے کہ ممکنات کا وجود اصلی اور حقیقی نہیں ہے۔ عارضی اور ظلی ہے۔ اب اگر وجودِ ظلی کا اعتبار نہ کیا جائے تو صرف وجودِ حقیقی کا ثبوت ہوگا اور وجود کو واحد سمجھا جائیں گے یہ ''وحدۃ الوجود'' ہے۔ اور اگر ظلی وجود کا بھی اعتبار کریں کہ آخر کچھ تو ہے بالکل معدوم تو نہیں ہے تو یہ ''وحدۃ الشہود'' ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ چاند کا نور سورج کے نور سے حاصل شدہ ہے۔ اب اگر اس کے نور کا اعتبار نہ کریں تو صرف سورج کو منور اور چاند کو تاریک کہا جائے

گا۔ یہ مثال ''وحدۃ الوجود'' کی ہے۔ اور اگر چاند کے نور کا بھی اعتبار کریں خواہ وہ سورج کے نمودار ہونے کے وقت نمودار نہ رہے تو یہ مثال ''وحدۃ الشہود'' کی ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں محض لفظی اختلاف ہے۔ اور چونکہ اصل اور ظل میں تعلق نہایت قوی ہوتا ہے۔ اس کو صوفیاء کی اصطلاح میں عینیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ معنی نہیں ہیں کہ اصلی وجود اور ظلی وجود دونوں ایک ہو گئے یہ تو صریح کفر ہے۔ چنانچہ محققین صوفیاء اس عینیت کے ساتھ غیریت کے بھی قائل ہیں تو یہ عینیت اصطلاحی ہے۔ نہ کہ لغوی۔ اس کے علاوہ جو کچھ صوفیاء نے کہا ہے وہ سکر کی حالت میں کہا ہے وہ نہ قابل ملامت ہے نا لائق تقلید۔

سجاد حسین

۱۶ رجب المرجب ۱۳۹۸..... مطابق .....۲۳ جون ۱۹۷۸ھ

✿✿✿✿✿

دورۂ تہران وتر کی مصرو بغدادو عرب
ہو مبارک صاحب عزو شرف یہ فضلِ رب
مثنوی کے شارح و فاضل مترجم مرحبا
مولوی سجاد بحر علم صدرشکِ عرب

۹۶ ھ ۱۳/

پیش کنندہ احقر خلیق ٹونکی

۱۹ ء ۷۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے حیاتِ دل حسام الدین بسے
اے دل کی زندگی حسام الدین ! بہت

میل می جوشد بقسم سادسے
چھٹے دفتر کی جانب خواہش جوش مار رہی ہے

گشت از جذب چو تو علامۂ
آپ جیسے علامہ کی کشش کی وجہ سے

در جہاں گرداں حسامی نامۂ
حسامی نامہ دنیا میں [illegible] گیا

پیش کش بہرِ رضایت می کشم
آپ کی رضامندی کے لئے میں پیش کش کرتا ہوں

در تمام ۲ مثنوی قسم ششم
چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

پیش کش می آرمت اے معنوی
اے معنوی ! میں پیش کش کرتا ہوں

قسم سادس در تمام مثنوی
چھٹا دفتر مثنوی کی تکمیل کے لئے

شش جہت دانور دہ زیں شش صحف
ان چھ دفتروں کے ذریعہ چھ جہت کو نور عطا کر دے

کے یطوف حولہ من لم یطف
تاکہ اس کا چکر وہ کاٹے جس نے چکر نہیں کاٹا

عشق ۳ را با پنج و با شش کار نیست
عشق کو پانچ اور چھ سے کوئی واسطہ نہیں ہے

مقصدِ او جز کہ جذبِ یار نیست
یار کی توجہ کے سوا اس کا اور کوئی مقصد نہیں ہے

بو کہ فیما بعد دستوری رسد
ہو سکتا ہے کہ بعد میں اجازت ہو جائے

راز ہائے گفتنی گفتہ شود
کہنے کے قابل راز کہہ دیئے جائیں

۱ اے۔ مولانا کا اپنے مرید ضیاء الحق حسام الدین کو خطاب ہے۔ قسم سادس یعنی مثنوی کا چھٹا دفتر جذب یعنی وہ تمہاری باطنی کشش ہے۔ حسامی نامہ یعنی مثنوی۔ معنوی جو یہ ہے بے نیاز ہے اور حقیقت کا طالب ہے۔

۲ در تمام۔ چونکہ چھٹے دفتر سے مضامین مکمل ہو جائینگے لہٰذا اس کے بعد اور کوئی دفتر لکھنے کی ضرورت نہ رہے گی شراح کا یہی خیال ہے کہ اس دفتر میں مولانا نے تصوف کے آخری اور بیش بہا مضامین ذکر فرما دیئے ہیں شش۔ جہات چھ ہے دفتر بھی چھ لکھ دیئے گئے ہیں تاکہ ہر جہت میں اس کا نور پھیل جائے۔

۳ عشق مثنوی کا اصل مقصد قرب حق اور عشق حق ہے اور عشق کو پانچ دفتروں اور چھ دفتروں سے کوئی خاص تعلق نہیں ہے مقصد پورا ہونا چاہیے۔ چھٹا دفتر اس امید پر شروع کیا ہے۔ شاید کچھ خاص اسرار بیان کرنے کی اجازت حاصل ہو جائے اور اس چھٹے دفتر میں بیان کر دیئے جائیں۔

بابیانے کاں بُود نزدیک تر
ایسے بیان کے ساتھ جو زیادہ نزدیک ہو

زیں[1] کنایاتِ دقیقِ مُستَتر
ان دقیق پوشیدہ کنایوں کے اعتبار سے

راز جُز با راز داں انبا زنیست
راز ، رازداں کے مناسب ہے

راز اندر گوشِ منکرِ راز نیست
منکر کے کان میں راز مراز نہیں ہے

لیک دعوت وا ر دست از کردگار
لیکن خدا کی جانب سے دعوت دینے کا حکم آیا ہے

با قبول و نا قبول اُورا چہ کار
اسے ماننے نہ ماننے سے کیا واسطہ ؟

نوح نُہ صد سال دعوت می نمود
حضرت نوح کو نو سال دعوت دیتے رہے

دَمبدم انکارِ قومش می فزود
لحظہ بہ لحظہ ان کی قوم کا انکار بڑھتا رہا

ہیچ از گفتن عِناں واپس کشید
انہوں نے کہنے سے کبھی باگ موڑی ؟

ہیچ اندر غارِ خاموشی خزید
وہ کبھی خاموشی کے غار میں گھسے ؟

زانکہ[2] از بانگ وعُلا لائے سگاں
کیونکہ کتوں کے بھونکنے اور شور سے

ہیچ واگردد ز راہے کارواں
قافلہ کبھی راستے سے لوٹا ہے؟

یا شبِ مہتاب از غوغائے سَگ
یا چاندنی رات میں کتے کے بھونکنے سے

سُست گردد بدر رادر سیر تگ
چودھویں کے چاند کی دوڑنے میں رفتار سست پڑی ہے؟

مَہ فشاند نورو سگ عَو عَو کند
چاند نور چھڑکتا ہے اور کتا بھوں بھوں کرتا ہے

ہَر کسے بر خِلقتِ خودمی تَنَد
ہر ایک اپنی فطرت پر کام کرتا ہے

ہر کسے راخدمتے دادہ قضا
قضاء خداوندی نے ہر ایک کو ایک خدمت عطا کی ہے

در خورِ آں گوہرش دَر اِبتلا
اس کی استعداد کے مناسب آزمائش کے لئے

چونکہ نگذارد سگ آں بانگِ سقم
جبکہ کتا اس مرض کی آواز کو نہیں چھوڑتا ہے

من مہم سیرانِ خو راچوں نہم
میں چاند ہوں ، میں اپنی رفتار کیسے چھوڑ دوں ؟

چونکہ[3] سرکہ سرکگی افزوں کند
جب سرکہ سرکہ پن بڑھائے

پَس شکر را واجب افزونی بُود
تو شکر کی زیادتی ضروری ہے

قہر سرکہ لُطف ہم چوں انگبیں
قہر سرکہ ہے مہربانی بھی شہد کی طرح ہے

کاَیں دوباشد رکنِ ہر انگبیں
یہ انگبیں کے یہی دو جز ہوتے ہیں

[1] زیں ۔ پہلے دفتروں میں جو کچھ اشارے میں بیان ہوا ہے اب اس کا کھل کر بیان کر دیا جائے راز ہو سکتا ہے کہ اسرار کا بیاں بعض لوگوں کے انکار کا سبب بنے ۔ لیک ۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ لوگوں کو حق کی دعوت دیا جائے لہٰذا دعوت دینے والے کو اس سے بحث نہیں ہے کہ کوئی اس دعوت کو قبول کرے گا یا انکار کرے گا نوحؑ ۔ حضرت نوحؑ نو سو سال تک دعوت دیتے رہے لیکن انکی قوم کا انکار بھی بڑھتا ہی رہا ۔ حضرت نوحؑ کی دعوت کا زمانہ ساڑھے نو سو سال ہے مولانا نے کسر کو حذف کر دیا ہے ۔ ہیچ ۔ حضرت نوحؑ منکروں کے انکار سے دعوت بند کے ۔

[2] زانکہ ۔ منکروں کی مثال کتوں کی سی اور دعوت دینے والوں کی مثال قافلہ کی سی ہے قافلہ کتوں کے بھونکنے سے راستہ سے واپس نہیں ہوتا ہے ، بلکہ آگے بڑھتا رہتا ہے ۔ علالا ۔ شور و غل ۔ سخت آواز ۔ یا شب ۔ چودھویں کا چاند کتوں کے بھونکنے سے اپنی رفتار کم نہیں کرتا ہے ۔ عوعو ۔ کتے کے بھونکنے کی آواز ۔ ہر کسے ۔ قدرت نے ہر شخص کی استعداد کے مطابق ایک کام پر اس کا مامور کر دیا ہے اور اس سے مقصد خداوندی اس کی آزمائش ہے ہم ماہستم ۔ سیراں ۔ سیر ۔

[3] چونکہ منکرین کے انکار سے دعوت کو ترک نہیں کیا جاتا بلکہ اس میں اور شدت پیدا کر دی جاتی ہے ۔ سرکہ ۔ یعنی منکروں کا انکار شکر ۔ یعنی دعوت ۔ انگبین ۔ انگبین جو امراض میں مفید ہے وہ سرکہ اور شہد سے بنتی ہے ۔ اگر سرکہ تیز ہوتا ہے تو اس میں شکر کا اضافہ ضروری ہو جاتا ہے ورنہ ۔ وہ انگبین ناقص ہو گی قہر یعنی منکروں کا انکار سرکہ ہے اور لطف یعنی دعوت شہد ہے ۔

انگبیں گر پائے وا درد زخل
اگر شہد سرکہ سے کم ہو

آید آں انگبیں اندر خلل
اس سکنجبین میں خلل پڑ جائے گا

قوم[1] بروے سر کہامی ریختند
قوم ان پر سر کے بہاتی تھی

نوحؑ را دریا فزوں می ریخت قند
دریا نوحؑ پر شکر زیادہ بہاتا تھا

قندِ اُو رابُد مَددا ز بحرِ جُود
ان کی شکر کی مدد سخاوت کے سمندر سے تھی

بَس ز سرکہ اہلِ عالَم می فزود
تو دنیا والوں کے سرکہ کے سبب وہ بڑھتی تھی

واحِدٌ کالاَ لِف کہ بُوَد آں ولی
ایک ہزار کی طرح کون ہوتا ہے؟ وہ ولی ہے

بلکہ صد قرن ست آں عبد العلی
بلکہ وہ (خدا) عالیشان کا بندہ سو قرن ہوتا ہے

خمُ کہ از دریا بدو راہے شوَد
وہ مٹکا جس میں دریا کی جانب سے راستہ ہو جائے

پیشِ اُو جیحونہا زانو زند
اس کے سامنے بہت جیحوں ادب کرنے لگیں

خاصہ[2] ایں دریا کہ دریا ہا ہمہ
خصوصاً یہ دریا بلکہ تمام دریا

چوں شنید ند ایں مثال و دمدمہ
جب انہوں نے یہ مثال اور شہرت سنی

شُد دہاں شاں تلخ زیں شرم وخجل
اس شرم اور خجالت سے ان کا منہ کڑوا ہو گیا

کہ قریں شد نامِ اعظم با اقل
کہ (دریائے) اعظم کا نام دہائے احقر کا ساتھی ہو گیا

دَر قرانِ ایں جہاں با آنجہاں
اس جہان کے اس جہان کے ساتھ ملتے ہیں

ایں جہاں از شرم میگردد جہاں
یہ جہان شرم سے کہ بھاگتا ہے

ایں عبارت تنگ وقاصر رُتبت ست
یہ عبارت تنگ اور کم رتبہ ہے

ورنہ خَس رابا اخص چہ نسبَت ست
ورنہ تنکے کو اخص سے کیا نسبت ہے؟

زاغ[3] دَر رَز نعرۂ زاغاں زَند
انگور ستان میں کوا کوں کے نعرے لگاتا ہے

بُلبل از آوازِ خوش کے کم کُند
بلبل حسین آواز کو کب کم کرتی ہے؟

پس خریدارست ہر یک را خدا
پھر ہر ایک کا خریدار خدا ہوتا ہے

دَر مزادِ یَفعَلُ اللّٰہُ مَا یَشَا
"اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے" کے بازار میں

نقلِ خارستاں غذای آتش ست
کانٹوں کی جھاڑی کا چبینا آگ کی غذا ہے

بُوئے گل قُوتِ دماغِ سَر خوش ست
نشیلے دماغ کی روزی پھول کی خوشبو ہے

---

۱ قوم۔ حضرت نوحؑ کی قوم کا انکار جس قدر بڑھا قدرت نے حضرت نوحؑ پر اسی قدر زیادہ شکر۔ بہاوی۔ بحر جود۔ دریائے سخاوت یعنی حضرت حق تعالیٰ واحد شکر کے اضافہ کی صورت یہ ہوتی ہے کہ جس قدر منکرین سخت ہوتے ہیں۔ اتنا ہی اولوالعزم پیغمبران کی طرف بھیجا جاتا ہے وہ ایک پیغمبر لاکھوں داعیوں کے وزن کا ہوتا ہے بلکہ سو قرن کے انسانوں کی برابر ہوتا ہے خم۔ چونکہ اس نبی اور رسول کا بحر حقیقی سے رابطہ ہوتا ہے تو وہ ایک کروڑوں پر غالب آجاتا ہے۔

۲ خاصہ ایں دریا۔ اللہ تعالیٰ کے فیض کی عموماً سمندر اور دریا سے مثال دی جاتی ہے اس تمثیل سے یہ دریا شرمندہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ در قران جب دونوں عالموں کا ساتھ ذکر ہوتا ہے تو عالم حسی کو اپنی حقارت محسوس ہوتی ہے۔ ایں جہان۔ عالم حسی۔ آں جہاں۔ عالم غیبی۔ جہاں۔ کہنے والا۔ ایں عبارت۔ یعنی یہ تعبیر کہ حضرت حق تعالیٰ کو دریا قرار دیا ایک ناقص تعبیر ہے ورنہ خس یعنی دریا کو اخص یعنی حضرت حق تعالیٰ سے کوئی نسبت نہیں ہے۔

۳ زاغ۔ مولانا نے پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ منکرین کے انکار کی وجہ سے اسرار کا بیان نہیں چھوڑا جا سکتا ہے۔ پس۔ بعض منکروں کا اتباع کرتے ہیں۔ بعض داعیوں کا یہ خدا کی مشیت ہے۔ مزاد۔ نیلام کا بازار۔ نقل۔ کانٹا دوسروں کے لئے ناپسندیدہ ہے لیکن آگ کو بہت بھاتا ہے۔ کیونکہ اس کی غذا ہے اسی طرح منکرین کو انکار بھاتا ہے ہر خوش۔ معتدل مست۔ اس کو خوشبو پسند ہے اسی طرح دعوت کو قبول کرنے والوں کو دعوت پسند آتی ہے۔

گر پلیدی[1] پیشِ مار سوا بود — خوک و سگ را شکّر و حلوا بُود
اگر گندگی ہمارے سامنے رسوا ہے — سور اور کتے کے لئے شکر اور حلوا ہے

گر پلیداں ایں پلیدیہا کنند — آبہا بَر پاک کردن می تنند
اگر پلید لوگ ، پلیدیاں کرتے ہیں — پانی ، پاک کرنے پر مستعد ہیں

وَر جہانے پُر شود از خار و خس — آتشے محوش کند در یک نفس
اگر دنیا کانٹے اور تنکے سے پر ہو جائے — آگ اس کو ایک سانس میں مٹا دیتی ہے

گرچہ ماراں زہر افشاں میکنند — وَرچہ تلخاں ماں پریشاں می کنند
اگرچہ سانپ زہر افشانی کرتے ہیں — اگرچہ بد مزہ ہمیں پریشان کرتے ہیں

نحلہا بَر کوہ و کندُو شجر — می نہند از شہد انبار شکر
شہد کی مکھیاں پہاڑ اور کوٹھی اور درختوں پر — شہد سے شکر کے انبار لگاتی ہیں

زہرہا[2] ہر چند زہری می کنند — زُود تریاقات شاں برمی کنند
زہر ، ہر چند زہریلا پن پھیلاتے ہیں — تریاق ان کو فوراً زائل کر دیتے ہیں

اِینجہاں جنگ ست کُل چوں بنگری — ذرّہ باذرّہ چوں دیں با کافری
یہ دنیا پوری جنگ ہے جب تو غور کرے — ذرہ ذرے کیساتھ ایسا ہی ہے جیسا کہ دین کافری کیساتھ

آں یکے ذرّہ ہمی پرّد بچپ — وَاں دگر سُوئے یمیں اندر طلب
ایک ذرہ بائیں کو اڑتا ہے — تو دوسرا طلب میں دائیں جانب کو

ذرّۂ[3] بالا و آں دیگر نگوں — جنگِ فعلی شاں ببیں اندر رُکوں
ایک ذرہ اوپر کو اور دوسرا نیچے کو — رجحان میں ان کی عملی جنگ کو دیکھ

جنگِ فعلی ہست از جنگِ نہاں — زیں تخالف آں تخالف را بداں
عملی جنگ مخفی جنگ کی وجہ سے ہے — اس اختلاف کو اس اختلاف سے سمجھ لے

ذرّۂ کاں محو شدُ در آفتاب — جنگ اُو بیروں شدُ از وصفِ حساب
وہ ذرہ جو سورج میں فنا ہو گیا — اس کی جنگ حساب سے خارج ہو گئی

چوں ز ذرّہ محو شُد نفس و نفس — جنگش اکنوں جنگِ خورشید ست و بس
جب ذرے کا نفس اور سانس فنا ہو گیا — اس کی جنگ اب محض سورج کی جنگ ہے

[1] گر پلیدی۔ نجاست انسان کے سامنے رسوا ہے کتے اور سور کی خوراک ہے گر۔ ہر چیز بتقاضائے فطرت اپنا کام انجام دے رہی ہے نجاست ، نجس بناتی ہے پانی پاک کر دیتا ہے یعنی منکرین انکار کرتے ہیں اور داعی ان کو بھلائی کی طرف بلاتے ہیں۔ در جہانے۔ خار و خس اپنا کام کرتے ہیں تو آگ اپنا کام کرتی ہے منکرین کی شرارتوں کو داعیوں کی دعوت فنا کر دیتی ہے۔ گرچہ۔ سانپ اپنا کام کرتے ہیں تو شہد کی مکھیاں اپنا کام کرتی ہیں لہٰذا ہمیں مفسدوں کی وجہ سے تبلیغ کو ترک نہ کرنا چاہیے۔

[2] زہرہا۔ منکروں کے انکار سے جب زہر پھیلتا ہے تو مصلحین اپنے تریاق سے اس کا اثر زائل کر دیتے ہیں۔ اینجہاں۔ اس عالم کا بقائی اختلاف سے ہے لہٰذا منکرین کے اختلاف سے مصلح کو اپنا کام نہ روکنا چاہیے۔ اینجہاں۔ عالم امکان مختلف اجزاء کا مجموعہ ہے اس کے ہر ذرے کو دوسرے ذرے سے وہی نسبت ہے جو دین کو کفر سے آں یکے۔ ایک ذرے کا رخ بائیں جانب ہے تو دوسرے کا دائیں جانب۔

[3] ذرّۂ ایک ذرے کا رخ اوپر کو ہے دوسرے کا نیچے کو غرضکہ ان ذروں کی باہمی کشمکش اور باہمی اختلاف ہے۔ جنگ فعلی یعنی ذرات عالم کا افعال و خواص میں مختلف ہونا۔ رکوں۔ میلان۔ جنگ نہاں۔ یعنی ذرات کا اختلاف اللہ تعالیٰ کے مختلف اسماء صفات کا مظہر ہونے کی وجہ سے ہے۔ جب مقام فنا حاصل ہو جاتا ہے تو وہ اختلاف طبعی اس ذرہ کی طرف منسوب نہیں رہتا ہے۔ چوں۔ ذرہ کے محو ہو جانے کے بعد اس کے افعال سورج کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ جنگش۔ چونکہ اب اسکی جنگ طبعی نہیں ہے بلکہ من اللہ ہے تو اسکی جنگ خدا کی جنگ ہے۔

رفت[1] از وے جنبشِ طبع و سکون
اس میں سے طبیعت کی حرکت اور سکون جاتا رہا

از چہ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن
کیوں؟ "ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں" کیجیے

مابہ بحرِ نورِ خود راجع شُدیم
ہم اپنے نور کے سمندر کی جانب لوٹ آئے

وز رضاعِ اصلِ مُسترضع شدیم
اور ہم اصل کی رضاعت سے دودھ پینے والے بنگئے

دَر فروعِ راہ اے ماندہ زغول
اے چھلاوے کی طرح راستہ کی پگڈنڈیوں میں بھٹکے ہوئے

لاف کم زن از اصول اے بے اصول
اے بے اصول! اصول کی شیخی نہ بگھار

جنگِ ما و صلحِ ما دَر نورِ عَین
نور عین میں ہماری جنگ اور صلح

نیست از ما ہست بین الاصبعین
ہماری جانب سے نہیں ہے "دو انگلیوں کے درمیان" کیجیے ہے

جنگِ[2] طبعی جنگِ فعلی جنگِ قول
طبعی جنگ، عملی جنگ، قولی جنگ

درمیانِ جزوہا حربیست ہول
اجزا کے درمیان خوفناک جنگ ہے

ایں جہاں زیں جنگ قائم می بُود
یہ دنیا اسی جنگ سے قائم رہتی ہے

دَر عناصر در نگر تا حل شَوَد
عناصر میں غور کر لے "تاکہ حل ہو جائے

چار عنصر چار استونِ قوی ست
چاروں عنصر، چار مضبوط ستون ہیں

کہ برایشاں سَقفِ دنیا مُستوی ست
جن پر دنیا کی چھت قائم ہے

ہر ستونے اِشکنندہ آں دگر
ہر ستون دوسرے کو توڑنے والا ہے

استنِ آب اِشکنندہ آں شرَر
پانی کا ستون، آگ کے ستون کو توڑنے والا ہے

پَس بِنائے خلق بر اَضداد بُود
تو دنیا کی بنا اضداد پر ہے

لا جرم جنگی شد نداز ضرّ و سُود
لامحالہ نقصان اور نفع کے اعتبار سے لڑنے والے ہو گئے

ہست[3] اَحوالت خلافِ ہمدگر
تیرے احوال ایک دوسرے کے خلاف ہیں

ہر یکے با ہم مخالف دَر اثر
ہر ایک اثر میں ایک دوسرے کا مخالف ہے

چونکہ ہر دم راہِ خود رامی زنی
جبکہ تو ہر وقت اپنی رہزنی کرتا ہے

باد گر کس ساز گاری چوں کُنی
دوسرے سے کیسے موافقت برتے گا؟

فوجِ لشکر ہائے اَحوالت ببیں
اپنے احوال نے لشکر کی فوج کو دیکھ لے

ہر یکے بادیگرے در جنگ و کیں
ہر ایک دوسرے کیساتھ جنگ اور کینہ میں ہے

[1] رفت۔ فنا کے بعد ذرے کا ہر سکون و حرکت اس کا اپنا نہیں ہے بلکہ منجانب اللہ ہے۔ ما۔ یعنی عارفین فانی فی اللہ۔ بحرِ نور۔ ذاتِ حق۔ مسترضع۔ دودھ پینے والا۔ در فروع۔ جو فنا کے مقام پر نہیں پہنچا اس کے افعال خود اس کی طرف منسوب ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہ کرنے چاہئیں لاف زنی نہ کرنی چاہیے جنگِ ما۔ فانی کا ہر کام خدا کی طرف منسوب ہے۔ نورِ عین۔ یعنی چشم بصیرت کا ادراک بین الاصبعین۔ حدیث شریف ہے انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرح چاہتا ہے اس کو پلٹ دیتا ہے لہٰذا ہمارے افعال خدا کی طرف منسوب ہیں۔

[2] جنگ۔ عالم کے اجزا میں جنگِ طبعی یعنی اجزاء میں آثار اور طبائع کا اختلاف جنگ فعلی یعنی افعال و خواص کا اختلاف جنگِ قولی یعنی اقوال کا باہمی اختلاف بہت خوفناک جنگ ہے جہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ اس فانی دنیا کا قیام ہی اس جنگ پر ہے عناصر کی باہمی جنگ پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ چار عنصر۔ دنیا کی چھت چار متضاد عنصروں پر قائم ہے۔ استن۔ آب۔ پانی آگ کو بجھا کر دیتا ہے۔ پس۔ جبکہ مخلوق کی بنیاد ہی مختلف عناصر پر ہے تو مخلوق باہمی مختلف ہے۔

[3] ہست۔ مختلف چیزوں میں ہی اختلاف نہیں ہے۔ بلکہ ایک چیز کے احوال میں بھی اختلاف ہے۔ چنانچہ جبکہ خود ایک انسان کے احوال باہمی مختلف ہیں تو دوسرے سے کیسے متفق ہو سکتا ہے۔ فوج۔ انسان کے احوال ایک دوسرے سے برسرِ پیکار ہیں۔

می نگر[1] در خود چنیں جنگِ گراں
ایسی سخت لڑائی کو تو اپنے اندر دیکھ لے

پس چہ مشغولی بجنگِ دیگراں
تو دوسروں کی جنگ میں کیوں مبتلا ہے ؟

تا مگر زیں جنگ حقت وا خرد
تاکہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے اس جنگ سے نجات دیدے

در جہانِ صلح یک رنگت برد
تجھے صلح کے یک رنگ جہان میں پہنچا دے

آں جہاں جز باقی و آباد نیست
وہ جہاں ، باقی اور آباد کے سوا کچھ نہیں ہے

زانکہ آں ترکیب از اضداد نیست
کیونکہ وہ ترکیب اضداد کی نہیں ہے

ایں تفانی از ضد آید ضدرا
یہ باہمی فنا کرنا ، ضد سے ضد کو پہنچتا ہے

چوں نباشد ضد نبود جز بقا
جب ضد نہ ہو تو بقا کے سوا کچھ نہ ہو گا

نفیِ ضد کرد از بہشت آں بینظیر
اس بے نظیر نے بہشت سے ضد کی نفی کر دی

کہ نباشد شمس و ضدش زمہریر
کہ نہ سورج ہو گا اور نہ اس کی ضد زمہریر

ہست بے رنگی اصولِ رنگہا
صلح[2] ہا باشد اصولِ جنگہا
بے رنگی ، رنگوں کی اصل ہے
صلحیں ، جنگوں کی اصل ہیں

آں جہانست اصل ایں پُر غم وثاق
وصل باشد اصلِ ہر ہجر و فراق
وہ جہاں اس پر غم گھر کی اصل ہے
ہر ہجر اور فراق کی اصل ، وصل ہے

ایں تخالف از چہ آید و زچہ م
وز چہ زاید وحدت ایں اضداد را
یہ باہمی مخالفت کس چیز سے اور کہاں سے آتی ہے؟
اور یہ وحدت ان مخالف چیزوں میں کس چیز سے پیدا ہوتی ہے؟

زانکہ ما فرعیم و چار اضداد اصل
خوئے خود در فرع کرد ایجاد اصل
اس لئے کہ ہم فرع ہیں اور چار اضداد اصل ہیں
اصل نے فرع میں اپنی خصلت پیدا کر دی ہے

گوہرِ[3] جاں چوں ورائے فصلہاست
خوئے اُو ایں نیست خوئے کبریاست
روح کا گوہر چونکہ ان اضداد سے جداگانہ چیز ہے
اس کی خصلت یہ نہیں ہے خدائی خصلت ہے

جنگہا بیں کاں اصولِ صلحہاست
چوں نبی کہ جنگِ اُو بہرِ خداست
ان جنگوں کو دیکھ جو صلحوں کی اصول ہیں
جیسا کہ نبی کہ اس کی جنگ خدا کے لئے ہے

طرفہ آں جنگے کہ رُکنِ صلحہاست
شاد اُو کایں جنگِ اُو بہرِ خداست
وہ جنگ عجیب ہے جو صلحوں کی رکن ہے
وہ خوش نصیب ہے جس کی یہ جنگ خدا کے لئے ہے

[1] می نگر۔ اگر انسان اپنے احوال پر نظر رکھے تو دوسروں سے جنگ کرنے میں مشغول نہ ہو تا مگر۔ اگر خدا کسی کو صلح کے یکرنگ جہاں میں پہنچادے تو بیشک وہ اختلاف سے بچ سکتا ہے۔ آں جہاں۔ عالم آخرت کی ترکیب اضداد سے نہیں ہے لہٰذا اس میں بقا ہے۔ ایں تفانی۔ عالم دنیا کی فنا اضداد کی ترکیب کی وجہ سے ہے۔ کہ نباشد عالم آخرت میں نہ سورج کی گرمی ہوگی۔ نہ جاڑے کی سردی۔ بے رنگی۔ یعنی عالم آخرت اصل اور مقصود ہے۔

[2] صلحہا۔ عالم شہود میں عالم آخرت ہی متصرف ہے وہی بے رنگ یہاں آکر رنگ حاصل کر لیتا ہے۔ اور وہی اشیاء جن میں وہاں صلح تھی یہاں آکر جنگ اختیار کر لیتی ہیں۔ وصل۔ عالم آخرت میں وصل ہے اور عالم دنیا میں ہجر و فراق ہے اور ہجر و فراق کی اصل وصل ہوتا ہے۔ ایں تخالف عالم دنیا میں جو باہمی اختلاف اور اتحاد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عالم کی بنیاد اضداد پر ہے اور چونکہ ان اشیاء میں روح بھی ہے جو اس عالم از واد سے نہیں ہے اس کی وجہ سے باہمی اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

[3] گوہرِ جاں۔ روح کا تقاضہ اختلاف نہیں ہے اس میں کبریائی اخلاق ہیں جو اتحاد پیدا کر دیتے ہیں۔ جنگہا۔ رسولوں کے جہاد شر کو ختم کرنے کے لئے ہیں لہٰذا وہ جنگیں صلح کی اصول ہیں۔ طرفہ۔ یہ جنگ دراصل فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ہے اور یہ جنگ اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ خدا کے لئے ہوتی ہے۔

غالب[1] است و چیر در هر دو جهان
وہ دونوں جہان میں غالب اور فاتح ہے

شرح ایں غالب نگنجد در دہاں
اس غالب کی شرح منہ میں نہیں سماتی

آبِ جیحوں را اگر نتواں کشید
جیحوں کے پانی کو اگر کوئی نہ کھینچ سکے

ہم زقدرِ تشنگی نتواں برید
پیاس کی بقدر سے بھی تعلق منقطع نہ کرے

گر شدی عطشانِ بحرِ معنوی
اگر تو معنوی سمندر کا پیاسا ہے

فرجہ کن در جزیرہ مثنوی
تو مثنوی کے جزیرے کی سیر کر

فرجہ[2] کن چندانکہ اندر ہر نفس
تو اس قدر سیر کر کہ ہر سانس میں

مثنوی را معنوی بینی و بس
مثنوی کو صرف معنوی دیکھنے لگے

بادگہ راز آبِ جُو چو وا کند
ہوا، جب گھاس کو نہر کے پانی سے جدا کر دیتی ہے

آب یک رنگی خود پیدا کند
پانی اپنی یک رنگی دکھاتا ہے

شاخہائے تازۂ مرجاں ببیں
مونگے کی نئی شاخیں دیکھ لے

میوہائے رستہ زاب جاں ببیں
جان کے پانی سے اگے ہوئے میوے دیکھ لے

چوں ز حرف و صوت و دم یکتا شود
جب حرف اور آواز اور سانس سے جدا ہو جائے

آں ہمہ بگذارد و دریا شود
ان سب کو چھوڑ کر دریا ہو جائے

حرف گوی و حرف نوش و حرفہا
بات کہنے والا اور بات سننے والا اور باتیں

ہر سہ جاں گردند اندر انتہا
آخر میں تینوں روح بن جائیں گی

ناں[3] بدہ ناں ستان و نانِ پاک
روٹی دینے والا اور روٹی لینے والا اور پاک روٹی

سادہ گرد نداز صُور گردند خاک
صورتوں سے سادہ بن جائینگی مٹی بن جائینگی

لیک معنیٰ شاں بُود در سہ مقام
لیکن ان کی روح تین مقام پر ہو گی

در مراتب ہم ممیز ہم مدام
مرتبوں میں بھی جدا گانہ اور دوام میں بھی

خاک شُد صورت و لے معنیٰ نشُد
صورت مٹی ہو گئی لیکن معنی نہ ہوئے

ہر کہ گوید شُد تو گویش نے نشُد
جو کہے کہ ہو گئے تو اس سے کہدے نہیں نہیں ہوئے

در جہانِ رُوح ہر سہ مُنتظر
عالم روح میں تینوں منتظر ہیں

گہ ز صُورت ہاربِ و گہ مُستقر
کبھی صورت سے متنفر اور کبھی قرار پانیوالے

---

[1] غالب۔ اس طرح کی جنگ کرنے والا دونوں جہان میں غالب رہتا ہے۔ آب جیحوں۔ ان جنگوں کے فضائل جو معیت حق کے ساتھ ہوتی ہیں دریائے ناپیدا کنار ہیں اگر ان کی پوری فضیلت نہیں بیان کی جا سکتی ہے تو بقدر ضرورت بیان ضروری ہے مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ "جس چیز کا کل حاصل نہ کیا جا سکے اس کو پورا چھوڑا نہیں جاتا ہے"

[2] فرجہ کن۔ اگر یہ مقصد حاصل کرنا ہے تو مثنوی کی سیر کر اور اس کے معانی پر غور کر۔ بادگہ۔ دریا جو گھاس میں چھپا ہوا ہے۔ جب ہوا اس کی گھاس ہٹاتی ہے تو دریا کی یکرنگی نظر آنے لگتی ہے یہی حال مثنوی کا ہے الفاظ کو ہٹا کر معانی پر غور کیا جائے تو حقیقت واضح ہو گی۔ شاخہائی۔ گھاس ہٹ جانے کے بعد دریا میں مونگے کی شاخیں نظر آئیں گی۔ چوں۔ کسی مضمون کے لئے حرف بمنزلہ گھاس کے ہیں۔ حرف۔ غور کرنے کے بعد کہنے والا اور سننے والا اور حروف سب حقیقت بن جاتے ہیں۔

[3] ناں دہندہ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے روٹی دینے والا اور روٹی کھانے والا اور روٹی اپنی صورتیں ختم کر دینے کے بعد سب خاک بن جاتے ہیں۔ لیک۔ یہ تینوں چیز میں روح بن جائیں گی لیکن ہر روح کا مقام جداگانہ ہے خاک شُد۔ جسم فانی ہے اور روح باقی ہے اس کے بقا کا انکار نہ کرنا چاہیے۔ در جہاں۔ صورت کے فنا ہونے کے بعد روح ہمیشہ کے لئے صورت سے علیحدہ نہیں ہوتی۔ حضرت حق تعالیٰ اس کو مختلف صورتیں عنایت کرتے رہتے ہیں۔ ہاربِ بھاگنے والا۔

امر[1] آید در صُوَر رو در رَود
حکم ہوتا ہے، جسموں میں جا، چلی جاتی ہے

باز ہم زامرش مُجرّد می شود
پھر اسی کے حکم سے علیحدہ ہو جاتی ہے

پس لَهُ الْخَلْقُ لَهُ الْاَمْرُ بداں
"اسی کیلئے خلق ہے اور اسی کیلئے امر ہے" تو سمجھ لے

خَلق صُورت امر جاں را کَب بَراں
خلق صورت ہے امر اس پر سوار روح ہے

راکِب و مرکوب در فرمانِ شاہ
سوار اور سواری، شاہ کے حکم میں ہیں

جسم بَر درگاہ و جاں دَربار گاہ
جسم درگاہ پر اور روح دربار کے اندر ہے

چونکہ خواہد کاب آید در سبُو
جب وہ چاہتا ہے کہ پانی ٹھلیا میں آجائے

شاہ گوید جیشِ جاں را کارکبُوا
شاہ، روح کے لشکر کو کہہ دیتا ہے کہ سوار ہو جاؤ

باز[2] جا نہا را چو خواند بر عُلو
پھر جب روحوں کو اوپر بلاتا ہے

بانگ آید از نقیباں کَانزِلُوا
نقیبوں کی جانب سے آواز آتی ہے کہ "اترو"

بعد ازیں باریک خواہد شد سخن
اس کے بعد بات باریک ہو جائے گی

کم کُن آتش ہیزُمش افزوں مکُن
آگ کو کم کر اس کے ایندھن کو نہ بڑھا

تا نجوشد دیگہائے خُرد زُود
تاکہ چھوٹی دیگیں جلد نہ ابل پڑیں

دیگِ ادراکات خرد ست و فرود
ادراکات کی دیگ چھوٹی اور کم درجہ کی ہے

پاک سُبحانے کہ سیستاں کُند
وہ سبحان پاک ہے جو سیبوں کا باغ اگاتا ہے

دَر غمامِ حرف شاں پنہاں کُند
ان کو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے

زیں غمامِ بانگ و حرف و گفتگو
اس آواز اور حروف اور گفتگو کے ابر کی وجہ سے

پَردۂ کز سیب ناید غیر بُو
ایسا پردہ ہے کہ سیب کی خوشبو کے سوا کچھ نہیں آتا

بارے[3] افزوں کش تو ایں بُو را بہوش
تو اس خوشبو کو ضرور ہوش کیساتھ خوب کھینچ

تا سُوئے اَصلت بَرد بگرفتہ گوش
تاکہ تجھے کان پکڑ کر اصل کی جانب لے جائے

بُونگہدار و پرہیز از زُکام
خوشبو کی حفاظت کر اور زکام سے بچ

تَن بپوش از بادو بُودِ سردِ عام
جسم کو عوام کی سرد ہوا اور ہستی سے چھپا

تا نیندید مَشامت از اثر
تاکہ تیرے نتھنے اثر سے بند نہ ہو جائیں

اے ہواشاں از زمستاں سَر دتر
اے (مخاطب) ان کی ہوا جاڑوں سے زیادہ سرد ہے

چوں جماد اندو فسُردہ تَن شگرف
وہ جماد (جیسے) اور ٹھٹھرے ہوئے عجیب جسم ہیں

می جَہد اَنفاسِ شاں از تَلِ برف
ان کے سانس برف کے تودے سے نکل رہے ہیں

[1] امر آید۔ کبھی روح کے مصور ہونے کا حکم ہوتا ہے۔ کبھی مجرد ہونے کا۔ لَهُ الْخَلْقُ۔ اس آیت میں خلق سے صورت اور امر سے روح مراد ہے۔ جسم۔ جسم چونکہ مادی ہے اس لئے بارگاہ سے باہر ہے اور روح چونکہ مجرد ہے اس لئے اس کا رتبہ بارگاہ کے اندر ہے۔ چونکہ۔ جب خدا روح کو مصور کرنا چاہتا ہے اس کو حکم دیدیتا ہے کہ جسم کی سواری پر سوار ہو جا۔

[2] باز جا نہا۔ جب پھر انکو جسم سے مجرد کرتا ہے تو انکو حکم دیتا ہے۔ کہ اپنی سواریوں سے اتر آؤ۔ بعد ازیں۔ اب یہ بات عوام کے ذہن سے دور ہو رہی ہے لہٰذا اس کو ختم کر دیا جائے آتش سے کلام اور ہیزم سے اس کی طوالت مراد ہے۔ تا نجوشد۔ روح کے جسم میں آنے جانے کی پوری کیفیت عوام کی عقول سے بالاتر ہے۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ معانی کے سیستان پیدا فرماتا ہے اور انکو حروف کے ابر میں پوشیدہ کر دیتا ہے اور لوگوں کو صرف خوشبو پہنچتی ہے۔

[3] بارے۔ جب اسرار کی خوشبو پہنچے تو اس کے ذریعہ اصل تک پہنچنے کی کوشش کر۔ بو نگہدار۔ خوشبو کی حفاظت کر اور اپنے آپ کو زکام سے بچا جو عوام کے خلط ملط سے پیدا ہوتا ہے۔ تا نیندید۔ عوام کی صحبت روحانی امراض پیدا کرنے میں بہت سخت ہے۔ چوں۔ عوام کی صحبت سے جسم ٹھٹھر جاتا ہے جب ایسا ہو تو کسی کامل کی صحبت اختیار کر۔ زین۔ یعنی جسم۔ برف۔ عوام کی صحبت۔

چوں زمیں زیں برف در پوشد کفن
جب زمین اس برف کا کفن پہن لے

تیغِ خورشید حُسام الدّیں بزن
حسام الدین کے سورج کی تلوار چلا دے

ہیں برآر از شرق سیفُ اللہ را
خبردار ! مشرق سے اللہ کی تلوار کا نکال لے

گرم کُن زاں شرق ایں درگاہ را
اس سورج سے اس درگاہ کو گرم کر دے

برف را خنجر زند آں آفتاب
وہ سورج برف کے خنجر مار دے گا

سَیلہا ریزد زکُہہا بر تُراب
پہاڑوں سے زمین پر بہت سے بہاؤ بہا دیگا

زانکہ لا شرقی و لا غربی ست اُو
کیونکہ وہ نہ شرقی ہے ، نہ غربی ہے

با منجم روز و شب حربی ست اُو
وہ شب و روز منجم سے لڑائی میں ہے

کہ چرا جُز من نجومِ بے ہُدیٰ
کہ تو نے کیوں میرے علاوہ بے ہدایت ستاروں کو

قبلہ کردی از کمیمی و عمیٰ
کمینہ پن اور اندھے پن سے قبلہ بنایا ہے ؟

تا خوشت ناید مقالِ آں[۲] امین
یہاں تک کہ تجھے اس امین کی بات بھلی نہ لگی

در نبی کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ
قرآن میں کہ میں غروب کرنیوالوں سے محبت نہیں کرتا

از قزح در پیشِ مہ بستی کمر
تو نے سورج کے سامنے دھنک کمان کا پکا باندھا

زاں ہمی رنجی ز وَ انْشَقَّ الْقَمَرْ
اسی وجہ سے تو "اور سورج شق ہو گیا" سے رنجیدہ ہے

مُنکری ایں را کہ شَمْسٌ کُوِّرَتْ
تو اس کا منکر ہے کہ "سورج لپیٹ دیا جائے گا"

شمس پیشِ تُست اعلیٰ مرتبت
تیرے نزدیک سورج بلند مرتبہ ہے

از ستارہ دیدہ تصریفِ ہوا
تو ہوا میں تصرف ستارے سے سمجھا ہے

ناخوشت آید اِذَا النَّجْمُ هَوٰی
اسی لئے تجھے "جبکہ ستارہ گر جائے گا" ناپسند ہے

خود[۳] مؤثر تر نباشد مہ زناں
چاند ، یقیناً روشنی سے زیادہ موثر نہیں ہے

اے بسا نانے کہ بُرّید عرقِ جاں
اے (مخاطب) بہت سی روٹیاں ہیں جنہوں نے روح کی رگ کاٹ دی ہے

خود مؤثر تر نباشد زہرہ زاب
یقیناً زہرہ پانی سے زیادہ موثر نہیں ہے

اے بسا آبا کہ کرد اُو تن خراب
اے مخاطب بہت سے پانی ہیں جنہوں نے جسم کو تباہ کیا ہے

مہر آں در جانِ تُست و پندِ دوست
اس ستارے کی محبت تیری جان میں ہے اور دوست کی نصیحت

میزند بر گوش تو بیروں پُوست
کھال سے باہر کان سے ٹکراتی ہے

پندِ مادر تو نگیرد اے فلاں
اے فلاں ! ہماری نصیحت تجھ میں اثر نہیں کرتی ہے

پندِ تو در مانگیرد ہم بداں
سمجھ لے ، تیری نصیحت بھی ہم میں اثر نہیں کرتی

---

۱ حسام الدین۔ یعنی کامل ولی۔ شرق۔ مسرق۔ شرقی۔ سورج۔ درگاہ۔ یعنی جسم۔ برف۔ سورج کی حرارت سے برف پگھل جائیگا۔ زائلہ اولیاء کی صحبت ایسا سورج ہے جس کا شرق اور غرب سے تعلق نہیں ہے۔ کہ چرا یہ سورج منجم سے کہتا ہے کہ تو نے ستاروں کو اپنا قبلہ کیوں بنا رکھا ہے۔

۲ آں امین۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ میں ان غروب کر جانے والے ستاروں کو پسند نہیں کرتا ہوں۔ اُشق۔ القمر۔ نجومی قمر کے شق ہونے کی بات سے ناخوش ہوتا ہے منکری۔ نجومی اس بات کا بھی منکر ہے کہ قیامت میں سورج کو بے نور کر دیا جائیگا اور ستارے ٹوٹ جائینگے۔

۳ خود۔ بیشک علم نجوم سے فوائد ہیں لیکن ستاروں کو موثر حقیقی سمجھنا غلطی ہے جیسے روٹی میں فوائد ہیں لیکن اس کا غلط استعمال ہلاک کر دیتا ہے نیز زہرہ ستارے میں پانی سے زیادہ تاثیر نہیں ہے لیکن پانی کا غلط استعمال بھی بربادی کا سبب ہے۔ مہر آں۔ ستارے کی محبت نجومی کے دل سے پیوستہ ہو گئی ہے اور نصیحت صرف کان کے اوپر لگتی ہے۔ پندِ ما۔ منکر پر ہماری نصیحت اثر نہیں کرتی ہے ہاں اگر خدا اس کے کان کھولدے تو نصیحت اثر کرنے لگے

جُز مگر مفتاحِ خاص آید ز دوست
اس کے سوا کہ دوست کی جانب سے خاص کنجی آجائے
کہ مَقالِیدُ السَّمٰوٰتِ آنِ اُوست
کیونکہ آسمانوں کی کنجیاں اس کی ملکیت ہیں

ایں سخن[1] ہمچوں ستارہ است و قمر
یہ بات بھی ستارے اور چاند کی طرح ہے
لیک بے فرمانِ حق ندہد اثر
لیکن خدا کے حکم کے بغیر اثر نہیں کرتی ہے

ایں ستارہ بیجہت تاثیرِ اُو
یہ ستارہ بے جہت ہے ، اس کی تاثیر
میزند بر گو شہائے وحی جُو
وحی کے جویاں کانوں میں پہنچتی ہے

کہ بیائید از جہت تا بیجہات
کہ جہت سے بے جہات کی جانب آجاؤ
تا ند راند شمار اگرگِ مات
تاکہ تمہیں موت کا بھیڑ بھاڑ نہ ڈالے

آنچناں کہ لمعہ در پاش اُوست
اس طرح پر کہ اس کی سوتی برسانے والی روشنی
شمس دنیا دَر صفت خفاش اُوست
دنیا کا سورج ، صفت میں اس کی چمگادڑ ہے

ہفت[2] چرخے ازرقی دَر رقِ اُوست
سات نیلے آسمان ، اس کی غلامی میں ہیں
پیکِ ماہ اندر تپ و دَر دقِ اُوست
چاند کا قاصد اس سے تپ اور دق میں ہے

زُہرہ چنگ مسئلہ دردے زدہ
زہرہ نے سوال کا ہاتھ اس سے وابستہ کر دیا ہے
مُشتری با نقدِ جاں پیشِ آمدہ
مشتری نقد جاں لے کر اس کے سامنے آگیا ہے

دَر ہوِیِ دست بُوسِ اُو زُحل
زحل اس کی دست بوسی کی خواہش میں ہے
لیک خود رامی نہ بیند آں محل
لیکن اپنے لئے یہ رتبہ نہیں دیکھتا ہے

دَست[3] او پامرّیخ چندیں خَست ازو
مریخ کے ہاتھ پاؤں اس سے زخمی ہیں
داں عُطارد صَد قلم بشکست ازو
عطارد نے اس کے سبب سینکڑوں قلم توڑ دیئے ہیں

با منجم ایں ہمہ انجم بجنگ
یہ ستارے نجومی سے جنگ میں ہیں
کاے رہا کردہ تو جاں بگزیدہ رنگ
کہ اے وہ جس نے جان کو چھوڑ کر رنگ کو پسند کرلیا ہے

جاں ویست و ما ہمہ رنگ و رقوم
جان وہی ہے اور ہم سب رنگ اور نقوش ہیں
کو کب ہر فکرِ اُو جانِ نجوم
اس کی فکر کا ہر ستارہ ستاروں کی جان ہے

فکر گو آنجا ہمہ نورست پاک
فکر کہاں ؟ وہاں تو سب پاک نور ہے
بہرِ تُست ایں لفظِ فکر اے فکرناک
اے متفکر ! فکر کا لفظ تیرے لئے ہے

ہر ستارہ خانہ وارد دَر عُلا
بلندی میں ہر ستارے کا ایک خانہ ہے
ہیچ خانہ در نگنجد نجمِ ما
ہمارا ستارہ کسی خانہ میں نہیں سماتا ہے

[1] ایں سخن۔ یعنی خدائی نصیحت ستارے کی طرح ہے جو خدا کے حکم سے ہی موثر بنتی ہے۔ ایں ستارہ یعنی دوست کی نصیحت اسی پر اثر کرتی ہے جو وحی کا مشتاق ہے۔ کہ بیائید۔ انسانوں کو باجہت ستارے کو چھوڑ کر بے جہت ستارے یعنی دوست کی نصیحت کی طرف رجوع کرنا چاہیے تاکہ ہلاکت سے بچ سکیں۔ آنچناں۔ یہ بے جہت ستارہ اس قدر منور ہے کہ سورج اس کی شعاع سے چمگادڑ کی طرح منہ چھپاتا ہے۔

[2] ہفت۔ اس ستارے کے ساتوں آسمان غلام ہیں۔ چاند اس کے سامنے تپ اور دق میں مبتلا نظر آتا ہے۔ زُہرہ۔ زُہرہ ستارہ اس کا بھکاری ہے مشتری اس پر جان نثار کرتا ہے زحل ستارہ اس کی دست بوسی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اپنے آپ کو اس فضیلت کا مستحق نہیں سمجھتا ہے۔

[3] دست۔ مریخ جو جلا دالفلک ہے اس نے اس کی خدمت میں اپنے ہاتھ پاؤں زخمی کر لئے ہیں۔ عطارد جو دبیر الفلک ہے اس نے اس کی تعریف میں سینکڑوں قلم توڑ ڈالے ہیں۔ با منجم۔ ستارے نجومی کو ملامت کرتے ہیں کہ تو نے روح یعنی بے جہت ستارے کو چھوڑ کر ہم سے کیوں تعلق پیدا کیا ہے۔ ہر ستارہ۔ یہ ستارہ محدود ہے وہ ستارہ لامحدود ہے۔

جانِ[1] بے سُو در مکاں کے در رود
بے جہت جان ، مکاں میں کب جاتی ہے ؟

نُورِ نا محدود راحد کے بُوَد
لا محدود نور کی حد کہاں ہوتی ہے ؟

لیک تمثیلے و تصویرے کُنند
لیکن ایک مثال اور تصویر بنا دیتے ہیں

تا کہ دَریا بد ضعیفِ دَرد مَند
تاکہ کمزور درد مند سمجھ لے

مثل نبُوَد لیک باشد آں مثیل
وہ مثل نہیں ہوتی لیکن وہ مثال ہوتی ہے

تا کُند عقلِ مُحمَّدَ را کُسیل
تاکہ محمد عقل کو کشادہ کر دے

عقلِ سَر تیز ست لیکن پایِ سُست
سر کی عقل تیز ہے ، لیکن سُست قدم ہے

زانکہ دل ویراں شُد ست و تن دُرست
کیونکہ دل ویران ہے اور جسم درست ہے

عقلِ[2] شاں در نقلِ دنیا پیچ پیچ
انکی عقل دنیا کو منتقل کرنے میں پیچ در پیچ ہے

فکرِ شاں دَر ترکِ شہوت ہیچ ہیچ
شہوت کو ترک کرنے میں انکی فکر ہیچ در ہیچ ہے

صَدرِ شاں دَر وقتِ دعویٰ ہمچو شرق
انکا سینہ دعوے کے وقت سورج کیطرح ہے

صبرِ شاں دَر وقتِ تقویٰ ہمچو برق
انکا صبر تقوے کے وقت برق کی طرح ہے

عالَمے اندر ہُنرہا خود نما
وہ خود نما ہنروں میں ایک عالم ہے

ہمچو عالَم بے وفا وقتِ وفا
وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا ہے

وقتِ خود بینی نگنجد دَر جہاں
خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے

دَر گلو و معدہ گم گشتہ چناں
حلق اور معدے میں روٹی کیطرح گم ہے

ایں[3] ہمہ اوصافِ شاں نیکو شوَد
اسکے یہ سب اوصاف بھلے ہو جاتے ہیں

بَد نماند چونکہ نیکو خُو شوَد
جب نیک خصلت ہو جاتا ہے وہ برے نہیں رہتے ہیں

گر مَنی گندہ بُود ہمچو مَنی
اگرچہ خودی منی کی طرح گندی ہے

چوں بجاں پیوست یا بد روشنی
جب جان سے وابستہ ہو جاتی ہے روشنی حاصل کر لیتی ہے

ہر جمادے کو کُند رُو دَر نبات
جو جماد ، نبات کی طرح رخ کر لیتا ہے

از درختِ بختِ اُو رُوید حیات
اسکے نصیبہ کے درخت سے زندگی اگ آتی ہے

ہر نَباتے کو بجاں رُوی آورَد
ہر نبات جو جاں کی جانب رخ کر لیتی ہے

خضرؑ وار از چشمۂ حیواں خورَد
وہ حضرت خضرؑ کی طرح آب حیات سے سیراب ہو جاتی ہے

باز چوں جاں رُو سُوی جاناں نہد
جب جان جاناں کی طرف رخ کرتی ہے

رخت را در عمرِ بے پایاں نہد
ختم نہ ہونے والی زندگی میں سامان بار رکھتی ہے

---

[1] جان۔ روح لامکانی چیز ہے وہ کسی مکاں میں محدود نہیں ہو سکتی ہے۔ لیک۔ روح کی مثالیں محض کمزور عقل والوں کو سمجھانے کے لئے بیان کر دی جاتی ہیں لیکن وہ چیز اس روح کی مثل نہیں ہوتی جو تمام اوصاف میں شریک ہو بلکہ مثال اور مثیل ہوتی ہے۔ محمد۔ حامد۔ کسیل۔ کشادہ کرنا، آزاد کرنا۔ عقل سر۔ تن پر روح کی تعمیر نہیں کرتا ہے۔

[2] عقل شاں۔ انکو صرف عقل معاش حاصل ہے عقل معاد سے وہ بالکل محروم ہیں۔ صدر شاں۔ غلط دعووں میں بڑی حیثیت کے مالک ہیں لیکن تقوے کے اعتبار سے ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ عالمے۔ خود نمائی میں وہ ایک دنیا معلوم ہوتا ہے اور وفا کے وقت دنیا کی طرح بے وفا معلوم ہوتا ہے۔ وقت۔ خود بینی کے وقت دنیا میں نہیں سماتا ہے۔ اور گلے اور معدے کی لذت کے وقت روٹی کی طرح گم ہو جاتا ہے۔

[3] این ہمہ۔ انسان جب نیک خصلت بنجاتا ہے اس کی برائیاں بھلائیوں میں تبدیل ہوتی ہیں۔ گر منی۔ خودی بری چیز ہے لیکن جب اس کا تعلق روح سے ہو جائے تو بھلی بنجاتی ہے ہر جماد سے۔ جب جماد نبات کا جزو بنجاتا ہے تو فضیلت حاصل کر لیتا ہے۔ ہر نباتے۔ جو نبات روح سے تعلق پیدا کر لیتی ہے اس میں مزید فضیلت حاصل ہو جاتی ہے۔ باز۔ جب روح اپنا تعلق روح الارواح سے کر لیتی ہے تو اس کو ہمیشہ والی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال ۱ سائل از واعظ کہ مُرغے بر سرِ ربض نشستہ بُود سرِ

ایک سائل کا ایک واعظ سے سوال کرنا کہ جو پرند احاطہ پر بیٹھا ہو اس کا

اُو فاضل تر ست و شریف تر و عزیز تر و مُکرم تر

سر فاضل اور زیادہ شریف اور زیادہ عزیز اور زیادہ معزز ہے

یا دُم اُو و جواب دادنِ واعظ سائل را بقدرِ فہم

یا اس کی دم اور واعظ کا سائل کو اس کے فہم اور ادراک کے مطابق

وادراکِ اُو

جواب دینا۔

واعظے راگفت روزے سائلے — کاے تو منبر راسنی ۲ تر قابلے

ایک روز ایک سوال کرنیوالے نے ایک واعظ سے کہا — کہ اے جناب! آپ منبر کے اعلیٰ درجہ کے قابل ہیں

یک سوالستم بگو اے ذولباب — اندریں مجلس سوالم را جواب

میرا ایک سوال ہے، اے عقلمند! فرمایئے — اس مجلس میں میرے سوال کا جواب

برسرِ بارو یکے مُرغے نشست — از سر و از دُم کدامینش بہ است

قلعہ کی دیوار پر ایک پرند بیٹھا ہے — اس کے سر اور دم میں سے کون افضل ہے؟

گفت اگر رُویش بشہر و دُم بدہ — رُوئے اُو از دُم تو میداں کہ بہ

اس نے کہا اگر اس کا منہ شہر کیطرف اور دم گاؤں کیجانب ہے — سمجھ لے کہ اس کا منہ اس کی دم سے بہتر ہے

ور سُوری شہرست دُم رویش بدہ — خاکِ آں دُم باش واز رُویش بجہ

اگر دم شہر کی جانب اور منہ گاؤں کی جانب ہے — اس دم کی خاک بن جا اور اس کے چہرے سے بچ

مُرغ با پرّی پرد تا آشیاں — پرِّ مردم ہمت ست اے مرد ماں

پرند، پروں سے آشیانہ کی طرف پرواز کرتا ہے — اے لوگو! انسان کا پر ہمت ہے

عاشقے کالودہ شد در خیر و شر — خیر و شر منگر تو در ہمت نگر

وہ عاشق جو خیر اور شر میں ملوث ہے — شیر اور شر کو نہ دیکھ تو ہمت کو دیکھ

باز ۳ اگر باشد سپیدو بے نظیر — چونکہ صیدش موش باشد شد حقیر

باز اگر سفید اور بے — چونکہ اس کا شکار چوہا ہو وہ حقیر ہے

ور بُود چغدے و میلِ اُو بشاہ — اُو سرِ بازست منگر در کلاہ

اور اگر وہ چغد ہو اور اس کا میلان شاہ کیجانب ہو — وہ باز کا سر ہے چوٹی کو نہ دیکھ

۱ سوال۔ اس سوال و جواب سے یہی بتایا ہے کہ ہر چیز اپنے افضل کی معیت سے مزید فضیلت حاصل کر لیتی ہے۔ ربض۔ احاطہ۔

۲ کی۔ بلند۔ بارو۔ قلعہ۔ در ہمت۔ یعنی عاشق کے افعال پر نظر نہ کر بلکہ اس کی ہمت کو دیکھ جو بہر حال قابل تعریف ہے۔

۳ باز۔ باز اگر چوہے کا شکار کرنے لگے تو ذلیل ہے۔ ور بُود۔ اگر چغد شاہ کی طرف نظر رکھ شریف ہے۔

ور همی[1] شیرے خورد مردہ خر
اگر شیر مردہ گدھا کھا رہا ہے

سگ بود اُو شکل شیرے کم نگر
وہ کتا ہے شیر کی شکل کو نہ دیکھ

ور پلنگ و گرگ را افگند سگ
اگر کتے نے چیتے اور بھیڑیے کو پچھاڑ دیا

شیر میداں مرورا بے ریب وشک
بے شک و شبہ اس کو شیر سمجھ

آدمی بسرشتہ از یک مُشت گِل
آدمی ، ایک مٹھی مٹی سے گندھا ہوا

بر گذشت از چرخ واز کوکب بدل
فلک کے ذریعہ آسمان اور ستارے سے بڑھگیا

آدمی بر قدر یک طشت خمیر
آدمی جو خمیر کے ایک طشت کی بقدر ہے

بر فزود از آسمان و از اثیر
آسمان اور کرہ ناری سے بڑھ گیا

ہیچ گرمنا شنید ایں آسماں
کہ شنید ایں آدمِ پُر غماں
اس آسمان نے کبھی "ہم نے مکرم بنایا" سنا ہے
جو اس غموں کے بھرے ہوئے آدمی نے سنا ہے

بر زمین و چرخ عرضہ کرد کس
خوبی و عقل و عبارات و ہوس
کسی نے زمین اور آسمان پر پیش کیا ہے
حسن اور عقل اور عبارتیں اور تمنا ؟

جلوہ کردی ہیچ تو بر آسماں
خوبی روی و اصابت در گماں
کبھی تو نے آسمان پر روشنائی کی ہے
چہرے کی خوبصورتی اور گمان میں رائے کی درستگی کی

پیشِ[2] صورتہائے حمام اے ولد
عرضہ کردی ہیچ سیم اندامِ خود
اے صاحبزادے ! حمام کی تصویروں کے سامنے
اپنا چاندی جیسا جسم کبھی تو نے پیش کیا ہے ؟

بگذری زاں نقشہائے ہمچو حور
جلوہ آری با عجوزے نیم کور
تو ان حور جیسی تصویروں سے گذر جاتا ہے
ایک چندھی بڑھیا کو جلوہ دکھاتا ہے

در عجوزہ[3] چیست کایشاں را نبود
کو ترازاں نقشہا با خود ربود
بڑا میں کیا ہے جو انمیں نہیں تھا
جو تجھے ان تصویروں سے اپنی جانب اچک لیتی

تو نگوئی من بگویم دَر بیاں
عقل حس ودرک وتدبیر ست وجاں
تو کہ نہ بتا ، میں بیان میں بتاتا ہوں
عقل اور حس اور ادراک اور تدبیر اور جان ہے

دَر عجوزہ جانِ آمیزش کُنے ست
صورتِ گرمابہ گر جُنبش کُند
بڑھیا میں جان ہے جو آمیزش کرنے والی ہے
حمام کی تصویر اگر حرکت کرنے لگے

صورتِ گرمابہ بہارا روح نیست
دَر زماں از صد عجوزت بر کند
حمام کی تصویروں میں روح نہیں ہے
فوراً تجھے سینکڑوں بوڑھیوں سے جدا کر دے

[1] ور همی۔ جو مردہ گدھے کا شکار کرے وہ کتا ہے اور اگر شیر کتا ہے اور اگر کتا چیتے یا شیر کا شکار کرے تو وہ شیر ہے۔ آدمی۔ انسانی جسکی سرشت مٹی اور پانی سے ہے ہمت کیجہ سے آسمان اور ستاروں سے بلند ہے۔ گرمنا۔ "ہم نے فضیلت دی" یہ انسان کی فضیلت اس کی بلند ہمت کیجہ سے ہے انسانی خصوصیات جو آسمان اور زمین کو حاصل نہیں ہیں۔ وہ محض اس کی بلند ہمت کی وجہ سے ہیں۔

[2] پیش صورتہا۔ حمام کی تصویریں۔ ہمت سے خالی ہیں اور بے قدر ہیں۔ بگذری۔ حمام کی تصویروں سے انسان کوئی تعلق نہیں رکھتا اور ایک بدصورت بڑھیا سے تعلق پیدا کرتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ تصویریں بے روح اور بے حرکت ہیں۔

[3] در عجوزہ۔ بڑھیا کی طرف میلان کی وجہ اس کا حس وادراک اور عقل ہی ہے۔ عجوزہ۔ بڑھیا میں روح اور جان ہے جو حمام کی تصویروں میں نہیں ہے۔ صورت۔ اگر حمام کی تصویریں باروح ہو جائیں تو بڑھیا کی طرف بھی میلان نہ ہو۔

جاں[1] چہ باشد با خبر از خیر و شر
جان کیا ہوتی ہے؟ جو شیر اور شر سے باخبر ہے

شاد با احسان و گریاں از ضرر
احسان سے خوش اور نقصان سے رونے والی ہے

چوں سِرّ و ماہیّتِ جاں مُخبر ست
جبکہ جان کا راز اور ماہیت اس کا باخبر ہوتا ہے

ہر کہ اُو آگاہ تر با جاں تر ست
جو زیادہ آگاہ ہے جان کے اعتبار سے زیادہ ہے

اقتضائے جاں چو اے دل آگہیست
اے دل! جب جان کا اقتضاء باخبری ہے

ہر کہ آگہ تر بُود جانش قویست
جو زیادہ باخبر ہوگا اس کی جان زیادہ قوی ہوگی

خود جہانِ جاں سراسر آگہیست
عالم ارواح خود سراسر باخبری ہے

ہر کہ بیجان ست از دانش تہی ست
جو بے جان ہے وہ دانش سے خالی ہے

رُوح را تاثیر آگاہی بُود
روح کی تاثیر باخبری ہے

ہر کرا ایں بیش اللّٰہی بُود
جس کو یہ زیادہ حاصل ہے وہ اللہ والا ہے

چوں[2] خبر ہست بیروں از نہاد
چونکہ بہت سی خبریں وجود سے باہر کی ہیں

باشد ایں جانہا دراں میداں جماد
تو جانیں اس میدان میں جماد ہوں گی

جانِ اوّل مَظہرِ درگاہِ شُد
جان اوّل درگاہ کا مظہر ہے

جانِ جاں خود مظہرِ اللّٰہ شُد
جان جاں خود اللہ تعالیٰ کا مظہر ہے

آں ملائک جملہ عقل و جاں بُدند
ملائک مجسم عقل و روح تھے

جانِ نو آمد کہ جسمِ آں شُدند
نئی روح آئی جس کے لئے وہ جسم بن گئے

از سعادت چوں براں جاں بَر زدند
سعادت کی وجہ سے جب اس روح سے جا ملے

ہمچو تن آں روح را خادم شُدند
جسم کی طرح اس روح کے خادم ہو گئے

آں[3] بلیس از جاں ازاں سَر بر نہ بُود
اس شیطان نے جان سے سر تابی کی

یک نشُد با جاں کہ عضوِ مُردہ بُود
جان کے ساتھ ایک نہ بنا کیونکہ مردہ عضو تھا

چوں نبُودش آں فدائے آں نشُد
چونکہ اس کو وہ (سعادت) حاصل نہ تھی وہ اس روح پر قربان نہ ہوا

دست بشکستہ مُطیعِ جاں نشُد
ٹوٹا ہوا ہاتھ تھا جان کا فرماں بردار نہ بنا

جاں نشد ناقص گر آں عضوش شکست
اگر اس کا وہ عضو ٹوٹ گیا جان ناقص نہ ہوئی

کاں بدستِ اُوست تا ندکر دست
کیونکہ وہ اس کے قبضہ میں ہے اس کو موجود کر سکتی ہے؟

سِرِّ دیگر ہست کو گوشِ دِگر
ایک دوسرا راز ہے، دوسرا کان کہاں ہے؟

طوطیِ کو مُستعدِ آں شکر
وہ طوطی کہاں ہے جو اس شکر کی استعداد رکھے؟

[1] جاں۔ جان کے خواص یہ ہیں کہ وہ بھلے برے کو پہچانتی ہے۔ احسان سے خوش اور نقصان سے غمگین ہوتی ہے چوں جبکہ جان کے یہ خواص ہیں تو جو زیادہ باخبر ہوگی وہ مکمل جان ہوگی اور جو شخص زیادہ باخبر ہوگا اس کی جان زیادہ قوی ہوگی، بے جان دانش اور عقل سے خالی ہوتا ہے۔ روح۔ روح کی تاثیر آگاہی ہے جو روح اس صفت میں بڑھی ہوئی ہوگی وہ خدائی روح ہوگی۔

[2] چوں۔ اگر طبیعت میں علم و احساس کا مادہ نہیں ہے تو وہ ذی روح بمنزلہ جماد کے سمجھا جائے گا۔ جانِ اول۔ وہ روح جو مدبر بدن ہے وہ اللہ کی صفات کا مظہر ہے اور جان کی جان جو علوم و معارف سے متصف ہو جاتی ہے وہ مظہر ذات حق ہو جاتی ہے۔ آں ملائک ملائک مجسم عقل و جان تھے لیکن وہ حضرت آدمؑ کی روح اس طرح تابع ہو گئے۔ جسطرح جسم روح کے تابع ہے۔

[3] آں بلیس۔ شیطان نے اس روح سے رابطہ منقطع کر لیا وہ مردہ عضو بن کر رہ گیا۔ دست۔ شکستہ۔ جو عضو ٹوٹ جاتا ہے وہ روح سے خالی ہو جاتا ہے جاں نشُد۔ لیکن شیطان کی نافرمانی سے آدمؑ کے کمال میں نقصان نہیں آیا۔ سر دیگر شیطان کی نافرمانی کا ایک اور راز بھی ہے جو عوام کے سامنے بیان نہیں کیا جا سکتا۔ سر دیگر۔ دوسری جگہ مولانا نے یہ راز بھی ظاہر کیا ہے اور بتایا ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کی صفت مضل کا مظہر ضروری تھا اسلئے بھی شیطان کو پیدا فرمایا ہے۔

طُوطیانِ اِ خاص را قندیست ژرف
خاص طوطیوں کے لئے شکر بہت ہے

طُوطیانِ عام ازیں خورہ بستہ طرف
عام طوطیوں نے اس خوراک سے آنکھ بند کر رکھی ہے

کے چشد درویش صورت زاں نکات
صورت کا بھکاری ان نکتوں کو کیا چکھ سکتا ہے؟

معنی ست آں نے فعولن فاعلات
وہ معنی ہیں فعولن فاعلات نہیں ہے

از خر عیسیٰ در نعیش نیست قند
حضرت عیسیٰ کو اپنے گدھے سے شکر کے بارے میں مغالطہ نہیں ہے

لیک خر آمد بخلقت کہ پسند
لیکن گدھا طبعاً گھاس کو پسند کرتا ہے

قند خرراَ گر طرب انگیختے
اگر گدھے کو شکر خوش کر سکتی

پیش خر قنطارِ شکر ریختے
تو وہ گدھے کے سامنے ہی شکر کا بورا ڈال دیتے

معنی نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ
ہم انکے مونہوں پر مہر لگائیں گے" کے معنی

ایں شناس اینست رہرو راہم
یہ سمجھ لے، یہ سالک کے لئے ضروری ہے

تاز ۲ راہِ خاتمِ پیغمبراں
پیغمبروں کے خاتم کے راستے کے ذریعہ

بُو کہ بر خیزد زلب ختمِ گراں
ہو سکتا ہے کہ ہونٹ سے بھاری مہر ہٹ جائے

ختمہائے کا نبیا بگذاشتند
وہ مہریں جو انبیاء باقی چھوڑ گئے تھے

آں بدینِ احمدیؐ برداشتند
ان کو احمدیؐ دین کے ذریعہ ہٹا دیا ہے

قفلہای نا کشادہ ماندہ بود
جو بغیر کھلے ہوئے تالے رہ گئے تھے

از کفِ اِنَّا فَتَحْنَا بر کشود
"بیشک ہم نے کھولا" کے ہاتھ سے کھلے

او شفیع ۳ ست ایں جہان وآنجہاں
وہ اس جہاں اور اس جہان کے سفارشی ہیں

ایں جہاں دردین وآنجا در جناں
اس جہان میں دین کے اور اس جہان میں جنّاں کے

ایں جہاں گوید کہ تورہ شاں نما
یہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو راستہ دکھائیں

واں جہاں گوید کہ تو مہ شاں نما
وہ جہان کہتا ہے کہ آپ ان کو چاند دکھائیں

پیشہ اش اندر ظہور و در کموں
ظاہر اور باطن میں ان کی عادت

اِهْدِ قَوْمِیْ اِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ
"میری قوم کو ہدایت دے بیشک وہ بے خبر ہیں" ہے

۱ طوطیاں۔ خاصانِ خدا کے لئے اسرار کی شکر بکثرت موجود ہے وہ اس سے غذا حاصل کر رہے ہیں عوام اس طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ کے چشد۔ جو شخص محض لفظوں کا بھکاری ہے اس کو معانی کا لطف حاصل نہیں ہوتا ہے۔ یہ مثنوی محض شاعری نہیں ہے بلکہ اسرار کا بیان ہے۔ خر عیسیٰ حضرت عیسیٰ اپنے گدھے کو بھی اسرار کی تعلیم دے سکتے تھے لیکن اس میں استعداد ہی نہ تھی۔ قند۔ اگر ان کا گدھا اسرار سننے کی اہلیت رکھتا تو وہ اس کو اسرار کی تعلیم دیتے علیٰ افواھھم۔ قرآن پاک میں ہے۔ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰی اَفْوَاهِهِمْ " آج ہم ان کے مونہوں پر مہر لگائینگے۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ انہیں اسرار کو ہضم کرنے کی استعداد نہیں ہے۔

۲ تاز رہ۔ اگر یہ بے استعداد لوگ آنحضور کا طریقہ اختیار کر لیں تو ہو سکتا ہے ان میں استعداد پیدا ہو جائے اور وہ مہر جو ان لوگوں کے منہ پر لگی ہے آنحضور کی برکت سے اکھاڑ دی جائے۔ قفلہای۔ ان لوگوں کے منہ پر جو قفل لگے ہوئے ہیں وہ آنحضور کی برکت سے کھل جائینگے۔ فَاتَحْنَا۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے کہ "بیشک ہم نے ان کے لئے فتح کر دیا" اس میں صرف مکہ کی فتح مراد نہیں ہے بلکہ قفلوں کا کھلنا بھی مراد ہے۔

۳ او شفیع۔ آنحضور دونوں جہانوں کے شفیع ہیں دنیا میں انکی سفارش سے اسرار دین تک رسائی ہوئی ہے اور آخرت میں جنت تک رسائی ہو گی۔ ایں جہاں۔ دنیا زبان حال آپ سے کہتی ہے کہ ان کو راہ ہدایت دکھائیے اور آخرت کہے گی کہ ان کو دیدار خداوندی کرائیے۔ لعل۔ آنحضور کی دعا تھی کہ "خدا میری قوم کو ہدایت دے وہ جانتے نہیں ہیں"

باز گشتہ! از دَمِ اُوہر دو باب
ان کی دعا سے دونوں دروازے کھلے

دَر دو عالم دعوتِ اُو مُستجاب
دو جہاں میں ان کی دعا مقبول ہے

بہرِ ایں خاتم شدست اُو کہ بجود
اسی لئے وہ خاتم بنے، کیونکہ سخاوت میں

مثلِ او نے بود و نے خواہند بود
ان جیسا نہ تھا اور نہ ہوں گے

چونکہ۔ دَر صنعت بَرد اُستاد دست
جب کوئی استاد کاریگری میں بازی لے جاتا ہے

نے تو گوئی ختم صنعت بَر تواست
کیا تو نہیں کہتا کہ کاریگری اس پر ختم ہے؟

دَر کشادِ ۲ ختمہا تو خاتمی
آپ مہروں کے کھولنے میں خاتم ہیں

دَر جہانِ رُوح بخشاں حاتمی
روح بخشنے والوں کے جہان میں آپ حاتم ہیں

ہست اشاراتِ محمدؐ اُلمراد
خلاصہ یہ ہے کہ محمدؐ کے ارشادات

کُل کُشاد اندر کُشاد اندر کُشاد
سب فتوح در فتوح در فتوح ہیں

صَد ہزاراں آفریں بَر جانِ اُو
آپ کی جان پر لاکھوں آفرین ہیں

بر قدوم و دورِ فرزندانِ اُو
ان کی تشریف آوری اور آپ کے فرزندوں کے دور پر بھی

آں خلیفہ زادگانِ مُقبلش
ان کے وہ با اقبال شہزادے

زادہ اَنداَز عنصرِ جان ودلش
جو ان کے دل اور جان کے جوہر سے پیدا ہوئے

گرز بغداد وہری یا از رَے اَند
خواہ وہ بغداد اور ہرات یا رے کے ہیں

بیمزاجِ آب وگلِ نسلِ وے اَند
بغیر پانی اور مٹی کے ملاؤ کے آپ کی نسل سے ہیں

شاخِ گل ہر جا کہ رُوید ہم گل ست
پھول کی شاخ جہاں بھی اگے پھول ہیں

خُمِ مُل ہر جا کہ جوشد ہم مُل ست
شراب کا مٹکا جہاں بھی جوش مارے شراب ہے

گرز ۳ مغرب بَر زند خورشید سَر
اگر سورج مغرب سے روشنا ہو

عینِ خورشید ست نے چیزے دگر
بعینہٖ سورج ہے نہ کہ دوسری چیز

عیب چنیاں را ازیں دَم کور دار
عیب نکالنے والوں کو اس کلام سے اندھا رکھ

ہم بستاریِ خود اے کردگار
اے خدا! اپنی ستاری سے

گفت حق چشمِ خفاشِ بد سگال
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بدخواہ چمگادڑ کی آنکھ کو

بستہ اَم من ز آفتابِ بے مثال
میں نے بے مثال سورج سے بند کر دیا ہے

از نظر ہائے خفاشِ کم و کاست
چمگادڑوں کی ناقص نظروں سے

انجم و آں شمس نیز اندر خفاست
ستارے اور وہ سورج بھی پوشیدگی میں ہے

---

۱ باز گشتہ۔ آنحضور کی دونوں دعا میں مقبول ہیں۔ بہر ایں۔ آنحضورؐ کو خاتم النبیین محض اس لئے نہیں کہا گیا ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا بلکہ اس لئے بھی کہا گیا ہے کہ فیض رسانی میں نہ آپ جیسا کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ یعنی جس طرح آپ خاتم زمانی ہیں اسی طرح آپ کمالات کے بھی خاتم ہیں۔ چونکہ۔ جب کوئی استاد کسی دستکاری میں انتہائی کمال پیدا کر لیتا ہے تو کہا جاتا ہے۔ یہ دستکاری اسپر ختم ہے۔

۲ دَر کشاد۔ آنحضورؐ مہروں کے کھولنے میں اسی وجہ کمال تھا کہ آپ کو خاتم کہا گیا۔ اشارات۔ آنحضورؐ کے کلام میں وہ اشارے ہیں جن سے مہروں کی کشادگی ہی کشادگی ہے۔ فرزندان۔ یعنی روحانی اولاد۔ آں خلیفہ زادہ گان آپ کے جانشین جو آپ کے عنصر سے بنے ہیں۔ گر۔ یہ جانشین خواہ کسی ملک کے ہوں وہ آپ کی روحانی اولاد ہیں۔ شاخ کسی درخت کی قلم جہاں بھی لگاؤ وہ اسی درخت کا فرد ہے۔ شراب کسی بھی برتن میں ہو وہ شراب ہی ہے لہٰذا اولاد میں باپ ہی کا اثر ہے۔

۳ گرز مغرب۔ سورج جہاں سے بھی طلوع کرے سورج ہی ہے۔ عیب چنیاں۔ ان بزرگوں کے جو عیب چین ہیں تکوینی اعتبار سے ان کو میرے اس کلام سے محروم رکھ۔ گفت حق۔ جن کے قلب پر مہر لگ گئی ہے ان کی آنکھیں بے مثال سورج سے بند ہیں۔

نکو ہیدن [1] نامو سہائے پوسیدہ راکہ مانع ذوقِ ایمان و
پرانی عزتوں کی برائی جو ایمان کے ذوق سے مانع ہیں اور سچائی کے ضعف
دلیلِ ضعفِ صدق اندو راہزن صد ہزار ابلہ چنانکہ
کی دلیل ہیں اور لاکھوں بیوقوفوں کے لئے راہزن ہیں جیسا کہ
راہزنِ آں مخنث شدہ بودند گو سفنداں و نمی یارست گذشتن و
اس ہیجڑے کے لئے بکریاں ہو گئی تھیں اور وہ گذر نہ سکا اور ہیجڑے
پرسیدنِ مخنث از چوپاں کہ ایں گو سفندانِ تو عجب
نے گڈریئے سے پوچھا کہ تعجب ہے یہ تیری بکریاں مجھے کاٹتی
مرامی گزند گفت اگر مردی و در تو رگ مردی ہست
ہیں اس نے کہا کہ اگر تو مرد ہے اور تجھ میں مردانگی کی رگ ہے تو
ہمہ فدایِ تو اندو اگر مخنثی ہر یکے ترا اژدہاست مخنث
سب تجھ پر قربان ہیں اور اگر تو ہیجڑا ہے تو ہر ایک تیرے لئے
دیگر ہست کہ در حالے کہ گو سفنداں دید باز گشت واز
اژدہا ہے ، ایک دوسرا ہیجڑا ہے کہ جیسے ہی اس نے بکریاں دیکھیں تو واپس ہو گیا اور
پرسیدن ترسید کہ اگر من پرسم گوسفنداں اندر من
دریافت کرنے سے ڈرا کہ اگر میں دریافت کروں گا تو بکریاں مجھ پر حملہ کر دینگی
افتند و مرا بگزند
اور مجھے کاٹ لیں گی

[1] نکوہیدن۔ جس طرح یہ ہیجڑے بلاوجہ بکریوں سے ڈر گئے اسی طرح کم ہمت لوگ اپنے جاہ و ناموس کے خیال سے حق کے قبول کرنے سے ڈرتے ہیں۔
[2] مسرح۔ چراگاہ۔ مشروح کشادہ۔ امثال۔ حکایات سوی۔ یعنی مثنوی کے الفاظ عالم غیب کی جانب متوجہ ہو جائیں۔

اے ضیاء الحق حسام الدین بیا اے صقالِ روح و سلطانِ ہدیٰ
اے ضیاء الحق حسام الدین ! آجایئے اے روح کی صیقل اور ہدایت کے شہنشاہ
مثنوی را مسرح [2] مشروح دہ صورتِ امثالِ اورا روح دہ
مثنوی کو کشادہ میدان دیدیجئے اس کی مثالوں کی صورت کو روح دیدیجئے
تا حروفش جملہ عقل و جاں شوند سوی خلدستانِ جاں پراں شوند
تاکہ اس کے حروف مجسم عقل اور جان بنجائیں جان کی جنت کی طرف اڑنے لگیں
ہم بسعیِ توز ارواح آمدند سوی دامِ حرف مستکفن شدند
آپ ہی کوشش سے عالم ارواح سے آئے ہیں حروف کے جال میں قیدی ہو گئے ہیں

باد عمرت در جہاں ہمچوں خضرؑ [1] — جاں فزاو دستگیر و مستمر
دنیا میں آپ کی عمر خضرؑ کی طرح ہو — جان کو بڑھانے والی اور دستگیر اور زندہ جاوید

چوں خضرؑ و الیاسؑ مانی در جہاں — تا زمیں گردد ز لطفت آسماں
آپ حضرت خضرؑ اور الیاسؑ کی طرح دنیا میں رہیں — تاکہ آپ کی عنایت سے زمین آسمان بن جائے

گفتمے از لطف تو جزوے ز صد — گر نبودے طمطراق چشمِ بد
میں تیری مہربانی میں سے ایک فی سیکڑ، بیان کرتا — اگر نظر بد کا زور و شور نہ ہوتا

لیک از چشمِ بد زہر آب دم — زخم ہائے روح فرسا خوردہ ام
لیکن بری نظر کے زہریلے پانی کے اثر سے — روح گھٹانے والے میں نے بہت سے زخم کھائے ہیں

جز [2] برمزِ ذکرِ حالِ دیگراں — شرح حالت می نیارم در بیاں
سوائے دوسروں کے ذکر کے اشارے کے — میں آپ کی حالت کا بیان نہیں کر رہا ہوں

ایں بہانہ ہم زدستانِ دلے ست — کہ ازو پا ہای دل اندر گلے ست
یہ بہانہ بھی اس دل کی مکر کی وجہ سے ہے — جس کی وجہ سے دل کے پاؤں مٹی میں پھنسے ہوئے ہیں

صد دل و جاں عاشقِ صانع شدہ — چشمِ بد یا گوشِ بد مانع شدہ
سینکڑوں جان اور دل صانع کے عاشق ہوئے — بری نظر یا برا کام مانع بنا

خود یکے بُو طالب آں عمِ رسولؐ — می نمودش شنعتِ عرباں مہول
ایک ابو طالب ہی رسولؐ کے چچا — ان کو عربوں کا طعن و تشنیع خوفناک نظر آیا

کہ چہ گویندم عرب کز طفلِ خود — اُو بگر داند دینِ معتمد
کہ عرب مجھے کیا کہیں گے کہ اپنے بچے کی وجہ سے — اس نے اپنا معتمد دین بدل دیا

منصب [3] اجداد و آبار ابماند — در پئے احمدؐ چنیں بیرہ براند
آباؤ اجداد کا منصب چھوڑ دیا — احمدؐ کے پیچھے بے راہ روانہ ہو گیا

آں رسولِ پاکباز و مجتبیٰؐ — از پئے آں تا رہا ند مرد را
اس منتخب اور پاکباز رسولؐ نے — اس لئے کہ ان کو نجات دے

گفتش اے عم یک شہادت تو بگو — تا کنم با حق شفاعت بہرِ تو
ان سے کہا اے چچا! ایک گواہی دیدیجئے — تاکہ میں اللہ تعالیٰ سے آپ کی سفارش کروں

گفت لیکن فاش گردد از سماع — کُلُّ سِرٍّ جاوَزَ الاثنَینِ شاع
انہوں نے کہا لیکن سننے سے مشہور ہو جائے گا — جو راز دو سے بڑھا مشہور ہے

[1] خضر۔ حضرت خضرؑ پریشانوں کی حوصلہ افزائی اور بیکسوں کی دستگیری کرتے ہیں اور جب سے پیدا ہوئے ہیں برابر زندہ ہیں۔ یہ تینوں باتیں حضرت حسام الدین کو حاصل ہو جائیں۔ الیاس۔ حضرت الیاسؑ زندہ آسمانوں پر اٹھا لئے گئے ہیں۔ گفتمے۔ لوگوں کی نظر بد کے ڈر سے میں آپ کے معمولی احوال بھی ذکر نہیں کر رہا ہوں۔

[2] جز۔ دوسرے بزرگوں کے پیرایہ میں آپ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایں بہانہ یعنی صراحۃً ذکر نہ کرنا۔ دلے۔ یعنی حاسد کا دل۔ پا ہای دل۔ یعنی میرے دل کے پاؤں۔ صد۔ لوگوں کی نظر بد اللہ کے عشق سے بھی مانع بنی ہے۔ بو طالب۔ ابو طالب لوگوں کے طعن و تشنیع کے خوف سے ایمان نہ لائے۔ شنعت۔ بدگوئی عرباں۔ اہل عرب۔ مہول۔ خوفناک۔ دین معتمد۔ یعنی قریش کا دین۔

[3] منصب۔ یعنی یہ طعنہ دیں گے کہ سرداری خاک میں ملا دی۔ گفتش۔ آنحضورؐ نے فرمایا چچا چپکے سے کلمہ شہادت پڑھ لیجئے مجھے آپ کی سفارش کا حق ہو جائے گا۔ گفت۔ ابو طالب نے کہا۔ راز راز نہ رہے گا مشہور ہو جائیگا۔

من بمانم[1] در زبانِ ایں عرب
میں ان عربوں کی زبانوں پر رہوں گا
پیشِ ایشاں خوار گردم زیں سبب
اس سبب سے ان کے سامنے ذلیل ہو جاؤنگا

لیک اگر بودیش لُطفِ ما سبق
لیکن اگر ان پر ازلی مہربانی ہوتی
کے بُدے ایں بد دلی با جذبِ حق
حق کے جذبہ کے سامنے یہ بد دلی کب رہتی ؟

اَلْغیاث اے تو غیاث المُستغیث
المدد ، اے فریاد رسوں کی مدد !
زیں دو شاخہ اختیاراتِ خبیث
دو راہے کے ان خبیث اختیارات سے

من زدستان وز مکرِ دل چناں
میں دل کے مکر اور فریب سے ایسا
مات گشتم کہ بماندم از فُغاں
عاجز آ گیا ہوں کہ فریاد سے بھی عاجز ہوں

من[2] کہ باشم چرخ باصد کاروبار
میں کون ہوں؟ آسمان نے (بھی) سینکڑوں کاروبار کے ہوتے ہوئے
زیں کمیں فریاد کرد از اختیار
اختیار کی وجہ سے اس گھات کی جگہ سے فریاد کی ہے

کاے خداوندِ کریمِ بُردبار
کہ اے حلیم ، کریم خدا !
دہ امانم زیں دو شاخہ اختیار
اس اختیار کے دوراہے سے مجھے امن عطا کر

جذب یک راہِ صراط المستقیم
سیدھے راستہ کی ایک راہ کی کشش
بہ زدو راہہ تردّد اے کریم
اے کریم ! دوراہے کے تردد سے بہتر ہے

زیں دورہ گرچہ ہمہ مقصد توئی
اس دوراہے سے اگرچہ تو ہی مقصود ہے
لیک خود جاں کندن آمد ایں دوئی
لیکن یہ دوئی خود جان کنی ہے

زیں دورَہ گرچہ بجز تو عزم نیست
اس دوراہے سے اگرچہ تیرے سوا کا ارادہ نہیں ہے
لیک ہرگز رزم ہمچوں بزم نیست
لیکن رزم ، بزم کی طرح ہرگز نہیں ہے

دَربُے[3] بشنو بیانش از خدا
قرآن میں اس کا بیان خدا سے سن
آیت اَشْفَقْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَهَا
آیت "وہ اس سے ڈرے کہ اس کو اٹھائیں"

ایں تردّد ہست دردل چوں وغا
یہ تردد دل میں جنگ کی طرح ہے
کایں بُود بہ یا کہ آں حالے مرا
کہ میرے لئے یہ بہتر ہو گا یا وہ حال

دَر تردّد می زند برہمد گر
تردد میں ایک دوسرے پر حملہ کرتی ہے
خوف و امید بہی دَر کرّ و فر
خوف اور بھلائی کی امید کشمکش میں

زیں تردّد عاقبت ماں خیر باد
انجام کار اس تردد سے ہمارے لئے خیریت ہو
اے خدا مر جانِ مارا کُن تو شاد
اے خدا تو ہماری جان کو تو خوش رکھ

---

[1] من بمانم۔ ابو طالب نے کہا میں ہمیشہ عربوں کی زبان سے بدنام رہوں گا اور ذلیل ہو جاؤں گا۔ لیک۔ ابو طالب پر اللہ کی مہربانی نہ تھی ورنہ وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ بد دلی۔ یعنی کلمہ شہادت پڑھنے سے۔ دو شاخہ۔ یعنی رائے کا تذبذب۔ مات گشتم۔ انسان تذبذب کی حالت میں عاجز آ جاتا ہے۔

[2] من کہ باشم۔ اختیار کے دوراہے سے صرف انسان ہی نہیں بلکہ آسمان بھی پریشان ہوا۔ کمین۔ عالم شہادت یعنی دو شاخہ اختیار جس میں مکلف ہونا پڑتا ہے۔ جذب۔ دوراہے سے یہ بہتر ہے کہ خدا ایک صراط مستقیم کی ہدایت فرما دے۔ زیں دورہ۔ اگرچہ عاصی اور مطیع دونوں اسماء الٰہی کا مظہر ہیں۔ لیکن تشریعاً مطلوب اطاعت ہے۔ رزم۔ معصیت مظہر قہر ہے اور بزم یعنی اطاعت مظہر مہر ہے لہٰذا دونوں یکساں نہیں ہیں۔

[3] دَر تبے۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ امانت آسمانوں اور زمینوں پر پیش کی گئی وہ اس کے برداشت کرنے سے ڈر گئے۔" مولانا نے امانت سے مراد یہی اختیار کا دوراہہ لیا ہے۔ دغا۔ یعنی انسان کا تردد۔ تردد۔ اس حالت میں خوف اور بھلائی کی باہمی کشمکش رہتی ہے۔ زیں۔ تردد کی حالت میں خدا عاقبت بخیر کرے۔

مُناجات [1] و پناہ جستن بحق سبحانہ تعالیٰ از فتنۂ اختیار و از
دعا اور اللہ تعالیٰ سے پناہ ڈھونڈنا اختیار کے فتنہ سے اور اختیار کے
فتنۂ اَسبابِ اختیار کہ سموات وارضین از اختیار و اَسبابِ
اسباب کے فتنہ سے ، کیونکہ آسمان اور زمین اختیار اور اختیار کے اسباب سے
اختیارِ شکوہید ندو تر سید ندو خِلقت [2] آدمی مُولع افتاد
خوف کھا گئے اور ڈر گئے اور آدمی کی جبلت اپنے اختیار کے اور
بر طلبِ اختیار و اَسبابِ اختیارِ خویش چنانکہ بیمار
اختیار کے اسباب کے طلب کرنے میں لالچی ہو گئی جیسا کہ بیمار
باشد خود را اختیار کم بیند صحت خواہد کہ سببِ اختیار
ہوتا ہے " اپنا اختیار کم دیکھتا ہے تو وہ صحت چاہتا ہے کیونکہ وہ اختیار کا
ست تا اختیارش بیفزاید و مَنصب خواہد تا اختیارش
سبب ہے تاکہ اس کا اختیار بڑھ جائے اور عہدہ چاہتا ہے تاکہ اس کے اختیار میں اضافہ
بیفزاید و مَہبَط [3] قہرِ حق اُو عزّوجلّ درامم ماضیہ فرط
ہو جائے اور پہلی امتوں میں اللہ عزوجل کے قہر کے نزول کی جگہ اختیار اور اختیار
اختیارو و اسبابِ اختیارات بُودہ است ہر گز فرعون
کے اسباب کی زیادتی ہو گی ہے ، کسی شخص نے کبھی کوئی بھوکا اور
بے نوا و گرسنہ کس ندیدہ اَست
بے سروسامان فرعون نہیں دیکھا ہے

اے کریمِ ذُوالجلال مہرباں دائمُ المعروف دَا رائِ جہاں
اے مہربان ، عظمت والے کریم ! سدا احسان والے ، جہان تھامنے والے
یَا کَرِیمَ الْعَفْوِ حَیّ لَمْ یَزَلْ یَا کَثِیرَ الْخَیْرِ شاہِ بے بَدل
اے ہمیشہ رہنے والے ، زندہ بھلی معافی والے ! اے بھلی خیر والے ، بے بدل شہنشاہ !
اوّلم ایں جزرو مَداز تو رسید ورنہ ساکن بُود ایں بحر اے مجید
یہ جزر و مد ابتداء مجھے تجھی سے ملا ورنہ اے بزرگ ! یہ سمندر ساکن تھا
ہم از انجا کایں تردّد دَادیم بے تردّد کن مراہم از کرم
جس جگہ سے تو نے مجھے یہ تردد دیا ہے مجھے کرم سے بے تردد بھی کر دے

[1] مناجات۔ تردد کی حالت میں مولانا نے عاقبت بخیر ہونے کی دعا شروع کی ہے۔

[2] خلقت۔ انسان ہمیشہ اختیار کا طالب بنتا ہے بیماری سے صحت اسی لئے چاہتا ہے کہ اختیار میں اضافہ ہو اور یہ اختیار کی زیادتی ہی انسان کی تباہی کا سبب بنتی ہے جیسا کہ فرعون اور پہلی امتوں کے واقعات سے ظاہر ہے۔

[3] مہبط۔ جائے نزول۔ دارای جہاں۔ قیوم۔ جزرو مد یعنی تردد میں گھٹاؤ بڑھاؤ

اِبتلا اَم[1] می کُنی آہ الغیاث
آہ تو میری آزمائش کرتا ہے ، فریاد ہے

اے ذکورِ اِبتلائت چوں اناث
اے وہ کہ تیری آزمائش کے سامنے نر مونث کیطرح ہیں

تا بکے ایں اِبتلا یا رب مکن
یہ آزمائش کب تک ؟ اے خدا ! نہ کر

مذہبے ام بخش وہ مذہب مکن
مجھے ایک راستہ عنایت کر دے دس راستے نہ بتا

اُشترے اَم لاغرے وپُشت ریش
میں کمزور اونٹ ہوں اور زخمی کر

ز اختیارِ ہمچو پالاں شکلِ خویش
اپنے پالان جیسی شکل کے اختیار سے

ایں کژا وہ گہ شود ایں سُو گراں
یہ کنارہ کبھی اس جانب بھاری ہو جاتا ہے

آں کژاوہ گہ شود آں سو کشاں
وہ کنارہ کبھی اس طرف کھچ جاتا ہے

بفگن از من حملِ نا ہموار را
مجھ سے نا ہموار بوجھ کو گرا دے

تا بہ بینم روضۂ اَبرار را
تاکہ میں نیکوں کے باغیچے کو دیکھ لوں

ہمچوں[2] آں اصحابِ کہف از باغِ جود
اصحاب کہف کی طرح سخاوت کے باغیچے سے

می چرم زایقاظ نے بَل ھُم رُقُود
میں غذا حاصل کرتا جاگتے ہوئے نہیں بلکہ سوتے ہیں

خُفتہ باشم بر یمین یا بَر یَسار
میں دائیں پر سویا ہوا ہوں یا بائیں پر

بر نگردم جُو چو گُوئے بے اختیار
میں صرف بے اختیار گیند کی طرح کروٹ بدلوں

ہم بتقلیب تو تا ذات الیمین
تیرے ہی پلٹنے سے دائیں جانب

یا سُوئے ذات الشمال اے رَبِّ دیں
یا بائیں جانب اے دین کے رب !

صَد ہزاراں سال بُودم دَر مَطار
میں اڑنے کی جگہ میں لاکھوں سال رہا

ہمچو ذرّاتِ ہوا بے اختیار
ہوا کے ذروں کی طرح بے اختیار

گر فراموشم شد ست آں وقت حال
اگرچہ وہ حال اور وقت میں بھول گیا ہوں

یادگارم ہست در خواب ارتحال
نیند میں منتقل ہو جانا میرے لئے یادگار ہے

می[3] رہم زیں چار میخ چار شاخ
میں اس چار میخ چار شاخ سے نجات پا جاتا ہوں

می جہم در مَسرحِ جاں زیں مَناخ
اس بارے سے جان کی سیر گاہ میں کود جاتا ہوں

شیرِ آں ایّامِ ماضی ہائے خود
اپنے ان گذرے ہوئے دنوں کا دودھ

می چشم از دایۂ خواب اے صَمد
اے بے نیاز میں اپنی نیند کی دایہ سے چکھتا ہوں

جُملہ عالم ز اختیار و ہستِ خود
تمام جہاں اپنی ہستی اور اختیار سے

می گریزد در سَرِ سَر مَستِ خود
اپنے سر مست سر کی جانب بھاگتا ہے

---

[1] ابتلا = تردد جس میں ہر راہ پر چلنے کا اختیار ہو، اللہ کی جانب سے ایک آزمائش ہے۔ ذکور۔ اس مقام پر بڑے بڑے بہادر ناکام ہو گئے ہیں۔ اختیار۔ انسان پر اختیار ایسا ہی لدا ہوا ہے جیسا کہ اونٹ پر پالان۔ اس۔ کژاوہ۔ انسان کا اختیار کبھی برائی کی طرف جھکتا ہے۔ کبھی بھلائی کی جانب۔ روضہ۔ باغ جنت جو ہر بھلائی کا نتیجہ ہے۔

[2] ہمچو۔ اصحاب کہف کا سونا خدا کے حکم سے تھا لہٰذا وہ اس غیر اختیاری حالت میں بھی اطاعت میں مصروف تھے۔ خفتہ۔ ہم بھی غیر اختیاری حالت میں مصروف رہیں۔ ہم بتقلیب۔ خدا ہی اصحاب کہف کی کروٹیں بدلواتا تھا۔ مطار۔ یعنی عالم ارواح، اس میں انسان غیر اختیاری حالت میں تھا۔ گر فراموشم۔ انسان عالم ارواح کی زندگی بھولے ہوئے ہے نیند میں اس کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔

[3] می رہم۔ اس وقت انسان عالم شہود کی تکلیفات سے غیر مکلف ہو جاتا ہے۔ چار میخ۔ مجرموں کو سزا دینے کا ایک طریقہ تھا۔ چار شاخ۔ ایک قسم کی قید اور طوق تھا جو مجرموں کی گردن میں ڈالا جاتا تھا۔ مسرح۔ چراگاہ۔ مناخ۔ اونٹوں کو بٹھانے کی جگہ۔ شیر۔ نیند کی حالت میں عالم ارواح کا مزہ چکھ لیتا ہوں۔ جملہ عالم۔ بیخودی اور بے اختیاری کے لئے انسان شراب پیتا ہے۔ اور سرود نغمہ سنتا ہے۔

تا دَمے از ہوشیاری وارہند
تاکہ تھوڑی دیر کے لئے ہوشیاری سے نجات پائیں

ننگِ خمرو زَمر بَر خودمی نہند
شراب اور باجے کی ذلت اختیار کرتے ہیں

جملہ دانستہ کہ ایں ہستی فخ ست
سب نے جان لیا ہے کہ یہ ہستی جال ہے

فکرو ذکر اختیاری دوزخ ست
اختیاری فکر اور ذکر جہنم ہے

می گریزند از خودی دَر بیخودی
خودی سے بیخودی کی جانب بھاگتے ہیں

یا بمستی یا بشغل اے مُہتدی
یا مستی کے ذریعہ یا کسی شغل کے ذریعہ اے ہدایت یافتہ!

نفس رازاں نیستی و امی کشی
آپ نفس کو اس نیستی سے اس لئے جدا کردیتے ہیں

زانکہ بے فرماں شدُ اندر بہیشی
کیونکہ وہ بغیر حکم کے بے ہوش ہوا ہے

نیستی باید کہ آں از حق بُود
وہ نیستی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو

تاکہ بیند اندراں حُسنِ اَحد
تاکہ اس میں احد کا حسن دیکھے

لَیسَ ۲ لِلجنِ وَلا لِلاِنسِ اَنْ
نہ جن کے لئے اور نہ انسان کیلئے یہ (ممکن) ہے

تَنفُذُوا مِنْ حَبسِ اَقطَارِ الزَّمَنْ
کہ تم زمانے کے اطراف سے نکل بھاگو

لَا نَفُوذَ اِلَّا بِسُلطَانِ الْھُدٰی
بجز ہدایت کے بادشاہ کے نکلنا نہیں ہے

مَنْ تَجَاوِیفِ السَّمٰوٰاتِ الْعُلٰی
بلند آسمانوں کے جوفوں سے

لَا ھُدٰی اِلَّا بِسُلطَانٍ یَّقِی
ہدایت نہیں ہے مگر اس شاہ سے جو بچاتا ہے

مِنْ حُرَاسِ الشُّھبِ رُوحَ الْمُتَّقِی
متقی کی روح کو نوچنے والے ستاروں کے نگہبانوں سے

ہیچ کس راتا نگردد اُو فنا
کسی شخص کے لئے جب تک وہ فنا نہ ہو جائے

نیست رہ دربار گاہِ کبریا
کبریا کی بارگاہ میں راستہ نہیں ہے

چیست معراجِ فلک ایں نیستی
آسمانوں کی معراج کیا ہے؟ یہ نیستی ہے

عاشقاں را مذہب و دیں نیستی
عاشقوں کا مذہب اور دین نیستی ہے

پوستین ۳ و چارق آمداز نیاز
عاجزی کی وجہ سے پوستین اور چپل

دَر طریقِ عشق محرابِ ایاز
ایاز کے لئے راہ عشق میں محراب ہے

گرچہ او خود شاہ را محبوب بود
اگرچہ وہ خود شاہ کا محبوب تھا

ظاہر و باطن لطیف و خوب بُود
ظاہر اور باطن پاکیزہ اور اچھا تھا

گشتہ بے کبرو ریاؤ کینۂ
وہ بغیر تکبر اور ریا اور کینہ کے ہنگیا

حُسنِ سلطاں را رُخش آئینہ
اس کا رخ شاہ کے حسن کا آئینہ تھا

۱ جملہ۔ سب انسان محسوس کرتے ہیں کہ خودی ایک جال ہے اسی لئے کوئی مستی کے ذریعہ کوئی کسی اور شغل کے ذریعہ بیخودی اختیار کرتا ہے۔ شعر ے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیے
غزل۔ جو مستی اور استغراق عبادت سے پیدا ہوتا ہے اسمیں دوام ہوتا ہے کسی معصیت سے پیدا شدہ بیخودی عارضی ہوتی ہے۔ نیستی۔ جو بیخودی عبادت اور اطاعت سے پیدا ہوتی ہے اس سے مشاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

۲ لیس۔ کسی ولی کو معراج روحانی اور عالم ملکوت کی سیر اسی وقت میسر آتی ہے جب جذب الٰہی ہو اور خدا اس کو ان ستاروں سے بچائے جو عالم ملکوت سے باتیں چرانے والے شیاطین کو جلاڈالتے ہیں۔ ہیچ کس۔ فنا کے بعد ہی بقاء کا درجہ ممکن ہے اور نیستی کے بعد روحانی معراج حاصل ہوتی ہے۔

۳ پوستین۔ ایاز کا مقصد پوستین اور چپل محفوظ رکھنے سے نیاز مندی تھا جو فنا اور نیستی کا سبب ہے۔ گرچہ ایاز کا پوستین اور چپل کو محفوظ رکھنا اور روزانہ ان کو دیکھنا اس بنا پر نہ تھا کہ اس کی نیستی اور فنا ناقص تھی اور اس کو ڈر تھا کہ ہستی اور خودی کے مصائب کبر وغیرہ نہ پیدا ہو جائیں بلکہ اس کو نیستی کے اسباب کو دیکھنا ناپسند تھا۔

چونکہ از ہستیِ خود مفقود شد
جبکہ وہ اپنی ہستی سے گم ہو گیا

مُنتہایِ کارِ اُو محمُود شُد
اس کا انجام کار قابل تعریف بنا

زاں ۱ قوی تر بُود تمکینِ ایاز
ایاز کا جماؤ اس سے قوی تھا

کُوز خوفِ کبر کر دے احتراز
کہ وہ تکبر کے خوف سے بچاؤ کرتا

اُو مُہذّب گشتہ بُود و آمدہ
وہ مہذب بن گیا تھا اور اس نے

کبر راو نفس را گردن زدہ
تکبر اور نفس کی گردن کاٹ دی تھی

یا پئے تعلیم می کرد آں حیل
یا وہ حیلے ، سکھانے کیلئے کرتا تھا

یا برائی حکمتے دور از وَجَل
یا کسی اور حکمت کیلئے جو خوف سے علیحدہ تھی

یا کہ دید چارقش زاں شدُ پسند
یا اس کو چپل دیکھنا اس لئے پسند آیا

کز نسیمِ نیستی ہستی ست بند
کہ ہستی ، نیستی کی ہوا کا بند ہے

تا کشاید ۲ دَخمہ کاں بر نیستی ست
تاکہ وہ دخمہ کھل جائے جو نیستی پر ہے

تا بیابد آں نسیم و عیش و زیست
تاکہ وہ عیش اور زندگی کی ہوا پا لے

تا بہ بندد دخمہ بر ایں مُردگاں
تاکہ ان مردوں کا دخمہ بند ہو جائے

تابیا بد بُوئے عیشِ زندگاں
تاکہ زندوں کے عیش کی خوشبو پا لے

مُلک ۳ و مال و اطلسِ ایں مرحلہ
اس منزل کا ملک اور مال اور اطلس

ہست بر جانِ سبکرو سلسلہ
تیز رفتار جاں کی زنجیر ہے

سلسلہ زرّیں بدیدہ غرّہ گشت
اس نے زریں زنجیر دیکھی اور دھوکے میں آ گئی

ماندہ در سُوراخِ چاہے جاں زدشت
جان وسیع میدان سے ایک کنویں کے سوراخ میں رہ گئی

صورتش جنّت بمعنیٰ دوزخے
اس کی صورت جنت ہے حقیقتاً دوزخ ہے

اَفعیِ پُر زہرو نقشش گُلرخے
زہر سے بھرا ہوا اژدہا ہے اور اس کی صورت گل جیسی ہے

گرچہ مومن را سقر ندہد ضرر
اگرچہ مومن کو دوزخ نقصان نہیں پہنچاتی ہے

لیک ہم بہتر بُود ز انجا گذر
لیکن وہاں سے گذر جانا ہے بہتر ہے

گرچہ دوزخ دوردار درزو نکال
اگرچہ دوزخ اس سے عذاب کو دور رکھتی ہے

لیک جنّت بہ وُرا در کُلِّ حال
لیکن ہر حالت میں اس کے لئے جنت بہتر ہے

۱ زاں۔ ہستی۔ ایاز کا جماؤ اسقدر قوی تھا کہ اس کو اس کی ضرورت نہ تھی کہ وہ کبر کے خوف سے اس سے اپنا بچاؤ کرے وہ ہستی کے تمام عیبوں سے پاک ہو چکا تھا اور کبر اور نفس کو فنا کر چکا تھا۔ یا پے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ وہ پوستین اور چپل کی زیارت دوسروں کی تعلیم کے لئے کرتا ہو۔ یا کہ یہ بھی ہو سکتا کہ ہستی کے لوٹنے کا تو احتمال نہ تھا لیکن فنا کے مراتب میں کمی آئی تھی اس کی تکمیل کے لئے یہ کرتا ہو۔

۲ تا کشاید۔ اس کی نیستی گویا پارسیوں کے دخمہ میں بند ہے اور وہ چاہتا تھا کہ نیستی کی خوشبو اس دخمہ میں سونگھے تاکہ روح کی زیست کی نسیم اور عیش اس کو حاصل ہو جائے دخمہ محبوں کا گورستان جو نہ یا ایک مکان کی صورت میں ہوتا ہے جس میں مردوں کو لیجا کر بٹھا دیتے ہیں۔ تا بہ بندد۔ یعنی وہ دخمہ جو ان مردوں کا ہے جو ہستی میں مبتلا ہیں بند رہے اور زندوں یعنی ان لوگوں کے دخمہ کی خوشبو اس کو حاصل ہوتی رہے جو اپنے آپ کو فنا کر کے زندگی حاصل کر چکے ہیں۔

۳ مُلک و مال۔ دنیا کی دولت اور مال، فانی کی جان کی سبکروی کے لئے مانع بنتا ہے ایاز اسی کیفیت کو دور کرتا تھا سلسلہ۔ یہ دنیا کی دولتیں ہونے زنجیریں ہیں جن کے ظاہر کو دیکھ کر انسان میں اپنے آپ کو مقید کر دیتا ہے لیکن اس کے انجام سے کہ وہ کنویں کے سوراخ میں مقید ہو رہا ہے غافل رہتا ہے۔ صورتش۔ دنیا کا ظاہر بڑا خوشنما ہے لیکن اس میں زہر بھرا ہوا ہے گرچہ۔ مومن کو یہ دنیا کا جہنم اگرچہ نقصان نہیں پہنچا سکتا ہے۔ بہر حال جنت اس سے بہتر ہے۔

اُحذَر اے ناقصاں[1] ازیں گُلرخے — کہ بگاہِ صحبت آمد دوزخے
اے ناقصو! اس گل رخ سے بچو — جو صحبت کے وقت دوزخ ثابت ہوتی ہے

اَلفِرار اے غافلاں زیں گُلشنے — کہ حقیقت بد ترست از گلخنے
اے غافلو! اس گلشن سے بھاگو — کیونکہ وہ حقیقتاً بھٹی سے بدتر ہے

زینہار اے جاہلاں زیں گُلشکر[2] — کہ بسو زاند دہاں راچوں شرر
اے جاہلو! اس گلقند سے بچو! — کیونکہ وہ چنگاری کی طرح منہ کو جلا دیتا ہے

چند گویم مر تُرا کیں انگبیں — زہرِ قتالست زُو دوری گزیں
میں تجھے کتنا کہوں کہ یہ شہد — قاتل زہر ہے؟ اس سے دوری اختیار کر

لیک تلخ آید تُرا گفتارِ من — خواب می گیرد تُرا زانذارِ من
لیکن تجھے میری بات کڑوی لگتی ہے — میرے ڈرانے سے تجھے نیند گھیرتی ہے

خواجہ آخر یک زماں بیدار شو — وز حیاتِ خویش بر خور دار شو
صاحب! آخر تھوڑی دیر کے لئے جاگ جا — اپنی زندگی سے فائدہ اٹھا

حکایت[3] آں غلامِ ہندو کہ بخداوند زادۂ خود پنہاں ہوا

اس ہندی غلام کی حکایت جو اپنی آقا زادی سے مخفی طور پر محبت

آوردہ بُود چوں دختر رابا مہتر زادہ عقد کردند غلام خبر یافت

رکھتا تھا جب لڑکی کا امیر زادہ سے نکاح کیا تو غلام کو معلوم ہو گیا

ور نجور شد وَمی گداخت ہیچ کس عِلّتِ اُورا نمی یافت

وہ بیمار پڑ گیا اور پگھلتا تھا کوئی شخص اس کی بیماری نہیں سمجھتا تھا

و اُو رازَ ہرۂ گفتن نے و اَطبّا از معالجۂ اُو فروما ند ندو

اور اس کو کہنے کی ہمت نہ تھی اور طبیب اس کے علاج سے عاجز آگئے اور

چوں خواجہ دَریافت بحکمت معالجہ کرد.

جب آقا کو معلوم ہوا تو اس نے تدبیر سے علاج کر دیا

خواجۂ را بُود ہندو بندۂ — پروریدہ کردہ اورا زندۂ
ایک آقا کا ایک ہندستانی غلام تھا — جس کو اس نے پرورش کر کے زندہ کر دیا

عِلم و آدابش تمام آموختہ — دَردِلش شمعِ ہُنر افروختہ
اس کو سب علم اور آداب سکھائے — اس کے دل میں ہنر کی شمع روشن کر دی

[1] ناقصاں۔ جبکہ کاملوں کے لئے بھی دنیا سے احتراز بہتر ہے تو ناقصوں کے لئے تو وہ بالکل تباہی کا سبب ہے۔ گلخنے۔ یعنی ہستی کے اسباب و دنیاوی کی رونق۔

[2] گلشکر۔ گلقند یعنی دنیا کی لذتیں۔ زانذار۔ انذار کا ہمزہ گرا کر زاء کو نون سے ملا کر پڑھا جائے۔

[3] حکایت۔ پہلے یہ سمجھایا تھا کہ غافل انسان دنیا کی ظاہری رونق پر فریفتہ ہوتا ہے لیکن انجام کار وہ بہت بری ثابت ہوتی ہے اب اسی مضمون کو اس قصہ سے سمجھایا ہے۔ ہندو۔ یعنی ہندوستان کا رہنے والا زندہ یعنی طاقتور۔

پروریدش از طفولیت [1] بناز
اس کو بچپن سے ناز سے پالا

در کنارِ لطفِ آں اکرام ساز
اس کرم کرنیوالے نے مہربانی کے پہلو میں

بود ہم ایں خواجہ را یک دخترے
اس آقا کے ایک لڑکی بھی تھی

سیم اندامے کشے خوش گوہرے
چاندی کے بدن والی، حسین، خوش مزاج

چوں مراہق گشت دختر طالباں
جب لڑکی بلوغ کے قریب ہوئی، طلبگار

بذل می کردند کابینِ گراں
بھاری مہر خرچ کرنے لگے

می رسیدش از سوی ہر مہترے
اس کے پاس ہر سردار کی جانب سے پہنچتا

بہرِ دختر دمبدم خواہشگرے
ہر لمحہ لڑکی کے لئے درخواست کرنے والا

گفت خواجہ مال را نبود ثبات
آقا نے کہا مال کے لئے ٹکاؤ نہیں ہے

روز آید شب رود اندر جہات
دن میں آتا ہے رات کو ادھر ادھر چلا جاتا ہے

حسنِ صورت ہم ندارد اعتبار
صورت کا حسن بھی اعتبار نہیں رکھتا

کہ شود رخ زرد از یک زخمِ خار
کیونکہ چہرہ ایک کانٹے کہ زخم سے زرد ہو جاتا ہے

سہل [2] باشد نیز مہتر زادگی
سردار کا بیٹا ہونا بھی معمولی ہوتا ہے

کہ بود غرّہ بمال و بارگی
کیونکہ وہ مال اور گھوڑے پر مغرور ہوتا ہے

اے بسا مہتر بچہ کز شورد شر
بہت سے رئیس زادے ہیں کہ شورو شر کی وجہ سے

شد ز فعلِ زشتِ خود ننگِ پدر
اپنے برے کام کیوجہ سے باپ کیلئے عار ہیں

پر ہنر را نیز اگر باشد نفیس
ہنر مند بھی اگر وہ حاسد ہے

کم پرست و عبرتے گیر از بلیس
اچھا نہ سمجھ، شیطان سے عبرت حاصل کر لے

علمِ بودش چوں نبودش عشقِ دیں
اس کو علم حاصل تھا اس کو چونکہ دین کا عشق نہ تھا

اوندید از آدم الّا نقشِ طیں
اس نے آدم میں مٹی کی صورت کے علاوہ کچھ نہ دیکھا

گرچہ [3] دانی دقتِ علم اے امیں
ان لانتدار! اگرچہ تو علم کی باریکیاں جانتا ہے

زانت نکشایدد دیدہ غیب بیں
اس سے تیری غیب کو دیکھنے والی آنکھیں نہیں کھلتی ہیں

چوں نہ بیند غیرِ دستارے وریش
چونکہ وہ پگڑی اور داڑھی کے سوا نہیں دیکھتا ہے

از معرّف پرسد از بیش و کمیش
جاننے والے سے اس کی کمی بیشی پوچھتا ہے

عارفا تو از معرّف فارغی
اے عارف! تو بتانیوالے سے بے نیاز ہے

خود ہمی بینی کہ نورِ بازغی
تو خود دیکھ لیتا ہے کیونکہ تو چمکتا نور ہے

[1] طفولیت۔ بچپن۔ اکرام۔ ساز۔ یعنی آقا کش۔ حسین خوش رفتار مراہق وہ جو بالغ ہونے کے قریب ہو کابین۔ مہر۔ خواہشگر۔ درخواست کرنے والا۔ ثبات۔ ٹکاؤ۔

[2] سہل۔ معمولی یا لغو۔ غرہ۔ مغرور۔ بارگی۔ گھوڑا۔ نفیس۔ حاسد۔ بلیس۔ شیطان ہنرمند تھا لیکن حاسد تھا۔ نقش طین۔ یعنی آدمؑ کا مٹی کا پتلا۔

[3] گرچہ۔ علم کی باریکیوں سے غیب ہیں آنکھیں نہیں کھلتی ہیں۔ چوں نہ بیند ظاہر بین کی نظر صرف ظاہر پر ہوتی ہے وہ باطن کی حالت کسی دوسرے سے پوچھتا ہے۔ نورِ بازغی۔ تو چمکدار نور ہے۔

کارِ[1] تقویٰ دارو دین و صلاح
تقویٰ اور دین اور نیکی کام آتی ہے

کہ ازُو باشد بدو عالم فلاح
کیونکہ اسی سے دونوں جہاں میں نجات ہے

کرد یک دامادِ صالح اختیار
اس نے ایک نیک داماد پسند کر لیا

کہ بُد اُو فخرِ ہمہ خیل و تبار
جو تمام خاندان اور قبیلہ کے لئے فخر تھا

پس زناں گفتند اُورا مال نیست
تو عورتوں نے کہا اس کے پاس مال نہیں ہے

مہتری و حُسن و استقلال نیست
سرداری اور مستقل ہونے کی خوبی نہیں ہے

گفت آنہا تابعِ زہد اندودیں
اس نے کہا وہ چیزیں زہد اور دین کے تابع ہیں

بے زراُو[2] گنجے ست بر رُوئے زمیں
وہ روئے زمین پر بغیر سونے کا خزانہ ہے

چوں بجد ترویجِ دختر گشت فاش
جب واقعۃً لڑکی کا رشتہ مشہور ہو گیا

دَست پیمان و نشانی و قماش
چڑہاوا اور نشانی اور جوڑا (بھی)

پَس غلامِ خواجہ کاندر خانہ بُود
آقا کا غلام جو گھر میں تھا

گشت بیمار وضعیف و زار زُود
بہت جلد بیمار اور ضعیف اور کمزور ہو گیا

ہمچو بیمارِ[3] دقے اُومی گداخت
وہ دق کے بیمار کی طرح پگھلتا تھا

علّت اُورا طبیبے کم شناخت
اس کی بیماری کوئی طبیب نہ پہچانتا تھا

عقل می گفتے کہ رنجش از دل ست
عقل کہتی تھی کہ اس کی بیماری دل کی ہے

داروی تَن در غمِ دلِ باطل ست
جسم کی دوا ، دل کے غم میں بیکار ہے

آں غلامک دَم نزد از حالِ خویش
اس بیچارے غلام نے اپنے حال کے بارے میں دم نہ مارا

گرچہ می آمد وُرا دُر سینہ ریش
اگرچہ اس کے سینہ میں زخم لگ رہا تھا

گفت خاتوں را شبے شوہر کہ تُو
ایک رات شوہر نے بیوی سے کہا کہ تو

باز پُرش دَر خلا از حالِ اُو
تنہائی میں اس سے اس کا حال دریافت کر

تو بجایِ مادرے اُورا بُود
تو اس کی ماں کی بجائے ہے

کو غمِ خود پیش تو پیدا کُند
ہو سکتا ہے کہ وہ اپنا غم تجھے ظاہر کر دے

چونکہ خاتوں کرد دَر گوش ایں کلام
بیوی نے جب یہ بات کان میں ڈال لی

روزِ دیگر رفت نزدیکِ غلام
وہ دوسرے غلام کے پاس گئی

پَس سرش راشانہ می کرد آں ستی
وہ بیوی اس کے سر میں کنگھی کر رہی تھی

بادو صد مہر و دلال و دوستی
دو سو محبتوں اور ناز اور دوستی کے ساتھ

---

[1] کار۔ دین و دنیا کی فلاح تقوے اور نیکی سے حاصل ہوتی ہے۔ کرد۔ چونکہ انسان کی فلاح دارین کا مدار تقویٰ پر ہے لہٰذا اس سردار نے دامادی کے لئے ایک متقی شخص کو پسند کر لیا۔ خیل۔ قدر۔ تبار۔ خاندان۔ استقلال۔ یعنی گذارے کی پائیداری۔

[2] اُو۔ یعنی وہ لڑکا جو پسند کیا ہے۔ دست پیماں۔ وہ چیزیں جو منگنی کے وقت دلہن کو دی جاتی ہیں۔ نشانی۔ وہ انگوٹھی رومال وغیرہ جو منگنی کے وقت دولھا کو دیا جاتا ہے۔ قماش۔ جوڑے پارچہ جات۔

[3] بیمارِ دقے۔ مرضِ دق کا بیمار۔ داروی۔ عشق کی بیماری میں جسم کی دوا بیکار ہے۔ ریش۔ زخم۔ خلا۔ تنہائی پیدا۔ ظاہر۔ شانہ۔ کنگھی۔ ستی۔ بیگم دلال۔ ناز۔

آں چناں کہ مادرانِ مہرباں — نرم کردش تادر آمد دَربیاں
جیسا کہ مہربان مائیں — اس نے اس کو نرم کر دیا یہاں تک وہ کہنے پر آ گیا

کہ مرا اُمید از تو ایں نبُود — کہ وہی دختر بہ بیگانہ عنُود[1]
کہ مجھے آپ سے یہ امید نہ تھی — کہ آپ لڑکی کو اجنبی سرکش کو دینگی

خواجہ زادہ ماو ماخستہ جگر — حیف نبُود کو رَود جائے دگر
وہ میری آقا زادی ہے اور میں زخمی جگر ہوں — کیا افسوس نہ ہو گا کہ وہ دوسری جگہ جائے ؟

خواست آں خاتوں زخشمے کامدش — کش زندو زبام زیر انداز دش
اس غصہ کیجہ سے جو اس کو آیا بیوی نے چاہا — کہ اس کو پیٹے اور بالا خانہ سے نیچے گرا دے

کو کہ باشد ہندوی مادر غرے — کہ طمع دارد بخواجہ دخترے
کہ وہ ہندی مادر خطا کون ہوتا ہے ؟ — کہ آقا کی لڑکی کا لالچ کرے

گفت صبر اولیٰ بُود خود را گرفت — گفت با خواجہ کہ بشنو ایں شگفت
بولی صبر بہتر ہے ، اپنے آپ کو قابو میں کر لیا — خواجہ سے کہا کہ یہ عجب بات سن

ایں چنیں گزا[2] یکے خائن بُود — ما گماں بُردہ کہ ہست اُو معتمد
ایسا کمینہ غلام خائن ہو گا — ہم نے گمان کیا کہ وہ بھروسہ کا ہے

حالِ خود را ایں چنیں گفت اُو مرا — خواستم کز خشم بکشم مَرُورا
اس نے اپنا حال مجھے اس طرح بتلایا — میں نے چاہا غصہ سے اس کو مار ڈالوں

صبر فرمودن خواجہ مادرِ دختر را کہ غلام راز جر مکُن من
آقا کا لڑکی کی ماں کو صبر کا حکم دینا کہ غلام کو نہ جھڑک میں

بے زجر اُو را ازیں طمع باز آرم بتدبیر کہ نہ سیخ سوز دو
بغیر جھڑکے اس کو اس لالچ سے ایک تدبیر سے روک دونگا کہ نہ سیخ جلے اور

نہ کباب خام ماند
نہ کباب کچا رہے

گفت خواجہ صَبر کُن با اُو بگوُ — کہ ازو ببریم و بد ہمیش بتُو
آقا نے کہا صبر کر ، اس سے کہدے — کہ ہم اس سے چھڑا لیں گے اور اس کو تجھے دیدینگے

تا مگر ایں از دلش بیروں کُنم — پَس تماشا کُن کہ دفعش چوں کُنم
تاکہ شاید اس کو اس کے دل سے نکالدوں — پھر تماشا دیکھنا کہ میں اس کو کس طرح دفع کرتا ہوں

[1] عنود۔ سرکش۔ حیف۔ افسوس، ظلم۔ رَود۔ یعنی شادی کر دینے پر۔ بام۔ بالا خانہ۔ مادو غرے۔ جس کی ماں ذانیہ ہو۔

[2] گزا ایک گراں، غلام حجام، اس میں یا زیادہ ہان کاف تصغیر کا ہے۔ زجر۔ سرزنش۔ بد ہمیش۔ بد ہم۔

تو دلش خوش کُن بگو میداں دُرست — کہ حقیقت دُخترِ ماجُفتِ اُست
تو اس کا دل خوش کر دے کہدے صحیح سمجھ — کہ حقیقتاً ہماری لڑکی تیرا جوڑا ہے

ماندا نستیم اے خوش مُشتری — چونکہ دانستیم تو اولیٰ تری
اے بہترین خریدار ! ہم نہ سمجھے تھے — جب ہم سمجھ گئے تو زیادہ مناسب ہے

آتشِ ماہم دریں کا نونِ ما — لیلیٰ آنِ ماو تو مجنونِ ما
ہماری آگ بھی ہماری بھٹی میں — لیلیٰ (بھی) ہماری اور تو مجنون (بھی) ہمارا

تا خیال و فکر خوش بروے زند — فکرِ شیریں مرورا فربہ کُند
تاکہ اچھا خیال اور فکر اس پر چھا جائے — شیریں خیال اس کو موٹا کر دے

جانور فربہ شود لیک از علف — آدمی فربہ زعزّست و شرَف
جانور موٹا ہوتا ہے لیکن چارے سے — آدمی عزت اور بڑائی سے پھولتا ہے

آدمی فربہ شود از راہِ گوش — جانور فربہ شود از حلق نوش
آدمی کان کے راستہ سے موٹا ہوتا ہے — جانور ، حلق اور کھانے سے موٹا ہوتا ہے

گفت آں خاتوں کزیں ننگِ مہین — خود زبانم کے بجُنبد اندریں
اس بیوی نے کہا ، کہ اس ذلت اور رسوائی سے — اس معاملہ میں میری زبان کیسے ہلے گی ؟

آنچنیں ژاژے[2] چہ خایم بہرِ اُو — گو بمیر آں خائنِ ابلیس خُو
میں اس کی خاطر ایسی بکواس کیا بکوں ؟ — گو وہ شیطان صفت خائن مر جائے

گفت خواجہ نے مترس و دم دہش — تا رود علّت ازو زیں لُطفِ خُوش
خواجہ نے کہا ، نہیں نہ ڈر اور تسلی دے دے — تاکہ اس اچھی مہربانی سے اس کی بیماری جاتی رہے

دفعِ اُورا دلبرا بر من نویس — ہل کہ صحت یابد ایں باریک ریس
اے دلربا ! اس کا دفعیہ میرے ذمہ لکھدے — مہلت دے تاکہ یہ باریک کانے طاصحت یاب ہوجائے

چوں بگفت آں خستہ را خاتوں چنیں — می نگنجید از تبختر بر زمیں
جب خاتوں نے اس خستہ (حال) سے یہ کہدیا — وہ ناز سے زمین پر نہ سماتا تھا

زفت گشت و فربہ و سُرخ و شگفت — چوں گُلِ سُرخ اُو ہزاراں شُکر گفت
موٹا اور فربہ اور سرخ ہو گیا اور کھل گیا — گل سرخ کیطرح اس نے ہزاروں شکریے ادا کئے

گہہ گہے می گفت اے خاتونِ من — کہ مبادا باشد ایں ستان و فن
کبھی کبھی کہتا اے میری بیگم ! — کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ مکر و فریب ہو

مسحق قریب تر۔ کانون بھٹی۔ جانور ۔ جانور چارے سے پھولتا ہے انسان رتبہ اور بڑائی سے پھولتا ہے۔ آدمی۔ انسان اپنی بڑائی کی باتیں سنکر پھولتا ہے

[2] ژاژ۔ بکواس۔ باریک ریس۔ باریک سوت کاتنے والا یعنی خیالی پلاؤ پکانیوالا۔ تنگ خر۔ ستان۔ مکر۔

لیک خاتون جزم میگفتش کہ ما — در پئے ایئیم فارغ باش ہا
لیکن بیگم اس کو یقینی طور پر کہتی کہ ہم — اس کے درپے ہیں تو اب مطمئن رہ

خواجہ چوں دیدش کہ سُرخ و زفت گشت — رفت ازوے علّت و آمد بکشت
خواجہ نے جب اس کو دیکھا کہ سرخ اور فربہ ہو گیا — اس سے بیماری جاتی رہی اور چلنے پھرنے لگا

خواجہ جمعیت بکردو دعوتے — کہ ہمی سازم فرج[1] را وصلتے
خواجہ نے مجمع کیا اور دعوت کی — کہ میں "فرج" کی شادی کر رہا ہوں

تا جماعت عشوہ می دادندو گال — کاے فرج بادت مُبارک اتصال
یہانتک کہ مجمع فریب اور دھوکا دیتا تھا — کہ اے فرج ! تجھے جوڑ مبارک ہو

تا یقیں ترشد فرج را آں سخن — علّت ازوے رفت کُل از بیخ و بُن
یہانتک کہ فرج کو اس بات پر بہت یقین ہو گیا — جڑ اور بنیاد سے اس میں سے بیماری چلی گئی

بعد ازاں اندر شب گروک بفن — امرد دے راست حنا ہمچو زن
اس کے بعد شب عروسی میں مکر سے — ایک لڑکے کو عورت کی طرح مہندی لگائی

پُر نگارش کرد ساعد چوں عروس — پس نمودش ما کیاں دادش خروس
دلہن کی طرح اس کی کلائیاں آراستہ کیں — پھر اس کو مرغی دکھائی مرغا دے دیا

مِقنعہ[2] و حُلّہ عروسانہ نکو — کُنگ امرد را بپو شانید رُو
اوڑھنی اور دلہنوں والے عمدہ جوڑے سے — ہیجڑے لونڈے کا منہ چھپا دیا

شمع راہنگام خلوت زود کُشت — ماند ہندو با چناں کُنگ و درشت
تنہائی کے وقت شمع کو فوراً بجھا دیا — غلام ایسے سخت ہیجڑے کے ساتھ رہ گیا

ہندوک فریادی کردو فُغاں — از بروں نشنید کس ازوف زناں
بیچارہ غلام فریاد اور آہ و زاری کرتا تھا — دف بجانیوالوں کی وجہ سے باہر کسی نے نہ سنا

ضربِ وف و کف و نعرہ مَردوزن — کرد پنہاں نعرۂ آں نعرہ زن
ہتھیلیوں اور دف کے بجانے اور مرد عورت کے نعروں نے — اس نعرے مارنے والے کے نعروں کو دبا دیا

تا بروز آں ہندوک رامی فشارد — چوں[3] بُود در پیش سگ انبان آرد
دن نکلنے تک وہ اس بیچارے غلام کو جھنجھوڑتا رہا — جس طرح کہ کتے کے آگے آٹے کی بوری ہو

روز آوردند طاس و بوغ زفت — رسم داماد آں فرج حمام رفت
وہ دن میں طشتلا اور بھاری بقچہ لائے — داماد کی رسم کے مطابق وہ فرج حمام میں گیا

[1] فرج۔ غلام کا نام ہے وصلت۔ یعنی شادی۔ گال۔ فریب، گنگنی، گروک۔ وہ خیمہ جو شب عروسی کے لئے قائم کیا جاتا ہے۔ امرد بے داڑھی والا۔ ساعد۔ ہاتھ کا پہنچا۔ پس۔ یعنی غلام کو دکھایا تو یہ کہ اس کی شادی عورت سے کر رہے ہیں اور شادی لونڈے سے کروی۔

[2] مِقنعہ۔ دوپٹہ۔ حلہ۔ جوڑا کُنگ۔ قوی۔ ہیکل ہندو جب وہ نوجوان اس غلام کو چھلاوہ شور کرنے لگا لیکن ڈھول اور دف کے شور و غل میں اس کی آواز کوئی نہ سن پاتا تھا۔

[3] چُون بُود۔ جب۔ کتے کو آٹے کی بوری میں سے اپنی غذا نہ ملے گی اس کو جگہ جگہ سے پھاڑ ڈالے گا۔ بوغ۔ زفت۔ بھاری بقچہ۔

رفت در حمام او رنجور جاں
وہ نیم مردہ حمام میں گیا

کوں[1] دریدہ ہمچوں دلقِ تو نیاں
بھٹی والوں کی گدڑی کی طرح معقد و بدہ

آمد از حمام درگردک فسوس
وہ رنجیدہ حمام سے خیمہ میں آیا

پیشِ او نبشست دختر چوں عروس
لڑکی دلہن کی طرح اس کے سامنے بیٹھ گئی

مادرش آنجا نشستہ پاسباں
اس کی ماں محافظ بنکر وہاں بیٹھ گئی

کہ نباید کو کند روز امتحاں
تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ دن میں آزمائے

ساعتے دروے نظر کرد از عناد
اس نے تھوڑی دیر دشمنی سے اس کو دیکھا

آنگہاں باہر دو دستش دہ بداد
پھر دونوں ہاتھوں سے اس کو دھکا دیا

گفت کس راخود مبادا اتصال
بولا خدا کرے کسی کا جوڑ نہ لگے

با چو تو نا خوش عروس بد فعال
تجھ جیسی بدکار بری دلہن ہے

روز رویت ہمچوں خاتونِ ختن[2]
دن میں تیرا چہرہ ختن کی خاتون جیسا ہے

شب عمودت ہمچو شاخِ کرگدن
رات کو تیری شاخ گینڈے کے سینگ کیطرح ہے

روزِ رویت ہمچو خاتونِ تتر
دن میں تیرا چہرہ تتار کی خاتون کیطرح ہے

کیر زشتت شب بتر از کیرِ خر
رات کو تیرا خایہ گدھے کے خایہ سے بدتر ہے

ہمچناں[3] جملہ نعیم ایں جہاں
اس دنیا کی تمام نعمتیں اسی طرح

بس خوش ست از دور پیش از امتحاں
امتحان سے پہلے دور سے بہت اچھی ہیں

می نماید در نظر ازدور آب
دور سے نگاہ میں پانی نظر آتی ہیں

چوں روی نزدیک آں باشد سراب
جب تو زیادہ نزدیک جائیگا وہ سراب ہوں گی

کند پیرست او واز بس چاپلوس
وہ کھوسٹ بڑھیا ہے اور بہت چاپلوسی سے

خویش را جلوہ کند چوں نو عروس
اپنے آپ کو نئی دلہن دکھاتی ہے

ہیں مشو مغرور آں گلگو نہ اش
خبردار اس کے ابٹن سے دھوکہ نہ کھا

نوشِ نیش آلودۂ اورا مچش
اسکے زہریلے شہد کو نہ چکھ

تا نیفتی چوں فرج در صد حرج
تاکہ تو فرج کیطرح سینکڑوں مصیبتوں میں نہ پڑجائے

صبر کن کالصبر مفتاح الفرج
صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

آشکارا دانہ پنہاں دامِ او
اسکا دانہ ظاہر ہے جال چھپا ہوا ہے

خوش نماید اوّلت انعامِ او
شروع میں اس کا انعام تجھے اچھا نظر آتا ہے

[1] کوں۔ معقد۔ دلق۔ گدڑی ۔ تونیاں۔ بھٹی جو نکنے والے۔ مادرش۔ لڑکی کی ماں پاس بیٹھ گئی تاکہ وہ غلام یہ نہ دیکھ لے کہ یہ اور ہے اور رات اور تھا۔ عناد۔ دشمنی دہ بداد۔ دھکا دیا۔

[2] ختن۔ چین میں ایک شہر ہے جس کا حسن مشہور تھا۔ شاخ کرگدن۔ گینڈے کا سینگ جو بہت سخت ہوتا ہے تتر۔ تتار تتاری حسن بھی مشہور تھا۔ کیر۔ شرمگاہ۔ خایہ۔

[3] ہمچناں۔ جس طرح اس غلام کیلئے یہ دلہن مصیبت ثابت ہوئی دنیا کی نعمتوں کا بھی یہی حال ہے۔ سراب۔ وہ ریت جو دور سے پانی نظر آتا ہے۔ کندپیر۔ بوڑھی عورت اسی کا معرب قند قبر ہے۔ گلگونہ۔ گلال۔ فرج۔ اس ہندی غلام کا نام ہے۔ کشادگی

دَر بیان[1] آنکہ ایں غرور تنہاں آں ہندو را نبود بلکہ ہر آدمی

اس بیان میں کہ یہ دھوکہ تنہا اس ہندی کو نہ تھا بلکہ ہر آدمی

بچنیں غرور مُبتلاست دَر ہر مرحلہ اِلّا مَنْ عَصَمَہُ اللّٰہُ

ایسے دھوکے میں ہر مرحلہ میں مبتلا ہے بجز اس کے جس کو اللہ نے بچائے

چوں بہ پیوستی بدام اے ہوشیار — چند نالی دَر ندامت زار زار

اے ہوشیار! جب تو جال میں پھنس جائے گا — ندامت سے زار زار کتنا روئے گا

نام میری دوزیری و شہی — دَر نہانش مرگ و دَرد و جاں دہی

نام سرداری اور وزارت اور شاہی کا ہے — اس میں موت اور درد اور جان دینا پوشیدہ ہے

بندہ باش و بَر زمیں رَو چوں سمند — چوں جنازہ نے کہ بر گردن برند

غلام بن اور زمین پر گھوڑے کیطرح چل — نہ جنازے کی طرح جس کو کاندھے پر لیجائیں

جملہ را حمّالِ خود خواہد کفور — بارِ مَردم گشتہ چوں اہلِ قبور

ناشکر! سب کو اپنا بار بردار (بنانا) چاہتا ہے — مردوں کی طرح لوگوں کے لئے بوجھ بنگیا

بر جنازہ ہر کرا بینی بخواب — فارسِ منصب شود عالی رکاب

تو جس کو خواب میں جنازے پر دیکھے — وہ بلند مرتبہ کسی عہدہ پر سوار ہو گا

زانکہ[2] آن تابوت بر خلقست بار — بار بَر خلقاں فگند ند ایں کبار

کیونکہ وہ تابوت لوگوں پر بوجھ ہے — ان بڑوں نے لوگوں پر بوجھ ڈالا ہے

برتنِ خود بارِ خود نہ اے پسر — بر کسِ دیگر مَنہ زیں الحذر

اے بیٹا! اپنا بوجھ اپنے بدن پر رکھ — اس سے بچ کسی دوسرے پر نہ رکھ

بارِ خود بر کس مَنہ بر خویش نہ — سَروری راکم طلب درویش بہ

اپنا بوجھ کسی پر نہ ڈال اپنے اوپر رکھ — سرداری نہ طلب کر درویش بہتر ہے

مرکب[3] اَعناق مَردم رامپای — تا نیاید نقرست اندر دوپای

لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ ہو — تاکہ تیرے دونوں پاؤں میں نقرس نہ ہو جائے

مَرکبے راکا خرش تودہ دہی — کہ بشہرے مانی وویراں دہی

اس سواری کو تو آخیر میں دھکے دیگا — کہ تو شہر کے مشابہ معلوم ہوتا ہے اور ویران گاؤں ہے

دہ دمش اکنوں کہ چوں شہرت نمود — تا نباید رخت دَر ویراں کشود

اس کو اب دھکے دیدے جبکہ وہ شہر نظر آرہا ہے — تاکہ تو ویرانے میں پڑاؤ نہ ڈالے

[1] دربیان۔ اس طرح کے دھوکے میں صرف وہ غلام ہی مبتلا نہ تھا بلکہ ہر شخص کسی نہ کسی مرحلہ میں اسی طرح کے دھوکے میں مبتلا ہے۔

سمند۔ گھوڑا۔ کفور۔ خدا کی عطا کردہ طاقتوں کو برسرکار نہ لانا کفر ہے۔ بر جنازہ۔ اگر کوئی کسی شخص کو خواب میں جنازہ پر مردہ دیکھتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہوتی ہے کہ اس شخص کو کوئی بڑا رتبہ حاصل ہونے والا ہے۔

[2] زانکہ۔ اس خواب کی یہ تعبیر اسلئے ہے کہ تابوت بھی لوگوں کے کاندھے کا بوجھ ہوتا ہے اور بڑے لوگ بھی دوسروں پر اپنا بوجھ لادتے ہیں۔ درویش فقیر کسی کا بار دوش نہیں بنتا ہے۔ اعناق۔ عنق کی جمع ہے، گردن۔ نقرس۔ ایک مرض ہے۔ جو عموماً پاؤں کے انگوٹھے سے شروع ہوتا ہے اس کو ام العلل بھی کہا جاتا ہے۔

[3] مرکب۔ یعنی وہ عہدہ جس پر تو سوار ہے۔ چون۔ شہرت یعنی تو اس سے کہے گا کہ اس وقت تو پر رونق شہر کیطرح نظر آرہا ہے حالانکہ انجام کار ویران گاؤں ثابت ہوگا۔

وہ دَش باکنوں کہ صد بُستانت ہست
تو اس کو اب دھکے دیدے جبکہ تیرے پاس سو باغ ہیں

تا نگردی عاجزو ویراں پرست
تاکہ تو عاجز اور ویران پرست نہ بنے

گفت[1] پیغمبر کہ جنّت از آلہ
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ خدا سے جنت

گر ہمی خواہی زکس چیزے مخواہ
اگر چاہتا ہے تو کسی سے کچھ نہ مانگ

چوں نخواہی مَن کفیلم مر ترا
جب تو نہ مانگے گا میں تیرا کفیل ہوں

جنّتُ المأویٰ و دیدارِ خُدا
جنت المأویٰ اور خدا کے دیدار کا

آں صحابی زیں کفالت شد عَیار
وہ صحابی اس کفالت سے کھرے بنے

تا یگے روزے کہ گشتہ بُد سَوار
یہاں تک کہ وہ ایک روز سوار تھے

تا زیانہ از کفش افتاد راست
انکے دائیں ہاتھ سے کوڑا گر گیا

خود فرُود آمد زکس آں را نخواست
خود نیچے اترے اس کو کسی سے نہ مانگا

آنکہ از دادش نیلید ہیچ بَد
جس کے دینے سے کوئی برائی نہیں آتی ہے

داند اُو بیخواہش خود می دہد
وہ جانتا ہے، بغیر مانگے خود دیتا ہے

وَر بامرِ حق بخواہی آں راست
اگر تو خدا کے حکم سے مانگے وہ جائز ہے

آنچناں خواہش طریقِ انبیاست
ایسا مانگنا نبیوں کا طریقہ ہے

بَد نماند[2] چوں اشارت کرد دُوست
جب دوست نے اشارہ کر دیا وہ برا نہ رہا

کفر ایماں شد چو کفر از بہر اُوست
کفر ایمان بن گیا جبکہ کفر اس کے لئے ہو

ہر بَدے کہ اَمرِ اُو پیش آورد
ہر برائی جو اس کا حکم بجا لائے

آں ز نیکی ہائے عالم بگذرد
وہ جہاں کی نیکیوں سے بڑھ جاتی ہے

زاں صَدف گر خستہ گردو نیز پوست
اگر اس سیپ کی کھال بھی زخمی ہو جائے

وہ مدہ کہ صد ہزاراں دُر دروست
دھکا نہ دے، کیونکہ اسمیں ہزاروں موتی ہیں

ایں سخن پایاں ندارد باز گرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے واپس چل

سُوئے شاہ و ہم مزاجِ باز گرد
بادشاہ کی جانب اور باز کا ہم مزاج بنجا

باز[3] رَو در کاں چوں زرِّ وہ دہی
کان میں خالص سونے کیطرح واپس ہو جا

تا رہد دستانِ تُو از دہ دہی
تاکہ تیرے ہاتھ دھکے دینے سے نجات پائیں

صورتِ بَد چو دردل رہ دہند
جب بری صورت کو دل میں جگہ دیتے ہیں

از ندامت آخرش دہ می دہند
آخر میں شرمندگی سے اس کو دھکے دیتے ہیں

---

[1] گفت۔ یہ ابو داؤد شریف کی ایک حدیث کا مضمون ہے آنحضور نے حضرت حکیم ابن حزام رضی اللہ عنہ کو بھی اسی طرح کی نصیحت فرمائی تھی۔ آں۔ صحابی۔ حضرت حکیم ابن حزامؓ کے بارے میں یہی مذکور ہے آنکہ اپنی تمام ضروریات کا اللہ تعالیٰ سے سوال کرنا چاہیے اور۔ ہاں اگر خدا کا حکم ہو تو دوسروں سے مانگا جا سکتا ہے جیسا کہ آنحضور کو تھا کہ آپ ان سے صدقہ وصول کیجئے۔

[2] بد نماند۔ امر خداوندی کے بعد سوال برا نہیں ہے اگر انسان کلمات کفر اللہ کے لئے اختیار کرے تو وہ عین ایمان ہے جیسا کہ بعض صحابہ نے اسلام کی مدد کیلئے اختیار کئے یا جبر کی صورت میں کوئی مومن بامر خداوندی کلمات کفر کہدے۔ ہر بد۔ اضطرار کے وقت مردار کا کھانا نیکی ہے۔ زاں صدف۔ نیکی کی خاطر کوئی برائی برائی نہیں ہے۔ وہ مدہ۔ اس کو دھکا نہ دے۔ مزاج باز۔ باز شکار کر کے بادشاہ کے ہاتھ پر آ بیٹھتا ہے۔

[3] باز رَو۔ انابت الی اللہ اختیار کرتا کہ تجھے دنیا میں پھنس کر آخیر میں افسوس نہ کرنا پڑے۔ کان۔ یعنی ذات حق تعالیٰ۔ زرّ۔ زہ دہی۔ وہ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دستان۔ ہاتھ۔ وہ دہی

دُزد[1] را چوں قطع تلخی می دہد
چور کو جب ہاتھ کٹنا تلخی دیتا ہے

ذوقِ دُزدی را چوزن دہ می دہد
تو وہ چوری کے ذوق کو عورت کیطرح دھکے دیتا ہے

دیدۂ دہ دادن از دستِ حزیں
تو نے غمگین کے ہاتھ کے دھکے دینے کو دیکھا ہے

دہ بدادن زیں بُریدہ دست بیں
اس ہاتھ کٹے کے دھکے دینا دیکھ

ہمچنیں قلاب و خونی و لوَند
اسی طرح طمع ساز اور خونی اور غنڈا

وقتِ تلخی عیش رادہ مید ہند
تلخی کے وقت عیش کو دھکے دیتے ہیں

توبہ می آرند ہم پروَنہ وار
پروانہ کی طرح توبہ بھی کرتے ہیں

باز نسیاں می کشد شاں سُوئے کار
بھول ، پھر انکو کام کیطرف کھینچ لیتی ہے

ہمچو پروَانہ زدور آں نار را
پروانہ کیطرح کہ اس نے دور سے اس آگ کو

نور دید و بستہ آں سُو بار را
نور دیکھا اور اس جانب رختِ سفر باندھ لیا

چوں بیامد سوخت پرّش واگریخت
جب آیا اس کے پر جلے واپس بھاگا

باز چوں طفلاں فتادو ملح ریخت.
پھر بچوں کی طرح گر پڑا اور نمک گرا دیا

بارِ دیگر بر گمانِ طمع سُود
نفع کے لالچ کے گمان پر دوبارہ

خویش زد بر آتشِ آں شمع زُود
اس شمع کی آگ پر بہت جلد اپنے آپ کو لیجا ڈالا

بار[2] دیگر سوخت ہم واپس بجست
دوبارہ جلا واپس کودا

باز کردش حرصِ دل ناسی و مست
دل کے لالچ نے پھر اس کو بھولنے والا اور مست بنادیا

آں زماں کز سوختن وامی جہد
جس وقت جلنے سے واپس کودتا ہے

ہمچو ہندو شمع را دہ مید ہد
ہندوستانی غلام کی طرح شمع کو دھکے دیتا ہے

کاے رُخت تاباں چو ماہِ شب فروز
کہ اے شمع تیرا رخ رات کو روشن کرنے والے چاند کیطرح روشن ہے

وے بصحبت کاذب و مغرور سُوز
اور اے شمع تو وہ ہے جس جھوٹی اور دھوکے میں مبتلا کرنے والی ہے

باز از یادش رود توبہ و انیں
پھر توبہ اور رونا اس کی یاد سے جاتا رہتا ہے

کَاَوْهَنَ الرَّحْمٰنُ کَیْدَالْکَافِرِیْنَ
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹوں کے مکر کو کمزور کر دیا ہے

در عموم تاویل ایں آیہ کُلَّمَا اَوْ قَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ

اس آیت کی تاویل کی وسعت کے بیان میں "جب وہ لڑائی کی آگ بھڑکاتے ہیں اللہ اس کو بجھا دیتا ہے"

کُلَّمَا هُمْ اَوْ قَدُوْا نَارَ الوغیٰ
جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی

اَطْفَاَ اللّٰهُ نَارَهُمْ حَتّٰی اِنْطَفَا
اللہ نے انکی آگ کو بجھا دیا یہانتک کہ وہ بجھ گئی

[1] دزد۔ چور کو جب سزا ملتی ہے تب وہ چوری کی لذت کو دھکے دیتا ہے۔ دیدۂ غمگین کو جس چیز سے غم پہنچا وہ اسی کو دھکے دیتا ہے چنانچہ چور ہاتھ کٹنے پر چوری کو دھکے دیتا ہے۔ قلاب۔ جعلساز۔ لونڈا۔ غنڈا۔ توبہ۔ ہر خطاوار اپنی خطا کو اسی طرح دھکے دیتا ہے۔ جس طرح پروانہ شمع سے جلنے پر اس کو دھکے دیتا ہے لیکن پھر اس پر بھول طاری ہو جاتی ہے اور وہ اس طاکا دوبارہ ارتکاب کرنے لگتا ہے۔ بار۔ ساماں۔ طفلاں۔ جب بچہ گرتا ہے تو اس کو بہلانے کیلئے کہتے ہیں لو ہو نمک گرا دیا۔

[2] بار دیگر۔ لیکن پروانہ پھر نور کے لالچ میں شمع کی نار پر گرتا ہے۔ بار دیگر۔ پروانہ کا بار بار یہی حال ہوتا ہے۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہمچو۔ پروانہ شمع سے وہی کہتا ہے جو اس غلام نے آقا کی لڑکی کو کہا تھا۔ آمین۔ رونے کی آواز۔

[3] کُلّما۔ اس آیت میں بیان کیا گیا ہے کہ جب کفار اللہ کے منشاء کے خلاف مسلمانوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر بھول طاری کر دیتا ہے اور اس لڑائی کی آگ کو بجھا دیتا ہے یہی حال ہر انسان کا ہے جب وہ قدرت کے منشاء کے خلاف کوئی کام کرتا ہے تو اس پر بھول طاری کر دی جاتی ہے۔

عزم کردہ کہ دِلا ایں جا مایست
اس نے پختہ ارادہ کیا کہ اے دل! یہاں نہ ٹھہر

گشتہ ناسی زانکہ اہلِ عزم نیست
وہ پھر بھولنے والا بن گیا کیونکہ پختہ ارادہ والا نہ تھا

چوں نبُودش تخمِ صدقے[1] کاشتہ
کیونکہ اس کے پاس سچائی کا بویا ہوا بیج نہ تھا

حق بر و نسیانِ آں بگماشتہ
اللہ نے اس پر اس کی بھول کو مسلط کر دیا

گرچہ بر آتش زنہ دل می زند
اگرچہ وہ چقماق پر دل کو رگڑتا ہے

آں ستارش راکفِ حق میں کُشد
اس کی چنگاری کو اللہ کا ہاتھ بجھا دیتا ہے

قصّہ ہم در تفسیرِ ایں معنیٰ

اسی معنی کی تفسیر میں قصہ

رفت دُزدے شب بخانہ یک بزُرگ
ایک چور رات میں ایک بزرگ کے گھر میں گیا

آمد و پنہاں در آمد ہمچو گرگ
گھسا اور چھپکے سے بھڑیئے کی طرح گھسا

شرفہ بشنید در شب معتمد
بزرگ معتمد نے رات میں آہٹ سنی

بر گرفت آتش زنہ کاتش زند
چقماق اٹھایا تاکہ آگ روشن کرے

صاحب[2] خانہ شب آوازے شنید
صاحب خانہ نے رات کو آواز سنی

بر گفت آتش زنہ و آں وحید
اس یکتا نے چقماق اٹھا کر رگڑا

میزد آتش بہرِ شمع افروختن
وہ آگ روشن کرتا تھا تاکہ شمع روشن کرے

تا سرِ آواز رابیند علَن
تاکہ آواز کا راز علانیہ دیکھ لے

دُزد آمداں زماں پیشش نشست
اس وقت چور آیا، اس کے سامنے بیٹھ گیا

چوں گرفتے سوختہ می کرد پست
جب چیتھڑا آگ پکڑتا وہ اس کو دبا دیتا

می نہاد آنجا سَرِا انگشت را
وہ اس جگہ انگلی کا سرا رکھ دیتا

تا شود اِستارۂ[3] آتش فنا
تاکہ آگ کی چنگاری فنا ہو جائے

تَر ہمی کرد اُو سَرِ انگشت را
وہ انگلی کے سرے کو تر کر لیتا

زاصبع آں اِستارہ راکر دے فنا
اس چنگاری کو انگلی سے بجھا دیتا

خواجہ می پنداشت کز خودمی مُرد
خواجہ سمجھتا کہ وہ خود بجھ جاتی ہے

ایں نمید ید اُوکہ دُزدش می کُشد
وہ یہ نہیں دیکھتا تھا کہ چور اس کو بجھاتا ہے

خواجہ گفت ایں سوختہ نمناک بُود
خواجہ نے کہا، یہ چیتھڑا گیلا تھا

می مُرد اِستارہ از تریش زُود
اس کی تری سے چنگاری فوراً بجھ جاتی ہے

---

[1] صدقے۔ یعنی اللہ تعالیٰ پر ایمان صادق۔ نسیان۔ بھول۔ آتش۔ زنہ ہر وہ چیز جس سے آگ سلگائی جائے۔ گرگ۔ بھیڑیا بھی چپکے سے حملہ کرتا ہے شرف۔ شین۔ کے ساتھ، آہٹ سین کے ساتھ، کھانسی۔

[2] صاحب خانہ۔ چور کے گھسنے پر جب آہٹ ہوئی تو مکان کے مالک نے کپڑے کا چیتھڑا اٹھایا تاکہ اس میں آگ لگا کر روشنی کرے اور دیکھے کہ گھر میں کون ہے۔ چون۔ جب کپڑے میں چنگاری پیدا ہوئی وہ چور چپکے سے اس پر انگلی رکھ کر بجھا دیتا۔

[3] استارہ۔ جو شعلہ کپڑے سے نکلتا چور اس کو اپنی تر انگلی سے بجھا دیتا۔ خواجہ۔ مکان کا مالک یہی سمجھتا رہا کہ وہ چنگاری خود بجھ جاتی ہے۔ کپڑا گیلا ہوگا اس کو یہ محسوس نہ ہوا کہ چور اس کو بجھا دیتا ہے۔

بسکہ ظلمت بودو تاریکی زپیش
چونکہ سامنے کی تاریکی اور بہت اندھیرا تھا

می ندید آتش گشے راپیشِ خویش
وہ آگ بجھانے والے کو اپنے سامنے نہ دیکھتا تھا

ایں[1] چنیں آتش گشے اندر دلش
اسی طرح اپنے دل کے اندر آگ بجھانیوالے کو

دیدۂ کافر نہ بیناز عمش
کافر کی آنکھ اندھے پن سے نہیں دیکھتی ہے

چوں نمی داند دلِ دانندۂ
جاننے والے کا دل کیوں نہ جانے گا

ہست با گردندہ گردانندۂ
کہ گھومنے والے کیساتھ کوئی گھمانے والا ہے ؟

چوں نمی گوئی کہ روز و شب بخود
تو کیوں نہیں کہتا کہ دن اور رات خود

بے خداوندے کے آید کے رَود
بغیر خدا کے کیسے آجا سکتے ہیں ؟

گردِ معقولات۔ مگردی بیں
تو معقولات کے چکر لگاتا ہے غور کر

ایں چنیں بے عقلیِ خودائے مہیں
اے ذلیل ! اس طرح کی اپنی بے عقلی کو

خانہ با بنّا بُود معقول تر
گھر بنانیوالے کے ساتھ زیادہ سمجھ کے قابل ہے

یا کہ بے بنّا بگو اے کم ہنر
یا بغیر بنانے والے کے اے بے ہنرے ! بتا

خانۂ با ایں بزرگی و وقار
گھر اس وسعت اور خوبی کے ساتھ

کے بُود بے اُستادے خوبکار
بغیر اچھے کاریگر کے کب بنتا ہے ؟

خط[2] با کاتب بُود معقول تر
خط کاتب کے ہوتے ہوئے زیادہ معقول ہے

یا کہ بے کاتب بیندیش اے پسر
اے بیٹا ! سوچ لے ، یا بغیر کاتب کے

جیمِ گوش و عینِ چشم و میمِ فم
کان کا جیم ، آنکھ کی عین منہ کا میم

چوں بُود بے کاتبے اے متہم
اے تہمت زدہ ! کاتب کے بغیر کیسے ہوگا ؟

شمع روشن بے زگیراندۂ
شمع ، بغیر کسی روشن کرنیوالے کے روشن ہے

یا بگیرا نندۂ دانندۂ
یا روشن کرنے والے ، جانکار کی وجہ سے ؟

صنعتِ خوب از کفِ شلِ ضریر
عمدہ دستکاری اندھے لنجے کے ہاتھ سے

باشد اولیٰ یا ز گیرایِ بصیر
بہتر ہوگی یا بینا گرفت کرنے والے سے

پس[3] چو دانستی کہ قہرت میکند
جیسا تو جان گیا کہ تجھے مجبور کرتے ہیں

برسرت دَوسِ محنت می زند
تیرے سر پر آزمائش کا گرز مارتے ہیں

پس بگُن دفعش چو نمرودے بجنگ
تو اس کو نمرود کی طرح جنگ سے دفع کر

سُوئے اَوکش در ہوا تیرِ خدنگ
اس کی جانب ہوا میں خدنگ کا تیر چلا

---

۱ ایں چنیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے منشاء کے خلاف ارادہ کو گنہگار کے دل سے مٹا دیتا ہے۔ چوں کی دلند۔ یہ گنہگار یہ نہیں سمجھتا کہ ہر کام خداوندی تصرف سے ہو رہا ہے معقولات۔ محض عقلی دلائل سے خدا کا انکار کرتا ہے اور اپنی بے عقلی کو نہیں سمجھتا ہے۔ خانہ۔ کوئی گھر بغیر معمار کے تعمیر نہیں ہوتا ہے۔ خانہ۔ یا سقدر عظیم گھر دینا کسی کے بنائے کیسے بن سکتی ہے۔

۲ خط۔ بغیر کسی لکھنے والے کے خط کا لکھا جانا غیر معقول ہے۔ جیم گوش۔ کان کے دائرے کو جیم سے اور آنکھ کے دائرے کو عین سے اور منہ کی گولائی کو میم کے سرے سے تعبیر کیا ہے شمع۔ شمع کے بارے میں یہ سمجھنا مناسب ہے کہ وہ بغیر جلانے والے کے روشن ہوگئی یا یہ سمجھنا کہ اس کو روشن کرنے والے نے روشن کیا ہے۔ ضریر اندھا۔ اچھی دست کاری کو اندھے کی جانب منسوب کرنا بہتر ہے یا بینا کاریگر کے۔ شل۔ لنجا۔

۳ پس چو۔ جب انسان کو معلوم ہو گیا کہ اس پر کوئی دوسری طاقت مسلط ہے تو پھر اس کی اطاعت کرنی چاہیے دبوس۔ گرز۔ نمرود۔ وہی بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ میں ڈالا تھا اسی نے خدا سے جنگ کرنے کیلئے آسمان کی طرف تیر چلائے تھے۔ خدنگ۔ ایک درخت تھا۔ جس کی لکڑی کی تیر بناتے تھے۔

ہمچو اسپاہِ [1] مغل بر آسماں
مغلوں کے لشکر کی طرح آسماں پر

تیری انداز دفعِ نزعِ جاں
تیر چلا ، جان کے نکلنے کے دفعیہ کے لئے

یا گریز ، ازوے اگر تانی برو
یا بھاگ جا ، اگر جا سکتا ہے

چوں روی چوں در کفِ اُوئی گرو
تو کیسے بھاگے گا؟ جبکہ تو اس کے ہاتھ میں گروی ہے

دَر عدم بُودی نرستی از کفش
تو عدم میں تھا اس کے ہاتھ سے نہ بچا

از کفِ اُو چوں رہی اے دستِ خوش
اے عاجز ! تو اس کے ہاتھ سے کیسے بچے گا ؟

آرزو جستن بُود بگریختن
آرزو کرنا بھاگنا ہے

پیشِ عدلش خونِ تقویٰ ریختن
اسکے انصاف کے سامنے تقوے کے خونریزی کرتا ہے

ایں جہاں دام ست و دانہ اش آرزُو
یہ دنیا جال ہے اور آرزو اس کا دانہ ہے

دَر گریز ازدا مہای آز زُو
حرص کے جالوں سے جلد بھاگ

چوں چنیں رفتی بدیدی صد گشاد
جب تو ایسے چلا تو سو کشادگیاں دیکھے گا

چوں شدُی دَر ضدِّ آں دیدی فساد
جب تو اس کی ضد میں لگا فساد دیکھے گا

چوں [2] شدُی دَر ضد بدانی ضدِ آں
جب تو ضد میں مبتلا ہوگا اس کی ضد کو سمجھے گا

ضد را از ضد شناسی اے جواں
اے جوان ! تو ضد کو ضد سے پہچان لیگا

پس پیمبر گفت اِستَفتُوا القُلُوب
پس پیغمبرؐ نے فرمایا ہے دلوں سے فتویٰ لو

گرچہ مُفتی تاں بروں گوید خطوب
اگرچہ ظاہر میں مفتی تجھ سے بڑی باتیں کہے

گوش کُن اِستَفتِ قَلبَک از رسولؐ
رسول کیجانب ہے "اپنے قلب سے فتویٰ لے" اس لے

گرچہ مفتی ات بروں گوید فصول
اگرچہ مفتی ظاہر میں تجھ سے زیادہ باتیں کہے

آرزو [3] بگذار تا رحم آیدش
آرزو کو چھوڑ دے ، تاکہ اس کو رحم آئے

آزمودم کایں چنیں می بایدش
میں نے آزمایا ہے کہ اس کو ایسا ہی چاہئے ہے

چوں تنانی جست پس خدمت کنش
جب تو بھاگ نہیں سکتا تو اس کی خدمت کر

تا روی از حبسِ اُو دَر گلشنش
تاکہ اس کی قید سے اسکے گلشن میں پہنچ جائے

دمبدم چوں تو مراقب میشوی
لمحہ بہ لمحہ جب تو غور کرے گا

دادی بینی زدا ور اے غوی
اے گمراہ ! تو خدا کیجانب سے انصاف دیکھے گا

وَر بہ بندی چشمِ خود راز احتجاب
اگر پردے میں (رہکر) تو آنکھ بند کرے گا

کارِ خود را کے گذارد آفتاب
سورج اپنا کام کب چھوڑتا ہے ؟

[1] سپاہِ مغل۔ یعنی مغل تیر اندازوں کی طرح تو آسمانوں کی طرف تیر چلا یا کسی مغل بادشاہ نے ایسا کیا ہے یا اس سے مراد یاجوج ماجوج ہیں جو مغلوں کے ہم جد ہیں۔ دستِ خوش، عاجز تابع فرماں۔ آرزو۔ اللہ کے حکم کے خلاف آرزو کرنا بھی اس سے بھاگنے کے مرادف ہے۔ آز۔ حرص۔ زو۔ زود کا مخفف ہے جلد۔

[2] چوں شدی۔ اگر تم ہوا و حرص میں مبتلا ہو جاؤ گے تو پھر تمہیں ترک حرص کی حقیقت معلوم ہوگی۔ تعرف الاشیاء باضدادھا "چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں" پس پیمبر "تقویٰ اختیار کرنے کے بعد انسان کا دل خود بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے لگتا ہے۔ اِستَفتِ قَلبَکَ وَاِن اَفتَاکَ المُفتُونَ "تو اپنے دل سے فتویٰ حاصل کر خواہ تجھے مفتی کچھ فتویٰ دیں۔" جبکہ خدا سے گریز ممکن نہیں ہے تو اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ دمبدم۔ جب تو اس فلسفہ پر غور کرے گا تو تجھے شرح صدر ہو جائے گا۔ کارخود۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنا عدل ترک نہیں کرے گا۔

باز راں سُوئے ایازو رُتبتش — واں فضیلت دَر کمالِ رفعتش
ایاز اور اس کے رتبے کی جانب پھر چل — بلندی کے کمال میں اس کی فضیلت کی جانب

وانمودن[1] پادشاہ با اُمرا و متعصبان سبب فضیلت و مرتبت و
بادشاہ کا امرا اور متعصبوں پر فضیلت اور رتبے اور قرب کا سبب ظاہر
قربت و جانگی بُردن ایاز بروجہے کہ ایشان راغبت و اعتراض نماند
کرنا اور ایاز کا پوشاک کا خرچہ حاصل کرنا ایسے طریقہ پر کہ ان کی دلیل اور اعتراض باقی نہ رہا

چوں امیراں از حسد جوشاں شدند — عاقبت بر شاہِ خود طعنہ زدند
جب امیر حسد سے جوش میں بھر گئے — آخر کار انہوں نے اپنے بادشاہ پر طعنہ زنی کی

کایں ایازِ تو ندارد سی خرد — جانگی سی امیر اُو چوں خورد
کہ یہ آپ کا ایاز تیس عقلیں نہیں رکھتا ہے — وہ تیس امیروں کی تنخواہ کیوں کھاتا ہے ؟

شاہ[2] بیروں رفت با آں سی امیر — سُوئے صحراؤ کہستاں صید گیر
بادشاہ ان تیس امیروں کے ساتھ گیا — جنگل اور پہاڑ کی جانب شکار کھیلتے ہوئے

کاروانے دید از دور آں مَلِک — گفت امیرے را کہ رَو اے مُوتفِک
اس بادشاہ نے دور سے ایک قافلہ دیکھا — ایک امیر سے کہا اے واپس آنے والے ! جا

رَو بپُرس آں کارواں رابَر رصَد — کز کدا میں شہر اندر می رَسد
جا ، اس قافلہ سے تحقیق کے طور پر دریافت کر — کہ وہ کون سے شہر سے اندر آرہا ہے ؟

رفت و پرسید و بیامد کہ زَرَے — گفت عزمش تا کجا دَر ماندوَے
وہ گیا اور پوچھا اور آیا ، کہ رے سے — کہا اس کا کہاں کا ارادہ ہے ؟ وہ عاجز ہو گیا

دیگرے راگفت رَو اے بُو العلا — باز پُرس از کارواں کہ تا کجا
دوسرے سے کہا ، جا اے بزرگ ! — قافلہ سے پوچھ کہ کہاں کا قصد ہے؟

رَفت[3] و آمد گفت تا سُوئے یمن — گفت خشش چیست ہاں اے مؤتمن
وہ گیا اور آیا ، کہا یمن کی جانب — اس نے کہا ، اے امین اس کا سامان کیا ہے

ماند حیراں گفت با میرے دگر — کہ برو واپرس رختِ آں نفر
وہ حیران رہ گیا اس نے دوسرے امیر سے کہا — کہ جا ، ان لوگوں کا سامان واضح طور پر دریافت کر

باز آمد گفت از ہر جنس ہست — اَغلب آں کاسہائے رازی ست
وہ واپس آیا کہا ہر قسم کی چیز ہے — زیادہ تر رے کے پیالے میں

[1] وانمودن۔ شاہ محمود نے ایک طریقہ اختیار کیا جس سے ایاز کی فضیلت ظاہر ہوگئی اور دیگر امراء طعنہ زنی سے باز آگئے۔ چوں۔ امیروں نے شاہ محمود پر اعتراض کیا کہ ایاز کو تیس امیروں کی تنخواہ کیوں دی جاتی ہے ایاز کے بھی ایک عقل ہے۔ جانگی۔ وہ تنخواہ جو کپڑوں کے لئے دیجائے۔

[2] شاہ۔ شاہ محمود ان تیسوں امیروں کو شکار کے بہانے سے شہر کے باہر لے گیا مُوتفِک۔ واپس آنیوالا۔ زرے یعنی شہر رے سے آرہا ہے۔ در ماند۔ اس سوال کا جواب نہ دے سکا۔ تا کجا۔ کہاں جارہا ہے۔

[3] رخت۔ اس دوسرے نے دریافت کیا تو قافلہ والوں نے بتلایا کہ یمن شہر کو جارہے ہیں۔ مُؤتمن۔ امانت دار۔ رخت۔ یعنی قافلہ کیا سامان لے جارہا ہے۔ کاسہائے رازی رے کے بنے ہوئے پیالے۔

گفت اے کے بیروں شد نداز شہرِ رے — ماند حیراں آں امیرِ سُست پے
اس نے کہا وہ رے شہر سے کب نکلے ؟ — وہ سُست قدم امیر حیران رہ گیا

آں دگر را گفت رَو وا پُرس ہاں — تا کہ کے بُود ست نقلِ کارواں
دوسرے سے کہا جا صاف پوچھ خبردار ! — کہ قافلہ کا سفر کب سے شروع ہوا ؟

باز گشت و گفت ہشتم از رجب — گفت مَرے چیست تسعیر اے عجب
وہ واپس آیا اور کہا ، رجب کی آٹھویں سے — کہا اے عجیب ! رے میں کیا بھاؤ ہے ؟

چوں نمیدانست دیگر دَم نزَد — شہ فرستاد آں دگر را زاں عَدد
چونکہ وہ نہ جانتا تھا اس نے سانس نہ لیا — بادشاہ نے ان میں سے دوسرے کو بھیجا

ہمچنیں تا سی امیرو بیشتر — سُست رائی و ناقص اندر کرّ و فر
اسی طرح تیس امیر تک اور زیادہ تک — آنے جانے میں سست رای اور ناقص نکلے

ہر یکے رفتند بہرِ یک سوال — ناقص و عاجز زادراکِ کمال
ہر ایک ایک سوال کے پیچھے پڑا — کمال کے حاصل کرنے سے ناقص اور عاجز رہا

گفت امیراں را کہ من رُوزے جدا — امتحاں کردم ایازِ خویش را
اس نے امیروں سے کہا کہ میں نے ایک روز تنہا — اپنے ایاز کا امتحان لیا

کہ بپُرس از کارواں تا از کجاست — اُو برفت ایں جملہ را پرسید راست
کہ دریافت کر کہ قافلہ کہاں کا ہے ؟ — وہ گیا اور یہ سب باتیں صحیح دریافت کر لیں

بے وصیّت بے اشارت یک بیک — حالِ شاں دریافت بے بے وشک
بغیر کہے ، بغیر اشارے کے ایک ایک — بغیر شک و شبہ کے ان کا حال دریافت کر لیا

ہر چہ زیں سی میر اندر سی مقام — کشف شُد زو آں بیکدم شد تمام
جو کچھ ان تیس امیروں سے تیس دفعہ میں — معلوم ہوا اس سے ایک دم مکمل ہو گیا

مرافعہ ۲ آں اُمرا آں نخت بشبہ جبریانہ و جواب دادن شاہِ محمود ایشان را

ان امرا کا جبریوں کیطرح ان کے شبہ کے ساتھ اپیل کرنا اور شاہ محمود کا ان کو جواب دینا

پس ۳ بگفتند امیراں کایں فنے ست — از عنایتہا ست کارِ جہد نیست
تو ان امیروں نے کہا کہ یہ ہنر ہے — جو اللہ تعالیٰ کی عنایتوں سے ہے کوشش کا معاملہ نہیں ہے

۱ گفت۔ شاہ نے کہا وہ رے سے کب چلے تھے۔ تسعیر۔ یعنی ان پیالوں کا رے میں کیا بھاؤ تھا۔ زاں عدد۔ یعنی ان تیس سرداروں میں سے۔ ہر یکے۔ ان تیسوں سرداروں میں سے کوئی پوری بات معلوم کر کے نہ آیا۔ گفت۔ سلطان محمود نے ان امیروں سے کہا کہ ایک روز میں نے ایاز کو ایسی ہی معلومات کے لئے اکیلا بھیجا تھا تم تیس آدمیوں نے جو جوابات لا کر دیئے اس نے تنہا سب جواب دے دیئے تھے۔

۲ مرافعہ۔ اب ان امیروں نے دوبارہ اس معاملہ کو اٹھایا اور اس طرح کی باتیں شروع کر دیں جو جبری کرتے ہیں اور اپنا قصور قضاء قدر پر رکھنے لگے۔

۳ پس۔ ان امیروں نے کہا کہ ایاز کی یہ ہنرمندی تو خدا کی عطا کردہ ہے اس میں ہماری یا اس کی کسی کوشش کو کیا دخل ہے۔

قِسمتِ[1] حق ست مہ را روئ نغز — دادۂ بخت ست گل را بوئ نغز
چاند کا حسین چہرہ اللہ تعالیٰ کی تقسیم ہے — پھول کی عمدہ خوشبو نصیب کا عطیہ ہے

بلکہ سلطاں چوں عنایت میکُند — از تفاخُر خیمہ بَر مَہ می زند
بلکہ شاہ جب مہربانی کرتا ہے — تو وہ فخر سے چاند پر خیمہ لگا لیتا ہے

گفت سلطاں بلکہ آنچہ از نفس زاد — ریعِ تقصیرست و دخلِ اجتہاد
سلطان (محمود) نے کہا بلکہ جو نفس سے پیدا ہوتا ہے — کوتاہی کی پیداوار اور کوشش کی آمدنی ہے

وَرنہ آدمؑ کے بگفتے با خدا — رَبَّنَا اِنَّا ظَلَمْنَا نَفْسَنَا
ورنہ حضرت آدمؑ خدا سے کب کہتے ؟ — اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفس پر ظلم کیا

خود بگفتے کایں گناہ از بخت بُود — چوں قضا ایں بود حَزم ما چہ سُود
خود کہدیتے کہ یہ گناہ تقدیر سے تھا — جب قضاء (خداوندی) یہ تھی ہماری احتیاط سے کیا فائدہ

ہمچو[2] ابلیسے کہ گفت اَغْوَیْتَنِی — تو شکستی جام و ما را می زنی
شیطان کی طرح کہ اس نے کہا تو نے مجھے گمراہ کیا — تو نے جام توڑا اور مجھے مارتا ہے

بل قضا حق ست و جَہد بندہ حق — ہیں مباش اَعور چو ابلیسِ خلق
بلکہ قضاء خداوندی حق ہے اور بندہ کی کوشش بھی حق ہے — پرانے شیطان کی طرح کانا نہ بن

دَر تردّد ماندہ ایم اندر دو کار — ایں تردّد کے بُود بے اختیار
ہم دو کاموں کے درمیاں تردد میں ہیں — بغیر اختیار کے یہ تردد کب ہوتا ہے ؟

ایں کُنم یا آں کُنم کے گوید اُو — کہ دو دست و پاش بستست اے عمو
میں یہ کروں یا وہ کروں وہ کب کہتا ہے ؟ — اے چچا! جس کے دونوں ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں

ہیچ[3] باشد ایں تردّد دَر سَرم — کہ روم دَر بحر و یا بالا پَرم
کبھی میرے سر میں یہ تردد ہوتا ہے ؟ — کہ میں سمندر پر چلوں یا اوپر کو اڑوں

ایں تردّد ہست کہ موصل رَوم — یا برائے سحر تا بابل رَوم
یہ تردد ہوتا ہے ، کہ موصل جاؤں — یا جادو کے لئے ، بابل تک جاؤں

پس تردّد را بباید قدرتے — وَرنہ آں خندہ بُود بر سُبلتے
تو تردد کے لئے قدرت چاہیے — ورنہ وہ محض مذاق ہو گا

بر قضا کم نہ بہانہ اے جواں — جُرم خود را چوں نہی بر دیگراں
اے جوان قضا (خداوندی) پر بہانہ نہ رکھ — اپنا قصور دوسروں پر کیوں ڈالتا ہے ؟

[1] قسمت۔ یہ خدائی تقسیم ہے کہ اس نے چاند کو خوبصورت چہرہ عطا کر دیا اور پھول کو خوشبو عطا کر دی۔ گفت۔ شاہ محمود نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے خدا نے بندے کو بھی اختیار دیا ہے انسان جو کام کرتا ہے اسمیں اس کی کوتاہی اور کوشش کا دخل ہے۔ ورنہ حضرت آدمؑ نے بھی سمجھا ورنہ اپنی کوتاہی کو اپنی طرف منسوب نہ کرتے بلکہ خدا کیطرف منسوب کر دیتے۔

[2] ہمچو اسطرح کے کاموں کی خدا کیطرف نسبت کر دینا شیطان کا کام ہے۔ اس نے اپنی غلطی کو خدا کیطرف منسوب کیا اور کہا کہ تو نے مجھے گمراہ کر دیا ہے۔ میرا کیا قصور ہے۔ بل۔ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضا و قدر بھی حق ہے اور انسان کی کوشش بھی اپنی جگہ صحیح ہے۔ صرف ایک جانب دیکھنا شیطان کی بھینگی آنکھ کا کام ہے۔ ورنہ تردد۔ انسان اکثر کاموں میں متردد ہوتا ہے اگر اس کو اختیار نہ ہوتا تو وہ تردد کیوں کرتا جبر کی حالت میں اس کو بھی تردد نہ ہوتا۔

[3] ہیچ۔ جبکہ انسان کو اوپر اڑنے پر قدرت ہی نہیں ہے تو وہ کبھی متردد نہیں ہوتا کہ مجھے اوپر اڑنا چاہیے یا سمندر میں کودنا چاہیے۔ ایں تردد اس کو موصول اور بابل جانے کا اختیار ہے اس میں اس کو تردد ہوتا ہے بر قضاء۔ انسان کو اپنی غلطیوں کا ذمہ دار قضاء خداوندی کو نہ بنانا چاہیے۔

خوں ۱ کُند زید و قصاصِ اُو بعمر — مے خورد بکر و بر احمد حدّ خمر
زید خون کرے اور اس کا بدلہ عمر پر — مگر شراب بکر پیے اور شراب کی سزا احمد پر

گردِ خود بر گرد و جُرمِ خود ببیں — جنبش از خود بین و از سایہ مبیں
اپنا چکر کاٹ ، اپنا قصور دیکھ — حرکت اپنی سمجھ اور سایہ کی نہ سمجھ

کہ نخواہد شُد غلط پاداشِ میر — خصم رامیداند آں میرِ بصیر
حاکم کی سزا غلط نہ ہو گی — وہ بینا حاکم ، مجرم کو جانتا ہے

تو عسل خوردی نیاید تَب بغیر — مُزدِ روزِ تو نیا بد شب بغیر
تو نے شہد پیا ، غیر کو بخار نہ آئے گا — تیری دن کی مزدوری رات کو غیر نہ حاصل کریگا

ور چہ کردی جہد کاں باتو نگشت — توچہ کاریدی کہ نامد ریعِ کشت
تو نے کس چیز میں کوشش کی وہ تجھے نہ ملی ؟ — تو نے کیا بویا کہ کھیتی کی پیداوار نہ آئی ؟

فعلِ ۲ تو کاں زاید از جان و تنت — ہمچو فرزندت بگیرد دامنت
وہ تیرا کام جو تیری جان اور جسم سے پیدا ہوتا ہے — وہ تیری اولاد کی طرح تیرا دامن پکڑیگا

فعل را در غیب صورت می کنند — فعلِ دُزدی را نہ دارے میزنند
عالم غیب میں کام کی ایک صورت بنا دیتے ہیں — چوری کے کام کیلئے کیا پھانسی نہیں لگاتے ہیں ؟

دار کے ماند بُدزدی لیک آں — ہست تصویرِ خدائے غیب داں
پھانسی ، چوری سے کب مشابہ ہے ؟ لیکن وہ — غیب داں خدا کیجانب سے ایک صورت بنائی ہوئی ہے

دردلِ شحنہ چو حق اِلہام داد — کایں چنیں صورت بساز از بہرِ داد
جب اللہ تعالیٰ نے کوتوال کے دل میں الہام کر دیا — کہ انصاف کیلئے ایسی صورت بنا لے

تا تو ۳ عالم باشی و عادل قضا — نا مناسب چوں دہد داد و سزا
تاکہ تو عالم اور منصف بنے قضاء (خداوندی) — جزا اور سزا نا مناسب کیسے دے گی ؟

چونکہ حاکم ایں کُند اندر گزیں — چوں کُند حکم اَحکَمُ لِلحَاکِمِیں
جب کہ انتخاب میں حاکم یہ کرتا ہے — تو حاکموں کا حاکم کیا حکم کرے گا؟

چوں بکاری جَو نروید غیرِ جَو — قرض تو کردی زکہ خواہم گرد
جب تو جو بوئے گا جو کے سوا نہ اگے گا — قرض تو نے لیا ہے میں گردی کس سے مانگوں ؟

جُرمِ خودرا بر کسے دیگر مَنِہ — ہوش و گوشِ خود بدیں پاداش دہ
اپنا قصور کسی دوسرے پر نہ رکھ — اپنا ہوش اور کان اس بدلہ پر لگائے رکھ

۱ خوں۔ اپنے جرم کی ذمہ داری قضا پر ڈالنا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ قتل زید کرے اور بدلہ عمر سے لیا جائے۔ شراب بکر پیئے اور احمد کو کوڑے مارے جائیں کہ نخواہد۔ اللہ تعالیٰ کبھی غیر مجرم کو سزا نہیں دیتا ہے۔ تو عسل۔ شہد کوئی کھائے اور اس کے اثر سے بخار دوسرے کو آئے دن میں مزدوری کوئی کرے اور اس کی اجرت رات کو دوسرے کو دیدی جائے یہ نہیں ہو سکتا ہے۔ در چہ۔ ظاہری اعمال کے نتیجے خود کرنے والے کو حاصل ہوتے ہیں۔

۲ فعل۔ انسان کے اعمال ہی اس کے دامنگیر ہونگے۔ جس طرح اس کی ظاہری اولاد اس کی دامنگیر ہوتی ہے، آخرت میں اعمال مصور کر دیئے جائیں گے ہاں عمل اور جزاء میں ظاہری مشابہت نہ ہو گی۔ دار۔ چوری اور ڈاکہ زنی اور اس کی سزا پھانسی میں کوئی ظاہری مناسبت نہیں ہے لیکن خدا نے دنیا میں انصاف قائم کرنے کیلئے اس کی وہ سزا تجویز کر دی ہے۔ شحنہ کوتوال۔

۳ تا تو۔ جبکہ انصاف قائم کرنے کیلئے خدا نے یہ الہام کر دیا ہے تو پھر قضا خداوندی غیر مناسب جزا اور سزا کہاں دے سکتی ہے۔ چونکہ۔ جب دنیا کا حاکم مناسب جزا اور سزا دیتا ہے تو احکم الحاکمین لامحالہ مناسب جزا اور سزا دیگا۔ قرض جب تو نے قرض لیا ہے تو ہی گردی رکھیگا۔ جرم۔ اپنا جرم کسی دوسرے پر نہ رکھ اور اس کے بدلے کا منتظر رہ۔

جُرم بر خود نہ کہ تو خود کاشتی — باجزا و عدلِ حق گُن آشتی
اپنے آپ کو قصور وار ٹھہرا کیونکہ تو نے خود بویا ہے — اللہ تعالیٰ کی جزا اور سزا سے صلح رکھ

رنج[1] را بانا شد سبب بد کردنی — بد ز فعلِ خود شناس از بخت نی
برا کرنا ، تکلیف کا سبب ہے — برائی اپنے کام کی وجہ سے سمجھ نہ تقدیر سے

آں نظر در بخت چشم احول کُند — کلب را گبدانی و کاہل کُند
تقدیر پر نظر رکھنا آنکھ کو بھینگا بنا دیتا ہے — کتے کو پاخانہ خور اور کاہل بنا دیتا ہے

متہم کُن نفسِ خود را اے فتی — متہم کم کُن جزائے عدل را
اے نوجوان ! اپنے نفس کو متہم سمجھ — انصاف کے بدلے کو متہم نہ کر

توبہ کُن مردانہ سر آور برہ — کہ فَمَنْ یَعْمَلْ بِمِثْقَالِ یَرَہٗ
مردوں کی طرح توبہ کر رستہ پر چل پڑ — کیونکہ جو مثقال برابر عمل کریگا وہ اس کو دیکھے گا

در فسونِ[2] نفس کم شو غرّہ — کافتابِ حق نپوشد ذرّہ
نفس کے مکر سے دھوکے میں نہ پڑ — کیونکہ حق کا سورج ذرے کو نہیں چھپاتا ہے

ہست ایں ذرّاتِ جسمی اے مُفید — پیشِ ایں خورشید جسمانی پدید
اے فائدہ مند ! یہ جسمانی ذرے — اس جسمانی سورج کے سامنے ظاہر ہیں

ہست ذرّاتِ خواطر و افکار — پیشِ خورشید حقائق آشکار
خیالات اور فکر کے ذرے — حقیقتوں کے سورج کے سامنے ظاہر ہیں

پیشِ حق پیداو پیشِ تو نہاں — سرِ غیب[3] ست ایں مکُن فکر ایں
خدا کے سامنے ظاہر ہیں تیرے سامنے پوشیدہ ہیں — یہ غیبی راز ہے تو اس میں غور نہ کر

حکایتِ آں صیّادے کہ خود را در گیاہ پیچیدہ بُود ، و
اس شکاری کا قصہ جس نے اپنے آپ کو گھاس میں لپیٹ لیا تھا

دستہ گُل و لالہ کُلہ وار بر سر فرو کشیدہ تا مُرغان اُورا گیاہ
گل و لالہ کا گلدستہ ٹوپی کی طرح سر پر رکھ لیا تھا تاکہ پرندے اس کو گھاس

پندارند و آں مُرغِ زیرک اند کے بُوی بُرد کہ ایں آدمی ست
سمجھیں اور ایک ہوشیار پرندے کچھ تاڑ لیا کہ یہ آدمی ہے

کہ بر شکلِ گیاہ می نماید تاہم تمام بُوی نبُرد با فسونِ اُو
جو گھاس کی شکل پر نظر آرہا ہے ، لیکن وہ بھی پورا نہ سمجھا مکر سے وہ بھی دھوکے

[1] رنج۔ انسان کی بدعملی اس کی تکلیف کا سبب ہے اور بدعملی کا وہ خود ذمہ دار ہے مقدر اس کا ذمہ دار نہیں ہے آں نظر۔ محض تقدیر پر نظر رکھنا انسان کو کاہل بنا دیتا ہے اور انسانی نفس کو برائی کا عادی اور کاہل بنا دیتا ہے۔ متہم۔ برائی کی تہمت اپنے اوپر رکھنی چاہیے اللہ کے انصاف کو متہم نہ بنانا چاہئے ، خدا نے فرمایا ہے جو ایک ذرہ عمل کرے گا اس کا نتیجہ اس کے سامنے آئے گا۔

[2] در فسون۔ انسان کو نفس سے دھوکہ نہ کھانا چاہیے اس کے عمل کا ذرہ ذرہ علم الٰہی میں ہے۔ ہست۔ جس طرح سے جسمانی ذرات ظاہری سورج میں چمک اٹھتے ہیں اسی طرح سے خیالات کے ذرات علم الٰہی میں چمک اٹھتے ہیں۔

[3] سرِ غیب۔ علم الٰہی ، عالم غیب کے اسرار میں سے ہے ہمیں عالم شہود میں غور و فکر نہ کرنا چاہئے ، تیرے اغیار سے جو خیالات مخفی ہیں وہ سب علم الٰہی میں ظاہر ہیں۔ حکایت۔ جبر و اختیار کی یہ حکایت ذکر کی گئی ہے کہ اپنے جرم کو کسی دوسرے کے ذمہ نہ لگانا چاہئے۔

مغرور شُد زیراکہ در ادراکِ اوّل قاطعے نداشت و در
میں پڑ گیا کیوں کہ وہ پہلے ادراک میں یقین نہ رکھتا تھا اور
ادراکِ دوم قاطعے داشت وَهُوَ الْحِرْصُ وَالطَّمْعُ لَا سِيَّمَا
دوسرا احساس قطعی تھا اور وہ حرص اور لالچ ہے خصوصاً حاجت
عِنْدَ فَرْطِ الْحَاجَةِ وَالْفَقْرِ قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
اور ضرورت کی زیادتی کے وقت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
وَالسَّلَامُ [1] كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا صَدَقَ
نے فرمایا ہے قریب ہے کہ فقر کفر بن جائے اللہ کے رسول نے
رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ
سچ فرمایا ہے ان پر اور ان کی اولاد اور صحابہ پر درود و سلام ہو

رفت مرغے درمیانِ مرغزار — بُود آنجا دام از بہرِ شکار
ایک پرند، چمن میں گیا — وہاں شکار کے لئے جال تھا
دانۂ چندے نہادہ بَر زمیں — واں صیّاد آنجا نشستہ در کمیں
چند دانے زمین پر رکھے تھے — اور شکاری وہاں گھات میں بیٹھا تھا
خویشتن پیچیدہ در برگ و گیاہ — وز گُل [2] ولالہ بُد بر سر کلاہ
اپنے آپ کو پتوں اور گھاس میں لپیٹ لیا تھا — اور اس کے سر پر گل و لالہ کی ٹوپی تھی
در کمیں بنشستہ و کردہ نگاہ — تا در اُفتد صید بیچارہ زراہ
گھات میں بیٹھا تھا اور نگاہ لگائے ہوئے تھا — تاکہ بیچارہ شکار، راستہ سے بھٹک جائے
مُرغک آمد سُوئے اُو از تا شناخت — پس طوافے کرد و پیشِ مرد تاخت
انجان پن سے ایک بیچارہ پرند اس کی جانب آیا — پھر کاٹا اور اس شخص کی طرف دوڑا
گفت [3] اُورا کیستی اے سبز پوش — در بیاباں درمیانِ ایں و حوش
اس نے کہا اے سبز پوش! تو کون ہے؟ — جنگل میں ان وحشیوں کے درمیان
گفت مردے زاہدم من منقطع — با گیاہ و با خشیے مقتنع
انسان نے کہا میں زاہد ہوں، لاتعلق — گھاس اور پھونس پر قناعت کرنیوالا
زہد و تقویٰ را گزیدم دین و کیش — زانکہ می دیدم اَجل را پیشِ خویش
میں نے زہد اور تقویٰ کو دین اور مذہب بنا لیا ہے — کیونکہ میں موت کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں

[1] کاد۔ فقر اور احساس کامل مومنوں کے لئے باعث فضیلت ہے آنحضورؐ کا ارشاد ہے اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ فقر میرا فخر ہے" لیکن کمزور ایمان والوں کے لئے فقر خطرناک ہے بسا اوقات وہ کفر اختیار کر لیتے ہیں۔ مرغزار۔ چمن۔ کمین۔ گھات۔

[2] وز گل۔ اس شکاری نے اپنے آپ کو چھپانے کیلئے بدن پر گھاس اور سر پر پھولوں کی ٹوپی اوڑھ لی تھی۔ تا شناخت۔ وہ پرند یہ نہ سمجھا کہ وہ شکاری ہے اور اس نے اس سے دریافت کیا تو کون ہے۔

[3] گفت۔ اس شکاری نے کہا میں ایک متقی اور زاہد ہوں اور صرف گھاس پھوس پر گزارہ کرتا ہوں۔ چونکہ موت ہر وقت میرے پیش نظر ہے میں نے دنیا سے زہد اختیار کر لیا ہے۔

مرگِ[1] ہمسایہ مرا واعظِ شدہ
پڑوسی کی موت میرے لئے واعظ بن گئی ہے

کسب و دُکّانِ مرا برہم زدہ
میری کمائی اور دکان کو تہ و بالا کر دیا ہے

چوں بآخر فرد خواہم ماندن
چونکہ میں آخر میں اکیلا رہ جاؤں گا

خُو نباید کرد باہر مَرد زَن
مجھے ہر مرد عورت کی عادت نہ ڈالنی چاہیے

رُوی خواہم کرد آخر دَر لحد
آخر میں قبر کی طرف رخ کروں گا

آں بہ آید کہ کُنم خُو با اَحد
یہ اچھا لگتا ہے کہ خدا کی عادت ڈالوں

چوں زنخ رابست خواہم اے صنم
اے پیارے ! چونہ میں ٹھوڑی کو باندھوں گا

آں بہ آید کہ زنخ کمتر زنم
یہ بہتر ہے کہ میں بکواس نہ کروں

اے بزربفت و کمر آموختہ
اے زر بفت اور پٹکے کے عادی !

آخرستت جلمۂ نادوختہ
تیرا انجام بلا سلا کپڑا ہے

رُو بخاک[2] آریم کز وے رُستہ ایم
ہم مٹی کا رخ کریں گے کیونکہ اسی سے پیدا ہوئے ہیں

دل چرا در بیوفایاں بَستہ ایم
ہم نے بے وفاؤں سے دل کیوں وابستہ کیا ہے؟

جَدّ و خویشانِ ماں قدیمی چار طبع
ہمارے قدیم دادا اور رشتہ دار چار عنصر ہیں

ما بخویشِ عاریت بستیم طمع
ہم نے عارضی رشتہ داروں سے لالچ وابستہ کیا ہے

سالہا ہم صحبتے و ہمدمی
سالوں ہم صحبت اور ساتھی

با عناصر داشت جسمے آدمی
انسان کا جسم عناصر سے رہا

رُوحِ اُو خود از نفوس و از عقول
ں کی روح نفوس اور عقول سے ہے

روح اصلِ خویش راکردہ نکول
روح ، اپنی اصل سے اعراض کئے ہوئے ہے

عقول[3] و از نفوسِ پُر صفا
ں عقول اور نفوس سے

نامہ می آید بجاں کاے بیوفا
روح کو پیام آتا ہے کہ اے بے وفا !

گانِ پنج روزہ یافتی
نے کچھ دن کے دوست پائے ہیں

رُوز یارانِ کہن بَر تافتی
پرانے دوستوں سے منہ موڑ لیا ہے

اں ہَر چند دَر بازی خوش اَند
یقیناً کھیل میں خوش ہیں

شب کشاں شاں سُوئے خانہ می کشند
رات کو ان کو گھر کی جانب کھینچ لے جاتے ہیں

[1] مرگ۔ ایک پڑوسی کی موت سے مجھے عبرت حاصل ہوگئی اور میں نے اپنی دکاں وغیرہ خیرات کر ڈالی ہے۔ چوں۔ مرنے کے بعد مجھے قبر میں تنہا رہنا ہے اسی لئے میں نے دنیا والوں سے تعلقات منقطع کر لئے ہیں اور خدا سے لو لگالی ہے۔ چوں۔ موت کے وقت منہ پر ڈھانٹا باندھ دیا جاتا ہے۔ زنخ زدن۔ بکواس کرنا۔ اے جو لوگ زندگی میں زربفت کا لباس اور زریں پٹیاں باندھتے ہیں وہ بھی موت کے بعد بلا سلا کفن پہنتے ہیں۔

[2] رَو۔ انسان مٹی سے پیدا ہوا ہے اور اس کو مر کر مٹی میں جانا ہے لہٰذا اسی سے تعلق رکھنا چاہیے۔ جدّ۔ انسان کا اصل رشتہ چاروں عنصروں سے ہے لیکن انسان عارضی رشتہ داروں سے دل وابستہ کر لیتا ہے۔ سالہا۔ انسان کے جسم کی تخلیق سے قبل اس کا جسم عناصر اربعہ کا ساتھی تھا رُوح او۔ انسان کی روح عالم نفوس اور عالم عقول کی چیز ہے لیکن وہ اپنی اصل کو فراموش کر دیتا ہے۔

[3] از عقول۔ جب روح اپنی اصل کو فراموش کرتی ہے تو وہ عقول اور نفوس اس سے کہتے ہیں کہ تو نے ہمیں بھلا دیا ہے اور عارضی یاروں سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کو کاں۔ انسانوں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو دن بھر کھیل میں لگے رہتے ہیں۔ اور رات کو ان کے والدین ان کو پکڑ کو جبراً گھر لے جاتے ہیں۔ یہی حال انسان کا ہے کہ اس کی روح کو لامحالہ اصل وطن کی طرف جانا ہے۔

شدؔ ابرہنہ وقتِ بازی طفلِ خُرد
کھیل کے وقت چھوٹا بچہ ننگا ہوا

دُزد ازنا گہہ قبا وَ کفش بُرد
چور ، اچانک چوغہ اور جوتے لے بھاگا

آنچناں گرم او ببازی درفتاد
وہ کھیل میں اس قدر لگا

کاں کلاہو پیرہن رفتش زیاد
کہ وہ ٹوپی اور لباس اس کی یاد سے نکل گیا

شب شدُ و بازیِ اُو شدُ بے مَدد
رات ہو گئی اور اس کا کھیل بغیر مدد کے رہ گیا

رُو ندارد کہ سُوئے خانہ رَود
اس کا منہ نہیں ہے گھر کو جائے

نے ۲ شنیدی اِنَّمَا الدُّنیَا لَعِبْ
کیا تو نے نہیں سنا ، کہ دنیا کھیل ہے ؟

باودادی رَخت و گشتی مُرتعِب
تو نے سامان برباد کر دیا اور تو خوفزدہ ہو گیا

پیش ازانکہ شب شود جامہ بجُو
اس سے پہلے کہ رات ہو ، کپڑے تلاش کر لے

روز را ضائع مکن دَر گفتگو
باتوں میں دن ضائع نہ کر

من بصحرا خلوتے بگزیدہ ام
میں نے جنگل میں تنہائی اختیار کر لی ہے

خلق را من دُزدِ جامہ دیدہ ام
میں نے لوگوں کو کپڑوں کا چور سمجھا ہے

نیم ۳ عُمر از آرزوی دلستاں
آدھی عمر معشوق کی تمنا میں

نیم عُمر از غُصّہائے دُشمناں
آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں

جُبّہ را بُردآں کُلہ را ایں بُرد
جبہ وہ لے گیا ، ٹوپی یہ لے گیا

غرقِ بازی گشتہ ماچوں طفلِ خُرد
ہم چھوٹے بچے کی طرح کھیل میں غرق ہیں

نک شبانگاہِ اَجل نزدیک شُد
اب موت کی رات قریب آگئی ہے

خَلّ ھٰذَا اللَّعْبَ بَسَّکَ لَا تَعُدْ
اس کھیل کو چھوڑ ، بس کر ، واپس نہ ہو

ہیں سوارِ توبہ شودر دُز دَرَس
خبردار ! تو پر سوار ہو جا چھت تک پہنچنے سے

جامہا از دُزد بستاں باز پس
چور سے کپڑے واپس لے

مرکبِ توبہ عجائب مرکبست
توبہ کی سواری عجب سواری ہے

بر فلک تازد بیک لحظہ زپست
ایک لحظہ میں نیچے سے آسمان تک دوڑ جاتی

لیک مرکب رانگہ میدار ازاں
لیکن سواری کی اس سے حفاظت کر

کو بدُزدید آں قبایت را نہ
جس نے چپکے سے تیرا چوغہ چرا لیا

---

۱ شد۔ بچہ کھیل میں اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیتا ہے اور کھیل میں اس قدر منہمک ہو جاتا ہے کہ چور اس کے کپڑے لے بھاگتا ہے۔ شب شد۔ جب رات کو وہ گھر لوٹنا چاہتا ہے تو کپڑوں کی چوری کی شرمندگی سے گھر لوٹنے کی ہمت نہیں کرتا ہے یہی حال انسان کا ہے کہ دنیا کے شغل میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اور پھر آخرت کی طرف رخ کرنے سے شرماتا ہے۔

۲ نے شنیدی۔ قرآن پاک میں ہے۔ اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَھْوٌ جان اور دنیا کھیل کود ہے لہٰذا تمہارا حال اس بچہ کا سا نہ ہو جو کھیل کود میں اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے۔ مُرتعِب۔ خوفزدہ شب شود۔ واپسی کے وقت سے پہلے اپنا جائزہ لے لو۔ من بصحرا۔ اس شکاری نے پرند سے کہا۔

۳ نیم عمر۔ انسان غفلت میں اسی طرح دن گذار دیتا ہے کہ آدھی عمر تو مرغوبات کی تمنا میں گذری اور آدھی عمر دشمنوں کے غصہ میں۔ جُبّہ۔ غرضکہ۔ سفرِ آخرت کے لئے جو سامان تیار کرنا تھا وہ سب برباد ہو جاتا ہے۔ نک۔ واپسی کا وقت قریب ہے کھیل کو چھوڑ کر چلنے کی تیاری کرنی چاہیے۔ ہیں۔ یعنی غلطیوں کی تلافی کی تدبیر اور استغفار ہے۔ مرکب توبہ شعر ہر چہ از عمر گرامی صرف در غفلت شود ای بسا یک دم ملک استغفار یافت لیک۔ توبہ کی حفاظت ضروری ہے نہیں شیطان اس کو نہ لے اڑے۔

تا نَدُزد دو مَرکبت رانیز ہم — پاس دار ایں مَرکبت راد مُبدم
تاکہ تیری سواری کو بھی نہ چرا لے — ہر وقت اپنی اس سواری کی حفاظت کر

حکایت آں شخص کہ دُزداں پَچ اُو بدُزد دید ندو بَراں
اس شخص کا قصہ جس کا دنبہ چوروں نے چرا لیا اور اس پر بس نہ کی

قناعت نکر دند بحیلہ جا مہاش راہم دُز دید ند
تدبیر سے اس کے کپڑے بھی چرا لئے

آں یکے پچ داشت از پس میکشید — دُزد پچ را بُرد و حبلش را بُرید
ایک شخص کے پاس دنبہ تھا وہ اس کو پیچھے سے کھینچ رہا تھا — دنبہ کو چور لے گیا اور اس کی رسی کاٹ دی

چونکہ شد آگہ دواں شد چپ و راست — تا بیابد کاں پچِ بُردہ کجاست
جب وہ واقف ہوا، دائیں اور بائیں جانب بھاگا — تاکہ معلوم کرے کہ وہ چرایا ہوا دنبہ کہاں ہے؟

بر سَرِ چاہے بدید آں دُزد را — کوفغاں میکرد کاے وَاوَیلتا
اس چور کو ایک کنویں پر دیکھا — کہ وہ فریاد کر رہا ہے، کہ ہائے تباہی

گفت نالاں از چہ اے اوستاد — گفت ہمیانِ زرم در چہ فتاد
اس نے کہا اے استاد! تو کیوں رو رہا ہے؟ — اس نے کہا میری نقدی کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے

گر توانی ۲ دَر رَوی بیروں کشی — خمس بدہم مَر تُرا بادل خوشی
اگر تو جا سکے، باہر نکال لائے — میں دل کی خوشی کے ساتھ تجھے پانچواں حصہ دیدونگا

ہست دَرمیانِ من پا نصد درم — گر کُنی با من چنیں لُطف و کرم
میری ہمیانی میں پانچ سو درہم ہیں — اگر تو میرے ساتھ اس طرح کی مہربانی اور کرم کرے

خمس صَد دینار بستانی بدَست — گفت با خود ایں بہائے دہ پچ ست
پانچواں حصہ سو درہم تو ہاتھ سے لے لے — اس نے سوچا، یہ اس دنبوں کی قیمت ہے

گر دَرے ۳ بَربستہ شد صَد در کشاد — گر پچے شُد حق عوض اُشتر بداد
اگر ایک دروازہ بند ہوا ہے سو دروازے کھل گئے — اگر دنبہ گیا، اللہ نے بدلے میں اونٹ دیدیا

جامہا بر کند واندر چاہ رَفت — جا مہا را بُرد ہم آں دُزد تفت
کپڑے اتارے اور کھوئیں میں اتر گیا — وہ چور فوراً کپڑوں کو بھی لے گیا

حازمے باید کہ رَہ تا دہ بَرد — حزم نبُود طمع طاعوں آوَرد
پختہ کار چاہیے تاکہ گاؤں تک کا راستہ طے کر لے — پختہ کاری نہ ہو تو لالچ طاعون پیدا کر دیتا ہے

۱ تا نَدُزد دو۔ اس شیطان چور نے تمہارا سامان تو چرا ہی لیا اب اس توبہ کی سواری نہ چرا لے۔ حکایت۔ اس حکایت کا منشا یہ ہے کہ انسان لالچ میں پڑ کر پے در پے چور کو چوری کا موقع دیدیتا ہے۔ پچ۔ دُنبہ۔ آں یکے۔ یہ شخص اپنا دُنبہ رسی میں باندھے لے جا رہا تھا چور نے پیچھے سے آ کر رسی کاٹ کر دنبہ چرا لیا اب یہ شخص اس کی تلاش میں بھاگا تو چور ایک کنویں پر کھڑے ہو کر رونے لگا اور چور نے اس دنبہ والے سے کہا کہ میری پانچسو اشرفیوں کی ہمیانی کنویں میں گر گئی ہے اگر کوئی اس کو کنویں میں سے نکال دے تو میں اس کو اس میں سے سو اشرفیاں دے دوں گا یہ شخص لالچ میں آ گیا اور کپڑے اتار کر کنویں میں اتر گیا چور اس کے کپڑے بھی لے بھاگا۔

۲ گر توانی۔ چور نے دنبہ والے سے کہا اگر تو میری ہمیانی نکال دے گا تو اس کا پانچواں۔ حصہ۔ تجھے دیدوں گا خمس پانچواں حصہ گفت۔ دنبہ والے نے دل میں سوچا کہ مجھے تو دس دنبوں کی قیمت کی برابر اشرفیاں مل رہی ہیں۔

۳ گر دَرے۔ اگر دنبہ گیا تو کیا پروا ہے مجھے اس کے بدلے میں اونٹ مل رہا ہے۔ جامہا۔ اس دنبہ والے نے اپنے کپڑے اتار کر رکھ دیئے اور کنویں میں اتر گیا وہ چور اس کے کپڑے لے بھاگا۔ جازمے۔ منزل طے کرنے کے لئے بڑی پختہ کاری کی ضرورت ہے۔

اُو یکے اِ دُز دیست فتنہ سیرتے
وہ شیطان ایک فتنہ سیرت سے چور ہے

چوں خیال اُورا بہر دم صُورتے
خیال کی طرح اس کی ہر لحہ ایک نئی صورت ہے

کس نداند مکرِ اُو اِلّا خدا
اس کا مکر خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا

دَر خدا بگریزو وَارہ زاں دغا
خدا (کی پناہ) میں بھاگ اس دغا (باز) سے نجات حاصل کر

مناظرۂ مُرغ با صیّاد در ترہّب و در معنیِ ترہبی کہ

پرند کا شکاری کے ساتھ رہبانیت اختیار کرنے کے بارے میں. مناظرہ جس

مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نہی کرد ازاں اُمّتِ

اسے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو روکا ہے

خودرا کہ لَا رُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَام

کہ اسلام میں رہبانیت نہیں ہے

مُرغ گفتش خواجہ درخلوت مایست
پرندے نے اس سے کہا اے خواجہ! خلوت میں نہ ٹھہر

دینِ احمدؐ را ترہّب نیک نیست
احمدؐ کے دین میں رہبانیت اچھی نہیں ہے

از ترہّب نہی کرد آخر رسولؐ
آخر رسولؐ نے رہبانیت سے منع کیا ہے

بدعتے چوں دَر گرفتی اے فضول
اے فضول! تو نے بدعت کیوں اختیار کر لی؟

جمعہ۲ شرطست و جماعت دَر نماز
جمعہ اور نماز میں جماعت ضروری ہے

امرِ معروف وز مُنکَر احتراز
بھلی بات کا حکم دینا اور بری بات سے بچنا

رَنج بَد خُویاں کشیدن زیر صبر
صبر کے ماتحت بدمزاجوں کی تکلیف برداشت کرنا

مَنفعت داداں بَخلقاں ہمچو ابر
ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچانا

خَیْرُ النَّاسِ اَنْ یَّنْفَعَ النَّاس اے پدر
اے بابا! بہتر انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے

گر نہ سنگی چہ حریفی با مَدر
اگر تو پتھر نہیں ہے تو ڈھیلوں سے دوستی کیسی؟

درمیانِ اُمّتِ مرحوم باش
مرحوم امت کے درمیان رہ

سنّتِ احمدؐ مہل محکوم باش
احمدؐ کی سنت نہ چھوڑ، محکوم بنا رہ

چوں۳ جماعت رحمت آمد اے پسر
اے بیٹا! جب کہ جماعت رحمت ہے

جہد کُن کز رحمت آری تاجِ سَر
تو کوشش کرتا کہ تو رحمت سے سر کا تاج حاصل کر لے

دَر جوابش گفت صیّادِ عیار
اس کے جواب میں چالاک شکاری نے کہا

نیست مُطلق اینکہ گفتی ہوشدار
سمجھ لے یہ مطلقاً نہیں ہے جو تو نے کہا

۱ اُو۔ شیطان ہر لحہ بھیس بدل کر دھوکا دیتا ہے۔ کس نداند۔ اس کی چالوں کو خدا ہی پہچان سکتا ہے۔ بس اس کی پناہ مانگتے رہو۔ ترہب۔ رہبانیت اختیار کرنا۔ رہبانیت یہ ہے کہ انسان تمام دنیوی علاقے منقطع کر کے جنگلوں میں عبادت گذاری کرے آنحضورؐ نے اس رہبانیت سے منع فرمایا ہے۔ بدعت۔ رہبانیت اسلامی طریقہ نہیں ہے لہٰذا وہ بدعت ہے۔

۲ جمعہ۔ اسلام، جمعہ اور جماعت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دیتا ہے۔ رہبانیت اس کے منافی ہے۔ رنج۔ شریعت کا حکم ہے کہ لوگوں کی بدخلقی پر صبر کرو اور ابر کی طرح لوگوں کو نفع پہنچاؤ۔ خیر الناس حدیث شریف ہے "بہترین انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے" اگر نہ سنگی۔ ڈھیلوں سے دوستی کرنا پتھر کا کام ہے انسان کا کام نہیں ہے۔ درمیان۔ عوام سے مل کر زندگی گذارنا سنت ہے۔

۳ چوں جماعت۔ حدیث شریف ہے اَلْجَمَاعَۃُ رَحْمَۃٌ وَالْفُرْقَۃُ عَذَابٌ "جماعت رحمت ہے الگ رہنا عذاب ہے" دو جوابش۔ اس چالاک شکاری نے کہا کہ جماعت کو تنہائی پر مطلقاً فضیلت نہیں ہے بسا اوقات گوشہ تنہائی جماعت سے افضل ہوتا ہے اگر یہ بڑے ساتھی ہوں تو تنہائی افضل ہوگی۔

هست تنهائی به از یارانِ بد — نیک بابد چوں نشیند بد شود
برے دوستوں سے تنہائی بہتر ہے — نیک بد کیساتھ جب بیٹھتا ہے، بد ہو جاتا ہے

زانکہ[1] اعقل ہر کرا نبود در سوخ — پیش عاقل او چو سنگ ست وکلوخ
کیونکہ جس کی عقل میں پختگی نہ ہو — وہ عقلمند کے نزدیک پتھر اور ڈھیلے کی طرح ہے

چوں حمار ست آنکہ بے اہلیت ست — صحبت او عینِ رہبانیت ست
جو نا اہل ہے وہ گدھے کی طرح ہے — اس کی صحبت بالکل رہبانیت ہے

ہوش او سوئے علف باشد چو خر — بگذر ازوے تا نمانی بے ہنر
اس کا ہوش گدھے کی طرح چارے کی طرف ہوتا ہے — اس سے بھاگ تاکہ تو بے ہنر نہ رہ جائے

زانکہ غیر حق ہمہ گردد رُفات — کُلُّ اٰتٍ بَعْدَ حِیْنٍ فَهُوَ اٰت
کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا سب ریزہ ریزہ ہو جائیگا — تھوڑی دیر کے بعد ہر آنے پہنچنے والا ہے

ہر چہ جز آں وجہ باشد ہالک ست — ملک ومالک عکسِ آن یک مالک ست
جو کچھ اس وجہ کے سوا ہے، وہ ہلاک ہونیوالا — ملک اور مالک، اس ایک مالک کا عکس ہے

گرچہ[2] سایہ عکسِ شخص ست اے پسر — ہیچ از سایہ نتانی خورد بر
اے بیٹا! اگرچہ سایہ شخص کا عکس ہے — تو سایہ سے کبھی پھل نہ کھائے گا

ہیں ز سایہ شخص رامی کن طلب — در مسبّب رو گذر کن از سبب
آگاہ، سایہ کے ذریعہ شخص کو ڈھونڈ لے — مسبب کی طرف جا، سبب سے گزر جا

یارِ جسمانی بود رویش بمرگ — صحبتش شوم ست باید کرد ترک
جسمانی دوست کا رخ موت کی طرف ہے — اس کی صحبت منحوس ہے، چھوڑنی چاہیے

حکمِ او ہم حکمِ قبلہ او بود — مُردہ اش خواں چونکہ مُردہ جو بود
اس کا حکم بھی اس کے قبلہ کا حکم ہو گا — جبکہ وہ مردے کا جویاں ہے اس کو مردہ سمجھ

ہر کہ با ایں قوم باشد راہب ست — کہ کلوخ و سنگ اورا صاحب
جو اس قوم کے ساتھ ہو وہ راہب ہے — کیونکہ ڈھیلا اور پتھر اس کا ساتھی ہے

بگذر[3] از سنگ وکلوخِ بے وجود — سوئے کانِ لعل رو از بہرِ جود
بے وجود یہ پتھر اور ڈھیلے سے گذر جا — بخشش کے لئے لعل کی کان میں جا

خود کلوخ و سنگ کس را رہ زند — زیں کلوخاں صد ہزار آفت رسد
ڈھیلا اور پتھر خود کسی کی رہزنی کرتے ہیں؟ — ان ڈھیلوں سے لاکھوں آفتیں پہنچتی ہیں

[1] زانکہ۔ بے عقل انسان عقلمند کے نزدیک ڈھیلا اور پتھر ہے چوں حمار بے عقل انسان پتھر تو کیا بلکہ گدھا ہے اس کے ساتھ رہنا ایسا ہی برا ہے جیسا کہ تو رہبانیت کی برائی کر رہا ہے۔ ہوش او۔ اس بے عقل انسان کو چرنے اور کھانے کی فکر ہے اس کی صحبت بے ہنر بنا دیگی۔ زانکہ۔ اس بے عقل کا مقصود جبکہ غیر حق ہے وہ بالکل فنا ہو جائیگا بلکہ وہ فنا شدہ ہے۔ کُلُّ اٰت۔ جو چیز ہونیوالی ہے سمجھو کہ ہو چکی۔ ہر چہ۔ کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ۔ "خدا کے علاوہ ہر چیز فنا ہونے والی ہے"

[2] گرچہ۔ ممکنات بمنزلہ سایہ کے ہیں اور سایہ مفید نہیں ہے ہیں ز سایہ۔ ممکنات اور کائنات سے گذر کر ذاتِ باری سے علاقہ قائم کرنا چاہیے۔ یار۔ غیر اللہ جو فانی ہے اس کی صحبت بری ہے۔ مرگ۔ مولانا نے اس شعر میں مرگ کو ترک کا ہم قافیہ بنایا ہے۔ حکم۔ چونکہ اس فانی یار نے اپنا مقصود فانی کو بنا رکھا ہے لہٰذا خود فانی ہے۔ ہر کہ۔ جو دنیا داروں کی صحبت اختیار کرے وہ بھی راہب ہے کیونکہ یہ دنیا دار ڈھیلے اور پتھر ہیں۔

[3] بگذر۔ برے ساتھیوں سے انقطاع کر کے اللہ تعالیٰ کیطرف رجوع کرنا چاہیے کانِ لعل۔ اللہ تعالیٰ۔ خود۔ جنگل کے ڈھیلے اور پتھر کسی راہب کی رہزنی نہیں کرتے اور یہ بڑے ساتھی سینکڑوں مصائب کا سبب ہیں۔

گفت اُمرغش پس جہاد آنگہ بُود — کایں چنیں رہزن میانِ رہ بُود
پرند نے اس سے کہا، جہاد جب ہوتا ہے — جب راستہ میں ایسا رہزن ہو

از برائِ حفظ و یاری و نبرد — بر رہِ نا ایمن آید شیر مرد
حفاظت اور مدد اور جنگ کے لئے — شیر مرد، خوفناک راستہ پر آتا ہے

عرقِ مردی آنگہے پیدا شود — کہ مُسافر ہمرہِ اعدا شود
مردانگی کی رگ اس وقت پیدا ہوتی ہے — جب کہ مسافر دشمنوں کے ہمراہ ہو

چوں نبیؐ السّیف بودست آں رسولؐ — اُمّت اُو صفدر اند و فحول
چونکہ وہ رسولؐ نبی السیف ہیں — ان کی امت صف شکن اور جوانمرد ہے

مصلحت۲ دردینِ ما جنگ و شکوہ — مصلحت دردینِ عیسیٰ غار و کوہ
ہمارے مذہب میں جنگ اور دبدبہ مصلحت ہے — عیسیٰ کے دین میں، غار اور پہاڑ مصلحت ہے

مصلحت دادست ہر یک را جدا — مصلحت جُو گر توئی مردِ خدا
ہر ایک کو جداگانہ مصلحت دی ہے — اگر تو مردِ خدا ہے مصلحت تلاش کر

گفت آرے گر بُود یاری و زور — تا بقُوت بَر زند بر شرّہ شور
اس نے کہا ہاں اگر مدد اور طاقت ہو — تاکہ قوت سے شوریدہ شر حملہ کرے

قُوتے۳ باید دریں رہ مَرد وار — یارمی باید درینجا فرد وار
اس راستہ میں مردانہ قوت چاہیے — اس جگہ یکتا یار چاہئے

چوں نباشد قُوتے پرہیز بہ — در فرارِ لا یطاق آساں بجہ
جب طاقت نہ ہو بچنا بہتر ہے — بے بسی کی بات سے بھاگنے میں آسانی سے کود جا

صنعت این ست اے عزیزِ نامدار — فکر تے کُن در نگر انجام کار
اے نامدار عزیز! کاریگری یہی ہے — غور کر لے، انجام کار دیکھ لے

یارمی جُو تا بیابی راہ را — ورنہ کے دانی تو راہ و چاہ را
دوست کی تلاش کر، تاکہ تو راستہ پا لے — ورنہ تو راستہ اور کنویں کو کیا سمجھے گا؟

گفت صدقِ دل بباید کار را — ورنہ یاراں کم نیایند یار را
اس نے کہا کام میں دل کی سچائی چاہیے — ورنہ یار کے لئے یار کم نہیں ہیں

۱ گفت۔ پرند نے کہا کہ انہی برے ساتھیوں کیساتھ رہنے سے ہی نفس کے ساتھ جہاد کرنا ممکن ہو سکے گا اگر دشمن نہ ہو تو جہاد کی فضیلت کہاں حاصل ہو سکتی ہے۔ از برائی۔ بہادری راہ اختیار کرتا ہے جس پر اس کو دوستوں کی مدد کا موقع اور راہزنوں سے جنگ کا موقع مل سکے اور دشمنوں کی موجودگی میں اس کی بہادری کی رگ ابھرتی ہے۔ چوں۔ آنحضور کو نبی السیف "تلوار والے نبی" بھی کہا جاتا ہے تو انکی امت بھی بہادر اور مجاہد ہے۔

۲ مصلحت۔ اسلام میں کافروں سے جہاد نیکی اور مصلحت ہے اور رہبانیت اختیار کرنا اور غاروں میں بیٹھ کر عبادت کرنا حضرت عیسیٰ کا دین تھا۔ جدا۔ ہر مذہب میں وقت کی مناسبت سے احکام دیئے گئے ہیں۔ گفت۔ شکاری نے کہا کہ بیشک گوشہ نشینی پر جہاد کو فضیلت ہے لیکن اسی شخص کے لئے جس میں جہاد کی طاقت ہو۔

۳ قوتے۔ شکاری نے کہا جہاد کے لئے قوت اور مخلص ساتھی ضروری ہیں۔ صنعت۔ کاریگری یہی ہے کہ انسان انجام پر نظر رکھ کر کام شروع کرے یار۔ راہِ جہاد کیلئے یار کی ضرورت ہے اور اس زمانے میں مخلص دوست کہاں ہیں۔ گفت پرند نے کہا کیا اگر اپنے دل میں صداقت ہو تو دنیا میں یاروں کی کمی نہیں ہے تو خود دوسرے کا دوست بن پھر دیکھ کس قدر دوست ملتے ہیں۔ اور زندگی کی راہ میں یار کی بے حد ضرورت ہے۔

یار شو تا یار بینی بے عدد
یار بن جا، تاکہ تو بے شمار یار دیکھے

زانکہ بے یاراں بمانی بے مدد
کیونکہ تو یاروں کے بغیر بے مدد رہ جائے گا

دیو[1] اگر گرگست و تو ہمچوں یوسفی
شیطان بھیڑیا ہے اور تو یوسفؑ کی طرح ہے

دامنِ یعقوبؑ مگذار اے صفی
اے برگزیدہ! یعقوبؑ کا دامن نہ چھوڑ

گرگ اغلب آنگہے گیرا بُوَد
عموماً بھیڑیا اس وقت پکڑنے والا بنتا ہے

کز رمہ شیشک بخود تنہا رَوَد
جبکہ ایک سالہ بکری کا بچہ گلے سے اکیلا چلتا ہے

آنکہ سُنّت با جماعت ترک کرد
جس نے سنت مع جماعت کے ترک کر دی

در چنیں مسبع نہ خونِ خویش خورد
کیا ایسے درندوں کے مقام میں اسنے اپنا خون نہیں پیا؟

ہست[2] سُنّت رہ جماعت چوں رفیق
سنت راستہ اور جماعت سفر کے ساتھی کی طرح ہے

بے رہ و بے یارا فتی در مضیق
تو بغیر راستہ اور بغیر یار کے تنگی میں پھنس جائیگا

راہِ سُنّت با جماعت بہ بُوَد
سنت کا راستہ اور جماعت کے ساتھ بہتر ہوتا ہے

اسپ با اسپاں یقیں خوشتر رَوَد
گھوڑا، گھوڑوں کیساتھ یقیناً اچھا چلتا ہے

لیک ہر گمراہ راہمرہ مداں
لیکن ہر گمراہ کو ہمراہ نہ سمجھ

غافلانِ خفتہ را آگہ مداں
سوئے ہوئے غافلوں کو، باخبر نہ سمجھ

ہمرہے را جُو کزو یابی مدد
ایسا ہمراہ تلاش کر جس سے تجھے مدد حاصل ہو

ہمدل و ہمدرد و جویانِ احد
جو ہمدل اور ہمدرد ہو اور خدا کا جویاں ہو

ہمرہے نے گو بُود خصم خرد
وہ ہمراہی نہیں جو عقل کا دشمن ہو

فرصتے جوید کہ جلّہ تو بَرد
موقع کی تلاش کرے کہ تیرے کپڑے لے اڑے

میرَوَد با تو کہ یابد عقبہ[3]
تیرے ساتھ چلتا ہے، تاکہ کوئی گھاٹی ملے

کہ تواند کردت آنجا نہبہ
تاکہ وہاں تجھے لوٹ سکے

میرَو دبا تو برائے سُودِ خویش
وہ تیرے ساتھ اپنے نفع کے لئے چلتا ہے

بیں منوش از نوش اُوکاں پست نیش
خبردار! اس کا شہد نہ پی، کیونکہ وہ ڈنک ہے

یا بُوَد اشتر دلے چوں دید ترس
یا وہ بزدل ہو کہ جب اس نے خوف محسوس کیا

گوید اُو بہرِ رجوع از راہ درس
وہ راستہ سے لوٹنے کا سبق پڑھائے

یار راترساں کند ز اشتر دلی
بزدلی ہے دوست کو ڈرا دیتا ہے

ایں چنیں ہمرہ عدو داں نے ولی
ایسے ساتھی کو دشمن سمجھ، نہ کہ دوست

---

[1] دیو۔ شیطان کو بھیڑیا سمجھ اور بھیڑیا ہمیشہ اس بکری پر حملہ کرتا ہے جو ریوڑ سے جدا رہے۔ گیرا۔ گیرندہ۔ شیشک۔ بکری کا ایک سالہ بچہ۔ آنکہ۔ جو شخص سنت اور جماعت کو چھوڑ کر تنہائی اختیار کرتا ہے۔ وہ اس بکری کی طرح ہے جو خوفناک درندوں کے جنگل میں ریوڑ سے جدا رہے۔

[2] ہست۔ سنت راستہ، اور جماعت اس کا ساتھی ہے اس کے بغیر انسان مصیبت میں پھنس جاتا ہے لیکن سفر کا ساتھی جانچ کر بنانا چاہیے اور وہ ایسا شخص ہونا چاہیے جو خدا کا طلبگار ہو اور ہمدرد ہو۔ ہمرہے۔ وہ ساتھی عقل کا دشمن نہ ہو اور ایسا نہ ہو کہ موقع پا کر تیرا سامان ہی لے بھاگے۔ ی رود۔ وہ تیرے ساتھ اسلئے لگ گیا ہو کہ کوئی پہاڑ کی گھاٹی آئے تو تجھے وہاں لوٹ لے۔

[3] عقبہ۔ پہاڑ کی گھاٹی۔ نہبہ۔ لوٹ۔ نوٹ۔ اس ساتھی کی چیکنی باتوں سے دھوکا کھانا۔ یا بود۔ وہ ساتھی ایسا بزدل بھی نہ ہونا چاہیے کہ اگر دین کی کچھ مشکلات پیش آئیں تو دینداری چھوڑنے کا مشورہ دینے لگے۔ یا ترساں۔ بزدل، دوسرے کو بھی بزدل بنا دیتا ہے۔

یارِ بد[1] مارست ہیں بگریز ازُو
برا دوست سانپ ہے خبردار! اس سے بھاگ

تا نریزد دَر تو زہرآں زشت خُو
تاکہ وہ بد عادت تجھ میں زہر نہ ڈال دے

یار را از راہ بُردآں راہزن
وہ راہزن یار کو راستہ سے بھٹکا دیتا ہے

مَرد نبُود آنکہ افتد زیرِ زَن
مرد نہ ہوگا، جو عورت سے مغلوب ہو جائے

راہ جانبا زیست دَر ہرَ عیشۂ
زندگی کی ہر حالت میں جانبازی، راستہ ہے

آفتے دَردفعِ ہر جاں شیشۂ
ہر نازک دل کو بہکانے کیلئے وہ آفت ہے

راہِ دیں ہرَ گمرہی خود چوں رَود
ہر گمراہ دین کے راستہ پر خود کیسے چلے؟

حازمے باید کہ مَردِ رَہ بُود
کوئی پختہ کار چاہئے جو مرد راہ ہو

راہِ دیں زاں رُو پراز شورو شرست
دین کا راستہ اسی وجہ سے شورو شر سے بھرا ہوا ہے

کہ نہ راہِ[2] ہر مُخنّث گوہرست
کیونکہ وہ ہر ہیز طبیعت کا راستہ نہیں ہے

دَر رہ ایں ترس امتحانہائے نفوس
اس راستہ میں خوف نفسوں کے امتحانات ہیں

ہمچو پرویزن بہ تمیز سَبُوس
جس طرح کہ چھلنی بھوسی جدا کرنے کے لئے

راہ چہ بُود پرنشانِ پا یہا
راستہ کیا ہوتا ہے؟ پاؤں کے نشانوں سے پر

یارچہ بُود نردبانِ رایہا
دوست کیا ہوتا ہے؟ تدبیروں کی سیڑھی

گیرم آں گرگت نیا بدز احتیاط
میں نے مانا، احتیاط کی وجہ سے وہ بھیڑیا تجھے نہ پکڑیگا

بے زجمعیت نیابی آں نشاط
جماعت کے بغیر تو وہ خوشی نہ محسوس کریگا

آنکہ[3] اندر راہ تنہا خوش رَود
وہ شخص جو راستہ میں اکیلا اچھا چلتا ہے

با رفیقاں سیر اُو صد تو شود
دوستوں کے ساتھ اس کی رفتار سو گنا ہو جائے گا

با غلیظی خر زیاراں اے فقیر
اے فقیر! باوجود کثافت کے گدھا دوستوں کی وجہ سے

دَر نشاط آید شوَد قوّت پذیر
خوش ہو جاتا ہے، قوت پکڑتا ہے

ہرَ خَرے کز کارواں تنہا رَوَد
جو گدھا قافلہ سے جدا چلتا ہے

بروے آں راہ از تعب صد تو شوَد
مشقت کی وجہ سے وہ راستہ اسپر سو گنا ہو جاتا ہے

چند سیخ و چند چوب افزوں خورد
چند سیخ اور چند لاٹھیاں زیادہ کھاتا ہے

تا کہ تنہا آں بیاباں را بُرد
جبکہ اکیلا اس جنگل کو طے کرتا ہے

[1] یارِ بد۔ برا ساتھی بمنزلہ سانپ کے ہے۔ یارِ بد۔ بزدل رہزن ہے جو ساتھی کو بے راہ کر دیتا ہے جو شخص ایسے ساتھی سے مغلوب ہو وہ مرد نہیں ہے زن۔ یعنی مردانگی سے خالی بزدل راہ۔ شعر:
شیوہ نازک دلاں نبود سلوک راہ خطر
سخت دشوار است بارشیشہ ہا سنگلاخ راہ دیں۔ شعر:
خطر بسیار دار راہ حق ہوشیار شو صاحب
کو موسیٰ بے عصا در وادی ایمن نمی آید

[2] کہ نہ راہ۔ دین کے راستہ کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پر خطر بنایا ہے تاکہ چلنے والوں کی آزمائش ہو سکے۔

[3] آنکہ۔ اس راستہ کا ڈر اچھے برے کو اسی طرح جدا کر دیتا ہے جس طرح چھلنی آٹے اور بھوسی کو جدا کر دیتی ہے راہ۔ صحیح راستہ وہی ہے جس پر دوسروں سالکوں کے نشانات قدم ہوں، دوست وہی ہے جس کی عقل تیرا سہارا ہو گیرم۔ تنہا سفر کرنے میں ہو سکتا ہے کہ احتیاط کی وجہ سے نقصان نہ پہنچے لیکن نشاط جماعت کے ساتھ رہنے میں ہے۔

[4] آنکہ۔ تنہائی میں بھی اگر بہتر کام کرتا ہے تو جماعت میں رہ کر اس سے زیادہ بہتر کر سکے گا۔ با غلیظی۔ گدھا جیسا کثیف مزاج بھی دوسرے گدھوں کے ساتھ ہونے سے تیز رفتار بن جاتا ہے۔ اگر تنہا چلتا ہے تو سست رفتاری کی وجہ سے اس کی زیادہ پٹائی ہوتی ہے۔

مر ترا ۱ گوید آں خر خوش شنو
وہ گدھا تجھ سے کہتا ہے اچھی طرح سن لے

گر نۂ خر ہمچنیں تنہا مرو
اگر تو گدھا نہیں ہے اس طرح تنہا نہ چل

آنکہ تنہا خوش رود اندر رصد
جو کمین گاہ میں اکیلا ٹھیک چلتا ہے

بارفیقاں بے گماں خوشتر رود
بلا شک دوستوں کے ساتھ زیادہ بہتر چلے گا

ہر نبیّے اندریں راہِ دُرست
اس سچے راستہ میں ہر نبی نے

معجزہ بنمود و ہمرا ہاں بجُست
معجزہ دکھلایا اور ساتھی تلاش کئے

گر نباشد یاریِ دیوارہا
اگر دیواروں کی دوستی نہ ہو

کے بَر آید خانہ و انبارہا
گھر اور ذخیرہ کب حاصل ہوں ؟

ہر یکے دیوار اگر باشد جُدا
اگر ہر دیوار جدا ہو

سَقف چوں باشد مُعلّق بَر ہوا
ہوا میں چھت کیسے معلق ہو گی ؟

گر نبا ۲ شد یاریِ حبر و قلم
اگر روشنائی اور قلم کی دوستی نہ ہو

کے فتد بَر رُوئی کاغذ ہا رقم
تو کغاذ پر تحریر کب آئے ؟

ویں حصیرے کہ کسے می گسترد
وہ بوریا جو کوئی بچھاتا ہے

گرنہ پیوندد بہم بادش بَرد
اگر آپس میں نہ جڑے ، اس کو ہوا لیجائے

حق زہر جنسے چوزوجین آفرید
جب اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کے جوڑے پیدا کئے

پَس نتائج شُد ز جمعیت پدید
تو اجتماع سے نتائج ظاہر ہوئے

درمیانِ مرغ وصیّاد اے عجب
تعجب ہے ، پرند اور شکاری میں

بَس شکال افتادو شُد نزدیک شب
بہت سے اشکال پیدا ہوئے اور رات قریب آ گئی

اُو بگفت ۳ وایں بگفت از اہتزاز
اس نے کہا اور اس نے کہا ، جوش کی وجہ سے

بحث شاں شُد اندریں معنی دراز
اس مسئلہ میں ان کی بحث لمبی ہو گئی

مثنوی راچاپ بک و دلخواہ کُن
مثنوی کو چالو اور دل پسند بنا

ماجرا را مُوجَزو کوتاہ کُن
قصہ کو مختصر اور کوتاہ کر دے

مُرغ راچوں دیدہ بر گندم فتاد
پرند کی آنکھ جب گیہوں پر پڑی

نَفسِ اُو بے طاقت آمد دَر گشاد
اس کا نفس خوشی میں بے قابو ہو گیا

۱ مر ترا۔ انسان کو گدھے ہی سے عبرت حاصل کر لینی چاہئے اور جماعت کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ آنکہ۔ تنہا مسافر غیر مطمئن رہتا ہے ساتھیوں کا ہمراہی آرام سے سفر کرتا ہے۔ ہر نبی۔ انبیاء نے بھی جماعت بنانے کی خاطر معجزہ دکھائے اور تنہا روی اختیار نہ کی۔ گر نباشد۔ اگر دیواروں کی باہمی یاری نہ ہو اور صرف ایک دیوار ہو تو اس سے نہ گھر بنے گا اور نہ اس میں غلے کے انبار لگیں گے۔

۲ گر نباشد۔ روشنائی اور قلم کی اجتماع سے کتابت ہوئی ورنہ تنہا روشنائی اور قلم بیکار ہے۔ ایں حصیرے۔ بوریا مجھ کے پتوں کے اجتماع سے بنتا ہے ورنہ ہر پتے کو ہوا اڑا لے جائے۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے ہر جنس کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے اور ان کے اجتماع سے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ درمیان۔ پرند اور شکاری میں رہبانیت اور اجتماعی زندگی کی افضلیت کی بحث رات تک ہوتی رہی۔

۳ اُو بگفت۔ پرند اور شکاری میں اس مسئلہ میں بہت سے سوال و جواب ہوئے لیکن چونکہ ہمیں مثنوی کے اور مضامین بیان کرنے ہیں لہٰذا اس بحث کو مختصر کرتے ہیں۔ مرغ۔ جال میں دانہ کو دیکھ کر پرند بے قابو ہو گیا اور شکاری سے دریافت کرنے لگا کہ یہ گیہوں کس کے ہیں شکاری نے کہا لاوارث یتیم بچوں کے ہیں چونکہ لوگ مجھے امانتدار سمجھتے ہیں میرے پاس امانت رکھ دیتے ہیں۔

بَعد ازاں گفتش کہ گندم آنِ کیست
اس کے بعد اس نے اس سے کہا گیہوں کس کے ہیں؟

گفت امانت از یتیم بے وصی ست
اس نے کہا بغیر وصی کے بچہ کی امانت ہیں

مالِ ایتام[1] است امانت پیشِ مَن
چند یتیموں کا مال میرے پاس امانت ہے

زانکہ پیندارند مارا مؤتمن
کیونکہ مجھے امانت دار سمجھتے ہیں

گفت من مضطرّم و مجروحِ حال
اس نے کہا میں مضطر اور پھٹے حال ہوں

ہست مُردار ایں زماں بر من حلال
اس وقت مجھ پر مردار حلال ہے

ہیں بدستورے ازیں گندم خورم
ہاں اجازت ہے؟ کہ میں اس گیہوں میں سے کھالوں

اے امین و پارسا ؤ محترم
اے امین اور پارسا اور محترم

گفت مُفتیِ ضرورت ہم توئی
اس نے کہا ضرورت کے بارے میں تو ہی فتوی دینے والا ہے

بے ضرورت گر خوری مُجرِم شوی
بغیر ضرورت کے اگر کھائے گا گنہگار ہو جائیگا

ور ضرورت ہست ہم پرہیز بہ
اگر ضرورت بھی ہے، تو بھی بچنا بہتر ہے

در خوری بارے ضمانِ آں بدہ
اگر کھائے گا پھر اس کا تاوان دیدینا

مُرغ بَس در خور فرورفت آں زماں
پرند اس وقت اپنے اندر ڈوب گیا

تو سنش سَر بستد از جذبِ عناں
اس کا گھوڑا باگ کھینچنے سے قابو میں نہ آیا

چوں[2] بخورد آں گندم اندر فخ بماند
اس نے جیسے ہی گیہوں کھایا جال میں رہ گیا

چند اُو یٰسین وَالأنعام خواند
اس نے سورۂ یٰسین اور انعام بہت پڑھی

بَعد درماندن چہ افسوس و چہ آہ
پھنس جانے کے بعد کیا افسوس اور کیا آہ

پیش ازاں بایست ایں دُودِ سیاہ
یہ کالا دھواں اس سے پہلے چاہئے

پیش ازاں کایں دانہ بر تو فخ شوَد
اس سے پہلے کہ یہ دانہ تیرے لئے جال بنے

گرمیِ حرص تو ہمچوں یخ شوَد
تیرے لالچ کی گرمی برف کی طرح ہو جائے

آہ[3] و دود و نالہ آں دَم کار بَند
آہ اور دھویں اور نالہ پر اس وقت عمل کر

حرص را آوارہ کُن اے ہوشمند
اے ہوشمند! حرص کو دفع کر دے

آں زماں کہ حرص جنبید و ہوس
جب حرص اور حرکت میں آگئے

آں زماں می گو کہ اے فریاد رس
اس وقت کہہ، کہ اے فریاد رس

کاں زماں پیش از خرابی بصرہ اَست
کیوں کہ وہ وقت بصرہ کی تباہی سے پہلے کا ہے

بُو کہ بصرہ وارہد ہم زاں شکست
ہو سکتا ہے کہ بصرہ شکست سے نجات پا جائے

[1] ایتام۔ یتیم کی جمع ہے۔ مؤتمن۔ امانتدار۔ گفت پڑنے کہا میں بھوک سے مجبور ہو رہا ہوں ایسی حالت میں تو مردار کھانا بھی جائز ہو جاتا ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ میں اس گیہوں کو کھالوں۔ مُغر۔ شکاری نے کہا کہ تو خود اپنے بارے میں فتوی دے کہ تو مجبور ہے یا نہیں؟ اور ضرورت اگر مجبوری بھی ہے تو حرام سے بچنا بہتر ہے اور اگر تو مجبوری کھائے گا تو پھر ضمان بھی دینا پڑے گا۔ مرغ۔ پرند دانہ کھانے پر مجبور ہو گیا۔

[2] چوں بخورد۔ دانہ چگتے ہی پرند جال میں پھنس گیا اس نے سورہ یٰسین اور سورہ انعام پڑھی جن کا پڑھنا مصیبت میں مفید ہوتا ہے لیکن اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بعد درماندن۔ جب عذاب الٰہی آ پکڑتا ہے۔ پھر توبہ مفید نہیں ہوتی ہے۔ یخ۔ یعنی خوف کی وجہ سے لالچ ٹھنڈا پڑ جائے۔

[3] آہ و دود۔ توبہ اور آہ و زاری عذاب اور موت کے نرغہ سے پہلے مفید ہے۔ آں زماں۔ انسان کا نفس جب گناہ پر مجبور کرے تب خدا کی طرف رجوع مفید ہے۔ خرابی بصرہ۔ بصرہ شہر کی تباہی یعنی تباہی سے قبل اس کی روک تھام مفید ہے تباہی کے بعد تدبیر بیکار ہے۔

اِبْکِ لِیْ یَا بَاکِیَ یَا ثَاکِلِی ۱ قَبْلَ هَدْمِ الْبَصْرَةِ وَالْمُوْصَلِی
اے میرے رونے والے اے مجھے گم کرنے والے! مجھ پر رو موصل اور بصرہ کی تباہی سے پہلے

نَحْ عَلَّی قَبْلَ مَوْتِیْ وَاغْتَفِرْ لَا تَنُحْ لِیْ بَعْدَ مَوْتِیْ وَاصْطَبِرْ
میرے مرنے سے پہلے مجھ پر رو اور مغفرت چاہ میرے مرنے کے بعد نہ رو اور صبر کر

اِهْلِ لِیْ قَبْلَ ثُبُوْرِیْ فِی الثَّوٰی بَعْدَ طُوْفَانِ الثَّوٰی خَلِ الْبُکَا
میری ہلاکت میں تباہی سے پہلے مجھ پر رو لے ہلاکت کے طوفان کے بعد رونا چھوڑ دے

آں زماں کہ دیوی شُد راہزن آں زماں بایست یٰسیں خواندن
جس وقت شیطان رہزن بنا اس وقت یٰسین پڑھنی چاہیے

پیش ازاں کا شکستہ گردد کارواں آں زماں چوبک بزن اے پاسباں
اس سے پہلے کہ قافلہ تباہ ہو اے چوکیدار! اس وقت ڈنکا پیٹ دے

حکایت ۲ پاسبانے کہ خاموش کرد تا دُزداں رختِ تاجراں
اس چوکیدار کا قصہ جس نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ چور تاجروں کا سب

ببرُدند بکلّی بعدازاں ہیہای و پاسبانی بنیادی کرد
سامان لے گئے اس کے بعد ہائے ہائے اور حفاظت شروع کی

پاسبانے بُود دَرِیک کارواں حارسِ مال و قماشِ آں مہاں
ایک قافلہ میں ایک چوکیدار تھا ان بڑے تاجروں کے سامان اور مال کا محافظ

پاسباں شب خفت ودُزد اسباب بُرد رختہا را زیرِ ہر خاکے فشرد
چوکیدار رات کو سو گیا اور چور سامان لے گیا سامان زمین کے اندر دبا دیا

روز شُد بیدار شُد آں کارواں دید رفتہ رخت وسیم و اُشتراں
دن ہوا ، وہ قافلہ جاگا اس نے دیکھا کہ سامان اور چاندی اور اونٹ جا چکے ہیں

پاسباں ۳ درہے ہے وچوبک زدن گرم گشتہ خود ہمُوبد راہزن
چوکیدار ہائے ہائے اور ڈنکا پیٹنے میں مصروف ہو گیا خود ہی چور تھا

پس بدُو گفتند اے حارسِ بگو کہ چہ شدُ ااں رخت واں سباب کوُ
تو لوگوں نے اس سے کہا اے چوکیدار! بتا کہ یہ سامان کیا ہوا؟ اور یہ اسباب کہاں ہے

گفت دُزداں آمد ندانند نقاب رختہا بردند از پیشم شتاب
اس نے کہا چور نقاب ڈالے ہوئے آئے میرے سامنے سے فوراً سامان لے گئے

۱ ثاکل۔ وہ شخص جس کا کوئی مر گیا ہو۔ هدم البصرة بصرہ اور موصل کی تباہی سے خود انسان کی تباہی مراد ہے نح۔ یہ خود اپنے نفس کو خطاب ہے تو نوحہ کر۔ شور۔ ہلاکت۔ الثوی۔ ہلاکت آں زماں۔ جب شیطان گناہ پر مجبور کرے گا سے بچنے کی تدبیر مفید ہے۔ پیش ازاں۔ قافلہ کی تباہی سے قبل بچاؤ کی تدبیر مناسب ہے۔

۲ حکایت۔ اس قصہ سے یہ بتانا ہے کہ چوکیدار نے قافلہ کے لٹنے کے بعد اپنا فریضہ ادا کیا جو مفید نہ تھا۔ حارس۔ نگہباں۔ مہاں۔ مہ کی جمع ہے، بڑا بزرگ۔ رختہا۔ چوری کا سامان، چور نے زمین میں دفن کر دیا۔ زُروز شُد۔ جب دن نکلا تو قافلہ والوں کا سب سامان لٹ چکا تھا۔

۳ پاسباں۔ قافلہ لٹنے کے بعد چوکیدار نے ہائے ہائے شروع کی۔ ہموبد۔ چونکہ اس چوکیدار نے چور کو بھگانے کی تدبیر نہ کی اسلئے گویا وہ خود چور ہوا۔ گفت۔ چوکیدار نے کہا چور نقاب پہن کر آئے اور میری موجودگی میں جلد سے سامان لے گئے۔

قوم گفتندش کہ اے چوں تلِ ریگ[1] — پس چہ میکردی چہ تو مُردہ ریگ

قوم نے اس سے کہا اے ریت کے تیلے جیسے! — پھر تو کیا کر رہا تھا۔ تو کیسا ذلیل ہے

گفت من یک کس بُدم ایشاں گروہ — با سلاح و با شجاعت با شکوہ

اس نے کہا میں اکیلا تھا وہ گروہ تھا — ہتھیار اور بہادری اور دبدبہ کے ساتھ

گفت اگر در جنگ کم بُودت اُمید — نعرہ بایستی زدن کہ بر جہید

کہا اگر تجھے لڑائی میں امید نہ تھی — تجھے پر نعرہ مارنا چاہیے تھا کہ اٹھو

گفت آں دَم کارد بنمودند و تیغ — کہ خموش ورنہ کشیمت بید ریغ

اس نے کہا اس وقت انہوں نے چھری اور تلوار دکھائی — کہ خاموش ورنہ ہم تجھے بید ریغ قتل کر دینگے

آں زماں از ترس بستم من دہاں — ایں زماں فریاد و ہیہائے و فُغاں

اس وقت میں نے ڈر سے منہ بند کر لیا — اب فریاد اور ہائے ہائے اور فغاں ہے

آں[2] زماں بست ایں دمم کہ دَم زنم — ایں زماں چندانکہ خواہی می کنم

اس وقت میرا یہ سانس رک گیا کہ دم مارون — اب جس قدر تو چاہے میں کروں گا

چونکہ عمرت بُرد دیوِ فاضحہ — بے نمک باشد اَعُوذُ و فاتحہ

جب کہ رسوا شیطان تیری عمر لے گیا — تو اعوذ اور فاتحہ بے مزہ ہے

گرچہ باشد بے نمک اُکنوں حنیں — ہست غفلت بے نمک تر زاں یقیں

اگرچہ اب رونا بے مزہ ہے — یقینا غفلت اس سے زیادہ بے مزہ ہے

ہمچناں[3] ہم بے نمک می نال نیز — کہ ذلیلاں را نظر کن اے عزیز

ایسے ہی بے مزہ روتا بھی رہ — کہ اے عزیز! آپ ذلیلوں کی طرف نظر فرمائیں

قادری بیگاہ چہ بُود یا بگاہ — از تو چیزے فوت کے شد اے آلہ

تو قادر ہے بے وقت اور با وقت کیا ہوتا ہے؟ — اے خدا! تجھ سے کوئی چیز کب فوت ہوئی ہے؟

گفت لَا تَاسَوْا عَلٰی مَا فَاتَکُمْ — کے شود از قدرتش مطلوب گم

اس نے فرمایا ہے "جو تم سے فوت ہو جائے اس پر غم نہ کرو" — اس کی قدرت سے مطلوب کب غائب ہوتا ہے؟

[1] تلِ ریگ۔ ریت کا تیلہ یعنی بے حس۔ مُردہ ریگ۔ مردے کی میراث، ناچیز۔ گفت۔ چوکیدار نے جواب دیا۔ کہ وہ بہت اور ہتھیار بند تھی میں اکیلا۔ نہتا تھا۔ نعرہ۔ قافلہ والوں نے کہا اگر ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا تو شور مچا دینا۔ آں دم۔ چوکیدار نے کہا کہ انہوں نے تلوار دکھا کر مجھے چپ کر دیا تھا۔ آں زماں۔ اس وقت تو میں دم نہ مار سکتا تھا اب میں فریاد کر رہا ہوں۔

[2] آں زماں۔ اس وقت میں دم نہیں مار سکتا تھا۔ اب تم جس قدر چاہو میں شور و غل مچا دوں۔ چونکہ جس طرح قافلہ کے لٹ جانے کے بعد اس چوکیدار کا شور و غل بیکار تھا اسی طرح پوری عمر برباد کرنے کے بعد اعوذ اور فاتحہ پڑھنا بے فائدہ ہے۔ گرچہ۔ اب مولانا فرماتے ہیں۔ کہ آخری عمر میں بھی توبہ غفلت سے بہتر ہے۔

[3] ہمچناں۔ آخر عمر میں ہی آہ و زاری کر لے اور دربار خداوندی میں عرض کر کہ اے خدا تو قادر مطلق ہے میرے لئے وقت اور بے وقت کوئی چیز نہیں ہے۔ گفت۔ انسان کے اعتبار سے کسی کام کا وقت گذرتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے خدا سے کوئی چیز فوت نہیں ہوتی اسی لئے قرآن پاک میں فرمایا ہے کہ جو تم سے فوت ہو جائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مجھ سے فوت ہو جائے۔

حوالہ کردنِ مرغ گرفتاریِ خودرا دَردام بفعل و مکر و زَرقِ

پرند کا جال میں اپنی گرفتاری کو زاہد کے فعل اور مکر اور دھوکے سے

زاہد و جواب گفتنِ زاہد مُرغ را

وابستہ کرنا اور زاہد کا پرند کو جواب دینا

گفت آں مُرغ ایں سزیِ آن بُود
پرند نے کہا، یہ اس کی سزا ہے

کہ فسونِ زاہداں را بشنود
جو زاہدوں کی مکاری کو سنے

گفت زاہد نے سزیِ آں نشاف
زاہد نے کہا نہیں یہ اس دیوانگی کی سزا ہے

کہ خورد مالِ یتیماں از گزاف
کہ بیہودگی سے یتیموں کا مال کھائے

بَعدازاں نوحہ گری آغاز کرد
اس کے بعد اس نے ایسا رونا شروع کیا

کہ فخ و صیّاد لرزاں شد ز درد
کہ درد سے جال اور شکاری لرز گئے

کز تناقضہایِ دل پشتم شکست
کہ دل کے متضاد خیالوں سے میری کمر ٹوٹ گئی

بر سَرم جانا بیامی مال دست
اے محبوب! آ میرے سر پر ہاتھ پھیر دے

زیر۲ دستِ تو سَرم را راحت ست
آپ کے ہاتھ کے نیچے میرے سر کو راحت ہے

دَست تو دَر شکر بخشی آیتے ست
آپ کا ہاتھ شکر عطا کرنے میں دلیل ہے

سایہ خود از سَرِ من بر مدار
میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹایئے

بیقرارم بیقرارم بیقرار
میں بے قرار ہوں، میں بے قرار ہوں، بیقرار

خوابہا بیزار شُد از چشمِ مَن
میری آنکھ سے نیندیں غائب ہو گئیں

دَر غمت اے رشکِ سَرو و یاسمن
آپ کے غم میں اے سرو و یاسمن! (باعث) رشک

گر نیم لائق چہ باشد گر دَمے
اگرچہ میں نالائق ہوں کیا ہو جائیگا اگر تھوڑی دیر کیلئے

نا سزائے را پُرسی دَر غمے
کسی غم میں آپ کسی نالائق کی پرسش کر لیں گے

مَر عَدم۳ را خود چہ استحقاق بُود
خود عدم کا کیا استحقاق تھا؟

کہ بر و لُطفت چنیں دَرہا کشود
کہ آپ کی مہربانی نے اس پر ایسے دروازے کھول دیئے

خاکِ گرگیں را کرم آسیب کرد
خاکی خاک کو کرم والا کر دیا

دہ گہر از نُورِ حِسّ دَر جیب کرد
حس کے نور کے دس موتی جیب میں ڈال دیئے

پنج حسِّ ظاہر و پنجِ نہاں
پانچ ظاہری حس اور پانچ پوشیدہ

کہ بشر شُد نُطفۂ مُردہ ازاں
کہ مردہ نطفہ ان سے انسان بن گیا

توبہ بے توفیقت اے نُورِ بلند
اے بلند نور! آپ کی توفیق کے بغیر، توبہ

چیست جُز بَر ریشِ توبہ ریشخند
سوائے توبہ کی مذاق اڑانے کے کیا ہے؟

۱ گفت۔ پھنسنے کے بعد پرند نے کہا جو زاہدوں کے مکر میں پھنس جائے اس کی یہی سزا ہے جو مجھے ملی ہے زاہد۔ زاہد نے کہا کہ اپنی سزا کو اپنے فعل سے وابستہ کر تو نے یتیموں کا مال کھایا یہ اس کی سزا ہے۔ نشاف۔ دیوانگی۔ بعد ازاں۔ پھر اس پرند نے اس سزا کو اپنے فعل کی سزا سمجھ کر اس دردناک طریقہ پر رونا شروع کر دیا جس سے شکاری اور جال لرز گیا۔ تنہا قضہای۔ انسان کے دل میں متضاد خیالات آتے رہتے ہیں کبھی گناہ کی طرف میلان ہوتا ہے کبھی اس سے نفرت ہوتی ہے۔

۲ زیر دست۔ اب اس پرند یعنی گناہوں میں مبتلا شخص نے یہ دعا شروع کر دی کہ اے خدا میرے سر پر دست کرم رکھ دے تیرے دست کرم کے نیچے میرے سر کو راحت ہے۔ تیرا دست کرم مجھے نعمت بخشتا ہے اور شکر کی توفیق دیتا ہے۔ شکر بخشی۔ نعمت بخشی۔ سایہ۔ اے خدا میرے سر سے اپنا سایہ نہ ہٹا میں بیقرار ہوں اور تیرے غم میں میری نیند اڑ گئی ہے، میں اگرچہ نالائق ہوں۔ لیکن ایک نالائق پر کرم کرنے سے تیرا کچھ نہیں بگڑتا ہے۔

۳ مر عدم۔ تو نے مجھے بغیر کسی استحقاق کے اپنے کرم سے پیدا کر دیا۔ خاکِ گرگیں۔ خاکی مٹی۔ یعنی ذلیل مٹی کرم آسیب۔ یعنی کرم کے لڑ والا یعنی اس نے مٹی کو حواس عطا کر دیئے۔ دہ گہر۔ یعنی باطنی پان حواس اور ظاہری پانچ حواس۔ پنج نطفہ ایک بے جان چیز ہے پھر اس میں دسوں حواس پیدا ہو جاتے ہیں۔ توبہ اگر تو ہیں توفیق الٰہی شامل نہ ہو تو اس توبہ کا بقا مشکل ہے اور پھر اس توبہ کا مذاق اڑتا ہے۔

سُبلتانِ[1] ! توبہ یک یک بر کنی — توبہ سایہ است و تو ماہِ روشنی
آپ توبہ کی ایک ایک مونچھ اکھاڑ دیتے ہیں — توبہ سایہ ہے آپ روشنی کا چاند ہیں

اے زتو ویراں دکان و منزلم — چوں ننالم چوں بیفشاری دلم
اے محبوب آپ کی وجہ سے میری دکان اور منزل ویران ہے — میں کیوں نہ روؤں جبکہ آپ میرا دل بھینچ رہے ہیں؟

چونکہ بے تو نیست کارم را نظام — بے تو ہر گز کار کے گردد تمام
کیونکہ آپ کے بغیر میرا کام منظم نہیں ہے — آپ کے بغیر کام کب مکمل ہو گا

چوں گریزم زانکہ بے تو زندہ نیست — بے خداوندیت بُودِ بندہ نیست
میں کیسے بھاگوں، کیونکہ تیرے بغیر کوئی زندہ نہیں ہے — تیری آقائی کے بھیر بندہ کا وجود نہیں ہے

جانِ من بستاں تو اے جاں را اصول — زانکہ بے تو گشتہ ام از جاں ملول
اے جانوں کی جڑ ! تو میری جان لے لے — کیونکہ میں تیرے بغیر جان سے رنجیدہ ہوں

عاشقم[2] من بر فنِ دیوانگی — سیرم از فرہنگی و فرزانگی
میں دیوانگی کے ہنر پر عاشق ہوں — میرا عقلمندی اور فرزانگی سے پیٹ بھر چکا ہے

چوں بدرّد شرم گویم راز فاش — چند ازیں صبر و زجر و ارتعاش
جب شرم چاک ہو گئی میں راز کو کھول کر کہوں گا — یہ صبر اور پیچ و تاب اور کپکپاہٹ کب تک ؟

در حیا پنہاں شدم ہمچوں سجاف — تا کہاں بجہم ازیں زیر لحاف
میں حیا میں گوٹ کی طرح پوشیدہ رہا — اچانک اس لحاف کے نیچے سے کودوں گا

اے[3] رفیقاں راہہا را بست یار — آہوئے لنگیم و او شیرِ شکار
اے دوستو ! دوست نے راستے بند کر دیے ہیں — ہم لنگڑے ہرن ہیں ، وہ شکاری شیر ہے

جز کہ تسلیم و رضا کو چارۂ — در کفِ شیرِ نرے خونخوارۂ
تسلیم اور رضا کے سوا کیا چارہ ہے ؟ — خونخوار نر شیر کے پنجے میں

اُو ندارد خواب و خور چوں آفتاب — رُوحہا را می کند بیخورد و خواب
وہ سورج کی طرح سونا اور کھانا نہیں رکھتا — وہ روحوں کو بغیر کھانے اور نیند کے بناتا ہے

کہ بیا من باش یا ہم خُوئے من — تا بہ بینی در تجلی رُوئے من
کہ آجا ، من بنجا ، یا میرا ہم خصلت (بنجا) — تاکہ تو تجلی میں میرا رخ دیکھ سکے

[1] سُبلتان۔ تو توبہ کی مونچھیں اکھاڑ دیتا ہے تو بایک سایہ ہے اور تو چاند ہے چاند کے سامنے سایہ کہاں باقی رہتا ہے اسے تو اے خدا تیری ہی قضا اور قدر کی وجہ سے میرے حواس اور دل تباہ ہیں۔ چونکہ۔ جب تک تو میرے اعمال کو منظم نہ کریگا میرا کام ناقص رہیگا۔ چوں گریزم۔ بغیر خدا کی توفیق کے کام کا نظام درست ہوتا تو در کنار مذمت کی بھی ممکن نہیں ہے خدا کی خدائی کے بغیر بندہ کا وجود ممکن نہیں ہے۔

[2] عاشقم۔ شعر۔
ورای طاعت دیوانگان زما مطلب
کہ شیخ مذہب ما عاقلی گنہ دانست
دیوانگی۔ یعنی حالت سکر۔ فرزانگی۔ یعنی عقل معاشی۔ راز۔ یعنی تقدیر کا راز حالت صحو میں بیان نہیں کیا جا سکتا عوام کے لئے معذور ہے حالت سکھت میں کہا جا سکتا ہے۔ زجر۔ پیچش۔ ارتعاش۔ اضطراب یہ کیفیتیں راز کے ضبط کرنے کی صورت میں پیدا ہوتی ہیں۔ در چیا۔ صحو کی حالت راز بیان کرنے سے مانع ہے لحاف۔ گوٹ جو لحاف کے استر اور اوپر کے درمیان دبی ہوئی ہوتی ہے۔

[3] اے رفیقاں۔ وہ راز یہ ہے کہ قضا و قدر کی اور ہماری مثال یہ ہے کہ لنگڑا ہرن ہو اور شیر شکاری ہو تو وہ کہاں بچ سکتا ہے یہی حال ہمارا ہے کہ معاصی کی وجہ سے قضا و قدر نے ہمارا راستہ بند کر دیا ہے۔ جز۔ لنگڑے ہرن کیلئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ وہ اپنے آپ کو شیر کے سپرد کر دے۔ نداردہ۔ وہ خود چونکہ کھانے پینے اور سونے سے بے نیاز ہے اس لئے ہمیں بھی ایسا ہی بنا دیا ہے۔ کہ بیا۔ حضرت حق تعالیٰ انسان کو اپنے اخلاق والا بنانا چاہتا ہے تا کہ اس کو مشاہدہ حاصل ہو سکے۔

ور ندیدی چوں چنیں شیدا شدی
اگر تو نے نہیں دیکھا ہے تو ایسا عاشق کیوں بنا؟

خاک بودی طالبِ احیا شدی
تو مٹی تھا، زندگی کا طالب بنا

گر ز بے اسویت نداد ست اُو علف
اگر اس نے لامکان سے تجھے خوراک نہیں دی ہے

چشمِ جانت چوں بماندست آنطرف
تیری جان کی آنکھ اس طرف کیوں لگی ہے؟

گربہ بر سوراخ زاں شد مُعتکِف
بلی، سوراخ پر اس لئے بیٹھی ہے

کہ ازاں سوراخ اُو شد مُعتلِف
کہ اس سوراخ سے وہ غذا پانیوالی بنی ہے

گربہ دیگر ہمی گردد ببام
دوسری بلی کوٹھے پر چکر لگا رہی ہے

کز شکارِ مُرغ یا بید اُو طعام
کیونکہ اس نے پرند کے شکار سے غذا پائی ہے

آں یکے را قبلہ شد جولاہگی
ایک کا قبلہ جولاہہ پن بنا

واں یکے حارس برائے جاگی
اور ایک تخولہ کے لئے چوکیدار ہے

واں ۲ یکے بیکار و رُو در لا مکاں
اور ایک بیکار ہے اور منہ لامکان کیطرف ہے

کہ ازاں سُو دادیش تو قوتِ جاں
کیونکہ اسی جانب سے آپ نے اس کو جان کی روزی عطا کی ہے

کار آں دارد کہ حق رشد مُرید
کام وہی رکھتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا ارادہ کرنیوالا بنا

بہرِ کارے اُو زہر کارے بُرید
اس نے ایک کام کیلئے ہر کام سے علیحدگی کر لی

دیگراں چوں کودکاں ایں روز چند
دوسرے ان بچوں کی طرح یہ چند روز

تا شبِ ترِ حال بازی می کنند
سفر کی رات تک کھیلتے رہے ہیں

خوابنا کے گو زیقظہ می جہد
وہ سویا ہوا جو بیداری کے ذریعہ اٹھتا ہے

دایۂ وسواس عشوش می دہد
وسوسے کی دایہ اس کو فریب دیتی ہے

رو بخسپ ۳ اے جاں کہ بگذاریم ما
اے جان! جا، سو جا ہم کسی کو موقع نہ دینگے

کہ کسے از خواب بجہاند تُرا
کہ کوئی تجھے نیند سے اٹھائے

ہم تو خود را بر کنی از بیخ خواب
تو خود ہی اپنے آپ کو نیند کی جڑ سے علیحدہ کر لے

ہمچو تشنہ کہ شنود اُو بانگِ آب
اس پیاسے کی طرح جو پانی کی آواز سن لے

بانگِ آبم مَن بگوشِ تشنگاں
میں پیاسوں کے کان میں پانی کی آواز ہوں

ہمچو باراں می رسم از آسماں
بارش کی طرح آسمان سے پہنچ رہا ہوں

۱ گر۔ چونکہ روح لامکان سے غذا حاصل کر چکی ہے لہٰذا اس کی نظریں ادھر لگی ہوئی ہیں۔ گربہ۔ بلی کو جب کسی سوراخ سے غذا حاصل ہو جاتی ہے تو وہ وہاں ہی انتظار میں بیٹھی رہتی ہے۔ دیگر۔ کسی بلی نے اگر بالا خانہ پر شکار پکڑا ہے تو وہ وہاں کے چکر کاٹتی ہے۔ آں یکے۔ جس شخص کو جس پیشے سے فائدہ ہو چکا ہے وہ اس کی طرف متوجہ رہتا ہے۔ جاگی۔ تخولہ۔

۲ واں یکے۔ جن کو عالم بالا سے روحانی غذا حاصل ہوتی ہے انکی توجہ عالم بالا کی طرف رہتی ہے۔ کار۔ پہلے شعر میں چونکہ عالم بالا کی طرف متوجہ رہنے والوں کو بیکار کہا تھا اب فرماتے ہیں کہ اصل کام انہی لوگوں کا ہے۔ دیگراں۔ دنیاداروں کی مثال ان بچوں کی سی ہے جو کھیل کود میں وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ تر حال۔ سفر۔ خوابنا کے۔ ان دنیاداروں میں سے جس کو ہوش بھی آتا ہے شیطان اس کو اسی طرح تھپک کر دوبارہ غافل بنا دیتا ہے جس طرح دایہ بچہ کو تھپک کر سلا دیتی ہے۔

۳ رو۔ بخسپ۔ وسوسہ کی دائی شیطان اس کو سلاتے ہوئے کہتا ہے کہ آرام سے سوتا رہ میں کسی کو موقع نہ دوں گا کہ تیرے آرام میں خلل انداز ہو۔ ہم تو خود۔ انسان کو چاہئے کہ غفلت کی نیند کے اسباب خود ختم کر دے اور اس طرح بیدار رہے جس طرح کہ پیاسا پانی کی آواز سن کر بیدار رہتا ہے۔ بانگ۔ مولانا فرماتے ہیں جس طرح پانی کی آواز جو آسمان سے نازل ہوتا ہے پیاسوں کی غفلت کو دور کرتی ہے میں بھی غافلوں کی اسی طرح بیدار کر رہا ہوں۔

بُرجہ[1] اے عاشق برآ در اضطراب — بانگِ آب و تشنہ و آنگاہ خواب
اے عاشق! اٹھ اور بے چین ہو جا — پانی کی آواز ہو اور پیاسا اور پھر نیند

حکایت آں عاشقے کہ شب بیامد بر اُمیدِ وعدۂ معشوق بداں
اس عاشق کی حکایت جو معشوق کے وعدے کی امید پر اس حجرے میں
وثاقے کہ اشارت کردہ بُود و بعضے از شب منتظر بُود کہ خوابش
پہنچا جس کا اس نے اشارہ کیا تھا اور رات کے کچھ حصہ میں منتظر رہا پھر
بُربود معشوق آمد اُورا خُفتہ یافت جیبش پُر جوز کرد و اُورا
اس کو نیند آ گئی معشوق آیا اس کو سویا ہوا پایا اس کی جیب اخروٹوں سے بھر دی
خُفتہ گذاشت و باز گشت و دَربیانِ تحقیقِ ملامَتِ آں
اور اس کو سوتا چھوڑ دیا اور واپس ہو گیا اور اس کی حقیقت کی تحقیق کے بیان میں

عاشقے بُودست در ایّامِ پیش — پاسبانِ عہد اندر عہدِ خویش
اگلے زمانہ میں ایک عاشق تھا — اپنے زمانے میں عہد کا پابند
سالہا در بندِ وصلِ ماہِ[2] خود — شاہ مات و مات شاہنشاہِ خود
سالوں اپنے چاند کے وصل کی فکر میں تھا — عاشقوں کا شاہ اور اپنے شہنشاہ کا مقتول تھا
عاقبت جوینده یا بنده بُود — کہ فرح از صبر ز اینده بُود
انجام کار تلاش کرنے والا، پانے والا ہے — کیونکہ کشادگی صبر سے پیدا ہونے والی ہوتی ہے
گفت روزے یارِ اُو کامشب بیا — کہ بہ پختم از پئے تو لوبیا
ایکدن اس کے معشوق نے اس سے کہا کہ آج رات آجا — کیونکہ میں نے تیرے لئے لوبیا پکایا ہے
دَر فلاں حجرہ نشیں تا نیم شب — تا بیایم نیم شب من بے طلب
آدھی رات تک فلاں حجرے میں بیٹھ — تاکہ میں بغیر بلائے آدھی رات کو آجاؤں
مَرد قرباں کرد و نہا بخشش کرد — چوں پدید آمد مہش از زیر گرد
مرد نے قربانی دی اور روٹیاں خیرات کیں — جبکہ اس کا چاند غبار میں سے رونما ہوا
شب دراں حجرہ نشست آں گرمدار — بر اُمیدِ وعدۂ آں یارِ غار[3]
وہ گرم جوشی سے رات کو اس حجرے میں بیٹھ گیا — اس مخلص دوست کے وعدے کی امید پر
مُنتظر بنشستہ خوابش دَر ربود — اُو فتادو گشت بیخود آں عنود
منتظر بیٹھا تھا اس کو نیند آ گئی — وہ سرکش گر پڑا اور غافل ہو گیا

[1] برجہ۔ سالک کو غفلت ترک کر کے مشاہدہ کے لئے مضطرب ہو جانا چاہیے ورنہ یہ طلب حقیقی نہ ہوگی اور یہ عاشق عشق کے دعوے میں جھوٹا ہو گا۔ حکایت۔ اس حکایت میں یہ بتایا ہے کہ اس عاشق کا حقیقی عشق نہ تھا اس لئے وہ سو گیا ورنہ عشق اور نیند میں ضد ہے۔ وثاق۔ حجرہ۔ جوز۔ اخروٹ پاسبان۔ یعنی یہ عاشق اپنے زمانہ میں معشوق کے عہد کا پابند سمجھا جاتا تھا۔

[2] ماہ۔ یعنی معشوق۔ شاہ مات۔ مات سے مقتول عاشق مراد ہے یعنی وہ عاشقوں کا شاہ تھا۔ کہ فرح۔ حدیث شریف ہے۔ الصبرُ مفتاحُ الفرج۔ لوبیا۔ ترکاری کا دانہ ہے جو پکا کر کھایا جاتا ہے۔ مرد۔ وصل کے مژدہ اور امید پر عاشق نے قربانی کی اور روٹیاں تقسیم کیں۔

[3] یارِ غار۔ حضرت ابوبکرؓ جو کہ ہجرت کے وقت آنحضورؐ کے ساتھ غارِ ثور میں رہے، مطلقاً پکا دوست۔ منتظر۔ اس عاشق نے ابتداءِ شب میں معشوق کا انتظار کیا اور پھر سو گیا۔

ساعتے بیدار بُد خوابش گرفت
وہ دیر تک بیدار رہا اس کو نیند نے پکڑ لیا

عاشقِ دلدادہ را خواب اے شگفت
تعجب ہے ، دلدادہ عاشق کو نیند ؟

بعدِ نصف اللّیل آمد یارِ اُو
اس کا دوست آدھی رات کے بعد آیا

صادقُ الوَعدانہ آں دلدارِ اُو
وہ اس کا معشوق ، سچے وعدے والوں کی طرح

عاشقِ خود را فتادہ خُفتہ دید
اپنے عاشق کو پڑا ہوا ، سویا ہوا دیکھا

اندکے از آستینش اُو درید[1]
تھوڑی سی اس کی آستین پھاڑی

گردگانِ چندش اندر جیب کرد
چند اخروٹ اس کی جیب میں ڈالدیئے

کہ تو طِفلی گیر ایں می باز نَرد
کہ تو بچہ ہے ، یہ لے لے کھیل

چوں سحر از خواب عاشق بر جہید
جب صبح کو عاشق نیند سے جاگا

آستین و گرد گاہا را بدید
آستین اور اخروٹ دیکھے

گفت شاہِ ما ہمہ صدق و وفاست
بولا ، ہمارا شاہ مجسم سچائی اور وفا ہے

آنچہ بَر ما میرسد آں ہم زماست
جو کچھ ہم پر نازل ہوتا ہے ، وہ ہماری جانب سے ہے

اے[2] دلِ بے خواب ما زیں ہمنم
اے بے خواب دل ! ہم اس سے مطمئن ہیں

چوں خَرس بر بام چوبک میزنیم
ہم بالا خانے پر نگہبان کی طرح ڈنکا بجاتے ہیں

گردگانِ مادریں مطمن شکست
ہمارے اخروٹ اس چکی میں پس گئے

ہر چہ گویم از غمِ خود اندَکست
اپنے غم کے بارے میں جو کچھ کہوں ، کم ہے

عاذلا چندیں صُداع و ماجرا
اے ملامت گر ! دردِ سر اور قصہ کہنک ؟

پند کم دہ بعد ازیں دیوانہ را
اس کے بعد دیوانے کو نصیحت نہ کر

مَن[3] نخواہم عشوۂ ہجراں شنود
میں فراق کا فریب نہ سنوں گا

آز مودم چند خواہم آز مُود
میں نے آزما لیا ، کتنا آزماؤں گا ؟

ہر چہ غیرِ شورش و دیوانگی ست
شورش اور دیوانگی کے علاوہ جو کچھ ہے

اندریں رہ دوری و بیگانگی ست
اس راستہ میں دوری اور بیگانگی ہے

ہیں بنہ برپا یم آں زنجیر را
ہاں میرے پاؤں میں یہ زنجیر ڈال دے

کہ دریدم سلسلہ تدبیر را
کیونکہ میں نے تدبیر کا سلسلہ توڑ دیا ہے

[1] دید۔ نشانی کے طور پر معشوق نے عاشق کی آستین پھاڑ دی۔ گردگان۔ نہ بچوں کو اخروٹ دے کر بہلا دیا جاتا ہے معشوق نے اس عاشق کو مکتب قرار دے کر اس کی جیب میں اخروٹ ڈال دیئے۔ چوں سحر۔ جب صبح کو عاشق بیدار ہوا اور اس نے اپنی آستین پھٹی ہوئی اور جیب میں اخروٹ دیکھے تو بولا کہ معشوق تو سچا ہے اور محرومی خود میری وجہ سے ہوئی۔

[2] اے۔ اب مولانا اپنے آپ کو خطاب کر کے کہتے ہیں کہ ہم اس خواب غفلت سے محفوظ ہیں اور چوکیدار کی طرح بالا خانہ پر بیٹھ کر نقارہ بجاتے ہیں اور ہم نے غفلت کے اسباب کو فنا کر دیا ہے۔ عاذلا۔ مولانا نے اپنے عشق کی کیفیت کا اظہار فرمایا ہے فرماتے ہیں ملامت گر ہم دیوانوں کو ملامت نہ کر اس سے دردِ سر پیدا ہوتا ہے۔

[3] مَن نخواہم۔ ملامت گر عموماً فراق سے ڈرا کر عشق ترک کرنے کو کہتا ہے۔ آزمودم۔ میں ہجر کو آزما چکا ہوں وہ ہجر ہی نہیں ہے نیز اس میں بھی میرے لئے لذت ہے۔ ہر چہ۔ راہِ عشق میں دیوانگی اور شورش کے سوا ہر چیز معشوق سے بیگانگی ہے۔ شعر

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد لاغیر و تمنائے

ہیں۔ اب میں دیوانگی اختیار کر چکا ہوں لہٰذا میں زنجیر کا مستحق ہوں۔

غیر[1] بعد آں نگارِ مقبلم — گر دو صد زنجیر آری بگسلم
میرے اقبال مند معشوق کے گھنگرالے بالوں کے علاوہ — اگر تو دو سو زنجیریں لائے گا میں توڑ دوں گا

عشق و ناموس اے برادر راست نیست — بردرِ ناموس اے عاشق مایست
عشق اور آبرو اے بھائی ! مناسب نہیں ہے — اے عاشق ! آبرو کے دروازے پر نہ ٹھہر

وقت آں آمد کہ من عُریاں شوم — نقش بگذارم سراسر جاں شوم
وہ وقت آ گیا کہ میں ننگا ہو جاؤں — نقش کو چھوڑ دوں ، سراسر جان بن جاؤں

اے عدوِ شرم و اندیشہ بیا — کہ دریدم پردۂ شرم و حیا
اے فکر اور شرم کے دشمن ! آجا — کیونکہ میں نے شرم اور حیا کا پردہ چاک کر دیا ہے

اے[2] بہ بستہ خوابِ جاں از جادوئی — سخت دل یارا کہ در عالم توئی
اے وہ کہ تو نے جان کی نیند کو جادوگری سے روک دیا ہے؟ — اے سخت دل دوست ! کہ جہان میں تو ہی ہے

ہیں گلوئی صبر گیرومی فشار — تا نُخُسپد گردِ دلِ عشق اے سوار
ہاں صبر کا گلا پکڑ اور دبا دے — اے سوار ! تاکہ عشق کا دل ٹھنڈا ہو جائے

تا نسوزم کے نُخُسپد گردِ دلش — اے دلِ ما خاندان و منزلش
جب تک میں جل نہ جاؤں گا اس کا دل کب ٹھنڈا ہوگا؟ — اے وہ کہ جس کا خاندان اور مکان ہمارا دل ہے؟

خانۂ خود را ہمی سوزی بسُوز — کیست آنکس کہ بگوید لا یَجُوز
تو اپنا گھر جلا رہا ہے ، جلادے — وہ کون ہے جو کہے کہ جائز نہیں ہے ؟

خوش بسُوز ایں خانہ را اے شیر مست — خانۂ عاشق چنیں اولی ترست
اے مست شیر ! اس گھر کو خوب جلا دے — عاشق کا گھر ایسا ہی بہتر ہے

بعد ازیں من سوز را قبلہ کُنم — زانکہ شمعم من بسوزش روشنم
اس کے بعد میں سوزش کو قبلہ بناؤں گا — کیونکہ میں شمع ہوں اس کے سوز سے روشن ہوں

خواب[3] را بگذار امشب اے پدر — یک شبے درکوئے بے خواباں گذر
اے باوا ! آج کی رات نیند کو ترک کر — ایک رات جاگنے والوں کے کوچہ میں گذر

بنگر آنہا را کہ مجنوں گشتہ اند — ہمچو پروانہ بوصلش کُشتہ اند
ان کو دیکھ کہ وہ مجنون ہو گئے ہیں — پروانہ کی طرح اس کے وصل سے مقتول ہوئے ہیں

بنگر ایں کشتیِ خلقاں غرقِ عشق — اژدہائے گشتہ گوئی خلقِ عشق
دیکھ مخلوق کی کشتی عشق میں غرق ہے — گویا کہ عشق کا خلق اژدھا بن گیا ہے

[1] غیر بعد۔ لیکن میں صرف محبوب کی زلف کی زنجیر کا قیدی بن سکتا ہوں اس کے علاوہ سب زنجیروں کو توڑ ڈالوں گا۔ عشق۔ عشق کے ساتھ رسوائی اور ذلت ہی جمع ہو سکتی ہے، عاشق آبرو سے بے پروا ہوتا ہے۔ وقت۔ اب میرا ایسا وقت ہے کہ مجھے جسمانی صفات سے عریاں ہو کر سراسر جان بن جانا چاہیے۔ عدوِ شرم۔ یعنی محبوب عشق میں شرم و حیا حاصل سے مانع ہے۔

[2] اے بہ بستہ۔ عشق کا عجب جادو ہے کہ اس نے نیند کو آنکھوں سے روک دیا ہے۔ سخت دل۔ مولانا نے غلبۂ حال میں یہ لفظ استعمال کیا ہے۔ ایں۔ عشق جب خوش ہوتا ہے جبکہ عاشق کا صبر و قرار فنا ہو جائے۔ تا نسوزم۔ جب تک میں عشق کی آگ سے جل کر خاک نہ ہو جاؤں گا وہ محبوب خاموش نہ ہوگا میرا دل ہی اس کا خاندان اور مکان ہے وہ اسی کو اگر پھونکنا چاہتا ہے۔ پھونک دے اس کو برا کہنے والا کون ہے؟ خوش بسوز۔ عاشق کے دل کو پھونک ڈال وہ اسی قابل ہے دل کے جلنے سے جو آئیں سوزش ہو گی وہی میرا مقصود ہے شمع سوزش ہی سے روشن رہتی ہے۔

[3] خواب۔ اگر انسان عشق سے خالی ہے تو اس کو عاشقوں کو دیکھ کر عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ بنگر۔ عاشقوں کو دیکھ لے کہ وہ مجنون بنے ہوئے ہیں اور وصل کی خاطر پروانہ کی طرح قربان ہوئے ہیں کشتی۔ ان عاشقوں کی کشتی کو دیکھ، دریائے عشق میں کس طرح ڈوب رہی ہے گویا عشق ایک اژدہا ہے جس کا خلق سب کو نگل گیا ہے۔

اژدہائے ناپدید دل رُبا
غیر محسوس اژدہا ، دل کو چھیننے والا

عقلِ ہمچو کوہ را اُو کہربا
وہ پہاڑ جیسی عقل کے لئے کہربا ہے

عقلِ ہر عطار کا گہ شُدا زُو
جس عطار کی عقل اس سے واقف ہو گئی

طبلہا را ریخت اندر آبِ جُو
اس نے کتے نہر کے پانی میں بہا دیئے

رَو کزیں جُو بر نیائی تا اَبد
جا ، تو اس نہر سے قیامت تک باہر نہ آئیگا

لَمْ یَکُنْ حَقَّالَّهُ کُفُوًا اَحَد
یقیناً اس کا کوئی ہمسر نہیں ہے

اے مُزوِّر چشم بکشاؤ ببیں
اے مکار ! آنکھ کھول اور دیکھ

چند گوئی می ندانم آن و ایں
تو کہاں تک کہے گا میں اس کو اور اس کو نہیں جانتا

از دہانِ زَرق و محرومی بر آ
مکر اور محرومی کے مرض سے باہر آجا

دَر جہانِ حَی وقیومی دَر آ
حی و قیوم والے جہاں میں آجا

تا نمی بینم ہمی بینم شوَد
تاکہ "میں نہیں دیکھتا ہوں" دیکھتا ہوں بنجائے

دیں ندانمہات می دانم شود
اور یہ "سب میں نہیں جانتا ہوں" جانتا ہوں بنجائیں

بگذر۲ از مستی و مستی بخش باش
مستی سے گذر جا اور مستی بخشنے والا بن جا

زیں تلوّن نقل کُن دَر استواش
اس تلون سے اس کی استقامت میں منتقل ہو جا

چند نازی تو بدیں مستیِ پست
تو اس پست مستی پر کتنا ناز کرے گا

بر سَرِ ہر کوئی چنداں مست ہست
ہر کوچہ کے سرے پر ایسے مست بہت ہیں

گردو عالم پُر شود سَر مستِ یار
اگر یار کے سر مستوں سے دنیا بھر جائے

جُملہ یک باشند و آں یک نیست خوار
سب ایک ہونگے اور وہ ایک ذلیل نہیں ہے

ایں۲ ز بسیاری نیا بد خواریے
یہ کثرت سے ذلیل نہیں ہوتا ہے

خوار کہ بُود تُن پرستے ناریے
ذلیل کون ہوتا ہے ؟ تن پرست دوزخی

گر جہاں پُر شد ز تابِ نورِ مہ
اگر چاند کی چمک سے تمام جہان بھر جائے

کے کساد آید بر صاحب وَلَہ
عاشق کے لئے اس میں کب کھوٹ آتا ہے ؟

گر جہاں پُر شد ز نورِ آفتاب
اگر تمام جہان سورج کے نور سے بھر جائے

کے بُود خوار آں تفِ خوش اِلتہاب
وہ بخوبی بھڑکنے والی روشنی کب ذلیل ہو گی؟

۱ اژدہائی۔ عشق ایک ایسا اژدہا ہے جو بظاہر نظر نہیں آتا ہے لیکن دل کو نگل جاتا ہے۔ اور پہاڑ جیسی عقل کو بھی مغلوب کر دیتا ہے۔ عقل۔ عقل جب عشق سے باخبر ہو جاتی ہے اپنا سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ رو۔ سب کچھ قربان کرتے ہوئے عقل کہتی ہے کہ اب یہ چیزیں اس محبوب پر قربان ہیں جو بے نظیر ہے لہٰذا ان چیزوں کی واپسی کی کبھی خواہش نہ ہو گی۔ اے مزور۔ مکار، عاشق کے احوال سے قصداً آنکھیں بند کر لیتا ہے اور کہتا ہے کہ میں ان احوال کو نہیں دیکھتا ہوں وہ محروم ہے اگر وہ عاشق کے میدان میں آجائے تو اس کو سب احوال نظر آنے لگیں جن احوال کے بارے میں وہ کہتا تھا میں نہیں دیکھتا ہوں" ان کے بارے میں کہنے لگے گا کہ میں دیکھتا ہوں

۲ بگذر۔ عقل کی مستی سے گذر کر عشق کی مستی تقسیم کرنے والا بن جا۔ تلون۔ مختلف رنگ بدلنا۔ چند بازی عقل کے مست تو بہت ہیں جو مارے مارے پھرتے ہیں۔ گردو عالم۔ گلشن کے مستوں سے اگر دونوں عالم بھی بھر جائیں تو یہ ان کی ذلت کا سبب نہ ہوگا کیونکہ وہ سب مل کر ایک ہیں۔

۳ ایں ز بسیاری۔ علاوہ ازیں محض کثرت ذلت کا سبب نہیں ہے ذلیل تو تن پرست اور جہنمی ہوتا ہے۔ گر جہاں چاند کی چاندنی سے سارا عالم بھی پر ہو جائے تو اس میں کوئی کھوٹ نہیں آتا ہے اسی طرح سورج کی روشنی سے سارا عالم پر ہو تو سورج کی روشنی بے قدر نہیں ہوتی۔

یک ۱؎ با ایں جملہ بالا تر خرام
لیکن اس سب کے ہوتے ہوئے اوپر چل

چونکہ ارض اللہ واسع بُود و رام
جبکہ اللہ تعالیٰ کی زمین وسیع اور تابع ہے

گرچہ ایں مستی چو بازِ شہپ ست
اگرچہ یہ مستی بھونسلے باز کی طرح ہے

بر ترازوے در زمینِ قُدس ہست
قدس کی سرزمین میں اس سے بھی بہتر مقام ہے

مست ز ابرار و مُقرّب زو بہ است
مست ابرار میں سے ہے اور مقرب اس سے بہتر ہے

بر مُقرّب شیرِ اُو چوں رو بہ است
مقرب کے نزدیک اس کا شیر لومڑی کی طرح ہے

رَو سرا فیلے شو اندر امتیاز
جا ، امتیاز کرنے میں اسرافیل بن جا

دردَ مندہ رُوح و مست و مست ساز
روح کا پھونکنے والا اور مست اور مست بنانیوالا

مست ۲؎ را چوں دل مزاح اندیشہ شد
مست کا دل چونکہ مذاق سوچنے والا بن گیا

ایں ندانم واں ندانم پیشہ شد
میں یہ نہیں جانتا اور وہ نہیں جانتا اس کا پیشہ بن گیا

ایں ندانم واں ندانم بہرِ چیست
میں اس کو نہیں جانتا اور میں اس کو نہیں جانتا کس لئے ہے؟

تا بگوئی آنکہ میدانیم کیست
تاکہ تو کہے کہ جس کو میں جانتا ہوں وہ کون ہے؟

نفی ۳؎ بہرِ ثبت باشد در سخن
بات میں نفی اثبات کے لئے ہوتی ہے

نفی بگذا روز ثبت آغاز کن
نفی کو چھوڑ دے اور اثبات سے ابتدا کر

نیست این و نیست آں ہیں واگذار
خبردار! یہ نہیں ہے اور وہ نہیں ہے کو چھوڑ دے

آنکہ آں ہست ست آں را پیش آر
جو کہ موجود ہے اس کو سامنے لا

نفی بگذارو ہماں مستی طلب
نفی کو چھوڑ دے اور وہی مستی طلب کر

تُرک و مُطرب را بگو احوال شب
ترک اور مطرب کے رات کے احوال سنا

نفی بگذارو ہماں ہستی پرست
نفی کو چھوڑ اور اس ہستی کو پوج

ایں بیا موزاے پدر زاں تُرک مست
اے بابا! یہ اس ترک مست سے سیکھ لے

استدعائے امیر تُرکِ خمّور مُطرب را بوقتِ صبوح و تفسیر
ای مخمور ترک امیر کا گویئے سے صبح کی شراب کے وقت فرمائش کرنا اور اس حدیث

ایں حدیث کہ اِنَّ لِلّٰہِ شَرَابًا اَعَدَّ لِاَوْلِیَآءِ اِذَا شَرِبُوْا
کی تفسیر کہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک شراب ہے جو اس کے دوستوں کے لئے تیار کی گئی

سَکِرُوْا وَاِذَا سَکِرُوْا طَابُوْا اِلٰی اٰخِرِ الحدیث
ہے وہ جب اس کو پیتے ہیں مست ہو جاتے ہیں اور جب مست ہو جاتے ہیں پاکیزہ بنجاتے ہیں

۱؎ ایک۔ باایں۔ مستی اور سکر کی ان فضیلتوں کے باوجود سالک کو اس سے اعلیٰ مقام صحو حاصل کرنا چاہیے۔ گرچہ مستی اور سکر بھی اگرچہ قیمتی چیز ہے لیکن میدانِ سلوک میں اس سے بھی بہتر مقام ہے۔ اور وہ "صحو" ہے۔ مست۔ سکر کا مقام ابرار کا ہے اور صحو کا مقام مقربین کا ہے ادنیٰ رتبہ کا مقرب اعلیٰ درجہ کے ابرار سے افضل ہے۔ رو حضرت اسرافیل قیامت میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے صور پھونکیں گے تو مردے زندہ ہو جائیں گے جو سالک مقام صحو میں ہوتا ہے وہ بھی حضرت حق تعالیٰ سے فیض حاصل کرتا ہے۔ اور دوسروں کو فیض پہنچاتا ہے۔

۲؎ مست۔ یہ سکر کی حالت حیرت کی حالت ہوتی ہے اس میں وہ بے اصل باتیں کرتا ہے اور ہر معاملہ میں لاعلمی کا اظہار کرتا ہے۔ ایں ندانم۔ سکر کی حالت میں جو لاعلمی کا اظہار ہے اس سے مقصود اس ذات کی طرف اشارہ ہے جس کو چاہے۔

۳؎ نفی۔ انکار کسی چیز کے اقرار کی تمہید ہوتی ہے لہٰذا تمہید کو چھوڑ کر مقصد پر آجاؤ "لا الٰہ" میں نفی "الا اللہ" کے اثبات کے لئے ہے تو الا اللہ پر پہنچ جانا چاہیے نیست کو چھوڑ کر ہست کی جستجو کرنی چاہیے۔ جس طرح مست ترک اور مطرب کے قصہ میں مذکور ہے۔ مطرب۔ گویا صبوح۔ صبح کی شراب۔

مَے در خُمِ اَسرار ازاں میجوشد — تاہر کہ مجرد ست ازاں می نوشد
اسرار کے خم میں شراب اسلئے جوش مارتی ہے — تاکہ جو مجرد ہے وہ اسے پیے

قَالَ اللّٰہ تَعَالٰی اِنَّ الْاَبْرَارَ یَشْرَبُوْنَ (الآیۃ)
اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک ابرار پئیں گے

ایں مَے کہ تو میخوری حرام ست — مامے نخوریم جُز حلالے
یہ شراب جو تو پیتا ہے حرام ہے — ہم جائز شراب کے سوا نہیں پیتے ہیں

جہد کُن تا زنیست ہست شوی — وز شرابِ خدای مست شوی
کوشش کرتا کہ تو نیست سے ہست بن جائے — اور خدا کی شراب سے مست بن جائے

عجمی ۱ تُرکے سحَر آگاہ شُد — وز خُمارِ خمر ، مُطرب خواہ شُد
ایک عجمی ترک صبح کو بیدار ہوا — اور شراب کے خمار کی وجہ سے گویئے کا خواہشمند ہوا

مُطرِبِ جاں مُونسِ مَستاں بُوَد — نُقل وقُوت وقُوتِ مست آن بُوَد
روحانی گویا مستوں کا دوست ہوتا ہے — چبینا اور روزی اور مست کی طاقت وہ ہوتا ہے

مُطرِبِ ایشاں راسُوی مستی کشد — باز مستی از دَمِ مُطرِب چشد
گویا ان کو مستی کی جانب کھینچتا ہے — پھر مستی گویئے کے کلام سے غذا حاصل کرلیتی ہے

آں ۲ شرابِ حق بداں مُطرِب برد — ویں شرابِ تن ازیں مُطرِب چرد
خدائی شراب اس مطرب کیطرف لے جاتی ہے — اور یہ جسمانی شراب اس گویئے سے غذا حاصل کرتی ہے

ہَر دو گر یک نام دارد دَر سخن — لیک فرقست زیں حسن تا آں حسن
اگرچہ لفظوں میں دونوں ایک ہی نام رکھتے ہیں — لیکن اس حسن سے اس حسن تک فرق ہے

اشتباہے ہست لفظی دَر بیاں — لیک خود کو آسماں کو ریسماں
بیان کرنے میں لفظی مشابہت ہے — لیکن خود آسمان کہاں ریسمان کہاں ؟

اشتراکِ لفظ دائم رہزن ست — اشتراکِ گبرو مومن دَر تن ست
لفظی شرکت ہمیشہ رہزن ہے — مومن اور کافر کا اشتراک جسم میں ہے

جسمہا ۳ چوں کوز ہائے بستہ سَر — تا کہ دَر ہر کوزچہ بُوَد آں نگر
جسم منہ بندھے ہوئے پیالوں کی طرح ہیں — ہر کوزے میں کیا ہے ، اس کو دیکھ

کوزۂ آں تن پُراز آبِ حیات — کوزۂ ایں تن پُر از زہرِ ممات
اس جسم کا پیالہ آب حیات سے بھرا ہوا ہے — اس جسم کا پیالہ موت کے زہر سے بھرا ہوا ہے

۱ عجمی۔ ایک ترک سردار جب صبح کو بیدار ہوا تو اس پر خمار کی کیفیت طاری تھی اس نے گویئے کو طلب کیا۔ مطرب۔ گویا یہاں شیخ مراد ہے۔ مستان۔ یعنی سکر کی کیفیت میں مبتلا سوی مستی۔ شیخ کی توجہ ان کے لئے مزید سکر کا سبب بنتی ہے۔

۲ آں شراب۔ یعنی سکر کی کیفیت شیخ کی طرف متوجہ کرتی ہے اور شراب قوال کی جانب کھینچتی ہے۔ ہر دو۔ یہاں ہم نے مطرب شیخ اور گویئے دونوں کے لئے کہا ہے۔ زیں۔ حسن۔ پہلے قصہ گذر چکا ہے کہ ایک بادشاہ کے دو وزیر حسن نامی تھے لیکن ان دونوں میں بہت فرق تھا۔ اشتباہے۔ ان دونوں میں محض لفظی مشابہت ہے لیکن آسمان اور ریسمان کی طرح دونوں میں بہت فرق ہے۔ رہزن۔ لفظی اشتراک لوگوں کی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔ گبرو مومن۔ مومن اور کافر میں بھی جسم یکساں ہے۔

۳ جسمہا۔ محض جسم کو نہ دیکھنا چاہیے اس کی اندرونی حالت پیش نظر رہنی چاہیے۔ کوزہ آں تن۔ یعنی مومن کا جسم ایمان سے لبریز ہے جو آب حیات ہے اور کافر کا جسم کفر سے بھرا ہوا ہے جو زہر ہے اب اگر دونوں کے باطن پر نظر رکھو گے تو تم شاہ ہو ورنہ گمراہ ہو۔

گر بمظر وفش نظر داری شہی
اگر تو برتن کی چیز کی طرف نظر رکھے تو شاہ ہے

ور بظرفش بنگری تو گمرہی
اور اگر برتن پر نظر کرے تو گمراہ ہے

لفظ ۱ را مانندۂ این جسم داں
لفظوں کو اس جسم کی طرح سمجھ

معنیش رادر دروں مانندِ جاں
ان کے معانی ان میں جان کی طرح ہیں

دیدۂ تن دائماً تن بیں بُود
جسم کی آنکھ ہمیشہ جسم کو دیکھنے والی ہوتی ہے

دیدۂ جاں جانِ پُر فن بیں بُود
روح کی آنکھ، ہنر مند روح کو دیکھنے والی ہوتی ہے

پس زنقشِ لفظہائے مثنوی
مثنوی کے الفاظ کے نقوش

صورتش ضال ست و ہادی معنوی
انکی صورت گمراہ کرنیوالی اور معنی کے اعتبار سے ہدایت کرنے والی ہے

در نبے فرمود کایں قرآں زدل
قرآن میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن دل کے اعتبار سے

ہادیِ بعضے و بعضے را مُضل
بعض کو ہدایت دینے والا اور بعض کو گمراہ کرنیوالا ہے

اللہ اللہ چونکہ عارف گفت مے
توبہ توبہ ، جب عارف شراب کہے

پیشِ عارف کے بُود معدوم شے
عارف کی نظر میں معدوم ، شی کب ہوتا ہے ؟

فہم ۲ تو چوں بادۂ شیطاں بُود
تیری عقل میں جبکہ شیطانی شراب ہو

کے ترا وہم مے رحماں بُود
تجھے رحمانی شراب کا خیال کب آتا ہے ؟

ایں دو انبازند مُطرِب با شراب
قوال اور شراب یہ دونوں ساتھی ہیں

ایں بدان وآں بدیں آرد شتاب
یہ اس تک وہ اس تک جلد پہنچا دیتا ہے

پُر خماراں از دَمِ مُطرب چرند
پر خمار ، قوال کے گانے سے غذا حاصل کرتے ہیں

مُطربِ باں شاں سُوئے میخانہ برند
قوال ان کو میخانہ کی جانب لے جاتے ہیں

آں سرِ میدان وایں پایانِ اُوست
وہ میدان کی ابتداء ہے اور یہ اس کی انتہا

دل شدہ چوں گوئے در چوگانِ اوست
برباد دل اس کے بیچ میں گیند کی طرح ہے

در سر ۳ آنچہ ہست گوش آنجا رود
دماغ میں جو ہے کان اس ... جاتا ہے

در سر اَر صفراست آں سودا شود
اگر دماغ میں صفرا ہے ، وہ سودا بن جاتا ہے

بعد ازاں ایں دو بہ بیہوشی روند
اس کے بعد یہ دونوں بیہوشی کی طرف جاتے ہیں

والد و مولود آنجا یک شوند
سبب اور نتیجہ ، اس جگہ ایک ہو جاتے ہیں

۱ لفظ۔ الفاظ کو بمنزلہ جسم اور معانی کو بمنزلہ روح کے سمجھو۔ دیدۂ جسمانی آنکھ جسم کو دیکھتی ہے روحانی آنکھ روح کو دیکھتی ہے۔ پس۔ مثنوی کا بھی یہی حال ہے کہ جو شخص اس کی حکایتوں کے محض لفظوں کو دیکھے گا وہ اس سے بد عقیدہ ہو جائیگا اور جو حکایتوں کے معانی اور مقاصد پر غور کریگا وہ اس سے مستفید ہو گا۔ رہنے۔ قرآن میں خود قرآن کے بارے میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مے۔ جب کوئی عارف لفظ شراب بولتا ہے تو اس سے یہ حقیر اور ظاہری شراب مراد نہیں ہوتی بلکہ شراب معرفت مراد ہوتی ہے۔

۲ فہم تو۔ جو شخص محض دنیاوی شراب کو جانتا ہے۔ وہ شراب کے لفظ سے شراب محبت کب سمجھ سکتا ہے۔ ایں دو۔ شراب اور گانا دونوں اس بارے میں یکساں ہیں کہ ان میں ہر ایک دوسرے تک پہنچا دیتا ہے۔ پُر خمار۔ مخمور، گویئے سے غذا حاصل کرتا ہے گویا۔ اس کو شراب خانہ تک لیجاتا ہے۔ آں سر میداں۔ میدانِ عشق کی ابتدا گانا ہے اور اس کی انتہا شراب ہے دل گویئے کے قابو میں ہوتا ہے۔

۳ در سر۔ انسان کے دماغ میں جو خیال ہوتا ہے وہ لفظوں کو اسی طرف لے جاتا ہے اگر دماغ میں تھوڑی سی صحیح بات بھی ہوتی ہے تو وہ ان الفاظ کے بعد غلطی سے بدل جاتی ہے۔ بعد ازاں۔ اگر سر میں صفرا ہے اور سدا کے غلبہ سے سودا بن گیا ہے تو سودا اور صفرا دونوں بیہوشی کا سبب بن جائیں گے۔ اور پھر سبب اور مسبب ایک سی تاثیر کریں گے۔

چونکہ[1] آشتی شادی و درد — مُطرباں را تُرکِ مابیدار کرد
جب خوشی اور درد باہم مل گئے — ہمارے ترک نے قوالوں کو بیدار کیا

مُطرِب آغاز ید بیتے خوابناک — کہ اَنِلنی الکاسَ یا مَنْ لا اَراکِ
قوال نے ایک مست شعر شروع کیا — کہ اے وہ! کہ میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں مجھے پیالہ عطا کر

اَنْتَ وَجْهِیْ لا عَجَبْ اَنْ لَّا اَرَاهُ — غَایَةُ الْقُرْبِ حِجَابٌ وَاشْتِبَاه
تو میرا چہرہ ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں اس کو نہیں دیکھتا ہوں — انتہائی قرب پردہ اور اشتباہ ہے

اَنْتَ[2] عَقْلِیْ لا عَجَبْ اِنْ لَمْ اَرَکْ — مِنْ وُفُوْرِ الْاِلْتِبَاسِ الْمُشْتَبَکْ
تو میری عقل ہے کوئی تعجب نہیں اگر میں تجھے نہیں دیکھتا ہوں — پیچ در پیچ التباس کی زیادتی کی وجہ سے

حَیْثُ قُرْبٌ اَنْتَ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد — لَمْ اَقُلْ یَا یَا نِدَاءٌ لِّلْبَعِیْد
چونکہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے — میں نے لفظ یا نہیں کہا یا دور کے پکارنے کیلئے ہے

بَلْ اُغَالِطُهُمْ اُنَادِیْ فِی الْقِفَار — کَے لَا کُنْتُمْ مَنْ مَّعِیْ مِمَّنْ اَغَار
بلکہ میں انکو مغالطہ سے ویرانوں میں پکارتا ہوں — تاکہ اپنے ساتھی کون لوگوں سے چھپ جاؤں جس سے مجھے غیرت آتی ہے

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز — بشنوا کنوں نُکتۂ صاحب تمیز
اے عزیز! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے — اب ایک صاحب تمیز کا نکتہ سن لے

آمدنِ ضریر[3] در خانہ مُصطفٰے صلّی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم و
نابینا کا مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں آنا اور

گریختنِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا از پیشِ ضریر و
نابینا کے سامنے سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھاگنا اور

گفتن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم کہ چی می گریزی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ کیوں بھاگتی ہے؟ وہ

کہ اُو ترا نمی بیند و جواب دادن عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی
تجھے نہیں دیکھتا ہے اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا

عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہ وسلم را
رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جواب دینا

اندر آمد پیشِ پیغمبرؐ ضریر — کاے نوا بخشِ تنورِ ہر خمیر
نابینا پیغمبرؐ کے سامنے اندر آیا — کہ اے تنور کے ہر قسم کے خمیر سے توشہ بخشنے والے

[1] چونکہ جب اس ترک نے گانے کی خوشی اور نماز کی تکلیف محسوس کی تو اس نے گویوں کو بیدار کر دیا کہ گویوں نے یہ اشعار گانے شروع کر دیئے۔ کہ اس۔ پیالہ۔ تُو۔ انسان باوجود قرب کے اپنے چہرے کو خود نہیں دیکھتا ہے۔ انتہائی قرب اشتباہ کا سبب ہو جاتا ہے۔

[2] انت عقلی۔ انسان کی عقل انسان سے کس قدر قریب ہے لیکن وہ اس کو بھی نہیں دیکھتا ہے۔ یا حرف ندا دور سے اس لئے پکارا جاتا ہے جو دور ہوتا ہے میں نے اس لفظ سے اس لئے پکارتا ہوں تا۔ رقیب یہ نہ سمجھ سکیں کہ تو مجھ سے قریب ہے۔

[3] ضریر۔ نابینا۔ کاے آنحضور ہر شخص کو اس کے مناسب غذا عنایت فرماتے ہیں۔

اے تو میرِ آب من مُستقیم [1]
اے آپ پانی کے مالک ہیں اور میں پانی مانگنے والا ہوں

مُستغاث المُستغاث اے ساقیم
اے میرے ساقی! فریاد ہے، فریاد

چوں دَر آمد آں ضریر از در شتاب
جب وہ نابینا دروازے سے آیا، جلد

عائشہؓ بگریخت بہرِ احتجاب
پردہ کرنے کے لئے عائشہؓ بھاگیں

زانکہ واقف بُود آں خاتونِ پاک
کیونکہ وہ پاک بی بی واقف تھیں

از غیوریِ رسولؐ رشکِ ناک
غیور رسولؐ کی غیوری سے

ہر کہ زیبا تر بُود رشکش فزوں
جو زیادہ حسین ہوتا ہے اسمیں غیرت زیادہ ہوتی ہے

زانکہ رشک از ناز خیزد یا نبوں
کیونکہ اے فرزند! غیرت ناز سے پیدا ہوتی ہے

گندہ پیراں شوئی را قمّاد مند
بوڑھیاں، شوہر کو لونڈی دے دیتی ہے

چونکہ از زشتی و پیروی آگہہ اند
کیونکہ بھدے پن اور بڑھاپے سے باخبر ہیں

چوں جمالِ احمدی در ہر دو کون
احمدیؐ حسن کی طرح دونوں جہانوں میں

کے بُدست اے فرِ یزدانیش عون
کب ہوا ہے؟ اے مخاطب اللہ کا نور ان کا مددگار

نازہیِ ہر دو کون اُورا رسد
دونوں جہانوں کے نازوں کا ان کو حق ہے

غیرت آں خورشید صد تورا رسد
غیرت کرنا اس سو وجہ کے سورج کا حق ہے

کاندر [2] افگندم بکیواں گہی را
کہ میں نے زحل پر گیند پھینکی ہے

دَر کشید اے اختراں ہی روی را
خبردار! اے ستارو اپنا منہ چھپا لو

دَر شعاعِ بے نظیرم لَا شوید
میری بے مثال شعاع میں معدوم ہو جاؤ

ورنہ پیشِ نورِ من رُسوا شوید
ورنہ میرے نور کے سامنے رسوا ہو جاؤ گے

از [3] کرم من ہر شبے غائب شوم
کرم کی وجہ سے میں ہر رات کو غائب ہو جاتا ہوں

کے رَوم لَا نمایم کہ رَوم
میں کب جاتا ہوں ہاں دکھاتا ہوں کہ میں جا رہا ہوں

تا شمابے من شبے خفّاش وار
تاکہ تم میرے بغیر چمگادڑ کی طرح رات میں

پَر زناں گردید گردِ ایں مطار
اس فضا کے گرد چکر لگاؤ

ہمچو طاؤ ساں پَرے عرضہ کنید
مورکی طرح پر دکھاؤ

باز مست و سر خوش و مُعجب شوید
پھر مست اور سر خوش اور خود پسند ہو لو

بنگرید آں پایِ شت از امتیاز
امتیاز کے لئے بھدے پاؤں کو دیکھ لو

ہمچو چارق کو بود شمعِ ایاز
چپل کی طرح جو ایاز کی شمع تھی

[1] مستقیم۔ میں پانی مانگنے والا ہوں۔ احتجاب۔ پردہ کرنا۔ ہر کہ جو شخص زیادہ حسین ہوتا ہے اس میں رشک کا مادہ زیادہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ رشک ناز کی پیداوار ہے اور ناز زیادہ حسین میں زیادہ ہوتا ہے۔ گندہ پیر۔ جب بیوی خود بوڑھی ہو جائے تو اس میں نہ ناز رہتا ہے نہ رشک وہ خود شوہر کو باندی مہیا کر دیتی ہے تاکہ اس سے ہم صحبت ہو سکے۔ چوں۔ جبکہ آنحضور حسن میں بڑھ چڑھ کر تھے اور نورِ خداوندی ان کا مددگار تھا تو آپ میں ناز بھی بڑھا ہوا تھا اور رشک بھی تھا۔ ترکی لفظ ہے لونڈی

[2] کاندر۔ آنحضورؐ کو اپنے حسن و جمال کی بنیاد پر یہ کہنے کا حق ہے کہ میں نے اپنے حسن کے عوض گیند زحل پر پھینکی ہے لہٰذا اب کسی حسین کو حسن کی نمائش کا حق نہیں ہے وہ شعاع۔ اب جس قدر حسین ہیں وہ اپنے حسن کو میرے حسن میں گم کر دیں ورنہ رسوا ہو جائیں گے۔

[3] از کرم۔ میں بھی بظاہر روپوش ہو جاتا ہوں تاکہ دوسرے حسین اپنے حسن کا مظاہرہ کر سکیں ورنہ اگرچہ دنیا سے غائب نہیں ہوتا کچھ وقتوں سے اس کی روپوشی ہو جاتی ہے تاکہ چمگادڑیں کچھ اڑ لیں۔ مطار۔ اڑنے کی جگہ۔ مست۔ نشہ کے چار مرتبے ہیں سرخوش، تر دماغ، شیر مست، خراب۔ بنگرید۔ مشہور ہے کہ مور پروں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا ہے اور پاؤں چونکہ بھدے ہیں ان کو دیکھ کر رنجیدہ ہوتا ہے۔ انسان کو بھی چاہیے کہ جب اسمیں تکبر کی کیفیت پیدا ہو اپنی برائیوں پر نظر کر لے جس طرح ایاز نے اپنے تکبر کے علاج کیلئے اپنی چپل کو محفوظ کر رکھا تھا۔

رُو نمایم [1] صبح بہرِ گوشمال — تا نگر دیداز منی زاہلِ شمال
صبح کے لئے میں صبح کو رو نمائی کرتا ہوں — تاکہ تم خودی کی وجہ سے بائیں ہاتھ والوں سے نہ بنجاؤ
ترک آں کن کہ دراز ست ایں سخن — نہی کرد ست از درازی امر کن
اس کو چھوڑ کیونکہ یہ بات دراز ہے — حکم کرنے والے نے درازی سے منع کیا ہے

امتحان کردنِ مُصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ را رضی اللہ عنہا
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا عائشہ رضی اللہ عنہا کا امتحان کرنا

کہ چہ پنہاں می شوی پنہاں مشو — چوں اعمٰی تُرانمی بیند تا
کہ کیوں چھپتی ہے ؟ نہ چھپ ، کیونکہ نا بینا تجھے نہیں دیکھتا ہے

پدید آید کہ عائشہ رضی اللہ عنہا از ضمیر مُصطفٰے صلی اللہ علیہ
تاکہ واضح ہو جائے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

وسلم واقف ست یا خود مقلّدِ گفتِ ظاہرست
کے دل کی بات سے واقف ہیں یا ظاہری بات کی مقلد ہیں

گفت پیغمبرؐ برائے امتحاں — اُو نمی بیند تُرا کم شو نہاں
امتحاں کے لئے پیغمبرؐ نے فرمایا — وہ تجھے نہیں دیکھتا ہے ، مت چھپ

کرد [2] اشارت عائشہؓ با دستہا — اُو نمی بیند من ہمی بینم ؤ را
عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ کیا — وہ نہیں دیکھتا ہے ، میں اس کو دیکھتی ہوں

غیرتِ عقل ست بر خوبی رُوح — پُر ز تشبیہات و تمثیل اے نصُوح
روح کے حسن پر عقل کو غیرت آتی ہے — جو کہ تشبیہات اور تمثیل سے پر ہے اے مخلص !

با چنیں پنہانی کیں روح راست — عقل ہر ایں چنیں شکیں چراست
ایسی پوشیدگی کے باوجود جو روح کو ہے — عقل اس پر اس قدر غیرت کرنیوالی کیوں ہے ؟

از کہ [3] پنہاں می کنی اے رشک خوُ — آنکہ پوشیدست نورش رُوئے اُو
اے غیرت مند ! تو کس سے پوشیدہ کرتی ہے — اس کو جس کے نور نے اس کے منہ کو چھپا دیا ہے ؟

میرود بے رُوئے پوش ایں آفتاب — فرط نورِ اُوست رُویش را نقاب
یہ سورج بغیر نقاب کے چلتا ہے — اس کے نور کی زیادتی اس کے چہرے کا نقاب ہے

از کہ پنہاں می کُنی اے رشک وَر — کافتاب ازوے نمی بیند اثر
اے غیرت مند ! تو کس سے چھپاتی ہے ؟ — کیونکہ آفتاب بھی اس کا پتہ نہیں پاتا ہے

[1] رو نمایم۔ سورج پھر صبح کو نمودار ہو جاتا ہے۔ تاکہ ستارے متکبر۔ بنکر دوزخی نہ بنیں۔ امر کن۔ امر کنندہ، کلام کا بے ضرورت طول شرعاً ممنوع ہے۔ کہ چہ۔ آنحضور نے حضرت عائشہؓ کی آزمائش کے لئے ان سے سوال کیا کہ تمہیں اندھے سے چھپنے کی کیا ضرورت تھی؟

[2] کرد۔ حضرت عائشہؓ نے ہاتھوں سے اشارہ اسلئے کیا تا کہ آپ کی آواز غیر مرد نہ سن سکے۔ او۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا وہ تو نہیں دیکھتا لیکن میں تو اس کو دیکھتی ہوں اور غیر مرد پر میری نگاہ پڑنا آپ کی غیرت کے منافی ہے۔ غیرت۔ عقل کو روح کے حسن پر غیرت ہے اسی لئے وہ روح کی حقیقت کو ظاہر نہیں کرتی ہے۔ محض تشبیہات سے اس کو سمجھا دیتی ہے، ان اشعار میں روح سے مراد حق سبحانہ ہے۔

[3] از۔ عقل کو خطاب ہے کہ تو ایسی چیز کو کیوں چھپاتی ہے جس کا نور خود اس کے لئے حجاب ہے۔ میرود۔ سورج بغیر نقاب کے پھرتا ہے نور کی زیادتی کی وجہ سے کوئی اس کو نگاہ بھر کر نہیں دیکھ سکتا ہے۔ از کہ۔ جس چیز کو وہ سورج بھی نہیں دیکھ سکتا ہے۔ جس کی جہاں گردی مشہور ہے تو اس کو کیوں چھپاتی ہے۔

رشکِ ازاں افزوں ترست اندر تنم
میرے اندر غیرت اس سے بھی بڑھی ہوئی ہے

کز خود ش خواہم کہ ہم پنہاں کنم
کیونکہ میں اس کو خود اپنے سے چھپانا چاہتی ہوں

زآتشِ رشکِ گراں آہنگِ من
سخت رشک کی آگ کی وجہ سے میرا لشکر

بادو چشم و گوشِ خود در جنگِ من
اپنی دونوں آنکھوں اور کان سے جنگ میں ہے

چوں چنیں رشکے ستت ایجان ودل
اے جان اگر تجھ ایسے رشک کے ہوتے ہوئے جو تجھ میں ہے

پس دہاں بر بند و گفتن را بہل
تو منہ بند کر لے اور گفتگو کو چھوڑ

ترسم ۲ ار خامش کنم آں آفتاب
میں ڈرتی ہوں اگر میں خاموشی اختیار کروں تو وہ سورج

از سوئے دیگر بدرّاند حجاب
دوسری جانب سے پردے کو چاک کر دے

در خموشی گفتِ ما اظہر شود
خاموشی میں ہماری بات زیادہ کھل جاتی ہے

کہ زمنع آں میل افزوں تر شود
کیونکہ اس کے روکنے سے خواہش بڑھ جاتی ہے

گر بغرّد بحر غرّش کف شود
اگر سمندر جوش مارتا ہے اس کا جوش جھاگ بنجاتا ہے

جوش احببتُ یانُ اُعرَف شود
وہ جھاگ میں چاہتا ہوں کہ میں پہچانا جاؤں کا جوش بنجاتا ہے

حرف گفتن بستنِ آں روزن ست
بات کرنا، اس سوراخ کو بند کرنا ہے

عینِ اظہارِ سخن پوشیدن ست
بات ظاہر کرنا بعینہ چھپانا ہے

بُلبلانہ ۳ نعرہ زن بر رُوئے گُل
پھول پر بلبل کی طرح نعرہ مار

تا کُنی مشغول شاں از بُوئے گُل
تاکہ تو انکو پھول کی خوشبو سے مشغول کر دے

تا بقُل مشغول گردد گوشِ شاں
تاکہ ان کا کان بات میں مشغول ہو جائے

سُوئے رُوئے گل نپرّد ہوشِ شاں
ان کا ہوش پھول کے چہرے کی جانب پرواز نہ کرے

پیشِ ایں خورشید کو بس روشن ست
اس سورج کے پیش نظر جو کہ بہت روشن ہے

در حقیقت ہر دلیلے رہزن ست
در حقیقت ہر دلیل رہزن ہے

حکایتِ آں مُطرب کہ در بزمِ امیرِ تُرک ایں غزل آغاز کرد ا
اس قوال کا قصہ جس نے ترک سردار کی مجلس میں یہ غزل شروع کی

شعر:

چگونہ قطرہ تواند محیط دریا شد — نہ رہ فکر رسیدن بذات ممکن نیست

حکایت۔ اس حکایت کا مقصود یہ ہے کہ جس چیز کی حقیقت بیان نہ کی جائے اس کی سلبی صفات سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے اسی لئے حضرت حق تعالیٰ کی سلبی صفات ذکر کی جاتی ہے۔

---

۱ رشک۔ کوئی دیکھ سکے یا نہ دیکھ سکے رشک کا تقاضہ تو یہ ہوتا ہے کہ عاشق محبوب کو خود اپنے آپ سے بھی چھپانے کی کوشش کرتا ہے۔ زآتش۔ چونکہ مجھ میں رشک کی آگ بھڑکی ہوئی ہے تو میری خود اپنی آنکھ اور اپنے کان سے جنگ ہے کہ وہ کیوں محبوب کو دیکھتی ہے اور وہ کیوں محبوب کی بات سنتا ہے۔ چوں چنیں۔ اے عقل اگر تجھ میں ایسا ہی رشک ہے تو پھر اس کی بات بھی نہ کر۔ شعر:

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیثے تو شنیدم ندہم

۲ ترسم۔ عقل کا جواب ہے کہ اگر میں بالکل خاموشی اختیار کروں تو وہ خموشی پردہ چاک کر دیگی کسی معاملہ میں اگر بالکل خاموشی اختیار کی جائے تو لوگ اس کے معلوم کرنے کے اور زیادہ درپے ہو جاتے ہیں مشہور مقولہ.....

لِلمَرءُ حَرِیصٌ فِیمَا مُنِعَ جس بات سے انسان کو روکا جائے اس کے متعلق وہ اور زیادہ حریص بن جاتا ہے۔ گر بغرد۔ سمندر میں جب جوش آتا ہے تو جھاگ نمودار ہو جاتے ہیں اور اس کا یہ جوش اس کے پہچاننے کا ذریعہ بن جاتا ہے لیکن وہ جھاگ ہی اس کو پوشیدہ کر دیتے ہیں۔ گفتن۔ محبوب کی تھوڑی سی تعریف کر دینا گویا اس کو چھپا دینا ہے اگر باتوں میں نہ لگایا جاتا تو اس کو دیکھنے کے درپے ہو جاتے

۳ بُلبُلانہ۔ بلبل گل پر جو نعرے لگاتی ہے اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ تماشائی اسکے نعرے سننے میں مصروف ہو جائیں اور پھول کو نہ دیکھ پائیں۔ پیش ایں۔ سورج کی جس قدر وضاحت کی جائے وہ اسی قدر مخفی ہوتا چلا جائے گا۔

گُلی یا سوسنی یا سَرو یا ماہی نمیدانم وزیں آشفتۂ بیدل چہ میخواہی نمیدانم

تو پھول ہے یا سوسن یا سرو یا تو چاند ہے میں نہیں جانتا اس پریشان بیدل سے تو کیا چاہتا ہے؟ میں نہیں جانتا

وبانگ بَرزدن امیرِ ترک اُورا کہ آں بگو کہ می دانی و جوابِ

اس پر امیر ترک کا چیخ پڑنا کہ وہ کہہ جو تو جانتا ہے اور قوال

مُطرب، امیرِ تُرک رَا

کا امیر ترک کو جواب

مُطربِ آغاز ید پیشِ تُرکِ مست — دَر حجابِ نغمہ اَسرارِ اَلَست

مست ترک کے سامنے قوال نے شروع کئے — نغمہ کے پردے میں الست کے اسرار

می ندانم کہ تو ماہی یاوَثن — می ندانم کہ چہ می خواہی زمَن

میں نہیں جانتا کہ تو چاند ہے یا بت — میں نہیں جانتا کہ تو مجھ سے کیا چاہتا ہے؟

من ۱ ندانم تاچہ ندمت آرمت — تَن زنم یادر عبارت آرمت

میں نہیں جانتا، کہ تیری کیا خدمت کروں؟ — میں خاموش ہو جاؤں یا تیرا بیان کروں

ایں عجب کہ نیستی از من جُدا — من ندانم من کجایم تو کجا

یہ تعجب ہے کہ تو مجھ سے جدا نہیں ہے — میں نہیں جانتا ہوں کہ میں کہاں ہوں تو کہاں ہے؟

می ندانم کہ مرا چوں می کشی — گاہ دَر بَر گاہ در خوں میکشی

میں نہیں جانتا کہ تو مجھے کیوں کھینچتا ہے — کبھی بغل میں کبھی خون میں قتل کرتا ہے؟

ہمچنیں ۲ لَب دَر ندانم باز کرد — می ندانم می ندانم ساز کرد

اسی طرح پرانے میں نہیں جانتا میں لب کشائی کی — میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا اس نے گایا

چوں زحد شدمی ندانم از شگفت — تُرکِ مارا ازیں حرارہ دل گرفت

جب میں نہیں جانتا حد سے بڑھا تعجب ہے — ان آوازوں سے ہمارا ترک رنجیدہ ہوگیا

بر جہید آں تُرک و دَبّوسے کشید — تا علیہا بر سَرِ مُطرِب رسید

وہ ترک کودا اور گرز اٹھایا — یہاتک کہ فی الجملہ قوال کے سر پر پہنچ گیا

گُرز ۳ را بگرفت سَر ہنگے بدست — گفت نے مُطرِب کُشی ایندم سزاست

محافظ نے گرز کو ہاتھ سے پکڑ لیا — بولا نہیں قوال کو اس وقت مارنا برا ہے

گفت ایں تکرار بیحدّ مرش — کوفت طبعم را بکوبم من سَرش

اس نے کہا اس بیحد اور بے شمار تکرار نے — مجھے کوفت پہنچائی میں اس کا سر کچل دوں گا

۱ مَن ندانم۔ قوال نے اپنی پوری غزل میں معشوق کی سلبی صفات کا اظہار کیا۔ ایں عجب۔ تو ہر وقت میرے ساتھ ہے پھر مجھے یہ معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں اور تو کہاں ہے۔ می ندانم۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ تو کبھی مجھے کیوں پیار کرتا ہے اور کبھی کیوں قتل کرتا ہے۔

۲ ہمچنیں۔ وہ گویا میں نہیں جانتا" میں نہیں جانتا" گنگنا رہا جب اس کا یہ گانا حد سے بڑھا تو ترک کو غصہ آ گیا۔ بر جہید۔ وہ ترک غصہ سے ہاتھ میں گرز لیکر قوال کی طرف دوڑا۔ علیہا۔ محاورے میں فی الجملہ کے معنی میں ہے۔

۳ گرز۔ ایک سپاہی نے دوڑ کر ترک کا گرز پکڑ لیا اور کہا کہ گویئے کو مار ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ گفت۔ ترک نے غصہ میں جواب دیا کہ اس "میں نہیں جانتا" نے مجھے کوفت پہنچائی میں بھی اس قوال کا سر پھوڑ دونگا اور غصہ میں قوال سے کہنے لگا کہ اے دیوث اگر تو نہیں جانتا ہے تو گوہ مت کھا اور جو کچھ جانتا ہے وہ گا کر اپنا انعام لے جا۔

قُلتبا نامی ندانی گہہ مخور
اے دیوث ! تو نہیں جانتا تو گو نہ کھا

زانچہ میدانی بزن مقصود بر
جو جانتا ہے وہ بجا ، مقصد حاصل کر لے

آں ! بگو اے گیج کہ میدانیش
اے احمق ! وہ کہہ جو تو جانتا ہے

می ندانم می ندانم در مکش
میں نہیں جانتا میں نہیں جانتا کو نہ کھینچ

من پُرسم کز کجائی بے مرے
میں بغیر کسی جھگڑے کے پوچھتا ہوں کہ تو کہاں کا ہے؟

تو بگوئی نے ز بلخو نز ہرے
تو کہتا ہے نہ بلخ کا نہ ہرات کا

نے ز رُوم و نے ز ہندو نے ز چین
نہ روم کا نہ ہندوستان کا نہ چین کا

نے ز شام و نے عراق و باردیں
نہ شام کا اور نہ عراق کا اور نہ باردین کا

نے ز بغداد و نہ موصل نے طراز
نہ بغداد کا اور نہ موصل کا نہ طراز کا

در کشی در نے و نے راہِ دراز
"نہیں" میں لمبی مسافت کھینچتا چلا جاتا ہے

خود ۲ بگو از کجائی باز رہ
بتا دے تو کہاں کا ہے ، چھوٹ جا

ہست تنقیحِ مناط ایں جا گہہ
اصلی مقصد اسی جگہ ہے

یا پُرسم کہ چہ خوردی تا شتاب
یا میں پوچھتا ہوں کہ تو نے کیا کھایا ہے خبردار تو جلدی سے

تو بگوئی نے شراب و نے کباب
کہنے لگے ، نہ شراب اور نہ کباب

نے بقُول و نے پنیر و نے بصل
نہ سبزیاں اور نہ پنیر اور نہ پیاز

نے ز شیر و نے ز شکّر نے عسل
نہ دودھ اور نہ شکر نہ شہد

نے قدید و نے ثرید و نے عدس
نہ گوشت کے پارچے اور نہ ثرید اور نہ مسور

آنچہ خوردی آں بگو تنہا و بس
جو تو نے کھایا ہے وہ بتا دے اور بس

ایں سخن خائی دراز از بہرِ چیست
یہ لمبی بکواس کس لئے ہے ؟

گفت ۳ مُطرب زانکہ مقصوم خفی ست
قوال نے کہا اس لئے کہ میرا مقصود پوشیدہ ہے

میرَ مد اِثبات پیش از نفی تو
نفی سے پہلے اثبات تیرے سامنے سے بھاگ جاتا ہے

نفی کردم تا بَری ز اثبات بُو
میں نے نفی کی تاکہ تو اثبات کا پتہ لگا لے

در نوا آرم بہ نفی ایں ساز را
میں اس باجے کو نفی میں بجاتا ہوں

چوں بمیری مرگ وید راز را
جب تو مر جائے گا موت راز بتا دے گی

تفسیر قولہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم مُوتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مر جاؤ قبل اس کے کہ مرو کی تفسیر

۱ آں بگو۔ جو تو جانتا ہے وہ گا اور میں نہیں جانتا کی رٹ نہ لگا۔ من پرسم۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ میں تجھ سے یہ پوچھوں کہ تو کہاں کا رہنے والا ہے اور تو کہنا شروع کر دے کہ میں نہ بلخ کا ہوں نہ ہرات کا نہ روم وغیرہ کا اور نہ کرتا چلا جائے۔

۲ خود بگو۔ تیرا کام ہے کہ تو سیدھے طریقہ پر یہ بتا دے کہ میں فلاں جگہ کا رہنے والا ہوں۔ یا پھر۔ یا اگر میں یہ دریافت کروں کہ تو نے کیا کھایا ہے اور تو کہنا شروع کر دے کہ یہ بھی نہیں کھایا وہ بھی نہیں کھایا۔ بصل۔ پیاز۔ قدید۔ گوشت کے سوکھے پارچے۔ عدس۔ مسور۔

۳ گفت مُطرب۔ قوال نے جواب دیا۔ جب مقصود تصور سے بالا تر ہو تو اس کے اثبات کا پہلو پیش نہیں کیا جا سکتا ہے۔ لامحالہ اس کے غیر کی نفی کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے جو در اثر ہوتا ہے اور اسی طور پر وہ مقصود سمجھ میں آتا ہے۔ در نوا۔ میں نے اس باجے کو نفی پر بجانا شروع کیا تاکہ جب سب کی نفی ہو جائے تو مقصود سمجھ میں آ جائے اسی لئے سکر کا مرتبہ صحو کے مرتبہ کے لئے سیڑھی سمجھا جاتا ہے، اسی مضمون کو حدیث اور حکیم سنائی رحمۃ اللہ علیہ کے شعر سے سمجھایا ہے۔ مُوتُوا۔ یہ حدیث ثابت نہیں ہے۔

وبیت حکیم سنائی قدس سرہٗ

اور حکیم سنائی قدس سرہ کے شعر کی تفسیر

بمیر اے دوست پیش از مرگ گر امی زندگی خواہی

اے دوست! مرنے سے پہلے مر جا اگر تو زندگی چاہتا ہے

کہ اورلیس از چنیں مُردن بہشتی گشت پیش از ما

کیونکہ اویس ہم سے پہلے ایسے مرنے سے بہشتی بن گئے ہیں

جان بسے کندی و اندر پردۂ — زانکہ مُردن اصل بُدنا و ردۂ

تو نے بہت جان کھپائی اور تو پردے میں ہے — کیونکہ مرنا اصل تھا، وہ تو نے حاصل نہ کیا

تا نمیری نیست جاں کندن تمام — بے کمالِ نرد باں نائی ببام

جب تک تو مر نہ جائے جان کھپانا مکمل نہیں ہے — سیڑھی کے مکمل ہوئے بغیر تو کوٹھے پر نہیں جا سکتا

چوں زصد پایہ دو پایہ کم بُود — بام رالو شندہ نا محرم بُود

جب سو پایوں میں سے دو کم ہوں — کوٹھے کی کوشش کرنے والا نا محرم ہو گا

چوں[۲] رسن یک گز زصد گز کم بُود — آب اندر دلوازچہ کے رَود

جب رسی سو گز میں سے ایک گز کم ہو — کنویں سے ڈول میں پانی کب پہنچے گا!

غرقِ ایں کشتی نیابی اے امیر — تا بہ تہی اندر و مَنُ الاٰخِیر

اے امیر! اس کشتی کا ڈوبنا تجھے حاصل نہ ہو گا — جب تک کہ تو اس میں آخری من نہ رکھے گا

مَنِ آخر اصل داں کو طارِق ست — کشتی وسواس وغی را غارِق ست

آخری من کو اصل سمجھ کیونکہ وہ رات کا ستارہ ہے — وسوسہ اور گمراہی کی کشتی کو ڈبونے والا ہے

آفتابِ گنبدِ ازرق شوَد — کشتیِ ہُش چونکہ مُستغرَق شود

نیلے گنبد کا سورج بن جاتا ہے — جبکہ ہوش کی کشتی ڈوب جاتی ہے

چوں[۳] نمُردی گشت جاں کندن دراز — مات شو در صبح اے شمعِ طراز

جب تو نہ مرا تو جان کھپانا دراز ہو گیا — صبح کے وقت جان دیدے اے طراز کی شمع!

تا نگشتند اختران ما نہاں — دانکہ پنہان ست خورشیدِ جہاں

جب تک ہمارے ستارے نہ چھپیں گے — سمجھ لے کہ جہان کا سورج پوشیدہ ہے

گرز بر خود زن منی را در شکن — زانکہ پنبہ گوش آمد چشمِ تن

اپنے گرز مار! خودی کو توڑ — اس لئے کہ جسم کی آنکھ کان کی روئی ہے

---

۱ اگر اگر زندگی کی خواہش اور میل حضرت اویس کو آسمان پر اٹھا لیا گیا ہے جاں بسے مجاہدات کے بعد جب تک فنا کا درجہ حاصل نہ ہو گا مشاہدہ نہ ہو سکے گا بے کمال۔ مشاہدہ کی سیڑھی فنا ہے اگر اس میں کمی ہے تو مشاہدہ تک نہ پہنچایا جا سکے گا۔ چوں۔ اگر سیڑھی سو درجوں کی ہے اور دو درجے بھی باقی ہیں تو چھت پر پہنچنا ممکن نہیں ہے۔ محرم یعنی اس کو معلوم نہ ہو گا کہ چھت پر کیا ہے۔

۲ چوں رسن۔ اگر کنویں میں سو گز کی رسی جاتی ہے اور اس میں ایک گز کی بھی کمی ہو تو پانی ڈول میں نہ آئے گا۔ غرق کشتی اس وقت تک نہ ڈوبے گی جب تک اس میں وہ آخری وزن نہ رکھ دیا جائے جو ڈبونے کیلئے ضروری ہے یہ آخری وزن بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو رات میں چمک کر رہنمائی کرتا ہے اور یہی اس گمراہی کی کشتی کو غرق کر دیتا ہے۔ کشتی فنا کے بعد آسمان کا سورج بن جاتی ہے۔ گنبد ازرق۔ آسمان۔

۳ چوں نمردی۔ اگر تو نے فنا کا درجہ حاصل نہیں کیا تو مجاہدوں کا زمانہ طویل ہو جائیگا صبح کے وقت شمع کو جان دے دینی چاہیے۔ طراز۔ ایک شہر ہے جس کے حسین مشہور تھے شمع سے حسین مراد ہے۔ تا نگشتند۔ سورج جب نکلتا ہے جب ستارے غروب کر جائیں مشاہدہ جب ہی حاصل ہو گا۔ جب غیر اللہ سے بالکلیہ تعلق منقطع ہو جائے گرز۔ مجاہدے کے گرز سے اپنی خودی کو فنا کر دے جب تک تجھ میں جسمانی اور صاف ہیں سر نہ سن سکیگا۔ قوال کی جانب سے ترک کو خطاب ہے۔

گرز[1] ابر خود میزنی خود اے دنی
عکسِ تست اندر فعالم ایں منی

اے کمینہ! تو خود اپنے گرز مار رہا ہے
میرے کام میں یہ خودی تیرا عکس ہے

عکسِ خود در صورتِ من دیدۂ
در قتالِ خویش بر جوشیدۂ

تو نے میری صورت میں اپنا عکس دیکھا ہے
تو اپنے آپ سے لڑنے لیلئے جوش میں آرہا ہے

ہمچو[2] آں شیرے کہ در چہ شُد فرُو
عکسِ خود را خصم خود پنداشت اُو

اس شیر کی طرح جو کنویں میں اترا
اس نے اپنے عکس کو اپنا دشمن سمجھا

نفی ضدِ ہست باشد بیشکے
تاز ضد ضدرا بدانی اندکے

بیشک نفی ہست کی ضد ہے
تاکہ تو تھوڑا سا ضد کے ذریعہ ضد کو جان لے

ایں زماں جُز نفیِ ضدا علام نیست
اندریں نشاۃ دمے بیدام نیست

اس وقت ضد کی نفی کے سوا بتانا ممکن نہیں ہے
اس زندگی میں کوئی سانس بغیر جال کے نہیں ہے

بے حجابت باید آں اے ذُولباب
مرگ را بگزیں و بر دَر آں حجاب

اے عقلمند! وہ تجھے بے پردہ چاہیئے
تو موت کو اختیار کر اس پردے کو چاک کر دے

نے[3] چناں مرگے کہ در گورے روی
مرگ تبدیلی کہ در نورے شوی

ایسی موت نہیں کہ تو قبر میں چلا جائے
تبدیل کی موت تاکہ تو نور میں پہنچ جائے

مرد بالغ گشت آں طفلی بمرد
رومی شُد صبغتِ زنگی سَتُرد

مرد بالغ ہوا تو بچپن مر گیا
رومی پن پیدا ہوا حبشی رنگ صاف ہو گیا

خاک زر شُد ہیأتِ خاکی نماند
غم فرح شُد خارِ غمنا کی نماند

مٹی سونا بنی مٹی کی ہیئت نہ رہی
غم خوشی بن گیا غم کا کانٹا نہ رہا

مُصطفےٰ زیں گفت کے اَسرار جُو
مُردہ را خواہی کہ بینی زندہ تو

اسی وجہ سے مصطفےٰ نے فرمایا ہے کہ اسرار کے جویان
تو مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے؟

می رود چوں زندگاں بر خاکداں
مُردہ و جانش شدہ بر آسماں

جو زمین پر زندوں کی طرح چل رہا ہے
وہ مردہ ہے اس کی جان آسمان پر پہنچ گئی ہے

جانش را ایندم ببالا مسکنے ست
گر بمیر در رُوحِ اُورا نقل نیست

اس وقت اس کی جان کی منزل اوپر ہے
اگر وہ مرے تو اس کی روح کو منتقل ہونا نہیں ہے

---

[1] گرز۔ جس عیب کی بناء پر تو میرے گرز مار رہا ہے وہ خود تیرے اندر ہے تو گویا تو گرز میرے نہیں بلکہ اپنے مار رہا ہے اور میری یہ خودی کہ میں نے یہ سمجھا کہ تو میرے گرز مار رہا ہے تیری خودی کا عکس ہے۔ عکس خود۔ تو نے میرے اندر اپنی صورت دیکھی ہے اور مجھے قتل کرنا دراصل تیرا اپنے آپ کو قتل کرنا ہے۔

[2] ہمچو۔ تیری اور میری مثال اس شیر کی سی ہے جس نے خود اپنا عکس پانی میں دیکھا اور اس پر حملہ کر دیا۔ جیسا کہ پہلے ایک قصہ میں گذر چکا ہے۔ نفی۔ کسی چیز کی ضد کی نفی سے اس چیز کا اثبات ہوتا ہے اور سلبی صفات سے ذات کا کچھ تعارف ہو جاتا ہے۔ ایں زماں۔ دنیا کے دور میں ذات حق کی معرفت غیر اللہ کی نفی سے ہی ہو سکتی ہے اس لئے کہ انسان علائق دنیوی کے جال میں پھنسے ہوئے ہیں۔ بے حجابت۔ اگر انسان بے حجاب مشاہدہ چاہتا ہے تو فنا اختیار کرے اور پردے چاک کر دے۔

[3] نے چناں۔ اس موت سے وہ موت مراد نہیں ہے جس کے بعد انسان قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے بلکہ اوصاف جسمانی کی تبدیلی مراد ہے۔ مرد۔ جب انسان بالغ ہو جاتا ہے تو اس کا بچپن فنا ہو جاتا ہے اگر کسی سیاہ چیز کو سرخ کر دو تو اس کی سیاہی مر جاتی ہے رو دیے۔ یعنی سرخ رنگت۔ زنگی یعنی سیاہی۔ خاک۔ مٹی جب سونا بنجاتی ہے اس کا مٹی پن مردہ ہو جاتا ہے غم جب خوشی میں بدل جاتا ہے غم مر جاتا ہے مصطفےٰ۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی کسی مردے کو زندہ دیکھنا چاہتا ہے شرط کی جزا ساتواں شعر مرابوبکر

می رود۔ اگر کوئی ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زندوں کی طرح زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ مردہ ہو اور اس کی روح کو عالم بالا منتقل ہونے کی ضرورت نہ ہی ہو۔

زانکہ[1] پیش از مرگ او کرد ست نقل
کیونکہ وہ مرنے سے قبل منتقل ہو گئی ہے

ایں بمُردن فہم آید نے بعقل
یہ مرنے سے سمجھ میں آئے گا نہ کہ عقل سے

نقل باشد نے چو نقلِ جانِ عام
منتقل ہونا ہوتا ہے عوام کے منتقل ہونے کی طرح نہیں

ہمچو نقلے از مقام تا مقام
ایک مقام سے دوسرے مقام تک منتقل ہونے کی طرح

ہر کہ خواہد کو بہ بیند بر زمیں
جو چاہے کہ زمین پر دیکھے

مُردۂ رامی رود ظاہر چنیں
مردے کو جو بظاہر چل رہا ہے

مر ابو بکرؓ[2] تقی را گو بہ بیں
کہہ دو کہ وہ متقی ابو بکر کو دیکھ لے

شدز صدیقی امیر اکثریں
جو صدیقیت کی وجہ سے محشر والوں کے سردار بنگئے ہیں

اندریں نشاۃ نگر صدیق را
تو اس زندگی میں صدیق کو دیکھ لے

تا بحشر[2] افزوں کنی تصدیق را
تاکہ حشر کی تصدیق میں اضافہ کر لے

پس محمدؐ صد قیامت بُود نقد
تو محمد فی الحال سو قیامت تھے

زانکہ حل شد در فنا یش حل وعقد
کیونکہ آپ کے دربار میں معاملہ حل ہو گیا

زادۂ ثانی ست احمدؐ در جہاں
دنیا میں احمدؐ کی دوسری ولادت ہے

صد قیامت بُود او اندر عیاں
آپ کھلم کھلا سو قیامتیں تھے

زو[3] قیامت راہمی پرسیدہ اند
ان سے لوگ قیامت کے بارے میں دریافت کرتے

کاے قیامت تا قیامت راہ چند
کہ اے قیامت! قیامت تک کس قدر راستہ ہے؟

با زبانِ حال می گفتے بسے
آپ اکثر زبان حال سے فرما دیتے

کہ ز محشر حشر را پُرسد کسے
کہ محشر سے محشر کو کسی نے پوچھا ہے؟

بہر ایں گفت آں رسولِ خوش پیام
اسی لئے خوش خبر رسولؐ نے فرمایا ہے

رمز مُوتُوا قبلَ مُوتُوا یا کرام
اشارہ، اے کرام! مرنے سے پہلے مر جاؤ

ہمچنانکہ مُردہ ام من قبلِ موت
جیسا کہ میں مرنے سے پہلے مردہ ہوں

زاں طرف آوردہ ام ایں صیت صوت
اسی سے شہرت اور آواز لایا ہوں

سے پہلے فنا کا درجہ حاصل کرلو۔ ہمچنانکہ۔ آنحضورؐ نے فرمایا میں موت طبعی سے پہلے مر چکا ہوں اسی لئے اس عالم سے یہ باتیں لا کر سناتا ہوں۔ صیت۔ شہرہ وذکر۔ صوت۔ آواز۔

---

[1] زانکہ۔ ظاہری موت کے بعد روح کے منتقل ہونے کو عقلاً نہیں سمجھا جا سکتا ہے اس کو وہی سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ نقل۔ یہ روح کا عالم بالا کی طرف منتقل ہو جانا اسی طرح کا ہے جیسے زندہ ایک مقام سے دوسرے مقام کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ مرا ابو بکرؓ یہ شعر اس شرط کی جزا ہے یعنی جو چلتے پھرتے مردے کو دیکھنا چاہے وہ حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ لے یہ قول حدیث کے نام سے مشہور ہے لیکن اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں ہے۔ وہ یہ ہے مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلٰی مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلَی وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ اِلٰی اَبِیْ قُحَافَۃَ "جو شخص ایسے مردے کو دیکھنا چاہے جو زمین پر چلتا پھرتا ہو وہ ابو قحافہ کے بیٹے کو دیکھ لے"

[2] تا بحشر۔ حشر ہونے کے بعد زندہ ہونا ہے ابو بکرؓ کو دیکھ کر اس کو اس کا یقین آ جائے گا۔ ان کو فنا کے بعد بقا حاصل ہو گئی ہے۔ پس محمدؐ قیامت میں فنا کے بعد بقا حاصل ہو گی اسی طرح آنحضورؐ کی صحبت اور دربار میں فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے زادۂ۔ آنحضورؐ کو خود فنا کے بعد بقا حاصل تھی اس لئے آنحضورؐ گویا قیامت کا نمونہ تھے۔

[3] زو۔ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ یہ لوگ آپ سے قیامت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ کب آئیگی۔ بازبان حال۔ آپ ان کو زبان حال سے جواب دیتے تھے کہ قیامت کو قیامت سے کون دریافت کرتا ہے۔ بہر ایں مُوتُوا قبلَ اَنْ تَمُوتُوا یہ حدیث ثابت نہیں ہے اہل قاری نے فرمایا ہے کہ یہ صوفیاء کا قول ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ مرے

پس اِ قیامت شو قیامت را ببیں — دیدنِ ہر چیز را شرط ست ایں
تو قیامت بن جا، قیامت دیکھ لے — ہر چیز کے دیکھنے کی یہ شرط ہے

تا نگردی اُوندانیش تمام — خواہ آں انوار باشد یا ظلام
جب تک تو وہ نہ بنے گا اس کو پورا نہ سمجھے گا — خواہ وہ نور ہوں یا تاریکی

تانگردی اُوندانی ایں تمام — خواہ اُو آزاد باشد یا غلام
اگر تو وہ نہ بنے گا اس کو نہ سمجھے گا — خواہ وہ آزاد ہو، یا غلام ہو

عقل گردی عقل را دانی کمال — عشق گردی عشق را بینی جمال
عقل بن جا، عقل کو مکمل جان لے گا — عشق بن جا، عشق کا حسن دیکھ لے گا

گفتمے ۲ برہاں ایں دعوی مُبیں — گر بُدے اِدراک اندر خوردِ ایں
میں اس دعوی کی واضح دلیل پیش کر دیتا — اگر سمجھ اس کے لائق ہوتی

ہست انجیر ایں طرف بسیار خوار — گر رسد مُرغے قنق انجیر خوار
ادھر انجیر بہت سستا ہے — اگر انجیر کھانے والا پرند مہمان آئے

در ہمہ عالم اگر مردو زنند — دَمبدم در نزع و اندر مُردن اند
تمام دنیا میں اگر مرد اور عورتیں ہیں — ہر وقت نزع اور مرنے میں ہیں

ایں سخن شاں را وصیتہا شمر — کہ پدر گوید دراں دم با پسر
ان کی ان باتوں کو وصیت شمار کر — جو بات اس وقت باپ بیٹے سے کہتا ہے

تا بروید غیرت و رحمت بدیں — تا بُبُرّد بیخ بغض و رشک و کیں
تاکہ اس سے غیرت اور رحمت پیدا ہو — تاکہ بغض اور رشک اور کینہ کی جڑ کٹ جائے

توبداں ۳ نیت نگر در اقربا — تاز نزع اُو بسوزد دل ترا
تو رشتہ داروں کو اسی نیت سے دیکھ — تاکہ اس کے نزع سے تیرا دل سوز ہو

کُلُّ آت آت آں را نقد داں — دوست را در نزع واندر فقد داں
جو آنے والا ہے آ گیا اس کو اس وقت سمجھ لے — دوست کو نزع اور گم ہونے میں سمجھ لے

در غرضہا زیں نظر گردد حجیب — ایں غرضہا را بروں افگن زجیب
اگر اغراض اس نظر کا پردہ بنیں — ان غرضوں کو جیب سے نکال پھینک

۱ پس قیامت۔ آنحضورؐ نے سوال کرنے والے سے فرمایا تو خود قیامت بن جا۔ قیامت کا مشاہدہ ہو جائے۔ ۲ چیز کے مشاہدے کی یہی شرط ہے کہ اس چیز میں اس قدر انہماک ہو جائے کہ وہ مشاہد خود وہ چیز بن جائے۔ تا نگردی جب تک انسان بدلنے کے آثار اپنے اوپر طاری نہ کرے۔ اردنی کو نہ دیکھ سکے گا اسی طرح عقل و عشق کے آثار طاری کر لینے سے عقل اور عشق کو جان سکے گا۔

۲ گفتمے۔ یہ اشکال ہو سکتا ہے کہ اس قاعدے کے مطابق تو جب تک انسان خدا نہ بن جائے ذات حق کا مشاہدہ نہیں ہو سکتا اور یہ ممکن نہیں ہوا۔ اس کا شاہد اس طرح سمجھاتے کہ ہمیشہ مشاہدے کیلئے خدا کے ساتھ اتحاد کی اتصافات ضروری ہیں اور جب تک انسان تخلقوا باخلاق اللہ کا مصداق نہ بن جائے مشاہدہ نہیں ہو سکتا لیکن اس اتحاد کا سمجھنا عام عقلوں سے بالا تر ہے۔ ہمارے پاس اس قسم کے دلائل بہت ہیں لیکن ان کے سمجھنے والے کم ہیں۔ در ہمہ۔ یہ تصور قائم کرو کہ دنیا کے تمام انسان موت کے نزع میں مبتلا ہیں اور آخری باتیں دنیا سے رخصت کے وقت کر رہے ہیں۔ یہ صوفیا کی اصطلاح میں مراقبہ موت کہلاتا ہے اس کا فائدہ یہ ہے کہ انسان کے دل میں ایک غیرت اور رحمت پیدا ہوتی ہے اور بغض و کینہ کا مادہ ختم ہو جاتا ہے۔

۳ توبداں نیت۔ رشتہ داروں کے بارے میں نزع کی کیفیت کا تصور کرو گے تو تمہارے دل میں سوز و گداز پیدا ہو گا کل آت۔ جو موت آنیوالی ہے سمجھو کہ وہ آ گئی۔ در غرضہا۔ اگر نفسانی اغراض میں اس مراقبہ سے مانع ہوں ان کو دل سے نکال دو۔ حجیب یعنی دل

دَر نیاری[1] خشک بر عجزے مایست — زانکہ با عجز گزیدہ معجزیست
اگر تو نہ کر سکے محض عجز پر قائم نہ رہ — کیونکہ ہر عاجز کے ساتھ ایک برگزیدہ عاجز کرنے والا ہے

عجز زنجیریست زنجیرت نہاد — چشمِ در زنجیر نہ باید گشاد
عجز ایک زنجیر ہے اس نے تجھے زنجیر میں باندھ دیا — زنجیر بھرنے والے میں آنکھ کھولنی چاہیے

پس تضرع کن کہ اے ہادیِ زیست — باز بُودم پشہ گشتم ایں ز چیست
پھر عاجزی کر کہ اے زندگی کے ہادی! — میں باز تھا مچھر بن گیا ہوں اس کی کیا وجہ ہے؟

سخت تر افشردہ ام در شر قدم — کہ نمی خسپم ز قہرت دمبدم
میں نے شر میں سختی سے قدم جمایا ہے — کیونکہ تیرے قہر کی وہ سے میں مسلسل سونے میں ہوں

از نصیحتہای[2] تو کر بُودہ ام — بُت شکن دعوی و بتگر بُودہ ام
میں تیری نصیحتوں سے بہرا ہو گیا ہوں — دعوی بت شکنی کا ہے اور میں بتگر ہو گیا ہوں

یادِ صنعت فرض تر یا یادِ مرگ — مرگ مانند خزاں تو اصل و برگ
دستکاری کی یاد زیادہ ضروری ہے یا موت کی — موت خزاں کی طرح ہے تو پتے اور جڑ ہے

سالہا ایں مرگ طبلک می زند — گوشِ تو بیگاہ جنبش می کند
یہ موت سالوں سے ڈھنڈی بجا رہی ہے — تیرا کان بے وقت حرکت کرے گا

گوید اندر نزع از جاں آہ مرگ — ایں زماں کردت ز خود آگاہ مرگ
جان نکلنے کے وقت ہائے موت کہے گا — موت نے اب تجھے اپنے آپ سے باخبر کیا

ایں[3] گلوی مرگ از نعرہ گرفت — طبل اُو شگافت از ضرب اے شگفت
نعرے سے موت کا یہ گلا بیٹھ گیا — ہائے تعجب، پیٹنے سے اس کا ڈھول پھٹ گیا

در دقائق خویش را در بافتی — رمزِ مُردن ایں زماں دریافتی
تو نے اپنے آپ کو باریکیوں میں مبتلا رکھا — مرنے کی حقیقت اب پہچانی

تشبیہ مُغفلے کہ عمر ضائع کند و وقت مرگ دراں تنگا تنگ

اس غافل کی تشبیہ جو عمر ضائع کر دیتا ہے اور موت کے وقت اس تنگی میں

توبہ استغفار کردن گیر دوبہ تعزیت داشتن شعبہ اہل

توبہ اور استغفار شروع کرنا ہے اور صاحب سے تعزیت

حلب ماند ہر سالے در ایام عاشورا بدروازۂ انطاکیہ و

مشابہ ہے جو ہر سال عاشورہ کے ایام میں انطاکیہ کے دروازے میں عزاداری کرتے ہیں اور

[1] در نیاری۔ اگر تم ان اغراض کو دل سے نہ نکال سکو تو اپنے اس عجز پر قائم نہ رہو۔ عجز یہ تمہارا عاجز ہونا ایک زنجیر ہے جو زنجیر باندھنے والے نے باندھی ہے اس کی طرف رجوع کرو۔ پس۔ اس زنجیر باندھنے والے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر کے کہو کہ اے حقیقی زندگی کی طرف ہدایت کرنے والے میں فطرت کے اعتبار سے باز تھا اب عاجز مچھر کیوں بن گیا ہوں اب میں نے برائی میں قدم جما رکھا ہے اور تیرے قہر کی وجہ سے میں سونے نہیں دیتا ہوں۔

[2] از نصیحتہای۔ میں نصیحتوں سے بہرا بن گیا تھا بت شکنی کا مدعی تھا لیکن دراصل میں بتگر تھا۔ یا صنعت۔ اے موت سے غافل تو یہ بتا کہ تیرے لئے اپنی دستکاری کی یاد ضروری ہے یا موت کی یاد، موت بمنزلہ خزاں کے ہے اور تو پتہ ہے جو خزاں میں لامحالہ اجڑ جاتا ہے سالہا موت اپنا ڈھنڈورا پیٹ رہی ہے نہیں لیکن تو نہیں سنتا ہے جب سننے والا وقت نہ ہیگا تب تو سنے گا۔ نزع کے وقت تو ہائے موت کہیگا اس وقت کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

[3] ایں گلو۔ اعلان کرتے کرتے موت کا گلا بیٹھ گیا اور اسکا ڈھول پھٹ گیا لیکن تو دنیاداری کی باریکیوں میں رہا نزع کے وقت اس کے اشارے کو سمجھا تشبیہ۔ انسان کی موت کے وقت کی آہ وزاری ایسی ہی ہے جیسا کہ کربلا میں انسان کا تعزیہ نکالنا عاشورہ کو ہوتا ہے۔

رسیدن غریب شاعراز سفر و پرسیدن کہ ایں غریوہ[1] نعرہ

ایک مسافر شام کا سفر سے پہنچنا اور دریافت کرنا کہ یہ شور اور نعرہ

چہ تعزیت ست تا فرا خور آں مرثیہ گوید

کس کی تعزیت میں ہے تاکہ اس کے مناسب مرثیہ پڑھے

روزِ عاشورا ہمہ اہلِ حلب — بابِ انطاکیہ اندر تا بشب

عاشور کے دن سب حلب کے باشندے — انطاکیہ کے دروازے میں رات تک

گرد آید مرد وزن جمعے عظیم — ماتمِ آں خاندان دارد مقیم

مردوں اور عورتوں کا بڑا مجمع جمع ہوتا ہے — اس خاندان کا ماتم قائم رکھتا ہے

نالہ و نوحہ کنند اندر بکا — شیعہ عاشورا برائے کربلا

رونے میں نالہ اور نوحہ کرتے ہیں — شیعہ ، عاشورے میں کربلا کے لئے

بشمرند آں ظلمہا و امتحاں — کز یزید و شمر دید آں خاندان

وہ ظلم اور آزمائش شمار کرتے ہیں — جو اس خاندان نے یزید اور شمر سے دیکھی ہیں

از غریو نعرہا در سر گذشت — پُر ہمی گردد ہمہ صحراو دشت

گذرے ہوئے معاملہ میں نعروں کے شور سے — صحرا اور دشت پر ہو جاتا ہے

یک غریبے شاعرے از رہ رسید — روزِ عاشورا وآں افغاں[2] شنید

راستہ سے ایک مسافر شاعر آ پہنچا — عاشورا کے دن اور اس نے وہ شور سنا

شہر را بگذاشت واں سُورای کرد — قصد جست وجوئے آں ہیہائے کرد

شہر کو چھوڑا اور اس جانب کی رائے کر لی — اس ہائے ہائے کی جستجو کا ارادہ کیا

پُرس پُرساں می شد اندر اعتقاد — چیست ایں غم بر کہ ایں ماتم فتاد

وہ جستجو میں پوچھتا پوچھتا چلا — یہ غم کیا ہے اور یہ ماتم کس کا ہے ؟

ایں[3] رئیسے زفت باشد کو بمرد — ایں چنیں مجمع نباشد کار خرد

یہ کوئی بڑا رئیس ہو گا جو مر گیا ہے — اس طرح کا مجمع چھوٹی بات نہ ہو گی

نامِ او القابِ او شرحم دہید — کہ غریبم من شما اہلِ دہید

اس کا نام اور اس کے القاب مجھے بتاؤ — کیونکہ میں پردیسی ہوں تم گاؤں والے ہو

چیست نام و پیشہ و اوصافِ او — تا بگویم مرثیہ ز الطافِ او

اس کا نام اور پیشہ اور اوصاف کیا ہیں ؟ — تاکہ میں اس کی مہربانیوں کا مرثیہ کہوں

---

[1] غریو ۔ شور ۔ فراخور ۔ مناسب حال ۔ عاشورا ۔ محرم کی دسویں تاریخ ۔ آں خاندان یعنی اہل بیت اطہار ۔ کربلا ۔ اس علاقہ میں امام حسینؓ اور ان کے ساتھی شہید کئے گئے ہیں ۔ یزید ۔ اس کے دور حکومت میں یہ واقعہ پیش آیا ۔ شمر ۔ یہ حضرت حسینؓ کا قاتل ہے ۔

[2] افغاں ۔ شور فریاد ۔ آں سو یعنی حلب کا انطاکیہ کی جانب کا دروازہ ۔ اعتقاد ۔ مرشد کی تلاش

[3] ایں ۔ اس شاعر نے لوگوں سے کہنا شروع کیا کہ یہ ماتم یقیناً کسی بڑے انسان کا ہو گا مجھے نام اور اس کے اوصاف بتا دو میں اس کا مرثیہ کہوں گا تاکہ کچھ سامان اور لنگر مجھے بھی مل جائے ۔

مرثیہ سازم کہ مَردِ شاعرم — تا ازیں جا برگ ولالنگے برم
میں مرثیہ تیار کروں گا کیونکہ میں شاعر انسان ہوں — تاکہ یہاں سے سامان اور سنگر حاصل کروں

آں یکے گفتش کہ ہے دیوانہ — تو نہ شیعہ عدوِ خانہ
ایک شخص نے اس سے کہا ہائیں! تو دیوانہ ہے — تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے

روزِ عاشورا نمی دانی کہ ہست — ماتمِ جانے کہ از قرنے بہ است
تجھے معلوم نہیں کہ عاشورے کا دن ہے — اس جان کا سوگ ہے جو ایک قرن سے بہتر ہے

پیشِ مومن کے بُود ایں غصہ خوار — قدرِ عشق گوشِ عشقِ گوشوار
مومن کے لئے یہ رنج بے وقعت کب ہوگا؟ — کان کے عشق کے بقدر گوشوارہ کا عشق ہوتا ہے

پیشِ مومن ماتمِ آں پاک روح — شہرہ تر با شدز صد طوفانِ نوح
مومن کے لئے اس پاک روح کا ماتم — نوح کے سینکڑوں طوفانوں سے زیادہ مشہور ہوگا

نکتہ گفتنِ آں شاعر جہتِ طعنِ شیعۂ حلب
شاعر کا حلب کے شیعوں کے طعنہ کے لئے ایک نکتہ کہنا

گفت۲ آرے لیک کو دورِ یزید — کے بُدست ایں غم چہ دیر اینجا رسید
اس نے کہا ہاں، لیکن یزید کا زمانہ کہاں؟ — یہ رنج کب پہنچا تھا؟ یہاں کس قدر دیر میں پہنچا

چشم کوراں آں خسارت را بدید — گوش کراں آں حکایت را شنید
اندھوں کی آنکھ نے اس نقصان کو دیکھا — بہروں کے کان نے وہ قصہ سنا

خفتہ بُود ستید تا اکنوں شما — کہ اکنوں جامہ درید ید از عزا
کیا تم اب تک سو رہے تھے؟ — کہ تم نے اب تعزیت میں کپڑے پھاڑے

پس عزا بر خود کنید اے خفتگاں — زانکہ بد مرگیست ایں خوابِ گراں
اے غافلو! اپنا ماتم کرو — کیونکہ یہ گہری نیند بری موت ہے

رُوح۳ سلطانے ززندانے بجست — جامہ چہ دَرّیم و چہ خائیم دست
ایک شاہ کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئی — ہم کپڑے کیا پھاڑیں ہاتھ کیا چبائیں؟

چونکہ ایشاں خسروِ دیں بُودہ اند — وقتِ شادی شد چو بشکستند بند
چونکہ وہ دین کے شاہ ہوئے ہیں — جب انہوں نے بیڑی توڑ دی خوشی کا وقت ہے

سُوئے شاہ روانِ دولت تا ختند — گندہ و زنجیر را انداختند
وہ سلطنت کے خیمہ کی طرف دوڑ گئے — انہوں نے کانٹھ اور بیڑی کو پھینک دیا

۱ آں یکے۔ ایک صاحب نے اس شاعر کو جواب دیا کہ تو کوئی دیوانہ معلوم ہوتا ہے تو شیعہ نہیں ہے اہل بیت کا دشمن ہے تجھے معلوم نہیں کہ دسویں محرم ہے اور اس جان کا ماتم ہو رہا ہے جو ایک پیڑی سے افضل تھی ایک مسلمان کے لئے یہ قصہ معمولی نہیں ہے جتنی آنحضورؐ سے محبت ہوگی اسی قدر ان کے اہل بیت سے محبت ہوگی۔ پیشِ مومن۔ ایک مسلمان کے لئے اس نیک روح کا ماتم حضرت نوح کے سو طوفانوں سے زیادہ مشہور ہے۔

۲ گفت۔ شاعر نے کہا جو تو کہہ رہا ہے وہ ٹھیک ہے لیکن یزید کا دور گذرے ہوئے تو ایک عرصہ دراز گذر گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا یہاں اتنے عرصہ بعد خبر پہنچی یہ واقعہ تو ایسا دردناک تھا کہ اندھوں اور بہروں تک نے دیکھ لیا اور سن لیا کیا تم اس وقت سو رہے تھے جواب۔ ماتم میں کپڑے پھاڑ رہے ہو اگر تم اس قدر غافل ہو تو اپنے اوپر ماتم کرو۔

۳ روح سلطانے۔ حضرت حسینؓ ایک شاہ تھے ان کی روح قید خانہ سے چھوٹ گئے تو اس پر ماتم کا کیا موقع ہے اَلدُّنیا سِجنُ المُؤمنِ دنیا مومن کا قید خانہ ہے" شادروان۔ خیمہ کندو۔ زنجیر۔ کانٹھ اور زنجیر جو قیدی کے ہاتھ پاؤں میں ڈالے جائیں۔

روزِ اُو مُلک ست و گہے شاہنشہی — گر تو یک ذرّہ از ایشاں آگہی
سلطنت کا دن ہے اور شہنشاہی کا وقت ہے — اگر تو ایک ذرہ بھی ان سے واقف ہے

ورنہ آگہ برو بر خود گری — زانکہ در انکارِ نقل و محشری
اور اگر تو واقف نہیں ہے جا اپنے اوپر رو — کیونکہ تو انتقال اور محشر کا منکر ہے

بر دل و دیں خرابت نوحہ کن — کہ نمی بیند جز ایں خاک کہن
اپنے برباد دل اور دین پر نوحہ کر — کیونکہ وہ اس پرانی مٹی سے ماوراء کچھ نہیں دیکھتا ہے

ورزمی بیند چرا نبود دلیر — پشت دارو جاں سپارو چشم سیر
اور اگر دیکھتا ہے کیوں دلیر نہ ہو گا؟ — پشت مضبوط کرنے والا اور جان دینے والا اور سیر چشم

در رُخت کُو ازمیِ دیں فرخی — گر بدیدی بحر کُو کفِ سخی
تیرے چہرے پر دین کی شراب کی رونق کہاں ہے؟ — اگر تو نے سمندر دیکھا ہے تو سخی ہاتھ کہاں ہے؟

آنکہ ۲ جُودید آب را نکند دریغ — خاصہ آں کُودید آں دریا و میغ
جس نے نہر دیکھ لی وہ پانی کی ممانعت نہیں کرتا — خصوصاً جس نے وہ سمندر اور ابر دیکھ لیا ہو

تمثیلِ مردِ حریص نا بینندۂ رزّاقیِ حق را و خزائنِ رحمت
اس آدمی کی مثال جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور رحمت کے خزانوں کو دیکھنے والا

اُورا بمورے کہ در خرمن گاہِ بزرگ باد انۂ گندم می کوشد
نہیں ہے اس چیونٹی کے ساتھ جو بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ کی کوشاں ہے

وی جوشدومی لرزد و بتعجیل می کشد وُسعتِ آں
اور جوش میں ہے اور لرز رہی ہے اور جلدی جلدی کھینچ رہی ہے اس ڈھیر

خرمن را نمی بیند
کی وسعت کو نہیں دیکھتی ہے

مور ۳ بر دانہ ازاں لرزاں شود — کُو خرمن ہا خوش عمیاں بُود
چیونٹی دانہ پر اس لئے لرزتی ہے — کیونکہ وہ اچھے ڈھیروں سے اندھی ہوتی ہے

می کشد آں دانہ را با حرص و بیم — کہ نمی بیند چناں چاشِ عظیم
حرص اور ڈر سے دانہ کو کھینچتی ہے — کیونکہ وہ ایسے ڈھیر کو نہیں دیکھتی ہے

صاحبِ خرمن ہمی گوید کہ ہے — اے زکوری پیشِ تو معدوم شے
ڈھیر والا کہتا ہے کہ افسوس ہے — تو اندھے پن کی وجہ سے تیرے لئے معدوم کیا چیز ہے؟

ازو زمُلک۔ یہ ان کے شہنشاہت کا وقت ہے اگر تو اس سے واقف نہیں ہے تو اپنے اوپر ماتم کر۔ برول۔ تجھے اپنے دل اور دین پر ماتم کرنا چاہیے کیونکہ تجھے اس دنیا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے۔ ورزمی۔ اگر وہ دوسرے عالم کو دیکھتا ہے تو اس کے حصول کے لئے بہادر اور جانباز اور دنیا سے چشم سیر کیوں نہ ہوگا۔ دُرُخت۔ جو عالم آخرت کو دیکھتا ہے۔ اس کے چہرے پر ایک خاص نور ہوتا ہے۔ بحر۔ جو سمندر کے خزانوں کو دیکھ لیتا ہے پھر وہ سخاوت میں دریغ نہیں کرتا ہے۔

۲ آنکہ۔ جس نے نہر دیکھ لی ہو وہ بھی پانی میں بخل نہ کریگا۔ تمثیل۔ جس نے حضرت حق کے خزانے نہیں دیکھے ہیں اس کی مثال اس چیونٹی کی سی ہے جو غلہ کے بڑے ڈھیر میں سے ایک دانہ ہی کو سب کچھ سمجھ رہی ہے۔

۳ مور۔ چیونٹی جو ایک دانہ کی حفاظت میں لگی ہوئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے ڈھیروں سے اندھی ہے چاشِ۔ خرمن۔ اسے تو اندھے پن سے ہر چیز کو چیز سمجھ رہی ہے۔

تو از زخر منہای ما آں دیدۂ
تو نے ہمارے ذخیروں میں سے وہی دیکھا ہے

کہ دراں دانہ بجاں پیچیدۂ
کہ اس دانے میں (دل و) جان سے چپٹی ہوئی ہے

اے بصورت ذرّہ کیواں را ببیں
اے وہ جو بظاہر ذرہ ہے! زحل کو دیکھ

مورِ لنگی رو سلیماں را ببیں
تو لنگڑی چیونٹی ہے جا سلیمان کو دیکھ

تو نۂ ایں جسم بل آں دیدۂ
تو یہ جسم نہیں ہے بلکہ وہ آنکھ ہے

وارہی از جسم گر جاں دیدۂ
اگر تو جان کو دیکھ لے جسم سے نجات پا جائے

آدمی دیدست و باقی لحم و پوست
آدمی دید ہے، اور باقی گوشت و پوست ہے

ہر چہ چشمش دیدۂ ست آں چیز اوست
جو اس کی آنکھ نے دیکھا ہے، چیز وہی ہے

کوہ را غرقہ کند یک خم زنم
ایک مٹکا پہاڑ کو ڈبو دیتا ہے

چشم خم چوں با زباشد سوئے یم
جبکہ مٹکے کی آنکھ سمندر کی جانب کھلی ہوئی ہو

چوں بدریا راہ شد از جانِ خم
جب مٹکے کی جان سے دریا کی جانب راستہ ہو جاتا ہے

خم با جیحوں بر آرد اشتلم
مٹکا جیحوں سے زور آزمائی کرتا ہے

زاں ۲ سبب قل گفتۂ دریا بود
اسی وجہ سے "کہدے" دریا کا کہا ہوا ہو گا

گرچہ نطق احمدؐ گویا بود
اگرچہ بولنے والے احمدؐ کا بول ہو گا

گفتۂ ۳ او جملہ دُرِّ بحر بوذ
ان کا کہا ہوا سب سمندر کا موتی تھا

کہ دلش را بود در دریا نفوذ
کیونکہ ان کے دل کا دریا میں نفوذ تھا

دادِ دریا چوں زخمِ ما بود
جب ہمارے مٹکے سے دریا کی عطا ہو

چہ عجب ورما ہیے دریا بود
کیا تعجب ہے! اگر کوئی مچھلی دریا بن جائے

چشم حِس افسُر دہ بر نقشِ ممرّ
حس کی آنکھ راستہ کے نقش پر ٹھہری ہوئی ہے

تُش ممرّی بینی و او مُستقرّ
تو اس کو گذرگاہ دیکھ رہا ہے اور وہ قرار گاہ ہے

ایں دوئی اوصاف دیدِ احول ست
یہ دوئی، بھینگا دیکھنے کے اوصاف میں سے ہے

ورنہ اوّل آخر آخر اوّل ست
ورنہ اول آخر آخر اول ہے

ظاہر بیں نظر محض پانی کی گذرگاہ کو دیکھ رہی ہے حالانکہ وہ خود سمندر ہے۔ ممرّ۔ یعنی مٹکی۔ تش۔ تو اس۔ مستقر۔ یعنی دریا۔ ایں دوئی۔ مٹکی اور بحر کو دو سمجھنا بھینگا پن ہے ورنہ دونوں میں اتحاد ہے۔

۱ تو۔ اس چیونٹی نے اس ذخیرہ میں سے صرف یہی دانہ دیکھا۔ اے بصورت۔ انسان جسم کے اعتبار سے ایک حقیر ذرہ ہے۔ لیکن روح کے اعتبار سے سب سے وبالا زحل ستارہ ہے مورِ لنگی۔ انسان جسم کے اعتبار سے لنگڑا چیونٹی ہے روح کے اعتبار سے سلیمان ہے۔ تو نۂ۔ انسان جسم کا نام ہے بلکہ انسان دیدہ حق بیں ہے۔ آدمی۔ انسان کی حقیقت دید حق کا آلہ یعنی روح ہے اور بقیہ محض گوشت پوست ہے جو کچھ اس کی حق بیں آنکھ دیکھتی ہے۔ چیز وہی ہے ورنہ سب ناچیز ہے۔ کوہ۔ وہ مٹکی جس کا تعلق سمندر سے ہو وہ اپنے پانی میں پہاڑ کو غرق کر دیتی ہے۔ اشتلم۔ زور۔ غلبہ

۲ زاں سبب۔ چونکہ آنحضورؐ کے صفات، حضرت حق کے صفات میں فنا ہو چکے تھے لہذا آنحضور کا مقولہ حضرت حق تعالیٰ کا مقولہ ہے قرآن میں مختلف جگہ پر لفظ قل آیا ہے وہ بظاہر آنحضورؐ کا مقولہ ہے لیکن حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے۔ شعر
گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

۳ گفتۂ او۔ آنحضورؐ کے دل کی وابستگی جبکہ بحر حقیقت سے تھی تو آپ کا مقولہ اسی سمندر کا موتی ہے۔ داد دریا۔ جبکہ پوری اطاعت کے بعد انسانوں کے افعال اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے کہ کسی عارف کو فنا فی الذات کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔ ماہی۔ یعنی عارف۔ دریا۔ یعنی بحر حقیقت چشم حس۔ جس مٹکی میں سے سمندر کا پانی گذر رہا ہے۔ تیری

هیں [1] گذر از نقشِ خم در خم نگر — کاندرو بحرست بے پایان و سَر
خبردار! مٹکے کی صورت سے بڑھ مٹکے میں دیکھ — اسمیں سمندر ہے جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا

پاک از آغاز و آخر آں عذاب — ماندہ محروماں ز قہرش در عذاب
وہ شیریں پانی ابتداء اور انتہا سے پاک ہے — محروم اس کے قہر سے عذاب میں ہیں

تا چنیں سرِ دَر جہاں ظاہر شوَد — مُقبِل اندر جستجُو ماہر شوَد
تاکہ ایسا راز دنیا میں ظاہر ہو جائے — نصیب اور جستجو میں ماہر ہو جائے

تا فزاید [2] در جہاد و کوشش اُو — تا میسّر گرددش دیدار ہُو
تاکہ وہ مجاہدے اور کوشش میں ترقی کرے — تاکہ اس کو اللہ تعالیٰ کا دیدار میسر آجائے

اہلِ دل ہمچوں کہ جُو دروے رواں — بے دوئی یک گشتہ با دریائے جاں
اہل دل ایسے ہیں کہ نہر ان میں جا رہی ہے — جان کے دریا کے ساتھ بغیر دوئی کے ایک ہو گئے ہیں

ایں چنیں خمُ را تو دریم داں یقیں — زندہ ازوے آسمان وہم زمیں
ایسے مٹکے کو تو یقینا دریا میں سمجھ — اس سے آسمان بھی زندہ ہے اور زمین بھی

بلکہ وحدت گشت اُورا دَر وصال — شدُ خطاب اُو خطابِ ذُوالجلال
بلکہ وصال میں اس کو وحدت حاصل ہو گئی ہے — اس کا کلام اللہ ذوالجلال کا کلام بنگیا ہے

بَعدازاں گوید حقم منصور وار — تا شوَد بر دارِ شہرت اُو سَوار
اس کے بعد وہ منصور کی طرح انا الحق کہتا ہے — تاکہ وہ بدنامی کی سولی پر سوار ہو جائے

ہے [3] زچہ معلوم گردد ایں ز بعث — بَعث رانُو کم کُن اندر بعث بحث
ہاں یہ کس طرح سے معلوم ہوگا؟ دوبارہ زندہ ہونیسے — دوبارہ زندگی کو تلاش کر دوبارہ زندہ ہونے میں بحث نہ کر

شرطِ روزِ بعث اوّل مُردن ست — زانکہ بَعث از مُردہ زندہ کردن ست
دوبارہ زندہ ہونے کے دن کی شرط پہلے مر جانا ہے — کیونکہ دوبارہ زندہ ہونا مردے سے زندہ کرنا ہے

جُملہ عالم زیں غلط کرد اند راہ — کز عدم ترسند وآں آمد پناہ
تمام جہان نے اسی لئے راستہ غلط کر لیا — کہ وہ عدم سے ڈرتے ہیں اور وہی پناہ ہے

از کجا جوئیم عِلمَ از تَرکِ عِلم — از کجُا جوئیم سِلم از ترکِ سِلم
ہم علم کہاں سے تلاش کریں علم کو ترک کرنیسے — صلح کہاں سے تلاش کریں صلح کو ترک کرنیسے

---

[1] ہیں۔ مٹکے کو نہ دیکھ جو کچھ مٹکے میں ہے اس کو دیکھ اس میں ایک لا محدود سمندر ہے انسان کامل کے اندر فیوض الٰہی ہیں جو لامحدود ہیں جو پاک اور شیریں ہیں جو شخص ان فیوض سے محروم ہے وہ خدائی قہر کی وجہ سے عذاب میں ہے۔ تا چنیں۔ کامل۔ انسان کو ان فیوض کا مظہر بنانے میں یہ حکمت ہے کہ اس سے راز وحدت ظاہر ہو اور کوئی بلند اقبال اس کی جستجو میں لگے۔

[2] تا فزاید۔ اس مظہر کو دیکھ کر با نصیب مزید مجاہدے اور کوشش میں لگے گا اور اس کو مشاہدہ حق حاصل ہو جائے گا۔ اہل دل۔ اہل دل کی مثال یہ سمجھو کہ ان میں ایک نہر جاری ہے اور ان کو ذات حق سے اتحاد حاصل ہے ایں چنیں۔ یہی اہل دل وہ ہیں جن سے زمین آسمان قائم ہے۔ بلکہ۔ اتحاد تو دو چیزوں میں ہوتا ہے ان کا ذات حق ہے ایسا وصال ہے کہ دوئی ختم ہو چکی ہے اب انکی بات خدا کی بات ہے۔ بعد ازاں جب یہ وحدت حاصل ہو جاتی ہے وہ منصور علاج کی طرح انا الحق کا نعرہ لگا دیتا ہے اور موت کی سولی نہ سہی بدنامی کی سولی پر چڑھ جاتا ہے۔

[3] ہے۔ یہ تعلق مع اللہ بقا بعد الفنا سے معلوم ہوگا اور اس مقام میں بحث نہ کر اس کو حاصل کر۔ بعث۔ یعنی بقا بعد الفنا۔ شرط۔ حشر اور بعث بعد الموت جب ہی ہوگا جبکہ پہلے موت آجائیگی کیونکہ بعث تو مرنے کے بعد زندہ کرنیکو کہتے ہیں تو اس بعث کیلئے موت ضروری ہے۔ جو موت سے ڈرتے ہیں انکی راہ غلط ہے۔ از کجا۔ تعلق مع اللہ کا علم جبھی حاصل ہوگا جب جب تعلق غیر اللہ کا علم چھوڑ دو گے اللہ سے صلح اور محبت جبھی پیدا ہوگی۔ جب غیر اللہ سے تعلق منقطع کر دے۔

از کجا جوئیم حال[1] از ترکِ حال
حال کہاں سے تلاش کریں؟ حال کو چھوڑنے سے

از کجا جوئیم قال از ترکِ قال
قال کہاں سے تلاش کریں؟ قال کو ترک کرنے سے

از کجا جوئیم ہست، از ترکِ ہست
وجود کو کہاں سے تلاش کریں وجود کو چھوڑنے سے

از کجا جوئیم دست از ترکِ دست
قدرت کو کہاں سے تلاش کریں؟ قدرت کو ترک کرنے سے

ہم تو ثانی کر دیا نعمَ المُعین
اے بہترین مددگار! تو ہی کر سکتا ہے

دیدۂ معدوم بیں را ہست بیں
معدوم کو دیکھنے والی آنکھ کو موجود کو دیکھنے والی

دیدۂ کُو از عدم آمد پدید
وہ آنکھ، جو عدم سے آئی

ذاتِ ہستی را ہمہ معدُوم دید
اس لئے موجود ذات کو بالکل معدوم دیکھا

ایں[2] چنیں منتظم محشر شوَد
یہ منظم دنیا محشر بن جائے

گردو دیدہ مُبدَل و انور شوَد
اور دونوں آنکھیں تبدیل ہو منور ہو جائیں

زاں نماید ایں حقائق نا تمام
یہ حقیقتیں نیر مکمل اس لئے نظر آتی ہیں

کہ عدیں خاماں بُود فہمش حَرام
کہ ان ناقصوں کے لئے ان کا سمجھنا حرام ہے

نعمتِ جنّات خوش بَر دوزخی
عمدہ جنتوں کی نعمت دوزخی پر

شدُ مُحرّم گرچہ حق آمد سخی
حرام ہو گئی، اگرچہ اللہ تعالیٰ سخی ہے

دَردہانش تلخ آمد شہدِ خُلد
جنت کا شہد، اس کے منہ میں کڑوا ہے

چوں نبُود از وافیاں در عہدِ خُلد
چونکہ وہ عہد است کے وفا داروں میں سے نہ تھا

مر شما[3] را نیز در سودا گری
تمہارا بھی تجارت میں

دَست کے جنبد چو نبُود مشتری
ہاتھ کب ہلتا ہے جبکہ خریدار نہ ہو؟

کے نظارہ زاہل بخریدن بُود
تماشائی خریدنے کے اہل کب ہوتے ہیں؟

آں نظارہ گول گر دیدن بُود
وہ تماشہ، بیہودہ گردی ہوتی ہے

پُرس پُرساں کایں بچند وآں بچند
پوچھتے پھرنا، کہ یہ کتنے کی اور وہ کتنے کی؟

ازپئے تعبیر وقت و ریشخند
وقت کاٹنے کے لئے اور تفریح کے لئے ہے

از ملولی کالہ می خواہد زتو
تجھ سے سودا مانگتا ہے

نیست آنکس مُشتری وکالہ جُو
وہ شخص خریدار اور سامان کا جویاں نہیں ہے

---

[1] حال۔ اخلاق اور اس کے مبادی اور آثار مثلاً شہوت ایک مذموم خلق ہے اور میلان اس کا مبداء ہے اور شہوت کا جماؤ اس کا اثر ہے تو ان کے چھوڑنے سے عفت پیدا ہوگی۔ قال۔ یعنی قول برا قول چھوڑو گے تو اچھا قول حاصل کر سکو گے۔ ہست۔ بقافنا کے بعد حاصل ہوگی اور فنا افعال سے بقاء افعال حاصل ہوگی۔ ثانی۔ تو ہی دیدۂ یعنی فانی اشیاء کو دیکھنے والی آنکھ کو تو باقی کو دیکھنے والی آنکھ بنا سکتا ہے۔ از عدم۔ ہماری جسمانی آنکھ عدم سے وجود میں آئی اس کو معدوم سے ہی مناسبت ہے وہ وجود مطلق کو بھی معدوم دیکھتی ہے۔

[2] ایں جہاں۔ اگر یہ آنکھ حقیقت بین بن جائے تو وہ منظم دنیا کو محشر بنا ہوا دیکھے۔ زاں۔ ناقص مکمل کو بھی ناقص دیکھتا ہے۔ نعمت۔ جنت کی جس قدر نعمتیں ہیں وہ دوزخیوں پر حرام ہیں۔ در دہانش۔ دوزخی کے لئے جنت کا شہد بھی کڑوا ہو جائے گا۔ خلد۔ جنت۔

[3] مرشما۔ جب تک خریدار نہ ہو سودا دینے میں سوداگر کا ہاتھ حرکت نہیں کرتا ہے اسی طرح جب کوئی اللہ کی جنت کا طالب نہیں ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا نہیں کرتا ہے۔ نظارہ تماشائی، ضرورت شعری میں نظارہ بغیر تشدید کے پڑھا جائیگا دوسرے مصرع میں بغیر تشدید کے لفظ نظارہ دیکھنے کے معنی میں ہے۔ پُرس۔ تماشائی کا پوچھنا کہ یہ چیز کتنے کی ہے اور وہ کتنے کی ہے محض وقت گذاری اور تفریح کے لئے ہوتا ہے۔ از ملولی۔ وہ تجھ سے سودا کرنے کے لئے سودا کرتا پھرتا ہے۔

کالہ را صد بار دیدو باز داد — جامہ کے پیمود او کے پیود باد

اس نے سودے کو سو بار دیکھا اور واپس کر دیا — اس نے کپڑا کب ناپا ؟ ہوا ناپی

کو قدوم و کرّ و فرِّ مُشتری — کو مزاح و گرمگلی و سرسری

کہاں خریدار کی کرّ و فر اور آنا ؟ — کہاں مذاق اور دل لگی اور بیہودگی ؟

چونکہ در ملکش نباشد حبّہ — جز پئے گرمگل چہ جوید جبہ

جبکہ اس کے پاس ایک مٹری نہیں ہے — سوائے دل لگی کے وہ جبہ کیا تلاش کرتا ہے ؟

در تجارت نیستش سرمایہ — پس چہ شخص زشت او چہ سایہ

تجارت کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے — تو کیا اس کا منحوس وجود کیا سایہ

مایہ در بازارِ ایں دنیا زرست — مایہ آنجا عشق و دو چشم تر ست

اس دنیا کے بازار میں سرمایہ سونا ہے — وہاں سرمایہ عشق اور دو تر آنکھیں ہیں

ہر کہ۲ او بے مایہ در بازار رفت — عمر رفت و باز گشت او خام تفت

جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں گیا — عمر برباد گئی اور وہ ناقص واپس آیا

ہے کجا بودی برادر ہیچ جا — ہے چہ پختی بہر خوردن ہیچ با

ہاں بھائی تو کہاں تھا ؟ کہیں نہیں — ہاں ! کھانے کیلئے تو نے کیا پکایا ؟ کوئی سالن نہیں

مُشتری شوتا بجنبد دستِ من — لعل زاید معدنِ آبستِ من

خریدار بن ، تاکہ میرا ہاتھ ہلے — میری حاملہ کان لعل جنے

مُشتری گرچہ کہ سُست و بارِدست — دعوتِ دیں کُن کہ دعوت وار دست

خریدار اگرچہ سست اور افسردہ ہے — تو دین کی دعوت دے کیونکہ دعوت کا حکم ہے

باز۳ پرّاں کُن حمامِ رُوح گیر — در رہِ دعوت طریقِ نوح گیر

باز کو اڑا روح کا کبوتر پکڑ لے — دعوت کی راہ میں حضرت نوحؑ کا طریقہ اختیار کر

خدمتے می کُن برائے کردگار — با قبول و ردِّ خلقانت چہ کار

اللہ تعالیٰ کے لئے کام میں لگا رہ — لوگوں کے ماننے اور انکار سے تجھے کیا ؟ ۱۲ ط

داستانِ آں شخص کہ بردرِ سرائے نیم شب سحوری میزد همسایہ

ایک شخص کا قصہ جو آدھی رات کو ایک مکان میں سحری کا نقارہ بجا رہا تھا پڑوسی

ا کالہ۔ ایسا خریدار کپڑا کب ماپتا کرتا ہے وقت ضائع کرتا ہے۔ کو۔ خریدار کی آمد و رفت اور حالت میں اور نہ خریدنے والے کی مذاق اور دل لگی میں بہت فرق ہے۔ چونکہ اس کے پاس دمڑی بھی نہیں ہے وہ محض مذاق اور تفریح کے لئے جبہ کو چھو رہا ہے۔ در تجارت۔ جب کاروبار کے لئے اس کے پاس سرمایہ نہیں ہے تو وہ خود اور اس کا سایہ یکساں ہے۔ مایہ۔ دنیاوی کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ ضروری ہے اور آخرت کے کاروبار کے لئے عشق اور آہ و زاری ضروری ہے۔

۲ ہر کہ۔ جو شخص بغیر سرمایہ کے بازار میں جاتا ہے وہ اپنی عمر برباد کرتا ہے۔ اس شخص سے اگر کوئی پوچھے کہ تو کہ اس گیا تھا تو وہ جواب میں یہی کہے گا کہ نہیں بھی نہیں اس سے تو کچھ دریافت کرے کہ تو نے کیا پکایا ہے اس کا کہنا پڑ کیا پکا بھی نہیں۔ با۔ سالن۔ مشتری۔ اے مخاطب تو خریدار بن پھر دینے کے لئے حضرت حق تعالیٰ کا ہاتھ حرکت میں آئے گا اور اس کی بھرپور کان تجھے لعل و جواہر عطا کرے گی۔ باد ..... مصلحین کو خطاب ہے جنت کے طالب خواہ سست ہوں لیکن تمہیں حکم ہے کہ تم اپنا فریضہ پورا کرو۔

۳ باز۔ مبلغ کا فرض ہے کہ وہ اپنے باز سے پیغام روح کا شکار کرے اور حضرت نوحؑ کے طریقہ پر عمل کرے۔ خدمتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرض کی ادائیگی ہے لوگوں کے ماننے نہ ماننے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ داستان۔ اس داستان سے یہ بتایا ہے کہ سحری میں بیدار کرنے والا بہر حال اپنا فرض پورا کرتا تھا۔ کوتوری۔ رمضان میں سحری کے وقت بیدار کرنے کا نقارہ۔

اُورا گفت کہ آخر نیم شب است سحر نیست و دیگر آنکہ دریں

نے اس سے کہا کہ آدھی رات ہے، سحری کا وقت نہیں ہے دوسرے یہ کہ اس

سرائے کسے نیست بہر کہ میزنی و جواب گفتن مُطرِب اُورا

گھر میں کوئی نہیں ہے تو کس کے لئے بجا رہا ہے اور بجانے والے کا اس کو جواب دینا

آں یکے ۱؎ میزد سحوری بر درے — دَر گہے بُود و رُواقِ مہترے

ایک شخص ایک دروازے پر سحری کا نقارہ بجا رہا تھا — جو دربار اور ایک سردار کا محل تھا

نیم شب میزد سحوری را بجِدّ — گفت اُورا قائلے کاے مُستمدّ

وہ محنت سے آدھی رات میں نقارہ بجا رہا تھا — اس کو ایک کہنے والے نے کہا اے بھکاری!

اوّلاً وقتِ سحر زن ایں سحور — نیم شب افغاں مکُن اے ناصبور

ایک تو سحری کے وقت یہ نقارہ بجا — اے بے صبرے! آدھی رات میں شور نہ کر

دیگر آنکہ فہم کُن اے بو الہوس — کاندریں خانہ دروں خود ہست کس

دوسرے یہ کہ اے بو الہوس! سمجھ لے — کہ اس میں گھر میں خود کوئی ہے بھی؟

کس ۲؎ دریں جا نیست جز دیو و پری — روزگارِ خود چہ یاوہ می بری

اس جگہ دیو اور پری کے سوا کوئی نہیں ہے — تو اپنا وقت کیوں وقت کیوں برباد کرتا ہے؟

بہرِ گوشے میزنی دف گوش کو — ہوش باید تا بداند ہوش کو

تو کان کے لئے نقارہ بجا رہا ہے، کان کہاں ہے؟ — ہوش چاہئے تاکہ سمجھے ہوش کہاں ہے؟

گفت گفتی بشنواز چاکر جواب — تا نمانی در تحیّر و اضطراب

اس نے کہا، تو نے کہہ لیا، خادم سے جواب سن لے — تاکہ تو حیرانی اور پریشانی میں نہ رہے

گرچہ ہست ایندم بر تو نیم شب — نزدِ من نزدیک شُد صبحِ طرب

اگرچہ اس وقت تیرے لئے آدھی رات ہے — میرے نزدیک خوشی کی صبح قریب آگئی ہے

ہر شکستے ۳؎ پیشِ من فیروز شُد — جملہ شبہا پیشِ چشمم روز شُد

ہر شکست میرے لئے کامیابی ہو گئی ہے — تمام راتیں میری نگاہ میں دن بن گئی ہیں

پیشِ تو خون ست آبِ رود نیل — پیشِ من آبست نے خوں اے نبیل

نیل، نہر کا پانی تیرے سامنے خون ہے — اے شریف! میرے سامنے پانی ہے نہ کہ خون

در حقِ تو آہن ست و آں رخام — پیشِ داؤدِ نبی موم ست وارم

تیرے حق میں لوہا ہے اور وہ پتھر — داؤد نبی کے لئے موم اور فرماں بردار ہے

۱؎ آں یکے۔ ایک شخص نے ایک دروازے پر آدھی رات کو سحری کا نقارہ۔ بجا دیا۔ رواق۔ محل۔ قائل۔ کہنے والا۔ مستمد۔ مدد۔ طلب کرنے والا۔ افغان۔ شور۔ ناصبور بے صبرا۔ دیگر پھر یہ سمجھ لے کہ اس گھر پر کوئی ہے بھی؟

۲؎ کس۔ یہ گھر خالی ہے اس میں بھوت اور پریوں کے علاوہ کوئی انسان نہیں ہے۔ یاوہ۔ بیہودہ بیکار۔ بہر۔ نقارہ ہوش و گوش کے لئے بجایا جاتا ہے جو یہاں مفقود ہے۔ گفت۔ اس نقارہ بجانے والے نے کہا تو اپنی بات کہہ چکا اب میرا جواب سن لے تاکہ تیری پریشانی دور ہو۔ نیم شب تیرے لئے مستی کی صبح ہے تہجد پڑھ کر مستی پیدا کی جا سکتی ہے۔

۳؎ ہر شکست۔ جو تیری نظر میں شکست ہے میری نظر میں فتح ہے اور جس کو تو سیاہ سمجھتا ہے وہ میری نظر میں نور ہے پیش تو۔ یہ رات اور دن کی تبدیلی ایسی ہے جیسا کہ دریائے نیل سبطیوں کے لئے پانی تھا اور قبطیوں کے لئے خون بن گیا۔ در حق۔ سخت پتھر حضرت داؤد کے لئے موم تھا منکروں کے لئے سخت پتھر تھا۔

پیشِ او تو کہ بس گران ست و جماد — مُطرب ست اُو پیشِ داؤد اوستاد
تیرے سامنے پہاڑ بہت بھاری اور پتھر ہے — استاد داؤد کے سامنے وہ قوال ہے

پیشِ تو آں سنگریزہ ساکت ست — پیشِ احمد اُو فصیح و قائت ست
تیرے لئے پتھر کا ریزہ خاموش ہے — احمدؐ کے سامنے وہ بولنے والا اور دعا کرنیوالا ہے۔

پیشِ تو اُستونِ مسجد مُردہ ایست — پیشِ احمدؐ عاشقِ دل بُردہ ایست
تیرے نزدیک مسجد کا ستون مردہ ہے — احمدؐ کے سامنے دلدادہ عاشق ہے

جُملہ اجزائے جہاں پیشِ عوام — مُردہ و پیشِ خدا داناؤ رام
عوام کے سامنے دنیا کے سب اجزاء — مُردہ ہیں اور خدا کے سامنے عقلمند اور فرمانبردار ہیں

آنچہ۲ گفتی کاندریں قصر و سَرا — نیست کس چوں میزنی ایں طبل را
تو نے جو کہا کہ اس محل اور سرائے میں — کوئی نہیں ہے، تو کیوں نقارہ بجا رہا ہے

بہرِ حق ایں خلق زرہا میدہند — صد اساسِ خیر و مسجد می نہند
یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے مال دیتے ہیں — مسجد اور خیر کی سینکڑوں بنیادیں رکھتے ہیں

مال و تن در راہِ حج دوردست — خوش ہمی بازند چوں عُشاقِ مست
حج کے دور راستہ میں مال اور جسم — مست عاشقوں کی طرح خرچ کرتے ہیں

ہیچ می گویند کاں خانہ تہی ست — ایں سخن کے گوید آں کش آگہی ست
کبھی کہتے ہیں کہ گھر خالی ہے — یہ بات وہ شخص کب کہے گا جو باخبر ہے؟

پُر ہمی بیند سرائے دوست را — آنکہ از نورِ الٰہ ہستش ضیا
دوست کے گھر کو بھرا ہوا دیکھتا ہے — وہ جس کو خدا کے نور سے روشنی حاصل ہے

بس سرا ری۳ پُر ز جمع و انبہی — پیشِ چشمِ عاقبت بیناں تہی
بہت سے گھر جو مجمع اور کثرت سے بھرے ہوئے ہیں — انجام پر نظر رکھنے والوں کی آنکھ کے لئے خالی ہیں

ہر کرا خواہی تو در کعبہ بجُو — تا بروید در زماں پیشِ تو اُو
جس کو تو چاہتا ہے کعبہ (دل) میں تلاش کر — تاکہ وہ فوراً تیرے سامنے نمایاں ہو جائے

صُورتے کُو فاخرو عالی بُود — اُو زبیتِ اللہ کے خالی بُود
جو صورت صاحب فخر اور بلند ہوتی ہے — وہ بیت اللہ سے کب خالی ہوتی ہے؟

۱ پیشِ تو۔ حضرت داؤدؑ جس وقت خوش الحانی سے زبور پڑھتے تھے پہاڑ بھی پڑھنے لگتے تھے۔ پیشِ احمد۔ آنحضورؐ کے ہاتھ کے کنکریوں نے آنحضورؐ کی رسالت کی گواہی دی تھی اور تسبیح پڑھی تھی۔ پیشِ تو۔ اسطوانہ حنانہ عام انسانوں کی نظر میں بے جان کھجور کا تنہ تھا لیکن آنحضورؐ کی جدائی میں رویا جملہ۔ جمادات و نباتات عوام کے اعتبار سے مردہ ہیں لیکن حضرت حق تعالیٰ کے اعتبار سے سمجھدار اور زندہ ہیں۔

۲ آنچہ گفتی۔ دوسری بات کا جواب شروع کیا ہے۔ بہرِ حق۔ خدا کے لئے جو کام کیا جائے اس کی جستجو نہیں ہوتی کہ وہاں کوئی انسان ہے یا نہیں مال و تن۔ خدا کے عاشق حج کرنے جاتے ہیں اور خدا کے گھر کا طواف کرتے ہیں اور دعائیں کرتے ہیں، کوئی یہ کہتا ہے کہ گھر تو خالی ہے۔ پر۔ جس کے دل میں نورِ ایمان کی روشنی ہے وہ بیت اللہ کا گھر ہوا ہی سمجھتا ہے۔

۳ بس سرا۔ بہت سے ایسے مکانات ہیں جو انسانوں سے بھرے ہوئے ہیں لیکن وہ انسان چونکہ حقیقتاً انسان نہیں ہیں اہل دل ان مکانات کو خالی سمجھتے ہیں۔ ہر کرا..... انسان جس محبوب حقیقی کا طالب ہے اس کو کعبہ یعنی قلب مومن میں تلاش کرے اصورتے۔ جن انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے فخر اور بلندی عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے گھر سے خالی نہیں ہیں ان کا دل اللہ کا گھر ہے۔

اُو بُوَد[1] حاضر منزّہ از رِتاج
وہ حاضر ہے، دروازے کی بندش سے پاک ہے

باقیِ مَردم برائے احتیاج
باقی انسان احتیاج کے لئے ہے

ہیچ می گویند کایں لبّیکہا
کبھی کہتے ہیں کہ یہ "حاضر ہوں، حاضر ہوں"

بے ندیِ می کُنم آخر چرا
بغیر پکار کے آخر میں کیوں کرتا ہوں؟

کو ندا تا خود تو لبّیکے دہی
پکارنا کہاں ہے؟ کہ تو خود "میں حاضر ہوں" کہتا ہے

از ندا لبّیک تو چوں شدُ تہی
تیرا "میں حاضر ہوں" پکارنے سے کیوں خالی ہے؟

بلکہ تو فیقے کہ لبّیک آوَرَد
بلکہ وہ توفیق جو "میں حاضر ہوں" کہلا رہی ہے

ہستَ ہر لحظہ ندائے از اَحَد
وہ ہر لحہ خدا کی جانب سے پکار ہے

من بُوَد انم کہ ایں قصرو سَرا
میں خوشبو سے جانتا ہوں کہ یہ محل اور سرائے

بزمِ جاں افتادو خاکش کیمیا
جان کی محفل واقع ہوئی ہے اور اس کی خاک کیمیا ہے

مسِ[2] خود رابر طریقِ زیر و بم
زیر و بم کے طریقہ پر میں اپنے تانبے کو

تا اَبد بر کیمیا اش میزنم
ہمیشہ اس کی کیمیا پر مل رہا ہوں

تا بجوشد زایں چنیں ضربِ سحور
تاکہ اس طرح نقارے کی چوٹ سے جوش میں آجائیں

در دُر افشانی زبخشایش بحور
دریا بخشش سے، موتی برسانے میں

خَلق در صفِ قِتال و کار زار
لوگ قتال اور جنگ کی صف میں

جاں ہمی بازند بہرِ کردگار
خدا کے لئے جاں بازی کرتے ہیں

آں یکے اندر بَلا ایوبؑ وار
ایک مصیبت میں ایوبؑ کی طرح ہے

واں دگر دَر صابری یعقوبؑ وار
اور دوسرا صبر کرنے میں یعقوبؑ کی طرح ہے

آں یکے چوں نوحؑ دَراندوہ وکرب
ایک نوحؑ کی طرح رنج اور مصیبت میں ہے

واں دگر چوں احمدؐ اندر صفِ حرب
اور دوسرا احمدؐ کی طرح جنگ کی صف میں ہے

ایں[3] زدنیا چوں ابو ذرؓ پُر حذر
یہ ابو ذرؓ کی طرح دنیا سے محتاط ہے

واں دگر دَرا استقامت چوں عمرؓ
اور دوسرا جہاد میں حضرت عمرؓ کی طرح ہے

صَد ہزاراں خَلق تشنہ و مستمند
لاکھوں انسان پیاسے اور حاجت مند

بہرِ حق از طمع جہدے می کُنند
اللہ تعالیٰ کے لئے لالچ سے کوشش کرتے ہیں

من ہم از بہرِ خداوندِ غفورُ
میں بھی بخشنے والے خدا کے لئے

میزنم بَرد رباُ میدش سحور
اس سے امید پر دروازے پر نقارہ بجا رہا ہوں

---

[1] اُو۔ عارف کامل کا دل ہر وقت فیض رسانی کرتا ہے اس گھر کا دروازہ کسی وقت بند نہیں ہوتا ہے اور سب انسان اس کے محتاج ہیں لبیکہا۔ حاجی لبیک لبیک کہتا ہے جس کے معنی میں حاضر ہوں" میں یہ لفظ کسی پکارنے والے کے ہیں جواب میں کہا جاتا ہے لیکن حاجی سے کوئی یہ نہیں کہتا کہ تجھے کون پکار رہا ہے جس کے جواب میں تو لبیک کہہ رہا ہے۔ بلکہ توفیق۔ سب یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی کو یہ توفیق جو خدا نے دی ہے وہ خدا کی جانب سے پکار ہے جس کے جواب میں حاجی لبیک کہہ رہا ہے۔

[2] مسِ خود۔ میں اپنے بدن کے تانبے کو اونچے نیچے سر کے طریقہ پر اس مکان کی کیمیا پر مل رہا ہوں۔ تا بجوشد۔ میں یہ نقارہ اسلئے بجا رہا ہوں تاکہ رحمت کا سمندر جوش میں آکر مجھ پر موتی برسانے لگے۔ خلق۔ میرا یہ کام تو معمولی ہے لوگ تو خدا کے لئے جہاد میں جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔ آں یکے۔ خدا کی رضا کیلئے انبیاء نے بڑے بڑے مصائب جھیلے ہیں۔ حضرت ایوبؑ کے بدن کا گلنا اور اسپر انکا صبر، حضرت یعقوبؑ کا حضرت یوسفؑ کی گمشدگی پر صبر ضرب المثل ہے حضرت نوحؑ نے خدا کی خاطر قوم کے مصائب جھیلے آنحضورؐ نے اللہ کی خاطر دشمنوں سے جہاد کئے۔

[3] ایں۔ بعض لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے ابوذرؓ کا زہد اختیار کرتے ہیں بعض حضرت عمرؓ کا سا دین پر جہاد اختیار کرتے ہیں مستمند۔ محتاج۔ من ہم۔ جس طرح ان لوگوں نے خدا کیلئے کام کئے ہیں میں بھی خدا کیلئے سحری کا نقارہ بجاتا ہوں اگر انسان اپنا کوئی خریدار چاہتا ہے تو خدا سے بہتر خریدار کون ہوگا۔

مُشتری خواہی کہ ازوے زَر بری
تو خریدار چاہتا ہے، جس سے تو مال کمائے

بہ زحق کے باشد اے دل مشتری
اے دل! اللہ تعالیٰ سے بہتر اب کوئی خریدار ہوگا؟

می خرد از مالت ابنانِ نجس
وہ تیرے مال میں سے، ناقص تھیلا خریدتا ہے

می دہد نُورِ ضمیرِ مقتبس
وہ روشنی حاصل کرنیوالے قلب کا نور عطا کردیتا ہے

می ستاند ایں نجس جسمِ فنا
وہ اس ناپاک فانی جسم کو لے لیتا ہے

می دہد مُلکے بروں از وہمِ ما
ہمارے خیال سے بالا سلطنت دیدیتا ہے

می ستاند قطرۂ چندے ز اشک
آنسو کے چند قطرے لے لیتا ہے

می دہد کوثر کہ آروقند رشک
وہ کوثر عنایت کردیتا ہے جس پر شکر رشک کرتی ہے

می ستاند آہ پُر سودا و دُود
عشق اور دھوئیں سے پُر آہ لے لیتا ہے

می دہد ہر آہ را صد جاہ و سُود
ہر آہ کو سینکڑوں رتبے اور منافع عطا کردیتا ہے

بادِ آہے کابرِ اشکِ چشم راند
اس آہ کی ہوا نے جس نے آنسوؤں کے ابر کو چلایا

مر خلیلے رابداں اوّاہ خواند
حضرت خلیلؑ کو اس کی وجہ سے اوّاہ کہا

ہیں۲ دریں بازارِ گرمِ بے نظیر
آگاہ، اس چالو بے مثال بازار میں

کہنہا بفروش و مُلکِ نو بگیر
پرانی چیزیں فروخت کردے اور نئی سلطنت حاصل کرلے

ور تُرا شکّے دریں رہ زند
اگر شک و شبہ تجھے روکے

تاجرانِ انبیا راکن سند
انبیاء کے تاجروں سے دلیل حاصل کرلے

بسکہ افزوں شہنشہ بخت شاں
اس شہنشہ نے ان کا نصیبہ بہت بلند کردیا

می نتاند کہ کشیدن زحمتِ شاں
پہاڑ بھی ان کا سامان نہیں اٹھا سکتا

قصہ ۳ احد احد گفتنِ بلال رضی اللہ عنہ در حرِ حجاز از محبتِ
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا قصہ، حجاز کی گرمی میں محمد مصطفےٰ

محمد مُصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلّم در چاشت گاہ کہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں دن چڑھے احد احد کہنا جبکہ

خواجہ اُش از تعصّبِ جہودی بشاخِ خارش می زد پیشِ
ان کا آقا، انکار کے تعصب سے ان کو کانٹوں دار لکڑی سے حجاز کی گرمی

آفتاب حرِ حجاز و از زخمِ خار خوں از تنِ بلالؓ برمی
کی دھوپ میں مارتا تھا اور کانٹوں کی چوٹ سے حضرت بلالؓ کے جسم سے خون

۱ می خرد۔ اللہ تیرے ناقص اعمال خریدتا ہے اور اس کے عوض میں نور عطا کردیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان کا فانی جسم خرید کر اس کے بدلے میں ابدی سلطنت عطا کردیتا ہے۔ می ستاند۔ انسان جب اس کے دربار میں روتا ہے تو آنسوؤں کے چند قطروں کا عوض وہ حوضِ کوثر عطا کردیتا ہے۔ اوّاہ۔ آہ آہ کرنے والا۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی یہ صفت قرآن میں مذکور ہے۔

۲ ہیں۔ اللہ کے بازار میں پہنچ کر اپنا پرانا مال فروخت کردے اور اس کے بدلے میں نئی سلطنت حاصل کرلے اگر تجھے اس کاروبار میں شک ہے تو انبیاءؑ کو دیکھ لے انہوں نے اس قدر نفع کمایا ہے کہ پہاڑ بھی ان کی دولت کو نہیں اٹھا سکتا ہے۔

۳ قصہ۔ اس نفع کی مثال کے لئے حضرت بلالؓ اور حضرت ابوبکرؓ کا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ احد۔ باری تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے۔ حر۔ گرمی۔ خواجہ اش۔ اس کا نام امیہ بن خلف تھا۔

بجوشید و ازو احد احد می جست بے قصدِ او چنانکہ از دردمندانِ
بلال تھا اور ان کے ارادے کے بغیر ان سے احد واحد نکلتا تھا جیسا کہ دوسرے
دیگر نالہ جہد بے قصد زیرا کہ زدردِ عشق مُمتلی بُود و اہتمام دفعِ
مصیبت زدوں سے بلا ارادہ رونا پھوٹتا کیونکہ وہ عشق کے درد سے پر تھے اور کانٹوں
زخم خار را مَدخل نبود ہمچوں سحرۂ فرعون و جرجیس علیہ السّلام
کے زخم کے دفعیہ کے اہتمام کا کوئی دخل نہ تھا، جیسا کہ فرعون کے جادوگر اور جرجیس علیہ السلام
وغیرہم لَا یُعَدُّوْ لَا یُحصٰی و برگذشتنِ صدّیق رضی اللہ عنہ دآں
وغیرہ، جو نہ گنے جا سکیں نہ شمار کئے جا سکیں اور وہاں سے صدیق رضی اللہ عنہ کا گذرنا
طرف و احوالِ اُورا مشاہدہ کردن و نصیحت کردن بلال را رضی اللہ عنہ
اور ان کے حالات کو دیکھنا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرنا

تن[1] فدائے خار میکرد آں بلالؓ — خواجہ اَش میزد برائے گوشمال
بلالؓ جسم کو کانٹوں پر قربان کر رہے تھے — انکا آقا سزا کے لئے ان کو مارتا تھا
کہ چرا تو یادِ احمدؐ می کنی — بندۂ بد مُنکرِ دینِ منی
کہ تو احمدؐ کو کیوں یاد کرتا ہے؟ — تو برا غلام اور میرے دین کا منکر ہے
میزد اندر آفتابش او بخار — او احد میگفت بہر افتخار
وہ ان کو کانٹوں سے دھوپ میں مارتا تھا — وہ سر فرازی کے لئے احد کہتے تھے
تا کہ صدّیقؓ آں طرف بگذشت تفت — آں احد گفتن بگوش او برفت
حتی کہ صدیقؓ وہاں سے تیزی سے گذرے — وہ احد کہنا ان کے کان میں پڑا
چشم او پُر آب شد و دل پُر عنا — زاں احد می یافت بُوئے آشنا
ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے دل تکلیف سے بھر گیا — اس احد سے وہ اپنائیت کی بو محسوس کرتے تھے
بعدازاں خلوت بدیش پند داد — کز جہوداں خُفیہ میدار اعتقاد
اس کے بعد ان کو تنہائی میں دیکھا نصیحت کی — کہ کافروں سے اعتقاد کو چھپائے رکھ
عالمُ[3] السّر ست پنہاں دارکام — گفت کردم توبہ پیشت اے ہُمام
وہ راز کا جاننے والا ہے مقصد پوشیدہ رکھو — انہوں نے کہا اے مرشد میں نے آپ کے سامنے توبہ کر لی
روزِ دیگر از پگہ صدیقؓ تفت — آن طرف از بہرِ کارے می برفت
دوسرے دن صبح کو صدیقؓ تیزی سے — اس طرف کسی کام کو جا رہے تھے

[1] تن فدا۔ چونکہ وہ بچاؤ کی صورت نہ اختیار کرتے تھے تو گویا خود اپنا جسم قربان کر رہے تھے۔ گوشمال۔ سزا۔ بندہ۔ تو میرا غلام ہو کر میرے مذہب کا انکار کرتا ہے۔ بخار۔ یعنی کانٹوں دار لکڑی۔ افتخار۔ یعنی بلالؓ کا احد احد کہنا آہ و زاری کے طور پر نہ تھا بلکہ اپنے دین پر فخر کے لئے تھا۔

[2] تا کہ۔ جہاں۔ بلالؓ کا آقا ان کو مار رہا تھا وہاں سے حضرت ابوبکرؓ کا گذر ہوا تو انہوں نے حضرت بلالؓ کی احد احد کی آواز سنی۔ چشم او۔ انکو محسوس ہوا کہ بلالؓ مسلمان ہیں اور ان کو اس قدر پیٹا جا رہا ہے تو انتہائی رنجیدہ ہوئے۔ بعد ازاں۔ حضرت بلالؓ سے تنہائی میں کہا کہ اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھ۔

[3] عالم السر۔ اللہ تعالیٰ تیرے راز پوشیدہ ایمان کو جانتا ہے۔ گفت۔ حضرت بلالؓ نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کا وعدہ کر لیا۔ ہمام۔ سردار۔ پگہ۔ پچھلا صبح۔

باز اَحَد بشنید و ضربِ زخمِ خار
پھر احد اور کانٹوں کی مار سنی

بر فروزید از دلش شور و شرار
ان کے دل سے شور اور چنگاریاں بھڑک اٹھیں

باز پندش داد باز اُو توبہ کرد
انہوں نے پھر انکو نصیحت کی، انہوں نے توبہ کر لی

عشق ۱ آمد توبہ اُورا بخورد
عشق آیا اور ان کی توبہ کو نگل گیا

توبہ کردن زیں نَمَط بسیار شُد
اسی طرح توبہ کرنا بہت سی مرتبہ ہوا

عاقبت از توبہ اُو بیزار شُد
آخر کار وہ توبہ سے بیزار ہو گئے

فاش کرد اِسپرد تن را در بلا
ظاہر کر دیا، جسم کو مصیبت کے سپرد کر دیا

کاے محمدؐ اے عدُوّے تو بہا
کہ اے محمدؐ! اے توبہ کے دشمن!

اے تنِ من وے رگِ من پُر زتو
اے وہ! کہ میرا جسم اور رگیں تجھ سے پُر ہیں

توبہ را گنجہ کجا باشد دُرو
ان میں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟

توبہ رازیں پس زدل بیروں کنم
اس کے بعد توبہ کو دل سے نکال دوں گا

از حیاتِ خُلد توبہ چوں کنم
جنت کی زندگی سے کیسے توبہ کر لوں؟

عشق ۲ قہارست و من مقہور عشق
عشق غالب ہے اور میں عشق سے مغلوب ہوں

چوں شکر شیریں شُدم از شورِ عشق
میں عشق کے نمک سے شکر کی طرح میٹھا ہو گیا ہوں

برگِ کاہم پیشِ تُو اے تند باد
اے تیز ہوا! میں تیرے سامنے گھاس کا تنکا ہوں

من چہ دانم تا کجا خواہم فتاد
میں کیا جانوں کہ میں کہاں گروں گا؟

گر ہلالم گر بالم می دوَم
خواہ میں چاند ہوں خواہ بالؔ، میں دوڑ رہا ہوں

مُقتدی بر آفتابت می شوم
میں تیرے سورج کا پیرو ہوں

ماہ ۳ را بازَفتی و زاری چہ کار
چاند کو مونا پے اور اداسی سے کیا غرض؟

دَرپئے خورشید پُوید سایہ وار
وہ سایہ کی طرح سورج کے پیچھے دوڑتا ہے

باقضا ہر کُو قرارے می دہد
تقدیر کے مقابلے میں جو کوئی بات طے کرتا ہے

ریشخندِ سُبلتِ خود می کُند
وہ اپنی مونچھوں کی مذاق اڑاتا ہے

کاہ بَرگے پیشِ باد، آنگہ قرار
گھاس کا تنکا ہوا کے سامنے؟ پھر نکاؤ

رُستخیزے، وانگہانے عزم کار
قیامت اور اس وقت کام کا قصد؟

گرُبہ در اَنبانم اندر دستِ عشق
میں عشق کے ہاتھ میں تھیلے میں بلی ہوں

یکدمے بالا و یکدم پستِ عشق
کبھی اوپر اور کبھی عشق کے نیچے

۱ عشق۔ ایمان کے عشق نے ایمان کو پوشیدہ رکھنے کی توبہ پھر توڑ ڈالی۔ توبہ کردن۔ حضرت بلالؓ ایمان کے اظہار سے توبہ کرتے تھے اور وہ بار بار ٹوٹ جاتی تھی تو توبہ سے بیزار ہو گئے اور اپنے ایمان کا اظہار کر کے جسم کو مصیبتوں کے سپرد کر دیا۔ کاے۔ اور اپنے دل میں کہنے لگے کہ اے محمدؐ میری توبہ کے دشمن اور ہو اور چونکہ تمہاری محبت میری رگ و پے میں سمائی ہوئی ہے وہاں توبہ کی گنجائش کہاں ہے؟ توبہ۔ اب میں توبہ سے توبہ کرتا ہوں اور جس ایمان کی بدولت جنت کی زندگی حاصل ہوتی ہے اس کے اظہار سے کیسے توبہ کر لوں؟

۲ عشق۔ حضرت بلالؓ نے کہا اب میں عشق سے مجبور ہو چکا ہوں میں عشق کی تیز ہوا کے مقابلہ میں ایک تنکا ہوں معلوم نہیں وہ مجھے کس جگہ لے جا کر پھینکے گی میں خواہ چاند ہوں یا بلال اب میں عشق کے سورج کا پیرو ہوں۔

۳ ماہ را۔ چاند کو سورج کے پیچھے رہنا ہے خواہ اس میں اس کا گھٹاؤ ہو یا بڑھاؤ ہو لفظ ماہ سے حضرت بلالؓ کی طرف بھی اشارہ ہے جن کا ذکر آگے آئے گا رضی اللہ عنہ۔ باقضا۔ تقدیر سے بالمقابل کوئی بات طے کرنا اپنی مونچھوں کا مذاق اڑانا ہے۔ کاہ۔ قضاء نہ لوندی اور انسان کی مثال تیز آندھی اور گھاس کے تنکے کی ہے۔ رستخیز۔ قیامت۔ گربہ۔ بلی تھیلے میں رہ کر بے چین ہوتی ہے اور اچھل کود کرتی رہتی ہے۔

اُو همی [1] گرداندم بر گردِ سر — نے بزیر آرام دارم نے زبر

وہ مجھے سر کے گرد گھماتا ہے — نہ مجھے نیچے آرام ہے نہ اوپر

عاشقاں در سیلِ تُند افتادہ اند — بر قضائے عشق دل بنہادہ اند

عاشق سخت بہاؤ میں پھنسے ہیں — وہ عشق کے فیصلے پر راضی ہو گئے ہیں

ہمچو سنگِ آسیا اند مدار — روز و شب نالاں و گرداں بیقرار

وہ چکی کی طرح چکر میں ہیں — دن رات رونے میں اور بے قرار ہو کر چکر میں ہیں

گردشش بر جُوئِ جویاں شاہد ست — تا نگوید کس کہ آں جُو را کد ست

اس کی گردش متحرک نہر کی گواہ ہے — تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ وہ نہر ٹھہری ہوئی ہے

گر نمی بینی تو جُو در کمیں — گردشِ دولابِ گردو فی ببیں

اگر تو اس نہر کو نہیں دیکھتا جو پوشیدگی میں ہے — آسمانی رہٹ کی گردش کو دیکھ لے

چوں قرارے نیست گردوں را ازو — اے دل اختر وار آرامے مجو

جبکہ اس قضاء کی وجہ سے آسمان کو قرار نہیں ہے — اے ستارے جیسے دل! آرام نہ چاہ

گر زنی [2] در شاخ دستے کے ہلد — ہر کجا پیوند سازی بگسلد

اگر تو شاخ کو چلائے گا وہ کہ تجھے کی — جہاں تو جوڑ لگائے گا وہ توڑ دے گی

گر نمی بینی تو تدویر قدر — در عناصر جوشش و گردش نگر

اگر تو قضا کے گھمانے کو نہیں دیکھتا ہے — عناصر میں جوش اور گردش کو دیکھ لے

زاکہ گردِ شہپرِ آں خاشاک و کف — باشد از غلیانِ بحرِ با شرف

اس لئے کہ کوڑے اور جھاگ کی گردشیں — بڑے دریا کے جوش سے ہوتی ہیں

بادِ سرگرداں ببیں اندر خروش — پیشِ امرش موجِ دریا بیں بجوش

گھومنے والی ہوا کو شور میں دیکھ لے — اس کے حکم سے سامنے دریا کی موج کو جوش میں دیکھ لے

آفتاب [3] و اد دوگانہ خراس — گردمی گردند و می دارند پاس

سورج اور چاند چکی کے دو پاٹ ہیں — چکر لگاتے ہیں اور لحاظ رکھتے ہیں

اختراں ہم خانہ انہ می دوند — مرکب ہر سعد و نحسے می شوند

ستارے بھی گھر گھر دوڑتے ہیں — سعادت اور نحوست کی سواری بنتے ہیں

اختراں چرخ گردوندہ ہے — ویں حواست کاہل اندو سست پے

آسمان کے ستارے اگر دور ہیں ہاں — اور تیرے یہ حواس کاہل اور سست قدم ہیں

[1] اُو همی۔ گرداندم۔ عشق عاشق کو مسلسل چکر میں رکھتا ہے۔ سیل۔ عشق کی مثال سخت بہاؤ کی سی ہے۔ ہمچو سنگ۔ پن چکی کا پاٹ ہمیشہ گھومتا رہتا ہے۔ گردش۔ جس طرح چکی کا پاٹ نہر کے وجود کی علامت ہے اسی طرح انسان کا تذبذب اور بیقراری قضا خداوندی کی دلیل ہے۔ گر نمی۔ بینی اگر تجھے خداوندی قضاء نظر نہیں آتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ لے۔ اے دل۔ جب قضاء کی وجہ سے اتنی عظیم الشان چیزیں بیقرار ہیں تو دل ایک چھوٹی سی چیز بے قرار کیوں نہ ہوگی۔

[2] گر زنی۔ قضا کے بالمقابل تو جو سہارا ڈھونڈے گا قضا اس کو فنا کر دے گی۔ گر نمی بینی۔ اگر انسان اللہ کے اس فعل کو نہیں دیکھ سکتا ہے جو وہ عالم کے اجزاء میں کر رہا ہے تو اس کے فعل کے اس اثر کو دیکھ لے جو اجزاء عالم میں ہے۔ زانکہ۔ سمندر کے اوپر کے جھاگ اور تنکوں میں جو حرکت ہے سب سمجھتے ہیں کہ وہ سمندر کے جوش کی وجہ سے ہے۔ باد۔ ہوا کا شور دریا کی موج کا جوش خدائی تصرف ہے۔

[3] آفتاب۔ چاند اور سورج جو آسمان کی چکی کے دو پیلوں کی طرح ہیں اس کی فرمانبردار ہیں اور حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اختراں۔ ساتویں سیاروں کی مختلف برجوں میں مختلف تاثیرات اسی کے تصرفات کا نتیجہ ہیں۔ اختراں۔ اگر تمہاری نگاہ آفاق کی علامتوں کو نہیں دیکھ سکتی ہے تو اس کے ان تصرفات کو دیکھ لو جو تمہارے نفس میں ہیں۔

اختران چشم و گوش و ہوش ما — شب [1] کجایند و بہ بیداری کجا
ہمارے ہوش و گوش اور آنکھ کے ستارے — رات کو کہاں ہیں اور بیداری میں کہاں ہیں؟

گاہ در سعدو وصال و دلخوشی — گاہ در نحس و فراق و بیہشی
کبھی سعادت اور وصال اور خوش دلی میں ہیں — کبھی نحوست اور جدائی اور بے ہوشی میں ہیں

ماہ گردوں چوں دریں گردیدن ست — گاہ تاریک و زمانے روشن ست
آسمان کا چاند چونکہ اس گردش میں ہے — کبھی تاریک اور کسی وقت روشن ہے

گہ بہار وصیف ہمچوں شہد و شیر — گہ سیا ستہائے برف و زمہریر
کبھی موسم بہار اور گرمی شہد اور دودھ جیسا ہے — کبھی برف اور ٹھنڈ کی سزائیں ہیں

چونکہ کلیات پیش اُو چو گوست — سخرہ و سجدہ کن چوگان اُوست
اس کے لئے سب چیزیں گیند اور چوگان ہیں

تو [2] کہ یک جزوے دلا زیں صد ہزار — چوں نباشی پیش حکمش بیقرار
اے دل! تو کہ ان لاکھوں میں سے ایک جزو ہے — تو اس کے حکم کے سامنے بے قرار کیوں نہ ہوگا؟

چوں سُتُورے باش در حکم امیر — گہ در آخر حبس و گاہے در مسیر
تو حاکم کے حکم میں گھوڑے کی طرح رہ — کبھی اصطبل میں بند اور کبھی چلنے میں

چونکہ برمیخت بہ بند و بستہ باش — چونکہ بکشاید برو برجستہ باش
جب وہ تجھے کھونٹے سے باندھے باندھ جا — جب وہ کھول دے چل پڑ اور چالاک بن

آفتاب اَر بر فلک کژ می جہد — در سیہ روئی کسوفش می دہد
سورج اگر آسمان پر ٹیڑھا چلتا ہے — سیاہ روئی میں اس کو گرہن لگا دیتا ہے

کز ذنب [3] پرہیز کن ہیں ہوشدار — تا نگردی تو سیہ رُو دیگ وار
کہ ذنب سے بچ ہوشیار رہ — تاکہ تو دیگ کی طرح سیاہ رو نہ بنے

اَبر را ہم تازیانہ آتشیں — میزنندش کاں چناں رَو نے چنیں
ابر کے لئے بھی آگ کا کوڑا — مارتے ہیں کہ اس طرح چل اس طرح نہیں

بر فلاں وادی ببار ایں سُو مبار — گوشمالش میدہد کہ گوشدار
فلاں وادی پر برس اس جانب نہ برس — اس کو سزا دیتا ہے کہ سن

عقل تو از آفتابے بیش نیست — اندراں فکرے کہ نہی آمد مایست
تری عقل سورج سے بڑھ کر نہیں ہے — جس خیال کے بارے میں ممانعت آئی ہو نہ ٹھہر

[1] شب۔ یہ تمہارے حواس رات کو کہاں ہوتے ہیں اور ان میں کہاں ہوتے ہیں اور ان پر کیا کیا کیفیات طاری ہوتی ہیں ان سب پر غور کرلو۔

[2] تو کہ۔ انسان کا دل اس کائنات کے مقابلہ میں بہت ہی چھوٹی سی چیز ہے تو پھر وہ قدرت کے احکام سے بیقرار کیوں نہ ہوگا۔

[3] ستور۔ اس کا اطلاق اونٹ گھوڑے بیل پر کیا جاتا ہے چونکہ جانور اپنے مالک کا ہر طرح سے مطیع ہوتا ہے اسی طرح انسان کو اپنے مولیٰ کا فرمانبردار ہونا چاہیے۔

[4] ذنب۔ نون کے زبر کے ساتھ بمعنی دم ہے ایک ستارے کا نام ہے جس کو ذنب الفرس بھی کہتے ہیں سورج اس کے قریب پہنچ کر گرہن میں آجاتا ہے اور ذنب نون کے سکون کے ساتھ گناہ کے معنی میں ہے اشارہ ہے کہ جس طرح ذنب کا قرب سورج کے گرہن اور روسیاہی کا سبب ہے اسی طرح ذنب گناہ کا قرب انسان کی روسیاہی کا سبب ہے ابر۔ فرشتے ابر کو مختلف مقامات پر لے جا کر برساتے ہیں۔ عقل انسانی عقل آفتاب سے بڑی چیز نہیں ہے جب غلط روی سے وہ روسیاہ ہو جاتا ہے تو انسان کی عقل اگر غلط روی اختیار کرے گی وہ بھی روسیاہ ہو جائے گی۔

کژ مَنِه اے عقل تو ہم گامِ خویش — تا نیاید آں کسوفت زُو بہ پیش
اے عقل! تو بھی اپنا قدم ٹیڑھا نہ رکھ — تاکہ اس کی وجہ سے تجھے گرہن در پیش نہ ہو

چوں [1] گنہ کمتر بُود نیمِ آفتاب — مُنکسِف بینی وَ نیمے نور و تاب
جب گناہ تھوڑا ہوتا ہے، آدھا سورج — تو گرہن میں دیکھتا ہے اور آدھا نور اور چمک میں

کہ بقدرِ جُرم می گیرم ترا — ایں بُود تقدیر دَرداد و جَزا
کہ میں تجھے جُرم کی بقدر پکڑتا ہوں — عطا اور سزا میں یہی اندازہ ہوتا ہے

خواہ [2] نیک و خواہ بَد فاش و ستیر — برہمہ اَشیا سمیعیم و بصیر
خواہ نیک ہو اور خواہ برا کھلا اور چھپا — ہم تمام چیزوں پر، سمیع اور بصیر ہیں

زیں گذر کُن اے پدر نور و زشُد — خَلق از اخلاقِ خوش فیروز شُد
اے بابا! اس سے آگے بڑھ مید آگئی — مخلوق اچھے اطلاق سے بہرہ مند ہو گئی

باز آمد آبِ جاں در جُوئے ما — باز آمد شاہِ مادر کُوئے ما
ہماری نہر میں آب حیات پھر آ گیا — ہمارا شہ، ہمارے کوچہ میں پھر آ گیا

می [3] خرامد بخت و دامن میکشد — نوبتِ توبہ شکستن می رَسد
نصیبہ ناز سے چلتا ہے اور دامن کھینچتا ہے — توبہ شکنی کا موقع آ رہا ہے

توبہ را بارِ دگر سیلاب بُرد — فرصت آمد پاسباں را خواب بُرد
توبہ کو دوبارہ سیلاب بہا لے گیا — موقع آ گیا؟ چوکیدار کو نیند آ گئی

ہر خماری مست گشت و با وہ خورد — رَخت را امشب گرو خواہیم کرد
ہر خ شرابی مست ہو گیا اور شراب پی لی — ہم آج کی رات سامان کو گروی کر دیں گے

زاں شرابِ لعل و لعلِ جانفزا — لعل اندر لعل اندر لعلِ ما
اس سرخ شراب اور جانفزا (لب) لعل سے — ہمارا لعل، لعل در لعل ہے

باز خُرم گشت و مجلس دلفروز — خیز و دفعِ چشمِ بد اسپند سوز
مجلس پھر پر لطف اور دلفروز ہو گئی — اٹھو نظر بد کو دور کرنے کے لئے کالا دانہ جلا

نعرۂ مستانہ خوش می آیدم — تا ابد جاناں چُنیں می بایدم
مجھے مستانہ نعرہ بھلا لگتا ہے — اے محبوب! ہمیشہ مجھے یہی چاہیے

نک ہلالےؓ بابلالےؓ یار شُد — زخمِ خار اُورا گل و گلزار شُد
اب ہلالؓ، بلالؓ کے یار ہو گئے — ان کے لئے کانٹے کا زخم گل و گلزار ہو گیا

[1] چوں گنہ۔ اگر انسان کے مکمل گناہ ہوں گے تو اس کی روسیاہی مکمل ہوگی اگر گناہ ادھورے ہیں تو روسیاہی بھی ادھوری ہوگی۔ کہ بقدر۔ قرآن پاک میں ہے وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

[2] خواہ۔ اللہ تعالیٰ ہر ڈھکی چھپی نیکی اور بدی کو دیکھنے اور سننے والا ہے۔

زیں۔ اب قدرت کی بحث ختم کر دوں کیونکہ عاشقوں میں عشق کے غلبہ سے عید کی سی خوشی طاری ہوگئی ہے اور معشوق اپنے عاشقوں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آرہا ہے۔ آب جہاں۔ یعنی عشق۔ شاہ۔ یعنی محبوب۔

[3] می خرامد۔ عاشقوں کا نصیب اب ناز کر رہا ہے اور عشق کے غلبہ سے توبہ شکنی کا وقت آ گیا ہے۔ توبہ۔ حضرت بلالؓ دوبارہ اظہار ایمان سے توبہ کو توڑنے پر مجبور ہو گئے۔ خماری۔ وہ شرابی جس پر نشہ اتار۔ شراب لعل۔ یعنی معشوق کی سرخ شراب۔ لعل جانفزا۔ یعنی معشوق کا ہونٹ۔ لعل اندر۔ یعنی ہمیں عشق کی دولتیں حاصل ہو گئیں۔ اسپند۔ کالا دانہ جس کی نظر بد کے دفعیہ کے لئے دھونی دی جاتی ہے تک بلا لے۔ حضرت بلالؓ کا قصہ آگے مذکور ہے۔ مصرع خوب گزرے کی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو۔

گر ز زخمِ[1] خار تن غربال شد — جان و جسمم گلشنِ اقبال شد
اگر کانٹے کے زخم سے جسم چھلنی ہو گیا ہے — میری جان اور جسم نصیب وری کا چمن بنگیا ہے

تن بہ پیشِ زخمِ خارِ آں جہود — جانِ من مست و خراب آں ودود
میرا جسم اُس منکر کے کانٹے کے زخم کے سامنے ہے — میری جان اُس محبوب سے مست و خراب ہے

بُوئے جانے سُوئے جانم میرسد — بُوئے یارِ مہربانم میرسد
ایک جان کی خوشبو میری جان کو پہنچ رہی ہے — مجھے مہربان دوست کی خوشبو آرہی ہے

از سُوئے معراج آمد مصطفےٰؐ — بر بلالشؓ حبذا آں حبذا
مصطفےٰ عروج سے آئے — اُن کے بلالؓ کو مبارک ہو وہ مبارکباد

باز گردانیدنِ صدیق رضی اللہ عنہ واقعۂ بلال رضی اللہ عنہ

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت بلالؓ کے واقعہ اور اُن پر کافروں کے ظلم اور

راو ظلمِ[2] جہوداں بروے و احد احد گفتنِ اُو و فزوں شدنِ
اُن کے احد احد کہنے کا اور منکروں کے کینہ کے بڑھنے ، اور اُن کے قصہ

کینۂ جہوداں و قصۂ اُو پیشِ حضرت مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ و
کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دہرانا اور منکروں

علیٰ آلہ وسلم گفتن و مشورت کردن در خریدن اُواز جہوداں
سے خریدنے میں مشورہ کرنا

چونکہ صدیقؓ از بلالؓ دم دُرست — ایں شنید از توبۂ اُو دست شُست
جب صدیقؓ نے سچے بلالؓ سے — یہ سنا ، اُن کی توبہ سے ہاتھ دھو لیا

بعد ازاں صدیقؓ پیشِ مصطفےٰؐ — گفت حالِ آں بلالؓ با وفا
اُس کے بعد صدیقؓ نے آنحضورؐ کے سامنے — اُن وفا دار بلالؓ کا حال کہا

کاں فلک پیمائے میموں فال چُست — ایں زماں در عشق و اندر دام تُست
کہ وہ آسمان کو طے کرنیوالا ، مبارک فال ، مستعد — اب وہ آپ کے عشق اور جال میں ہے

بازِ سلطان ست زاں چُغداں برنج — در حدث مدفون شُد آنزفت گنج
شاہی باز ، ان چغدوں سے تکلیف میں ہے — وہ بھاری خزانہ گندگی میں دفن ہو گیا

چُغدِ ہا بر باز اِستم می کُنند — پرّ و بالش بیگناہے می کَنند
چغد ، باز پر ظلم کر رہے ہیں — بغیر خطا کے اُس کے پر و بال اُکھاڑ رہے ہیں

[1] گر ز زخم۔ یعنی حضرت بلالؓ نے کہا۔ غربال۔ چھلنی۔ تن۔ جسم کو اگرچہ یہ کافر زخمی کر رہا ہے لیکن اللہ کے عشق سے مست ہے۔ ودود۔ اللہ تعالیٰ۔ وہ جو چاہے۔ یعنی آنحضورؐ کی خوشبو۔ معراج۔ یعنی آنحضورؐ نے عروج روحانی سے نزول فرمایا اور حضرت بلالؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔

[2] ظلم جہوداں۔ حضرت بلالؓ پر کفار جو ظلم کر رہے تھے اُس کا سارا قصہ حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیا۔ دم درست۔ سچا۔ دست شست یعنی حضرت بلالؓ کی توبہ سے مایوس ہو گئے۔ کاں فلک۔ حضرت بلالؓ کو شاہی باز قرار دے کر ان صفات کا ذکر کیا ہے۔ سلطان۔ یعنی آنحضورؐ۔

[3] چغداں۔ یعنی کفار قریش حدث۔ یعنی کفار قریش۔ گنج۔ یعنی حضرت بلالؓ۔ چغدہا۔ پہلے قصہ بیان کر چکے ہیں۔ کہ ایک شاہی باز چغدوں میں جا پھنسا تھا۔

جُرم اُو ایںست کو بازست و بَس
اُس کی خطا صرف یہی ہے کہ وہ باز ہے

غیرِ اخوبی جُرمِ یوسف چیست پس[1]
یوسفؑ کا سوائے حُسن کے کیا جُرم ہے ؟

چُغدرا ویرانہ باشد زاد و بُود
چغدوں کا مولد اور مسکن ویرانہ ہوتا ہے

ہست شاں بَر باز زاں خشم و جُحود
باز پر اُن کا انکار اور غصہ اس لئے ہے

کہ چراتو یادمی آری ازاں
کہ تو کیوں یاد کرتا ہے ، اُس

لالہ زارو جو یُبارو گُلستاں
لالہ زار اور نہر اور چمن کو

کہ چرامی یاد آری زاں دیار
کہ تو اُس وطن کو کیوں یاد کرتا ہے ؟

یاز قصرو سلخِ آں شہر یار
یا اُس شاہ کے قلعہ اور کالی کو

دَردہِ چغداں فضولی می کُنی
تو چغدوں کی بستی میں بیوقوفی کرتا ہے

فتنہ و تشویش دَرمی افگنی
تو فتنہ اور تشویش پیدا کرتا ہے

مسکنِ مارا کہ شُد رشکِ اثیر
ہماری قیام گاہ ، جو رشک فلک ہے

تو خرابہ خوانی و نامِ حقیر
تو (اُسکو) ویرانہ کہتا ہے اور حقیر نام (رکھتا ہے)

شِید آوردی کہ تا چُغدانِ ما
تو مکاری کرتا ہے ، تاکہ ہمارے چغد

مر تُرا سازند شاہ و پیشوا
تجھے شاہ اور پیشوا بنا لیں

وہم[2] و سودائی دَر ایشاں می تنی
تو اُن میں وہم اور دیوانگی پیدا کر رہا ہے

نام ایں فردوس ویراں می کُنی
تو اُس جنت کا نام ، ویرانہ رکھتا ہے

برسَرت چنداں زنیم اے بدصفات
اے بد صفات ! ہم تیرے سر پر اتنا ماریںگے

کہ بگوئی ترک شِید و تُرہات
کہ تو مکر اور بکواس کو چھوڑ دے

پیشِ مشرق چار میخش می کُنند
مشرق کے رُخ اس کو چار میخ کرتے ہیں

تَن برہنہ شاخِ خارش میزنند
ننگے بدن، اُس پر کانٹے دار لکڑی مارتے ہیں

از تنش[3] صد جا خون برمی جَہد
اُس کے جسم سے سینکڑوں جگہ سے خون اُبل پڑتا ہے

اُو اَحد می گوید و سَرمی نہد
وہ اَحد کہتا ہے ، اور سر ڈال دیتا ہے

پندہا دادم کہ پنہاں داردیں
میں نے نصیحتیں کیں کہ دین کو پوشیدہ رکھ

سر بپوشاں از جہودانِ لعیں
ملعون کافروں سے ، راز چھپا

عاشق ست اُورا قیامت آمدست
وہ عاشق ہے اُس کے لئے قیامت آگئی ہے

تادرِ توبہ بُرد بستہ شُدہ ست
حتی کہ توبہ کا دروازہ اُس پر بند ہو گیا ہے

[1] غیر خوبی ۔ حضرت یوسفؑ سے اُن کے بھائیوں کی دشمنی اُن کے حُسن کی وجہ سے تھی ۔ جُحود ۔ انکار ۔ کہ چرا ۔ جب باز لالہ زار اور چمن کو یاد کرتا ہے تو چغدوں کو غصہ آتا ہے اور کہتے ہیں کہ تو شاہی کالی اور محلات کا ذکر کر کے ہمیں کیوں پریشان کرتا ہے ۔ مسکن ۔ چغد یہ بھی کہتے ہیں کہ تو ہمارے مسکن کو جو آسمانوں سے بھی افضل ہے ویرانہ کہتا ہے ۔ شید ۔ یہ تیری سب مکاری سردار بننے کے لئے ہے ۔

[2] وہم ۔ تو ہم کو دیوانہ بنانا چاہتا ہے ۔ اور ہماری جنت کو ویرانہ کہتا ہے ۔ خرہات ۔ بکواس ۔ پیش ۔ حضرت بلالؓ کو اس طرح سزا دیتے تھے کہ ننگا کر کے چاروں ہاتھ پاؤں کو چار کیلوں سے باندھ دیتے تھے اور خار دار لکڑی سے مارتے تھے ۔ یہ باتیں حضرت ابوبکرؓ نے آنحضورؐ سے عرض کیں ۔

[3] از تنش ۔ مار کھانے سے اُن کے بدن پر سینکڑوں زخموں سے خون بہتا ہے اور وہ برابر اَحد اَحد کہتے رہتے ہیں اور اس سزا سے نہیں گھبراتے ہیں ۔ پند ہا ۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے اُنکو دین و ایمان پوشیدہ رکھنے کی نصیحتیں بھی کیں لیکن وہ خدا اور رسول کو ایسا عاشق ہے کہ گویا قیامت آگئی ہے اور اُس کیلئے اس عشق کو ظاہر کرنے کی توبہ کا دروازہ بند ہو گیا ہے ۔

عاشقی[1] و توبہ یا امکانِ صبر
عاشقی اور توبہ ، یا صبر کا امکان

ایں محالے باشد اے جاں بس عظیم
اے جان ! یہ بہت عظیم محال ہوتا ہے

توبہ کرم و عشق ہمچوں اژدھا
توبہ کیڑا ہے اور عشق اژدھے کی طرح ہے

توبہ وصفِ خلق وآں وصفِ خدا
توبہ مخلوق کی صفت ہے اور وہ خدا کا وصف ہے

عشق ز اوصافِ خدائی بے نیاز
عشق ، بے نیاز خدا کے اوصاف میں سے ہے

عاشق بر غیرِ اُو باشد مجاز
اس کے غیر سے عاشق مجاز ہے

زانکہ آں مس زر اندود آمدست
کیونکہ وہ ملمع شدہ تانبا ہے

ظاہرش نور اندروں دود آمدست
اس کا ظاہر روشن ، اندر دھواں ہے

چوں رود نورو شود پیدا دُخاں
جب چمک چلی جاتی ہے اور دھواں نمودار ہو جاتا ہے

بفسرد عشقِ مجازی آں زماں
اس وقت ، مجازی عشق ٹھنڈا پڑ جاتا ہے

چوں شود پیدا دُخانِ غم فزا
جب غم کو بڑھانے والا دھواں ظاہر ہو جاتا ہے

بفسرد نے عشق ماند نے ہوا
وہ ٹھہر جاتا ہے نہ عشق رہتا ہے نہ ہوس

وارود[2] آں حُسن سُوی اصلِ خود
وہ حسن اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے

جسم ماند گندہ و رُسوا و بد
جسم گندہ اور ذلیل اور بد حال رہ جاتا ہے

نورِ مہ راجع شود ہم سُوئے ماہ
چاند کی چاندنی چاند کی طرف لوٹ جاتی ہے

وارود عکسش زدیوارِ سیاہ
اس کا عکس کالی دیوار سے واپس ہو جاتا ہے

نے[3] دُرو نورے بُود نے زندگی
نہ اس میں نور رہتا ہے ، نہ زندگی

نے جمالش ماندو نے فرخندگی
نہ اس کا حسن رہتا ہے اور نہ خوبی

پس بماند آب وگِل بے آں نگار
اُس حسین کے بغیر پانی اور مٹی رہ جاتی ہے

گردد آں دیوار بے مہ دیو وار
وہ دیوار چاندنی کے بغیر بھوت کی طرح رہ جاتی ہے

قلب را کہ زر زرُوئی اُو بجست
کھوٹا ، جس نے اوپر سے سونا اُتر گیا

باز گشت آں زر بکانِ خود نشست
وہ سونا واپس ہو گیا ، اپنی کان میں جا بیٹھا

پس مس رُسوا بماند دودوش
رسوا تانبا دھوئیں کی طرح رہ جاتا ہے

زُو سیہ تر رُو بماند عاشقش
اس کا عاشق اس سے زیادہ روسیاہ ہو جاتا ہے

عشقِ بینا یاں بُود بر کانِ زر
عقلمندوں کا عشق سونے کی کان سے ہوتا ہے

لا جرم ہر روز باشد بیشتر
وہ لا محالہ ہر روز بڑھتا ہے

[1] عاشقی ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ عاشق ہو اور پھر وہ محبوب کے ذکر سے توبہ کرے یہ ناممکن بات ہے ۔ توبہ ۔ عشق کے سامنے توبہ ایک کمزور چیز ہے بندے کی صفت ہے ، اللہ کی صفت اور بندے کی صفت کا کیا مقابلہ ۔ عشق ۔ حقیقی عشق خدا کی صفت ہے دوسری چیز سے عشق ، عشقِ مجازی ہے ۔ زانکہ ۔ غیر خدا سے عشق ایسا ہی ہے جیسے ملمع شدہ سونے کا عشق ۔ چوں ۔ جب مجازی معشوق سے خدائی عکس جدا ہو جاتا ہے اُس معشوق سے عشق بھی نہیں رہتا ۔

[2] وارود ۔ مجازی معشوق کا حُسن جب اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتا ہے تو معشوق کا جسم گندہ اور برا معلوم ہونے لگتا ہے ۔ نور ۔ اس کی یہ مثال ہے کہ وہ کالی دیوار ہے ۔ جب چاند کی چاندنی غائب ہو جاتی ہے تو پھر دیوار کالی نظر آنے لگتی ہے ۔

[3] نے ۔ درو ۔ مجازی معشوق پر سے اللہ تعالیٰ کے حُسن کا عکس ہٹ جانے سے نہ اس میں زندگی رہتی ہے نہ حسن اور وہ محض ایک مٹی اور پانی رہ جاتا ہے ۔ قلب ۔ طمع شدہ چیز پر سے جب سونا اُتر کر اپنی کان میں پہنچ جاتا ہے تو تانبا روسیاہ رہ جاتا ہے اور اُس کا عاشق اُس سے بھی زیادہ رسوا ہو جاتا ہے ۔ عشق ۔ جو عقلمند ہیں وہ اصل پر عاشق ہوتے ہیں چونکہ وہ باقی رہنے والی چیز ہے لہٰذا عشق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔

مرحبا[1] اے کانِ زر لا شک فیک — زانکہ کاں را در زری نبود شریک
اے سونے کی کان تجھے شاباش تیرے بارے میں شک نہیں ہے — کیونکہ سونے پن میں کان کا کوئی شریک نہیں ہے

ہر کہ قلبے را کند انبازِ کان — وارود زر تا بکانِ لا مکان
جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائے — سونا لا مکانی کان میں چلا جائے گا

عاشق و معشوق مُردہ ز اضطراب — ماندہ ماہی رفتہ زاں گرداب آب
عاشق اور معشوق اضطراب سے مر گئے — مچھلی رہ گئی ، اس بھنور سے پانی چلا گیا

عشقِ ربانی ست خورشید کمال — امرِ نورِ اُوست خلقاں چوں ظلال
عشق کمال کا سورج ہے — (عالم) امر اس کا نور ہے عالم خلق سایوں کیطرح ہے

مصطفےٰ[2] زیں قصہ چوں گل مصطفےٰ — رغبت افزوں گشت اُورا ہم بگفت
حضرت مصطفےٰ اس قصہ سے پھول کی طرح کھل گئے — کہنے سے ، ان کی رغبت بھی بڑھ گئی

مستمع چوں یافت ہمچوں مصطفےٰ — ہر سرِ مویش زبانے شد جدا
جبکہ سننے والا حضرت مصطفیٰ جیسا پایا — ان کا ہر سر مو مستقل زبان بن گیا

مُصطفےٰ گفتش کہ اکنوں چارہ چیست — گفت ایں بندہ مر اُورا مُشتری ست
حضرت مصطفےٰ نے فرمایا اب کیا تدبیر ہے ؟ — عرض کیا ، یہ غلام اس کا خریدار ہے

ہر بہا کہ گوید اُورا می خرم — در زیان و حیفِ ظاہر ننگرم
وہ جو قیمت بھی کہے گا ، میں اس کو خرید لوں گا — ظاہری نقصان اور بے انصافی کو نہ دیکھونگا

کو اُسیر اللہ فی الارض آمدست — سخرۂ خشمِ عدُوّ اللہ شُدست
کیونکہ وہ سر زمین میں اللہ تعالیٰ کا قیدی ہے — اللہ تعالیٰ کے دشمن کے غصہ کا پابند ہو گیا

وصیت[3] کردن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ را کہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ را مُشتری میشوی
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمانا کہ جب تو بلال رضی اللہ عنہ کا خریدار بنے گا وہ لوگ لا محالہ مخالفت

ہر آئینہ ایشاں از ستیزۂ بسیار بہاے اُورا خواہند افزود و مرادریں
کی وجہ سے اس کی بہت قیمت بڑھا دیں گے اور مجھے اس

فضیلت شریکِ خود کن وکیلِ من باش و نیم بہا از من بستاں
فضیلت میں اپنا شریک کرنے اور میرا وکیل بننا اور آدھی قیمت مجھ سے لے لے

---

[1] مرحبا۔ اب مولانا جوش میں معشوق حقیقی کو خطاب کرتے ہیں تیری صفات کے حقیقی ہونے میں کوئی شک نہیں اور تیری اس صفت میں تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ ہر کہ جو مجازی موصوف کو حقیقی موصوف کا شریک کریگا۔ عاشق ۔ وہ عاشق جو کھوٹے کو کان کا شریک بنائیگا جب کھوٹے کا طمع اڑ جائے گا تو عاشق اور معشوق دونوں پریشانی سے ایسے مردہ ہو جائیں گے ، جیسا کہ وہ مچھلی جو گرداب کا پانی خشک ہو جانے کے بعد پڑی رہ جائے۔ عالم امر۔ قرآن میں ہے "الا لہ الخلق والامر" خلق اُسی کے لئے ہے۔ عالم امر وہ عالم ہے جو مادے سے خالی ہے اور عالم خلق جسمانی عالم ہے اصل عالم امر ہے اور عالم خلق اُس کا سایہ ہے۔

[2] مصطفےٰ۔ حضرت بلال کا قصہ سن کر آنحضور خوش ہوئے تو حضرت ابو بکرؓ نے اُس کی خوب تشریح کی مصطفےٰ۔ آنحضور نے حضرت ابو بکرؓ سے حضرت بلال کا پورا قصہ سن کر فرمایا اب کیا تدبیر ہے تو حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا میں اس کو خرید لونگا وہ جو بھی قیمت طلب کرینگے انکو دیدونگا اور کسی ظاہری نقصان کی پروا نہ کرونگا کیونکہ وہ خدا کا قیدی دشمنوں کے ہاتھ میں پھنسا ہوا ہے۔

[3] وصیت۔ آنحضورؐ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا کہ وہ لوگ عداوت کی وجہ سے بہت قیمت طلب کرینگے۔ اس کو خرید لے مجھے بھی اس خریداری میں شریک کر لے۔

مصطفےٰ گفتش کاے اقبال جُو — در خریدن می شوم انبازِ تُو
حضرت مصطفےٰ نے اُس سے فرمایا کہ اے نیک بختی کی جستجو کرنے والے — خریداری میں، میں تیرا شریک بنتا ہوں

تو وکیلم باش و نیمے بہرِ من — مُشتری شو قبض کُن از من ثمن
تو میرا وکیل بن جا، اور آدھے کا میرے لئے — خریدار بن جا، مجھ سے قیمت لے لے

گفت صد خدمت کنم رفت آں زماں — سُوئے خانہ آں جہودِ بے اماں
عرض کیا سو بار خدمت کرتا ہوں فوراً روانہ ہو گئے — اُس بے پناہ کافر کے گھر کی جانب

گفت با خود کز کفِ طفلاں گہر — می تواں آساں خریدن اے پدر
اپنے آپ سے کہنے لگے کہ بچوں کے ہاتھ سے موتی — اے بابا! آسانی سے خریدا جا سکتا ہے

عقل و ایماں را ازیں قوم جُہول — می خرد با مُلکِ دنیا دیو غُول
اِن نادان قوم سے، عقل اور ایمان کو — شیطان، دنیا کے مُلک کے بدلے میں خرید لیتا ہے

آنچناں ۲ زینت دہد مُردار را — کہ خرد ز ایشاں دو صد گلزار را
وہ مردار کو اس قدر مزین کر دیتا ہے — کہ اُن سے دو سو چمن خرید لیتا ہے

آنچناں مہتاب بنماید بسحر — کز خساں صد کیسہ بُر بادید بسحر
چاندنی کو جادو کے ذریعہ اس طرح دکھا دیتا ہے — کہ شعبدے کے ذریعہ کمینوں سے تھیلیاں بھر لیتا ہے

انبیا شاں تاجری آموختند — پیشِ ایشاں شمعِ دیں افروختند
اُن کو نبیوں نے تجارت سکھائی، — اُن کی سامنے دین کی شمع روشن کی

دیو و غولِ ساحراز سحرو نبرد — انبیا را در نظر شاں زشت کرد
جادوگر بھوت اور چھلاوے نے جادوگری اور مخالفت سے — اُن کی نظر میں نبیوں کو بے وقعت کر دیا

زشت گرداند بجادوی عدو — تا طلاق اُفتد میانِ جفت و شُو
دشمن جادو سے بُرا بنا دیتا ہے — حتیٰ کہ بیوی اور شوہر میں طلاق واقع ہو جاتی ہے

دیدہا ۳ شاں را بسحرے دوختند — تا چنیں گوہر بہ خس بفروختند
جادو سے، انہوں نے اُن کی آنکھیں سی دیں — یہاں تک کہ انہوں نے ایسا موتی تنکے کے بدلے بیچ ڈالا

ایں گہر از ہر دو عالم برترست — ہیں بخر زیں طفلِ جاہل کو خرست
یہ موتی، دونوں جہان سے بالا تر ہے — ہاں اُس نادان بچے سے خرید لے کیونکہ وہ گدھا ہے

پیشِ خر خر مہرہ و گوہر یکیست — آں اشک را در دُرو دریا شکیست
گدھے کے سامنے کوڑی اور موتی یکساں ہے — اُس گدھے کو موتی اور سمندر میں شک ہے

۱ تو وکیلم۔ بلالؓ کی خریداری میں تم میرے وکیل بن جاؤ آں جہود۔ اُمیہ بن خلف گفت۔ ابوبکرؓ نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ کافر بلالؓ کی قدر و قیمت سے بے خبر ہیں میں ان سے بلالؓ کو آسانی سے اسی طرح خرید لوں گا جس طرح بچے سے موتی خرید لیا جاتا ہے۔ ان کفار سے شیطان دنیا سے بہتر عقل اور ایمان خرید لیتا ہے۔

۲ آنچناں۔ شیطان ان کافروں کے لئے مُردار دنیا کو اس قدر پُر رونق کر کے دکھا دیتا ہے۔ کہ ان سے آخرت کے چمن خرید لیتا ہے۔ مہتاب۔ چاندنی کو کپڑا بنا کر دکھا دیتا ہے اور اس کی ہمیانیاں اڑا لے جاتا ہے۔ انبیاء نے اُن کو تجارت کرنا سکھایا۔ شیطان ان کی نظروں میں انبیاء اور ان کی تعلیمات کو برا کر کے دکھا دیتا ہے۔ زشت۔ شیطان ایسے اثرات پیدا کر دیتا ہے کہ میاں بیوی میں نفرت ہو جاتی ہے اور طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

۳ دیدہا۔ جس طرح شیطان نیند اور بیہوشی میں جادو کر دیتا ہے اسی طرح جادو سے انہوں نے اندھا کر دیا اور ان کافروں نے حضرت بلالؓ کو چند ٹکوں میں بیچ ڈالا۔ ایں گہر۔ یعنی حضرت بلالؓ۔ طفل۔ یعنی امیہ۔ خر مہرہ۔ خر۔ اشک۔ ترکی لفظ ہے

منکرِ بحرست[1] و گہر ہای اُو
وہ سمندر اور اُس کے موتیوں کا منکر ہے

کے بُود حیواں ورو پیرا یہ جُو
جانور، اُس سے آرائش کا کب طالب ہوتا ہے؟

در سرِ حیواں خدا ننہادہ است
خدا نے جانور کے سر میں نہیں رکھا ہے

گو بُود در بند لعل و دُر پرس
کہ وہ لعل کی فکر میں اور موتی کا پرستار ہو

مر خراں را ہیچ دیدی گوشوار
تو نے گدھوں کے کان کا آویزہ کبھی دیکھا ہے

گوش و ہوشِ خر بُود در سبزہ زار
گدھے کا گوش و ہوش سبزہ زار ہوتا ہے

اَحْسَنُ التقویم در وَالتین بخواں
"احسن التقویم" کو سورۂ "والتین" میں پڑھ لے

کہ گرامی گوہرست اے دوست، جاں
کہ اے پیارے! جان قیمتی موتی ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیم از عرشش فزوں
"احسن التقویم" اس کے عرش سے بڑھ کر ہے

اَحْسَنُ التَّقْوِیم از فکرت بروں
"احسن التقویم" تیری سمجھ سے باہر ہے

گر بگویم قیمت، ایں[2] ممتنع
اگر میں اس کی قیمت بتاؤں، ناممکن ہے

ہم بسوزم ہم بسوزد مستمع
میں بھی جل جاؤں، سننے والا بھی جل جائے

لب بہ بند اینجا و خر آں سُو مراں
اس جگہ ہونٹ بند کر لے، اُس جانب گدھا نہ ہنکا

رفت آں صدیق سُوئے آں خراں
صدیقؓ ان گدھوں کی جانب روانہ ہو گئے

حلقۂ در زد چو در رابر کشود
کنڈی بجائی، جب اُس نے دروازہ کھولا

رفت بیخود در سرائے آں جہود
بیخودی میں اُس کافر کے گھر میں پہنچ گئے

بیخود و سرمست در آتش نشست
بیخود اور مدہوش (غصہ کی) آگ میں جا بیٹھے

از دہانش بس کلام تلخ جست
ان کے منہ سے بہت کڑوی باتیں نکلیں

کیں[3] ولی اللہ را چوں میزنی
کہ تو اللہ تعالیٰ کے اس دوست کو کیوں مارتا ہے؟

ایں چہ حقدست اے عدوِ روشنی
اے نور کے دشمن! یہ کیا کینہ ہے؟

گر ترا صدقیست اندر دینِ خود
اگر تجھ میں اپنے دین کے بارے میں سچائی ہے

ظلم بر صادق دلت چوں میدہد
تیرا دل، ایک سچے پر ظلم کیسے گوارا کرتا ہے؟

اے تو در دینِ جہودی مادۂ
ارے تو کفر کے دین میں نامرد ہے

کیں گماں داری تو بر شہزادۂ
کہ تو ایک شہزادے پر یہ گمان کرتا ہے

---

۱ بحر۔ یعنی ایمان کا سمندر۔ گوہر ہای۔ یعنی مومنین۔ پیرایہ۔ آراستگی۔ در سر۔ حیوان میں اللہ تعالیٰ نے اتنی سمجھ نہیں دی کہ وہ لعل اور موتی کی قیمت کو سمجھ سکے۔ مرخراں۔ چونکہ وہ موتی کی قیمت نہیں سمجھتے اس لئے وہ کانوں میں موتی کے آویزے نہیں ڈالتے ہیں۔ سبزہ زار۔ یعنی خورد نوش۔ والتین۔ سورۂ والتین میں مذکور ہے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم "بیشک ہم نے انسان کو بہترین خلقت میں پیدا کیا ہے" فزوں۔ روح کامل عرش سے افضل ہے اور انسان اس دنیا میں اس کی حقیقت نہیں سمجھ سکتا ہے۔

۲ ایں ممتنع۔ روح کامل جس کی حقیقت کا بیان ناممکن ہے اگر میں اس کی قدر و قیمت بیان کروں تو میں بھی اور تم بھی جل جاؤ گے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ لب بہ بند۔ لہٰذا اس سلسلہ میں خاموشی بہتر ہے حضرت ابوبکرؓ کے ان غلام کے پاس جانے کا ذکر شروع کر۔ حلقہ در۔ حضرت ابوبکرؓ نے امیہ کے گھر کے کواڑ کھلوائے اور گھر میں چلے گئے اور چوں کہ حضرت بلالؓ کے پٹنے کا رنج تھا اس وجہ سے باتیں تلخ کیں۔

۳ کیں۔ یہ کہا کہ تو اس اللہ کے ولی کو کیوں مارتا ہے۔ مرتد۔ اگر انسان اپنے مذہب میں سچا ہے تو دوسرے مذہب کے سچے دل والے کی حقیقت کو وہ سمجھ سکتا ہے اور اس پر [illegible] نہ کریگا۔ اس کے اعتقاد پر اس کو معذور سمجھے گا۔ اے تو۔ جب تو کسی سچے دیندار پر ظلم کو روا رکھتا ہے تو معلوم ہوا کہ تو اپنے دین کا پکا نہیں ہے۔ شہزادہ یعنی حضرت بلال رضی اللہ عنہ۔

دَر ہمہ۱ زآئینۂ کژ سار خود
اپنے بنائے ہوئے ٹیڑھے آئینہ سے سب کو

منگر اے مردودِ نفرینِ اَبد
اے ابدی لعنت کے مردود، نہ دیکھ

آنچہ آں دم از لَبِ صدیق جَست
اُس وقت حضرت صدیق کے ہونٹوں سے جو کچھ نکلا

گر بگویم گم کُنی تو پاو دَست
اگر میں کہوں، تو ہاتھ پاؤں گم کر دے

آں ینابیعِ الحِکَم ہمچوں فُرات
حِکمتوں کے فرات جیسے چشمے

از دہانِ اُورواں از بے جہات
لامکان کی جانب سے اُن کے مُنہ سے جاری تھے

ہمچواز۲ سنگے کہ آبے شُد رواں
جس طرح ایک پتھر سے پانی جاری ہوا تھا

نے ز پہلو مایہ دارد نز میاں
جو نہ پہلو میں سرمایہ رکھتا ہے نہ اندر

اسپرِ خود کردہ حق آں سنگ را
اللہ تعالیٰ نے اُس پتھر کو اپنی ڈھال بنایا تھا

بر کشادہ آبِ مینا رنگ را
جس سے آبگینہ جیسا پانی بہا دیا

ہمچناں کز چشمۂ چشم تو نُور
جس طرح تیری آنکھ کے چشمہ سے نور

اُور واں کردست بے بُخل و فتور
اُس نے بغیر بخل اور کمی کے جاری کر دیا ہے

نے زپیہ آں مایہ دارد نے زپوست
وہ نہ چربی سے سرمایہ رکھتی ہے، نہ کھال سے

روئی پوشی کردہ در ایجاد دوست
دوست نے ایجاد کرنے میں آز بنائی ہے

دَر خلائی۳ گوش بادِ جا ذبش
اُس کی جذب کرنے والی ہوا، کان کے سُوراخ میں

مُدرک صدقِ کلام و کاذبش
اُس کے جھوٹے اور سچے کلام کا ادراک کرنیوالی ہے

آں چہ بادست اندراں خرد استخواں
اُن چھوٹی ہڈیوں میں یہ جو ہوا ہے!

کہ پذیرد حرف وصوتِ قصہ خواں
کہ بات کرنے والے کے حرف اور آواز کو قبول کرے

استخواں وباد رُوپوش ست و بَس
ہڈی اور ہوا، محض پردہ ہے

در دو عالم غیرِ یزداں نیست کس
دونوں جہان میں خدا کے علاوہ کوئی نہیں ہے

مستمع اُو قائل اُو بے احتجاب
بلا شک سننے والا وہی ہے، بولنے والا وہی ہے

زانکہ الاذنان من راس اے مثاب
کیونکہ اے ثواب پانیوالے دونوں کان سر کا حصہ ہیں

گفت رحمت گر ہمی آید بُرو
اُس نے کہا اگر تجھے اس پر رحم آتا ہے

زربدہ بستانش اے اکرام خُو
اے کرم کی عادت والے! روپیہ دے اُسکو لے لے

---

۱ در ہمہ۔ چونکہ تیری فطرت کج ہے تو دوسروں کو بھی کج فطرت سمجھتا ہے۔ انچہ۔ حضرت ابو بکرؓ نے اُس وقت حیران کن باتیں کہیں جو بڑی پُر حکمت تھیں۔ آن ینابیع۔ اُن باتوں کے پُر حکمت ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ باتیں اگرچہ حضرت ابو بکرؓ کی زبان سے جاری تھیں لیکن اُن کا اصل سر چشمہ حضرت حق تعالیٰ تھا۔ ینابیع۔ منبوع کی جمع ہے، چشمہ۔ حِکَم۔ حکمت کی جمع ہے۔

۲ ہمچو۔ حضرت ابو بکرؓ کے منہ سے ان چشموں کے جاری ہونے پر کیا تعجب ہے جبکہ اللہ تعالیٰ پتھر سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ اسپر۔ حضرت حق نے اس پتھر کو اپنے لئے پردہ بنالیا تھا۔ اسپر۔ سپر، ڈھال، یعنی پردہ۔ مینا۔ آبگینہ۔ ہمچناں۔ تیری آنکھ کو بھی حق تعالیٰ نے اپنا نور عطا کرنے کا ایک حجاب بنا رکھا ہے ورنہ آنکھ کے اجزاء میں نور کہاں ہے دوست۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔

۳ در خلائی۔ انسان کا کان بھی قدرت کا ایک پردہ ہے ورنہ اس کے اجزاء میں سُننے کی طاقت کہاں ہے۔ خرد استخواں۔ کان کی چھوٹی چھوٹی ہڈیاں۔ غیر یزداں۔ ہر معاملہ میں اصل متصرف خدا ہی ہے۔ زانک۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ کان سر کا حصہ ہیں اور ظاہر ہے کہ ایک حادث چیز ہے۔ اس میں خود یہ صفات کہاں ہو سکتی ہیں۔ گفت۔ مسیح نے حضرت ابو بکرؓ سے کہا اگر تجھے بلالؓ پر رحم آتا ہے تو اس کو خرید لے۔

از منش و اخر چومی سوزد دلت — بے[1] موئت حل نگردد مشکلت
اگر تیرا دل جلتا ہے، مجھ سے اس کو خرید لے — بغیر خرچہ کے تیری مشکل حل نہ ہو گی

گفت صد خدمت کنم یا نصد جحود — بندۂ دارم نکو لیکن جہود
حضرت ابو بکرؓ نے کہا سو عبادتیں یا پانچ سو سجدے کرونگا — میرے پاس ایک اچھا غلام ہے، لیکن یہودی ہے

تن سپیدو دل سیاہستش بگیر — در عوض ده تن سیاه و دل منیر
اس کا جسم سفید اور دل کالا ہے، لے لے — بدلے میں کالے جسم اور روشن دل کو دیدے

پس فرستادو بیاوردآں ہمام — بود الحق سخت زیبا آں غلام
پھر ان سردار نے بھیجا اور بلوایا — سچ مچ وہ غلام نہایت حسین تھا

آں[2] چنانکہ ماند حیراں آں جہود — آں دل چوں سنگش از جا رفت زود
ایسا کہ وہ کافر حیران رہ گیا — اس کا پتھر جیسا دل فورا بے قابو ہو گیا

حالتِ صورت پرستاں ایں بود — سنگ شاں از صورتے موميں بود
ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہوتی ہے — ان کا پتھر صورت دیکھنے سے موم ہو جاتا ہے

باز کرد استیزه وراضی نشد — کہ بریں افزوں بده بے ہیچ بُد
اس نے جھگڑنا شروع کر دیا اور راضی نہ ہوا — کہ لا محالہ اس پر اضافہ کرو

یک نصابِ نقره ہم بروے فزود — تا کہ راضی گشت حرصِ آں جہود
انہوں نے چاندی کی ایک مقدار بھی اوپر بڑھا دی — حتی کہ اس کافر کی حرص راضی ہو گئی

بیع[3] کردو دادو بستد بے غرض — داد گوہر سنگ بستد در عوض
اس نے فروخت کرا دیا اور بلا مقصد لین دین کر لیا — موتی دے دیا اور بدلے میں پتھر لے لیا

بر خیالِ آنکہ سودے کرده ام — دادم اسود ابیضے آورده ام
اس خیال سے کہ میں نے نفع کمایا ہے — کالا دے دیا ہے، سفید حاصل کر لیا ہے

منعقدِ چوں گشت بیع اندر میاں — یافت ایجاب و قبول ہر دوآں
جب باہمی معاملہ طے ہو گیا — دونوں کا ایجاب اور قبول ہو گیا

خندیدنِ جہود و پنداشتن کہ صدیق[رض] مغبون ست دریں عقد
کافر کا ہنسنا اور خیال کرنا کہ صدیق رضی اللہ عنہ اس معاملے میں ٹوٹے میں ہیں

قہقہہ زدآں جہودِ سنگ دل — از سرِ افسوس و طنز و غش و غل
اس سنگ دل کافر نے قہقہہ لگایا — مذاق اور طنز اور مکر و فریب کے طور پر

[1] بے موئت۔ بے مشکل بغیر خرچ کے آسان نہ ہوگی۔ گفت۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یہ معاملہ ہو جائے تو خدا کا شکر ادا کروں گا اور فرمایا میرے پاس ایک سفید رنگ کا حسین غلام ہے لیکن اس کا دل کفر کی وجہ سے کالا ہے اس کے بدلے میں کالے بلالؓ کو دیدے جن کا دل منور ہے۔ ہمام۔ سردار۔

[2] آں چنانکہ۔ حضرت ابو بکرؓ کا غلام اس قدر خوبصورت تھا کہ اس کا دیکھ کر امیہ کا دل بے قابو ہو گیا۔ حالت۔ ظاہر پرستوں کی یہی حالت ہے کہ وہ ظاہر اور صورت پر قربان ہوتے ہیں۔ باز کرد۔ اس نے اصرار شروع کیا کہ بلالؓ کے عوض اس غلام کے ساتھ کچھ چاندی بھی دو حضرت ابو بکرؓ نے چاندی کا اضافہ کر دیا۔

[3] بیع کرد۔ چاندی کے اضافہ پر وہ راضی ہو گیا اور لین دین ہو گیا اس نے موتی دے کر پتھر لے لیا اس کا یہ خیال تھا کہ میں نے بہت نفع کما لیا کالا دے کر گورا غلام لے لیا۔ منعقد۔ جب بیع مکمل ہو گئی تو وہ بہت ہنسا اور اس کو یقین تھا کہ حضرت ابو بکرؓ نے اس معاملہ میں ٹوٹا اٹھایا ہے۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ قہقہہ۔ معاملہ مکمل ہونے پر اس نے قہقہہ لگایا جس میں مذاق اور طنز کا پہلو تھا حضرت ابو بکرؓ نے وجہ دریافت کی تو وہ اور زیادہ ہنسا اور کہنے لگا کہ اگر اس غلام کی خریداری میں آپ کو اصرار نہ ہوتا تو میں اس کے دام۔ نہ بڑھاتا اور اب جو قیمت لی ہے اس کے سویں حصہ میں فروخت کر ڈالتا۔

گفت صدّیقش کہ ایں خندہ چہ بُود — در جواب و پرسش اُو خندہ فزُود

حضرت صدیق نے اس سے کہا کہ یہ قہقہہ کیسا ہے؟ جواب میں اور اُنکے دریافت کرنے پر اور زیادہ ہنسا

گفت اگر جدّت نبودے و اہتمام — در خریداری ایں اسود غلام

اُس نے کہا اگر تیرا اصرار اور اہتمام نہ ہوتا اس کالے غلام کی خریداری میں

من ز استیزہ نمی افروختم — خود بعشر اینش می بفروختم

میں جھگڑ کر اُس کو نہ بیچتا خود اُس کو دسویں حصہ میں بیچ ڈالتا

کہ[1] ابنزدِ من نیرزد نیم دانگ — تو گراں کردی بہایش را بہ بانگ

کیونکہ وہ میرے نزدیک آدھی دمڑی کے لائق نہیں ہے تونے شور کر کے اس کی قیمت بڑھا دی

پس جوابش داد صدیق اے غبی — گوہرے دادی بجوزے چوں صبی

تب حضرت صدیقؓ نے اس کو جواب دیا اے بیوقوف! تونے بچہ کی طرح اخروٹ کے بدلے میں موتی دیدیا

گو بہ نزدِ ہمی ارزد دو کون — من بجانش ناظرستم تو بلون

کیونکہ وہ میرے نزدیک دونوں جہان کی قیمت کا ہے میں اس کی روح کو دیکھتا ہوں، تو رنگ کو

زرِ سُرخست و سیہ تاب آمدہ — از برائے رشک ایں احمق کدہ

وہ سرخ سونا ہے اور کالے رنگ کا ہو گیا ہے اس حمقدان کے رشک کی وجہ سے

دیدۂ[2] ایں ہفت رنگ جسمہا — در نیابد زیں نقاب آں روح را

ست رنگ جسموں کی آنکھ اس پردے کی وجہ سے اس روح کا ادراک نہیں کرتی

گر مکیسی کردۂ در بیع بیش — دادمے من جملہ مال و ملک خویش

اگر تو سودے میں زیادہ کھینچ تان کرتا میں اپنا تمام مال اور ملکیت دے دیتا

ور مکیسی افزودئی من ز اہتمام — دامنے زر کردمے از غیر دام

اگر تو کھینچ تان بڑھاتا میں اہتمام کی وجہ سے دام کے سوا کسی دوسرے سے قرض لے لیتا

سہل[3] دادی زانکہ ارزاں یافتی — در ندیدی حُقّہ را نشگافتی

تونے آسانی سے دیدیا، کیونکہ تونے سستا خریدا تونے موتی نہ دیکھا، ڈبیہ نہ کھولی

حقّہ سر بستہ جہلِ تو بداد — زود بینی کہ چہ غبنت اُو فتاد

تیری نادانی نے بند ڈبیہ دے دی تو جلد دیکھ لے گا کہ تجھے کس قدر نقصان ہوا

حقّۂ پُر لعل را دادی بباد — ہمچو زنگی در سیہ رُوئی تو شاد

تونے لعل بھری ڈبیہ برباد کر دی تو حبشی کی طرح سیاہ روئی پر خوش ہے

---

[1] کہ نیرزد۔ کیونکہ یہ کالا غلام میرے نزدیک دمڑی کا بھی نہیں ہے تونے شور و شر کر کے اس کے دام بڑھوانے پس۔ حضرت ابوبکرؓ نے اس کو جواب دیا کہ تو بیر نابالغ ہے تونے اخروٹ کے بدلے میں موتی دے ڈالا میرے نزدیک اس کی قیمت ہر دو عالم ہے، کیونکہ میری نظر اس کے باطن پر ہے۔ نیز۔ یہ غلام تو کالا سونا ہے اس پر سیاہی رشک کی وجہ سے ہے تا کہ احمق اس کو نہ پہچان لیں۔

[2] دیدۂ۔ جو آنکھیں محض رنگوں کا ادراک کرتی ہے وہ روح کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ مکیسی۔ اور کس، معاملہ میں کھینچ تان کرنا۔ دامنے۔ کسی اور سے قرض لے کر اوا کر دیتا۔

[3] سہل۔ چونکہ تجھے سستا بیچ ڈالا، ہاتھ آیا تھا سستا بیچ ڈالا، یہ نہ دیکھا کہ ڈبیہ میں موتی ہے نگین۔ نوٹ۔ حضرت بلالؓ موتی بھری ڈبیہ تھے جو آ بوسی تھی۔ ہمچوں۔ تو بھی اس معاملہ میں سیاہ رو بنا اور اس پر خوش ہو رہا ہے۔

عاقبت[1] واحسرتا گوئی بسے
انجام کار تو بہت واحسرتا کہے گا

بخت و دولت را فروشد خود کسے
کوئی نصیبے اور دولت کو فروخت کرتا ہے ؟

بخت با جامہ غلامانہ رسید
نصیبہ ، غلامی کے لباس میں تیرے پاس آیا

چشمِ بد بختت بجز ظاہر ندید
تیری بد بخت نگاہ نے ظاہر کے سوا کچھ نہ دیکھا

اُو نمودت بندگیِ خویشتن
اُس نے تجھ پر اپنی غلامی ظاہر کی

خوئِ زشتت کرد با اُو مکر و فن
تیری بد خصلت نے اس کے ساتھ مکر اور چالاکی کی

ایں سیاہ اَسرار تَن اسپید را
اس سیاہ باطن ، سفید جسم کو

بُت پرستانہ بگیر اے ژاژ خا
اے بیہودے ! بُت پرستوں کی طرح لے لے

ایں تُرا وآں مرا بُردیم سُود
یہ تیرا اور وہ میرا ہم نے نفع کمایا

ہیں لکُم دِینٌ وَلِیَ دِیْنِ اے جہود
ہاں اے کافر تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے لئے

خود[2] سزیِ بُت پرستاں ایں بُود
بُت پرستوں کی سزا خود یہی ہوتی ہے

جُلشِ اطلس ، اسپ او چوبیں بُود
اسکی جھول اطلس کی اس کا گھوڑا لکڑی کا ہوتا ہے

ہمچو گورِ کافراں پُر دو دو نارِ
کافروں کی قبر کی طرح دھوئیں اور آگ سے بھری ہوئی

بر بروں بر بستہ صد نقش و نگار
اور باہر سے سینکڑوں نقش و نگار کئے ہوئے

ہمچو مالِ ظالماں بیروں جمال
ظالموں کے مال کی طرح ظاہر حسین

وز درونش خونِ مظلوم و وَبال
اور اس کے اندر مظلوم کا خون اور وبال

چوں[3] مُنافق از بروں صوم وصلوٰۃ
منافق کی طرح ، بظاہر روزہ اور نماز

وز دروں خاکِ سیاہِ بے ثُبات
اور اندر سے کالی خاک ، بے بُنیاد

ہمچو ابرِ خالیِ پُر قر و قر
خالی ابر کی طرح گڑگڑاہٹ سے پُر

نے دُرونفعِ زمیں نے قوتِ بر
نہ اس میں زمین کا فائدہ ، نہ پھل کی غذا

ہمچو وعدہ مکر و گفتارِ دروغ
مکر کے وعدے اور جھوٹی بات کی طرح

آخرش رُسوا و اوّل با فروغ
اس کا آخر رسوا اور اوّل پُر رونق

بعد ازاں بگرفت اُو دستِ بلالؓ
اس کے بعد انہوں نے بلالؓ کا ہاتھ پکڑا

آں ز زخمِ ضِرسِ محنت چوں خِلال
وہ مشقت کی چکّی کے زخم سے خلال جیسے تھے

شُد خلالے دَردہانے راہ یافت
وہ خلال بن گئے ، منہ میں راستہ پا لیا

جانبِ شیریں زبانے می شتافت
ایک شیریں زبان کی جانب دوڑ رہے تھے

[1] عاقبت۔ جب حقیقت کھلے گی تو بہت افسوس کریگا۔ بخت۔ تیرا نصیبہ شکلِ غلامی تیرے پاس آیا اور تو اُس کو نہ پہچانا۔ نو۔ اُس نے غلامی کا اظہار کیا تو نے مکاری اور چالاکی برتی۔ ایں سیاہ۔ تو اس غلام کو لے لے جس کا جسم سفید ہے لیکن باطن سیاہ ہے یہی بُت پرستوں کا طریقہ ہے۔

[2] خود۔ بُت پرستوں کی یہی سزا ہے کہ اُن کو کاٹھ کا گھوڑا جس پر اطلس کی جھول ہو، حاصل ہوتا ہے۔ ہمچو۔ اُن کا ماحصل کافر کی قبر جیسا ہوتا ہے کہ اُس کے اوپر نقش و نگار ہوتے ہیں لیکن اندر آگ اور دھواں ہوتا ہے۔ مالِ ظالماں۔ کافر کے ماحصل کی مثال ظالموں کا مال ہے جس کا ظاہر بڑا پیارا اور اس کے باطن میں مظلوموں کا خون مخفی ہے۔

[3] چوں منافق۔ کافر کے ماحصل کی مثال منافق بھی ہے کہ بظاہر وہ اسلامی فرائض ادا کرتا ہے لیکن اُس کا باطن ایمان و یقین سے خالی ہوتا ہے۔ نیز اس کو اس بات سے بھی تشبیہ دی جا سکتی ہے جو صرف گرجے اور نہ برسے یا جھوٹے وعدہ سے تشبیہ دے لو جس کی ابتدا خوش کن اور انتہا مایوس کن ہوتی ہے۔ بعد ازاں۔ خریداری کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت بلالؓ کا ہاتھ پکڑا اور انکو آنحضورؐ کی خدمت میں لے آئے۔ ضرس۔ دانت کی چکلی۔ خلال۔ دانت کریدنے کا تنکا۔ شیریں زباں۔ آنحضورؐ۔

آوریدش تا بنزدِ آں رسولؐ — کہ بجاں اُو کردہ بُد دینش قبول
وہ اُن کو رسولؐ کے پاس لائے — کیونکہ انہوں نے دل سے اُنکا دین قبول کر لیا تھا

چوں بدید آں خستہ رُوئے مُصطفیٰؐ — خَرَّ مَغْشِیًّا فتاد اُو برقفا
جب اُن بد حال نے مصطفیٰؐ کا چہرہ دیکھا — وہ غش کھا کر گر گئے، پشت کے بل جا پڑے

تا بدیرے بیخود و بیخویش ماند — چوں بخویش آمد ز شادی اشک راند
وہ دیر تک بے خود اور بے ہوش رہے — جب ہوش میں آئے خوشی سے آنسو بہانے لگے

مُصطفیٰؐ اَش در کنارِ خود کشید — کس چہ داند بخششے کُو را رسید
اُن کو مصطفیٰؐ نے بغل میں لے لیا — اُس عنایت کو کوئی کیا جانے جو اُن کو حاصل ہوئی؟

چوں بُود مِسّے کہ بر اکسیر زد — مُفلسے بر گنجِ پُر توفیر زد
اُس تانبے کا کیا حال ہوگا جو اکسیر سے جا لگا؟ — ایک مُفلس بھر پور خزانہ پر پہنچ گیا

ماہیِ پژمُردہ در بحر اُو فتاد — کاروانِ گم شدہ زد بر رشاد
ادھ موئی مچھلی، دریا میں جا پڑی — بھٹکا ہوا قافلہ، راستہ پر پڑ گیا

آں ۲ خطاباتے کہ گفت آں دَمِ نبیؐ — گر زند بر شب برآید از شبی
وہ ارشادات، جو نبیؐ نے اُس وقت فرمائے — اگر رات پر پڑیں، وہ رات اُن سے خارج ہو جائے

روزِ روشن گردد آں شب چوں صباح — کے توانم گفت من آں اصطلاح
وہ رات صبح کی طرح روشن دن بن جائے — میں اِس اصطلاح کو کہاں بیان کر سکتا ہوں؟

خود تو دانی کافتاب اندر حمل — تا چہ گوید با نبات و با قُلل
تو خود جانتا ہے کہ سورج (برج) حمل میں — نباتات اور قُل (کھجور) سے کیا کہتا ہے

خود تو دانی ہم کہ آں آبِ زُلال — می چہ گوید با ریاحین و نہال
تو خود بھی جانتا ہے، کہ وہ صاف پانی — بوٹوں اور پودوں سے کیا کہتا ہے؟

صُنعِ ۳ حق با جملہ اجزائے جہاں — چوں دَم و حَرفست از افسونگراں
جہاں کے سب اجزاء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی کاریگری — ایسی ہی ہے جیسا کہ جادوگروں کی پھونک اور حرف

جذبِ یزداں با اثر ہا و سبب — صد سخن گوید نہاں بیحرف و لب
آثار اور سبب کے ذریعہ خدا کی کشش — بغیر حرف اور ہونٹ کے چپکے سے سینکڑوں باتیں کہہ دیتی ہے

---

۱ چوں بدید۔ جب حضرت بلالؓ کی نظر آنحضورؐ کے روئے انور پر پڑی تو خوشی کی زیادتی کی وجہ سے بیہوش ہو کر چت گر پڑے تھوڑی دیر بیہوش رہے جب ہوش آیا خوشی سے رونے لگے۔ مصطفیٰؐ۔ آنحضورؐ نے انکو سینہ سے لگالیا سینہ سے لگانے سے اُن کو کیا فیوض حاصل ہوئے اُسکو کوئی نہیں سمجھ سکتا ہے، البتہ اس کی وضاحت چند مثالوں سے کی جاتی ہے۔ یہ سمجھو کہ ایک تانبا تھا جو اکسیر کو چمٹ گیا یا کوئی مفلس تھا کہ اچانک اُس کا پاؤں بھر پور خزانہ پر پڑ گیا یا ادھ موئی مچھلی تھی جو سمندر میں پہنچ گئی یا گم کردہ راہ کوئی قافلہ تھا جسکو راستہ ملگیا۔

۲ آں خطاباتے۔ پھر آنحضورؐ نے اُن سے ایسی مؤثر باتیں فرمائیں جو رات سے کہدی جائیں تو وہ منور ہو جائے۔ اصطلاح۔ انبیاء اور اولیاء کی صحبت سے بغیر کچھ کہے ہوئے جو قلوب پر اثر طاری ہوتا ہے وہ محض ذوقی ہے الفاظ میں اُس کا بیان ممکن نہیں ہے۔ خود۔ بغیر کام کے جو تاثیر ہے اُس کو چند مثالوں سے واضح کیا ہے سورج جب برج حمل میں پہنچتا ہے تو اُس کی تاثیر سے پھلوں میں شیرینی پیدا ہو جاتی ہے۔ قُل۔ چھوہارا، کھجور کی ایک معمولی قسم ہے۔ زلال۔ صاف پانی پھولوں پودوں میں تازگی [illegible]

۳ صُنعِ حق۔ [illegible] اللہ تعالیٰ کے تصرفات بغیر کسی آلہ کے ہیں اور سرعت تاثیر میں جادوگروں کے افسوں کی طرح ہیں۔ جذب۔ اسباب کا وجود اور اُن سے اثرات کا تعلق بھی خداوندی حکم کے تابع ہے جو بغیر لب و حرف کے صادر ہوتا ہے۔

نے کہ اتاثیر از قدر معمول نیست
یہ نہیں ہے، کہ تاثیر (اللہ کی) قدرت کا عمل نہیں ہے

لیک تاثیرش ازو معقول نیست
لیکن اُس قدرت کی تاثیر (عوام کی) سمجھ میں نہیں آتی ہے

چوں مُقلِد بُود عقل اندر اصول
جب اصول کے بارے میں عقل مُقلد ہے

داں مُقلِد در فروعش اے فضول
اے فضول بحث کرنیوالے اس کو فروع میں بھی مقلد سمجھ

گر بپرسد عقل چوں باشد مَرام
اگر عقل دریافت کرے کہ یہ مقصد کیسے پورا ہوگا؟

گو چُنانکہ تو ندانی والسّلام
تو کہدے کہ اس طریقہ پر جس کو تو نہیں سمجھتی ہے والسلام

معاتبہ کردن حضرت رسُول صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم با صِدّیق

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر

اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تُرا وصیّت کردم کہ بشرکتِ من بخر

ناراضگی کا اظہار کرنا، کہ میں نے تجھ سے کہا تھا، کہ بلال رضی اللہ عنہ

بلال را رضی اللہ عنہ تو چرا بہرِ خود تنہا خریدی و عُذر گفتن

کو میری شرکت میں خریدنا تو نے صرف اپنے لئے کیوں خریدا؟ اور صدیق اکبر

صِدّیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضی اللہ عنہ کا معذرت کرنا

سَیِّد[۲] کونین و سُلطانِ جہاں
دونوں جہانوں کے سردار اور شہنشاہِ عالم

دَر عتاب آمد زمانے بعد ازاں
اس کے بعد تھوڑی دیر کے لئے غصہ ہوئے

گفت اے صِدّیق آخر گفتمت
فرمایا، اے صدیقؓ! آخر میں نے تجھ سے کہا تھا

کہ مرا انباز کُن دَر مکرُ مَت
کہ اعزاز میں مجھے شریک کر لے

تو چرا تنہا خریدی بہرِ خویش
تو نے تنہا، اپنے لئے کیوں خریدا؟

باز گو احوال اے پاکیزہ کیش
اے پاکیزہ فطرت! احوال بتا

گفت ما دو بندگانِ کوئے تُو
انہوں نے عرض کیا کہ ہم دونوں آپ کے کوچہ کے غلام ہیں

کردمش آزاد من بَر رُوئے تو
میں نے آپ کے سامنے اُن کو آزاد کر دیا

تو مرا میدار بندہ و یارِ غار
آپ مجھے غلام اور یار غار بنا لیں

ہیچ آزادی نخواہم زینہار
میں ہرگز کسی وقت آزادی نہ چاہوں گا

۱ یہ کہ اسباب کی تاثیر بھی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لیکن عوام اُس کو سمجھنے سے قاصر ہیں جبکہ عوام کی عقل اللہ کی ذات کے معاملے میں انبیاء کی مُقلد ہے تو ان جزوی مسائل میں بھی اُس کو تقلید سے کام لینا چاہیے، حوادث یومیہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہیں یا نہیں حکماء انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ارادہ باری تعالیٰ کا تعلق اگر اس حادث سے قدیم مانا جائے تو اس حادث کو بھی قدیم ماننا پڑے گا اور اگر حادث مانا جائے تو پھر اس حادث میں بھی وہی سوال پیدا ہوگا جس کا نتیجہ یا تو حادث کو قدیم ماننا ہے ورنہ تسلسل لازم آجائے گا اور یہ دونوں باتیں غلط ہیں، لہٰذا قدیم کا حادث سے تعلق بالارادہ نہیں ہوسکتا اس لئے حوادث کو حوادث کا فعل ماننا چاہیے نہ کہ قدیم کا متکلمین محققین نے اس کا جواب دیا ہے اور فرمایا ہے کہ ارادہ کا حادث سے تعلق حادث ہے لیکن اس حادث کے لئے مستقل ایجاد کی ضرورت نہیں ہے بلکہ ایجاد تو اس حادث کی ہے اور اس کے ضمن میں اس تعلق کا حدوث وجود میں آجاتا ہے۔ مولانا نے اس مقام پر اپنے منصب کے مطابق امتنائی تقریر کر کے مسئلہ کا جواب دے دیا ہے۔

۲ سید کونین۔ حضرت ابوبکر نے حضرت بلالؓ کو صرف اپنے روپے سے خریدا تھا حضور کو نا گواری ہوئی۔ انباز۔ شریک مکرمت۔ یعنی بلالؓ کی خریداری کی عزت۔ گفت۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا میں نے بلالؓ کو آزاد کرنے کیلئے خریدا تھا لہٰذا آپ کے سامنے انکو آزاد کرتا ہوں اور آپ اپنی غلامی میں مجھے قبول کر لیں۔

که مرا از بند گیت آزادی ست
کیونکہ میرے لئے آپ کی غلامی ہی آزادی ہے

بے تو بر من محنت و بیدادی ست
آپ کے بغیر' میرے اوپر مشقت اور ظلم ہے

اے ۱ جہاں را زندہ کردہ زاصطفا
اے وہ ملکہ جس نے برگزیدگی سے جہان کو زندہ کردیا

خاص کردہ عام را ' خاصہ مرا
عوام کو خواص بنا دیا ' خصوصاً مجھے

خوابہا میدید جانم در شباب
جوانی میں میری روح خوابیں دیکھتی تھی

کہ سلامم کرد قُرصِ آفتاب
کہ مجھے سورج کی ٹکیا نے سلام کیا ہے

از زمینم بر کشید اُو بر سما
اس نے مجھے زمین پر سے آسمان پر کھینچ لیا

ہمرہِ اُو گشتہ بُودم زارِ تقا
چڑھنے کی وجہ سے میں اس کا ساتھی بن گیا ہوں

گفتم ایں ماخولیا بُود و محال
میں نے سمجھا یہ دیوانگی اور محال تھا

ہیچ گردد مستحیلے وصفِ حال
کبھی محال فی الحال وصف بن سکتا ہے

چوں ۲ تُرا دیدم بدیدم خویش را
جب میں نے آپ کو دیکھا میں نے اپنے آپ کو دیکھ لیا

آفریں آں آئینہ خوش کیش را
اس بہتر وصف کے آئینہ پر آفرین ہے

چوں تُرا دیدم محالم حال شُد
جب میں نے آپ کو دیکھا میرا محال حال بن گیا

جانِ من مُستغرقِ اِجلال شُد
میری روح ' عظمت میں غرق ہو گئی

چوں تُرا دیدم خدا اے روحُ البلاد
اے شہروں کی جان! جب میں نے آپ کو دیکھا خود

مہرِ ایں خورشید از چشمم فتاد
اس سورج کی وقعت میری نظر سے گر گئی

گشت عالی ہمت از تو چشمِ مَن
آپ کی وجہ سے میری نظر عالی ہمت بن گئی

جُز بخواری ننگرد اندر زمَن
زمانے کو سوائے بے قدری کے نہیں دیکھتی ہے

نُور جستم خود بدیدم نُورِ نُور
میں نے نور کی تلاش کی اپنے آپ کو نور ہی نور دیکھا

حُور جستم خود بدیدم رشکِ حُور
میں نے حور کی تلاش کی میں نے خود رشک حور کو دیکھ لیا

یُوسُفے جستم لطیف و سیمتن
میں نے پاکیزہ اور چاندی کے سے جسم کا یوسف تلاش کیا

یُوسُفستانے بدیدم در تو مَن
میں نے آپ کو اندر یوسفستان دیکھ لیا

در پئے جَستَ بدم در جستجو
میں تلاش میں جنت کے درپے تھا

جَنّتے بنمود از ہر جُزوِ تُو
آپ کے ہر جزو سے جنت نمودار ہوئی

ہست ایں نسبت بمن مدح و ثنا
میرے اعتبار سے یہ تعریف اور ثناء ہے

ہست ایں نسبت بتو قدح و ہجا
آپ کے اعتبار سے یہ برائی اور ہجو ہے

۱ اے۔ آنحضور کی ذات گرامی کے فیضان سے ایک جہان برگزیدہ بن گیا عوام خواص بن گئے۔ خاصہ مرا۔ حضرت ابوبکرؓ کیلئے خاص فیضان تھا۔ خوابہا۔ اس خصوصی فیضان کی تفصیل یہ ہے کہ میں جوانی میں خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ سورج مجھے سلام کرتا ہے اور اس نے مجھے زمین سے آسمان پر کھینچ لیا ہے اور میں بلندی پر پہنچ جانے کی وجہ سے اس کے ساتھ ہوں اس وقت میں سمجھتا تھا کہ یہ میری خلل دماغی ہے کہیں محال کا بھی وقوع ہوتا ہے۔

۲ چوں ترا۔ لیکن جب آپ کا شرف صحبت حاصل ہوا تو مجھ پر اپنی حقیقت کھلی اور آپ کی ذات نے میرے لئے آئینہ کا کام دیا اور وہ بات جسے میں محال سمجھتا تھا اب اس سے دوچار ہو گیا آپ کے دیدار کے بعد معاملہ کھلا وہ سورج تو آپ کی ذات گرامی ہے اور یہ دنیا کا سورج آپ کے سامنے ہیچ ہے اور یہ سورج ہی بے حقیقت نہ بنا بلکہ دنیا کی ہر چیز بے حقیقت بن گئی۔

۳ نور جستم۔ مجھے تمنا تھی کہ نور دیکھوں جب میں نے آپ کا دیدار کیا تو نور النور کو دیکھا اور حور ہی کو نہیں دیکھا بلکہ رشک حور کو دیکھ لیا حضرت یوسف کے حسن کی شہرت پر ان کے دیکھنے کی تمنا تھی آپ کے دیدار سے مجھے یوسفستان کا دیدار حاصل ہو گیا آپ کے دیدار سے ایک جنت نہیں بلکہ بہت سی جنتوں کا دیدار حاصل ہو گیا۔ ہست۔ میں ان الفاظ میں آپ کی تعریف کر رہا ہوں لیکن چونکہ کما حقہ تعریف نہیں ہے لہٰذا میری یہ تعریف آپ کے فضائل کے اعتبار سے ناقص باتوں کا ذکر ہے اور میری یہ تعریف ایسی ہے جیسی چرواہے نے حضرت موسیٰ کے سامنے اللہ تعالیٰ کی کی تھی۔

همچو مدحِ مردِ چوپانِ سَلیم
جیسی بھولے چرواہے انسان کی تعریف

مر خدارا پیشِ موستیِ کلیم
خدا کی موسیٰ کلیم (اللہ) کے سامنے

که[1] بجویم اشپشت شیرت دهم
کہ میں تیری جوں پکڑوں گا تجھے دودھ پلاؤں گا

چارقت دوزم من و پیشت نهم
میں تیرے چپل سی دوں گا اور تیرے سامنے رکھ دونگا

قدحِ اُورا حق بمدحے بَر گرفت
اللہ تعالیٰ نے اس کی برائی کو تعریف کے بدلے میں لے لیا

گر تو هم رحمت کنی نبُوَد شگفت
اگر آپ بھی رحمت فرمائیں تو تعجب نہ ہو گا

رحم فرما بر قصورِ فهمها
عقلوں کی کوتاہی پر رحم فرما دیجئے

اے ورایِ عقلها و وهما
اے وہ کہ عقلوں اور وہموں سے برتر ہے

اَیُّها العُشّاق اِقبالِ جدید
اے عاشقو! نیا نصیبہ

از جهانِ کُهنه نودَر رسید
پرانے جہان سے نیا بنا زہ آ پہنچا ہے

زاں[2] جهاں کو چارهٔ بیچاره جُوست
اس جہان سے جو ہر لاچار کا چارہ جو ہے

صَد هزاراں نادره عالم و رُوست
اس میں اس جہان کے لاکھوں عجائب ہیں

اَبشِروُا یا قَومُ اِذ جاءَ الفَرَج
اے قوم! بشارت حاصل کرو کیونکہ کشادگی آ گئی ہے

اِفرَحُوا یا قَومُ قَد زَالَ الحَرَج
اے قوم خوش ہو بیشک تنگی زائل ہو گئی ہے

آفتابے[3] رفت درکازه هلال
ہلالؓ کی جھونپڑی میں سورج گیا ہے

دَر تقاضا که اَرِحنا یا بِلالؓ
تقاضے میں ہے کہ اے بلالؓ! ہمیں راحت پہنچا

زیرِ لب میگفتی از بیمِ عَدُوم
دشمن کے خوف سے تم آہستہ کہتے تھے

بَر مَناره رَو بگُو کوریِ اُو
منارہ پر چڑھ' اس کے اندھے پن کو بیان کر

میدمد در گوشِ هر غمگیں بشیر
بشیر (آنحضور) ہر غمگین کے کان میں پھونکتے ہیں

خیزاے مُدبررهِ اقبال گیر
اے بدبخت! اٹھ اقبال (مندی) کا راستہ اختیار کر

اے دریں حبس و دریں گندہ وشپُش
اے! اس قید اور اس گندگی اور جوؤں میں

هیں که تا کس نشنود زشتی خمش
خبردار! کہ کوئی نہ سن لے تو برا ہے چپ ہو جا

چوں کُنی خامش کُنوں اے یارِ من
اے میرے محبوب آپ کیسے خاموش ہوں گے

کز بُنِ هر مُو برآمد طبل زن
کیونکہ ہر بال کی جڑ سے اعلان کرنے والا پیدا ہو گیا ہے

---

[1] کہ بجویم۔ اس چرواہے نے اللہ کے عشق میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ میں تیرے جوئیں پاؤں گا تجھے دودھ پلاؤں گا تیرے چپل سی کر تجھے دوں گا۔ قدح۔ چرواہے کی یہ تعریف اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمایا اسی طرح اگر آپ بھی میری ناقص تعریف کو قبول فرمائیں تو آپ کے کرم سے بعید نہیں ہے کیونکہ ہماری ناقص عقلیں آپ کے کمالات اور اوصاف تک نہیں پہنچ سکتی ہیں۔ اَیُّھا العُشّاق۔ آنحضور کے فیوض کی بشارت ہے۔ جہان کہنہ۔ یعنی عالم ملکوت۔

[2] زاں۔ وہ عالم ملکوت ہر گمراہ کے لئے رہنمائی کرتا ہے اور اس عالم میں بہت سے عجائبات ہیں وحی جیسی چیز جس سے بیچاروں کی رہنمائی ہوتی ہے اس عالم سے آتی ہے جنت اور پل صراط جیسی عجیب چیزیں اس میں موجود ہیں اب جبکہ آپ کی ذات گرامی اس جیسے عالم سے آ گئی ہے تو قوم کے لئے بشارت ہے اس لئے کہ آپ کی آمد تمام گمراہیوں کو ختم کر دے گی۔

[3] آفتابے۔ حضور کی آمد سب کے لئے باعث بشارت ہے خصوصاً حضرت بلالؓ اور حضرت بلالؓ کے لئے۔ کازہ۔ جھونپڑی۔ اَرِحنا۔ حضرت بلالؓ سے آنحضورؐ نے اذان دینے کی فرمائش کی تھی۔ ہر غمگین۔ یہ حضور کے عام فیض کا ذکر ہے۔ اے۔ وہ بشیر مدبر کو کہتا ہے کہ تو اس دنیا کے قید خانہ اور گندگی میں کب تک رہے گا۔ شپش۔ جوں مراد شیاطین ہیں۔ ہیں۔ وہ مدبر کہتا کہ یہ باتیں زور سے نہ کہہ کوئی سن نہ لے۔ چوں

کنی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آپ خاموشی کیسے اختیار کر سکتے ہیں آپ کے جسم کا ہر رونگٹا دعوت کا اعلان کر رہا ہے۔

آنچناں[1] کرشد عدُوِّ رشک خُو — گوید ایں چندیں دُہل را بانگ کو
حاسد ، دشمن ، ایسا بہرا ہو گیا ہے — ایسے ڈھولوں کی آواز کو کہتا ہے آواز کہاں ہے؟

میزند بر رُوش ریحاں کہ طریست — اُوز کوری گوید ایں آسیب چیست
کوئی اس کے منہ پر تازہ پھول مارتا ہے — وہ اندھے پن سے کہتا ہے یہ تکلیف کیسی ہے؟

می شکنجد حورو دستش میکشد — کور حیراں کز چہ دردم میکُند
حور چٹکی لیتی ہے اور اس کا ہاتھ کھینچتی ہے — اندھا حیران ہے کہ مجھے کیوں ستاتی ہے؟

ایں کشاکش چیست بر دست وتنم — خُفتہ ام بگذار تا خوابے کُنم
میرے ہاتھ اور جسم پر یہ کشمکش کیوں ہے؟ — میں سو رہا ہوں ، چھوڑ تاکہ میں سو لوں

آنکہ[2] در خوابش ہمی جوئی ویست — چشم بکشا کاں مہِ نیکو پے ست
تو جس کو خواب میں تلاش کرتا ہے ، وہی ہے — آنکھ کھول ، وہی مبارک قدم چاند ہے

زاں بلاہا بر عزیزاں بیش بُود — کاں تجمش یار با خوباں نمُود
اسی لئے پیاروں پر مصیبتیں زیادہ آتی ہیں — کیونکہ محبوب نے وہ چھیڑ چھاڑ حسینوں سے کی ہے

لاغ با خوباں کُند در ہر رہے — نیز کوراں را بشو راند گہے
وہ حسینوں سے ہر راہ میں چھیڑ چھاڑ کرتا ہے — کبھی اندھوں کو بھی پریشان کر دیتا ہے

خویش را یکدم بدیں کوراں دہد — تا غریواز کوئے کوراں بر جہد
کبھی اپنے آپ کو اندھوں کے سپرد کر دیتا ہے — تاکہ اندھوں کے کوچہ سے شور برپا ہو

قصۂ ہلالؓ[3] کہ بندۂ مخلصِ بُود خدا را صاحبِ بصیرت

ہلالؓ کا قصہ جو صاحب بصیرت بغیر تقلید کے خدا کے مخلص بندے

بے تقلید پنہاں شُدہ دربندگی مخلوق بجہت مصلحت نہ از عجز
تھے مصلحت کی وجہ سے نہ کہ عجز کی وجہ سے ، مخلوق کی غلامی میں پوشیدہ تھے

چنانکہ لقمان و یوسف علیہما السّلام از رُوئے ظاہر ، وغیر ایشاں و ایں
جیسا کہ بظاہر لقمان اور یوسف علیہما السلام وغیرہ اور یہ ہلالؓ ایک

ہلال بندۂ سائس بُود مر امیرے را وآں امیر مسلمان بُود لیک چشم کور بُود
سردار کے سائیس تھے اور وہ سردار مسلمان تھا ، لیکن اندھا تھا

---

[1] آنچناں۔ باوجود ہر رونگٹے کے اعلا کی بن جانے کے دشمن اس قدر بہرا بنا ہوا ہے کہ اس قدر ڈھول پٹ رہے ہیں اور وہ کہتا ہے کہ آواز کہاں ہے۔ ی نند۔ وہ دشمن اس قدر اندھا ہو گیا ہے کہ نبی اس کے چہرے پر تر پھول مار رہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ یہ مجھے کس چیز سے تکلیف پہنچ رہی ہے۔ می شکنجد۔ اُس مند بر کی مثال اس اندھے کی ہے۔ حور جس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے اور اندھا حیران ہو کہ وہ کیوں ستاتی ہے اور یہ کہے کہ یہ میرے ہاتھ اور جسم کی کھینچ تان کیوں ہو رہی ہے میں سونا چاہتا ہوں۔ مجھے سونے دے۔

[2] آنکہ۔ اُس اندھے کو یہ معلوم نہیں کہ جس حور کے وہ خواب دیکھتا ہے وہ یہی حور ہے۔ زاں بلاہا۔ جبکہ معلوم ہوا کہ احکام کا مکلف بنانا نفس کو اگرچہ ناگوار ہے لیکن نفس الامر میں ایسا پر لطف ہے جیسا کہ حور ہاتھ پکڑ کر کھینچے تو بلاؤں کا آنا بھی محبوبیت اور مقبولیت کی دلیل ہوئی تو فرماتے ہیں کہ ابتلا اور آزمائش محبوبوں کی ہوتی ہے۔ لاغ۔ مصائب میں مبتلا ہونا عموماً محبوبیت کی دلیل ہے لیکن کبھی اجنبیوں سے بھی چھیڑ چھاڑ ہوتی ہے تاکہ اُن میں بھی شعور برپا ہو جائے۔

[3] ہلالؓ۔ ہلالؓ یہ شاید ہلالؓ بن حارث ہیں جنکی کنیت ابو الحمرا ہے جو آنحضور کے آزاد کردہ غلام تھے شاید آنحضورؐ کے آزاد کرنے سے پہلے کسی سردار کے غلام ہوں ایک سردار کے اصطبل میں ملازم تھے اور چونکہ اس سردار کو بصیرت حاصل نہ تھی وہ اُن کا رتبہ نہ پہچانتا تھا۔ اور وہ حضرت لقمانؑ اور حضرت یوسفؑ کی طرح اپنے آپ کو غلامی میں چھپائے ہوئے تھے۔

داند[1] اعمیٰ کہ مادرے دارد — لیک چونے بوہم در نارد
اندھا جانتا ہے کہ ماں رکھتا ہے — لیکن وہ کیسی ہے؟ خیال میں نہیں لا سکتا ہے

اگر بایں دانش تعظیم مادر کند ممکن بُود کہ خلاص یابد کہ اِذا
اگر اس جاننے پر ماں کی تعظیم کرے تو ممکن ہے، کہ نجات حاصل کر لے کیونکہ جب اللہ تعالیٰ

اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا فَتَحَ عَیْنَیْ قَلْبِہٖ لِیُبْصِرَ بِھِمَا الْغَیْبَ
کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے دل کی دونوں آنکھیں کھول دیتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ غیب کو دیکھ لے

ایں راہ زندگیِ دل حاصل کن — کیں زندگیِ تن صفتِ حیوانیست
دل کی زندگی سے یہ راستہ حاصل کر — کیونکہ یہ جسم کی زندگی حیوان کی صفت ہے

چوں شنیدی بعضِ اوصافِ بلالؓ — بشنوا کنوں قصۂ ضعفِ ہلالؓ
جبکہ تو نے بلالؓ کے بعض اوصاف سن لئے — اب ہلالؓ کے ضعف کا قصہ سن لے

از بلالؓ[2] اُو بیش بُود اندر روش — خوئے بدر را بیش کردہ بُد کنش
وہ بلالؓ سے سلوک میں بڑھے ہوئے تھے — اُنہوں نے بد عادت سے کینہ وری زیادہ کی تھی

نے چو تو پس رو کہ ہر دم پستری — سوئے سنگی میروی از گوہری
تیری طرح پیچھے چلنے والے تھے کہ تو ہر دم زیادہ پیچھے ہے — موتی پن سے پتھر پن کی طرف جا رہا ہے

در تقریر ہمیں معنیٰ
اس معنی کے بیان میں

ہمچناں[3] کاں خواجہ را مہماں رسید — خواجہ از ایّام سالش پُرسید
جیسا کہ ایک صاحب کے یہاں مہمان پہنچا — اُن صاحب نے اُس کی عمر دریافت کی

گفت عُمرت چند سال ست اے پسر — باز گو در مُدزد و بر شمر
کہا اے بیٹا! تیری عمر کے سال کی ہے؟ — تا ۔ اور نہ چرا، اور تمہارا

گفت ہژدہ ہفدہ یا خود شانزدہ — یا کہ پانزدہ اے برادر خواہ دہ
اس نے کہا اٹھارہ، سترہ یا خود سولہ — یا پندرہ اے بھائی! خواہ دس

گفت واپس واپس اے خیرہ سَرت — باز میرو تا بفرّخ مادرت
اس نے کہا پیچھے لوٹ جا اے کہ تیرا دماغ پریشان ہے — اپنی ماں کی شرمگاہ تک واپس چلا جا

حکایت در تقریرِ ہمیں سخن
اسی معنی کے اثبات میں حکایت

[1] داند۔ اندھا اتنا تو جانتا ہے کہ اس کے ماں ہے لیکن یہ تصور نہیں کر سکتا ہے وہ کیسی ہے اب اگر وہ صرف اسی قدر جاننے پر اس کی تعظیم کرے تو اس کو نجات حاصل ہو جائے۔ ایں راہ۔ دل کی بصیرت دل کی زندگی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

[2] از بلالؓ۔ حضرت بلالؓ حضرت بلالؓ سے مجاہدوں اور سلوک میں بڑھے ہوئے تھے۔ نے۔ اے مخاطب۔ اُن کی حالت تیری طرح نہ تھی کہ تو ہر دم اور پستی کی طرف جا رہا ہے اپنے موتی پن کو پتھر بنا رہا ہے۔

[3] ہمچناں۔ انسان کا اپنے رتبہ سے پیچھے ہٹتے چلے جانے پر قصہ سنایا ہے مہمان نے اپنی عمر اٹھارہ سال سے گھٹاتے گھٹاتے دس سال تک پہنچا دی تھی۔ باز میرو۔ یعنی یہ کہدے کہ میں ابھی پیدا ہی نہیں ہوا ہوں ہمیں۔ سخن۔ اس میں بھی گھوڑے کے پیچھے ہٹنے کا قصہ ہے۔

آں یکے اسپے طلب کرد از امیر
ایک شخص نے سردار سے ایک گھوڑا مانگا

گفت رو آں اسپ اشہب را بگیر
اُس نے کہا، جا وہ سفید گھوڑا پکڑ لے

گفت آں را من نخواہم گفت چوں
اُس نے کہا وہ میں نہیں چاہتا، اُس نے کہا کیوں؟

گفت اُو واپس رَوست و بس حروں
اُس نے کہا وہ ہنی ہے اور بہت سرکش ہے

سخت پس پس میرَود اُو سوئے بُن
وہ دُم کی جانب بہت ہی پیچھے کہ ہٹتا ہے

گفت دُمش را بسُوئے خانہ کُن
اُس نے کہا، اُس کی دُم گھر کی جانب کر لے

دُمِ ایں استورِ نفست شہوتست
تیرے اس جانور نفس کی دُم شہوت ہے

زاں سبب پس پس رَوَد آں خود پرست
اسی لئے وہ خود پرست ہٹتا چلا جاتا ہے

شہوتِ اُورا کہ دُم آمد زبُن
اُس کی شہوت کو جو اصل میں دُم ہے

اے مُبدّل شہوتِ عقبیش کُن
اے مخاطب اُس کو آخرت کی شہوت میں تبدیل کردے

چوں ۲ بہ بندی شہوتش را از رغیف
جب تو روٹی کی جانب سے اس کی شہوت کو بند کردیگا

سَر کُند آں شہوت از عقلِ شریف
وہ شہوت، شریف عقل میں سر ابھاریگی

ہمچو شاخے کش ببری از درخت
اُس شاخ کی طرح جسے تو درخت سے کاٹ دے

سَر کند قُوّت ز شاخ اے نیکبخت
اے نیکبخت! دوسری شاخ سے قوت ابھرتی ہے

چونکہ کردی دُمِ اُو را آں طرف
جب تو نے اُس کی دم اس جانب کر دی

گر رَود پس پس رَود تا مکتنف
اگر وہ پیچھے کو ہٹتا چلا جائیگا محفوظ جگہ پہنچ جائے گا

حبّذا ۳ اسپانِ رام پیش رَو
قابلِ مبارکباد ہیں، آگے بڑھنے والے، مطیع گھوڑے

نے سپس رَو نے حرونی را گرد
نہ پیچھے ہٹنے والے ہیں، نہ سرکشی کے عادی ہیں

گرم رَو چوں جسم موسیٰ کلیم
حضرت موسیٰ کلیم اللہ کے جسم کیطرح تیز رفتار بن

تا بحرینیش چو پہنائے گلیم
مجمع تا بحرین تک جوان کیلئے کملی کی چوڑائی کیطرح تھا

ہست ہفصد سالہ راہِ آں حُقب
وہ حُقب سات سو سالہ راستہ ہے

کہ بکرد اُو عزم در سیرانِ حُب
سفر عشق میں جس کا انہوں نے عزم کیا

ہمّت سیرِ تنش چوں ایں بُود
جب ان کے جسم کی سیر کی یہ ہمت تھی

سَیر جانش تا بہ علّیین بُود
اُن کی روح کی سیر علیین تک ہو گی

۱ اشہب۔ کالے رنگ کا گھوڑا جس پر سفیدی غالب ہو۔ واپس رو۔ یعنی وہ گھوڑا آگے کو چلنے کی بجائے پیچھے کو ہٹتا ہے۔ حروں۔ سرکش۔ بن۔ یعنی دُم۔ گفت۔ اُس سردار نے کہا تو اُس کی دم گھر کی جانب کر دیا کر وہ پیچھے ہٹے گا تو تو اپنی منزل پر پہنچ جائیگا۔ دُم۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ تیرا نفس تو بمنزلہ گھوڑے کے ہے اور یہ بھی ہنی گھوڑا ہے اور اُس کی دم شہوت ہے تو اس کی شہوت کا رخ دنیا سے موڑ کر عقبیٰ کی طرف کردے۔ منزل پر پہنچ جائے گا۔ بین۔ یعنی اصل۔

۲ چوں۔ جب تو شہوت کا رخ دنیاوی لذتوں کی طرف سے موڑ دیگا تو پھر وہ شہوت عقل کے راستہ سے ابھرے گی اُس کی مثال یہ ہے کہ درخت کی جب ایک شاخ کاٹ دی جاتی ہے تو اس کی قوت نما سری شاخ میں نمودار ہو جاتی ہے۔ چونکہ جب تو نفس کی دُم یعنی شہوت کو آخرت کی جانب کر دیگا تو وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے محفوظ مقام پر پہنچ جائیگا۔

۳ حبّذا۔ وہ لوگ قابل مبارکباد ہیں جن کے نفوس قدسیہ اعلیٰ مراتب طے کرتے چلے جارہے ہیں۔ گرم رو۔ حضرت موسیٰ نے حضرت خضر کی ملاقات کے سلسلہ میں فرمایا تھا لَا اَبْرَحُ حَتّٰی اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَیْنِ اَوْ اَمْضِیَ حُقُبًا یعنی جب تک میں دونوں دریاؤں کے ملنے کے مقام پر نہ پہنچ جاؤں اپنے ارادے سے باز نہ آؤں گا اسی طرح سالہا سال چلتا رہوں گا۔ حُقب۔ اسی سال، زمانہ دراز۔ ہمت۔ جبکہ ان کی جسمانی کی سیر یہ تھی کہ سات سو سال کی مسافت طے کر ڈالی تو روح کی سیر لامحالہ جنت کے اعلیٰ مقام تک ہو گی۔

شہسواراں در سباقت[1] تاختند — خربطاں در پاگہ انداختند
شہسوار گھوڑ دوڑ میں دوڑ پڑے — احمقوں نے معمولی جگہ (ڈیرے) ڈال دیئے

حکایت ہم در تقریر ایں معنیٰ

اسی معنی کے اثبات میں حکایت

آنچناں کہ کار دانے می رسید — در دہے آمد درے را بازدید
جیسا کہ ایک قافلہ آرہا تھا — ایک گاؤں میں آیا ایک دروازہ کھلا دیکھا

آں یکے گفت اندریں برد العجوز — بار بنداریم اینجا چند روز
ایک شخص نے کہا اس سخت سردی میں — چند روز اسی جگہ سامان ڈال دیں

بانگ آمد نے بینداز از بروں — وانگہا نے اندر آتو اندروں
آواز آئی نہیں، باہر ڈال دے — تب نہ تو اندر آ

ہم بروں[2] افگن ہرانچہ افگندنی ست — درمیا با آں کہ ایں مجلس سنی ست
تو بھی ہر اس چیز کو پھینکدے جو پھینکنے کی ہے — اس کو لے کر اندر نہ آ، کیونکہ یہ مجلس بلند ہے

رجوع بقصۂ ہلال رضی اللہ عنہ

ہلال رضی اللہ عنہ کے قصہ کی جانب رجوع

بُد ہلالؓ اُستاد دل جاں روشنے — سائس و بندہ امیرِ مُومنے
ہلال کا دل استاد تھا اور روح نورانی تھی — ایک مسلمان سردار کے سائیس اور غلام تھے

سائسی کر دے در آخر آں غلام — لیک سلطانِ سلاطیں، بندہ نام
وہ غلام اصطبل میں سائیسی کرتے تھے — لیکن شاہوں کے شاہ تھے اور لام کے غلام تھے

سائس اَسپان و نفسِ خویش ہم — از فراواں کس شدہ درپیش ہم
وہ گھوڑوں کے سائیس تھے اور اپنے نفس کے بھی — بہت سے لوگوں سے آگے بھی بڑھے ہوئے تھے

آں امیر از حالِ بندہ بے خبر — کہ نبودش جز بلیسانہ[3] نظر
وہ امیر غلام کی حالت سے لاعلم تھا — کیونکہ اس کی نظر محض شیطانی تھی

آب و گل مید ید و دروے گنج نے — پنج و شش مید ید و اصل پنج نے
وہ پانی اور مٹی دیکھتا تھا اور اسمیں خزانہ دیکھتا تھا — پانچ اور چھ کو دیکھتا تھا اور پانچ کی اصل کو نہیں

رنگِ طیں پیدا و نورِ دیں نہاں — ہر پیمبر ایں چنیں بُد در جہاں
مٹی رنگ ظاہر ہے اور دین کا نور چھپا ہوا ہے — دنیا میں ہر پیغمبر اسی طرح ہوا ہے

---

[1] سباقت۔ گھوڑ دوڑ۔ خربطاں۔ احمق لوگ۔ در۔ یعنی اُس گاؤں کی چاردیواری کا دروازہ۔ برد العجوز۔ سردی کے چلہ میں سات دن سخت جاڑے کے ہوتے ہیں اُن کو برد العجوز کہا جاتا ہے۔ بانگ۔ گاؤں کے اندر سے آواز آئی کہ سامان گاؤں کے باہر ڈال کر اندر آسکتے ہو۔ ظاہر ہے جن لوگوں کو مال کی محبت ہوگی وہ سامان چھوڑ کر گاؤں کے اندر آرام کی جگہ نہ جا سکے ہوں گے۔

[2] ہم بروں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ مقام قرب بھی ایک بلند مجلس ہے اسمیں بھی سامان باہر پھینک کر پہنچایا جا سکتا ہے۔ بدہلال۔ اب پھر حضرت ہلالؓ کا قصہ شروع کیا ہے وہ دل کے استاد تھے یعنی ان کا دل طریق سلوک کا استاد تھا۔ اور روح روشن تھی سائسی۔ وہ ہلالؓ اس سردار کی غلامی کرتے تھے۔ اور اُس کے اصطبل میں سائیس تھے نام کو غلام تھے لیکن حقیقتاً شاہ تھے۔ نفس۔ وہ جس طرح گھوڑے کے سائیس تھے اپنے نفس کے بھی مصلح تھے اسی لئے ان کا رتبہ بہت سے انسانوں سے بڑھا ہوا تھا۔

[3] بلیسانہ۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اسی طرح اس سردار کی نظر بھی صرف حضرت ہلالؓ کے بصر پر تھی۔ پنج و شش۔ یعنی پانچ حواس اور چھ جہتیں۔ یعنی جسمانی احوال کو دیکھتا تھا اور جو ان پانچ حواسوں کی اصل یعنی روح ہے اس کو نہ دیکھتا تھا۔ رنگ۔ جسمانی احوال تو ظاہر ہوتے ہیں لیکن دین کا نور پوشیدہ ہوتا ہے اسی لئے ظاہر بینوں نے ہر نبی کیساتھ ہی معاملہ کیا کہ ظاہر کو دیکھا سکے باطن پر نظر نہ کی۔

آں منارہ[1] دید و بروے مُرغ نے — بر منارہ شاہبازِ پُر فنے
اُس نے منارہ دیکھا اور اس پر کا پرند نہیں — منارے پر فقط منہ شاہباز ہے

واں دوم میدید مُرغِ پَر زنے — لیک مُوئے اندر دہانِ مُرغ نے
دوسرا پھڑ پھڑانے والے پرند کو دیکھتا تھا — لیکن پرند کے مُنہ کے اندر کے بال کو نہیں

وانکہ اُو یَنظُرُ بِنُورِ اللّٰہ بُود — ہم ز مُرغ و ہم ز مُو آگہ بُود
وہ شخص جو اللہ کے نور سے دیکھتا ہے" ہو — وہ پرند سے بھی اور بال سے بھی آگاہ ہوتا ہے

گفت[2] آخر چشم سُوئے مُوئے نہ — تا نہ بینی مُونہ بکشاید گرہ
اُس نے کہا ، آخر بال کی طرف نظر کر — جب تک تو بال کو نہ دیکھے گا گرہ نہ کھلے گی

آں یکے گل دید نقشیں در وَحَل — واں دگر دل دید پُر علم و عَمَل
ایک شخص نے کیچڑ میں منقش مٹی دیکھی — دوسرے نے علم اور عمل سے بھرپور دل دیکھا

تَن منارہ عِلم و طاعت ہمچو مُرغ — خواہ سی صد مرغ گیر و یا دو مُرغ
جسم منارہ ہے ، علم اور عمل پرند کی طرح ہیں — خواہ تین سو پرند فرض کر لے یا دو پرند

مردِ اوسط مُرغ بین ست اُو و بس — غیرِ مُرغے می نہ بیند پیش و پس
اوسط (درجہ) کا انسان وہ فقط پرند دیکھنے والا ہے — پرند کے سوا آگے اور پیچھے نہیں دیکھتا ہے

مُوئے آں نور یست پنہاں آنِ مُرغ — کہ بداں پایندہ باشد جانِ مُرغ
بال پرند کی چھپی صفت ، نور ہے — جس سے پرند کی روح پائیدار رہتی ہے

مُرغ[3] کاں مُوئیست دَر منقارِ اُو — ہیچ عاریت نباشد کارِ اُو
وہ پرند جس کی چونچ میں بال ہے — اُس کا عمل کبھی عارضی نہیں ہوتا ہے

عِلمِ اُواز جانِ اُو جوشد مُدام — پیشِ اُو نے مُستعار آمد نہ دام
اُس کا علم ہمیشہ اس کی روح سے جوش مارتا ہے — وہ اُس کے پاس نہ مانگا ہوا ہے ، نہ قرض

رنجور شدنِ ہلال رضی اللہ عنہ و بے خبری خواجہ اُواز رنجوریِ

ہلال رضی اللہ عنہ کا بیمار ہو جانا اور ان کے آقا کی حقارت اور پہچان نہ

اُواز تحقیر و نا شناخت و واقف شدن دل مُصطفٰے صلی اللہ

ہونے سے ان کی بیماری سے ، اور مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وعلٰی آلہ وسلم از رنجوری وحالِ اُو و اِفتقاد و عیادت، رسول

کے دل کا ان کی بیماری اور حالت سے واقف ہو جانا اور رسول صلی اللہ

[1] آں منارہ۔ حقیقت تک پہنچنے میں انسانوں کی تین قسمیں ہیں اس طرح سمجھایا ہے کہ ایک منارہ ہے اُس پر ایک پرند ہے اس پرند کے مُنہ میں ایک بال ہے جو اُس پرند کے لئے مدارِ حیات ہے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ ان کی نگاہ صرف منارے پر پڑتی ہے کچھ ایسے ہیں جو منارے کے ساتھ پرند کو بھی دیکھتے ہیں۔ کچھ ایسے ہیں جو منارے اور پرند اور اس کے مُنہ کے اندر کے بال کو بھی دیکھتے ہیں۔

[2] گفت۔ انسان کے جسم کی مثال تو منارہ کی سی ہے اور علم و عبادت پرند کی طرح ہے اور انسان کے نورِ باطن کی مثال اُس بال کی سی ہے جو پرار کے مُنہ میں ہے۔ دخل۔ کیچڑ۔ ی صد۔ علم و عمل کی جزئیات۔ دو مرغ۔ یعنی علم و عمل۔ مردِ اوسط۔ اوسط درجہ کا وہ شخص ہے کہ وہ جسم کے ساتھ انسان کے علم و عمل کو بھی دیکھتا ہے۔

[3] مُرغ۔ تیسرا وہ شخص ہے جس کی نظر انسان کے نورِ باطنی پر بھی پڑتی ہے۔ کاباد۔ یعنی اُس کا علم و عمل عارضی نہیں ہے کہ کسی سے مانگا ہوا یا قرض لیا ہوا ہو۔ رنجور۔ ایک بار حضرت ہلالؓ بیمار ہو گئے اُن کے آقا کو علم نہ ہوا آنحضورؐ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ واقف۔ واقف ہونا۔

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہلال را رضی اللہ تعالیٰ عنہ
علیہ وسلم کی ہلال رضی اللہ عنہ کی دل جوئی اور مزاج پرسی

از قضا[1] بیجور و ناخوش شد ہلالؓ — مُصطفیٰؐ را وحی شد غمازِ حال
تقدیر سے ہلالؓ بیمار اور علیل ہو گئے — مصطفیٰؐ کے لئے وحی ، حال کی مخبر بن گئی

بُد زر بیجوریش خواجہ بے خبر — کہ بر اُو بُد کساد و بے خطر
آقا اُن کی بیماری سے لاعلم تھا — کیونکہ وہ اُس کے نزدیک کھوٹے اور معمولی تھے

خُفتہ نُہ روز اندر آخُر محسنے — ہیچ کس از حالِ اُو آگاہ نے
ایک محسن کار نو دن سے اصطبل میں پڑا تھا — اُس کی حالت سے کوئی شخص واقف نہ تھا

آنکہ[2] کس بُود و شہنشاہِ کساں — عقل چوں صد قلزمش ہر جا رساں
وہ جو کہ انسان اور انسانوں کا شہنشاہ تھا — اُسکی سو سمندروں جیسی عقل ہر جگہ پہنچنے والی تھی

وحیش آمد رحمِ حق غمخوار شُد — کہ فلاں مُشتاق تو بیمار شُد
اُن کو وحی آئی اللہ تعالیٰ کی رحمت غمخوار بنی — کہ آپ کا فلاں عاشق بیمار ہو گیا ہے

مُصطفیٰؐ بہرِ ہلالِؓ با شَرف — رَفت از بہرِ عیادت آں طرَف
مصطفیٰؐ صاحب شرف ہلالؓ کے لئے — اُس جانب مزاج پرسی کے لئے گئے

دَر پئے[3] خورشید وحی آں مہ دواں — واں صحابہؓ در پیش چوں اختراں
وحی کے سورج کے پیچھے وہ چاند چلا جا رہا تھا — اور صحابہؓ اس نے پیچھے ستاروں کی طرح تھے

ماہ می گوید کہ اصحابی نجوم — لِلسُّریٰ قُدْوَہ وَ لِلطَّاغِی رُجُوم
چاند فرماتا ہے کہ میرے صحابہؓ ستارے ہیں — رات کے چلنے کے لئے پیشرو اور سرکش کیلئے رجوم ہیں

میر را گفتند کاں سُلطاں رسید — اُوز شادی بیدل و جاں بر جہید
لوگوں نے سردار سے کہا ، شاہ تشریف لے آئے — وہ خوشی سے بے اختیار اُچھل پڑا

بر گمانِ آں زشادی زو دو دست — کاں شہنشہ بہر آں میر آمدست
اس خیال سے وہ دونوں ہاتھ بجانے لگا — کہ وہ شہنشاہ اُس سردار کی وجہ سے آئے ہیں

چوں فرود آمدز غُرفہ آں امیر — جاں ہمی افشاند پا مژدِ بشیر
جب وہ سردار بالا خانے سے نیچے اترا — خوشخبری دینے والے کے انعام میں جان چھڑکتا تھا

پَس زمیں بُوس وسلام آورد اُو — کرد رُخ را از طرَب چوں وَرد اُو
پھر وہ زمین بوسی اور سلام بجا لایا — اُس نے خوشی سے چہرہ گلاب کی طرح کر لیا

[1] از قضا۔ تقدیر سے حضرت ہلالؓ بیمار ہوئے آنحضور کو وحی کے ذریعہ اُن کی بیماری کا پتہ چلا۔ غماز۔ اشارہ کرنیوالا۔ کہ چونکہ آقا کے نزدیک اُنکی کوئی قدر و منزلت نہ تھی وہ اُنکی بیماری سے لاعلم رہا اور نو روز تک وہ تنہا اصطبل میں پڑے رہے۔

[2] آنکہ۔ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا حال باوجود آنحضور کی عقل کے کمال کے وحی کے ذریعہ سے معلوم ہو سکا اسلئے کہ اُن کی بیماری عقلی نہ تھی منقولات کا علم وحی کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے جب آنحضور کو اُن کی بیماری کا علم ہوا تو عیادت کے لئے اُن کے پاس تشریف لے گئے۔

[3] در پئے۔ آنحضور خورشید وحی کی روشنی میں چلے جا رہے تھے اور صحابہ ستاروں کی طرح آپ کے ساتھ تھے آنحضور نے فرمایا ہے اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم "میرے صحابہؓ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ السُّریٰ۔ رات کو چلنا قدوہ۔ پیشرو۔ طاغی۔ سرکش۔ رجوم۔ رجم کی جمع ہے وہ چیز جو پھینک کر ماری جائے۔ میر۔ آنحضور کی آمد کی سردار کو اطلاع دی تو وہ خوشی سے بے قابو ہو گیا چوں جب خوشخبری دینے والے نے اُس سردار کو آنحضور کی آمد کی اطلاع دی تو بالا خانہ سے نیچے اتر آیا اور خوشخبری دینے والے پر قربان ہونے لگا۔ پس۔ اسنے نیچے اتر کر آنحضور کی قدمبوسی کی اور سلام کیا۔ طرب۔ مستی درد گلاب کا پھول۔

گفت بسم اللہ مُشرّف کُن وطن[1] | تا کہ فردوسے شود ایں انجمن
اس نے عرض کیا بسم اللہ سے گھر کو مشرف کر دیجئے | تاکہ یہ مجلس جنت بن جائے
تا فزاید قصرِ من بَر آسماں | کہ بدیدم قُطب دَورانِ زماں
تاکہ میرا محل ، آسمان سے بڑھ جائے | کہ میں نے زمانے کا قطب دیکھا ہے
گفتش از بہرِ عتاب آں مُحترم | مَن برائے دیدنِ تو نا مدم
اُن محترم نے ناراضی سے فرمایا | میں تیرے دیکھنے کے لئے نہیں آیا ہوں
گفت روحم آنِ تو خود روح چیست | ہیں بفرماکیں بجشم بہرِ کیست
اُس نے عرض کیا میری جان آپ کی ملکیت ہے جان ہے کیا؟ | ہاں فرمایئے کہ یہ تکلیف فرمائی کس کے لئے ہے؟
تا شوم من خاکپائے آں کسے | کہ بباغِ لُطف تستش مَغز سے
تاکہ میں اُس شخص کے پیروں کی خاک بن جاؤں | کیونکہ آپ کی مہربانی کے باغ میں اُس کی جگہ ہے
چوں چنیں گفت اُو نخوت را براند | مُصطفےٰؐ ترکِ عتاب اُو بخواند
جب اُس نے یہ کہا اور تکبر کو دُور کر دیا | مصطفےٰؐ نے اُس پر ناراضی ترک فرما دی
پُس[2] بگفتش کاں ہلالِ عرش کُو | ہمچو مہتاب از تواضع فرش کُو
پھر اُس سے کہا کہ وہ عرش کا چاند کہاں ہے؟ | تواضع کی وجہ سے چاندنی جیسا وہ فرش کہاں ہے؟
آں شہے دَر بندگی پنہاں شُدہ | بہرِ جاسوسی بُدنیا آمدہ
وہ بادشاہ ہے ، غلامی میں چھپا ہوا ہے | جاسوسی کے لئے دنیا میں آیا ہوا ہے
تو مگو کاں بندہ و آخُرچیِ ماست | ایں بدانکہ گنج دَر ویرانہا ست
تو نہ کہہ وہ ہمارا غلام اور سائیس ہے | یہ سمجھ لے ویرانوں میں خزانہ ہے
اے عجب[3] چوں ست ازسقم آں ہلالؓ | کہ ہزاراں بدر ہستش پائمال
تعجب ہے ، بیماری کی وجہ سے وہ چاند کیسا ہے؟ | کہ جس سے ہزاروں چودھویں کے چاند پائمال ہیں
گفت از رنجش مرا آگاہ نیست | لیک روزے چند بر درگاہ نیست
اُس نے عرض کیا اُس کی بیماری کا مجھے علم نہیں ہے | لیکن چند روز سے ڈیوڑھی پر نہیں ہے
صحبتِ اُو باستو و اُشترست | سائس ست ومنزلش آں آخُرست
اُس کی صحبت جانوروں اور اونٹ کے ساتھ ہے | وہ سائیس ہے اور اُس کی قیامگاہ اصطبل ہے

دَر آمدنِ مصطفیٰؐ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم از بہر عیادت
ہلال رضی اللہ عنہ کی مزاج پرسی کے لئے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سردار

[1] وطن۔ یعنی مکان۔ تا فراید۔ وہ میرا محل، اپنی آسمان پر فوقیت کی وجہ زبانِ حال سے بتائیگا کہ میں نے آج اُس ذات کو دیکھا ہے جو کائنات کا وجود کا مدار ہے۔ گلشن۔ آنحضورؐ نے عتاب اس وجہ سے فرمایا کہ وہ آمد کی اصل وجہ معلوم کرے تو اس کو حضرت ہلالؓ کی بیماری کا علم ہو جائے بجشم۔ تکلیف اٹھانا۔ لغرس۔ پودے کا تھاؤلا۔ نخوت تکبر۔

[2] پس۔ حضرت ہلال رضی اللہ کی بلندی کی وجہ سے عرش کے چاند ہیں اور فروتنی کی وجہ سے فرش ہیں۔ آں۔ شبے۔ شعر۔
بدل کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہلِ کرم دیکھتے ہیں
آخری۔ اصطبل۔ کانگراں سائیس۔

[3] اے عجب۔ عرفی چاند بیمار ہو کر ہلال بن جاتا ہے۔ لیکن اُس ہلال کی بیماری قابلِ تعجب ہے جس پر چودھویں کے چاند قربان ہیں۔
گفت۔ اس سردار نے کہا کہ حضرت ہلالؓ کی بیماری کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چند روز سے وہ مجھے نظر نہیں آئے۔ در آمدن۔ یہ سن کر حضرت ہلالؓ اصطبل میں ہیں آنحضورؐ وہاں تشریف لے گئے اور اُن کی دلجوئی کی۔

ہلال رضی اللہ عنہ درستور گاہِ [1] آں امیر و نواختن مصطفٰے صلی اللہ علیہ وعلٰی وآلہ وسلم ہلال رضی اللہ تعالٰی عنہ را

ہلال رضی اللہ عنہ کے استبل میں جانا اور مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہلال رضی اللہ عنہ کو نوازنا

رفت پیغمبرؐ بر غبت بہرِ اُو — اندر آخُر آمدو اندر جستجو

پیغمبرؐ خوشی سے اُن کیلئے روانہ ہوئے — تلاش میں اصطبل کے اندر آئے

بود آخُر مُظلم وزشت و پلید — وایں ہمہ برخاست چوں اُلفت رسید

اصطبل ، تاریک اور خراب اور ناپاک تھا — جب محبت پہنچی یہ سب رفع ہو گئے

بوی پیغمبرؐ ببرد آں شیر نر — ہمچنانکہ بُوئے یوسفؑ [2] را پدر

اُس نر شیر نے پیغمبرؐ کی خوشبو محسوس کی — جیسے کہ حضرت یوسفؑ کی خوشبو باپ نے

مُوجب [2] ایماں نباشد معجزات — بُوئے جنسیت کُند جذبِ صفات

معجزے ، ایمان کا سبب نہیں ہوتے ہیں — جنسیت کی خوشبو صفات کو جذب کرتی ہے

معجزات از بہر قہرِ دشمن ست — بُوئے جنسیت پئے دل بُردن ست

معجزے دشمن کو مغلوب کرنے کے لئے ہیں — جنسیت کی خوشبو دل اُچکنے کے لئے ہے

قہر گردد دشمن لیکن دوست نے — دوست کے گردد بہ بستہ گردنے

دشمن مغلوب ہو جاتا ہے لیکن دوست نہیں بنتا ہے — گردن بندھا ہوا دوست کب ہو سکتا ہے ؟

اندر آمد اُوز خواب از بُوئے اُو — گفت سرگیں داں ، دروز ینگونہ بُو

اُن کی خوشبو سے وہ نیند سے بیدار ہو گئے — سوچا ، گوبر خانہ اور پھر اس میں اس طرح کی خوشبو ؟

از میانِ [3] پائے استوراں بدید — دامنِ پاکِ رسولؐ بے ندید

جانوروں کے پاؤں کے درمیان سے دیکھا — بے نظیر رسولؐ پاک کا دامن

پس ز کنج آخر آمد غو غواں — رُوئے بر پائش نہاد آں پہلواں

وہ کھسکتے ہوئے اصطبل کے گوشہ سے آئے — اُس پہلوان نے آپ کے پاؤں پر چہرہ رکھدیا

پس پیمبرؐ روی بر رُویش نہاد — بر سر و بر چشم و رُویش بوسہ داد

پھر پیغمبرؐ نے اُن کے چہرے پر چہرہ رکھ دیا — اُن کے سر اور آنکھوں اور چہرے کو چوما

گفت یارا تا چہ پنہاں گوہری — اے غریب عرش چونی خوشتری

فرمایا اے دوست ! تو کس قدر چھپا ہوا موتی ہے ؟ — اے عرش کے مسافر ! تو کیسا ہے ؟ اچھا ہے ؟

[1] ستورگاہ۔ اصطبل۔ بہرِ او۔ یعنی حضرت ہلالؓ سے ملاقات کیلئے ۔ او۔ اصطبل میں اندھیرا اور گندگی تھی لیکن آنحضورؐ کے انوار سب پر غالب آ گئے۔ بوی۔ حضرت ہلالؓ نے آنحضورؐ کی خوشبو کو اسی طرح محسوس کر لیا جس طرح حضرت یعقوبؑ نے حضرت یوسفؑ کی خوشبو محسوس کی تھی۔

[2] موجب۔ ایمان لانے کے لئے معجزے موثر قریب نہیں ہیں بلکہ ایمان لانے والا اگر نبی کا ہم جنس ہے تو وہ نبی کی صفات کو جذب کرتا ہے تو ایمان کا قریبی سبب جنسیت ہی ہو ہے۔ معجزات۔ نبی کے معجزوں سے صرف دشمن عاجز ہو جاتا ہے لیکن اُس کا ایمان لانا لازمی نہیں ہے۔ قہر۔ جو عاجز اور مغلوب ہو اس کے دل میں دوستی پیدا نہیں ہوتی ہے۔ اندر۔ آنحضورؐ کی خوشبو پا کر حضرت ہلالؓ جاگ گئے۔

[3] از میاں۔ حضرت ہلالؓ کو جو پاؤں کے پاؤں میں سے آنحضورؐ کے دامن کی جھلک نظر آئی تو کھسکتے ہوئے آنحضورؐ کی طرف بڑھے اور قدم بوسی کے لئے پاؤں پر منہ رکھ دیا پس پیمبرؐ۔ آنحضورؐ نے اُن کے منہ کے پاس سے پاؤں ہٹا کر محبت میں اپنا منہ اُن کے منہ پر رکھ دیا اور سر و چشم کو بوسہ لیا۔ اے غریب۔ آنحضورؐ نے حضرت ہلالؓ سے فرمایا تو عرشی ہے اور دنیا میں مسافر ہے تیری کیسی طبیعت ہے۔

گفت چوں باشد خود آں شوریدہ خواب — کہ در آید دردہانش آفتاب
عرض کیا اُس پر نشان خواب والے کا کیا حال ہوگا؟ — جس کے منہ میں دھوپ آجائے

چوں بُود آں تشنۂ کو گل خورد — آب بر سر بنہدش خوش می برد
اُس پیاسے کا کیا حال ہوگا؟ کہ مٹی چوسے — پانی اُس کو سر پر رکھ لے اچھی طرح لے جائے

دَربیان ۲ آنکہ مُصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم شُنید کہ عیسٰی علٰی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بر رُوئے آب رفت
اور، کا بیان کہ مصطفٰےؐ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ عیسٰی — ہمارے نبی پر اور اُن پر درود و سلام ہو پانی پر چلتے تھے

فرمود کہ لَو ازْدَادَ یقینُہ لَمشٰی عَلَی الْھَواءِ
فرمایا کہ اگر ان کا یقین بڑھ جاتا تو یقیناً ہوا پر چلتے

ہمچو ۳ عیسٰی بر سَرش گیرد فرات — کایمنی از غرقہ در آبِ حیات
حضرت عیسٰی کی طرح فرات ان کو سر پر اٹھا لیتی ہے — کہ وہ آبِ حیات میں ہونے کی وجہ سے ڈوبنے سے محفوظ ہے

گوید احمد گر یقینش افزوں بُدے — خود ہوایش مرکب و ہاموں شُدے
احمدؐ فرماتے ہیں، اگر اُن کا یقین بڑھا ہوا ہوتا — خود ہوا اُن کے لئے سواری اور جنگل ہوتی

ہمچو مَن کہ بَر ہوا راکب شُدم — در شبِ معراج مُستصحِب شُدم
میری طرح کہ میں ہوا پر سوار ہوا — معراج کی رات میں اور صحبت حاصل کرنے والا بنا

گفت چوں باشد سگے کور پلید — جَست اُواز خواب و خود را شیر دید
ہلالؓ نے عرض کیا اُس اندھے ناپاک کتے کا کیا حال ہوگا؟ — جو نیند سے اٹھا اور اس نے اپنے آپ کو شیر دیکھا

نے چناں شیرے کہ کس تیرش زند — بل زنیمش تیغ و پیکاں بشکند
ایسا شیر نہیں کہ کوئی اُس پر تیر چلائے — بلکہ اُس کے خوف سے تلوار اور تیر ٹوٹ جائے

کور بر اشکم روندہ ہمچو مار — چشمہا بکشادہ در باغ و بہار
اندھا جو سانپ کی طرح پیٹ کے بل چلنے والا ہو — باغ اور بہار میں آنکھیں کھول دے

---

۱ گفت۔ حضرت ہلالؓ نے عرض کیا میں تو اس وقت ایسا خوش ہوں جیسا کہ وہ شخص جس کی عیدات میں اپنے ہو اور وہ سورج کے طلوع کرنے کا منتظر ہو اور اچانک اُس کے منہ پر دھوپ پھیل جائے یا وہ پیاسا کہ پیاس کی شدت سے کیچڑ چوس رہا ہو اور اچانک پانی کا اس قدر سیلاب آجائے کہ وہ اُس میں تیرنے لگے۔

۲ دربیان۔ آنحضور نے یہ سُنا کہ حضرت عیسٰیؑ پانی پر چلتے تھے تو آپ نے فرمایا اگر اُن کا یقین بڑھ جاتا تو ہوا پر چلتے یہ حدیث احیاء العلوم کی شرح زبیدی میں منقول ہے محدث عراقی نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اس کے روی غیر ثقہ ہیں صحیح حدیث یہ ہے کہ حواریین نے حضرت عیسٰی سے عرض کیا کہ آپ پانی پر کس طرح چلتے ہیں انہوں نے فرمایا ایمان اور یقین کے ذریعہ تو حواریین نے کہا کہ ایمان اور یقین تو ہمیں بھی حاصل ہے حضرت عیسٰی نے فرمایا تو تم اسی پانی پر چلو جب وہ چلے تو ڈوبنے لگے حضرت عیسٰی نے فرمایا یہ کیا ہوا تو انہوں نے کہا کہ جب موج آئی تو ہم ڈرے حضرت عیسٰی نے فرمایا کہ تم موج سے ڈرے موج کے رب سے کیوں نہ ڈرے اور پھر اُن کو پانی میں سے نکالا یقین سے یہاں تو کل علی اللہ کا مرتبہ مراد ہے ایمانی کیفیت مراد نہیں ہے حوادث یومیہ میں اگر انسان ایک پہلو پر ایسا یقین بنا لیتا ہے کہ دوسرے پہلو کا احتمال ہی اس کے ذہن میں نہ ہو تو عادت اللہ ہے کہ اُسکے یقین کے مطابق قوتِ عمل میں آجاتے لیکن یہ چیز نہ کمال نبوت سے متعلق ہے

---

۱ کمال ولایت سے۔ فُرات۔ طلقادریا۔ ہاموں۔ جنگل۔ ۳ ہمچو آنحضور شبِ معراج میں براق پر سوار تھے اور براق ہوا پر چل رہا تھا۔ مستصحب صحبت رکھنے والا آنحضور کو ملائکہ اور حضرت حق تعالیٰ کی صحبت میسر آئی۔ گفت۔ حضرت ہلالؓ نے اپنے لئے تیسری مثال بیان کی یعنی میں پہلے اندھا کتے کے تھا آنحضور کی زیارت سے شیر ہو گیا۔ کور یہ حضرت ہلالؓ نے اپنی چوتھی مثال بیان کی کہ میں پہلے اندھا اور سانپ کی طرح پیٹ کے بل زمین پر رینگنے والا تھا اب آنکھ کھلی تو باغ و بہار میں ہوں۔

چوں بُود آں چوں کہ از چونی رہید
وہ چوں کیسا ہوگا جو چونی سے نجات پا گیا ؟

درحیا تستانِ بیچونی رسید
اور بے چونی کی حیات گاہ میں پہنچ گیا ہو

گشت چونی بخش اندر لا مکاں
وہ لا مکان میں چونی بخشنے والا بن گیا

گرد خوانش جملہ شیراں چوں سگاں
اُسکے سرخوان کے چاروں طرف تمام شیر کتوں کیطرح رہوں

اُوز بیچونی دہد شاں استخواں
وہ بے چونی سے ان کی ہڈی دیتا ہے

در جنابت تن زن ایں سورہ مخواں
تو جنابت کی حالت میں خاموش رہ، یہ سورت نہ پڑھ

تاز چونی غسل ناری تُو تمام
تو جب تک چونی سے مکمل غسل نہ کر لے

تُو بریں مُصحف منہ کف اے غلام
اے لڑکے ! تو اس قرآن پر ہاتھ نہ رکھ

گر پلیدم ۲ ور نظیفم اے شہاں
اے شاہو ! خواہ میں ناپاک ہوں یا پاک ہوں

ایں نخوانم پس چہ خوانم در جہاں
دنیا میں یہ نہ پڑھوں تو پھر کیا پڑھوں ؟

تو مرا گوئی کہ از بہرِ ثواب
آپ مجھ سے کہیں کہ ثواب کے لئے

غسل ناکردہ مرو در حوضِ آب
تو غسل کئے بغیر پانی کی حوض میں نہ جا

از برونِ حوض غیرِ خاک نیست
حوض کے باہر خاک کے سوا نہیں ہے

ہر کہ اُو در حوض ناید پاک نیست
جو حوض میں نہ جائے وہ پاک نہیں ہے

گر نباشد ۳ آب ہارا ایں کرم
اگر پانیوں میں یہ کرم نہ ہو

کہ پذیرد مر خُبث راد مبدم
کہ وہ ناپاک کو ہر وقت قبول کر لیا کریں

وایِ بر مُشتاق و بر اُمید اُو
تو مشتاق اور اسکی امید پر افسوس ہوتا

حسر تا بر حسرتِ جاویدِ اُو
اُس کی دائمی حسرت پر حسرت ہوتی

آب دارد صد کرم صد احتشام
پانی سینکڑوں کرم اور سینکڑوں حشمتیں رکھتا ہے

کو پلیداں را پذیرد والسّلام
کہ وہ ناپاکوں کو قبول کر لیتا ہے والسلام

پاک کیسے ہوگا؟ اسلئے کہ حوض کے باہر تو خاک ہے پانی نہیں ہے اور پاکی پانی سے حاصل ہوگی۔

۳ گر نباشد۔ مُرشد کی طرف سے جواب ہے کہ میرا یہ مقصد نہ تھا جو تو سمجھا ہے بلکہ مقصد یہ تھا کہ اوصافِ بشری کو مقصود بالذات نہ بنا، نجاست تو اُن کو مقصود بناتا ہے ورنہ ظاہر ہے کہ پانی ہی کے ذریعہ ناپاکی دور ہو سکے گی۔ آب دارد۔ مقصد پر پہنچ کر ہی صفاتِ بشری کی نفی ہوگی، پانی کا یہ کرم ہے کہ وہ ناپاکوں کو نہوں کرتا ہے اور پاک بنا دیتا ہے۔

۱ چوں بُود۔ چوں کے لغوی معنی کیفیت کے ہیں یہاں اس سے کیفیات اور عوارض بشریہ مراد ہیں اسی لئے بیچونی کو فنا سے تعبیر کیا جاتا ہے اس شعر میں چوں بود کے اندر چوں بمعنی کیسا ہے اور آں چوں میں چوں سے مراد وہ شخص ہے جو اوصاف بشریہ سے خالی ہو گیا ہو اور چونی سے مراد اوصاف بشری ہیں۔ درحیا تستان۔ فنا کے بعد مقام بقا آتا ہے جس کو حیا تستان سے تعبیر کیا ہے اس شعر میں مرشد کے اوصاف کا ذکر ہے۔ گشت۔ اس شعر میں مرشد کے افاضہ کا ذکر ہے۔ چونی بخش۔ یعنی سالک پر جو کیفیات طاری ہوتی ہیں لا مکاں۔ یعنی وہ مرشد اب مادی اوصاف سے پاک ہو چکا ہے۔ چوں سگاں یعنی وہ سالکین اپنے آپ کو ایسا سمجھتے ہیں۔ اُوز بیچونی۔ جب تک سالک ابتدائی کیفیات میں ہوتا ہے تو اُس کی مقصود حقیقی کی طلب مناسب نہیں ہوتی ہے اُس کو مرشد کہدیتا ہے کہ ابھی تو اس حالت میں نہیں ہے کہ مقصود تک پہنچ سکے اور تیری حالت اُس ناپاک کی سی ہے جس کو قرآن پڑھنا منع ہے۔

۲ گر پلیدم۔ سالک عرض کرتا ہے کہ کیفیات کی نفی ہو یا نہ ہو اگر میں مقصود حاصل نہ کروں تو اور کیا کروں۔ تو مرا۔ آپ یہ کہتے ہیں کہ غسل کے بغیر قرآن نہ پڑھوں یعنی جب تک اوصافِ بشری کا ازالہ نہ ہو مقصود تک پہنچنے کی کوشش نہ کروں حالانکہ مقصود تک پہنچنے پر ہی بشری صفات کی نفی ہوگی تو یہ تو ایسا ہے کہ کوئی ناپاک کو کہے کہ بغیر پاکی کے حوض سے پانی لینے کے لئے نہ جا اگر وہ جائے تو

اے ضیاء الحق حسام الدیں کہ نور
اے ضیاء الحق حسام الدین ! کہ نور

پاسبانِ تست از شر الطیور
بدترین پرندے سے آپ کا محافظ ہے

پاسبانِ تست نورو ارتقاش
نور اور اس کی بلندی تمہاری محافظ ہے

اے تو خورشید مستتر از خفاش
اے وہ کہ تیرا سورج چمگادڑ سے چھپا ہوا ہے

چیست پردہ پیش نورِ آفتاب
سورج کی روشنی کے آگے پردہ کیا ہے ؟

جز فزونی شعشعہ و تیزی و تاب
شعاع کی زیادتی اور تیزی اور چمک کے سوا

پردۂ ۲ خورشید ہم نورے ربست
سورج کا پردہ بھی خدا کا نور ہے

بے نصیبۂ خفاش ست شب ست
چمگادڑ اور رات اس سے محروم ہے

ہر دو چوں در بُعد و پردہ ماندہ اند
جبکہ دونوں دوری اور پردے میں رہ گئے ہیں

با سیہ رُویاں فرُدہ ماند اند
سیاہ رو لوگوں کے ساتھ ٹھٹھر کر رہ گئے ہیں

چوں نوشتی بعضے از قصّہ ہلالؓ
جبکہ تو نے ہلالؓ کا تھوڑا سا قصہ بیان کیا ہے

داستانِ بدر آر اندر مقال
چودھویں کے چاند کا قصہ گفتگو کے دائرہ میں لا

آں ہلال و بدرد ارند اتحاد
وہ ہلال اور بدر اتحاد رکھتے ہیں

از دوئی دور اندو از نقص و فساد
دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں

آں ہلال از نقص در باطن بریست
وہ ہلال باطنی نقص سے پاک ہے

آں بظاہر نقص تدریج آوریست
وہ ظاہری نقص بجہ بدجہ بلندی پر لاتا ہے

درس ۳ گوید شب بشب تدریج را
وہ ہر رات میں ترقی کا درس دیتا ہے

درتانی بر دہد تفریج را
آہستہ روی میں کشادگی کا پھل دیتا ہے

در تانیٔ گوید اے عجولِ خام
آہستہ روی کے بارے میں کہتا ہے، اے جلد باز کچے!

پایہ پایہ بر تواں رفتن ببام
درجہ بدرجہ ، بالا خانے پر چڑھا جا سکتا ہے

دیگ را تدریج و استا دانہ جوش
دیگ کو رفتہ رفتہ اور استادوں کی طرح جوش دے

کار ناید قلیۂ دیوانہ جوش
دیوانے کا جوش دیا ہوا قلیہ کام نہیں آتا ہے

۱ اے ضیاء الحق ۔ یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ ہر بیت وجہ بدجہ ہونی چاہیے سالک کی تعجیل اور تقاضہ مضر ہے وہ قبل از وقت شیخ سے بن بیٹھتا ہے، اے ضیاء الحق ندا کا جواب چھٹا شعر چوں نوشتی جس سے اصل مضمون شروع ہوگا درمیان میں مولانا ضیاء الحق کا ذکر کیا ہے۔ پاسبان۔ یعنی تمہارا نور چمگادڑوں سے تمہارا محافظ ہے وہ نور اُن کو چندھیا دیتا ہے۔ شر الطیور۔ یعنی مخالف جو بمنزلہ چمگادڑ کے ہیں۔

۲ پردہ۔ سورج کے لئے اُس کا نور پردہ ہے۔ جس کی وجہ سے رات اور چمگادڑ نور سے محروم ہیں ضیاء الحق کے نور سے کچھ وہ محروم ہیں کہ جن میں صلاحیت ہے لیکن وہ توجہ نہیں کرتے ہیں جیسا کہ چمگادڑ اور کچھ وہ ہیں جن میں صلاحیت ہی نہیں ہے جیسا کہ رات ہر دو۔ چمگادڑ صلاحیت کے ہوتے ہوئے اور رات اس لئے کہ اس میں صلاحیت مفقود ہے دونوں محروم ہیں۔ چوں۔ اب جبکہ۔ ہلالؓ یعنی طالب سالک۔ بدر۔ یعنی شیخ جو افاضہ کرتا ہے۔ آں ہلالؓ۔ مرید اور شیخ میں اتحاد ہے وہ دوئی اور گھٹاؤ اور فساد سے دور ہیں اس تشبیہ سے مغالطہ میں نہ پڑنا چاہیے کہ نقص۔ ہلال یعنی مرید میں ظاہری ہی ہے اس کا باطن رفتہ رفتہ مکمل ہو رہا ہے۔

۳ درس۔ وہ بدر یعنی شیخ ہلال کو یعنی مرید کو ہر شب میں تعلیم و تربیت کے ذریعہ آہستہ آہستہ مکمل کر رہا ہے۔ در تانی۔ اس تدریجی ترقی کے بارے میں سمجھایا ہے کہ سلوک میں جلد بازی مناسب نہیں ہے بالا خانے پر سیڑھی کے درجات طے کر کے ہی پہنچا جا سکتا ہے۔ دیگ۔ صحیح طور پر دیگ دھیمی آنچ میں تیار ہوتی ہے۔

حق[1] نہ قادر بود بر خلقِ فلک — در یکے لحظہ بکن بے ہیچ شک

کیا اللہ تعالیٰ آسمان کے پیدا کرنے پر قادر نہ تھا؟ — کُن کے ذریعہ بغیر کسی شک کے ایک لحظہ میں

پس چراشش روز آنرا در کشید — کُلَّ یَوْمٍ اَلْفُ عَامٍ اے مُستفید

پھر چھ روز اُس کو کیوں کھینچا — اے طالب! ہر دن ایک ہزار سال کا

خلقتِ طفل از چہ اندر نہ مہ است — زانکہ تدریج از شعارِ آں شہ است

بچے کی پیدائش نو مہینے میں کیوں ہے؟ — کیونکہ درجہ بدرجہ کرنا اُس شاہ کی عادت ہے

خلقتِ آدمؑ چرا چل صبح بود — اندراں گل اندک اندک میفزود

حضرت آدمؑ کی پیدائش چالیس روز میں کیوں ہوئی؟ — اُس مٹی میں تھوڑا تھوڑا اضافہ ہوتا تھا

زیں سحر تا آں سحر سالے ہزار — تا بآخر یافت آں صورت قرار

اس صبح سے اُس صبح تک ایک ہزار سال — یہاں تک کہ بالآخر اُس صورت نے قرار پایا

نے چوتو[2] اے خام کاکنوں تاختی — طفلی و خود را تو شیخے ساختی

نہ کہ تیری طرح اے کچے! کہ تو ابھی سے دوڑ پڑا — تو بچہ ہے، اور تو نے اپنے آپ کو شیخ بنا لیا

بر دویدی چوں کدو فوقِ ہمہ — کو تُرا پایِ جہاد و ملحمہ

تو کدو کی طرح سب سے بڑھ کر دوڑ پڑا — تجھ میں جہاد اور جنگ کا دم قدم کہاں ہے؟

تکیہ کردی بر درختاں و جدار — برشدی اے اقرعک ہم قرع وار

تو نے درختوں اور دیوار کا سہارا لیا — اے حقیر گنجے! تو کدو کی طرح بڑھ گیا

اوّل ارشد مرکبت سرو سہی — لیک آخر خشک بے مغزو تہی

ابتداء اگرچہ تیری سواری سیدھا سرو بنکیا — لیکن آخر میں تو خشک، بے مغز اور خالی ہے

رنگِ سبزت زرد شد اے قرع زود — زانکہ از گلگو نہ بود اصلی نبود

اے کدو! بہت جلد تیرا سبز رنگ زرد ہو گیا — کیونکہ وہ پوڈر کا تھا اصلی نہ تھا

داستانِ ۳ آں عجوزہ کہ روئے زشت خود را گلگو نہ می ساخت و

اُس بوڑھی کا قصہ جو اپنے بھدے چہرے پر پوڈر ملتی تھی وہ

ساختہ نمی شد و پذیرائی نمی آمد

نہ لگتا تھا اور بھلا معلوم نہیں ہوتا تھا

بود کمپیرے نود سالہ کلاں — پُر تشنج روی و رنگش زعفراں

ایک نوے سال کی بڑی بوڑھی تھ — چہرہ جھریوں بھرا اور اُس کا رنگ زرد تھا

---

[1] حق۔ آہستہ روی خدا کی صفت ہے اسی لئے باوجود قدرت کے اُس نے آسمانوں کو چھ روز میں پیدا فرمایا ہے۔ پس۔ قرآن پاک میں ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ "آسمانوں اور زمین کو چھ روز میں پیدا کیا" دوسری جگہ قرآن میں ہے "وَاِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّکَ کَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ یعنی اللہ کے یہاں ایک دن ایک ہزار سال کا ہے خلقت۔ اللہ تعالیٰ بچہ کو بھی ایک منٹ میں پیدا کر سکتا ہے لیکن سنت الٰہی یہ ہے کہ نو مہینے میں اُس کی پیدائش ہوتی ہے۔ آدمؑ۔ حضرت آدمؑ کی پیدائش کی تکمیل بھی چالیس روز میں ہوئی اور ہر روز ایک ہزار سال کا تھا۔

[2] نے چوتو۔ سالک کو یہ نہ چاہیے کہ جلد بازی کرے اور قبل از وقت شیخ بن بیٹھے بر دویدی۔ کدو کی بیل بہت جلد پھیل جاتی ہے اس صورت میں سالک کو مجاہدوں کی نوبت نہیں آتی ہے۔ تکیہ۔ کدو کی بیل دوسرے کے سہارے پھیلتی ہے۔ اقرعک۔ ناچیز گنجا۔ قرع کدو۔ اوّل۔ بیشک دوسرے کے سہارے ترقی ہو جاتی ہے لیکن وہ پائیدار نہیں ہوتی ہے اور وہ رنگ جلد اتر جاتا ہے۔

[3] داستان۔ اس قصہ سے بھی یہ بتایا ہے کہ اصل اور بناوٹ میں بہت فرق ہے۔ کمپیر۔ بڑھیا۔ پُر تشنج رُو۔ یعنی اُس کے منہ کی کھال میں بڑھاپے کی وجہ سے سلوٹیں پڑ گئی تھیں۔

چوں سَرِ سفرہ[1] رُخِ اُو تو بتوی
مقصد کے سرے کی طرح اُس کا چہرہ تہ بہ تہ تھا

لیک دروَے بُود ماندہ عشقِ شوی
لیکن اُس میں شوہر کی ہوس تھی

ریخت دَندانہاش ومُو چوں شیر شُد
اس کے دانت گر گئے تھے اور بال دودھ کیطرح سفید ہو گئے تھے

قد کمان و ہر حِسش تغیر شُد
قد ، کمان کی طرح اور اُس کا ہر حس بدل گیا تھا

عِشق شوی وشہوت وحرصش تمام
شوہر کا شوق اور اُس کی شہوت اور حرص مکمل تھی

صَید و پارہ پارہ گشتہ دام
شکار عشق شق تھا اور جال ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا

مُرغ بے ہنگام و راہی بیر ہے
بے وقت کا مُرغ اور بغیر راستہ کا مسافر

آتش پُر در بنِ دیگ تہی
خالی دیگ کے نیچے ، بھری ہوئی آگ ہے

عاشقِ[2] میدان واَسپ وپائے نے
میدان کا عشق ، اور گھوڑا اور پاؤں ندارد

عاشقِ زمر ولَب و سرنائے نے
بجانے کا شوق اور ہونٹ اور بانسری ندارد

حرص دَر پیری جہوداں رامباد
خدا کرے بڑھاپے میں حرص کافروں کو بھی نہو

اے شقیے کہ خداش ایں حرص داد
ہائے وہ بد بخت جس کو خدا نے یہ حرص دی ہو

ریخت دانداں ہائے سگ چوں پیر شُد
کتا جب بوڑھا ہو گیا ، دانت گر گئے

ترک مَردم کردو سرگیں گیرو شُد
اُس نے انسانوں کو چھوڑا اور گوبر حاصل کرنیوالا بنگیا

ایں سگانِ شصت سالہ را نگر
ان ساٹھ سالہ کُتوں کو دیکھ

ہَر دمے دنداں سگ شاں تیز تَر
کُتے کا سا اُن کا دانت لحہ بہ لحہ زیادہ تیز ہے

پیر سگ[3] را ریخت پشم از پوستیں
بوڑھے کُتے کی کھال سے بال جھڑ گئے

ایں سگانِ پیر اطلس پُوش بیں
اطلس پہننے والے ان بوڑھے کُتوں کو دیکھ

عشقِ شاں وحرص شاں در فرج ورز
شرمگاہ اور سونے پر اُن کا عشق اور انکی حرص

دَمبدم چوں نسلِ سگ بیں بیشتر
کُتے کی نسل کی طرح لحہ بہ لحہ زیادتی پر دیکھتا رہ

ایں چنیں عُمرے کہ مایہ دوزخ ست
ایسی عمر جو دوزخ کا سرمایہ ہے

مر قصابانِ غضب را مسلخ ست
قہر (خداوندی) کے قصائیوں کا کمیلا ہے

چوں بگویندش کہ عمرے تو دَراز
جب لوگ اُس سے کہتے ہیں تیری عمر دراز ہو

میشود دلخوش دہانش از خندہ باز
خوش دل ہوتا ہے، اُس کا مُنہ ہنسی سے کھل جاتا ہے

[1] سَفرہ۔ مقصد۔ عشق شوی۔ یعنی اس کی خواہش تھی کہ کوئی شوہر کرے۔ ریخت۔ بڑھاپے سے اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے' بال دودھ کی طرح سفید ہو گئے تھے اور قد کبڑا ہو گیا تھا' حواس میں تغیر آ گیا تھا۔ عشقِ صید۔ یعنی شوہر تو چاہتی تھی اور اس کی حالت ایسی نہ تھی کہ اس سے کوئی نکاح کرنے پر راضی ہو سکے۔ مُرغ۔ یعنی اس بڑھیا کی خواہش بالکل بے معنی تھی۔

[2] عاشق۔ اس بڑھیا کی مثال اس شخص کی ہے جن کو میدان جنگ میں جانے کا شوق ہو لیکن اس کے پاس نہ گھوڑا ہو نہ اس کے پاؤں ہوں یا کسی کو منہ سے باجا بجانے کا شوق ہو لیکن نہ اس کے ہونٹ ہوں نہ اس کے پاس بانسری ہو۔ حرص۔ ایسی بے موقع حرص خدا دشمن کو بھی نہ دے۔ ریخت۔ کتا بھی دانت ٹوٹ جانے کے بعد انسانوں کو کاٹنا چھوڑ دیتا ہے اور اپنی غذا گوبر کو بنا لیتا ہے۔ ایں سگاں۔ لیکن انسان کا یہ حال ہے کہ (مصرع)

مرد چوں پیر شود حرص جواں می گردد

[3] پیر سگ۔ بڑھاپے میں کتے کے بال جھڑ جاتے ہیں لیکن انسان کی حرص کا یہ حال ہے کہ بڑھاپے میں بھی اطلس کو زیب تن کرتا ہے۔ نسل سگ۔ کتیا کئی کئی بچے دیتی ہے۔ ایں چنیں۔ جو عمر گناہوں میں بسر ہو وہ دوزخ کا سرمایہ ہے اور عذاب کے فرشتوں کا کمیلا ہے۔ چوں اس سیاہ کار کو جب عمر کی درازی کی دعا ملتی ہے تو خوش ہوتا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ یہ مزید عذاب کی دعا ہے۔

ایں چنیں نفریں[1] دُعا پندارد اُو — چشم نکشاید سَرے برنارد اُو
ایسی لعنت کردہ دعا سمجھتا ہے — وہ آنکھ نہیں کھولتا ہے، سر نہیں اٹھاتا ہے

گر بدیدے یک سَرِ مُواز مَعاد — اُوش گفتے ایں چنیں عمرِ تو باد
اگر وہ آخرت کو ایک بال برابر دیکھ لیتا — وہ اس سے کہہ دیتا کہ ایسی عمر تیری ہو

داستانِ آں درویش کہ آں گیلانی را دعا کرد کہ خداء تعالی
اس فقیر کا قصہ جس نے ایک گیلانی کو دُعا دی کہ اللہ تعالی تجھے

تُرا السّلامت بخان و مانِ تو باز رساند
سلامتی کے ساتھ گھر بار کو واپس پہنچادے

گفت[2] یک روزے بخواہ گیلئے — ناں پرستے نَر گداز نبیلئے
ایک روز، گیلانی سردار سے کہا — ٹکڑا گدا، ہٹے کٹے، بھکاری جھولی والے نے

ناں ہمی باید مراناں دہ مرا — تا بگویم مَر ترا من یک دُعا
مجھے روٹی چاہیے، مجھے روٹی دے — تاکہ میں تجھے، ایک دُعا دوں

چوں ستد زوٗ ناں بگفت اے مُستعاں — خوش بخان و مانِ خود بازش رساں
جب اس نے اس سے روٹی لے لی، کہا اے خدا! — اس کو بہتر طریقہ پر اپنے گھر بار کو لٹا دے

گفت اگر آنست خاں کہ دیدہ اَم — حق تُرا آنجا رساند اے دژمَ
اس نے کہا کہ اگر گھر وہی ہے جو میں نے دیکھا ہے — اے پاگندہ! خدا تجھے وہاں پہنچا دے

ہر[3] محدّث را حساں بَد دل کُنند — فرش ار عالی بُود نازِل کُنند
گھٹیا، بیان کرنے والے کو بد دل کر دیتے ہیں — اس کی تقریر اگر بلند ہو تو پست کر دیتے ہیں

زاں کہ قدرِ مستمع آید نبا — بر قدِ خوبہ بُرد درزی قبا
کیونکہ سننے والے کی بقدر کلام ہوتا ہے — درزی قبا خوبہ کے قد کے مطابق تراشتا ہے

چونکہ مجلس بے چنیں بیغارہ نیست — از حدیثِ پست و نازل چارہ نیست
چونکہ مجلس ایسے طعنہ سے خالی نہیں ہوتی ہے — پست اور کم درجہ کی تقریر کے سوا چارہ نہیں ہے

واستاں ہیں ایں سخن را از گرد — سُوئے افسانہ عجوزہ باز رو
ہاں اس بات کو گرفت سے چھوڑ دے — بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

[1] نفرین۔ گنہگار کی عمر کی درازی کی دعا، دعا نہیں ہے بلکہ اس کے لئے بددعا ہے۔ گر بدیدے۔ اگر اس کو آخرت کا کچھ بھی خیال ہوتا تو اس کو بددعا سمجھتا اور دعا دینے والے سے کہہ دیتا کہ ایسی دراز عمر تجھے نصیب ہو۔ داستان۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ فقیر نے وطن کی واپسی کی دعا کو دعا سمجھا اور وہ سردار چوں کہ وطن والوں سے تھنگ ہو کر نکلا تھا تو اس نے اس دعا کو بددعا سمجھا۔ گیلی۔ گیلانی۔ گیلان ایک شہر ہے۔

[2] گفت۔ فقیر نے کہا مجھے روٹی دیدے تو میں تجھے دُعا دوں۔ چوں شنید۔ جب فقیر نے روٹی لے لی اور فقرا کے عام دستور کے مطابق خیریت کے ساتھ وطن کی واپسی کی دعا دیدی۔ گفت۔ وہ گیلانی سردار چونکہ وطن سے ناخوش تھا اس نے فقیر کو غصہ سے کہا کہ خدا تجھے اس وطن میں پہنچادے۔

[3] ہر محدّث۔ جس طرح اس فقیر کی دعا کو اس سردار نے اچھا نہ سمجھا اسی طرح بزرگوں کی بات کو پست فطرت لوگ پست معنی پر محمول کر لیتے ہیں، نتیجہ میں وہ بزرگ ان سامعین کے لئے پست کلام بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ زانکہ۔ مقرر کو سامعین کی عقول کے مطابق کلام کرنا پڑتا ہے۔ نبا۔ خبر، بات۔ بر قد خوبہ۔ درزی کپڑا سلوانے والے کے قد کے مطابق قبا تراشتا ہے۔ چونکہ۔ مجالس میں عموماً ایسے عوام ہوتے ہیں کہ ان کے روبرو لامحالہ پست کلام کرنا پڑتا ہے۔

صفتِ آں عجوز و رجوع بحکایت آں

اس بڑھیا کا بیان اور اس کے قصہ کی جانب واپسی

چوں[1] مُسن گشت و دریں رہ نیست مرد — تو بنہ نامش عجوزِ سالخورد

جب کوئی معمر ہو جائے اور وہ اس راہ کا مرد نہیں ہے — تو اس کا نام پرانی بڑھیا رکھ دے

نے مر اُورا اس مال و مایہ — نے پذیرائی قبول و پایہ

اس کے پاس نہ پونجی اور سرمایہ ہے — نہ وہ مقبولیت اور رتبے کو قبول کرنے والا ہے

نے دہندہ نے پذیرندہ خوشی — نے در و معنی ونے معنی کشی

نہ وہ خوشی عطا کرنے والا ہے' نہ قبول کرنے والا — نہ اس میں کمال ہے اور نہ اس میں کمال کی طلب ہے

نے[2] زبان نے گوش نے عقل و بصر — نے ہش ورنے بیہشی ونے فکر

نہ زبان ہے' نہ کان' نہ عقل اور بصیرت — نہ ہوش اور نہ بے ہوشی اور نہ فکر

نے نیازونے جمالے بہرِ ناز — تو بتولیش گندہ مانند پیاز

نہ نیاز ہے اور نہ ناز کرنے کے لئے حسن — وہ تہ بہ تہ' پیاز کی طرح گندہ ہے

نے رہے بُریدہ دنے پایِ راہ — نے تپشِ آں قحبہ رانے سوز و آہ

نہ راہ (سلوک) طے کئے ہوئے اور نہ راہ کا قدم ہے — نہ اس قحبہ کے لئے گرمی ہے نہ سوز اور آہ

قصہ[3] درویشے کہ از خانہ ہرچہ میخواست می گفتند کہ نیست

اس فقیر کا قصہ کہ ایک گھر انے سے جو کچھ بھی وہ مانگتا تھا وہ کہہ دیتے تھے کہ نہیں ہے

سائلے آمد بسُوئے خانہ — خُشک نانے خواست یا ترنانہ

ایک سائل ایک گھر کی جانب آیا — ایک سوکھی یا تازہ روٹی مانگی

گفت صاحب خانہ اینجا کجاست — خیرہ کے ایں دُکانِ نانباست

گھر والے نے کہا' روٹی یہاں کہاں ہے؟ — تو پاگل ہے' یہاں نانبائی کی دکان کہاں ہے؟

گفت بارے اندکے پیہم بیاب — گفت آخر نیست دُکانِ قصاب

اس نے کہا تو چربی کا ایک ٹکڑا دیدے — اس نے کہا قصائی کی دکان تو نہیں ہے

گفت مُشتِ آردہ اے کد خدا — گفت پنداری کہ ہست ایں آسیا

اس نے کہا اے گھر کے مالک! آٹے کی مٹھی دیدے — اس نے کہا تو یہ سمجھتا ہے کہ یہ چکی ہے

گفت بارے آب دہ از مِکرعہ — گفت آخر نیست جُویا مشرعہ

اس نے کہا آخر پانی پینے کے برتن سے پانی دیدے — اس نے کہا' نہر یا گھاٹ تو نہیں ہے

---

[1] چوں مُسن۔ پھر حریص بوڑھوں کا ذکر شروع کر دیا ہے کہ جس بڑھیا کا ذکر ہم نے کیا ہے ان حریص بوڑھوں کو وہی بڑھیا سمجھو۔ نے مر اُورا۔ اس بوڑھے کا یہ حال ہے کہ اس کا سرمایہ حیات ختم ہو گیا اور کوئی نیک کام نہ کیا جس سے اس کو مقبولیت ہوتی اور مرتبہ بلند ہوتا۔ نے دہندہ۔ یعنی نہ اس میں افادہ کی صلاحیت ہے نہ استفادہ کی کی نہ اس میں کوئی خوبی ہے اور نہ وہ خوبی کا طالب ہے۔

[2] نے زبان۔ نہ اس میں حق گوئی کی زبان ہے نہ حق سننے کا کان نہ فہم عقل ہے نہ حق بیں بصر ہے نہ اس میں صحرا ہے نہ سکرانہ اصد کی آیات میں فکر کرنا۔ نے نیاز۔ نہ اس میں طالب کا نیاز ہے نہ صاحب کمال کا ناز ہے۔ رہے۔ نہ اس نے راہ سلوک طے کی نہ اس کے قدم ملے نہ اس میں راہ سلوک کا عزم ہے نہ محبت کی گرمی ہے نہ محبت کا سوز و گداز ہے۔

[3] قصہ۔ پہلے یہ بتایا تھا کہ اس بوڑھے حریص میں کوئی چیز بھی نہیں ہے اب اسی مناسب سے یہ قصہ نقل کیا ہے کہ سائل نے بہت سی چیزوں کا سوال کیا اور مالک مکان ہر چیز کی نفی کر دیتا تھا۔ خیرہ۔ بیہودہ۔ نانبا۔ نانبائی۔ پیہ۔ چربی۔ آسیا۔ چکی مکرعہ۔ پانی نکالنے یا پینے کا برتن۔ مشرعہ۔ گھاٹ

هر چه اُو درخواست از نان و سبوس[1] | چرب‌کے میگفت و می کرد ش فسوس
اس نے جو کچھ بھی روٹی اور بھوسی مانگی | وہ پھبتی کستا تھا اور مذاق اڑاتا تھا

آں گدا در رفت و دامن در کشید | واندراں خانہ بجست و خواست رید
وہ فقیر اندر پہنچ گیا اور دامن سمیٹا | وہ اس گھر میں کودا اور ہگنا چاہا

گفت ہے ہے گفت تن زن اے دژم | تا دریں ویرانہ خود فارغ کنم
اس نے کہا ہائیں ہائیں اس نے کہا اے پاگل چپ رہ | تاکہ میں اس ویرانے میں فراغت حاصل کروں

چوں دریں جانیست وجہ زیستن | در چنیں خانہ بباید ریستن
جبکہ اس جگہ جینے کا کوئی سامان نہیں ہے | ایسے گھر میں ہگنا چاہیے

چوں نۂ بازے کہ گیری تو شکار | دست آموزِ شکارِ شہریار
جبکہ تو باز نہیں ہے کہ شکار پکڑے | بادشاہ کے ہاتھ سے شکار پکڑنا سیکھے ہوئے

نیستی[2] طاؤس با صد نقش و بند | کہ بنقشت چشمہا روشن کنند
تو سیکڑوں نقش و نگار والا مور نہیں ہے | کہ تیرے نقش و نگار سے آنکھیں روشن کریں

ہم نہ طوطی کہ چوں قندت دہند | گوش سُوئے گفتِ شیرینت نہند
تو طوطی بھی نہیں کہ جب تجھے قند کھائیں | تیری میٹھی گفتگو پر کان دھریں

ہم نہ بُلبُل کہ عاشق وار زار | خوش بنالی در چمن بالالہ زار
تو بلبل بھی نہیں ہے کہ عاشق کی طرح زار و زار | لالہ زار والے چمن میں خوب نوحہ کرے

ہم نہ ہُد ہُد کہ پیکیہا کنی | نے چوں کلک کہ وطن بالا کنی
تو ہدہد بھی نہیں کہ پیغامبری کرے | نہ کلک کی طرح ہے کہ وطن کو بڑھیا بنائے

در زمستاں سُوئے ہندوستاں روی | در بہاراں سُوئے تُرکستاں شوی
جاڑوں میں ہندوستان چلا جائے | (موسم) بہاریں ترکستان کی جانب پہنچ جائے

در چہ کاری تُو و بہر چت خرند | توچہ مرغی و ترا باچہ خورند
تو کیسا پرند ہے اور تجھے کس چیز سے کھائیں؟ | تو کیسی کام کا ہے اور تجھے کس لئے خریدیں؟

زیں[3] دکانِ با مکیساں بر تر آ | تا دکان فضل اللہ اشتری
کھینچ تان کرنے والوں کی اس دکان سے آگے بڑھ | "اللہ نے خریدا" کی مہربانی کی دکان کی طرف

کالہ کہ ہیچ خلقش ننگرید | از خلاقت آں کریم آں را خرید
وہ سامان کہ کسی انسان نے اس کی طرف نظر نہ کی | کہنگی کے سبب' اس داتا نے اس کو خرید لیا

[1] سبوس۔ بھوسی۔ چرب۔ مذاق کی بات۔ رید۔ پاخانہ ہگنا۔ دژم۔ پراگندہ دماغ۔ فارغ کنم۔ یعنی پاخانہ سے اپنے آپ کو فارغ کرلوں۔ چوں دریں۔ فقیر نے کہا جبکہ اس گھر میں زندگی کا کوئی ذریعہ نہیں ہے تو پھر ایسا ویرانہ اس قابل ہے اس میں پاخانہ پھر کیا جائے۔ چوں نہ۔ اب پھر کمالات سے خالی ہونے کا بیان شروع کیا ہے یعنی تو ایسا باز بھی نہیں ہے جس نے بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھ کر شکار پکڑنا سیکھا ہو۔

[2] نیستی۔ تجھ میں کوئی حسن ظاہری بھی نہیں ہے۔ طوطی۔ طوطی کو جب شکر کھلاتے ہیں وہ خوب بولتی ہے۔ بلبل۔ بلبل آہ وزاری میں چمن کے اندر لالے کی ہمنوائی کرتی ہے۔ ہدہد۔ ہدہد نے حضرت سلیمان کی پیغامبری کی تھی۔ ہالاکنی۔ لقلق ہر موسم میں اپنے لئے بہترین وطن بناتا ہے جاڑوں میں ہندوستان آجاتا ہے اور موسم بہار میں ترکستان چلا جاتا ہے۔ در چہ۔ جب تو تمام کمالات سے خالی ہے تو لوگ تیرے گاہک کیوں نہیں۔

[3] زیں دکاں۔ جب تجھ میں کوئی کمال نہیں ہے تو اپنی بناوٹی باتوں کو چھوڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرو جہاں مقبولیت کے لئے کمال کی ضرورت نہیں وہاں تو صرف تیرا ادھر کر رجوع کرنا مقبولیت کے لئے کافی ہے۔ کالہ۔ سامان۔ خلاقت۔ پرانا ہونا۔ کریم۔ اللہ تعالیٰ۔

هیچ قلبے[1] پیشِ اُو مردود نیست — زانکہ قصدش از خریدن سُود نیست
کوئی کھوٹا اس کے دربار سے مردود نہیں ہے — کیونکہ خریدنے سے اس کا مقصد نفع کمانا نہیں ہے

سُودِ اُو وبیعِ آں یارِ نکُو — کوست نیکو خُلق وہم نیکوش خُو
اس بھلے دوست کا نفع اور خریداری یہی ہے — کہ وہ اچھے اخلاق والا ہے وہ اس کی عادت بھی بھی ہے

بیحدست افضالِ اُو آلیس مشو — سُوئے دستانِ عجوزہ باز رو
اس کی مہربانیاں بے حد ہیں تو مایوس نہ ہو — بوڑھی کے قصہ کی جانب واپس چل

باز میگردم سُوئے قصۂ عجوز — زانکہ پایانے ندارد ایں رُموز
میں پھر بڑھیا کے قصہ کی طرف لوٹتا ہوں — کیونکہ ان نکتوں کی انتہا نہیں ہے

رجوع بداستانِ آں کمپیر

اس بوڑھی کی داستان کی جانب رجوع

بُود[2] در ہمسایہ اش سُورِ عجب — کردہ بُودند از قضا اُورا طلب
اس کے پڑوس میں بڑھیا شادی تھی — تقدیر سے انہوں نے اس کو بھی بلایا تھا

چوں عروسی خواست رفت آں گندہ پیر — کرد ابر و راسیاہ اُو ہمچو قیر
جب اس بڑھیا نے شادی میں جانا چاہا — اس نے ابرو کو تارکول کی طرح کالا کیا

چوں عروسی خواست رفتن آں حریف — مُوئے ابرو پاک کرد آں مستخیف
جب اس حرفتی نے شادی میں جانا چاہا — اس ظالم نے ابرو کے بال صاف کئے

پیشِ رُو آئینہ بگرفت آں عجوز — تابیا راید رُخ و رخسار و پُوز
اس بڑھیا نے منہ کے سامنے آئینہ رکھا — تاکہ منہ اور رخسار اور ٹھوڑی کو سجائے

چند گُلگونہ[3] بمالید از بطَر — سُفرۂ رُویش نشدُ پوشیدہ تر
اس نے اکڑ سے بہت سا پوڈر ملا — اس کے منہ کی مقعد زیادہ نہ چھپی

عُشر ہائے مُصحف از جامی برید — می بچسپانید برُوآں پلید
وہ قرآن کی عشر جگہ سے کاٹتی تھی — اس ناپاک چہرے پر چپکاتی تھی

تاکہ سُفرہ رُوئے اُو پنہاں شود — تانگینِ حلقۂ خوباں شود
تاکہ اس کے منہ کی مقعد چھپ جائے — تاکہ حسینوں کے حلقہ کا نگ بن جائے

عُشر ہا برُوی ہر جامی نہاد — چونکہ برمی بَست چادر می فتاد
چہرے پر ہر جگہ عشر رکھتی تھی — وہ جب چادر اوڑھتی تھی وہ گر جاتے تھے

[1] قلب۔ وہ اللہ تعالیٰ کھوٹے کو بھی خرید لیتا ہے کیونکہ اس کا منشا نفع کمانا نہیں ہے۔ سُود نو۔ وہاں نفع اور معاملہ صرف اس بنا پر ہے کہ وہ کریم ہے۔ آلیس۔ مایوس۔ رموز۔ اللہ کی مہربانیاں۔

[2] بود۔ اس بڑھیا کے پڑوس میں ایک شادی تھی پڑوسیوں نے اتفاقاً اس کو بھی دعوت دے دی۔ قیر۔ تارکول کی قسم کا ایک مادہ ہے یعنی اس نے اپنی سفید ابروؤں کو خوب کالا کر لیا۔ حریف۔ ہم پیشہ دوست دشمن' پاک کرد۔ یعنی اس نے ابروؤں کو تراش کو صحیح کرلیا۔ مستخیف ظالم پوز ٹھوڑی۔

[3] گلگونہ۔ ابٹن' پوڈر۔ بطر۔ اکڑ۔ شعرہ۔ مقعد۔ عشر ہائے قرآن پاک کی ہر دس آیتوں پر نشان بنایا جاتا تھا اس کو عشر کہتے تھے وہ شاید سنہرے ہوں۔ تاکہ منہ پر عشر اس لئے چسپاں کر رہی تھی کہ منہ کی سلوٹیں چھپ جائیں۔ چونکہ عشر چپکانے کے بعد جب چادر اوڑھتی تھی وہ چادر کی رگڑ سے گر جاتے تھے۔

باز اُوآں عُشر ہارا با خدُو[1] — می بچفسانید بر اَطرافِ رُو
وہ پھر ان عشروں کو تھوک سے — منہ کے اطراف پر چپکاتی

باز چادر راست کردے آں تگیں — عُشر ہا افتادے از رُو بَرزمیں
وہ پھر چادر کو ٹھیک کرتی — عشر چہرے سے زمین پر گر پڑتے

چوں بسے می کردن فن داں می فتاد — گفت صَد لعنت براں ابلیس باد
جب اس نے بہت سی تدبیریں کیں اور وہ گرے — بولی اس شیطان پر سو لعنتیں ہوں

شُد مُصوّر آں زماں ابلیس زُود — گفت اے قحبہ قدید بے وُ رود
اس وقت فوراً شیطان مجسم ہو گیا — اس نے کہا اے بدکار عورت جس کے پاس کوئی نہ آئے

من[2] ہمہ عُمر ایں نیندیشیدہ اَم — نے زجُز تو قحبۂ ایں دیدہ اَم
میں نے تمام عمر یہ نہیں سوچا ہے — نہ میں تجھ بدکار کے سوا کسی سے یہ دیکھا ہے

تخمِ نادِر در فضیحت کاشتی — دَر جہاں تو مُصحفے نگذاشتی
تو نے رسوائی میں عجیب بیج بویا ہے — تو نے دنیا میں قرآن کو بھی نہ چھوڑا

صَد بلیسی تو خمیس اندر خمیس — تَرکِ من گو اے عجُوزِ در دَبیس
تو لشکر در لشکر سینکڑوں شیطان ہے — اے گندی بڑھیا! مجھے چھوڑ دے

چند دُزدی عُشر از اُمّ الکُتیب — تاشود رُویت مُلوّن ہمچو سیب
تو قرآن کے عشر کب تک چرائے گی؟ — تاکہ تیرا چہرہ سیب کی طرح رنگین ہو جائے

چند دُزدی حَرفِ مَردانِ خدا — تا فروشی و ستانی مَرحبا
تو مردان خدا کے حرف کتنے چرائے گا؟ — تاکہ تو بیچے اور مرحبا وصول کر لے

رنگ بربستہ ترا گلگوں نکرد — شاخِ بَربستہ فنِ عرجوں نکرد
جمائے ہوئے رنگ نے تجھے گلابی رنگ کا نہ بنایا — بندھی ہوئی شاخ نے اصل شاں کا کام نہ کیا

عاقبت[3] چوں چادرِ مرگت رَسد — از رُخت ایں عُشر ہا اندر رَفتند
انجام کار جب تیرے پاس موت کی چادر آئی گی — تیرے رخ سے یہ عشر جھڑ جائیں گے

چونکہ آید خیز خیز آں رحیل — گم شود زاں پس فسونِ قال و قیل
جبکہ اس کوچ کا چل چلاؤ آ جائے گا — اس کے بعد قال و قیل کا جادو گم ہو جائے گا

عالمِ خاموشی آید پیش ہیست — وائے آنکو دَر دروں اُنسیش نیست
خاموشی کا عالم آ جائے گا کہ سامنے کھڑا ہو — اس شخص پر افسوس ہے جس کے اندر محبت نہیں ہے

---

[1] خدو۔ تھوک۔ باز چادر۔ وہ ہمت کر کے دوبارہ چادر اوڑھتی تو وہ عشر پھر گر جاتے۔ چوں۔ جب۔ بہت تدبیریں کر چکی اور وہ عشر چہرے پر نہ جمے تو شیطان پر لعنت بھیجنے لگی۔ شُد مُصوّر۔ شیطان مجسم بن کر اس کے سامنے آ گیا۔ قحبہ۔ رنڈی۔ قدید۔ گوشت کا سوکھا ٹکڑا۔ بے رود۔ یعنی جسے کوئی لینے نہ آئے۔

[2] من ہمہ عمر۔ شیطان نے کہا کہ میں نے تمام عمر ایسی خباثت نہیں سوچی نہ تیرے سوا کسی کو ایسی حرکت کرتے دیکھا۔ مُصحف۔ قرآن پاک خمیس۔ لشکر۔ دَبیس۔ بہت بوڑھی عورت، سٹریل، گندی۔ اُمّ الکتیب۔ قرآن پاک۔ ملوّن۔ رنگین۔ چند دُزدی۔ اب مولانا حکایت کے مقصود کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے بناوٹی شیخ تو کب تک بزرگوں کے اقوال چرا کر لوگوں کی واہ واہ حاصل کرے گا یہ فرضی رنگ حقیقی رنگ نہ ہو گا۔ کسی درخت پر بندھی ہوئی شاخ اصلی شاخ کا سا کام نہ کرے گی۔

[3] عاقبت۔ جب تو موت کی چادر اوڑھے گا یہ چپکائے ہوئے عشر۔ بڑھیا کی طرح جھڑ جائیں گے۔ چونکہ۔ جب چل چلاؤ کا وقت آئے گا یہ فرضی قصے سب ختم ہو جائیں گے۔ عالم خاموشی۔ عالم آخرت۔ آ پیش۔ یعنی یہ جسم ہو گا کہ رب العالمین کے سامنے کھڑا ہو۔ اُنسیش۔ اس کو خدا سے اُنس اور محبت نہ تھی۔

صیقلے ۱ کُن دو روزے سینہ را — دفترِ خود سازآں آئینہ را
دو ایک دن سینہ کی صیقل کر لے — اس آئینہ کو اپنا دفتر بنا لے

کہ زسایہ یوسفِ صاحبقراں — شُد زلیخائی عجوز از سَر جواں
کہ صاحبقران یوسف کے سایہ سے — بوڑھی زلیخا ' از سر نو جوان ہو گئی

می شوَد مُبدَل بخورشیدِ تموز — آں مزاج بارد بَر دالعجوز
ساون کے سورج سے بدل جاتا ہے — چلے کے جاڑے کا ٹھنڈا مزاج

می شود مُبدَل بسوزِ مریمی — شاخ لب خُشکے بہ نخلِ خرمی
مریمی سوز سے بدل جاتی ہے — خشک لب شاخ خوشی کی کھجور ہے

اے ۳ عجوزہ چند کوشی باقضا — نقد جُو اکنوں رہا کُن ما مضیٰ
اے بوڑھیا تو حکم قضا وقدر کے مقابلہ میں کب تک کوشش کریگی — اب نقد کی جستجو کر لے ' گزشتہ کو چھوڑ

چوں رُخت رانیست دَرخوبی اُمید — خواہ گلگونہ نہ و خواہی مَدید
جبکہ تیرے چہرے کو حسن کی امید نہیں ہے — خواہ پوڈر لگا اور خواہ سیاہی

حکایتِ آں رنجور کہ طبیب دَرو اُمید صحت ندید

اس بیمار کی حکایت جس میں طبیب نے صحت کی امید نہ دیکھی

آں یکے رنجور رشُد سُوئے طبیب — گفت نبضم را فرو بیں اے لبیب
ایک بیمار طبیب کے پاس پہنچا — بولا اے عقلمند! میری نبض غور سے دیکھ لے

تاز نبض آگہ شوی برحالِ دل — کہ رگِ دست ست بادل متصل
تاکہ تو نبض سے دل کی حالت پر آگاہ ہو جائے — کیونکہ ہاتھ کی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے

چونکہ ۳ دل غیبست خواہی زو مثال — زُو بجو کہ بادلستش اتصال
چونکہ دل پوشیدہ ہے ' تو اس کی مثال چاہتا ہے — اس سے تلاش کر لے کیونکہ اس کا دل سے اتصال ہے

باد پنہا نست از چشم اے امیں — دَر غبار و جنبش برگش ببیں
اے امین! ہوا آنکھ سے پوشیدہ ہے — غبار اور پتوں کے ہلنے میں اس کو دیکھ لے

کز یمین ست اُو وزاں یا از شمال — جُنبشِ برگت بگوید وصفِ حال
کہ وہ دائیں جانب سے چل رہی ہے یا بائیں سے — پتوں کی حرکت حال بتا دے گی

۱ صیقلے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ مجاہدوں کے ذریعہ دل کو مانجھ پھر اس میں اسرار ظاہر ہوں گے اور تیرا دل تیرے لئے دفتر اور کتاب کا کام دے گا۔
کہ سایہ۔ جب حضرت یوسف کے سایہ سے زلیخا جوان ہو سکتی ہے تو جب تیرے سینہ میں انوار الٰہی پیدا ہوں گے تو جواب مثل بڑھیا کے ہے جوان بن جائے گا۔ صاحبقران۔ وہ خوش نصیب جس کی ولادت کے وقت زہرہ اور مشتری دونوں سیارے ایک برج میں جمع ہو جائیں۔ می شود۔ جس طرح سردی سورج کے اثر سے گرمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اسی طرح تیرے زور تذبیلی ہو جائے گی۔ تموز۔ ساون کا مہینہ۔ مریمی۔ حضرت مریم کی تاثیر سے خشک کھجور پھل دینے لگی تھی اسی طرح تیرے اندر تبدیل آ جائے گی۔
۲ اے عجوز۔ انسان کو گزشتہ معصیتوں سے مایوس ہو کر آئندہ احوال کی اصلاح کو ترک نہ کرنا چاہیے۔ گذشتہ سے قطع نظر کر کے اصلاح حال میں لگ جانا چاہیے۔
چوں رُخت۔ پہلے تو نے جو کچھ فرضی باتیں سیکھیں وہ کسی طرح مفید نہ ہوں گی اب صحیح حالات پیدا کر لے۔
حکایت۔ فرضی باتوں کا حقیقت بننا اسی طرح ناممکن ہے جس طرح اس مریض کی صحت ناممکن تھی۔ رنجور۔ بیمار۔ لبیب۔ ذہین۔ تاز نبض۔ دل کی حالت نبض سے معلوم کر لے نبض والی رگ دل سے جڑی ہوئی ہے۔
۳ چونکہ۔ دل نظروں سے غائب ہے اگر اس کی حالت سمجھنے کے لئے کسی مثال کی ضرورت ہے تو نبض سے سمجھ لو اس کا اس سے اتصال ہے وہ نبض اسکی حالت بتا دے گی۔ باد۔ جو چیز مخفی ہو اس سے متصل چیز سے اس کی حالت معلوم کی جاتی ہے ہوا مخفی چیز ہے غبار اور پتے اس سے متصل ہیں ان سے اس کی حالت کا پتہ چل جاتا ہے پتے بتا دیتے ہیں کہ سوا پورب ہے یا پچھوا۔

مستیِ[1] دل را نمی دانی کہ کُو
اگر تو دل کی مستی کو نہیں سمجھتا ہے کہ وہ کہاں ہے

وصفِ اُو از نرگسِ مخمور جُو
تو خمار آلود آنکھوں میں اس کی حالت تلاش کر لے

چوں ز ذاتِ حق بعیدی وصفِ ذات
جبکہ تو خدا کی ذات سے دور ہے، ذات کی صفت

باز دانی از رسول و معجزات
تو رسول اور معجزوں سے معلوم کر لے گا

معجزاتے و کراماتے خفی
معجزے اور مخفی کرامات

برزند بر دل ز پیرانِ صفی
برگزیدہ پیروں کی جانب سے دل پر اثر کرتی ہیں

کہ دروں شاں صد قیامت نقد ہست
کیونکہ ان کے باطن میں سیکڑوں قیامتیں موجود ہیں

کمترین آنکہ شود ہمسایہ مست
ان میں سے کمتر یہ ہے کہ پڑوسی مست ہو جاتا ہے

پس[2] جلیس اللہ گشت آں نیک بخت
وہ نیک بخت خدا کا ہم نشین بنا

کو بہ پہلوئے سعیدے بُرد رخت
جس نے کسی نیک بخت کے پہلو میں سامان لے جا ڈالا

معجزہ کاں بر جمادے زد اثر
وہ معجزہ جس نے بے جان پر اثر کیا

یا عصا یا بحر یا شق القمر
لاٹھی ہو، دریا یا چاند کا پھٹنا

گر اثر بر جاں کند بے واسطہ
اگر بغیر واسطہ کے جان پر اثر کرے

متصل گردد بہ پنہاں رابطہ
تو مخفی طور پر رابطہ جڑ جائے گا

بر جمادات[3] آں اثرہا عاریہ است
بے جانوں پر وہ اثرات عارضی ہیں

آں پئے روحِ خوشِ متواریہ است
وہ مخفی پاکیزہ روح کے لئے ہیں

تا ازاں جامد اثر گیرد ضمیر
تاکہ اس بے جان سے دل اثر قبول کرے

جُبذاناں بے ہیولائے خمیر
خمیر کے مادے کے بغیر روٹی کیا ہی اچھی ہے

جُبذا خوانِ مسیحی بے کمی
بغیر کمی کا مسیحی دسترخوان خوب ہے

جُبذا بے باغ میوہ مریمی
حضرت مریم کا بغیر باغ کا میوہ روٹی کیا ہی اچھی ہے

برزند از جانِ کامل معجزات
معجزے مکمل روح سے اثر کرتے ہیں

بر خمیرِ جانِ طالب چوں حیات
زندگی کی طرح طلبگار کی روح کے خمیر پر

---

[1] مستی۔ دل کے عشق کا آنکھیں حال بتا دیتی ہیں۔ چوں۔ ذات باری بھی مخفی ہے اس کے صفات کا حال رسول اور اس کے معجزوں سے معلوم ہو جاتا ہے۔ پیرانِ صفی۔ یعنی رسول اور اولیاء کی برکت سے معجزے اور کرامات دل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

کہ دروں۔ چونکہ ان کے باطن میں قیامت چھپی ہوئی ہے اور قیامت مردوں کو زندہ کر دیتی ہے اس لئے ان کا باطن مردہ قلوب کو زندگی بخش دیتا ہے اس کا اثر یہ ہے کہ ان کا ہمسایہ مست ہو جاتا ہے۔

[2] پس۔ ان کا ہم نشین اللہ تعالیٰ کا ہم نشین بن جاتا ہے یعنی اس میں اللہ کی ہمنشین کا اثر جو تعلق مع اللہ ہے پیدا ہو جاتا ہے۔ معجزہ۔ معجزے کی تاثر دل پر خاص مواد کی تاثیر کے واسطے سے پڑتی ہے معجزے کا اثر عصا پر پڑا اور وہ اژدہا بن گئی یا سمندر پر پڑا اور وہ حضرت موسیٰ کے لئے گزرنے کی بقدر خشک ہو گیا یا شق القمر پر پڑا اور اس کے ذریعہ سے اس کی تاثر ان پر پڑی تو اگر معجزہ بغیر مواد خاصہ کے واسطے کے دل پر اثر کرے گا تو اس سے معجزے کا مقصد بدرجہ تم پورا ہو جائے گا یعنی دل میں اور حضرت حق میں ربط پیدا ہو جائے گا۔

[3] بر جمادات۔ معجزوں کا اصل مقصد ان مواد کو متاثر کرنا نہیں ہے بلکہ روح کو متاثر کرنا ہے۔ تا ازاں۔ بے جان معجزے سے اس لئے متاثر ہوتی ہے کہ اس سے انسان کا دل متاثر ہوتا ہے تو اگر جان کے واسطے کے بغیر یہ بات حاصل ہو جائے تو کیا اچھا ہے ایسا ہی ہے جیسا کہ روٹی پکانے اور آٹا گوندھنے کی زحمت کے بغیر پیٹ بھر جائے۔ جبذا۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم دونوں مادی وسائط کے زحمتیں حاصل ہوئیں۔ برزند۔ لیکن اس تاثیر کے لئے مناسب نسبت ضروری ہے۔

معجز[1] بحر ست و ناقص مُرغِ خاک
معجزہ سمندر ہے اور ناقص خشکی کا پرندہ ہے

مُرغِ آبی دَروے ایمن از ہلاک
پانی کا پرندہ اس میں ہلاک ہونے سے پر امن ہے

عجز بخشِ جانِ ہَر نامحرمے
وہ معجزہ ہر نامحرم کی جان کو عاجزی بخشتا ہے

لیک قدرت بخش جانِ ہمدمے
لیکن ہمدم کی جان کے لئے قدرت بخشنے والا ہے

چوں[2] نیابی ایں سَعادت در ضمیر
اگر یہ سعادت تو باطن میں نہیں پاتا ہے

پس ز ظاہر ہر دَم استدلال گیر
تو ہر وقت ظاہر سے دلیل پکڑنا سیکھ لے

کہ اثرہا بر مشاعر ظاہرست
کیونکہ اثرات حواس پر ظاہر ہے

ویں اثرہا از مُؤثر مُخبرست
اور یہ اثرات اثر کرنے والے کی خبر دینے والے ہیں

ہَست پنہاں معنیٔ ہَر دا روئے
ہر دوا کی صفت پوشیدہ ہے

ہمچو سحر و صنعتِ ہَر جادوئے
جیسا کہ ہر جادو کی سحر کاری اور کاریگری

چوں نظر در فعل و آثارش کُنی
تو جب اس کے اثرات اور کام پر نظر کرے گا

گرچہ پنہانست اِظہارش کُنی
اگرچہ وہ مخفی ہے، تو اس کا اظہار کر دے گا

قُوّتے کاں اندرونش مُضمَرست
وہ قوت جو اس میں پوشیدہ ہے

چوں بفعل آید عیانِ مُظہِرست
جب کام میں آتی ہے ظاہر کر دینے والا مشاہدہ ہے

چوں[3] بآثار ایں ہمہ پیدا شدُت
جب یہ سب چیزیں تجھ پر آثار سے ظاہر ہو گئیں

چوں نشُد ظاہر بآثار ایزدت
تو تجھے خدا آثار سے کیوں نہ ظاہر ہوا؟

نے سَبَبہا و اثرہا مغز و پُوست
کیا اسباب اور اثرات گودا اور چھلکا نہیں ہیں

چوں بجوئی جملگی آثار اُوست
جب تو جستجو کرے گا سب اسی کے آثار ہیں

دوست گیری چیزہا را از اثر
اثر کی وجہ سے تو بہت سی چیزوں کو دوست بنا لیتا ہے

پس چراز آثار بخشے بے خبر
تو پھر آثار بخشنے والے سے بے خبر کیوں ہے؟

از خیالے دوست گیری خَلق را
تو ایک خیال سے مخلوق کو دوست بنا لیتا ہے

چوں نگیری شاہِ غرب و شرق را
مغرب اور مشرق کے شاہ کو کیوں نہیں بنا لیتا؟

ایں سخن پایاں ندارد اے قباد
اے شاہ! یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے

حرصِ ما را اندریں پایاں مباد
اس میں ہماری حرص ختم نہ ہو

رجوع بقصۂ آں رنجور
اس بیمار کے قصہ کی طرف واپسی

[1] معجزہ۔ معجزے کو دریا سمجھو اور ناقص کو خشکی کا پرندہ جو دریا میں نہیں جی سکتا ہے اور روح کامل بمنزلہ آبی پرندے کے ہے جو دریا میں ہر طرح سے محفوظ رہتا ہے۔ بحر بخش۔ معجزے کا اثر ناقص پر اس کے عجز کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آ جاتا ہے اور کامل کو قوت اور عمل کی قدرت عطا کر دیتا ہے۔

[2] چوں نیابی۔ نامحرم اور ہمدم کے علاوہ انسانوں کی ایک تیسری قسم بھی ہے جو بین بین ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ وہ ظاہری امور سے استدلال کرے اللہ تعالیٰ کے اثرات حواس پر ظاہر ہو جاتے ہیں جو موثر کی خبر دیتے ہیں۔ ہست۔ دوا کا اثر اور سحر دونوں نظروں سے مخفی ہیں لیکن ان کے اثرات دیکھ کر تو ان کا اظہار کر دیتا ہے دوا کی قوت اور جادو کا اثر جب وجود میں آتے محسوس ہو جاتا ہے۔

[3] چوں۔ جب ہر مخفی چیز اپنے آثار سے پہچان لی جاتی ہے تو خدا کے آثار سے اس کو کیوں نہیں پہچانا جا سکتا۔ نے۔ دنیا میں جس قدر اسباب اور اس کے آثار ہیں سب اللہ تعالیٰ کے آثار ہیں۔ دوست۔ دنیا کی اشیا سے ان کے آثار کی بنا پر محبت ہوتی ہے تو پھر ان آثار کے پیدا کرنے والے سے محبت کیوں نہیں ہے۔ از خیالے۔ اگر کسی کے بارے میں اچھا خیال قائم ہو جائے تو خواہ وہ غیر واقعی ہو اس سے محبت ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ جو شاہ مشرق مغرب ہے اس سے دوستی کیوں نہیں ہے۔ اندریں۔ یعنی تعلق جو مع اللہ۔

باز گرد و قصّۂ رنجور گو — با طبیب آگہ و ستّار اِ خُو

واپس لوٹ اور بیمار کا قصہ کہہ — واقف کار اور پردہ پوشی کرنے والے طبیب کے ساتھ

نبضِ اُو بگرفت و واقف شُد زحال — کہ اُمید صحت اُو بُد محال

اس نے اس کی نبض پکڑی اور حال سے واقف ہو گیا — کہ اس کی تندرستی کی امید ناممکن تھی

گفت ہر چت دل بخواہد آں بگُن — تا رود از جسمت ریخ کُہن

اس نے کہا جو تیرا دل چاہے وہ کر — تاکہ تیرے جسم سے یہ پرانی بیماری جاتی رہے

ہر چہ خواہد خاطرِ تو وامگیر — تا نگردد صبر و پرہیزت زحیر

جس چیز کو تیرا دل چاہے، نہ روک — تاکہ تیرا صبر اور پرہیز مصیبت نہ بن جائے

صبر و پرہیز ایں مرض را داں زیاں — ہر چہ خواہد دل در آرش درمیاں

صبر اور پرہیز کو اس مرض کے لئے مضر سمجھ — جو دل چاہے وہ کر

ایں چنیں رنجور را گفت اے عمُو — حق تعالٰی اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ

اے چچا! ایسے ہی بیمار کے لئے فرمایا ہے — اللہ تعالٰی نے تم جو چاہو کرو

گفت ۲ رَو ہیں خیر بادت جانِ عم — مَن تماشائے لَب جُو میرَوم

اس نے کہا اے چچا جان! جاؤ تمہارا بھلا ہو — میں دریا کے کنارے سیر کو جاتا ہوں

برمُرادِ دل ہمی گشت اُو بر آب — تا کہ صحت را بیابد فتح باب

وہ دل کی خواہش کے مطابق پانی پر گشت لگا رہا تھا — تاکہ صحت کے دروازے کی کشادگی ہو جائے

برلَب جُو صوفیِ بنشستہ بُود — دَست ورُومی شُست و پا کی میفزود

دریا کے کنارے ایک صوفی بیٹھا تھا — ہاتھ اور منہ دھو رہا تھا اور پاکی بڑھا رہا تھا

اُو قفایش دید چوں کَیلے — کرد اُورا آرزوئے سیلیے

اس نے اس کی گدی دیکھی تو سودائی آدمی کی طرح — اس نے طمانچہ لگانے کی تمنا کی

برقفائے ۳ صوفی آں حیرت پرست — راست میکرد از برائے صفع دست

وہ حیرت پرست، صوفی کی گدی پر — طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ تان رہا تھا

کآرزو را گر نرانم تا رَوَد — آں طبیبم گفت کاں علّت شوَد

کہ اگر میں آرزو پوری نہ کروں حتی کہ وہ جاتی رہے — تو اس طبیب نے مجھ سے کہا تھا کہ وہ بیماری بن جائے گی

۱ ستار خُو۔ مریضوں کی پریشانی کی وجہ سے وہ طبیب مریضوں کی پوری کیفیت سے ان کو مطلع نہ کرتا تھا۔ بد محال۔ دو دق کے آخری درجہ میں پہنچ چکا تھا۔ ہر چت دل۔ دل تو ہر چہ رنج کہن۔ یعنی پرہیز کی پرانی تکلیف یا مریض کی تسلی کے لئے کہہ دیا اور مرض لاعلاج ہو چکا تھا۔ صبر۔ اب صبر اور پرہیز نکرو ورنہ طبیعت اور کمزور ہو گی مرض کا غلبہ ہو جائے گا۔ ایں چنیں۔ اب مولانا کا ذہن مایوس العلاج روحانی مریضوں کی طرف منتقل ہو گیا فرماتے ہیں قرآن نے ایسے ہی روحانی مایوس العلاج مریضوں کے لئے فرمایا ہے کہ جو چاہو کرو اگرچہ قرآن کا یہ قول زجر و توبیخ پر مبنی ہے اور طبیب کا قول مریض کو اجازت کے لئے تھا۔

۲ گفت۔ مریض نے طبیب کا قول سن کر اس کو رخصت کیا اور خود دریا کی سیر کو چل دیا۔ جو اس کی دلی خواہش کے مطابق صحت کی خاطر اس نے دل کی خواہش پوری کرنے کا ارادہ کر لیا۔ میفزود۔ یعنی باطنی طہارت تو اس کو حاصل تھی ظاہری طہارت (وضو) کر رہا تھا تاکہ ایک کی بجائے دو طہارتیں حاصل ہو جائیں۔ او۔ مریض نے صوفی کی گدی دیکھی تو اس پر طمانچہ مارنے کی تمنا پیدا ہو گئی۔ کَیلی۔ یعنی وہ آدمی جو سودائی ہو۔

۳ برقفا۔ اس مریض نے صوفی کی گدی پر طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ حیرت پرست۔ یعنی حیران عقل والا۔ صفع۔ طمانچہ۔ کآرزو۔ دل میں سوچا کہ اگر یہ تمنا پوری نہ کروں گا تو طبیب کے کہنے کے مطابق بیماری میں اضافہ ہو گا اور یہ ہلاکت ہے اور قرآن نے اپنے آپ کو ہلاک کرنے سے منع کیا ہے۔

سیلیش اندر بزم در معرکہ
میں لڑائی میں اس کے طمانچہ مارنے کو لایا ہوں

زانکہ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْ تَھْلُکَۃ
کیونکہ حکم ہے اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو

تَھلکہ ستا ایں صبر و پرہیز اے فلاں
اے فلاں! یہ صبر اور پرہیز ہلاکت ہے

خوش ۱ بکوش تن مزن چوں کاہلاں
اس کو خوب کوٹ کا' ہلوں کی طرح خاموش نہ ہو

چوں زوش سیلی برآمد یک طراق
جب اس نے اس کے طمانچہ مارا طراق کی آواز نکلی

گفت صوفی ہے ہے اے قوادِ عاق
صوفی نے کہا ہائیں ہائیں اے دیوث' نافرمان

خواست صوفی تا دوستہ مشتش زند
صوفی نے چاہا کہاس کے دو تین مکے مارے

سبلت و ریشش یکا یک برکند
یکبارگی اس کی مونچھ اور داڑھی اکھاڑ دے

لیک اورا خستہ و رنجور دید
لیکن اس کو تھکا ہوا اور بیمار دیکھا

بس ضعیف و خوار و زار و عور دید
بہت کمزور اور خوار اور لاغر اور برہنہ دیکھا

باز اندیشید او ضعفِ وُرا
پھر اس کی کمزوری کو اس نے سوچا

گفت اگر مشتش زنم گردد فنا
کہا اگر اس کے گھونسا ماروں گا مر جائے گا

رنجِ دِق ازوے برآوردہ دِمار
دق کی بیماری نے اس کی تباہی مچا دی ہے

دید شخصے سخت مدقوقو و نزار
اس نے ایسا شخص دیکھا جو دق میں مبتلا اور کمزور تھا

خلق ۲ رنجورِ دِق و بیچارہ اند
مخلوق دق کی مریض اور لا علاج ہے

وز خداعِ دیو سیلی بارہ اند
اور شیطان کے رغلانے سے طمانچہ مارنے کی شوقین ہے

جملہ در ایذائے بیجر ماں حریص
سب سے خطاؤں کو ستانے کے شوقین ہیں

در قفایِ ہمدگر جویاں نقیص
ایک دوسرے کے پیچھے پیچھے غیب کے جویاں ہیں

اے زنندہ بے گناہاں را قفا
اور بے گناہوں کی گدی پر مارنے والے!

در قفایِ خود نمی بینی چرا
تو اپنی گدی کو کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

اے ہوارا طب خود پنداشتہ
اے وہ کہ نفس کی خواہش کو علاج سمجھے ہوئے ہے

بر ضعیفاں صفع را بگماشتہ
کمزوروں پر طمانچہ تانے ہوئے ہے

برتو ۳ خندید آنکہ گفت ایں دواست
تجھ پر وہ ہنسا جس نے تجھ سے کہا کہ یہ دوا ہے

اُوست کادمؑ را بکندم رہنماست
وہ وہی ہے جو آدمؑ کا گیہوں کی جانب رہنما ہے

کہ خورید ایں دانہ اے دو مستعیں
کہ اے دونوں مدد چاہنے والو! اس دانہ کو کھالو

بہرِ دار و تا تکونا خالدین
مجھ کے لئے تاکہ تم دونوں جنت میں ہمیشہ رہنے والے بن جاؤ

۱ خوش۔ یعنی مریض نے اپنے آپ کو کہا۔ طراق۔ طمانچہ کی آواز۔ قواد۔ دیوث۔ خواست۔ صوفی نے اس مریض کو مارنا چاہا' لیکن اس کی لاغری کی وجہ سے یہ سوچا کہ اگر میں اس کو مار دوں گا تو وہ مر جائے گا۔ غور۔ نگاہ۔ دمار۔ ہلاکت۔ تباہی۔ مدقوق۔ وہ شخص جو دق کا بیمار ہو۔

۲ خلق۔ اب مولانا ارشادی مضمون بیان فرماتے ہیں کہ جس طرح طبیب کی بات سے غلط فہمی میں اس بدنی مریض نے صوفی کے طمانچہ مارے اسی طرح عوام روحانی مریض شیطان کے ورغلانے سے مخلوق خدا کو ستانے پر آمادہ رہتے ہیں۔ سیلی بارہ۔ طمانچہ بازی کا شائق۔ نقیص۔ عیب سعدی (شعر)
در برابر چو کہ سفند سلیم
در قفا ہمچو گرگ مردم خوار

۳ برتو۔ وہی شیطان جو تیرا اغوا کرتا ہے تیری مذاق اڑاتا ہے' اسی نے تیرے باوا آدم کا اغوا کیا تھا۔ مستعین۔ مدد کا طالب۔ دارو۔ دوا۔

اُوش لَغزانید و زد اُورا قفا
اس نے ان کو پھسلایا اور گدی پر مارا

آں اِقفا واگشت وگشت ایں راجزا
وہ گدی (پر مارنا) پلٹ اور اس کی سزا بن گئی

اُوش لَغزانید سخت اندر زلق
اس نے ان کو پھسلن میں پھسلایا

لیک پُشت و دستگیرش بُود حق
لیکن اللہ تعالیٰ ان کا سہارا اور مددگار تھا

کوہ بُود آدمؑ اگر پُر مار شُد
حضرت آدم پہاڑ تھے خواہ سانپوں بھرے ہو گئے

کانِ تریاقست و بے ضرر ارشُد
وہ تریاق کی کان ہیں اور بے ضرر ہو گئے

تو کہ تریاقے نداری ذرّۂ
تو جو کہ تریاق کا ایک ذرہ نہیں رکھتا

از خلاصِ خود چرائی غرّۂ
اپنی نجات سے تو کیوں غافل ہے؟

آں توکّل کو خلیلا نہ تُرا
حضرت خلیل کا سا توکل تجھے ہاں حاصل ہو!

واں کرامت چوں[۲] کلیمت از کجا
کلیم اللہ کی عزت تجھے کہاں سے حاصل ہے؟

تا نبُرّد تیغت اسمٰعیل را
تاکہ تیری تلوار حضرت اسماعیل کو نہ کاٹے

تا کُنی شہ راہ قعرِ نیل را
تاکہ تو نیل (دریا) کی گہرائی کو شاہراہ بنا لے

گر سعیدے از مَنارہ اُوفتید
اگر کوئی سعید منارے سے گر پڑے

بادش اندر جامہ اُوفتا دو رہید
ہوا ان کے کپڑوں میں بھر گئی اور وہ بچ گئے

چوں یقینت نیست آں بخت حسن
جب وہ اچھا نصیبہ یقیناً تیرے لئے نہیں ہے

تو چرا برباد دادی خویشتن
تو نے اپنے آپ کو کیوں برباد کیا؟

زیں مَنارہ صد ہزاراں ہمچو عاد
اس منارے سے لاکھوں آدمی عاد کی طرح

در فتادند سَرا سَر باد داد
گرے اور سراسر برباد ہوئے

سرنگوں افتادگاں زیرِ مَنار
منارے کے نیچے اوندھے گرے ہوئے

می نگر تو صد ہزار اندر ہزار
تو لاکھوں لاکھ دیکھ لے

تو رسَن بازی نمی دانی یقیں
تو یقیناً نٹ پنا نہیں جانتا ہے

شُکر پاہا گُو و میر و بر زمیں
پاؤں کا شک ادا کرو اور زمین پر چل

پَر مساز از کاغذ و از کہ مپر
کاغذ کے پر نہ بنا اور پہاڑ پر سے نہ اڑ

کہ دراں سودا بسے رفتست سَر
کیونکہ اس جنون میں بہت سے سر ختم ہوئے ہیں

۱ آں قفا۔ اس شیطان کے لئے وہی طمانچہ سزا بنا اس لئے کہ اس نے توبہ نہ کی۔ زلق۔ پھسلن۔ لیک۔ حضرت آدم کی خطا سے اپنے لئے خطا کا جواز نہ پیدا کر تجھ میں ان کی جیسی خوبیاں کہاں ہیں حضرت حق ان کا دستگیر تھا۔ کوہ۔ حضرت آدم کی مثال تو اس پہاڑ کی سی ہے جس میں سانپ ہوں تو تریاق بھی ہو۔ تو ز تریاقے۔ عوام میں وہ صلاحیتیں کہاں ہیں جو حضرت آدم میں تھیں۔ آں توکل۔ حضرت ابراہیم کو جو توکل کا مرتبہ حاصل تھا وہ تجھ میں کہاں ہے اسی توکل کی بنا پر ان کی تلوار حضرت اسماعیل کا گلا نہ کاٹ سکی۔

۲ چوں کلیمت۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا سا توکل تجھ میں کہاں ہے اسی توکل کی وجہ سے دریائے نیل ان کو نہ ڈبو سکا۔ سعیدے۔ حضرت شیخ شجاع سعید رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ مشہور ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو ایک منارے پر سے گرا لیا لیکن نہ تو تجھے چربی جبکہ تیرا وہ نصیبہ نہیں ہے جو شیخ شجاع سعید کا تھا تو اپنے آپ کو منارے پر سے گرا کر برباد نہ کر۔

۳ زیں منارہ۔ یہی ہوا جو ان کے کپڑوں میں بھری جس کی وجہ سے وہ بچ گئے قوم عاد کی طرح لاکھوں کی تباہی کا سبب بنی ہے تو لاکھوں کی تباہی تاریخ میں پڑھ لے۔ رسن بازی۔ نٹ یہ کھیل دکھاتے ہیں کہ وہ رسی تان کر اس پر سے چل کر گزر جاتے ہیں۔ پَر مساز۔ کاغذ کے بنا کر پہاڑ سے اڑنے کی کوشش نہ کر ورنہ گر کر ہلاک ہو جائے گا۔

گرچہ آں صوفی پر آتش شد ز خشم
اگرچہ وہ صوفی غصہ کی آگ سے بھر گیا

لیک اُو بر عاقبت انداخت چشم
لیکن اس نے انجام پر نظر ڈالی

اوّلِ صف بر کسے ماند بکام
پہلی صف میں وہی شخص بامراد رہتا ہے

کو نگیرد دانہ بیند بند دام
جو دانہ نہ چگے' جال کا پھندا دیکھ لے

جُز دو چشمِ پایاں بینِ راد
عقلمند کی وہ دو انجام بین آنکھیں بڑی مبارک ہیں

کہ نگہدارند تن را از فساد
جو جسم کو خرابی سے بچا لیں

آں ز پایاں دید احمدؐ بُود کو
جس نے انجام کو دیکھ لیا وہ احمدؐ تھے کہ انہوں نے

دید دوزخ را ہم ایں جا مُو بمُو
اسی جگہ دوزخ کو ذرہ ذرہ دیکھ لیا

دید عرش و کرسی و جنّات را
انہوں نے عرش اور کرسی اور جنتوں کو دیکھ لیا

تا درید اُو پردۂ غفلات را
یہاں تک کہ انہوں نے غفلتوں کے پردے کو چاک کر دیا

گر ہمی خواہی سلامت از ضرر
اگر تو نقصان سے بچاؤ چاہتا ہے

چشم ز اوّل بند و پایاں را نگر
آغاز سے آنکھ بند کر لے اور انجام کو دیکھ لے

تلّہ مہا را بہ بینی جُملہ ہست
تاکہ تو سب عدموں کو موجود دیکھ لے

ہستہا ۲ را بنگری محبوس و پست
تو موجودات کو مقید اور پست دیکھ لے

ایں بہ بیں بارے کہ ہر کش عقل ہست
ذرا اس کو دیکھ لے کہ جس کو عقل ہے

روز و شب در جستجوءِ نیست ہست
وہ دن رات عدم کی جستجو میں ہے

دَر گدائی طالبِ جُودے کہ نیست
فقیری میں اس سخاوت کا طالب ہے جو کہ عدم ہے

بردُ کانہا طالبِ سُودے کہ نیست
دکانوں پر اس نفع کا طالب ہے جو عدم ہے

در ۳ مزارع طالبِ دخلے کہ نیست
کھیتوں میں اس پیداوار کا طالب ہے جو عدم ہے

دَر مغارس طالبِ نخلے کہ نیست
تھانولوں میں اس پودے کا طالب ہے جو عدم ہے

دَر مدارس طالبِ علمے کہ نیست
مدرسوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے

در صوامع طالبِ حلمے کہ نیست
عبادت خانوں میں اس علم کا طالب ہے جو عدم ہے

ہستہارا سُوئے پس افگندہ اند
انہوں نے وجودوں کو پیچھے پھینک دیا ہے

نیستہارا طالب اندو بندہ اند
عدموں کے طالب اور غلام ہیں

زانکہ کان و مخزنِ صنعِ خدا
کہ اللہ تعالیٰ کی کاریگری کی کان اور خزانہ

نیست غیرِ نیستی دَر انجلا
ظہور میں' عدم کے علاوہ کچھ نہیں ہے

---

۱ گرچہ۔ صوفی کو غصہ غرور آیا لیکن وہ عاقبت میں تھا۔ اول۔ بامراد وہی شخص ہوتا ہے جو انجام پر نظر کرے۔ آنکہ۔ آنحضورؐ سب سے زیادہ انجام میں تھے آنحضورؐ پر آخرت کی تمام چیزیں منکشف ہو گئیں تھیں۔ گر ہمی۔ خواہی انسان اگر نجات چاہتا ہے تو آغاز سے آنکھ بند کر لے اور انجام پر نظر رکھے۔ عدمہا۔ آخرت کی چیزیں جو اس وقت نظروں سے معدوم ہیں۔

۲ ہستہا۔ دنیاوی چیزیں جو اس وقت پیش نظر ہیں۔ ایں بہ بیں۔ غور کر دنیا میں ہر شخص معدوم کی جستجو میں لگا ہوا ہے۔ در گدائی۔ فقیر روپے پیسے کا طالب ہے جو اس کے اعتبار سے معدوم ہے کاروباری نفع کا طالب ہے جو فی الحال مفقود ہے۔

۳ در مزارع۔ کاشتکار پیداوار کا طالب ہے جو معدوم ہے' باغباند پودوں کا طالب ہے جو معدوم ہیں۔ در مدارس۔ طالب علم اس علم کا طالب ہے' جو معدوم ہے' عبادت گزار اس بردباری کا طالب ہے' جو معدوم ہے۔ ہستہا۔ ان سب نے اپنے موجود کو پس پشت ڈال دیا ہے اور معدوم کی طلب میں کوشاں ہیں۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ایجاد کرنا ہے اور وہ معدوم کو موجود کرتا ہے تو اس کی صنعت کا تعلق معدوم سے ہے لہٰذا اس کے بندوں میں بھی یہی صفت ہے۔

پیش ازیں رمزے بگفتستم ازیں
اس سے پہلے اس کے متعلق میں اشارہ کر چکا ہوں

این و آں را تو یکے بیں، دو مبیں
تو اس کو اور اس کو ایک دیکھ دو نہ دیکھ

گفتہ شد کہ ہر صناعت گر کہ ہست
کہا گیا ہے کہ جو کاریگر بھی پیدا ہوا ہے

در صناعت جائگاہِ نیست جست
اس نے عدم میں جگہ تلاش کی ہے

جست بنا موضعے نا ساختہ
معمار نے بغیر بنی جگہ تلاش کی

گشت ویراں سقفہا انداختہ
جو ویران ہو گیا ہو، چھتیں گری ہوئی ہوں

جست سقا کوزۂ کش آب نیست
سقے نے وہ پیالہ تلاش کیا جس میں پانی نہیں ہے

واں در و گر خانۂ کش باب نیست
اور بڑھئی نے وہ گھر جس کا دروازہ نہیں ہے

وقتِ ۲ صید اندر عدم بیں جملہ شاں
شکار کے وقت عدم میں ان کا حملہ دیکھ لے

وز عدم آنگہ گریزاں جملہ شاں
پھر بھی سب عدم سے گریزاں ہیں

چوں اُمیدت لاست زو پرہیز چیست
جبکہ تیری آمید عدم ہے اس سے پرہیز کیا

با انیسِ طبعِ خود ستیز چیست
اپنے طبیعت کے مرغوب سے جھگڑا کیا ہے

چوں انیسِ طبع تو آں نیستی ست
جبکہ تیری طبیعت کا مرغوب وہ عدم ہے

از فنا و نیست ایں پرہیز چیست
(تو) فنا اور عدم سے یہ پرہیز کیوں ہے؟

گر انیس لانۂ اے جاں بسر
اے جان اگر تو مخفی طور پر عدم سے انس کرنے والا نہیں ہے

در کمینِ لا چرائی منتظر
عدم کی گھات میں تو منتظر کیوں ہے؟

زانکہ ۳ داری جملہ دل برکندۂ
تمہارے پاس جو کچھ ہے تو اس سے دل برداشتہ ہو گیا ہے

شستِ دل در بحرِ لا افگندۂ
تو نے دل کی شست کو عدم کے دریا میں ڈالا دیا ہے

پس گریز از چیست زیں بحرِ مراد
تو اس بحر مراد سے گریز کیوں ہے؟

کو بشستت صد ہزاراں صید داد
جس نے شست کے ذریعہ تجھے لاکھوں شکار دیئے ہیں

از چہ نام برگ را کردی تو مرگ
تو نے ساز و سامان کا نام موت کیوں رکھا ہے؟

جادوئے بیں کہ نمودت مرگ برگ
اس جادو کو دیکھ جو تجھے بزرگ کو مرگ دکھا رہا ہے

ہر دو چشمت بست بر صنعتش
جس کے کارگری کے جلوے نے تیری دونوں آنکھیں بند کر دی ہیں

تا کہ جاں را درجہ آمد رغبتش
حتی کہ جان کنویں کی طرح راغب ہے

در خیالِ اوز مکرِ کردگار
اس کے خیال میں خدا کی مخفی تدبیر سے

جملہ صحرا فوقِ چہ زہرست و مار
کنویں کے اوپر کا تمام جنگل زہر اور سانپ ہے

۱ پیش ازیں۔ دفتر پنجم میں اس موضع پر مولانا نے بہت کچھ فرمایا ہے۔ صناعت گر۔ ہر کاریگر معدوم کو موجود کرتا ہے۔ صناع۔ معمار غیرہ تعمیر شدہ کی تعمیر کرتا ہے، سقا اس برتن میں پانی ڈالتا ہے جس میں پانی نہ ہو، بڑھئی وہاں دروازہ بنا کر لگاتا ہے جہاں دروازہ نہ ہو۔

۲ وقت صید۔ جب مقصد کا شکار کرتے ہیں عدم پر حملہ کرتے ہیں پھر بھی عدم یعنی موت سے بھاگتے ہیں۔ چوں امیدت۔ جبکہ ہر شخص نے معدوم سے امید وابستہ کر رکھی ہے تو پھر اپنی مرغوب چیز عدم سے مخالفت کیوں ہے، انسان کو ان حالات میں تو فنا اور نیستی سے رغبت ہونی چاہیے۔ گر انیس۔ اگر عدم سے محبت نہیں ہے تو ہر وقت عدم کی گھات میں کیوں لگا ہے۔

۳ زانکہ۔ انسان کا دل موجود پر مطمئن نہیں ہوتا مزید جو کہ معدوم ہے اس کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ بحر لا۔ فنا کا سمندر۔ بحر مراد۔ معدوم انسان کی مراد ہے۔ شست۔ مچھلی پکڑنے کا کانٹا۔ برگ۔ ساز و سامان۔ چہ۔ دنیاداری کا کنواں جو دراصل موت ہے۔ در خیال۔ انسان یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ ہے یہی دنیا کا کنواں ہے اور اس کے اوپر کا جنگل عالم غیب زہر اور سانپ ہے۔

لا جرم چہ را پناہے ساخت ست — تا کہ امرگ اُورا بچاہ انداخت ست
لا محالہ اس نے کنویں کو پناہ گاہ بنا لیا ہے — یہاں تک کہ موت نے اس کو کنویں میں ڈال دیا ہے

آنچہ گفتم از غلطہاش اے عزیز — ہم بریں بشنیدم از عطار نیز
اے پیارے! میں نے جو کچھ اس کی غلطیاں بتائیں — ایسی ہی میں نے عطار سے بھی سنی ہیں

قصۂ سلطان محمود و غلام ہندو

ہندو غلام اور سلطان محمود کا قصہ

رحمۃ اللہ علیہ گفت اَست — ذکرِ شہ محمود غازی سُفتہ است
رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے — سلطان محمود غازی کا ذکر نظم کی لڑی میں پرو دیا ہے

کز غزیٰ ہند پیش آں ہُمام — در غنیمت اُو فتادش یک غلام
کہ ہندوستان کے غزوے سے اس ہمدرد پیشی میں — غنیمت میں ایک غلام آ گیا

پس خلیفہ اش کرد و بر تختش نشاند — بر[۲] سپہ بگزیدش و فرزند خواند
پھر اس کو قائم مقام بنایا اور اس کو تخت پر بٹھایا — اس کو لشکر کا سردار بنایا اور فرزند کہا

طول و عرض و وصف قصۂ تو بجو — در کلام آں بزرگِ دیں بجو
قصہ کی لمبائی اور چوڑائی اور تہ بہ تہ باتیں — دین کے اس بزرگ کے کلام میں تلاش کرے

حاصل آں کودک براں تختِ نُضار — شستہ پہلوئے قُبادِ شہر یار
خلاصہ یہ کہ وہ لڑکا اس زریں تخت پر — سلطان فرمانروا کے پہلو میں بیٹھ کر

گریہ کردن اَشک میراند سُوز — گفت شاہ اُورا کہ اے پیرو رُوز
رونے لگا (اور) سوز کے ساتھ آنسو بہانے لگا — بادشاہ نے اس سے کہا اے نیک بخت!

از چہ گرئی دولت شد ناگوار — فوقِ [۳] افلاکی قرینِ شہر یار
تو کیوں روتا ہے، تجھے سلطنت ناگوار ہوئی — تو آسمانوں پر فوقیت رکھتا ہے، شاہ کا ہمنشین ہے

تو بریں تخت و وزیران و سپاہ — پیشِ تختت صف زدہ چوں نجم و ماہ
تو اس تخت پر ہے اور وزیر اور لشکر — چاند ستاروں کی طرح تیرے تخت کے سامنے صف باندھے ہیں

گفت کودک گریہ ام زانست زار — کہ مرا مادر دراں شہر و دیار
بچے نے کہا میرا چھوٹے ہونا اس لئے ہے — کہ میری ماں اس شہر اور وطن میں

از تو ام تہدید کردے ہر زماں — بینمت در دست محمود اَرسلاں
ہر وقت مجھے تجھ سے ڈراتی تھی — میں تجھے محمود شیر کے ہاتھوں میں دیکھوں

---

۱ تا کہ۔ موت نے اس پر واضح کر دی کہ جس کو وہ جائے پناہ سمجھتا تھا وہ کنواں یعنی ہلاکت کا سبب تھا۔ غلطہا۔ یعنی اسباب ہلاکت کو اسباب نجات اور اسباب نجات کو اسباب ہلاکت سمجھنا۔ قصہ۔ اس قصہ میں یہی مذکور ہے کہ ہندو غلام غلط بات سمجھتے ہوئے تھا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی شیخ فرید الدین عطار۔ آں ہمام۔ یعنی سلطان محمود۔

۲ بر سپہ۔ یعنی اس کو لشکر کا سردار بنا دیا اور فرزند کا لقب عطا کر دیا۔ نضار۔ نون کے ضمہ کے ساتھ زر خالص چیز۔ نشست۔ قباد۔ قاف کے ضمہ کے ساتھ، بعض بادشاہوں کا نام ہے ہر بڑا بادشاہ۔ گریہ کردن۔ وہ ہندو غلام تخت پر بیٹھ کر زار زار رونے لگا۔ دولت۔ تجھے یہ ناگوار ہوا ہے کہ میں تجھے سلطنت کا مالک بنا رہا ہوں۔

۳ فوق افلاکی۔ تیرا رتبہ آسمان سے بھی اونچا ہو گیا۔ پیش۔ تیرے سامنے ذرا علاء سپاہی چاند ستاروں کی طرح صف باندھے کھڑے ہیں۔ دیار۔ یعنی ہندوستان۔ از تو ام۔ میری ماں بیمار ہو کر جب مجھے ڈراتی تھی تو یہ کہتی تھی کہ میں تجھے محمود شیر کے ہاتھ میں دیکھوں۔ اَرسلاں۔ شیر۔

پس[1] ا پدر مرما درم را در جواب
پھر میرا باپ ماں کے جواب میں

جنگ کردے کانچہ خشم ست و عتاب
لڑتا کہ یہ کیا غصہ اور ناراضی ہے

می نیابی ہیچ نفرینِ دگر
تجھے کوئی دوسری بددعا نہیں ملتی

زیں چنیں نفرینِ مُہلک سہل تر
جو اس مہلک بددعا سے آسان ہو

سخت بیرحمی و بس سنگیں دلی
تو بہت بے رحم اور بہت سنگین دل ہے

کہ بصد شمشیر اُورا قاتلی
کہ سیکڑوں تلواروں سے تو اس کی قاتل ہے

مَن ز گفتِ ہر دو حیراں گشتمے
میں دونوں کی گفتگو سے حیران ہوتا

دردل اُفتادے مرا بیم و غمے
میرے دل میں خوف اور رنج پیدا ہوتا

تاچہ دوزخ خُوست محمود اے عجب
ہائے تعجب! محمود کی دوزخ خصلت ہے؟

کہ مثل گشت ست درویل و کرب
کہ ہلاکت اور مصائب میں ضرب المثل بن گیا ہے

من[2] ہمی لرزیدمے از بیمِ تُو
میں تیرے ڈر سے لرزتا رہتا

غافل از اکرام واز تعظیمِ تُو
تیرے اکرام اور تعظیم سے غافل تھا

مادرم گُوتا بہ بیند ایں زماں
میری ماں کہاں ہے؟ کہ اب دیکھے

مَر مَرا بر تخت اے شاہِ جہاں
اے شاہ جہاں! مجھے تخت پر

یا پدر گُوتا مرا بیند چنیں
یا باپ کہاں ہے کہ اب دیکھے

خوش نشستہ پہلوئے سُلطانِ دیں
دین کے بادشاہ کے پہلو میں آرام سے بیٹھا ہوا

فقر آں محمودِ تُست اے بے سَعت
اے بے ہمت! فقر، تیرا محمود ہے

طبع از و دائم ہمی ترساندت
طبیعت تجھے اس سے ہمیشہ ڈراتی ہے

گر بدانی رحمِ ایں محمودِ راد
اگر تو اس سخی محمود کا رحم سمجھ لے

خوش بگوئی عاقبت محمود باد
تو خوشی سے کہے گا، بہتر انجام ہو

فقر آں محمود تُست اے نیم دل
اے تھوڑے دل! فقر تیرا محمود ہے

کم شنو زیں مادرِ[3] طبعِ مُضِل
اے گمراہ کرنے والی ماں، طبیعت کی بات نہ سن

چوں شکارِ فقر گردی تو یقیں
جب تو فقر کا شکار ہو جائے گا تو یقیناً

ہمچوں کودک اشک باری یومِ دیں
قیامت کے دن بچے کی طرح آنسو بہائے گا

گرچہ اندر پرورش تن مادرست
اگرچہ جسم پرورش کرنے میں ماں کی طرح ہے

لیک از صد دشمنت دشمن ترست
لیکن تیرے سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے

---

[1] پس پدر۔ میرا باپ میری ماں سے کہتا تھا کہ اس قدر سخت بددعا کیوں دیتی ہے اس سے نرم کوئی بددعا دیا کر۔ کہ بصد۔ سلطان محمود کے ہاتھ میں کسی کا پڑ جانا سیکڑوں تلواروں سے قتل ہونا ہے۔ من زگفت۔ میں دونوں کی باتوں سے حیران ہوتا تھا اور غمگین ہوتا تھا۔ تاچہ۔ ان بددعاؤں سے میں سوچا کرتا تھا سلطان محمود کس قدر ظالم ہے جو تباہی اور بربادی کے لئے ضرب المثل بن گیا ہے۔

[2] من ہمی لرزیدمے۔ میں آپ کے نام سے کانپتا تھا اور آپ کے اکرام اور عظمت عطا کرنے سے غافل تھا۔ آج میرے ماں باپ ہوں تو وہ دیکھیں کہ ان کے خیالات کس قدر غلط تھے فقر اور عدم سے انسان کا ڈرنا ایسا ہی غیر واقعی ہے جیسا کہ ہندو غلام کا سلطان محمود سے ڈرتا تھا۔ خوش بگوئی تو یہ دعا کرے گا کہ خدا کرے میری عاقبت محمود ہو اس کے دونوں معنی ہیں کہ قابل تعریف ہو یا انجام کار ہمیں بھی سلطان محمود میسر آ جائے۔

[3] مادر۔ جس طرح اس لڑکے کی ماں غلط طور پر ڈراتی تھی اسی طرح انسان کی طبیعت انسان کو فقر سے غلط طور پر ڈراتی ہے۔ شکار فقر۔ جب تجھے فقر حاصل ہو جائے گا تو پھر اسی طرح روئے گا جس طرح اپنی پہلی معلومات پر وہ ہندو غلام رویا تھا۔ گرچہ۔ انسان کا جسم، انسان کو اسی طرح پرورش کرتا ہے جس طرح ماں بچے کی پرورش کرتی ہے لیکن وہ انسان کا سو دشمنوں سے زیادہ دشمن ہے۔

تن ۱ چو شد بیمار دار و جُوت کرد
جسم جب بیمار ہوا اس نے تجھے دوا کا جستجو کرنے والا بنا لیا

ور قوی شُد مر ترا طاغوت کرد
اگر قوی ہوا ' تجھے شیطان بنا دیا

چوں زرہ داں این تنِ پُر حَیف را
اس ظالم جسم کو زرہ کی طرح سمجھ

نے شتارا شاید و نے صیف را
نہ جاڑوں کے لائق ہے اور نہ گرمیوں کے

یارِ بَد نیکوست بہرِ صبر را
صبر کے لئے برا دوست اچھا ہے

کہ کشاید صبر کردن صَد را
کہ صبر کرنے کے لئے سینہ کو کھول دیتا ہے

صبرِ مہ باشب مُنوّر دارد ش
چاند کا رات کے ساتھ صبر اس کو منور بنا دیتا ہے

صبرِ گل باخار اَز فردار دش
پھول کا صبر کانٹے کے ساتھ اس کو مہکتا ہوا بنا دیتا ہے

صبرِ ۲ شیر اندر میانِ فرث و خوں
لید اور خون میں دودھ کے صبر نے

کرد اُورا ناعشِ ابنِ اللّبُون
اس کو دودھ پیتے بچے کے لئے زندگی بخشنے والا بنا دیا

صبرِ جُملہ انبیا با مُنکراں
منکروں کے ساتھ انبیاء کے صبر نے

کردشاں خاصِ حق و صاحبقراں
ان کو اللہ تعالیٰ کا خاص اور با اقبال بنا دیا

ہر کہ را بینی یکے جامہ دُرست
تو جس کسی کا لباس اچھا دیکھے

وانکہ اُوآں را بصبر وکسب جُست
سمجھ لے کہ اس نے وہ صبر اور کمائی سے حاصل کی ہے

ہر کرا بینی برہنہ و بینوا
تو جس کو ننگا اور محتاج دیکھے

ہست بر بے صبریِ اُوآں گوا
وہ اس کی بے صبری پر گواہ ہے

ہر ۳ کہ مُستوحش بُود پُر غصہ جاں
جو وحشت زدہ ہو' جان غصہ سے بھری ہوئی ہے

کردہ باشد بادغائی اِقتراں
اس نے دھوکے باز کے ساتھ جوڑ لگایا ہے

صبر اگر کردے ز اُلف آں بیوفا
اگر وہ بے وفا دوستی سے صبر کر لیتا

از فراقِ اُہ نخوردے ایں قفا
اس کی جدائی کا یہ طمانچہ نہ کھاتا

خُوی باحق ساختے چوں انبیں
اللہ کے ساتھ موافقت کرتا جس طرح شہد

بالبَن کہ لَا اُحِبُّ الْاٰفِلِیْن
دودھ کے ساتھ کہ میں غروب کر جانے والوں کو محبوب نہیں رکھتا ہوں

لا جرم تنہا نماندے ہمچناں
لا محالہ ' اس طرح اکیلا نہ رہتا

کاتشے ماندہ براہ از کارواں
جس طرح قافلے سے آگ پیچھے رہ گئی

۱ تن چو شد۔ اگر جسم بیمار ہوتا ہے تو انسان دوا کی تلاش میں پریشان ہوتا ہے اور اگر وہ تندرست ہو تو پھر انسان میں شیطنیت پیدا کر دیتا ہے۔ چون زرہ۔ جس طرح لوہے کی زرہ بدن کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتی ہے اسی طرح جسم انسان کو کسی حالت میں بھی راحت نہیں پہنچاتا ہے۔ یار بد۔ جسم اگرچہ برا ساتھی ہے لیکن اس کے مصائب پر صبر کرو تو پھر اس سے یہ فائدہ اٹھا سکتے ہو۔ صبر مہ۔ کالی رات میں چاند کا صبر اس کو منور کرتا ہے پھول کا کانٹے کے ساتھ صبر اس میں مہک پیدا کرتا ہے۔

۲ صبر۔ دودھ لید اور خون کے درمیان صبر کرتا ہے تو بچہ کو زندگی بخشنے والا بن جاتا ہے۔ ابن اللبون۔ دودھ پیتا بچہ۔ جملہ انبیا تمام انبیاء کے اخروی مراتب صبر کرنے سے بلند ہوئے ہیں۔ ہر کرا۔ دنیاوی منافع بھی صبر سے حاصل ہوتے ہیں انسان کے لباس کی درستگی صبر کے ساتھ کمائی پر لگنے کا نتیجہ ہے اور برہنہ اس کی دلیل ہے کہ وہ محنت پر صبر نہیں کر سکا ہے۔

۳ ہر کہ۔ جو شخص غمگین ہو اس کے بارے میں سمجھ لو کہ اس نے تعلق مع اللہ پر صبر نہیں کیا بلکہ اللہ سے بیوفائی کی اور دغا دینے والی چیز سے تعلق پیدا کیا تھا۔ اقتراں۔ باہمی جڑنا۔ آن بیوفا۔ اگر بیوفائی اپنے لیے وفا سے تعلق نہ پیدا کرتا تو آج غمگین نہ ہوتا۔ خوی۔ وہ خدا سے تعلق پیدا کرتا اور حضرت ابراہیمؑ کی طرح کہہ دیتا کہ مجھے غائب ہو جانے والی چیزوں سے محبت نہیں ہے۔ کاتشے ماندہ۔ روانہ ہو جاتا ہے اور آگ تنہا پڑی رہ جاتی ہے۔

چوں[1] از بے‌صبری قرینِ غیر شُد
جب بے صبری کی وجہ سے غیر کا ساتھی بنا

در فراقش پُر غم و بے خیر شُد
اس کی جدائی کے وقت غمگین اور بے خیر بن گیا

صحبتت چوں ہست زرِ دہ دہی
جبکہ تیری دوستی خالص ہوتا ہے

پیشِ خائن چون امانت می نہی
خیانت کرنے والے کے پاس امانت کیوں رکھتا ہے؟

خوئی با اُو کُن کا مانتہائے تُو
اس سے عادت ڈال کہ تیری امانتیں

ایمن آید از افوال و از عتُو
مفقود ہونے اور نقدی سے محفوظ ہوں

خوئی با او کُن کہ خُورا آفرید
عادت اس سے ڈال میں نے عادت پیدا کی

خویہائی انبیا را پُر و رید
انبیاء کی عادتوں کو پرورش کیا

بُرّہ[2] ہدہی رمہ بازت دہد
تو بکری کا بچہ دیتا ہے وہ گلہ لوٹاتا ہے

پرو رندہ ہر صفت خود ربّ بُود
ہر صفت کا پرورش کرنے والا خود اللہ تعالیٰ ہے

بُرّہ[2] پیشِ گرگ امانت می نہی
گرگ و یوسف را مُفرِ ما ہمر ہی
تو بکری کا بچہ بھیڑیے کے پاس امانت رکھتا ہے
بھیڑیے اور یوسف کو ساتھ رہنے کا حکم نہ دے

گرگ اگر باتو نماید رُو بہی
ہیں مکن باور کہ ناید زُو بہی
بھیڑیا اگر تجھ سے چالاکی برتے
خبردار! یقین نہ کر کیونکہ اس سے بھلائی نہیں آتی ہے

جاہل ار با تو نماید ہمدلی
عاقبت زخمت زند از جاہلی
اگر جاہل تجھ سے دوستی دکھائے
انجام کار جہالت سے تکلیف دے گا

اُہ دو آلت دارد و خنثیٰ بُود
فعل ہر دو بے گماں پیدا شود
وہ دو آلے رکھتا ہے اور ہیجڑا ہے
یقیناً دونوں کا کام ظاہر ہو گا

اُو[3] ذکر را از زناں پنہاں کُند
تا کہ خود را خواہرِ ایشاں کُند
وہ عورتوں سے ذکر چھپاتا ہے
تاکہ اپنے آپ کو ان کی بہن بنائے

شُلّہ از مَرداں بکف پنہاں کُند
تا کہ خود را جنسِ آں مرداں کُند
ہاتھ سے فرج کو مردوں سے چھپاتا ہے
تاکہ اپنے آپ کو مردوں کی جنس بنائے

گفت یزداں زاں کُسِ مکتوم اُو
شُلّہ سازیم بر خر طوم اُو
خدا تعالیٰ نے فرمایا اس کی چھپی ہوئی فرج کو
ہم اس کی ناک پر فرج بنا دیں گے

---

[1] چوں از بے صبری۔ جب انسان اپنے بے صبری سے خدا کے غیر کا ساتھی بنتا ہے تو جب اس سے جدائی ہوتی ہے غمگین ہوتا ہے۔ صحبتت۔ اللہ نے تجھ میں یہ صلاحیت عطا کی تھی کہ تو تعلق مع اللہ پیدا کر سکتا تھا وہ بہت قیمتی چیز ہے کسی خیانت کرنے والے کے پاس اس کو امانت نہ رکھ یعنی اس صلاحیت کو غیر اللہ کے لئے صرف کرے گا تو فائدہ نہ ہوگا اور گویا وہ امانت ضائع ہو جائے گی۔ افوال۔ امانت کا ضائع ہونا غائب ہو جانے سے اور عتو یعنی انکار سے ہوتا ہے۔ خوی۔ جو عادتیں پیدا کرنے والا ہے اور میں نے انبیاء کو بہترین عادتیں اور اخلاق عطا فرمائے انسان کو اس سے تعلق پیدا کرنا چاہیے۔

[2] برہ۔ اللہ تعالیٰ کے پاس امانت کرنے کا یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ تو اس کو بکری کا ایک بچہ دے گا تو وہ بکریوں کا ریوڑ تجھے عطا کر دے گا گرگ۔ اگر اپنی صفات اور صحبت کو تو نے غیر اللہ میں صرف کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بکری کا بچہ بھیڑیے کے پاس امانت میں رکھ دے۔ جاہل۔ نادان کی صحبت کبھی نہ اختیار کر۔ لو دو آلت۔ اللہ اور دین سے جاہل منافق ہوتا ہے اور اس کے دو چہرے اسی طرح ہوتے ہیں جیسا کہ خنثیٰ اس میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء تناسل ہوتے ہیں۔

[3] او۔ خنثیٰ عورتوں میں جاتا ہے تو مرد والے آلہ تناسل کو چھپاتا اور مردوں میں بیٹھتا ہے تو عورتوں والے آلہ تناسل کو چھپاتا ہے۔ شلہ۔ عورت کی شرمگاہ۔ گفت۔ اہل بصیرت اس کے دوغلے پن کو سمجھ جائے گے خدا

ن کو اس کی ایسی علامتیں دکھادے گا جن سے وہ اس کے نفاق کو سمجھ لے گے۔ خرطوم۔ قرآن پاک میں ولید بن مغیرہ کافر کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ ہم اس کی ناک پر داغ لگادیں گے کس۔ عورت کی شرمگاہ۔ خرطوم۔ ہاتھی کی سونڈ

تا کہ بینایانِ مازاں دو دَلال
تاکہ ہمارے بینا ان دو ناز (و انداز) سے

دَر نیایند از فنِ اُو دَر جُوال[1]
اس کے فریب سے دھوکے میں نہ آئیں

حاصل آں کز ہر ذکر ناید نری
خلاصہ یہ ہے کہ ہر مرد میں مردانگی نہیں ہوتی ہے

ہیں ز جاہل ترس گرد انشوری
خبردار! اگر تو عقلمند ہے تو جاہل سے ڈر

دوستیِ جاہلِ شیریں سخن
میٹھی بات والے جاہل کی دوستی (کی باتیں)

کم شنوکاں ہست چوں سمِ کُہن
نہ سن کیونکہ وہ پرانے زہر کی طرح ہیں

جانِ مادر چشمِ رُوشن گویدت
وہ تجھے جان مادر روشن آنکھ کہے

جُز غم و حسرت ازاں نفزویدت
اس سے سوائے غم اور حسرت کے کچھ نہ بڑھے گا

مَر پدر را گویدآں مادر جہار
ماں علی الاعلان باپ سے کہتی ہے

کہ زمکتب بچہ ام شُد بس نزار
کہ مکتب سے میرا بچہ بالکل لاغر ہو گیا

از زنِ دیگر گرش آوردۂ
اگر وہ تیری دوسری بیوی سے ہوتا

بروَے ایں جَور و جفا کم کردۂ
تو اس پر یہ ظلم وستم نہ کرتا

از[2] جُو از تو گر بُدے ایں بچۂ اَم
اگر وہ میرا بچہ تیرے سوا (کسی عورت سے) ہوتا

ایں فشارآں زن بگفتے نیز ہم
وہ عورت بھی یہی بکواس کرتی

ہیں بچہ زیں مادر و تیہایِ اُو
خبردار! اس ماں اور اس کے فسون سے کود (بھاگ)

سیلیے بابا بہاز حلوائے اُو
باپ کا طمانچہ اس کے حلوے سے بہتر ہے

ہست مادر نفس و بابا عقلِ راد
ماں نفس اور دانا عقل باپ ہے

اوّلش تنگی و آخر صد گشاد
اس کی ابتدا تنگی اور آخر سیکڑوں کشادگیاں ہیں

اے دہندہ عقلہا فریا درس
اے عقل عطا کرنے والے مدد کر

تا نخواہی تو نخواہد ہیچ کس
جب تک تو نہ چاہے کوئی شخص نہیں چاہتا

ہم[3] طلب از تُست وہم آں نیکوئی
طلب بھی تیری جانب سے ہے اور نیکی بھی

ما نَعیم اوّل توئی آخر توئی
ہم کیا ہیں؟ اول تو ہے آخر تو ہے

ہم بگو تو ہم تو بشنو ہم تو باش
تو ہی کہہ تو ہی سن تو ہی رہ

ماہمہ لاشَیئم با چندیں تراش
باوجود اس قدر تراش وخراش کے ہم کچھ نہیں ہیں

زیں حوالت رغبت افزا دَر سُجود
اس حوالہ سے سجدہ کرنے میں رغبت بڑھا دے

کاہلیِ جبر مفرست و خُمود
جبر کی کاہلی اور افسردگی نہ بھیج

---

[1] جوال۔ بڑا تھیلا۔ فریب، حاصل۔ جس طرح خفتی۔ مردانگی نہیں رکھ سکتا اسی طرح جاہل کی میٹھی باتیں بھی کام کی نہیں ہیں۔ ہوشیار۔ جاہل کی دوستی کی مثال ماں کی محبت ہے جو بچہ کے لئے مضر ہے وہ جاہل محبت سے تجھے اپنی جان اور اپنی روشن آنکھ کہتا ہے۔ مرد پدر۔ باپ بچہ کو تعلیم کے لئے مکتب بھیجتا ہے تو بچہ کی محبت میں ماں بچہ کے باپ سے لڑتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر یہ بچہ تیری سوتی دوسری بیوی کا ہوتا تو اس پر تو اس قدر ظلم نہ کرتا۔

[2] اگر جز۔ باپ جواب دے دیتا ہے کہ عورتوں کی یہی بے عقلی کی باتیں ہیں اگر یہ بچہ میری کسی دوسری بیوی سے ہوتا تو وہ بھی یہی کہتی جو تو کہہ رہی ہے۔ ہست۔ انسان کے نفس کو ماں اور عقل کو باپ سمجھ۔ اے دہندہ۔ چونکہ نفس کے فریب سے نجات مشکل ہے اس لئے مولانا نے اس کے بیان کے بعد دعا شروع کر دی۔

[3] ہم طلب۔ ہماری طلب تیری توفیق سے ہے اور نیکی بھی تیری توفیق کی وجہ سے ہے۔ ہم ہو۔ قرآن پاک میں ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ۔ (ترجمہ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ چاہے) انسانی افعال سب اللہ کی ایجاد پر موقوف ہیں۔ زیں حوالت۔ اے اللہ ہم نے باتیں تیرے حوالہ کر دیں اور اس سے مقصد یہ ہے کہ تو ہمارے اندر اطاعت و عبادت کی طاقت بڑھا دے اور یہ حوالہ کرنا جبریوں کے عقیدہ کے اعتبار سے نہیں ہے جو انسان کو کاہل اور سست بناتا ہے۔

جبر باشد پرّ و بالِ کاملاں
جبر کاملوں کا پر و بال ہے

جبر ہم زندان و بندِ کاہلاں
جبر ہی کاہلوں کا قید خانہ اور بیڑی ہے

ہمچو آبِ نیل داں ایں جبر را
اس جبر کو نیل کے پانی کی طرح سمجھ

آب مُومن را و خوں مر کافر را
جو مومن کے لئے پانی اور کافر کے لئے خون ہے

بال، بازاں را سُوئے سلطاں برد
شہبازوں کو بازو شاہ کی جانب لے جاتا ہے

بال زاغاں را بگورستاں برد
کوؤں کو بازو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے

باز گرد اکنوں تو در شرحِ عدم
اب تو پھر عدم کی شرح کی طرف لوٹ

کُو چو پاز ہرست و پنداریش سم
کیونکہ وہ تریاق ہے اور تو اس کو زہر سمجھتا ہے

ہمچو[۲] ہندو بچہ ہیں اے خواجہ تاش
اے آقا بھائی! خبردار تو ہندو بچہ کی طرح

رَوز محمودِ عدم تَرساں مباش
چل، عدم کے محمود سے خوفزدہ نہ ہو

از وجودے تَرس کا کنوں درویی
اس وجود سے ڈر جس میں تو اب ہے

آں خیالت لاشی و تو لاشی
تیرا وہ خیال معدوم ہے اور تو (بھی) معدوم ہے

لاشی بر لاشی عاشق شُدست
ایک معدوم، دوسرے معدوم پر عاشق ہو گیا ہے

ہیچ نے مر ہیچ نے را رہ زدست
معدوم نے، معدوم کی رہزنی کی ہے

چوں بروں شُد ایں خیالات از میاں
جب درمیان سے یہ خیالات خارج ہو گئے

گشت نا معقولِ تو بر تو عیاں
تیرا نامعقول، تجھ پر واضح ہو گیا

قَالَ[۳] النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ سَلَّمَ لَیْسَ لِلْمَاضِیْنَ هَمُّ الْمَوْتِ وَاِنَّمَا لَهُمْ حَسْرَتُ الْفَوْتِ

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جانے والوں کو موت کا غم نہیں ہے ان کو فوت کی حسرت ہے

راست فرمود آں سپہدارِ بشر
انسانوں کے سردار نے سچ فرمایا

کہ ہر آنکہ کرد از دنیا گزر
کہ جو دنیا سے گزر گیا

نیستش دردو دریغ و غبنِ موت
اس کو موت کا درد اور افسوس اور نقصان نہیں ہے

لکہ ہستش صد دریغ از بہرِ فوت
بلکہ اس کو فوت پر سیکڑوں افسوس ہیں

نیستش = دنیا سے جو مر کر جائے گا اس کو مرنے کا افسوس نہ ہوگا بلکہ یہ افسوس ہوگا کہ معدوم کے لئے کوشش کیوں کی اور نیک عمل کیوں نہ کیا۔

۱ جبر۔ مولانا کی کئی بار سمجھا چکے ہیں کہ ایک جبر تو اہل سنت کا عقیدہ ہے وہ باعث نجات ہے اور ایک جبر جبریوں کا عقیدہ ہے وہ گمراہی ہے۔ ہمچو۔ جبر محمود بھی ہے اور مذموم بھی اس کی مثال دریائے نیل ہے جو مچھلیوں کے لئے پانی اور قطبیوں کے لئے خون ثابت ہوا۔ بال۔ شہباز کے بازو اس کو شاہ کی طرف لے جاتے ہیں کوؤں کے بازو ان کو مردار کھانے کے لئے قبرستانوں میں لے جاتے ہیں۔ شرح عدم۔ سلطان محمود نے اوپر عدم اور معدوم کے مطلوب ہونے کا ذکر کیا تھا اب پھر اس کی طرف رجوع کیا ہے کہ تو اس کو زہر سمجھتا ہے حالانکہ وہ تریاق ہے۔

۲ ہمچو۔ اس عدم کے معاملہ میں تیری مثال اس ہندو بچے کی سی ہے جو سلطان محمود کے نام سے لرزتا تھا اور وہی اس کے لئے انتہائی شفیق ثابت ہوا۔ لاشی وجود۔ جو اس وقت تیرا وجود ہے دراصل وہ عدم اور معدوم ہے اور یہ خیالات بھی فانی ہیں اور تو بھی فانی ہے تیرا اس وجود پر عاشق ہونا گویا معدوم کا معدوم پر عاشق ہونا ہے۔ چوں بروں شد۔ جب تیرا وجود فنا ہو جائے گا تو تجھے معلوم ہو جائے گا کہ تو کن نامعقول باتوں میں پھنسا ہوا تھا۔

۳ قال النبی۔ اس مضمون کی حدیث تو ثابت نہیں۔ البتہ قرآن پاک میں مذکور ہے کہ کفار مرنے کے بعد مرنے پر افسوس نہ کریں گے کیونکہ ان کو معلوم ہو جائے گا وجود فانی کا فوت ہو جانا رنج کی بات نہیں ہے بلکہ اعمال صالحہ جن کو وہ معدوم سمجھتے تھے ان کے نہ کرنے پر افسوس کریں گے۔

لَیسَ لِلمَاضِینَ هَمُّ المَوت گفت
فرمایا جانے والوں کو موت کا رنج نہیں ہے

لیک شاں با حسرتِ فوت اُفتہ اند
لیکن وہ فوت کی حسرت سے وابستہ ہیں

کہ چرا قبلہ نکردم مَرگ را
کہ ہم نے موت کو قبلہ کیوں نہ بنایا؟

مخزنِ ہر دولت و ہر برگ را
ہر دولت اور ہر سامان کے خزانے کو

قبلہ کردم من ہمہ عمر از حَول
ہم نے بھینگے پن سے تمام عمر قبلہ بنایا

آں خیالاتے کہ گم شُد در اجل
ان خیالات کو جو موت میں گم ہو گئے

حسرتِ آں مُردگاں از مَرگ نیست
ان مردوں کی حسرت موت پر نہیں ہے

زانست کاندر نقشہا کردیم ایست
اس سے ہے کہ ہم نے نقوش (خیال) میں بسر کی

ماندیدیم اینکہ ایں نقش ست و کف
ہم نے یہ سو دیکھا کہ یہ نقش اور جھاگ ہے

کف ز دریا جُستہ ویا بد علف
جھاگ دریا سے ملتے ہیں اور غذا پاتے ہیں

چونکہ بحر افگند کفہا را بیر
جب سمندر نے جھاگوں کو خشکی پر پھینک دیا

رَو بگورستاں رواں کفہا نگر
جا بہتے جھاگوں کو قبرستان میں رکھ

پس بگو کو جنبش و جولان تان
پھر کہہ کہ تمہاری جنبش اور جولانی کہاں ہے؟

بحرِ افگندست در بحران تاں
سمندر نے تمہیں خیر میں مبتلا کر دیا ہے

تا بگویندت ۲ یلب نے بل بحال
تا کہ وہ تجھ سے کہیں ہونٹ سے نہیں، بلکہ بحال سے

کہ ز دریا گن نہ ازما ایں سوال
کہ یہ سوال ہم سے نہیں، دریا سے کر

نقش چوں کف کے بجنبد بے موج
نقش جھاگ کی طرح بغیر موج کے کب حرکت کرتا ہے

خاک بے بادے کجا آید باوج
خاک بغیر کسی ہوا کے بلندی پر کب پہنچتی ہے

چوں ۳ غُبارِ نقش دیدی بادبیں
جبکہ تو نے نقش کا غبار دیکھا ہے، ہوا کو دیکھ

کف چو دیدی قلزمِ ایجاد بیں
جب تو نے جھاگ کو دیکھا ہے ایجاد کے سمندر کو دیکھ

ہیں بہ بیں کز تو نظر آید بکار
خبردار! نظر کر، تیرا نظر کرنا کام آئے گا

باقیت شحم و لحم پُود و تار
تیرا باقی جسم چربی اور گوشت اور تانا بانا ہے

شحمِ تو در شمعہا نفرو تاب
تیری چربی نے شعلوں میں روشنی نہیں بڑھائی

لحمِ تو مخمور رانا مَد کباب
تیرا گوشت، مخمور کے لئے کباب نہ بنا

دَر گداز ایں جُملہ تن را در بصر
نظر میں اس تمام جسم کو پگھلا دے

در نظر رَو، در نظر رَو، نظر
نظر میں جا، نظر میں جا، نظر میں

۱ مخزن۔ المَوتُ جِسرٌ یوصِلُ الحَبیبَ اِلَی الحَبیب۔ موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہنچا دیتا ہے خیالاتے۔ موت کے بعد معلوم ہوگا کہ دنیاوی تمام خیالات لا حاصل تھے۔ نقشہا۔ زندگی عالم آخرت میں ہے دیدیم: چیزیں بے روح تصاویر ہیں۔ ماندیدیم۔ افسوس یہ ہوگا کہ ہم دنیاوی چیزوں کو تصویر بے روح اور فانی جھاگ کیوں سمجھے تھے۔ کف۔ جھاگ خود بے حقیقت چیز ہے اس کی حرکت اور بقا محض دریا کی وجہ سے ہے جب وہ خشکی میں جا پڑے تو بالکل بے حس و حرکت ہیں۔

۲ تا بگویندت۔ وہ حباب اور کف دریا جواب دینگے چونکہ وہ بالکل مردہ ہیں۔ ان کی زبان قال نہیں ہے اس لئے زبان حال سے جواب دیں گے کہ ہمارے اصل تو دریا ہے اس سے سوال اصل تو دریا ہے اس سے سوال و جواب کر۔ نقش۔ عالم امکان بغیر بحر وحدت کی موج کے کب حرکت کر سکتا ہے عالم امکان خاک وہ بغیر ارادۂ خداوندی کی ہوا کے وجود اور بلندی کب حاصل کر سکتا ہے۔

۳ چوں غبار۔ عالم امکان کو دیکھنے کے بعد نظر توحیدی پیدا کر یہ نظر توحیدی تیرے کام آئے گی۔ باقی تیرا تانا بانا گوشت و پوست سب بیکار ہے نہ دنیا میں کارآمد نہ آخرت میں نہ تیری چربی سے شمع بنتی ہیں نہ تیرے گوشت کے کباب بنتے ہیں۔ در گداز۔ جبکہ تیرے اندر اصلی نظر توحیدی اور روح کا تعلق ہے اور معلوم ہو گیا کہ جسم مقابلۃً بیکار چیز ہے تو مجاہدوں کے ذریعہ جسم کو نظر کے حاصل کرنے میں پگھلا دے۔

یک[1] نظر دو گز همی بیند ز راه
ایک نظر ہے جو راستے کے دو گز دیکھتی ہے

یک نظر دو کون دید در ہی شاہ
ایک نظر ہے جس نے دونوں جہان اور شاہ کا چہرہ دکھا

درمیانِ ایں دو فرقِ بیشمار
ان دونوں میں لاتعداد فرق ہے

سرمہ جو وَاللّٰہ اَعْلَمُ بِالسِّرَارْ
سرمہ کی تلاش کر اور اللہ غیب کا جاننے والا ہے

چوں شنیدی شرح بحرِ نیستی
جب تو نے عدم کے سمندر کی شرح سن لی

کوش دایم تا دریں بحرا ایستی
ہمیشہ کوشش کرتا کہ تو اس سمندر میں ٹھہر جائے

چونکہ[2] اصلِ کارگاہ ایں نیستی ست
چونکہ اصل کارخانہ یہ عدم ہے

کہ خلا و بے نشانست و تہی ست
جو کہ خلا اور بے نشاں اور خالی ہے

جملہ اُستاداں پئے اظہارِ کار
تمام استاد کاریگری کے اظہار کے لئے

نیستی جویند و جایِ اِنکسار
عدم اور شکست کی جگہ کے جویاں ہیں

لاجرم اُستادِ اُستاداں صَمَدَ
لا محالہ استادوں کا استاد خدا

کارگاہش نیستی و لَا بُوَد
اس کا کارخانہ نیستی اور عدم ہو گا

ہر کجا ایں نیستی افزوں تَرست
جہاں کہیں یہ عدم بہت زیادہ ہے

کارِ حق و کارگاہش آں سَرست
اللہ کی کاریگری اور کارخانہ اس جانب ہے

نیستی چوں ہست بالائیں طبق
فنا ' چونکہ بالائی طبقہ ہے

برہمہ بُردند در ویشاں سَبَق
درویش سب پر سبقت لے گئے

خاصہ درویشے کہ شُد بے جسم و مال
خصوصاً وہ درویش جو بے جسم اور بے مال بن گیا

کار فقرِ جسم دارد نے سُوال
اعتبار جسمی فقر رکھتا ہے ' نہ کہ سوال

سائل[3] آں باشد کہ مالِ اُو گداخت
قانع آں باشد کہ جسمِ خویش باخت

سوال وہ ہو گا جس کا مال ضائع ہو گیا ہو
قانع وہ ہو گا جس نے اپنے جسم کو ہار دیا

پس زدرد اکنوں شکایت بَر مدار
کُوست سُوئے نیست ایسے را ہوار

تو اب درد کی شکایت کا اظہار نہ کر
کیونکہ وہ فنا کی جانب تیز رفتار گھوڑا ہے

ایں قدر گفتیم و باقی فکر کُن
فکر اگر جامد بُوَد رَو ذکر کُن

ہم نے اس قدر کہہ دیا اور باقی تو سوچ
فکر اگر افسردہ ہو ' جا ذکر کر

---

[1] یک نظر۔ تاثر سے موثر کی طرف نظر کرنے کے دو درجے ہیں ایک۔ بدن سے روح پر نظر کرنا دوسرا روح سے موثر حقیقی کی طرف نظر کرنا ہے ہمارا مقصود دوسرا درجہ ہے پہلا درجہ نہیں ہے۔ ان دونوں نظروں میں بہت فرق ہے۔ چوں شنیدی۔ اب پھر عدم اور نیستی کی خوبیوں کا بیان شروع فرمایا ہے۔ بحرِ نیستی۔ یعنی عالم ارواح چونکہ دونظروں میں معدوم ہے۔

[2] چونکہ۔ ہر کاریگر معدوم کو اپنی کاریگری سے وجود میں لاتا ہے قدرت کی کاریگری بھی معدوم ہی کو موجود کرتی ہے جو بالکل خلا اور بے نشان اور خالی ہے۔ صمد۔ یعنی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ لا۔ معدوم۔ ہر کجا۔ جہاں نیستی زیادہ ہو گی وہاں اللہ تعالیٰ کی کاریگری زیادہ ظہور پذیر ہو گی۔ بالائیں طبق۔ نیستی چونکہ ایک اعلیٰ مقام ہے اور عموماً درویشوں کو حاصل ہے لہٰذا وہ سب سے سبقت لے گئے ہیں خصوصاً وہ درویش جس نے جسم کو بھی لٹا دیا ہو اور مال کو بھی کار فقر جسم اصل فقیری جسمانی فقر ہے کہ انسان جسم کو گھلا دے نہ کہ بھیک مانگنا۔

[3] سائل۔ بھکاری وہ بنتا ہے جس کا صرف مال گھلا ہو جس شخص نے جسم کو گھلا دیا وہ قانع اور صابر ہوتا ہے کبھی سائل نہیں بنتا۔ حد۔ مال کا ہو یا جسمانی درد اس کا شکوہ نہ کر کیونکہ وہ نیستی کے اعلیٰ مقام تک تجھے پہنچا دے گا۔ اس قدر۔ نیستی نیستی اور ترک کے جو فضائل میں نے بیان کئے ہیں ان کے علاوہ فضائل پر تو غور کر لے اور فکر و غور کو بیدار کرنے کا طریقہ ذکر اللہ ہے۔ ذکر۔ ذکر کو بیدار کرتا ہے اور وہی کام کرتا ہے جو شخص مرنے ہونے کے لئے سوچ کرتا ہے۔

ذِکر آرد فِکر را در ہمتراز
ذکر، فکر کو حرکت میں لے آتا ہے

ذِکر را خورشیدایں افسردہ ساز
ذکر کو اس ٹھٹھرے ہوئے کا سورج بنا دے

اصل[1] خود جذبست لیک ایخواجہ تاش
اصل خود کشش ہے، لیکن اے آقا بھائی!

کار کُن موقوفِ آں جذبہ مباش
کام کر، اس کشش پر موقوف نہ رہ

زانکہ ترکِ کار چوں نازے بُود
چونکہ عمل کا ترک کرنا، ناز ہوتا ہے

ناز کے در خوردِ جانبازے بُود
ناز، جانباز کے مناسب کب ہوتا ہے؟

نے قبول اندیش نے رَدائے غُلام
اے لڑکے! نہ قبولیت کو سوچ نہ رد کو

اَمر را و نہی را می بیں مُدام
ہمیشہ امر اور نہی کو دیکھتا رہ

مُرغ[2] جذبہ ناگہاں پرّد ز عُش
جذب کا پرند، اچانک گھونسلے سے اڑے گا

چوں بدیدی صبح شمع آنگہ بکُش
جب تو صبح کو دیکھ لے تب شمع بجھا دے

چشمہا چوں شد گزارہ نورِ اُوست
جب آنکھیں کھل گئیں، اس کا نور ہے

مغز ہا می بیند اُو در عینِ پُوست
وہ بعینہ چھلکے میں گودوں کو دیکھ لیتا ہے

بیند اندار ذرّہ خورشید بقا
وہ بقا کے سورج کو ذرے میں دیکھ لیتا ہے

بیند اندر قطرۂ کل بحر را
سب سمندر کو ایک قطرے میں دیکھ لیتا ہے

بارِ دیگر رجوع کردن بقصۂ آں صوفی و قاضی

صوفی اور قاضی کے قصے کی جانب دوبارہ واپسی

گفت[3] صوفی در قصاصِ یک قفا
صوفی نے کہا ایک طمانچہ کے بدلے میں

سر نشاید باد دادن از عمی
اندھے پن سے سر نہ گنوانا چاہیے

خرقۂ تسلیم اندر گردنم
تسلیم کا خرقہ میری گردن میں ہے

برمن آساں کرد سیلی خوردنم
جس نے طمانچہ مجھ پر آسان کر دیا ہے

دید صوفی خصمِ خودرا سخت زار
صوفی نے اپنے مخالف کو سخت کمزور دیکھا

گفت اگر مشتش زنم من خصم وار
سوچا اگر میں اس کے مخالفانہ گھونسا ماردوں

اُو بہ یک مشتم بریزد چوں رصاص
وہ میرے ایک گھونسے سے رنگ کی طرح بکھر جائے گا

شاہ فرماید مرا زجر و قِصاص
شاہ میرے اوپر تنبیہ اور بدلے کا حکم فرما دے گا

خیمہ ویرانست و بشکستہ وَتد
خیمہ ویران ہے اور کھونٹی ٹوٹ گئی

اُو بہانہ می کُند تا در فتد
وہ بہانہ ڈھونڈتا ہے تاکہ گر پڑے

---

[1] اصل۔ محض ذکر و عبادت سے قرب میسر نہیں آتا جب تک اللہ کی جانب سے جذب و کشش نہ ہو لیکن انسان کو عبادت اور ذکر میں مشغول رہنا چاہیے جذب کے انتظار میں نہ بیٹھنا چاہیے۔ زانکہ محنت کو چھوڑنا ناز دکھاتا ہے جو عاشق جانباز کے لئے کسی طرح مناسب نہیں ہے۔ نے قبول۔ بندہ کا کام بندگی ہے اس کو مقبول ہونے یا مردود ہونے میں نہ پڑنا چاہئے جو خدا کے احکام ہیں ان کی پابندی کرنی چاہیے۔

[2] مُرغ۔ جب تو برابر مجاہدہ کے لئے جائے گا تو جذب اپنے مقام سے اڑ کر تیرے پاس آجائے گا پھر اس قدر مجاہدوں کی ضرورت نہ رہے گی جذب صبح ہے اور مجاہدے شمع ہیں صبح کو شمع کی ضرورت نہیں رہتی۔ چشمہا۔ جب بندہ نوافل کے ذریعہ تقرب حاصل کر لیتا ہے تو پھر اس کے افعال حضرت حق تعالیٰ کی طرف منسوب ہو جاتے ہیں۔ بیند۔ اس کو کائنات کے ہر ذرہ میں حق کا مشاہدہ نصیب ہو جاتا ہے۔

[3] گفت صوفی۔ صوفی نیدل میں سوچا کہ اگر میں اس بیمار کے طمانچہ مار دوں گا تو قصاص میں میرا سر کاٹ لیا جائے گا۔ تسلیم یعنی قضا خداوندی سے جو بات پیش آئے اس پر سر تسلیم خم کر دینا پھر قاضی کے پاس اس لئے لے گیا تا کہ کچھ تنبیہ ہو اور دوسرے صوفیوں پر وہ ظلم نہ کرے۔ رصاص۔ رانگ۔ خیمہ۔ اس بیمار کی حالت بوسیدہ خیمہ کی سی ہے جو ہوا کے ایک جھونکے سے گر جائے گا۔ وتد۔ کھونٹا جس سے خیمہ کی رسیاں باندھتے ہیں۔

بہر[1] ایں مُردہ دریغ آید دریغ
افسوس پر افسوس ہو گا اس مردے کی وجہ سے

کہ قصاصم اُفتد اندر زیرِ تیغ
کہ مجھ پر تلوار کے نیچے قصاص واقع ہو

چوں نمیتانست کف بر خصم زد
جب وہ مخالف پر ہاتھ نہ مار سکا

عزمش آں شُد کش سُوئے قاضی بَرد
اس کا ارادہ ہوا کہ اس کو قاضی کی جانب لے جائے

کہ ترازوئے حق ست وکیلِ اُو
کیونکہ وہ حق کی ترازو اور پیمانہ ہے

زاں سُوئے حق ست دائم میلِ اُو
اسی لئے ہمیشہ اس کا جھکاؤ حق کی طرف ہے

مخلص ست از مکرِ دیو و حیلہ اَش
شیطان کے مکر اور اس کے حیلہ سے خلاصی کا سبب ہے

مامن ست از قیدِ دیو و قیلہ اَش
شیطان کی قید اور اس کے قول سے امن کا سبب ہے

ہست اُو مقراضِ اُحقاد جدال
وہ کینوں اور لڑائی کی قینچی ہے

قاطعِ جنگِ دو خصم و قیل و قال
دو مخالفوں کی جنگ اور سوال و جواب کو قطع کرنے والا ہے

دیو[2] در شیشہ کُند افسُونِ اُو
اس کا منتر، بھوت کو شیشی میں اتار لیتا ہے

فتنہ ہا ساکن کُند قانونِ اُو
اس کا قانون فتنے کو ساکن کر دیتا ہے

چوں ترازو دید خصمِ پُر طمع
جب لالچی مخالف نے ترازو دیکھی

سرکشی بگذار دو گردد تبع
سرکشی چھوڑ دیتا ہے اور تابع بن جاتا ہے

ور ترازو نیست گرا فزون دہیش
اور اگر ترازو نہیں ہے اگر تو اس کو زیادہ دے

از قسم راضی نگردد آ کہیش
اس کی چالاکی قسم سے راضی نہ ہوگی

کے شود راضی ز تو طبعِ تہیش
اس کی کھوکھلی طبیعت کب تجھ سے راضی ہوگی

از پئے بے دانشی و ابلہیش
اس کی بیوقوفی اور بے عقلی کی وجہ سے

ہست[3] قاضی رحمت و دفعِ ستیز
قاضی رحمت اور لڑائی کا دفعیہ ہے

قطرہ از بحرِ عدلِ رُست خیز
قیامت کے انصاف کے سمندر کا ایک قطرہ ہے

قطرہ گرچہ خُرد و کوتہ پا بُوَد
قطرہ اگرچہ چھوٹا اور کم رفتار ہوتا ہے

لُطفِ آبِ بحر ازُو پیدا بُوَد
اس سے سمندر کے پانی کی لطافت ظاہر ہو جاتی ہے

از غبار ار پاک داری کلّہ را
اگر تو کلہ کو غبار سے صاف رکھے

تو زیک قطرہ بہ بینی دَجلہ رَا
تو ایک قطرے سے دجلہ کو دیکھ لے

جُزوہا بر حالِ کُلہا شاہدست
اجزاء مجموعوں کے حال پر گواہ ہیں

چوں شفق غمازِ خورشید آمدست
جس طرح شفق، سورج کی غماز بنی ہے

[1] بہر ایں۔ یہ بیمار جو مردے کی طرح ہے اس کے بدلے میں سر کٹوانا مناسب نہیں ہے کہ ترا۔ قاضی کا کام یہ ہے کہ وہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت کرے کسی کو کسی کا حق نہ مارنے دے۔ مخلص۔ شیطان غاصب کو جو حیلہ و مکر سکھاتا ہے قاضی کا فیصلہ اس کو ختم کر دیتا ہے۔ ہست او۔ مدعی اور مدعی علیہ کی جنگ و جدل اور بحث و تمحیص قاضی کے فیصلہ کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔

[2] دیو۔ جو فریق شیطنت پر آمادہ ہوتا ہے قاضی کے فیصلہ کے بعد اس کی شیطنت ختم ہو جاتی ہے۔ چون ترازو۔ جبکہ قاضی ترازو ہے تو اس میں ترازو کے اوصاف ہیں جب کوئی شخص حصہ سے زیادہ لینے کا خواہشمند ہوتا ہے تو ترازو کو دیکھ کر اس کی یہ تمنا ختم ہو جاتی ہے اگر ترازو نہ ہو اور دوسرا فریق قسمیں بھی کھائے تو یہ شخص راضی نہیں ہوتا ہے۔

[3] ہست۔ قاضی قیامت کے دن کے عدل کا ایک نمونہ ہے۔ قطرہ۔ قطرے سے دریا کے پانی کا مزہ معلوم ہو جاتا ہے۔ گو تہ پا۔ قطرے میں وہ روانی نہیں جو دریا میں ہوتی ہے۔ از غبار۔ اگر تو قطرے میں سمندر کے جلوے دیکھنے چاہتا ہے تو اکل حلال کی عادت ڈال۔ جزوہا۔ اجزاء کل پر اسی طرح دلالت کرتے ہیں جس طرح شفق سورج کے وجود کا پتہ دیتی ہے۔

آں قسم بر جسم احمدؐ راند حق — آنچہ فرمودہ کلا والشفق
وہ قسم اللہ تعالیٰ نے احمدؐ کے جسم پر جاری فرمائی ہے — جو یہ فرمایا ہے کلا والشفق

مور بر دانہ چرا لرزاں بُدے — گر ازاں یک دانہ خرمن در بُدے
چیونٹی دانہ کے بارے میں کیوں لرزتی؟ — اگر اس دانہ کی بجائے، کھلیان میں ہوتی

بر سرِ حرف آ کہ صوفی بیدل ست — در مکافاتِ جزا مستعجل ست
مطلب پر آ جا، کیونکہ صوفی بے دل ہے — بدلہ لینے میں جلد بازی کرنے والا ہے

اے تو کردہ ظلمہا چوں خوشدلی — از تقضائے مکاف غافلی
اے وہ کہ تو نے بہت ظلم کئے ہیں کیونکہ خوشدل ہے — بدلے کے تقاضے سے تو غافل ہے

یا فراموشت شد ست آں کردہات — کہ فرو آویخت غفلت پردہات
یا وہ کرتوت تو بھول گیا — کہ غفلت نے تیرے اوپر پردے لٹکا دیئے ہیں

گر نہ[۳] خصمیہاستے اندر قفات — جرمِ گردوں رشک بردے بر صفات
اگر تیرے پیچھے دشمنیاں نہ ہوتیں — تیری صفائی پر آسمان کا جسم رشک کرتا

لیک مجسوی بر آں حقوق — اندک اندک عذر میخواہ از عقوق
لیکن تو ان حقوق کی وجہ سے مقید ہے — نافرمانی سے تھوڑی تھوڑی معافی چاہ لے

تا یکیبارت نگیرد محتسب — آبِ خود روشن کن اکنواں یا مُحب
تاکہ تجھے محتسب یکبارگی نہ پکڑ لے — اے پیارے اپنے پانی کو صاف کر لے

رفتنِ صوفی سوئے سیلی زنش و بردن او را بقاضی
صوفی کا اپنے طمانچہ مارنے والے کی جانب جانا اور اس کو قاضی کے یہاں لے جانا

رفت[۳] صوفی سوئے آں سیلی زنش — دست زد چوں مدعی بر دامنش
صوفی اپنے اس طمانچہ مارنے والے کی جانب روانہ ہوا — مدعی کی طرح اس کے دامن پر ہاتھ مارا

اندر آوردش بر قاضی کشاں — کایں خرِ لوبار را بر خر نشاں
اس کو قاضی کے پاس کھینچتا ہوا لایا — کہ اس خواست کے گدھے کو گدھے پر بٹھا

یا ز خم دُرّہ اورا دہ جزا — آنچنانکہ رائی تو بیند سزا
یا دُرّے کی مار سے اس کو سزا دے — جس طرح تیری رائے مناسب سمجھے

کانکہ از زخمِ تو مرد در دمار — بر تو تاواں نیست باشد آں جبار
کیونکہ جو شخص تیری مار سے سزا پانے میں مر جائے — تجھ پر تاوان نہیں ہے، وہ (خون) معاف ہو گا

---

۱ آں قسم۔ قرآن پاک میں ہے فلا اقسم بالشفق میں قسم کھاتا ہوں شفق کی مولانا نے شفق سے آنحضورؐ کا جسم اطہر مراد لیا ہے جو کہ روح اقدس کا مظہر ہے۔ مور۔ چیونٹی دانہ کے گم ہونے پر لرزتی ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ اس نے دانہ سے خوشی کو نہیں پہچانا۔ انسان بھی اگر ممکنات کے ذریعہ واجب کو پہچان لے تو کبھی کسی ممکن کے فوت ہونے سے نہ لرزے۔ بر سر۔ پھر صوفی کے قصہ کی طرف رجوع کیا ہے۔ مستعجل۔ جلدی میں مبتلا۔ مکافات۔ مکافات، جلد کرنا۔ کاٹنا ہے۔

۲ گر نہ خصمیہا۔ اگر انسان اگر انسان مظالم سے پاک وصاف ہو تو اس کا دل آسمان سے بھی زیادہ منور ہو۔ محجوبی۔ یعنی تاریکیوں میں متغیر عقوق۔ نافرمانی۔ محتسب۔ یعنی محاسب حقیقی۔ آب۔ نیک عمل سے کنایہ ہے۔

۳ رفت۔ صوفی طمانچہ مارنے والے کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے گیا۔ بر خر نشاں۔ رسوا کرنے کے لئے مجرم کو گدھے پر بٹھا کر گھمایا جاتا تھا۔ دُرّہ۔ مجرم کو کوڑے کی سزا دی جاتی ہے۔ کانکہ۔ اگر کوئی مجرم سزا کے دوران تعزیر کی زیادتی کے مر جائے تو قاضی پر تاوان نہیں آتا ہے۔

کانکہ[1] از زجرِ تو بیند مرگِ خویش — فارغ از دوزخ رود تا خُلد پیش

جو تیری سزا سے اپنی موت دیکھے — دوزخ سے بچ کر آگے جنت تک چلا جائے گا

در حد و تعزیرِ قاضی ہر کہ مُرد — نیست بر قاضی ضماں کو نیست خُرد

قاضی کی حد اور تعزیر میں جو مرا — قاضی پر ضمان نہیں ہے کیونکہ وہ چھوٹا (آدمی) نہیں ہے

نائبِ حق ست و سایہ عدلِ حق — آئینہ ہر مستحق و مستحق

اللہ کا نائب اور اللہ کے انصاف کا سایہ ہے — وہ ہر مدعی اور مدعی علیہ کا آئینہ ہے

کو ادب از بہرِ مظلومے کند — نے برائے عرض و خشم و دخلِ خود

کیونکہ وہ مظلوم کی خاطر سزا دیتا ہے — نہ یہ کہ مال اور غصہ اور اپنی آمدنی کے لئے

چوں برائے حق و روزِ آجل ست — گر خطائی شُد دیت بر عاقلست

جبکہ اللہ اور قیامت کے لئے ہے — اگر غلطی ہوئی، عاقلہ پر دیت ہے

عاقلہ[2] اُو کیست دانی ہست حق — سُوئے بیت المال برگرداں ورق

اس کے عاقلہ کون ہیں؟ تو جانتا ہے، اللہ ہے — بیت المال کی جانب ورق پلٹ

آنکہ بہرِ خود زند اُو ضامن ست — آنکہ بہرِ حق زند اُو آمن ست

جو اپنے لئے مارے وہ ضامن ہے — جو اللہ تعالیٰ کے لئے مارے وہ محفوظ ہے

گر پدر زد مر پسر را اُو بمُرد — آں پدر را خونبہا باید شمُرد

اگر باپ نے بیٹے کو مارا، وہ مر گیا — اس بات کو خونبہا شمار کر دینا چاہیے

زانکہ اُورا بہرِ کار خویش زد — خدمتِ اُو ہست واجب بر وَلَد

کیونکہ اس نے اپنے معاملہ کے لئے مارا — اس کی خدمت، لڑکے پر واجب ہے

چوں[3] مُعلِّم زد صبی راشد تلف — بر مُعلِّم نیست چیزے لا تخَف

جب استاد نے بچہ کا مارا اور وہ مر گیا — استاد پر کچھ نہیں ہے، تو نہ ڈر

کاں مُعلِّم نائب اُفتاد واَیں — ہر اَمیں را ہست حُکمش ہمچنیں

وہ استاد نائب اور امین واقع ہوا ہے — ہر امین کا حکم اسی طرح ہے

نیست واجب خدمتِ اُستا برو — پس بزجوش نبُود اُستا کار جُو

استاد کی خدمت اس پر واجب نہیں ہے — تو اس کے مارنے میں استاد کام طالب نہیں ہے

---

[1] کانکہ۔ بعض علماء کے نزدیک حد شرعی جاری ہونے سے گناہ معاف ہو جاتا ہے اور مجرم معصوم بن کر جنت میں چلا جاتا ہے۔ نیست خُرد۔ قاضی معمولی شخصیت نہیں ہے وہ خدا کا قائم مقام ہے۔ مستحق۔ صیغہ اسم فاعل مدعی۔ مستحق۔ صیغہ اسم مفعول مدعی علیہ۔ کو اب۔ قاضی جو سزا دے رہا ہے اس میں اپنی کوئی ذاتی غرض نہیں ہے بلکہ وہ مظلوم کے لئے سزا دیتا ہے۔ چوں۔ مجرم کے مر جانے پر کسی طرح کا ضمان نہ ہونا تو جب تھا کہ سزا قاعدہ کے موافق دی جا رہی ہو لیکن اگر سزا میں کوئی زیادتی ہو اور مر جائے تو اب اس کا بیان ہے۔ روز آجل۔ قیامت کا دن

[2] عاقلہ۔ اگر قاتل نے خطا قتل کے عصبات پر آتی ہے۔ جن کو عاقلہ کہا جاتا ہے قاضی نے جو سزا دی تھی وہ کسی ذاتی غرض پر مبنی نہ تھی بلکہ خدا کے لئے تھی لہٰذا اس کی غلطی سے اگر مجرم مرا تو اس کی دیت قاضی کے عاقلہ پر آئے گی اس کا عاقلہ اللہ تعالیٰ ہے۔ برگرداں ورق۔ بیت المال کے مسائل کتابوں میں دیکھو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ایسے شخص کی دیت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔ امین۔ قاضی بہرحال دیت سے بچ گیا خواہ دیت بیت المال سے ادا کر دی گئی۔ گر پدر۔ باپ بیٹے کو خدمت نہ کرنے پر مارتا ہے لہٰذا باپ پر بیٹے کا خونبہا واجب ہے۔

[3] چوں معلم۔ استاد کی شاگرد کو مارنے میں کوئی ذاتی غرض نہیں لہٰذا وہ خونبہا سے بری ہے۔ استاد بچہ کو بچہ کے مفاد میں مارتا ہے شاگرد پر استاد کی خدمت واجب نہیں ہے کہ مارنا اس کے مطالبہ میں سمجھا جا سکتا باپ کی خدمت بیٹے پر واجب ہے اس کا مارنا خدمت کے مطالبہ کی وجہ سے ہے یا امام ابوحنیفہ کا مرجوح قول ہے صاحبین کے نزدیک باپ پر خونبہا واجب نہیں ہے۔

وَر پدر زد از برائے خود زدست
اگر باپ نے مارا تو اپنے لئے مارا ہے

لا جَرم از خونبہا دادن نرَست
لا محالہ خونبہا دینے سے نہ چھوٹا

پَس اِ خودی راسَر ببُر با ذوالفقار
تو ذوالفقار سے خود یکا سر کاٹ دے

بیخودے شَو فانی و درویش وار
درویش کی طرح بے خود اور فانی بن جا

چوں شُدی بیخود ہر انچہ تو کُنی
جب تو بے خود ہو گیا جو کچھ تو کرے گا

مَا رَمَیتَ اِذ رَمَیتَ ایمنی
جب تو نے پھینکا تو نے نہ پھینکا تو محفوظ ہے

آں ضَماں بر حق بُوَد نے بر اَمیں
وہ تاوان اللہ پر ہو گا نہ امانت دار پر

ہست تفصیلش بفقہ اندر ببیں
اس کی تفصیل فقہ میں ہے ' دیکھ لے

ہر دُکانے راست سَوداَئے دگر
ہر دکان میں ایک دوسرا سودا ہے

مَثنوی دُکانِ فقرست اے پسر
اے بیٹا! مثنوی فقر کی دکان ہے

دَر دکانِ کفش گر چرمست خوب
موچی کی دکان میں اچھا چمڑا ہے

قالَبُ کفشست اگر بینی تو چوب
اگر تو نے لکڑی دیکھی تو جوتے کا فرمہ ہے

پیشِ قزازاں ۲ خَزاد کن بُوَد
ریشمیں کپڑا فروشوں کے سامنے ریشمی کالا کپڑا ہو گا

بہرِ گز باشد اگر آہن بُوَد
اگر لوہا ہو گا تو گز کے لئے ہو گا

مثنوی مادُکانِ وحدت ست
ہماری مثنوی وحدت کی دکان ہے

غیر واحد ہر چہ بینی آں بُت ست
واحد کے علاوہ کچھ دیکھے وہ بت ہے

بُت ستودن بہرِ دام علمہ را
بت کی تعریف کرنا عوام کے جال کے لئے

ہمچناں داں کَالغَرانِیقُ العُلیٰ
ایسا سمجھ جس طرح کَالغَرانِیقُ العُلیٰ کا قصہ

خواندش در سورۂ وَالنجم زود
اس کو سورۂ والنجم میں جلدی سے پڑھ دیا

لیک آں فتنہ بُد از سُورہ نبُود
لیکن وہ آزمائش تھی ' سورت میں سے نہ تھا

جملہ ۳ کفار آں زماں ساجد شُدند
اس وقت سب کافر سجدہ کرنے والے بن گئے

ہم سِرے بُود آنکہ سَر بر دَر زوند
راز بھی تھا کہ انہوں نے در پر سر رکھ دیا

بعد ازاں حرفیست پیچا پیچ و دُور
اس کے بعد پچ در پچ حرف ہے

باسلیماں باش و دیواں را مشور
حضرت سلیمان کے ساتھ رہ شیطانوں کی شورش میں مبتلا نہ کر

---

۱ پس۔ جب معلوم ہوا کہ اگر مارنے میں خودی اور اپنی غرض نہ ہو تو خون بھی معاف ہے۔ لہٰذا خودی کو ختم کر دے۔ چوں خودی۔ جب تو خودی چھوڑ کر فانی بن جائے گا تیرا انسان اپنا فعل نہ ہے گا۔ ہر دکانے۔ مثنوی میں فقہی مسائل بیان کرنا مقصود نہیں ہیں اسی لئے ہم نے دیت اور بیت المال کے مسائل کے لئے فقہ کی کتابوں کا حوالہ دیدیا ہے۔ مثنوی میں اصل مقصد توحید کا بیان ہے۔ در دکان۔ موچی کی دکان میں اصل مقصود چمڑا ہے اگر تو لکڑی کے ٹکڑے دیکھے گا تو وہ اصلی مقصود نہیں ہے اسی طرح ریشمی کپڑوں کی دکان میں اصل ریشمی تھان ہیں اگر لوہے کا گز ہے تو وہ اصل مقصود نہیں ہے۔

۲ قزازاں۔ ریشمی کپڑا فروخت کرنے والا۔ خزاد کن۔ ریشمی کالا کپڑا۔ مثنوی۔ مثنوی صرف توحید کی دکان ہے' توحید کے مضامین کے علاوہ جو کچھ مذکور ہے وہ بت ہے۔ بت۔ مثنوی میں توحید کے علاوہ جو کچھ بطور بت کے بیان کیا گیا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ آنحضور کی زبان پر سورۂ والنجم کی تلاوت کے دوران تِلکَ الغَرانِیقُ العُلیٰ جاری ہو گیا تھا اور وہ حقیقتاً سورۂ والنجم کا جزو نہ تھا' محقق محدثین اس قصہ کو بے اصل سمجھتے ہیں۔

۳ جملہ کفار۔ جب کفار نے وہ الفاظ بتوں کی تعریف میں سنے تو سب سجدے میں گر گئے اس طرح عوام جب توحیدی مضامین سنتے ہیں تو متوجہ ہو جاتے ہیں پھر توحیدی مضامین سننے کا بھی ان کو اتفاق ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں۔ بتوں کی تعریف آنحضور کی زبان پر جاری ہونے میں اور باتیں بیان کی جا سکتی ہیں لیکن محققین کی رائے یہ ہے کہ بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان کے سوال و جواب میں نہ پڑنا چاہیے ورنہ شبہات پیدا کرنے والے مزید شبہات پیدا کریں گے لہٰذا تو بھی۔ محققین کی راہ اختیار کر سلیمان سے مراد محققین کا گروہ اور دیوان سے شبہات پیدا کرنے والے مراد ہیں۔

ہیں حدیثِ صوفی و قاضی بیار — واں ستمگارِ ضعیفِ زار زار
خبردار! صوفی اور قاضی کا قصہ لا — اور کمزور، لاغر، ظالم کا

ہم در تقریر قصہ قاضی و صوفی
قاضی اور صوفی کے قصہ کی تقریر

گفت[1] قاضی ثبتِ العرش اے پسر — تا برُو نقشے کنم از خیر و شر
قاضی نے کہا اے بیٹا! تخت بچھا — تاکہ میں اس پر بھلے اور برے کا نقش قائم کروں

کوز زنندہ کو محلِ انتقام — ایں خیالے گشتہ است اندر سقام
مارنے والا کہاں ہے، انتقام کی جگہ کہاں ہے؟ — یہ تو بیماری میں خیال بن گیا ہے

شرع بہرِ زندگانی و غنیاست — شرع بر اصحابِ گورستاں کجاست
شرع زندوں اور مال والوں کے لئے ہے — قبرستان کے باشندوں کے لئے شرع کہاں ہے؟

آں[2] گروہے کز فقیری پے برند — صد جہت زاں مُردگاں فانی ترند
وہ گروہ جس نے فقیری کا پتہ لگا لیا ہے — سو حیثیتوں سے مردوں سے زیادہ فانی ہیں

مُردہ از یک روست فانی در گزند — صوفیاں از صد جہت فانی شدند
مردہ ایک حیثیت سے مرض میں فانی ہے — صوفیا سو حیثیتوں سے فانی ہو گئے ہیں

مرگ یک قتل ست وایں سیصد ہزار — ہر یکے را خونبہائے بے شمار
موت ایک قتل ہے اور یہ تین لاکھ — ہر ایک کا بے شمار خونبہا ہے

گرچہ کشت ایں قوم را حق بارہا — ریخت بہرِ خونبہا انبارہا
اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو بارہا قتل کیا ہے — خونبہا کے لئے انبار بہا دیئے ہیں

ہمچو جرجیس[3] اندر ہر یک در سرار — کشتہ گشتہ زندہ گشہ شصت بار
باطن میں ہر ایک جرجیس کی طرح ہے — ساٹھ بار قتل ہوا، زندہ ہوا

کشتہ از ذوقِ سنانِ دادگر — می بزارد کہ بزن زخمِ دگر
منصف کی بھال کے ذوق سے مقتول — روتا ہے کہ دوسرا زخم لگا

واللہ از عشقِ وجودِ جاں پرست — کشتہ بر قتلِ دوم عاشق ترست
خدا کی قسم جان پرست وجود کے عشق کی بہ نسبت — دوسرے قتل پر یہ مقتول زیادہ عاشق ہے

گفت قاضی من قضاد ار حیم — حاکمِ اصحاب گورستاں کیم
قاضی نے کہا میں زندہ پر حکم لگانے والا ہوں — میں قبرستان کے باشندوں کا حاکم کب ہوں؟

---

[1] گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا مدعی علیہ کو متعین کر۔ ثبت۔ مشہور مثل ہے ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ پہلے تخت بچھا پھر اس پر نقش بنا یعنی کام کرنے سے پہلے جگہ متعین کر۔ کوزنندہ۔ یہ مدعی علیہ تو محض خیالی انسان رہ گیا ہے اس سے بدلہ کیا لیا جا سکتا ہے۔ شرع۔ ضمان اور تاوان تو زندہ اور مالدار سے لیا جا سکتا ہے مردے سے نہیں لیا جا سکتا۔

[2] آں گروہے۔ مولانا نے ان درویشوں کا بیان شروع کر دیا جو اس کی حالت میں ہوتے اور خودی سے گزر کر مقام فنا حاصل کر لیتے ہیں فرماتے ہیں کہ یہ لوگ سیکڑوں حیثیتوں سے مردہ ہیں حقیقی مردہ تو محض ایک مرض مردہ بن جاتا ہے مرگ۔ شعر

کشتگان خنجر تسلیم را — ہر زماں از غیب جانے دیگر ست
ریخت۔ چونکہ اللہ ان کو قتل کرتا ہے اس نے خونبہا میں محبت اور قرب کے خزانے عطا کر دیئے ہیں۔

[3] جرجیس۔ ان کو شاہ وقت نے ساٹھ بار قتل کیا اور وہ ہر بار زندہ ہو گئے۔ دادگر۔ اللہ کے بھالے کا زخم ان کو ایسا پیارا ہے کہ دوسرے زخم کی تمنا میں روتے ہیں۔ وجود جاں پرست یعنی عنصری زندگی جس میں زندگی سے محبت ہوتی ہے۔ گفت۔ قاضی نے کہا میں تو زندوں پر حکم جاری کرتا ہوں مردوں پر حکم جاری کرنا میرا کام نہیں ہے۔

ایں بصورت گر نہ در گورست پست
یہ اگرچہ بظاہر قبر میں دبا ہوا نہیں ہے

گور ہا در دود او مانش آمدہ است
بہت سی قبریں اس کے خاندان میں ہیں

بس بدیدی مُردہ اندر گور تو
تو نے قبر میں بہت سے مردے دیکھے ہیں

گور رادر مُردہ بیں اے کورِ تو
اے اندھے! تو مردے میں قبر کو دیکھ لے

گر ز گورے خشت بر تو اُو فتاد
اگر قبر کی اینٹ تیرے اوپر گر پڑے

عاقلاں از گور کے خواہند داد
عقلمند قبر سے کب انصاف چاہتے ہیں؟

گردِ خشم و کینہ مُردہ مگرد
مردے کے غصہ اور کینہ کے درپے نہ ہو

ہیں مگن با نقشِ گرما بہ نبرد
خبردار! حمام کی تصویر سے نہ جھگڑ

شکر کُن کہ زندۂ بر تو نزد
شکر ادا کر کہ زندہ نے تجھے نہیں مارا

کانکہ زندہ رد کند حق کر دردَ
کیونکہ جس کو زندہ رد کردے اللہ تعالیٰ رد کر دیتا ہے

خشمِ احیا خشمِ و زخمِ اُوست
زندوں کا غصہ اللہ کا غصہ اور مار ہے

کہ بحق زندست آں پاکیزہ پوست
کیونکہ وہ پاکیزہ کھال باقی باللہ ہے

حق بکُشت اُورا و در پاچہ اش دمید
اللہ تعالیٰ نے اس کو قتل کیا اور پاؤں میں پھونک بھر دی

پوستش از سر چو قصاباں کشید
قصائیوں کی طرح اوپر سے کھال کھینچ لی

نفخ دَروَے باقی آمدتا مآب
اس میں قیامت تک پھونک باقی رہی

نفخ حق نبود چو نفخِ آں قصاب
اللہ تعالیٰ کا پھونک بھرنا قصائی کے پھونک بھرنے کی طرح نہیں ہے

فرق بسیارست بین النفختین
دونوں پھونکوں میں بڑا فرق ہے

ایں ہمہ زین ست وآں سر جملہ شین
یہ بالکلیہ خوبی ہے وہ اور اس جانب سب برائی ہے

ایں حیات از وے بُرید و شد مُضر
اس نے اس سے زندگی جدا کر دی اور مضر ہوئی

داں حیات از نفخِ حق شُد مُستمر
وہ زندگی اللہ تعالیٰ کی پھونک سے دائمی ہو گئی

ایندم ۳ آں دم نیست کاید آں بشرح
یہ پھونک وہ پھونک نہیں ہے جس کی تشریح ہو سکے

ہیں برآزیں قعر چہ بالائے صرح
خبردار! کنویں کی اس گہرائی سے قلعہ کے اوپر آ جا

نیستش بر خر نشاندن مجتہد
اس کو گدھے پر سوار کرنا محل اجتہاد نہیں ہے

نقشِ ہیزم را کسی بر خر نہد
ایندھن کے نقش کو کوئی گدھے پر لادتا ہے

برنشستِ اُو نہ پُشتِ خر سزد
اس کی نشست کے لئے گدھے کی پشت مناسب نہیں ہے

پشتِ تابوتیش اولیٰ تر سزد
تابوت کی پشت اس کے لئے زیادہ لائق ہے

۱ دود مانش۔ یعنی اس مدعی علیہ کا جسم۔ گور۔ کیونکہ صوفی اس کو مردہ نہ سمجھ رہا تھا اس لئے اس کو گور کہا ہے۔ گر۔ جبکہ مدعی علیہ مجسم قبرستان ہے اگر قبرستان میں سے کوئی اینٹ کسی پر آپڑے تو اس پر کون دعویٰ کرتا ہے۔ گرد۔ جبکہ مدعی علیہ مردہ ہے تو اس پر غصہ نہ کر یا تو وہ محض ایک بے جان تصویر ہے اس سے جھگڑا کرنا بیوقوفی ہے۔ زندہ۔ اب اس شخص کا ذکر شروع فرمایا ہے جس کو بقا اور زندگی بحق حاصل ہوئی ہو اس کا ہر فعل اللہ کا فعل ہوتا ہے۔

۲ خشم۔ ایسے باقی باللہ کا غصہ اللہ کا غصہ ہوتا ہے۔ حق بکشت۔ اس باقی باللہ کو اللہ نے پہلے فنا کیا اور اس کو رذائل بشری سے پاک کر دیا اور پھر اس میں نفخ روح کر دیا۔ قصابان۔ قصائی بکرے کی کھال کھینچ کر پھر اس میں پھونک بھرتے ہیں تاکہ چربی وغیرہ پھول جائے اور گوشت چکنا معلوم ہونے لگے۔ نفخ۔ قصائی اور اللہ کے پھونک بھرنے میں فرق ہے۔ ایں ہمہ۔ اللہ کا قتل کرنا اور پھونک بھر کر پھر زندہ کرنا بڑی خوبی ہے اور قصائی کا معاملہ برا ہے اس لئے کہ قصائی اس کی زندگی ہمیشہ کے لئے ختم کر کے پھونک بھرتا ہے۔

۳ آیندم۔ باقی باللہ میں جو اللہ کا نفخ ہے وہ ایک ذوقی چیز ہے کی شرح نہیں ہو سکتی تو اس دنیا کے کنویں سے نکل کر اعلیٰ مقام حاصل کر لے خود پتہ لگ جائے گا۔ نیستش۔ جبکہ وہ مردہ ہو اس کو گدھے پر بٹھانا مناسب نہیں اس کے مناسب تو مردے کا تابوت ہے لکڑیاں گدھے پر لادی جاتی ہیں ان کو لکڑیوں کی تصویر۔

ظلم[1] چہ بود وضعِ غیرِ موضعش — ہیں مکن در غیرِ موضع ضائعش
ظلم کیا ہے؟ غیر جگہ پر اس کا رکھنا — خبردار! غیر جگہ میں اس کو برباد نہ کر

گفت صوفی پس روا داری کہ او — سیلیم زد بے قصاص و بے تسو
صوفی نے کہا تو پھر تم اس کو جائز سمجھتے ہو کہ اس نے — میرے طمانچہ مارا بغیر قصاص اور بغیر ہڑی کے

کے روا باشد کہ ہر خرسِ قلاش — صوفیاں را صفع انداز و بلاش
کب جائز ہو گا کہ ہر ریچھ بے آبرو — صوفیوں کے طمانچہ کھینچ مارے' بغیر کسی چیز کے

گفت صوفی راچہ باک از صفع خیز — باچنیں بیمار کمتر کن ستیز
اس نے کہا صوفی کو طمانچہ کی کیا پروا' اٹھ — ایسے بیمار سے جھگڑا نہ کر

گفت قاضی توچہ داری بیش و کم — گفت دارم در جہاں من شش درم
قاضی نے کہا تو کم و بیش کیا رکھتا ہے؟ — اس نے کہا دنیا میں میرے پاس چھ درہم ہیں

گفت قاضی سہ درم تو خرچ[2] کن — آں سہ دیگر را بدُو دہ بے سخن
قاضی نے کہا' تین درہم تو خرچ کر لے — دوسرے تین اس کو بغیر حجت دیدے

زار در رنجور ست و درویش وضعیف — سہ درم باید ترا بہرِ رغیف
کمزور اور بیمار ہے اور فقیر و ضعیف ہے — تین درہم روٹی کھانے کے لئے تجھے چاہئیں

قاضی و صوفی بہم در قال و قیل — لیک آں رنجور بر گشتہ سبیل
قاضی اور صوفی آپس میں بات چیت میں تھے — لیکن وہ بیمار' راستہ سے بھٹکا ہوا

بر قفایِ قاضی افتادش نظر — از قفایِ صوفی آمد خوب تر
اس کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی — وہ صوفی کی گدی سے بہت معلوم ہوئی

راست[3] سیکرداز پے سیلیش دست — کہ قصاصِ سیلیم ارزاں شد ست
اس کے طمانچہ مارنے کے لئے ہاتھ سیدھا کیا — کہ میرے طمانچہ کا بدلہ سستا ہو گیا ہے

سوئے گوشِ قاضی آمد بہرِ راز — سیلیے آورد قاضی را فراز
راز کی بات کے لئے قاضی کے کان کے پاس آیا — قاضی کے ایک طمانچہ مارا

گفت ہر شش را بگیر ید اے دو خصم — من شوم آزاد و بے خر خاش و وصم
بولا اے دونوں مخالفو! تم سب چھ لے لو — میں آزاد اور بغیر جھگڑے اور بے عیب ہو جائے گا

طمانچہ مار دیا۔ گفت۔ قاضی کے طمانچہ مار کر بیمار بولا اب تم دونوں مدعی ہو دونوں تین تین درہم لے لو میرا سب مال چلا جائے گا نہ تو کوئی خرچہ باقی رہے گا اور نہ مالدار ہونے کا عیب ہے گا۔

[1] ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے تو اس کو گدھے پر بٹھانا ظلم ہوا۔ گفت صوفی۔ صوفی نے قاضی سے کہا پھر تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ اس نے جو میرے طمانچہ مارا اسے نہ اس کا جسمانی بدلہ ہے نہ مالی۔ کے روا۔ اگر آپ اس کو اس طرح چھوڑ دیں گے تو پھر صوفیوں کی خیر نہیں ہر آوارہ بے آبرو صوفیوں کو مار لیا کرے گا۔ بلاش۔ بلاشی یعنی بغیر کسی عوض کے۔ گفت۔ قاضی نے صوفی سے کہا کہ صوفی تو بہت مجادلے کرتا ہے ایک طمانچہ کی اس کو کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بیش و کم۔ قاضی نے کہا جھگڑا تو بغیر کسی عوض کے ختم ہو جانا چاہیے پھر بھی تجھے چھڑائے دیتا ہوں اور قاضی نے بیمار سے پوچھا تیرے پاس کچھ ہے بیمار نے کہا میرے پاس چھ درہم ہیں۔

[2] تو خرچ کن۔ قاضی نے بیمار سے کہا ان چھ درہموں میں سے تین تو خرچ کے لئے رکھ لے اور تین صوفی کو دیدے زار۔ صوفی سے یہ کہا کہ یہ بیمار اور کمزور ہے تو تین درہم اس کے پاس رہنے دے اور تین درہم اپنی خوراک کے لئے لے لے قاضی۔ قاضی اور صوفی میں تو یہ گفتگو چل رہی تھی ادھر اس بیمار کی نظر قاضی کی گدی پر پڑی جو اس کو طمانچہ مارنے کے لئے صوفی کی گدی سے بھی بہتر معلوم ہوئی۔

[3] راست۔ اس بیمار نے اس پر تڑخ کر کہ طمانچہ عوض تو بہت سستا ہو گیا ہے اپنے ہاتھ کو طمانچہ کے لئے تیار کیا۔ سوئے۔ قاضی کے پاس اس طرح پر آیا جیسے اس سے کوئی راز کی بات کہے گا اور قاضی کی گدی پر ایک

تیرہ[1] شُدنِ قاضی از سیلیِ آں درویشِ رنجورو سرزنش کردنِ صُوفی قاضی را

اس بیمار فقیر کے طمانچہ سے قاضی کا کمدل ہونا اور صوفی کا قاضی کو ملامت کرنا

گشت قاضی تیرہ صُوفی گفت ہے — حُکمِ تو عدلست لاشک نیست غے
قاضی کمدل ہوا، صوفی نے کہا، ہائیں — آپ کا حکم بیشک انصاف ہے، گمراہی نہیں ہے

آنچہ[2] نہ پسندی بخود اے شیخ دیں — چوں پُسندی بر براد رائے ایں
اے دین کے شیخ! جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے — اے لاتدر! بھائی کے لئے کیوں پسند کرتے ہیں؟

ایں ندانی کز پئے من چہ کنی — ہمدراں چہ عاقبت خود افگنی
آپ یہ نہیں جانتے کہ میرے لئے جو کنواں کھودیں گے — اس کنویں میں انجام کار آپ خود گریں گے

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نخواندی از خبر — آنچہ خواندی کُن عمل جانِ پدر
حدیث میں آپ نے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا نہیں پڑھا — اے جان پدر! جو آپ نے پڑھا ہے اس پر عمل کیجئے

ایں یکے حُکمت چنیں بُد در قضا — کُو ترا آورد سیلے در قفا
فیصلہ میں آپ کا یہ حکم ایک ایسا حکم تھا — جس نے آپ کی گدی پر طمانچہ وارد کیا

وایِ بر احکامِ دیگرہائے تو — تا چہ آرد بر سر و بر پایِ تو
ہائے آپ کے دوسرے فیصلے — آپ کے سر پاؤں پر کیا لائیں گے؟

ظالمے[3] را رحم آری از کرم — کہ برای نفقہ بدہش سہ درم
آپ نے کرم کر کے ظالم پر رحم کیا — کہ اس کے خرچ کے لئے تین دراہم دیئے

دستِ ظالم را ببر چہ جایِ آں — کہ بدستِ اُو نہی حکم و عِناں
ظالم کا ہاتھ کاٹو، بجائے اس کے — تو نے اس کے ہاتھ میں حکم اور باگ دیدی

تو بداں بُزمانی اے مجہول داد — کہ نژادِ گرگ را اُو شیر داد
اے مجہول العدل! تو اس بکری کی طرح ہے — کہ بھیڑیئے کے بچہ کو اس نے دودھ پلایا

جوابِ دادنِ قاضی صوفی را

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی واجب آید ماں رضا — ہر قفا و ہر جفا کآرد قضا
قاضی نے کہا ہماری رضا مندی ضروری ہے — ہر اس طمانچہ اور ظلم پر جو قضا لائے

---

[1] تیرہ شُدن۔ قاضی طمانچہ کھا کر بدمزہ ہوا تو صوفی نے قاضی سے کہا۔ حکم۔ بیشک آپ کا یہ فیصلہ کہ طمانچہ کا عوض تین درہم ہوتے ہیں بالکل منصفانہ تھا اس میں کوئی گمراہی نہ تھی اس فیصلہ کو آپ کو بھی بلا تامل قبول کرنا چاہیے۔

[2] آنچہ۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بہ گراں مپسند مَنْ حَفَرَ۔ مشہور مقولہ ہے مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِیْہِ فَقَدْ وَقَعَ فِیْہِ جس نے اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودا وہ خود اس میں گرا۔ خود تیرے لئے طمانچہ کا سبب بنا ہے۔ دائے۔ یہ تو ایک فیصلہ کی پاداش تھی نہ معلوم دوسرے فیصلے تیرے اوپر کیا ظلم ڈھائیں گے۔

[3] ظالمے۔ تو نے ظالم کو خرچہ کے تین درہم دلائے۔ دست۔ ظالم کا تو ہاتھ کاٹنا چاہیے تھا نہ کہ فیصلہ اس کے ہاتھ میں دینا۔ توبداں۔ تیری مثال تو اس بڑھیا کی سی ہے جس نے بھیڑیئے کے بچہ کو بکری کا دودھ پلا کر پالا اور آخر میں وہ بھیڑیا اس کی بکری کو کھا گیا۔ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا قضاء خداوندی جو بھی نازل کرے خواہ طمانچہ ہو یا سزا اس پر راضی ہونا ہمارا فرض ہے۔

خوش دلم در باطن از حکم زُبُر[1]
کتابوں کے حکم سے میں باطن میں خوش دل ہوں

گرچہ شد رُویم تُرش کالحقُّ مُر
اگرچہ میرا چہرہ ترش ہو گیا کیونکہ حق کڑوا ہے

ایں دلم باغست و چشمم ابر وش
میرا یہ دل باغ ہے اور میری آنکھ ابر کی طرح ہے

ابر گرید باغ خندد شاد و خوش
ابر روتا ہے باغ خوش اور شاد ہو کر ہنستا ہے

سالِ قحط از آفتابِ خیرہ خند
قحط کے سال میں بیباکی سے ہنسنے والے سورج سے

باغہا در مرگ و جانکندن رسند
باغ موت اور جاں کنی میں پہنچ جاتے ہیں

زاہرِ[2] حق وابکُوا کثیرًا خواندہ
اور زیادہ روؤ تو نے خدائی حکم پڑھا ہے

چوں سرِ بریاں چہ خنداں ماندہ
بھنی ہوئی سری کی طرح تو کیوں ہنس رہا ہے؟

روشنیِ خانہ باشی ہمچو شمع
تو گھر کی روشنی دے، شمع کی طرح

گر فرو باری تو ہمچوں شمع دمع
اگر تو شمع کی طرح آنسو بہائے گا

آں تُرش رُوئی ماد ریا پدر
ماں باپ کی ترش روئی

حافظِ فرزند شُد از ہر ضرر
ہر نقصان سے لڑکے کی نگہبان بنی

ذوقِ خندہ دیدۂ اے خیرہ خند
اے بیہودہ ہنسنے والے! تو نے ہنسی کا مزہ چکھ لیا

ذوق گریہ بیں کہ ہست آں کانِ قند
رونے کا مزا دیکھ جو شکر کی کان کی طرح ہے

چوں[2] جہنم گریہ آرد یادِ آں
جب جہنم کی یاد رُلائے

پس جہنم خوش تر آید از جناں
تو جہنم جنتوں سے زیادہ بھلی معلوم ہوتی ہے

خندہا در گریہا آمد کتیم
ہنسیاں، رونے میں چھپی ہوئی ہیں

گنج در ویرانہا جُوائے سلیم
اے بھولے! خزانے ویرانوں میں تلاش کر

ذوق در غمہاست پے گم کردہ اند
مزا، غموں میں ہے، انہوں نے نشان گم کر دیا ہے

آبِ حیواں را بظلمت بُردہ اند
آب حیات کو تاریکی میں لے گئے ہیں

باژ گونہ نعل در رہ تا رُباط
راستہ میں منزل تک الٹے نعل ہیں

چشمہا را چار کن در احتیاط
احتیاط میں چار آنکھیں کر لے

چشمہا را چار کن در اعتبار
عبرت حاصل کرنے میں چار آنکھیں کر لے

یار کن با چشمِ خود دو چشمِ یار
یار کی دو آنکھوں کو اپنی آنکھوں کا ساتھی بنا لے

اَمرُھُم شُوریٰ بخواں اندر صُحُف
پاروں میں اَمرُھُم شُوریٰ پڑھ لے

یار راباش و ملکن از ناز اُف
یار کا ہو جا اور ناز سے اُف نہ کر

---

[1] زبر۔ زبور کی جمع ہے، یعنی کتاب۔ الحق مر۔ سچ بات کڑوی لگتی ہے۔ ایں دلم۔ آنکھ کے رونے سے دل میں شادابی پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح ابر سے باغ میں شادابی آتی ہے۔ سالِ قحط۔ سورج کی چمک کو سورج کا خندہ قرار دیا ہے، جس کو باغ کے جلنے کا سبب قرار دیا ہے۔

[2] زاہر حق۔ قرآن پاک میں ہے فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلًا وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْرًا چاہیے کہ وہ تھوڑا ہنسیں اور زیادہ روئیں۔ سر بریاں۔ جب سری کو آگ پر بھونا جاتا ہے تو کھال سکڑ کر دانت کھل جاتے ہیں۔ روشنی۔ موم آنسو کی طرح گرتا ہے تو شمع روشن رہتی ہے۔ مادر۔ ماں باپ کی سختی بچے کی حفاظت کرتی ہے۔ ذوق۔ یادِ الٰہی میں رونے میں جو لطف ہے وہ ہنسنے میں نہیں ہے۔

[3] چوں۔ جہنم کا خوف دلائے تو وہ جنت کی یاد سے زیادہ بہتر ہے۔ خندہا۔ گریہ کا انجام ہنسنا ہے۔ ذوق۔ غموں میں لذت اسی طرح چھپی ہوئی ہے جس طرح آب حیات تاریکی میں۔ باژ گونہ۔ منزل کو چھپانے کے لئے جوتوں میں الٹے نعل لگا لئے جاتے ہیں۔ رباط۔ منزل۔ چشمہا۔ جبکہ نشان پوشیدہ ہے تو اپنی آنکھوں کے ساتھ کو جوڑ لے تب نشان منزل کا پتہ چلے گا۔ چشمہا۔ عبرت حاصل کرنے اور نشان کو پہچاننے کے لئے اپنی آنکھوں کے ساتھ شیخ کی آنکھیں شامل کر لے۔ امرہم۔ صحابہ کے لئے فرمایا گیا ہے کہ وہ باہمی مشورے سے کام کرتے ہیں۔ اف۔ شیخ سے بے نیازی نہ برت۔

یار[1] باشد راہ را پشت و پناہ
یار راستہ کا مددگار ہوتا ہے

چونکہ نیکو بنگری یارست راہ
جب تو غور کرے گا یار راستہ ہے

چونکہ دریا راں رسی خامش نشیں
جب تو یاروں میں پہنچے چپ بیٹھ جا

اندراں حلقہ مکن خودرا نگیں
اس حلقہ میں اپنے آپ کو نگ نہ بنا

در نمازِ جمعہ بنگر خوش بہوش
جمع کی نماز میں اچھی طرح ہوش سے دیکھ لے

جملہ جمع اندو یک اندیش وخموش
سب جمع ہیں اور ایک خیال کے اور چپ ہیں

رختہارا سوئے خاموشی کشاں
سامان کو خاموشی کی جانب کھینچ لے جا

چوں نشاں چوئی مکن خود افشاں
جب کہ تو نشان تلاش کرتا ہے اپنے آپ کو نشان نہ بنا

گفت پیغمبرؐ کہ در بحرِ ہموم
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ فکروں کے سمندر میں

در دلالت داں تو یاراں را نجوم
تو رہنمائی میں یاروں کو ستارے سمجھ

چشم[2] درستارگاں نہ رہ بجوی
ستاروں پر آنکھ جمادے ' راستہ تلاش کر

نطق تشویش نظر باشد ' مگوی
بولنا دیکھنے کے لئے پریشان کن ہوتا ہے نہ بول

گر دو حرفِ صدق گوئی اے فلاں
اے فلاں! اگر تو سچائی کے دو حرف بولے گا

گفتِ تیرہ در تبع گردد رواں
مکدر گفت گو پیچھے پیچھے روانہ ہو جائے گی

ایں نخواندی کالکلام اے مستہام
اے حیران! یہ تو نے نہیں پڑھا کہ گفتگو

فِی شُجُوْنٍ جَرَّۃُ جَرُّ الْکَلَام
مختلف شعبوں میں ہے گفتگو کا کھینچنا اس کو کھینچتا ہے

ہیں[3] مشور شارع دراں حرفِ رشد
خبردار! تو اس بھلی بات کو شروع کرنے والا نہ بن

چوں سخن بیشک سخن را می کشد
کیونکہ یقیناً بات بات کو کھینچتی ہے

نیست درضبطت چو بکشادی دہاں
جب تو نے منہ کھول دیا تیرے قابو میں نہیں ہے

از پے صافی شود تیرہ رواں
صاف کے پیچھے ' مکدر روانہ ہو جاتا ہے

آنکہ معصوم رہِ وحیِ خداست
جو خدائی وحی کی راہ کا معصوم ہے

چوں ہمہ صافست بکشاید رواست
جبکہ وہ سب صاف ہے منہ کھولے تو مناسب ہے

زانکہ مَایَنْطِقُ رَسُوْلٌ بِالْھَوٰی
کیونکہ کوئی رسول خواہش و نفس سے بات نہیں کرتا

کے ہوا زاید معصوم خدای
خدائی معصوم سے ہوائے نفسانی کب پیدا ہوتی ہے؟

[1] یار۔ شیخ راستہ کا مددگار ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ وہ خود راستہ ہے۔ چونکہ بزرگوں کی مجلس میں خود نمائی مناسب نہیں ہے خاموشی سے بیٹھ کر ان سے استفادہ کر۔ صحبت پیر از ذکر و فکر برتر ست۔ در نماز جمع کی نمازیں سب خاموشی سے خطبہ سنتے ہیں۔ رختہا۔ سالک کو شیخ کی صحبت میں زیادہ خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ گفت۔ آنحضور کا ارشاد ہے اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم نے جس کی اقتداء کی ہدایت پا گئے۔

[2] چشم۔ ستاروں سے ہدایت جبھی حاصل ہوگی کہ خاموشی سے ان پر نظر کرو گے۔ بولنا نظر میں خلل انداز ہوتا ہے۔ گر دو حرف۔ عام حالت میں بھی بولنا مفید نہیں ہے انسان دو باتیں صحیح کہتا ہے تو ان کے ساتھ غلط باتیں بھی زبان سے نکل جاتی ہیں۔ الکلام فی شجون۔ یعنی گفتگو مختلف شعبوں میں واقع ہوتی ہو۔ جرّۃ جرّ الکلام۔ کلام کا دراز کرنا اس کو کھینچ لاتا ہے یعنی جب گفتگو شروع ہو جاتی تو پھر مختلف گوشوں تک پہنچتی ہے۔

[3] ہیں۔ انسان بھلی بات شروع کرتا ہے تو کلام کی درازی اس کو بری بات تک پہنچا دیتی ہے۔ نیست۔ جب ڈاٹ کھول کر بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد بوتل کو الٹا کرو تو صاف کے بعد تچھٹ آتی ہے۔ آنکہ۔ یہ صرف معصوم انبیاء کی شان ہے کہ ان کی زبان سے کوئی غلط نہیں نکلتی ہے۔ ینطق۔ قرآن پاک میں آنحضورؐ کے بارے میں فرمایا گیا ہے۔ مَایَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وہ خواہش نفس سے کلام نہیں کرتے ہیں وہ وحی ہے جو ان کو بھیجی جاتی ہے۔

خویشتن را ساز منطیقی[1] ز حال — تا نگردی همچو من سحرہ مقال
اپنے آپ کو حال سے بہت بولنے والا بنالے — تاکہ تو میری طرح گفتگو سے مغلوب نہ ہو

سوال کردنِ صوفی از قاضی
صوفی کا قاضی سے سوال کرنا

گفت صوفی چوں زیک کان ست زر — ایں چرا نفع ست وآں دیگر ضرر
صوفی نے کہا جبکہ سونا ایک کان کا ہے — یہ نفع کیوں ہے اور وہ دوسرا نقصان کیوں ہے؟

چونکہ ایں جملہ زیک دست آمدست — ایں چرا ہشیار وآں مست آمدست
جبکہ یہ سب ایک ہی ہاتھ سے ہے — یہ ہوشیار اور وہ مست کیوں بنا ہے؟

چوں[2] از یک دریاست ایں جوہا رواں — ایں چرا نوش ست وآں زہر دہاں
یہ نہریں جب ایک دریا سے رواں ہیں — یہ شہد اور وہ منہ کا زہر کیوں ہے؟

چوں ہمہ انوار از شمسِ بقاست — صبح صادق صبح کاذب از چہ خاست
جبکہ سب نور آفتاب بقا کے ہیں — سچی صبح اور جھوٹی صبح کیوں پیدا ہوئی؟

چوں زیک سرمہ است ناظر را کحل — از چہ آمد راست بینی و حَول
جب آنکھ کا سرمہ ایک ہی سرمہ سے ہے — صحیح دیکھنا اور بھینگا پن کیسے ہوا؟

چونکہ دار القضر بد اسلطاں خداست — فقد را چوں ضرب خوب و ناروا ست
جبکہ نکسال[1] کا بادشاہ خدا ہے — سکہ پر کھرا ٹھپہ اور کھوٹا ٹھپہ کیوں ہے؟

چوں[3] خدا فرمود رہ را راہِ من — ایں خفیر از چیست وآں یک راہ زن
جبکہ خدا نے فرمایا راستہ ' میرا راستہ ہے — یہ راہنما اور راہزن کیوں ہے؟

از یک اشکم چوں رسد حبر وسفیہ — چوں یقیں شد کالولد سرُّ ابیہ
ایک ہی پیٹ سے عالم اور جاہل کیوں پیدا ہوئے؟ — جبکہ یقینی ہے کہ بیٹا باپ کا راز ہے

وحدتے کہ دید بالچندیں ہزار — صد ہزاراں جنبش از عینِ قرار
اتنے ہزار کے ہوتے ہوئے وحدت کس نے دیکھی ہے؟ — لاکھوں جنبشیں عین قرار سے

جواب گفتنِ آں قاضی صوفی را
قاضی کا اس صوفی کو جواب دینا

---

[1] منطیقی ز حال۔ زبان حال کے ذریعہ بہت بولنے والا۔ تانگردی۔ مولانا نے اپنے آپکو فروتنی کے اعتبار سے مغلوب مقال کہا ہے۔ سوال پہلے قاضی نے کہا تھا کہ تمام مقتدرات پر راضی رہنا چاہیے تو صوفی سوال کرتا ہے کہ ذات خداوندی جبکہ واحد بسیط ہے تو اس سے متضاد چیزوں جفا و فا سخط و رضا منع و عطا کا صدور کس طرح ہوتا ہے۔ گفت صوفی۔ جبکہ سب کا خالق ایک ہے تو ایک مفید اور مضر کیوں ہے۔ یک دست۔ جبکہ ایک دست قدرت کے پیدا کردہ ہیں تو ایک عقلمند اور ایک مست کیوں ہے۔

[2] چوں۔ ایک دریا کی نہروں کے پانی کا ایک مزا ہوتا ہے لیکن مخلوق کوئی شیریں اور کوئی کڑوی ہے۔ چوں ہم۔ جبکہ سب ذات باقی کے نور ہیں تو ایک صبح صادق اور ایک صبح کاذب کیوں ہے۔ یک سرمہ۔ جبکہ سب کی آنکھیں ایک ہی سرمہ سے سرمگیں ہیں تو پھر راست بینی اور کج بینی کیوں ہے۔ چونکہ۔ جب سب ایک نکسال سے ڈھلے ہوئے ہیں تو بعض سکے کھرے بعض کھوٹے کیوں ہیں۔

[3] چوں خدا۔ جبکہ خدا نے دین کے راستہ کو اپنا راستہ فرمایا ہے تو اس میں راہنما اور راہزن کا فرق کیوں ہے۔ از یک اشکم۔ جبکہ سب ایک پیٹ کی پیداوار ہیں اور بیٹے میں باپ کے اوصاف ظاہر ہوتے ہیں تو پھر اسی ایک پیٹ سے ایک عالم اللہ ایک جاہل کیسے پیدا ہوتا ہے۔ وحدتے۔ خدا کی وحدت اور غیر متغیر اور غیر متضاد ہونے کا تو یقین ہے پھر اس سے اس قدر کثیر متغیر اور متضاد چیزیں کیسے صادر ہوئی ہیں۔ مصدر میں سکون اور صادر میں حرکتیں ہونا بھی سمجھ سے باہر ہے غرضیکہ واحد حقیقی سے اس قدر کثیر اور متضاد چیزوں کا مخلوق ہونا مستبعد معلوم ہوتا ہے۔

گفت ۱ قاضی صوفیا خیرہ مشو — یک مثالے در بیانِ ایں شنو
قاضی نے کہا، اے صوفی! تو حیران نہ ہو — اس کے بیان میں ایک مثال سن لے

ایں ببین و حال آں را نیک داں — ورنہ بینی حال را نیکو بخواں
یہ دیکھ لے اور اس کے حال کو خوب جان لے — اگر نہ دیکھے، حال کو خوب پڑھ لے

ہمچنانکہ بیقراری عاشقاں — حاصل آمد از قرارِ دلستاں
جس طرح کہ عاشقوں کی بے قراری — معشوق کے قرار سے پیدا ہوتی ہے

اُو چو کہ در ناز ثابت آمدہ — عاشقاں چوں برگہا لرزاں شدہ
وہ پہاڑ کی طرح ناز پر قائم ہے — عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں

خندۂ اُو گریہ ہا انگیختہ — آبرویش آبرُوہا ریختہ
اس کے ہنسنے نے رونے پیدا کئے — اس کے چہرے کی رونق نے آبروئیں بہا دیں

ایں ہمہ چون و چگونہ چوں زبد — بر سرِ دریائے ہیچوں می طپد
یہ سب کیفیات جھاگ کی طرح — بے کیفیت دریا کے اوپر حرکت کرتی ہیں

ضدِ اوندش نیست در ذات و عمل — زاں بپوشیدند ہستیہا حُلَل
اس کا ضد اور ند ذات اور فعل میں نہیں ہے — اسی لئے موجودات نے لباس پہن لئے ہیں

ضد ضد را بُود و ہستی کے دہد — بلکہ زُو بگریزد و بیروں جہد
ضد، ضد کو وجود اور ہستی کب دیتا ہے؟ — بلکہ اس سے بھاگتا ہے اور باہر نکل جاتا ہے

ند چہ ۳ بُود مثلِ مثلِ نیک و بد — مثل، مثلِ خویشتن را کے کند
بد کیا ہے؟ مثل ہے، نیک اور بد کا مثل — مثل، اپنی مثل کو کب بناتی ہے؟

چونکہ دو مثل آمدند اے متقی — ایں چہ اولیٰ ترازاں در خالقی
اے پرہیزگار! جبکہ دو چیزیں مثل ہیں — یہ دوسرے سے خالق ہونے میں بہتر کیوں ہے؟

بر شمارِ برگِ بُستاں ضد و ند — چوں کفے بر بحرِ بے ند مت و ضد
ضد اور ند باغ کے پتوں کی شمار پر — بے ند اور بے ضد دریا پر جھاگ کی طرح ہیں

بے چگونہ بیں تو بُرد و مات بحر — چوں چگونہ گنجد اندر ذاتِ بحر
سمندر کی مات اور برد بے کیف سمجھ — کیف، سمندر کی ذات میں کیسے سما سکتا ہے؟

---

۱ گفت قاضی۔ قاضی نے کہا ذات غیر متغیر اور غیر متضاد کا متغیر اور متضاد چیزوں کے مبدا بننے سے حیران نہ ہو ایک مثال سن لے اور حال کو سمجھ لے۔ یعنی۔ معشوق کا قرار اور سکون عاشقوں کی بیقراری کا مبداء ہے معشوق پہاڑ کی طرح ناز پر جما ہوا ہے اور عاشق پتوں کی طرح لرزتے ہیں معشوق کا مسکرانا عاشقوں کے رونے کا مبدا ہے تو ان باتوں سے سمجھ میں آجاتا ہے کہ مبدا اور اس کے آثار میں یکسانیت ضروری نہیں ہے۔ ایں ہمہ۔ چون و چگونہ سے کیفیات اور وہ ممکنات جن پر کیفیات طاری ہوتی ہیں مراد ہیں۔ ہیچوں۔ ذات باری تعالیٰ جو عوارض سے منزہ ہے۔

۲ ضد و ند۔ مبدا اور اثر علت اور معلول مشابہت اور ایک دوسرے کی مثل ہوا تو شرط نہیں ہے البتہ تضاد نہ ہونا چاہیے۔ اب ثابت کرتے ہیں کہ مبدا جو ذات واحد ہے اور اس کے آثار جو ممکنات ہیں ان میں تضاد نہیں ہے اور نہ کوئی اس کی ذات اور افعال میں اس کا مثل ہے۔ زان۔ چونکہ ذات باری اور ممکنات میں تضاد نہیں ہے اسی لئے ممکنات نے وجود کا لباس پہنا ہے۔ ضد ایک ضد دوسری ضد کو وجود نہیں کر سکتا ہے یعنی اس کی علت نہیں بن سکتا ہے بلکہ اس سے بھاگتا اور گریز کرتا ہے تو دونوں کا اجتماع نہیں ہو سکتا۔

۳ ند ذات باری کا مثل نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مثل کو کہتے ہیں ایک ہستی اپنے مثل کو وجود عطا نہیں کر سکتی کیونکہ دونوں یکساں ہیں تو ایک کو خالق اور دوسرے کو مخلوق کہنا بلاوجہ ترجیح ہے جو باطل ہے۔ بر شمار۔ اب پھر سابق مضمون کی طرف رجوع کیا ہے کہ تمام ممکنات جو ایک دوسرے کی ضد اور ند ہے بحر وحدت پر جو بے ضد و ند ہے۔ جھاگ طرح نمودار ہے۔ بے چگونہ۔ اس کے تمام افعال ایسے ہیں کہ ان کی کیفیت کی گہرائی تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے تو پھر ذات کی کنہ تک کہاں رسائی ہو سکتی ہے۔

کمترین[1] لُعبتِ اُو جانِ تُست
تیری جان اس کا چھوٹا سا کھلونا ہے

ایں چگونہ چوں جاں کے شُد درست
جان کے لئے چون و چگون کب درست ہیں؟

پس چناں بحرے کہ در ہر قطرہ زاں
ایسا سمندر کہ اس کے ہر قطرے سے

زیں بدن ناشی تر آمد عقل و جاں
اس جسم سے زیادہ عقل اور جان پیدا ہوتی ہیں

کے بگنجد در مضیقِ چند و چُوں
وہ مقدار اور کیفیت کے تنگ مقام میں کب سما سکتی ہے؟

عقلِ کل آنجاست از لَا یَعْلَمُوْن
وہاں عقل کل بھی ناواقفوں میں سے ہے

عقل گوید مر جسد را کاے جماد
عقل جسم سے کہتی ہے کہ اے بے روح

بُوئی بُری ہیچ ازاں بحرِ معاد
تو نے اس بحر معاد کا کچھ پتہ پایا؟

جسم گوید من یقیں سایہ تو ام
جسم کہتا ہے میں یقیناً تیرا سایہ ہوں

یاری از سایہ کہ جُوید جانِ عم
اے چچا جان! سایہ سے کون مدد چاہتا ہے؟

عقل گوید کایں نہ آں حیرت سراست
عقل کہتی ہے کہ یہ ایسا حیرت کدہ نہیں ہے

کہ سزا گستاخ تر از ناسزاست
کہ قابل ' ناقابل سے زیادہ دلیر ہو

اندریں[2] جا آفتابِ انورے
اس جگہ روشن سورج

خدمتِ ذرّہ کُند چوں چاکرے
خادم کی طرح ذرّے کی خدمت کرتا ہے

شیر ایں جا پیشِ آہو سر نہد
یہاں شیر ہرن کے سامنے سر رکھ دیتا ہے

باز ایں جا پیشِ تیہو پر نہد
یہاں باز ' تیہو کے سامنے پر بچھاتا ہے

ایں ترا باور نیاید مُصطفٰے
اگر تجھے اسکا یقین نہیں ہے تو مصطفٰی

چوں ز مسکیناں ہمی جُوید دُعا
مسکینوں سے دعا کیوں چاہتے ہیں؟

گر[3] بگوئی از پئے تعلیم بُود
اگر تو کہے سکھانے کے لئے تھی

عینِ تجہیل از چہ رُو تفہیم بُود
بعینہ جہالت میں مبتلا کرنا ' سمجھانا کیونکر تھا

بلکہ میداند کہ گنجِ بے شمار
بلکہ وہ جانتے تھے کہ لا تعداد خزانہ

در خرابیہا نہد آں شہر یار
وہ شاہ ویرانوں میں رکھ دیتا ہے

---

[1] اکترین۔ روح اس کی معمول مخلوق ہے اس کی حقیقت اور کنہ تک رسائی ممکن نہیں ہے۔ پس چناں۔ وہ ذات باری جو لاتعداد عقلوں اور جان کی علت ہے اس کی حقیقت تک کیسے رسائی ہو سکتی ہے وہ کسی طرح بھی کیفیات کی قید میں مقید نہیں ہو سکتی۔ اس کی حقیقت کے بارے میں عقل کامل بھی ناواقف ہے۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اے خدا میں تیری تعریف کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خدا اپنے نفس کی تعریف کی ہے۔ عقل گوید۔ جب عقل کامل کا یہ حال ہے تو عام عقلیں لامحالہ اس کی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی ہیں۔ جماد۔ جسم بغیر روح کے بے جان ہے۔ بحر معاد۔ ذات باری تعالیٰ۔ سایہ۔ یعنی تابع۔ عقل گوید۔ جسم کا جواب سن کر عقل کہتی ہے کہ ذات باری کی حقیقت کے ادراک کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں قابل ادراک اور ناقابل ادراک یکساں ہیں۔

[2] اندریں جا۔ عقل نے چونکہ جسم ناقابل ادراک سے ذات باری کی کنہ معلوم کرنی چاہی تھی اور اس نے جواب دیا تھا کہ جب تجھے ہی معلوم نہیں تو تیرا مجھ سے سوال کرنا کیا مناسب ہے۔ عقل کہتی ہے کہ یہ [illegible] ہے۔ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ہے [illegible] کے مقابلہ میں عاجز ہے [illegible] ہے اس لئے [illegible] ہے کہ آنحضور صحابہ سے فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں بھی اپنی دعا میں شریک کر لینا۔

[3] گر بگوئی۔ آنحضور کی دعا کے بارے میں اگر کوئی یہ کہے کہ یہ استفادہ کے لئے نہ تھی بلکہ بمقامِ خصوصیت مقام سے تنزل اختیار کرتے تھے اور تعلیم امت کے لئے اس قسم کا طریقہ اختیار کر لیتے تھے تو مطلب یہ ہوگا کہ آنحضور نے یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تا کہ امت کو تعلیم دیں کہ اس میں کا اعلیٰ فرد ادنیٰ فرد سے استفادہ کیا کرے۔ یہ بات مسلم ہو کہ اعلیٰ ادنیٰ سے استفادہ نہیں کر سکتا تو پھر آنحضور کی یہ تعلیم کہاں ہوئی یہ تو امت کو جہالت میں مبتلا کرنا ہوا۔ بلکہ آنحضور کا دعا کے لئے فرمانا تعلیم کے لئے نہ تھا بلکہ آنحضور جانتے تھے کہ خزانے ویرانے میں ہوتے ہیں۔ اور حضرت حق تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے بسا اوقات ان لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو بظاہر معمولی انسان نظر آتے ہیں۔

بَد ۱؎ گمانی نعلِ معکوسِ وَیست — گرچہ ہر جزویش جاسوسِ وَیست
بدگمانی ' اس کا الٹا نعل ہے — اگرچہ اس کا ہر جز اس کا جاسوس ہے

بل حقیقت در حقیقت غرقہ شُد — زیں سبب ہفتاد بل صد فرقہ شُد
بلکہ در حقیقت ' حقیقت غائب ہو گئی — اس لئے ستر بلکہ سو فرقے ہو گئے

باتو قُل ماشئت خواہم گفت ہاں — صُوفیا خوش پہن بکشا گوشِ جاں
میں تجھ سے ایک نکتہ کہوں گا 'خبردار! — اے صوفی! جان کے کان کو خوب کھول لے

مر ترا ہر زخم کاید ز اسماں — مُنتظر می باش خلعت بعد ازاں
تجھے جو تکلیف آسمان سے پہنچے — اس کے بعد تو خلعت کا منتظر رہ

آں قفا دیدی صفا را ہم ببیں — گردِ ۲؎ راں با گردن آمد اے امیں
تو نے وہ طمانچہ تو دیکھا ' خلوص بھی دیکھ لے — اے امین! ران کا گوشت گردن کے ساتھ ہے

گونہ آں شاہ ست کس سیلی زند — کہ نہ تاج و تخت بخشد مُستمند
کیونکہ وہ ایسا شاہ نہیں ہے کہ تیرے طمانچہ مارے — اور سہارے کا تخت اور تاج نہ بخشے

جُملہ دنیا را پرِ پشہ بہا — سیلیئے را رشوتِ بے مُنتہا
تمام دنیا کی قیمت مچھر کا پر ہے — ایک طمانچہ کا عطیہ لاتعداد ہے

گردنت زیں طوق زرینِ جہاں — چست در زد دوز حق سیلی ستاں
تو اپنی گردن دنیا کے اس زریں طوق سے — جلد نکال لے ' اور اللہ کا طمانچہ لے لے

آں ۳؎ قفاہا کانبیا برداشتند — زاں بلا سر ہائے خود افراشتند
وہ طمانچے جو انبیاء نے برداشت کئے ہیں — اس بلا سے اپنے سروں کو بلند کیا ہے

لیک حاضر باش در خود اے فتیٰ — تا بخانہ اُو بیابد مر ترا
لیکن اے جوان! تو اپنے اندر موجود رہا کر — تاکہ وہ تجھے گھر میں پالے

ورنہ خلعت را برد اُو باز پس — کہ نیا بیدم بخانہ ہیچ کس
ورنہ وہ خلعت کو لوٹا لے جائے گا — کہ میں نے گھر میں کسی کو نہ پایا

۱؎ بدگمانی۔ (شعر)
خاک سا ان جہان را حقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد
مساکین اور بظاہر حقیر انسانوں کے ساتھ بدگمانی الٹا نعل ہے جس سے انسان غلط راہ اختیار کر لیتا ہے اگرچہ عقلمند انسان کی نظر میں اس کا جز جز جاسوس اور مخبر بنا ہوا ہے۔ جو اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ بل۔ گمراہوں کے لئے یہ معکوس نعل صرف الٹا نشان ہی نہیں ہے بلکہ ان کی نگاہوں سے حقیقت بالکل چھپ گئی ہے اسی لئے ان کے ستر بلکہ فرقے بن گئے ہیں۔
باتو۔ قاضی کے اصل جواب کی طرف عود ہے کہ راضی بالقضاء رہنا چاہیے۔ قل ماشئت کا مخفف ہے اس کے معنی ہیں تو اس اور گھر کے سامان کے ہیں یہاں دوسرے معنی مراد ہیں یعنی میں تجھ سے ایک اندر کی بات کہتا ہوں غور سے سن لے کہ اللہ کی جانب سے ہر سزا کے ساتھ عطا بھی ہے آں قفا۔ تو نے وہ طمانچہ تو دیکھ لیا اس سے جو باطن کی صفائی ہوئی وہ بھی دیکھ لے۔
۲؎ گرداں۔ جب قصائی ران کاٹ کاٹ کر دیتا ہے اور اس میں ہڈی کم اور گوشت زیادہ ہوتا ہے تو اس کے ساتھ گردن کا حصہ بھی دیتا ہے جس میں ہڈی زیادہ ہوتی ہے اب اس کے معنی یہ ہیں کہ ہر اچھائی برائی کے ساتھ ہے خدا کی ذات سے یہ توقع نہیں کہ وہ صرف سزا دے اور اس کے ساتھ عطاء ہو۔ جملہ دنیا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی سے دنیا کی کوئی چیز چھینتا ہے تو اس کی حقیقت مچھر کے پر سے زیادہ نہیں ہے اس کے بدلے میں لاتعداد نعمتیں عطا کر دیتا ہے۔ طوق زریں۔ یعنی دنیا کی نعمتیں۔

۳؎ آں قفاہا۔ انبیاء نے جو تکالیف برداشت کی ہیں وہ ان کی سرفرازی کا سبب بنی ہیں۔ لیک۔ سزا کے عوض میں عطا کی شرط یہ ہے کہ حضور مع الحق ہو یعنی اللہ کی جانب رضا اور محبت کے ساتھ قلب کے ذریعہ رجوع ہو۔ تا بخانہ۔ وہ تیرے دل پر فیضان کرے گا۔ ورنہ اگر حضور قلب نہ ہوگا تو خلعت واپس ہو جائے گی کیونکہ گھر میں کوئی نہ تھا جس کے سپرد کر دی جاتی۔

باز سُوال کردنِ آں صُوفی از اں قاضی

پھر اس صوفی کا اس قاضی سے سوال کرنا

گفتِ صوفی کہ چہ بودے کایں جہاں
صوفی نے کہا کیا ہو جاتا کہ یہ عالم

ابرِ رحمت گشادے جاوداں
ہمیشہ رحمت کی ابر کو کشادہ رکھتا

ہر دمے شورے نیاوردے بہ پیش
ہر لمحہ شور سامنے نہ لاتا

بر نیا وردے زتلویہاش نیش
اپنی تیزگیوں سے ڈنک نہ نکالتا

شب نہ دُز دیدے چراغِ روز را
رات دن کے چراغ کو نہ چراتی

دَے نبودے باغِ عیش اندوز را
عیش والے باغ کے لئے خزاں نہ ہوتی

جامِ صحت را نبودے سنگِ تب
صحت کے جام کے لئے بخار کا پتھر نہ ہوتا

ایمنی را خوف ناوردے کرب
اطمینان کو مصیبت نہ ڈراتی

خود چہ کم گشتے زجُود و رحمتش
اس کی سخاوت اور رحمت میں خود کیا کمی آ جاتی

گر نبُودے خرخشہ در نعمتش
اگر اس کی نعمت میں خرخشہ نہ ہوتا

حال[۲] بُودے خوب و خوش بر جملگاں
سب کی حالت اچھی اور بہتر ہوتی

تیرہ کم بُودے رَوانِ انس و جاں
انسانوں اور جنوں کی روح مکدر نہ ہوتی

جاوداں بُودے حضور و ذوقِ خوش
حضور اور عمدہ ذوق ہمیشہ ہوتا

دائما در جاں بُدے ہم شوقِ خوش
روح میں بھی ہمیشہ بہترین شوق ہوتا

جواب[۳] قاضی سوالِ صُوفی را و قصہ تُرک و درزی را مثل آوردن

صوفی کے سوال پر قاضی کا جواب دینا اور ترک اور چور کے قصہ کی مثال دینا

گفت قاضی بس تہی رُو صوفیی
قاضی نے کہا، تو بہت خشک دماغ صوفی ہے

خالی از فطنت چو کاف کوفیی
تو کوفی کے کاف کی طرح سمجھ سے خالی ہے

تو نہ بشنیدی کہ آں پُر قند لب
تو نے نہیں سنا کہ وہ شیریں لب

غدر زِ خیا طاں ہمی گفتے بشب
رات کو درزیوں کی غداری بیان کر رہا تھا

خلق را در دُزدیِ آں طائفہ
لوگوں کو اس گروہ کی چوری کے بارے میں

می نمود افسانہائے سالفہ
پہلے قصے سنا رہا تھا

قصہء پارہ رُبائی در بُریں
تراشتے میں ٹکڑا چرا لینے کا قصہ

می حکایت کرد اُو با آن و ایں
اس اور اس سے بیان کر رہا تھا

---

۱ گفت صوفی۔ صوفی نے کہا کہ یہ بات تو سمجھ میں آ گئی کہ دو متضاد چیزوں کا ایک مبداء سے صدور ہو سکتا ہے لیکن یہ بات باقی ہے کہ متضاد چیزوں کے صدور میں کیا حکمت ہے اگر رحمت ہی زحمت ہوتی اور زحمت نہ ہوتی تو کیا مضائقہ تھا۔ شب۔ دن ہی دن ہوتا رات نہ ہوتی۔ موسم بہار ہوتا خزاں نہ ہوتی۔ جامِ صحت۔ صرف صحت ہوتی بیماری نہ ہوتی۔ خرخشہ۔ بے موقع جھگڑا۔

۲ حال۔ اگر صرف رحمت ہوتی تو سب خوش رہتے کسی کی طبیعت میں تکدر نہ پیدا ہوتا۔ جاوداں۔ (شعر)
پراگندہ روزی پراگندہ دل
خداوند روزی بخش مشتغل

۳ جواب۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر محض عیش و عشرت ہوتا تو اس سے بہت سی دینی مضرتیں پیدا ہو جاتیں اسی مناسبت سے ترک اور درزی کا قصہ سنایا ہے کہ ترک نے مسرت میں پڑ کر اپنا کپڑا گنوا دیا۔ کاف کوفی کاف نقط سے خالی ہے۔ تو۔ ایک شیریں سخن، درزیوں کی چوری کے قصے سنا رہا تھا۔ طائفہ۔ گروہ۔ سالفہ۔ گزشتہ۔ بُریں۔ کترنا۔

۱ قصہ می خواند وَرزی نامہ گردِ اُو جمع آمدہ ہنگامہ

فسانہ گوئی میں ورزی نامہ پڑھ رہا تھا مجمع اس کے چاروں طرف جمع تھا

تفسیر قَوْلُہٗ عَلَیْہِ السَّلَام اِنَّ اللّٰہَ یُلَقِّنُ الْحِکْمَۃَ عَلٰی لِسَانِ الْوَاعِظِیْنَ بِقَدْرِ ھِمَمِ الْمُسْتَمِعِیْنَ

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے واعظوں کی زبان سے

سننے والوں کی ہمت کی بقدر تلقین کرتا ہے

مستمع چوں یافت جاذِب آں وقود جملہ اجزایش حکایت گشتہ بود

جبکہ اس آتش بیان نے سننے والے کو قبول کرنے والا پایا اس کے سارے اجزاء حکایت بن گئے تھے

جذبِ سمع استدکے اخوش لبی ست گرمی وجدِ مُعلِّم از صَمی ست

اگر کسی میں خوش بیانی ہے تو سننے کی کشش ہے استاد کی سرگرمی اور کوشش بچہ کی وجہ سے ہے

چنگیے را کو نوازد بست و چار چوں نیابد گوش گردو چنگ وار

وہ سارنگی بجانے والا جو چوبیس راگ گاتا ہے جب کان نہیں پاتا سارنگی کی طرح ہو جاتا ہے

نے ۲ حرارہ یادش آید نے غزل نے دہ انگشتش بجنبد در عمل

نہ اس کو ترانہ یاد آتا ہے نہ غزل نہ عمل میں اس کی دس انگلیاں ہلتی ہیں

گر نبودے گوشہائے غیب گیر وحی ناوردے ز گردوں یک بشیر

اگر غیب کو قبول کرنے والے کان نہ ہوتے ایک بشارت دینے والا بھی وحی نہ لاتا

ور نبودے دیدہائے صُنع بیں نے فلک گشتے نہ خندیدے زمیں

اگر کاریگری کو دیکھنے والی آنکھیں نہ ہوتیں نہ آسمان گردش کرتا نہ زمین مسکراتی

آں دمِ لَوْلَاک ۳ ایں باشد کہ کار از برائے چشم تیزست و نزار

لولاک کا مضمون یہی ہے کہ تخلیق باریک اور تیز آنکھوں کے لئے ہے

علمہ را از عشقِ ہمخوابہ و طبق کے بُود پروائے عشقِ صُنعِ حق

عوام کو ہم بستر اور دسترخوان سے عشق کی وجہ سے اللہ کی کاریگری کی پروا کب ہوتی ہے؟

اب تُماجی نریزی در تغار تا سگے چندے نباشد طعمہ خوار

تو اس کا پانی تغار میں نہ ڈالے گا جب تک کہ چند کتے خوراک کھانے والے نہ ہوں گے

روسگ کہف خداوندیش باش تا رہاند زیں تغارت اصطفاش

جا اس کی خداوندی کے غار کا کتا بن جا تاکہ اس کی برگزیدگی تجھے اس تغار سے چھڑا دے

---

۱ سمر۔ قصہ گوئی۔ تفسیر۔ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس قدر سننے والے کی صلاحیت ہوتی ہے اسی قدر اس کو وعظ کے بیان سے وہ نالی کا حصہ ملتا ہو۔ مستمع۔ سننے والے شوقین ہوتے ہیں تو واعظ بھی دل جمعی سے وعظ کہتا ہے۔ قود۔ یعنی قصہ سنانے والا۔ جذب سمع۔ اگر کسی واعظ کی خوش بیانی دیکھو تو سمجھ لو کہ سننے والوں کی کشش ہے۔ بچہ ذہین ہوتا ہے تو استاد محنت سے پڑھاتا ہے۔ چنگیے۔ اگر سننے والے ماہر اور شائق نہیں ہوتے ہیں تو سارنگی نواز کا دل بجھ جاتا ہے۔

۲ نے حرارہ۔ سارنگی نواز نہ چنداں جلی آوازیں یاد آتی ہیں۔ نہ غزل نہ اس کی انگلیاں کام کرتی ہیں۔ گر نبودے۔ اگر انبیاء میں وحی سننے کی استعداد نہ ہوتی تو جبرئیل وحی لے کر نہ آتے۔ ور نبودے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی صنعت کو دیکھنے والے نہ ہوتے تو نہ آسمان پیدا ہوتا نہ زمین پیدا اور نہ رونق۔

۳ لولاک۔ آنحضورؐ کے بارے میں لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ کا مطلب یہی ہے کہ چونکہ آپ کامل صاحب نظر ہیں اس لئے آسمان پیدا کئے گئے ہیں محدثین نے اس حدیث کو بے اصل قرار دیا ہے۔ عامہ عوام، معشوق و دسترخوان کے شیدائی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کی کاریگری میں غور کرنے کی توفیق کہاں ہے۔ تماجی۔ ایک قسم کا آش ہے۔ طعمہ لقمہ۔

دعویٰ کردن و گرو بستنِ تُرک کہ درزی از مَن چیزے نتواند بُرد

ایک ترک کا دعویٰ کرنا اور بازی لگانا کہ کوئی درزی میری کوئی چیز نہیں چرا سکتا

چونکہ دُز دیہائے بیرحمانہ گفت — کہ کنند آں دَرزیاں اندر نہفت

جب اس نے ظالمانہ چوریاں بیان کیں — جو درزی چپکے سے کرتے ہیں

اندراں ہنگامہ تُرکے از خطا — سخت تیرہ شُد ز کشفِ آں غطا

اس مجمع میں خطا کار رہنے والا ایک ترک — اس پردے کے کھلنے سے سخت مکدر ہو گیا

شب چو روزِ رُستخیز آں رازہا — کشف می کرد از پے اہلِ نہی

رات کے وقت قیامت کے دن کی طرح رازوں کو — وہ عقلمندوں کے لئے کھول رہا تھا

ہر کجا آئی تو دَر رنجِ فراز — بینی آنجا دو عدُو در کشف راز

تو جہاں کہیں بھی کسی گوشہ میں پہنچے گا — راز کھولنے میں دو دشمنوں کو دیکھے گا

آں زباں را مخبرِ مذکور داں — واں گلوئے راز گو را صُور داں

زبان کو تو مذکور مخبر سمجھ — اور راز کہنے والے گلے کو صور سمجھ

کہ[۲] خدا اسبابِ خشمی ساخت ست — واں فضائح را بکُوی انداخت ست

کیونکہ خدا نے غصہ کے اسباب پیدا فرمائے ہیں — اور رسوائیوں کو کوچہ میں ڈال دیا ہے

بس کہ غدرِ درزیاں را ذکر کرد — حیف آمد تُرک را و خشم و دَرد

اس نے درزیوں کی بہت سی غداریوں کا ذکر کیا — ترک کو افسوس اور غصہ اور درد ہوا

نشان جستن تُرک خانہ درزی را

ترک کا درزی کے گھر کا پتہ معلوم کرنا

گفت اے قصّاص در شہرِ شما — کیست اُستادتر دریں مکر و دَغا

اس نے کہا اے قصہ گو! تمہارے شہر میں — اس مکر اور دغا میں سب سے زیادہ استاد کون ہے؟

گفت[۳] خیاطیست نامش پورشش — اندریں دُزدی و چُستی خلق کُش

اس نے کہا ایک درزی ہے' اس کا نام پورشش ہے — اس چوری اور چالاکی میں لوگوں کو ذبح کرنے والا ہے

گفت من ضامن کہ بلصد اضطراب — اُو نیارد بُرد پیشم رشتہ تاب

اس نے کہا کہ میں ضامن ہوں سیکڑوں ہاتھ پاؤں مارنے کے باوجود — وہ میرے سامنے ایک بنا ہوا دھاگا نہیں لے جا سکتا

پس بگفتندش کہ از تو چُست تر — مات اُو گشتند در دعویٰ مپر

لوگوں نے اس سے کہا کہ تجھ سے زیادہ چالاک — اس سے مات کھا گئے ہیں' دعوے میں پرواز نہ کر

۱ دعویٰ۔ ترک نے دعویٰ کیا کہ وہ درزی میرا کپڑا کبھی نہ چرا سکے گا۔ اندراں۔ اس مجمع میں خطا کار رہنے والا ایک ترک تھا جو درزیوں کی چوری کے قصے سن کر برہم ہو گیا۔ اہل نہی۔ عقلمند لوگ۔ ہر کجا۔ رازوں کے فاش ہونے کا سبب ایک زبان ہے اور ایک راز کہنے والے کا گواہی ہے۔

۲ کہ خدا۔ راز فاش کرنے کا سبب عداوت اور دشمنی ہوتی ہے اور راز فاش ہونے سے رسوائی ہوتی ہے۔ بس۔ جب اس نے درزیوں کی چوریوں کا ذکر کیا تو ترک کو بہت افسوس اور دکھ ہوا۔ قصاص۔ قصہ گو۔ آستاتر۔ زیادہ استاد

۳ گفت۔ قصہ گو نے کہا سب سے زیادہ اس چالاک درزی کو پورشش کہتے ہیں۔ گفت۔ ترک نے کہا کہ وہ باوجود اپنی حرکتوں کے میرے سامنے بنا ہوا ایک دھاگا بھی نہیں چرا سکے گا۔ پس۔ لوگوں نے ترک سے کہا کہ تجھ سے زیادہ ہوشیاروں کو وہ دھوکا دے چکا ہے۔

تو بعقلِ خود چنیں غرّہ مباش — کہ شوی یا وہ تو در تزویر ہاش
تو اپنی عقل پر ایسا مغرور نہ ہو — کیونکہ اس کی چالاکیوں میں تو گم ہو جائے گا

گرم تر شد ترک و بست آنجا گرو — کہ نیارد بُرد نے کہنہ نہ نو
ترک اور گرما گیا اور وہاں بازی لگائی — کہ وہ نہیں لے جا سکتا نہ پرانا نہ نیا

مُطمعانش گرم تر کردند زود — او گرو بست و دہاں را بر کشود
لالچ کانے والوں نے اس کو فوراً لالچ کا دیا — اس نے شرط لگائی اور بولا

کہ گرو ایں مرکبِ تازیِ مَن — بدہم ار دُزدد قماشم را بفن
کہ میرا یہ عربی گھوڑا گروی ہے — اگر فریب سے اس نے میرا کپڑا چرالیا' دیدوں گا

ورنتاند بُرد لیسے از شُما — واستانم بہرِ رہنِ مُبتدا
اور اگر وہ نہ اڑا سکا تم سے ایک گھوٹا — ابتدائی رہن کے مقابلہ میں لے لوں گا

تُرک را آں شب نُبُد از غصّہ خواب — باخیالِ دُزد می کرد اُو حراب
ترک کو غصہ سے اس رات نیند نہ آئی — وہ چور کے خیال سے لڑائی لڑتا رہا

بامداداں اطلسے زد در بغل — شُد ببازار و دُکانِ آں دغل
صبح کو اطلس بغل میں دبائی — اس مکار کے بازار اور دکان پر پہنچا

پس ۲ سلامش کرد گرم و اُوستاد — جست از جالب پرسش بر گشاد
اس نے اس کو گرمجوشی سے سلام کیا اور استاد — جگہ سے اٹھا اس کی مزاج پرسی کے لئے اب کشائی کی

گرم پُرسیدش ز حد تُرک بیش — تا فگند اندر دلِ اُو مہرِ خویش
اس نے ترک کی اس کے مرتبہ سے زیادہ گرمجوشی سے پرسش کی — حتی کہ اس کے دل میں اپنی محبت ڈال دی

چوں شنید از وے نوائے بُلبلے — پیش افگند اطلسِ اِصطبلے
اس نے جب اس سے بلبل کا نغمہ سنا — استنبولی اطلس اس کے سامنے ڈال دی

کہ ۳ بُبر ایں را قبائے روزِ جنگ — زیرِ دامن واسع و بالاش تنگ
کہ اس کی جنگ کے دن کی قبا تراش دے — نیچے کا دامن وسیع ہو اور اس کا اوپر کا حصہ تنگ ہو

تنگ بالا بہرِ جسم آرائے را — زیر واسع تا نگیرد پائے را
اوپر کا تنگ حصہ' جسم کی آرائش کے لئے — نیچے کا وسیع تاکہ پاؤں نہ الجھے

گفت صد خدمت کنم اے ذودِ داد — در قبولش دست بر سینہ نہاد
اس نے کہا اے دوست! میں سو خدمتیں بجالاؤں گا — اس کے قبول کرنے میں سینہ پر ہاتھ رکھا

۱ تو بعقلِ خود۔ تو اپنی عقل پر گھمنڈ نہ کر اس کی مکاریوں میں تو گم ہو جائے گا۔ گرم تر۔ لوگوں کی ان باتوں سے ترک اور گرما گیا اور اس نے بازی لگائی۔ کہ اگر وہ میرا کپڑا لے گا تو اپنی عربی گھوڑا ہار جاوے گا۔ ورنہ اور اگر وہ نہ چرا سکے گا تو تم سے ایک گھوڑا لوں گا۔ ترک۔ اس رات کو ترک غصہ سے نہ سو سکا اور ساری رات اس کی چوری کے داؤں پیچ اور اس کے توڑ کو سوچتا رہا۔ دغل۔ کمینہ مکار۔

۲ پس۔ ترک اطلس لے کر درزی کی دکان پر پہنچا تو درزی اپنی جگہ سے اٹھا اس کو سلام کیا اور اس کی مزاج پرسی شروع کر دی۔ پرسیدن۔ جس قدر ترک کی مزاج پرسی کرنی تھی اس سے بہت زیادہ مزاج پرسی کی جس سے ترک کے دل میں اس کی محبت پیدا ہو گئی۔ اصطنبل۔ استنبول استنبولی۔ اطلس مشہور تھا۔

۳ کہ ببر۔ ترک نے درزی سے کہا اس اطلس کی قبا سی دے اوپر سے چست ہو اور دامن فراخ ہوں۔ تنگ اوپر کا حصہ تنگ ہو گا تو سینہ اور ڈنڈ حسین معلوم ہوں گے' دامن وسیع ہوں گے تو پاؤں نہ الجھیں گے۔ ذود داد۔ دوست۔ در قبولش۔ سینہ پر ہاتھ رکھنا بات تسلیم کرنے کا اشارہ ہے۔

پس بہ پیمود و بدید اُو رُوئے کار
پھر ناپا اور کام کا اندازہ کیا

بعد ازاں بگشاد لب را در فشار[1]
اس کے بعد بکواس کے لئے اس نے ہونٹ کھول دیا

از حکایتہائے میدانِ وگر
دوسرے سرداروں کی حکایتوں کا

وز کرم مہاے و عطاے آں نفر
اور اس جماعت کے کرم اور عطا کا

وز بخیلان وز تخسیراتِ شاں
اور بخیلوں اور ان کے گھٹانے کا

از برائے خندہ داد اُو ہم نشاں
ہنسانے کے لئے اس نے پتہ بھی بتلیا

ہمچو آتش کرد مِقراضے بُروں
آگ جیسی ایک قینچی نکالی

می بُرید و لب بر افسانہ وفسُوں
کاٹ رہا تھا اور قصہ اور منتر ہونٹ پر تھا

مُضاحک گفتنِ درزی تُرک را و از قوتِ خندہ بَستہ شُدنِ

درزی کا ترک سے ہنسی کی باتیں کرنا اور ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے دو چھوٹی آنکھوں کا

دو چشمِ تنگ فرصت یافتنِ درزی دَر دُزدی

بند ہو جانا اور درزی کا چوری کا موقع پانا

یک مُضاحک چُست گفت آں اُستاد
اس استاد نے ایک ہنسی کی بات فوراً کہی

تُرکِ مست از خندہ شُد سُست و فتاد
مست ترک ہنسی سے سست ہو گیا اور گر پڑا

تُرک خندیدن گرفت از داستاں
قصہ سے ' ترک نے ہنسنا شروع کردیا

چشمِ تنگش گشت بَستہ آں زماں
اس وقت اس کی تنگ آنکھ بند ہو گئی

پارۂ دُزدید و کردش زیرِ راں
اس نے ایک ٹکڑا چرایا' اس کو ران کے نیچے کر لیا

غیرِ حق از جُملۂ اَحیَا نہاں
خدا کے علاوہ ' سب زندوں سے پوشیدہ

حق[2] همید آں و لے ستّار خُوست
اللہ تعالیٰ اس کو دیکھ رہا تھا لیکن پردہ پوشی کی عادت والا ہے

لیک چوں از حد بری غمّاز اُوست
لیکن جب تو حد سے گزرے ' وہ غماز ہے

تُرک را از لذّتِ افسانہ اَش
اس کے قصہ کی لذت سے ترک کے

رفت از دل دعوئ پیشانہ اَش
دل سے اس کا پہلا دعوی جاتا رہا

اطلسے چہ دعوی چہ رہن چہ
کیسی اطلس ' کیسا دعوی ' کیسا رہن؟

تُرک تَرمست ست در لاغ اے اَچہ
اے بھائی! ترک ' مذاق میں مست ہے

لابہ کردش تُرک کز بہرِ خدا
ترک نے اس کی خوشامد کی کہ خدا کے لئے

لاغ می گوئی مراشد مُعتدیٰ
مذاق کی بات سنا کیونکہ وہ میری غذا بن گئی ہے

[1] فشار۔ بیہودہ کلام۔ از حکایتہائے۔ اس درزی نے اس ترک کو دوسرے سرداروں کی عطا اور بخشش کے قصے سنائے اور بخیلوں کے قصے بھی سنائے۔ مقراض۔ درزی نے تیز قینچی نکالی اور قصے سناتا رہا۔ مضاحک۔ مضحکہ کی جمع ہے ہنسنے کی باتیں مولانا نے اس کو مفرد کے معنی میں لیا ہے۔ دو چشم تنگ۔ ترکوں کی آنکھیں فراخ نہیں ہوتی ہیں۔

[2] یک مُضاحک۔ درزی نے ہنسی کی ایک بات شروع کی جس سے وہ ترک ہنستے ہنستے سست پڑ گیا اور گر گیا اور ہنسی میں اس کی دونوں چھوٹی چھوٹی آنکھیں بند ہو گئیں۔ پارہ۔ درزی نے موقع پا کر اطلس کا ایک ٹکڑا ران کے نیچے چھپا لیا جو سب سے پوشیدہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو دیکھ رہا تھا۔

[3] حق۔ خدا کی صفت ستاری ہے وہ پردہ پوشی کرتا ہے لیکن جب معاملہ حد سے بڑھ جاتا ہے تو راز فاش کر دیتا ہے۔ ترک۔ ترک درزی کی باتوں سے ایسا خوش ہوا کہ اپنے دعوے کو بھی بھلا بیٹھا۔ اطلسے۔ اب اس کو نہ اطلس کی پروا تھی نہ دعوے کی نہ اس گھوڑے کی جو اس نے گروی رکھا تھا۔ اَچہ۔ ترکی لفظ ہے بمعنی برادر۔ لاب۔ خوشامد

گفت لاغِ خندہ انگیز آں دَغا
اس مکار نے ہنسانے والی ایسی بات کہی

کہ فتاد از قہقہہ اُو بر قفا
کہ قہقہہ کی وجہ سے وہ چت گر گیا

پارۂ اطلس سُبک بر نیفہ زد
اس نے جلدی سے اطلس کا ٹکڑا نیفہ میں لگا دیا

تُرکِ غافل خوش مُضاحک می مَزد
غافل ترک ہنسانے والی بات چوس رہا تھا

ہمچنیں بارِ سُوم تُرکِ خطا
اسی طرح خطا کے ترک نے تیسری بار

گفت لاغے گوئے از بہرِ خدا
کہا، خدا کے لئے مذاق کی بات سنا

گفت لاغے خندہ میں تَرزاں دوبار
اس نے دو بار سے زیادہ ہنسی لانے والی بات سنائی

کرد اُوایں تُرک را کُلّی شکار
اس نے اس ترک کو پورا شکار کر لیا

چشم بَستہ عقل جَستہ مُولہہ
آنکھ بند، عقل روانہ شدہ، فریفتہ

مَست، تُرکِ مُدّعی از قہقہہ
مدعی ترک، قہقہے سے مست تھا

پَس[۲] سُوم بار از قبا دُزدید شاخ
پھر تیسری بار اس نے قبا میں سے ٹکڑا چرا لیا

کہ ز خندش یافت میدانِ فراخ
کہ اس کو اس کی ہنسی کی وجہ سے وسیع میدان ملا

چوں چہارم بار آں تُرکِ خطا
جب اس خطا کے ترک نے چوتھی بار

لاغ زاں اُستا ہمی کرد اقتضاء
اس استاد سے مذاق کی بات کا تقاضہ کیا

رحم آمد بَروے آں اُوستاد را
اس استاد کو اس پر رحم آ گیا

کرد در باقی فنِ بیداد را
ظلم کے فن کو باقی لوگوں کے لئے رکھ چھوڑا

گفت مُولَع[۳] گشتہ ایں مفتوں دریں
کہا یہ پاگل اس پر فریفتہ ہو رہا ہے

بیخبر کیں چہ خسارست و غبیں
اس سے بے خبر کہ یہ کیا خسارا اور نقصان ہے؟

بُوسہ افشاں کرد بر اُستاد اُو
اس نے استاد پر بوسہ نثار کیا

کہ بمَن بہرِ خدا افسانہ گو
کہ خدا کے لئے مجھ سے افسانہ کہہ

اے فسانہ گشتہ و محو از وجود
اے شخص تو افسانہ بن گیا اور اپنے وجود سے بے خبر ہے

چند افسانہ بخواہی آزمود
فسانے کو کہاں تک آزمائے گا؟

خندہ میں تَرا تو ہیچ افسانہ نیست
تجھ سے زیادہ ہنسانے والا کوئی افسانہ نہیں ہے

بر لَب گورِ خرابِ خویش ایست
اپنی برباد قبر کے کنارے کھڑا ہو جا

خطاب باہر نفسے کہ بمثلِ ایں بلا مُبتلاست
اس نفس کو خطاب جو اس جیسی بلا میں پھنسا ہے

---

۱ گفت۔ مذکر نے پر کوئی ہنسی کا قصہ سنایا جس سے ترک چت لیٹ گیا۔ پارہ۔ اب چونکہ ترک بالکل غافل تھا مذکر کو موقع ملا اس نے اطلس کا ٹکڑا ان کے نیچے سے نکال کر نیفے میں اڑس لیا۔ بچنیں۔ ترک نے تیسری بار پھر فرمائش کی۔ کرو اُو۔ اب مذکر نے ایک اور ٹکڑا بھی چرا لیا۔ از قہقہہ۔ قہقہے مارنے سے ترک کی آنکھیں بند تھیں عقل بھاگ چکی تھی اور وہ قصہ پر فریفتہ تھا۔

۲ پس۔ اب تیسری بار۔ شاخ۔ یعنی اطلس کا ٹکڑا۔ فراخ۔ وسیع چوں چہارم۔ چوتھی بار پھر ترک نے فرمائش کی۔ اقتضاء۔ تقاضہ کرنا۔ رحم۔ اب مذکر کو اس ترک پر رحم آیا اور اس نے اپنے فن کو دوسرے لوگوں یا دوسرے وقت کے لئے اٹھا رکھا۔

۳ مُولَع۔ فریفتہ۔ مفتوں پاگل۔ غبیں۔ نوٹا۔ بوسہ۔ اس ترک نے اس مذکر کا خوشامد میں بوسہ بھی لیا۔ اے فسانہ۔ انسان کا وجود شکر وہ محض افسانہ جاتا ہے۔ خندہ میں ترا۔ اے انسان تجھ سے زیادہ ہنسی کا کوئی افسانہ نہیں ہے تو قبر کے کنارے جا کر اپنا انجام سوچ۔

اے فرورفتہ بقعرِ جہل و شک
اے نادانی اور شک کی قبر میں اترے ہوئے

چند جوئی لاغ[1] و دستانِ فلک
فلک کا مکر اور مذاق کہاں تک طلب کرے گا؟

تا بکے نوشی تو عشوہ ایں جہاں
تو کب تک اس دنیا کا فریب کھائے گا؟

کہ نہ عقلت ماند بر قانوں نہ جاں
کہ نہ تیری عقل قاعدے میں رہی نہ روح

لاغِ ایں چرخِ ندیمِ کُرد و مُرد
اس آسمان کے مذاق نے جو کرد اور بے کیش کا ہمنشین ہے

آبروئے صد ہزاراں چوں تو بُرد
تجھ جیسے لاکھوں کی آبرو برباد کی ہے

میدرد میدوزد ایں درزیِ عام
یہ حمام درزی، پھاڑتا ہے اور سیتا ہے

جلہ صد سالگان و طفلِ خام
سو سالہ اور ناتجربہ کار بچے کے کپڑے

پیر و طفلاں شستہ پیشش بہرِ گد
بوڑھے اور بچے اس کے سامنے بھیک کے لئے بیٹھے ہیں

تا بسد و نحس الاغے کُند
تاکہ وہ نیک اور بدبخت سے مذاق کرے

لاغِ[2] او گر باغہارا داد داد
اس کے مذاق نے اگر باغوں کو عطا دی ہے

چوں دَے آمد دادہا برباد داد
جب خزاں آئی اس نے عطاؤں کو برباد کر دیا ہے

گفتنِ درزی ترک را کہ ہے خموش کن کہ اگر مضاحک

ترک سے درزی کا کہنا کہ خبردار! چپ ہو جا، کہ اگر ہنسی کی دوسری

دیگر بگویم قبایت تنگ آید

بات کہوں گا تیری قبا تنگ ہو جائے گی

گفت درزی ترک رازیں در گزر
درزی نے ترک سے کہا اس کو جانے دے

وائے برتو گر کُنم لاغِ دگر
تیری حالت پر افسوس ہوگا اگر میں اور مذاق کروں گا

بس قبایت تنگ آید باز پس
پھر تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی

ایں کُند با خویشتن خود ہیچ کس
اپنے ساتھ ایسا کوئی کرتا ہے؟

سرّ[3] ایں خندہ اگر دانستیے
اس ہنسی کا راز اگر تو جان لیتا

آں زصد گریہ بتر دانستیے
تو اس کو سو رونوں سے بدتر سمجھتا

ترکِ خندہ کن لیا اے ترکِ مست
اے مست ترک! تو ہنسی کو چھوڑ دے

زانکہ عُمرت رفت، خواہی گشت پست
کیونکہ تیری عمر گزر گئی، تو پست ہو جائے گا

چونکہ بنہاد آں قبا درزی زدست
جب اس درزی نے قبا ہاتھ سے رکھی

اسپ را بر باد داد آں ترک مست
اس مست ترک نے گھوڑا برباد کر دیا

[1] لاغ۔ بیہودہ بات۔ دستاں۔ مکر۔ عشوہ۔ فریب۔ لاغِ فلک کے مذاق نے لاکھوں کو برباد کیا ہے۔ کرد۔ ایک قوم ہے یہاں مراد وحشی والے ہیں۔ مُرد۔ مردی جمع ہے نوخیز لڑکا۔ میدرد۔ یہ آسمان انسانوں کے ساتھ وہی کچھ کرتا ہے جو درزی نے ترک کے ساتھ کیا۔ صد سالگان۔ پرانی عمر کے لوگ۔ تا بسعد۔ آسمان اپنے سعد اور نحس کے ذریعہ لوگوں سے مذاق کرتا ہے۔

[2] لاغِ او۔ آسمان کا مذاق یہ ہے کہ اگر موسم بہار میں وہ باغ کو بخشش دیتا ہے تو خزاں میں چھین لیتا ہے۔

گفتنِ۔ درزی نے ترک سے کہا کہ بس اب چپ ہو جا اگر میں اور کوئی ہنسی کی بات سناؤں گا تو تیری قبا بہت تنگ ہو جائے گی۔ این کند۔ تیرا ہنسی کی بات کو طلب کرنا اپنا کپڑا چھری کرتا ہے ایسے کوئی اپنے ساتھ نہیں کیا کرتا۔

[3] سرّ۔ درزی نے کہا کہ اگر تو اس ہنسی کا راز سمجھ جاتا کہ میں تجھے کیوں ہنسا رہا ہوں تو اس ہنسی کو سیکڑوں رونوں سے بدتر سمجھتا۔ ترکِ خندہ۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ اے مخاطب تو بھی مذاق دل لگی چھوڑ دے کیونکہ زیادہ عمر تو گزر گئی ہے اب بھی باز نہ آئے گا تو بالکل برباد ہو جائے گا۔ چونکہ۔ جب درزی نے ہاتھ سے قبا رکھ دی اور ظاہر ہو گیا کہ اس میں چوری ہو چکی ہے تو وہ ترک گھوڑا بھی ہار گیا۔

مخلصش ۱ بشنو توئی آں تُرکِ گول — عالمِ غدّار خیّاطِ چو غول
اس کا خلاصہ سن، وہ احمق ترک تو ہے — غدار عالم، بھوت جیسا درزی ہے

اطلسے کز بہرِ تقویٰ و صَلاح — دوختت باید خرچ کردی از مزاح
وہ اطلس جو تقوے اور نیکی کے لئے — سینا چاہئے تھا، تو نے مذاق سے اس کو خرچ کر دیا

اَطلست عُمر و مَضاحِک شہوت ست — روز و شب مقراض و خندہ غفلت ست
تیرا اطلس عمر ہے ہنسانے والی! تین شہوت ہے — دن اور رات قینچی ہے اور ہنسنا غفلت ہے

اسپ ۲ ایمان ست و شیطاں در کمیں — باخود آ افسانہ را بگذار ہیں
گھوڑا ایمان ہے اور شیطان گھات میں ہے — خبردار! ہوش میں آ افسانہ کو چھوڑ

بیان آنکہ بیکاراں و افسانہ جُویاں مثلِ آں تُرک اَند و عالمِ غدّارِ غرّار ہمچوں آں درزی و شہوات و زناں، مَضاحِک
اس کا بیان کہ بیکار اور افسانہ کے جویاں اس ترک جیسے ہیں اور دھوکے باز غدار عالم اس درزی کی طرح ہے اور شہوت اور عورتیں اس دنیا کی
گفتنِ ایں دنیاست و عُمر ہمچوں آں اطلس پیشِ ایں درزی
ہنسانے والی باتیں کہنا ہے اور عمر اس اطلس کی طرح ہے اس درزی کے سامنے

جہتِ قبائے بقا و لباسِ تقویٰ ساختن
بقا کی قبا اور تقویٰ کا لباس بنانے کے لئے

اطلسِ عُمرت بمقراضِ شہور — بُرد پارہ پارہ خیّاطِ غرور
مہینوں کی قینچی سے تیری عمر کا اطلس — دھوکے کا درزی ٹکڑے ٹکڑے کر کے لے اڑا

تو تمنای بری کاختر مُدام — لاغ کردے سَعد بُودے بر دَوام
تو تمنا کرتا ہے کہ ستارہ ہمیشہ — ہمیشہ مذاق کرتا اور سعد ہوتا

سَخت ۳ می تولی زتر بیعاتِ اُو — وز و بال و کینہ و آفاتِ اُو
تو اس کی نحوستوں سے سخت گھبراتا ہے — اور اس کے وبال اور کینہ اور آفتوں سے

سَخت می رنجی ز خاموشیِ اُو — وز نحوس و قبض و کیں کوشیِ اُو
اس کی خاموشی سے تو سخت رنجیدہ ہوتا ہے — اور اس کی نحوست اور قبض اور کینہ وری سے

مُشتری و زُہرہ چوں در رقص نیست — چونکہ بہرام و زُحل را نقص نیست
جب مشتری اور زہرہ رقص میں نہیں ہیں — جبکہ بہرام اور زحل میں گھٹاؤ نہیں ہے

۱ مخلصش۔ اب مولانا قاضی کی زبان سے فرماتے ہیں کہ اے انسان تو مست ترک ہے اور یہ دنیا غدار درزی ہے، تیری عمر اطلس ہے اور تیری شہوت ہنسی مذاق کی باتیں ہیں اور دن رات قینچی ہے اور غفلت ہنسنا ہے۔

۲ اسپ۔ گھوڑا تیرا ایمان ہے اور شیطان اسی طرح گھات میں ہے جس طرح شرط باندھنے والے تھے۔ اطلس عمر۔ تیری عمر کی اطلس کو ماہ و سال کی قینچی سے زمانہ ٹکڑے ٹکڑے کر کے چرا رہا ہے۔ تو تمنا۔ یعنی اے صوفی تو یہ تمنا کرتا ہے کہ تیرے ستارے ہمیشہ سعد رہتے اور وہ ہمیشہ تجھ سے ہنسی خوشی کی باتیں کرتے۔

۳ می تولی۔ فعل حال ہے تولیدی سے بمعنی رمیدن بھاگنا یعنی رنجیدہ ہوتا۔ تربیع۔ کسی ستارہ کا برج سوم سے جو ربع فلک ہے کسی دوسرے ستارے پر نظر کرنا یہ نحوست سے کنایہ ہے۔ سخت می رنجی۔ تجھے ستاروں کی تاثیرات سے بہت رنج ہوتا ہے۔ مشتری۔ یعنی ان ستاروں کی اچھی تاثیرات نہ ہوں تب تو رنجیدہ ہوتا ہے۔

که چرا زُهره طرب در رقص نیست
کہ مستی کی زہرہ رقص میں کیوں نہیں ہے

بر سعود او رقص و سعدِ اُو مایست
تو اس کے سعود اور رقص اور سعد پر نہ ٹھہر

اخترت گوید که گر افزوں کُنم
تجھ سے ستارہ کہتا ہے کہ اگر میں بڑھا دوں

لاغ را پس کُلیت مَغبوں کُنم
مذاق کو تو تجھے بالکل ٹوٹے میں کردوں گا

تو مَبیں قلابیِ ایں اختراں
توں ستاروں کی گردش کو نہ دیکھ

عشقِ خود بر قلب زن بیں اے فلاں
اے فلاں! اپنے عشق کو گردش دینے والے پر دیکھ

تمثیل ۲ ایں جہاں در تسکینِ فقیراں از جَورِ روزگار
زمانہ کے حکم سے فقیروں کو تسکین دینے میں اس دنیا کی مثال دینا

آں یکے می شُد بَرہ سوئے دُکاں
ایک شخص دکان کی جانب راستہ پر پڑا

پیشِ رَہ را بَستہ دید اُو از زناں
اس نے راستہ کا آگا' عورتوں سے بند دیکھا

پائے اُو می سوخت از تعجیل و راہ
جلدی کی وجہ سے اس کا پاؤں جل رہا تھا اور راستہ

بَستہ از جُوقِ زنانِ ہمچو مَاہ
چاند جیسی عورتوں کے مجمع سے بند تھا

رُو بیک زن کرد و گفت اے مُستہاں
اس نے ایک عورت کی جانب منہ کیا اور کہا اے ذلیل!

ہے چہ بسیارند ایں دختر چگاں
لوہو' یہ نو عمر لڑکیاں کتنی زیادہ ہیں

رُو بِدُو کرد آں زن و گفت اے مہیں
اس عورت نے اس کی طرف منہ کیا اور کہا اے ذلیل

ہیچ بسیاریِ تا منگر چنیں
ہماری کثرت کو کبھی ایسا نہ دیکھ

بیں کہ بابسیاریِ ما بَر بساط
دیکھ فرش پر ہماری کثرت کے باوجود

تنگ می آید شمارا اِنبساط
تمہیں خوش عیشی تنگ معلوم ہوتی ہے

دَر لواط می فتید از قحطِ زَن
عورتوں کے نہ پیدا ہونے سے تم لواطت میں مبتلا ہوجاتے ہو

فاعل و مفعُول رسوائے زمَن
فاعل اور مفعول جہان میں رسوا ہوئے ہیں

تو مبیں ایں واقعاتِ دونگا
تو زمانہ کے دن واقعات پر نظر نہ کر

کز فلک می گردد اینجا ناگوار
جو اس جگہ فلک سے ناگوار ہوتے ہیں

تو مبیں تخسیرِ روزی و معاش
تو روزی اور معاش کو کم نہ سمجھ

تو مبیں ایں قحط و خوف و اِرتعاش
تو اس قحط اور ڈر اور لرزہ کو نہ دیکھ

۱ برسعود۔ انسان کو ستاروں کی سعادت اور نحوست کا پابند نہ ہونا چاہیے۔ اخترت۔ اگر تو ہمیشہ خوشی میں رہے گا تو اس ترک کی طرح بالکل ٹوٹے میں پڑ جائے گا۔ تو مبیں۔ ان ستاروں کی گردش پر نظر نہ کرنی چاہیے بلکہ جو ذات ان کو گھما رہی ہے اس سے تعشق پیدا کر۔ شعر
چھوڑ پرائے کو اکب نہ ہو پابند فلک
بس ہوا ہے جو کرتا ہے خداوند فلک

۲ تمثیل۔ مولانا نے فرمایا تھا کہ ستاروں کی گردش نہ دیکھ بلکہ گردش دینے والے کو دیکھ قصہ میں بھی عورت نے یہی کہا ہے کہ ہماری کثرت کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ہماری کثرت کے باوجود لوگ کس بدکرداری میں مبتلا ہیں۔ جوق۔ مجمع۔ ہمچو ماہ۔ حسین عورتیں تمہیں۔ رُو بیک زن۔ اس شخص نے ایک عورت سے مخاطب ہو کر کہا کہ عورتیں اس قدر زیادہ ہو گئیں کہ راستہ چلنا دشوار ہے۔

۳ رُو بدُو کرد۔ اس عورت نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کہ ہماری کثرت دیکھنے کے قابل نہیں بلکہ غور کرنے کی یہ بات ہے کہ ہماری کثرت کے باوجود بدفعل لوگ بدفعلی میں مبتلا ہوتے ہیں اور دونوں رسوا ہوتے ہیں۔ تو مبیں۔ اسی طرح اے صوفی تو آسمان اور زمانہ کی تلخیوں کو نہ دیکھ بلکہ یہ دیکھ کہ ان کے باوجود تو زمانہ پر جان دیتا ہے اور دنیا کو چھوڑتا نہیں چاہتا۔ تخسیر۔ خسارہ میں ڈالنا۔ ارتعاش۔ لرزہ۔

ہیں کہ باایں جملہ تلخیہائے اُو — مُردہ اُویند و ناپروائے اُو
خبردار کہ اس کی ان تمام تلخیوں کے باوجود — اس پر مٹے ہوئے ہیں اور اس سے بے پروا ہیں

رحمتے ۱؎ داں امتحانِ تلخ را — نقمتے داں مُلکِ مَرو و بلخ را
تلخ امتحان کو تو رحمت جان — مرو اور بلخ کی سلطنت کو عذاب سمجھ

آں ابراہیم از تلف بگریخت و ماند — ایں براہیمؑ از شرف بگریخت وراند
وہ ابراہیم تلف سے بھاگا اور رہ گیا — یہ ابراہیم وجاہت (دنیوی) سے بھاگے اور آگے بڑھ گئے

ایں ۲؎ نسوزد ویں بسوزد اے عجب — نعلِ معکوس ست در راہِ طلب
یہ نہ جلے اور یہ جلے، تعجب ہے — طلب کے راستہ میں الٹا نعل ہے

بازمکرر کردنِ صوفی آں سوال را

صوفی کا اس سوال کو پھر مکرر کرنا

گفت صُوفی قادرست آں مُستعاں — کہ کُند سودائے مارا بے زیاں
صوفی نے کہا وہ مددگار قادر ہے — کہ ہمارے معاملہ کو بغیر نقصان کا بنا دے

آنکہ آتش را کُند وَر دو شجر — ہم تواند کرد ایں را بے ضرر
جو آگ کو پھول اور درخت بنا دیتا ہے — اس کو بھی بغیر نقصان والا بنا سکتا ہے

آنکہ گل آرد بُروں از عینِ خار — ہم تواند کرد ایں دَے را بہار
جو بعینہ کانٹے سے پھول پیدا کر دیتا ہے — اس خزاں کو بھی بہار بنا سکتا ہے

آنکہ زُو ہر سَرو آزادی کُند — قادرست از غُصّہ را شادی کُند
وہ کہ جس کی وجہ سے ہر سرو آزادی بنتا ہے — وہ قادر ہے اگر غصہ کو خوشی بنا دے

آنکہ شُد موجود ازوے ہر عدم — گر بدارد باقیش اُورا چہ غم
وہ کہ جس سے ہر عدم موجود بنا — اگر وہ اس کو باقی رکھے تو کیا غم ہے؟

آنکہ ۳؎ تن را جاں دہد تا حَی شود — گر نمیراند زیانش کے شود
وہ جو جسم کو جان عطا کرتا ہے حتی کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے — اگر وہ اس کو نہ مارے اس کا نقصان کب ہوگا؟

خود چہ باشد گر بخشد آں جواد — بندہ را مقصود جاں بے اجتہاد
خود کیا ہو جائے گا اگر وہ سخی عطا فرما دے — بندہ کو جان کا مقصد بغیر مجاہدے کے؟

۱؎ رحمتے۔ جس تلخ امتحان سے تو گریزاں ہے اس کو رحمت سمجھ کیونکہ وہ صبر و رضا کے ظہور کا سبب ہے اور دنیاوی عیش و عشرت کو عذاب سمجھ کیونکہ وہ غفلت اور اللہ سے دوری کا سبب ہے۔ آں براہیم۔ ابراہیم نامی ایک یہودی بہرام گور کے زمانہ میں تھا جو بخل اور خست میں ضرب المثل ہے۔ از تلف۔ یعنی مال کے خرچ کرنے سے گریز کرتا تھا۔ ماند۔ یعنی نجات پانے سے رہ گیا۔ این ابراہیم۔ یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ۔ شرف۔ یعنی دنیاوی وجاہت۔ راند یعنی درباِ حق میں سواری بڑھا دی اور مقرب بارگاہ ہو گئے۔

۲؎ ایں نسوزد۔ حضرت ابراہیم نے دنیا پر لات ماری اور تکالیف برداشت کیں تو ان کو آگ نہ جلا سکی۔ ویں بسوزد۔ ابراہیم بخیل مال و دولت کے تلف کی سوزش سے بچا لیکن جہنم کی آگ میں جلا۔ نعلِ معکوس۔ جس طرف مطلوب کے نہ ہونے کا خیال ہے ادھر چلو تو مطلوب تک پہنچو گے۔ گفت صوفی۔ صوفی کے سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی قدرت ہے کہ لذتوں کو تلخیوں سے خالی کر کے بے ضرر بنا دے، ایسا کیوں نہیں کیا۔

۳؎ آنکہ۔ حضرت حق تعالیٰ جبکہ آگ کو چمن بنا سکتا ہے وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ اس کو بے ضرر بنا دے، جو ذات خار سے پھول پیدا کر سکتی ہے وہ خزاں کو بہار بھی بنا سکتی ہے، جو ذات زمین میں گڑھے ہوئے سرو کو آزادی بخش سکتی ہے، وہ رنج کو خوشی بھی بنا سکتی ہے۔ جس ذات نے معدوم کو موجود بنایا وہ موجود کو باقی اور دائم بھی بنا سکتی ہے، جو مردہ جسم کو حیات عطا کرتا ہے وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ زندہ کو موت نہ آئے۔ خود اس میں کیا مضائقہ تھا کہ بغیر کوشش کے مقاصد حاصل ہو جایا کرتے، وہ یہ بھی کر سکتا تھا کہ مکروہوں پر شیطان کو غالب نہ آنے دے۔

دُور دارد از ضعیفاں در کمیں — مکر نفس و فتنۂ دیو لعیں
کمزوروں سے ' گھات میں دور رکھے — نفس کا مکر اور ملعون شیطان کا فتنہ

جواب گفتنِ قاضی صوفی را

قاضی کا صوفی کو جواب دینا

گفت قاضی گر نبودے امر مُر — ورنبودے خوب وزشت وسنگ ودُر
قاضی نے کہا اگر تلخ معاملہ نہ ہوتا — اور اگر اچھا اور برا اور پتھر اور موتی نہ ہوتا

وَرنبودے نفس و شیطان و ہوا — ورنہ بودے زخم و چالیش و وغا
اور اگر نفس اور شیطان اور خواہش نفسانی نہ ہوتی — اور اگر زخم اور حملہ اور جنگ نہ ہوتی

پس بچہ نام و لقب خواند مَلِک — بندگانِ خویش را اے منہتک
تو شاہ کس نام اور لقب سے پکارتا؟ — اے پردہ دار اپنے بندوں کو

چوں بگفتے اے صبور وائے حلیم — چوں بگفتے اے شجاع وائے حکیم
اے بہت صبر کرنے والے اور اے بردبار کیسے فرماتا؟ — اے بہادر اور اے دانا کیسے فرماتا؟

صابرین و صادقین و منفقین — چوں بُدے بے رہزنِ دیوِ لعیں
صبر کرنے والے اور سچے اور خرچ کرنے والے — بغیر ملعوں ' ڈاکو ' شیطان کے کیسے ہوتے؟

رُستم و حمزہؓ مُخنث یک بُدے — علم وحکمت باطل ومُندک بُدے
رستم اور حمزہؓ اور ہجڑا ایک ہوتے — علم اور دانائی باطل اور ریزہ ریزہ ہو جاتی

علم و حکمت بہرِ راہ بیرہی ست — چوں ہمہ باشد آں حکمت تہی ست
علم اور دانائی راہ اور بے راہ ہی کی وجہ سے ہے — جب سب راہ ہوتی ' حکمت خالی ہوتی

بہر۲ ایں دُکانِ طبع ' شورہ آب — ہر دو عالم را رَوا داری خراب
کھاری پانی ' مزاج کی اس دکان کے لئے — تو دونوں عالم کا خراب ہونا روا رکھتا ہے

من۳ ہمیدانم کہ تو پاکی نہ خام — ویں سوالت ہست از بہرِ عوام
میں جانتا ہوں کہ تو پاک ہے نہ کہ خام — تیرا یہ سوال ' عوام کے لئے ہے

جورِ دوران و ہرآں رنجیکہ ہست — سہل تر از بُعدِ حق وغفلت ست
زمانہ کا ظلم اور ہر وہ تکلیف جو ہے — اللہ سے دوری اور غفلت سے آسان ہے

۱ جواب گفتن۔ قاضی کے جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر مصیبتیں اور تلخیاں بالکل ختم ہو جائیں تو پھر ابتلاء اور امتحان باقی نہ رہے گا جس کا ثمرہ اور نتیجہ آخرت کا اجر اور روحانی کمال ہے۔ ورنبودے۔ یعنی نفس اور شیطان کی پیدا کردہ برائیاں اور تلخیاں نہ رہیں۔ پس بچہ۔ اللہ کی جانب سے کسی کو صبور کسی کو حلیم اور کسی کو شجاع اور وحکیم کہا گیا ہے وہ نہ کہا جاتا اس لئے کہ جب مصائب نہ ہوں تو صبر نہ پایا جائے گا اور جب برائیاں نہ ہوں تو نہ حلیم کا تحقق ہوگا نہ شجاعت اور حکمت کا۔ صابرین۔ یہ خطابات بھی بغیر شیطان کے وجود کے ممکن نہ تھے۔ رُستم۔ بہادر اور بزدل یکساں ہوتے علم وحکمت علم اور دانائی کا تحقق بھی جب ہی ہے کہ راہ روی اور گمراہی ہو۔

۲ بہر ایں دکان۔ تو اپنے کوڑے کسیلے مزاج کی وجہ سے یہ چاہتا ہے کہ دونوں عالم برباد ہو جائیں ' آخرت تو اسی لئے ہے کہ فضائل حاصل کئے جائیں اور وہاں کا بدلہ ملے۔ جب ابتلاء اور امتحان ہی ختم ہو جائے گا تو فضائل اعمال حاصل نہ ہوں گے اور نہ دنیا مزرعۃ الاخرۃ رہے گی لہٰذا دونوں عالم ویران ہو جائیں گے۔

۳ من ہمیدانم۔ قاضی نے صوفی سے تعنت اور جہل کی نفی کرتے ہوئے بتلایا کہ صوفی کے یہ سوالات عوام کے شبہات دور کرنے کے لئے تھے۔ جورِ دوراں۔ اگر مصائب نہ ہوں تو حق تعالیٰ سے غفلت ہو جائے گی۔

زانکہ[1] اینہا بگذرد واں نگذرد — دولت آں دارد کہ جاں آگہ برد
کیونکہ یہ گزر جائیں گی اور وہ ختم نہ ہو گی — دولت وہ رکھتا ہے جو آگاہ جان لے جائے

رنج و درد و جور و فقرِ ایں دیار — صعب نبود چوں فراق و بُعدِ یار
اس جہان کا رنج اور درد اور ظلم اور افلاس — دوست کی دوری اور فراق سے سخت نہیں ہے

حکایت در تقریر آنکہ صبر در رنجِ کار سہل تر ' از صبر
اس بیان میں حکایت کی رنج پر صبر کر لینا ' دوست کے فراق پر صبر کرنے اور اس کی
درفراقِ یار و محنت اُو باشد
مشقت سے زیادہ آسان ہے

آں یکے زن شوی خود را گفت ہے — اے مُروّت را بیک رہ کرد طے
ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا خبردار! — اے شخص جس نے یکبارگی مروت کو لپیٹ دیا ہے

ہیچ تیمارم نمیداری چرا — تا بکے داری دریں خواری مرا
تو کیوں میری خبر گیری نہیں کرتا ہے؟ — تو مجھے اس ذلت میں کب تک رکھے گا؟

گفت شو من نفقہ چارہ می کنم — گرچہ عورم دست و پائے می زنم
شوہر نے کہا میں خرچ کی تدبیر کرتا ہوں — میں اگرچہ مفلس ہوں ہاتھ پاؤں مارتا ہوں

نفقہ و کسوہ ست واجب اے صنم — از منت ایں ہر دو ہست و نیست کم
اے صنم! خرچ اور لباس واجب ہے — میری جانب سے یہ دونوں ہیں اور کم نہیں ہیں

آستینِ پیرہن بنمود زن — بس دُرشت و پُر وسخ بُد پیرہن
عورت نے کرتے کی آستین دکھائی — کرتا بہت موٹا اور میلا تھا

گفت[3] از سختی تنم را می خورد — گس کسے را کسوہ زینساں آورد
بولی سختی کی وجہ سے میرے بدن کو کاٹتا ہے — کوئی کسی کو ایسا لباس لا کر دیتا ہے

گفت اے زن یک سوالت میکنم — مردِ درویشم ہمیں آمد فنم
اس نے کہا اے بیوی! میں ایک بات پوچھتا ہوں — میں فقیر ہوں میری تدبیر یہی ہے

ایں دُرشت ست و غلیظ و ناپسند — نیک اندیشہ کن اے اندیشمند
یہ سخت اور موٹا اور ناپسند ہے — اے سوچنے والی! خوب سوچ لے

ایں دُرشت و زشت تر یا خود طلاق — ایں تُرا مکروہ تر یا خود فراق
یہ زیادہ سخت اور بھدا ہے یا طلاق — یہ تجھے زیادہ ناپسند ہے یا جدائی

[1] زانکہ۔ دنیا کے مصائب برداشت کرنا آسان ہیں چونکہ وہ اس زندگی کے بعد ختم ہو جائیں گی لیکن اگر اللہ سے دوری ہے تو اس کے مصائب دائمی ہیں۔ حکایت۔ اس حکایت میں شوہر نے بیوی سے یہی کہا کہ کپڑے اور روٹی کی تنگی طلاق سے سہل تر ہے۔

[2] آں یکے۔ بیوی نے شوہر سے نان نفقہ کی کمی کی شکایت کی۔ تیمار۔ خبر گیری۔ خواری۔ نفقہ کی کمی۔ چارہ۔ تدبیر۔ عورم۔ ننگا۔ مفلس۔ نیست م۔ خرچ اور لباس میں کوئی کمی نہیں ہے۔ آستیں۔ بیوی نے اپنے کرتے کی آستین دکھائی جو بہت میلی اور موٹے کپڑے کی تھی۔

[3] گفت۔ بیوی نے کہا کہ یہ کرتا میرے بدن کو کھائے جاتا ہے۔ گفت اے زن۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ میرے مقدور میں جو کچھ ہے میں کرتا ہوں بیشک یہ لباس گھٹیا ہے اگر تو اس میں گزارہ نہیں کر سکتی تو پھر باہمی تفریق مناسب ہے اب تو غور کر لے کہ یہ لباس بہتر ہے یا طلاق؟

همچناں[1] اے خواجہ تشنیع زن — از بلاؤ فقر از رنج و محن

اسی طرح اے طعنہ زن صاحب! — بلاؤ اور افلاس اور رنج اور محنت کے بارے میں

لاشک ایں ترکِ ہوا تلخی دہ است — لیک از تلخیِ بُعدِ حق بہ است

یقیناً یہ خواہش کا چھوڑنا کڑواہٹ پیدا کرتا ہے — لیکن اللہ کی دوری کی کڑواہٹ سے بہتر ہے

گر جہاد و صوم سخت ست و خشن — لیک آں بہتر ز بُعد اے ممتحن

اگرچہ جہاد اور روزہ سخت اور درشت ہے — لیکن اے آزمانے والے! دوری سے بہتر ہے

رنج کے ماندی مے کاں ذوالمنن — گویدت چونی تو اے رنجورِ من

اس وقت رنج نہیں رہے گا جب وہ احسانوں والا — تجھے یوں کہے اے میرے بیمار تو کیسا ہے؟

ورنہ گوید کت نہ آں فہم و فن ست — لیک آں ذوقِ تو پرسش کردن ست

اور اگر وہ نہ کہے کیونکہ تجھ میں وہ سمجھ اور فن نہیں ہے — لیکن تیرا ذوق پرسش کرنا ہے

آں[2] ملیحاں کہ طبیبانِ دل اند — سُوئے رنجوراں بہ پرسش مائل اند

وہ حسین جو دل کے طبیب ہیں — بیماروں کی جانب، پرسش پر مائل ہیں

وَر حذَر راز ننگ و از نامی کنند — چارۂ سازند و پیغامی کنند

اور اگر ننگ و نام کی وجہ سے اندیشہ کرتے ہیں — تو تدبیر کرتے ہیں اور پیغام بھیجتے ہیں

وَرنہ در دل شاں بُود آں مُفتکر — نیست معشوقے ز عاشق بیخبر

ورنہ وہ اپنے دل میں فکر مند ہوتے ہیں — کوئی معشوق، عاشق سے بے خبر نہیں ہوتا

اے تو جویائے نوادر داستاں — ہم فسانہ عشقِ بازاں را بخواں

اے (شخص) تو جو نادر داستانوں کا جویاں ہے — عاشقوں کا فسانہ بھی پڑھ لے

بس[3] بجوشیدی دریں عہدِ مدید — تُرک جوشے ہم نکشتی اے قدید

تو اس دراز وقت میں بہت جوش میں آیا — اے گوشت کے سوکھے پارچے! تو آدھا بھی نہ پکا

دیدۂ عُمرے تو داد و داوری — وانگہ از نا دیدگاں ناسی تری

تو نے عمر بھی عطا اور حکمت دیکھی — پھر بھی تو نہ دیکھنے والوں سے زیادہ بھول میں ہے

ہر کہ شاگردیش کرد اُستاد شُد — تو سپس تر رفتہ اے گولِ لُد

جس نے اس کی شاگردی کی استاد بن گیا — اے جھگڑالو احمق! تو زیادہ پیچھے کو لوٹا

[1] ہمچناں۔ بلا اور فقر کا نہ ہونا جبکہ اللہ سے دوری کا سبب ہے تو بلا اور فقر کی تلخی زیادہ بہتر ہے۔ اگر جہاد، عبادات کی سختی اللہ کی دوری سے بہتر ہے۔ رنج۔ اس لئے کہ یہ تکالیف عارضی ہیں جب خدا اپنا کہہ کر پکارے گا تو ساری کلفتیں دور ہو جائیں گی۔ ورنہ گوید۔ الہام کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی آواز کو ہر شخص نہیں سمجھ سکتا لیکن ایک قلبی سکون اکثر اہل نسبت محسوس کر لیتے ہیں اسی کو اللہ تعالیٰ کی پکار سمجھ لو۔

[2] آں ملیحاں۔ اس کو سمجھنے کے لئے مجازی عاشقوں اور معشوقوں کے بارے میں سمجھ لو معشوق بیمار عاشق کی مزاج پرسی کرتا ہے اور اگر بدنامی کی وجہ سے نہیں آتا ہے تو پیغام کے ذریعہ مزاج پرسی کرتا ہے۔ ورنہ اگر پیغام بھیجنا بھی ممکن نہیں ہوتا تو دل میں متفکر رہتا ہے بہرحال معشوق عاشق سے بیخبر نہیں ہوتا۔ اے تو۔ عشقبازوں کی داستان پڑھو یہ باتیں معلوم ہو جائیں گی۔

[3] بس بجوشیدی۔ اوپر کے اشعار میں اللہ سے دوری کی مذمت تھی اب بیان کرتے ہیں کہ تمام عمر تو نے اس برائی کے ازالہ کی کوشش نہ کی۔ ترک جوش۔ نیم پخت کے معنی میں ہے ترک ادھ پکرا گوشت کھاتے تھے پورا جوش نہ دیتے تھے۔ دیدۂ۔ ایسے اسباب موجود تھے جن سے تو تنبیہ حاصل کر سکتا تھا۔ ناسی۔ بھولنے والا۔ ہر کہ اگر ان چیزوں سے تنبیہ حاصل کر لیتا تو استاد بن جاتا۔

خود نبُود از والدَین[1] اعتبار — ہم نبُودت عبرت از لیل و نہار
تجھے نہ اپنے ماں باپ سے عبرت ہوئی — نہ تجھے دن و رات سے عبرت ہوئی

مثل پُرسیدن عارفے از کشیش کہ تو بزرگ تری

ایک عارف کی ایک پادری سے دریافت کرنے کی مثال کہ تو داڑھی سے زیادہ

از ریش یا ریش از تو

عمر کا ہے یا داڑھی تجھ سے

عارفے پرسید زاں پیر کشیش — کہ توئی خواجہ مُسن تر یا کہ ریش
اس بوڑھے پادری سے ایک عارف نے دریافت کیا — کہ اے صاحب! تم زیادہ عمر کے ہو یا داڑھی

گفت نے من پیش از وزائیدہ ام — بے زریشی بس جہاں را دیدہ ام
اس نے کہا نہیں میں اس سے پہلے پیدا ہوا ہوں — میں نے دنیا کو بے داڑھی کا ہوتے ہوئے بہت دیکھا ہے

گفت دیشت شُد سفید از حال گشت — خُوئے زشتِ تو نگردید و گشت
اس نے کہا تیری داڑھی سفید ہوگئی حالت سے بدل گئی — تیری بری عادت بھلی نہ ہوئی

اُوپس از تو زاد و از تو بگذرید — تو چنیں خشکی ز سو دی ثرید[2]
وہ تیرے بعد پیدا ہوئی اور تجھ سے سبقت لے گئی — تو ثرید کے مشق میں ویسا ہی خشک ہے

تو براں رنگی کہ اوّل زادۂ — یک قدم زاں پیشتر ننہادۂ
تو اس ہی رنگ پر ہے جس پر شروع میں پیدا ہوا — اس سے ایک قدم آگے نہیں رکھا ہے

دُوغ ثرشی ہمچناں در مَدنی — خود نگردی زُو مخلص روغنی
تو مدن میں اسی طرح کھٹی چھاچ ہے — اس سے چھوٹ کر تو روغن نہ بنا

ہم خمیری خمر لطینہ دری — گرچہ عُمرے در تنور آذری
تو خمیر ہی ہے آب و گل سے لیہ میں ہے — اگرچہ ایک زمانہ سے آگ کے تنور میں ہے

چوں[3] حشیشی پایگل بر ہشتہ — گرچہ از بادِ ہوس سرگشتہ
تو نے گھاس کی طرح مٹی میں پاؤں جما رکھا ہے — اگرچہ ہوس کی ہوا سے سرگرداں ہے

ہمچو قوم موسیٰ اندر حرتیہ — ماندۂ چل سال برجا اے سفیہ
حضرت موسیٰ کی قوم کی طرح تیہ کی گرمی میں — اے بیوقوف تو چالیس سال سے ایک جگہ پر ہے

میروی ہر روز تا شب ہر دَوَلہ — خویش می بینی در اوّل مرحلہ
تو ہر روز رات تک بھاگ کر چلتا ہے — اپنے آپ کو پہلی منزل پر دیکھتا ہے

[1] والدین ۔ اپنے ماں باپ سے ہی عبرت حاصل کرتا کہ وہ آج کہاں ہیں۔ مثل۔ اس مثال سے اپنی اصلاح نہ کرنے پر شرم دلاتے ہیں۔ کشیش۔ راہب، پادری۔ مسن۔ زیادہ عمر والا حال یعنی پہلے کالی تھی اس سفید ہوگئی۔ وشت۔ خوب، خوش۔ اوپس۔ داڑھی بعد میں پیدا ہوئی اور اس میں تبدیلی آگئی لیکن تو اس سے پہلے پیدا ہوا پھر بھی تجھ میں کوئی تبدیلی نہ آئی۔

[2] ثرید۔ یعنی لذیذ کھانا۔ دوغ معدن اس ہنڈیا کو کہتے ہیں جس میں دہی ہو کر روغن نکالا جاتا ہے یعنی چھاچ کی طرح اصل حالت پر ہے۔ ہم خمیری ایک روایت میں حضرت حق نے فرمایا۔ خلقت طینۃ آدم اربعین صباحا یعنی آدم کی مٹی چالیس دن تک خمیر کی حالت میں رہی۔ آذر۔ آگ۔

[3] چوں کشیشی۔ ہوا اپنی جگہ کھڑی ہوئی بتی سے یعنی تیری حالت ہے کہ تو جہاں تھا وہیں ہے۔ تیہ تیہ میدان میں حضرت موسیٰ کی قوم چلتا کاٹتی رہی اور جہاں تھی وہاں رہی۔ ہوا۔ تیہ روی کی ایک کیفیت ہے۔

نگذری ازیں بُعدِ سہ صد سالہ تُو
تا کہ داری عشقِ آں گوسالہ تُو

تو اس تین سو سالہ مسافت کو طے نہ کر سکے گا
جب تک تو اس بچھڑے کا عشق رکھتا ہے

تا خیالِ عجل شاں از جاں نرفت
بُد برایشاں تیہ چوں گردابِ زفت

جب تک بچھڑے کا خیال ان کی جان سے نہ نکلا
ان کے لئے تیہ سخت بھنور کی طرح تھا

غیرِ ایں عجلے ' کزو یا بیدۂ
بے نہایت لطف و نعمت دیدۂ

وہ اس بچھڑے کے علاوہ ہے کہ تو نے اس سے پائی ہے
بے انتہا مہربانی اور نعمت دیکھی ہے

گاؤ طبعی زاں نکوئیہائے زفت
از دلت در عشقِ آں گوسالہ رفت

تو بیل کی سی طبیعت والا ہے اسی لئے بڑی بھلائیاں
بچھڑے کے عشق میں تیرے دل سے نکل گئیں

بارے اکنوں تو زہر جزوت بپرس
صد زباں دارند ایں اجزائے خرس

آخر اب تو اپنے ہر جز سے دریافت کر لے
یہ کوئے اجزاء سیکڑوں زبانیں رکھتے ہیں

ذکرِ [۲] نعمتہائے رزّاقِ جہاں
کہ نہاں شد آں در اوراقِ زماں

جہان کے رزاق کی نعمتوں کا تذکرہ
جو زمانہ کے اوراق میں پوشیدہ ہو گئی ہیں

روز و شب افسانہ جویائی تو چُست
جُزو جُزوِ تو فسانہ گوئی تُست

تو مستعدی سے دن رات افسانہ کا جویاں ہے
تیرا جز جز تیرا افسانہ بیان کرنے والا ہے

جُزو جُزوت تابرستت از عدم
چند شادی دیدہ است و چند غم

جب سے تیرا جز جز عدم سے پیدا ہوا ہے
اس نے کتنی خوشیاں اور کتنے غم دیکھے ہیں

زانکہ بے لذّت نروید ہیچ جُزو
بلکہ لاغر گردد از ہر پیچ جُزو

اس لئے کہ کوئی جز بغیر لذت کے نہیں اگتا ہے
بلکہ جز ہر غم سے لاغر ہو جاتا ہے

جُزو [۳] ماندو آں خوشی ازیا درفت
بل نرفت آں خُفیہ شد از پنج و ہفت

جز رہ گیا اور وہ خوشی حافظہ سے نکل گئی
بلکہ نکلی نہیں پانچ اور سات سے پوشیدہ ہو گئی

ہمچو تابستاں کہ ازوے پُنبہ زاد
ماند پُنبہ رفت تابستاں زیاد

گرمی کے موسم کی طرح کہ اس سے روئی پیدا ہوئی
روئی رہ گئی ' گرمی کا موسم حافظہ سے چلا گیا

یا مثالِ یخ کہ زاید از شتا
شد شتا پنہاں و آں یخ پیشِ ما

یا جیسے یخ جو جاڑے کے موسم سے پیدا ہوا
جاڑے کا موسم چھپ گیا وہ یخ ہمارے سامنے ہے

۱ نگذری۔ جب تک تیرا عشق دنیا سے ہے۔ تیرا مقام نہ بدل سکے گا۔ بعد سہ صد سالہ۔ یعنی طویل مسافت۔ تا خیال۔ جب تک حضرت موسیٰ کی قوم کے دل سے گو سالہ کی محبت نہ نکلی وہ تیہ میں چکر کاٹتی رہی۔ غیر۔ جس سے تجھے عشق کرنا چاہیے وہ گو سالہ نہیں ہے اس کے علاوہ ہے اس کی لاکھوں نعمتوں سے تو بہرہ اندوز ہے۔ گاؤ طبعی۔ چونکہ تیرا مزاج شیطانی ہے لہٰذا شیطان ہی سے تجھے عشق ہے۔ بارے۔ جو خدائی نعمتیں تو فراموش کر بیٹھا ہے ان پر تیرا ہر جز گواہ ہے۔ خرس۔ اخرس کی جمع گونگا۔

۲ ذکر نعمتہای۔ اجزاء سے ان نعمتوں کو دریافت کر لے تو بھول گیا ہے۔ روز و شب۔ تو افسانے سننے کا شوقین ہے اپنے اجزاء سے نعمتوں کے افسانے سن لے۔ جزو جزوت۔ تو جب سے وجود میں آیا ہے تیرے اجزاء نے سیکڑوں شادیاں اور غم دیکھے ہیں۔ زانکہ۔ غم تو تجھے یاد ہیں شادیاں یا نہیں شادی دیکھنے کی یہ اصل ہے کہ تیرے اجزاء نے خوشی کی لذت سے نشوونما پایا ہے اور تو بچپن سے جوان اسی لذت کی بدولت ہوا ہے۔

۳ جزو ماند۔ تیرے اجزاء تو باقی ہیں لیکن وہ خوشیاں تیرے حافظہ سے نکل گئی ہیں بلکہ نکلی بھی نہیں ہیں تیرے حواس خمسہ اور ہفت اندام سے مخفی ہو گئی ہیں۔ پنج حواس خمسہ باصرہ شامہ سامعہ ذائقہ۔ مسہ ہفت۔ یعنی ہفت اندام۔ سر۔ سینہ۔ پشت۔ دونوں ہاتھ۔ دونوں پاؤں۔ تابستان۔ جاڑوں اور گرمیوں کا موسم چلا جاتا ہے اور ان کی یادگاریں روئی اور یخ پانی رہ جاتا ہے۔

هست آں تخ زاں صعوبت یادگار
وہ تخ اس دشواری کی یادگار ہے

یادگارِ صیف دروے ایں ثمار
یہ پھل موسم خزاں میں گرمی کے موسم کی یادگار ہیں

همچناں ہر جزو جزوت اے فتے
اے نوجوان! اسی طرح تیرا ہر ہر جز

در تنت افسانہ گوئے نعمتے
تیرے جسم میں ایک نعمت کا افسانہ گو ہے

چوں زنے کہ بیست فرزندش بود
جیسی کہ وہ عورت جس کے بیس اولادیں ہوں

ہر یکے حاکی حالِ خوش بود
ہر ایک اچھی حالت کی ناقل ہو

حمل نبود بے زمستی وز لاغ
بغیر مستی اور مذاق کے حمل نہیں ٹھہرتا

بے بہارے کے شود زاینده باغ
بغیر بہار باغ کب جنتا ہے؟

حاملان بو بچگاں شاں در کنار
حمل والے اور ان کی بغل میں بچے

شد دلیلِ عشقبازی بابہار
بہار کے ساتھ عشقبازی کی دلیل ہیں

ہر درختے در رضاعِ کودکاں
ہر درخت بچوں کو دودھ پلانے میں

همچو مریم حامل از شاہ جہاں
شاہ جہاں سے حضرت مریم کی طرح حمل والا ہے

گرچہ در آب آتشے پوشیدہ شد
اگرچہ آگ پانی میں پوشیدہ ہو گئی

صد ہزاراں کف برو جوشیدہ شد
لاکھوں جھاگ اس پر جوش مارنے لگے

گرچہ آتش سخت پنہاں می تند
اگرچہ آگ بہت مخفی طور پر اٹھ رہی ہے

کف بدہ انگشت اشارت میکند
جھاگ دس انگلیوں سے اشارہ کر رہا ہے

همچنیں اجزائے مستانِ وصال
اسی طرح وصال کے مستوں کے اجزاء

حامل از تمثالہائے حال۳ و قال
حال اور قال کے پیکروں سے حمل والے ہیں

در جمالِ حال وا ماندہ دہاں
حال کے حسن میں منہ کھلا رہ گیا

چشم غائب ماندہ از نقشِ جہاں
دنیا کے نقش سے آنکھ غیر حاضر ہو گئی

آں موالید از رہِ ایں چار نیست
وہ پیداوار ان چار کے طریقہ کی نہیں ہے

لا جرم منظورِ ایں ابصار نیست
لا محالہ ان نگاہوں سے نظر آنے والی نہیں ہے

آں موالید از تجلی زادہ اند
وہ پیداوار تجلی سے جنی ہوئی ہے

لا جرم مستورِ پردہ سادہ اند
لا محالہ بے رنگ پردے میں پوشیدہ ہے

۱ ہست۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی پہلی نعمتیں ختم ہو جاتی ہیں اور ان کی یاد، جسم کا جزو جزو باقی رہ جاتا ہے۔ جیسے زنے۔ جماع کی لذت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی نشانی اولاد باقی رہتی ہے۔ حمل استقرار حمل اس وقت ہوتا ہے جبکہ ذہن میں مستی اور کسی مذاق ہو جب تک موسم بہار کی مستی نہیں آتی چمن میں پھول نہیں کھلتا۔ حاملان۔ درختوں کا پھلنا اور پھولنا اس کی دلیل ہے کہ ان درختوں نے موسم بہار سے عشقبازی کی ہے۔

۲ ہر درخت۔ حضرت حق تعالیٰ کے حکم سے ہر درخت اسی طرح حاملہ بنتا ہے جس طرح حضرت مریم بنیں تھیں۔ در رضاع آب۔ پانی میں آگ کی گرمی نظر نہیں آتی لیکن اس کے آثار جیسے نظر آتے ہیں اور وہ گرمی کے وجود پر دلالت کرتے ہیں۔ جھاگیں۔ جس طرح ان چیزوں میں مؤثر پوشیدہ ہے اور ظاہری آثار اس پر دلالت کرتے ہیں اسی طرح جو لوگ وصال حق سے مست ہیں ان کے اجزاء میں حال و قال مخفی ہے اور ان مستوں کے اجزاء ان پر دلالت کرتے ہیں۔

۳ حال و قال۔ حال وہ کیفیت ہے جو مشاہدہ حق سے انسان پر طاری ہوتی ہے قال سے مراد بھی وہ مضامین اور کلام نفسی ہے جو مشاہدہ حق سے پیدا ہوتا ہے۔ در جمال۔ جب انسان پر حال طاری ہوتا ہے تو حیرانی میں منہ کھلا رہ جاتا ہے اور آنکھ دنیا کے نقش نہیں دیکھ پاتی۔ آں موالید۔ وہ حال و قال عنصری نہیں ہے لہٰذا عنصری آنکھیں ان کو نہیں دیکھ سکتی۔ از تجلی۔ وہ تجلی رب کی پیداوار ہے لہٰذا بے رنگی کے پردے میں مخفی ہیں۔

زادوا[1] نقیم و حقیقت زاد نیست
ہم نے جنا ہوا کہہ دیا اور جننے کی حقیقت نہیں ہے

ایں عبارت جز پے ارشاد نیست
یہ عبارت سوائے رہنمائی کے نہیں ہے

ہیں خموش کن تا بگوید شاہ قُل
خبردار! چپ ہو جا جب تک کہ شاہ نہ کہہ

بُلبلی مفروش باایں جنسِ گل
پھول کی اسی جنس کے ساتھ بلبل پن نہ جتا

ایں گل گویاست پُر جوش و خروش
یہ جوش و خروش سے بھرا ہوا پھول بولنے والا ہے

بُلبُلا ترک زباں گن باش گوش
اے بلبل! زبان کو ترک کر کان بن جا

ہر دو گوں تمثال پاکیزہ مثال
دونوں قسم کے پاکیزہ مثال پیکر

شاہد عدل اند بر سرِّ وصال
وصال کے راز پر عادل گواہ ہیں

ہر دو گوں حُسنِ لطیفِ مُرتضےٰ
دونوں قسم کے پسندیدہ لطیف حسن

شاہد احیاء و حشرِ ما مَضےٰ
گزشتہ بقا اور فنا پر گواہ ہیں

ہمچو[2] یخ کاندر تموزِ مُستجد
جیسا کہ یخ جدید موسم گرما میں

ہر دَم افسانہ زمستاں می کُند
ہر وقت جاڑوں کا ذکر کرتا ہے

ذکرِ آں اریاحِ سَر دزِ مہریر
سخت سرد ہواؤں کا ذکر

اندراں ایام و ازمانِ عَسیر
جو ان دنوں اور سخت زمانوں میں تھیں

ہمچوآں میوہ کہ در وقتِ شتا
اس میوے کی طرح جو کہ جاڑوں کے موسم میں

می کند افسانۂ لُطفِ صبا
صبا کے لطف کا قصہ بیان کرتا ہے

قصۂ دَورِ تبسّمہائے شمس
سورج کی مسکراہٹوں کے زمانہ کا قصہ

واں عروسانِ چمن را طمس و لمس
چمن کی دلہنوں کو چھونے اور ملنے کا قصہ

حال رَفت و ماند جُزوت یادگار
حال چلا گیا اور تیرا جز یادگار رہ گیا

یا ازو وا پُرس یا خود یاد آر
یا اس سے پوچھ لے یا خود یاد کر لے

چوں[3] فرد گیرد غمت گر چستیی
اگر تو چست ہوتا جب تجھے غم گھیرتا

زاں دم نومید گن وا جستیی
تو مایوں کرنے والے وقت سے مطالبہ کرتا

گفتیش اے غصّہ منکر بحال
تو اس سے کہتا اے غصے حالت کے ذریعہ منکر

راتبہ انعامہا را زاں کمال
کمال والے کی جانب مقررہ انعاموں کے

ہر دَمت گر نہ بہار و خُرمی ست
اگر تجھے ہر وقت بہار اور خوشی نہیں ہے

ہمچو چاشِ تخت انبار چیست
چھواروں کے توڑے کی طرح تیرا جسم انبار کیوں ہے؟

---

[1] زادوا۔ ان دونوں کو جنا ہوا کہنا محض سمجھانے کیلئے ہے ورنہ وہاں جننے کی حقیقت نہیں ہے۔ قل۔ جب تک خدائی حکم نہ ہو اس وقت تک حال وقال کی تفصیل نہ کر۔ ایں گل۔ یہ حال وقال خود زبان حال سے گویا ہیں تو چپ رہ ان کی بات سن۔ ہر دو گوں۔ حال وقال اللہ سے وصل کے گواہ ہیں۔ احیاء حشر۔ بقا فنا۔

[2] یخ۔ یخ جاڑوں کی یاد دلاتا ہے اور جاڑے کی سخت ٹھنڈی ہواؤں کا ذکر کرتا ہے۔ ہمچو۔ گرمیوں کا پیدا شدہ میوہ جاڑوں میں گرمیوں کی یاد دلاتا ہے۔ قصہ۔ سورج کی شعاعوں سے پھل پکتے ہیں۔ حال رات۔ گذری ہوئی نعمتوں کے بارے میں اپنے اجزاء سے دریافت کر لے یا خود یاد کر لے

[3] چوں فرد۔ جب تجھے مصائب گھیر میں اور ان کی وجہ سے تجھ پر غم وغصہ طاری ہو تو اس غصے سے یہ دریافت کر کہ اگر تو ان نعمتوں کا منکر ہے تو پھر بتا کہ تیرے جسم نے نشوونما کیسے پایا۔ چاش۔ ڈھیر۔

چاشِ اِ گل تن، فکر تو ہمچوں گلاب — منکرِ شد گلاب اینت عجاب
جسم پھولوں کا ڈھیر تیری فکر گلاب کی طرح — گلاب ' گل کا منکر ہوا یہ تعجب ہے

از کپی خویانِ کفراں کہ دریغ — بر نبی خویاں نثارِ مہر و میغ
بندر خصلت ناسپاس لوگوں سے ' کھاس بھی دریغ ہے — نبی خصلت لوگوں پر سورج اور ابر نثار ہے

آں لجاج و کفر قانونِ کپی ست — واں سپاس و شکر منہاجِ نبی ست
جھگڑا اور کفر ' بندر کا قانون ہے — اور شکر و سپاس نبی کا راستہ ہے

باکپی ۲ خویاں تہتکہا چہ کرد — با نبی رُویاں تنسکہا چہ کرد
بندر خصلت لوگوں کے ساتھ یہ دھری نے کیا کیا؟ — نبی خصال لوگوں کے ساتھ عبادت نے کیا کیا؟

در عمارتہا سگانند و عقور — در خرابیہاست گنجِ عز و نور
عمارتوں میں کتے ہیں اور کاٹ کھانے کتے — ویرانوں میں عزت اور نور کا خزانہ ہے

گر نبودے ایں بزوغ اندر کسوف — گم نکردے راہ چندیں فیلسوف
اگر یہ طلوع (سورج) گرہن میں نہ ہوتا — تو اتنے فلاسفر راہ گم نہ کرتے

زیرکان و موشگافانِ دہی — دیدہ بر خرطوم داغِ ابلہی
ذہین اور متعمق باریک بینوں نے — بیوقوفی کا داغ ' ناک پر دیکھ لیا

قصۂ ۳ فقیر روزی طلب بے واسطۂ کسب و رنج

اس فقیر کا قصہ جو بغیر کمائی اور مشقت کے روزی طلب کرتا تھا

آں یکے بیچارۂ مفلس ز درد — کہ ز بے چیزی ہزاراں زخم خورد
ایک بے چارہ نفس درد سے — جس نے بے سروسامانی کی وجہ سے ہزاروں تکالیف برداشت کی تھیں

لابہ کردے در نماز و در دعا — کاے خداوند و نگہبانِ دعا
نماز اور دعا میں خوشامد کرتا — کہ اے خداوند اور گلہ کے محافظ!

بے ز جہدے آفریدی مر مرا — بے فنِ من روزیم دہ زیں سرا
تو نے مجھے بغیر مشقت کے پیدا کیا — اس دنیا سے بغیر ہنر کے مجھے روزی عطا کر

پنج گوہر دادیم در درجِ سر — پنج حسِ دیگرے ہم مستتر
تو نے مجھے سر کی ڈبی میں پانچ موتی عطا کئے — دوسرے پانچ حواس باطنی بھی

۱ چاش۔ جسم پھولوں کا ڈھیر ہے اور فکر اس کا عرق ہے یہ تعجب کی بات ہے کہ عرق گلاب ' گلاب کا انکار کرے۔ از کپی۔ کفراں کی برائی اور لشکر کی تعریف ہے ' خدا کرے ناسپاس لوگ گھاس کے تنکے تک سے محروم ہوں اور شکر گزاروں پر علوی چیزیں نثار ہو جائیں۔ آں لجاج۔ ناسپاسی بندروں کی خصلت ہے اور شکر گزاری انبیاء کا طریقہ ہے منہاج۔ راستہ۔

۲ با کپی خویاں۔ ناشکر گزار دنیا میں بھی رسوا ہوئے اور آخرت میں بھی۔ تہتکہا۔ شکر گزاروں کے مراتب بلند ہوئے۔ در عمارتہا۔ جو تن پرور ہیں وہ کتے بلکہ کاٹنے کتے ہیں اور جن لوگوں نے مجاہدات میں بدن کو ویران کیا ہے ان کی روحیں نور اور عزت کا خزانہ ہیں۔ گر نبودے۔ اگر یہ خزانے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو فلاسفر گمراہ نہ ہوتے اس کو سمجھنے کے لئے عقل و دین کی ضرورت ہے زیرکاں۔ جو محض عقل دنیاوی رکھتے ہیں ان کی بیوقوفی نمایاں ہو گئی۔ دہی۔ داہی چالاک

۳ قصہ۔ اس قصے سے بھی عقل دنیاوی کی بیوقوفیاں واضح کی ہیں۔ زدرد۔ یعنی درد سے نماز اور دعا میں عاجزی کرتا تھا۔ ز بے چیزی۔ گلہ بے زجہدے۔ انسان کی پیدائش میں انسان کے کسب کا کوئی دخل نہیں ہے لہٰذا اسی طرح مجھے دنیا میں زندہ باقی رکھا وہ بغیر کسب کے روزی عنایت کر۔ پنج گوہر۔ بامرہ سامعہ اشامہ ذائقہ لامسہ۔ پنج حس۔ حس عشترک خیال وہم حافظ متخیلہ۔

لَا یَعُدُّ ایں داد وَلَا یُحصٰے زتو
تیری عطا لا تعداد اور بے شمار ہے
من کلیلم[1] از بیانش شرم رُو
میں اس کے بیان سے عاجز اور شرمندہ ہوں

چونکہ در خلّاقیم تنہا توئی
جبکہ میرے پیدا کرنے میں تو تنہا ہے
کارِ رزّاقیم کُن تو مُستوی
میری رزق رسانی کے کام کو درست کر دے

سالہا زُوایں دُعا بسیار شُد
اس کی جانب سے یہ دعا سالوں بہت ہوئی
عاقبت زاریِ اُو برکار شُد
بالآخر اس کی عاجزی کارآمد ہو گئی

ہمچوآں شخصے کہ روزیِ حَلال
اس شخص کی طرح جو حلال روزی
از خدا میخواست بے کسب وکَلال
خدا سے بغیر کمائے اور تھکن کے چاہتا تھا

گاؤ آوردش سَعادت عاقبت
بالآخر نیک بختی اس کے پاس بیل لے آئی
عہدِ داوٗدِ لَدُنی مَدلت
حضرت داؤد کے زمانہ میں جو خدائی انصاف والے تھے

ایں مقیم نیز زاریہا نمُود
اس درخند نے بھی عاجزیاں دکھائیں
ہم زمیدانِ اجابت گورَ بُود
یہ بھی قبولیت کے میدان سے گیند جیت لے گیا

گاہ بَدظن می شُدے اندر دُعا
کبھی دعا کے دوران بدظن ہو جاتا
ازپئے تاخیر پاداش و جَزا
نتیجہ اور جزا کی تاخیر کی وجہ سے

باز ارجائے خداوند کریم
پھر خداوند کریم کا امید دلانا
دَردلش بَشار گشتے وز عیم
اس کے دل کو جو خوشخبری دینے والا ذمہ دار بن جاتا

چوں شُدے نومید در جہد از کلال
جب محنت میں تھکن کی وجہ سے نامید ہوتا
از جنابِ حق شنیدے کہ تعال
اللہ تعالیٰ کی جانب سے سنتا ' آجا

خافض[2] ست ورافعست ایں کردگار
خدا پست کرنے والا اور بلند کرنے والا ہے
بے ازیں دوبر نیاید ہیچ کار
ان دو کے بغیر کوئی کام نہیں بنتا

خفض[3] ارضی بین درفعِ آسماں
زمین کی پستی اور آسمان کی بلندی کو دیکھ
بےازیں دونیست دورانش بفلاں
اے فلاں! ان دو کے بغیر اس کی گردش نہیں ہے

خفض و رفعِ ایں زمیں نوعِ دگر
اس زمین کی پستی اور بلندی دوسرے قسم کی بھی ہے
نیم سالے شورہ نیمی سبز و تر
نصف سال شور اور نصف سال سبز و تر ہے

خفض و رفع روزگارِ باکرب
پر مصائب زمانہ کی پستی اور بلندی
نوعِ دیگر نیم روز و نیم شَب
دوسری قسم کی ہے آدھا دن ہے اور آدھا رات ہے

[1] کلیل۔ درماندہ۔ برکار فہد۔ دعا مقبول ہوگئی۔ آں شخصے۔ اس شخص کا قصہ دفتر سوم میں مذکور ہے۔ کلاں۔ تھکن۔ گاؤ۔ اس شخص کے گھر میں خود بیل خود آیا تھا۔ ایزدی معدلت۔ خدائی انصاف والا۔ مقیم۔ فریفتہ عاشق۔ گاہ بدظن۔ دعا کے دور میں اس پر مختلف کیفیتیں گزر رہی تھیں۔ ارجا۔ امید دلانا بشارت خوشخبری دینے والا۔ زعیم۔ کفیل تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے الہام ہوتا کہ "آجا" دعا کر قبول ہو گی۔

[2] خافض۔ چونکہ پہلے شعر میں متضاد کیفیتوں کا ذکر تھا اب ذکر کرتے ہیں کہ عالم میں متضاد کیفیتیں حکمت کی بنا پر ظہور پذیر ہوتی ہیں حضرت حق تعالیٰ پست بھی کرتا ہے اور بلند بھی کرتا ہے دنیا کے کام دونوں صفتوں سے مکمل ہوتے ہیں۔

[3] خفض۔ زمین کی پست کیا اور آسمان کو بلند کیا تب ہی دوران فلک ہو سکا۔ خفض و رفع۔ یہ دونوں صفتیں دو چیزوں میں ہی نہیں بلکہ ایک چیز میں دونوں کا ظہور ہے' بنجر بھی پڑا رہنا زمین کا پست ہونا ہے سرسبز ہونا اس کا بلند ہونا ہے۔ روزگار۔ زمانہ کا پست اور بلند ہونا رات اور دن کا ہونا ہے۔

خفض و رفعِ ایں مزاجِ ۱ ممتزج — گاہ صحت گاہ رنجوری مضج
ان مرکب مزاج کی پستی اور بلندی — کبھی صحت، کبھی شور کرنے والی بیماری

ہمچنیں داں جملہ احوالِ جہاں — قحط و خصب و صلح و جنگ و افتناں
دنیا کے سب احوال اسی طرح سمجھ لے — قحط اور ارزانی، صلح اور جنگ اور فتنوں میں پڑنا

۱ ایں جہاں با ایں دو پر اندر ہواست — زیں دو جانبہا موطنِ خوف و رجاست
یہ عالم انہی دو پروں سے ہوا ہی ہے — انہی دونوں سے جائیں خوف اور امید کا مقام ہیں

تا جہاں لرزاں بود مانندِ برگ — در شمال و در سموم و بعث و مرگ
تاکہ جہاں پتے کی طرح لرزتا رہے — شمالی ہوا میں اور لو میں اور حیات اور موت میں

تا ۲ خم یک رنگیِ عیسےٰ ما — بشکند نرخِ خمِ صد رنگ را
تاکہ ہمارے عیسیٰ کا یک رنگی مٹکا — سو رنگ والے مٹکے کے نرخ کو سستا کر دے

کاں جہاں ہمچو نمکسار آمدست — ہر چہ آنجا رفت بے تلویں شدست
کیونکہ وہ جہاں نمک کی کان کی طرح ہے — جو وہاں گیا، وہ بے رنگ ہو گیا

خاک را ایں خلقِ رنگا رنگ را — می کند یک رنگ اندر گورہا
مٹی کو دیکھ، رنگا رنگ مخلوق کو — قبروں میں ایک رنگ کر دیتی ہے

ایں نمکسارِ جسوم ظاہرست — خود نمکسارِ معانی دیگرست
یہ ظاہری جسموں کی کان نمک ہے — باطنی چیزوں کی کان نمک دوسری ہے

ایں ۳ نمکسارِ معانی معنویست — از ازل آں تا ابد اندر نویست
باطنی اشیاء کی کان نمک، باطنی ہے — ازل سے ابد تک تازگی میں ہے

ایں نوی را کہنگی ضدش بود — آں نوی بے ضد و بے ند و عدد
اس تازگی کی، کہنگی ضد ہے — وہ تازگی بغیر ضد اور بغیر مقابل اور عدد کے ہے

آں چناں کز عقلِ نورِ مصطفےٰ — صد ہزاراں نوع ظلمت شد ضیا
جیسے کہ مصطفیٰ کے نور کی عقل سے — لاکھوں قسم کی تاریکیاں روشنی بنیں

از جہود و مشرک و ترسا و مغ — جملگی یک رنگ شد زاں الٓپ و الٓغ
یہودی اور مشرک اور نصرانی اور مجوسی — اس بزرگ کے ذریعہ سب یک رنگ ہوئے

۱ مزاج۔ انسانی مزاج کی پستی اور بلندی اس کی بیماری اور صحت ہے۔ مضج۔ شور کرنے والا۔ ہمچنیں۔ دنیا کے احوال کو اسی طرح سمجھ تو قحط بھی ہے ارزانی بھی صلح بھی ہے اور جنگ و فتنہ میں مبتلا ہونا بھی ہے۔ ایں جہاں۔ عالم کا بقاء انہی متضاد کیفیتوں سے ہے اور جانوں میں امید و بیم۔ انہی کی وجہ سے ہے۔ تا جہاں۔ اسی امید و بیم کی وجہ سے دنیا لرزتی رہتی ہے اور اس پر مختلف کیفیتیں طاری ہوتی ہیں۔

۲ تا خم۔ دنیا میں متضاد کیفیتیں اس لئے پیدا کی گئی ہیں راحت۔ یہی راحت ہے مصائب نہیں ہیں۔ عیسیٰ ما۔ اسسے مراد حضرت حق تعالیٰ ہے۔ خم صمدیؑ۔ عالم دنیا۔ نمکسار۔ نمک کی کان میں جو چیز پہنچ جاتی ہے وہ نمک ہی بن جاتی ہے خاک۔ قبر عالم۔ آخرت کی ابتداء ہے وہاں پہنچ کر کبھی نے رنگی خ... ہو جاتی ہے۔ ایں۔ قبر جسموں کے لئے نمک کی کان ہے۔ نمک رمعانی۔ اروا... کا نمکسار عالم آخرت ہے۔

۳ ایں نمکسار۔ عالم آخرت سے میں نیا پن نہیں ہے بلکہ وہاں ہر چیز نئی ہے کیونکہ نئے چیز کے بعد پرانا ہونا بے رنگی ہے۔ ایں نوی۔ دنیا میں اتنے دن کے بعد کہنگی آجاتی ہے۔ آں چناں۔ عالم آخرت کی یک رنگی اسی طرح کی ہوگی جیسے کہ آنحضور کے نور سے مختلف قسم کے کفر کی تاریکیاں ایک قسم کے نور میں تبدیل ہو گئیں۔ مغ۔ آتش پرست۔ الپ الغ۔ بڑے بزرگ

صد ہزاراں سایہ[1] کوتاہ و دراز
لاکھوں چھوٹے اور بڑے سائے

شد یکے در نورِ آں خورشید راز
اس معنوی سورج کی روشنی میں ایک ہو گئے

نے درازی ماند و نے کوتہ نہ پہن
نہ درازی رہی اور نہ کوتاہی نہ چوڑا پن

گونہ گونہ سایہ در خورشید رہن
قسم قسم کے سائے سورج میں رہن ہو گئے

لیک یک رنگی کہ اندر محشرست
لیکن وہ نیک رنگی جو محشر میں ہے

بر بد و بر نیک کشف و ظاہرست
بد پر اور نیک پر واضح اور ظاہر ہے

کہ معانی آں جہاں صورت شود
کیونکہ معنی چیزیں اس عالم میں ظاہر بن جائیں گی

نقشہا ماں در خورِ خصلت شود
ہماری صورتیں' عادت کے مطابق ہو جائیں گی

گردو انگہ فکر نقشِ نامہا
اس وقت فکر' خطوں کی تحریر بن جائے گا

ایں بطانہ روئے کارِ جامہا
یہ استر کپڑوں کا اجرا بن جائے گا

ایں[2] زماں سر ہا مثالِ گاؤ پیس
اس وقت راز' چتکبرے بیل کی طرح ہیں

دوکِ نطق و اندر ملل صد رنگ ریس
گویائی کا تکلا مذہب میں سو رنگ کاتنے والا ہے

نوبتِ صد رنگی ست و صد دلی
صد رنگی اور صد دلی کا وقت ہے

عالمِ یک رنگ کے گردد جلی
یک رنگ عالم کب ظاہر ہو گا؟

نوبتِ زنگی ست و رومی شد نہاں
حبشی کا زمانہ ہے اور رومی پوشیدہ ہو گیا ہے

ایں شب ست و آفتاب اندر رہاں
یہ رات ہے اور سورج قید میں ہے

نوبتِ[3] گرگ ست و یوسف زیرِ چاہ
بھیڑیے کا زمانہ ہے اور یوسف کنویں میں ہے

نوبتِ قبطی و فرعون ست شاہ
قبطی کا دور دورہ ہے اور فرعون بادشاہ ہے

تاز رزقِ بے دریغ و خیرہ خند
تاکہ بے روک ٹوک رزق اور بیہودہ ہنسی

ایں سگاں را حصہ باشد روز چند
چند روز ان کتوں کا حصہ بنے

درد روانِ بیشہ شیراں منتظر
کچھار میں شیر منتظر ہیں

تا شود امرِ تعالوا منتشر
تاکہ "آ جاؤ" کا حکم پھیل جائے

پس بروں آیند آں شیراں زمرج
تو چراگاہ وہ شیر باہر آئیں گے

بے حجابے حق نماید دخل و خرج
اللہ بغیر پردے کے حجاب آمد و خرج کر دے گا

جوہرِ انساں بگیرد برّ و بحر
انسان کا جوہر بر و بحر پر قبضہ کر لے گا

پیسہ گاواں مسلمانانِ روزِ نحر
چتکبرے بیل قربانی کے دن ذبح ہوں گے

[1] سایہ۔ کفر کی تاریکی۔ نے درازی۔ ان لفظوں کا تفاوت ختم ہو گیا۔ لیکن۔ عالم آخرت کی یک رنگی پوشیدہ ہے لیکن محشر کی یک رنگی سب پر ظاہر ہو جائے گی۔ کہ معانی۔ وہاں پر معنوی چیز ظاہری صورت اختیار کر لے گی۔ گردو۔ وہاں پہنچ کر استر جو اندر کی چیز ہے ابرا بن جائے گا' جو ظاہر ہے۔ بطانہ۔ استر روئی کا رجامہ' ابرا۔

[2] ایں زماں۔ اخروی باتیں اس دنیا میں ہر چتکبرے جانور کی طرح ہیں کہ اس میں مختلف رنگ ہوتے ہیں انہی اخروی باتوں کے بارے میں مختلف قسم کے خیالات ہیں اور مذہبی باتوں میں زبان کا تکلا مختلف رنگ کا دھاگا کات رہا ہے۔ عالم یک رنگ۔ عالم آخرت۔ نوبت زنگی۔ اس دنیا میں حقائق پر پردہ ہے۔ زنگی۔ یعنی بدرنگی۔ رومی۔ یعنی خوش رنگی۔ نہاں۔ گروی

[3] نوبت گرگ۔ یعنی باطل غالب اور حق مغلوب ہے۔ تا۔ یہ خفا اس لئے ہے کہ اہل باطل بھی کچھ دن مزے اڑا لیں۔ حد دروں۔ حقائق مخفی ہیں اور ظاہر ہونے میں کے حکم منتظر ہیں۔ مرج۔ چراگاہ۔ دخل و خرج۔ جمع خرج جوہر۔ پھر حق کا غلبہ ہو جائے گا اور باطل فنا ہو جائے گا۔ روز نحر۔ قیامت کا دن عید کا دن ہو گا۔ جس میں سوکھی خوشی منائیں گے اور کفار ہلاک ہوں گے۔

روز نحرِ رُستخیزِ سہمناک — مُومناں را عید وگاواں را ہلاک
خوفناک قیامت کا قربانی کا دن — مومنوں کی عید اور بیلوں کی ہلاکت ہے

جُملہ[1] مُرغانِ آب آں روزِ نحر — ہمچو کشتیہا رواں بر رُوئے بحر
پانی کے سب پرند اس قربانی کے دن — سمندر پر کشتیوں کی طرح رواں ہوں گے

تا کہ یَہلِک مَنْ ھلک عَنْ بَیِّنَہ — تا کہ یَنْجُوْا مَنْ نَجا وَ اسْتَیْقَنَہ
تا کہ جو ہلاک ہو وہ گواہوں کے ذریعہ ہلاک ہو — تا کہ نجات پائے جو نجات پائے اس حال میں کہ اس کا یقین ہو

تا کہ بازاں جانبِ سُلطاں رَوند — تا کہ زاغاں سوئے گورستاں روند
تا کہ بادشاہ کی جانب روانہ ہوں — تا کہ کوے قبرستان کی جانب جائیں

کاستخواں واَجزائے سرگیں ہمچوناں — نقلِ زاغاں سُوئے گورستاں روند
کیونکہ ہڈیاں اور گوبر کے اجزاء روٹی کی طرح — دنیا میں کوؤں کی غذا بنے ہیں

قندِ[2] حکمت از کجُا زاغ از کجُا — کرمِ سرگیں از کجُا باغ از کجُا
کہاں دانائی کی شکر کہاں کوا؟ — کہاں گوبر کا کیڑا کہاں چمن؟

نیست لائق غزو نفسِ مَردِ غَر — نیست لائق عُود و مُشک و کُونِ خَر
بدول مرد کا نفس، جہاد کے لائق نہیں ہے — عود اور مشک، گدھے مقعد کے مناسب نہیں ہے

چوں غزاند بد زناں را ہیچ دست — کے دہد آنکہ جہادِ اکبَر ست
جبکہ زناؤں کو جہاد کا موقع نہیں — تو جہاد اکبر کا کیا موقع ہے؟

جُز بنادر در تنِ زن رُستمے — گشتہ باشد خُفیہ ہمچوں مریمے
سوائے نادر کے عورت کے جسم میں کوئی بہادر — پوشیدہ ہو (حضرت) مریم کی طرح

آنچناں[3] کے در تنِ مَرداں زناں — خفیہ اند و ماندہ از ضُعفِ جناں
جیسے کہ مردوں کے جسم میں عورتیں — پوشیدہ ہیں اور وہ قلبی کمزوری کی وجہ سے عاجز ہیں

آنجہاں صُورت شود در مادگی — ہر کہ در مَردی ندید آمادگی
وہ اس عالم میں مادہ کی صورت میں ہوگا — جس نے مردانگی پر آمادگی نہ دیکھی ہو

روزِ عدل و عدل و داد اندر خورست — کفش زاں پا کلاہ آں سَر سزست
وہ انصاف کا دن ہے اور انصاف اور عطا مناسب ہیں — جو پاؤں کی ملکیت اور ٹوپی سر کی ملکیت ہے

تا بمطلب در رسد ہر طالبے — تا بغربِ خود رود ہر غاربے
تاکہ ہر طالب مطلوب تک پہنچ جائے — تاکہ ہر غروب ہونے والا اپنے غروب کو پہنچ جائے

[1] جُملہ مُرغاں۔ مومنوں کی مثال دریائی پرندوں کی سی ہوگی جو سمندر کی سطح پر تیریں گے وہ پل صراط پر آرام سے گزر جائیں گے تاکہ حقائق اس لئے واضح کئے جائیں گے کہ نجات اور ہلاکت پورے ثبوت کے ساتھ ہو۔ بازاں۔ نجات پانے والے زاغاں۔ بد باطن لوگ۔ کاستخواں۔ ان کوؤں کی جو غذا دنیا میں تھی وہی آخرت میں ہوگی۔

[2] قند حکمت۔ دانائی اور کوے، گبروغیرہ اور چمن میں کوئی مناسبت نہیں ہے۔ نیست۔ جہاد اور بزدل، عود و مشک اور گدھے کی مقعد میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ چوں۔ صوفیا کے نزدیک کافر سے جہاد جہاد اصغر نفس جہاد جہاد اکبر۔ مریم۔ حدیث شریف ہے مرد تو بہت سے مکمل ہوئے عورتوں میں صرف حضرت ابراہیم اور حضرت آسیہ مکمل ہوئیں اور حضرت عائشہ کو عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح تمام کھانوں میں ثرید افضل ہے۔

[3] آنچناں۔ بہت سے مرد جو زنانہ صفت ہیں آخرت میں ان کی صفت واضح ہو جائے گی۔ روز عدل۔ عالم آخرت میں قیامت کا دن انصاف کا دن ہوگا وہاں پاؤں جوتا پہنے گا اور سر ٹوپی اوڑھے گا۔ تا بمطلب۔ تاکہ ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جائے اور ہر انسان اپنے صحیح مقام پر پہنچ جائے۔

نیست[1] ابر مطلوب از طالب دریغ
کوئی مطلوب طالب سے ممنوع نہیں ہے

جُفتِ تابش شمس و جُفتِ آب میغ
جوش کا جوڑا سورج اور پانی کا جوڑا ابر ہے

ہست دُنیا قہر خانہ کردگار
دنیا اللہ تعالیٰ کا قہر خانہ ہے

قہر بیں چوں قہر کردی اختیار
جب تو نے ظلم کرنا اختیار کیا قہر کو بھی دیکھ

اُستخوان و مُوئے مقہوراں نگر
قہر میں مبتلا لوگوں کی ہڈیاں اور بال دیکھ

تیغِ قہر افگندہ اندر بحر و بَر
قہر کی تلوار نے ان کو سمندر اور خشکی میں بکھیر دیا ہے

پَرّ و بالِ مُرغ بیں برگردِ دام
جال کے چاروں طرف پرند کے پر و بال دیکھ لے

شرحِ قہرِ حق کنند بے کلام
جو خدا تعالیٰ کے قہر کی بغیر لفظوں کے شرح کر رہے ہیں

مُرد[2] اُو بر جائے خر پُشتہ نشاند
وہ مر گیا جگہ پر بڑا ڈھیر چھوڑ گیا

وانکہ کہنہ گشت پُشتہ ہم نماند
اور جو پرانا ہو گیا ڈھیر بھی نہ رہا

ہر کسے را جُفت کردہ عدلِ حق
اللہ کے انصاف نے ہر چیز کا جوڑ لگا دیا ہے

پیل را پیل و بَق را جنسِ بَق
ہاتھی کا ہاتھی سے اور مچھر کا مچھر کی جنس سے

مُونسِ احمدؐ بمجلس چار یار
احمدؐ کی مجلس میں چار یار دوست ہیں

مُونسِ بُوجہل عتبہ و ذُو الخمار
ابوجہل کے دوست عتبہ اور ذوالخمار ہیں

کعبۂ جبریل و جانہا[3] سِدرۂ
جبریل اور روحوں کا قبلہ سدرہ ہے

قبلۂ عبدالبطوں شُد سُفرۂ
پیٹ کے بندوں کا قبلہ دسترخوان ہے

قبلۂ عارف بُوَد نُورِ و صال
عارف کا قبلہ وصال کا نور ہے

قبلۂ عقلِ مُفلسِف شُد خیال
فلسفی کی عقل کا قبلہ وہم ہے

قبلۂ زاہد بُوَد یزدانِ برّ
زاہد کا قبلہ محسن خدا ہے

مطمعِ بُوَد ہمیانِ زر
لالچی کا قبلہ سونے کی ہمیانی ہے

قبلۂ مَردانِ حق اَعمالِ نیک
مردانِ خدا کا قبلہ نیک اعمال ہیں

قبلۂ نااہل جہلِ مُرد ریگ
نااہل کا قبلہ ذلیل جہل ہے

قبلۂ معنی وراں صبر و درنگ
اہل باطن کا قبلہ صبر اور سکون ہے

قبلۂ صُورت پرستاں نقشِ سنگ
ظاہر پرستوں کا قبلہ پتھر کا نقش ہے

[1] نیست۔ اللہ کے یہاں انصاف ہے ہر طالب کو اس کا مطلوب مل جاتا ہے۔ تپش کا مطلوب سورج اور پانی کا مطلوب ابر ہے۔ ہست دنیا۔ دنیا میں بھی حضرت حق تعالیٰ کے قہر کا ظہور ہو جاتا ہے۔ جب انسان ظلم کرتا ہے تو اس پر قہر خداوندی نازل ہوتا ہے۔ مقہوراں۔ جن پر قہر خداوندی نازل ہوا ہے ان کا انجام دیکھ لو۔ پَرّ و بال۔ جال میں پھنسے ہوئے پرند کے جو پر و بال جال کے چاروں طرف پھیلے ہوئے ہیں وہ اس کے مقہور ہونے کی زبان حال سے شرح کرتے ہیں۔

[2] مرد۔ جن پر قہر خداوندی ہے مرنے کے بعد صرف قبر کی مٹی کا ڈھیر ان کا نشان رہ جاتا ہے اور وہ بھی چند دن بعد مٹ جاتا ہے۔ ہر کسے۔ جس شخص کو جس شخص سے مناسبت ہوتی ہے قدرت اس کا جوڑ اس سے لگا دیتی ہے۔ احمدؐ۔ آنحضورؐ کا جوڑ ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ رضی اللہ عنہم سے لگایا۔ عتبہ۔ مکہ کا مشہور کافر سردار تھا جو جنگ بدر میں حضرت حمزہؓ کے ہاتھوں مارا گیا۔ ذوالخمار۔ ایک کاہن تھا۔ اپنا منہ ڈھکے رکھتا تھا اس لئے وہ لورئی والا کے نام سے مشہور تھا۔

[3] سدرہ۔ بیری کا درخت جو ساتویں آسمان پر ہے اور وہ مخلوق کے علم اور حضرت جبریل کا منتہیٰ ہے۔ عبدالبطوں۔ پیٹو والا انسان۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ قبلہ۔ باخدا انسان نور وصال کا طالب ہے اور فلسفی کا مقصود وہم ہے۔ زاہد۔ زاہد کا مقصود خدا ہے اور لالچی انسان کا مقصود دولت ہے۔ مردان۔ جو خدا پرست ہیں ان کا مطمح نظر نیک اعمال ہیں۔ معنی وراں۔ اہل باطن۔ نقش سنگ۔ پتھر کی مورتی۔

قبلۂ باطن[1] نشیناں ذوالمنن
خلوت گزینوں کا قبلہ ' خدا ہے

قبلۂ ظاہر پرستاں رُوئے زن
ظاہر پرستوں کا قبلہ ' عورت کا چہرہ ہے

قبلۂ عاشق حق آمد اے پسر
اے بیٹا! عاشق کا قبلہ ' خدا ہے

قبلۂ باطل بلیس ست اے پدر
اے بابا! باطل کا قبلہ شیطان ہے

قبلۂ فرعون نیلے سَر بسَر
فرعون کا قبلہ ' سراسر نیل ہے

قبلۂ خربندہ چہ بُود کونِ خر
گدھے والے کا قبلہ کیا ہو گا گدھے کی مقعد؟

ہمچنیں برمی شمر تازہ و کہن
اسی طرح نئے اور پرانے کو شمار کر لے

وَر ملُولی رَوتو کارِ خویش کُن
اور اگر تو تنگ دل ہے ' جا اپنا کام کر

رزقِ مادر کاسِ زرّیں شُد عقار
ہمارا رزق ' زریں پیالہ میں شراب ہے

واں سگاں[2] را آبِ تمماج و تغار
ان کتوں کے لئے تمماج اور تغار کا پانی ہے

لائقِ آں کہ بُد اُو خود دادہ ایم
جس کے وہ لائق تھا وہ ہم نے خود دے دیا

وَر خورآں رزق اُو بفرستادہ ایم
اس کے لائق ہم نے رزق بھیج دیا ہے

عاشقِ ناں ساختیم آں خواجہ را
ان صاحب کو ہم نے روٹی کا عاشق بنا دیا ہے

سیر از جاں ساختیم ایں را چرا
اس کو ہم نے جان سے بیزار کر دیا ہے کیوں؟

خُو آں را عاشقِ ناں کردہ ایم
ہم نے اس کی عادت کو روٹی کا عاشق بنا دیا

جانِ ایں رامستِ جاناں کردہ ایم
اس کی جان کو جاناں کا مست بنا دیا ہے

چوں[3] بخوی خود خوشی و خُرمی
جبکہ تو اپنی عادت پر خوش و خرم ہے

پس چرا از خوردِ خویت می رمی
تو پھر اپنی عادت کے مناسب سے تو کیوں بھاگتا ہے؟

مادگی خوش آیدت چادر بگیر
تجھے زنانہ پن پسند ہے ' تو چادر لے لے

رُستمی خوش آیدت خنجر بگیر
تجھے رستمی بھلی لگتی ہے ' خنجر تمام لے

غازی خوش آیدت جوشن بپوش
تجھے غازی اچھا لگتا ہے زرہ پہن لے

وَر بحیزی مائلی رَوگوں فروش
اگر تو بیچنے پن پر مائل ہے جا مقعد بیچ

ہمچنیں پایاں ندارد آں فقیر
اس مہمات کا خاتمہ نہیں ہے ' وہ فقیر

گشتہ است از زخم درویشی عقیر
محتاجی کے زخم سے لنگی ہو گیا ہے

[1] باطن نشین۔ خلوت گزیں۔ بلیس۔ ابلیس۔ قبلۂ فرعون۔ فرعون کا مطلوب دنیا اور دریائے نیل ہے گدھے والے کا مقصد گدھے کا مقعد ہے۔ شمر۔ جن مثالوں یا اور مثالوں کو شمار کر لے۔ کار خویش۔ اپنے کام میں لگ یہ تیرا کام نہیں ہے۔ عقار۔ شراب یعنی مضامین عالیہ جن میں سے ایک مضمون یہ بھی ہے۔

[2] سگاں۔ دنیادار۔ آب تمماج۔ یعنی آش تمماج جو تمماج ایک ترش پھل سے تیار کیا جاتا ہے مراد دنیوی لذتیں لائق۔ پھر پہلے مضمون کی طرف رجوع کیا ہے۔ عاشق۔ ایک کو روٹی کا عاشق بنایا ہے اور ایک کو جان سے بھی بے نیاز بنایا ہے اس کی وجہ ہے۔ خوی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک کی بامعنی سرشت کو چونکہ اس میں اس کے آثار تھے روٹی کا عاشق کر دیا اور دوسرے کو خدائی مست بنا دیا چونکہ اس میں اس کے آثار تھے۔

[3] چوں۔ جب انسان اپنی بری عادتوں پر خوش ہے اور وہ [illegible] سبب ہیں تو اس کے مناسب جزاء ہے اس سے کیوں گریز کرتا ہے۔ مادگی۔ جب زنانہ پن پسند ہے تو وہ بھی اوڑھنا بھی پسند کرنا چاہیے بہادری پسند ہے تو ہتھیار بھی پسند ہونا چاہیے جوشن۔ [illegible] مقعد۔ ایں گہن۔ خذلان [illegible] دان۔ عقیر۔ لنگی

قصہ[1] آں گنجنامہ کہ گفتند پہلوئے قبۂ رُوی بقبلہ کُن و تیر

اس گنجنامہ کا قصہ کہ انہوں نے کہا قبہ کے پہلو میں قبلہ کو رخ کر اور تیر

دَر کمانِ نہ و بیند از آنجا کہ اُفتد گنجست

کمان میں رکھ اور پھینک جس جگہ وہ گرے خزانہ ہے

دید دَر خواب اُو شبے و خواب گو — واقعہ بے خواب صُوفی راست خُو

اس نے ایک رات کو خواب میں دیکھا اور خواب کہاں! بغیر خواب کے واقعہ (دیکھنا) صوفی کی عادت ہے

ہاتفے[2] گفتش کہ اے دیدہ تعب — رُقعہ در مشق وَرّاقاں طلب

ہاتف نے اس سے کہا اے مشقت جھیلے ہوئے! ایک پرچہ دری فروشوں کے مشق کاغذوں میں سے لے لے

خُفیہ زاں وَرّاق کت ہمسایہ است — سُوی کاغذ پارہاش آور تو دست

چپکے سے اپنے پڑوسی ردی فروش کے کاغذ کے ٹکڑوں کی جانب تو ہاتھ بڑھا

رُقعہ شکلش چناں رنگش چنیں — پس بخواں آں را بخلوت اے حزیں

ایک ہی شکل کا رقعہ جس کا رنگ ایسا ہے اے غمگین! پھر اس کو تنہائی میں پڑھنا

چوں بدُزدی آں زوَرّاق اے پسر — پس بروں روز انبہی و شور و شر

اے بیٹا جب تو اس کو ردی فروش سے اڑا لے تو مجمع اور شور و شر سے باہر نکل جا

تو بخواں آں را بخود دَر خلوتے — ہیں مجو دَر خواندنِ آں شرکتے

تو تنہائی میں اس کو خود پڑھ خبردار! اس کے پڑھنے میں شرکت کی جستجو نہ کرنا

وَر[3] شود آں فاش ہم غمگیں مشو — کہ نیابد غیر توزاں نیم جَو

اور اگر وہ ظاہر بھی ہو جائے تو بھی غمگین نہ ہونا کیونکہ اس میں تیرے سوا کوئی ادھا جَو بھی نہیں حاصل کر سکتا

وَر گشد آں دیر ہیں زنہار تُو — وردِ خود کُن دمبدم لَا تَقْنَطُوْا

اور اگر اس میں دیر لگے خبردار! تو ہر وقت اپنا ورد لَا تَقْنَطُوْا رکھنا

ایں بگفت و دستِ خود آں مُژدہ وَر — بردلِ اُوزد کہ رَوزحمت ببر

یہ کہا اس خوشخبری دینے والے نے اپنا ہاتھ اس کے دل پر رکھ دیا کہ جا محنت کر

چوں بخویش آمد زغیبت آں جواں — می نگنجید از فرح اندر جہاں

جب وہ جوان غیب سے ہوش میں آیا خوشی سے دنیا میں نہ سماتا تھا

---

[1] قصہ۔ اس درویش کو ہاتف نے کہا ردی فروش کے یہاں ایک پرچہ ہے وہ لے لے اس نے وہ پرچہ لے لیا تو اس میں لکھا تھا کہ فلاں قبہ کے پاس جا کر تیر چلا جہاں وہ تیر گرے اس جگہ خزانہ مدفون ہے وہ نکال لینا۔ دید۔ اس نوجوان نے خواب میں دیکھا پھر خود مولانا فرماتے ہیں خواب کی حالت نہ تھی بلکہ جس حالت میں اس نے دیکھا وہ نیند اور بیداری کی درمیانی ایک کیفیت تھی اسی کو اصطلاح میں واقعہ کہا جاتا ہے جو صوفیوں کو پیش آتا رہتا ہے۔

[2] ہاتف۔ غیب سے آواز دینے والا۔ وراق۔ کاغذ فروش مراد ردی کاغذ فروش ہے۔ رُقعہ۔ اس پرچہ کی علامتیں بتائیں خریں۔ غمگین۔ بد زدی یہ حقیقت میں چوری نہ تھی اس لئے کہ ردی کے ٹکڑے کی کوئی قیمت نہیں ہوتی۔ تو بخواں۔ پھر اس کو تنہائی میں بلا شرکت غیرے پڑھنا تا کہ راز نہ کھلے۔

[3] ور شود۔ ان احتیاطوں کے باوجود اگر راز کھل جائے تو غمگین نہ ہونا کیونکہ وہ خزانہ صرف تجھے ہی مل سکے گا۔ وَر گشد۔ اگر خزانہ ملنے میں دیر ہو تو مایوس نہ ہونا۔ لَا تَقْنَطُوْا۔ تم مایوس نہ ہوں۔ ایں بگفت۔ اب وہ ہاتف نمودار بھی ہو گیا اور اس نے اس نوجوان کے سینہ پر ہاتھ رکھ دیا تا کہ اس کو سکون حاصل ہو۔ غیبت۔ نیند اور بیداری کی کیفیت۔

زہرہ[1] او بر دریدے از قلق — گر نبودے رفق و حفظ و لطفِ حق

اگر خدا کی نرمی اور حفاظت اور مہربانی نہ ہوتی

یک فرح آں کز پسِ ہفصد حجاب — گوشِ او بشنید از حضرت جواب

اس کے کان نے اللہ تعالیٰ کی جانب سے جواب سنا

از حجب چوں حسِ سمعش درگزشت — شد سر افراز و ز گردوں برگزشت

وہ سر بلند ہو گیا اور آسمان سے بڑھ گیا

چوں[2] گزارہ شد حسِ سمعش ز حجب — بر فلک بُرد او سرا فرازی ز عجب

خود پسندی سے وہ اپنی سر بلندی کو آسمان پہ لے گیا

کے بُود کاں حسِ چشمش ز اعتبار — زاں حجابِ غیب ہم یابد گزار

ان غیب کے پردوں سے بھی گزر جائے

چوں گزارہ شد حواسش از حجاب — پس پیاپے گردِش دید و خطاب

تو اس کو پے در پے دید اور خطاب حاصل ہو گا

چوں سپاہِ زنگ پنہاں شد ز رُوم — تیغ زد خورشید و پیدا شد علُوم

سورج نے تلوار چلا دی اور علوم پیدا ہو گئے

یک[3] فرح آں کز سُوال آمد خلاص — خوانِش حاصل شُدن آں نُزلِ خاص

اس کو وہ خاص خزانہ حاصل ہو جائے گا

یک فرح آنکہ نشُد رَدِّش دُعا — عاقبت آمد اجابت مر وُرا

بالآخر اس کو قبولیت حاصل ہو گئی

جانبِ دُکّانِ وَرّاق آمد او — دست میزد او بمشقش سُو بسُو

اس کے مشقی کاغذوں پر ادھر ادھر ہاتھ مارتا تھا

پیشِ چشمش آمد آں مکتوبِ زُود — با علاماتے کہ ہاتف گفتہ بُود

بہت جلد وہ لکھا ہوا کاغذ اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا

و بغل زد گفت خواجہ خیر باد — ایں زماں وا میرسم اے اُستاد

اس نے بغل میں دبا لیا کہا جناب خیریت سے رہیں

---

[1] زہرہ۔ اس قدر خوش تھا کہ ہجر کن سے پتہ پھٹ جاتا اگر اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت نہ فرماتا۔ یک فرح۔ اس کی خوشی کی بہت سی وجہیں تھیں ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دعا کا جواب دیا۔ ہفصد۔ سات سو بعض نسخوں میں ہصد نو سو ہے' پردوں کی کثرت مراد ہے کہ بود۔ جس طرح اس کی قوت سماعت حجابات سے گزر کر سامع بن گئی اس طرح یہ کب ہو گا کہ اس کی چشم دل' حجابات سے گزر جائے اور اس کو قلبی مشاہدہ حق حاصل ہو جائے۔

[2] چوں گذارہ شد۔ جب سالک کی قوت سامعہ اور باصرہ حجابات کو طے کر جاتی ہے تو پھر اس کو مسلسل اللہ تعالیٰ کی دید اور کلام حاصل ہونے لگتا ہے۔ چوں۔ اب سالک کی ایک تیسری کیفیت کا ذکر ہے کہ اس کے قلب پر واردات ہونے لگتی ہیں اس کو علوم و معارف لدنی حاصل ہونے لگتے ہیں۔ سیاہ زنگ۔ یعنی اوصاف بشری۔ روم۔ یعنی انوار خداوندی۔ تیغ زد خورشید۔ اب وجود حقیقی فنا کی تلوار چلا دیتا ہے اور یہ فانی ہو کر بقا باللہ حاصل کر لیتا ہے اور حضرت حق کی صفت عالیہ سے مستفید ہونے لگتا ہے۔

[3] یک فرح۔ خوشی کی دوسری وجہ یہ تھی کہ اب اس کو خزانہ مل جائے گا۔ یک فرح آنکہ۔ خوشی کی تیسری وجہ یہ تھی کہ اس کی دعا مقبول ہو گئی۔ جانب۔ ہاتف کی آواز سننے کے بعد وہ پڑوسی روئی فروش کے یہاں گیا اور اس نے وہ پرچہ تلاش کیا اور وہ اس کو مل گیا۔ خیر باد۔ خدا آپ کو خیریت سے رکھے۔ میرسم۔ اس وقت کام ہے۔ میں جلد ہاتھوں کا فور فور واپس آ جاؤں گا۔

رفت سوئے خلوتے آں را بخواند
وز تحیر واله[1] و حیراں بماند

وہ تنہائی کے گوشہ میں گیا اس کو پڑھا
اور حیرانی سے سرگشتہ اور ششدر رہ گیا

کہ بدینساں گنج نامہ بے بہا
چوں فتادہ ماند اندر مشقہا

کہ اس طرح سے بے بہا گنج نامہ
مشقی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا؟

باز اندر خطرش ایں فک جست
کز پئے ہر چیز یزداں حافظ جست

پھر اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا
کہ خدا ہر چیز کا نگہبان ہے

کے گزارد حافظ اندر اکتناف
کہ کسے چیزے رباید از گزاف

نگہبان اپنی حفاظت میں کب موقع دیتا ہے؟
کہ کوئی آدمی کوئی چیز خواہ مخواہ اڑا لے

گر بیاباں پُر شود سنگ و نقود
بے رضائے حق جوے نتواں ربود

اگر جنگل سونے اور نقد سے بھر جائے
اللہ تعالیٰ کی مرضی کے بغیر ایک جو نہیں لیا جا سکتا

ور بخوانی صد صحف بے سکتہء
بے قدر یادت نماند نکتہء

اگر تو سو کتابیں بغیر وقفہ کے پڑھ جائے
تقدیر کے بغیر تجھے ایک نکتہ یاد نہ رہے گا

ور کنی خدمت نخوانی یک کتیب
علمہائے نادرہ یابی زجیب

اگر تو خدمت کرے تو ایک کتاب بھی نہ پڑھے
تو گریباں میں سے نادر علوم حاصل کر لے گا

شد ز[2] جیب آں کف موسیٰ ضوفشاں
کاں فزوں آمد زماہِ آسماں

حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں سے نور افشاں ہو گیا
جو آسمان کے چاند سے بڑھ گیا

کانکہ می جستی ز چرخِ بانہیب
سر برآور دست اے موسیٰ زجیب

کہ تو جس چیز کو پر ہیبت آسمان میں تلاش کرتا تھا
اے موسیٰ! وہ گریبان میں سے نمودار ہو گئی ہے

تابدانی کاسمہا نہائے سمی
ہست عکسِ مُدرکاتِ آدمی

تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ بلند آسمان
انسان کے علوم کا عکس ہیں

نے[3] کہ اوّل دستِ یزدانِ مجید
از دو عالم پیشتر عقل آفرید

کیا نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ کے دست قدرت نے
دونوں جہاں سے پہلے عقل پیدا فرمائی؟

ایں سخن پیدا و پنہانست و بس
کہ نباشد محرمِ عنقا مگس

یہ بات بہت واضح اور مخفی ہے
کیونکہ عنقا کی محرم مکھی نہیں ہے

[1] واله۔ سرگشتہ۔ بے بہا۔ اس قدر قیمتی پرچہ کہ اس کی قیمت کا اندازہ نہ لگایا جا سکے ردی کاغذوں میں کیسے پڑا رہ گیا۔ باز۔ پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ جب اللہ کسی چیز کا محافظ ہو تو غیر مستحق اس کو کہاں لے جا سکتا ہے۔ گریباں۔ یہ پرچہ تو چھپا ہوا تھا اگر بیابان سونے سے بھرا ہوا ہو جو سب کو نظر آئے تب بھی خدا کی مرضی کے بغیر اس میں سے ایک مٹری بھی نہیں لے سکتا۔ ور بخوانی۔ اسباب میں بھی تاثیر خدا ہی پیدا فرماتا ہے ورنہ سبب بیکار ہے در کنی۔ اللہ تعالیٰ بغیر اسباب کے بھی مسبب کو پیدا فرما دیتا ہے۔

[2] شد۔ حضرت موسیٰ کا ہاتھ گریبان میں ڈالنے سے چمکنے لگا تھا اور ان کو یہ دکھا دیا گیا کہ جس نور کو تم آسمان سے طلب کر رہے تھے وہ تمہارے گریبان میں بھی موجود ہے۔ تابدانی۔ حضرت موسیٰ کو گریبان میں سے نور عطا کرنے میں یہ تنبیہ بھی مقصود تھی کہ بلند آسمان بھی انسان کی قوت مدرکہ عقل کامل کا عکس یعنی تابع ہے اس سے انسان کی آسمانوں پر افضلیت ثابت ہوتی ہے۔

[3] نے کہ۔ بعض احادیث میں ہے۔ اوّل ما خلق الله العقل سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا عقل سے مراد عقل کامل ہے جو معرفت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ ایں سخن۔ عقل کامل کی۔ فضیلت جس قدر سمعی ہے وہ تو ظاہر ہے اور اس کی کنہ کا حصہ اہل قال کی سمجھ سے باہر ہے کیونکہ اس کی اور اہل قال کی سمجھ کی مثال عنقاء اور مکھی کی ہے۔

باز[1] اِسوئِ قصّہ باز آ اے پِسر قصّہ گنج و فقیر آور بسر
اے بیٹا! پھر قصہ کی جانب واپس آ جا خزانہ اور فقیر کا قصہ ختم کر

تمامیِ قصّہ آں فقیر و نشانِ جایِ آں گنج
اس فقیر کے قصہ کی تکمیل اور اس خزانہ کی جگہ کا پتہ

اندراں رُقعہ نوشتہ بُود ایں کہ بُرونِ شہر گنجے داں دفیں
اس پرچہ میں یہ لکھا تھا کہ شہر کے باہر ایک خزانہ مدفون سمجھ

آں فلاں قُبّہ کہ دوے مشہد ست پشت اُ در شہر و رُود رفد فدست
وہ فلاں قبہ جس میں مزار ہے جس کی پشت شہر کی طرف اور اگلا حصہ جنگل میں ہے

پُشت باوے کُن تو رُو با قبلہ آر وانگہاں از قوس تیرے وا گزار
تو اس کی طرف پشت کر اور منہ قبلہ کی جانب کر پھر کمان سے تیر چلا

چوں فگندی تیر از قوس اے سُعاد بَرکن آں موضع کہ تیرت اُو فتاد
اے محبوب! تو جب کمال سے تیر پھینکے جس جگہ تیر گرے اس کو کھود

پس[3] کمانِ ست آورد آں فتی تیر پرّانید در صحنِ فضا
وہ نوجوان ایک سخت کمان لایا اور میدان کے صحن میں تیر پھینکا

بیل آورد و تبر اُو شاد شاد گند آں موضع کہ تیرش اُو فتاد
اور وہ خوشی خوشی بیلچہ اور پھاوڑا لایا جس جگہ تیر گرا اس کو کھودا

گند شد ہم اُو و ہم بیل و تبر خود ندید از گنج پنہانی اثر
وہ بھی گند ہو گیا اور بیلچہ اور پھاوڑا بھی اس مخفی خزانہ کا کوئی نشان نہ دیکھا

ہمچنیں ہر روز تیر انداختے لیک جایِ گنج را نشناختی
یہ روزانہ اسی طرح تیر پھینکتا لیکن خزانہ کی جگہ نہ پہچانتا

چونکہ[3] ایں را پیشہ کرد اُو بر دوام قحبے در شہر اُفتاد و عوام
چونکہ اس نے مسلسل یہ پیشہ بنا لیا شہر اور عوام میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں

فاش شُدنِ خبر آں گنج و رسیدن بگوشِ پادشاہ
اس خزانہ کی خبر کا پھیلنا اور بادشاہ کے کان میں پہنچنا

ہر کسے در گفتگوی اُو فتاد کاں چنیں بازی نباشد در نہاد
ہر شخص ایک بات کہنے لگا کہ اس طرح کا کھیل کسی کی طبیعت میں نہیں ہوتا ہے

[1] باز۔ لہٰذا اس بحث کو ختم کر کے اسی فقیر اور خزانہ کا قصہ شروع کرنا چاہیے۔ اندراں۔ وہ پرچہ جو اس کو ردی فروش کی دکان سے ملا تھا اس میں لکھا تھا کہ شہر سے باہر ایک خزانہ مدفون ہے۔ مشہد۔ مزار۔ فدفد۔ جنگل، ہموار زمین۔ سعاد خرب کی ایک مشہور محبوب کا نام ہے یہاں مطلقاً محبوب کے معنی میں ہے۔

[2] پس کمان۔ مطلب تو یہ تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر بغیر چلہ کھینچے چھوڑنا وہ سخت قسم کی کمان لایا اور زور سے چلہ کھینچ کر تیر چلایا اسی لئے اس کو پریشانی ہوئی۔ کند۔ کھودتے کھودتے وہ بھی تھک گیا اور بیلچہ اور تیر بھی کند ہو گیا۔ ہمچنیں۔ وہ روزمرہ زور سے تیر چلاتا اور تیر گرنے کی جگہ کو کھودتا لیکن خزانہ کا کوئی نشان نہ ملتا۔

[3] چونکہ۔ جب لوگوں نے دیکھا کہ یہ شخص روز یہ کام کر رہا ہے تو ان میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ فاش شدن۔ مشہور ہو جانا۔ کاچنیں۔ اس کا کام کوئی کھیل تو نہیں ہے بلکہ اس کے کام میں کوئی خاص راز ہے۔

هر کسے در گفتگوئے فاسدے — هر طرف برخاستش یک حاسدے
ہر شخص ایک بیہودہ بات میں — ہر جانب اس کا ایک حاسد پیدا ہو

پس[1] اخبر کردند سلطاں را ازیں — آں گروہے کہ بدند اندریں
پھر انہوں نے اس کی بادشاہ کو خبر دی — ان لوگوں نے جو گفت میں تھے

عرض کردند آں سخن را زیردست — کہ فلانے گنج نامہ یافت ست
انہوں نے وہ بات مخفی طور پر کہہ دی — کہ فلاں گنج نامہ ملا ہے

چوں شنید آں شخص کیں باشہ رسید — جز کہ تسلیم و رضا چارہ ندید
جب اس نے سنا کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی — سوائے تسلیم اور رضا کے چارہ نہ دیکھا

پیش ازاں کا شکنجہ بیندزاں قباد — رُقعہ آورد و بہ پیشِ شہ نہاد
اس سے پہلے کہ اس بادشاہ کی جانب سے کوئی سختی دیکھے — پرچہ لایا اور بادشاہ کے سامنے رکھ دیا

گفت[2] تا ایں رقعہ رایا بیدہ اَم — گنج نے و رنج بیحد دیدہ اَم
عرض کیا کہ جب سے میں نے یہ پرچہ پایا ہے — خزانہ تو نہیں، البتہ بیحد تکلیف دیکھی ہے

خود نشدُ یک حبّہ از گنج آشکار — لیک پیچیدم بسے مَن ہمچو مار
خزانہ کی ایک دمڑی ظاہر نہ ہوئی — لیکن میں نے سانپ کی طرح بہت بل کھائے

مُدّتِ ماہے چنینم تلخ کام — کہ زیان و سُود ایں برمَن حرام
ایک ماہ کی مدت سے میں اسی طرح ناکام ہوں — کہ اس کا نقصان و نفع مجھ پر حرام ہے

بُو کہ بخت برکند زیں کاں غطا — اے شہ پیروز جنگ و دژ گشا
ہوسکتا ہے کہ آپ کا نصیبہ اس معدن سے یہ پردہ ہٹادے — اے جنگ میں کامیاب اور قلعہ کشا شاہ!

مُدّتِ[3] شش ماہ افزوں پادشاہ — تیر می انداخت و بری کند چاہ
چھ مہینے سے کچھ زیادہ مدت تک بادشاہ — تیر چلاتا تھا اور کنواں کھودتا تھا

ہر کجا سخت کمانے بُود چُست — تیر می انداخت ہر سُو گنج جُست
جہاں کہیں بھی کوئی سنجیدہ کمان والا چالاک آدمی تھا — وہ تیر پھینکتا اور ہر جانب خزانہ کو تلاش کرتا تھا

غیر تشویش و غم و طامات نے — ہمچو عنقا نام فاش و ذات نے
سوائے پریشانی اور غم اور بیہودہ گوئی کے کچھ نہیں — عنقا کی طرح نام مشہور اور ذات ندارد

نومید شُدنِ آں پادشاہ ازنا یافتنِ آں گنج و ملول
اس خزانہ کے نہ پانے سے بادشاہ کا ناامید ہونا اور اس

[1] پس۔ لوگوں کو جستجو سے پتہ چل گیا کہ وہ خزانہ کی تلاش میں ہے اور اس کے ہاتھ کوئی گنج نامہ آیا ہے۔ حاسدوں نے بادشاہ سے جا کہا چوں شنید۔ جب اس فقیر نے سنا کہ بادشاہ تک خبر پہنچ گئی ہے تو اس سے پہلے کہ گنج نامہ مجبوراً بادشاہ کو دینا پڑے۔ اپنی خوشی سے بادشاہ کے سامنے پیش کردیا۔

[2] گفت۔ بادشاہ سے یہ بھی کہا کہ جب سے یہ گنج نامہ ملا ہے روز کھدائی کرتا ہوں لیکن سوائے تکلیف کے اب تک کچھ حاصل نہیں ہوا ہے بادشاہ۔ سانپ کا بل کھانا مشہور ہے۔ تلخ کام۔ ناکام۔ کہ زیاں۔ اگر خزانہ مل جاتا تو اس سے تجارت کرنے میں مجھے نفع و نقصان پہنچ سکتا تھا۔ بوکہ۔ بود کہ۔ غطا۔ ڈھکن۔ اے شہ۔ اے شاہ آپ جو کہ فاتح جنگ اور قلعوں کو فتح کرنے والے ہیں۔

[3] مدت۔ چھ ماہ تک بادشاہ تیر اندازی کرتا رہا اور جگہ اتنی گہری کھدواتا رہا کہ کنواں بن جاتا تھا۔ ہر کجا۔ بادشاہ ہر جگہ سے تیر انداز بلواتا تھا اور تیر گرنے کی جگہ تلاش کرتا تھا۔ تختہ کمان۔ کمان کو صحیح تول کر تیر چلانے والا۔ طلامات۔ بیہودہ باتیں۔

شدنِ اُواز طلب آں گنجِ سعادت

نیک بختی کے خزانہ کی طلب سے اس کا عاجز آجانا

چونکہ[1] تعویق آمد اندر عرض و طول
جبکہ عرض و طول میں رکاوٹ آئی

شاہ شد زاں گنج دل سیر و ملول
بادشاہ کا اس خزانہ سے دل بھر گیا اور ملول ہو گیا

دشتہا را گز گزاں شہ چاہ کند
جنگلوں میں ایک ایک گز بادشاہ نے کنواں کھدوا دیا

می ندید از گنجِ او جز ریشخند
خزانہ سے اسوائے مذاق کے کچھ نہ دیکھا

پس طلب کرد آں فقیرِ دردمند
پھر اس نے اس درد مند فقیر کو طلب کیا

رُقعہ را از خشم پیشِ او فگند
غصہ سے پرچہ اس کے سامنے پھینک دیا

گفت گیر ایں رُقعہ کش آثار نیست
کہا یہ پرچہ لے لے اس کے کچھ نشان نہیں ہیں

توبدیں اولیٰ تری کت کار نیست
تو اس کے مناسب ہے چونکہ تجھے کوئی کام نہیں ہے

نیست ایں کارِ کسے کش ہست کار
یہ اس کا کام نہیں ہے جسے کوئی کام ہو

گر بسوزد گل نگردد گردِ خار
اگر پھول جل جائے تو وہ کانٹے کے جگر نہیں کاٹتا ہے

نادر[2] افتد اہلِ ایں ماخولیا
ایسے ماخولیے والے کم ہوتے ہیں

منتظرِ کش روید از آہن گیا
جو منتظر ہوں کہ ان کے لئے لوہے سے گھاس اگے

سخت جانے باید ایں فن راجو تُو
اس کام کے لئے تجھ جیسا سخت جان چاہیے

تو کہ داری جانِ سخت ایں را بجُو
چونکہ تو سخت جان ہے اس کی تلاش کر

گر نیابی نبودت ہرگز ملال
اگر تو نہ پائے گا تجھے رنج نہ ہو گا

ور بیابی آں بتو کردم حلال
اور اگر تو پالے گا تو میں نے تیرے لئے حلال کیا

عقل راہِ ناامیدی کے رود
عقل ناامیدی کے راستہ پر کب دوڑتی ہے؟

عشق باشد کاں طرف بر سر دود
عشق ہی ہوتا ہے جو اس جانب سر کے بل دوڑتا ہے

لا[3] اُبالی عشق باشد نے خرد
بے پروا عشق ہوتا ہے نہ کہ عقل

عقل آں جوید کہ لا سودے برد
عقل وہ تلاش کرتی ہے جس سے نفع اٹھائے

ترکتاز و تن گداز و بے حیا
غارت گر اور بدن گھلانے والا ہے اور بے شرم ہے

در بلا چوں سنگ زیر آسیا
مصیبت میں چکی کے نچلے پاٹ کی طرح ہے

سخت روئی کہ ندارد ہیچ پشت
ایسا ڈھیٹ کہ پشت نہیں پھیرتا

بہرہ جوئی رادرونِ خویش کشت
اس نے اپنے اندر مقصد برآری کو فنا کر دیا ہے

---

[1] چونکہ۔ جب خزانہ کے ملنے میں لمبی چوڑی تاخیر ہوئی تو بادشاہ رنجیدہ ہو گیا۔ ریشخند۔ مذاق۔ توبدیں۔ چونکہ تجھے اور کوئی کام نہیں ہے لہٰذا یہ بیکار کام کرتا رہ۔ گر بسوزد۔ یعنی اصل مقصد حاصل نہ ہو تو بیکار کام میں نہیں لگتا ہے۔

[2] نادر افتد۔ خزانہ کا کھودنا تو ایسی دیوانگی ہے کہ کوئی لوہے میں سے گھاس اگانا چاہے۔ ملال تجھے رنج نہ ہو گا اس لئے کہ تجھے اور کام نہ تھا۔ عقل۔ بادشاہ کی جستجو عقلی تھی وہ مایوس ہو گیا لیکن اس فقیر کی جستجو عشق کی بنیاد پر تھی وہ مایوس نہ ہوا۔

[3] لا ابالی۔ عشق بے پروا ہے اور عقل فائدے کی طرف دوڑتی ہے۔ ترکتاز۔ عشق اپنی ہر چیز فنا دیتا ہے اور ننگ و ناموس کی پروا نہیں کرتا ہے چکی کے نچلے پاٹ کی طرح مصائب جھیلتا ہے۔ سخت روی۔ ڈٹ جاتا ہے کبھی روگردانی نہیں کرتا ہے وہ مقصود جوئی کو فنا کر چکا ہے۔

پاک[1] می بازد نہ جوید مزد او
پاکبازی اختیار کرتا ہے مزدوری کی جستجو نہیں کرتا ہے

آنچناں کہ پاک می گیرد ز ہو
جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے پاک حاصل کرتا ہے

می دہد حق ہستیش بے علتے
اللہ تعالیٰ اس کو کسی غرض کے بغیر وجود عطا کرتا ہے

می سپارد باز بے علت فتے
پھر کسی سبب کے بغیر جوان اس کو واپس کر دیتا ہے

کہ فتوت دادنِ بے علت ست
کیونکہ جوانمردی بغیر غرض دینا ہے

پاکبازی خارجِ ہر ملت ست
پاکبازی ہر ملت سے خارج ہے

زانکہ ملت فضل جوید از خلاص
کیونکہ ملت ثواب یا خلاص کی جویا ہوتی ہے

پاکباز[2] اند قربانانِ خاص
پاکباز لوگ ذات خاص اللہ تعالیٰ کے قربان ہیں

نے خدا را امتحانے می کنند
نہ وہ خدا کو آزماتے ہیں

نے در سود و زیانے می زنند
نہ وہ نفع اور نقصان کا دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں

نومید شدن و بازدادِ بادشاہ آں گنج نامہ را بآں فقیر کہ بگیر

بادشاہ کا نامید ہو جانا اور گنج نامہ کو اس فقیر کو واپس کر دینا کہ لے

کہ ما از سرِ ایں گنج در گزشتیم

کیونکہ ہم اس خزانہ کے خیال سے باز آئے

چونکہ رقعہ گنج پُر آشوب را
جب یہ فتنہ کا پرچہ

شہ مسلم داشت آں مکروب را
شاہ نے اس مصیبت زدہ کے سپرد کر دیا

گشت ایمن اوز خصمان وز نیش
وہ دشمنوں اور نیش زنی سے مطمئن ہو گیا

رفت و می پیچید در سودائے خویش
وہ چلا گیا اور اپنے شوق میں پیچاں و غلطاں ہو گیا

یار کرد او عشقِ دردا[3] اندیش را
اس نے درد اندیش عشق کو دوست بنا لیا

کلب لیسد خویش ریشِ خویش را
کتا اپنے زخم کو خود چاٹتا ہے

عشق را در پیش خود یار نیست
عشق کے پیچ و تاب میں عشق کا کوئی دوست نہیں ہے

محرمش در دہ یکے دیار نیست
اس کا محرم لاکھوں میں کوئی رہنے والا نہیں ہے

نیست از عاشق کسے دیوانہ تر
عاشق سے زیادہ دیوانہ کوئی نہیں ہے

عقل از سودای او کورست و کر
عقل اس کے جنوں سے اندھی اور بہری ہے

زانکہ ایں دیوانگی عام نیست
کیونکہ یہ عام دیوانگی نہیں ہے

طب را ارشادِ ایں احکام نیست
طب کو ان احکام کی راہبری حاصل نہیں ہے

[1] پاک۔ یعنی پاکباز ہے اس کے کام غرض سے خالی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کے کام بغیر غرض کے ہیں۔ می دہد۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو وجود بغیر کسی غرض کے عطا کیا وہ بھی اپنا وجود اللہ کی جناب میں بغیر غرض کے پیش کر دیتا ہے۔ کہ فتوت۔ اصل جوانمردی یہی ہے کہ بغیر کسی غرض کے داد و دہش ہو اس طرح کی جوانمردی ملت کے ظاہر پرستوں میں نہیں ہوتی ہے۔ زانکہ۔ ظاہر پرست مذہبی انسان عبادت یا ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے یا دوزخ سے خلاصی کے لئے کرتا ہے۔

[2] پاکباز۔ بے غرض لوگ صرف ذات خداوندی پر قربان ہیں۔ چونکہ۔ جب بادشاہ نے اس کو پرچہ واپس کر دیا تو اب وہ ہر طرح مطمئن ہو گیا اور پھر اپنی دھن میں لگ گیا۔ پر آشوب۔ اس پرچہ کی وجہ سے کھدائی کی مصیبتیں اٹھانی پڑی تھیں۔ مکروب۔ مصیبت زدہ۔ نیش۔ یعنی دشمنوں کی نیش زنی۔

[3] دردا اندیش۔ عشق درد اور غم والم کی سوچتا ہے۔ کلب۔ جس طرح کتا خود اپنے زخم کا علاج کرتا ہے اسی طرح عاشق اپنے عشق میں کسی دوسرے کا سہارا نہیں ڈھونڈھتا ہے۔ عشق را۔ عشق کا کوئی ساتھی نہیں نہ اس کا کوئی محرم راز ہوتا ہے۔ دیوانہ تر۔ کوئی عقل کی بات نہیں سوچتا اس لئے عقل کو اس کے کاموں کی کوئی خبر نہیں ہے۔ زانکہ۔ طب میں عام جنونوں کا علاج ہے عشق کی دیوانگی میں طب کوئی رہنمائی نہیں کرتی۔

گر طبیبے را رسد خوں خُوں خُوں — دفترِ طب را فرو شوید بخُوں

اگر کسی طبیب کو اس قسم کا خون ہو جائے — وہ خون سے طب کا دفتر دھو ڈالے

طبِ جُملہ عقلہا مدہوشِ اُوست — رُوئے جُملہ دلبراں رُوپوشِ اُوست

تمام عقلوں کی طب اس سے حیران ہے — تمام معشوقوں کا چہرہ اس کا پردہ ہے

رُوی در رُوئے خود آرائے عشق کیش — نیستائے مفتوں تراجز خویش خویش

اے عاشق! اپنا رخ اپنی طرف کر — اے دیوانے! تیرے سوا تیرا کوئی اپنا نہیں ہے

قبلہ از دل ساخت آمد در دُعا — لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

اس نے دل سے قبلہ بنایا، دعا میں لگ گیا — انسان کے لئے نہیں ہے مگر وہ جو وہ کوشش کرے

پیش ۲ ازاں کو پاسخے نشنیدہ بُود — سالہا اندر دُعا پیچیدہ بُود

اس سے پہلے کہ اس نے جواب نہ سنا تھا — سالوں دعا سے لپٹا رہا تھا

بے اجابت بر دُعاہا می تنید — از کرم لبیک پنہاں می شُنید

بغیر قبولیت کے دعاؤں پر مستعد تھا — کرم سے مخفی لبیک سنتا تھا

چونکہ بیدف رقص میکردآں علیل — ز اعتمادِ جُودِ خلّاقِ جلیل

جبکہ وہ بیمار بغیر دف کے رقص کرتا تھا — بزرگ خلاق کی سخاوت کے بھروسہ پر

سُوئے اُو نے ہاتف و نے پیک بُود — گوش اُمیدش پُر از لبیک بُود

اس کی جانب نہ کوئی ہاتف تھا اور نہ قاصد — اس کی امید کا کان لبیک سے پر تھا

بے ۳ زباں می گفت اُمیدش تعال — از دلش می رفت آں دعوت ملال

امید اس کو بغیر زبان کے کہتی تھی آجا — وہ بلانا اس کے دل سے ملال کو صاف کر دیتا تھا

آں کبوتر کہ بام آموخت ست — تو مخواں میرانش کاں پرّ دوخت ست

جس کبوتر کو اناری پر بیٹھنا سکھایا ہے — تو اس کو نہ بلا اسکو بھگا کیونکہ اس کے پر سلے ہوئے ہیں

اے ضیاء الحق حُسام الدین ... — کز ملاقاتِ تو بر رُستست جانش

اے ضیاء الحق حسام الدین! اس کا — کیونکہ تیری ملاقات سے اس کی جان اگی ہے

گر برانی مُرغِ جانش از گزاف ... — ہم بگردِ بام تو آید طواف

اگر تو بے وجہ اس کے مرغ جان کو بھگا... — وہ تیری اناری کا پھر ...

۱ گر طبیبے۔ یہ تو وہ بیماری ہے کہ اگر طبیب کو بھی لگ جائے تو وہ خون کے آنسوؤں سے طب کی کتابوں کو دھو ڈالے۔ طب۔ تمام عقلی طبیں عشق کے معاملہ میں حیران ہیں تمام معشوقوں کا چہرہ اس عشق کا برقعہ ہے جس میں جمال عشق پوشیدہ ہے اور صورت پرست ان صورتوں کو مقصود سمجھ بیٹھے ہیں اور ان کو اپنا رفیق بنانا چاہتے ہیں حالانکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے۔ رُوی۔ جبکہ عشق کا کوئی رفیق نہیں ہے تو کسی دوسرے کی جانب رفاقت کی نظر سے نہ دیکھ تو خود ہی اپنا رفیق ہے۔ قبلہ۔ یعنی اس فقیر نے دل کی طرف توجہ کر کے دعا شروع کر دی۔ لیس۔ دعا اس لئے شروع کی کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انسان کی کوشش ہی اس کے کام آتی ہے۔

۲ پیش ازاں۔ جب تک نہ ملا تھا جب بھی وہ دعا کرتا تھا اب تو اس کو بشارت بھی مل گئی تھی۔ بے اجابت۔ دعا کی قبولیت کی بشارت بھی نہ ملی تھی لیکن دل سے دعا کرتا تھا اور لبیک کی مخفی آواز سنتا تھا یعنی سمجھتا تھا کہ دعا کی توفیق خدا کی قبولیت ہے۔ چونکہ۔ جبکہ بغیر دف یعنی بشارت کے اس کا رقص یعنی دعا کی مصروفیت تھی تو اب کیوں نہ ہوتی۔ ہاتف۔ اس کو غیبی آواز نے پرچہ کی بشارت نہ دی تھی لیکن وہ قبولیت سے پرامید تھا۔

۳ بے زباں۔ جب اس کی امید اللہ تعالیٰ کی جانب اس کو دعوت دیتی تھی تو اس کی سب تھکن اتر جاتی تھی۔ آں کبوتر۔ ایسی روح جیسی اس فقیر کی تھی، پالتو کبوتر ہے اس کو بلانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اے ضیاء الحق۔ جن شخصوں کی روح اس فقیر کی روح ہے اگر تم ان کو اپنی جناب سے ہٹاؤ گے تب بھی وہ تمہاری صحبت ترک نہ کریں گے۔ گزاف۔ یعنی بلاوجہ بھی بھگاؤ گے تو وہ کبیدہ خاطر نہ ہوگا۔

چینۂ او نقلش ہمہ بر بام تُست
اس کا دانہ اور عذاب تیری اٹاری پر ہے

پرّ زناں بر اوج مستِ دام تُست
بلندی پر پرواز کرتا ہوا تیرے جال کا عاشق ہے

گر دمے منکر شود دُز دانہ رُوح
اگر روح کسی وقت چوروں کی طرح منکر بنتی ہے

در اداءِ شکرت اے فتحِ فتوح
اے فیوض کی کشادگی! تیرے شکر کی

شحنۂ عشق مکرر کینہ اش
محرر کینہ ملا ... کوتوال

طشت آتش می نہد بر سینہ اش
اس کے سینہ پر آگ کا طشت رکھ دیتا ہے

کہ بیا سوئے مہ و بگذر ز کرد
کہ سورج کی جانب آ اور گرد سے گزر جا

شاہِ عشقت خواند زُوتر باز گرد
تجھے عشق کے شاہ نے بلایا ہے جلد پلٹ

گردِ ایں بام و کبوتر خانہ مَن
میں اس اٹاری اور کبوتر خانہ کے گرد

چوں کبوتر پر زنم مستانہ من
کبوتر کی طرح مستی میں اڑتا ہوں

جبرئیلِ عشقم و سدرہ توئی
میں عشق کا جبرئیل ہوں اور تو میرا سدرہ ہے

من سقیمم عیسیِ مریم توئی
میں بیمار ہوں اور میرا عیسیٰ ابن مریم تو ہے

جوش دہ آں بحرِ گوہر بار را
موتی برسانے والے اس سمندر کو جوش میں لا

خوش پُرش امروز ایں بیمار را
آج اس بیمار کی اچھی طرح مزاج پرسی کر لے

چوں تو آنِ اُوشُدی بحرآنِ تُست
جب تو اس کا ہو گیا سمندر تیری ملکیت ہے

گرچہ ایں دم نوبتِ بحرانِ تُست
اگرچہ اس وقت تیرے بحران کی باری ہے

ایں خود آں نالہ ست کو کرد آشکار
یہ وہ نالہ ہے جس کو اس نے ظاہر کیا ہے

آنچہ پنہاں ست یارب زینہار
جو چھپا ہوا ہے خدا کی پناہ

دو دہاں ۳ داریم گویا ہمچونے
ہم نے کن کی طرف دو بولنے والے منہ رکھتے ہیں

یک دہاں پنہانست در لبہائے وے
ایک منہ اس نے ہونٹوں میں پوشیدہ ہے

یک دہاں نالاں شدہ سُوئے شما
ایک منہ تمہاری جانب نالہ کر رہا ہے

ہائے و ہوئے در فگندہ در ہوا
اس نے فضا میں شور برپا کر دیا ہے

لیک داند ہر کہ اُورا منظر ست
لیکن ہر وہ شخص جانتا ہے جس میں نظر ہے

کہ فغانِ ایں سرے ہم زاں سر ست
کہ اس جانب کی فریاد بھی اس جا ہے

۱ چینہ۔ چونکہ ان روحوں کو آپ کی صحبت سے غذا ملتی ہے لہٰذا وہ اس کی شیدائی ہیں۔ گرد ہے۔ اگر کسی وقت یہ روح منکر ہوتی ہے یعنی تقاضائے عشق و محبت کی ادائیگی میں کوتاہی کرتی ہے تو شحنۂ عشق پھر آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ مکرر۔ یعنی شحنۂ عشق بار بار اپنا کینہ نکالنے والا ہے۔ کہ بیا۔ عشق کا کوتوال کہتا ہے کہ چاند یعنی محبوب کی طرف رجوع کر۔ شحنۂ عشق سے خود عشق مراد لیا جائے اور شاہ عشق سے مراد محبوب ہے۔ گرد۔ مولانا فرماتے ہیں میں ضیاء الحق کی اٹاری کا کبوتر ہوں۔

۲ جبرئیل۔ حضرت جبرئیل کا منتہیٰ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ جوش۔ اپنے فیوض و برکات کے سمندر کو جوش دیجئے اور مجھ بیمار کی اچھی طرح پرسش کیجئے۔ چوں۔ بحر سے مراد حق تعالیٰ ہے حدیث شریف ہے مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ جو خدا کا ہو گیا خدا اس کا ہو گیا۔ گرچہ۔ فی الحال اگرچہ تجھے یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے۔ ایں خود۔ میں التجا اور زاری کر رہا ہے یہ بھی اسی کا عطیہ ہے اور یہ اس درد کا تھوڑا سا اظہار ہے۔

۳ دو دہاں۔ جس طرح بانسری کے دو منہ ہوتے ہیں ایک بجانے والے کے منہ میں دوسرا سامعین کی جانب اور جو کچھ سننے والے سنتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو نواز کا منہ اس کے منہ میں پھونکتا ہے اسی طرح میرا نالہ و تنہیں بھی اس محبوب کا فعل ہے۔ لیک۔ جو صاحب نظر ہے وہ جانتا ہے میری آہ و فغاں میری نہیں ہے بلکہ وہی محبوب مجھ سے کر رہا ہے۔

دَمدمہ ایں نَے از دَمہائے اُوست
اس "نے" کا شور اس کی پھونکوں سے ہے

ہائے ہوئے رُوح از ہیہائے اُوست
روح کی ہائے وہو اس کی ہائے وہو کی وجہ سے ہے

گر نبودے بانبش نے راہمَہ
اگر "نے" اس کے ہونٹوں سے وصل نہ ہوتا

نے جہاں را پُر نکر دے از شکر
"نے" دنیا کو شکر سے پر نہ کرتی

باکہ خفتی وزچہ پہلو خاستی
آپ کس کے ساتھ سوئے اور کس پہلو سے بیدار ہوئے؟

کہ چنیں پُر جوش چوں دریا ستی
کہ آپ ایسے جوش میں' دریا کی طرح ہیں

یَا اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ خواندئ
یا آپ نے میں اپنے خدا کے پاس رات گزارتا ہوں پڑھا ہے

در دلِ دریائی آتش راندئ
اپنے آپ کو آگ کے دریا کے وسط میں ڈال دیا ہے

نعرہ۳ یَا نَارُ کُوْنِی بَارِدًا
"اے آگ تو ٹھنڈی ہو جا" کا نعرہ

عِصمتِ جانِ تو گشت اے مُقتدا
اے مقتدا! آپ کی جان، کی حفاظت بن گیا ہے

اے ضیاء الحق حسام الدّین و دل
اے ضیاء الحق آپ دین اور دل کی تلوار ہیں

کے تواں اندو و خورشیدے بِگِل
سورج کو مٹی میں کب چھپایا جا سکتا ہے؟

قصد کردستند ایں گِل پارہا
ان مٹی کے ڈھیلوں نے ارادہ کیا ہے

کہ بپُوشانند خورشیدِ ترا
کہ آپ کے سورج کو چھپا دیں

در دلِ کہ لَعلہا دلّالِ تُست
پہاڑ کے دل کے لعل آپ کے دلال ہیں

باغہا از خندہ مالا مالِ تُست
باغ مسکراہٹ میں آپ سے مالا مال ہیں

محرمِ مَردیت را کو رُستمے
آپ کی جوانمردی کا راز دار رستم کہاں ہے؟

تاز صد خرمن یکے جَو گفتمے
کہ سیکڑوں انبادوں میں ایک جو بھر بیان کر دیتا

چوں۳ بخواہم کز سیرت آہے کُنم
میں جب چاہتا ہوں کہ آپ کے راز کی ایک آہ کروں

چوں علیؓ سَر را فرو چاہے کُنم
(حضرت) علیؓ کی طرح سر کنویں میں کرتا ہوں

چونکہ اِخواں را دل کینہ وَرست
چونکہ بھائیوں کا دل کینہ ور ہے

یوسفم را قعرِ چہ اولیٰ ترست
میرے یوسف کے لئے کنویں کی گہرائی زیادہ بہتر ہے

مَست گشتم خویش بر غو غازنم
میں مست ہو گیا ہوں میں اپنے آپ کو شور وغل پر پھینکے ماتا ہوں

چہ چہ باشد خیمہ بَر صحرا زنم
کنواں کیا ہوتا ہے' جنگل میں خیمہ لگانا ہو

---

۱ دمدمہ۔ اس بانسری کا جو کچھ نوحہ ہے وہ اس کی پھونکوں کا اثر ہے۔ اَلسُّلْطَانُ یَتَصَرَّفُ فِی مِلْکِہٖ کَیْفَ یَشَاءُ۔ بادشاہ اپنی ملکیت میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر یہ نالہ وزاری محبوب کی جانب سے نہ ہوتی تو اس میں اس قدر جذب نہ ہوتا اور وہ دنیا کو شکر سے پر نہ کرتا۔ باکہ خفتی۔ اے ضیاء الحق یقیناً آپ رات کو عشق کے ہم آغوش تھے تب ہی آپ میں اس قدر جوش و خروش ہے۔ یا لیت آنحضورؐ کا ارشاد ہے یَا لَیْتَ عِنْدَ رَبِّیْ فَیُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ۔ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں تو مجھے کھلا پلا دیتا ہے۔ میں آپ کو رات میں وصال حق میسر آیا ہے۔

۲ نعرہ۔ باوجود اس کے کہ آپ نے خود کو دریائے آتش میں ڈال دیا پھر بھی آپ زندہ ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھ حضرت ابراہیم والا معجزہ پیش آیا ہے۔ اے ضیاء الحق۔ جبکہ تمہارے جوش و خروش سے بہت سے مستفید ہو رہے ہیں تو چند حاسدوں کے سورج پر مٹی ڈالنے سے سورج نہیں چھپ سکتا۔ گل پارہا۔ مٹی کے ڈھیلے۔ محرم۔ آپ میں جو کمالات ہیں۔ اگر کوئی ان کو سننے کی صلاحیت رکھتا ہو تو میں اس خرمن میں سے ایک جو کی بقدر بیان کر سکتا ہوں۔ ناز لیدے

۳ چوں بخواہم۔ حضرت علیؓ کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ جب بعض اسرار کے چھپانے سے عاجز آ جاتے تھے اور کوئی ہم راز نہ ملتا تھا جس کو سنا کر دل ہلکا کر سکیں تو کنویں میں منہ ڈال کر وہ راز کہہ دیتے تھے۔ چونکہ۔ جب باہر دشمن ہی دشمن ہوں تو پھر کنواں ہی بہتر ہے اس میں جان تو بچی رہے گی۔ مست۔ لیکن اب میری کیفیت یہ ہے کہ مستی کی زیادتی کی وجہ سے رازوں کے چھپانے پر قدرت نہیں ہے لہٰذا اب میں علی الاعلان راز کہہ دوں گا۔

برگفِ[1] من نہ آبِ آتشیں — وانگہاں گرد و نرِ مستانہ بیں
میرے ہاتھ پر آتشیں شراب رکھ دو — پھر مستانہ شان و شوکت دیکھو

منتظر گو باش بے گنج آں فقیر — زانکہ ماغرقیم ایں دم در عصیر
کہہ دو وہ فقیر بغیر خزانہ کے منتظر رہے — کیونکہ ہم اس وقت شراب میں غرق ہیں

از خدا خواہ اے فقیر ایں دم پناہ — از منِ غرقہ شدہ یاری مخواہ
اے فقیر اس وقت خدا سے پناہ چاہ — مجھ ڈوبے ہوئے سے مدد نہ چاہ

کہ مرا پروائے ایں اَسناد نیست — از خود و از ریشِ خویشم یاد نیست
کیونکہ مجھے اس سند کی پروا نہیں ہے — مجھے اپنی اور اپنی داڑھی کی یاد نہیں ہے

بادِ سُبلت کے بگنجد و آبِ رُو — در[2] شرابے کہ نگنجد تارِ مُو
آبرو اور غرور کہاں سمائے گا؟ — اس شراب میں جس میں بال نہیں سماتا ہے

دردہ اے ساقی یکے رطلِ گراں — خواجہ را از ریش و سُبلت وارہاں
اے ساقی! ایک بھاری جام دے — خواجہ کو داڑھی اور مونچھوں سے نجات دے

نخوتش برما سبالے میزند — لیک ریش از رشکِ ما بر میکند
اس کا تکبر ہم پر مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے — لیکن وہ ہمارے رشک سے داڑھی نوچتا ہے

ماتِ اُو شومات اُوشومات اُو — کہ ہمیدانیم تزویرات اُو
تو اس سے مات کھا تو اس سے بات کھا اس سے مات — کیونکہ ہم تو اس کی مکاریاں جانتے ہیں

از[3] پسِ صد سال اُنچہ آید بُرو — پیر می بیند مُعیّن مُو بمُو
سو سال بعد جو اس پر آئے گا — شیخ معین طریقہ پر سب موجود دیکھ لیتا ہے

اندر آئینہ چہ بیند مردِ عام — کہ نہ بیند پیر اندر خشت خام
عام انسان آئینہ میں وہ کونسی چیز دیکھتا ہے؟ — جو شیخ کچی اینٹ میں نہ دیکھ لے

آنچہ لحیانی بخانہ خود ندید — ہست برکوسہ یکا یک آں پدید
جو کچھ لحیانی نے اپنے گھر میں نہ دیکھا — وہ بے ریش پر ایک ایک ظاہر ہے

[1] برگف۔ ایک تھپڑ اور ڈال دیجئے پھر میری مستی کی شان دیکھئے۔ منتظر اگرچہ فقیر کا قصہ خزانہ ملنے تک میں پورا نہیں کر سکا ہوں اور وہ اس خزانہ کا منتظر ہے لیکن مجھ پر شراب کی مستی طاری ہے اب مجھے اس کی جگہ کی تلاش کی فرصت نہیں ہے۔ عصیر۔ یعنی انگور کا نچوڑ شراب۔ از خدا۔ اب میں فقیر کی کوئی مدد نہیں کر سکتا وہ صرف خدا کی پناہ چاہے۔ اسناد۔ یعنی وہ پرچہ جس میں خزانہ کی بات مذکور تھی۔ از خود۔ میں خود اپنے آپ کو فراموش کر چکا ہوں تو پرچہ کی مجھے کیا پروا ہے۔ باد سبلت۔ تکبر و غرور۔ آبرو۔ وجاہت۔

[2] در شرابے۔ جو شراب اس قدر مصفی ہے کہ اس میں بال بھی نظر آ جاتا ہے اس شراب کے بعد انسان میں تکبر اور حب جاہ بالکل باقی نہیں رہتی۔ دردہ۔ تکبر و غرور کے ازالہ کا یہی علاج ہے کہ انسان شراب عشق پیے۔ رطل گراں۔ بڑا پیمانہ۔ نخوتش۔ چونکہ وہ خواجہ شراب عشق سے خالی ہے اور ہماری مستی کے خلاف مونچھوں کو تاؤ دیتا ہے یعنی تفاخر کرتا ہے لیکن اس کے اس فعل کا ضرر اس کو پہنچتا ہے اور وہ خود اپنی داڑھی نوچتا ہے۔ مات تو شو۔ اب اس خواجہ کو تو بیخا کہتے ہیں اچھا گر تو ہم فقیروں سے تکبر کرتا ہے تو کرتا رہ ہمیں اس کا کوئی نقصان نہ پہنچے گا ہم اس تکبر کی مکاریوں سے واقف ہیں۔

[3] از پس۔ تجھے لامحالہ اپنے اس غرور کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا تو اس کی سزا کو فی الحال نہیں دیکھ رہا ہے لیکن ہمیں وہ نظر آ رہی ہے۔ اندر آئینہ۔ سزا اور تکبر کے بدنتائج جو تو سو سال کے بعد دیکھے گا ہمیں ابھی سے نظر آ رہے ہیں عوام جس چیز کو آئینہ میں دیکھتے ہیں شیوخ اس کو کچی اینٹ میں دیکھ لیتے ہیں جس پر معمولی جلا بھی نہیں ہوتی ہے۔ لحیانی۔ گھر کے اندر کی چیز جو داڑھی والا نہیں دیکھ پاتا بچہ اس کو دیکھ لیتا ہے محرموں کے چھپے ہوئے اعضاء بڑی عمر کا انسان نہیں دیکھ پاتا بچے دیکھ لیتے ہیں۔

رو بدریائے کہ ماہی زادۂ
تو دریا میں جا، کیونکہ تو مچھلی کا جنا ہے

ہمچو خس در ریش چوں افتادۂ
داڑھی میں تنکے کی طرح کیوں پڑا ہے؟

خس نہ، دور از تو، رشکِ گوہری
تو تنکا نہیں ہے، تجھ سے دور، تو رشکِ گوہر ہے

درمیانِ موج و بحر اولیٰ تری
تو موج اور سمندر میں رہنا مناسب ہے

بحرِ وحدانیست فرد و زوج نیست
وہ وحدانی سمندر ہے وہ فرد اور زوج نہیں ہے

گوہر و ماہیش غیر از موج نیست
اس کا گوہر اور مچھلی موج کے سوا نہیں ہے

اے محال و اے محال اشراکِ اُو
اے مخاطب! محال در محال ہے اس کا شریک کرنا

دور ازاں دریا و موجِ پاکِ اُو
اس دریا اور اس کی پاک موج سے بعید ہے

نیست[۲] اندر بحر شرک و پیچ پیچ
دریا میں شرک اور پیچ پیچ نہیں ہے

لیک با احول چگویم ہیچ ہیچ
لیکن بھینگے سے کہا کہوں، کچھ نہیں کچھ نہیں

چونکہ جُفت احوالانیم اے شمن
اے برہمن! چونکہ ہم بھینگوں کے ساتھی ہیں

لازم آمد مُشرکانہ دَم زدن
مشرکانہ باتیں کرنا ضروری ہو گیا

آں یکے کہ زانسوئے وصفست و حال
وہ ذات جو وصف اور خیال سے ورا ہے

جُزدُوئی ناید بمیدانِ مقال
گفتگو کے میدان میں بجز دوئی کے نہیں آتی

یا چو[۳] احوال ایں دُوئی را نوش کن
یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو پی جا

یا دہاں بربند و خوش خاموش کن
یا منہ بند کر لے اور اچھی طرح چپ ہو جا

یا بنوبت گہ سکوت و گہ کلام
یا باری باری، کبھی خاموشی اور کبھی گفتگو

احولانہ طبل می زن والسلام
بھینگوں کی طرح نقارہ بجا والسلام

چوں بہ بینی محرمے گوسرِّ جاں
جب تو کوئی محرم دیکھے، جان کا راز کہہ

گل بہ بینی نعرہ زن چو بُلبُلاں
پھول دیکھے تو بلبلوں کی طرح نعرہ لگا

۱ رو بدریا۔ پھر مغرور کو خطاب ہے کہ تو عاشق زادہ ہے آدم کی اولاد ہے تیراکی اور بردباری عشق سے تو تنکے کی طرح داڑھی یعنی غرور و تکبر میں کیوں مبتلا ہے۔ خس نہ۔ داڑھی سے تو تنکے کا تعلق ہے موتی کا تعلق دریا سے ہے تو موتی ہے نہ کہ تنکا۔ بحر۔ چونکہ گزشتہ اشعار میں حضرت حق تعالیٰ کو بحر سے تشبیہ دی تھی اور اس بحر کے لئے موتی، مچھلی اور موج ثابت کی تھی اس سے جو شبہات پیدا ہوتے تھے ان کا ازالہ شروع کیا ہے کہ خدا بحر تو ہے لیکن وہ ایسا بحر وحدانیت ہے کہ نہ اس کو فرد کہا جا سکتا ہے نہ زوج یعنی وہ کسی عدد کے ساتھ متصف نہیں ہو سکتا امام اعظمؒ کا مقولہ ہے۔ اللّٰہ حدٌ لیس واحدٌ کوحدۃ عددیۃ۔ خدا واحد ہے لیکن اس کی وحدت عددوں کی وحدت نہیں ہے بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کا کوئی شریک نہیں ہے اس کے گوہر یعنی ملائکہ اور مقربین ہیں اور اس کی مچھلی یعنی عاشق ان کا وجود عین وجود حق ہے۔

۲ نیست۔ اس بحر کا کوئی شریک نہیں ہے وہاں موجود بھی عین ذات ہے۔ لا موجود الا اللّٰہ۔ سوائے اللہ کے وجود مستقل سے کوئی متصف نہیں ہے۔ احول۔ بھینگا جس کو ایک وجود کے دو وجود نظر آتے ہیں۔ وجود واجب کے علاوہ کسی اور کو وجود مستقل سے موصوف ماننا تو شرک ہے لیکن صوفیا کے نزدیک بغیر اس عقیدے کے کسی کے ساتھ وہ معاملہ کرنا جو وجود مستقل کے ساتھ کیا جاتا ہے یہ بھی شرک ہے بھینگے کو وجود کی وحدت سمجھنا مشکل ہے لہٰذا میں اس سے کچھ نہیں کہتا ہوں۔ لازم آمد۔ مجھ کو سمجھنے سے

۳ یا چو احول۔ اب یا تو بھینگے کی طرح اس دوئی کو گوارہ کر لو ورنہ خاموش رہو۔ یا بنوبت۔ یا ایسا کر لو کہ جب صاحب باطن سے ملو تو خاموشی اختیار کر لو۔ چوں بہ بینی۔ جب اہل راز دار ملے تو اس سے توحید عارفین کی بات کر لیا کرو جو محرم راز نہیں ہے اس کے سامنے بلبلانہ نعرے لگاؤ۔

چوں[1] بہ بینی مشک پُر مکر و مجاز
جب تو کوئی مشک مکر اور مجاز سے پر دیکھے

لب بہ بند و خویشتن را کُنب ساز
تو ہونٹ بند کر لے اور اپنے آپ کو منکا بنا لے

دشمنِ آبست پیشِ او مجنب
وہ پانی کا دشمن ہے اس کے سامنے نہ ہل

ورنہ سنگِ جہلِ او بشکست کُنب
ورنہ اس کی جہالت کا پتھر منکا پھوڑ دے گا

باسیاستہائے جاہل صبر کُن
جاہل کی تکالیف پر صبر کر

خوش مدارا کُن بعقلِ من لَدُن
خدائی عقل کے ذریعہ اچھی خاطر تواضع کر

صبر بانا اہل اہلاں راجلے ست
نااہلوں کے ساتھ اہلوں کا صبر کرنا جلا ہے

صبر صافی میکند ہر جا دلے ست
جہاں کہیں کوئی دل ہے صبر اس کو صاف کر دیتا ہے

آتش[2] نمرود ابراہیم را
نمرود کی آگ (حضرت) ابراہیم کے لئے

صَفوت آئینہ آمد در جلا
جلا میں آئینہ کی صفائی ثابت ہوئی

جورِ کفرِ نوحیان و صبر نوح
نوح والوں کے کفر کا ظلم اور حضرت نوح کو صبر

نوحؑ راشد صیقلِ مرآتِ روح
(حضرت) نوح کے لئے روح کے آئینہ کا صیقل بنا

حکایت آں مُرید شیخ ابوالحسن خرقانی قدّس اللہ سِرّہٗ العزیز

شیخ ابوالحسن خرقانی قدس سرہ کے مرید کا قصہ

رفت درویشے ز شہرِ طالقاں
ایک درویش طالقان سے روانہ ہوا

بہرِ صیتِ بوالحسنؒ تا خرقاں[3]
خارقان کے لئے ابوالحسن کی شہرت کی وجہ سے

کوہہا ببرید و وادیِ دراز
پہاڑ اور دراز وادی قطع کی

بہرِ دیدِ شیخ باصدق و نیاز
سچائی اور نیاز مندی کے ساتھ شیخ کے دیدار کے لئے

آنچہ در رہ دید از جور و ستم
جو ظلم و ستم اس نے راستہ میں دیکھے

گرچہ درخور دست کوتہ می کُنم
اگرچہ (بیان کے) لائق ہیں میں مختصر کرتا ہوں

چوں بمقصد آمد از راہ آں جواں
جب وہ جوان راستہ سے مقصود پر پہنچا

خانۂ آں شاہ را جُست او نشاں
اس نے ان شاہ کے گھر کا پتا تلاش کیا

چوں بصد حُرمت بزد حلقہ درش
جب بصد احترام اس نے ان کے دروازے کی کنڈی بجائی

زاں بروں کرد از درِ خانہ سَرش
عورت نے دروازے سے باہر اپنا سر نکالا

کہ چہ میخواہی بگو اے بوالکرم
اے صاحب کرم! بتا تو کیا چاہتا ہے؟

گفت برقصدِ زیارت آمدم
اس نے کہا کہ میں زیارت کے ارادہ سے آیا ہوں

[1] چوں بہ بینی۔ جب تو غیر عارف کو دیکھے اور وہ ایک مشک ہے جو مکر اور مجاز سے پر ہے تو سر بمہر ٹیکے کی طرح بن جا اور ہونٹ نہ ہلا۔ دشمن۔ یعنی وہ اسرار کا دشمن ہے جو تجھ میں ہیں اور تو ظاہر کرے گا تو وہ تجھے ستائے گا۔ باسیاستہائے۔ لیکن اگر وہ بغیر اظہار اسرار کے بھی ستائیں تو ان کی ایذا رسانی کی وجہ سے تو ان کو ایذا نہ پہنچا' صبر کر اس میں تیرا فائدہ ہے تیرے دل میں صفائی پیدا ہوگی۔

[2] آتش۔ نمرود کی آگ نے حضرت ابراہیم کے قلب کو مزید مصفی کر دیا۔ جور کفر۔ حضرت نوح کو قوم نے ستایا تو ان کے مراتب روحانی اور بلند ہو گئے۔ حکایت۔ اس حکایت سے یہ بتایا ہے کہ شیخ ابوالحسن خرقانی کو بیوی کی اذیتیں برداشت کرنے سے بڑے مراتب حاصل ہوئے تھے۔ طالقاں۔ ایک شہر کا نام ہے۔ صیت۔ شہرت۔

[3] خارقاں۔ خراسان کے نزدیک ایک گاؤں ہے اس کو خرقان بھی کہتے ہیں اسی لئے شیخ کی نسبت خرقانی ہے۔ اگرچہ وہ مصائب بیان کرنے کے قابل ہیں لیکن میں بات کو مختصر کئے دیتا ہوں۔ آں شاہ۔ شیخ ابوالحسن خرقانی حلقہ در۔ دروازے کی کنڈی۔ زن۔ یعنی شیخ کی بیوی۔ زیارت۔ یعنی شیخ کی زیارت

خندۂ زدزن کہ خہ خہ ریش بیں
عورت نے قہقہہ لگایا کہ واہ واہ داڑھی دیکھ

ایں سفر گیری وایں تشویش بیں
اس سفر کرنے اور پریشانی کو دیکھ

خود ترا کارے نبود آں جائے گاہ
اس جگہ تجھے کوئی کام نہ تھا؟

کہ بہ بیہودہ کسی ایں عزم راہ
کہ تو نے خواہ مخواہ راستہ کا ارادہ کیا

اشتہائے گول گردی آمدت
تجھے احمقانہ گردش کی خواہش ہوئی

یا ملولیِ وطن غالب شدست
یا وطن کی تکلیف تجھ پر غالب ہوئی

یا مگر دیوت دو شاخہ بر نہاد
یا شاید شیطان نے دو شاخہ رکھ دیا

برتو و سواسِ سفر را در کشاد
تجھ پر سفر کے وسوسہ کا دروازہ کھول دیا

گفت نافر جام و فحش و دمدمہ
اس نے نامناسب اور فحش اور لغو باتیں کیں

من ۲ نتانم باز گفتن آں ہمہ
میں وہ سب نہیں کہہ سکتا ہوں

از مثل وز ریشخندِ بے حسیب
مثل اور بے حساب مذاق

آں مرید افتاد از غم در نشیب
اور مرید غم سے گڑھے میں گر گیا

پرسیدن آں دارد از حرم شیخ کہ شیخ کجاست و کجا جویم و
اس آنے والے کا شیخ کی بیوی سے معلوم کرنا کہ شیخ کہاں ہیں اور کہاں تلاش

جوابِ نافر جام دادنِ حرم شیخ آں مریدرا
کروں اور اس مرید کو شیخ کی بیوی کا نامناسب جواب دینا

اشکش از دیدہ بجست و گفت او
اس کی آنکھ سے آنسو بہہ پڑے اور اس نے کہا

باہمہ آں شاہِ شیریں نام کو
باوجود اس کے وہ شیریں نام شاہ کہاں ہیں؟

گفت ۳ آں سالوس زرّاقِ تہی
اس نے کہا وہ مکار ریا کار کہا

دامِ گولان و کمندِ گمرہی
احمقوں کا جال اور گمراہی کا پھانسہ

صد ہزاراں خامِ ریشاں ہمچو تو
تجھ جیسے لاکھوں بے عقل

او فتادہ از وے اندر صد عتو
اس کی وجہ سے صدہا سرکشی میں مبتلا ہو گئے ہیں

گر نہ بینیش و سلامت وارَوی
اگر تو اسے نہ دیکھے اور سلامتی سے واپس چلا جائے

خیرِ تو باشد نگردی زو غوی
تیرے لئے بہتر ہوگا تو اس کی وجہ سے گمراہ نہ ہوگا

لاف کیشے کاسہ لیسے طبل خوار
شیخی باز لاپچی پیٹو ہے

بانگِ طبلش رفتہ اطراف دیار
اس کے ڈھول کی آواز اطراف اور ملکوں میں پہنچ گئی ہے

۱ خہ خہ۔ واہ واہ کیا خوبصورت ریش یعنی اپنی داڑھی کو دیکھ اس کے ہوتے ہوئے یہ بیوقوفی۔ خود۔ تجھے اپنے گھر کوئی کام نہ تھا کہ یہ بیہودہ سفر اختیار کیا۔ اشتہای۔ یا تو تجھے احمقوں کی طرح آوارہ گردی پسند ہے یا تجھے وطن کا ستاتا ہے۔ دو شاخہ۔ ایک لکڑی تھی جس سے گردن کو شکنجہ میں کستے تھے۔ نافر جام۔ نالائق نامناسب

۲ من نتانم۔ ان کا نقل کرنا بھی گستاخی ہے۔ بے حسیب۔ بے حساب۔ نشیب۔ گڑھا۔ وارد۔ آنے والا۔ حرم شیخ۔ شیخ کی بیوی۔ اشکش۔ بیوی کے شیخ کو برا بھلا کہنے سے دورہ پڑا اور بولا کہ بہرحال یہ بتادے کہ شیخ کہاں ہیں۔

۳ گفت۔ وہ شیخ کو برے برے القاب سے ذکر کر کے بولی اگر تو اس کو نہ دیکھے تو اسی میں تیری خیر ہے۔ تہی۔ کمالات سے خالی۔ خام ریشاں۔ ناتجربہ کار بے عقل۔ عتو۔ سرکشی یعنی گمراہی۔ غوی۔ گمراہ۔

سبطی اند ایں قوم گوسالہ پرست
یہ بچھڑے کی پجاری قوم سبطی ہے

بر چنیں گادے ہمی مالند دست
وہ ایسے بیل پر ہاتھ پھیر رہے ہیں

جیفۂ اللیل ست و بطّالُ النہار
وہ رات کا مردار اور دن کا جھوٹا ہے

ہر کہ اُو شد غرّۂ ایں طبل خوار
جو اس پیٹو پر فریفتہ ہوا

ہشتہ اند ایں قوم صد علم و کمال
اس قوم نے سینکڑوں علم و کمال چھوڑے

مکر و تزویرے گرفتہ کاینست حال
مکر اور فریب اختیار کر لیا، کہ یہ حال ہے

آلِ موسیٰ کو دریغا تا کنوں
افسوس موسیٰ کہاں ہیں؟ کہ اب

عابدانِ عجل را ریزند خوں
بچھڑے کے پجاریوں کی خوں ریزی کریں

کو رہِ پیغمبر و اصحاب اُو
کہاں ہے پیغمبر اور ان کے صحابہ کا راستہ؟

کو نماز و سُبحہ و آداب اُو
کہاں ہے نماز اور تسبیح اور اس کے آداب؟

شرع۲ و تقویٰ را فگندہ سُوئے پُشت
شریعت اور تقوے کو پس پشت پھینک دیا ہے

کو عمرؓ کو امر معروف دُرشت
کہاں ہے عمرؓ کہاں ہے بھلائی کا سخت حکم؟

کاین لباحت زیں جماعت فاش شد
کیونکہ یہ لباحت، اس جماعت سے پھیلی ہے

رخصت ہر مفلس و قلّاش شد
ہر مفلس اور آوارہ کو رخصت مل گئی

جواب گفتنِ مُرید وَز جر کردنِ اُو آں طعّانہ را از کفر و بیہُودہ گفتن

مرید کا جواب دینا اور اس طعنہ زن کو کفر اور بیہودہ گوئی سے جھڑکنا

بانگ زد بر وے جوان و گفت بس
جوان اس پر چیخ پڑا اور بولا بس

روزِ روشن از کجا آمد عسس
روشن دن میں رات کا کوتوال کہاں سے آ گیا؟

نور۳ مَرداں مشرق و مغرب گرفت
مردانِ خدا کے نور نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا

آسمانہا سجدہ کردند از شگفت
آسمانوں نے تعجب سے سجدہ کیا

آفتابِ حق برآمد از خجل
چھپر کھٹوں سے حق کا سورج طلوع کر آیا

زیر چادر رفت خورشید از خجل
سورج، شرمندگی سے چادر کے نیچے چلا گیا

تُربتِ دوں تو ابلیسے مَرا
تجھ جیسے شیطان کی ہوس مجھے

کے بگرداند ز خاک ایں سَرا
اس سر کو خاک سے کب [illegible] ہے؟

من ببادے نامدم ہمچوں سحاب
میں ابر کی طرح ہوا کے ذریعہ نہیں آیا ہوں

تا بمردے باز گردم زیر جناب
کہ ایسے [illegible] سے اس درگاہ [illegible] واپس ہو جاؤں

۱ سبطی اند۔ اس کے مرید بھی وہ اسرائیلی ہیں جو بچھڑے کو پوجنے لگے۔ چنیں گادے۔ یعنی شیخ۔ جیفہ۔ جو شخص اس کا مرید اور معتقد ہے وہ رات کو مردار کی طرح پڑا ستا رہتا ہے اور دن کو بھی اس کے کچھ اشغال نہیں ہیں۔ ہشتہ۔ تمام صوفی ایسے ہی ہوتے ہیں کہ علم و کمال کو چھوڑ کر کہتے ہیں کہ یہ ایک باطنی حال ہے۔ آلِ موسیٰ۔ یعنی علماء حق۔ کو۔ ان صوفیوں نے رسول اور صحابہ کی سنت کو منا دیا اور نماز ختم کر دیا۔ سبحہ۔ تسبیح

۲ شرع۔ ان لوگوں نے شریعت اور تقوے کو پس پشت ڈال دیا اس وقت حضرت عمرؓ جیسے شخص کی ضرورت ہے۔ لباحت۔ یعنی حرام کو حلال سمجھا۔ قلاش۔ بے نام و ننگ مفلس۔ طعنہ۔ طعنہ زن عورت یعنی شیخ کی بیوی۔ عسس۔ حفاظت کے لئے رات کو پہرہ دینے والا۔ شیخ کو روز روشن سے تعبیر کیا اور بیوی کو رات کا کوتوال کہا ہے۔

۳ نور مرداں۔ تو بزرگوں اور صوفیوں کو برا کہہ رہی ہے حالانکہ ان کی مثال یہ ہے کہ مشرق اور مغرب ان کے نور سے منور ہے ان کی عظمت کے سامنے آسمان کا سر جھکا ہوا ہے آفتاب۔ ان میں جو نور ہے وہ آفتاب میں کہاں ہے۔ تربت۔ جب میرے یہ عقیدے ہیں تو تجھ شیطان کے بہکانے سے میں اس شیخ کے در کو کب چھوڑ سکتا ہوں۔ من بباد۔ میں ہوا میں [illegible] نہیں آیا ہوں لہٰذا [illegible] دیعنی کافی شوق نے اس بارگاہ سے واپس نہیں کر سکتی ہے۔

عجل ۱ با آں نور شد قبلہ کرم
اس نور سے ہوتے ہوئے بچھڑا بھی قبلہ کرم ہو گیا

قبلہ بے آں نور شد کفر و صنم
اس نور کے بغیر قبلہ کفر اور بت ہو گیا

ہست اباحت نز ہوا مد ضلال
جو اباحت خواہش نفس سے آئے وہ گمراہی ہے

ہست اباحت کز خدا آمد کمال
جو اباحت [illegible] سے آئے وہ کمال ہے

کفر ایماں گشت و دیو اسلام یافت
کفر ایمان ہو گیا اور شیطان نے اسلام پالیا

آں ۲ صرف کاں نورِ بے اندازہ تافت
جس طرف وہ غیر محدود نور چمکا

مظہرِ عشق ست و محبوبِ بحق
عشق کا مظہر ہے اللہ (تعالیٰ) کا محبوب ہے

از ہمہ کرّو بیاں بُردہ سبق
تمام مقرب بارگاہ فرشتوں سے بڑھ گیا

سجدہ آدم را بیانِ سبقِ اُوست
آدم کو سجدہ اس کی افضلیت کا بیان ہے

سجدہ آرد را پیوستہ پُوست
جڑا ہوا چھلکا مغز کو سجدہ کرتا ہے

شمعِ حق را پف کنی تو اے عجوز
اے بڑھیا تو خدائی شمع پر پھونک مار رہی ہے

ہم تو سوزی ہم سرت اے گندہ پوز
اے گندہ دہن! تو بھی جل جائے گی اور تیرا سر بھی

کے شود دریا ز پوزِ سگ نجس
کتے کے منہ سے دریا کب ناپاک ہوتا ہے؟

منظمس
کے شود خورشید از تُف سمس
سورج پھونک سے کب مٹتا ہے؟

حکم برظاہر اگر ہم می کنی
اگر تو ظاہر پر بھی حکم لگاتی ہے

چیست ظاہر تر بگوزیں روشنی
تو بتا اس روشنی سے زیادہ ظاہر کیا ہے؟

جملہ ۳ ظاہرہا بہ پیشِ ایں ظہور
اس ظہور کے سامنے سب ظاہر

باشد اندر غایت نقص و قصور
بڑی اور کوتاہی میں انتہا پر ہیں

کہ بر شمعِ خدا آرد پفو
جو خدائی شمع پر پھونک مارے

شمع کے میرد بسوزد پوز او
شمع کب بجھے گی اس کا منہ جل جائے گا

چوں تو خفاشاں بسے بینند خوار
تجھ جیسی چمگادڑیں بہت [illegible] رہی ہیں

کایں جہاں ماند یتیم از آفتاب
کہ یہ دنیا سورج سے یتیم رہ جائے

موجہائے بحر دریا ہائے روح
روح کے [illegible] کی تیز موجیں

ہست صد چندانکہ بد طوفانِ نوح
جتنا (حضرت) نوح کا طوفان تھا اس سے کئی سو گنا ہیں

۱ عجل۔ تو نے ان سے مریدوں کو بچھڑا پوجنے والا کہا ہے تو سن لے کہ شیخ میں جو نور ہے وہ نور حق ہے اگر وہ بچھڑے میں بھی نمودار ہو جائے تو بچھڑا قبلہ بن جائے اور اگر وہ نور قبلہ سے مفقود ہو جائے تو پھر اس کو سجدہ کرنا کفر اور صنم پرستی بن جائے۔ اباحت۔ تو نے کہا ہے کہ اس درویش سے اباحت پیدا ہوئی تو سمجھ لے کہ اباحت کی دو قسمیں ہیں ایک اباحت وہ ہے جس کو اہل کلام اباحت کہتے ہیں یعنی حرام کو حلال سمجھ لینا۔ یہ خواہش نفسانی سے پیدا ہوتی ہے اور گمراہی ہے ایک اباحت وہ ہے جو غلبہ حال سے پیدا ہوتی ہے جیسے سماع اور وجد یہ خدا کی جانب سے ہے اور کمال ہے۔

۲ آں صرف۔ اس سے مراد آنحضور ہیں آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ایک شیطان ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے برخلاف میری مدد کی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ مظہر عشق۔ ایسے نور والا عشق کا مظہر ہے اور خدا کا محبوب اور فرشتوں سے افضل ہے۔ سجدہ۔ حضرت آدم کو فرشتوں سے سجدہ کرانا اسی افضلیت کا بیان ہے مفضول افضل کو سجدہ کرتا ہے۔ شمع حق۔ یعنی شیخ۔ گندہ پوز۔ گندہ دہن۔ کے شود۔ تیرے برا کہنے سے شیخ برا نہ ہوگا۔ شمس۔ مٹنے والا۔ حکم۔ اگر تو شیخ کے باطنی اوصاف کو نہیں دیکھ سکتی اور ظاہر پر حکم لگاتی ہے تو اس ظاہر سے زیادہ روشن کس کا ظاہر ہے۔

۳ جملہ۔ تمام ظاہر اس کے ظاہری اعمال شیخ کے اعمال سے [illegible] پچھڑے را کہ [illegible] پر فروزد ہر آنکہ پف کند ریشش بسوزد

۱ تجھ جیسی چمگادڑیں بہت سے شیخ جیسا آفتاب معدوم نہیں ہو سکتا۔ موجہائے۔ روح کے دریا کی موجیں طوفان نوح کی موجوں سے تیز ہوتی ہیں ان سے ڈرنا چاہئے۔

لیک اندر چشمِ کنعاں اُمُوئے رست
لیکن کنعان کی آنکھ میں پڑوال آگ آیا

نوح و کشتی ت و لوہ جست
(حضرت) نوح اور ی کو چھوڑا اور پہاڑ پر کودا

کوہ و کنعاں را فرو بُرد آں زماں
اُ وقت پہاڑ کو اور کنعان کو بہا لے گئی

نیم موجے تا لقعرِ امتہاں
ذلت کی گہرائی میں ' آدھی موج

مہ فشاند نور و سگ وَع وَع کُند
چاند نور افشانی کرتا ہے اور کتا بھس بھوں کرتا ہے

سگ زنورِ ماہ کے مرتع کُند
کتا چاند کے نور سے کب اقتباس کرتا ہے؟

شبروان و ہمرہانِ مہ بتگ
رات کے مسافر اور دوڑ میں چاند کے ساتھی

ترکِ رفتن کے کُنند از بانگِ سگ
کتے کے بھونکنے سے چلنا کب چھوڑتے ہیں؟

جُزو سُوئے کُل رَواں مانندِ تیر
جز کل کی جانب ' تیر کی طرح رواں ہے

کے کُند وقف از مہ پئے ہر گندہ پیر
وہ بڑھیا کی وجہ سے کب ٹھہرتا ہے؟

جانِ شرع و جانِ تقویٰ عارف ست
عارف ' شرع کی جان اور تقوے کی جان ہے

معرفت محصُولِ زُہد سالف ست
معرفت ' خداوندی پہلے تقوے کا نتیجہ ہے

زہد۲ اندر کاشتن کوشیدن ست
تقویٰ کھیتی میں کوشش کرنا ہے

معرفت آں کشت را روئیدن ست
معرفت اس کھیتی کا اُگنا ہے

پس چو تن باشد جہاد و اعتقاد
مجاہدہ اور اعتقاد جسم کی طرح ہے

جانِ ایں کشتن نبات ست و حصاد
اس بونے کا مقصد پیداوار اور کاٹنا ہے

امرِ معروف اُو و ہم معروف اُوست
وہ امر بالمعروف بھی ہیں اور معروف بھی

کاشفِ اسرار و ہم مکشوف اُوست
وہ رازوں کے کھولنے والے ہیں اور راز بھی وہی ہیں

شاہِ امروز ینہ و فردائے ماست
وہ ہمارے آج اور کل کے شاہ ہیں

پُوست بندہ مغز نغزش دانماست
چھلکا ' عمدہ مغز کا تیشہ غلام ہے

چوں۳ اَنَا الحق گفت شیخ و پیش بُرد
جب شیخ نے انا الحق کہا اور آگے بڑھ گئے

پس گلوی جملہ کوراں را فشرد
تو تمام اندھوں کے گلے کو دبا دیا

ے انائے بندہ لاشد از وجود
اے بندے کا وجود (وہمی) وجود کے اعتبار سے لاہو گیا

پس چہ ماند تو بیندیش اے جحود
اے منکر! تو سوچ کر کیا رہ گیا؟

---

۱ کنعان۔ حضرت نوح کے بیٹے کنعان نے حضرت نوح اور ان کی کشتی کو چھوڑ کر کہا۔ سآوی الی جبل یعصمنی ۔ میں پہاڑ پر چڑھ کر بچا لوں گا وہ مجھے محفوظ رکھے گا۔ وہ ایک معمولی موج آئی اور اس نے کنعان اور پہاڑ کو ڈبو دیا۔ مہ۔ چاند کے بھونکنے سے چاند اپنی ضوفشانی نہیں چھوڑتا ہے۔ مرتع۔ چراگاہ۔ شبروان۔ رات کے مسافر چاند کی روشنی سے فائدہ اٹھا کر سفر کرتے رہتے ہیں کتوں کے بھونکنے سے وہ نہیں رکتے ہیں۔ جزو۔ یعنی مرید و معتقد۔ کل۔ یعنی شیخ۔ گندہ پیر۔ بوڑھی عورت جان شرع۔ عارف باللہ شریعت اور تقوے کا خلاصہ ہوتا ہے اس کو جو معرفت خداوندی حاصل ہوتی ہے وہ تقوے ہی کا نتیجہ ہے۔

۲ زہد۔ زہد اور تقوی کھیتی کرنے کی کوشش کی طرح ہے اور معرفت خداوندی اس کھیتی کا اگنا ہے۔ جہاد۔ یعنی عمل صالح اور عقیدہ جسم کی طرح ہوئے اور اس بونے یعنی عمل اور عقیدہ کی جان روئیدگی اور اس کا کاٹنا معرفت ہے۔ امر معروف ۔ بھلی بات کا حکم یعنی تو نے کہا تھا کہ غیر کہاں ہیں جو بھلائی کا حکم دیں۔ یعنی شیخ میں بھلائی نہیں ہے تو سمجھ لے وہ تو خود مجسم امر بالمعروف اور خود بھلے ہیں اور ان کے باطن کا حال یہ ہے کہ وہ کاشف اسرار۔ ہیں اور خود مجسم اسرار ہیں یعنی شیخ ظاہر و باطنا مکمل ہیں شاہ امروز ینہ۔ وہ دنیا میں بھی ہمارے شاہ ہیں اور عقبیٰ میں بھی ہم پوست ہیں وہ مغز ہیں لہٰذا ہم ان کے غلام ہیں۔

۳ چوں انا الحق۔ شیخ مجسم شریعت ہے اگر وہ انا الحق کہے اور ظاہر بینوں کے نزدیک حد سے تجاوز کر جائے اور اس کی وجہ سے ظاہر میں غصہ میں مبتلا ہوں تو بھی خلاف شرع نہیں ہے۔ چوں۔ جب بندہ کی اپنی ہستی اس کے ذہن سے فراموش ہو گئی تو پھر تو خود نہیں رہا اب سوائے خدا کچھ نہیں رہا۔

گر ترا اِ چشم ست بگشا در نگر — بعدِ لَا آخر چہ می ماند دگر
اگر تیرے آنکھ ہے ' کھول ' دیکھ — "لا" کے بعد آخر اور کیا رہ گیا؟

اے بُریدہ آں لب و حلق و دہاں — کہ کُند تُف سُوئے مَہ یا آسماں
اے (بریدہ) وہ ہونٹ اور حلق ' دہن کٹ جائے — جو چاند یا آسمان کی طرف تھوکے

تُف بر ُدیش باز گرد و بیشکے — تُف سُوئے گردوں نیابد مَسلکے
بیشک تھوک اس کے منہ پر واپس آ جائے گا — تھوک آسمان کی جانب راہ یاب نہیں ہوتا

تا قیامت تُف بر ُوبار د ز رَب — ہمچو تبت بَر رَوانِ بُو لہب
اللہ تعالیٰ کی جانب سے قیامت تک اس پر تھوک برسے گا — جیسا کہ ابولہب کی ہوتے پر تب

طبل و رایت ہست ملک شہر یار — بَنگ کسے کہ خونہ او [illegible]
طبل اور جھنڈا بادشاہ کی ملکیت ہے — وہ کتا ہے ' جو اس کو [illegible]

آسمانہا ۲ بندۂ ماہِ وے اَند — شرق و مغرب حُملہ ناں خواہِ وے اند
آسمان اس کے چاند کے غلام ہیں — مشرق و مغرب سب اس کی روٹی کے بھکاری ہیں

زانکہ لَولَا ک ست بر توقیعِ اُو — جملہ در انعام و در توزیعِ اُو
کیونکہ اس کے طغرے میں "لولاک" ہے — اس اس کے انعام اور بخشش میں ہیں

گر نبُودے ۳ اُو نیابیدے فلک — گردش و نور و مکانِ ملک
اگر وہ نہ ہوتا آسمان کو حاصل نہ ہوتی — گردش اور نور اور فرشتے کا مکان بننا

گر نبُودے اُو نیابیدے بحار — ہیئت ماہی و دُرِّ شاہوار
اگر وہ نہ ہوتا سمندر کو حاصل نہ ہوتی — مچھلی اور در شاہوار کی صورت

گر نبُودے اُو نیابیدے زمیں — در درونہ گنج و بیروں یاسمیں
اگر وہ نہ ہوتا تو زمین کو حاصل نہ ہوتا — اندر خزانہ اور باہر چنبیلی

رزقہا ہم رزق خوارانِ وے اَند — میوہا لَب خشکِ بارانِ وے اَند
رزق بھی اس کے رزق خور ہیں — پھل اس کی بارش کے پیاسے ہیں

ہیں کہ معکوس ست در امرایں گرہ — صدقہ بخش خویش را صدقہ بدہ
ہر خداوندی میں یہ الٹ عقدہ ہے — اپنے صدقہ دینے والے کو تو صدقہ دے

۱ گر ترا اگر تیرے حقیقت میں آنکھ ہے تو غور کر لے اے بریدہ۔ اگر اب بھی کوئی ان الحق پر اعتراض کرے تو آسمان کی طرف تھوکنا ہے جس کی برائی خود اس پر آئے گی۔ تف ایسے بزرگوں کی تحقیر کرنے والا خود اس میں مبتلا ہے تا قیامت۔ اور ایسے لوگوں پر خدا کی تف قیامت تک رہے گی جس طرح ابولہب کے بچے میں سدا قبت کی بددعا برستی رہتی ہے۔ طبل۔ جملہ شیخ شاہ ہیں اور شاہ نقارہ اور جھنڈے کا مالک ہوتا ہے تو ان کا طبل خوار یعنی پیروی کرنے والا جو کہے گا تجھ کو ملے گا۔

۲ آسمانہا۔ جملہ شیخ میں نور حق ہے تو زمین و آسمان اس کے غلام ہیں اور بقاء کائنات اس کے طفیل ہے۔ زانکہ۔ یعنی وہ نور ہے جو آنحضور میں تھا جس کی بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ اگر تم نہ ہوتے تو میں زمین و آسمان کو نہ پیدا کرتا اور شیخ کو وہی نور حاصل ہوا ہے تو اب تمام عالمان کا طفیل ہے۔ تجھ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے مصداق ہیں۔

۳ گر نبودے۔ چونکہ ان میں وہ نور ہے کہ اگر وہ نور نہ ہوتا تو زمین و آسمان نہ ہوتے لہٰذا آسمانوں کی گردش اور اس کا نور اس کا فرشتوں کا مقام ہونا ' سمندروں میں مچھلی اور موتی زمین کے اندر کے خزانے اور باہر کے پھل سب اس کے طفیل سے ہے۔ رزقہا۔ رزق خواروں کا رزق اور پھلوں کے لئے بارش سب ان کے طفیل ہے۔ فقراء کو جو صدقہ دینے کا حکم ہے اس میں یہ عجیب لطیفہ ہے کہ فقراء اور شیوخ ہی سے تمہیں دولت ملی ہے تو گویا وہ دولت انہوں نے عطا کی ہے اب تم سے کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے تجھے صدقہ دیا ہے تو ان کو صدقہ دے۔

از فقیر ستت ہمہ زرّ و حریر
تیرا تمام سونا اور حریر فقیر کی وجہ سے ہے

ہیں[1] اغنی را دہ زکاتے اے فقیر
اے فقیر تو مالدار کو زکوٰۃ ادا کر

چوں تو ننگے جفتِ آں مقبولِ روح
تجھ جیسی ذلیل کا اس مقبول روح کی بیوی ہونا

چوں عیالِ کافر اندر عقدِ نوحؑ
جیسے کہ حضرت نوحؑ کے نکاح میں کافر بیوی

گر نبودے نسبتِ توزیں سرا
اگر اس گھر سے تیری نسبت نہ ہوتی

پارہ پارہ کردمے ایں دم ترا
اسی وقت میں تیرے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتا

دادمے آں نوح را از تو خلاص
اس نوحؑ کو تجھ سے نجات دلاتا

تا مُشرّف گشتمے من در قصاص
تاکہ میں قصاص سے مشرف ہو جاتا

لیک[2] باخانہ شہنشاہِ زمن
لیکن شاہ زمانہ کے گھر کے ساتھ

ایں چنیں گستاخیِ ناید زمن
مجھ سے ایسی گستاخی نہیں ہو سکتی

رو دُعا کن کہ سگ ایں موطنی
جا دعا دے کہ تو اس جگہ کی کتیا ہے

ورنہ اکنواں کردمے من کردنی
ورنہ میں جو کچھ کرنا تھا کر گزرتا

باز گشتنِ مُرید از وثاقِ شیخ و پُرسیدن از مردم و نشان دادنِ ایشاں کہ شیخ فلاں بیشہ رفتہ است

شیخ کے گھر سے مرید کا لوٹنا اور لوگوں سے دریافت کرنا اور ان کا پتا بتا دینا کہ شیخ فلاں جنگل میں گئے ہیں

بعدازاں پُرساں شد اُو از ہر کسے
اس کے بعد وہ ہر شخص سے سوال کرتا

شیخ رامی جُست از ہر سُو بسے
وہ ہر جانب شیخ کو بہت ڈھونڈ رہا تھا

پس کے گفتش کہ آں قطبِ دیار
تو کسی نے اس سے کہا کہ وہ قطب عالم

رفت تاہیزم گشد از کوہسار
گئے ہیں تاکہ پہاڑ سے لکڑیاں لائیں

آں مُرید ذوالفقار[3] اندیش تفت
وہ تیز سمجھ والا مرید جلد

در ہوائے شیخ سُوئے بیشہ رفت
شیخ کی محبت میں جنگل کی طرف چل دیا

دیو می آورد پیشِ ہوشِ مَرد
شیطان مرد کی عقل کے سامنے لاتا تھا

وسوسہ تا خُفیہ گردد مہ زگرد
وسوسہ تاکہ چاند گرد میں چھپ جائے

کایں چنیں زن را چرا ایں شیخِ دیں
کہ دین کے شیخ نے ایسی عورت کو کیوں

دارد اندر خانہ یار و ہمنشیں
گھر میں یار اور ساتھی بنایا ہے؟

[1] ہیں۔ تو اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ ہم فقیروں سے کہا جا رہا ہے کہ تو غنی یعنی فقیر اور شیخ کو صدقہ دے۔ چوں تو۔ شیخ کے مفاخر اور فضائل بیان کرنے کے بعد بیوی کو سرزنش شروع کی ہے کہ تجھ جیسی عورت اس شیخ کے گھر میں ہے یہ تو ایسا ہی ہے جیسے حضرت نوحؑ کے گھر میں کافر عورت تھی۔ گر نبودے۔ تجھے شیخ سے نسبت ہے ورنہ تیری گستاخی پر تیرے ٹکڑے کر ڈالتا اور نوح صنعت شیخ کو تجھ سے نجات دلاتا۔ مشرف۔ اگر تیرے قتل کرنے پر مجھے بدلے میں قتل کیا جاتا تو میرے لئے باعث شرف ہوتا۔

[2] لیک۔ مجبوری یہی ہے کہ تجھے شیخ سے نسبت ہے۔ رو دعا کن۔ جا دعا دے کہ تو اس در کی کتیا ہے اس لئے میرے ہاتھ سے بچ گئی۔ بعدازاں۔ بیوی کو یہ علامتیں کرنے کے بعد وہ مرید شیخ کی جستجو میں لگ گیا۔ ہیزم کشد۔ کسی نے اس کو بتایا کہ شیخ جنگل سے لکڑیاں لینے گئے ہیں۔

[3] ذوالفقار اندیش۔ یعنی اس کا ذہن ایسا ہی تیز تھا جیسے کہ حضرت علی کی ذوالفقار تلوار تیز تھی۔ دیو۔ شیطان نے شیخ کی بیوی کے سلسلہ میں مرید کے دل میں وسوسے پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ کایں چنیں۔ وسوسہ یہ تھا کہ شیخ نے اس بدزبان عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے شاید شہوت سے مغلوب ہیں۔

ضد را باضد ایناس [1] از کجا
ضد کو ضد سے انس کہاں سے

با امام الناس ' نسناس از کجا
انسانوں کے امام کے ساتھ بن انس کہاں سے

باز اُولا حول می کرد آتشیں
پھر وہ آتشی لاحول پڑھتا

کاعتراضِ من بر و کفرست و کیں
کہ میرا ان پر اعتراض کرنا کفر اور کینہ ہے

مَن کہ باشم باتصرّفہائے حق
اللہ تعالیٰ کے تصرفات کے روبرو میں کون ہوتا ہوں

کہ برآرد نفسِ من اشکال و دَق
کہ میرا نفس اشکال اور اعتراض کرے

باز نفشِ حملہ می آورد زُود
پھر اس کا نفس جلد حملہ کرتا

زیں تعرض دَر دلش چوں کاہ دُود
اس تعرض سے اس کے دل میں کس طرح گھاس جیسا دھواں پیدا کرتی ہے

کہ چہ نسبت دیو را با جبرئیل [2]
کہ شیطان کو جبرئیل سے کیا نسبت؟

کہ بُوَد با اُو بصحبت ہم مقیل
کہ وہ صحبت میں اس سے ہمخواب ہو

چوں تواند ساخت با آزر خلیل
خلیل ' آزر کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

چوں تواند ساخت بار ہزن دلیل
رہنما ' ڈاکو کے ساتھ کیسے نباہ کر سکتا ہے؟

یافتنِ آں مُرید مُراد او باشیخ نزدیکِ آں بیشہ
مرید کا مراد حاصل کر لینا اور جنگل کے قریب شیخ سے اس کی ملاقات

اندریں بُود اُوکہ شیخِ نامدار
وہ اسی میں تھا کہ نامور شیخ

زُود پیش اُفتاد بر شیرے سوار
ایک شیر پر سوار بہت جلد سامنے آ گئے

شیرِ غرّاں ہیزمش را می کشید
شیر غراتا ہوا ان کا ایندھن کھینچ رہا تھا

بر سَرِ ہیزم نشستہ آں سَعید
وہ نیک بخت ایندھن پر بیٹھے ہوئے تھے

تازیانہ اَش مارِ نر بُود از شَرف
بزرگی کی وجہ سے ان کا کوڑا نر سانپ تھا

مار را بگرفت چوں خرزن بکف
سانپ کو کوڑے کی طرح ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے

تو یقیں [3] میداں کہ ہر شیخے کہ ہَست
تو یقین کر کہ جو شیخ بھی ہے

ہم سواری می کند بر شیرِ مَست
وہ مست شیر پر سواری بھی کرتا ہے

گرچہ آں محسوس وایں محسوس نیست
اگرچہ وہ محسوس اور یہ محسوس نہیں ہے

لیک آں بر چشمِ جاں مَلبُوس نیست
لیکن وہ باطن کی آنکھ پر پوشیدہ نہیں ہے

صَد ہزاراں شیر زیرِ رانِ شاں
لاکھوں شیر ان کی ران کے نیچے

پیش دیدہ غیب داں ہیزم کشاں
غیب داں آنکھ کے سامنے لکڑیاں دھونے والے ہیں

[1] ایناس۔ محبت ایام الناس۔ یعنی شیخ۔ نسناس۔ بن ماس یعنی بیوی۔ کاعتراض یعنی شیخ پر بدگمانی۔ دَق۔ اعتراض۔ تصرفہای۔ ایسی بدعورت کا شیخ کی بیوی ہونا خدائی تصرف ہے وہ خود مصلحت جانتا ہے ہمیں اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ باز۔ وہ لاحول پڑھتا لیکن نفس پھر اس کے دل میں اسی طرح دھواں پیدا کر دیتا جیسا کہ گھاس بہت دھواں پیدا کر دیتی ہے۔ دیو۔ شیطان یعنی بیوی۔

[2] جبرئیل۔ یعنی شیخ۔ ہم مقیل۔ ہمخواب۔ آزر۔ حضرت ابراہیم کا باپ۔ اندریں۔ مرید اسی ادھیڑ بن میں تھا کہ شیخ ایک شیر پر سوار اس کے سامنے آ گئے۔ شیر غراں۔ اس نے دیکھا کہ شیر غرا رہا ہے اور اس کی کمر پر لکڑیاں اور شیخ ان لکڑیاں پر بیٹھے چلے آ رہے ہیں۔ تازیانہ۔ ہاتھ میں ایک سانپ ہے جس سے کوڑے کا کام لے رہے ہیں۔ خرزن۔ تازیانہ۔

[3] تو یقین۔ شیخ ابوالحسنؒ ہی نہیں بلکہ ہر شیخ مست شیر پر سوار ہے۔ گرچہ فرق اتنا ہے کہ شیخ ابوالحسنؒ کے شیر نظر آ رہا تھا دوسرے شیوخ کے عوام کو نظر نہیں آتے ہیں صرف ان لوگوں کو نظر آتے ہیں جن کو چشم بصیرت حاصل ہو۔ صد ہزاراں۔ بزرگوں اور شیوخ کی سواری میں لاکھوں شیر ہیں جو ان کی خدمت کرتے ہیں مولانا کی مراد شیروں سے نفس امارہ ہے جیسا کہ گزشتہ دفتروں میں لومڑی اور شیر کے قصہ سے واضح ہوتا ہے۔

لیک آں یک را خدا محسوس کرد
لیکن خدا نے اس ایک کو ظاہر کر دیا

تا کہ بیند نیز اُو کہ نیست مَرد[1]
تا کہ وہ بھی دیکھ لے جو مرد میدان نہیں ہے

دیدش از دور و بخندید آں خدیو
انہوں نے اس کو دور سے دیکھا اور وہ شاہ ہنس پڑے

گفت آں را مشنو اے مفتونِ دیو
فرمایا اے شیطان کے فریب خوردہ اس کی نہ سن

از ضمیر اُو بد انست آں جلیل
ان بزرگ نے اس کے دل میں سے جان لیا

ہم زنورِ دل بلے نعم الدلیل
دل کے نور سے ہاں وہ اچھا رہنما ہے

خواند بروَے یک بیک آں ذفنوں
ان ہنر مند نے ایک ایک بتا دیا

انچہ دررہ رفت باوَے تا کنوں
جو اس پر راستہ اب تک گزرا

بعدازاں[2] در مُشکلِ انکارِ زَن
اس کے بعد عورت کے انکار کے اشکال کے سلسلہ میں

بر گشاد آں خوش سَرایندہ دہن
ان خوش گوئے نے منہ کھولا

کاں کمل از ہَوی نفس نیست
کہ وہ برداشت نفسانی خواہش کی وجہ سے نہیں ہے

آں خیالِ نفسِ تُست اینجا مایست
وہ تیرے نفس کا وہم ہے اس جگہ قائم نہ رہ

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زَن
اگر بیوی کے بوجھ کو میرا صبر برداشت نہ کرتا

کے کشیدے شیرِ نر بیگارِ من
تو نر شیر میری بیگار کب برداشت کرتا؟

اشتران بختیم اندر سَبَق
میں سابقت میں بختی اونٹ ہوں

مست و بیخود زیرِ محملہائے حق
اللہ کے کجاووں کے نیچے مست اور بے خود ہوں

مَن[3] نیم دَر امر و فرماں نیم خام
میں حکم اور فرمان کے بارے میں ادھ کچرا نہیں ہوں

تا بیندیشم مَن از تشنیع عام
کہ عوام کے طعن و تشنیع کی فکر کروں

عام ماہ و خاصِ ما فرمانِ اُوست
ہمارے عام اور ہمارا خاص اس کا حکم ہے

جانِ ما بر رُو دَوان جویانِ اُوست
ہماری جان منہ کے بل اس کی تلاش میں دوڑ رہی ہے

دورم از تحسین و تشویقش ہمہ
میں ان کی تعریف اور شوق دلانے سے بالکل دور ہوں

فارغ از تکذیب و تصدیقش ہمہ
ان کے جھٹلانے اور تصدیق سے بالکل بے نیاز ہوں

فردیِ ما جفتیِ مانہ از ہواست
ہمارا گیلا پن اور جوڑا ہونا نفس کی خواہش سے نہیں ہے

جانِ ما چو مُہرہ دردستِ خداست
ہماری جان نرد کی طرح خدا کے ہاتھ میں ہے

بارِ آں ابلہ کشیم و صد چو اُو
ہم اس بیوقوف کا اور اس جیسے سینکڑوں کا بار برداشت کرتے ہیں

نے زعشقِ رنگ و نے سودائے بُو
نہ رنگت کے عشق سے اور نہ خوشبو کے خیال سے

---

[1] مرد۔ یعنی عوام بھی دیکھ لیں۔ آں را مشنو۔ یہ شیطان کے وسوسہ کی بات نہ سننا۔ از ضمیر شیخ نے جو اس کو نصیحت کی اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کو کشف سے اس کے دل کا وسوسہ معلوم ہو گیا تھا۔ نعم الدلیل۔ اس کے دل کی بات کیوں نہ معلوم ہوتی کشف بہترین راہنما ہے۔ خواند۔ اس کے دل پر جو وساوس گزرے تھے وہ سب اس کو بتا دیئے۔

[2] بعدازاں۔ عورت نے شیخ کی بزرگی کا انکار کیا تھا اس سے اس کے دل میں اشکال پیدا ہوا تھا کہ ایسی عورت کو بیوی کیوں بنا رکھا ہے۔ شیخ نے اس کا جواب دینا شروع کیا۔ کاں کمل۔ اس کو میں نے نفسانی خواہش کی وجہ سے بیوی نہیں بنا رکھا ہے بلکہ اپنے نفس کی اصلاح اور صبر کی طاقت بڑھانے کے لئے بیوی بنا رکھا ہے۔ اشتراں۔ ہم صوفیوں کی مثال نیکیوں کی جانب سبقت کرنے میں بختی اونٹوں کی سی ہے اللہ تعالیٰ کے فیصلوں کا بوجھ مستی اور بے خودی سے برداشت کرتے ہیں۔

[3] مَن نیم۔ میں بھی خدا کے احکام کے بارے میں کچا نہیں کہ کسی معاملہ میں عام بدنامی یا خاص بدنامی سے ڈروں۔ عام ما۔ ہمارا عوام و خواص سے واسطہ نہیں ہمارا تعلق تو صرف فرمان خداوندی سے ہے۔ دورم۔ مجھے لوگوں کی تعریف کی پروا ہے نہ مذمت کی۔ فردی۔ کسی سے علیحدگی یا کسی کے ساتھ رہنا اپنی خواہش سے نہیں ہے بلکہ منشاء خداوندی کے مطابق ہے۔ بارِ آں۔ اس بیوقوف بیوی ہی کا کیا میں اس جیسے سیکڑوں کا بار صرف رضا خداوندی کے لئے برداشت کرتا ہوں۔

اِینقدر را خود درسِ شاگردانِ ماست — کز کفر ملحمہ ماتا کجاست
اتنا تو ہمارے شاگردوں کا سبق ہے — ہماری جنگ کا کفر کہاں تک ہے؟
تا کجا آنجا کہ جارا راہ نیست — جُز سَنا برقِ مہِ اللہ نیست
وہاں تک ہے جہاں مکان کے لئے راستہ نہیں ہے — سوائے اللہ تعالیٰ کے چاند کے نور کی چمک نہیں ہے
از ہمہ اوہام و تصویرات دُور — نور نورٌ نور نورٌ نورِ نور
تمام وہموں اور تصوروں سے دور ہے — نوری نور ' نور ہی نورا ' نور کا نور ہے
بہرِ تو من پست کردم گفتگو — تا بسازی بارفیقِ زشت خُو
تیری خاطر میں نے پست گفتگو کی — تاکہ تو بدخو ساتھی سے بنائے رکھے
تا کشی خندان و خوس بارِ حرج — از پے اَلصَّبرُ مِفتَاحُ الْفَرَجُ
تاکہ تو تنگی کا بار ہنسی خوشی برداشت کر لے — صبر کشادگی کی کنجی ہے کی خاطر
چوں ۲ بسازی با حسینِ ایں خساں — گردی اندر نورِ سُنتہا رساں
جب تو ان کمینوں کے کمینہ پن سے بنالے گا — سنتوں کے نور میں پہنچ جائے گا
کانبیا رنج خساں بس دیدہ اند — از چنیں ماراں بسے پیچیدہ اند
کیونکہ نبیوں نے کمینوں سے بہت تکلیف اٹھائی ہے — ایسے سانپوں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں
چوں مُراد و حُکمِ یزدانِ غفور — بُود در قدمت تجلّی و ظہور
چونکہ اللہ غفور کا مقصود اور حکم — ازل میں تجلی اور ظہور تھا
بے زضدّے ضدّ را نتواں نمود — واں شہ بمثل را ضدّے نبُود
کسی ضد کے بغیر ضد کو نہیں دکھایا جا سکتا — اور اس بے مثل شاہ کا کوئی ضد نہ تھا

حِکمت در اِنّی جَاعِلٌ فی الْاَرْض خَلِیفَة

میں زمین میں قائم مقام بنانے والا ہوں؟ میں حکمت

پس خلیفہ ساخت صاحب سینہء — تا بُود شاہیش را آئینہ
اس نے صاحب دل کو خلیفہ بنا دیا — تاکہ وہ اس کی شاہی کا آئینہ ہو
پس صفای بیحد و دَش داد اُو — وانگہ از ظلمت ضدش بنہاد اُو
پھر اس نے اس کو بے حد صفائی آرسگی بخش دی — پھر اس نے اس کی ضد تاریکی سے بنا دی

اِینقدر۔ جس قدر تعلق مع اللہ اور اس کے احکام کے اتباع کا ذکر ہے یہ تو ہمارے شاگردوں کو بھی ہے اور خدا کے کرم سے ہمارا مرتبہ تو اس سے بہت زیادہ ہے۔ تا کجا۔ ہماری پہنچ تو ذات لامکانی کے مشاہدہ میں ہے جہاں نور ہی نور ہے اور جو تصور اور خیال سے بالاتر ہے۔ بہرتو۔ میں نے جو اپنے آپ کو بخشی لوٹ بتایا تھا اور کہا تھا کہ ہم بیوقوفوں کی صحبت اصلاح نفس کے لئے برداشت کرتے ہیں اپنے مقام سے پست گفتگو تیری نصیحت کیلئے کی تھی تاکہ تو صبر کی عادت ڈال لے۔

۲ چوں بسازی۔ جب تو کمینوں کے کمینہ پن کو برداشت کرے گا تو رسولوں کی سنت کا حامل بن جائے گا۔ کانبیا۔ رسولوں اور نبیوں نے کمینوں کے ہاتھوں بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں اور صبر کیا ہے اور ان سانپ بچھوؤں سے بہت پیچ و تاب میں رہے ہیں۔ چوں مراد۔ اب اس کی حکمت بیان فرماتے ہیں کہ ابرار و اشرار کی یہ آویزش کیوں ہے؟ حضرت حق تعالیٰ نے اپنی تجلی اور ظہور چاہا تو ظاہر ہے کہ ایک چیز کا پورا علمی ظہور جب ہو سکتا تھا کہ اس کی ضد بھی پیدا کر دی جائے۔

۳ بے زضدے۔ جبکہ علمی اعتبار سے ایک چیز کا ظہور دوسری ضد کے ظہور پر موقوف ہے اور حق تعالیٰ کی کوئی ضد نہ تھی تو حضرت حق تعالیٰ نے ایک اپنا خلیفہ بنایا تاکہ اس کے اوصاف کمالی حضرت حق تعالیٰ کے اوصاف کا آئینہ بن جائیں۔ پس۔ اللہ تعالیٰ نے اس خلیفہ میں اثباتی صفات ودیعت فرما دیں اور اس کے بالمقابل ایک متضاد ایسی پیدا فرما دی جو تاریکی سے پر ہے۔ دَش۔ خود آرائی

دو اِ علَم برساحتِ اِسفید و سیاہ
سفید اور سیاہ دو جھنڈے بلند کر دیئے

آں یکے آدم دگر ابلیس راہ
ایک آدم کا دوسرا شیطانی راستہ

درمیانِ آں دو لشکر گاہِ زفت
ان دو عظیم لشکر گاہ میں

جالش و پیکار آنچہ رفت رفت
جنگ و پیکار جو بھی ہوئی وہ ہوئی

ہمچناں دَورِ دوم ہابیل شُد
اسی طرح دوسری بار ہابیل ہوا

ضدِّ نورِ پاک اُو قابیل شُد
اس کے پاک نور کی ضد قابیل ہوا

ہمچناں ایں دو علم از عدل و جور
اسی طرح انصاف اور ظلم کے یہ دو جھنڈے

تا بہ نمرود آمد اندر دَور دَور
سلسلہ بہ سلسلہ نمرود تک آئے

ضدِّ ابراہیم گشت و خصمِ اُو
وہ حضرت ابراہیم کی ضد اور دشمن ہوا

واں دو لشکر کیں گزار و جنگجو
اور وہ دونوں لشکر کینہ کش اور جنگجو رہے

چوں ۲ درازی جنگ آمد ناخوش
جب اس کو جنگ کا طول ناگوار ہوا

فیصلِ آں ہر دو آمد آتش
ان دونوں کا فیصلہ کرنے والی اس کی آگ آ گئی

حُکم کرد اُو آتشے را و نُکر
پھر اس نے آگ اور عذاب کو حکم دے دیا

تا شود حلِّ مُشکلِ آں دو نفر
تاکہ دونوں شخصوں کی مشکل حل ہو جائے

دَور دَور و قرن قرن ایں دو فریق
زمانہ بہ زمانہ اور قرن بہ قرن یہ دونوں فریق

تا بفرعون و بموسیٰ شفیق
فرعون اور مہرباں موسیٰ تک

سالہا اندر میاں شاں حرب بُود
ان کے درمیان سالوں جنگ ہوئی

چوں زحد رفت و ملولی میفزود
جب حد سے بڑھ گئی اور ملال بڑھانے لگی

آبِ دریا را حَکم سازید حق
اللہ تعالیٰ نے دریا کے پانی کو حکم بنایا

تا کہ ماند کہ بَرد زیں دو سَبَق
کہ کون ہارتا ہے اور ان دونوں میں کون بازی لے جاتا ہے

تا کہ فرعون راباں فرعونیاں
یہاں تک کہ فرعون کو مع فرعونیوں کے

آبِ دریا غرق شاں کرد آں زماں
اس وقت ان کو دریا کے پانی میں ڈبویا

ہم نُکر سازید از بہرِ ثمُود
ثمود کے لئے بھی عذاب بنا دیا

صیحہ کہ جانِ شاں را در رُبود
وہ چیخ کہ جو ان کی جان کو اچک لے گئی

ہم نُکر سازید بہرِ قومِ عاد
قوم عاد کے لئے بھی عذاب بنا دیا

زُود خیزے تیز رَو یعنی کہ باد
جلد اٹھنے والی تیز رفتار یعنی ہوا کو

۱ دو علم۔ تو اب دو شخصیتیں رونما ہو گئی ایک سفید اور ایک سیاہ یعنی حضرت آدم اور شیطان۔ درمیان۔ اب دونوں قسم کی مخلوق میں متضاد اوصاف ہیں اور ہر ایک خدا کی متضاد صفات کا مظہر ہے سب سے پہلے تو حضرت آدم اور شیطان ان صفات کے مظہر ہیں۔ دور دوم۔ پھر ہابیل اور قابیل مظہر ہیں۔ ضد ابراہیم۔ پھر حضرت ابراہیم اور نمرود میں کشمکش ہوئی اور وہ دونوں مظہر ہے۔

۲ چون دراز ی۔ جب ابراہیم اور نمرود کی جنگ دراز ہو گئی تو آگ کو دونوں کا حکم بنا دیا اور اس نے فیصلہ کر دیا کہ ابراہیم حق پر ہیں اور نمرود باطل پر ہے دور دور۔ ہر زمانہ میں اس طرح کے دو گروہوں میں کشمکش جاری ہے حضرت موسیٰ اور فرعون میں بھی کشمکش رہی اور ان کی ایک جنگ و جدل نے طول پکڑا۔

۳ آب دریا۔ حضرت موسیٰ اور فرعون کی باہمی آویزش میں دریائے نیل کو حکم دے دیا اس نے حضرت موسیٰ کو جتا دیا اور فرعون غرق ہو کر ہار گیا۔ بہر ثمود۔ ثمود چیخ کے عذاب سے ہلاک ہوئے۔ قوم عاد۔ اس قوم کو تیز ہوا نے ہلاک کر دیا۔

ہم اِ نگر سازید بر قاروں زکیں
غصہ سے قارون کے لئے بھی عذاب بنا دیا
تا فرو بردش چو اژدرہا زمیں
حتی کہ زمین اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی

تا حلیمیِ زمیں شُد جُملہ قہر
حتی کہ زمین کی بردباری سب قہر بن گئی
بُرد قاروں را و گنجش را بقعر
قارون اور اس کے خزانے کی گہرائی میں لے گئی

لُقمہ راکاں ستونِ ایں تن ست
اس لقمہ کو جو اس جسم کا ستون ہے
دفعِ تیغِ جُوع ناں چوں جوشن ست
روٹی کی بھوک کی تلوار کے دفعیہ کے لئے زرہ کی طرح ہے

چونکہ حق قہرے نہد درنانِ تُو
جب خدا تیری روٹی میں قہر پیدا کر دیتا ہے
چوں خُناق آں نانِ بگیرد در گلو
وہ روٹی گلے میں خناق کی طرح پھنس جاتی ہے

ایں ۲ لباسے کہ زسَر ماشُد مجیر
یہ لباس جو سردی میں پناہ دینے والا تھا
حق دہد اُورا مزاجِ زمہریر
اللہ تعالیٰ اس میں ٹھنڈ کا مزاج پیدا فرما دیتا ہے

تاشود بر جسمت ایں جُبّہ شگرف
حتی کہ یہ عجیب جبہ تیرے جسم پر ہو جاتا ہے
سَرد ہمچوں یخ گزندہ ہمچو بَرف
یخ کی طرح ٹھنڈا برف کی طرح کاٹنے والا

تا گریزی از وَشق ہم از حَریر
حتی کہ تو پوستین اور حریر سے بھی گریز کرے گا
زُو پناہ آری بسُوئے زمہریر
اور اس سے زمہریر کی طرف پناہ پکڑے گا

تو دو قلّہ نیستی یک قلّہ
تو دو قلے نہیں ہے ایک قلہ ہے
غافل از قصہ عذابِ ظُلّہ
یم لظہ کے عذاب کے قصہ سے غافل ہے

امرِ حق آمد بشہرستان و دہ
شہر اور گاؤں میں اللہ تعالیٰ کا حکم آیا
خانہ و دیوار را ' سایہ مدہ
گھر اور دیوار کو سایہ نہ دے

مانع ۳ از باراں مباش و آفتاب
بارش اور سورج سے مانع نہ بن
تابداں مُرسَل شُدند اُمّت شتاب
یہاں تک کہ امت جلد اس رسول کے پاس گئی

کہ بمُردیم اغلب اے مہتر اَماں
کہ ہم زیادہ تر مر گئے اے سردار! اماں
باقیش از دفترِ تفسیر خواں
اس کا باقی تفسیر کی کتاب میں پڑھ لے

چوں عصارا مار کرد آں چُست دست
جبکہ اس چابک دست نے لاٹھی کو سانپ بنا دیا
گرتر اعقلے ست ایں نُکتہ بَس ست
اگر تیرے اندر عقل ہے یہ نکتہ کافی ہے

ہمچنیں تا دور و طورِ مُصطفےٰ
اسی طرح مصطفیٰ کے طور اور دور تک
با اَبُوجہل آں سپہدارِ جَفا
ابوجہل کے ساتھ جو ظلم کا سپہ سالار تھا

---

۱ ہم نگر۔ قارون کے لئے زمین جیسی پروقار اور بردبار چیز کو سبب عذاب بنا دیا اور وہ اس کو اژدھے کی طرح نگل گئی۔ لقمہ۔ زمین میں بردباری تھی لیکن قارون کے لئے قہر آلود ہو گئی وہ تو غذا جیسی چیز کو جو انسان کی مددگار اور مدار حیات ہے موت کا سبب بنا دیتا ہے۔ خناق۔ یہ ایک مرض ہے جس میں گلے اور حلق پر ورم آجاتا ہے اور سانس بند ہو جاتا ہے اور سانس بند ہو جانے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔

۲ ایں لباسے۔ گرم کپڑوں میں ٹھنڈک پیدا فرما دیتا ہے اور وہ برف کی طرح ہو جاتے ہیں۔ وشق۔ پوستین۔ زمہریر۔ سخت ٹھنڈک یعنی تو زمہریر کو اس گرم کپڑے سے زیادہ غنیمت سمجھے گا۔ ذوقلہ۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اگر دو مٹکے پانی ہو اور اس میں نجاست گرے تو ناپاک نہیں ہوتا یعنی تو مرد کامل نہیں ہے۔ عذاب ظلۃ۔ اصحاب ایکہ پر عذاب آیا تو خدا نے مکانات اور در و دیوار کو حکم دے دیا کہ وہ ان پر سایہ نہ کریں اور وہ لوگ سورج کی گرمی سے مر گئے۔

۳ مانع۔ جب مکانات وغیرہ بارش اور دھوپ سے مانع نہ بنے تو وہ لوگ بھاگ کر اپنے رسول حضرت شعیب کے پاس گئے۔ کہ مر رہے ہیں۔ جا کر کہنے لگے کہ ہم مرنے کے قریب ہیں امن دیجئے اب ہم اس قصہ کو چھوڑتے ہیں تو تفسیر کی کتابوں میں پڑھ لینا۔ چست دست۔ چابکدست یعنی حضرت موسیٰ۔ ایں نکتہ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے کمال کو ثابت کرنے اور حق کو قبول کرنے کے لئے۔ ہمچنیں۔ آنحضور اور ابوجہل کا مقابلہ۔ یا اور آنحضور کا یہ معجزہ ظاہر ہوا کہ اس کے ہاتھ کی کنکریوں نے ان کی رسالت کی گواہی دی۔

سنگ در تسبیح آمد در شتاب — از میانِ اصبعینِ آفتاب [1]
فوراً سنگ (ریزے) تسبیح کرنے لگے — آفتاب کی انگلیوں میں سے

منکر آں دید و فرونا درد سر — دشمنی اُو کور کردش از نظر
منکر نے اس کو دیکھا اور سر نہ جھکایا — دشمنی نے اس کو دیکھنے سے اندھا کر دیا

تو نظر داری ولے امعانش نیست — چشمہ افسردہ است و کردہ ایست
تو نظر رکھتا ہے لیکن اس میں گہرائی نہیں ہے — ٹھہرا ہوا چشمہ ہے اور وہ رک گیا ہے

زیں ہمی گوید نگارندہ فکر — کہ بکن اے بندہ امعانِ نظر
اسی لئے عقل کا نقش و نگار کرنے والا فرماتا ہے — کہ اے بندے! گہری نظر کر

آں نمی خواہد کہ آہن کوب سرد — لیک اے پولاد بر داؤدؑ گرد
وہ نہیں چاہتا کہ تو ٹھنڈا لوہا کوٹے — لیکن اے فولاد! داؤد کا سا چکر کاٹ

تُن [2] بمُردت سُوئے اسرافیل راں — دل فسردت رَو بخور شید رَواں
تیرا جسم مر گیا تو اسرافیل کے پاس جا — تیرا دل ٹھہر گیا ہو تو روح کے آفتاب کے پاس جا

در خیال از بسکہ گشتی مُلتبسی — نک بُو فسطائیِ بدظن رسی
تو خیالات کو بہت پہننے والا بن گیا — اب تو بدظن سو فسطائی کے پاس جاتا ہے

اُو خود از لُبِّ خرد معزول بُود — شد ز حس محروم و معزول از وجُود
وہ خود عقل کے جوہر سے جدا تھا — حس سے محروم اور وجود سے جدا ہو گیا

گر ز خود و ز لُبِّ خود مَعزول گشت — از وجودِ حسِّ خود مَفصول گشت
وہ اگر اپنے آپ سے اور عقل سے جدا ہوا — تو اپنے حس کے وجود سے جدا ہو گیا

ہیں [3] سخن خا نوبتِ لب خائی ست — گر بگوئی خلق را رُسوائی ست
خبردار اے باتیں جانے والے ہونٹ چبانے کا موقع ہے — اگر عوام سے کہے گا، رسوائی ہے

چیست امعاں چشمہ را کردں رواں — چوں ز تن جاں رست گویندش رواں
امعان کیا ہے؟ چشمہ کو جاری کرنا — جب جان جسم سے چھوٹی اس کو رواں کہتے ہیں

وہی بات کرنی چاہیے۔ چیست۔ امعان کے لغوی معنی چشمہ کو جاری کرنے اور روانہ کرنے کے ہیں چونکہ روح جسم سے جدا ہو کر روانہ ہوتی ہے اس لئے اس کو رواں کہتے ہیں لہٰذا امعان کے معنی نظر کو گہرائی کی طرف روانہ کرنے کے ہوئے۔

[1] آفتاب۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم۔ منکر۔ ابوجہل نے یہ معجزہ دیکھا لیکن پھر بھی سر تسلیم خم نہ کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا غور و فکر صحیح نہ تھا۔ تو نظر داری۔ اب نظر کی صحت اور اس کی نفع رسانی کا بیان شروع کیا ہے کہ اگر نظر میں گہرائی نہ ہو تو وہ مفید نہیں ہوتی۔ زیں ہمی گوید۔ قرآن پاک میں ہے فارجع البصر کرتین "دو مرتبہ نظر ڈال" نظر کی تکرار بھی اس کو گہرائی میں لے جاتی ہے۔ آن کی خواہد۔ نظر کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ خدا کے نیک بندوں سے جو دین کے متبع ہوں مدد حاصل کی جائے ورنہ محض فلاسفر کی طرز پر غور کرنا تو ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا ہے۔

[2] تن بمُردت۔ حضرت اسرائیل جسم کو حیات بخشنے والے ہیں اور اہل اللہ روح کو زندہ کر دیتے ہیں لہٰذا ان کی صحبت اختیار کرے گا تو تجھے صحیح نظر حاصل ہو جائے گی۔ در خیال۔ چونکہ تو فاسد اوہام میں مبتلا ہے لہٰذا اپنے ہم جنس فلسفی کے پاس جاتا ہے اور چونکہ وہ بھی فاسد خیالات میں مبتلا ہے وہ تجھے بھی صحیح نظر نہیں عطا کر سکے گا۔ لوز خود۔ چونکہ وہ سوفسطائی خود عقل سے بیگانہ ہے نتیجہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو بھی ایک موہوم شی سمجھتا ہے۔ گر ز خود۔ جبکہ وہ اپنی عقل اور وجود سے بیگانہ ہے تو اس میں حس بھی باقی نہیں لہٰذا اس کی صحبت تیرے لئے بالکل نفع بخش نہیں ہے۔

[3] ہیں سخن خا۔ گفتگو یہ ہو رہی ہے کہ حضرت حق تعالیٰ کا ظہور مخلوق کے وجود کے واسطہ سے ہے یہ مسئلہ عوام نہ سمجھ سکیں گے لہٰذا خاموشی اختیار کر لو ورنہ بے رسوائی کے کچھ حاصل نہ ہوگا لہٰذا جہاں سے بات شروع ہوئی تھی یعنی صحیح نظر اور امعان نظر کی

آں حکیمے راکہ جاں از بندِ تن
وہ حکیم کہ جس کی جان جسم کی قید سے

باز رَست و شُد رَواں اندر چمن
چھوٹی اور چمن میں روانہ ہوئی

یا رَواں شُد خود بسُوئے ھاویہ
یا جہنم کی جانب روانہ ہوئی

ہمچو مُوش از زاویہ دَر زاویہ ۲
یا چوہے کی طرح ایک گوشے سے دوسرے گوشے میں

دو لقب را اُو بریں ہر دو نہاد
اس نے ان دونوں کے دو لقب بنائے

بہر فرق اے آفریں برجانش باد
فرق کرنے کے لئے اس کی جان پر آفریں ہے

در بیانِ آنکہ بر فرماں رَوَد
اس شخص کے بیان کے لئے جو حکم پر چلے

گر گُلے را خار خواہد آں شَوَد
اگر پھول کو کانٹا بنانا چاہیے وہ ہو جائے

معجزۂ ہود پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسّلام دَر تخلیصِ مُومنانِ اُمّت بوقتِ نزولِ باد

پیغمبر اور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہوا کے نازل ہونے کے وقت امت کے مومنوں کو بچانے کے لئے

ہود گردِ مُومناں خطّے کشید
ہود نے مومنوں کے چاروں طرف ایک لکیر کھینچ دی

تار بادآں قوم اُو رَنجے ندید
یہاں تک کہ اس قوم نے ہوا سے کوئی تکلیف نہ دیکھی

مُومناں از دستِ بادِ ۳ پارَہ
مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ بچ کر

جُملہ بنشستند اندر دائرہ
سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بُود و اُو کشتی عَسے
ہوا طوفان تھی اور وہ یقیناً کشتی تھا

ہست ازیں طوفاں وایں کشتی بسے
اس طرح کے طوفان اور کشتیاں بہت ہیں

مُومناں از دستِ بادِ ضائرہ ۳
مومن نقصان رساں ہوا کے ہاتھ سے بچ کر

جُملہ بنشستند اندر دائرہ
سب دائرے میں بیٹھ گئے

باد طوفاں بُود و کشتی لُطف ہُو
ہوا طوفان تھی اور کشتی اللہ تعالیٰ کی مہربانی

بس چنیں کشتی و طوفاں دارد اُو
وہ ایسی بہت سی کشتیاں اور طوفان رکھتا ہے

پادشاہے را خدا کشتی کُند
اللہ تعالیٰ بادشاہ کو کشتی بنا دیتا ہے

تا بحرصِ خویش بر صفہا زَند
یہاں تک کہ وہ اپنی حرص کی وجہ سے صفوں پر حملہ کرتا ہے

چند وں کو ہوا کے طوفان کی طرح ہلاکت کا سبب اور کشتی کی طرح ذریعہ نجات بنا دیتا ہے۔ بادشاہ۔ جس طرح کشتی ذریعہ حفاظت ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو مفسدین سے حفاظت کا سبب بنا دیا ہے جس کا دراصل ملک گیری مقصد ہوتا ہے۔

۱ آں حکیمے۔ شیخ بوعلی سینا نے رسالہ معراجیہ میں کہا ہے کہ انسان میں دو روحیں ہیں ایک کو روح حیوانی کہا جاتا ہے وہ لطیف بخارات ہیں اور ایک کو روح انسانی جو بدن سے نکل روانہ ہو جاتی ہے اور روح حیوانی کو نفس حیوانی اور جان سے تعبیر کرتا ہے اور روح انسان کو نفس ناطقہ اور روان سے تعبیر کرتا ہے تو اس نے بھی روان میں روانگی اور جاری ہونے کے معنی کا لحاظ کیا اسی طرح امعان نظر میں نظر کو گہرائی میں جاری کرنے اور روانہ کرنے کا مفہوم ماخوذ ہے۔ یاروان۔ شیخ بوعلی سینا کی بعض علماء نے تکفیر کی ہے اس لئے مولانا نے فرمایا ہے کہ اس کا نفس ناطقہ اور روان بدن سے جدا ہو کر چمن میں گئی ہے یا وہ یعنی جہنم نے کڑھے میں پہنچایا۔ جہنم

۲ زاویہ۔ گوشہ یعنی جہنم کے ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ کی جانب۔ دو لقب۔ شیخ نے دونوں چیزوں کے لئے ایک لقب تجویز کئے ہیں ایک کو جان کہا دوسری کو روان کہا ہے۔ در بیان۔ اس مضمون کا مقصد اس شخص کی حالت بیان کرنے کے لئے ہے جو خدا کے حکم کو بجالاتا ہے اگر وہ خدا سے دعا کرے کہ کانٹا پھول بن جائے تو وہ پھول بن جائے۔ فخر رازی اس قصہ سے یہ مقصود ہے کہ مقربین بارگاہ کی دعا مقبول ہوتی ہے۔ نشید۔ یعنی ہود کا عذاب آنے کے وقت۔

۳ ضائرہ۔ نقصان رساں۔ او کشتی۔ یعنی دائرہ ان کے لئے کشتی تھا۔ عسے۔ عسی کا لفظ ہے جو یقین کے معنی میں بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہت سے

قصدِ اِشاہ آں نے کہ خلق ایمن شوند
بادشاہ کا یہ قصد نہیں ہے کہ مخلوق محفوظ ہو

قصدش آنکہ مُلک گردد پائے بند
اس کا قصد یہ ہے کہ ملک پابند ہو جائے

آں خراسی می دود قصدش خلاص
چکی کا بیل دوڑتا ہے اس کا قصد خلاصی حاصل کرنا ہے

تا بیابد اُوز زخم آں دم مَناص
تاکہ فوراً مار سے چھٹکارا حاصل کر لے

قصدِ اُو آں نے کہ آبے بَر کشد
اس کا یہ قصد نہیں ہے کہ پانی کھینچے

یا کہ کُنجد را بداں روغن کُند
یا اس کے ذریعہ تلوں کو تیل بنائے

گاؤ بشتابد زبیم زخمِ سخت
بیل سخت مار کے ڈر سے دوڑتا ہے

نے برائے بُردنِ گردوں و رخت
نہ کہ گاڑی اور سامان کے لے جانے کے لئے

لیک داؤش حق چنیں خوف و وَجع
لیکن اللہ نے اس کو ایسا خوف اور درد عطا کیا ہے

تامصالح حاصل آید در تبع
کہ ضمناً مصلحتیں حاصل ہو جائیں

ہمچنیں ہر کاسبے ۲ اندر دُکاں
اسی طرح دکان میں ہر کمانے والا

بہرِ خود کوشد نہ اصلاحِ جہاں
اپنے لئے کوشش کرتا ہے نہ دنیا کے فائدے کے لئے

ہر یکے بر درد جُوید مَرہمے
ہر شخص درد کے لئے مرہم تلاش کرتا ہے

در تبع قائم شدہ زیں عالمے
ضمناً یہ جہاں قائم ہو گیا ہے

حق ستون ایں جہاں از ترس ساخت
اللہ تعالیٰ نے اس جہان کا ستون خوف سے بنایا ہے

ہر یکے از ترسِ جاں در کار باخت
ہر شخص جان کے ڈر سے ایک کام میں لگا ہوا ہے

حمد ایزدرا کہ ترسے را چنیں
اللہ کی تعریف ہے کہ خوف کو اس طرح

کرد اُو معمار و اصلاحِ زمیں
اس نے معمار اور زمین کی اصلاح بنا دیا

ایں ۳ ہمہ ترسندہ انداز نیک و بد
یہ سب اچھے اور برے سے ڈرنے والے ہیں

ہیچ ترسندہ نترسد خود ز خود
کوئی ڈرنے والا خود بخود نہیں ڈرتا ہے

پس حقیقت بر ہمہ حاکم کسے ست
تو حقیقتاً سب پر کوئی حکم ہے

کہ قریب ست و اگر محسوس نیست
جو قریب ہے اگرچہ محسوس نہیں ہے

ہست اُو اندر کمیں اے بُو الہوس
اے ابوالہوس! وہ گھات میں ہے

تا نگردی فارغ از شب اے عسس
تاکہ اے چوکیدار! تو رات سے بے نیاز نہ ہو جائے

۱ قصد شاہ۔ اس بادشاہ کا مقصد مخلوق کو مطمئن کرنا نہیں ہوتا بلکہ گیری ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سے مخلوق کی حفاظت کا کام لے لیتا ہے۔ خراسی۔ وہ جانور جو چکی چلاتا ہے۔ خلاص۔ یعنی مار سے بچنے کے لئے دوڑتا ہے۔ مناص۔ بچاؤ کی جگہ۔ یا کہ۔ یعنی تلوں میں سے تیل نکالنا اس کا مقصد نہیں ہے۔ گاؤ۔ یعنی گاڑی کا بیل۔ گردوں۔ گاڑی۔ لیک۔ یہاں مقاصد دوسرے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے ان کے مقاصد کے علاوہ لوگوں کے نفع کا کام لے لیتا اور بمنزلہ کشتی بنا دیتا ہے۔

۲ کاسب۔ یعنی دوکاندار۔ دوکاندار اپنے نفع کے لئے کرتا ہے لیکن اس کی وجہ سے لوگوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ ہر یکے۔ ہر انسان اپنی غرض کے لئے کام کرتا ہے پھر بھی اس سے نظام عالم قائم ہے اور لوگوں کا مفاد وابستہ ہو جاتا ہے۔ حق ستون۔ ہر انسان اپنے مقصد کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور اسی خوف سے نظام عالم قائم ہے۔ حمد ایزد۔ اس خدا کے لئے تعریف ہے جس نے اس خوف کو اس دنیا کا معمار اور آباد کنندہ بنا دیا ہے۔

۳ ایں ہمہ۔ دنیا کا ہر نیک و بد اپنے مقصود کے فوت ہونے سے ڈرتا ہے اور یہ ڈر خود بخود نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ اس کا کوئی پیدا کرنے والا ہے۔ پس۔ معلوم ہوا کہ ہر شخص پر کوئی ذات حاکم ہے اور اس شخص کو اس ذات سے محکومیت کا قرب حاصل ہے لیکن وہ ذات اس کو محسوس نہیں ہوتی ہے۔ ہست۔ محسوس تو وہ نہیں ہے لیکن وہ تیری گھات میں ہے تاکہ تو اپنے فریضہ سے غافل نہ ہو۔

هست[1] او محسوس اندر مکمنے — لیک محسوسِ حسِ ایں خانہ نے
وہ محسوس ہے گھات میں — لیکن اس جہان کے جس کا محسوس نہیں ہے

آں حسے کہ حق براں حسِ مظہر ست — نیست حسِ ایں جہاں آں دیگر ست
وہ حس جس پر اللہ تعالیٰ ظاہر ہے — وہ اس جہان کی حس نہیں ہے، وہ دوسری ہے

حسِ حیواں گر بدیدے آں صُوَر — بایزیدؒ وقت بُودے گاؤ خر
اگر حیوانی حس ان صورتوں کو دیکھ سکتی — تو گاؤ خر اپنے وقت کے بایزید ہوتے

آنکہ تن را مظہرِ ہر رُوح کرد — وانکہ کشتی را بُراقِ نوحؑ کرد
جس نے جسم کو ہر روح کا مظہر بنایا — اور جس نے کشتی کو نوحؑ کا براق بنایا

گر بخواہد عینِ کشتی را بخُو — اُو کُند طوفانِ تو اے نُور جُو
اگر وہ چاہے تو کشتی کو عادت میں — اے نور کے تلاش کرنے والے! وہ تیرا طوفان بنادے

ہر دمت[2] طوفان و کشتی اے مُقِل — باغم و شادیت کرد اُو متّصِل
اے نادار! تیرے طوفان اور کشتی کو ہر وقت — اس نے تیری اور غمی سے وابستہ کر دیا ہے

گر نہ بینی کشتی و دریا بہ پیش — لرزہا بیں در ہمہ اجزائے خویش
اگر تو کشتی اور دریا کو سامنے نہیں دیکھتا ہے — اپنے تمام اجزاء میں کپکپی کو دیکھ لے

چوں نہ بیند اصلِ ترسش را عیوں — ترس وارد از خیالِ گونا گوں
جب اس کے ڈر کی اصل کو آنکھیں نہیں دیکھتی ہیں — تو وہ قسم قسم کے خیالات سے ڈرتا ہے

مُشت بر اعمیٰ زند یک حلف مست — کور پندارد لگدزن اُسترست
ایک گنوار مست، اندھے کے مکا مارتا ہے — اندھا سمجھتا ہے مکا مارنے والا خچر ہے

زانکہ[3] آں دم بانگ اُستر می شنید — کور را گوش ست آئینہ، نہ دید
کیونکہ اس نے اس وقت خچر کی آواز سنی تھی — اندھے کا آئینہ کان ہیں نہ کہ نظر

باز گوید کورنے ایں سنگ بُود — یا مگر از قبہ پُر طنگ بُود
پھر کہتا ہے نہیں یہ پتھر تھا — یا شاید پُر صدا قبہ سے تھا

ایں نبُود وآں نبُود اُو نبُود — آنکہ اُو ترس آفرید انہا نمود
یہ نہ تھا اور وہ نہ تھا اور وہ بھی نہ تھا — جس نے خوف پیدا کیا ہے اس نے ان کو رونما کیا

---

[1] ہست۔ اس کو عقل کامل والے محسوس بھی کر لیتے ہیں عوام کے لئے غیر محسوس ہے چونکہ اس مکمن تک ان کی رسائی نہیں ہے۔ آں حسے۔ خدا جس حس کا محسوس ہے وہ اس دنیا کی ظاہری حس نہیں ہے وہ دوسرے عالم حس ہے۔ حس حیواں۔ یعنی ظاہری حس جو حیوانات میں بھی ہے۔ گاؤ و خر۔ جو پیٹ اور شرمگاہ کی شہوت میں مبتلا ہیں۔ آنکھ وہ ذات جو غیر کو کشتی کشتی بنا دیتی ہے اس میں یہ قدرت بھی ہے وہ کشتی کو طوفان بنادے یعنی وہی چیز جو ذریعہ نجات تھی ہلاکت کا سبب بن جائے۔

[2] ہر دمت۔ تیرا یہ غم اور خوشی تیرے لئے طوفاں اور کشتی بنا دیا ہے اور پھر غم کو خوشی کا سبب اور خوشی کو غم کا سبب بنا دیا جاتا ہے۔ گر نہ بینی۔ اگر تیرا غم اور خوشی تجھے نظر نہیں آتے ہیں تو ان کے آثار سے ان کو سمجھ لے۔ چوں نہ بیند۔ فلسفی چونکہ اس خوف کی اصل کو جو خدا سے ہے نہیں دیکھتا ہے تو وہ طبعی اسباب کو خوف کا سبب قرار دیتا ہے جو عموماً غلط ہوتا ہے۔ مُشت۔ اس فلسفی کی مثال اس اندھے کی سی ہے جس کے کسی گنوار مست ہوش نے مکا مارا ہو اور وہ اس کا سبب خچر کی لات کو سمجھے۔

[3] زانکہ۔ خچر کو مکا مارنے والا اس لئے سمجھ لے کہ اس وقت اس نے خچر کا ہنہنانا سنا تھا اور اندھے کے کان اس کی آنکھ کا کام کرتے ہیں۔ باز گوید۔ پھر وہ اندھا یہ کہتا ہے کہ نہیں یہ گدھے کی لات نہ تھی بلکہ کسی نے پتھر پھینک کر مارا ہے یا شاید کسی پر آواز قبہ سے آکر لگا ہے۔ طنگ۔ صدا قبہ پر طنگ سے مراد پیدا ہو سکتا ہے۔ ایں نبود۔ اندھے نے پتھر کے لگنے کے تین سبب سمجھے گدھے کی لات، پھینکنے والا پہاڑ اور تینوں غلط تھے جس ذات نے خوف پیدا کیا تھا اسی نے اس اندھے کے یہ خیالات پیدا کر دیئے۔

تَرس[1] او لرزہ باشد از غیرے یقیں
یقیناً خوف اور کپکپی غیر سے ہوتی ہے
ہیچکس از خود نترسد اے حزیں
اے غمگین کوئی شخص اپنے آپ سے نہیں ڈرتا ہے

آں حکیمک وہم خواند ترس را
وہ فلسفی اس ڈر کو وہم بتاتا ہے
فہم کژ کرد ست او ایں درس را
اس نے اس سبق کے سلسلہ میں سمجھ کو ٹیڑھا کرلیا ہے

ہیچ دہمے بے حقیقت کے بود
بغیر حقیقت کے کوئی وہم کب ہوتا ہے؟
ہیچ قلبے بے صحیحے کے رود
کوئی کھوٹا بغیر صحیح کے کب چلتا ہے؟

کے[2] دروغے قیمت آرد بے زراست
سچائی کے بغیر جھوٹ کے دام کب اٹھتے ہیں؟
در دو عالم ہر دروغ از راست خاست
دونوں جہان میں ہر جھوٹ سچ سے بڑا ہے؟

راست را دید او رواجے و فروغ
اس نے سچ کا چالو ہونا اور فروغ دیکھا
بر امید آں رواں کرد او دروغ
اس امید پر اس نے جھوٹ چالو کر دیا

اے دروغے کہ صدقت ایں نواست
اے جھوٹ کہ تیرا ساز و سامان سچ سے ہے
شکر نعمت کن مکن انکار راست
نعمت کا شکر ادا کر، سچ کا انکار نہ کر

از مُفلسِف گویم و سودائے او
فلسفی اور اس کے خیال کی بات کروں
یاز کشتیہا و دریا ہائے او
یا کشتیوں اور اس کے دریاؤں کی

بل ز کشتیہاش کاں بندِ دلست
بلکہ اسی کشتیوں کی، کیونکہ وہ دل کا مسخر کرنے والا ہے
گویم از کُل جُزو دروے داخل ست
کل کی بات کروں جز اس میں داخل ہے

ہر وَلی را نوح و کشتیباں شناس
ہر ولی کو نوح اور کشتی بان سمجھ
صحبتِ ایں خلق را طوفاں شناس
ان عوام کی صحبت کو طوفان سمجھ

کم[3] گریز از شیر و اژدرہائے نر
شیر اور نر اژدہے سے نہ ڈر
زاشنایان وز خویشاں کُن حذر
دوستوں اور اپنوں سے بچ

در تلاقی روزگارت می برند
ملاقات میں تیرا وقت ضائع کرتے ہیں
بادہاشاں غائبی اَت می چرند
ان کی یادیں تیری غیبت کو چرتی ہیں

چوں خرِ تشہ خیالِ ہر یکے
ہر شخص کا خیال پیاسے گدھے کی طرح
از قِفِ تن فکر را شربت مکے
جسم کے قیف سے فکر کا شربت چوستا ہے

دوستوں اور اپنوں کی یاد تمہاری قوت فکریہ کو پیاسے گدھے کی طرح چوستی ہے۔ قف۔ قیف جس کے ذریعہ بوتل وغیرہ میں تیل بھرتے ہیں۔

---

[1] ترس۔ یہ خوف اور لرزہ خود بخود نہیں پیدا ہوتا ہے کسی سبب سے پیدا ہوتا ہے۔ آں حکیمک۔ وہ فلسفی وہم کو خلاق قرار دے کر اس کو خوف کا خالق قرار دیتا ہے یہ اس کی کج فہمی ہے۔ ہیچ دہمے وہم کی چیز سے جب ہی پیدا ہوتا ہے جبکہ اس چیز سے کبھی وہ چیز پیدا بھی ہوئی ہو۔ مثلاً زید کو یہ وہم کہ مجھے کوئی مار نہ ڈالے جب ہی ہوا جبکہ ایسے واقعات حقیقتاً ہوتے بھی ہیں تو جب وہم کسی حقیقت پر مبنی ہوتا ہے تو لامحالہ اس حقیقت کو کوئی پیدا کرنے والا ہے جس کی وجہ سے یہ وہم رونما ہوا ہے اس کو اس طرح سمجھ لو کہ وہم بمنزلہ کھوٹے سکے ہے اور کھرا سکہ حقیقت ہے تو کھوٹا تب ہی چلتا ہے جبکہ کھرا چلتا ہے۔

[2] کے دُروغ۔ جھوٹ کا رواج اسی لئے ہوا کہ لوگوں نے سچ کا رواج دیکھا ہے۔ اے دُروغ۔ سچ کا جھوٹ پر یہ احسان ہے کہ اس کی وجہ سے اس کا رواج ہوا ہے۔ از مفلسف۔ فلسفی اور خدا کی کشتیوں کا بیان ہو رہا تھا اب میں سوچتا ہوں کہ مزید گفتگو فلسفی کے بارے میں کروں یا کشتیوں کے بارے میں۔ گویم۔ کشتی کا بیان کرتا ہوں اس کے ضمن میں فلسفی کا بھی رد ہو جائے گا۔ ہر ولی۔ اہل اللہ بمنزلہ نوح اور کشتی کے ہیں اور عوام بمنزلہ طوفان کے ہیں۔

[3] کم گریز۔ انسان کے لئے شیر اور سانپ اس قدر مہلک نہیں ہیں جس قدر دوست اور اپنے مہلک ہیں۔ در تلاقی۔ ان کی موجودگی میں ملاقات سے تضیع اوقات ہوتا ہے اور غیر موجودگی میں ان کی یاد میں تمہارا فکر برباد ہوتا ہے۔ چوں خرِ تشہ۔

نَشَف[1] کرد از تو خیالِ آں وشات
ان چغلخوروں کی یاد نے تجھ سے چوس لیا

شبنمے کہ داری از بحر الحیات
اس تری کو جو تو آب حیات سے رکھتا تھا

پس نشانِ نَشفِ آب اندر غصون
شاخوں میں چوسنے کی علامت

آں بُوَد کہ می بجُنبد در رکون
یہ ہوتی ہے کہ وہ میلان میں جنبش کرتی ہیں

عضو چوں شاخِ ترو تازہ بُوَد
عضو، ترو تازہ شاخ کی طرح ہوتا ہے

می کشی ہر سُو کشیدہ می شَوَد
جس جانب تو کھینچے، وہ کھنچ جاتا ہے

گر سَبَد خواہی توانی کردنش
اگر تو ٹوکری چاہے، تو اس کو بنا سکے گا

ہم توانی کرد چنبر گردنش
اس کی گردن کو تو حلقہ بھی بنا سکے گا

چوں شُدُ آں ناشف زنَشفِ شیخِ خود
جب وہ چوسنے والی اپنی جڑ کے چوسنے سے جدا ہوگئی

نایدآں سُوئے کہ اَمرش می کشد
وہ امر جانب نہ آئے گی کہ حکم اس کو کھینچتا ہے

پس بخواں قَامُوا کُسالیٰ از نَبے
تو قرآن میں قَامُوا کُسَالیٰ پڑھ لے

چوں نیابد شاخ از بخشش طَبے
جب شاخ اپنی جڑ سے پستان نہ پائے

آتشین[2] ست ایں نشاں کوتہ کنم
یہ علامت آتشین ہے، مختصر کرتا ہوں

بر فقیر و گنج و اَحوالش زنم
فقیر اور خزانہ اور اس کے احوال پر متوجہ ہوتا ہوں

آتشے دیدی کہ سوزد اُو نہال
تو نے وہ آگ دیکھی ہے جو پودے کو جلا دیتی ہے

آتشِ جاں بیں کزد سوزد خیال
جان کی آگ کو دیکھ لے جس سے خیال جل جاتا ہے

زآتشِ عشق ست سوزاں جان و دل
جان اور دل عشق کی آگ سے جلنے والے ہیں

لیک بے اَنوار زُوآں جان و دل
لیکن وہ جان اور دل اس سے بے نور ہے

نے[3] خیال و نے حقیقت را اماں
نہ خیال کو امن ہے، نہ حقیقت کو

زآتشیں آتش کہ شُعلہ زدز جاں
ایسی آگ سے جس سے جان میں آگ لگا دی

خصم برشیر آمد و ہر روبہ اُو
وہ شیر اور لومڑی پر غالب آ گیا

کُلُّ شَیْءٍ هَالِکٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جانے والی ہے

دَر وجوہِ وجہِ او رَو خرج شو
اس کی ذات کی تجلیات میں جا، خرچ ہو جا

چوں الف در بسم دَر رَو دَرج شو
الف کی طرح بسم میں چلا جا، داخل ہو جا

---

[1] نشف۔ دوستوں اور عزیزوں کی یاد تعلق باللہ کو زائل کرلی ہے۔ وشات۔ چغلخور۔ پس نشان۔ شاخوں کے جڑ سے پانی چوسنے کی علامت یہ ہے کہ ان میں لچک ہوتی ہے۔ غصون۔ غصن کی جمع ہے۔ شاخ۔ رکون۔ میلان۔ عضو۔ اسی طرح جب اعضاء میں تری ہوتی ہے تو ہر طرف کو مڑ جاتے ہیں۔ گر سبد۔ تر فلاخ کی موڑ کو ٹوکری بھی بنا سکتے ہیں اس کو گول موڑ کر گردن میں بھی ڈال سکتے ہیں۔ چوں جب وہ اپنی جڑ سے پانی چوسنا چھوڑ دے تو اس میں یہ صفات نہیں رہتی ہیں۔ پس بخواں۔ اسی طرح جب قویٰ ارادیہ سے اعضاء سیراب نہیں ہوتے ہیں تو ان میں جنبش کی کمی ہوتی ہے، کفار کے بارے میں قرآن پاک میں ہے **وَاِذَا قَامُوْا اِلَی الصَّلٰوۃِ قَامُوْا کُسَالٰی** اور وہ جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو غفلت مند ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔

[2] آتشین۔ یہ تعلق مع اللہ کا بیان عوام نہ سمجھ سکیں گے اور ان کو مضر ہوگا لہٰذا اب میں فقر اور خزانہ کی بات شروع کرتا ہوں۔ آتشے۔ تو نے یہ آگ تو دیکھی ہے عشق کی آگ کو بھی دیکھ لے جو جان و دل کو جلا ڈالتی ہے اور صرف جان و دل کو ہی نہیں بلکہ انانیت کے خیال کو بھی جلا ڈالتی ہے لیکن جس جان و دل میں قبولیت کی صلاحیت نہیں ہے ان میں سوزندگی تو وہ کنداس آگ کی روشنی بھی محسوس نہیں ہوتی ہے۔

[3] نے خیال۔ یہ عدم صلاحیت کی بات ہے ورنہ وہ آتش عشق جبکہ جان کو جلا ڈالتی ہے تو اس سے جلنے سے نہ خیال بچتا ہے نہ حقیقت واقعی۔ خصم۔ عشق ایسی چیز ہے کہ شیر یعنی حقیقت اور لومڑی یعنی خیال پر غالب آجاتا ہے اور ہر دو کو فنا کر ڈالتا ہے۔ کل شی۔ اس عشق سے ماسوی سب جل کر خاک ہو جاتا ہے۔ وجہ۔ ذات کی تجلیات۔ خرج شو۔ اپنے آپ کو فنا کر دے۔ چوں الف۔ در بسم۔ بسم در اصل با اسم تھا اور اس کے وصل کی وجہ سے درمیان کا الف یعنی ہمزہ فنا ہو گیا ہے تو بھی اسی طرح ذات احدیت میں اپنے آپ کو فنا کر دے۔

آں الف در بسم پنہاں کردہ ایست
اس "الف" نے "بسم" میں خفیہ قیام کیا ہے

ہست او در بسم و ہم در بسم نیست
وہ "بسم" میں ہے بھی اور نہیں بھی

ہمچنیں جملہ حروف گشتہ مات
اسی طرح وہ تمام حروف جو فنا ہو جاتے ہیں

وقتِ حذفِ حرف از بہرِ صلات
اتصال کے لئے حرف کے حذف کے وقت میں

اصلہ ست بے سین ذو وصل یافت
وہ صلہ ہے اور "با" اور "سین" اس کی وجہ سے جڑے

وصل بے و سین الف را بر نتافت
"با اور سین" کے وصل کو "الف" برداشت نہ کر سکا

چونکہ حرفے بر نتابد ایں وصال
جب یہ وصال ایک حرف کی گنجائش نہیں رکھتا

واجب آمد کہ کنم کوتہ مقال
تو ضروری ہو گیا کہ گفتگو کو مختصر کر دوں

چوں یکے حرفے فرقِ سین و بے ست
جبکہ ایک حرف "با اور سین" کی جدائی ہے

خامشی اینجا مہم تر واجبے ست
تو اس جگہ چپ رہنا بہت زیادہ ضروری ہے

چوں[۲] الف از خود فنا شد مکتنف
جب پہلو میں آنے والا الف اپنائیت سے فنا ہو گیا

بے و سین بے او ہمی گویند الف
یعنی "با اور سین" اس کے بغیر "الف" کہہ رہے ہیں

ما رمیت اذ رمیت بے ویست
"تو نے نہیں پھینکا جبکہ تو نے پھینکا" اس کے بغیر ہے

ہمچنیں قال اللہ از ضمنش بجست
اسی طرح "اللہ نے کہا" اس کے ضمن میں مستفاد ہوا

تا بود دار و ندارد او عمل
جب تک دوا موجود ہے کہ وہ عمل نہیں کرتی

چونکہ شد فانی کند دفعِ علل
جب فانی ہو گئی بیماریوں کا دفعیہ کرتی ہے

گر شود[۳] بیشہ قلم دریا مدید
اگر جنگل قلم اور سمندر روشنائی بن جائے

مثنوی را نیست پایانی امید
مثنوی کے ختم کی توقع نہیں ہے

چار چوب زن تا خاک ہست
چوبے کا سایہ جب مٹی تک ہے

مید ہد تقطیع شعرش نیز دست
اس کے شعروں کی تقطیع بھی میسر رہے گی

چوں نماید خاک و باد ش حف کند
جب مٹی نہ رہے گی اور اس کو ہوا صاف کر دے گی

خاک سازد بحرِ او چوں گف کند
جب اس کا سمندر جوش مارے گا مٹی بنا لے

---

۱ آں الف۔ وہ ہمزہ جو بسم میں پوشیدہ ہو گیا معنی کے اعتبار سے موجود ہے اور لفظ کے اعتبار سے معدوم ہے تو بھی اس طرح اس ذات میں فنا ہو جا یعنی حسی اعتبار سے تو تیرا وجود ہے اور ذہنی اعتبار سے نہ رہے۔ او۔ وہ ہمزہ وصل تا جب ب اور س کا وصل ہوا وہ وصل اس ہمزہ کو برداشت نہ کر سکا۔ چونکہ حرفے۔ جب وصل ایک حرف کو بھی برداشت نہیں کرتا تو میرا وصل باللہ میری تقریر کو کیسے برداشت کرے گا تو یہ میری تقریر اور بیان فنا کے خلاف ہے لہٰذا مجھے خاموشی اختیار کرنی چاہیے۔ چون یکے حرفے۔ جب ہمزہ کا وجود ب اور س کے وصل سے مانع ہے تو مقام فنا میں پہنچ کر خاموشی ضروری ہے بولنا وجود کے آثار میں سے ہے جو فنا کے منافی ہے۔

۲ چوں الف۔ جب ہمزہ نے خود کو فنا کر دیا تو اب ب اور س اس کو بتا رہے ہیں اسی طرح جب بندہ فانی فی ذات اللہ ہو جائے گا تو اس کو بقا باللہ حاصل ہو جائے گا۔ ما رمیت۔ آنحضورؐ جنگ بدر میں ایک مٹھی خاک دشمنوں کی طرف پھینکی تو وہ اندھے ہو گئے چونکہ آنحضورؐ کو مقام فنا حاصل تھا اس لئے آنحضورؐ کے اس فعل کو آنحضورؐ کی بجائے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا اور فرمایا کہ تم نے نہیں پھینکا بلکہ خدا نے پھینکا تو جب فانی کا فعل فانی کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا ہے تو اس کا قول بھی اس کی طرف منسوب نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہوگا تو لکن اللہ رمی سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ آنحضورؐ نے نہیں کہا بلکہ اللہ نے کہا۔ گفتہ او گفتہ اللہ بود۔ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود۔

۳ گر شود۔ چونکہ مولانا نے گزشتہ اشعار میں بہت بلند مضامین ذکر فرمائے ان کے پیش نظر مثنوی کی تعریف شروع کر دی۔ بیشہ۔ جنگل میرا اس کے درخت مدید۔ مدادِ کمال سے روشنائی۔ مثنوی۔ اس کے مضامین کلمات اللہ ہیں اور ان کے بارے میں قرآن پاک میں بھی کہا گیا ہے۔ چار چوب۔ جب تک زمین ہے یعنی دنیا قائم ہے زمین سے یہ مٹھیں پھوٹتی رہیں گی اور اس وقت تک اس مثنوی کے اشعار بھی دستیاب رہیں گے۔ پوں نماند۔ جب یہ دنیا زمین ختم ہو جائے گی اور قیامت کے دن کی ہوا میں اس کو ہوا کر دیں گی تو اس مثنوی یعنی کلمات کا سمندر جوش مارے گا اور عالم آخرت ایک نئی زمین بنا لے گا۔

چوں ۱ نماند بیشہ و سر در کشند — بیشہا از عینِ دریا سر کشند
جب جنگل نہ رہیں گے اور سر چھپا لیں گے — بعینہ دریا سے جنگل سر ابھاریں گے

بہرِ ایں گفت آں خداوندِ فرج — حَدِّثُوا عَنْ بَحْرِنَا اِذْ لَا حَرَجْ
اسی لئے کشادگی کے خدا نے فرمایا — ہمارے سمندر سے بیان کرو کیونکہ تنگی نہیں ہے

باز گرد از بحر، رُو در خشک نہ — ہم زلعبت گو کہ کودک راست بہ
سمندر سے واپس ہو جا، خشکی کی جانب رخ کر — کھیل کی بات کر کیونکہ بچے کے لئے وہ بہتر ہے

تاز لعبت اندک اندک در صبا — جانش گردد بامِ عقل آشنا
تاکہ بچپن میں کھیل سے تھوڑا تھوڑا — اس کی جان عقل کے سمندر سے آشنا ہو جائے

عقل زاں بازی ہمی گیرد صبی — گرچہ با عقل ست در ظاہر ابی
بچہ کھیل سے عقل حاصل کرتا ہے — اگرچہ وہ بظاہر عقل کے منافی ہے

کودکِ دیوانہ بازی کے کند — جُزو باید تا کہ کُل را پے کند
دیوانہ بچہ کب کھیلتا ہے؟ — جز چاہیے تاکہ کل کا پتہ لگائے

رجوع کردن بقصہ قبہ و گنج
قبہ اور خزانہ کے قصے کی جانب رجوع

نِک ۲ خیالِ آں فقیرِ بے ریا — عاجز آورد از بیاؤ از بیا
اس مخلص فقیر کے خیال نے — آ جا، آجا کے ذریعہ عاجز کر دیا

بانگِ اُو تو نشنوی مَن بشنوم — زانکہ در اَسرار ہم از ویم
تو اس کی آواز نہیں سنتا، میں سن رہا ہوں — کیونکہ میں رازوں میں اس کا ہمراز ہوں

طالبِ گنجش مبیں خود گنج اُوست — دوست کے باشد بمعنی غیر دُوست
اس کو خزانہ کا طالب نہ سمجھ وہ خود خزانہ ہے — باطن میں دوست، دوست کا غیر کب ہوتا ہے؟

سجدہ خود رامی کند ہر لحظ اُو — سجدہ پیشِ آئینہ ست از بہرِ رُو
وہ ہر لحظ اپنا سجدہ کرتا ہے — آئینہ کے سامنے سجدہ کرنا چہرے کے لئے ہے

گر بدیدے ۳ زائینہ اُو یک پشیز — بے خیالِ اُو نماندے ہیچ چیز
اگر وہ آئینہ سے ایک دمڑی دیکھ لیتا — اس کے خیال کے سوا کچھ نہ رہتا

---

۱ چوں نماند بیشہ۔ جب یہ عالم دنیا کے جنگل ناپید ہو جائیں گے تو مثنوی یعنی کلمات اللہ اور عالم آخرت کے جنگل پیدا ہو جائیں گے۔ بہر آیں۔ چونکہ کلمات اللہ غیر محدود ہیں لہٰذا ان کی باتیں بھی لامحدود ہیں ان کو بیان کئے جاؤ کوئی تنگی نہ آئے گی۔ باز گرد۔ اب کلمات اللہ اور اسرار کے سمندر کی باتوں سے خشکی کی طرف یعنی ظاہری باتوں کی طرف رجوع اور کچھ کھیل کود کی بات کر وہ بچہ کے لئے مفید ہے جب وہ لکڑی کی تلوار سے کھیلنا سیکھ لیتا ہے تو اصلی تلوار خوب چلاتا ہے۔ تاز لعبت۔ کھیل کود سے عقل آشنا ہو جاتی ہے۔ بازی۔ کھیل کود سے بچہ ہنر سیکھ لیتا ہے اگرچہ بظاہر عقل اور کھیل میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔ کودک۔ کھیل سے عقل آتی ہے اور عقل ہی سے کھیل آتا ہے پاگل بچہ بھی کھیل میں نہیں لگتا ہے۔

۲ نک۔ اس مخلص فقیر کا خیال مجھے مجبور کر رہا ہے کہ میں اس کے قصہ کو پورا کروں۔ بانگ او۔ چونکہ میں اس فقیر کا ہمراز ہوں اس کی آواز ملانے کی مجھے آ رہی ہے۔ طالب گنجش۔ اس فقیر کو خزانہ طالب نہ سمجھ بلکہ وہ خود خزانہ ہے کیونکہ دوست باطن کے اعتبار سے دوست کا غیر نہیں ہوتا ہے بلکہ مطلوب طالب کا آئینہ ہوتا ہے اور آئینہ کی جانب سجدہ کرنا اپنے لئے ہی سجدہ کرنا ہے، انسان کسی چیز کا طالب اپنی غرض کے لئے ہوتا ہے تو گویا وہ مطلوب، خود طالب ہے۔

۳ گر بدیدے۔ طالب نے مطلوب کے آئینہ میں خود ہی کو دیکھا تو طلب میں اس قدر منہمک ہو گیا لیکن اگر وہ طالب اس حقیقت کو دیکھ لیتا جس حقیقت کے لئے ہر مخلوق اور مطلوب آئینہ ہے تو وہ اس حقیقت کے ہو جاتا اور اس کے ذہن سے ہر مطلوب خیال زائل ہو جاتا اور اس حقیقت کے آئینہ بن جانے سے جب اس میں اپنا چہرہ نظر آتا تو منصور کی طرح اناالحق کا نعرہ لگانے لگتا۔

ہم خیالاتش ہم اُو فانی شُدے — دانشِ اُو محو نادانی شُدے
اس کے خیالات اور خود بھی فانی ہو جاتے — اسکا علم بے علمی میں فنا ہو جاتا

دانشِ دیگر ز نادانیِ ما — سَر بَرآور دے عیاں کانی اَنا
ہماری بے علمی سے دوسرا علم — کھلم کھلا سر ابھارتا کہ انی انا

اُسْجُدُوْا لِآدَمَ ندا آمد ہمے — کا دمید و خویش بینیدش دَمے
آدم کو سجدہ کرو آواز آ رہی تھی — کہ تم آدم ہو اور تھوڑی دیر کے لئے اپنے آپ کو آدم سمجھو

اَحوالے از چشمِ ایشاں دُور کرد — تا زمیں شد عین چرخِ لاجورد
ان کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا — یہاں تک کہ زمین عینہ والا آسمان ہوگئی

لا اِلٰہ گفت الّا اللہ گفت — گشت لا اِلّا اللہ و وحدت شگفت
اس نے "لا الٰہ" کہا اور "لا اللہ" کہا — "لا" "الا اللہ" بن گیا اور وحدت ظاہر ہو گئی

آں[۲] حبیب و آں خلیلِ یار شد — وقت آں آمد کہ گوشِ ما کشد
وہ حبیب اور ہادی دوست — اس کا وقت آ گیا کہ ہمارے کان کھینچے

سُوئے چشمہ کو دہاں زینہا بشُو — آنچہ پوشیدم از خلقاں مگو
چشم کی جانب کہ ان سے منہ دھوئے — جو ہم نے مخفی کیا ہے' لوگوں سے نہ کہہ

وَر بگوئی خود نہ گردد آشکار — تو بقصدِ کشف گردی جُرم دار
اگر تو کہے گا واضح نہ ہو گا — تو اظہار کے ارادے میں مجرم ہو گا

لیک[۳] من اِینک پریشاں می تنم — قائلِ ایں سامعِ ایں ہم منم
لیکن میں اب پراگندہ بات کر رہا ہوں — اس کا کہنے والا بھی اور سننے والا بھی میں ہی ہوں

صورتِ درویش و نقشِ گنج گو — رنج کیشند ایں گروہ از رنج گو
درویش کی ظاہری صورت اور خزانہ کا نشان بیان کر — یہ لوگ زحمت پسند ہیں زحمت کی بات کر

چشمۂ رحمت برایشاں شُد حَرام — می خوراند از زہرِ قاتل جام جام
رحمت کا چشمہ ان پر حرام ہو گیا ہے — زہر قاتل کے جام پر جام پیتے ہیں

صورت درویش۔ اسرار کا بیان تو اب ختم ہوا اب دو باتیں اور کہنی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے ایک درویش کا قصہ دوسرا چشمہ رحمت یعنی شریعت کا ذکر۔ رنج کیشند۔ عوام کو وہی باتیں پسند ہیں جن کا ذکر غیر خدا کا ذکر ہے اور وہ ہمارے لئے تکلیف دہ ہیں لیکن عوام کا چونکہ یہ مزاج بن گیا ہے لہٰذا مجبوراً ہمیں اس طرح کے قصے بیان کرنے پڑ رہے ہیں۔ چشمہ رحمت۔ شریعت کی باتیں ان عوام نے اپنے اوپر حرام کر لی ہیں اور دوسرے قصے جو زہر ہیں اس کی مادی ہو گئے ہیں۔

۱ اُسجُدُوا۔ آدم فرشتوں کے مسجود اس لئے تھے کہ وہ مظہر حقیقت تھے تو بنی آدم کے لئے یہ اشارہ ہے کہ وہ بھی آدم کی طرح مظہر حقیقت ہیں اور ان کو چاہیے کہ اپنے آپ کو اس حقیقت کا مظہر سمجھیں۔ اَحوَلی۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کی آنکھ سے بھینگا پن دور کر دیا اور انہوں نے آدم کی مٹی کو اسی طرح محیط انوار دیکھا جس طرح فلک محیط انوار ہے۔ لا الٰہ الا اللہ کا قفی قفا اللہ کہنا لا الٰہ الا اللہ ہی کہنا تھا جبکہ لا الٰہ یعنی غیر اللہ مظہر الا اللہ عین حقیقت بن گیا۔ تو گویا انی انا اللہ کہنا عینہ لا الٰہ الا اللہ کہنا تھا یعنی یہ محض دو عنوان ہیں مضمون ایک ہی ہے۔

۲ آں حبیب۔ اب ان اسرار کا بیان اس درجہ پر آ گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارا کان کھینچ کر شرعی احکام کی طرف لے جائے اور حکم دے کہ شریعت کے چشمہ سے منہ دھو لے تا کہ ان اسرار کو بیان بھی کیا جائے تو اسرار کے بیان کا منہ میں جو اثر ہے وہ زائل ہو جائے اس لئے کہ شریعت اس طرح کے کلمات کی اجازت مغلوب الحال کے سوا کسی کو نہیں دیتی ہے اور یہ وہ اسرار ہیں جو شریعت نے عوام سے پوشیدہ رکھے ہیں۔ دد۔ اگر ان اسرار واضح نہ ہوں گے اور اس طرح کے کلمات کہنے والا مجرم قرار دیا جائے گا اور شریعت کے احکام کے اعتبار سے سولی کا مستحق ہوگا۔

۳ لیک۔ میں جو کچھ بیان کر رہا ہوں وہ بھی پراگندہ باتیں ہیں جن سے اسرار کی حقیقت واضح نہیں ہوتی نیز ان کا کہنے والا بھی میں ہی ہوں اور سننے والا بھی میں ہی ہوں چونکہ اور کوئی سمجھنے والا نہیں ہے لہٰذا میں عوام سے راز ظاہر کرنے کا مجرم بھی نہیں ہوں۔

خاکہا[1] پُر کردہ دامن می کشند
دامن کو مٹی سے بھر کر لا رہے ہیں

تا کنند ایں چشمہا را خشک بند
تاکہ ان چشموں کو خشک اور بند کر دیں

کے شود ایں چشمہ دریا مَدد
یہ دریا کا لدادی چشمہ کب ہو سکتا

ملتبس زیں مُشت خاکِ نیک و بد
لپٹا ہوا؟ اس اچھی بری مٹی کی مٹھی سے

لیک گویا باشما من بستہ ام
لیکن وہ کہتا ہے تمہارے اعتبار سے میں بند ہوں

بے شما من بالبد پیوستہ ام
تمہارے علاوہ میں لبد سے وابستہ ہوں

قومِ معکوس اند اندر مُشتہا
مطلوب کے بارے میں وہ الٹی قوم ہے

خاک خوارو آب را کردہ رہا
مٹی پیتی ہے پانی کو چھوڑ رکھا ہے

ضدّ[2] طبعِ انبیاء دارند خَلق
یہ لوگ انبیاء کی طبیعت کی ضد ہیں

اژدہا را مُتّکا دارند خلق
یہ لوگ اژدھے کو تکیہ گاہ بنائے ہوئے ہیں

چشم بند خلق چوں دانستہ
جبکہ تو نے لوگوں کی آنکھ کے پردے کو سمجھ لیا

ہیچ دانی ازچہ دیدہ بستہ
تو جانتا ہے کہ تو نے کس چیز سے آنکھ بند کی ہے؟

بر چہ بکشادی بدل ایں دیدہا
تو نے آنکھوں کو بدلہ میں کس چیز پر کھولا ہے؟

یک بیک بئس البدل داں آں ترا
اپنے لئے اس کو سراسر برا بدلہ سمجھ

لیک خورشیدِ عنایت تافتہ است
لیکن مہربانی کا سورج چمکا ہے

آئیسان را از کرم دریافتہ است
اس نے کرم سے مایوسوں کو پالیا ہے

نردبس[3] نادر ز رحمت باختہ
اس نے رحمت سے عجب نرد کھیلی ہے

عینِ کفراں را اِنابت ساختہ
عینِ کفر کو رجوع (الی اللہ) بنا دیا ہے

ہم ازیں بدبختیِ خلق آں جواد
اس سخی نے مخلوق کی اسی بدبختی سے

منفجر کردہ دو صد چشمہ وداد
محبت کے دو سو چشمے جاری کر دیئے

غُنچہ را از خار سرمایہ دہد
وہ غنچہ کو کانٹے سے سرمایہ عطا کرتا ہے

مُہرہ را از مار پیرایہ دہد
وہ مہرہ کو سانپ سے لباس عطا کر دیتا ہے

از سوادِ شب بروں آرد نہار
وہ رات کی سیاہی سے دن ظاہر کرتا ہے

وز کفِ معسر بروياند يسار
وہ تنگدست کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے

دن پیدا کر دیتا ہے مفلس کے ہاتھ سے مالداری پیدا کر دیتا ہے حضرت ابراہیم نے ریت سے گیہوں کا آٹا پیدا فرمادیا پہاڑ کو حضرت داؤد کا ہم زبان بنادیا۔

---

[1] خاکہا۔ یہ لوگ شریعت کے مسائل کو اپنی خرافات سے دبانا چاہتے ہیں لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔ مکتبس۔ اگر نون سے ہے تو پوشیدہ کے معنی ہیں اور اگر باء سے ہے تو لپٹا ہوا کے معنی ہیں۔ لیک۔ مخالفوں کی مخالفت سے شریعت تو نہ مٹے گی ہاں وہ محروم رہیں گے۔ قوم معکوس۔ یہ دین میں تاویلات کرنے والے اوندھی طبیعت کے ہیں کہ ان کو شریعت کا صاف چشمہ پسند نہیں آتا اور تاویلات کی خاک چاہتے ہیں۔

[2] ضدّ طبع۔ انبیا تو حق کہتے تھے خواہ عوام کو پسند نہ آئے یہ عوام پر تکیہ کرتے ہیں اور ان کو خوش کرنے کیلئے تاویلات کرتے ہیں۔ چشم بند۔ یہی فلسفیانہ توجیہات ان کی آنکھوں کا پردہ ہیں انہوں نے حقائق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ بر چہ۔ شریعت کے اسرار کی بجائے فلسفیانہ تاویلات ان کے پیش نظر ہیں جو حقائق شرعیہ کا بدترین بدل رہیں۔ لیک۔ ان عقلی موشگافیاں کرنے والوں میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں کہ اصل شریعت کا تو انکار نہیں کرتے ہیں لیکن بعض جگہ سلف کے خلاف تاویلات کرتے ہیں ان کو قدرے خدا کے کرم نے سنبھال لیا ہے۔

[3] نردبس بس نادر۔ اللہ نے ان پر کرم کیا اور ان کے بعض عقائد سلف کے خلاف ہوتے ہوئے بھی ان کو معذور قرار دے دیا ہے۔ ہم قریں۔ ان کے بعض عقائد فاسدہ سے ہی اپنی محبت کے چشمے جاری کر دیئے ہیں۔ غنچہ۔ اللہ تعالیٰ ایک ضد سے دوسری ضد پیدا فرما دیتا ہے خار سے غنچہ اور سانپ میں مہرہ پیدا کر دیتا ہے جو اس کے زہر کا تریاق ہے ذات سے

آرد ساز دریگ را بہرِ خلیل — کوہ باداؤد گر دوہم رسیل
وہ خلیل (ابراہیم) کے لئے ریت کو آٹا بنا دیتا ہے — پہاڑ (حضرت) داؤد کا ہم آواز بن جاتا ہے
کوہِ[1] با وحشت دراں ابرِ ظلم — برکشاید بانگِ چنگ و زیر و بم
وحشت ناک پہاڑ تاریک ابر میں — جنگ کی آواز اور زیر و بم کا ظاہر کرتا ہے
خیزاے داؤد از خلقاں نفیر — ترکِ آں کردی عوض از ما بگیر
اے لوگو سے متنفر داؤد اٹھ — تو نے اس کو چھوڑا ہم سے اس کا بدلہ لے لے

اِنابتِ آں طالبِ گنج بحق تعالیٰ بعد از طلب بسیار و عجز
بہت سے عجز اور مجبوری کے بعد اس خزانہ کے طلب گار کا ' اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا
وَاضطرار کہ اے وَلِیُّ الْاِظْہار تو کُن آں پنہاں را آشکار
کہ اے ظاہر کرنے کے ولی تو اس پوشیدہ کو ظاہر کر دے

گفت آں درویش اے دانائے راز — از پئے ایں گنج کردم یادہ تاز
اس فقیر نے کہا ' اے راز داں — میں نے اس خزانہ کے لئے ' بیہودہ بھاگ دوڑ کی
دیو حرص و آز مستعجل تگی — نے تانی جُست ونے آہستگی
دوڑ میں عجلت کرنے والے لالچ اور حرص کے دیو نے — نہ آہستہ روی کو طلب کیا اور نہ آہستگی کو
من[2] زدیگے لقمہ نند و ختم — کف سیہ کردم دہاں را سو ختم
میں نے دیگ میں سے ایک لقمہ نہ حاصل کیا — ہاتھ کالا کر لیا ' منہ جلا لیا
خود نگفتم چوں دریں نامُوقنم — زاں گرہ زن ایں گرہ را حل کُنم
میں نے کہا جبکہ میں اس میں یقین کرنے والا نہیں ہوں — اس گرہ لگانے والے سے اس گرہ کو کھلواؤں
قولِ حق را ہم ہم زحق تفسیر جُو — ہیں مخاڑا اژ از گماں اے یادہ گو
اللہ کے قول کی ' اللہ سے تفسیر چاہ — اے بیہودہ گو ! گمان سے بکواس نہ کر
آں گرہ کوزد ہمُو بکشایدش — مہرہ[3] کُو انداخت اُو برباید ش
جو گرہ اس نے لگائی ہے وہی اس کو کھولتا ہے — جو مہرہ اس نے بٹھایا ہے ' وہی اس کو اٹھاتا ہے
گرچہ آسانت نمُود ایں سان سخن — کے بُود آساں رموزِ من لدُن
اگرچہ تجھے اس قسم کا کلام آسان معلوم ہوتا ہے — لدنیہ رموز آسان کب ہوتے ہیں؟
گفت یارب توبہ کردم زیں شتاب — چوں تو دربستی تو کُن ہم فتحباب
اس نیکہا اے خدا میں نے اس جلد بازی سے توبہ کی — جب آپ نے دروازہ بند کیا ہے آپ ہی دروازہ کھولئے

[1] کوہ۔ حضرت داؤد کے ساتھ پہاڑ زبور اور تسبیح پڑھنے میں ہم آواز رہتا تھا۔ خیز۔ حضرت داؤدؑ عوام سے گھبرا کر گوشہ تنہائی میں گئے تو پہاڑ ان کا ہم آواز بنا۔ انابت۔ جب وہ فقیر خزانہ کی جستجو میں تھک گیا تو اس نے خدا کی طرف رجوع کیا۔ آں پنہاں۔ یعنی خزانہ۔ یادہ تاز۔ بیکار بھاگ دوڑ۔ مستعمل تگی۔ جلد بازی۔

[2] من زدیگے۔ یعنی خزانہ کی تلاش میں سوائے تکلیف کے کچھ حاصل نہ ہوا۔ خود نگفتم۔ میری یہ غلطی تھی کہ تیر پھینکنے کی تفسیر پر یقین نہ ہوتے ہوئے بھی تیری طرف رجوع نہ کیا۔ قول حق۔ اللہ تعالیٰ اپنے کلام کی تفسیر خود کر سکتا ہے چنانچہ قرآن قرآن کی تفسیر ہے۔

[3] مہرہ۔ جو نرد اس نے جس جگہ بٹھائی ہے وہی اس کو اٹھا کر بازی جیت سکتا ہے دوسرے کی مجال نہیں ہے۔ گرچہ۔ قرآن پاک کو آسان بھی کہا ہے لیکن اس کے رموز خدا ہی حل کرتا ہے۔

برسرِ [1] حرفہ شدم بارِ دگر
میں دوبارہ ہنر کے سر ہو گیا

در دُعا کردن بُدم من بے ہُنر
میں دعا کرنے میں بے ہنر تھا

کو ہُنر، گو من، کجا دل مُستوی
کہاں ہنر کہاں میں، کہاں پر قرار دل

ایں ہمہ عکسِ تُواست و خود توئی
یہ سب آپ کا عکس ہے اور خود آپ ہی ہے

ہر شبے تدبیر و فرہنگم بخواب
ہر رات کو سونے میں میری تدبیر اور عقل

ہمچو کشتی غرقہ می گردد درآب
کشتی کی طرح پانی میں ڈوب جاتی ہے

خود نہ مَن می مانم و نے آں ہُنر
نہ خود میں رہتا ہوں اور نہ وہ ہنر

تَن چو مُردارے فتادہ بے خبر
جسم مردے کی طرح بے خبر پڑا ہوتا ہے

تاسحر [2] جُملہ شب آں شاہِ عُلا
تمام رات صبح تک وہ بلندی کا شاہ

خود ہمی گوید اَلَستُ وہم بلیٰ
خود ہی اَلَستُ کہتا ہے اور خود ہی بلیٰ

کو بلیٰ گو، جملہ را سیلاب بُرد
"بلیٰ" کہنے والے کہاں ہیں سب کو بہاؤ لے گیا

یا نہنگے کرد کل را خُرد مُرد
یا ناگ نے سب کو ریزہ ریزہ کر دیا

صبحدم چوں تیغِ گوہر دارِ خود
صبح کا وقت جب اپنی جڑاؤ تلوار

از نیامِ ظُلمتِ شب بَر کشد
رات کی تاریکی سے سونتتا ہے

آفتابِ شرق شب را طے کند
مشرق کا سورج رات کو طے کرتا ہے

ایں نہنگ آں خورد ہاراقے کند
یہ ناگ کھائی ہوئی چیزوں کو اگل دیتا ہے

رستہ چوں یونس ز معدہ آں نہنگ
اس ناگ کے معدہ سے حضرت یونس کی طرح نکل کر

منتشر گردیم اندر بود رنگ
بو اور رنگ میں ہم پھیل جاتے ہیں

خلق [3] چوں یونس مسبح آمدند
مخلوق حضرت یونس کی طرح تسبیح پڑھنے والی بن گئی

کاندراں ظلمات پُر راحت شُدند
کیونکہ ان تاریکیوں میں آرام سے ہو گئی

ہر یکے گوید بہنگامِ سحر
ہر شخص صبح کے وقت کہتا ہے

چوں زبطنِ حُوتِ شب آید بدر
جب رات کی مچھلی کے پیٹ سے باہر آتا ہے

کاے کریمے کانداں لیلِ وحش
کہ اے کریم! اس وحشت ناک رات میں

گنجِ رحمت بنہی و چندیں چشش
تو رحمت کا خزانہ اور اس قدر لذت رکھتا ہے

چشم تیز و گوش تازہ تَن سُبک
آنکھ تیز، کان تازہ اور جسم ہلکا (ہو گیا)

از شب ہمچوں نہنگِ زوالحنک
رات کی وجہ سے جو ناگ کی طرح کالی زلفوں والی ہے

[1] برسرِ حرفہ۔ یعنی میں نے دعا اس طرح نہ کی کہ خزانہ کا ملنا بھی بلا کسب ہو جاتا اور اس کے تلاش کرنے میں مجھے محنت اور تدبیر کرنی پڑ گئی یہ میری دعا کا تصور تھا۔ کو۔ انسان ہیچ در ہیچ ہے۔ جو کچھ ہے خدا کا عکس ہے بلکہ عین خدا ہے۔ ہر شبے۔ انسان کے ہنر اور تدبیر کا حال تو یہ ہے کہ وہ ہر رات کو غائب ہو جاتا ہے۔ خود۔ نیند کی حالت میں انسان کے تمام ہنر ختم ہو جاتے ہیں اور وہ ایک مردے کی صورت میں ہوتا ہے۔

[2] تاسحر۔ صبح تک۔ سب انسان مردہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے خود ہی سوال کرتا ہے اور خود ہی جواب دیتا ہے ان میں جواب دینے کی صلاحیت نہیں رہتی ہے۔ نہنگ۔ مگرمچھ۔ خُرد مُرد۔ ریزہ ریزہ۔ صبحدم۔ صبح کے وقت جب سورج نکلتا ہے انسان کے ہوش و حواس واپس آ جاتے ہیں۔ تیغ۔ یعنی سورج۔ نہنگ۔ یعنی رات۔ رستہ۔ اب صبح کو انسان بیدار ہو کر پھر دنیا کے رنگ و بو میں منہمک ہو جاتا ہے۔

[3] خلق۔ جس طرح حضرت یونس نے فرمایا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ہر انسان اللہ کی تسبیح کرتا ہے۔ پر راحت۔ انسان کو رات میں سونے سے بڑی راحت حاصل ہوتی ہے۔ کاے۔ سو کر جب اٹھتا ہے تو یہ تسبیح کرتا ہے۔ گنج رحمت۔ اسی خزانے سے حواس کو یہ طاقت ملی ہے کہ بیداری پر وہ تیز ہو جاتے ہیں اور بدن ہلکا ہو جاتا ہے۔ زوالحنک۔ حبیک۔ بالوں کا مجموعہ۔

از[1] مقاماتِ وحش روزیں سپس
اس کے بعد وحشت ناک مقامات سے

ہیچ نگریزیم ماباچوں تو کس
آپ جیسی ذات کے ہوتے ہوئے ہم کبھی نہ بھاگیں گے

موسیٰ آں را نار دید و نور بود
موسیٰ نے اس کو آگ سمجھا وہ نور تھا

زنگی دیدیم شب رانور بود
ہم نے رات کو حبشی سمجھا وہ حور تھی

مائمی خواہیم غیرا زدیدۂ
ہم آنکھ کے سوا کچھ نہیں چاہتے ہیں

دیدۂ تیزے کشے بگزیدۂ
منتخب اچھی تیز آنکھ

بعدازیں مادیدہ خواہیم از تو بس
اس کے بعد ہم تجھ سے بس آنکھ مانگتے ہیں

تا نپوشد بحر را خاشاک وخس
تاکہ سمندر کو کوڑا کرکٹ نہ چھپائے

ساحراں را چشم چوں راست از عمیٰ
جادوگروں کی آنکھ جب اندھے پن سے نجات پائی

کف زناں بودند بے ایں دست وپا
وہ اس ہاتھ پاؤں کے بغیر ہتھیلیاں بجا رہے تھے

چشم بندِ خلق جز اسباب نیست
ہر کہ لرزد بر سبب زاصحاب نیست
جو سبب سے لرزے وہ اصحاب (دید) میں سے نہیں ہے

مخلوق کی آنکھ کا پردہ سوائے اسباب کے کچھ نہیں ہے

لیک[2] حق اصحاب و نا اصحاب را
در کشادو برد تاصدرِ سرا
دروازہ کھول دیا ہے اور مکان کے صدر تک لے گیا ہے

لیکن اللہ تعالیٰ نے اصحاب اور غیر اصحاب کے لئے

باکفش نا مستحق و مستحق
معتقانِ رحمت اند از بندِ رق
غلامی کی قید سے رحمت کے آزاد کردہ ہیں

اس کی ہتھیلی میں مستحق اور غیر مستحق

در عدم ما مستحقاں کے بُدیم
کہ بریں جان و بریں دانش زدیم
کہ ہم اس جان اور اس عقل پر پہنچ گئے

عدم میں ہم مستحق کب تھے؟

اب بکردہ یار ہر اغیار را
دے بدادہ خلعتِ گل خار را
اور اسے وہ کہ جس نے کانٹے کو پھول کا لباس خلعت فرمایا ہے

اے وہ ذات جس نے غیروں کو دوست بنایا ہے

خاکِ مارا ثانیا پالیز کن
ہیچ نے را بارِ دیگر چیز کن
ناچیز کو دوبارہ چیز بنا دے

ہماری مٹی کو دوبارہ سر سبز کر دے

ایں[3] دُعا تو امر کردی زابتدے
ورنہ خاکے راچہ زہرہ ایں بُدے
ورنہ ایک مٹی کو یہ حوصلہ کہاں ہوتا؟

شروع سے اس دعا کا تو نے حکم دیا ہے

چوں دُعا ماں امر کردی اے عجاب
ایں دُعائے خویش راکن مستجاب
اپنی اس دعا کو مقبول بنا

جب تو نے ہمیں دعا کا حکم دیا ہے اے عجیب!

---

[1] از مقامات۔ جبکہ وحشتناک رات میں اللہ کی اس قدر نعمتیں منتظر ہیں تو اب خدا کی رات کے سہارے کسی وحشتناک چیز سے گریز نہ کرنا چاہیے۔ موسیٰ۔ ہر چیز ہمارے خیال کے مطابق نہیں ہوتی حضرت موسیٰ نے نور کو نار خیال کیا ہم نے رات کو برا سمجھا جو صحیح نہ تھا۔ مائی خواہیم۔ سب سے بڑی نعمت صحیح آنکھ ہے جو ہر چیز کو اصلی حالت پر دکھا دے ہمیں اس کی دعا کرنی چاہیے۔ گزیدہ۔ خوب۔ تا نپوشد۔ تاکہ ہماری نگاہ صحیح کام کرے اور ہماری نظر کے لئے خس وخاشاک دریا کو نہ چھپا سکے۔ ساحراں۔ فرعون کے جادوگروں کو صحیح نظر حاصل ہوگئی تھی وہ ان (سمانی) ہاتھ پاؤں کو کچھ نہ سمجھتے تھے ان کے کٹنے پر رقص کر رہے تھے۔ چشم بند۔ صحیح نظر وہی ہے جو اسباب کے پردے اٹھا کر مسبب الاسباب کو دیکھ لے۔

[2] لیک۔ جو صحیح نظر نہیں رکھتے ہیں وہ بھی مایوس نہ ہوں اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ باکفش۔ اس کا دست کرم مستحق اور غیر مستحق سب کو عطا کرتا ہے۔ در عدم۔ جبکہ ہم معدوم تھے اس کا ہم پر کرم ہوا اور اس نے وجود اور حواس عنایت کر دیئے حالانکہ ہم میں کوئی استحقاق نہ تھا۔ اے بکردہ۔ اللہ کی رحمت کافروں پر بھی ہے۔ خاک مارا۔ ابتداء (سمانی) وجود عطا فرمایا اب روحانی حیات عطا فرما دے۔ پالیز۔ کھیت، چمن

[3] ایں دعا۔ دعا بھی ہم تیرے حکم اور توفیق سے کر رہے ہیں ورنہ ہماری ہمت کہاں تھی کہ تجھ سے دعا مانگتے۔ چوں دعا۔ جب تو نے دعا کی توفیق دی ہے تو یہ ہماری نہیں بلکہ تیری دعا ہے تو اس کو قبول بھی فرما لے۔

شب ۱ شکستہ کشتیِ فہم و حواس — نے اُمیدے ماندہ نے خوف و نہ یاس
رات کو سمجھ اور حواس کی کشتی شکستہ ہو گئی — نہ امید رہی نہ ڈر اور نہ مایوسی

بُردہ در دریائے حیرت ایزدم — تازچہ فن پُر کُند بفرستدم
اللہ تعالیٰ مجھے حیرت کے دریا میں لے گیا — دیکھا مجھے کس ہنر سے پر کر کے بھیجتا ہے؟

آں یکے را کردہ پُر نور و جلال — ویں دگر را کردہ پُر وَہم و خیال
اس ایک کو نور اور جلال سے پر کر دیا — اور اس دوسرے کو وہم اور خیال سے پر کر دیا

گر بخویشم ہیچ رائے فن بُدے — رائے و تدبیرم بحکمِ مَن بُدے
اگر میری اپنی کوئی رائے اور فن ہوتا — تو میری رائے اور تدبیر میرے قابو میں ہوتی

شب نرفتے ہوش بے فرمانِ مَن — زیرِ دامِ مَن بُدے مُرغانِ مَن
رات کو میرے حکم کے بغیر ہوش روانہ نہ ہوتا — میرے پرند میرے جال میں ہوتے

بُودے ۲ آگہ زمنزل ہائے جاں — وقتِ خواب و بیہشی و امتحاں
میں روح کی منزلوں سے باخبر ہوتا — خواب اور بے ہوشی اور امتحان کے وقت

چوں کفم زیں حل وعقد اُو تہی ست — اے عَجب ایں عُجبِ مَن زکیست
جب میرا ہاتھ اس کے حل و عقد سے خالی ہے — تعجب ہے، میری خود بینی کس وجہ سے ہے؟

دیدہ رانا دیدہ خود انگاشتم — باز زنبیلِ دُعا برداشتم
میں نے دیکھے ہوئے کو ان دیکھا سمجھ لیا — میں نے دعا کی جھولی کو پھر اٹھایا ہے

چوں اَلف ۳ چیزے ندارم اے کریم — جُز دلے دل تنگ تر از چشمِ میم
اے کریم! میں الف کی طرح کوئی چیز نہیں رکھتا ہوں — سوائے ایک دل کے جو میم سے بھی آنکھ سے زیادہ تنگدل ہے

ایں اَلف ایں میم اُمِ بُودِ ماست — میمِ اُم تنگ ست اَلف زو گداست
یہ "الف" یہ "میم" ہمارے وجود کی ماں ہے — ام کا "میم" تنگ ہے "الف" اس سے بھی زیادہ گدا ہے

ایں اَلف چیزے ندارد غافلی ست — میم دلتنگ آں زمانِ عاقلی ست
یہ "الف" کوئی چیز نہیں رکھتا، یہ غفلت کی حالت ہے — میم، دلتنگ ہے، وہ زمانہ عقلمندی کا ہے

در زمانِ بیخودی خود ہیچ مَن — در زمانِ ہوش اندر ہیچ مَن
میں بیہوشی کے وقت خود ہیچ ہوتا ہوں — ہوش کے زمانہ میں ہیچا ہیچ ہوتا ہوں

ہیچ دیگر بر چنیں ہیچی مَنہ — نامِ دولت بر چنیں کجی مَنہ
ایسے ناکارہ پن مزی ناکارہ پن نہ ڈال — ایسے بھینگے پن کا نام دولت نہ رکھ

۱ شب۔ رات کو حواس اور اس کے آثار یعنی خوف و بیم سب ختم ہو جاتے ہیں۔ پردہ۔ شب کو اللہ تعالیٰ حواس کو دریائے حیرت میں غرق کر دیتا ہے پھر ان کو پر ہنر بنا کر واپس کرتا ہے۔ آں یکے۔ عارفین کو غور سے پر کرتا ہے۔ ایں دگر۔ دنیا داروں اور فلاسفر کو وہم و خیال سے پر کر دیتا ہے۔ گر بخویشم۔ اگر حواس و ہنر ہمارے ذاتی ہوتے تو پھر ہمارے حکم کے تابع ہوتے۔ شب۔ رات کو ہماری اجازت کے بغیر ہم سے جدا نہ ہوا کرتے۔

۲ بودے۔ ہمیں یہ معلوم ہوتا کہ ہماری روح کہاں کہاں کی سیر کر رہی ہے۔ امتحان۔ نیند کی حالت امتحان کی ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ہمارے حواس اور روح ہمارے قبضہ کی میں ہے۔ چوں کفم۔ جب ہم اپنے حواس اور عقل سے بھی تہی دست ہیں غرور اور تکبر کا کیا کام ہے۔ دیدہ۔ اس سے پھر اس فقیر کی دعا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ ابتک جو دعا میں غلطی ں اور باوجود خزانہ کا پرچیں جانے خزانہ نہ ملا اس سبب کو لعدم قرار ے کر میں نو سر نو دعا کرتا ہوں۔

۳ الف۔ نقطہ سے خالی ہے میم کا نی چشم تنگ ہوتی ہے۔ ام۔ اصل ں ہمارا اصل وجود اور اس کے لوازم ب الف اور میم کے سرے کی ح ہیں۔ ایں۔ ہماری غفلت کا ہو یا ہوش کا دونوں الف اور میم کی ح ہیں۔ در زماں۔ غفلت اور ہوش جملہ اوقات پر یہ ن کن ہیں۔ دی کے وقت بالکل ناچیز ہوتا اور ہوش اور عقلمندی کے وقت دنیا ے عقلمندوں میں ہیچ در ہیچ ہوتا ہوں۔

خود ندارم[1] ہیچ بہ سازد مرا — کہ زدَہم ست ایں کہ دارم صد عَنا
میں خود کچھ نہیں رکھتا ہوں وہ مجھے بہتر بناتا ہے — یہ سیکڑوں رنج جو میں رکھتا ہوں وہم کی وجہ سے ہیں

وَر ندارم ہم تو دارائیم کُن — رنج دیدم راحت افزائیم کُن
اور اگر میں کچھ نہیں رکھتا ہوں تو تو میری رکھوالی کر — میں نے تکلیف دیکھی ہے تو میری راحت افزائی کردے

ہم درآبِ دیدہ عُریاں نیستم — بَردرِ تو چونکہ دیدہ نیستم
میں آنکھ آنسو کے معاملہ میں ننگا کھڑا ہوں — تیرے در پر، چونکہ میرے آنکھ نہیں ہے

رابِ دیدہ بندۂ بے دیدہ را — سبزۂ بخش و نباتے زیں چرا
بے بصیرت بندے کو آنکھ کے آنسو سے اس چراگاہ سے — سبزہ اور پیداوار بخش دیجئے

وَرنماند آب آبم دہ زعین — ہمچو عینینِ نبی ہطّالتین
اگر آنسو نہ رہے تو آنکھ سے مجھے آنسو عطا کر — جیسی نبی کی دو جاری رہنے والی آنکھیں

اُو چو[2] آبِ دیدہ جُست از جودِ حق — با چناں اجلال و اقبال و سَبق
جبکہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بخشش سے آنسو مانگے — ایسی بزرگی اور اقبال اور سبقت کے ہوتے ہوئے

چوں نباشم زاشکِ خوں باریک دیس — من تہیدستِ فضولِ کاسہ لیس
تو میں خونی آنسو کے ساتھ باریک میں کیوں نہ ہوں — میں خالی ہاتھ، فضول، خوشامدی

چوں چناں چشم اَشک را مفتوں بُود — اَشکِ من باید کہ صد جیحوں بُود
جبکہ ایسی آنکھ آنسو کی عاشق ہو — تو میرے لئے سیکڑوں جیحوں آنسو چاہیے

قطرۂ زاں زیں دو صد جیحوں بہ است — کہ بداں یک قطرہ جن وانس رَست
اس کا ایک قطرہ ان دو سو جیحوں سے بہتر ہے — کیونکہ اس قطرے سے جن اور انسان نجات پا گئے

چونکہ[3] باراں جُست آں روضہ بہشت — چوں نجوید آب شورہ خاک زشت
جبکہ جنت کے اس باغیچے نے بارش مانگی — تو میری شوریلی زمین پانی کیوں نہ مانگے؟

اے اَخی دَست از دعا کردن مَدار — با اجابت یاردِ اُویت چہ کار
اے بھائی! دعا کرنے سے ہاتھ نہ ہٹا — اس کے قبول کرنے یا رد کرنے سے تجھے کیا کام؟

ناں کہ سَدّ مانعِ ایں آب بُود — دَست زاں ناں می بباید شست رود
وہ روٹی جو اس پانی کی روک اور مانع ہو — اس روٹی سے جلد ہاتھ دھو لینا چاہیے

---

[1] خود۔ جبکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے تو میرا کارساز بن جا۔ کہ زدَہم۔ انسان اپنے کچھ ہونے کے وہم سے سیکڑوں مصیبتوں میں پھنستا ہے۔ یہی وہم دنیاوی اور دینی ترقی سے مانع بنتا ہے۔ ذر۔ جبکہ یقیناً میرے پاس کچھ نہیں ہے تو شاہی برت اور میری رکھوالی کر۔ نیستم۔ میں دعا کے آداب سے بھی محروم ہوں دعا کے لئے آنسوؤں کی ضرورت ہے میں اس سے بھی محروم ہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے پاس حقیقت بیں نظر ہی نہیں ہے۔ زاب۔ میری آنکھ میں آنسو پیدا فرما کر میرے اعمال کو سرسبز کردیجئے۔ زیں چرا۔ یعنی دنیا میں جو آخرت کا کھیت اور چراگاہ ہے۔ در نماند۔ اگر میری آنکھوں میں آنسو نہ رہیں تو آنسو بھی عنایت کر جس طرح تو نے آنحضور کی آنکھوں کو آنسو عطا کردیئے تھے۔ ہطالتین۔ حدیث شریف ہے۔ اَللّٰھُمَّ لَا زَقِّی عَیْنَیْنِ ھَطَّالَتَیْنِ اے خدا مجھے دو جاری ہونیوالی آنکھیں عنایت کردے۔

[2] او۔ آنحضور باوجود تمام بزرگیوں اور فضائل کے رونے والی آنکھوں کے طالب بنے۔ چوں نباشم۔ تو پھر ہم جیسوں کے لئے تو وہ بہت ہی ضروری ہیں اور ہماری نجات کے لئے تو سیکڑوں جیحوں دریا کی بقدر آنسو درکار ہیں۔ قطرہ۔ آنحضور کی آنکھ کا ایک آنسو سو جیحوں برابر آنسوؤں سے افضل ہے اس لئے کہ اس قطرۂ آنسو کے ساتھ جب دعا کی تو جن وانس قیامت میں حساب کتاب کے انتظار سے نجات پا گئے اور آنحضور کی اس سلسلہ میں شفاعت منظور ہوگئی۔ ایسی صورت میں تو ہمیں دو سو جیحوں برابر نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ آنسو درکار ہیں۔

[3] چونکہ۔ آنحضور جو خود جنت کے باغیچے کی طرح ہیں جب آنسوؤں کے بارش کے طالب بنے تو ہم جو کہ بدترین شورزمین ہیں ہمیں آنسوؤں کی بارش کی ضرورت کیوں نہ ہوگی۔ اے اخی۔ جب تجھے دعا کی فضیلتیں معلوم ہوگئیں تو اب دعا کرتا رہ اور تجھے اس سے کوئی بحث نہ ہونی چاہیے کہ وہ مقبول ہوئی ہے یا مردود۔ ناں۔ دعا میں اگر گڑگڑانہیں ہوتو اس کے موانع کو دور کر اور دو دنیا کی لذتیں ہیں۔

خویش را موزوں و چُست و سخت کُن — زآبِ دیدہ نانِ خود را پختہ کُن
اپنے آپ کو موزوں اور چست اور سنجیدہ بنا — آنکھ کے آنسو سے اپنی روٹی کو پختہ کر لے

آواز دادنِ ہاتف مَر طالبِ گنج را و اعلام کردن از حقیقت سرِّ آں
غیبی آواز کا خزانہ کے طلب گار کو آواز دینا اور اس کے راز کی حقیقت سے باخبر کرنا

اندریں بُود اُو کہ الہام آمدش — کشف شُد ایں مُشکلات از ایزدش
وہ اسی میں تھا، کہ اس کو الہام ہوا — اس کی یہ مشکلیں خدا کی جانب سے کھل گئیں

اندریں بُود اُو کہ اِلہامِ خدا — مُشکلش حَل گشت و حاجت شُد روا
وہ اسی میں تھا کہ خدا کے الہام سے — اس کی مشکل حل ہو گئی اور ضرورت پوری ہو گئی

گفت گفتم دَر کماں تیرے بنہ — کے بگفتم مَن کہ اندر کش تو زہ
اس نے کہا میں نے کہا تھا کہ کمان میں تیر رکھ — میں نے کب کہا تھا کہ چلے کو کھینچ؟

مَن نگفتم کایں کماں را سخت کش — دَر کماں نہ گفتمت نے بر کَنش
میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ کمان کو خوب کھینچ — میں نے تجھ سے کہا تھا کمان میں رکھ نہ کہ اس کو باہر کر

از فضولی تو کماں اَفراشتی — صَنعتِ قوّاسیِ برداشتی
تو نے بیہودہ پن سے کمان بلند کی — اور تیر اندازی کی کاریگری برداشت کی

تَرک ایں سخت کمانی رَو بگُو — دَر کماں ن تیر و پَرّیدن مجُو
جا اس سخت کمانی کو چھوڑ — کمان میں تیر رکھ اور اڑنے کی فکر نہ کر

چوں[۲] بیفتد برگن آنجا می طلب — زور بگذار و بزاری جُو ذَہَب
جب وہ گر پڑے، کھود اس جگہ تلاش کر — زور چھوڑ دے زاری سے زر طلب کر

آنچہ حق ست اَقرب از حبل الورید — تو فگندہ تیرِ فکرت را بعید
جو حق ہے، وہ شہ رگ سے بھی قریب ہے — تو نے فکر کے تیر کو دور پھینکا

اے[۳] کمان و تیرہا بر ساختہ — صَید نزدیک و تو دور انداختہ
اے وہ! جو تیر اور کمان تیار کئے ہوئے ہے — شکار نزدیک ہے اور تو نے دور چلایا

ہر کہ اُو دُورست دور از روئے اُو — کا زماید قوّتِ بازوئے اُو
جو اس سے دور ہے اس کے چہرے سے دور ہے — کہ وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے

ہر کہ دُور انداز تَر اُو دُور تَر — وز چنیں گنج ست اُو مہجور تَر
جو شخص دور پھینکنے والا ہے، وہ زیادہ دور ہے — اور وہ ایسے خزانہ سے زیادہ محروم ہے

۱ خویش۔ اپنے آپ کو دعا اور گریہ میں چست کر لے اور ان آنسوؤں کے ذریعہ آخرت کا توشہ تیار کر لے۔ فقیر اس دعا میں مصروف تھا کہ اس کو غیب سے الہام ہوا جس سے اس کی مشکلات حل ہو گئیں۔

۲ بیفتد۔ ہاتف نے کہا کہ ہم نے تجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ تیر کمان میں رکھ کر چلہ کھینچ کر زور سے پھینک بلکہ صرف اتنا کہا تھا کہ کمان میں رکھ کر گرا دے۔ افراشتی۔ جس طرح تیر انداز کمان کو نیچی کر کے تیر چلاتے ہیں۔ صنعت۔ تو نے اپنی کمان بازی کی کاریگری شروع کر دی۔ سخت کمانی۔ تیر اندازی کی مہارت۔

۲ چوں۔ بیفتد۔ چلہ کھینچ تیر نہ چلا، کمان میں تیر رکھ کر گرا دے جہاں وہ گرے اس جگہ کو کھود۔ زور۔ طاقت اور زور سے بچ اور عجز سے سونے کا طلبگار بن۔ آنچہ۔ مولانا فرماتے ہیں حق اور مقصد قریب جگہ میں تھا وہ تیر دور پھینک کر اس جگہ کو کھود کر خزانہ تلاش کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جو حق ہے وہ انسان کی شہ رگ سے قریب ہے اس کے بارے میں فکر کو دور نہ دوڑانا چاہیے۔

۳ اے۔ انسان کا مقصود حقیقی اس کے قریب ہے وہ اس کو ادھر ادھر تلاش کرتا پھرتا ہے۔ ہر کہ۔ جو مقصود کو دور سمجھ رہا ہے وہ مقصود سے بہت دور ہے وہ اپنی قوت بازو آزما رہا ہے جس سے مقصود حاصل نہ ہو گا۔ ہر کہ۔ جو عقلی تیر چلاتا ہے وہ مقصود سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

فلسفی[1] خود راز اندیشہ بگشت — گو بدو کورا سوئی گنجست پشت
فلسفی نے خود کو غور فکر سے مار ڈالا — اس نے کہہ دے کہ اس کی خزانہ کی جانب پشت ہے
گو بدو چندانکہ افزوں میدود — از مرادِ دل جدا تر می شود
اس سے کہہ دے کہ وہ جتنا دوڑتا ہے — دل کی مراد سے زیادہ جدا ہو رہا ہے
جاھلوا فینا بگفت آں شہریار — جاھلوا عنا نگفت اے بیقرار
اس شاہ نے جاھلوا فینا کہا ہے — اے بیقرار! اس نے جاھلوا عنا نہیں کہا ہے
ہمچو[2] کنعاں کو ز ننگِ نوح رفت — بر فرازِ قلّہ آں کوہِ زفت
کنعان کی طرح جو حضرت نوح کی ذلت سے بھاگا — بڑے پہاڑ کی چوٹی کی بلندی پر
ہر چہ افزوں تر ہمی جُست او خلاص — سوئی کہ می شد جدا تر از مناص
اس نے جس قدر خلاصی کی زیادہ جستجو کی — وہ بچاؤں کی جگہ سے پہاڑ کی جانب زیادہ جدا ہو گیا
ہمچو ایں درویش بہرِ گنج و کاں — ہر صباحی سخت تر جُستے کماں
جیسا کہ یہ فقیر، خزانہ اور کان کی خاطر — ہر صبح کو زیادہ سخت کمان تلاش کرتا
ہر کمانے کو گرفتے سخت تر — بودے از گنج و نشاں بد بخت تر
ہر وہ کمان جس کو وہ زیادہ سخت پکڑتا — خزانے اور پتہ سے زیادہ بدبخت بنتا
ایں[3] مثل اندر زمانہ جانی ست — جانِ ناداناں برنج ار زانی ست
زمانہ میں یہ مثال جان کے قابل ہے — نادان کی جان تکلیف کے لائق ہے
زانکہ جاہل داشت ننگ از اُوستاد — لا جرم رفت و دُکانِ نو گشاد
کیونکہ جاہل نے استاد سے ذلت محسوس کی — لا محالہ وہ گیا اور اس نے نئی دکان کھول لی
آں دُکاں بالائے اُستادانِ کار — گندہ و پُر کژدم ست و پُرز مار
وہ دکان جو فن کے استادوں سے اوپر ہے — وہ گندی بچھوؤں اور سانپ بھری ہے
زُود ویراں کُن دُکان و باز گرد — سوئی سبز و گلستان و آب خورد
تو دکان کو جلد ویران کر دے اور پلٹ — سبزہ اور چمن اور نہر کی جانب
نے چو کنعان گوز کبر و ناشناخت — از کہ عاصم سفینہ فوز ساخت
نہ کہ کنعان کی طرح جس نے تکبر اور جہالت سے — بچانے والے پہاڑ کو کامیابی کی کشتی بنایا

[1] فلسفی۔ اللہ تعالیٰ کی تلاش میں فلسفی کا بھی یہی حال ہے اس سے کہہ دو کہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے۔ اس سے کہہ دو کہ وہ جس قدر دوڑے گا مقصد سے دور ہوتا جائے گا کیونکہ مقصود کی طرف اس کی پشت ہے۔ جاھلوا فینا۔ قرآن پاک نے اللہ تعالیٰ کے صحیح طلب کرنے والوں کے لئے اللہ کا فرمان نقل کیا ہے۔ جاھلوا فینا یعنی ہماری طرف آنے میں جو کوشش کرتے ہیں۔ جاھلوا عنا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہماری جانب سے جانے میں کوشش کرتے ہیں۔

[2] ہمچو کنعاں۔ ایسی ہی بری کوشش کی مثال حضرت نوح کا لڑکا کنعان ہے جس نے حضرت نوح کی کشتی میں بیٹھنے سے ذلت محسوس کی اور طوفان سے بچاؤ کے لئے پہاڑ کی چوٹی کی طرف بھاگا۔ ہر چہ۔ وہ جس قدر کوشش کر رہا تھا بچاؤ کی جگہ سے دور ہو رہا تھا جو حضرت نوح کی کشتی تھی۔ ہمچو۔ کنعان اس فقیر کی طرح تھا جو ہر روز ایک سخت کمان تلاش کرتا اور اس سے تیز چمکتا اور خزانہ سے زیادہ دور ہو جاتا۔

[3] ایں مثل۔ مقصد سے دور ہونے کی وجہ اس مثال سے سمجھ میں آ جائے گی جو جان میں رکھنے کے قابل ہے کہ کوئی شاگرد استاد سے ذلت محسوس کرنے لگے اور اپنی دکان خود کھول بیٹھے ظاہر ہے ایسا شاگرد مقصد سے دور ہو جائے گا۔ اُں دُکان۔ ایسے شاگرد کی دکان ہنر سے خالی ہو گی اور نقصان رساں ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ مقصد تک پہنچنے کا راستہ اہل حق کا اتباع ہے۔ زود۔ ایسے شاگرد کو چاہیے کہ فوراً اپنی دکان کو ویران کر دے اور استاد کی شاگردی اختیار کر کے بھلے پھولے نے۔ کنعان کی طرف۔ بننے کی اس نے سیدھا راستہ چھوڑ کر غلط راستہ اختیار کیا۔

علمِ [1] تیر اندازیش آمد حجیب — واں مراد او را بدے حاضر بجیب
اس کا تیر اندازی کا فن پردہ بنا — اور وہ مقصد اس کی جیب میں موجود تھا

اے بسا علم وذ کاوات و فطن — گشتہ رہر و راچو غول و راہزن
اے (مخاطب) بہت سے علم اور ذہانتیں اور سمجھ داری — سالک کے لئے چھلاوا اور راہزن بنی ہیں

بیشتر اصحاب جنت ابلہ اند — تاز شرِّ فیلسوفی می رہند
اہل جنت زیادہ تر بھولے ہیں — جب ہی تو فلسفی کے شر سے محفوظ رہتے ہیں

خویش را عُریاں کن از فضل و فضول — تا کند رحمت ترا ہر دم نزول
اپنے آپ کو فضول اور فضیلت سے عاری کر لے — تاکہ ہر وقت تجھ پر رحمت نازل ہو

زیرکی [2] ضدِّ شکست ست و نیاز — زیرکی بگذار و باگولی بساز
ذہانت ' تواضع اور عاجزی کی ضد ہے — ذہانت چھوڑ اور بھولا پن اختیار کر

زیرکی واں دام بر دو طمع گاز — تاچہ خواہد زیرکی را پاک باز
ذہانت کو سوہان سائی کا جال اور حرص کو گاتی سمجھ — پھر ذہانت کو پاکباز کیا چاہے گا؟

زیرکاں باصنعتے قانع شدہ — اُبلہاں از صنع در صانع شدہ
ذہین ' کاریگری پر بس کرنے والے ہو گئے — بھولے ' کاریگری سے کاریگر میں پہنچ گئے

زانکہ طفلِ خُرد را مادر نہار — دست و پا باشد نہادہ برکنار
کیونکہ چھوٹے بچے کے لئے ماں دن میں — بغل میں لئے ہوئے ہاتھ اور پاؤں کی طرح ہوتی ہے

داستانِ [3] آں سہ مسافر مسلمان و ترسا و جہود و آنکہ بمنزلے قوتے

تین مسافروں نصرانی اور یہودی اور مسلمان کا قصہ ' ان کو راستہ

یافتند ترسا و جہود سیر بُودند ' گفتند آں قوت را فرد اخوریم
میں کھانے کو ملا نصرانی اور یہودی پیٹ بھرے تھے انہوں نے کہا

مسلمان صائم بُود و گرسنہ ماند ازاں کہ مغلوب بُود
کھانا کل کھائیں گے مسلمان روزہ دار اور بھوکا مرہا کیونکہ وہ عاجز تھا

یک حکایت بشنو اینجا اے پسر — تانگردی ممتحن اندر ہنر
اے بیٹا! یہاں ایک حکایت سن لے — تاکہ تو ہنر میں آزمائش میں نہ پڑے

آں جہود و مُومن و ترسا مگر — ہمرہی کردند باہم در سفر
اس یہودی اور مومن اور عیسائی نے — سفر میں ہمراہی اختیار کی

[1] علمِ تیر۔ اس فقیر کو اس کے تیر اندازی کے علم نے ہی خزانہ سے دور رکھا ورنہ خزانہ بالکل اس سے قریب تھا۔ اے بسا۔ مذموم ذہانت تباہ کن ہے اور مطلوب سے دور رکھتی ہے۔ بیشتر۔ حدیث شریف ہے اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ مومن بھولا بھلا شریف ہوتا ہے نیز مشہور مثل ہے اَھْلُ الْجَنَّۃِ بُلْہٌ جنتی بھولے ہوتے ہیں۔ خویش۔ ایسی مذموم ذہانت سے اپنے آپ کو بچا لے پھر تجھ پر رحمت نازل ہوگی۔

[2] زیرکی۔ انسان کو ایسی غلط ذہانت اور چالاکی کو چھوڑ کر بھولا پن اختیار کرنا چاہیے۔ دام بر دو۔ یہ ذہانت سوہان روح ہے۔ زیرکاں۔ مذموم ذہین دنیا میں الجھ کر رہ جاتے ہیں اور بھولے آدمی صانع یعنی خدا تک پہنچ جاتے ہیں۔ زانکہ۔ جس طرح ناداں بچہ کے لئے ماں ہاتھ پاؤں کا کام کرتی ہے اسی طرح بھولے مومن کی خداداد دستگیری فرماتا ہے۔

[3] داستان۔ اس قصہ میں مذکور ہے کہ ایک سفر میں یہودی اور نصرانی اور مسلمان ہمسفر بنے راستہ میں حلوا ملا تو دونوں نے چالاکی سے مسلمان کو حلوے سے محروم کرنا چاہا لیکن قدرت نے ایسا بندوبست کر دیا کہ حلوا مسلمان ہی کو ملا اور قدرت نے اس کی دستگیری فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ چالاکی اللہ کو پسند نہ آئی اور بھولے مسلمان پر رحمت نازل ہوئی۔ تانگردی۔ تو اس قصہ کو سن کر چالاکی سے بچ گیا اور اس میں ہنرمندی دکھا کر آزمائش میں گرفتار ہوگا۔ آں جہود۔ ان تینوں کا قصد اتفاقاً ساتھ ہو گیا یا اتفاقاً

بادو گمرہ ہمرہ آمد مُومنے
ایک مومن دو گمراہوں کے ہمراہ ہو گیا

چوں[1] اخرد بانفس وبا آہرمنے
جس طرح عقل نفس اور شیطان کے ساتھ

مَرغزی و رازی اُفتند در سَفر
مرغزار کا رہنے والا اور رے کا رہنے والا سفر میں

ہمرہ وہم سَفرہ پیشِ ہمدگر
ہمراہ اور شریک دسترخوان ایک دوسرے کے سامنے ہو جاتے ہیں

در قفس اُفتند زاغ و چغد و باز
پنجرے میں کوا اور چغد اور باز واقع ہو جاتے ہیں

جُفت شدُ ودَر حَبس پاک و بے نماز
قید خانہ میں پاک اور بے نماز جمع ہو گئے

کردہ منزل شب بیک موضع بہم
رات میں ایک جگہ مل کر پڑاؤ کیا

مشرقی و مغربی قانع بہم
مشرقی اور مغربی نے آپس میں صابر بن کر

ماندہ[2] دَر منزل زرہ خُرد و شگرف
چھوٹے اور بڑے راستہ سے منزل میں رہ گئے

روزہا باہم ز سَرما وز بَرف
ایک دوسرے کے ساتھ بہت دن تک سردی اور برف کی وجہ سے

چوں گُشاید راہ و بَردارند بَند
جب راستہ کھل جائے گا اور وہ روک کو اٹھا دیں گے

بگسلند و ہریکے جائے رَوند
ایک دوسرے سے جدا ہو جائے گے اور ہر شخص ایک جگہ ہو جائے گا

چوں قفص را بشکند شاہِ خرد
جب عقل کا شاہ پنجرے کو توڑ دے گا

جمع مُرغاں ہر یکے سُوئے پَرد
پرندوں کا مجمع ہر ایک ایک جانب کو اڑ جائے گا

پُر گُشادہ پیش ازیں پُر شوق و یاد
اس سے پہلے شوق اور یاد سے بھرے ہوئے پر کھولے ہوئے تھے

دَر ہوائے جنس خود سُوئے مَعاد
لوٹنے کی جگہ کی جانب اپنے ہم جنس کی محبت میں

پَر[3] گُشادہ ہر دَمے با اشک وآہ
ہر وقت آنسو اور آہ کے ساتھ پر کھولے ہوئے تھے

لیک پَریدن ندارد روئے وارہ
لیکن اڑنے کی صورت اور راستہ نہ تھا

چونکہ رہ یابد پَرد ہریک چو باد
جب راستہ پالیتا ہے ہر ایک ہوا کی طرح اڑ جاتا ہے

سُوئے آں کز یادِ آں پُر می گُشاد
اس کی جانب جس کی یاد میں پر کھولتا تھا

آں طرف کش بُود اشک وسُوز وآہ
جب جانب اس کا آنسو اور سوزش اور آہ تھی

چونکہ فرصت یافت آں سُو کوفت راہ
جب موقع ملا اس جانب چلنا شروع کر دیا

در تَنِ خود بنگریں اجزائے تن
اپنے جسم میں جسم کے ان اجزاء کو دیکھ

از کجا جمع آمدند اندر بَدن
کہ جسم میں کہاں سے جمع ہو گئے ہیں؟

آبی و خاکی و بادی و آتشی
آبی اور خاکی اور بادی اور آتشی

عرشی و فرشی و رومی و کشی
عرشی اور فرشی اور رومی اور کشی

[1] چوں۔ یہ دونوں نفس اور شیطان جیسے تھے اور مومن بمنزلہ عقل کے تھا۔ مُرغزی۔ مرغزار کا رہنے والا۔ رازی۔ رے کا رہنے والا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ دَر قفص۔ یہ جوڑا ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک پنجرے میں بے جوڑے پرند جمع ہو جاتے ہیں یا قید خانہ میں مختلف قسم کے آدمی یکجا ہو جاتے ہیں۔ کردہ منزل۔ ایسا بھی اتفاقاً ہو جاتا ہے۔

[2] ماندہ۔ یہی مثال اس عالم دنیا میں انسانوں کی ہے۔ چوں گشاید۔ راستہ کھلنے پر پڑاؤ کے مسافر اپنی اپنی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ چوں قفص۔ پنجرا کھلنے پر پرندہ اپنے ہم جنس کی طرف اڑ جاتا ہے۔ پُر گشادہ۔ پنجرے میں واپسی کی جگہ کے شوق میں پرندے پھڑ پھڑاتے ہیں۔

[3] پُر گشادہ۔ یہ پرندہ وطن کے شوق میں پر پھیلائے ہوئے ہیں لیکن اڑنے کا راستہ نہیں ہے۔ چونکہ۔ راستہ ملنے پر تمنا پوری ہوتی ہے۔ در تنِ خود۔ انسان کے بدن کے اجزاء کا یہی حال ہے۔ آبی۔ انسان عناصر اربعہ سے بنا ہے۔ کشی۔ کش شہر کا رہنے والا۔

بر امید عود ہر یک بستہ طرف
ہر ایک واپسی کی امید پر نظر جمائے ہوئے ہے

اندریں منزل بہم از بیم برف
برف کے ڈر سے اس پڑاؤ میں جمع ہیں

برف گوناگوں جمودِ ہر جماد
قسما قسم برف ہر جماد کا سکون ہے

در شتاءِ بعدآں خورشید داد
انصاف کے اس سورج کی دوری کے بارے میں

چوں بتابد تفِ آں خورشیدِ خشم
جب قہر کے اس سورج کی گرمی چمکے گی

کوہ گردد کاہ ریگ و کاہ پشم
پہاڑ تنکا ریت اور گھاس اون بن جائے گا

در گداز آید جماداتِ گراں
بھاری جمادات پگھل جائیں گے

چوں گدازِ تن بوقتِ نقلِ جاں
جس طرح جسم روح کے منتقل ہونے کے وقت

چوں رسیدند ایں سہ ہمرہ منزلے
جب یہ تینوں ہمراہی ایک پڑاؤ پر پہنچے

ہدیہ شاں آورد حلوا مُقبلے ۲
ایک نصیبہ ور ان کے لئے حلوا لایا

بُرد حلوا پیشِ آں ہر سہ غریب
ان تینوں مسافروں کے سامنے حلوا لایا

محسنے از مطبخِ اِنّی قَرِیبٌ
ایک محسن قِنّی قَرِیبٌ کے مطبخ سے

نانِ گرم و صحنِ حلوائے عسل
گرم روٹی اور شہد کے حلوے کا طباق

بُردکاں اندر ثوابش بدُا مَل
وہ شخص لایا کہ اس کو ثواب کی امید تھی

اَلْکِیاسَۃُ وَالْاَدَبُ لِاَھْلِ الْمَدَرْ
ذہانت اور ادب شہریوں میں ہے

اَلضِّیَافَۃَ وَالْقِرٰی لِاَھْلِ الْوَبَرْ
مہمان نوازی اور کھانا دیہاتیوں میں ہے

اَلضِّیَافَۃُ لِلْغَرِیْبِ ۳ وَالْقِرٰی
مہمان نوازی اور کھانا مسافر کے لئے

اَوْدَعَ الرَّحْمٰنُ فِیْ اَھْلِ الْقُرٰی
اللہ تعالیٰ نے گاؤں والوں میں رکھی ہے

کُلَّ یَوْمٍ فِی الْقُرٰی ضَیْفٌ حَلِیْثْ
دیہات میں ہر روز ایک نیا مہمان ہے

مَالَہٗ غَیْرُ الْاِلٰہِ مَنْ مُغِیْثْ
جس کا خدا کے سوا کوئی فریاد رس نہیں

کُلَّ لَیْلٍ فِی الْقُرٰی وَفْدٌ جَدِیْدْ
دیہات میں ہر رات کو نیا قافلہ ہے

مَا لَھُمْ ثَمَّۃَ سِوَی اللّٰہِ الْمَجِیْدْ
جن کے لئے وہاں سوائے اللہ بزرگ کے کوئی نہیں ہے

تخمہ بودند آں دو بیگانہ زخور
ان دو بیگانوں کو کھانے سے تخم لگ گیا تھا

بود صائم روز آں مومن مگر
وہ مومن دن بھر کا روزہ دار تھا

چوں نمازِ شام آں حلوا رسید
جب مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا

بود مومن ماندہ در جوعِ شدید
مومن سخت بھوک کی حالت میں تھا

۱ امید۔ انسان سے اجزا اپنے مراکز کی طرف منتقل ہونے کے منتظر ہیں۔ برف۔ یہ ٹھہراؤ اسی وقت تک ہے جب تک حضرت حق کے سامنے پیش نہیں ہوئی ہے۔ چوں بتابد۔ جب جلال خداوندی کی گرمی پڑے گی۔ قیامت کا منظر سامنے آ جائے گا۔ جمادات گراں۔ پہاڑ۔ چوں۔ پھر تینوں مسافروں کا قصہ شروع کیا ہے۔

۲ مُقبلے۔ گاؤں کا کوئی مہمان نواز ہوگا۔ قِنّی قَرِیب۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَاِذَا سَاَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْب ۔ جب تم سے میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں پس میں نزدیک ہوں۔ ثوابش۔ وہ میزبان مسلمان تھا اس کو مہمان نوازی میں ثواب کی امید تھی۔ اَلْکِیاسَۃ۔ ذہانت۔ اَہْلِ الْمَدَر۔ شہری۔ اَلْقِرٰی۔ مہمانداری۔ اَہْلِ الْوَبَر۔ خیمہ بدوش۔ دیہاتی

۳ اَلْغَرِیب۔ مسافر۔ اَہْلِ الْقُرٰی۔ دیہاتی۔ مُغِیث۔ مددگار۔ تخم۔ بوندے۔ یہودی اور عیسائی نے کھانا زیادہ کھا لیا تھا جس سے ان کو دست اور قے آ رہی تھی مومن روزے سے تھا اس لئے اس کو خوب بھوک لگی ہوئی تھی۔ چوں۔ مغرب کی نماز کے وقت وہ حلوا آیا۔

آں دو کس گفتند ما از اِ خور پُریم
ان دو شخصوں نے کہا ہم کھانے سے پر ہیں

اَمشبش بنہیم و فردایش خوریم
آج کی رات اس کو رکھ دیں اور کل کو کھائیں گے

صبر گیریم از خورد امشب تن زنیم
ہم کھانے سے صبر کرلیں' آج کی رات چپ رہیں

بہرِ فردا لُوت را پنہاں کنیم
کل کے لئے عمدہ کھانا چھپا کر رکھ چھوڑیں

گفت مومن اِمشب ایں خودرہ شود
مومن نے کہا یہ آج کی رات کھا لیا جائے

صبر را بنہیم تا فردا بُود
کل ہونے تک صبر کو اٹھا رکھیں

پس بدو گفتند زیں حکمت گری
تو انہوں نے اس سے کہا کہ تیرا اس چالاکی سے

قصدِ تو آنست تانہا خوری
یہ ارادہ ہے کہ تو تنہا کھالے

گفت ۲ اے یاراں کہ نے ماسہ تنیم
اس نے کہا اے دوستو! کیا ہم تین شخص نہیں ہیں؟

چوں خلاف اُفتاد ما قسمت کنیم
جب اختلاف ہو گیا ' ہم بانٹ لیں

ہر کہ خواہد قسمِ خود برجاں زند
جو چاہے اپنا حصہ جان کو لگا لے

وانکہ خواہد قسمِ خود پنہاں کند
اور جو چاہتا ہے اپنا حصہ چھپا دے

آں دو گفتندش زقسمت درگزر
ان دونوں نے اس سے کہا کہ بانٹنے سے درگزر کر

گوش کن قسّام فی النار از خبر
قسام جہنمی ہے 'حدیث سے سن لے

گفت قسّام آں بُود کو خویش را
اس نے کہا قسام وہ ہوتا ہے جس نے اپنے آپ کو

کرد قسمت بر ہوائے بر خدا
خواہش نفسانی پر تقسیم کر دیا ' نہ کہ خدا پر

ملکِ ۳ حق و جملہ قسمِ اوست
تو خدا کی ملکیت اور سب اسی کا حصہ ہے

قسمِ دیگر را دہی دو گوستی
تو دوسرے کو حصہ دیتا ہے تو دو کہنے والا ہے

ایں اَسد غالب شدے ہم برسگاں
یہ شیر کتوں پر بھی غالب ہو جاتا

گر نبودے نوبتِ آں بدرگاں
اگر ان بدطینتوں کا دور دورہ نہ ہوتا

ایں اَسد کہ نیست غالب بر بقور
یہ شیر جو گایوں پر غالب نہیں ہے

نوبتِ گاواں بُدو آں گاوِ زور
گایوں اور اس مکار گائے کا دور دورہ ہے

قصدِ شاں آں کاں مسلماں غم خورد
ان کا یہ ارادہ تھا کہ وہ مسلمان غم کھائے

شب برو در بینوائی بگذرد
اس پر بے سروسامانی میں رات بسر ہو

بُود مغلوب اُو بتسلیم و رضا
وہ مغلوب تھا اس نے تسلیم کرنے اور رضامندی سے

گفت سَمِعْنَا طَاعَةً اَصْحَابَنَا
کہا اے ہمارے ساتھیو سن لیا اور مان لیا

۱ اِز خور۔ کھانا پیٹ میں زیادہ بھرا ہوا تھا۔ لوت۔ لذیذ کھانا۔ گفت۔ مومن نے کہا حلوا آج کھالیا جائے صبر کل کے لئے رکھدیا جائے۔ پس۔ ان دونوں نے کہا کہ تیرا مقصد تنہا خوری ہے کیونکہ ہم تو اس وقت نہیں کھا سکتے۔

۲ گفت۔ مومن نے کہا میں تنہا سب نہیں کھانا چاہتا' بلکہ چاہتا ہوں کہ تقسیم کرلیا جائے۔ قسم۔ حصہ۔ خبر۔ القسام فی النار۔ بانٹنے والا جہنمی ہے۔ اگر یہ حدیث ہے تو اس کا مطلب وہ نہیں ہے جو ان دونوں نے سمجھا لیا بلکہ صحیح مطلب وہ ہے جو مومن نے بیان کیا۔ برہوا۔ یعنی تقسیم میں نفسانی غرض ہو۔

۳ ملک۔ انسان اللہ کی ملک ہے اب اگر وہ اپنے آپ کو اور اپنے افعال کو تقسیم کرے کچھ خدا کے لئے اور کچھ کسی دوسرے کے لئے تو گویا وہ مشرک ہے۔ ایں زسد۔ مومن کی یہ رائے نہ مانی گئی اور وہ غالب نہ آیا۔ بقور۔ بقر کی جمع ہے۔ ... کار۔ قصدِ شاں۔ ان دونوں کا مقصد یہ تھا کہ مومن رات کو بھی بھوکا رہے۔ بُود مومن ایک تھا اور وہ دو تھے مجبوراً اس نے ان کا کہنا مان لیا۔

پس بخفتند آں شب و برخاستند — بامداداں خویش را آراستند
پھر وہ اس رات سو گئے اور بیدار ہوئے — صبح کو اپنے آپ کو آراستہ کیا

رُوی[1] ا شُستند و دہان و ہر یگے — داشت اندر وِرد راہ و مَسلکے
انہوں نے چہرہ اور منہ دھویا اور ہر ایک — وظیفہ میں ایک راہ اور مسلک رکھتا تھا

یک زمانے ہر یگے آورد رُوی — سُوئے وِردِ خویش از حق فضل جُوی
تھوڑی دیر ہر ایک متوجہ ہوا — اپنے وظیفہ کی طرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی کا طالب تھا

مُومن و ترسا جہود و گبر و مُغ — جُملہ را رُو سُوئے آں سُلطاں الغ
مومن اور عیسائی اور یہودی اور کافر اور آتش پرست — سب کا رخ سلطان معظم کی طرف ہے

مُومن و ترسا جہود و نیک و بد — جملگاں را ہست رُو سُوی اَحَد
مومن اور عیسائی اور یہودی اور نیک اور بد — سب کا رخ خدا کی جانب ہے

بلکہ سَنگ و خاک کوہ و آب را — ہست وا گشت نہانی با خدا
بلکہ پتھر اور مٹی اور پہاڑ اور پانی کا — پوشیدہ طور پر خدا کی طرف رجوع ہے

ایں سخن پایاں ندارد ہر سہ یار — رُو بہم کردند آں دَم یار وار
میں بات کا خاتمہ نہیں ہے' تینوں دوستوں نے — دوستانہ ایک دوسرے کی طرف رخ کیا

آں یگے گفتا کہ ہر یک خواب خویش — آنچہ دید اُو دوش گو آور بہ پیش
ایک شخص نے کہا کہ ہر ایک اپنا خواب — جو اس نے گزشتہ شب دیکھا' کہو کہ پیش کر لے

ہر کہ خوابش بہتر ایں را اُو خورَد — قِسمِ ہر مَفضول را فاضل بَرد
جس کا خواب اچھا ہو' اس کو وہ کھا لے — گھٹیا کا حصہ بڑھیا لے جائے

آنکہ اندر عقل بالا تر رَوَد — خوردنِ اُو خوردنِ جُملہ بُوَد
جو عقل میں برتر ہو — اس کا کھا لینا' سب کا کھا لینا ہو گا

فائق[3] آید جانِ پُر اَنوارِ اُو — باقیاں را بَس بُود تیمارِ اُو
اس کی انوار سے بھری ہوئی جان اونچی ہو گی — بقیہ کے لئے اس کی خدمت کافی ہو گی

عاقلاں را چوں بقا آمد لَبَد — پس بمعنی ایں جہاں باقی بُود
عقلمندوں کے لئے چونکہ ہمیشہ کی بقا ہے — تو معنی یہ عالم باقی ہو گا

پس جہود آورد آنچہ دیدہ بُود — تا کجا شب رُوحِ اُو گردیدہ بُود
پھر یہودی لایا جو اس نے دیکھا تھا — کہ کہاں اس کی روح رات میں گھومی تھی

---

[1] رُوی۔ چہرہ اور منہ دھویا۔ وردِ عبادت کا معمول۔ از حق۔ مقصد سب کا اپنے کا فضل طلب کرنا تھا۔ مومن۔ ہر شخص خدا کا طالب ہے خواہ اس نے طلب کا غلط طریقہ اختیار کر رکھا ہو۔ مانع معظم۔ بلکہ۔ کائنات کی ہر چیز خدا کی عبادت اور تسبیح اپنے حال کے مطابق کرتی ہے۔ ایں سخن۔ سب کا مقصود خدا کا ہونا۔

[2] آں یکے۔ ایک بولا ہر شخص رات کا خواب بیان کرے جس کا خواب بڑھیا ہو گا وہ حلوے میں سے سب کا حصہ حاصل کر لے گا۔ مفضول۔ جس کا خواب گھٹیا ہو گا۔ فاضل۔ جس کا خواب بڑھیا ہو گا۔ آنکہ۔ جس کا خواب بہتر ہو گا یقیناً اس کی عقل بھی بہتر ہو گی۔ خوردن۔ ایسے عقلمند کا کھانا سب کا کھانا ہو گا۔

[3] فائق آید۔ جس کی عقل بالاتر ہو گی یقیناً اس کی روح پر انوار ہو گی اور ایسے بزرگ کی خدمت اور اپنے حصہ کا حلوا اس کو کھلا دینا برکت کا سبب ہو گا۔ عاقلاں۔ مومنین جن کی عقل کامل ہے ان کو حیات ابدی حاصل ہے۔ پس جہود۔ سب سے پہلے یہودی نے اپنا خواب بیان کیا۔

گفت[1] در رہ موسیم آمد بہ پیش — گربہ بیند دُنبہ اندر خواب خویش
اس نے کہا راستہ میں حضرت موسیٰ میرے سامنے آئے — بلی اپنے خواب میں دنبہ دیکھتی ہے

در پئے موسیٰ شُدم تا کوہِ طور — ہر سہ ماں گشتیم ناپید از نور
میں حضرت موسیٰ کے پیچھے کوہ طور تک گیا — ہم تینوں نور سے ڈھپ گئے

ہر سہ سایہ محو شُد زاں آفتاب — بعد ازاں زاں نور شُد یک فتحباب
اس سورج سے تینوں سائے مٹ گئے — اس کے بعد اس نور سے فتح باب ہوا

نورِ دیگر از دلِ آں نور رُست — پس ترقی جُست آں ثانیش چُست
اس نور کے بیچ سے ایک اور نور پیدا ہوا — پھر اس کے دوسرے نے بہت جلد ترقی کی

ہم[2] من و ہم موسیٰ و ہم کوہِ طور — ہر سہ گم گشتیم زاں اشراقِ نور
میں بھی اور حضرت موسیٰ بھی اور کہ طور بھی — اس نور کی چمک سے ہم تینوں گم ہو گئے

بعد ازاں دیدم کہ کُہ سہ شاخ شُد — چونکہ نورِ حق در و نفاخ شُد
اس کے بعد میں نے دیکھا کہ پہاڑ تین ٹکڑے ہو گیا — چونکہ اللہ تعالیٰ کا نور اس میں پھونک مارنے والا تھا

وصفِ ہیبت چوں تجلّی زد بُرد — می شکست از ہم ہمی شُد سُو بسُو
ہیبت کی صفت نے جب اس پر تجلی کی — ایک دوسرے سے جدا ہو گیا' الگ الگ جانب ہو گیا

زاں یکے شاخے کہ آمد سُوی یم — گشت شیریں آب تلخِ ہمچو سم
اس ایک ٹکڑے سے جو سمندر کی طرف آیا — زہر جیسا کھاری پانی میٹھا ہو گیا

آں[3] یکے شاخش فرو شُد در زمیں — چشمہ زاد و بُروں آمد معیں
اس ٹکڑے کی وجہ سے جو زمین دھنسا — چشمہ پیدا ہو گیا اور جاری ہو کر باہر آ گیا

کہ شفایِ جُملہ رنجوراں شدُ آب — از ہمایونیِ وحیِ مُستطاب
وہ پانی سب بیماروں کے لئے شفا ہو گیا — پاکیزہ وحی کی برکت سے

واں یکے شاخے دگر پرید زُود — تا جوارِ کعبہ کہ عرفات بُود
اور ایک دوسرا ٹکڑا جلدی سے اڑا — کعبہ کی قریب تک' جو عرفات پہاڑ ہو گیا

باز زاں صَعقہ چو با خود آمدم — طور برجا بُودنے افزوں نہ کم
میں جب اس بے ہوشی سے ہوش میں آیا — کوہ طور اپنی جگہ پر تھا نہ زیادہ نہ کم

لیک زیر پایِ موسیٰ ہمچو یخ — می گدازید و نماندش شاخ و شخ
لیکن حضرت موسیٰ کے پاؤں کے نیچے یخ کی طرح — پگھل رہا تھا اور اس میں شاخ گی اور کرختگی نہ رہی

[1] گفت۔ اس نے کہا میں چلا جا رہا تھا راستہ میں حضرت موسیٰ مل گئے۔ گربہ۔ مولانا کا مقولہ ہے یعنی بلی کو خواب میں چھچھوڑے نظر آتے ہیں۔ در پے۔ میں حضرت موسیٰ کے ساتھ کوہ طور پر پہنچا تو اس قدر نور دیکھا کہ میں اور حضرت موسیٰ اور کوہ طور اس میں چھپ گئے۔ فتح باب۔ یعنی فیض کا ایک دوسرا دروازہ کہ اس نور سے ایک نور پیدا ہوا۔

[2] ہم۔ یہ دوسرا نور اس قدر تاباں تھا کہ ہم تینوں اس میں بالکل گم ہو گئے۔ بعد ازاں۔ اس نور کی تجلی سے کوہ طور کے تین ٹکڑے ہو گئے اس تجلی میں اس قدر ہیبت تھی۔ زاں یکے۔ کوہ طور کا ایک ٹکڑا سمندر میں گیا تو اس کا زہر جیسا پانی شیریں ہو گیا۔

[3] آں یکے۔ دوسرا ٹکڑا زمین میں دھنس گیا تو اس سے ایک چشمہ پیدا ہو گیا جو بیماروں کے لئے صحت کا باعث تھا۔ وحی۔ کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو وحی آئی تھی۔ عرفات۔ تیسرا ٹکڑا اڑ کر خانہ کعبہ کے پاس پہنچ کر عرفات پہاڑ بن گیا۔ صعقہ۔ یعنی نور میں گم ہونا۔ لیک۔ اب کوہ طور میں دوسرا تغیر شروع ہوا کہ حضرت موسیٰ کے قدموں میں آسمان سے گرنے والی یخ کی طرح نرم ہو گیا شاخ یعنی پہاڑ کی چوٹی۔ شخ۔ کرختگی

باز میں ہموار شُد کہ از نہیب
پہاڑ ہیبت سے زمین سے ہموار ہو گیا

گشت بالایش ازاں ہیبت نشیب
اس ہیبت سے اس کی بلندی پستی بن گئی

باز [1] باخود آمدم زاں انتشار
میں پھر اس انتشار سے ہوش میں آیا

باز دیدم طور و موسیٰ برقرار
میں نے پھر طور اور حضرت موسیٰ کو برقرار دیکھا

واں بیاباں سَر بسَر در زیلِ کوہ
اور وہ میدان پہاڑ کے دامن میں پورا

پُر خلائق شکلِ موسیٰ با شکوہ
حضرت موسیٰ کی شکل کی دبدبہ والی مخلوق سے بھرا ہوا تھا

چوں عَصا و خرقہ اُو خرقہ شاں
ان کی لاٹھی اور ان کی کفنی اور ان کی کفنی کی طرح

جُملہ سُوئے طور خوش دامن کشاں
سب خوشی خوشی طور کی جانب روانہ ہیں

جملہ کفہا در دُعا افراحتہ
سب دعا میں ہاتھ پھیلائے ہوئے ہیں

نغمۂ اَرنِی بہم در ساحتہ
مل کر ارنی کا ترانہ بنائے ہوئے ہیں

بازآں غشیاں چو از من رفت زود
پھر وہ بیہوشی جب جلد مجھ سے چلی گئی

صورتِ ہر یک دگر گوں نم نمود
مجھے ہر ایک کی صورت دوسری طرح کی دکھائی دی

اَنبیا [3] بُودند ایشاں اہلِ وُد
وہ دوستی والے نبی تھے

اتحادِ انبیا اَم فہم شُد
نبیوں کا اتحاد میری سمجھ میں آ گیا

باز اَملا کے ہمی دیدم شگرف
پھر میں نے عجیب فرشتے دیکھے

صُورتِ ایشاں بُد از اجرامِ برَف
ان کی صورتیں برف کے جسموں کی تھیں

حلقۂ دیگر ملائک مُستعیں
مدد مانگنے والے فرشتوں کی ایک دوسری جماعت تھی

صورتِ ایشاں ہمہ بُد آتشیں
ان سب کی صورت آتشی تھی

زیں نسق می گفت آں شخصِ جہُود
وہ یہودی شخص اس طرح سے کہہ رہا تھا

بسں جہودے کاخرش محمود بُود
بہت سے یہودی جن کا انجام اچھا ہوا ہے

ہیچ [3] کافر را بخواری منگرید
کسی کافر کو ذلت سے نہ دیکھو

کہ مسلماں مُردنش باشد اُمید
کیونکہ اس کے مسلمان ہو کر مرنے کی امید ہے

چہ خبر داری زختمِ عُمرِ اُو
اس کی عمر کے خاتمہ کا تجھے کیا پتہ

تا بگردانی ازُو یکبارہ رُو
کہ تو اس سے فوراً منہ پھیرتا ہے

بعدازاں ترسا در آمد در کلام
اس کے بعد عیسائی نے بات شروع کی

کہ مسیحم رُو نمود اندر منام
کہ مجھے خواب میں حضرت مسیح نظر آئے

[1] باز۔ اس کے بعد پھر میرے حواس درست ہوئے تو حضرت موسیٰ اور کوہ طور کو اصلی حالت پر دیکھا۔ وہاں بیاباں۔ لیکن اب یہ عجیب بات دیکھی کہ اس کوہ کا دامن عجیب مخلوق سے پر ہے۔ چوں عصا۔ ہر شخص کے ہاتھ میں حضرت موسیٰ کا سا عصا اور اس کے بدن پر حضرت موسیٰ جیسا خرقہ ہے اور وہ سب خراماں خراماں کوہ طور کی طرف جا رہے ہیں۔ اَرِنی۔ حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر دعا کی تھی۔ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی۔ اے خدا مجھے دکھا دے تو مردوں کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔

[2] انبیاء۔ اب میں یہ سمجھا کہ یہ انبیاء کا مجمع تھا اور اس سے میں سمجھ گیا کہ انبیا سب اپنی دعوت میں متحد ہیں۔ باز۔ پھر مجھے فرشتوں کی ایک ایسی جماعت نظر آئی جیسے وہ برف کے بنے ہوئے ہوں۔ حلقہ۔ فرشتوں کی ایک دوسری جماعت بھی تھی جو آتشیں معلوم ہوتی تھیں۔ زیں نسق۔ اس خواب پر تعجب نہ کرو ہو سکتا ہے کہ اس یہودی کا انجام اور خاتمہ بہتر حالت میں ہوا ہو اور اس نے مرتے وقت شرک وغیرہ سے توبہ کر لی ہو۔

[3] ہیچ۔ کسی کافر کے بارے میں بھی حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ہو سکتا ہے کہ اس کو آخر وقت میں توبہ میسر آ گئی ہو۔ بعدازاں۔ اس یہودی کے بعد عیسائی نے اپنا خواب بیان کیا کہ مجھے حضرت مسیح خواب میں نظر آئے۔

مَن شُدم با اُو بچارم[1] آسماں — مرکز و مثوائے خورشیدِ جہاں
میں ان کے ساتھ چوتھے آسمان پر پہنچا — جو دنیا کے سورج کا مرکز اور ٹھکانا ہے

خود عجب ہائے قلاعِ آسماں — نسبتش نبُود بلیاتِ جہاں
آسمان کے قلعوں کے عجائب کو خود — کوئی نسبت نہیں ہے دنیا کے عجائب کے ساتھ

ہر کسے داندائے فخر البنیں — کہ فروں باشد فنِ چرخ از زمیں
اے فخر فرزندان! ہر شخص جانتا ہے — کہ آسمان کا حال زمین سے بڑھا ہوا ہوتا ہے

حکایت[2] شتر و گاؤ و قحچ کہ در راہ بندِ گیاہ یافتند ہر یکے
اونٹ اور بیل اور دنبہ کا قصہ جنہوں نے راستے میں گھاس کا مٹھا پایا اور ہر ایک
می گفت کہ مَن می خورم گفتند ہر کہ از ما پیر تر او بہ برد
کہتا تھا کہ میں کھاؤں گا انہوں نے کہا جو ہم میں زیادہ بوڑھا ہے وہ لے جائے گا

اُشتر و گاؤ و قحچے در پیشِ راہ — یافتند اندر روش بندِ گیاہ
راستہ کے سامنے اونٹ اور بیل اور دنبہ نے — چلنے میں گھاس کا ایک مٹھا پایا

گفت قحچ بخش ار کنیم ایں را یقیں — ہیچ کس از ما نگردد سیر ازیں
دنبہ نے کہا اگر ہم اس کو بانٹیں گے یقیناً — اس سے ہم میں سے کسی کا پیٹ نہ بھرے گا

لیک عُمرِ ہر کہ باشد بیشتر — ایں علف اُو راست اولیٰ گو بخور
لیکن جس کی عمر سب سے زیادہ ہو — یہ چارہ اس کے مناسب ہے کہہ دے کہ کھالے

کہ[3] اکابر را مُقدّم داشتن — آمدست از مُصطفےٰ اندر سُنَن
کیونکہ بزروں کو مقدم رکھنا — حدیثوں میں حضرت مصطفیٰ سے آیا ہے

گرچہ پیراں را دریں دورِ لئام — در دو موضع پیش میدارند عام
اگرچہ بڑوں کو کمینوں کے اس دور میں — عوام دو موقعوں پر آگے رکھتے ہیں

یا دراں لُوتے کہ اُو سوزاں بُود — یا براں پُل کز خلَل ویراں بُود
یا تو اس کھانے میں جو جلتا ہوا ہو — یا اس پل پر جو خلل سے ویران ہو

خدمتِ شیخے بزرگے قائدے — عام نارد بے قرینہ فاسدے
کسی راہنما بزرگ شیخ کی خدمت — عوام کسی فاسد غرض کے بغیر نہیں کرتے ہیں

خیر شاں اینست چہ بُود شرِّ شاں — قبح شاں را بازداں از قرِّ شاں
ان کی بھلائی یہ ہے کہ ان کی برائی کیسی ہوگی؟ — ان کی برائی کو ان کی بھلائی سے پہچان لے

[1] چارم۔ حضرت مسیح کا چوتھے آسمان پر ہونا عوام کا خیال ہے' حدیث سے ان کا دوسرے آسمان پر ہونا ثابت ہے سورج کا چوتھے آسمان میں ہونا بھی محض ایک تخمینہ ہے۔ خود بظاہر آسمانی چیزیں زمین کی چیزوں سے بڑھیا ہیں۔ فن۔ حال

[2] حکایت۔ عیسائی نے یہ کہہ کر کہ سب جانتے ہیں کہ آسمان کی چیزیں زمین کی چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہیں اپنی خواہ کو اعلیٰ اور اپنے آپ کو حلوے کا حق قرار دیا اس حکایت میں اونٹ کی بھی اسی قسم کی تاویل ہے۔ قحچ۔ دنبہ۔ بندِ گیاہ۔ گھاس کا مٹھا۔ روش۔ رفتار۔ بخش کردن۔ تقسیم کرنا۔ یک۔ دنبہ نے کہا کہ جس کی عمر زیادہ ہو وہ یہ گھاس کھالے۔

[3] کہ اکابر۔ حدیث شریف ہے کَبِّرِ الکُبَرَ "بڑے کو بڑھا" اگرچہ لیکن اس زمانہ میں صرف دو جگہوں پر بڑوں کو آگے بڑھاتے ہیں ایک جبکہ کھانا بہت گرم ہو اور اس کے کھانے سے منہ جل جائے دوسرے ٹوٹے ہوئے پل پر جس سے گزرنا خطرناک ہو۔ خدمتے۔ اگر کوئی کسی بڑے کی خدمت کرتا ہے تو اس کی تہ میں اس کی کوئی فاسد غرض ہوتی ہے۔ خیر شاں۔ ان کمینوں کی بزرگوں کے ساتھ بھلائی کا تو یہ حال ہے اب برائی کا اندازہ خود کرلو۔

حکایت ۱ دربیان حالِ خود پرستاں و شرِّ ایشاں در لباسِ خیرات

خود پرستوں کی اور بھلائی کے پردے میں ان کی برائی کی حالت کے بیان میں حکایت

سُوئے جامع می شُد آں یک شہریار — خلق را می زد نقیب و چوبدار

ایک بادشاہ جامع مسجد کو جا رہا تھا — لوگوں کو نقیب اور چوبدار مار رہا تھا

آں یکے را سر شکستے چوب زن — واں دگر را بر دریدے پیرہن

لاٹھی مارنے والا ایک کا سر توڑتا تھا — اور دوسرے کے کپڑے پھاڑتا تھا

درمیانہ بیدلے دہ چوب خورد — بے گناہے کہ برو از راہ گرد

درمیان میں ایک آزاد شخص نے دس بیدیں کھائیں — بغیر کسی خطا کے کہ جا راستہ سے ہٹ جا

خوں چکاں رُو کرد باشاہ و بگفت — ظلمِ ظاہر بیں چہ پُرسی از نہفت

خون ٹپکتے ہوئے نے بادشاہ کا رخ کیا اور بولا — کھلا ہوا ظلم دیکھ لے چھپا ہوا کیا یہ پوچھتا ہے؟

خیرِ تو انیست جامع میروی — تا چہ باشد شرّ و ضرّت اے غوی

تیری نیکی تو یہ ہے کہ تو جامع مسجد جا رہا ہے — اے گمراہ تیری بدی اور مضرت کیا ہو گی

یک ۲ سلامے نشنود پیر از خسے — تا نہ پیچیدہ عاقبت ازوے بسے

شیخ کسی کمینہ سے ایک سلام بھی نہیں سنتا ہے — تاکہ نتیجہ میں وہ اس سے زیادہ نہ لپٹے

گرگ دریا بد ولی را بہ بُود — زانکہ دریا بدولی را نفسِ بد

ولی کو بھیڑیا پکڑلے یہ بہتر ہے — اس سے کہ ولی کو کوئی بد نفس ملے

زانکہ ۳ گرگ ار چہ کہ بس استم گریست — لیکش آں فرہنگ و کید و مکر نیست

اس لئے کہ بھیڑیا اگرچہ بہت ستمگر ہے — لیکن اس میں وہ تدبیر اور مکر اور چالاکی نہیں ہے

ورنہ کے اندر فتادے اُو بدام — مکر اندر آدمی باشد تمام

ورنہ وہ جال میں کب پھنستا — یہ مکر آدمی میں ہوتا ہے

مکر زانِ اُوست کُو دارد درم — شنود آواز و گوید ننگرم

مکر اس کا ہے جو پیسے رکھتا ہے — وہ آواز سنتا ہے اور کہتا ہے میں نہیں دیکھتا ہوں

بازگشتن بحکایتِ شتر و گاؤ و خ و ہر یکے از تاریخ عمرِ خود ظاہر کردن

اونٹ اور بیل اور ذبہ کی حکایت کی جانب واپسی اور ہر ایک کا اپنی عمر کی تاریخ ظاہر کرنا

گفت خ با گاؤ و اشتر کاے رفاق — چوں چنیں اُفتاد مارا اتفاق

ذبہ نے بیل اور اونٹ سے کہا اے ساتھیو! — جبکہ ہمیں ایسا اتفاق ہوا ہے

۱ حکایت۔ اس سے یہ بتانا ہے کہ اس بادشاہ کے نماز پڑھنے جانے میں تو یہ شر تھا اب شر کا اندازہ اس سے کرلیا جائے۔ نقیب۔ بادشاہ کا پیشرو محافظ۔ از بر کُن۔ راستہ سے ہٹ جا۔ خوں چکاں۔ جس صاحب دل کو نقیب نے مار کر زخمی کیا تھا اس نے بادشاہ سے کا کہا کہ ظاہری ظلم تو دیکھ لے کہ بدن سے خون ٹپک رہا ہے دل کو جو مخفی صدمہ پہنچا ہے اس کا تو بیان ہی نہیں ہو سکتا۔ خیر تو۔ بادشاہ سے کہا کہ تیری خیر میں جب اس قدر شر ہیں تو شر کا اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔

۲ یک سلامی۔ پھر عوام کا جو بزرگوں کے ساتھ معاملہ ہے اس کا بیان شروع کیا ہے۔ تا نہ پیچد۔ سلام سے چونکہ فاسد غرض ہوتی ہے پھر وہ شیخ سے پوری کرتا ہے اور شیخ پیچ و تاب میں مبتلا ہوتا ہے۔ گرگ۔ بزرگوں کو بھیڑیئے سے وہ نقصان نہیں پہنچتا ہے جو بد نفس مریدوں سے پہنچتا ہے۔

۳ زانکہ۔ بھیڑیئے میں وہ مکر اور فریب نہیں ہوتا جو بد نفس مرید میں ہوتا ہے۔ ورنہ۔ بھیڑیئے میں اگر مکر ہوتا تو وہ جال میں نہ پھنسا کرتا۔ مکر۔ مالدار کا مکر دیکھو غریب سائل کی آواز پر مکاری سے بہرا اور اندھا بن جاتی ہے۔ گفت خ۔ ذبہ نے کہا کہ ہر ایک اپنی عمر بتائے تاکہ معلوم ہو جائے کہ عمر میں کون بڑا ہے رفاق۔ رفیق کی جمع ہے سفر کا ساتھی

ہر یکے تاریخِ عُمر املا کنید
ہر ایک عمر کی تاریخ بیان کرے

پیر ترا ولی ست باقی تن زنید
زیادہ بوڑھا مستحق ہے، باقی چپ رہیں

گفت پیچ مرجِ[1] من اندر آں عہود
دنبہ نے کہا، میری چراگاہ ان دنوں

با پیچِ قربانِ اسمٰعیل بُود
حضرت اسماعیل کی قربانی کے دنبہ کے ساتھ تھی

گاؤ گفتا بُودہ ام من سا لخورد
بیل نے کہا، میں پرانا ہوں

جُفتِ آں گاوے کش آدم جُفت کرد
اس بیل کی جوڑی ہوں جس کی آدم نے جوڑی بنائی

جُفتِ آں گادم کہ آدم جدِّ خلق
میں اس بیل کی جوڑی ہوں کہ جس سے مخلوق کے دادا

در زراعت بر زمیں میکر و فلق
کھیتی میں زمین جوتتے تھے

چوں[2] شنید از گاؤ و پیچ اُشتر شگفت
جب اونٹ نے بیل اور دنبہ کی عجیب بات سنی

سر فرود آورد و آں را بر گرفت
سر نیچے کیا اور اس کو اٹھا لیا

در ہوا بر داشت آں بندِ قصیل
چارے کے اس مٹھے کو ہوا میں اٹھا لیا

اشتر بختی سُبک بے قال و قیل
بختی اونٹ نے، کسی تامل کے بغیر

کہ مرا خود حاجتِ تاریخ نیست
کہ مجھے خود تاریخ بتانے کی ضرورت نہیں ہے

کایں چنیں جسمے و عالی گردنیست
کیونکہ ایسا جسم اور اونچی گردن ہے

خود ہمہ کس دانداے جانِ پدر
اے جانِ پدر! ہر شخص خود جانتا ہے

کہ نباشم از شما من خُرد تر
کہ میں تم سے چھوٹا نہ ہوں گا

داند[3] ایں را ہر کہ ز اصحاب نُہاست
اسکو ہر وہ شخص جانتا ہے جو عقلمندوں میں سے ہے

کہ نہادِ من فزوں تر از شماست
کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے

جُملگاں دانند کایں چرخِ بُلند
سب جانتے ہیں کہ یہ بلند آسمان

ہست صد چندانکہ ایں خاکِ نژند
یہ نسبت اس پست زمین کے سیکڑوں گنا ہے

کو کُشادِ قلعہائے آسماں
آسمانوں کے قلعوں کی وسعت کجا

کو نہاد بُقعہائے خاکداں
زمین کے ٹکڑوں کا وجود کہاں؟

کو عجائبہائے بامِ آسماں
آسمان کے بالاخانہ کے عجائب کجا

کو غرائبہائے گنجِ خاکداں
زمین کے خزانہ کے عجائب کجا؟

جواب گفتنِ مسلمان آنچہ دید بترسا و جہود و حسرت خوردنِ ایشاں
عیسائی اور نصرانی کو مسلمان کا جواب دینا جو اس نے دیکھا اور ان کا حسرت کرنا

[1] مُرج۔ میں اس دنبہ کے ساتھ چراہوں جو حضرت اسماعیل کی بجائے قربان ہوا تھا یعنی میں حضرت ابراہیم کے زمانے کا ہوں۔ گاؤ۔ بیل نے کہا میں اس جوڑی کا بیل ہوں جس سے حضرت آدم نے کھیتی کی تھی لہٰذا میری عمر دنبہ سے زیادہ ہے۔

[2] چوں شنید۔ اونٹ نے جب دنبہ اور بیل کی یہ عجب باتیں سنیں تو نیچے کو منہ کر کے وہ گھاس منہ میں لے کر سر بلند کر دیا۔ کہ مرا۔ اونٹ نے کہا مجھے اپنی تاریخ پیدائش بتانے کی ضرورت نہیں ہے میرا جسم اور میری گردن خود بتا رہی ہے۔ خود ہم سمجھ سکیں۔ میرے جسم اور گردن سے ہر شخص اندازہ لگا سکتا ہے کہ میں تم دونوں سے کم عمر نہیں ہوں۔

[3] داند۔ ہر عقلمند جانتا ہے کہ میرا وجود تم سے بڑھا ہوا ہے۔ جُملگاں۔ ہر شخص جانتا ہے کہ آسمان بلندی کی وجہ سے پست زمین سے بڑھا ہوا ہے اور آسمان میں زمین سے زیادہ عجائب ہیں لہٰذا میرا خواب یقیناً یہودی کے خواب سے بڑھا ہوا ہے۔

پس مسلماں گفت کاے یارانِ مَن
پھر مسلمان نے کہا کہ اے میرے دوستو!

پیشم آمد مُصطفٰے سُلطانِ مَن
میرے شاہ مصطفیٰ میرے سامنے آئے

سیّدِ سادات و سلطانِ رُسُل
جو سرداروں کے سردار اور رسولوں کے شاہ ہیں

مفخرِ کونین و ہادیِ سُبُل
دونوں جہان کے لئے باعث فخر اور راستوں کے لئے ہدایت کرنے والے

پس مرا گفت آں یکے بر طور تاخت
پس مجھ سے فرمایا وہ ایک تو طور پر جا پہنچا

با کلیم اللہ نردِ عشق باخت
اور اس نے حضرت کلیم اللہ کے ساتھ عشق کی بازی کھیلی

واں دگر را عیسیِ صاحبقراں
اور ہیں دوسرے کو صاحبقراں عیسیٰ

بُرد بَر اَوجِ چہارم آسماں
چوتھے آسمان کی بلندی پر لے گئے

خیز اے پس ماندۂ دیدہ ضَرر
اے پچھڑے ہوئے، نقصان اٹھائے ہوئے اٹھ

بے توقف زُود حَلوا را بخور
بے تامل جلد حلوا کھا لے

آں ہنر مندانِ پُر فن راندند
وہ ہنر مند صاحب تدبیر روانہ ہو گئے

نامہ اقبال و مَنصب خواندند
انہوں نے اقبال منصب کا نامہ پڑھ لیا

آں دو فاضل فضلِ خود دریافتند
ان دو فضیلت والوں نے اپنی فضیلت حاصل کر لی

با ملائک ۲ از ہُنر دریافتند
ہنر کی وجہ سے فرشتوں سے منسلک ہو گئے

اے سلیمِ گول واپس ماندہ ہیں
اے بھولے، کم فہم پچھڑے ہوئے، ہاں

برجَہ و برکاسہ حَلوا نشیں
اٹھ اور حلوے کے پیالہ پر بیٹھ جا

مَن بفرمانِ چناں شاہِ جہاں
میں نے ایسے شاہجہان کے حکم پر

خوردم آں دَم کاسہ حلوا و ناں
فوراً حلوے کا پیالہ اور روٹی کھالی

پس بگفتندش کہ آنگہ تو حریص
تو انہوں نے اس سے کہا کہ اس وقت اے لالچی!

اے عجب خوردی زحلوائے خَبیص
تعجب ہے تو نے چھوارے کا حلوا کھا لیا

گفت چوں فرمود آں شاہِ مُطاع ۳
اس نے کہا کہ اس واجب الاطاعت شاہ نے فرمایا

مَن کہ باشم تا کنم زاں اِمتناع
میں کون ہوتا ہوں کہ اس سے رکوں؟

تو جہود از امرِ موسیٰ سَر کشی
تو یہودی (حضرت) موسیٰ کے حکم سے سرکشی کر سکتا ہے

گر بخواند در خوشی یا نا خوشی
خواہ خوشی یا رنج میں بلائیں

تو مسیحی ہیچ از اَمرِ مسیح
تو عیسائی ہے (حضرت) مسیح کے حکم سے کبھی

سَر توانی تافت از خیر و قبیح
بھلائی اور برائی میں سرتابی کر سکتا ہے؟

۱ خیز۔ آنحضورؐ نے جواب میں کہا کہ تیرے ساتھیوں کو بہت عروج حاصل ہوا تو تو نے میں رہا اس تو نے کو حلوا کھا کر پورا کر لے۔ زود ند۔ یعنی طور اور آسمان پر پہنچے۔ ذوفاضل۔ یعنی یہودی اور عیسائی۔

۲ با ملائک۔ انہوں نے خواب میں فرشتوں سے ملاقات کا ذکر کیا تھا۔ سلیم۔ بھولا۔ گول۔ بیوقوف۔ من بفرماں۔ سومن نے کہا میں نے آنحضورؐ کے حکم سے حلوا اور روٹی کھالی۔ خبیص۔ چھواروں کا حلوا۔

۳ مطاع۔ جس کی تابعداری کی جائے۔ امتناع۔ رکنا۔ تو جہود۔ تو یہودی ہے تو خود بتا کہ اگر حضرت موسیٰ تجھے کوئی حکم دیں خواہ وہ تجھے گوارا ہو یا ناگوار تو سرکشی کر سکتا ہے؟ تو مسیحی۔ عیسائی کو بھی یہی کہا۔

مَن از فخرِ انبیاء چوں سَر کشم
میں انبیاء کے فخر سے کیسے سرکشی کروں؟

خوردہ اَم حلوا و ایں دم سَر خوشم
میں نے حلوا کھا لیا اور میں اس وقت خوش ہوں

پَس بگفتندش کہ واللہ خوب راست
تو انہوں نے اس سے کہا کہ واللہ سچا خواب

تو بدیدی ویں بہ از صد خوابِ ماست
تو نے دیکھا اور وہ ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے

خوابِ تو بیداری ست اے بُو نظر
اے صاحب نظر! تیرا خواب بیداری ہے

کہ بہ بیداری عیانستش اثر
کیونکہ بیداری میں اس کا اثر نمایاں ہے

خوابِ تو بیدار ایست اے خوش نہاد
اے خوش سرشت! تیرا خواب ' بیداری ہے

کہ تو در خوابت رسیدی با مُراد
کیونکہ تو اپنے خواب میں مراد کو پہنچ گیا

خوابِ تو بیدار یست اے نیک خُو
اے نیک خصلت! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ازاں خوابت رسد امرِ کُلُوا
کیونکہ اس خواب میں تجھے ' تم کھا لو کا حکم آیا

خوابِ تو بیدار یست اے نیک مَرد
اے نیک مرد! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ازاں خوابِ تو رُوے ماست زرد
کیونکہ تیرے اس خواب کی وجہ سے ہم زرد رو ہیں

خوابِ ۲ تو بیدار یست اے سیر جاں
اے پیٹ بھری روح! تیرا خواب بیداری ہے

کہ ہُماں را ظاہراً دیدی عیاں
کہ اس کو تو نے ظاہر میں عیاں دیکھ لیا

خوابِ تو مانند خوابِ انبیاست
تیرا خواب انبیاء کے خواب کی طرح ہے

کہ شُد ایں خوابِ تو بے تعبیر راست
کہ یہ تیرا ' بغیر تعبیر کے سچا ہو گیا

در گزر از فضل واز جلدی فَن
بڑائی اور بہادری اور ہنر سے باز آ

کار خدمت دارد و خُلقِ حَسَن
خدمت اور اچھا اخلاق ' کام آتا ہے

بہرِ ایں آورد ما یزداں بُروں
اسی کے لئے خدا ہمیں باہر لایا ہے

مَا خَلَقْتُ الْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن
میں نے انسان اور جنّ اس لئے پیدا کیا کہ وہ عبادت کریں

سامری ۳ را آں ہُنر چہ سُود کرد
سامری کو اس ہنر نے کیا فائدہ دیا؟

کاں فَن از بابُ الّہش مَردود کرد
کہ اس ہنر نے اس کو خدا کے در سے مردود بنا دیا

چہ گشید از کیمیا قاروں ببیں
قارون نے کیمیا سے کیا حاصل کیا؟

کہ فرو بُردش بقعرِ خود زمیں
کہ زمین اس کو اپنے گڑھے میں لے گئی

بُوالحکم آخر چہ بربست از ہُنَر
ابوجہل نے ہنر سے کیا جمع کیا؟

سَر نگوں رَفت اُوز کفراں در سقَر
وہ کفر کی وجہ سے جہنم میں اوندھا گیا

۱ مَن۔ تو پھر میں مسلمان ہو کر آنحضورؐ کے حکم کو کیسے نہ مانتا؟ پس۔ تب دونوں نے کہا کہ تیرا ہی خواب سچا ہے اور ہمارے سیکڑوں خوابوں سے بہتر ہے۔ بونظر۔ صاحب نظر۔ اثر۔ یعنی تو نے حلوا کھا لیا۔ بامراد۔ یعنی تجھے حلوا مل گیا۔ کُلُوا۔ تجھے آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ کھا لو اور وہ تمام زرد۔ ہم شرمندہ ہیں۔ سیر جاں۔ تیری روح پیٹ بھری ہے۔ کہ ہماں۔ اس خواب کو ظاہر میں دیکھ لیا یعنی حلوا کھا لیا۔

۲ خوابِ تو۔ انبیاء بسا اوقات جو خواب میں دیکھتے ہیں وہ عینہ سامنے آ جاتا ہے۔ درگذر۔ اب مولانا پھر نصیحت فرماتے ہیں کہ انسان کو بڑائی اور بہادری اور ہنر کا مدعی نہ ہونا چاہیے انسان کے کام آنے والی چیز خدمت یعنی عبادت اور طاعت اور اچھے اخلاق ہیں۔ بہرِ ایں۔ خدا نے ہمیں اسی عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے اور اس آیت میں یہی فرمایا گیا ہے۔ مَا خَلَقْتُ۔ پوری آیت یہ ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْن۔

۳ سامری۔ سامری نے ہنر مندی لکھائی اور گئو سالہ بنایا اس سے وہ مردود بنا۔ قارون۔ فن کیمیا گری اور خزانے نے قارون کو زمین میں دھنسا لیا۔ بوالحکم۔ یہ ابوجہل کی پہلی کنیت ہے۔ سقر۔ جہنم

خود ہنر آں داں کہ دید آتش عیان — نے گپ دَلَّ عَلَی النَّارِ الدُّخَان

خود ہنر اس کو سمجھ کہ آگ کو عیاں دیکھا — نہ ہی دعویٰ کہ آگ نے دھویں پر دلالت کی

اے دلیلت گندہ تر پیشِ لبیب — در حقیقت از دلیلِ آں طبیب

اے شخص! تیری دلیل عقلمند کے سامنے بہت گندی ہے — حقیقت میں اس طبیب کی دلیل سے

چوں دلیلت نیست جُز ایں اے پسر — گوہ می خور در گمیزے می نگر

اے بیٹا! جب تیرے پاس اس کے سوا دلیل نہیں ہے — گوہ کھاتا رہ، پیشاب کو دیکھتا رہ

اے [۲] دلیلِ تو مثالِ آں عَصا — در کفت دَلَّ عَلٰی عَیبِ الْعَمٰی

اے شخص! تیری دلیل اس لاٹھی کی طرح ہے — جو تیرے ہاتھ میں ہے جس نے اندھے پن کے عیب پر دلالت کی

اے دلیلِ ما چو فکرِ ما ذلیل — پیشِ ما پیشِ دانایاں قلیل

اے شخص! ہماری دلیل ہمارے فکر کی طرح ذلیل ہے — عقلمند کے سامنے ہماری حاضری بہت تھوڑی ہے

غُلغُل و طاق و طرم و گیر و دار — کہ نمی بینم مرا معذور دار

غلغلہ اور دھوم دھام اور پکڑ دھکڑ — کہ میں نہیں دیکھتا ہوں مجھے معذور سمجھ

مُنادی کردنِ سید مَلکِ ترمذ کہ کسے باشد بسمر قند رود بسہ روز

ترمذ کے بادشاہ سردار کا منادی کرانا کہ کون ہو گا جو تین دن میں فلاں ضروری کام کے لئے

بفلاں مہم، خلعت و مال بدہم و شنیدنِ دلقک دردہ و آمدن

سمرقند جائے، ہم خلعت اور مال دیں اور مسخرے کا گاؤں میں سننا اور قاصد

بالاغ نزدِ آں سیّد مَلکِ کہ مَن بارے نتوانم

بن کر سید بادشاہ کے پاس آنا کہ میں یہ کام نہیں کرسکتا

سیّدِ [۳] ترمذ کہ آنجا شاہ بُود — مسخرہ اُو دلقکِ دلخواہ بُود

ترمذ کا سردار جو وہاں بادشاہ تھا — اس کا مسخرہ ایک دلچسپ دلقک تھا

داشت کارے در سمر قند اُو مہم — جُست اُلاغے تاشود اُو مستتم

وہ (بادشاہ) ایک ضروری کام سمرقند میں رکھتا تھا — اس نے ایک قاصد تلاش کیا جو تکمیل کرنے والا ہو

زد مُنادی کانکہ اُو در پنج روز — آرد زانجا خبر بدہم گنوز

اس نے اعلان کرایا جو پانچ دن میں — وہاں سے خبر لے آئے، میں اس کو خزانے دوں گا

بخشم اُو را زرّ و گنجِ بے شمار — تا شود میرو عزیز اندر دیار

میں اس کو سونا اور بے شمار خزانہ دوں گا — یہاں تک کہ وہ ملک میں سردار اور عزت والا بن جائے

۱ خود۔ یعنی ہنر معارف عقلیہ اور علوم دینیہ ہیں ذکر علوم عقلیہ ہیں۔ لبیب۔ یعنی عارف۔ در حقیقت۔ عارف عقلی دلائل کو اس دلیل سے بھی گندہ سمجھتا ہے جو طبیب کی ہوتی ہے یعنی قارورہ جس کو دیکھ کر طبیب مرض پر استدلال کرتا ہے۔ چوں دلیلت۔ اگر تیرے پاس عقلی علوم کے سوا کچھ نہیں ہے تو گوہ کھاتا پھر اور پیشاب کو دیکھتا رہ۔ گمیز۔ بول گبریز جانوروں کا پیشاب۔

۲ اے۔ عقلی دلائل اندھے کی لاٹھی ہے جو اس کے اندھے پن کی دلیل ہے۔ دلیل۔ عقلی دلائل اور اس کے مدعی دونوں عارفوں کے نزدیک ذلیل اور حقیر ہیں۔ غلغل۔ دلائل عقلیہ کی شان و شوکت تو بہت ہے لیکن مدعی بالکل حقیر ہے اور اس کی مثال یہ ہے کوئی اندھا اپنے اندھے پن کے ثبوت کے لئے غل غپاڑہ مچائے منادی کردن۔ اس قصہ کا خلاصہ بھی یہی ہے کہ مسخرے نے معمولی سی بات کے لئے بڑا اہتمام کیا۔ دلقک۔ ایک مسخرے کا نام ہے مطلقاً مسخرہ۔

۳ سید ترمذ۔ ترمذ کے بادشاہ کو یہ ضرورت تھی کہ کوئی سمرقند جا کر وہاں کے احوال معلوم کر کے آئے اس مقصد کے لئے اس نے منادی کرائی تو مسخرہ ایک گاؤں سے بدحال ہو کر بھاگا آیا اور صرف یہ کہنے آیا کہ میں اس قابل نہیں ہوں کہ اس مہم کو سر کر سکوں۔

دلقک اندر دہ بُدو آں راشنید — برنشست[1] و تابہ ترمذی دوید

مسخرہ گاؤں میں تھا اور اس نے دہ سنا — سوار ہوا اور ترمذ تک دوڑنے لگا

مرکب دو اندراں رہ شد سقط — از دو انیدن فرس رازاں نمط

اس راستہ میں دو گھوڑے ہلاک ہو گئے — اس طور پر گھوڑا دوڑانے سے

پس بدیواں در دوید از گردِ راہ — وقتِ ناہنگام رہ جست او بشاہ

پھر وہ راستہ کے گرد وغبار سے کچہری میں دوڑا گیا — اس نے نامناسب وقت بادشاہ کی جانب راستہ ڈھونڈا

مچھ در جملہء دیواں فتاد — شورشے در وہم آں سلطاں فتاد

کچہری میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں — بادشاہ کے خیال میں پریشانی واقع ہوئی

خاص و عام شہر را دل شد زدست — تا چہ تشویش و بلا حادث شدست

شہر کے عوام اور خواص کا دل بے قابو ہو گیا — کہ کیا پریشانی اور مصیبت پیدا ہوئی ہے؟

یا عدُوّے قاہرے در قصدِ ماست — یا بلائے مہلکے از غیب خاست

یا کوئی سخت دشمن ہمارے قصد میں ہے — یا کوئی مہلک مصیبت غیب سے آئی ہے

کہ زدہ دلقک بسیرانِ درشت — چند اسپِ قیمتی در راہ گشت

کہ مسخرہ نے سخت رفتار میں — چند قیمتی گھوڑے مار ڈالے

جمع[2] گشتہ بر سرِ شاہ خلق — تا چرا آمد چنیں اشتاب دلق

لوگ بادشاہ کے محل پر جمع ہو گئے — کہ مسخرہ اس قدر تیزی سے کیوں آیا ہے؟

از شتابِ او وجدّ و اجتہاد — غلغل و تشویش در ترمذ فتاد

اس کی جلدی اور کوشش اور محنت سے — ترمذ میں شور اور پریشانی واقع ہو گئی

آں یکے دو دست برزانو زناں — واں دگر از وہم واویلے کناں

کوئی دونوں ہاتھ ران پر مار رہا تھا — اور دوسرا وہم سے واویلا کر رہا تھا

از نفیر و فتنہ و خوف و نکال — ہر دلے رفتہ بصد گونہ خیال

فریاد اور فتنہ اور خوف اور عذاب سے — ہر دل سو خیالوں کی طرف جا رہا تھا

ہر[3] کسے فالے ہمی زد از قیاس — تا چہ آتش او فتاد اندر پلاس

ہر شخص قیاس سے ایک فال نکال رہا تھا — کہ ٹاٹ میں کونسی آگ لگی ہے

راہ جست و راہ دادش شاہ زود — چوں زمیں بوسید گفتش ہے چہ بود

اس نے راستہ چاہا اور بادشاہ نے اس کو فوراً راستہ دیدیا — جب اس نے زمین بوسی کی بادشاہ نے اس سے کہا میں کیا ہوا؟

[1] برنشست۔ یعنی سواری پر۔ مرکب دو۔ اس بھاگ دوڑ میں اس نے دو گھوڑے ہلاک کر دیئے۔ پس۔ راستہ کی گرد بھی صاف نہ کی اور سیدھا بادشاہ کی کچہری میں پہنچ گیا۔ فہمے۔ کانا پھوسی یعنی دلقک کے گھبرائے ہوئے آنے سے اور اس طریقہ سے بادشاہ کے پاس پہنچنے سے کچہری کے لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں اور بادشاہ بھی کچھ گھبرایا۔ خاص وعام۔ ہر شخص کو یہ خیال ہوا کہ دلقک کوئی خوفناک خبر لایا ہے۔ کہ زرہ۔ کوئی خوفناک بات ہے تب ہی دلقک نے اس قدر تیزی سے سفر کیا کہ دو گھوڑے راستہ میں مر گئے۔

[2] جمع گشت۔ ان افواہوں سے کچہری پر مجمع ہو گیا۔ دلق۔ دلقک کا مخفف ہے۔ از شتاب۔ دلقک کی عجلت اور کوشش سے پورا شہر تشویش میں مبتلا ہو گیا سب نے یہ سمجھا کہ کسی بڑی مصیبت کی خبر لایا ہے۔ آں یکے تمام لوگوں کی پریشانی کا یہ حال تھا کہ کوئی رانیں پیٹتا کوئی واویلا کرتا۔ از نفیر۔ ہر شخص فتنہ وفساد کے خیال سے طرح طرح کے خیال میں مبتلا تھا۔

[3] ہر کسے۔ ہر شخص از کل لگا رہا تھا کہ نہ معلوم کونسی آگ ٹاٹ میں لگی ہوگی یعنی کونسا عظیم حادثہ پیش آیا ہوگا۔ راہ جست۔ دلقک نے پھٹے حال دربار میں حاضری چاہی اور بادشاہ نے فوراً اس کو بازیابی کی اجازت دی دلقک دربار میں زمین بوس ہوا تو بادشاہ نے دریافت کیا کیا حال ہے۔

هر اِ کہ می پُرسید حالے زاں ترش
اس بدحال سے جو کوئی حالت دریافت کرتا

دست بر لب می نہاد اُو کہ خمش
وہ ہونٹ پر ہاتھ رکھتا تھا کہ چپ

وہم می افزود زیں فرہنگِ اُو
اس کی اس عقلمندی سے اور وہم بڑھتا تھا

جُملہ در تشویش گشتہ دنگِ اُو
سب اس کے سبب پریشانی میں دنگ ہو رہے تھے

کرد اِشارت دلق کاے شاہِ کرم
مسخرے نے اشارہ کیا کہ اے شاہ کرم!

یک دَمے بگذار تا مَن دَم زنم
تھوڑی دیر تھمئے تاکہ میں سانس لے لوں

تا کہ باز آید بمَن عقلم دمے
تاکہ میری عقل ذرا ٹھکانے آ جائے

کہ فتادم در عجائب عالمے
کیونکہ میں عجیب عالم میں گرفتار ہوں

بعد۲ یک ساعت کہ شاہ از وہم وظَن
تھوڑی دیر کے بعد بادشاہ وہم اور گمان سے

تلخ گشتش ہم گلُو و ہم دہَن
اس کا گلا بھی اور منہ بھی کڑوا ہو گیا

کُو ندیدہ بُود دلقک را چنیں
کیونکہ اس نے مسخرہ کو اس حالت میں نہ دیکھا تھا

کہ اُز و خوشتر نبُودش ہمنشیں
کیونکہ اس سے زیادہ خوش مزاج اس کا کوئی ہمنشیں نہ تھا

دائماً داستان ولاغ افراشتے
وہ ہمیشہ داستان اور مذاق ابھارتا تھا

شاہ را اُشاد و خنداں داشتے
وہ بادشاہ کو خوش اور ہنساتا رکھتا تھا

آنچناں خندانش کردے در نشست
وہ اس کو مجلس میں اس قدر ہنساتا تھا

کہ گرفتے شہ شکم رابا دو دَست
کہ بادشاہ دونوں ہاتھوں سے پیٹ تھام لیتا تھا

کہ ز زورِ خندہ خوی کردے تنش
ہنسی کی زیادتی سے اس کے جسم کو پسینہ آ جاتا تھا

رُو در افتادی زخندہ کردنش
اپنے ہنسنے سے اوندھا گر جاتا تھا

باز۳ امروز ایں چنیں زَرد و تُرش
پھر آج اس طرح سے زرد اور ترش

دَست برلب میزند کاے شہ خمش
ہونٹ پر ہاتھ رکھتا ہے کہ اے بادشاہ چپ

وَہم دَر وَہم و خیال اندر خیال
وہم در وہم اور خیال در خیال

شاہ راتا خود چہ آید از نکال
بادشاہ کو کہ دیکھئے کیا وبال آتا ہے؟

کہ دلے شہ باغم و پرہیز بُود
کیونکہ بادشاہ کا دل رنجیدہ اور پرحذر تھا

زانکہ خرم شاہ بس خونریز بُود
کیونکہ خرم شاہ بہت خونریز تھا

۱ ہر کہ۔ بادشاہ یا کوئی وزیر جب بھی دلقک سے حالت پوچھتا تو وہ اپنے ہونٹ پر ہاتھ رکھ کر چپ رہنے کا اشارہ کرتا۔ وہم اس کی اس حرکت سے اور زیادہ پریشانی بڑھ گئی۔ کردہ۔ دلقک نے بادشاہ سے اشارے سے کہا کہ مجھے سانس لے لینے دیجئے۔ تا کہ۔ میں ذرا اپنے حواس درست کر لوں اس وقت میری عجیب حالت ہے پھر کچھ بتاؤں گا۔

۲ بعد یک ساعت۔ بادشاہ نے تھوڑی دیر انتظار کیا اور انتظار میں اس کو سخت ناگواری ہوئی۔ کو ندیدہ۔ دلقک بہترین خوش طبع ہم نشیں تھا اس کی کبھی پریشان کن حالت نہ ہوئی تھی۔ دائما۔ دلقک ہمیشہ داستان گوئی اور مذاق سے بادشاہ کو خوش رکھتا تھا۔ آنچناں۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنساتا تھا کہ بادشاہ ہنسی کی زیادتی کی وجہ سے پیٹ پکڑ لیتا۔ کو۔ وہ بادشاہ کو اس قدر ہنسا دیتا کہ بادشاہ کو پسینے چھوٹ جاتے تھے اور اندھا گر جایا کرتا تھا۔

۳ باز۔ پھر آج اس کی یہ حالت کہ بدحال ہے اور بادشاہ کو بھی چپ رہنے کے اشارے کر رہا ہے۔ وہم۔ اس سے بادشاہ کو طرح طرح کے خیال آ رہے تھے اور بادشاہ سوچنے لگا کہ نہ معلوم کیا مصیبت ٹوٹنے والی ہے۔ کہ را لے۔ بادشاہ کو خوارزم شاہ شاہ سمرقند سے بہت ڈر لگتا رہا تھا اس نے دلقک کی حالت سے یہ سمجھا کہ دلقک کے علم میں اس کے حملہ کی خبر آئی ہوئی۔ خرم شاہ۔ خوارزم شاہ کا مخلف ہے۔

جائے[1] تختِ اُو سمرقندِ گزیں
اس کا پایہ تخت منتخب سمرقند تھا

بدُ وزیرِ داہے او را ہمنشیں
ایک چالاک وزیر اس کا ہم نشیں تھا

بس شہانِ آں طرف را کشتہ بُود
اس جانب کے سب بادشاہوں کو قتل کر چکا تھا

یا بحیلت یا بسطوت آں عنُود
وہ سرکش، یا حیلہ سے یا حملہ سے

ایں شہِ ترمذ از و در وہم بُود
یہ شاہ ترمذ اس سے وہم میں تھا

وز فن دلقک خود آں وہمش فزُود
اور مسخرے کی چال سے اس کا وہم بڑھ رہا تھا

گفت زوتر باز گو تا حال چیست
اس نے کہا جلد بتا کیا حال ہے؟

ایں چنیں آشوب وشورِ تو ز کیست
تیری اس قدر پریشانی اور شور کس کی وجہ سے ہے؟

گفت مَن دردہ شنیدم آنکہ شاہ
اس نے کہا میں نے گاؤں میں یہ سنا کہ بادشاہ نے

زد منادی بر سرِ ہر شاہ راہ
ہر بڑی سڑک کے سرے پر منادی کرائی ہے

کہ[2] کسے خواہم کہ تازد در سہ روز
کہ میں ایسا آدمی چاہتا ہوں جو تین دن میں دوڑ کر جائے

تا سمرقند و دہم اورا کنوز
سمرقند تک اور میں اس کو خزانے بخشوں گا

گنجہا بہ ہم وُرا اندر عوض
اس کو بدلے میں [illegible] گا

چوں شود حاصل ز پیغامش غرض
جب اس کے پیغام سے مقصد حاصل ہو جائے گا

مَن شنیدم ایں بیدم بَرتو بہر آں
میں نے اس لئے آپ کے پاس دوڑ [illegible]

تا بگویم کہ ندارم آں تواں
تاکہ میں کہہ دوں کہ میں وہ قوت نہیں رکھتا ہوں

ایں چنیں چستی نیاید از چو مَن
مجھ جیسے سے ایسی چستی نہیں ہو سکتی ہے

تارِ ایں امید را بر مَن متن
امید کا تار مجھ پر نہ تنیئے

گفت[3] آشہ لعنت بریں زودیت باد
بادشاہ نے کہا تیری اس جلدی پر لعنت ہو

کہ دو صد تشویش در شہر او فتاد
کہ شہر میں دو سو تشویشیں پیدا ہو گئیں

از برائے ایں قدر اے خام ریش
محض اتنی سی بات کے لئے احمق

آتش افگندی دریں مَرج وحشیش
تو نے اس چراگاہ اور گھاس میں آگ لگا دی

ہمچو ایں خامانِ باطبل و علم
ان خام کار جھنڈے اور ڈھول والوں کی طرح

کہ اما مانیم در فقر و عدَم
کہ ہم فقر و فنا میں امام ہیں

[1] جائے۔ خوارزم شاہ کا پائے تخت سمرقند تھا اور اس کا وزیر بڑا چالاک اور ذہین تھا۔ بس شہان۔ وہ بہت سے بادشاہوں کو تدبیر یا حملہ سے قتل کر چکا تھا۔ ایں شہ۔ ترمذ کے بادشاہ کو بھی اس کا ڈر لگا ہوا تھا اور دلقک کی اس حالت سے اس کا ڈر اور خوف اور بڑھ گیا تھا۔

گفت۔ بادشاہ نے دلقک سے کہا جلد بات بتا۔ گفت مَن۔ اس پر دلقک نے کہا کہ میں نے گاؤں میں آپ کی منادی سنی تھی۔

[2] کہ کسے۔ میں نے منادی میں سنا تھا کہ آپ کسی شخص کو سمرقند بھیج کر احوال معلوم کرانا چاہتے ہیں۔ گنجہا۔ اور آپ نے یہ اعلان کرایا کہ خبر لانے والے کو آپ بہت انعام دیں گے۔ مَن شنیدم۔ میں دوڑ کر اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو بتا دوں کہ میں یہ مہم سر نہیں کر سکتا۔ ایں چنیں۔ ایسی چستی پھرتی کر کے فوراً سمرقند جا کر میں احوال معلوم کر سکوں مجھ سے ممکن نہیں ہے آپ مجھ سے یہ امید وابستہ نہ کریں۔

[3] گفت۔ جب پہاڑ کھودنے پر چوہا برآمد ہوا تو بادشاہ نے کہا تیری اس جلد بازی پر لعنت ہو تو نے تمام شہر کو پریشان کر ڈالا۔ از برائے۔ اس معمولی پیغام کے لئے تو نے تمام انسانوں میں آگ لگا دی۔ ہمچو۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ان جھوٹے شیوخ کی یہی حالت ہے جو دلقک کی تھی کہ ایک معمولی بات کے لئے اس قدر طمطراق دکھاتے ہیں۔ ایں خاماں۔ یہ ناقص شیوخ بھی ڈھول پیٹتے ہیں کہ ہم فقر و فنا کے امام ہیں اور کچی بگھار کر اپنے آپ کو بایزید ثابت کرتے ہیں۔

لافِ ۱ نیّ در جہاں انداختہ
دنیا میں شیخت کی ڈینگیں مارتے ہیں

خویشتن را بایزیدے ساختہ
اپنے آپ کو بایزیدؒ بنا رکھا ہے

ہم از خود سالک شدہ واصل شدہ
خود ہی سالک اور واصل بن بیٹھا ہے

محفلے واکردہ در عوئی کدہ
دعوے خانہ' میں ایک محفل کھول رکھی ہے

خانۂ داماد پُر آشوب و شر
داماد کا گھر شورش سے پر ہے

قوم دختر را نبودہ زیں خبر
سسرال والوں کو اس کی خبر نہیں

ولولہ کہ کار نیمے راست شد
جوش ہے کہ آدھا کام بن گیا ہے

شرطہائے کاں ز سوئے ماست شد
جو شرطیں ہماری طرف سے ہیں وہ ہو گئیں

خانہا را رُفتیم آراستیم
ہم نے گھروں میں جھاڑو دے کر آراستہ کرلیا ہے

زیں ہوس سرمست وخوش برخاستیم
ہم اس ہوس سے مست اور خوش اٹھے ہیں

زاں طرف آمد یکے پیغام نے
اس جانب سے ایک پیغام بھی نہیں آیا

آمد ایں سو مرغکے زاں بام نے
اس جانب سے اس جانب ایک چھوٹا سا پرندہ نہیں آیا

زیں ۲ رسالاتِ مزید اندر مزید
ان مزید در مزید پیغاموں میں سے

یک جوابے از حوالے شاں رسید
ایک جواب ان کی جانب سے پہنچا؟

نے، ولیکن یارِ ما زیں آگہ ست
نہیں، لیکن ہمارا دوست اس سے باخبر ہے

زانکہ از دل سوئے دل لابد رست
کیونکہ لامحالہ دل سے دل کی جانب راہ ہے

پس ازاں یارے کہ اُمید شماست
پھر اس دوست کی جانب سے جو تمہاری امید گاہ ہے

از جوابِ نامہ رہ خالی چراست
نامہ کے جواب سے راستہ کیوں خالی ہے؟

صد ۳ نشانست از سرار و از جہار
باطن اور ظاہر سے سو علامتیں ہیں

لیک بس کن پردہ زیں در برمدار
لیکن بس کر، اس در سے پردہ نہ ہٹا

باز روتا قصہ آں دلقِ گول
اس احمق مسخرہ کے قصے کی جانب پھر چل

کہ بلا بر خویش آورد از فضول
کہ خواہ مخواہ اپنے اوپر بلا لایا

پس وزیرش گفت اے حق راستن
پھر وزیر نے اس سے کہا اے حق کے ستون!

بشنو از بندہ کمینہ یک سخن
کمینہ غلام سے ایک بات سن لیجئے

---

۱ ہم زخود۔ یہ شیوخ بالکل بے پیرے ہیں خود بخود سالک بنے اور پھر خود بخود واصل بحق ہو گئے ہیں اور دعوے شروع کر دیئے ہیں۔ خلقہ داماد۔ ان کی مثال بالکل ویسی ہی ہے جیسے کوئی اپنے گھر شادی کی کروفر دکھا رہا ہو اور لڑکی والوں کو اس کی کوئی خبر تک نہ ہو۔ داماد۔ اس شوہر کے گھر میں دھوم دھڑکا برپا ہے اور شادی کی تمام ضروریات مہیا کی جارہی ہیں۔ خانہا۔ اور کہہ رہا ہے کہ ہم نے شادی کی پوری تیاری کرلی ہے مکان پر چونہ قلعی بھی کرالیا ہے اور اس ہوس میں مست ہو رہا ہو۔ زاں طرف۔ حالانکہ لڑکی والوں کی جانب سے نہ کوئی پیغام ہے نہ سلام۔ مرغکے۔ کبوتر کو پیغامبر مانا جاتا ہے۔

۲ زیں رسالات۔ یہاں سے پیغام کے ڈھیر ہیں وہاں سے ایک بھی جواب نہیں۔ نے۔ اگر کوئی اس سے پوچھتا ہے کہ لڑکی والوں کی طرف سے بھی کوئی پیغام آیا تو کہتا ہے کہ نہیں وہاں سے کوئی جواب تو نہیں آیا لیکن انہیں سب کچھ معلوم ہے کیونکہ دل سے دل کو راہ ہوتی ہے یہی حال مکار شیوخ کا ہے کہ ان کی جانب سے مقبول بارگاہ ہونے کے دعوے ہیں اور حضرت حق کی جانب سے مقبولیت کے کچھ بھی آثار نہیں ہیں۔ پس۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اگر تعلق مع اللہ کے دعوے میں کچھ بھی صداقت ہے تو پھر ادھر سے جواب سے کیوں محروم ہو۔

۳ صد نشانست۔ خدا سے تعلق کے بہت سے باطنی آثار ہیں جن کو بیان کرنا مناسب نہیں ہے۔ بازرو۔ اس مسخرے کے قصے کی تکمیل کرو اس بیہودے نے خواہ مخواہ اپنے اوپر بلا نازل کی بادشاہ نے اس کو جیل بھیجنے کا حکم دیدیا۔ پس۔ وزیر نے کہا کہ اس مسخرے کو یہاں کوئی کام تھا جس کی وجہ سے یہ بھاگا آیا۔ اب اس کی کام سے رائے بدل گئی تو اس نے یہ ہروپ بھرا ہے اس کا اصل مقصد خیر دینا نہیں ہے۔

دلقک از دہ بہرِ کارے آمدست
مسخرہ گاؤں سے کسی کام کے لئے آیا ہے

رائے اُو گشت و پشیمانش شُدست
اس کی رائے بدل گئی اور وہ اس سے پشیمان ہوا ہے

زاب[1] و روغن کہنہ را نومی کند
پانی اور تیل سے پرانے کو نیا کرتا ہے

اُو بہ مسخرگی بُروں شومی کند
وہ مسخرے پن کے ذریعہ چھٹکارا حاصل کرتا ہے

غمدرا بنمُو و پنہاں کرد تیغ
اس نے نیام دکھائی اور تلوار چھپائی ہے

باید افشردن مر اُورا بیدریغ
اس کو بے دریغ کھینچنا چاہئے

اُو میاں بنمُود و پنہاں کرد کارد
اس نے غلاف دکھایا اور چھری چھپائی ہے

بیگماں اُورا ہمی باید فشارد
بلاشبہ اس کو کسنا چاہئے

پستہ رایا جوز راتا نشکنی
تو پستہ یا اخروٹ کو جب تک نہ توڑے

نے نماید دل نہ بدہد روغنی
وہ نہ مغز ظاہر کرتا ہے نہ چکنائی دیتا ہے

مشنو ایں دفعِ وَے و فرہنگِ اُو
اس کے ٹالنے اور تدبیر کو نہ سنیئے

در نگر در از تعاش و رنگِ اُو
اس کے کانپنے اور رنگ کو دیکھئے

گفت[2] حق سِیمَاھُم فِی وُجُوھِھِم
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان کی نشانی ان کے چہرے میں ہے

زانکہ غمازست سِیمَا و مُنِم
کیونکہ نشانی غماز اور چغلخور ہے

ایں معاین ہست ضدِّ آں خبر
یہ مشاہدہ اس خبر کے خلاف ہے

کہ بشر بسرشتہ آمد ایں بشر
کہ یہ بشر شر سے گوندھا ہوا ہے

گفت دلقک بافغان و باخروش
مسخرے نے فریاد اور خروش سے کہا

صاحبا در خونِ ایں مسکیں مکوش
اے صاحب! اس مسکین کے خون کی کوشش نہ کیجئے

بس[3] گمان و وہم آید در ضمیر
دل میں بہت سے وہم اور گمان آتے ہیں

کاں نباشد حق و صادق اے امیر
اے امیر! جو کہ صحیح اور سچے نہیں ہوتے ہیں

انَّ بَعضَ الظَّنِّ اِثمٌ ستا سے وزیر
اے وزیر! بعض گمان گناہ ہے

نیست استم راست خاصہ بر فقیر
ستم کرنا خصوصاً فقیر پر درست نہیں ہے

شہ نگیرد آنکہ می رنجاندش
شاہ اس کی بھی گرفت نہیں کرتا ہے جو اس کو ستائے

از چہ گیرد آنکہ می خنداندش
جو اس کو ہنسائے اس کی کس وجہ سے گرفت کرے گا؟

گفتِ صاحب پیشِ شہ جا گیر شُد
وزیر کی بات بادشاہ کے سامنے جم گئی

کاشفِ ایں مکر و ایں تزویر شُد
اس مکر اور جھوٹ کو کھولنے والی ہو گئی

[1] زاب و روغن۔ یہ چالاکی کر رہا ہے اور اصل مقصد کو چھپا رہا ہے۔ غمد۔ تلوار کی نیام۔ افشردن۔ یعنی شکنجہ میں دبانا۔ اُو۔ یہ غلاف دکھا رہا ہے اور چھری چھپا رہا ہے یعنی آنے کا اصل مقصد ظاہر نہیں کر رہا ہے۔ پستہ۔ پستہ اور اخروٹ میں سے اصل حقیقت تب ظاہر ہوتی ہے جب اس کو دبایا جائے اس کو جب شکنجہ میں دبایا جائے گا اصل حقیقت ظاہر ہو جائے گی۔ مشنو۔ اس کی بات پر نہ جائیے اس کی ظاہری علامتوں پر نظر رکھیئے۔

[2] گفت۔ اللہ تعالیٰ نے بھی نیکی اور بدی کے ظاہری نشان کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ ایں معاین۔ ظاہری علامتیں اس کے قول کے برخلاف ہیں اور یہ بشر شر سے بنا ہوا ہے۔

[3] گفت۔ دلقک نے جب وزیر کی گفتگو اپنے خلاف سنی تو وزیر سے بولا اے وزیر میرے خون کے درپے نہ ہو۔

بس۔ میرے اوپر تیری یہ بدگمانی ہے جو گناہ ہے۔ نیست۔ ظلم خود برا ہے اور فقیر پر ظلم کرنا تو بہت ہی برا ہے۔ شہ نگیرد۔ شاہ مخالفوں پر بھی ظلم نہیں کرتا ہے تو دوستوں پر کیسے کرے گا۔ صاحب وزیر۔ کاشف۔ بادشاہ وزیر کی گفتگو سے مسخرے کے مکر کو سمجھ گیا۔

گفت دلقک رانسوئے زنداں برید
اس نے کہا مسخرے کو جیل خانہ کی جانب لے جاؤ

چاپلوس و زرقِ اورا کم خرید
اس کی چاپلوسی اور جھوٹ کو قبول نہ کرو

میزنیدش چوں دُہلِ اشکم تہی
خالی پیٹ ڈھول کی طرح اس کو پیٹتے رہو

تا دُہل دار اُو دہد ماں آگہی
تاکہ ڈھول کی طرح وہ ہمیں بات بتا دے

زانکہ ہم پُر ہم تہی باشد دہل
کیونکہ ڈھول بھرا ہوا بھی ہوتا ہے اور خالی بھی

بانگِ اُو آگہ کند ما راز کُل
اس کی آواز ہمیں سب بات سے باخبر کر دیتی ہے

تانگوید سِرِّ خود راز اضطرار
تاکہ وہ مجبور ہو کر اپنا راز ظاہر کر دے

آنچنانکہ گیرد ایں دلہا قرار
اس طرح پر کہ دل مطمئن ہو جائیں

چوں طمانین ست صدقِ بافروغ ۲
چونکہ روشن سچائی باعث اطمینان ہے

دل نیا رامد بگفتارِ دروغ
جھوٹی بات سے دل مطمئن نہیں ہوتا ہے

کذب چوں خَس باشد دل چوں دہاں
جھوٹ تنکے کی طرح اور دل منہ کی طرح

خَس نگردد درد ہاں ہرگز نہاں
تنکا منہ میں کبھی نہیں چھپتا ہے

تا درد باشد زبانے میزند
جب تک وہ اس میں ہوتا ہے زبان ہلاتا ہے

تا بدانش از دہاں بیروں کند
حتی کہ عقلمندی سے اسے باہر نکال دیتا ہے

خاصہ کاندر چشم اُفتد خَس زباد
خصوصاً وہ تنکا جو ہوا سے آنکھ میں گر جائے

چشم اُفتد دَرنم و بند و گشاد
آنکھ آنسو اور بند ہونے اور کھلنے میں پڑ جاتی ہے

ماپس ایں خَس راز نیم اکنواں لکد
تو ہم بھی اب اس تنکے کے لائیں ماریں گے

تا دہان و چشم زیں خَس وارہد
تاکہ منہ اور آنکھ اس تنکے سے نجات پا جائے

گفت دلقک کالے ملک آہستہ باش ۳
دلقک نے کہا اے بادشاہ توقف کر

رُوئے حلم و مغفرت را کم خراش
بردباری اور معاف کرنے کے چہرے کو زخمی نہ کر

تابدیں حد چیست تعجیلِ نقم
سزاؤں میں اتنی جلدی کیوں ہے؟

مَن نمی پرّم بدستِ تو دَرم
میں اڑ نہیں رہا ہوں تیرے ہاتھ میں ہوں

پس ادب کہ باشد از بہرِ خدا
جو سزا خدا کے لئے ہوتی ہے

اندراں مستعجلی نبُود رَوا
اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی

وانچہ باشد طبع و خشمِ عارضی
اور جو مزاج اور عارضی غصہ کی وجہ سے ہو

می شتابد تانگردد مرتضی
اس میں جلدی کرتا ہے تاکہ رضامندی نہ آ جائے

۱ سوئے زنداں۔ بادشاہ نے حکم دیا دیا کہ مسخرے کو جیل خانہ بھیج دیا جائے۔ میزنیدش۔ ڈھول جب پیٹا جاتا ہے تو دوسروں کو خبر پہنچاتا ہے۔ زانکہ۔ ڈھول میں دو باتیں ہیں ایک تو یہ کہ اس میں ہوا بھری ہوئی ہے دوسرے یہ کہ اس میں اور کوئی دوسرا جسم نہیں ہے لہٰذا وہ بھرا ہوا بھی ہے اور خالی بھی ہے۔ تانگوید۔ جب یہ دلقک پیٹے گا تو وہ سچی بات کہہ دے گا جس سے دل مطمئن ہو جائے گا۔ یعنی۔ سچ بات سے دل مطمئن ہو جاتا ہے۔

۲ فروغ۔ روشنی۔ دُروغ جھوٹی بات دل کو مطمئن نہیں کرتی ہے۔ کذب۔ جھوٹ دل میں اس طرح کھٹکتا ہے جس طرح تنکا منہ میں۔ تا درد۔ تنکا جب تک منہ میں رہے گا منہ زبان ادھر ادھر گھماتا رہے گا۔ خاصہ اگر تنکا آنکھ میں گر جاتا ہے تو آنکھ میں پانی بھر جاتا ہے اور کھلتی اور بند ہوتی رہتی ہے۔ ماپس۔ ہم بھی اس باتونی تنکے کو لاتے ماریں گے تاکہ منہ اور آنکھ سے دور ہو جائے۔

۳ گفت۔ دلقک نے کہا اے شاہ سزا کے حکم میں جلدی نہ کیجئے آپ کے حلم اور مغفرت کے منافی ہے۔ تابدیں۔ آپ کی جلدی کی کوئی وجہ بھی نہیں ہے میں آپ کے قبضہ میں ہوں۔ آں ادب۔ جو شخص خدا کیلئے سزا دیتا ہے اس میں جلد بازی مناسب نہیں ہوتی۔ وانچہ۔ جو سزا خدا کے لئے نہیں بلکہ اپنے ذات کی وجہ سے دیتا ہے اس میں وہ جلد بازی کرتا ہے تاکہ رضامندی مانع نہ آ جائے۔

ترسد[1] ار آید رضا خشمش رود
ڈرتا ہے اگر رضا آ گئی غصہ جاتا رہا ہے گا

انتقام و ذوقِ آں فائت شود
بدلہ لینا اور اس کا مزا فوت ہو جائے گا

شہوتِ کاذب شتابد در طعام
جھوٹی بھوک کھانے میں جلدی کرتی ہے

خوفِ فوتِ ذوق ہست آں خود سقام
مزے کے جانے کا ڈر وہ خود بیماری ہے

اشتہا صادق بود تاخیر بہ
سچی بھوک ہو تو تاخیر بہتر ہے

تا گوارندہ شود آں بے گرہ
تاکہ بغیر کراہت کے خوب ہضم ہو جائے

تو پئے دفعِ بلایم می زنی
آپ مجھے مصیبت ٹالنے کے لئے مارتے ہیں

تا بہ بینی رخنہ را بندش کنی
تاکہ آپ شگاف دیکھ لیں اس کو بند کردیں

تا ازاں رخنہ بروں ناید بلا
تاکہ اس شگاف سے مصیبت باہر نہ آئے

غیرِ آں رخنہ بسے دارد قضا
قضا (خداوندی) اس کے علاوہ بہت سے شگاف رکھتی ہے

چارہ[2] دفعِ بلا نبود ستم
مصیبت کے ٹالنے کی تدبیر ظلم نہیں ہے

چارہ احسان باشد و عفو و کرم
احسان اور معاف کرنا اور بخشنا تدبیر ہے

گفت الصدقۃ ترد البلا
فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو لوٹا دیتا ہے

داو مرضاک بصدقۃ یا فتی
اے نوجوان! صدقہ سے اپنے مریضوں کا علاج کر

صدقہ نبود سوختن درویش را
درویش کو جلانا صدقہ نہیں ہے

کور کردن چشم حلم اندیش را
اور بردباری سوچنے والی آنکھ کو اندھا کرنا

گفت شہ نیکوست خیر و موقعش
بادشاہ نے کہا بھلائی اور اس کا موقع بہتر چیز ہے

لیک چوں خیرے کنی در موضعش
لیکن جبکہ تو بھلائی اس کے موقع پر کرے

موضعِ[3] رخ شہ نہی ویرانی ست
تو رخ کی جگہ شاہ کو بٹھا دے تو تباہی ہے

موضعِ شہ پیل ہم نادانی ست
شاہ کی جگہ پیادہ بھی بے وقوفی ہے

در شریعت ہم عطا ہم زجر ہست
شریعت میں جزا بھی ہے اور سزا بھی

شاہ را صدر و فرس را درگہ است
شاہ کی جگہ صدر اور گھوڑے کی جگہ دروازہ ہے

عدل چہ بود وضع اندر موضعش
عدل کیا ہوتا ہے؟ اس کا جگہ پر رکھنا

ظلم چہ بود وضع در ناموقعش
ظلم کیا ہے؟ اس کا بے جگہ رکھنا

[1] ترسد۔ اس شخص کو یہ ڈر رہتا ہے کہ اگر رضامندی آجائے گی تو غصہ اور اس کا مزا جاتا رہے گا۔ شہوت کاذب۔ جس کی جھوٹی بھوک ہوتی ہے وہ جلد کھانے کی کوشش کرتا ہے کہ کہیں بھوک نہ جاتی رہے حالانکہ یہ جھوٹی بھوک خود ایک بیماری ہے۔ اشتہا۔ اگر سچی بھوک ہے تو کھانے میں تاخیر بہتر ہوتی ہے تاکہ بھوک میں اور اضافہ ہو اور کھانا بغیر کسی ناگواری کے خوب ہضم ہو جائے۔

تو پئے۔ آپ مجھے اس لئے مارنا چاہتے ہیں کہ آپ کے ذہن میں یہ ہے کہ مجھے کوئی خوفناک بات معلوم ہوتی ہے اور وہ میں نہیں بتا رہا ہوں اگر بتادوں گا تو آپ تدبیر کرلے گے اور مصیبت آنے کے راستہ کو بند کردیں گے لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ مصیبت کے آنے کا کوئی ایک راستہ نہیں ہوتا ہے اگر آپ ایک راستہ بند کریں گے اور وہ مصیبت مقدر ہے تو دوسرے راستہ سے آجائے گی۔

[2] چارہ۔ مصیبت ٹالنے کا یہ ترکیب نہیں ہے کہ مجھے مار کر اس کے ٹالنے کی تدبیر کی جائے بلکہ اصل ترکیب یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ احسان اور عفو اور کرم کا معاملہ کیا جائے۔ گفت۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے صدقہ مصیبت کو دفع کرتا ہے تو اصل مرض کا علاج صدقہ ہے۔ صدقہ۔ صدقہ کی یہ کوئی صورت نہیں کہ آپ مجھ درویش کو پٹوائیں اور اپنی بردباری کی آنکھ کو بند کرلیں۔ گفت۔ شہ۔ بادشاہ نے کہا کہ بھلائی اچھی چیز ہے لیکن جبکہ با موقع ہو بے موقع بھلائی تباہی ہے۔

[3] موضعِ رخ۔ شطرنج کے مہروں میں اگر رخ کی بجائے شاہ کو بٹھا دیا جائے تو بازی ویران ہو جائے گی۔ در شریعت۔ شرع نے جزا اور سزا کا حکم دیا ہے اور دونوں چیزیں اپنی اپنی جگہ ٹھیک ہیں شاہ کے لئے صدر مجلس اور گھوڑے کے لئے دروازہ بہتر جگہ ہے۔ عدل۔ کسی چیز کو اس کے مقام پر رکھنا عدل ہے۔ ظلم۔ کسی چیز کو بے موقع رکھنا ظلم ہے۔

عدل چہ بُود آب[1] دہ اشجار را ظلم چہ بُود آب دادن خاررا
عدل کیا ہے؟ درختوں کو پانی دے ظلم کیا ہے؟ کانٹے کو پانی دینا

نیست باطل ہرچہ یزداں آفرید از غضب وز حلم وز نصح ومکید
جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا بے کار نہیں ہے غصہ اور بردباری اور خلوص اور مکر

خیرِ مُطلق نیست زینہا ہیچ چیز شرِّ مُطلق نیست زینہا ہیچ نیز
ان میں سے کوئی چیز مطلقاً خیر نہیں ہے نیز ان میں کوئی چیز مطلقاً شر نہیں ہے

نفع وضرِّ ہر یکے از موضع ست علم زیں روواجب ست ونافع ست
ہر ایک کا نفع اور نقصان ایک مقام سے ہے اس اعتبار سے علم ضروری اور مفید ہے

اے بسا زجرے کہ بر مسکیں رود در ثواب از نان وحلوا بہ بُود
اے شخص! ایسا اوقات وہ جھڑکی جو مسکین پر ہو ثواب میں روٹی اور حلوے سے بہتر ہے

زانکہ حلوا گرمی وصفرا کند سیلیش از خبث مُستنقا کند
کیونکہ حلوا گرمی اور صفراء پیدا کرتا ہے طمانچہ اس نجاست سے صاف کر دیتا ہے

سیلیے[2] در وقت بر مسکیں بزن کہ رہاند اش از گردن زدن
مسکین کے ہر وقت طمانچہ مار تاکہ وہ اس کو قتل ہو جانے سے بچا لے

زخم در معنیٰ فتد بر خوئے بد چوب بر گرد اُفتد نے بر نمد
چوٹ حقیقتاً بری عادت پر پڑتی ہے لکڑی گرد پر پڑتی ہے نہ کہ نمدے پر

بزم[3] وزنداں ہست ہر بہرام را بزم مخلص را وزنداں خام را
ہر بادشاہ کی مجلس اور قید خانہ ہوتا ہے مجلس مخلص کے لئے اور قید خانہ ناقص کے لئے

شق باید ریش را مرہم کنی چوک را در ریش مستحکم کنی
زخم کو شگاف چاہیے تو مرہم لگائے میل کو زخم میں جما دے گا

تا خورد مر گوشت را در زیرآں نیم سُودے باشد و پنجہ زیاں
یہاں تک کہ وہ اس کے نیچے گوشت کو کھا جائے گا آدھا فائدہ ہو گا اور پچاس گنا نقصان

از تُف آں اندروں ویراں شود مرگِ نا گہ درمیاں پنہاں شود
اس کی گرمی سے اندر کا حصہ خراب ہو جائے گا اچانک موت درمیان میں چھپ جائے گی

---

[1] آب۔ پانی درختوں کو دینا عدل ہے کانٹے کو پانی دینا ظلم ہے۔ نیست باطل۔ اگر ہر جگہ جزاء ضروری اور مناسب ہو تو پھر سزا کا پیدا کرنا عبث ہو جائے گا۔ خیرِ مطلق۔ کوئی چیز نہ مطلقاً خیر ہے نہ مطلقاً شر خیر کو اگر بے موقع استعمال کیا جائے تو شر ہے شر گویا موقع استعمال کیا جائے تو خیر ہے۔ نفع۔ نفع اور ضرر کا مقام جداگانہ ہے علم کی ضرورت اور نفع یہی ہے کہ انسان کو اس سے صحیح جگہ معلوم ہو جاتی ہے۔ مسکین۔ کسی فقیر کے طمانچہ مارنے میں بسا اوقات وہ ثواب حاصل ہوتا ہے جو اس کو روٹی اور حلوہ کھلانے سے نہیں ملتا ہے۔ زانکہ۔ حلوا تو اس میں گرمی اور صفرے کا اضافہ کرے گا اس طمانچہ اس کی باطنی خباثت کو صاف کر دے گا۔

[2] سیلیے۔ اگر مسکین کوئی ایسی جرات کر رہا ہے جس سے اس کی گردن ماری جانے کا خیال ہے تو اس کے طمانچہ مار کر نہ کہ دے۔ زخم۔ تو کسی مسکین کی بدعادت پر جب اس کے طمانچہ مارتا ہے تو مسکین کو نہیں مارتا ہے بلکہ اس کی بدعادت کو مارتا ہے' کمبل پر اگر گرد چڑھی ہوئی ہے تو لکڑی سے تو گرد کو مارتا ہے کمبل کو نہیں مارتا ہے۔

[3] بزم۔ بادشاہوں کے یہاں محفل نشاط بھی ہوتی ہے اور جیل خانہ بھی محفل مخلص دوستوں کے لئے ہے اور جیل خانہ ناقصوں کے لئے ہے۔ شق باید۔ پھوڑا نشتر کو چاہتا ہے اگر تو اس پر مرہم رکھے گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو پھوڑے میں پیپ اور میل کو جما رہا ہے۔ تا خورد۔ وہ پیپ اس کے گوشت کو اور گلا دیگی تو

مرہم سے آدھا فائدہ اور پچاس گنا نقصان ہوگا۔ از تف۔ پھوڑے میں سوزش ہوگی اور اس کا اندرونی حصہ اور تباہ ہو جائے گا نتیجہ میں موت آجائے گی۔

گفت[۱] دلقک من نمی گویم گزار
دلقک نے کہا کہ میں یہ نہیں کہتا کہ چھوڑ دیجئے

لیک می گویم تحرّی پیش آر
لیکن میں کہتا ہوں تحقیق کو پیش نظر رکھئے

ہیں رہِ صبر و تأنّی در مبند
ہاں صبر اور بردباری کا راستہ بند نہ کیجئے

صَبر کُن اندیشہ می کُن روز چند
صبر کیجئے، چند دن غور کر لیجئے

دَر تأنّی بریقینے بَر زنی
تامل کرنے پر آپ یقینی بات پر پہنچ جائیں گے

گوشمالِ من بایقانے کُنی
مجھے یقین کے ساتھ سزا دیں گے

دَر روش یَمشِی مُکِبًّا خود چرا
رفتار میں یَمشِی مُکِبًّا خود کیوں ہو؟

چوں ہمی شاید شُدن در استوا
جبکہ سیدھی حالت میں وہ ممکن ہو سکے

مشورت کُن باگروہِ صالحاں
نیکوں کی جماعت سے مشورہ کر لیجئے

برپیغمبرؐ اَمر شَاوِرْهُمْ بداں
پیغمبرؐ کے لئے اَمر شَاوِرْهُمْ کا حکم سمجھ لیجئے

اَمرُهُم شُورٰی برائے[۲] ایں بُوَد
اَمرُهُم شُورٰی اسی کے لئے ہے

کز تشاور سہوِ و کژ کمتر شوَد
کہ باہمی مشورے کرنے سے بھول اور کجی نہیں ہوتی ہے

ایں خردہا چوں مصابیحِ اَنورست
یہ عقلیں چراغوں کی طرح روشن ہیں

ہیست مصباح از یکے روشن ترست
ہیں چراغ ایک چراغ سے زیادہ روشن ہیں

بُوکہ مصباحے فتد اندر میاں
ہو سکتا ہے کہ درمیان میں کوئی چراغ ایسا ہو

مُشتعِل گشتہ ز نورِ آسماں
جو آسمان کے نور سے روشن ہوا ہو

غیرتِ حق پردۂ انگیختہ ست
اللہ تعالیٰ کی غیرت نے پردہ ڈال دیا ہے

سِفلی و عُلوی بہم آمیختہ ست
سفلی اور علوی کو باہم ملا دیا ہے

گفت[۳] سِیرُوا می طلب اندر جہاں
سِیرُوا فرمایا ہے دنیا میں طلب کر

بخت و رُوزی را ہمی کُن امتحاں
نصیبہ اور رزق کو آزماتا رہ

در مجالس می طلب اندر عقول
مجلسوں میں ڈھونڈتا رہ عقلوں میں سے

آنچناں عقلے کہ بُود اندر رسولؐ
ایسی عقل جو رسولؐ کے اندر تھی

زانکہ میراث از رسول آنست و بَس
کیونکہ رسولؐ کی میراث فقط وہی ہے

گو بہ بیند غیبہا از پیش و پَس
جو کہ آگے اور پیچھے سے چھپی باتوں کو دیکھ لے

نورِ نبی مل جاتا ہے جس سے مقدر جاگ جاتا ہے۔ ذر مجالس۔ چل پھر کر مختلف مجلسوں میں اس صاحب عقل کی تلاش کر جس کو آنحضورؐ کی میراث پہنچی ہو۔ زانکہ۔ حدیث شریف ہے کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور ان کو ورثہ میں علم ملا ہے۔ گو بہ بیند۔ جس کو رسولؐ کا علم ورثہ میں ملا ہوگا اس کا علم صرف حاضر کو محیط نہ ہوگا بلکہ غائب کو بھی محیط ہوگا۔

[۱] گفت دلقک۔ دلقک نے کہا کہ میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مجھے چھوڑ دیجئے بلکہ مقصد یہ ہے کہ پوری تحقیق کر کے عمل کیجئے۔ ہیں۔ بردباری کا دروازہ بند نہ کیجئے چند دن اس معاملہ پر غور کر کے کسی نتیجہ پر پہنچیے۔ در تانی۔ تامل کے نتیجہ میں معاملہ کا یقین حاصل ہو جاتا ہے پھر اگر سزا بھی دینا ہے تو جرم کے یقین پر دی جائے گی۔ دروش۔ جب سیدھا کھڑے ہو کر چلنا ممکن ہو تو اوندھے منہ لیٹ کر نہ چلنا چاہئے۔ سزا میں بھی صحیح طریقہ یہی ہے کہ جرم کا یقین حاصل کر لیا جائے۔ مشورت کن۔ پھر کسی رائے پر پہنچنے کے لئے نیکوں سے مشورہ بھی کر لینا چاہئے آنحضورؐ کو حکم تھا کہ وہ مشورہ کر لیا کریں۔

[۲] اَمرہم شوریٰ۔ صحابہ کے بارے میں فرمایا گیا کہ ان کا معاملہ مشورہ سے طے ہوتا ہے وہ اس لئے کہ مشورے کی صورت میں سہو اور غلطی واقع نہیں ہوتی۔ ایں خرد۔ ایک عقل اور چند عقلوں کی مثال ایک چراغ اور چند چراغوں کی سی ہے۔ بوکہ۔ ہو سکتا ہے کہ مشیروں میں کوئی ایسا بھی ہو جس کو آسمان سے فیض حاصل ہوتا ہو۔ غیرت حق چونکہ بسا اوقات اللہ کی غیرت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے محبوب بندے کو دوسروں کی نظروں سے مخفی رکھے تو ہم نہیں سمجھتے کہ ان لوگوں میں وہ ہے یا نہیں۔

[۳] گفت۔ سیرُوا اللہ کا حکم ہے کہ چلو پھرو تو جس طرح چلنے پھرنے سے انسان کو وہ نصیبہ اور روزی حاصل ہو جاتی ہے جو وہاں اس کے لئے مقدر تھی اسی طرح چلنے پھرنے سے کوئی صاحب باطن اور صاحب عقل

دَرِ ابصر ہا می طلب ہم آں بَصر
بینائیوں میں اس بینائی کو طلب کر

کہ نتابد شرحِ آں ایں مختصر
جن کی تفصیل کو یہ مختصر تحمل نہیں کر سکتا

بہرِ ایں کردست منع آں باشکوہ
اسی لئے اس عظیم الشان نے منع فرمایا ہے

از ترہّب وز شُدن خلوت بکوہ
رہبانیت سے اور پہاڑ کی خلوت سے

تانگردد فوت ایں نوع اِلتقا
تاکہ اس طرح کی ملاقات فوت نہ ہو جائے

کاں نظر بخت ست و اکسیر بقا
کیونکہ وہ نظر نصیبہ اور بقاء کی کیمیاء ہے

درمیانِ صالحاں یک اصلحے ست
نیکوں میں ایک زیادہ نیک ہے

برسرِ توقیعش از سُلطاں صحے ست
جس کے فرمان پر شاہ کی جانب سے صحیح بنا ہوا ہے

کاں دُعا شُد با اِجابت مُقترِن
کہ وہ دعا قبولیت سے وابستہ ہو گئی

کفو اُو نبود کبارِ انس و جن
اس کی برابر انس و جن کے بڑے بھی نہیں ہیں

در مرے آں کہ حلویٰ محض ست
اس سے جھگڑے میں جو شخص میٹھا اور کھٹا ہے

محبتِ ایشاں بر حق واضح ست
اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کی دلیل پر ہے

کہ چوما اُورا بخود افراشتیم
کیونکہ جب ہم نے خود اس کو بلند کر دیا ہے

عُذر و محبت از میاں برداشتیم
تو عذر اور جھگڑے کو درمیان سے اٹھا دیا ہے

قبلہ راچوں کردستِ حق عیاں
جب اللہ تعالیٰ کے دست قدرت نے قبلہ ظاہر کر دیا

پس تحرّی بعدازاں مردود داں
اس کے بعد اس کو مردود سمجھ

ہیں بگرداں از تحرّی رُو و سَر
خبردار! اس سے منہ اور سر پھیر لے

کہ پدید آمد مَعاد[3] و مُستقر
کیونکہ لوٹنے کی جگہ اور ٹھہرنے کی جگہ ظاہر ہو گئی

یک زماں زیں قبلہ گرذاہل شوی
تھوڑی دیر کے لئے بھی اگر تو اس قبلہ سے غافل ہو گا

سُخرۂ ہر قبلہ باطل شوی
تو ہر باطل قبلہ کا بیگاری بن جائے گا

چوں شوی تمیز دہ رانا سپاس
جب تو تمیز عطا کرنے والے کا ناشکر گزار بنے گا

بجہد از تو خطرۂ قبلہ شناس
تو وہ خیال جو قبلہ کو پہچاننے والا تجھ سے نکل بھاگے ہو گا

گر ازیں انبار خواہی برّ و بر
اگر تو اس کھلیان سے نیکی اور گیہوں چاہتا ہے

نیم ساعت رُوز ہمدرداں مبر
تو تھوڑی دیر کے لئے بھی ہمدردوں سے منہ نہ پھیر

انبار۔ اگر تو نیکی اور اس کے رزق کا طالب ہے تو ایسے ہمدردوں سے تھوڑی دیر کے لئے بھی قطع نظر نہ کر۔

۱ دَرِ ابصر ہا۔ بینائیوں میں سے اس بینائی کی تلاش کر جس کی تفصیل اس مختصر مجموعہ میں نہیں کی جا سکتی۔ بہر ایں۔ رہبانیت اور خلوت کی اسی لئے مخالفت ہے کہ انسان ہمیشہ کے لئے ایسے صاحب علم و نظر سے محروم ہو جاتا ہے۔ درمیاں۔ نیک لوگوں میں کوئی ایسا مقبول بارگاہ بھی ہوتا ہے جس کی سند پر شاہ کی جانب سے لفظ "صح" لکھا ہوا ہے یہ علامت اس بات کا اشارہ ہوتی ہے کہ اس فرمان میں جو حکم ہے وہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ کاں دعا۔ اور اس علامت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا کو قبول فرما لیا ہے۔ عنداللہ بہت مقبول اور بخشا بخشایا ہے۔

۲ دَرمرے۔ یہ بزرگ اس قدر اللہ کا مقبول ہوتا ہے کہ اس سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہوتی اور اس کے مخالف کی ہر دلیل اللہ کے نزدیک لچر اور کمزور ہوتی ہے۔ کہ پنو۔ اللہ فرما دیتا ہے کہ جب ہم نے اس کو مقبول بنا دیا تو اس سے کسی اختلاف کرنے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ قبلہ۔ اس شخص کی بات کو نہ ماننا اور دوسری بات کہنا ایسا ہی ہے جیسا کہ قبلہ آنکھوں کے سامنے ہو اور پھر انسان انکل سے قبلہ متعین کرے۔ ہیں۔ جب قبلہ سامنے آ گیا تو اب انکل سے رہنمائی ضروری ہے۔

۳ مُعاد و مُستقر۔ یعنی قبلہ۔ یک زماں۔ اس صاحب عقل کو اپنا قبلہ بنا لے اور سمجھ لے کہ اگر تو نے اس سے غفلت کی تو باطل قبلہ کا غلام بن جائے گا۔ چوں شوی۔ جب اس قبلہ کی قدر نہ کرے گا تو تیری ناسپاسی کی وجہ سے وہ نظر بھی تجھ سے چھن جائے گی جس سے تو قبلہ کو پہچانتا۔ گر ازیں

کاندراں اِدم کہ ببری زاں مُعین — مُبتلا گردی تو بائیس القرین
اسی وقت جبکہ تو اس مددگار سے جدا ہو گا — بڑے ساتھی کے ساتھ مبتلا ہو جائے گا

حکایتِ تعلّقِ مُوش با چغز و بستن پائے ہر دو رشتہ دراز و
حکایت چوہے اور مینڈک کا تعلق اور دراز دھاگے میں دونوں کے پاؤں باندھنا اور
بر کشیدنِ زاغ مُوش را و مُعلّق شُدنِ چغز و نالیدن و
کوے کا چوہے کو کھینچنا اور مینڈک کا لٹک جانا اور رونا اور اس کا
پشیماں شدنِ اُو از تعلّق باغیر جنس و با جنسِ خود ناساختن
اپنی جنس سے ہٹ کر دوسری جنس کے ساتھ تعلق پیدا کرنے پر پشیمان ہونا

از قضا مُوشے و چغزے با وفا — بر لبِ جُو گشتہ بودند آشنا
مقدر سے ایک چوہا اور ایک وفادار مینڈک — نہر کے کنارے پر دوست ہو گئے تھے

ہر دو تن مربُوطِ میقاتے شُدند — ہر صَباحے گوشۂ می آمدند
دونوں ایک وقت کے پابند ہو گئے تھے — ہر صبح کو ایک جگہ آ جایا کرتے تھے

نَردِ ۲ دل باہم گرمی باختند — از دساوس سینہ می پرداختند
دل کی نرد ایک دوسرے سے کھیلتے تھے — اور وسوسوں سے سینہ کو خالی کرتے تھے

ہر دو را اول از تلاقی مُتّسع — ہمدگر را قصّہ خوان و مستمع
ملاقات سے دونوں کا دل کھلتا تھا — ایک دوسرے سے قصہ کہتے اور سنتے تھے

راز گویاں بازبان و بے زباں — اَلْجَمَاعَہ رَحْمَہ راتاویل داں
زبان اور بغیر زبان کے راز کہتے تھے — جماعت رحمت ہے کے معنی جاننے والے تھے

آں اَشر چوں خُفت ایں شاد آمدے — پنجسالہ قصّہ اش یاد آمدے
وہ خود پسند، جب اس مسرور کے ساتھ ہوتا — اس کو پانچ سال کا قصہ یاد آ جاتا

جوشِ ۳ نطق از دل نشانِ دوست ست — بستگی نُطق از بے اُلفتی ست
دل سے گفتگو کا جوش دوستی کی علامت ہے — گویائی کا بند ہونا، بے الفتی کی وجہ سے ہے

دل کہ دلبر دید کے ماند تُرش — بُلبلے گل دید کے ماند خموش
جس دل نے معشوق کو دیکھ لیا وہ منقبض کب رہتا ہے — جس بلبل نے گل کو دیکھا اور کب چپ رہتی ہے؟

ماہیِ بریان ز آسیب خضر — زندہ شُد در بحر گشت اُو مستمر
بھنی ہوئی مچھلی حضرت خضرؑ کے اثر سے — زندہ ہو گئی اور سمندر میں روانہ ہو گئی

۱ کاندراں۔ اس لئے کہ اچھے ساتھی کو چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ برا ساتھی ملتا ہے۔ حکایت۔ اس حکایت سے برے ساتھی کے برے انجام کو سمجھایا ہے، مینڈک نے مینڈکوں کا ساتھ چھوڑ کر چوہے کا ساتھ اختیار کیا اور مارا گیا۔ چغز۔ مینڈک۔ ہر دو تن۔ چوہا اور مینڈک ایک مقرر وقت کے پابند ہو گئے اور دونوں ایک جگہ جمع ہو جاتے۔

۲ نَردِ دل۔ ایک دوسرے سے دل کی بازی لگانا اور باتیں کر کے دل کی بھڑاس نکالنا۔ مُتّسع۔ دونوں کے دل میں کشادگی پیدا ہوتی ایک دوسرے کو قصہ سناتا اور اس کا قصہ سنتا۔ بے زباں۔ یعنی اپنی حالت سے تاویل داں۔ اسی لئے اس پر عمل کر رہے تھے۔ اشتر۔ خود پسند، متکبر۔ ایں شاد۔ یعنی مسرور مینڈک۔

۳ جوش۔ مولانا فرماتے ہیں دل سے گفتگو کا جوش اٹھنا دوستی کی علامت ہے اور بے الفتی میں زبان بات کرنے سے رکتی ہے۔ دل۔ جب عاشق محبوب کو دل کی نگاہ سے دیکھ لیتا ہے تو اس کا انقباض ختم ہو جاتا ہے اور دل بھر کر باتیں کرتا ہے چنانچہ بلبل گل کو دیکھ کر خوب چہکتی ہے۔ ماہی بریاں۔ عاشق، بریاں، بھنی ہوئی مچھلی ہے اور معشوق کی دید آب حیات ہے۔ خضر۔ جہاں حضرت موسیٰ کی خضرؑ سے ملاقات ہوئی وہاں آب حیات کا چشمہ تھا حضرت موسیٰؑ کے ناشتہ کی بھنی ہوئی مچھلی کو وہ پانی لگا تو زندہ ہو کر سمندر میں چلی گئی تھی۔

یار[1] چوں بایار خود بنشستہ شُد
یار جب اپنے یار کے پاس بیٹھا

صد ہزاراں لوحِ دل دانستہ شُد
دل کی لاکھوں تختیاں معلوم ہو جاتی ہیں

لوحِ محفوظ ست پیشانیِ یار
یار کی پیشانی لوحِ محفوظ ہے

رازِ کونینش نماید آشکار
اس کو دونوں جہان کے راز آشکار کر دیتی ہے

ہادیِ راہ است یار اندر قدم
یار، سلوک میں طریقت کا راہنما ہے

مُصطفٰے زیں گفت اصحابی نجوم
اسی لئے حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا میرے صحابہ ستارے ہیں

نجم اندر ریگ و دریا رہنماست
ستارہ، ریگستان اور دریا میں راہنما ہے

چشم اندر نجم نہ کُو مقتداست
ستارے پر آنکھ جمائے رکھ کیونکہ وہ مقتدا ہے

چشم[2] را بارُیِ اُو می دار جُفت
آنکھ اس کے چہرے سے جوڑے رکھ

گرد منگیزاں زراہِ بحث و گفت
بحث اور گفتگو کے طریقہ پر گرد نہ اڑا

زانکہ گردد نجم پنہاں زاں غبار
کیونکہ اس گرد سے ستارہ چھپ جائے گا

چشم بہتر از زبانِ باعثار
پر لغزش زبان سے آنکھ بہتر ہے

تا بگوید آنکہ وَحیستش شِعار
تاکہ وہ کہے جس کا شعار وحی ہے

کاں نشاند گرد ننگیز و غبار
کیونکہ وہ گرد کو بٹھا دے گا، غبار نہ اڑائے گا

چوں شُد آدم مَظہرِ وَحی و وَداد
جب آدم وحی اور محبت کے مظہر ہوئے

ناطقہ اُو عَلَّمَ الْاَسْمَاء گشاد
ان کی قوت ناطقہ نے عَلَّمَ الْاَسْمَاء کو کھول دیا

نام[3] ہر چیزے چنانکہ ہست آں
ہر چیز کا نام جس طرح ہے

از صحیفہ دل رَوِی گشتش زباں
ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو گئی

فاش می گفتے زباں از رُویتش
اس کے دیکھنے سے زبان صاف کہہ رہی تھی

جُملہ را خاصّیت وما ہیتش
سب کی خاصیت اور ماہیت

آنچناں نامے کہ اَشیاء را سَزد
ایسے نام جو چیزوں کے مناسب تھے

نے چنانکہ چیز را خواند اسد
نہ ایسے کہ بزدل کو شیر کہہ دیتے ہیں

نوحِ نُہ صد سال دَر راہِ سوی
نوح کا نو سو سال تک سیدھے راستہ میں

بُود ہر روزیش تذکیرِ نوی
ہر روز ان کا نیا وعظ ہوتا

---

[1] یار۔ مرید جب شیخ کے سامنے بیٹھتا ہے تو شیخ کے قلب کے اسرار اس پر منعکس ہوتے ہیں۔ لوح محفوظ۔ شیخ کی پیشانی لوح محفوظ ہے جس میں دونوں جہان کے اسرار محفوظ ہیں۔ ہادی۔ شیخ راہ سلوک کا ہادی ہے جس کو دیکھ کر مقصد تک پہنچ سکتے ہو اسی لئے آنحضورؐ نے صحابہ کو ستارے قرار دیا جن کے ذریعہ ریگستان اور سمندر میں رہنمائی حاصل کی جاتی ہے۔ چشم۔ لہٰذا مرید کا فرض ہے کہ وہ اپنی نظر شیخ پر جمائے رکھے۔

[2] چشم۔ شیخ کے دیدار سے رہنمائی حاصل کر بحث و گفتگو کی گرد اڑا کر اس ستارے کو پوشیدہ نہ کر شیخ کی زیارت زیادہ نافع ہے بحث و مباحثہ میں زبان لغزش کرتی ہے۔ تا بگوید۔ تاکہ وہ ذات جس کا براہ راست وحی شعار ہے جیسے انبیاء وہ ذات جس کا وحی سے بالواسطہ تعلق ہے جیسے اولیاء خود بات کرے اس سے شکوک و شبہات کی گرد بیٹھ جاتی ہے اور غبار اس ستارے کو نہیں چھپاتا ہے۔ چوں شد آدم۔ حضرت آدم وحی کے مظہر بنے تو ان کو خود بخود تمام چیزوں کے نام یاد ہو گئے۔

[3] نام ہر چیز ہے۔ جس قدر چیزیں تھیں ان کی زبان دل کے صحیفہ سے سیراب ہو کر سنا دیتی تھی۔ فاش۔ وہ لوح دل سے پڑھ کر ہر چیز کا نام اس کی خاصیت بتا دیتے تھے۔ آنچناں۔ ہر چیز کا وہ نام جو بتا دیتے تھے جو اس چیز کے مناسب تھا یہ نہ ہوتا تھا کہ بزدل کو شیر کہہ دیں۔ نوح۔ حضرت نوح ساڑھے نو سو سال تک ہر روز نیا وعظ فرماتے رہے مولانا نے سیکڑے کے جز کو چھوڑ کر نو سو سال فرمایا ہے۔

لَعلِ اُو تازہ زیاقوتُ القلوب — نے رسالہ خواندہ نے قوتُ القلوب
ان کا لعل دلوں کے یاقوت سے تازہ ہوتا — نہ انہوں نے رسالہ پڑھا نہ قوت القلوب پڑھی

وعظ رانا موختہ ہیچ از شروح — بلکہ یَنبوعِ کشوف و شرحِ رُوح
انہوں نے شرحوں سے کچھ وعظ نہ سیکھا تھا — بلکہ مکاشفوں کے چشمہ اور روح کے انشراح سے

زاں مے کاں مے چو نوشیدہ شوَد — آبِ نُطق از گنگ جوشیدہ شوَد
اس شراب سے کہ جب وہ شراب پی لی جائے — گویائی کا پانی گونگے میں سے جوش مارنے لگے

طفلِ ۲ نوزادہ شود حبر و فصیح — حکمتِ بالغ بخواند چوں مسیح
نیا پیدا شدہ بچہ عالم اور فصیح بن جائے — حضرت مسیحؑ کی طرح اونچی حکمت پڑھنے لگے

از گہے کہ یافت زاں مے خوش نَمی — صَد غزل آموخت داوٗدؑ نبی
اس وقت سے کہ اس شراب سے خوش گفتاری حاصل کی — حضرت داود نبی نے سیکڑوں غزلیں سیکھ لیں

جُملہ مُرغاں ترک کردہ چیک چیک — ہمزبان و یارِ داوٗدِ مَلیک
سب پرند چیں چیں چھوڑ کر — شاہ داوٗد کے ہمزبان اور یار ہو گئے

چہ عجب گر مُرغ گردد مَستِ اُو — چوں شنید آہن ندائے دستِ اُو
اگر پرند ان سے مست ہو گئے تو کیا تعجب ہے — جبکہ ان کے ہاتھ کی آواز لوہے نے سن لی

صَرصَرے برعاد قتّالے شُدہ — مر سلیمانؑ راچو حمّالے شُدہ
تیز ہوا جو قوم عاد کے لئے قتال بنی — سلیمان کے لئے بار بردار کی طرح ہو گئی

صَرصَرے می بُرد بر سر تختِ ۳ شاہ — ہر صباح و ہر مسا یک ماہہ راہ
وہ تیز ہوا سر پر شاہ کے تخت کو لے کر چلتی تھی — ایک مہینہ کا راستہ ہر صبح اور شام کو

ہم شُدہ حمّال و ہم جاسوس اُو — گفتِ غائب راکناں محسوس اُو
وہ بار بردار بھی بنی اور جاسوس بھی — غائب کی گفتگو کو محسوس کرانے والی

باد چوں گفتار غائب یافتے — سُوئے گوشِ آں مَلِک بشتافتے
ہوا جب غائب کی گفتگو کو پا لیتی — ان شاہ کے کان کی جانب دوڑتی

کاں فلانے ایں چنیں گفت ایں زماں — اے سلیمانِ شہِ صاحبقراں
کہ اس فلاں نے اس وقت ایسا کہا — اے شاہ صاحبقران سلیمانؑ!

تدبیر کردنِ مُوش بچغز کہ مَن نمی توانم آمدن برِ تو بوقتِ
چوہے کی مینڈک سے تدبیر کرنا' کہ میں ضرورت کے وقت تیرے پاس پانی میں نہیں آ سکتا ہوں

۱ لعل۔ یعنی ہونٹ یا قوت القلوب حضرت نوح کا دل جو دوسرے دلوں کے مقابلے میں بمنزلہ یاقوت کے تھا۔ رسالہ۔ یعنی امام قشیریؒ کا رسالہ مکی۔ قوت القلوب۔ یعنی ابو طالب مکی کی کتاب۔ شروح۔ یعنی تفاسیر اور وعظوں کی بڑی بڑی کتابیں۔ ینبوع۔ چشمہ۔ کشوف۔ ہکاشفات۔ شرح روح۔ یعنی روح کا انبساط۔ زاں۔ وہ وعظ اس خدائی شراب سے حاصل ہوا تھا جس کو پینے سے گونگا بھی فصیح و بلیغ بن جاتا ہے۔

۲ طفلِ نوزادہ۔ حضرت مسیح نے بچپن میں فرما دیا تھا۔ انی عبد اللہ اٰتانی الکتاب۔ میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا فرمائی ہے۔ از گہے۔ حضرت داوٗد نے جب وہ شراب پی تو پر لطف اور شیریں کلام فرمانے لگے۔ جملہ مُرغاں۔ پرند بھی اس سے مست ہو کر حضرت داوٗد کے نغمہ میں شریک ہو جاتے تھے۔ چہ عجب۔ پرند تو جاندار ہیں لوہا تک ان سے متاثر تھا' موم بن جاتا تھا۔ صرصرے۔ جب حضرت سلیمان نے وہ شراب پی لی تو وہی ہوا جس کے اثر سے قوم عاد تباہ ہوئی ان کی خدمتگار بن گئی۔

۳ تختِ شاہ۔ وہی ہوا ان کا تخت سر پر لاد کر ہر صبح اور ہر شام کو ایک ماہ کی مسافت طے کر لیتی تھی۔ باد۔ وہی ہوا حضرت سلیمان کو دور کی خبریں لا کر دیتی تھی۔ تدبیر۔ چوہے اور مینڈک نے ایک ایسی تجویز کی کہ جب چوہا دریا کے کنارے پر پہنچے تو مینڈک کو اس کی خبر ہو جائے اور جب مینڈک چوہے کے سوراخ پر پہنچے تو چوہے کو خبر ہو جائے۔

حاجت، در آب درمیانِ ما و سیلتے باید کہ چوں مَن بر لَب
ہمارے درمیان کوئی وسیلہ چاہیے کہ میں جب پانی کے کنارے آؤں
آب آیم تُرا توانم خبر کردن وچوں تو بردرِ سوراخِ آں موش
تجھے خبر کر سکوں اور جب تو چوہے کے گھر کے سوراخ کے دروازے
خانہ آئی مرا توانی خبر کردن
پر آئے مجھے خبر کر سکے

ایں اِ سخن پایاں ندارد گفت مُوش — چغز را روزے کہ اے مصباحِ ہوش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، چوہے نے کہا — ایک روز مینڈک سے کہ اے ہوش کے چراغ
وقتہا خواہم کہ گویم باتو راز — تو درونِ آب داری تُرکتاز
بسا اوقات میں چاہتا ہوں کہ تجھ سے راز کہوں — تو پانی میں دوڑ لگاتا پھرتا ہے
بر لَب جُو مَن تُرا نعرہ زناں — نشنوی دَر آب بانگِ عاشقاں
میں نہر کے کنارے تجھے آواز دیتا ہوں — تو عاشقوں کی آواز پانی میں نہیں سنتا ہے
مَن دریں وقتِ مُعیّن اے دلیر — مَن نگردم از محاکاتِ تو سیر
اے بہادر! میں اس مقرر وقت میں — تیرے ساتھ بات چیت کرنے سے سیر نہیں ہوتا ہوں
پنج ۲ وقت آمد نماز اے رہنمون — عاشقاں را فِی صَلٰوتِہِم دَائِمُوْن
اے رہنما! نماز پانچ وقت ہے — لیکن عاشقوں کے لئے ہے کہ وہ ہمیشہ نماز میں ہیں
نے بہ پنج آرام گیرد آں خُمار — کاندراں سَر ہاست نے پانصد ہزار
وہ خمار پانچ سے آرام نہیں حاصل کرتا ہے — جو ان سروں میں ہے، نہ پانچ لاکھ سے
نیست زُرغبّا نشانِ عاشقاں — سخت مستسقی ست جانِ صادقاں
عاشقوں کی علامت گاہے ماہے زیارت کرنیں ہے — صدقوں کی جان سخت پیاسی ہے
نیست ۳ زُرغبّا وظیفہ ماہیاں — زانکہ بے دریا ندارند اُنس جاں
مچھلیوں کا معمول کبھی کبھی زیارت کرنیں ہے — کیونکہ دریا کے بغیر وہ روح کا انس نہیں رکھتی ہیں
آبِ ایں دریا کہ ہائل بُقعہ ایست — با خُمارِ ماہیاں خود جُرعہ ایست
اس دریا کا پانی جو خوفناک جگہ ہے — مچھلیوں کے خمار سے سامنے خود ایک گھونٹ ہے
یک دَم ہجراں بَر عاشق چو سال — وصل سالِ متصل پیشش خیال
عاشق کے نزدیک ہجر کا ایک لمحہ سال جیسا ہے — سال بھر کا مسلسل اصل اس کے لئے ایک خیال ہے

۱ ایں سخن۔ اللہ کی شراب محبت پینے کے آثار کا بیان۔ مصباح خموش۔ چوہے نے مینڈک کے ہوش وحواس کو چراغ کہا۔ وقتہا۔ مقرر وقت کے علاوہ بسا اوقات جی چاہتا ہے کہ تجھ سے کوئی راز کی بات کہوں لیکن تو دریا میں دوڑتا پھرتا ہے۔ بر لب۔ میں دریا کے کنارے پر تجھے آوازیں دیتا ہوں تو مجھ جیسے عاشقوں کی آواز نہیں سن پاتا ہے۔ مَن دریں وقت۔ مقررہ وقت میں باتوں سے دل نہیں بھرتا ہے تو دوسرے وقت بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

۲ پنج وقت۔ نماز میں اللہ سے پانچ وقت باتیں ہوتی ہیں تو یہ مقرر اوقات تو عوام کے لئے ہیں، لیکن عاشقان خدا تو ہر وقت نماز، یعنی خدا سے گفتگو میں لگے رہتے ہیں نے بہ پنج۔ صرف پانچ وقت میں بات کرنے سے ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا اس لئے کہ ان دلوں میں تو لاکھوں راز ہیں جو وہ اللہ سے کہنا چاہتے ہیں۔ زُرغبا۔ ایک دن چھوڑ کر ملاقات کرنا یہ علم۔ عاشقوں کے لئے نہیں ہے عاشقوں کی جان بہت پیاسی ہے اس کی سیری کے لئے تو ہر وقت ملاقات درکار ہے۔

۳ نیست۔ دریا کے بارے میں مچھلی سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تو دریا سے ایک روز چھوڑ کر ملاقات کیا کر کیونکہ مچھلی بغیر دریا کے تھوڑی دیر میں ہی روح سے بیزار ہو جاتی ہے۔ آب۔ مچھلی تو دریا کے عنصر کو بھی ایک گھونٹ پانی سمجھتی ہے۔ یک دم۔ عاشق کے لئے ہجر کا ایک لمحہ سال کی برابر ہے اور مسلسل ایک سال کا وصال بھی محض ناپائیدار خیال کی طرح ہے۔

عشق[1] مستسقی ست مستسقی طلب
عشق پیاسا ہے پیاسے کا طلبگار ہے

در پے ہم این و آں چوں روز و شب
یہ اور وہ دن اور رات کی طرح ایک دوسرے کے پیچھے ہیں

روز بر شب عاشق ست و مضطر ست
دن رات پر عاشق ہے اور بے چین ہے

چون بہ بینی شب برو عاشق تر ست
ذرا تو غور کر لے رات اس پر زیادہ عاشق ہے

نیست شاں از جستجو یک لحظہ ایست
ان کو جستجو سے ایک لحظ بھی رکاؤ نہیں ہے

از پے ہم شاں یکے دم ایست نیست
ایک دوسرے کے پیچھے سے انہیں ایک لمحہ بھی توقف نہیں ہے

ایں گرفتہ پائے آں، آں گوشِ ایں
اس نے اس کا پاؤں پکڑا ہے اس نے اس کا کان

ایں براں مدہوش و آں بیہوشِ ایں
یہ اس پر مدہوش ہے اور وہ اس پر بیہوش ہے

در[2] دلِ معشوق جملہ عاشق ست
معشوق کے دل میں جو کچھ ہے وہ عاشق ہی ہے

در دلِ عذرا ہمیشہ واثق ست
عذرا کے دل میں ہمیشہ واثق ست

در دلِ عاشق بجز معشوق نیست
عاشق کے دل میں معشوق کے سوا کچھ نہیں ہے

درمیاں شاں فارق و مفروق نیست
ان کے درمیان کوئی جدا کرنے والا اور جدائی کا سبب نہیں ہے

بر یکے اشتر بود ایں دو درا
دونوں گھٹنے ایک ہونٹ پر ہیں

پس چہ زُرْ غبّا بگنجد ایں دورا
تو ان دونوں میں ایک ان چھوڑ کر زیارت کرنی گنجائش کہاں ہے

ہیچکس با خویش زُرْ غبّا نمود
کسی شخص نے اپنے ساتھ ایک دن چھوڑ کر زیارت کرنا ظاہر کیا ہے

ہیچ کس با خود بنوبت یار بود
کوئی شخص باری سے اپنا یار بنا ہے

آں[3] یکی نے عقلش فہم کرد
وہ یگانگت ایسی نہیں ہے کہ عقل اس کو سمجھے

فہمِ ایں موقوف شد بر مرگِ مرد
اس کا سمجھنا انسان کے مرنے پر موقوف ہو

جز مگر مردے کہ پیش از مرگ مرد
سوائے اس شخص کے جو مرنے سے پہلے مر گیا

رختِ ہستی را بسوئے یار برد
ہستی کا سامان یار کی جانب لے گیا

ور بعقل ادراک ایں ممکن بدے
اور اگر عقل سے اس کا علم ممکن ہوتا

قہرِ نفس از بہرِ چہ واجب شدے
تو نفس کا مجاہدہ کیوں ضروری ہوتا؟

باچناں رحمت کہ دارد شاہِ ہش
اس رحمت کے ہوتے ہوئے جو شاہ عقل رکھتا ہے

بے ضرورت چوں بگوید نفس کش
بغیر ضرورت کیوں کہتا کہ نفس کشی کر؟

---

[1] عشق۔ یعنی معشوق بھی عاشق کا پیاسا ہے اور اس کا طلبگار ہے۔ روز۔ عاشق اور معشوق کا حال ایسا ہی ہے جیسے دن اور رات کا کہ ایک دوسرے پر عاشق ہے۔ نیست۔ نہ دن کو رات کی طلب میں قرار ہے نہ رات کو دن کی طلب میں ہر وقت ایک دوسرے کے درپے ہے۔ ایں گرفتہ۔ دن اور رات نے ایک دوسرے کا کان اور پاؤں پکڑ رکھا ہے اور ایک دوسرے پر مدہوش ہے۔

[2] در دلِ۔ معشوق کے دل میں عاشق کے تصور کا غلبہ ہو۔ عذرا۔ عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ واثق۔ عرب کا مشہور عاشق ہے۔ درا۔ دال کا زبر اور زیر دونوں جائز ہے جس کا گھنٹہ یعنی عاشق اور معشوق دونوں اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسے اونٹ کے گلے میں دو گھنٹیاں پڑی ہوتی ہیں تو ان کے لئے کبھی بھی ملاقات کرنے کا حکم نہیں ہو سکتا۔ ہیچکس۔ معشوق اور عاشق میں اتحاد سے اب اگر عاشق سے یہ کہا جائے کہ تو معشوق کی بھی کبھی زیارت کیا کر تو گویا یہ صورت ہے کہ اس سے کہا جا رہا ہے کہ تو اپنی گاہے گاہے زیارت کیا کر۔

[3] آں یکی۔ محبوب حقیقی اور محب کا اتحاد عقلی نہیں ہے یہ مرنے کے بعد سمجھ میں آتا ہے۔ جز۔ اس دنیا میں بھی وہ شخص اس کو سمجھ سکتا ہے جس نے مقام فنا حاصل کر لیا ہو۔ ور بعقل۔ اگر نظری عقل سے یہ اتحاد سمجھ میں آ سکتا تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجاہدہ کا حکم نہ دیتا۔ باچناں۔ اللہ تعالیٰ رؤف و رحیم ہے وہ بلاوجہ مشقت میں مبتلا نہیں کرتا ہے مجاہدوں کے بعد یہ ذوق پیدا ہوتا ہے کہ میں اتحاد کو سمجھا جا سکے۔

مبالغہ ۱ کردنِ مُوش دَرلابہ ' وزاری کردن و وصلت
خوشامد میں چوہے کا مبالغہ کرنا اور عاجزی کرنا اور پانی کے مینڈک سے
جُستن از چغزِ آبی
جوز چاہنا

گفت اے یارِ عزیز مہر کار — من ندارم بے رُخت یکدم قرار
اس نے کہا اے مہربان پیارے دوست! — میں تیرے رخ کے بغیر ایک لمحہ قرار نہیں رکھتا ہوں

روز نور و مَکسب وتابم توئی — شب قِرار و سَلوت و خوابم توئی
دن میں میرا نور اور کمائی اور روشنی تو ہے — رات میں میرا اقرار اور بے غمی اور نیند تو ہے

از مروّت باشد ار شادم کُنی — وقت وبے وقت از کرم یادم کُنی
مروت ہو گی ' اگر تو مجھے خوش کر دے — وقت اور بے وقت کرم کر کے تو مجھے یاد کر لے

در شبا روزے وظیفہ چاشتگاہ — راتبہ کردی وصال اے نیک خواہ
دن رات میں ' چاشت کے ورد کے وقت — اے خیر خواہ! تو نے وصال مقرر کر دیا ہے

مَن بدیں یکبار قانع نیستم — در ہَوایت طُرفہ انسا نیستم
میں اس ایک بار پر صابر نہیں ہوں — تیری محبت میں آئیں عجیب انسان ہوں

پانصد ۲ اِستقاستم اندر جگر — باہر اِستقا قریں جُوعُ البقر
میرے جگر میں پانچسو استقاء ہیں — اور ہر استقاء کے ساتھ جوع البقر ہے

بے نیازی از غمِ مَن اے امیر — دِہ زکاتِ جاہ و بنگر دَر فقیر
اے حاکم! تو میرے غم سے لا پروا ہے — رتبہ کی زکات دے اور فقیر کی طرف دیکھ

ایں ۳ فقیرِ بے ادب نادرخورست — لیک لُطفِ عام توزاں برتَرست
یہ بے ادب فقیر نالائق ہے — لیکن تیری عام مہربانی! اس سے بالا ہے

می نجوید لُطفِ عام تو سَند — آفتابے برحدَ شہامی زَند
تیری عام مہربانی سند نہیں ڈھونڈتی — سورج ' ناپاکیوں پر اثر کرتا ہے

نُورِ اُورا زاں زیانے نابدہ — واں حَدَث از خشکیِ ہیزم شُدہ
اس کے نور کو گندگی سے کوئی نقصان نہ پہنچا — اور وہ ناپاکی خشکی کی وجہ سے ایندھن بن گئی

تاحَدث در کنّی شُد نُور یافت — بر در و دیوارِ حمامے تبافت
یہاں تک کہ ناپاکی بھٹی میں گئی روشنی ہو گئی — حمام کے در و دیوار پر چمکی

۱ مبالغہ۔ چوہے نے مینڈک کی خوشامدیں شروع کر دیں تاکہ آپس میں وصل رہے۔ قہر کار۔ مہربان۔ روز۔ دن اور رات کے جو مقاصد ہوتے ہیں وہ صرف تیری ذات سے۔ از مروت۔ تیری مروت کا تقاضہ ہے۔ مجھے وقت معین اور اس کے علاوہ بھی بلا لیا کرے۔ دَرشبا روز سے۔ اب تو دن اور رات میں صرف ایک ملاقات مقرر ہے لیکن مجھے اس پر قناعت نہیں ہو سکتی۔ میں تو محبت میں عجیب چیز بن گیا ہوں۔

۲ پانصد۔ تیری محبت میں میرے دل میں پانچسو استقاء ہیں جس میں پیاس نہیں بجھتی اور ہر استقاء کو جوع البقر ہے جس میں بھوک نہیں جاتی۔ بے نیازی۔ تو میرے عشق سے بے نیاز ہے ورنہ تو بھی خود بکثرت ملاقات کی کوئی تدبیر سوچتا تو عشق کے معاملہ میں امیر ہے اور حسن سے مالا مال ہے اپنے رتبہ کی کچھ زکات مجھے دے اور مجھ پر محبت کی نظر رکھ۔

۳ ایں فقیر۔ مولانا نے مجازی معشوق سے حقیقی معشوق کی طرف انتقال کیا ہے یعنی میں نالائق اور بے ادب ہوں لیکن تیری مہربانیاں صرف لائقوں کے لئے نہیں۔ سند۔ یعنی قابلیت کی سند۔ آفتاب۔ سورج کا فیض عام ہے۔ نور اور۔ سورج کی دھوپ اگر نجاست پر پڑتی ہے تو سورج میں کوئی نقصان نہیں آتا وہ نجاست کارآمد ہو جاتی ہے۔ تا حدث۔ گوبر دھوپ سے خشک ہو کر بھٹی کے کام آ جاتا ہے اور خود منور ہو جاتا ہے جس سے حمام کے در و دیوار روشن ہو جاتے ہیں۔

بُود اے آلائش شُد آرائش کنوں
وہ آلودگی تھی اب زینت بن گئی

شمس ہم معدہ زمیں را گرم کرد
سورج نے زمین کے معدے کو بھی گرم کر دیا

جُزوِ خاکی گشت و رست از وے نبات
وہ مٹی کا جز بنی اور اس سے نباتات اُگیں

جُزوِ خاکی گشت از وے پُر زنور
اس سے خاکی جز پرنور ہو گیا

جُزوِ خاکی گشت از وے بارشاد
اس سے خاکی جزبا صلاحیت بن گیا

باحدث۲ کاں بدترین ست ایں کند
ناپاکی کے ساتھ جو بدتر ہے' یہ کرتا ہے

تا بہ نسرینِ مناسک در وفا
تو وفا میں عبادتوں کی نسرین کے ساتھ

چوں خبیثاں را چنیں خلعت دہد
جب خبیثوں کو ایسی قلعت عطا کرتا ہے

آں دہد حق شاں کہ لا عَیْنٌ رَأَت
اللہ تعالیٰ ان کو وہ دیتا جو نہ آنکھ نے دیکھا

ما کنیم۳ ایں را بیاں کُن یارِ من
اے میرے دوست! تو بتا ہم کون ہیں؟

منگر اندر زشتی و مکروہیئم
میرے بھدے پن اور مکروہ ہونے کو نہ دیکھ

ایکہ من زشت و خصالم جملہ زشت
اے محبوب میں برا اور میری عادتیں بری ہیں

نوبہارا حُسنِ گل دہ خار را
اے نوبہار! تو کانٹے کو پھول کا حسن دیدے

چوں بُرو بر خواند خورشید آں فسوں
جب سورج نے اس پر وہ منتر پڑھ دیا

تاز میں باقی حدثہا را بخورد
یہاں تک کہ باقی ناپاکی کو زمین نگل گئی

ھٰکذا یَمْحُو الْاِلٰہُ السَّیِّئَات
اسی طرح اللہ تعالیٰ گناہوں کو مٹا دیتا ہے

ھٰکذا یَغْفِرُ لِمَنْ یُّعْطِی الْغَفُوْر
اس طرح غفور مغفرت کرتا ہے جس کو عطا کرتا ہے

ھٰکذا یَرْحَمُ اِلٰہٌ لِّلْعِباد
اس طرح اللہ تعالیٰ بندوں پر رحم کرتا ہے

کِشت نبات و نرگس و نسریں کُند
کہ اس کو نباتات اور نرگس اور نسرین کر دیتا ہے

حق چہ بخشد در جزا و در عطا
اللہ تعالیٰ جزا اور عطا میں کیا کچھ بخشے گا؟

طیبیں را تا چہ بخشد در رسد
تو حصہ میں' پاکوں کو کیا کچھ بخشے گا؟

کہ نگنجد در زبان و در لُغت
جو زبان اور لغت میں نہیں سما سکتا

روزِ من روشن کُن از خُلقِ حَسَن
بہتر اخلاق سے میرے دن کو روشن کر دے

کہ ز پُر زہرے چو مارِ کوہیم
کیونکہ میں پہاڑی سانپ کی طرح زہر سے پر ہوں

چوں شوم گل چوں مرا اُو خار کشت
میں پھول کیسے بن جاؤں جبکہ اس نے مجھے خار بنایا ہے

زینتِ طاؤس دہ ایں ماررا
تو اس سانپ کو مور کی زینت عطا کر دے

---

۱ بود۔ وہ پہلے آلائش تھا اب آرائش بن گیا۔ شمس۔ یہ تو اس نجاست کا ذکر تھا جو خشک ہونے کے بعد حمام میں پہنچی مگر حمام میں نہ جائے تو زمین اس کو نگل جائے گی۔ جزو۔ اور اب وہ مٹی میں مل کر کھاد بن کر نباتات کی پیداوار کا سبب بنے گی۔ ہٰکذا۔ جس طرح سورج نے نجاست کو دور کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ برائیوں کو مٹا دیتا ہے۔ جزو۔ ایک مرتبہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ برائیوں کو بھلائیوں میں تبدیل فرما دیتا ہے۔ یرحم۔ قرآن پاک میں ہے۔ فَاُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰت 'پس یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دے گا۔

۲ باحدث۔ جب سورج اللہ تعالیٰ کا نجاستوں گناہگاروں کے ساتھ یہ معاملہ ہے کہ اس نجاست گناہ سے پھول بوٹے نیکیاں اگ پڑی ہیں تو پھولوں نیکیوں پر جو اثرات مرتب ہوں گے تو ان کو تو وہی جانتا ہے۔ خبثاں۔ نجاستیں گناہگار۔ طیبین۔ پھول بوٹے نیکیاں۔ آں۔ جنت کی وہ نعمتیں ہیں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ ان کا تصور کیا جا سکتا ہے اور وہ زبان و بیان میں نہیں سما سکتی ہیں۔

۳ ما کنیم۔ ہم ان نعمتوں کا بیان نہیں کر سکتے آپ خود بیان کر دیجئے اور اپنے خلق حسن سے ان میں سے ہمیں کچھ عطا کر کے ہمارے دن کو روشن کر دیجئے۔ منگر۔ میری نالائقی پر نظر نہ کیجئے میرے اندر تو زہر ہی زہر ہے۔ چوں۔ جبکہ میں خار ہوں خود پھول بن جانے سے عاجز ہوں۔ نوبہارا۔ آپ میں یہ قدرت ہے کہ مجھ خار کو پھول بنا دیں اور مجھے سانپ کو مور بنا دیں۔

در کمالِ زشتیم من مُنتہی
لُطفِ تو در فضل و در فن مُنتہی

میں برائی کے کمال میں انتہا پر پہنچنے والا ہوں
تیری مہربانی فضل اور ہنر میں انتہا پر پہنچنے والی ہے

حاجت ایں مُنتہی زاں مُنتہی
تو برآر اے غیرتِ سَرو و سہی

اس انتہا پر پہنچنے والے کی حاجت اس انتہا پر پہنچنے والی سے
پوری کر دے، اے سرو سہی کے رشک!

چوں بمیرم فضلِ تو خواہد گریست
از کرم، گرچہ ز حاجت اُو بریست

جب میں مر جاؤں گا، تیرا کرم روئے گا
مہربانی ہے، اگرچہ وہ حاجت سے پاک ہے

بر سَرِ[۲] گورم بسے خواہد نشست
خواہد از چشمِ لطیفش شک بجست

میری قبر کے سرہانے بہت دنوں بیٹھا رہے گا
اس کی مہربان آنکھ سے آنسو بہیں گے

نوحہ خواہد کرد بر محرومیم
چشم خواہد بست از مظلومیم

وہ میری محرومی پر نوحہ کرے گا
میرے مظلوم ہونے سے آنکھ بند کر لے گا

اَند کے زاں لُطفہا اکنوں بکُن
حلقہ در گوشِ مَن کن بے سخن

ان مہربانیوں میں سے تھوڑی سی اب کر دے
بغیر بات کے میرے کان میں حلقہ ڈال دے

آنکہ[۳] خواہی گفت تو باخاکِ مَن
بر فشاں بر مدرکِ غمناکِ مَن

جو تو میری خاک سے کہے گا
میرے غمگین احساس پر چھڑک دے

دست گیرم در چنیں بیچارگی
شاد گردانم دریں غمخوارگی

ایسی بیچارگی میں تیری دستگیری کر
اس غم خواری میں مجھے خوش کر دے

لابہ کردن مُوش مر چغز راکہ بہانہ میندیش و در نسیہ میناز
چوہے کا مینڈک کی خوشامد کرنا، کہ بہانہ نہ سوچ اور میری ضرورت کے پورا
انجاح آں حاجت مرا کہ فی التاخیر آفات و الصُوفی
کرنے کو ادھار میں نہ ڈال، کیونکہ تاخیر میں مصیبتیں ہیں اور صوفی ابن الوقت
ابنُ الوقت وابن دست از دامنِ پدر بازند ار دواب
ہے اور بیٹا باپ کے دامن سے ہاتھ نہیں ہٹاتا ہے اور صوفی کا مہربان
مُشفقِ صوفی کہ وقت ست اُورا بنگرش فرد محتاج
باپ جو کہ وقت ہے اس کی نگہداشت کرتا ہے آئندہ کے لئے اسکو محتاج
نگرداند چند اَش، مستغرق دارد در گلزار مرتع الحسنات خویش
نہیں بناتا ہے اور اس کو اپنے حسنات کی چراگاہ کے چمن میں اس قدر مصروف رکھتا ہے

۱ در کمال۔ میں برائی کی انتہا پر ہوں اور تیری مہربانی کرم کی انتہا پر ہے۔ حاجت۔ مجھ جیسے انتہا درجہ کے گنہگار کو تیرا انتہائی فضل درکار ہے۔ چوں بمیرم۔ اب پھر حقیقی محبوب سے مجازی محبوب کی جانب انتقال کیا ہے یعنی چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میری زندگی میں تو بے نیازی برت رہا ہے لیکن میرے مرنے کے بعد تو روئے گا اور یہ رونا از رہ کرم ہوگا اور نہ تجھ کو میری کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۲ بر سر گورم۔ قبر پر آ کر روئے گا اور اشک بہائے گا۔ نوحہ۔ میری وصل سے محرومی پر نوحہ کرے گا اور میری مظلومیت کی وجہ سے نظریں نیچی ہوں گی۔ اند کے۔ اے محبوب میرے مرنے کے بعد جو تیری مہربانیاں ہوں گی انمیں سے جو تھوڑی سی انجمی کر دے اور جو تو قبر پر آ کر کہے گا ان کا مجھے اسی وقت حلقہ بگوش کر دے۔

۳ آنکہ۔ جو محبت آمیز باتیں قبر پر آ کر کہے گا اسی وقت غمگین احساس پر چھڑکاؤ کر دے۔ دست گیرم۔ اسی بیچارگی میں میری دستگیری کر دے اور غم میں مجھے خوش کر دے ادھار سے نقد بہتر ہوتا ہے جو کچھ کرنا ہے اب کر دے۔ لابہ۔ اس قصہ سے یہی بات بتائی ہے کہ ادھار سے نقد بہتر ہے۔

که چوں عوام مُنتظر مستقبل نباشد نہ دہری باشد و نہ قدری نہ
کہ وہ عوام کی طرح آنے والے زمانہ کا منتظر نہیں ہوتا ہے وہ نہ دہری ہوتا ہے نہ قدری نہ منع کرنے
نہری باشد و نہ دہری کہ لَیسَ عِندَاللّٰہِ صَباحٌ وَلا مَساءٌ ماضی
والا ہوتا ہے اور نہ زمانہ سے ساز باز کرنے والا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے یہاں نہ صبح ہے نہ شام گزرا ہوا زمانہ
و مستقبل وازل و ابد آنجا نباشد آدم سابق و دجال مسبوق
اور آنے والا زمانہ اور ازل اور ابد وہاں نہیں ہے ' آدم پہلے اور دجال بعد میں
نباشد کہ ایں رسوم در خطۂ عقل جُزوی ست و روحِ حیوانی
نہیں ہوتے ہے کیونکہ یہ باتیں جزی عقل کے دائرہ میں ہیں اور عالم لا مکان و
رادر عالم لامکان ولا زمان ایں رسوم نباشد پس اُو امن
ازمان میں حیوانی روح کے لئے یہ رسمیں نہیں ہیں ' تو وہ
وقت ست کہ لَا یَفْقَهُوْنَ مِنْهُ اِلَّا تَفْرِقَةُ الْاَزْمِنَةِ چنانکہ اِنَّ
ایسا الوقت ہے کہ اس سے زمانوں کے تفرقہ کے کچھ سمجھ میں نہیں آتا جس طرح اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ وَاحِدٌ ' فہم شود و نفی دوئی نہ حقیقتِ واحدی
ایک ہے سمجھ میں آتا ہے اور دوئی کی نفی نہ کہ واحدی حقیقت

صوفی را گفت خواجہ سیم پاش
چاندی بخشنے والے ایک صاحب نے ایک صوفی سے کہا

اے قد مہائے ترا جانم فراش
اے وہ کہ میری جان تیرے قدموں کا فرش ہے

یک درم خواہی تو امروز اے شہم
اے میرے شاہ تو آج ایک درہم لینا چاہتا ہے

یا کہ فردا چاشتگاہے سہ درم
یا کل کو چاشت کے وقت تین درہم

گفت[1] امروز ایں درم راضی ترم
اس نے کہا میں آج ایک درہم پر زیادہ راضی ہوں

زانکہ امروز این و فردا صد درم
اس سے بھی کہ آج ایک ہو اور کل کو سو درہم ہوں

سیلیئے نقد از عطائے نسیہ[2] بہ
نقد طمانچہ ' ادھار بخشش سے بہتر ہے

نک قفا پیشت کشیدم نقد دہ
اب میں نے تیرے سامنے گدی کر دی نقد دیدے

خاصہ آں سیلی کہ از دست تو است
خصوصا وہ طمانچہ جو تیرے ہاتھ سے ہو

کہ قفا و سیلیش مست تو است
کیونکہ گدی اور اس کا طمانچہ تجھ پر عاشق ہے

ہیں بیا اے شادیٔ جان و جہاں
خبردار! اے جان اور جہان کی خوشی! آ جا

خوش غنیمت دار نقد ایں زماں
اس کے وقت نقد کو بہت غنیمت سمجھ

[1] گفت۔ صوفی نے کہا آج کے ایک درہم کی بجائے کل کو تین درہم یا سو درہم بھی مجھے پسند نہیں ہیں۔
سیلیئے۔ نقد تو ایسی چیز ہے کہ اس کا چپت بھی ادھار کی عطا سے اچھا ہے۔
[2] نسیہ۔ ادھار خاصہ۔ خصوصاً تیرا چپت تو بہت ہی بہتر ہے کیونکہ میری گدی اور اس پر چپت لگنا تیرے عاشق ہیں۔ ہیں۔ جب نقد بہر حال بہتر ہے تو ابھی آجا۔

درآمد زد آں رُوئے ماہ از شب رواں
چاند کا وہ چہرہ رات کے چلنے والوں سے نہ چھپا

سر مکش زیں جوئے اے آبِ رواں
اے جاری پانی اس نہر سے روگردانی نہ کر

تالب جو خندد از مئی معیں
تاکہ جاری پانی سے نہر کا کنارہ مسکرا پڑے

وز لب جو سر برآرد یاسمیں
اور چنبیلی نہر کے کنارے سے سر ابھارے

چوں بہ بینی بر لبِ جو سبزہ مست
تو جب نہر کے کنارے پر جھومتا سبزہ دیکھے

پس بداں از دور کانجا آب ہست
دور سے سمجھ جا کہ وہاں پانی ہے

گفت[۲] سیماھُم وُجُوھُم کردگار
اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر علامتیں ہیں فرمایا ہے

کہ بُود غمازِ باراں سبزہ زار
کیونکہ سبزہ زار ' بارش کا مخبر ہے

گر بیارد شب نہ بیند ہیچ کس
اگر رات میں برسے کوئی شخص نہ دیکھے

کہ بُود در خواب ہر نفس و نفس
کیونکہ ہر انسان اور سانس نیند میں ہوتا ہے

تازگیِ ہر گلستانِ جمیل
ہر خوبصورت چمن کی تازگی

ہست بارانِ پنہا فی دلیل
مخفی بارش کی دلیل ہے

رجوع بحکایت مُوش و جغز آبی

چوہے اور پانی کے مینڈک کی حکایت کی جانب رجوع

اے اخی خاکیم تو آبی
اے میرے بھیا! میں خاکی ہوں تو آبی ہے

لیک شاہِ رحمت و وہابی
لیکن تو رحمت کا شاہ اور عطا کرنے والا ہے

آنچناں[۳] کن از عطا و از قسم
تو حصہ اور عطا میں ایسا کر

کہ گہ و بیگہ بخدمت میرسم
کہ وقت اور بے وقت خدمت میں پہنچتا رہوں

بر لبِ جو من بجاں میخوانمت
نہر کے کنارے میں تجھے دل سے پکارتا ہوں

می نہ بینم از اجابت مرحمت
میں منظوری کی عنایت نہیں دیکھتا ہوں

آمدن در آب بر من بستہ شد
پانی میں آنا مجھ پر بند ہے

زانکہ ترکیبم ز خاکے رُستہ شد
کیونکہ میری ساخت مٹی سے ہوئی ہے

یار سولے یا نشانے کن مدد
یا کوئی قاصد یا کوئی علامت مددگار بنا

تا تُرا از بانگِ من آگہ کُند
تاکہ میرے پکارنے سے تجھے باخبر کر دے

بحث کردند اندریں کار آں دو یار
اس معاملہ میں ان دونوں دوستوں نے بحث کی

آخر آں بحث ایں آمد قرار
اس بحث کے آخر میں یہ طے ہوا

---

۱ درمدزد۔ میں رات کا مسافر ہوں تیرا چہرہ چاند ہے' چاند کو رات کے مسافر سے چھپانا مناسب نہیں۔ میں نہر ہوں تو آب رواں ہے پانی کو نہر میں آنا چاہیے۔ تالب۔ پانی چھونے سے نہر کے کنارے مسکرا پڑتے ہیں اور ان پر پھول بوٹے نمودار ہو جاتے ہیں۔ چوں بہ بینی۔ اے مخاطب جب تو نہر کے کنارے سبزہ دیکھے تو دور سے سمجھ لے کہ نہر میں پانی ہے یعنی کسی شخص کے انوار و برکات سے اس کے صاحب نسبت ہونے کو سمجھ لے۔

۲ گفت۔ نیکی کے آثار پیشانی پر ہوتے ہیں سیاہی لئے ہے کہ سبزہ زار اشارہ کرتا ہے کہ وہاں پانی ہے۔ گر بیارد۔ اگر رات میں بارش ہوتی ہے بارش کو کوئی نہیں دیکھتا ہے لیکن جب کو سبزے پر تازگی دیکھتے ہیں تو سمجھ جاتے ہیں کہ رات بارش ہوئی ہے۔ اے اخی۔ پھر چوہے کی گفتگو شروع کی ہے' چوہے نے مینڈک سے کہا کہ اگرچہ میں خاکی ہوں اور تو آبی ہے اس لئے میں تیرا ہم جنس نہیں ہوں لیکن تو شاہ رحمت اور عطا کی طرف منسوب ہے اور عطا کے لئے ہم جنس ہونا شرط نہیں ہے۔

۳ آنچناں۔ مجھے ایسا موقع دیدے کہ وقت سے وقت تجھ سے مل لیا کروں۔ بر لب جو۔ چوہے نے مینڈک سے کہا کہ میں نہر کے کنارے پر آ کر آپ کو پکارتا ہوں لیکن آپ جواب عنایت نہیں کرتے۔ من۔ چونکہ میں خشکی کا جانور ہوں اس لئے پانی میں نہیں جا سکتا۔ یار سولے۔ یا تو کوئی پیغامبر یا اور کوئی ایسی علامت مقرر کر دیجئے کہ میری آواز آپ کو پہنچ جایا کرے۔ دو یار۔ چوہا اور مینڈک

کہ ابدست آرند یک رشتہ دراز
کہ ایک لمبا ڈورا حاصل کر لیں

تاز جذبِ رشتہ گردد کشف راز
تاکہ ڈورے کے کھینچے سے راز کھل جائے

یکسرے بر پائے ایں بندہ دو تو
ایک سرا اس خمیدہ بندہ کے پاؤں پر

بستہ باید، دیگرش بر پائے تو
بندھا ہوا ہونا چاہیے اور اس کا دوسرا سرا تیرے پاؤں پر

تا بہم آئیم زیں فن ما دو تن
تاکہ اس ترکیب سے ہم دونوں جمع ہو جائیں

اندر آمیزیم چوں جاں با بدن
مل جل جائیں، جس طرح جان بدن سے

ہست تن چوں ریسماں بر پائے جاں
جسم، جان کے پاؤں پر ڈورے کی طرح ہے۔

می کشاند برزمینش ز آسماں
اس کو آسمان سے زمین پر کھینچ لاتا ہے

چغز جاں در آبِ خوابِ بیہشی
جان کا مینڈک، بے ہوشی کی نیند کے پانی میں

رستہ از موشِ تن آید در خوشی
جسم کے چوہے سے چھوٹ کر خوشی میں ہے

موشِ تن زاں ریسماں بازش کشد
جسم کا چوہا اس ڈورے کے ذریعہ اس کو پھر کھینچ لیتا ہے

چند تلخی زیں کشش جاں می چشد
اس کھچاؤ سے جان بہت سی کڑواہٹیں محسوس کرتی ہے

گر نبودے جذبِ موشِ گندہ مغز
اگر گندہ دماغ چوہے کی کشش نہ ہوتی

عیشہا کردے درونِ آب چغز
تو مینڈک، پانی میں مزے اڑاتا

باقیش چوں روز برخیزی زخواب
اس کا باقی جس روز تو نیند سے بیدار ہو گا

بشنوی از نور بخشِ آفتاب
تو سورج کو نور عطا کرنے والے سے سن لے گا

یک سرِ رشتہ گرہ بر پائے من
ڈورے کے سرے کی ایک گرہ میرے پاؤں پر

زاں سرِ دیگر تو برپا عقد زن
دوسرے سرے کی گرہ تو اپنے پاؤں پر لگا لے

تا توانم من دریں خشکی کشید
تاکہ میں اس خشکی میں کھینچ سکوں

مر ترا نک[۳] شد سرِ رشتہ پدید
تجھے اب ڈورے کا سرا ظاہر ہو گیا

تلخ آمد بر دلِ چغز ایں حدیث
یہ بات مینڈک کے دل کو کڑوی لگی

کہ مرا در عقد آرد ایں خبیث
کہ یہ خبیث مجھے گرہ میں پھانستا ہے

ہر کراہت در دلِ مردِ بہی
بہتر انسان کے دل میں جو کراہت

چوں درآید زافتے نبود تہی
آتی ہے وہ مصیبت سے خالی نہیں ہوتی

وصفِ حق داں آں فراست را نہ وہم
ت کو اللہ تعالیٰ کی صفت سمجھ نہ کہ وہم

نورِ دل از لوحِ کل کردست فہم
دل کے نور نے لوح محفوظ سے سمجھا ہے

۱ کہ بدست آرند۔ چوہے اور مینڈک میں یہ طے ہو گیا کہ ایک بڑا ڈورا ہو، جس کا ایک سرا چوہے کے پاؤں میں ہو اور ایک سرا مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا ہو۔ تا بہم۔ جب ضرورت ہو تو دونوں میں سے ہر ایک اس ڈورے کو کھینچ لیا کرے دوسرے کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ بلا رہا ہے۔

ہست۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جسم کا تعلق روح کے پاؤں کا ڈورا ہے جو اس روح کو آسمان سے کھینچ لاتا ہے۔

چغز۔ روح کا مینڈک آئینہ کی حالت میں جسم کے چوہے سے رہائی پا کر خوشی محسوس کرتا ہے۔

۲ موش۔ جسم کا چوہا پھر اس کو کھینچ لاتا ہے۔ گر نبودے۔ اگر جسم کا چوہا روح کے مینڈک سے وابستہ نہ ہوتا تو روح کا مینڈک پانی میں عش کرتا۔

باقیش۔ جسم اور روح کا یہ تو دنیاوی زندگی میں حال ہے، قیامت میں پھر جب روح جسم سے وابستہ ہو گی تو اس کے حوال اللہ تعالیٰ سے سن لینا۔ یک ہر رشتہ۔ یہ چوہے کا مقولہ ہے۔

تا توانم۔ چوہے نے کہا جب تیرے پاؤں میں ڈورا بندھا ہوا ہو گا میں تجھے خشکی میں کھینچ کر لا سکوں گا۔

۳ نک شد۔ اب معاملہ حل ہو گیا۔ تلخ۔ مینڈک کو یہ بات ناگوار گزری کہ یہ چوہا مجھے پھانسنا چاہتا ہے۔ ہر کراہت۔ روشن ضمیر انسان کو جو بات ناگوار ہوتی ہے وہ یقیناً کسی مصیبت کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

وصف حق۔ مومن میں کی یہ فراست اللہ کی صفت ہے، جو مومن کے دل کے نور نے اللہ تعالیٰ کے علم سے حاصل کی ہے۔ لوح کل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ۔

تمنائے ۱ پیل از سیراں بہ بیت
بیت اللہ کی طرف جانے سے ہاتھی کا رکنا

باجدِ آں پیلبان و بانگ ہمیت
فیلبان کی کوشش اور آ جا کی آواز سے

جانبِ کعبہ نرفتے پائے پیل
ہاتھی کا پاؤں کعبہ کی جانب نہ چلتا تھا

باہم لت نے کثیر و نے قلیل
باوجود پوری لاتیں مارنے کے نہ بہت اور نہ تھوڑا

گفتی خود خشک شد پاہائے او
تو کہتا خود اس کے پاؤں سوکھ گئے ہیں

یا بمُرد آں جانِ ہول افزائے او
یا اس کی خوفناک جان مردہ ہو گئی ہے

چونکہ کردندے سَرش سُوئے یمن
جب اس کا سر یمن کی جانب کرتے

پیل نر دو اسپہ گشتے گام زن
نر ہاتھی دوڑ کر قدم اٹھانے لگتا

حسِ پیل از زخمِ غیب آگاہ بُود
ہاتھی کی حس غیب کی مصیبت سے واقف تھی

چوں بود حسِ ولی با وَرُود
جیسی کہ وارد ہونے والے ولی کی حس ہوتی ہے

نے کہ یعقوبِ نبی گفت آں زماں
کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی نے جس وقت

کہ از و جُستند یوسف را کہاں
ان سے یوسف کو بڑوں نے مانگا؟

نے کہ یعقوبِ نبی آں پاک خُو
کیا یہ نہیں ہوا کہ یعقوب نبی پاک خصلت نے

بہرِ یوسفؑ باہمہ اخوانِ او
یوسف کے لئے ان کے سب بھائیوں سے

از پدر چوں خواستند آں دادراں
جب ان بھائیوں نے باپ سے مانگا

تا ببرندش سُوئے صحرا یک زماں
تاکہ تھوڑی دیر کے لئے جنگل کی جانب لے جائیں

جُملہ گفتندش بیندیش از ضَرر
سب نے ان سے کہا کہ آپ نقصان کا خیال نہ کریں

یک دو روزش مُہلتے دہ اے پدر
اے ابا! ایک دو روز ان کو موقع دے دیجئے

تو ۳ چرا مارا نہ پنداری امین
آپ ہمیں محافظ کیوں نہیں سمجھتے؟

یوسفِ خود نسپری باحافظین
اپنے یوسف کو محافظوں کے سپرد نہیں کرتے

تا بہم در مرجہا بازی کنیم
تاکہ ہم مل کر سبزہ زاروں میں کھیلیں

مادریں دعوت امین و محسنیم
ہم اس درخواست میں امین اور نیکوکار ہیں

گفت اے دانم کہ نقلش از بَرم
میرا یہ دل کبھی جھوٹ نہیں بولتا ہے

می فروزد در دلم رنج و سقم
میرے اس میں رنج اور بیماری کو مشتعل دیکھے گا

ایں دلم ہرگز نمی گوید دروغ
کیونکہ عرش کے نور سے دل روشنی رکھتا ہے

کہ ز نورِ عرش دارد دل فروغ

۱ تمنا۔ یہ بات کہ آنے والی مصیبت کو مومن کا دل تاڑ لیتا ہے اللہ تعالیٰ بسا اوقات یہ بات جانور کے دل میں بھی پیدا فرما دیتا ہے۔ جانب کعبہ۔ ابرہہ جب اپنا ہاتھی لے کر خانہ کعبہ کو ڈھانے کے لئے چلا تو وہ ہاتھی آنے والی مصیبت کو تاڑ گیا تھا اور اس کا قدم خانہ کعبہ کی طرف نہ اٹھتا تھا۔ چونکہ۔ جب اس ہاتھی کا رخ یمن کی طرف موڑتے تھے تو دوڑنے لگتا تھا۔

۲ دو اسپہ۔ تیز رفتار۔ چوں بود۔ جب ہاتھی کا یہ حال تھا تو سمجھ لو کہ جس ولی پر قلبی واردات ہوں اس کا کیا حال ہوگا۔ نے کہ۔ حضرت یعقوب حضرت یوسف کی خفیہ بات کو تاڑ گئے تھے۔ کہاں۔ یعنی بڑے بھائی دادراں۔ برادراں۔ جملہ گفتند۔ سب بھائیوں نے کہا کہ نہ ڈریئے اور یوسف کو اجازت دے دیجئے۔

۳ تو چرا۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ہمیں امین کیوں نہیں سمجھتے ہیں ہم تو اس کی حفاظت کریں گے۔ مرجہا۔ چراگاہیں۔ گفت۔ حضرت یعقوب نے فرمایا یوسف کو جدا کرنے سے مجھے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ ایں دلم۔ یہ میرا دل کبھی صحیح بات سے تکلیف محسوس نہیں کرتا اس کو اللہ تعالیٰ کے نور سے روشنی حاصل ہے۔

آں [1] دلیلِ قاطعی بُد بَر فَساد
وہ فساد پر پکی دلیل تھی

وز قضا آں را نکرد اُو اعتداد
قضاء خداوندی سے وہ اس کو گنتی میں نہ لائے

درگزشت ازوئے نشانے آنچناں
ایسی علامت ان سے چھوٹ گئی

کہ قضا در فلسفہ بُود آں زماں
یعنی قضاء خداوندی اس وقت حکمت میں تھی

ایں عجب نبُود کہ کور افتد بچاہِ
یہ تعجب کی بات نہیں ہے کہ اندھا کنوں میں گر جائے

بُوالعجب افتادنِ بینائے راہ
بڑا تعجب راستہ دیکھنے والے کا گرنا ہے

ایں قضا را گونہ گوں تصریفہاست
اس قضاء خداوندی کے طرح طرح تصرف ہیں

چشم بندش یَفعَلُ اللہ مَایَشَا ست
اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کی چشم بندی ہے

ہم [2] بداند ہم نداند دل فنش
دل اس کے ہنر کو جانتا بھی ہے اور نہیں بھی جانتا ہے

موم گردد بہرِ آں مُہر آہنش
اس کا لوہا اس کی مہر کے لئے موم بن جاتا ہے

گوئیا دل گوید اے کہ میلِ اُو
گویا دل کہہ دیتا ہے کہ اے شخص اس قضا کا جھکاؤ

چوں دریں شُد ہرچہ اُفتد باش گو
جب اس میں ہے جو بھی ہو ہونے دے

خویش را ہم زیں مُغفّل می کُند
وہ اپنے آپ کو اسی غفلت میں کر دیتا ہے

در عقالش جاں معقل می کُند
اس کی رسی میں جاں کو باندھ دیتا ہے

گر شود مات اندریں آں بُوالعلا
اگر وہ بلند مرتبہ اس معاملہ میں مات کھا جاتا ہے

آں نباشد مات ' باشد ابتلا
وہ مات نہیں ہوتی ' آزمائش ہوتی ہے

یک [3] بلا از صد بلا اش واخرد
اس کو ایک مصیبت سو مصیبتوں سے نجات دیتی ہے

یک ہبوطش برمعا رجہا بَرد
ایک بار نیچا کرنا اس کو بہت سی بلندیوں پر لے جاتا ہے

خام شوخے کہ رہانیدش مُدام
وہ ناقص شوخ کہ اس کو شراب نے رہائی دیدی

از خُمارِ صد ہزاراں زشت خام
لاکھوں بھدے خاموں کے خمار سے

عاقبت اُو پختہ و اُستاد شُد
انجام کار وہ پختہ اور استاد ہو گیا

جَست از رِقِ جہاں آزاد شُد
اس نے دنیا کی غلامی سے چھلانگ لگائی ' آزاد ہو گیا

از شراب لا یزالی گشت مست
وہ نہ مٹنے والی شراب سے مست ہو گیا

شُد مُمیّز از خلائق باز رَست
وہ لوگوں سے ممتاز ہو گیا ' چھوٹ گیا

---

[1] آں دلیل۔ حضرت یعقوب کو قلبی احساس سے پورا یقین ہو گیا تھا کہ بھائیوں کی بات میں فساد مخفی ہے لیکن اس کے باوجود قضا خداوندی میں چونکہ ایسا ہونا تھا لہٰذا وہ پھر بھی راضی ہو گئے۔ درگذشت۔ انہوں نے دل کی بات سے درگذر کی چونکہ اس معاملہ میں اللہ کی جانب سے ایک حکمت پوشیدہ تھی۔ ایں عجب۔ حضرت یعقوب کو نور دل حاصل تھا پھر بھی وہ فریب میں آ گئے یہ بڑی عجیب بات ہے اگر کوئی دل کا اندھا فریب کھا جاتا تو تعجب نہ ہوتا۔ ایں قضا۔ قضاء خداوندی کے بھی عجیب تصرفات ہیں وہ بینا کو بھی نابینا بنا دیتی ہے اور خدائی مشیت اس کی آنکھ کا پردہ بن جاتی ہے۔

[2] ہم بداند۔ جب تقدیر خداوندی کسی معاملہ میں آڑے آتی ہے تو انسان یقینی بات میں بھی تذبذب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ مُوم۔ یعنی دل کا پختہ ارادہ نرم پڑ جاتا ہے۔ گوئیا۔ گویا دل اپنے ارادہ کے خلاف اس قضا کے فیصلہ پر راضی ہو جاتا ہے۔ خویش۔ وہ دل اپنے ارادہ سے اپنے آپ کو غافل بنا لیتا اور بھاگ قضا کے ہاتھ میں دے دیتا ہے۔ گر شود۔ اگر کوئی باطنی نور والا اپنے احساس کی خلاف سے مغلوب ہو جاتا ہے تو وہ دراصل مغلوبیت نہیں ہے بلکہ قدرت کی جانب سے آزمائش ہے کہ اپنے ارادہ کے خلاف پر قضا سے وہ راضی ہے یا نہیں؟

[3] یک بلا۔ قضاء کی وجہ سے جب وہ بلا میں پھنستا ہے اور اس پر رضا کا اظہار کرتا ہے تو سیکڑوں مصیبتوں سے نجات پا جاتا ہے اور اس کا یہ گر اس کو بلندیوں پر لے جاتا ہے۔ خام شوخے۔ یہ لیری میں ناقص تھا جب اس آزمائش میں کامیاب ہو گیا تو سیکڑوں فاسد خیالات سے نجات پا جاتا ہے۔ عاقبت۔ اس کامیابی کے نتیجہ میں وہ پختہ اور استاد بن جاتا ہے اور دنیا کے غموں سے آزاد ہو جاتا ہے اب غیر اللہ سے نجات پا کر وہ توحید کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ شد ممیز۔ اب اس کو ایک خاص امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

ز اعتقاد سست پر تقلید شاں — وز خیالِ دیدۂ بے دید شاں
ان کے تقلید سے پر کمزور اعتقاد سے — ان کی بے بصیر کے آنکھ کے خیال سے

اے عجب چہ فن زند ادراکِ شاں — پیشِ جزر و مدِ بحرِ بے نشاں
تعجب ہے ' ان کا علم کیا تدبیر کرے گا؟ — بے نشاں دریا کے اتار اور چڑھاؤ کے سامنے

زاں بیاباں ایں عمارتہا رسید — مُلک و شاہی و وزارتہا رسید
اس بیابان سے یہ عمارتیں آئی ہیں — ملک اور بادشاہی اور وزارتیں آئی ہیں

زاں بیابانِ عدم مستانِ شوق — میرسند اندر شہادت جوق جوق
اس بیابان عدم سے شوق کے مست — جماعت در جماعت عالم الشہادت میں آرہے ہیں

کارواں بر کارواں زیں بادیہ — می رسد در ہر مساء و غادیہ
اس صحرا سے قافلہ در قافلہ — ہر شام ، صبح کو پہنچ رہے ہیں

آید و گیرد و ثاقِ ما گرو — کہ رسیدم نوبتِ ما شد تو رو
آتا ہے اور ہمارا گھر گروی کر لیتا ہے — کہ میں آ گیا ' ہماری باری آ گئی تو چلا جا

چوں پسر چشمِ خرد را وا گشاد — زوٗ وبا بارخت بر گردوں نہاد
جب بیٹے نے عقل کی آنکھ کھولی — باوان نے سامان جلدی سے آسمان پر جا رکھا

جادۂ شاہ ست آں زیں سُو رواں — واں ازاں سُو صادران و واردان
وہ شاہراہ ہے اس جانب سے رواں ہے — وہ اس جانب سے صادر اور وارد ہیں

نیک بنگر مانشستہ میرویم — می نہ بینی قاصدِ جائے نویم
خوب غور کر لے ' ہم بیٹھے بیٹھے چل رہے ہیں — تو یہ نہیں دیکھتا ہے کہ ہم نئی جگہ کا ارادہ کرنے والے ہیں

بہرِ ۳ حالے می نگیری راس مال — بلکہ از بہرِ غرضہا در مال
تو موجودہ وقت کے لئے اصل دولت نہیں لیتا ہے — بلکہ مستقبل کی غرضوں کے لئے

پس مسافر آں بُوَد اے رہ پرست — کہ مسیر و رُوش در مستقبل ست
پس اے چلنے والے! مسافر وہ ہے — کہ اس کا چلنا اور رخ مستقبل کی طرف ہے

ہمچناں کز پردۂ دل بے کلال — دمبدم در میرسد خیلِ خیال
جس طرح بغیر تھکن کے دل کے پردے سے — خیال کا لشکر ' پے در پے پہنچتا ہے

از اعتقاد۔ عام لوگ غیر حق کے وجود کو معتد بہ سمجھتے ہیں یہ اس سے نجات پا جاتا ہے۔ اے عجب۔ قضاء قدر کے لامحدود سمندر کے مقابلہ میں انسان کا علم و احساس کیا ہنر دکھا سکتا ہے۔ زاں۔ عالم شہود میں جو کچھ ہے وہ اسی عالم غیب سے آیا ہے۔ بیابانِ عدم۔ یعنی عالم غیب۔ مستانِ شوق۔ یعنی کائنات جو خدائی حکم بجالانے کی مشتاق ہے۔ شہادت۔ عالم شہادت یا دیہ۔ یعنی بیابان عدم۔ غادیہ صبح کا وقت۔

۲ آید و گیرد۔ عالم شہادت میں ایک نئی چیز آ کر پرانی چیز کی جگہ لے لیتی ہے۔ چوں پسر۔ بیٹا باپ کی جگہ سنبھال لیتا ہے یا دا عالم آخرت کو سدھار جاتا ہے۔ جادۂ شاہ۔ یہ سمجھ کہ عالم شہادت اور عالم غیب کے درمیان ایک بڑی کھلی سڑک ہے جس پر ہر وقت آمد و رفت ہے۔ نیک۔ ہمیں محسوس نہیں ہوتا اور نہ عمر کا جو دن گزر رہا ہے ہم اس میں عالم آخرت کی طرف چل رہے ہیں۔

۳ بہر حال۔ انسان جو کاروبار کرتا ہے اور نفع کمانے کی کوشش کرتا ہے وہ کسی وقتی ضرورت کے پیش نظر نہیں کرتا ہے بلکہ آئندہ کی بناء پر کاروبار کرتا ہے تو بھی اپنی عمر کے مال کی تجارت آخرت کے پیش نظر صرف کر موجودہ زندگی میں عمر صرف نہ کر۔ پس مسافر۔ صحیح مسافر وہی ہے جس کی نظر منزل پر ہو۔ ہمچناں۔ جس طرح خارجی موجودات کا سلسلہ ہے یہی صورت ذہنی موجودات کی ہے ' مضامین اور خیالات عالم غیب سے دل میں آتے ہیں۔

گر نہ تصویرات از یک مغز سند
اگر یہ تصورات ایک کھیت کے نہیں ہیں

در پے ہم سوئے دل چوں میرسند
تو آگے پیچھے دل کی جانب کیوں آ رہے ہیں؟

جوق جوق اسپاہِ تصویراتِ ما
ہمارے تصورات لشکر در لشکر

سوئے چشمہ دل شتاباں از ظلما
پیاس سے دل کے چشمہ کی طرف دوڑتے ہیں

جرہا پرمی کنند و میروند
وہ گھوڑے بھرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں

دائما پیدا و پنہاں می شوند
ہمیشہ ظاہر اور غائب ہوتے رہتے ہیں

فکر ہارا اخترانِ چرخ داں
افکار کو آسمان کے ستارے سمجھو

دائر اندر چرخِ دیگر آسماں
دوسرے آسمان کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں

سعد ۲ دیدی شکر کن ایثار کن
تو نے سعد دیکھا شکر ادا کر اور ایثار کر

نحس دیدی صدقہ و استغفار کن
تو نے نحس دیکھا خیرات اور توبہ کر

ما لئیم ایں رابیا اے شاہِ من
ہم اس کے لئے کیا ہیں؟ اے میرے شاہا آ جایئے

طالعم مقبل کن و چرخے بزن
میرے طالع کو بااقبال کر دیجئے اور گھما دیجئے

روح راتاباں کن از انوارِ ماہ
چاند کے انوار سے روح کو روشن کر دیجئے

زاں کز آسیبِ ذنب شد جاں سیاہ
کیونکہ روح ذنب کے اثر سے کالی ہو گئی ہے

روح رازاں نورِ مہ کن ملتہب
روح کو اس چاند کے نور سے روشن کر دیجئے

کہ سیہ شد جانِ من زآسیبِ تب
کیونکہ بخار کے اثر سے میری جان کالی ہو گئی ہے

از ۳ خیال و وہم وظن بازش رہاں
اس کو خیال اور وہم اور گمان سے چھڑا دیجئے

ازچہ وجورِ رسن بازش رہاں
کنویں اور رسی کے ظلم سے اس کو چھڑا دیجئے

تاز دلداریِ خوبِ تو دلے
تاکہ ایک دل تیری اچھی دلداری سے

پر برآرد بر پرد زاب و گلے
پر نکال لے اور پانی اور مٹی سے اڑ جائے

اے عزیز مصرِ جانم دستگیر
اے میری جان کے مصر کے شاہا دستگیری کیجئے

عذر ایں زندانی خود در پذیر
اپنے اس قیدی کا عذر قبول کر لیجئے

اے عزیز مصر در پیماں دُرست
اے مصر کے شاہا عہد و پیمان میں درست

یوسفِ مظلوم در زندانِ تست
مظلوم یوسف تیرے قیدخانہ میں ہے

حضرت حق تعالیٰ مراد ہے اور روح کو حضرت یوسف سے تشبیہ دی ہے۔ اے عزیز۔ قرآن پاک میں ہے۔ وفی اوفی بعھدہ من اللہ۔ اور خدا سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے۔

۱ کر رہے۔ ان کا پے در پے آنا یہ بتاتا ہے کہ وہ سب ایک جگہ سے آ رہے ہیں اور ان کا مخزن ایک ہے۔ جوق در جوق۔ جس طرح پیاسے پانی کی طرف دوڑ کر آتے ہیں اسی طرح خیالات دل میں آتے ہیں اور اپنی پیاس بجھا کر واپس ہوتے ہیں کچھ نمایاں رہتے ہیں کچھ بالکل پوشیدہ ہو جاتے ہیں۔ فکر ہا۔ اختراں۔ جس طرح ستارے آسمان میں گردش کرتے ہیں خیالات دل کے آسمان میں گردش کرتے ہیں۔

۲ سعد۔ جس طرح نجومی ستاروں کو سعد اور نحس سمجھتے ہیں تو بھی ان خیالات کو ایسا ہی سمجھ اچھا خیال ہے تو اس سے دوسرے کو بھی فیض پہنچا برا خیال آئے تو صدقہ کر اور توبہ کر۔ ما لئیم۔ فاسد خیالات کی نحوست سے بچنے کا علاج ہم نے صدقہ و استغفار بتایا لیکن دراصل ان سے محفوظ رکھنا فضل خداوندی کا کام ہے۔ طالعم۔ یعنی میرے منحوس حالات کو تبدیل کر دیجئے اور اس فلک کو گھما دیجئے تاکہ سعد طلوع کر آئے۔ ماہ۔ یعنی نیکیوں کے نور سے روح کو روشن کر دیجئے وہ گناہوں کے اثرات سے کالی پڑ گئی ہے۔ ذنب۔ وہ نقطہ جس میں آ کر سورج کو گرہن لگ جاتا ہے۔ تب۔ یعنی گناہ کی تپش۔

۳ از خیال۔ میری روح کو معاصی کے خیالات سے نجات دے دیجئے۔ ازچہ۔ یعنی مضر اعمال۔ تاز دلداری۔ آپ کی عنایت اور مہربانی سے میرے دل میں پر و بال پیدا ہو جائے اور وہ دنیاوی بندشوں سے نجات پا جائے۔ عزیز۔ مصر کے بادشاہ کو عزیز کہا جاتا تھا یہاں

در اِ خلاصِ اُو یکے خوابے ببیں
اس کی نجات کے لئے ایک خواب دیکھ لیجئے

زود کَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْن
جلدی سے کیونکہ اللہ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے

ہفت گاوِ لاغرے و پُر گزند
نقصان رسیدہ اور سات کمزور بیل

ہفت گاوِ فربہش را میخورند
اس کے ساتھ موٹے بیلوں کو کھا رہے ہیں

ہفت خوشۂ خُشک وزشت و ناپسند
سات خشک اور برے اور ناپسند خوشے

سُنبلاتِ تازہ اش را می چرند
اس کی تازہ بالوں کو چر رہے ہیں

قحط از مصرش برآمد اے عزیز
اے شاہ! اس کے مصر سے قحط برآمد ہو گیا ہے

ہیں مباش اے شاہ ایں را مستجیز
اے شاہ ہاں اس کو روا نہ رکھیئے

یوسفم در حبسِ تو اے شہ نشاں
اے شاہ! میں تیری قید میں یوسف ہوں نشانی عطا کر

ہیں زدستانِ زنانم وار ہاں
ہاں مجھے عورتوں کے مکر سے نجات دیدے

از سُوئے عرشے کہ بُودم مربط اُو
اس عرش کی جانب سے جو میرا مسکن تھا

شہوتِ مادر فگندم کَاھْبِطُوْا
ماں کی شہوت نے مجھے گرایا کہ اترو

پس فتادم زاں کمالِ ۲ مستتم
تو میں اس مکمل کمال سے گرا

از فنِ زالے بزندانے رحم
ایک بوڑھی کے مکر سے رحم کے زندان میں

روح را از عرش آرد در حطیم
روح کو عرش سے نوٹے ہوئے گھر میں لے آتا ہے

لا جرم کید زناں باشد عظیم
بے شک عورتوں کا مکر عظیم ہوتا ہے

اوّل و آخر ہبوطِ من ززن
میرا پہلا اور آخری نزول عورت سے ہوا

چونکہ بُودم رُوح و چوں ہستم بَدن
جبکہ میں روح تھا اور جبکہ میں جسم ہوں

بشنو ۳ ایں زاری یوسف در عثار
لغزش کے بارے میں یوسف کی یہ زاری سن لیجئے

یابراں یعقوب بیدل رحم آر
یا اں بیدل یعقوب کے اوپر رحم کیجئے

نالہ ازا اخواں کُنم یا از زناں
شکوہ بھائیوں کا کروں یا عورتوں کا

کہ فگند ندم چو آدم از جناں
کہ جنہوں نے مجھے آدم کی طرح جنتوں سے گرادیا

زاں مثالِ برگ دے پژمُردام
میں اسی وجہ سے خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں

کز بہشت وصل گندم خوردہ ام
کہ میں نے وصل کی بہشت سے گیہوں کھا لیا

۱ ازا خلاص۔ عزیز مصر کے خواب میں یوسف کی رہائی کی بشارت تھی۔ زود۔ اللہ جبکہ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے تو خود کیوں احسان نہ کرے گا۔ ہفت گاؤ۔ میرے گناہ میری بھائیوں کو نگل رہے ہیں۔ قحط۔ مجھ میں نیکیوں کا قحط ہے اس کو جائز نہ رکھ۔ یوسف۔ حضرت یوسف زنانِ مصری کی سازش سے جیل خانہ میں گئے تھے۔ نشاں۔ یعنی رہائی کا حکم۔ از سوئے۔ انسان کی شہوت نفس اس کے عالم بالا سے گرنے کا سبب بنی۔

۲ کمال مستتم۔ یعنی عالم علوی کی سکونت۔ از فن زالے۔ ماں کی شہوت اس کا سبب بنی کہ میں رحم مادر میں قیدی بنا۔ در حطیم۔ یعنی دنیا۔ اول و آخر پہلی بار نیچے اترنا روح دا تھا جو حضرت آدم کے ضمن میں ہوا وہ حضرت حوا کی شہوت بطن کی وجہ سے وقوع میں آیا دوسرا نیچے اترنا جسم کا تھا جو ماں کی شہوت کی وجہ سے ہوا اور جسم کی پیدائش ہوئی۔

۳ بشنو۔ یا تو میری زاری سن کر مجھ پر رحم کر دیجئے۔ یابراں۔ یعقوب یا میرا شیخ جو میرے لئے دعا کرتا ہے اس کی دعاؤں کی وجہ سے مجھ پر رحم کر دیجئے۔ نالہ ازا اخواں۔ یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے مصر پہنچنے کا سبب بنے جہاں وہ قید ہوئے اور عورتوں کی سازش نے ان کو قید میں پھنسایا مراد اس سے انسان کی قوت غضبیہ اور قوت شہوانی ہے جو گناہوں کا سبب ہیں۔ زاں۔ میرے معاصی مجھے قرب سے دور کئے ہوئے ہیں ں سے ۔ خزاں کے پتے کی طرح مرجھایا ہوا ہوں۔

چوں ۱ بدیدم لُطف و اکرام تُرا
جب میں نے تیرا لطف اور اکرام دیکھا

واں سَلام سِلم و پیغام تُرا
اور تیرے صلح کے سلام اور پیغام کو

من سپندم از چشمِ بَد کردم پدید
میں نے نظر بد کی وجہ سے کالا دانہ نکالا

در سپندم نیز چشمِ بَد رسید
میرے کالے دانہ کو بھی نظر بد لگ گئی

دفعِ ہر چشمِ بَد از پیش و پس
آگے اور پیچھے سے ہر نظر بد کے دفعیہ کے لئے

چشمہائے پُر خمارِ تست و پَس
صرف تیری نشیلی آنکھیں ہیں

چشمِ بَد را چشمِ نیکویت شہا
اے شاہا! تیری حسین آنکھ نظر بد کو

مات و مُستاصل کُند نعم الدّاوا
مغلوب اور مایوس کر دیتی ہے' وہ بہتر دوا ہے

بَل ز چشمت کیمیا ہامی رَسد
بلکہ تیری آنکھ سے کیمیا پہنچتی ہے

چشمِ بَد را چشمِ نیکو می کُند
نظر بد کو' نیک نظر بنا دیتی ہے

چشم ۲ شہ بر چشمِ بازِ دل زدست
شاہ کی آنکھ نے دل کے باز کی آنکھ پر اثر کیا ہے

چشمِ بازش سخت باہمّت شُدست
اس کے باز کی آنکھ بہت باہمت ہو گئی ہے

تاز بس ہمّت کہ یابید از نظر
یہاں تک کہ پوری ہمت کی وجہ سے جو اس نے آنکھ سے حاصل کی ہے

می نگیر دبازِ شہ جُز شیرِ نَر
شاہ کا باز نر شیر کے علاوہ نہیں پکڑتا ہے

شیر چہ کاں شاہبازِ معنوی
شیر کیا ہوتا ہے' بلکہ وہ معنوی شاہ باز

ہم شکارِ تست و ہم صیدش توئی
تیرا شکار بھی ہے اور تو اس کا شکار بھی ہے

شُد صفیرِ بازِ جاں در مرجِ دیں
دین کی چراگاہ میں جان کے باز کی آواز

نعرہائے لَا اُحِبُّ الْآفِلِیْن
میں غروب کر جانے والوں کو پسند نہیں کرتا ہوں کے نعرے ہیں

بازِ ۳ دل را کز پے تو می پَرید
دل کا باز جو تیرے لئے اڑ رہا تھا

از عطائے بیحدت چشمے رسید
تیری بیحد عطا سے اس کو آنکھ حاصل ہو گئی

یافت بینی بُوی و گوش از تو سماع
ناک نے بو اور کان نے سننا تجھ سے حاصل کیا

ہر حسے را قسمتے آمد مُشاع
ہر حس کا حصہ مشترک ہے

ہر حسے را چوں دہی رہ سُوئے غیب
جس حس کو تو غیب کی جانب راستہ عطا کر دے

نبُود آں حس را فتورِ مرگ و شیب
اس حس میں موت اور بڑھاپے کی کمزوری نہیں ہوتی

مالکُ المُلکی بحِس چیزے دہی
تو مالک الملک ہے تو حس کو کوئی چیز دے دیتا ہے

تا کہ بر حسہا کُند آں حس شہی
تاکہ وہ حس حواس پر بادشاہی کرے

۱ چوں بدیدم۔ جب میں نے تیرے لطف اور کرم پر نظر کی اور یہ پیغام سنا کہ تو توبہ کو قبول کرتا ہے تو شیطان کی نظر بد کو دفع کرنے کے لئے ہر مل نکالا کہ اس کی دھونی دوں یعنی توبہ کی تو اس توبہ کو نظر بد لگ گئی۔ دفع۔ معلوم ہوا کہ توبہ کرنا کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا بلکہ اصل اس کی قبولیت ہے جو تیری پر لطف نظر کرم ہے۔ چشم بد۔ شیطان سے بچاؤ کا مضبوط ذریعہ تیری نظر کرم ہے۔ بل ز چشمت۔ تیری نظر کرم کی تاثیر تو یہ ہے کہ وہ نظر بد کو نیک نظر بنا دیتی ہے۔

۲ چشم شہ۔ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم جن پر ہو جاتی ہے ان کے باز یعنی دل کی ہمت بلند ہو جاتی ہے۔ می نگیر د۔ اب وہ دل کی صرف شیر نر یعنی امور آخرت کا شکار کھیلتا ہے۔ شیر چہ۔ ان اولیاء کا مقصد امور آخرت کیا معنی صرف ذات خداوندی ہوتی ہے۔ جس کے وہ طالب بن جاتے ہیں۔ شد۔ اور ان اولیاء کا نعرہ یہ ہوتا ہے کہ ہم دنیا کی فانی چیزوں سے کوئی محبت نہیں رکھتے ہیں۔

۳ بازِ دل۔ اولیاء اللہ کا دل جو تیری طلب میں پرواز کرتا ہے ان کو تیری عطا سے خاص حواس حاصل ہو جاتے ہیں۔ یافت۔ ان کے حواس خدائی صفات سے متصف ہو جاتے ہیں جیسا کہ احادیث میں مذکور ہے۔ ہر حسے۔ اب ان کے حواس کا تعلق عالم حقائق سے ہو جاتا ہے اور ان حواس میں موت یا بڑھاپے سے کوئی کمزوری نہیں آتی۔ مالک الملک۔ جب انہیں خدائی صفات پیدا ہو جاتی ہیں تو جس طرح خدا مالک الملک ہے ان کے حواس کو بھی عوام کے حواس پر شاہی حاصل ہو جاتی ہے۔

جہد ۱ کن تا حسِ تو بالا رود — تا کہ کارے حِس ازاں بالا شود
تو کوشش کر تاکہ تیرا حس اوپر جائے — تاکہ حس کا کام اس سے بلند ہو جائے

حکایت شب و دزداں کہ شاہ محمود میانِ ایشاں اِفتاد
رات اور چوروں کا قصہ کہ سلطان محمود ان میں پہنچ گیا

کہ مَن نیز یکے از شما ام و بر حالِ ایشاں مُطّلع شد الخ
کہ میں بھی تم میں ایک ہوں اور ان کی حالت سے باخبر ہو گیا

شب چوشہ محمود برمی گشت فرد — با گروہِ قومِ دُزداں باز خورد
رات کو جب سلطان محمود اکیلا گشت کر رہا تھا — چوروں کی قوم کے گروہ سے جا بھڑا

پس بگفتندش کہ اے بُوا لوفا — گفت شہ مَن ہم یکے اَم از شما
انہوں نے اس سے کہا اے وفادار تو کون ہے؟ — سلطان نے کہا میں بھی تم میں سے ایک ہوں

آں یکے گفت اے گروہِ مکر کیش — تا بگوید ہر یکے فرہنگِ خویش
ایک نے کہا اے مکار گروہ! — ہر ایک اپنا ہنر بیان کرے

تا بگوید با حریفاں در سمر ۲ — کُوچہ دارد در جبلّت از ہُنر
تاکہ دوستوں سے قصہ گوئی میں کہے — کہ وہ فطرت میں کیا ہنر رکھتا ہے؟

آں یکے گفت اے گروہِ فن فروش — ہست خاصیت مرا اندر دو گوش
ایک نے کہا اے ہنر کے خریدار گروہ — میرے دونوں کانوں میں یہ خاصیت ہے

کہ بدانم سگ چہ می گوید ببانگ — قوم گفتندش زدیناری دود انگ
کہ میں جان لیتا ہوں کہ کتا آواز میں کیا کہتا ہے — قوم نے اس سے کہا تو دینار میں سے ورانگ ہے

آں دگر گفت اے گروہِ زر پرست — جُملہ خاصیت مرا چشم اندرست
دوسرے نے کہا اے زر کے پجاری گروہ! — مکمل خاصیت میری آنکھ میں ہے

ہر ۳ کہ را شب بینم اندر قیرداں — روز بشناسم من اُورا بیگماں
جس کو میں رات کے اندھیرے میں دیکھ لوں — میں اس کو بے شبہ دن میں پہچان لوں

گفت یک خاصیتم در بازو ست — کہ زنم من نقبہا باز در دست
ایک نے کہا میری خصوصیت بازو میں ہے — میں ہاتھ کی طاقت سے نقب لگا دیتا ہوں

گفت یک خاصیتم در بینی ست — کارِ مَن در خاکہا بُو بینی ست
ایک نے کہا میری خصوصیت ناک میں ہے — میرا کام مٹیوں میں سے بو سونگھ لینا ہے

۱ جہد کن۔ خطاب ہے کہ انسان کو ایسے ہی بالائی حواس حاصل کرنے چاہئیں۔ حکایت۔ اس حکایت سے جس کے بالا ہونے کے نفع کو واضح کیا ہے۔ برمی گشت فرد۔ اکیلا گھوم رہا تھا۔ پس۔ چوروں نے سلطان سے دریافت کیا تو کون ہے؟ تو اس نے کہہ دیا کہ میں تم میں سے ہی ہوں۔ آں یکے۔ ایک چور نے ساتھیوں سے کہا کہ ہر ایک اپنا ہنر ظاہر کرے۔ حریفاں۔ ساتھی

۲ سمر۔ قصہ۔ کہانی۔ جبلت۔ فطرت۔ فن فروش۔ ہنر کا مدعی۔ کہ بدانم۔ ایک نے کہا کہ میں کتے کی بولی سمجھ لیتا ہوں۔ دانگ۔ درہم کا چھٹا حصہ اور درہم دینار کا دسواں حصہ ہے دانگ دینار کا ساتھواں حصہ ہوا یعنی یہ کوئی قابل وقعت ہنر نہیں ہے

۳ ہر کہ۔ ایک نے کہا کہ میری آنکھ میں یہ تاثیر ہے کہ جس شخص کو اندھیرے میں بھی دیکھ لیتا ہوں دن کو اس کو فوراً پہچان لیتا ہوں۔ بازو۔ ایک نے کہا میرے بازو میں اس قدر طاقت ہے کہ پنجہ کے زور سے بغیر کسی اوزار کے دیوار میں نقب لگا دیتا ہوں۔ گفت یک۔ ایک نے کہا کہ میری ناک کی یہ خصوصیت ہے کہ زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں خزانہ ہے یا نہیں؟

سِرِّ "النَّاسُ اِ مَعَادِن دادَ ست
"لوگ کانیں ہیں" کا راز حاصل ہو گیا

کہ رسول آں را پئے چہ گفتہ اَست
کہ رسولؐ نے وہ کس وجہ سے فرمایا ہے؟

مَن ز خاکِ تَن بدانم کاندراں
میں جسم کی مٹی سے جان لیتا ہوں کہ اس میں

چند نقدست وچہ دارد بیگماں
کتنا نقد ہے اور وہ بلاشبہ کیا رکھتا ہے

در یکے کاں زرّ بے اندازہ درج
ایک کان میں بے اندازہ سونا داخل ہے

واں دگر دخلش بُوَد کمتر ز خرج
دوسری میں آمدنی خرچ سے کم ہوتی ہے

ہمچوں مجنوں بُو کُنم من خاک را
میں مجنوں کی طرح مٹی کو سونگھ لیتا ہوں

خاکِ لیلیٰ رابیابم بے خطا
بغیر غلطی کے لیلیٰ کی خاک کو پا لیتا ہوں

بُو کُنم دائم زہر پیراہنے
میں ہر لباس میں ہمیشہ سونگھ لیتا ہوں

گر بُود یوسف وگر آہر منے
خواہ یوسف ہو اور خواہ شیطان ہو

ہمچو۲ احمد کہ برد بُواز یمن
احمدؐ کی طرح کہ یمن کی جانب سے بو پاتے ہیں

زاں نصیبے یافت ایں بینیِ مَن
اس سے میری ناک نے ایک حصہ پا لیا

کہ کدامیں خاکِ ہمسایہ زرست
کہ کونسی مٹی سونے کی پڑوسی ہے

یا کدامیں خاک صِفر و اَبترست
یا کونسی مٹی خالی اور ابتر ہے

گفت یک ایں خاصیت در پنجہ ام
ایک نے کہا میرے پنجہ میں یہ خاصیت ہے

کہ کمندے اُفگنم طولِ علم
کہ پہاڑ کی اونچائی پر کمند پھینک دیتا ہوں

قصر اگرچہ چند باشد بس بُلند
قلعہ خواہ کتنا ہی اونچا ہو

کنگرہ اَش در سخت گردانم کمند
اس کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں

ہمچو احمدؐ کہ کمند افگند جانش
احمدؐ کی طرح کہ ان کی روح نے کمند ڈالی

تا کمندش بُرد سُوئے آسمانش
یہاں تک وہ کمند ان کو آسمان کی جانب لے گئی

ہمچو احمدؐ کہ کمند انداخت سخت
احمدؐ کی طرح کہ انہوں نے سخت کمند ڈالی

کہ کمندش بُرد سوئے۳ بخت و تخت
وہ کمند ان کو نصیبے اور تخت کی جانب لے گئی

گفت حَقّش اے کمند اندازِ بیت
ان سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے بیت معمول پر کمند ڈالنے والے!

آں ز مَن داں مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ
میری جانب سے سمجھ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا

پَس پرسیدند زاں شہ کاے سَنَد
پھر سب نے اس سلطان سے پوچھا کہ اے معتمد!

مر تُرا خاصیت اندر چہ بُوَد
تیری خصوصیت کس چیز میں ہے؟

۱ سرّ۔ حدیث شریف ہے اَلنَّاسُ مَعَادِنُ کَمَعَادِنِ الذَّھَبِ وَالْفِضَّۃِ۔ انسان سونے چاندی کی کانوں کی طرح کانیں ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں اس حدیث کے معنی اس قصہ سے سمجھ میں آ گئے مطلب یہ ہے کہ جس طرح ان لوگوں کے اوصاف مختلف تھے اس طرح دین سے متعلق خواص انسانوں میں مختلف ہیں۔ مَن زِ خاک۔ اس چور نے کہا کہ میں زمین کی مٹی سونگھ کر بتا دیتا ہوں کہ یہاں کس قدر مال دفن ہے۔ در یکے۔ کسی کان میں بے اندازہ سونا ہوتا ہے کسی میں اتنا بھی نہیں ہوتا کہ کھدائی کا خرچہ بھی نکل سکے۔ ہمچو مجنوں۔ مجنوں و لیلیٰ کی قبر کسی نے نہ بتائی اس نے مٹی سونگھ کر اس کی قبر پہچان لی تھی۔

۲ ہمچو احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میں خدائی سانس وہاں سے محسوس کر رہا ہوں اور یمن کی طرف اشارہ فرمایا۔ زاں۔ اس طرح کے سونگھنے کا مجھے بھی حصہ مل گیا ہے۔ گفت یک۔ ایک چور نے کہا کہ میرے پنجہ میں یہ خصوصیت ہے کہ میں پہاڑ جیسے بلند قلعہ کی دیوار پر بھی کمند پھینک دیتا ہوں۔ علم۔ پہاڑ۔ کنگرہ۔ بلند قلعہ کے کنگرے میں مضبوط کمند ڈال دیتا ہوں۔ ہمچو احمد۔ مولانا فرماتے ہیں کہ آنحضورؐ نے بھی عشق الٰہی کی کمند پھینکی جس کے ذریعہ وہ معراج میں آسمان تک پہنچے۔

۳ سوئے بخت۔ آنحضورؐ نے ایسی کمند پھینکی جو آپ کو تخت الٰہی عرش اور بخت یعنی قرب الٰہی تک لے گئی۔ بیت۔ یعنی بیت المعمور آنحضورؐ نے معراج میں اس کی بھی سیر کی۔ آں زمن۔ اس کمند اندازی کے بارے میں خدا نے فرمایا کہ یہ فعل بھی آپ کا نہیں ہے بلکہ ہمارے ہے جیسا کہ غزوۂ بدر میں کنکریوں کا پھینکنا آپ کا فعل نہ تھا۔

گفت ۱ در ریشم بود خاصیتم
اس نے کہا میری خاصیت میری داڑھی میں ہے

کہ رہانم مجرماں را از نقم
کہ میں مجرموں کو سزاؤں سے چھڑا دیتا ہوں

مجرماں راچوں بجلاداں دہند
جب مجرموں کو جلادوں کے سپرد کرتے ہیں

چوں بجنبد ریشِ من ایشاں رہند
جب میری داڑھی ہل جاتی ہے وہ چھوٹ جاتے ہیں

چوں بجنبانم برحمت ریش را
جب میں رحم سے داڑھی ہلا دیتا ہوں

طے کنند آں قتل داں تشویش را
وہ اس قتل اور پریشانی کو لپیٹ دیتے ہیں

قوم گفتندش کہ قطب ماتوئی
قوم نے اس سے کہا کہ تو ہی ہمارا قطب ہے

کہ خلاص روز محنتہا شوی
کہ مشقتوں کے دن خلاصی کا باعث تو ہو گا

بعد ازاں ۲ جملہ بہم بیروں شدند
اس کے بعد سب مل کر باہر نکلے

سوئے قصرِ آں شہ میموں شدند
اس مبارک سلطان کے قلعہ کی طرف چلے

چوں سگے بانگے بزد از سوئے راست
جب کتے نے داہنی جانب سے آواز کی

گفت می گوید کہ سلطاں باشماست
اس نے کہا کہتا ہے کہ سلطان تمہارے ساتھ ہے

خاک بوکرد آں دگر از ربوۂ
دوسرے نے ٹیلے کی مٹی سونگھی

گفت ایں ہست از وثاقِ بیوۂ
بولا ' یہ ایک بیوہ کے گھر کی ہے

پس کمند انداخت استاد کمنہ
پھر کمند کے استاد نے کمند پھینکی

تا شدند آں سوئے دیوارِ بلند
یہاں تک کہ وہ بلند دیوار کے اس طرف پہنچ گئے

جایِ دیگر خاک راچوں بوئے کرد
جب اس نے دوسری جگہ مٹی سونگھی

گفت خاکِ مخزنِ شاہے ست فرد
بولا بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے

نقب ۳ زن زد نقب در مخزن رسید
نقب لگانے والے نے نقب لگایا خزانہ میں پہنچ گیا

ہر یکے از مخزن اسبابے کشید
ہر ایک نے مخزن سے سامان نکالا

بس زر و زر بفت و گوہرہایِ زفت
بہت سونا اور زر بفت اور بھاری جواہر

قوم بردند و نہاں کردند تفت
قوم نے گئی اور جلد چھپا دیا

شہ معین دید منزل گاہِ شاں
سلطان نے معین طور پر ان کی قیام گاہ دیکھ لی

حلیہ و نام و پناہ و راہِ شاں
ان کا حلیہ اور نام اور پناہ گاہ اور راست

خویش را دُز دید ز ایشاں باز گشت
اپنے آپ کو ان سے چھپا کر واپس ہو گیا

روز در دیواں بگفت آں سرگزشت
دن میں کچہری میں وہ سرگزشت سنائی

۱ گفت۔ سلطان نے چوروں کے سوال پر فرمایا کہ میری داڑھی میں یہ خاصیت ہے کہ میں جب داڑھی ہلا دوں تو مجرم سزا سے بچ جاتے ہیں۔
مجرماں۔ جب مجرموں کو جلاد کے سپرد کر دیں اور میں ان کی رہائی کے لئے سر سے اشارہ کر دوں جس سے داڑھی ہل جائے گی تو وہ مجرم فوراً چھوڑ دیئے جائیں گے۔ قوم گفتند۔ چوروں نے کہا تو ہمارا قطب اور پیشرو ہے کیونکہ مصیبت اور گرفتاری کے وقت تو ہی کام آئے گا۔

۲ بعد ازآں۔ اس گفتگو کے بعد سب چور چوری کرنے چل دیئے۔ چوں سگے۔ ایک کتا بھونکا تو جس چور نے اپنی خاصیت یہی بتائی تھی اس نے کہہ دیا کہ کتا کہہ رہا ہے کہ سلطان ہمارے ساتھ ہے۔ ربوۂ۔ ٹیلہ۔ وثاق۔ مکان۔ پس کمند۔ شاہی قلعہ کی بلند دیوار پر کمند ڈال دی۔ جایِ دیگر۔ قلعہ کی فصیل کے اندر پہنچ کر ایک نے مٹی سونگھ کر بتا دیا کہ یہاں بادشاہ کا بے مثال خزانہ ہے۔

۳ نقب زن۔ نقب لگانے والے نے صرف ہاتھ کے ذریعہ نقب لگا دیا اور چوروں نے خزانہ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا۔ نہاں۔ سونا اور زر بفت کپڑا اور جواہر زمین میں دفن کر دیئے۔ شہ۔ سلطان ان سب کو پہچان چکا تھا اور اس نے سب کچھ دیکھ لیا تھا۔ خویش۔ سلطان چپکے سے ان سے جدا ہو کر واپس ہو گیا اور دن میں کچہری میں پہنچ کر رات کی سب سرگشت سنا دی۔

پس رواں گشتند سرہنگانِ مست
پھر مست سپاہی روانہ ہو گئے

تا کہ دُزداں را گرفتند و ببست
حتی کہ انہوں نے چوروں کو پکڑ لیا اور باندھ لیا

دست بستہ سُوئے دیواں آمدند
وہ دست بستہ کچہری میں آئے

وز نہیبِ جانِ خود لرزاں شدند
اور اپنی جان کے ڈر سے لرزنے لگے

چونکہ اِستادند پیشِ تختِ شاہ
جب سلطان کے تخت کے سامنے کھڑے ہوئے

یارِ شب شاں بُود آں شاہِ چو ماہ
وہ چاند جیسا سلطان ان کا رات کا یار تھا

آنکہ شب بر ہر کہ چشم انداختے
وہ شخص کہ جو جس پر رات کو نظر ڈال دیتا

روز دیدے بے شکس بشناختے
دن میں دیکھتا تو بلاشبہ پہچان لیتا

شاہ را بر تخت دید و گفت ایں
اس نے سلطان کو تخت پر دیکھا اور کہا یہ

بُود مارا دوش شب گردو قریں
گزشتہ رات ہمارا ساتھی اور رات کو چکر لگانے والا تھا

آنکہ[2] چندیں خاصیت در ریشِ اُوست
وہ کہ جس کی داڑھی میں اس قدر خاصیتیں ہیں

ایں گرفتِ ما ہم از تفتیشِ اُوست
ہماری یہ گرفتاری بھی اس کی جستجو کی وجہ سے ہے

عارفِ شہ بُود چشمش لا جرم
اس کی آنکھ لا محالہ سلطان کو جاننے والی تھی

بر گشاد از معرفت لب باشم
پہچان لینے کے بارے میں مجمع سے ہونٹ کھولا

وَھُوَ مَعَکُم گفت اُو ایں شاہ بُود
اس نے کہا اور وہ تمہارے ساتھ ہے یہ سلطان تھا

فعلِ مامی دید و سِرِّ ماں شنُود
وہ ہمارا کام دیکھ رہا تھا اور ہمارا راز سن رہا تھا

چشمِ من رہ بُرد شب شہ را شناخت
میری آنکھ نے راستہ پا لیا رات سلطان کو پہچان لیا

جُملہ شب بارُوئے ماہش عشق باخت
تمام رات اس کے چاند جیسے چہرے سے عشق بازی کی

اُمّتِ[3] خود را بخواہم من اُزو
میں اس سے اپنی قوم کو مانگ لوں گا

کُونگر داند ز عارف ہیچ رُو
کیونکہ وہ جاننے والے سے کبھی منہ نہ موڑے گا

چشمِ عارف داں امانِ ہر دو کون
عارف کی آنکھ کو دو جہان کی امن سمجھ

کہ بدُو یابید ہر بہرام عون
کیونکہ ہر شاہ نے اس سے مدد پائی ہے

زاں محمدؐ شافعِ ہر داغ بُود
اسی لئے محمدؐ ہر زخم کے سفارشی ہوئے ہیں

کہ ز جُز حق چشمِ اُو مازاغ بُود
کیونکہ حق کے سوا سے ان کی آنکھ مازاغ تھی

در شبِ دُنیا کہ محجوب ست شید
دنیا کی رات میں جبکہ سورج پوشیدہ ہے

ناظرِ حق بُود و زو بودش اُمید
وہ اللہ کو دیکھنے والے تھے اور اسی سے ان کی امید تھی

پس۔ بادشاہ کے کہنے پر چوروں کی گرفتاری کے لئے سپاہی روانہ ہو گئے اور انہوں نے چوروں کو گرفتار کر کے ان کی مشکیں کس دیں۔ نہیب۔ خوف یار شب۔ انہوں نے پہچان لیا کہ سلطان تو رات ان کا ساتھی تھا۔ آنکہ۔ جس چور کی آنکھ کی یہ خصوصیت تھی کہ وہ رات کے اندھیرے میں دیکھے ہوئے انسان کو دن میں پہچان لیتا تھا اس نے کہا سلطان تو رات ہمارے ساتھ تھا۔

۲ آنکہ۔ یعنی سلطان کی داڑھی میں بہت خصوصیتیں ہیں اس کی جستجو سے ہی ہماری گرفتاری عمل میں آئی ہے۔ عارف۔ چونکہ بادشاہ کو وہ چور پہچانتا تھا اس لئے اس نے کہا۔ وَھُوَ مَعَکُمْ۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے کا مصداق یہی سلطان ہے اس نے ہمارے سارے کارنامے اور راز دیکھ لئے ہیں۔ چشم من۔ میں رات میں ہی سلطان کو پہچان گیا تھا اور اس کے چہرے سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

۳ اُمّت خود۔ مجھے معلوم ہے بادشاہ جان پہچان والوں سے مروت برتتا ہے ان کی بات نہیں ٹالتا میں تم لوگوں کی سفارش کر کے چھڑا لوں گا۔ چشم عارف۔ چور کے عارف ہونے سے مولانا نے عارفین باللہ کا ذکر شروع فرما دیا کہ ان کی آنکھ دونوں جہان کیلئے باعث امن ہے اور ہر بادشاہ ان سے مدد حاصل کرتا ہے وہ بقاء عالم کا سبب ہوتا ہے۔ زاں۔ چونکہ آنحضورؐ کو اللہ تعالیٰ کی مکمل معرفت حاصل تھی اور آنحضورؐ کی نظر کے بارے میں قرآن نے مازاغ البصر فرمایا ہے یعنی آنحضورؐ کی منظور نظر صرف ذات حق تھی اور غیر سے وہ پھری ہوئی تھی اسی لئے آنحضورؐ کو شفاعت کا حق ملا اور حشر میں باعث امن بنے۔ در شب دنیا۔ دنیا رات ہے اور اس میں سورج یعنی ذات حق مخفی ہو پھر بھی آپ کی منظور نظر ذات حق ہے اور وہ اسی کی بنیاد پر ذات حق سے آنحضورؐ شفاعت اور امن دینے کے بارے میں پر امید تھے۔

از الم نشرح دو چشمش سرمہ یافت
الم نشرح سے ان کی دونوں آنکھوں نے سرمہ پایا

دید آنچہ جبرئیل آں بر نتافت
وہ دیکھ لیا جس کو جبرئیل نے برداشت نہ کیا

ہر یتیمے را کہ سرمہ حق کشد
جس یتیم کے اللہ تعالیٰ سرمہ لگا دے

گردد او دُرِّ یتیمِ بارشد
وہ یکتا موتی ہدایت یافتہ بن جاتا ہے

نورِ او ذرّہا غالب شود
اس کا نور ذروں پر غالب ہو جائے

آنچناں مطلوب را طالب شود
وہ ایسے مغلوب کا طالب بن جائے

در نظر بودش مقاماتِ العباد
اسکی نظر میں بندوں کے مقامات تھے

لا جرم نامش خدا شاہد نہاد
اسلئے اللہ تعالیٰ نے اس کا نام شاہد رکھ دیا

آلتِ ۲ شاہد زبان و چشم تیز
گواہ کا آلہ زبان اور تیز نگاہ ہے

کہ زشب خیزش ندارد سر گریز
کیونکہ آپ صلوات وسلام اللہ علیہ قلب سے سوتی کریز نہیں ہے

گر ہزاراں مُدّعی سر بر زند
مدعی خواہ ہزار سر پٹخے

گوش قاضی جانب شاہد کُہند
قاضی کان گواہ کی طرف کرتا ہے

قاضیاں را در حکومت ایں فن ست
قاضیوں کا فیصلہ کرنے میں یہی فن ہے

شاہد ایشاں را دو چشم روشن ست
ان کی گواہ دو روشن آنکھیں ہیں

گفتِ ۳ شاہدزاں بجاے دیدہ است
گواہ کی بات اسی وجہ سے آنکھ کے قائم مقام ہے

کہ بدیدہ بےغرض سر دیدہ است
کیونکہ اس نے بے غرض آنکھ سے حقیقت کو دیکھا ہے

مُدّعی دیدہ است لیک با غرض
مدعی نے دیکھا ہے لیکن غرض کے ساتھ

پردہ باشد دیدہ را غرض
غرض دل کی آنکھ کے لئے پردہ ہو جاتی ہے

حق ہمی خواہد کہ تو زاہد شوی
اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تو زاہد بن جائے

تا غرض بگذاری و شاہد شوی
تاکہ غرض کو چھوڑ دے اور گواہ بن جائے

حق ہمی گوید غرض را ترک کن
اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے غرض کو چھوڑ دے

تا قبول اُفتد ترا با ما سخن
تاکہ تیری بات ہمارے نزدیک مقبول ہو جائے

۱ الم نشرح۔ قرآن میں مذکور ہے کہ ہم نے آپ کا سینہ کشادہ کر دیا ہے اور اس شرح صدر کا سرمہ آپ کی آنکھوں میں تھا اسی لئے آنحضور نے ان تجلیات کو بھی دیکھ لیا جن کو جبرئیل نہ دیکھ سکے اور سدرۃ المنتہیٰ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مرشدی۔ ایسا سرمہ کسی یتیم کے لگ جائے تو وہ دریا اور ہادی بن جاتا ہے جیسے کہ آنحضور ہے۔ نور ہے۔ اس کی روشنی کے مقابلہ میں دوسروں کی بصیرت سورج کے بالمقابل ذروں کی چمک ہے پھر وہ اس بصیرت کے ذریعہ ایسے ہی مطلوب (ذات حق) کا طالب بھی جاتا ہے۔ در نظر۔ پھر اس کی نظر کے سامنے لوگوں کے احوال واضح ہو جاتے ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آنحضور کو شاہد دیکھنے والا گواہ کا لقب عنایت فرمایا۔

۲ آلت۔ آنحضور کو قرآن میں شاہد اور گواہ قرار دیا گیا ہے گواہی کا مدار دو چیزوں پر ہے ایک تو یہ کہ گواہ کے زبان ہو تاکہ عدالت میں گواہی دے سکے دوسرے یہ کہ آنکھ تیز ہو جس سے وہ واقعہ کو دیکھ سکے لہٰذا آپ میں یہ دونوں چیزیں مکمل تھیں۔ کہ زشب خیرش۔ چونکہ آپ کا قلب نیند کی حالت میں بھی بیدار رہتا تھا اس لئے آپ کے ایسے بیدار قلب سے کوئی راز چھپا نہ رہتا تھا بلکہ آپ کو اس راز پر ایسا ہی یقین ہوتا تھا جیسے کہ آپ نے اس کو دیکھا ہو۔ گر ہزاراں۔ صرف مدعی کے کہنے پر قاضی اس کے قول کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا ہے بلکہ گواہی کو سنتا ہے۔ قاضیاں۔ قاضیوں کا یہی طریقہ ہے اور ان کو گواہ کے ذریعہ علم مشاہدہ حاصل ہوتا ہے تو گویا گواہ قاضی کی آنکھ ہے۔

۳ گفت شاہد۔ گواہ کی گواہی قاضی کے لئے مشاہدہ اس لئے تھی کہ اس گواہ نے بے غرضی کے ساتھ اس واقعہ کو دیکھا ہے۔ مدعی۔ مدعی نے بھی اس بات کو دیکھا ہے لیکن اس کی غرض نے اس واقعہ کے بعض پہلوؤں کو مخفی کر دیا ہے لہٰذا اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے حق تعالیٰ کا منشا یہ ہے کہ انسان بے غرض بن جائے تاکہ اس کو گواہ کا مرتبہ حاصل ہو جائے۔

کایں ۱ غرضہا پردۂ دیدہ بُود
کیونکہ یہ غرضیں آنکھ کا پردہ ہیں

بر نظر چوں پردہ پیچیدہ بُود
یہ نظر پر پردے کی طرح لپٹی ہوئی ہوتی ہیں

پس نہ بیند جملہ را باطم درم
تو وہ کل کو اچھے برے کے ساتھ نہیں دیکھتا

حُبُّکَ الْاَشْیَاءَ یُعْمِیْ وَ یُصِمّ
چیزوں سے تیرا محبت کرنا اندھا اور بہرا بنا دیتا ہے

در دلش خورشید چوں نورے فشاند
ان کے دل میں جب سورج نے نور افشانی کی

پیشِ شِ اختر را مقادیرے نماند
ان کے سامنے ستاروں کی قدریں نہ رہیں

پس بدید اُو بے حجاب اسرار را
تو انہوں نے اسرار کو بغیر پردے کے دیکھ لیا

سیرِ رُوحِ مومن و کفار را
مومن اور کفار کی روحی رفتار کو

در ۲ زمیں حق دا و در چرخِ سمین
اللہ تعالیٰ کی کوئی چیز زمین اور بلند آسمان میں

نیست پنہاں تر زر رُوحِ آدمی
آدمی کی روح سے زیادہ مخفی نہیں ہے

باز کرد از حق دو چشم خویشتن
اللہ تعالیٰ کی مدد سے ایسے شخص نے اپنی دونوں آنکھیں کھول ڈالی ہیں

آنکہ صاحب رفعت آمد در سُنن
جو احادیث میں بلندی والا بن گیا ہے

باز کرد از رطب ویا بس حق نورد
اللہ تعالیٰ نے رطب ویابس سے لپیٹ کھول دیا

رُوح را مِنْ اَمْرِ رَبِّی مُہر کرد
روح پر مِنْ اَمْرِ رَبِّی سے مہر لگا دی

پس چو دید آں رُوح را چشمِ عزیز
پھر جب اس معزز آنکھ نے روح کو دیکھ لیا

پس بُرو پنہاں نماند ہیچ چیز
تو اس پر کوئی چیز مخفی نہ رہے گی

شاہد ۳ مطلق بُود در ہر نزاع
وہ ہر جھگڑے میں کامل گواہ ہو گا

بشکند گفتش خمار ہر صُداع
آپ کی بات ہر دردِ سر کے خمار کو توڑ دے گی

نام حق عدلست شاہد آنِ اوست
اللہ تعالیٰ کا نام عدل ہے گواہ اس کا مقرب ہوتا ہے

شاہدِ عدلست زیں رُو چشمِ دوست
اس اعتبار سے دوست کی آنکھ عادل گواہ ہے

منظرِ حق دل بُود در دوسرا
دل دونوں جہان میں اللہ تعالیٰ کا منظور نظر ہے

کہ نظر در شاہد آید شاہ را
کیونکہ بادشاہ کی نظر گواہ پر ہوتی ہے

عشق حق و سرِّ شاہد بازیش
اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی محبت کا راز

بُود مایہ جملہ پردہ سازیش
اس کی تمام تر پردہ سازی کا سرمایہ ہوتا ہے

منظرِ حق۔ چونکہ عادل گواہ حاکم کا محبوب ہوتا ہے اس لئے قلب اللہ کا منظور نظر اور محبوب ہے چونکہ وہ بھی عادل گواہ ہے۔ عشق حق۔ اللہ کو جو آنحضور سے محبت ہے وہی اتحاد عالم کا سبب بنی ہے۔ شاہد بازی۔ عشق۔ پردہ سازی۔ یعنی ایجاد عالم۔

۱ کایں غرضہا۔ انسان کی غرضیں اس کو گواہی کے لئے ناقابل بناتی ہیں۔ طم ورم۔ علم دریا کا پانی رم ناک مٹی اس سے مراد رطب ویابس ہوتا ہے۔ حُبُّک۔ انسان کو محبوب کی بری نظر نہیں آتی نہ وہ اس کی بری بات کو سنتا ہے۔ عدلش۔ نور خداوندی کی وجہ سے آپکا علم و معرفت اس قدر مکمل تھا کہ دوسروں کا علم اس کے مقابلہ میں ہیچ تھا۔ پس بدید۔ آپ سے اسرار مخفی نہ تھے اور آپ جان گئے تھے کہ مومن کی روح کی رفتار کس طرف ہے اور کافر کی روح کی رفتار کدھر ہے۔

۲ رو زمیں۔ دونوں جہان میں روح سے زیادہ پوشیدہ کوئی چیز نہیں ہے۔ باز کرد۔ جن لوگوں نے قرآن و حدیث کا علم حاصل کر لیا ہے انہوں نے اپنی دونوں آنکھوں کو کھول لیا۔ از رطب۔ ان کو تمام معلومات حاصل ہو گئیں لیکن روح کی حقیقت ان کے لئے بھی واضح نہ ہوئی کیونکہ اس کے بارے میں قرآن نے صرف مجمل اس قدر فرمایا کہ وہ خدائی امر سے ہے۔ پس۔ لیکن آنحضور نے اس روح کو دیکھ لیا تو پھر آپ کی نظر سے کوئی چیز پوشیدہ نہ رہی۔

۳ شاہد مطلق۔ جبکہ آنحضور کو اسرار کا بھی مشاہدہ ہے تو قیامت میں آپ گواہ بنیں گے اور آپ کی گواہی میں اختلاف کے دروازے کو رفع کر دے گی۔ نام حق۔ آنحضور کو محبوبیت کا درجہ اسی لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ عادل ہے اور جس گواہ میں عدالت ہوتی ہے وہ عادل کا محبوب ہوتا ہے تو آپ عادل گواہ ہونے کے اعتبار سے دوست یعنی حق تعالیٰ کی قوت باصرہ ہیں۔

پس ازاں لولاک گفت اندر لقا
تو اسی لئے لولاک فرمایا ملاقات میں

در شب معراج شاہد بازِ ما
معراج کی رات میں ہمارے عاشق نے

ایں قضا برنیک و بد حاکم بود
یہ قضاء (خداوندی) بھلے اور برے پر حاکم ہوتی ہے

بر قضا شاہد نہ حاکم می شود
کیا قضاء خداوندی پر گواہ حاکم نہ ہو گا؟

شد اسیرِ آں قضا میر قضا
وہ (ذات) جو قضاء خداوند کی قیدی تھی قضاء خداوندی کی حاکم تھی

شاد باش اے چشمِ تیزِ مرتضیٰ
اے مرتضیٰ کی تیز آنکھ! شاباش ہے

عارف از معروف بس درخواست کرد
جاننے والے پہچانے ہوئے سے درخواست کی

کاے رقیب ماتو اندر گرم و سرد
کہ اے اچھے برے میں ہمارے نگراں

اے مُشیرِ ماتو اندر خیر و شر
اے کہ تو بھلائی اور برائی میں ہمارا مشیر ہے

از اشارتہائے دل ما بیخبر
ہم دل کے اشاروں سے بے خبر ہیں

اے یَرانا لا نَرَاہُ روز و شب
اے کہ دن رات میں وہ ہمیں دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھتے

چشم بندِ ما شُدہ دیدِ سبب
سب کو دیکھنا ہماری آنکھ کا پردہ بنا ہے

چشمِ من از چشمہا بگزیدہ شُد
میری آنکھ دوسری آنکھوں سے ممتاز ہو گئی

تا کہ در شب آفتابم دیدہ شُد
یہاں تک کہ مجھے رات میں سورج نظر آ گیا

لُطفِ معروفِ تو بُودے مُنتہی
اے کامل! تیری مشہور مہربانی ہو چکی ہے

پس کَمَالُ الْبِرِّ فِیْ اِتْمَامِہٖ
احسان کا کمال اس کے مکمل کر دینے میں ہے

رَبِّ اَتْمِمْ نُوْرَنَا فِی الْسَّاھِرَہ
اے رب! ہمارے نور کو محشر میں مکمل کر دے

وَاَنْجِنَا مِنْ مُّفْضِحَاتِ الْقَاھِرَہ
اور ہمیں رسوا کرنے والے قہروں سے نجات دے

یارِ شب را روزِ مہجوری مدہ
رات کے دوست کو فراق کا دن نہ دے

جانِ قُربت دیدہ را دُوری مدہ
قربت دیکھی ہوئی جان کو دوری نہ دے

بُعدِ تو مُرگیست با دردو نکال
تیری دوری درد اور عذاب سے بھری ہوئی موت ہے

خاصہ بُعدے کاں بُود بَعد الوصال
خصوصاً وہ دوری ہو وصال کے بعد ہو

آنکہ دیدستت مکن نادیدہ اش
جس نے تجھے دیکھا ہے اس کو ان دیکھا نہ بنا

آب زن بر سبزۂ بالیدہ اش
اس کے اگے ہوئے سبزے پر پانی چھڑک دے

---

۱ پس۔ چونکہ ایجاد حاکم آنحضورؐ سے محبت کی وجہ سے فرمائی گئی اسی لئے شب معراج میں آنحضورؐ سے یہ فرمایا لولاک لما خلقت الافلاک۔ اگر تم نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔ ایں قضا۔ حاکم کا حکم سب انسانوں پر حاکم ہے۔ بر قضا۔ لیکن حاکم کا حکم شاہد کے تابع ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضورؐ عام بشریت کے اعتبار سے قضا کے محکوم تھے لیکن چشم بصیرت کی وجہ سے شاہد اور گواہ بنے تو آپ کو اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اختیار سے اپنے فیصلہ کا حکم بنا دیا ہے۔

۲ عارف۔ پہلے فرمایا تھا کہ عارف مخلوق کی امان کا سبب ہوتا ہے اب اسی مناسبت سے فرماتے ہیں عارف یعنی انبیاء اور اولیاء نے معروف یعنی حضرت حق سے بہت سی درخواستیں کی ہیں جن کا مولانا ذکر فرماتے ہیں۔ از اشارتہائی۔ ہمارا دل ہمیں بھلائی کے اشارے کرتا ہے لیکن ہم ان کو نہیں سمجھ پاتے ہیں یعنی بسا اوقات ان پر عمل نہیں کرتے ہیں۔ اے۔ خدا تمہیں ہر وقت دیکھتا ہے ہم اس کو نہیں دیکھ پاتے کیونکہ سبب یعنی عالم اسباب کی مشغولیت ہمارے لئے پردہ بن گئی ہے۔ چشم من۔ مشاہدہ کے بیس مراتب ہیں عارف باوجود مشاہدہ کے اور اعلیٰ مرتبہ کے لئے دعا کرتا ہے۔

۳ لطف تو۔ تو انعام میں منتہی ہے اور تیرا یہ لطف ایک درجہ کا مشاہدہ ہو گیا ہے جو تجھے حاصل ہے لیکن تیری عطا کا کمال یہ ہے کہ مجھے مزید مراتب عطا کر دے۔ سابرہ۔ یعنی محشر کی زمین۔ یار شب۔ تو نے جب دنیا میں کرم فرمایا تو آخرت میں بھی کرم فرما۔ یار شب اس عارف جو کی طرف تلمیح ہو۔ بعد وصال کے بعد فراق بڑی مصیبت ہے آنکھ۔ جس کو یکبار دیدار حاصل ہو چکا ہو اس کو اب دید سے محروم نہ کر بلکہ اس کے سبزۂ دیدیں میں اور بالیدگی فرما۔

من ۱ نکردم لا اُبالی در رَوش — تو مَلَن ہم لا اُبالی در خلِش
میں نے روش میں لاپروائی نہیں کی — تو بھی عذب میں لاپروائی نہ برت

ہیں مَراں از رُوئے خود اُورا بعید — آنکہ اُو یک بار آں رُوئے تو دید
خبردار! اپنے چہرے سے اس کو دور نہ کر — جس نے ایک بار تیرا چہرہ دیکھ لیا ہے

دید رُوئے جُز تو شُد غُلِّ گلو — کُلُّ شَیءٍ مَا سِوَی اللّٰہ بَاطِلُ
تیرے غیر کے چہرے کا دیدار گلے کا طوق ہے — اللہ کے سوا ہر چیز باطل ہے

باطلند و می نمایندم رَشد — زانکہ باطل باطلاں را می کشد
وہ باطل ہیں اور مجھے خوبی دکھاتی ہیں — کیونکہ باطل باطلوں کو کھینچتا ہے

ذرہ ۲ ذرہ کاندریں ارض و سماست — جنسِ خود را ہر یکے چوں کہربا ست
ایک ایک ذرہ جو اس زمین اور آسمان میں ہے — اپنی جنس کے لئے کہربا جیسا ہے

معدہ ناں را می کشد تا مستقر — می کشد مر آب را تُفِّ جگر
معدہ روٹی کو ٹھہرنے کی جگہ کھینچتا ہے — جگر کی حرارت پانی کو کھینچتی ہے

چشم جذابِ بُتاں زیں کویہا — مغز جویاں از گُلستاں بُویہا
آنکھ ان کوچوں سے معشوقوں کو کھینچنے والی ہے — دماغ ' چمنوں سے خوشبوؤں کا جویاں ہے

زانکہ حسِ چشم آمد رنگ کش — مغز و بینی می کشد بُوہائے خوش
کیونکہ آنکھ کی حس رنگ کو کھینچنے والی ہے — دماغ اور ناک عمدہ خوشبوؤں کو کھینچتے ہیں

زیں کششہا اے خدائے راز داں — تو بجذبِ لُطف خود ماں دہ اماں
اے رازوں کو جاننے والے خدا ان کششوں سے — تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ہمیں امن دیدے

غالبی برجاذباں اے مُشتری — شایدار در ماندگاں را وا خری
اے خریدارا تو کششوں پر غالب ہے — مناسب ہوگا اگر تو بچھڑے ہوؤں کو خرید لے

رویشہ ۳ آورد چوں تشنہ بابر — آنکہ بُود اندر شبِ قدر آں چو بدر
اس نے سلطان کی جانب منہ کیا جس طرح پیاسا ابر کی جانب — جو کہ شب قدر میں ' بدر کی طرح تھا

چوں لسان و جانِ اُو بُود آنِ اُو — آنِ اُو با اُو بُود گستاخ گو
کیونکہ اس کی زبان اور جان اس سے وابستہ تھی — اس کے متعلق اس سے جرأت سے بات کرنے والا ہوگا

گفت ما کشتیم چوں جاں بندِ طیں — آفتابِ جاں توئی در یومِ دیں
اس نے کہا ہم ایسے ہوگئے ہیں جیسے کہ جان مٹی کی قیدی — بلہ کے دن تو جان کا سورج ہے

۱ من نکردم۔ میں نے تجھ سے کسی وقت استقار نہیں برتا تو بھی مجھ سے نہیں برتا تو بھی مجھ سے استعانت نہ برت ہیں۔ جس کو دیدار کا قرب حاصل ہو چکا ہے اس اس کو محروم نہ کر دیدے۔ تیرے ماسوا کو دیکھنا وبال جان ہے کیونکہ تیرے سوا ہر چیز لغو اور فانی ہے۔ باطلند۔ چونکہ میں خود باطل ہوں اس لئے یہ باطل چیزیں مجھے رحیمی نظر آتی ہیں اور اپنی طرف کھینچتی ہیں۔

۲ ذرہ ذرہ۔ میں عالم کی ہر چیز اپنی ہم جنس کے لئے باعث کشش ہے۔ معدہ روٹی کو جگر کی گرمی پانی کو کھینچتی ہے۔ چشم۔ معشوق بن سنور کر نکلتے ہیں تاکہ ان کو کوئی دیکھے تو آنکھ ان کو کھینچتی ہے دماغ خوشبو کی تلاش کرتا ہے۔ زانکہ۔ آنکھ میں در رنگ و روپ میں مناسبت ہے ناک اور دماغ اور خوشبوؤں میں مناسبت ہے۔ زیں کششہائی۔ ان باطلوں میں جو ہمارے لئے کشش ہے تو اپنی مہربانی کی کشش کے ذریعہ ان کششوں سے ہمیں بچا دے۔ عالمی۔ ان سب کششوں پر تو غالب ہے اگر ہم درماندوں کو تو کھینچ لے تو تیری کشش کے شایان شان ہوگا۔

۳ رویشہ۔ شاہ شناس دے۔ یعنی شاہ کے عارف چور نے بادشاہ کی طرف اس طرح رخ کیا جیسا کہ پیاسا ابر کی طرف کرتا ہے۔ آنکہ۔ اس شاہ کی طرف جو شب قدر کا چودھویں کا چاند تھا۔ چوں۔ چونکہ اس کی اور شاہ کی جان پہچان تھی اس لئے درخواست میں اس نے ہمت سے کام کیا۔ گفت۔ اس شاہ شناس نے عرض کیا جو اس وقت مقید ہو گئے ہیں جیسا کہ روح جسم میں مقید ہے۔ آفتاب جاں۔ حشر میں حضرت حق تعالیٰ روح کے لئے باعث راحت بنے گا جس طرح دنیا میں سورج روح کے انشراح اور راحت کا سبب ہے۔

وقت۔ اب اس کا وقت آ گیا ہے کہ آپ اپنی داڑھی کی خاصیت دکھا کر ہمیں قید سے رہائی دلا دیں۔ آں ہنرہا۔ دوسرے ساتھیوں کے ہنر تو ہماری قید کا باعث بن گئے۔ مناسب۔ بہ سے۔ فی جیدھا۔ یہ آیت پوری فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ اس گردن میں مونج کی رسی ہے ابولہب کی بیوی کے بارے میں ہے۔ جز ہماں۔ اور چوروں کی جو خصوصیات تھیں وہ سب تباہی اور قید کا سبب بنیں صرف اس چور کی خصوصیت کام آئی جو رات کے دیکھے ہوئے کو دن میں پہچان لیتا ہے۔

۲ غیر چشمے۔ وہ آنکھ کام آئی جس نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا۔ شاہ۔ بدلے کے دن بادشاہ کو اس کو سزا دیتے ہوئے شرم آئے گی۔ بار۔ بارگاہ۔ واں سگ۔ جس کتے نے بادشاہ کو پہچان لیا تھا وہ کتا بھی اس قابل ہے کہ اس کو اصحاب کہف کا کتا کہا جائے۔ خاصیت۔ جو چور کتے کی آواز کو سن کر سمجھ لیتا تھا اس کی خاصیت بھی اچھی تھی اس لئے کہ اس سے اس کو شیر یعنی شاہ سے آگاہی حاصل ہوئی۔ سگ۔ اب مولانا ایک مستقل مضمون بیان فرماتے ہیں کہ کتا جو شب بیداری کرتا ہے وہ شب خیزوں سے واقف ہو جاتا ہے اور یہ کتے میں ایک خوبی ہوئی۔

۳ ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ کتے جیسے بدنام جانور سے بھی بالکل نفرت روا مناسب نہیں اس کے پوشیدہ اچھے اوصاف پر نظر رکھنی چاہیے۔ ہر کہ او۔ اگر کوئی ایک بار بدنام ہو گیا ہے تو کسی کو محض اس کا نام ڈھونڈنا اور اپنے آپ کو خامکار بنانا مناسب نہیں ہے ہو سکتا ہے کہ اس کے اندر کوئی خوبی مضمر ہو۔ اے بسا۔ محض ظاہر پر حکم نہ لگانا چاہیے کیونکہ بسا اوقات خالص سونے کو کالا کر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو کوئی نہ لوٹے۔

وقت! آں شُدائے شہِ مکتوم سَیر	کز کرم ریشے بجُنبانی بخیر
اے مخفی رفتار کے سلطان! اس کا وقت آ گیا	کہ تو کرم کر کے بھلائی کے لئے داڑھی ہلا دے
ہر یکے خاصیتِ خود وا نمود	آں ہُنرہا جُملہ بد بختی فزود
ہر ایک نے اپنی خاصیت دکھائی	ان سب ہنروں نے بدبختی بڑھائی
آں ہُنرہا گردنِ مارا بہ بَست	زاں مَناسب سَرنگونساریم و پَست
ان ہنروں نے ہماری گردن باندھ دی	ان منصبوں سے ہم اوندھے اور پست ہیں
آں ہُنر فِی جِیْدِهَا حَبْلٌ مَّسَد	روز مُردن نیست زاں فنہا مَدد
وہ ہنر اس کی گردن میں مونج کی رسی ہے	مرنے کے دن ان فنوں سے مدد نہیں ہے
جُز ہُماں خاصیتِ آں خوش حواس	کہ بشب بُد چشمِ اُو سُلطاں شناس
اس بہترین حواس والے کی اس خصوصیت کے علاوہ	کہ اس کی آنکھ رات میں سلطان کو پہچاننے والی تھی
آں ہُنرہا جُملہ غولِ راہ بُود	غیرِ ۲ چشمے کوز شاہ آگاہ بُود
وہ سب ہنر راستہ کے چھلاوہ تھے	بجز اس آنکھ کے جو سلطان سے آگاہ تھی
شاہ را شرم آمد ازوَے روزِ بار	کہ بشب بررُوئے شہ بُودش نظار
یاریابی کے دن سلطان کو اس سے شرم آ گئی	اس لئے کہ رات میں سلطان کے چہرے پر اس کی نظر تھی
واں سگ آگاہ از شاہِ و دَاد	خود سگِ کہفش لَقب باید نہاد
وہ کتا جو محبوب سلطان سے واقف تھا	اس کا لقب خود سگ کہف رکھنا چاہیے
خاصیت در گوش ہم نیکو بُود	کُو ببانگِ سگ ز شیر آگہ شوَد
کان کی خاصیت بھی بھلی تھی	کیونکہ وہ کتے کی آواز سے شیر سے آگاہ تھا
سگ چو بیدار ست شب چوں پاسباں	بیخبر نبُود ز شب خیزیِ شہاں
کتا جب رات کو محافظ کی طرح بیدار ہے	وہ شاہوں کی شب خیزی سے بے خبر نہیں ہے
ہیں ۳ زبدناماں نباید ننگ داشت	ہوش بر اسرارِ شاں باید گماشت
خبردار! بدناموں سے ذلت محسوس نہ کرنی چاہیے	ان کے رازوں پر ہوش مسلط رکھنا چاہیے
ہر کہ اُو یک بار خود بدنام شُد	خود نباید نام جُست و خام شُد
جو خود ایک بار بدنام ہو گیا ہو	خود نام ڈھونڈنا اور خام نہ ہونا چاہیے
اے بسا زر کہ سیہ تابش کُنند	تا شود ایمن زتا راج و گزند
اے مخاطب بہت سا سونا ہے کہ اس کو سیاہ رنگ کر دیتے ہیں	تاکہ وہ لوٹ اور نقصان سے محفوظ ہو جائے

هر[1] کسے کے پے بَرد در سِرِّ ما | باز کُن دو چشم سُوئے ما بیا
ہر شخص ہمارے راز کا کب پتہ لگا سکتا ہے | دونو آنکھیں کھول ہماری جانب آجا

قصۂ آں گاؤ بحری کہ گوہرِ کاویانی از قعرِ دریا برآوردہ
اس سمندری بیل کا قصہ جو ایک قیمتی گوہر دریا کی گہرائی سے نکال کر

شب بر ساحلِ دریا نہد و در دُرخش و تابِ آں می چَرد
رات کو دریا کے کنارے پر رکھتا ہے اور اس کی روشنی اور چمک میں چرتا ہے

و بازرگان از کمین بیروں آید چوں گاؤ از گوہر دور تر
اور تاجر گھات سے باہر آتا ہے جب بیل گوہر سے زیادہ دور چلا

رفتہ باشد بازرگاں بلجم وبا گِل تیرہ گوہر را پوشاندو
جاتا ہے تاجر تلچھٹ اور کالی مٹی سے چھپا دیتا ہے اور درخت

بر درخت گریزد
پر بھاگ جاتا ہے

گاوِ آبی[2] گوہر از بحر آورد | بنہد اندر مَرج و گردش می چرد
دریائی بیل سمندر سے گوہر لاتا ہے | چراگاہ میں رکھتا ہے اور اس کے گرد چرتا ہے

در شعاعِ نورِ گوہر گاوِ آب | می چَرد از سُنبل و سوسن شتاب
دریائی بیل گوہر کے نور کی شعاع میں | جلد سنبل اور سوسن چرتا ہے

زاں فگندہ گاوِ آبی عنبرست | کہ غذایش نرگس و نیلوفرست
اس لئے دریائی بیل کا فضلہ عنبر ہے | کہ اس کی غذا نرگس اور نیلوفر ہے

ہر[3] کہ باشد قوتِ اُو نورِ جلال | چوں نزاید از لبش سحرِ حلال
جس کی روزی اللہ تعالیٰ کا نور ہے | اس کے ہونٹ سے حلال جادو کیوں نہ پیدا ہوگا؟

ہر کہ چوں زنبور وَحیستش نقل | چوں نباشد خانہ اُو پُر عسل
شہد کی مکھی کی طرح جس کی غذا وحی ہو | اس کا گھر شہد سے پر کیوں نہ ہوگا؟

می چَرد در نورِ گوہرآں بقر | ناگہاں گردد زگوہر دُور تر
وہ بیل گوہر کے نور میں چرتا ہے | اچانک گوہر سے بہت دور ہو جاتا ہے

تاجرے بردُر نہد وَحلِ سیاہ | تاشود تاریک مَرج و سبزہ گاہ
ایک تاجر موتی پر کالی کیچڑ رکھ دیتا ہے | تاکہ چراگاہ اور سبزہ زار تاریک ہو جائے

[1] ہر کسے۔ وہ سیاہ سونا زبان حال سے کہا ہے کہ ہر شخص میرے راز کو نہیں سمجھتا ہے تو میرے پاس آکر دیکھ تب راز سمجھے گا۔ قصہ۔ اس قصہ سے یہی بتلایا ہے کہ اس سمندری موتی کو دریائی بیل نہ پہچان سکا اس لئے کہ اس کی نظر ظاہر پر رہی تاجر اس کے باطن سے واقف تھا لہٰذا وہ اس کو لے گیا۔

گاویانی۔ کاوہ لوہار کی چمڑے کی کھال کو فریدوں نے اپنا جھنڈا بنایا اور ضحاک کے مقابلہ میں کامیاب ہوا تو اس کو زر و جواہر سے مرصع کر کے اپنا جھنڈا تیار کیا جس کو درفش کاویانی کہا جاتا تھا پھر کاویانی قیمتی چیز کو کہا جانے لگا۔

[2] گاوآبی۔ سمندری بیل۔ مرج۔ چراگاہ۔ زاں۔ مولانا نے عنبر کو دریائی بیل کا گوبر قرار دیا ہے کچھ سمندری جھٹکے کی پیداوار مانتے ہیں اور بعض لوگ دریائی گھاس سمجھتے ہیں۔

[3] ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح دریائی بیل کو خوشبو دار چیزوں کے کھانے کا نتیجہ خوشبو دار ہے اسی طرح روحانی ذکر اللہ کے نور کی روحانی غذا حاصل کرے گا تو اس کی زبان سے سحر حلال یعنی موثر کلام صادر ہوگا۔ ہر کہ۔ جو شخص وحی الٰہی سے خوراک حاصل کرے گا اس کو گھر یعنی منہ شہد سے کیوں نہ پر ہوگا۔ وحل۔ کیچڑ۔

پس ا گریزد مردِ تاجر بر درخت — گاو جویاں مَرو را باشاخ سخت

پھرتا جو شخص درخت پر بھاگ جاتا ہے — بیل اس کو سخت سینگ سے ڈھونڈتا ہے

بیست بار آں گاوَ تازد گردِ مَرج — تا کُند آں خصم را در شاخ دَرج

وہ بیل بیس مرتبہ چراگاہ کے گرد دوڑتا ہے — تاکہ اس مخالف کو سینگ میں بیندھ لے

چوں ازو نومید گردد گاوِ نر — آید آنجا کہ نہادہ بُد گہر

جب بیل اس سے ناامید ہو جاتا ہے — اس جگہ آتا ہے جہاں گوہر رکھا تھا

وَحل بیند فوق دُرّ شاہوار — پس زطین بگریزد او ابلیس وار

وہ شہوار پر کیچڑ دیکھتا ہے — وہ شیطان کی طرح مٹی سے بھاگ جاتا ہے

کاں بلیس از متنِ طیں کورو کر ست — گاوَ کے داند کہ در گل گوہرست

کیونکہ شیطان مٹی کے درمیان سے اندھا اور بہرا ہے — بیل کیا جانے کہ مٹی میں گوہر ہے؟

اِھْبِطُوْا افگند جاں را در حَضیض — از نمازش کرد محروم آں مَحیض

نیچے اترو نے جان کو پستی میں ڈال دیا — حیض نے اس کو نماز سے محروم کر دیا

اے رفیقاں زیں مقیل وزاں مقال — اِتَّقُوْا اِنَّ الْھَوٰی حَیْضُ الرِّجَالُ

اے ساتھیو! اس نیند سے اور اس قول سے — بچو، نفسانی خواہش مردوں کا حیض ہے

اِھْبِطُوْا افگند جاں را در بدن — تا گِل پنہاں بُود دُرّ عدن

"تم نیچے اترو" نے جان کو جسم میں ڈال دیا — تاکہ عدن کا موتی مٹی میں چھپ جائے

تاجرش داند و لیکن گاوَنے — اہل دل دانند ہر گِل کاوَنے

اس کو تاجر جانتا ہے، نہ کہ بیل — اہل دل جانتے ہیں نہ کہ ہر مٹی کھودنے والا

ہر ۳ گِلے کاندر دلِ اُو گوہریست — گوہرش غمّاز طینِ دیگریست

جس مٹی کے دل کے اندر گوہر ہے — اس کا گوہر دوسری مٹی کا مخبر ہے

واں گِلے کز رَشحِ حق نورے نیافت — صحبتِ گلہائے پُر دَر برنتافت

وہ مٹی جس نے اللہ تعالیٰ کے نور سے چھڑکاؤ حاصل نہ کیا — وہ موتیوں سے پر مٹی کی صحبت برداشت نہ کر سکی

ایں سخن پایاں ندارد مُوش ما — ہست بر لبہائے جُو بر گوش ما

یہ بات آخیر نہیں رکھتی، ہمارا چوہا — نہر کے کناروں پر ہمارے کان میں ہے

رجوع کردن بقصہ طلب کردن آں مُوش آں جفز را از لبِ جُو

اس چوہے کے اس مینڈک کو نہر کے کنارے سے طلب کرنے کے قصہ کی طرف واپسی

۱ پس گریزد۔ وہ جوہری تاجر اس گوہر کو کیچڑ میں دبا کر درخت پر چڑھ گیا۔ شاخ سخت مضبوط سینگ۔ پس زطیں۔ جس طرح شیطان نے حضرت آدمؑ کے صرف ظاہر کو دیکھا اور ان سے گریز کیا اسی طرح یہ دریائی بیل اس گوہر کے اوپر کی مٹی کو دیکھ کر گریز کرتا ہے۔ کاں بلیس۔ شیطان حضرت آدمؑ کے باطنی اوصاف سے اندھا بہرا تھا اس طرح بیل یہ نہ سمجھا کہ اس مٹی کے اندر گوہر ہے۔ متن۔ تیر کے پر اور پیان کا درمیانی حصہ۔

۲ اِھْبِطُوْا۔ عوام کی روح کو تکوینی اعتبار سے نیچے اترو کے حکم نے پستی میں ڈال دیا پھر گناہوں کے ارتکاب نے اس کو اور بدتر کر دیا۔ زیں مقیل۔ یعنی خواب خور۔ مقال۔ یعنی موجب گند حیض الرجال۔ نفسانی خواہش انسان نماز یعنی قرب الٰہی سے محروم کر دیتی ہے۔ اِھْبِطُوْا۔ عالم بالا سے روح کا جسم میں آنا ایسا ہی ہے جیسا کہ عدنی موتی کا مٹی میں چھپ جانا۔ تاجرش۔ جب روح جسم میں آ گئی تو اب اس کو جوہری پہچان سکتا ہے عام انسان دنیا دار نہیں سمجھ سکتا۔

۳ ہر گلے۔ جس مٹی میں گوہر ہوتا ہے وہ گوہر والی دوسری مٹی کو بھی پہچان لیتا ہے مشہور ہے دلی را دلی می شناسد۔ واں گلے۔ جس جسم پر اللہ کا نور کا چھڑکاؤ نہیں ہے وہ اولیاء کے جسم کی صحبت کو برداشت نہیں کرتا ان سے نفرت کرتا ہے۔ گوش ما۔ ہم چوہے کی بات بھولے نہیں ہیں اس کی آواز ہمارے کان میں آ رہی ہے۔ رجوع۔ چوہے نے مینڈک کو دریا میں سے بلانے کے لئے وہ ڈورا کھینچا جو مینڈک کے پاؤں میں بندھا ہوا تھا۔

کشیدنِ اُو سَر رشته تا چغز دَرآب خبردار شود از طلب اُو
اور اس کا ڈورے کے سرے کو کھینچنا تاکہ مینڈک پانی میں اس کے بلانے سے خبردار ہو جائے

آں سرِ رشتہ[1] عشق رشتہ می کشد — بر اُمیدِ وصلِ چغزِ بار شد
وہ محبت میں گندھا ہوا ڈورا کھینچتا ہے — ہدایت یافتہ مینڈک کے وصل کی امید پر

می تند بر رشتہء دل دمبدم — کہ سَرِ رشتہ بدست آوردہ اَم
وہ ہر دم دل کے ڈورے پر تن رہا ہے — کہ میں نے ڈورے کا سرا ہاتھ میں لے لیا ہے

ہمچو تارے شد مُول و جاں دَر شہُود — تا سَرِ رشتہ بمَن رُوی نمُود
مشاہدہ میں دل اور جان تار کی طرح ہو گئے — جب ڈورے کا سرا مجھے نظر آیا

چوں غرابُ البین آمد ناگہاں — دَر شکارِ مُوش و بُردش زاں مکاں
اچانک جب فراق کا کوا آیا — چوہے کو شکار کرنے کے لئے اور اس کو اس جگہ سے لے گیا

چوں برآمد بَر ہوا مُوش از غراب — مُنسحب شد چغز نیز از قعرِ آب
کوے کی وجہ سے جب چوہا فضا میں پہنچا — مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ گیا

مُوش در منقارِ زاغ و چغز ہم — دَر ہوا آویختہ پا دَر رَتم
چوہا کوے کی چونچ اور مینڈک بھی — پاؤں ڈورے میں بندھا فضا میں معلق

خلق[2] می گفتند زاغ از مکر و کید — چغزِ آبی راچگو نہ کرد صید
لوگ کہہ رہے تھے کوے نے مکر اور چالاکی سے — پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا؟

چوں شد اندر آب و چونش دَر رَبود — چغزِ آبی کے شکارِ زاغ بود
وہ پانی میں کیسے گیا اور اس کو کیسے اچک لیا؟ — پانی کا مینڈک کوے کا شکار کب تھا؟

چغز گفتا ایں سزیِ آں کسے — گو چو بے آباں شود جُفتِ خَسے
مینڈک نے کہا یہ اس کی سزا ہے — جو بے آبروؤں کی طرح کمینہ کا ساتھی بنے

اے فُغاں از یارِ ناجنس اے افغاں — ہمنشینِ نیک جوئید اے مہاں
فریاد ہے نا جنس دوست سے فریاد ہے — اے بزرگو! نیک ساتھی تلاش کرو

عقل[3] را افغاں زنفسِ پُر عیُوب — ہمچو بینیِ بدے بَر رُوی خوب
عیبوں بھرے نفس سے عقل کی فریاد ہے — جیسے حسین چہرے پر بھدی ناک

عقل می گفتش کہ جنسیت یقیں — از رہِ معنی ست نے از آب وطیں
عقل اس سے کہتی تھی کہ یقیناً ہم جنس ہونا — اوصاف کے لحاظ سے ہے نہ پانی اور مٹی سے

---

[1] سرِ رشتہ عشق۔ محبت میں چور یعنی چوہا۔ می تند۔ وہ اس پر غرور اور ناز کر رہا تھا۔ سر رشتہ۔ یعنی محبت کا ایک ذریعہ۔ ہمچو۔ دیدار کے مطالعہ میں میرا دل اور جان تار کی طرح ہو گئے تھے اب ایک ذریعہ ہاتھ آیا ہے۔ چوں۔ اب اس ڈورے کا انجام ذکر کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ فراق کا کوا آیا اور چوہے کو اس جگہ سے اڑا لے گیا۔ غرابُ البین۔ جدائی کا کوا کوے کے بولنے کو دوستوں کی جدائی کی علامت مانا جاتا ہے۔ چوں۔ جب کوا چوہے کو لے کر اڑا تو مینڈک بھی پانی کی گہرائی سے کھنچ آیا۔ رتم۔ وہ ڈورا جو ہاتھ کی انگلی میں بطور یادگار کے باندھا جاتا ہے۔

[2] خلق۔ لوگ اس واقعہ کو دیکھ کر کہہ رہے تھے کہ کوے نے پانی کے مینڈک کو کس طرح شکار کر لیا۔ چوں۔ کہ پانی میں کیسے گیا اور پانی کا مینڈک تو کوے کا شکار نہیں بنتا ہے۔ چغز۔ مینڈک نے کہا جو بے آبروؤں کی طرح کسی کمینہ کا ساتھی بنے اس کی یہی سزا ہے۔ اے فغاں۔ اب مولانا فرماتے ہیں کہ ناجنس کی صحبت سے بچو اور ہم جنس یعنی نیک کی صحبت تلاش کرو۔

[3] نہ عقل۔ ہم جنس سے مراد یہ ہے کہ اوصاف میں باہمی شرکت ہو عقل اور نفس تقریباً ہم جنس ہیں لیکن اوصاف دونوں کے جدا ہیں لہٰذا عقل برے نفس سے فریاد کرتی ہے جس طرح حسین چہرہ بھدی ناک سے فریاد کرتا ہے۔ تحقیق۔ عقل نفس سے کہتی ہے کہ ہم جنس ہونا یا باطنی اوصاف کی یکسانیت سے ہوتا ہے نہ جسمانی مشابہت سے۔

ہیں مشو صورت پرست و ایں مگو
خبردار! تو صورت پرست نہ بن اور یہ نہ کہہ

سِرِّ جنسیت بصورت در مجو
ہم جنس ہونے کی حقیقت صورت میں تلاش نہ کر

صورت آمد چوں جماد و چوں حجر
صورت جماد اور پتھر کی طرح ہے

نیست جامد راز جنسیت خبر
جامد کو ہم جنس ہونے کا پتہ نہیں ہے

جاں چو مور و تن چو دانہ گندمے
جان چیونٹی کی طرح اور جسم گیہوں کے دانہ کی طرح ہے

می کشاند سُو بسُویش ہر دمے
وہ اس کو ہر وقت ادھر اُدھر کھینچتی ہے

مور داند کاں حبوب مُرتہن
چیونٹی سمجھتی ہے کہ قبضہ کے دانے

مستحیل و حِس مَن خواہد شدن
تبدیل اور میری جنس ہو جائیں گے

آں یکے مورے گرفت از راہ جَو
ایک چیونٹی نے راستہ میں سے جَو لے لیا

مورِ دیگر گندمے بگرفت و دَو
دوسری نے گیہوں اور بھاگنا لے لیا

جَو سُوی گندم نمی تازد دلے
جو گیہوں کی طرف نہیں دوڑتا لیکن

مُور سُوی مور می آید بلے
ہاں چیونٹی، چیونٹی کی جانب آ رہی ہے

رفتنِ ۲ جَو سُوی گندم تابع ست
جو کا گیہوں کی جانب جانا تابع ہے

مورا رایں گو بجنش راجع ست
چیونٹی کو دیکھ کہ وہ اپنی جنس کی طرف پلٹ رہی ہے

تو مگو گندم چرا شُد سُوی جَو
تو یہ نہ کہہ کہ گیہوں جَو کی جانب کیوں گیا؟

چشم را بر خصم نہ نے بر گرو
نظر مقابل پر رکھ، نہ کہ گرو پر

مورِ اسود بر سرِ لبدِ سیاہ
کالی چیونٹی سیاہ نمدے پر

مُور پنہاں دانہ پیدا پیشِ راہ
چیونٹی مخفی ہو گی، دانہ راستے کے سامنے ظاہر ہو گا

عقل گوید چشم را نیکو نگر
عقل کہتی ہے آنکھ سے اچھی طرح دیکھ لے

دانہ ہرگز کے رَوَد بیدانہ بَر
دانہ بغیر دانہ لے جانے والے کے کبھی نہیں چلتا

زیں ۳ سبب آمد سُوی اصحاب کلب
اسی سبب سے کتا اصحاب کی جانب آیا

ہست صورتہا حبوب و مُور قلب
صورتیں دانہ ہیں اور دل چیونٹی ہے

زاں شود عیسیٰ سُوی پاکان چرخ
اسی لئے عیسیٰ آسمان کے قدسیوں کی جانب جاتے ہیں

بُد قفسہا مختلف یک جنس فرخ
پنجرے مختلف تھے، پرندے ایک جنس کے تھے

---

۱ ایں مگو۔ صورت کی مشابہت سے ہم جنس ہونے کا قائل نہ بن۔ صورت۔ صورت ایک بے جان چیز ہے اس میں جنسیت کا احساس نہیں ہے۔ جان۔ جسم میں احساس اور حرکت جان کی وجہ سے ہے جیسا کہ گیہوں کے دانے میں حرکت چیونٹی کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس کو لے جا رہی ہے۔ مور دانہ۔ چیونٹی کی دانہ کی طرف کشش بھی جنسیت کی وجہ سے ہے کیونکہ وہ ہضم ہو کر اس کا ہم جنس بن جاتا ہے۔ آں یکے۔ ایک چیونٹی نے راستہ میں جو کا دانہ لے لیا دوسری نے گیہوں کا دانہ لے لیا اب وہ ایک دوسری کی طرف چلی تو گیہوں کا دانہ جو کے دانہ کی جانب نہیں دوڑ رہا ہے بلکہ چیونٹی چیونٹی کی جانب دوڑ رہی ہے۔

۲ رفتنِ جو۔ جو کا گیہوں کے دانہ کی طرف چلنا جیسا ہے چیونٹی کو دیکھ لے تو سمجھ میں آ جائے گا۔ تو مگو۔ جو اور گیہوں کے دانے کی حرکت کی وجہ سے یہ نہ سمجھ کہ وہ چل رہے ہیں ان کے بالمقابل جو چیز ہے یعنی چیونٹی اس کو دیکھ یہ تو اس کے قبضہ میں ہیں۔ مور اسود۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ چیونٹی تو نظر نہیں آتی وہ کالے نمدے پر چل رہی ہے اور دانہ چلتا ہوا نظر آتا ہے۔ عقل۔ تو عقل سے سمجھ لے کہ دانہ کو لے جانے والی چیونٹی ہے جو چل رہی ہے۔

۳ زیں سبب۔ یعنی اصل ہم جنسیت سے اوصاف کے اعتبار سے ہے نہ کہ صورت کی وجہ سے اسی لئے اصحاب و کہف کے کتے کی کشش اصحاب کہف کی وجہ تھی صورتوں کو دانہ سمجھ اور دل اور اوصاف باطنی کو چیونٹی سمجھ۔ زاں شود۔ حضرت عیسیٰ اور پرندے میں اوصاف کے اعتبار سے ہم جنسیت تھی۔ قفسہا۔ یعنی اجسام۔ فرخ۔ یعنی روح

ایں قفس پیداوآں فرخش نہاں
یہ پنجرا اور اس کا چوزہ پوشیدہ ہے

بے قفس کش کے قفس گردد رواں
پنجرا بغیر پنجرا کھینچنے والے کے کہاں چلتا ہے؟

اے خُنک چشمے کہ عقلستش اَمیر
اے مخاطب! وہ آنکھ ٹھنڈی ہے عقل جس کی حاکم ہو

عاقبت بیں باشد و حبر و قریر
انجام کو دیکھنے والی اور عالم اور ٹھنڈی ہو

فرقِ زشت ونغز از عقل آورید
برے اور بھلے کا عقل سے فرق کرو

نے ز چشمے کز سیہ گفت و سپید
نہ کہ آنکھ سے، جو سیاہ اور سفید بتاتی ہے

چشم غرّہ شد بخضریِ دمن
آنکھ گوبھی کے سبزے پر فریفتہ ہوئی

عقل گوید بر محکِ ماش زن
عقل کہتی ہے اس کو ہماری کسوٹی پر رگڑ

آفت ۲ مُرغست چشمِ کام بیں
خود غرض آنکھ، پرند کی تباہی ہے

مخلصِ مُرغست عقلِ دام بیں
جال کو دیکھنے والی آنکھ پرند کو نجات دینے والی ہے

دامِ دیگر بُد کہ عقلش در نیافت
ایک دوسرا جال تھا جس کو عقل نہ محسوس کر سکی

وحیِ غائب بیں بداں سُوزاں شتافت
غیب کو دیکھنے والی وحی اس وجہ سے اس جانب دوڑی

جنس وناجنس از خردتانی شناخت
تو جنس اور ناجنس کو عقل سے پہچان سکتا ہے

سُوی صورتہا نشاید زُود تاخت
جلدی سے صورت کی طرف نہ دوڑنا چاہیے

نیست جنسیت بصورت لی ولک
میرے اور تیرے لئے جنسیت صورت سے نہیں ہے

عیسیٰ آمد در بشر جنسِ مَلک
عیسیٰ انسانوں میں فرشتے کی جنس تھے

برکشیدش فوق ایں نیلی حصار
ان کو اس نیلے قلعہ پر کھینچ لیا

مُرغِ گردونی چو چغزش زاغ وار
آسمانی پرند نے اس چوہے کو کوے کی طرح

قصہ ۳ عبدالغوث ور بودنِ پریاں اُورا و سالہا درمیانِ پریاں
عبدالغوث کا قصہ اور اس کو پریوں کا لے جانا اور سالوں پریوں

ساکن شدن و بعدازاں بشہر خود باز آمدن و فرزنداں را دیدن
میں رہنا اور اس کے بعد اپنے شہر میں آ جانا اور اولاد کو دیکھنا

واز پریاں تا شکیفتن بحکمِ جنسیت و ہمدلی با ایشان
اور پریوں سے صبر نہ کرنا ان کے ساتھ ہم جنس اور ہمدل ہونے کی وجہ سے

بُود عبدالغوث ہم جنسِ پَری
عبدالغوث پری کا ہم جنس تھا

چوں پَری نُہ سال در پنہاں پَری
پری کی طرح نو سال تک مخفی پرواز میں تھا

۱ ایں قفس۔ جسم ظاہر ہے روح مخفی ہے لیکن سمجھ لے کہ جسم روح کی وجہ سے حرکت میں ہے۔ اے خُنک۔ آرام سے وہی ہیں جو عقل سے کام لیتے ہیں۔ خبر۔ عالم۔ قریر۔ ٹھنڈا۔ فرق۔ بھلے برے میں عقل ہی تمیز کر سکتی ہے آنکھ تو صرف ایک رویہ کو دیکھتی ہے۔ چشم۔ آنکھ گوبھی کے سبزے پر مائل ہو جاتی ہے عقل جان لیتی ہے کہ اس کی تہ میں کیا ہے۔

۲ آفت۔ جو پرند عقل سے کام نہ لے صرف آنکھ سے دیکھے وہ جال میں پھنس جاتا ہے۔ دام دیگر۔ کچھ باتیں ایسی ہیں کہ وہاں یہ عقل جزوی کام نہیں دیتی ہے صرف وحی الٰہی رہبری کرتی ہے۔ جنس۔ جنسیت کا مدار جبکہ باطنی اوصاف پر ہے تو اس کو عقل کیا پہچان سکتی ہے نہ کہ آنکھ۔ جنس۔ شخص صورت کے اعتبار سے جنسیت نہیں ہے ورنہ حضرت عیسیٰ جنس بشر ہوتے فرشتہ کی جنس نہ ہوتے۔ برکشیدش۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی لئے فرشتوں سے ملا دیا۔

۳ قصہ۔ عبدالغوث کوئی شخص ہے جو اوصاف کے اعتبار سے جن اور صورت کے اعتبار سے انسان تھا وہ انسانوں سے مانوس نہ تھا جنوں میں رہنا پسند کرتا تھا اس کے بال بچے بھی ہوتے لیکن پھر بھی اس کا دل پریوں اور جنوں میں لگتا تھا۔ پری۔ جن۔ در پنہاں۔ پری۔ یعنی جنوں کی طرح چھپی ہوئی پرواز میں نو سال تک رہا۔

شدزنش را نسل از شوئ دگر
اس کی بیوی کے دوسرے شوہر سے اولاد ہو گئی

واں یتیمانش ز مرگش در سَمر
اور اس کے یتیم اس کی موت کی کہانیوں میں تھے

کہ مر اُورا گرگ زَدیا رہزنے
کہ اس کو بھیڑیے نے یا ڈاکو نے مار دیا

یافتاد اندر چہے یا مکمنے
یا کسی کنویں میں گر گیا' یا کسی پوشیدہ جگہ میں

جُملہ فرزندانش در اَشغال مَست
اس کے تمام لڑکے کاموں میں مست تھے

خود نگفتندے کہ بابائے بُدست
وہ یہ بھی نہ کہتے کہ ان کا کوئی باوا تھا

بَعدِ نُہ سال آمدآں ہم عاریہ
وہ نو سال کے بعد بھی عارضی طور پر آیا

گشت پیدا باز شُد متواریہ
ظاہر ہوا ' پھر چھپ گیا

یک بیگ فرزند وزن را دید باز
اس نے اچانک اولاد اور بیوی کو دیکھا

گشت پنہاں کس ندیدش باز راز
پوشیدہ ہو گیا اور پھر کسی نے اس کا راز نہ دیکھا

یک مہے مہمان فرزندانِ خویش
ایک مہینہ اپنی اولاد کا مہمان

بُود وزاں پس کس ندیدش رنگ پیش
رہا اور اس کے بعد اس کا رنگ سامنے کسی نے نہ دیکھا

بُرد ہم جنسیِ پریانش چناں
اس کو پریوں کی ہم جنسی اس طرح لے گئی

کہ رُباید رُوح را زخمِ سِناں
جس طرح بھالے کا زخم روح کو اڑا لے جاتا ہے

چوں بہشتی جنسِ جنت آمدست
چونکہ جنتی جنت کی جنس ہے

ہم ز جنسیّت شود یزداں پرست
جنسیت کی وجہ سے وہ خدا پرست ہوتا ہے

نے ۲ نبیؐ فرموجود جود و محمدہ
یا نبی نے نہیں فرمایا کہ سخاوت اور اچھائی کو

شاخِ جنت داں بدنیا آمدہ
جنت کی شاخ سمجھ جو دنیا میں آ گئی ہے

مہرہا را جُملہ جنسِ مہر خواں
محبتوں کو تمام تر محبت کی جنس سمجھ

قہر یارا جُملہ جنسِ قہرداں
ظلموں کو ظلم کی جنس سمجھ

لا اُبالی لا اُبالی آورد
لا پروا ' لا پروا کو لاتا ہے

زانکہ جنس ہم بُوند اندر خرد
کیونکہ وہ عقل میں ہم جنس ہوتے ہیں

بُود ۳ جنسیت در ادریس از نجوم
حضرت ادریس میں ستاروں کی جنسیت تھی

ہشت سال اُو باز حُل بُد در قدوم
وہ آٹھ سال تک زحل سے ہم رفتار رہے

در مشارق در مغارب یارِ اُو
مشرقوں اور مغربوں میں اس کے یار رہے

ہم حدیث و محرمِ اَسرارِ اُو
اس کے ہم سخن اور اس کے راز داں رہے

۱ در سمر۔ اس کے بال بچے کے مر جانے کے قصے بیان کرتے تھے۔ مکمن۔ چھپنے کی جگہ۔ عاریہ عارضی۔ متواریہ۔ چھپنے والی۔ یک بیک۔ اچانک بچوں کو دیکھنے آیا اور پھر ایسا غائب ہوا کہ اس کا راز کسی کے سامنے نہ کھلا۔ سناں۔ بھالا چوں بہشتی۔ جنتی جنت کا ہم جنس ہوتا ہے اسی لئے وہ خدا کی عبادت کر کے جنت میں جاتا ہے۔

۲ نے نبی۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے سخاوت جنت کا درخت ہے اس کی ایک شاخ دنیا میں ہے جو اس کو پکڑ لیتا ہے وہ جنت میں چلا جاتا ہے۔ مہریا۔ محبتیں محبتوں کی ہم جنس اور قہر قہر کا ہم جنس ہے۔ لا ابالی۔ لاپروا لاپروا کی ہم جنس ہے۔

۳ بُود جنسیت۔ حضرت ادریس کو ستاروں سے ہم جنسیت تھی اسی لئے وہ ساتویں آسمان پر زحل ستارے کے ساتھ آٹھ سال تک رہے۔ یہ سارا قصہ محض شہرت پر مبنی ہے' قرآن و حدیث میں اس کا بیان نہیں ہے۔ در مشارق۔ زحل ستارہ مشرق و مغرب میں پہنچتا تھا تو یہ بھی ساتھ ہوتے تھے اور اس سے باتیں کرتے رہتے اور ہم راز ہوتے تھے۔

بعدِ[1] غیبت چونکہ آورد اُو قُدوم
غائب رہنے کے بعد جب ان کی تشریف آوری ہوئی

دَر زمیں می گفت اُو درسِ نجُوم
وہ زمین پر ستاروں کا درس دیتے تھے

پیشِ اُو اِستارگاں خوش صفت زَدہ
ان کے سامنے ستارے عمدہ صف باندھے ہوئے تھے

اَختراں دَر درسِ اُو حاضر شدُہ
اس کے درس میں ستارے حاضر ہوئے

آنچنانکہ خلق آوازِ نجُوم
اس طرح کہ ستاروں کی آواز

می شنیدند از خصوص و از عُموم
خواص اور عوام سنتے تھے

جذبِ جنسیت کشیدہ تازمیں
جنسیت نے زمین تک کھینچ لیا

اختراں را پیشِ اُو کردہ مُبیں
ستاروں کو ان کے سامنے بیان کرنے والا بنا دیا

ہر یکے نام خود و اَحوال خود
ہر ایک اپنا نام اور احوال

باز گفتہ پیشِ اُو شرحِ رَصد
ان کے سامنے (آلات) رصد کی طرح کہہ دیتا

چیست جنسیّت، یکے نوعِ نظر
جنسیت کیا ہے؟ ایک قسم کی نظر

کہ بداں یا بندرہ دَر ہمدگر
جس کی وجہ سے ایک دوسرے میں راہ پالیں

آں[2] نظر کہ کردحق دروے نہاں
اللہ تعالیٰ نے جو نظر اس میں پوشیدہ کر دی ہے

چوں نہد در تُو تُو گردی جنسِ آں
جب وہ تیرے اندر رکھدے تو اس کی جنس بن جائے

ہر طرف چہ می کشد تن را نظر
جسم کو ہر طرف کیا چیز کھینچ رہی ہے؟ نظر

بے خبر را کہ کشاند باخبر
بے خبر کو کون کھینچ رہا ہے؟ باخبر

چونکہ اندر مَرد خُوئِ زن نہد
جب مرد میں عورت کی عادت رکھ دے

اُو مُخنّث گردد وگاں می دہد
وہ ہیجڑا بن جائے گا اور مفعول بنے گا

چوں[3] نہد درزن خدا خوئِ نَری
جب اللہ تعالیٰ عورت میں مرد کی خاصیت رکھ دے

طالبِ زن گردوآں زن سَتری
وہ ستری عورت، عورت کی طلبگار بن جاتی ہے

چوں نہد دَر تو صفاتِ جبرئیل
جب تجھ میں جبرئیل کی صفات رکھ دے

ہمچو فَرخے بَر ہوا جوئی سبیل
تو چوزے کی طرح ہوا میں راستہ ڈھونڈے

مُنتظِر بنہادہ دیدہ دَر ہَوا
ہوا میں آنکھ جمائے، منتظر

از زمیں بیگانہ عاشق بر سَما
زمین سے اجنبی، آسمان پر عاشق

[1] بعدِ غیبت۔ نو سال کے بعد جب وہ زمین پر آئے تو ستاروں کے احوال کا درس دیا کرتے تھے۔ پیش او۔ ستارے بھی ان کے درس میں موجود رہتے تھے۔ آنچنانکہ۔ درس میں شریک سب آدمی ان ستاروں کی آوازیں سنتے تھے۔ جذب۔ ستاروں کو زمین پر حضرت ادریس کی جنسیت کھینچ کر لے آئی تھی۔ ہر یکے۔ ہر ستارہ اپنا نام اور حالات بتاتا تھا اور ایسی تشریح کرتا جس طرح رصد سے ان کے حالات معلوم کئے جاتے ہیں۔

[2] نوعِ نظر۔ جنسیت نظر اور فکر کے اتحاد کا نام ہے۔

[2] آں نظر۔ جب حق تعالیٰ دو روحوں میں ایک سے خیالات پیدا فرما دیتا ہے تو وہ ایک دوسرے کی ہم جنس ہو جاتی ہیں۔ ہر طرف۔ جسم کی کشش نظر و فکر کی وجہ سے ہے۔ بے خبر۔ جسم جو بے خبر ہے اس کو باخبر روح کھینچتی ہے۔ چونکہ۔ جب مرد میں عورت کے اوصاف پیدا ہو جاتے ہیں تو وہ ہیجڑا بن جاتا ہے اور عورتوں کی طرح اپنے ساتھ جماع کراتا ہے۔

[3] چوں نہد۔ جب کسی عورت میں مردانہ صفات پیدا ہو جاتے ہیں وہ عورتوں کے ساتھ جماع کرتی ہے۔ ستری وہ عورت جو عورتوں سے جماع کرے۔ صفات جبرئیل۔ جب کسی بشر میں ملکوتیت کا غلبہ ہوتا ہے تو پرند کے بچے کی طرح ملاء اعلیٰ کی طرف پرواز کے راستے تلاش کرتا ہے۔ منتظر۔ اس کا دھیان ملاء اعلیٰ کی طرف رہتا ہے اور زمین سے بیزار رہتا ہے۔

چوں نہد دَر تو صفتہائے ۱ خری
جب تیرے اندر گدھے کی صفات رکھ دے

صَد پَرت گر ہست بَر آخَر پَری
اگر تیرے سو پر ہیں طویلہ پر اڑے گا

از پے صورت نیامد مُوش خوار
چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہ بنا

از خَبیثی شُد زبونِ مُوش خوار
خباثت کی وجہ سے چوہے کھانے والے کا مغلوب بنا

طُعمہ جُوی و خائن و ظُلمت پرست
لقمہ کی جستجو کرنے والا، خائن اور اندھیرے کا پجاری ہے

از پنیر و فستق و دو شاب مَست
پنیر اور پستہ اور انگور کے شیرے سے مست ہے

بازِ اَشہب راچو باشد خُوئے موش
سفید باز میں جب چوہے کی خصلت ہو

ننگِ مُوشاں باشد و عارِ وحوش
تو وہ چوہوں کے لئے باعث ذلت اور وحشی جانوروں کے لئے عار بن جائے

خُوئے آں ہاروت و ماروت اے پسر
اے بیٹا! ہاروت و ماروت کی خصلت

چوں بگشت و دادشاں خُوئے بشر
جب بدل گئی اور ان کو انسان کی خصلت دیدی

دَر ۲ فتادند از لَنَحنُ الصَّافُّون
وہ "بیشک ہم صف بنانے والے ہیں" میں سے گر گئے

دَرچہ بابل بہ بَستہ سَر نگون
بابل کے کنویں میں بندھے ہوئے اوندھے

لَوحِ محفوظ از نظر شاں دُور شُد
لوح محفوظ ان کی نظر سے دور ہو گئی

لَوح ایشاں ساحر و مسحُور شُد
ان کی لوح ساحر اور مسحور بن گئی

پَر ہُمان و سَر ہُماں ہیکل ہُماں
پَر وہی اور سر وہی وہی صورت

موسیِ بعرش و فرعونے مَہاں
حضرت موسیٰ عرش پر اور فرعون ذلیل

در پے خُو باش و باخُوش خو نشیں
خصلت کے درپے ہو اور خوش خصلت کے ساتھ بیٹھ

خُو پذیری روغن و گل راہبیں
تیل اور پھول کی عادت قبول کرنے کو دیکھ لے

خاکِ ۳ گور از مردِ حق یابد شَرف
مرد خدا سے قبر کی مٹی شرافت پا جاتی ہے

تا نہد بر گورِ اُو دل رُوی و کَف
یہاں تک کہ اس کی قبر پر دل منہ اور ہاتھ رکھ دیتا ہے

خاک از ہمسائگیِ جسم پاک
پاک جسم کی پڑوسی ہونے سے مٹی

چوں مُشرّف آمد و اقبالناک
جبکہ شریف اور اقبال ہو گئی

پس تو ہم اَلجارُ ثُمَّ الدَّارُ گو
پس تو بھی "پڑوسی پھر گھر" کہہ

گر دلے داری برو دلدار جُو
اگر تو دل رکھتا ہے، جا دلدار کی جستجو کر

۱ صفاتِ خری۔ اگر انسان میں بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کو ہر وقت کھانے کی فکر رہتی ہے۔ از پے۔ چوہا صورت کی وجہ سے ذلیل نہیں ہے بلکہ باطنی خباثت کیوجہ سے ذلیل ہے۔ طعمہ جو۔ یہ اس کی باطنی خباثتیں ہیں۔ فستق۔ پستہ۔ دو شاب۔ انگور کا شیرہ۔ باز اشہب۔ اشہب باز جو نہایت قیمتی ہے اگر اس میں خباثت پیدا ہو جائے تو وہ چوہوں اور بقیہ وحشی جانوروں سے بھی بدتر ہے۔ خوی۔ ہاروت و ماروت فرشتے تھے لیکن انہیں بشری اوصاف تھے اسی لئے فرشتوں کی صف سے خارج ہو گئے۔

۲ در فتادند۔ فرشتوں کی صفوں سے نکل کر بابل کے کنوئیں میں سزا میں سرنگوں ہو گئے۔ لَنَحنُ الصَّافُّون۔ بیشک ہم صف باندھنے والے ہیں یہ فرشتوں کی خصوصیت ہے۔ لوح محفوظ۔ پہلے ان کی نظر لوح محفوظ پر رہتی تھی پھر جادو کی لوح پر رہنے لگی۔ پر ہماں۔ یعنی دست و بازو موسیٰ۔ موسیٰ اور فرعون میں جسمانی جنسیت تھی لیکن اوصاف جداگانہ تھے۔ در پے۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ جنسیت اوصاف کے اعتبار سے ہے تو تجھے نیکوں کی صحبت حاصل کرنی چاہیے اور صحبت کی تاثیر دیکھنی ہو تو تیل کو دیکھ لے کہ پھولوں کی صحبت سے اس میں کیسی خوشبو پیدا ہو جاتی ہے۔

۳ خاکِ گور۔ انسان تو درکنار اگر مٹی بھی بزرگوں کی ہم صحبت ہو جاتی ہے تو اس میں بزرگی آ جاتی ہے چنانچہ اولیاء کی قبر کی مٹی پر دل قربان ہوتا ہے۔ خاک۔ قبر کی مٹی کو یہ شرافت اس بزرگ کے جسم کی صحبت سے حاصل ہو گئی۔ اَلجار۔ مشہور مقولہ ہے کہ گھر لینے سے پہلے پڑوسی کا انتخاب کرو۔ دلدار۔ یعنی ولی کامل

خاکِ اُو ہم سیرتِ جاں میشود — سُرمہ[1] چشمِ عزیزاں میشود
اس کی خاک جان کی ہم سیرت ہو جاتی ہے — معزز لوگوں کی آنکھ کا سرمہ بن جاتی ہے

اے بسا در گور خفتہ خاک دار — بہ زصدا حیاء بنفع و ابتشار
اے مخاطب بہت سے مٹی کی طرح قبر میں سوئے ہوئے — نفع و شہرت حاصل کرنے میں سینکڑوں زندوں سے بہتر ہیں

سایہ بُود اُو و خاکش سایہ مَند — صَد ہزاراں زندہ در سایہ وَند
وہ سایہ تھا اور اس کی مٹی سایہ دار ہو گئی — لاکھوں زندے اس کے سایہ میں ہیں

داستانِ آں مَرد کہ وظیفہ داشت در تبریز از محتسب و وامہا
اس شخص کی داستان جس کا محتسب کی جانب سے تبریز میں وظیفہ مقرر تھا اور اس

کردہ بُود برامید آں وعدہ و وظیفہ و اُورا خبر نبُود از وَفات
کے وظیفہ اور وعدے کی امید پر اس نے قرض کر لئے تھے اور اس کو محتسب کے مر جانے

محتسب، حاصل از ہیچ زندہ وام اُو گزاردہ نشدُ الّا از
کی خبر نہ تھی، نتیجہ یہ ہے کہ کسی زندہ سے اس کا قرض ادا نہ ہوا مگر وفات

محتسبِ متوفّی گزاردہ شُد چنانکہ گفتہ اند بیت
پائے ہوئے محتسب کی جانب سے ادا ہوا چنانچہ کہا ہے

لَیْسَ مَنْ مَّاتَ فَاسْتَرَاحَ بِمَیْتٍ اِنَّمَا الْمَیْتُ مَیِّتُ الْاَحْیَاءِ
جو مر گیا اور اس نے راحت پا لی وہ مردہ نہیں ہے مردہ، زندوں میں کا مردہ ہے

آں یکے درویش ز اطرافِ دیار — جانبِ تبریز آمد وام دار
ملک کے اطراف سے ایک فقیر — قرض دار ہو کر تبریز کی جانب آیا

نہ ہزارش وام بُود از زر مگر — بُود در تبریز بدرالدّین عُمر
شاید نو ہزار اشرفیاں اس پر قرض تھیں — تبریز میں بدرالدین نام تھے

محتسب بُود و بدل بحر آمدہ — ہر سرِ مُویش یکے حاتم کدہ
وہ کوتوال تھے اور دل کے دریا تھے — ان کا ہر بال ایک حاتم خانہ تھا

حاتم[3] ار بُودے گدائے اُو شدے — سر نہادے خاکپائے اُو شدے
اگر حاتم ہوتا تو ان کا بھکاری ہوتا — سر رکھ دیتا اور خاک پا بن جاتا

گر بدادے تشنہ را بحرِ زُلال — وز کرم شرمندہ بُودے زاں نوال
اگر وہ پیاسے کو صاف پانی کا سمندر دیدیتے — شرافت کی وجہ سے اس عطا سے شرمندہ ہوتا

[1] سرمہ صاحب نسبت کی نسبت صاحب قبر کے فیض سے بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ لوگوں کی قبر سے بھی فیض ہوتا ہے تو زندگی میں نہ ان کی صحبت کس قدر مفید ہوگی۔ سایہ بُود۔ وہ بزرگ انسانوں کے سر کا سایہ تھا اور اب اس کی قبر سایہ دار ہے جس سے لاکھوں انسان مستفید ہوتے ہیں۔ داستان۔ اس قصہ میں یہ بتایا ہے کہ اس شخص سے مرنے کے بعد بھی فیض حاصل ہوا۔ وظیفہ۔ محتسب کے دربار سے اس کا وظیفہ مقرر تھا۔ گزارہ نشد۔ وہ قرض وفات پا گیا محتسب سے ہی ادا ہوا۔

[2] لیس۔ جو شخص قبر میں سے بھی دوسروں کو فیض پہنچا رہا ہے وہ مردہ نہیں ہے مردہ تو وہ زندہ ہے جو بالکل بے فیض ہے۔ دیار۔ ملک۔ وام۔ قرض دار اس پر نو ہزار دینار قرض ہو گئے۔ محتسب۔ ان کا نام بدرالدین عمر اور جیرفت کے کوتوال تھے۔ بدل۔ ان کا دل، جو سخاوت میں سمندر تھا۔ ہر سر مویش۔ ان کا ہر ہر رونگٹا حاتم طائی کا گھر معلوم ہوتا تھا۔

[3] حاتم۔ اگر اس زمانہ میں حاتم طائی زندہ ہوتا تو وہ ان کا غلام ہوتا۔ اگر بیدادے۔ اگر وہ پیاسے کو میٹھے پانی کا سمندر بھی دیتے تو اپنی سخاوت کی وجہ سے شرمندہ ہوتے اور اپنی عطا کو حقیر سمجھتے تھے۔

دَر اِ بکردے ذرّہَ را مشرقے بُودآں دَر ہمتش نالائقے
اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے تو وہ بھی اس کی ہمت کے لائق نہ تھا

بَر اُمید اُو بیامدآں غریب کُو غریباں را بدے خویش ونسیب
وہ پردیسی ان کی امید پر آیا کیونکہ وہ پردیسیوں کے لئے اپنے اور رشتہ دار تھے

بادرش بُودآں غریب آموختہ وام بیحد از عطایش توختہ
وہ پردیسی ان کے دروازے کا بلا ہوا تھا ان کی عطا سے بیحد قرض اتار چکا تھا

ہم ۲ بہ پشتی آں کریم اُو وام کرد کہ بہ بخششہاش واثق بُود مرد
اس سخی کے بھروسے پر اس نے قرض لیا کیونکہ وہ ان کی بخششوں پر بھروسہ رکھتا تھا

لا اُبالی گشتہ اُو و وام جُو بَر اُمید قُلزوم اکرام خُو
وہ لاپروا اور قرض لینے والا بن گیا تھا اکرام خصلت دریا کی امید پر

وام دراں رُو ترش اُوشاد کام ہمچو گل خنداں ازاں روض الکرام
مقروض رنجیدہ تھے وہ خوش تھا پھول کی طرح خنداں تھا اس شرفاء کے چمنوں کی وجہ سے

گرم شدُ پشتش زخورشید عرب چہ مستش از سبالِ بُولہب
عرب کے سورج سے اس کی کمر گرم ہو گئی ابولہب کی مونچھوں سے اسے کیا غم ہے؟

چونکہ ۳ دار دعہد و پیوند سحاب کے دریغ آید ز سقایانش آب
جب کوئی شخص ابر سے ملاقات اور تعلق رکھتا ہو اس کو سقوں کو پانی دینے سے بخل کب ہو گا؟

ساحرانِ واقف از دستِ خدا کے نہندایں دست و پارا دست وپا
خدا کے ہاتھ سے باخبر جادوگر ان ہاتھ پاؤں کو ہاتھ پاؤں کے مرتبہ میں کب رکھتے ہیں؟

روبہے کہ ہست زاں شیرانش پُشت بشکند کلّہ پلنگاں را بمشت
جس لومڑی کی ان شیروں سے پشت و پناہی ہو وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے گی

آمدن جعفر طیار رضی اللہ عنہ بگرفتنِ قلعہ تنہا و مشورت کردنِ مَلِک آں قلعہ باوزیر و دفع کردنِ وزیر مَلِک راکہ

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے تنہا آنا اور اس قلعہ کے بادشاہ کا وزیر سے مشورہ کرنا اور وزیر کا بادشاہ کو روکنا کہ خبردار پیرد

اور بکردے اگر وہ ذرے کو مشرق بنا دیتے جس سے خود سورج طلوع ہوا کرتا تو بھی اپنی ہمت کے اعتبار سے اس کو حقیر ہی سمجھتے۔ برامید او۔ ان کی عطا کی امید پر وہ پردیسی تبریز آیا۔ بادرش۔ چونکہ وہ پردیسی ان کے دروازے سے عطا حاصل کر چکا تھا اور اس سے بہت سے قرضے ادا کر چکا تھا۔

۲ ہم بہ پشتی۔ اس مسافر نے ان کے سہارے ہی قرض کر لیا تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ جب جا کر مانگوں گا وہ دیدیں گے۔ لا ابالی۔ چونکہ اس کو ان کی عطا پر اعتماد تھا لہٰذا قرض لینے میں بھی جری ہو گیا تھا۔ وام داران۔ دوسرے مقروض جن کا محتسب سے تعلق نہ تھا وہ متفکر رہتے تھے لیکن یہ شخص اس سخی کی وجہ سے قرض سے بے فکر رہتا تھا اور مسکراتا رہتا تھا۔ گرم شد۔ جس شخص کو آنحضور کی مدد حاصل ہو وہ ابولہب سے کیا ڈرے گا۔

۳ چونکہ دارد۔ اگر کسی شخص کا ابر سے جوڑ لگ گیا ہو تو وہ پانی پلانے والوں کو پانی دینے میں کب بخل کر سکتا ہے۔ ساحراں۔ فرعون کے دربار کے جادوگروں کو جب خدائی ہاتھ سے واقفیت ہو گئی وہ اپنے ہاتھ پاؤں سے بے نیاز ہو گئے۔ رہے۔ اگر لومڑی کو بھی شیر کی پشت پناہی حاصل ہو جائے تو وہ گھونسے سے چیتوں کا جبڑا توڑ دے۔ جعفر طیار۔ اب اسی مناسبت سے حضرت جعفر طیار کی بہادری کا ذکر کرتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ کی پشت پناہی حاصل تھی تو وہ بڑے بڑے لشکروں سے نہ ڈرتے تھے۔

ز نہار تسلیم کن و از جہل تہور مکن کہ ایں مرد مؤیدست از
کردے اور نادانی سے جسارت نہ دکھا کیونکہ اس شخص کو خدا کی تائید

حق و جمعیتِ عظیم دارد در جانِ خویش
حاصل ہے اور اپنی جان میں بڑا مجمع رکھتا ہے

چونکہ ۱ جعفرؓ رفت سوئے قلعہ قلعہ پیشِ کامِ خشکش جُرعہ
جب جعفرؓ قلعہ کی جانب گئے قلعہ ان کے خشک گلے کے لئے ایک گھونٹ تھا

یک سوارہ تاخت تا قلعہ بگر تا درِ قلعہ بہ بستند از حذر
حملہ کر کے تنہا قلعہ کی طرف دوڑے یہاں تک کہ انہوں نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا

زہرہ نے کس را کہ پیش آید بجنگ اہلِ کشتی را چہ زہرہ با نہنگ
کسی کا پتہ نہ تھا کہ جنگ کرنے سامنے آئے نا کے کے سامنے کشتی والوں کا کیا پتہ؟

رُوی آورد آں مَلِک سوئے وزیر کہ چہ چارہ استاندریں وقتے مُشیر
اس بادشاہ نے وزیر کی طرف رخ کیا کہ اے مشیر! اس وقت کیا تدبیر ہے؟

گفت آنکہ ترک گوئی کبر و فن پیش ۲ او آئی بشمشیر و کفن
اس نے کہا یہ ہے کہ تو تکبر اور تدبیر کو چھوڑ تلوار اور کفن لے کر ان کے سامنے چلا جا

گفتِ آخر نے یکے مَردیست فرد گفت منگر خوار در فردِ مَرد
اس نے کہا آخر وہ ایک تنہا انسان نہیں ہے؟ اس نے کہا مرد کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ

چشم ۳ بکشا قلعہ را بنگر نکو ہمچو سیماب ست لرزاں پیشِ او
آنکھ کھول قلعہ کو غور سے دیکھ ان کے سامنے پارے کی طرح تھرا رہا ہے

شستہ در زیں آنچناں محکم پے ست گوئیا شرقی و غربی باوَیست
وہ زمین پر اس قدر ثابت قدم بیٹھا ہوا ہے گویا شرقی اور غربی اس کے ساتھ ہیں

چند کس ہمچوں فدائی تاختند خویشتن را پیشِ او انداختند
چند شخص قربانی کی طرح دوڑ پڑے انہوں نے اپنے آپ کو ان کے سامنے لے جا ڈالا

ہر یکے را او بگرزے می فگند سر نگور نسار اندر اقدام سمند
انہوں نے ہر ایک کو گرز سے پھینک دیا گھوڑے کے قدموں میں اوندھا

دادہ بودش صُنعِ حق جمعیتے کہ ہمے دیک تنہ بر اُمّتے
اللہ تعالیٰ کی کاریگری نے ان کو جمعیت قلبی عطا فرما دی تھی کہ تنہا ایک قوم پر حملہ کر دیتے تھے

۱ چونکہ جعفرؓ جب وہ قلعہ پر حملہ آور ہوئے تو قلعہ ان کی ہمت کے سامنے حقیر تھا۔ یک سوارہ۔ وہ تنہا قلعہ پر حملہ آور ہو گئے اور دشمن نے ڈر سے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا۔ زہرہ نے۔ کسی کی یہ ہمت نہ تھی کہ ان کے مقابلہ پر آتا۔ اہل کشتی۔ جو تیرنا بھی نہ جانتا ہو اور کشتی کی پناہ میں دریا کا سفر کرے وہ نا کے مقابلہ میں کیسے آسکتا ہے۔ روی۔ بادشاہ نے اس معاملہ میں وزیر سے مشورہ کیا۔

۲ پیش او۔ یعنی ان کے مقابلہ میں تکبر اور جنگ نہ کریں بلکہ عاجزانہ تلوار اور کفن لے کر سامنے چلے جائیں جس میں اشارہ ہوتا تھا کہ ہم اپنی تلوار لائے ہیں کہ اس سے ہمیں قتل کر دو اور کفن بھی ساتھ لائے ہیں کہ دفن کر دو۔ گفت۔ بادشاہ نے کہا کہ آخر وہ تنہا ہی تو ہیں اس قدر خوف زدہ کیوں ہوں وزیر نے کہا ان کے اکیلے پن کو حقارت سے نہ دیکھ۔

۳ چشم بکشا۔ آنکھیں کھول کر دیکھ کر قلعہ یا اس کے باشندے سیماب کی طرح لرز رہے ہیں۔ گویا۔ گویا مشرق اور مغرب کے لوگ اس کے ساتھ ہیں۔ چند کس۔ ابتدا میں چند لوگ قربانی کے بکروں کی طرح ان کی طرف دوڑے۔ ہر یکے۔ انہوں نے ہر ایک کو سر نگوں کر کے گھوڑے کے قدموں میں گرا دیا۔ جمعیتے۔ یعنی اطمینان قلبی۔

چشمِ[1] من چوں دید رُوئے آں قباد — کثرتِ اَعداد از چشم فتاد
جب میری آنکھ نے اس شاہ معظم کا چہرہ دیکھا — دشمنوں کی کثرت کی میرِ نظر میں وقعت نہ رہی

اختراں بسیار خورشید اَر یگیست — پیشِ اُو بنیادِ ایشاں مُند کیست
اگر ستارے بہت اور سورج ایک ہے — اس کے سامنے ان کی بنیاد ریزہ ریزہ ہے

گر ہزاراں مُوش پیش آرند سَر — گُربہ رانے ترس باشد نے حذر
اگر ہزاروں چوہے سر ابھاریں — بلی کو نہ ڈر ہے نہ خوف

کے بہ پیش آیند مُوشاں اے فلاں — نیست جمعیّت درونِ جانِ شاں
اے فلاں! چوہے کب سامنے آتے ہیں؟ — ان کی جان میں جماؤ نہیں ہے

ہست[2] جمعیّت بصورتہا فُشار — جمعِ معنی خواہ ہیں از کردگار
صورتوں کے اعتبار سے کثرت لغو ہے — ہاں خدا سے باطن کی جمعیت مانگ

نیست جمعیّت ز بسیاریِ جسم — جسم را بر باد قائم داں چواَم
جسموں کی کثرت سے جمعیت نہیں ہے — جسم کو ہوا کی طرح ہوا پر قائم سمجھ

در دلِ مُوش ار بُدے جمعیّتے — جمع گشتے چند مُوش از حمیّتے
چوہے کے دل میں اگر جمعیت ہوتی — اپنائیت سے چند چوہے جمع ہو جاتے

بَرزندے چوں فدائی حملہ — خویش را بر گربۂ بے مہلۂ
ایک حملہ میں فدائی کی طرح دے مارتے — بلی پر اپنے آپ کو بلا مہلت

آں[3] یکے چشمش بکندے از ضرب — واں دگر کوشش دریدے ہم بناب
ایک ضرب سے اس کی آنکھ نکال لیتا — دوسرا کچل سے اس کا کان پھاڑ دیتا

واں دگر سُوراخ کردے پہلویش — از جماعت گم شدے بیروں شوش
دوسرا اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا — مجمع کی وجہ سے اس کا بھاگنا ممکن نہ ہوتا

لیک جمعیّت ندارد جانِ مُوش — بجہد از جائش بہ بانگِ گربہ ہُوش
لیکن چوہے کی جان جمعیت نہیں رکھتی ہے — بلی کی آواز سے اس کی جان کا ہوش بھاگ جاتا ہے

خشک گردد مُوش ازاں گُربہ عیار — گر بُوَد اَعدادِ مُوشاں صد ہزار
اس مکار بلی سے چوہا خشک ہو جاتا ہے — خواہ چوہوں کا شمار لاکھوں ہو

از رمہ اَنبہ چہ غم قصّاب را — اَنبُہی ہش چہ بندد خواب را
گلے کے مجمع سے قصائی کو کیا مکر؟ — ہوش کی کثرت نیند کو کیا روکے؟

[1] چشمِ من۔ وزیر نے کہا میری نظر جب اس بڑے بادشاہ پر پڑی تو مجھے یقین ہو گیا کہ ایسے بہادر کے سامنے دشمنوں کی تعداد کی کثرت کوئی چیز نہیں ہے۔ اختراں۔ اب مولانا ایسی مثالیں ذکر کرتے ہیں جن میں ایک کے مقابلہ میں کثرت کوئی چیز نہیں ہے سورج کے مقابلہ میں ستاروں کی کثرت بے معنی ہے۔ گر ہزاراں۔ ایک بلی کے مقابلہ میں سینکڑوں چوہوں بے وقعت ہیں۔ نیست۔ چوہوں کی جمعیت قلبی نہیں ہے۔

[2] ہست جمعیت۔ جسموں اور صورتوں کی کثرت اور جمعیت بیکار ہے۔ جسم۔ جسم اور نام کی کوئی حقیقت واقعی نہیں ہے۔ جمعیت۔ اپنے کی طرفداری، حفاظت۔

[3] آں یکے۔ کوئی اس کی آنکھ پھوڑتا کوئی اس کے کان کاٹتا۔ واں دگر۔ کوئی اس کے پہلو میں سوراخ کر دیتا۔ بیروں شو۔ مخلص۔ لیک۔ چوہوں میں جمعیت قلبی نہیں ہے بلی کی آواز سے ان کے ہوش اڑ جاتی ہیں۔ از رمہ۔ ایک قصاب کے مقابلہ میں بکریوں کا گلے بے معنی ہے۔

مالکُ المُلکست جمعیت دہد
وہ مالک الملک جمعیت دیتا ہے

شیر راتا برگلہ گوراں جہد
شیر کو یہاں تک کہ وہ گورخروں کے گلے پر کود پڑتا ہے

دَر زمانے شاں بسازد ثَرت ومَرت
تھوڑی دیر میں ان کو زیر و زبر کر دیتا ہے

کس نیارد گفتش از راہ پُرت
کوئی اس سے نہیں کہہ سکتا کہ راستہ سے ہٹ

صَد ہزاراں گوردہ شاخِ دلیر
لاکھوں گورخر دل سینگوں والے ' بہادر

چوں عَدم باشند پیشِ ہولِ شیر
شیر کے خوف کے آگے کالعدم ہو جاتے ہیں

مالکُ المُلک ست بدہد مُلکِ حُسن
مالک الملک ہے جو حسن کی سلطنت عطا کر دیتا ہے

یوسفے راتا بُوَد چوں مایِ مُزن
ایک یوسف کو یہاں تک کہ وہ ابر کے پانی کی طرح بن جاتا ہے

دَر۲ رُخے بنہد شعاعِ اختَرے
کسی رخسار میں ستارے کی چمک رکھ دیتا ہے

کہ شود شاہے غلامِ دُخترے
حتی کہ بادشاہ ایک لونڈی کا غلام بن جاتا ہے

بنہد اندر رُوئے دیگر نُورِ خود
دوسرے چہرے میں اپنا نور رکھ دیتا ہے

کہ بہ بیند نیم شب ہر نیک و بَد
حتی کہ وہ آدھی رات میں اچھے اور برے کو پہچان لیتا ہے

یوسف و موسیٰ ز حق بُردند نُور
یوسف اور موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے نور حاصل کیا تھا

در رُخ و رُخسار و در ذاتُ الصُّدور
رخ اور رخسار میں اور سینوں والے دل میں

رُوئے موسیٰ بارقے انگیختہ
حضرت موسیٰ کے چہرے سے ایک برق پیدا کرتا تھا

پیشِ رُو اُو تو برہ آویختہ
ان کے چہرے کے سامنے نقاب لٹکا ہوا تھا

نُورِ ۳رُویش آنچناں بُردے بَصَر
ان کے چہرے کا نور اس طرح بینائی کو اچک لیتا

کہ زمرّد ازدو دیدہ مارِ کرَ
جیسا کہ زمرد بھرے سانپ کی دونوں آنکھوں سے

اُو زحق درخواستہ تا توبرہ
انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی تا کہ نقاب

گرددآں نورِ قوی را ساترہ
اس قوی نور کو چھپانے والا بن جائے

تو برہ' گفت از کلیمت ساز ہیں
فرمایا ' نقاب اپنی کملی کا بنا لو ' ہاں

کاں لباسِ عارفے آمد اَمیں
کیونکہ وہ عارف کا لباس ہے

کاں کسیا از نورِ صبرے یافتہ است
کیونکہ اس کملی نے نور سے صبر حاصل کر لیا ہے

نورِ جاں دَر تار و پودش تافتہ است
جان کا نور اس کے تانے اور بانے میں روشن رہا ہے

کملی کا نقاب بنا لیا کرو اس میں یہ طاقت ہے کہ وہ اس نور کا تحمل کر لے گی کوئی کپڑا اس نور کے چھننے کو نہ روک سکے گا۔ عارفے۔ یعنی حضرت موسیٰ۔ کسیا۔ چادر کملی۔ نور۔ حضرت موسیٰ کی کملی ان کے نور کو برداشت کرتی تھی اور اس کا تانا بانا نور سے روشن تھا۔

---

۱ مالک الملک۔ جب خدا جمعیت قلبی عنایت کر دیتا ہے تو شیر گورخروں کے گلے پر حملہ کر دیتا ہے۔ ثرت و مرت۔ تا اور میم کے فتح کے ساتھ روز بروز۔ پُرت۔ پا کے ضمہ کے ساتھ' جا' راستہ سے ہٹ۔ گور۔ گورخر۔ مالک الملک۔ اللہ کی عطا صرف جمعیت قلبی نہیں ہے بلکہ اس کی اور بھی عطایا ہیں۔ یوسفے۔ کوئی حسین۔ مای مزن۔ ابر کا پانی شفاف نہیں ہوتا ہے۔

۲ در رُخے۔ کسی حسین کے رخ میں ستارے کی چمک پیدا فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے ایک شاہ لونڈی کا غلام بن جاتا ہے۔ بنہد۔ حسن ظاہر کے علاوہ حسن باطن عنایت کر دیتا ہے تو وہ بزرگ آدھی رات میں بھی نیک و بد کو پہچان جاتا ہے۔ یوسف و موسیٰ۔ حضرت یوسف کے رخ کا نور مشہور ہے۔ تجلی طور کے بعد حضرت موسیٰ کے چہرے میں بھی ایسا نور پیدا ہو گیا تھا جس کو دیکھنے کی ہر شخص تاب نہ لاتا تھا۔ ذات الصُّدور۔ قلب۔ روی۔ حضرت موسیٰ کے منہ پر ایسی چمک تھی کہ کوئی اس کو دیکھ نہ سکتا تھا اس لئے انہوں نے منہ پر نقاب ڈالنا شروع کر دیا تھا۔ بارق' برق۔ چمک۔ توبرہ۔ یعنی نقاب۔

۳ نور رویش۔ حضرت موسیٰ کے چہرے کا نور دیکھنے سے آنکھیں اندھی ہو جاتی تھیں۔ زمرد۔ زمرد پتھر پر اگر سانپ کی نظر پڑ جائے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے یہ ایک مشہور بات ہے۔ مار کر۔ سانپ کی ایک قسم بہری ہے جس کا زہر قاتل ہے۔ ساترہ۔ چھپانے والی۔ تو برہ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے جواب میں فرمایا کہ اپنی

جُز چنیں خرقہ نخواہد شُد صِواں [1] — نُورِ مارا بَر نتابد غیرِ آں
اس کملی کے سوا کوئی محافظ نہیں ہو سکتا — اس کے سوا ہمارے نور کو برداشت نہیں کر سکتا

کوہِ قاف از پیش آید بہرِ سَدّ — ہمچو کوہِ طور نورش بَر دَرَد
اگر روک کے لئے کوہ قاف سامنے آ جائے — نور اس کو کوہ طور کی طرح پھاڑ دے

از کمالِ قدرت ابدانِ رجال — یافت اندر نُورِ بیچوں اِحتمال
قدرت کے کمال کی وجہ سے مردان خدا کے جسموں نے — بے کیف نور میں تحمل پایا ہے

آنچہ طورش برنتابد ذرّۂ — قدرتش جا سازد از قارورۂ
جس کے ذرے کو طور نہ برداشت کرے — قدرت ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنا دیتی ہے

آنچہ طورش بر نتابد اے کیا — قدرتش اندر زُجاجے ساخت جا
اے پاکیزہ! جس کو طور نہ برداشت کر سکا — قدرت نے ایک شیشہ میں اس کی جگہ بنادی

گشت [2] مشکوٰۃ زجاجی جایِ نور — کہ ہمی دَرّد ز نورِ آں قاف وطور
شیشے والا طاقچہ نور کی جگہ بن گیا — کہ جس کے نور سے کوہ قاف اور طور ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے

جسمِ شاں مشکوٰۃ داں دلشاں زجاج — تافتہ بر عرش و افلاک ایں سراج
ان کے جسم کو طاقچہ اور ان کے دل کو شیشہ سمجھ — یہ چراغ عرش اور آسمان پر روشن ہوا

نورِ شاں حیرانِ ایں نُور آمدہ — چوں ستارہ زیں ضُحیٰ فانی شدہ
ان کا نور اس نور سے حیران ہو گیا — ستارے کی طرح اس پاشت کے دھت سے غائب ہو گیا

زیں حکایت کرد آں ختمِ رُسل — از ملیکِ لَا یَزَالُ لَمْ یَزَل
رسولوں کے خاتم نے اسی سے یہ حکایت کی ہے — شہنشاہ ابدی اور ازلی سے

کہ نگنجیدم دَر افلاک و خَلا — در عقول و در نفوسِ باعُلا
کہ میں آسمانوں اور فضا میں نہیں سماتا ہوں — علوی عقلوں میں اور نفوس میں

در دلِ مُومن بگنجیدم چو ضیف — بے زچوں و بے چگونہ بے زکیف
مومن کے دل میں مہمان کی طرح سما گیا ہوں — بغیر چوں اور بغیر چگون اور بغیر کیف کے

تا بدلالی آں دل فوق و تحت — یابد از من پادشاہیہائے بخت
تاکہ اس دل کے واسطہ سے اوپر اور نیچے — مجھ سے نصیبہ کی بادشاہیاں حاصل کریں

[1] صِواں۔ جامہ دان۔ کوہ قاف۔ کوہ قاف جو کوہ طور سے بڑا مانا جاتا ہے وہ رکاوٹ بنے گا تو کوہ طور کی طرح پارہ پارہ ہو جائے گا۔ از کمال۔ اللہ تعالیٰ کا کمال قدرت ہے کہ اس نے قلب مومن میں اس نور کے تحمل کی طاقت پیدا کر دی ہے۔ قارورۂ۔ شیشہ یعنی قلب۔ کے۔ پاکیزہ۔ زُجاج۔ شیشہ یعنی قلب۔

[2] گشت۔ قرآن پاک میں ہے مثل نورہ مشکوٰۃ فیھا مصباح المصباح فی زجاجۃ۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہے کہ ایک طاقچہ ہو جس میں چراغ ہے وہ چراغ شیشہ میں ہے مولانا نے طاقچہ سے مومن کا جسم مصباح سے نور حق اور زجاجہ سے قلب مومن مراد لیا ہے۔ تافتہ۔ مرد کامل جبکہ تخلیق عالم کا سبب ہے تو گویا وہ عرش و افلاک کے نور کا واسطہ ہے۔ نورشاں۔ زمین و آسمان کا نور قلب مومن کے نور سے حیران ہے اور اس کے مقابلہ میں مضمحل ہے۔ زیں۔ چونکہ عرش و افلاک پر نور قلب مومن کے واسطہ سے ہے اسی لئے اس حدیث قدسی میں یہ مضمون آیا ہے جو آئندہ اشعار میں مذکور ہے۔

[3] کہ نگنجیدم۔ یہ اس حدیث قدسی کا مفہوم ہے جو صوفیوں میں مشہور ہے۔ خلا۔ یعنی آسمانوں کے اوپر۔ باعلا۔ علوی ضیف مہمان محترم ہوتا ہے۔ بے زچوں۔ اس نور حق کا قلب سے تعلق بے کیف ہے ایسا نہیں ہے جیسا کہ مظروف کا ظرف سے ہوتا ہے۔ تابدلالی۔ اس قلب کے واسطے اور دلالی سے علوی اور سفلی مجھ سے فیض حاصل کریں۔

بے[1] چنیں آئینہ ایں خوبیٔ مَن — برنتابدے نے زمین ونے زَمَن
ایسے آئینہ کے بغیر میرے اس محسن کو — کوئی برداشت نہ کر سکتا تھا نہ زمین اور نہ زمانہ

بَردو کون اسپ ترحّم تاختیم — پَس. عریض آئینۂ برساختیم.
ہم نے دونوں جہان پر رحم کا گھوڑا دوڑا دیا — پھر ہم نے بہت وسیع آئینہ بنالیا

ہر دَمے زیں آئینہ پنجاہ عُرس — بنگر آئینہ وَلے شرحش مپُرس
ہر وقت اس پچاس شادیوں والے آئینہ سے — آئینہ کو دیکھ لیکن اس کی شرح نہ پوچھ

حاصل آں کز بسِ خویشش پردہ ساخت — کہ نفوذِ آں قمر رامی شناخت
خلاصہ یہ ہے کہ ان موسیٰ نے اپنے لباس سے نقاب بنالیا — کیونکہ وہ اس چاند کے نفوذ کو پہچانتے تھے

گر بُدے پَردہ ز غیر لبُسِ اُو — پارہ گشتے گر بُدے کوہِ دو تُو
اگر ان کے لباس کے سوا کا نقاب ہوتا — ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا' اگر دو گونے پہاڑ کا ہوتا

زاہنیں[2] دیوارہا نافذ شُدے — توبرہ بانورِ حق چہ فن زدے.
لوہے کی دیواروں سے پار ہو جاتا — نقاب اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے کیا ہنر دکھاتا

گشتہ بُود آں توبرہ صاحب تقے — بُود وقتِ شور خرقۂ عارفے
وہ نقاب شورش عشق کا ساتھی رہا تھا — وہ شورش کے وقت ایک عارف کا خرقہ تھا

گشتہ بُود آں توبرہ ستّارِ نُور — زانکہ بُود از خرقۂ یک با حضور
وہ نقاب نور کا پردہ پوش رہا تھا — کیونکہ وہ ایک حاضر باش کی کفنی (کا جزو) تھا

زاں شود آتش رہینِ سوختہ — کوست با آتش زپیشِ آموختہ
آگ اسی لئے سوختہ کی مرہون ہوتی — کیونکہ وہ پہلے سے آگ سے سدھا ہوا ہے

وز ہَوای و عشقِ آں نورِ رشاد — خود صفورا ہر دو دیدہ باد داد
اس ہدایت کے نور کے عشق و محبت سے — خود (حضرت) صفورا نے دونوں آنکھیں برباد کر دیں

اوّلاً[3] برَست یک چشم و بدید — نورِ رُوئے اُووآں چشمکش پرید
پہلے ایک آنکھ بند کی اور دیکھا — ان کے چہرے کا نور اور ان کی وہ آنکھ غائب ہو گئی

بعدازاں صبرش نماند وآں دگر — برکشادو کرد خرجِ آں قمر
اس کے بعد ان کو صبر نہ رہا اور دوسری — کھول دی اور اس چاند پر خرچ کر دی

ہمچناں مردِ مجاہدناں دہد — چوں بروزد نورِ طاعت جاں دہد
اسی طرح مجاہد آدمی روشنی دیتا ہے — جب اس پر اطاعت کا نور حملہ کرتا ہے جان دے دیتا ہے

[1] بے چنیں۔ قلب مومن کے واسطے کے بغیر علوی اور سفلی میری تجلی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ برد ور کون۔ قلب مومن کو آئینہ تجلیات بنا دینے میں اللہ کا بڑا کرم ہے۔ عریض آئینہ۔ یہ قلب مومن کی وسعت کی طرف اشارہ ہے۔ مصرع سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے۔ ہر دمے۔ اس آئینہ کے احوال کا اجمالی ذکر سن لے تشریح میں نہ جا۔ حاصل بات کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کے بعد جب حضرت موسیٰ نے اپنی کملی کو نقاب بنالیا چونکہ ان کو معلوم تھا کہ اور کوئی چیز اس نور کے نفوذ کو نہ روک سکے گی۔ گر بدے۔ پہاڑ کا دوگنا حجم بھی ہو تو وہ اس نور کی تجلی سے پارہ پارہ ہو جائے۔

[2] زاہنیں۔ وہ نور حق لوہے کی دیواروں کو بھی پار کر جاتا ہے۔ گشتہ۔ حضرت موسیٰ کی کملی نے عشق کی حرارت اور شورش کو برداشت کیا تھا۔ عارف۔ حضرت موسیٰ با حضور۔ یعنی قرب الٰہی۔ سوختہ۔ وہ کپڑا جس کے ذریعہ آگ سلگائی جائے۔ صفور۔ حضرت موسیٰ کی زوجہ مطہرہ۔

[3] اولاً۔ حضرت صفورا نے پہلے ایک آنکھ بند کر کے ایک آنکھ سے اس نور کو دیکھا تو وہ آنکھ جاتی رہی۔ بعدازاں۔ پھر دوسری آنکھ سے دیکھا وہ بھی جاتی رہی۔ ہمچناں۔ مجاہدہ کرنے کا پہلا درجہ لذتوں کو ترک کرتا ہے پھر جب محبت کا غلبہ ہوتا ہے تو جان کو فنا کر دیتا ہے اور مقام فنا میں پہنچ جاتا ہے۔

کس زنے گفتش ز چشم عبہری ۱ | کہ ز دستت رفت حسرت میخوری
ان سے ایک عورت نے کہا' نرگسی آنکھوں سے | جو تمہارے ہاتھ سے چلی گئیں' تم حسرت کرتی ہو؟

گفت حسرت میخورم کہ صد ہزار | دیدہ بودے تا ہمی کردم نثار
انہوں نے کہا' مجھے حسرت ہے کہ ایک لاکھ | آنکھیں ہوتیں تاکہ میں نثار کر دیتی

روزن چشمم زمہ ویراں شدست | لیک مہ چوں گنج در ویراں شدست
میری آنکھ کا دریچہ' چاند سے ویران ہوا ہے | لیکن چاند خزانہ کی طرح ویرانہ میں آ گیا ہے

کے ۲ گذارد گنج کایں ویرانہ اَم | یاد آرد از رواق و خانہ اَم
خزانہ کب موقع دے گا کہ یہ میرا ویرانہ | میرے محل اور گھر کو یاد کرے؟

حق شنید ایں زود چشمم باز داد | دید موسیٰ راز نورش ساز داد
اللہ تعالیٰ نے یہ سنا فوراً میری آنکھیں لوٹا دیں | حضرت موسیٰ کے دیدار کے لئے ان کے نور سے سامان پیدا

از نظر آں نور رُو پنہاں نشد | از خزینہ خاص بُد ویراں نشد
وہ نور' ان کی نظر سے غائب نہ ہوا | خاص خزانہ کا تھا' ویران نہ ہوا

تُو رُوی یوسفی وقت عبور | می فتادے در شباک و در قصور
حضرت یوسف کے چہرے کا نور گزرتے وقت | جالیوار اور محلات پر پڑتا تھا

پس بگفتندے درونِ خانہ در | یوسفست ایں سُو بسیراں در گذر
لوگ گھر میں کہا کرتے تھے | یوسف اس طرف چلتے ہوئے گزر رہے ہیں

زانکہ بر دیوار دیدندے شعاع | فہم کردندیش اصحابِ بقاع
کیونکہ وہ دیوار پر شعاع دیکھتے تھے | اس کو گھر والے سمجھ جاتے تھے

خانہ ۳ را کش دریچہ ست آں طرف | دارد از سیرانِ آں یوسف شرف
جس گھر کی کھڑکی اس طرف ہے | اس یوسف کے چلنے سے شرف رکھتا ہے

ہیں دریچہ سوی یوسف باز کن | وز شکافش فرجہ آغاز کن
ذرا یوسف کی جانب کھڑکی کھول دے | اس کے شگاف سے تفریح شروع کر

عشق درزی آں دریچہ گردن ست | کز جمال دوست سینہ روشن ست
عشق کی کھڑکی وہ کھڑکی ہوتی ہے | کیونکہ دوست کے حسن سے سینہ روشن ہے

۱ عبہری۔ نرگس کی دو قسم جس کا پھول درمیان میں سے زرد ہوتا ہے اور درمیانی حصہ کالا ہو تو وہ شہلا کہلاتی ہے۔ گفت۔ حضرت صفورا نے فرمایا حسرت تو اس کی ہے کہ لاکھوں آنکھیں کیوں نہ ہوئیں کہ ان سب کو قربان کر دیتی۔ روزن۔ اگرچہ میری آنکھ کا دریچہ ویران ہو گیا اور اس میں بصارت نہ رہی لیکن اب اس ویرانہ میں اس حسن کا دفینہ ہے۔

۲ کے گذارد۔ اب میں اس خزانہ کی وجہ سے پورے جسم سے بے نیاز ہوں۔ حق۔ حضرت صفورا کی یہ گفتگو حضرت حق کو پسند آئی اور اس نے ان کی آنکھیں فوراً لوٹا دیں اپنا نور عنایت کر دیا جس سے وہ حضرت موسیٰ کا دیدار کر سکیں۔ از نظر۔ اب وہ نور چونکہ نور خداوندی تھا اس لئے اس نے اس جمال موہوی کو برداشت کر لیا۔ نور روی یوسفی۔ حضرت موسیٰ کے بیان سے فارغ ہو کر حضرت یوسف کے جمال کا ذکر یوسف ۔ جمال کا ذکر شروع کیا ہے۔ شباک۔ جالی۔ پس۔ جب نور جالیوں سے گزرتا تو گھر والے سمجھ جاتے تھے کہ حضرت یوسف ادھر سے گزر رہے ہیں۔ بقاع۔ بقعہ کی جمع ہے مکان۔

۳ خانہ۔ اب یہاں سے محبوب حقیقی کی تجلی کا ذکر شروع کیا ہے یعنی جس دل کا دریچہ محبوب حقیقی کی جانب کھلا ہوتا ہے وہ اس محبوب حقیقی کی تجلیات سے فیض یاب ہوتا ہے ایں۔ انسان کو اول اپنی کھڑکی حضرت حق تعالیٰ کی جانب کھولنی چاہیے پھر عالم ملکوت کی سیر اور تفریح کرنی چاہیے۔ عشق۔ کھڑکی کھولنے کا مطلب یہ ہے کہ اس سے عشق ہو۔

پس[1] ہمارہ روئے معشوقہ نگر
ہمیشہ معشوقہ کا رخ دیکھتا رہ

ایں بدستِ تست بشنو اے پسر
اے بیٹا! سن لے یہ تیرے قبضہ میں ہے

راہ کن در اندر ونہا خویش را
اپنے باطنوں میں راستہ بنا

دور کن ادراکِ غیر اندیش را
دوسرے کو سوچنے والے احساس کو دور کر دے

کیمیا داری دوائے پوست کن
تو کیمیا رکھتا ہے' کھال کا علاج کر لے

دشمناں رازیں صناعت دوست کن
اس ہنر سے' دشمنوں کو دوست بنا لے

چوں شدی زیبا بداں زیبا رسی
جب تو حسین ہو جائے گا اس حسین تک پہنچ جائے گا

کہ رہاند روح را از بیکسی
جو روح کو بیکسی سے چھڑا دیتا ہے

پرورش[2] مر باغِ جانہا را نمش
جانوں کے باغ کی اس کی نمی سے پرورش ہے

زندہ کردہ مُردۂ غم را دمش
غم کے مارے ہوئے کو اس کے دم نے زندہ کر دیا ہے

نے ہمہ مُلکِ جہانِ دُوں دہد
صد ہزاراں مُلکِ گونا گوں دہد
سرف یہ نہیں ہے کہ وہ کمتر جہان کا ملک عطا کرتا ہے
بلکہ لاکھوں قسما قسم ملک عطا کرتا ہے

برسرِ مُلکِ جمالش داد حق
مُلکتِ تعبیر بے درس و سبق
ان کے حسن کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی
تعبیر کی مملکت' بغیر درس اور سبق کے

مُلکتِ حسنش سُوئے زنداں کشید
مُلکتِ علمش سُوئے کیواں کشید
حسن کی مملکت نے ان کو قید خانہ کی جانب کھینچا
علم کی مملکت ان کو زحل کی جانب لے گئی

شہ[3] غلام اُو شُد از علم و ہُنر
مُلکِ علم از مُلکِ حُسن آسودہ تر
علم اور ہنر کی وجہ سے بادشاہ ان کا غلام بنا
علم کی مملکت حسن کی مملکت سے زیادہ اچھی؟

رجوع بحکایتِ آں شخصِ وام کردہ' و آمدنِ اُو بامید
قرض لئے ہوئے شخص کی حکایت کی طرف رجوع اور اس کا محتسب کی
عنایتِ آں محتسب سُوئے تبریز
مہربانی کی امید پر تبریز کی جانب آنا

آں غریبِ ممتحن از بیمِ وام
وہ مصیبت کا مارا پردیسی قرض کے ڈر سے
در رہ آمد سُوئے آں دارالسّلام
اس دارالسلام کی جانب' راستہ میں آیا

شُد سُوئے تبریز و کوئے گلستاں
تبریز اور گلستان کے کوچہ کی طرف چلا
خفتہ اُمیدش فرازِ گل ستاں
اس کی امید پھولوں کی سیج پر چت لیٹی تھی

[1] پس ہمارہ۔ اس طور پر تو معشوق حقیقی کا مشاہدہ کر سکے گا یہ تیری اختیاری بات ہے۔ راہ کن۔ النفس میں جو آیات الٰہیہ ہیں ان پر غور کر اور غیر اللہ کے خیال کو دور کر دے۔ کیمیا۔ معشوق حقیقی کی طرف دریچہ کھولنا ایسی کیمیا ہے کہ تو اس سے نفسانی رذائل دور کر سکتا ہے اور دشمنوں یعنی شیطان وغیرہ کو رام کر سکتا ہے۔ چوں شدی۔ جب تو کھال کا علاج کر کے حسین بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے دربار میں پہنچ جائے گا کیونکہ وہ جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے اور پھر وہ تیری روح کو بیکسی سے نجات دیدیگا۔

[2] پرورش۔ اس کی رحمت کی ادنیٰ بارش تیری روح کے باغ کو شاداب کر دے گی اور تیری مردگی دور کر دیگی۔ نے ہمہ۔ اس کی عطا صرف دنیا کی دولتیں نہیں ہیں وہ اس طرح کی صدہا سلطنتیں عطا کر دیتا ہے۔ برسر۔ حضرت یوسف کو اللہ تعالیٰ نے صرف حسن کی سلطنت ہی نہیں خواب کی تعبیر کی مملکت بھی عطا کی تھی۔ مملکت۔ ان کا حسن قید خانہ کا سبب بنا اور خواب کی تعبیر کا علم بلندی اور زحل پر لے گیا شاہ مصر نے ان کو مقرب بنایا۔

[3] شہ غلام۔ شاہ مصر ان کا فرمانبردار بن گیا معلوم ہوا کہ علم کی سلطنت زیادہ آرام دہ ہے۔ آں غریب۔ وہ پردیسی مقروض عطا حاصل کرنے کے لئے تبریز کی جانب روانہ ہوا۔ دارالسلام۔ یعنی تبریز۔ ستاں۔ چت لیٹنا۔

زد [1] از زد ازا لملک تبریز سنی — بر اُمیدش روشنی بر روشنی
چمکدار ' پائے تخت تبریز سے پڑی — اس کی امید پر روشنی پر روشنی

جانش خنداں شُد ازاں روضہ رجال — از نسیم یوسف و مصرِ وصال
اس باغ مردان سے اس کی روح خوش ہو گئی — یوسف کی نسیم اور وصال کے مصر سے

گفت یَاحَادِیْ اَنِخ لِیْ نَاقَتِیْ — جاء اِسْعَادِیْ و طَارَتْ فَاقَتِیْ
بولا اے حدی خواں میری اونٹنی بٹھا دے — میری کامیابی آ گئی اور میرا عاقہ اڑ گیا

اُبْرُکِیْ یَانَا قَتِیْ طَابَ الْاُمُوْر — اِنَّ تَبْرِیْزًا مُنَاجَاتُ الصُّدُوْر
اے میری اونٹنی بیٹھ جا ' کام خوب ہو گئے — بیشک تبریز سینوں کی گفتگو کی جگہ ہے

اِسْرِحِیْ یَا نَا قَتِیْ حَوْلَ الرِّیَاض — اِنَّ تَبْرِیْزًا لَّنَا نِعْمَ الْمَفَاض
اے میری اونٹنی باغوں کے گرد چرتی رہ — بیشک تبریز ہمارے لئے بہترین فیض کی جگہ ہے

ساربانا [2] بار بکشا ز اشتراں — شہر تبریزست و کوئے دلستاں
اے ساربان' اونٹوں سے سامان کھول دے — شہر تبریز ہے اور محبوب کا کوچہ ہے

فرِّ فردوسی ست ایں فالیز را — شعشعہ عرشی ست ایں تبریز را
اس چمن کے لئے جنت کی سی شان ہے — اس تبریز کے لئے عرشی نور ہے

ہر زمانے موجِ رُوح انگیز جاں — از فرازِ عرش بر تبریاں
ہر وقت جان کی روح انگیز موج ہے — تبریز والوں پر عرش کے اوپر ہے

چوں وثاقِ محتسب جست آں غریب — خلق گفتندش کہ بگذشت آں حبیب
جب اس پردیسی نے محتسب کا مکان ڈھونڈا — لوگوں نے کہا وہ محبوب گزر گیا

اُو پریر از دارِ دنیا نقل کرد — مَردوزن از واقعہ اُو رُوی زرد
وہ پرسوں دار دنیا سے انتقال کر گیا — مردوزن اس کے حادثہ سے زرد رو ہیں

رفت آں طاؤسِ عرشی سُوئے عرش — چوں رسید از ہاتفانش بُوئے عرش
وہ عرشی موز عرش کی جانب چلا گیا — جبکہ اس کے پاس ہاتفوں سے عرش کی خوشبو پہنچی

سایہ [3] اَش گرچہ پناہِ خلق بُود — در نور دید آفتابش زُود زُود
اس کا سایہ اگرچہ لوگوں کی پناہ تھا — اس کو سورج نے جلد جلد لپیٹ دیا

راند اُو کشتی ازیں ساحل پریر — گشتہ بُود آں خواجہ زیں غمخانہ سیر
اس نے پرسوں اس ساحل سے کشتی روانہ کر دی — وہ خواجہ اس غمکدے سے سیر ہو گیا تھا

[1] زد۔ تبریز سے اس کی بہت سی امیدیں وابستہ تھیں۔ سنی۔ روشن۔ روضہ۔ یعنی تبریز۔ رجال۔ یعنی عطا کے طلب گار۔ یوسف ۔ یعنی محتسب۔ مصر۔ مصر وصال' مصر میں حضرت یعقوب کا حضرت یوسف کے وصل ہوا تھا یہاں تبریز مراد ہے۔ حادی۔ اونٹ کو تیز چلانے کے لئے حدی کے اشعار پڑھنے والا۔ مُناجات الصُّدُور ۔ یہی وہ جگہ ہے جس کے بارے میں میں' دل دل میں باتیں کیا کرتا تھا۔

[2] ساربان۔ اونٹ والا۔ فالیز۔ ھیت۔ شعشعہ۔ چمک۔ وثاق۔ گھر۔ بگذشت۔ یعنی دنیا سے گذر گیا۔ آں حبیب۔ محتسب۔ پریر۔ پرسوں طاؤس عرشی۔ یعنی محتسب۔

[3] سایہ اس۔ محتسب کی ذات سے مخلوق کو راحت تھی۔ تتاب۔ یعنی موت۔ منیر۔ اب محتسب دنیا کی زندگی سے اکتا گیا تھا۔

نعرہ ۱ زد مرد و بیہوش اُوفتاد — گویا او نیز درپے جاں بداد
اس شخص نے نعرہ اور بیہوش ہو کر گر پڑا — گویا اس نے بھی اس کے پیچھے جان دیدی

پس گلاب و آب بر رُویش زدند — ہمرہاں بر حالتش گریاں شُدند
لوگوں نے اس کے منہ پر گلاب اور پانی چھڑکا — ساتھی اس کی حالت پر رونے لگے

تا بشب بیخویش بُود و بعدازاں — نیم مُردہ باز گشت از غیب جاں
وہ رات تک بے ہوش تھا اور اس کے بعد — جان ' غیب سے نیم مردہ واپس ہوئی

باخبر شُدنِ آں غریب از وفاتِ آں محتسب و استغفارِ

اس پردیسی کا محتسب کی وفات سے باخبر ہونا اور اس کا مخلوق پر

اُو از اعتماد بر مخلوق و تعویل بر عطائے مخلوق و یادِ

بھروسہ کرنے اور مخلوق کی عطا پر اعتماد کرنے سے استغفار پڑھنا اور

نعمت ہائے حق سبحانہ و تعالیٰ کردن و انابت بحق از

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرنا اور اپنے قصور سے اللہ تعالیٰ

جُرم خود ثُمَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِرَبِّھِمْ یَعْدِلُوْنَ

کی طرف رجوع کرنا ' پھر وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اپنے رب کا مثل قرار دیتے ہیں

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ قَضٰی اَجَلاً

وہ وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر ایک مدت مقرر کی

چوں ۲ بہُوش آمد بگفت اے کردگار — مُجرمم بُودم بخلق اُمیدوار
جب وہ ہوش میں آیا بولا ' اے خدا! — میں قصور وار تھا کہ مخلوق سے امیدوار ہوں

گرچہ خواجہ بس سخاوت کرد و جُود — ہیچ آں کفوِ عطائے تو نبُود
اگرچہ خواجہ نے بہت جود و سخا کی — کچھ بھی وہ تیری عطا کا ہمسر نہ تھا

اُو کُلہ بخشید و تو سَر پُر خرد — اُو قبا بخشید و تُو بالا وقد
اس نے ٹوپی دی اور تو نے عقل بھرا سر — اس نے قبا بخشی اور تو نے قدو قامت

اُو ۳ زرم داد و تُو دست زر شمار — اُو ستورم داد تو عقلِ سوار
اس نے مجھے سونا دیا تو سونا گننے والا ہاتھ — اس نے مجھے سواری دی ' تو نے سوار ہونے والی عقل

خواجہ شمعم داد و تو چشمِ قریر — خواجہ نقلم داد و تُو طعمہ پذیر
خواجہ نے مجھے شمع دی اور تو نے ٹھنڈی آنکھ — خواجہ نے مجھے چبینا دیا اور تو نے کھانے کو قبول کرنے والا

۱ نعرہ۔ محتسب کی موت کی خبر سے یہ مسافر نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ باخبر۔ جب اس مسافر کو ہوش آیا تو یہ بھی ہوش آیا کہ غیر اللہ پر بھروسہ کرنا غلطی تھی اور وہ اپنی غلطی پر نادم ہو کر اللہ کی طرف راجع ہوا۔

۲ چوں بہوش۔ جب اس کو ہوش آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ گرچہ اس نے خدا سے عرض کیا کہ بیشک محتسب بہت سخی تھا لیکن تیری سخاوت کا ہمسر نہ تھا۔ اور خسنب نے ٹوپی دی تو نے سر عنایت کیا اس نے قبا دی تو نے وہ قد و قامت عطا کیا جس سے میں اس قبا سے فائدہ اٹھا سکا۔

۳ او۔ خسنب سونا عطا کیا تو نے وہ ہاتھ عطا فرمایا جس سے میں نے اس کو شمار کیا اس نے سواری دی تو نے عقل دی جس کی وجہ سے میں اس پر سوار ہو سکا۔ خواجہ۔ خسنب نے مجھے شمع دی تو نے وہ آنکھ دی جس کے ذریعہ شمع میرے لئے کارآمد ہوئی۔ قریر۔ ٹھنڈی۔ نقل۔ کھانے کی چیز۔ طعمہ پذیر۔ یعنی معدہ۔

اُو اِ وظیفہ داد تو عمر و حیات — وعدہ اش زر وعدۂ توطیبات
اس نے تنخواہ دی ' تو نے عمر اور زندگی — اس کا وعدہ سونا تھا تیرا وعدہ پاک چیزیں

اُو وُثاقم داد و تو چرخ وزمیں — در وُثاقت اُو وصد چوں اُو سمیں
اس نے مجھے گھر دیا اور تو نے آسمان و زمین — تیرے گھر میں وہ اور اس جیسے سینکڑوں قرنہ ہیں

آنچہ اُو داد اے مَلک ہم از تُو داد — کہ دل و دست وُرا کر دی تُو راد
اے شاہا جو اس نے دیا وہ بھی تیری طرف سے دیا — کیونکہ اسکے ہاتھ اور دل کو تو نے سخی بنایا

زر ازانِ تُست اُو زر نافرید — نان ازآنِ تُست ناں از تش رسید
سونا تیری ملکیت ہے ' اس نے سونا پیدا نہیں کیا — روٹی تیری ملکیت ہے ' روٹی تجھ سے اسے پہنچی

آں سخا و رحم ہم تُو دادیش — کز سخاوت می فزودے شادیش
وہ سخاوت اور رحم بھی تو نے ہی اس کو دیا — کیونکہ سخاوت سے اس کی خوشی میں اضافہ ہوتا ہے

مَن مر اُورا قبلۂ خود ساختم — قبلہ سازِ اصل را انداختم
میں نے اسی کو اپنا قبلہ بنایا — اصل قبلہ ساز کو نظر انداز کیا

ما ۲ کُجا بُودیم کاں دیانِ دیں — عقل می کارید اندر ماوطیں
ہم کہاں تھے کہ وہ حکم کا حاکم — عقل کو پانی اور مٹی میں بو رہا تھا

چوں ہمی کرد از عدم گردوں پدید — دیں بساطِ خاک را می گسترید
جبکہ وہ آسمان کو عدم سے پیدا کر رہا تھا — اس خاک کے بسترے کو بچھا رہا تھا

ز اختراں می ساخت اُو مصباحہا — وز طبائع قفل بامفتاحہا
وہ ستاروں سے چراغ بنا رہا تھا — اور طبیعتوں سے قفل مع کنجیوں کے

اے بسا بنیاد ہا پنہاں وفاش — مُضمَر ایں سقف کرد وایں فراش
اے مخاطب بہت سی چھپی اور کھلی بنیادیں — اس چھت اور اس بستر میں رکھ دی ہیں

آدم اصطرلابِ اوصافِ علوست — وصفِ آدم مظہر آیاتِ اُوست
آدم بالائی اوصاف کا اصطراب ہیں — آدم کا وصف اس کی آیات کا مظہر ہے

ہر چہ ۳ در روے می نماید عکسِ اُوست — ہمچو عکسِ ماہ کاندر آب جُوست
جو اس میں نظر آتا ہے اس کا عکس ہے — جس طرح نہر کے پانی میں چاند کا عکس ہے

بر صُطر لابش نقوشِ عنکبُوت — بہرِ اوصاف ازل دارد ثبوت
اس کے اصطرلاب پر مکڑی کے نقوش ہیں — جو ازلی اوصاف کا ثبوت رکھتے ہیں

---

۱ اُو وظیفہ۔ اس نے تنخواہ دی تو نے زندگی دی جس کے بغیر وہ تنخواہ بیکار ہوتی۔ سمین۔ فربہ۔ توانا۔ آنچہ او۔ پھر جو اس نے دیا اس میں بھی تیرا کرم شامل ہے کیونکہ تو نے ہی اس کو سخی بنایا ہے۔ زر۔ وہ جو کچھ دیتا تھا اس کا نہ تھا تیرا تھا۔ آں سخا۔ اس میں سخاوت کا مادہ تو نے پیدا کیا تھا اس کا سخاوت کر کے خوشی محسوس ہوتی تھی۔ من مر اُورا۔ یہ میری خطا تھی کہ میں نے مکتسب کو قبلہ امید بنایا اور جو اس قبلہ کو بنانے والا ہے اس کو بھلا دیا۔

۲ ما کُجا بُودیم۔ اب اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کا ذکر کیا ہے جو اس کے ساتھ مخصوص ہیں یعنی اللہ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں عقل عنایت کی۔ بساط خاک۔ زمین۔ مصباح۔ چراغ قفل۔ یعنی مشبہات۔ مفتاحہا۔ یعنی اسباب بنیادہا مصنوعات آدم اب ان نعمتوں کا ذکر ہے جو خود انسان کے اندر مضمر ہیں۔ اصطرلاب۔ وہ آلہ ہے جس کے ذریعہ سورج کے فاصلوں وغیرہ کا اندازہ کیا جاتا ہے پہلے مصرع میں انسان کو اسماء الٰہی کا مظہر قرار دیا ہے دوسرے مصرع میں اس کو حقائق کونیہ کا جامع قرار دیا ہے۔

۳ ہر چہ۔ چونکہ انسان اسرار الٰہیہ اور حقائق کا مظہر ہے تو اس میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ خدا کا عکس ہے جس طرح چاند کا عکس دریا کے پانی میں نظر آتا ہے۔ عنکبوت۔ مکڑی اصطرلاب کا پہلا پرت مکڑی کے جالے کی طرح سوراخ دار ہوتا ہے یعنی صفات انسانی اللہ کے صفات کا ثبوت ہیں۔

تازِ اچرخِ غیب وز خورشیدِ رُوح
تاکہ غیب کے آسمان اور روح کے سورج کا

عَنکبوتش درس گوید از شُروح
اس کی مکڑی مع شرحوں کے سبق پڑھائے

عَنکبوت وایں صُطرلابِ رشاد
مکڑی اور یہ رہنمائی کا اصطرلاب

بے منجّم در کفِ عام اُوفتاد
نجومی کے بغیر عوام کے ہاتھ آ گیا

انبیا را داد حق تنجیم ایں
اللہ تعالیٰ نے اس کی منجمی کا حق انبیاء کو دیا ہے

غیب را چشمے بباید غیب بیں
غیب کے لئے غیب کو دیکھنے والی آنکھ چاہیے

درچہ ۲ دنیا فتادند ایں قروں
یہ اہل زمانہ دنیا کے کنویں میں گر پڑے ہیں

عکسِ خود را دید ہر یک چہ دروں
ہر ایک نے کنویں میں اپنا عکس دیکھ لیا ہے

عکس دَرچہ دید و از بیروں ندید
عکس کو کنویں میں دیکھا اور باہر سے نہ دیکھا

ہمچو شیرِ گول کاندرچہ دوید
اس احمق شیر کی طرح جو کنویں میں دوڑ گیا

از بُروں داں ہرچہ دَرچاہت نمُود
جو کچھ تجھے کنویں میں نظر آیا اس کو باہر سے سمجھ

ورنہ آں شیری کہ درچہ شُد فرُود
ورنہ تو وہی شیر ہے جو کنویں میں اترا

بُرد خرگوشیش از رہ کاے فلاں
اس کو خرگوش نے راستہ سے بہکایا کہ اے فلاں!

در تگِ چاہست آں شیرِ ژیاں
وہ غضبناک شیر کنوئیں کی تہہ میں ہے

در رَو اندر چاہ وکیں ازوَے بکش
کنویں میں جا اور اس سے کینہ نکال

چوں ازُو غالب تری سَر برکنش
جبکہ تو اس سے زیادہ غالب ہے اس کا سر اکھاڑ دے

آں مقلّد سُخرۂ خرگوش شُد
وہ مقلد خرگوش کا تابع بن گیا

از خیالِ خویشتن پُرجوش شُد
اپنے خیال سے جوش میں آ گیا

اُو۳ نگفت ایں نقشِ اُو در آب نیست
اس نے یہ نہ کہا کہ عکس ہے اور وہ پانی میں نہیں ہے

ایں بجُز تقلیبِ آں قلّاب نیست
یہ اس پلٹ دینے والے کی پلٹی کے سوا کچھ نہیں ہے

تو ہم از دشمن چو کینے می کشی
تو بھی جب دشمن سے کینہ نکال رہا ہے

اے زبونِ شش غلط در ہر ششی
اے چھ جہات کے تابع تو چھ جہات میں غلط ہے

آں عداوت اندر و عکسِ حق ست
اس میں وہ عداوت اللہ تعالیٰ کا عکس ہے

کز صفاتِ قہر آنجا مُشتق ست
کیونکہ وہاں کے قہر کی صفات سے بنی ہے

۱ تازِ چرخ۔ جس طرح اصطرلاب کے ممکوت سے آسمانوں اور سورج کے احوال معلوم کئے جاتے ہیں اسی طرح انسانی صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کی تشریح کرتی ہیں۔ رشاد۔ نجومیوں کے اصطرلاب سے تو نجومی ہی احوال معلوم کر سکتے ہیں لیکن انسان کے صفات کے ذریعہ عوام بھی صفات خداوندی کا علم حاصل کر سکتے ہیں۔ انبیاء۔ عوام انبیاء کی تعلیم کے واسطہ سے خود یہ علوم حاصل کر سکتے ہیں۔

۲ درچہ۔ اب انسان دوسرے انسان میں جو کچھ سمجھتا ہے اس کو اصل سمجھتا ہے حالانکہ وہ عکس ہے تو انسان کی مثال اس شیر کی سی ہے جو کنویں میں عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ از بروں۔ اگر تو انسان کے فعل کو اصل سمجھے گا تو وہی احمق شیر بنے گا جو عکس پر حملہ آور ہوا تھا۔ برد۔ اس احمق شیر کو خرگوش نے گمراہ کیا تھا اور کہہ دیا تھا کہ کنویں میں غضبناک شیر ہے۔ ادرو۔ کنویں کے اندر جا کر اس سے لے اور اس کا سر اکھاڑ دے۔ آں مقلد۔ وہ بیوقوف شیر اس کے بہکائے میں آ گیا۔

۳ اُو نگفت۔ اس نے یہ نہ کہا کہ یہ تو میرا نقش ہے وہ شیر جو خرگوش بتا رہا ہے پانی میں نہیں ہے۔ ایں۔ یہ تصرف بھی خدائی ہے کہ وہ حقیقت کو نہ سمجھ سکا۔ تو ہم۔ تو بھی دشمن سے دشمنی کرنے میں حقیقت تک نہیں پہنچتا ہے اے زبون شش۔ تو شش جہات کا تابع ہے۔ غلط در ہر ششی۔ اور ہر جہت میں غلطی پر ہے۔ آں عداوت۔ دشمن میں جو بغض و عداوت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی صفت قہر کا عکس ہے کیونکہ وہ اسی صفت قہر سے پیدا ہوئی ہے۔

واں اگنہ دروے ز عکسِ جُرمِ تُست
اور اس میں وہ گناہ تیرے جرم کا عکس ہے

باید آں خُو راز طبعِ خویش شُست
اس عادت کو اپنے مزاج میں سے دھونا چاہیے

خُلقِ زشتت اندر و رُویت نمود
تیرا بُرا اخلاق تجھے اس میں نظر آیا

کہ تُرا اُو صفحہ آئینہ بُود
کیونکہ وہ تیرے لئے آئینہ کی سطح ہو گیا

چونکہ قبحِ خویش دیدی اے حسن
اے بھلے! جبکہ تو نے اپنی برائی دیکھی ہے

اندر آئینہ ' بر آئینہ مَزن
آئینہ میں ' آئینہ کو نہ مار

می ۲ زند برآب استارہ سنی
روشن ستارہ پانی پر پڑ رہا ہے

خاک تو بُر عکسِ اختر میزنی
تو ستارے کے عکس پر ڈالا مار رہا ہے

کایں ستارہ نحس دَرآب آمدست
کہ یہ نحس ستارہ ' پانی میں آ گیا ہے

تا کُند اُو سَعدِ مارا زیردست
تاکہ وہ ہمارے ستارے کو مغلوب کر لے

خاکِ استیلا بریزی برسَرش
غلبہ کی خاک تو اس کے سر پر ڈال رہا ہے

چونکہ پنداری ز شبہہ اخترش
چونکہ تو اس کو شبہ میں ستارہ سمجھتا ہے

عکس پنہاں گشت واندر غیب راند
عکس چھپ گیا اور غائب ہو گیا

تو گماں بُردی کہ آں اختر نماند
تو نے یہ خیال کیا کہ وہ ستارہ نہ رہا

آں ۳ ستارہ نحس ہست اندر سَما
وہ نحس ستارہ آسمان میں ہے

ہم بداں سُو بایدش کردن دَوا
اسی طرف اس کی تدبیر کرنی چاہیے

بلکہ باید دل سُوئے بیسُوئے بَست
بلکہ دل کو بے جہت کی جانب لگانا چاہیے

نحسِ ایں سُو عکسِ نحسِ بیسُوست
اس طرف کی نحوست بے جہت کے سو بالقضا کا عکس ہے

داد ' دادِ حق شناس و بخششش
بخشش کو اللہ تعالیٰ کی بخشش اور عطا سمجھ

عکسِ آں دادست اندر پنج و شش
اسی عطا کا عکس پانچ حواس اور چھ جہات میں ہے

گر بُود ادا خساں افزوں زریگ
اگر کمینوں کی عطا ریت سے بھی زیادہ ہو

تو بمیری واں بماند مُردریگ
تو مر جائے گا اور وہ میراث میں رہ جائے گی

عکسِ آخر چند پاید دَر نظر
آخر عکس کب تک نظر میں ٹھہرے گا

اصل بینی پیشہ کن اے کونگر
اے کج نظر! اصل کو دیکھنے کا پیشہ بنا

حق چو بخشش کرد براہلِ نیاز
اللہ تعالیٰ نے جب نیاز مندوں پر بخشش کی

با عطا بخشید شاں عُمرِ دَراز
عطا کے ساتھ ان کو دراز عمر بخش دی

۱ واں گنہ۔ دشمن جو گناہ کر رہا ہے وہ تیرے کسی جرم کا عکس ہے تو اپنی اس جرم والی عادت کو اپنے اندر سے دھو دے۔ خلق زشتت۔ تیری بری عادت کا دشمن میں عکس ہے۔ چونکہ جب تو نے اس کو اپنی برائی کا عکس سمجھ لیا تو اب دشمن کو جو بمنزلہ آئینہ کے ہے نہ مار۔

۲ می زند۔ تیری مثال یہ ہے کہ کوئی پانی میں ستارے کا عکس دیکھے اور اس پر خاک ڈالے۔ کایں۔ اور یہ کہے کہ یہ ستارہ منحوس ہے اور میرے سعد ستارے کو دبانے آیا ہے۔ خاک۔ تو اس عکس کو منحوس ستارہ خیال کر کے اس پر مٹی ڈال رہا ہے۔ عکس۔ تھوڑی دیر میں عکس غائب ہو گیا تو تو سمجھ کہ ستارہ غائب ہو گیا۔

۳ آں ستارہ۔ جس کو تو اپنے خیال سے منحوس سمجھ رہا ہے وہ ستارہ تو آسمان پر ہے اگر کوئی تدبیر بھی کرنی تھی تو آسمان کی طرف کرنی تھی بلکہ اگر ستارہ کی نحوست سے بچنا تھا تو خدا سے التجا کرنی چاہئے تھی۔ داد۔ جس طرح اشیاء کی نحوست سن جانب اللہ ہے اسی طرح عطا بھی دراصل من جانب اللہ ہے۔ پنج۔ یعنی وہ عطائیں اور نعمتیں جو پانچ حواس اور چھ جہت میں ہیں۔ گر بود۔ انسانوں کی عطا مفید نہیں ہے عارضی ہے۔ عکس۔ عکسوں کو دیکھنا چھوڑ دے اصل پر نظر رکھ۔ حق۔ اللہ تعالیٰ جس کو اعمال صالحہ کی نعمت بخشتا ہے اس کو جنت کی عمر دراز دیتا ہے تاکہ وہ اس سے پورے طور پر نفع اٹھا سکے۔

خالدیں شد نعمت و منعم علیہ
نعمت اور جس پر نعمت ہوتی ہمیشہ رہنے والے بن گئے

محیی[1] الموتیست فاختار وا الیہ
وہ مردے کو زندہ کرنے والا ہے اس سے التجا کرو

دادِ حق باتو در آمیزد چو جاں
اللہ تعالیٰ کی عطا تجھ سے جان کی طرح گھل مل جاتی ہے

آنچنانکہ آں تو باشی و تو آں
اس طرح کہ وہ تو اور تو وہ ہو جاتا ہے

گر نماند اشتہائے نان وآب
اگر پانی اور روٹی کی خواہش نہ رہے

بدہدت بے ایں دو قوتِ مستطات
وہ تجھے ان دونوں کے بغیر پاکیزہ غذا دیتا ہے

فربہی[2] گر رفت حق در لاغری
اگر فربہی جاتی رہی اللہ تعالیٰ لاغری میں

فربہی پنہانت بخشد آں سری
اس جانب کی باطن فربہی عطا کر دیتا ہے

چوں پری را قوت از بومی دہد
جس طرح جن کو بو سے روزی دے دیتا ہے

ہر ملک را قوتِ جاں اومی دہد
ہر فرشتہ کو جان کی غذا وہ دیتا ہے

جاں چہ باشد کہ تو سازی زو سند
جان کیا ہوتی ہے کہ اس کا سہارا ڈھونڈتا ہے؟

حق بعشقِ خویش زندت می کند
اللہ تعالیٰ اپنے عشق سے تجھے زندہ کر دیتا ہے

زو حیاتِ عشق خواہ و جاں مخواہ
اس سے عشق کی زندگی چاہ اور جان نہ چاہ

تو ازوآں رزق خواہ و ناں مخواہ
تو اس سے وہ رزق چاہ اور روٹی نہ چاہ

خلق[3] را چوں آب داں صاف وزلال
مخلوق کو پانی کی طرف صاف اور تیز سمجھ

اندراں تاباں صفاتِ ذوالجلال
اس کے اندر اللہ ذوالجلال کی صفتیں روشن ہیں

علم شاں وعدلِ شاں ولطفِ شاں
ان کا علم اور ان کا عدل اور ان کی محبت

چوں ستارہ چرخ درآب رواں
رواں پانی میں آسمان کے ستارے کی طرح ہیں

پادشاہی زیبد آں خلاق را
بادشاہی ' اسی خلاق کو زیب دیتی ہے

پادشاہاں جملگی عاجز وُرا
سب بادشاہ اس کے سامنے عاجز ہیں

پادشاہاں مظہرِ شاہیِ حق
بادشاہ اللہ کی شاہی کے مظہر ہیں

فاضلاں مرآتِ آگاہیِ حق
عالم فاضل لوگ اللہ کے علم کا آئینہ ہیں

قرنہا بگذشت وایں قرنِ نویست
زمانے گذر گئے اور یہ نیا زمانہ ہے

ماہ آں ماہ است آب آں آب نیست
چاند وہی چاند ہے ' پانی وہ پانی نہیں ہے

عدل آں عدل ست فضل آں فضل ہم
عدل وہ عدل ہے ' فضل وہی فضل ہے

لیک مستبدل شد آں قرن واُمم
لیکن وہ زمانہ اور لوگ بدل گئے

[1] محیی۔ اللہ کی شان مُردوں کو زندہ کرنا ہے تو وہ اور زندگی بخشتا بھی ہے' اس کی طرف پناہ پکڑنی چاہیے۔ داد حق۔ خدا جب عطا کرتا ہے تو وہ عطا جان کا جزو بن جاتی ہے۔ گر نماند۔ اس کی عطا کا یہ حال ہے کہ اگر کثرت ذکر و تخیل سے روٹی پانی کی طرف رغبت نہ رہے تو وہ روحانی غذا عطا فرما دیتا ہے۔

[2] فربہی۔ اگر جسمانی فربہی نہیں رہتی تو وہ روحانی فربہی عطا فرما دیتا ہے۔ چوں پری۔ روحانی روزی پر تعجب نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ جنوں کا پیٹ خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ ہر ملک۔ فرشتوں کو عبادت سے غذا حاصل ہو جاتی ہے۔ جاں۔ حیات کا مدار صرف جان پر نہیں ہے اللہ تعالیٰ عشق کو وجہ حیات عطا فرما دیتا ہے۔ زو۔ اللہ تعالیٰ سے اس زندگی کی درخواست کر جس کا مدار عشق پر ہے۔

[3] خلق۔ اب پھر مخلوق کے مظہر ہونے کا بیان ہے۔ علم۔ انسانوں کی جملہ صفات اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہیں۔ پادشاہی۔ اصل بادشاہی بھی اللہ تعالیٰ کی ہے یہ بادشاہ اس کا مظہر ہیں۔ فاضلاں۔ جو علم و فضل والے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ کا آئینہ ہیں۔ قرنہا۔ یہ مظاہر بدلتے رہتے ہیں اور ظاہر وہی ہے۔ عدل۔ عدل صفت خداوندی ہے اور عدل ابدی ہے مظاہر بدلتے رہتے ہیں۔

قَرنہا بر قَرنہا رفت اے ہُمام
اے سردار! قرنوں پر قرن گذر گئے

ایں مَعانی برقرار و بَر دوام
یہ معانی برقرار اور دوام پر ہیں

آب مُبدَل شد دریں جُو چند بار
اس نہر میں پانی چند بار تبدیل ہوا

عکسِ ماہ و عکسِ اختر برقرار
چاند کا عکس اور ستارے کا عکس برقرار ہے

پَس بناش نیست برآبِ رَواں
کیونکہ اس کی بنیاد رواں پانی پر نہیں ہے

بلکہ بر اقطارِ عرضِ آسماں
بلکہ آسمان کے عرض کے اطراف پر ہے

ایں صفتہا چوں نجوم معنویست
یہ صفتیں، معنوی ستاروں کی طرح ہیں

دانکہ بر چَرخِ مَعانی مُستویست
جان لے، معانی کے آسمان پر قائم ہیں

خُوبرو ۲ یاں آئینہ خوبی اُو
حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں

عشقِ ایشاں عکسِ مطلوبی اُو
اس کا عشق اس کی معشوقیت کا عکس ہے

ہم باصلِ خود رَوَد ایں خَدّ وخال
یہ خدوخال اپنی اصل کی طرف چلے جاتے ہیں

دائما درآب کے ماند خیال
عکس پانی میں ہمیشہ کب رہتا ہے؟

جملہ تصویرات عکسِ آبجُوست
سب صورتیں، نہر کے پانی کا عکس ہیں

چوں بمالی چشمِ خودخود جملہ اُوست
جب تو اپنی آنکھ مل لے گا تو سب خود وہی ہے

باز عقلش گفت بگذار ایں حَوَل
پھر اس کی عقل نے کہا اس بھینگے پن کو چھوڑ

خَل دوشاب ست دوشاب ست خَل
سرکہ شیرہ ہے اور شیرہ سرکہ ہے

خواجہ ۳ راچوں غیر گفتی از قصُور
اگر کوتاہی سے تو نے خواجہ کو غیر کہا ہے

شرم دار اے اَحول از شاہِ غیور
اے بھینگے! غیرت مند شاہ سے شرم کر

خواجہ را گو در گزشت ست از اثیر
خواجہ کو جو کرہ ناری سے گزر گیا

جنسِ ایں مُوشانِ تاریکی مگیر
اندھیری کے ان چوہوں کی جنس نہ سمجھ

خواجہ راجاں بیں مَبیں جسم گراں
خواجہ کو جان سمجھ، بھاری جسد نہ سمجھ

مَغز بیں اُورا مبینش استخواں
گودا سمجھ، اس کو ہڈی نہ سمجھ

خواجہ را از چشمِ ابلیسِ لَعیں
خواجہ کو ملعون شیطان کی نظر سے

مَنگر و نسبت مکُن اُورا بطیں
نہ دیکھ، اور اس کی نسبت مٹی کی جانب نہ کر

ہمرہِ خورشید را شپَر مخواں
سورج کے ساتھی کو چمگادڑ نہ کہہ

آنکہ اُو مسجود شُد ساجد مداں
جو مسجود ہو گیا اس کو سجدہ کرنے والا نہ جان

---

۱ قرنہا۔ صفات قدیم اپنی جگہ پر ہیں اور نہ ٹلتی رہا ہے۔ آب۔ مظاہر بدل رہے ہیں اور ظاہر قائم ہے۔ پس۔ اس ستارے کی بنیاد پانی پر نہیں ہے آسمان پر ہے۔ ایں صفتہا۔ صفات کا تعلق بھی ذات باری سے ہے۔ چرخ معانی۔ ذات باری تعالیٰ

۲ خوبرویاں۔ حسین اس کے حسن کا آئینہ ہیں اور انسانوں میں عشق اس کے عشق کا عکس ہے۔ ہم۔ حسینوں کا حسن ڈھل جاتا ہے اور اصل کی طرف حسن واپس ہو جاتا ہے۔ چوں بمالی۔ جب صحیح نظر پیدا کرلو گے تو معلوم ہوگا کہ "ہمہ اوست" باز عقلش۔ پہلے اس غریب الوطن نے خواجہ مرحوم اور حضرت حق کو مغائر سمجھا تھا پھر اس کی عقل نے اس کو کہا یہ بھینگا پن چھوڑ اور خواجہ اور حق تعالیٰ کی مثال شیر اور سرکہ کی سمجھ دونوں میں اتحاد ہے۔

۳ خواجہ۔ خواجہ کو غیر کہنا بھینگا پن ہے جس سے ایک کے دو نظر آتے ہیں۔ خواجہ۔ خواجہ اب ملاء اعلیٰ میں پہنچ گیا وہ دنیا کا چوہا نہ تھا۔ جسم گراں۔ خواجہ کا جسم نہ تھا بلکہ پاک روح تھی۔ منگر۔ شیطان نے صرف حضرت آدم کی مٹی کو دیکھا تو ایسا نہ کر خواجہ کے اوصاف پر نظر رکھ۔ ہمرہ خورشید۔ خواجہ کو ذات الٰہی سے قربت حاصل تھی۔ مسجود۔ جس حیثیت سے حضرت آدم کو ملائکہ تھے ساجد نہ تھے۔

عکسہا را ماند و ہیں عکس نیست
عکسوں کے مشابہ ہے اور یہ عکس نہیں ہے

در مثالِ عکس حق بنمود نیست
عکس جیسے میں اللہ تعالیٰ تجلی میں ہے

آفتابے دید و او جامد نماند
اس نے سورج دیکھا اور جامد نہ رہا

روغنِ گل روغنِ کنجد نماند
پھول والا تیل ' تل کا تیل نہ رہا

چوں مُبدّل گشتہ اند ابدالِ حق
اللہ کے ابدال جبکہ تبدیل ہو گئے ہیں

نیستند از خلق برگرداں ورق
وہ مخلوق میں سے نہیں ہیں ورق پلٹ دے

قبلۂ ۳ وحدانیت دو چوں بُود
توحید کے قبیل دو کیسے ہو سکتے ہیں؟

خاک مسجودِ ملائک چوں شود
مٹی ملائک کی مسجود کیسے ہو سکتی ہے؟

چوں دریں جُو دید عکسِ سیبِ مَرد
جب کسی شخص نے ایک نہر میں سیب کا عکس دیکھا

دامنش را دید آں پُر سیب کرد
اس کے دیکھنے نے اس کے دامن کو سب سے بھر دیا

آنچہ در جُو دید کے باشد خیال
جو کچھ اس نے نہر میں دیکھا خیال کب ہو سکتا ہے؟

چونکہ شد از دیدنش پُر صد جوال
جبکہ اس کے دیکھنے سے سیکڑوں بورے بھر گئے

تَن مبین و جاں مکن کاں بُکمٌ و صُمَ
جسم نہ دیکھ اور جان کو جاننا نہ کر کیونکہ ان گنگوں اور بہروں نے

کَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَائَهُمْ
حق کو جھٹلایا ' جب وہ ان کے پاس آیا

مَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ احمدؐ بُدست
تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا احمد ہوئے

دیدنِ او دیدنِ خالق شُدست
ان کا دیکھنا خدا کا دیکھنا بنا ہے

حق مر اُورا برگزید از اِنس و جاں
اللہ تعالیٰ نے ان کو انسانوں اور جنوں میں سے چن لیا

رحمۃً للعالمینش خواند ازاں
اسی لئے ان کو سب جہانوں کی رحمت فرمایا ہے

خدمتِ او خدمتِ حق کردن ست
ان کی خدمت کرنا اللہ تعالیٰ کی خدمت کرنا ہے

روز ۳ دیدن دیدنِ آں روزن ست
دن کا دیکھنا ' اس دریچہ کا دیکھنا ہے

خاصہ ایں روزن درخشاں از خودست
خصوصاً یہ دریچہ جو خود روشن ہے

بے وَدیعت آفتاب و فرقدست
سورج اور فرقد کے ذریعہ کے بغیر

ہم ازاں خورشید زد بر روزنے
اسی سورج سے دریچہ پر روشنی پڑی ہے

لیک از راہ و سُوئے معہُودنے
لیکن متعارف راستہ اور جہت سے نہیں

---

۱ عکسہا۔ وہ خواجہ بظاہر بشر تھا لیکن اس میں تجلی حق نمایاں تھی۔ آفتاب۔ مشاہدہ حق کی وجہ سے اس کی جمادیت اور جسمیت ختم ہو گئی تھی۔ روغن۔ تل کا تیل جب پھولوں میں بسا دیا جاتا ہے تو پھر اس کو تل کا تیل نہیں کہا جاتا ہے۔ ابدال۔ اہل اللہ کی ایک جماعت ہے جب ان کے اوصاف بشری اوصاف خداوندی سے بدل گئے تو اب ان کو عام مخلوق میں شمار نہیں کیا جاتا ہے۔ برگرداں۔ اب اس موضوع کو ختم کر دے۔

۲ قبلہ۔ توحیدی نظر والے کے وہ قبلے نہیں ہو سکتے ملائک کی مسجود آدم کی مٹی نہیں ہو سکتی۔ چوں۔ بعض عکس محض عکسوں کے مشابہ میں اور حقیقت میں عکس نہیں ہیں بلکہ اصل میں اس کو اس طرح سمجھو کہ نہر میں سیب کے درخت کا عکس دیکھا ہو اور اس کے سیبوں سے دامن بھرا ہو تو وہ بظاہر عکس ہے لیکن حقیقتاً وہ درخت ہے تو آدم میں بھی دراصل صفات حق تھیں اگرچہ بظاہر وہ عکوس تھے۔ جوال۔ سامان لادنے کا بورا۔ تن مبین۔ آدم کو محض جسم سمجھ کر جان کو ہلاک نہ کر اس لئے کہ یہ کام تو اندھوں بہروں کا تھا کہ انہوں نے محض انبیاء کے جسم دیکھ کر ان کی تکذیب کر دی تھی۔ مارمیت۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آنحضور کو حق تعالیٰ کی عینیت حاصل تھی اور آپ کا دیدار خدا کا دیدار تھا۔ رحمت۔ آنحضور کو رحمۃ للعالمین اس وجہ سے کہا گیا کہ آپ جن انس کے سردار تھے۔

۳ روز۔ جس دریچہ پر دھوپ پڑ رہی ہے اس کو دیکھنا سورج اور دن کو دیکھنا ہے۔ از فرد۔ آنحضور کسی سے فیض یافتہ نہ تھے بلکہ دیگر انبیاء اور اولیاء نے آپ سے فیض اور نور حاصل کیا۔ آفتاب۔ یعنی انبیاء۔ فرقد۔ فرقدیں دو ستارے ہیں قطب شمالی کے قریب طلوع کرتے ہیں اور شام سے صبح تک نمودار رہتے ہیں۔ ہم ازاں۔ آنحضور پر اللہ کا نور ایک بے کیف خاص راستہ سے پڑا تھا۔

درمیانِ[1] شمس وایں روزن رہے — ہست روز نہا نشدُ ازاں آگہے
سورج اور اس دریچہ کے درمیان راستہ ہے، دریچے اس سے واقف نہیں ہیں

تا اگر ابرے برآید چرخ پوش — اندریں روزن بُود نورش بجوش
تاکہ اگر کوئی ابر آسمان کو چھپانے والا آ جائے اس دریچہ میں اس کا نور جوش میں رہے

غیرِ راہِ ایں ہوا و شش جہت — درمیانِ روزن و خور مالفت
اس ہوا اور چھ جہتوں کے راستہ کے سوا دریچہ اور سورج کے درمیان الفت ہے

مدحت و تسبیحِ اُو تسبیحِ حق — میوہی می روید زعینِ ایں طبق
ان کی تعریف اور تنزیہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح ہے اسی طبق سے میوہ پیدا ہوتا ہے

سیب روید زیں طبق خوش لخت لخت — عیب نبُود گر نہی نامش درخت
اس طباق سے بار بار عمدہ سیب پیدا ہوتا ہے اگر تو اس کا نام درخت رکھ دے تو برائی نہ ہوگی

ایں[2] سبد را تو درختِ سیب خواں — کہ میانِ ہر دو راہ آمد نہاں
تو اس ٹوکرے کو سیب کا درخت کہہ دے کیونکہ دونوں کے درمیان چھپا ہوا راستہ ہے

آنچہ رُوید از درختِ بار ور — زیں سبد رُوید ہماں نوع از ثمر
جو کچھ پھل دار درخت سے پیدا ہوتا ہے اسی قسم کا پھل اس ٹوکرے سے پیدا ہوتا ہے

پس سبد را تو درختِ بخت بیں — زیرِ سایہ ایں سبد خوش نشیں
پس تو ٹوکرے کو نیک درخت سمجھ اس ٹوکرے کے سایہ میں آرام سے بیٹھ

ناں چو اطلاق آورد اے مہرباں — ناں چرامی خوانیش محمودہ خواں
اے مہربان! روٹی جب دست لگا دے تو اس کو روٹی کیوں کہتا ہے؟ سقمونیا کہہ

خاک[3] رہ چوں چشم روشن کرد و جاں — خاکِ اُورا سُرمہ بین و سُرمہ داں
راستہ کی گرد نے جب آنکھ اور جان روشن کر دی اس کی گرد کو سرمہ دیکھ اور سرمہ جان

چوں زرُوئے ایں زمیں تابد شروق — من چرا بالا کنم رُو در عیوق
جب اس روئے زمین سے روشنی چمکے میں عیوق میں سر اونچا کیوں کروں؟

شد فنا ہستش مخواں اے چشمِ شوخ — در چنیں جُو خشک کے ماند کلوخ
اے شوخ چشم! وہ فنا ہو گئے ان کو "ہست" سمجھ ایسی نہر میں ڈھیلا سوکھا کب رہ سکتا ہے؟

---

[1] درمیان۔ اللہ تعالیٰ کا فیض ایسے راستہ سے آنحضور کو پہنچا جس سے دوسرے انبیاء واقف نہیں ہیں۔ تا اگر۔ آنحضور کی خصوصیت اس بنا پر تھی کہ اگر نور کے لئے کوئی مانع بھی آئے تو آنحضور میں جو نور ہے وہ خود بہ خود جوش مارتا رہے اولیاء کے لئے حجابات بشریہ استفادۂ نور سے مانع بن جاتے ہیں۔ غیر ایں راہ۔ عالم دریچوں میں سورج کی روشنی ہوا کے منکیف ہونے اور شش جہات سے پہنچتی ہے لیکن آنحضور وہ دریچہ ہیں کہ سورج کو اس سے الفت خاصہ ہے۔ مدحت۔ اب اس اتحاد کی وجہ سے آپ کی تنزیہ اور تعریف خدا کی تنزیہ اور تعریف ہے۔ میوہ۔ اگر کسی طباق سے خود میوہ اُگ پڑے تو اگر اس کو درخت کہیں تو کوئی عیب نہ ہوگا۔

[2] ایں سبد۔ جب طباق اور ٹوکرے میں یہ خصوصیت پیدا کر دی جائے کہ اس میں خود بخود پھل اگ پڑیں تو اس کو پھلدار درخت سمجھ کیونکہ درخت اور اس ٹوکرے میں خاص نسبت ہوئی۔ پس سبد۔ تجھے اس ٹوکرے کو درخت سمجھ کہ ٹوکرے کے سایہ میں بیٹھنا چاہیے۔ ناں۔ صورت کا اعتبار نہیں سیرت معتبر ہے جس روٹی کے کھانے سے دست آنے لگیں اس کو سقمونیا کہنا چاہیے جس کی خاصیت دست لانا ہے۔ محمودہ۔ سقمونیا جس کے کھانے سے دست آجاتے ہیں۔

[3] خاک۔ مٹی میں اگر سرمہ کی خاصیت ہو تو اس کو سرمہ کہا جا سکتا ہے۔ چوں زروئی۔ جب سفلی اجسام میں علوی اجرام کا خاصہ پیدا ہو جائے تو ان کے ساتھ علوی اجرام کا سا معاملہ کیا جائے۔ عیوق۔ اس میں یا مشدد بے شعری ضرورت سے مخفف پڑھی جائے گی ایک سرخ ستارہ ہے جو کہکشاں کی داہنی جانب ہوتا ہے۔ شد۔ آنحضور کے اوصاف بشریہ فنا ہو چکے تھے پھر توحید میں غوطہ کھانے سے بشری صفت کمال کو سکتی ہے۔

پیشِ ایں خورشید کے تابد ہلال
اس سورج کے سامنے چاند کب چمکتا ہے

باچناں رستم چہ باشد زورِ زال
ایسے رستم کے سامنے بڑھیا کا زور کیا ہو گا؟

طالب ست و غالب ست آں کردگار
وہ خدا طالب اور غالب ہے

تاز ہستیہا برآرد اُو دمار
حتی کہ ہستیوں کو ہلاک کر ڈالتا ہے

دو مگوے و دو مخوان و دو مداں
روئی کا قائل نہ ہو دوئی نہ پڑھ دوئی نہ سمجھ

بندہ را در خواجہ خود محو داں
غلام کو اپنے آقا میں مٹا ہوا سمجھ

خواجہ ہم در نورِ خواجہ آفریں
خواجہ بھی ' خواجہ کو پیدا کرنے والے نور میں ہے

فانی ست و مُردہ و مات و دفیں
فانی ہے اور مردہ ہے اور میت ہے اور مدفون ہے

چوں[۲] جُدا بینی ز حق ایں خواجہ را
اگر تو اس خواجہ کو خدا سے جدا سمجھے گا

گم کُنی ہم متن و ہم دیباجہ را
تو تو اصل اور دیباچہ کو گم کر دے گا

چشمِ دل راہیں گزارہ کن زطیں
خبردار! دل کی آنکھ کو مٹی سے آگے بڑھا

ایں یکے قبلہ است دو قبلہ مبیں
یہ ایک قبلہ ہے ' دو قبلے نہ دیکھ

چوں دو دیدی ماندی از ہر دو طرف
جب تو نے دو دیکھے تو دونوں طرف سے گیا

آتشے در خف[۳] فتاد و رفت خَف
سوختہ میں آگ لگی اور سوختہ جل گیا

مثلِ دو بیں ہمچوآں غریبِ شکاش عُمر نام کہ از یک دکانش
دو دیکھنے والے کی مثال اس کاش شہر کے پردیسی کی ہے جس کا عمر نام تھا کہ

بسببِ آں نام نانبا بدکان دیگر حوالہ می کرد و اُو فہم نہ
اس نام کی وجہ سے نانبائی ایک دکان سے دوسری دوکان کا حوالہ دے دیتا تھا اور وہ نہ سمجھا

کرد کہ ہمہ دکانہا یکے ست دریں معنی کہ عُمر نام ' نان
کہ تمام دکانیں یکساں ہیں اس سلسلے میں کہ عمر نامی کے ہاتھ روٹی نہیں بیچتے

نفروشند ہم ایں جا تدارک کنم کہ من غلط کردم نام عُمر
ہیں ' اسی جگہ تدبیر کر لوں کہ میں نے غلطی کی ہے میرا نام عمر نہیں

نیست چوں بدیں دکان تدارک و توبہ کُنم نان یابم از
ہے جب اسی دکان پر تدارک اور توبہ کر لوں گا شہر کی تمام

۱ پیشِ ایں خورشید آنحضورؐ پر وہ تجلی خاص تھی کہ آپ کی ذات اس میں سما گئی تھی۔ رستم۔ تجلی حق۔ زال۔ یعنی آنحضورؐ کی بشریت۔ طالب۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ سے فنا کا طالب ہوتا ہے تو اس کی ہستی کو فنا کر دیتا ہے۔ دو مگوی۔ اب فنا کے بعد اس اعتبار سے اتحاد اور وحدت ہو جاتی ہے کہ بندہ آقا میں محو ہو جاتا ہے اور یہ مرتبہ فنا فی الشیخ کا ہے۔ خواجہ۔ پھر چونکہ شیخ بھی فانی فی اللہ ہے تو اب مرید مزید ترقی کر کے فنا فی اللہ کا مرتبہ حاصل کر لیتا ہے۔

۲ چون جدا۔ اور اگر تو شیخ کو فانی فی اللہ نہ سمجھے گا اور ان میں دوئی کا قائل رہے گا تو مقصد اور راہ دونوں سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔ چشم دل۔ تو اس شیخ کی صورت سے گزر اور ایک قبلہ سمجھ دو نہ سمجھ۔ آتشے۔ محرومی اس طرح کی ہو گی جیسے چقماق سے سے سوختہ میں آگ لگے اور کوئی سوختہ سے قطع نظر کر کے چقماق کی طرف متوجہ ہو جائے اور سوختہ جل کر ختم ہو جائے اب وہ آگ سے بالکل محروم ہو جائے گا کیونکہ اب سوختہ ہی نہیں جس کے ذریعہ چقماق سے فائدہ اٹھا سکے۔

۳ خف۔ سوختہ مثل۔ دو بیں کے معراثرات پر قصہ نقل کیا ہے۔ کاش۔ ایک شہر کا نام ہے مولانا کبھی کاش کہتے ہیں کبھی کاشان شاید دونوں نام ایک ہی شہر کے ہیں اس کے تمام باشندے راضی تھے عمر نام سے جڑتے تھے اور جس شخص کا نام عمر ہوتا اس سے کوئی لین دین گوارا نہ کرتے تھے۔

همہ دُکانہائے شہر، وا گربے تدارک ہمچنیں عُمر نام باشم
دکانوں سے روٹی حاصل کر لوں گا اور اگر بغیر تدارک کے اسی عمر نام کے ساتھ رہوں گا

ازیں دکان در گزرم محروم مانم و اَحوالِ ایں دکانہا
تو اس دکان سے چلا جاؤں گا محروم رہوں گا اور اس دکان کے احوال بھی

ازہم جدادانستہ باشم
میں جداگانہ سمجھتا رہوں گا

گر عُمَرَ[1] نامی تُو اندر شہرِ کاش کس نیفروشد بصدد انگت لواش
اگر تو عمر نام کا ہے کاش شہر میں تجھے سو ٹانگ میں بھی کوئی روٹی نہ بیچے گا

چوں بیک دُکاں بگفتی عُمرم ایں عُمر راناں فروشید از کرم
جب تو نے ایک دکان پر کہا کہ میں عمر ہوں مہربانی سے اس عمر کے ہاتھ روٹی فروخت کر دو

اُو بگوید رَو بداں دیگر دکاں زاں یکے ناں بہ کزیں پنجاہ ناں
وہ کہے گا جا، اس دوسری دکان پر کیونکہ وہاں کی روٹی یہاں کی پچاس روٹیوں سے بہتر ہے

گر نبودے اَحول اُو اندر نظر اُو بگفتے نیست دُکانِ دگر
اگر وہ نظر میں بھینگا نہ ہوتا وہ کہ دیتا دوسری دکان ہی نہیں ہے

پس[2] زدے اشراقِ آں نا احولی بردلِ کاشی شُدے عُمرَ علی
اس بھینگا نہ ہونے کی چمک پڑتی کاشی کے دل پر عمر علی بن جاتا

ایں ازیں جا گویدآں خبّاز را ایں عُمرَ راناں فروش اے نانبا
یہ یہیں سے اس نانبائی سے کہتا ہے اے نانبائی! اس عمر کو روٹی بیچ دے

چوں[3] شنید اُو ہم عُمرَ از اَحولی دَر کشیدآں ناں کہ ہست آنِ علی
جب اس نے عمر نام سنا اس نے بھی بھینگے پن سے وہ روٹی ہٹا لی کہ یہ علی کی ہے

پس فرستادش بدکانِ بعید ناں ز پیشِ رُوی اُو اندر کشید
پھر اس کو دور دکان پر بھیج دیا اس نے روٹی اس کے سامنے سے ہٹا لی

کیں عُمرَ راناں دے اے انبازِ مَن راز یعنی فہم کُن ز آوازِ مَن
اے میرے شریک اس عمر کو روٹی دیدے یعنی میری آواز سے راز سمجھ جا

اُو ہمت زاں سُو حوالہ می کُند ہیں عُمر آمد کہ تا برناں زَنَد
وہ بھی تجھے اس جانب حوالہ کر دے گا خبردار! عمر آیا ہے تاکہ روٹی حاصل کرے

[1] گر عمر۔ اگر تیرا نام عمر ہے تو کاش والے بہت قیمت ادا کرنے پر روٹی نہ دینگے لواش۔ ایک خاص قسم کی روٹی ہے۔ چوں۔ اگر تو ایک دکان پر جا کر اپنا نام عمر بتا دے گا تو وہ تجھے ٹال دے گا اور کہے گا کہ دوسری دکان سے خرید لے وہاں کی روٹ بہت اچھی ہے۔ گر نبود۔ یہ شخص اپنے بھینگے پن سے دکانوں کو علیحدہ علیحدہ سمجھ رہا ہے حالانکہ عمر نام کے ہاتھ روٹی نہ فروخت کرنے میں وہ ایک ہیں۔

[2] پس زدے۔ اگر وہ مسافر بھینگا پن چھوڑ کر یہ سمجھ لیتا کہ سب دکانیں ایک ہیں اور اپنا نام بجائے عمر کے علی بتا دیتا تو یہ تدبیر چل جاتی اور وہ کاشی دکان دار اس عمر کو علی سمجھ کر روٹی دیدیتا۔

ایں۔ یہ پہلو نانبائی دوسرے نانبائی کو آواز دے کر کہہ دیتا ہے کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے اور مقصد اس نانبائی کا اس کے نام کا اظہار ہوتا تاکہ وہ بھی روٹی دینے سے انکار کر دے۔

[3] چوں شنید۔ دوسرے نانبائی کا یہ بھینگا پن ہے کہ وہ روٹی کو علی کی سمجھ کر عمر کو روٹی دینے سے انکار کر رہا ہے حالانکہ عمر اور علیؓ دو نہیں ہیں بلکہ دونوں حقیقتاً ایک ہیں۔ فرستادش۔ اس دوسرے نانبائی نے نانبائی کو آواز دے کر کہہ دیا کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے اور میری آواز سے راز سمجھ جا کہ مقصد اس کا عمر نام بتانا ہے۔ او ہمت۔ او ہم تر۔ یعنی وہ تیسرا نانبائی دوسرے کا حوالہ دے کر زور سے کہہ دیتا ہے کہ عمر آرہا ہے اس کو روٹی دیدے۔

چوں ا بیک دُکّانَ عُمرَ بُودی بَرو
جب تو ایک دکان پر عمر ہو گیا' چلا جا

در ہمہ کاشاں زناں محروم شود
پورے کاشان میں روٹی سے محروم رہ

در بیک دُکّاں علی گفتی بگیر
اور اگر ایک دکان پر تو نے علی کہہ دیا لے لے

ناں ازینجا بے حوالہ سے زَحیر
روٹی اس ہی جگہ سے بغیر حوالہ' بغیر کلفت کے

اَحولِ دو بیں چو بے برشُد زنوش
جب دو دیکھنے والا بھینگا شہد سے محروم ہو گیا

اَحولِ صد بینی اے مادر فروش
اے مادر بخطا! تو سو دیکھنے والا بھینگا ہے

اندریں کاشانِ دنیا زاحولی
دنیا کے اس کاشان میں بھینگے پن سے

چوں عُمر میگرد چوں نبُوی علی
عمر کی طرح چکر لگا جبکہ تو علی نہیں ہے

ہَست اَحول را دریں ویرانہ دَیر
بھینگے کے لئے اس ویران بنکدے میں

گوشہ گوشہ نقل نو کہ ثم خیر
گوشہ گوشہ میں از سر نو پھرتا ہے کہ وہاں بھلائی ہے

وَر۲ دو چشمِ حق شناس آمد ترا
اور اگر تجھے حق شناس دو آنکھیں حاصل ہو جائیں

دوست پُر بیں عرصہ ہر دو سرا
دونوں جہاں کے میدان کو دوست سے پر دیکھ

وار ہیدے از حوالہ جا بجا
تو جگہ جگہ کے حوالے سے نجات پا جاتا

اندریں کاشانِ پُر خوف ورَجا
اس امید و خوف سے بھرے ہوئے کاشان میں

اندریں جو غنچہ دیدی باشجَر
تو نے اس نہر میں غنچہ مع درخت کے دیکھ لیا

ہمچو ہر جُو تو خیالش ظن مبَر
اس کے بارے میں ہر نہر کی طرح گمان نہ کر

کہ تُرا از عینِ ایں عکسِ نقوش
کہ تیرے لئے عین ان نقشوں کے عکس سے

حق حقیقت گردد و میوہ فروش
حق' حقیقت اور میوہ فروش بن جائے

چشم ازیں آب از حول حُرمی شود
اس پانی سے آنکھ بھینگے پن سے آزاد ہو جاتی ہے

عکس می بیند سَبَد پُرمی شود
عکس دیکھتا ہے' ٹوکرا بھر جاتا ہے

پَس بمعنی باغ باشد ایں نہ آب
حقیقت میں یہ باغ ہوتا ہے نہ کہ پانی

پَس مشو عُریاں چو بلقیس از حباب
تو بلقیس کی طرح بلبلے سے ننگا نہ بن

بارِ گونا گونست بر پُشتِ خَراں
گدھوں کی کمر پہ قسما قسم کے بوجھ ہیں

ہیں بیک چوب ایں خَراں راتو مَراں
خبردار! ان گدھوں کو ایک لکڑی سے نہ ہانک

ا چوں بیک دُکاں۔ جب تو ایک دکان پر عمر بن گیا تو اب سارے کاشاں میں گھومتا پھر تجھے روٹی نہ ملے گی۔ در بیک۔ اگر وہ ان دکانوں کو چند دکانیں نہ سمجھتا اور شروع میں ہی اپنا نام علی بتاتا تو فوراً روٹی مل جاتی۔ احول دو بیں۔ اس مسافر کا بھینگا پن جو معمولی تھا وہ اس کی محرومی کا سبب بنا تو وہ بھینگا جو جملہ کائنات کو مستقل موجود سمجھ کر بھینگا بن رہا ہے اس کی محرومی کو اس پر قیاس کر لے کہ کس قدر ہوگی۔ مادر فروش۔ ماں سے زنا کرا کر کمائی کھانے والا۔ دنیا۔ یہ دنیا بھی نشان ہے جب تو بھینگا پن نہ چھوڑے گا مارا مارا پھرے گا۔ گوشہ گوشہ۔ جو کائنات کو حقیقی موجود سمجھے گا وہ کبھی کسی طرف متوجہ ہوگا کبھی کسی کی طرف بھلائی سمجھ کر متوجہ ہوگا۔

۲ ور دو چشم۔ اگر صحیح نظر حاصل ہو گئی تو سب موجودات کو ایک موجود حقیقی کا سایہ سمجھے گا اور صرف اس کی طرف توجہ کرے گا۔ وار ہیدی۔ جا بجا مارے مارے پھرنے سے نجات پا جائے گا۔ اندریں۔ اب ان اولیاء کا جو خدائی اخلاق سے آراستہ ہو گئے ہیں اللہ کا مظہر ہونا ثابت کرتے ہیں کہ جب تو کوئی ایسا عکس دیکھے جو پھل اور پھول والا درخت ہے اس کو اور عکسوں کی طرح نہ سمجھ کہ یعنی عین حقیقت حق بن جائے اور وہ حقیقت تجھے میوے عطا کرنے لگے۔ چشم۔ اہل اللہ کی صحبت سے صحیح نظر حاصل ہو جاتی ہے یہ عکس ہیں لیکن انہی سے عمل کا اندازہ ہو جاتا ہے اور مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

۳ پس۔ یہ اہل اللہ صرف پانی نہیں ہیں کہ اس میں خیالی عکس نظر آئے بلکہ عین حقیقت اور باغ ہیں۔ پس۔ تو اس طرح دھوکا نہ کھا جس طرح بلقیس نے غیر آب کو آب سمجھ لیا یعنی تو ان بزرگوں کو باغ کی بجائے آب سمجھ بیٹھے۔ بار۔ اہل اللہ اور عوام کو ایک نظر سے نہ دیکھ۔

بَر اِ یکے خر، بارِ لعل و گوہرست — بَر یکے خر، بارِ سنگ و مَرمَرست
ایک گدھے پر لعل و گوہر کا بوجھا ہے — دوسرے گدھے پر پتھر اور مرمر کا بوجھا ہے

بر ہمہ جُوہا تو ایں حُکمت مراں — واندریں جُو ماہ بیں عکسش مخواں
تو سب نہروں پر اپنا یہ حکم نہ چلا — اس نہر میں چاند کو دیکھ اس کو اس کا عکس نہ کہہ

آبِ خضرست ایں نہ آبِ دام و دَد — ہرچہ اندر وَے نماید حق بُود
یہ خضرؑ کا پانی ہے، نہ کہ چرندہ اور درندہ کا پانی — اس میں جو کچھ نظر آئے وہ واقعی ہے

زیں ۲ تگِ جُو ماہ گوید مَن مہم — مَن نہ عکسم، ہمحدیث و ہم رَہم
اس نہر کی گہرائی چاند کہتا ہے، میں چاند ہوں — میں عکس نہیں ہوں، میں ہم کلام اور ہمراہی ہوں

اندریں جُو آنچہ بَر بالاست ہست — خواہ بالا خواہ دروَے دار دَست
اس نہر میں، جو اوپر ہے وہی ہے — خواہ اوپر، خواہ اندر، ہاتھ بڑھا

از دگر جُوہا مگیر ایں جُوئے را — ماہ داں ایں پَر تو مہروئے را
دوسری نہر پر اس نہر کو قیاس نہ کر — اس ماہ رو عکس کو تو چاند سمجھ

اندریں ۳ جُو ہرچہ داری تو مُراد — باز بیں و شکر گو بہر زیاد
تو جو مراد رکھتا ہے، اس نہر میں تلاش کر لے — پھر دیکھ لے اور زیادتی کے لئے شکر ادا کر

اندریں جُو ہرچہ می خواہی ببیں — از نعیم و ناز و تاج و مُلک و دیں
تو جو چاہتا ہے، اس نہر میں دیکھ لے — ناز و نعم اور تاج اور سلطنت اور دین

جُملہ مطلوباتِ خُلقِ ہر دو کون — گشت موجود اندرو بے بُعد و بَون
دونوں جہاں کی مخلوق کے تمام مقاصد — اس کے اندر بغیر بعد اور دوری کے موجود

ایں سخن پایاں ندارد آں غریب — بس گریست از دردِ خواجہ شد کسیب
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، وہ پردیسی — بہت رویا، خواجہ کے درد سے غمگین ہو گیا

توزیع کردنِ پائمرد در جملہ شہر تبریز و جمع شدن اندک
مددگار کا تمام شہر تبریز میں چندہ جمع کرنا اور بہت تھوڑا جمع

چیز و رفتنِ آں غریب بتربتِ محتسب بزیارت وایں قصہ
ہونا اور اس پردیسی کا محتسب کی قبر کی زیارت کو جانا اور نوحہ

رابرسرِ گورِاُو گفتن بطریقِ نوحہ
کے طریقے پر اس قصہ کا اس کی قبر پر کہنا

۱ ہر یکے۔ مختلف انسان اس طرح ہیں کہ کسی پر لعل و جواہر لدے ہوئے ہیں کسی پر پتھروں کا بوجھا ہے۔ بر ہمہ۔ سب نہروں کو یکساں نہ سمجھ ایک نہر میں بعینہٖ چاند موجود ہے اس کو عکس نہ سمجھ۔ آب۔ اس نہر کا پانی آب حیوٰۃ ہے وہ محض جانوروں کو پینے کا پانی نہیں ہے اس میں جو نظر آئیگا وہ محض عکس نہ ہوگا بلکہ عین حقیقت ہو گی۔

۲ زیں تگ۔ اس نہر کی تہ میں چاند خود بول رہا ہے کہ میں ہم سخن اور ہم راہ ہوں جو عکس نہیں ہو سکتا۔

۳ اندریں۔ اس نہر میں جو اوپر ہے وہی اندر ہے تو جہاں سے فیض حاصل کرے گا وہی ایک فیض ہوگا۔ دگر۔ دوسری نہروں میں تو چاند کا عکس ہے اس نہر کو ایسا نہ سمجھ اس عکس کو تو بعینہٖ چاند سمجھ۔

۴ اندریں۔ اس نہر سے تیرے اخروی اور دنیاوی سب مقاصد پورے ہو جائیں گے۔ تجھ میں اور مقاصد میں کوئی دوری اور جدائی نہ رہے گی۔ توزیع کردن۔ چندہ جمع کرنا۔ پائمرد۔ مددگار۔

واقعہ ۱ آں وامِ اُو مشہور شُد — پائمرد از دردِ اُو رنجور شُد
اس کے قرض کا قصہ مشہور ہو گیا — مددگار اس کے رنج سے متاثر ہوا

از پے تو زیع گردِ شہر گشت — از طمع می گفت ہر جا سَر گزشت
چندہ جمع کرنے کے لئے شہر کے چاروں طرف گھوما — لالچ سے ' ہر جگہ ماجرا بیان کرتا تھا

ہیچ نا ورد از رہِ گدیہ بدست — غیرِ صَد دینار آں گدیہ پرست
بھیک کے ذریعہ ہاتھ میں کچھ نہ آیا — اس بھکاری کے ' سوائے سو دینار کے

پائمرد آمد بدو دستش گرفت — شُد بگورِ آں کریم بَس شگفت
مددگار آیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑا — اس عجیب سخی کی قبر پر گیا

گفت ۲ چوں توفیق یا بد بندۂ — کُو کُند مہمانیِ فرخندۂ
بولا جب کسی بندے کو توفیق حاصل ہو — کہ وہ کسی بابرکت کی مہمانداری کرے

مالِ خود ایثار راہِ اُو کُند — جانِ خود ایثارِ جاہِ اُو کُند
اس کے راستہ میں اپنا مال صرف کرے — اس کی عزت میں اپنی جان خرچ کرے

شُکر اُو شکرِ خدا باشد یقیں — چوں باحساں کرد توفیقش قریں
اس کا شکریہ ادا کرنا یقیناً خدا کا شکریہ ہے — کیونکہ اسی نے اس کی توفیق کو احسان کا ساتھی بنایا

تَرکِ شُکرش تَرکِ شُکرِ حق بُوَد — حقِ اُولا شک بحق مُلحق شوَد
اس کا شکر نہ کرنا اللہ کا شکر نہ کرنا ہے — اس کا حق اللہ تعالیٰ کے حق سے وابستہ ہو گیا

شُکر می کُن مَر خدا را دَر نِعَم — نیز می کُن شُکر و ذکرِ خوابہ ہم
نعمتوں کے بارے میں خدا کا شکر ادا کرتا رہ — نیز خوابہ کا ذکر اور شکر بھی کر

رحمتِ ۳ مادر اگرچہ از خداست — خدمتِ اُو ہم فریضہ ست و سَزاست
ماں کی محبت اگرچہ خدا کیجانب سے ہے — اس کی خدمت بھی فرض اور مناسب ہے

زیں سبب فرمُود حق صَلّوا عَلَیہ — کہ محمدؐ بُود محتاج اِلَیہ
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ' ان پر درود بھیجو — کیونکہ محمدؐ کی جانب احتیاج ہے

در قیامت بندہ را گوید خدا — ہیں چہ کردی آنچہ دادم مر ترا
قیامت میں خدا بندہ کو کہے گا — ہاں تو نے کیا کیا جو میں نے تجھے دیا تھا

گوید اے رَب شُکرِ تو کردم بجاں — چوں زتو بُود اصلِ آں روزی و ناں
وہ کہے گا اے خدا میں نے دل و جان سے تیرا شکر کیا — کیونکہ اس روزی اور روٹی کی اصل تیری جانب تھی

۱ واقعہ۔ اس پردیسی کے قرض کا قصہ تبریز میں مشہور ہوا تو ایک شخص اس کا ہمدرد بن گیا۔ توزیع۔ تقسیم یعنی اس نے اس کے قرض لوگوں پر بانٹ کر جمع کرنے کے لئے شہر کا گشت شروع کر دیا اور اس لالچ سے کہ لوگ رحم کھا کر اس کو چندہ دیدیں اس کا سارا قصہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ ہیچ۔ اس مددگار کے سارے شہر سے صرف سو دینار چندے میں ملے۔ گدیہ پرست۔ بھکاری یعنی مددگار۔ پائمرد۔ اس قلیل مقدار سے مددگار کو مایوسی ہوئی تو وہ اس پردیسی کا ہاتھ پکڑ کر محتسب کی قبر کے پاس لے گیا۔

۲ گفت۔ راستہ میں مددگار نے اس سے کہا کہ اگر کسی کو کسی بابرکت مہمان کی مہمانداری کی توفیق میسر ہو اور وہ اس مہمان کا پورا اعزاز کرے تو ایسے میزبان کا شکریہ ادا کرنا خدا کا شکریہ ادا کرنا ہے چونکہ اللہ ہی نے اس میزبان کو توفیق عطا فرمائی ہے۔ ترکِ۔ ایسے میزبان کی ناشکری اللہ تعالیٰ کی ناشکری ہوگی۔ شکری کن۔ چونکہ محتسب نے تجھ پر احسان کئے ہیں تو خدا کا شکر ادا کر اور محتسب کا بھی شکر گزار بن۔

۳ رحمت مادر۔ ماں میں رحم کا مادہ اگرچہ خدا نے پیدا کیا ہے لیکن پھر بھی ماں کی خدمت فرض اور مناسب ہے۔ ازیں سبب۔ چونکہ ہم آنحضور کے محتاج ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا ہمارے لئے واسطہ ہیں اس لئے ہمیں ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ان پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے۔ در قیامت۔ خدا قیامت میں بندے سے کہے گا میں نے تجھے نعمتیں دی تھیں تو نے کیا کیا وہ کہے گا چونکہ اصل روزی دینے والا تو تھا میں نے تیرا شکریہ ادا کیا۔

گویدش احق نے نکردی شکر من
اللہ تعالیٰ نے اس سے فرمائے گا تو نے میرا شکریہ ادا نہیں کیا

چوں نکردی شکرِ آں اکرام و فن
جبکہ تو نے اس اکرام اور ہنر کا شکریہ نہ ادا کیا

بر کریے کردۂ ظلم و ستم
تو نے سخی اور ظلم اور ستم کیا

نے زدستِ اُو رسیدت نعمتم
کیا میری نعمتیں اس کے ہاتھ سے تیرے پاس نہیں پہنچیں؟

چون بگورِآں ولی نعمت رسید
جب وہ اس انعام دینے والے کی قبر پر پہنچا

گشت گریاں زار و آمد در نشید
(زار ' زار) رونے لگا اور پڑھنے لگا

گفت اے پشت و پناہِ ہر نبیل
بولا اے ہر شریف کی پشت و پناہ

مُرتجا و غوثِ لبنار السّبیل
مسافروں کی امیدگاہ اور مدد!

اے[۲] غمِ ار زاقِ ما بر خاطرت
اے وہ کہ ہماری روزیوں کا تیری طبیعت پر بار تھا

اے چو رزقِ عام احسان و برت
اے وہ کہ تیرا احسان اور بھلائی عام رزق کی طرح تھا

اے فقیراں را عشیرو والدین
اے وہ کہ فقیروں کا خاندان اور ماں باپ تھا

در خراج و خرج و در ایفائے دین
آمدنی اور خرچ میں اور قرض ادا کر دینے میں

اے چو بحر از بہرِ نزدیکاں گہر
اے سمندر جیسا نزدیکوں کے لئے موتی

دادہ تحفہ سُوئے دُوراں از مطر
دیئے ' دور والوں کو بارش کا تحفہ

پشتِ ما گرم از تُو بُودے آفتاب
اے سورج! ہماری کمر تجھ سے گرم تھی

رونقِ ہر قصر و گنجِ ہر خراب
تو ہر قصر کی رونق اور ہر ویرانہ کا خزانہ تھا

اے در ابرویت ندیدہ کس گرہ
اے وہ کہ تیری ابرو پر کسی نے شکن نہیں دیکھی

اے چو[۳] میکائیل[۴] رادو رزق دہ
اے وہ کہ میکائیل کی طرح سخی اور رزق دینے والا تھا

اے دلت پیوستہ بادریائے غیب
اے وہ کہ تیرا دل ہمیشہ غیب کے دریا سے وابستہ تھا

اے بقافِ مکرمت عنقائے غیب
اے وہ کہ شرافت کے (کوہ) قاف میں غائب عنقا ہے

یاد نادردہ کہ از مالم چہ رفت
تو نے نہ سوچا کہ میرے مال میں سے کیا گیا

سقفِ قصر ہمتت ہرگز نکفت
تیری ہمت کے قلعے کی چھت میں کبھی شگاف نہ ہوا

ا ن [illegible] چوں من در ماہ و سال
وہ کہ میں اور مجھ جیسے سیکڑوں ہر ماہ اور سال میں

مر ترا چوں نسل تو گشتہ عیال
تیرے لئے تیری نسل کی طرح [illegible]

نقدِ ما و جنسِ ما و ترکت ما
ہماری نقدی اور ہماری جنس اور ہمارا سامان

نامِ ما و فخرِ ما و منبت ما
ہمارا نام اور ہمارا فخر اور ہمارا نصیبہ

---

۱ گویدش۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جبکہ تو نے محسن کا شکریہ ادا نہیں کیا تو گویا میرا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔ بر کریے۔ جس سخی کے ہاتھ سے میں نے تجھے روٹی دلائی تھی تو نے اس کا شکریہ ادا نہ کر کے اس پر ظلم و ستم کیا ہے یہ سب باتیں مددگار نے اس پر دیسی سے کہیں تا کہ وہ اپنے محسن محتسب کا شکریہ دعائے مغفرت کی صورت میں ادا کرے۔ ولی نعمت۔ محسن یعنی محتسب۔ نشید۔ اشعار۔ نبیل۔ شریف۔ ابنا السبیل۔ مسافرین۔

۲ اے۔ قبر کے پاس پہنچ کر شکریہ ادا کرتے ہوئے کہنے لگا کہ ہمیں رزق پہنچانے کا تجھے فکر لگا رہتا تھا اور تیرا احسان اور نیکی اسی طرح عام تھا جس طرح تیرا دسترخوان عوام کے لئے کھلا ہوا تھا۔ عشیر۔ خاندان۔ خراج۔ آمدنی۔ اے۔ سمندر ساحلی پر موتی پھینکتا ہے اور دور والوں کو بارش سے فیض پہنچاتا ہے۔ پشت۔ تو ہمارا پشت پناہ تھا۔ خراب۔ ویرانہ۔ اے وہ ابرو یت۔ کبھی کسی کو دیکھ کر تیری پیشانی پر گرہ نہ پڑی تھی سب کو خوش آمدید کہتا تھا۔

۳ میکائیل۔ حضرت میکائیل مخلوق کو رزق پہنچانے پر مامور ہیں۔ دریائے غیب۔ دریائے غیب کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ عنقاء معزز پرندہ ہے۔ نکفت۔ باز کفتن بمعنی شگافتن۔ من۔ میرا اور مجھ جیسے ہزاروں کا تو اولاد کی طرح خیال رکھتا تھا۔ ۴ میکائیل نے کہا ہماری تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھیں اور تو ان کا واسطہ اور ذریعہ تھا اور تو ہم میں اور اللہ تعالیٰ میں واسطہ تھا۔

ایں ہمہ از حق بُدو تُو واسطہ — درمیانِ ما و حق تُو رابطہ
یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے تھا اور تو واسطہ تھا — ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان تو رابطہ تھا

تو نمُردی ناز و بختِ ما بمُرد — عینِ ما و رزقِ مستو فابمُرد
تو نہیں مرا ہمارا ناز اور نصیبہ مر گیا — ہمارا عیش اور ہمارا پورا رزق مر گیا

واحد کالف در رزم و کرَم — صد چو حاتم گاہِ ایثار نعَم
تو ایک ہزار کی طرح تھا' شجاعت اور سخاوت میں — نعمتیں صرف کرنے کے وقت سو حاتم کی طرح تھا

حاتم از مُردہ بمُردہ میدہد — گرد گانہائے شمردہ میدہد
حاتم اگر بے جان (چیز) بے جان کو دیتا تھا — گنتی کے اخروٹ دیتا تھا

تو حیاتے میدہی در ہر نَفَس — کز نفیسی می نگنجد در نفس
تو ہر سانس میں ایسی زندگی دیتا تھا — کہ جو خوبی سے بیان میں نہیں سماتی ہے

تو حیاتے میدہی بس پائدار — نقد زرِّ بے کساد و بے شمار
تو بہت پائدار زندگی دیتا تھا — کھرا نقد بغیر کھوٹ کے اور بے شمار

وارثے ۲ نالودہ یک خُوئے ترا — اے فلک سجدہ کناں کوئے ترا
تیری ایک عادت کا کوئی وارث نہ بنا — اے وہ کہ تیرے کوچہ کو آسمان سجدہ کرتا ہے

خَلق را از گرگ غم لُطفت شُباں — چوں کلیم اللہ شُبانِ مہرباں
خلق کو بھیڑیئے سے تیری مہربانی نگہبان تھی — جیسے کہ کلیم اللہ مہربان محافظ

گریختن گوسفندے از موسیٰ علیہ السّلام و شفقت و مہربانی موسیٰ علیہ السّلام بدولی

ایک بکری کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے بھاگنا اور ان کی شفقت اور مہربانی

گوسفندے از کلیم اللہ گریخت — پائے موسیٰ آبلہ شُد نعل ۳ ریخت
ایک بکری حضرت کلیم اللہ سے بھاگ گئی — حضرت موسیٰ کے پاؤں میں آبلہ ہو گیا اور تھک گئے

در پے اُو تا بشب در جُستجو — واں رمہ غائب شُدہ از چشمِ اُو
اس کے پیچھے رات تک تلاش میں رہے — وہ گلہ ان کی نگاہ سے غائب ہو گیا

گوسپند از ماندگی شُد سُست و ماند — پس کلیم اللہ گرد از وَے فشاند
بکری تکان سے سست ہو گئی اور رہ گئی — تو کلیم اللہ نے اس کی گرد جھاڑی

۱ تو نمردی۔ آج صرف تو نہیں مرا بلکہ ہمارے سارے منافع مردہ ہو گئے۔ واحد۔ تو ایک نہ تھا بلکہ رزم و بزم میں ہزار کے قائم مقام تھا اور انعام دیتے وقت سیکڑوں حاتموں کی طرح تھا۔ حاتم۔ حاتم صرف دنیاوی حقیر نعمتیں عطا کرتا تھا جو فانی تھیں۔ تو حیاتے۔ تیری عطا زندگی ہے اور پائیدار ہے یعنی روحانی عطیات اور ظاہری عطیات بھی کہ لے اور بے شمار ہیں۔

۲ وارثے۔ تیری ان فضیلتوں میں تیرا کوئی قائم مقام نہیں ہے۔ خلق۔ مخلوق کو رنج و غم سے تو ایسا ہی محفوظ رکھتا تھا جس طرح حضرت موسیٰ اپنی بکریوں کے محافظ اور مہربان تھے گریختن۔ آپ حضرت موسیٰ کے اس قصہ سے ان کی بکریوں کی حفاظت اور ان پر شفقت کا بیان مقصود ہے۔

۳ نعل ریخت۔ نعل ریختن۔ گھوڑے کا دوڑنے سے عاجز آجانا۔ واں رمہ۔ جس وقت وہ بکری تھی اس گلہ سے حضرت موسیٰ بہت دور ہو گئے۔ گوسپند۔ بکری بھاگتے بھاگتے تھک گئی۔ حضرت موسیٰ نے اس کے پاس پہنچ کر اس کی جھاڑی اور ماں کی طرح اس پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے لگے۔

کف ہمی مالید بر پشت و سرش
اس کی کمر اور سر پر ہاتھ پھیرتے تھے

می نوازش کرد ہمچو مادرش
ماں کی طرح اس پر مہربانی کرتے تھے

نیم [1] ذرّہ تیرگی و خشم نے
آدھا ذرہ کدورت اور غصہ نہ تھا

غیرِ مہر و رحم و آب چشم نے
سوائے مہربانی اور رحم اور آنسو کے کچھ نہ تھا

گفت گیرم بر منت رحمے نبود
فرمایا میں نے مانا تجھے مجھ پر رحم نہ آیا

طبع تو برخود چرا اِستم نمود
تیری طبیعت نے اپنے اوپر کیوں ظلم کیا؟

با ملائک گفت یزداں آں زماں
خدا تعالیٰ نے اس وقت فرشتوں سے فرمایا

کہ نبُوت را ہمی نزیبد فلاں
کہ فلاں نبوت کے لائق ہے

مُصطفےٰؐ فرمُود خود کہ ہر نبی
خود حضرت مصطفیٰؐ نے فرمایا کہ ہر نبی نے

کرد چوپانیش بر [2] نایا صبی
جوانی یا بچپن میں بکریاں چرائی ہیں

بے شُبانی کردن وآں اِمتحاں
چرواہا پن اور اس آزمائش کے بغیر

حق ندادش پیشوائی جہاں
حق تعالیٰ نے اس کو دنیا کی پیشوائی نہیں دی

تا شود پیدا وِقار و صَبرِ شاں
تاکہ ان کا وقار اور صبر ظاہر ہو جائے

کردشاں پیش از نبُوت حق شُباں
اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت سے پہلے چرواہا بنایا ہے

گفت سائل ہم تو نیز اے پہلواں
ایک سوال کرنے والے نے کہا آپ بھی اے سردار!

گفت من ہم بُودہ ام دہرے شباں
فرمایا میں بھی ایک زمانہ تک چرواہا رہا ہوں

ہر [3] امیرے کو شُبانیِ بشر
ہر حاکم جو انسانوں کا چرواہا پن

آنچناں آرد کہ باشد موتمر
اس طرح کرے جیسا کہ حکم ہوا ہے

حلم موسیٰ وار اندر رعیِ خود
اپنے چرواہے پن میں حضرت موسیٰ کی بردباری کی طرح

اُو بجا آرد بتدبیر و خرد
وہ تدبیر اور عقل سے بجا لائے

لا جرم حق دہد چوپانیئے
لا محالہ اللہ تعالیٰ اس کو چوپانی عطا فرما دے گا

بر فرازِ چرخِ مہ رُوحانیئے
روحانی چاند کے آسمان کی بلندی پر

آنچنانکہ انبیاء را زیں رُعا
جس طرح انبیاء کو اس چرواہے پن سے

بر کشید و داد رعیِ اصفیا
بلند کر دیا اور برگزیدہ لوگوں کی چوپانی دیدی

خواجہ بارے تو دریں چوپانیت
اے خواجہ! البتہ تو نے اسی چوپانی میں

کردی آنچہ کور گردد شانیت
وہ کیا جس سے تیرا دشمن اندھا ہو جائے

[1] نیم۔ بکری کی اس حرکت سے انہیں ذرہ برابر غصہ نہ آیا اور اس کی درماندگی پر آنسو بہانے لگے۔ گفت۔ اور فرمانے لگے کہ اگر تجھے میرے بھاگنے دوڑنے پر رحم نہ آیا تو نہ سہی تو نے اپنے اوپر بھی رحم نہ کیا۔ باطلاک۔ حضرت موسیٰ کی یہ باتیں سن کر حضرت حق تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا کہ موسیٰ جیسا بردبار نبوت کے لائق ہے۔ مصطفیٰ۔ بخاری شریف کی حدیث کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں۔

[2] برنا۔ نوجوان۔ بے شبانی۔ بکری چرانے والے میں بہت ہی حلم اور بردباری پیدا ہو جاتی ہے بکری گلہ سے ادھر ادھر بہت بھاگتی ہے اور اس پر غصہ بھی نہیں اتارا جا سکتا معمولی چوٹ سے مر جاتی ہے۔ گفت۔ جب حضورؐ نے یہ فرمایا کہ ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں تو بعض صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ نے بھی چرائی ہوں گی تو آپ نے فرمایا میں نے بھی مکہ والوں کی بکریاں چرائی ہیں۔

[3] ہر امیرے۔ مولانا فرماتے ہیں جو حضرت موسیٰ کی طرح مخلوق خدا کی چوپانی کرے گا اور اپنی تدبیر اور عقل سے ان کی دیکھ بھال کرے گا۔ لا جرم۔ اللہ تعالیٰ اس کو لامحالہ چوپانی کا روحانی مقام عنایت فرما دیتا ہے۔ آنچناں۔ جس طرح انبیاء کو اسی چوپانی سے منصب نبوت حاصل ہوا ہے۔ خواجہ۔ یہ مسافر کا مقولہ ہے کہ اے محتسب تو نے چونکہ انسانوں کی چوپانی کی ہے۔ شانی۔ دشمن

دانم[1] آنجا در مُکافات ایزدت
میں جانتا ہوں کہ بدلہ میں اس جگہ تجھے خدا

سَروَری جا و دانہ بخشدت
ہمیشہ کی سرداری عنایت کر دے گا

بَر اُمید کف چوں دریای تُو
تیرے دریا جیسی ہتھیلی کی امید پر

بَر وظیفہ دادن و ایفائے تُو
تیرے وظیفہ دینے والے اور وعدے کا ایفا کرنے پر

وام کردم نُہ ہزار از زر گزاف
میں نے نو ہزار اشرفیاں بے احتیاطی سے قرض کر لیں

تو کجائی تا شود ایں دُرد صاف
تو کہاں ہے؟ تاکہ یہ تلچھٹ صاف ہو جائے

تو کُجائی تا کہ صَد چنداں کرم
تو کہاں ہے؟ تاکہ سو گنا کرم

بامن خستہ بجا آری نعم
ہاں، مجھ عاجز کے ساتھ بجا لائے

تو کُجائی تا دو صد لُطف و عَطا
تو کہاں ہے؟ تاکہ دو سو مہربانیاں اور عطا

باغریبِ خستہ دل آری بجا
خستہ دل پردیسی کے ساتھ بجا لائے

تو کُجائی تا کہ خنداں چوں چمن
تو کہاں ہے؟ تاکہ چمن کی طرح مسکراتا ہوا

گویَم بستاں دو صد چنداں زمَن
تو مجھ سے کہے، مجھ سے دو سو گنا لے لے

تو کُجائی تا مرا خنداں کُنی
تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے ہنسا دے

لُطف واحساں چوں خداوندانِ[2] کُنی
آقاؤں کی طرح، مہربانی اور احسان کرے

تو کُجائی تا بَری دَر مخزنم
تو کہاں ہے؟ تاکہ مجھے خزانہ میں لے جائے

تاکنی از وام و فاقہ ایمنم
تاکہ مجھے قرض اور فاقہ سے مطمئن کر دے

مَن ہمی گویم بَس و تو مِفضلم
میں کہوں بس اور تو بڑا مہربان مجھ سے

گفتہ کایں ہم گیر از بہرِ دلم
کہے کہ یہ بھی میری خاطر لے لے

چوں ہمی گنجد جہانے زیرِ طیں
مٹی کے نیچے ایک عالم کیسے سماتا ہے؟

چوں بگنجد آسمانے در زمیں
ایک آسمان زمین کے نیچے کیسے سماتا ہے؟

حاش للہ تو بُرونی زیں جہاں
حاش للہ، تو اس دنیا کے باہر ہے

ہم بوقتِ زندگی ہم ایں زماں
زندگی کے وقت میں بھی، اس وقت بھی

دَر ہوائے غیب مُرغے می پَرد
غیب کی فضا میں ایک پرند اڑ رہا ہے

سایہ اُو بر زمیں می گسترد
اس کا سایہ زمین پر بچھ رہا ہے

جسم سایہ سایہ سایہ دلست[3]
جسم، دل کے سائے کے سائے کا سایہ ہے

جسم کے اندر خور پایہ دلست
جسم، دل کے رتبہ کے لائق کب ہے؟

---

[1] دانم۔ مجھے یقین ہے کہ خدا نے تجھے بھی دائمی سرداری بخش دی ہے۔ براامید۔ اس پردیسی نے کہا میں نے تیری عطا کے بھروسے پر قرضے لینے میں بے پروائی برتی اور نو ہزار قرض کر لیا اب تو کہاں ہے کہ میرے مکدر عیش کو صاف کر دے۔ تو کجائی۔ اب تو کہاں ہے کہ مجھے نعمتیں عطا کرے۔ تا دو صد۔ اب اس کی موت کی حسرت کے ساتھ اپنی مردہ تمناؤں کا ذکر کرتا ہے۔ گویم۔ تو مجھ سے کہے کہ اپنے قرض سے دوگنا مجھ سے لیجا۔

[2] خداوندان۔ آقاؤں۔ مخزن۔ خزانہ۔ من ہمی گویم۔ میں کہوں کہ یہ عطا میرے لئے کافی ہے اور تو کہے کہ میری خاطر اور لے لے مفضل۔ بہت احسان کرنے والا۔ چوں۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تجھ جیسا آسمان زمین میں کیسے سما گیا۔ حاش للہ کہتا ہے یہ میری غلطی ہے کہ میں تجھے زیر زمین سمجھ رہا ہوں تو زندگی میں بھی ملا راضی میں تھا اور اب بھی وہاں ہی ہے۔

[3] دلست۔ جسم کو سایہ قرار دیا اب اس سایہ کی حقیقت بتاتے ہیں کہ قلب روح اور روح کی دو قسمیں ہیں ایک سرالجی جو روح اعظم ہے اور وہ تمام ارواح کا منبع ہے دوسری روح زجاجی جو ہر شخص میں جدا ہے اور اس کا تعلق ہر شخص سے روح حیوانی کے ذریعہ ہے تو جسم روح حیوانی سے استفادہ کرتا ہے اور وہ روح زجاجی کے تابع ہے اور روح زجاجی روح سرالجی کے تابع ہے تو جسم اس روح سرالجی کے سایہ کے سایہ کا سایہ ہوا لہٰذا جسم کو وہ رتبہ کہاں مل سکتا ہے جو روح کو حاصل ہے۔

مَردِ خُفتہ رُوحِ اُو چوں آفتاب — در فلک تابان و تن در جامہ خواب
انسان سویا ہوا ہے اس کی روح سورج کی طرح ہے — آسمان میں چمکتی ہوئی اور جسم بستر میں ہے

جاں نہاں اندر خلا ہمچوں سجاف — تن تقلب می کند زیر لحاف
روح، خلا میں گوٹ کی طرح مخفی ہے — جسم، لحاف کے نیچے کروٹیں بدل رہا ہے

رُوح چوں مِن اَمرِ رَبّی مخفی ست — ہر مثالے کہ بگویم منتفی ست
روح چونکہ میرے رب کے امر میں سے ہے پوشیدہ ہے — میں جو مثال بھی کہوں وہ جداگانہ ہے

اے عجب کو لعلِ شکّر بارِ تُو — واں جوابات خوش و اَسرارِ تُو
ہائے تعجب وہ تیرا شکر برسانے والا لعل کہاں ہے؟ — وہ تیرے بھلے جواب اور اسرار کہاں ہیں؟

اے عجب کو آں عقیقِ قندخا — آں کلید قفلِ مُشکہائے ما
ہائے تعجب، وہ شکر چبانے والا عقیق کہاں ہے — وہ ہماری مشکلوں کی کنجی کہاں ہے؟

اے عجب کو آں دمِ چوں ذوالفقار — آنکہ کردے عقلہا را بیقرار
ہائے تعجب، وہ ذوالفقار جیسا کلام کہاں ہے؟ — وہ جو عقلوں کو بے قرار کر دیتا تھا

چند ہمچو فاختہ کاشانہ جُو — کُو کُو کُو کُو کُو کُو کُو
گھونسلہ ڈھونڈنے والی فاختہ کی طرح کب تک — کُو کُو کُو کُو کُو کُو کُو

کُو ہمانجا کہ صفاتِ رحمت ست — قدرت ست و طہارت ست و فطنت ست
کہاں ہے؟ وہاں جہاں رحمت کی صفات ہیں — قدرت ہے اور پاکیزگی ہے اور سمجھ ہے

کُو ہمانجا کہ دل و اندیشہ اَش — دائم آنجا بُدہ چو شیر و بیشہ اَش
کہاں ہے؟ اس جگہ ہے کہ دل اور اس کا خیال — ہمیشہ وہاں تھا شیر اور اس کی کچھار کی طرح

کُو ہمانجا کہ اُمید مَردوزان — میرود در وقتِ اند وہ و حزن
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ جہاں مردوزن کی امید — رنج اور غم کے وقت جاتی ہے

کُو ہمانجا کہ بوقتِ عِلّتے — چشم پُرد بر اُمید ۳ صحتے
کہاں ہے؟ وہاں ہے کہ بیماری کے وقت — صحت کی امید پر آنکھ اٹھتی ہے

آں طَرف کہ بہر دفعِ زشتیے — باد جُوئی بہر کشت و کشتیے
اس طرف کہ برائی کے دفعیہ کے لئے — کھیتی اور کشتی کے لئے تو ہوا کو تلاش کرتا ہے

آں طَرف کہ دل اِشارت میکند — چوں زباں یاہُو عبارت میکند
اس جانب کہ دل اشارہ کیا کرتا ہے — جب زباں یاہو کہتی ہے

---

۱ مَردِ خُفتہ۔ نیند کی حالت میں جسم لحاف میں سویا ہوا ہوتا ہے اور روح عالم مجردات میں درخشاں ہے۔ رُوح۔ روح کو قرآن نے امر رب کہہ کر مخفی رکھا ہے تو وہ کسی مثال کے ذریعہ بھی نہیں سمجھائی جا سکتی۔ اے عجب۔ اب پھر محتسب کے فضائل کا ذکر ہے۔ عقیقی قندخا۔ یعنی شیریں کلام ہونٹ۔ کلید۔ یعنی زبان۔ دم۔ یعنی کلام۔ آنک۔ اس قدر فصیح کلام تھا کہ عقلاء اس کی فصاحت و بلاغت سے حیران ہو جاتے تھے۔ چند فاختہ۔ کی کو یعنی کجا کہا ہے یعنی فاختہ اپنے گھونسلے کی تلاش میں کہتی ہے کہ وہ کہاں ہے۔

۲ کو۔ تو کہتا ہے کہ محتسب کہاں ہے تو سن لے کہ وہ اسی جگہ ہے جہاں حق تعالیٰ کی صفات ہیں یعنی اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے۔ کہ دل۔ یعنی محتسب اس جگہ ہے جہاں اس کا خیال اسی طرح لگا رہتا تھا جیسا کہ شیر کا خیال اپنی کچھار پر یعنی دربار خداوندی پر۔

۳ اُمید۔ یعنی دربار خداوندی۔ آں طرف۔ جس وقت ہوا کے رک جانے سے کھیتی اور کشتی کو نقصان پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ دل اشارت۔ جب ذکر کرنے والا یاہو کا ذکر کرتا ہے تو قلب اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

اُو! مع اللّٰہست بے کو کو ہمے
وہ بغیر کوکو کے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے
کاش جولاہانہ ' ناکو گفتمے
کاش ہم جولاہوں کی طرح ' ماکو ' کہتے

عقلِ ماکو تا بہ بیند غرب و شرق
ہماری عقل کہاں ہے تاکہ غرب اور شرق کو دیکھے
رُوحہا را می زنند صد گونہ بَرق
سیکڑوں قسم کی روشنیاں روحوں پر پڑ رہی ہیں

جَو رو مَدّش بُد بہ بحرے دَر زبد
جھاگ میں رہتے ہوئے اس کے لئے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا
مُنتہی شُد جَزر و باقی ماند مَد
گھٹاؤ ختم ہو گی ' بڑھاؤ باقی رہ گیا

نُہ [۲] ہزارم وام و مَن بیدست رس
میرے اوپر نو ہزار قرض اور میں بے دسترس ہوں
ہَست صد دینار ازیں توزیع و بَس
اس چندے سے سو دینار ہیں اور بس

حق کشیدت ' ماندہ ام در کشمکش
اللہ تعالیٰ نے تجھے کھینچ لیا میں کشمکش میں رہ گیا
میروم نومید اے خاکِ تو خوش
اے پاک تربت تیرے مزار سے میں مایوس جاتا ہوں

ہمتے میدارد دَر پُر حسرتت
کچھ توجہ ڈال ' اپنے حسرت بھرے پر
اے ہمایوں رُوی و دَست و ہمتت
اے کہ تیرا چہرہ اور ہاتھ اور توجہ مبارک ہے

آمدم بر چشمہ اصلِ عیوں
میں چشموں کی جڑ ' چشمہ پر آیا
یافتم دروے بجایِ آب خوں
میں نے اس میں ' پانی کی جگہ خون پایا

چرخ آں چرخست قلب آں قلب نیست
آسمان وہی آسمان ہے اور روشنی وہ روشنی نہیں ہے
جُوی آں جُویست آں آں آب نیست
نہر وہی نہر ہے ' پانی وہ پانی نہیں ہے

مُحسناں [۳] ہستند کو آں مُستطاب
احسان کرنے والے ہیں؟ وہ پاکیزہ کہاں ہے؟
اختراں ہستند کو آں آفتاب
ستارے ہیں وہ سورج کہاں ہے؟

تو شُدی شوی خدا اے محترم
اے محترم! تو خدا کے پاس چلا گیا
پس بسُوئے حق رَوم مَن نیز ہم
تو میں بھی خدا کے پاس جاتا ہوں

مجمع و پائے علَم مَاوَی الْقُرُوْن
جمع ہونے کی جگہ اور جھنڈے کا سایہ اور زمانوں کا ملجا
ہَست حق کُلٌّ لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن
اللہ تعالیٰ ہے ' ہر چیز ہمارے پاس حاضر ہے

نقشہا گر بے خبر گر با خبر
نقش خواہ بے خبر ہوں یا باخبر
در کفِ نقاش باشد مختصر
نقاش کے ہاتھ میں حاضر ہوتے ہیں

---

۱ او۔ اس کو اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہے اور بغیر کو کے ہے یعنی اس کے متعلق کہا نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ مقام لامکانی ہے۔ کاش۔ ہمیں آن کجا کے بجائے تا کجا' کہنا چاہیے کیونکہ ہم مکانی ہیں۔ تا کو۔ اس کے دو معنی ہیں ایک یہ ہم کہاں ہیں دوسرے جولاہوں کی نالی جس میں وہ اپنا ہوا دھاگا رکھ کر تانے میں بانا بنتے ہیں۔ عقل۔ اگر ہمیں عقل ہو تو ہم دیکھ سکتے ہیں کہ مشرق و مغرب میں اہل اللہ کی روحوں میں سیکڑوں قسم کی تجلیاں وارد ہو رہی ہیں۔ جزر۔ اہل اللہ کی روح کو وفات کے بعد تو معیت حق حاصل ہو ہی جاتی ہے زندگی میں جس کو روح جسم کے جھاگ میں تھی اس میں قرب الٰہی کے اعتبار سے گھٹاؤ بڑھاؤ تھا جب وفات ہو جاتی ہے تو گھٹاؤ ختم ہو جاتا ہے اور بڑھاؤ ہی رہتا ہے۔

۲ نہ ہزار۔ اس مقروض نے کہا کہ مجھ پر نو ہزار قرضہ ہے جو میری دسترس سے باہر ہے اس لئے کہ اس چندہ میں بھی سو دینار ملے ہیں۔ حق کشیدت۔ اللہ نے تجھے عالم بالا کی جانب کھینچ لیا میں اب کشمکش میں ہوں اور واپس جا رہا ہوں۔ ہمتے۔ اب کچھ دعائی توجہ ڈالدے۔ بجائے آب۔ اشرفیاں تو نہ لیں رنج و غم حاصل ہوا۔ چرخ۔ آسمان و زمین وہی ہے لیکن تیرے مرنے سے اب اس میں رونق اور سخاوت نہیں ہے۔

۳ محسناں۔ دنیا میں احسان کرنے والے ہیں لیکن تجھ سا کہاں ہے تو سورج تھا دوسرے ستارے ہیں۔ تو شہدی۔ تو خدا کے پاس پہنچ گیا اب میں بھی پہنچا ہوں۔ مجمع۔ کُلّ

لَدَیْنَا مُحْضَرُوْن۔ سب ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہیں یعنی سب کو خدا کی طرف لوٹنا ہے۔ پائے علم۔ لشکر کے لوگ جھنڈے کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ نقشہا۔ مراد تو سب خدا کی طرف لوٹیں گے زندگی میں بھی سب اس ہی کے تصرف میں ہیں۔

دَمبدم [1] در صفحہ اندیشہ شاں — ثبت محوے میکند آں بے نشاں
ہر وقت ان کے فکر کے صفحہ پر — وہ بے نشاں قائم اور محو کرتا ہے

خشم می آرد رضا را می بَرد — بخل می آرد سخارا می بَرد
غصہ کو لاتا ہے رضا مندی کو لے جاتا ہے — بخل لاتا ہے، سخاوت کو لے جاتا ہے

گہہ بَرد حقد و صفا آرد ہمی — بد رود عجز و عطا کارد ہمی
کبھی کینہ کو لے جاتا ہے اور خلوص کو لاتا ہے — عجز کو کاٹتا ہے، بخشش کو بوتا ہے

نیم لحظہ مُدر کاتم شام و غدو — ہیچ خالی نیست زیں اثبات ومحو
میری احساس کرنے والی قوتیں شام صبح آدھے لحظہ کے لئے — کبھی اس اثبات اور محو سے خالی نہیں ہیں

کوزہ گربا کوزہ باشد کار ساز — کوزہ از خود کے شود پہن و دراز
کمہار، کوزہ بناتا ہے — کوزہ از خود کب چھوٹا اور لمبا ہوتا ہے؟

چوب در دستِ در و گر مُعتکِف — ورنہ چوں گردد بُریدہ موتلفِ
لکڑی بڑھئی کے ہاتھ میں قائم ہوتی ہے — ورنہ منقطع اور مرکب کب بنے؟

جامہ [2] اندردستِ خیاطے بُود — ورنہ از خود. چوں بدوز دیا دَرد
کپڑا درزی کے ہاتھ میں ہوتا ہے — ورنہ از خود کب سلتا یا پھٹتا ہے؟

مَشک با سَقّا بُود اے مُنتہی — وَرنہ از خود چوں شود پُر یا تہی
اے منتہی! مشک سقے کے ساتھ ہوتی ہے — ورنہ از خود کب پر یا خالی ہوتی ہے

ہر دَمے پُر می شوی تی می شوی — پَس بداں کہ در کفِ صُنعِ وَئی
تو ہر وقت پر ہوتا ہے، خالی ہوتا ہے — تو جان لے کہ تو اس کی کاریگری کے ہاتھ میں ہے

چشم بند از چشم دوزے کے رَود — صنع از صانع چساں شید اشود
بند آنکھ، آنکھ پیدا کرنے والے سے کہاں جاسکتی ہے — مصنوعی، صانع سے کب آزاد ہو سکتا ہے؟

چشم [3] داری تو بچشمِ خود نگر — منگر از چشمِ سفیہ بے خبر
تو آنکھ رکھتا ہے، اپنی آنکھ سے دیکھ لے — بیوقوف، بے خبر کی آنکھ سے نہ دیکھ

گوش داری تو بگوشِ خود شنو — گوش گولاں را چرا باشی گرو
تو کان رکھتا ہے، اپنے کان سے سن — تو احمقوں کے کان کا کیوں پابند ہوتا ہے؟

بے ز تقلیدے نظر را پیشہ کن — ہم برائے عقلِ خود اندیشہ کن
بغیر تقلید کے نظر کرنے کا پیشہ بنالے — اپنی عقل کی رائے سے بھی سوچ

[1] دمبدم۔ اس کا تصرف ہے کہ انسان کے دل میں ہر وقت خیالات آتے جاتے ہیں۔ خشم۔ کسی وقت وہ انسان میں غصہ پیدا فرماتا ہے۔ کبھی خوشی، کبھی بخل پیدا ہوتا ہے، کبھی سخاوت، یہ سب اس کا تصرف ہے۔ کہہ۔ کینہ اور خلوص کہ ہمتی اور عطا کی ہمت سب اس کے تصرفات کی ہمت سب اس کے تصرفات ہیں۔ نیم لحظہ۔ کسی وقت بھی انسان اس کے تصرف سے باہر نہیں ہے۔ کوزہ۔ مصنوعی صانع کے تصرف میں ہے۔ چوب۔ لکڑی بڑھئی کے تصرف میں ہے۔

[2] جامہ۔ کپڑا درزی کے تصرف میں ہے، وہ خود نہ سلتا ہے نہ پھٹتا ہے۔ مشک۔ مشک پر سقے کا تصرف ہے۔ ہر دمے۔ انسان بھی کبھی خیالات سے پر اور کبھی خالی ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ وہ صانع کے تصرف میں ہے۔ تی۔ مخفف تہی یعنی خالی۔

[3] چشم داری۔ صانع کی صنعت کو تو خود اپنی چشم بصیرت سے دیکھ اس آنکھ سے نہ دیکھ جس کے پاس نہ دلائل عقلیہ ہوں نہ دلائل نقلیہ گوش داری۔ تجھے خدا نے کان دیئے ہیں تو ان سے سن دوسروں کی سنی سنائی بات پر بھروسہ نہ کر یہ زتقلید۔ اور تحقیقی نظر ڈال تقلیدی نظر کافی نہیں ہے۔

بشنو ۱ از من یک حکایت در نظیر تا شوی از سرِّ گفتِ من خبیر

مثال میں مجھ سے ایک قصہ سن لے تاکہ تو میری بات کے راز سے واقف ہو جائے

دیدنِ خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ در سیرانِ در موکبِ خود اسپے

خوارزم شاہ رحمتہ اللہ علیہ کا سفر میں اپنے جلوس میں ایک نادر گھوڑے

بس نادر و تعلّقِ دلِ شاہ بخوبی و حُسن و چُستی آں اسپ و

کو دیکھنا اور شاہ کے دل کا اس گھوڑے کی چستی اور حسن اور خوبی سے تعلق اور

سَرد کردن عمادُ المُلک آں اسپ را در دلِ شاہ گزیدنِ

عماد الملک کا شاہ کے دل میں اس گھوڑے کو بے وقعت کر دینا اور

شاہ گفت اُورا بَر دیدۂ خویش چنانکہ حکیم سنائی

شاہ کا اس کی بات کو اپنے مشاہدہ پر اعتماد کر لینا ' جیسا کہ حکیم سنائی

رحمتہ اللہ علیہ دَر الٰہی ۳ نامہ می فرماید

رحمتہ اللہ علیہ الٰہی نامہ میں فرماتے ہیں

چوں زبان حَسد شود نخاس یوسفے یابی از گزِ کرباس

جب حسد کی زبان پردہ فروش ہو ایک کو کپڑے کے عوض تو یوسف کر حاصل کرے گا

از دلالی برادرانِ ۳ یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام حسودانہ

یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بھائیوں کی حاسدانہ دلالی کی وجہ سے

در دلِ مُشتریاں آں چنداں حُسن پوشیدہ شدہ زشت

خریداروں کے دل میں اس قدر زیادہ حسن چھپ کر برا

نُمودن گرفت وَکَانُوْا فِیْہِ مِنَ الزَّاھِدِیْنَ

نظر آنے لگا اور وہ ان میں بے رغبت تھے

بُود امیرے را یکے اسپ گزیں دَر گلّہ سلطاں نبُودش یک قریں

ایک سردار کا ایک منتخب گھوڑا تھا بادشاہ کے گلہ میں اس کے جوڑ کا کوئی نہ تھا

اُو سوارہ گشت در موکب پگاہ ناگہاں دید اسپ را خوارزم شاہ

وہ صبح کو جلوس میں سوار ہوا خوارزم شاہ نے اچانک گھوڑا دیکھ لیا

چشمِ شہ را فرّ و رنگِ اُو رَبود تا بر جعت چشمِ شہ بر اسپ بُود

شاہ کی نظر کو اس کی شان اور رنگت نے اچک لیا شاہ کی نظر واپسی تک گھوڑے پر تھی

۱ بشنو۔ اب تو ایک قصہ سن لے تاکہ تحقیق اور تقلید کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لے۔ دیدن۔ خوارزم شاہ نے گھوڑے کو تنقیدی نظر سے دیکھا فوراً عماد الملک کے کہنے سے اس کا خیال بدل گیا اگر تحقیق کی نظر سے کام لیتا تو گھوڑے سے محروم نہ رہتا۔ حکیم سنائی۔ مشہور صوفی شاعر ہیں۔

۲ الٰہی نامہ۔ حکیم سنائی کی مشہور کتاب ہے۔ چوں۔ یہ شعر الٰہی نامہ کا ہے اگر وہ فروش دلال کی زبان حاسد ہو تو غلام بے وقعت ہو جاتا ہے اور معمولی قیمت میں فروخت ہو جاتا ہے حضرت یوسف جیسے غلام کی قیمت بھی ایک گز کپڑا رہ جاتی ہے۔

۳ برادراں۔ حضرت یوسف کے بھائی چونکہ حاسد تھے اس لیے خریدار ان کے خریدنے کے زیادہ شائق نہ بنے۔ بود۔ ایک سردار کا اس قدر منتخب گھوڑا تھا کہ اس جیسا گھوڑا بادشاہ کے پاس بھی نہ تھا۔ موکب۔ شاہی جلوس۔ چشم۔ بادشاہ اس کو واپسی تک ٹکٹکی باندھ کر دیکھتا رہا۔

بر ہر آں عضوے کہ افگندے نظر
وہ اس کے جس عضو پر نظر ڈالتا

ہر یکش خوشتر نمودے زاں دگر
ہر ایک دوسرے سے زیادہ اچھا نظر آتا

غیر[۲] چستی و کشی و روحت
چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ

حق بُرو افگندہ بُدنا در صفت
اللہ تعالیٰ نے اس میں نادر صفتیں رکھی تھیں

پس تجسس کرد عقل بادشاہ
پھر بادشاہ کی عقل نے تنوّل کی

کایں چہ باشد کو زند بر عقل راہ
کہ یہ کیا چیز ہے؟ جو عقل کا راستہ روکتی ہے

چشمِ من پُرست و سیر ست و غنی
میری آنکھ پر اور سیر اور بے نیاز ہے

از دو صد خورشید دارد روشنی
دو سو سورجوں کی روشنی رکھتی ہے

اے رُخِ شاہاں برِ من بیذقے
اے مخاطب شاہوں کا رخ میرے لئے پیادہ ہے

نیم اسپم در رُبا یدبے حقے
مجھے آدھا معمولی گھوڑا خواہ مخواہ فریفتہ کرتا ہے

جادوئی[۲] کردست جادو آفریں
جادو پیدا کرنے والے نے' جادو کیا ہے

جذبہ باشد آں نہ خاصیاتِ ایں
وہ کشش اس کی ہے' نہ اس کی خصوصیتیں

فاتحہ خواند و بسے لاحول کرد
اس نے فاتحہ اور بہت لاحول پڑھی

فاتحہ اش در سینہ می افزود درد
فاتحہ اس کے سینے میں درد بڑھاتی تھی

زانکہ اُورا فاتحہ خود می کشید
کیونکہ اس کا فاتحہ خود کھینچ رہی تھی

فاتحہ در جزو دفع آمد وحید
فاتحہ کشش اور دفعیہ میں یکتا ہے

گر نماید غیر ہم تمویہ اُوست
اگر وہ غیر کو دکھاتا ہے' تو وہ اس کا ملمع کرتا ہے

ور رود غیر از نظر تنبیہ آوست
اور اگر غیر' نظر سے گرے تو اس کی تنبیہ ہے

پس یقیں گشتش کہ جذبہ آں سریست
تو اس کو یقین ہو گیا کہ اس جانب کی کشش ہے

کارِ حق ہر لحظہ نادر آوریست
اللہ تعالیٰ کا کام ہر وقت نادر کو پیدا کرنا ہے

اسپ سنگیں' گاؤ سنگیں زابتلا
پتھر کا گھوڑا' پتھر کا بیل' ابتلاء کی وجہ سے

می شود مسجود از مکرِ خدا
خدا کی تدبیر سے مسجود بن جاتا ہے

پیشِ کافر نیست بُت راثانیے
کافر کے سامنے بت کا کوئی ثانی نہیں ہے

نیست بُت رافرّ و نے رُوحانیے
نہ بت میں شان ہے اور نہ روحانیت ہے

عدیم المثال سمجھنے لگتا ہے حالانکہ وہ جاندار ہے نہ اس میں کوئی شان و شوکت ہے۔

۱ غیر۔ گھوڑے میں چستی اور خوبی اور سبکروی کے علاوہ اور بھی صفات تھیں۔ روحت۔ اس لغت کا سبکروی ترجمہ ہم نے دوسروں کی پیروی میں کیا ہے' اصل لغت سے اس کے کوئی معنی واضح نہیں ہوئے۔
پس۔ شاہ کو حیرانی ہوئی کہ یہ گھوڑا کیسا ہے کہ اس نے دیوانہ بنا دیا ہے۔ چشم من۔ میں سیر چشم ہوں اور بے نیاز ہوں میری آنکھ میں دو سو سورجوں کی روشنی ہے۔ رخ۔ شطرنج کا معزز مہرہ ہے۔ بیذق۔ پیادہ شطرنج کا معمولی مہرہ ہے۔ نیم اسپم۔ لیکن ان باتوں کے باوجود ایک گھوڑے نے میری عقل کو حیران کر دیا ہے۔
۲ جادو۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی سحر کاری ہے اور اس کی یہ کشش ہے' گھوڑے کی عمدگی کی یہ کشش نہیں ہے۔ فاتحہ۔ گھوڑے کے خیال کو دور کرنے کے لئے اس نے سورۂ فاتحہ اور لاحول پڑھنی شروع کی لیکن فاتحہ نے بھی اس کے درد میں اور اضافہ کر دیا۔ زانکہ۔ اس کے درد میں اس لئے اضافہ ہوا کہ یہ کشش فاتحہ والے کی تھی اور وہ کشش میں یکتا ہے۔ فاتح۔ یعنی فاتحہ کا رب اللہ تعالیٰ۔ گر نماید۔ اگر اللہ تعالیٰ غیر کو حسین کر کے دکھا دیتا ہے تو یہ اس کا ملمع کرنا ہے اور اگر غیر کو وہ برا کر کے دکھا دیتا ہے تو یہ اس کی طرف سے تنبیہ ہوتی ہے۔
۳ پس۔ تو اب شاہ کو یقین ہو گیا کہ گھوڑے کی جانب یہ کشش منجانب اللہ ہے۔ اسپ سنگین۔ اللہ تعالیٰ جب کسی اپنے غیر کو حسین بناتا ہے تو اس کی یہ صورت ہوتی ہے کہ انسان گھوڑے اور بیل کے بت کو پوجنے لگتا ہے۔ ثانیے۔ وہ کافر اس بت کو

چیست[1] آں جاذب نہاں اندر نہاں
مخفی در مخفی وہ کھینچنے والا کیا ہے؟

در جہاں تابندہ از دیگر جہاں
دنیا میں دوسرے جہاں سے چمکنے والا

عقل محجوب ست و جاں ہم زیں کمیں
اس مخفی سے عقل بھی پردے میں ہے اور جان بھی

مَن نمی بینم تو می تانی ببیں
میں نہیں دیکھتا ہوں اگر تو دیکھ سکے تو دیکھ لے

چونکہ خوارم شہ رسیراں باز گشت
جب خوارزم شاہ سیر سے لوٹا

باخواصِ مُلکِ خود ہمراز گشت
اپنے ملک کے خواص سے ہمراز ہوا

پس بسَر ہنگان بفرمود آں زماں
پھر اسی وقت سپاہیوں کو حکم دیا

تا بیارند اَسپ رازاں خانداں
کہ اس خاندان سے گھوڑا لے آئیں

ہمچو[2] آتش در رسیدند آں گروہ
وہ لوگ آگ کی طرح پہنچ گئے

ہمچو پشمے گشت امیرِ ہمچو کوہ
پہاڑ جیسا سردار، اون جیسا ہو گیا

جانش از دردو غبیں تالب رسید
اس کی جان درد اور ٹوٹے سے ہونٹ تک آ گئی

جُز عمادُ المُلک زنہارے ندید
اس نے عماد الملک کے سوا پناہ نہ دیکھی

کہ عماد الملک بدپائے علَم
کیونکہ عماد الملک جھنڈے کا پایہ تھا

بہرِ ہر مظلوم و ہر مغبُونِ غم
ہر مظلوم اور ہر غم کے مارے کا

محترم تر خود نہ بُد زُو سَروَرے
کوئی سردار اس سے زیادہ محترم نہ تھا

پیشِ سُلطاں بُود چوں پیغمبرے
وہ سلطان کے نزدیک پیغمبر جیسا تھا

بے طمع بُود و اصیل[3] و پارسا
رائض و شب خیز و حاتم در سخا

بے طمع اور اصیل اور نیک تھا
ریاضت کرنے والا اور شب بیدار اور سخاوت میں حاتم تھا

بَس ہمایوں رائے وبا تدبیر و داد
آز مُودہ رائے اُو در ہر مُراد

بہت مبارک رائے اور مدبر اور منصف
وہ ہر مقصد میں آزمودہ رائے تھا

ہم بَبذلِ جاں سخی وہم بمال
طالبِ خورشید غیب اُوچوں ہلال

جان کے خرچ میں بھی سخی اور مال میں بھی
وہ ابتدائی کے چاند کی طرح غیب کے سورج کا طالب تھا

دَر امیری اُو غریب و محتبس
دَر صفاتِ فقر و خُلّت متلبس

وہ امارت میں غریب اور پابند تھا
فقر اور خلت کے صفات سے وابستہ تھا

بُود ہر محتاج را ہمچوں پدر
پیشِ سُلطاں شافع و دفعِ ضرر

وہ ہر محتاج کے لئے باپ جیسا تھا
وہ بادشاہ کے سامنے سفارشی اور ضرر کو دفع کرنے والا تھا

---

[1] چیست۔ یہ انسان کے لئے کشش والی کیا چیز ہے جو مخفی در مخفی ہے اور علم غیب سے اس عالم میں آ کر انسان کو متاثر کرتی ہے۔ عقل۔ اس کو نہ عقل سمجھ سکتی ہے نہ روح وہ قدر کا راز ہے جس میں بحث کرنا بھی ممنوع ہے۔ چونکہ اب پھر اصل قصہ شروع کیا ہے کہ جب خوارزم شاہ واپس آیا تو اس نے اپنے خواص سے مشورہ کیا۔ پس۔ پھر سپاہیوں کو روانہ کر دیا کہ وہ اس سردار کا گھوڑا جبراً لے آئیں۔

[2] ہمچو۔ وہ سردار بھی تگڑا تھا لیکن سپاہیوں کے بالمقابل اس کی کچھ نہ چلی۔ جانش۔ وہ سردار اس گھوڑے کے صدمہ سے جاں بلب ہو گیا اور سوچا کہ اس مصیبت کو صرف عماد الملک ٹال سکتا ہے۔ پائے علم۔ جھنڈے کا پایہ یعنی لوگوں کا مرجع۔ مغبون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ محرم۔ خوارزم شاہ عماد الملک کی بہت عزت کرتا تھا اور اس کے کہنے کو نبی کے فرمان جیسا سمجھتا تھا۔

[3] اصیل۔ شریف النسب۔ رائض۔ ریاضت کرنے والا۔ آزمودہ۔ یعنی تجربہ کار تھا۔ ہم۔ جان و مال خرچ کرنے میں سخی تھا۔ طالب۔ اللہ تعالیٰ سے اسی طرح کسب فیض کرتا تھا جس طرح ہلال سورج سے کرتا ہے۔ وہ امیر تھا لیکن اپنے آپ کو غریبوں میں شمار کرتا تھا اور ان کا پابند تھا۔ خلت۔ یعنی خدا کے ساتھ دوستی۔ دفع۔ یعنی دافع۔

مربداں[1] را ستر چوں حلمِ خُدا
اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح بروں کیلئے پردہ تھا

خُلقِ اُو برعکسِ خلقان و جدا
اس کے اخلاق لوگوں کے برعکس اور جدا تھے

بارہا می شُد بسُوئے کوہ فرد
بارہا ' پہاڑ کی جانب اکیلا چلا جاتا تھا

شاہ باصد لابہ اُورا منع کرد
بادشاہ نے سو خوشامدوں سے اسے منع کیا تھا

ہر دم ار صد جُرم را شافع شُدے
ہر وقت اگر سو جرموں کا سفارشی بنتا

چشمِ سُلطاں را ازُو شرم آمدے
بادشاہ کی آنکھ کو اس سے شرم آتی

رفت اُو پیشِ عمادُ الملک راد
وہ ' جوانمرد عماد الملک کے سامنے گیا

سر برہنہ کرد و برخاک اُو فتاد
سر ننگا کیا اور خاک پر گر گیا

کہ[2] حرم باہر چہ دارم گو بگیر
کہنے لگا لونڈی مع ہر چیز کے جو میرے پاس ہے لے لے

تا بگیرد حاصلم را ہر مُغیر
حتی کہ ہر لوٹنے والا میرے حاصل کو لے لے

آں یکے اسپ ست جانم ہمچنِ اُوست
وہ ایک گھوڑا ہے ' میری جان اس میں گروی ہے

گر بدرمردم یقیں اے خیر دوست
اے بھلے دوست اگر وہ لے لے گا میں یقیناً مر جاؤں گا

گر برَد ایں اسپ را از دستِ مَن
اگر وہ میرے ہاتھ سے اس گھوڑے کو لے جائے گا

مَن یقیں دانم نخواہم زیستن
میں یقین سے جانتا ہوں میں نہ جی سکوں گا

چوں خدا پیوستگی ام دادہ است
چونکہ خدا نے اس سے مجھے دلچسپی دی ہے

بر سَرم مال اے مسیحا زُود دست
اے مسیحا! جلد میرے سر ' پر ہاتھ پھیر دے

از[3] زن و زر و عقارم صبر ہست
زن اور زر اور جائیداد سے مجھے صبر حاصل ہے

ایں تکلف نیست بے تزویر یست
یہ بناوٹ نہیں بے سچائی ہے

اندریں گر ' می نداری باورم
اگر اس بارے میں تجھے میرا یقین نہیں ہے

اِمتحاں کُن اِمتحاں گفت و فرم
میرے قول اور وعدے کا امتحان لے لے امتحان

آں عمادُ الملک گریاں چشم مال
عماد الملک روتا ہوا ' آنکھیں ملتا ہوا

پیشِ سُلطان درد دید آشفتہ حال
پریشان حال ' بادشاہ کے پاس دوڑ گیا

لب بہ بست پیش سلطان ایستاد
ہونٹ بند کر لئے اور بادشاہ کے پاس کھڑا ہو گیا

راز گویاں با خدا رَبُّ العباد
رب العباد خدا سے راز کہتا ہوا

ایستادہ رازِ سُلطاں می شُنید
وہ کھڑا ہوا بادشاہ کا راز سن رہا تھا

واندراں اندیشہ اش ایں می تنید
اس دوران میں اس کا خیال یہ بنا رہا تھا

[1] مربداں را۔ بروں کی برائی کو اللہ تعالیٰ کی بردباری کی طرح چھپاتا تھا۔ بارہا۔ اس قدر بہادر تھا کہ اکیلا پہاڑوں کی طرف چلا جاتا تھا جہاں قاتل ڈاکو اور درندے بکثرت ہوتے ہیں۔ ہر دم۔ اگر وہ ایک وقت میں سو سفارشیں بھی کرتا تو شاہ اس کی بات ٹالنے میں شرم محسوس کرتا تھا۔ رفت۔ وہ سردار جس کا گھوڑا چھنا تھا عماد الملک کے دربار میں ننگے سر زمین پر جا گرا۔

[2] کہ۔ عماد الملک سے عرض کیا کہ بادشاہ سے کہہ دیجئے کہ میری محبوبہ لونڈی اور سارا مال وزر لے لے اور لوٹنے والوں کو لوٹ کا حکم دیدے۔ آں یکے۔ بس میرا گھوڑا چھوڑ دے کیونکہ میری جان اس میں اٹکی ہے اس کے بغیر میں زندہ نہ رہ سکوں گا۔ چوں خدا۔ اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں اس کی محبت پیدا کر دی ہے اگر وہ میرے پاس سے چلا گیا تو میں مر جاؤں گا لہٰذا آپ مسیحائی دکھایئے۔

[3] از زن۔ اگر بادشاہ گھر بار نقد و جائیداد لے لے گا تو میں صبر کر لوں گا۔ بے تزویری۔ یعنی سچائی۔ فر۔ شان و شوکت ' یہاں دعویٰ مراد ہے۔ چشم مال۔ آنکھیں ملتے ہوئے۔ راز گویاں۔ عماد الملک بادشاہ کے دربار میں کھڑا ہوا اور خدا سے راز کی باتیں کر رہا تھا جن کا ذکر آئندہ اشعار میں ہے۔ راز۔ سلطان۔ بادشاہ کی باتوں سے اس کے دلی خیال معلوم کر رہا تھا۔

کاے خدا گر آنجواں کژ رفت راہ
کہ اے خدا! اگر وہ جوان ٹیڑھا راستہ چلا ہے

کہ نشاید ساختن جُز تو پناہ
کیونکہ تیرے سوا کسی کو پناہ نہ بنانا چاہیے

تو از آنِ خود بکُن بروَے مگیر
تو اپنے شایان شان کر، اس کی گرفت نہ کر

گرچہ اُو خواہد خلاص از ہر اَسیر
اگرچہ وہ ہر قیدی سے اپنی خلاصی چاہے

زانکہ مُحتاج اندایں خلقاں ہمہ
کیونکہ سب مخلوق محتاج ہے

از گدائے گیرتا سُلطاں ہمہ
سب، فقیر سے لے کر بادشاہ تک

باحضورِ ۲ آفتابِ باکمال
مکمل سورج کے ہوتے ہوئے

رہنمائی جُستن از شمع و مَہ ذبال
بتی اور شمع سے رہنمائی حاصل کرنا

با حضورِ آفتاب خوش مساغ
خوش رفتار سورج کے ہوتے ہوئے

رہنمائی جُستن از شمع و چراغ
شمع اور چراغ سے رہنمائی ڈھونڈنا

بیگماں تَرکِ اَدب باشد زما
بیشک ہمارا ترک ادب ہے

کفرِ نعمت باشد و فعلِ ہوا
نعمت کا کفر اور خواہش نفس کا کام ہے

لیک اَغلب ہوشہا در افتکار
لیکن سوچنے میں اکثر عقلیں

ہمچو خُفّاش اند ظلمت دوستدار
چمگادڑ کی طرح اندھیرے کو پسند کرنے والی ہیں

در شب از خُفاش کرمے می خورد
چمگادڑ رات میں اگر کوئی کیڑا کھاتی ہے

کرم را خورشید جاں می پَرورد
کیڑے کی جان کو سورج پالتا ہے

ور شب از خُفاش کرمے مست مست
اگر چمگادڑ رات میں کیڑے سے مست ہے

کرم از خورشید جُنبیدہ شدہ است
کیڑا سورج کی وجہ سے حرکت کرنے والا بنا ہے

آفتابے ۳ کہ ضیا زُو می زہد
سورج جس سے روشنی ابلتی ہے

دشمنِ خودرا نوالہ می دہد
اپنے دشمن کو خوراک دیتا ہے

لیک خُفّاشے کہ اُورہ گم کُند
لیکن چمگادڑ جو کہ راستہ گم کرتی ہے

آخر از خورشید ہم یابد سَند
آخر وہ بھی سورج سے سہارا پاتی ہے

لیک شہبازے کہ اُو خفّاش نیست
لیکن وہ شہباز جو چمگادڑ نہیں ہے

چشم بازش راست بیں وروشنیست
اس کی کھلی ہوئی آنکھ صحیح دیکھنے والی اور روشن ہے

گر بشب جُوید چُو خفّاش اُو نمُو
اگر وہ چمگادڑ کی طرح رات کو خروج کرلے

در اَدب خورشید مالدگوشِ اُو
سورج سزا میں اس کا کان اینٹھ دے

۱ کاے خُدا۔ خدا سے یہ راز کہہ رہا تھا کہ اے خدا اگرچہ اس سردار کی یہ غلطی ہے کہ اس نے تجھے چھوڑ کر میری پناہ لی ہے۔ تُو از آن۔ اے خدا تو اس کی خطا پر گرفت نہ فرما اور اپنے شایانِ شان اس سے معاملہ کر۔ اسیر۔ کسی قیدی کے ذریعہ قید سے نجات چاہنا بیوقوفی ہے۔ زانکہ۔ مخلوق، مخلوق سے کچھ چاہے تو ایسا ہی ہے کہ ایک بھکاری دوسرے بھکاری سے بھیک مانگے۔

۲ با حضور۔ خدا کے ہوتے ہوئے بندوں سے مدد چاہنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی سورج کے ہوتے ہوئے شمع اور چراغ کی بتی سے روشنی حاصل کرلے۔ بیگماں۔ یقیناً انسان کا یہ فعل خدا کی شان میں گستاخی ہے۔ فعل ہوا۔ یہ شیطان نفس کی خواہش ہے۔ لیک۔ لیکن اکثر انسان چمگادڑ صفت ہیں مسبب الاسباب سے قطع نظر کرکے اسباب سے تعلق پیدا کرتے ہیں۔ ور شب۔ حالانکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اسباب سے جو حاصل ہوتا ہے وہ بھی اسی کی دین ہے۔ کرمے۔ چمگادڑ جو کیڑا کھاتی ہے اس کو سورج کی روشنی نے پالا ہے۔

۳ آفتابے۔ سورج اپنے دشمن چمگادڑ کو غذا دیتا ہے خدا کافروں کو بھی رزق پہنچاتا ہے۔ لیک۔ اسباب پر اعتماد کرنے والے بھی مسبب الاسباب کے سہارے مقاصد حاصل کررہے ہیں۔ لیک۔ عوام اسباب پر اعتماد کرلیں لیکن خواص کا یہ جرم ہے چمگادڑ رات کو رزق تلاش کرلے باز اگر ایسا کرے گا تو مجرم ہے۔

گویدش ۱ گیرم کہ آں خفاشِ اُمد — عِلّتے دارد، ترا بارے چہ شُد
سو اس سے کہے گا میں نے مانا کہ سرکش چمگادڑ — عیب رکھتی ہے لیکن تجھے کیا ہوا ہے؟

مالشت بدہم بزجرو اَکتیاب — تانتابی سَر، دگر از آفتاب
میں تجھے جھڑکی اور غم کی سزا دوں گا — تاکہ تو پھر سورج سے سرتابی نہ کرے

مُواخذۂ یوسفِ صدّیق علیٰ نبیّنا وعلیہ الصّلوٰۃ والسّلام

حضرت یوسف صدیق کا ہمارے نبی اور ان پر درود اور سلام ہو قیدخانہ

بحبسِ بِضعِ سنین بسبب یاری خواستن از غیر حق

کے ذریعہ کچھ سال مواخذہ ان کے خدا کے غیر سے مدد چاہنے اور کہنے کے

وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ الی اخر الایۃ

سبب کے علاوہ میرا ذکر کردے اپنے آقا کے سامنے

آنچناکہ یوسفؑ از زندانیے — بانیازے خاضع سعدانیے ۲
جیسا کہ حضرت یوسفؑ نے ایک قیدی سے — جو عاجز، پست، گرہ گیر تھا

خواست یاری گفت چوں بیروں روی — پیشِ شہ گردد امورت مُستوی
مدد چاہی، کہا جب تو باہر جائے — بادشاہ کے سامنے تیرے معاملے ٹھیک ہو جائیں

یادِ مَن کُن پیشِ تختِ آں عزیز — تامرا ہم واخرِ وزیں حَبس نیز
اس عزیز کے تخت کے سامنے مجھے یاد رکھنا — تاکہ مجھے بھی وہ اس قید سے چھڑا لے

کے دہد زندانیے دَر اِقتناص — مَردِ زندانی دیگر راخلاص
قیدی پھنساؤ کی حالت میں کب دے سکتا ہے — نجات، دوسرے قیدی شخص کو؟

اہلِ ۳ دنیا جُملگاں زندانی اَند — اِنتظارِ مَرگِ دارِ فانی اَند
دنیا دار سب قیدی ہیں — دار فانی کی موت کے منتظر ہیں

جُز مگر نادر یکے فردانیے — تن بزنداں جانِ اُو کیوانیے
بجز کسی نادر یکتا کے — جس کا جسم قید خانہ میں اور روح زحل پر ہو

پس جزائے آنکہ دید اورا مُعیں — ماند یوسف حبس در بِضعِ سنیں
تو اس کی سزا کہ انہوں نے اس کو مددگار سمجھا — حضرت یوسف چند سال قید میں رہے

۱ گویدش۔ سورج بار کو کہے گا چمگادڑ میں تو بیماری تھی جس کی وجہ سے اس کی آنکھ خفاش ہوئی تو نے کیوں غلطی کی۔ مالشت۔ لہٰذا اب سزا کا مستحق ہے تاکہ دوبارہ ایسی غلطی نہ کرے۔ مواخذہ خواص اگر اسباب پر بھروسہ کریں تو مجرم ہیں اس کو حضرت یوسف کے واقعہ سے ثابت فرمایا ہے حضرت یوسف نے رہائی کی امید دوسرے قیدی سے وابستہ کی تو سزا ملی اور ان کو مزید جیل خانہ میں رکھا گیا۔ بانیازے۔ وہ قیدی خود عاجز اور ذلیل تھا حضرت یوسف نے اس کا سہارا چاہا۔

۲ سعدانیے۔ سعدان والا۔ سعدان ایک خاردار گھاس ہے اور ترازو کی گرہ کو بھی کہتے ہیں ہم نے اسی مناسبت سے گرہ گیر ترجمہ کیا ہے یعنی اس کے دل میں غم کی گرہیں تھیں۔ گفت۔ قرآن نے حضرت یوسف کا مقولہ نقل کیا ہے وَقَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ۔ اور کہا (یوسف نے) اس آدمی سے جس کے بارے میں گمان کیا کہ وہ دونوں میں سے نجات پانے والا ہوگا کہ اپنے آقا کے پاس میرا ذکر کر دینا۔ یاد کن۔ اس شخص سے کہا کہ عزیز مصر کے یہاں میرا ذکر کر دینا۔ عزیز۔ مصر کے گورنر کو کہا جاتا تھا۔ اقتناص۔ شکار کا جال میں پھنسنا۔

۳ اہل دنیا۔ دنیا کے لوگوں سے مدد چاہنا قیدی سے رہائی میں مدد چاہنا ہے۔ مرگ۔ انسان کو مرنے پر دنیا کے قید خانہ سے نجات ملتی ہے۔ جز۔ ہاں کسی باخدا انسان سے مدد مانگی جا سکتی ہے۔ کیوان۔ زحل ستارہ جو ساتویں آسمان پر مانا جاتا ہے۔ پس۔ چونکہ حضرت یوسفؑ سے یہ لغزش ہوئی اس لئے مزید قید بھگتنی پڑی۔

یادِ ۱ یوسف دیو از عقلش سترد — وز دلش دیو آں سخن از یاد بُرد

شیطان نے حضرت یوسف کی یاد اس کے ذہن سے بھلا دی — اور شیطان نے وہ بات اس کے دل سے بھلا دی

زیں گنہ کامد ازاں نیکو خصال — ماند در زنداں زد اور ہفت سال

اس گناہ کی وجہ سے جو ان نیک خصلت سے سرزد ہوا — وہ خدا تعالیٰ کی جانب سے سات سال قید میں رہے

کہ چہ تقصیر آمد راز خورشید داد — تاتو چوں خفاش اُفتی در سَواد

کہ عطا کے سورج سے کیا کمی ہوئی تھی؟ — جس سے تو چمگادڑ کی طرح تاریکی میں گر گیا

ہیں چہ تقصیر آمد از بحر و سحاب — تاتو یاری خواہی از ریگ و سَراب

ہاں سمندر اور ابر کی جانب سے کونسی کوتاہی ہوئی؟ — جس سے تو ریت اور سراب سے مدد چاہنے لگا

عام ۲ اگر خفاش طبع اند و مجاز — یوسفا داری تو آخر چشم باز

عوام اگرچہ چمگادڑ کی طبیعت والے اور مجاز ہیں — اے یوسف! آخر تو کھلی ہوئی آنکھ رکھتا ہے

گر خفاشے رفت در کور و کبُود — بازِ سلطاں دیدہ را بارے چہ بُود

اگر کوئی چمگادڑ اندھے پن اور تاریکی میں چلی گئی — آخر شاہ کو دیکھے ہوئے باز کو کیا ہوا؟

پس اَدب کردش بدیں جُرم اوستاد — کہ مساز از چوبِ بوسیدہ عِماد

تو اس خطا پر استاد نے ان کو سزا دی — کہ پرانی لکڑی کا ستون نہ بنا

لیک یوسف را بخود مشغول کرد — تانیاید دردلش زاں حَبس درد

لیکن حضرت یوسف کو اپنے میں مشغول کر لیا — تاکہ اس قید سے ان کے دل میں درد نہ آئے

آنچنانش ۳ اُنس و مستی داد حق — کہ نہ زنداں ماند پیشش نے غَسَق

اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسی انسیت اور مستی عطا کی — کہ نہ ان کے سامنے قیدخانہ رہا نہ تاریکی

نیست زندانے وحش تر از رَحم — ناخوش و تاریک و پُر خون و وَخم

کوئی قیدخانہ (ماند) سے زیادہ وحشتناک نہیں ہے — ناخوش، اور تاریک اور خون بھرا اور ناموافق

چوں کشادت حق دریچہ سوئے خویش — در رحم ہر دَم فزایدتنت بیش

جبکہ اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے کھڑکی اپنی جانب کھول دی — ہر وقت رحم میں تیرا جسم بڑھتا ہے

تاریک کونسا قیدخانہ ہوگا لیکن خدا اس رحم کا دریچہ اپنی طرف کھول دیتا ہے اور بچہ کس قدر خوش و خرم ہو کر بڑھتا ہے۔

۱ یادِ یوسف۔ قرآن پاک میں ہے فَاَنْسٰهُ الشَّيْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ۔ اس قید خانہ سے چھوٹنے والے کو شیطان نے آقا کے پاس ذکر کرنا بھلا دیا۔ زیں گنہ۔ یہ معصیت نہ تھی زلت تھی۔ ہفت سال۔ قرآن میں بضع کا لفظ فرمایا ہے جو تین سال سے نو سال تک کی مدت کے لئے بولا جاتا ہے مولانا نے سات سال متعین کئے ہیں۔ کہ چہ۔ حضرت یوسف پر ناراضی کا اظہار اس طریقہ پر کیا کہ ہماری جانب سے تیری روح میں کیا کمی آئی تم نے دوسروں کی مدد چاہی۔ ایں۔ ہاں۔ بحر و سحاب۔ یعنی ذلت خداوندی۔ ریگ و سراب۔ یعنی وہ قیدی جس سے مدد چاہی۔

۲ عام۔ عوام تو اندھے ہیں وہ دوسرے سے مدد چاہتے ہیں مورد عتاب نہیں ہیں اے یوسف تمہاری تو آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ گر خفاشے۔ اگر چمگادڑ تاریکی چاہے تو اتنی قصوروار نہیں جتنا کہ شاہی باز مشہور ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔ نیکوں کی نیکیاں بارگاہ کے مقربوں کی برائیاں ہیں یعنی وہی ایک بات جس پر نیکوں کو بھلائی ملتی ہے وہ بات اگر مقرب بارگاہ کرے تو اس کی گرفت ہو جاتی ہے۔ اوستاد۔ اللہ تعالیٰ۔ چوب۔ یعنی اسباب۔ لیک۔ چونکہ یوسف بہرحال محبوب خدا تھے اس لئے اس سزا میں بھی ان کو راحت عطا کر دی گئی۔

۳ آنچنانش۔ اس قید کی حالت میں ان پر وہ تجلیات تھیں جن سے وہ اس قیدخانہ کو قیدخانہ سمجھتے تھے نہ وہاں کی تاریکی کو تاریکی۔ نیست۔ اس پر تعجب نہ کر، ماں کے رحم سے زیادہ

اندراں ۱ زنداں ز ذوقِ بیقیاس
اس قیدخانہ میں بے اندازہ ذوق سے

خوش شگفت از غرسِ جسمِ تو حواس
تیرے جسم کے پودے سے عمدہ حواس کھل گئے

زاں رحم بیروں شُدن بر تو درشت
اس رحم سے باہر آنا تیرے ناگوار ہو گیا

می گریزی از زہارش سُوئے پُشت
تو اس کی شرمگاہ سے کمر کی طرف بھاگنے لگا

راہِ لذت از دروں داں نز بروں
لذت کا راستہ اندر سے سمجھ نہ کہ باہر سے

ابلہی داں جُستنِ قصر و حصوں
محل اور قلعوں کی جستجو بے وقوفی سمجھ

آں یکے در گنجِ مسجد مست و شاد
ایک مسجد کے کونے میں مست اور شاد ہے

واں یکے در باغ تُرش و بیمراد
اور وہ سڑا باغ میں منہ بنائے اور بے مراد ہے

قصر چیزے نیست ویران کن بدن
محل کوئی چیز نہیں ہے اس کو ویران کر دے

گنج در ویرانی ہست اے میرِ من
اے میرے سردار! خزانہ ویرانی میں ہے

ایں نمی بینی کہ در بزم شراب
کیا تو نہیں دیکھتا کہ شراب کی محفل میں

مست آنگہ خوش شود کو شُد خراب
مست اس وقت خوش ہوتا ہے جب وہ ویران ہو جائے

گرچہ ۲ پُر نقش ست خانہ بر کنش
اگرچہ گھر پُر نقش (ونگار) ہے اس کو اکھاڑ دے

گنج جو وز گنج آباداں کُنش
خزانہ تلاش کر اور خزانہ سے اس کو آباد کر دے

خانۂ پُر نقش و تصویر و خیال
گھر نقش اور تصویر اور خیال سے بھرا ہوا

ویں صُور چوں پردہ بر گنج وصال
اور یہ صورتیں وصل کے خزانہ پر پردے کی طرح ہیں

پر تو گنج ست و تابشہائے زر
خزانے کا عکس اور سونے کی چمک ہے

کہ دریں سینہ ہمی جوشد صُور
کہ یہ صورتیں سینے میں جوش مارتی ہیں

ہم ۳ ز لُطف و عکسِ آب شَرف
شریف پانی کے عکس اور لطف سے بھی

پردہ شُد بر رُوی آب اجزائے کف
پانی کی سطح پر جھاگ کے اجزاء پردہ ہو گئے ہیں

ہم زلُطف و جوشِ جانِ باثمن
قیمتی جان کے ہوش اور لطف سے بھی

پردۂ بر رُوئے جاں شُد شخصِ تن
جسم کا وجود جان کے چہرے پر پردہ بن گیا ہے

پس مثل بشنو کہ در افواہ خاست
تو وہ مثل سن لے جو زبانوں پر جاری ہے

کانچہ بر ما می رود آں ہم زماست
کہ جو کچھ ہم پر گزرتی ہے وہ ہماری طرف سے ہے

سبب بنے یہ مثل ہم پر بالکل صادق آ گئی کہ ہمارے مصائب خود ہمارے پیدا کردہ ہیں۔

۱ اندراں۔ اس رحم مادر کے قیدخانہ میں بچہ کے حواس کے پھول کھلتے ہیں۔ زاں۔ بچہ اس رحم سے نکلنا پسند نہیں کرتا یہ پیدائش کے وقت پیچھے کو بھاگتا ہے۔ زہار۔ شرمگاہ۔ راہ لذت۔ لذت کا مدار خارجی اسباب پر نہیں ہے سکون قلب پر ہے دولت اور قلعوں میں لذت کی تلاش بیوقوفی ہے۔ آں یکے۔ جس کو اللہ تعالیٰ قلبی یکسوئی دے دیتا ہے وہ مسجد کے کونے میں مست رہتا ہے ورنہ چمن میں رنجیدہ رہتا ہے۔ قصر۔ معلوم ہوا کے لذت قلعہ اور محل میں نہیں ہے لہٰذا تو اس جسم کے قلعہ کو مجاہدے سے برباد کر دے پھر دیکھ ویرانے میں تجھے کیسا خزانہ ملتا ہے۔ ایں نمی بینی۔ شرابی کو اس وقت لذت آتی ہے جب جرم شراب خراب اور اس کے حواس ویران ہو جاتے ہیں۔

۲ گرچہ۔ جسم کے نقش و نگار کی پسندیدگی کی وجہ سے اس کے ویران کرنے سے نہ گھبرا اس لئے کہ اس کو ویران کرنے کے بعد اس میں سے بہت قیمتی خزانہ برآمد ہوگا۔ خانہ۔ اس گھر کی بنیاد میں خزانہ مدفون ہے اور یہ حسین مکان اس کا پردہ ہے۔ پرتو۔ گنج۔ سینہ میں جو حسین تصویر ابھرتی ہے یہ اس اصل خزانہ کا عکس ہے۔

۳ ہم زلطف۔ جس طرح انسان جھاگ کی وجہ سے اصل پانی کے فائدہ سے محروم رہتا ہے اسی طرح اس جسم کے نقش و نگار کی وجہ سے روح کے خزانہ کے لطف سے محرومی ہے۔ ہم ز لطف۔ انسان کا بدن روح کے خزانہ کا پردہ اور حجاب ہے۔ پس۔ جبکہ یہ معلوم ہو گیا کہ ہمارا جسمانی نقش و نگار ہی روح کے خزانہ کے دیدار سے محرومی کا

زیں حجابات ایں تشنگانِ کف پرست
یہ پیاسے جھاگ کے پجاری اس پردے کی وجہ سے

زابِ صافی اُو فتادہ دُور دست
صاف پانی سے دور جا پڑے ہیں

آفتا بابا چو تُو قبلہ وُامیم
اے آفتاب۔ تجھ جیسے قبلہ اور امام کے ہوتے ہوئے

شَب پرستی و خُفاشی می کنیم
ہم شب پرستی اور چمگادڑ پن کر رہے ہیں

سُوئے خود کُن ایں خُفاشاں را مطار
ان چمگادڑوں کی اڑان اپنی طرف کر دے

زیں خُفاشی شاں بخر اے مستجار
اے پناہ گاہ! اس چمگادڑ پن سے نجات دیدے

ایں جواں زیں جُرم ضالست ومُغیر
یہ جوان اس جرم کی وجہ سے گمراہ اور تباہی مچانے والے ہے

کہ بمَن آمد دلے اُورا مگیر
کہ میرے پاس آیا لیکن اس کی گرفت نہ کر

در عمادُ المُلک ایں اندیشہا
عماد الملک میں یہ خیالات

گشت جوشاں چوں اَسد در بیشہا
جوش مار رہے تھے جیسے کہ شیر کچھاروں میں

ایستادہ۲ پیشِ سُلطاں ظاہرش
اس کا ظاہر بادشاہ کے سامنے کھڑا تھا

در ریاض غَیب جانِ طائرش
اس کی روح کا پرند غیب کے باغوں میں تھا

چوں ملائک اُو باقلیمِ اَلست
وہ فرشتوں کی طرح الست کے ملک میں تھا

ہر دَمے می شُد زشُرب تازہ مَست
وہ ہر لحظ نئی شراب نوشی سے مست ہو رہا تھا

اندروں سُور و بُروں چوں پُر غمے
اندر خوشی اور باہر غمگین جیسا

در تَنِ ہمچوں لَحد خوش عالمے
لحد جیسے جسم میں ایک اچھا عالم تھا

اُو دریں حیرت بُدو دَر انتظار
وہ اسی حیرت اور انتظار میں تھا

تاچہ۳ پیدا آید از غیب و سرار
کہ غیب اور راز سے کیا ظاہر ہوتا ہے

اسق اندر کشیدند آں زماں
اسی وقت گھوڑے کو اندر کھینچ لائے

پیشِ خُرم شاہ سَر ہنگاں کشاں
سپاہی خرم شاہ کے سامنے کشاں کشاں

اَلحق اندر زیر ایں چرخِ کبُود
واقعی اس نیلے آسمان کے نیچے

آنچناں اَسپے بقدّ و تگ نبُود
ایسا گھوڑا قد اور رفتار میں نہ تھا

می ربودے رنگِ اُو ہر دیدہ را
اس کا رنگ ہر آنکھ کو اچک لیتا تھا!

مَرحبا آں برق دمہ زائیدہ را
مرحبا ہے اس برق اور چاند کے بچے پر

۱ زیں حجاب۔ جھاگ کے پجاری اسی جھاگ کے پردے کی وجہ سے پانی سے محروم ہیں۔ آفتابا۔ مسبب الاسباب کے ہوتے ہوئے اسباب پر توکل ہمارا چمگادڑ پن ہے۔ سوی خود کن۔ ان اسباب پرستوں کو اپنی طرف متوجہ کر دے تاکہ تجھ پر بھروسہ کریں۔ ایں جواں۔ جس کا گھوڑا چھینا ہے اس نوجوان نے میرا سہارا ڈھونڈا ہے یہ اس کی انتہائی غلطی ہے۔ وعمادالملک۔ عمادالملک کے دل میں یہ باتیں جوش مار رہی تھیں جو اوپر کے اشعار میں مذکور ہوئیں۔

۲ ایستادہ۔ اس کا جسم بادشاہ کے سامنے تھا اور روح غیب کے چمن زاروں میں اس مناجات میں مشغول تھی۔ چوں ملائک۔ فرشتوں کی طرح اس کی روح اس مقام میں تھی جہاں خدا سے مکالمہ ہو رہا تھا۔ اندروں۔ اس ہم کلامی کی مستی سے اس کے باطن میں سرور تھا اور جسم اس مظلوم کی وجہ سے غمگین تھا۔ لحد۔ اس تنگ لحد جیسے جسم میں ایک عالم مسرت تھا۔

۳ تاچہ۔ اس گھوڑے کے بارے میں عالم غیب کا کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ خرم شاہ۔ خوارزم شاہ ہی کو کہا جاتا ہے۔ اَلحق۔ عمادالملک نے جب اس گھوڑے کو دیکھا تو واقعی وہ بے نظیر گھوڑا تھا۔ می ربود۔ اس قدر حسین رنگ تھا کہ آنکھوں کو اچک رہا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ گھوڑا گھوڑے اور گھوڑی سے نہیں پیدا ہوا بلکہ چاند اور برق سے پیدا ہوا ہے۔

همچو[1] مه همچوں عُطارُد تیز رَو
چاند جیسا ' عطارد کی طرح تیز رفتار

گویَا صَر صَر عَلَف بُودش نہ جَو
گویا ' تیز ہوا اس کا چارہ تھی نہ کہ جو

ماہ عرصہ آسماں را دَر شبے
چاند ' ایک رات میں آسمان کے میدان کو

می بَرد اندر مَسیر وَمذ ہبے
چلنے اور رفتار میں قطع کرتا ہے

چوں بیگ شب مَہ بُرید اَراج را
جب چاند نے ایک رات میں برجوں کو طع کرلیا

ازچہ مُنکر می شوی مِعراج را
تو تو معراج کا کیوں منکر کر بنتا ہے؟

صَد چو ماہ است آں عجب دُرِّ یتیم
وہ عجیب در یکتا سو چاند جیسا ہے

کہ بیگ ایمائے اُوشُد مَہ دو نیم
کہ اس کے ایک اشارے سے چاند کو ٹکڑے ہوگیا

آں عجَب گو در شگاف مہ نمُود
وہ عجیب بات جو چاند کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے میں دکھائی

ہم بقدرِ مُحف حِسِ خلق بُود
وہ مخلوق کے ادراک کی کمزوری کے بقدر تھی

کاروبارِ[2] اَنبیاء و مُرسلوں
انبیاء اور رسولوں کے کاروبار

ہَست از افلاک و اختر ہا بُروں
آسمانوں اور ستاروں سے باہر ہیں

تو بروں رَو ہم زا فلاک و دوار
تو بھی آسمانوں اور گھومنے والے سے باہر نکل

وا نگہاں نظارہ کُن آں کاروبار
تب اس کاروبار کا نظارہ کر

درمیان بیضہ چوں فرخہا
تو چوزوں کی طرح انڈے میں ہے

نشنوی تسبیح مُرغانِ ہَوا
تو ہوا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سنتا ہے

مُعجزات اینجا نخواہد شرح گشت
معجزوں کی اس جگہ تشریح نہ ہو سکے گی

زاسپ وخُرم شاہ گوی وسر گزشت
گھوڑے اور خرم شاہ اور سر گزشت کی بات کر

آفتابِ[3] لُطفِ حق بر ہر چہ تافت
اللہ تعالیٰ کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ

از سَگ و از اسپ فرِّ کہف یافت
کتے اور گھوڑے پر اس نے کہف کی شان وشوکت حاصل کرلی

تابِ لُطفش راتو یکساں ہم مَداں
تو اس کی مہربانی کی چمک کو یکساں بھی نہ سمجھ

سَنگ را و لعل را داد اُو نشاں
پتھر اور لعل کو اس نے نشانی دی ہے

لَعل رازاں ہَست گنجِ مقتَبِس
لعل کے پاس سے اس سے کامل شدہ خزانہ ہے

سَنگ را گرمی و تابانی و بَس
پتھر کے لئے گرمی اور تابش ہے اور بس

[1] ہمچو۔ چاند اور عطارد کی طرح تیز رو تھا معلوم یہ ہوتا تھا کہ وہ جو اور دانے کی بجائے تیز ہوا سے پلا ہے۔ ماہ۔ چاند کی تیز روی کا بیان ہے۔ از چہ۔ جب آنحضور سے کم درجہ چاند کی یہ رفتار آنکھوں نے دیکھی ہے تو آنحضور کی سیر معراج پر کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ صد چو ماہ۔ آنحضور کا درجہ تو یہ ہے کہ چاند ان کی انگلی کے اشارے سے دو ٹکڑے ہو گیا۔ آں عجب۔ یہ تعجب خیز معجزہ چاند میں اس لئے دکھایا گیا کہ ہمارا ضعیف احساس اسی کا ادراک کر سکتا تھا آپ کے وہ عجائب ہیں جو ہمارے احساس اور ادراک میں نہیں سما سکتے۔

[2] کاروبار۔ انبیاء کے اصل معجزے ان مادیات سے وراء ہیں۔ تو بروں رو۔ تو اس مادی دنیا سے نکل پھر انبیاء کے عجائب کا نارہ کر۔ درمیاں۔ ان مادیات میں رہتے ہوئے تیری مثال انڈے کے اندر کے چوزے کی سی ہے جو فضا کے پرندوں کی تسبیح نہیں سن سکتا۔ معجزات۔ معجزوں کی بحث کی یہاں گنجائش نہیں ہے گھوڑے اور خرم شاہ اور اس واقعہ کی بات کرنی چاہیے۔

[3] آفتاب۔ اللہ تعالیٰ کی مہربان کا سورج جس پر چمک جاتا ہے وہ کتا ہو یا گھوڑا اس میں اصحاب کہف کے کہف کی شان پیدا ہو جاتی ہے۔ تاب۔ لیکن اس چمک کو یکساں نہ کہہ پتھر اور لعل کی صلاحیتوں کے فرق سے اس میں فرق ہے۔ لعل۔ لعل اسی چمک سے خزانہ حاصل کر لیتا ہے پتھر میں رف گرمی اور تابش پیدا ہوتی ہے۔

آنکہ[1] بر دیوار اُفتد آفتاب — آنچناں نبُود کز آب و اضطراب
جو دھوپ دیوار پر پڑتی ہے — ایسی نہ ہو گی جیسی کہ پانی اور حرکت سے

رجوع بحکایتِ سلطاں و اَسپ و عمادُ المُلک و پشیماں کردن شاہ را
سلطان اور گھوڑے اور عماد الملک کے قصہ کی جانب رجوع اور شاہ کو شرمندہ کرنا

چوں دَمے حیراں شُد از وَے شاہِ فرد — رُوئے خود سُوی عمادُ المُلک کرد
جب تھوڑی دیر یکتا شاہ اس سے حیران ہوا — اس نے اپنا رخ عماد الملک کی جانب کیا

کاخی بس خوب اسپے نیست ایں — از بہشت ست ایں مگر نے از زمیں
کہ اے بھائی! کیا یہ بہترین گھوڑا نہیں ہے؟ — شاید یہ بہشت کا ہے نہ کہ زمین کا

پس[2] عمادُ المُلک گفتش اے خدیو — چوں فرشتہ گردد از میلِ تو دیو
تو عماد الملک نے اس سے کہا اے شاہا! — آپ کے میلان سے شیطان فرشتہ جیسا بن جاتا ہے

در نظر آنچہ آوری گردید نیک — پس کشش در عناست ایں مرکبِ لیک
جو چیز آپ پسند کریں وہ اچھی ہی ہو گئی — یہ سواری بہت عمدہ اور زیبا ہے، لیکن

ہست ناقص آں سَر اندر پیکرش — چوں سَرِ گاؤست گوئی ایں سَرش
اس کے جسم میں سر ناقص ہے — گویا اس کا یہ سر بیل کے سر کی طرح ہے

دَر دلِ خُرم شہ ایں دم کار کرد — اَسپ را در منظرِ شہ خوار کرد
خرم شاہ کے دل میں یہ بات کارگر ہو گئی — خان کی نظر میں گھوڑے کو ذلیل کر دیا

چوں غرض دلّالہ گشت و واصفے — از سہ گز کر باش یابی یوسفے
جب غرض دلال اور بیان کرنے والی ہو جائے — تو تین گز سوتی کپڑے سے یوسف کو حاصل کریگا

چوں[3] کہ ہنگامِ فراقِ جاں شوَد — دیو دلّالِ دُرِ ایماں شوَد
جب روح کی جدائی کا وقت ہوتا ہے — شیطان ایمان کے موتی کا دلال بن جاتا ہے

پس فروشد ابلہ ایماں راشتاب — اندراں تنگی بیک ابریقِ آب
تو بیوقوف ایمان کو فوراً فروخت کر دیتا ہے — اس تنگی میں، ایک لوٹے پانی کے بدلے

وایں خیالے باشد و ابریق نے — قصدِ آں دلّالہ جُز تخریق نے
وہ ایک خیال ہوتا ہے اور لوٹا نہیں ہے — اس دلال کا مقصد ٹکڑے کرنے کے علاوہ کچھ نہیں ہے

ایں زماں کہ تو صحیح و فربہی — صِدق را بہرِ خیالے میدہی
اس وقت کہ تو تندرست اور فربہ ہے — تو ایک خیال میں سچائی کو دے ڈالتا ہے

[1] آنکہ۔ سورج کی روشنی قبول کرنے میں دیوار اور پانی کی سطح خصوصاً جبکہ وہ متحرک ہو برابر نہیں ہے۔ چوں۔ اس گھوڑے کے حسن پر تھوڑی دیر شاہ حیران رہا پھر عماد الملک کی جانب رخ کر کے بولا۔ از بہشت۔ یہ گھوڑا زمین کی پیداوار نہیں ہے شاید بہشت سے آیا ہے۔

[2] پس۔ عماد الملک نے شاہ سے کہا کہ آپ کی پسندیدگی سے شیطان بھی فرشتہ بن جاتا ہے۔ ولیک۔ اس کا تعلق آئندہ شعر سے ہے یعنی گھوڑے میں اور تو خوبیاں ہیں لیکن اس کا سر ناقص ہے بیل کا سا معلوم ہوتا ہے۔ چوں۔ چونکہ عماد الملک کی غرض اس گھوڑے کو برا کہنے سے وابستہ تھی لہٰذا اس نے اس کو برا کہا اور گھوڑے کی وقعت گر گئی۔ از سہ گز۔ مشہور ہے کہ حضرت کو خریداروں نے معمولی قیمت پر خرید لیا تھا۔

[3] چونکہ۔ موت کے وقت کی پریشانی میں شیطان ایمان کو اس قدر حقیر کر کے دکھاتا ہے کہ بیوقوف آدمی اس کو ایک لوٹے پانی کے بدلے میں فروخت کر دیتا ہے۔ قصد۔ شیطان کا مقصد تو ایمان کو برباد کرنا ہوتا ہے۔ ایں نفس۔ ایمان کے بیچنے کے قصہ میں تعجب کی کیا بات ہے انسان زندگی میں بھی معمولی نفع کے خیال پر جھوٹ بول دیتا ہے۔

می فروشی ہر زماں دُرّے ز کاں
تو ہر وقت کان میں سے ایک موتی فروخت کر دیتا ہے

می ستانی ہمچو طفلے گردگاں
بچہ کی طرح اخروٹ لے لیتا ہے

پس دراں رنجوری و روزِ اجل
اس تکلیف اور موت کے دن

نیست نادر گر بُودا ینت عمل
تعجب نہیں ہے اگر تیرا یہ عمل ہو

در خیالت صُورتے جوشیدۂ
تیرے خیال میں ایک صورت جوش مارتی ہے

ہمچو جوزے وقتِ دق بوسیدۂ
توڑنے کے وقت سڑے ہوئے اخروٹ کی طرح ہے

ہست از آغاز چوں بدر آنخیال
شروع میں وہ خیال چودھویں کے چاند کی طرح ہے

لیک آخر می شود ہمچوں ہلال
لیکن آخر میں ہلال کی طرح ہو جاتا ہے

گر تو اوّل بنگری در آخرش
اگر تو شروع میں اس کے آخر کو دیکھ لے

فارغ آئی از فریبِ فاترش
اس کے سست فریب سے خالی ہو جائے

جوز ۲ بوسیدست دنیا اے امیں
اے امانت دار دنیا گلا ہوا اخروٹ ہے

امتحانش کم کن از دورش ببیں
اس کو نہ آزما اس کو دور سے دیکھ لے

شاہ دید آں اسپ را با چشمِ حال
شاہ نے اس گھوڑے کو حال کی نگاہ سے دیکھا

واں عمادُ المُلک با چشمِ مآل
اور اس عماد الملک نے انجام کی نگاہ سے

چشمِ شہ دو گز ہمی دید از لُغز
شاہ کی آنکھ پیچیدہ سوراخ سے دو گز دیکھتی تھی

چشمِ آں بایاں نگر پنجاہ گز
اس انجام بین کی نگاہ نے پچاس گز

تا چہ سُرمہ ست آنکہ یزداں میکشد
کیسا سرمہ ہے جو خدا لگا دیتا ہے؟

کز پسِ صد پردہ بیند جاں رشد
کہ سو پردوں کے پیچھے سے روح حقیقت کو دیکھ لیتی ہے

چشم ۳ مہتر چوں بآخر بُود جُفت
سردار کی چونکہ انجام سے وابستہ تھی

پس بداں دیدہ جہاں را لاجرم گفت
تو اس آنکھ سے دنیا کو مردار فرمایا ہے

زیں یکے دمش کہ بشنود و حسب
اس کی ایک برائی سے جو بادشاہ نے سنی اور بس

بس فسرد اندر دلِ شہ مہرِ اسپ
شاہ کے دل میں گھوڑے کی محبت افسردہ ہو گئی

چشمِ خود بگذاشت چشمِ اُو گزید
اس نے اپنی آنکھ چھوڑ دی اس کی آنکھ اختیار کر لی

ہوش خود بگذاشت قولِ اُو شنید
اپنا ہوش چھوڑا اس کی بات سن لی

۱ می فروشی۔ معمولی نفع کے عوض سچائی کو فروخت کرنا ایسا ہے جیسے بے عقل بچہ دنی کے عوض چند اخروٹ خرید لیتا ہے۔ پس دراں۔ اس وقت انسان مجبور بھی نہیں ہے موت کے وقت تو اس کو پیاس لگی ہو گی۔ ۲ خیالت۔ یہ خیال جس کی وجہ سے انسان سچائی کو فروخت کر دیتا ہے ایک سڑا ہوا اخروٹ ہے۔ ہست۔ شروع میں وہ خیال بڑا بھلا معلوم ہوتا لیکن انجام کار وہ حقیر بن جاتا ہے۔ گر تو۔ اگر انسان ابتدا ہی انجام پر نظر کر لے تو فریب سے بچ جائے۔

۲ جوز۔ یہ دنیا کا نفع ایک بوسیدہ اخروٹ ہے اور یہ اس قدر واضح بات ہے کہ اس کو آزمانے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ شاہ۔ بادشاہ نے اس گھوڑے کے موجود حسن و جمال پر نظر کی اور عماد الملک نے اس کے انجام پر کہ اس گھوڑے کے اس طرح چھیننے سے کتنا بڑا ظلم ہو گا اور انجام کیا ہو گا۔ چشم۔ بادشاہ کی نظر دو گز تک دیکھ سکی تھی اور وہ بھی ٹیڑھے سوراخ میں سے عماد الملک کی نظر پچاس گز تک دیکھ رہی تھی۔ لغز۔ چوہے کا سوراخ جو عموماً آڑا ترچھا ہوتا ہے۔ تا چہ اللہ تعالیٰ جس کو بصیرت عطا فرماتا ہے تو وہ ایسا سرمہ کہ سو پردوں کے پیچھے بھی چیز کو دکھا دیتا ہے۔

۳ چشم مہتر۔ آنحضورؐ نے دنیا کو جو مردار کہا ہے وہ انجام کے اعتبار سے کہا ہے۔ زیں یکے۔ عماد الملک کے صرف یہ کہنے سے کہ اس گھوڑے کا سرنا قص ہے وہ گھوڑا شاہ کے دل سے اتر گیا۔ چشم۔ بادشاہ نے اپنی آنکھ اور پر عماد الملک کی آنکھ اور بات کہتے ہی۔

ایں بہانہ بُود آں دیّانِ فرد
یہ ایک بہانہ تھا اس یکتا بدلہ دینے والے نے

از [1] نیاز آں در دلِ شہ سرد کرد
نیاز کی وجہ سے اس کو شاہ کے دل میں سرد کر دیا

در بہ بَست از حُسن اُو پیشِ بَصر
در کے سامنے اس کے حسن کا دروازہ بند کر دیا

آں سخن بُد درمیاں چوں بانگِ در
وہ بات درمیان میں دروازہ کی آواز کی طرح تھی

پَردہ کرد آں نُکتہ را بر چشمِ شہ
اس نکتہ کو شاہ کی آنکھ کا پردہ بنا دیا

کہ ازاں پَردہ نماید مہ سیہ
کہ اس پردے سے چاند کالا نظر آتا ہے

پاک [2] بِنائے کہ بر ساز و حُصول
اس پاک بنانے والے نے جو قلعے بنا دیتا ہے

در جہانِ غیب از گفت و فسوں
گفتگو اور سحر کے عالمِ غیب میں

بانگ دَرداں گفت را از قصرِ راز
گفتگو کو راز کے قلعہ کے دروازہ کی آواز سمجھ

تا کہ بانگ واشُد ست ایں یا فراز
کہ یہ کھلنے کی آواز ہوئی یا بند ہونے کی

بانگِ دَر محسوس و دَر از حسِ بُروں
دروازہ کی آواز محسوس ہے اور دروازہ حس سے خارج ہے

تُبصِرُوں ایں را نگ دَر را تُبصِرُوں
تم اس آواز کو دیکھتے ہو اور در کو نہیں دیکھتے

چنگِ حکمت چونکہ خوش آواز شُد
دانائی کی سارنگی جبکہ خوش آواز بنی

تا چہ دَر از رَوضِ جنّت باز شُد
دیکھ جنت کا کونسا دروازہ کھلا؟

بانگ گفت بَد چو دَر وامی شود
بری بات کی آواز جب مطلق ہوتی ہے

از سَقر تا خود چہ دَر وامی شَوَد
تو دیکھ جہنم کا کونسا دروازہ کھلتا ہے؟

بانگِ دَر بشنو چُو دوری از درش
جبکہ تو اس کے دور ہے دروازہ کی آواز سن لے

اے خُنک آں را کہ واشُد منظرش
وہ چین سے ہے جس کا منظر کشادہ ہو گیا

چوں [3] تو می بینی کہ نیکی می کنی
جب تو دیکھے کہ نیکی کر رہا ہے

بَر حیات و راحتے بَرمی تَنی
تو زندگی اور راحت کی تیاری کر رہا ہے

چونکہ تقصیر و فسادے رَوَد
جب قصور اور فساد ہو رہا ہے

آں حیات و ذوق پنہاں میشود
وہ زندگی اور ذوق چھپ رہا ہے

دید خود مگذار راز دیدِ خَساں
کمینوں کی دید کی وجہ سے تو اپنی دید کو نہ چھوڑ

کہ بُمردارت کشند ایں کر گساں
کیونکہ یہ گدھ تجھے مردار کی جانب کھینچتے ہیں

چونکہ۔ جب انسان گناہ کرتا ہے تو جنت کی نعمتوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ دید خود۔ دنیا کی فانی نعمتوں کو اپنی چشم بصیرت سے دیکھ دنیاداروں کی بات کا اعتبار نہ کر یہ گدھ ہیں جو تجھے مردار کی طرف لے جاتے ہیں۔

[1] زیبا۔ چونکہ عماد الملک نے نیاز مندی سے دعا کی تھی کہ شاہ سے یہ ظلم سرزد نہ ہو لہٰذا خدا نے اس کی بات کو اس دعا کی منظوری کا ایک سبب اور بہانہ بنا دیا۔ در بہ بست۔ شاہ کے گھوڑے کو ناپسند کرنے کا اصل سبب اللہ تعالیٰ ہے اس لئے کہ اس نے اصل دروازہ جو اس کے حسن کو دیکھنے کا تھا بند کر دیا اور عماد الملک اس کی ایک ظاہری علامت تھا مکان کی چیزیں دروازہ بند کرنے سے چھپ جاتی ہیں اور جس شخص نے دروازہ بند دیکھا ہو وہ دروازہ بند ہونے کی آواز کو چیزوں کے مستور ہونے کا سبب سمجھتا ہے۔ پردہ۔ عماد الملک کی بات کو اللہ تعالیٰ نے نظر کا پردہ بنا دیا اور شاہ کی نظر سے گھوڑے کا حسن پوشیدہ ہو گیا۔

[2] پاک۔ انسان کی بات کے نتائج عالم آخرت میں نمودار ہوتے ہیں۔ گفت۔ تو اپنی آواز کو دروازہ کی آواز سمجھ اور پہچان کہ اس آواز سے دروازہ بند ہوا ہے یا کھلا ہے۔ بانگ در۔ انسانوں کو در کی آواز جو خوفناک گفتگو سے محسوس ہوتی ہے وہ جس دروازے کے کھلنے اور بلند ہونے کی آواز ہے وہ دروازہ نہیں آتا وہ عالم غیب میں ہے۔ چنگ۔ انسان کوئی دانائی کی بات کرتا ہے تو جنت کا دروازہ کھلتا ہے۔ بانگ۔ برے کلمہ کی آواز دوزخ کا دروازہ کھولتی ہے۔ در۔ معلق سرگوں۔ بانگ در۔ جبکہ تجھے دروازہ نظر نہیں آتا تو اس کی آواز سن لے اور اس کے ذریعہ اس دروازہ کو سمجھ لے۔

[3] چوں تو۔ جب انسان نیکی کرتا ہے تو اس کا محل جنت میں تیار ہوتا ہے۔ حیات۔ یعنی جنت کی ابدی زندگی۔ راحتے۔ یعنی جنت کی راحت

چشم اچوں نرگس فروبندی کہ چی
تو نے نرگس کی طرح آنکھ بند کر لی' کہ کیا ہے؟

ہیں عصا اَم گش کہ کورم اے اخی
ہاں اے بھائی میری لاٹھی (پکڑ کر) کھینچ کیونکہ میں اندھا ہوں

دیں عَصا گش کہ گزیدی در سَفَر
اور یہ لاٹھی کھینچنے والا جو تو نے سفر میں منتخب کیا

چوں بہ بینی باشد از تُو کور تر
جب تو غور کرے گا وہ تجھ سے زیادہ اندھا ہو گا

دَست کورانہ بحبلِ اللہ زَن
اندھا جذبہ اللہ کی رسی پر ہاتھ ڈال

جُز بَر اَمر و نہی یَزدانی مَتَن
خدائی امر و نہی کے سوا ارادہ نہ کر

چیست حبلُ اللہ رہا کردن ہَوا
اللہ کی رسی کیا ہے خواہش (نفسانی) کو چھوڑنا

کیں ہوا شُد صرصَرے مر عادرا
کیونکہ یہ خواہش (نفسانی) عاد کے لئے آندھی تھی

خَلق دَر زنداں نشستہ از ہَواست
مخلوق خواہش (نفسانی) کی وجہ سے قیدخانہ بیٹھی ہے

مُرغ را پَرہا بہ بَستہ از ہَواست
پرند کے پر خواہش نفسانی کی وجہ سے بندھے ہیں

ماہی ۲ اندر تابۂ گرم از ہَواست
مچھلی گرم توے میں خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے

رفتہ از مستوریاں شرم از ہَواست
مستورات سے خواہش نفسانی کی وجہ سے شرم رخصت ہوتی ہے

خشم شحنہ شُعلۂ نار از ہَواست
کوتوال کا غصہ آگ کی چنگاری خواہش نفسانی کی وجہ سے ہے

چار میخ و ہیبت دار از ہَواست
سزا اور رسولی کا خوف خواہش نفسانی کی وجہ سے

شحنہ اَجسام دیدی بَر زمیں
تو نے زمین پر جسموں کو کوتوال دیکھا ہے

شحنۂ اَحکام جاں راہم بہ بیں
روح کے احکام کے کوتوال کو بھی دیکھ لے

رُوح را در غیب خود اشکنجہاست
خود روح کے لئے غیب میں شکنجے ہیں

لیک تا نجہی شکنجہ در خفاست
لیکن جب تک تو نہیں نکلتا شکنجہ پوشیدگی میں ہے

چوں ۳ رہیدی بینی اشکنجہ دمار
جب تو چھوٹے گا ہلاکت کا شکنجہ دیکھ لے گا

زانکہ ضد از ضد گردد آشکار
کیونکہ ایک ضد دوسری ضد سے واضح ہوتی ہے

آنکہ در چہ زادو درآبِ سیاہ
جو شخص کنویں اور کالے پانی میں پیدا ہوا

اُو چہ داند لُطف دشت و رنج چاہ
وہ جنگل کے لطف، اور کنویں کی تکلیف کو کیا جانے؟

چوں رہا کردی ہوا از بیم حق
جب تو نے اللہ تعالیٰ کے ڈر سے خواہش نفسانی چھوڑ دی

در رسَد سُغراق از تسنیم حق
اللہ تعالیٰ کی تسنیم سے پیاد پہنچے گا

۱ چشم۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے بھی چشم بصیرت عطا کی ہے تو جھکلف اندھا نہ بن۔ چی۔ چہ یعنی اندھوں کی طرح دریافت نہ کر۔ وایں عصا کش۔ جس کو تو اپنا رہبر بنا رہا ہے وہ دنیا دار تجھ سے زیادہ اندھا ہے۔ دست کورانہ۔ اگر تو مجتہد نہیں ہے تو اللہ کی رسی پکڑ لے اور اس کے کھلے ہوئے احکام کی پابندی کر لے۔ چیست۔ اللہ کی رسی خواہش نفس کو ترک کرنا ہے' قوم عاد اسی نفسانی خواہش کی وجہ سے تباہ ہوئی اور ان پر آندھی کا عذاب آیا۔ خلق۔ ہر جاندار نفسانی خواہش کی وجہ سے مصیبت میں گرفتار رہتا ہے۔

۲ ماہی۔ مچھلی اگر چارے کا لالچ نہ کرے تو کبھی کانٹے میں پھنس کر توے پر نہ بھنے' عورتیں اسی لالچ سے خواہش میں مبتلا ہوتی ہیں۔ شحنہ۔ کوتوال کا غصہ و غضب انسان پر اسی خواہش نفسانی کی وجہ سے نازل ہوتا ہے اور اس کو چار میخ اور سولی کی سزا اسی وجہ سے ملتی ہے۔ شحنہ۔ تو دنیاوی کوتوال کو دیکھتا ہے آخرت کے کوتوال کو بھی مدنظر رکھ۔ روح۔ روح کے لئے عذاب کے آلات ہیں جو مرنے کے بعد نظر آئیں گے۔ تجہی۔ یعنی جب تک تو دنیا سے نہ جائے گا۔

۳ چوں رہیدی۔ جب تو عالم آخرت کی وسعتوں میں پہنچے گا تو اس دنیا کا شکنجہ ہونا سمجھے گا اس لئے کہ ضد کو دیکھ کر اس کی ضد پوری طرح سمجھ میں آتی ہے۔ انکہ۔ کنویں کا مینڈک جب تک چمن کی سیر نہیں کرتا اس کو کنویں کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے نہ چمن کے لطف کا۔ چوں۔ جب تو نفسانی خواہش کو ترک کر دے گا تو آخرت کی نعمتوں کا لطف محسوس کرنے لگے گا۔ سغراق۔ پیاد۔ تسنیم۔ جنت کی نہر ہے۔

لَا تُطَرِّقْ فِی هَوَاکَ سَلْسَبِیْلَ ۱ — مِنْ جَنَابِ اللّٰهِ نَحْوَ السَّلْسَبِیْل

اپنی خواہش نفسانی پر نہ چل راستہ کی درخواست کر — خدا کے دربار سے سلسبیل کی جانب

لَا تَکُنْ طَوْعَ الْهَوٰی مِثْلَ الْحَشِیْش — اِنَّ ظِلَّ الْعَرْشِ اَوْلٰی مِنْ عَرِیْش

گھاس کی طرح خواہش نفسانی کا تابعدار نہ بن — بیشک عرش کا سایہ جھونپڑی سے بہتر ہے

گفت سلطاں اَسپ راواپس بَرید — زُود تَر زیں مَظلَمہ بازم خرید

بادشاہ نے کہا گھوڑا واپس لے جاؤ — بہت جلد مجھے اس ظلم سے نجات دو

بادلِ خودشہ بفرمودایں قدر — شیر از مفریب زیں راس البقر

شاہ نے اپنے دل سے اتنا فرمایا — بیل کے اس سر سے شیر کو فریب نہ دے

پایِ گاؤ اندر میاں آری زداؤ — رَو ندوزد حق بر اَسپے شاخِ گاؤ

تو حیلہ سے بیل کا پاؤں درمیان میں لے آتا ہے — جا اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں جڑتا ہے

بَس مناسب صنعت ست ایں شہرزاؤ — کے نہد بر جسمِ اَسپ اُو عضوِ گاؤ

اسی شہر کا بنانے والا بہت موزوں کاریگری والا ہے — وہ گھوڑے کے جسم پر بیل کا عضو کب رکھتا ہے؟

زاؤ ۲ اَبداں را مناسب ساختہ — قصرہائے منتقل پرداختہ

بنانے والے نے جسموں کو مناسب بنایا ہے — منتقل ہونے والے قلعے بنائے ہیں

درمیانِ قصرہا تخریجہا — از سُوئے ایں سُوئے آں صہریجہا

قلعوں کے اندر نالیاں ہیں — اس کی جانب سے اس کی جانب وہ نہریں ہیں

وز دروں شاہ عالمے بے مُنتہا — درمیانِ خَر گہے چندیں فضا

اور ان کے اندر ایک لا انتہا جہان ہے — ایک خیمہ کے اندر بہت میدان ہیں

گہ ۳ چو کابوسے نماید ماہ را — گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را

وہ کبھی چاند کو کابوس کی طرح دکھاتا ہے — اور کبھی کنوں کی تہہ کو چمن دکھاتا ہے

قبض وبسطِ چشم ودل از ذُوالجلال — دَمبدم چوں می کُند سِحرِ حَلال

آنکھ اور دل کا سمٹاؤ اور پھیلاؤ کی جانب ہے — ہر وقت کس طرح سے حلال جادو کرتا ہے

زیں سبب درخواست از حق مصطفٰے — زِشت را ہم زِشت وحق را حق نما

اس لئے مصطفٰے نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی — برے کو برا اور حق کو حق دکھا

۱ سلسبیل۔ راستہ کی درخواست کر۔ سلسبیل۔ جنت کا ایک چشمہ ہے۔ لا تطرق۔ گھاس، ہوا کے ہر جھونکے سے جھک جاتی ہے۔ ظل العرش۔ جو خواہش نفس کو ترک کرے گا وہ عرش کے سایہ میں ہوگا۔ عریش۔ جھونپڑی۔ گفت۔ بادشاہ کو اب احساس ہوا کہ اس سردار سے گھوڑا چھیننا ظلم ہے۔ بادلِ خود۔ پھر شاہ نے عماد الملک کو مخاطب بنانے کے بجائے اپنے دل کو مخاطب بنا کر کہا۔ مجھ جیسے شیر کو گھوڑے کے سر کو بیل کا سائز کہہ کہ فریب نہ دے۔ پای گاؤ۔ درمیان آوردن۔ بے موقع بات کہنا۔ زداؤ۔ مکر حیلہ ندوزد۔ اللہ تعالیٰ گھوڑے پر بیل کے سینگ نہیں لگاتا ہے۔ زاؤ۔ معمار شہرزاؤ شہر کو بنانے والا۔

۲ زاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے انسانی جسم کو قلعہ کی طرح تعمیر فرمایا ہے اور یہ انسانی جسم چلتے پھرتے قلعے ہیں۔ تخریج۔ نالی اسوری۔ صہریج۔ پانی کی نالی۔ دروں۔ انسانی جسم میں ایک عالم ہے صوفیاء انسان کو عالم اکبر کہتے ہیں کیونکہ جس طرح ساری کائنات اسماء الٰہی کا مظہر ہے تنہا انسان ان سب کا مظہر ہے۔ خرگو۔ خیمہ یعنی انسانی جسم

۳ گہ۔ حضرت حق تعالیٰ نے تصرفات انسانی جسم پر بہت قبض و بسط طاری ہوتے ہیں اور اس قبض سے بھی وہ اچھے کو برا دیکھا دیتا ہے اور بسط کے ذریعہ برے کو اچھا دکھا دیتا ہے۔ کابوس۔ ایک مرض ہے جب وہ لاحق ہو جاتا ہے تو انسان کا گلا گھٹتا ہے اور بولنے پر قادر نہیں رہتا۔ ازیں سبب۔ چونکہ حضرت حق کی تجلی قبض و بسط میں مختلف صورتیں دکھا دیتی ہے اسی لئے آنحضورؐ نے دعا کی ہے کہ اچھے کو اچھا دکھا اور برے کو برا دکھا۔

تا بآخر[1] چوں بگردانی وَرَق — از پشیمانی نیفتم دَر قَلَق
تاکہ آخر میں جب تو ورق پلٹے — میں شرمندگی سے پریشانی میں نہ پڑوں

مَکر کہ کرد آں عمادُ المُلک فرد — مالکُ المُلکش بداں ارشاد کرد
جو تدبیر یکتا عماد الملک نے کی — مالک الملک نے اس کی اس طرف رہنمائی کی

حیلہ محمود ایں باشد و لیک — تو تمیز باش مر بد را ز نیک
یہ پسندیدہ تدبیر ہوتی ہے، لیکن — تو بری کو بھی سے ممتاز کرنے والا بن

مکرِ[2] حق سَر چشمہ ایں مَکرہاست — قلب بین الاصبعین کبریاست
اللہ تعالیٰ کی تدبیر ان تدبیروں کا سرچشمہ ہے — قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

آنکہ سازد در دِلت مکر و قیاس — آتشے داند زدن اندر پلاس
جو تیرے دل میں سوچ اور قیاس پیدا کرتا ہے — وہ ٹاٹ میں آگ لگانا بھی جانتا ہے

رجوع کردن بقصہ آں پائمرد و آں غریب و امدارو

مددگار اور اس قرض دار پردیسی کے قصہ کی طرف رجوع اور ان کا خواجہ

باز گشتنِ ایشاں از سَرِ گورِ خواجہ و خواب دیدنِ

کی قبر کے سرہانے سے واپس آنا اور مددگار کا خواجہ محتسب کو

پائمرد خواجہ محتسب را

خواب میں دیکھنا

بے نہایت آمد ایں خوش سَر گزشت — چوں غریب از گورِ خواجہ باز گشت
یہ عمدہ قصہ بغیر انجام کے رہ گیا — وہ پردیسی جب خواجہ کی قبر سے لوٹا

پایمردش[3] سُوی خانہ خویش بُرد — مُہرِ صد دینار رابا اُو سپُرد
مددگار اس کو اپنے گھر کی جانب لے گیا — سو دینار کی مہر اس کو دے دیں

لُوتش آورد و حکایتہاش گفت — کز اُمید اندر دلش صد گل شگفت
مزیدار کھانا لایا اور اس سے ایسے قصے کہے — کہ اس کے دل میں امید سے سو پھول کھل گئے

آنچہ بعد العُسر یُسر اُو دیدہ بُود — با غریب از قصہ آں لب کشود
اس نے تنگی کے بعد جو آسانی دیکھی تھی — اس نے اس کا قصہ پردیسی کو سنایا

نیم شب بگذشت افسانہ کناں — خواب شاں انداخت تا مرعائے جاں
باتیں کرتے ہوئے آدھی رات گزر گئی — نیند نے ان کو روح کی چراگاہ میں لے جا ڈالا

[1] تا بآخر۔ یہ دعا اس لئے ہے تاکہ زندگی کا ورق پلٹنے کے بعد شرمندگی نہ ہو۔ مکر۔ شاہ کے دل سے گھوڑے کی محبت دور کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ تدبیر سکھائی تھی۔ حیلہ۔ بھلائی کے لئے حیلہ کرنا بھلا ہے برائی کے لئے حیلہ کرنا برا ہے۔

[2] مکر حق۔ انسان کو اپنی کسی تدبیر پر مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ ان تدبیروں کا چشمہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر ہے اور انسان کا قلب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے وہ جس طرف چاہتا ہے اس کو پھیر دیتا ہے۔ آنکہ۔ جو ذات تجھے یہ حیلہ سکھا دیتی ہے وہ تیرے علم کو ضائع بھی کر سکتی ہے۔ پلاس۔ ٹاٹ۔ دامدار۔ قرض دار۔ بے نہایت۔ یعنی یہ قصہ لاانتہا رہ گیا۔

[3] پائمرد ش۔ وہ مددگار اس پردیسی کو گھر لے گیا۔ مہر۔ یعنی سو دینار کی تھیلی جو مہر زدہ تھی اس پردیسی کو دے دی۔ لوتش۔ اس پردیسی کو کھانا کھلایا اور ایسے قصے سنائے جس سے اس کا غم ہلکا ہو۔ آنچہ۔ اس نے اپنے ایسے قصے سنائے جن میں پریشانیوں کے بعد راحت میسر آئی تھی تاکہ پردیسی کی تسلی ہو جائے۔ نیم شب۔ وہ اس پردیسی کو پچھلی رات تک قصے سناتا رہا پھر ان کو نیند آ گئی۔ خواب۔ نیند میں انسان کی روح ادھر ادھر کی سیر کرتی ہے۔ مرعی۔ چراگاہ۔

دید[1] پاکَر دآں ہمایوں خواجہ را
اس مددگار نے مبارک خواجہ کو دیکھا

اندراں شب خواب در صدرِ سَرا
اس رات خواب میں مکان کے صدر نشین میں

خواجہ گفت اے پایمرد بانمک
خواجہ نے کہا اے ملیح مددگار!

آنچہ گفتے من شنیدم یک بیک
وہ جو کچھ کہہ رہا تھا میں نے ایک ایک سنا

لیک پاسخ دادنم فرماں نبود
لیکن مجھے جواب دینے کا حکم نہ تھا

بے اشارت لب نیارستم کشود
بغیر اشارے کے لب کشائی نہیں کر سکتا

ماچو واقف گشتہ ایم از چون و چند
ہم چونکہ کیفیت اور کمیت سے واقف ہو گئے ہیں

مُہر بر لبہای ما نہادہ اَند
انہوں نے ہمارے ہونٹوں پر مہر لگا دی ہے

تانگردد[2] راز ہائے غیب فاش
تاکہ غیب کے راز نہ پھیلیں

تانگردد مُنہدم عیش و معاش
تاکہ زندگی اور ذریعہ زندگی نہ ڈھے جائے

تاندرد پردۂ غفلت تمام
تاکہ غفلت کا پردہ پورا نہ پھٹ جائے

تانماند دیگِ محنت نیم خام
تاکہ محنت کی دیگ اور کچری نہ رہ جائے

تانگردد ہیچکس واقف بداں
تاکہ اس سے کوئی واقف نہ ہو

تانسوزد پردۂ دعویٰ وراں
تاکہ اس میں دعوے کرنے والوں کا پردہ نہ جل جائے

تانیفتد از طبق سَر پوش غیب
تاکہ طباق سے غیب کا ڈھکن نہ ہٹ جائے

می نبیند دیدنی راعینِ ریب
دیکھنے کی چیز کو شک کی نگاہ نہیں دیکھتی ہے

ماہمہ[3] گوشیم گر شُد نقشِ گوش
ہم مجسم کان ہیں اگرچہ کان کا نقش جاتا رہا

لطقیم لیکن لَب خموش
ہم مجسم گویائی ہیں لیکن خاموش لب ہیں

ماہمہ عینیم گر شُد نقشِ عین
ہم مجسم آنکھ اگرچہ آنکھ کا نقش جاتا رہا

بَل ہمہ عینیم مانے میغ و غین
بلکہ ہم مجسم سورج ہیں بغیر ابر و غبار کے

غرقِ دریائیم گرچہ قطرہ ایم
ہم دریا میں غرق ہیں اگرچہ قطرہ ہیں

جملگی شمسیم گرچہ ذرّہ ایم
ہم مجسم سورج ہیں، اگرچہ ذرہ ہیں

بے حجابِ دُردِ گل آبیم صاف
ہم بغیر غبار کے پردے کے صاف پانی میں

در جہانِ جاوداں گشتہ مُعاف
ہمیشگی کے جہان میں معاف ہو گئے ہیں

[1] دید۔ سونے کی حالت میں مددگار نے محتسب کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک مکان کے صدر جگہ میں بیٹھا ہے۔ بانمک۔ ملیح، حسین۔ آنچہ محتسب نے خواب میں اس مددگار سے کہا کہ اس پردیسی نے میری قبر پر جو باتیں کہیں وہ میں نے سب سنی ہیں۔ لیک۔ مردہ سب باتیں سنتا ہے جواب نہیں دے سکتا ہے۔ ماچو۔ مردوں کو بولنے کی اجازت اس لئے نہیں ہوتی کہ وہ رازوں سے واقف ہو چکے ہیں اگر بولیں گے تو غیب کے اسرار کھل جائیں گے۔

[2] تانگردد۔ اگر ان تکوینات کے تمام راز کھل جائیں گے تو نظام عالم درہم ہو جائے گا۔ پردہ۔ نظام عالم انسان کی غفلت کے پردوں سے چل رہا ہے۔ تانماند۔ راز کھلنے سے ترک عمل ہو جائے گا۔ تانسوزد۔ حقیقت کھل جانے پر غلط دعوی نہیں ہو سکتا۔ می نہ بیند۔ دیدنی چیز جو ان دیکھی نہیں ہوتی ہے وہ اس غفلت کے پردے کی وجہ سے ہے۔

[3] ماہمہ۔ محتسب نے خواب میں کہا کہ اگرچہ ہمارے کان ختم ہو گئے ہیں لیکن اب ہم ہمہ تن کان ہیں ہم بغیر زبان کے مجسم گویائی ہیں لیکن بولنے کی اجازت نہیں ہیں۔ عینیم۔ ہم مجسم آنکھ ہیں بغیر آنکھ کے جس طرح مردے سنتے ہیں، دیکھتے بھی ہیں۔ بل ہمہ۔ ہم بغیر ابر و غبار کا سورج ہیں جس کا ادراک بہت قوی ہے۔ غرق۔ باوجود یکہ ہم بوند ہیں لیکن قرب کے اعتبار سے ہمیں ذات حق سے اتحاد ہے۔ بے حجاب۔ اب ہماری ذات گناہوں کی کدورت سے صاف ہو چکی ہے اور ہمیں معافی کی حالت میں دوامی زندگی حاصل ہو گئی ہے۔

هر چه ما دادیم دیدیم ایں زماں — آنچناں پر دست و عین ست آنچناں
ہم نے جو کچھ دیا اب دیکھ لیا — یہ جہان پردہ ہے، وہ جہان ظاہر ہے

روزِ کشتن روزِ پنہاں کردست ست — تخم در خاکے پریشاں کردن ست
بونے کا دن، پوشیدہ کرنے کا دن ہے — بیج کو مٹی میں بکھیر دینا ہے

وقتِ بدر و دن گہہ منجل زدن — روزِ پاداش پمد و پیدا شدن
کاٹنے کا وقت، درانتی چلانے کا وقت — بدلے اور ظاہر ہونے کا دن ہے

گفتنِ خواجہ در خواب بآں پائمرد وُجوہِ وامِ آں دوست

خواجہ کا خواب میں اس مددگار سے اس دوست کے قرض ادائیگی کے طریقے

را کہ آمدہ بُودُ و نشاندن دادنِ جایِ دفنِ آں سیم راو

بتا دینا جو آیا تھا اور چاندی کے مدفون ہونے کی جگہ کا پتہ بتانا اور

پیغام کردن بُوارثانِ کہ البتہ آں را بسیار نہ بینندو

وارثوں کو پیغام دینا کہ کبھی اس کو بہت نہ سمجھیں اور اس میں

ہیچ بازنگیرند اگرچہ قبول نہ کندیا بعضے ہما نجا بگذارد

سے کچھ نہ لیں اگرچہ وہ قبول نہ کرے یا کچھ وہاں چھوڑ دے یا وہ

یا بہر کہ خواہد بدہد کہ من باخدا انذر کردہ ام کہ ازاں سیم

جس کو چاہے دے کیونکہ میں نے خدا سے منت مانی ہے کہ اس چاندی میں سے

بمن ومتعلقانِ من جبہ بازنگردد

میں اور میرے متعلقین ایک جبہ واپس نہ لے گے

بشنو ۳ اکنوں دادِ مہمانِ جدید — من ہمی دیدم کہ اُو خواہد رسید
اب نئے مہمان کی بخشش (کا حال) سن — میں سمجھتا تھا کہ وہ آئے گا

من شنیدہ بُودم از وَحش خبر — بستہ بہرِ اُو دوسہ پارہ گہر
میں نے اس کے قرض کی خبر سن لی تھی — میں نے جوہر کے دو تین ٹکڑے اس کے لئے باندھ دیئے تھے

کہ ۳ وفایِ وامِ اُو ہست آن وبیش — تا کہ ضیفم رانگردد سینہ ریش
جو اس کے قرض کے لئے کافی اور زیادہ ہیں — تاکہ میرے مہمان کا سینہ زخمی نہ ہو

وام دارد از ذہب اُو نہ ہزار — وام را از بعضِ ایں گو وا گذار
وہ سونے کے نو ہزار قرض رکھتا ہے — کہہ دے کہ اس میں سے قرض ادا کر دے

۱ ہر چہ ہم نے جو عمل دنیا میں کیا اب اس کے نتائج دیکھ لئے ہیں۔ ایں جہاں۔ دنیا۔ آں جہاں۔ آخرت۔ روزِ کشتن۔ جس دن کاشتکار بتا ہے تو وہ بیج کو زمین میں چھپاتا اور بکھیرتا ہے دنیا بھی کاشت کا وقت ہے۔ وقتِ بدرودن۔ جب کاشتکار کھیتی کاٹتا ہے تو اس کے چھپائے ہوئے بیج کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے آخرت اس کی مثال ہے۔ گفتن۔ خواجہ محتسب نے مددگار کو خواب میں بتایا کہ میں نے اس پردیسی کے قرض ادا کرنے کے لئے بہت سامان فلاں جگہ رکھ دیا ہے میرے وارثوں سے کہو کہ وہ اس کو دیدیں اور اس میں سے خود کچھ نہ لیں

۲ بشنو۔ اب یہ قصہ سنو کہ محتسب نے اس پردیسی کا قرض ادا کرنے کے لئے کس طرح عطا کی۔ من ہمی دیدم۔ محتسب نے کہا کہ میں سمجھ گیا تھا کہ یہ پردیسی مقروض ہو کر میرے پاس ضرور آئے گا۔ من شنیدہ۔ میں سن چکا تھا کہ وہ مقروض ہو گیا ہے میں نے اس کے لئے دو تین جواہر باندھ کر رکھ دیئے تھے

۳ کہ وفای۔ وہ گوہر اس قدر قیمتی ہیں کہ ان سے اس کا قرض ادا ہو جائے گا اور بچ بھی رہے گا۔ وام۔ مجھے معلوم ہو گیا کہ اس پر نو ہزار دینار قرض ہیں ان جواہر میں سے کچھ فروخت کر کے ادا کر دے۔

فَضلہ[1] ماند زیں بسے گو خرچ کُن
اس میں سے بہت بچے گا بک دے خرچ کرے

در دُعا گوئی مرا ہم درج کُن
دعا میں مجھے بھی شامل کر لے

خواستم تا آں بدستِ خود دہم
میں نے چاہا تھا کہ اس کو خود اپنے ہاتھ سے دوں

در فلاں دفتر نوشتست ایں رقم
فلاں رجسٹر میں یہ رقم بھی لکھی ہوئی ہے

خود اَجل مُہلت ندادم تا کہ مَن
مجھے موت نے فرصت نہ دی ' کہ میں

خفیہ بسپارم بدُو دُرِّ عدن
عدن کے موتی چپکے سے اسے دے دوں

لَعل و یاقوت ست بہرِ دامِ اُو
اس کے قرضہ کے لئے لعل اور یاقوت ہے

در خنورے و نوشتہ نامِ اُو
ایک پیالے میں اور اس کا نام لکھا ہوا ہے

دَر فلاں طاقیش مدفوں کردہ اَم
میں نے اس کو فلاں طاق میں دفن کردیا ہے

مَن غمِ آں یار پیشیں خوردہ اَم
میں نے اس دوست کی پہلے ہی فکر کر لی ہے

قیمتِ آں راندانند جُو ملوک
شاہوں کے سوا کوئی ان کی قیمت نہیں جانتا

فَاجْهَدْ بِالْبَيْعِ اَنْ لَّا يَخْدَعُوكَ
بیچنے میں محنت کر تاکہ وہ تجھے دھوکا نہ دیدیں

دَر[2] بیوع آں کُن تو از خوفِ غرار
معاملوں میں دھوکے کے ڈر سے وہ کر

کہ رسول آموخت سہ روز اختیار
جو تین روز کا اختیار رسول نے سکھایا ہے

از کسادِ آں مترس و درج میفت
ان کے نرخ گرنے سے نہ ڈر اور نہ گر

کہ رواجِ آں نخواہد ہیچ خُفت
کیونکہ ان کا رواج ست نہ ہو گا

وارثانم را سلامِ مَن بگو
میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے

دیں وصیّت را بگو ہم مُو بمُو
اور اس وصیت کو بھی پورا کہہ دے

تاز بسیاریِ آں زر نشکہند
تاکہ اس زر کی کثرت سے نہ ڈریں

بے گرانی پیشِ آں مہمان نہند
بغیر کسی گرانی کے اس مہمان کے سامنے رکھ دیں

دَر بگوید اُو نخواہم ایں فرہ[3]
اور اگر وہ کہے ' میں یہ بہت نہیں چاہتا

گُو بگیر ہر کرا خواہی بدہ
کہہ دے ' لے لے اور جس کو تو چاہے دیدے

زانچہ دادم باز نستانم نقر
جو میں نے دے دیا ہے اس میں سے ایک ذرہ واپس نہ لوں گا

سُوئے پستاں باز ناید ہیچ شیر
دودھ ' پستان میں ہرگز نہیں لوٹتا

گشتہ باشد ہمچو سگ قے را اکول
کتے کی طرح قے کو چاٹنے والا ہو جاتا ہے

مُستردِّ نحلہ بر قولِ رسولؐ
عطیہ کو واپس لینے والا رسولؐ کے قول کے مطابق

[1] فضلہ۔ جو بچے اس کو بھی خرچ کرے اور مجھے دعا خیر میں یاد رکھے۔ خود دہم۔ تاکہ کسی کو پتہ نہ چلے اور وہ شرمندہ نہ ہو لیکن مجھے موت نے یہ موقع نہ دیا۔ لعل و یاقوت۔ وہ جواہر لعل اور یاقوت میں ایک پیالہ میں رکھے ہیں اور اس پیالہ پر میں نے اس کا نام لکھ دیا ہے۔ خنور۔ کانچ کا پیالہ۔ پانی کا مٹکا۔ در فلاں۔ اس پیالہ کو فلاں طاق میں دفن کر دیا ہے۔ قیمت۔ وہ بہت قیمتی ہیں کوئی دھوکا دے کر سستا نہ خرید لے۔

[2] در بیوع۔ فروخت کرنے میں اپنے لئے تین روز کا اختیار رکھ لینا اگر قیمت کم لگی ہو تو بیع کو فسخ کر دینا۔ غرار۔ دھوکا۔ از کساد۔ واپس لینے میں اس سے نہ ڈرنا کہ ان کی قیمت گھٹے گی۔ وارثانم۔ محتسب نے اس مددگار سے یہ بھی کہا کہ میرے وارثوں سے میرا سلام کہہ دے اور یہ میری وصیت ان کو پہنچا دے تاز بسیاری۔ وارثوں سے اس لئے کہہ دینا کہ اس قدر زیادہ مال ایک پردیسی کو دینے سے گھبرا نہ جائیں۔ نشکہند۔ شکوہ نہ کریں ڈرتا۔

[3] فرہ۔ بوزن گرہ زیادتی ' یعنی اگر پردیسی یہ کہے کہ اس قدر مال کی مجھے ضرورت نہیں تو کہہ دینا وہ لے کر کسی اور کو دیکر ثواب حاصل کر لے۔ زانچہ۔ وصیت کرنا گویا دیدینا ہے۔ نقیر۔ وہ گڑھا جو کھجور کی گٹھلی کے سرے پر ہوتا ہے ' حقیر چیز مراد ہوتی ہے۔ سوی۔ پستان میں سے دودھ نکلا ہوا واپس نہیں لوٹتا۔ گشتہ۔ آنحضورؐ نے عطیہ دے کر واپس لینے والے کو اس کتے کی مثال قرار دیا ہے جو قے کر کے چاٹتا ہے۔ نحلہ۔ عطیہ۔

وَر ببندد در نباید آں زرش — تا بر یزند آں عطا را بر درش
اگر وہ دروازہ بند کر لے اگر وہ زر اس کو نہ چاہیے — اس عطا کو اس کے دروازے پر بکھیر دیں

ہر کہ پنجا بگذرد زر می برد — نیست ہدیہ مخلصاں را مُسترد
جو وہاں سے گزرے ' سونا لے جائے — مخلصوں کے ہدیہ کی واپسی نہیں ہے

بہرِ او بنہادہ آں از دو سال — کردہ ام من نذرہا باذوالجلال
میں نے وہ دو سال سے اس کے لئے رکھا ہے — میں نے اللہ تعالیٰ سے منتیں مانی ہیں

وَر روا دارند چیزے زاں ستد — بیست چنداں خود زیاں شاں اُوفتد
اگر وہ اس میں سے کچھ لینا جائز سمجھیں گے — ان کو خود بیس گنا نقصان ہو گا

گر ۲ روانم را پژ دلانند زود — صَد درِ محنت برایشاں بر کشود
اگر وہ میری روح کو پریشان کریں گے تو جلدی — پریشانی کے سینکڑوں دروازے ان پر کھلیں گے

از خدا امید دارم من لبق — کہ رساند حق را با مستحق
میں زبان اور اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں — کہ وہ حق مستحق کو پہنچا دے گا

دو قضیہ دیگر اُورا شرح داد — لَب بذکرِ آں نخواہم بر گشاد
اس نے دو دوسرے معاملے اس پر ظاہر کئے — میں ان کے ذکر میں ہونٹ نہ کھولوں گا

تا بماند دو قضیہ سِرّ و راز — ہم نگردد مثنوی چندیں دراز
تاکہ دونوں قصے سر اور راز رہیں — نیز مثنوی بہت لمبی نہ ہو جائے

بر ۳ جہید از خواب اَنگشتک زناں — گہ غزل گویاں و گہ نوحہ کناں
وہ چٹکیاں بجاتا ہوا نیند سے بیدار ہوا — کبھی غزل گاتا ہوا اور کبھی نوحہ کرتا ہوا

گفت مہماں درچہ سَوداہا ستی — پایمردا مست و خوش برخاستی
مہمان نے کہا تو کن خیالات میں ہے — اے مددگار! تو مست اور خوش اٹھا ہے

تا چہ دیدی خواب دوش اے بوالعلا — کہ نمی گنجی تو در شہر و فلا
اے بلند مرتبہ والے گزشتہ رات تو نے خواب میں کیا دیکھا؟ — کہ تو شہر اور جنگل میں نہیں سما رہا ہے

خواب دیدہ پیلِ تو ہندوستاں — کہ رمیدستی ز حلقہ دوستاں
تیرے ہاتھی نے ہندوستان خواب میں دیکھ لیا ہے — کہ تو دوستوں کے حلقے سے بھاگ رہا ہے

گفت سودا ناک خوابے دیدہ اَم — در دلِ خود آفتابے دیدہ ام
اس نے کہا کہ میں نے ایک عشقناک خواب میں دیکھا ہے — میں نے اپنے دل میں سورج کو دیکھا ہے

---

۱ ور ببندد۔ اگر وہ عطیہ قبول نہ کرے اور دروازہ بند کر لے تو اس کے دروازہ پر ڈال دیتے ہی بہتر تاکہ گزرنے والا اس کو اٹھا کر لے جائے۔ نیست۔ اس کو یہ چاہیے کہ وہ یہ عطیہ لینے سے انکار نہ کرے اس لئے کہ مخلص کا ہدیہ واپس کرنا برا ہے۔ بہر او۔ میں نے دو سال سے یہ مال اس کیلئے رکھ چھوڑا ہے اور خدا سے اس کو دینے کی منت مانی ہے۔ در روح میرے وارثوں کو سمجھا دینا کہ اگر انہوں نے اس رقم میں سے کچھ لیا تو جتنا لیں گے اس کا بیس گنا ان کو نقصان پہنچ جائے گا۔

۲ گر روانم۔ وارثوں سے کہہ دینا کہ اگر میری وصیت کے خلاف کر کے میری روح کو ستائیں گے تو ان پر سینکڑوں مصائب آجائیں گے۔ لبق۔ چرب زبان۔ دو قضیہ۔ مولانا فرماتے ہیں محتسب نے اس مددگار سے دو باتیں اور کہیں تھیں اور راز ہیں ان کو میں بیان نہ کروں گا۔ ہم ایک تو راز ہونے کی وجہ سے میں بیان نہ کروں گا پھر یہ بھی خیال ہے کہ بیان کروں تو مثنوی بہت طویل ہو جائے گی۔

۳ بر جہید۔ وہ مددگار نیند سے خوش ہوتا ہوا اٹھا تو چٹکیاں بجا رہا تھا اور بشارت کی خوشی میں غزل پڑھ رہا تھا اور کبھی محتسب کی وفات کی وجہ سے رونے لگتا تھا۔ دوش۔ رات کا اکثر حصہ گزر چکا تھا۔ فلا۔ فلات' جنگل۔ خواب دیدہ۔ ہاتھی ہندوستان کا جانور ہے دوسرے ملک میں خواب میں ہندوستان کو دیکھ لیتا ہے تو وطن کی یاد میں زنجیریں توڑنے لگتا ہے۔ سودا ناک۔ عشقناک۔ آفتاب۔ یعنی محتسب۔

خواجہ را دیدم بخواب اے بُوالعلا
اے بندر تہہ والے! میں نے خواب میں خواجہ کو دیکھا ہے

آں سپر۱ دہ جاں برائے کبریا
اس خدا پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ بیدار را
میں نے خواب میں بیدار خواجہ کو دیکھا ہے

آں سپُردہ جاں بپے دیدار را
اس ' دیدار پر جان باختہ کو دیکھا ہے

خواب دیدم خواجہ مُعطی المنیٰ
میں نے خواب میں تمنائیں پوری کرنے والے خواجہ کو دیکھا ہے

واحد کَـــالْاَلْفِ از اَمرِ خدا
جو خدا کے حکم سے اکیلا ہزار کی طرح کا ہے

مَست و بیخود ایں چنیں برمی شُمرد
مست اور بیخود اسی طرح شمار کر رہا تھا

تا کہ مستی عقل و ہوشش را ببرد
حتی کہ مستی نے اس کی عقل اور ہوش کو ختم کر دیا

درمیان خانہ اُفتاد اُو دَراز
وہ گھر کے درمیان ' لمبا گر گیا

خَلق اَنبُہ گردِ اُو آمد فراز
مخلوق کا مجمع اس کے گرد فراہم ہو گیا

باخود آمد گفت اے بحرِ خوشی
ہوش میں آیا بولا اے خوشی کے سمندر

اے نہادہ ہوشہا دَر بیہوشی
اے وہ کہ جس نے بیہوشی میں بہت سے ہوش رکھے ہیں

خواب ۲ در بنہادہ بیداریے
تو نے خواب میں ' بیداری رکھی ہے

بَستہ در بیدلی دلداریے
تو نے بے دلی سے دلداری وابستہ کر دی

خواجگی پنہاں کُنی دَر ذُلِ فقر
تو ذلت اور فقر میں آقائی کو پوشیدہ کر دیتا ہے

طوقِ دولت بَستہ اندر غُلِ فقر
دولت کے طوق کو فقر کے طوق سے وابستہ کر دیا ہے

ضد اندر ضد پنہاں مُندرج
ضد ' ضد میں مخفی طور پر داخل ہے

آتش اندر آبِ سوزاں مندمج
گرم پانی کے اندر آگ پوشیدہ ہے

رَوضہ ۳ اندر آتش نمرُود درج
نمرود کی آگ میں چمن درج ہے

دَخلہا رویاں شدہ از بذل وخرج
صرف اور خرچ سے آمدنیاں اگی ہیں

تا بگفتہ مُصطفٰے شاہ نجاح
حتی کہ کامیابی کے شاہ مصطفے نے فرمایا

اَلسَّمَاحُ یَا اُولی النُّعمَا رَباح
اے اہل نعمت! سخاوت کرنا نفع کمانا ہے

مَا نَقَصْ مَالٌ مِّنَ الصَّدَقَاتِ قَطْ
صدقوں سے مال کبھی نہیں گھٹتا

اِنَّمَا الْخَیْرَاتُ نِعْمَ الْمُرْتَبَط
خیرات کرنا بہت اچھا رابطہ ہے

جوششِ و افزونیِ زر در زکوٰۃ
زکوٰۃ میں مال کا جوش اور بڑھاؤ ہے

عصمت از فحشا و مُنکَر در صلوٰۃ
نماز میں فحش اور بری باتوں سے بچاؤ ہے

۱ سپر دہ۔ یعنی وہ محتسب جس نے اللہ تعالیٰ پر جان قربان کر دی ہے۔ مست۔ وہ مددگار مستی اور بیخودی کی حالت میں محتسب کے اوصاف گناتا گناتا بیہوش ہو گیا۔ درمیاں۔ وہ مددگار بیہوش ہو کر گر پڑا اور لوگ اس کے چاروں طرف جمع ہو گئے۔ بحر خوشی۔ اللہ تعالیٰ۔ ہوشہا۔ بے ہوشی یعنی نیند کی حالت میں اس کو بہت سے عالی مضامین سکھائے گئے تھے۔

۲ خواب دو۔ خواب میں وہ باتیں معلوم ہوئی ہیں جو بیداری میں بھی معلوم نہ تھیں۔ بستہ۔ جو بیدل یعنی عاشق خدا ہوتا ہے وہ محبوب اور حق کا دلدار بھی ہو جاتا ہے۔ ضد اندر ضد۔ اس پر تعجب نہ کرو کائنات میں مشاہدہ کر لو اللہ کی قدرت نے ایک ضد کو دوسری ضد میں مخفی کر دیا ہے گرم پانی میں آگ پوشیدہ ہے اس کے اجزا سے پانی گرم ہے۔

۳ روضہ۔ نمرود کی آگ میں خلیل اللہ کے لئے چمن پوشیدہ تھا۔ دخلہا۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے مال میں اضافہ ہوتا ہے۔ السماح۔ آنحضور نے سخاوت کو نفع فرمایا ہے۔ ماںنقص۔ خیرات اللہ سے رابطہ پیدا کر دیتی ہے تو مال میں برکت ہو جاتی ہیں۔ زکوٰۃ۔ زکوٰۃ دینے سے برکت ہوتی ہے۔ در صلوٰۃ۔ نماز کی نیکی فحش اور منکر کی بدی سے بچانے پر مشتمل ہے۔

آں از کوتت کیسہ اَت را پاسباں
تیری وہ زکوٰۃ تیری تھیلی کی محافظ ہے

واں صلوٰتت ہم ز گرگانت شباں
اور وہ تیری نماز بھیڑیوں سے تیری نگہبان ہے

میوۂ شیریں نہاں در شاخ و برگ
شاخ اور پتے میں میٹھا میوہ چھپا ہے

زندگیِ جاوداں در زیرِ مرگ
موت کے ماتحت ہمیشگی کی زندگی ہے

زِبل گشتہ قوتِ خاک از شیوۂ
نجاست کی روش سے مٹی کی روزی بنی

زاں غذا زادہ زمیں را میوۂ
زمین میں اس غذا سے میوہ پیدا ہوا

در عدم پنہاں شدہ موجودیے
موجود ہونا ' عدم میں پوشیدہ ہوا

در سرشتِ ساجدے مسجودیے
سجدہ کرنے والے کی طینت میں مسجود ہونا ہے

آہن و سنگ از دنش مظلمے
لوہا اور پھر باہر سے تاریک ہیں

اندروں نورے و شمعِ عالمے
باطن میں نور اور عالم کی شمع ہے

درج در خوفے ہزاراں ایمنی
خوف میں ہزاروں اطمینان درج ہیں

در سوادِ چشم چنداں رُوشنی
آنکھ کی سیاہی میں کس قدر روشنی ہے

اندرون ۲ گاؤ تن شہزادۂ
بیل کے جسم میں ایک شہزادہ ہے

گنج در ویرانہ بنہادۂ
خزانہ ویرانے میں رکھا ہوا ہے

تاخرے پیرے گریزد زاں نفیس
تاکہ اس عمدہ چیز سے ایک بوڑھا گدھا بھاگ جائے

گاؤ بیند ' شاہ نے ' یعنی بلیس
بیل کو دیکھے ' شاہ کو نہیں ' یعنی شیطان

حکایت ۳ آں پادشاہ و وصیت کردن سہ پسرِ خویش را کہ

اس بادشاہ کی حکایت اور اس کا اپنے تین لڑکوں کو وصیت کرنا کہ اس

دریں سفر در ممالکِ من در فلاں جا چنیں ترتیب نہید و
سفر میں میرے ملکوں میں فلاں جگہ اس طرح سے ترتیب قائم کرو اور

فلاں جا چنیں نُواب نصب کنید و لِمَا اللہ اللہ بفلاں
فلاں جگہ اتنے قائم مقام مقرر کرو لیکن خدا کے لئے فلاں قلعہ میں

قلعہ مَروید و گِرد آں مگردید
نہ جانا اور اس کے چاروں طرف چکر نہ کاٹنا

بُود شاہے ' شاہ را بُد سہ پسر
ایک بادشاہ تھا ' بادشاہ کے تین لڑکے تھے

ہر سہ صاحب فطنت و صاحب نظر
تینوں سمجھ دار اور صاحب نظر تھے

۱ آں از کوتت۔ زکوٰۃ دینے والے کا مال ضائع نہیں ہوتا۔ صلوٰتت۔ تیری نماز شیطانی بھیڑیوں سے محافظ ہے۔ شاخ۔ درخت کی شاخوں اور پتوں میں میوہ پوشیدہ ہے۔ مرگ۔ موت' جاوداں زندگی پر مشتمل ہے۔ زبل۔ کھاؤ' میوہ پر مشتمل ہے۔ در عدم۔ عدم سے ہی وجود آتا ہے۔ ساجدے۔ حضرت آدم ساجد ہو کر مسجود ملائک بنے۔ آہن۔ لوہے اور پتھر کی سیاہی میں نور مضمر ہے۔ درج۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں وہ عذاب کی سینکڑوں مصیبتوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ سوادِ چشم۔ آنکھ کی پتلی سیاہ ہے اور اس میں روشنی مضمر ہے۔

۲ اندروں۔ انسان کا جسم بیل کے جسم سے مشابہ ہے اور اس میں روح جو بمنزلہ شہزادے کے ہے مضمر ہے۔ گنج۔ ویرانہ کے اندر خزانہ ہوتا ہے۔ تاخرے۔ ان باتوں میں یہ حکمت مضمر ہے کہ خر پیر یعنی شیطان صفت لوگ ظاہر کو دیکھ کر بھاگ جائیں شیطان نے حضرت آدمؑ کے ظاہری جسم کو دیکھا اور ان کے باطنی اوصاف پر نظر نہ کی۔

۳ حکایت۔ اس حکایت میں بھی بتایا ہے کہ تینوں شہزادوں میں سے کوئی شاہ کی حسین لڑکی پر عاشق ہوا اور شاہ کے باطنی کمالات کی طرف متوجہ نہ ہوا کوئی اس کے باطن کی طرف متوجہ ہو کر کامیاب بنا۔ بود شاہے۔ اس بادشاہ کے تینوں لڑکے سخاوت اور جنگ اور کردار میں ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے' اگرچہ شاہ کے باطنی اوصاف پر نظر کرنے میں یکساں نہ تھے

هر یکے از دیگرے استودہ تر — در سخا و در وغا و کر و فر
ہر ایک دوسرے سے زیادہ قابل تعریف تھا — سخاوت اور جنگ اور کروفر میں

پیشِ شہ شہزادگاں استادہ جمع — قرۃ العینانِ شہ ہمچوں سہ شمع
بادشاہ کے سامنے شہزادے جمع ہو کر کھڑے ہوئے — شمع کی طرح بادشاہ کی آنکھوں کی ٹھنڈک دیتے

از رہِ پنہاں ز عینینِ پسر — می کشید آبے نخیلِ آں پدر
لڑکے کی آنکھوں سے مخفی راستہ ہے — اس باپ کا کھجور کا درخت پانی کھینچتا ہے

تازہ فرزند آب ایں چشمہ شتاب — میرود سوی ریاضِ مام و باب
یہاں تک کہ لڑکے کے اس چشمہ کا پانی جلد — ماں اور باپ کے باغیچوں کی جانب جاتا رہتا ہے

تازہ می باشد ریاضِ والدین — گشتہ جاری عینِ شاں زیں ہر دو عین
ماں باپ کے باغ تازہ رہتے ہیں — ان دونوں آنکھوں سے ان کا چشمہ جاری رہتا ہے

چوں[۲] شود چشمہ ز بیماری علیل — خشک گردد شاخ و برگ آں نخیل
جیسے چشمہ مرض سے بیمار ہو جاتا ہے — اس کھجور کے درخت کی شاخ اور پتے خشک ہو جاتے ہیں

خشکی نخلش ہمی گوید پدید — کہ زفرزنداں شجر نم می کشید
اس کے کھجور کے درخت کی خشکی صاف کہتی ہے — کہ درخت فرزندوں سے نمی کھینچتا ہے

اے بسا کاریز پنہاں ہمچنیں — متصل باجانِ تاں یا غافلیں
اسی طرح بہت سے پوشیدہ چشمے — اے غافلو! تمہاری جان سے متصل ہیں

اے کشیدہ ز اسمان و از زمیں — مایہا تا گشتہ جسمِ تو سمیں
اے مخاطب! آسمان اور زمین سے کھینچے ہیں — مادے یہاں تک کہ تیرا جسم موٹا ہوا ہے

تن[۳] ز اجزائے جہاں دُز دیدۂ — پارہ پارہ زیں وآں ببریدۂ
تو نے جہان کے اجزاء سے جسم کو چرایا ہے — تو نے اس اور اس سے ٹکڑا ٹکڑا کاٹا ہے

از زمیں و آفتاب اب و آسماں — پارہا بر دوختی بر جسم و جاں
زمین اور سورج اور آسمان سے — تو نے جسم اور جان پر پیوند گانٹھے ہیں

تاتو پنداری کہ بردی رایگاں — باز نستانند از تو ایں وآں
خبردار! تو سمجھتا ہے تو مفت لے اڑا — یہ اور وہ تجھ سے واپس نہ لیں گے

کالہ دز دیدہ نبود پائیدار — لیک آرد دزد راتا پائدار
چرایا ہوا سامان پائیدار نہیں ہوتا ہے — لیکن چور کو سولی تک لے آتا ہے

---

۱ قرۃ العینان۔ دونوں آنکھوں کی ٹھنڈک خوشی و راحت میں آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے رنج میں گرم آنسو بہتے ہیں۔ از رہ۔ باپ کے جسم کی تر و تازگی اولاد سے ہے۔ تازہ فرزند۔ مخفی طور پر اولاد ماں باپ کے بدن کے چمن کو سیراب کرتی ہے۔ تازہ۔ اولاد کی آنکھوں سے مخفی چشمے جاری ہیں جو والدین کے جسم کے باغیچہ کو پانی دیتے ہیں۔

۲ چوں۔ اسی لئے جب اولاد بیمار ہو جاتی ہے اور چشمہ میں کم روز آتی ہے تو ماں باپ کا جسم سوکھنے لگتا ہے۔ خشکی۔ اس حالت میں والدین کے جسم کا سوکھنا ظاہر کرتا ہے کہ ان کا درخت اولاد کی آنکھوں کے چشموں سے سیراب ہوتا تھا۔ اے بسا۔ جس طرح والدین اولاد کے مخفی چشموں سے سیراب ہوتے ہیں اسی طرح انسان کی جان مخفی چشموں سے سیرابی حاصل کر رہی ہے۔ اے کشیدہ۔ انسان کا جسم عالم کی بہت سی چیزوں سے بنتا ہے۔ سمیں۔ موٹا۔

۳ تن۔ انسانی جسم کی ترکیب عالم کے بہت سے مادوں سے ہوئی ہے۔ از زمیں۔ کائنات عالم کے اجزاء جسم انسانی نے حاصل کئے ہیں۔ تاتو۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ اجزاء جو اس کے جسم نے حاصل کئے ہیں ان کو واپس لوٹانا نہیں ہے۔ کالہ۔ یہ چرائے ہوئے اجزاء ہمیشہ رہنے والے نہیں ہیں چوری ہی موت کا سبب ہے۔

عاریہ است ایں کم ہمی باید فشارد — کانچہ بگرفتی ہمہ باید گزارد
یہ مانگا ہوا ہے' پاؤں نہ جمانا چاہیے — کیونکہ جو تو نے لیا ہے' ادا کرنا چاہیے

جز نفخت کاں زِ وہّاب آمدست — رُوح را باش' آں دیگرہا بیہودست
میں نے پھونکا کے سوا کیونکہ خدا کی جانب سے آئی ہے — روح کا بن' دوسری چیزیں بیہودہ ہیں

بیہودہ نسبت بجاں میگویمش — نے بہ نسبت با صنیع محکمش
میں ان کو روح کے اعتبار سے بیہودہ کہہ رہا ہوں — نہ کہ اس کے مضبوط مصنوع کے اعتبار سے

بیانِ ۲ استمدادِ عارف از سَر چشمہ حیاتِ اَبدی مستغنی شدنِ
عارف کا ابدی زندگی کے سرچشم سے مدد حاصل کرنے کا بیان اور اس کا بے وفا

اُو از استمداد و انجذاب از چشمہای آبہای بیوفا کہ علامۃ
پانیوں کے چشموں سے جذب کرنے اور مدد حاصل کرنے سے بے نیاز ہونا کہ اس کی

ذٰلِکَ التَّجَافِیْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ کہ آدمی چوں بمدد ہای
علامت دھوکے کے گھر سے جدائی ہے کیونکہ انسان جب چشموں کی مدد پر

چشمہا اعتماد کند در طلب چشمہ باقی سُست شود چنانکہ
بھروسہ کرتا ہے باقی رہنے والے چشمہ کی طلب سست ہو جاتی ہے چنانچہ

حکیمِ الٰہی می فرماید..... رُباعی
حکیم الٰہی فرماتے ہیں رباعی

کاریز درونِ جانِ تو می باید — کز عاریہا تُرا درے نکشاید
تیری جان میں چشمہ چاہیے — کیونکہ مانگے ہوؤں سے تیرے لئے در نہیں کھلتا ہے

یک چشمہ آب از درونِ خانہ — بہ زاں جُوی کہ از بُروں می آید
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ — اس نہر سے بہتر ہے جو باہر سے آتی ہے

حبّذا ۳ کاریز اصل چیزہا — فارغت آردازیں کاریزہا
خوب چشمہ ہے جو چیزوں کی اصل ہے — وہ تجھے ان چشموں سے بے نیاز کر دے گا

چشمہ آبی درُونِ خانہ — بہ زرودے کاں نہ در کاشانہ
گھر کے اندر پانی کا ایک چشمہ — اس نہر سے بہتر ہے جو گھر میں نہیں ہے

تو زصد ینبوع شربت می کشی — ہرچہ زاں صد کم شود کاہد خوشی
تو سینکڑوں چشموں سے شربت کھینچ رہا ہے — ان سیکڑوں میں سے جو کم ہو جائے خوشی گھٹ جاتی ہے

۱ عاریہ۔ مانگی ہوئی چیز واپس کرنی پڑتی ہے تو بدن کے ان اجزاء کو بھی ایک روز واپس دینا ہے۔ جز نفخت۔ البتہ روح کا عطیہ اللہ کی جانب سے ہے جو مستقل اور باقی ہے۔ بیہودہ۔ جسم کے اجزاء کو بیہودہ روح کے اعتبار سے کہا گیا ہے ورنہ یہ بھی اللہ کی تخلیق ہے لہٰذا اس کی مخلوق بیہودہ نہیں ہو سکتی ہے۔

۲ بیان۔ چونکہ بدن کے اجزاء مانگے ہوئے ہیں اور روحِ عطیہ خداوندی باقی رہنے والے ہے تو انسان کو جسم کے چشموں سے زیادہ روح کے چشمہ کو حاصل کرنا چاہیے چنانچہ عارف باللہ جسم کے چشموں سے فیضیاب ہونے سے زیادہ روح کے چشمہ سے فیض حاصل کرنے کی طرف توجہ کرتا ہے اور اسی لئے وہ دارالغرور یعنی دنیا سے بچتا ہے۔ کاریز۔ بمعنی قنات' وہ نہر جو کاشتکار زمین کے نیچے سے کھود کر اس طریقہ سے نکالتے تھے کہ اوپر کے کھیتوں کھود پانی دیتی تھی۔

۳ حبذا۔ جو نہر روح کو سیراب کرتی ہے وہ علوم کی اصل ہے وہ حاصل کر لے گا تو پھر حواس ظاہر کے مدرکات سے تو بے نیاز ہو جائے گا۔ چشمہ۔ جو چشمہ گھر میں ہو وہ باہر کی نہر سے بہتر ہوتا ہے۔ ینبوع۔ چشمہ' تو بیرونی چشموں سے لطف حاصل کرتا ہے اگر ان میں سے کسی میں بھی کمی آ جائے تو تیری خوشی ناقص ہو جاتی ہے۔

چوں ا بجوشد از دروں چشمہ سَنی
جب اندر سے کوئی روشن چشمہ جوش مارتا ہے

ز استراقِ چشمہا گردی غنی
چشموں کے چرانے سے تو بے نیاز بن جاتا ہے

قُرۃ العینت چوز اب و گل بُود
جب تیری آنکھ کی ٹھنڈک پانی اور مٹی سے ہو

راتبہ ایں قُرّہ دردِ دل بُود
تو اس ٹھنڈک کا نتیجہ دل کا درد ہو گا

قلعہ را چوں آب آید از بُروں
قلعہ میں جب پانی باہر سے آئے

در زمانِ اَمن باشد بر فزُوں
تو امن کے زمانہ میں کثرت سے ہو گا

چونکہ دشمن گردِ آں حلقہ کُند
جب دشمن اس قلعہ کا محاصرہ کر لے

تا کہ اندر خون شاں غرقہ کُند
تاکہ ان کو خون میں ڈبوئے

آبِ بیروں را ببُرّندآں سپاہ
وہ لشکر پانی کو باہر سے قطع کر دے گا

تانباشد قلعہ را زانہا پَناہ
تاکہ قلعہ کو ان سے پناہ نہ حاصل ہو

آں ۲ زماں یک چاہ شورے از دروں
اس وقت اندر کا ایک کھارا کنواں

بہ زصد جیحونِ شیریں از بُروں
باہر کے سیکڑوں میٹھے جیحوں سے اچھا ہو گا

قاطع الاسباب لشکرہائے مَرگ
موت کے لشکر کو اسباب کو کاٹنے والے

ہمچو دے آید بقطع شاخ و بَرگ
خزاں کی طرح شاخ اور پتے کاٹنے آتے ہیں

دَر جہاں نبُود مددشاں از بہار
دنیا میں تو ان کو بہار سے مدد نہیں پہنچتی ہے

جُز مگر دَر جاں بہارِ رُوئے یار
علاوہ ازیں کہ جان میں یار کے چہرے کے بہار ہو

زاں لقب شُد خاک را دارُالغرور
اسی لئے زمین کا لقب دھوکے کا گھر ہوا

گو کشد پارا سپس یوم العبور
کیونکہ وہ گزرنے کے دن پاؤں پیچھے کو کھینچ لیتی ہے

پیش ازاں بر راست و بر چپت میدوید
اس سے پہلے دائیں اور بائیں دوڑتا پھرتا ہے

کہ بچینم دردِ تو چیزی نچید
کہ میں تیرا دکھ چن لوں گا اور کچھ نہ چنا

اُو بگفتے مَر تُرا وَقتِ غماں
وہ تجھ سے غموں کے وقت کہتا تھا

دور از تو رنج و دہ کہ درمیاں
رنج تجھ سے دور ہے اور اس پہاڑ درمیان میں ہیں

چوں سپاہِ رنج آمد بَست دَم
جب رنج کا لشکر آیا اس نے دم سادھا

خود نمی گوید تُرا من دیدہ ام
تجھ سے نہیں کہتا ہے کہ میں نے تجھے دیکھا ہے

---

۱ چوں بجوشد۔ جب تیرے اندر خوشی کا منبع ہو تو پھر بیرونی اسباب کی ضرورت نہیں رہتی۔ قرۃ العین اگر تجھے آنکھ کی ٹھنڈک کسی آب و گل کے پتلے سے حاصل ہے تو فراق کی حالت میں اس کا انجام درد دل ہے۔ قلعہ جس قلعہ میں باہر سے پانی آئے تو امن کی حالت میں پانی خوب آتا رہتا ہے۔ چونکہ۔ لیکن جب باہر سے دشمن کا محاصرہ کرتا ہے اور اس نہر کا بند کر دیتا ہے تو تیری حالت تباہ ہو جاتی ہے

۲ آں زماں۔ محاصرہ کے بعد پھر تیری حالت یہ ہوتی ہے کہ تو اندرونی کھارے پانی کے کنویں کو باہر کی میٹھی سیکڑوں نہروں سے بہتر سمجھتا ہے۔ قاطع الاسباب۔ موت جب لذت کے سارے خارجی ذرائع ختم کر دے گی تو اب خارجی بہار سے تجھے کوئی نفع نہ ہو گا صرف وہ بہار باعث لذت ہو گی جو روی یار سے تجھے حاصل ہوئی ہو۔ (شعر)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

۳ زاں۔ چونکہ موت لذت کے دنیاوی ذرائع کو ختم کر دیتی ہے اور یہ ذرائع تیرا ساتھ نہیں دیتے ہیں اس لئے دنیا کو دھوکے کا گھر قرار دیا گیا ہے یہ دنیا مرتے وقت تیرا ساتھ نہیں دیتی اپنا قدم پیچھے کھینچ لیتی ہے۔ پیش ازاں۔ دنیوی یار تیرے دائیں بائیں دوڑا پھرتا تھا اور دلاسے کرتا تھا کہ تیرا درد دکھ میں اٹھالوں گا لیکن اس نے کچھ نہ اٹھایا۔ چوں سپاہ۔ جب موت کے سپاہی تیرا محاصرہ کرتے ہیں تو وہ اس کا بھی اقرار نہیں کرتا کہ کبھی تیری اس کی جان پہچان بھی تھی۔

حق اِپے شیطان بدنیساں زد مثل
اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اسی طور پر مثل بیان کی ہے

کو تُرا در رزم آرد با حیل
کہ وہ تجھے حیلوں سے جنگ میں لے آتا ہے

کہ تُرا گوید کہ پُشتم مَن ترا
کہ تجھ سے کہتا ہے' کہ میں تیرا مددگار ہوں

دَر بَلا و در جفا و در عَنا
بلا اور جفا اور مشقت میں

کہ تُرا یاری وہم من باتو اَم
کہ میں تیری مدد کروں گا' میں تیرے ساتھ ہوں

در خطرہا پیشِ تو من می دَوَم
میں خطروں میں تیرے آگے دوڑوں گا

اِسپرت باشم گہ تیرِ خدنگ
خدنگ کے تیر کے وقت میں تیری ڈھال بنوں گا

مخلصِ تو باشم اندر وقتِ تنگ
میں تنگ وقت میں تجھے بچانے والا بنوں گا

جاں ۲ فدیِ تو کُنم دَر اِنتعاش
میں خوشی میں تیرے اوپر جان قربان کروں گا

رُستمی شیری بلا مَردانہ باش
تو رستم ہے تو شیر ہے خبردار! مرد بن

سُوئِ کفرش آورد زیں عشوہا
ان فریبوں سے اس کے کفر کی جانب لے آتا ہے

آں جُوالِ خدعہ و مکرو دَغا
وہ دھوکے اور مکر اور دغا کا تھیلا

چوں قدم بنہاد در خندق فتاد
جب قدم رکھا ' خندق میں گر گیا

اُو بقاہا قاہ خندہ لَب گُشاد
اس نے ہنسی کے قہقہہ کے ساتھ ہونٹ کھولا

ہیں بیا مَن طمعہا دارم ز تُو
ہاں ' آ جا میں تجھ سے امیدیں رکھتا ہوں

گویدش رَو رَو کہ بیزارم ز تُو
وہ اس سے کہہ دیتا ہے' جا جا میں تجھ سے بیزار ہوں

تو نترسیدی ز عدلِ کردگار
تو خدا کے انصاف سے نہ ڈرا

من ہمی ترسم' تو دست زمن بدار
میں ڈرتا ہوں ' تو مجھ سے توقع نہ رکھ

گفت ۳ حق اُو خود جُدا شد از بہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ خود نیکی سے جدا ہوا

تو بدیں تزو برہا ہم کے رہی
تو بھی ان حیلوں سے کب نجات پائے گا؟

گفت حق اُو خود زنیکی شد جُدا
اللہ تعالیٰ نے فرمایا خود نیکی سے علیحدہ ہوا

کے رہی ہم تو بدیں تزویرہا
تو بھی ان مکاریوں سے کب چھوٹے گا؟

فاعل و مفعول دَر روزِ شمار
فاعل اور مفعول ' گنتی کے دن

رُوسیاہ اند و حریف و سنگسار
کالا منہ میں اور ساتھی اور سنگسار

رہزدہ ور ہزن یقیں در حکم و داد
یقیناً بھٹکا ہوا اور بھٹکانے والا فیصلے اور انصاف میں

دَرچہ بُعد اندر و در بئس المِہاد
دوری کے کنویں میں اور بڑے بستر میں ہیں

۱ حق۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کی یہ حالت بیان کی ہے کہ مجھے اور تدبیر سے جنگ میں پھنسا دیتا ہے۔ کہ یہ کہتا ہے کہ میں ہر مصیبت کے وقت تیری مدد کروں گا۔ ہر خطرہ میں تجھ سے آگے ہوں گا۔ اسپرت۔ تیر چلے گا تو تیری ڈھال بنوں گا ہر مصیبت کے وقت تیرا مخلص رہوں گا۔

۲ جان فدا۔ تجھ پر خوشی خوشی قربان ہو جاؤں گا۔ رستمی۔ تو خود بھی رستم اور شیر ہے' جنگ سے نہ گھبرا۔ سوی۔ شیطان انسان کو اسی طرح کے دھوکے دے کر کفر پر آمادہ کر دیتا ہے۔ چوں قدم۔ اب جب انسان تباہی کے گڑھے میں گر جاتا ہے تو وہ اس کی ہر حالت پر قہقہے لگاتا ہے۔ ہیں۔ انسان اس شیطان کو مدد کے لئے بلاتا ہے تو وہ اس انسان سے اپنی بیزاری کا اظہار کر دیتا ہے۔ تو نترسیدی۔ اس سے کہتا ہے کہ تو خدا سے نہ ڈرا میں تو خدا سے ڈرتا ہوں میں تیرا ساتھ نہیں دے سکتا۔

۳ گفت۔ حق انسان اپنی معذرت میں یہ کہے گا کہ شیطان نے مجھے دھوکا دیدیا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ خیر سے خود جدا تھا اور یہ سب کو بتا دیا گیا تھا تو نے اس کا کہنا کیوں مانا اب اس معذرت کے حیلے سے نجات حاصل نہ کر سکے گا۔ فاعل۔ یعنی بہکانے والا شیطان مفعول۔ جو بہکایا ہوا ہے یعنی انسان دونوں سزا پائیں گے۔ روز شمار۔ یعنی جس دن نیکیاں اور برائیاں گنی جائے گی۔ رہزدہ۔ شیطان نے گمراہ کیا۔ رہزن۔ یعنی شیطان۔ بعد۔ یعنی خدا سے دوری۔ بئس المہاد۔ یعنی جہنم۔

غول[1] را و گول را کو را فریفت — از خلاص و فوز می باید شکیفت

شیطان کو بھی اور اس احمق کو بھی جس کو اس نے فریفتہ کیا — نجات اور کامیابی سے صبر کر لینا چاہئے

ہم خَرو خَر گیر اینجا در گلند — غافل اند اینجا و آنجا آفلند

گدھا اور گدھے والا بھی دونوں اس جگہ کیچڑ میں ہیں — یہاں غافل ہیں اور وہاں غائب ہیں

جُز کسانے را کہ وَا گردند ازاں — در بہارِ فضل آیند از خزاں

سوائے ان کے جو اس سے لوٹ جائیں — خزاں سے مہربانی کی بہار میں آ جائیں

توبہ آرند و خُدا توبہ پذیر — اَمرِ اُو گیرند و اُو نِعمَ الْاَمیر

توبہ کر لیں اور خدا توبہ قبول کرنے والا ہے — اس کا حکم جان لیں اور وہ بہترین حاکم ہے

چوں[2] برآرند از پشیمانی حنین — عرش لَرزد از انینِ المذنبین

وہ جب شرمندگی سے رونے کی آواز نکالتے ہیں — گنہگاروں کے رونے سے عرش لرزتا ہے

آنچناں لَرزد کہ مادر بَر وَلد — دَستِ شاں گیرد ببالامی کشد

اس طرح لرزتا ہے جس طرح ماں بچہ پر — ان کی دستگیری کرتا ہے' اوپر کھینچ لیتا ہے

کاے' خداتاں وَا خریدہ از غرور — نِک ریاضِ فضل و نِک ربِّ غفور

کہ اے لوگو! تمہیں خدا نے دھوکے سے بچا لیا — اب مہربانی کا باغ ہے اور اب بخشنے والا خدا ہے

بعدازیں تاں برگ و رزقِ جاوداں — از ہویِ حق بُود نزنا و داں

اس کے بعد تمہارا سامان اور مستقل رزق — اللہ تعالیٰ کی ہوا سے ہو گا نہ کہ پنالے سے

چونکہ[3] دریا برو سائط رشک کرد — تشنہ چوں ماہی بترکِ مَشک کرد

جب دریا نے واسطوں پر رشک کیا — مچھلی کی طرح پیاسے نے مشک چھوڑ دی

قصہ شہزادگاں آور بہ پیش — کایں حدیث از حدِّ اِمکانست بیش

شہزادوں کا قصہ پیش کر — کیونکہ یہ مضمون حد امکان سے باہر ہے

ایں سخن پایاں ندارد بازراں — جانبِ اَحوالِ آں شہزادگاں

یہ بات نہ تو نہیں بجھتی پھر چل — شہزادوں کے احوال کی جانب

رَواں شدنِ ہر سہ شہزادہ در ممالکِ پدر بَعد از وداع

تینوں شہزادوں کا باپ کے مالک میں روانہ ہونا ان کا شاہ کو رخصت

کردنِ ایشاں شاہرا و لِعادہ کردنِ شاہ وقتِ وداع

کرنے کے بعد اور شاہ کا وصیت کو دہرانا کہ

---

[1] غول۔ یعنی شیطان۔ گول۔ یعنی گمراہ۔ خلاص۔ یعنی جہنم سے خلاصی۔ فوز۔ یعنی جنت کی کامیابی۔ شکیفت۔ صبر کرنا۔ خر۔ یعنی گمراہ۔ خرگیر۔ یعنی شیطان۔ غافل۔ یعنی حق کی طرف توجہ کرنے سے۔ آفل۔ غائب یعنی جنت سے۔ جز کسانے۔ یعنی اس شخص کے علاوہ جس کو شیطان نے گمراہ کیا لیکن اس نے پھر توبہ کر لی۔ اَمر۔ یعنی توبہ کے بعد نیک کام کرنے لگیں۔

[2] چوں۔ جب گنہگار ندامت سے روتا ہے تو عرش اس طرح سے کانپتا ہے جس طرح ماں بچہ کے رونے پر کانپتی ہے۔ حنین اور انین۔ رونے کی آواز۔ دست شاں۔ ماں محبت میں روتے ہوئے بچہ کو گود میں لے لیتی ہے اسی طرح عرش رونے والے گنہگار کو اوپر اٹھا لیتا ہے اور تسلی دیتا ہے۔ کاے۔ یہ کہتا ہے کہ تجھ پر رب غفور نے رحم کر دیا تو اس کی مہربانی کے باغیچہ میں پہنچ گیا ہے۔ از ہوا۔ یعنی اب رزق بغیر محنت کے ملے گا۔

[3] چونکہ۔ جب حضرت حق اپنے محبوب کے لئے وسائط کو پسند نہیں کرتا تو بغیر اسباب کے رزق پہنچاتا ہے اور وہ محبوب بھی مشک یعنی اسباب کو ترک کر کے دریا کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔ قد۔ شہزادوں کا قصہ بیان کرو اس لئے کہ مضمون توکل اور دنیا کا دار الغرور ہونا پورا بیان کرنا ممکن نہیں ہے۔ وداع۔ رخصت کرنا۔

وصیت را کہ بقلعہ ہوش رُبا نرَوید

ہوش اڑانے والے قلعہ میں نہ جانا

عزم[1] رہ کردند آں ہر سہ پسر — سُوئے املاکِ پدر رسمِ سفر

تینو لڑکوں نے راستہ کا پختہ ارادہ کر لیا — سفر کے طریقہ پر باپ کے ممالک کی جانب

در طوافِ شہرہا و قلعہاش — از پے تدبیرِ دیوان و معاش

اس کے شہروں اور قلعوں کے دورے میں — دفتر اور آمدنی کی تدبیر کے لئے

خواستند از شہ اجازت گاہِ عزم — داد اجازت شاں چو نیت دید حزم

اور وہ سفر کے وقت انہوں نے بادشاہ سے اجازت چاہی — چونکہ اس نے نیت پختہ دیکھی انکو اجازت دیدی

دست بُوسِ شاہ کردند و وداع — پس بدیشاں گفت آں شاہِ مُطاع

انہوں نے شاہ کی دست بوسی کی اور رخصت کیا — پھر حاکم شاہ نے ان سے کہا

ہر کجا تاں دل گشد عازم شوید — فی امان اللہ دست افشاں روید

جہاں تمہیں دل لے جائے ارادہ کر لو — اللہ کی حفاظت میں خوش ہوتے ہوئے روانہ ہو جاؤ

غیرِ آں[2] یک قلعہ نامش ہُشربا — تنگ آرد بر کُلہ داراں قبا

سوائے اس ایک قلعہ کے جس کا نام ہوش ربا ہے — وہ تاجداروں پر قبا تنگ کر دیتا ہے

اللہ اللہ زاں دژِ ذاتِ الصُّوَر — دُور باشید و بترسید از خطر

خدا کے لئے اس تصویروں والے قلعہ سے — دور رہنا اور خطرے سے ڈرنا

رُوی و پشت و بُرجہاش و سقف و پست — جُملہ تمثال و نگار و صورتست

اس کے رو اور پشت اور برجیاں اور چھت اور فرش — سب تصویر اور نقش اور صورت ہیں

ہمچوآں حجرہ زلیخا پُر صُوَر — تا کند یوسف بنا کامش نظر

زلیخا کے تصویروں سے بھرے حجرے کی طرح — تاکہ حضرت یوسف بغیر قصد کے ان پر نظر کریں

چونکہ[3] یوسف سُوئے اُو می ننگرید — خانہ را پُر نقش خود کردآں مکید

چونکہ (حضرت) یوسف اس کی جانب نہ دیکھتے تھے — اس مکار نے گھر کو اپنی تصویروں سے بھر دیا

تا بہر سُو کاں نگردآں خوش عذار — رُوئے اُورا بیند اُو بے اختیار

تاکہ وہ خوبصورت رخ بالا جس طرح بھی دیکھے — بے اختیار اس کا چہرہ دیکھ لے

بہر دیدہ روشناں یزداں فرد — شش جہت را مظہرِ آیات کرد

روشن آنکھ والوں کے لئے خدا نے — چھ جانبوں و دلالت کا مظہر بنایا ہے

---

[1] عزم۔ تینوں شہزادوں نے ملکی انتظام کے لئے سفر کا ارادہ کر لیا۔ دیوان۔ دفتر۔ معاش۔ گذارہ کا ذریعہ آمدنی۔ عزم۔ پختہ ارادہ۔ مطاع۔ جس کی اطاعت کی جائے یعنی سردار اور حاکم۔ دست افشاں۔ ہنسی خوشی۔

[2] غیر آں۔ بس ہوش ربا قلعہ میں نہ جانا۔ اللہ اللہ۔ خدا سے ڈرو۔ دژ۔ قلعہ۔ ذات الصُّور۔ تصویروں والا۔ تنگ۔ بہت سے بادشاہ اس تصویر کو دیکھ کر جس کی وہ تصویر ہے اس پر عاشق ہو کر پریشان ہوئے ہیں۔ روی۔ اس قلعہ میں ہر جگہ پر تصویریں ہیں۔ ہمچو۔ زلیخا نے حضرت یوسف کو پھانسنے کے لئے اپنی تصویر محل میں جگہ جگہ لگا دی تھیں تاکہ ان کو دیکھ کر حضرت یوسف زلیخا پر عاشق ہو جائیں وہ زلیخا کو نگاہ اٹھا کر نہ دیکھتے تھے۔

[3] چونکہ۔ حضرت یوسف عفت کی وجہ سے زلیخا پر نظر نہ اٹھاتے تھے۔ عذار۔ رخسار۔ روشناں۔ عارفین۔ شش۔

یک دختیں ہیز در نظر روشید ہر ورق دفتریست معرفت کردگار

تا بہر حیوان و نامی کانگرند
تاکہ وہ جس حیوان اور بڑھنے والے کو دیکھیں

از ریاضِ حُسنِ رَبّانی چَرند
جدائی حسن کے باغوں سے غذا پائیں

بہرِ ایں فرمود با آں اِسپہ اُو
اسی لئے اس گروہ سے اس نے فرمایا

حَیْثُ وَلَّیْتُمْ فَثَمَّ وَجْهُهٗ
تم جس طرف بھی رخ کرو اس کا چہرہ ہے

از قدح گردد عطش آبے خورند
وہ اگر پیاس میں پیالے سے پانی پیتے ہیں

در درونِ آب، حق رانا ظرِ اند
پانی کے اندر خدا کو دیکھنے والے ہیں

آنکہ عاشق نیست اُو در آب دَر
جو عاشق نہیں ہے، وہ پانی میں

صورتِ خود بیند اے صاحب نظر
اے صاحب نظر! اپنی صورت دیکھتا ہے

صورتِ عاشق چو فانی شد درُو
عاشق کی صورت جب اس میں فانی ہو گئی

پس در آب اکنوں کرا بیند بگو
تو بتا، اب وہ پانی میں کس کو دیکھتا ہے؟

حُسنِ حق بینند اندر رُوئے حُور
وہ حور کے چہرے میں اللہ تعالیٰ کا حسن دیکھتے ہیں

ہمچو مہ در آب از صُنعِ غیور
غیور کی کارسازی کی وجہ سے جس طرح چاند پانی میں

غیرتش بر دیو و بر استور نیست
اس کی غیرت، شیطان اور چوپائے پر نہیں ہے

غیرتش بر عاشقے و صادقیست
اس کی غیرت، عاشق اور صادق پر ہے

دیو اگر عاشق شود ہم گوئے بُرد
شیطان اگر عاشق ہو گیا اس نے بھی بازی جیت لی

جبرئیلے گشت وآں دیوے بمُرد
وہ جبرئیل بن گیا اور وہ شیطان مر گیا

اَسْلَمَ الشَّیْطَانُ دریں جا شد پدید
شیطان مسلمان ہو گیا، اس جگہ ظاہر ہوا

کہ یزیدے شُد ز فضلش بایزید
کہ یزید، اس کی مہربانی سے بایزیدؒ ہو گیا

ایں سخن پایاں ندارد اے گروہ
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے، اے گروہ!

ہیں نگہدارید ازاں قلعہ وجوہ
خبردار! اس قلعۂ سے چہروں کو محفوظ رکھنا

ہیں مبادا کہ ہوس تاں رہ زند
خبردار! ایسا نہ ہو کہ ہوس تمہیں بھٹکا دے

کہ فتید اندر شقاوت تا اَبد
کہ تم ہمیشہ کے لئے بدبختی میں جا گرو

کے یہی معنی ہیں کہ اگر شیطان توبہ کر لے تو عارف بن جاتا ہے اور یزید جیسا ظالم بایزیدؒ بسطامیؒ بن جاتا ہے۔ ایں سخن۔ یعنی عارفین کے حوالہ ہیں۔ بادشاہ نے شہزادوں سے کہا کہ ہوس تمہیں ہوش ربا قلعہ کی طرف صحیح کرنے نہ جائے ورنہ ابدی بدبختی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

۱ تا بہر حیواں۔ جب عارفین کائنات میں کمال قدرت کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ان کی معرفت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اسپہ گروہ یعنی عارفوں کی جماعت سے کہا ہے کہ جس طرف تم رخ کرو گے تمہیں ہمارا جلوہ نظر آئے گا۔ از قدح۔ عارف پانی کے کٹورے میں حق تعالیٰ کو دیکھتا ہے۔ (شعر)

ما و پیالہ رُخ یار دیدہ ایم
اے بے خبر زلذت شرب مدام ما

آنکہ۔ غیر عارف پانی کے کٹورے میں اپنی صورت دیکھتا ہے لیکن عارف جبکہ اپنی ذات کو حق تعالیٰ میں فنا کر چکا ہے تو جو کچھ کٹورے میں نظر آ رہا ہے وہ اس کے چہرے کا عکس نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ کا عکس ہے۔

۲ رُئے حُور۔ حسین حور کا دیدار بھی ان کا مقصود نہیں بلکہ اس میں بھی حسن حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ ہمچو مہ۔ جیسا کہ چاند کا عاشق پانی کی طرف نظر کرتا ہے تو اس کا مقصد چاند کا عکس دیکھنا ہے جو پانی میں ہے۔ از صنع غیور۔ عارف چونکہ محبوب حق ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی غیرت کا تقاضہ ہے کہ وہ غیر پر نظر نہ کرے۔ غیرتش۔ شیطان اور جانور بھی پانی میں خود اپنا چہرہ دیکھتے ہیں وہاں غیرت حق آڑے نہیں آتی کہ وہ اپنے چہرے کی بجائے خدا کا چہرہ دیکھیں۔

۳ دیو۔ شیطان صفت اگر توبہ کر کے عاشق خدا بن جاتا ہے تو اس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے۔ اَسْلَمَ۔ آنحضورؐ کا شیطان کے بارے میں ارشاد ہے وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ فَاَسْلَمَ۔ لیکن اللہ نے میری مدد کی تو وہ مسلمان ہو گیا مولانا فرماتے ہیں اس

از خطر پرہیز آمد مفترض
خطرے سے بچنا فرض ہے

بشنوید از مَن حدیثِ بیغرض [1]
مجھ سے بے غرض بات سن لو

در فرج جوئی خرد سَر تیز بہ
کشادگی کی طلب میں سر کی عقل کا تیز ہونا بہتر ہے

از کمین گاہِ بلا پرہیز بہ
مصیبت کی کمین گاہ سے پرہیز بہتر ہے

گر نمی گفت ایں سخن را آں پدر
اگر وہ باپ یہ بات نہ کہتا

وَر نمی فرمود ازاں قلعہ حذر
اور اگر اس قلعہ سے بچنے کا حکم نہ دیتا

خود بداں قلعہ نمی شُد خیلِ شاں
اس قلعہ کی جانب ان کی جماعت خود نہ جاتی

خود نمی اُفتاد آں سُو میلِ شاں
خود ہی اس طرف ان کا میلان نہ ہوتا

کاں نہ بُد مَعروف و بس مہجور بُود
کیونکہ وہ مشہور نہ تھا اور بہت غیر آباد تھا

از قِلاع و از مناہج دُور بُود
قلعوں اور راستوں سے دور تھا

چوں بکرد آں منع دل شاں زاں مقال
چونکہ اس نے منع کیا ان کا دل اس گفتگو سے

در ہوس افتاد و در کوئی خیال
ہوس اور خیال کے کوچہ میں پڑ گیا

رغبتے زیں منع در دل شاں برُست
اس ممانعت سے ان کے دل میں رغبت پیدا ہوگئی

کہ بباید سرِّ آں راباز جست
کہ اس کے راز کی کھوج لگانی چاہیے

کیست [2] کز ممنوع گردد ممتنع
کون ہے؟ جو روکی ہوئی چیز سے رک جائے

چونکہ اَلْاِنْسَانُ حَرِیْصٌ مَا مُنِع
جبکہ انسان ممنوع چیز پر حریص ہے

نہی بر اہلِ تقیٰ تبغیض شُد
متقیوں پر ممانعت مبغوض بنتا ہوئی

نہی بر اہلِ ہوا تحریض شُد
خواہش نفسانی والوں پر ممانعت ترغیب بنی

پس ازیں یُغْوِیْ بِہٖ قَوْمًا کَثِیْر
پس اسی لئے ہے اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے

ہم ازں یَھْدِیْ بِہٖ قَلْبًا خَبِیْر
نیز اسی لئے ہے باخبر دل کو اس کے ذریعہ ہدایت دیدیتا ہے

کے [3] رمد از نے حمام آشنا
بلا ہوا کبوتر بانس سے کب اڑتا ہے

بل رمد زاں نے حمامات ہوا
بلکہ اس بانس سے ہوائی کبوتر بھڑکتے ہیں

پس بگفتندش کہ خدمتہا کُنیم
پھر انہوں نے کہا ہم خدمتیں کریں گے

بر سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ھَا تنیم
ہم نے سنا اور ہم نے مانا پر عمل کریں گے

رُو نگردانیم از فرمانِ تُو
آپ کے حکم سے روگردانی نہ کریں گے

کُفر باشد غفلت از احسانِ تُو
آپ کے احسان سے غفلت کفر ہے

[1] بے غرض۔ بے غرض بات خلصانہ ہوتی ہے۔ در فرج۔ جس طرح خوشی کی جستجو ضروری ہے مصیبت سے پرہیز کرنا بھی ضروری ہے۔ گر نمی گفت۔ اگر بادشاہ ان کو نصیحت نہ کرتا اور قلعہ میں جانے سے نہ روکتا تو کا اس قلعہ کی جانب میلان نہ ہوتا اور وہاں نہ جاتے۔ کاں۔ چونکہ وہ قلعہ کوئی مشہور قلعہ نہ تھا تو ان کو وہاں جانے کا خیال بھی نہ آتا۔ چوں بکرد۔ چونکہ شاہ نے منع کیا اس لئے ان کو اس قلعہ میں جا کر راز معلوم کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی۔

[2] کیست۔ ایسے لوگ کہ ہیں جو ممنوع چیز سے رکیں کیونکہ انسان ممنوع چیز کا اور حریص ہو جاتا ہے۔ نہی۔ جو متقی ہیں اور وہ کم ہیں ان کے لئے ممانعت اس چیز سے بعض کا سبب بن جاتی ہے اور خواہش کے بندے ہیں اور وہ بہت ہیں ان کیلئے ممانعت اور آمادگی کا سبب بن جاتی ہے۔ پس ازیں۔ اسی لئے قرآن کی صفت یہ ہے کہ بہت سے اس سے گمراہ ہو جاتے ہیں لیکن جن کے قلب بیدار اور باخبر ہیں وہ ہدایت حاصل کر لیتے ہیں۔

[3] کے رمد۔ بانس کی چھڑ ہلانے سے پالتو کبوتر گھر واپس آجاتے ہیں جنگلی کبوتر بھاگ جاتے ہیں۔ ایک ہی چیز کی دو خاصیتیں ہیں۔ رو نگردانیم۔ شہزادوں نے شاہ سے کہا ہم آپ کا کہنا مانیں گے آپ محسن ہیں اور محسن سے غفلت کفر ہے۔

لیک [1] استثناؤ تسبیحِ خدا — ز اعتمادِ خود بُد از ایشاں جُدا
لیکن انشاء اللہ کہنا اور خدا کی تسبیح — اپنے اوپر بھروسہ کرنے کی وجہ سے ان سے جدا تھی

ذکرِ استثناؤ حَزم مُلتوی — گفتہ شُد در ابتدائے مثنوی
انشاء اللہ کہنے اور لپٹی ہوئی احتیاط کا ذکر — مثنوی کے شروع میں کیا گیا ہے

صد کتاب ار ہست جُز یک باب نیست — صد جہت را قصدِ جز محراب نیست
اگر سو کتابیں بھی ہیں تو ایک بات کے سوا کچھ نہیں — سو جانبوں کا مقصد محراب کے سوائے کچھ نہیں

ایں طُرق را مخلص یک خانہ است — ایں ہزاراں سُنبل از یک دانہ ست
ان راستوں کا منتہا ایک گھر ہے — یہ ہزاروں بالیں ایک دانہ کی ہیں

گونہ [2] گونہ خور دنیہا صد ہزار — جُملہ یک چیز ست اندر اعتبار
قسم قسم کی لاکھوں کھانے کی چیزیں — غور کرنے سے سب ایک چیز ہیں

از یکے چوں سیر گشتی تُو تمام — سَرد شُد اندر دلت پنجہ طعام
جب تو ایک سے پورا سیر ہو جائے — تو تیرے دل میں پچاس کھانے بے وقعت ہو گئے

در مجاعت بس تو احول بُودۂ — کہ یکے را صد ہزاراں دیدۂ
تو بھوک میں بھینگا ہو رہا تھا — کہ تو ایک کو لاکھوں سمجھ رہا تھا

گفتہ بُودیم از سِقامِ آں کنیز — وز طبیباں و قصورِ فہم نیز
ہم نے اس لونڈی کی بیماری کی بات کہی تھی — اور طبیبوں اور سمجھ کی کمی کی بھی

کاں [3] طبیباں ہمچو اسپ بے فسار — غافل و بے بہرہ بُودند از سوار
کہ وہ طبیب بے رسی کے گھوڑے کی طرح — سوار سے غافل اور بے بہرہ تھے

کامِ شاں پُر زخم از قرعِ لگام — سُمِ شاں مجروح از تحویلِ گام
ان کا تالو' لگام کے جھٹکوں سے زخمی ہے — ان کے سم' قدم پھرنے سے زخمی ہیں

ناشُدہ واقف کہ نِک بر پُشتِ ما — رائضِ چُست ست اُستادی نما
وہ واقف نہ ہوئے کہ اب ہماری کمر پر — استادی دکھانے والا چست سدھانے والا ہے

نیست سَرگردانیِ مازیں لگام — جُز تصریفِ سوارِ دوستکام
اس لگام سے ہمارے سر کا چکراؤ نہیں ہے — سوائے کامیاب سوار کے تصرف کی وجہ کے

[1] لیک۔ ان شہزادوں نے اطاعت کا وعدہ تو کیا اور اللہ کو یاد کر کے انشاء اللہ نہ کہا' اپنے اوپر بھروسہ کیا۔ ذکر۔ انشاء اللہ اور احتیاط کی باتیں ہم پہلے دفتر میں بیان کر چکے ہیں۔ مثنوی۔ یعنی استثناء کے ذکر کے ضمن میں۔ دکتاب۔ پہلا دفتر اور یہ دفتر کوئی دو چیزیں نہیں ہیں وہاں کی تفصیل یہاں کافی ہے۔ صد جہت۔ دنیا کے ہر گوشہ سے لوگ ایک خانہ کعبہ کی طرف رخ کرتے ہیں تو وہ سب متحد ہیں۔ ایں طرق۔ جب سب راستے ایک مکان تک پہنچتے ہوں تو باوجود تعدد کے ان میں بھی اتحاد ہے۔ ایں ہزاراں۔ جو بالیں ایک دانہ سے پیدا ہوئی ہیں وہ بھی متحد ہیں۔

[2] گونہ گونہ۔ کھانے کی لاکھوں چیزوں میں اتحاد ہے۔ از یکے۔ اسی اتحاد کا نتیجہ ہے کہ ایک چیز سے پیٹ بھر جائے تو بقیہ کھانوں سے بے نیازی ہو جاتی ہے۔ در مجاعت۔ بھوک میں انسان غلطی سے ان کو جداگانہ سمجھتا ہے۔ گفتہ بودیم۔ جب انشاء اللہ نہ کہنے اور اسباب پر اعتماد کرنے کی بات کہی تھی تو لڑکی کا قصہ اور طبیبوں کی بیوقوفی یعنی اسباب پر بھروسہ کرنے کی بات کہی تھی۔

[3] کاں طبیباں۔ وہ طبیب متصرف حقیقی سے ایسے ہی غافل تھے جیسا کہ بے سوار کا گھوڑا سوار سے غافل ہوتا ہے۔ کام شاں۔ حالانکہ خدا کے تصرفات ان پر جاری تھے۔ ناشدہ۔ یہ اس سے غافل تھے کہ ان پر سدھانے والا سوار ہے۔ نیست۔ اپنے حالات سے ان کو سمجھنا چاہیے تھا کہ کوئی متصرف ذات ان پر مسلط ہے۔

مالپے ۱ گل سوئے بستانہا شدہ — گل نمودہ آن وآں خارے بدہ
ہم پھول کے لئے باغوں کی جانب گئے — وہ پھول نظر آیا اور وہ کانٹا تھا

ہیچ شاں ایں نے کہ گویند از خرد — بر گلوی ما کہ می کو بد لگد
ان کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ عقل سے کہئے — ہمارے گلے پر کون لاتیں مار رہا ہے

آں طبیباں آنچناں بندہ سبب — گشتہ انداز مکر یزداں محتجب
وہ طبیب سبب کے غلام اس طرح — اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے پردے میں ہو گئے

گر بہ بندی در صطبلے گاؤ نر — بازیابی در مقام گاؤ خر
اگر تو اصطبل میں بیل باندھ دے — پھر تو بیل کی جگہ گدھا پائے

از ۲ خری باشد تغافل خفتہ دار — کہ نجوئی تا کیست ایں خفیہ کار
سوئے ہوئے کی طرح کا تغافل گدھے پن سے ہوگا — کہ تو تلاش نہ کرے کہ یہ چھپی کارگری کرنے والا کون ہے

خود نگفتہ کایں مبدل تا کیست — نیست پیدا او مگر افلاکیست
خود نہیں کہتا کہ یہ تبدیلی کرنے والا کون ہے؟ — وہ ظاہر نہیں، شاید وہ آسمانی ہے

تیر سوئے راست پرانیدۂ — سوئے چپ رفتہ است تیرت دیدۂ
تو نے داہنی جانب تیر چلایا — تو نے دیکھا تیرا تیر بائیں جانب گیا

سوئے آہوئے بصیدف تاختی — خویش راتو صید خوکے ساختی
تو شکار میں ایک ہرن کی طرف دوڑا — تو نے اپنے آپ کو سور کا شکار بنا لیا

در ۳ پے سودے دویدہ بہر کبس — نار سیدہ سود و افتادہ بحبس
کوئی لوٹنے کے لئے نفع کی طرف دوڑا — نفع نہ ہوا اور قید میں پھنس گیا

چاہہا کندۂ برائے دیگراں — خویش را دیدہ فتادہ اندراں
دوسروں کے لئے کنویں کھودے تھے — ان میں اپنے آپ کو گرا ہوا دیکھا

در سبب چوں بیمرادت کرد رب — پس چرا بدن نگردی در سبب
جب تجھے خدا نے سب میں ناکام کر دیا — تو سبب سے تو بدگمان کیوں نہ ہوا؟

بس کسے از مکسبے خاقاں شدہ — دیگرے زاں مکسبہ عریاں شدہ
بہت سے آدمی ایک کمائی سے شاہ بنے — دوسرا اس کمائی سے ننگا ہو گیا

بس کس از عقد زناں قارون شدہ — بس کس از عقد زناں مدیون شدہ
بہت سے عورتوں کے نکاح سے قارون ہو گئے — بہت سے عورتوں کے نکاح سے قرضدار ہو گئے

۱ مالپے۔ یہ لوگ اسباب اختیار کرتے ہیں اور پھر مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ پیچ۔ ان کو سوچنا چاہیے کہ اسباب کے خلاف کوئی ذات متصرف ہے۔ آں طبیباں۔ یہ بھی خدا کا تصرف ہے کہ یہ طبیب محض اسباب کے بندے بن گئے ہیں۔ گربہ بندی۔ واقعات کی ترتیب کے بعد جب خلاف واقعہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے تو ان کو غور کرنا چاہیے کہ ایسا کیوں ہوا ہے۔

۲ از خری۔ ان حالات میں بھی اگر کوئی نہ سوچے تو پھر وہ خود گدھا ہے۔ خود نگفتہ۔ ان حالات میں اس کو ایک مخفی متصرف کا قائل ہو جانا چاہیے۔ تیر۔ انسان اپنے ارادہ سے تیر داہنی جانب چلاتا ہے اور وہ بائیں جانب جاتا ہے آخر ایسا کیوں ہوتا ہے۔ سوئے آہو۔ ارادہ ہرن کے شکار کا کرتا ہے اور خود سور کا شکار بن جاتا ہے یہ کیوں ہے؟

۳ در پے۔ انسان نفع کی کوشش کرتا ہے اور بجائے نفع کے نقصان حال ہوتا ہے یہ کیوں ہے۔ چاہہا۔ انسان دوسرے کے لئے کنویں کھودتا ہے اور خود اس میں گر جاتا ہے۔ در سبب۔ انسان ایک مقصد کے اسباب اختیار کرتا ہے اور پھر اس کو مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے تو اسباب سے بدظن کیوں نہیں ہوتا۔ پس۔ ایک ہی سبب ہے جو ایک کے لئے مفید اور دوسرے کے لئے مضر ہوتا ہے۔ عقد زناں۔ شادی بیاہ کسی کو ایسا راس آتا ہے کہ وہ اس کے عروج کا سبب بنتا ہے دوسرے کے لئے وہی تباہ کن ہو جاتا ہے۔

پس [1] بسبب گرداں چو دُم خر بُود — تکیہ بر وے کم کُنی بہتر بُود
تو سبب گدھے کی دم کی طرح گھمتا ہے — تو اس پر بھروسہ نہ کرے تو بہتر ہے

در سبب گیری نگردی ہم دلیر — کہ بس آفتہاست پنہانش بزیر
سبب اختیار کرنے میں بھی بہادر نہ بن — کیونکہ اس کے نیچے بہت سی آفتیں پوشیدہ ہیں

سِرِّ استثناست ایں حزم و حذر — زانکہ خررا بز نماید ایں قدر
استثناء کا راز یہی احتیاط اور بچاؤ ہے — اس لئے کہ یہ تقدیر گدھے کو بکری دکھا دیتی ہے

آنکہ چشمش بست گرچہ گربزست — زاں مولی اندر دو چشمش خر بزست
جس کی آنکھیں بند کر دیں اگرچہ سیانا ہو — بھینگے پن سے اس کی دو آنکھوں میں گدھا بکری ہے

چوں [2] مقلّب حق بُود ابصار را — او بگرداند دل و افکار را
جب اللہ تعالیٰ بینائیوں کو پلٹنے والا ہے — وہ دل اور خیالات کا پلٹ دیتا ہے

چاہ راتو خانہ بینی لطیف — دام راتو دانہ بینی طریف
تو کنویں کو ایک عمدہ گھر دیکھتا ہے — تو جال کو تازہ دانہ دیکھتا ہے

مُشرکاں رادر دو چشم اہلِ بدر — کم نمودہ تا ندارند ہیچ قدر
بدر والوں کی دونوں آنکھوں میں مشرکوں کو — کم دکھایا تاکہ وہ وقعت نہ کریں

ایں تسفسط نیست تقلیبِ خداست — می نماید کہ حقیقتہا کجاست
یہ سفسطائیت نہیں ہے خدا کا تصرف ہے — وہ دکھاتا ہے کہ حقائق کہاں ہیں؟

آنکہ [3] انکارِ حقائق می کُند — جملگی او بزخیالے می تند
جو شخص حقیقتوں کا انکار کرتا ہے — وہ بالکلیہ خیال کے چکر کاٹتا ہے

او نمی گوید کہ حُسبانِ خیال — ہم خیالے باشدت چشمے بمال
وہ یہ نہیں کہتا کہ خیال سمجھنا — بھی تیرا خیال ہو گا، آنکھیں مل

رفتنِ پسرانِ سُلطان سُوئے قلعہ بحکم آنکہ الانسانُ حریصٌ علیٰ ما مُنع

بادشاہ کے لڑکوں کا قلعہ کی جانب جانا — اس لئے کہ انسان جس چیز سے روکا جائے اس کا لالچی ہو جاتا

[1] پس تو معلوم ہوا کہ ایک ہی سبب کے مختلف نتیجے اور تاثرات ہیں لہٰذا اسباب پر بھروسہ مناسب نہیں ہے۔ نہ سبب۔ سبب کو اختیار بھی کرلے تو اس کو مستقل مؤثر نہ سمجھ اور غیر ضروری اسباب اختیار نہ کر اس لئے کہ وہی سبب جس کو تو راحت کا سبب سمجھتا ہے مصیبت بھی لاسکتا ہے وہ گدھے کی دم کی طرح گھومتا ہے۔ سر استثناء۔ انشاء اللہ کہنے کا راز یہی ہے کہ اس سبب کی تاثیر کو انشاء اللہ کے حوالہ کر دینا ہے۔ زانکہ۔ اس لئے کہ اگر مشیت خداوندی نہ ہو تو پھر انسان گدھے کو بکری سمجھنے لگتا ہے۔ گربز۔ جگہ گر مکار۔

[2] چوں مُقلب۔ جبکہ اللہ تعالیٰ حواس ظاہری کو بدل سکتا ہے تو فکر کی تبدیلی تو بہت آسان ہے اس میں از خود بھی غلطی کا زیادہ امکان ہے۔ چاہ۔ اللہ تعالیٰ انسان کی نگاہ میں تبدیلی کرتا ہے وہ کنویں کو عمدہ گھر اور جال کا دانہ دیکھتا ہے۔ مشرکاں۔ چنانچہ صحابہ کی نگاہ میں جنگ بدر کے اندر مخالفوں کی مقدار کم کرکے دکھادی تاکہ وہ صحابہ کی نگاہ میں بے قدر ہو جائیں اور بہادری سے لڑیں۔ ایں تسفسط۔ سفسطائی فرقہ تو حقیقت کا ہی انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو محض خیالی سمجھتا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی تبدیلی حقیقت کا انکار نہیں بلکہ یہ بتاتا ہے کہ حقائق تو موجود ہیں اور وہ خدا کے قبضہ قدرت میں ہیں۔

[3] آنکہ۔ سفسطائی حقیقت کا انکار کرتا ہے اور ہر چیز کو خیال محض قرار دیتا ہے اگر وہ صحیح معنی میں اس کا قائل ہے تو اس اپنے عقیدہ اور خیال کو بھی خیال محض اور حقیقی سمجھنا چاہیے۔ چشمے بمال۔ یہ اس کی آنکھ کی غلطی ہے وہ آنکھ کو ملے اور دیکھے تو حقیقت نظر آجائے گی۔

مابندگیِ خویش نمودیم و لیکن خوئے بدِ تو بندہ ندانست خریدن
ہم نے اپنی غلامی دکھائی لیکن تیری بدعادت نظام کو خریدنا نہ جانی

آں ہمہ وصیتہائے پدر زیر پانہادند تا در چاہِ بلا افتادند
ان سب نے باپ کی نصیحت کو پامال کر دیا یہاں تک کہ مصیبت کے گڑھے میں

وی گفت ایشاں را نفوس لوامہ اَلَمْ یَاْتِکُمْ نَذِیْر و
گر گئے اور ان سے لوامہ نفوس کہہ رہے تھے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہ آیا تھا اور

ایشاں گریاں و پشیمان می گفتند لَوْ کُنَّا نَسْمَعُ اَوْ نَعْقِلُ
وہ روتے ہوئے اور شرمندہ کہہ رہے تھے وہ اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو

مَا کُنَّا فِیْ اَصْحٰبِ السَّعِیْر
ہم دوزخیوں میں سے نہ ہوتے

ایں سخن[1] پایاں ندارد آں فریق بر گرفتند از پے آں دژ طریق
یہ بات خاتمہ نہیں رکھتی ہے اس فریق نے اس قلعہ کے لئے راہ اختیار کر لی

بر درختِ گندم منہی زدند از طویلہ مخلصاں بیروں شدند
ممنوع گیہوں کے درخت کے پاس جا پہنچے مخلصوں کی احاطہ سے باہر نکل گئے

چوں شدند از منع و نہیش گرم تر سوئے آں قلعہ بر آوردند سر
چونکہ اس کے منع کرنے اور ممانعت سے بہت گرم ہو گئے تھے اس قلعہ کی جانب سر ابھارا

برستیز قولِ شاہِ مجتبیٰ تا قلعہ صبر سوزِ ہش رُبا
برگزیدہ شاہ کے قول کے بر خلاف صبر کو پھونکنے والے ہوش کو اڑانے والے قلعہ کی جانب

آمدند از رَغمِ عقلِ پند توز در شبِ[2] تاریک برگشتہ زرد ز
ناصح عقل کے برخلاف پہنچ گئے دن سے اندھیری رات کی جانب مڑ گئے

اندر ان قلعہ خوش ذات الصُّوَر پنج در در بحر و پنجے سوئے بر
اس حسین تصویروں والے قلعہ میں پانچ دروازے دریا کی جانب اور پانچ قدرتی کی جانب تھے

پنج[3] ازاں چوں حسِ ظاہر رنگ بُو پنج ازاں چوں حسِ باطن راز جُو
ان میں سے پانچ رنگ و بو کے ظاہر حس کی طرح تھی ان میں سے پانچ باطن حس کی طرح رازجو تھے

زاں ہزاراں ورت و نقش و نگار میں شدند از سُو بسُو خوش بیقرار
ان ہزاروں صورتوں اور نقش و نگار کی وجہ سے ادھر ادھر خوش خوش بیقرار آ جا رہے تھے

[1] ایں سخن۔ یعنی اللہ کی جانب سے نگاہ اور دل کی تبدیلی کا بیان۔ بر درخت۔ جس طرح حضرت آدم ممنوع گیہوں کے پودے کے پاس پہنچ گئے تھے اسی طرح یہ شہزادے ممنوع قلعہ میں جا پہنچے۔ از طویلہ۔ بادشاہ کے مخلص اور فرمانبرداروں کے مسکن سے جدا ہو گئے۔ از منع۔ مخالفت کی وجہ سے ان کا شوق اور تیز ہو گیا تھا۔

[2] شب۔ یعنی رنج و غم۔ روز۔ یعنی راحت و آرام۔ انداں۔ اس ہوش ربا تصویروں والے قلعہ کے پانچ دروازے دریا کی جانب کھلتے تھے تاکہ آنے والا دریائی سفر سے اس میں بسہولت داخل ہو سکے اور پانچ دروازے خشکی کی طرف کھلتے تھے تاکہ خشکی کا مسافر آرام سے داخل ہو سکے۔

[3] پنج۔ پانچ در کو انسان کے ظاہری حواس کی طرح سمجھو پانچ در کو باطنی حواس کی طرح انسان انہی حواس کے مدرکات سے بسا اوقات مسلوب العقل ہو جاتا ہے اسی طرح ان دروازوں سے داخل ہونے والا مسلوب العقل ہو جاتا تھا۔ زاں۔ اس قلعہ کی ان ہزاروں تصویروں کو وہ خوش خوش دیکھتے پھر رہے تھے اور کسی ایک کو دیکھنے کے لئے ان میں قرار نہ تھا۔

زیں اقدحہای صُوَر کم باش مست
صورتوں کے ان پیالوں سے مست نہ ہو

تا نگردی بُت تراش و بُت پرست
تاکہ تو بت تراش اور بت پرست نہ بنے

از قدحہایِ صُوَر بگذر مایست
صورتوں کے پیالوں سے گزر جا نہ ٹھہر

بادہ در جام لیک از جام نیست
شراب جام میں ہے لیکن جام سے نہیں ہے

سُوئِ بادہ بخش بکشا پہن گوش
شراب بخشنے والے کی جانب چوڑے کان کھول

تا ازاں سُوی بشنوی بانگ وخروش
تاکہ اس جانب سے آزاد اور شور سنے

گوش دار آوازت آید دَمبدم
سن تجھے دم بدم آواز آئے گی

چوں رسد بادہ نیاید جام کم
جب شراب آئے گی جام کی کمی نہ ہو گی

آدما [۲] معنی دلبندم بجوی
اے آدم میرے دل پسند معنی کو تلاش کر

تَرکِ قِشر و صورتِ گندم بگوی
گیہوں کی چھلکے اور صورت کو چھوڑ

چونکہ ریگے آرد شُد ببرِ خلیل
جبکہ خلیل اللہ کیلئے ریت آٹا ہو گیا

دانکہ معزولست گندم اے نبیل
اے بزرگ! جان جا کہ گیہوں جداگانہ چیز ہے

صورت از بیصورت آمد در وجُود
صورت بے صورت سے وجود میں آئی ہے

ہمچناں کز آتشے زادست دُود
جیسے کہ دھواں آگ سے پیدا ہوا ہے

کمتریں عیبے مُصَوّر در خیال
خیال میں مصور (چیز) کا چھوٹا سا عیب یہ ہے

چوں پیاپے بینیش آرد مَلال
جب تو اس کو پے در پے دیکھے گا وہ ملال پیدا کر دے گا

حیرتِ محض آردت بے صورتے
بے صورت تیرے اندر محض حیرت پیدا کرتا ہے

زادہ [۳] صد گوں آلت از بے آلتے
بے آلہ سے سینکڑوں قسم کے آلے پیدا ہوتے ہیں

بے زدستے دستہا بافد ہمی
وہ بغیر ہاتھ کے ہاتھوں کو مرکب کرتا ہے

جانِ جاں سازد مُصوّر آدمی
روح الروح آدمی کو مصور بناتی ہے

آنچناں کاندر دل از ہجر و وصال
جس طرح ہجر اور وصال سے دل میں

می شود بافیدہ گونا گوں خیال
قسم قسم کے خیال مرکب ہوتے ہیں

ذات ہاتھ سے منزہ ہے اس نے کروڑوں ہاتھ بنا دیئے روح الروح (ذات خداوندی) نے آدمی کو مصور پیدا فرمایا تو اصل وہ ہے آنچناں۔ غیر مصور۔ مصور میں اس طرح موثر ہے جس طرح ہجر و وصال طرح طرح کے خیالات کا مصور ہے اور وہ خود غیر مصور ہے۔

۱ زیں۔ لب مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ تصویروں کے پیالوں سے پی کر مست نہ بن ورنہ تو بھی بت تراش اور بت پرست کی طرح ہو جائے گا جس کا تعلق محض صورت سے ہے۔ اقدحہای۔ بیشک ان صورتوں کا حسن بھی شراب کی سی مستی پیدا کر دیتا ہے لیکن وہ حسن ان کا ذاتی نہیں ہے بلکہ مستعار حسن ہے تجھے اصل حسن اور ان کو حسن عطا کرنے والے کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔ سوی۔ جس ذات نے ان صورتوں کے جام میں شراب حسن بھری ہے اس کی طرف توجہ کر پھر تجھے قلبی واردات محسوس ہوں گی۔ چوں رسد۔ جب وہ شراب عشق حاصل ہو جائے گی پھر تو کسی صورت کا پابند نہ رہے گا کائنات کا ذرہ ذرہ اس کا مظہر معلوم ہوگا۔

۲ آدما۔ حضرت آدم کے واسطہ سے بنی آدم کو خطاب ہے کہ حقیقت کے طالب ہو اور صورت سے قطع نظر کرو۔ چونکہ۔ صورت بے معنی ہے' گیہوں کی صورت نہ تھی حضرت ابراہیم کو ریت سے آٹا حاصل ہوا۔ صورت۔ صورت کی علت بے صورت ذات ہے لہٰذا توجہ کے قابل علت ہے دھویں کی علت آگ ہے لہٰذا وہ اصل ہے۔ کمترین۔ صورت تو ایسی چیز ہے کہ اگر انسان کو مصور خیال بار بار آتا ہے تو وہ اس سے تنگدل ہو جاتا ہے۔ حیرت۔ جب تو ذات سے صورت کی طرف توجہ کرے گا تو ملال نہیں بلکہ طبیعت میں حیرت پیدا ہوگی جو مزید تجسس اور کھوج کا سبب بنتی ہے۔

۳ زادہ۔ اس بے آلت و بے صورت ذات سے ہزارہا قسم کے صورت اور آلہ والے پیدا ہوتے ہیں لہٰذا وہ اصل ہے۔ بے دستے۔ جو

هیچ [1] ماند ایں مؤثر با اثر — هیچ ماند بانگ و نوحہ با ضرر
یہ مؤثر اثر کے ساتھ کوئی مناسبت رکھتا ہے؟ — آواز اور رونا! رنج سے کوئی مشابہت رکھتا ہے؟

نوح را صورت ضرر بیصورت ست — دست خایندار ضرر کش نیست دست
رونے کی صورت ہے، رنج بے صورت ہے — لوگ اس رنج سے ہاتھ چباتے ہیں جس کے ہاتھ نہیں ہے

ایں مثل نالائق ست اے مستدل — حیلہ تفہیم را جہد العقل
اے دلیل بیان کرنے والے! یہ مثال مناسب نہیں ہے — سمجھانے کی تدبیر کیلئے ایک نادار کی کوشش ہے

صنع بیصورت نگارد صورتے — تن بزاید با حواس و آلتے
بے صورت کی کاریگری صورت بناتی ہے — جسم کو مع حواس اور آلہ کے پیدا کرتی ہے

تا چہ [2] صورت باشد آں برفقِ خود — اندر آرد جسم را در نیک و بد
تاکہ اپنے موافق جو بھی صورت ہو — جسم کو اچھی اور بری میں لے آئے

صورتِ نعمت بود شاکر شود — صورتِ مہلت بود صابر شود
نعمت کی صورت ہو تو شکر گزار بن جاتا ہے — تاخیر کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ رحمے بود شاداں شود — صورتِ زخمے بود نالاں شود
رحم کی صورت ہو تو وہ خوش ہوتا ہے — رنج کی صورت ہو تو وہ رنجیدہ ہوتا ہے

صورتِ شہرے بود گیرد سفر — صورتِ تیرے بود گیرد سپر
کسی شہر کی صورت ہو تو وہ سفر اختیار کرتا ہے — تیر کی صورت ہو تو وہ ڈھال سنبھالتا ہے

صورتِ [3] خوباں بود عشرت کند — صورتِ غیبی بود خلوت کند
حسینوں کی صورت ہو تو عیش کرتا ہے — غیبی صورت ہو تو خلوت اختیار کرتا ہے

صورتِ محتاجی آرد سوئے کسب — صورتِ بازو وری آرد بہ غصب
ضرورت کی صورت کمائی کی طرف لاتی ہے — قوت بازو کی صورت چھیننا پیدا کرتی ہے

ایں زحد و اندازہا باشد بروں — داعیِ فعل از خیالِ گونہ گوں
یہ حد اور اندازوں سے باہر ہے — مختلف خیال سے کام کرانے والا

صورت خیال میں آتی ہے تو لوگوں کی چیزیں چھینتا ہے۔ ایں۔ یہ بات کہ قسم قسم کے خیالات فعل کے داعی بنتے ہیں شمار سے باہر ہے۔

[1] ہیچ۔ مؤثر اور اثر میں مشابہت ضروری نہیں ہے ضرر اور تکلیف دینے اور چلانے کا مؤثر ہے دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ نوحہ۔ نوحہ اور رونا ایک مصور چیز ہے اور ضرر ایک اضافی چیز ہے جو مصور نہیں ہے۔ دست۔ انسان رنج سے ہاتھ چباتا ہے ان دونوں میں کوئی مشابہت نہیں ہے۔ ایں مثل۔ حق تعالیٰ جو کہ مؤثر ہے اور کائنات جو کہ اس کا اثر ہے اس کی یہ مثالیں ناقص ہیں محض سمجھانے کے لئے ایک ایسے شخص کی کوشش ہے جو اس کی صحیح مثال دینے پر قادر نہیں ہے۔ صنع۔ ذات بے صورت یہ صورتیں مع حواس کے پیدا فرماتی ہے۔

[2] تا چہ۔ اللہ نے ان صورتوں کو اس لئے بنایا ہے تاکہ وہ صورت اپنے مناسب حال انسانی جسم سے نیکی اور بدی کرے۔ صورت نعمت۔ اگر وہ نعمت کی صورت ہے تو جسم سے شکر گزاری کرتی ہے اگر صورت مہلت اور دیر کی ہے تو انسانی جسم سے صبر کرتی ہے۔ صورت رحمے۔ اگر یہ صورت ہوتی ہے کہ اس پر کوئی رحم کرے گا تو وہ خوش ہوتا ہے رنج کی صورت ہو تو وہ نالاں ہوتا ہے۔ صورتے شہر۔ کسی شہر کی صورت ہو تو نتیجہ سفر ہوتا ہے اگر تیر کی صورت ہو تو ڈھال سنبھالتا ہے۔

[3] صورتِ خوباں۔ اگر خیال میں حسینوں کی صورت آتی ہے تو اس سے خوش وقتی کرتا ہے۔ صورت غیبی۔ اگر غیبی تجلیات کی صورت خیال میں آتی ہے تو گوشہ نشینی اختیار کرتا ہے۔ صورت محتاجی۔ کسی ضرورت اور احتیاج کی صورت آجاتی ہے تو کمائی کرتا ہے۔ صورت بازو۔ اپنی طاقت کی

بے[1] نہایت کیشہا و پیشہا
لاتحدود مذاہب اور پیشے

جملہ ظلِ صورتِ اندیشہا
سب خیالات کی صورت کا سایہ ہیں

برلبِ بام ایستادہ قوم خوش
کوئی قوم اچھی خاصی بالاخانہ پر کھڑی ہے

ہر یکے رابر زمیں بیں سایہ اَش
ہر ایک کا زمین پر سایہ دیکھ لے

صورتِ فکرست بربامِ مَشید
فکر کی صورت بلند بالاخانہ ہے

واں عمل چوں سایہ برارکاں پدید
اور وہ عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ظاہر ہے

فعل بر اَرکان و فکرت مُکتتم
عمل اعضاء پر ہے اور فکر پوشیدہ ہے

لیک در تاثیر و وَصلت دو بہم
لیکن تاثیر اور میل میں دونوں اکٹھے ہیں

آں صُوَر در بزم کز جامِ خوشی ست
وہ صورتیں جو مجلس میں خوشی کے جام کی ہیں

فائدہ اُو بیخودی و بیہشی ست
ان کا نتیجہ بے خودی اور بیہوشی ہے

صورتِ مَرد وزن ولَعب و جماع
مرد اور عورت اور مذاق اور ہم بستری کی صورت

فائدہ اَش بیہوشی وقتِ وقاع
جماع کے وقت اس کا نتیجہ مدہوشی ہے

صورتِ[2] نان ونمک کاں نعمت ست
نان و نمک کی صورت جو نعمت ہے

فائدہ اش آں قُوتِ بیصورت ست
اس کا نتیجہ بے صورت طاقت ہے

در مصاف آں صورتِ تیغ وسپَر
میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت

فائدہ اَش بیصورتی یعنی ظفر
اس کا اثر فتح مندی ہے جو بے صورت ہے

مدرسہ و تعلیق و صورتہائے وَے
مدرسہ اور متعلقات اور ان کی صورتیں

چوں بدانش متصل شد گشت شے
جب علم سے وابستہ ہوگئیں وہ شی بن گئیں موجود ہوگئیں

ایں صُور چوں بندۂ بیصورت اند
یہ صورتیں بے صورت اور غلام کی طرح ہیں

پس چرا در نفی صاحب نعمت اَند
تو انعام دینے والے کے انکار میں کیوں ہیں؟

پس[3] صُورہا بندۂ بیصورت اَند
تو صورتیں بے صورت کی طرح ہیں

پیشِ اُو رُویندو در نفی اُو فتند
اس کے سامنے آئیں اور اس کے انکار میں مبتلا ہوگئیں

ایں صُوَر دار دز بیصورت وجود
یہ صورتیں بے صورت سے وجود رکھتی ہیں

چیست پس بر مُوجدِ خویش جحود
تو اپنے عطا کرنے والے سے ان کا انکار کیا ہے؟

خود ازُویا بد ظہورِ اِنکارِ اُو
اس کا انکار خود اسی سے موجود ہوتا ہے

نیست غیر عکسِ خود ایں کارِ اُو
اس کا یہ کام خود اس کے عکس کے سوا کچھ نہیں ہے

---

[1] بے نہایت۔ دنیا کے مذاہب اور پیشے بھی خیالات کی پیداوار ہیں۔ برلب بام۔ خیالات کہ سبب ہونے کی اور افعال کے مسبب ہونے کی مثال یہ سمجھوں کہ کچھ لوگ بالاخانہ پر ہوں اور اس کا سایہ زمین پر پڑ رہا ہوں۔ صورت فکر خیال کی صورت دماغ کے بالاخانہ پر ہے اور عمل سایہ کی طرح اعضاء پر ہے۔ فعل۔ عمل کا تعلق اعضاء سے ہے اور خیال دماغ میں پوشیدہ ہے لیکن دونوں باہم چڑے ہوئے ہیں عمل کے ساتھ وہ خیال بھی موجود رہتا ہے۔ آں صور۔ جام خوشی سے جو صورتیں پیدا ہوتی ہیں ان کا اثر اور نتیجہ بیہوشی اور بے خودی ہے۔ صورت۔ مرد اور عورت اور جماع کے تصور سے جماع کے وقت مدہوشی طاری ہوتی ہے۔

[2] صورت۔ غذاؤں کی صورت کا نتیجہ بے صورت قوت ہے۔ در مصاف۔ میدان جنگ میں تلوار اور ڈھال کی صورت کی علت غائی بے صورت کامیابی ہے۔ مدرسہ۔ مدرسہ اور اس سے متعلقات کی صورتیں علم و دانش سے متعلق ہوئیں تو وہ بے صورت علم موجود ہوگیا۔ ایں صور۔ جب یہ صورتیں ایک ذات بے صورت کے تابع ہیں تو یہ صورتیں یعنی دہریئے اس کے منکر کیوں ہیں۔

[3] پس صورہا۔ یہ بے صورت جبکہ ان صورتوں کا سبب اور علت ہے تو اس سے پیدا ہو کر اس کی منکر کیوں ہیں۔ ایں صور۔ وہ بصورت ان صورتوں کا موجد ہے پھر صورتیں اس کا کیوں انکار کرتی ہیں۔ خود۔ منکر کا انکار خود اس بیصورت کا اثر ہے تو پھر یہ منکر کیا سکے وجود کا کیوں منکر ہے۔

صورتِ[1] دیوار و سقفِ ہر مکاں — سایہ اندیشہ معمار داں
ہر مکان کی چھت اور دیوار کی صورت — معمار کے فکر کا سایہ سمجھ

گرچہ خود اندر محلِ افتکار — نیست سنگ و چوب و خشتے آشکار
اگرچہ سوچنے کی جگہ میں — پتھر اور لکڑی اور اینٹ ظاہر نہیں ہیں

فاعلِ مطلق یقیں بے صورتست — صورت اندر دستِ او چوں آلتست
فاعل مطلق یقیناً بے صورت ہے — صورت اس کے ہاتھ میں آلہ کی طرح ہے

گہ گہ آں بیصورت از کتمِ عدم — مر صُوَر را رُو نماید از کرم
کبھی کبھی وہ بے صورت پردۂ غیب سے — صورتوں (والوں) کیلئے کرم سے رونما کردیتا ہے

تا مدد گیرد از و ہر صورتے — از کمال و از جمال و قدرتے
تاکہ ہر صورت اس سے مدد حاصل کرے — کمال و جمال اور قدرت سے

باز بیصورت چو پنہاں کرد رُو — آمدند از بہر گد در رنگ و بُو
پھر جب بے صورت نے رخ چھپا لیا — وہ لوگ بھیک کے لئے رنگ و بو میں آ گئے

صورتے[2] از صورتِ دیگر کمال — گر بجوید باشد آں عینِ ضلال
ایک صورت دوسری صورت سے کمال — اگر ڈھونڈے وہ عین گمراہی ہو گی

جُز مگر آں صورتے کاں شیرزاد — بہرِ ارشاد کردش از و داد
علاوہ اس صورت کے جو اس شیر نے پیدا کردی ہے — محبت نے اس کو رہنمائی کے قابل کر دیا

پس چہ عرضہ می کنی اے بے ہنر — احتیاجِ خود بمحتاجِ دگر
تو اے بے ہنر! تو کیا پیش کرتا ہے — اپنی ضرورت دوسرے ضرورت مند کی طرف!

چوں صُوَر بندست بر یزداں مگو — ظن مبر صورت بہ تشبیہش مجو
جبکہ صورتیں قید ہیں' خدا پر اطلاق نہ کر — صورت کا گمان نہ کر اس کو تشبیہ کے ذریعہ تلاش نہ کر

در[3] تضرع جُو و در افنائے خویش — کز تفکر جُو صُوَر ناید بہ پیش
زاری میں تلاش کر اور اپنے آپ کو فنا کرنے میں — کیونکہ سوچنے سے صورتوں کے علاوہ کچھ سامنے نہ آئے گا

ورز غیرِ صورتت نبُود فرہ — صورتے کاں بے تُو زاید در تو بہ
اگر تجھے بغیر صورت کے انبساط نہ ہو — جو صورت تیرے اندر بغیر تیرے پیدا ہو وہ بہتر ہے

[1] صورت دیوار۔ مکان کی صورت یہ معمار کے خیال کا اثر ہے اگرچہ اس معمار کے ذہن کے اندر مکان کے اجزاء موجود نہیں ہیں۔ فاعل مطلق۔ تمام دلائل کا نتیجہ یہ ہے کہ ان صورتوں کو پیدا کرنے والا بے صورت ہے اور یہ صورتیں اس کے لئے بمنزلہ آلہ کے ہیں۔ گہ گہ۔ کبھی وہ بے صورت اپنی تجلیات بھی رونما کر دیتا ہے تا مدد گیرد۔ اس تجلی سے مقصود کمال اور جمال اور قدرت کا اضافہ ہے۔ باز۔ پھر جب وہ تجلی غائب ہو جاتی ہے تو لوازم بشریت ابھر آتے ہیں۔

[2] صورتے۔ کمال تو بیصورت سے حاصل کیا جاتا ہے ایک صورت دوسری صورت سے کمال کی طالب ہو تو گمراہی ہے۔ جز۔ ہاں اولیا مانند جن کو خدا نے رہنمائی کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سے کمال کی طلب کی جا سکتی ہے۔ پس۔ ورنہ صورت خود محتاج ہے اس پر احتیاج کو پیش کرنا کوئی عقلمندی ہے۔ چوں صور۔ جب صورتیں بے صورت کی غلام ہیں تو اس بے صورت پر صورت کا گمان نہ کر اور مشبہ فرقہ کی طرح تشبیہوں کے ذریعہ اس کی تلاش نہ کر۔

[3] در تضرع۔ اس بیصورت کو صورتوں سے تلاش نہیں کیا جا سکتا بلکہ فنا اور تضرع و زاری کے ذریعہ تلاش کیا جا سکتا ہے اس لئے کہ سوچنے اور تفکر سے صورتیں ہی خیال میں آتی ہیں اور وہ بے صورت ہے۔ ور۔ اگر مجاہدے سے بھی بغیر صورت کے اس کا تصور نہیں ہوتا تو پھر تیرے تصور کے بغیر جو اس کی صورت سامنے آئے اس سے سہارا پکڑ لے۔ فرہ۔ یوزن گرہ' انبساط اور خوشی۔

صورتِ[1] شہرے کہ آنجا میروی
اس شہر کی صورت تو جہاں جاتا ہے

ذوقِ بیصورت کشیدت اے رَوی
اے سیراب! تجھے بیصورت ذوق نے کھینچا ہے

پس بمعنیٰ میروی تالا مکاں
تو باطن میں تو لامکان میں جا رہا ہے

کہ خوشی غیرِ زمانست و مکاں
کیونکہ خوشی غیر زمانی اور غیر مکانی ہے

صورتے یارے کہ سُوئے اُو شوی
اس دوست کی صورت جس کی طرف تو جا رہا ہے

از برای مُونسی اَش میروی
اس کی محبت کی وجہ سے تو جا رہا ہے

پس بمعنیٰ سُوئے بیصورت شُدی
پس دراصل تو بیصورت کی طرف جا رہا ہے

گرچہ زاں مقصود غافل آمدی
اگرچہ تو اس مقصود سے غافل ہے

پس حقیقت حق بُود معبودِ کل
تو در حقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے

کز پے ذوق ست سیرانِ سُبل
کیونکہ راستوں کو طے کرنا ذوق کی وجہ سے ہے

لیک[2] بعضے رُو سُوئے دُم کردہ اند
لیکن بعض نے دم کی طرف رخ کر لیا ہے

گرچہ سَر اصلست سَر گم کردہ اند
اگرچہ سر اصل ہے انہوں نے سر کو گم کر دیا ہے

لیک آں سَر پیشِ ایں ضالانِ گم
لیکن سر ان گمراہوں کے نزدیک گم ہے

می دہد داد سَرے از راہِ دُم
وہ سر کی عطا دم کے راستہ سے عطا دیتا ہے

آں[3] ز سرمی یا بدآں دادایں زدُم
وہ سر سے وہ عطا پاتا ہے یہ دم سے

قوم دیگر پاو سَر کردند گم
دوسرے لوگوں نے پاؤں اور سر گم کر دیا ہے

چونکہ گم شُد جُملہ جُملہ یافتند
چونکہ سب گم ہو گیا انہوں نے سارا پا لیا

از گم آمد سُوی کُل بشتافتند
گم ہو جانے سے وہ کل کی جانب دوڑ پڑے

دیدنِ ایشاں در قصرِ آں قلعہ ذات الصُّور نقشِ دُخترِ
اس تصویروں والے قلعہ کے قصر میں ان کا شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھنا

شاہِ چین و بیہوش شدنِ ہر سہ و در فتنہ اُفتادن
اور تینوں کا بے ہوش ہو جانا اور فتنہ میں پڑنا

بلاواسطہ استفادہ کرتے ہیں۔ چونکہ ان لوگوں نے نہ افعال کو مقصود بنایا نہ صفات کو بلکہ ذات کو مقصود بنایا لہٰذا ذات باری تعالیٰ ان کو حاصل ہوئی۔ دیدن۔ وہ تینوں شہزادے قلعہ میں ہوش ربا میں پہنچ گئے اور انہوں نے شاہ چین کی لڑکی کی تصویر کو دیکھا اور بیہوش ہو گئے اور فتنہ میں مبتلا ہو گئے اور یہ جستجو شروع کر دی کہ یہ تصویر کس کی ہے۔

[1] صورت۔ پھر پہلے مضمون کی جانب عود کیا ہے کہ ذوق جو بیصورت ہے وہ تجھے شہر کی صورت کی طرف لے جاتا ہے۔ پس۔ اگرچہ بظاہر تو شہر کی صورت کی طرف لے جا رہا ہے لیکن حقیقتاً تو لامکانی اور لازمانی ذوق کی طرف جا رہا ہے۔ صورتے یارے۔ دوست کی صورت کی طرف جانے کی غایت اس محبت ہے جو بیصورت ہے۔ پس معنی۔ دوست اور شہر کی طرف تیرا جانا ایک بیصورت کی وجہ سے اگرچہ تو اس سے غافل ہے۔ پس۔ حقیقت۔ چونکہ ذوق کا مقصود ہونا پہلی مثالوں سے ثابت ہو گیا ہے تو یہ ثابت ہو گیا کہ در حقیقت اللہ تعالیٰ سب کا معبود ہے کیونکہ سب راستوں کا چلنا ذوق کی وجہ سے ہے اور ذوق۔ بخشی اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔

[2] لیک۔ اب اس معبود کے ساتھ بعض کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے توابع کی طرف رخ کر رکھا ہے یعنی افعال باری تعالیٰ کی جانب توجہ کر رکھی ہے حالانکہ مقصود اس کی ذات ہے چونکہ وہ اصل ہے۔ آں سر۔ ان کو بھی ذات سے استفادہ ہوتا ہے اور ان کی توجہ بھی مقبول ہے عبادت گزاروں کے مختلف مرتبے ہیں ایک تو وہ ہیں جن کی توجہ اور طلب حق، افعال حق کے ذریعہ اور واسطہ سے ہے یہ وجہ عوام کا ہے دم سے مراد افعال باری ہیں۔

[3] آں ز سر۔ سر سے مراد صفات باری تعالیٰ ہے یہ لوگ صفات کے ذریعہ فیض حاصل کرتے ہیں یہ وجہ خواص کا ہے۔ تو سہ دیگر۔ اخص الخواص کا وجہ یہ ہے کہ وہ صرف ذات کی طرف توجہ رکھتے ہیں اور اس سے

تفحص کردن کہ ایں صورت کیست

اور اس کی جستجو کرنا کہ یہ تصویر کس کی ہے؟

ایں[1] سخن پایاں ندارد آں گروہ
اس بات کا خاتمہ نہیں' اس گروہ نے

صورتے دیدند با حسن و شکوہ
ایک حسین اور شاندار تصویر دیکھی

خوب تر زاں دیدہ بُودند آں فریق
اس فریق نے اس سے زیادہ حسین دیکھے تھے

لیک زیں رفتند در بحرِ عمیق
لیکن اس سے وہ گہرے دریا میں اتر گئے

زانکہ افیوں شاں ازیں کاسہ رسید
کیونکہ انہیں افیون اس پیالہ سے پہنچی

کاسہا محسوس' افیوں ناپدید
پیالے تو محسوس تھے اور افیون پوشیدہ تھی

کرد فعلِ خویش قلعہ ہُش رُبا
ہوش رُبا قلعہ نے اپنا کام کر دیا

ہر سہ را انداخت در چاہِ بلا
تینوں کو مصیبت کے کنویں میں ڈال دیا

تیرِ[2] غمزہ دوخت دل را بیگماں
تازہ انداز کے تیر نے اچانک ان کا دل چھید دیا

اَلْاَمَاں یَا ذَ الْاَماں زیں بے اماں
اے امن والے اس بے پناہ سے پناہ دیجئے

قرنہارا صورتِ سنگے بسوخت
ساتھیوں کو پتھر کی مورتی نے جلا دیا

آتشے در دین و دل شاں بر فروخت
ان کے دین و دل میں آگ لگا دی

چونکہ رُوحانی بُود خود چوں بُود
اگر وہ روح والی ہوتی تو کیا ہوتا؟

فتنہ اَش ہر لحظہ دیگر گوں بُود
اس کا فتنہ ہر لحظہ دوسرے قسم کا ہوتا

عشقِ صورت در دلِ شہزادگاں
شہزادوں کے دل میں تصویر کا عشق

چوں خلش میکرد مانندِ سنان
چونکہ بھالے کی طرح چبھ رہا تھا

اشک[3] می بارید ہر یک ہمچو میغ
ہر ایک ابر کی طرح آنسو بہاتا تھا

دست میخائید و می گفت اے دریغ
ہاتھ چباتا تھا اور کہتا تھا ہائے افسوس

ماکنوں دیدم شہ زآغاز دید
ہم نے اب دیکھا' شاہ نے اول سے دیکھ لیا تھا

چند ماں سوگند داد آں بے ندید
اس بے نظیر نے' ہمیں کتنی قسمیں دی تھیں

انبیا را حقِ بسیارست ازاں
اسی وجہ سے انبیاء کے بہت حق ہیں

کہ خبر کردند از پایانِ ما
کہ انہوں نے ہمارے انجام سے باخبر کر دیا ہے

کانچہ می کاری نروید جز کہ خار
کہ جو کچھ تو بو رہا ہے بجز کانٹے کے کچھ نہ اگے گا

ویں طرف پری نیابی زو مطار
تو اس طرف اڑ رہا ہے اس سے تو اڑنے کی جگہ نہ پائے گا

---

[1] ایں سخن۔ یعنی طالب ذات کے مرتبہ کا ذکر خوب تر ان شہزادوں نے ایک تصویر دیکھی جو حسین تھی اگرچہ وہ اس سے بھی زیادہ حسین تصویریں دیکھ چکے تھے لیکن وہ اس تصویر کو دیکھ کر عشق کے گہرے سمندر میں ڈوب گئے۔ زانکہ۔ حسن کو افیون سے تشبیہ دی ہے' پیالہ سے مراد صورت ہے۔ کاسہا۔ صورتیں تو نظر آتی ہیں لیکن ان کی افیون غیر محسوس ہے۔ کرد فعل خویش۔ غرضیکہ قلعہ ہوش ربا نے اپنا کام کر دیا اور تینوں کو مصیبت میں پھنسا دیا۔

[2] تیر غمزہ۔ اس حسین کے غمزے کے تیر نے ان کے دل کو چھید دیا۔ الاماں۔ یہ تیر بے اماں ہے' خدا اس سے پناہ دے۔ قرنہا۔ ساتھی یعنی تینوں شہزادے۔ صورت سنگے۔ یعنی شہزادی کا بت۔ روحانی۔ جاندار۔ سنان۔ بھالا۔

[3] اشک۔ وہ تینوں شہزادے رو رہے تھے۔ میغ۔ ابر۔ ماکنوں۔ جو مصیبت ہم نے اب دیکھی شاہ نے پہلے سے دیکھ لی تھی۔ ندید۔ نظیر۔ انبیاء۔ ہم پر انبیاء کے اسی لئے بے پناہ حقوق ہیں کہ انہوں نے ہمیں انجام سے باخبر کر دیا ہے۔ کانچہ۔ انبیاء نے بتا دیا ہے کہ نفسانی خواہشوں سے تم جو کام کرو گے اس سے کانٹے اگیں گے۔ دیں طرف۔ تیری رفتار دنیا کی طرف ہے اس سے نجات نہیں ہے

تخم[1] از من بر کہ تا ریعے دہد
تو بیج مجھ سے لے جا ' تاکہ پیداوار دے

با پرِ من پر کہ تیر آں سُو جہد
میرے پر سے پرواز کر تاکہ تیر اس جگہ جائے

تو ندانی واجبی آن و ہست
تو اس کی ضرورت کو نہ سمجھا اور وہ ہے

ہم تو گوئی آخر آں واجب بدست
آخر میں تو بھی کہے گا ' کہ وہ ضروری تھی

از تو ست تا نہ ایں تُو کہ تَن ست
وہ "تو" ہی سے ہے لیکن نہ اس "تو" سے کہ جو جسم ہے

آں توئی کہ برتر از ما و من ست
اس "تو" سے جو "ما و من" سے برتر ہے

ایں توئی اہر کہ پنداری توئی
جس ظاہری "تو" کو تو "تو" سمجھتا ہے

ہست اندر سُو و تو در بیسوئی
یہ جہت میں ہے اور وہ "تو" بے جہت ہے

بر صدف[2] لرزاں چرائی اے گہر
اے موتی! تو سیپ پر کیوں لرزتا ہے؟

توئی خود رانے مداں میداں شکر
اپنے "تو" کو تو نے نہ سمجھ ' شکر سمجھ

توئی بیگانہ است باتو ایں توئی
یہ توئی ایسی ہے جو تجھ سے بیگانہ ہے

توئی خود دریاب و بگذر از دوئی
اپنے "تو" کو حاصل کر لے اور دوئی سے گذر جا

توی آخر سُوی توی اوّلت
تیرا آخری "تو" تیرے ابتدائی "تو" پر

آمداست از بہر تنبیہ و صِلت
آیا ہے تنبیہ اور وصل کے لئے

توئی[3] تو در دیگرے آمد دفیں
تیرا "تو" دوسرے میں مدفون ہے

من غلامِ مَرد خود بینِ چنیں
میں ایسے خود بیں شخص کا غلام ہوں

آنچہ در آئینہ می بیند جواں
جوان جو کچھ آئینہ میں دیکھتا ہے

پیر اندر خشت بیند پیش ازاں
شیخ اس سے پہلے اینٹ میں دیکھ لیتا ہے

ز اَمرِ شاہ خویش بیروں آمدیم
ہم اپنے بادشاہ کے حکم سے باہر ہو گئے

باعنایات پدر باغی شدیم
باپ کی مہربانیوں کے باغی ہو گئے

سہل داستیم قولِ شاہ را
ہم نے بادشاہ کی بات کو معمولی جانا

واں عنایتہائے بے اَشباہ را
اور ان بے نظیر عنایتوں کو

نِک در افتادیم در خندق ہمہ
اب ہم سب خندق میں گر گئے

گشتہ و خستہ بلا بے ملحمہ
بغیر جنگ کے مصیبت کے مارے ہوئے اور زخمی

[1] تخم۔ انبیاء کے بتا دیا کہ ہمارے طریقہ پر عمل کرو اس سے فائدہ حاصل ہوگا ہمارے طریقہ پر چلو گے تو معصیت کا تیر اس طرف ہی گر جائے گا تم تک نہ پہنچے گا۔ تو ندانی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ انسان انبیاء کے اتباع کو ضروری نہیں سمجھتا حالانکہ ان کا اتباع ضروری ہے آخر میں اس کو سمجھے گا۔ از تو۔ انبیاء کے پر سے۔ از تا خودان کے مخاطب کا ہی عمل ہے لیکن اے مخاطب تیرے تو ہونے کے دو حصے ہیں ایک تو تیرا بدن ہے دوسرا تو تیری روح ہے تو انبیاء کا اتباع جو نافع فعل ہے تیرے تو یعنی بدن کا فعل نہیں ہے بلکہ اس تو کا فعل ہے جو تیری روح ہے وہ ما و من یعنی جسم میں قیود سے بالاتر ہے۔ ایں توئی۔ جس "تو" کو "تو" سمجھ رہا ہے یعنی جسم یہ تو جہات میں مقید ہے اور اصل "تو" روح ہے جو جہت سے منزہ ہے۔

[2] بر صدف۔ تو جسم کی تباہی سے لرزتا ہے حالانکہ یہ سیپ ہے اور اصل "تو" تیری روح ہے جو موتی ہے اصل "تو" گئے یعنی جسم کو نہ سمجھ بلکہ جو اس میں شکر یعنی روح ہے اس کو سمجھ۔

[3] توئی۔ جسم کا "تو" ہونا پرائی چیز ہے تو اپنے آپ تک پہنچ جو کہ روح ہے اور اس دوئی کو یعنی جسم کو روح کے ساتھ جوڑنے کو چھوڑ دے۔ توئی آخر۔ یعنی روح۔ توئی اول۔ جسم کا ذکر پہلے کیا ہے۔

[4] توئی۔ تیری روح تیرے جسم میں چھپ گئی ہے میں اس کا غلام ہوں جو خود کو یعنی روح کو دیکھ لے۔

[5] آنچہ۔ شہزادوں نے کہا ہم نے جواب دیکھا وہ ہمارے بوڑھے باپ نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ خشت۔ یعنی لوہے کا ٹکڑا جس سے آئینہ بنایا جاتا ہے۔ ز امر۔ ہم شاہ کے حکم کے اعدنہ رہے۔ ملحمہ۔ جنگ۔

بر عقلِ خود و فرہنگِ خویش
اپنی عقل اور اپنی دانائی پر بھروسہ

بود ماں تا ایں بلا آمد بہ پیش
ہمیں ہوا حتی کہ یہ مصیبت سامنے آ گئی

بے مرض دیدیم خویش و بے زرق
بغیر مرض اور بغیر غلامی کے ہم نے اپنے آپ کو سمجھا

آنچناں کہ خویش را بیمار دق
جیسا کہ دق کا بیمار اپنے آپ کو

علّتِ پنہاں کنوں شد آشکار
چھپی ہوئی بیماری اب کھل گئی

بعدازاں کہ بند گشتیم و شکار
اس کے بعد کہ ہم قیدی اور شکار ہو گئے

سایہ رہبر بہ است از ذکر حق
رہبر کا سایہ ذکر حق سے بہتر ہے

یک قناعت بہ کہ صد لوت و طبق
سینکڑوں کھانوں اور طباقوں سے ایک قناعت بہتر ہے

در قناعت خواندہ باشی اے حسن
اے حسن! تو نے قناعت کے بارے میں پڑھا ہوگا

ذکرِ ذکرِ حق و ذکرِ بُوالحسن ۲
حق کے ذکر کا تذکرہ اور ابوالحسن کا تذکرہ

چشم بینا بہتر از سہ صد عصا
بینا آنکھ تین سو لاٹھیوں سے بہتر ہے

چشم بشناسد گہر را از حصا
آنکھ موتی اور کنکری کو شناخت کر لیتی ہے

در تفحص آمدند از لدُ ہاں
غموں کی وجہ سے جستجو میں پڑے

صورتِ کہ بُود عجب ایں در جہاں
دنیا میں یہ عجب تصویر کس کی ہے؟

بعد بسیارِ تفحص در مسیر
سفر کے دوران میں بہت جستجو کے بعد

کشف کرد آں راز را شیخ بصیر
ایک صاحب بصیرت شیخ نے راز کو واضح کر دیا

نے ۳ طریقِ گوش بل از وحیِ ہوش
کان کے راستہ سے نہیں بلکہ ہوش کی وحی کے ذریعہ

رازہا بُد پیش اُو بے رُوئے پوش
اس کے لئے راز بغیر پردے کے تھے

گفت نقشِ رشک پَروینست ایں
اس نے کہا یہ پروین کے لئے باعث رشک کی تصویر ہے

صورتِ شہزادۂ چیلین ست ایں
یہ چین کے شہزادی کی تصویر ہے

دُخترے دارد شہ چیں بیمثال
شہ چین ایک بے مثال لڑکی رکھتا ہے

در بہاؤ در کمال و در جمال
خوبی میں اور کمال میں اور حسن میں

ہمچو جان و چوں پری پنہانست اُو
وہ پری اور جان کی طرف پوشیدہ ہے

در مکتم پردۂ ایوانست اُو
وہ قلعہ کے چھپانے والے پردے میں ہے

۱ تجربہ۔ ہم نے اپنی عقل اور سمجھ پر گھمنڈ کیا اور نصیحت نہ سنی۔ یہ مرض۔ ہم نے آپ کو مرض اور مرض کی غلامی سے آزاد سمجھتے تھے۔ علت۔ ہم اپنی خام کاری کو اب سمجھے جبکہ پھنس گئے۔ سایہ رہبر۔ شیخ کی صحبت سے خلوص اور استعداد پیدا ہوتی ہے جو ذکر اللہ کے نافع ہونے کے شرط ہے اور شرط پر عمل سے پہلے مشروط پر عمل اچھا نہیں ہے۔ جس طرح کہ وضو اور نماز بغیر وضو کے نماز سے وضو کی مشغولیت بہتر ہے۔ یک قناعت۔ شیخ کی صحبت قناعت اور صبر پیدا کر دے گی جو مبتدی کے لئے ذکر کے ہزاروں کھانوں سے زیادہ مفید ہے۔

۲ بُوالحسن۔ حضرت ابوالحسن خرقانی کو ذکر سے اس وقت فائدہ پہنچا جبکہ انہوں نے حضرت بایزید بسطامی کی قبر کی صحبت حاصل کر لی یہ قصہ پہلے گزر چکا ہے۔ چشم بینا۔ شیخ کو چشم بینا حاصل ہے اور تجھے صرف ذکر کی لاٹھی کا سہارا حاصل ہے۔ حصا۔ کنکری۔ در تفحص۔ شہزادے جب اس بت کے عشق میں مبتلا ہو گئے تو تحقیق شروع کی کہ یہ کس حسینہ کا بت ہے۔ شیخ بصیر۔ کوئی ایسے بزرگ تھے جن کو قلبی بصیرت حاصل تھی۔

۳ نے۔ یہ بات انہوں نے کسی سے سنی نہ تھی بلکہ شکل سے تصویر ان کو معلوم ہو گئی تھی۔ گفت۔ ان بزرگ نے بتایا کہ یہ بت چین کے شاہ کی لڑکی کا ہے جو اس قدر حسین ہے کہ اس پر پروین بھی رشک کرتی ہے۔ دختر۔ شاہ چین کی وہ لڑکی حسن و جمال میں بیمثال ہے۔ ہمچو۔ وہ پری اور روح کی طرح مخفی ہے اور قلعہ کے پردوں میں رہتی ہے۔

سُوی[1] اُو نے مَرد رَہ دارد نہ زَن
اس کی جانب نہ مرد راستہ رکھتا ہے نہ عورت

شاہ پنہاں کردہ اُورا از فِتَن
شاہ نے اس کو فتنوں سے چھپا رکھا ہے

غیرتے دارد مَلِک بَر نام اُو
اس کے نام پر بھی شاہ کو اس قدر غیرت آتی ہے

کہ نپَرَد مُرغ ہم بَر بامِ اُو
کہ اس کے بالاخانے پر پرندہ بھی پر نہیں مارتا ہے

وایِ آں دل کشِ چنیں سود افتاد
اس دل کی سلامتی ہے جس کو ایسا عشق لگا

ہیچکس را ایں چنیں سود مَباد
خدا کرے ایسا عشق کسی کو نہ ہو

ایں سزایِ آنکہ تخمِ جہل کاشت
یہ اس کی سزا ہے جس نے نادانی کا بیج بویا

واں نصیحت را کساد و سہل داشت
اور اس نے نصیحت کو کھوٹا اور معمولی سمجھا

اِعتمادے[2] کرد بَر تدبیر خویش
اس نے اپنی تدبیر پر بھروسہ کیا

کہ بَرم من کارِ خود با عقل پیش
کہ میں اپنا کام عقل سے چلا لوں گا

نیم ذَرّہ زاں عنایت بہ بُوَد
اس توجہ کا آدھا ذرہ بہتر ہے

کہ زتدبیر خردسہ صد رَصَد
جس کے ذریعہ عقل کی تدبیر میں تین سو گنا حفاظت ہو

تَرکِ مکرِ خویشتن گیر اے اَمیر
اے امیر! تو اپنی تدبیر کو چھوڑ

پابلش پیشِ عنایت خوش بمیر
توجہ کے سامنے پاؤں بڑھا خوشی سے جان دیدے

ایں[3] بقدرِ حیلہ مَعدود نیست
یہ گنے چنے حیلوں کی بقدر نہیں ہے

زیں حیل تا تو نمیری سُود نیست
جب تک تو فنا نہ ہوگا ان تدبیروں سے فائدہ نہیں ہے

تانمیری سُود کے خواہی رَبود
جب تک تو فنا نہ ہوگا فائدہ کہاں اٹھائے گا؟

رَو بمیر و بہرہ بردار از وجود
جا فنا ہو جا وجود سے فائدہ اٹھانے

حکایت صدرِ جہانِ بخاری کہ ہر سائلے کہ بزبان بخواستے

صدر جہاں بخاری کی حکایت کی جو سائل زبان سے مانگتا اس کے عام

از صَدقہ عام اُو محروم شدے وآں دانشمند درویش بفراموشی

صدقے سے محروم ہو جاتا اور اس نکتہ داں درویش نے بھول کر اور

و تعجیل بزبان خواست و صدرِ جہاں رُوی ازُو بگرداند

جلدی میں زبان سے مانگ لیا اور صدر جہاں نے اس سے منہ پھیر لیا

و اُو ہر روز حیلہ نو ساختے و خود راگاہ زَن کردے

اور وہ ہر روز ایک نیا حیلہ کرتا اور اپنے آپ کو کبھی جاہد کے اندر عورت بناتا

[1] سوی لا۔ اس کے پاس نہ مرد جا سکتا ہے نہ عورت شاہ نے اس کو فتنوں سے بچا رکھا ہے۔ غیرتے۔ اگر کوئی اس کا نام بھی لے تو شاہ کو غیرت آتی ہے اس کے بالاخانے پر چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔ وایِ۔ مولانا فرماتے ہیں ایسی معشوقہ کا عشق خدا کرے کسی کو نہ ہو جس کا حصول ناممکن ہو۔ ایں۔ یہ مصیبت ناک عشق اسی کی سزا ہے جو نادانی سے کام کرے اور بزرگوں کی نصیحت کو معمولی اور کھوٹا سمجھے۔

[2] اعتمادے۔ جو شخص محض اپنی تدبیر پر گھمنڈ کرے اور یہ سمجھے کہ میں خود اپنا کام چلا لوں گا اور مجھے شیخ کی ضرورت نہیں ہے۔ نیم ذرہ۔ شیخ کی تھوڑی سی توجہ اپنی سیکڑوں تدبیروں سے بہتر اور نافع ہے۔ ترکِ۔ اپنی تدبیر کو ترک کر کے شیخ کی توجہ کی طرف چل پڑا اور اس کے سامنے اپنے آپ کو فنا کر دے۔

[3] ایں۔ شیخ کی توجہ تیری گنی چنی تدبیروں سے بہت زیادہ مفید ہے جب تک تو شیخ میں اپنے آپ کو فنا نہ کر دے گا یہ تدبیریں مفید نہ ہوں گی۔ حکایت۔ اس حکایت سے بھی یہ بتلایا ہے کہ اس سائل نے صدر جہاں کے سامنے بہت سی تدبیریں کیں لیکن مطلب حاصل نہ کر سکا جب صبر کر کے کھڑا رہا تو عطا ہوئی۔

زیر چادر وگاہ نابینا و گاہ رُوئے خود بہ بستے و اُو بفراستش بشناختے

اور کبھی اندھا اور کبھی اپنا چہرہ چھپا لیتا اور وہ اس کو ذہانت سے پہچان لیتا

دَر اِ بخارا خُوئے آں صدرِ اَجَل بُودبا خواہندگاں حُسنِ عَمَل

بخارا میں اس صدر اعظم کی عادت تھی سائلوں کے ساتھ بہتر سلوک

دادِ بسیار و عطائے بے شمار تاشب بُودے ز جودش زر نثار

بہت بخشش اور بے شمار عطا رات تک اس کی سخاوت سے سونا نثار ہوتا

زَر بکاغذ پارہا پیچیدہ بُود تاوجودش بُود می افشاند جُود

سونے کو کاغذ کے پرزوں میں لپیٹ لیتا جب تک وہ رہتے سخاوت کرتا رہتا

ہمچو ۲ خورشید و چوماہِ پاکباز آنچہ گیرند از ضیابد ہند باز

پاکباز سورج اور چاند کی طرح کہ وہ جو کچھ روشنی حاصل کرتے ہیں دیدیتے ہیں

خاک را زَر بخش کہ بُود آفتاب زَر از و درکان و گنج اندر خراب

مٹی کو سونا بخشنے والا کون ہوتا ہے ؟ سورج سونا کان میں اور خزانہ ویرانہ میں اس کی وجہ سے ہے

ہر صَباحے یک گُرُہ را راتبہ تانماند اُمّتے زُو خائبہ

ہر صبح کو ایک الگ گروہ کا وظیفہ تھا تاکہ کوئی جماعت اس سے محروم نہ رہے

مُبتلایاں ۳ رابُدے روزے عطا روزِ دیگر بیوگاں راآں سخا

ایک دن بیماروں کو بخشش ہوتی دوسرے دن وہ سخاوت بیواؤں کے لئے ہوتی

روزِ دیگر برعلویانِ مُقِل بافقیہانف فقیرِ مُشتغِل

ایک دن نادار علویوں پر دوسرے دن فقیر طالب علموں کے ساتھ مشغول ہوتا

روزِ دیگر برتہید ستانِ عام روزِ دیگر بر گرفتارانِ وام

ایک روز عام مفلسوں پر دوسرے دن تو قرضداروں پر

روزِ دیگر برتیمِ بے پدر روز دیگر پر اسیرِ حبسِ دَر

ایک روز بے باپ کے یتیموں پر ایک دن قیدخانہ میں قیدیوں پر

روزِ دیگر بہرِ اَبناء السَّبیل روزِ دیگر مر مُکاتَب را کفیل

ایک روز مسافروں کے لئے ایک روز مکاتب کا کفیل ہوتا

شرطِ اُو بُودآں کزُو کسَن بازباں زَر نخواہد ہیچ و نکشاید دہاں

اس کی شرط یہ تھی کہ کوئی اس سے زبان سے کبھی مال نہ مانگے اور لب کشائی نہ کرے

۱ دَر بخارا۔ بخارا میں ایک صدر اعظم تھا اور وہ سائلو سے بہتر سلوک کرتا تھا۔ داد۔ بہتر سلوک یہ تھا کہ بہت عطا کرتا تھا اور دن بھر ان پر سونا نثار کرتا رہتا تھا۔ زر۔ سونے کی پڑیاں بنائے رکھنا اور جب تک وہ رہتیں دیتا رہتا تھا۔

۲ ہمچو خورشید۔ سورج اور چاند کو اللہ تعالیٰ جو روشنی عطا کرتا ہے وہ دوسروں کو عطا کردیتے ہیں۔ خاک را۔ کان میں سونا اور ویرانہ میں خزانہ سورج کی عطا ہے۔ ہر صباحے۔ جو لوگ خیرات کے مستحق ہیں ان میں سے ہر قسم کے لوگوں کا ایک ایک دن مقرر کر رکھا تھا۔ راتبہ۔ مقرر روزینہ۔ خائبہ۔ محروم۔

۳ مبتلایاں۔ مریض لوگ۔ علویاں۔ حضرت علیؓ کی وہ نسل جو حضرت فاطمہؓ کے پیٹ سے نہیں ہے۔ مقل۔ نادار۔ فقیہان۔ طلبہ مقروض لوگ۔ روز دیگر۔ ایک روز یتیموں کا تھا۔ حبس در۔ در حبس۔ ابناء السبیل۔ مسافرین مکاتب۔ وہ غلام جس کو آقا نے کہدیا ہو کہ تو اس قدر رقم ادا کردے گا تو آزاد ہے۔ شرط۔ لیکن اس کے دینے کی شرط یہ تھی کہ سائل زبان سے نہ مانگے۔

لیک خامُش بر حوالیِ رہش ایستادہ مُفلساں دیوارِوش
لیکن اس کے راستے کے اطراف میں خاموش مفلس، دیوار کی طرح کھڑے ہو جاتے

ہر[1] کہ کردے ناگہاں بالب سُوال زُو نبُردے زیں گنہ یک حبّہ مال
جو شخص اتفاق سے منہ سے سوال کرتا وہ اس سے اس خطا کی وجہ سے مال کا ایک حبہ نہ لے سکتا

مَن صَمَتْ مِنکُم نَجا بُد یا سَہ اَش خامُشاں رَا بُود کیسہ و کاسہ اَش
اس کا قانون تھا "جو تم میں سے خاموش رہا اس نے نجات پائی" اس کی تھیلی اور پیالہ، خاموشوں کے لئے تھا

برنکوشی داشت عشق و تاسہ اَش بر خموشی بُود عشق و یاسہ اَش
کوشش نہ کرنے پر اپنا عشق اور بے قراری رکھتا تھا اس کا عشق اور قانون خاموشی پر تھا

نادرا روزے یکے پیرے بگفت دہ ز کاتم کہ منم با جوع[2] جُفت
اتفاقاً ایک روز ایک بوڑھے نے کہا مجھے زکوٰۃ دیدے میں بھوک سے دو چار ہوں

منع کرد از پیر و پیرش جد گرفت ماند خلق از جدِ پیر اندر شگفت
اس نے بوڑھے کو منع کیا اور بوڑھے نے اس سے اصرار شروع کر دیا لوگ بوڑھے کے اصرار سے تعجب میں تھے

گفت بَس بے شرم پیری اے پدَر پیر گفت از مَن توئی بے شرم تر
اس نے کہا اے باوا! تو بہت بے شرم بوڑھا ہے بوڑھے نے کہا تو مجھ سے زیادہ بے شرم ہے

کایں جہاں خوردی و خواہی توز طمع کاں جہاں باایں جہاں گیری بجمع
تو اس جہان کو کھا گیا اور لالچ سے چاہتا ہے کہ اس جہان کو اس جہان کے ساتھ جمع کر لے

خندہ[3] اَش آمد مال داد آں پیر را پیر تنہا بُرد آں توفیر را
اس کو ہنسی آ گئی اس بوڑھے کو مال دے دیا اس تمام مال کو بوڑھا تنہا لے گیا

غیر آں پیر آنچہ خواہندہ ازُو نیم حبّہ زَر ندیدو نے تسُو
بجز اس بوڑھے کے کسی مانگنے والے نے اس سے نہ آدھا حبہ سونا دیکھا اور نہ کوڑی

نوبت و روزِ فقیہاں ناگہاں یک فقیہ از حرص آمد دَر فُغاں
اچانک فقیہوں کے دن اور باری میں لالچ سے ایک فقیہ فریاد کرنے لگا

کرد زا ریہا بَسے چارہ نبُود گفت ہَر نوعے نبُودش ہیچ سُود
اس نے بہت زاری کی مفید نہ ہوئی ہر قسم کی بات کہی اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا

روزِ دیگر بار کو پیچیدہ پا پاکش اندر صف قومِ مبتلا
کسی دن پاؤں کو چیتھڑوں میں لپیٹے ہوئے پاؤں کو گھسیٹتا ہوا مریضوں کی صف میں

[1] ہر کہ۔ جو سائل زبان سے مانگ بیٹھتا وہ اس بخشش سے محروم رہتا۔ مَن صَمت۔ وہ اس قانون "جو چپ رہا اس نے نجات پائی" پر سختی سے عمل تھا۔ یاسہ۔ قانون۔ تاسہ۔ بے قراری۔ کیسہ۔ تھیلی۔

[2] باجوع جُفت۔ یعنی بھوکا ہوں۔ گفت۔ صدر جہاں نے کہا اے بوڑھے تو بہت لالچی ہے میرے منع کرنے سے بھی نہیں ٹل رہا ہے۔ پیر گفت۔ بوڑھے نے صدر جہاں سے کہا تو مجھ سے بھی زیادہ لالچی ہے۔ کایں۔ تو نے دنیا کی دولتیں اور مزے حاصل کر لئے پھر بھی پیٹ نہیں بھرتا اب آخرت کی دولتیں لوٹ رہا ہے۔

[3] خندہ اَش۔ اس لطیفہ پر صدر جہاں کو ہنسی آ گئی اور اس کو بہت سامان دیدیا۔ نبُد۔ نہ ہوئی کی بقدر وزن یعنی رہی۔ تسو۔ دوری۔ فقیہاں۔ فقہ پڑھنے والے طالب علم۔ کرد۔ اس طالب علم نے بہت عاجزی کی لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ بدکو۔ پھٹا پرانا چیتھڑا ابتلا۔ مریض

تختہا[1] بر ساق بست از چپ دراست
دائیں اور بائیں پنڈلی پر باندھیں

تا گماں آید کہ او شکستہ پاست
تاکہ خیال ہو کہ وہ لنگڑا ہے

دیدش و بشناختش چیزے نداد
اس کو دیکھا اور پہچان لیا اور کچھ نہ دیا

روزِ دیگر رُو بپوشید از لَباد
اس نے کسی دن نمدہ سے منہ چھپایا

تا گماں آید کہ نابیناست او
تاکہ خیال ہو کہ وہ اندھا ہے

درمیانِ اعمیاں برخاست او
وہ اندھوں کے درمیان کھڑا ہو گیا

ہم بدانستش نداد آں عزیز
اس عزیز نے اس کو پھر بھی پہچان لیا اور اس کو نہ دی

از گناہ و جرم گفتن ہیچ چیز
کوئی چیز کہنے کی خطا اور جرم کی وجہ ہے

چونکہ عاجز شد ز صد گونہ مکید
جب وہ سیکڑوں قسم کے حیلوں سے عاجز آ گیا

چوں زنانِ او چادرے بر سر کشید
اس نے عورتوں کی طرح سر پر چادر اوڑھی

درمیانِ بیوگاں رفت و نشست
بیوہ عورتوں کے درمیان میں چلا گیا اور بیٹھ گیا

سر فرو افگند و پنہاں کرد دست
سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا

ہم[2] شناسیدش نداد صدقہ
پھر بھی وہ اس کو پہچان گیا اس کو کوئی خیرات نہ دی

دردش آمد زحرمان حُرقہ
اس کے دل میں محرومی سے جلن ہوئی

رفت او پیشِ کفن خواہے بگاہ
وہ صبح کو ایک کفن کے بھکاری کے پاس گیا

کہ بہ پیچم در نمد نہ پیشِ راہ
کہ مجھے نمدے میں لپیٹ دے راستہ پر رکھدے

ہیچ مکشا لب نشین و می نگر
ہونٹ بالکل نہ کھول بیٹھ جا اور دیکھتا رہ

تا گند صدرِ جہاں زیں جا گذر
جب تک صدر جہاں اس جگہ سے گذرے

بو[3] کہ بیند مُردہ پندارد بظن
زر دراند از دپے وجہ کفن
ہو سکتا ہے کہ وہ دیکھے اور مردہ خیال کر کے
کفن کے خرچ کے لئے سونا پھینک دے

ہر چہ بدہد نیم آں بدہم بتو
ہمچناں کرد آں فقیرِ حیلہ جُو
وہ جو کچھ دے گا اس میں سے آدھا تجھے دیدوں گا
اس حیلہ جو فقیر نے ایسا ہی کیا

در نمد پیچید و در راہش نہاد
معبر صدر جہاں آنجا فتاد
اس کو نمدے میں لپیٹا اور راستہ پر رکھدیا
صدر جہاں کا اس جگہ سے گذر ہوا

زر دراند ازید بر روئی نمد
دست بیروں کرد از تعجیل خود
اس نے نمدے پر سونا ڈال دیا
اس نے خود جلدی سے ہاتھ باہر کر دیا

---

[1] تختہا۔ پاؤں پر لکڑی کے ٹکڑے اس طرح باندھ کر آیا جیسے کہ پاؤں ٹوٹ گیا ہے۔ لباد۔ نمدہ۔ تا گماں۔ منہ نمدے میں اس لئے لپیٹا کہ اس کو اندھا سمجھا جائے۔ اعمیان۔ اندھے۔ جرم گفتن اس کا قصور یہ تھا کہ اس نے زبان سے مانگا تھا۔ چونکہ وہ طالب علم جب اور تدبیروں سے کامیاب نہ ہوا تو چادر اوڑھ کر بیواؤں میں جا بیٹھا سر جھکا لیا اور ہاتھ چھپا لیا تاکہ پہچان میں نہ آئے۔

[2] ہم۔ اس صدر جہاں نے پھر بھی اس کو پہچان لیا کہ وہ طالب علم کا محرومی تھا اس سے چلنے لگا۔ رفت۔ وہ طالب علم اس شخص کے پاس جا جو کفن کے لئے چندہ جمع کیا کرتا تھا اور کہا کہ مجھے ایک نمدے میں لپیٹ کر مردے کی طرح راستہ کے کنارے پر رکھ کر بیٹھ جا۔ ہیچ۔ زبان سے کچھ نہ کہنا ورنہ صدر جہاں اپنی عادت کے مطابق پہچان لے گا۔

[3] بو کہ۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ مجھے مردہ سمجھ کر کفن کے لئے کچھ دیدے۔ ہر چہ۔ وہ جو کچھ دیگا آدھا تیرا اور آدھا میرا ہو گا۔ در نمد۔ کفن کے بھکاری نے ایسا ہی کیا۔ معبر۔ گذرگاہ۔ زر۔ صدر جہاں نے نمدے پر کچھ رکھا تو اس طالب علم نے جلدی سے نمدے سے ہاتھ باہر نکالا۔

تا نگیرد آں کفن خواہ آں صلہ
تا کہ وہ عطیہ وہ کفن مانگنے والا نہ لے لے

تا نہاں نکند ازو آں دہ[1] دلہ
تا کہ وہ پریشان آدمی اس کو اس سے نہ چھپا لے

مُردہ از زیرِ نمد بر کرد دست
مردے نے نمدے کے نیچے سے ہاتھ باہر کر دیا

سر بروں آمد پئے دستش ز پست
ہاتھ کے بعد اس نے نیچے سے سر باہر نکالا

گفت با صدرِ جہاں چوں بستدم
صدر جہاں سے کہا میں نے کیسا وصول کیا؟

اے بستہ بر من ابوابِ کرم
اے وہ کہ جس نے میرے پر کرم کے دروازے بند کر دیے تھے

گفت لیکن تا نمُردی اے عنود
اس نے کہا اے سرکش! لیکن جب تک تو مر نہ گیا

از جنابِ من نبُردی ہیچ سُود
میرے دربار سے تو نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا

سرِ مُوتُوا قبلَ مَوتِ ایں بُود
"تم موت سے پہلے مرو" کا راز یہ ہے

کز پسِ مُردن غنیمتہا رسد
کہ مرنے کے بعد غنیمتیں آتی ہیں

غیرِ[2] مُردن ہیچ فرہنگ دگر
مرنے کے علاوہ دوسری ہوشیاری

در نگیرد با خدا اے حیلہ گر
اے حیلہ گر! خدا کے دربار میں اثر نہیں کرتی ہے

یک عنایت بہ ز صد گوں اجتہاد
ایک عنایت سیکڑوں قسم کی کوششوں سے بہتر ہے

جہد را خوف ست از صد گوں فساد
کوشش میں سو قسم کے فساد کا ڈر ہے

واں عنایت ہست موقوفِ ممات
اور وہ عنایت مرنے پر موقوف ہے

تجربہ کردند ایں رہ را ثقات
معتبر لوگوں نے اس راستہ کا تجربہ کر لیا ہے

بلکہ مَرگش بے عنایت نیز نیست
بلکہ اس کی موت بھی مہربانی کے بغیر نہیں ہے

بے عنایت ہاں وہاں جائے مایست
خبردار! خبردار بے عنایت کے کسی جگہ نہ ٹھہر

آں زمرّد باشد ایں افعیِ پیر
وہ اس بوڑھے سانپ کا زمرد ہے

بے زمرّد کے شود افعیٰ ضریر
بغیر زمرد کے سانپ کب اندھا ہوتا ہے؟

حکایت[3] آں دو برادر یکے کوسہ و یکے اَمرد در عزب خانہ

ان دو بھائیوں کی حکایت جو ایک چکلی داڑھی والا اور ایک بغیر داڑھی کا تھا وہ ایک رات

بخفتند، شبے اتفاقاً اَمرد خشتے چند بردرِ مقعدِ خود انبار

اتفاقاً مردانہ مکان میں سو گئے بغیر داڑھی والے نے اپنی مقصعد کے در پر اینٹوں کا ڈھیر

کردو عاقبت دتباب دب آورد وآں خشتہا را بحیلہ از

لگا لیا اور انجام کار مغلم نے انلام کیا اور اس نے ان اینٹوں کو تدبیر سے

[1] دہ دلہ۔ متردد انسان مردہ اس طالب علم نے پہلے ہاتھ نکالا پھر اس نمدے کے نیچے سے سر بھی نکالا۔ گفت۔ پھر صدر جہاں سے کہ دیکھ میں نے کیسا وصول کیا۔ اے عنود۔ صدر جہاں نے جواب میں کہا جب تک تو مر نہ گیا مجھ سے نہ لے سکا انکار تو تجھے دینے سے کیا تھا۔ مِتُوا قبلَ اَن تَمُوتُوا۔ اس مقولہ مرنے سے پہلے مر جاؤ کا راز اب ہم سمجھے کہ مرنے کے بعد انعام اور عطیہ حاصل ہوتا ہے۔

[2] غیر مردن۔ خدا کی جناب میں بھی جب تک فنا نہ حاصل کرو گے اور کوئی تدبیر کارگر نہ ہو گی۔ یک عنایت۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک جذب سیکڑوں مجاہدوں سے بہتر ہے کیونکہ مجاہدوں میں عجب و ریا پیدا ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ واں عنایت۔ جذب الٰہی اس وقت آتا ہے جبکہ انسان فنا حاصل کر لے۔ بلکہ اصل جذب الٰہی ہے فنا کا مقام پر بغیر جذب الٰہی کے حاصل نہیں ہوتا۔ آں۔ جذب کو زمرد اور نفس کو سانپ سمجھو سانپ زمرد سے ہی اندھا ہوتا ہے۔

[3] حکایت۔ اس حکایت کا خلاصہ یہ ہے کہ داڑھی کے دو تین بال جو عطائے خداوندی تھے وہ اس چکلی داڑھی والے کے لئے فساد سے بچاؤ کا سبب بنے۔ عزب خانہ۔ جہاں صرف وہ لوگ ہوں جس کی بیویاں نہیں ہیں۔ دباب۔ مغلم۔ دب۔ انلام۔

بالائے مقعد او برمی داشت وآں کودک بیدار
مقعد سے ہٹا رہا تھا ' وہ لڑکا جاگ گیا

شد و بخشم گفت کہ خشتہا گو چرا برداشتی و
اور غصہ سے کہا ' کہ بتا اینٹوں کو تو نے کیوں ہٹایا؟ اور

او گفت چرا نہادی
اس نے کہا تو نے کیوں رکھیں؟

اَمردے [1] و کوسۂ در انجمن آمدند و مجمعے بُد در وطن
ایک مجلس میں ایک امرد اور ایک چکی داڑھی والا آئے اور مجمع شہر ہی میں تھا

مُشتغل ماندند قوم منتخب روز رفت و شد زمانِ ثُلث شب
منتخب لوگ مشغول رہے دن چلا گیا اور ایک تہائی رات کا وقت ہو گیا

زاں عزیزخانہ نرفتند آں دو کس ہم بخفتند آں شب از بیم عَسس
اس مرد نے گھر سے وہ دونوں شخص نہ گئے کوتوال کے ڈر سے اس رات وہیں سو بھی گئے

کوسہ [2] را بُد بر زنخداں چار مو لیک ہمچوں ماہ بدرش بُود رُو
چکی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر چار بال تھے لیکن اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تھا

کودکِ اَمرد بصورت بُود زشت ہم نہاد اندر پس کوں بیست خشت
نوخیز لڑکا صورت میں برا تھا پھر بھی اس نے مقعد کے پیچھے بیس اینٹیں رکھ لیں

لُوطی دَب بُرد شب از گمرہی خشتہا را نقل کرد آں مشتہی
اغلام باز نے بدنیتی سے رات میں اغلام کا ارادہ کیا اس شہوت ناک نے اینٹیں ہٹا دیں

دست بروے زد او از جائے جَست گفت ہے تو کیستی اے سگ پرست
اس نے اس پر ہاتھ ڈالا وہ اپنی جگہ سے کودا بولا ہائے اے سگ پرست! تو کون ہے؟

گفت [3] ایں سی خشت چوں انباشتی گفت تو سی خشت چوں برداشتی
اس نے کہا تو نے تیس اینٹیں کیوں جمع کیں؟ اس نے کہا تو نے تیس اینٹیں کیوں ہٹائیں؟

گفت اے فی النار ف خرس مردہ ریگ ابلہ و بے خاصیت مانند ریگ
اس نے کہا اے جہنمی ' ریچھ ' کمینے احمق اور بے نفع ' ریت جیسے

کودکے بیمارم و از ضعفِ خود کردم ایں جا احتیاط و مُرتقد
میں بیمار لڑکا ہوں اور اپنی کمزوری سے اس جگہ احتیاط کی تھی اور سونے کی جگہ بنائی

۱ اَمرد۔ نوخیز بغیر داڑھی کا لڑکا۔
کوسہ۔ چکنی داڑھی والا۔ انجمن۔ یعنی خانقاہ۔ مشتغل۔ منتخب لوگ قوالی وغیرہ میں مصروف ہو گئے اور ایک تہائی رات تک یہ مصروفیت رہی۔ زاں۔ وہ دونوں کوتوال کے ڈر سے خانقاہ ہی میں سو گئے کہ کہیں کوتوال آوارہ گردی میں نہ پکڑ لے۔

۲ کوسہ۔ چکنی داڑھی والے کی ٹھوڑی پر دو چار بال تھے اور بہت حسین تھا۔ کودک۔ لڑکا بدصورت تھا پھر بھی اس نے احتیاطاً اپنی مقعد کے پیچھے اینٹیں رکھ لیں۔ لوطی۔ وہاں کوئی شخص تھا جس کو لواطت کی عادی تھی۔ سگ۔ یعنی نفس۔

۳ گفت۔ لوطی نے کہا تو نے اینٹیں کیوں اڑائیں امرد نے کہا تو نے اینٹیں کیوں ہٹائیں۔ گفت۔ امرد نے کہا تو جہنمی۔ ریچھ۔ مردہ ریگ۔ حقیر کمینہ۔ ایں جا۔ خانقاہ ہے یہاں کوئی بدمعاشی نہ ہوگی۔

گفت اگر[1] داری زر نجوری تفے
اس نے کہا اگر تو بیماری کی سوجھ رکھتا ہے

چوں نرفتی جانبِ دارالشفے
تو شفاخانہ کیوں نہ گیا؟

یا بخانہ یک طبیبے مُشفقے
یا کسی مہربان طبیب کے گھر

کو گشادے از سقامت مُغلقے
کہ وہ تیری بیماری کے پھندے کو کھول دیتا

گفت آخر مَن کجا یارم شدن
اس نے کہا آخر میں کہاں جاؤں؟

کہ بہر جامے روم مَن ممتحن
کیونکہ میں مصیبت زدہ جہاں بھی جاتا ہوں

چوں توزندیقے پلیدے مُلحدے
تجھ جیسا بددین ' ناپاک ملحد

می برآرد سَر بہ پیشم چوں دَدے
میرے سامنے درندوں کی طرح سر ابھارتا ہے

خانقاہے کہ بُود بہتر مکاں
خانقاہ جو بہتر جگہ ہے

مَن ندیدم یک دَمے در وے اَماں
میں نے اس میں ایک لمحہ کے لئے امن نہ دیکھا

رُو بمن آرند مُشے خمر خوار
شراب نوشوں کا گروہ میری طرف رخ کرتا ہے

چشمہا پُر نطفہ کفا خایہ فشار
آنکھیں مستی سے بھری ہوئی ہاتھ خایہ پر پھیرتے ہوئے

یارِ[2] مر ناموس را غیرِ نظر
آبرو والے کے لئے سوائے نظر بازی کے

نیست لیکن زاں نظر دیں پُر خطر
کچھ نہیں ہے لیکن اس نظر سے دین خطرے میں ہے

وانکہ ناموسی ست خود از زیر زیر
وہ جو آبرو والا ہے ' خود نیچے نیچے

غمزہ دُز دو میدہا مالش بگیر
چھپے اشارے کرتا ہے ' خایہ کو ملتا ہے

خانقہ چوں ایں بُود بازارِ عام
خانقاہ جب یہ عام بازار ہو

چوں بُود خر گلہ و دیوانِ خام
تو گدھوں کے گلے اور خام کار شیطانوں کا کام کیا حال ہوگا؟

خر کجا ناموس و تقویٰ از کجا
کہاں گدھا اور کہاں ناموس اور تقویٰ

خرچہ داند خشیت و خوف ورجا
خوف ' ورجاء اور خدا سے ڈرنے کو گدھا کیا جانے؟

عقل[3] باشد ایمنی و عدل جُو
امن اور انصاف کو جویاں عقل ہوتی ہے

برزن و بر مرد اَما عقل کو
مرد کے لئے اور عورت کے لئے لیکن عقل کہاں ہے؟

وَر گریزم مَن رَوم سُوئے زناں
اور اگر میں گریز کرتا ہوں ' عورتوں کی جانب جاتا ہوں

ہمچو یوسف اُفتم اندر افتناں
حضرت یوسف کی طرح فتنوں میں پڑ جاتا ہوں

یوسف از زن یافت زندان وفشار
حضرت یوسف نے عورت کی وجہ سے قید خانہ اور شکنجہ بھگتا

مَن شوم توزیع بر پنجاہ دار
میں پچاس سولیوں پر منقسم ہوتا ہوں

[1] اگر۔ لوطی نے کہا اگر بیمار تھا تو ہسپتال جاتا یا کسی طبیب کے گھر چلا جاتا خانقاہ میں کیوں سویا۔ دارالشفی۔ شفاخانہ۔ سقامت۔ بیماری۔ گفت آخر۔ لڑکے نے کہا کہاں جاؤں جہاں جاتا ہوں مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہوں۔ دد۔ درندہ۔ خانقاہ ہے۔ جب خانقاہ میں بھی امن نہ ملی تو کہاں ملے گی۔

[2] یار۔ جو لوگ بدنامی سے ڈرتے ہیں وہ چپکے چپکے اشارے اور نظر بازی کرتے ہیں جو دین کے لئے خطرناک ہیں۔ خانقہ۔ جب خانقاہ میں بھی بازاری لوگ ہیں تو اوباشوں کا اس سے اندازہ لگا لیا جائے۔ خر۔ عوام اور اوباش جو گدھوں کی طرح ہیں ان میں نہ ناموس ہے نہ تقویٰ نہ خدا کا خوف اور نہ امید و بیم جو اصل ایمان ہے۔

[3] عقل۔ نیکی تو عقل کا تقاضہ ہے لیکن ان لوگوں میں عقل کہاں ہے۔ ور گریزم۔ یہ تو مردوں کا حال تھا اب عورتوں کا یہ حال ہے کہ ان کی وجہ سے مصیبت میں پھنستا ہوں۔ یوسف۔ حضرت یوسف کو تو عورتوں نے قید میں پھنسایا میرے لئے ہر طرف سولی ہی سولی ہے مردوں کی طرف سے بھی اور عورتوں کے سبب سے بھی۔

آں ازناں از جاہلی بر مَن تنند
وہ عورتیں نادانی سے میرے چکر کاٹتی ہیں

اولیا شاں قصدِ جان مَن کنند
ان کے سرپرست میری جان کے درپے ہوتے ہیں

نے زمرداں چارہ دارم نزِ زناں
میرے لئے نہ مردوں سے مفر ہے نہ عورتوں سے

چوں کُنم چوں نے ازیں نے ازاں
میں کیا کروں جبکہ میں نہ اِن میں سے ہوں نہ اُن میں سے

بعدازاں کودک بکوسہ بنگریست
اس کے بعد لڑکے نے چکی داڑھی والے کو دیکھا

گفت اُو باایں دو مو از غم بَریست
بولا اور ان دو بالوں کی وجہ سے غم سے بری ہے

فارغست از خشت واز پیکارِ خشت
اینٹ اور اینٹ کی لڑائی سے بے نیاز ہے

وز چو تو مادہ فروش کنگ وز شت
اور تجھ جیسے مادہ فروش ہٹے کٹے اور بدمعاش سے

بر[۲] زنخ سہ چار مو بہرِ نمُوں
ٹھوڑی پر دکھاوے کے تین چار بال

بہتر از سی خشت گرد اگر دِکوں
مقعد کے چاروں طرف تیس اینٹوں سے بہتر ہیں

ذرّۂ سایہ عنایت بہترست
عنایت کے سایہ کا ایک ذرہ بہتر ہے

از ہزاراں کوششِ طاعت پرست
اطاعت گذار کی ہزاروں کوششوں سے

زانکہ شیطاں خشت طاعت بَرکند
کیونکہ شیطان' اطاعت کی اینٹ ہٹا دیتا ہے

گر دو صد خشتست خود را رہ کُند
اگر دو سو اینٹیں ہوں اپنے لئے راستہ بنا لیتا ہے

باعنایت اُو ندارد زہرۂ
عنایت کے ہوتے ہوئے اس کا پتہ نہیں ہے

تا بسازد خویشتن را بہرۂ
کہ اپنے لئے کوئی حصہ لگائے

خشت[۳] گر پُرّت بنہادہ تُو است
اینٹیں اگر بھری ہوئی ہیں' تیری رکھی ہوئی ہیں

آں دو سہ مو از عطای آنسُو است
وہ دو تین بال اس جانب کی عطا میں

در حقیقت ہر یکے مُورا ازاں
حقیقت کے اعتبار سے ان میں سے ہر بال کو

خُرد منگر ہمچو کوہے داں کلاں
چھوٹا نہ سمجھ پہاڑ کی طرح بڑا سمجھ

کاں اماں نامہ وصلہ شاہنشہی ست
کیونکہ وہ شاہی امن نامہ اور عطیہ ہے

خلعتِ خانیِ قُطب آگہی ست
قطب معرفت کی سرداری کا خلعت ہے

تو اگر صد قفل بنہی بَر دَرے
تو اگر ایک دروازے پر سو تالے لگا دے

بر کند آں جملہ را خیرہ سَرے
کوئی سر پھرا ان سب کو توڑ دے گا

ایک مثال ہے کہ اگر انسان خود کسی سوتالے لگالے تو اس کو توڑ لیا جاتا ہے کیونکہ اگر مہم کی بھی مہر لگا دیتا ہے تو بڑے بہادر توڑنے کی ہمت نہیں کرتے۔

---

۱ آں زناں۔ عورتیں مجھ پر گرتی ہیں اور ان کے سرپرست میرے خون کے درپے ہوتے ہیں۔ نے زمرداں۔ میرے لئے مرد بھی مصیبت کا سبب ہیں اور عورتیں بھی۔ چوں کُنم۔ میں نہ مردوں میں ہوں نہ عورتوں میں' مرد مجھے عورت سمجھتے ہیں عورتیں مجھے مرد سمجھتی ہیں۔ بعدازاں۔ ان باتوں کے بعد اس مرد نے چکی داڑھی والے کو دیکھا اور بولا کہ یہ ان دو چار بالوں کی وجہ سے سب غموں سے بے نیاز ہے۔ فارغست۔ یہ اینٹوں سے بھی نیاز ہے اور اینٹوں کے جھگڑے سے بھی مجھے اینٹیں اٹھانی پڑیں اور پھر اینٹیں ہٹانے کے بارے میں تجھ سے جھگڑنا پڑا اور یہ تجھ جیسے ہٹے کٹے بدمعاش سے بھی بے نیاز ہے۔

۲ بر زنخ۔ مولانا فرماتے ہیں کہ دیکھو داڑھی کے دو چار بال تیس اینٹوں سے بہتر ثابت ہوئے۔ ذرہ۔ اسی طرح اللہ کے جذب کا ایک ذرہ' عبادت کی ہزار کوششوں سے بہتر ہے۔ زانکہ۔ شیطان عبادت کی اینٹیں اکھاڑے گا اور اپنا راستہ بنا لے گا۔ باعنایت۔ اگر جذب خداوندی ہے تو شیطان اس میں اپنا حصہ نہ بنا سکے گا۔

۳ خشت۔ عبادت کی اینٹیں تیری جمع کی ہوئی ہیں اور جذب' بالوں کی طرح عطیہ خداوندی ہے۔ در حقیقت۔ داڑھی کے ایک بال کو بھی حقیر نہ سمجھ وہ کوہ گراں ہے۔ کاں۔ داڑھی اللہ کی جانب سے امن نامہ ہے اور وہ خلعت ہے جو قطب معرفت کو دے جاتی ہے۔ تو اگر۔ عنایت اور مجاہدہ کے فرق کے لئے

شحنۂ از مُوم اگر مُہرے نہد
کوتوال اگر موم کی مہر لگا دیتا ہے

پہلواناں را ازاں دل بشکہد
اس سے پہلوانوں کا دل گھبراتا ہے

شحنہ گر مُہرے نہد از مُوم نرم
کوتوال اگر نرم موم کی مہر لگا دے

زاں بُود کوتاہ پنجہ شیرِ گرم
اس سے پچاس غصیلے شیر عاجز ہوتے ہیں

آں دوسہ تارِ عنایت ہمچو کوہ
وہ دو تین عنایت کے تار پہاڑ کی طرح

سَد شدُہ چوں فرِّ سیما دَر وجوہ
آڑ ہو گئے' جیسا کہ چہروں پر عظمت کا نشان

زِشت را مگذار اے نیکو سرشت
اے نیک طبیعت! اینٹ کو بھی نہ چھوڑ

لیک ہم ایمن مخسپ از دیو زشت
لیکن بدشیطان سے بے خوف نہ سو

رَو دوتا مُوزاں کرم بادَست آر
جا اس کرم کے دو عدد بال حاصل کر لے

وانگہاں ایمن بخُسپ و غم مدار
اور تب اطمینان سے سو اور فکر نہ کر

نومِ عالِم از عبادت بہ بُود
عالم کا سونا عبادت سے بہتر ہے

آنچناں عِلمے کہ مُستنبہ بُود
ایسا علم جو آگاہی دینے والا ہو

آں ۲ سکونِ سابح اندر آشنا
تیراکی میں تیراک کا سکون

بہ زجہدِ لنجمے بادَست وپا
اناڑی کی ہاتھ پاؤں کی کوشش سے بہتر ہے

دَست و پا ساکن بآب اندر سباح
ہاتھ اور پاؤں ٹھہرے ہوئے تیرنے میں

بہ رَود از لنجمے با انتطاح
وہ بہتر چلے گا اناڑی سے باوجود ٹکر مارنے کے

لنجمی زَد دَست وپا و غرق شُد
اناڑی نے ہاتھ پاؤں مارے اور ڈوب گیا

میرود سَبّاح ساکن چوں عمد ۳
تیراک' شہتیر کی طرح ساکن جا رہا ہے

عِلم دریائیست بیحد و کنار
علم ایک لامحدود بے ساحل کا دریا ہے

طالبِ عِلم ست غوّاصِ بحار
علم کا طالب' سمندروں کا غوطہ زن ہے

گر ہزاراں سال باشد عمرِ اُو
اگر اس کی عمر ہزاروں سال کی ہو

اُو نگردد سیر خود از جستجُو
وہ جستجو سے سیر نہ ہو گا

ناپیدا کنار دریا ہے اور طالب علم اس میں سے موتی نکالتا ہے۔ گر ہزاراں۔ علم کی وہ لذت ہے کہ طالب علم کی اس سے کبھی سیری نہیں ہوتی ہے۔

۱ آں دوسہ۔ دو دو تین بال شر سے حفاظت کے لئے پہاڑ کی طرح تھے اور وہ ایسی علامت تھی جیسی عبادت گزاروں کے چہروں پر سجدوں کے نشان کی علامت۔ زشت۔ یعنی شیطان سے بچاؤ کی تدبیر اور مجاہدہ کرتا رہ لیکن صرف اس پر بھروسہ نہ کر۔ رو۔ جذب الٰہی اور عنایت کے دو چار بال حاصل کر لے پھر قدرے مطمئن ہو جا۔ نوم عالم اب اللہ تعالیٰ کی عنایت کی مجاہدے پر ترجیح کے لئے ایک حدیث کا مضمون بیان فرمایا ہے' عالم کی نیند کو عبادت قرار دیا گیا اور ظاہر ہے کہ عارف و عالم کی عبادت' جاہل کی عبادت سے افضل ہے لہٰذا عالم کا سونا جاہل کی عبادت سے افضل ہوا۔ مستنبہ۔ وہ علم جو دنیا اور آخرت کے نقصانات سے تنبیہ کرنے والا ہو۔

۲ آں سکون۔ عالم ہونے میں ساکن پڑا ہے اور غیر عالم عبادت میں ہاتھ پاؤں ہلا رہا ہے بایں ہمہ اس کی یہ مثال سمجھو کہ ایک تیراک جو ماہر ہے وہ سکون سے پانی پر لیٹا ہوا تیر رہا ہے اور ایک اناڑی ہاتھ پاؤں مار کر تیر رہا ہے۔ سابح۔ تیراک۔ سباح۔ تیراکی انتطاح۔ ٹکر مارنا۔

۳ عمد۔ لکڑی کے شہتیر کی طرح پانی پر چلا جا رہا ہے' جس طرح اس تیراک کا سکون دوسرے کی حرکات سے افضل ہے اسی طرح عالم کی نیند کا سکون جاہل کی عبادت کی حرکت سے بہتر ہے اس کے سونے میں اتنا اخلاص اور صحیح نیت ہوگی کہ جاہل کی عبادت میں بھی نہ ہوگی اور فضیلت کا مدار نیت اور اخلاص پر ہے۔ علم۔ اب علم کی فضیلت بیان کر کے اس کی طالب کی طرف متوجہ فرمایا ہے علم

کاں ارسولِ حق بگفت اندر بیاں — ایں کہ منہوم مان ھما لا یشبعان
کیونکہ رسولِ حق نے بیان فرمایا — یہ کہ دو حریص سیر نہیں ہوتے ہیں

در تفسیرِ ایں خبر کہ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم فرمود منہومو مانِ
اس حدیث کی تفسیر جو مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی دو حریص ہیں جو
لا یشبعان طالبُ الدُّنیا و طالبُ العِلم کہ ایں علم
سیر نہیں ہوتے ہیں دنیا کا طلب گار اور علم کا طلب گار کہ یہ علم دنیا کے
غیرِ علمِ دنیا باشد تا دو قسم باشد لما علمِ دنیا ہم دنیا باشد
علم کے علاوہ ہو گا تاکہ دو قسمیں بن سکیں لیکن دنیا کا علم بھی دنیا ہے بغیر
بے آخرت و اگر ہمچنیں باشد کہ طالبُ لدُّنیا و
آخرت کے اور اگر ایسا ہو کہ دنیا کا طالب اور دنیا کا
طالبُ لدُّنیا تکرار رود نہ تقسیم مع تقریرہ
طالب ہے تو تکرار ہو جائے گا نہ کہ تقسیم مع اس کی پوری تقریر کے

طالبُ الدُّنیا و تو فیراتِہا — طالبُ العِلمِ و تدبیراتِہا
دنیا کا طالب اور اس کی ترقیوں کا — علم کا طالب اور اس کی تدبیروں کا
پس دریں قسمت چو بگماری نظر — غیرِ دنیا باشد ایں علم اے پدر
تو اس تقسیم میں جب نظر کو جمائے گا — اے باوا یہ علم دنیا کا غیر ہو گا
غیرِ دنیا پس چہ باشد آخرت — کت کند زینجا و باشد رہبرت
تو دنیا کا غیر کیا ہوتا ہے؟ آخرت — جو تجھے یہاں سے اکھاڑے اور تیرا رہنما ہو
غیرِ دنیا آخرت باشد یقیں — کاں برد زینجات آنجا اے امیں
دنیا کا غیر یقیناً آخرت ہے — اے امین! کہ وہ تجھے اس جگہ سے اس جگہ لے جائے

بحث کردنِ آں سہ شہزادہ در تدبیر ایں واقعہ
ان تین شہزادوں کا اس واقعہ کی کھود کرید کرنا

رُو ۳ بہم کردند ہر سہ مفتتن — ہر سہ را یک درد و یک رنج و حزن
تینوں فتنہ میں مبتلا آپس میں متوجہ ہوئے — تینوں کا ایک ہی درد اور ایک ہی رنج و غم تھا
ہر سہ در یک فکر و یک سودا ندیم — ہر سہ از یک رنج و یک علت سقیم
تینوں ایک ہی فکر اور ایک ہی خیال میں ساتھی تھے — تینوں ایک رنج اور ایک بیماری کے بیمار تھے

۱ کاں۔ آنحضورؐ نے اسی لئے فرمایا ہے کہ دو لالچی ایسے ہیں کہ کبھی ان کا پیٹ نہیں بھرتا ہے ایک علم کا طالب اور دوسرا دنیا کا طالب۔ در تفسیر۔ مولانا نے فرمایا کہ یہاں علم سے مراد دین اور آخرت کا علم ہے اگر دنیوی علوم مراد لئے جائیں گے تو پھر تقسیم درست نہ ہے گی اس لئے کہ طالب دنیا اور طالب علم دنیا ایک چیز ہے۔

۲ طالبُ لدُّنیا۔ ایک سیر نہ ہونے والا دنیا اور اس کی ترقیوں کا طالب ہے دوسرا سیر نہ ہونے والا علم اور اس کی تدبیروں کا طالب ہے۔ قسمت۔ یعنی ایک دوسرے کا قسیم اور بالمقابل ہے تو علم سے مراد علم آخرت ہوگا۔ کت۔ وہ علم دنیا میں مرصوف نہ ہونے دے گا اور آخرت کا رہبر ہوگا۔ غیر دنیا۔ دنیا سے آخرت ہی میں جانا ہے تو دنیا کے سوا وہی جگہ ہے۔

۳ رو بہم۔ تینوں شہزادے ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوئے۔ مفتتن۔ فتنہ میں پڑا ہوا۔ یک فکر۔ تینوں کی ایک ہی فکر تھی ایک ہی قسم کا رنج اور ایک ہی قسم کی بیماری تھی یعنی تینوں شاہ کی حسین لڑکی کے فراق میں مبتلا تھے۔

در[1] خموشی ہر سہ را خطرت یکے
خموشی میں تینوں کا ایک ہی خیال تھا

در سخن ہم ہر سہ را نجت یکے
گفتگو میں، تینوں کی ایک ہی دلیل تھی

یک زمانے اشک ریزاں ہر سہ مثال
کسی وقت تینوں آنسو بہانے والے ہوتے

برسرِ خوانِ مصیبت خون فشاں
مصیبت کے خوان پر خون بھرنے والے

یک زماں از آتشِ دل ہر سہ کس
کسی وقت تینوں دل کی آگ کی وجہ سے

برزدہ با سوز چوں مجمر نفس
انگیٹھی کی طرح سوزش کے ساتھ سانس لیتے

مقالتِ برادرِ بزرگ ترین
سب سے بڑے بھائی کی گفتگو

آں بزرگیں[2] گفت کاے اخوانِ خیر
اس بڑے نے کہا اے بھلے بھائیو!

مانہ نر بودیم اندر نصحِ غیر
کیا ہم دوسرے کو نصیحت کرنے میں مرد نہ تھے؟

از حشم ہر کہ بما کردے گلہ
متعلقین میں سے جو ہم سے شکوہ کرتا

از بلاؤ خوف و فقر و زلزلہ
بلا اور خوف اور فقر اور زلزلہ کا

ماہمی گفتیم کم نال از حرج
ہم کہا کرتے تھے کہ تنگی سے نالاں نہ ہو

صبر کن کالصبرُ مفتاحُ الفرج[3]
صبر کر کیونکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے

ایں[3] کلید صبر ما اکنوں چہ شد
ہمارے صبر کی یہ کنجی اب کہاں گئی

اے عجب منسوخ شد قانوں چہ شد
ہائے تعجب، قانون منسوخ ہو گیا، کیا ہو گیا؟

مانمی گفتیم کاندر کشمکش
کیا ہم نہیں کہا کرتے تھے کہ کشمکش میں

اندر آتش ہمچو زر خندید خوش
آگ کے اندر سونے کی طرح خوب ہنسو؟

ہر سپہ را وقتِ تنگا تنگِ جنگ
جنگ کی تنگی ترشی میں ہر سپاہی کو

گفتہ ما کہ ہیں مگردانید رنگ
ہم نے کہا خبردار! رنگ متغیر نہ کر

آں زماں کہ بود اسپاں را طا
جس وقت گھوڑوں کی روند ہوتی

جملۂ سرہا بریدہ زیرِ پا
تمام کٹے ہوئے سرپاؤں کے نیچے ہوتے

ما سپاہِ خویش را ہے ہے کناں
ہم اپنے لشکر کو ہائیں ہائیں کرتے

کہ بہ پیش آئید قاہر چوں سناں
کہ غلبہ کے ساتھ بھالے کی طرح آگے بڑھو

جملہ عالم را نشاں دادہ بصبر
ہم نے تمام دنیا کو صبر کا پتہ بتلایا

زانکہ صبر آمد چراغ و نورِ صدر
کیونکہ صبر، سینہ کا چراغ اور نور ہے

[1] در خموشی۔ جب رہیں تو سب کا ایک ہی خیال یعنی شہزادی کا تصور تھا۔ در سخن۔ بات کریں تو ایک ہی بات یعنی شہزادی کا ذکر تھا۔ یک زماں۔ کبھی تینوں مل کر رونے لگے۔ کبھی تینوں گرم آہیں بھرنے لگتے۔ مجمر۔ انگیٹھی۔ نفس۔ سانس۔

[2] بزرگیں۔ یعنی تینوں میں سے بڑا۔ اخوان۔ بھائی۔ نر۔ یعنی بہادر۔ از چشم۔ جب کبھی متعلقین میں سے کوئی مصیبت کو شکوہ کرتا تو ہم اس کو صبر کی تلقین کیا کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی صبر سے کام لینا چاہیے اس سے مقصد پورا ہوگا۔

[3] ایں کلید۔ ہم دوسروں کو صبر دلاتے تھے اب صبر کی وہ کنجی جس سے کشادگی آتی ہے ہمارے ہاتھ سے کہاں چلی گئی۔ ماہمی گفتیم۔ ہم دوسروں کو کہتے تھے کہ مصیبت کا وقت خندہ پیشانی سے گذرنا چاہیے۔ رنگ۔ یعنی ڈر سے انسان نہ بن۔ وطا۔ پامالی۔ ماسپاہ۔ ہم اپنے لشکر سے کہتے تھے بولے اور تیر کی نوک کی طرح آگے گھس جاؤ۔ جملہ عالم ہم سب کو صبر کی تلقین کرتے تھے کہ صبر سے دل روشن ہوتا ہے۔

نوبتِ [۱] ما شد چہ خیرہ سر شدیم
جب ہماری باری آئی ہم کیسے حیران ہو گئے

چوں زنانِ زشت در چادر شدیم
بدصورت عورتوں کی طرح ہم چادر میں ہو گئے

اے دلے کہ جملہ را کردی تو گرم
اے دل! کہ تو نے سب کو مستعد کیا

گرم کن خود را و از خود آر شرم
اپنے آپ کو مستعد کر اور اپنے سے شرم کر

اے زباں کہ جملہ را ناصح بدی
اے وہ زبان! جو سب کو نصیحت کرنے والی تھی

نوبتِ تو گشت از چہ تن زدی
تیری باری آئی تو تو خاموش کیوں ہو گئی؟

اے خرد کو پندِ شکّر خائی تو
اے عقل! تیری میٹھی نصیحت کہاں گئی؟

دورِ تست ایندم چہ شد ہیہائی تو
اب تیری باری ہے' تیری ہائے ہو کہاں گئی؟

اے زدلہا بردہ صد تشویش را
اے عقل تو دلوں سے سیکڑوں پریشانیوں کو دور کیا کرتی ہے

نوبتِ تو شد بجنباں ریش را
تیری باری آ گئی داڑھی ہلا دے

از غری ریش ارکنوں در دیدۂ
اگر اب بدولی کی وجہ سے تو نے داڑھی کو چھپا لیا ہے

پیش ازیں بر ریش خود خندیدۂ
اس سے پہلے تو اپنی داڑھی پر ہنستی تھی

وقت [۲] پند دیگرانے ہائے ہائے
دوسروں کو نصیحت کے وقت ' ہائے ہائے

در غم خود چوں زنانے وائے وائے
اپنے غم میں عورتوں کی طرح ' وائے وائے

چوں بدردِ دیگراں در ماں بدی
جب تو دوسروں کے درد میں علاج تھی

درد مہمانِ تو آمد تن زدی
درد تیرا مہمان بن کر آیا' تو خاموش ہو گئی

بانگ بر لشکر زدن بد سازِ تو
لشکر کو للکارنا تیرا طریقہ تھا

بانگ برزن چہ گرفت آوازِ تو
اب للکار' تیری آواز کو کس نے پکڑ لیا؟

آنچہ پنجہ سال بافیدی بہوش
جو تو نے پچاس سال ہوشیاری سے بنا

زاں نسیجِ خود بغلطاقے بپوش
اس بنے ہوئے سے ایک بغلطاق پہن لے

از [۳] نوایت گوشِ یاراں بود خوش
تیری آواز سے دوستوں کے کان خوش تھے

دست بیروں آں رو گوشِ خود بکش
ہاتھ باہر نکالا اور اپنا کان کھینچ

سر بدی پیوستہ خود را دُم مکن
تو ہمیشہ سر تھی اپنے آپ کو دم نہ بنا

پاؤم دست و ریش و سبلت گم مکن
پاؤں اور ہاتھ اور داڑھی اور مونچھ گم نہ کر

بازی آنِ تست بر رُوئے بساط
بساط پر بازی تیری ملکیت ہے

خویش را در طبع آر و در نشاط
اپنے آپ کو خوش طبعی اور نشاط میں لا

[۱] نوبت۔ جب ہماری باری آئی تو ہم عورتوں کی طرح ٹسوے بہانے بیٹھ گئے۔ اے دل۔ پھر اپنے دل کو دلاسا دیتا۔ اے زباں۔ اس شہزادے نے اپنی زبان کو نصیحت کی کہ تو دوسروں کو نصیحت کرتی تھی اب کیوں خاموش ہے۔ اے خرد۔ اپنی عقل کو کہا تو بڑی نصیحتیں کرتی تھی اب کیوں چپ ہے۔ بجنباں ریش را۔ پہلے قصہ گذرا ہے کہ سلطان محمود نے کہا تھا میں داڑھی ہلا دیتا ہوں تو لوگوں کی مصیبت ٹل جاتی ہے۔ غری۔ بدولی۔ بر ریش خود۔ پہلے تو دوسروں کی داڑھی پر ہنسا کرتی تھی اب معلوم ہوا کہ وہ ہنسی تیری خود اپنی داڑھی پر تھی۔

[۲] وقت۔ دوسروں کو نصیحت کرتے وقت تو ان کو تنبیہ کرتی تھی اب عورتوں کی طرح وائے وائے کر رہی ہے۔ دیدہاں۔ تو دوسروں کے مرض کا علاج تھی اب اپنے مرض کے وقت کیوں چپ ہے۔ بانگ۔ لشکر پر چیختی تھی اب تیری آواز کیوں بیٹھ گئی۔ نسیج۔ بنا ہوا کپڑا۔ بغلطاق۔ قباء بڑی نوپی۔

[۳] از نوایت۔ تیری آواز سے دوست خوش تھے اب اپنے ہاتھ سے اپنی گوشمالی کر۔ سر بدی۔ تو سر تھی اب اپنے آپ کو دم نہ بنا اور ذلیل نہ کر اور اپنی قوت و ہمت پر عمل کر۔ بازی۔ رچیدہ نہ ہو اور طبیعت میں نشاط پیدا کر کے بازی جیت لے۔ بساط۔ شطرنج کا فرش۔

ایں[1] حکایت گوش کُن اے باخرد تابدانی اندریں معنیٰ سَند

اے عقلمند! یہ حکایت سن لے تاکہ اس سلسلہ میں ایک سند کو جان جائے

ذکر آنکہ پادشاہے دانشمندے رابا کراہ در مجلس در آورد

اس کا ذکر کر ایک بادشاہ ایک فقیہ کو جبراً مجلس میں پکڑ لایا

و بنشاندو ساقی شراب براں دانشمند عرضہ کرد رُوی

اور بٹھا دیا اور ساقی نے اس فقیہ کے سامنے شراب پیش کی اس

از ساغر بگردانید و تُرشی و تُندی آغاز کرد، شاہ ساقی را

نے جام سے منہ پھیر لیا اور ناگواری اور بد مزاجی شروع کر دی بادشاہ

گفت ہیں دَر طبعش آر ساقی مُشت چند برسَرش کوفت

نے ساقی سے کہا، ہاں اس کا مزاج ٹھکانے کر دے ساقی نے چند گھونسے اس کے

شراب بخوردش داد

سر پر مارے اور اس کو شراب پینے کے لئے دیدی

پادشاہے مَست اندر بزمِ خُوش می گذشت آں یک فقیہے بردَرش

ایک بادشاہ خوشی کی محفل میں مست تھا اس نے دروازے پر ایک فقیہ گزر رہا تھا

کرد اشارت کش دریں مجلس کشید ویں شرابِ لعل در خوردش دہید

اس نے اشارہ کر دیا اس کو اس مجلس میں کھینچ لاؤ اور یہ سرخ شراب اس کو پینے کے لئے دیدو

پس کشیدندش بشہ بے اختیار شست در مجلس تُرش چوں زہر مار

وہ اس کو جبراً بادشاہ کے پاس کھینچ لائے وہ زہر مار کی طرح مجلس میں منہ بنا کر بیٹھ گیا

عرضہ[2] کردش مے نہ پذرفت اُو بخشم از شہ و ساقی بگردانید چشم

اس نے اس کے سامنے شراب پیش کی اس نے غصہ سے قبول نہ کی بادشاہ اور ساقی سے نگاہ پھیر لی

کہ بعُمرِ خود نخورد ستم شراب خوشتر آید از شرابم زہرناب

کہ میں نے زندگی بھر شراب نہیں پی ہے مجھے خالص زہر، شراب سے اچھا لگتا ہے

ہیں[3] بجائے مے از ہرے دہید تامَن از خویش وشما ازمَن رہید

ہاں! مجھے شراب کی بجائے زہر دے دو تاکہ میں اپنے سے اور تم مجھ سے چھوٹ جاؤ

مے نخوردہ عُربدہ آغاز کرد گشتہ در مجلس گراں چوں مَرگ ودرد

بغیر شراب پیئے، لڑائی دنگا شروع کر دیا وہ موت اور درد کی طرح مجلس میں گراں بن گیا

[1] ایں حکایت۔ اس حکایت میں بھی طبیعت کو نشاط میں لانے کا ذکر ہے۔ بادشاہ۔ ایک بادشاہ محفل نشاط میں شراب نوشی کر رہا تھا دروازے کے سامنے سے ایک فقیہ طالب علم گذرا۔ کرد۔ بادشاہ نے مصاحبوں کو اشارہ کیا کہ اس کو پکڑ لائیں اور شراب پلائیں۔

[2] عرضہ کردش۔ ساقی نے اس کو شراب دی اس نے بادشاہ اور ساقی سے منہ پھیر لیا۔ کہ بعمر۔ میں نے تمام عمر شراب نہیں پی مجھے زہر دیدو وہ اس شراب سے اچھا ہے۔ زہرناب۔ خالص زہر۔

[3] ہیں۔ وہ فقیہ بولا بہتر یہ ہے کہ مجھے شراب کی بجائے زہر دیدو تاکہ میں نجات پاجاؤں۔ عربدہ۔ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے وہ سب کے لئے مصیبت بن گیا۔

ہمچو اہلِ نفس و اہلِ آب و گل
جس طرح اہل نفس اور اہل جسم

در جہاں بنشست با اصحابِ دل
اصحاب دل کے ساتھ دنیا میں بیٹھے ہوئے ہیں

حق ندارد خاصگاں را در کموں
اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کو پوشیدگی میں نہیں رکھتا

از مے ابرار مُجو در یَشْرَبُوْن
نیکوں کی شراب سے سوائے اس کے کہ وہ پینے والوں میں ہیں

عرضہ میدارند بر محجوب جام
وہ محجوب پر جام پیش کرتے ہیں

حِسّ نمی یا بد ازاں غیرِ کلام
حس اس سے بجز کلام کے کچھ حاصل نہیں کرتا

رُو ہمی گرداند از ارشادِ شاں
وہ ان کے ارشاد سے روگردانی کرتا ہے

کہ نمی بیند بدیدہ دادِ شاں
کیونکہ وہ آنکھ سے ان کی عطا کو نہیں دیکھتا

گرز گوشش تا بحلقش رہ بُدے
اگر اس کے کان سے اس کے حلق تک راستہ ہوتا

سِرِّ نصح اندر درونش در شدے
تو نصیحت کا راز اس کے اندر پہنچتا

چوں[2] ہمہ نارست جانش رفت
کیونکہ اس کی جان بالکل آگ ہے' نور نہیں ہے

کہ افگند در نار سوزاں جُز قشور
چھلکوں کے سوا جلتی آگ میں کون ڈالتا ہے

مغز بیروں ماند و قشر گفت نیست رفت
مغز باہر دیا اور گفتگو کا چھلکا اندر گیا

کے شود از قشرِ معدہ گرم وزفت
چھلکے سے معدہ گرم اور موٹا کب ہوتا ہے؟

نارِ دوزخ جُز کہ قشرِ افشارِ نیست
دوزخ کی آگ پوست گیر کے سوا کچھ نہیں

نار را با ہیچ مَغزے کار نیست
آگ کو کسی مغز سے سروکار نہیں ہے

وَر بُوَد بر مَغز نارے شعلہ زن
اور اگر مغز پر کوئی آگ شعلہ زن ہو

بہرِ پختن داں نہ بہرِ سوختن
پکانے کے لئے جان' نہ کہ جلانے کے لئے

تا کہ باشد حق حکیم' ایں قاعدہ
جب تک اللہ تعالیٰ حکیم ہے یہ قاعدہ

مستمر داں تا بری زاں فائدہ
جاری سمجھ' تاکہ تو اس سے فائدہ اٹھالے

مَغز نُغز و قشرہا مغفور ازُو
مغز عمدہ ہے اور اس کی وجہ سے چھلکے بخشے ہوئے ہیں

مَغز را پس چوں بسوزد دُور ازُو
تو وہ مغز کو کیسے جلا دے گا؟ اس سے بعید ہے

از عنایت گر بکو بد بَر سرش
عنایت سے اگر اللہ تعالیٰ اس کا سر کوٹ دیں

اشتہار آرد شرابِ احمرش
وہ اس کو سرخ شراب کی خواہش پیدا کر دیتا ہے

۱ ہم چو۔ پہلے ظاہری شراب نہ پینے والے کا شرابیوں سے اعراض اور انقباض کا ذکر تھا اب مولانا نے معنوی شراب نہ پینے والوں کا شراب معرفت پینے والوں سے انقباض کا ذکر کیا ہے۔ اہل دل۔ یعنی وہ لوگ جن کو شراب معرفت حاصل نہیں ہے۔ اصحاب دل۔ اہل دل اصحاب معرفت۔ حق ندارد۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بروقت شراب معرفت پلاتا رہتا ہے۔ عرضہ۔ یہ لوگ دنیا داروں پر وہ شراب پیش کرتے ہیں لیکن وہ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتے ہیں۔ کہ۔ کیونکہ ان کی نظر اس کی حقیقت تک نہیں پہنچتی ہے۔ گزر گوشش۔ اگر ان کے کان سے حلق تک راہ ہوتی تو اس کلام کی حقیقت ان کے دل پر اثر کرتی۔

۲ چوں ہمہ۔ ان کے دل پر شہوت کی آگ ہے اور آگ تک چھلکے ہی پہنچتے ہیں۔ مغز۔ کلام کا مغز تو باہر رہ گیا معدے میں صرف چھلکے پہنچے ان سے کوئی قوت حاصل نہیں ہو سکتی۔ نار دوزخ۔ آگ میں صرف چھلکے جھونکے جاتے ہیں اسی لئے جہنم میں وہ لوگ جائیں گے جو مغز حقیقت سے خالی ہوں گے۔ ور بود۔ اگر مومنین جہنم میں جائیں گے تو وہ پختہ کرنے کے لئے بھیجے جائیں گے اور اور اس سے ان کی مصیبتوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

۳ تاکہ۔ جب تک اللہ تعالیٰ حکمت والا ہے اور وہ ہمیشہ کیلئے حکمت والا ہے یہ قاعدہ جاری رہے گا کہ وہ مغز کو جہنم میں نہ جلائے گا۔ مغز والے تو اس قدر بہتر ہوں گے کہ ان کی شفاعت سے چھلکوں والے بھی بخشے جائیں گے۔ از عنایت۔ اگر عنایت خداوندی اور جذب الٰہی اعراض کرنے والے کی سرکوبی کر دے تو اس کو شراب کی خواہش پیدا ہو جائے گی جس طرح اس فقیہ میں پیدا ہو گئی تھی۔

ورنہ[1] کو بد ماند او بستہ دہاں
اور اگر نہ کوئیں وہ بستہ رہن رہ جائے

چوں فقیہ از شرب و بزم ایں شہاں
شاہوں کی محفل اور شراب سے فقیہ کی طرح

گفت شہ با ساقیش اے نیک پے
شاہ نے اپنے ساقی سے کہا اے نیک قدم!

چہ خموشی دو بطبعش آر رہے
تو کیوں چپ ہے دے ہاں اس کا مزاج ٹھیک کر دے!

ہست پنہاں حاکمے بر ہر خرد
ہر عقل پر ایک مخفی حاکم ہے

ہر کرا خواہد بفن از خود برد
جس کو چاہے تدبیر سے خودی سے نکال دے

آفتاب[2] و مشرق و تنویر او
سورج اور مشرق اور اس کی روشنی

چوں اسیراں بستہ در زنجیر او
قیدیوں کی طرح اس کی زنجیر میں بندھے ہوئے ہیں

چرخ را چرخ اندر آرد در زمن
آسمان کو فوراً چکر میں لے آئے

چوں بخواند در دماغش نیم فن
جب اس کے دماغ میں تھوڑا سا فن پڑھ دے

عقل کو عقل دگر را کہ و کرد
جس عقل نے دوسری عقل کو مغلوب کر دیا ہو

مہرہ زود ارد ویست استاد فرد
وہ مہرہ اس سے رکھتی ہے نرد کا استاد وہی ہے

چند سیلی بر سرش زد گفت گیر
چند چپت اس کے سر پر لگائے کہا لے

در کشید از بیم سیلی آں زحیر
وہ مصیبت زدہ چپت کے ڈر سے چڑھ گیا

مست گشت و شاد و خنداں شد چو باغ
مست اور خوش ہو گیا اور باغ کی طرح کھل گیا

در ندیمی و مضاحک رفت و لاغ
مصاحبت اور خوش مذاقی اور تمسخر میں لگ گیا

شیر[3] گیر و خوش شد انگشتک بزد
نیم مست اور خوش ہوا چٹکیاں بجانے لگا

سوی مبرز رفت تا میزک کند
بیت الخلاء کی جانب گیا تاکہ پیشاب کر لے

یک کنیزک بود در مبر زچو ماہ
بیت الخلاء میں چاند جیسی ایک لونڈی تھی

سخت زیبا روز قرناقانِ شاہ
شاہ کے خادموں میں سے بہت خوبصورت

چوں بدید اورا دہانش باز ماند
جب اس نے اسے دیکھا اس کا منہ کھلا رہ گیا

عقل رفت و تن ستم پرداز ماند
عقل چلی گئی مظلوم جسم رہ گیا

عمر ہا بودہ عزب مشتاق و مست
عمر بھر کنوارا مشتاق اور مست رہا تھا

بر کنیزک در زمان در زود دست
فوراً لونڈی پر دونوں ہاتھ رکھ دیئے

پس طپید آں دختر و نعرہ فراشت
وہ لڑکی مچلی اور شور کیا

بر نیامد ہاوے و سودے نداشت
اس سے کچھ بن نہ پڑا اور کوئی فائدہ نہ ہوا

[1] ورنہ کو بد۔ اور اگر عنایت خداوندی سر کوبی نہ کرے تو اس فقیہ کی طرح ان بادشاہوں کی شراب سے محروم رہے گا جو سر کوبی سے پہلے محروم تھا۔ گفت شہ۔ شاہ نے ساقی سے کہا کہ اس فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دے۔ دہ۔ یعنی اس کو شراب دے۔ ہست۔ جس طرح ساقی نے فقیہ کے مزاج ٹھکانے لگا دیئے اسی طرح ہر عقل پر ایک پوشیدہ ذات حاکم ہے جو عقل کو خودی سے بے خود کر دیتی ہے۔

[2] آفتاب۔ اس ذات کے قبضہ میں پوری کائنات ہے۔ چرخ۔ آسمان اس کے معمولی حکم کا پابند ہے۔ عقل۔ اگر کسی کی عقل میں تابع کر لینے کی قوت ہے تو وہ اسی کی عطا کردہ ہے۔ چند سیلی۔ ساقی نے اس فقیہ کے چند چپت لگائے تو اس کی عقل ٹھکانے آ گئی۔ زحیر۔ یعنی پیچ و تاب میں پڑا ہوا۔ ندیمی مصاحبت و مضاحک۔ ہنسی کی باتیں۔ لاغ۔ مذاق۔

[3] شیر گیر۔ نشہ کا ایک درجہ ہے۔ مبرز۔ بیت الخلاء۔ میزک۔ پیشاب۔ قرناقاں۔ قرناق کی جمع ہے خدمت گار۔ کنیزک۔ عرب غیر شادی شدہ مرد۔ کنوارا۔ در زود۔ یعنی دونوں ہاتھوں سے اس کو گرفت میں لے لیا۔ پس طپید۔ اس لڑکی نے گرفت سے چھوٹنے کی بہت کوشش کی۔ برنیامد۔ کچھ بن نہ پڑا۔

زَن بدستِ مرد در وقتِ لقا
ملاقات کے وقت عورت مرد کے ہاتھ میں

چوں خمیر آمد بدستِ نانبا
نانبائی کے ہاتھ میں خمیر کی طرح ہوتی ہے

بسرَ شد گاہیش نرم و گہ درشت
وہ اس کو کبھی نرم گوندھتا ہے اور کبھی سخت

زُوبر آرد چاق چاقے زیرِ مُشت
مٹھی کے نیچے اس کی آواز کبھی کبھی نکلتی ہے

گاہ پہنش واکشد بر تختہ
کبھی اس کو تختے پر پھیر دیتا ہے

در ہمش آرد گہے یک لختہ
کبھی اس کو ایک دم سے سمیٹ لیتا ہے

گاہ دروے ریزد آب و گہ نمک
کبھی اس میں پانی ڈالتا ہے اور کبھی نمک

از تنور و آتشش سازد محک
تنور اور آگ سے اس کا امتحان کرتا ہے

آنچنیں ۲ پیچند مطلوب و طلوب
اسی طرح عاشق اور معشوق لپٹ جاتے ہیں

اندریں لَعب اند مَغلوب و غَلوب
اس کھیل میں غالب اور مغلوب ہوتے ہیں

ایں لَعب تنہا نہ شُورا بازن ست
یہ کھیل نہ صرف شوہر کا بیوی سے ہے

ہر عشیق و عاشقے را ایں فن ست
ہر عاشق و معشوق کا یہی طریقہ ہے

از قدیم و حادث و عین و عَرض
قدیم اور حادث اور جوہر اور عرض کا

پیچشے چوں ویس و رامیں مفترض
ویس اور رامین کی طرح گتھنا ضروری ہے

لیک لَعبِ ہر یکے رنگے دگر
لیکن ہر ایک کا کھیل دوسرے رنگ کا ہے

پیچش ہر یک ز فرہنگے دگر
ہر ایک کا گتھنا دوسرے طریقہ کا ہے

شُوی وزن را گفتہ شد بہر مثیل
شوہر اور بیوی مثال کے لئے کہہ دیئے گئے ہیں

کہ ۳ مکن اے شوی زن را بد گسیل
کہ اے شوہر بیوی کو بری طرح رخصت نہ کر

آں شب گردک نہ ینگا دست اُو
کیا نہیں ہے کہ چھپر کھٹ کی رات شاد نے اس کا ہاتھ

خوش لمانت داد اندر دستِ شُو
شوہر کے ہاتھ میں بہتر امانت کے طور پر دیا

کانچہ با اُو تو کُنی اے مُعتمد
کہ اے معتمد! جو تو اس کے ساتھ کرے

از بَدو نیکی ' خدا باتو کُند
بھلی بری ' خدا تیرے ساتھ کرے گا

ایں زنِ دنیا کہ ہست اُو مستِ تُو
یہ دنیا عورت ' جو تجھ پر فریفتہ ہے

حق لمانت دادش اندر دستِ تُو
اللہ نے تیرے ہاتھ میں اس کو امانت دیا ہے

۱ زن۔ ایسے وقت میں عورت مرد کے ہاتھ میں اس طرح ہوتی ہے جس طرح خمیر نانبائی کے ہاتھ میں۔ بسر شد۔ باز آمدہ ہے سرشدن سرشتن یعنی گوندھا کا فعل مضارع ہے۔ گاہ۔ نانبائی خمیر کو کبھی پھیلاتا ہے کبھی سمیٹتا ہے یہی حال مرد عورت کا کرتا ہے۔ گاہ دروے۔ غرضیکہ جس طرح نانبائی خمیر میں تصرفات کرتا ہے اسی طرح مرد عورت کے ساتھ کرتا ہے۔

۲ آنچنیں۔ طلوب اور غلوب یعنی شوہر مطلوب اور مغلوب یعنی عورت سے لپٹتا ہے۔ ہر عشیق۔ یعنی کائنات میں سے ہر عاشق کا اپنے معشوق کے ساتھ یہی طریقہ ہے عالم کی اشیا میں باہمی تجاذب ہے اور ایک دوسرے پر عاشق ہے۔ جس کو مولانا متعدد مقامات پر بیان کر چکے ہیں۔ ویس۔ مشہور معشوقہ ہے۔ رامیں۔ مشہور عاشق ہے۔ لیک۔ مرد اور عورت کی ملاعبت اور طرح کی ہے اور کائنات کی دوسری چیزوں کی ملاعبت اور چمٹاؤ دوسری طرح کی ہے۔ شوی۔ قرآن پاک میں مرد اور عورت کے حقوق کا تذکرہ بطور مثال کیا گیا ہے ورنہ یہ جو صرف مرد و عورت ہی کا نہیں ہے۔

۳ کہ مکن۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے کہ شوہر اگر عورت کو طلاق دے اور جدا بھی کرے تو بری طرح نہ کرے فرمایا گیا او تسریح باحسان۔ یا اس کو خوبی کے ساتھ جدا کرنا ہے؟ گردک۔ دلہن کا چھپر کھٹ۔ تینگا۔ یا نون سے پہلے ہے بھاوج چھپکی۔ مشلط۔ ایں زن۔ جس طرح مرد عورت کے حقوق ہیں اسی طرح انسان پر زن دنیا کے بھی حقوق ہیں یہ بھی اللہ نے بطور امانت انسان کے ہاتھ میں دی ہے۔

حاصل[1] اینجا آں فقیہ از بیخودی — نے عفیفی ماندش و نے زاہدی
خلاصہ یہ ہے کہ اس جگہ بےخودی کی وجہ سے اس فقیہ میں — نہ پاکدامنی رہی اور نہ پرہیزگاری

آں فقیہ اُفتاد بر آں حور زاد — آتشِ اُو اندراں پنبہ فتاد
وہ فقیہ اس حور کے بچہ پر پڑ گیا — اس کی آگ اس روئی میں لگ گئی

جاں بجاں پیوست و قالبہا بخید — زن چو مُرغِ سر بُریدہ می طپید
جان جان سے پیوستہ ہو گئی اور جسم سکڑ گئے — لڑکی سر کٹے مرغ کی طرح تڑپ رہی تھی

چہ سَقایا چہ مَلکِ چہ اَرسلاں — چہ حیا، چہ دین و زُہد و خوفِ جاں
کیسا جام، کیسا بادشاہ، کیسا ارسلان؟ — کیسی حیا، کیسا دین اور زہد اور جان کا ڈر

چشمِ شاں اُفتادہ اندر عین[2] و غین — نے حسن پیدا ست انجا نے حسین
ان کی آنکھیں عین اور غین میں پڑ گئی تھیں — وہاں نہ حسن ظاہر تھا نہ حسین

یافت ہر یک شاں ازاں دیگر مُراد — طبع ہر یک خُرم و دل گشت شاد
ہر ایک نے دوسرے سے مقصود پا لیا — ہر ایک کی طبیعت خوش اور دل شاد ہو گیا

شُد دراز و کُو طریقِ باز گشت — اِنتظارِ شاہ ہم از حد گذشت
ڈیر ہو گئی اور واپسی کا راستہ کہاں؟ — بادشاہ کا انتظار بھی حد سے گزر گیا

شاہ آمد تا بہ بیند واقعہ — دید آنجا زلزلہ وَالْقَارِعَہ
بادشاہ آ گیا، تاکہ واقعہ دیکھے — وہاں اس نے زلزلہ اور قارعہ دیکھا

آں فقیہ از بیم برجَست و بَرفت — سُوئے مجلس، جام رابَر بود تفت
وہ فقیہ ڈر سے کھڑا ہو گیا اور چل دیا — مجلس کی جانب اور فوراً جام اچک لیا

شہ[3] چو دوزخ پُر شرار و پُر نکال — تشنۂ خونِ دو جُفتِ بَد فعال
بادشاہ دوزخ کی طرح چنگاریوں اور عذاب سے پر — بدکار جوڑے کے خون کا پیاسا

چوں فقیہش دید رُخ پُر خشم قہر — تلخ و خونیں گشتہ ہمچوں جام زہر
فقیہ نے جب اس کا چہرہ غصہ اور غضب سے بھرا ہوا دیکھا — کہ زہر کے پیالہ کی طرح کڑوا اور خونی ہو گیا ہے

بانگ زد بر ساقیش کاے گرم دار — چہ نشستی خیرہ دہ در طبعش آر
اس نے ساقی کو آواز دی کہ اے مجلس کو گرم رکھنے والے — ست کیوں بیٹھا ہے، دے، اس کو مزاج پر لا

خندہ آمد شاہ را گفت اے کیا — آمدم باطبع آں دُختر تُرا
بادشاہ کو ہنسی آ گئی، بولا اے پاکیزہ! — میں مزاج پر آ گیا وہ لڑکی تیرے لئے ہے

[1] حاصل۔ مولانا نے پھر اس فقیہ کا ذکر شروع کیا ہے کہ اس لونڈی کے ساتھ وہ ایسا بےخود ہوا کہ اس سے پاکدامنی اور زہد و تقویٰ رخصت ہو گیا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ اس لونڈی کو چپٹ گیا اور اس کی آتش شہوت لونڈی کی روئی میں لگ گئی۔ بپنبہ۔ تجنید ان جماع کے وقت اپنے آپ کو سمیٹنا۔ سقایا۔ یعنی جام شراب۔ ارسلاں۔ شیر یعنی بادشاہ۔

[2] عین و غین۔ دونوں ابر کے معنی میں ہیں مراد اندھیرا ہے۔ حسن و حسین۔ یعنی بڑا چھوٹا۔ یافت۔ دونوں نے اپنی مراد حاصل کر لی اور ہر کا دل خوش ہو گیا۔ دراز۔ یعنی واپسی کا وقت۔ زلزلہ۔ یعنی عورت کا کانپنا۔ القارعہ۔ یعنی مرد کا عورت کو کھٹکھٹانا۔ آں فقیہ۔ وہ فقیہ لونڈی کے پاس سے فوراً مجلس میں پہنچ گیا اور جام ہاتھ میں تھام لیا۔

[3] شہ۔ بادشاہ دوزخ کی طرح بھڑک رہا تھا اور دونوں بدکاروں کے خون کا پیاسا ہو رہا تھا۔ چوں۔ جب فقیہ نے بادشاہ کے غصہ کی یہ حالت دیکھی۔ بانگ۔ فوراً زور سے ساقی کو کہا کہ ست کیوں بیٹھا ہے بادشاہ کو جام دے اور اس کو نشاط پر لا۔ یہ وہی جملہ ہے جو بادشاہ نے فقیہ کی ناگواری کے وقت کہا تھا۔ گرم دار۔ یعنی محل کو گرمانے والا۔ نشستی۔ بیٹھا۔ کیا۔ پاکیزہ پہلوان آقا۔ آں دختر۔ میں نے یہ لونڈی تجھے بخشی۔

پادشاہم ۱ کارِ من عدلست و داد
میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف اور عطا ہے

زاں خورم کہ یاررا جُودم بداد
میں وہی کھاتا ہوں جو میرے دوست کو میری منہ سے دیا ہو

آنچہ آں را مَن نہ نوشم ہمچو نوش
میں جس چیز کو شہد کی طرح نہ پیوں

کے دہم در خورد یارِ خویش و توش
میں اپنے دوست کی خوراک اور توشہ میں کب دوں گا

آنچہ آں رامی خورم از نوش و خوش
جو تلخی اور اچھی چیز میں کھاتا ہوں

مید ہم در خورد یار از پنج و شش
ہر چیز میں سے دوست کے لائق دیتا ہوں

زاں خورانم مَن غلاماں را کہ مَن
میں غلاموں کو اسی میں سے کھلاتا ہوں

می خورم بر خوانِ خاصِ خویشتن
جو میں اپنے مخصوص دسترخوان پر کھاتا ہوں

زاں خورانم بندگاں را از طعام
میں غلاموں کو وہی کھلاتا ہوں

کہ خورم مَن خود زپختہ یا کہ خام
جو میں خود پختہ یا کچا کھاتا ہوں

من چو پوشم از خزو اطلس لباس
میں جو ریشمین اور اطلس پہنتا ہوں

زاں بپوشانم حشم را نے پلاس
میں متعلقین کو وہی پہناتا ہوں نہ کہ ٹاٹ

شرم ۲ دارم از نبی ذو فنوں
مجھے ہنر مند نبی سے شرم آتی ہے

اَلْبِسُوْھُمْ گفت مِمَّا تَلْبَسُوْن
فرمایا کہ ان کو وہی پہناؤ جو تم پہنتے ہو

مُصطفٰے کرداں وصیّت با بنوں
حضرت مصطفٰے نے فرزندوں کو یہ وصیت کی ہے

اَطْعِمُوْا الْاَذْنَابَ مِمَّا تَاْکُلُوْن
متعلقین کو وہی کھلاؤ جو تم کھاتے ہو

شد فقیہ و بُرد با خود جُفتِ خوب
فقیہ روانہ ہو گیا اور حسین بیوی کو اپنے ساتھ لے گیا

از عطائے خاصِ کشاف الکروب
مصائب کو رفع کرنے والے کی خاص عطا سے

دیگراں را بس بطبع آوردۂ
تو دوسروں کو بہت مزاج پر لایا ہے

در صبوری چُست و راغب کردۂ
صبر کرنے میں چست اور رغبت کرنے والا بنایا ہے

ہم ۳ بطبع آور بمردی خویش را
اپنے آپ کو بھی مردانگی سے

پیشوا کن عقل بر اندیش را
صاحب عقل کو پیشوا بنا

چوں قلاوزی صبرت پر شود
جب صبر کی رہنمائی تیرا پر بن جائے

جاں باوج عرش و کرسی بر شود
جان عرش کی کرسی بلندی پر پہنچ جائے

مصطفٰے بیں چونکہ صبرش شد براق
حضرت مصطفٰے کو دیکھ لے صبر جب ان کا براق بن گیا

بر کشانیدش بالائے طباق
وہ ان کو طبقوں کے اوپر لے گیا

۱ پادشاہم۔ میں بادشاہ ہوں میرا کام انصاف اور عطا ہے میں بھی وہی کھاتا ہوں جو کسی دوسرے کو کھلاتا ہوں۔ آنچہ۔ جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہوں دوست کے لئے بھی ناپسند کرتا ہوں۔ توش۔ خوش پنج و شش۔ یعنی ہر قسم کی چیز۔ زاں۔ جو کچا پکا میں کھاتا ہوں غلاموں کو بھی وہی کھلاتا ہوں۔ خز۔ پشمینہ۔ پلاس۔ ٹاٹ

۲ شرم۔ آنحضور کا غلاموں کے بارے میں فرمانا ہے کہ جس قسم کا تم پہنو اسی قسم کا ان کو پہناؤ جو تم کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ۔ اذناب۔ یعنی متعلقین۔ شد فقیہ۔ بادشاہ کی اجازت پر وہ فقیہ روانہ ہو گیا اور لونڈی کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ کشاف الکروب۔ حضرت حق تعالیٰ۔ دیگراں۔ یہ پھر بڑے بھائی کا مقولہ شروع ہوا ہے اس بڑے بھائی نے اپنے آپ کو خطاب کر کے کہا تو دوسروں کو صبر دلاتا تھا اب خود صبر کر۔

۳ ہم بطبع۔ اپنی مردانگی سے اپنا مزاج ٹھکانے کر اور عقل صبر اندیش کو رہنما بنا لے۔ چوں قلاوزی۔ صبر کی رہنمائی ہو گی تو عرش و کرسی کی بلندی حاصل ہو گی۔ مصطفٰے۔ آنحضور نے کفار کی ایذا رسانی پر صبر کیا تو براق پر بیٹھ کر آسمانوں کے طبقوں کے اوپر پہنچے

چوں صبوری پیشہ کرد ایوب[1] راد — از بلا اورا درِ رحمت کشاد
جب بہادر ایوب نے صبر کرنے کو پیشہ بنایا — تو مصیبت سے ان کے لئے رحمت کا دروازہ کھل گیا

صبر صدر آمد بہر حالت کہ ہست — صبر را مگذار تا تواں زدست
جو حالت بھی ہو صبر صدر ثابت ہوا ہے — جب تک ممکن ہو صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دے

صبر مفتاح الفرج نشنیدۂ — کاندریں تعجیل در پیچیدۂ
تو نے نہیں سنا ہے صبر کشادگی کی کنجی ہے — کہ تو اس جلد بازی میں پھنسا ہے

حد ندارد ایں سخن کوتاہ کن — وز حدیثِ عاشقاں برگو سخن
اس بات کی حد نہیں ہے، مختصر کر دے — اور عاشقوں کی بات کر

بازگرد[2] اے عاشق و زودتر براں — کانتظارِ تست آں شہزادگاں
اے عاشق تو واپس ہو اور جلد چلا — کیونکہ وہ شہزادے تیرے انتظار میں ہیں

رواں شدن شہزادگاں بعد از اتمام بحث و ماجرا بجانب
بحث اور واقعہ کے پورا کرنے کے بعد شہزادوں کا اپنے معشوق اور مقصود کی طرف چین کی

ولایتِ چین سوئے معشوق و مقصود تابقدرِ امکان
ولایت کی جانب روانہ ہونا، تاکہ بقدر امکان مقصود سے زیادہ

مقصود نزدیک تر شوند اگرچہ راہِ وصل مسدود ست
نزدیک ہو جائیں، اگرچہ وصل کا راستہ بند ہے، بقدر امکان

بقدرِ امکان نزدیک تر شدن محمود ست
نزدیک تر ہونا اچھا ہے

ہر سہ[3] شہزادہ چو کار افتادشاں — عشق در خور گوشمالی دادشاں
تینوں شہزادے جب انہیں واسطہ پڑا — عشق نے ان کی مناسب گوشمالی کی

ایں بگفتند و رواں گشتند زود — ہر چہ بود اے یار من آں لحظہ بود
انہوں نے یہ کہا اور فوراً روانہ ہو گئے — اے میرے یار! جو کچھ ہوتا تھا اسی وقت ہو گیا

صبر بگزیدند و صدیقیں شدند — بعد ازاں سوئے بلادِ چیں شدند
انہوں نے صبر اختیار کیا اور صدیقین میں سے ہو گئے — اس کے بعد چین کے شہروں کی جانب روانہ ہو گئے

والدین و ملک را بگذاشتند — راہِ معشوقِ نہاں برداشتند
ماں باپ اور ملک کو چھوڑا — چھپے ہوئے معشوق کی راہ اختیار کی

[1] ایوب۔ حضرت ایوب کا صبر مشہور ہے۔ صدر آمد۔ یعنی صبر بہت اعلیٰ چیز ہے۔ صبر۔ جبکہ صبر کشادگی کی کنجی ہے تو عجلت میں کیوں پڑا ہے۔ ایں سخن۔ صبر کے فضائل۔

[2] بازگرد۔ پھر شہزادوں کا قصہ شروع کیا ہے تینوں شہزادے ملک چین کی طرف روانہ ہو گئے تاکہ محبوبہ سے قریب ہو سکیں۔ اگر محبوبہ کا وصل حاصل نہ ہو تب بھی جتنا قرب ہو جائے بہتر ہے۔

[3] ہر سہ۔ شہزادے دوسروں کو تو صبر کی تلقین کرتے تھے لیکن جب خود عشق میں مبتلا ہوئے تو اس عشق نے ان کی کافی گوشمالی کی۔ ہر چہ بود۔ یعنی جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا اور انہوں نے مزید انتظار نہ کیا فوراً چین کو روانہ ہو گئے یا مطلب یہ ہے کہ یہ روانگی ہی سب کچھ تھی اور آئندہ کے واقعات اسی کی فروعات ہیں۔ صبر۔ یعنی اب انہوں نے عشق پر جماؤ اختیار کیا اور اس کی عملی تصدیق کر دی معشوق نہاں چین کی شہزادی جو پردوں میں تھی۔

همچو[1] ابراہیمؑ ادہم از سریر — عشق شاں بے پاؤ سر کرد و فقیر
ابراہیمؑ ادہم کی طرح تخت سے — عشق نے ان کو بے سروپا اور فقیر کر دیا

یا چو ابراہیم مرسل سر خوشے — خویش را افگند اندر آتشے
یا حضرت ابراہیم نے عمدہ رسول کی طرح — اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا

یا چو اسمٰعیلِ صابرِ مجید — پیشِ عشق و خنجرش حلقے کشید
یا بزرگ و صابر حضرت اسمٰعیل کی طرح — عشق اور اس کے خنجر کے سامنے گلا رکھ دیا

[1] ہمچو ابراہیم۔ ابراہیمؑ ابن ادہم کی طرح سلطنت کو خیرباد کہہ دیا۔ ابراہیم۔ حضرت ابراہیم نے بخوشی آگ میں جانا پسند کیا اور اپنی دعوت سے منحرف نہ ہوئے۔ اسمٰعیل۔ حضرت اسمٰعیل اپنی قربانی دینے پر آمادہ ہو گئے۔

حکایت[2] امرؤ القیس کہ پادشاہِ عرب بُود و بصُورتِ
امرؤ القیس کی حکایت جو عرب کا بادشاہ اور صورت میں اپنے دور کا

یوسف وقتِ خود و زنانِ عرب زلیخا وار مُردۂ اُو و اُو
یوسف تھا اور عرب کی عورتیں زلیخا کی طرح اس پر قربان تھیں

شاعر طبع بُودو ایں شعرِ اُوست
اور وہ شاعر مزاج تھا اور یہ شعر اس کا ہے

قِفَا نَبْکِ مِنْ ذِکْرٰی حَبِیْبٍ وَّمَنْزِلِ
تم دونوں ٹھہرو ہم محبوب اور منزل کے ذکر سے رو لیں

چوں ہمہ زناں اُو رابجان می جُستند اے عجب غزل و
جبکہ تمام عورتیں دل و جان سے اس کی جستجو میں تھیں تعجب ہے' اسکی غزل اور

نالۂ اُو بہرِ چہ بُود مگر دانست کہ اینہا ہمہ تمثالِ صورتے اند
نالہ کس لئے تھا؟ شاید اس نے جان لیا تھا کہ یہ تمام تصویریں ہیں جو

کہ برتختہائے خاک نقش کردہ اند آخر الامر امرؤ القیس را
مٹی کے تختوں پر نقش کر دی ہیں بالآخر امرؤ القیس کی ایسی

حالے پیدا شدُ کہ نیم شب از مُلک و فرزنداں گریخت و خود
حالت ہو گئی کہ آدھی رات کو ملک اور اولاد سے بھاگ نکلا اور اپنے

رابدلقے پنہاں کرد و از اقلیمے اقلیم دیگر برفت بطلبِ
آپ کو گدڑی میں چھپا لیا اور ایک ملک سے دوسرے ملک میں اس ذات

آنکہ ازا قلیم منزہ است وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ
کی طلب میں چل پڑا جو ملک سے پاک ہے اور اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے

[2] حکایت۔ حقیقی عشاق کے ذکر سے مجازی عاشق کی حکایت کی طرف منتقل ہو گئے ہیں۔ امرؤ القیس۔ جو آنحضورؐ کے زمانہ سے چوبیس سال پہلے گزرا ہے وہ تو ایک فاسق و فاجر شاعر تھا ہو سکتا ہے کہ مولانا کی مراد کوئی اور شاعر ہو جو مجاز سے عشق حقیقی تک پہنچ گیا ہو اور جو شعر سرخی میں مذکور ہے وہ مولانا نے ذکر نہ کیا ہو کسی اور کا اضافہ ہو۔

مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْم

جس کو چاہتا ہے مخصوص کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے

امرؤ القیس از ممالک خشک لب — ہم کشیدش عشق از خطِ عرب

امرؤ القیس کو پیاسا ملکوں سے — عشق نے اس کو بھی عرب کے خطہ سے کھینچا

بُورد نازک طبع وہم صاحب جمال — شاعر و صاحب اُصول اندر کمال

نازک مزاج اور حسین تھا — شاعر اور کمال میں صاحب اصول تھا

چونکہ زد عشقِ حقیقی بَردلش — سَرد شُد مُلک و عیال و مَنزلش

جب عشق حقیقی نے اس کے دل پر اثر کیا — تو اس پر ملک اور بال بچے اور مکان سرد پڑ گیا

نیم شب وَلقے بپُوشید و بَرفت — ازمیانِ مملکت بگریخت تفت

آدھی رات کو گدڑی اوڑھی اور چلا گیا — فوراً سلطنت سے بھاگ گیا

تا بیامد خشت میزد دَر تبوک — با[۲] مَلِک گفتند شاہے از مُلوک

یہاں تک کہ تبوک میں آیا اینٹیں پاتھتا تھا — لوگوں نے بادشاہ سے کہا بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ

امرؤ القیس آمدست اینجا بگد — دَر شکارِ عشق و خشتے میزند

یہاں امرؤ القیس بھکاری بن کر آیا ہے — عشق کے شکار میں اور اینٹیں پاتھتا تھا

آن مَلِک برخاست شب شُد پیشِ اُو — گفت اُورا اے مَلیکِ خُوبرُو

وہ بادشاہ رات میں اٹھا' اس کے سامنے آیا — اس سے کہا' اے خوبصورت بادشاہ

یوسفِ وقتی دو مُلکت شُد کمال — مر تُرا رام از بلاد و از جمال

تو یوسف دوراں ہے' تیرے لئے دو ملک مکمل ہیں — شہر اور حسن تیرے تابع ہیں

گشتہ[۳] مَرداں بندگاں از تیغِ تُو — واں زناں مِلکِ مہِ بے میغِ تُو

مرد' تیری تلوار کی وجہ سے غلام بن گئے — اور وہ عورتیں تیرے بے ابر چاند کی ملکیت ہیں

پیشِ ما باشی تو تخت ما بُوَد — جانِ ما از وصلِ تو صد جاں شَود

اگر تو ہمارے پاس رہے تو ہماری خوش نصیبی ہے — ہماری جان تیرے وصل سے سو جان بنجائے

ہم مَن وہم مُلکِ مَن مملوک تُو — اے بہمت ملکہا متروکِ تُو

میں بھی اور میرا ملک بھی تیرا مملوک ہے — اے وہ کہ تیری ہمت کی وجہ سے بہت سے ملک چھوڑے ہوئے ہیں

فلسفہ گفتش بسے و اُو خموش — ناگہاں وا کرد از سَر رُوی پوش

اس نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کہیں اور وہ چپ تھا — اچانک اس نے سر سے نقاب اٹھایا

---

۱ امرؤ القیس۔ وہ امرؤ القیس جو سلطنت سے محروم ہوا اس کو بھی عشق نے خطہ عرب سے جدا کر دیا۔ بود۔ حسین بھی تھا اور شاعر اور اپنے فن کا مکمل شخص تھا۔ چونکہ زد عشق۔ جب اس پر عشق کا اثر ہوا تو ہر چیز سے اس کا دل سرد ہو گیا۔ نیم شب۔ امرؤ القیس پر جب اللہ تعالیٰ کے عشق کا اثر ہوا سلطنت چھوڑ کر آدھی رات کو بھاگ نکلا۔ در تبوک۔ اپنا وطن چھوڑ کر تبوک کے علاقہ میں پہنچا اور وہاں اینٹیں پاتھنے لگا۔

۲ با ملک۔ لوگوں نے شاہ تبوک سے ذکر کیا کہ امرؤ القیس بادشاہ یہاں گدا بن کر آ گیا ہے اور اینٹیں پاتھتا ہے عشق نے اس کا شکار کر لیا ہے۔ آں ملک۔ تبوک کا بادشاہ رات میں امرؤ القیس کے پاس پہنچا اور کہنے لگا کہ تو حسن و جمال میں یوسف دوراں ہے اور ملک و حسن تیرا غلام ہے۔

۳ گشتہ۔ مرد تیری تلوار کی وجہ سے تیرے غلام ہیں اور عورتیں تیرے حسن کی وجہ سے تیری باندیاں ہیں۔ پیش ما۔ اگر تو میرے پاس مقیم ہو جائے تو میری خوش نصیبی ہو گی۔ ہم من۔ تو نے اپنی مردانہ ہمت سے اپنے ملکوں کو چھوڑ دیا اور میرا ملک اب تیرا ہے۔ فلسفہ۔ شاہ تبوک نے اس سے بہت سی دانائی کی باتیں کیں لیکن وہ خاموش رہا اس نے اپنے سر سے نقاب ہٹایا۔

تا چہ[1] گفتش اُو بگوش از عشق و درد
نہ جانے اس نے اس کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی

ہمچو خود در حال سر گردانش کرد
اس کو اس نے فوراً اپنی طرح سرگرداں کر دیا

دستِ اُو بگرفت و با اُو یار شُد
اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا یار ہو گیا

اُو ہم از تخت و کمر بیزار شُد
وہ بھی تخت اور پٹکے سے بیزار ہو گیا

تا بلادِ دُور رفتند آں دوشہ
یہاں تک کہ دونوں بادشاہ دور شہروں میں چلے گئے

عشق یک کرّت نکرد ست ایں گنہ
عشق نے یہ گناہ ایک بار نہیں کیا ہے

بر بزرگاں شہد و بر طفلانست شیر
اور بڑوں کے لئے شہد اور بچوں کے لئے دودھ ہے

اُو بہر کشتی بُود مَنُ الاخیر
وہ ہر کشتی کا آخری وزن ہے

کہ[2] چو در کشتی رود غرقش کند
کہ جب وہ کشتی میں پہنچ جائے اس کو ڈبو دے

تا قعر از پای تا فرقش کشد
اس کو پاؤں سے سر تک گہرائی میں کھینچ لے

غیرِ ایں دو بس مُلوکِ بے شمار
ان دونوں بادشاہوں کے علاوہ بہت سے بیشمار بادشاہ ہوئے ہیں

عشق شاں از مُلک بر بود و تبار
عشق نے ان کو سلطنت اور خاندان سے جدا کر دیا ہے

قصہ کیخسر وآں شاہِ زماں
اس شاہ زماں کیخسرو کا قصہ

ہست شہرہ درمیانِ انس و جاں
انسانوں اور جنوں میں مشہور ہے

جانِ[3] ایں سہ شہ بچہ ہم گرد چیں
ان تینوں شہزادوں کی جان بھی چین کے چاروں طرف

ہمچو مُرغاں گشتہ ہر سُو دانہ چیں
پرندوں کی طرح ہر جانب دانہ چنتی پھرتی تھی

زہرہ نے تالب کشایند از ضمیر
طاقت نہ تھی کہ دل کی بات پر لب کشائی کریں

زانکہ رازِ باخطر بُود و خطیر
کیونکہ راز خطرناک اور عظیم تھا

صد ہزاراں سر بپُولے آں زماں
لاکھوں سر اس وقت ایک پیسہ کے ہوتے ہیں جب

عشق خشم آلود زہ کردہ کماں
غضبناک عشق کمان پر چلہ چڑھا لے

عشق خود بیخشم در وقتِ خوشی
خوشی کے وقت میں عشق بغیر غصہ کے

خُوی دارد دمبدم خیرہ کشی
ہر وقت بیباکانہ قتل کی عادت رکھتا ہے

[1] تا چہ۔ معلوم نہیں کہ امرؤالقیس نے شاہ تبوک کے کان میں عشق و درد کی کیا بات کہی ہے کہ اس کو بھی اپنا جیسا بنا دیا۔ دست او۔ شاہ تبوک نے امرؤالقیس کا ہاتھ پکڑا اور اس کا ساتھی بن گیا اور اس کو تخت شاہی اور پٹکے سے بیزاری ہو گئی۔ تا بلاد دور۔ دونوں بادشاہ دور دور از ممالک کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ عشق۔ عشق سے یہ کرامت پہلی بار صادر نہیں ہوئی یہ کام وہ سینکڑوں بار کر چکا ہے۔ بر بزرگاں۔ عشق کی یہ تاثیر بڑوں پر ہی نہیں ہے بچوں پر بھی ہے۔ من الاخیر۔ وہ بوجھ جس کے رکھنے پر اتنا وزن بڑھ جائے کہ کشتی ڈوبنے لگے۔

[2] کہ چو۔ عشق وہ وزن ہے جس کے رکھنے سے انسان کی کشتی غرق ہو جاتی ہے۔ غیر ایں دو۔ امرؤالقیس اور شاہ تبوک کے علاوہ سینکڑوں بادشاہوں کو عشق نے خانہ ویران کیا ہے۔ کیخسرو۔ اس کا باپ سیاوش اپنے باپ کیکاؤس سے ناراض ہو کر توران کے بادشاہ افراسیاب کے پاس چلا گیا تھا جس کو کسی وقت افراسیاب نے مار ڈالا۔ کیخسرو توران ہی میں پیدا ہوا اور اس نے وہیں پرورش پائی پھر اپنے دادا کیکاؤس کے پاس آ گیا اور دادا کے مرنے کے بعد تخت نشین ہو کر اس نے افراسیاب سے اپنے باپ کا انتقام لیا اور پھر ایک وقت آیا کہ اپنے فرزند لہراسپ کو تخت پر بٹھا کر الٰہی میں جنگلوں میں نکل گیا اور لاپتہ ہو گیا۔

[3] جانِ ایں سہ۔ تینوں شہزادے چین پہنچ کر مارے مارے پھرتے تھے۔ زہرہ۔ اپنے عشق کا راز بھی خطرناک ہونے کی وجہ سے ظاہر نہ کرتے تھے۔ صد ہزاراں۔ جب عشق میں معشوق یا اس کے سرپرستوں کے غصہ کی وجہ سے غضبناکی پیدا ہو جاتی ہے تو پھر عاشقوں کے سر کٹ کٹ کر پیسوں کے مول کے ہوتے ہیں۔ عشق خود بیخشم۔ عشق کی خوشی میں معشوق کی ادا میں قتل کرتی ہیں جب اس کی خوشی کی حالت کو یاد کرتے ہے تو غصہ کی حالت کو کیا بات بتائی جائے۔

ایں بُود آں لحظہ کو خوشنود شُد — من چہ گویم چونکہ خشم آلود شُد
یہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ وہ خوش ہوتا ہے — میں کیا بتاؤں جب وہ غضبناک ہوتا ہے؟

لیک ۱ مَرجِ جاں فدائے شیرِ اُو — کِش کُشد ایں عشق و ایں شمشیرِ اُو
لیکن جان کی چراگاہ اس کے شیر پر قربان ہے — جس کو یہ عشق اور اس کی تلوار قتل کر دے

کُشتنی بہ از ہزاراں زندگی — سلطنتہا مُردۂ ایں بندگی
قتل ہو جانا ہزاروں زندگیوں سے بہتر ہے — سلطنتیں اس غلامی پر قربان ہیں

باکنایت رازہا باہم دگر — پست گفتندے بصد خوف و خطر
آپس میں ایک دوسرے سے راز کی باتیں — سینکڑوں خوف اور خطروں کے ساتھ آہستہ کہتے

راز را غیرِ خدا محرم نبُود — آہ را جُز آسماں ہمدم نبُود
خدا کے سوا راز کا کوئی محرم نہ تھا — آسمان کے سوا آہ کا کوئی ساتھی نہ تھا

اِصطلاحاتے میانِ ہمدگر — داشتندے بہرِ ایرادِ خبر
آپس میں کچھ اصطلاحیں — خبر دینے کے لئے رکھتے تھے

زیں لسانُ الطّیر عام آموختند — طمطراقِ سَروری اندوختند
پرندوں کی اس بولی سے عوام نے سیکھ لیا ہے — بڑائی کی شان و شوکت حاصل کر لی ہے

صورت ۲ آوازِ مُرغست آں کلام — غافل ست از حالِ مُرغاں مَردِ خام
وہ کلام، پرند کی آواز کی صورت ہے — وہ ناقص انسان پرندوں کی حالت سے غافل ہے

کو سلیمانے کہ داند لحنِ طیر — دیو گرچہ مُلک گیرد ہست غیر
سلیمان کہاں ہے جو پرندوں کی بولی سمجھے؟ — دیو اگرچہ ملک پر قبضہ کر لے اجنبی ہے

دیو برشبہ سُلیماں کردہ ایست — علمِ مکرش ہست علمُنا ش ۳ نیست
دیو نے سلیمان کی مشابہت پر قیام کیا — اس کو مکر کا علم ہے علمنا کا نہیں

چوں سُلیماں از خدا بشناش بُود — منطقُ الطّیر ے ز علمُنا ش بُود
چونکہ سلیمان خدا کی جانب سے خوش تھے — ان کی پرندوں کی بولی علمنا سے تھی

توزاں مُرغِ ہوائی فہم کُن — کہ ندیدستی طیورِ من لدُنّ
تو ہوائی پرند سے سمجھ لے — کیونکہ تو نے "من لدن" کے پرند نہیں دیکھے

---

۱ لیک۔ عاشق بہرحال اس پر جان قربان کرنے کا خواہشمند رہتا ہے۔ کشتنی۔ فراق کی ہزاروں زندگیوں سے عاشق مرجانے کو بہتر سمجھتا ہے اور عشق کی غلامی پر سینکڑوں سلطنتیں قربان کر دیتا ہے۔ باکنایت۔ چونکہ راز کے ظاہر ہونے میں خطرہ تھا اس لئے تینوں شہزادوں نے اس معاملہ میں باہمی بات چیت کے لئے کچھ اصطلاحیں بنالی تھیں۔ زار۔ ان کے راز کا سوائے خدا کے کوئی محرم نہ تھا اس کی آہ کا سوائے آسمان کے کوئی ساتھی نہ تھا۔ اصطلاحاتے۔ جب وہ آپس میں درد و عشق کی بات کرتے تو ان اصطلاحوں میں کرتے تھے۔ زیں۔ مولانا نے ان شہزادوں کی اصطلاح سازی سے بزرگوں کی اصطلاحوں کی طرف انتقال فرمایا ہے کہ عوام انتقال فرمایا ہے کہ عوام بزرگوں کی اصطلاحیں سیکھ لیتے ہیں اور ان کے حقیقی معانی سے بے خبر ہوتے ہیں اور اصطلاحوں کو اپنی شان و شوکت بڑھانے کے کام میں لاتے ہیں۔

۲ صورت۔ وہ بزرگوں کی اصطلاحیں ان کے لئے ایسی ہیں کہ کوئی شخص پرندوں کی محض بولی سن لے اور جو ان کا مقصد ہے اس کو نہ سمجھ سکے۔ کو سلیماں۔ پرندوں کی بولی حضرت سلیمان ہی سمجھ سکتے تھے اسی طرح عارفین کے کلام کو عارف سمجھ سکتا ہے۔ دیو۔ صخر نامی دیو نے اگر حضرت سلیمان کے ملک پر قبضہ بھی کر لیا اور ان کی سی صورت بنالی تو وہ اس منطق الطیر کو نہیں سمجھ سکتا ہے یہی حال مغرورین کا ہے۔

۳ علمنا۔ حضرت سلیمان نے فرمایا تھا کہ ہمیں پرندوں کی بولی سکھا دی گئی ہے۔ تو۔ اے مخاطب تو ان ہوائی پرندوں کو دیکھ کر بات سمجھ لے کہ ان کی بولی تو سن لیتا ہے لیکن ان کا مفہوم نہیں سمجھتا ہے۔ طیور من لدن۔ وہ عارفین جن کو من الدنی حاصل ہے۔

جایِ سیمرغاں بُوَد آں سُوئے قاف
سیمرغوں کی جگہ قاف سے اس جانب ہے

ہر خیالے را نباشد دست یاف
وہ ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے

ہر خیالے را کہ دید آں اتفاق
جس خیال نے اس کو اتفاقاً دیکھا

آنگہش بعد العیاں اُفتد فراق
نوراً مشاہدہ کے بعد فراق واقع ہو جائے گا

نے فراقِ قطع بہرِ مصلحت
قطع تعلق کا فراق نہیں مصلحت کی وجہ سے

کایمن ست از ہر فراق آں منقبت
کیونکہ وہ فضیلت ہر قسم کے فراق سے محفوظ ہے

بہرِ استبقایِ آں جسمِ چوجاں
اس جان جیسے جسم کی بقا کے لئے

لحظہ در ابر گردد خُور نہاں
سورج تھوڑی دیر کے لئے ابر میں چھپ جاتا ہے

بہرِ ۲ استبقایِ آں رُوحی جسد
اس روحانی جسم کی بقا کے لئے

آفتاب از برف یک دم در کشد
سورج تھوڑی دیر کے لئے برف سے جدا ہو جاتا ہے

بہرِ جانِ خویش جُوز ایشاں صلاح
تو ان سے اپنی جان کی صلاح تلاش کر

ہیں مَدُز دازحرفِ ایشاں اصطلاح
خبردار! ان کے حرفوں کی اصطلاح نہ چرا

آں زلیخا از سپنداں تا عُود
اس زلیخا نے کالے دانہ سے لے کر اگر تک

نام جملہ چیز یوسف کردہ بُود
سب چیزوں کا نام یوسف کر رکھا تھا

نامِ اُو در نامہا مکتوم کرد
ان کا نام ناموں میں چھپا ہوا تھا

محرماں را سرِّ آں معلوم کرد
محرموں کو اس کا راز بتا دیا تھا

چوں ۳ بگفتے موم زآتش نرم شُد
جب وہ کہتی موم آگ سے نرم ہو گیا

ایں بدُے کاں یار باما گرم شُد
یہ مطلب ہوتا کہ وہ یار ہم پر مہربان ہو گیا

وَر بگفتے مہ برآمد بنگرید
اور اگر وہ کہتی دیکھو چاند نکل آیا

وَر بگفتے سبز شدُ آں شاخِ بید
اور اگر وہ کہتی اس بید کی شاخ سبزہ ہوگئی

وَر بگفتے آبہا خوش می تنند
اور اگر وہ کہتی پانی عمدہ لہریں کھا رہے ہیں

وَر بگفتے خوش ہمی سوزد سپند
اور اگر وہ کہتی کالا دانہ خوب چل رہا ہے

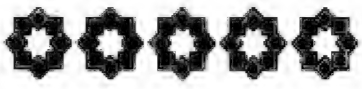

۱ جایِ سیمرغاں۔ عارفوں سے مراد ان کی روح ہے جس کا مقام عرش سے بھی بالا ہے ہر خیال کے لئے آسان نہیں ہے کہ وہ اس کے مقام اور استفاضہ کو دیکھ سکے۔ ہر خیال۔ جو عارفین اس مقام اور استفاضہ کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ ہمہ وقت نہیں کرتے بلکہ کچھ احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں پھر ان کو فراق حاصل ہو جاتا ہے۔ نے فراق۔ ان کی یہ جدائی قطع تعلق کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ جسم سے تعلق کی مصلحت کی بنیاد پر ہے اس لئے کہ اس استفاضہ کے لئے جسم کا بقا بھی ضروری ہے لہٰذا وہ مشاہدہ منقطع کر دیا جاتا ہے اور تجلیات کا سورج ابر میں غائب ہو جاتا ہے۔

۲ بہر استبقا۔ چونکہ جسم کو بھی قائم رکھنا ہے لہٰذا تجلیات' اس روحی جسم سے مخفی ہو جاتی ہے تا کہ بدن کے اس برف کو سورج کی تجلیات بالکل نہ گھلا دیں۔ بہرحال۔ عارفین سے اپنی روح کی اصلاح کر ان کی اصطلاحوں کو چرا کر استعمال نہ کر۔ آں زلیخا۔ زلیخا نے راز داری کے لئے مختلف اصطلاحیں بنا رکھی تھیں۔ سپند۔ اور عود بول کر حضرت یوسف کی مراد لیتی تھی۔ سپند۔ کالا دانہ۔ نظظر لگ جانے پر جس کی دھونی دی جاتی ہے۔ عود۔ اگر وہ لکڑی جو خوشبو کے لئے جلائی جاتی ہے۔ محرماں۔ جو اس کے ہمراز تھے اور ان لفظوں سے حضرت سے متعلق بات سمجھ جاتے تھے۔

۳ چوں بگفتے۔ اگر وہ یہ کہتی کہ موم آگ سے نرم ہو گیا تو مطلب ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے مجھ پر مہربانی کی۔ در بگفتے۔ اگر وہ کہتی کہ دیکھو چاند نکل آیا تو اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ یوسف آ گئے۔ سر شد۔ اگر وہ کہتی کہ بید کی شاخ سبز ہو گئی تو مراد ہوتی تھی کہ وصل کی امید ہری ہو گئی ہے۔ آبہا۔ اس کا مطلب ہوتا کہ امیدوں کا دریا موجزن ہے۔ سوزد۔ مطلب یہ ہوتا کہ رقیب جل رہا ہے۔

وَر بگفتے برگہا[1] خوش می طپند
اور اگر وہ کہتی پتے خوب لہلہا رہے ہیں

دست برہم رقص و مستی می کنند
تالیاں بجاتے ہوئے رقص اور مستی کر رہے ہیں

وَر بگفتے گل بہ بُلبل راز گفت
اور اگر وہ کہتی پھول نے بلبل سے راز کہہ دیا

وَر بگفتے شہ سرِ شہباز گفت
اور اگر وہ کہتی شاہ نے شہباز کا راز کہہ دیا

وَر بگفتے چہ ہُمایو نست بخت
اگر وہ کہتی نصیب کیسا مبارک ہو گیا

وَر بگفتے کہ بَرا فشانید رخت
اگر وہ کہتی سامان جہاز لو

وَر بگفتے کہ سَقا آورد آب
اور اگر کہتی کہ سقہ پانی لے آیا

وَر بگفتے کہ بَرآمد آفتاب
اور اگر وہ کہتی کہ سورج نکل آیا

وَر بگفتے دوش دیگے پختہ اند
اگر وہ کہتی کل رات انہوں نے دیگ پکائی ہے

یا حوولج از پُزش یک لختہ اند
یا مصالحہ پکنے سے ایک جان ہو گئے ہیں

وَر بگفتے ہست نانہا بے نمک
اور اگر وہ کہتی روٹیاں بے نمک ہیں

وَر بگفتے عکس می گردد فلک
اور اگر وہ کہتی آسمان الٹا گھومتا ہے

وَر بگفتے کہ بدرد آمد سَرم[2]
اور اگر وہ کہتی میرے سر میں درد ہو گیا

وَر بگفتے دردِ سَر شُد خوشترم
اور اگر وہ کہتی میرے سر کا درد اچھا ہو گیا

محرماں رازاں خبر بُد کہ چہ گفت
محرم سمجھ جاتے کہ اس نے کیا کہا

کہ مُخالف با مُوافق گشت جُفت
کہ مخالف موافق کا ساتھی ہو گیا

گر ستودے اعتناقِ اُو بُدے
اگر وہ تعریف کرتی تو ان کا گلے ملنا ہوتا

وَر نکوہیدے فراقِ اُو بُدے
اور اگر وہ برائی کرتی تو ان کی جدائی ہوتی

صد[3] ہزاراں نام گر برہم زدے
اگر وہ ہزاروں نام ملا دیتی

قصدِ اُو و خواہِ اُو یوسف بُدے
اس کا ارادہ اور اس کی خواہش یوسف ہوتے

گر سنہ بُودے چو گفتے نامِ اُو
اگر وہ بھوکی ہوتی ان کا نام لیتی

می شُدے اُو سیر و مَست از جامِ اُو
وہ ان کے جام سے سیر اور مست ہوتی

تشنگیش از نامِ اُو ساکن شُدے
اس کی پیاس ان کے نام سے بجھ جاتی

نامِ یوسفؑ شربتِ باطن شُدے
حضرت یوسف کا نام باطن کا شربت بن جاتا

وَر بُدے دردیش زاں نامِ بُلند
اور اگر اس کے کوئی درد ہوتا اس بلند نام سے

دردِ اُو در حال گشتے سُود مند
اس کا درد فوراً آرام بن جاتا

[1] برگہا۔ تو مطلب ہوتا کہ ہر حسین حضرت یوسف کا دلدادہ ہے۔ گل۔ تو مطلب ہوتا کہ آج تنہائی میں باتیں ہوئیں۔ شہ۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ آج حضرت یوسف نے میرے حال کا ذکر کیا۔ بخت۔ تو مطلب ہوتا کہ آج دیدار میسر آیا۔ رخت۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ میرے پاس محرم راز کے علاوہ کوئی نہ رہے۔ سقا۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے پانی سے سیرابی کا وقت آگیا ہے۔ آفتاب۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی کرن نمودار ہو گئی ہے۔ دیگ۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب مہیا ہو گئے ہیں۔ بے نمک۔ مطلب یہ ہوتا کہ وصل کے اسباب سازگار نہیں ہیں۔ عکس۔ مطلب ہوتا کہ وصل کی تدبیر کا الٹا نتیجہ نکلا۔

[2] سرم۔ تو مطلب یہ ہوتا کہ فراق کے اثرات پڑ رہے ہیں۔ خوشترم۔ درد اچھا ہونے کا مطلب یہ ہوتا کہ وصل کی جھلک نظر آگئی ہے۔ محرماں۔ جو راز داں تھے وہ مطلب سمجھ جاتے تھے اور یہ طریقہ اس لئے اختیار کیا تھا کہ رازدانوں میں غیر بھی تھے۔ گر ستودے۔ اگر وہ کسی چیز کی تعریف کرتی تو اس چیز سے مراد حضرت یوسف کا وصل ہوتا اور اگر برائی کرتی تو ان کا فراق ہوتا۔

[3] صد ہزاراں۔ لاکھوں اصطلاحوں سے اس کا مقصود حضرت یوسف ہوتے۔ گر سنہ۔ اگر وہ ان کا تذکرہ کرتی تو وہ ان کیلئے غذا کا کام دیتا۔ تشنگیش۔ اس طرح حضرت یوسف کے ذکر سے وہ اپنی پیاس بجھاتی تھی اور ان کا ذکر اس کے لئے شربت بن جاتا تھا۔ دردِ بدے۔ اگر ان کا ذکر اس کے درد کا علاج تھا۔

وقتِ[1] سر ما بُوَد اُورا پُوستیں
جاڑے کے وقت وہ اس کا پوستین ہوتا
ایں کُند در عشق نام دُوست ایں
دوست کا نام عشق میں یہی کرتا ہے

عام می خوانند ہر دم نام پاک
عوام ہر وقت ' پاک نام لیتے ہیں
ایں عمل نکُند چو نبُود عشقناک
جبکہ وہ عشق بھرا نہ ہو یہ کام نہیں کرتا

آنچہ عیسیٰ کردہ بُود از نام ہُو
حضرت عیسیٰ نے جو کچھ اللہ کے نام سے کیا
می شُدے پیدا وُرا از نام اُو
وہ خود ان کے نام سے بھی ان کے لئے ظاہر ہوتا

چونکہ باحق متصل گردید جاں
جب جان اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو گئی
ذکرِ آں اینست ذکرِ اینست آں
اس کا ذکر یہ ہے ' اس کا ذکر وہ ہے

خالی[2] از خود بُود و پُر از عشقِ دوست
وہ اپنے آپ سے خالی اور دوست کے عشق سے پر تھے
پس زکوزہ آں ترا وَد کہ در دست
تو پیالے سے وہی ٹپکے گا جو اس میں ہے

خندہ بُوئے زعفرانِ وصل داد
مسکرانا ' وصل کے زعفران کی خوشبو دے گا
گریہ بُوہائے پیاز اندر بعاد
فراق میں رونا پیاز کی بو میں

ہر یکے راہست در دل صد مُراد
ہر ایک کے دل میں سینکڑوں مرادیں ہیں
ایں نباشد مذہب عشق و وَداد
عشق و محبت کا یہ مذہب نہیں ہوتا

یار[3] آمد عشق را روز آفتاب
عشق کے لئے دن میں یار ' سورج ہے
آفتاب آں رُوی را ہمچوں نقاب
سورج اس چہرے کا نقاب ہے

آنکہ نشناسد نقاب از رُوی یار
جو شخص نقاب کو یار کے چہرے سے ممتاز نہ کرے
عابدالشمس ست دست از وَے بدار
وہ سورج کا پجاری اس سے دستبردار ہو جا

روز اُو و روزیِ عاشق ہم اُو
روز وہی ہے اور عاشق کی روزی بھی وہی ہے
دل ہم اُو و سوزیِ عاشق ہم اُو
دل بھی وہی ہے اور عاشق کی سوزش بھی وہی ہے

ماہیاں را نقد شُد از عینِ آب
مچھلیوں کے لئے پانی سے حاصل ہو گئی
نان و آب و جامہ و دار و وخواب
روٹی اور پانی اور لباس اور دوا اور نیند

---

[1] وقت سرما۔ جاڑوں میں ان کے ذکر سے بدن میں حرارت پیدا کرتی تھی۔ عام۔ خواص اللہ کے ذکر سے بھی فائدے اٹھاتے ہیں لیکن عوام کے ذکر میں چونکہ عشق شامل نہیں لہٰذا ذکر کی وہ تاثیرات بھی نہیں ہیں۔ آنچہ۔ خدا کا نام عشق کے ساتھ تو اثر کرتا ہی ہے لیکن فنا کے مقام پر پہنچنے کے بعد خود فانی کا نام وہی اثر کرتا ہے جو خدا کا نام اثر کرتا ہے۔ اب حضرت عیسیٰ کا قُم باذنی کہنا وہی معنی اور اثر رکھتا ہے جو قُم باذن اللہ کا تھا۔ چونکہ۔ جب فانی کی جان ذات باری سے متصل ہو گئی تو اس جان کا ذکر کرنا خدا کا ذکر کرنا ہے اور خدا کا ذکر کرنا اس جان کا ذکر کرنا ہے۔

[2] خالی۔ فانی اب اپنی ذات سے خالی ہے اور اللہ کے عشق سے پر ہے تو پیالہ میں سے وہی ٹپکے گا جو پیالہ کے اندر ہے۔ خندہ۔ اب اس فانی کے طبعی افعال بھی حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کے مخبر ہوں گے اس کا ہنسنا وصل کی وجہ سے ہو گا اور اس کا رونا فراق کی وجہ سے ہو گا۔ ہر یکے۔ عام انسانوں کے دلوں میں سینکڑوں مرادیں ہیں یہ عشق کا مذہب نہیں ہے عاشق کے دل میں صرف معشوق کے حصول کی مراد ہوتی ہے۔

[3] یار آمد۔ عاشق کیلئے تو ہر چیز میں معشوق کی جھلک نظر آتی ہے سورج میں بھی وہ معشوق کی جھلک سمجھتا ہے سورج اپنا ذاتی نور نہیں سمجھتا ہے بلکہ اس کو صرف نور حق کا مظہر سمجھتا ہے اور سورج کو محض اس محبوب کے چہرے کا نقاب سمجھتا ہے۔ آنکہ۔ جو سورج کا اپنا ذاتی نور سمجھے گا وہ سورج کا پجاری ہے اس سے تعلق توڑ لے روز۔ عاشق کا تو سب کچھ وہی معشوق ہے اس کا دن بھی وہی ہے اس کی خوراک بھی وہی ہے دل بھی وہی ہے اور اسوزی بھی وہی ہے۔ ماہیاں۔ مچھلی کو سب کچھ پانی ہی سے حاصل ہے اسی طرح خدا کے عاشق کو بھی سب کچھ عین ذات سے حاصل ہوتا ہے خواہ خوراک ہو یا پوشاک۔

همچو طفل ست اوز پستاں شیر گیر
وہ بچے کی طرح پستان سے دودھ حاصل کرنے والا ہے

او نداند در دو عالم غیر شیر
وہ دونوں جہان میں دودھ کے سوا کچھ نہیں جانتا

طفل داند هم نداند شیر را
بچہ دودھ کو جانتا ہے، نہیں بھی جانتا

راه نبود ایں طرف تدبیر را
اس طرح کی تدبیر کی راہ نہیں ہے

گیج کرد ایں گرد نامہ روح را
اس بھاگے ہوئے کے تعویذ نے روح کو بیوقوف بنا دیا

تا نیابد فاتح و مفتوح را
تاکہ وہ فاتح اور مفتوح کو نہ پائے

گیج ۲ نبود در روش بلکه اندرو
سلوک میں بیوقوف نہیں ہوتا بلکہ اس میں

حاملش دریا بود نے سیل و جو
اس کا حامل دریا ہوتا ہے، نہ کہ بہاؤ اور نہر

چوں بیاید او که یابد گم شود
جب وہ آتا ہے تاکہ حاصل کرے گم ہو جاتا ہے

همچو سیلے غرقه قلزم شود
بہاؤ کی طرح سمندر میں ڈوب جاتا ہے

دانه گم شد انگبے او تیں شود
دانہ گم ہوا تو وہ انجیر بنا

تا نمردی زر ندادم ایں بود
جب تک تو نہ مرا میں نے سونا نہ دیا یہ ہوتا ہے

بعد از مکث و متواری شدن در بلادِ چین در شهرِ تخت گاه
ٹھہرنے اور چین کے شہروں دارالخلافہ میں چھپے رہنے اور صبر کے دراز ہو جانے

و دراز شدنِ صبر و بے صبر شدن برادرِ بزرگ ترکه من
کے بعد اور سب سے بڑے بھائی کا بے صبر ہو جانا کہ میں

رفتم تا خود رابر شاهِ چین عرضه کنم و نصیحتِ برادران
جاتا ہوں تاکہ اپنے آپ کو شاہ چین کے سامنے پیش کر دوں اور بھائیوں کی نصیحت

اورا سود نداشتن
کا اس کو فائدہ نہ دینا

امّا قدمی یُنیلُنی مقصُودِی
یا میرا قدم، مجھے میرا مقصود عطا کرے

او اُلقِی رَاسِی کَفُوا دِی ثَمّه
یا میں اس جگہ دل کی طرح اپنا سر ڈال دوں گا

یا پای رساندم بمقصود مرا
یا پاؤں مجھے مقصود تک پہنچا دے

یا سر نهم همچو دل از دست آنجا
یا دل کی طرح میں اس جگہ سر ہاتھ سے رکھ دوں گا

یا عاذِلَ العَاشِقِینَ دَع فِتنَةً
اے عاشقوں کو اطاعت کرنے والے اس جماعت کو چھوڑ

اَضَلَّهَا اللّٰهُ کَیفَ تُرشِدُهَا
جس کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو کیسے ہدایت دے گا؟

۱ بچہ طفل۔ عاشق معشوق کے سوا کسی سے تعلق نہیں رکھتا جیسا کہ شیر خوار بچہ صرف دودھ کو جانتا ہے۔ ہم نداند۔ بچہ دودھ کو کئی اعتبار سے جانتا ہے اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا یہی حال عارف کا ہے کہ وہ ذات خداوندی کا عاشق ہے لیکن اس کی حقیقت سے واقف نہیں ہے۔ گیج کرد۔ عوام عارف کے اس علم سے بھی محروم ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بدنی تعلق نے ان کی روح کو محروم کر دیا ہے۔ گرد نامہ۔ وہ تعویذ جو کسی بھاگے ہوئے کے لئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اپنے وطن کو واپس لوٹ آئے مراد بدنی تعلقات ہیں۔ تا۔ اب اس کی روح فاتح حق تعالیٰ اور مفتوح مخلوق میں امتیاز نہیں کر سکتی ہے۔

۲ گیج نبود۔ عام انسان کی یہ حالت سلوک سے پہلے ہوتی ہے، جب وہ راہ سلوک اختیار کر لیتا ہے تو اس کی یہ حالت نہیں رہتی اس کے تعلقات بدنی ختم تو نہیں ہوتے لیکن اب دریائے حقیقت اس کا حامل بن جاتا ہے۔ چوں بیاید۔ سالک جب اس حقیقت کو تلاش کرتا ہے تو خود گم ہو جاتا ہے جس طرح بہاؤ سمندر میں پہنچ کر گم ہو جاتا ہے۔ دانہ۔ بیج جب گم ہو جاتا ہے تو وہ انجیر بن کر رونما ہوتا ہے۔ صدر جہاں کے مقولہ تا نمردی کا یہی مطلب تھا۔

۳ انما۔ بڑے بھائی نے یہ کہا کہ یہ تو میرے قدم مجھے مقصود تک پہنچا دیں گے ورنہ دل کی طرح سر ہیں قربان کر دوں گا۔ یہ عربی شعر کا ترجمہ ہے۔ یا عاذل۔ ملامت کر یو خطاب ہے کہ تیری نصیحت بیکار ہے جبکہ عاشق کو خدا نے گمراہ کیا ہے تو اس کو راہ راست پر کیسے لا سکتا ہے۔

آں بزرگیں گفت اے اخوانِ مَن — زانتظار آمد بلَب ایں جانِ مَن

اس بزرگ نے کہا اے میرے بھائیو! انتظار سے یہ میری جان ہونٹ پر آ گئی

لا ابالی گشتہ ام صبرم نماند — مر مرا ایں صبر در آتش نشاند

میں لاپروا بن گیا ہوں' مجھ میں صبر نہیں رہا اس صبر نے مجھے آگ میں بٹھا دیا

طاقتِ مَن زیں صبوری طاق شُد — واقعہ مَن عبرتِ عُشاق شُد

اس صبر سے میری طاقت اکیلی رہ گئی میرا واقعہ' عاشقوں کی عبرت بن گیا

مَن زجاں سیر آمدم اندر فِراق — زندہ بُودن در فراق آمد نفاق

میں فراق میں جان سے سیر ہو گیا فراق میں زندہ رہنا نفاق ہے

چند دردِ فُرقتش بکُشد مرا — سَر ببُرتا عشق سَر بخشدا مرا

اس کے فراق کا درد مجھے کتنا قتل کرے گا سر کاٹ دے' تاکہ عشق مجھے سر بخش دے

دینِ[2] مَن از عشق زندہ بُودن ست — زندگی زیں جان وسَر ننگِ منست

میرا دین' عشق کے ذریعہ زندہ رہنا ہے اس جان اور سر سے جینا میری توہین ہے

تیغ' جانہا را کند پاک از عیوب — زانکہ سیف اُفتاد محاء لذُّنوب

تلوار' جانوں کو عیبوں سے پاک کر دیتی ہے کیونکہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی واقع ہوئی ہے

چوں غُبارِ تَن بشُد ماہم بتافت — مادِ جانِ مَن ہوائی صاف یافت

جب جسم کا غبار ختم ہوں میرا چاند چمکا میری جان کے چاند نے صاف فضا پالی

عُمرہا برطبلِ عشقِ آں صنم — اِنَّ فِی مَوتِی حَیاتِی میزنم

اس معشوق کے عشق کے نقارہ پر عرصہ دراز سے بیشک میری موت میں میری زندگی ہے صدا لگا رہا ہوں

دعویِ[3] مُرغابیی کرد ست جاں — کے زطوفان بلا دارد فُغاں

میری جان نے مرغابی ہونے کا دعوی کیا ہے وہ بلا کے طوفان سے کب فریاد کرتی ہے؟

بَط را ازا شکستنِ کشتی چہ غم — کشتیش بَر آب بَس باشد قدم

بطخ کشتی کے ٹوٹنے کا کیا غم ہے پانی پر اس کی کشتی پاؤں ہی ہوتا ہے

زندہ دیں دعوی بُود جان و تنم — مَن ازیں دعویٰ چگورنہ تن زنم

اس دعوے سے میری جان اور جسم زندہ ہے میں اس دعوے سے کیسے چپ رہوں؟

خواب می بینم ولے در خواب نے — مُدّعی ہستم ولے کذّاب نے

میں خواب دیکھتا ہوں لیکن خواب نہیں ہے میں مدعی ہوں' لیکن جھوٹا نہیں ہوں

---

۱ آں بزرگیں۔ بڑے بھائی نے دونوں چھوٹے بھائیوں سے کہا اب میں صبر کی وجہ سے جاں بلب ہوں اب مجھے موت کی کوئی پروا نہیں' موت آتش فراق سے بہتر ہے۔ طاقت۔ اب صبر میری طاقت سے باہر ہے۔ زندہ بودن۔ فراق کی حالت میں زندہ رہنا نفاق ہے جو مناسب نہیں ہے۔ چند۔ فراق مجھے ہر وقت قتل کرتا ہے اب میرا سر قلم کر دو تاکہ فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے۔

۲ دین مَن۔ میں معنوی زندگی حاصل کرنا چاہتا ہوں ظاہری زندگی میرے لئے ذلت ہے۔ تیغ۔ شہید گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ چوں غبار۔ جسمانی علائق سے جدا ہو کر روح اور منور ہو جاتی ہے۔ عمرہا۔ میں طویل عرصہ سے یہ صدا دے رہا ہوں "میری موت میں میری زندگی ہے۔

۳ دعوی۔ مرغابی پانی کے طوفان سے نہیں ڈرتی میں بھی قتل سے خائف نہیں ہوں۔ بط۔ بطخ کا پاؤں خود کشتی ہے وہ کشتی کے ٹوٹنے سے نہیں ڈرتی ہے۔ ازیں دعوی۔ جبکہ عشق سے میری زندگی ہے تو اس عشق کے دعوے سے میں کیسے خاموشی اختیار کروں۔ خواب۔ یہ میری استغراقی کیفیت ہے عوام اس کو نیند سمجھتے ہیں لیکن وہ نیند نہیں ہے۔

گر[1] مرا صد بار تو گردن زنی — همچو شمعم بر فروزم روشنی

اگر تو سو بار میری گردن کاٹے — میں شمع کی طرح ہوں' میں روشنی بڑھاؤں گا

آتش ار خرمن بگیرد پیش و پس — شبروان را خرمنِ آں ماہ بس

اگر کھلیان کو آگے اور پیچھے سے آگ پکڑ لے — رات کے مسافروں کے لئے اس چاند کے لئے کافی ہے

کردہ یوسف را نہاں و مختبی — حیلتِ اخواں زیعقوبِ نبی

حضرت یوسف کو پوشیدہ اور مخفی کر دیا تھا — بھائیوں کے حیلے نے حضرت یعقوب نبی سے

خفیہ کردندش بحیلت سازیے — کرد آخر پیرہن غمازیے

انہوں نے اس کو ایک حیلہ سازی سے پوشیدہ کر دیا تھا — بالآخر لباس نے چغل خوری کی

آں[2] دو گفتندش نصیحت در سَمر — کہ مکُن ز اخطار خود را بے خبر

ان دونوں نے اس کو قصہ میں نصیحت کی — کہ اپنے آپ کو خطروں سے بے خبر نہ بنا

ہیں مَنہ بر ریشہاے ما نمک — ہیں مخُورایں زہر از جلدی و شک

ہاں ہمارے زخموں پر نمک نہ چھڑک — جلدی اور شک سے یہ زہر نہ کھا

جُز بتدبیرِ یکے شیخ خبیر — چوں روی نبُودت قلبِ بصیر

کسی باخبر شیخ کی تدبیر کے بغیر — جبکہ تیرے پاس بینا دل نہیں ہے کیوں چلتا ہے؟

وایِ آں مُرغے کہ نا روئیدہ پَر — بر پَرد براوج و اُفتد در خطر

اس پرند پر افسوس ہے جو بغیر پر نکلے — بلندی پر پرواز کرے اور خطرے میں پڑ جائے

عَقل[3] باشد مَردرا بال و پرے — چوں ندارد عقل، عقلِ رہبرے

آدمی کے لئے عقل' بال و پر ہوتی ہے — اگر عقل نہ رکھے تو رہبر کی عقل

یا مُظفر یا مُظفر جُوی باش — یا نظر ور' یا نظر ور جوی باش

یا کامیاب ' یا کامیاب کا جویاں بن — یا صاحب نظر' یا صاحب نظر کا جستجو کرنے والا بن

بے زمفتاحِ خِردایں قرعِ باب — از ہوا باشد نہ از رُویِ صواب

بغیر کنجی کے اس دروازے کو کھٹکھٹانا — خواہش نفسانی سے ہوگا' نہ کہ درست طریقہ پر

عالمے دَر دام می بیں از ہَوا — وز جراحتہاے ہمرنگِ دَوا

ایک جہاں کو خواہش نفسانی کی وجہ سے جال میں دیکھ لے — اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے

---

[1] گر مرا۔ عشق میں سر کا کٹنا ایسا ہی ہے جیسے شمع کا گل جھاڑو جس سے اس کی روشنی اور بڑھ جاتی ہے۔ آتش۔ آتش عشق اگر جسم کے خرمن کو فنا کر دے تو کوئی پروا نہیں خرمن جسم کے بغیر خرمن محبوب اس کے لئے کافی ہے۔ کردہ یوسف۔ عشق لاحاصل کامیابی کا سبب بنتا ہے' حضرت یعقوب کے عشق نے ان کو کامیاب کر دیا بھائیوں نے اگرچہ ان کا جسم ان سے مخفی کر دیا تھا لیکن حضرت یوسف کی قمیص نے غمازی کر دی اور حضرت یعقوب سمجھ گئے کہ وہ زندہ ہیں اسی طرح اگر وہ میری محبوبہ پوشیدہ ہے لیکن کامیابی ضرور ہوگی۔

[2] آں دو۔ دونوں بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ اپنے آپ کو خطروں سے باخبر نہ بنا۔ مانمک۔ ایک تو علم بھی عشق میں مبتلا ہیں اب تیری بھائی مزید ہوگی۔ ایں زہر۔ یہ خطرناک بات ہے جلدی اور اس خیال سے کہ شاید خطرناک نہ ہو یہ خطرہ مول نہ لے۔ جز۔ خطرناک راستہ تجربہ کار کی تدبیر سے طے کیا جا سکتا ہے۔ وای۔ جس پرند کے پر نہ اُگے ہوں اگر وہ بلند پروازی اختیار کرے گا خطرے میں پڑ جائے گا۔

[3] عقل باشد۔ انسان کے بال و پر انسان کی عقل ہے اگر اس کی عقل کامل نہ ہو تو کسی رہبر کی عقل کو رہنما بنا لے۔ یا مُظفر۔ یا انسان خود مکمل ہو ورنہ کسی مکمل کی تلاش کرے خود صاحب نظر ہو ورنہ کسی صاحب نظر کو تلاش کرے۔ بے زمفتاح۔ عقل و نظر کے بغیر اس راہ سلوک کا دروازہ کھٹکھٹانا دین نہ ہوگا نفسانی خواہش ہوگی۔ عالمے۔ خواہش نفس اور دوا کے ہمرنگ زخموں کی وجہ سے ایک عالم جال میں پھنسا ہوا ہے۔

مارِ[1] استادہ است بر سینہ چو مرگ
سانپ ' موت کی طرح سینہ پر کھڑا ہے

در حشایش چوں حشیشے اُو بپاست
وہ گھاسوں میں گھاس کی طرح کھڑا ہے

چوں نشیند بہرِ خُور بر رُوئے برگ
جب وہ کھانے کے لئے پتے پر بیٹھتا ہے

کردہ تمساحے دہانِ خویش باز
مگرمچھ نے اپنا منہ کھولا ہے

از بقیہ خُور کہ در دندانش ماند
بقیہ خوراک کی وجہ سے جو اس کے دانتوں میں رہ گئی ہے

مُرغکاں بینند کرم و قُوت را
پرند ' کیڑوں اور روزی کو دیکھتے ہیں

چوں[2] دہاں پُر شد زمُرغ اُو ناگہاں
جب پرندوں سے منہ بھر گیا اس نے اچانک

ایں جہانِ پُر ز نقل و پُر زناں
یہ دنیا جو چبنے اور روٹی سے پر ہے

بہرِ کرم و طُعمہ اے روزی تراش
اے روزی تراشنے والے ! کیڑوں اور لقمہ کے لئے

روبہ افتد پہن اندر زیرِ خاک
لومڑی مٹی کے نیچے پھیل کر پڑ جاتی ہے

تا[3] بیاید زاغِ غافل سُوی آں
تاکہ غافل کوا اس کی جانب آئے

صد ہزاراں مکر در حیواں چو ہست
جب حیوان میں لاکھوں مکر ہیں

مُصحفے بر کف چو زینُ العابدیں
زین العابدین کی طرح ہاتھ میں قرآن ہے

دَر دہاں بگرفتہ بہرِ صید برگ
شکار کے لئے منہ میں چنا لئے ہوئے

مُرغ پندارد کہ اُو شاخِ گیاست
پرند سمجھتا ہے کہ وہ گھاس کی شاخ ہے

دَر فتد اندر دہانِ مارِ مرگ
موت کے سانپ کے منہ میں گر جاتا ہے

گِرد دندا نہاش کرمان دراز
اس کے دانتوں کے چاروں طرف لمبے لمبے کیڑے ہیں

کرمہا روئید و بر دنداں نشاند
کیڑے پیدا ہو گئے اور اس نے دانتوں پر بٹھا لئے

مُرغکاں آں تلبُوت را
پرند اس تابوت کو چراگاہ سمجھتے ہیں

در کشد شان و فرو بندد دہاں
ان کو اندر کھینچ لیا اور منہ بند کر لیا

چوں دہانِ باز آں تمساح داں
اس مگرمچھ کے کھلے ہوئے منہ کی طرح سمجھ

از فنِ تمساحف دہرا یمن مباش
زمانے کے مگرمچھ کے مکر سے مطمئن نہ ہو

بر سرِ خاکش خُوب مکر ناک
اس کی مٹی پر مکر بھرے دانے ہوتے ہیں

پایِ اُو گیرد بمکرآں مکرداں
وہ مکار ' مکر سے اس کا پاؤں پکڑ لے

چوں بُود مکرِ بشر کو مہترست
انسان کا مکر کیسا ہو گا جبکہ وہ سردار ہے

خنجرے پُر زہر اندر آستیں
آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہے

[1] مار۔ نفس کی مکاریوں کی ایک مثال تو یہ ہے کہ وہ سانپ ہے جو سینہ پر موت کی طرح منہ میں کوئی پتہ دبائے کھڑا ہو۔ وہ حشایش۔ وہ سانپ گھاس میں گھاس کی شاخ کی طرح کھڑا ہے پرند یہ سمجھ کر کہ وہ بھی کوئی شاخ ہے پتے پر کھانے کے لئے آ بیٹھتا ہے اور موت کے منہ میں آ گرتا ہے۔ کردہ تمساحے۔ یا یہ مثال سمجھو کہ ایک مگرمچھ منہ کھولے ہوئے ہو اور اس کے دانتوں پر لمبے لمبے کیڑے ہوں وہ کیڑے اس گوشت سے پیدا ہو گئے ہیں جو اس نے کسی چیز کا پہلے کھایا تھا پرند ان کیڑوں کو اپنی خوراک سمجھ کر ان پر آ گرتے ہیں اور مگرمچھا یا منہ بند کر لیتا ہے۔

[2] چوں دہاں۔ اس مگرمچھ کا منہ جب پرندوں سے بھر جاتا ہے تو وہ فوراً اپنا منہ بند کر لیتا ہے۔ ایں جہاں۔ اس نقل اور نان سے بھری دنیا کو اسی طرح کا مگرمچھ سمجھ۔ روبہ۔ لومڑی بھی مٹی میں اپنے آپ کو چھپا کر شکار کھیلتی ہے۔

[3] تا بیاید۔ لومڑی اپنے آپ کو مٹی میں چھپا لیتی ہے تاکہ کوئی کوا اسے دیکھ کے وہاں آ جائے اور وہ مکار اس کا پاؤں پکڑ لے صد ہزاراں۔ جب حیوان میں اس طرح کے لاکھوں مکر ہیں تو انسان کے مکروں کا خود اندازہ لگا لو۔ مصحفے۔ انسان کا مکر یہ ہوتا ہے کہ ہاتھ میں قرآن اور آستین میں زہر میں بجھا ہوا خنجر ہوتا ہے۔ زین العابدین۔ یعنی ایسے نیک آدمی کی طرح ہاتھ میں قرآن لئے ہوئے ہے جو تمام عبادت گزاروں کے لئے باعثِ زینت ہے۔

گویدت اے خنداں کہ اے مولائے مَن
تجھ سے ہنستا ہوا کہتا ہے کہ اے میرے آقا

در دلِ اُو بابلے پُر سحر و فن
اور اس کے دل میں جادو اور فن سے بھرا ہوا ایک بابل ہے

زہرِ قاتل، وصرتش شہد ست و شیر
وہ قاتل زہر ہے، اس کی صورت شہد اور دودھ ہے

ہیں مَرو بے صحبتِ پیرِ خبیر
خبردار! باخبر پیر کی صحبت کے بغیر نہ چل

جُملہ لذّاتِ ہوا مکر ست و زَرق
خواہش نفسانی کی تمام لذتیں، مکر اور دھوکا ہیں

سوز و تاریکی ست گردِ نُورِ بَرق
برق کی روشنی کے چاروں طرف جلن اور تاریکی ہے

بَرقِ نورِ کوتہ و کذب و مجاز
ناقص نور اور جھوٹ اور مجاز کی چمک ہے

گرد اُو ظلمات و راہِ تو دَراز
اس کے چاروں طرف اندھیریاں ہیں اور تیرا راستہ لمبا ہے

نے بنورش نامہ تانی خواندن
تو اس کی روشنی میں نہ خط پڑھ سکتا ہے

نے بمنزل اَسپ تانی راندن
نہ منزل تک گھوڑا چلا سکتا ہے

لیک۲ جرم آنکہ باشی رہن برق
لیکن اس جرم میں کہ تو چمک کا مرہون و منت ہے

از تو رُو اندر کشد انوارِ شرق
مشرق کے نور تجھ سے روگردانی کرتے ہیں

خشم گیرد بردلت آں آفتاب
وہ سورج تیرے دل پر غصہ کرتا ہے

چوں تو جوئی از عطارد نور و تاب
جب تو عطارد سے روشنی اور چمک ڈھونڈتا ہے

می کشاند مکر بَرقت بے دلیل
تجھے برق کا مکر بغیر رہنما کے لئے جا رہا ہے

دَہ مَفازہ مُظلمے شب مِیل مِیل
تاریک میدان میں رات کو ایک ایک میل کر کے

گاہ بر کہ گاہ برجو اُوفتی
تو کبھی پہاڑ پر کبھی نہر پر گرتا ہے

گہ بدیں سُو گہ بداں سُو اُوفتی
کبھی ادھر کبھی اُدھر گرتا ہے

خود۳ نہ بینی تو دلیل اے راہ جُو
اے راستہ کے جویاں! تو خود رہنما کو نہیں دیکھتا

وَرنہ بینی رُو بگردانی ازُو
اور اگر دیکھتا ہے تو اس سے منہ پھیر لیتا ہے

کہ سفر کردم دریں رہ شصت مِیل
کہ میں نے اس راستہ پر ساٹھ میل سفر کر لیا

مر مرا گمراہ گوید آں دلیل
وہ رہنما مجھے بھٹکا ہوا کہتا ہے

گر نہم مَن گوش سُوی آں شگفت
اگر میں اس عجیب بات پر کان دھروں

اَمر اُورا تمم زسر باید گرفت
اس کے معاملہ کو بھی ازسر نو شروع کرنا چاہئے

۱ گویدت۔ زبانی تو مجھے اپنا مولیٰ اور آقا کہہ رہا ہے لیکن دل میں تیری عداوت بھری ہوئی ہے۔ بابل۔ بابل کا جادو مشہور ہے۔ زہر قاتل۔ حقیقتاً قاتل زہر ہے بظاہر شہد اور دودھ نظر آتا ہے۔ جب نفس کی یہ دھوکے بازی ہے تو سلوک بغیر پیر کے اختیار نہ کر۔ جملہ لذات۔ نفس کی ساری لذتیں مکر اور دھوکا ہیں اور اس کی مثال بجلی کی کوند ہے اس میں چمک ہوتی ہے اور اس کے ادھر اُدھر سوزش اور اندھیرا ہوتا ہے۔ برق۔ بجلی میں مختصر سی روشنی ہوتی ہے وہ بھی غلط اور مجازی اور اس کے چاروں طرف اندھیرا ہوتا ہے جس کی وجہ سے تیرا راستہ دراز ہو جاتا ہے۔ نے۔ بجلی کی اس کوند میں نہ تو خط پڑھ سکتا ہے نہ گھوڑے کو منزل تک لے جا سکتا ہے۔

۲ لیک۔ چونکہ تو نفس کے دھوکے میں مبتلا ہے اور ناپائیدار برق سے روشنی حاصل کرنا چاہتا ہے اس جرم میں تجھ سے کائنات اعراض کرنے لگتے ہیں۔ آفتاب۔ یعنی کائنات۔ عطارد۔ یعنی بجلی کی چمک۔ می کشاند۔ وہ بجلی کی چمک تجھے تاریک جنگل میں پہنچا رہی ہے۔ گاہ۔ تیری رفتار بھی یہ ہوتی ہے کبھی پہاڑ پر چڑھتا ہے کبھی نہر میں اور ادھر اُدھر گرتا ہے۔

۳ خود۔ تو خود بصیر کامل کو نہیں دیکھتا ہے اور اگر وہ کامل از راہ کرم تجھ پر نظر کر کے تجھے نصیحت کرتا ہے تو اس سے روگردانی کرتا ہے۔ کہ سفر۔ اور یہ سوچتا ہے کہ میں نے کافی سفر کر لیا لیکن یہ کامل مجھے راہ سے بھٹکا ہوا سمجھتا ہے۔ گر نہم۔ اگر میں اس کی بات پر عمل کروں تو پھر از سر نو سفر شروع کرنا ہوگا۔

مَن! دریں رہ عمرِ خود کردم گرو
میں نے اس راستہ میں اپنی عمر گروی کر دی

ہر چہ بادا بادا ے خواجہ بُرو
اے صاحب! جا جو بھی ہو سو ہو

راہ گردی لیک در ظنِ چو بَرق
تو نے راستہ پر گردش کی لیکن برق جیسے گمان میں

عُشرِ آں رہ کُن بے وحی چو شرق
اس کا دسواں حصہ سورج جیسی وحی کے یقین میں طے کر لے

ظَنَّ لَا یُغنِی مِنَ الحَق خواندہ
تو نے گمان حق کے مقابلہ میں کام نہیں آتا پڑھا ہے

وز چناں برقے ز شرقے ماندہ
تو ایسی ہی بجلی کی وجہ سے سورج سے رہ گیا ہے

ہے در آ، در کشتیِ ما اے نژند
خبردار! اے سرگشتہ! ہماری کشتی میں آ جا

یا تو ایں کشتی برآں کشتی بہ بند
یا تو اس کشتی کو اس کشتی سے باندھ لے

گوید۲ اُو چوں ترک گیرم گیرد دار
وہ کہتا ہے میں ہوم وہام کے چھوڑ دوں

چوں روم مَن در طُفیلت کور وار
میں تیرے طفیل میں اندھوں کی طرح کیسے چلوں؟

کور با رہبر بہ از تنہا یقیں
اندھا، رہبر کے ساتھ یقیناً تنہا سے اچھا ہے

زاں یکے ننگ ست صد ننگ ست ازیں
کیونکہ اس سے ایک ذلت ہے اور اس سے سو ذلتیں ہیں

می گریزی از پشہ در اژدہا
تو مچھر سے اژدھوں کی طرف بھاگتا ہے

می گریزی از نمی در بحرہا
تو نمی سے دریاؤں میں بھاگتا ہے

می گریزی از جفاہاِ پدر
تو باپ کی سختیوں سے بھاگتا ہے

درمیانِ لوطیانِ شور و شر
شور و شر والے اغلام بازوں کے درمیان

می۳ گریزی ہمچو یوسف زاں دہے
تو حضرت یوسف کی طرح اس گاؤں سے بھاگتا ہے

تا ز نرتع نلعب اُفتی در چہے
حتی کہ ہم چریں اور کھیلیں کی وجہ سے کنویں میں گرتا ہے

درچہ اُفتی زیں تفرج ہمچو اُو
تو اس تفریح کی وجہ سے ان کی طرح کنویں میں گرپڑے

مر ترا لیک آں عنایت یار کو
لیکن تیرے لئے دوست کی وہ مہربانی کہاں ہے؟

گر نبودے آں بفرمانِ پدر
اگر وہ باپ کی اجازت سے نہ ہوتا

بر بنا وردے زچہ تا حشر سر
تو قیامت تک کنویں سے سر نہ نکالتے

آں پدر بہرِ دلِ اُو اذن داد
ان باپ نے ان کے دل کی خاطر اجازت دیدی

گفت چوں اینست میلت خیر باد
فرما دیا جب تیری یہ خواہش ہے، خدا بہتر کرے

---

۱ مَن۔ اس کامل سے کہہ دیتا ہے کہ میں نے کافی عمر خرچ کر ڈالی جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو جائے گا آپ مجھ سے پوچھ نہ کہیں۔ راہ گردی۔ کامل اس سے کہتا ہے کہ یہ تیرا محض خیال ہے کہ تو نے راستہ طے کر لیا ہے تو وحی کی روشنی میں تھوڑا سا سفر کر لے منزل تک پہنچ جائے گا۔ ظن۔ تو نے محض اپنے گمان سے راستہ طے کیا ہے اور حق کے معاملہ میں گمان کچھ مفید نہیں ہوتا ہے اور اسی گمان کی وجہ سے تو سورج سے محروم ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ تو ہماری بات پر عمل کر لے یا اپنی بات میں ہم سے مشورہ کر لیا کر۔

۲ گوید۔ وہ اس کامل سے کہتا ہے کہ اب میں خود مستقل پیر ہوں میں اندھا دھند کسی کا طفیلی بننا نہیں چاہتا۔ کور۔ مولانا فرماتے ہیں اندھا بن کر کسی کے ساتھ سفر کرنا۔ تنہا سفر کرنے سے بہرحال بہتر ہے، رہبر کے ساتھ اندھا دھند چلنے میں تو صرف اتباع کی ذلت ہے اور تنہا چلنے میں دنیا و آخرت کی سیکڑوں ذلتیں ہیں۔ می گریزی۔ اس ایک ذلت سے بچ کر تنہا چلنا ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی مچھر سے ڈر کر اژدہے کے منہ میں یا نمی سے بھاگ کر دریاؤں میں پناہ لے۔ می گریزی۔ کامل مرلی سے بھاگنے والے کی مثال اس لڑکے کی سی ہے جو باپ کی تنبیہ سے بھاگ کر لوفاشوں میں جا پھنسے۔

۳ می گریزی۔ حضرت یوسف حضرت یعقوب سے کھیل کود کے شوق میں دور ہوئے اور نتیجہ میں کنویں میں گرے۔ درچہ۔ تو بھی کنویں میں گرے گا لیکن فرق یہ ہے کہ ان کی تو خدا کی مہربانی نے دستگیری کر لی تیرے لئے وہ عنایت کہاں ہے۔ گر نبودے۔ اور پھر فرق یہ ہے کہ ان کی سرپرستی خود ربی کی اجازت سے تھی ورنہ ان کی بھی دستگیری نہ ہوتی۔ آں پدر۔ حضرت یوسف کی یہ مصیبت حضرت یعقوب کی رائے کی بدولت نہیں آئی بلکہ خود حضرت یوسف کی تھی انہوں نے ان کا دل رکھنے کے لئے اجازت دی تھی۔

هر اِ ضریرے کز مسیحے سر کشد
جو اندھا کسی مسیح سے سرکشی کرے

اُو جہودانہ بماند از رشد
وہ یہود کی طرح ہدایت سے دور رہ جائے گا

قابل ضوءُ ود اگرچہ کور بُود
اگرچہ وہ اندھا تھا لیکن روشنی کو قبول کرنے والا تھا

شدُ ازیں اعراض اُو کور و کبُود
وہ اس اعراض سے اندھا اور کالا ہو گیا

گویدش عیسیٰ بزن در مَن دو دست
اس سے عیسیٰ کہتے ہیں مجھے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لے

اے عمیٰ کحلِ ضریری با مَن ست
اے اندھے اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے

از مَن ار کوری بیابی روشنی
اگر تو اندھا ہے مجھ سے روشنی پا لے گا

بر قمیصِ یوسف جاں برزنی
جان کے یوسف کی قمیص سے جا ملے گا

کاروبارے کِت رَسد بعدِ شکست ۲
وہ کاروبار جو تجھے شکست کے بعد ملے

اندراں اِقبال و منہاجِ راہ است
اس میں نصیبہ وری اور سیدھا راستہ ہے

کاروبارے کاں ندارد پاو دست
وہ کاروبار جس کے ہاتھ پاؤں نہ ہوں

ترک گیر اے یُوالفضولِ گیج مست
چھوڑ دے ' اے بیکار ' احمق مست'

کاروبارے کہ ندارد پاو سَر
وہ کاروبار جس کا سر اور پیر نہ ہو

ترک کُن ہے پیر خراے پیرہ خر
چھوڑ دے خبردار' اے بوڑھے گدھے' پیر بنالے

غیرِ پیر اُستاد و سَر لشکر مَباد
خدا کرے پیر کے علاوہ استاد اور سپہ سالار نہ ہو

پیرِ گردوں نے ولے پیرِ رَشاد
زمانہ کا بوڑھا نہیں ' لیکن ہدایت کا پیر

دَر زماں چوں پیر راشُد زیردست
فوراً ہی جب راہنما پیر کے ماتحت ہوا

روشنائی دید آں ظُلمت پرست
اس تاریکی کے پجاری نے روشنی دیکھ لی

شرط ۳ تسلیم ست نے کارِ دراز
شرط سپرد کر دینا ہے ' نہ کہ لمبا کام

سُود نبُود در ضلالت تُرک تاز
گمراہی میں بھاگ دوڑ مفید نہیں ہے

مَن نجویم زیں سپس راہِ اثیر
اس کے بعد میں آسمان کا راستہ پیش نہ کروں گا

پیر جُویم پیر جُویم پیر پیر
پیر کو تلاش کروں گا' پیر کو تلاش کروں گا' پیر کو پیر کو

پیر باشد نردبانِ آسماں
آسمان کی سیڑھی پیر ہے

تیر پرّاں از کہ گردد' از کماں
تیر کس سے چلتا ہے؟ کمان سے

۱ ہر ضریرے۔ جو ناقص' مربی سے سرکشی کرے گا اس کا حال یہود کا سا ہوگا جنہوں نے حضرت مسیح سے سرکشی کی۔ قابل۔ اس ناقص میں صلاحیت تھی مربی سے اعراض کرنے کی وجہ سے وہ بھی اس نے برباد کر دی۔ گوید ش۔ مربی اس ناقص سے کہتا ہے کہ میرا اتباع کرے اس اندھے پن کا سرمہ میرے پاس ہے۔ از من۔ اگر تو اندھا ہے تو مجھے مجھ سے بینائی حاصل ہو جائے گی اور تو یوسف کی قمیص حاصل کر لے گا جس سے حضرت یعقوب کی بینائی لوٹ آئی تھی۔

۲ شکست۔ یعنی شیخ کی تابعداری۔ ندارد۔ یعنی تیرا بے ڈھنگا عمل۔ کاروبارے۔ اپنے اس بے ڈھنگے سلوک کو چھوڑ دے۔ غیر پیر۔ خدا کرے پیر کا اتباع نصیب ہو اور پیر سے مراد کا بوڑھا نہیں ہے بلکہ راہ سلوک کا پیر مراد ہے۔ در زماں۔ جب وہ اتباع کر لے گا فوراً اس کو روشنی نظر آ جائے گی۔

۳ شرط تسلیم۔ سلوک میں منزل تک پہنچنے کی شرط اپنے آپ کو پیر کے سپرد کر دینا ہے یہ دوڑ بھاگ بغیر پیر کئے یہ دور بھاگ منزل سے دور کر دے گی۔ من نجویم۔ مولانا فرماتے ہیں جب پیر کی ضرورت ثابت ہو گئی تو خود آسمان پر اڑنے کی کوشش نہ کر پیر کو تلاش کر لے۔ پیر باشد۔ عروج کا ذریعہ پیر ہے جس طرح تیر بغیر کمان کے پرواز نہیں کرتا مرید بھی بغیر شیخ کے پرواز نہیں کرتا ہے۔

بے [1] زابراہیمؑ نمرودِ گراں — کرد با کرگس سفر بر آسماں
حضرت ابراہیمؑ کے بغیر مست نمرود نے — گدھ کے ذریعہ سے آسمان کا سفر کیا

از ہوا شد سوی بالا او بسے — لیک برگردوں نپرّد کرگسے
وہ ہوا سے بہت اونچا ہوا — لیکن گدھ آسمان پر نہیں اڑتا

گفتش ابراہیم اے مردِ سفر — کرگست من باشم اینست خوبتر
حضرت ابراہیم نے اس سے کہا اے سفر کے مردا — میں تیرا گدھ بن جاؤں یہ تیرے لئے بہتر ہے

چوں زمن سازی ببالا نردباں — بے پریدن بر روی بر آسمان
جب تو اوپر کے لئے میری سیڑھی بنائے گا — تو بغیر اڑے آسمان پر چلا جائے گا

آنچنانکہ [2] میرود تا غرب و شرق — بے ز زاد و راحلہ دل ہمچو برق
جیسے کہ مغرب سے مشرق تک چلا جاتا ہے — دل برق کی طرح توشہ اور سواری کے بغیر

آنچنانکہ میرود شب ز اغتراب — حسِ مردم شہرہا در وقتِ خواب
جس طرح رات کو مسافرت کی وجہ سے چلے جاتے ہیں — نیند کے وقت انسانوں کے حواس شہر در شہر

آنچنانکہ عارف از راہِ نہاں — خوش نشستہ میرود در صد جہاں
جس طرح عارف مخفی راستہ سے — سو جہانوں میں اچھا بیٹھا ہوا چلا جاتا ہے

گر نداد ستش چنیں رفتار دست — ایں خبرہا زاں ولایت از کیست
اگر اس طرح کی رفتار اس کے ہاتھ نہیں آئی — اس ملک کی یہ خبریں کس کی جانب سے ہیں؟

ایں [3] خبرہا وایں روایاتِ محق — صد ہزاراں پیر بروے متفق
یہ خبریں اور یہ سچی روایتیں — لاکھوں پیر ان پر متفق ہیں

یک خلافے نے میان ایں عیوں — آنچنانکہ ہست در علمِ ظنوں
ان بزرگوں میں ایک اختلاف نہیں — جیسا کہ ظنی علم میں ہوتا ہے

آں تحرّی آمد اندر لیلِ تار — ویں شنو کعبہ بود وسطِ نہار
وہ تحری تاریک رات میں ہے — اور یہ کعبہ کی سمت دوپہر ہے

خیز اے نمرود پر جوی از کساں — گر دہانے نایدت از کرگساں
اے نمرود! اٹھ مردوں سے پر مانگ — گدھوں سے تجھے سیری نہ ملے گی

عقلِ جزوی کرگس آمد اے مقل — پر نوبا جیفہ خواری متصل
اے نادان! جزوی عقل گدھ ہے — اس کے پر مردار کھانے سے وابستہ ہیں

[1] بے ز ابراہیم۔ نمرود نے حضرت ابراہیم کو عروج و پرواز کا ذریعہ بنایا اپنی خواہش نفس کو بنایا مردود ہو گیا۔ کرگس۔ گدھا یعنی خواہش نفس شیطان۔ چوں۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا اگر تو میرا اتباع کرے گا تو تجھے عروج حاصل ہو جائے گا۔ بر آسمان۔ یعنی تجھے تعلق مع اللہ حاصل ہو جائے گا۔

[2] آنچنانکہ۔ دل مشرق و مغرب کی سیر بغیر توشہ اور سواری کے کر لیتا ہے یہی حال عارف کا ہے کہ اس کو بغیر اسباب ظاہری کے ملکوت کی سیر حاصل ہو جاتی ہے۔ حق مردم۔ حواس باطنی بھی خواب میں شہر در شہر بغیر اسباب ظاہری کے سیر کرتے ہیں۔ عارف اپنے مراقبہ میں عوالم کی سیر کرتا ہے۔ گر۔ اگر ان کی سیر نہیں ہے تو پھر انہوں نے ان عوالم کی خبر کیسے دے دی۔

[3] ایں خبرہا۔ اگر یہ خبریں تواتر کا درجہ رکھتی ہیں جن سے یقین حاصل ہو جاتا ہے۔ علم فنون۔ علوم عقلیہ میں عقلا مختلف ہیں لیکن اولیاء اور انبیاء عوالم کی خبروں میں متفق ہیں۔ آں تحری۔ یہ خبریں اٹکل سے نہیں دی گئی ہیں بلکہ مشاہدہ کے بعد دی ہیں۔ خیز۔ لہٰذا انسان کو نمرود نہ بننا چاہیے بلکہ شیخ کی رہنمائی سے ذریعہ پرواز تلاش کرنی چاہیے۔ عقل جزوی۔ عقل ناقص گدھ ہے اس کی پرواز مردار کی جانب ہے۔

عقلِ[1] ابدالاں چو پرِّ جبرئیلؑ
ابدال کی عقل حضرت جبرائیل کے پر کی طرح ہے

می پرد تا ظلِّ سدرہ میل میل
جو سدرۃ المنتہیٰ کے سایہ تک میل میل اڑتی ہے

بازِ سلطانم کشم نیکو پیم
میں شاہی باز ہوں اچھا ہوں نیک قدم ہوں

فارغ از مردارم و کرگس نیم
میں مردار سے بے نیاز ہوں اور میں گدھ نہیں ہوں

ترک کرگس کن کہ من باشم گسَت
گدھ کو چھوڑ تاکہ میں تیرا دوست ہوں

یک پرِ من بہتر از صد کرگس ست
میرا ایک پر سیکڑوں گدھوں سے بہتر ہے

چند بر عمیا دوانی اسپ را
تو گھوڑے کو اندھا دھند کب تک دوڑائے گا؟

باید اُستا پیشہ را و کسب را
پیشہ اور ہنر کے لئے استاد چاہیے

خویش[2] را رسوا مکن در شہرِ چین
چین کے شہر میں اپنے آپ کو رسوا نہ کر

عاقلے جو خویش از ۔ ے در مچین
کوئی عقلمند تلاش کر اپنے آپ کو ۔ ۔ ۔

آنچہ گوید آں فلاطون زماں
ہیں ہوا بگذار ور و بروفق آں

وہ افلاطون دوراں جو کچھ کہے
خبردار! ہوا (نفسانی) کو چھوڑ اس کے مطابق چل

جملہ می گویند اندر چیں بجد
بہرِ شاہ خویشتن کہ کم یلد

چین میں سب اصرار سے کہتے ہیں
اپنے بادشاہ کے بارے میں کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی

شاہِ ما خود ہیچ فرزندے نزاد
بلکہ سوئے خویش زن را رہ نداد

خود ہمارے بادشاہ کے کوئی فرزند نہیں ہوا
بلکہ اس نے اپنی جانب کسی عورت کو راہ نہ دی

ہر کہ از شاہاں ازیں نوعش بگفت
گردنش با تیغِ بُرّاں گشت جُفت

بادشاہوں میں سے جس نے اس طرح کی بات کہی
اس کی گردن تیز تلوار سے وابستہ ہو گئی

شاہ[3] گوید چونکہ گفتی ایں مقال
زود ثابت کن کہ من دارم عیال

بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ جب تو نے یہ بات کہی
جلد ثابت کر کہ میں اولاد رکھتا ہوں

مر مرا دختر اگر ثابت کنی
یافتی از تیغِ تیزم ایمنی

اگر تو میرے لئے لڑکی ثابت کر دے
تب تو نے میری تیز تلوار سے امن پایا

ورنہ بیشک من بُرم حلقِ تو
بر کشم از صوفیِ جاں دلقِ تو

ورنہ میں بلاشک تیری گردن کاٹ دوں گا
تیری صوفی روح سے گدڑی اتار دوں گا

سر نخواہی بُرد ہیچ از تیغ تو
اے بگفتہ لاغ کذب آمیز تو

تو کبھی تلوار سے سر سے بچا کر نہ لے جا سکے گا
اے وہ شخص جس نے جھوٹی بکواس کی۔

[1] عقلِ ابدالاں۔ عارفین کی عقل کامل ہے اور اس کی پرواز حضرت جبرئیل کی طرح سدرۃ المنتہیٰ تک ہے۔ بازِ سلطانم۔ حضرت ابراہیم نے نمرود سے فرمایا میرا اتباع کردہ تیرے لئے نفس کے اتباع سے بہتر ہے۔

چند۔ اندھا دھند گھوڑا دوڑانے سے کوئی فائدہ نہیں ہے۔

[2] خویش را۔ چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا۔ مچیں۔ کسی عقلمند سے مشورہ ۔ ۔ ۔ آنچہ۔ وہ عقلمند جو کہے اس پر عمل کر۔ جملہ۔ سب چینی یہ کہتے ہیں کہ ہمارے بادشاہ کے کوئی اولاد ہی نہیں ہے۔ بلکہ۔ بچہ پیدا ہوتا تو درکنار اس نے کسی عورت سے صحبت ہی نہیں کی۔ ہر کہ۔ اگر کسی بادشاہ نے اس کے سامنے شادی کا پیغام دیا ہے تو اس کی گردن کٹی ہے۔

[3] شاہ گوید۔ اس پیغام دینے والے شخص شاہ کا مطالبہ ہوتا ہے کہ پہلے یہ ثابت کر کہ میرے اولاد ہے۔ مر مرا۔ اگر تو یہ ثابت کر دے گا کہ میرے کوئی لڑکی ہے تو میری تلوار سے بچ سکے گا۔ بر کشم۔ جان صوفی اور جسم اس کی گدڑی ہے۔ سر۔ بادشاہ کہہ دیتا ہے کہ اب جبکہ تو نے یہ جھوٹ بولا ہے جب تک تو اس کا ثبوت نہ دے گا تیری جان نہ بچے گی۔

بنگر[1] اے از جہل گفتہ ناحقے — پُرز سرہای بُریدہ خندقے
اے وہ جس نے نادانی سے ناحق بات کہی دیکھ لے — کٹے ہوئے سروں سے بھری ہوئی خندق

خندقے از قعرِ خندق تا گلو — پرز سرہائے بُریدہ زیں غلو
ایک خندق تلی سے کنارے تک — اس مبالغہ کی وجہ سے کٹے ہوئے سروں سے پر ہے

جملہ اندر کارایں دعویٰ شدند — گردنِ خودرا بدیں دعویٰ زدند
جو لوگ اس دعوے میں لگے — انہوں نے اس وعدے سے اپنی گردن کاٹ دی

ہاں ببیں ایں را بچشمِ اعتبار — آنچنیں دعویٰ میندیش و مَیار
خبردار! اس کو عبرت کی نگاہ سے دیکھ لے — ایسا دعویٰ نہ سوچ اور نہ کر

تلخ[2] خواہی کرد برما عُمرما — کہ بریں میدارد اے داور ترا
اے بھائی! تجھے اس پر کون آمادہ کر رہا ہے؟

گر رود صد سال آنکہ آگاہ نیست — برمَیٰ آں از حسابِ راہ نیست
جو واقف نہیں ہے اگر وہ سو سال چلے — اندھا دھند وہ راستہ کے حساب میں نہیں ہے

بے سلاحے در مرو در مَعرکہ — ہمچو بیباکاں مرو در تہلکہ
میدان جنگ میں بغیر ہتھیار کے نہ جا — لاپرواؤں کی طرح ہلاکت میں نہ پڑ

ایں ہمہ گفتند و گفت آں ناصبور — کہ مرازیں گفتہا آید نفور
انہوں نے یہ سب کچھ اور اس بے صبرے نے کہا — کہ مجھے ان باتوں سے نفرت آتی ہے

سینہ[3] پر آتش مراچوں مُنقل ست — کشت کامل گشت وقتِ منجل ست
میرا سینہ انگیٹھی کی طرح آگ سے بھرا ہے — کھیتی پک گئی، درانتی کا وقت ہے

صَدر را صبرے بُد اکنوں آں نماند — بر مقامِ صبر عشق آتش نشاند
سینہ میں صبر تھا، وہ اب نہیں رہا — عشق نے صبر کی جگہ آگ بٹھا دی

صبرِ من مُرد آں شبے کہ عشق زاد — در گذشت و حاضراں را غم مباد
جس رات کو عشق پیدا ہوا میرا صبر مر گیا — وہ مر گیا اور حاضرین کی غم ہو

اے مُحدِّث از خطاب و از خطوب — زاں گذشتم آہنِ سردے مکوب
اے خطاب اور مصائب کی باتیں کرنے والے — میں اس سے آگے بڑھ گیا ٹھنڈا لوہا نہ کوٹ

سر نگونم ہے رہا کن پائے من — فہم کو در جملہ اجزائے من
میں اوندھا ہوں، خبردار! میرا پاؤں چھوڑ — میرے تمام اجزاء میں سمجھ کہاں ہے؟

[1] بنگر۔ اور کہہ دیتا ہے کہ اس خندق کو جا کر دیکھ لے جس میں اس طرح کی بات کہنے والوں کے سر کٹے ہوئے پڑے ہیں۔ غلو۔ یعنی یہ کہنا کہ بادشاہ کے لڑکی ہے۔ جملہ۔ بھائیوں نے کہا ان سب نے یہی بات کہی تھی اور اس طور پر اپنے قتل کا سبب بنے ہیں۔ ہاں۔ خبردار تو ایسی بات نہ کہنا اور ان کٹے ہوئے سروں سے عبرت حاصل کر لے۔

[2] تلخ۔ تو ان باتوں سے اپنا سر کٹا کر ہماری زندگی مزید تلخ کر دے گا۔ داور۔ برادر۔ گر رود۔ اگر راستہ سے ناواقف سو سال بھی چلے تو اس کا چلنا صحیح راستہ کے حساب میں نہیں لگتا ہے۔ بے سلاحے۔ کسی تجربہ کار کے مشورہ کے بغیر تیرا یہ کام ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص بغیر ہتھیار کے میدان جنگ میں جائے۔ ایں ہمہ۔ بھائیوں کی اس تقریر پر وہ بڑا بھائی بولا مجھ سے یہ باتیں۔ مرا۔ مجھ ان باتوں سے نفرت آتی ہے۔

[3] سینہ۔ اب سینہ میں صبر کے بجائے عشق کی آگ ہے اور سینہ انگیٹھی بنا ہوا ہے کھیتی پک چکی ہے اور اس کے کٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ صبر من۔ جس وقت عشق پیدا ہوا صبر مر گیا۔ مُحدِّث۔ اے خطاب۔ اب صبر کی تلقین ایسی ہی ہے جیسے کہ ٹھنڈے لوہے کو کوٹنا۔ سر نگونم۔ میں اب حوادث کے لئے آمادہ ہوں اب میرا جز جز دیوانہ ہے۔

اُشترم[1] مَن تا توانم می کشم — چوں فتادم زار باگشتن خوشم
میں اونٹ ہوں جب تک ہو سکے گا کھینچوں گا — جب عاجز ہو کر گر جاؤں گا ذبح ہونے پر خوش ہوں

بَرسرِ مقطوع اگر صد خندق ست — پیشِ دردِ مَن مزاح مُطلق ست
کٹے ہوئے سر پر اگر سو خندقیں مشتمل ہوں — وہ میرے درد کے سامنے خالص مذاق ہیں

من نخواہم زد دگر از خوف دیم — ایں چنیں طبلِ ہَوا زیر گلیم
میں ڈر اور خوف سے ' نہ بجاؤں گا — ہوا نفسانی کے نقارے کو گدڑی کے اندر

مَن علم اکنوں بصحرا میزنم — یا سر اندازی ویا رُوئے صنم
اب میں میدان میں جھنڈا گاڑ دوں گا — یا سر کٹانا ہے ' یا محبوب کا چہرہ

حَلق کاں نبُود سزای ایں شراب — آں بُریدہ بہ بشمشیرِ ضراب
جو حلق اس شراب کے لائق نہ ہو — وہ تلوار بازی کی تلوار سے کٹا ہوا اچھا

دیدہ کو نبُود ز وصلش در فرہ — آنچناں دیدہ سفید و کُور بہ
وہ آنکھ جو اس کے وصل سے تازگی میں نہ ہو — ایسی آنکھ کا سفید اور اندھا ہونا اچھا

گوش کاں نبُود سزاوی راز اُو — بر کنش کہ نبُود آں برسر نکُو
وہ کان جو اس کے راز کے لائق نہ ہو — اس کو اکھاڑ دے کیونکہ وہ سر پر اچھا نہیں ہے

اندراں دستے کہ نبُود آں نصاب — آں شکستہ بہ بسا طور قصاب
جس ہاتھ میں وہ مال نہ ہو — وہ قصائی کے چھرے سے ٹوٹا ہوا اچھا

آنچناں پائی کہ از رفتارِ اُو — جاں نہ پیوندد بہ نرگس زارِ اُو
وہ پاؤں جس کی رفتار — جان کو اس کے نرگس زار سے نہ جوڑ دے

آنچناں پا در حدید اولیٰ ترست — کانچناں پاعاقبت درد سر ست
ایسا پاؤں ' لوہے میں زیادہ اچھا ہے — کیونکہ ایسا پاؤں بالآخر درد سر ہے

بیانِ ۳ مجاہد کہ دست از مجاہدہ باز ندارد اگرچہ داند کہ بَسطت
اس مجاہدہ کرنے والے کا بیان ' جو مجاہدہ سے دستبردار نہیں ہوتا اگرچہ وہ جانتا ہے کہ
عطائے حقِ آں مَقصود از طرفِ دیگر و بَسبب نوعِ عملِ دیگر
اللہ تعالیٰ کی عطا کی وسعت اس مقصود کو دوسری جانب سے اور دوسری قسم کے عمل کے سبب سے

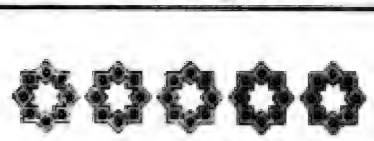

[1] اشترم۔ مصائب کا بوجھ اٹھائے سے نہ گھبراؤں گا اگر ان کا انجام فنا ہے تو میں اس کے لئے بخوشی آمادہ ہوں۔ برسر میرا سر کٹنے کے بعد سو خندقوں میں بھی مدفون ہو تو مجھے اس کی کوئی پروا نہیں ہے۔ یہ میرے لئے ایک تفریح کی بات ہے۔ می نخواہم۔ اب میں اس عشق کو مخفی نہیں رکھ سکتا ہوں۔ من علم۔ اب عشق کا جھنڈا میدان میں گاڑوں گا یا وصل حاصل ہو یا موت آئے۔

۲ حلق۔ جو حلق شراب وصل نہ پی سکے اس کا کٹ جانا بہتر ہے۔ دیدہ۔ جس آنکھ کو محبوب کو دیدار میسر نہ آئے اس آنکھ کا اندھا ہو جانا بہتر ہے۔ فرہ۔ تازگی۔ گوش۔ وہ کان جو محبوب کا راز نہ سن سکے وہ سر کے لئے باعث ننگ ہے۔ اندراں۔ جس ہاتھ کی دولت عشق تک دسترس نہ ہو اس کا کٹنا بہتر ہے۔ سا طور۔ برا چھرا۔ پائی۔ جو پاؤں محبوب کے وصل تک نہ پہنچائے وہ پاؤں لوہے کا ہو تو بہتر ہے۔

۳ بیان مجاہد۔ جس طرح مجاز میں یہ ہے کہ انسان محبی اور کوشش جاری رکھے خواہ مقصود تک رسائی ہو یا نہ ہو اسی طرح حقیقت کے طالب کا فرض ہے کہ وہ مجاہدہ جاری رکھے خواہ اس کو یہ محسوس ہو کہ یہ مجاہدہ حقیقت تک پہنچنے کا ذریعہ نہیں ہے انسان کا کام کوشش کرنا ہے نتیجہ انسان کے قبضہ میں نہیں السَّعی منی والاتمام من اللہ۔ ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک سبب اختیار کرکے سعی اور کوشش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی دوسرے سبب سے اس کا مطلوب پورا فرما دیتا ہے۔ ویرزقہ من حیث لایحتسب کے یہی معنی ہیں انسان کا کام تدبیر کرنا ہے اور مقدرات اللہ کے قبضہ میں ہیں۔

بدُو رساند کہ در وہمِ اُو نبُودہ باشد و اُو ہمہ وہم و امید دریں

اس کو پہنچا دے گا جو اس کے وہم میں بھی نہیں ہے اور اس نے تمام وہم اور امیدیں

طریق مُعیّن بستہ وہمیں حلقہ دَرمی زند بُوکہ حق تعالیٰ

اس معین راستہ سے وابستہ کر رکھی ہیں اور اسی در کی کنڈی کھٹکھٹا رہا ہے ہو سکتا ہے

آں روزی را از درِ دیگر بدُو رساند کہ اُوآں تدبیر نکردہ

کہ اللہ تعالیٰ اس روزی کو دوسرے دروازے سے اسے پہنچا دے جس کی اس نے کوئی تدبیر ہے

باشد وَیَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ 'اَلْعَبْدُ یُدَبِّرُ وَاللّٰهُ

کی ہو اور اس کو اس جگہ سے روزی پہنچاتا ہے جس کو اس کو گمان نہ ہو بندہ تدبیر کرتا ہو

یُقَدِّرُ وبُود کہ بندہ را وہمِ بندگی بُود کہ مرا از غیرِایں در

اور اللہ تعالیٰ تقدیر لکھتا ہے اور ہوتا ہے کہ بندہ کو بندگی کا خیال ہو کہ مجھے اس در کے غیر سے وہ

برساند اگرچہ مَن حلقہ ایں دَرمی زنم حق سُبحانہ ' و تعالیٰ

پہنچائے گا اگرچہ اس در کی کنڈی پیٹتا ہوں ' اللہ تعالیٰ اس کو اسی در

اُورا ہم ازیں دَر روزی رَساند فی الجملہ ایں ہمہ دَرہا

سے روزی پہنچا دیتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ یہ سب ایک مکان

یک سَرای ست

کے دروازے ہیں

یا[1] دریں رہ آیدم آں کام مَن — یاچو بازآیم رَوم سُوی وطن

یا اسی راستہ سے میرا مقصد مجھے حاصل ہو — یا جب میں واپس آؤں وطن کی جانب جاؤں

بُوکہ موقوفست کام بر سَفَر — چوں سفر کردم بیابم در حَضَر

ہو سکتا ہے کہ میرا مقصود سفر پر موقوف ہو — جب سفر کر لوں ' حضر ہی میں پالوں

یارا[2] چنداں بجُویم جدّ و جُست — تابدانم کہ نمی بایست جُست

میں اتنی اور جستجو ہے محبوب کو اتنا تلاش کروں گا — جب تک کہ یہ جان لوں کہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے

آں معیّت کے رَود در گوشِ مَن — تانگردم گردِ دوران زمن

وہ معیت میرے کان میں کب پہنچے گی؟ — جب تک میں زمانہ کے دائرے کے گرد نہ پھر لوں

تاحساب[3] خطوتان و قد وصل — گردم روشن شود اشکال حل

تاکہ وہ قدم ہیں اور وصال ہوا کا حساب — میرے لئے روشن ہو جائے اشکال حل ہو جائے

[1] یا دریں۔ مجاہدہ کرنے والا کہتا ہے کہ میں کوشش بہرحال جاری رکھوں گا خواہ مقصود اس سفر میں حاصل ہو یا واپسی پر وطن میں حاصل ہو میں بہرحال سفر کی سعی جاری رکھوں گا۔ بوکہ۔ ہو سکتا ہے کہ میری اس سعی پر مقصد کا حصول موقوف ہو خواہ وہ مقصد دوسرے سبب سے حاصل ہو جائے مقصود سے مراد اللہ تعالیٰ کی معیت ہے اور سفر سے مراد مجاہدہ اور حضر ان وطن سے خود مجاہد کی فطرت اور طبیعت مراد ہے۔

[2] یارا۔ میں اپنے محبوب کی تلاش میں سرگرداں رہوں گا جب تک وہ مل نہ جائے۔ آں معیت۔ یعنی حق تعالیٰ کی معیت۔ نگردم۔ سفر سے مراد مجاہدہ ہے۔

[3] تاحساب۔ مشہور مقولہ ہے خُطُوَتَانِ مَنْ قَطَعَهُمَا فَقَدْ وَصَلَ دو قدم ہیں جس نے وہ طے کر لئے اس کو وصال حاصل ہو گیا جس کا مطلب یہ ہے یک قدم در فرق خود نہ واں دگر در کوی دوست۔

کے[1] کُنم مَن از معیت فہم راز — جُز مگر بعد از سفرہائے دراز

میں معیت کے راز کو کب سمجھ سکتا ہوں — دراز سفروں کے بعد کے سوا

حق معیّت گفت و دل را مُہر کرد — تا کہ عکس آید بگوش دل نہ طرد

اللہ تعالیٰ نے معیت کی خبر دی اور دل پر مہر لگا دی — تا کہ دل کے کان میں عکس آئے، نہ کہ طرد

چوں سفرہا کرد و دادِ راہ داد — بعدازاں مُہر از دلِ اُو بر کشاد

جب بہت سفر کر لئے اور راستہ کا حق ادا کر دیا — اس کے بعد اس کے دل سے مہر کھول دی

چوں[2] خطائیں آں حساب بالصفا — گردش روشن ز بعد دو خطا

جیسے اس مصفی حساب کی دو خطائیں — دو خطاؤں کے بعد اس کے لئے روشن ہو جاتا ہے

بعدازاں گوید اگر دانستمے — ایں معیت را کے اُورا جستمے

اس کے بعد کہتا ہے، کہ اگر میں جان جاتا — اس معیت کو، تو میں اس کو کب ڈھونڈتا؟

دانش آں بُود موقوفِ سفر — نایدآں دانش بہ تیزیِ فکر

اس کا علم سفر پر موقوف تھا — فکر کی تیزی سے وہ علم حاصل نہیں ہوتا

آنچنانکہ[3] کہ وجہِ دامِ شیخ بُود — بستہ و موقوفِ گریہ آں وجود

جیسے کہ شیخ کے قرضہ کا ذریعہ — اس وجود کے رونے پر موقوف اور وابستہ تھا

کودکِ حلوائی بگریست زار — توختہ شد وام آں شیخِ کبار

حلوائی کا بچہ، زار، زار رویا — اس عظیم شیخ کا قرض ادا کر دیا گیا

گفتہ شد آں داستانِ معنوی — پیش ازیں اندر خلالِ مثنوی

وہ بامعنی قصہ کہہ دیا گیا ہے — اثناءِ مثنوی میں اس سے پہلے

ایں سخن در دفترِ دویم گذشت — گر نمی دانی کُن آنجا باز گشت

یہ بات دفتر دوم میں گزر گئی — اگر تجھے معلوم نہیں تو وہاں پلٹ

در دلت خوف آفگند از موضعے — تا نباشد غیرِ آنت مطمعے

تیرے دل میں ایسی جگہ سے خوف ڈال دیتا ہے — کہ اس کے علاوہ تیرے لئے امید گاہ نہ ہو

بچہ کے رونے پر موقوف تھی ظاہر ہے کہ قرض کے ادا ہونے اور بچہ کے رونے میں کوئی خاص تعلق نہیں ہوا سیطرح اس معیت کا حصول اور مجاہدہ میں کوئی خاص تعلق نہیں مجاہدہ اس کے حق میں ایک بہانہ ہے رحمت حق بہانہ ئی جوید۔ گفت شد۔ شیخ کے قرض کی ادائیگی کا قصہ دفتر دوم میں گزر چکا ہے۔ دولت۔ اسباب کی سبب محض خدا کی دین ہے انسان جس کو سبب سمجھتا! اللہ تعالیٰ اس میں سے سبب کو سلب کر لیتے ہیں اور بسا اوقات نفع کے سبب کو نقصان کا سبب بنا دیتے ہیں، جس جگہ سے نفع کا لالچ ہو وہ خوف کی جگہ بن جاتی ہے۔

---

[1] کے کنم۔ وَھُوَ مَعَکُم اَینَمَا کُنتُم وہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی ہو۔ حق۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو فرما دیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں لیکن دل پر مہر لگا دی ہے تا کہ محض اس کا مفہوم تو سمجھ میں آ جائے اور ذوقی معیت بغیر مجاہدے کے سمجھ میں نہ آ سکے عکس۔ یعنی تعریف کا افراد کے لئے جامع ہونا۔ طرد۔ تعریف کا دوسرے افراد کے لئے مانع ہونا۔ چوں۔ جب انسان سفر یعنی مجاہدہ کرتا ہے تو اس معیت خداوندی کی جامع۔ مانع تعریف حاصل ہو جاتی ہے، اور اس کی ذوقی حقیقت کھل جاتی ہے۔

[2] چوں خطائین۔ کسی عدد مجہول کو معلوم کرنے کے بہت سے طریقے ہیں ان میں سے ایک خطائین کا عمل ہے اس میں دو خطاؤں پر عمل کرنے سے عدد مجہول معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح مجاہدہ کی دو غلطیاں جن کا غلط ہونا مقصود کے حاصل ہو جانے کے بعد محسوس ہوتا ہے معیت کے حصول کا سبب بن جاتی ہیں ایک غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ مجھے معیت حاصل نہیں ہے دوسری غلطی یہ تھی کہ مجاہدہ سمجھتا تھا کہ وہ معیت مجاہدہ سے حاصل ہو گی۔ بعدازاں۔ جب وہ معیت خود اس کی فطرت سے اس کو حاصل ہو جاتی ہے تو یہ کہتا ہے کہ میں خود اس کو تلاش کرتا پھرا۔ دانش۔ این معیت کا علم سفر و مجاہدہ پر موقوف تھا محض فکر کی تیزی سے یہ ذوقی معرفت و علم حاصل نہیں ہوتا ہے۔

[3] آنچنانکہ۔ اس معیت فطری کی باغبار ذوق کے مجاہدوں کے مجاہدوں سے حصول کی مثال شیخ کا قرض ہے جس کی ادائیگی ہوائی کے

دَر اِ طمع خود فائدہ دیگر نہد
خود امید میں دوسرا فائدہ رکھ دیتا ہے

واں مُرادت از کسے دیرع دہد
اور وہ تیری مراد کسی دوسرے سے عطا کر دیتا ہے

اے طمع بر بستہ دَر یکجائی سخت
اے شخص! جو ایک جگہ سے بہت امید وابستہ کئے ہوئے ہے

کایدم میوہ ازاں عالی درخت
کہ مجھے اس بلند درخت سے میوہ ملے گا

آں طمع زاں جانخواہد شد وفا
وہ امید اس جگہ سے پوری نہ ہو گی

بل زجائی دیگر آیدآں عطا
بلکہ وہ عطا دوسری جگہ سے حاصل ہو گی

آں طمع را پس چرا دَر تو نہاد
اس امید کو پھر کس نے تیرے اندر رکھا؟

چوں نبودش نیتِ اکرام و داد
جبکہ اس کی نیت اکرام اور عطا کی نہ تھی

ازر برائے حکمتے و صنعتے
ایک حکمت اور صنعت کے لئے

نیز تاباشد دلت در حیرتے
اس لئے بھی کہ تیرا دل حیرت میں پڑ جائے

تادلت حیراں بود اے مُستفید
اے فائدہ مند! تاکہ تیرا دل حیران ہو جائے

کہ مرادم از کجا خواہد رسید
کہ میری مراد کہاں سے پوری ہو گی؟

تابدانی ۲۳ عجز خویش وجہلِ خویش
تاکہ تو اپنے عجز اور اپنی نادانی کو جان لے

تاشود ایقانِ تو در غیب بیش
تاکہ غیب پر تیرا یقین بڑھ جائے

ہم دلت حیراں بود دَر منتجع
نیز چراگاہ میں تیرا دل حیران ہو جائے

کہ چہ رُویاند مُصرّف زیں طمع
کہ تصرف کرنے والا اس لالچ سے کیا پیدا فرماتا ہے

طمع ۳ داری روزیی در درزیی
تو درزی پن میں روزی کا لالچ رکھتا ہے

تاز خیاطی بری زر تازیی
تاکہ جب تک تازہ بھرتی پن سے زر حاصل کرے

رزق تو در زرگری آرد پدید
وہ تیرا رزق سنار پن میں پیدا کر دیتا ہے

کہ زو ہمت بودآں مکسب بعید
کہ وہ کمائی کا ذریعہ تیرے وہم سے بھی دور تھا

پس طمع دَر درزیی بہر چہ بود
تو تیری طمع درزی پن میں کس لئے تھی

چوں نخواست آں رزق زاں جانب کشود
جبکہ اس نے اس جانب سے رزق نہ کھلنا چاہا

بہر نادر حکمتے در علم حق
کسی عجیب حکمت کے لئے جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے

کہ نبشت آں حکم را در ما سبق
کہ اس حکم کو پہلے ہی لکھ دیا ہے

۱ طمع۔ جس کو تو نفع کا سبب سمجھا تھا اس سے تیری طمع اسلئے وابستہ ہوئی کہ وہ دوسرے سبب سے تیری اس طمع کو پورا کر دے گا۔ اے انسان یہ خاص درخت کے میوے کی منع کرتا ہے وہ ہاں سے اس کو حاصل نہیں ہوتا خدا دوسری جگہ سے اس کو عطا کر دیتا ہے۔ آں طمع۔ جب سب سے تیری طمع پوری نہیں ہوئی اس سے طمع کو وابستہ کرنے میں یہ حکمت ہے کہ تو حیرانی میں مبتلا ہو کر اسباب کو غیر مؤثر سمجھنے لگے اور یہ سمجھے کہ

ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

۲ تابدانی۔ تاکہ تو یہ سمجھ لے کہ انسان باوجود اسباب کے میسر آجانے کے عاجز ہے اور مؤثر حقیقی کوئی دوسری ذات ہے۔ ہم دلت۔ ایک سبب کو غیر مؤثر بنا کر کسی دوسری چیز کو سبب بنا دینے میں انسان پر حیرانی طاری ہوتی ہے جو ایک خاص تجلی ہے۔ منتجع۔ چراگاہ۔ مصرف۔ یعنی حضرت حق تعالیٰ۔

۳ طمع داری۔ انسان اپنے لئے درزی پن کو روزی کا سبب سمجھتا ہے لیکن اس کا رزق سنار پن میں مقدر ہوتا ہے اور وہاں سے اس کو ملتا ہے۔ پس طمع۔ انسان کو اس سبب کی طرف متوجہ کر دینے میں جس سے روزی حاصل ہوئی کچھ حکمتیں پوشیدہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

نیز[1] تا حیراں بُود اندیشہ اَت — تا کہ حیرانی بُود کُل پیشہ اَت
نیز تاکہ تیری سمجھ حیران ہو جائے — تاکہ حیرانی مکمل پیشہ بن جائے

یا وصالِ یار زیں سعیم رَسد — یاز راہِ خارج از سعی جَسد
یا دوست کا وصال میری اس کوشش سے حاصل ہو جائے — یا ایسے راستہ سے جو جسم کی کوشش سے باہر ہو

مَن نگویم زیں طریق آید مُراد — می[2] طپم تا از کجا خواہد کُشاد
میں نہیں کہتا کہ اس راستہ سے مراد حاصل ہو گی — میں تو منتظر ہوں دیکھئے کہاں کشادگی آئے گی؟

سَر بُریدہ مُرغ ہر سُو می فتد — تا کدامیں سُو رہد جاں از جَسد
سر کٹا ہوا پرند ہر جانب گرتا ہے — دیکھئے کس جانب سے جان جسم سے نجات پائے

یا[3] مُرادِ مَن بر آید زیں خروج — یاز بُرجِ دیگر از ذات البروج
یا میری مراد اس سفر سے بر آئے گی — یا برجوں والے آسمان کے کسی دوسرے برج سے

حکایتِ آں شخص کہ در خواب دید کہ آنچہ می طلبی از یَسار
اس شخص کی حکایت جس نے خواب میں دیکھا کہ جو مالداری تو چاہتا ہے وہ

بمصر، وفا شود آنجا گنجے ست در فلاں محلّہ در فلاں خانہ
مصر میں ملے گی، وہاں فلاں گھر میں فلاں محلّہ میں، ایک خزانہ ہے وہ

چوں بمصر آمد کسے گفت من خوابے دیدہ ام کہ گنجے
جب مصر میں پہنچا ایک شخص نے کہا، کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ فلاں

ست در بغداد در فلاں خانہ و در فلاں محلّہ نام محلّہ و
گھر میں فلاں محلّہ میں بغداد میں ایک خزانہ ہے، اس نے محلّہ اور گھر کا

خانہ بگفت آں شخص فہم کرد کہ آں گنج در مصر گفتن جہت
نام لیا تو وہ شخص سمجھ گیا، کہ خزانہ کو مصر میں کہنے کا سبب یہ

آں بُود کہ مرا یقین کنند کہ در غیر خانہ خود نمی بایست جُست
تھا کہ مجھے یقین دلا دیں وہ اپنے گھر کے سوا تلاش نہ کرنا چاہیے

لیکن ایں گنج معیّن و محقق جز در مصر حاصل نہ شود
لیکن یہ معین اور یقینی خزانہ مصر کے علاوہ حاصل نہ ہو گا

بُود زر میراثی را بے شمار — جملہ را خورد و بماند اُو عور زار
ایک میراث پانے والے کے پاس بیشمار زر تھا — وہ سب کھا گیا اور ننگا عاجز رہ گیا

[1] نیز۔ یہ حکمت بھی ہے کہ انسان سب پر پورا بھروسہ نہ کرے اور حیرانی کی کیفیت اس پر طاری ہے۔ یا وصال۔ شہزادے نے یہی کہا کہ میں اس طریقہ کو وصال کا سبب نہیں سمجھتا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ اس طریقہ سے وصل ہو جائے یا اللہ تعالیٰ کوئی اور ذریعہ پیدا فرما دے۔

[2] می طپم۔ میں تو حیران اور منتظر ہوں کہ دیکھئے کس راستہ سے مقصد کامیاب ہوتا ہے۔ سر بریدہ ذبح شدہ پرند اپنی جان جسم سے نکالنے کے لئے مختلف جانبوں میں گرتا ہے کہ نہ معلوم کونسے رخ سے گرنا سبب بنتا ہے۔

[3] یا مراد۔ شہزادے نے کہا بادشاہ چین تک پہنچنا وصل کا سبب ہو یا ممکن ہے برجوں والے آسمان کا کوئی برج سبب وصل بنے۔ میراثی۔ یعنی وارث۔ عور۔ ننگا۔

مالِ [1] میراثے ندارد خود وَفا — چوں بناکام از گذشتہ شد جُدا

وراثت کا مال ' خود وفا نہیں رکھتا — جبکہ ناکامی کے ساتھ وہ مرنے والے سے علیحدہ ہو گیا

اُو نداند قدرِ ہم کآساں بیافت — کو بگِلدّ و رنج و کسبش کم شتافت

وہ قدر بھی نہیں جانتا ' کیونکہ آسانی سے پا لیا — کیونکہ وہ اس کی مشقت اور تکلیف اور کمائی میں نہ دوڑا

قدرِ جاں زاں می ندانی اے فلاں — کہ بدادت حق بہ بخشش رائگاں

اے فلاں! تو جان کی قدر اسی لئے نہیں جانتا — کیونکہ وہ تجھے اللہ تعالیٰ نے بخشش میں مفت دیدی ہے

نقد رفت و کالہ رفت و خانہا — ماند چوں چُغداں دَراں ویرانہا

نقد چلا گیا اور سامان چلا گیا اور گھر — وہ چغدوں کی طرح ان ویرانوں میں رہ گیا

گفت [2] یارب برگ دادی رفت برگ — یا بدہ برگے دیا بفرست مرگ

اس نے کہا اے خدا! تو نے سامان دیا وہ سامان چلا گیا — یا سامان عطا کر دے اور یا موت بھیج دے

چوں تہی شد یادِ حق آغاز کرد — یارب و یارب اجرِنی ساز کرد

جب خالی ہو گیا اللہ تعالیٰ کی یاد شروع کر دی — اے خدا اے خدا! مجھے پناہ دے (کہنا) شروع کر دیا

چوں پیمبر گفت مُومن مزمرست — در زمان خالیے نالہ گرست

جیسا کہ پیغمبر نے فرمایا مومن بانسری ہے — خالی ہونے کے وقت نالہ کرنے والی ہے

چوں شود پُر مُطربش بنہد زدست — پُر مشو کاسیبِ دستِ اُو خوش ست

جب وہ بھر جاتی ہے گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے — تو پر نہ ہو کیونکہ اس کے ہاتھ کا اثر اچھا ہے

تی [3] شو و خوش باش بین الاصبعین — کز مئے لاہُس سرمست ست لَہُس

تو خالی رہ اور دو انگلیوں کے درمیان خوش رہ — کیونکہ مکان ' لامکانی شراب سے مست ہے

رفت طُغیاں آب از چشمش کُشاد — اَبرِ چشمش زرعِ دیں را آب داد

سرکشی جاتی رہی پانی اس کی آنکھ سے بہہ نکلا — اس کی آنکھ کے ابر نے دین کی کھیتی کو پانی دیا

در دُعا و لابہ در زد ہر دو دست — زَرطلب شد بے تعب آں زَر پرست

وہ دعا اور عاجزی میں مصروف ہو گیا — وہ زر پرست ' بغیر محنت کے زر کا طالب بنا

سببِ تاخیرِ اجابتِ دُعائے مُومن

مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کا سبب

اے بسا مخلص کہ نالد در دُعا — دُود اخلاصش برآید تا سما

اے مخاطب بہت سے مخلص دعا میں روتے ہیں — ان کے اخلاص کا دھواں آسمان پر پہنچتا ہے

[1] مالِ میراثے۔ وارث کا مال وفادار نہیں ہوتا اس میں اگر وفاداری ہوتی تو مرنے والے سے کیوں جدا ہوتا۔ لو نداند۔ وارث کو بھی ورثہ میں ملنے والے مال کی قدر نہیں ہوتی کیونکہ اس کو حاصل کرنے میں کوئی محنت نہیں اٹھانی پڑتی ہے۔ قدرِ جاں۔ انسان کو روح بھی چونکہ بلا محنت حاصل ہوتی ہے اس لئے وہ اس کی قدر نہیں کرتا ہے۔ نقد۔ اس وارث کا مال اور گھر سب برباد ہو گیا اور وہ چغدوں کی طرح ویرانے میں رہ گیا۔

[2] گفت۔ اس نے دعا کرتی تو وہ کہتی کہ خدا مجھے مال دے یا موت دے دے۔ یوں ہی۔ انسان افلاس میں خدا کو یاد کرنا شروع کر دیتا ہے۔ چوں پیمبر۔ آنحضور نے فرمایا مومن کی مثال بانسری کی سی ہے جب تک وہ کھوکھلی ہے اس میں سے نالہ پیدا ہوتا ہے۔ چوں شود۔ اگر بانسری کا سوراخ بھر جائے تو گویا اس کو ہاتھ سے رکھ دیتا ہے۔ پُر مشو۔ مولانا فرماتے ہیں تو بھی خالی رہ تاکہ مطرب کے ہاتھ میں رہ سکے۔

[3] تی شو۔ تو خالی رہے گا تو اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان رہے گا اور غیب کے نغمہ سے سرمست رہے گا۔ رفت۔ اب اس وارث میں ناشکری کی سرکشی نہ رہی تھی اور اس کے آنسوؤں کی بارش سے دین کی کھیتی سیراب ہو رہی تھی۔ در دعا۔ اب پوری طرح دعا میں مصروف تھا۔ اے بسا مخلص۔ سب سے مخلص نیک بندے دعا میں آہ و زاری کرتے ہیں اور ان کی آہوں کا دھواں ملاء اعلیٰ تک پہنچتا ہے۔

تا رود بالایِ ایں سقفِ بریں
یہاں تک کہ اس بلند چھت کے اوپر پہنچتی ہے

بُویِ مجمر[1] از اَنیں المذنبیں
گنہگاروں کے رونے کی آنگیٹھی کی بو

پس ملائک با خدا نالند زار
پھر فرشتے خدا کے سامنے عاجزی سے روتے ہیں

کاے مُجیب ہر دُعا و مُستجار
کہ اے ہر دعا کو قبول کرنے والے اور پناہگاہ!

بندۂ مُومن تضرّع می کند
ایک مومن بندہ گڑ گڑا رہا ہے

اُو نمی داند بجُز تو مُستند
وہ تیرے سوا کسی کو سہارا نہیں سمجھتا ہے

تو عطا بیگانگاں را می دہی
تو غیروں کو عطا دیتا ہے

از تُو دارد آرزو ہر مُشتہی
ہر خواہشمند تجھ سے امید رکھتا ہے

حق[2] بفرماید نہ از خواریِ اُوست
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ اس کی ذلت کی وجہ سے نہیں ہے

عینِ تاخیرِ عطا یاریِ اُوست
عطا میں تاخیر بعینہٖ اس کی مدد ہے

نالہ مُومن ہمیداریم دُوست
ہم مومن کے رونے کو دوست رکھتے ہیں

گو تضرّع کُن کہ ایں اعزازِ اُوست
کہہ دو کہ گڑ گڑائے کیونکہ یہ اس کا اعزاز ہے

حاجت آوردش ز غفلت سُوےِ مَن
اس کی حاجت غفلت سے اس کو میری طرف لائی ہے

آں کشیدش موکشاں در کوےِ مَن
اس نے بال پکڑ کر اس کو میرے کوچہ میں پہنچایا ہے

گر بر آرم حاجتش اُو وا رَود
اگر میں اس کی حاجت پوری کر دوں وہ واپس چلا جائے گا

ہمدراں بازیچہ مُستغرق شَوَد
اسی کھلونے میں مصروف ہو جائے گا

گرچہ[3] می نالد بجاں یا مستجار
اگرچہ وہ دل سے گڑ گڑا رہا ہے اے پناہگاہ کہہ کر

دل شکستہ، سینہ خستہ، سوگوار
دل شکستہ، سینہ خستہ، غمگین

خوش ہمی آید مرا آوازِ اُو
مجھے اس کی آواز بھلی لگتی ہے

واں خدایا گفتن وآں رازِ اُو
اور اس کا یا خدا کہنا اور اس کا وہ راز

وانکہ اندر لابہ و در ماجرا
اور یہ کہ وہ خوشامد اور واقعہ میں

می فریباند بہر نوعے مَرا
ہر طرح سے مجھے پھسلاتا ہے

طوطیان و بُلبلاں را از پُسند
طوطیوں اور بلبلوں کو پسندیدگی کی وجہ سے

از خوش پوازی قفس دَرمی کشند
اور خوش آوازی کی وجہ سے پنجرے میں بند کر دیتے ہیں

زاغ را و چُغد را اندر قفص
کوے کو اور چغد کو پنجرے میں

کے کُنند ایں خود نیامد در قصص
کب کرتے ہیں؟ یہ خود کہانیوں میں نہیں آیا

[1] مجمر = آنگیٹھی۔ انین۔ رونے کی آواز۔ پس ملائک۔ فرشتے جناب باری تعالیٰ عرض کرتے ہیں کہ ایک مومن بندہ رو رہا ہے تو جب غیروں کو عطا کرتا ہے تو اس مومن کی عطا میں تاخیر کیوں ہو رہی ہے۔

[2] حق بفرماید۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے جواب میں فرماتا ہے کہ یہ تاخیر اس لئے نہیں کہ ہم اس کو حقیر سمجھتے ہیں بلکہ یہ تو اس کی ایک مدد ہے۔ نالہ۔ مومن کا رونا ہمیں پسند ہے اور اس تاخیر میں اس کا اعزاز ہے۔ حاجت۔ اس کی حاجت نے اس کو ہماری طرف متوجہ کیا ہے۔ گر برآرم۔ اگر اس کی دعا جلد قبول ہو گئی اور حاجت رفع ہو گئی تو وہ ہم سے رخصت ہو کر کھیل کود میں لگ جائے گا۔

[3] گرچہ۔ وہ دل سے ہمیں پکار رہا ہے شکستہ دل سے ہمیں اس کی آواز اور یا خدا کہنا اور خوشامد اور واقعہ بیان کرنے میں ہمیں پھسلانا یہ سب ہمیں پسند ہے۔ طوطیاں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ طوطی کی خوش آوازی لوگ اس کو کی وجہ سے اس کو پنجرے میں قید کرتے رکھتے ہیں۔ زاغ۔ کوے اور چغد کو کسی نے آج تک پنجرے میں بند کر کے نہیں پالا۔

پیشِ[1] شاہد باز چوں آید دو تن — آں یکے کمپیر و دیگر خوش دَہَن
عاشق صفت کے سامنے جب دو شخص آئیں — ایک بوڑھی عورت اور دوسری خوبصورت ٹھوڑی والی

ہر دوناں خواہند اُو زُو تر فطیر — آردو کمپیر را گوید کہ گیر
دونوں روٹی مانگیں وہ بہت جلد روٹی — لائے گا اور بوڑھی سے کہے گا کہ لے لے

واں دگر را کہ خوشستش قدّ و خد — کے دہدناں بَل بتاخیر افگند
اور اس دوسری کو جس کا قد اور رخسار خوبصورت ہیں — روٹی کب دے گا' بلکہ تاخیر میں ڈال دے گا

گویدش[2] بنشیں زمانے بے گزند — کہ بخانہ نانِ تازہ می پزند
اس سے کہے گا کہ اطمینان سے تھوڑی دیر بیٹھ جا — کیونکہ گھر میں تازہ روٹی پکا رہے ہیں

چوں رسد آں نانِ گرزش بعدِ کدَ — گویدش بنشیں کہ حلوا می رَسد
جب مشقت کے بعد اس کے پاس نرم روٹی آجائے گی — اس سے کہے گا کہ بیٹھ جا حلوا آ رہا ہے

ہم بدیں فن دار دارش می کُند — وزرہ پنہاں شکارش می کُند
اسی تدبیر سے اس کو ٹہر جا ٹہر جا کرتا رہتا ہے — اور چپکے چپکے اس کا شکار کرتا رہتا ہے

کہ مرا کاریست باتو یک زماں — مُنتظر می باش اے خوبِ جہاں
کہ مجھے تجھ سے تھوڑا سا کام ہے — اے حسین عالم! انتظار کر لے

تابدیں حیلت فریباند وُرا — تا مُطیع ورام گرداند وُرا
یہاں تک کہ اس تدبیر سے اس کو پھسلائے — کہ اس کو فرمانبردار اور رام کر لے

مِثل[3] آں کمپیرداں بیگانگاں — شلہِ خوش رُوی مثلِ مُومناں
غیروں کو اس بوڑھی عورت کی طرح سمجھ — خوبصورت معشوق مومنوں کی مثال ہے

ایں جہاں زندانِ مُومن زیں بُوَد — کافراں را جنّتِ حالی شوَد
یہ دنیا مومن کے لئے قیدخانہ اسی لئے ہے — کہ کافروں کے لئے فی الحال جنت ہے

بے مُرادی مُومناں از نیک و بَد — تو یقیں میداں کہ بہرِ ایں بُوَد
مومنوں کی نامرادی خواہ نیک ہوں یا بد — تو یقین کرلے اسی وجہ سے ہوتی ہے

رجوع بقصہ آں شخص کہ بہ نشانِ گنج دادند بمصر و بیانِ
اس شخص کے قصہ کی طرف واپسی جس کو مصر میں خزانہ کا پتہ دیا اور فقر
تضرّعِ وَے از درویشی بحضرتِ جلّ جلالہ
کی وجہ سے اس کا اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے دربار میں عاجزی کرنا

[1] پیشِ شاہد۔ دوسری مثال یہ ہے کہ کسی حسن پرست کے سامنے گردو عورتیں آئیں ایک بوڑھی اور ایک حسین تو وہ بوڑھی کو فوراً روٹی دے کر رخصت کر دیتا ہے اور خوبصورت کو مختلف بہانوں سے روٹی دینے میں دیر لگاتا ہے۔

[2] گویدش۔ اس خوبصورت عورت سے کہتا ہے کہ ذرا بیٹھ جا تازہ روٹی پک رہی ہے اس میں سے دوں گا۔ چوں رسد۔ جب روٹی آجاتی ہے تو اس کو حلوے کا منتظر بنا کر بٹھاتا ہے۔ ہم بدیں۔ نان ترکیبوں سے اسکا ٹہر جا ٹہر جا کہتا رہتا ہے اور نظربازی سے اس کا شکار کرتا رہتا ہے۔ تابدیں۔ ان تدبیروں سے اس کو فریب دیتا ہے اور اس کو اپنے قابو میں رکھتا ہے۔

[3] مثل آں۔ تو بیگانوں اور مومنوں کی مثال ان دو عورتوں سے سمجھ لے۔ ایں جہاں۔ مومنین کی خوبیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کا پنجرا ہے اور کافروں کی برائیوں کی وجہ سے یہ دنیا ان کے لئے جنت اور باغ ہے جس میں وہ کھلے پھرتے ہیں۔ بے مرادی۔ مومن کی دعا کی قبولیت میں تاخیر کی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنے ساتھ مصروف رکھنا چاہتا ہے۔

خواجہ چوں میراث خور دو شد فقیر
آمد اندر یارب و گریہ و نفیر

خواجہ نے جب میراث کھالی اور فقیر ہو گیا
تو یارب اور آہ و بکا میں مصروف ہو گیا

خود کہ کوبد ایں درِ رحمت نثار
کو نیابد دَر اجابت صَد بہار

رحمت کی بکھیر والے اس در کو خود کون کھٹکھٹاتا ہے
جو کہ قبولیت سو بہار نہ پاتا ہو

خود ب دید و ہاتفے گفت اُو شنید
کہ تمنایت بمصر آید پدید

اس نے خواب دیکھا اور ہاتف نے کہا اور اسنے سنا
تیری آرزو مصر میں ظاہر ہو گی

رَو بمصر آنجا شود کارِ تو راست
گرد گدیہ ات را قبول اُو مُرتجاست

مصر جا، وہاں تیرا کام ٹھیک ہو گا
تیرے سوال کو قبول کر لیا ہے، وہ امید گاہ ہے

دَر۲ فلاں موضع یکے گنجیست زَفت
در پے آں بایدت تا مصر رَفت

فلاں جگہ ایک بھاری خزانہ ہے
اس کی تلاش میں تجھے مصر جانا چاہیے

بید رنگے ہیں زبغداد اے نژند
رَو بسُوی مصر و منبت گاہ قند

اے افسردہ بغداد سے بغیر تاخیر کے
مصر کی جانب اور شکر اگنے کی جگہ جا

چوں ز بغداد آمد اُو تا سُوی مِصر
گرم شُد پشتش چو دید او رُوی مِصر

وہ جب بغداد سے مصر کی جانب آیا
جب اس نے مصر کا رخ دیکھا اس کی کمر مضبوط ہو گئی

بر اُمید وعدۂ ہاتف کہ گنج
یابد اندر مصر بہرِ دفعِ رنج

ہاتف کے وعدے کی امید پر کہ خزانہ
مصیبت کے دفعیہ کے لئے مصر میں پا لے گا

دَر۳ فلاں کوی و فلاں موضع دفیں
ہست گنجِ سخت نادر بس گزیں

فلاں کوچہ میں اور فلاں جگہ مدفون
ہے نہایت نادر بہت منتخب خزانہ

لیک نفقہ اش بیش و کم چیزے نماند
خواست دَقّے برعوام الناس راند

لیکن اس کے لئے خرچہ تھوڑا بہت کچھ نہ رہا
اس نے عام لوگوں سے بھیک مانگنی چاہی

لیک شرم و ہمتش دامن گرفت
خویش را دَر صبر افشردن گرفت

لیکن شرم اور ہمت نے اس کا دامن پکڑ لیا
اس نے اپنے آپ کو صبر میں دبانا شروع کر دیا

بازج نفس از مجاعت بر طپید
ز انتجاع از خواستن چارہ ندید

پھر اس کا نفس بھوکہ سے تڑپا
روزی حاصل کرنے میں بھیک مانگنے کے سوا چارہ نہ دیکھا

گفت شب بیروں روم من دَرم زَرم
تا ز ظلمت نایدم از گدیہ شَرم

سوچا کہ رات کو چپکے چپکے سے باہر نکلوں گا
تا کہ اندھیری میں بھیک مانگنے سے شرم نہ آئے

۱ خواجہ۔ میراث پانے والا جب فقیر ہو گیا اور وہ گریہ و زاری میں مصروف ہو گیا۔ خود۔ جو اللہ کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے وہ ضرور اپنی مراد پا لیتا ہے۔ رحمت نثار۔ یعنی وہ دروازہ جس سے رحمت کی بکھیر ہوتی ہے۔ ہاتف۔ غیبی آواز نے اس سے کہہ تجھے خزانہ مصر میں ملے گا۔ مرتجا۔ امید گاہ۔

۲ دَر فلاں۔ ہاتف نے اس کو بتا دیا کہ خزانہ فلاں جگہ مصر میں ہے۔ منبت گاہ قند۔ مصر میں شکر بہت پیدا ہوتی تھی۔ گرم شُد۔ ہاتف کی بشارت کی وجہ سے برامید۔ ہاتف کے کہنے کی وجہ سے اس کو امید تھی کہ مصر میں خزانہ ہاتھ آجائے گا۔

۳ دَر فلاں۔ ہاتف نے اس کو خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ نفقہ اش۔ نفقش پڑھا جائے گا۔ دق۔ یعنی بھیک کے لئے دروازہ پیٹنا۔ در صبر۔ یعنی صبر کے ذریعہ اپنی خواہش کو دبانا چاہا۔ انتجاع۔ دانہ پانی طلب کرنا۔ گفت۔ اس نے دل میں سوچا کہ میں بھیک مانگنے کے لئے رات کو نکلوں تا کہ کسی سے آنکھیں دو چار نہ ہوں اور شرم نہ آئے۔

همچو شبکو کے[1] اکنم من ذکر و بانگ — تا رسد از بامہایم نیم دانگ
شبکوک کی طرح میں ذکر اور آواز کروں گا — تاکہ بالا خانوں سے مجھے نیم دانگ مل جائے

اندریں اندیشہ بیروں شد بکُو — واندریں فکرت ہمی شد سُو بسُو
اس خیال میں کوچہ سے باہر نکلا — اور اس فکر میں ہر طرف پھرتا تھا

یک زماں مانع ہمی شد شرم و جاہ — یک زمانے جُوع می گفتش بخواہ
کسی وقت شرم اور رتبہ اس کے لئے مانع بنتا — کبھی اس سے بھوک کہتی ' مانگ

پای پیش و پای پس تا ثلث شب — کہ بخواہم یا بخسپم خشک لب
ایک قدم آگے اور ایک قدم پیچھے تہائی رات تک — کہ مانگوں یا میں سوکھے ہونٹ سو جاؤں

رسیدنِ[2] آں شخص بمصر و شب بیروں آمدن بکوی از بہرِ
اس شخص کا مصر میں پہنچنا اور رات کو ایک کوچہ میں شبکوی اور گدائی کے لئے

شبکوی و گدائی و گرفتن عسس اورا و مرادِ او حاصل شدن
باہر نکلنا اور کوتوال کا اس کو پکڑ لینا اور کوتوال کے ذریعہ بہت

از عسس بعداز خوردنِ زخم بسیار عَسٰی اَنْ تَکْرَهُوْا
پٹنے کے بعد اس کی مراد کا حاصل ہو جانا ' قریب ہے کہ تم کسی چیز

شَیْئًا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی اِنَّ
کو ناپسند کرو اور وہی چیز تمہارے لئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کا قول بیشک

مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا وَ قَوْلُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِشْتَدِی
تنگی کے ساتھ سہولت ہے اور آنحضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قول مصیبت تو

اَزِمَّةُ تَنْفَرِجِیْ وَ جَمِیْعُ الْقُرْاٰنِ وَالْکُتُبِ الْمُنْزَلَةِ تَقْرِیْرِ هٰذا
سخت ہو جا ' کھل جائے گی اور سارا قرآن اور آسمانی کتابیں اس کو ثابت کرنے میں

ناگہانی[3] خود عسس اورا گرفت — چوبہازد بے محابا شگفت
اچانک خود کوتوال نے اس کو پکڑ لیا — بغیر مروت کے بے توقف ڈنڈے مارے

اتفاقاً اندراں شبہائے تار — دیدہ بُد مُردم ز شب دُزواں ضرار
اتفاقاً ان اندھیری راتوں میں — لوگوں نے رات کو چوروں سے مضرت دیکھی تھی

بُود شبہائے مخوف و منتحس — پس بجدی جست دُزداں را عسس
خوفناک اور منحوس راتیں تھیں — کوتوال اہتمام کے ساتھ چوروں کی جستجو میں تھا

[1] شبکوک۔ وہ فقیر جو درخت پر بیٹھ کر رات کو بھیک مانگے تاکہ اس کو کوئی نہ دیکھ سکے۔ اندیشہ۔ یعنی بھیک مانگنے کا خیال۔ سو بسو۔ اسی فکر میں ادھر ادھر ٹہلتا پھرا۔ یک زماں۔ شرم' بھیک مانگنے سے روکتی تھی اور بھوک بھیک مانگنے پر آمادہ کرتی تھی۔ ثلث شب۔ اسی شش و پنج میں ایک تہائی رات گزر گئی۔

[2] رسیدن آں شخص بمصر۔ یہ شخص مصر میں پہنچا وہ وہاں شب کوری کی وجہ سے گرفتار ہو گیا کوتوال نے گرفتار کر کے مارا لیکن اس کے بعد اس کی مشکل حل ہو گئی گرفتار ہونا اس کی مشکل کا حل ہونا بنا انسان کسی چیز کو برا سمجھتا ہے اور اسی میں اس کی بھلائی ہوتی ہے مصیبت جب انتہا کو پہنچ جاتی ہے پھر ٹل جاتی ہے۔

[3] ناگہانی۔ رات کو سوتا دیکھ کر چور ہونے کے شبہ میں کوتوال نے اس کو بے تحاشا پیٹا۔ اتفاقاً۔ گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اس زمانہ میں مصر میں چوریاں بہت ہوتی تھیں۔ پس۔ اس لئے کوتوال چوروں کی گرفتاری میں بہت کوشاں تھا۔

تا[1] خلیفہ گفتہ کہ ببرید دست
حتیٰ کہ بادشاہ نے کہہ دیا تھا کہ ہاتھ کاٹ دے

ہر کہ شب گردد اگر خویشِ منست
جو رات کو گھومے ' خواہ میرا رشتہ دار ہو

بر عسس کردہ مَلِک تہدید و بیم
بادشاہ نے کوتوال کو ڈراوا اور دھمکی دی تھی

کہ چرا باشید بر دُز داں رحیم
کہ تم چوروں پر رحم کھانے والے کیوں ہو؟

عشوہ شاں را از چہ رُوبا ور کنید
ان کی مکاری کا کس وجہ سے یقین کر لیتے ہو

یا چرا زایشاں قبولِ زر کنید
یا کیوں ان سے رقم قبول کرتے ہو؟

رحم بر دُز داں و ہر منحوس دست
چوروں اور ہر منحوس ہاتھ پر رحم کرنا

بر ضعیفاں زحمت و بیرحمی ست
کمزوروں پر زحمت اور بے رحمی ہے

ہیں[2] زرنجِ خاص مکسل زانتقام
خبردار کسی خاص شخص کی تکلیف کی وجہ سے انتقام لینے سے درگزر نہ کر

رنج اُو بگزیں و بنگر رنجِ عام
اس کی تکلیف کو پسند کر اور عوام کی تکلیف کو مدنظر رکھ

اِصبعِ ملدوغ بُر در دفعِ شر
شر کو رفع کرنے کے لئے ڈسی ہوئی انگلی کاٹ دے

در تعدّی و ہلاکِ تن نگر
متعدی ہونے اور جسم کی تباہی کو مد نظر رکھ

گشتہ دز دانبہ دراں ایام بس
ان دنوں میں چور بہت ہو گئے تھے

کاں فقیر اُفتاد در دستِ عسس
کہ وہ فقیر کوتوال کے ہاتھ پڑ گیا

اتّفاقاً اندراں ایّام دُزد
اتفاقاً ان دنوں میں چور

گشتہ بُود انبوہ پختہ و خام دُزد
بہت ہو گئے تھے ' پکے اور کچے چور

در[3] چنیں وقتش بدید و سخت زد
اس کو ایسے وقت میں دیکھا اور بہت مارے

بر سَر و بر پُشت چوبِ بے عَدد
ان گنت ڈنڈے ' سر اور کمر پر

نعرہ و فریاد زاں درویش خاست
اس فقیر سے نعرہ اور فریاد نکلی

کہ مَزن تا مَن بگویم حال راست
کہ نہ مار ' تاکہ میں سچا حال بیان کردوں

گفت اینک دادمت مُہلت بگُو
اس نے کہا اب میں نے تجھے مہلت دیدی ' کہہ

تا شب چوں آمدی بیروں بگو
بتا تو رات میں باہر کیوں نکلا؟

تو نہ زینجا غریب و منکری
تو یہاں کا نہیں ہے ' پردیسی اور اجنبی ہے

راستی گوتا بچہ مکر اندری
سچ بتا ' تو کس تدبیر میں ہے؟

اہلِ دیواں بر عسس طعنہ زدند
دفتر والے کوتوال کو طعنہ دیتے ہیں

کہ چرا دز داں کنوں انبہ شدند
کہ اب چور کیوں زیادہ ہو گئے ہیں؟

[1] تا خلیفہ۔ حاکم نے یہ حکم دے دیا تھا کہ جو بھی رات کو گھومتا پایا جائے اس کو گرفتاری کر کے چوری کی سزا دیدی جائے خواہ میرا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ بر عسس۔ چوریوں کی کثرت کی وجہ سے کوتوال پر عتاب ہو رہا تھا۔ عشوہ۔ کوتوال سے کہا گیا تھا یا تو تم لوگ چوروں کے چکموں میں آجاتے ہو یا ان سے رشوت لے لیتے ہو۔ رحم۔ حالانکہ چوروں پر رحم کرنا کمزوروں پر ظلم ہے۔

[2] ہیں زرنج۔ عوام کی راحت کی خاطر کسی ظالم پر رحم نہ کرنا چاہیے۔ اصبع۔ اگر انگلی میں کوئی زہریلا جانور کاٹ لے تو بقیہ جسم کو بچانے کے لئے اس کا کاٹنا بہتر ہے۔ گشتہ۔ چونکہ شہر میں چوروں کی کثرت تھی اس لئے شب میں اس کی گرفتاری عمل میں آ گئی۔

[3] در چنیں۔ ان حالات میں چونکہ اس شخص کو کوتوال نے گھومتا دیکھا تو گرفتار کر کے سخت سزا دی۔ کہ مزن۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ مجھے نہ مار میں صحیح حال بتاتا ہوں۔ گفت۔ کوتوال نے مارنا چھوڑ دیا اور کہا صحیح بات بتا دے۔ تو نہ۔ تو مصری نہیں ہے پردیسی ہے سچ بتا کر تو کیوں گھوم رہا تھا۔ اہل دیواں۔ شاہی دفتر کے افسران پولیس کو طعنے دے رہے ہیں۔

اَنبہی[1] از تست و از امثالِ تست — وانما یارانِ زشتت را نخست
کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہے — پہلے اپنے تو ہر ساتھیوں کو ظاہر کر

ورنہ کینِ جملہ را از تو کشم — تا شود ایمن زشر ہر مُحتشم
ورنہ سب کا کینہ تجھ سے نکالوں گا — تاکہ ہر معزز شر سے محفوظ ہو جائے

گفت اُو از بعد سوگندانِ پُر — کہ نیم مَن خانہ سوز و کیسہ بُر
اس نے بھرپور قسموں کے بعد کہا — کہ میں گھر پھونکنے والا اور گرہ کٹ نہیں ہوں

مَن نہ مَردِ دُزدی و بیدادیم — مَن غریبِ مصرم و بغدادیم
میں چوری اور ظلم والا آدمی نہیں ہوں — میں مصر کا پردیسی اور بغداد کا باشندہ ہوں

دربیانِ[2] ایں حدیثِ شریف کہ اَلصِّدْقُ طَمَانِیْنَۃٌ وَالْکِذْبُ رِیْبَۃٌ
اس حدیث شریف کا بیان کہ سچ اطمینان ہے اور جھوٹ شک ہے

قِصّہ آں خواب و گنجِ زر بگفت — پس زصدقِ اُو دلِ اَنکس شگفت
اس نے اس خواب اور سونے کے خزانہ کا قصہ سنایا — اس کے سچ سے اس کا دل شگفتہ ہو گیا

بوی صدقش آمد از سوگندِ اُو — سوزِ اُو پیدا شد از اسپندِ اُو
اس کو اس کی قسم سے سچائی کی خوشبو آئی — اس کی سوزش اس کے کالے دانہ سے ظاہر ہو گئی

دل بیا رامد گفتارِ صواب — آنچناں کہ تشنہ آرامد بآب
صحیح بات سے دل آرام پا جاتا ہے — جس طرح پیاسا پانی سے آرام پاتا ہے

جُز[3] دلِ محجوب کُو را علتیست — از نبی اش تا غبی تمییز نیست
سوائے محجوب کے دل کے جس میں کوئی بیماری ہے — جس کو نبی اور غبی میں تمیز نہیں ہے

ورنہ آں پیغام کز موضع بُود — برزند برمہ شگافیدہ شود
ورنہ وہ پیغام جو جگہ سے ہو — وہ چاند پر اثر کرتا ہے، وہ شق ہو جاتا ہے

مہ شگافد واں دلِ محجوب نے — زانکہ مردود ست اُو محبوب نے
چاند شق ہو جاتا ہے اور وہ محجوب دل نہیں — کیونکہ وہ مردود ہے، محبوب نہیں ہے

چشمہ شد چشمِ عسس زاشکِ مُبل — نے زگفتِ خشک بل از بُوی دل
کوتوال کی آنکھ تر کرنے والے آنسوؤں سے چشمہ بن گئی — خشک گفتگو سے نہیں بلکہ دل کی بو سے

یک سخن از دوزخ آید سُوی لب — یک سخن از شہرِ جاں در کوی لب
ایک بات دوزخ سے ہونٹ تک آتی ہے — ایک بات جان کے شہر سے ہونٹ کے کوچہ میں

[1] اَنبہی۔ چوروں کی کثرت تجھ سے اور تجھ جیسوں سے ہوئی ہے۔ وانما۔ اپنے برے ساتھیوں کا پتہ بتا ورنہ سب کے بدلے کی سزا تجھ کو دوں گا۔ محتشم۔ باعزت۔ خانہ سوز۔ یعنی ڈاکو۔ کیسہ بر۔ گٹھ کٹا۔ من غریب۔ میں مصر میں پردیسی ہوں میرا وطن بغداد ہے۔

[2] دربیان۔ حدیث شریف ہے کہ سچائی سے دل کو اطمینان ہو جاتا ہے اور جھوٹی بات دل میں شک و شبہ پیدا کرتی ہے۔ انکس۔ یعنی کوتوال۔ اسپند۔ کالے دانہ کو آگ پر ڈالتے ہیں تو وہ دھواں دیتا ہے تو اس کا دھواں آگ ہے تو اس کا دھواں آگ کے وجود کی دلیل ہے اسی طرح اس کی باتوں سے اس طرح اس کی باتوں سے اس کی اندرونی سوزش کا پتہ چل گیا۔ دل۔ کوتوال اس کی [illegible] سے مطمئن ہو گیا اس لئے کہ سچی بات سننے والے کے دل کو مطمئن کر دیتی ہے۔

[3] جز دلِ محجوب۔ کافروں کے دل چونکہ پردے میں ہیں اس لئے سچی بات ان کے دل پر اثر نہیں کرتی ہے۔ از نبی۔ اسی لئے کافر جھوٹے سچے میں تمیز نہیں کر سکتا۔ ورنہ۔ انبیاء کے کلام کی تاثیر کا تو یہ حال ہے کہ چاند پر اثر ہوا تو شق القمر کا معجزہ ظاہر ہو گیا۔ چشمہ۔ اس پردیسی کی باتوں سے کوتوال رو پڑا۔ یک سخن۔ انسان کا نفس بمنزلہ دوزخ کے ہے اس کی بات دوزخی ہے جان کی بات جنتی ہے۔

بحرِ[1] جاں افزا و بحرِ پُر حَرَج — درمیانِ ہر دو بحراں لب مَرَج

جان کو بڑھانے والا سمندر اور تنگی سے بھرا ہوا سمندر — دونوں سمندروں کے درمیان یہ ہونٹ ملاپ کی جگہ ہیں

بحرِ جاں افزا و بحرِ عمر کاہ — ہر دو آں بر لب گذر دراند و راہ

جان کو بڑھانے والا اور عمر کو گھٹانے والا سمندر — دونوں ہونٹ پر گذر اور راہ رکھتے ہیں

چوں بینپلو درمیانِ شہرہا — از نواحی آمد آنجا بہرہا

جیسے کہ شہروں کے درمیان میں منڈی — اس جگہ اطراف سے حصے آتے ہیں

کالۂ مَعیوب و قُلّبِ کیسہ بُر — کالۂ پر سُود و مُستشرِق چو دُر

عیب دار سامان اور گانٹھ کاٹنے والا کھوٹا — نفع بخش اور موتی کی طرح چمک دار سودا

زیں[2] بینپلو ہر کہ بازرگان ترست — بر سرہ و بر قُلبہا دیدہ وَ رست

اس منڈی سے جو شخص اچھا سوداگر ہے — وہ کھرے اور کھوٹوں کو تاڑنے والا ہے

شُد بینپلو مَردرا دارُ الرّباح — واں دگر را از غمی دارا الجُناح

منڈی کسی کے لئے نفع کا گھر ہے — اور دوسرے کے لئے اندھے پن کی وجہ سے گنہگار کا گھر ہے

ہر یکے ز اجزائے عالم یک بیک — بر غبی بندست و بر اُستاد فک

عالم کے تمام اجزاء ایک ایک — غبی کی قید میں اور استاد پر قید سے رہائی

بر یکے قندست و بر دیگر چو زہر — بر یکے لُطف ست و بر دیگر چو قہر

ایک پر شکر ہے اور دوسرے پر زہر جیسا — ایک پر رحم ہے اور دوسرے پر قہر جیسا

بر[3] یکے دیوست و بر دیگر چو حُور — بر یکے نارست و بر دیگر چو نور

ایک پر شیطان ہے اور دوسرے پر حور جیسا — ایک پر آگ ہے اور دوسرے پر نور جیسا

بر یکے گنج ست و بر دیگر چو مار — بر یکے وَردست و بر دیگر چو خار

ایک پر خزانہ ہے اور دوسرے پر سانپ جیسا — ایک پر پھول ہے اور دوسرے پر کانٹے کی طرح

بر یکے شیریں و بر دیگر تُرش — بر یکے مبہوت و بر دیگر چو ہُش

ایک پر میٹھا ہے اور دوسرے پر کھٹا — ایک پر مدہوش ہے اور دوسرے پر ہوش جیسا

بر یکے پنہاں و بر دیگر عیاں — بر یکے سُودست و بر دیگر زیاں

ایک پر پوشیدہ ہے اور دوسرے پر ظاہر — ایک پر نفع ہے دوسرے پر نقصان

بر یکے بندست و بر دیگر گشاد — بر یکے قیدست و بر دیگر مُراد

ایک پر قید ہے اور دوسرے پر کشادگی — ایک پر بیڑی ہے اور دوسرے پر مقصود

---

[1] بحرِ جاں۔ نفس اور روح دونوں کی باتیں ہونٹ سے ٹکراتی ہیں۔ مرج۔ یعنی ملنے کی جگہ۔ بحرِ عمر کاہ۔ نفس کی باتیں تو زندگی کی تباہی کا سبب ہیں۔ بینپلو۔ بفتح نون گو۔ منڈی۔ بہرہا۔ یعنی ماؤں کے حصے۔ کالہ۔ سامان کیسہ بر۔ کھوٹا مال جیب تراش کی طرح جیب صاف کر دیتا ہے۔

[2] زیں۔ منڈی میں ہر طرح کا سودا ہے اچھا تاجر کھرے کھوٹے میں امتیاز کر لیتا ہے اسی طرح ہونٹ پر آئے ہوئے سچ اور جھوٹ میں ماہر امتیاز کر لیتا ہے۔ شد۔ منڈی کسی کے نفعوں کا گھر ہے کسی کے لئے گناہوں یعنی ٹوٹے کا گھر ہے۔ ہر یکے۔ منڈی ہی کیا دنیا کے ہر ہر جز کا یہی حال ہے کسی کے لئے مفید اور کسی کے لئے مضر ہے۔ فک۔ قید سے چھٹکارا۔

[3] بر یکے۔ کسی کے لئے عالم کافر شیطان ثابت ہوتا ہے کسی کے لئے خدا ثابت ہوتا ہے۔ مار۔ مشہور ہے کہ خزانہ پر سانپ ہوتا ہے' مولانا نے بہت سے اشعار میں یہی بتایا ہے کہ عالم کے ہر جز کے مختلف شخصیتوں کے اعتبار سے مختلف اثرات ہیں۔

بَر یکے نوش ست و بَر دیگر چو نیش
ایک پر شہد ہے اور دوسرے پر ڈنگ جیسا

بَر یکے بیگانہ بَر دیگر چو خویش
ایک پر بیگانہ ہے دوسرے پر اپنے کی طرح

بَر یکے نقص ست و بر دیگر کمال
ایک پر عیب ہے اور دوسرے پر کمال

بَر یکے ہجرست و بَر دیگر وصال
ایک پر ہجر ہے اور دوسرے پر وصال

ہر ۱ جمادے بانبی افسانہ گو
ہر بے جان نبی سے بات کرنے والا ہے

کعبہ با حاجی گواہ و نُطق جُو
کعبہ حج کرنے والے کے لئے گواہ اور بات کرنے والا ہے

بَر مُصلّی مسجد آمد ہم گواہ
مسجد نمازی کی بھی گواہ ہے

گو ہمی آمد بمَن از دُور رَاہ
کہ وہ میرے پاس لمبے راستہ سے آیا تھا

بَر خلیل آتش بُود ریحان و وَرد
آگ خلیل اللہ پر خوشبودار ہوا اور گلاب کا پھول ہے

لیک بَر نمرُود آں مَرگشت و دَرد
لیکن نمرود پر وہ موت اور درد ہے

بارہا گفتیم ایں را اے حَسَن
اے بھلے! میں نے یہ بارہا کہا ہے

می نگردم از بیانش سیر مَن
اس کے بیان میں سیر نہیں ہوتا ہوں

بارہا خوردی ۲ تو ناں دفع ذبول
تو نے کمزوری کو رفع کرنے کے لئے بارہا روٹی کھائی ہے

ایں ہماں نان ست چوں نُوی ملول
یہ وہی روٹی ہے تو ملول کیوں نہیں ہوتا؟

دَر تُو جوعے میرسد نوز اعتدال
تیرے مادہ صحت کی وجہ سے ایک تازہ بھوک پہنچ جاتی ہے

کہ ہمی سوزد از و تخمہ و مَلال
کہ اس کی وجہ سے بدہضمی اور ملال سوخت ہو جاتا ہے

ہر کرا دردِ مجاعت نقد شُد
جس کے لئے بھوک کا درد حاصل ہو گیا

نَو شدن با جُزو جُزوش عَقد شُد
نیا ہونا اس کے جز جز سے وابستہ ہو گیا

لَذّت ۳ از جوعست نے از نقلِ نَو
لذت بھوک کی وجہ سے ہے، نہ کہ غذا سے

با مجاعت از شکر یہ نانِ جَو
بھوک کے ہوتے ہوئے جو کی روٹی شکر سے بہتر ہے

پَس زبے جوعیست وز تخمہ تمام
پس بھوک نہ ہونے اور پوری بدہضمی کی وجہ سے

آں ملالت نے ز تکرارِ کلام
وہ تنگدلی ہے، نہ کہ کلام مکرر ہونے سے

چوں زدُکان و مکیس و قیل و قال
کیوں دکان اور بھاؤ کی کھینچ تان اور بحث ہے

در فریب مَردمَش ناید مَلال
جو لوگوں کو فریب دینے میں بے تنگدلی نہیں ہوتی؟

بَر یکے روزست و بَر دیگر چو شب
ایک پر دن ہے اور دوسرے پر رات کی طرح

بَر یکے عیش ست و بَر دیگر تَعب؛
ایک پر عیش ہے اور دوسرے پر تھکن

۱ ہر جمادے۔ آنحضور کو پتھر سلام کرتے تھے۔ کعبہ یہ بھی پتھر ہیں مومنوں کے لئے گواہی دینگے۔ بارہا۔ یہ مضمون کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں میں کئی بار بیان کر چکا ہوں لیکن میری سیری نہیں ہوتی ہے اسی لئے اس مضمون میں تکرار ہے۔

۲ خوردی۔ تم روٹی بار بار کھاتے ہو اس سے تم میں کوئی ملال پیدا نہیں ہوتا۔ وہ تو جوعے۔ تمہاری خواہش تمہیں روٹی سے ملال نہیں ہونے دیتی۔ ہر کرا۔ غرضیکہ ملال کا سبب کسی چیز کی تکرار نہیں ہے بلکہ اس چیز کی خواہش نہ ہونا ہے۔

۳ لذت۔ کھانے کی لذت کا مدار خواہش پر ہے بھوک ہو تو جو کی روٹی پلاؤ قورمہ ہے، ورنہ پلاؤ قورمہ سے بھی ملال پیدا ہوگا۔ مکیس۔ یعنی بھاؤ میں کھینچ تان۔ بر یکے۔ پھر مولانا نے وہی مضمون شروع فرمایا کہ ایک چیز کے مختلف اثرات ہیں۔

بَر یکے محبوب و بَر دیگر عدو — بَر یکے راح[1] است و بر دیگر کدو
ایک پر دوست ہے اور دوسرے پر دشمن — ایک پر شراب ہے دوسرے پر کدو

بَر یکے آبست و بر دیگر چو خوں — بَر یکے اعجاز و بَر دیگر فسُوں
ایک پر پانی ہے اور دوسرے پر خون کی طرح — ایک پر معجزہ ہے اور دوسرے پر جادو

بَر یکے حلوا و بر دیگر چو سَم — بَر یکے سنگ ست و بَر دیگر صَنم
ایک پر حلوا ہے اور دوسرے پر زہر کی طرح — ایک پر پتھر ہے اور دوسرے پر بت

بَر یکے جسم ست و بر دیگر چو رُوح — بَر یکے حَبس ست و بَر دیگر فتوح
ایک پر جسم ہے اور دوسرے پر روح جیسے — ایک پر قید ہے دوسرے پر فتوحات

بَر یکے تیرست و بَر دیگر کماں — بَر یکے نان ست و بَر دیگر سِناں
ایک پر تیر ہے اور دوسرے پر کمان — ایک پر روٹی ہے اور دوسرے پر بھالا

چوں زغیبت و اکلِ لحمِ مَرد ماں — شصت سالت سیری نامد ازاں
کیوں غیبت اور لوگوں کا گوشت کھانے سے — ساٹھ سال میں تجھے اس سے سیری حاصل نہ ہوئی؟

شَرہا در عشقِ قحبہ گفتہ تُو — بے ملالت ہمچو گل بشگفتہ تُو
تو نے رنڈی کے عشق میں بہت سے شعر ہے — بغیر ملال کے تو پھول کی طرح کھلا رہا

مدحہا در صیدِ شلّہ گفتہ تُو — بے ملولی بارہا بشگفتہ تُو
تو نے شرمگاہ کا شکار کرنے میں بہت تعریفیں کیں — بغیر ملال کے تو بارہا شگفتہ رہا

بار[2] آخر گویش سوزان و چُست — گرم تَر صَد بار از بارِ نخست
تو پھر اس کو دوسری بار گرم اور چست ہو کر کہتا ہے — پہلی بار سے سو گنا گرم ہو کر

دردِ داروی کہن رانو کُند — دردِ ہر شاخِ ملولے خُو کُند
درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے — درد ملال کی ہر شاخ کو کاٹ دیتا ہے

کیمیاہی نو کنندہ دَرد ہاست — کو مُلولی آں طرف کہ دردِ خاست
درد نئی کیمیا بنانے والے ہیں — وہاں تنگدلی کہاں ہے جہاں درد اٹھا؟

ہیں[3] مَزن تو از ملولی آہِ سَرد — دردِ جُو و دردِ جُو و دَرد دَرد
تو تنگدلی سے ٹھنڈی آہ نہ بھر — درد کی تلاش کر اور درد کی تلاش اور درد' درد

خادعِ درد اند در مانہاہی ژاژ — رہزنند و زر ستاناں رسم باژ
بیہودہ معالجے درد کو دھوکہ دینے والے ہیں — ڈاکو ہیں اور خراج کے طریقہ پر پیسہ وصول کرنے والے ہیں

[1] راح۔ شراب۔ کدو۔ جس میں شراب بھر کر رکھتے ہیں۔ سنگ۔ پتھر معمولی چیز ہے۔ صنم۔ بت کی عبادت کراتے ہیں۔ چوں زغیبت۔ انسان غیبت کرتا ہے جو دوسروں کا گوشت کھاتا ہے اس سے انسان ملول نہیں ہوتا چونکہ اس کی رغبت ہے۔ قحبہ۔ زانیہ۔ شلہ عورت کی شرمگاہ۔

[2] بار آخر۔ اس طرح کے اشعار تو مکرر کہتا ہے اور تکرار میں تیرا جوش اور شوق بڑھتا رہتا ہے۔ درد۔ جب درد اٹھتا ہے تو وہی دوا پیتا ہے جو پہلے بارہا پی چکا ہے۔ خو۔ قطع۔

[3] ہیں مزن۔ جس طرح ظاہری درد پرانی دوا کو نیا بنا دیتا ہے اور انسان تکرار سے ملول نہیں ہوتا اسی طرح تو نصیحت کی باتوں سے ملول ہو کر ٹھنڈی آہیں نہ بھر بلکہ اپنے دل میں آخرت کا درد پیدا کر۔ خادع۔ چونکہ آخرت کا درد بزرگوں کی صحبت سے حاصل ہوتا ہے تو مولانا باطنی بزرگوں سے بچنے کی نصیحت کرتے ہیں کہ ان کی صحبت درد پیدا کرنے کا دھوکہ ہے۔

آبِ شورے نیست درمانِ عطش — وقتِ خوردن گر نماید سرد و خوش
کھاری پانی پیاس کا علاج نہیں ہے — اگرچہ پینے کے وقت ٹھنڈا اور اچھا لگے

لیک خادع گشت و مانع شد ز دست — زاب شیرینی کز و صد سبزہ رُست
لیکن وہ دھوکہ دینے والا اور مانع بن گیا — میٹھے پانی کے جس سے سیکڑوں سبزے اگتے ہیں

ہمچنیں ہر زر قلبے مانع ست — از شناسِ نقدِ زر ہر جا کہ ہست
اس طرح ہر کھوٹا سونا مانع ہے — کھرے کی پہچان سے وہ جہاں کہیں بھی ہو

بال و پرّت را بہ تزویرے بُرید — کہ مُرادِ تو منم گیر اے مُرید
اس نے مکاری سے تیری بال و پر کاٹ دیئے — کہ اے مرید! میں تیری مراد ہوں لے لے

گفت ۲ دردت چینم و خود درد بُود — باطنًا خار و بظاہر وَرد بُود
اس نے کہا میں تیرا درد چن لوں گا اور وہ خود درد تھا — باطن میں کانٹا اور باہر پھول تھا

روز درمانِ دروغیں می گریز — تا شود دردت مُطیّب مُشک بیز
جا جھوٹے علاج سے بھاگ — تاکہ تیرا درد پاکیزہ اور مشک کی خوشبو دینے والا بن جائے

گفتنِ عسس خوابِ خود را با غریب مسکین و نشانِ گنج دادن ہم در خانۂ او
کوتوال کا مسکین پردیسی سے اپنا خواب بیان کرنا اور اسی کے گھر میں خزانہ کا پتہ دینا

گفت نے دُزدی تو ونے فاسقی — مردِ نیکی لیک گول و احمقی
اس نے کہا نہ تو چور ہے نہ بدکار — تو نیک انسان ہے لیکن بیوقوف اور احمق ہے

بر ۳ خیالِ خواب چندیں رہ کنی — نیست عقلت را تسوئے روشنی
خواب کے خیال پر تو اتنا راستہ طے کرتا ہے — تیری عقل میں ایک ذرّی روشنی نہیں ہے

بر خیالے اینچنیں راہِ دراز — پیش گیری از سرِ جہل و ز آز
ایک خیال پر ایسا لمبا راستہ — تو نادانی اور لالچ کی وجہ سے اختیار کرتا ہے

بارہا من خواب دیدم مُستمر — کہ بہ بغداد ست گنجے مُستتر
میں نے مسلسل کئی بار خواب دیکھا ہے — کہ چھپا ہوا خزانہ بغداد میں ہے

در فلاں کوی و فلاں خانہ دفیں — بُود آں خود نامِ خانہ کوئے ایں
فلاں کوچہ اور فلاں گھر میں مدفون ہے — وہ خود اس کے گھر کا اور کوچہ کا نام تھا

ہست در خانہ فلانے رو بجُو — نامِ خانہ و نامِ اُو گفت آں عدُو
وہ فلانے گھر میں ہے جا تلاش کر — اس دشمن نے گھر کا اور اس کا نام بتا دیا

۱ آبِ شورے۔ جس طرح کھاری پانی سے پیاس نہیں بجھتی ہے اسی طرح غلط صحبتوں سے مقصود حاصل نہیں ہوتا ہے۔ چنیں۔ جس طرح ان دھوکے باز پیروں میں پھنس کر انسان صحیح پیر سے محروم ہو جاتا ہے اسی طرح کھوٹے سکے گھروں سے رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ بال و پرت۔ وہ صحیح بزرگوں تک تیری پرواز کو ختم کر دیتے ہیں۔

۲ گفت۔ وہ جھوٹا پیر کہتا ہے کہ میں تیرے درد کا علاج ہوں حالانکہ وہ علاج کیا ہوتا خود درد ہے۔ تا خود۔ تیری اس طلب کے بہتر اثرات رونما ہوں۔

۳ بر خیال۔ اس کوتوال نے اس پردیسی سے کہا کہ بات تو تیری سچی ہے لیکن تو احمق اور بیوقوف ہے کہ ایک خواب و خیال پر بغداد سے مصر پہنچا۔ بارہا۔ میں نے متعدد بار خواب میں دیکھا کہ وہ خزانہ بغداد میں ہے۔ در فلاں۔ اور اس کوتوال نے اس خزانہ کا پورا پتہ بتا دیا۔ بود۔ جہاں کا اس نے پتہ بتایا وہ خود اس پردیسی کے کوچہ اور گھر کا پتہ تھا۔ آں عدو۔ کوتوال۔

دیدہ ام[1] خود بارہا ایں خواب مَن — کہ بہ بغداد ست گنجے در وطن
میں نے خود بارہا یہ خواب دیکھا ہے — کہ وطن میں بغداد میں ایک خزانہ ہے

ہیچ مَن از جا نرفتم زیں خیال — تو بیک خوابے بیائی بے مَلال
میں اس خیال سے کبھی جگہ سے نہ ہلا — تو بغیر ملال کے ایک خواب کی وجہ سے چلا گیا

خوابِ احمق لائقِ عقلِ ویست — ہمچواُو بے قیمت ست ولاشئی ست
بیوقوف کا خواب اس کی عقل کے مناسب ہے — اس کی طرح بے قیمت اور ہیچ ہے

خوابِ زن کمتر ز خوابِ مَرداں — از پئے نقصانِ عقل وضُعفِ جاں
عورت کے خواب کو مرد کے جواب سے کم سمجھ — عقل کی کمی اور جان کی کمزوری کی وجہ سے

خواب[2] ناقص عقل وگول آید کساد — پَس زتَبے عقلی چہ باشد خواب باد
ناقص عقل والے اور احمق کا خواب کھوٹا ہوتا ہے — تو بے عقلی سے کیسا خواب ہو گا؟ ہوا

گفت باخود گنج درخانہ مَن ست — پَس مرا آنجا چہ فقر وشیون ست
اس نے اپنے آپ سے کہا خزانہ میرے گھر میں ہے — پھر مجھے اس جگہ کیا افلاس و شکوہ ہے

بر سَرِ گنج از گدائی مُردہ ام — زانکہ اندر غفلت و در پردہ ام
میں خزانہ کے اوپر بیٹھا ہوا بھکاری پن سے مردہ ہوں — کیونکہ میں غفلت میں اور پردے میں ہوں

زیں بشارت مست شد دَردش نماند — صَد ہزار الحمد زیرِ لَب بخواند
وہ اس خوشخبری سے مست ہو گیا اس کا درد نہ رہا — لاکھوں الحمد آہستہ آہستہ پڑھیں

گفت[3] بد مقوف ایں لُت لُوتِ مَن — آب حیواں بُود در حانوتِ مَن
اس نے کہا میرا لذیذ کھانا اس لذت پر موقوف تھا — آب حیات میری دکان میں تھا

رَو کہ برلُوتِ شگرفے بَرزدم — کوری آں وہم کہ مُفلسِ بُدم
چل کہ میں نے عجیب مزیدار کھانے پر ہاتھ مارا ہے — اس وہم کے اندھے پن پر کہ میں مفلس تھا

خواہ احمق دان و خواہی عاقلم — یافتم ہَر چہ کہ می خواہد دلم
تو مجھے خواہ احمق سمجھ اور خواہ عقلمند — جو کچھ میرا دل چاہتا تھا میں نے پا لیا

خواہ احمق داں مرا خواہی فرُد — آنِ مَن شدُ ہَر چہ می خواہی بگُو
تو مجھے خواہ احمق سمجھ خواہ کمتر — وہ میری ملکیت ہو گیا تو جو چاہے کہہ

مَن مُرادِ خویش دیدم بے گماں — ہر چہ خواہی گو مرا اے بددہاں
یقیناً میں نے اپنی مراد دیکھ لی — اے بددہان! تیرا جو جی چاہے مجھے کہہ لے

[1] دیدہ ام۔ میں نے یہ خواب بار بار دیکھا ہے لیکن میں اپنی جگہ سے نہ ہلا اور بغداد کی راہ نہ لی۔ تو بیک۔ تیری یہ حماقت ہے کہ ایک خواب پر دوڑ پڑا۔ خواب۔ جیسا تو بے عقل ہے تیری خواب بھی ایسی ہی ہے۔ خوابِ زن۔ اسی لئے عورت کی خواب اتنی صحیح نہیں ہوتی جیسی کہ مرد کی ہوتی ہے چونکہ عورت کی عقل ناقص ہے۔

[2] خواب ناقص عقل۔ جب ناقص عقل کی خواب بھی قابل بھروسہ نہیں تو بے عقل کی خواب تو محض ہوائی ہو گی۔ گفت۔ پردیسی نے کوتوال کی خواب سن کر اپنے آپ سے کہا کہ جب خزانہ خود میرے گھر میں ہے تو میں یہاں فقر اور شکوے کی حالت میں کیوں گھوم رہا ہوں۔ زانکہ۔ یہ سب کچھ میری غفلت کا نتیجہ ہے۔ دردش۔ سفر کی تکلیف یا کوتوال کی مار کا درد۔

[3] گفت بد۔ اس نے دل میں سوچا کہ خزانہ کا ملنا کوتوال کی مار پر موقوف تھا۔ آب حیواں۔ یعنی خزانہ۔ خواہ احمق۔ اس نے دل ہی دل میں کوتوال کو کہا۔ فرد۔ کمتر۔ اے بددہاں۔ یعنی کوتوال جس نے اس کو احمق اور بیوقوف کہا تھا۔

تو مرا پُر دَرد[1] گوا‌ے خشتم — پیشِ تو پُر درد و پیشِ خود خوشم
اے معزز! تو مجھے مریض کہہ — میں تیرے نزدیک مریض اور اپنے نزدیک بھلا ہوں

وایِ[2] گر برعکس بُودے ایں مَطار — پیشِ تو گلزار و پیشِ خویش خار
افسوس ہوتا اگر یہ مقام پرواز برعکس ہوتا — تیرے نزدیک گلزار اور اپنے نزدیک کانٹا ہوتا

با فقیرے گفت روزے یک خسے — کہ تُرا ایں جا نمی داند کسے
ایک کمینہ نے ایک روز ایک فقیر سے کہا — کہ تجھے یہاں کوئی نہیں جانتا

گفت اُو گر می نداند عامیم — خویش را مَن نیک می دانم کیم
اس نے کہا: اگر عام آدمی مجھے نہیں جانتا — میں اپنے آپ کو خوب جانتا ہوں کہ میں کون ہوں؟

وایِ[2] گر برعکس بُودے دَرد و رِیش — اُو بُدے بنیایِ مَن مَن کورِ خویش
افسوس ہوتا اگر حد اور زخم الٹا ہوتا — وہ مجھے دیکھنے والا ہوتا میں اپنے بارے میں اندھا ہوتا

احمقم گیر احمقم مَن نیک بخت — بخت بہتر از لجاج و رُوئیِ سخت
تو مجھے احمق فرض کر، میں نیک بخت احمق ہوں — چمٹا لو پن اور تر شروئی سے نصیب بہتر ہے

ایں سخن برُوفقِ ظنت می جہد — ورنہ بختم دادِ عقلم می دہد
یہ بات تیرے گمان کے مطابق نکل رہی ہے — ورنہ میرا نصیبہ میری عقل کی داد دے رہا ہے

باز گشتنِ آں مَرد شادماں و مُراد یافتہ و شکر گویاں و سجدہ کناں و
اس شخص کا خوش خوش اور مراد حاصل کر کے اور شکر ادا کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے

حیراں در غرائبِ اشارتِ حق سُبحانہٗ و تعالیٰ و ہورِ تاویلات
اور اللہ تعالیٰ کے اشاروں کے عجائب میں حیران واپس لوٹنا اور ان کی تاویلات کو ایسے

آں بروجہیکہ ہیچ عقلے و فہمے آں جا نرسد
طریقہ پر ظاہر ہونا کہ کوئی عقل اور سمجھ وہاں نہیں پہنچتی ہے

باز[3] گشت از مر تا بغداد اُو — ساجد و راکع ثنا گو شکر گو
وہ مصر سے بغداد واپس لوٹا — سجدہ کرتے ہوئے تعریف کرتے ہوئے شکر ادا کرتے ہوئے

جُملہ رہ حیران و مست اُو زیں عجب — زانعکاسِ روزی راہِ طلب
وہ کونسا راستہ حیران اور مست اس عجیب بات سے — طلب کے راستہ اور روزی کے برعکس ہونے سے

کز کجا امیر وارم کردہ بُود — وز کجا افشاند بر مَن سیم و سُود
کہ مجھے کہاں کا امیدوار کیا تھا؟ — اور کہاں سے مجھ پر چاندی اور نفع نثار کیا؟

[1] پُر دَرد۔ یعنی حماقت کا مریض۔
[2] وایِ۔ ہاں اگر معاملہ بالعکس ہوتا کہ لوگ مجھے سب کچھ جانتے اور میں کچھ نہ ہوتا تو افسوس کی بات تھی۔ لجاج۔ مفلسی میں جھگڑا اور تر شروئی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ اپنی بیوقوفی کو تیرے قول کے مطابق تسلیم کر رہا ہوں ورنہ نصیبہ بتا رہا ہے کہ میں عقلمند ہوں۔
[3] باز گشت۔ کو قال سے خواب سننے کے بعد وہ بغداد کی جانب واپس ہوا شکر ادا کر رہا تھا اللہ تعالیٰ کی۔ شکر اللہ کی تعریفیں پڑھ رہا تھا اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کر رہا تھا۔ جملہ رہ۔ وہ واپسی میں راستہ بھر حیران رہا کہ اللہ تعالیٰ نے کہاں کا امیدوار بنایا اور کہاں مقصد پورا فرمایا۔ کجا۔ یعنی مصر۔ کجا۔ یعنی بغداد۔

ایں از چہ حکمت بُود کاں قبلہ مُراد
یہ کیا حکمت تھی کہ اس قبلہ حاجت نے

کردم از خانہ بُروں گمراہ و شاد
مجھے گمراہ اور خوش کر کے گھر سے نکالا؟

تا شتاباں در ضلالت می شُدم
حتی کہ میں گمراہی میں تیز دوڑا

ہر دَم از مَطلب جُدا تَرمی بُدم
ہر لحظ مقصد سے زیادہ دور ہوتا جاتا تھا

بازآں عینِ ضلالت را بجُود
پھر بعینہ اس گمراہی کو بخشش سے

حق وسیلت کرد اندر رُشد سُود
اللہ تعالیٰ نے ہدایت اور نفع کا وسیلہ بنایا

گمرہی را منہج ایماں کُند
وہ گمراہی کو ایمان کا راستہ بنا دیتا ہے

کژ رَوی را مَقصدِ احساں کُند
وہ کج روی کو اخلاص کا مقصد بنا دیتا ہے

تا نباشد ہیچ حُسن بے وَجا
تاکہ کوئی نکو کار بے خوف نہ ہو

تانگردد ہیچ خائن بے رَجا
تاکہ کوئی خیانت کرنے والا ناامید نہ ہو

اندروں ۲ زہر تریاق آں خَفی
اس نے زہر کے اندر تریاق کو مخفی

کردتا گویند ذُو اللُّطفِ الْخَفِی
کر دیا، تاکہ اس کو چھپی مہربانی والا کہیں

نیست مخفی در نمازآں مکر مُت
نماز میں وہ کرم مخفی نہیں ہے

در گنہ خِلعت نہدآں مَغفرت
وہ گناہ میں مغفرت کی خلعت رکھ دیتا ہے

مُنکراں را قصد از لالِ ثقات
منکروں کا مقصد ثقہ لوگوں کو ذلیل کرتا تھا

ذُل شدہ عزّ و ظہورِ معجزات
زقت عزت اور معجزوں کا ظہور بن گئی

قصدِ ۳ شاں زانکار ذُلِّ دیں بُدہ
ان کے انکار کا مقصد، دین کی ذلت تھا

عینِ ذُل عزِّ رَسُولاں آندہ
ذلت بعینہ، رسولوں کی عزت بن گئی

گرنہ اِنکار آمدے از ہر بَدے
اگر ہر بڑے کی جانب انکار نہ ہوتا

معجز و بُرہاں چرا نازل شدُے
معجزہ اور دلیل کیوں نازل ہوتی؟

تانگردد خصمِ تو مصداق خواہ
جب تک تیرا مخالف ذریعہ تصدیق کا خواہشمند نہ ہو

کے کُند قاضی تقاضائے گواہ
قاضی گواہ کا تقاضہ کب کرتا ہے؟

معجزہ ہمچوں گواہ آمد زکی
معجزہ، عادل گواہ کی طرح ہے

بہرِ صدق مُدّعی در بیشکی
شک رفع کرنے میں مدعی کی سچائی کے لئے

انکار نہ ہوتا تو معجزوں کی ضرورت نہ ہوتی نہ انکار ظہور ہوتا۔ تانگردد۔ معجزے تو رسول کی صداقت کے گواہ ہیں اگر فریق مخالف دعوے کو تسلیم کرے تو قاضی پھر گواہ طلب نہیں کرتا ہے۔ زکی۔ یعنی وہ گواہ جس میں عدالت ہو۔

---

۱ ایں۔ اس میں کیا حکمت تھی کہ مجھے وطن سے بے وطن اور خزانہ کے خلاف رہنمائی کروی جس پر میں خوشی سے دوڑ رہا تھا اور میرا جو قدم مصر کی جانب اٹھتا تھا میں خزانہ سے دور ہو رہا تھا۔ باز۔ پھر اسی میری گمراہی کو کامیابی کا ذریعہ بنا دیا مصر میں کوتوال کے ہاتھوں پٹا اور وہی کوتوال مقصد کا وسیلہ بن گیا۔ گمرہی۔ چونکہ خزانہ گمان کے خلاف حاصل ہوا اب اللہ تعالیٰ کے بعض اسی طرح کے تصرفات کا ذکر فرماتے ہیں تاکہ انسان کا خدا پر بھروسہ بڑھے اور وہ اسباب کو مستقل نہ سمجھے اللہ تعالیٰ بسا اوقات انسان کی گمراہی کو ایمان کا سبب بنا دیتا ہے اور احسان و عبادت کے نتیجہ میں انسان گمراہ ہو جاتا ہے۔ تانباشد۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ کوئی عبادت گذار خوف خدا سے خالی نہ رہے اور کوئی بدکار رحمت سے مایوس نہ ہو۔

۲ اندروں۔ برائی میں بھلائی کو اس لئے مخفی کیا ہے تاکہ اس کے اسم ذواللطف مخفی کا مظہر سامنے آتا ہے۔ نیست۔ عبادت گذار کو بخشنا اللہ کا مخفی لطف نہیں ہے۔ در گنہ۔ گنہگار کو مغفرت سے نوازنا لطف خفی ہے۔

منکراں۔ غائب قدرت میں سے یہ بھی ہے کہ منکروں کا انکار سے مقصد انبیا کو ذلیل کرنا ہوتا ہے لیکن اس سے ان کی عزت اور بڑھ جاتی ہے اور اس کے انکار کے سبب سے معجزے ظاہر ہوتے ہیں جس سے انبیاء کی عزت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

۳ قصدِ شاں۔ ان منکروں کا قصد تو یہ تھا کہ ان کے انکار سے دین کی ذلت لیکن وہی چیز ان کی عزت کا سبب بن گئی۔ گرنہ انکار۔ اگر منکروں کا

طعنہ[1] چوں می آمد از ہر ناشناخت
ہر نہ پہچاننے والے کی جانب سے جب طعنہ آتا تھا

معجزہ می داد حق و می نواخت
حق تعالیٰ معجزہ دیتا اور نوازتا تھا

مکرِ آں فرعون سیصد تو بُدہ
اس فرعون کا مکر تین سو تہوں کا تھا

جملہ ذلّ اُو قمعِ اُو شُدہ
وہ سب اس کی ذلت اور قمع بنا

ساحراں آوردہ حاضر نیک و بد
وہ اچھے اور برے ساحر حاضر لایا

تا کہ جرح معجزہ موسیٰ کُند
تاکہ حضرت موسیٰ کے معجزہ پر جرح کرے

تا عصارا باطل و رُسوا کند
تاکہ عصا کو باطل اور رسوا کرے

اِعتبارش راز دلہا بَر کُند
اس کے اعتبار کو دلوں سے دور کرے

عینِ آں مکر آیتِ موسیٰ شدُہ
وہ مکر بعینہ (حضرت) موسیٰ کا معجزہ بنا

اِعتبارِآں عصا بالا شُدہ
اس عصا کا اعتبار دو بالا ہو گیا

لشکر[2] آرد اُو بگہ تا حولِ نیل
وہ صبح کو نیل کے گرد لشکر لاتا ہے

تازند بر موسیٰ و قومش سبیل
تاکہ حضرت موسیٰ اور ان کی قوم کی رہزنی کرے

یمنیِ اُمّتِ موسیٰ شوَد
وہ حضرت موسیٰ کی قوم کا امن بن جاتا ہے

اُو بتحت الارض و ہاموں در رَود
وہ زمین اور جنگل کے نیچے چلا جاتا ہے

گر بمصر اندر بُدے اُو نامدے
اگر وہ مصر کے اندر ہوتا ' نہ آتا

وہم از سبطی کجا زائل شدُے
سبطی سے ہم کہاں ملتا؟

آمد و در سبط افگند اُو گداز
وہ آیا اور اس نے سبطیوں میں خوف ڈالا

کہ بداں کہ امن در خوف ست راز
تاکہ جان لے کہ امن خوف میں مخفی ہے

ایں[3] بُود لُطفِ خفی گو را صَمَد
لطفِ خفی یہ ہے ' کہ اس کو اللہ تعالیٰ

نار بنماید خود آں نُورے بُود
آگ دکھا دے ' وہ خود نور ہو

نیست مخفی مُزد دادن در تُقا
پرہیزگاری میں اجر دینا مخفی نہیں ہے

ساحراں را اَجر بیں بَعد از خطا
غلطی کے بعد جادوگروں کے اجر کو دیکھ

نیست مخفی وصل اندر پرورش
پرورش میں وصل مخفی نہیں ہے

ساحراں را وصل داد اُو در بُرش
اس نے قطع و برید میں ساحروں کو وصل عطا فرمایا

[1] طعنہ۔ ان منکروں کے طعنوں کی بدولت معجزوں کا ظہور ہوا۔ مکر۔ اسی طرح فرعون کا مکر بھی الٹا ہو گیا۔ ساحراں۔ اس نے جادوگروں کو اس لئے جمع کیا تھا تاکہ وہ موسیٰ کے معجزے پر جو بمنزلہ گواہ کے تھا جرح کر کے اس کی صداقت کو باطل کر دیں اور وہ معتبر گواہ نہ رہے۔ عین آں۔ لیکن یہی مکر الٹا ہو گیا حضرت موسیٰ کا گواہ اور زیادہ معتبر ثابت ہوا اور عصا کی عدالت و صداکت دو بالا ہو گئی۔

[2] لشکر آرد۔ حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی سبطیوں کے تعاقب میں فرعون مصر سے نکلا تاکہ ان کی رہزنی کرے۔ یمنی۔ لیکن یہ حرکت نتیجہ میں سبطیوں کے لئے باعث اطمینان ہو گئی اور وہ دریا میں غرق ہو کر زمین کے نیچے پہنچ گئی۔ گر بمصر۔ اگر وہ مصر میں رہتا تو سبطیوں کو پورا اطمینان نہ ہوتا بلکہ ڈرتے رہتے کہ کسی وقت حملہ کر دے گا۔ آمد۔ وہ فرعون سبطیوں کے تعاقب میں نکلا تاکہ ان کو خوفزدہ کرے نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود غرق ہو گیا اور سبطی مطمئن ہو گئے یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جان لیا جائے کہ امن خوف میں پوشیدہ ہے۔

[3] ایں بُود۔ لطف خفی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ طور پر حضرت موسیٰ کو نار میں نور دکھلا دیا۔ نیست۔ عبادت گزاروں کو اجر دینا لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ فرعون کے جادوگر آئے مقابلہ کرنے کے لئے اور ان پر مہربانی ہو گئی اور وہ مومن بن گئے۔ پرورش۔ ظاہری انعامات میں لطف خفی نہیں ہے لطف خفی تو یہ ہے کہ ساحروں کے ہاتھ پاؤں کٹوائے۔

نیست مخفی[1] سیر با پائے روا
چلتے پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا مخفی نہیں ہے

ساحراں را سیر بیں در قطعِ پا
جادوگروں کا چلنا پاؤں کٹنے میں دیکھ

عارفاں زانند دائم آمنوں
عارف اسی لئے ہمیشہ امن میں ہیں

کہ گذر کردند از دریائے خوں
کیونکہ وہ خون کے دریا کو پار کر گئے

اَمنِ شاں از عینِ خوف آمد پدید
ان کا امن بعینہٖ خوف سے ظاہر ہوا ہے

لا جرم باشند ہر دم در مزید
لا محالہ وہ ہر وقت ترقی میں رہتے ہیں

اَمن دیدی گشتہ در خوفے خفی
تو نے وہ امن دیکھ لیا جو خوف میں مخفی ہے

خوف بیں ہم در اُمیدے اے صفی
اے برگزیدہ! تو خوف کو بھی امن میں دیکھ لے

آں اَمیر از مکر بر عیسے تند
وہ امیر مکر سے حضرت عیسیٰ کے درپے ہوتا ہے

عیسیٰ اندر خانہ رُو پنہاں کند
حضرت عیسیٰ گھر میں منہ چھپا لیتے ہیں

اَندر آید تا شود اُو تاجدار
وہ اندر آ جاتا ہے تاکہ وہ تاجدار بنے

خُود زشبہ عیسیٰ آمد تا دار
وہ خود حضرت عیسیٰ کی مشابہت سے سولی پر چڑھتا ہے

ہیں[2] میا ویزید، مَن عیسیٰ نیم
خبردار مت لٹکاؤ، میں عیسیٰ نہیں ہوں

مَن اَمیرم بر جہوداں، خوش پیم
میں یہودیوں کا حاکم ہوں میں وہ مبارک قدم ہوں

زُو تَرش بردار آویزید گو
اس کو بہت جلد سولی پر لٹکاؤ کیونکہ وہ

عیسیٰ ست از دستِ ما تخلیص جُو
عیسیٰ ہے ہمارے ہاتھ سے خلاصی چاہتا ہے

چند لشکر میرود تا بر خورد
چند لشکر جاتے ہیں تاکہ نفع اٹھائیں

برگِ اُو برگردد و بر سر خورد
ان کا سامان الٹ جاتا ہے اور سر پر مار کھاتے ہیں

چند باز رگاں رود بر بُوئے سُود
بہت سے تاجر نفع کی امید پر جاتے ہیں

عید پندارد بسوزد ہمچو عُود
عید سمجھتے ہیں، عود کی طرح جلتے ہیں

چند[3] در عالم بُود در عکسِ ایں
بہت سی مرتبہ دنیا میں اس کا الٹا ہوتا ہے

زہر پندارد بُود آں انگبیں
زہر سمجھتا ہے وہ شہید ہوتا ہے

بس سپہ بنہاد دل بر مرگِ خویش
بہت سے سپاہی ہیں کہ جنہوں نے مرنے کی ٹھان لی

روشنیہا و ظفر آید بہ پیش
ان کو روشنیاں اور فتح پیش آ جاتی ہیں

اَبرہہ با پیل ببر ذُلِّ بَیت
ابرہہ ہاتھی کے ساتھ بیت اللہ کو ذلیل کرنے کے لئے

آمدہ تا اَفگندحی را چو میت
آیا تاکہ زندہ کو مردہ کی طرح گرا دے

[1] مخفی۔ ہاتھ پاؤں کے ہوتے ہوئے چلنا کوئی مخفی امر نہیں ہے مخفی وہ سیر ہے جو فرعون کے ساحروں کو بغیر ہاتھ پاؤں کے حاصل ہوئی۔ عارفاں۔ عارف چونکہ ہر قسم کے خطرات سے گزر چکے ہیں لہٰذا وہ بالکل امن میں ہیں۔ امن شاں۔ وہ دیکھ چکے ہیں کہ بہت سے خوف کے اسباب سے ان کو امن حاصل ہوا ہے۔ امن دیدی۔ جس طرح امن خوف میں مخفی ہوتا ہے اسی طرح خوف بھی امن میں مخفی ہوتا ہے۔ آں امیر۔ وہ یہودی حضرت عیسیٰ کو قتل کرنے گیا تاکہ ان کی جگہ سرداری حاصل کرے، حضرت عیسیٰ چھپ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ کے مشابہ بنا دیتا ہے۔

[2] ہیں۔ قوم اس کو حضرت عیسیٰ سمجھ کر پکڑتی ہے اور سولی پر چڑھاتی ہے وہ ہر چند یہ کہتا ہے کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں لیکن کوئی اس کا یقین نہیں کرتا۔ زود۔ قوم کہتی ہے کہ یہ عیسیٰ ہے یہ بہانہ بنا کر ہم سے چھوٹنا چاہتا ہے بالآخر وہ سولی پر چڑھا دیا جاتا ہے جو فعل اس نے باعث امن سمجھا اس میں خوف مخفی تھا۔ چند لشکر۔ لشکر دشمن پر فتح کے لئے حملہ کرتا ہے اور اس میں اس کی موت مضمر ہوتی ہے۔ چند باز رگاں۔ تاجر نفع کے لئے جاتا ہے اور نقصان اٹھاتا ہے۔

[3] چند در عالم۔ عالم میں بہت سے واقعات ہوئے ہیں کہ انسان ان کو مفید سمجھتا ہے اور وہ مفید ہوئے ہیں۔ بس سپاہ۔ لشکر گھر جاتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ اب مخالف کے ہاتھ مرنا ہے لیکن بالآخر کامیابی ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ ابرہہ۔ ابرہہ حبش کا گورنر مکہ والوں سے انتقام لینے اور ان پر فتح پانے چلا ہلاک ہوا۔

تا حریمِ کعبہ را ویراں کُند — جُملہ را زانجا سَرگرداں کُند
تاکہ کعبہ کے حرم کو تباہ کر دے — سب کو وہاں سے پریشان کر دے

تا ہمہ [1] زُوّار گِردِ اُو تنند — کعبہ اُورا ہمہ قبلہ کُنند
تاکہ سب زیارت کرنے والے اس کے گرد جمع ہوں — سب اس کے کعبہ کو قبلہ بنا لیں

وز عرب کینہ کشد اندر گزند — کہ چرا در کعبہ اَم آتش زنند
اور نقصان پہنچا کہ عرب سے کینہ نکالے — کہ وہ کیوں میرے کعبہ میں آگ لگاتے ہیں؟

عَینِ سعیش عِزّتِ کعبہ شُدہ — مُوجبِ اِعزازِ آں بیت آمدہ
اس کی کوشش بعینہ کعبہ کی عزت ہو گئی — وہ اس بیت اللہ کے اعزاز کا سبب بن گیا

مکّیاں را عزّیکے بُد صد شُدہ — تاقیامت عِزّشاں مُمتد شُدہ
مکہ والوں کی ایک عزت تھی سو بن گئی — قیامت کے ان کی عزت دراز ہو گئی

اُو [2] و کعبہ اُو شُدہ مخسوف تر — از چیست ایں از عنایاتِ قدَر
وہ اور اس کا کعبہ زیادہ دھنسا ہوا ہو گیا — یہ کیوں ہے؟ تقدیر کی مہربانیوں سے ہے

از جہازِ اَبرہہ خَیلِ عَرب — گشتہ مستغنی زفضّہ وز ذہب
عرب کی جماعت ابرہہ کے سامان کی وجہ سے — چاندی اور سونے سے بے نیاز ہو گئی

از جہازِ اَبرہہ ہمچوں ددہ — آں فقیرانِ عَرب مُنعم شُدہ
درندے جیسے ابرہہ کے سامان سے — وہ عرب کے فقیر دولت مند ہو گئے

از جہازِ اَبرہہ دونِ دَنی — ایں فقیرانِ عَرب گشتہ غَنی
کمتر، کمینہ، ابرہہ کے سامان سے — یہ عرب کے فقیر مال دار ہو گئے

اُو گماں بُردہ کہ لشکر می کشد — بہرِ اہلِ بیت اُو زَرمی کشد
اس نے خیال کیا کہ وہ لشکر لے جا رہا ہے — حالانکہ وہ بیت اللہ والوں کے لئے سونا لے جا رہا تھا

اندریں [3] فسخِ عزائم ویں ہمم — در تماشا بُود درّہ ہر قدم
وہ انہیں ارادوں کے فسخ کرنے اور اپنے حوصلوں میں — راستہ میں ہر قدم پر تماشے میں تھا

خانہ آمد گنج را اُو بازیافت — کارش از لُطفِ خدائی سازیافت
وہ گھر آ گیا اس نے خزانہ پا لیا — خدا کی مہربانی سے اس کا کام سرانجام ہوا

تابدانی حِکمتِ فردِ حکیم — کہ نمیہامی نہد در خوف وبیم
تاکہ تو شکتا دانا کی حکمت کو دیکھ لے — وہ خوف خطر میں بہت سے اطمینان پیدا کر دیتا ہے

[1] تاہمہ۔ اس کا منشاء یہ تھا کہ مکہ کے کعبہ کو ڈھا دے تاکہ سب اس کے کعبہ کا حبش جا کر طواف کیا کریں۔ وز عرب۔ اس کے بنائے ہوئے کعبہ میں کسی نے پاخانہ کر دیا یا آگ لگا دی تھی اس کے انتقام کے لئے وہ چلا لیکن اس کا یہ کام جس میں وہ اپنی کامیابی اور مکہ کی توہین سمجھتا تھا مکہ کے اعزاز کا سبب بن گیا اور مکہ والوں کی قیامت تک عزت کا سبب بن گیا۔

[2] او۔ ابرہہ اور اس کا کعبہ نیست نابود ہو گیا۔ از جہاز۔ اس کے لشکر کا اس قدر سامان اور نقصد مکہ والوں کے ہاتھ آیا کہ وہ مالدار ہو گئے۔ او گماں۔ وہ سمجھا کہ میں مکہ والوں پر لشکر کشی کر رہا ہوں ثابت یہ ہوا کہ وہ مکہ والوں کے لئے دولت لے کر جا رہا ہوں۔

[3] اندریں۔ وہ بغدادی پردیسی مصر میں اپنے احوال کا تماشا کر رہا تھا۔ خانہ آمد۔ اس نے بغداد میں آ کر کوتوال کے خواب کے مطابق گھر کھودا تو اس کو خزانہ مل گیا۔ تابدانی۔ یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا کہ اس کو بتا دیا جائے کہ اللہ تعالیٰ مضر باتوں میں نفع پوشیدہ فرما دیتا ہے۔

یادم [1] آمد قصّہ شہزادگاں گوشِ ہوش آور بمن بشنو بیاں

مجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا میری جانب ہوش کے کان لا بیان سن

مُکرر کردنِ برادران پندادنِ برادرِ بزرگ تر را و تاب

بھائیوں کا سب سے بڑے بھائی کو مکرر نصیحت کرنا اور اس کا

ناآوردن پندرا از ایشان و شید او بیخود رفتن و خود را

ان کی نصیحت کی تاب نہ لانا اور مجنون اور بے خود ہو کر چلا جانا اور

دربار گاہِ پادشاہ انداختن و دستوری خواستن لیک از

اپنے آپ کو بادشاہ کے دربار میں لے جا ڈالنا اور اجازت چاہنا لیکن محبت اور

فرطِ عشق و محبت نہ از گستاخی ولا ابالی

عشق کی زیادتی کی وجہ سے نہ کہ گستاخی اور لاپروائی سے

بیدل گماں مبر کہ نصیحت کند قبول مَن گوش استماعا ندارم لِمَن یقول

بیدل کے بارے میں گمان نہ کر کہ وہ نصیحت قبول کرے گا جو شخص کہتا ہے میں اس کے سننے کے لئے کان نہیں رکھتا

آں دو گفتندش کہ اندر جانِ ما ہست پانہا چو نجم اندر سَما

ان دونوں نے اس سے کہا کہ ہمارے دل میں جو بات ہیں، جس طرح آسمان میں ستارے

گر نگویم آں نیاید راست نرد وَر بگویم آں دلت آید بدرد

اگر وہ ہم نہیں کہتے تو بازی درست نہیں ہوتی ہے اور اگر وہ ہم کہتے ہیں تیرا دل دکھتا ہے

ہمچو [2] خُزیم اندر آب از گفت الم وز خموشی اختناقست و سقم

تکلیف بات کہنے میں ہم پانی کے مینڈک کی طرح ہیں اور چپ رہنے سے گلے کی گھٹن اور بیماری ہے

گر نگویم آشتی را نُور نیست وَر بگویم آں سخن دستور نیست

اگر ہم نہیں کہتے ہیں، دوستی میں نور نہیں ہے اور اگر ہم وہ بات کہتے ہیں تو اجازت نہیں ہے

دَر [3] زماں برجست کاے خویشاں وداع اِنَّمَا الدُّنیا وَمَا فِیھَا مَتَاع

وہ فوراً کھڑا ہو گیا کہ اے اپنو! رخصت دنیا اور جو کچھ اس میں ہے محض چند روزہ وسامان ہے

پس بُروں جست اُو چو تیرے از کماں کہ مجالِ گفت کم بُود آں زماں

وہ باہر نکل گیا جیسا کہ تیر کمان سے کیونکہ اس وقت گفتگو کی گنجائش نہ تھی

اندر آمد مست پیشِ شاہِ چیں زُود مستانہ بُوسید اُو زمیں

وہ بیخود ہو کر شاہ چین کے سامنے آیا اس نے جلدی سے مستانہ وار زمین کو بوسہ دیا

[1] یادم۔ اب پھر ان شہزادوں کا قصہ شروع ہوا ہے۔ آں دو۔ دونوں چھوٹے بھائیوں نے بڑے بھائی سے کہا کہ تمہاری ساری تقریر کا ہمارے پاس جواب ہے۔ گر نگویم۔ وہ جوابات اگر ہم نہیں دیتے ہیں تو کام خراب ہوتا ہے اور اگر دیتے ہیں تو تم کو تکلیف ہوگی۔

[2] ہمچو۔ مینڈک پانی میں منہ کھول کر بات کرے تو منہ میں پانی بھر جائے بات نہ کہے تو دل گھٹتا ہے گا۔ گر نگویم۔ نہ کہنا صلح اور دوستی کے خلاف ہے اور کہنے کی آپ کی طرف سے اجازت نہیں ہے۔

[3] دَر زماں۔ بھائی یہی تقریر کر رہے تھے کہ وہ فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ یہ دنیا اور اس کی زندگی چند روزہ فائدہ کی ہے۔ پس۔ اور فوراً چل دیا کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔ اندر۔ وہ فوراً شاہ چین کے دربار میں پہنچا اور زمین بوس ہوا۔

شاہ را مکشوف یک یک حالِ شاں
ان کا ایک ایک حال شاہ پر کھلا ہوا تھا

اوّل و آخر غم و زلزاں شاں
غم کی ابتداء اور آخر اور ان کا تذبذب

میش مشغولست در مَرعائ خویش
بھیڑ اپنی چراگاہ میں مشغول ہے

لیک چوپاں واقفست از حالِ میش
لیکن چرواہا بھیڑ کی حالت سے واقف ہے

کُلُّکُمْ راعٍ بد انداز رمہ
تم میں سے ہر ایک چرواہا ہے کی وجہ سے جانتا تھا کہ گلہ میں سے

کہ علف خوارست و کہ در ملحمہ
کون گھاس کھانے والا ہے اور کون لڑائی میں ہے

گرچہ در صورت ازاں صف دور بُود
اگرچہ باہر اس صف سے دور تھا

لیک چوں دَف درمیانِ سُور بُود
لیکن جیسے شادی کے درمیان میں تھا

واقف از سوز و لہیب آں وفود
وہ اس گروہ کی سوزش اور لپٹ سے واقف تھا

مصلحت آں بُد کہ خشک آوردہ بُود
مصلحت یہ تھی کہ خشک کر رکھا تھا

درمیان جانِ شاں بُود آں سمی
وہ بلند مرتبہ ان کی جان کے درمیان تھا

لیک قاصد کردہ خود را اعجمی
لیکن قصداً خود کو گونگا بنا رکھا تھا

صورت ۲ آتش بُود پایانِ دیگ
آگ کی صورت، دیگ کے نیچے ہوتی ہے

معنیٔ آتش بُود در جانِ دیگ
آگ کا باطن، دیگ کے اندر ہوتا ہے

صورتش بیروں و معنیٔ اندروں
اس کی صورت باہر ہے اور باطن اندر ہے

معنیٔ معشوقِ جاں در رگ چوخوں
جان کے معشوق کا باطن خون کی طرح رگ میں ہے

شاہزادہ پیشِ شہ زانو زدہ
شہزادہ بادشاہ کے سامنے دوزانو ہو کر بیٹھ گیا

دہ مُعرِّف شارحِ حالش شدہ
مقامی تعارف کرنے والا اس کے حال کی شرح کرنے والا تھا

گرچہ شہ عارف بُد از کُل پیش پیش
اگرچہ شاہ بہت پہلے سے سب کچھ جاننے والا تھا

لیک میکردے مُعرِّف کارِ خویش
لیکن تعارف کرانے والا اپنا کام کرتا تھا

در ۳ دروں یک ذرّہ نورِ عارفی
باطن میں معرفت کے نور کا ایک ذرہ

بہ بُود از صد مُعرِّف اے صفی
اے برگزیدہ! سو تعارف کرانے والوں سے بہتر ہے

گوش را رہنِ مُعرِّف داشتن
کان کو تعارف کرانے والے کا گروی رکھنا

آیتِ مجوبی ست و حَزر وظن
پردے میں ہونے اور تخمین اور گمان کی علامت ہے

آنکہ اُورا چشمِ دل شُد دید باں
جس کے لئے دل کی آنکھ دیکھنے والی ہے

دید خواہد چشمِ اُو عین العیاں
اس کی آنکھ بالکل معائنہ دیکھے گی

۱ شاہ۔ شاہ چین صاحب باطن تھا اس کو ان سب کے حالات بطور کشف معلوم تھے۔ میش۔ شاہ اور ان کی یہی حالت تھی جیسے کہ بھیڑ اور اس کا چرواہا' بھیڑ اپنے کام میں مشغول ہے لیکن چرواہا اس پر نظر رکھتا ہے اور اس کی ہر حالت سے واقف رہتا ہے۔ کُلُّکُمْ۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان راعی ہے اور قیامت میں اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا راعی چرواہا اپنے گلہ کی حالت سے واقف ہوتا ہے کونسا جانور چرا رہا ہے اور کونسا لڑ رہا ہے۔ خشک۔ یعنی زبان پر خشکی لائے ہوئے تھا اور راز نہ کھولتا تھا۔ سمی۔ بلندی یعنی شاہ چین۔ اعجمی۔ یعنی بے زبان۔

۲ صورت آتش۔ دور ہوتے ہوئے ان میں ہونے کی مثال یہ ہے کہ آگ دیگ کے اندر کے کھانے سے دور ہے لیکن اس کا اثر کھانے کے اندر ہے معنیٔ رفع گو بمنزلہ معشوق ہے جسم مادی سے علیحدہ چیز ہے لیکن اس کا اثر رگ رگ میں خون کی طرح جاری ہے۔ دہ معرف۔ وہ معرف وہ شخص جو دربار میں آنے والے کو اس کے مناسب مقام پر بٹھا کر بادشاہ سے اس کا تعارف کراتا ہے۔ لیک۔ تعارف کرانے والا اپنا منصبی فرض ادا کر رہا تھا۔

۳ در دروں۔ اگر باطن میں عرفان کا ایک ذرہ بھی ہوتا ہے تو اس سے جو کشف ہوتا ہے وہ کسی بتانے والے کے اعتبار سے بہت زیادہ بہتر ہوتا ہے۔ گوش۔ کشف حاصل کرنا چاہیے۔ حزر۔ تخمینہ۔ آنکہ۔ جس کے دل کی آنکھ جاتی ہے اس کو حقیقی معائنہ حاصل ہو جاتا ہے۔

بل ز چشمِ دل رسد ایقانِ او
بلکہ اس کا یقین دل کی آنکھ سے پہنچتا ہے

با[1] تواتر نیست قانع جانِ او
اس کی جان تواتر پر قناعت کرنے والی نہ ہوگی

در بیانِ حالِ او بگشود لب
اس کے حال کے بیان میں لب کشائی کی

پس مُعرِّف پیشِ شاہِ منتخب
پھر تعارف کرانے والے نے برگزیدہ شاہ کے سامنے

پادشاہی کُن کہ او آنِ تُواست
شاہی برتیے ' کیونکہ وہ آپ کا ہے

گفت شاہد صیدِ احسانِ تُواست
اس نے کہا' اے بادشاہ! وہ تیرے احسان کا شکار ہے

بر سرِ سرمستِ او بر مال دست
اس کے مست سر پر ہاتھ پھیر دیجئے

دست در فتراکِ ایں دولت زدست
اس نے اس سلطنت کے شکار بند کو پکڑ لیا ہے

کالتماسش ہست یابد آں فتے[2]
جس کی درخواست ہو وہ نوجوان حاصل کر لے گا

گفت شہ ہر منصبے و مُلکتے
بادشاہ نے کہا جس عہدے اور ملک کی

بخشمش اینجا و من خود برسری
میں اس کو اس جگہ بخشدوں گا اور میں خود علاوہ ہوں

بیست چنداں مُلک کو شد زاں بری
جس ملک سے وہ بیزار ہوام ہے' اس کا بیس گنا

جُز ہویِ تو ہویِ کے گذاشت
سوائے آپ کی خواہش کے اس نے کوئی خواہش باقی نہ رکھی ہے

گفت[2] با شاہیت دوے عشق کاشت
اس نے کہا جب سے آپ کی شاہی نے اس میں عشق بویا ہے

کہ شہی اندر دلِ او سرد شد
کہ بادشاہی اس کے دل میں سرد ہو گئی ہے

بندگی تُش چُناں در خورد شد
آپ کی غلامی ایسی موافق ہوئی ہے

از پے تو در غریبی ساختہ است
آپ کی خاطر اس نے مسافرت سے نباہ کیا ہے

شاہی و شہزادگی درباختہ است
اس نے شاہی اور شہزادگی سب ہار دی

کے رود او برسرِ خرقہ دِگر
وہ دوسری گدڑی پر کب توجہ کرتا ہے؟

صوفیے کانداخت خرقہ وجد در
جس صوف نے وجد میں گدڑی اتار پھینکی

آنچناں باشد کہ من مغبوں شدم
ایسا ہے جیسا کہ میں ٹوٹے میں ہو گیا ہوں

میل سوئے خرقہ دادہ ندم
دی ہوئی گدڑی کی طرف میلان اور ندامت

کہ نمی ارزید آں یعنی بدیں
کہ وہ اس کی قیمت کی نہیں ہے

بازدہ[3] آں خرقہ ایں سوئے قریں
اے ساتھی! اس گدڑی کو ادھر واپس دے

وَر بیاید خاک برسر بایدش
اور اگر آئے تو اس کے سر پر خاک چاہیے

دور از عاشق کہ ایں فکر آیدش
عاشق سے بعید ہے کہ اس کو یہ خیال آئے

[1] تواتر۔ کسی خبر کو بہت سے لوگوں سے سننا۔ باتواتر۔ اگر لوگ کثرت کے ساتھ بھی اس کو خبر دیں وہ قناعت نہیں کرتا بلکہ اس کو قلبی مشاہدہ سے یقین آتا ہے۔ پس معرفت۔ دربار میں تعارف کرنے والے نے شہزادہ کا حال بیان کرنا شروع کیا۔ پادشاہی کُن۔ اس کے ساتھ اپنی شاہی شان کے مطابق معاملہ کیجئے۔ دست۔ وہ آپ سے وابستہ ہو گیا ہے' اس کے سر پر ہاتھ رکھ دیجئے۔ برسری۔ علاوہ یعنی از میں اس کا ہوں۔

[2] گفت۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ جب سے وہ آپ کے عشق میں مبتلا ہوا ہے۔ بجز۔ آپ کے اس کے دل میں کوئی خواہش باقی نہیں رہی۔ شاہی۔ اپنے ملک کی شاہی اور شہزادگی چھوڑ کر آپ کی خاطر غریب الوطن بنا ہے۔ صوفی۔ مولانا فرماتے ہیں کہ جس طرح اس شہزادے نے سلطنت کی گدڑی اتار پھینکی اور پھر اس کو واپس لینے کو تیار نہ ہوا اسی طرح صوفی جب وجد میں آکر اپنی گدڑی اتار کر پھینک دیتا ہے تو وہ کوئی گدڑی لینا پسند نہیں کرتا۔ میل۔ اگر وہ اتاری ہوئی گدڑی کی خواہش کرے اور پھینک دینے پر نادم ہو تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ وجد کے عوض گدڑی دے ڈالنے میں اپنا نقصان سمجھا۔

[3] بازدہ۔ اگر صوفی اتاری ہوئی گدڑی پر افسوس کرے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میری گدڑی واپس کر دو وہ میرا وجد اس قیمت کا نہیں تھا کہ میں گدڑی دیکر اس کو خرید لوں۔ آں۔ یعنی وجد۔ ایں یعنی گدڑی۔ دور۔ خدا کرے عاشق کو یہ خیال بھی نہ آئے اور اگر آتا ہے تو وہ ذلیل اور خوار ہے۔

عشق ۱ اَر زد صد خرقہ کالبد
عشق اس جسم کی سو گدڑیوں کی قیمت کا ہے

کہ حیاتے دارد و حسّ و خرد
جو زندگی اور حس اور عقل رکھتا ہے

خاصہ خرقہ مُلکِ دنیا کا بترست
خصوصاً دنیا کی سلطنت کی گدڑی جو ناقص ہے

پنج دانگ ہستیش دردِ سَرست
اس کی پانچ کوڑی کی ہستی حد سر ہے

مُلکِ دنیا تن پرستاں را حلال
دنیا کی سلطنت تن پرستوں کے لئے حلال ہے

ماغلام مُلکِ عشقِ بے زوال
ہم تو عشق کی لازوال سلطنت کے غلام ہیں

عاملِ عشق ست مَعزولش مکن
وہ عشق کا عہدیدار ہے' اس کو معزول نہ کیجئے

جُز بعشقِ خویش مشغولش مکن
اس کو اپنے عشق کے سوا مشغول نہ کیجئے

مَنصبے کانم زربویت مجب ست
وہ عہدہ جو مجھے آپ کے دیدار سے روکنے والا ہے

عینِ معزولی ست نامش مَنصب ست
وہ بعینہ معزولی ہے' وہ نام کا عہدہ ہے

مُوجب ۲ تاخیراں جاآمدن
اس جگہ پہنچنے میں تاخیر کا سبب

فقدِ استعداد بُود وضعف تن
استعداد کا نہ ہونا اور جسم کی کمزوری تھی

بے زاستعداد بَرکانے رَوی
اگر تو بغیر تیاری کے کان پر جائے

بَریکے حبّہ نگردی محتوی
تو ایک حبہ کا احاطہ کرنے والا نہ ہو گا

ہمچو عِنّینے کہ بکرے را خرد
اس نامرد کی طرح جو کسی باکرہ کو خرید لے

گرچہ سیمیں تن بُود کے برخورد
اگرچہ وہ چاندی جیسے جسم والی ہو کب اس سے لذت اٹھائے گا

چوں ۳ چراغِ بےزیت وبےفتیل
بے بتی اور بے تیل کے چراغ کی طرح

نے کثیرستش زنُو رونے قلیل
اس کو روشنی نہ زیادہ حاصل ہے نہ تھوڑی

در گلستاں اَندر آید اُخشمے
باغ میں کوئی اُخشم آتا ہے

کے شود مَغزش زریحاں خُرمے
اس کا دماغ ریحان سے کب خوش ہو گا؟

ہمچو خوبے دلبرے مہمانِ غَر
جیسے کوئی حسین معشوق نامرد کا مہمان ہو

بانگِ چنگ وبَربطے درپیشِ کَر
بہرے کے سامنے چنگ اور بربط کی آواز ہو

ہمچو مُرغِ خاک کاید درِ بحار
جیسے کہ خشکی کا پرند سمندروں میں

زاں چہ یابد جُز ہلاک وجُز خسار
وہ اس سے سوائے ہلاکت اور ٹوٹنے کے کیا پائے گا

---

۱ عشق۔ گدڑی تو بے جان چیز ہے عشق تو ہزاروں جاندار جسموں سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔ خاصہ۔ جبکہ عشق جسم سے بھی قیمتی ہے تو دنیا اس کے مقابلہ میں ہیچ در ہیچ ہے۔ مُلکِ دنیا۔ یہ حقیر چیز دنیا داروں کے لئے مناسب ہے عاشقوں کو تو عشق کی لازوال سلطنت چاہیے۔ عامل۔ تعارف کرانے والے نے کہا شہزادہ سلطنت عشق کا عہدہ دار ہے اس کو عہدے سے برخاست نہ کیجئے۔ منصبے۔ شہزادہ بھی بزبان حال آپ سے یہ کہتا ہے کہ جو عہدہ آپ کے دیدار کا حجاب بنے اور آپ سے دور کر دے وہ عہدہ نہیں بلکہ معزولی ہے۔

۲ مُوجب تاخیر۔ آپ اس کی حاضری میں تاخیر عشق کی کمی کے سبب سے نہ سمجھیں بلکہ یہ اپنے اندر استعداد پیدا کرنے میں لگا رہا اور جسم کی لاغری تاخیر کی وجہ ہوئی اس حالت میں نہ فیض روحانی حاصل کرنے کی صلاحیت تھی نہ جسمانی خدمت گزاری کی قابلیت تھی۔ بے زاستعداد۔ جب تک مقصد کے حصول کی استعداد نہ ہو کوشش بیکار ہے اگر کسی میں کان کنی کی استعداد اور ہنر نہیں ہے کان سے کچھ حاصل نہ کرے گا۔ ہمچو۔ اگر انسان میں مردانہ قوت نہیں ہے تو حسین معشوقہ سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔

۳ چوں چراغ۔ بے استعداد مرید بے تیل اور بے بتی کا چراغ۔ در گلستاں۔ اگر ناک میں خوشبو سونگھنے کی استعداد نہیں ہے تو چمن سے فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔ اُخشم۔ وہ انسان جس میں سونگھنے کی قوت نہ ہو۔ ہمچو۔ بے استعداد مرید اور شیخ کامل کی مثال

نامرد اور حسین محبوب کی اور بہرے اور چنگ و بربط کے گانے کی سی ہے۔ ہمچو مرغ۔ جس پرند میں تیرنے کی استعداد نہ ہو اس کے لئے دریا ہلاکت ہے۔

همچو[1] بے گندم شده در آسیا
جز سفیدی ریش و مو نبود عطا

جس طرح بغیر گیہوں کے چکی پر پہنچا ہوا
داڑھی اور بال کے سفید کرنے کے سوا اس کا انعام نہ ہوگا

آسیاِ چرخ بر بے گندماں
مو سپیدی بخشد و ضعفِ میاں

بے گیہوں والوں کو آسمان کی چکی
باتوں کی سفیدی اور کمر کی کمزوری بخشتی ہے

لیک بابا گندماں ایں آسیا
ملک بخشش آمد دہد کار و کیا

لیکن گیہوں والوں کے لئے یہ چکی
ملک عطا کرنے والی ہے کام اور بادشاہی عطا کرتی ہے

اوّلِ استعدادِ جنت بایدت
تاز جنت زندگانی زایدت

پہلے تجھے جنت کی استعداد چاہیے
تاکہ جنت سے تیری زندگی پیدا ہو

طفلِ[3] نور از شراب و از کباب
چہ حلاوت از قصور و از قباب

نوزائیدہ بچے کے لئے شراب سے اور کباب سے
کیا مزا قلعوں سے اور قبوں سے؟

حد ندارد ایں سخن کم جو سخن
تو برو تحصیلِ استعداد کن

یہ بات حد نہیں رکھتی، بات نہ تلاش کر
تو جا، استعداد حاصل کر

بہرِ استعداد تا اکنوں نشست
شوق از حد رفت وآں نامد بدست

وہ استعداد کے لئے اب تک بیٹھا رہا
شوق حد سے گزر گیا اور وہ ہاتھ نہ آئی

گفت استعداد ہم از شہ رسد
بے زجاں کے مستعد گردد جسد

اس نے کہا استعداد بھی شاہ سے حاصل ہوتی ہے
جان کے بغیر جسم کب ذی استعداد بنتا ہے؟

لطفہائے[3] شہ غمش را در نوشت
شد کہ صید شہ کند او صید گشت

شاہ کی مہربانیوں نے اس کے غم کو لپیٹ دیا
چلا کہ شاہ کا شکار کرے وہ خود شکار بن گیا

ہر کہ درا شکار چوں توصید شد
صید رانا کردہ قید، او قید شد

جو تجھے جیسے شکار کے شکار میں آ گیا
شکار کو قید نہ کر کے، خود قید ہو گیا

ہر کہ جویایِ امیری شد یقیں
پیش ازاں او در اسیری شد رہیں

جو شخص امیری کا طالب ہوا، یقیناً
اس سے پہلے وہ قید میں گروی ہو گیا

عکس میداں نقشِ دیباجہ جہاں
نام ہر بندہ جہاں خواجہ جہاں

عالم کے چہرے کے نقش کو الٹا سمجھ
جہاں کے ہر غلام کا نام، جہان کا آقا ہے

اس کو حاصل کرنے کی بجائے اپنے آپ کو اس کے حوالے کر بیٹھتا ہے۔ عکس۔ دنیا کی باتوں کو برعکس سمجھو جو دنیا کا اسیر ہے وہ دنیا کا امیر کہلاتا ہے۔

---

[1] بے گندم۔ مرید کا بغیر استعداد کے شیخ کے پاس جانا ایسا ہی ہے جیسے کوئی بغیر گیہوں کے چکی پر جائے تو وہ وہاں سے گرد و غبار میں داڑھی اور بال سفید کر کے لوٹے گا۔ آسیاِ چرخ۔ بے استعداد لوگوں کو بھی آسمان کی گردش سے سوائے بڑھاپے کے آثار کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ لیک۔ آسمان کی یہ چکی بھی ان کو نفع دیتی ہے جن کے پاس عمل و عقیدہ کا گیہوں ہو۔ اوّل۔ اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کی استعداد پیدا کرنی چاہیے۔

[2] طفلِ نور۔ بچہ میں شراب و کباب اور قصور و قبوں سے لذت اٹھانے کی استعداد نہیں ہے۔ حد ندارد۔ بغیر استعداد مستفید نہ ہونے کی بے شمار مثالیں ہیں تو کہاں تک سنے گا جا استعداد پیدا کر۔ بہرِ استعداد۔ تعارف کرانے والے نے یہ بھی کہا کہ یہ اب تک استعداد کے حصول میں آپ سے دور رہا اگرچہ اب بھی پوری استعداد پیدا نہ ہوئی لیکن عشق سے مجبور ہو کر حاضر ہو گیا ہے۔ گفت۔ اس نے اب یہ سوچا کہ استعداد کی تکمیل بھی جناب کی صحبت سے ہو گی۔ بے زجاں۔ پوری استعداد جسم میں روح آنے کی بعد آتی ہے اور وہ آپ عنایت کریں گے۔

[3] لطفہای۔ جناب کی مہربانیوں کی توقع نے اس کو سب غم بھلا دیتے ہیں۔ شد۔ گھر سے اس لئے چلا تھا کہ اپنے کمالات سے آپ کو مسخر کرے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا۔ ہر کہ۔ ہر وہ جو آپ کے مسخر کرنے اب یہ آپ کا مسخر ہو گیا ہر کہ ظاہر ہے جو آپ کو مسخر کرنے چلے گا وہ خود مسخر ہو کر رہے گا۔ ہر کہ۔ ہر محبوب چیز کا قاعدہ یہی ہے کہ انسان

اے اِ تَنِ کژ فکرتِ مَعکوس رَو — صَد ہزار آزاد را کردی گرو
اے کج فہم الٹی چال والے جسم! — تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو گروی کر دیا

مُدّتے بگذار ایں حیلت پَزی — چند دَم پیش از اَجل آزاد زی
تھوڑی دیر کے لئے اس حیلہ گری کو چھوڑ دے — موت سے پہلے چند گھنٹے آزاد جی لے

وَر دَر آزادیتِ چوں خَر راہ نیست — ہمچو دلوت جُز دَر چاہ نیست
اور اگر گدھے کی طرح آزادی میں تیرا راستہ نہیں ہے — تیری سیر ڈول کی طرح کوئیں کے علاوہ نہیں ہے

مُدّتے ۲ رَو تَرکِ جانِ مَن بگو — رَو حریفے دیگرے جُو مَن بجُو
تھوڑی دیر کے لئے چلا جا میری جان چھوڑ دے — جا میرے علاوہ کوئی دوسرا ساتھی تلاش کر لے

نوبتِ مَن شُد مرا آزاد کُن — دیگرے را غیرِ مَن داماد کُن
میری باری ختم ہو گئی مجھے آزاد کر دے — میرے علاوہ دوسرے کو داماد بنا لے

اے تَنِ صَد کارہ تَرکِ مَن بگو — عُمرِ مَن بُردی کسے دیگر بجُو
اے مصروف جسم! مجھے چھوڑ دے — تو نے میری عمر برباد کردی کسی دوسرے کو تلاش کر لے

مَفتوں شدنِ قاضی برزنِ جوحی و در صندوق ماندن
قاضی کا جوحی کی بیوی پر عاشق ہو جانا اور صندوق میں رہ جانا

ونائبِ قاضی ' صندوق را خریدن ' باز سالِ دوم
اور قاضی کے نائب کا صندوق کو خریدنا پھر گزشتہ سال کی امید پر جوحی

آمدن زنِ جوحی برامیدِ پارینہ و بارِ دیگر گفتنِ قاضی
کی بیوی کا آنا اور قاضی کا دوسری مرتبہ میں کہنا کہ

کہ مرا آزاد کُن و دیگرے را بخواہ
مجھے آزاد کر دے اور کسی دوسرے کو تلاش کر لے

ہر ۳ زماں جوحی ز درویشی بفَن — رُو بزن کردے کہ اے دلخواہِ مَن
جوحی ہر وقت افلاس کی وجہ سے مکر سے — بیوی کا سخ کرتا کہ اے میری پسندیدہ؟

چوں سلاحت ہست رَو صَیدے بگیر — تابد و شانیم از صَیدِ تو شیر
جب تیرے پاس ہتھیار ہے جا شکار پکڑ — تاکہ ہم تیرے شکار سے دودھ دوہیں

قوسِ اَبرُو تیرِ غمزہ دام کید — بہرِ چہ دادت خدا؟ از بہرِ صَید
ابرو کی کمان ' ادا کا تیر ' مکر کا جال — خدا نے تجھے کس لئے دیا ہے؟ شکار کے لئے

۱ اے تَن۔ چونکہ جسم کی وجہ سے روح قیدی بنتی ہے تو روح کا جسم کا خطاب ہے کہ تو نے لاکھوں آزاد روحوں کو قیدی بنایا ہے۔ مدتے۔ تھوڑی دیر کے لئے اپنے مال و جاہ کے کمانے کے کمانے کے حیلوں کو ترک کر دے اور کچھ دن مرنے سے قبل آزادی کی زندگی گزار لے۔ وَر۔ اگر گدھے کی طرح تیری آزادی ناممکن ہے اور ڈول کی طرح تو کنوئیں میں گرنے کا عادی ہے۔

۲ مدتے۔ کم از کم مجھے ہی رہا کر دے اور میری جگہ کسی اور کو ساتھی بنا لے۔ نوبت۔ اب میری رہائی کا وقت آ گیا مجھے آزاد کر دے اور کسی اور کو داماد بنا لے جیسا کہ آئندہ حکایت میں مذکور ہے کہ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا تھا۔ سہ گانہ۔ سوکا ماں والا مصروف۔

۳ ہر زماں۔ جوحی مفلس بھی تھا اور مکار بھی وہ اکثر بیوی سے کہا کرتا کہ تیرے پاس جب ہتھیار ہیں تو شکار کرتا کہ تیرے شکار سے ہمیں فائدہ پہنچے۔ قوس۔ تیرے ہتھیار تیری ابرو کی کمان اور تیری ادا کا تیر اور تیرے مکر کا جال ہے یہ خدا نے تجھے اسی لئے عطا کئے ہیں تاکہ تو لوگوں کا شکار کرے۔

رَو پیِ اِ مُرغِ شکر فے دام نِہ — دانہ بنمالیک در خوردش مدِہ
جا کسی عجیب پرند کیلئے جال بچھا — دانہ دکھا ' لیکن اس کو کھانے نہ دے

کام بنما و کُن اُورا تلخ کام — کے خورد دانہ چوشد در حبسِ دام
مقصد دکھا دے اور اس کو ناکام کر دے — دانہ کب کھاتا ہے جب جال کی قید میں ہو گیا

شُد زنِ اُو نزدِ قاضی دَر گلہ — کہ مرا افغاں زشوئی دہ دلہ
اس کی بیوی شکوہ کرنے قاضی کے پاس گئی — کہ پراگندہ خیال شوہر سے میری فریاد ہے

قصہ کوتہ کُن کہ قاضی شُد شکار — از مَقال و از جمالِ آں نگار
قصہ مختصر کر کہ قاضی ' شکار ہو گیا — اس حسین کے حسن اور گفتگو سے

گفت ۲ ایدر محکمہ است و غُلغلہ — مَن نتانم فہم کردن ایں گلہ
اس نے کہا ' اب تو کچہری اور شور ہے — میں اس شکوے کو نہ سمجھ سکوں گا

گر بخلوت آئی اے سَردِ سہی — وز ستمگاریِ شُو شَرحم دہی
اے سرد سہی! اگر تو تنہائی میں آئے — اور شوہر کے ظلم کی مجھ سے تفصیل بیان کرے

فہم آں بہتر کُنم بدہم سَزاش — آنچہ حق باشد توزیں غمگیں مَباش
میں اس کو اچھی طرح سمجھ لوں گا اس کو سزا دوں گا — جو کچھ حق ہو گا ' تو اس سے غمگین نہ ہو

مَر مرا معلوم گردد حالِ تُو — شوہرت را نَرم سَازم بے عتُو
مجھے تیرا حال معلوم ہو جائے — تیرے شوہر کو بغیر اکڑ کے نرم کر دوں گا

گفت زن دَر خانہ تو نیک و بَد — ہر دَم از بہرِ گلہ آید رَوَد
عورت نے کہا آپ کے گھر میں اچھا اور برا — شکایت کرنے ہر وقت آتا جاتا ہے

گفت خانہ تو زہر نیک و بَدے — باشد از بہرف گلہ آمد شدُے
اس نے کہا آپ کے گھر ' ہر بھلے برے کی — شکایت کے لئے آمدورفت ہوتی ہے

خانہ سر ۳ جملہ پُر سودا بُوَد — صَدر پُر وسواس و پُر غوغا بُوَد
سر کا سب خانہ سودا سے پر ہوتا ہے — صدر ' وہم سے پر اور غل سے پر ہوتا ہے

باقیِ اعضاز فکر آسودہ اَند — واں صدور راز صادراں فرسودہ اَند
بقیہ اعضا فکر سے آسودہ ہیں — اور وہ صدور آنے والوں سے گھسے ہوئے ہیں

ہمچو شاخ از بَرگ و از میوہ کہن — گرد خالی تا رَسد از اَمرِ کُن
شاخ کی طرح پرانے پتہ اور میوہ سے — خالی بن جا ' تاکہ کن کے حکم سے (پھل) آئیں

۱ رو۔ تو جا کسی اچھے پرند کو پھانس اس کو دانہ دکھا اور کھانے نہ دینا ' اپنے حسن کا گرویدہ کر لے لیکن اس سے پھنس نہ جانا۔ تلخ کام۔ محروم۔ کے خورد۔ جال میں پھنس جانے کے بعد پرند سے دانہ نہیں کھایا جاتا۔ شد زن۔ جوحی کی بیوی قاضی کو شکار بنانے کی فکر میں لگی اور قاضی کی عدالت میں جا کر شوہر کی شکایتیں کیں۔ وہ وہ۔ یعنی اس کا تعلق مختلف عورتوں سے ہے۔ شکار۔ قاضی جوحی کی بیوی کے دام میں آ گیا۔

۲ گفت۔ قاضی نے جوحی کی بیوی سے کہا کہ اس وقت تو کچہری کا وقت ہے اور یہ شور و غل ہے میں اس وقت پوری طرح تیری شکایت نہ سمجھ سکوں گا۔ سرد سہی۔ وہ سرد کا رحمت جس کے دو شاخیں سیدھی ہوں۔ بے عتو۔ یعنی تیری شوہر میں سرکشی نہ رہے گی۔ گفت زن۔ عورت نے کہا آپ کے گھر میں تنہائی نہ ہو سکے گی لوگوں کی آمدورفت زیادہ ہے۔

۳ خانہ سر۔ مولانا نے قاضی کے گھر کی تشبیہ دیکر دنیاداروں کے قلب و دماغ کے بارے میں ارشادی بیان شروع کر دیا ہے کہ ان لوگوں کا سر فکروں سے پر رہتا ہے اور سینہ میں ہر وقت وہم سے بھرے رہتے ہیں۔ باقی۔ اعضا مدیہ۔ مصیبت میں رہتے ہیں اور باقی اعضاء آرام سے رہتے ہیں۔ صادراں۔ یعنی دلی افکار۔ ہمچو۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ جوحی کے گھر کی طرح اپنے قلب و دماغ کو خالی کر لیں جب یہ خالی ہوں گے پھر خداوندی حکم سے پاکیزہ خیالات نمودار ہوں گے۔

برگہا[1] و میوہ ہائے نورِ غیب
غیب کے نور کے پتے اور میوے

از پے آں کہنگی بے ہیچ ریب
اس پرانے پن کے بعد بغیر کسی شک کے

در خزان و بادِ خوفِ حق گریز
اللہ تعالیٰ کے ڈر کی ہوا اور خزاں کی طرف بھاگ

آں شقاقہائے پاریں را بریز
لالہ کے ان پرانے پھولوں کو گرا دے

کیں شقائق منع نو اشگوفہاست
کیونکہ یہ گل لالہ اور ان نئے شگوفوں کی روک ہیں

کہ درخت دل برائے آں نماست
جن کے لئے دل کے درخت کا (نشو) نما ہے

خویش را در خواب کُن زیں افتکار
اپنے آپ کو اس فکر سے نیند میں کر دے

سَر ز زیر خواب در یقظت بَرآر
سر کو نیند کے نیچے سے بیداری میں نکال

ہمچو آں[2] اصحابِ کہف اے خواجہ زود
اے صاحب! اصحاب کہف کی طرح جلد ہی سے

رَو بِاِقْظَاظًا کہ تحسبُہُم رُقُود
تو ان کو بیدار سمجھتا ہے وہ سوئے ہوئے ہیں کی طرف جا

گفت قاضی اے صنم تدبیر چیست
قاضی نے کہا اے صنم! تدبیر کیا ہے؟

گفت خانہ ایں کنیزک بس تہیست
بولی، اس لونڈی کا گھر بالکل خالی ہے

خصم دَر دہ رفت و حارس نیز نیست
مدعی علیہ گاؤں کو گیا ہے اور چوکیدار بھی نہیں ہے

بہرِ خلوت سخت نیکو مسکنے ست
تنہائی کے لئے بہت عمدہ گھر ہے

اِمشب ار امکاں بُود آنجا بیا
اگر ممکن ہو تو آج رات وہاں آ جائیے

کارِ شب بے سُمعہ است و بے ریا
رات کا کام بغیر شہرت اور بغیر دکھاوے کے ہوتا ہے

جُملہ[3] جاسُوساں زخمیرِ خواب مَست
سب جاسوس نیند کی شراب سے مست ہیں

زنگیِ شب جُملہ را گردن زَدست
رات کے حبشی نے سب کی گردن کاٹ دی ہے

خواند بر قاضی فسُونہائے عجب
قاضی پر عجیب منتر پڑھے

آں شکر لب وانگہانے از چہ لب
اس شکر لب نے اور پھر کیسے لب سے

چند با آدم بلیس افسانہ کرد
شیطان نے حضرت آدم کے ساتھ بہت افسانہ کہے

چونکہ حوا گفت خورانگاہ خورد
جب حوا نے کہا کھا لیجئے تب کھا لیا

اوّلیں خوں دَر جہانِ ظلم و داد
ظلم اور انصاف کی دنیا میں سب سے پہلا خون

از کفِ قابیل بہرِ زن فتاد
عورت کی خاطر قابیل کے ہاتھ سے ہوا

نوحؑ برتا بہ چو بریاں ساختے
حضرت نوح جب توے پر بھونتے

واہہ بزمابہ سَنگ انداختے
واہ بلہ توے پر پتھر ڈال دیتی

---

[1] برگہا۔ غیبی خیالات اسی وقت آئیں گے جبکہ پرانے خیالات ختم کر دیئے جائیں۔ درخزاں۔ اللہ تعالیٰ کے خوف کی خزاں ان پرانے خیالات کے گل و برگ کو جھاڑ دے گی۔ کیں۔ دنیاوی خیالات کے زوال کے بعد صحیح خیالات پیدا ہوں گے۔ خویش را۔ ان فکروں سے اپنے آپ کو نیند میں کر دے اور پھر وہ خیالات پیدا ہوں گے جو در اصل بیداری ہیں ورنہ دنیوی خیالات تو خواب غفلت ہیں۔

[2] ہمچو۔ جس طرح اصحاب کہف کو لوگ سمجھتے تھے کہ وہ جاگ رہے ہیں اور حقیقتاً وہ سوئے ہوئے تھے اسی طرح تو اپنے آپ کو دنیوی خیالات کے اعتبار سے بنا لے یعنی لوگ تجھ ان خیالات سے باخبر سمجھیں اور تو ان سے بے خبر ہو۔ قاضی۔ قاضی نے کہا کہ اگر خلوت کے لئے میرا گھر مناسب نہیں ہے تو پھر کیا ہونا چاہیے۔ کنیزک۔ جوحی کی بیوی نے کہا میرا گھر بالکل خالی ہے شوہر گاؤں کو گیا ہے اور وہاں کوئی نگراں بھی نہیں ہے۔ امشب۔ آپ رات میں وہاں جائیے شب میں جو کام ہوتا ہے وہ چھپا رہتا ہے لوگ اس کو نہیں دیکھ سکتے۔

[3] جملہ جاسوساں۔ رات نے جاسوسوں کو بھی سلا دیا ہوگا۔ خواند۔ قاضی جوحی کی بیوی کے فریب میں آ گیا۔ حوا۔ حضرت آدم بھی حوا سے فریب کھا گئے تھے۔ قابیل۔ حضرت آدم کی اولاد میں قابیل نے بھی ہابیل کو عورت کی وجہ سے قتل کیا تھا۔ نوحؑ۔ حضرت نوح وعظ کہتے تھے تو ان کا کافرہ بیوی واعلہ ان کے خلاف سازش کرتی تھی۔

مکرِ ا زن برفنِ اُو چیرہ شدے
عورت کا مکر ان کی تدبیر پر غالب آ جاتا

آبِ صافِ وعظِ اُو تیرہ شدے
ان کے وعظ کا صاف پانی ' گدلا ہو جاتا

قوم را پیغام کردے از نہاں
وہ چپکے سے قوم کو پیام بھیج دیتی

کہ نگہدارید دیں از گمرہاں
کہ دین کو ان گمراہوں سے بچاؤ

لوط را زن ہمچنیں بُد کافرہ
اسی طرح حضرت لوط کی بیوی کافرہ تھی

خواندہ باشی قصہ آں فاجرہ
تو نے اس بدکار کا قصہ پڑھا ہو گا

یوسف از کیدِ زلیخائے جواں
حضرت یوسف جوان زلیخا کے مکر سے

ماند در زنداں برائے امتحاں
آزمائش کے لئے قید خانہ میں رہے

ہر بَلا کاندر جہاں بینی عیاں
تو دنیا میں جو مصیبت بھی کھلی دیکھے گا

باشد از شومیِ زن در ہر مکاں
ہر جگہ عورت کی نحوست سے ہو گی

رفتنِ ۲ قاضی بخانۂ زنِ جوحی و حلقہ زدن جوحی تُند بحکم بر در و گریختن قاضی در اندرونِ صندوق چوں محلِ دیگر نبود
قاضی کا جوحی کی بیوی کے گھر پہنچنا اور جوحی کا غصہ سے دروازے کی کنڈی کھٹکھٹانا اور قاضی کا صندوق کے اندر گھس جانا چونکہ دوسری جگہ نہ تھی

مکرِ زن پایاں ندارد رفت شب
عورت کا مکر انتہا نہیں رکھتا چلا رات کو

قاضیِ زیرک سوئے زن بہر دَب
سمجھ دار قاضی عورت کی جانب بدفعلی کے لئے

زن چو شمع و نقلِ مجلس راست کرد
جب عورت نے شمع اور مجلس کا نقل تیار کر لیا

زاں نوازش شاد شد قاضیِ فرد
یکتا قاضی اس نوازش سے خوش ہو گیا

چونکہ نبشستند باہم ساعتے
جب دونوں تھوڑی دیر مل کر بیٹھے

تا بر آسایند اندر خلوتے
تاکہ تنہائی میں آرام کریں

چوں نشست اُدم پہلوئے بامُراد
وہ جب عورت کے پہلو میں بامراد بیٹھا

گشت جانِ پُر غمش زاں وصل شاد
اس کی غم بھری جان اس کے وصل سے خوش ہو گئی

اندر آں ۳ دم جوحی آمد در بزد
فوراً ہی جوحی آیا ' دروازہ کھٹکھٹایا

جُست قاضی مہرَبے تا در خزد
قاضی نے بھاگنے کی جگہ تلاش کی تاکہ گھس جائے

غیرِ صندوقے ندید اُو خلوتے
صندوق کے سوا اس نے کوئی خلوت نہ دیکھی

رفت در صندوق از خوفِ آں فتے
وہ اس جوان کے ڈر سے صندوق میں گھس گیا

ا مکر زن۔ ان کے وعظ نصیحت کے صاف پانی کو مکدر کر دیتی تھی۔ قوم۔ لوگوں سے کہتی تھی کہ اس بے دین سے اپنے دین کو بچاؤ۔ لوط۔ حضرت کی بیوی بھی حضرت لوط کے مہمانوں کی خبر قوم کو دے دیتی تاکہ وہ بدکاری کریں۔ یوسف۔ حضرت یوسف زلیخا کے مکر کی وجہ سے قید خانہ میں رہے۔ ہر بلا۔ غرضکہ اکثر فتنہ وفساد کا سبب عورتیں ہیں۔

۲ رفتنِ قاضی۔ قاضی جوحی کے گھر پہنچ گیا اور نتیجہ میں صندوق میں بند ہو گیا۔ مکر زن۔ عورتوں کے مکر کے لاتعداد قصے ہیں ان کو کہاں تک بیان کیا جائے۔ دب۔ اغلام یعنی زنا کاری۔ زن۔ عورت نے شمع اور محفل محض تیار کیا تو قاضی بہت خوش ہوا چونکہ قاضی جوحی کی بیوی سے مل کر بیٹھتا کہ تنہائی میں آرام کرے تو بہت خوش ہوا۔

۳ دم۔ جس وقت دونوں مل کر بیٹھے فوراً ہی جوحی آ پہنچا۔ مہرب۔ بھاگنے کی جگہ۔ غیر صندوقے۔ بھاگنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی تو وہاں جو صندوق تھا اس میں گھس کر بیٹھ گیا۔ فتے۔ نوجوان یعنی جوحی

اندر آمد جوحی و گفت اے حریف — اے و بالم در ربیع و در خریف

جوحی اندر آیا اور بولا ' او دشمن! — او ربیع و خریف ہی میرا وبال!

مَن چہ دارم کہ فدایت نیست آں — کہ زمَن فریاد داری ہر زماں

میں کیا رکھتا ہوں جو تجھ پر فدا نہیں ہے — کہ تو ہر وقت میری شکایت کرتی ہے

گفت شخصے نزدِ قاضی رفتۂ — در حقم ناگفتنیہا گفتۂ

ایک شخص نے بتلایا کہ تو قاضی کے پاس گئی — میرے بارے میں تو نے بہت سی ان کہنی کہیں

برلبِ ۲ خشک کشا دستی زباں — گاہ مُفلِس خوانیم گہ قلتباں

میرے خشک ہونٹ پر تو نے زبان کھولی — تو کبھی مجھے مفلس کہتی ہے ' کبھی دیوث

ایں دو علّت گر بُود ایجاں مرا — آں یکے از تُست و دیگر از خدا

اے جان! اگر یہ دو علتیں ہیں بھی — تو ایک تیری طرف سے اور دوسری خدا کی جانب سے ہے

مَن چہ دارم غیرِ ایں صندوق دکاں — ہست مایہ تہمت و پایہ گماں

میں صندوق کے علاوہ کیا رکھتا ہوں ' کہ وہی — تہمت کا سرمایہ اور بد گمانی کی جڑ ہے

خَلق پندارند زَر دارم دروں — داد وَا گیرند از معن ظنُون

لوگ سمجھتے ہیں میں اندر سونا رکھتا ہوں — ان گمانوں سے لوگ مجھ سے بخشش روک لیتے ہیں

صورتِ صندوق بَس زیباست لیک — از عروض وسیم و زر خالیست نیک

صندوق کی صورت بہت اچھی ہے ' لیکن — سامان اور چاندی اور سونے سے بالکل خالی ہے

چوں تَنِ زرّاق خوب و با وقار — اندراں سلّہ نیابی غیرِ مار

مکار کے جسم کی طرح اچھا اور باوقار ہے — تو اس پٹارے میں بجز سانپ کے کچھ نہ پائے گا

من ۳ بَرم صندوق فردا را بکُو — پس بسوزم درمیانِ چار سُو

میں صندوق کو کل کوچہ میں لے جاؤں گا — پھر چوراہے میں جلاؤں گا

تا بہ بیند مُومن و گبر و جہُود — کاندریں صندوق جُز لُعبت نبُود

تاکہ مسلمان اور نصرانی اور یہودی دیکھ لیں — کہ اس صندوق میں سوائے مذاق کے کچھ نہ تھا

گفت زَن ہی درگذر اے مَردزیں — خورد سوگنداں کہ نکنم جُز چنیں

عورت نے کہا ہاں اے مرد! اس سے درگذر کر — اس نے قسم کھائی کہ میں اس کے سوا کچھ نہ کروں گا

بارسن صندوق را در دم بہ بَست — خویشتن را کردہ بُد مانندِ مست

صندوق کو فوراً رسی سے باندھا — اس نے اپنے آپ کو دیوانہ کی طرح بنا رکھا تھا

۱ فدر۔ جوحی گھر میں آکر بیوی پر بگڑا کہ تو میرے لئے ہر موسم میں وبال ہے۔ من چہ دارم۔ میں نے تیرے اوپر اپنی ہر چیز قربان کر رکھی ہے پھر تو کیوں شکایت کرتی پھرتی ہے۔ گفت۔ مجھے ایک شخص نے بتایا ہے کہ تو نے قاضی کے ہاں جا کر میرے بارے میں بہت نامناسب باتیں کہی ہیں۔

۲ برلب خشک۔ یعنی میری ہر طرح کی خاموشی کے باوجود تو نے زبان درازی کی ہے۔ قلتباں۔ دیوث۔ آں یکے۔ اگر میں دیوث ہوں تو اس کا سبب تیری آوارگی ہوگی۔ دیگر۔ اگر میں مفلس ہوں تو خدا نے مجھے مفلس بنایا ہے۔ من چہ دارم۔ گھر میں صندوق کے علاوہ اور کیا ہے اسی کی وجہ سے مجھ پر تہمتیں لگتی ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ اس میں بہت کچھ مال وزر ہے حالانکہ یہ خالی ہے۔ خلق۔ اسی صندوق کی وجہ سے لوگ مجھے مالدار سمجھ کر صدقہ وخیرات بھی نہیں دیتے ہیں۔ صورت۔ صندوق اوپر سے تو بہت اچھا ہے لیکن اندر سے خالی ہے۔ چوں۔ اس کی حالت وہی ہے جیسے مکار پیر کی۔ مار۔ یعنی برے اخلاق۔

۳ من برم۔ میں تہمت کی اس جڑ کو صبح کو چوراہے پر پھوڑوں گا۔ لعبت۔ یعنی مذاق۔ گفت زن۔ عورت نے کہا ایسا نہ کرنا اس نے قسم کھا کر کہا ضرور کروں گا۔ بارسن۔ جوحی نے اپنے آپ کو دیوانہ بنا رکھا تھا اس نے فوراً صندوق کو رسی سے باندھ دیا۔

از اَز[1] پگہ حمال آورد اُوچو باد
صبح سے ہوا کی طرح حمال کو لے آیا

زُود آں صندوق بر پشتش نہاد
فورا صندوق اس کی کمر پر رکھا

اندر آں صندوق قاضی از نکال
اس صندوق کے اندر قاضی تکلیف سے

بانگ میزد کاے حمال واے حمال
چیخ رہا تھا کہ اے حمال اور اے حمال!

کرد آں حمال پیش و پس نگر
اس حمال نے آگے اور پیچھے دیکھا

لز چہ سُو در میرسَد بانگ و خبَر
کہ آواز اور اطلاع کس جانب سے آ رہی ہے؟

ہاتف ست ایں داعی مَن اے عجب
ہائے تعجب! یہ مجھے پکارنے والا غیبی فرشتہ ہے

یا پَری امّ می کند پنہاں طلَب
یا پری خفیہ طور پر مجھے بلا رہی ہے

چوں پیاپے گشت آں آواز بیش
جب وہ آواز بے درپے بڑھی

گفت ہاتف نیست باز آمد بخویش
بولا غیبی فرشتہ نہیں ہے ہوش میں آیا

عاشقے دانست کاں بانگ وفُغاں
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد

بُد ز صندوق و کسے دروَے نہاں
صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عاقبت[2] کُو در غمِ معشوق رَفت
انجام کار سمجھ گیا کہ وہ آواز اور فریاد

گرچہ بیرونست در صندوق رَفت
صندوق میں سے تھی اور اس میں کوئی چھپا ہوا ہے

عُمر دَر صندوق بُرد از لدُ ہاں
اس نے غموں سے صندوق میں عمر گزاری

جُز کہ صندوقے نہ بیند دَر جہاں
وہ صندوق کے سوا دنیا میں کچھ نہیں دیکھتا

آں[3] سَرے کہ نیست فوقِ آسماں
وہ سر جو آسمان کے اوپر نہیں ہے

از ہوس اُورا دراں صندوق داں
ہوس کی وجہ سے اس کو صندوق میں سمجھ

چوں زصندوقِ بدن بیروں رَوَد
وہ جب جسم کے صندوق سے باہر جائے گا

اُو زگورے سُوئے گورے می شوَد
تو وہ ایک قبر سے دوسری قبر کی جانب جا رہا ہے

ایں سخن پایاں ندارد قاضیش
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے قاضی نے اس سے

گفت اے حمال واے صندوق کش
کہا اے حمال! اور اے صندوق لے جانے والے!

از مَن آگہ کُن درونِ محکمہ
میرے بارے میں دفتر میں خبر کر دے

نائبم را زُود تَر با ایں ہمہ
میرے نائب بہت جلد مع اس واقعہ کے

تا خَرَد ایں را بزَر زیں بے خِرد
تاکہ اس بے عقل سے روپے دیکر اس کو خرید لے

ہمچنیں بَستہ بخانہ ما بَرو
اسی طرح بندھا ہوا ہمارے گھر لے جائے

[1] اَز پگہ۔ صبح کو ہوا کی طرح دوڑ کر ایک حمال کو بلا لایا۔ اندر۔ جب حمال صندوق لے کر چلا تو قاضی حمال کو آوازیں دینے لگا۔ کرد۔ حمال۔ حیران ہو کر آگے پیچھے دیکھنے لگا۔ ہاتف۔ حمال کو جب کوئی نظر نہ آیا تو سوچا کوئی غیبی فرشتہ یا پری مجھے پکار رہی ہے۔ چوں پیاپے۔ مسلسل آوازوں کی وجہ سے سمجھا کہ ہاتف نہیں ہے۔

[2] عاقبت۔ بالآخر سمجھ گیا کہ کوئی صندوق میں بند ہے اور وہ پکار رہا ہے۔ عاشقے۔ مولانا فرماتے ہیں عاشق بھی اگرچہ بظاہر باہر ہے لیکن عشق کے صندوق میں بند ہے۔ عمر۔ عاشق کی عمر بھی غموں کے صندوق میں گزرتی ہے اس کو دنیا کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔

[3] آں سَرے۔ عاشق کی تخصیص نہیں بلکہ جو شخص بھی زمین کی چیزوں کا دلدادہ ہے اس کا یہی حال ہے۔ چوں۔ یہ مرتے وقت گویا ایک صندوق سے قبر کے صندوق میں منتقل ہوا ہے۔ گفت۔ بالآخر قاضی نے حمال سے کہا تو دوڑ کر میری اس حالت کی خبر میری عدالت میں میرے نائب کو پہنچا دے۔ تاخرد۔ تاکہ میرا نائب آ کر اس صندوق کو جوحی سے خرید لے اور صندوق بند کا بند میرے گھر پہنچا دے۔

اے [1] خدا بگمار قوم رحم مند
اے خدا! رحم والی قوم کا مقرر کر دے

تاز صندوقِ بدن ماں واخرند
تاکہ جسم کے صندوق سے ہمیں خرید لے

خلق را از بندِ صندوقِ فسوں
جادو کے صندوق کی قید سے مخلوق کو

کہ خرد جز انبیا و مرسلوں
کون خریدتا ہے انبیاء اور رسولوں کے علاوہ

از ہزاراں یک کسے خوش منظرست
ہزاروں میں سے کوئی ایک خوش نظر ہے

کہ بداند کو بصندوق اندرست
کہ سمجھ لے، کہ وہ صندوق میں ہے

آنکہ داند تو نشانش ایں شناس
جو جانتا ہے اس کی نشانی تو یہ سمجھ لے

کہ زروحِ ایں جہاں دارد ہراس
کہ وہ اس دنیا کی راحت سے ڈرتا ہے

اُو جہاں را دیدہ باشد پیش ازاں
اس نے جہان عالم آخرت کو اس سے پہلے دیکھ لیا ہوگا

تابداں ضد ایں ضدش گردد عیاں
جس سے اس ضد کے ذریعہ یہ ضد ظاہر ہو گی

زیں [2] سبب کہ علم ضالّہ مومنست
عارف ضالّہ خودست و مُوقِنست

اس لئے کہ علم مومن کی گم شدہ چیز ہے
وہ اپنی گم شدہ چیز کو پہچاننے والا اور یقین کرنے والا ہے

آنکہ ہرگز روزِ نیکو خود ندید
اُو دریں ادبار کے خواہد طپید

وہ شخص جس نے اپنا بھلا دن کبھی نہیں دیکھا
وہ اس نحوست میں کب تڑپے گا؟

یا بطفلی در اسری اُوفتاد
یا خود از اوّل زما در بندہ زاد

یا تو بچپن سے قید میں پھنس گیا ہے
یا خود شروع ہی سے ماں سے غلام پیدا ہوا ہے

ذوقِ [3] آزادی ندیدہ جانِ اُو
ہست صندوقِ صُوَر میدانِ اُو

اس کی جان نے آزادی کا مزہ نہیں دیکھا
صورتوں کا صندوق اس کا میدان ہے

دائماً محبوس عقلش در صُوَر
از قفص اندر قفص دارد گذر

اس کی عقل ہمیشہ صورتوں میں مقید ہے
پنجرے سے پنجرے میں گزر رکھتا ہے

منفذش نے از قفص سُوئے عُلا
در قفصہا میرود از جابجا

اس کو پنجرے سے بلندی کی طرف راستہ نہیں ہے
پنجروں میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پھر رہا ہے

در نبی اِن اسْتَطَعْتُمْ فَانْفُذُوْا
ایں سخن با جن و انس آمد زہُو

قرآن میں ہے اگر تم سے ہو سکے نکل جاؤ
اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ خطاب جن اور انس کو آیا ہے

---

[1] اے خدا۔ مولانا دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو متوجہ کر دے کہ وہ ہمیں بھی اس طرح خرید لیں۔ خلق۔ وہ خریدار انبیاء اور رسول ہیں اور ان کے وارث۔ از ہزاراں۔ اہل دنیا صندوق میں بند ہیں لیکن یہ احساس بہت کم لوگوں کو ہے۔ آنکہ۔ جس کو یہ احساس ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس دنیا کی راحتوں سے گھبراتا ہے۔ اُو جہاں را۔ وہ اس تنگ دنیا کو صندوق اس لئے سمجھے گا ایک ضد دوسری ضد کے دیکھنے کے بعد خوب سمجھ میں آتی ہے۔

[2] زیں سبب۔ مومن کا اصل وطن چونکہ عالم آخرت ہے اس لئے وہ اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کے بالمقابل دنیا کو ایک صندوق سمجھتا ہے اس لئے آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ حکمت دانائی مسلمان کی ایک گم شدہ چیز کی طرح ہے وہ جہاں بھی اس کو دیکھتا ہے پہچان لیتا ہے کہ یہ چیز تو میری ہے۔ آنکہ۔ جس شخص نے اچھے دن دیکھے ہوں وہ نحوست میں تڑپے گا اور جس کی پوری زندگی نحوست میں گزری ہو وہ نحوست سے کب بے چین ہوگا۔ یا طفلی۔ جس شخص کی پوری زندگی غلامی میں گذری ہو یا جو زادِ غلام ہو وہ آزادی کی لذت سے واقف نہیں ہوتا۔

[3] ذوق۔ آزادی کی فکر کوئی قدر نہ ہوگی اس کی پوری زندگی غلامی کے صندوق میں گزری ہے۔ دائماً۔ وہ محض صورتوں میں مبتلا ہے اس کی عقل صورت کے ایک پنجرے سے صورت کے دوسرے پنجرے میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ منفذش۔ اس کے پنجرے میں کوئی ایسا سوراخ بھی نہیں ہے جس سے وہ بلندی کی طرف نظر کر سکے۔ در نبی۔ قرآن میں انہی بے سوراخ کے پنجرے میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے فرمایا گیا ہے اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ۔ اگر ہو سکے کہ تم آسمانوں اور زمین سے گذر جاؤ تو گزر جاؤ۔

گفت[1] اِمنفذ نیست از گردونِ شاں — جُز بسُلطان و بوحیِ آسماں
فرمایا ان کے لئے آسمان سے راستہ نہیں ہے — قوت اور آسمان کی وحی کے علاوہ

گرز صندوقے بصندوقے رَوَد — وُ سَمائی نیست صندوقی بُوَد
اگر ایک صندوق سے دوسرے صندوق میں جاتا ہے — وہ آسمانی نہیں ہے صندوق ہے

فرجۂ صندوقِ نونو مُسکرست — در نیابد کُو بصندوق اَندرست
نئے نئے صندوق کی تفریح مدہوش کرنے والی ہے — وہ نہیں جانتا کہ وہ صندوق کے اندر ہے

گر نشُد غرّہ بدیں صندوقہا — ہمچو قاضی جوید اطلاق و رہا
اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہیں ہوا — تو وہ قاضی کی طرح چھٹکارا اور رہائی ڈھونڈے گا

آنکہ[2] داند ایں نشانش آں شناس — کُو نباشد بے فغان و بے ہراس
جو جانتا ہے یہ اس کی نشانی سمجھ — کہ وہ بے فریاد اور بے خوف نہ ہو گا

ہمچو قاضی باشد اُو در ارِ تعاد — کے شود زاں غم دلش یک لحظہ شاد
وہ قاضی کی طرح لرزنے میں ہو گا — اس کا دل اس غم سے ایک لحہ کے لئے خوش ہو گا؟

رَہروے را گفت آں حمّال شاد — کہ برو دَر محکمہ قاضی چوہاد
اس حمال نے ایک راہگیر سے خوش ہو کر کہا — کہ ہوا کی طرح قاضی کے دفتر میں چلا جا

نائبش را گوی کیں شُد واقعہ — برسَرِ قاضی بیامد قارِعہ[3]
اس کے نائب سے کہہ دے کہ یہ واقعہ ہوا — قاضی کے سر پر قیامت آ گئی

شُغل[4] را بگذار و زود اِینجا بیا — زُو بخر سَربستہ ایں صندوق را
کام کو چھوڑے اور جلد یہاں آ جائے — فوراً اس بند صندوق کو خرید لے

چونکہ رَہرو شُد رسالت را رساند — ہر کہ زُو بشنید ایں خیرہ بماند
جب وہ راہگیر پہنچا پیغام پہنچایا — جس نے اس سے یہ سنا حیران رہ گیا

بُرد اُلقِصّہ خبر صندوق کش — نائب قاضی حَسن را از غمش
قصہ مختصر صندوق اٹھانے والے کی اطلاع نے مدہوش کر دیا — قاضی حسن کے نائب کو اس کے غم کی وجہ سے

آتشے برکردہ جوحی از مَلا — کہ بخواہم سوخت ایں صندوق را
جوحی نے برملا آگ جلا رکھی تھی — کہ میں اس صندوق کو جلاؤں گا

برسَرِ بازار جوشش علمۂ — چیست جوحی می نہد ہنگامۂ
سرِ بازار عوام کا جوش ہے — کیا ہے؟ جوحی نے ہنگامہ بپا کر رکھا ہے

[1] گفت۔ قرآن نے ان لوگوں کے بارے میں فرمایا کہ ان کے لئے اگر کوئی منفذ اور گذرنے کا راستہ ہے تو وحی الٰہی اور طاقت کے ذریعہ ان کو حاصل ہو سکتا ہے۔ گر یہ دنیا دار آسمانی نہیں بلکہ دنیا کا صندوق ہے۔ فرجہ۔ یہ دنیا کے لذائذ میں مست ہے جس کی وجہ سے یہ بھی نہیں سمجھتا کہ وہ صندوق میں بند ہے۔ گر نشد۔ اگر وہ ان صندوقوں پر فریفتہ نہ ہوتا تو قاضی کی طرح ان سے نکلنے کی کوشش کرتا۔

[2] آنکہ۔ جو یہ سمجھتا ہے کہ وہ دنیا کے صندوق میں مقید ہے وہ ہر وقت آہیں بھرتا ہے۔ ہمچو قاضی۔ وہ جوحی کے صندوق میں بند قاضی کی طرح لرزتا ہے۔ دہروے۔ اب پھر قاضی کا قصہ شروع کیا ہے قاضی کے کہنے سے حمال نے ایک زہرو سے کہا کہ جلد جا کر قاضی کے نائب کو سارا قصہ بتا دے۔ قارعہ۔ قیامت کے ناموں میں سے ہے۔

[3] شُغل را۔ نائب سے کہدے کہ وہ کام چھوڑ کر جلد آ جائے اور اس بند صندوق کو خرید کر لے جائے۔ چونکہ۔ اس شخص کی بات پر قاضی کے متعلقین حیران رہ گئے۔ برد۔ الغرض اس آدمی کی مجمع نے قاضی حسن کے نائب کے ہوش اڑا دیئے۔ آتشے۔ اس طرف جوحی نے یہ حرکت کی کہ چوراہے پر آگ جلائی کہ میں آج اس صندوق کو جلا کر رہوں گا۔ برسر بازار۔ جوحی کے اس شور و شر سے چوراہے پر مجمع ہو گیا۔

آمدنِ[1] نائب قاضی میانِ بازار و خرید کردن صندوق را از جوحی

قاضی کے نائب کا بازار میں آنا اور جوحی سے صندوق خرید لینا

نائب آمد گفت صندوقت بچند — گفت نهصد بیشتر زر میدهند

نائب آیا اس نے کہا تیرا صندوق کتنے کا ہے؟ — اس نے کہا نو سو سے زیادہ قیمت دے رہے ہیں

مَن نمی آیم فروتَر از هزار — گر خریداری گشا کیسه بیار

میں ایک ہزار سے نیچے نہ اتروں گا — اگر تو خریدار ہے، تھیلی کھول، لا

گفت شرمے دار اے کوته نمد — قیمتِ صندوق خود پیدا بُود

اس نے کہا، اے مفلس! شرم کر — صندوق کی قیمت خود ظاہر ہے

گفت شرمے دار از اهلِ خرد — کس بدیں مقداراں را کے خرد

اس نے کہا، عقلمندوں سے شرما — کوئی اس مقدار پر اس کو کب خریدے گا؟

گفت[2] بے رُویت شریٰ خود فاسد یست — بیعِ ما زیرِ گلیم ایں راست نیست

اس نے کہا بغیر دیکھے خود خریداری فاسد ہے — گدڑی کے نیچے، ہماری بیع صحیح نہیں ہے

برگشایم گر نمی ارزد مخر — تا نباشد توحیفے اے پدر

میں کھولتا ہوں، اگر اتنے کا نہ ہو نہ خرید — تاکہ اے باوا! تجھ پر ظلم نہ ہو

گفت اے شار بر مکشائے راز — سر به بسته خرم بامن بساز

اس نے کہا اے پردہ پوش! راز نہ کھول — میں بندھا ہوا خریدتا ہوں مجھ سے ٹھہر کر لے

ستر کن تابر تو ستاری کنند — تا نه بینی ایمنی برکس مخند

پردہ پوشی کر تاکہ تجھ پر پردہ پوشی کریں — جب تک تو اطمینان نہ دیکھ لے کسی پر نہ ہنس

پس[3] دریں صندوق چوں تو ماندہ اند — خویش را اندر بلا بنشاندہ اند

اس صندوق میں تجھ جیسے بہت سے رہے ہیں — انہوں نے اپنے آپ کو بلا میں بٹھا رکھا ہے

آنچه برتو خواهِ آیں باشد پسند — بر دگر کس آں کن از نفع و گزند

جس چیز کی خواہش تجھے اپنے لئے پسند ہو — نفع اور نقصان سے دوسرے پر وہی کر

آنچه تو برخود روا داری هماں — می بکن از نیک و از بد با کساں

جس چیز کو تو اپنے لئے روا رکھے، وہی — اچھے اور برے میں سے لوگوں کے ساتھ کر

---

[1] آمدنِ۔ اس آدمی کی اطلاع پر قاضی حسن کا نائب چھاپے پر پہنچ گیا۔ نائب۔ نائب نے آکر جوحی سے صندوق کی خریداری کا معاملہ شروع کیا تو جوحی نے ہزار اشرفیاں قیمت بتائی اور کہا کہ نو سو اشرفیاں لگ چکی ہیں لیکن میں ہزار سے کم میں نہ دوں گا اگر تو خریدار ہے تو تھیلی نکال اور ہزار اشرفیاں دیدے۔ گفت۔ نائب نے جوحی سے کہا کہ کچھ شرم کر معمولی صندوق کی اتنی قیمت لگتا ہے۔

[2] گفت۔ جوحی نے نائب کو مزید پریشان کرنے کے لئے کہنا شروع کر دیا کہ بغیر اچھی طرح دیکھے چیز کو خریدنا درست نہیں ہے۔ برگشایم۔ میں اس صندوق کو کھول کر دکھائے دیتا ہوں اگر اس قیمت میں لینا پسند کرے تو لے لینا ورنہ تو کیوں ٹوٹے میں پڑتا ہے۔ گفت۔ نائب نے گھبرا کر فوراً کہا نہیں کھولنے کی ضرورت نہیں ہے اب راز کی پردہ پوشی کر میں صندوق کو بندھی خرید لوں گا۔ ستر کن۔ جوحی سے کہا اب تو قاضی کا پردہ رکھ خدا تیری پردہ پوشی کرے گا۔ تا نه بینی ایمنی۔ جب تک اپنی نجات بقا کا یقین نہ ہو کسی گنہگار کی مذاق نہ اڑانی چاہیے۔

[3] پس۔ تیری ہی طرح دوسرے دنیا کے صندوق میں بند ہیں۔ آنچہ۔ جس طرح تو اپنے صندوق میں بند ہونے پر مذاق پسند نہیں کرتا ہے دوسروں کی بھی مذاق نہ اڑا۔ آنچہ۔ جو کچھ برا انسان اپنے لئے پسند کرے وہی دوسرے کے لئے پسند کرے۔

انچہ[1] نہ پسندی بخود از نفع و ضر
جو نفع اور نقصان تو اپنے لئے پسند نہ کرے

بر کسے مپسند ہم اے بے ہنر
اے بے ہنر! یا کسی کے لئے بھی پسند نہ کر

زانکہ بر مر صادِ حق اندر کمیں
کیونکہ اللہ تعالیٰ نے گزرگاہ کمینگاہ میں سے

می دہد پاداش پیش از یومِ دیں
قیامت کے دن سے پہلے بدلہ دے دیتا ہے

آں عظیم العرش عرش اُو محیط
وہ بڑے عرش والا ہے اس کا عرش احاطہ کرنے والا ہے

تختِ دادش بر ہمہ جانہا بسیط
اس کے انصاف کا تخت تمام جانوں پر احاطہ کرنے والا ہے

گوشہ عرشش بتُو پیوستہ است
اس کے عرش کا کنارہ تجھ سے لگا ہوا ہے

ہیں مجنباں جُز بدین دداد دست
خبردار! دین اور انصاف کے سوا ہاتھ نہ ہلا

تو مُراقب باش بر احوالِ خویش
تو اپنے احوال کا نگراں بن

نوش بیں دَرداد و بَعد از ظلم نیش
تو انصاف میں شہد دیکھ لے اور ظلم کے بعد نشتر دیکھ لے

پس[2] ہمیں جا خود جزاِ نیک و بد
اسی جگہ اچھے اور برے کا بدلہ

میرسد باہر کسے چوں بنگرد
ہر شخص کے پاس پہنچ جاتا ہے جب وہ غور کرے

واں جَزا کانجا رَسد دَر یومِ دیں
اور وہ بدلہ جو قیامت کے دن وہاں ملے گا

ہیچ آں باایں نماند نیک بیں
وہ اس جیسا نہیں ہے غور کر لے

بے حَدو بے عد بُود آنجا جَزا
وہاں بدلہ بے حد اور ان گنت ہے

دوزخ و نارست جاِی ناسزا
نالائق کی جگہ جہنم اور آگ ہے

گفت آرے آنچہ کردم استم ست
اس نے کہا ہاں جو میں نے کیا ظلم ہے

لیک ہم میداں کہ بادی اظلم است
لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ ابتدا کرنے والا زیادہ ظالم ہے

گفت نائب یک بیک ما بادیم
نائب نے کہا ہم سب ابتدا کرنے والے ہیں

باسوادِ رُوچہ اندر شادیم
منہ کی کالک کے ہوتے ہوئے کیسے خوش ہیں

ہمچوں[3] زنگی کو بُود شادان و خوش
حبش کی طرح کہ وہ مسرور اور خوش ہے

اُو نہ بیند غیرِ اُو بیند رُخش
وہ نہیں دیکھتا دوسرا اس کا چہرہ دیکھتا ہے

ماجرا بسیار شُد دَر مَن یزید
غلام میں بہت قصہ ہوا

داد صَد دینار وآں ازوَے خرید
اس نے سو دینار دیئے اور وہ اس سے خرید لیا

ہر دَمے صندوقی اے بد پسند
اے برائی کے پسند کرنے والے تو ہر وقت ایک صندوق ہے

ہاتفان و غیبیانت می خرند
تجھے ہاتف اور غیبی خرید رہے ہیں

---

[1] انچہ۔ ہر چہ بر خود نہ پسندی بدیگراں مپند۔ زانکہ۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کی گذرگاہ پر ہے اس سے کسی کا کام پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور وہ اکثر قیامت سے پہلے بھی عمل کی جزا دیدیتا ہے۔ آں عظیم۔ اس کا انصاف سب پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ گوش۔ تو بھی اس کے عدل کے ماتحت ہے جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔ تو مراقب۔ بھلا کرے گا بھلا ہوگا برا کرے گا برا ہوگا۔

[2] پس۔ انسان غور کرے تو انسان کو اعمال کی جزا ستر دنیا میں بھی مل رہی ہے۔ واں جزا۔ قیامت میں جو بدلہ ملتا ہے وہ غیر معمولی ہے اور بد اعمال کا بدلہ قیامت میں جہنم ہے۔ گفت۔ جوئی نے کہا کہ بے شک قاضی کے ساتھ جو میں نے کیا وہ میرا ظلم ہے لیکن چونکہ برائی کی ابتدا قاضی نے کی کہ میری بیوی سے برا ارادہ کیا تو وہ مجھ سے زیادہ ظالم ہے لہٰذا اس کے اوپر ظلم بیجا نہیں ہے۔ گفت۔ نائب نے کہا کہ دوسرے کو اپنے سے زیادہ ظالم قرار دینا درست نہیں ہے ہم سب گناہوں میں ملوث ہیں اور سب ہی برائی کی ابتداء کرنے والے ہیں۔

[3] ہمچوں۔ ہم اپنے آپ کو بیقصور اور دوسرے کو برا سمجھتے ہیں اس حبشی کی طرح ہیں جو اپنی روسیاہی کو نہیں دیکھتا دوسروں کی سیاہی کو دیکھتا ہے۔ من یزید۔ یعنی وہ خرید فروخت جس میں یہ ہو کہ جو بڑھ کر دام لگائے سودا اسی کو ملے جیسا کہ اس زمانہ کا نیلام ہے ہر دے۔ مولانا نصیحت فرماتے ہیں کہ ہر انسان معصیتوں اور دنیا کے صندوق میں مقید ہے اور ہاتف غیبی یعنی اہل اللہ اسے خرید رہے ہیں۔

ایں[1] یقیں میداں کا سیر و بندۂ — زانکہ در صندوقِ غمہا ماندۂ
تو یقین کرلے کہ تو قیدی اور غلام ہے — کیونکہ تو غموں کے صندوق میں رہا ہے

بندِ ہر چہ گشتہ از نیک و بد — ہر یکے برتو چو صندوقیست سد
بھلے اور برے میں سے تو جس میں مقید ہے — تجھ پر ہر ایک صندوق کی طرح روک ہے

تا نگردی زیں ہمہ آزاد تو — کے شوی اے جاں زغم دلشاد تو
جب تک تو ان سب سے آزاد نہ ہو گا — اے پیارے تو غم سے دلشاد کب ہو گا

در بیانِ خبرِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کہ فرمود مَن کُنتُ
مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا بیان کہ فرمایا میں جس کا آقا ہوں

مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَّولاہ تا منافقاں طعنہ کردند کہ ایں بس
پس علیؓ اس کا آقا ہے حتی کہ منافقوں نے طعنہ دیا کہ یہ کافی نہ تھا

نبود کہ ما مُطیع شدیم وے را کہ مُطاوعت کود کے فرماید
کہ ہم ان کے فرمانبردار ہو گئے کہ وہ ایک لڑکے کی تابعداری کا حکم کر رہے ہیں

زیں[2] سبب پیغمبرِ بااجتہاد — نامِ خود وآں علیؓ مولا نہاد
اسی لئے باسعی پیغمبر نے — اپنا اور ان علیؓ کا نام مولیٰ رکھا

گفت ہر کُورا منم مولا و دوست — ابنِ عم من علیؓ مولائے اوست
فرمایا جس کا میں مولیٰ اور دوست ہوں — میرے چچا کا بیٹا علیؓ اس کا مولیٰ ہے

کیست مولیٰ آنکہ آزادت کند — بندِ رقیت زپایت برکند
مولیٰ کون ہے؟ وہ جو تجھے آزاد کرے — تیرے پاؤں سے غلامی کی زنجیر نکال دے

چوں بآزادی نبوت ہادی ست — مومناں راز انبیاء آزادی ست
چونکہ نبوت آزادی کی راہنما ہے — مومنوں کو انبیاء کی وجہ سے آزادی حاصل ہے

اے[3] گروہِ مومناں شادی کنید — ہمچو سرو وسوسن آزادی کنید
اے مومنوں کی جماعت! خوشی مناؤ — سرو اور سوسن کی طرح آزادی مناؤ

لیک می گوئید ہر دم شکرِ آب — بے زباں چوں گلستانِ خوش خضاب
لیکن ہر وقت پانی کا شکر ادا کرو — بغیر زبان کے خوش رنگ چمن کی طرح

بے زباں گویند سرو و سبزہ زار — شکرِ آبے شکرِ عدلِ نوبہار
سرو اور سبزہ زار بغیر زبان کے ادا کرتے ہیں — پانی کا شکریہ اور نوبہار کے انصاف کا شکریہ

[1] ایں یقین۔ تجھے یقین کر لینا چاہیے تو بھی قاضی کی طرح غموں اور فکروں کے صندوق میں مقید ہے۔ بند۔ دل پسند اور ناپسند جو بھی تیرا دنیا مطلوب ہے وہ تیرے لئے صندوق اور راہ آخرت کے لئے رکاوٹ ہے۔ تانگردی۔ جب تک تو ان علائق کو توڑ کر آزاد ہو گا تجھے حیات طیبہ نصیب نہ ہو گی۔ در بیان۔ اس حدیث سے اس آزادی کی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

[2] زیں سبب۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا جس کا میں مولیٰ اور آقا ہوں علیؓ اس کا مولیٰ ہے۔ چوں بآزادی۔ نبوت انسان کی رہنمائی کرتی ہے اور دنیاوی علائق سے آزادی دلاتی ہے۔

[3] اے گروہ۔ مومنوں کو اس آزادی سے خوشی منانی چاہیے سرو اور سوسن کو پھل دار نہ ہونے کی وجہ سے آزاد کہا جاتا ہے۔ لیک۔ اپنے مرتی کا اسی شکر ادا کرو جس طرح خوش رنگ چمن اپنے مرتی پانی کا شکر ادا کرتا ہے۔ بے زباں۔ مخض زبان سے شکر شکر نہیں ہے بلکہ دل اور حال سے شکر ادا کرو چمن کے پودے احوال سے شکر ادا کرتے ہیں۔

حُلّہا[1] پوشیدہ و دامن کشاں
جوڑے پہنے ہوئے اور دامن کھینچتے ہوئے

مست و رقّاص و خوش و عنبر فشاں
مست اور ناچنے والے اور خوش اور عنبر جھڑکنے والے

جُزو جُزو آبستن از شاہِ بہار
شاہ بہار سے جز جز حاملہ ہے

جسم شاں چوں دُرجِ پُر دُرِ شمار
ان کا جسم ڈبے کی طرح پھلوں کے موتیوں سے بھرا ہوا ہے

مریماں بے شوی آبست از مسیح[2]
بہت سی مریمیں بغیر شوہر کے مسیح سے حاملہ ہیں

خامُشاں بے لاف و گفتارِ فصیح
چپ ہیں بغیر دعوے اور گفتگو کے فصیح ہیں

ماہِ ما بے نُطق خوش برتافتہ است
ہمارا چاند بغیر گویائی کے خوب چمکتا ہوا ہے

ہر زباں نطق از فرِ اُو یافتہ است
ہر زبان نے اس کے نور سے گویائی حاصل کی

نُطقِ عیسیٰ از فرِ مریم بُود
حضرت عیسیٰ کی گویائی حضرت مریم کے نور سے ہے

نطقِ آدم پرتو آں دَم بُود
حضرت آدم کی گویائی اس نفخ کے پرتو سے ہے

تا زیادت گردد از شکر اے ثقات
اے ثقہ لوگو! تاکہ شکر کی وجہ سے زیادتی ہو

پس نباتِ دیگرست اندر نبات[3]
نباتات میں بہت سی دوسری نباتات ہیں

عکسِ آں اینجاست ذلّ مَنْ قنع
یہاں ذلیل ہوا جس نے قناعت کی کا الٹا ہے

اندریں طورست عزّ مَنْ طمع
اس راستہ میں ہے عزت پائی جس نے لالچ کیا

در[3] جُوالِ نفس خود چندیں مرو
اپنے نفس کے بورے میں اتنا نہ گھس

از خریدارانِ خود غافل مشو
اپنے خریداروں سے غافل نہ ہو

باز آمدن زنِ جوحی بمحکمۂ قاضی سالِ دوم برامید آنکہ وظیفۂ دوسرے سال جوحی کی بیوی کا قاضی کی کچہری میں آنا اس امید پر کہ

پارسال بجا آورد و شناخت قاضی اُورا
گزشتہ سال کا معاملہ انجام دے اور قاضی کا اس کو پہچان لینا

بعدِ سالے باز جوحی از محن
مصیبتوں کی وجہ سے ایک سال بعد پھر جوحی نے

رُو بزن کرد و بگفت اے چُست زن
بیوی کی طرف رخ کیا اور کہا اے چالاک عورت!

آں وظیفہ پاررا تجدید کُن
پارسال والے معاملہ کی تجدید کر

پیشِ قاضی از گلہ مَن گو سخن
قاضی کے سامنے میرے شکوے کی بات کر

نے کچھ دن اس دربے سے مزے اڑائے پھر افلاس سے پریشان ہو کر عورت سے کہا۔ آں وظیفہ۔ گذشتہ سال کی طرح قاضی کو پھر پھنسا۔

[1] حلہا۔ جسموں کا شکریہ ادا کرنا یہ ہے کہ انہوں نے نئی پوشاکیں پہنی ہیں اور ناز و ادا دکھا رہے ہیں اور خوشبو مہکا رہے ہیں۔ جزو۔ چمن اور باغ کا ہر جزو بہار کا شکریہ اس طور پر ادا کرتا ہے کہ اس کا جز جز پھلوں سے پر ہو گیا ہے۔ مریماں۔ یعنی درخت۔ مسیح۔ یعنی پھل۔ خامشاں۔ سب خاموش ہیں لیکن ان کے احوال گویا ہیں۔ ماہ ما۔ چمن کہتا ہے کہ جس طرح ہم بغیر گویائی کے شکر گذار ہیں اسی طرح ہمارے محسن موسم بہار میں گویائی نہیں ہے لیکن دوسری گویاں اس کا فیض ہیں ان کا نشو نما موسم بہار کرتا ہے۔

[2] نطق عیسیٰ۔ موسم بہار سے زبان کو گویائی حاصل ہونا اسی طرح ہے جس طرح سے حضرت عیسیٰ کو بچپن ہی میں گویائی حضرت مریم کے نور سے حاصل ہوئی اور حضرت آدم کو گویائی اللہ تعالیٰ کے نفخ سے حاصل ہوئی۔ اے ثقات۔ شکر کی اس لئے تلقین کی جا رہی ہے کہ شکر سے نعمت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نبات۔ یعنی نعمتوں کے اندر مزید نعمتیں ہیں جو شکر سے حاصل ہوں گی۔ عکس۔ دنیا کی اشیاء کے بارے میں ہے عُزّ مَنْ قنع جس نے قناعت کی اس نے عزت پائی اور ذُلّ مَنْ طمع جس نے لالچ کیا وہ ذلیل ہوا لیکن دین نعمتوں کے بارے میں معاملہ الٹا ہے ان میں جو قناعت کرتا ہے وہ ذلیل ہوتا ہے اور جو لالچ کرتا ہے وہ عزت پاتا ہے۔

[3] در جوال۔ نفس کے صندوق سے باہر نکل تیرے مربی تیرے خریدار ہیں ان کی اطاعت کر یہی ان کا شکریہ ہے۔ بعد سالے۔ جوحی

زن ۱ بر قاضی در آمد باز ناں
عورت ' عورتوں کے ساتھ قاضی کے پاس پائی

مرزنے را کرد آں زن ترجماں
اس عورت نے ایک عورت کو ترجمان بنایا

تا نہ بشناسد ز گفتن قاضیش
تاکہ بولنے سے قاضی اس کو نہ پہچانے

یادناید از بلائی ماضیش
اس کو گزشتہ مصیبت ' یاد نہ آ جائے

ہست فتنہ غمزۂ غمارِ زن
عورت کی چغل خور اور فتنہ ہے

لیک آں صد تو شود ز آواز زن
لیکن وہ عورت کی آواز سے سو گنا ہو جاتا ہے

چوں نمی تانست آوازے فراشت
چونکہ وہ آواز بلند نہ کر سکتی تھی

غمزۂ تنہائی زن سودے نداشت
عورت کی اکیلی ادا مفید نہ ہوئی

گفت قاضی رو تو خصمت را بیار
قاضی نے کہا جا تو اپنے مدعی علیہ کو لے آ

تا دہم کارِ ترا با او قرار
تاکہ اس کے ساتھ تیرا معاملہ طے کر دوں

جوی ۲ آمد قاضیش نشناخت زود
جوی آ گیا ' قاضی نے اس کو جلد نہ پہچانا

کہ بوقتِ لقیہ در صندوق بود
کیونکہ وہ ملاقات کے وقت صندوق میں تھا

زو شنیدہ بود آواز از بروں
اس نے اس کی آواز باہر سے سنی تھی

در شرئی و بیع و در نقص و فزوں
خرید و فروخت اور کمی و بیشی میں

گفت نفقہ زن چراند ہی تمام
اس نے کہا تو عورت کا پورا خرچ کیوں نہیں دیتا؟

گفت از جاں شرع را ہستم غلام
اس نے کہا میں شریعت کا جان سے غلام ہوں

لیک ۳ اگر میرم ندارم من کفن
لیکن اگر مر جاؤں تو میں کفن بھی نہیں رکھتا ہوں

مفلس ایں لعبم و شش پنج زن
میں اس کھیل سے مفلس ہوں اور مکر و فریب کرتا ہوں

زیں سخن قاضی مگر بشناختش
قاضی نے شاید اس بات سے اس کو پہچان لیا

یاد آوردآں دغل واں باختش
اس کو وہ مکر اور اس کی وہ بازی یاد آ گئی

گفت آں شش پنج با من باختی
کہا وہ شش پنج تو نے میرے ساتھ کھیلا تھا

پار اندر شش درم انداختی
گزشتہ سال تو نے مجھے ششدر میں پھنسایا تھا

نوبتِ من رفت امسال آں قمار
میری باری گزر گئی اس سال وہ جوا

بادِ گرکس باز و دست از من بدار
کسی دوسرے سے کھیل اور مجھ سے ہاتھ اٹھا لے

۱ زن۔ جوی کی بیوی نے کچھ عورتوں کو ساتھ لے کر قاضی کی کچہری میں پہنچی اور ایک عورت کو اپنا ترجمان بنایا۔ تا نہ بشناسد۔ جوی کی بیوی خود اس لئے نہ بولی کہ قاضی اس کی آواز سے اس کو نہ پہچان لے اور گزشتہ سال کی مصیبت قاضی کو یاد نہ آ جائے۔ ہست۔ عورتوں کی ادائیں بھی فتنہ ہیں لیکن آواز کے ساتھ مل کر وہ سو فتنے بن جاتی ہیں۔ چوں۔ جب عورت کی آواز ادا کے ساتھ نہ ہو تو محض ادا اتنا کام نہیں کرتی۔ گفت۔ قاضی چونکہ اس بار فریفتہ نہ ہوا تو اس نے کہا کو شوہر کو حاضر کر۔

۲ جوی۔ وہ عورت اپنے شوہر جوی کو بلائی قاضی جوی کو نہ پہچان سکا اس لئے کہ اس کی ملاقات کے وقت قاضی صندوق میں بند تھا۔ زو۔ قاضی نے جوی کی صرف آواز سنی تھی جب وہ نائب سے صندوق کا سودا کر رہا تھا۔ گفت۔ قاضی نے جوی سے کہا تو بیوی کو پورا خرچ کیوں نہیں دیتا۔ از جان۔ جوی نے کہا میں شریعت کے احکام کا غلام ہوں۔

۳ لیک۔ لیکن میں اس قدر مفلس ہوں کہ اگر مر جاؤں تو کفن بھی نہیں ہے۔ شش پنج زنہا۔ حیلہ مکاری کرنے والا۔ زیں سخن۔ ان باتوں سے قاضی جوی کو پہچان گیا اور اس کو اس کی گزشتہ سال کی مکاری یاد آ گئی۔ گفت۔ قاضی نے کہا تو نے گذشتہ سال میرے ساتھ مکاری کی تھی اور مجھے ششدر میں پھنسایا تھا۔ نوبت۔ میری باری تو گزر گئی اب کسی اور کو پھانس۔

از ششش و از پنج عارف گشت فرد
عارف شش اور پنج سے جدا ہو گیا

مُحترز گشت زیں شش پنج نرد
بازی کے اس شش و پنج سے پرہیز کرنے والا بن گیا

رَست اُو از پنج حسِ وشش جہت
وہ پانچ حواس اور چھ جہت سے چھوٹ گیا

از وَارِیِ آں ہمہ کرد آگہت
تجھے ان سب کے آگے سے آگاہ کیا

شُد اشاراتش اِشاراتِ ازل
اس کے اشارے ازل کے اشارے ہو گئے

جَاوَزَ الاَوْہَامَ طُرًّا وَاعْتَزَلْ
وہ سب وہموں سے گزر گیا اور یکسو ہو گیا ہے

زیں چہ شش گوشہ گر نبُود بُروں
اگر وہ اس چھ گوشے والے کنویں سے باہر نہ ہو

چوں برآرد یوسفے را از دروں
یوسف کو اندر سے کیسے نکالے؟

واردے بالائے چرخِ بے سُتُن
وہ بغیر ستون کے آسمان کے اوپر سے اترنے والا ہے

جسم اُوچوں دَلو در چہ چارہ گُن
اس کا جسم ڈول کی طرح کنویں میں تدبیر کرنے والا ہے

یوسفاں [۲] چنگال دردلوش زدہ
یوسفوں نے اس کو ڈول کو پکڑ لیا ہے

رَستہ از چاہ وشہ مصری شدہ
کنویں سے نجات پا کر مصری بادشاہ بن گئے ہیں

دَلوہای دیگر ازچہ آب جُو
دوسرے ڈول کنویں میں سے پانی کے جویاں ہیں

دلو اُو فارغ ز آب' اصحاب جُوت
اس کا ڈول پانی سے فارغ ہو یاروں کو ڈھونڈنے والا ہے

دَلوہا غوّاضِ آب ز بہر قُوت
دوسروں کے ڈول روزی کے لئے پانی میں غوطا لگانے والے ہیں

دلو اُو قوت وحیاتِ جانِ حُوت
اس کا ڈول جان کی مچھلی کے لئے روزی اور زندگی ہے

دَلوہا وابستہ چرخِ [۳] بُلند
دوسروں کے ڈول اونچی کھیری سے وابستہ ہیں

دلو اُو درا اصبعینِ زور مَند
اس کا ڈول قوی کی دو انگلیوں کے درمیان ہے

دَلوچہ و حبل چہ و چرخ چی
کیسا ڈول اور کیسی رسی اور کیسا آسمان!

ایں مثالے بس رکیک ست اے چچی
اے بڑے بھائی! یہ مثال بہت کمزور ہے

از کجا آرم مثالِ بے شکست
میں سالم مثال کہاں سے لاؤں؟

کفو اُو نے آیدونے آمدست
اس کی مثل نہ آئے' اور نہ آیا ہے

صَد ہزاراں مَرد پنہاں دَر یکے
لاکھوں انسان ایک میں پوشیدہ ہیں

صَد کمان و تیر درچِ ناو کے
سیکڑوں تیر و کمان یک تیر میں داخل ہیں

صد ہزاراں۔ وہ عارف ایک ذات ہے لیکن پوری ایک امت ہوتا ہے اور وہ ایک تیر ہے جس میں سینکڑوں تیر و کمان پوشیدہ ہیں۔

۱ از ششش۔ عارف شش و پنج سے فارغ ہوتا ہے۔ رست۔ بچ سے مراد پانچ حواس اور ششش سے مراد چھ جہتیں ہیں۔ شد اشارا تش۔ اب اس کا ادراک حواس خمسہ اور دنیا کے شش جہات سے بالاتر ہے اب اس کو علوی علوم حاصل ہیں وہ اوہام سے گزر گیا ہے اور یکسو ہو گیا ہے۔ زیں۔ اگر وہ دنیا کے چھ گوشے والے کنویں کے اندر ہوتا تو دوسرے کو کنویں سے باہر کیسے نکال سکتا۔ یوسفے۔ یعنی مرید۔ واردے۔ قرآن پاک میں ہے فَاَرْسَلُوْا وَارِدَھُمْ یعنی پانی بھرنے والے کو بھیجا یہی وارد تھا جس نے حضرت یوسف کو کنویں سے نکالا اسی طرح مریدوں کو کنویں میں سے نکالنے والا یعنی شیخ دنیا سے بالا ہے صرف اس کا جسم دنیا کے اس کنویں میں ڈول کی طرح آتا جاتا ہے جو کنویں میں مجبور نہیں ہوتا ہے۔

۲ یوسفاں۔ مرید اس کے اس جسم سے وابستہ ہو کر دنیا کے کنویں سے نجات پا کر حضرت یوسف کی طرح شاہ مصر بنتے ہیں۔ دلوہای۔ دنیا داروں کے ڈول تو دنیا حاصل کرتے ہیں اور شیخ کا ڈول دنیا سے باہر نکالتا ہے۔ دلوہا۔ دوسرے کے ڈول پانی حاصل کرنے کے لئے کنویں میں جاتے ہیں اس کا ڈول مچھلی کو روزی اور زندگی عطا کرتا ہو۔ حوت۔ مچھلی یعنی مرید۔

۳ چرخ بلند۔ یعنی کھیری جو کنویں کے اوپر ہوتی ہے۔ دو اصبعین۔ یعنی اللہ کے تصرف میں ہے۔ دلو۔ یہاں عارف باللہ کے جسم کو ڈول وغیرہ سے تشبیہ دی اب فرماتے ہیں عارف کے لئے یہ مثالیں بالکل ناقص ہیں۔ از کجا۔ اس کی مثال کائنات میں کوئی نہیں ہے۔

مَا رَمَیْتَ و اِذْ رَمَیْتَ فِتنَہ
وہ تو نے نہیں پھینکا جبکہ پھینکا ایک امتحان ہے

صَد ہزاراں خرمن اندر خُفنہ
ایک مٹھی میں لاکھوں کھلیان ہیں

آفتابے در یکے ذرّہ نہاں
سورج ایک ذرے میں پوشیدہ ہے

ناگہاں آں ذرّہ بگشاید وہاں
اگر وہ ذرہ اچانک منہ کھول دے

ذرّہ ذرّہ گردد افلاک و زمیں
آسمان اور زمین ذرہ ذرہ ہو جائے

پیشِ آں خورشید چوں جَست از کمیں
اس سورج کے سامنے جب وہ کمینگاہ سے نکلے

اِنچنیں جانے چہ در خورِ تَن ست
ایسی جان جسم کے کیا لائق ہے؟

ہیں بشُوائے تَن ازیں جاں ہر دو دست
خبردار! اے جسم اس جان سے دونوں ہاتھ دھولے

اے تَنِ گشتہ دناقِ جاں بَس ست
اے جسم! جو روح کا گھر بنا ہوا ہے بس ہے

چند تاند بحر در مشکے نشست
سمندر ایک مشک میں کہاں تک سما سکتا ہے؟

اے ہزاراں جبرئیل اندر بَشر
خبردار! بشر میں ہزاروں جبرئیل ہیں

اے مسیحاں نہاں در جوِ خر
آگاہ ہو جا گدھے کے پیٹ میں بہت سے مسیح پوشیدہ ہیں

اے کلیم اللہ نہاں اندر نمد
خبردار! کملی میں کلیم اللہ پوشیدہ ہے

واقف از خوفست و رست از نیک و بد
جو خوف سے واقف ہے اور نیک و بد سے چھوٹ گیا ہے

اے حبیبُ اللہ نہاں در غارِ تَن
خبردار! جسم کے غار میں اللہ کا محبوب پوشیدہ ہے

گنجِ ربّانی نہاں در مارِ تَن
جسم کے سانپ میں خدائی خزانہ پوشیدہ ہے

اے ہزاراں کعبہ پنہاں در کنیس
خبردار! ہزاروں کعبے گرجا گھر میں پوشیدہ ہیں

اے غلط اندازِ عفریت و بلیس
اے! بھوت اور شیطان کو غلطی میں مبتلا کرنے والے

سجدہ گاہ لامکانی در مکاں
تو مکان میں لامکانی کی سجدہ گاہ ہے

مرّ بلیساں راز تو ویراں دُکاں
تیری وجہ سے شیطانوں کی دکان ویران ہے

کہ چرا من خدمتِ ایں طیں کنم
کہ میں اس مٹی کی خدمت کیوں کروں؟

صورتِ دوں را لقب چوں دیں کنم
کم درجہ کی صورت کو دین کا لقب کیوں دوں؟

نیست صورت چشم را نیکو بمال
صورت نہیں ہے، آنکھ خوب مل لے

تا بہ بینی شعشعِ نورِ جلال
تاکہ تو جلال کے نور کی چمک دیکھے

باز آمدنِ بقصۂ شہزادہ و ملازمتِ او بحضرتِ شاہ
شہزادے کے قصہ کی طرف واپسی اور اس کی شاہ کے دربار سے وابستگی

---

۱ مَا رَمَیْتَ۔ وہ عارف خدا سے وحدت رکھتا ہے۔ فتنہ۔ لوگوں کے لئے آزمائش ہے کہ وہ لوگ محض اس کے جسم کو دیکھ کر شیطانی نظر اختیار کرتے ہیں۔ خفنہ۔ یعنی مٹھی بھر

۲ آفتابے۔ اس کی روح ایک آفتاب ہے جو جسم کے ذرے میں پوشیدہ ہے۔ ذرہ۔ زمین اس آفتاب کی تاب نہیں لا سکتی۔ اچنیں۔ جبکہ روح کی وسعت اور عمت کا یہ حال ہے تو وہ اس جسم کے لائق کہاں ہے۔

۲ اے تن۔ جو جسم روح کا گھر بنا ہوا ہے روح کا اس میں تھوڑی دیر کا قیام کافی ہے سمندر جیسی روح مشک کے جسم میں کب تک ٹھہر سکتی ہے۔

اے ہزاراں۔ روح بمنزلہ ہزاروں جبرئیل کے ہے اور جسم ایک بشر ہے روح مسیح ہے اور جسم خر ہے اے۔ یہ روح عارف کو خطاب ہے۔ خوی۔ یعنی علم معرفت خدا و۔ خدی نیک و بد۔ یعنی علم معرفت خدا و زی نیک و بد یعنی دنیاوی امور۔ حبیب اللہ۔ آنحضور ہجرت کے وقت غار ثور میں پوشیدہ رہے تھے۔

۳ اے ہزاراں کعب۔ یہ تمام تشبیہیں روح اور جسم کی ہیں۔ غلط۔ شیطان محق جسم کو دیکھ کر غلطی میں مبتلا ہو گیا۔ لامکانی۔ یعنی فرشتے۔ در مکان۔ ایک قول کے مطابق فرشتوں نے آدم کو زمین پر سجدہ کیا تھا۔ کہ چرا۔ یہ دکان کی ویرانی کا بیان ہے۔ نیست۔ مولانا شیطان سے فرماتے ہیں آنکھ مل کر دیکھ یہ محض جسم نہیں ہے۔ باز آمدن۔ شہزادہ کا قصہ پھر شروع کیا ہے۔

شاہزادہ پیشِ شہ حیرانِ ایں — ہفت[1] اگردوں دیدہ در یکمشت طیں
شہزادہ بادشاہ کے سامنے اس میں حیران تھا — سات آسمان اس نے ایک مٹھی مٹی میں دیکھے

ہیچ ممکن نے بہ بحثے لب کشود — لیک جان باجاں دَمے خامش نبود
بحث میں لب کشائی کسی طرح ممکن نہیں؟ — لیک جان جان کے ساتھ ایک لمحہ کے لئے خاموش نہیں ہے

آمدہ در خاطرش کیں بس خفی ست — ایں ہمہ معنی ست پس صورت ز چیست
اس کے دل میں آیا کہ یہ بہتر پوشیدہ ہے — یہ سب باطن ہے، تو صورت کس لئے ہے

صورتے از صورتت بیزار کن — خفتہ مَر خفتہ را بیدار کن
یہ ایک صورت تجھے صورت سے بیزار کرنے والی ہے — ایک سویا ہوا سوئے ہوئے کو بیدار کرنیوالا ہے

آں[2] کلامت می رہا نداز کلام — واں سقامت می جہاند از سقام
تجھے وہ کلام، کلام سے چھڑاتا ہے — اور وہ بیماری کو تجھے بیماری سے نجات دیتی ہے

پس سقامِ عشق جانِ صحت ست — رنجہایش حسرتِ ہر راحت ست
عشق کی بیماری صحت کی روح ہے — اس کے رنج ہر راحت کا رشک ہیں

اے تن اکنوں دستِ خود از جاں بشو — ور نمی شوئی جز ایں جانے بجو
اے جسم! اب اپنا ہاتھ جان سے دھونے — اور اگر تو نہیں دھوتا اس کے علاوہ کوئی جان تلاش کرلے

دربیانِ نوازش و احترام شاہِ چین شاہزادۂ غریب عاشق را

شاہ چین کے پردیسی، عاشق شہزادے کو نوازنے اور احترام کرنے کے بیان میں

حاصل[3] آں شہ نیک اورا می نواخت — او ازاں خورشید چوں مہ می گداخت
خلاصہ یہ ہے کہ شاہ اس کو خوب نوازتا تھا — وہ اس سورج سے چاند کی طرح گھلتا تھا

آں گدازِ عاشقاں باشد نمو — ہمچو ماہ اندر گدازش تازہ رُو
عاشقوں کا وہ گھلنا بڑھتا ہے — جس طرح چاند گھٹا دیں تازہ رو ہے

جملہ رنجوراں دَوا دارند اُمید — نالدایں رنجور کم افزوں کنید
سب بیمار، دوا کی طرح امید کرتے ہیں — یہ بیمار روتا ہے کہ میری بیماری بڑھاؤ

جملہ رنجوراں دَوا جویند و ایں — رَنج افزوں جوید و درد و حنیں
سب مریض دوا تلاش کرتے ہیں اور یہ — زیادہ رنج اور درد اور رونا تلاش کرتے ہے

---

[1] ہفت گردوں۔ روح کامل اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ یکمشت طین۔ یعنی جسم۔ ہیچ۔ جو اشکالات شہزادے کے ذہن میں آئے تھے وہ زبان سے تو بیان نہ کرتا تھا لیکن باہمی روحی مکالمہ ہوتا تھا۔ آمدہ۔ شہزادے کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا جبکہ سب فضائل اور خواص روح کے ہیں تو جسم سے اس کا تعلق کیوں کیا گیا ہے۔ صورتے۔ روح کامل کو صورت سے اس لئے وابستہ کردیا گیا ہے کہ صورت اختیار کرکے تیرے اندر وہ فیض پہنچائے کہ تو صورت سے بیزار ہوجائے اس کا یہ فیض روح مجرد سے تو حاصل نہ کرسکتا تھا تو گویا اس کی یہ مثال ہوئی کہ ایک خفتہ یعنی صورت نے تجھ خفتہ کو بیدار کردیا کہ تو صورت سے بیزار ہوگیا۔

[2] آں کلامت۔ اس روح سے جبکہ وہ صورت سے وابستہ ہے کلام صادر ہوتا ہے جو تجھے اس کلام سے باز رکھتا ہے جو مقصود سے مانع ہو۔ واں سقامت۔ جسمانی بیماریوں کو اللہ تعالیٰ گناہوں کی بیماریوں کی دوا بنادیتا ہے یا مطلب یہ ہے کہ روح کامل کے جسم پر جب عشق کی بیماری طاری ہوتی ہے تو اس کے آثار کو دیکھ کر لوگ اپنی اصلاح کرتے ہیں۔ سقام عشق۔ ہم نے عشق کو بیماری کہا ہے لیکن یہ ایسی بیماری ہے جو صحت کی جان ہے اور اس کی تکالیف راحتوں کے لئے باعث حسرت ہیں جو صحت سے مقصود ہوتی ہیں۔ اے تن۔ اے جسم اب اس جان کا پیچھا چھوڑ دے اور اگر تو بالکل روح کو چھوڑنا نہیں چاہتا تو جیسا کہ قاضی نے کہا کوئی روح تلاش کر لے۔

[3] حاصل۔ خلاصہ یہ ہے کہ شاہ چین اس شہزادے کو نوازتا تھا لیکن عشق اس کو گھلا رہا تھا۔ عاشقاں۔ جن کو حقیقی عشق ہے وہ جتنے گھلتے ہیں اتنے ہی تازہ رو ہوتے ہیں۔ جملہ۔ دوسرے بیمار دوا تلاش کرتے ہیں مریض عشق بڑھنے کی تمنا کرتا ہے۔ کم۔ کام

خوب ۱ ترزیں سم ندیدم شربتے — زیں مرض خوشتر نباشد صحتے
میں نے اس زہر سے زیادہ اچھا کوئی شربت نہیں دیکھا — کوئی صحت اس بیماری سے زیادہ اچھی نہ ہو گی

زیں گنہ بہتر نباشد طاعتے — سالہا نسبت بدیں دم ساعتے
کوئی طاعت اس گناہ سے بہتر نہیں ہے — بہت سے سال اس سانس کی نسبت سے ایک گھنٹہ ہیں

مدتے بد پیش آں شہ زیں نسق — دل کباب و جاں نہادہ بر طبق
وہ ایک مدت تک اس شاہ کے سامنے اسی طریقہ پر رہا — دل کباب تھا اور جان طبق پر رکھے ہوئے

گفت شاہ از ہر کسے یکسر بُرید — من زشہ ہر لحظہ قربانم جدید
بولا شاہ نے ہر شخص کا ایک سر کاٹا — میں بادشاہ کی وجہ سے ہر لحظہ نیا قربان ہو رہا ہوں

من ۲ فقیرم از زر و از سر غنی — صد ہزاراں سر خلف دادآں سنی
میں زر سے فقیر اور سر سے بے نیاز ہوں — اس روشنی نے لاکھوں سر نتیجہ میں دے دیئے ہیں

بادو پادر عشق نتواں تاختن — بایکے سر عشق نتواں باختن
عشق میں دو پاؤں سے نہیں دوڑا جا سکتا — ایک سر سے عشق کی بازی نہیں کھلی جا سکتی

ہر کسے را خود دو پا و یک سرست — باہزاراں پاؤ سر تن نادرست
ہر شخص کے خود دو پاؤں اور ایک سر ہے — ہزاروں پاؤں اور سر کا جسم کمیاب ہے

زیں سبب ہنگامہا شد کل ہدر — ہست ایں ہنگامہ ہر دم گرم تر
اسی لئے سب ہنگامے ضائع ہو گئے — یہ ہنگامہ ہر لمحہ تیزی پر ہے

معدنِ گرمی ست اندر لامکاں — ہفت دوزخ از شرارش یک دُخاں
گرمی کی کان لامکان میں ہے — سات دوزخیں اس کی چنگاری کا ایک دھواں ہیں

در بیان ۳ آنکہ دوزخ گوید کہ قنطرۂ صراط برسرِ اُوست اے
اس کا بیان کہ وہ دوزخ کو پل صراط اس کے اوپر ہے کہتی ہے اے

مومن زود تر بشتاب و بگذر تا عظمتِ نورِ تو آتشِ مرا نکشد
مومن جلد کر اور گزر جا تاکہ تیرے نور کی عظمت میری آگ نہ بجھا دے

جُز یا مُؤمنُ فَاِنَّ نُورَکَ اَطفَأَ نَارِیَ
اے مومن گزر جا کیونکہ تیرے نور نے میری آگ بجھا دی

زآتشِ مومن ازیں رُوائے صفی — می شود دوزخ ضعیف و مُنطفی
اے برگزیدہ اسی وجہ سے مومن کی آگ سے — دوزخ کمزور اور بجھنے والی ہو جاتی ہے

---

۱ خوب تر۔ عشق اگرچہ زہر ہے لیکن اس کا منطلب اس سب سے بڑھا ہوا ہے یہ مرض ہے لیکن ہر صحت سے بہتر ہے۔ زیں گنہ۔ یعنی جس کو مخالف گناہ سمجھتے ہیں۔ سالہا۔ عشق سالہا بمنزلہ ایک ساعت کے ہیں۔ مدتے۔ ایک عرصہ تک وہ اسی طریقہ پر بادشاہ کے پاس رہا کہ دل کباب تھا اور جان قربان کرنے کی فکر میں تھا۔ گفت۔ جن لوگوں نے شاہ کی لڑکی کی تمنا کی ان کا ایک ایک بار سر کٹا میں ہر وقت بار بار قربان ہو رہا ہوں۔

۲ من فقیرم۔ میں زر اور سر قربان کر چکا ہوں۔ صد ہزاراں۔ فنا کے بعد بقا حاصل ہوتی ہے۔ بادو پا۔ اس عشق میں دو پاؤں اور ایک سر سے کام نہیں چلتا۔ ہر کسے۔ عوام اسی لئے اس عشق سے محروم ہیں کیونکہ ان کے ایک سر اور دو پاؤں ہیں۔ ناقص ماشقان خانہ ہیں۔ زیں سبب۔ عشق مجازی کا ہنگامہ سر اور پاؤں کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ ایں ہنگامہ۔ لیکن عشق حقیقی کا ہنگامہ ہر دم تیز ہوتا ہے۔ معدن۔ چونکہ اس عشق کا منبع لامکانی اور غیر فانی ہے۔ ہفت دوزخ۔ اس عشق کی گرمی کے سامنے دوزخ کی گرمی ہیچ ہے۔

۳ در بیان۔ مومن میں چونکہ عشق کی گرمی ہے اس لئے دوزخ اس کو برداشت نہیں کرتی ہے اور مومن سے کہتی ہے جلد گزر جا ورنہ تیرا نور میری آگ کو بجھا دے گا۔ زآتشش۔ مومن میں عشق کی آتش ہے اس سے دوزخ کی آگ کمزور ہو کر بجھ جاتی ہے۔

گوید ش بگذر سبک اے خشتم — ورنہ ز آتشہائے تو مُرد آتشم
اس سے کہتی ہے کہ اے باحشمت! جلدی سے گزر جا — ورنہ تیری آگ سے میری آگ بجھی

کفر اکہ کبریتِ دوزخ اُوست بس — ہیں چہ می نچساند اُورا ایں نفس
کفر، جو بس دوزخ کی گندک ہے — دیکھ لے وہ اس کو اس وقت کی طرح پژمردہ کر دیتی ہے

گفر اں کبریتِ نارِ دوزخ ست — ہیں کہ چوں میرد ازُو اے خود پرست
کفر جو دوزخ کی آگ کی گندک ہے — اے خود پرست! دیکھ لے اس سے کس طرح مر جاتی ہے

زُود کبریںت بدیں سُو واسپار — تانہ دوزخ برتو تازد نے شرار
تو جلد اپنی گندک اس طرف سپرد کر دے — تاکہ تجھ پر نہ دوزخ دوڑے، نہ چنگاری

گویدش ۲ جنت گذر گن ہمچو باد — ورنہ گردد ہر چہ مَن دارم کساد
اس سے جنت کہتی ہے ہوا کی طرح گزر جا — ورنہ جو کچھ میں رکھتی ہوں وہ کھوٹا نہ ہو جائے گا

کہ تو صاحب خرمنی مَن خوشہ چیں — مَن بُتے تو ولا یتہائے چیں
کیونکہ تو کھلیان والا ہے اور میں خوشہ چننے والی ہوں — میں ایک بت ہوں، تو چین کی ولایتیں ہے

ہست لرزاں زُو جحیم وہم خیال — نے مرایں را نے مرآں را زُو اماں
اس سے دوزخ بھی لرزے میں ہے اور جنتیں بھی — اس سے نہ اس کو امن نہ اس کو

وفات یافتنِ برادرِ بزرگ از شاہزادگاں و ملازمت
شہزادوں میں سے بڑے بھائی کا مر جانا اور درمیانی بھائی کی
کردن برادرِ میانہ پادشاہِ چین را
شاہ چین کی صحبت اختیار کرنا

رَفت ۳ عُمرش چارہ را فرصت نیافت — صبر بس سوزاں بُد و جاں بَر نتافت
اس کی عمر ختم ہو گئی، علاج کی فرصت نہ پائی — صبر بہت جلانے والا تھا اور جان برداشت نہ کر سکی

مُدّتے دنداں کناں ایں می کشید — نار سیدہ عُمر اُو آخر رسید
ایک مدت تک دُرتے ہوئے اس کو برداشت کرتا رہا — مقصود حاصل کئے بغیر اس کی عمر آخر ہو گئی

صُورتِ معشوق از و شُد در نہفت — رَفت و شُد با معنیِ معشوق جُفت
اس سے معشوق کی صورت چھپ گئی — وہ مر گیا اور معشوق کی حقیقت کا ساتھی بن گیا

گفت لبسش گر ز شعرِ شُستر ست — اِعتناقِ بے حجابش خُوشتر ست
اس نے کہا اگر اس کا لباس شوتر کے پشمینہ کا ہے — اس کا بغیر پردے کے گلے لگنا زیادہ اچھا ہے

۱ کفر۔ دوزخ کی آگ کو بھڑکانے والی گندک کفر ہے۔ دیکھو دنیا میں مومن کے ایمان سے کفر کیسا مضمحل ہو جاتا ہے تو جب مومن جہنم پر سے گزرے گا تو دوزخ کی گندک یعنی کفر مضمحل ہو جائے گا۔ زود۔ تو اپنے اندر سے بہت جلد اس مادے کو دور کر دے اور اپنی ہستی کو کسی صاحب عشق و معرفت کے سپرد کر دے تاکہ اس میں مادہ ہی نہ رہے جس کو دوزخ کی آگ پکڑ سکے۔

۲ گویدش۔ مومن کے اعتبار سے جنت بھی کم رتبہ ہے، قلب مومن ذات خداوندی کا مظہر اتم ہے۔ جنت میں یہ صفت نہیں ہے، اس لئے وہ اپنی شرماتا ہے لہٰذا جنت کا یہ قول خود کو گھٹیا ہونا بتانے کے لئے ہے۔ ہست۔ غرضیکہ مومن جنت سے بھی افضل ہے اور جہنم سے بھی۔

۳ رفت۔ اس بڑے شہزادے کی عمر اسی حالت میں ختم ہو گئی اور وصل کی کوئی تدبیر نہ ہو سکی۔ مدتے۔ ایک مدت تک اظہارِ عشق سے ڈرتا رہا اور بالآخر وصل کے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گیا۔ صورت۔ اب معشوق جو کہ مظہر تھا وہ اس کی نظروں سے غائب ہو گیا اور جو اس مظہر میں ظاہر تھا یعنی حسن خداوندی اس سے جا ملا۔ گفت۔ اب وہ مجاز میں حقیقت دیکھنے کی بجائے بلا کسی حجاب کے حقیقت سے ہمکنار ہو گیا۔

مَن شُدم عُریاں زتَن اُو از خیال
میں جسم سے ننگا ہو گیا وہ خیال سے

می خرامم در نہایات الوصال
میں وصال کی انتہاؤں میں خراماں جا رہا ہوں

ایں مباحث تا بدیں جا گفتنی ست
یہ بحثیں یہاں تک کہنے کی ہیں

ہر چہ آید زیں سپس بہ گفتنی ست
اس کے بعد جو کچھ آتا ہے وہ چھپانے کا ہے

گر بکوشی ور بگوئی صد ہزار
اگر تو لاکھ کوشش کرے اور اگر لاکھ کہے

ہست بیکار و نگردد آشکار
بیکار ہے اور وہ واضح نہ ہو گا

تا بدر یا سیر اسپ وزیں بُود
گھوڑے اور زین کی دوڑ دریا تک ہوتی ہے

بعد ازانت مرکب چوبیں بُود
اس کے بعد تیرے لئے لکڑی کی سواری ہوتی ہے

مرکب ۲ چوبیں بخشکی ابتر ست
لکڑی کی سواری خشکی میں ناقص ہے

خاص آں دریائیاں را رہبر ست
وہ خاص دریا والوں کے لئے راہنما ہے

ایں خموشی مرکب چوبیں بُود
یہ خاموشی لکڑی کی سواری ہے

بحریاں را خامشی تلقیں بُود
سمندر والوں کے لئے خاموشی تلقین ہے

ہر خموشی کاں ملولت می کُند
جو خاموشی تجھے ملول کرتی ہے

نعرہائے عشق زاں سُو می زند
وہ اس جانب عشق کے نعرے لگاتی ہے

تو ہمی گوئی عجب خامُش چراست
تو کہتا ہے' تعجب ہے وہ چھپ کیوں ہے؟

اُو ہمی گوید عجب گوشش کجاست
وہ کہتا ہے تعجب ہے؟ اس کا کان کہاں ہے؟

مَن ۳ زنعرہ کر شُدم اُو بے خبر
میں نعرے سے بہرا ہو گیا' وہ بے خبر ہے

تیز گوشاں زیں سمر ہستند کر
تیز کانوں والے اس قصہ سے بہرے ہیں

آں یکے در خواب نعرہ می زند
ایک شخص خواب میں نعرے لگا رہا ہے

صد ہزاراں بحث و تلقیں میکُند
لاکھوں بحثیں اور گفتگوئیں کر رہا ہے

ایں نشستہ پہلوئے اُو بے خبر
یہ اس کے پہلو میں بے خبر بیٹھا ہے

خُفتہ خود آنست و کرزاں شور و شر
وہ خود اس سے سویا ہوا ہے اور اس شور و شر سے بہرا ہے

واں کسے کش مرکب چوبیں شکست
اور وہ شخص جس کی لکڑی کی سواری ٹوٹ گئی

غرقہ شد در آب اُو خود ماہی ست
وہ پانی میں ڈوب گیا' وہ خود مچھلی ہے

---

۱ مَن شدم۔ اب وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں جسم سے عریاں ہو گیا اور جسم اس شہزادی کے خیال سے عریاں ہو گیا اور اب میں حقیقت کے وصل کی طرف جا رہا ہوں۔ ایں مباحث۔ یعنی وصل خداوندی کے مباحث جو ذکر کر دیئے بس یہی گفتگو میں لا سکتے تھے اس سے آگے کے احوال عرض ذوقی ہیں۔ گر بکوشی۔ روحانی چیزیں گفتگو سے بیان نہیں کی جا سکتی ہیں۔ تا بدریا۔ آگے کی باتوں کے لئے گفتگو ذریعہ نہیں اس کی مثال اس طرح سمجھ لو کہ گھوڑے کی سواری دریا کے کنارے تک کام دیتی ہے پھر وہ بیکار ہے' دوسری سواری کی ضرورت ہوتی ہے یعنی کشتی کام دیتی ہے۔

۲ مرکب چوبیں۔ اہل قال کو حال نہیں سمجھایا جا سکتا اس کو صرف اہل حال ہی سمجھ سکتے ہیں جس طرح کشتی خشکی میں کام نہیں دے سکتی۔ ایں خموشی۔ گفتگو سے خاموشی اہل حال کے لئے گفتگو ہے۔ ہر خموشی۔ اگر تو اہل قال میں سے ہے تو گفتگو سے خاموشی سے ملول ہو گا لیکن اہل حال کے لئے وہ عشق کے نعرے ہیں۔ تو ہمی گوئی۔ تو اس خاموشی کو خاموشی سمجھتا ہے صاحب حال کہتا ہے کہ تیرے کان نہیں ہیں کہ تو اس حال کی گفتگو کو سمجھ سکے۔

۳ من زنعرہ۔ وہ صاحب ذوق کہتا ہے کہ میں تو عشق کے نعروں سے بہرا ہوا جا رہا ہوں اور یہ بے خبر ہے۔ تیز گوشاں۔ دنیا دار تیز کان والے عشق کے نعروں سے بہرے ہوتے ہی ہیں آں یکے۔ اس کی یہ مثال ہے کہ ایک شخص خواب میں نعرے لگاتا ہے اور بہت کچھ باتیں کرتا ہے۔ ایں نشستہ۔ دوسرا شخص جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا ہے اس سے بے خبر ہے تھا یا اگرچہ جاگ رہا ہے لیکن سویا ہوا ہے واں کسے۔ یہ حال تو اہل ذوق کا تھا اب جو فنا اور استغراق کے مقام میں ان کا ذوق بھی فنا ہو چکا ہے اب وہ خود مچھلی ہیں ان کو اس کشتی کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

نہ خموش ست ونہ گویا نادریست — حالِ اُورا در عبادت نام نیست
وہ نہ خاموش اے اور نہ بولنے والا' کچھ عجیب ہے — اس کی حالت کا لفظوں میں کوئی نام نہیں ہے

نیست زیں دو ہر دو ہست آں بوالعجب — شرحِ ایں گفتن بُرُون ست از ادب
وہ ان دونوں میں سے نہیں ہے اور وہ عجیب یہ دونوں ہے — اس کی شرح کرنا تہذیب سے باہر ہے

ایں مثال آمد کیک و بے وُرود — لیک در محسوس زیں بہتر نبُود
یہ مثال کمزور اور منطبق نہ ہونے والی ہے — لیکن محسوس میں اس سے بہتر مثال نہ تھی

حاصل آں شہزادہ از دنیا برَفت — جانش پُر درد و جگر پُر سُوز و تفت
خلاصہ یہ ہے کہ وہ شہزادہ دنیا سے چلا گیا — اس کی جان پر درد تھی اور جگر پر سوز اور گرم تھا

آمدنِ برادر میانگیں بجنازۂ برادر کہ ایں کوچک صاحبِ
پچھلے بھائی کا بھائی کے جنازے پر آنا ' کیونکہ چھوٹا بیماری کی وجہ سے بستر پر تھا

فراش بُود از رنجوری ونواختن پادشاہ میانگیں را و
اور بادشاہ کا بچلے کو نوازنا اور بادشاہ کی نظر سے اس

صد ہزار غنایم غیبی و عینی بدُو رسیدن از نظرِ شاہ
کو لاکھوں غیبی اور عینی دولتیں حاصل ہونا

کو۲ چکیں رنکور بُود وآں وسط — بر جنازۂ آں بزرگ آمد فقط
چھوٹا بیمار تھا اور وہ بچلا — فقط اس بڑے کے جنازے پر آیا

شاہ دیدش گفت قاصد کیں کیست — کہ ازاں بحراست وتنہم ماہی ست
شاہ نے اس کو دیکھا قصداً کہا کہ یہ کون ہے؟ — کیونکہ اسی سمندر کا ہے اور یہ بھی مچھلی ہے

پس مُعرِّف گفت پورِ آں پدر — ایں برادرزاں برادر خُرد تر
تعارف کرانے والے نے کہا اسی باپ کا بیٹا ہے — یہ بھائی! اس بھائی سے چھوٹا ہے

شہ نوازیدش کہ ہستی یادگار — کرد اُورا ہم بداں پُرسش شکار
شاہ نے اس کو نوازا کہ تو یادگار ہے — اس نوازش سے اس کو بھی شکار کر لیا

از ۳ نوازِ شہریِ آں شاہِ وحید — در تنِ خود غیرِ جاں جانے بدید
اس یکتا شاہ کی نوازشوں سے — اس نے اپنے جسم میں جان کے علاوہ ایک اور جان دیکھی

در دلِ خود دید عالی غلغلہ — کہ نیابد صوفی آں در صد چلہ
اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان غلغلہ دیکھا — جس کو صوفی سو چلوں میں نہ پائے

۱ نہ خموش۔ یہ صاحب مشاہدہ نہ صاحب ذوق کی طرف خاموش ہے اور نہ گویا ہے یہ ایک نادر شخصیت ہے اور اس کی اس کیفیت کا پورا بیان کرنے کے لئے الفاظ نہیں ہیں۔ نیست۔ اس کو نہ خاموش کہہ سکتے ہیں نہ گویا اور وہ خاموش بھی ہے اور گویا بھی اس اس کی تشریح کے لئے شریعت کا ادب مانع ہے۔ ایں مثال۔ اس کو مچھلی سے تشبیہ دینا۔ حاصل۔ بڑے شہزادے کے احوال کا خلاصہ یہ ہے کہ اسی درد عشق اور روز کی حالت میں دنیا سے چلا گیا۔

۲ کو چکیں۔ سب سے چھوٹا شہزادہ بیمار تھا وہ بڑے بھائی کے جنازے پر نہ آسکا صرف سنبھلا آیا۔ قاصد۔ شاہ کشف سے سمجھ گیا تھا پھر بھی اس نے دریافت کیا۔ بحر۔ بحر عاشق۔ ماہی۔ عاشق۔ تعارف کرانے والے نے کہا کہ یہ بھی اسی باپ کا بیٹا ہے اور مرنے والے سے چھوٹا ہے۔ یادگار۔ یعنی مرنے والے کی۔

۳ از نوازِ شہریِ۔ شاہ کی توجہ سے اس کی قلبی کیفیت بدلی اور قلب میں زندگی محسوس ہونے لگی۔ وہ دل۔ اس نے اپنے دل میں عشق الٰہی کا ایسا جوش وخروش دیکھا جو صوفی کو سو چلوں میں بھی حاصل نہیں ہوتا۔

در دلِ خود یافت عالی عالمے ۱ کاں نیابد کس بصد خلوت ہمے
اس نے اپنے دل میں ایک عالیشان عالم پایا جس کو کوئی سو خلوتوں میں نہ پائے

عرصہ و دیوار و کوہ و سنگ تافت پیشِ اُو چوں نارِ خنداں می شگافت
میدان اور دیوار اور پہاڑ اور پتھر چمک اٹھے اس کے سامنے خنداں انار کی طرح پھٹے پڑتے تھے

ذرّہ ذرّہ پیشِ اُو چوں آفتاب دمبدم می کرد صد گوں فتحباب
اس کے سامنے ذرہ ذرہ سورج کی طرح تھا ہر دم سو طرح سے اس کے لئے فتح باب کرتا تھا

باب گہ روزن شدے گاہے شعاع خاک گہ گندم شدے وگاہ صاع
دروازہ کبھی روزن بن جاتا کبھی شعاع مٹی کبھی گیہوں بن جاتی اور کبھی صاع

در نظرہا چرخ بس کہنہ و قدید پیشِ چشمش ہر دمے خلقِ جدید
آسمان اس کی نظر میں بہت پرانا اور سوکھا ہوا گوشت تھا اس کی آنکھ کے سامنے ہر وقت ایک نئی مخلوق تھی

رُوحِ ۲ زیبا چونکہ وارست از جسد از قضا بیشک چنیں چشمش رسد
حسین روح جب جسم سے چھوٹ جاتی ہے بیشک قضاء خداوندی سے اس کو ایسی آنکھ ملتی ہے

صد ہزاراں غیب پیشش شد پدید پنجہ چشم محرماں بیند بدید
لاکھوں غیب اس کے سامنے ظاہر ہو گئے جو کچھ محرموں کی آنکھ دیکھتی ہے اس نے دیکھا

آنچہ اُو اندر کُتُب برخواندہ بُود چشم را در صورتِ آں برکشود
جو کچھ اس نے کتابوں میں پڑھا تھا آنکھ کو اس کی صورت پر کھولا

از غبارِ مُوکبِ آں شاہِ نر یافت اُو کحلِ عزیزی در بصر
اس بڑے بادشاہ کے جلوس کے غبار سے اس نے بینائی میں عزیزی سرمہ پایا

بر ۳ چمنہائے گلزار دامن می کشید جزو جزوش نعرہ زن ہل من مزید
اس طرح کے چمن پر وہ دامن کھینچتا تھا اس کا جز جز کیا کچھ اور ہے کا نعرہ مارتا تھا

گلشنے کز بقل رُوید یک دم ست گلشنے کز عقل رُوید خرم ست
جو چمن سبزی سے آگے تھوڑی دیر کا ہے جو چمن عقل سے آگے وہ تازہ ہے

گلشنے کز گل رُوَد گردد تباہ گلشنے کز دل دمد وا فرتاہ
وہ چمن جو پھولوں سے آگے وہ تباہ ہو جاتا ہے جو چمن دل سے اگے سبحان اللہ

علمہائے بامزہ دانستہ ماں زاں گلستاں یک دو سہ گلدستہ داں
ہمارے جانے ہوئے مزیدار علوم کو اس چمن سے ایک دو گلدستے سمجھ

۱ لے لے۔ یعنی علم و معرفت کی دنیا۔ عرصہ۔ انعکاسی انوار سے سب عالم روشن ہو گیا اور اس میں واردات اور معارف منکشف ہونے لگے اور ہر چیز مظہر صفات و کمال نظر آنے لگی۔ ذرہ۔ اب عالم کا ذرہ ذرہ اس کے کشف کا ذریعہ بن گیا اور اس کے ذریعہ علوم و معارف کا دروازہ کھلنے لگا۔ باب۔ وہ علم کا دروازہ کبھی روشندان کی طرح علم کا ذریعہ بنتا تھا کبھی خود علم بنتا تھا۔ خاک۔ خاک کبھی مقصود بالذات بن جاتی تھی اور کبھی مقصود کا ذریعہ اور آنکھ۔ در نظر۔ اب عالم ناسوت اس کو بے قدر معلوم ہوتا تھا اور اس کی نگاہوں کے سامنے عالم ملکوت تھا۔

۲ روح زیبا۔ شہزادے کا یہ کشف تعجب کی بات نہیں ہے روح زیبا جب جسمانی لذتوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو خواہ مجاہدے سے ہو یا صحبت شیخ سے اس کو اس قسم کے انکشافات حاصل ہونے لگتے ہیں۔ صد ہزاراں۔ شہزادے کو شیخ کی صحبت سے یہ درجہ حاصل ہو گیا۔ آنچہ۔ استدلالی علوم اب مشاہدہ بن گئے۔ از غبار۔ شاہ کی صحبت سے اس کو باطنی سرمہ حاصل ہو گیا۔ عزیزی۔ یعنی صاحب باطن کا سرمہ۔

۳ بر چمنہا۔ یعنی باطنی علوم کے چمن میں وہ ناز سے ٹہل رہا تھا اور اہل باطن کی طرح مزید کے لئے نعرے لگا رہا تھا۔ گلشن۔ اس کو جو معنوی چمن حاصل ہوا تھا اور داغی تھا سبزے کا چمن عارضی ہوتا ہے۔ کز دل۔ جو چمن دل میں اگتا ہے وہ پائیدار ہوتا ہے۔ علمہائی۔ یعنی علوم اس چمن معرفت کے فقط دو تین گلدستے ہیں۔

زاں از بونِ یک دو سہ گلدستہ ایم
ہم اسی لئے ایک دو گلدستوں سے مغلوب ہیں

کاں درِ گلزار برخود بستہ ایم
کیونکہ ہم نے اوپر چمن کا دروازہ بند کر لیا ہے

آں چناں مفتاحہا ہر دم بناں
ایسی کنجیاں ہر وقت روٹی کے بدلے

می فتد ایجاں دریغا از بناں
ہائے افسوس اے جان! انگلیوں سے گر رہی ہیں

در دمے ہم فارغ آرندت زناں
اگر تھوڑی دیر کے لئے تجھے روٹی سے فارغ کر دیتے ہیں

گرد چادر گردی و عشق وزناں
تو چادر اور عشق اور عورتوں کے چکر لگاتا ہے

باز استسقات چوں شد موجزن
پھر جب تجھ میں استسقاء موج زن ہوتی ہے

ملک و شہرے بایدت پُر نان وزن
روٹی اور عورتوں سے مل و شہر بھرا ہوا تجھے چاہیے

مار بودی اژدہا گشتی مگر
تو سانپ تھا شاید اژدہا بن گیا

یکسرت بود ایں زمانے ہفت سر
تیرے ایک سر تھا اب سات سر ہیں

اژدہائے ۲ ہفت سر دوزخ بود
سات پھنوں والا اژدہا دوزخ ہے

حرص تو دانہ است و دوزخ فخ بود
تیری حرص دانہ ہے اور دوزخ جال ہے

دام را بدراں بسوزاں دانہ را
جال کو پھاڑ ڈال، دانہ کو جلا دے

باز کن درہائے نوایں خانہ را
اس گھر کے نئے دروازوں کو کھول

چوں تو عاشق نیستی اے فر گدا
اے بے شرم مفلس! چونکہ تو عاشق نہیں ہے

ہمچو کوہے بے خبر داری صدا
تو پہاڑ کی طرح بے خبر آواز رکھتا ہے

کوہ را گفتار کے باشد زخود
پہاڑ کی اپنی گفتگو کب ہوتی ہے؟

عکسِ غیرست آں صدصائے معتمد
اے معتمد! وہ صدا دوسرے کا عکس ہے

گفت ۳ توزاں روکہ عکسِ دیگریست
تیری گفتگو جس طرح سے دوسرے کا عکس ہے

جملہ احوالت بغیرِ عکس نیست
تیرے سارے احوال عکس کے سوا نہیں ہیں

خشم و ذوقت ہر دو عکسِ دیگراں
تیرا غصہ اور ذوق دونوں دوسروں کا عکس ہیں

شادیِ قوادہ و خشم عواں
دلالہ کی خوشی اور سپاہی کے غصہ کس طرح

آں عواں را آں ضعیف آخر چہ کرد
اس کمزور نے آخر اس سپاہی کا کیا بگاڑا ہے؟

کہ دہد اورا بکینہ زجر و درد
کہ وہ اس کو کمینہ سے جھڑکی اور تکلیف دیتا ہے

تا بکے عکسِ خیالِ لامعہ
ایک چمکدار خیال کا عکس کب تک؟

جہد کن تا گردد ایں واقعہ
کوشش کر تا کہ تیرے لئے یہ حقیقت بن جائے

۱ زاں۔ ہم ان رسمی علوم پر اس لئے فریفتہ ہیں کہ ہم نے ان علوم حقیقی کا دروازہ اپنے اوپر بند کر رکھا ہے۔ آنچناں۔ جن کنجیوں سے ان علوم کے خزانے کھلتے ہیں وہ لذت دہن کی وجہ سے ہمارے ہاتھ گر جاتی ہیں۔ دردے۔ جب کسی انسان کا پیٹ بھر جاتا ہے تو پھر وہ فرج کی شہوت کا گرویدہ ہو جاتا ہے۔ باز۔ پھر انسان کی ہوش اور بڑھتی ہے تو ان زن سے پر شہروں اور ملکوں کے درپے ہو جاتا ہے۔ مار بودی۔ پہلے وہ سانپ تھا جس کے ایک سر تھا اب وہ سات سروں والا اژدہا بن جاتا ہے۔

۲ اژدہائے۔ دوزخ سات سروں والا اژدہا ہے دوزخ کے ساتھ دروازے ہیں جن سے جہنمی اس میں داخل ہوں گے حرص انسان کے لئے دانہ اور دوزخ جال ہے۔ باز کن۔ اس دانہ اور جال سے دور ہو جا پھر معارف و علوم لدنیہ کے گھر کا دروازہ کھلے گا۔ چوں تو۔ اگر تو خدا کا عاشق نہیں ہے جو ان علوم و معارف کا ساحل ہوتا ہے تو پھر تو ایک پہاڑ ہے جس سے صدائے بازگشت پیدا ہوتی ہے اور وہ پہاڑ اس سے لاعلم ہوتا ہے یعنی تیرے علوم بھی محض پہاڑ کی صدائے بازگشت ہیں۔

۳ گفت تو۔ جس طرح تیری گفتگو صدائے بازگشت ہے اسی طرح تیرے عارضی احوال بھی کسی دوسرے کا عکس ہیں۔ خشم۔ تیرا غصہ اور یہ دوزخ دوسروں کا عکس ہے جس طرح دلالہ کی خوشی اور سپاہی کا غصہ کہ اس کا سبب دوسرے ہوتے ہیں۔ آں عواں۔ سپاہی کا غصہ اس روپے کا عکس ہے جس کا اس کو لالچ۔ تا بکے۔ ان عکسی احوال پر اکتفا نہ کر۔ واقعہ۔ وصف حقیقی

تا کہ ۱ گفتارت زحالِ تو بُود — سَیرِ تو با پرّ و بالِ تو بُود
تا کہ تیرا قال تیرے حال سے ہے — تیری پرواز تیرے بال و پر سے ہے

صَید گیرد تیرِ ہم بلپرّ غیر — لا جرم بے بہرہ اَست از لحمِ طیر
دوسرے کے پر سے تیر بھی شکار پکڑ لیتا ہے — لاجرم وہ پرند کے گوشت سے بے نصیب ہے

باز صید آرد بخود از کوہسار — لا جرم شاہش خوراند کبک و سار
باز خود پہاڑ سے شکار لاتا ہے — لا محالہ شاہ اس کو چکور اور تیتر کھلاتا ہے

باز بلپرّ خود آرد صیدِ شبگ — لاجرم شاہش خوراند لحمِ کبگ
باز اپنے پروں سے جال کا شکار لاتا ہے — لا محالہ شاہ اس کو چکور کا گوشت کھلاتا ہے

مُنطقے کز وحی نبُود از ہَواست — ہمچو خاکے دَر ہوا و در ہَباست
وہ گفتگو جو وحی سے نہ ہو، خواہش نفس سے ہے — وہ خاکہ کی طرح ہوا اور ذروں میں ہے

گر نماید ۳ خواجہ را ایں دَم غلَط — زآوّل والنجم برخواں چند خط
اگر صاحب کو یہ دعویٰ غلط نظر آتا ہے — والنجم کے شروع سے چند نقش پڑھ لیں

تا کہ مَا یَنطِقُ مُحَمَّدُ عَنْ هَوَا — اِنْ هُوَ اِلَّا بوَحْیِ اِحْتَوٰی
محمدؐ خواہش نفس سے نہیں بولتے تک — نہیں ہے وہ مگر وحی کے ذریعہ جس کا انہوں نے احاطہ کیا

تا بدانی کہ محمدؐ از ہَوا — وَ انگفت و گفت از وحیِ خدا
تاکہ تو جان لے کہ محمد نے خواش نفس سے — نہیں کہا اور خدا کی وحی سے کہا ہے

احمدؐ اچوں نیستت از وحی یاس — جسمیاں را دہ تحرّی و قیاس
اے احمدؐ آپ کو وحی سے مایوسی نہیں ہے — جسم والوں کو تحری اور قیاس عطا کر دیجئے

بیدرا ۳ گر میوہ نے باشد ظلال — کز ضرورت ہَست مُردارے حلال
بید کے اگر پھل نہیں ہے، سایہ ہوتا ہے — کیونکہ ضرورت کے وقت مردار حلال ہے

گر تحرّی نیست در کعبہ وصال — لیک ہست اندر بیابانِ ضلال
اگر کعبہ وصال میں تحری نہیں ہے — گمشدگی کے بیابان میں تحری ہے

بے تحرّی و اجتہاداتِ ہُدیٰ — ہر کہ بدعت پیشہ گیرد از ہَوا
تحری اور ہدایت کے اجتہادوں کے بغیر — جو خواہش نفس سے بدعت کا پیشہ اختیار کرے

۱ تا کہ۔ جب تیرے اندر حقیقی وصف پیدا ہو جائے گا تو تیری گفتار خود اپنی ہوگی اور تیری رفتار اپنے بال و پر سے ہوگی۔ صید۔ تیر کے پر لگائے ہوئے ہیں اس کے اپنے نہیں ہیں لہٰذا وہ شکار کے گوشت سے محروم ہے۔ باز۔ باز اپنے پروں کے ذریعہ شکار کرتا ہے وہ چکور اور تیتر کھاتا ہے۔ لاجرم۔ نقال، پر کی طرح اور صاحب حال باز کی طرح ہے۔ کبک۔ چکور۔ سار۔ تیتر۔ شبگ۔ جال۔ منطقے۔ علوم بے بصیرت اور احوال بے حقیقت کا تعلق وحی سے نہیں ہے بلکہ وہ محض نفسانی چیزیں ہیں۔

۲ گر نماید۔ سورہ والنجم میں ہے وَمَا یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ آنحضورؐ کا کلام وحی سے ماخوذ ہے خواہش نفس سے نہیں ہے۔ احتوی۔ یعنی جس وحی کا آنحضورؐ نے احاطہ کر لیا ہے۔ احمد۔ آنحضورؐ کے جملہ علوم وحی سے متعلق تھے۔ جسمیاں۔ جو لوگ جسمانی میں اور ان کا تعلق روحانی ملائکہ سے نہیں ہے ان کے لئے تحری اور اجتہاد وحی کے قائم مقام ہے لہٰذا اجتہادی مسائل بھی نفسانی نہیں ہیں آنحضورؐ کو بھی اجازت تھی کہ جب وحی نہ آئے تو قیاس سے کام لیں۔

۳ بیدرا۔ وحی نہ ہوتے ہوئے قیاس سے فائدہ اٹھانا ہے کہ اگر بید کے پھل نہیں ہیں تو اس کے سایہ کا فائدہ حاصل کر لیا جاتا ہے۔ گر تحری۔ جس وقت کعبہ سامنے ہو سمت قبلہ کی تحری اور اٹکل لگانا جائز نہیں لیکن اگر انسان ایسے جنگل میں ہے جہاں دلیل قطعی سے سمت کو متعلقین نہ کی جا سکے تو اٹکل سے متعین کرنا جائز ہے۔ بے تحری۔ اگر بے اٹکل اور بغیر اجتہاد کے کوئی عمل ہوگا تو بدعت ہے۔

همچو[1] عادش بر برد باد و کشد
ہوا اس کو عاد کی طرح برباد اور ہلاک کر دے گی

نے سلیمان ست تا تختش کشد
وہ سلیمان نہیں ہے کہ اس کے تخت کو کھینچے

عاد رابا دست جمالِ خذول
عاد کے لئے ہوا ' مخالف بار بردار ہے

همچو برّه در کفِ مردِ اکول
جس طرح پیٹو کے ہاتھ میں بکری کا بچہ

همچو فرزندش نهاده بر کنار
وہ اس کو اولاد کی طرح بغل میں دبائے ہوئے

می برد تا بکشدش قصاب وار
لے جا رہا ہے' تاکہ اس کو قصائی کی طرح ذبح کر دے

عادیاں[2] را باد از استکبار بود
عاد والوں کے لئے ہوا تکبر کی وجہ سے تھی

یار خود پنداشتند اغیار بود
انہوں نے اپنا دوست سمجھا ' اور وہ اغیار تھی

چوں بگردانید ناگه پوستین
جب اس نے اچانک پوستین الٹ دیا

خُردشان بشکست آں بئس القرین
اس برے ساتھی نے ان کو ریزہ ریزہ کر دیا

بادرا بشکن که بس فتنه است باد
ہوا کو توڑ دے کیونکہ ہوا بہت فتنہ ہے

پیش ازاں کت بشکند او همچو عاد
اس سے قبل کہ وہ تجھے عاد کی طرح توڑے

هود دادے پند کاے پُر کبر خیل
حضرت ہود نصیحت کرتے کہ اے تکبر بھری جماعت

برکند از دستِ تاں ایں باد ذیل
یہ ہوا تمہارے ہاتھ سے دامن چھڑا دے گی

لشکرِ حق ست بادو از نفاق
ہوا اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے اور نفاق کی وجہ سے

چند روزے باشما کرد اعتناق
چند روز تم سے گلے ملی ہے

او بسر با خالقِ خود راست ست
وہ باطن میں اپنے خالق کے ساتھی سچی ہے

چوں اجل آید برآر باد دست
جب وقت آئے گا ہوا ہاتھ نکالے گی

ایں[3] هماں باست کایمن می گذشت
یہ وہی ہوا ہے جو اطمینان سے گذرتی تھی

بود همچوں جان و همچوں مرگ گشت
جان کی طرح تھی اور موت جیسی ہو گئی

دستِ آنکس کو بکردت دست بوس
اس شخص کا ہاتھ جو تیرے ہاتھ چومتا تھا

وقتِ خشم آں دست می گردد دبوس
غصہ کے وقت وہی ہاتھ گرز بن جاتا ہے

بادرا اندر دہن بیں رہگذر
ہوا کا منہ میں راستہ دیکھ

ہر نفس آیاں رواں در کرّ و فر
ہر وقت کر و فر کے ساتھ آنے جانے والی ہے

حلق و دندانہا ازو ایمن بود
حلق اور دانت اس سے محفوظ ہیں

حق چو فرماید بدنداں در رود
اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے تو دانتوں میں گھس جاتی ہے

[1] همچو۔ بغیر اجتہاد کے کام جبکہ ہوائے نفس ہے تو یہ ہوائے نفس اس کو اسی طرح برباد کر دے گی جس طرح عنصری ہوا نے قوم عاد کو برباد کیا تھا۔ نے سلیمان۔ اگر اس نے اجتہاد سے کام لیا تو پھر ہوا اس کے لئے اس طرح مفید ہو گی جس طرح حضرت سلیمان کے لئے مفید تھی۔ عاد۔ قوم عاد کے لئے ہوا ایسی ہی تھی جیسے کہ پیٹو انسان کے پاس بکری کا بچہ جس کو وہ اولاد کی طرح گود میں اٹھا کر لے جا رہا ہے اور پھر قصابوں کی طرح اس کو ذبح کر ڈالتا ہے۔

[2] عادیاں۔ قوم عاد میں تنبیہ کی ہوا بھری ہوئی تھی جو تباہی کا سبب بنی' وہ ابتداء اس کو دیکھ کر خوش ہوئے پھر اسی سے تباہ ہوئے۔ یار خود۔ قوم عاد نے ہوا کو ابتداء مفید سمجھا پھر اسی کے ذریعہ ہلاک ہوئے۔ باد۔ انسان کو اس تکبر کی ہوا سے بچنا چاہیے ورنہ وہ ہلاک کر دے گی۔ ہود۔ حضرت ہود ان کے تکبر چھوٹنے کو کہتے تھے۔ لشکر۔ یہ سمجھاتے تھے کہ ہوا بھی اللہ تعالیٰ کا لشکر ہے تمہیں نفاق سے کچھ فائدہ پہنچا رہی ہے۔ چوں اجل۔ جب اللہ کے غصہ کا وقت آ جائے گا پھر یہی تمہیں تباہ کر دے گی۔

[3] ایں ہماں۔ پہلے یہی ہوا تمہاری زندگی تھی اب ہلاکت کا سبب بن گئی۔ دست۔ وہی شخص جو تمہاری دست بوسی کرتا ہے وہی شخص جو تمہاری دست بوسی کرتا ہے غصہ کے وقت اس کا ہاتھ گرز بن جاتا ہے۔ باد۔ سانس کے ساتھ ہوا کس عمدگی سے حلق میں آتی جاتی ہے۔ حق۔ لیکن جس وقت خدا چاہتا ہے وہ دانت کے اندر گھس جاتی ہے۔

کوہ [1] گردد ذرّہ باد و ثقیل — دردِ دنداں داردش زار و علیل

ہوا کا ذرہ پہاڑ اور بھاری بن جاتا ہے — دانتوں کا درد اس کو عاجز اور بیمار کر دیتا ہے

یارب و یارب برآرد اُو زجاں — کہ ببرایں بادرا اے مُستعاں

وہ جان سے اے خدا اے خدا نکالتا ہے — کہ اے مددگار! اس ہوا کو لے جا

اے دہاں غافل بُدی زیں بادرَو — از بُنِ دنداں در استغفار شو

اے منہ! تو اس ہوا سے غافل تھا جا — عاجزی سے استغفار میں لگ جا

چشم سختش اشکہا باراں کُند — منکراں را دَرد اللہ خواں کُند

اس کی سخت آنکھ آنسو برساتی ہے — درد منکروں کو اللہ کو پکارنے والا بنا دیتا ہے

چوں دَم یزداں نہ پذرفتی زمَرد — وحیِ حق راہیں پذیر اشوز دَرد

جبکہ تو نے اللہ تعالیٰ کے کلام کو مردِ حق سے قبول نہ کیا — خبردار! اللہ کی وحی کو درد سے قبول کر لے

باد [2] گوید پیکم از شاہِ بشر — گہہ خبر خیر آورم گہہ شور و شر

ہوا کہتی ہے میں شاہ بشر کی قاصد ہوں — کبھی بھلائی کی خبر لاتی ہوں کبھی شور و شر کی

مَن چو تو غافل ز شاہِ خود کیم — زانکہ مامورم امیر خودنیَم

میں تیری طرح اپنے شاہ سے کب غافل ہوں — کیونکہ میں محکوم ہوں اپنی حاکم نہیں ہوں

گر سُلیماں دار بُودے حالِ تُو — چوں سلیماں گشتمے حمالِ تُو

اگر تیرا حال سلیمان کی طرح ہوتا — سلیمان کی طرح تیری حمال بنتی

عاریستم گشتمے ملک کفت — کردمے بر رازِ خود مَن واقفت

میں مانگی ہوئی ہوں تیرے ہاتھ کی مملوک بن جاتی — میں تجھے اپنے راز سے واقف کر دیتی

لیک [3] چوں تو باغیی مُستعار — می کنم خدمت تُرا روزے سہ چار

لیکن چونکہ تو باغی ہے اور اس مانگی ہوئی ہوں — میں تیری تین چار روز خدمت کرتی ہوں

پَس چو عادت سَرنگو نیہاد ہم — زِلشپۂ تو باغیانہ برجہم

پھر تجھے عاد کی طرح اوندھا کر دوں گی — تیرے لشکر سے بغاوت کر کے نکل جاؤں گی

تا غیب ایمانِ تو محکم شوَد — آں زماں کایمانت مایہ غم شوَد

انجام یہ ہے کہ تیرا غیب پر ایمان مضبوط ہو گا — جبکہ تیرا ایمان غم کا سرمایہ ہو جائے گا

آں زماں خود جملگاں مُومن شوند — آں زماں خود سَر کشاں برسَر دَوند

اس وقت سب خود مومن ہو جائیں گے — اس وقت سرکش خود سر کے بل دوڑیں گے

[1] کوہ۔ جب دو دانت میں گھس جاتی ہے تو اس کا ایک ذرہ پہاڑ معلوم ہوتا ہے اور انسان دانت کے درد سے بے چین ہو جاتا ہے۔ یارب۔ اب وہ درد میں خدا سے دعا کرتا ہے اور اس ہوا کو نکالنے کی درخواست کرتا ہے۔ اے دہاں۔ جبکہ یہ چیزیں اللہ کے حکم کے تابع ہیں تو اس کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ چشم۔ اس درد کا یہ فائدہ ہے کہ یہ خدا کی یاد دلاتا ہے اور سخت دلوں کو رلا دیتا ہے۔ زمرد۔ مردانِ خدا کی نصیحت کو تو نے قبول نہ کیا اب درد کی وجہ سے ہی ان باتوں کو تسلیم کر لے۔

[2] باد۔ ہوا دلالت حال سے کہتی ہے کہ میں خدا کی قاصد ہوں کبھی بشارت دیتی ہوں کبھی ڈراتی ہوں۔ من چتو۔ اور کہتی ہے کہ میں انسان کی طرح خدا سے غافل نہیں ہوں میں حکم کی پابند ہوں حاکم نہیں ہوں۔ گر سلیماں۔ اگر تو سلیمان کی طرح خدا کا مطیع ہوتا تو میں تیری غلام ہوتی۔ عاریستم۔ اب میں تیری ملکیت نہیں ہوں، عارضی طور پر تیرے پاس ہوں۔ راز۔ ہوا اپنا اللہ تعالیٰ کی آیت ہونا واضح کر دیتی ہے۔

[3] لیک۔ لیکن چونکہ تو اللہ تعالیٰ کا باغی ہے لہٰذا دو چار روز تجھے دنیوی نفع پہنچا رہی ہوں۔ پس۔ ان دونوں کے بعد تجھے قوم عاد کی طرح جہنم میں اوندھا گرا دوں گی۔ تا غیب۔ میری بغاوت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس وقت تیرا ایمان بالغیب مضبوط ہو جائے گا لیکن اس وقت ایمان مفید نہ ہو گا بلکہ باعث حسرت ہو گا۔ فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا۔ جب انہوں نے ہماری سختی دیکھی تو ان کو ایمان کے لئے مفید نہ تھا۔

آں ۱ زماں زاری کنند و افتقار
اس وقت عاجزی اور ضرورت کا اظہار کرتے ہیں

ہمچو دُزدو راہزن در زیر دار
جس طرح چور اور ڈاکو سولی کے نیچے

لیک گر در غیب گردی مُستوی
لیکن اگر تو غیب میں ٹھیک ہو جائے

مالکِ دارین و شحنہ خود توئی
تو خود دونوں جہان کا مالک اور کوتوال ہے

رُو نماید پادشاہیِ مقیم
ہمیشہ کی بادشاہت روشنا ہو

نے دو روزہ مُستعارست و سقیم
وہ دو روزہ مانگی ہوئی اور مریض نہیں ہے

رَستی از بیگار و کارِ خود کُنی
تو بیگار سے چھوٹ جائے اور اپنا کام کرے

ہم تو شاہ وہم تو طبلِ خود زنی
تو بادشاہ بھی ہو جائے اور خود اپنا نقارہ بجائے

چوں گلو تنگ آورد بَرما جہاں
جب حلق ہم پر دنیا کو تنگ کر دیتا ہے

خاک خوردے کاشکے حلق و دہاں
کاش کہ حلق اور منہ خاک پھانکے

ایں دہاں خود خاک خوارے آمدہ است
یہ منہ خود خاک کھانے والا ہے

لیک خاکے را کہ آں رنگیں شدہ است
لیکن اس خاک کو جو رنگین ہو گئی ہے

ایں ۲ کباب و ایں شراب و ایں شکر
یہ کباب اور یہ شراب اور یہ شکر

خاکِ رنگیں است و نقشیں اے پسر
اے بیٹا رنگین اور نقشین خاک ہے

چونکہ خوردی و شُد آنہا لحم و پُوست
جب تو نے کھا لیا اور وہ گوشت و پوست بن گئی

رنگِ خمش دادو انہم خاکِ گوست
اس کو گوشت کا رنگ دیدیا اور یہ بھی کوچہ کی خاک ہے

ہم زخاکے بیختہ بَر گل می زنند
خاک ہی سے مٹی پر بیختہ کرتے ہیں

جُملہ را ہم باز خاکے می کُنند
پھر سب کو خاک کر دیتے ہیں

ہندو و قبچاق و رُومی و حبش
ہندوستانی اور قبچاقی اور رومی اور حبشی

جُملہ یک رنگ اَند اندر گور خوش
اچھی طرح قبر میں سب ایک رنگ کے ہیں

تابدانی ۳ کاں ہمہ رنگ و نگار
تاکہ تو سمجھ لے کہ وہ سب رنگ و نقش

جُملہ رُوپوش ست و مکر و مُستعار
سب پردہ اور مکر اور مستعار ہیں

زانکہ باقی صبغۃ اللہ ست و بَس
کیونکہ باقی رہنے والا اللہ کا رنگ ہے اور بس

غیرِ آں بر تستہ داں ہمچوں جَرس
دوسرے کو گھنٹہ کی طرح بندھا ہوا سمجھ

صرف اللہ کا رنگ جو اعمالِ صالحہ سے چڑھتا ہے۔ جرس۔ گھنٹا جو جانور کے گلے میں باندھا جاتا ہے وہ جانور کا جز نہیں ہوتا بلکہ محض ایک عارضی چیز ہوتی ہے۔

۱ آں زماں۔ جب عذاب نازل ہونے لگتا ہے تو پھر توبہ اور ایمان نافع نہیں ہوتا سولی پر پہنچ کر مجرم کی توبہ مفید نہیں ہے۔ لیک۔ ہاں اگر انسان اس حالت میں سیدھا ہو جائے جبکہ عذاب غائب تھا اور اس نے اس کو دیکھا نہ تھا تو پھر وہ خود شاہ ہے اس کو کوئی نہ ستا سکے گا۔ رُو نماید۔ جبکہ ایمان بالغیب ہو تو مستقل بادشاہی حاصل ہو جاتی ہے۔ رستی۔ پھر تیری غلامانہ زندگی نہ ہوگی بلکہ آزاد ہوگا۔ چوں گلو۔ یہ منہ اور حلق کی لذتیں ہمارے لئے وبال جان ہیں عذاب کے وقت انسان حسرت سے کہے گا کاش میں نے ان لذیذ چیزوں کی بجائے خاک پھانکی ہوتی۔ ایں دہاں۔ دنیا میں جو کچھ انسان کھا رہا ہے لذیذ چیزوں بھی اور اس خاک ہیں ان پر صرف رنگ چڑھا ہوا ہے۔

۲ ایں کباب۔ دنیا کی جس قدر مرغوبات میں دراصل وہ رنگین اور نقشین خاک ہیں۔ چونکہ پہلے اس مٹی پر پھل اور غذا کا رنگ تھا اب جبکہ وہ جزو بدن بنی اس پر گوشت پوست کا رنگ آ گیا پھر وہ گوشت و پوست انجام کار کوچہ کی خاک بن جائے گا۔ ہم زخاکے۔ جسم و خود خاک ہے اس کا نشو و نما خاک کے ذریعہ ہو رہا ہے پھر مرنے کے بعد سب خاک ہو جاتا ہے۔ ہندو۔ انسان خواہ کہیں کا رہنے والا ہو قبر میں جا کر سب یکساں مٹی بن جاتے ہیں۔ قبچاق۔ ایک مشہور صحرا ہے وہاں کی ترک قوم ڈاکہ زنی میں مشہور ہے۔

۳ تابدانی۔ سب کا یہ انجام عبرت کے لئے اور یہ بتانے کیلئے کہ یہ رنگ و نگار عارضی ہے۔ زانکہ باقی۔

رَنگِ اِصدق و رَنگِ تقویٰ و یقیں — تا اَبد باقی بُوَد بر عابدیں
سچائی کا رنگ اور تقوے اور یقین کا رنگ — عبادت گذاروں پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

رَنگِ شک و رَنگِ کفران و نفاق — تا اَبد باقی بُوَد برجانِ عاق
شک کا رنگ اور کفر و نفاق کا رنگ — نافرمان جان پر ہمیشہ کے لئے باقی رہے گا

چوں سیہ رُوئیِ فرعون دَغا — رنگ اُو باقی و جسمِ اُو فنا
جیسی کہ مکار فرعون کی سیاہ روئی — اس کا رنگ باقی اور جسم فانی ہے

برق و فرِ رُوئے خوبِ صادقیں — تَن فنا شُد واں بجا تا یومِ دیں
بچوں کے حسین چہرے کی چمک اور شان — جسم تو فنا ہو گیا اور وہ قیامت تک باقی ہے

زِشت آں زِشت ست خوب آں خوب بس — دائم آں ضحاک و ایں اندر عبس
برا وہ برا ہے اور بھلا وہ بھلا ہے بس — وہ ہمیشہ ہنسنے والا اور یہ ترشروئی میں ہے

خاک را رَنگ و فن و شنگے دہد — طفل خویاں رابداں جنگے دہد
وہ خاک کو رنگ اور فن اور شوخی دیتا ہے — طفلانہ مزاج والوں کو اس سے جنگ میں مبتلا کر دیتا ہے

از ۲ خمیرے اُشتر و شیرے پزند — کودکاں از حرصِ آں کف می مزند
آٹے کے اونٹ اور شیر پکاتے ہیں — بچے اس کی حرص سے ہاتھ چاٹتے ہیں

شیر و اُشتر ناں شود اندر دہاں — دَر نگیرد ایں سخن با کودکاں
شیر اور اونٹ منہ میں روٹی بن جاتے ہیں — یہ بات بچوں پر اثر نہیں کرتی

دامنِ پُر خاک ماچوں کودکاں — رفتہ از سَر جہدِ اسباب و دُکاں
ہم بچوں کی طرح دامن خاک سے بھرے ہوئے ہیں — اسباب اور کان کی کوشش سر سے نکل گئی ہے

کودک ۳ اندر جہل و پندارد شکیست — شُکرِ باری قوّت اُواند کیست
بچہ نادانی اور گماں اور شک میں ہے — خدا کا شکر ہے کہ اس میں تھوڑی سی طاقت ہے

وائے زاں طفلاں کہ پیری می کنند — لَنگ موراند و میری می کنند
ان بچوں پر افسوس ہے جو بڑھاپا برت رہے ہیں — لنگڑی چونٹیاں ہیں اور سرداری کر رہے ہیں

طفل را استیزہ وصد آفت ست — شُکر ایں کو بے فن و بے آلت ست
بچہ میں سو لڑائی جھگڑے ہیں — شکر ہے کہ وہ بے تدبیر اور بے ہتھیار ہے

وائے زیں پیرانِ طفلِ نا ادیب — گشتہ از قوّت بلائے ہر رقیب
افسوس ان بے ادب بوڑھے بچوں پر ہے — جو طاقت کی وجہ سے ہر نگہبان کی مصیبت بن گئے ہیں

۱ از رنگِ صدق۔ نیک اعمال کا جو رنگ ہے وہ دائمی اور باقی ہے۔ رنگ شک۔ اسی طرح بد اعمال کا رنگ بھی دائمی ہے۔ عاق۔ نافرمان۔ فرعون۔ فرعون کا جسم فنا ہو گیا اس کی سیاہ روئی باقی ہے۔ برق۔ جو بچے ہیں ان کے جسم تو فنا ہو جائیں گے لیکن ان کے اعمال قیامت تک قائم رہے گے۔ زشت۔ برائی بھلائی جسم کی نہیں ہے بلکہ اعمال کی ہے جو قائم و دائم ہے۔ خاک۔ جسم کا رنگ و روپ بے معنی ہے اس کا اچھا بچوں کا سا لالچ ہے۔

۲ از خمیر ہے۔ بچوں کے لئے آٹے کے شیر اور اونٹ پکا دیئے جاتے ہیں جن پر وہ فریفتہ ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ وہی روٹی ہے۔ شیر و اشتر۔ آٹے کے پکے ہوئے شیر و شتر کے بارے میں بچوں کو سمجھاؤ کہ ان میں اور روٹی میں کوئی فرق نہیں تو اس کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ دامن۔ ہم نے بھی بچوں کی طرح مٹی دامن میں بھر رکھی ہے اور اصل سودے اور دکان سے غافل ہو رہے ہیں۔

۳ کودک۔ بچہ کا جہل اور نادانی زیادہ مضر نہیں ہے کیونکہ اس میں زیادہ طاقت نہیں ہے اگر ان کے جہل کا نتیجہ لڑائی ہے تو وہ معمولی قسم کی ہے۔ وائے۔ قابل افسوس تو یہ نابالغ پیر ہیں کہ دراصل لنگڑی چیونٹیاں ہیں اور امارت کے مدعی ہیں۔ طفل۔ بچہ لڑتا ہے لیکن خدا کا شکر ہے نہ کوئی لڑائی کا فن آتا ہے نہ اس کے پاس ہتھیار ہیں۔ وائے۔ ان نابالغ بوڑھوں کی جہالت آفت جان ہے۔

چوں[1] سلاح و جہل جمع آید بہم
جب ہتھیار اور جہالت آپس میں جمع ہو جائیں

گشت فرعونے جہاں سوز از ستم
تو وہ ظلم سے جہاں سوز فرعون بن جاتا ہے

شکر کن اے مردِ درویش از قصور
اے درویش مرد! تو کمی پر شکر کر

کہ ز فرعونی رہیدی وز کفور
کہ فرعونیت اور کفر سے نجات پا گیا

شکر کہ مظلومی و ظالم نہ
تو شکر کر کہ مظلوم ہے اور ظالم نہیں ہے

ایمن از فرعونی و ہر فتنہ
فرعونیت اور ہر فتنہ سے محفوظ ہے

اشکم تی لاف الٰہی نزد
خالی پیٹ نے خدائی ڈنگ نہیں ماری

کاتشش را نیست از ہیزم مدد
کیونکہ اس کی آگ کو ایندھن سے مدد نہیں ہے

اشکم خالی بود زندانِ دیو
خالی پیٹ شیطان کا قیدخانہ ہے

کش غمِ ناں مانعست از مکر و ریو
کیونکہ اس کے لئے روٹی کی فکر مکر اور چالاکی سے مانع ہے

اشکم پرلوت[2] داں بازار دیو
تو لذیذ غذا سے پر پیٹ کو شیطان کا بازار سمجھ

تاجرانِ دیوار دروے غریو
شیطان تاجروں کا اس میں شور ہے

تاجرانِ ساحرِ لاشیٔ فروش
جادوگر تاجر لاشی فروشوں نے

عقلہا را تیرہ کردہ از خروش
شور سے عقلوں کو مکدر کر دیا ہے

خم رواں کردہ زسحرے چوں فرس
انہوں نے مکڑے کو جادو سے گھوڑے کی طرح چلا رکھا ہے

کرد کرباسے ز مہتاب و غلس
چاندی اور تاریکی سے کپڑا بنا رکھا ہے

چوں بریشم خاک را بر می تنند
خاک کو ریشم کی طرح تن رہے ہیں

خاک در چشمِ ممیز می زنند
امتیاز کرنے والے کی آنکھ میں دھول جھونک رہے ہیں

جندلے[3] را رنگ عودی می دہند
پتھر پر عود کا رنگ چڑھا رہے ہیں

بر کلوخے ماں حسودی می دہند
ڈھیلے پر ہمیں حسد میں مبتلا کر رہے ہیں

پاک آں کو خاک را رنگے دہد
وہ ذات پاک ہے جو خاکم کو رنگ عطا کرتی ہے

ہمچو کودک ماں براں جنگے دہد
بچہ کی طرح ہمیں اس پر جنگ میں مبتلا کر دیتی ہے

دامنِ پر خاکِ ماں چوں طفلگاں
بچوں کی طرح ہمارا دامن خاک سے پر ہے

در نظر ما خاک، ہمچوں زرِ کاں
ہماری نظر میں خاک کان کے سونے کی طرح ہے

طفل را بابا لغاں نبود جدال
بچے کی بالغوں سے جنگ نہیں ہوتی

طفلِ راحق کے نشاند بارِ جال
اللہ تعالیٰ بچہ کو مردوں کے ساتھ کب بٹھاتا ہے

[1] چوں۔ جب ہتھیار اور جہالت جمع ہو جائے تو پھر انسان فرعون بن جاتا ہے۔ شکر کن۔ مفلس کو شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ نے اس کو گمراہی کے اسباب سے محفوظ رکھا ہے۔ شکر۔ مفلس عموماً مظلوم ہوتا ہے ظالم نہیں ہوتا۔ اشکم تی۔ خدائی کا دعویٰ پیٹ بھرا کرتا ہے بھوکے میں یہ فرعونیت نہیں ہوتی ہے۔ اشکم۔ اگر پیٹ خالی ہو تو شیطان اس میں قید ہو جاتا ہے کیونکہ بھوکے کے کہ روٹی کی فکر سے فرصت نہیں ملتی۔

[2] پرلوت۔ جو پیٹ لذیذ غذاؤں سے پر ہے وہ شیطان کا بازار ہے جہاں مکر و فریب کی چیز فروخت ہوتی ہیں اور انسان ان کو خریدتا ہے۔ تاجراں۔ شیطان تاجروں کی ہمنشینی سے انسان کی عقل خراب ہو جاتی ہے اور فریب میں آ جاتا ہے۔ خم رواں۔ یہ شیاطین جادوگر اپنی جادوگری سے مکڑے کو گھوڑے کی طرح رواں کر دیتے ہیں۔ کرد۔ چاندنی اور اندھیرے کا سفید و سیاہ کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔ خاک۔ دھول سے ریشمیں کپڑا بنا کر فروخت کر دیتے ہیں۔

[3] جندل۔ بوزن صندل بڑا پتھر۔ عود۔ اگر کی لکڑی۔ پاک۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے کسی قبیح چیز کو پیدا کرنا قبیح نہیں ہے۔ ہمچو کودک۔ ہم بچوں کی طرح اس رنگین خاک پر لڑتے ہیں۔ دامن۔ دامن بھری ہوئی ٹھیکریوں کو بچہ سونے کی اشرفیاں سمجھتا تھا۔ طفل جبکہ دنیادار بچہ صفت ہیں تو ان کو بزرگوں سے اختلاف نہ کرنا چاہیے اور ان کی بات مان لینی چاہیے۔

میوہ ۱ اگر کہنہ شود تلخست خام — پختہ نبود غورہ گویندش بنام

پھل اگرچہ پرانا ہو جائے جب تک وہ کچا ہے — اور پختہ نہ ہو اس کا نام غورہ بولتے ہیں

گر شود صد سالہ آں خام ترش — طفل و غورہ اوبر ہر تیز ہش

اگرچہ وہ کچا ترش سو سال کا ہو جائے — وہ ہر سمجھدار کے نزدیک بچہ اور غورہ ہے

گرچہ باشد موی وریش او سپید — ہمدراں طفلی و خوفست و امید

اگرچہ اس کے بال اور داڑھی سفید ہو جائیں — وہ اسی بچپن اور خوف اور امید میں ہے

ماند ۲ خواہم نار سیدہ یا رسم — حق کند بامن غضب یا خود کرم

میں بے پہنچے رہ جاؤں گا یا پہنچوں گا — اللہ تعالیٰ مجھ پر غصہ کرے گا یا کرم

گر رسم یانا رسیدہ ماندہ ام — اے عجب بامن کند لطف وکرم

خواہ میں پہنچوں یا بغیر پہنچے رہ جاؤں — تعجب ہے وہ میرے ساتھ لطف و کرم کرے گا

باچنیں ناقابلی و دوریے — بخشد ایں غورہ مرا انگوریے

باوجود ایسی ناقابلیت اور دوری کے — وہ میرے غورے کو انگور پن بخش دے گا

نیستم امیدوار از ہیچ سو — واں کرم می گویدم لاتیأسو

میں کسی جانب سے امیدوار نہیں ہوں — اور وہ کرم مجھ سے تم مایوس نہ ہو کہتا ہے

دائماً ۳ خاقانِ ما کردست طو — گوش ما رامی کشد لا تقنطوا

ہمارے شہنشاہ نے ہمیشہ جشن منایا ہے — تم مایوس نہ ہو ہمارا کان کھینچتا ہے

گرچہ مازیں نا امیدی در گویم — چوں صلازد دست اندازاں رویم

اگرچہ ہم اس ناامیدی سے گڑھے میں ہیں — جب اس نے آواز دی ہے رقص کرتے ہوئے جاتے ہیں

دست اندازیم چوں اسپاں سپس — در دویدن سوئے مرعای انس

اس کے بعد ہم رقص کر رہے ہیں گھوڑوں کی طرح — محبت کی چراگاہ کی جانب دوڑتے ہیں

---

۱ میوہ۔ دنیا داروں کا بڑھاپا ان کو بچپن سے نہیں نکالتا ہے۔ غورہ۔ جو انگور پک نہ پائے اور ٹھٹھر کر گر جائے اگر وہ سال بھر بیل میں لگا رہے گا تو وہ غورہ یعنی کچا ہی کہلائے گا اسی طرح اگر بڑھاپے میں بھی عقل نہ آئے تو وہ بچہ ہی ہے۔ اگرچہ۔ جو عقل کے اعتبار سے بچہ ہے۔ اگرچہ اس کی داڑھی اور بال سفید ہو جائیں لیکن اس میں وہی طفلانہ حرکتیں ہیں۔ خوفست۔ خوف اور رجاء یعنی امید ہم ایک تو کاملین کے ہیں جو شریعت کا مقصود ہے اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے ان کی حقیقت تو یہ ہے کہ انسان شریعت اور اوامر و نواہی کی پوری پابندی کرے اور پھر اپنے اعمال کو ہیچ سمجھ کر ڈرے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت پر نظر رکھ کر قبولیت کا امیدوار بنے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کہ ایک کاشتکار خوب زمین جوتے اور بیج ڈالے اور پھر اللہ کی رحمت کی بارش کا انتظار کرے اور ایک خوف و امید طفلانہ ہے اور یہ کہ ترک عمل کرے اور پھر رحمت کی امید رکھے یہ ایسا ہے کہ کوئی کاشتکار بیج تو نہ ڈالے اور کھیتی کا امیدوار بنے یہ حقیقت میں غرور اور دھوکا ہے یا کوئی شخص اللہ کی عظمت کے خوف سے اور اپنے عمل کو ہیچ سمجھ کر عمل ترک کر دے اور یہ کہے کہ اللہ بڑا کریم ہے بے عمل پر بھی فضل فرما دیتا ہے یہ خوف نہیں ہے بلکہ جہالت اور بزدلی ہے یہی خوف و امید ہے جو بے عمل اختیار کرتے ہیں جو محض طفلانہ حرکت ہے

۲ ماند۔ طفلانہ خوف و رجاء میں انسان یہ کہتا رہتا ہے کہ معلوم نہیں میں در بار تک پہنچوں گا اور خدا مجھ پر رحم کرے گا یا میں مردود بارگاہ ہونگا اور بغیر عمل کے ان خیالات میں وقت گذارتا ہے۔ گر رسم۔ پھر اپنے آپ کو تسلی دیتا ہے اور کہنے لگتا ہے کہ خواہ کیسا ہی ہوں خدا تو مجھ پر لطف و کرم کرے گا۔ باچنیں۔ میں کچا ہوں یا دور ہوں خدا مجھے اپنی رحمت سے انگور پن دیدے۔ نیستم۔ ویسے تو مجھے کوئی امید نہیں لیکن خدا نے چونکہ فرمایا ہے مایوس نہ ہو اس لئے امیدوار ہوں۔

۳ دائماً۔ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جشن مناتا ہے اور جشن کے موقع پر مایوس نہ ہو کا شاہی اعلان فرماتا ہے۔ گرچہ ما۔ اب مولانا نے خوف و رجاء شرعی اور کاملین کا ذکر شروع کیا ہے جس کی حقیقت یہ ہے کہ عمل کے ہوتے ہوئے عمل کو ہیچ سمجھے اور خدا کی رحمت پر بھروسہ کرے۔ ناامیدی۔ ہمارے اعمال اس قابل نہیں کہ ان سے امید وابستہ کریں۔ گو گڑھے دست اندازیم۔ یعنی عمل کرتے ہوئے۔ صلا زد۔ یعنی مایوس نہ ہو کا اعلان۔ مرعای انس۔ محبت کی چراگاہ یعنی مقصد صدق۔

گام[1] اندازیم و آنجا گام نے — جام پردازیم و آنجا جام نے
ہم قدم اٹھا رہے ہیں اور وہاں قدم نہیں ہے — ہم جام خالی کر رہے ہیں اور وہاں جام نہیں ہے

زانکہ آنجا جملہ اشیا جانی ست — معنیٔ اندر معنی و ربانی ست
اس لئے کہ وہاں سب چیزیں روحانی ہیں — خلاصہ کا خلاصہ اور خدائی ہیں

ہست صورت سایہ معنیٔ آفتاب — نورِ بے سایہ بُود اندر خراب
صورت سایہ ہے اور معنی سورج ہے — بے سایہ تو ویرانہ میں ہوتا ہے

چونکہ[2] آنجا خشت بر خشتے نماند — نورِ مہ را سایہ زشتے نماند
کیونکہ وہاں اینٹ پر اینٹ نہ رہی — چاند کے لئے برا سایہ نہ رہا

خشت گر زرّیں بُود بر کندنی ست — چوں بہایِ خشت وحی و روشنی ست
اینٹ خواہ سونے کی ہو اکھاڑنے کے قابل ہے — جبکہ اینٹ کے عوض وحی اور روشنی ہو

کوہ بہرِ دفع سایہ مُنذ کیست — پارہ گشتن بہرِ ایں نور اندکیست
پہاڑ سایہ کے دفع کرنے کے لئے پارہ پارہ ہے — اس نور کے لئے پارہ پارہ ہو جانا معمولی بات ہے

بر[3] بُرونِ کہ چوزد نورِ صمد — پارہ شُد تادر درونش ہم زند
جب پہاڑ کے ظاہر پر اللہ تعالیٰ کا نور پڑا — ٹکڑے ہو گیا تاکہ اس کے اندر بھی پڑے

گرسنہ چوں بر کفش زد قرصِ ناں — واشگافد از ہوس چشم و دہاں
بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے — ہوس سے آنکھ اور منہ پھاڑتا ہے

صد ہزاراں پارہ گشتن ار زد ایں — از میانِ چرخ برخیز اے زمیں
اس کے لئے لاکھوں ٹکڑے بن جانا مناسب ہے — اے زمین! آسمان کے درمیان سے اٹھ جا

تا کہ نورِ چرخ گردد سایہ سوز — شب ز سایہ تُست اے باغیِ روز
تاکہ آسمان کا نور سایہ کو جلانے والا بن جائے — اے دن کے دشمن! رات تیرے سایہ کی وجہ سے ہے

ایں زمیں چوں گاہوارہ طفلکاں — بالغاں را تنگ میدارد مکاں
یہ زمین بچوں کے پالنے کی طرح ہے — بالغوں کے لئے تنگ جگہ رکھتی ہے

بہرِ طفلاں حق زمیں را مہد خواند — واند رُوزاں شیر بر طفلاں فشاند
اللہ تعالیٰ نے بچوں کے لئے زمین کو پالنا فرمایا — اور اس میں اس دودھ میں سے بچوں پر بہا دیا

ناسوت نابالغ دنیاداروں کا گہوارہ ہے اور گہوارہ بالغوں کے لئے تنگ جگہ ہے۔ بہر طفلاں۔ ان نابالغ بچوں کے لئے ناسوتی منافع بمنزلہ دودھ کے ہیں۔

---

[1] گام۔ یعنی ہاتھ پیر مارے ہیں لیکن وہ عمل ہیچ ہے۔ جام۔ عشق و محبت کے جام پی رہے ہیں لیکن وہ جام قابل اعتبار نہیں۔ زانکہ۔ وہاں ہر چیز روحانی درکار ہے جس میں کوئی شائبہ ریا اور شرک کا نہ ہو غرضیکہ اعمال ضروری ہیں اور ان کی تاثیر رحمت اور جذب حق پر موقوف ہے۔ ہست۔ اب فرماتے ہیں کہ اعمال کا خلاصہ سلوک ہے اور رحمت کا نتیجہ جذب حق ہے جذب پر جو آثار مرتب ہوتے ہیں یعنی فنا اور بقا اب ان کے خواص بیان کرتے ہیں صورت یعنی اعمال جسمی سایہ ہیں اور معنی یعنی روحانی احکام سورج ہے نور بے سایہ تب پڑتا ہے جب فنا کا درجہ حاصل ہو جائے۔

[2] چونکہ۔ آبادی میں در و دیوار کا سایہ نور سے مانع ہوتا ہے جب فنا کا مقام آجاتا ہے اور اوصاف بشری کی زمینیں بالکل مفقود ہو جاتی ہیں تو پھر نور کے لئے سایہ مانع نہیں رہتا۔ خشت۔ جبکہ اینٹ اکھاڑنے سے روشنی حاصل ہوتی ہے تو وہ اینٹ خود ہی فنا ہی ہونی ہو اکھاڑ دینے کے لائق ہے۔ کوہ۔ تجلی کے وقت پہاڑ نے اپنے جسم کو ریزہ ریزہ کر لیا تھا تاکہ وہ تجلی اس کے اندر پہنچ سکے۔

[3] بر بروں۔ جب کوہ طور کے ظاہری حصہ پر تجلی ہوئی تو وہ پارہ پارہ ہو گیا تاکہ نور اندر پہنچ جائے۔ گرسنہ۔ بھوکے کے ہاتھ پر جب روٹی لگتی ہے تو وہ شوق اور حرص سے منہ پھاڑ دیتا ہے یہی حال طور کا ہوا۔ صد ہزاراں۔ جسم بمنزلہ زمین کے ہے جو سایہ کا سبب بنتی ہے اور سورج کے نور سے مانع بن جاتی ہے اور رات ہو جاتی ہے۔ ایں زمیں۔ جسم اور عالم

خانہ[1] تنگ آمد ازیں گہوارہا — طفلکاں راز ود بالغ کُن شہا

ان بالنوں سے گھر تنگ ہو گیا — اے شاہا! بچوں کو جلد بالغ کر دے

ہاں مُکن اے گاہوارہ خانہ تنگ — تا تواندر رَفت بالغ بید رنگ

خبردار! اے گہوارے جگہ تنگ نہ کر — تاکہ بالغ بلا توقف چل پھر سکے

خانۂ گہوارہ را ضیق مدار — تاتواند کرد بالغ اِنتشار

پالنے کے گھر کو تنگ نہ رکھ — تاکہ بالغ پھیلاؤ کر سکے

وسوسہ کہ پادشاہزادہ را پیدا شُد از سببِ استغنا و کشفے کہ

اس وسوسہ کی جو شہزادے میں استغنا اور اس کشف کی وجہ سے ہوا ہوا جو

از شاہ، دلِ اُورا حاصل شُدہ بُود و قصدِ ناشُکری و سَرکشی

اس کے دل میں شاہ کی وجہ سے حاصل ہوا تھا اور وہ شاہ سے سرکشی اور

می کرد، شاہ را از راہِ الہام ازیں خبر شُد و دَش دَرد کرد

ناشکری کا ارادہ کر رہا تھا، شاہ کو الہام کے راستہ کی خبر ہو گئی اور اس کا دل دکھا

رُوحِ اُورا زخمے زَد چنانکہ صورت شاہزادہ را خبر نبُود

اس کی روح کو زخمی کیا ایسے طریقہ پر خبر ہوئی کہ شہزادے کو خبر نہ ہوئی

چوں[2] مسلم گشت بے بیع و شرٰی — از دورنِ شاہ در جانش جرٰی

جب بغیر خرید اور فروخت کے مسلم ہو گیا — شاہ کے باطن سے اس کی جان کے لئے روزینہ

قُوت می خوردے زنورِ جانِ شاہ — ماہِ جانش ہمچو از خورشید ماہ

شاہ کی جان کے نور سے روزی حاصل کرتا — اس کی جان کا چاند، جس طرح چاند سورج سے

راتبہ جانی ز شاہ بے ندید — دَمبدم برجانِ مستش می رَسید

بینظیر شاہ سے روحانی روزینہ — ہر وقت اس کی مست جان کو پہنچتا تھا

آں[3] نہ کش ترسا و مُشرک میخورند — زاں غذائے کش ملائک میخورند

وہ نہیں جو نصرانی اور مشرک کھاتے ہیں — اس غذا سے جس کو فرشتے کھاتے ہیں

اندرونِ خویش استغنا بدید — گشت طُغیانی زاستغنا پدید

اس نے اپنے اندر بے نیازی دیکھی — بے نیازی سے سرکشی رونما ہوئی

کہ نہ مَن ہم شاہ و ہم شہزادہ ام — چوں عِنانِ خود بدیں شہ دادہ ام

کہ کیا میں شاہ اور شہزادہ نہیں ہوں — میں نے اپنے باگ اس شاہ کو کیوں دی ہے؟

---

[1] خانہ۔ ان بچوں کے گہواروں سے گھر میں تنگی ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو جلد بالغ کر دے لِقَولِہٖ فَوَیلٌ لِّقَومٍ فَہُم لَا یَعلَمُونَ۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت دینے کی طرف اشارہ ہے۔ اے گہوارو۔ ان نابالغوں کے مواقع ختم ہو جائیں اور بالغ پھیل کر اپنا کام کریں۔ وسوسہ اس شہزادے کو شاہ چین کے فیوض و برکات سے اپنے کمال کا شبہ ہو گیا اور یہ خیال کرنے لگا کہ اب مجھے شاہ کی خدمت اور تابعداری کی کیا ضرورت ہے اس وسوسہ اور خیال کا یہ نتیجہ ہوا کہ اس سے سب برکات چھن گئیں۔

[2] چوں۔ شہزادہ شاہ سے استفادہ کرنے لگا اور اس کی مجلس میں اس کو روحانی غذا حاصل ہونے لگی۔ قوت۔ وہ اسی طرح شاہ سے مستفید ہو رہا تھا جس طرح چاند سورج سے نور حاصل کرتا ہے۔ راتب۔ اس کو روح کی ایک مقررہ خوراک روزانہ شاہ سے حاصل ہوتی تھی۔

[3] آں نہ۔ وہ غذا نصرانیوں اور مشرکوں کی جسمانی غذا نہ تھی بلکہ ملائکہ کی خوراک روحانی غذا تھی۔ اندروں۔ اس شہزادے نے اپنے اندر ایک بے نیازی دیکھی اور اس بے نیازی سے اس میں شاہ سے ایک سرکشی کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کہ من۔ سرکشی یہ پیدا ہوئی کہ اس نے اپنے بارے میں یہ خیال قائم کر لیا کہ میں شاہ اور شہزادہ ہوں، یعنی باکمال تو دوسرے کے ہاتھ میں اپنی باگ کیوں دوں۔

چوں[1] مرا ماہے برآمد بامَمع
جبکہ میرا روشن چاند طلوع ہو چکا ہے

پس چرا باشم غُلامے را تبع
پھر میں غلام کے تابع کیوں بنوں؟

آب در جوئی منست و وقتِ ناز
میری نہر میں پانی ہے اور ناز کا وقت ہے

نازِ غیر از چہ کشم من بے نیاز
میں بے نیاز دوسرے کا ناز کیوں برداشت کروں

سر چرا بندم چو درد سر نماند
جب درد سر نہیں رہا تو سر کیوں باندھوں

وقت رُوئی زرد و چشمِ تر نماند
تر آنکھ اور زرد چہرے کا وقت نہیں رہا

چوں[2] شکر لب گشتہ ام عارض قمر
جب میں شکر لب اور قمر جیسے رخسار والا ہو گیا ہوں

باز باید کرد دُکّانِ دگر
دوسری دکان کھولنی چاہیے

زیں منی چوں نفس زائیدن گرفت
اس انانیت سے جب نفس پھولنا شروع ہوا

صد ہزاراں ژاژ خائیدن گرفت
لاکھوں بکواسیں بکنی شروع کر دیں

صد بیاباں زاں سوئی حرص و حسد
حرص وحسد سے اس جانب سو بیابان ہیں

تا بد انجا چشمِ بد ہم میرسد
تب بھی اس جگہ نظر بد پہنچ جاتی ہے

بحرِ[3] شہ کہ مرجعِ ہر آب اُوست
شاہ کا سمندر جو ہر پانی کا مرجع ہے

چوں نداند آنچہ اندر سیل و جُوست
وہ اس کو کیسے نہ جانے گا جو بہاؤ اور نہر میں ہے؟

شاہ را دل درد کرد از فکرِ اُو
اس کے خیال سے شاہ کا دل دکھا

ناسپاسیِ عطائے بکرِ اُو
اس کی نئی عطا کی ناشکر گذاری سے

گفت آخر اے خسِ واہی ادب
اس نے کہا آخر اے کمینے اور بدتمیز

ایں سزای دادِ من بُود اے عجب
تعجب ہے میری عطا کی یہ سزا تھی

من چہ کردم باتوزیں گنجِ نفیس
اس عمدہ خزانہ سے میں نے تیرے ساتھ کیا کیا؟

تو چہ کردی با من از خُوئی خسیس
تو نے کمینہ عادت کی وجہ سے میرے ساتھ کیا کیا؟

من ترا مہے نہادم در گتار
میں نے تیری بغل میں ایسا چاند رکھ دیا

کہ غروبش نیست تا روزِ شمار
جس کا قیامت تک غروب نہیں ہے

در جزائے آں عطائے نور پاک
اس پاک نور کی بخشش کے بدلے میں

تو زدی در دیدۂ من خار و خاک
تو نے میری آنکھ میں کانٹا اور خاک جھونکی

من ترا بر چرخ گشتہ نردباں
میں تیرے لئے آسمان کی سیڑھی بنا

تو شدہ در حربِ من تیر و کماں
تو مجھ سے لڑنے میں تیر و کمان بن گیا

[1] چوں مرا۔ جب قلب خود منور ہو گیا ہے تو میں دوسرے کے نور کا جو بمنزلہ غلام ہے کیوں تابع بنوں۔ آب۔ اب میں خود صاحب کمال ہوں تو دوسرے کے ناز کیوں اٹھاؤں۔ سر چرا بندم۔ جب مجھ میں باطنی امراض نہیں ہیں تو پھر معالج میں شیخ کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

[2] چوں شکر لب۔ اب مجھ میں خود باطنی کمالات ہیں مجھے خود مستقل شیخ بننا چاہیے۔ زیں منی۔ جب اس میں یہ خودی اور آنانیت پیدا ہوئی تو لاکھوں بکواسیں بکنے لگا۔ صد بیاباں۔ حرص وحسد سے نظر بد بہت دور تک کام کرتی ہے تہذیب اخلاق کے بعد بھی فساد حال کا اندیشہ ہے۔

[3] بحر شہ۔ شیخ کا دل۔ آب۔ یعنی مریدین۔ عطائے بکر۔ جو فیض شاہ سے پہنچا تھا۔ ہی سی۔ کمزور است۔ گنج نفیس۔ روحانی خزانہ۔ من ترا۔ یعنی میں نے تجھے منور قلب عطا کیا۔ خار۔ یعنی ناسپاسی سے تکلیف پہنچائی۔ نردبان۔ سیڑھی۔

دردِ غیرت آمد اندر شہ پدید
غیرت کا درد شاہ میں رونما ہوا

عکسِ دردِ شاہ اندر وے رسید
شاہ کے درد کا عکس اس کے اندر پہنچا

مُرغِ دولت در عقابش بر طپید
دولت کا پرند اس کے عقاب سے تڑپا

پردۂ آں گوشہ گشتہ بر درید
اس نے اس کنارہ کئے ہوئے کا پردہ چاک کردیا

چوں درونِ خود بدید آں خوش پسر
اس بھلے لڑکے نے جب اپنا باطن دیکھا

از سیہ کاری خود کردہ اثر
اپنی سیہ کاری کا اثر کیا ہوا دیکھا

آں وظیفہ لطف و نعمت گم شدہ
وہ لطف اور نعمت کا روزینہ گم ہو گیا

خانہ شادی او پُر غم شدہ
اس کی خوشی کا خانہ غم سے بھر گیا

باخود آمد اُوز مستیِ عُقار
وہ شراب کی مستی سے ہوش میں آیا

زاں گنہ گشتہ سرش خانہ خمار
اس خطا سے اس کا سر خمار کا خانہ بن گیا

ہر[۲] کہ خود بینی کند در راہِ دوست
جس کسی نے دوست کی راہ میں خود بینی کی

مغز را بگذاشت کُلی دید پوست
اس نے مغز کو بالکل چھوڑا چھلکا دیکھا

دشمنِ من در جہاں خود بیں مباد
خدا کرے میرا دشمن بھی دنیا میں خود بین نہ بنے

زانکہ از خودبیں نیاید جز فساد
کیونکہ خودبین سے سوائے فساد کے کچھ نہیں ہوتا

مے ازاں آمد حرام اندر جہاں
شراب اسی لئے دنیا میں حرام ہوئی

کہ خوری خود بی شوی اندر زماں
کہ اگر تو پیئے فوراً خود بین ہو جاتا ہے

بہتر از خود در تصوّر نایدت
تیرے تصور میں اپنے سے بہتر نہیں آتا

ویں ہمہ از نفسِ خودبیں زایدت
یہ سب خودبین نفس کی وجہ سے تیرے اندر پیدا ہوا

آنکہ با خودی خورد مے باخودست
جو خودی کے ہوتے ہوئے شراب پیتا ہے وہ خودی میں ہے

اینچنیں مے خوار خوار و مُرتدست
ایسا شرابی ذلیل اور مرتد ہے

ہر[۳] کہ با اُومی خورد باشش حلال
جو اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے لئے حلال ہے

وانکہ بے اُو دم زند باشش وبال
اور وہ جو اس کے بغیر کا کام پھرے اس کے لئے وبال ہے

چونکہ با اُومے خورد از جامِ ہُو
جبکہ اس کے ساتھ شراب پیتا ہے اس کے جام سے ہے

چشم بکشایم بہ بینم رُوی اُو
میں آنکھ کھولتا ہوں اس کا چہرہ دیکھتا ہوں

بعدازاں از خود بکلّی بکسلم
اس کے بعد میں اپنے سے بالکل جدا ہو جاتا ہوں

ہم زمے خوردن شود ایں حاصلم
شراب پینے سے میرا حاصل یہ ہے

---

۱ غیرت۔ اس بات پر غیرت آئی کہ اس قدر احسان کے باوجود یہ شہزادہ سرکشی کر رہا ہے۔ مُرغِ دولت۔ یعنی شہزادے کی قلبی کیفیت۔ پردہ۔ یعنی نقاب کا پردہ۔ گوشہ گشتہ۔ شہزادہ جس نے شاہ سے کنارہ کشی کا ارادہ کیا تھا۔ وظیفہ۔ روحانی خوراک جو شاہ سے ملتی تھی۔ عقار۔ شراب یعنی تکبر۔ خمار۔ اعضاء شکنی جو شراب کے نشہ کے اتار کے وقت ہوتی ہے۔

۲ ہر کہ۔ مولانا فرماتے ہیں جو شخص راہِ طریقت میں تکبر کرتا ہے وہ حقیقت سے خالی ہو جاتا ہے۔ دشمن۔ یہ دعا ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔ شراب کی حرمت اس وجہ سے ہوئی کہ اس کو پی کر انسان خود بین بن جاتا ہے۔ بہتر۔ قرآن پاک میں ہے انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء فی الخمر والمیسر اور عداوت و دشمنی کا سبب عموماً خود بینی ہے۔ آنکہ۔ جو شخص اپنی خودی کے ہوتے ہوئے انانیت کی شراب پیتا ہے اور اس پر مستی طاری ہو وہ خود بین اور مردود ہے جیسا کہ شہزادہ تھا۔

۳ ہر کہ بالا۔ جو شخص معیت حق کے ساتھ انانیت کی شراب ہے وہ حلال ہے جیسا کہ اہل اللہ۔ بے او۔ معیت حق حاصل نہ ہو اور پھر انانیت برتے وہ انانیت اس کے لئے وبال ہے۔ چشم بکشایم۔ معیت حق کیساتھ شراب پینے والا یہ کہتا ہے کہ میں جب آنکھ کھولتا ہوں تو اس کی تجلیات نظر آتی ہیں۔ بعدازاں۔ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کے بعد میں بالکل فانی ہوتا ہوں میری شراب نوشی کا یہ خلاصہ ہے کہ میری انانیت بالکل محو ہو جاتی ہے۔

اے[1] کہ می خواہی کہ از خود بگسلی
اے وہ! کہ تو چاہتا ہے کہ اپنے آپ سے جدا ہو جائے

تا کے اندر بندِ ایں جان و دلی
تو کب تک اس جان و دل کی قید میں ہے؟

جاں بجاناں واگزار اے جانِ مَن
اے جان مَن! جان جاناں کے سپرد کر دے

تا بہ بینی یارِ دل رنجانِ مَن
تا کہ تو میرے دل کو ستانے والے یار کو دیکھے

دل بدلدارے دہ و آزاد شُو
دل دلدار کو دیدے اور آزاد ہو جا

غمخورِ اُو باش وازوَے شاد شُو
اس کا غم خوار بن اور اس سے خوش رہ

نفس خود بَرخود مگرداں چیرِ تُو
تو اپنے نفس کو اپنے اوپر غالب نہ بنا

زُود اُورا بازگیر از شیرِ تُو
تو جلد اس کا دودھ چھڑا دے

ہر چہ ہست آں مستیے دارد یقیں
جو چیز بھی ہے وہ یقیناً مستی رکھتی ہے

خواہ شیر و خواہ خمر و انگبیں
خواہ دودھ ہو اور خواہ شراب اور شہد

مستیِ گندم بداں اے آدمی
اے آدمی! گیہوں کی مستی کو جان لے

کہ بکردآں آدمےؑ را اَعجمی
کہ اس نے آدم کو ناواقف بنا دیا

خورد[2] گندم حُلّہ زُو بیروں شُدہ
انہوں نے گیہوں کھایا ان سے لباس علیحدہ ہو گیا

خُلد بروَے بادیہ و ہاموں شُدہ
جنت ان کے لئے دشت اور صحرا ہو گئی

دیدکاں شَربت وُرا بیمار کرَد
اس نے دیکھا کہ اس شراب نے ان کو بیمار کر دیا

زہرِ آں ماو مینہا کار کرَد
اس "ناومن" کے زہر نے کام کر دیا

جان چوں طاؤس در گلزارِ ناز
وہ جان جو ناز کے چمن میں مور کی طرح تھی

ہمچو چُغدے شدُ بویرانہ مجاز
وہ مجاز کے ویرانے میں چغد جیسی ہو گئی

ہمچو آدم دور ماند اُو از بہشت
وہ آدم کی طرح بہشت سے دور رہ گیا

دَر زمیں میراند گاوے بہرِ کشت
جو کھیتی کے لئے زمین میں بیل چلاتے تھے

اَشک[3] میراند اُو کہ اے ہندویِ زاد
.. آنسو بہاتا رہا تھا کہ اے قوی ڈاکو!

شیر را کردی اسیرِ دُمِ گاؤ
تو نے شیر کو بیل کی دم کا قیدی بنا دیا

کردۂ اے نفسِ بدبار و نفس
اے نفس بدسرو مہر! تو نے کی

بیحفاظی بانگِ فریاد رس
بے لحاظی، فریاد رس شاہ کے ساتھ

دام بگزیدی ز حرصِ گندمے
تو نے گیہوں کے لالچ میں جال پسند کیا

برتو شُد ہر گندمِ اُو کژدُمے
تیرے لئے اس کا ہر گیہوں بچھو بن گیا

---

[1] اے کہ ۔ مولانا اس مقام کے حاصل کرنے کے لئے ترغیب دیتے ہیں کہ اگر تو یہ مقام چاہتا ہے تو اپنے دل و جان کی قید سے آزاد ہو جا۔ جانِ۔ اپنا سب کچھ محبوب کے سپرد کر دے تب مشاہدہ ہوگا۔ دل رنجاں۔ یعنی دل میں دردِ عشق پیدا کرنے والا۔ نفس خود۔ اپنے نفس سے مغلوب نہ ہو اور لذتوں سے اس کو محروم کر دے۔ ہر چہ۔ خود بینی کی مستی جس چیز سے بھی پیدا ہو خواہ وہ حلال ہو یا حرام اس کو ترک کر دے۔ مستیِ گندم۔ ہر چیز سے مستی پیدا ہوتی ہے دیکھ حضرت آدم کی مستی گیہوں سے پیدا ہوئی اسی نے ان کو ناواقف بنا دیا اور دھوکا کھا گئے۔

[2] خورد۔ گیہوں کھانے کے بعد حضرت آدم کا لباس ان سے جدا ہو گیا اور وہ جنت سے محروم ہو گئے۔ دید۔ اب اس شہزادے کو محسوس ہوا کہ اس خود بینی کی شراب نے اس کو مریض بنا دیا۔ ماءمنیہا۔ یعنی اس میں جو انانیت اور خودی پیدا ہوئی تھی۔ در گلزار۔ یعنی اس کا عروج۔ ویرانہ۔ ترک کی حالت۔ ہمچو۔ حضرت آدم نے زمین پر آ کر ہل جوتا۔

[3] اشک۔ وہ اپنی حالت پر رویا۔ ہندو۔ چور یعنی نفس۔ زاد۔ قوی یعنی نفس۔ دم گاؤ۔ یعنی جسمانی علائق۔ بادِ نفس۔ جس کے کلام میں کوئی گرمی نہ ہو۔ بیحفاظی۔ یعنی دوسرے کے حق کی حفاظت نہ کرنا۔ حرص گندم۔ یعنی تکبر کا لالچ اور حرص۔

در سَرت آمد ہوائے ما و مَن — قید[1] بیں بر پائے خود پنجاہ مَن
تیرے سر میں ما و من کی ہوا بھری — اپنے پاؤں پر پچاس من کی بیڑی دیکھ لے

نوحہ می کرد ایں نمط بر جانِ خویش — کہ چرا گشتم ضدِ سُلطانِ خویش
وہ اپنی جان پر اس طرح سے نوحہ کر رہا تھا — کہ میں اپنے شاہ کا مخالف کیوں بنا؟

آمد اُو با خویش اِستغفار کرد — با اِنابت چیزِ دیگر یار کرد
وہ ہوش میں آیا اس نے توبہ کی — توبہ کے ساتھ ایک دوسری چیز ساتھ کی

دردکاں از وحشتِ ایماں بُوَد — رحم کُن کاں درد بیدرماں بُوَد
وہ درد جو ایمان کی وحشت سے ہو — رحم کر، کیونکہ وہ درد ناقابل علاج ہے

مَر[2] بشَر را خود مباجامہ درست — چوں رہید از صَبر در حیں صَدر جُست
خدا کرے انسان کا جامہ درست نہ ہو — جب وہ صبر سے بچا اس نے فوراً صدر جگہ تلاش کی

مَر بشر را پنجہ و ناحسن مَباد — کو نہ دیں اندیشہ آنگہ نے سداد
خدا کرے انسان سے پنجہ اور بخل نہ ہوں — کیونکہ وہ اس وقت نہ دین کا خیال کرے گا نہ درستگی کا

آدمی اندر بلا گشتہ بہ است — نفس کافر نعمت ست و گمرہ اَست
مصیبت میں مبتلا انسان بہتر ہے — نفس نعمت کا کافر ہے اور گمراہ ہے

نفس کافر خود ہمی ندہد اماں — گشت طاغی چونکہ فارغ شُد زناں
کافر نفس خود امن نہیں دیتا — جب وہ روٹی سے بے فکر ہوا سرکش بن جاتا ہے

آدمی[3] خود مُبتلا بہتر بُوَد — زانکہ زار و عاجز و مُضطر بُوَد
آدمی خود مبتلا بہتر ہے — کیونکہ وہ ذلیل اور عاجز اور مجبور ہوتا ہے

خطابِ حق تعالیٰ بعزرائیل علیہ السلام کہ تُرا رحم بر کہ بیشتر آمد
اللہ تعالیٰ کا خطاب عزرائیل علیہ السلام کو کہ تجھے ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ کس پر

ازیں خلائق کہ قبضِ جانِ ایشاں کردی و جواب اُو حضرتِ عزت را
رحم آیا جن کی تو نے جان قبض کی اور ان کا حضرت عزت کو جواب

حق بعزرائیل می گفت اے نقیب — بر کہ رحم آمد تُرا از ہر کئیب
اللہ تعالیٰ نے عزرائیل سے فرمایا کہ اے نقیب حق — تجھے سب غمزدوں میں سے کس پر رحم آیا؟

گفت بر جملہ دلم سوزد بدرد — لیک ترسم اَمر را اہمال کرد
انہوں نے کہا میرا دل درد سے سب پر جلتا ہے — لیکن میں حکم کی تعمیل نہ کرنے سے ڈرتا ہوں

[1] قید۔ لباس بیڑی کی وجہ سے سیر الی اللہ رک گئی۔ نوحہ۔ وہ اس بات پر نوحہ کر رہا تھا کہ میں نے بادشاہ کی مخالفت کا کیوں خیال کیا۔ چیز دیگر۔ شاید بادشاہ سے معافی مراد ہو۔ وحشت ایمان۔ ایمان سے کامل ایمان مراد ہے یعنی عرفان اور فیض الٰہی وحشت سے مراد وہ وحشت ہے جو اس کیفیت کے مفقود ہو جانے سے پیدا ہوتی ہے۔ بے درماں۔ یعنی اس کا علاج بہت مشکل ہے۔

[2] مر بشر را۔ جیسے کہ کمال پر خود پسندی اور خود بینی تباہی کا سبب ہے اسی طرح مال پر خود بینی بھی موجب ہلاکت ہے۔ صبر۔ جو مال کی کمی سے حاصل تھا صدر یعنی اپنی بڑائی۔ پنجہ۔ انسان کو جب مال و دولت کی طاقت حاصل ہوتی ہے پھر وہ کچھ نہیں دیکھتا ہے۔ آدمی۔ انسان کے لئے ضرورت سے زیادہ دولت مضر ہے۔ نفس۔ نفس ایک تو خود ہی تباہ کرنے والا ہے جب اس کو مال مل جائے تو پھر تباہی کا کیا پوچھنا ہے۔

[3] آدمی۔ یہ مضمون کے لئے حالت التجا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ ہر کہ۔ نمرود کے قصہ سے یہ بتانا ہے کہ اس کا کمال اور مال موجب زوال بنا۔ نقیب۔ سردار۔ کئیب۔ رنجیدہ۔ امر۔ جان قبض کرتے ہوئے بہت رحم آتا ہے لیکن آپ کے حکم سے مجبور ہو کر کرتا ہوں۔

تا بگویم[1] کاشکے یزداں مرا
یہاں تک کہ میں کہتا ہوں کاش خدا مجھے

در عوض قرباں کند بہرِ فتا
جوان کے بدلے میں قربان کر دے

گفت برّ کہ بیشتر رحم آمدت
فرمایا کہ تجھے سب سے زیادہ کس پر رحم آیا؟

از کہ دل پُر سوز دبریاں تر شدت
تیرا دل کس کی وجہ سے زیادہ جلا اور بھنا؟

گفت روزے کشتی برموجِ تیز
عرض کیا ایک دن تیز موج پر ایک کشتی

من شکستم ز امر تا شد ریز ریز
میں نے حکم سے توڑ دی حتی کہ وہ ریزہ ریزہ ہو گئی

پس بگفتی قبض کن جانِ ہمہ
پھر آپ نے فرمایا سب کی جان قبض کر لے

جز زنے و طفلکے را زاں رمہ
اس گروہ میں سے ایک عورت اور چھوٹے بچے کے علاوہ

ہر دو بر یک تختہ در ماندند
وہ دونوں ایک تختہ پر رہ گئے

تختہ را آں موجہا می راندند
تختہ کو وہ موجیں چلاتی تھیں

چوں بساحل اُو فگند آں تختہ باد
جب ہوا نے اس تختہ کو ساحل پر ڈال دیا

از خلاصِ ہر دوام دل گشت شاد
دونوں کی نجات سے میرا دل خوش ہوا

باز[2] گفتی جانِ مادر قبض کن
پھر آپ نے فرمایا ماں کی جان قبض کر لے

طفل را بگذار تنہا زا مرِ کُن
امر کُن کی وجہ سے بچہ کو تنہا چھوڑ دے

چوں زما در بکسلیدم طفلِ را
جب میں نے بچہ کو ماں سے جدا کر دیا

خود تو میدانی چہ تلخ آمد مرا
آپ جانتے ہیں کہ مجھے کس قدر کڑوا لگا

پس بدیدم دردِ ماتمہائے زفت
پھر میں نے بھاری ماتموں کا درد دیکھا

تلخیِ آں طفل از فکرم نرفت
اس بچہ کی کڑواہٹ میرے فکر سے نہ گئی

گفت[3] حق آں طفلِ را از فضلِ خویش
اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے اپنے کرم سے اس بچہ کیلئے

موج را گفتن فگن در بیشہ ایش
موج سے کہا اس کو ایک جھاڑی میں ڈال دے

بیشہ پُر سوسن و ریحان و گل
ایک ایسی جھاڑی جو سوسن اور ریحان اور گل سے پر تھی

پُر درخت و میوہ دار و خوش اُگل
درختوں سے پر تھی اور میوہ دار اور عمدہ خوراک والی تھی

چشمہاے آب شیرین زُلال
صاف شیریں پانی کے چشموں سے پر تھی

پر و ریدم طفلِ را باصد دلال
میں نے بچہ کو سو نازوں سے پالا

صد ہزاراں مُرغ مُطرب خوش صدا
لاکھوں خوش آواز گانے والے پرندوں نے

اندراں روضہ فگندہ صد نوا
اس باغ میں سینکڑوں آوازیں پیدا کر رہی تھیں

[1] تا بگویم۔ یہاں تک رنج ہوتا ہے کہ بسا اوقات تمنا ہوتی ہے کہ اس کے بدلے میں میری جان لے لی جاتی۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سب سے زیادہ رحم تجھے کس کی جان لینے میں آیا۔ موج تیز۔ تیز دھارا۔ امر۔ آپ کے حکم سے۔ دمہ۔ جماعت۔ چوں بساحل۔ جب وہ بچہ اور اس کی ماں خشکی پر پہنچ گئے تو میں خوش ہوا کہ اب بچ گئے۔

[2] باز گفتی۔ لیکن آپ کا پھر حکم ہوا کہ اب اس بچہ کی ماں کی روح قبض کر لے۔ چوں زما در۔ جب میں نے بچہ کو ماں سے محروم کیا تو آپ کو علم ہے کہ مجھ پر یہ کام کتنا بھاری پڑا۔ پس۔ میرے دل میں حد کی انتہا نہ تھی اور اس کا غم دل سے جدا نہ ہوتا تھا۔

[3] گفت حق۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر میں نے اس موج کو حکم دیا تھا کہ وہ اس بچہ کو ایک ایسی جھاڑی میں پھینک دے جو پھولوں سے بھری ہو اس میں سایہ دار درخت ہوں اور درختوں پر لذیذ پھل لگے ہوں۔ چشمہائے۔ اس میں میٹھے پانی کے چشمے ہوں اس طرح سے میں نے اس بچہ کو سو نازوں سے پالا۔ صد ہزاراں۔ اس جھاڑی میں لاکھوں خوش آواز پرندے اپنی اپنی بولیاں بول رہے تھے۔

بسترش ۱ کردم زبرگِ نسترن — کردم اورا ایمن از صدمہ فتن
میں نے اس کے لئے سیوتی کی پتیوں کا بستر بچھایا — میں نے اس کو فتنوں کے صدمہ سے محفوظ کر دیا

گفتہ من خورشید راگو را مگز — باد را گفتہ برو آہستہ وز
میں نے سورج سے کہہ دیا کہ اس کو گزند نہ پہنچا — ہوا سے کہہ دیا اس پر آہستہ چل

ابر را گفتہ برو باراں مریز — برق را گفتہ برو مگریز تیز
آسمان سے کہہ دیا اس پر بارش نہ برسا — بجلی سے کہہ دیا اس پر تیزی سے مائل نہ ہو

زیں چمن اے دے مبر آں اعتدال — پنجہ اے بہمن بریں روضہ ممال
اے خزاں! اس چمن سے اعتدال نہ لے جانا — اے بہمن! اس چمن پر ہاتھ نہ پھیر

کراماتِ شیخ شیبانِ راعی قدّس اللہ سرّہ العزیز

شیخ شیبان راعی قدس اللہ سرہ العزیز کی کرامات

ہمچوآں شیباں ۲ کہ از گرگ عنید — وقت جمعہ بر رُعا خط می کشید
ان شیبان کی طرح کہ سرکش چیزیے کی وجہ سے — جمعہ کے وقت گلہ پر خط کھینچ دیتے تھے

تابروں ناید ازاں خط گوسپند — نے در آید گرگ و دُزدِ باگزند
تاکہ کوئی بکری اس خط سے باہر نہ نکلے — بھیڑیا اور نقصان رساں چور نہ آئے

برمثالِ دائرہ تعویذ ہود — کاندراں صَر صَر امانِ آل بود
حضرت ہود کے تعویذ کے دائرے کی طرح — جو اس آندھی میں اولاد کی حفاظت تھا

ہشت روزے اندریں خط تن زنید — وز بروں مُثلہ تماشا می کنید
آٹھ دن اس دائرے میں پیٹھ رہو — اور باہر ہاتھ پاؤں کٹنے کا تماشہ دیکھو

بر ۳ ہوا بردے فگندے بر حجر — تا دریدے لحم و عظم از ہمدگر
وہ فضا میں لے جاتی پتھر پر پٹخ دیتی — حتی کہ گوشت اور ہڈی ایک دوسرے سے جدا کر دیتی

یک گروہ را بر ہوا برہم زدے — تاچو خشخاش استخواں ریزہ شدے
ایک گروہ کو فضا میں آپس میں ٹکرا دیتی — یہاں تک کہ ہڈی خشخاش کی طرح چورا چورا ہو جاتی

آں سیاست را کہ لرزید آسماں — مثنوی اندر نہ گنجد شرحِ آں
وہ سزا جس نے آسمان کو لرزا دیا — اس کی تفصیل مثنوی میں نہیں سما سکتی

گر بطبع ایں می کنی اے بادِ سرد — گردِ خط دائرہ آں ہود گرد
اے ٹھنڈی ہوا! تو اپنی طبیعت سے یہ کرتی ہے — تو حضرت ہودؑ کے دائرے کے خط کے گرد چکر کاٹ

۱ بسترش۔ میں نے سیوتی کے پتوں سے اس کا بستر تیار کر دیا۔ نسترن۔ نسرین سیوتی۔ سگر۔ گزیدن کاٹنا ڈسنا۔ گرمای۔ گرائیدن مائل ہونا جھکنا۔ دے۔ ماگھ جو خزاں کا مہینہ ہے۔ بہمن۔ پھاگن۔ ماگھ سے ملا ہوا مہینہ۔ کرامات۔ جس طرح اس بچہ کے بارے میں ہوا کو نقصان نہ پہنچانے کا حکم کر دیا گیا تھا اسی طرح ایک نبی اور ایک ولی کے بارے میں بھیڑیے اور ہوا کو حکم دے دیا گیا تھا کہ وہ نقصان نہ پہنچائیں۔

۲ شیبان۔ یہ بزرگ بکریاں چراتے تھے اور جمعہ کی نماز کو جب شہر جاتے تھے بکریوں کو چاروں طرف حصار کھینچ کر چلے جاتے تھے کوئی بکری اس سے باہر نہ نکلتی تھی اور کوئی بھیڑیا اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ برمثال۔ حضرت ہود نے اپنے گھر والوں کو جمع کر کے ایک حصار کھینچ دیا تھا آندھی کا طوفان اس میں داخل نہ ہوتا تھا۔ مثلہ۔ کافروں کے ہاتھ پاؤں اس ہوا سے کٹ کر گرتے تھے۔

۳ بر ہوا۔ وہ آندھی ان کو فضا میں اڑا کر لے جاتی تھی اور پھر پہاڑ پر پٹخ دیتی تھی جس سے ان کا گوشت پوست بکھر جاتا تھا۔ یک گروہ۔ کچھ لوگوں کو فضا میں باہمی ٹکرا کر پاش پاش کر دیتی تھی۔ آں سیاست۔ ان کو جو سزا ملی اس سے آسمان لرزنے لگا مثنوی میں اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں ہے۔ گر بطبع۔ اگر یہ ہوا کے کام محض اس کی طبیعت اور مزاج سے خود بخود صادر ہوتے ہیں تو ہوا سے کہا اور ذرا حضرت ہود کے دائرے کا تو چکر لگا۔

ورا بحرص ایں می کند گرگ نژند — گو بیا در خطِ راعی کُن گزند

اور اگر غضبناک بھیڑیا حرص کرتا ہے — بعد حضرت شبان راعی کے خط سے مذکور نقصان پہنچائے

اے طبیعی فوق طبع ایں مُلک بیں — یا بیا و محو کُن از مُصحف ایں

اے فلسفی طبیعیات سے اوپر اس ملک کو دیکھ — یا آجا اور قرآن سے یہ مٹا دے

مُقریاں را منع کُن پندے بنہ — یا مُعلّم را بمال و سہم دہ

پڑھنے والوں کو روک نصیحت کر — یا پڑھانے والے کو مال اور ڈرا

عاجزی وخیرہ کایں عجز از کجاست — عجز تو دانی ازاں روز جزاست

تو عاجز اور حیران ہے کہ یہ عاجزی کہاں سے ہے — تو جان لے تیرا عجز قیامت کے دن سے ہے

عجز ہا داری تو در پیش اے لجوج — وقت شد پنہانیاں را نیک خروج

اے جھگڑالو تو عجز ہا عجز درپیش رکھتا ہے — اب پوشیدہ چیزوں کے ظہور کا وقت ہوا ہے

خرم[۲] آنکہ عجز و حیرت قوت اُوست — در دو عالم خفتہ اندر ظلِ دُوست

مبارک ہے وہ شخص جس کی غذا عجز و حیرت ہے — وہ دونوں جہان میں دوست کے سایہ میں سویا ہوا ہے

ہم در اوّل عجز خود را او بدید — مُردہ شد دیں عجائز را گزید

اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو دیکھ لیا — مردہ ہو گیا بوڑھوں کے دین کو اختیار کر لیا

چوں زلیخا یوسفش بروے بقافت — از عجوزی در جوانی راہ یافت

زلیخا کی طرح اس کا یوسف اس پر چمکا — اس نے بڑھاپے سے جوانی کی راہ پائی

زندگی[۲] در مُردن و در محنت ست — آبِ حیواں در درونِ ظلمت ست

زندگی مر جانے اور مجاہدہ میں ہے — آب حیات تاریکی کے اندر ہے

قصہ پروردنِ حق تعالیٰ نمرود را بے واسطۂ مادر و دایہ در طفلی

اللہ تعالیٰ کا نمرود کو بچپن میں بغیر ماں اور دایہ کے واسطے کے پرورش کرنے کا قصہ

حاصل آں رَوضہ چو جانِ عارفاں — از سموم و صَر صَر آمد در اَماں

خلاصہ یہ ہے کہ وہ چمن جو عارفوں کی جان کی طرح تھا — لُو اور آندھی سے محفوظ رہا

یک پلنگے بچۂ نوازادہ بُود — گفتم اُورا شیر دہ طاعت نمود

ایک چیتے نے ایک نیا بچہ جنا تھا — میں نے اس سے کہا دودھ پلا اس نے اطاعت کی

آں روضہ۔ جس جھاڑی میں نمرود کی پرورش ہو رہی تھی وہ عارفوں کی روح کی طرح تھا۔ یک پلنگے۔ اس جنگل میں ایک چیتے کے بچہ پیدا ہوا تھا اللہ نے اس کو حکم دیا کہ وہ نمرود کو اپنا دودھ پلا دیا کرے چنانچہ اس نے ایسا ہی کرنا شروع کر دیا اور وہ نمرود جوان ہو گیا۔

۱ ورحرص۔ اگر بھیڑیے کا پھاڑنا محض اس کا اپنا فعل ہے تو اس سے کہو کہ حضرت شبان کے حصار میں پہنچ کر بکری کو پھاڑے جو ممکن ہے نہ ہو۔ غضبناک۔ اے طبیعی۔ وہ فلسفی جو طبیعات کا ماہر ہے اور اشیاء میں محض طبعی خواص مانتا ہے اس سے کہو کہ عالم طبیعات سے اوپر ایک اور عالم ہے جو اس میں مؤثر ہے جس کو قرآن بتا رہا ہے۔ مصحف۔ قرآن میں یہ قصہ موجود ہے جو حضرت ہود اور مومنوں کی نجات کو بتا رہا ہے۔

۲ عاجزی۔ تو اپنے عجز پر حیران ہے اور اس کی وجہ نہیں سمجھ پا رہا ہے سمجھ لے کہ اصل عجز قیامت کے دن ظاہر ہو گا۔ عجز ہا۔ انسانوں کا عجز تو آگے آئے گا یہ ہے قیامت کے روز ہر چیز کا عجز ظاہر ہو جائے گا اور وہ قیامت بالکل قریب ہے۔ اقترب الساعۃ

۲ خرم۔ پہلے عجز نا نمود کا ذکر تھا اب عجز محمود کا ذکر کرتے ہیں وہ یہ کہ انسان اپنی قدرت اور ارادہ کو بالکل فنا کر دے اور حق تعالیٰ کی رضا کے تابع بن جائے ایسے لوگ جو اس عجز و حیرت کو اپنی غذا بنا لیتے ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں وہ آرام سے اللہ تعالیٰ کے سائے میں سوتے ہیں۔ ہم در اول۔ اس نے شروع ہی میں اپنے عجز کو محسوس کر لیا اور اپنی قدرت و ارادہ کے اعتبار سے مردہ ہو گیا اور اس نے بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کر لیا جس میں عموماً تابعداری اور اعتقاد کو مادہ زیادہ ہوتا ہے حدیث شریف ہے علیکم بدین العجائز۔ تم بوڑھی عورتوں کا دین اختیار کرو۔ از عجوزی۔ اس فنا کے بعد بقا حاصل ہو جائے گی۔

۳ زندگی۔ اصل بقا فنا کے بعد حاصل ہوتی ہے جس طرح آب حیات تاریکی کے بعد آتا ہے قصہ پھر نمرود کی پرورش کے قصہ کا بیان ہو۔

پس بدادش شیر و خدمتہاش کرد
تو اس نے اس کو دودھ پلایا اور خدمتیں انجام دیں

تا کہ بالغ گشت و زفت و شیر مرد
یہاں تک کہ وہ بالغ اور بڑا اور شیر مرد ہو گیا

چوں اِفطامش شد بلفتم با پری
جب اس کا دودھ چھوٹا میں نے بنات سے کہا

نادر آموزید نطق و داوری
کہ بولنا اور حکومت کرنا سکھاؤ

پرورش دادم مر اُورا از اں چمن
میں نے اس کو اس چمن سے ایسا پرورش کیا

کہ بگفت اندر نگنجد ذکر من
کہ میرا تصرف گفتگو میں نہیں سما سکتا

دادہ من ایوب را مہر پدر
میں نے حضرت ایوب کو باپ کی سی نصیحت دی تھی

بہر مہمانی کرماں بے ضرر
کیڑوں کی مہمانی کے لئے بغیر نقصان پہنچانے

دادہ کرماں را بر و مہر ولد
کیڑوں کو ان کے لئے اولاد کی سی محبت دی تھی

بر پدر من اینت قدرت اینت ید
باپ پر مجھے عجیب قدرت عجیب طاقت ہے

مادراں ۳ را مہر من آموختم
میں نے ماؤں کو محبت سکھائی

چوں بود شمعے کہ من افروختم
وہ شمع کیسی ہو گی جو میں نے روشن کی؟

صد عنایت کردم و صد رابطہ
میں نے سو عنایتیں کیں اور سو علاقے

تا بہ بیند لطف من بے واسطہ
تاکہ وہ میری مہربانی بغیر واسطے کے دیکھے

تا نباشد از سبب در کشمکش
تاکہ وہ سبب کی وجہ سے کشمکش میں نہ ہو

تا بود ہر استعانت از منش
تاکہ اس کی ہر مدد میری جانب سے ہو

تا خود از ما ہیچ عذرے نبودش
تاکہ خود اس کو ہماری جانب سے کوئی عذر نہ رہے

شکوہ نبود زہر یار بدش
اس کو کسی برے یار کا شکوہ نہ ہو

ایں حضانت دید بالصد رابطہ
اس نے یہ پرورش سو علاقوں سے دیکھی

کہ بہ پروردم ورا بے واسطہ
کیونکہ میں نے اس کو بے واسطہ پرورش کیا

شکر ۳ اُو آں بود اے بندہ جلیل
اے جلیل بندے اس کا شکریہ وہ ہوا

کہ شد او نمرود سوزندہ خلیل
کہ وہ نمرود حضرت خلیل کو جلانے والا بنا

ہمچناں کیں شاہزادہ شکر شاہ
ایسے ہی جیسا کہ اس شہزادے نے شاہ کا شکریہ

کرد از استکبار و استکشار جاہ
تکبر اور رتبہ کو بڑھانے سے کیا

کہ چرا من تابع غیرے شوم
کہ میں غیر کا تابع کیوں ہوں؟

چونکہ صاحب ملک و اقبالے بوم
جبکہ میں صاحب ملک اور اقبال ہوں

۱ چوں فطامش۔ جب اس نمرود کا دودھ چھڑا دیا گیا تو تربیت اور تعلیم کے جنوں کو مقرر فرما دیا۔ پرورش۔ غرضکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس طرح پرورش کی جو بیان سے باہر ہے۔ دادہ۔ میرے عجیب تصرفات یہ ہیں کہ میں نے ایوب میں ان کیڑوں کے لئے جو کہ ان کے بدن سے غذا حاصل کرتے تھے ایسی محبت پیدا کر دی تھی جیسے کہ باپ کی محبت اولاد سے ہوتی ہے۔ کرماں۔ چنانچہ اگر کوئی کیڑا ان کے بدن سے گر پڑتا تھا تو وہ اس کو اٹھا کر پھر اپنے بدن پر بٹھا لیتے تھے۔ کرماں۔ کیڑے بھی ان سے ایسے مانوس تھے جیسے کہ بچہ باپ سے مانوس ہوتا ہے۔

۲ مادراں۔ ماں کے دل میں اولاد کی محبت کی عجیب شمع روشن ہے۔ صد۔ اس بچہ پر میں نے بلاواسطہ غذا میں پیش کیں جن میں اسباب کو دخل نہ تھا۔ تا نباشد۔ ہم نے نمرود کی بغیر اسباب کے اس لئے پرورش کی تاکہ وہ اسباب اختیار کرنے سے پریشان نہ ہو اس لئے کہ سبب کبھی اپنے مسبب کا ذریعہ نہیں بنتا اور وہ سب کو چھوڑ کر براہ راست ہم سے مدد حاصل کرے۔ تا خود۔ وہ یہ عذر کر سکتا تھا کہ اسباب کی طرف متوجہ سے میں آپ سے غافل ہو گیا اس عذر کو بھی ختم کرنا تھا اور وہ یہ بھی نہ کہہ سکے کہ فلاں یار نے مجھے گمراہ کر دیا تھا۔ حضانت۔ پرورش۔ بے واسطہ۔ یعنی بغیر اسباب کے

۳ شکر او۔ لیکن اس نے سب باتوں کا شکریہ اس طرح ادا کیا کہ وہ نمرود بنا اور حضرت ابراہیم کو اس نے آگ میں ڈالا۔ بندہ جلیل۔ یعنی عزائیل۔ ہمچناں۔ اس نمرود کی یہی بات تھی جو حالت اس شہزادے کی تھی جس نے شاہ کے شکر کی بجائے کفر کیا اور تکبر کرنے لگا۔

لُطفہائے اِشہ کہ ذکرِ آں گذشت — از تبختر بَردلش پوشید گشت

شاہ کی وہ عنایتیں جن کا ذکر گذرا — اکڑ کی وجہ سے اس کے دل پر پوشیدہ ہو گئیں

ہمچناں نمرُود آں اکطاف را — زیر پا نہادہ از جہل و عمٰا

اسی طرح نمرود نے ان مہربانیوں کو — نادانی اور اندھے پن سے پاؤں کے نیچے رکھ دیا

ایں زماں کافر شُد و رَہ میزند — کِبر و دعوئ خدائی می کُند

اب وہ کافر ہوا ہے اور رہ زنی کرتا ہے — تکبر اور خدائی کا دعوئ کرتا ہے

رَفت سُوئے آسمانِ باجلال — باسہ کرگس تا کُند بامَن قتال

پر عظمت آسمان کی طرف چلا — تین گدھ لے کر تاکہ مجھ سے جنگ کرے

صَد ہزاراں طِفلِ بے تلویم رَا — کُشت وَے تایابد ابراہیم را

لاکھوں ناقابل ملامت بچے — اس نے قتل کئے تاکہ حضرت ابراہیم کو پکڑ لے

کہ منجم گفت اندر حُکم سال — زاد خواہد دُشمنے بہرِ قتال

کیونکہ نجومی نے اس سے کہا کہ سال کے حکم کے اندر — ایک دشمن قتال کے لئے پیدا ہو گا

ہیں بکُن دَر دفعِ خصم احتیاط — ہر کہ می زائید می کُشت از خَباط

خبردار! اس دشمن کے دفع کرنے میں احتیاط کر — جو پیدا ہوتا تھا وہ خبط سے اس کو قتل کر دیتا تھا

کوریِ اُو رَست طفلِ وحی کش — ماند خونہائے دگر درما گردنش

اس کے اندھے پن سے بچوں کی کشش کرنے والا چلا گیا — دوسرے خون اس کی گردن پر رہے

از پدر یابید آں مُلک اے عجب — تا غرورش داد ظلماتِ نَسب

وہ سلطنت اس نے باپ سے پائی تھی، تعجب ہے — کہ اس کو نسب کی اندھیریوں نے مغرور کر دیا

دیگراں راگر اُم و اَب شد حجیب — اُو زما یابید گوہرہا بجیب

اگر دوسروں کے لئے ماں اور باپ پردہ بنے — اس نے تو جیب میں موتی ہم سے پائے ہیں

گرگ۳ دَرّندہ است نفس بدیقیں — چہ بہانہ می نہی بَر ہر قریں

یقیناً نفس بد پھاڑنے والا بھیڑیا ہے — تو ہر ساتھی پر کیا بہانہ دھرتا ہے؟

دَر ضلالت ہست صد کل را کلہ — نفسِ زشتِ کفرناکِ پُر سفہ

گمراہی میں سو گنجوں کی ٹوپی ہے — کفرناک بیوقوفی سے پر برا نفس

زیں سبب میگویم اے بندہ فقیر — سلسلہ از گردن سگ بَر مگیر

اسی لئے میں اے فقیر بندے! کہتا ہوں — کتے کی گردن سے زنجیر نہ نکال

---

۱ لطفہائے۔ اس شیرازے کے کفر کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ شاہ کی عنایتوں سے محروم ہو گیا۔ ہمچناں۔ اب نمرود نے بھی اسی طرح پر تمام مہربانیوں کو پاؤں سے روندا۔ ایں زماں۔ اب دیکھا اس کی یہ حالت ہے کہ کافر ہے لوگوں کو دین سے روکتا ہے اور خدائی کا دعوئ کر رہا ہے۔ رفت۔ تین گدھ لے کر آسمان کی طرف چلا تاکہ مجھ سے جنگ کرے۔ صد ہزاراں۔ چونکہ کسی نجومی نے اس سے کہہ دیا تھا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تیری سلطنت کو درہم برہم کر دے گا تو اس نے لاکھوں بچے قتل کرا دیئے تاکہ وہ ابراہیم کو بھی قتل کر سکے۔ بے تلویم۔ یعنی معصوم بچے جن سے کوئی گناہ سرزد نہیں ہوا۔

۲ کہ منجم۔ کسی نجومی نے اس کو بتا دیا کہ ایک بچہ پیدا ہو گا جو تجھ سے جنگ کرے گا۔ خبط۔ خبط، پاگل ماند۔ وحی کش۔ یعنی حضرت ابراہیم۔ تا بد۔ چونکہ ان بچوں کو بغیر قصور کے قتل کرایا۔ از پدر۔ یہ تمام نعمتیں اور سلطنت اس کو براہ راست ہم سے ملی تھیں، باپ سے ورثہ میں نہ ملی تھیں۔ دیگراں۔ ماں باپ کے ذریعہ۔ جن لوگوں کو نعمتیں اور مال و دولت ملتا ہے وہ تو یہ سمجھ سکتے ہیں کہ یہ چیزیں ہمیں ماں باپ نے دیں لیکن اس کو تو یہ چیزیں براہ راست ہم سے ملی تھیں۔

۳ گرگ۔ ماں باپ بیشک ظاہری گمراہی کا سبب بنتے ہیں لیکن دراصل گمراہی کا سبب انسان کا نفس ہے۔ در ضلالت۔ یہی نفس ہے جو انسان کو اپنی برائیاں نہیں دیکھنے دیتا جس طرح گنجے کی ٹوپی اس کے گنج کو چھپاتی ہے۔ سلسلہ۔ لہٰذا اس کتے کے گلے میں مجاہدوں کی زنجیر ڈالے رکھنا چاہیے۔

گر مُعلم گشت ایں سگ ہم سگست — باش ذلت نفسہ کو بدرگست
اور یہ کتا سدھایا ہوا ہو گیا ہے پھر بھی کتا ہے — اس کا نفس ذلیل ہوا بن کر رہ کیوں وہ بدرگ ہے

فرض می آری بجا گر طائفی — بر سُہیلے چوں اَدیم طائفی
تو فرض ادا کر رہا ہے اگر تو چکر کاٹنے والا ہے — سہیل پر، طائف کی نرمی کی طرح

تا سُہیلت وا خرد از ننگِ پوست — تا شوی چوں موزۂ ہم پایِ دوست
تاکہ سہیل تجھے چمڑے کی ذلت سے نجات دیدے — تاکہ تو موزے کی طرح دوست کا ساتھی بن جائے

جُملہ قرآں شرحِ خُبثِ نفسہاست — بنگر اندر مُصحف آں چشمت کجاست
تمام قرآن انفسوں کی خباثت کی شرح ہے — قرآن میں دیکھ لے تیری وہ آنکھ کہاں ہے؟

ذکرِ نفسِ عادیاں کالت بیافت — در قتالِ انبیا مُوئی شگافت
عاد والوں کے نفس کا ذکر جنہوں نے اکلہ پایا — انبیاء کے قتال میں موشگافی کرتے تھے

قرن قرن از نفسِ شوم بے اَدب — ناگہاں اندر جہاں میزد لہب
ہر ہر دور میں بے ادب منحوس نفس کی وجہ سے — اچانک جہان میں شعلہ بھڑکتا ہے

رجوع بداں قصۂ شہزادہ کہ بہ نقصان آمد بداں طُغیان و زخم خورد
اس شہزادے کے قصہ کی جانب رجوع جو اس سرکشی کی وجہ سے نقصان میں پڑا اور اس
از خاطر شاہ و پیش از استکمال فضائل دیگر از دنیا برفت
نے بادشاہ کے قلب سے زخم کھایا اور دوسری فضیلتوں کو مکمل کئے بغیر دنیا سے چلا گیا

قصہ کوتہ کن کہ رایِ نفسِ کور — بُرد اورا بعد سالے سُوی گور
قصہ مختصر کر کہ اندھے نفس کی رائے — اس کو ایک سال بعد قبر میں لے گئی

شاہ۳ چوں از محو شد سُوی وُجود — خشم مرتخیش آں خوں کردہ بُود
شاہ جب محویت سے ہستی کی طرف آیا — اس کا مرخ جیسا قصہ وہ خون کر چکا تھا

چوں بترکش بنگرید آں بے نظیر — دید کم از ترکشش یک چُوبہ تیر
جب اس بے نظیر نے ترکش کو دیکھا — اس نے اپنے ترکش میں ایک چوب تیر کم دیکھا

گفت کو آں تیر واز حق باز جُست — گفت اندر حلقِ اُو آں تیر تُست
اس نے کہا وہ تیر کہاں ہے اور اللہ تعالیٰ سے جستجو کی — فرمایا، اس کے حلق کے اندر تیرا ہی تیر ہے

دیکھی تو خدا کی طرف رجوع کیا اور غصہ کے فرد ہونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت حق نے آگاہ کیا کہ اس شہزادے سے چونکہ بدلہ لے لیا گیا ہے لہٰذا غصہ فرد ہو گیا ہے۔ گفت۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کو ہم نے تیرے غصہ کی وجہ سے فنا کر دیا۔

۱ معلم۔ کتے کو سدھا بھی لیا جائے تو پھر بھی وہ کتا ہی ہے۔ ذلت نفسہ۔ تو اپنے نفس کو ذلیل رکھ۔ فرض۔ لیکن یہ بھی سمجھ لے کہ محض مجاہدے کافی نہیں ہیں بلکہ شیخ کی صحبت کے فرض کی بجاآوری ضروری ہے تو اس کا طواف کرتا رہ تاکہ تو اس سے فیض حاصل کرتا رہے۔ سہیل۔ ستارہ ہے اس کی شعاعوں سے رنگے ہوئے چمڑے میں لطافت آجاتی ہے۔ ادیم۔ رنگا ہوا چمڑا نرم۔ طائفی۔ نجد کے شہر طائف کی نرمی مشہور تھی۔ تا سہیلت۔ سہیل کی شعاعوں سے نرمی کو عمدہ بنا کر اس سے موزے بناتے تھے تو بھی شیخ کی صحبت سے دوست کے پاؤں کا موزہ بن جائے گا۔

۲ جملہ قرآں۔ قرآن میں نفس کی خباثتوں اور ان کی وجہ سے انجام کی تفاصیل مذکور ہیں۔ ذکر نفس۔ قوم عاد کے نفس نے ان کو انبیاء سے جنگ پر آمادہ کیا۔ قرآن۔ ہر زمانہ میں نفس کی خباثت نے دنیا میں آگ لگائی ہے۔

قصہ قصہ خلاصہ یہ ہے کہ شہزادہ نفس کی نحوست سے ایک سال بعد مر گیا۔

۳ شاہ۔ جب شاہ لشکر سے محو کی طرف آیا تو اس کو محسوس ہوا کہ شہزادے میری غصہ کی وجہ سے مر گیا۔ مرخ۔ اس ستارے کو جو اد فلک کہا جاتا ہے نبی اور ولی کا غصہ اللہ تعالیٰ کے غصہ کا سبب بن جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء اولیاء کا بدلہ لیتا ہے وہ بدلہ اللہ کا فعل ہے ہاں اگر نبی یا ولی اپنی ہمت سے ہلاک کرتے تو اس کی طرف وہ فعل منسوب ہوگا یہاں اس شاہ کا غصہ اللہ کے غصہ کا سبب بنا اور وہ شہزادہ اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہلاک ہوا۔ چوں بترکش۔ اب صحو کے بعد جب شاہ نے غصہ کی کیفیت فرد

عَفو ا کرد آں شاہِ دریا دل دلے — آمدہ بُد تیر اُو بَر مقتلے
اس دریا دل شاہ نے معاف کر دیا، لیکن — وہ تیر اس کی قتل گاہ پر لگ چکا تھا

کُشتہ شُد در نوحہ اُو می گریست — اُوست جُملہ ہم کُشندہ ہم ولیست
وہ مارا گیا، وہ اس کے نوحہ میں روتا تھا — وہ سب کچھ ہے، قتل کرنے والا بھی، دل بھی

وَرنہ باشد ہر دو اُو پس جملہ نیست — ہم کُشندہ خَلق و ہم ماتم کُنی ست
اور اگر وہ دونوں نہ ہو، تو وہ سب کچھ نہیں ہے — وہ مخلوق کو مارنے والا اور ماتم کرنے والا بھی ہے

شُکر می کرد آں شہید زَرد خد — کاں بزد بَر جسم و بَر معنی نزد
وہ زرد رو، شہید شکر کرتا تھا — کہ اس نے جسم پر مارا اور روح پر نہ مارا

جسمِ ظاہر عاقبت خود رفتنیست — تا اَبد معنیٰ بخواہد شاد زیست
ظاہری جسم انجام کار، ور جانے والا ہے — ابد تک روح خوش زندہ رہے گی

آں عتاب ا رفت ہم بَر پوست رفت — دوست بے آزار سُوی دوست رَفت
وہ غصہ اگر بیتا، تو بھی کھال پر بیتا — دوست بغیر تکلیف کے دوست کی جانب چلا گیا

گرچہ اُو فتراک شاہنشہ گرفت — آخر از عین الکمال اُورہ گرفت
اگرچہ اس نے شاہ کا فتراک پکڑا تھا — آخرکار نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا

واں سُوم کاہل تر ہر دو بُود — صورت و معنیٰ بکُلّی اُو رُبود
اور وہ تیسرا دونوں سے کاہل تر تھا — اس نے صورت اور معنی سب حاصل کر لیا

دختر و مُلک و خلافت اُو گرفت — می سَزد گر زیں بمانی در شگفت
لڑکی اور سلطنت اور خلافت اس نے لے لی — مناسب ہے، اگر تو اس تعجب میں رہے

من ۳ زطولِ قصہ کشتستم ملوُل — مَن غریقِ بحرِ معنی تو عجول
میں قصہ کی درازی سے ملول ہوں — میں معنی کے دریا میں ڈوبا ہوا ہوں تو جلد باز ہے

وانگہے از ذلّت و عجز و نیاز — یافت مقصُود از کریمِ کار ساز
اور اس وقت ذلت اور عجز اور نیاز مندی کی وجہ سے — اس نے کریم کار ساز سے مقصود پالیا

ا عفو کرد۔ شاہ نے اس کو معاف کیا لیکن قدر الٰہی کا تیر اس کے مقتل پر لگ چکا تھا۔ مقتل۔ وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے موت واقع ہو جاتی ہے۔ کشتہ شد۔ شہزادہ تو مر گیا اور شاہ نے رونا شروع کر دیا اس لئے کہ اگرچہ وہ اس کی موت کا سبب بنا لیکن اس کا ولی اور سرپرست بھی تو وہی تھا تو وہ صاحب تصرف بھی تھا اور ولی مربی بھی۔ ورنہ۔ کمال جب ہے کہ یہ دونوں صفتیں جوں چونکہ وہ شاہ جامع تھا لہٰذا اس میں دونوں صفتیں تھیں اگر صرف تصرف کی طاقت ہو اور اس میں ولایت نہ ہو تو کمال نہیں ہے۔ شکر۔ وہ شہزادہ اس پر خدا کا شکر کر رہا تھا کہ اس غلطی کی سزا صرف جسم نے بھگتی، روح اور ایمان محفوظ رہا۔ جسم ظاہر۔ جسم تو لامحالہ فانی ہے اگر روح مر جاتی تو تباہی تھی۔

۲ آں عتاب۔ غصہ جسم پر پڑا روح، روح اعظم سے جا ملی۔ گرچہ۔ اس شہزادے نے اگرچہ شاہ کو سلوک کا ذریعہ بنایا تھا لیکن نظر بد سے اس نے راستہ بند کر دیا۔ کاہل۔ تحمل، جس نے بڑے بھائی کی طرح نہ وصل میں جلد بازی کی اور نہ منجھلے کی طرح کمال کے دعوے میں جلدی برلی۔ صورت۔ یعنی شاہ چین کی لڑکی اور سلطنت۔ معنی۔ یعنی خلافت باطنی۔ می سزد۔ اس طرح کا تامل نادر ہے جو باعث تعجب ہے۔

۳ من۔ میں اس قصہ کی طوالت سے طول ہوں کیونکہ قصہ کے ہر جزو سے اسرار کی طرف منتقل ہو جاتا ہوں اور معنی میں غرق ہو جاتا ہوں۔ تو عجول۔ تو چاہتا ہے کہ میں جلد صورت قصہ کو بیان کر دوں۔ وانگہے۔ تحمل سے دختر اور سلطنت اور خلافت حاصل کر

ل اور ذلت اور نیاز مندی سے قرب اور قبولیت کی دولت اللہ کارساز سے پائی، یہ مرتبہ صرف اعطاء خداوندی ہے۔

مثل ۱ وصیت کردنِ آں شخص کہ سہ پسر داشت و میراث

اس شخص کی وصیت کی مثال جس کے تین لڑکے تھے اور اس نے

خود را بکاہل ترین پسرداد وبہ قاضی نیز گفت

اپنی میراث سب سے زیادہ کاہل لڑکے کو دی اور قاضی سے بھی کہہ دیا

آں یکے شخصے بوقتِ مرگِ خویش — گفتہ بُد اندر وصیت بیش بیش

اس ایک شخص نے اپنی موت کے وقت — اپنی وصیت میں ' بار بار کہا تھا

سہ پسر بُودش چوسہ سَروِ رَواں — وقفِ ایشاں کردہ اُو جان و رَواں

اس کے تین لڑکے ' سرو رواں جیسے تھے — اس نے ان پر جان اور روح وقف کر دی تھی

گفت ۲ ہرچہ کالہ وسیم و زَرت — آں بَرد زیں ہرسہ کو کاہل تَرست

اس نے کہا کہ جو کچھ سامان اور چاندی اور سونا ہے — وہ لے ' جو تینوں میں زیادہ کاہل ہے

گفت باقضی و بس اندرز کرد — بعدازاں جامِ شراب مرگ خورد

قاضی سے کہا اور بہت نصیحت کی — اس کے بعد اس نے موت کا جام پی لیا

گفت فرزنداں بقاضی کاے کریم — نگذریم از حکمِ اُو ماسہ یتیم

لڑکوں نے قاضی سے کہا اے کریم! — ہم تینوں یتیم اس کے حکم سے درگذر نہ کریں گے

سمع وطاعت می کنیم اُوراست ست — ہرَ چہ اُو فرمودہ بَر مانا فذست

ہم سمع اور اطاعت کرتے ہیں' اختیار اس کا ہے — جو کچھ اس نے کہا ہے وہ ہم پر نافذ ہے

ماچو ۳ اسمٰعیل ز ابراہیم خود — سَر نہ پیچیم ارچہ قرباں می کُند

ہم حضرت اسماعیل کی طرح اپنے ابراہیم سے — سر نہ موڑیں گے اگرچہ وہ قربان کر دے

گفت قاضی ہر یکے باعاقلیش — تا بگوید قصہ از کاہلیش

قاضی نے کہا ہر ایک اپنی سمجھ سے — اپنی کاہلی کا قصہ بیان کرے

تا بہ بینم کاہلیِ ہرَ یکے — تابدانم حالِ ہرَ یک بیشکے

تاکہ میں ہر ایک کی کاہلی کو سمجھ لوں — تاکہ ہر ایک کا حال بے شبہ جان لوں

عارفاں از دو جہاں کاہل تَرند — زانکہ بے شد یار خرمن می بَرند

عارف ' دونوں جہانوں سے بہت کاہل ہیں — کیونکہ بغیر کھیت تیار کئے کھلیان اٹھاتے ہیں

کاہلی را کردہ اَندایشاں سَنَد — کارِ ایشاں راچو یزداں می کُند

انہوں نے کاہلی کو سہارا بنایا ہے — چونکہ خدا ان کا کام کر دیتا ہے

۱ مثل۔ چونکہ تیسرے شہزادے کو کاہل کہا اس مناسبت سے تین کاہلوں کا ذکر فرماتے ہیں کسی کی کاہلی محمود ہے جو امور دنیا میں سے کسی کی کاہلی مذموم ہے جو تعقلی کے کاموں میں ہے۔ آں یکے۔ ایک شخص کے تین لڑکے تھے اس نے مرتے وقت وصیت کی کہ میرا وارث وہ ہے جو سب سے زیادہ کاہل ہو۔ بیش بیش۔ بار بار۔ سرورواں۔ سر کی ایک قسم ہے۔

۲ گفت۔ اس نے وصیت میں یہ کہا کہ میرا وارث اس کو ملے گا جو سب سے زیادہ کاہل ہوگا۔ گفت با قاضی۔ قاضی سے یہ کہہ کر وہ شخص مر گیا۔ گفت۔ لڑکوں نے قاضی سے کہا کہ ہم باپ کی وصیت پر عمل کریں گے۔ دست۔ یعنی اختیار۔ نافذ۔ جاری۔

۳ ماچو اسماعیل۔ حضرت اسماعیل نے ذبح کے معاملہ میں حضرت ابراہیم کی اطاعت کی تھی۔ قاضی۔ قاضی نے سب سے زیادہ کاہل کا اندازہ لگانے کے لئے ان سے کہا اپنی سمجھ سے ہر ایک اپنے کاہل ہونے کا کوئی قصہ سنائے۔ عارفاں۔ مولانا فرماتے ہیں کہ اہل اللہ اپنے توکل سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں وہ اس معاملہ میں سب سے زیادہ کاہل ہیں۔ شد یار۔ وہ زمین جس کو الٹ پلٹ کر تخم ریزی کے لئے تیار کرتے ہیں۔ کاہلی۔ عارفین دنیا کے کاموں میں توکل سے کام لیتے ہیں۔

کارِ[1] یزداں را کمی بینند عام — می نیاسایند از کد صبح و شام
اللہ تعالیٰ کے کام کو عوام نہیں دیکھتے — وہ محنت سے صبح و شام آرام نہیں پاتے

کارِ دنیا راز کُل کاہل ترند — در رہِ عقبیٰ زمہ گومی برند
وہ دنیا کے کام میں سب سے زیادہ کاہل ہیں — آخرت کی راہ میں چاند سے بازی لیجاتے ہیں

ایں گزیند ہر کہ اُو باشد رَشید — ہیں کہ دنیا رفت و عقبیٰ در رسید
اس کو وہی اختیار کرتا ہے جو ہدایت یافتہ ہو — آگاہ! دنیا گئی اور آخرت آ پہنچی

مہتریں را گفت قاضی باز گو — قصہ از کاہلی اے مال جُو
قاضی نے سب سے بڑے کو کہا ' بتا — کاہلی کا قصہ ' اے مال کے طالب!

ہیں زحدِّ کاہلی گوئید باز — تابدانم حدِّ آں از کشفِ راز
ہاں کاہلی کی انتہا ' بیان کرو — تاکہ راز کھلنے سے میں اس کی انتہا سمجھ لوں

ہیں زحدِّ کاہلی شرحے دہید — تابدانم مَن بچہ حد کاہلید
ہاں کاہلی کی حد تفصیل سے بیان کرو — تاکہ میں جان لوں کہ تم کس حد تک کاہل ہو؟

بیگماں[2] خود ہر زباں پَردہ دل ست — چوں بجُنبد پَردہ رُویت حاصل ست
یقیناً ہر زبان خود دل کا پردہ ہے — جب پردہ ہٹ جاتا ہے دیدار حاصل ہو جاتا ہے

پَردۂ کو چک چو یک شرحہ کباب — می بپوشد صورتِ صد آفتاب
چھوٹا پردہ ' کباب کے ایک ٹکڑے جیسا — سو سو رجوں کی صورت کو ڈھانک دیتا ہے

گر بیانِ نطق کاذب نیز ہست — لیک بُوی از صدق و کذبش مخبر ست
اگر گویائی کا بیان جھوٹا بھی ہے — لیکن بو اس کے سچ اور جھوٹ کو بتا دینے والی ہے

آں[3] نسیمے کہ بیاید از چمن — ہست پیدا از سموم گوشن
وہ ہوا جو چمن سے آتی ہے — وہ بھٹی کی لو سے جداگانہ ہے

بُوی صدق و بُوی کذب گول گیر — ہست پیدا در نفس چوں مُشک و سیر
سچ کی بو اور احمق کو پھنسانے والی جھوٹ کی بو — سانس میں مشک کی بو اور لہسن کی طرح ظاہر ہے

بُوی اِخلاص و نفاقِ بے مَزہ — ہست ظاہر ہمچو عُود و اَنگزہ
اخلاص اور بے مزہ نفاق کی بو — اگر اور ہینگ کی طرح ظاہر ہیں

---

[1] کارِ یزداں۔ عوام کی نگاہ میں چونکہ اللہ تعالیٰ کے تصرفات نہیں وہ صبح و شام محنت کرتے ہیں۔ در رہ عقبیٰ۔ عارفین صرف دنیا ہی کے کام میں سست ہیں آخرت کے کاموں میں تیز روی میں چاند سے بڑھے ہوئے ہیں۔ ایں۔ یہ حالت اس شخص کی ہوتی ہے جو یہ سمجھے کہ دنیا جارہی ہے اور آخرت آرہی ہے۔ مہتریں۔ تینوں لڑکوں میں سے سب سے بڑے قاضی نے کہا سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ۔ ہیں۔ دوسروں سے بھی کہا کہ اپنی سب سے زیادہ کاہلی کا قصہ سناؤ تاکہ میں اندازہ لگالوں کہ تم کس کس درجہ کے کاہل ہو۔

[2] بیگماں۔ اب مولانا نے یہ بیان شروع فرمایا کہ بولنے سے انسان کے عیب و ہنر ظاہر ہو جاتے ہیں۔
تا مرد سخن گفتہ باشد — عیب و ہنرش نہفتہ باشد
مولانا نے اسی مضمون پر کتاب ختم کر دی ہے اور تیسرے لڑکے کے قصہ کو پورا بیان نہیں فرمایا۔ چوں بجنبد۔ زبان چلے گی تو دل کے راز ظاہر ہوں گے۔ پردہ کو چک۔ زبان کے پردے میں لاکھوں اسرار چھپے ہوئے ہیں اس پر تعجب نہ کرو چھوٹی سی چیز بڑی چیزوں کو ڈھانپ لیتی ہے آنکھ پر انگلی رکھ دی جائے تو اگر سینکڑوں آفتاب ہوں تب بھی نظر نہ آئیں گے۔ شرحہ۔ ٹکڑا۔ گریبان۔ زبان سے کشف راز ضرور ہو جاتا ہے اگر انسان جھوٹ بھی بولے گا تو وہ پہچان لیا جائے گا اور حقیقت واضح ہو کر رہے گی۔

[3] آں نسیمے۔ انسان چمن کی ہوا اور بھٹی کی ہوا کو پہچان لیتا ہے اسی طرح سچ اور جھوٹ میں امتیاز ہو جاتا ہے۔ بوی۔ سچ اور جھوٹ میں ایسا ہی امتیاز ہے جیسا کہ مشک اور لہسن میں۔ اخلاص۔ اور نفاق کی بو میں ایسا ہی فرق ہے جیسا کہ اگر اور ہینگ کی بو میں۔ انگزہ۔ انگوزہ ہینگ واؤ نسبت کی ہے ذ گوندڑا کو زاء سے اور دال کو ہاء سے تبدیل کر لیا گیا ہے۔

گر ندانی[1] یار را از دہ دِلَہ
اگر تو یار کو منافق سے نہ پہچانے

از مَشام فاسد خود کُن گِلَہ
اپنے خراب دماغ کا گلہ کر

وَر ندانی تو عجوز از شاہدے
اور اگر تو بوڑھی کو معشوقہ سے ممتاز نہ کرے

بیگماں گشت ست چشمت فاسدے
یقیناً تیری آنکھ خراب ہو گئی ہے

وَر توشناسی شکر را از صَبر
اور اگر تو شکر کو ایلوے سے ممتاز نہ کرے

بیگماں شد حسِ ذوقِ تو خَدِر
بیشک تیرے ذوق کا حس بے حس ہو گیا ہے

وَر یکے شُد صَوتِ بُلبل باغُراب
اور اگر بلبل کی آواز کوے کیساتھ ایک ہے

ہست بیشک حسِ سمعِ تو خراب
بیشک تیرے سننے کی حس خراب ہے

وَر یکے گشتت سمور[2] و خار پُشت
اور اگر سمور اور سی تیرے لئے ایک ہو گیا ہے

حسِ لمسِ تُو بتُو بنمود پُشت
تو تیرے چھونے کی حس نے تجھے پشت دکھادی ہے

بانگِ تیزان و شجُاعانِ دلیر
بزدلوں اور دلیر بہادروں کی آواز

ہست پیدا چوں فنِ روباہ و شیر
واضح ہے لومڑی اور شیر کے ہنر کی طرح

چارۂ کارِ حواسِ خویش کُن
اپنے حواس کا علاج کر

وَانگہے راہِ طلب در پیش کُن
پھر طلب کی رہ کو سامنے رکھ

یا زباں ہمچوں سَر دیگیست راست
یا زبان بالکل دیگ کے ڈھکن کی طرح ہے

چوں بجُنبد تو بدانی چہ اَباست
جب وہ سرکتا ہے تو جان لیتا ہے کیا سامان ہے

از بُخارآں بداند تیز ہُش
تیز ہوش اس کی بھاپ سے جان لیتا ہے

دیگِ شیریں راز سکباجِ تُرش
میٹھی دیگ کو کھٹے آش سے

دَست[3] بَر دیگِ نوی چوں زد فتیٰ
جب نوجوان نے نئی ہانڈی پر ہاتھ مارا

وقتِ بخریدن بدید اشکستہ را
خریدنے کے وقت اس نے ٹوٹی ہوئی کو دیکھ لیا

آں یکے پُرسید صاحب دَرد را
کسی ایک شخص نے صاحب درد سے دریافت کیا

گفت دَر چندے شناسی مردرا
اس نے کہا تو انسان کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے؟

گفت دانم مَردرا دَرحیں زپوز
اس نے کہا انسان کو منہ سے فوراً پہچان لیتا ہوں

ورنگوید دانمش اندرسہ روز
اور اگر وہ نہ بولے اس کو تین دن میں پہچان لیتا ہوں

واں دگر گفت ار بگوید دانمش
دوسرے نے کہا اگر وہ بولے تو میں اس کو پہچان لیتا ہوں

ورنگوید دَر سخن پیچانمش
اور اگر نہ بولے تو اس کو بات میں الجھا دیتا ہوں

---

[1] گر ندانی۔ اگر تو دوست اور ہرجائی کی خوشبو میں امتیاز نہیں کر سکتا تو تیرا وہ حاسہ جس میں سونگھنے کی قوت ہے خراب ہے اس کا شکوہ کر۔ دہ دلہ۔ وہ شخص جس کا دل کسی ایک سے وابستہ نہ ہو۔ در۔ اگر تو معشوقہ اور بڑھیا میں امتیاز نہ کر سکے تو اپنی آنکھ کا شکوہ کر۔ ورتو شناسی۔ اگر تو شکر اور ایلوے میں فرق نہیں کر سکتا تو اپنی قوت ذائقہ کی شکایت کر۔ خدر۔ بے حس۔ در یکے شد۔ اگر تو کوے اور بلبل کی آواز میں فرق نہیں کر سکتا تو اپنی قوت سامعہ کی شکایت کر۔

[2] سمور۔ لومڑی کی قسم کا ایک برفانی جانور ہے جس کی کھال سرخ مائل بسیاہی ہوتی ہے اس کے بال بہت نرم ہوتے ہیں اس سے پوستین بناتے ہیں۔ خار پشت۔ سی جس کی کمر پر بڑے بڑے کانٹے ہوتے ہیں۔ تیزاں۔ تیز بمعنی بزدل۔ روطلب۔ یعنی شیخ کی طلب۔ یازبان۔ پنے بان کی دوسری تشبیہ ہے۔ آباسامن۔ سکباج۔ وہ شوربا جس میں سرکہ ہو۔

[3] دست۔ اسی طرح انسان جب کوئی نئی ہانڈی خریدتا ہے تو اس کو بجا کر پہچان لیتا ہے کہ وہ ٹوٹی ہوئی ہو یا سالم۔ آں یکے۔ حقیقت کو پہچاننے میں انسانوں کے مختلف مراتب ہیں ایک شخص نے ایک ہمدرد انسان سے پوچھا تو دوسرے کو کتنی مدت میں پہچان لیتا ہے۔ گفت۔ اس نے کہا اگر وہ بولے تو فوراً پہچان لیتا ہوں اور اگر نہ بولے تو چال ڈھال سے تین روز میں پہچان لیتا ہوں۔ واں دگر۔ دوسرے نے کہا اگر وہ بولا تو پہچان لوں گا اور اگر نہ بولا تو کسی تدبیر سے بولنے پر مجبور کر دوں گا۔

گفت[1] اگر ایں مکر بشنیدہ بُود — لَب بہ بندد در خموشی در رود

اس نے کہا اگر وہ یہ تدبیر سن چکا ہوں — ہونٹ بند کر لے اور خاموشی میں چلا جائے

گفت میرو گوئی تا ہفتم زمیں — تا اَبد پوشیدہ بادم حالِ ایں

اس نے کہا تو کہدے کہ وہ ساتویں زمین تک چلا جائے — مجھ پر قیامت تک' اس کا حال پوشیدہ رہے گا

حالِ یک تن گرندانم چہ شوَد — داند رُو نقصانِ دینم چہ بُوَد

اگر میں ایک شخص کا حال نہ جانوں گا تو کیا ہو جائے گا؟ — اور اس میں میرے دین کا کیا نقصان ہو گا؟

مثل

آنچناں[2] کہ گفت مادر بچّہ را — گر خیالے آیدت در شب فرا

جیسا کہ ماں نے بچہ سے کہا — اگر رات میں کوئی خیال تیرے قریب آئے

یا بگورستان و جائے سہمگیں — تو خیالے زِشت بینی در کمیں

یا قبرستان میں اور خوفناک جگہ میں — تو کسی برے خیال کو کمینگاہ میں دیکھے

دل قوی دار و بکُن حملہ بُرو — اُو بگرداند زتو در حال رُو

دل کو مضبوط کرلے اور اس پر حملہ کر دے — وہ فوراً تجھ سے منہ موڑ لے گا

زانکہ بے ترسے بُویش ہر کہ رفت — آنخیالِ دیووش بگریخت تفت

اس لئے جو بے خوف ہو کر اس کی طرف گیا — وہ شیطان صفت خیال' فوراً بھاگا

گفت کودک باخیالِ دیووش — ایں چنیں گر گفتہ باشد مادرش

بچہ نے کہا' شیطان صفت خیال سے — اگر اس کی ماں نے بھی یہی کہا ہو؟

حملہ آرد اُفتد اندر گردنم — زامرِ مادر پس من آنگہ چوں کنم

وہ حملہ کر دے' میری گردن میں آ پڑے — ماں کے حکم سے پھر اس وقت میں کیا کروں گا؟

تو ہمی آموزیم کہ چُست ایست — آں خیالِ زشت راہم مادر یست

تو مجھے سکھاتی ہے کہ مضبوط کھڑا رہ — اس برے خیال کی بھی کوئی ماں ہو گی

دیو[3] مردم را مُلقِن آں یکے ست — غالب آید گر دو را خصم اند کے ست

انسانوں کے شیطان کو تلقین کرنے والا ایک ہی ہے — اس کی وجہ سے غالب آجاتا ہے اگر چہ لڑنے والا کمزور ہے

تا کدامیں سُوی باشد آں یَراش — اللہ اللہ رَو تو ہم آں سُوی باش

وہ توجہ خواہ کسی طرف ہو — اللہ اللہ' جا تو اسی جانب رہ

---

[1] گفت۔ اس نے کہا اگر وہ تیری اس تدبیر کو پہلے سے سمجھے ہوئے ہو اور نہ بولے تو کیا ہوگا۔ میرو۔ اس نے کہا جا تو اس سے کہدے نہ بولے اور زمین میں دھنس جائے اگر اس کو نہ پہچانوں گا میرا کیا بگڑے گا۔ حالِ یک تن۔ اگر مجھے ایک انسان کا حال معلوم نہ ہو تو میرے دین میں کیا نقصان آجائے گا لہٰذا یہ تیرا سوال ہی لغو ہے۔ مثل۔ ایک اور لغو سوال کی مثال دیتے ہیں۔

[2] آنچناں کہ۔ ماں نے بچہ سے کہا کہ اگر تجھے کوئی ڈراونا خیال آئے یا قبرستان وغیرہ میں یہ خیال ہو کہ ایک خوفناک چیز گھات میں بیٹھی ہو تو دل مضبوط کر کے اس پر حملہ کر دینا وہ فوراً بھاگ جائے گا۔ زانکہ۔ ایسے خیال پر جو بلا خوف حملہ کرتا ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔ گفت کودک۔ بچہ نے کہا کہ اگر اس کی ماں نے بھی اسے یہی بات سمجھائی ہوگی تو وہ آکر میرے گلے میں چپٹ جائے گا جس طرح تو مجھے سمجھا رہی ہے اس خیال کی بھی کوئی ماں ہوگی جس نے اس کو اسی طرح سمجھایا ہوگا۔

[3] دیو مردم۔ مولانا کو خیال آیا کہ اگر شیطان کے بارے میں کوئی ایسا ہی سوال کر بیٹھے جیسا کہ اس بچہ نیاں سے سوال کیا' شیطان کے بارے میں قرآن نے کہا ہے اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطَانٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۔ یعنی شیطان کا قابو ان لوگوں پر نہیں ہے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں یعنی ایمان اور توکل اختیار کرو تو شیطان تم پر غالب نہ آئے گا اب اگر کسی نے یہ سوال کر دیا کہ اگر شیطان کو بھی ایسی ہی تعلیم دیدی گئی ہو تو کیا علاج ہے' مولانا اس کا جواب دیتے ہیں کہ خیال کے ماں بچہ نے جو احتمال نکالا تھا شیطان کے معاملہ میں یہ احتمال نہیں ہے اسلئے کہ یہاں تو سمجھانے والی ایک ہی ذات ہے۔ یراش۔ توجہ۔

گفت[1] اگر از مکر ناید در کلام — حیلہ را دانستہ باشد آں ہمام
اس نے کہا اگر وہ مکر سے بات کرنے میں نہ آئے — وہ بڑا حیلے کو جانتا ہو

سِرِّ اُورا چوں شناسی راست گو — گفت من خامش نشینم پیشِ اُو
تو اس کے راز کو کیسے پہچانے گا! صحیح بتا — بولا' میں اس کے سامنے خاموش بیٹھ جاؤں گا

صبر را سُلّم کُنم سُوئے درَج — تابرآیم برسَرِ بامِ فرَج
درجہ کی جانب صبر کو سیڑھی بناتا ہوں — تاکہ میں کامیابی کے بالاخانہ پر پہنچ جاؤں

ہَست مر ہر صبر را آخر ظفر — ہَست روزی بعدِ ہر تلخی شکر
ہر صبر کا انجام کامیابی ہے — ہر تلخی کے بعد شکر نصیب ہوتی ہے

چوں بجوشد در حضورش از دلم — مَنطقے بیروں ازیں شادی وغم
جب اس کی موجودگی میں میرے دل سے جوش مارتا ہے — کوئی کلام جو اس خوشی اور غم کے علاوہ ہو

من بدانم کو فرستاد آں بمَن — از[2] ضمیر چوں سہیل اندر یمن
میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس نے میرے پاس بھیجا ہے — دل سے جو یمن میں سہیل جیسا ہے

مَن بزرگی وُرا گردن نہم — مِنّتے ہم بردل و بر تن نہم
میں اس کی بزرگی کے لئے گردن جھکا دیتا ہوں — دل اور جسم پر بھی احسان جتاتا ہوں

دَر دلِ مَن ایں سخن زاں میمنہ است — زانکہ از دل جانبِ دل رَوزنہ است
یہ بات میرے دل میں اس کی جانب سے ہے — کیونکہ دل سے دل کی جانب سوراخ ہے

چوں[3] فتاد از روزنِ دل آفتاب — ختم شُد واللہ اَعلَم بالصَّواب
جب دل کے روزن سے سورج ڈھل گیا — ختم ہو گئی اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

خاتمہ لِوَلدہ العارف الکامل المحقق مولانا بہاء الملۃ والدّین قدّس سرّہٗ
ان کے صاحبزادے عارف کامل محقق مولانا بہاء الملۃ والدین قدس سرہ کا اختتام

مُدّتے زیں مثنوی چوں والدم — شُد خمش لفتم وُرا کاے زندہ دم
میرے والد جب ایک مدت تک اس مثنوی سے — خاموش رہے' میں نے ان سے کہا اے زندہ دم!

ازچہ رُو دیگر نمی گوئی سخن — بہرِ چہ بستی درِ علمِ لَدُن
آپ کس وجہ سے اور بات نہیں کر رہے ہیں؟ — علم لدنی کا دروازہ آپ نے کیوں بند کر دیا؟

---

[1] گفت۔ پھر سوال کرنے والے کی حکایت کی طرف رجوع کیا ہے سوال کرنے والے نے کہا کہ اگرچہ وہ تدبیر بھی کام نہ آئے پھر اس کا راز معلوم کرنے کی کیا صورت ہے۔ من خامش۔ اس نے جواب دیا کہ میں صبر سے اس کے سامنے بیٹھا رہوں گا اور صبر کو مقصود کا ذریعہ بناؤں گا۔ ہست صبر کے بعد ظفر اور کامیابی سے ہر تلخی کے بعد شکر ہے یعنی مراقب ہو کر بیٹھوں گا۔ چوں بجوشد۔ اب جو خیالات میرے قلب پر منعکس ہوں گے اگر وہ دنیوی خیالات نہیں ہیں تو میں سمجھوں گا کہ یہ خیالات اس نے میرے دل میں بھیجے ہیں۔

[2] از ضمیر۔ یعنی اس کے قلبی خیالات ہیں۔ سہیل۔ ایک مشہور ستارہ ہے جو بلادِ عرب میں موسم گرما کے آخر میں نظر آتا ہے۔ من بزرگی۔ جب اس کے ضمیر کا میرے دل پر عکس پڑتا ہے تو میں اس کی بزرگی کا قائل ہو جاتا ہوں اور اس کا شکر گزار ہوتا ہوں۔ بدل۔ میں سمجھ لیتا ہوں کہ یہ میرے قلبی خیالات اسی مبارک شخص کے دل سے آئے ہیں اس لئے کہ دل سے دل کی طرف راہ ہوتی ہے۔

[3] چوں فتاد۔ اب لقاء ضامن کا آفتاب میرے دل کے سوراخ سے ڈھل گیا تو اب میں کتاب کو بھی ختم کرتا ہوں اور خدا اپنی حکمتوں کو خوب جانتا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَا وَفَّقَنِی لِاِتْمَامِ ھٰذَا الْکِتَاب۔ ھ حوالی ۷۸ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فِی السَّابِعِ وَالْعِشْرِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَۃِ۔ چہار شنبہ ۲۷ ربیع الثانی ۶۷۸ھ ختم۔ مثنوی میں تیسرے شہزادے کا قصہ ناقص چھوڑ کر مولانائے روم نے مثنوی ختم کر دی ہے مولانا کے صاحبزادے نے یہ خاتمہ لکھ کر اس طریقہ کار کی کچھ وضاحت کی ہے۔ والدم۔ یعنی مولانا جلال الدین رحمۃ اللہ علیہ۔ علم لدن۔ مثنوی کے مضامین میں لدنی علوم ہیں۔

قصہ[1] شہزادگاں نامد بسر — ماند ناسُفتہ دُرِ سومیں پسر
شہزادوں کا قصہ ختم نہ ہوا — تیسرے لڑکے کا موتی ' بغیر بندھا رہ گیا

گفت نطقم چوں شتر زیں پس بخفت — نیستش با ہیچکس تا حشر گفت
فرمایا اس کے بعد میری گویائی اونٹ کی طرح سو گئی — اس کی حشر تک ' کسی سے بول چال نہیں ہے

ہست باقی شرحِ ایں لیکن دروں — بستہ شُد دیگر نمی آید بُروں
اس کی شرح باقی ہے ' لیکن وہ اندر — بند ہو گئی ' اب وہ باہر نہیں آتی ہے

ہمچو اُشتر ناطقہ اینجا بخفت — اُو بگوید مَن دہاں بستم ز گفت
قوت گویائی اس جگہ اونٹ کی طرح سو گئی — وہ (گویائی) کہتی ہے کہ میں نے گفتگو سے منہ بند کرلیا

وقتِ رحلت آمد و جستن زجُو — کُلُّ شَیٍٔ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ
کوچ اور نہر کود جانے کا وقت آ گیا — بجز اس کی ذات کے ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے

باقیِ ایں گفتہ آید بے زباں — در دلِ آنکس کہ دارد زندہ جاں
اس کا بقیہ بغیر زبان کے کہا ہوا آ جائے گا — اس شخص کے دل میں ' جو زندہ جان رکھتا ہے

گفتگو آخر رسید و عُمر ہم — مُژدہ آمد وقت آں کز تن رہم
بات ختم ہو گئی اور عمر بھی — اس وقت کی خوشخبری آ گئی جبکہ میں جسم سے چھوٹوں گا

دَر جہانِ جاں کُنم جولاں ہمے — بگذرم زیں نم در آیم دَریمے
جان کے جہان میں جولانی کروں گا — اس نمی سے گذر جاؤں گا سمندر میں پہنچ جاؤں گا

زانکہ ایں عالم زندہ ست و خوش — از یمے یافت زاں خوب ست و کش
کیونکہ یہ جہان نمی سے زندہ اور خوشنما ہے — اس نے سمندر سے نمی پائی ہے اس لئے اچھا اور خوش ہے

چونکہ جاں در خاک و نم زندہ بُوَد — در جہانِ یم ببیں تا چوں شوَد
جبکہ جان مٹی اور تری میں زندہ ہے — غور کر سمندر کی دنیا میں کیسی رہے گی

یم[3] چو شہرست و چو دروازہ ست نم — نم چو قطرہ داں و بے اندازہ یم
سمندر شہر کی طرح ہے اور نمی دروازے کی طرح — نمی کو قطرے کی طرح سمجھ اور سمندر بے اندازہ ہے

زیں نمی کُو ہمچو جانست اندر آ — دریمِ جاناں کہ تا یابی بقا
اس نمی سے جو جان کی طرح ہے اندر آ — جاناں کے سمندر میں تاکہ تو بقا حاصل کر لے

چونکہ نم از بحرِ جانست ایں طرف — پس زراہِ جاں طلب کُن آں شَرف
چونکہ اس جانب جان کے سمندر کی نمی ہے — تو اس بڑائی کو جان کے راستہ سے طلب کر

[1] قصہ شہزادگاں۔ تینوں شہزادے سے جو شاہ چین کی خدمت میں پہنچے تھے۔ در سومیں۔ یعنی تیسرا سب سے چھوٹا شہزادہ۔ گفت نطقم۔ یعنی والد صاحب نے فرمایا۔ شرح ایں۔ یعنی تیسرے لڑکے کا قصہ۔ ناطقہ۔ قوت گویائی۔ او۔ یعنی قوت ناطقہ۔ جستن زجو۔ یعنی دنیا کی نہر کو پار کرنا۔ باقی ایں۔ یعنی اس قصہ کا بقیہ۔ در دل۔ اب کوئی صاحب باطن ہوگا جس کے دل میں بغیر میرے کہے وہ قصہ آ جائے گا اور وہ اس کی تکمیل کر دے گا۔

[2] مژدہ۔ اب میری موت کی بشارت آ گئی۔ در جہان جان۔ اب میں عالم ارواح میں چلا جاؤں گا اس سمندر کے مقابل ناسوت ایک معمولی نمی ہے۔ زانکہ۔ اس عالم ناسوت میں عالم ارواح کا معمولی سا اثر ہے۔ کش۔ شاد۔ چونکہ۔ یہ روح عالم ناسوت کی خاکہ۔ اور معمولی نمی میں زندہ ہے تو عالم ارواح میں اس کی زندگی کا تم خود اندازہ لگا لو کیسی ہوگی۔

[3] یم۔ یہ عالم ناسوت عالم ارواح اور ملکوت کے شہر کے لئے بمنزلہ دروازے کے ہے اور اس کی اس کے مقابلہ میں قطرے اور دریا کی مثال ہے۔ نمی۔ یہ نمی جان ہے اور سمندر جاناں ہے جان کی بقا جاناں سے اتصال کے اندر ہے۔ چونکہ۔ یہاں جو کچھ ہے وہ روح اعظم کا اثر ہے تو اس روح اعظم سے اتصال پیدا کرنے کی عزت حاصل کر۔

تا تُرا آنجا بَرَد کُو بُودہ اَست — جُستن اندر خاک یَم بیہودہ اَست
تاکہ تجھے اس جگہ لے جائے جہاں وہ ہے — خشکی میں سمندر ڈھونڈنا لغو ہے

جُزوِ ہر خاکے بخاکستاں بَرَد — مَوجِ بحرِ جاں سُوئے جاناں بَرَد
ہر خاک کا جز' خاکستان کی جانب لے جاتا ہے — جان کے سمندر کی لہر جاناں کی طرف لے جاتی ہے

پَس زجاں کُن وَصلِ جاناں را طلب — بے لَب و بے کام می گو نامِ ربّ
جاناں کے وصل کو دل و جان سے طلب کر — بغیر ہونٹ اور بغیر تالو کے خدا کا نام لے

تا رَہی زیں حَبس وایں فانی جہاں — در جہانِ جاں بمانی جاوداں
تاکہ تو اس قید اور اس فانی جہان سے نجات پا جائے — ہمیشہ جان کے جہاں میں رہے

تخمہائے عُمر را دَر شورہ خاک — می بکاری تا شوی آخر ہلاک
عمر کے بیجوں کو' شور زمین میں — تو بو رہا ہے تاکہ بالآخر ہلاک ہو جائے

ایں ۲ چنیں عُمرِ عزیزِ بے بہا — بے عوض ضائع کُنی ہر دم چرا
ایسی قیمتی پیاری عمر کو — تو بغیر عوض کے کیوں ضائع کرتا ہے؟

غَبن می ناید تُرا اے مَرد کار — تا دہی گلزار و گیری خار زار
اے کام کے آدمی! کیا تجھے غبن نہ ہو گا؟ — کہ تو چمن دیتا ہے اور خارستان لیتا ہے

عُمر کاں شُد صرف در دنیا' نماند — خُرم آنکش حق بسُوئے خویش خواند
جو عمر دنیا میں صرف ہوئی' نہ رہی — مبارک ہے وہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی جانب بلا لیا

عُمرِ مَعدودِ شُمردہ چوں دہی — در رہِ حق گرددآں نا مُنتہی
تو جب گنی چنی عمر دیدے گا — اللہ تعالیٰ کی راہ میں وہ لا انتہا ہو جائے گی

بے شمار و بے حَدو بے عَد شَوَد — عُمر وہ روزہ کو در طاعت رَوَد
بے شمار اور بے حد اور ان گنت ہو جائے — وہ دس روزہ زندگی جو بندگی میں بسر ہو

ہیں ۳ تجارت کُن دریں بازار تُو — صد ہزاراں گُل بَر از یک خار تُو
خبردار! تو اس بازار میں تجارت کرنے — تو ایک کانٹے سے بدلے لاکھوں پھول لے جا

از یکے دانہ کہ کاری صد ہزار — دانہ بر گیری ز فضلِ کردگار
تو جو ایک دانہ بوئے لاکھوں — دانہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے حاصل کرے

خود شمار آنجا بُود کاخر بُود — بیشمارست آں طرف کاں سر بُود
شمار وہاں ہوتا ہے جہاں آخر ہو — وہ جانب بے شمار ہے جہاں شدا ہو

---

۱ تا تجھے۔ وہ راستہ تجھے وہاں پہنچا دے گا جہاں روح اعظم ہے' عالم ناسوت میں اس کی جستجو بیکار ہے۔ جزو۔ انسان کا خاکی جسم اس کو قبرستان کی طرف لے جاتا ہے روح اس کو محبوب کی طرف لے جاتی ہے۔ پس۔ روح کو ذکر اللہ میں لگا۔ تا رہی۔ جب تیری روح ذاکر ہو جائے گی تو تجھے ابدی زندگی حاصل ہو جائے گی۔ تخمہای۔ عمر کو جسم کی پرورش میں ختم نہ کر ورنہ تباہ ہو جائے گا۔

۲ ایچنیں۔ عمر جیسی قیمتی چیز کو جسم کی پرورش میں ضائع نہ کر۔ غبن۔ ٹوٹا۔ مرد کار۔ معاملہ کرنے والا' بونے والا۔ گلزار۔ عالم آخرت۔ خار زار۔ دنیا۔ عمر زندگی کا وہ حصہ جو دنیاوی دھندوں میں صرف ہوا وہ ضائع ہوا۔ معدود۔ دنیا کی محدود زندگی کو اگر اللہ تعالیٰ کے لئے خرچ کر دیا جائے تو ابدی زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔

۳ ہیں۔ ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم واموالھم بان لھم الجنۃ۔ صد ہزاراں۔ یعنی جنت۔ یک خار۔ دنیوی متاع۔ از یکے۔ ایک نیکی کا سات گنا ثواب ملتا ہے اور جس کو خدا چاہے وہ زیادہ بھی دیدیتا ہے۔ خود شمار۔ شمار تو دنیوی فانی چیزوں کی ہے آخرت کی نعمتوں کی شمار نہیں۔

سُوئے کلِّ خود رَوانے جُزوِ جدا — از خودی بگذر گریز اندر خُدا

اے علیحدہ جز اپنے کل کی جانب جا — خودی سے گذر جا خدا کی پناہ میں بھاگ جا

در تنِ ہمچو سبُو ہستی چو آب — گفتگو و صلح و جنگت چوں حُباب

تو ٹھلیا جیسے جسم میں پانی کی طرح ہے — تیری گفتگو اور صلح اور جنگ کے بلبلے کی طرح ہے

چوں حُباب ست ایں نقوش و ایں صُور — بر سَرِ آبِ دروں اے نامُور

یہ نقوش اور یہ صورتیں، بلبلے کی طرح ہیں — اے نامور! اندرونی پانی کے اوپر

یا چو کفّے بر سَرِ آبِ دروں — تا شود سِرِّ دروں پیدا بروں

یا اندرونی پانی پر جھاگ کی طرح — تاکہ باطن کا راز باہر ظاہر ہو جائے

از تُف و از کف و از بُوئے قدور — می نماید خور دنہا در تنور

گرمی سے اور جھاگ سے اور ہانڈیوں کی بو سے — تنور میں کھانے کی چیزیں واضح ہو جاتی ہیں

تا کہ شیرینی ویا تُرشی ست آں — می شود ظاہر بر پیر و جواں

کہ وہ شیرینی ہے یا ترشی — بوڑھے اور جوان پر ظاہر ہو جاتی ہے

ہمچنیں از فعل و قولِ مَرد ماں — می شود پیدا کہ چہ سانست جاں

اس طرح انسانوں کے فعل اور قول سے — ظاہر ہو جاتا ہے، کہ جان کیسی ہے

جانِ اُو در مرتبہ چُونست چیست — مُومن ست ویا کہ کافر یا وَلی ست

اس کی جان رتبہ کیسی ہے، کیا ہے — مومن ہے یا کافر، یا ول ہے؟

آب را اندر سبو بے یم مَدار — تا نگردد آبِ شیریں ناگوار

ٹھلیا میں پانی، بغیر سمندر کی مدد کے نہ رکھ — تاکہ میٹھا پانی ناگوار نہ بن جائے

کاب ساکن بے مَدد ناخوش شود — رَنگ و بُوی و طعمِ خوب از وَے رَود

بغیر مدد کے ٹھہرا ہوا پانی برا ہو جاتا ہے — اس میں سے اچھا رنگ اور بو اور مزہ جاتا رہتا ہے

گفت احمدؐ ہر کہ دورُوزش یکیست — ہست مغبون و گرفتارِ شکیست

حضرت احمدؐ نے فرمایا کہ جس شخص کے دو روز یکساں ہوں — وہ ٹوٹے میں اور شک میں گرفتار ہے

بے یقینے می زید در ابلہی — پُر زبادے ہمچو انبانِ تہی

بے وقوفی میں، بغیر یقین کے جی رہا ہے — خالی تھیلے کی طرح ہوا سے پُر ہے

ہر دمے پس میرود از پیش صف — می شود صافیش دُردے ہمچو کف

صف کے آگے سے ہر لحظہ پیچھے جا رہا ہے — اس کا صاف، جھاگ کی طرح کچھ بن رہا ہے

۱ سُوئے کلّ۔ روح اعظم سے اتصال پیدا کر جس کا طریقہ ترک خودی بتلایا ہے۔ حُباب۔ بلبلہ یا جھاگ۔ جسم کی تشبیہ سبو اور روح کی تشبیہ پانی سے دی اب فرماتے ہیں کہ یا جسم کو پانی کے جھاگ سے تشبیہ دیدو۔

۲ از تُف۔ ہانڈی کی گرمی بھاپ اور خوشبو بتا دیتی ہے کہ تنور میں کیا پک رہا ہے۔ سمجھیں۔ اسی طرح انسان کے جسم کا قول و فعل روح کی حالت بتا دیتا ہے۔ جان لو۔ انسان کا قول و فعل روح کے مرتبہ کفر اور ایمان اور ولایت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ آب۔ روح کے پانی کا تعلق روح اعظم کے دریا سے پیدا کر لے ورنہ گڑھے کا ٹھہرا ہوا پانی متغیر ہو جاتا ہے۔

۳ گفت احمد۔ حدیث شریف ہے مَنِ استَوٰی یَوْمَاہُ فَھُوَ مَغْبُوْنٌ جس کے دو دن یکساں ہوں وہ ٹوٹے میں ہے یعنی اس نفع سے محروم ہے جو اس کو دوسرے دن کمانا چاہیے تھا۔ انبان۔ چمڑے کا تھیلا۔ ہر دمے۔ جس کو یقین کا مرتبہ حاصل نہیں وہ تنزل اختیار کرتا رہتا ہے اور دریا سے تعلق نہ ہونے کی وجہ سے اس کی روح کا پانی مکدر ہو جاتا ہے۔

رنجِ اُو ہر لحظہ بد ترمی شود
اس کا رنج ہر لمحہ بدتر ہو رہا ہے

ہر دَمے اُوزِ شت و اَبتری شود
وہ ہر لحظہ برا اور ناقص ہو رہا ہے

سُوئے[1] دوزخ میرودآں رَدِّ باب
وہ مردود بارگاہ' دوزخ کی جانب جاتا ہے

بے عذابِ بحرِ در نار و عذاب
بغیر سمندر کے شیریں پانی کے آگ اور عذاب میں

پیش ازانکہ کارِ تو آنجار سَد
اس سے پہلے کہ تیرا معاملہ وہاں تک پہنچے

ہر دَمے غفلت ترا واپس بَرَد
اور غفلت کا ہر سانس تجھے الٹا لوٹائے

رَو بسُوئے اصلِ خود ہمچوں خلیل
حضرت خلیل کی طرح اپنی اصل کی جانب جا

بگذرا از ستارہ و چرخ چونیل
ستارے سے اور نیل سے جیسے آسمان سے گذر جا

پائے[2] ہمت برخور و بَر ماہ نہ
ہمت کا پاؤں' سورج اور چاند پر رکھ دے

سَر براں ایوان وآں درگاہ نہ
اس بارگاہ اور اس درگاہ پر سر رکھ دے

ایں خُودی را خرج کُن اندر خُدا
اس خودی کو خدا میں صرف کر دے

تانمانی ہمچو ابلیسے جُدا
تاکہ تو شیطان کی طرح جدا نہ رہے

آبِ جاں را ریز اندر بحرِ جاں
جان کے سمندر میں جان کے پانی کو بہا دے

تاشوی دریائے بیحدّ و کراں
تاکہ تو بے حد اور بے ساحل دریا بن جائے

قصہ کوتہ کُن کہ رَفتم در حجاب
قصہ مختصر کر کہ میں پردے میں چلا گیا

ہیں خمش وَاللّٰہُ اَعلَمُ بالصَّواب
ہاں چپ جا اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

شُکر ایں[3] نامہ بعنوانے رَسید
شکر ہے یہ نامہ ایک عنوان کے خاتمہ تک پہنچ گیا

گم نشُد نقد و باخوانے رَسید
نقد' گم نہ ہوا اور بھائیوں کو پہنچ گیا

نردبانِ آسمانست ایں[3] کلام
یہ کلام' آسمان کی سیڑھی ہے

ہر کہ ازایں بَر رَود آید ببام
جو اس کے ذریعہ اوپر جائے گا چھت پر پہنچ جائے گا

نے ببام چرخ کاں اَخضر بُود
آسمان کی چھت پر نہیں جو سبز ہے

بَل ببامے کز فلک برتو بُود
بلکہ اس چھت پر جو آسمان سے اونچی ہے

بام گردوں را ازُو آید نوا
اس کے لئے سامان' گردوں کی چھت سے آتا ہے

گردشش باشد ہمیشہ زاں ہَوا
اسی خواہش سے اس کی ہمیشہ گردش ہوتی ہے

[1] سُوئے دوزخ۔ جس کو ایمان کا مرتبہ حاصل نہیں وہ مردود بارگاہ ہے اور جہنم کی طرف جا رہا ہے۔ پیش۔ اس حالت سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کر لے۔ خلیل۔ حضرت ابراہیم نے ستاروں کی الوہیت کا انکار فرمایا تھا۔

[2] پائے ہمت۔ چاند سورج سب مخلوق ہیں ان سے گذر کر خالق کی بارگاہ میں پہنچ جا۔ ایں خودی۔ فنا حاصل کر جب وصل ہوگا ورنہ شیطان کی طرح جدا رہے گا۔ قصہ۔ اب اس خاتمہ کو ختم کر دو اور چپ ہو جاؤ۔ شکر۔ میرے پاس جو مضامین تھے وہ میں نے اپنے پیر بھائیوں کو پہنچا دیئے۔

[3] ایں کلام۔ مثنوی۔ بہام۔ بام سے آسمان کی بلند سطح مراد نہیں ہے بلکہ بارگاہ خداوندی مراد ہے۔ بام گردوں۔ اس بام کو اسی بام سے خوراک ملتی ہے اور یہ اسی کے عشق میں سرگرداں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِختتامِ مثنویِ مولویِ معنوی

اِفتتاحِ کلام بہ تمہیدِ اختتامِ سراپا احتشامِ مثنویِ معنویِ مولانا جلال الدین رُومی قُدِّسَ سِرُّہ

از حضرت مولانا مفتی الٰہی بخش کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

جذبِ ذوق و شوقِ مولانا حسام[1]
مولانا حسام الدین کے ذوق وشوق کی کشش

پرتوِ خورچوں دَر آبے اُوفتاد
سورج کا عکس جب کسی پانی پر پڑا

اِختتامِ مثنوی آغاز کُن
مثنوی کے خاتمہ کا آغاز کر

میکشد مارا بسوئے اختتام
ہمیں خاتمہ کی جانب کھینچ رہی ہے

آب ' داد آفتابے بے را بداد
پانی نے سورج کی عطا کی داد دی

نامۂ سربستۂ اُم را باز کُن
میرے سربستہ نامہ کو کھول

اِختتامِ مثنوی معنوی
مثنوی معنوی کو خاتمہ تک پہنچانا

رُوحِ. مولانا جلال الدین روم
مولانا جلال الدین رومیؒ کی روح

آں حکایت گُو کہ ناگفتہ بماند
وہ حکایت کہہ جو بغیر کہی رہ گئی

میکشد جاں را بَراہِ مُستوی
جان کو سیدھے راستہ پر کھینچ رہا ہے

مہرِ[2] بُرجِ معرفت ' بحرِ علوم
علوم کے سمندر اور معرفت کے برج کے چاند ہیں

نظم کُن آں دُر کہ ناسُفتہ بماند
اس موتی کو پرو' جو بغیر پرویا رہ گیا

می تراوَد خود بخود از لَبِ سخن
ہونٹ سے خود بخود کلام ٹپک رہا ہے

پرتوے زَد چونکہ برطورِ دلم
جب میرے دل کے کوہ طور پر عکس ڈالا

زُود دَر سلکِ بیاں در کَش دُرا
جلد اس کو لڑی میں پرو

آنچہ خواہی اے ضیاء الدّین بکُن
اے ضیاء الدین! آپ جو چاہیں کریں

گشت نُورانی تنِ آب و گلم
میرا آب و گل کا جسم نورانی بن گیا

در[2] رَسد فیضانِ رُوحانی زما
ہمارا روحانی فیضان ' ضرور ' پہنچے گا

چوں زِمامِ عقلِ من دردستِ تُست
چونکہ میری عقل کی باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

ہر زمانم آں مہ چرخ بریں
بلند آسمان کا وہ چاند ہر لمحہ

چونکہ حدِّ خود ندیدم تن زدم
چونکہ میں نے اپنا مرتبہ نہ دیکھا میں خاموش ہوگیا

ہر کجا خواہی بکش جاں مستِ تُست
جس جگہ آپ چاہیں کھینچ لیں جان آپ سے مست ہے

میزند چشمک ببامِ دل کہ ہیں
بام دل پر اشارہ کرتا ہے کہ ہاں

بَردرش از عُذر سر را مَن زدم
عذر سے میں نے اپنا سر ان کے در پر رکھ دیا

---

[1] حسام۔ حسام الدین۔ اختتام۔ یعنی مثنوی کا خاتمہ لکھنا۔ می کشد۔ یعنی جذب۔ ضیاء الحق الدین۔ ضیا بالحق۔ داد۔ عطا یعنی سورج کا جب عکس پانی پر پڑتا ہے تو پانی بھی اس کو نمایاں کرتا ہے اسی طرح مولانا حسام الدین کی روح کے عکس کو جو میری روح پر پڑا میں نمایاں کررہا ہوں۔ طور۔ کوہ طور۔

[2] مہر۔ یعنی مولانا جلال الدین شریعت اور طریقت کے جامع ہیں۔ مہ۔ یعنی مولانائے روم۔ میزند۔ یعنی مولانا جلال الدین آنکھ سے اشارہ کررہے ہیں کہ مثنوی کا خاتمہ لکھ۔ ناگفتہ۔ یعنی تیسرے شہزادے کا قصہ۔

[3] در رسد۔ بقول مولانا بہاؤالدین کے مولانا رومؒ نے فرمایا تھا (شعر) باقی ایں گفتہ آید بہ زباں پہ در دل عکس کہ دارد نور جاں۔ تن زدم میں خاموش ہوگیا۔

چونکہ قولِ آں ایازِ پاک[1] دید
چونکہ اس پاک نظر ' ایاز کا قول

در نگاہِ دیدۂ دل میں خلید
دل کی آنکھ کی نظر میں چبھ رہا تھا

کاشکنِ امر از گہر دُشوار تر
کیونکہ حکم کا توڑنا موتی کے توڑنے سے زیادہ دشوار ہے

لاجرم بستم بامرِ اُو کمر
لامحالہ میں نے ان کے حکم سے کمر باندھ لی

اے خدا اے قادرِ بیچوں و چند
اے خدا اے بے کم و کیف پر قادر!

رازہا کردی درونِ سینہ بند
تو نے سینہ میں راز بند کر دیے ہیں

سینہ را صندوق سرہا کردۂ
تو نے سینہ کو رازوں کا صندوق بنایا ہے

واندراں مخزوں گہرہا کردۂ
اور اس میں موتی ' خزانہ کر دیے ہیں

ربط دادی سینہ را با سینہ
تو نے سینہ کو سینہ سے ربط دیا ہے

ربطِ ایں آئینہ با آئینہ
جس طرح اس آئینہ کا آئینہ سے ربط ہے

نقشِ ایں آئینہ در دیگر پدید
اس آئینہ کا نقش دوسرے میں ظاہر

کردی از صُنعِ خود اے ربِّ مجید
کر دیا اے رب مجید! تو نے اپنی کاریگری سے

آب از جُوئے بجُوئے می رَوَد
پانی ایک نہر سے دوسری نہر میں جاتا ہے

باز یکسو گشتہ تا دریا رَوَد
پھر اکٹھا ہو کر دریا میں دوڑ جاتا ہے

رَفت چوں در بحرِ آب جُویہا
جب نہروں کا پانی سمندر میں چلا گیا

جُملہ یکذات و یک آبست اے فتا
اے نوجوان! سب ایک ذات اور ایک پانی ہے

باتو رمزے[2] گفتم اے جاں گوش کن
اے جان! سن میں نے تجھ سے ایک رمز کہہ دی

جُملہ تن جاں باش و جاں راہوش کن
مجسم جان بن جا اور جان کو ہوش بنا لے

رَو بسُوئے آں وصیت باز گرد
چل اس وصیت کی جانب پلٹ

ز انتظارآں سہ پسرراَ دل بدرد
ان تین لڑکوں کے دل انتظار سے درد میں ہیں

آغاز داستان بیان کردن آں

ان تینوں لڑکوں کا اپنی کاہلی کو بیان کرنے کی داستان کا آغاز اور سچائی اور صفائی کے ساتھ قاضی سے فیصلہ چاہنا

گفت قاضی کاہلیِ خود شما
قاضی نے کہا تم اپنی کاہلی

سَر بسَر گوئید تفصیلاً بما
پوری پوری تفصیل سے ہم سے کہو

ہر یکے باید کہ گوید حال خویش
ہر ایک کو اپنا حال بیان کرنا چاہیے

تا بدانم کاہلیِ کیست بیش
تاکہ میں سمجھ لوں کس کی کاہلی بڑی ہوئی ہے

در سخن پنہاں ست حال مرماں
انسانوں کی حالت گفتگو میں پوشیدہ ہے

مَرد در زیرِ سخن باشد نہاں
انسان گفتگو میں پوشیدہ ہوتا ہے

حُقّۂ سر بستہ جانِ آدمی[3] ست
انسان کی جانب ایک سر بستہ ڈبہ ہے

باز مفتاحش زبانِ آدمی ست
پھر اس کی کنجی آدمی کی زبان ہے

آدمی را از سخن باشد شناخت
آدمی کو گفتگو سے پہچاننا چاہیے

غیرِ کشتی بر سرِ دریا کہ تاخت
کشتی کے بغیر دریا میں کون دوڑ سکتا ہے؟

اوّلیں گفتا بداں حد کاہلم
پہلے نے کہا میں یہاں تک کاہل ہوں

کاُستاد و تنبلاں را تنبلم
کہ استاد اور کاہلوں کا کاہل ہوں

ہیں تو بشنو حالِ مارا اے سَنی
اے بزرگ! تو ہمارا حال سن لے

بُد شبِ باراں و فقدِ روشنی
بارش کی رات تھی اور روشنی مفقود تھی

برف می بارید دہاراں ز مہریر
برف برستی تھی اور بارش اور جاڑا

عالمے مانندِ یخ بستہ قریر
جہان جمے ہوئے برف کی طرح ٹھنڈا تھا

تشنہ گشتم آتشم پُر دود گشت
میں پیاسا ہو گیا' میری آگ دھوئیں سے بھر گئی

آتشِ باطن بَرد بر کوہ و دَشت
باطن کی آگ پہاڑ اور جنگل میں جا لگی

---

[1] پاک نظر۔ پاک نظر۔ کمر بستہ۔ تیار ہو جانا۔ ربط۔ ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں علوم منتقل ہوتے ہیں جس طرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ میں عکس آجاتا ہے۔ آب۔ وہ علوم جو مولانا نے روم کے سینہ میں تھے وہ میرے سینہ میں آ گئے۔ باز یکسو۔ ان مضامین کا مقصد ایک ہے [2] رمز۔ یعنی مطالب کا اتحاد اور ان کا ایک سینہ سے دوسرے سینہ میں منتقل ہو جانا۔ وصیت۔ باپ نے مرتے وقت وصیت کی تھی کہ سب ترکہ میری اولاد میں سے سب سے زیادہ کاہل کو دیا جائے۔ [3] آدمی۔ یعنی انسان کا باطن مخزن ہے اور زبان کنجی ہے دریا کے اہل کشتی کے ذریعہ معلوم کئے جا سکتے ہیں اسی طرح باطن کا حال زبان سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اہل ظاہر کہتے ہیں اور شریعت اسی کو معتبر مانتی ہے اہل باطن کشف سے بھی باطنی امور معلوم کر لیتے ہیں لیکن کشف دوسرے پر حجت نہیں ہے۔ منی۔ بلند روشن۔ دود۔ یعنی اجرات۔ کوہ و دشت۔ یعنی اعضاء۔

نفس نالاں درپئے آبِ خنک
ٹھنڈے پانی کے لئے نفس نالاں تھا

غالب آمد کاہلی برمَن چُناں
تجھ پر کاہلی ایسی غالب آئی

نفس را بگشند بہرِ نان وآب
روٹی اور پانی کی خاطر نفس کو مارتے ہیں

تنبلی اَم گفت بنشیں سیکنک [1]
میری کاہلی نے کہا' آہستہ بیٹھ (ٹھہر جا)

کہ نکردم جرعہ زاں اندر دہاں
کہ اس کا ایک گھونٹ منہ میں نہ ڈالا

یکدم آبی بُود شاں را شراب
پانی کا ایک گھونٹ ان کے لئے شراب ہے

از گراں جانی بخواب اندر شُدم
میں سستی کی وجہ سے سونے لگا

از عَطَش می مُردم واعضا چو برف
میں پیاس سے مر رہا تھا اور برف جیسے اعضاء نے

نفس کافر را بَس ست از فربہی
کافر نفس کے مٹاپے کے لئے کافی ہے

گشتہ کاہل ' پایِ بربستر زدم
کاہل بن کر' میں بستر پر چڑھ گیا

برد ظاہر را بباطن کردہ صرف
ظاہری ٹھنڈک کو باطن پر صرف کیا

آنکہ بہرِ ہر عَطَش آبش دہی
کہ تو ہر پیاس کے وقت اسے پانی دیدے

خواب نامد اندراں عَطشا نیم
اس پیاسے پن میں مجھے نیند نہ آئی

از پۓ کسالت گفتم ایں بردِ وجود
میں نے کاہلی کی وجہ سے کہا یہ جسم کی ٹھنڈک

نفس سرکش را بسَند ست از قساوَ
قساوت کی وجہ سے سرکش نفس کے لئے کافی ہے

دَمبدم افزود سَر گردانیم
لحہ بہ لحہ میری پریشانی بڑھی

حَرِ باطن عاقبت خواہد رَبو
انجام کار باطن کی گرمی کو دور کر دے گی

کو خورَد آبے بہر رغبت چوگاوَ
کہ وہ ہر خواش کے وقت بیل کی طرح پانی پی لے

آخرش برخاستم بہرِ وضو
بالآخر میں وضو کے لئے اٹھا

کاہلی از آب خوردن منع کرد
کاہلی نے پانی پینے سے روک دیا

اَمر نفسِ خویش را وانی کشاوَ
تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان سمجھتا ہے

قصد کردم جانبِ آب و سُبو
پانی اور ٹھلیا کی جانب میں نے ارادہ کیا

آب در دَست و بدست اسبابِ برد
پانی ہاتھ میں تھا اور ٹھنڈک کے اسباب ہاتھ میں

میبَرد ہر سُو تُرا ایں نفس گاوَ
یہ بیل جیسا نفس تجھے ہر جانب لے جاتا ہے

یادِ من آمد حدیثے از انسؓ
مجھے حضرت انسؓ کی حدیث یاد آ گئی

لیک ازدستم وہاں بَس دُور بُود
لیکن میرا ہاتھ منہ سے بہت دور تھا

کارِ مَرداں کاہلی درکارِ تَن
بہادروں کا کام جسم کے کام میں کاہلی ہے

اَسبغ امر آں رسولِ خوش نفس
اس خوش دم رسول کا حکم کہ وضو مکمل کر

از کسالت کے مرا مقدور بُود
کاہلی کی وجہ سے مجھے قدرت کہاں تھی؟

چا بکی جستن بطاعت در محَن
اور مشقتوں میں فرمانبرداری کیساتھ چستی تلاش کرنا

طالب غُرِّ مُحجل گشتہ زُود
میں فوراً غرِّ محجل کا طالب بن کر

گفت رَمزے گفتہ اَم زاں کاہلی
اس نے کہا میں نے اس کی طرف ایک شارہ کر دیا ہے

باش کاہل بلکہ میرِ کاہلاں
کاہل بن جا' بلکہ کاہلوں کا سردار

در وضو گشتم شتاباں اے وَدود
اے محب! جلد وضو میں لگ گیا

قاضیا تو فہم کُن گر عاقلی
اے قاضی! اگر تو سمجھ دار ہے تو سمجھ لے

از ہمہ تدبیر دنیا اے فلاں
اے فلاں! دنیا کی تمام تدبیروں سے

کردم اِسباغِ وضوزاں آب سَرد
میں نے اس ٹھنڈے پانی سے وضو کی تکمیل کی

زاہداں درکارِ دنیا کاہل اَند
زاہد ' دنیا کے کام میں کاہلی ہیں

کارِ عُقبیٰ میکُند دنیات خُوب
آخرت کا کام' تیری دنیا کو اچھا کر دے گا

سردیِ اُو دست وپا بیکار کرد
اس کی ٹھنڈک نے ہاتھ اور پاؤں بیکار کر دیئے

در اَدایِ بارِ عُقبیٰ کاہل اَند
آخرت کا بوجھ اتارنے میں کاہل ہیں

رَوز راہِ دیں درِ دُنیا بکُوب
جا دین کے راستہ سے دنیا کا دروازہ کھٹکھٹا

---

[1] سیکنک۔ آہستہ۔ اسبغ۔ آنحضورؐ کا حکم ہے وضو مکمل کیا کرو۔ وضو کرنے والے قیامت میں منور چہرے اور منور اعضاء والے ہوں گے۔ غُر۔ اغر کی جمع ہے روشن روو گھوڑا جس کی پیشانی پر سفیدی ہو۔ محجل گھوڑا جس کے پاؤں سفید ہوں۔ از کسالت۔ میں نے سستی کی وجہ سے یہ تصور کر لیا کہ یہ بدن کی ٹھنڈک۔ پیاس کی گرمی کو بجھا دے گی۔ اسباب برد۔ یعنی پانی جس سے پیاس کی گرمی کو رفع کیا جا سکتا تھا۔ کسالت۔ سستی۔ زاہداں۔ یہ صاحب مثنوی کا مقولہ ہے شراب۔ یعنی نفس کشی کے لئے پیاس کے وقت پانی سے ایسا ہی پرہیز کرتے ہیں جیسے کہ شراب سے پرہیز کیا جاتا ہے۔ ۳ آنکہ۔ چونکہ وہ نفس کو موٹا کرنا نہیں چاہتے اور اس کے مٹاپے کے لئے یہی کافی ہے کہ تو اس کی خواہش پر اس کو پانی پلا دے۔ بسند۔ کافی۔ قساوَ۔ دل کی سختی۔ کشاوَ۔ شاہی فرمان یعنی تو اپنے نفس کے حکم کو شاہی فرمان کی طرح واجب الاتباع سمجھتا ہے۔ بمحن۔ مشقتیں۔ کارِ عقبیٰ۔ جو اللہ کے کاموں میں لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دنیا خود سنوار دیتا ہے۔

گفت پیغمبر کہ ہر کس منقطع
پیغمبرؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص انقطاع کر لینے والا

سُوی ما حق شد گشت کارش مجتمع
اللہ کی جانب ہوا اس کا کام مجتمع ہو گیا

سُوی دنیا ہر کہ شد انقطاع
جس کا انقطاع دنیا کی جانب ہوا

گشت تفویضش بدنیا بے نزاع
بلا اختلاف اس کی سپردگی کی دنیا کی طرف ہو گئی

داستان بر سبیل تمثیل کہ اختیارِ کارِ عقبیٰ بر کارِ دنیا اولیٰ ست
مثال کے طور پر ایک داستان کہ آخرت کے کام کو دنیا کے کام پر ترجیح دینا زیادہ بہتر ہے

بُود مردِ صالحے با زُہد و وَرَع
ایک شخص نیک، زاہد اور پرہیزگار تھا

داشت وجہِ قوتِ خود از حرث و زَرَع
جو اپنی روزی کی سبیل کھیت اور کیاری سے کھاتا تھا

بُود یک اُشتر مر اُو را بس حَرُون
اس کا ایک بہت سرکش اونٹ تھا

بارہا بگریختے کردے زبُوں
بارہا بھاگ جاتا، عاجز کر دیتا

اتفاقاً روزِ جمعہ آمد بہ پیش
اتفاق سے جمعہ کا دن آ گیا

اُشترش بگریخت از مرعایِ خویش
اس کا اونٹ اپنی چراگاہ سے بھاگ گیا

واندراں جملہ اُش سقایِ زَرع بُود
اور اس جمعہ کو اس کی کھیتی کو پانی دینا تھا

آبِ نہر آں روز بہرش میکشود
اس روز اس کے لئے نہر کا پانی چالو ہوتا تھا

مَرد حیراں گشت و گفتا یا خدا
مرد حیران ہو گیا اور بولا اے خدا!

نوبتِ سقی آمدہ اکنوں مَرا
اب میری سیرابی کی باری آ گئی

گر سِقایت میکنم اُشتر کجا
اگر میں سیرابی کروں اونٹ کہاں ہے؟

ہم کجایابم نمازِ جُمعہ را
نیز جمعہ کی نماز کہاں پاؤں گا؟

وَر کنم اندر سِقایت من درنگ
اور اگر میں سیراب کرنے میں دیر کرتا ہوں

میشود از بُلبس کارِ زَرع تنگ
تو خشکی کی وجہ سے کھیتی کا معاملہ تنگ ہو جائے گا

بہرِ اُشتر رُو بصحرا گر کنم
میں اگر اونٹ کی خاطر جنگل کا رخ کروں

وز تفحص در بیاباں بر تنم
اور جستجو میں جنگل میں پھروں

پس نماز و زَرع ہر دو میرود
تو نماز اور کھیتی دونوں جا رہی ہیں

وہ نمیدانم کہ عالم چوں شود
ہائے میں نہیں سمجھتا کہ میرا کیا حال ہو گا؟

زیں تردّدہا دلِ اُو شاخ شاخ
اس تردد سے اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے تھا

رہزنِ صد گونہ اَشجاں بُود و راخ
غموں اور درد میں سو طرح گرفتار تھا

عاقبت بعد از تردّد گفت خُوب
انجام کار، تردد کے بعد بولا، ہاں

بہرِ جمعہ رَو درِ حق را بکُوب
جمعہ کے لئے جا اللہ تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا

کیں مَتاعِ باقی وآں فانی ست
کیونکہ یہ باقی رہنے والی چیز ہے اور وہ فانی ہے

دل بفانی بستن از نادانی ست
فانی سے دل وابستہ کرنا نادانی ہے

ابنِ عباسؓ از پیمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن عباسؓ نے پیغمبرؐ سے نقل کیا ہے

ہست جمعہ حجِ مسکینانِ فرد
جمعہ یکتا مسکینوں کا حج ہے

کرد پس تبکیرِ مسجد اختیار
اس نے سویرے سویرے مسجد میں جانا پسند کیا

کش ۳ ثوابِ بدنہ آمد در شمار
کیونکہ شمار کرنے میں اس کے لئے اونٹ کا ثواب آیا ہے

رفتہ در مسجد بحق مشغول شد
مسجد میں جا کر حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو گیا

جملہ زا افکارِ جہاں معزول شد
دنیا کی تمام فکروں سے جدا ہو گیا

با نیازِ دل بصد جزع و خضوع
دل کے نیاز کے ساتھ سینکڑوں خشوع اور خضوع سے

گشت باحق دو سجود و در رُکوع
اللہ تعالیٰ کے لئے سجود اور رکوع میں مشغول ہو گیا

چوں فراغت یافت از وِردو نماز
جب نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوا

مَرد کرد آہنگ خانہ زُود باز
اس شخص نے جلد گھر کی واپسی کا ارادہ کیا

تا دریں دم کارِ دنیا ہم کُند
تاکہ اس وقت، دنیا کا کام بھی کرے

یکزمانے بر مکاسب بر تند
تھوڑی دیر کے لئے کمائی میں مصروف ہو جائے

---

۱ سوی۔ شخص دنیا کے پیچھے پڑتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کی کوئی مدد نہیں فرماتا بلکہ اس کا معاملہ دنیا کے سپرد فرما دیتا ہے۔ حرث۔ کھیتی۔ حرون۔ سرکش۔ سرعی۔ چراگاہ۔ ۲ شاخ شاخ۔ پارہ پارہ۔ اشجان۔ غموں کی جمع ہے غم۔ راخ۔ زاء و غم۔ ابن عباسؓ۔ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے نقل فرمایا ہے کہ جس کے پاس حج کے اخراجات نہ ہوں اس کو اللہ تعالیٰ جمعہ میں حج کا ثواب عطا فرما دیتا ہے جمعہ اور حج اس اعتبار سے یکساں ہیں کہ دونوں میں مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ تبکیر۔ کام کو صبح سویرے کرنا۔ فرد۔ یعنی وہ مسکین جو مال سے اکیلے ہیں۔ ۳ کش۔ حدیث شریف میں ہے جو صبح سویرے جامع مسجد میں پہنچتا ہے اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے۔ بدنہ۔ قربانی کا اونٹ۔ [illegible] کمائی کے ذرائع۔

دید اُشتر برمناخش[1] بستہ است
اس نے دیکھا اونٹ اپنے باڑے میں بندھا ہے

پس غریب و عاجز و تن خستہ است
بہت تھکا ہوا اور عاجز اور زخمی بدن ہے

گفت زن را ایں شتر چوں آمدہ
اس نے بیوی سے کہا' یہ اونٹ کیسے آیا؟

گفت ایں را خستہ آوردہ دَدَہ
اس نے کہا اس کو درندہ زخمی کر کے لایا ہے

در پے اُو گرگِ زفت اُفتادہ بُود
موٹا بھیڑیا اس کے پیچھے پڑا تھا

تا بدینجا ایں خروں را رہ نمود
حتی کہ اس سرکش کی یہاں تک رہنمائی کردی

مرد را ہر مُو زبان شکر گشت
مرد کا ہر ہر رونگٹا شکر کی زبان بن گیا

مرد کام ہر ہر رونگٹ شکر گشت
کہ اس اونٹ کو خدا جنگل سے لایا ہے

کایں شتر را حق بیاورد و زدشت
اب مجھے کھیتی کی جانب جانا چاہیے

بایدم حالا بسوئے زرع رفت
تا کہ فوراً اپنی کھیتی کو پانی دے لوں

تا بہم پے بکشتِ خویش تفت
جس کا کل تیرے ہاتھ میں نہ آئے

تا کہ فوراً اپنی کھیتی کو پانی دے لوں
ہیں تو مگداز اے برادر جُودِ اُو

آنچہ ناید کلِّ آں در دستِ تُو
خبردار! اے بھائی! اس کے جز کو نہ چھوڑ

جس کا کل تیرے ہاتھ میں نہ آئے
آخرش شُد سُوئے کشت خود دواں

ہیں تو مگداز اے برادر جُودِ اُو
بالآخر وہ اپنی کھیتی کی جانب دوڑا

خبردار! اے بھائی! اس کے جز کو نہ چھوڑ
دید خوش سبز و دراں آبے رواں

آخرش شُد سُوئے کشت خود دواں
اس نے بہت سبزہ دیکھا اور اس میں پانی جاری تھا

در تعجب آمد آں مردِ خدا
وہ مرد خدا تعجب کرنے لگا

گفت مرد خدا تعجب کرنے لگا
کیں زراعت را چگونہ شُد سقا

کہ اس کھیتی کی کس طرح سیرابی ہوئی؟

نیست در ہمسایہ احساں آنقدر
پڑوسی میں اس قدر احسان نہیں ہے

کو دہد آں آب را ایں سُو گذر
کہ وہ پانی کو اس جانب گذرنے دے

آخرش پرسید از جارِ عقار[2]
بالآخر اس نے زمین کے پڑوسی سے پوچھا

کایں زراعت را کہ آورد آبشار
کہ اس کھیتی میں پانی کا چشمہ کون لایا؟

گفت حقا کہ عجب کارِ شگرف
اس نے کہا' یقیناً عجیب معاملہ ہے

خود بخود گردید ایں سُو آب صَرف
پانی خود بخود اس جانب پھر گیا

آب را میراندم اندر کشتِ خویش
میں اپنی کھیتی میں پانی چلاتا تھا

آں رواں می شُد بزرعت پیش پیش
وہ آگے آگے تیری کھیتی میں جاتا تھا

منع میکردیم و پُشتہ میزدیم
میں روکتا تھا اور پشتہ باندھتا تھا

چوں ندیدم حاصلے عاجز شدیم
جب میں نے کوئی نتیجہ نہ دیکھا میں عاجز آ گیا

حکمِ حق ایں آب در کشتِ تُو راند
اس پانی کو اللہ کے حکم نے تیری کھیتی میں چلا دیا

مرد شاداں گشت و الحمدے بخواند
مرد خوش ہو گیا اور الحمد پڑھی

ہر کہ کارِ دیں کُند دنیا دوں
جو شخص دین کا کام کرتا ہے' کمینی دنیا

بر سرش ریزد زبون و سرنگوں
عاجز اور سرنگوں ہو کر اس کے سر پڑتی ہے

در بدنیا سر فرو آرد زشک
اور اگر شک سے دنیا کی جانب سر جھکاتا ہے

لایُبالی اللّٰہُ فی وادٍ ھلک
اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتا کہ وہ کس وادی میں ہلاک ہوا

زیں سبب فرمود احمد مجتبےٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا

کہ اتتک راغماً مِن نفسِھا
کہ وہ تیرے پاس ذلیل ہو کر خود آئے گی

در بیانِ ایں شنو یک داستاں
اس کے بیان میں ایک داستان سن لے

کاپنجمیں باشد طریقِ داستاں[3]
کہ پنجوں کا راستہ ایسا ہوتا ہے

حکایت درسیانِ حالِ آں درویش
اس درویش کے حال کے بیان میں حکایت

کہ از دنیا عزلت گزیدہ بُود و دنیا
جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کر لی تھی

رُو بدُو آورد و سُویش دوید ہر
اور دنیا نے اس کا رخ کیا اور اس کی جانب

چند کہ اُو پاکشید بیشتر رسید
دوڑی جتنا وہ پیچھے ہٹا وہ آگے آئی

بُود درویشے بسے صاحب دلے
ایک درویش بہت صاحب دل تھا

در رہِ حق چُست و چابک کاملے
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پورا چست اور تیز تھا

رُوز ایں وآں خلقاں تافتہ
مخلوق کے اس اور اس سے اس نے منہ موڑ لیا تھا

جاں بتار و پُودِ وحدت بافتہ
جان کو وحدت کے تانے بانے سے بنا تھا

خلق را بگذاشت در غارے نشست
اس نے مخلوق کو چھوڑا' ایک غار میں بیٹھ گیا

در برُوئِ خلق و عالم جملہ بست
مخلوق اور جہاں پر دروازہ بند کر لیا

در فضائے تیہ و صحرائے بعید
تیہ کی فضا اور دور جنگل میں

قُرب یزداں را بخاطر بر گزید
اللہ تعالیٰ کے قرب کو دل میں پسند کر لیا

---

[1] مناخ۔ اونٹوں کا باڑہ۔ دددہ۔ درندہ۔ آخرش۔ اس حال کا اخیر۔ عقار۔ سیرابی۔ ہمسایہ۔ یعنی پڑوس کی زمین کا مالک۔ جار۔ پڑوسی۔ جعفار۔ زمین۔ شگرف۔ عجیب۔ صرف۔ فریق۔ ہر کہ۔ جو دنیا کو حقیر جانتا ہے ذلیل و خوار ہو کر خود اس کے سامنے آتی ہے۔ زشک۔ یعنی اس کو اللہ پر بھروسا اور یقین نہ ہو۔ [2] داستان۔ یعنی جانداروں کا حال۔ ایں وآں۔ یعنی لوگوں کا مال و دولت۔ تافتہ۔ پھیر دیا۔ کپڑے کا تانا بانا۔ در۔ یعنی وہ لوگوں سے منہ پھیرتا تھا۔ تیہ۔ میدان کوہ جنگل۔

بُود در صحرا یکے غارِ نہاں — فصلِ وصل آمد بُرش پیوند گشت — ہمچو پرکارے ہمیشہ در ذہاب
جنگل میں ایک چھپا ہوا غار تھا — فراق اصل بنا ' جدائی جوڑ بنی — تو پرکار کی طرح ہمیشہ چلنے میں ہے
مختفی گردید عارف اندراں — شہر ویرانہ ست معمورست دشت — لیک یک جا ماندۂ بے انقلاب
عارف اس میں چھپ گیا — شہر ویرانہ ہے ' جنگل آباد ہے — لیکن بغیر جگہ بدلے تو ایک جگہ پڑا ہے
بُرنمی آمد ازاں در ہیچ گاہ — نعلِ ۲ معکوس ست جملہ ایں جہاں — سالہا ۳ کردی نماز و روزہ را
اس میں سے کسی وقت برآمد نہ ہوتا تھا — یہ دنیا سب الٹا نعل ہے — تو نے سالوں نماز اور روزہ ادا کیا
گر کہ اغراض ۱ ضروری گاہ گاہ — تانہ پے ہرگز برد کس رایگاں — نورآں صوم و صلوٰۃ تو کجا
کبھی کبھی ' ضروری غرضوں کے سوا — تاکہ خواہ مخواہ ' کوئی پتہ نہ لگائے — تیری اس نماز اور روزے کا نور کہاں ہے؟
در حرا ہمچوں نبی بگرفت جا — جِدّ و کوشش شرطِ راہِ دوست ست — جملہ عُمرت در عباداتہا گذشت
اس نے جگہ پکڑلی جس طرح نبیؐ نے غارِ حرا میں — دوست کے راستہ کی شرط جدوجہد ہے — تیری تمام عمر عباداتوں میں گذری
دل غدیدہ از جہانِ بے وفا — جاھدُوا مغزست باقی پوست ست — ہانچہ اوّل بُود حالِ دل نگشت
بے وفا دنیا سے دل برداشتہ ہو کر — انہوں نے کوشش کی' مغز ہے بقیہ چھلکا ہے — دل کا حال جو پہلے تھا وہ نہ بدلا
بعد ہفتہ قُوتِ اُو برگِ شجر — سخت باریگ ست راہِ آں حبیب — گر کنی عادت بہ تیر و یا بہ تیغ
اس کی خوراک ایک ہفتہ کے بعد درخت کے پتے ہوئے — اس دوست کا راستہ بہت تنگ ہے — اگر تو تیر یا تلوار کی عادت ڈالتا ہے
کمترک خُور دے نخفتے تا سحر — کے رود بر استقامت جُز لبیب — ازحذ اقتحامات خلقے درد ریغ
تھوڑے سے کھاتا ' صبح تک نہ سوتا — عقلمند کے سوا سیدھائی کے ساتھ کون جاسکتا ہے؟ — تیری مہارتوں سے مخلوق تعجب کرتی ہے
مُدّتے زانساں دراں صحرا و دشت — ہست عقبات اندریں راہِ گراں — تا چہل سال ایں عبادت کردۂ
اس صحرا اور دشت میں ایک زمانہ تک اسی طرح — اس سخت راستہ میں گھاٹیاں ہیں — تو نے چالیس سال یہ عبادت کی
آں غزال را دیں آوارہ گشت — طے نگردد بے قلاوز اے فلاں — تاکنوں حرص و ہوا را بردۂ
دین کی راہ کا یہ ہرن آوارہ پھرتا رہا — اے فلاں! بغیر رہنما کے طے نہ ہوں گی — تو اب تک حرص اور خواہش نفس کا غلام ہے
داندراں آوارگی تعمیر بُود — زیں سبب فرمُود آں شاہِ شفیق — چوں نمازت فحش و مُنکر را نمُرد
اور اس آوارگی میں تعمیر تھی — اسی لئے اس مہربان شاہ نے فرمایا ہے — جب تیری نماز نے فحش اور برائی کو جدا نہ کیا
گونہ گونہ نور راتیسیر بُود — کالرَّفیق اوّل بُود ثُمَّ الطَّریق — داں کہ در خمِ تو خالص ہست دُرد
قسم قسم کے انوار کی سہولت تھی — کہ سفر کا ساتھی پہلے ہے بعد میں راستہ ہے — سمجھ لے کہ تیرے مٹکے میں خالص تلچھٹ ہے
ہرکہ بُرد زیں جہاں آنسو رود — رہبرے جُوتا روی تو راہِ راست — چوں زہیبت زوٗ عنِ الفحشا بُود
جو اس دنیا سے کنارہ ہے اس جانب جاتا ہے — کوئی رہبر تلاش کرلے تاکہ تو سیدھا راستہ چلے — جبکہ اس وجہ سے تیرا فحش سے رکاؤ نہ ہو
فصلِ ایجا و وصلِ عقبیٰ میشود — ورنہ در وَہ بس مغاک و چاہ ہاست — منتہی ست اُو زانکہ رجعت میشود
اس جگہ دنیا سے علیحدگی آخرت کا وصل بن جاتی ہے — ورنہ راستہ میں بہت سے گڑھے اور کنویں ہیں — وہ تجھے آگاہ کرنیوالا ہے کہ واپسی ہو رہی ہے

---

۱ اغراض ضروری۔ یعنی قضاء حاجت وغیرہ۔ حرا۔ مکہ کا مشہور پہاڑ ہے جس کے غار میں آنحضور نبوت سے پہلے خلوت اختیار کیا کرتے تھے۔ غزال۔ یعنی وحشی دل۔ داندراں۔ اس حدیث کا یہ عمل اظاہر آوارگی تھی لیکن دراصل باطن کی تعمیر تھی۔ تیسیر۔ اس کو خلوت میں اور باطنی میسر آتا ہے۔ فصل۔ یعنی دنیا سے جدائی۔ وصل۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا قرب۔ ۲ نعل معکوس۔ ڈاکو اپنے جوتوں میں الٹا نعل جڑ لیتے ہیں تاکہ کھوج لگانے والا غلط سمت میں پڑ جائے۔ جاھدُوا۔ قرآن پاک میں ہے فَالَّذِیْنَ جٰھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا ۔ جو لوگ ہمارے راستہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو اپنے راستوں کی ہدایت دیتے ہیں۔ لبیب۔ عقلمند۔ عقبات۔ عقبہ کی جمع ہے بمعنی گھاٹی۔ قلاوز۔ راہبر۔ مغاک۔ گڑھا۔ ۳ سالہا۔ یعنی اگر سالوں نماز پڑھے اور اس کا نتیجہ نکلے جو قرآن نے بتایا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ۔ بیشک نماز بری باتوں اور منکر سے روکتی ہے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ اس کی نماز اس کے درجات کی ترقی کا باعث نہیں ہے اور اس کی نماز کا ناقص ہے۔ صلوٰۃ۔ تعجب۔ صد۔ تلچھٹ۔ تہی۔ خبر دینے والا۔

پیش آمدنِ دنیا بصورتِ زنِ
اس خلوت نشین مرد کے سامنے دنیا کا
تازنین در پیشِ آں مردِ خلوت نشیں
نازنین عورت کی صورت میں آنا

ہمچو قومِ موسیٰؑ اندر تیہ[1] و دشت
حضرت موسیٰؑ کی قوم کی طرح تیہ اور صحرا میں
واں مَناخ کہنہ منزل گاہ گشت
وہی پرانا پڑاؤ منزل گاہ بنی ہے
اِتّباعِ آں قلاوز را بکن
تو اس راہنما کا اتباع کر
تا بمنزل گہ رسی تو بے سخن
تاکہ تو لاکلام منزل گاہ تک پہنچ جائے
ورنہ چوں آں قومِ موسیٰؑ اے سفیہ
ورنہ اے بیوقوف حضرت موسیٰ کی اس قوم کی طرح
مُدّتے آوارہ در جوفِ تیہ
تو تیہ کے اندر ایک مدت تک آوارہ ہے
از سحر تا شب ہمی رفتند شاں
وہ صبح سے شام تک چلتے رہتے تھے
باز شب رابر مَناخِ خود ہماں
پھر رات کو اپنے اسی پڑاؤ پر ہوتے تھے
ایں چنیں شُد ترکِ امرِ پیرہا
پیروں کے حکم کا چھوڑنا ایسا ہی ہے
بے کماں پرّد چگونہ تیرہا
تیر، بغیر کمان کے کس طرح چلیں؟
ہیچ تیرے دیدہ باشی بے کماں
تو نے بغیر کمان کے کبھی کوئی تیر دیکھا ہے
کہ رسد اُو بر ہدف یا گرد آں
کہ وہ نشانہ پر، یا اس کے آس پاس پہنچے
ایں سخن بسیار طولانی ست ہاں
یہ بہت لمبی بات ہے، ہاں
حالِ آں درویشِ راشنو بجاں
اس درویش کا حال دل سے سن لے

درمیانِ غارِ تنگ آں خوش[2] لقا
اس پاک سیرت نے تنگ غار میں
ہمچو ابراہیمؑ کردہ بُود جا
حضرت ابراہیمؑ کی طرح جگہ بنا لی تھی
مُدّتے دہ سال بُد مصروفِ کار
دس سال تک وہ کام میں لگا رہا
باز سر کردہ بیامد پیشِ یار
سر کے بل، یار کے سامنے پہنچا
ناگہاں روزے زنے صاحب جمال
اچانک ایک دن ایک خوبصورت عورت
باہزاراں خوبی و غنج و دلال
ہزاروں حسن اور ناز و ادا سے
غرقِ گوہر بُود از پاتا سرش
جو سر سے پاؤں تک جواہر میں ڈوبی ہوئی تھی
باجِ عالم بُود ہر یک زیورش
اس کا ہر ایک زیور جہان کا خراج تھا
آمد و در خدمتِ اُو ایستاد
آئی اور اس کی خدمت میں کھڑی ہو گئی
دست بست و از ادب لب بر گشاد
ہاتھ باندھے اور ادب سے لب کشائی کی
گر نہی دستِ قبول بر سرم
اگر آپ قبولیت کا ہاتھ میرے سر پر رکھدیں
نُبود اے سلطانِ دور از کرم
اے شاہ دین! کرم سے بعید نہ ہو گا

حاضرم در خدمتِ تو صبح و شام
میں صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوں
وانچہ فرمائی بجا آرم تمام
جو آپ حکم دیں گے پورا بجا لاؤں گی
مردِ[3] کامل از رہِ نورِ دروں
مرد کامل نے باطنی نور سے
یافت کیں پیشِ آمدم دُنیائے دوں
محسوس کرلیا کہ یہ کمینی دنیا میرے سامنے آئی ہے
گفت نے نے سُوئے من ہرگز مَیا
فرمایا نہیں نہیں، میری طرف کبھی نہ آ
کہ مُطلق کردہ ام چوں من ترا
کیونکہ میں نے تجھے طلاق دیدی ہے
من گریزاں از تو اینجا آمدم
میں تجھ ہی سے بھاگ کر یہاں آیا ہوں
دور گشتم از تو در غارے شُدم
تجھ سے دور ہوا ہوں، غار میں آ گیا ہوں
باز می آئی تو اینجا اے پلید
اے ناپاک! تو پھر یہاں آ رہی ہے
اے زمکرت خائف آمد ہر سعید
اے وہ کہ تیرے مکر سے ہر نیک خائف ہے
گفت اے درویش اینک آمدم
اس نے کہا اے درویش! اب میں آئی ہوں
من بحکمِ آں شہِ مُلک قِدَم
ازلی ملک کے شاہ کے حکم سے
منعِ تو در بابِ من اکنوں چہ سُود
اب تیرا مجھے منع کرنا کیا مفید ہے؟
چونکہ حکمِ حاکم اینست اے و دُود
اے محب! جبکہ حاکم کا یہی حکم ہے

[1] تیہ۔ وہ جنگل تھا جس میں حضرت موسیٰ کی قوم چالیس برس پریشان پھرتی رہی۔ مَناخ۔ اونٹوں کا باڑا۔ پیر ہا۔ یعنی شیوخ کا کہنا۔ ماننے کا ہی اثر ہوتا ہے بعض نسخوں میں بعد یا ہے اس کا خلاصہ بھی یہی ہے۔ [2] خوش لقا۔ خوش منظر۔ باز سر کردہ۔ یعنی سر کو پاؤں بنا کر سر کے بل۔ غنج۔ غمزہ۔ دلال۔ کرشمہ۔ باج۔ خراج، آمدنی۔ یعنی اس کا ہر زیور ایک ملک کی آمدنی کی قیمت کا تھا۔ [3] مردِ کامل۔ اس درویش نے باطنی نور کے ذریعہ سمجھ لیا کہ یہ دنیا ہے جو ایک حسین عورت کے روپ میں میرے سامنے آئی ہے۔ من بحکم۔ اس عورت نے کہا کہ میں اللہ کے حکم سے تیرے پاس آئی اور اب مجھے بھگانا بیکار ہے اب تو لامحالہ میں پھنسے گا۔

این بگفت و از نظر مفقود گشت
اس نے یہ کہا اور نگاہ سے غائب ہو گئی

واقعہ را دید و بس مرعود[1] گشت
اس نے واقعہ دیکھا اور بہت لرزا

گفت خوب آید اگر دورش کنم
اس نے کہا اگر میں اس کو دور کروں تو بہتر ہوگا

ورنگردد مصرف گورش کنم
اور اگر وہ نہ لوٹے تو اس کو قبر کا خرچہ بناؤں گا

صرف سازم در رہِ عقبیٰ و دیں
آخرت اور دین کے راستہ میں خرچ کروں گا

تا شود در عاقبت مارا معین
تاکہ وہ آخرت میں ہماری مددگار بنے

مالِ دنیا ہست زہر سہمناک
دنیا کا مال خوف ناک زہر ہے

گر بیابی بازش اندازی بخاک
اگر تو پائے لاد پھر اس کو خاک میں ملا دے

یعنی بہرِ گور خود انباز کن
یعنی اپنی قبر کا ساتھی بنا لے

دفن کن اینجا و آنجا باز کن
اس جگہ دفن کر دے اس جگہ کھول لے

گر دریغا بہرِ حق سازی تو صرف
اگر تو اس جگہ خدا کے لئے صرف کرے گا

حق دہد آنجا عوض دہ بار ژرف
اللہ تعالیٰ اس جگہ سو گنا اور عوض دے گا

اقرضوا اللہ راز قرآں برگزیں
اللہ کو قرض دو قرآن سے اختیار کرے

وز حرف غیر از سخاوت بر مچیں
اور حرفوں میں سے سخاوت کے علاوہ اختیار کر

چونکہ[2] چیزے خوبداں رب مجید
وہ رب مجید، صرف کوئی چیز چاہتا ہے

میکند در ظاہر اسبابش پدید
ظاہر میں اس کے اسباب پیدا کر دیتا ہے

تابدہ سال اندراں غار آں فقیر
وہ فقیر اس غار میں دس سال تک

بود در یاد خدائے مستجیر
یاد خدا میں پناہ گزین تھا

می نیامد اندراں صحرا کسے
اس جنگل میں کوئی نہ آتا تھا

زانکہ دور از عامرہ بود او بسے
کیونکہ وہ آبادی سے بہت دور تھا

اشتر و گاؤ و خر از بہرِ چرا
اونٹ اور بیل اور گدھا چرنے کے لئے

ہم نمی آمد در آنجا مطلقا
بھی اس جگہ مطلقاً نہ آتا تھا

از قضا قحطے بسالے اوفتاد
تقدیر سے ایک سال قحط پڑا

کاہ وزرع از خشکی آمد در فساد
گھاس اور کھیتی خشکی سے فساد میں آ گئی

راعیاں بہر چراگاہ از بعید
چرواہے، چراگاہ کے لئے دور سے

قصد میکردند سوئی ہر صعید[3]
ہر زمین کی جانب قصد کرتے تھے

چند چوپاں در جوارِ غار او
چند چرواہے اس کے غار کے پڑوس میں

بہر کاہے آمدند از جستجو
گھاس کی تلاش کے لئے آ گئے

کاہ بسیارست و مرعیٰ نیز خوب
گھاس بہت ہے اور چراگاہ بھی اچھی ہے

آمدند آنجا بگاوانِ حلوب
وہ اس جگہ دودھ دینے کے قابل گایوں کو لے آئے

روزے از تقدیر ربانی فقیر
ایک دن خدائی تقدیر سے درویش

بہرِ حاجت بیروں آمد زاں نفیر
اس غار سے ضرورت کے لئے باہر آیا

دید چندے از بنی نوعِ بشر
اس نے چند انسان دیکھے

جمع گشتہ باسوائمک گاؤ و خر
چرنے والی گایوں اور گدھے کے ساتھ جمع ہیں

چوں زاکل و شرب بود او منقطع
چونکہ وہ کھانے اور پینے سے جدا تھا

نورِ حق بود از جبینش مستطع
اللہ تعالیٰ کا نور اس کی پیشانی سے طلوع کرنے والا تھا

جملہ چوپاناں بدو راغب شدند
سب چرواہے اس کی جانب راغب ہو گئے

باہزاراں خواہشش طالب شدند
لاکھوں خواہشوں کیساتھ اس کے طالب بنگئے

مردِ فارغ در تبتل فرد بود
فارغ مرد انقطاع میں یکتا تھا

پیش اوایں چاپلوسی سرد بود
اس کے سامنے یہ خوشامد بیکار تھی

آخرش از راہِ عجز و صد نیاز
بالآخر عجزی اور سینکڑوں نیاز مندیوں کے ساتھ

جملہ گفتندش کہ شاہِ پاکباز
سب نے اس سے کہا کہ اے پاکباز شاہ!

---

[1] مُرعود۔ وہ شخص جس پر کپکپی طاری ہو جائے۔ گفت۔ اس درویش نے سوچا اگر دنیا میرے بھاگنے سے بھاگ گئی تو بہتر ہے ورنہ اس کو آخرت کے کام میں گاؤں گا۔ مُصرف مُکور۔ قبر کا خرچہ یعنی آخرت میں کام آنیوالا۔ انباز کن۔ شریک بنانے دنیا کا لیا دیا قبر اور آخرت میں کام آتا ہے۔ حرف۔ حرف کی جمع ہے پیسہ۔ سخاوت کے فضائل بہت ہیں۔ [2] چونکہ۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بات کا فیصلہ فرما دیتا ہے تو اس کے ظاہری اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے چونکہ اس درویش کو دنیا میں مبتلا کرنا تھا تو اس ظاہری سبب پیدا کر دیا جس کا ذکر آئندہ آ رہا ہے۔ مستجیر۔ پناہ چاہنے والا۔ عامرہ۔ آبادی۔ [3] صعید۔ پیداوار کی زمین۔ حلوب۔ یعنی وہ گائیں جن کو اگر چارہ ملتا تو دودھ دینے کے قابل تھیں لیکن چونکہ ان کو چارہ نہ ملتا تھا لہٰذا وہ دودھ سے بھاگ گئی تھیں۔ فقیر۔ یعنی غار۔ مستطع۔ روشن۔ تبتل۔ مخلوق سے جدائی۔

گر دلت چیزے بخواہد حکم کن
اگر تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو حکم دیدے

گفت اَست آں سیّدِ پاکیزہ خُو
پاکیزہ خصلت سیدنے فرمایا ہے

جامہ ہائی جسم را کوتاہ کُن
جسم کے کپڑوں کو مختصر کر لے

تا بجا آرم ذرا چوں اے اَمر کُن
تاکہ ہم کسی کے حکم کی طرح اس کو بجا لائیں

اَلْمُجَاهِدُ مَنْ تُجَاهِدُ نَفْسَهٗ
مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے

بادلِ فارغ تو م قصدِ راہ کُن
تو فارغ البالی سے راستہ کا ارادہ کر

دید چوں درویش زایشاں خواہشے
جبکہ درویش نے ان کی خواہش دیکھی

بے مُساعی کس نہ منزل طے نمود
کوششوں کے بغیر کس نے منزل طے کی ہے

راہ بس دُور ست ہر سُو بیشہ اَست
راستہ بہت لمبا ہے اور ہر جانب جھاڑی ہے

وز غنا و تکبیر شاں را کاشے
اور استغناء اور تکبر سے ان کا گھٹاؤ

برسرِ راہے نشستی چہ سُود
کیا فائدہ تو سر راہ بیٹھ گیا ہے؟

گر توانی رَو چو باتُو تیشہ اَست
اگر تیرے ساتھ کلہاڑا ہے تو چل سکے گا

گفت اگر شیرے بُود قدرے بیار
کہا اگر دودھ ہو تھوڑا سا لے آ

رَو قدم برگیر و قطع راہ کُن
جا قدم اٹھا اور راستہ طے کر

ورنہ بے تیشہ تُست پارہ شُود
ورنہ بغیر کلہاڑے کے تیرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا

تا بریم زہرِ ایں نفس چو مار
تاکہ اس سانپ جیسے نفس کا زہر اتاروں

بعد ازاں منزل بقصرِ شاہ کُن
اس کے بعد شاہ کے محل میں پڑاؤ کر

سنگِ راست سنگ وہم خارہ شُود
تیرے راستہ کی روک پتھر اور سنگ خارہ ہوگا

عرض کردندش کہ از قحطِ مطر
انہوں نے اس سے عرض کیا کہ بارش کے قحط سے

مَرد رہ رَو را کجا آرام و خواب
مسافر کے لئے آرام اور نیند کہاں ہے؟

تیستہ ۳ چہ بُود آں زنی لا الٰہ
کلہاڑا کیا ہوتا ہے وہ لا الٰہ کی نفی کا ہے

حملہ بے شیراند چہ گاؤ چہ خر
سب بغیر دودھ کی ہیں کیا گائے کیا گدھی

در قلق باید دلش از اضطراب
پریشانی سے اس کا دل اضطراب رہنا چاہیے

سنگ غیریت کہ برتابد ز راہ
جو غیریت کے پتھر کو راستہ سے ہٹا دیتا ہے

بعد چندیں عجز و زا ریہائے ما
ہماری روشنی عاجزی اور خوشامدوں کے بعد

راہِ حق راچوں تو آساں دیدۂ
تو نے خدا کی راہ کو کیوں آسان سمجھا ہے؟

خیمہ را در قصرِ لا اللہ کُن
لا الٰہ کے قلعہ میں خیمہ لگا

خواستی داں راندارم وائے ما
آپ نے چاہا اور وہ ہمارے پاس نہیں ہے ہم پر افسوس ہے

از سفر دامان چرا وا چیدۂ
سفر سے دامن کو کیوں سمیٹ لیا ہے؟

سیر آنجا بادلِ آگاہ کُن
باخبر دل سے اس جگہ کی سیر کر

گفت درویش از ہمہ یک را بدوش
درویش نے کہا سب میں سے ایک کو دودھ لے

رہ برد دامن بُرد راہ شُو
جا دامن چھڑا راستہ اختیار کر

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کی انتہا نہیں ہے

حق کند اتمام لیکن تو بکوش
اللہ تعالیٰ پورا کرے گا لیکن تو کوشش کر

تا نہ پیچد در دو گام اے راہرَو
تاکہ اے مسافر دونوں پاؤں میں نہ لپٹ جائے

قصہ درویش را بشنُو تو نیز
تو درویش کے قصہ کو بھی سن لے

جہد شرطِ کار آمد اے عزیز
اے عزیز! کام کی شرط کوشش ہے

منزلے بس پُر خطر با خارہاست
منزل بہت خطروں بھری کانٹوں والی ہے

جہد میکن جہد گر داری تمیز
اگر تجھے تمیز ہے تو کوشش کر کوشش کر

گر ۳ تو بے جامہ رَوی در روے بجاست
اگر تو اس میں بغیر کپڑے کے چلے تو مناسب ہے

قصہ دوشیدنِ گاؤ ناز نو از راہِ امتحان و سوءِ اعتقاد

بغیر بیاہی ہوئی گائے کا آزمائش اور بداعتقادی کی وجہ سے دوہنے کا قصہ

۱ چوں امر کن۔ یعنی فی الفور۔ کاشے۔ یعنی یہ سمجھا کہ میرے انکار سے ان کی دل شکنی ہوگی۔ تا بریم۔ ان کے اصرار پر کہا نہ مانا نفس کا تکبر اور زہر تھا' دودھ زہر کو قطع کرتا ہے۔ از سر۔ یعنی تم سب میں سے جس بکری کو چاہو۔ دامن ببر۔ یعنی دنیوی علائق سے دامن چھڑا لے۔ دو گام دونوں پاؤں۔ ۳ گر تو اگر جسم پر کپڑے ہوتے ہیں تو کانٹوں میں الجھتے ہیں اسی طرح علائق دنیا راہ سلوک سے مانع بنتے ہیں۔ بیشہ۔ جھاڑی راہ کی رکاوٹ ہوتی ہے۔ تیشہ۔ کلہاڑا۔ سد۔ رکاوٹ۔ خارہ۔ پتھر کی ایک قسم ہے جو بہت سخت ہوتی ہے۔ ۳ تیشہ۔ راہ سلوک کا کلہاڑا غیر اللہ کی نفی ہے۔ قصہ۔ اس بداعتقاد چرواہے نے اس درویش کی کرامت کو آزمانے کے لئے ایک ایسی گائے منتخب کی جو کبھی گیا بھن نہ ہوئی تھی۔

زاں شُبانی بر خاست یک زُولیدہ مَرد
ان چرواہوں میں سے ایک الجھا ہوا انسان

رفتہ رفتہ درمیانِ شہر ہم
آہستہ آہستہ شہر میں بھی

پیشِ سُلطان و امیراں پَس مَرد
پس بادشاہ اور سرداروں کے سامنے نہ جا

رَفت سُوی گاؤ بکرے قصد کرد
گائے کی جانب چلا' بے بیاضی کا ارادہ کیا

یافت شُہرہ قصہ شِیر و نعم
دودھ اور جانوروں کے قصہ نے شہرت پکڑلی

تا بکے باشی رعونت را گرو
تو تکبر کا کب تک گروی رہے گا؟

تا بگیرد امتحانِ آں فقیر
تاکہ اس درویش کو آزمائے

بر زبانِ خلق اُفتاد ایں سخن
یہ بات لوگوں کی زبان پر آ گئی

صحبتِ شاں کبر و غفلت آورد
ان کی صحبت تکبر اور غفلت پیدا کرتی ہے

کِش زپستانِ توکل ہست شیر
جس کے لئے توکل کے پستان سے دودھ ہے

تا بگوشِ شہ رسید از شاخ و بُن [۲]
حتی کہ شاخ اور جو کے ذریعہ بادشاہ کے کان میں پہنچ گئی

واں قباہای قناعت [۳] بردرد
اور قناعت کی قباؤں کو چاک کر دیتی ہے

زد بہ پستانش چودستِ امتحاں
جب اس کے تھن پر آزمائش کے لئے ہاتھ مارا

گفت شہ اُورا زیارت کردنیست
شاہ نے کہا وہ زیارت کرنے کے قابل ہے

زیں جہت فرمود سُلطانِ زماں
سلطان دوراں نے اسی لئے فرمایا ہے

جوی شیرے ز اندرونش شد رواں
دودھ کی نہر اس میں سے جاری ہو گئی

در جہاں دیگر نہ ازوے مَردنیست
دنیا میں اس سے بہتر کوئی انسان نہیں ہے

سیّدِ عالم نبیؐ ذو مکاں
عالم کے سردار رتبے والے نبیؐ نے

عاجزانہ پیشِ درویش آمدند
وہ نیاز مندی سے درویش کے سامنے آئے

نزدِ درویش آمد تشویش داد
وہ درویش کے پاس آیا اور پریشان کیا

عالِماں ہستند امین دینِ حق
علماء دین حق کے امین ہیں

وز عقیدت سَر بہ پایِ اُو زدند
اور عقیدت سے اس کے پاؤں سر رکھ دیے

صحبتِ میرو و زیر آمد فساد
امیر اور وزیر کی صحبت فساد ہے

با امیراں گرنباشند ہم طبق
اگر وہ حاکموں کے ہم پیالہ نہ ہوں

شیر آوردند و صوفی نوش کرد
وہ دودھ لائے اور صوفی نے پیا

مَرد باید کز سلاطیں وا رہد
انسان کو چاہیے کہ بادشاہوں سے جدا رہے

خَالِطُوھُمْ پس لصوصِ دیں شدند
وہ ان سے گلے ملے تو دین کے ڈاکو بنے

باز سُوی آں حرا [۱] روپوش کرد
پھر اس حرا کی جانب روپوش ہو گیا

وز امیراں ہمچو تیراں بر جہد
سرداروں سے تیروں کی طرح کود جائے

فَاحْذَرُوْھُمْ در حقِ ایشاں زدند
پس ان سے بچوں ان کے بارے میں فرمایا ہے

جوق چوپاناں بشہر اندر شدند
چرواہوں کا گروہ شہر میں چلا گیا

باعثِ تشویشِ وقت اند ایں گروہ
یہ گروہ وقت کی پریشانی کا باعث ہے

چونکہ سُلطاں بعدِ عجز و لابہ
جب شاہ نے عاجزی اور خوشامد کے بعد

لیک زیں خَرق آں ہمہ معجب بُدند
لیکن اس کرامت پر سب متعجب تھے

گشت شیطاں ہم زمکرِ شاں ستوہ
شیطان بھی ان کے مکر سے عاجز ہے

یافت رہ چوں قند در دو شبہ
راستہ پالیا جیسے کہ شکر انگور کے شیرے میں

چند روزے زیں نمط بری گزشت
چند دن اسی طریقہ پر گزرتے رہے

پیشِ درویش آمدن آغاز کرد
فقیر کے پاس آنا شروع کر دیا

آمدندے راسیاں بر غار و دشت
چرواہے غار اور جنگل میں آ جاتے

مکر دیگر از سرِ نو ساز کرد
از سر نو ایک مکر ایک تیار کیا

کبر و نخوتہا بخاطر پر ورند
انہوں نے دل میں تکبر اور نخوتیں پالی ہیں

ہر دمے چوں گرگ میشے بردرند
ہر وقت بھیڑیے کی طرح بھیڑ کو پھاڑتے ہیں

---

[۱] حرا۔ یعنی وہ غار جس میں رہ کر درویش معتکف تھا۔ خرق۔ پھاڑنا یعنی وہ معجزہ یا کرامت جو عام حالات کے خلاف ظہور پذیر ہیں۔ نعم۔ چوپائے۔ شاخ۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے وہ کرامت چرواہوں سے سنی۔ [۲] بن۔ یعنی جو کہ ہے جنہوں نے وہ کرامت خود دیکھی تھی۔ تشویش کرد۔ یعنی اس درویش کی جمعیت خاطر کو پراگندہ کیا۔ تیراں۔ یعنی راست باز لوگ۔ ستوہ۔ عاجز۔ میش۔ بھیڑ یعنی غریب لوگ۔ رعونت۔ تکبر۔ [۳] قناعت۔ تھوڑے پر صبر کرنا۔ عالماں۔ جو علماء امرا کی صحبت سے گریز کرتے ہیں وہ دین کے امانت دار ہیں اور جو ان کے ہم پیالہ و ہم نوالہ ہیں وہ دین کے رہزن ہیں۔ ماب خوشامد۔ دوشاب۔ انگور کا شیرہ

گفت بادستورِ خود کائے پُر خرد
اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ اے عقلمند!

در حقِ مَن مصلحت عُزلت نمُود
میرے بارے میں تنہائی مناسب نظر آتی ہے

گر بشہرِ خود بریمش خوش بُود
اگر ہم اسے اپنے شہر میں لے جائیں تو اچھا ہوگا

درمیانِ گاؤ و خر ماندن چہ سُود
گاؤ خر کے درمیان رہنے سے کیا فائدہ؟

باعثِ برکاتِ [1] رحمانی وَست
وہ خدائی برکتوں کا سبب ہے

گفت پیغمبرؐ سلامت وحدت ست
پیغمبرؐ نے فرمایا تنہائی سلامتی ہے

سایہ سِدرات ربانی وَست
وہ خدائی سدرۃ (المنتہیٰ) کا سایہ ہے

آفتِ جانِ مہاں ایں کثرت ست
بڑوں کی جان کی آفت یہ کثرت ہے

آنچنیں مَردے بشہر شہ نشیں
ایسا انسان پایہ تخت میں

گفت اگر بگزیدے عُزلت را رسولؐ
اس نے کہا اگر رسولؐ تنہائی اختیار فرماتے

زیبِ شاہی ہست وفرِ چتر وِیں
بادشاہی کی رونق اور دین کے چتر کی شان و شوکت ہے

کے رسیدے دیں بفرعاں از اصول [2]
دین اصول سے فروع تک کب پہنچتا؟

الغرض آمد وزیرِ حیلہ جُو
الغرض بہانہ باز وزیر آیا

اولیا زیں گونہ گر گشتے وحید
اولیاء اگر اس طرح سے اکیلے ہوتے

کرد باصوفی ازیں رُو گفتگو
صوفی سے اس طرح کی بات کی

راہِ حق بالائے عالم چوں رسید
دنیا والوں کو حق کا راستہ کیسے پہنچتا؟

مردِ درویش از ہمہ آزادہ بُود
درویش مرد سب سے آزاد تھا

سُنّتِ پیغمبراں دعوت بُود
پیغمبر دن کی سنت دعوت دینا ہے

گفت مارا در خلش رفتن چہ سُود
کہا ہمیں خلش میں جانے سے کیا فائدہ

آں ولی ہم برطریق اُو رود
ولی بھی انہی کے راستہ پر چلتا ہے

میلِ طبعم سُوی ویرانہ بَسے ست
میرا ویرانہ کی جانب بہت میلان ہے

گفت پیغمبرؐ کہ یَھدِی اللّٰہُ بِکَ
پیغمبرؐ نے فرمایا کہ اللہ تیرے ذریعہ سے ہدایت دیدے

طالبِ آرامِ خود را ہر کسے ست
ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے

خَیْرٌ مِّنْ حُمْرِ النَّعَمْ اِنکانَ لَکَ
تیرے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے اگر وہ تجھے حاصل ہوں

طالبِ آرامِ نفسِ خود نیَم
میں اپنے نفس کے آرام کا طالب نہیں ہوں

گفت درویش ایں ہمہ حق ست ولیک
درویش نے کہا یہ سب درست ہے، لیکن

طالبِ آرامِ جاں رُوحانیَم
میں روحانی جان کے آرام کا طالب ہوں

ہرکہ [3] بیمار ست گو پرہیز نیک
جو بیمار ہے کہدے، پرہیز اچھا ہے

ورنہ پرہیزی زجاں دستے بشود
اور اگر تو پرہیز نہیں کرتا تو جان سے ہاتھ دھو لے

رنج زائد گشت و صحت شد فرو
بیماری بڑھی اور صحت گھٹی

وانکہ صحت یافت مُطلق از مرض
درویش نے مریض سے پوری صحت پالی

بادوا وحمیہ اُورا چہ غرض
دوا اور پرہیز سے اسے کیا غرض؟

انبیاء و اولیاءِ راستاں
انبیاء اور سچے ولی

رستہ انداز رنج مُطلق اے فلاں
اے فلاں! بیماری سے بالکل بچ گئے ہیں

لیک در مَن شمہ بیماری ست
لیکن مجھ میں کچھ بیماری ہے

زیں سبب از حمیہ اَم ناچاری ست
اس لئے میرے لئے پرہیز ضروری ہے

باز فرمودآں وزیرِ نیک خُو
اس نیک مزاج وزیر نے پھر کہا

کیں ہمہ از ہضمِ نفسِ خود مگوٗ
یہ سب اپنی کسر نفسی سے نہ فرمایئے

ترکِ دنیا دادی و خود ناسدی
آپ نے دنیا چھوڑی اور خود دنیا کی جانب نہیں آئے

مابہ پشت آمدیم از عامدی
ہم قصداً آپ کے پاس آئے ہیں

نفسِ پاکت جانِ ما روشن نمود
آپ کے پاک نفس نے ہماری جان روشن کردی

آفتابے گشت گرچہ تیرہ بُود
اگرچہ وہ مکدر تھی سورج بن گئی

---

[1] برکات۔ برکات میں ہاء کا سکون شعری ضرورت سے ہے۔ سدرات۔ سدرۃ المنتہیٰ ایک بیری کا درخت ہے جو حضرت جبرئیل کے عروج کی سرحد ہے۔ شہ نشیں۔ بالائے تخت۔ چہ۔ چتر۔ طالب آرام۔ ہر شخص اپنے آرام کا طالب ہے میری روح کو بھی خلوت میں آرام ملتا ہے۔ عزلت۔ گوشہ نشینی کے معنی ہے عقل و دنیا سے۔ رسول۔ اگر آنحضور گوشہ نشینی اختیار کرلیتے تو صحابہ بھی گوشہ نشین بن جاتے اور دین کی اشاعت نہ ہوتی۔ فرمان۔ یعنی یا بعین [2] اصول۔ یعنی صحابہ کثرت۔ یعنی مخلوق کی کثرت اور مجمع دعوت۔ یعنی دین کی طرف بلانا۔ گفت پیغمبر آنحضور نے ارشاد فرمایا اگر تیرے ذریعہ کسی ایک کو ہدایت دیدے تو تیرے لئے دنیا کی دولتوں سے بہتر ہے۔ حُمر النعم۔ سرخ اونٹ یہ عرب کا بہت قیمتی مال تھا۔ [3] ہر کہ بیمار۔ ہر چیز کا کھانا صحت مند کے لئے مفید ہے بیمار کیلئے پرہیز ضروری ہے مجھ میں بھی باطنی بیماری موجود ہے لہٰذا مجمع سے پرہیز بہتر ہے۔ حمیہ۔ پرہیز۔ انبیاء۔ نبی اور ولی بڑے صحتمند ہیں ان کو کوئی چیز مضر نہیں ہے۔ کیں ہمہ۔ یعنی اپنے مریض ہونے کی بات۔ ترک آپ نے دنیا چھوڑی یا دنیا خود آئے تو اس کو قبول کرنا چاہیے۔

در [1] حضورت از ہوا و از ہوس
آپ کی موجودگی میں ہوا اور ہوس

می نماند در دلِ کس ہمچو خس
کسی کے دل میں تنکے کے برابر نہیں رہتی

چونکہ خَیْرُ النَّاسِ مَنْ یَنْفَعُ شُدست
چونکہ لوگوں میں وہ بہتر ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے آیا ہے

تو بدیں حَبْلُ الْمَتِیْن آویزدست
آپ اس مضبوط رسی کو پکڑ لیں

غافلاں از فیضِ تو ذاکر شوند
آپ کے فیض سے غافل ذاکر بن جائیں گے

واں کفورانِ نعم شاکر شوند
اور وہ نعمتوں کے کافر شاکر بن جائیں گے

گفت صوفی چاہ برتشنہ نرفت
صوفی نے کہا کنواں پیاسے کے پاس نہیں گیا ہے

تشنہ را باید کہ آید چست و تفت
پیاسے کو چاہیے کہ چست اور جلد آئے

در دلِ ہر کس کہ میل و رغبت ست
جس شخص کے دل میں میلان اور رغبت ہو

گو بیا کایں گوی وایں میدان ہست
کہہ دے' آ جا یہ گیند اور یہ میدان ہے

مُدّتے بگذشت تا عرضش قبول
ایک زمانہ گذر گیا کہ اس کی گزارش قبول

می نکردآں صوفیِ عین [2] الوصول
نہ کرتا تھا وہ صوفی واصل (الی اللہ) کا چشمہ

آخرش چوں دید ابرامِ وزیر
بالآخر جب اس نے وزیر کا اصرار دیکھا

کرد در دل حیلہ آں مردِ بصیر
اس مرد بصیر نے دل میں ایک تدبیر کی

گفت خوب امروز بہرِ فرحِ تُو
کیا اچھا آج تیری خوشی کی خاطر

سُوی قصرِ شاہ گردم راہ جُو
راستہ تلاش کرتا ہوا شاہ کے قلعہ کی جانب آجاؤں گا

بعدازاں ہرچہ صلاحِ وقت ہست
اس کے بعد جو بھی وقت کے مناسب ہوگا

حسبِ حالت در عمل آوردن ست
حسب حال عمل میں لانا ہے

رفت آں درویش ہمراہِ وزیر
وہ درویش وزیر کے ساتھ چل دیا

سُوی دولت خانہ شاہِ کبیر
سلطان معظم کے دولت خانہ کی جانب

چوں زدورش دید شہ از جا بجست
جب بادشاہ نے اس کو دور سے دیکھا کھڑا ہو گیا

بہرِ استقبال ایستاد او چو مست
وہ بیخود کی طرح استقبال کے لئے کھڑا ہو گیا

بہرِ استخلاصِ خُودآں پیرِ مرد
اس پیر مرد نے اپنے چھٹکارے کے لئے

سنگہا برتافتن آغاز کرد
پتھر پھینکنے شروع کر دیئے

بے محا بازد بسطاں آنچناں
بادشاہ کے بے تکلف اس طرح مارے

کو فراری گشت زاں سنگِ گراں
کہ وہ اس بھاری پتھر سے فرار کرنے والا بن گیا

رفت زاں صُفہ بروں بگریخت تفت
وہ اس سائبان کے نیچے سے باہر نکل گیا جلد بھاگا

تا رہد زاں سنگہائے کُند و زفت
تاکہ ان موٹے بھاری پتھروں سے بچ جائے

مَردِ درویش از ہُنر مستانہ وار
درویش مرد نے ہنر مندی سے دیوانہ وار

سنگ برتابید از یک تا ہزار
ایک سے ہزار تک پتھر پھینکے

میزد او کشکنجرِ صد منجنیق [3]
وہ گرلہ اور سینکڑوں گوپھن پھینکتا تھا

سُوی آں شاہِ وفادارِ عشیق
اس وفادار عاشق شاہ کی جانب

کہ بدیں حیلہ خلاصِ من شود
کہ اس تدبیر سے میری خلاصی ہو جائے

خواندم دیوانہ ترکِ من دہد
مجھے دیوانہ کہہ دے' مجھے چھوڑ دے

شاہ چوں بیروں برآمد زاں مکاں
بادشاہ جب اس مکان سے باہر نکلا

حیلۂ دیگر بیامدز آسماں
آسمان سے دوسری تدبیر ہو گئی

سقفِ آں خانہ فتاد از بیخ و بُن
بیخ و بنیاد سے اس گھر کی چھت گر گئی

جُز کہ نامے نہ ازاں سُور کہن
اس پرانی دیوار کے نام کے سوا کچھ نہ رہا

شاہ دانست ایں ہمہ از لُطف بُود
شاہ نے سمجھا یہ سب مہربانی تھی

در شکستِ او ہزاراں ہست سُود
اس کے گر جانے میں ہزاروں فائدے ہیں

او خلاصی جُست و شد زنجیر چست
اس نے بھاگنا چاہا اور زنجیر سخت ہو گئی

ایں چنیں حکمِ قضا بُود از نخست
قضاء (خداوندی) کا پہلے ہی سے یہ فیصلہ تھا

---

[1] در حضورت۔ آپ کی مجلس میں بیٹھ کر دوسروں کے امراض زائل ہوتے ہیں تو آپ کے اندر مرض کہاں ہے۔ حبل المتین۔ مضبوط رسی یعنی آنحضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ بہترین انسان وہ ہے جو انسانوں کو فائدہ پہنچائے۔ گفت صوفی۔ درویش نے کہا پیاسا کنویں کے پاس جاتا ہے کنواں پیاسے کے پاس نہیں آتا۔ [2] عین الوصول۔ یعنی درویش الی اللہ کا چشمہ تھا۔ ابرام۔ عاجز کر دینا۔ بہر استخلاص۔ اس درویش نے اپنے چھٹکارے کے لئے پتھر مارنے شروع کر دیئے تاکہ اس کو دیوانہ سمجھ کر ہی چھوڑ دیں۔ برافتن۔ صف۔ سائبان والا چبوترہ۔ کنگ۔ قوی ہیکل۔ کشکنجر۔ قلعہ شکاف گولہ۔ [3] منجنیق۔ خلاخن۔ گوپھن۔ حیلہ دیگر۔ دوسری تدبیر جس کا بیان آئندہ اشعار میں آئے۔ شاہ دانست۔ بادشاہ نے یہ سمجھا کہ درویش کو چونکہ کشف سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ یہ بیکاری گرنے والا ہے لہٰذا پتھر مار کر اس میں بھگا دیا ہے۔ اس حرکت کے بعد درویش نے بھاگنا چاہا تو دروازے کی کنڈی نہ کھلی اور وہ بھاگ نہ سکا۔

آمد واز صدق در پایش فتاد — کرد صوفی را مکینِ آں مکاں — گرچہ دنیا ہست ملعونِ ازل
آیا اور سچائی سے اس کے پاؤں پر گر گیا — صوفی کو اس مکان کا مکین بنا دیا — اگرچہ دنیا ازلی ملعون ہے
کہ نہاں در جورِ تو صد لطف و داد — ہمچو مہ در خرمنِ ہالہ چنان — لیک دارالحمد شد بیت العمل
کہ آپ کے ظلم میں سینکڑوں مہربانیاں اور عطائیں ہیں — چاند کی طرح ہالہ کے خرمن میں ٹہلنے والا — لیکن عمل گاہ دار الحمد ہے
خضر از کشتی راشکستے میدہد — آں فقیر پاک جان و راستباز — مالِ دنیا گرچہ زہر آگندہ ہست
خضر کشتی کو توڑتے ہیں — وہ پاک جان اور راستباز فقیر — دنیا کا مال اگرچہ زہر بھرا ہے
وہ شکستش کشتی از ظالم رہد — شد باہر در جوارِ عزّ و ناز — چوں بمصرف میدہی فرخندہ ہست
ان کے توڑنے سے کشتی ظالم سے بچ جاتی ہے — بظاہر عزت اور ناز کی پناہ میں آ گیا — اگر تو مصرف میں خرچ کرے مبارک ہے
تو مرا چوں خضرؑ بر ساحل کشی — لیک پنہاں از ہمہ در حجرہ — گر کنی رادی ۳ شہ اسکندری
تو مجھے خضر کی طرح کنارے پر کھینچتا ہے — لیکن ایک حجرے میں سب سے چھپ کر — اگر تو سخاوت کرے تو اسکندر بادشاہ ہے
از ہزاراں ورطۂ قاتل کشی — زاشِ جو پیشش کشیدے سُفرہ — ورنہ بر جیفہ سگِ بلخندری
ہزاروں قاتل گرھوں سے کھینچتا ہے — آش جو کا دسترخوان اپنے سامنے بچھاتا — ورنہ تو مردار پر جھپٹنے والا کتا ہے
گفت صوفی ایں ہمہ حکمِ خداست — پوستین و دلق را کردے بہر — مالِ دنیا را بقائے گرچہ نیست
صوفی نے کہا یہ سب خدا کا حکم ہے۔ — پوستین اور گدڑی کو پہنتا — دنیا کے مال کے لئے اگرچہ بقا نہیں ہے
رفت چوں حکمِ خدا چارہ کجاست — در جہادِ نفس بُودے مُستمر — بہرِ صید مُرغِ عقبیٰ خوشْ فنی ست
اب خدا کا حکم ہو گیا تدبیر کہاں ہے؟ — نفس کے جہاد میں لگا رہتا — آخرت کے پرند کے شکار کیلئے بہترین ترکیب ہے
مشیعہائے اُو باید تنید — چوں ۲ ایازآں چارق وآں پوستیں — ابتلا و امتحانِ ایزدی
اس کی مشیتوں پر چلنا چاہیے — ایاز کی طرح وہ چپل اور وہ پوستین — خدائی آزمائش اور امتحان نے
چند روزے زہر ہم باید چشید — در مُقفل حجرہ چوں گنجِ دفیں — داد شیطاں راز رد سیمِ ردی
چند دن زہر بھی چکھنا چاہیے — مقفل حجرہ میں مدفون خزانہ کی طرح تھے — شیطان کو برا سونا اور چاندی دے دیا
رفت جزم گفتِ شہنشہ را شنید — عشق باآں پوستیں خوش باختے — بُودنِ دنیا بدانا خوشترست
اس نے لامحالہ بادشاہ کی بات مان لی — اس پوستین کے ساتھ اچھا عشق رکھتا — عقلمند کے پاس دنیا کا ہونا اچھا ہے
باز غارِ چوں جرا بیروں کشید — خویش را بر فقر محکم ساختے — زانکہ جاہل را خود او سم و خرست
جرا جیسے غار سے قدم باہر نکال لیا — اپنے آپ کو فقر پر مضبوط بناتا — کیونکہ وہ جاہل کیلئے خود زہر اور نقصان ہے
شاہ قصر و خانقاہے خوب ساخت — ہیچ زیں دولت نبُودش حاصلے — ہر کہ افسوں داند از مارش چہ ضر
بادشاہ نے عمدہ محل اور ایک خانقاہ بنا دی — اس دولت سے اس کو کچھ حاصل نہ تھا — جو شخص منتر جانتا ہے اس کو سانپ سے کیا نقصان؟
وز زرد گنج و گہر بیحد نواخت — غیر ایثارِ فقیرے فاضلے — مار اورا یار باشد بے خطر
اور بے شمار موتی اور خزانہ اور جواہر سے نوازا — فاضل فقیر پر ایثار کرنے کے علاوہ — سانپ اس کے لئے بے خطر دوست ہو گا

۱ خضر۔ حضرت خضرؑ نے کشتی توڑ کر بظاہر نقصان کیا لیکن اس میں کشتی کا چار پوشیدہ تھا۔ کلفت۔ جب صوفی کی یہ تدبیر بھی الٹی پڑی تو دل میں سوچا کہ یہی خدا کا حکم ہے کہ میں اس بادشاہ کے ساتھ رہنا شروع کر دوں۔ زہر۔ یعنی بادشاہ کی صحبت۔ ہالہ۔ خرمن ماہ۔ چاند اور سورج کے چاروں طرف روشنی کا دائرہ جو کبھی نمایاں ہوتا ہے۔ آش۔ ہر وہ کھانا جو پیا جا سکے جیسے شوربا یا دلیا۔ سفرہ۔ دسترخوان۔ ۲ چوں ایاز۔ ایاز نے اپنے غروج کے وقت میں بھی اپنی غربت کے چپل اور پوستین کو مقفل کر رکھا تھا اور اس کو عبرت کیلئے دیکھا کرتا تھا۔ غیر ایثار۔ یعنی اپنی دولت سے فقراء کو فائدہ پہنچاتا تھا۔ لیک۔ اگر انسان دنیا کو دار العمل بنائے تو وہ دار الحمد ہے۔ فرخندہ۔ مبارک۔ ۳ رادی۔ جوانمردی سخاوت۔ بیفہ۔ مردار۔ بلخندہ۔ جھپٹنے والا جھگڑنے والا۔ امتحان۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسانوں کی آزمائش کیلئے یہ تصرف دیا ہے کہ وہ چاندی سونے سے جو نفس کا امر ہیں بیکار چیز سے انسان کو پھسلا دیتا ہے۔

دَرندانی تو فسوں گردش مگرد
اور اگر تو منتر نہیں جانتا اس کے گرد نہ گھوم

تانبازی جانِ خودرا بے نبرد
تاکہ تو کوئی بغیر جنگ کے اپنی جان نہ ہار دے

دربیانِ معنیٔ آں حدیث کہ اَلدُّنیا مَزرَعَۃُ الآخِرَۃِ و تفصیلِ آں
اس حدیث کے معنی کا بیان کہ دنیا آخرت کا کھیت ہے اور اس کی تفصیل

زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا

مزرعۃ الآخرت ہست ایں سرا
یہ سرائے آخرت کا کھیت ہے

گرز دستت میشود تخمے بکار
اگر تیرے ہاتھ سے ہو سکے تو بیج بو

تابر آمدی خرمنے روزِ شمار
تاکہ حساب کے دن تو کھلیان اٹھا لے

ورنہ کاری مُفلسی یوم التناد
اور اگر تو نہ بوئے تو قیامت کے دن مفلس ہے

گشتۂ مغبون وخاسر بے مُراد
ٹوٹنے میں بے مقصد اور نقصان اٹھانے والا بن گیا

تخم را میکارد آبے ہم بپاش
بیج بو اور پانی بھی چھڑک

تابری یوم الحصاد[۲] از غلّہ باش
تاکہ کاٹنے کے دن تو اس کی پیداوار اٹھائے

ورنکی کاری چہ برداری ازو
اور اگر تو نہ بوئے گا تو اس سے کیا اٹھائے گا؟

روزِ محشر اے عُتُلّ وائے عُتو
محشر کے دن اے ستمگار اور اے سرکش!

ہیچ مَن یَعمَل بقرآں خواندۂ
تو نے کبھی من یعمل قرآن میں پڑھا ہے

ایں چنیں کاہل چرا وا ماندۂ
تو ایسا کاہل کیوں پڑا ہے؟

ہست حکمِ پاک اُو شَرٌّ یَرَہ
اس کا پاک "حکم" شَرٌّ یَرَہ ہے

باز بہرِ صالحاں خَیرٌ یَرَہ
پھر نیکوں کے لئے خَیرٌ یَرَہ ہے

در نپاشی آب دانہ خشک شُد
اور اگر تو پانی نہ چھڑکے گا بیج سوکھ جائے گا

داں ہمہ رنج و تعب خود لغو بُد
وہ سب تکلیف اور تھکن لغو تھی

آب دہ از چشمہ چشم اے جواں
اے جوان! آنکھ کے چشمے سے پانی دے

تاشود حرث[۳] تو سبز و کامراں
تاکہ تیری کھیتی سبز اور کامیاب ہو

ہم زُدَوزدائے جانِ من غافل مَباش
اے میری جان! چھ سے بھی غافل نہ رہ

تا نبُرد خام راآں بد قماش
تاکہ وہ بدفطرت کچی نہ کاٹ لے

وُزد پنہاں از نظرہائے عوام
چور عوام کی نگاہ سے چھپا ہوا

مید ود در فکرِ زرعت صبح و شام
تیری کھیتی کی فکر میں صبح و شام دوڑتا رہتا ہے

پس ہمہ شب کُن حراست دار پاس
پس تمام رات حفاظت کو خیال رکھ

تانہ مُستاصل کند دُزدِش زداس
تاکہ چھ اس کو جانتی سے نہ اکھاڑے

گردمے غافل شوی از پاسِ اُو
اگر تو اس کی حفاظت سے تھوڑی دیر کیلئے غافل ہوگا

می نہد در کشت تو صدد اس اُو
تو وہ تیری کھیتی میں سیکڑوں دانتیاں رکھ دے گا

کُستہ خرمن راز کشمانت بَرد
تیرے بندھے ہوئے کھلیان کو تیرے کھیت سے لے جاتا ہے

یک بیک اعضا چو کشتارت بُرد
تیرے ایک ایک عضو کو مرغ بسمل کی طرح کاٹ دیتا ہے

گر بغفلت خفتی و رَبع تو رَفت
اگر تو غفلت سے سو گیا اور تیری پیداوار چلی گئی

یا بہ نسیاں شُد گناہے از تو زفت
یا تجھ سے بھولے سے کوئی بھاری گناہ ہو گیا

باخود آ زُود زود ندامت پیشہ کُن
جلد ہوش میں آ جا اور ندامت اختیار کر

وز حسابِ روزِ حشر اندیشہ کُن
حشر کے دن کے حساب سے ڈر

گرتو غافل گردی اُو زرعت بُرد
اگر تو غافل بنا وہ تیری کھیتی کاٹ لے گا

بلکہ از تو آں کسیرج را بَرد
بلکہ تجھ سے وہ موتی لے جائے گا

کاربا ہُشیاری و بیداری ست
معاملہ ہوشیاری اور بیداری کا ہے

ہر کہ غافل گشت میداں ناری ست
جو غافل بنا جان لے جہنمی ہے

پاسبانِ توبہ را بروَے گمار
توبہ کا محافظ اس پر مقرر کر دے

تابوقتِ خواب تو آید بکار
تاکہ تیری نیند کے وقت وہ تیرے کام آئے

---

۱ اَلدُّنیا۔ آنحضورؐ نے ارشاد فرمایا دنیا آخرت کا کھیت ہے یعنی جو یہاں بوؤ گے وہاں کاٹو گے۔ یَومَ التَّنَاد۔ پکار کا دن یعنی محشر۔ مَغبُون۔ ٹوٹے میں پڑا ہوا۔ ۲ یَومَ الحصاد۔ کھیتی کے کاٹنے کا دن محشر میں یعمل قرآن میں ہے فمن یعمل مثقال ذرّۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرّ یرہ جو شخص ذرہ برابر بھلائی کرے گا اس کو دیکھے گا اور جو شخص ذرہ برابر برائی کرے گا اس کو دیکھے گا۔ ۳ حرث۔ کھیتی' حراست۔ حفاظت۔ مستاصل۔ جڑ سے اکھڑا ہوا۔ داس۔ درانتی۔ داس درانتی کستہ۔ کوفتہ۔ گُشتار۔ کھیت۔ کشتار۔ مرغ بسمل۔ ربع۔ پیداوار۔ کسیرج۔ مروارید یعنی ایمان۔ ناری۔ جہنمی

تو بخواب اُو خوش نگہبانی کند
تو نیند میں ہے وہ اچھی نگہبانی کرتا ہے

ایں چنیں حارس [1] خدا ما را دہد
خدا ایسا نگہبان ہمیں عطا کر دے

ایں سخن پایاں ندارد نیک مرد
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے' اس نیک مرد

سُوی حال صوفی خود باز گرد

اپنے صوفی کے حال کی جانب واپس چل

رجوع بداستان درویش و وداع

درویش کی داستان کی طرف رجوع اور اس

شدن دنیا ازاں مرد حقیقت اندیش

حقیقت اندیش مرد سے دنیا کا رخصت ہو جانا

مُدّتِ دو سال ہم زینساں گذشت
دو سال اسی طریقہ سے گذرے

ہیچ صوفی از طریقِ خود نگشت
صوفی اپنے راستہ سے نہ ہٹا

بُود رسمِ شہ چو اُو گشتے سوار
بادشاہ کی عادت تھی جب وہ سوار ہوتا

بہرِ نظمِ مُلک یا سُوی شکار
سلطنت کے انتظام کے لئے یا شکار کی جانب

وقتِ رَجعت سُوی درویش آمدے
وہ واپسی کے وقت درویش کی جانب آتا

وقفہ کردے زاہرِ آں مہ شُدے
ٹھہرتا اس چاند کی زیارت کرنے والا بنتا

ہم بریں منوال بُودش کاروبار
اس کا کاروبار اسی طریقہ پر تھا

دندریں اثنا شہِ آں کارہ زار
اور اس اثناء میں وہ کار و زار کا شاہ

داشت با پروردگارِ خود نیاز
اپنے پروردگار کے ساتھ نیاز مندی رکھتا

ناگہاں آں زن کہ اوّل آمدش
اچانک وہ عورت جو اس کے پاس پہلے آئی تھی

بارِ دیگر گشت پید از دَرش
اس کے دروازے سے دوسری بار نمودار ہوئی

گفت صوفی چہ آوردی بگو
صوفی نے کہا' ہائیں کیا لائی ہے بتا؟

چیست باز ایں سُو چرا کردی تو رُو
کیا ہے؟ تو نے پھر اس طرف رخ کیوں کیا؟

گفت بہرِ رخصتِ تو آمدم
اس نے کہا آپ سے رخصت ہونے کیلئے آئی ہوں

اَلوَداع اے جاں کہ من رخصت شدم
اے جان! الوداع کہ میں رخصت ہوتی ہوں

گفت دُور اے بیوفا مکّار زال
اس نے کہا اے بیوفا مکار بوڑھی دور ہو جا

صد ہزاراں دام داری زیرِ چال
تو کنویں کے نیچے ہزاروں جال رکھتی ہے

تو فسونِ خود بہر کس میدمی
تو ہر شخص پر اپنا منتر پھونکتی ہے

گشت چوں رام تو آخر می رمی
وہ جب تیرا فرمانبردار ہو گیا تجھ سے تو بھاگ جاتی ہے

ہاں برد کایں دلقِ من ویں پوستیں
ہاں چلی جا' کیونکہ یہ میری گدڑی اور یہ پوستین

من فریب از غدر تو کے خوردہ ام
تیری غداری سے میں نے فریب کب کھایا ہے

پے بضُعفِ عہدت اوّل بُردہ ام
میں نے تیرے عہد کی کمزوری کا پہلے ہی پتہ لگا لیا ہے

زُود باش اے بے حیا زیں جا بُرُو
اے بے حیا! جلدی کر اس جگہ سے چلی جا

تا بکے داری بافسونم گرُو
مجھے منتر میں کب تک پھنسائے گی؟

از نظر غائب شد آں فتّانہ زن
وہ فتنہ میں مبتلا کرنے والی عورت نظر سے غائب ہو گئی

در [2] تفکر رفت صُوفی از فِتن
فتنوں سے صوفی سوچ میں پڑ گیا

چوں رَوَد ایں شورشِ بلغاکِ من
یہ میرے غوغا کی شورش کیسے جائیں گے؟

چوں کشہا کم شود زیں انجمن
اس محفل سے جھگڑے کیسے جائیں گے؟

شیرج و کُسبہ چساں گردد جدا
تیل اور کھل کیسے جدا ہوں گے؟

مرغ بررُویِ جواں اُفتد چرا
جوان کے چہرے پر شکن کیوں پڑے گی؟

کز چہ [3] زاید تا ہمہ دولت رَوَد
کس بات سے ہوگا کہ تمام دولت چلی جائے گی؟

آفتابِ عزّ من کاسف شود
میری عزت کا سورج گرہن میں ہو جائے گا

خواند لاحول و بحق مشغول گشت
اس نے لاحول پڑھی اور اللہ تعالیٰ سے مشغول ہو گیا

---

[1] حارس۔ نگہبان۔ زفت۔ واپسی۔ وقفہ۔ ٹھہراؤ۔ [2] یعنی درویش۔ منوال، طریقہ۔ مہر۔ محبت۔ دندریں۔ اس وقفہ میں درویش اپنے مجاہدوں میں لگا رہتا۔ آں زن۔ یعنی دنیا جو عورت کی صورت میں آئی تھی۔ ہے۔ تعجب۔ چال۔ چاہ' کنواں ہا کو لام سے بدل لیا جاتا ہے۔ [3] در تفکر۔ جب دنیا نے الوداع کہا تو درویش سوچنے لگا کہ یہ دنیا مجھ سے کیسے جدا ہو گی میرے چاروں طرف کا مجمع کیسے غائب ہو جائے گا میں اور بادشاہ جو تیل اور کھل ہیں کیسے ایک دوسرے جدا ہو گے بادشاہ کے چہرے پر شکن کیسے آئی گی۔ فتان۔ فتنہ میں مبتلا کرنے والی۔ فتن۔ فتنہ کی جمع ہے۔ بلغاک۔ شور و غوغا۔ کُشن۔ یوزن چمن۔ بسیاری انبوہی۔ شیراج۔ تل کا تیل۔ کسبہ۔ کھل۔ مرغ۔ شکن۔ جوان۔ یعنی بادشاہ۔ [3] کز چہ۔ یہ کس بات سے ہو گا کہ دنیا مجھ سے بھاگ جائے گی اور میری دولت رندہ گی اور میری عزت کا چاند گرہن ہو گا۔ خواند۔ اس تفکر پر اس نے لاحول پڑھی اور یاد خدا میں لگ گیا۔ کان امر اللہ۔ لیکن اس درویش سے دنیا کا چلا جانا ہے خدائی حکم تھا جو ہو کر رہا۔

بُود بر مہرِ فقیر اُو جاں نثار
وہ فقیر کی محبت پر جان چھڑکنے والا تھا

ہر دو موجود ست پیشِ من عیاں
دیکھ لے دونوں میرے سامنے موجود ہیں

کان امرُ اللہ چوں مفعول گشت
خدائی حکم تھا جبکہ واقع ہوا

چوں قضا آید شود بر عکس کار
جب قضا آتی ہے کام الٹا ہو جاتا ہے

تکیہ بر دیوار زد خوابش ببُرد
دیوار کا سہارا لیا، اس کو نیند آ گئی

پس سزائے نیکوئی زیناں بُود
تو بھلائی کا صلہ ایسا ہوتا ہے؟

جملہ تدبیرات باطل گشت و زار
تمام تدبیریں باطل اور کمزور ہو جاتی ہیں

سُوئے سایہ ہر عکسے رہ می بُرد
سایہ کی جانب ہر شخص راستہ اختیار کرتا ہے

کز برائے قتلم خنجر کشد
کہ میرے قتل کرنے کو خنجر سونتے

حق چو میخواہد کہ کارے را کُند
جب خدا چاہتا ہے کہ کوئی کام کرے

شاہ تنہا ماند آں صوفیِ صاف
شاہ اور صوفی صافی تنہا رہ گئے

سلسلہ اَسباب را جنبش دہد
سلسلہ اسباب کو حرکت دیدیتا ہے

از میانِ شاہ خنجر خوش غلاف
شاہ کی کمر سے عمدہ غلاف کا خنجر

شُد وزیر آگاہ و استغفار کرد
وزیر آگاہ ہوا اور معافی چاہی

از قضا در صبحِ آں روزِ سعید
تقدیر سے اس اچھے دن صبح کو

در شفاعت پیشِ شہ اصرار کرد
شاہ کے سامنے سفارش میں اصرار کیا

شاہ سُوئے کوہ شُد بہرِ مَصید
بادشاہ شکار کے لئے پہاڑ کی جانب گیا

در تقلّبہا قباش بر شکم
کروٹیں لینے میں اس کے پیٹ پر گر گیا

گفت بخشیدم بتو جانش خموش
اس نے کہا کہ میں نے تیرے لئے اس کی جان بخشی کی خاموش ہوجا

خستے بسیار کرد و رنج بُرد
بڑی محنت کی اور تکلیف برداشت کی

مَرد درویش از رہِ لُطف و کرم
درویش مرد نے لطف و کرم کے طریقہ پر

گفت بخشیدم بتو جانش خموش
اس نے کہا کہ میں نے تیرے لئے اس کی جان بخشی کی خاموش ہوجا

ہیچ باصیدے در آنجا دانخورد
کوئی شکار اس جگہ نہ ملا

خواست کاں را از شکم یکسو کُند
چاہا کہ اس کو اس کے پیٹ سے علیحدہ کردے

گُن بدرویے را بیک بینی دو گوش
اس کو ایک ناک دو کان کے ساتھ نکالدے

تعب بیحدے چشید و رنج سخت
بیحد تھکن اور سخت تکلیف پہنچی

جایِ دیگر دُور تر از وَے نہد
دوسری جگہ اس سے دور رکھ دے

ایں بُود صدق و وفائے پُر دَول
دولتمندوں کی سچائی اور وفاداری یہ ہوتی ہے

شد زتاب مہر جانش لخت لخت
سورج کی گرمی سے اس کی جان ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی

چشمِ شہ یکبارگی بیدار شُد
شاہ کی آنکھ اچانک کھل گئی

کز پے وہمے بَعدُواں پُر دُول
کہ ایک وہم کی وجہ سے عادت میں بدل گیا

در ایاب آں شاہ بر رسمِ قدیم
وہ شاہ قدیم عادت کے مطابق واپسی میں

دید چوں خنجر برہنہ زار شُد
جب کھلا ہوا خنجر دیکھا عاجز رہ گیا

دل مَنہ بر لُطفِ میران و وزیر
سرداروں اور وزیر کی مہربانی سے دل نہ لگا

قصدِ درویش شُد اُو زاں رحیم
اس پہاڑ سے درویش کا قصد کرنے والا بن گیا

زُود بُرجست و بقصرِ خویش رفت
فوراً اٹھا اور اپنے قلعہ میں چلا گیا

در ۳ وَے خُلد اند و در دیگر سَعیر
گھڑی میں جنت ہیں اور گھڑی میں دوزخ ہیں

لیک جانش از غضب سوزاں و لفت
لیکن غصہ سے اس کی جان جل بھن گئی

از یکے وہم آں تلطّف کینہ شُد
ایک وہم سے وہ مہربانی کینہ بن گئی

آمد بُرجانِ صوفی اُو فتاد
آیا صوفی کے اوپر گر گیا

گفت زُود آریدآں دستورِ را
حکم دیا فوراً وزیر کو لاؤ

ہمچو کانوں در تلہّب سینہ شُد
بھٹی مارنے میں سینہ بھٹی بن گیا

تا براند از سرایں بے نور را
تاکہ وہ اس بے نور کا سر اڑا دے

کی نہ بندد بر بناں سُلطاں چرا
وہ اس شاہ کے ساتھ دل کیوں نہیں وابستہ کرتا؟

صوفی اندر پائش زد اعتقاد
اعتقاد سے اس کے دونوں پاؤں چومے

کو ہزاراں جُرم بخشد از عطا
جو بخشش سے ہزاروں خطائیں معاف کردیتا ہے

وقتِ گرما بُود و تاباں آفتاب
گرمی کا وقت تھا اور سورج چمک رہا تھا

من چہ خوبیہا بجایش کردہ ام
میں نے اس کے ساتھ کس قدر بھلائیاں کی ہیں

جُرمہا دیدہ وظیفہ می دہد
خطائیں دیکھتے ہوئے روزی دیتا ہے

---

۱ از قضا۔ زوال کے اسباب کا بیان ہے۔ مصید۔ شکار۔ تاب مہر۔ سورج کی تپش۔ ایاب۔ واپسی۔ رقم۔ پہاڑ کا نام۔ تقلبہا۔ یعنی نیند میں کروٹیں بدلنے سے۔ زار۔ عاجز۔ دستور۔ وزیر۔ تابر انداز۔ اس کا سر قلم کردے۔ ۲ گُن بدر۔ نکال دے۔ یک بینی۔ یعنی سب مال و دولت چھینک کر۔ پر دول۔ دولتوں کا مالک۔ بعدواں۔ عادت۔ ۳ دوزخ ہے۔ یہ بادشاہ کی وقت جنت کی وقت دوزخ ہوتے ہیں۔ تلطف۔ مہربانی کرنا۔ کانوں۔

اند کے آسود شہ زاں حرو تاب
اس گرمی اور تابش کی وجہ سے شاہ نے تھوڑا سا آرام کیا

ہر خطا کردی وبا زار آمدی
تو نے جو خطا کی اور عاجزی سے آیا

از خواصِ خاصِ در بارش شدی
اس کے دربار کا خاص الخاص بن گیا

مالِ دنیا را وفا خود ایں بُود
دنیا کے مال کی یہی وفاداری ہوتی ہے

دل در و بستن زنقصِ دیں بُود
اس سے دل وابستہ کرنا دین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے

جاں بُرد از مکرِ دنیا مردِ خوش
بھلا آدمی دنیا کے مکر سے جان بچا لے گیا

چوں نہ بست اُو دلبراں مغرور کش
چونکہ اس نے اس فریب خوردہ کو قتل کرنے والی سے دل وابستہ نہ کیا

گر بہ قتادے اندر و گشتے ہلاک
اگر اس میں مبتلا ہو جاتا، ہلاک ہو جاتا

ہمچو بلغم می شدے مسجونِ خاک
بلغم کی طرح مٹی کا قیدی بن جاتا

زیرِ تیغ بیدریغِ شاہِ دُوں
کمینہ بادشاہ کی بے دریغ تلوار کے نیچے

میشدے درویش بس زار و زبوں
درویش بہت عاجز اور مغلوب ہو جاتا

چونکہ حزم و احتیاطے کردہ بُود
چونکہ اس نے حزم اور احتیاط کی تھی

میل سُوئے مالہا نا مبردہ بُود
مال کی جانب میلان نہ کیا تھا

جاں سلامت بُرد ازیں خدعہ او
وہ اس دھوکے کے باز سے جان بچا لے گیا

دل نہ بر او مبندائے یارِ تو
اے یار! تو بھی اس کی رونق سے دل وابستہ نہ کر

بارہا سر را بپایش کردہ ام
بارہا اس کے قدم پر سر رکھا ہے

باز سُوئے داستانِ خود رَوم
میں پھر اپنی داستان کی جانب لوٹتا ہوں

وہ چرا از نصح تو غافل شوم
ہائے میں تیری نصیحت سے کیوں غافل ہوں

باز سُوئے داستان من آمدم
میں پھر داستان کی جانب آ گیا

وہ دریں دریاچہ دست وپا زدم
ہائے اس دریا میں میں نے کیسے ہاتھ پاؤں مارے

واں دوم کاہل شد از تطویلِ من
اور وہ دوسرا میرے طول دینے سے کاہل بن گیا

کاہلاں ۲ را کرد کاہل پیلِ من
کاہلوں کو میرے ہاتھی نے کاہل بنا دیا

بیان نمودن آں پسر دوم حال
دوسرے لڑکے کا اپنی کاہلی کا حال قاضی

کاہلی خود با قاضی

سے بیان کرنا

دومی گفتا کہ بشنو حالِ من
دوسرے نے کہا میرا حال سن

قرعہ میراث زن در فالِ من
میری فال پر میراث کا قرعہ نکال دے

نصرت الداخل نگر در بیت مال
بیت مال میں نصرت الداخل پر غور کر

تا بیایم از پدر مال و منال
تاکہ میں باپ کی جانب سے مال و متاع حاصل کر لوں

گفت من تنبل ترم از تنبلاں
اس نے کہا میں تمام کاہلوں سے زیادہ کاہل ہوں

استم از کوہ گراں ترہم گراں
میں بھاری پہاڑوں سے بھی زیادہ بھاری ہوں

از چنیں جود و عطا کس چوں جہد
ایسی سخاوت اور عطا سے کوئی کیوں گریز کرے؟

گر فتد ۳ کوہے تجہم از مکاں
اگر پہاڑ بھی گرے میں جگہ سے نہ سرکوں

یا بَرد سیلاب مارا رائگاں
یا خواہ مخواہ مجھے سیلاب لے جائے

یا چو ابراہیم گر آتش بُود
یا حضرت ابراہیمؑ کی طرف اگر آگ ہو

می نیایم سر ازو ہم تا ابد
میں اس سے بھی کبھی سر نہ موڑوں گا

یا چو زکریا شکافد ارّہ
یا حضرت زکریا کی طرح اگر آرہ چیر دے

بر ندارم من سرِ خود ذرّہ
میں ذرہ برابر اپنا سر نہ اٹھاؤں

یا چو اسمٰعیل زیرِ خنجرے
یا حضرت اسمٰعیل کی طرح خنجر کے نیچے سے

بر ندارم من سرِ خود از مرے
میں اپنا سر نہ اٹھاؤں

گر بریزد برتنم صد بارنیش
اگر سو بار میرے جسم پر نشتر لگے

یا شود سرتا قدم از تیغ ریش
یا سر سے پاؤں تک تلوار سے زخمی ہو جائے

من زتنبل برنہ جنبانم دو دست
میں کاہلی سے دونوں ہاتھ نہ ہلاؤں

میرود گو بر سرِ من ہر چہ ہست
کہہ دے کہ جو کچھ بھی میرے سر پر گذر جائے

گر بہ پرد سُوئے من صد تیر راست
اگر میری طرف سو تیر سیدھے آئیں

از کسالت برنگردم چپ و راست
میں کاہلی سے دائیں بائیں کروٹ نہ لوں

بر سرِ من آنچہ بہ پسندی رواست
تو جو میرے سر پر پسند کرے مناسب ہے

حکم حکم تست بندہ خود فناست
حکم تیرا ہی حکم ہے بندہ خود فنا ہے

---

۱ گرفتار ہے۔ اگر وہ درویش دنیا میں پھنس جاتا تو تباہ ہو جاتا۔ بلغم۔ یہ شخص بڑا عبادت گزار تھا لیکن آخر عمر میں برباد ہو گیا۔ مجنون۔ قیدی۔ زبوں۔ عاجز۔ خدعہ۔ دھوکہ باز مکار۔ دوم۔ پہلے لڑکے کی کاہلی کا بیان طویل ہو گیا تو دوسرا لڑکا میرے طویل بیان سے سست ہو گیا۔ ۲ کاہلاں۔ یعنی اہل آخرت کی دنیا کے کاموں میں کاہلی کر میں نے خوب بیان کر دیا۔ پیل۔ یعنی بیان۔ گفتا۔ یعنی قاضی سے کہا۔ نصرت الداخل۔ رمل کی ایک شکل ہے جب وہ زائچہ کے دوسرے خانہ میں آتی ہے جس کو بیت المال کہتے ہیں تو وہ مال و دولت کے حصول کا سبب بنتی ہے۔ منال۔ سامان۔ ۳ گر کند۔ اگر پہاڑ بھی گرے یا دریا بہا لے جائے تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہلوں۔ سرے۔ جھگڑا۔ حکم حکم تست۔ یہ خدا تعالیٰ کو خطاب ہے

جملہ[1] خواہشہا دراں خواہش گم ست
تمام خواہشیں اس خواہش میں گم ہیں

صلح و تدبیر و ہمہ جاہش گم ست
صلح اور تدبیر اور پورا اکڑ کر چلنا گم ہے

چوں جمادم حرکت و خواہش نماند
جب پتھر کی طرح مجھ میں حرکت اور تمنا نہیں رہی

تنبلیم دست از عالم فشاند
میری کاہلی نے دنیا سے ہاتھ جھاڑ لیا

ہمچو میت در یدِ غسّال شو
مردہ نہلانے والے کے ہاتھ میں مردے کی طرح بنجا

از ارادت وز تکلم لال شو
ارادے اور بولنے سے گونگا بن جا

چوں کفیلِ من شد اُومد دنگا رہا
جب کاموں میں وہ میرا کفیل ہو گیا

پس چراچوں خرکشم من بارہا
تو میں گدھے کی طرح بوجھ کیوں اٹھاؤں؟

بہ زمن تدبیر من میداند او
وہ مجھ سے بہتر میری تدبیر جانتا ہے

ہر بلا رابہ زمن میراند او
وہ ہر مصیبت کو مجھ سے بہتر ٹالتا ہے

پس چرا در نفع و ضرِّ خود تنم
تو میں اپنے نفع اور نقصان کا چکر کیوں کاٹوں؟

از کنف ہائے حمایت چوں پرم
عنایت کے پہلو سے کیوں اڑوں

ایں سخن پایاں ندارد الغرض
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے الغرض

گفت باقاضی کہ اے دفع المرض
اس نے قاضی سے کہا کہ اے مرض کے دفعیہ

درمیان ہر سہ تن کاہل ترم
تینوں شخصوں میں میں زیادہ کاہل ہوں

وز ہمہ نفع و ضرر جاہل ترم
اور تمام نفع نقصان سے زیادہ جاہل ہوں

سُود و نقصانِ دو عالم ہر چہ ہست
دونوں جہان کا نفع اور نقصان جو بھی ہے

کاہلی من زہر دو بہتر ست
میری کاہلی دونوں سے بہتر ہے

دربیانِ ایں شنو یک قصّہ
اس سلسلہ میں ایک قصہ سن لے

تابَری از تنبلیِ من حصّہ
تاکہ تجھے میری کاہلی کا حصہ حاصل ہو جائے

بہر کارے آمدم در مُلکِ خوز
میں ملک خوز میں ایک کام لئے آیا

در رباطے گشتم آسودہ دو روز
ایک سرائے میں دو دن آرام کیا

شاہِ[2] آنجا بس سخی و بحرِ جُود
اس جگہ کا بادشاہ بہت سخی اور سخاوت کا دریا تھا

کانِ لُطف و مَعدنِ احسان بُود
مہربانی کی کان اور احسان کی معدن تھا

چاوشِ اُو ہر زماں کردے گذر
اس کا نقیب ہر وقت گذرتا

بانگہا کردے برائے کور و کر
اندھے اور بہرے کو آوازیں دیتا

شاہ ہر شب برسرِ تختِ کرم
کرم کے تخت پر شاہ ہر رات کو

می نشیند اے گدایانِ وژم
بیٹھا ہے اے مفلس فقیرو!

ہر کہ را میلے بمالِ وجاہ است
جس کو مال اور رتبہ کی خواہش ہے

دین و دنیا در رکابِ شاہ ہست
دین اور دنیا شاہ کے جلو میں ہے

ہر کہ بکشاید لبِ انبانِ خویش
جو بھی اپنے تھیلے کا منہ کھولتا ہے

پُر کند دروے دُر و مَرجانِ خویش
وہ اپنے موتی اور مونگے اس میں بھر دیتا ہے

سیم و زر بس دُر و گوہرہائی سُود
چاندی اور سونا نفع کیلئے بہت سے موتی اور جواہر

ہر کہ بشکودہ زباں بیشک ربود
جس نے زبان کھولی بیشک حاصل کر لئے

خوانِ یغمایش بدشمنہا و دوست
اس کا لوٹ کا دسترخوان دشمنوں اور دوست کیلئے ہو

صرفِ محتاجاں بُود با مغز و پوست
مغز اور پوست کے ساتھ محتاجوں میں صرف ہوتا ہے

آنچہ خواہد از درش ہر کس برد
جو چاہے ہر شخص اس کے در سے لے جائے

نیست با اعدائے خود اُورا حسد
اس کو اپنے دشمنوں پر بھی حسد نہیں ہے

دوست دشمن پرَ ورد از لطف و جُود
دوست اور دشمن کو مہربانی اور سخاوت سے پرورش کرتا ہے

ہر کہ لابہ کرد پیشش یافت سُود
جس نے اس کے سامنے خوشامد کی نفع پالیا

دمبدم طول و سخایش درد فور
ہر لمحہ اس کی طاقت اور سخاوت زیادتی میں ہے

نیست در انبانِ جُودِ اُو فتور
اس کی سخاوت کے تھیلے میں کمی نہیں ہے

جنبشِ لب کافی آمد بردرش
اس کے در پر ہونٹ ہلا دینا کافی ہے

بہرِ استمطارِ غیثِ ہامرش
اس کی برسنے والی بارش کے برسوانے کے لئے

بردرش آید کسے گر صبح و شام
اگر کوئی صبح اور شام اس کے دروازے پر آجائے

کارِ اُو یابد بکلّی انتظام
اس کا کام بالکل منظم ہو جائے

گر بہائی بردرِ اُو صبح گاہ
اگر تو صبح کے وقت اس کے در پر آئے

آنچہ خواہی میدہدآں بادشاہ
تو جو چاہے وہ بادشاہ دیدے

---

[1] جملہ۔ میں راضی برضا ہوں اور اپنی تدبیر ختم کر چکا ہوں۔ ہمچو۔ اللہ کی مرضیات کے سامنے انسان کو ایسا ہونا چاہیے۔ جس طرح مردہ نہ ہو نہلانے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ لال۔ گونگا۔ کف۔ پہلو۔ خوز۔ خوزستان ایک ملک ہے یعنی دنیا۔ رباط۔ سرائے۔ [2] شاہ آنجا۔ یعنی اللہ تعالیٰ۔ چاوش۔ نقیب۔ یعنی انبیاء و اولیاء۔ وژم۔ افسردہ۔ مرجاں۔ مونگا۔ یغما۔ لوٹ طول۔ طاقت۔ استمطار۔ برسنا۔ امر۔ بولنے والا۔ انتظام۔ درستی۔

گر کسے در نیم شب کوبد درش
اگر کوئی آدھی رات کو اس کا دروازہ پیٹے

میدہد گوہر بہ از سیم و زرش
وہ اس کو چاندی اور سونے سے بہتر جواہر دیدیتا ہے

جملہ شاہاں شب بہ بستر غافلند
تمام بادشاہ رات کو بستر پر غافل ہیں

وز خبر گیری خلقاں عاطلند [1]
اور لوگوں کی خبر گیری سے معطل ہیں

شاہِ ما بیدار و ہر دم ہوشیار
ہمارا شاہ بیدار اور ہر وقت ہوشیار ہے

عالمے را خود بذات اُو پاسدار
وہ خود اپنی ذات سے دنیا کا نگہبان ہے

بسکہ چاؤشاں حکایت ساختند
بہت سے نقیبوں نے قصہ سنایا

میلِ آں شہ در دلم انداختند
انہوں نے میرے دل میں اس شاہ کی خواہش پیدا کردی

بردرش رفتم شبان و صبح گاہ
میں رات کو اور صبح کو اس کے در پر پہنچا

آستانش را نمودم سجدہ گاہ
میں نے اس کی چوکھٹ کو سجدہ گاہ بنالیا

روئ اُو دیدہ زخود رفتم چناں
اس کا رخ دیکھ کر میں ایسا بیخود ہو گیا

کہ نیامد حرفِ اَعطِ بر زباں
کہ "عطا کر" کا حرف زبان پر نہ آیا

مدّتے بگذشت و من از کاہلی
ایک مدت گذر گئی اور میں کاہلی سے

ماندم اندہ حیرت و بے حاصلی
حیرت اور بے مرادی میں رہا

کاہلی من زبانم را بہ بست
میری کاہلی نے میری زبان بندی کر دی

ہمچو محو بادۂ و مست الست
الست کے مست اور شراب میں محو کی طرح

کاہلی من مرا رخصت نداد
میری کاہلی نے مجھے موقع نہ دیا

کہ بخواہم از شہِ باجود و داد
کہ میں سخی اور بخشش والے شاہ سے مانگوں

واصلاں رینگونہ از ہر دو جہاں
اصل (بچتی) لوگ اسی طرح سے دونوں جہان سے

کاہلند و غافلند اے زاہداں
اے زاہدو! کاہل ہیں اور غافل ہیں

نہ زحق خواہند دنیا نہ بہشت
اللہ تعالیٰ سے نہ دنیا مانگتے ہیں نہ جنت

ہر دورا بہرِ خدای خود بہشت
دونوں کو اپنے خدا کی خاطر چھوڑ دیا ہے

جُز خدا را از خدا خود خواستن
خدا سے خود خدا کے علاوہ کو مانگنا

نیست افزونی بُود جاں کاستن
بڑھوتری نہیں ہے جان کو گھٹانا ہے

گر خدارا بہرِ جنت عابدی
اگر تو جنت کے لئے خدا کا عبادت گذار ہے

در رفاہِ نفسِ خود بس قاصدی
تو صرف اپنے نفس کے آرام کا ارادہ کرنیوالا ہے

حُسنِ ذاتی الوہیّت چہ شُد
خدائی کا ذاتی حسن کیا ہوا؟

آہ آں حقِّ ربوبیّت چہ شُد
افسوس وہ پروردش کا حق کیا ہوا؟

ہست اُو معبود بالذات اے پسر
اے بیٹا! وہ ذات کے اعتبار سے معبود ہے

درمیانش پس وسائط [2] را مخر
تو واسطوں کو درمیان میں پسند نہ کر

مر خدارا بہرِ اُو عابد شوید
خدا کے عبادت گذار اس کے لئے ہی بنو

نہ کہ بہرِ حُور و جنت میدوید
نہ کہ حور اور جنت کے لئے تم دوڑتے ہیں

حق آں ذاتِ خدائے پاک کو
اس خدائے پاک کی ذات کا حق کہاں ہے؟

خود بدہ انصاف پاسخ را بگو
تو خود انصاف کر لے جواب دے

گر پرستی بہرِ نار و یا جناں
اگر تو جہنم یا جنتوں کے لئے عبادت کرتا ہے

عابدِ اینہا شدی اے کامراں
اے کامیاب! تو ان کا عبادت گذار بنا

گر نبودے جنت و ناراے لئیم
اے کمینہ! اگر جنت اور جہنم نہ ہوتی

بود معبودِ حقیقی آں رحیم
وہ رحیم پھر بھی حقیقی معبود ہوتا

نار و جنت ہر دو سوطِ کاہل ست
جہنم اور جنت دونوں کاہل کے لئے کوڑا ہیں

کاہلاں راتازیانہ بس ست
کاہلوں کو کوڑا چلانے والا ہے

اسپ بحر از تازیانہ برجہد
تیز گھوڑا کوڑے سے بدلتا ہے

خود بخود پا در رہِ عجلت نہد
وہ خود بخود عجلت کے راستہ پر قدم رکھتا ہے

طفل را گویند در مکتب برو
بچے سے کہتے ہیں مکتب میں جا

جوز و لوزے میدہم ہاں زود شو
میں اخروٹ اور بادام دیتا ہوں ہاں جلد جا

پیشِ اُستا خوانِ نعمتہا بسے ست
استاد کے سامنے نعمتوں کے خوان بہت ہیں

فاکہہ و اعناب بہرِ ہر کسے ست
پھل اور انگور ہر ایک کے لئے ہیں

گر روی پیشش نوازد مر ترا
اگر تو اس کے پاس جائے گا وہ تجھے نوازے گا

ورنہ بدہد زیں تغافلہا سزا
ورنہ ان غفلتوں کی سزا دے گا

---

[1] عاطل۔ بیکار۔ اعط۔ تو عطا کر۔ است۔ عہد الست۔ بہشت۔ بگذاشت۔ گر خدا۔ اگر خدا کی عبادت جنت کے لئے ہے تو یہ عبادت اپنے نفس کے رام کے لئے ہے۔

[2] وسائط۔ یعنی جنت اور دوزخ۔ پاسخ۔ جواب۔ سوداً۔ کوڑا۔ اسپ بحر۔ تیز رو گھوڑا۔ جوز۔ اخروٹ۔ لوز۔ بادام۔ استار۔ استاد۔ فاکہہ۔ پھل۔ اعناب۔ عنب کی جمع ہے انگور۔

از طمانچہ روی گلگونت [1] کند
طمانچہ سے تیرا منہ لال کر دے گا

سخت زندانی و محزونت کند
تجھے سخت قیدی اور غمگین کر دے گا

طفل ازاں ترغیب و ترہیب پدر
بچہ باپ کے اس پھسلانے اور ڈرانے سے

رُو سُوی مکتب نماید سر بسر
پورا رخ مکتب کی جانب کرتا ہے

چونکہ طفلی رفت و آمد عقل خوب
جب بچپن جاتا رہا اور خوب عقل آ گئی

نیست محتاجِ رغوب و ہم رہوب
تو وہ پھسلاووں اور ڈراووں کا محتاج نہیں ہے

خود بخود در پیشِ اُستا میرود
وہ خود بخود استاد کے سامنے چلا جاتا ہے

ہر سحر گاہے بسویش میدود
ہر صبح کو اس کی جانب دوڑتا ہے

حُسنِ ذاتی بین و حقِ شاہیش
ذاتی حسن اور اس کی شاہی کا حق دیکھ

غرق شودر بحر ہمچوں ماہیش
سمندر میں اس کی مچھلی کی طرح ڈوب جا

بیخودی شوذ خودی یکسر بر آ
بے خود بن اور خودی سے بالکل نکل

از برائے حق خدارا داں خدا
خدا کے لئے خدا کو خدا جان

مطلب دنیا و عقبیٰ را بہل
دنیا اور آخرت کا مقصد چھوڑ

ہر دو انباں اہیننداز از بغل
بغل میں سے دونوں تھیلوں کو پھینک دے

بہرِ اُو اورا عبادت کرد نیست
ں کی عبادت اس کے لئے کرنے کی ہے

لد جنت طلب ہم مرد نیست
جنت کے لئے عبادت کرنے والا مرد نہیں ہے

اُو بذاتِ خود عبادت را سزاست
وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عبادت کے لائق ہے

نز برائے نار و جنت وے خداست
نہ کہ وہ جہنم اور جنت کی وجہ سے خدا ہے

اُعْبُدُ اللّٰہَ لَہٗ یَا ذَا النُّھٰی
اے عقلمند! اللہ کی عبادت اس اللہ کے لئے کر

وَاطْرَحُوْا الْاَغْیَارَ عَنْ عَیْنِ اللَّحَا
عقل کی آنکھ کے ذریعہ غیروں کو پھینک دو

فَامْحُ نَقْشَ الْغَیْرِ عَنْ نَوْحِ الصُّلُوْرِ
غیر کا نقش سینوں کی تختی سے مٹا دے

اِنَّہُ الْمَعْبُوْدُ مِنْ غَیْرِ الْفُتُوْرِ
بیشک بغیر نقصان کے وہی معبود ہے

ایں سخن پایاں نداردائے عزیز
اے پیارے! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے

منتہی حال خودست آں سوم نیز
وہ تیسرا بھی اپنی حالت کی خبر دینے والا ہے

در بیانش داستانے میرنم
میں اس کے بیان میں ایک قصہ سناتا ہوں

حالِ مخفی برتو روشن میکنم
چھپا ہوا حال تجھ پر ظاہر کرتا ہوں

دوش بردم سُوی صحرا گاوَرا
میں کل ایک بیل کو جنگل میں لے گیا

پاسبانی می نمودم گاوَرا
میں کوشش کی نگرانی کر رہا تھا

بر سرِ جوئی کہ بُد سبزہ رشید
ایک نہر کے کنارے جس پر بہت سبزہ تھا

گاوَ خود بگذاشتم اُو می چرید
میں نے اپنا بیل چھوڑ دیا وہ چر رہا تھا

در چرامی گشت تدریجا بعید
وہ چراگاہ میں رفتہ رفتہ دور ہو رہا تھا

سبزہ ترمی یافت ہر جا میدوید
جہاں تر سبزہ پاتا تھا دوڑ جاتا تھا

بود سبزہ پہن و صحرای دراز
سبزہ وسیع اور جنگل لمبا تھا

می چرید اُو دور دور از راہِ آز
وہ لالچ کے طور پر دور دور چر رہا تھا

حکایت نمودن آں پسرِ سوم
اس تیسرے لڑکے کی اپنی کاہلی کو قاضی کے
کاہلیِ خودرا بہ پیشِ قاضی کاہل
سامنے پیش کرنے کی حکایت جو دین کے معاملہ
بکارِ دین و چابک بکار دنیا بودو
میں کاہل اور دنیا کے معاملہ میں تیز تھا اور
آنست بیکار و کاہل حقیقی
بیکار اور حقیقی کاہل وہی ہے

چیست [2] دنیا سبزہ زار خوش فضا
دنیا کیا ہے؟ عمدہ فضا والا سبزہ

تو چوگاوے اندراں مرعیٰ چرا
تو بیل کی طرح اس چراگاہ میں چر

گفت قاضی آں سوم را کاے فلاں
قاضی نے اس تیسرے سے کہا کہ اے فلاں!

کاہلی خود بہ پیشم کن بیاں
اپنی کاہلی میرے سامنے بیان کر

گفت قاضی! تنبل من بیشتر
اس نے کہا (اے) قاضی میری کاہلی بڑھی ہوئی ہے

ہمچو آتش ہست پُر دُود و شرر
جو آگ کی طرح دھوئیں اور چنگاریوں سے پر ہے

خود چہ آں کاہے کہ در وے خار نیست
وہ کھاس جو جس میں کانٹا نہیں ہے

خار و اژدن و نتادہ زار نیست
وہ چرنا اور قتادہ اگنے کی جگہ نہیں ہے

تا نگیرد در گلویت خارِ او
تاکہ اس کا کانٹا تیرے حلق میں نہ لگ جائے

روزِ محشر گردی آخر زار او
بالآخر محشر کے دن تو اس سے عاجز ہو جائے

---

[1] گلگوں۔ سرخ۔ مخروں۔ غمگین۔ ترغیب۔ رغبت دلانا۔ ترہیب۔ ڈرانا۔ منتہی۔ خبر دینے والا۔ قاضی۔ اے قاضی۔ رشید۔ وسیع۔ آز۔ لالچ۔ [2] چیست دنیا۔ یہ ناظم کا مقولہ ہے۔ مرعیٰ۔ چراگاہ۔ چہ۔ چہ یدن کا صیغہ امر ہے۔ خار و اژدن۔ چرچنہ۔ قتادہ۔ ایک خاردار گھاس ہے جس کے چھونے سے ہاتھ میں خارش پیدا ہو جاتی ہے۔

می چرا دیں گاو نفس اندر جہاں
یہ نفس کا بیل دنیا میں چر رہا ہے

سبز کاہے ہرکجا بیند عیاں
سبز گھاس جہاں بھی نمایاں دیکھتا ہے

دیں نداند از شکم پروردنی
اور شکم پروری کی وجہ سے یہ نہیں سمجھتا

کیں مراشد خوردنی ناخوردنی
کہ یہ کھانے کی چیز میرے کھانے کی چیز بن گئی

آخرش دردِ شکم آرد ترا
بالآخر وہ تیرے پیٹ میں درد پیدا کردیتی ہے

تخمہ آرد خیرہ لے گرداند ترا
تخمہ لگا دیتی ہے تجھے حیران کر دیتی ہے

گر خوری آں را بحکمِ آں حکیم
اگر تو اسے اس حکیم کے حکم کے مطابق کھائے

کو سمیع ست و بصیرست و علیم
جو سمیع ہے اور بصیر ہے اور علیم

تخمہ و قولنج و ہیضہ ناورد
وہ تخمہ اور قولنج اور ہیضہ نہ لائے گی

ہیچ نخے در شکم نے ہیچ درد
نہ پیٹ میں اپھارا نہ کوئی درد

بہرایں حکمت رسیدند انبیا
انبیاء اسی حکمت کے لئے آئے ہیں

تاتو در تخمہ نیفتی اے کیا
اے صاحب! تاکہ تو تخمہ میں مبتلا نہ ہو

تو مریضی جسمِ تو یک سر سقیم
تو مریض ہے تیرا جسم بالکل بیمار ہے

رو پرہیز و بہ پُرس از ہر حکیم
جا پرہیز کر اور ہر حکیم سے دریافت کر لے

ہمچو گاوے خود سری ہرگز مکن
بیل کی طرح کبھی خود سری نہ کر

بر خلاف نفس خود کن ہر سخن
ہر بات اپنے نفس کے خلاف کر

در معنیٔ ایں حدیث اِنَّ لِکُلِّ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ ہر بادشاہ

مَلِکٍ حِمًی وَ حِمیَ اللّٰہِ مَحَارِمُہٗ
کا ایک حمی ہے اور اللہ کا حمی اس کے محرمات

رواہ نعمان بن بشیر
ہیں اس کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ

رضی اللہ عنہ
نے روایت کیا ہے

نفس سرکش را عنانش گر رہا دہی
اگر تو سرکش نفس کی باگ ڈھیل چھوڑ دے گا

میرود اُدتا چراگاہِ شہی [2]
وہ شاہی چراگاہ تک چلا جائے گا

رفتہ رفتہ در حمای شہ رود
آہستہ آہستہ شاہ کے حمی میں پہنچ جائے گا

گوشمالیہا بسے زاں شہ خورد
اس شاہ سے بہت سزائیں پائے گا

بہرایں فرمود خیر الانبیاء
اسی لئے خیرالانبیاء نے فرمایا ہے

خاص باشد ہر ہر سلطاں حما
ہر بادشاہ کا ایک خاص حمی ہوتا ہے

از حمی اللہ آں محارم آمدہ
محرمات خدا کا حمی ہیں

جملہ اصلِ کُل مکارم آمدہ
تمام بھلائیوں کی جڑ تقویٰ ہے

تاج کرمنا بسرا فراشتی
تو نے ہم کو عزت دی کا تاج سر پر رکھا

لیک بر سر خاکہا انباشتی [3]
لیکن سر پر بہت خاک ڈال لی

انّ اکرمہ عندہ اتقا بگو
اس کے نزدیک زیادہ متقی زیادہ بھلا ہے کا قائل ہو جا

ہست کرمنا بتقویٰ اے عمود
اے چچا! ہم نے عزت دی تقوے کی وجہ سے ہے

گر نہ تقویٰ داری از گاموی بتر
اگر تو تقویٰ نہیں رکھتا تو بیل سے بدتر ہے

گوش کن بل ھم اضل اے دیدہ در
اے دیدہ ور! بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں کو سن لے

رجوعِ کلام بحکایت آں پسر سوم
کلام کی واپسی اس تیسرے کی حکایت کی طرف

دودور تر رفتنِ گاوِ او
اس کے بیل کا دور چلا جانا

ہیں بیاکاں گاؤ او بس دُور رفت
ہاں، آکہ وہ اس کا بیل بہت دور چلا گیا

میرود آں گاؤ سوی سبزہ تفت
وہ بیل سبزے کی جانب تیز جا رہا ہے

گاؤ می شد دور و من از کاہلی
بیل دور ہو رہا تھا اور میں کاہلی سے

می نمودم در رجوعش غافلی
اس کی واپسی میں غفلت دکھا رہا تھا

در تردّدی روم باز آرمش
تردد میں، میں جاؤں اس کو واپس لاؤں

یا ہمیں از دُور یابے دارمش
یا اسی طرح دور سے اس کی نگہبانی کرتا رہوں

---

[1] خیرہ۔ حیران۔ حمی۔ وہ علاقہ بادشاہ جس میں دوسروں کا داخلہ ممنوع قرار دیدیتا ہے اس میں نہ کسی کا جانور چر سکتا ہے نہ اس میں کوئی آجا سکتا ہے اگر کسی کا مجرم اس میں پناہ پکڑے لے تو وہ بادشاہ کی پناہ میں سمجھ جاتا ہے۔ [2] شہی۔ شاہی یعنی محرمات میں مبتلا ہو جائے گا۔ گوشمالیہا۔ حمی میں داخلہ پر سزا دی جاتی تھی۔ محارم۔ اللہ تعالیٰ نے جو محرمات بنائے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا حمی ہیں۔ حمیہ۔ پرہیز، تقوی۔ مکارم۔ مکرمہ کی جمع ہے بزرگی۔ کرمنا۔ قرآن میں ہے وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ ہم نے آدمی کی اولاد کو عزت دی۔ [3] انباشتی۔ انداختی۔ گوش کن۔ قرآن پاک میں ہے۔ اُولٰٓئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ ھُمْ اَضَلُّ ۔ یہ لوگ چوپاؤں کی طرح ہیں بلکہ وہ زیادہ گمراہ ہیں۔ تفت۔ گرم تیز۔

می فشردم در تردد سخت سخت
میں تردد میں سخت بھیج رہا تھا

شد دلم از کاہلی بس لخت لخت [1]
کاہلی کی وجہ سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا

ایں تردد ہست بُنیادِ غموم
یہ تردد غموں کی بنیاد ہے

برتوی آرد الٰہیا زو ہجوم
اسی وجہ سے تجھ پر غم ہجوم کرتے ہیں

رَوتو یکدل باش و مَردِ عزم باش
جا تو ایک دل بن اور پختہ ارادہ کا آدمی بن

نقشِ ایں وآں زلوحِ دل خراش
اس اور اس کا نقش دل کی تختی سے چھیل دے

در گذر زاں کیں بہ است وآں بہ است
اس سے گذر جا کہ یہ بہتر ہے وہ بہتر ہے

از ہمہ بہ آں تردد ہا دِہ است
اور تردد پیدا کرنے والا سب سے بہتر ہے

از عدم برتو تردد ریختند
انہوں نے عدم سے تیرے اوپر تردد بھیجا ہے

امتحاں راحیلہ انگیختند
آزمائش کے لئے ایک حیلہ پیدا کر دیا ہے

زیں وآں بگذر بداں سُو کن شتاب
اس اور اس سے گذر جا اس جانب جلدی کر

کہ بہر کارے الی اللہ المآب [2]
کیونکہ ہر کام کا مرجع اللہ تعالیٰ کی جانب ہے

از سحرتا شام من در فکرِ گاؤ
میں صبح سے شام تک بیل کی فکر میں

برہماں جو بوم و دل فتنہ کاؤ
اسی نہر پر رہا اور دل فتنہ کی کاوش میں

ظہر و عصرِ من دریں غم شد قضا
ظہر و عصر کی نماز اپنی فکر میں قضا ہو گئی

گر روم در سجدہ گردم زُو عمی
اگر میں سجدہ میں جاؤں گا تو اس سے اندھا ہو جاؤں گا

من شوم گرد نماز و در نیاز
اگر میں نماز میں اور نیاز میں لگوں گا

گاؤ گیرد آں طرف راہِ دراز
بیل اس جانب لمبا راستہ لے لے گا

آخرش چوں قرصِ خور شد در غروب
بالآخر جب سورج کی ٹکیہ غروب میں چلی گئی

گشت ضو از زنگیِ ظلمت ہر وب
روشنی تاریکی کے حبشی سے بھاگنے والی بن گئی

چشمِ من شد خیرہ از دیدار گاؤ
میری آنکھ بیل کے دیدار سے تاریک ہو گئی

من ندیدم ہیچ من زاثارِ گاؤ
میں نے بیل کے نشانات میں سے کچھ نہ دیکھا

چشمِ من از دید اُو تاریک شد
میری آنکھ اس کی دیدار سے تاریک ہو گئی

گاؤں زاں مَرعاش در تحریک شد
بیل اپنی چراگاہ سے حرکت میں آ گیا

رفت آں گاؤ و نشاں معلوم نے
وہ بیل چلا گیا اور پتہ معلوم نہیں

وآں کہ من جملہ جُز معدوم نے
اور وہ میری مشقت معدوم کے سوا کچھ نہیں

روزِ من شد دیر و گاؤ از دست شد
میرا دن برباد ہوا اور بیل ہاتھ سے گیا

سہ نمازِ من قضاچوں مست شد
دیوانہ کی طرح میری تین نمازیں قضا ہو گئیں

اہلِ دنیا در چنیں اشغالہا
دنیا والے ایسے ہی شغلوں میں

می کنند ایثارِ دنیا اے گدا
اے بزرگ! دنیا کو اختیار کرتے ہیں

مرد آں باشد کہ عقبیٰ راتند
مرد وہ ہے جو آخرت کے لئے کوشش کرے

کارِ دنیا را چو جیفہ رد کند
دنیا کے کام کو مردار کی طرح رد کر دے

اے برای گاوِ نفس بے حیا
اے مخاطب بے حیا نفس کے بیل کے لئے

می کنی ہر دم نمازے را قضا
تو ہر دم ایک نماز قضا کرتا ہے

یاد او ہمچوں نمازِ فرض داں
اس کی یاد کو فرض نماز کی طرح سمجھ

می کنی تو کاہلی غافل ازاں
تو اس سے غافل ہو کر سستی کرتا ہے

در جہاں فانی چنیں فانی شدی
تو فانی دنیا میں ایسا فانی ہو گیا

کز رہ عقبیٰ زنادانی شدی [3]
تو نادانی سے آخرت کے راستہ سے ہٹ گیا

گر برای حق ز دنیا بگذری
اگر تو اللہ تعالیٰ کے لئے دنیا سے گزر جائے گا

پیشت آید زالِ دنیا سَر سَری
تیرے سامنے بوڑھی دنیا آسانی سے آ جائے گی

در بیانِ آنکہ دنیا طالب ہارب
اس کا بیان کہ دنیا اپنے سے بھاگنے والے کی
خود و ہارب از طالب خودست
طالب اور اپنے طالب سے بھاگنے والی ہے

صوفی صاحب دلے اندر رباط
ایک صاحب دل صوفی سرائے میں

بُد نشستہ ہمچو گل باصد نشاط
پھول کی طرح سو خوشیوں کے ساتھ بیٹھتا تھا

جمع ریطے مُستفیداں برسَرش
ریزوں کا ایک جمع اس کے پاس

معتقد بودند ہمچوں حیدرؓش
حضرت علیؓ کی طرح اس کے معتقد تھے

تا گہاں سہ جانور راز سمتِ شرق
اچانک تین جانور مشرق کی جانب سے

آمد نداز سُرعت طیراں چو برق
تیز پرواز سے بجلی کی طرح آئے

---

[1] لخت لخت۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ اس تردد سے ظالم کا مقولہ ہے۔ وہ گذر انسان کو تردد سے گذر کر تردد پیدا کرنے والی ذات کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ امتحاں۔ یہ تردد اس اختیار کی دلیل ہے جو مدار امتحان ہے۔ [2] مآب۔ مرجع۔ فتنہ کاؤ۔ فتنہ کی کھوج کرید کرنے والا۔ عمی۔ یعنی بیل میری نگاہوں سے غائب ہو جائے گا۔ ہارب۔ بھاگنے والا۔ خیرہ۔ تیرا ن تا۔ یک۔ مرحبی۔ چراگاہ۔ کند۔ محنت۔ ایثار۔ ترجیح دینا۔ جیفہ۔ مردار۔ [3] شدی۔ رفتی۔ سرسری۔ آسانی۔ رباط۔ سرائے۔ خانقاہ۔ ریطہ۔ گروہ۔ مستفیداں۔ یعنی مریدان۔ حیدر۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ طیران۔ پرواز

ہر اِ یکے زاں دیگرے بُد در گریز
ان میں سے ہر ایک دوسرے سے بھاگ رہا تھا

کفترے را مُرغ پس روشد چہ خاست
مرغ کبوتر کے پیچھے چلنے والا کیوں ہوا؟

واں دگر در جستجویش تیز تیز
اور وہ دوسرا اس کی جستجو میں تیز تھا

زاغ لاغی تابعِ مُرغے چراست
کبوای کوا مرغ کے پیچھے کیوں ہے؟

کفترے بس لاغرے ژولیدۂ
ایک کبوتر بہت کمزور پریشان

جنس ہای مختلف راچہ فتاد
مختلف جنسوں کو کیا ہوا ہے؟

پیش پیش از ہرسہ بُد پَرّیدۂ
تینوں میں سے آگے آگے اڑ رہا تھا

اتباعِ یک دگرچوں دست داد
ایک نے دوسرے کا پیچھا کیوں کیا ہے؟

در پسِ اُو بُود زرّیں مُرغ و زَفت
اس کے پیچھے موٹا زریں مرغ تھا

ہر کسے مر جنسِ خود را طالب ست
ہر ایک اپنی جنس کا طالب ہے

باہزاراں زیب و زینت گرمتفت
ہزاروں زیب و زینت کے ساتھ گرم اور تیز

جنس ہا مر جنسِ ہارا جاذب[2] ست
جنسیں، جنس کو کھینچنے والی ہیں

در پے آں مُرغِ زرّیں زاغِ شوم
اس زریں مرغ کے پیچھے منحوس کوا

جنس سُوی جنس دار و خُود مَیل
جنس جنس کی جانب عادت اور میلان رکھتی ہے

ہمچو یارِ شُند میرفت آں غشوم
وہ ظالم تیز ہوا کی طرح جا رہا تھا

روز با روزست و با لیلست لیل
دن دن کے ساتھ ہے اور رات رات کے ساتھ

ہر یکے زیں مُرغ کردے جُہد نیک
ان پرندوں میں سے ہر ایک بہت کوشش کرتا

مَیلِ مُومن سُوی مُومن می شود
مومن کا میلان مومن کی جانب ہوتا ہے

لیک وگر رامی نیابیدند لیک
لیکن ایک دوسرے کو پکڑنہ پاتے تھے

مَیلِ کافر سُوی کافر می رود
کافر کا میلان کافر کی جانب جاتا ہے

حاضراں گفتند کاے قطب زماں
حاضرین نے کہا، کہ اے قطب زماں!

صالحاں با صالحاں منضم شوند
نیک، نیکوں کے ساتھ ملتے ہیں

زیں عجب تر ماندیم از جہاں
زمانے میں سے میں نے اس سے زیادہ عجیب نہیں دیکھا

طالحاں طالحاں محرم شوند
برے، بروں کے محرم ہوتے ہیں

در پے عاجز کبوتر چیست مُرغ
عاجز کبوتر کے پیچھے مرغ کیوں ہے؟

زاغ بازاغاں کُند پروازہا
کوا، کوؤں کے ساتھ اڑائیں بھرتا ہے

در پے مُرغست چوں ایں زاغ یَرَغ
اور مرغ کے پیچھے یہ تیز رو کوا کیوں ہے؟

بُلبلے با بُلبلاں آوازہا
بلبل، بلبلوں کے ساتھ آوازیں بلند کرتی ہے

انبیا زیں رہ بشرہا بُودہ اَند
انبیاء اسی وجہ سے انسان ہوئے ہیں

از تجانس راہِ حق بنمودہ اَند
ہم جنس ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا راستہ دکھایا ہے

بُوی جنسیّت رسد فیضش شتاب
جنسیت کی بو کا فیض جلد پہنچتا ہے

از مَلک آدم نکشتے بے حجاب
فرشتہ سے انسان بے تکلف نہیں ہوتا

کافراں گفتند در حقِ نبیؐ
کافروں نے نبیؐ کے بارے میں کہا

کاں فرشتہ چوں نیامد از خفی[3]
کہ غیب سے وہ فرشتہ (بن کر) کیوں نہ آیا؟

ایں نہ فہمیدند کیں جسمِ بشر
وہ یہ نہ سمجھے کہ یہ انسان کا جسم

بہر رُوپوشِ جہولست اے پسر
اے بیٹا! نادان کے جواب کے لئے ہے

جاہلاں چوں از ملائک می رَمند
ناواقف چونکہ فرشتوں سے بھاگتے ہیں

انبیا از بُوی جنسیّت کشند
انبیاء جنسیت کی بو سے کھینچتے ہیں

ورنہ در معنیٰ مَلک گردِوے ست
ورنہ فرشتہ حقیقت میں اس کی گرد ہے

چوں نبی در قُرب و عرفاں اُو کے ست
وہ قرب و معرفت میں نبی کی طرح کب ہے؟

یک خلافِ جنس آمد صد حجاب
جنس کا ایک اختلاف سو حجاب ہے

وز تجانس می شود صد فتح باب
اور ہم جنس ہونے سے سینکڑوں دروازے کھلتے ہیں

---

[1] ہر یکے۔ تینوں آگے پیچھے اڑ رہے تھے کبوتر سب سے آگے تھا جو زریں مرغ سے بھاگ رہا تھا اور زریں مرغ اس کو پکڑنا چاہتا تھا یہی حال زریں مرغ اور کوے کا تھا۔ کفتر۔ غشوم۔ ظالم۔ یرغ۔ تیز رو۔ حاضراں۔ مریدوں نے اس درویش سے اس بھاگ دوڑ کی وجہ دریافت کی۔ [2] جالب۔ کھینچنے والا۔ روز۔ یعنی ایمان۔ لیل۔ یعنی کفر۔ طالحاں۔ بدکاران۔ انبیاء۔ انسانوں کو انبیاء اسی لئے بنایا گیا کہ وہ انسانوں کے ہم جنس میں فرشتہ اگر نبی ہوتا تو انسان اس سے مانوس نہ ہو سکتے۔ [3] خفی۔ پوشیدہ یعنی عالم غیب۔ جاہلاں۔ عوام فرشتہ کی طرف نہ کھنچے۔ گرد۔ خاک۔ تجانس۔ ہم جنس ہونا۔

رُوح چوں از عالمِ امر آمدہ است
روح چونکہ عالم امر سے آئی ہے

زاں بطاعات و ہُدیٰ راغب شدہ است
اسی لئے عبادتوں اور ہدایت کی جانب راغب ہوئی ہے

جسم چوں از عالمِ خلقست باز
پھر جسم چونکہ عالم خلق سے ہے

سُوئے خواب و خور کشد بے امتیاز
خواب و خور کی جانب بے امتیاز

زیں دو چوں زاید نتیجہ نفسہا
اس لئے بلا امتیاز ہونے اور کھانے کی جانب کھینچتا ہے

ہر دو خُوے ایں و طبعش سَرا
نفوس چونکہ ان دونوں سے نتیجے کے طور پر پیدا ہوتے ہیں

اگر بسُوی خاکِ سِفلی میرود
ہر دو ان کی طبیعت کے مناسب ہیں

آں زماں وَے نفس، اَمّارہ شوَد
اگر وہ سفلی خاک کی جانب جاتا ہے

در بسُوی رُوحِ عُلوی سَر کشد
تب وہ نفس امارہ بن جاتا ہے

آں زماں لوّامہ گشت و ہادِ رشد
اور اگر علوی روح کی جانب رخ کرتا ہے

میلِ مُلکِ امر چوں زاید دُرُو
تب وہ لوامہ اور باہدایت بن جاتا ہے

سُوئے لوّامہ برآید سَر خوش اُو
جب اس میں عالم امر کی خواہش پیدا ہوتی ہے

گرز کوشش سُوی لاہوتی تند
وہ مست ہو کر نفس لوامہ کی جانب آجاتا ہے

دَم بسُوی مُلہمہ ۲ وا میزند
وہ اگر کوشش سے عالم لاہوت کی جانب چلتا ہے

بعدِ تہذیب و کمالِ اجتہاد
ملہمہ کی جانب سانس لیتا ہے

مُطمئنہ گردد و اہلِ سَداد
تہذیب اور پورے مجاہدے کے بعد

ایں سخن را نیست پایاں اے فتا
مطمئنہ بن جاتا ہے

سُوئے شرحِ آں سہ طائر باز آ
اے جوان اس بات کا اخیر نہیں ہے

ان تین پرندوں کی شرح کی طرف واپس آ

جواب گفتنِ آں صوفی برائے
اس صوفی کا مریدوں کی تسکین کے
تسکینِ خاطرِ مُریداں و شرحِ
لئے جواب دینا اور ان تین پرندوں
حالِ آں سہ طائر کہ یکے درپے
کے حال کی شرح، جو ایک دوسرے کے
دیگری بُود
پیچھے جاتا تھا

بردلِ صوفی ندا آمد نہاں
صوفی کے دل پر مخفی آواز آئی

کیں سہ مُرغ آمد مثالِ آں کساں
کہ یہ تین پرند ان لوگوں کی مثال ہیں

کہ ز دنیا ہارب اَند طالب اَند
کہ جو دنیا سے بھاگنے والے اور طالب ہیں

جُملہ شاں یک دگر را جاذب اَند
سب ایک دوسرے کو کھینچنے والے ہیں

می گریزد ایں کبوتر از ہمہ
یہ کبوتر ان سب سے بھاگ رہا ہے

از فسونِ مُرغِ زرّیں دمدمہ
مرغ زریں کے منتر اور مکر سے

مُرغِ زرّیں در پیش جویانِ اُو
زریں مرغ اس کے پیچھے اس کا جویاں ہے

میدود ہر سُو بدل قربانِ اُو
ہر جانب دوڑ رہا ہے دل سے اس پر قربان ہے

زاغ بہرِ مُرغِ زرّیں می پرد
کوا زریں مرغ کے لئے اڑ رہا ہے

در پیش از حرص ہر سُو می دود
لالچ سے ہر جانب دوڑ رہا ہے

لیک زیں ہا یک دگر را کس نیافت
لیکن ان میں سے ایک نے دوسرے کو نہ پایا

گرچہ در پرواز ہر یک زُود ۳ شتافت
اگرچہ ہر ایک نے اڑنے میں جلدی کی

ہست عارف چوں کبوتر در گریز
عارف کبوتر کی طرح گریز کرتا ہے

دائما سُوئے خدا زیں خاک بیز
ہمیشہ خدا کی جانب اس خاک چھاننے والے سے

در پیش دنیا کہ زرّیں مُرغ اُوست
اس کے پیچھے دنیا ہے، جو زریں مرغ ہے

می دوَد ہر سُو گرم جستجوست
ہر جانب دوڑ رہی ہے اور جستجو میں سرگرم ہے

زاغ یعنی اہلِ دنیا از شرہ
کوا یعنی دنیا دار حرص کی وجہ سے

می دوَد بروَے نمی یابد فرہ
دوڑ رہا ہے اس پر غلبہ نہیں پاتا ہے

اہلِ دنیا درپے دنیائی دُوں
دنیا دار کمینی دنیا کے پیچھے

می دوَند می پرند اے ذو فنوں
اے ہنر مند! دوڑتے ہیں اور اڑتے ہیں

لیک آں مکارہ زیشاں می رمد
لیکن وہ مکارہ ان سے بھاگتی ہے

درپے آں مردِ حقانی دوَد
ربانی مرد کے پیچھے دوڑتی ہے

می رمد آں مردِ حقانی اُزو
وہ ربانی مرد اس سے بھاگتا ہے

جستجویش می کند آں زِشت خُو
وہ بدعادت اس کی جستجو کرتی ہے

می کند اُو در پیش پروازہا
وہ اس کے پیچھے اڑائیں بھرتی ہے

لیک وَے بَرمی جہد چوں بازہا
لیکن وہ بازوں کی طرح بھاگتا ہے

---

۱ عالم امر۔ وہ عالم جو کلمہ کن سے وجود میں آیا ہے۔ عالم خلق۔ وہ عالم جو مادہ کے ذریعہ وجود میں آیا ہے۔ روح۔ روح اور جسم۔ نفس امارہ۔ وہ نفس جو انسان سے بدی کرتا ہے۔ نفس لوامہ۔ جو اپنی کے صدور پر انسان کو ملامت کرتا ہے۔ ۲ ملہمہ۔ وہ نفس جو انسان کے دل میں بھلائی کے خیالات پیدا کرتا ہے۔ مطمئنہ۔ وہ نفس ہے جس کو کمال معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ سہ مرغ۔ کبوتر اس شخص کی مثال ہے جو دنیا سے بھاگتا ہے۔ مرغ زریں دنیا ہے جو اس کے پیچھے لگی ہے اور کوا دنیا دار ہے۔ ۳ زود شتافت۔ خاک بیز۔ دنیا دار۔ شرہ۔ حرص۔ فرہ۔ غلبہ۔ مکارہ۔ یعنی دنیا

بابیاکاں سہ پسر از کاہلی
باں' آ وہ تینوں لڑکے کاہلی کے ذریعہ

طلب حکم اندزاں قاضی ولی
اس صاحب اختیار قاضی سے فیصلہ کے طلبگار ہیں

عرض نمودن آں سہ پسر بجناب
ان تینوں لڑکوں کا ہنرمند قاضی کی عدالت میں عرض
قاضی پر بہر فتوی خواستن جہاب میراث پدر
کرنا اور باپ کی میراث کے بارے میں فتوی چاہنا

ہرسہ باقاضی بگفتند اے حمید
تینوں نے قاضی سے کہا اے محمود!

حال مابینست کن حکم رشید
ہمارا یہ حال ہے صحیح فیصلہ کر دے

خلق ہر حکم او شد مجتمع
لوگ اس کے فیصلہ کے لئے جمع ہو گئے

ہر یکے ایں ماجرا را مستمع
ہر ایک سے قصہ کو سننے والا تھا

تابداند آنچہ قاضی حکم کرد
تاکہ قاضی جو فیصلہ کرے اس کو جان لیں

می چہ گوید اندریں آں مرد فرد
وہ یکتا انسان اس معاملہ میں کیا کہتا ہے؟

گفت قاضی ایں ہمہ مال پدر
قاضی نے کہا' باپ کا یہ سارا مال

مر اِ سوم را گشت از حکم قدر
مقدر کے فیصلہ سے تیسرے کا ہو گیا

خلق آمد در فغاں زیں ماجرا
لوگ اس فیصلہ سے فریاد کرنے لگے

کیں سخن را شرح کن بہر خدا
کہ خدا کے لئے اس بات کی تشریح کیجئے

عالمے زیں حکم حیرت ور شدند
ایک جہان اس فیصلہ سے حیرت میں پڑ گیا

کیں دو چوں محروم مال و زر شدند
کہ یہ دونوں مال وزر سے کیوں محروم ہوئے؟

کاہلی ہرسہ شد باہم قریب
تینوں کی کاہلی قریب قریب ہے

وجہ ترجیحش چہ باشد اے لبیب
اے عقلمند! اس کی ترجیح کی وجہ ہے؟

گفت قاضی ہست کاہل تر سوم
قاضی نے کہا تیسرا زیادہ کاہل ہے

شد فزوں ترا اوز اول وز دوم
وہ پہلے اور دوسرے سے زیادہ بڑھا ہوا ہے

زانکہ ایں کاہل بکار آخر ویست
کیونکہ یہ آخرت کے کام میں کاہل ہے

ہر یکے ایں ماجرا را مستمع
ہر ایک سے قصہ کو سننے والا تھا

تابداند آنچہ قاضی حکم کرد
تاکہ قاضی جو فیصلہ کرے اس کو جان لیں

می چہ گوید اندریں آں مرد فرد
وہ یکتا انسان اس معاملہ میں کیا کہتا ہے؟

گفت قاضی ایں ہمہ مال پدر
قاضی نے کہا' باپ کا یہ سارا مال

مر اِ سوم را گشت از حکم قدر
مقدر کے فیصلہ سے تیسرے کا ہو گیا

خلق آمد در فغاں زیں ماجرا
لوگ اس فیصلہ سے فریاد کرنے لگے

کیں سخن را شرح کن بہر خدا
کہ خدا کے لئے اس بات کی تشریح کیجئے

بہر ذات حق گذارد ہر دو را
اللہ تعالیٰ کی ذات کیلئے دونوں کو چھوڑ دیتا ہے

ایں چنیں کاہل بُود مرد خدا
مرد خدا ایسا ہی کاہل ہوتا ہے

کاہلی اولیں در زہد بُرد
پہلے کی کاہلی زہد میں لی گئی

کرد اسباغ وضو قطرہ نخورد
اس نے وضو مکمل کیا' ایک قطرہ نہ پیا

بر اُمید جنت او بردے کشید
اس نے جنت کی امید پر سردی برداشت کی

نفس را ہم از عطش گردن برید
پیاس سے نفس کی گردن بھی کاٹ دی

واں دوم ۳ از بہر حق کاہل شدست
اور وہ دوسرا اللہ تعالیٰ کیلئے کاہل بنا

از متاع ہر دوکوں غافل شدست
دونوں جہان کے سامان سے غافل ہوا

غیر حق را چوں ندید او ہیچ قدر
خدا کے سوا کی چونکہ اس نے کوئی قدر نہ دیکھی

کاہلی اُوست از چستی و مکر
اس کی کاہلی چستی اور تدبیر کی وجہ سے ہے

کاہلی عقبیٰ مُرادم چابکی ست
آخرت کے کام میں کاہلی سے میری مراد چستی ہے

در توکل کاہلی وبے تگی ست
کیونکہ کاہلی اور کوشش نہ ہونا توکل کی وجہ سے ہے

مال عقبیٰ بہر ایں کاہل بُود
آخرت کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے

مال دنیا بہر آں کاہل بُود
دنیا کا مال اس کاہل کے لئے ہوتا ہے

---

۱ مرسوم۔ جس نے نماز بھی کھوئی اور بیل بھی کھویا۔ کار آخروی۔ بیل کے چرانے کی فکر میں نمازیں قضا کر دیں۔ امور دنیوی۔ بیل کو اچھی اچھی گھاس کھلاتا رہا اور اس کی فکر میں لگا رہا۔ کاہلی در کار دنیا۔ جو دنیاوی معاملہ میں کاہلی برتے وہ دراصل چست ہے۔ ۲ کاہلی از نار۔ جو آخرت کے معاملہ میں سستی برتے دراصل کاہل وہ ہے۔ اولیں۔ پہلے لڑکے نے وضو خوب کیا تو آخرت تو آخرت کے کام میں چستی خود پانی نہ پیا تو دنیا کے کام میں سستی دکھائی۔ ۳ دوم۔ دوسرے لڑکے میں توکل بڑھا ہوا تھا تو آخرت کے معاملہ میں چست تھا' کار دنیا میں کاہل تھا۔ مال عقبیٰ۔ یہ دوسرا آخرت کے مال کا وارث ہے۔ مال دنیا۔ دنیا کا مال تیسرے کے لئے ہے کیونکہ کامل کاہل یہی ہے یہ دنیا کے کام میں چست اور آخرت کے کام میں کاہل ثابت ہوا۔

وایں سوم کو کارِ حق را خوار کرد
اور اس تیسرے نے اللہ کے کام کو ذلیل کیا

بہرِ گادے شد فدا روزش بدرد
بیل کے لئے ان کا دن تکلیف کے ساتھ قربان ہوا

کاہل و جاہل ز جملہ ایں کس ست
سب سے زیادہ کاہل اور جاہل یہ شخص ہے

دولت دنیا مرایں کس را بس ست
دنیا کی دولت اس کے لئے کافی ہے

واں [1] دو را عقبیٰ وایں را دولت ست
ان دونوں کے لئے آخرت اور اس کے لئے دنیا کی دولت ہے

نیست ایں دولت بپایاں ذلت ست
انجام کار یہ دولت نہیں ہے ذلت ہے

زیں سبب فرمود پیغمبر مگر
شاید پیغمبر نے اسی لئے فرمایا

اِنَّہٗ لَوْ کَانَ لِلدُّنْیَا قَدْرَ
بیشک اگر دنیا کی قدر ہوتی

مَاسَقٰی مِنْھَا لِکَافِرٍ شَرْبَۃً
کافر کو اس میں سے ایک گھونٹ نہ پلاتا

بلکہ می انداخت بردے صد محن
بلکہ اس پر سو مشقتیں ڈال دیتا

دربیانِ معنیِ ایں حدیث کہ
اس حدیث کے معنی کے بیان میں کہ دنیا

اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَ جَنَّۃُ الْکَافِرِ
مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

ہست دنیا جنت آں کفاررا
دنیا کافروں کے لئے جنت ہے

اہلِ فسق وظلم وآں اشرارا
فاسقوں اور ظالموں اور ان شریروں کے لئے

بہرِ مومن ہست زنداں ایں مقام
یہ جگہ مومن کے لئے قید خانہ ہے

نیست زنداں جایِ عیش و احتشام [2]
قید خانہ عیش اور حشمت کی جگہ نہیں ہے

جہد کن تا خود ازیں زنداں رہی
کوشش کرتا کہ تو اس قید خانہ سے نجات پالے

مخلصی جاں را ازیں مجلس دہی
جان کو اس قید خانہ سے چھٹکارا دیدے

زود فکرِ ژرف می باید گزید
بہت جلد گہرا فکر اختیار کرنا چاہیے

پا ازیں زنداں بروں باید کشید
اس قید خانہ سے پاؤں باہر نکالنا چاہیے

آشیانِ تست عرشِ اعتلا
تیرا آشیانہ بلندی کا عرش ہے

چوں بیفتادی دریں دامِ بلا
تو مصیبت کے اس جال میں کیوں گر پڑا؟

ہیچ ناری یاد ازاں کاشانہ
تو کبھی اس محل کو یاد نہیں کرتا ہے

مست کشتی چوں بریں گہدانہ
تو اس پانے خانہ پر کیسا مست ہو گیا ہے؟

می دہندت دانہ عمرت می خرند
تجھے دانہ دیدیتے ہیں' تیری عمر خرید لیتے ہیں

گاؤ گردوں زرعف عمرت می چرند
آسمان کے بیل تیری عمر کی کھیتی چر جاتے ہیں

روزیِ ہر روزہ پنداری تو مفت
تو ہر دن کی خوراک مفت سمجھتا ہے

عمر ہر روزہ بگرند ایں شگفت
ہر روز تیری عمر لے لیتے ہیں یہ تعجب ہے

تو بدانہ دام را بگزیدۂ
تو نے دانہ کی وجہ سے جال کو پسند کر لیا ہے

وز کمینی برتفے پیچیدۂ
اور کمینہ پن سے جال الجھ گیا ہے

رو بداں سو پر بزن کاشانہاست
جا اس جانب پرواز کر' محلات ہیں

آں سوی چرخ بریں بس دانہاست
اس بلند آسمان پر بہت دانے ہیں

لب بہ بند از گفتگوئے ایں وآں
اس اور اس کی بات سے ہونٹ بند کر لے

تابیابی نورِ حق در دل عیاں
تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے نور کو دل میں ظاہر پائے

خویش را رسوائے عالم کردۂ
تو نے اپنے آپ کو رسوائے عالم بنایا ہے

بہرِ توریرِ جہاں چوں کردۂ
جبکہ تو دنیا کی تصویر کے لئے نقشہ ہے

لوحِ تو پُر از خیالاتِ جہاں
تیری تختی دنیا کے خیالات سے پر ہے

فکر و ذکرش چوں شود در دل جہاں
اس کا فکر و ذکر دل میں کیسے پیدا ہونے والا ہوگا

از ہمہ می بُر بدو پیوند کن
سب سے کٹ جا' اس سے جڑ جا

ہر دریک یار خود را بند کن
ایک یار کے در پر اپنے آپ کو پابند کر

یارِ ہرجائی ترا مرغوب نیست
ہرجائی یار' تجھے پسند نہیں ہے

کے سزد آں را کہ چوں او خوب نیست
اس کے لئے کب مناسب ہوا جس کی طرح کا کوئی حسین نہیں ہے

حکایت برسبیلِ تمثیل
تمثیل کے لئے ایک حکایت

بُد زنے سیمیں تنے عشوہ گرے
ایک چاندی جیسے بدن والی ناز دکھانے والی عورت تھی

برزمیں تاباں چو فرخ اخترے
زمین پر مبارک تارے کی طرح روشن

زلف و رُخسار و لب اُو رشکِ حور
اس کی زلف اور رخسار اور ہونٹ حور کا رشک تھے

در نخدانش دلِ خلقے حصور
اس کی ٹھوڑی میں لوگوں کا دل گھرا ہوا تھا

---

[1] واں دو۔ پہلے اور دوسرے کو آخرت ملنے کی تمہید کو یہ دنیا کی دولت جو در اصل ذلت ہے سے دی جائی گی۔ پیغمبر آنحضورؐ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی پر پشگی کی برابر بھی قدر ہوتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ ملتا۔ [2] احتشام۔ صاحب شوکت وحشمت ہونا۔ مجلس۔ قید خانہ۔ ژرف۔ ہرا۔ اعتلا۔ بلند ہونا۔ گہدان۔ بیت الخلاء۔ تیغ۔ جال۔ گزیدہ۔ وہ مٹی جس پر نمونہ کیلئے نقش ونگار بنا لیتے ہیں۔ جہاں۔

از تبختر[1] چوں تدرو خوش نہاد
ناز سے چلنے میں خوش فطرت چکور کی طرح تھی

جُو تو کارِ دیگرم باقی نماند
میرے لئے تیرے سوا دوسرا کام نہیں رہا

بر سرِ کوئے گذارے اُو فتاد
اس کا کوچہ پر سے گزر ہوا

عشق تو در بسترم خارے فشاند
تیرے عشق نے میرے بستر پر کانٹے بچھا دیئے

اتفاقاً یک جوانے تفتہ دل
اتفاقاً ایک جوان سوختہ دل

کاروبارِ من بجز عشقِ تو نیست
میرا کاروبار تیرے عشق کے سوا نہیں ہے

شُد دو چارِ اُوز دستش رفتہ دل
اس کے سامنے آ گیا اس کا دل بے قابو ہو گیا

حُسنِ تمثیلِ تو جان را رہزنیست
تیری تصویر کا حسن جان کا رہزن ہے

دید اُورا گشت تصویرِ خیال
اس نے اس کو دیکھا، تصویرِ خیال بن گیا

گفت ہیں واپس نگر ہمشیرِ من
اس نے کہا خبردار! پیچھے دیکھ میری ہمشیر

رفت ہوش از سر بجائش صد نکال
ہوش سر سے روانہ ہو گیا اس کی جان میں سو عذاب پیدا ہو گئے

از عقب می آید آں غنچہ دہن
پیچھے آ رہی ہے وہ غنچہ دہن

گشت چوں تصویرِ حیراں اندرُو
اس میں تصویر کی طرح حیران ہو گیا

صد رہ از من در جمال اُو خوب تر
وہ مجھ سے حسن میں سو گنا بڑھی ہوئی ہے

چشم برہم می نزد از شوقِ اُو
اس کے شوق سے پلکے نہ جھپکاتا تھا

کہ نیرزد پیشِ رُوئے اُو قمر
کیوں اس کے مُنہ کے مقابلہ میں چاند کی قیمت کا نہیں ہے

زن چو اُورا والہ و شیدا بدید
عورت نے جب اس کو عاشق اور شیدا دیکھا

آں جوانِ سادہ رُو ازوے بتافت
اس بھولے جوان نے اس سے منہ موڑ لیا

تیرِ عشقِ اُو بجانِ زن رسید
اس کے عشق کا تیر عورت کی جان میں لگا

سُوئے محبوبے فشاں کزوے نیافت
اس محبوب کی جانب جس کا نشان نہ پایا

گفت اے سادہ چہ می بینی بگو
اس نے کہا اے بھولے! کیا دیکھ رہا ہے بتا؟

زن[2] برُویش زد طپانچہ آنچناں
عورت نے اس کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا

از چہ حیرانی گشتی اے آئینہ رُو
اے آئینہ رو! تو کس چیز سے حیران ہو گیا ہے

کہ برُو صد رشک بُردے ارغواں
کہ گل بابو نہ اس پر سو رشک کرے

رو برائے کارِ خود آمادہ باش
جا اپنے کام پر آمادہ رہ

گفت اے ابلہ اگر تو عاشقی
بولی اے بیوقوف! اگر تو عاشق ہے

پابز نجیرے مَنہ آزادہ باش
پاؤں میں زنجیر ڈال، آزاد نہ رہ

دَر بیانِ دعویِ خود صادقی
اپنے دعوے کے بیان میں تو سچا ہے

گفت عشقت ہوش و عقلِ من ربود
اس نے کہا تیرا عشق میرا ہوش اور عقل لے اڑا

سُوئے غیرِ من چرا کردی نظر
میرے غیر کی جانب تو نے نظر کیوں کی؟

کو مرا پروائے کارِ نفع و سُود
مجھے نفع اور فائدے کے کام کی پروا کہاں ہے؟

دعویِ عشق اے بُود اے خیرہ سر
اے پراگندہ دماغ عشق کا دعویٰ یہ ہوتا ہے

ایں چنیں باشد وفائے عاشقاں
عاشقوں کی وفا ایسی ہوتی ہے

رُو بغیر آرند ظاہر یا نہاں
ظاہر یا پوشیدہ دوسرے کی طرف رخ کرتے ہیں

چونکہ نبود غیر در عشقِ مجاز
جبکہ مجازی عشق میں دوسرے کو دیکھنا

ننگِ عشق آمد حقیقت را چہ ساز
عشق کا عیب ہے تو حقیقت سے کیا تعلق!

عاشقِ حقی و بینی غیر را
تو اللہ تعالیٰ کا عاشق ہے اور غیر کو دیکھتا ہے

کعبہ می خواہی کہ سازی دیر را
تو کعبہ چاہتا ہے؟ جبکہ بتخانہ کا ارادہ کرتا ہے

کالمکے دارد کہ بُردی دل ز غیر
تو دل پر غیر کا زخم رکھتا ہے

وز نگہاں خواہی بگوئی دوست سیر
پھر دوست کے کوچہ میں سیر چاہتا ہے

تا شک داری بکشمانِ وجود
جب تک تو وجود کے کھیت میں دیمک رکھتا ہے

حَبَّ حُبُّ اللہ در وکشتنِ چہ سُود
اس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا دانہ بونے سے کیا فائدہ؟

گفت اے سادہ چہ می بینی بگو
غیر اُورا از نظر بیروں فگن
اس نے کہا اے بھولے! کیا دیکھ رہا ہے بتا؟
اس کے غیر کو نظر سے باہر پھینک دے

از چہ حیرانی گشتی اے آئینہ رُو
چشمِ دل نہ بر جمالِ ذُوالمنن
اے آئینہ رو! تو کس چیز سے حیران ہو گیا ہے
احسانوں والے کے حسن پر دل کی آنکھ رکھ

رو برائے کارِ خود آمادہ باش
کیست دیگر در جہاں غیر از خدا
جا اپنے کام پر آمادہ رہ
دنیا میں خدا سے علاوہ دوسرا کون ہے؟

پابز نجیرے مَنہ آزادہ باش
از چہ اَحوَل گشتہ اے ژاژ خا
پاؤں میں زنجیر ڈال، آزاد نہ رہ
اے بیہودہ گو! تو بھینگا کیوں ہوا ہے؟

گفت عشقت ہوش و عقلِ من ربود
خود توئی گر غیرِ حق خود را بسُوز
اس نے کہا تیرا عشق میرا ہوش اور عقل لے اڑا
اگر تو خود حق کا غیر ہے تو خود کو جلا دے

کو مرا پروائے کارِ نفع و سُود
چشمِ دل بر وحدہٗ ہر دم بدُوز
مجھے نفع اور فائدے کے کام کی پروا کہاں ہے؟
دل کی آنکھ ہر وقت اس تنہا پر لگا

---

[1] تبختر۔ ناز سے چلنا۔ تدرو۔ چکور۔ زن۔ عورت کے دل میں اس عاشق کا عشق پیدا ہو گیا۔ آئینہ رو۔ حیران۔ زنجیرے۔ یعنی عشق کی زنجیر۔ گفت۔ عورت نے امتحان کیلئے کہا کہ میری بہن مجھ سے زیادہ حسین ہے وہ پیچھے آ رہی ہے۔ آں جواں۔ وہ جوان پیچھے کو مڑ کر دیکھنے لگا لیکن اس نے کوئی عورت آتی ہوئی نہ دیکھی۔ [2] زن۔ عورت نے اس کے طمانچہ مارا کہ اگر تو میرا عاشق ہو تو پھر تو نے دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر کیوں دیکھنا چاہا۔ کلہ کہ۔

جز وجودِ مطلق و ہستیِ پاک
وجود مطلق اور پاک ہستی کے سوا

آنچہ آید در خیالت ہست خاک
جو کچھ تیرے خیال میں آئے خاک ہے

تو کجا مَن کجا عالم کجا
تو کجا اور میں کجا، عالم کجا؟

ہست یک نورِ منزّہ اے فتا
اے نوجوان! ایک پاکیزہ نور ہے

ظاہرے و باطن نہان و آشکار
ظاہر اور باطن پوشیدہ اور کھلا

شمع یک شمع ست قندیلش ہزار
شمع تو ایک شمع ہے اس کے قندیل ہزار ہیں

در ہزاراں آئینہ یک صورت ست
ہزاروں آئینوں میں صورت ایک ہے

زیں تکثر ہم خرد را حیرت ست
اس کثرت سے بھی عقل حیرت میں ہے

کثرتِ آئینہ آمد از کجا
آئینہ کی کثرت کہاں سے آئی؟

ایں زاسما و صفات ست اے کیا
اے بزرگ! یہ اسما اور صفات کی وجہ سے ہے

ایں سخن پایاں ندارد لب بہ بند
اس بات کا خاتمہ نہیں ہے ہونٹ بند کر لے

ہر دو لبہای مرا بربستہ قند
شکر نے میرے دونوں ہونٹ سی دیئے ہیں

زیں شکر ہر دو لبم مَن بستہ شُد
اس شکر سے میرے دونوں ہونٹ بستہ ہو گئے

وزدمِ قیودِ گفتگو دل رستہ شُد
اور گفتگو کی بیڑیوں سے دل نجات پا گیا

رجوع بحکایت شاہزادۂ سوم

تیسرے شہزادے کی حکایت کی طرف رجوع

از بادشاہ شرف قرابت و عزّ و

جس نے بادشاہ سے رشتہ داری کا شرف اور

وجاہت یافت و بمنزل گاہ
عزت اور وجاہت پائی ہم کے حور عین سے

زَوَّجْنَاهُمْ بِحُورٍ عِينٍ شتافت
ان کی شادی کر دی کہ منزلگاہ کی طرف دوڑ گیا

اے حُسام لدّیں شہِ مُلکِ یقیں
اے حسام الدین! ملک یقین کے شاہ

حالِ شہزادہ سُوم برگو تو ہیں
ہاں آپ تیسرے شہزادے کا حال بیان کریں

اے ضیاء الحق حُسام الدّیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن!

جذب جاں کردی تو چوں باد یمن
آپ نے یمن کی ہوا کی طرح جاں جذب کر لی

می کشد مارا ابر عرش علا
ہمیں بلندی کے عرش پر کھینچتا ہے

پر پرازت چو جبرئیل صفا
تیرا پر پرواز جبرئیل باصفا کی طرح

بُردہ جاں راتو در باغ خلود
آپ جان کی ہمیشگی کے باغ میں لے گئے

سینہ ام پُرگل از انست اے و دود
اے محبوب! اسی لئے میرا سینہ پھولوں سے پر ہے

خود زتست ایں گفتگوئے پُر شکر
یہ شکر بھری گفتگو آپ کی جانب سے ہے

کز زبانم می تراود شعرِ تر
کہ میری زبان سے تازہ شعر ٹپک رہا ہے

حالِ خود را بر زبانم گفتہ
آپ نے اپنی حالت میری زبان سے بیان کی ہے

خود تو دانی چونکہ ایں در سُفتہ
چونکہ آپ نے یہ موتی پرویا ہے آپ خود جانتے ہیں

مَن نے خالی بُدم نائی تُوئی
میں خالی نے ہوں نواز نے والے آپ ہیں

مثنوی را گر بیفزائی تُوئی
اگر مثنوی کو بڑھا رہے ہیں تو آپ ہیں

نالہ مَن ازدم گرم تو ہست
میرا نالہ آپ کے گرم سانس کی وجہ سے ہے

لُطف تو ایں تہمتے برمَن ببست
آپ کی مہربانی نے مجھ پر یہ تہمت باندھی ہے

اختتامِ مثنوی خود کردۂ
مثنوی کا اختتام آپ نے کیا ہے

خود تو میگوئی ولے در پردۂ
خود آپ کہہ رہے ہیں لیکن آپ پردے میں ہیں

ایں مَن و ما جُز کہ پردہ بیش نیست
یہ من و ما پردے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے

پیشِ آں عقلِ مآں اندیش نیست
انجام کو سوچنے والی عقل اس کے سامنے نہیں ہے

در صُوَر گر کثرتے بینی عیاں
تو اگر صورتوں میں کثرت ظاہر دیکھتا ہے

معنیِ جملہ یکست اے نکتہ داں
ایک نکتہ داں! حقیقت سب کی ایک ہے

شمع، در آئینہ خانہ، گر نہی
اگر تو شیش محل میں شمع رکھ دے

پیشِ ہر آئینہ اش راہے دہی
ہر آئینہ کے سامنے تو اس کو راستہ دیدے گا

در حقیقت یک بُوَد اے ہوشیار
اے ہوشیار! حقیقت میں وہ ایک ہے

پیشِ چشمِ تو نمایاں صد ہزار
تیری آنکھ کے سامنے ہزاروں نمایاں ہیں

ذاتِ شمع آں یک بُوَد از کثرتے
شمع کی ذات ایک ہے، کثرت کی وجہ سے

مر تُرا آئینہ باشد حیرتے
تجھے آئینہ سے حیرت ہو گئی

بے تکثر شمع یک چوں شُد ہزار
بغیر کثرت کے جب ایک شمع ہزار ہو گئیں

وحدتِ ہستیِ مُطلق ہوشدار
مطلق ہستی کی وحدت کو سمجھ لے

---

۱ ظاہر۔ جملہ کائنات صرف ایک نور وحدت کا مظہر ہے ایک روشنی مختلف رنگ کے آئینوں میں سے مختلف نظر آتی ہے۔ ایں۔ خالص ذات وحدت سے متصف ہے۔ "یہ اکثر اسما و صفات کے مظاہر ہیں یہ ۲ باد یمن۔ آنحضور نے ارشاد فرمایا تھا کہ مجھے یمن کی جانب سے خدائی سانس کی خوشبو محسوس ہوتی ہے اس کا مصداق وہ کشش تھی جو اویس قرنی کی جانب سے آنحضور میں پیدا ہوئی تھی۔ آبر۔ ہزہ۔ زیادہ ہے۔ نائی۔ نے نواز۔ اختتام۔ یہ خاتمہ

گر [1] بپرسی شد از کجا — شاہ رحمت کرد اورا پیش خواند — منزلِ قرب وجود و معرفت
اگر تو پوچھے آئینہ کہاں سے پیدا ہوا؟ — شاہ نے رحم کیا اس کو آگے بلایا — قرب وجود اور معرفت کی منزل ہیں
شمع ہست آں خود قدیم و باخیا — وز تلطف بر سریر خود نشاند — بیشتر زاں دومیں شد در صفت
وہ شمع خود قدیم اور منور ہے — اور مہربانی سے اپنے تخت پر بٹھایا — صفت میں اس منجھلے بھائی سے زیادہ ہو گیا
آئینہ داں جملہ اسما و صفات — گرچہ میدانست حالش را بکشف — کسب ہامی کرد دورہ طے می نمود
تمام اسماء و صفات کو آئینہ سمجھ — اگرچہ وہ اس کی حالت کو کشف کے ذریعہ جانتا تھا — مجاہدے کرتا تھا اور راستہ طے کرتا تھا
اقتضا کردند فضلِ کائنات — جملہ می پرسید بارای شگرف — جہدہامی کردو نورش می فزود
جنہوں نے بقیہ کائنات کو چاہا — مجیب رائے سے تمام احوال پوچھتا رہا — وہ کوشش کرتا تھا اور اس کا نور بڑھا تھا
زیں سخن بگذر کہ شہزادہ سوم — آنچناں از لطف پرسشہا نمود — لیک او خود عبرتے بگرفتہ بود
اس بات سے گزر کیونکہ تیسرے شہزادے نے — مہربانی سے اس قدر پرسش کی — لیکن اس نے خود ایک عبرت حاصل کر لی تھی
چوں شنید از مرگ آں دارو دوم — کاں غم و کربت ز جانِ او ربود — زاں دو دو اور پندہا پذرفتہ بود
جب دوسرے بھائی کی موت کے بارے میں سنا — کہ وہ غم اور مصیبت اس کی جان سے نکال دی — ان دونوں بھائیوں سے نصیحت قبول کر لی تھی

بیان حالِ شہزادۂ سوم کہ تیسرے شہزادے کے حال کا بیان جس نے دوسرے بھائی کے مرنے کے بعد شاہ کا تقرب اور قربت و معرفت حاصل کر لی

آں برادر مردہ را تدفین نمود — عقبہائے راہ وا دانستہ بود
اس نے مردہ بھائی کی تدفین کر دی — وہ راستہ کی گھاٹیوں کو خوب جان چکا تھا
زندہ را با روح خود تضمین نمود — خوم ہامی کرد و بد شایستہ خود
زندہ کو اپنی روح سے وابستہ کر لیا — احتیاطیں برتتا تھا اور خود شائستہ تھا
بعد چندیں صحبت او گرم شد — دیدکاں اوّل ز عجلت جاں بداد
تھوڑے دن بعد اس کی صحبت گرم ہوگئی — اس نے دیکھا کہ اس پہلے نے جلدی میں جان دیدی
شاہ را بر وے بسے دل نرم شد — داں دوم را عجب در گورے نہاد
اس پر بادشاہ کا دل بہت نرم ہو گیا — اور اس دوسرے کو خود پسندی نے قبر میں رکھ دیا
حاضر آمد در جنابِ پادشاہ — پوتہ [2] و پوتک مر اورا جملہ داد — مرد رابید کہ اندر راہِ یار
وہ بادشاہ کی بارگاہ میں حاضر ہوا — بڑا چھوٹا خزانہ سب اس کو دے دیا — انسان کو چاہیے کہ یار کے راستہ میں
طالبِ محبوب خود با درد و آہ — داخلِ شاہانہ بہر او کشاد — در تانی کوشد و صبر و قرار
اپنے محبوب کا درد اور آہ کے ساتھ طالب بن کر — دیوانہ خانہ اس کے لئے کھول دیا — آہستہ روی اور صبر و قرار سے کوشش کرے
پس معرّف گفت بہر مصلحت — از دم جاں بخشِ شاہِ بحرِ جود — زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
مصلحت کے طور پر تعارف کرانے والے نے کہا — دولت کے سمندر جان عطا کرنے والے شاہ کے کرم سے — احمد مجتبیٰ نے اسی لئے فرمایا ہے
کیں سوم بیش ست جائے مرحمت — غنچہ اورا شکفتن رو نمود — رفق راس الحکمت آمد اے فتیٰ
کہ یہ تیسرا زیادہ رحم کا مستحق ہے۔ — اس کا غنچہ کھلنے لگا — اے نوجوان! نرمی دانائی کی جڑ ہے
ہر دو باز ویش بعشق تو شکست — رازہا اندردلش تخمیر گشت — ابن مسعودؓ از پیغمبر نقل کرد
اس کے دونوں بازو آپ کے عشق میں شکست ہو گئے — اس کے دل میں بہت سے راز پوشیدہ ہو گئے — ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے
شکستش را جبیرہ بستن ست — ہمچو آں دومیں ہمہ تنویر گشت — نصف ایمان ست صبر اے نیک مرد
اس کی شکست پر پٹی باندھنی ہے — وہ منجھلے بھائی کی طرح مجسم نور بن گیا — ایک نیک مرد! صبر نصف ایمان ہے

---

[1] گر پرسی۔ ذات ایک ہے صفات میں کثرت ہے اور یہ کائنات صفات کا مظہر ہے۔ داور۔ برادر۔ جبیرہ۔ ٹوٹے ہوئے عضو کو کسنے کی پٹی۔ [2] پوتہ و پوتک۔ بڑا اور چھوٹا خزانہ۔ زاں دو دو اور۔ بڑے نے عجلت میں جان دی چھوٹے کو تکبر نے مار ڈالا۔ تانی۔ آہستہ روی۔ احمد۔ آنحضورؐ نے فرمایا ہے کہ آہستہ روی تمام حکمتوں کی جڑ ہے۔

ورنہ حسنِ یار نورِ مُطلق ست
ورنہ یار کا حسن نور مطلق ہے

چشمِ دل اندر جمالش مُنشق است
اس کے جمال میں دل کی آنکھ پارہ پارہ ہے

تابِ ناری دیدنش رایک بیک
تو یک بیک اس کے دیکھنے کی تاب نہیں لاسکتا

آئینہ مصقول میکن سیکنک
آئینہ پر آہستہ آہستہ صیقل کر

ایں تانی بہر استعداد ہست
یہ آہستہ روی استعداد کے لئے ہے

کے جمالِ بے حجابش در بہ بست
اس کے لئے حجاب جمال نے دروازہ کب بند کیا ہے؟

یار چوں شمس ست در وسط السّماء
یار آسمان کے وسط میں سورج کی طرح ہے

لیک اے خفاش کو چشمے ترا
لیکن اے چمگادڑ! تیری آنکھ کہاں ہے؟

رو اوّل چشم را پیدا بکن
جا، تو پہلے آنکھ پیدا کر

بعد ازاں دیدہ بسویش وا بکن
اس کے بعد اس کی طرف آنکھ کھول

ابر حجابی ورنہ آں نور و شروق
ابر حجاب ہے ورنہ اس نور اور چمک کی تو تاب نہ لاسکے گا

نجم تو گردد مہرش در خُفوق
اس کے سورج سے تیرا ستارہ غروب کر جائے گا

یا بمیری یا شوی دیوانہ خود
یا تو مر جائے گا یا دیوانہ ہو جائے گا

زیں سبب بسیار اکثرے مجذوب ۲ شد
اسی وجہ سے بہت سے مجذوب ہو گئے ہیں

برنتابد کاہ بارِ کوہ را
تنکا، پہاڑ کا بوجھ نہیں سہار سکتا

مرد باید ایں غم و اندوہ را
اس رنج و غم کے لئے مرد چاہیے

آں نخستیں داورش تعجیل کرد
اس کے پہلے بھائی نے جلدی کی

وصلِ عریاں راطلبیاں تحصیل کرد
عریاں وصل کو تڑپتے ہوئے حاصل کیا

چوں نبود آں وصلِ لب در خورد او
چونکہ خالص وصل اس کے مناسب نہ تھا

در طپش اُفتاد و خست و مُرد او
وہ تڑپنے لگا اور خستہ ہو گیا اور مر گیا

تا کہ رفع ایں حجاب تن نشد
جب تک جسم کا یہ پردہ نہ ہٹے

وصلِ عُریاں کے بدست آید لُد
جھگڑے سے عریاں وصل کب ہاتھ آتا ہے؟

لیک شیرِ عشق چوں تاز و شتاب
لیکن عشق کو شیر جبکہ جلد دوڑ پڑتا ہے

لقمہ گردد عاشق اُورا چوں کباب
عاشق کباب کی طرح اس کا لقمہ بن جاتا ہے

از اضطرابِ عشق جلدیہا کند
عشق کے اضطراب کی وجہ سے جلد بازیں کرتا ہے

چکرہ را ہمچوں صدف لب وا کند
سیپ کی طرح قطرے کے لئے منہ کھول دیتا ہے

لیک پیش از ابرِ نیساں فتح لب
لیکن ابر نیساں سے پہلے منہ کھولنا

نیست زاں حاصل بجز رنج و تعب
اس سے سوائے تکلیف اور برداشت کے کچھ حاصل نہیں

زاں نباشد طاہرہ یا بالغہ
جو عورت حائضہ یا بالغ نہ ہو

باشد از احوالِ لطفہ زالغہ
وہ نطفہ کے گھیرنے میں کجرو ہوتی ہے

داستانِ آں مطبخی کہ بدوں
اس نان بائی کا قصہ جس نے بغیر

استعداد از راہ تعجیل دل
استعداد کے جلد بازی کے طور پر

بوصلِ عُریاں نہاد و جاں
وصل عریاں کے ساتھ دل وابستہ کیا اور جان

بداد
دے دی

عارفے ۳ را مطبخی ہمسایہ بُود
ایک عارف کا ایک نان بائی پڑوسی تھا

بس سخی و عاقل و پُرمایہ بُود
بہت سخی اور عقلمند اور سرمایہ دار تھا

اکثر استفسار کردے حالِ شیخ
اکثر شیخ کا حال معلوم کرتا

بستہ بُودے چشم بر احوالِ شیخ
شیخ کے احوال پر آنکھ لگائے ہوئے تھا

چونکہ فقر از شانِ فخر اولیاست
چونکہ فقر اولیاء کے فخر کی شان ہے

افتقار از سنّتِ خیر الوریٰ ست
احتیاجمندی خیر الوریٰ کی سنت ہے

باوجود خوم اخفای کمال
باوجود کمال کے اخفاء کی پختہ کاری کے

گر شدے ۴ ابدالؔ او دانیٔ حال
اگر وہ کبھی حال کا واقف کار بن جاتا

---

۱ مصدق۔ ریزہ ریزہ۔ ایں تانی۔ آہستہ روی اس لئے ضروری ہے کہ تجھ میں استعداد پیدا ہو جائے اور اس نور کا تحمل کر سکے۔ یا بمیر۔ اگر بغیر استعداد کے تجلی پڑتی ہے تو سالک مر جاتا ہے یا دیوانہ ہو جاتا ہے۔ ۲ مجذوب۔ وہ انسان جس کے ہوش و حواس عذب الٰہی نے گم کر دیئے ہوں۔ لد۔ جھگڑا۔ مولف صاحب نے جھگڑے کے معنی میں استعمال فرمایا ہے۔ چکرہ۔ قطرہ۔ صدف۔ سیپ۔ نیساں۔ چیت کا مہینہ اپریل۔ طاہرہ۔ حائف۔ زالغہ۔ کجرو۔ ۳ عارف۔ صاحب معرفت شخص، ولی بزرگوں سے سنا ہے کہ یہ قصہ حضرت خواجہ بانی باندہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور اس نان بائی کی قبر بھی ان کے مزار کے پاس موجود ہے۔ ۴ شدی۔ نانبائی۔ افتقار۔ فقر میں مبتلا ہونا آنحضورؐ کا ارشاد ہے "الفقر فخری" فقر میرا فخر ہے۔

خدمتے کردے بصد عجز و نیاز
سینکڑوں عاجزیوں اور نیازمندیوں سے خدمت کرتا

زود از دوکان ثمماج و ثرید
فوراً دکان سے دلیا اور پنیر

نیست در دنیا بچیزے حاجتم
مجھے دنیا میں کسی چیز کی حاجت نہیں ہے

باکمالِ اعتقاد و امتیاز
پورے اعتقاد اور امتیاز کے ساتھ

نان و قلیہ ماہیِ بریاں گزید
روٹی اور شوربا، بھنی ہوئی مچھلی لی

از رہِ شکر و قناعت ساکتم
شکر و قناعت کے طریقہ پر میں خاموش ہوں

اتفاقاً چند مہمانِ عزیز
اتفاقاً چند معزز مہمان

بُرد نزدِ شیخ کاے مردِ خدا
شیخ کے پاس لے گیا کہ اے مردِ خدا!

حق چو بیش از حاجتِ من رحم کرد
جب اللہ تعالیٰ نے میری ضرورت سے زیادہ عطا فرمایا ہے

شُد رفیقِ او روزے بآں صاحب تمیز
ایک روز ان صاحبِ تمیز کے مہمان بن گئے

صرف کن ایں جملہ اے نورِ الٰہ!
اے نورِ ہدایت! اس سب کو خرچ کر لیجئے

چوں کنم دیگر طلب اے نیک مرد
اے نیک مرد! پھر اور کیا طلب کروں؟

چونکہ فقدِ نول بُود و ہم عشا
چونکہ مہمانی کے سامان اور کھانے کا بھی فقدان تھا

ہر کجا خواہی مرآں را صرف کن
آپ جہاں چاہیں اس کو خرچ کر لیں

باز چوں دریاے حق در جوش بُود
پھر چونکہ اللہ تعالیٰ کا دریا جوش میں تھا

مردِ عارف گشت در رنج و عنا
وہ عارف مرد رنج اور تکلیف میں مبتلا ہو گیا

جملہ کردم مِلکِ تو از بیخ و بن
میں نے جڑ اور بنیاد سے سب آپ کی ملک کیا

عارف اندر خواہ خواہش میفزود
شیخ اس سے خواہش کے طلب کرنے میں اضافہ کرتے تھے

چوں لِیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ حکمِ رسُول
چونکہ چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے رسول کا حکم ہے

شیخ شاداں گشت و مہماناں نواخت
شیخ خوش ہو گئے، مہمانوں کو نوازا

مطمئنی گفتا کہ می خواہم شہا
نان بائی بولا اے شاہا! میں چاہتا ہوں

در دلِ عارف زِ نشتر بُد عجول ۲
وہ عارف کے دل میں نشتر سے زیادہ جلدی کرنیوالا تھا

جملہ رازاں خوانِ نعمت سیر ساخت
اس خوانِ نعمت سے سب کا پیٹ بھر دیا

ہمچو خود عارف کنی بے فرقہا
بغیر فرق کے اپنی طرح مجھے عارف بنا دیجئے

یک دوبار از خانقہ تا خانہ رفت
ایک دو مرتبہ خانقاہ سے گھر تک گیا

آنچہ باقی ماند بخشید اہل را
جو کچھ بچا گھر والوں کو دے دیا

غیرِ ازیں دیگر مرا حاجت چو نیست
اس کے علاوہ چونکہ میری کوئی حاجت نہیں ہے

تا کند مہمانیِ شاں چُست و زفت
تاکہ ان کی مہمانی اچھی اور بھرپور کریں

رفت تشویش و دلش ۳ آمد بجا
ان کی پریشانی رفع ہو گئی اور دل ٹھکانے آ گیا

زیں عطایم گر نوازی خوش فنیست
اگر آپ اس بخش سے مجھے نواز دیں تو بہتر کام ہے

لیک درخانہ بسارِ اُو نبُود
لیکن ان کے گھر میں مالداری نہ تھی

مطمئنی را گفت چہ خواہی بگو
نان بائی سے فرمایا تو کیا چاہتا ہے بتا؟

عارف اندر فکر رفت و گفت ہیں
عارف متفکر ہو گئے اور فرمایا خبردار!

زیں سببِ تشویشِ وقت اُو فزود
اس لئے ان کے وقت کی پریشانی بڑھ رہی تھی

ہر دُرے خواہی ازیں دریا بجُو
تجھے جو موتی چاہیے اس دریا میں تلاش کر لے

زیں سوالِ خام رو دیگر گزیں
اس ناقص سوال سے ہٹ جا دوسرا اختیار کر لے

مطمئنی آں شیخ را برزد علم طبع
نان بائی کے شیخ کو ان کے مزاج کے خلاف

بحرِ من در جوش آمد ایں زماں
اس وقت میرا سمندر جوش میں آ گیا ہے

گفت نے نے من ہمیں را خواستم
اس نے کہا کہ نہیں نہیں میں بھی چاہتا ہوں

دیدہ گہ در خانقہ گاہے بربع
کبھی خانقاہ میں کبھی گھر میں دیکھا

آنچہ می خواہی بیار و واستاں
تو چاہے حاصل کر لے اور لے لے

ز سرِ مال و جہاں برخاستم
مال اور دنیا کے خیال سے میں علیحدہ ہوں

بردرِ او آمد و تفتیش کرد
وہ ان کے دروازہ پر آیا اور جستجو کی

مطمئنی گفتا کہ از لطفِ شما
نانبائی نے کہا آپ کی مہربانی سے

گفت عارف گر چو من عارف شوی
شیخ نے فرمایا اگر تو میری طرح عارف بنے گا

ماجرا دریافت و بس تشویش کرد
معاملہ سمجھ گیا اور بہت پریشان ہوا

وُلد و مال و جاہ شُد حاصل مرا
اولاد اور مال اور رتبہ مجھے حاصل ہے

غرقِ بحرِ لاشوی وز خود رَوی
تو سمندر میں غرق ہو جائے گا اور اپنے سے جاتا رہے گا

---

۱ شیخ۔ مہمان۔ نزل۔ مہمانی کا کھانا۔ عنا۔ مشقت۔ چوں۔ آنحضرتؐ کا حکم ہے جو شخص مہمان بنائے اس کو چاہیے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ یہ حکم چونکہ دعوتی کا حکم ہے اس لئے شیخ کے قلب میں نشتر سے بھی زیادہ تاثیر کر رہا تھا۔ ۲ عجول۔ جلدی کرنے والا۔ بسار۔ مالداری۔ بر۔ خوش طبع۔ خلاف عادت۔ ثمماج۔ دکان۔ ثمماج۔ پتلے دالی غذا جیسے (لپا) شوربا۔ ۳ دلش۔ یعنی شیخ کی پریشانی جاتی رہی۔ دلا۔ اولاد۔ خواہ۔ یعنی بار بار اس سے فرما رہے تھے کہ تجھ کو جو مانگنا ہے بتلا دے۔ بجُو۔ بجو۔ مجھے اپنے جیسا عارف خدا بنا دیجئے۔ زیں سوال۔ اپنے ہی ہم مناسب درخواست۔ سا اس سے دوگونی کر۔ غرق۔ یعنی تو فنا ہو جائے گا۔

تار و پود اُسطقسّت [1] بگسلد
تیرے عناصر کا تانا بانا بکھر جائے گا

طوطیِ تو ایں قفس در دم بلد
تیری طوطی فوراً پنجرے کو چھوڑ دے گی

گفت ازیں بہتر چہ باشد اے کریم
عرض کیا اے کریم! اسے بہتر کیا ہو گا؟

واصلِ حق گشتہ بر خیزم سلیم
واصل بحق ہو کر میں سالم اٹھوں گا

گفت عارف اندرونِ حجرہ آ
شیخ نے فرمایا، حجرے کے اندر آ جا

ساعتے بنشیں مراقب پیش ما
تھوڑی دیر مراقبہ کر کے میرے سامنے بیٹھ جا

خلوتے کردند آں عارف تمام
ان شیخ نے پوری خلوت کر لی

صرفِ ہمت کرد در سقی المدام
شراب معرفت پلانے میں توجہ لگا دی

بعدِ یک ساعت چو بیروں آمدند
تھوڑی دیر کے بعد وہ جب باہر آ گئے

صورت و معنیٰ ہمہ یکساں شدند
ظاہر اور باطن میں ایک سے ہو گئے

خلق ہم از جمعِ مثلین خیرہ شد
دو یکساں کے جمع ہونے سے لوگ حیران ہو گئے

عقلِ جزوی از تمیز تیرہ شد
جزوی عقل امتیاز کرنے سے عاجز آ گئی

آخرش بعد از زمانے مطمجی
انجام کار تھوڑی دیر کے بعد نابنائی نے

در طپش جاں داد چوں مُرغ اے اخی
اے بھائی! مرغ کی طرح تڑپنے میں جان دیدی

الغرض جاں را بجاناں باز داد
الغرض اس نے جاں جاناں کو واپس دیدی

ہمچو شہزادہ نخستیں [2] بے مُراد
پہلے بے مراد شہزادے کی طرح

نامُرادش گفتنم در صورت است
اس کو میرا نامراد کہنا ظاہر میں ہے

ورنہ در معنیٰ وصالِ حیرت است
ورنہ حقیقت میں وصالِ حیرت ہے

چند اخر من کزیں بُرقِ او بسوخت
وہ کھلیان کیا ہی اچھا ہے جو اس بجلی سے جل گیا

تیرآں دلدار مُرغِ جانش دُوخت
اس محبوب کے تیر نے اس کی جان کے پرند کو مینڈھیا

صورتِ تکمیل [3] اگرچہ تام نیست
اگرچہ تکمیل کی صورت پوری نہیں ہے

وصل حاصل شُد بمعنیٰ خام نیست
وصل حاصل ہو گیا حقیقت میں ناقص نہیں ہے

چند جانے کہ در راہش دہی
وہ جان کیا ہی اچھی ہے جو اس کی راہ میں دیدے

مرحبا آں سر کہ در کویش نہی
قابلِ تحسین ہے وہ سر جس کو اس کے کوچہ میں رکھدے

بہر او مُردن بہ از صد زندگیست
اس کے لئے مر جانا سو زندگی سے بہتر ہے

کایں چنیں موت ست بس فرخندگیست
کیونکہ اس طرح کی موت بہت مبارک ہے

ایں سخن را اندکے کوتاہ کُن
اس بات کو تھوڑا سا مختصر کر دے

وز حدیثِ آں سُوم آگاہ کُن
اور اس تیسرے کی بات سے آگاہ کر

بیانِ حال شہزادۂ سوم و اکتساب
تیسرے شہزادے کے حال کا بیان اور اس کا صوری اور معنوی کمالات کو حاصل کرنا اور صبر کردن او از بیانِ حاجت اور اس کا اپنی ضرورت کے بیان کرنے سے صبر خود و محبوب خود رسیدن کرنا اور اپنے مطلوب کو پہنچ جانا

واں سُوم شہزادہ بالصد حزم و صبر
اور وہ تیسرا شہزادہ سو احتیاط اور صبر سے

می کشید از یم عرفاں ہمچو ابر
عرفان کے سمندر سے ابر کی طرح کھینچتا تھا

ہر شبے تازے بصحبت ہائے شاہ
ہر رات کو شاہ کی صحبتوں سے دوڑتے

در دلش ز انوارِ وحدت باگاہ
صبح کو وحدت کے انوار اس کے دل میں

کسب استعداد و توفیر حکم
استعداد کا کسب اور حکمتوں کی زیادتی

می نمود از فیضِ شاہ او دمبدم
اس کے لئے شاہ کے فیض سے دمبدم ظاہر ہوئی

در دلش ہر دم ز سُلطاں چوں قمر
چاند جیسے شاہ کی جانب سے اس کے دل میں ہر وقت

نورِ نو وارد شُدے شام و سحر
صبح و شام نئے نور وارد ہوتے

دم نمی زد لیکن از مطلوبِ خُود
وہ سانس نہیں لیتا تھا لیکن اپنے مقصود کی وجہ سے

داشت در دل شُعلہ محبوبِ خُود
اپنے محبوب کے دل میں شعلہ رکھتا تھا

---

[1] اسطقس۔ چاروں عناصر۔ طوطی۔ یعنی روح۔ سلیم۔ یعنی حیر کی یاد سے بچا ہوا ہو۔ ہمت۔ یہ توجہ اتحادی کہلاتی ہے۔ مدام۔ یعنی شراب وحدت و معرفت۔ مثلین۔ یعنی خواجہ صاحب اور نان بائی بالکل ایک جیسے تھے ان دونوں میں صورتاً بھی کوئی فرق نہ تھا۔ [2] نخستیں۔ جس طرح پہلا شہزادہ قلت کی وجہ سے مرا تھا۔ نامراد۔ میں نے ان دونوں کو نامراد محض ظاہری طور پر مر جانے کی وجہ سے کہہ دیا ورنہ یہ وصال حیرت ہے کیونکہ دونوں نے محبوب کے فراق میں جان دی ہے۔ [3] تکمیل۔ اگرچہ یہ سلوک کی تکمیل نہیں ہے لیکن بہرحال وصل یار تو حاصل ہو ہی گیا۔ حزم۔ پختہ کاری۔ یم۔ سمندر۔ توفیر۔ زیادتی حاصل کرنا۔ آمدنی

باچنیں [1] شاہ پُر از جُود و سخا — میست یکتا رہ برآں شہ چوں خفا
ایسے جود اور سخا سے پر بادشاہ سے — اس شاہ پر جب سوئی کا کھلا بھی مخفی نہیں ہے
حرف مطلب ، برزباں آرم چرا — در طلب پویم جگارہ [2] من چرا
میں مطلب کا حرف زبان پر کیوں لاؤں؟ — میں طلب میں مختلف راستوں پر کیوں دوڑوں؟
لطف اُو بے گفتہ صد نعمت دہد — از فضولی چوں سخن پیشش کنم
اس کی مہربانی بغیر کہے سینکڑوں نعمتیں دیتی ہے — اس کے سامنے بیکار بات کیسے پیش کروں؟
سُوئے گفتن چوں دل من بر جہد — ازچہ پیدا طاقت خویشش کنم
کہنے کی جانب میرا دل کیسے کودے؟ — اس پر اپنی حاجت کیوں ظاہر کروں؟
بے طلب بخشید چوں جان و تنم — شاہِ ما روشن ضمیرست و خبیر
جبکہ اس نے بغیر مانگے تجھ کو جان اور جسم عطا فرمایا — ہمارا شاہ روشن ضمیر اور باخبر ہے
بر درش پس چوں تبو راکے زنم — میدہد آخر مراد دل بدیر
پھر اس کے دروازے پر دھپڑی کیوں بجاؤں؟ — انجام کار دل کی مراد دے دیتا ہے
شاہ ما آئینہ صافی دل ست — صبر سن اے دل کہ مفتاح خوشی ست
ہمارا شاہ صاف دل آئینہ ہے — اے دل! صبر کر کیونکہ وہ خوشی کی کنجی ہے
خطرہ اَم را در دلِ شہ منزل ست — درمیانِ صبر بس عیش و کشی ست
شاہ کے دل میں میرے خطرے کی منزل ہے — صبر میں بہت عیش اور خوشی ہے
گر سزا وارم بداں دُرّ ثمیں — شاہ روزے گفت کاے جان کرم
اگر میں اس قیمتی موتی کے لائق ہوں — ایک دن شاہ نے کہا اے جان کرم!
خود شہم بنوازد از لُطفِ گزیں — بحرِ صبر و حلمی و کان کرم
پسندیدہ مہربانی سے خود بادشاہ مجھے نوازے گا — تو صبر اور علم کا سمندر اور کرم کی کان ہے
لطف اُو ہر صاحب استعداد را — خاطرم زیں سلطنت بگرفتہ است
اس کی مہربانی ہر صاحب استعداد کو — میری طبیعت اس سلطنت سے ملول ہے
حسب حالش میدہد بے اختلا — دل تختِ اوج وحدت بستہ است
بے شک اس کے حسب حال عطا کر دیتی ہے — وحدت کی بلندی کے تخت سے دل وابستہ ہے
ہر چکادے راکہ اہلیت بُود — جانشینِ من شود خود کامراں
جس ٹہنی میں اہلیت ہوتی ہے — میرا جانشین بن جا اور خود کام چلا
چترِ شاہی بر سرش از شہ رسد — تا رہم من از خراشِ این وآں
شاہ کی جانب سے اس کے سر پر شاہی چتر پہنچ جاتا ہے — تاکہ میں اس کی خلش سے نجات پا جاؤں

رُو بخلوت خانہ خاصے کنم — از سخن گفتن من اکنوں تن زنم
میں اب خاص خلوت خانہ کا رخ کرتا ہوں — میں اب بات کرنے سے خاموش ہوتا ہوں
گفت پیغمبر کلام ار فضّہ است — مر سکون از تبر خالص فضّہ است
پیغمبرؐ نے فرمایا کلام خولہ چاندی ہے — خاموشی بغیر ان گھڑ خالص سونے سے ہے
تخت ارشاد است اگرچہ بس سنی [3] — لیک اندر بے خودی صد روشنی
رہنمائی کا تخت اگرچہ بہت بلند ہے — لیکن بے خودی میں سینکڑوں روشنیاں ہیں
از تفکر ہا دلم ..... خالی شود — منظہر انوار اجلالی شود
میرا دل فکروں سے خالی ہو جائے گا — انوار اجلالی کا مظہر ہو جائے گا
فکر ساعت بہتر از طاعات سال — زوز تعظیم ادب سر را بپا
ایک گھنٹے کا فکر سال بھر کی عبادتوں بہتر ہے — ادب کی تعظیم سے پاؤں پر سر رکھ دیا
ہر چکادے راکہ اہلیت بُود — کہ مبادآں دم کہ از مسند روی
جس ٹہنی میں اہلیت ہوتی ہے — خدا کرے وہ وقت نہ ہو کہ آپ مسند سے جائیں
چترِ شاہی بر سرش از شہ رسد — یا بخلوت خانہ گردی منزوی
شاہ کی جانب سے اس کے سر پر شاہی چتر پہنچ جاتا ہے — یا خلوت خانہ میں خلوت نشیں ہوں

---

[1] باچنیں۔ اس کی خاموشی کی وجہ یہ تھی کہ وہ یہ کہتا تھا تھوڑا کہ۔ وہ دھپڑا بوجھیت سے چپیاں لڑانے کے لیے جایا جاتا ہے۔ چکاؤ۔ ایک حاشیہ میں اس کے محض سر کی کھوپڑی کے لئے ہیں غیاث اللغات میں چکاؤ دال کے ساتھ بمعنی پیشانی لکھا ہے۔ بلکہ دو ایک حاشیہ میں اس کے معنی سرسوں کے لکھے ہیں اور غیاث اللغات میں بلکہ کو اندک کے معنی میں لکھا ہے۔ [2] جگارہ۔ مختلف راستے بعض نسخوں میں چکارہ بمعنی بیکار لکھا ہے۔ تبر۔ سونے کا تبر۔ نقش۔ ایک حاشیہ میں اس کے معنی بغیر ٹھپہ کا سونا لکھے ہیں بعض لغات میں نقش اور ناقص کے معنی نقد لکھے ہیں۔ [3] سنی۔ بلند روشن۔ فکر حدیث شریف ہے فکر ساعۃ خیر من عبادۃ سبعین سنۃ تھوڑی دیر کا فکر ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ان تفکر۔ تفکر جمال باری تعالیٰ میں غیرت کو کہتے ہیں۔ زوز۔ یعنی اپنا سر شاہ کے قدموں پر رکھ دیا۔ منزوی۔ گوشہ نشین۔

سایہ تو بر سرِ مَن مُستدام [1]
ہمیشہ آپ کا سایہ میرے سر پر

حُبِّ جاہ و شاہی و حرص و ہوا
رتبہ اور شاہی کی محبت اور حرص اور خواہش

ایں سر او را او سرایں را لائق ست
یہ اس کے اور وہ اس کے لائق ہے

ظل گُستر باد تا یومِ القیام
قیامت تک سایہ فگن ہو

در سرش راہے ندارد ماسوا
اس کے سر میں ماسوا راستہ نہیں رکھتا

ہر یکے اَقرانِ خودرا فائق ست
ہر ایک اپنے ساتھیوں سے بڑھا ہوا ہے

تاجِ ایں سر سایہ اقبالِ تُست
اس سر کا تاج آپ کے اقبال کا سایہ ہے

جُز خدا و حُبِّ خاصانِ خدا
خدا اور خاصان خدا کی محبت کے علاوہ

آنچنیں دختر مرا ہنکس را سزاست
ایسی لڑکی اس شخص کے مناسب رہے

سُلّمِ مَن پایۂ اقبال تُست
میری سیڑھی آپ کے اقبال کا پایہ ہے

در دلِ اُو نیست راہے ہیچ را
اس کے دل میں کسی کا راستہ نہیں ہے

آنچناں فصل اندریں خاتم رواست
ویسا نگ اس انگوٹھی میں درست ہے

یارہم ہرگز بقا چنداں مباد
اے خدا! میری اتنی زندگی ہرگز نہ ہو

جُملہ احوالش بطبقِ وضع یافت
اس کے تمام احوال وضع کے مطابق پائے

جملگی تحسینِ رایش را بدل
سب نے دل سے اس کی رائے کی تحسین

کہ بہ بینم مَسندِ شہ را خماد
کہ میں شاہ کے مسند کا بچھاؤ دیکھوں

ہر قدم بر شاہ راہِ شرع یافت
ہر قدم کو شریعت کی شاہراہ پر پایا

کردہ گفتند اَلعَجل بِنعمَ المُحَلّ
کر کے کہا جلدی کیجئے بہتر موقع ہے

زیں نمط بسیارمی شُد گفتگو
اس طریقہ پر بہت گفتگو ہوئی

در دلش میلے بسوی مُلک نے
اس کے دل میں سلطنت کی طرف میلان نہیں ہے

شاہ گفتا ' مجلسے آراستند
بادشاہ نے حکم دیا انہوں نے مجلس آراستہ کی

لیک شہ از امتحاں در جستجو
طاب بحرست و رَہینِ فلک نے

بزم طوئی بس سَنی اِفراشتند
شادی کی محفل بہت اعلیٰ قائم کی

لیکن شاہ امتحانا جستجو میں تھا
سمندر کا طالب ہے اور کشتی کا گروی نہیں ہے

کہ وُرا در دل بُوَد از حُبِّ جاہ
بر محکِ امتحاں بس آزمود

ہر دو مشتاقِ ازل یک جان و دل
ایک جان و دل دونوں ازلی مشتاقوں کا

کہ اس کے دل میں حب جاہ ہو
اس نے امتحان کی کسوٹی پر بہت آزمایا

یا شکوہِ سلطنت مانندِ شاہ
غیر زرِّ دہ [2] دہی آں جانُمود

گشت ایجاب و قبول مستحل [3]
حلال کرنے والا ایجاب و قبول ہو گیا

یا شاہ کی طرح سلطنت کا دبدبہ ہو
سوائے خالص سونے کے وہاں کچھ نہ تھا

ہیچ در دل عُجب یا پندار ہست
گفت باأصحاب شہ کیں نوجواں

ہر یکے زاں دیگرے سَر مست شُد
ہر ایک دوسرے سے مست ہو گیا

دل میں کوئی تکبر یا غرور ہے؟
شاہ نے مصاحبوں سے کہا کہ یہ نوجوان

یا درونش از مئے شقست مَست
می نیرزد جُز بآں دُخت چوجاں

جاں بجاں و دل بدل پیوست شُد
جان' جان سے اور دل' دل سے جڑ گیا

یا اس کا باطن شوق کی شراب سے مست ہے؟
اس جان جیسی لڑکی کے سوا کے لائق نہیں ہے

دیدکاں در سَر سرِ دیگر نہ پخت
ماہ را با مہر پیوندی خوش ست

ازتانی کارِ دارین ست راست
آہستہ روی سے دونوں جہانوں کے کام درست ہیں

اس نے دیکھا کہ اس نے سر میں کوئی خیال نہیں پکایا
چاند کا سورج سے جوڑ بہتر ہے

برنہالش جز نیازے بَر نہ پخت
جسم را با رُوح پابندی خوش ست

زیں سبب تعجیل از شیطاں بخاست
جسم کی روح سے وابستگی بہتر ہے

اس لئے جلد بازی شیطان سے پیدا ہوئی

---

[1] مستدام۔ ہمیشہ۔ یوم القیام۔ روز محشر۔ سلم۔ سیڑھی۔ خماد۔ بچھاؤ۔ ایک۔ بادشاہ کی ان باتوں کا مقصد اس کا امتحان تھا۔ عجب۔ تکبر۔ پندار۔ غرور۔ فلک۔ کشتی۔ [2] دہ ہی۔ خالص سونا جو تپانے سے کم نہ ہو۔ دخت۔ دختر۔ اقران۔ ساتھی۔ بہم عمر۔ فص۔ انگشتری کا نگینہ۔ تعجل۔ یعنی اب دونوں کے نکاح میں جلدی کی ضرورت ہے بہت اچھا موقع ہے۔ طوبیٰ۔ شادی۔ سنی۔ بلند۔ [3] مستحل۔ حلال کرنے والا ایجاب و قبول کے بعد بیوی شوہر کے لئے حلال ہو جاتی ہے۔ ازتانی۔ مشہور ہے التّئی من الرّحمٰن والعَجلۃ من الشّیطان۔ آہستہ روی خدا کی جانب سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے۔

صبر را فرمود حق عزم الامور
اللہ تعالیٰ نے صبر کو معاملوں کا عزم فرمایا

می بُرد بے ریب ارب خود صبور
بے شبہ صابر اپنی خواہش حاصل کر لیتا ہے

ہر کہ رنجے بُرد گنجے ہم بہ بُرد
جس نے تکلیف برداشت کی خزانہ بھی حاصل کیا

وانکہ کاہل گشت در سختی بمُرد
اور جو کاہل بنا وہ تنگی میں مرا

لیک کاہل کاہلِ دنیا ناخوش ست
لیکن کاہل دنیا کا عمل بہتر ہے

عجلت اندر کارِ دنیا ناخوش ست
دنیا کے کام میں عجلت بری ہے

صبر کن توکیلِ دنیا کن بدُو
صبر کر، دنیا اس کے سپرد کر دے

خیر و شرّت رابہ از تو داند اُو
وہ تجھ سے زیادہ تیرا برا بھلا جانتا ہے

کاہلِ دنیا شود چابک بدیں
دنیا کا کاہل دین میں چست ہوتا ہے

ہمچو آں شہزادۂ کاں سُو میں
اس شہزادے کی طرح جو تیسرا ہے

تمثیلات چند دربیان آنکہ کارِ دنیا جُملہ عکسِ کارہاست
چند مثالیں اس بیان کی کہ دنیا کے سب کام، کاموں کے بالعکس ہیں

کارِ دنیا جُملہ عکسِ کارہاست
دنیا کے سب کام، کاموں کے الٹے ہیں

در خوشی غم ہست، وز غم فرح خاست
خوشی میں غم ہے اور غم سے خوشی پیدا ہوتی ہے

ہر کہ گریان ست اُو خنداں بُود
جو روتا ہے، وہ ہنستا ہے

وانکہ شاداں زیست اُو گریاں بُود
اور جو خوش جیا، وہ رونے والا ہوتا ہے

نعلِ معکوس ست نقشِ ایں جہاں
اس دنیا کا نقش الٹا نعل ہے

مَیل ہر چیزے بسُوی ضد بدان
ہر چیز کا میلان ضد کی جانب سمجھ

ہر کہ را خوانند سُلطاں اُو گداست
لوگ جس کو بادشاہ کہتے ہیں وہ فقیر ہے

زانکہ وطرش کاہل از اُو طارِ ماست
اس لئے کہ اس کی حاجت ہماری حاجتوں سے بڑھی ہوئی ہے

کاں۳ فلاں را ایں رعایت کردن ست
کہ اس فلاں کی یہ رعایت کرنی ہے

وز فلاں مال فلانے بُردن ست
اور فلاں سے فلاں مال لینا ہے

گر گدارا بینی اُو سلطانِ وقت
اگر تو فقیر کو دیکھے وہ وقت کا شاہ ہے

مالکِ وقت و پدر شُد زانِ وقت
وہ وقت کا مالک ہے اور وقت کی محبت کی وجہ سے باپ بن گیا ہے

خود اُو الوقت ست در احوالِ خویش
وہ اپنے حالات میں ابو الوقت ہے

نے چو سُلطاں ابنِ وقت و حالِ خویش
بادشاہ کی طرح اپنے وقت اور حال کا بیٹا نہیں ہے

ہمچنیں بخل و سخارا در نگر
اسی طرح بخل اور سخاوت کو سمجھ

نام بر ضد آمدے نیکو سیَر
اے نیک سیرت! نام بالعکس ہے

از بخیل آمد سخی تر گو کدام
بتا بخیل سے زیادہ سخی کون ہے؟

مالِ خودرا می گذارد بہرِ عام
وہ اپنا مال عوام کے لئے چھوڑ جاتا ہے

نفس خودرا جملہ زُو محروم داشت
اپنے نفس کو اس سے بالکل محروم رکھا

بہرِ خرجِ وارثاں معصوم داشت
وارثوں کے خرچ کے لئے محفوظ رکھا

خود۳ نخورد و نابکس از دست دَاد
نہ خود کھایا اور نہ کسی کو ہاتھ سے دیا

کیں دو راجع سُوی اُو ہست المراد
کیونکہ یہ دو ہی اس سے متعلق ہیں المراد

ہر کہ را خوانی سخی اُو شُد بخیل
تو جس کو سخی کہتا ہے وہ بخیل ہے

زانکہ غیرے راند اد اُو یک فتیل
کیونکہ اس نے غیر کو قلیل چیز بھی نہ دی

یا بُد نیا خود خورد یا میدہد
یا دنیا میں خود کھاتا ہے، یا دے دیتا ہے

بہرِ عُقبیٰ در لحد یکسر نہد
آخرت کے لئے سب قبر میں رکھ دیتا ہے

دیگرے از مالِ اُو نفعے نہ بُرد
دوسرے نے اس کے مال سے نفع نہ اٹھایا

ہم خوراند اُو بمسکیں یا بخورد
اس نے مسکین کو کھلا دیا یا خود کھا لیا

صَرف در راہِ خدا بہرِ خُودست
خدا کی راہ میں خرچ کرنا اپنے لئے ہے

تا بوقتِ بے کسی آید بدست
تاکہ بے کسی کے وقت ہاتھ آئے

---

۱ عزم الامور۔ صبر کو ہمت کا کام فرمایا ہے۔ ۲ ارب۔ حاجت۔ توکیل۔ وکیل بنا دینا، سپرد کر دینا۔ سو میں۔ تیسرا شہزادہ دنیا کے کاموں میں مست اور آخرت کے کاموں میں پست تھا۔ ہر کہ۔ جو دنیا میں روئے گا وہ آخرت میں مسکرائے گا۔ سلطاں۔ دنیاوی بادشاہ دراصل فقیر ہے۔ وطر۔ حاجت او طار اس کی جمع ہے۔ ۳ کاں۔ بادشاہ ہر وقت فکروں میں مبتلا رہتا ہے۔ گدا۔ فقیر اپنے اوقات کا مالک ہے اور ابو الوقت ہے۔ سیر۔ سیرت کی جمع ہے عادت، خصلت بخیل۔ دنیا کا بخیل سخی ہے اپنا مال خود خرچ نہیں کرتا ہے دوسروں کے لئے چھوڑ کر مر جاتا ہے۔ ۴ خود۔ خود کھا لیتا ہے یا اپنے ہاتھ سے غریبوں کو دے دیتا ہے تو وہ مال اس کے کام آتا اور اس کا سمجھا جاتا ہے۔ سخی۔ دنیا کا سخی بخیل ہے اس لئے کہ سب مال اس کے کام آیا یا خود کھا لیا یا آخرت کے لئے خرچ کر دیا جو اس کے کام آئے گا دوسروں کے لئے نہ چھوڑا۔ فتیل۔ کھجور کے گٹھلی کے شگاف کا ریشہ حقیر چیز

چونکہ در محشر درم دینار نیست
چونکہ محشر میں درہم، دینار نہیں ہے

دیں دو موزوں را در آنجا بار نیست
ان دونوں تولنے والی چیزوں کا وہاں دخل نہیں ہے

اندراں دم کش رسد آں مالِ او
اس کا وہ مال اس وقت میں پہنچ جاتا ہے

پُر شود میزانِ[1] فرخ فالِ او
اس کی بابرکت ترازو بھر جاتی ہے

دوستی و دشمنی ایں جہاں
اس دنیا کی دوستی اور دشمنی

بچشیں بر عکس آمد اے فلاں
اے فلاں! اسی طرح الٹی ہے

ہر کہ با تو دوست تر دشمن ترست
جو تیرا زیادہ دوست ہے، وہ زیادہ دشمن ہے

نخلِ عمرت را بما فسوں زو برست
وہ تیری عمر کے پودے کو منتر کے ذریعہ جلد کاٹنے والا ہے

ہر کہ دشمن گشت نامد سوئے تو
جو دشمن بن گیا وہ تیرے پاس نہ آیا

نامد او گاہے ندید او روئے تو
نہ وہ کبھی آیا، نہ اس نے تیرا چہرہ دیکھا

در حقیقت او بود از دوستاں
در حقیقت وہ دوستوں میں سے ہے

نقدِ عمرت را نگشتہ او ستاں
وہ تیری نقد عمر لینے والا نہ بنا

دوستاں تضییع عمرت می کنند
دوست تیری عمر ضائع کرتے ہیں

در فسادِ وقت و حالت می تنند
تیرے حال اور وقت کے فساد میں کوشاں ہیں

برتو حالے آمد، او آمد ز دور
تیرے اوپر ایک حال طاری ہوئی وہ دور سے آیا

حالِ دل برگشت و پیدا شد نفور
دل کی کیفیت بدل گئی اور نفرت پیدا ہوئی

برتو حالے آمد، او آمد ز در
تیرے اوپر ایک حال طاری ہوا وہ دروازے سے آیا

بہرِ فعلِ بیہودہ بہرِ سمر[2]
بیہودہ باتیں کرنے کیلئے (اور) قصہ گوئی کیلئے

صحبتِ عامی بلائی اکبرست
عوام کی صحبت، بڑی مصیبت ہے

بہرِ عینِ قلبِ غبنِ استرست
دل کی آنکھ کے لئے بہت چھپانے والا ابر ہے

عینِ رین[3] آمد بقرصِ آفتاب
سورج کی ٹکیا پر سیاہی کا ابر آیا

پس دلِ مہ را ازو چہ بود حساب
تو چاند کے دل کو اس سے کیا واسطہ؟

دربیانِ مغلوبیت حالِ خود و پرتو نورِ اجلال مولانا جلال الدین قدس اللہ سرہ العزیز کہ کاشانہ سوزِ خودی گشتہ کو جلانے والا بن گیا

اپنے حال کی مغلوبیت کا بیان اور مولانا جلال الدین قدس سرہ کے نور اجلالی کا سایہ جو خودی کے گھر کو جلانے والا بن گیا

جلوۂ برقِ تجلیِ جلال
تجلی جلال کی برق کے جلوے نے

آتش اندر خرمنم زو چیست حال
میرے کھلیان میں آگ لگا دی کیا حال ہے؟

نورِ اجلال از جلال الدین رُوم
حضرت جلال الدین رومیؒ کا نور اجلال

مخزنِ اسرارِ حق صدر النجوم
جو کہ اللہ تعالیٰ کے رازوں کے خزانہ ستاروں کے صدر ہیں

از درِ دمِ خود بخود سَر می زند
تیرے باطن سے خود بخود ابھرتا ہے

زآشیانم باز شہپر می زند
پھر میرے آشیانے سے باز و پر پھڑاتا ہے

مَن ندانم مَن کیم گوینده چیست
میں نہیں جانتا کہ میں کون ہوں کہنے والا کیا ہے؟

ویں شرر در پنبہ ام از برقِ کیست
یہ چنگاریاں میری روئی میں کس کی برق کی ہیں؟

نالہ مَن از کدامیں پردہ است
میرا نالہ، کون سے پردے سے ہے

حیرتم در بحرِ عمّال بردہ است
حیرت مجھے گہرے سمندر میں لے گئی ہے

نی تراود بے مَنِ و بے سعیِ من
میرے بغیر اور میری کوشش کے بغیر نہیں ٹپکتا ہے

از نے دل نالہ موزونِ پُر شجن
دل کی نے سے غموں سے بھرا موزوں نالہ

قافیہ مضموں پے رُوپوش ہست
مضمون کا قافیہ پردے کے لئے ہے

معنیٔ از دل ہمچو شیر از بیشہ جست
دل میں سے معانی جھاڑی سے شیر کی طرح نکلتے ہیں

ہم مرا خوردی و ہم دادم خودی
آپ نے مجھے کھالیا اور خودی کے خیال کو بھی

اے حسام الحق مگر در مَن شدی
اے حسام الدین! شاید آپ میرے دل میں پہنچ گئے ہیں

آمدی در مَن مرا بردی تمام
آپ مجھ میں آ گئے اور مجھے بالکل فنا کر دیا

اے تو شیرِ حق مرا خوردی تمام
اے آپ اللہ تعالیٰ کے شیر ہیں آپ نے مجھے پورا نگل لیا

مَن چہ دانم آنچہ می دانی بگو
میں کیا جانتا ہوں آپ جو جانتے ہیں کہیں

شد بدست تو زمام اے نیک خُو
اے نیک خصلت! باگ آپ کے ہاتھ میں ہے

از چہ رُو کردی مرا رُو پوشِ خود
آپ نے مجھے اپنا پردہ کیوں بنایا؟

مَن ندارم از سر و پا ہوش خود
مجھے تو خود اپنے سر پیر کا ہوش نہیں ہے

---

[1] میزان: اعمال کی ترازو۔ فرخ: بابرکت۔ دور: بعد و فاصلہ۔ ستاں: کیرنده۔ دوستاں: دوست بڑا وقت برباد کرتے ہیں۔ حالے: جمعیت وقت سے تجھ پر ایک کیفیت طاری ہوئی ہے دوست آکر اس کیفیت میں خلل ڈال دیتے ہیں۔ [2] سمر: قصہ گوئی۔ غین: چشمہ۔ عین: آبر آستر: زیادہ چھپانے والا۔ رین: سیاہی وارجب۔ کل۔ [3] رجب کا مہینہ سورج کی روشنی کے لئے نقصان رساں ہے تو پھر چاند تو کس حساب میں ہے۔ پردہ: ساز کا پردہ۔ بحر عمان: گہرا سمندر۔ عمّ

چند نالہ زار کہ از نے بیقرار' درد
چند نالہ' زار جو غمگین درد آثار بیقرار
آثار غمگسار سر زدہ و بیانِ منازلِ
نے سے نکلے اور وجود کے تمام منازل
کُلّیِ وجود و عروج و نزولِ اطوارِ
اور عروج اور ہستی کے شہود کے
ہستی بر مرتبۂ شہود
مرتبہ پر نزول کا بیان

بشنو از نے چوں· حکایت میکند
نے سے سن کیا حکایت کر رہی ہے؟
قصہ ہجراں روایت میکند
جدائی کا قصہ بیان کر رہی ہے
کز وجودِ مطلقم چوں ۱ اَند
کہ جب سے مجھے مطلق وجود سے جدا کیا ہے
مَن بگریہ .مَرد ماں در خندہ اَند
میں رونے میں لوگ ہنسنے میں ہیں
حالِ زارِ مَن نمیداند کسے
کوئی میرا حالِ زار نہیں جانتا
ہستم اندر آتشِ غم چوں خسے
میں غم' کی آگ میں تنکے کی طرح ہوں
چونکہ ۱ از قوسِ اَحد مُنزل شُدم
جب میرا' قوس احد سے تنزل ہوا
خود بنحمِ واحدیت حَل شُدم
میں خود واحدیت کے مکتبے میں گھل گئی

منزلِ لاہوت را کردم عبُور
میں نے "لاہوت" کی منزل کو عبور کیا
کردم از جبروتِ اِمی ہم مُرور
میں "اِمی جبروت" سے بھی گذر گئی
رَفتہ رفتہ عالم مَلکُوت شُد
رفتہ رفتہ عالم ملکوت ہو گیا
عالمِ روحانی مَنعوت شُد
موصوف "عالم روحانی" بن گیا
بعدہٗ در عالمِ مُلک و شُہود
اس کے بعد "عالم' ملک و شہود" میں
گشت ظاہر جُملہ اَطوارِ وجُود
وجود کے تمام مراتبہ ظاہر ہو گئے
مُنتہایش عالمِ ناسوت گشت
اس کا منتہا "عالم ناسوت" ہو گیا
زیں تنزّلہا دلم مَبہوت گشت
ان تنزلات سے میرا دل حیران ہو گیا
کے بُوَد یارب کہ معراجے شَوَد
اے خدا کب ہو گا کہ "معراج" ہو گی؟
رُوح سُوئے قوسِ احدیت رَود
روح قوس احدیت" کی جانب جائے گی
ہر تنزّل را عروجے ۲ لازِم ست
ہر تنزل کے لئے عروج ضروری ہے
قطرہ سُوئے بحرِ اَخضر عازِم ست
قطرہ بحرِ اَخضر کے لئے ارادہ کرنے والا ہے

لیک اَقسامِ عروج ایجاں سہ است
لیکن اے جان! عروج کی تین قسمیں ہیں
برکسے از فیضِ خدا ایں دَر نہ بَست
خدا کے فیض کا یہ دروازہ کسی پر بند نہیں ہوا
شُد عروجِ عامہ مَرگِ جسمِ خاک
عوام کا عروج' خاکی جسم کی موت ہے
بس تعرّج ہست در مَوت و ہلاک
موت اور ہلاک میں عروج ہے
قدرِ مَرگِ خود نمیدانی چُرا
تو اپنی موت کی قدر کیوں نہیں جانتا؟
میدہد ۳ در مَرجِ لاہوتی چُرا
وہ تجھے "لاہوتی" چراگاہ میں خوراک دیتی ہے
موت قبل الموت اگر وستت نداد
موت قبل از موت کا اگر تجھے موقع نہ ملا
میکُند کارت اَجل حسب المراد
موت مراد کے مطابق تیرا کام کر دیتی ہے
موت جسرِ مُوصِل آمد سوئے یار
موت یار کی جانب پہنچانے والا پل ہے
مَرگ را آمادہ باش اے ہوشیار
اے ہوشیار موت کے لئے آمادہ رہ
وہ چہ خوش باشد کہ سُوئے شہ رَوم
وہ' کیا اچھا ہو گا کہ میں شاہ کی طرف جاؤں گا
واصلِ درگاہِ آں بیچوں شَوم
اس بے چون کے دربار سے متصل ہو جاؤں گا

۱ چونکہ۔ وجود کے اجمالی مراتب کا ذکر کیا ہے' وجود کا پہلا مرتبہ قوس احدیت ہے' وجود کا یہ مرتبہ ذات مجرد ہے اس کو ذات بحت عنقیت ہویت۔ احدیت۔ مطلقہ کہا جاتا ہے اس مرتبہ میں نہ اس کا صافت سے اتصاف ہے' نہ نعوت سے' نہ وہ مطلق ہے' نہ مقید' یہ مرتبہ تنزیہ اور تشبیہ سے بالاتر ہے اور کشف و خیال سے بھی برتر ہے اسی کو لاہوت سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے۔ دوسرا مرتبہ قوس واحدیت ہے یہ مرتبہ ذات مع الصفات کا ہے اسی کو عالم جبروت کہا جاتا ہے تیسرا مرتبہ ارواح مجردہ اور عقول کا ہے اسی کو عالم ملکوت کہا جاتا ہے اس کے بعد چوتھا وجود عالم مثال کا ہے وجود کے یہ جملہ مراتب عالم امر کہلاتے ہیں' اس کے بعد عالم خلق کا مرتبہ ہے جس کو عالم شہادت اور ملک اور عالم ناسوت بھی کہا جاتا ہے یہ سب وجود کے نزول کے مراتب ہیں۔ ۲ عروج۔ وجود کے تنزلات کے بعد عروج شروع ہوتا ہے پہلا عروج وہ ہے جو موت کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے جس کے ذریعہ عالم برزخ کی جانب عروج ہوتا ہے دوسرا عروج وہ ہے جو جنت اور جہنم میں حاصل ہوتا ہے' وہ قوس واحدیت کی جانب عروج ہے' یہ عروج مومن کا جمال کے راستہ سے ہے اور کافر کا جلال کے راستہ سے ہے۔ تیسرا عروج وہ ہے جو خدائی کشش کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے۔ ۳ میدہد۔ موت کے ذریعہ انسان کا عروج لاہوت کی جانب ہوتا ہے۔

وقت آمد کز جہانِ بیکسی — پس بسوی واحدیت تا اَحد — واں عُروجِ ۳ دُومی شد ز اختیار
وقت آ گیا کہ بے کسی کی دنیا سے — پھر "واحدیت" کی جانب "احد" تک — وہ دوسرا عروج اختیار سے ہوا
پائی کوباں سُوئے بامِ اُو رسی — سَر برآرد از تعین می رہد — اولیاء و انبیا راز اعتبار
تو رقص کرتا ہوا اس کے بالاخانہ کی جانب پہنچ جائے — سر ابھارتا ہے تعین سے نجات پا جاتا ہے — اولیاء اور انبیاء کے اعتبار سے
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ — منتہیٰ سُوئے خدا شُد زیں سبب — از رہ علم و عمل عارج شدند
اسی لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا — اس لئے منتہیٰ اللہ تعالیٰ کی جانب ہوا — وہ علم و عمل کے واسطے سے عروج حاصل کرنے والے بنے
تحفۂ المومن کہ الموت ۱ اے فتا — ہست رجعیٰ سُوئے اُو خود بے طلب — پس بموتِ معنوی خارج شدند
اے نوجوان! موت مومن کا تحفہ ہے — خود بغیر مانگے اس کی جانب واپسی ہے — وہ معنوی موت کے ذریعہ نکلنے والے بنے
گر نبودے موت در دنیائے دُوں — مُومن از نورِ جمالے می رسد — پیشِ مُردن مُردہ گر دو شو فنا
اگر کمینی سی دنیا میں موت نہ ہوتی — مومن کو نور جمال کے ذریعہ سے پہنچتا ہے — مرنے سے پہلے مردہ بن اور فنا ہو جا
سخت می کوشیم عاجز بس زبوں — ثمرہا از باغِ رُویت می چشد — تا عُروجے حاصل آید مر تُرا
ہم سب عاجز اور مغلوب بن جاتے — دیدار کے باغ کے پھل چکھتا ہے — تاکہ تجھے عروج حاصل ہو
شُکرِ حق کو مُخلص بنہادہ است — کافر از نورِ جلالی گور سید — از مَنازلہما کہ سالِک آمدست
اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ نجات کا موقع رکھ دیا ہے — کافر گویا نورِ جلالی کے ذریعہ پہنچتا ہے — سالک جن مراتب سے آیا ہے
غُرفہ سُوئے آں جہاں بکشادہ است — لیک محجوب ست و خسرانے کشید — جہد کردہ ہم بد انسو پاز دست
اس جہان کی جانب کھڑکی کھول دی ہے — لیکن وہ محجوب ہے اور اس نے نقصان اٹھایا ہے — کوشش کر کے اسی جانب قدم بڑھایا ہے
ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز — معنیِ کُلٌّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن — تا کہ وجہ حق برُو ظاہر شوَد
اے عزیز! یہ بات انتہا نہیں رکھتی ہے — "ہر ایک ہماری طرف لوٹنے والا ہے" کے معنی — تاکہ اس پر حق کی وجہ ظاہر ہو جائے
از عُروجِ بعدِ مُردن گو تو نیز — فہم کُن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالْفُنُوْن — در تجلّی واحدی اَحدی رَود
مرنے کے بعد عروج کے متعلق بتا — سمجھ لے اور خدا فنون کو زیادہ جانتا ہے — "واحدی احدی" تجلی میں چلا جائے
زاں عُروجے کردہ در برزَخ رَود — ایں عُروجِ اضطراری عام ہست — خود فنا گردد و بقا حاصل کُند
اس کے ذریعہ عروج کر کے برزخ میں جاتا ہے — یہ اضطراری عروج عام ہے — خود فنا ہو جائے' بقا حاصل کر لے
درمیانِ قبرتا محشر بُود — بہرِ ہر ناپختہ و ہر خام ہست — قطرہ راتا بحرِ کُل واصل کُند
قبر کے اندر محشر تک رہتا ہے — ہر نہ پکے ہوئے اور ہر کچے کے لئے ہے — قطرے کو بحر کل سے جوڑ دے
پس ۲ عروجے ہست در محشر پدید — زیں سبب فرمود آں احمدؐ لبیب — سُو میں معراج جذبِ ایزدی
پھر ایک عروج محشر میں ظاہر ہوتا ہے — ان عقلمند احمدؐ نے اسی لئے فرمایا — تیری معراج ' ایزدی جذب ہے
بعد ازاں در نار یا جنت کشید — موت جسرِ مُوصِل آمد تا حبیب — کُو کشد در لحہ سُوئے بے خودی
اس کے بعد جہنم میں یا جنت میں لے جاتا ہے — موت' دوست تک پہنچانے والا پل ہے — جو ایک لحہ میں بے خودی کی جانب کھینچ لیتی ہے

۱ الموت۔ موت کو آنحضورؐ نے مومن کا تحفہ اسی لئے قرار دیا ہے کہ وہ وصل یار کا سبب ہے۔ زاں عُروج۔ مرنے سے عالم برزخ کی طرف عروج ہوتا ہے' قبر برزخی چیز ہے۔ پس۔ قبر سے محشر کی جانب عروج ہوتا ہے پھر محشر سے جنت اور دوزخ کی طرف عروج ہوتا ہے۔ ۲ پس۔ پھر قوس واحدیت اور قوس حدیت کی جانب عروج ہوتا ہے۔ رجعی۔ سورۂ الفراء میں ہے وَاِنَّ الرُّجْعٰی اور بیشک تیرے رب کی جانب واپسی ہے۔ ایں عرج۔ موت کے ذریعہ اضطراری سے جو ایک کے لئے ہے۔ جسر۔ پل۔ ۳ عروج دومی۔ موت کے ذریعہ جو عروج ہے وہ انبیاء اور اولیاء کو مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا کے ذریعہ اختیاری طور پر حاصل ہوتا ہے۔ واحدی احدی۔ یعنی قوس واحدیت اور قوس احدیت۔

چوں رسولؐ مجتبیٰ در یک نفس
جس طرح رسول مجتبیٰ ایک سانس میں

نے مشابہ آنکہ کار آخر کند
نہ وہ مرتبہ جو کام مکمل کر دے

جہد کن تا خاک را صافی کنی
کوشش کرتا کہ تو مٹی کو صاف کر لے

وارہید از قید ایں نازک قفس
اس نازک پنجرے کی قید سے چھوٹ گئے

ہر مرید از اجتبارا کے سزد
ہر مرید اس "اجتباء" کے لائق کہاں ہے

زیں ہمہ آلودگی ہا بر کنی
تو ان سب آلودگیوں سے جدا ہو جائے

دفعۃً تا قاب قوسین او پرید
دفعۃً وہ "قاب قوسین" تک اڑے

قدر حال خود مرید آمد مراد
مرید اپنے حال کے اندازہ سے مراد بنتا ہے

نفس خیرہ رابدہ بس گوشمال
بے باک نفس کا بہت سزا دے

راہِ صد سالہ بیک جذبش برید
سو سالہ راستہ ایک جذبش میں طے کیا

زیں سبب فرمود آں ربّ العباد
اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

تا دمد از خاکِ جسمت صد نہاں
تاکہ تیرے جسم کی مٹی سے سینکڑوں پودے اگیں

در دم از ظاہری سوی باطن رود
فوراً ظاہر سے باطن کی جانب چلا جاتا ہے

من تقرب شبرا تقربت الیہ باعا کنت لہ
جو ایک بالشت قریب ہوا میں چار ہاتھ ہوا

جہد کن اندک زمانہ روز چند
چند دن تھوڑے وقت مجاہدہ کر لے

واں کثافت خود لطافتہا شود
وہ کثافت 'خود لطافتیں بن جاتی ہے

من اتانی یمشی اتیتہ ھرولہ
جو چل کر آیا ' میں بھاگ کر آیا

چند شب گریہ بکن باقی بخند
چند راتیں رولے ' باقی ہنس

ظلمت خاکی ز جسم تو رود
خاکی ظلمت تیرے جسم سے چلی جاتی ہے

جہد کن کز جہدہا عارج شوی
کوشش کر کیونکہ مجاہدوں سے تو صاحب معراج ہوگا

زیں سبب فرمود قرنی اویسؓ
اسی لئے اویس قرنیؓ نے فرمایا

نورِ یزدانی بہفت اعضا رود
خدائی نور سات اعضا میں دوڑ جاتا ہے

از آشیان آب و گل خارج شوی
آب و گل کے آشیانہ سے نکل جائے گا

ساعۃ دنیا و فیہا الروح لیس
دنیا کچھ وقت ہے اور اس میں آرام نہیں ہے

لیکن ایں در اختیارِ عبد نیست
لیکن یہ بندے کے اختیار میں نہیں ہے

از چہ نورِ پاک و خوش آمد ملک
فرشتہ پاک نور اور بھلا کس وجہ سے ہے؟

کاہلی درکارِ دنیا در سپار
دنیا کے کام میں کاہلی اختیار کر

بندہ را فعلے بجز در جہد نیست
بندے کا کام کوشش کے سوا نہیں ہے

از چہ صاف و روشن آمد ایں فلک
یہ آسمان صاف اور روشن کس وجہ سے ہے؟

چا بکی میکن پے روزِ شمار
حساب کے دن کے لئے چستی برت

ز اجتبا گشتند محجوباں مصیب
محجوب "اجتباء" کی وجہ ٹھیک پہنچنے والے ہیں

زانکہ از خاکِ مکدر برتر اوست
اس لئے کہ مکدر خاک سے وہ بالا ہے

زُہد در دنیا چہ جائے فخر تست
دنیا میں زہد' تیرے فخر کا کیا موقع ہے؟

واں دگر ہا گشتہ یہدی من یشیب
اور دوسرے وہ ہیں کو ہدایت کرتا ہے جو رجوع کرتا ہے کے مصداق ہے

زانکہ از نفس و فی مطہر اوست
اس لئے کہ وہ کمینہ نفس سے پاک ہے

میل سوی جیفہ ننگ و خسر تست
مردار کی طرف میلان' ذلت اور ٹوٹا ہے

ہر مرید آخر مرادے می شود
ہر مرید آخر میں مراد بن جاتا ہے

نفس خیرہ خاکِ تیرہ شد بہم
بے باک نفس اور مکدر مٹی اکٹھے ہوئے

قدرِ او حقا چو پرِ پشہ نیست
یقیناً اس کی قدر مچھر کے پر کی طرح بھی نہیں ہے

طالبے مطلوب رادے می شود
طالب "جوان کا مطلوب بن جاتا ہے

بر بلا آمد بلا اے خوش قدم
اے خوش قدم! مصیب بالائے مصیبت ہوئی

پیش بحرِ آں جہاں جو رشہ نیست
اس جہان کے سمندر کے سامنے ایک چھینٹے کے برابر بھی نہیں ہے

---

۱ دفعۃً۔ آنحضور کو معراج میں جذب الٰہی سے دفعۃً اور مقام قرب تک پہنچ گئے۔ لیک۔ جذب الٰہی کا پرعروج بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔ وگرنہ۔ جو سعی کرتے ہیں ان کا بیان یہدی من یشیب میں ہے خدا اس کو ہدایت کر دیتا ہے جو اس کی طرف رجوع کرتا ہے۔ نے مشابہ۔ اجتہاد اور کوشش سے وہ مرتبہ حاصل نہیں ہوتا جو جذب الٰہی سے حاصل ہوتا ہے۔ ۲ من تقرب۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا من تقرب الیّ شبرا تقربت الیہ باعا جو میرے سے ایک بالشت قریب ہوا میں اس کے چار ہاتھ قریب ہوا من اتانی یمشی اتیتہ ھرولۃ جو میری جانب چل کر آیا میں اس کے پاس دوڑتا ہوا آیا۔ ۳ نفس۔ انسان میں یہ دونوں خرابیاں ہیں ان کے ازالہ کی ضرورت ہے۔ زہد۔ اگر انسان دنیا سے بچاؤ اختیار کرتا ہے تو اس کے لئے کوئی خاص فخر نہیں ہے دنیا ہے ہی وہ کی چیز کہ اس سے بچاؤ کرنا چاہیے تھا۔ رشہ۔ چھینٹا

کرد [1] احسانے خداوند بلند
خدائے برتر نے بڑا احسان فرمایا

زہدایں ناچیز را از ما پسند
کہ اس ناچیز سے ہماری بے رغبتی پسند کر لی

نُبد نا مرغوب چیزے بس حقیر
بہت حقیر ناپسندیدہ چیز سے بے رغبتی کو

از کرم بنوشت اُو شیئاً کثیر
کرم سے اس نے "کچھ چیز" لکھ دیا

از عنایتہائے خاص ایزدست
اللہ تعالیٰ کی خاص عنایتوں میں سے ہے

کو شبہ گیرد دہد گوہر بدست
کہ وہ پوچھ لے لیتا ہے اور موتی عطا کرتا ہے

عُمر معدودِ قلیلے بے ثبات
ناپائیدار ' تھوڑی ' گنی چنی عمر

طاعتے کردی و رفتی در حیات
تو نے عبادت کی اور ابدی زندگی میں چلا گیا

آں حیاتِ باقیِ بے انتہا
وہ لامحدود باقی رہنے والی زندگی

نے عدم گردش بگردد نے فنا
جس کے چاروں طرف نہ عدم گردش کرتا ہے نہ فنا

لا یحُوْمُ حَوْلَهُ الا عدامُ قط
نیستیاں اس کے گرد کبھی چکر نہیں کاٹتیں

صِرْتَ رُوْحًا بَاقِیًا حَیًّا فقط
تو بس باقی رہنے والی زندگی ' روح بن گیا

عُمر دنیا پیشِ عُقبیٰ ساعت ست
آخرت کے بالمقابل دنیا کی عمر ایک گھڑی ہے

ساعتے رانا ہی راحت ست
ایک گھڑی کی وجہ سے لامحدود راحت ہے

ہر عبادت راز حق وقت آمدست
ہر عبادت کا اللہ تعالیٰ کی جانب سے وقت مقرر ہے

در صلوٰۃ وصوم میقاتے [3] شدست
نماز اور روزے کا ایک وقت معین ہے

ہم زکوٰۃ و حج فرضِ وقتی ست
زکوٰۃ اور حج بھی وقتی فرض ہے

غفلت اندر وقتِ آں بدبختی ست
اس کے وقت میں غفلت بدبختی ہے

جُز کہ ذکرِ آں خدائے پاک ذات
اس خدائے پاک ذات کے ذکر کے سوا

عیستش وقت معیّن از خدات
خدا کی جانب سے تیرے لئے اس کا وقت معین نہیں ہے

نوط ذکرِ حق بہ نسیاں داشتند
انہوں نے اللہ تعالیٰ کی یاد کا بھول سے تعلق کر دیا

ذکر را دائرہ بہ نسیاں ساختند
ذکر کو بھول میں دائر کر دیا

گفت اُذْکُرْ رَبَّکَ آں شاہِ جہاں
اس شاہ جہاں نے تو اپنے آپ کو یاد کر فرمایا

وقتِ نسیاں اِذْ نَسِیْتَ را بخواں
بھول کے وقت "جبکہ تو بھولے" پڑھ لے

ظرفِ اُذْکُرْ اِذْ نَسِیْتَ آمدست
"تو ذکر کر" کا وقت "جبکہ تو بھولے" آیا ہے

پس بہر نسیاں قرینِ ذکرے شدست
تو ہر بھول کا ساتھی ذکر ہے

آخرے [2] پیشِ دمے کز دم جدا
آخرت کے مقابل ایک سانس جو سانس سے جدا ہے

سلسلہ عہدِ ازل را یاد کن
ازل کے عہد کے سلسلہ کو یاد کر

ہر گہت نسیاں بتازد ذکر گو
جس وقت تجھ پر بھول حملہ کرے ذکر کر

زخشہ فطرت چوداری باد کن
جبکہ تو فطرت کا شعلہ رکھتا ہے ' ہوا دے

ہے کجائی فہم و عقلِ تو چہ شد
تو میں تو کہاں ہے؟ تیری سمجھ اور عقل کیا ہوئی؟

پاسِ انفاسِ چو گوہر دار خود
اپنے موتی جیسے سانسوں کا لحاظ رکھ

ہر دمِ نفس بہرِ مسیحائیت چُست
ہر سانس تیری مسیحائی کے لئے تیار ہے

گر نداری پاسِ اُو از جہلِ تُست
اگر تو لحاظ نہ رکھے تیری نادانی ہے

قیمتِ یک دم جہانے گرد ہی
تو اگر ایک سانس کی قیمت ایک دنیا دے

نیست ممکن کز اجل یکدم رہی
ممکن نہیں ہے کہ ایک سانس کے لئے موت سے نجات پائے

آنچنیں انفاسِ خوش ضائع مکن
ایسی بہتر سانسیں ضائع نہ کر

غفلت اندر شہرِ جاں شائع مکن
جان کے شہر میں غفلت کو رائج نہ کر

ہر سپرتی سہ روزہ می تنی
تو تین روز کی خوشی کے گرد گھومتا ہے

چوں ستاند آخر بپاسے نرزنی
بالآخر بانجھ عورت کی طرح ایک سانس میں گر جائے گا

در زغارہ چوں زخارہ سانِ سال
نمناک مٹی میں سبز شاخ کی طرح ٹکڑے ٹکڑے

بند بندت گردد آخرائے فلاں
بالآخر تیرا جوڑ جوڑ ہو جائے گا اے فلاں!

سلسلہ عہدِ ازل را یاد کن
ازل کے عہد کے سلسلہ کو یاد کر

زخشہ فطرت چوداری باد کن
جبکہ تو فطرت کا شعلہ رکھتا ہے ' ہوا دے

ہر گہت نسیاں بتازد ذکر گو
جس وقت تجھ پر بھول حملہ کرے ذکر کر

تا نماند غیر ذکر و فکر ہُو
تاکہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر کے سوا کچھ نہ رہے

---

[1] کرد۔ اللہ تعالیٰ کا ہمارے زہد کو پسند کر لینا اس کا کرم ہے ورنہ یہ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ شبہ۔ شخ کا دانہ۔ عمرِ دنیا۔ آخرت کی زندگی کے اعتبار سے دنیا کی زندگی ایک گھڑی سے زیادہ نہیں ہے یہاں آکر انسان نیک عمل کر لیتا ہے تو آخرت میں لامتناہی آرام ملتا ہے۔ [2] ہر نفس۔ تیرا ہر سانس تجھ کو مسیحائی دے سکتا ہے۔ قیمت۔ جب تیرا وقت ختم ہو گیا تو دنیا کی دولتیں دے کر بھی سانس نہیں خرید سکتا۔ سپرتی۔ خوشی۔ متاع۔ بانجھ عورت۔ سامہ۔ عہد۔ زخشہ۔ آگ کا شعلہ۔ باد کن۔ اس کو ہوا دے کر۔ بڑھا۔ [3] وقت۔ نوط۔ تعلق۔ گفت۔ قرآن پاک میں ہے وَاذْکُرْ رَبَّکَ اِذَا نَسِیْتَ اور یاد کر اپنے خدا کو جس وقت تو بھولا۔ قرین۔ ساتھی۔ ہو۔ خدا۔

در تاویل بر تصوف سورۃ القارعۃ
تصوف کے اعتبار سے اس سورت کی تفسیر القارعۃ
مَا الْقَارِعَةُ وَمَا اَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ
کیا ہے القارعہ اور کس چیز نے تجھے بتلایا کیا القارعہ

جُز خدائے وَحدہٗ چہ بُوَد دگر
خدائے وحدہٗ کے علاوہ دوسرا کیا ہے؟
نام اُو بر جان و دل شیر و شکر
اسی کا نام جان اور دل کیلئے شیر و شکر ہے
ذکر کُن مذکور تا گردد عیاں
(ایسا) ذکر کر کہ جس کا ذکر ہوا مشاہد ہو جائے
نے ہمیں ذکر کہ باشد بر زباں
نہ وہ ذکر جو صرف زبان پر ہو
ذکر لفظی غیرِ عارض بیش نیست
لفظی ذکر ایک عارض سے زیادہ کچھ نہیں
ذکر رُوحی جُز فنِ درویش نیست
روحی ذکر درویش کے ہنر کے سوا نہیں ہے
چونکہ بر باید ۱ ترا سلطانِ ذکر
جب سلطان الذکر تجھے اڑا لے
آں زماں گشتی سراپا کانِ ذکر
اس وقت تو مجسم ذکر کی کان بن گیا
ذاکر و مذکور و ذکر آید یکے
ذاکر اور مذکور و ذکر ایک ہو جائے گا
غیرِ حق باقی نماند بے شکے
بے شک اللہ تعالیٰ کے سوا باقی نہ رہے گا
عالمے ۲ دیگر بدل زائد ترا
تیرے دل میں ایک دوسرا ایسا عالم پیدا ہو گا
کیں سما و ارض شد آنجا ہبا
کہ یہ آسمان اور زمین وہاں ذرہ ہیں
آفتاب دیگر از مشرق زند
مشرق سے دوسرا سورج طلوع کرے گا
ذرہ ات اشراق خورشیدے کند
اس کا ایک ذرہ سورج کو روشن کر دے گا

قارعہ دانی کہ چہ بُوَد قارعہ
تو قارعہ کو جانتا ہے قارعہ کیا ہے؟
ہست بہرِ کوب دلہا سارعہ
دلوں کو کوٹنے کے لئے جلدی کرنے والی ہے
پس چہ آگاہی بگوئم قرعِ سخت
تو بتا تو کیا جانتا ہے سخت کوٹنے کے بارے میں؟
کو کند دلہائے عاشق لخت لخت
جو عاشقوں کے دلوں کو ٹکڑے کر دیتا ہے
قرعِ عشق آں روز باشد بر دلت
تیرے دل پر عشق کا کوٹنا اس روز ہو گا
تا بدیں نوبت رساند منزلت
حتی کہ تیرا مقام اس نوبت پر پہنچا دے گا
پیش تو شاہ و امیر و ہر کبیر
تیرے سامنے شاہ اور امیر اور ہر بڑا
جملہ چوں پروانگاں باشد حقیر
سب پروانوں کی طرح حقیر ہوں گے
در نظر کس را نباشد وزنِ جو
نظر میں کسی کا جو برابر وزن نہ ہو گا
دل نباشد باکسے ہرگز گرو
دل ہرگز کسی کا پابند نہ ہو گا
روزنِ عُجب و ریا مسدود شد
تکبر اور ریاکاری کا سوراخ بند ہو گیا
تا ترا خلق از نظر مفقود شد
حتی کہ مخلوق تیری نظر سے گم ہو گئی

۱ بر باید۔ جب سلطان الذکر کا غلبہ ہوتا ہے تو انسان کو اس میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور وہ انسان کی غفلت کی حالت اور دوسری مشغولیت میں بھی جاری رہتا ہے۔ ذاکر۔ اب فنا کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ ۲ عالم۔ پھر عجیب تجلیات طاری ہوتی ہیں۔ بسیط۔ پھیلا ہوا منتشر۔ بعد ازیں۔ جب خدا ہم سے زیادہ قریب ہے تو اب اس سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ ۳ احمداً۔ یعنی عارف۔ من کجا۔ یعنی اس عشق نے مجھے فنا کر دیا۔
قارعہ۔ کھڑکھڑا دینے والی چیز مصیبت۔ شیشہ۔ کتائب۔ کتائب کی جمع ہے لشکر۔ مسدود۔ بند۔ مفقود۔ گم

غیرِ حق را قدر نبود در دلت
تیرے دل میں حق کے غیر کی قدر نہ ہوگی

مُردہ گردد خواہش آب و گِلت
تیری آب وگل کی خواہش مردہ ہو جائے گی

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ
اور ہو جاویں گے پہاڑ دھنی ہوئی
الْمَنْفُوْشِ
روئی کی طرح

کوہہای سخت چوں پنبہ شوَد
سخت پہاڑ روئی کی طرح ہو جائیں گے

از نظر ہمچوں سحابے میرود
نظر کے سامنے ابر کی طرح چلیں گے

عالمے گردد ہبا اِ پیش نظر
آنکھ کے سامنے عالم ذرات بن جائے گا

غیرِ حق را مُرتفع گردد اثر
حق کے غیر کا اثر اٹھ جائے گا

چیست عالم آں عَرَضہا مجتمع
عالم کیا ہے؟ جمع شدہ عرض ہیں

در یکے عینِ بسیط متسع
ایک وسیع چوڑے عین میں

نیست چوں اعراض را ہرگز بقا
چونکہ اعراض کے لئے ہرگز بقا نہیں ہے

ہرچہ موجود ست ہست اکنوں فنا
جو موجود ہے ' اب فنا ہے

عالم آمواجیست در بحرِ وجود
وجود کے سمندر میں عالم موجیں ہیں

لیک چوں آبیست سیّال اے ودود
لیکن اے دوست! پانی کی طرح بہنے والا ہے

ہمچناں جوالہ شُعلہ دائرہ
جس طرح دائرے میں گھومنے والا شعلہ

در نظر آید ' بسُرعت سائرہ
نظر میں تیز چلنے والا نظر آتا ہے

نیست در واقع بجز نقطہ دگر
واقع میں سوائے ایک نقطہ کے دوسری چیز نہیں ہے

ایں فساد از حسِ تو شُد اے پسر
اے بیٹا! یہ فساد تیری حس سے ہوا

ہمچناں ۲ کہ قطرہائے نازلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

نزدِ تو شُد مستقیم و واصلہ
جیسے کہ نیچے آنے والے قطرات

بسکہ او جنبش بسُرعت میکُند
وہ صرف تیزی سے حرکت کر رہے ہیں

حسِ تو بر فقدِ اُو کے می تند
تیرا حس اس کے نہ ہونے کو کب محسوس کرتا ہے

ہست در تجدید اکواں ایں جہاں
اس دنیا کی کائنات نیا ہونے میں ہے

میشود مُلکش مُجدّد ہر زماں
اسی جیسا ہر لمحہ نیا آ جاتا ہے

لیک حسِ ظاہرت از اشتباہ
لیکن تیری ظاہری حس اشتباہ کی وجہ سے

دائم آں یک شے بہ بیند در نگاہ
ہمیشہ نظر میں ایک چیز کو دیکھتی ہے

در نظر آمد نظام مُتّسق
نگاہ میں متصل نام ہے

ہست در ہر آں و لیکن مُمتحق
جو ہر آن موجود ہوتا ہے لیکن مٹنے والا ہے

نیست در یک لحہ عالم را قرار
عالم کو ایک لحہ کے لئے قرار نہیں ہے

ہمچو ۳ موجِ آب دائم در فرار
پانی کی موج کی طرح ہمیشہ روانگی میں ہے

ہر زماں از فیضِ سابق لاحقے
ہر لحہ ' پہلے کے فیض کا ایک لاحق ہے

ہمچو اُو موجود گردد فائقے
ایک بڑھا ہوا اس جیسا موجود ہو جاتا ہے

مُوجِد و مُفنی ہُماں یکذات دوست
پیدا کرنے والی اور فنا کرنے والی دوست کی وہی ایک ذات ہے

اِختفا باخود ظہورِ نورِ اُوست
اس کا مخفی ہونا خود اس کا ظہور ہے

سُرعتِ کون و فسادایں سحر کرد
بننے اور بگڑنے کی تیزی نے یہ جادو کیا ہے

شُد ز حسِ مُشترک تمییز فرد
حس مشترک سے تمیز جدا ہو گئی ہے

کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ
ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے مگر اس کی ذات

ایں زمان ست آشکارائے عمو
اے چچا! اسی وقت ظاہر ہے

لیک فیضِ حق مَدد آرد زجُود
لیکن سخاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فیض مدد پہنچاتا ہے

ہر دمش بخشد سرِ نو وجُود
اس کو ہر دم از سر نو نیا وجود عطا کر دیتا ہے

ہر دَمت اے جاں فنا وزندگیست
اے جان! تیری ہر وقت فنا اور زندگی ہے

غیرِ وجہ اللہ کرا پایند گیست
اللہ کی ذات کے سوا کس کے لئے بقا ہے؟

---

۱ ہبا۔ ذرہ۔ جو ہوا میں اڑتے رہتے ہیں۔ عرضہا مجتمع۔ صوفیا کے نزدیک عالم اعراض کا مجموعہ ہے جو ایک عین قائم بالذات سے قائم ہے اور وہی پھیلا ہوا عین تمام عوالم کا حامل ہے۔ یکجوں۔ عالم میں تجدد امثال ہو رہا ہے ایک عرض دوسرے عرض کی جگہ لے رہا ہے لیکن تمہاری نگاہ میں وہ قائم نظر آتا ہے اس کی مثال یہ ہے کہ آگ کے انگارے کو اگر تیزی سے گھماؤ تو پورا دائرہ ایک قائم چیز نظر آتا ہے حالانکہ اس میں صرف ایک انگارہ ہے جو جگہ بدل رہا ہے یہ صرف تمہاری نظر کا فریب ہے ورنہ دائرہ نہیں ہے صرف ایک انگارہ ہے۔ ۲ یکجناں۔ اسی طرح ایک قطرہ جو تیزی سے گرتا ہے وہ نہیں پانی کی لڑی نظر آتا ہے حالانکہ وہ صرف ایک قطرہ ہے۔ تجدد یہ۔ اسی طرح ہر عرض کی جگہ دوسرا عرض اسی طرح کا آ رہا ہے لیکن تم سمجھتے ہو کہ وہ پہلا عرض قائم ہے۔ متصل۔ مسلسل۔ ممتحق۔ مٹنے والا۔ ۳ ہمچو موج۔ دریا کا پانی ہر لمحہ بدل رہا ہے لیکن تمہیں ایک قائم شے نظر آ رہی ہے۔ اختفا۔ مخفی ہونے اور ظاہر ہونے میں اسقدر سرعت ہے کہ دونوں ایک چیز نظر آ رہے ہیں کالی شی۔ عالم میں جو اعراض ہیں ان کی فنا اور عین ذات کا ہونا اسی وقت دیکھو۔

قارعہ[1] اے لیسناں چو بر جانت زند
کھڑکھڑانے والی قیامت اس وقت جب تیری جان پر پڑتی ہے

ضربت آں تیشہ ہستت را کند
اس تیشہ کی ضرب تیری ہستی کو اکھاڑ دیتی ہے

میستمر بنی عدم اعیان را
تو ہمیشہ موجودات کا عدم دیکھے گا

نیست موجودے بجز ذات خدا
خدا کی ذات کے علاوہ کوئی موجود نہیں ہے

کوہہا گردد ترا مرا السحاب
پہاڑ تیرے لئے ابر کا چلتا ہو جائے گا

مرتفع شد چونکہ از چشمت حجاب
جب کہ تیری نظر سے پردہ ہٹ گیا

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ
لیکن وہ شخص جس کی ترازو میں بھاری ہوئیں

فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِيَةٍ اِلٰی آخرہ
پس وہ پسندیدہ زندگی میں ہے الخ

ہر کرا در ضربت عشق و قراع
عشق اور کھڑکھڑانے کی ضرب میں

کفہ میزانِ عقلش شد مراع
جس کی عقل کی ترازو کا پلڑا رعایت کیا گیا ہو گیا

کفہ میزانِ عقلش شد گراں
اس کی عقل کی ترازو کا پلڑا بھاری ہو گیا

از نہیب عشق نامد در زیاں
عشق کی دہشت سے وہ نقصان میں نہ پڑا

گرچہ[2] گفت سمعہٗ ہی یسمعہٗ اوست
اگرچہ میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے وہ

خود کہ بی یبصر وبی یبطش زو دست
وہ خود دوست کیجانب سے میرے ذریعہ دیکھتا ہے اور میرے ذریعہ دیکھتا ہے

لیک در شور فنا از جا نشد
لیکن فنا کے شور میں وہ جگہ سے نہ ہٹا

در مقام جمع قطع افزا نشد
وہ جمع کے مقام میں خلاف شریعت بات بڑھانے والا نہ بنا

حد خودرا داشت مطموح نظر
اس نے اپنی حد کو منظور نظر رکھا

آنچہ می بیند نگفت او از حذر
جو کچھ وہ دیکھتا ہے احتیاط کی وجہ سے اس نے وہ نہ کہا

اوست در عیش پسندیدہ مدام
وہ ہمیشہ پسندیدہ زندگی میں ہے

در مقام خلت[3] از کاس الکرام
"خلت" کے مقام پر سخیوں کے پیالہ سے

وانکہ شد میزانِ عقل او سبک
اور وہ شخص جس کی عقل کی ترازو ہلکی پڑی

رفت در جام از حداں ظرف تنک
وہ کم ظرف ایک جام میں حد سے گزر گیا

شورشے و وحشتے آغاز کرد
شورش اور دہشت شروع کر دی

خویش را با قرص خورا انباز کرد
اس نے اپنے آپ کو اپنی نکیہ کے ساتھ شریک کر لیا

گشت در آئینہ تاباں آفتاب
سورج آئینہ میں روشن ہوا

محو شد آئینہ رخشاں آفتاب
آئینہ محو ہو گیا ' سورج روشن ہے

خود گمان آفتابے او نمود
اس نے سورج ہونے کا گمان ظاہر کیا

لیک در واقع بجز عکس او نبود
لیکن واقع میں اس کے عکس کے سوا کچھ نہ تھا

گشت منصور و سرے برباد داد
وہ منصور بن گیا اور سر برباد کیا

وز شرار عشق آتشہا فتاد
عشق کی چنگاریوں سے آگیں نکلیں

برق از جانش دلش سر بر زند
اس کی جان و دل سے بجلی نکلتی ہے

شعلۂ شوقش چو خاکستر کند
اس کو شوق کا شعلہ راکھ کی طرح کر دیتا ہے

شعلۂ غیرت بدل گرم اوفتاد
غیرت کا شعلہ دل میں لگا

آتش عشق افسر سوزش بداد
عشق کی آگ نے سوزش کا تاج پہنا دیا

تیز ترشد برق عشق بے نشاں
بے نشان عشق کی بجلی زیادہ تیز ہو گئی

سوختہ چوں یافت سوزد بیگماں
جب اس نے ایندھن پایا وہ یقیناً جل جائے گا

پس شود جاے دلش دَر ہاویہ
اس کے دل کی جگہ ہاویہ ہو گئی

ہیچ میدانی چہ باشد ماہیہ
تو کچھ جانتا ہے وہ کیا ہوتی ہے وہ کیا ہے

آتش سوزندہ نقش غیر را
غیر کے نقش کو جلا دینے والی آگ

کہ بسوزد پر طیر و سیر را
جو اڑنے اور سیر کرنے والے پرکو جلا دیتی ہے

از لہیب آتش ہجراں بسوخت
وہ ہجر کی آگ کی لپیٹ سے جل گیا

ہر کہ زاں شمس مشعشع دیدہ دوخت
جس نے اس شعاع دار سورج پر آنکھ جمائی

---

[1] قارعہ۔ جب حسوں پر قیامت بپا ہوگی تو تجھے نظر آجائے گا کہ کائنات کا جو بھی ذرات اس نے کچھ تھا۔ ہر لمحہ جب عشق کے ضرب میں فنا کا ہو جاتا ہے اگر اس وقت عقل سالم ہی رہی اور ناقص نہ ہو بیٹھا تو اس کو عشق سے کوئی ظاہری نقصان بھی نہیں پہنچتا ہے اگرچہ یہ حدیث قدسی ہے کہ میں انسان کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے انسان اس مقام پر نہ آیا اور شریعت پر نہ آیا اور شریعت کا پاس و لحاظ رکھا تو وہ بچ جاتا ہے۔ ۲ قول جو صوفیاء بے خلاف شریعت جذبہ اور فنا کی حالت میں صادر ہو جاتا ہے جیسے انا الحق و مافی جبتی غیر اللہ۔ خویش۔ یعنی اپنے آپ کو خدا کے ساتھ شریک کرنے لگے۔ ۳ خلت۔ دوستی کا ایک مقام ہے جس سے خلیل بنا ہے اور آنحضور نے فرمایا ہے میرا خلیل سوائے خدا کے کوئی نہیں ہے۔ منصور۔ منصور حلاج نے انا الحق کہا تھا۔ افسر۔ تاج۔ گ۔ سوزد ہوا ہے شخص کا عشق کی گرمی سے پر پرواز جل جاتا ہے اور وہ سیر فی اللہ سے رک جاتا ہے۔

اے لیاز ار حدّ خود بشناختی
اے لیاز! (اگر) تو اپنا مرتبہ پہچان جاتا

جاں [1] بجانِ شاہِ بیحد ساختی
جان کو لامحدود شاہ کی جان سے وابستہ کرتا

باز رجوع نمودن بتفصیل و تاویل قصہ شہزادگاں و تطبیق نمودنِ اُو بر منازل عرفان کے مراتب کے ساتھ عرفان مطابقت کرنا

شہزادوں کے قصہ کی تاویل اور تفصیل کی جانب رجوع کرنا اور اس کی

یاد آمد قصہ شہزادگاں
تجھے شہزادوں کا قصہ یاد آ گیا

باز گردانم بسوی آں عناں
اس کی جانب پھر باگ موڑتا ہوں

اعتبارے گیر ازیں قصہ تمام
اس قصہ سے پوری عبرت حاصل کرلے

تا بری زیں داستاں حصہ تمام
تاکہ تو اس داستان سے پورا حصہ حاصل کرلے

مر ورا باید کہ کار خود کند
انسان کو چاہیے کہ اپنا کام کرے

نے بر افسون و فسانہ برتند
نہ کہ افسوں اور افسانہ پر انحصار کرے

عمرہا کردی در افسانہ تمام
تو نے عمر افسانہ میں ختم کر دی

صبح نزدیک ست برخیز از منام
صبح قریب ہے' نیند سے بیدار ہو جا

صبح پیری آمد و وقت رحیل
بڑھاپے کی صبح آ گئی اور کوچ کا وقت ہے

در اساطیر و سمر کم شود خیل
کہانیوں اور قصہ میں دخل نہ دے

آں بلبن کہ زاد راہے باشدت
وہ کر جو تیرے راستہ کا توشہ ہو

در لحد روشن چو ماہے باشدت
جو چاند کی طرح تیرے لئے قبر میں روشن ہو

شام شد آمد غروب آفتاب
شام ہو گئی آفتاب کے غروب کا وقت ہو گیا

وقت بیگہ شد بخانہ رہ شتاب
دیر ہو گئی جلد گھر جا

نان و حلوا خوردۂ تو مدتے
تو نے ایک مدت تک روٹی اور حلوا کھایا ہے

ہیچ زاں دیدی بباطن غدتے
اس سے باطن میں تو نے کوئی ذخیرہ دیکھا؟

نفس را پر دردی و گاوے شدی
تو نے نفس کو پالا اور بیل بن گیا

کے بمنزلگاہ خود شادے زدی
تو نے کب اپنی منزل کی جانب قدم اٹھایا؟

چوں ستاکے تازہ سر افراختی
تو نے نئی شاخ کی طرح سر ابھارا

خود ستاندے مُعلّے ساختی
اپنے آپ کو اونچا بنگلہ بنایا ہے

سنگ را سُنبیدی از ناخن بزور
تو نے طاقت کے ناخن کے ذریعہ پتھر میں سوراخ کر دیا

شیر را رنجاندی از قوت چو گور
تو نے قوت کی وجہ سے شیر کو گورخر کی طرح ستایا

آخر انفاست سنجیدن [2] گند
بالآخر تیرے سانس گھٹنے لگیں گے

چوں چغک در مرگ چغزیدن گند
چڑیا کی طرح مرتے وقت ڈریں گے

پس بلبن امروز بہر مرگ ساز
پس تو آج موت کے لئے تیاری کر لے

در گزر ز اوہام حقیقت از مجاز
مجاز سے حقیقت کی جانب چلا جا

نان و حلوا خوردی و کمتر شدی
تو نے روٹی اور حلوا کھایا تو موٹا ہو گیا

در و خاہاکِ گنہ چوں خر شدی
گناہ کی کیچڑوں میں گدھے کی طرح رہ گیا

نعمت اکوان دیگر خوردہ گیر
فرض کر لے تو نے قسم قسم کی نعمتیں کھائیں

خویشتن را آخرائے جاں مُردہ گیر
اے جان! بالآخر اپنے آپ کو مردہ فرض کرلے

چرب و شیریں خوردہ گیر اے شیر زفت
اے موٹے شیر فرض کرلے تو نے چکنی اور میٹھی غذائیں کھائیں

در دو روزہ تب ہمہ آں زور رفت
دو دن کے بخار میں وہ سب طاقت ختم ہو گئی

آں بخورکاں نور دل افزایدت
وہ کھا جو تیرے دل کا نور بڑھائے

غرفہ سوی آں جہاں بگشایدت
اس جہان کی جانب تیری کھڑکی کھول دے

رفت عمرے بہادر کاہلی
تیری قیمتی عمر سستی میں ختم ہوئی

چند روزے ماندہ است و غافلی
چند دن رہے ہیں اور تو غافل ہے

رفت رفت اکنوں بیا ہم سوی دوست
جو گذرا سو گذرا اب بھی دوست کی جانب آ جا

تیز ترنہ گام اندر کوی دوست
دوست کے کوچہ میں تیز قدم اٹھا

آنچہ باقی ماندہ از دستت مدہ
جو کچھ باقی ہے اس کو ہاتھ سے نہ دے

باز سر کن سر بہ پائے یار نہ
سر کے بل چل' سر کو یار کے پاؤں پر رکھ دے

آنکہ گر صد سال عصیانش کنی
اے وہ کہ اگر تو سو سال اس کی نافرمانی کرے

باز دربازست چوں حلقہ زنی
پھر بھی دروازہ کھلا ہوا ہے اور تو کنڈی کھٹکھٹائے

---

[1] جاں۔ بجان شاہ۔ وصل تام حاصل ہونا۔ منام۔ نیند۔ رحیل۔ کوچ۔ اساطیر۔ بے اصل کہانیاں۔ عدہ۔ ذخیرہ۔ شاہ۔ قدم۔ ستاک۔ شاخ۔ ستاند۔ وہ مکان جس کی چھت ایک ستون پر قائم ہو جیسے بنگلہ۔ [2] سنجیدن۔ سانس کا رکنا۔ چغک۔ چغوک' سرخاب' چڑیا۔ چغزیدن۔ ترسیدن۔ لمتر۔ موٹا تازہ۔ تامل کیجئے۔

زیں چنیں یارے نکو ببریدۂ
تو ایسے بھلے دوست سے کٹا ہے

خاک بر فرقت[1] کہ بد فہمیدۂ
تیرے سر پر خاک، تو غلط سمجھا ہے

کار حق برطاقِ نسیاں داشتی
تو نے اللہ تعالیٰ کا معاملہ تو طاقِ نسیاں میں رکھ دیا

در ہوا چندیں علم افراشتی
تو نے نفس کی خواہش میں اتنے جھنڈے بلند کیے

پنبہ غفلت بدر از گوش کن
غفلت کی روئی کان سے نکال

پندم ایجاں بشنو اندک ہوش کن
اے جان! میری نصیحت سن لے تھوڑا سا ہوش کر

چیست روح آں طائرِ قدسی صفت
روح کیا ہے؟ وہ قدسی صفت پرند ہے

در قفس محبوس ببر معرفت
معرفت کے لئے پنجرے میں بند ہے

چیست روح آں طائرِ قدسی نژاد
روح کیا ہے؟ وہ قدسی نسل پرند ہے

بہر کسبے اندریں زنداں فتاد
کمائی کے لئے اس قیدخانہ میں پڑا ہے

بہر تعلیم ست طوطی در قفس
طوطی پنجرے میں سکھانے کے لئے ہے

تا بیا موزد صفیر از خوش نفس
تاکہ وہ خوش آواز سے سیٹی بجانا سیکھ لے

آمدہ بہر تجارت از عدم
تجارت کے لئے عدم سے آئی ہے

رو بداں سو باشد اورا دم بدم
اس کا رخ ہر وقت اس جانب ہے

نفس تو ہمچوں پدر در تربیت
تیرا نفس تربیت میں باپ جیسا ہے

میکند منع از حصار مُدہشت
تجھے دہشت ناک قلعہ سے روکتا ہے

نفس امارہ بعصیاں راندت
نفس امارہ تجھے گناہ کی طرف چلاتا ہے

سوئے فسق و کفر و طغیاں خواندت
تجھے فسق اور کفر اور سرکشی کی جانب بلاتا ہے

منع آروزاں حصار[2] پر صُوَر
اس تصویروں بھرے قلعہ سے منع کرتا ہے

کاں رُباید ہوشِ دنیا سر بسر
کہ وہ دنیاوی عقل بالکل اڑا دیتا ہے

حصن دینِ احمدیؐ با بُرج و بار
برج اور بُرجی والا احمدی دین کا قلعہ

می رُباید ہوشِ دنیا ز اعتبار
عبرت کی وجہ سے دنیاوی ہوش اڑا دیتا ہے

اندراں تصویرِ شاہ و دُخترَش اُوست
اس میں شاہ اور اس کی دختر کی تصویر ہے

ذکر حور و جنت و عشقِ نکوست
حور اور جنت اور اچھے عشق کا ذکر ہے

چونکہ زوّجنا بحورٍ عین گفت
چونکہ ہم نے بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرنی فرمایا

کوہر دل را بتار طمع سُفت
دل کے موتی کو لالچ کے تار سے گوندھ دیا

چونکہ انسانست مجبول از ازل
چونکہ انسان ازل سے پیدا کیا ہوا ہے

سوئے جلبِ نفع و دفعِ ہر خلل
نفع کمانے اور ہر نقصان کو دفع کرنے کی جانب

زیں سبب در حصنِ شرع خوش نظر
اسی لئے شریعت کے قلعہ میں

کردہ انداز رغبت و رہبت صُوَر
رغبت اور خوف دلانے کی تصویریں بنادی ہیں

گہ زارہ طمع بر راہ آورند
کبھی لالچ کے طریقہ سے راستہ پر لگاتے ہیں

گاہ خوفِ قعرِ دوزخ میدہند
کبھی دوزخ کی گہرائی کا خوف دلاتے ہیں

تا زیانہ نفسہائے سرکشاں
سرکش نفسوں کو کوڑا

جبرد کرہا می برد سوئے شہاں
جبراً اور قہراً شاہوں کی طرف لے جاتا ہے

تا کہ طوعاً کہ کرہاً ایں نفوس
تاکہ یہ نفس خوشی سے یا جبراً

سوئے شاہ و دخترش گردد و انوس
شاہ اور اس کی لڑکی کی جانب مانوس ہو جائیں

لیک چوں شہزادگاں یعنی بشر
لیکن شہزادوں کی طرح یعنی انسان

برسہ قسم انداز سلوک اے دیدہ ور
اے دیدہ ور سلوک میں تین قسم کے ہیں

سابقٌ بالخیر بعضے شد زجد
بعض کوشش سے بھلائی کی جانب سبقت کرنیوالا بنا

اولیں شہزادہ کشت او نفسِ خود
پہلا شہزادہ اس نے اپنی جان کو ہلاک کیا

زانکہ مردود ظالمانِ نفس شد
وہ نفس پر ظلم کرنیوالوں کے زمرہ میں سے ہوا لیا

---

[1] فرقت۔ ہجر کرنا۔ بد کردن۔ نکالنا۔ صفیر۔ پرندکی سیٹی۔ نفس۔ نفس کی مثال اس بادشاہ کی طرح ہے جس نے تینوں شہزادوں کو تصویروں بھرے قلعہ میں داخل ہونے سے منع کیا تھا نفس بھی انسان کو نقش و نگار قلعہ میں داخل ہونے سے روکتا ہے۔ [2] حصار پر صور۔ تصویروں بھرا قلعہ۔ بار۔ برج۔ زارہ۔ گفت۔ قرآن میں اہل جنت کے لئے فرمایا گیا ہے زوّجناھم بحورٍ عین ہم نے ان کا نکاح بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں سے کردیا۔ کوہر۔ موتی۔ گفت۔ کہا۔ جبلت۔ فطرت۔ رہبت۔ ڈرانا۔ انوس۔ مانوس۔ [3] عالم۔ انسانوں کی مثال ان تین شہزادوں کی سی ہے جن کا ذکر آگے آتا ہے کہ کچھ لوگ تو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں یہ لوگ پہلے شہزادے کی طرح ہیں۔ کچھ لوگ میانہ رو ہوتے ہیں وہ دوسرے شہزادے کی طرح ہیں۔ کچھ لوگ سابق بالخیر ہوتے ہیں وہ تیسرے شہزادے کی طرح ہیں۔

در طپش[1] آں دُرِّ جانش از کف فتاد
اس کی جان کا موتی طپش میں ہاتھ سے گر گیا

وادِ کسب و معرفت ہرگز نداد
اس نے کسب اور معرفت کی کوئی داد نہ دی

لیک لطفِ شاہ دستش را گرفت
لیکن شاہ کی مہربانی نے اس کی دستگیری کی

شدز منظورانِ درگاہ ایں شگفت
وہ مقبولانِ بارگاہ میں سے ہو گیا یہ تعجب ہے

ہرکہ بہرش جاں دہد جانش دہند
جو اس کے لئے جان دیدیتا ہے اس کو جہاں دیدیتے ہیں

وانکہ یاقوتے دہد کانش دہند
اور جو ایک یاقوت دیتا ہے اس کو کان دیدیتے ہیں

سوخت از یک شعلہ چوں پروانگاں
وہ پر والوں کی طرح ایک شعلہ سے جل گیا

در چہے افتاد چوں دیوانگاں
دیوانوں کی طرح ایک کنوں میں گر گیا

مرد باید، در نبرد شیرِ عشق
عشق کے شیر کی جنگ میں بہادر درکار ہے

تا بقدرِ وسع گردد سیرِ عشق
تاکہ وسعت کی بقدر عشق سے سیراب ہو

گر بمُردن یار دَردست آمدے
اگر مرنے سے دوست ہاتھ آ جایا کرتا

پس رہِ حق سخت آساں تر بُدے
تو خدا کا راستہ بہت آسان ہوتا

ہست اینجا ہر نفس مرگے دگر
یہاں ہر دم ایک دوسری موت ہے

کز مرارش موت دارد صد خطر
جس کی تلخی سے موت سو خطرے محسوس کرتی ہے

واں دوم[2] تحصیل کرد و اجتہاد
اور اس دوسرے کے تحصیل اور کوشش کی

لیک در عجبے فتاد در فساد
لیکن تکبر میں اور فساد میں پڑ گیا

خویش را با آفتاب انباز کرد
اپنے آپ کو سورج کا شریک بنایا

دعوی قول انا الحق ساز کرد
"فالحق" کے قول کا دعوی شروع کر دیا

در رہِ او ہم توقف بیش شُد
اس کی راہ میں بھی توقف زیادہ ہوا

منزلِ دارآں سَرش را پیش شُد
سولی کی منزل اس کے سر کے سامنے آئی

ماند در راہ از کمالِ احمدیؐ
کمال احمدیؐ سے راستہ میں رہ گیا

جُرعہ نوشید از جمالِ احمدیؐ
اس نے احمدیؐ جمال کا ایک گھونٹ پیا

لُطفِ شہ اورا بجاں مقبول کرد
شاہ کی مہربانی نے اس کو (دل و) جان سے مقبول بنالیا

با وصالِ خویشتن مشغول کرد
اپنے وصال میں مشغول کر دیا

نے ز استعداد و استحقاق بُود
استعداد اور استحقاق کی وجہ سے نہ ہوا

ایں ہمہ لطفِ شرِ خلاق بُود
یہ سب کچھ پیدا کرنے والے شاہ کی مہربانی تھی

واں سوم شہزادہ بُود از سابقاں
اور وہ تیسرا شہزادہ سبقت لے جانے والوں میں تھا

گشت از ہر دو برادر سابق آں
وہ دونوں بھائیوں سے آگے بڑھ گیا

از طریقِ معرفت آگاہ شُد
معرفت کے راستہ سے باخبر ہو گیا

با حقیقتہائے شہ ہمراہ شُد
شاہ کی حقیقتوں کا ہمراہ بن گیا

کرد جہد و کسبِ عرفانی نمود
اس نے مجاہدہ اور کسب کیا، عرفان ظاہر ہوا

قُرب آں شہ دمبدم بر می فزود
دمبدم اس شاہ کا قرب بڑھ رہا تھا

چوں[3] ز ترغیبِ اہلِ ایماں میروند
چونکہ اہل ایمان رغبت دلانے سے چلتے ہیں

سُوئے شاہ از عشقِ دختر میدوند
شاہ کی جانب لڑکی کے عشق سے دوڑتے ہیں

چوں نظر بر شہ فتاد از خود شُدند
جب ان کی نظر شاہ پر پڑی از خود رفتہ ہو گئے

عشقِ دختر مُستتر برشہ زدند
پوشیدہ لڑکی کا عشق شاہ سے وابستہ کر دیا

چونکہ استعدادِ کامل دید شاہ
شاہ نے چونکہ مکمل استعداد دیکھی

در حبالش داد دختر ز انتباہ
آگاہی کی وجہ سے لڑکی اس کے نکاح میں دیدی

واں دو را ہم شدز دختر گو نصیب
اگرچہ ان دونوں کو بھی لڑکی سے حصہ ملا

لیک کو آں رُتبہ و قربِ عجیب
لیکن وہ رتبہ اور عجیب قرب کہاں؟

ناقصے را شاہ بر مسند نشاند
ناقص کو بھی شاہ نے مسند پر بٹھایا

خویش خواند و بر سرش زرہا فشاند
اپنا بنا لیا اور اس کے سر پر نور افشانی کر دی

---

[1] درطپش۔ پہلے شہزادے نے عشق کی تڑپ کی وجہ سے موتی جیسی روح کھو دی لیکن شاہ نے اپنے کرم سے اس کو نواز دیا۔ نر بمردن۔ محض مرنے سے وصل حاصل نہیں ہوتا۔

عرفی اگر بگریہ میسر شدے وصال — صد سال می تواں بہ تمنا گریستن

اینجا۔ وہ عشق میں تو بار بار مرتا ہے جب کہیں وصل حاصل نہیں ہوتا ہے۔ [2] واں دوم۔ دوسرے شہزادے نے وصل کے لئے کوشش کی لیکن تکبر اور غرور میں مبتلا ہو گیا اور اپنے آپ کو شیخ کا ثانی سمجھنے لگا۔ سولی۔ جرعہ۔ گھونٹ۔ لطف شہ۔ بادشاہ کے کرم نے اس کو مقبول بنالیا حالانکہ اس کو استحقاق نہ تھا۔ سوم۔ تیسرا شہزادہ سابقین میں سے بن گیا۔ [3] چوں ز ترغیب۔ ابتدائی مومن جنت کے شوق میں کوشش کرتا ہے لیکن مشاہدہ کے بعد پھر صرف ذات خداوندی کا شوق رہ جاتا ہے اور حق تعالیٰ استعداد دیکھ کر جنت خود عطا کر دیتا ہے۔

رجوع آوردن بحکایت آں
اس بادشاہ کی حکایت کی جانب
بادشاہ کہ در اثنائے راہ
رجوع جو سلطنت چھوڑ کر درمیان
ترک سلطنت کردہ محلق
راستہ میں ان تینوں سے
بایں سہ گرویدہ بود
آملا تھا

هست از نقصانِ خود او منفعل ۱
وہ خود اپنی کمی سے شرمندہ ہے
برسریر سلطنت محزوں خجل
وہ سلطنت کے تخت پر غمگین شرمندہ ہے
درونش از زلّتِ خود خارہا
اس کے دل میں اپنی لغزش سے کانٹے ہیں
می کشد زاں منقصت آزارہا
اس کمی سے تکلیفیں برداشت کر رہا ہے
زیں سبب فرمود آں خیرُ البشر
اسی لئے خیر البشر نے فرمایا
نیست غم در جنت از غفلت مگر
جنت میں کوئی غم نہیں ہے، مگر غفلت سے
عاصیاں را گر بجنت رہ دہند
اگر گنہگاروں کو جنت میں راستہ دیتے ہیں
چتر سلطانی و قصرِ شہ دہند
شاہی چتر اور شاہی قلعہ دیدیتے ہیں
همچو طاؤس اوز پایِ زشتِ خویش
وہ اپنے بھدے پاؤں سے مور کی طرح
منفعل، دارد سر افگندہ بہ پیش
شرمندہ ہے، سامنے کو سر لٹکائے ہوئے ہے
زنگی راز آئینہ خانہ چہ سود
حبشی کو شیش محل سے کیا فائدہ؟
هر طرف آئینہ هست اورا حسود
اس کے لئے ہر جانب، حاسد آئینہ ہے
صورت زشتش در آئینہ بلاست
اس کی بھدی صورت آئینہ میں مصیبت ہے
دیدنِ خود برسرِ او اژدہاست
اس کا خود دیکھنا اس کے سر پر آرہے ہیں
ایں سخن پایاں ندارد اے عمو
اے چچا! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے
حالِ آں سلطاں کہ شد لاحق بگو
اس بادشاہ کا قصہ بتا جو آملا

اے ضیاء الحق حسام لدیں حسن
اے ضیاء الحق حسام الدین حسن
باز گو حالِ شہِ چارم بمن
مجھ سے چوتھے بادشاہ کا حال کہیے
چونکہ شید او تارک آں سلطنت
جبکہ وہ اس سلطنت کو چھوڑنے والا بن گیا
ملتقی با شہزادگاں در مسکنت
وہ شہزادوں کے ساتھ مسکنت میں رہا
ملک را بگذاشت شد شاں را رفیق
اس نے سلطنت کو چھوڑا ان کا ساتھی بن گیا
همرہی میکرد در قطعِ ۲ طریق
راستہ طے کرنے میں ہمراہی کر رہا تھا
خدمتے میکرد سرگرم وفاق
موافقت میں سرگرم رہ کر خدمت کرتا رہا
بادلِ خالص منزہ از نفاق
نفاق سے پاک، خالص دل سے
پرتوے از عشقِ شاں اورا ربود
ان کے عشق کے پرتو نے اس کو اچک لیا
در سفر باہر سہ همراہی نمود
سفر میں ان تینوں کی ہمراہی دکھائی

عشق راز نیساں بسے تاثیرہاست
عشق کی اس طرح کی بہت سی تاثیریں ہیں
هر دل آزادہ راز بخیرہاست
آزاد دل کے لئے زنجیریں ہیں

صحبت عاشق ترا، عاشق کند
عاشق کی صحبت تجھے عاشق بنا دیتی ہے
صحبت فاسق ترا فاسق کند
فاسق کی صحبت تجھے فاسق بنا دیتی ہے
هر کسے از دیگرے خوئی برد
ہر شخص دوسرے سے اخلاق حاصل کرتا ہے
خربزہ از خربزہ بوئی برد
خربزہ خربوزے سے خوشبو حاصل کرتا ہے
منکر از تاثیرِ صحبت جاہل ست
صحبت کی تاثیر کا منکر نادان ہے
هر کہ از صحبت رمد بس غافل ست
جو صحبت سے بھاگے وہ بہت غافل ہے
رنگ گیرد خربزہ زان دگر
خربزہ دوسرے خربوزے سے رنگ پکڑتا ہے
صحبت انساں نہ بخشد چوں اثر
انسان کی صحبت اثر کیوں نہ پیدا کرے گی؟
همرہِ اصحاب کہف آں کلب شد
وہ کتا اصحاب کہف کا ہمراہی بنا
تاسگی ازوے بکلی سلب شد
حتی کہ اس سے کتا پن بالکل جدا ہو گیا
باش مردانِ خدا را خاکِ پا
مردان خدا کے پاؤں کی خاک بن جا
تا رسد از مہر او نورے ترا
تاکہ تجھے اس کے چاند سے نور حاصل ہو
زیں سبب فرمود احمد مجتبیٰ
اس لئے احمد مجتبیٰ نے فرمایا
لا تصاحب انت الا مؤمنا
تو بجز مومن کے مصاحبت اختیار نہ کر

مشک گرداند معطر طبلہ را
مشک ذبیہ کو معطر کر دیتا ہے
پشک بخشد مغتنیہا زبلہ را
مینگنی کوڑی کو بدبو میں بخشتی ہے

---

۱ منفعل۔ متاثر۔ محزوں۔ غمگین۔ ذلت۔ لغزش۔ طاؤس۔ مور اپنے پاؤں دیکھ کر غمگین ہوتا ہے۔ ۲ قطع طریق۔ راستہ طے کرنا۔ خربزہ۔ مشہور ہے خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ بدلتا ہے۔ طبلہ۔ ذبیہ۔ مغتنیہا۔ سراؤ۔ زبلہ۔ کوڑی۔

چونکہ روغن کرد خودرا صرفِ گل
جب تیل نے اپنے آپ کو پھول میں صرف کردیا

گشت در طیب روائح ظرفِ گل[1]
وہ خوشبوؤں میں پھول کا ظرف بن گیا

چلچلہ از صحبتِ خود بیضہ را
چلچلہ اپنی صحبت سے انڈے کو

می کند مانندِ خود بے امترا
بیشک اپنی طرح (انجن باری) بنا لیتی ہے

او دآں شہ ہمرہِ شہزادگاں
وہ شاہ، شہزادوں کے ساتھ تھا

تا دو دا در زیں سہ تن دادند جاں
جب ان تینوں میں سے دو بھائیوں نے جان دیدی

گشتہ باشہزادۂ سوم رفیق
وہ تیسرے شہزادے کا ساتھی بن گیا

ہر نفس حاضر بہ پیشش چوں عشیق[2]
ہر دم اس کے سامنے عاشق کی طرح حاضر تھا

واں سوم چوں گشت صہرِ شاہ چیں
وہ تیسرا جب شاہ چین کا داماد بن گیا

درخواستش او دایں مردِ گزیں
یہ برگزیدہ مرد اس کے خواص میں سے تھا

شاہِ چیں چوں دید خُلقہائے بیش
شاہ چین نے جب اس کی بہت خصلتیں دیکھیں

اختصاصِ خاص با محبوبِ خویش
اپنے محبوب کے ساتھ خاص خصوصیت

یافت چوں یک جاں دو قالب ہر دوا
اس نے جب دونوں کو ایک جان دو قالب پایا

مُیل شہ را بسویش از دواد
شاہ کا دوستی سے اس کی طرف میلان ہو گیا

گفت باشہزادہ از روئے کرم
اس نے ازروے کرم شہزادے سے کہا

کیں رفیقِ تست پوپِ ہر خدم
کہ یہ تیرا ساتھی ہر خادم کی کلغی ہے

غیر خدمت نہ تتر بویش نہ لاغ
خدمت کے علاوہ اس کا مزاج ہے نہ دل لگی

در خیالت دارد از عالم فراغ
تیرے خیال میں جہان سے فارغ ہے

آنچنیں کس را نو ازش لازم ست
ایسے شخص کو نوازنا ضروری ہے

کو ہوائے نفس خودرا عادم ست
جو اپنے نفس کی خواہش کو معدوم کردینے والا ہے

در ہوائے تو ہوائے خویش باخت
تیری مرضی میں اپنے مرضی کو باد دیا

آنچنیں کس را کسے باید نواخت
ایسے شخص کو بہت نوازنا چاہیے

کرد شہزادہ زمیں بوس و بگفت
شہزادے نے زمین بوسی کی اور عرض کیا

آشکارا برتو ہرچہ از ما نہفت
جو ہم سے مخفی ہے، آپ پر واضح ہے

چوں بامیدِ تقربہائے شاہ
جب شاہ کی قربتوں کی امید پر

از وطن آوارہ افتادم براہ
میں وطن سے آوارہ راہ پر پڑا

ایں کہ شاہِ کامرانِ مُلک بود
یہ جو ملک کا کامیاب بادشاہ تھا

در رفاقتہائے ما سستی نمود
اس نے ہماری رفاقتوں میں سستی دکھائی

مُلک و دولت بہرِ ما بگذاشت ست
اس نے ملک اور دولت ہماری خاطر چھوڑی ہے

در وفاق از دل علم افراشت ست
موافقت میں دل سے جھنڈا بلند کیا ہے

تار و پارش بہرما بسیار شُد
ہماری وجہ سے اس پر بہت نشیب و فراز آئے

مُلک خود درباخت ما را یار شُد
اپنے ملک کو چھوڑا ہمارا دوست بن گیا

آنچہ لُطفِ شہ تقاضا می کند
شاہ کی مہربانی کا جو تقاضا ہے

جائے لُطف و مرحمت ہست اے سَنَد
اے معتمد! لطف و رحم کا مقام ہے

شاہ گفتا مُلک وا درارش کُنند
شاہ نے کہا اس کو ملک اور عطا کر دیں

در خورِ او روز بازارش کُنند
اس کے مناسب گری بازار دیں

لُطف فرمودہ زحد بنواختش
مہربانی فرمائی اور حد سے زیادہ اس کو نوازا

تنوآں ہر دو برادر ساختش
اس کو ان دو بھائیوں کا تابع بنا دیا

قصرہا[3] و مُلکہا اندازہ بیش
اندازہ سے زیادہ قلعے اور ملک

از طفیلی ایں سوم آورد پیش
اس تیسرے کے طفیل وہ سامنے لے آیا

آنچہ لا عَیْنٌ رأتْ اورا بداد
جو کچھ آنکھ نے نہ دیکھا وہ اس کو دیدیا

وانکہ لا اُذُنٌ سمع پیشش نہاد
اور جو کچھ کان نے نہ سنا اس کے سامنے رکھدیا

---

[1] ظرف گل۔ اس میں پھول کی خوشبو آجاتی ہے۔ چلچلہ۔ مشہور ہے کہ انجن باری کیڑے کو پکڑ کر اپنے گھر میں بند کر لیتی ہے اور وہ کیڑا پندرہ روز میں اسی کی صورت کا بن جاتا ہے۔ لہٰذا اس شعر میں بیضہ کی بجائے کرم ہونا چاہیے۔ [2] عشیق۔ عاشق۔ خلعہا۔ دوستیاں۔ دلا۔ دوستی۔ پوپ۔ سور کے سر کا تاج۔ خدم۔ خادم کی جمع ہے۔ تتر بوی۔ مزاج۔ عادم۔ ملانے والا۔ تار و یار۔ نشیب و فراز۔ روز بازار۔ گرمی بازار۔ تگو۔ تابع۔ [3] قصرہا۔ یعنی جنت میں۔ آنچہ۔ جنت کی نعمتوں کے بارے میں ہے کہ وہ ایسی ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا ہوگا نہ کانوں نے سنا ہوگا اور نہ ان کا دماغ میں تصور آیا ہوگا۔

گشت آں شہ واصلِ مقصود نیز
وہ شاہ بھی مقصود تک پہنچ گیا

ابنِ مسعودؓ از پیغمبرؐ نقل کرد
حضرت ابن مسعودؓ نے پیغمبر سے نقل کیا ہے

زیں سبب فرمود در قرآں خدا
اسی لئے خدا تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

چوں طفیلی باکہ، مہمانِ عزیز
جیسے کہ طفیلی کس کے ساتھ! معزز مہمان کے ساتھ

مَرْءٌ وَمَنْ اَحَبَّ اے نیک مرد
اے نیک مرد انسان اس کے ساتھ ہے جسے وہ محبت کرتا ہے

خود طلب میکن وسیلہ ۳ در ہدی
ہدایت میں تو خود وسیلہ طلب کر

زیں سبب فرمودآں شاہِ رئیس
اس شاہ رئیس نے اسی لئے فرمایا ہے

مَنْ اَحَبَّ الْقَوْمَ مِنْهُمْ آمدہ
"جس نے جس قوم سے محبت کی وہ ان میں سے ہوا آیا ہے

بے مُربی کس مُربا چوں خورد
تربیت دینے والے کے بغیر مربا کس نے کھایا ہے

کیلِاھُمْ قَوْمٌ فَلَا یَشْقٰی جَلِیْس
کہ وہ ایسی قوم ہے جس کا ہمنشیں محروم نہیں رہتا

مُرغِ بے پرور ہوا گو چوں پرد
بنا پرند بغیر پر کے کیسے اڑے؟

پاسِ دِلہا کردن و خدمت گری
دلوں کی پاسداری اور خدمت گذاری

حُبُّ اہلِ اللہ نورِ جاں شدہ
اہل اللہ کی محبت جان کا نور بنی

دشت پُر خون ست و پُر دام و دوست
جنگل خون سے بھرا اور جال اور درندہ سے بھرا ہے

سازدت مخدوم و بخشد سروری
تجھے مخدوم بناتی ہے اور سرداری بخش دیتی ہے

حُبُّ لِلّٰہ بَغْضُ لِلّٰہ کُن شعار
محبت اللہ کے لئے بغض اللہ کیلئے شعار بنالے

ہر طرف راہِ کژی پیدا خُدست
ہر جانب کجی کا راستہ کھلا ہے

خاصہ خدمتگارئ مردِ خُدا
خصوصاً مرد خدا کی خدمتگاری

تلیانی بردرِ دلدار بار
تاکہ تو دلدار کے در پر باریاب ہو

دشت پُر مار و بہر سُو سبزہ زار
جنگل سانپوں سے بھرا ہے اور ہر جانب سبزہ زار ہے

خوش قبولی بخشدت نزدِ خُدا
تجھے خدا کے نزدیک بہترین مقبولیت عطا کردیتی ہے

چوں نبُودایں شاہِ ملحق را جہاد
جب کہ اس ساتھی شاہ کا مجاہدہ نہ تھا

بے فسوں گر، پائمہ گردی تو زار
بغیر منتر پڑھنے والے کے قدم نہ رکھ تو عاجز آجائیگا

ہرکہ شُد مقبولِ معقبولِ آلہ
جو شخص خدا کے مقبول کا مقبول بن جاتا ہے

حُبِّ پاکاں شمع بَر راہش نہاد
پاکوں کی محبت نے اس کے راستہ پر شمع رکھدی

ہست دنیا سبزہ زار و نفس مار
دنیا سبزہ زار اور نفس سانپ ہے

کو نبُودش جہد و اِستعداد و کسب
وہ جس کیلئے مجاہدہ اور استعداد اور کسب نہ تھی

لُطفِ حق مبذول اُو گردد ز شاہ
اس پر بادشاہ کی جانب سے اسکا لطف خرچ ہوتا ہے

صحبتِ مرداں بکار آمد فحسب
مردوں کی صحبت کام آئی اور بس

دشتِ پُرخوں راہِ دیں رامی شمار
دین کے راستہ کو پرخون جنگل سمجھ

ہرکہ شُد مقبول مقبولانِ حق
جو اللہ تعالیٰ کے مقبولوں کا مقبول بنا

جہد کن تا خود ز مقبولاں شوی
کوشش کرتا کہ تو خود مقبولوں میں سے ہوجائے

گر گزد مارت شوی خستہ ملول
اگر تجھے سانپ ڈس لے گا تو خستہ اور ملول ہوجائیگا

گردد اُو لُطفِ خدارا مستحق
وہ خدا کی مہربانی کا مستحق ہو جاتا ہے

مقبولانِ حق شو مُنظوی
یا اللہ تعالیٰ کے مقبولوں پر مشتمل ہو جا

بے فسوں گر ایمنی ہستی تو گول
تو بغیر منتر پڑھنے والے کے مطمئن ہے تو احمق ہے

ہرکہ مردانِ خدارا دل بجُست
جس شخص نے مردان خدا کی دلداری کی

مَرد باش و پاکہ خود بے مَرد گرد
مرد بن جا یا کہ خود مرد کے پیچھے گردش کر

گر خلد خارے بپائی دل تمرا
اگر تیرے دل کے پاؤں میں کانٹا چبھ جائے

دربار اُدلی خدمت شاں گشت چُست
ان کی خدمت گذاری میں چست بنا

پُوتہ و پُوتہ رسد زاں مَردِ فرد
بڑا اور پوتہ خزانہ اس یکتا انسان سے ملیگا

تارہ گر نبُود برآری چوں ذرا
اگر سوئیں کی نوک نہ ہو تو اس کو تو کیسے نکالیگا؟

گشت ملحوظِ عنایتہائی حق
وہ اللہ تعالیٰ کی عنایتوں کا منظور نظر بنا

زیں دو کس یک ہم گرائے جاں نیستی
اے جان! اگر تو ان دونوں میں سے ایک نہیں ہے

فکر تارہ کُن فسوں را یاد گیر
سوئیں کی نوک کی فکر کو منتر یاد کرلے

مست و محفوظ ۲ از حمایہائی حق
وہ اللہ تعالیٰ کی حمایتوں کا مست اور محفوظ دار بنا

روزِ محشر سخت رُسوا ہستی
تو محشر کے دن سخت رسوا اٹھے گا

رہبرے جوتا بری راہِ مسیر
کوئی رہبر تلاش کرتے تاکہ تو دشوار راستہ طے کرلے

---

۱ کہ۔ حدیث شریف ہے اولیا اللہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشین بھی محروم نہیں رہتا۔ ہرکہ۔ اللہ اپنے پیاروں کے پیاروں پر کرم کردیتا ہے۔ ۲ محفوظ۔ بالنصب
الخ۔ حدیث شریف ہے انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہے بازیابی۔ جہاد۔ مجاہدہ و کوشش۔ کسب۔ کس۔ منظوی۔ مشتمل۔ ۳ وسیلہ۔ قرآن پاک میں
ہے۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ مرا بی۔ تربیت کرنیوالا۔ مر با۔ شہد کے قوام میں پڑا ہوا پھل۔ درد۔ درندہ۔ گول۔ بیوقوف۔ تارہ سوئیں کی نوک۔ تیر۔ جنگل

دشت پُر خار و بہر سُو رہہاست
جنگل کانٹوں بھرا اور ہر جانب راستہ ہے

بر سَرِ ہر ہر قدم میں چاہہاست
دیکھ ہر ہر قدم پر کنویں ہیں

دشت بس خونخوار و رہزن مختفی
جنگل بہت خوفناک اور ڈاکو چھپا ہوا ہے

رہبرے جو باش ویرا مقتفی
کوئی رہبر تلاش کر لے اور اس کا متبع بن

رہ بس دشوار غولے ہر طرف
راستہ بہت دشوار ہے ہر جانب چھلاوا ہے

بر سرِ رہ میزند صد چنگ و دَف
جو راستہ پر سیکڑوں چنگ اور دف بجا رہا ہے

رہ بس سخت و شب تاراست پیش
راستہ بہت دشوار ہے اور سامنے تاریک رات ہے

گر نگیری دست کس رفتی ز خویش
اگر تو نے کسی کا ہاتھ نہ پکڑا اپنے سے گیا

ایں سخن پایاں ندارد اے عزیز
اے پیارے! اس بات کا خاتمہ نہیں ہے

مثنوی را ختم باید کرد نیز
مثنوی کو بھی ختم کرنا چاہیے

کارِ حق را نیست پایاں اے غلام
اے لڑکے! اور اللہ تعالیٰ کے کام کا خاتمہ نہیں ہے

مثنوی را کردہ باید اختتام
مثنوی کو ختم کرنا چاہیے

اختتام مثنوی معنوی
مثنوی معنوی کا خاتمہ

شُد ز فیضِ مولوی اولوی
مولوی اولوی کے فیض سے ہو گیا

اختتام کلام بہ پریدن طائر روح خود پسند روح سے پرندگی پرواز عالی مقام شاہ کی جانب کی گفتگو پر خاتمہ

بشنو از نے چوں حکایت میکند
بے سے سن کیا حکایت کر رہی ہے

منتہی قصد بدایت می کند
آخر ابتداء کا ارادہ کر رہا ہے

باز شہ اکنوں سوی سلطاں پرید
شاہ کا باز اب شاہ کی جانب اڑ گیا

پردہای عاریت را بر درید
عارضی پردوں کو پھاڑ دیا

ہست چوں کُلُّ اِلَیْنَا رَاجِعُوْن
سب ہماری جانب لوٹنے والے ہیں جب ہے

می شوم مراصلِ خود را سرنگوں
میں اپنی اصل کے لئے سرنگوں ہوتا ہوں

شُد نَیَم من خالی از صوتِ انا
میری نے "انا" کی آواز سے خالی ہو گئی

خالی از خود گشت و در نائی فنا
خودی سے خالی اور نے نواز میں فنا ہو گئی

شُد تہی از خود نَیِ من گشت نیست
میری نے خودی سے خالی ہو گئی نیست ہو گئی

جز بہ نَفَخْتُ فِیْہِ در وے ہیچ نیست
میں نے اس میں پھونکا کے سوا میں میں کچھ نہیں ہے

سوختم ایں نے و خاکستر شُدم
میں نے یہ نے جلا دی اور میں راکھ ہو گیا

در نیستاں رفتم و مُضمر شُدم
میں نیستاں میں چلا گیا اور پوشیدہ ہو گیا

احمدا چوں دورۂ میم از تو رفت
اے احمد! جب میم کا دائرہ آپ میں سے گیا

ماند احد دیگر مشو تو گرم و تفت
احد رہ گیا اب آپ گرم اور تیز نہ ہوں

دورۂ میم آں تعین ہائے تست
میم کا دائرہ تیرے تعینات ہیں

لا کن ایں را تا شود اِلّات چست
ان کو "لا" بنا تا کہ تیرا "الا" چست ہو جائے

وقت آں آمد کزیں رخ بر پرم
وہ وقت آ گیا کہ میں اس جال سے پرواز کر جاؤں

رخت سوی مُلک لاہوتی برم
لاہوتی ملک کی جانب سامان لے جاؤں

ہم کزاں جا آمدم آنجا روم
جس جگہ سے میں آیا ہوں اسی جگہ چلا جاؤں

با جمالِ یار بے پردہ شوم
یار کے حسن کے ساتھ بے پردہ ہو جاؤں

چوں تجلی کرد بر طورِ وجود
جب اس نے وجود کے طور پر تجلی کی

گشت کاہ کوہ جسمانی چو دُود
جسمانی پہاڑ کا تنکا دھوئیں جیسا ہو گیا

خرّ موسیٰ صاعقا خاموش شُد
موسیٰ بے ہوش ہو کر گرے خاموش ہو گئے

رفت عقلِ جزوی و بیہوش شُد
جزوی عقل چلی گئی اور بے ہوش ہو گئے

اللہ اللہ غیر اللہ نیست کس
اللہ اللہ، کوئی اللہ کا غیر نہیں ہے

اللہ اللہ، گشت ما را ہم نفس
اللہ اللہ، ہمارا ساتھی ہو گیا

اللہ اللہ من کجا ایں خطاب
اللہ اللہ میں کہاں اور یہ خطاب کہاں؟

ختم کن وَاللّٰہُ اَعْلَمْ بِالصَّوَاب
ختم کر دے اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

ارجاعِ کلام باستمدادِ روحانی
کلام کا لوٹانا روحانی مدد حاصل کرنے کے
از جناب مولانا جلال الدین
لئے جناب مولانا جلال الدین بزرگ
ہُمام قُدِّسَ سِرُّہٗ
سے ہمیشہ کے لئے ان کا راز مقدس
عَلَی الدَّوَام
کیا گیا

مشتی۔ پیچھے چلنے والا۔ اولوی۔ بمعنی افضل کی طرف منسوب۔ منتہی۔ انتہا و پہنچنے والا یعنی روح جو عالم ناسوت تک پہنچی ہے۔ ہدایت۔ یعنی روح اعظم۔ پریدن۔ پرواز۔ یعنی مادی پردے۔ نائی۔ نے والا۔ نَفَخْتُ آدم کے بارے میں قرآن میں فرمایا گیا ہے نفخت فیہ من روحی میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔ نیستاں۔ ذات احد۔ ماند۔ ہوا۔ مرغ۔ ہوا میں پرندگی۔ لا الٰہ الا اللہ کلمہ توحید ہے۔ حق۔ یہاں اس کا معنی ہے ثابت۔ کاہ۔ وہ خشک گھاس جو مویشی کھاتے ہیں۔ صاعقا۔ بجلی۔ خاموش۔ بے ہوش۔

شمش حقانی جلال الدین ہمام [1]
خدائی سورج ' جلال الدین ' بزرگ

چونکہ خود فرمود وقت اختتام
چونکہ ختم کرنے کے لئے خود انہوں نے فرمایا

باقی ایں گفتہ آید بے زباں
[illegible]

در دلِ آں کس کہ دارد زندہ جاں
اس شخص کے دل میں جو زندہ جان رکھتا ہوگا

خواستم از رُوحِ پاکِ اُو مَدد
میں نے ان کی پاک روح سے مدد مانگی

خود وفائے وعدہ ہم زاں مُعتمد
(اور) ان معتمد سے وعدے کی وفا بھی

وعدۂ اہلِ کرم گنجے بُود
اہل کرم کا وعدہ خزانہ ہوتا ہے

وعدۂ نا اہل چوں رنجے بُود
نااہل کا وعدہ رنج جیسا ہوتا ہے

رخنہ راں بحر بر جانم بریخت
اس دریا کے قطرات میری جان پر پڑے

رشتہ ماؤ من مارا گسیخت
ہمارے ماؤ من کے دھاگے کو توڑ دیا

بازبانِ بے زبانی خود بگفت
انہوں نے اپنی بے زبانی کی زبان سے فرمایا

دُرہائے نغز را در سلک تفت
عمدہ موتی لڑی میں پروئے

حدِّ سعی من نبود ایں گفتگو
یہ گفتگو میری کوشش کا نتیجہ نہیں ہے

خود تو آں جملہ [illegible] آوردی زجُو
خود آپ جملہ اس موتی کو دریا سے لائے

گر اجازت باشد اظہارش شود
اگر اجازت ہو تو اس کا اظہار ہو

وَیں سفینہ ہم بہ بحرِ تو رَوَد
یہ کشتی بھی آپ کے دریا میں چلے

بے اجازت ذرۂ رایا را کجاست
بغیر اجازت کے ذرہ کی طاقت کہاں ہے؟

کوز خورشیدے بجوید نورِ چاشت
کہ وہ سورج سے چاشت کا نور طلب کرے

خود تو دانی از تو شد رَوَد قبول
آپ خود جانتے ہیں کہ رد و قبول آپ کی جانب سے ہے

من چہ گویم پیش تو حرفِ فضول
میں آپ کے سامنے بیکار بات کیا کہوں؟

آنچہ در پردہ بلفتی اے ہمام
اے [illegible] جو پردہ فرمایا

ساز مقبول اے ضیاء الحق حُسام
اے ضیاء الحق حسام اس کو قبول فرما لیں

مُناجات بجنابِ قاضی الحاجات
قاضی الحاجات کی بارگاہ میں دعا

اے خدا سازندۂ عرشِ بریں
اے بلند عرش کو بنانے والے خدا!

شام را دادی تو زلف عنبریں
تو نے شام کو عنبریں زلف عطا کی

روز رایا شمعِ کافور اے کریم
اے کریم! دن کو کافوری شمع کے ساتھ

مردہ روشن تر از عقلِ سلیم
تو نے عقل سلیم سے زیادہ روشن کر دیا

خود بناف نافۂ مُشکے کنی
تو ناف کے خون کو مشک کا نافہ بنا دیتا ہے

سُنبل و ریحاں چرد پشکے کنی
وہ سنبل اور ریحان چرتا ہے تو مینگنی بنا دیتا ہے

قادرا قدرت تو داری بر کمال
اے قادر! تو کمال پر قدرت رکھتا ہے

انت ربّی انت حسبی ذُوالجلال
اے ذوالجلال! تو ہی میرا رب ہے تو ہی مجھے کافی ہے

اے [illegible] قربان احسانت شوم
اے خدا میں تیرے احسان پر قربان ہوں

کان احسانی بقر بانت شوم
تو احسان کی کان ہے میں تجھ پر قربان ہوں

معدن احسانی و ابر کرم
تو احسان کی کان اور کرم کا ابر ہے

فیضِ تو چوں ابرِ ریزاں بر سرم
تیرا فیض میرے سر پر ابر کی طرح برستا ہے

از عدم دادی بہ ہستی ارتقا
تو نے عدم سے جود کو ترقی عنایت کی

زاں سپس ایمان و نورِ اہتدا
اس کے بعد ایمان اور ہدایت کا نور

اے خدا احسان تو اندر شمار
اے خدا! تیرا احسان شمار میں

اے خدا! تیرا احسان شمار میں

کے توانم بازبانِ صد ہزار
لاکھ زبانوں سے کب کر سکتا ہوں؟

مَن بخواب و پاسبانِ مَن توئی
میں نیند میں ہوں اور میرا محافظ تو ہی ہے

مَن چو طفلِ و حرزِ جانِ مَن توئی
میں بچہ کی طرح ہوں اور میری جان کی حفاظت تو ہی ہے

من بعصیاں صرف وقت خود کنم
میں اپنا وقت نافرمانی میں صرف کرتا ہوں

بینی و از حلم می پوشی برم
تو دیکھتا ہے اور بردباری سے میری پردہ پوشی کرتا ہے

روزیت را خوردہ عصیاں میکنم
تیری روزی کھا کر میں نافرمانی کرتا ہوں

نعمت از تو مَن بغیرے می تنم
نعمت تیری ہے میں غیر کے چکر کاٹتا ہوں

جملہ می بینی نگیری انتقام
تو سب کچھ دیکھتا ہے ' بدلہ نہیں لیتا ہے

از درِ حلم و کرم آئی مُدام
تو ہمیشہ بردباری اور کرم کے دروازے سے آتا ہے

بردلِ مَن سہ ضد و شصت از نظر
میرے دل پر تین سو ساٹھ شفقتیں

می کنی ہر روزاے ربّ البشر
اے رب البشر! تو ہر دن کرتا ہے

لیک من غافل ز لُطفِ بیکراں
لیکن میں بے حد مہربانی سے غافل ہوں

چشم دارم ہر زماں باایں واں
میں ہر وقت اس اور اس سے امید باندھتا ہوں

دوست را ہر من نظر شد دوختہ
دوست کی نگاہ مجھ پر جمی ہوئی ہے

حیف من بادیگراں دل توختہ
افسوس میں نے دوسروں سے دل وابستہ کیا ہے

[1] ہمام۔ سردار۔ رشحہ۔ ٹپکنا۔ ارتقاء۔ بلندی۔ برم۔ برمن

من گنہ آرم تو ستاری کنی
میں گناہ کرتا ہوں تو پردہ پوشی کرتا ہے

این کہ شکر نعمت تو می کنم
یہ کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کرتا ہوں

جرم من دارم تو معذاری[1] کنی
میں جرم کرتا ہوں تو بہت معذور قرار دیتا ہے

این ہم از تو نعمتے شد منتظم
یہ بھی تیری ایک منتظم نعمت ہے

جرمہا بینی و چشم نادری
تو خطائیں دیکھتا ہے اور مجھ پر غصہ نہیں کرتا

شکر این شکر از کجا آرم بجا
اس شکر کا شکریہ کہاں سے بجالاؤں؟

اے بقربانت چہ نیکو داوری
میں تجھ پر قربان' تو کس قدر اچھا خدا ہے

من کیم از تست توفیق اے خدا
میں کون ہوتا ہوں؟ اے خدا توفیق تیری جانب سے ہے

در مصائب در حواد شہائے زار
مصیبتوں میں (اور) عاجز کرنیوالے حوادث میں

دست و پا و این زبان و لفظ شکر
ہاتھ اور پاؤں اور یہ زبان اور لفظ شکر

چونکہ بر من تنگ شد از درد کار
جبکہ درد کی وجہ سے مجھ پر معاملہ تنگ ہو گیا

عاریت از تست بے از ہیچ نکر[2]
بغیر کسی انکار کے تجھ سے مانگے ہوئے ہیں

یارو خویشانم مرا بگذاردند
اپنوں اور دوستوں نے مجھے چھوڑ دیا

طاعت و توفیق طاعت ہم ز تو
بندگی اور بندگی کی توفیق بھی تیری جانب سے ہے

زار در دست غم بسپار دند
مجھ عاجز کو غم کے ہاتھ میں دے دیا

لطف تو بر مانوشتہ صد نکو
تیری مہربانی نے ہم پر سینکڑوں جلائیاں لکھدی ہیں

جز توئے دیگر دراں سختی رسد
اس سختی میں تیرے علاوہ کب پہنچتا ہے؟

خود چہ شیرین ست نام پاک تو
تیرا پاک نام خود کس قدر میٹھا ہے؟

در متاعبہا تو سختی مدد
تکالیف میں تو مدد بنا ہے

خوشتر از آب حیات ادراک تو
تیری معرفت' آب حیات سے بہتر ہے

در رسیدی زود بگرفتی مرا
تو جلد پہنچا' تو نے مجھے پکڑا

نام توچوں بر زبانم می رود
جب تیرا نام زبان پر جاری ہوتا ہے

وا رہاندی از ہمہ سختی مرا
مجھے تمام سختیوں سے رہا کر دیا

ہر بن مو از تسلسل جوی شود
ہر بال کی جڑ شہد کی مہر ہو جاتی ہے

چوں شمارم من ز احسان توچوں
میں تیرے احسان کیسے تمام کروں؟ کیونکہ

اللہ اللہ این چہ شیرین ست نام
اللہ اللہ' یہ نام کس قدر میٹھا ہے

گر زباں ہر مو شود لطف فزوں
اگر ہر بال زبان بن جائے تیری مہربانی بڑھی ہوئی ہے

شیر و شکری شود جانم تمام
میری پوری جان شیر و شکر بن جاتی ہے

شکر و احسان ترا چوں سر کنم
تیرے شکر اور احسان کو کیسے انجام دوں؟

اللہ اللہ این چہ نام خوش مذاق
اللہ اللہ' یہ نام کس قدر خوش ذائقہ ہے

اندریں رہ گو قدم از سر کنم
اس راستہ میں (یہ) سر کو قدم بنا لوں

حرف حرفش میدہد جارا رواق
اس کا ایک ایک حرف جان کو مستی عطا کرتا ہے

جان و گوش و چشم و ہوش و پا و دست
جان اور کان اور آنکھ اور ہوش اور ہاتھ پاؤں

اللہ اللہ این چہ احسان کردۂ
اللہ اللہ' تو نے کیسا احسان کیا ہے!

جملہ از ذرہای احسانت پرست
سب تیرے احسان کے موتیوں سے پر ہیں

در چنیں برزخ چساں در پردۂ
ایسے برزخ تو کس طرح پردے میں ہے؟

این چنیں حبل المتینم دادی مرا
تو نے مجھے ایسی مضبوط رسی عطا فرمائی

کاعتصامش عرش راشد مرقی
کہ اس کے پکڑنے سے عرش ایک رسائی ہوئی

اللہ اللہ خود چہ نیکو کردۂ
اللہ اللہ' تو نے خود کیسی بھلائی کی ہے!

آشکارا ہستی و در پردۂ
تو ظاہر ہے اور در پردہ ہے

وہ چہ بدکارم کہ جملہ نیستم
ہائے میں کس قدر بدکار ہوں بلکہ میں جسم نیستی ہوں

پس چرا پیشت بہ ہستی ہستم
تو تیرے سامنے وجود کے ساتھ کیوں کھڑا ہوں

اللہ اللہ انت لی نعم الوکیل
اللہ اللہ تو میرے لئے بہترین وکیل ہے

انت ربی انت حسبی یا جلیل
اے جلیل! تو میرا رب ہے تو مجھے کافی ہے

اللہ اللہ لیس غیرک فی الوجود
اللہ اللہ' تیرے سوا کوئی وجود میں نہیں

ہل تری الدیار فی دیر الشہود
شہود کے دیر میں کوئی چلنے والا ہے؟

اللہ اللہ لا الہ بہر چیست
اللہ اللہ' لا الہ کس لئے ہے؟

چونکہ الا اللہ خورشید جلیست
جبکہ "الا اللہ" روشن سورج ہے

چشم ظاہر بیں بنفس آمد مقل
ظاہر بیل آنکھ کفی کے ذریعہ رفع کرنیوالی ہے

می تواں کردن بلی جہد العقل
(تاکہ) نادار کی کوشش "بلی" کہہ سکے

اللہ اللہ' اسم ذات پاک دوست
اللہ اللہ' دوست کا پاک اسم ذات

اللہ اللہ' دوست کا پاک اسم ذات
اسم اعظم از برائے قرب اوست
اسم اعظم اس سے قرب لینے کے

اللہ اللہ کوبرد تاسقف عرش
اللہ اللہ کہ عرش کی چھت تک لے جائے گا

پیش معراج تو گردد چرخ فرش
تیری معراج کے سامنے آسمانی فرش بن جائے گا

---

[1] معذار۔ بہت عذر خواہ۔ دار۔ حاکم۔ متاعب۔ اردو رنج۔ اس کے۔ نعمت کا شکر ادا کرنا بھی خدا کی دین ہے۔ [2] نکر۔ انکار۔ ادراک۔ معرفت۔ خوش۔ ذائقہ۔ رواق۔ خوشی و مستی۔ دیار۔ چکر کھانے والا۔ دیر۔ بت خانہ

چوں بر آرم دم باللہ الصمد
جب میں اللہ الصمد کا نعرہ لگاتا ہوں

شورشِ بحرِ حسامی آمدست
حسامی سمندر کی ایک شورش آتی ہے

چرخ نعرہ لیتنی[1] کنت زند
آسمان "کاش میں ہوتا" کا نعرہ مارتا ہے

زیں صدف ایں درکہ نامی آمدست
اس سیپ سے کہ یہ نامی موتی آیا ہے

اسم اعظم بست اللہ العظیم
اللہ العظیم اسم اعظم ہے

فیضِ مولانا جلالؒ و ہم حسامؒ
مولانا جلالؒ کے فیض پر حسامؒ نے

جانِ جان و محیِ عظم رمیم
جو جان کی جان اور پرانی ہڈی کو زندہ کر دینے والا ہے

نخل ۔ جاں را داد سیرابی تمام
جان کے پودے کو پوری سیرابی دیدی ہے

اللہ اللہ مستم از نام خدا
اللہ اللہ' میں خدا کے نام سے مست ہوں

نورِ مہر و مہ بطورِ دل بتافت
سورج اور چاند کا نور دل کے طور پر چمکا

می چکد از ہر رگم راوقِ وجد
میری ہر رگ سے شراب جدا ہو کر ٹپکتی ہے

سنگ من زاں تاب یاقوتی بیافت
میرے پتھر نے اس گرمی سے یاقوت بن جانا پالیا

ساقیم آں بادہ اندر جام کرد
ساقی نے وہ شراب میرے جام میں کر دی ہے

برِ اویم تافت چوں جسمِ یمن
یمن کے ستارے کی طرح میری ابرو پر چمکا

کہ زماؤمس بر آوردست گرد
جس نے "ماؤمن" کی گرد اڑا دی ہے

عنبریں شد جملہ چوں مشکِ ختن
وہ سب ختن کے مشک کی طرح خوشبودار بن گئی

ریخت در جام مئے از کاف و نون
کاف ونون کی وہ شراب میرے جام میں ڈالی ہے

پیش ازیں خلقے زانفاسِ خوشش
اس سے پہلے بہت سے لوگ ان کے اچھے سانسوں سے

لَیْسَ فِیْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ یُنْزِفُوْنَ
جس میں نہ تو غشی ہے اور نہ وہ بے عقل ہوتے ہیں

مقتبس از نورِ عرفاں گشت و خوش
معرفت کے نور کو حاصل کر لینے والے اور بھلے بنے

بیخودم زاں بادۂ واکنوں مرا
میں اس شراب سے بیخود ہوں اور اب میرے لئے

صد ہزاراں یافتند از مثنوی
مثنوی کے ذریعہ لاکھوں نے حاصل کی

نیست فرق از جان و تن وز سر زپا
جان اور جسم اور سر اور پاؤں میں فرق نہیں ہے

ارتقا سوئے صراطِ مستوی
سیدھے راستہ کی جانب بلندی

ریخت در کامم جلالے جُرعہ
جلال نے میرے حلق میں ایک گھونٹ ڈال دیا

من ہم از فیضانِ انفاسِ جلالؒ
میں بھی جلالؒ کے سانسوں کے فیضان سے

میزنم بر لوحِ وحدت قُرعہ
میں وحدت کی تختی پر قرعہ ڈالتا ہوں

در رسیدم تا جلیلِ ذوالجلال
جلیل ذوالجلال تک پہنچ گیا

رشحہ بحرِ[2] جلالش بر دلم
اس کے جلال کے سمندر کا ایک چھینٹا میرے دل پر

نیست دُور از لطفِ اخوانِ[3] صفا
بزرگوں کی مہربانی سے بعید نہیں ہے

آمد و بر بود ازیں آب و گلم
آیا اور مجھے اس آب وگل سے اچک لے گیا

در رسیدایں بندہ ہم سوئے خدا
یہ بندہ بھی خدا کی جانب پہنچ گیا

چہ عجب شمس از نوازد ذرّہ را
کیا تعجب ہے اگر شمس ذرے کو نوازے

ابرِ خوش سیراب ساز و ترّہ را
ابر سبزی کو اچھی طرح سیراب کر دے

رُو بحق آر و بکن ختم کتاب
اللہ تعالیٰ کی جانب رخ کر اور کتاب ختم کر دے

دم مزن وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب
دم نہ مار' اور اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے

رَبَّنَا فَالْحَمْدُ لَکَ فِیْ کُلِّ حَال
اے ہمارے رب ہر حال میں تیرے ہی لئے تعریف ہے

اَنْتَ مَعْنَی السِّرِّ فِی کُلِّ الْمَقَال
ہر قول میں معنیٰ راز تو ہی ہے

اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ اِلَیْکَ وَجْهَتِیْ
تو ہی میرا مقصود ہے تیری ہی طرف میرا رخ ہے

خَالِصًا لِلّٰهِ کَانَتْ تُهْمَتِیْ
میرا ارادہ خالص اللہ کے لئے ہے

یَا مُحِیْطَ الْکُلِّ یَا کَهْفَ الْوَرٰی
اے سب کو محیط اے مخلوق کے کہف!

یَا اِلٰهَ الْعَرْشِ یَا رَبَّ الثَّرٰی
اے عرش کے خدا! اے زمین کے رب!

کُنْ اَنِیْسَ الْقَلْبِ وَاخْتِمْ لِیْ بِخَیْر
تو دل کا مونس بن اور میرا خاتمہ بالخیر کر

اَنْتَ حَسْبِیْ اَنْتَ کَافِیْ لَیْسَ غَیْر
تو مجھکو کافی ہے تو میرے لئے کفایت کرنیوالا ہے دوسرا کوئی نہیں ہے

در ختم و سالِ تاریخِ اختتام
مثنوی مذکور میشود ۱۲۶۶ ہجری

ختم شد ایں نسخہ در سالِ غیور
لفظ غیور کے سال میں یہ نسخہ ختم ہوا

غیرتِ حق دارش از غیر دور
اللہ تعالیٰ کی غیرت اس کو غیر سے دور رکھے

---

[1] یَلَیْتَنِیْ کُنْتُ ۔ آسمان یہ نعرہ لگاتا ہے کہ کاش میں مٹی ہوتا تو اس ذکر کرنے والے کی خاک پا بنتا ۔ میم ۔ بوسیدہ ۔ راق ۔ شرب ۔ غول ۔ یُنْزِفُوْن جو خمار کی حالت میں پیدا ہوتی ہے ۔ [2] بحر جلال ۔ یعنی مولانا جلال الدین کا علم ۔ بحر حسام ۔ یعنی مولانا حسام الدین کا علم ۔ مہر و مہ ۔ یعنی مولانا جلال الدین اور مولانا حسام الدینؒ [3] اخوان الصفا ۔ برادران صفا صوفیاء شمس ۔ شمس صربری ۔ نجمہ ۔ خواہش ۔ غیور ۔ ۔ بحجہ کے حساب سے اس لفظ کے ۱۲۶۶ عدد ہیں یہ اس خاتمہ کی تاریخ ہے ۔

دست غیر از دامنِ او اے دُور باد
غیر کا ہاتھ اس کے دامن سے دور رہے

ہر کہ از نورش رمد بے نُور باد
جو اس کے نور سے بھاگے خدا کرے بےنور رہے

غیر آں کز یادِ حق بیگانہ اَست
غیر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی یاد سے بیگانہ ہے

در پئے دنیائے دُوں دیوانہ اَست
یعنی دنیا کے پیچھے دیوانہ ہے

در پئے مالِ جہاں مجنوں بُود
دنیا کے مال کے پیچھے پاگل ہو

حُبِّ جاہ اُورا بدل مکنوں بُود
اس کے دل میں رتبہ کی محبت پوشیدہ ہو

اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ اَوْلَادُكُمْ
بیشک تمہارے اموال تمہاری اولاد

فتنہ فرمود حقِّ ذُوالجَلَال
فتنہ فرمایا ہے (آنکھ) فتنہ فرمایا ہے

تا توانی غیر حق را دُور کُن
جتنا ہو سکے اللہ تعالیٰ کے غیر کو دور کر

بعدازاں عزمِ دژآں سُور کُن
اس کے بعد اس فصیل کے قلعہ کا ارادہ کر

باخودی بینی اگر ایں اختتام
اگر تو اس خاتمہ کو خودی کے ساتھ دیکھے گا

خود بُرون دَر بمانی والسّلام
خود باہر رہ جائے گا ' والسلام

وز خودی بیروں بر آو یار باش
خودی سے باہر نکل اور یار بن

وَرنہ پندار خودی اغیار باش
اور اگر تو خودی کے غرور میں تا کہ غیروں میں سے رہ

بہر یک رنگ ایں سخن یک رنگ شُد
یک رنگ کے لئے یہ کلام یک رنگ ہے

بہر رجم آں شیاطیں سنگ شُد
ان شیطانوں کے سنگسار کرنے کے لئے پتھر ہے

دخلِ غیر اندر چنیں حصنِ حصیں
ایسے محفوظ قلعہ کے اندر غیر کا دخل

کے شود بے صلح و رفعِ حرب و کیں
بغیر صلح اور لڑائی اور کینہ کے ہٹائے بغیر کب ہو سکتا ہے

بادلِ صاف از برائے حق ببیں
خدا کے لئے صاف دل کے ساتھ دیکھ

از گُل اُو تا بَری بُوئے یقیں
تا کہ تو اس کے پھول سے یقین کی خوشبو سونگھ لے

ورنہ در چون و چرا آزار باست
ورنہ چون و چرا میں تکلیف ہیں

ہر کجا گُل ہست آنجا خار باست
جہاں کہیں پھول ہے وہاں کانٹے ہیں

لفظ رُوپوش ست مقصد معنی ست
لفظ نقاب ہے اور معنی مقصود ہیں

غیرِ حق جستن ازیں لا یعنی ست
اس سے حق کے سوا ڈھونڈنا لا یعنی ہے

حق بجو حق بگو حق بخواں
حق کو تلاش کر اور حق کہہ اور حق پڑھ

ہر زماں حق حق بگو حق را بداں
ہر وقت حق حق کہتا رہ حق کو جان

ہر کہ حق را جُست حقّانی ست اُو
جس نے حق کو تلاش کیا وہ حقانی ہے

رحمتِ حق باد رحمانی ست اُو
وہ اللہ کی رحمت ' خدائی ہوا ہے

کارِ شیطانی مکن شیطاں مباش
شیطانی کام نہ کر ' شیطان نہ بن

بر غبارِ جانِ کس آبے بپاش
کسی کے جان کے غبار پر آب پاشی کر

وقت را با غیرِ حق ضائع مکن
وقت کو غیر حق میں برباد نہ کر

بطن را پُر رُوح را جائع مکن
پیٹ کو پر اور روح کو بھوکا نہ بنا

پردۂ پندار تُست ایں نقشِ غیر
یہ غیر کا نقش تیرے پندار کا پردہ ہے

نیست جُز آں یک صنم در جملہ دَیر
تمام بت خانہ میں اس ایک صنم کے علاوہ نہیں ہے

فانی از خود شَو بشو باقی بحق
اپنے اعتبار سے فانی بن ' باقی باللہ بن

سَر دہد از باطنت رَبُّ الفَلَق
رب الفلق تیرے اندر سے نمودار ہو گا

مثنوی ہشت مجلّد یک نواست
چھ دفتروں میں مثنوی کی ایک آواز ہے

حاصلِ آں غوطہ دَر بحرِ فناست
اس کا خلاصہ فنا کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے

گر رہِ حق بایدت ہُشیار باش
اگر تجھے خدا کا راستہ چاہیے ہوشیار بن

غفلت از خود دور کُن بیدار باش
اپنے اندر سے غفلت دور کر بیدار بن

باش اوّل بر شریعت اُستوار
پہلے شریعت پر استقامت کر

بعدازاں سُوئے طریقت رُو بیار
پھر طریقت کی جانب رخ کر

گامِ اوّل مستقیم شرع شَو
پہلے قدم پر شرع پر جم

بعدازاں راہِ طریقت را برو
اس کے بعد طریقت کا راستہ چل

تخلیہ باتحلیہ باید ضرور
آراستگی کے ساتھ صفائی ضروری ہے

تا نمانی بحرِ عرفاں را عبور
تا کہ تو معرفت کے سمندر کو عبور کر سکے

ایں سخن را نیست ہرگز اختتام
اس بات کا کبھی خاتمہ نہیں ہے

پس سخن کوتاہ باید والسّلام
تو بات کو مختصر کر دینا چاہیے والسلام